اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

پاکستان میں حفاظتِ اسلام کا علمبردار

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

پاکستان

العُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ (الحدیث)

# علم اور اہلِ علم کا مرتبہ

حضرت مولانا عبد الحمید سواتی مد ظلہ مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ شہر

امام دارمیؒ نے اپنی سند کے ساتھ ضحاک بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ :

"خلیفہ سلیمان بن عبد الملک مدینہ منورہ سے گذرا اور مکہ مکرمہ کی طرف جانا چاہتا تھا۔ کئی روز تک مدینہ میں ٹھہرا۔ اپنے لوگوں سے اس نے پوچھا کہ :

کیا مدینہ میں اب کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پایا ہو ؟

لوگوں نے کہا، کہ ہاں ابو حازمؒ ہیں۔

سلیمان نے پیغام بھیج کر ابو حازمؒ کو طلب کیا۔ جب وہ آئے تو سلیمان کہنے لگا :

اے ابو حازم ! یہ کیا جفا ہے ؟

ابو حازم نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین ! آپ نے مجھ سے کونسی جفا دیکھی ہے ؟

سلیمان نے کہا کہ مدینہ کے تمام سرکردہ لوگ میری ملاقات کے لیے آئے ہیں، اور تم نہیں آئے (یہی جفا ہے)۔

ابو حازم نے کہا کہ اے امیر المومنین ! میں آپ کے لیے خدا کی پناہ چاہتا ہوں ایسی بات سے جس کا وجود ہی نہ ہو۔ آج سے قبل نہ آپ مجھے پہچانتے تھے اور نہ میں نے آپ کو دیکھا ہے (جب ہم ایک دوسرے کو پہچانتے ہی نہیں تو پھر کیا گلہ شکوہ ؟)

سلیمان نے محمد ابن شہاب کی طرف التفات کیا تو انہوں نے کہا کہ شیخ ابو حازم ٹھیک فرماتے ہیں۔ آپ کی رائے صحیح نہیں۔

پھر سلیمان نے کہا کہ اے ابو حازم ! یہ بتائیں کہ ہم لوگ موت کو کیوں ناپسند کرتے ہیں ؟

ابو حازم نے جواب دیا کہ تم لوگ موت کو اس لیے ناپسند کرتے ہو کہ تم نے دنیا کو آباد کیا ہے اور آخرت کو برباد کیا ہے تو اب تم لوگ آبادی سے ویرانے کی طرف منتقل ہونے کو ناپسند کرتے ہو۔

سلیمان نے کہا، ابو حازم ! بے شک تم نے ٹھیک بات کی ہے۔

پھر سلیمان نے کہا کہ یہ بتائیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے کل کس طرح پیش ہوں گے ؟

ابو حازم نے جواب دیا، نیکوکار اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح پیش ہوں گے جس طرح کوئی غائب شخص اپنے اہل و عیال کے پاس سفر سے واپس آتا ہے اور بدکار آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح پیش ہوں گے جس طرح بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کے سامنے پیش ہوتا ہے۔

اتنی بات سن کر سلیمان پر گریہ طاری ہو گیا۔ وہ رونے لگا اور کہنے لگا کہ کاش ! مجھے یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے لیے کیا ہے ؟

ابو حازم نے کہا کہ اپنے عمل کو کتاب اللہ پر پیش کرو۔

سلیمان نے کہا کہ کتاب اللہ میں کس جگہ میں اس کو پاؤں گا ؟

ابو حازم نے کہا کہ اس آیت میں :

ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم

ترجمہ : بے شک، نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بدکار جہنم میں۔

سلیمان نے کہا کہ ابو حازمؒ ! پھر اللہ کی رحمت کہاں ہو گی ؟

ابو حازم نے کہا کہ :

ان رحمت اللّٰہ قریب من المحسنین

ترجمہ : بے شک، اللہ تعالیٰ کی رحمت تو نیکوکاروں کے قریب ہے۔

سلیمان نے کہا، اے ابو حازم ! اللہ تعالیٰ کے بندوں میں زیادہ برگزیدہ بندہ کونسا ہے ؟

ابو حازم نے کہا کہ احسان کرنے والے اور عقلمند اللہ تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ ہوتے ہیں۔

سلیمان نے کہا کہ یہ بتائیں کہ کونسے اعمال افضل ہیں ؟

ابو حازم نے کہا۔ افضل اعمال فرائض کو ادا کرنا اور محرمات سے اجتناب کرنا ہے۔

سلیمان نے کہا، کونسی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے ؟

ابو حازم نے کہا وہ دعا جو احسان مند اپنے محسن کے لیے کرتا ہے۔

سلیمان نے کہا، افضل صدقہ کونسا ہوتا ہے ؟

ابو حازم نے جواب دیا، جو مصیبت زدہ سائل کو دیا جائے اور وہ صدقہ جو نادار آدمی اپنی مشقت سے کما کر دیتا ہے۔ اور جس میں احسان جتلانا اور اذیت دینا نہیں ہوتا وہ صدقہ افضل ہوتا ہے۔

سلیمان نے کہا کہ کون سی بات زیادہ انصاف و عدل والی ہوتی ہے ؟

ابو حازم نے کہا، حق بات کہنا اس کے سامنے جس سے تم ڈرتے ہو یا جس سے امید رکھتے ہو۔

سلیمان نے کہا کہ ایمان والوں میں سے زیادہ صاحب فراست کون ہے ؟

ابو حازم نے کہا وہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت [illegible]
اور دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف دعوت دیتا [illegible]

سلیمان نے کہا، اہل ایمان میں احمق [illegible]

ابو حازم نے کہا کہ جو اپنے ظالم بھائی کی خواہش [illegible]
کرتا ہے اور اپنی آخرت کو دوسروں کی دنیا کی خاطر [illegible]
دیتا ہے۔

سلیمان نے کہا۔ تم ہماری اس حکومت [illegible]
بارہ میں کیا کہتے ہو ؟

ابو حازم نے کہا کہ امیر المومنین ! آپ مجھ کو [illegible]
معاف رکھیں تو بہتر ہو گا۔

سلیمان نے کہا کہ نہیں جو نصیحت کی بات [illegible]

ابو حازم نے کہا۔ اے امیر المومنین ! تیرے [illegible]
نے تلوار کے زور سے لوگوں کو ماتحت بنایا اور [illegible]
اپنے قبضہ میں کیا۔ مسلمانوں کی رضا اور ان کے مشورہ [illegible]
اور بہت سے لوگوں کو قتل بھی کیا۔ لیکن اس کے [illegible]
دنیا میں رہ نہ سکے، آخر کوچ کر گئے۔ کاش اگر [illegible]
کہ انہوں نے کیا کہا اور ان کو کیا کہا گیا ؟

سلیمان کے ہم نشینوں میں سے ایک [illegible]
ٹوکا اور کہا کہ تم نے بری بات کہی ہے۔

ابو حازم نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ میں نے [illegible]
نہیں کہی بلکہ اپنا فرض ادا کیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ [illegible]
عہد و پیمان لیا ہے کہ وہ حق بات لوگوں کے سامنے [illegible]
اور اس کو چھپائیں نہیں۔

سلیمان نے کہا۔ ہماری حالت کس طرح [illegible]
ہو سکتی ہے ؟

ابو حازم نے کہا کہ تکبر چھوڑ دو، نیکی اور احسان [illegible]
کرو اور مال کو مساوات کے ساتھ تقسیم کرو تو تمہاری [illegible]
ہو سکتی ہے۔

سلیمان نے کہا، یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟

ابو حازم نے کہا۔ مال کو اس کے حلال [illegible]
حاصل کرو اور اس کے حقداروں میں اسے رکھو [illegible]

سلیمان نے کہا کہ اے ابو حازم کیا تم اس [illegible]
رکھتے ہو کہ تم ہماری رفاقت اختیار کرو۔ اس [illegible]
فائدہ اٹھاؤ گے اور ہم تم سے مستفید ہوں گے

ابو حازم نے کہا، پناہ بخدا یہ بات نہیں [illegible]

سلیمان نے کہا۔ کیوں ؟

ابو حازم نے کہا۔ اس لیے کہ مبادا میں [illegible]
تھوڑا سا مائل ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے [illegible]
کے بعد دگنے عذاب میں مبتلا کر دے۔

سلیمان نے کہا کہ اچھا ! اپنی ضروریات [illegible]
بیان کرو۔

ابو حازم نے کہا۔ دوزخ سے نجات [illegible]
میں داخل کر دو۔

سلیمان نے کہا۔ اس کا مجھے اختیار نہیں [illegible]

ابو حازم نے کہا کہ پھر مجھے تمہاری طرف [illegible]
سوا کوئی حاجت نہیں۔

ہفت روزہ **ترجمانِ اسلام** لاہور

سرپرست: حضرت مولانا عبید اللہ انور
جوائنٹ ایڈیٹر: احمد حسین کمال
مدیر و انچارج: حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲ | جمعہ ۱۶ ؍ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ مطابق یکم اگست ۱۹۶۹ء | شمارہ ۲۹

# امریکی پٹھوؤں اور دلالوں میں دہشت

## جمعیۃ علماء اسلام کے بروقت اقدام سے باطل لرزہ براندام ہوگیا

## سامراجی مینڈک ٹرانے لگے

(از حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی)

کون مسلمان نہیں جانتا کہ جمعیۃ علماء اسلام اس ملک میں صرف اسلام کا نفاذ چاہتی ہے۔ اس کا دستور العمل موجود ہے۔ اس کی سالہا سال کی جدوجہد شاہد عدل ہے اور گول میز کانفرنس میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے ۲۲ نکات پر مشتمل اسلامی حکومت کا خاکہ اور اس کا مطالبہ نیز مسلمان کی تعریف کی ضرورت پیش کر کے موشے والیان گروپ امریکی دلالوں اور جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف ابلیسی پروپیگنڈا کرنے والے امریکی حلال خوروں کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی تھی۔

دین کی مقدس کتابوں کو کاٹنے والے یہ امریکی چوہے اپنے روپے حلال کرنے کے لئے کمیونزم کمیونزم اور سوشلزم سوشلزم کی رٹ لگاتے ہیں۔ امریکی بنیوں کو کیا خبر ہے کہ یہ پیٹ کے بندے صرف اس کے ڈالروں کو ضائع کرتے ہیں۔ ورنہ نہ پاکستان میں کوئی سچا مسلمان اور عالم کمیونزم کا حامی ہے نہ اس کا پرچار کرتا ہے۔ لیکن اگر یہ بدگمان زر یہ شور نہ مچائیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کمیونزم کی حامی ہے، تو ان کو پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے ایندھن کہاں سے دستیاب ہو۔

### کمیونزم کہاں سے آتا ہے

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے تھے کہ جس طرح میلے کچیلے جسم اور کپڑوں میں جوویں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح معاشرہ کے فساد سے خود اندر ہی سے کمیونزم کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ اب وہ وقت نہیں رہا کہ لاکھوں مزدوروں اور کروڑوں کسانوں کو حیوانوں کی طرح استعمال کیا جائے اور چارہ بھی پورا نہ دیا جائے۔ مزدور و کسان اور غریب عوام جب دیکھتے ہیں کہ ان کو کھانے کے لئے دو وقت پیٹ بھر کر کھانا، رہنے کے لئے مکان میسر نہیں۔ بچے تعلیم سے محروم اور بیمار بغیر علاج کے کراہ رہے ہیں۔ دوسری طرف بڑے بڑے لوگ ان کے خون پسینہ ایک کرنے اور محنت شاقہ کے نتیجہ میں ایرکنڈیشن میں رہ کر آٹھ دس بار مرغن کھانا کھاتے فروٹ اڑاتے اور بوتلیں پیتے ہیں۔ گرم و سرد مشروبات سے نفس کو بہلاتے اور عیش و عشرت کی داد دیتے ہیں، تو ان غریبوں کا خون کھولتا ہے۔ اور جب ان کو کوئی کمیونسٹ آ کر کہتا ہے۔ کہ دین اسلام میں اور علماء کے ہاں آپ کی مشکلات کا کوئی حل نہیں ہے۔ مذہب اور بڑے بڑے مفتی اور علماء تو صرف سرمایہ داروں کارخانہ داروں اور جاگیرداروں کے پشت پناہ اور محافظ ہیں تو وہ مصیبت زدہ بیچارے جو دین سے واقف نہیں ہوتے، ان کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ اس طرح جب یہ پروپیگنڈا طوفان کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو ملک میں کمیونسٹ انقلاب کا آنا یقینی ہو جاتا ہے۔

### پیٹ کے پوجاری مولویوں کا کردار

اس کشمکش میں پیٹ کے پجاری مولوی یا امریکی دلال حوادث زمانہ اور مصائب دیدہ طبقہ کو سوشلسٹ کمیونسٹ، بے دین اور ملحد کے لفظ سے ڈانٹ ڈپٹ کر جاگیرداروں اور مل مالکوں کو خوش کر کے جھولی بھر لیتا ہے اور امریکی نوازشیں اس کے سوا ہوتی ہیں۔ ایسے پیٹ پجاری مولویوں کے لئے نہ دورے کی خاطر ہوڈوں کی کمی ہوتی ہے۔ نہ سفر کے لئے ایرکنڈیشن کی۔ ایسے پیٹ کے پجاری جب اپنے نوالے کو خطرہ میں دیکھتے ہیں تو بڑبڑانے لگ جاتے ہیں۔ پھر جمعیۃ علماء اسلام کے علماء ربانی کے خلاف پروپیگنڈا کو اور تیز کر دیتے ہیں۔ تاکہ موشے والیان گروپ کے دسترخوانوں کی بچی کھچی ہوئی ہڈیاں حاصل کر سکیں۔

### جمعیۃ علماء اسلام کا بلند کردار

دوسری طرف جمعیۃ علماء اسلام کے وہ علماء کرام ہیں۔ جو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ۔ شاہ ولی اللہؒ ۱۸۵۷ء کے مجاہدین آزادی کے وارث ہیں۔ جو برٹش گورنمنٹ کے پہلے دشمن حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا کے نام لیوا ہیں۔ اور انگریز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مردانہ وار جہاد کر کے ان کو نکالنے والے ہیں۔ جن کا دستور العمل مطبوعہ موجود ہے۔

ان کی بالغ نظری نے دیکھا کہ اس ملک میں کمیونزم لانے والے یہ لوگ یہی مزدور اور کاشتکار ہوں گے۔ جو کمیونسٹوں کے پروپیگنڈے میں آ کر ایک مضبوط طاقت کی شکل میں چین کی طرح ملک پر چھا جانے کی کوشش کریں گے، کیوں نہ ان کی یہ غلط فہمی دور کی جائے کہ اسلام میں ان کی مشکلات کا کوئی حل نہیں ہے۔ اور ان کی زندگی صرف کمیونزم کی پناہ میں محفوظ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ان علماء حق نے اعلان کر دیا کہ اسلام جامع کامل اور مکمل مذہب ہے۔ اس میں ہر زمانہ ہر طبقہ اور ہر ملک کے مناسب احکام موجود ہیں۔ اسلام مزدوروں اور کسانوں پر ظلم روا نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کے اندر ان کی تمام مشکلات کا حل موجود ہے۔ یعنی چاروں مذاہب حقہ کے اندر رہ کر اور صرف کتاب و سنت کی روشنی میں تمام امیر و غریب مسلمانوں کی دنیوی زندگیاں بھی سنور سکتی ہیں اور اخروی نجات بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام کے ذمہ داروں نے بعض فقہی اور حدیثی تصریحات کا بھی حوالہ دیا

یہ وہ طریق کار ہے جس سے لازمی طور پر کمیونزم، امریکی سامراج اور لنڈنی جمہوریت سے بیک وقت نجات مل سکتی ہے۔ جس میں لواطت کو قانوناً جائز قرار دے دیا گیا ہے۔

اس اعلان سے توقع کے عین مطابق غریب طبقات میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے پہلی بار سمجھا کہ ہمارا اسلام ناقص نہیں ہے۔ اور انہوں نے اپنی مشکلات میں ان چوٹی کے علماء حق کی جماعت کی ہمدردی کو اللہ تعالےٰ کی غیبی امداد سمجھا۔

اور بہتوں نے یہاں تک کہا کہ ان علماء کے اعلانات نے ہمیں کفر سے بچا لیا (ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا۔

(والحمد للہ رب العالمین) کیوں نہ ہوتا۔ آخر یہ سارے مزدور وکسان اور ملک کا غریب طبقہ باپ دادوں سے مسلمان ہے اور اسلام کی جو خدمت یہ غریب کرتے ہیں، امراء کو اس کا دسواں حصہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ علماء دین اور اس غریب طبقہ کا تعلق بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ

دونوں میں باہم ملاقات ہوئی اور پاکستان لیبر پارٹی نے اپنا منشور جمعیۃ علماء اسلام کے سامنے پیش فرمایا جس میں علماء نے مناسب مشورے دیئے اور جن کو مزدور لیڈروں نے بحیثیت مسلمان ہونے کے خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ اس کے بعد لیبر پارٹی نے علماء کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ ان کے حقوق اور اسلام و پاکستان کے تحفظ کے لئے باہمی تعاون و اشتراک کا فیصلہ اور اعلان ہوگیا۔ اگرچہ اس فیصلہ پر دونوں طرف کے ذمہ داروں نے دستخط کر دیئے ہیں۔ مگر یہ بھی بالاتفاق قرار پایا کہ دونوں جماعتیں اس معاملہ کو آخری منظوری کے لئے اپنی اپنی مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کریں گی۔

## امریکی صفوں میں گھبراہٹ

اس اتحاد سے ایک طرف غریب مسلمانوں پر ظلم کے خلاف متحدہ کوششوں سے ان کو فائدہ پہنچے گا اور علماء کا دینی فرض ادا ہوگا۔ دوسری طرف ان کے باہمی ملنے ملانے سے اور زیادہ منافع ہوں گے۔ اور جس گروہ سے کیمونزم کا خطرہ تھا، وہ بحمدہ تعالیٰ اسلام کے تحفظ کا کام کرے گا۔

امریکی دلالوں کو اپنی روزی خطرہ میں نظر آئی۔ موشے دایان گروپ کو اپنی ناکامی سے سخت پریشانی ہوئی۔ امریکی ایجنٹوں کی صفوں میں اس خبر سے گھبراہٹ پیدا ہوگئی۔ یہاں موشے دایان گروپ اور امریکی دلالوں کا خاص ذکر مقصود نہیں۔ ان کا تعارف آئندہ کرایا جاسکے گا۔ اور ان پر مفصل روشنی ڈالی جاسکے گی۔ یہاں مودودی فرقہ کی قابل رحم حالت ذکر کرنی ہے۔

## مودودیوں کے پیٹ میں مروڑ

سب سے زیادہ تکلیف مودودیوں کو ہوئی ہے۔ وہ خود مزدور یونینوں میں شریک ہو رہے تھے۔ مگر اب وہ ننگے ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کو لیبر پارٹی نے منہ نہ لگایا۔ مگر جب جمعیۃ علماء اسلام نے ان کی خیر خواہی، ہمدردی اور مناسب تعاون کا فیصلہ کرلیا۔ تو صحابہؓ کے ان دشمنوں اور خدا کے برگزیدہ پیغمبروں (علیہم السلام) کی تنقیص کرنے والے ان گمراہوں کے پیٹ میں زیادہ مروڑ اٹھے۔ ان کے سیاح الدین کاکاخیل نے ایک بیان داغ دیا۔ جو اپنے طرز عمل سے اس کاکاخیل قوم کے بدنامی کا باعث بنا ہوا ہے۔ جو تمام پٹھان ممالک میں معزز ترین اور سلائق ترین قوم ہے

بہرحال جمعیۃ علماء اسلام اور لیبر پارٹی کے باہمی اشتراک سے ان کو اپنے گمراہ فرقے کی موت اور امریکی سامراج کی شکست صاف صاف نظر آرہی ہے۔

کسی عقل کے اندھے نے لیبر پارٹی کے بعض عہدداروں پر ماضی کی روشنی میں الزامات عائد کئے۔ کسی نے ان کو کیمونسٹ قرار دیا۔ کسی امریکی ٹٹو نے جمعیۃ علماء اسلام کو کیمونزم کا حامی قرار دیا۔ اس موقعہ پر ہم سب کے جواب میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ لینا کافی سمجھتے ہیں۔

## جمعیۃ کا واضح موقف

ہم اعلان کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام اس ملک میں نہ کیمونزم چاہتی ہے نہ امریکی سامراج کا سایہ برداشت کرسکتی ہے۔ اور نہ ہی برطانوی آقاؤں کی ریشہ دوانیاں قبول کرنے کو تیار ہے۔ ہم سب اسلام چاہتے ہیں۔ اسلام ہی کے لئے ہمارا مرنا اور جینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ آمین!

یہ بات یقینی ہے کہ ہم پلید یہودیوں کی جنگ، قبلہ اول سے توجہ موڑنے اور امریکی مقاصد کی تکمیل کے لئے سوشلزم سوشلزم کا شور مچا کر امریکہ کو اپنی نمک حلالی کا ثبوت دینے کو تیار نہیں ہیں۔ ہم نظریاتی طور پر سب کے خلاف ہیں۔ لیکن سیاسی طور پر جو پاکستان پر یاجوجوں پر حملہ کرائے، اس کے خلاف جہاد کرنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ ہم چین کے غیر اسلامی نظریات کو پاکستان میں پھیلنے کے خلاف جد و جہد کریں گے۔ لیکن سیاسی طور پر اس کی امداد کی قدر ناشناسی کرتے ہوئے اس کے خلاف امریکی سازشوں میں کبھی شریک نہ ہوں گے۔ نہ اس کو امریکہ کی خاطر گھیرے میں لینے کی کوشش کرینگے۔ جو بھارت اور امریکہ دونوں چاہتے ہیں۔ ہماری موجودہ حکومت بھی اس امریکی سیاسی شطرنج کے دام میں نہیں پھنسی۔

بہرحال جمعیۃ علماء اسلام نے مزدور وکسان کے جائز و شرعی حقوق کی حمایت کرکے کیمونزم کو روکا ہے نہ کہ کیمونزم کی حمایت کی ہے۔ ہمارے سامنے سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے۔ جو ایک ایک کافر کے پاس جاکر اسلام کی طرف بلاتے تھے۔ ہم مودودیوں اور امریکی دلالوں کے طریقہ کو کسی طرح پسند نہیں کرسکتے کہ ملک کے لاکھوں کروڑوں غریبوں کو کفر میں دھکیل کر داد حاصل کرو۔ ان کو خواہی نہ خواہی کیمونسٹ بنا ڈالو۔

ہمارے سامنے جو خیالات ظاہر کئے گئے۔ الحمد للہ کہ وہ کسی طرح اسلام سے متصادم نہیں ہیں۔ اور ہم ہر وقت ان کے سامنے اسلامی تبلیغ کا فرض ادا کرتے رہیں گے۔

## مودودی جواب دیں

آخر میں مودودی فرقہ ضالہ سے اتنی بات کہتا ہوں کہ ہم نے لیبر پارٹی سے ان کے حقوق کے لئے شرعی حدود میں تعاون کا فیصلہ کیا ہے۔ جس سے آپ کے سینے پر سانپ لوٹ گیا۔ کل آپ کے گرو گھنٹال مودودی نے بھاشانی، قصوری، ولی خاں وغیرہم سے کیوں اشتراک عمل کر دیا تھا۔ جبکہ انہوں نے اپنے کسی اصول سے علیحدگی کا اعلان بھی نہیں کیا تھا۔ کیا جو چیز اوروں کے لئے حرام ہے۔ وہ آپ کے لئے ماں کا دودھ ہو جاتی ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام پارٹیوں کو صرف اسلام کے اندر رہ کر اور صرف اسلامی روشنی میں کام کرنے کی توفیق دے۔ چنانچہ سب کو اسی بات کی دعوت دی گئی ہے۔

# مودودی اور اس کی جماعت کے جمعیۃ علماء اسلام کے بنیادی اختلافات

## مجھے تمام رہنماؤں کی دینی حمیّت، اخلاق و سیاسی بصیرت پر پورا بھروسہ ہے

### حضرت دین پوری دامت برکاتہم کا فرمان

درگاہ عالیہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالہادی صاحب دین پوری دامت برکاتہم نے کہا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے درمیان مکمل اتحاد ہے۔ نام نہاد جماعت اسلامی کے امیر اسلام کی من مانی تعبیرات کرکے الحاد و بے دینی کو ہوا دے رہے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام، اسلام کے عادلانہ نظام کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔

حضرت دین پوری دامت برکاتہم نے مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ العالی کے خلاف بغاوت کے متعلق شائع ہونے والی خبروں پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خبریں من گھڑت شرانگیز اور بے بنیاد ہیں اور ان خبروں کو ان عناصر کی طرف سے ہوا دی جا رہی ہے۔ جو جمعیۃ علماء اسلام کی عوامی حیثیت سے ہراساں ہیں اور جھوٹ بولنے کو نہ صرف جائز بلکہ واجب قرار دیتے ہیں۔ حضرت دین پوری نے کہا۔ کہ نام نہاد جماعت اسلامی اور اس کے امیر کے ساتھ جمعیۃ کے بنیادی اختلافات ہیں۔ کیونکہ مودودی صاحب اسلام کی من مانی تعبیرات کرکے الحاد اور بے دینی کو ہوا دے رہے ہیں۔ ان کے نزدیک حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر بات سند اور دلیل نہیں ہو سکتی۔ حضرت دین پوری نے کہا کہ جب پیغمبر اسلام کی بات ہی سند نہ مانی جائے گی تو باقی کیا رہ جائے گا۔

مودودی صاحب نے اجتہاد اور حکمت عملی کے نام پر اسلام کے مسلمہ بنیادی عقائد میں تحریف کرنے کی مذموم کوشش کی ہے اور وہ اسلام کو جاگیرداری اور سرمایہ داری کے ظالمانہ نظام کے محافظ کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔

حضرت دین پوری نے کہا کہ انہیں مولانا درخواستی مولانا عبید اللہ انور، مولانا غلام غوث ہزاروی۔ مولانا سید گل بادشاہ اور جمعیۃ کے دوسرے رہنماؤں کی دینی حمیت اخلاق اور سیاسی بصیرت پر پورا بھروسہ ہے۔

انہوں نے جمعیۃ کے کارکنوں پر بھی زور دیا کہ وہ اپنے رہنماؤں کی قیادت پر مکمل اعتماد رکھیں اور مخالفانہ پروپیگنڈا سے بے نیاز ہو کر ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کے لئے جدوجہد تیز کردیں۔ (مفصل بیان صفحہ ۵ پر دیکھیں)

(امروز لاہور)

## دعا کی درخواست

میرا بڑا بھائی کچھ عرصہ سے بیمار ہے اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ تمام دوستوں اور بزرگوں سے التجا ہے کہ اس کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔

(الطاف حسین بھٹی سالار جمعیۃ علماء اسلام ...)

سلسلہ شذرات

# عربوں کی مکمل تباہی کے سامراجی منصوبہ کے آثار

احمد حسین کمال

لاہور کے ایک روزنامہ کے ۴ جولائی ۱۹۶۹ء کے شمارہ میں صفحہ اول پر ایک چارٹ شائع کیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ تمام عرب دنیا اور قلب اسلام یعنی عراق، شام، الجزائر، یمن، مصر، عدن، سوڈان، لیبیا، اردن، سعودی عرب، لبنان، مراکش اور کویت میں سوشلزم کے حامیوں نے اپنے قدم جمالئے ہیں۔ اور وہ خدا، رسول، دین، مذہب اور انسانیت کے خلاف ہر قسم کے گھناؤنے جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اور اس کے اثبات کے لئے بڑے ہی نپے تلے اعداد وشمار اور حوالوں کے لئے عربی کتابوں، رسالوں و اخبارات کے نام بھی شائع کر دیئے ہیں۔

عرب دنیا کے حالات سے ایک ناواقف آدمی، اس چارٹ اور جائزہ کو پڑھنے کے بعد عربوں پر لعنت بھیجے بغیر نہیں رہ سکتا اور اس کی نظر میں عرب اس کے مستحق ٹھہر جائینگے کہ یہودی ان کے خلاف جارحانہ کارروائیاں کرتے رہیں اور امریکی سامراج ان پر مسلط رہے۔

یقیناً یہ سارا جائزہ اور مطالعہ قطعی گمراہ کن ہے اور حوالہ جات کے لئے کتابوں و رسالوں و اخبارات کے نام ناواقف ذہنوں کو مرعوب کرنے کے لئے درج کئے گئے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ مغربی سامراج اور اسرائیل، عربوں کے خلاف کوئی نہایت خطرناک حربہ کھیلنے والے ہیں۔ شاید وہ عربوں پر ایک آخری اور ہمہ گیر ضرب لگانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ لیکن گذشتہ دو مرتبہ کی جارحانہ کارروائیوں سے غیر عرب مسلمان ملکوں اور دنیا بھر کے مسلمانوں میں، عربوں کے ساتھ ہمدردی و حمایت کے جو وسیع ترین جذبات پیدا ہوئے اور سامراجیت و یہودیت کے خلاف ایک سرے سے دوسرے سرے تک زبردست احتجاج کی لہر دوڑ گئی۔ اس پر پہلے سے بند باندھ دینا چاہتے ہیں۔

وہ اس قسم کے پروپیگنڈے سے، جس میں سعودی عرب تک کو اشتراکیت کے اثرات سے ملوث بتایا گیا ہے اور تمام عرب ملکوں کو کسی نہ کسی درجہ میں اشتراکی نرغہ میں گھرا ہوا دکھایا گیا ہے، عرب سے باہر کے مسلمان عوام کو یہ باور کرا دینا چاہتے ہیں کہ اب عرب میں اسلام تو قریب ختم ہے۔ سوشلزم کے حامی شعائر اللہ تک کو برباد کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے خلاف اگر اسرائیل اور امریکہ، یہود اور عیسائی کوئی اقدام کرتے ہیں۔ اور ان ملکوں پر تسلط قائم کر لیتے ہیں تو یہ اسلام اور مسلمانوں کے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ جہاں سوشلسٹ نعوذ باللہ حرم کعبہ اور حرم نبوی کو مٹانے کے درپے ہوں اگر وہاں اسرائیل اور امریکہ و برطانیہ، ان مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے قبضہ کر لیں اور سوشلسٹوں کو ختم کر دیں، تو یہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کا ہی اقدام ہوگا۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے چارٹ اور معلومات سے بہرہ ور ہونے کے بعد اور ان پر یقین کر لینے کے بعد، جب کل دریائے نیل سے وادی حجاز تک اسرائیل اور امریکہ و برطانیہ حملہ آور ہو کر تسلط جما لیتے ہیں تو بیرون عرب کے مسلمان نہ صرف کوئی کلمۂ احتجاج نہیں بلند کریں گے بلکہ امریکی و یہودی سامراج کے شکر گذار ہوں گے کہ ہمارے مقدس مقامات کو سوشلسٹ ملحدین کی یورش سے بچا لیا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی روح کو خوش کرینگے۔ جنہوں نے تمنا کی تھی کہ تمام عالم اسلام پر ملکہ وکٹوریہ یعنی انگریزوں کی حکومت قائم ہو جائے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

یہاں حوالجات کی کتابوں و رسالوں وغیرہ کے ناموں کے متعلق یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوا کرتی۔ ایک محقق کا قول ہے کہ بڑی سے بڑی غلط بات کو زیادہ سے زیادہ حوالجات سے مدلل کر کے دوسروں کو باور کرا سکتے ہیں۔ حوالہ جات تک ہر شخص کی رسائی ناممکن ہے اور جو چند لوگ ان تک رسائی کر کے جھوٹ کو آشکارا کریں گے۔ انہیں جھٹلا دینا کوئی مشکل نہیں ہے۔

اس کی مثال مودودی صاحب کی کتاب "خلافت و ملوکیت" موجود ہے۔ اس میں مودودی صاحب نے حوالوں کے لئے بکثرت قدیم کتابوں کے نام دیئے ہیں۔ لیکن جب تجزیہ کرنے والوں نے بیشتر حوالوں کی قلعی کھول دی اور یہ ثابت کر دیا کہ بعض عبارتیں تو سرے سے ان کتابوں میں موجود ہی نہیں ہیں جیسا کہ حال ہی میں مفتی محمد شفیع صاحب کراچی کے ماہنامہ "البلاغ" نے تجزیہ کرتے ہوئے بتایا ہے۔ تو اس کے دفاع کے لئے مودودی صاحب کے رسالہ نے اسلام کی دہائی اور نظام اسلامی کے قیام کے تقاضوں کی فریاد کے ساتھ مسلمان عوام سے اپیل کرنا شروع کر دی۔

چنانچہ اس قسم کے حوالہ جات کا رعب ڈالنا محض ایک "ٹیکنیک" ہوتی ہے۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

# رہنمایان جمعیۃ علماء اسلام کے اختلاف کی خبریں بے بنیاد ہیں

## حضرت مولانا عبدالہادی صاحب سجادہ نشین دین پور شریف کا بیان

خان پور ـ درگاہ عالیہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری نے جمعیۃ علماء اسلام کے رہناؤں کے درمیان "اختلاف" کی خبروں کو بالکل بے بنیاد قرار دیا ہے اور کارکنوں پر زور دیا ہے کہ وہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اپنی جدوجہد تیز تر کر دیں۔

جمعیۃ علماء اسلام خان پور کی طرف سے مقامی اخبار نویسوں کو سجادہ نشین دین پور شریف کا ایک بیان دیا گیا ہے جس میں موصوف اور مولانا غلام غوث ہزاروی کے درمیان "اختلاف رائے" کی خبروں کی وضاحت کی گئی ہے۔ بیان کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام کے رہناؤں کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے اور حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری کو جمعیۃ علماء اسلام کے رہناؤں مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی، حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا عبیداللہ انور، مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا سید گل بادشاہ کی دینی حمیت، اخلاص اور سیاسی بصیرت پر پورا پورا بھروسہ ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہونے کے لئے جو مخلصانہ جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان کے نتائج ملک و ملت کے حق میں خوشگوار اور فائدہ مند ہوں گے۔

بیان میں مولانا غلام غوث ہزاروی اور حضرت دین پوری کے درمیان "اختلاف رائے" اور مفروضہ "جھڑپ" کو سفید جھوٹ قرار دیتے ہوئے اس امر کی تردید کی گئی ہے کہ حال ہی میں جمعیۃ علماء اسلام کے سرکردہ رہناؤں کا ایک اجلاس دین پور شریف میں منعقد ہوا تھا۔ بیان کے مطابق مولانا عبیداللہ انور اپنی گوناں گوں مصروفیات کی وجہ سے گذشتہ ایک سال سے دین پور شریف تشریف نہیں لا سکے۔

جمعیۃ کے مرکزی امیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی خانپور میں ہوں تو وقتاً فوقتاً صلاح مشورہ کے لئے آتے رہتے ہیں لیکن گذشتہ دو ہفتوں سے وہ بھی کوئٹہ گئے ہوئے ہیں۔ مولانا بشیر اختر الہ آبادی بھی ایک ماہ قبل آئے تھے اور مولانا غلام غوث ہزاروی ۱۱ جون ۱۹۶۹ء کو دین پور شریف تشریف لائے تو آپ کی اور حضرت دین پوری کی ملاقات کے دوران مولانا بشیر اختر موجود نہیں تھے۔ اس لئے انہیں کسی خبر کا ذریعہ بتانا درست نہیں ہو سکتا۔

حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری نے جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں پر زور دیا ہے کہ وہ اپنے رہناؤں کی قیادت پر مکمل بھروسہ اور اعتماد رکھتے ہوئے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اپنی جدوجہد تیز تر کر دیں۔

بیان کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈا ایسے عناصر کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ جو اپنے آپ کو اسلام کا اجارہ دار سمجھتے ہیں۔ اسلام کی من مانی تعبیر پیش کر کے الحاد و بے دینی کو ہوا دیتے ہیں اور جھوٹ بولنے کو نہ صرف جائز بلکہ واجب سمجھتے ہیں۔

یاد رہے کہ کراچی کے روزنامہ "جنگ" اور لاہور کے روزنامہ نوائے وقت میں مولانا ہزاروی اور حضرت دین پوری کے درمیان "اختلاف" کی خبر شائع ہوئی ہے۔

## فکر و نظر

# چاند تک رسائی

(احمد حسین صاحب کمال)

مادہ پرست قوموں اور صرف مادہ پر یقین رکھنے والے ذہنوں کے لئے "چاند" یا "کسی کرہ" کی سطح پر قدم رکھنا ایک عظیم اور حیرت انگیز کارنامہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جن کے سینے اسلام کی شمع ایمان سے روشن ہیں اور جنہیں یہ حقیقت واقعہ بتلائی گئی ہے کہ نوع انسانی کے ابو الآباء حضرت آدم علیہ السلام کے حضور کائنات کی سب سے زیادہ طاقتور اور نوری مخلوق فرشتوں کو پہلے دن ہی سجدہ ریز کر دیا گیا تھا۔ اور انہیں اس "جنت" سے جو کائنات کے ارفع ترین مقام پر ہے، جسم خاکی کے ساتھ "سماء" و "خلاء" کے اندر سے گذار کر زمین پر اتارا گیا تھا۔ نیز جن کے آخری داعی حق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات کے چند لمحات میں فرش سے عرش تک کی سیر کرا دی گئی تھی، اور مومنین صالحین کو ایمان و تقویٰ کی صفات کے ساتھ کائنات کی ہر چیز کو براہ راست مسخر کر دینے کی بشارت... دی گئی تھی، ان کے لئے چاند کی سطح پر جو سائنسدانوں کے قول کے مطابق اس زمین کا ہی ایک حقیر و ویران جدا شدہ ٹکڑا ہے کسی انسان کا قدم رکھنا ایک ذرہ برابر بھی حیرت انگیز امر نہیں ہے۔

ہوا اور خلاء کی موجودہ سائنسی دوڑ میں اس کی کچھ بھی اہمیت ہو لیکن اسلام کی نظر میں ایک مکھی کی قدرتی پرواز اس مصنوعی اور ہزار اہتمام و تحفظات سے معمور و محدود پرواز سے کہیں زیادہ فائق ہے۔

اگر اس بھاری بھرکم اور ہمہ گیر پروپیگنڈے کو جو چاند تک پہنچنے کی حالیہ مہم کے دوران امریکہ کی طرف سے جاری رکھا گیا ہے، ذہنوں سے اتار کر اصل واقعہ کی طرف دیکھا جائے تو اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ہوائی اور خلائی سفر کی ایک ذرا بعید منزل تک انسان پہنچ گیا ہے۔ اور مشین کا اتنا تابع ہو کر پہنچا ہے کہ اس کی شخصیت اس میں محض صفر ہو کر رہ گئی ہے۔

پروپیگنڈے کی شدت سے صرف آشکارا ہوتا ہے کہ گذشتہ چند سالوں میں امریکہ کے عالمی وقار کو جو صدمہ پہنچا ہے اور اس کی سیاسی و اخلاقی ساکھ پر جو ضرب پڑی ہے سائنس کے میدان میں اپنی برتری دکھا کر وہ اس کی تلافی کرنا چاہتا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اپنی اسلام اور مسلمان دشمن فطرت کی نیش زنی سے بھی نہیں چوکا۔

ٹھیک اس وقت جبکہ چاند پر جانے کی مہم کے پروپیگنڈے کے ذریعہ اس نے تمام دنیا کی توجہ دوسری طرف..... مبذول کرا لی تھی، اس کے متبنیٰ اسرائیل نے دبے پاؤں سینکڑوں طیاروں کے ساتھ، مصر پر حملہ آور ہونے کی ناکام کوشش کی۔

دنیا چاند کی طرف جانے والی مہم کی خبروں کی طرف کان لگائے ہوئے تھی اور امریکہ اسرائیل کو شہ دے رہا تھا کہ مصر کو مغلوب کر لینے کا سنہرا وقت ہے۔

لیکن اللہ کے فضل سے مصر اس ذلیل حرکت کے امکان سے غافل نہیں تھا۔ اس کی توجہ چاند کی مہم کے پروپیگنڈے سے زیادہ اپنی سرحدوں کے تحفظ و دفاع کی طرف تھی، اور اس نے اسرائیل کی اس کمینہ جارحیت کا خاطر خواہ نوٹس لیا۔ انیس سے زیادہ اسرائیلی بمبار طیارے مار گرائے اور دشمن کو منہ کی کھا کر شرمناک طور پر پسپا ہونا پڑا۔

چاند کی مہم کے پروپیگنڈے کا یہ مکارانہ اور ذلیل اخلاقی پس منظر ثابت کرتا ہے کہ مسلمانوں، عربوں اور مشرقی قوموں کے بارے میں امریکہ کی روش کس قسم کے کمینے تصور پر مبنی ہے۔

جو طاقت مشرق میں ویٹ نام سے انڈونیشیا تک، مشرق وسطیٰ و افریقہ میں نہر سویز سے بیافرا و نائیجیریا تک انسانوں کو خون کے دریا اور آگ کے جنگل میں دھکیلے چلی جا رہی ہے۔ وہ چاند کی خشک، بنجر اور بے آباد سطح پر یہ تختی نصب کراتی ہے کہ:-

"ہم یہاں پوری انسانیت کی طرف سے امن کا پیغام لائے ہیں"۔

اس فقرہ میں "امن" کی جو کیفیت جھلک رہی ہے اس کا مفہوم شاید یہ ہے کہ ویرانی و بے آبادی کا جو پُر سکوت "امن" چاند پر طاری ہے۔ ایسا ہی "امن" امریکہ کرۂ ارضی پر بھی قائم کرنا چاہتا ہے۔

امریکی سامراج کا یہ اخلاقی دیوالیہ پن اور نہر سویز سے دریائے یالو تک اس کی خوفناک جارحیتوں کا سلسلہ پوری انسانیت کے خلاف وہ جرم عظیم ہے، جس پر چاند کی طرف بھیجی جانے والی ایسی ہزار ہا مہمات اور ان کا مبہم پروپیگنڈا ذرا سا بھی پردہ نہیں ڈال سکتے۔

دنیا کے عوام، مشرق کی قوموں اور ایشیا و افریقہ کے مسلمانوں کے لئے سائنسی برتری کے مظاہروں کا یہ رعب و داب بے معنی ہے۔

مظلوم و محکوم عوام کے اندر سامراج سے نجات حاصل کرنے کا عزم قوی سے قوی تر ہوتا رہے گا۔ اور جب نوع انسانی غلامی کی ہر زنجیر سے آزادی حاصل کر لے گی، اور اسلام کا آفتاب ہر سو طلوع ہو جائے گا، وہ دن چاند ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کی تسخیر سے بھی بڑا اور عظیم ترین دن ہو گا۔

## بقیہ :- سامراجی منصوبہ کے آثار

دیکھنا صرف ان نتائج کو ہوتا ہے۔ جو اس قسم کی حرکات سے نمودار ہو سکتے ہیں۔

مودودی صاحب کی کتاب "خلافت و ملوکیت" نے آج مسلمانوں کے اچھے خاصے پڑھے لکھے طبقہ کو یہ تاثر دے دیا ہے کہ اسلامی نظام کا خاتمہ نعوذ باللہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلط پالیسیوں سے شروع ہوا۔ اور حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ وغیرہ ہزار ہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہاتھوں مکمل ہو گیا۔

اب حوالہ جات خواہ لاکھ بار غلط ثابت ہو جائیں لیکن اس کتاب سے جن لوگوں کے اندر صحابہ کے بارے میں ایک غلط اور گمراہ کن ذہن سرایت کر گیا ہے۔ اس کے نتائج تو برآمد ہو کر ہی رہیں گے۔

اسی طرح یہ چارٹ اور جائزہ جس کے لئے بڑی معصومیت کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم نے تو اسے عربی کتابوں، رسائل و اخبارات سے اخذ کر کے مرتب کیا ہے۔ نتیجہ کے اعتبار سے بیرون عرب اور پاکستان کے مسلمانوں میں یہ تاثر پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ایسے ناہنجار اور بدقماش عربوں کا اسرائیل امریکہ، برطانیہ کے ہاتھوں پٹنا بالکل درست تھا۔ اور اگر خدانخواستہ آئندہ مغربی و اسرائیلی سامراج، عراق سے حجاز تک پورے عالم اسلام کو اپنے تسلط میں لے لیتا ہے تو سوشلسٹوں کے مبینہ قبضہ کے خطرے سے اسے اسلام اور مسلمانوں کے لئے بہتر سمجھا جائے گا۔

اور اس کے آثار ظاہر بھی ہو رہے ہیں۔ چالیس ہزار امریکی فوج ریاض (نجد) کے قریب گذشتہ سال سے پڑاؤ ڈالے پڑی ہے۔ اور اب کوئی اس کے خلاف احتجاج کرنے والا نہیں ہے۔

یہ چارٹ اور اس قسم کا مذموم پروپیگنڈا، اسرائیل و امریکی سامراج کی اتنی بڑی خدمت و اعانت ہے جس کا اندازہ عربوں کے خلاف ظاہر ہونے والے مستقبل کے نتائج سے ہی ہو سکے گا۔

اللہ تعالیٰ عرب دنیا اور عرب مسلمانوں کو ایسے دوست نما دشمنوں سے محفوظ رکھے۔ اور دنیائے اسلام کی حفاظت فرمائے۔

"ہوئے یہ دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو"

---

## حضرت مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ صاحب کی گرفتاری پر احتجاج

جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی کے امیر مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ صاحب کے وارنٹ گرفتاری دس جولائی کو جاری کئے گئے اور ۱۶ جولائی کو انہوں نے اپنے آپ کو مارشل لاء حکام جھنگ کے سامنے گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ اسی وقت عدالت میں جیپ منگوائی گئی اور شاہ صاحب کو جیل بھیج دیا گیا۔ اراکین جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا نے حکومت سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ مولانا پر عائد کردہ پابندیوں کو واپس لیا جائے اور مولانا کو فی الفور رہا کیا جائے۔

(محمد ادریس، پانی پتی سلانوالی)

# عراقی سیاست میں ٹانگ اڑانے والے حضرات غصہ نہ کریں

(حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی)

میں نے ایک بیان میں مودودی کی پرانی عادت پر تنقید کی تھی کہ یہ مسلمان ملکوں کی سیاسیات میں ٹانگ اڑا کر اینگلو امریکن سامراج کو فائدہ پہنچاتا رہتا ہے۔

اب اس کی تقلید میں پاکستان کے شیعہ اداروں اور وکلاء نے بھی عراق کے سلسلہ میں یہ کام شروع کر دیا۔ مودودی سے کوئی گلہ نہیں۔ مگر دوسرے اہل درد مسلمانوں سے میں نے عرض کیا تھا کہ حقیقی حالات کا علم نہیں ہے۔ خواہ مخواہ عراقی گورنمنٹ کے خلاف بین الاقوامی پروپیگنڈا کر کے اس کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اگر مداخلت کرنی ہے تو پھر پہلے ایک تحقیقاتی کمیشن بھیج دینے کا انتظام کریں۔

ہم تو اس نازک وقت میں جبکہ عراق کی آدھی فوج یہود کے مقابلہ میں اردن میں مورچوں میں بیٹھی ہے، شط العرب کا نزاع بھی درست نہیں سمجھتے تھے۔ مگر ہم دو دوست ملکوں کے درمیان رائے زنی سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

اب جبکہ عراقی گورنمنٹ جاسوسی کے الزام میں کسی کے خلاف کارروائی کرتی ہے تو اس سلسلہ میں بلا تحقیق ہماری مداخلت کہاں تک صحیح ہو سکتی ہے۔ کیا شام و عراق کی حکومت آپ کے خیال میں کمیونسٹ ہے۔ لہٰذا اس کو یہودیوں سے پٹوا دینا چاہیئے۔ کیا مصر اور الجزائر کی حکومتیں سوشلسٹ ہیں تو ان کو امریکہ اور یہودیوں سے شکست دلا دینی چاہیئے۔ کیا اسی وجہ سے سوڈان پر بھی امریکی قبضہ کرا دینا چاہیئے کیا یمن میں پھر انگریزوں کو واپس بلا لینا چاہیئے۔

مسلمانوں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جبکہ آپ مکہ معظمہ ہی میں تھے۔ ایران اور روم کی لڑائی لگ گئی، مسلمان روم کی فتح چاہتے تھے۔ مشرک ایران کی۔ حالانکہ دونوں کافر تھے۔ اور جب ایران کو فتح ہوئی اور صحابہؓ کو دکھ ہوا، تو قرآن پاک نے آیتیں نازل فرما دیں کہ:۔

"قریبی زمین میں روم والے مغلوب ہوئے ہیں
مگر عنقریب چند سالوں میں غالب آجائیں گے
سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ پہلے بھی
اور پیچھے بھی اور اس دن مسلمان خوش
ہو جائیں گے۔"

چنانچہ صدیق اکبرؓ اور ابوجہل نے سو سو اونٹ کی شرط باندھ لی۔ اگر روم کو فتح ہوئی تو ابوجہل سو اونٹ حضرت صدیقؓ کو دے گا۔ ورنہ وہ اس کو سو اونٹ دینگے۔ بالآخر فتح روم کو ہو گئی۔ اور چونکہ سو سو اونٹ کی شرط پہلے کی تھی۔ اس لیئے حضرت صدیقؓ نے یہ شرط بھی وصول کر لی۔

مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ مصر، عراق و شام، الجزائر و یمن، سوڈان و اردن وغیرہ عرب ممالک کی شکست پر خوش ہونا کسی مسلمان کا کام ہو سکتا ہے؟ یہ نازک وقت ہے امریکی بلاک کی سرپرستی کی وجہ سے عرب ممالک کے مقابلہ میں یہود دندنا رہا ہے۔ اس وقت ہم عراقی حکومت کو یہ اجازت بھی نہ دیں کہ وہ اپنے ملک میں جاسوسوں پر نگرانی رکھے۔ پہلے قطب صاحب کے خلاف ثبوت موجود ہونے بلکہ خود اس کے اقرار کی وجہ سے اس کو سزا دی گئی تو صدر ناصر کے خلاف طوفان کھڑا کیا گیا۔ اس کے نتائج تو سامنے آگئے اب عراقی حکومت کو ختم کرو۔ عرب ممالک اور مقاماتِ مقدسہ کو خطرہ میں ڈال کر پھر سب امریکہ کی سیر کو جایا کریں۔ بغلیں بجائیں اور خوشیاں منائیں۔ میں کمیونسٹ کی قطعاً حمایت نہیں کرتا۔ مگر اس آڑ میں کسی بھی عرب ملک کے خلاف طوفان کھڑا کرنا سامراجی مقاصد کی تکمیل کے مترادف سمجھتا ہوں۔

باقی خبروں اور اطلاعات کا حال یہ ہے کہ کل خبیثوں نے یہ اطلاع دی کہ صدر ناصر نے فرعون کے مجسمہ کی بنیاد میں العیاذ باللہ قرآن دفن کیا ہے۔ کس قدر سفید جھوٹ ہے۔ جو صرف مودودی پارٹی ہی کے شایان شان ہے۔ مصری سفارت خانہ نے تردید بھی کی۔ مگر جب امریکی ڈالر کام کر رہے ہوں، نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے؟

آج یہودی اور امریکی سامراج کے مقابلہ میں یہ چند عرب ممالک کھڑے ہیں آپ ان کو ختم کرا دیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

---

## حضرت مولانا احمد دین صاحب رحمہ اللہ خلیفہ اعظم حضرت حماد اللہ ہالیجوی رحمہ اللہ تعالیٰ

**ابتدائی زندگی** آپ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مختلف دینی درسگاہوں میں تدریس کا کام کرتے رہے اور تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے شہر خانپور تحصیل شکارپور کے نزدیک ایک گاؤں جبار بھوڑ میں توکلاً علی اللہ دینی درسگاہ قائم کی۔ جہاں یکسوئی سے بیٹھ کر علوم نبویہ کی اشاعت کرنے لگے۔ جہاں سے کافی تعداد میں علماء کرام فارغ ہو کر تدریس و تبلیغ میں مشغول ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے خانپور شہر، شکارپور شہر اور ذرخیل نامی بستی میں بھی مدارس قائم کئے۔ جہاں آپ سے فیض یافتہ علماء تدریس کا کام سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اس وقت بھی وہ ان کے جانشین مولانا محمد عالم صاحب مدظلہ کی زیر نگرانی ترقی کر رہے ہیں۔

**تصوف و سلوک** حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ابتداء ہی سے تصوف اور زہد کی طرف میلان تھا اور اسی شوق میں حضرت مولانا سید تاج محمود شاہ امروٹی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی وفات تک ان کی خدمت میں حاضری دیتے اور فیض حاصل کرتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت رحمہ اللہ کے خلیفہ راشد حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کی اور باقی ماندہ تصوف کے مدارج طے کیئے۔ جہاں سے انہیں خرقہ خلافت حاصل ہوا۔ اور ظاہری علوم کی طرح باطنی علوم میں بھی ہزاروں کی تعداد میں علماء وغیرہ ان کے فیض سے مستفیض ہوئے۔

**جمعیۃ علماء اسلام سے شغف**

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو تمام دینی مدارس، علماء، صلحاء اور دینی جماعتوں سے عموماً اور جمعیۃ علماء اسلام سے خصوصاً شغف تھا۔ اور خیرپور ڈویژن کی جمعیۃ کے امیر تھے۔ جہاں بھی کسی جلسہ میں جاتے۔ خواہ وہ جلسہ مدرسہ کا ہو یا سیاسی ہر جگہ آپ جمعیۃ کی اہمیت بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بس اس ملک میں اسلام کی حفاظت کرنے والی صرف ایک ہی جماعت جمعیۃ علماء اسلام ہے۔ اس کو مضبوط کرنا اس وقت میں عظیم جہاد ہے۔

**مودودی کے متعلق نظریہ** حضرت مولانا احمد دین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کو مودودیت اور اس کی جماعت سے سخت نفرت تھی۔ آپ اکثر تقریروں میں فرمایا کرتے تھے کہ مودودی انگریزوں کا بھیجا ہوا ہے تاکہ مسلمانوں کو لڑا کر انہیں کمزور کرے۔ دین کو غلام احمد قادیانی کے بعد اس نے سب سے بڑھ کر نقصان پہنچایا ہے۔ ان سے تعاون کرنا سخت گناہ ہے۔

**وفات** ۱۸ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ بروز بدھ صبح کو آپ درس قرآن دے کر ٹھل کے قریب ایک گاؤں (کریم بخش کھوسہ) میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔ رات کو گیارہ بجے انہیں اچانک دل کا دورہ پڑا اور روح پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرے دن صبح کو انہیں اپنے گاؤں جبار بھوڑ میں جنازہ پڑھنے کے بعد دفن کیا گیا۔ جہاں ہزاروں کی تعداد میں علماء و صلحاء نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

**اوصاف** حضرت رحمۃ اللہ کو شہرت اور نمائش سے سخت نفرت تھی۔ لباس سادہ پہننے کھانے پینے میں کوئی تکلف نہیں تھا۔ مجاہد طبع تھے۔ تمام ملنے والوں سے خندہ پیشانی سے ملا کرتے تھے۔ خصوصاً علماء کا بہت ہی احترام کرتے۔ ہر ایک سے اٹھ کر معانقہ کیا کرتے تھے۔ للہیت اور خلوص کے پیکر تھے۔ جب تدریس سے فارغ ہوتے تو تبلیغ پر چلے جاتے۔ تبلیغ سے فارغ ہوتے تو تدریس میں مشغول ہو جاتے۔

(نواب علی سومرہ چشتی محلہ شکارپور
(سندھ)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# پاکستان لیبر پارٹی کا مجوزہ منشور

مندرجہ ذیل وہ منشور ہے جسے لیبر پارٹی نے جمعیۃ علماء اسلام کی بعض ترامیم کے بعد منظور کیا اور علماء اسلام نے اسی کی بنیاد پر ان سے اشتراک عمل کا معاہدہ کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک کے محنت کش طبقہ کو اسلام سے کس قدر محبت ہے۔ آئندہ علماء کرام کا فریضہ ہے کہ وہ ان کی رہنمائی کر کے انہیں اسلام کی صحیح تعلیم سے روشناس کرائیں۔ (محمد فضل اللہ سندھی ایم۔ اے)

پاکستان لیبر پارٹی دانشوروں، مزدوروں، کسانوں طلباء، عوام اور علمائے کرام کے دبائے ہوئے حقوق دلانے اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے جدوجہد کرے گی۔

۱— پاکستان میں کسی شخص کی بھی تنخواہ بہ حالات موجودہ دو سو روپے سے کم نہ ہوگی۔ اور کسی شخص کی بھی زیادہ سے زیادہ تنخواہ اور آمدنی ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہوگی

۲— پاکستان کے تمام بنکوں اور بڑی بڑی صنعتوں کو جن کا تعلق اجتماعی مفادات سے ہو، قومی ملکیت میں لے لیا جائے گا (اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ مذکورہ صنعتوں کو کسی آمر یا فرد واحد کے حوالے کر دیا جائے۔ جو ان کی آمدنی ناجائز طور پر استعمال کرتا رہے۔ بلکہ ان صنعتوں کے مختلف شعبہ جات سے منتخب شدہ محنت کشوں کی کمیٹیاں بنائی جائیں گی جو نظم و نسق چلائیں گی)

۳— زمین کا مالک خدا ہے۔ اور مالکان اراضی اس کی طرف سے نائب ہیں۔ اس لئے کسی شخص کو یہ اجازت نہ ہوگی کہ وہ اپنے زیر کاشت رقبے کے سوا ہزاروں ایکڑ اراضی اپنے قبضے میں رکھ کر دوسرے کاشتکاروں کو اراضی سے محروم کر دے۔ اس سلسلہ میں ناجائز طریقے سے حاصل کردہ اراضی واپس لے کر مزارعین میں تقسیم کی جائے گی۔ زیادہ سے زیادہ اراضی کی حد بہ حالت موجودہ پچاس ایکڑ ہوگی۔

۴— حکومت کا فرض ہوگا۔ کہ مندرجہ ذیل ضروریات کے سلسلے میں بلا تخصیص مذہب و ملت عوام کی کفالت کرے

(الف) ہر پاکستانی بچے کو اس کی قابلیت کے مطابق مکمل تعلیم مفت دی جائے گی۔ کسی فرد یا خاندان کے بچے کو تعلیم کے سلسلے میں فوقیت نہیں دی جائیگی۔

(ب) ہر پاکستانی کے لئے علاج معالجے کا مکمل اور مفت انتظام ہوگا۔ کسی فرد یا خاندان کے لئے مخصوص انتظام نہیں ہوگا۔

(ج) ہر پاکستانی کو اس کے خاندان کے افراد کے مطابق رہائش کے لئے مکان مفت مہیا کیا جائے گا۔

(د) ہر شخص کو کام مہیا کرنا حکومت کا فرض ہوگا۔

(س) جب تک کوئی شخص بیکار ہے۔ حکومت اسے بیکاری الاؤنس دے گی۔

(ص) حکومت ہر شخص کو بڑھاپے میں پنشن دے گی بیوہ عورتوں، یتیم بچوں اور معذور افراد کی کفالت حکومت کے ذمہ ہوگی۔

## جن امور پر پابندی عائد ہوگی

۵— پاکستان میں مندرجہ ذیل امور پر پابندی عائد ہوگی

(و) پاکستان میں کسی شخص کو کسی صورت میں بھی شراب بنانے اور پینے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(ب) سود لینا اور سود دینا ہر صورت میں ممنوع ہوگا۔

(ج) کھانے پینے کی چیزوں اور دوائیوں میں ملاوٹ کرنے والوں اور زانی کو شریعت کے مطابق سزا دی جائیگی۔

(د) بچوں اور عورتوں کو اغوا کرنے والوں کو سنگین سزا دی جائے گی۔ جس کی انتہا سزائے موت بھی ہو سکتی ہے۔

(س) چوروں کے ہاتھ شریعت کے مطابق کاٹ دیئے جائیں گے (جبکہ ہر انسان کے لئے مکان، تعلیم، ملازمت، بڑھاپے میں الاؤنس، طبی سہولت حکومت مہیا کرے گی)

## صوبہ جات کی خود مختاری

۱— پاکستان کے ہر علاقے کو زبان اور تہذیب کی بنیادوں پر انتظامی مالی و دیگر امور میں مکمل خود مختاری ہوگی

۲— قرارداد پاکستان (سنہ ۱۹۴۰ء) کے مطابق تمام پرانے صوبوں کو بحال کر دیا جائے گا اور ان سے ملحقہ ریاستوں اور قبائلی علاقوں کو ان صوبوں میں شامل کر دیا جائیگا۔

۳— پاکستان کی مرکزی حکومت کے ساتھ تمام صوبوں کا الحاق ہوگا۔ اور ایسے ادارے جن کا کل پاکستان کی سطح پر ایک ہونا ضروری ہے مرکزی حکومت کے ماتحت ہونگے۔

## اسمبلیوں میں نمائندگی

اسمبلیوں میں دانشوروں، مزدوروں، کسانوں اور علماء کرام کی تعداد کے مطابق نشستوں کو مخصوص کیا جائیگا۔ جن کی تعداد ۹۸ فیصدی ہے۔

## مذہبی آزادی

پاکستان میں ہر فرد کو اپنے عقیدے کے مطابق مذہبی آزادی ہوگی۔ یعنی وہ اپنے مذہبی رسوم ادا کرنے میں بالکل آزاد ہوگا۔ حکومت کا فرض ہوگا کہ قرآن اور سنت نبوی کے مطابق ہر فرقے کو اس کے مذہبی فرائض انجام دیتے ہیں تحفظ کرے۔

## عورتوں اور اقلیتوں کے حقوق

۱— پاکستان لیبر پارٹی اقلیتوں کے حقوق کی مکمل حفاظت کریگی

۲— عورتوں کے حقوق شریعت کے مطابق پورے کئے جائیں گے

## نظریۂ پاکستان

نظریۂ پاکستان جس کی بنیاد پر پاکستان قائم کیا گیا تھا کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔

(نوٹ) مندرجہ بالا منشور کے متعلق دانشوروں، مزدوروں کسانوں، علماء کرام اور عوام سے درخواست ہے کہ وہ اس میں مناسب ترمیمیں بھیجیں تاکہ ان کی روشنی میں پاکستان لیبر پارٹی کی کنونشن بلا کر اس کی منظوری حاصل کی جائے۔

(بشیر احمد بختیار کنوینر پاکستان لیبر پارٹی ۲۸ نسبت روڈ لاہور)

## ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ ضلع جھنگ

## حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی اپیل

دور حاضر میں اسلام کے لئے سب سے بڑا فتنہ جسے انگریز نے پروان چڑھایا، ختم نبوت کے مسلمہ اجماعی عقیدہ کو کمزور اور ختم کرنے کا فتنہ تھا۔

یہ فتنہ عہد انگلیشیہ میں برابر نشو و نما پاتا رہا اور علماء حق اس کے مقابلہ میں اول دن سے سینہ سپر ہو گئے تھے۔

پاکستان میں انگریزی عہد کے باقیات السیئات میں سب سے بڑا یہی فتنہ ہے۔ جس کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو ختم کرنے کے لئے پاکستانی مسلمان اور علماء حق آزمائشوں کی سخت ترین گھاٹی سے گذر چکے ہیں۔

اس فتنہ کی سرو سامانیاں ہنوز تاخت و تاراج میں منہمک ہیں اور علماء حق بھی اس کے ازالہ کے لئے مختلف مقامات پر سرگرم کار ہیں۔

منجملہ اس کے ایک ادارہ بھی ہے۔ جسے "ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد" کے نام سے عزیزم منظور احمد صاحب چنیوٹی نے چنیوٹ ضلع جھنگ میں قائم کیا ہے۔

موصوف نے اس ادارہ کے لئے۔ اکنال زمین بھی خرید لی ہے۔ اور دیگر تیاریاں بھی پوری تن دہی سے کر رہے ہیں جس وسیع پروگرام کے ساتھ مولانا موصوف اس ادارہ کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے یقیناً انکار ختم نبوت اور ادعائے نبوت کاذبہ کے تابوت میں آخری کیلیں ٹھونکنا آسان ہو سکے گا۔ نئی نسل اس بدعقیدہ کے مضرات سے بخوبی واقف ہو سکے گی۔

لیکن اس کی تکمیل اہل خیر کے تعاون پر ہی موقوف ہے۔ خریدی جانے والی زمین کی قیمت کی ادائیگی سے لیکر دوسری تعمیری ضروریات اور ادارہ کے ساز و سامان کے لئے زبردست مالی تعاون کی ضرورت ہے

چنانچہ اس نیک مقصد میں تعاون کے لئے ہم ناموس ختم نبوت کے ہر شیدائی سے پر زور اپیل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے ان نیک عزائم کی تکمیل فرمائے۔ آمین!

(مفتی) محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

(مولانا) غلام غوث ہزاروی ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ

## پندرہ روزہ درس قرآن و حدیث

مورخہ ۲ر اگست بروز ہفتہ بعد نماز عشاء الکرمنڈلی پرانا دھرمپورہ بالمقابل جامع مسجد جمعیۃ علماء اسلام دھرمپورہ کی طرف سے درس قرآن و حدیث ہوگا۔

آئندہ بھی پندرہ روز کے بعد ہفتہ کے دن درس ہوتا رہے گا۔

(محمد ابراہیم ناظم جمعیۃ علماء اسلام حلقہ دھرمپورہ لاہور)

# مودودی صاحب اسلام کا نام لیکر اسلام کو ختم کرنے کے در پے ہیں

## حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحب سرگودھا کا اجتماع جمعہ سے خطاب

سرگودھا ۴ر جولائی۔ آج نماز جمعہ سے قبل جامع مسجد کے عظیم الشان اجتماع میں ضلع سرگودھا کی مشہور معروف علمی دینی اور روحانی شخصیت حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحب جو کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین بھی ہیں نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر دور میں حق و باطل کی ٹکر رہی ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے حق کو غالب فرمایا۔

ہر دور میں باطل کا مقابلہ علماء حق نے کیا۔ جس کی بنا پر علماء حق کے ساتھ ظلم و تشدد بھی کیا گیا۔ آپ نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ باطل بعض اوقات دین و اسلام کا مقدس نام لے کر سامنے آتا ہے۔ تاکہ عوام کو اس مقدس نام سے دھوکا دیا جائے۔

آج ہمارے ملک میں کئی فتنے جنم لے چکے ہیں۔ بعض تو کھل کر اسلام اور مذہب کو مٹانے کی کوشش میں معروف ہیں اور بعض اندرونی طور پر اسلام اور اس کی تعلیمات کو ختم کرنے کی ناپاک جسارت کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بحیثیت ایک عالم کے میرا فرض ہے۔ کہ میں آپ لوگوں کو صحیح راستہ بتلاؤں۔ میں نے اکثر و بیشتر مودودی صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مودودی صاحب اسلام کا نام لے کر اسلام کو ختم کرنے کی ناپاک کوشش میں معروف ہیں۔ اس فتنہ سے آگاہ کرنا میرا دینی اور اسلامی فریضہ ہے۔ مودودی صاحب نام تو اسلام کا لیتے ہیں لیکن جن لوگوں نے قرآن اور حدیث و فقہ کے سلسلہ میں امت مسلمہ کی صحیح راہنمائی کی ہے۔ جن کی بدولت ہمیں ایمان نصیب ہوا۔ ان پر بھی تنقید و تنقیص کی ہے۔ اور پھر اس سے بڑھ کر انہوں نے انبیاء کرام اور صحابہ کرامؓ پر بھی تنقیدی قلم چلایا جو شخص صحابہ کرام اور انبیاء کرام پر تنقید کرتا ہے وہ کونسا اسلام پیش کرتا ہے؟

آپ نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات ہمارے لئے شریعت میں حجت ہے اور واجب التسلیم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ کہ جو چیز رسولؐ تم کو دے اس کو پکڑ لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔ اور فرمایا۔ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ لیکن مودودی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حیثیتیں بیان کی ہیں۔ مودودی صاحب اپنی کتاب تفہیمات حصہ دوم صفحہ ۳۲۸ پر لکھتے ہیں:-

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں رسول بھی تھے، ایک انسان بھی تھے۔ ایک عرب بھی تھے۔ اور ایک خاص زمانے اور خاص اجتماعی ماحول کے رہنے والے بھی تھے۔ آپ کے ہر فعل میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی یہ سب حیثیتیں ایک ساتھ موجود تھیں۔ ان مختلف حیثیات کے مخلوط ہونے کی وجہ سے بسا اوقات یہ تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کسی فعل کا کونسا حصہ آپ کی حیثیت رسالت سے تعلق رکھتا ہے۔ تاکہ اسے حجت شرعی بنایا جائے اور کون سا حصہ آپ کی دوسری حیثیات سے متعلق ہے جو حجت شرعی نہیں۔"

یہ عبارت مودودی صاحب نے لکھ کر تمام دین پر پانی پھیر دیا۔ اور دوسروں کو موقعہ دیا کہ آپ کے رسولؐ کی فلاں بات ہم نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ بات بحیثیت رسول کے نہیں فرمائی۔ اب آپ بتائیں کہ بے دین ہر بات کو یہ کہہ کر رد کر سکتے ہیں کہ یہ بات بحیثیت انسان کے فرمائی ہے نہ کہ رسول۔ اس کے علاوہ اور بھی کتابوں کے حوالے دیئے۔

آپ نے مودودی صاحب کی نام نہاد کتاب خلافت ملوکیت پر شدید نکتہ چینی کی۔ جس میں مودودی صاحب نے حضرت عثمانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں پر تنقید کی۔ جس سے کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی آپ نے عوام سے اپیل کی کہ مودودی جماعت سے پرہیز کریں اور علماء حق سے تعاون کریں۔

(حافظ محمد صادق ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا)

حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام
گھوٹکی ضلع سکھر (سندھ)

# اسلام اور سرمایہ داری

اسلام صرف عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔ جس میں آفرینش انسان سے لے کر موت تک کے تمام درجہ علیا کے احکام، قوانین زندگی اور اصول حیات موجود ہیں۔ اسلام کا نظام عادلانہ نظام ہے۔ جس میں نہ اتنی تنگی ہے کہ انسان بے بس رہ جائے اور نہ اتنی آزادی کہ دوسروں کے لئے درندہ بن جائے۔ اسلام نے جس طرح انسان کو اپنے ذاتی حقوق کی حفاظت کا اختیار دیا ہے۔ اسی طرح دوسروں کے حقوق غصب کرنے سے بھی سختی سے روکا ہے۔ آج کل سوشلزم اور سرمایہ داری موضوع بحث بنے ہوئے ہیں۔ ایک طرف سرمایہ داری کے حامی اسلام کو اپنی حمایت میں استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ عوام جنہوں نے بیس سال تک اس ملعون نظام کے ہاتھوں عذاب چکھا۔ جب وہ اسے کسی اصل دلیل سے ماننے کے لئے تیار نہیں تو انہیں اسلام کے نام پر دھوکہ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ دوسری طرف سوشلزم والے کہہ رہے ہیں۔ کہ سوشلزم کی اسلام کے ساتھ ٹکر نہیں ہے۔ حالانکہ دونوں کو اسلام سے دور کا واسطہ نہیں ہے۔

بانی اسلام جب دنیا میں تشریف لائے۔ تو اس وقت کے لوگ دو قسم کی خرابیوں میں مبتلا تھے۔ ایک اعتقادی (یعنی شرک کفر وغیرہ) دوسرا سرمایہ داریت، جس کے نتیجہ میں غریب عوام دنیا داروں کے ہاتھوں پس رہے تھے جس آدمی کو دور جاہلیت کا ادنیٰ سا علم ہوگا۔ وہ اس میں شک و تردد نہیں کرے گا کہ خصوصاً عرب کا علاقہ سرمایہ داری کے ہاتھوں انتہائی سفالت تک پہنچا ہوا تھا۔ سودی کاروبار جو کہ سرمایہ داری کی جڑ ہے۔ اس دور میں بڑے پیمانہ پر چل رہا تھا۔ حتیٰ کہ اس وقت کے ظالموں نے عوام میں یہ تاثر پھیلایا تھا کہ تجارت اور سودی کاروبار ایک ہی چیز ہیں (انما البیع مثل الربوٰا) اسلام نے جتنی سختی سے اس طریق معاش کی تردید کی ہے اتنی کسی اور چیز کی نہیں کی۔ حتیٰ کہ شریعت کے نزدیک سود دینے والا، لینے والا، لکھنے والا اور گواہ بننے والا تمام کے تمام ملعون و مردود ہیں۔ اسلام نے اس کاروبار کے متعلق جو سخت رویہ برتا ہے۔ اس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ ذمی کافر کو دارالاسلام میں کفر و شرک کرنے، شراب پینے اور سور کھانے کی اجازت ہے۔ ان افعال سے ان کا ذمہ ختم نہیں ہوتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ "الا من اربیٰ فلیس بیننا وبینہ عہد"۔ یعنی ہوشیار رہو، جو ذمی سودی کاروبار کرے گا۔ اس کا ذمہ ختم ہے۔ اب نہ حربی سمجھا جائے گا نہ ذمی۔ معلوم ہوا کہ اسلامی شریعت میں سرمایہ داری کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ کفر و شرک کو بعض حالات میں تو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سود کی برداشت کے لئے کوئی راہ نہیں۔ اس لئے کہ سود کا مقصد ہی غریب کو غریب تر اور امیر کو امیر تر بنانا ہے۔ جو روح اسلام کے صریح خلاف ہے۔

اسلام نے تو امیروں کا مال غریبوں کو دلایا ہے، نہ کہ غریبوں کا امیروں کو۔ زکوٰۃ، فطرہ، اضحیہ، نفلی صدقات اور کفارات وغیرہ اسلام کے مطمح نظر کو خوب واضح کرتے ہیں۔ اسلام میں بیسیوں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ جن سے سرمایہ داری کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ مثلاً ذخیرہ اندوزی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔
لا یحتکر الا خاطی۔ ذخیرہ اندوزی صرف بدکار ہی کرے گا۔
دوسری حدیث میں ہے کہ باہر سے جو مال شہر کی طرف آ رہا ہو۔ اس کو شہر میں آنے دیجئے۔ تاکہ ہر حاجت مند اس کو خرید کر سکے۔ شہر میں پہنچنے سے پہلے اس کو کوئی خرید نہ کرے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ "باہر سے جو آدمی شہر میں بیچنے کے لئے لائے۔ اس کو اس کا شہری دوست بھاؤ بڑھنے کی امید میں اپنے پاس نہ رکھ لے۔ جبکہ شہر والوں کو اس کی فوری ضرورت ہو"۔

حدیث پاک میں ہے کہ جس آدمی کے پاس زمین ہو وہ یا تو خود آباد کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو آبادی کے لئے بلا عوض دے دے۔

حدیث پاک میں ہے کہ مکہ مکرمہ کے مکانات کو بیچنا اور کرایہ پر دینا دونوں حرام ہیں۔ نیز حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے زمانہ میں مکے کے مکانات نہ بیچے جاتے تھے اور نہ کرایہ پر دیئے جاتے تھے بلکہ مکہ کے مقامات سوائب (چھوڑے ہوئے) کے نام سے مشہور تھے۔ جس کو حاجت پیش آتی تھی وہ سکونت اختیار کرتا تھا اور حاجت روائی کے بعد کسی دوسرے کو دے دیتا تھا۔

امام طحاوی نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ، امام محمد، سفیان ثوری، عطاء اور مجاہد قدس اسرارہم کا یہی مذہب ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اس میں دنیا کے تمام مسلمانوں کی بہبودی ہے۔ اسی لئے تو جب حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ میں خیمہ لگانے کے لئے عرض کیا، تو آنحضرت نے فرمایا کہ ھذا منی مناخ من سبق یعنی منیٰ میں کسی فرد خاص کا حق نہیں۔ جو پہلے پہنچے، اس کی جگہ ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ پانی والا کسی کو پانی پینے سے نہیں روک سکتا۔ کیونکہ پانی بھی قومی اہمیت کی اشیاء میں سے ہے قومی ملکیت والی چیزیں اگر کسی فرد کو بھی دی گئی ہوں تو اسلام نے تو اسے بھی واپس کرانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف میں ہے کہ ابیض بن حمال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور نمک کی کان مانگی۔ حضورؐ نے اس کو دے دی۔ جب وہ مجلس سے اٹھ کر چلا۔ تو کسی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے تو اس کو ایسی کان دے دی جس میں نمک کا غیر منقطع چشمہ ہے (یہ بات حضورؐ کے گمان میں نہ تھی) اس پر حضورؐ نے اس کو واپس بلایا، اور وہ کان اس سے واپس لے لی۔ بعد میں اس نے پیلو کے درختوں کی چراگاہ مانگی۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ جنگل کا وہ حصہ تم اپنے پاس رکھ سکتے ہو جس میں کسی کا جانور نہ چرتا ہو۔ یعنی آبادی سے بالکل دور ہو۔ اور اس کو کوئی اہمیت حاصل نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ خلیفہ وقت کو یہ حق حاصل ہے کہ قومی اہمیت والی اشیاء کو قومیائے۔ طبرانی کی روایت ہے کہ انسان کے لئے وہ چیز ہے جس کو امام پسند کرے۔ یعنی اس میں عامۃ المسلمین کو نقصان نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی تمام اراضی کو مجاہدین میں تقسیم نہ کیا بلکہ کچھ حصے کو بانٹا اور باقی حصہ کو قومی ملکیت قرار دیا۔ اس کو طحاوی نے سہل بن ابی حثمہ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے عراق اور مصر کی اراضی بالکل تقسیم نہیں کی۔ اور وجہ یہ بیان فرمائی۔ کہ "اگر میں یہ زمین تمہیں تقسیم کر دوں تو بعد میں آنے والے انسان کہاں جائیں گے"۔ حالانکہ لڑائی میں جو چیز بھی حاصل ہوتی ہے اس میں مجاہدین کا حصہ ہے۔ لیکن اراضی مذکورہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمرؓ نے صرف اس وجہ سے تقسیم نہ کیا۔ کہ یہ تقسیم قومی مفاد کے منافی تھی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس وجہ کی تصریح کی ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ الناس شرکاء فی ثلاث فی الماء والکلاء والنار۔ یعنی تین چیزوں میں تمام آدمی برابر کے شریک ہیں۔ "پانی، گھاس اور آگ"۔

بہرحال دولت کے ایک جگہ ہونے کا اسلام سخت مخالف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وارث کے لئے وصیت حرام قرار دے دی گئی اور حضورؐ نے باپ کو تمام مال بعض اولاد کو دینے سے روکا ہے۔ اسلام نے اپنا مشن شرک اور سرمایہ داری کی جڑ کاٹنے سے شروع کی اور وحی کی آمد اس وقت بند ہوئی جبکہ سارا جزیرہ عرب شرک اور سرمایہ داری کی لعنت سے پاک ہو گیا۔ حتیٰ عربیت اور عجمیت کے فرق تک کو مٹا ڈالا اور آقا اور غلام کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا۔

اگرچہ سوشلزم بھی اسلام کے منافی ہے لیکن اس وقت جو نظام موجود ہے۔ اس کو اول فرصت میں ہی ختم کرنا چاہیئے۔ اور فی الحال خیالی نظام کو چھوڑ کر حالی لعنت کو ہی نشانہ تیر بنایا جائے۔ اس کے بعد انشاء اللہ سوشلزم اپنی موت آپ مر جائے گا۔

تبصرہ

# علماء اور مزدوروں کا ایک خوشگوار اتحاد

## روزنامہ بانگ حرم پشاور مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۶۹ء

---

جمعیۃ علماء اسلام اور لیبر پارٹی کا اتحاد وقت کا تقاضا ہے۔ جو لوگ عوام کی بہبودی اور خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہوں، وہ اس اتحاد پر یقیناً خوش ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ یہ دونوں طبقے عوام میں سے ہیں۔ عوام میں رہتے ہیں۔ ان کے احساسات درحقیقت عوام کے احساسات ہیں۔ عوام کی مشکلات کو یہ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اس وقت ملک کے خوشگوار مستقبل کا اہم تقاضا ہے کہ سیاست کے اوپر عوام کا قبضہ ہونا چاہیئے۔ گذشتہ ۲۲ سال کے عرصہ کا اقتدار عوام کی پریشانی اور بربادی کا باعث بنا۔ کیونکہ اقتدار پر انگریز کے ازلی ایجنٹوں اور وفاداروں کا قبضہ تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انگریز کی وفاداری میں نہ قوم کی عزت کی پرواہ کی نہ ملک کا خیال کیا اور نہ ہی اسلام اُن کو انگریز کی وفاداری سے باز رکھ سکا۔ انگریز کی خاطر ان لوگوں نے ملک کے عوام پر بے پناہ مظالم ڈھائے اور غریب عوام کا خون چوسا، اور اسی خون پر پلے ہیں۔ ان لوگوں کی فطرت میں قوم کی خدمت کا تصور تک نہ تھا۔ ان کو ہمیشہ اپنے اقتدار اور مفاد کے حصول کی خواہش رہی ہے۔ یہ طبقہ ملک کا بدترین دشمن رہا ہے۔ جس کی بدولت انگریز کی حکمرانی کو طویل عرصہ مل گیا تھا۔ ان لوگوں سے ملک اور قوم کی تعمیر کی توقع اگر کی گئی تھی، تو انجام قوم کے سامنے ہے۔ اسی جذبہ کے تحت ملک کے ۸۰ فیصدی لوگوں کو بھوک فاقہ، غربت، تنگدستی، بے بسی اور بے کسی میں مبتلا کر دیا، اور ملک کی تمام دولت کو آپس میں سمیٹ لیا۔ یہ جاگیردار، یہ بڑے بڑے زمیندار، یہ نواب زادے، یہ شہزادے جو دوسروں کے مال پر عیش و عشرت میں پلے ہیں، عوام کی خدمت کیوں کر کر سکتے تھے۔ اس ملک کی سب سے بڑی خدمت یہ ہوگی کہ ان لوگوں کو سیاست سے قطعاً بے دخل کیا جائے۔

اس وقت قوم نے ہمت کی ہے، جدوجہد کی ہے۔ بڑی قربانی دی ہے۔ اس وقت قوم میں زندگی پیدا ہو گئی ہے۔ یہ ایک ایسا موڑ ہے کہ اس میں صحیح سمت رفتار سے قوم ان درندوں سے گلو خلاصی کر سکتی ہے۔ قوم کی تباہی کی اصلی وجہ یہی انگریز کے ایجنٹ ہیں۔ جو درحقیقت عوام کو کبھی انسان نہیں سمجھتے کیونکہ یہ لوگ خود انسانیت سے بہت دور ہیں۔ علامہ اقبال نے انہی لوگوں کے متعلق کہا ہے:۔

اے بسا مردِ حق اندیش و بصیر<br>
مے شود از کثرتِ نعمت ضریر<br>
کثرتِ نعمت گداز از دل برد<br>
نازِ مے آرد نیاز از دل برد<br>
سالہا اندر جہاں گردیدہ ام<br>
نم بچشمِ منعماں کم دیدہ ام

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اقبال کہتا ہے کہ میں نے دنیا میں دیکھا کہ اکثر لوگ جو بڑے دور اندیش اور خدا پرست اور نیکوکار ہوتے ہیں۔ لیکن دولت کی فراوانی سے اندھے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ دولت کی زیادتی دل سے ہمدردی اور دوسروں کے لئے تڑپ کا جذبہ ختم کر دیتا ہے۔ خلوص اور نیازمندی کی جگہ نخوت و غرور پیدا ہو جاتا ہے۔ میں سالہا سال تک دنیا میں پھرا ہوں۔ میں نے امیر لوگوں کی آنکھوں میں بہت کم حیا دیکھی ہے۔

علامہ اقبال کے اس سرٹیفکیٹ کے بعد پاکستانی قوم کے سامنے ۲۲ سالہ قیادت و اقتدار کا دور موجود ہے۔ کہ انہی لوگوں کی بدولت ملک اور قوم پر کیا گذری۔ اگر مستقبل میں ملک کے عوام نے ہمت اور کوشش اور جدوجہد سے ان لوگوں سے چھٹکارا نہ پایا۔ تو یہی غربت، یہی فلاکت یہی بے کسی اور بے بسی کے دن ہوں گے اور ملک کے ۸۰ فیصد عوام ہوں گے، اور یہی ارباب اقتدار کی عیش پرستیاں ہوں گی۔ بالغ رائے دہی جمہوریت کا ایک ایسا زریں اصول ہے کہ کروڑپتی اور ایک مزدور کو برابر کا درجہ دیتا ہے۔ ہر چھوٹے بڑے شخص کا ایک ہی ووٹ ہوتا ہے۔ اس قوم کی اس سے زیادہ بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ ۸۰ فیصد لوگوں پر صرف ایک فیصد لوگ حکمران رہے ہیں۔ قوم کو اپنی اس بے بسی کا شدید احساس ہوا ہے۔ اور اس احساس کا نتیجہ یہ علماء اور مزدوروں کا اتحاد ہے۔ اگرچہ اس سے مستقل علاج نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کا خوشگوار پہلو یہ ہے کہ اب عوام کو احساس ہو چکا ہے کہ جب تک عوام خود آگے نہیں بڑھیں گے، اپنے میں سے اپنے نمائندے اور لیڈر پیدا نہیں کریں گے۔ جاگیرداروں اور نوابزادوں کی حکومت میں ان کی بہبودی کی کوئی صورت نہیں ہے عام طور پر اس ملک میں مزدوروں کے متعلق بڑا غلط تصور کیا جاتا ہے۔ عام تأثر یہ ہے کہ جتنے مزدور ہیں یہ ایک خاص تحریک سے تعلق رکھتے ہیں۔ حالانکہ مزدور اپنی خستہ حالی اور پریشان حالی کی وجہ سے اپنے بچوں کی روٹی کے فکر سے بے نیاز نہیں ہوتا۔ اس کو دوسری باتوں کے سوچنے اور سمجھنے کا موقعہ کب ملتا ہے۔ سارا دن خون پسینہ ایک کر کے جب مزدوری لے کر گھر آتا ہے۔ تو پھر بھی گھر کی اکثر ضروریات نامکمل ہوتی ہیں۔ رہنے کے مکان ندارد بچوں کے کپڑوں اور خوراک کا تسلی بخش انتظام نہیں ہے تعلیم کے لئے روپیہ کہاں سے آئے۔ بدقسمتی سے گندے ماحول میں رہنے کی وجہ سے مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ علاج کے لئے پیسہ کہاں سے آئے۔ ان پریشانیوں کے باوجود عام طور پر سرمایہ دار طبقے اُن کو کمیونسٹ ٹھہراتے ہیں۔ اس اتحاد کا بڑا خوشگوار پہلو یہ ہے کہ علماء کی صحبت میں اس الزام سے مزدور لوگ تو ضرور بچ جائیں گے۔ لیکن سرمایہ داروں کے ایجنٹ ان علماء کو معاف ہرگز نہیں کریں گے۔ یہ الزام ان پر دھریں گے۔ بہرحال الزامات کا چکر اس وقت تک چلے گا۔ جب تک ملک کے غریب عوام آپس میں متحد نہ ہوں گے۔ جب یہ عوام آپس میں متحد ہوں گے تو پھر کوئی پروپیگنڈا اثر نہیں کر سکے گا۔

ہمیں یقین ہے کہ ملک کے دوسرے تمام غریب طبقے جو درحقیقت عوام کہلاتے ہیں۔ اپنی وابستگیاں بڑے بڑے جاگیرداروں، نوابوں اور شہزادوں کے ساتھ ختم کر کے آپس میں ایک ہونے کی بھرپور کوشش کریں گے تاکہ آنیوالے انتخابات میں عوام کے غریب نمائندے منتخب ہو کر اپنے لئے خادم منتخب کر سکیں۔ اگر ابھی سے یہ سلسلہ اچھے انداز سے چلا تو پھر روپیہ چاول کا چکر نہیں چلے گا۔ عوام صرف اپنے عوامی آدمی کو منتخب کر سکے۔ ہم اس موقع پر ملک کے تمام عوام کو اس طرف بطور خاص متوجہ کرتے ہیں کہ انگریز کے ایجنٹوں کی سیاہ بختیوں اور سیاہ کاریوں سے بچنے کا یہی چھوٹا اور مختصر راستہ ہے کہ جاگیرداروں، نواب زادوں اور شہزادوں کو الگ کر دو۔ اگرچہ ملک کے بعض حصوں کے غریب عوام ابھی اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ نوابوں سے گلو خلاصی کر سکیں۔ لیکن دوسروں کی دیکھا دیکھی سے ان کو بھی آئندہ حوصلہ ہو جائے گا۔ دوسرے تمام غریب طبقوں کو آپس میں اتحاد کرنا چاہیئے۔ تاکہ ملک کو درندوں سے نجات حاصل ہو۔

---

## جمعیۃ علماء اسلام کے متعلق ایک شر انگیز خبر کی تردید

(از ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام)

بعض اخبارات میں اب یہ شر انگیز خبر شائع ہوئی ہے، کہ جمعیۃ علماء اسلام کے ہزاروی گروپ کے خلاف اکابر جمعیۃ مشتعل ہیں۔ خبر میں یہاں تک جھوٹ بولا گیا۔ کہ حضرت دین پوری مدظلہ العالی سے میری جھڑپ بھی ہوئی۔ حالانکہ حضرت مدظلہ کے سامنے ہم لوگ اونچی باتیں کرنا بھی عیب سمجھتے ہیں۔ پھر ۱۴ جولائی کو حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب صوبائی امیر مدظلہ اور دیگر اکابر کی اکٹھی تنبیہہ کا ذکر کیا گیا۔ حالانکہ ۱۴ جولائی کو حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب لاہور میں میرے ساتھ تھے۔

اس قسم کی تمام خبریں غلط ہوتی ہیں۔ یہ مرکزی مشن ہے اور مودودی خصلت۔

مسلمان اس سے آگاہ رہیں اور جمعیۃ علماء اسلام کے بارہ میں کسی ایسی خبر پر اعتماد نہ کریں۔ جمعیۃ اور پاکستان لیبر پارٹی کے تعاون کے اعلان سے اب یہ پیچھے گھبرائے ہیں۔ اب یہ پہلے سے زیادہ جھوٹ بولیں گے۔ مگر اہل حق حضرات حوصلہ سے ایسی خبریں پڑھیں اور صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ لیا کریں۔

(غلام غوث ہزاروی)

# حالات و واقعات

(زاہد الراشدی)

## اقتصادی اجارہ داریوں کا خاتمہ

ایک اخباری اطلاع کے مطابق حکومت پاکستان عنقریب ایک آرڈیننس جاری کر رہی ہے۔ جس کا مقصد صنعتی اجارہ داریوں کو ختم کرنا اور قومی سرمایہ عارف کے گرد بیس خاندانوں کی تجوریوں کے حصار کو توڑنا ہے۔ یہ بڑی خوش آیند بات ہے کہ مارشل لاء گورنمنٹ نے اس اہم ترین مسئلہ کی طرف توجہ کی ہے حقیقت یہ ہے کہ چند بڑے بڑے تاجروں نے قومی سرمایہ کو انتہائی بے دردی سے نہ صرف یہ کہ قومی مفادات کے علی الرغم محض اپنے ذاتی اور طبقاتی اغراض کی خاطر خرچ کیا ہے۔ بلکہ اس کو تباہ کر۔ لے کے موجب بھی بنے ہیں۔ اس کے برعکس غریب عوام مزدور، کسان اور دیگر محنت کش طبقے بھوک اور افلاس کی چکی میں بری طرح پس رہے ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ سرکاری سطح پر ان بڑے بڑے تاجروں کی جمع کردہ دولت اور اس کے ذرائع کا مکمل طور پر جائزہ لیا جائے اور جو دولت قومی مفادات پر ضرب لگا کر یا مزدوروں، کسانوں اور کاریگروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر اور عوام کا خون چوس چوس کر انہوں نے اپنی تجوریوں میں بھر رکھی ہے، اسے بلا توقف و بلا تامل ضبط کر لیا جائے۔ اور آئندہ کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں ایسا اقتصادی ضابطہ لاگو کیا جائے۔ جو محنت کشوں کے حقوق کا تحفظ کر کے ان کو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی غاصبانہ دستبرد سے بچائے۔

## سیاسی لیڈروں کے اثاثوں کی چھان بین

سابق صوبہ سرحد کے ممتاز سیاسی لیڈر اور پاکستان مسلم لیگ کے نئے نویلے مغربی پاکستانی راہنما پیر صاحب مانکی شریف نے کہا ہے کہ بعض سیاسی لیڈروں نے بھی گذشتہ ۱۱ سال کے دوران حکومت اور اقتدار سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے لیکن اثاثوں کی چھان بین صرف افسروں تک محدود رکھی گئی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ سیاست دانوں کے اثاثوں کا بھی محاسبہ کیا جائے تاکہ ملکی سیاست مفاد پرستوں سے پاک صاف ہو سکے۔ پیر صاحب کے سیاسی نظریات سے اختلاف اپنی جگہ پر، لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے یہ کہہ کر ملک کے کروڑوں عوام کے دلی جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ اور ہم پیر صاحب کے اس بیان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے اور اس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں کہ گذشتہ ۱۱ سال میں بلکہ ۲۲ سال میں قومی سیاست میں ایسے عناصر بکثرت موجود رہے ہیں۔ جن کی سیاست رشوت، پرمٹوں، صنعتی لائسنسوں، تجارتی ٹھیکوں اور جنک بیلنس میں اضافہ کے گرد گھومتی ہے ان لوگوں نے پورے طریقہ سے من مانی کر کے پوری قوم کا سیاسی مزاج بگاڑ دیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض ذمہ دار افراد کے بقول اس ملک میں ایسے سیاست دان بھی موجود ہیں۔ جو بیرونی طاقتوں سے نظریاتی اور مادی امداد حاصل کرتے ہیں۔ ایسے افراد کی موجودگی میں پاکیزہ سیاسی ماحول پیدا ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے ہم پیر مانکی شریف کے اس مطالبہ کی تائید کرتے ہیں کہ سیاستدانوں کے اثاثوں کی بھی چھان بین کرنی چاہیئے تاکہ قوم کے سامنے خود غرض سیاستدان بے نقاب ہو سکیں۔

## بھارت سے آنے والی دینی کتب

روزنامہ "امروز" لاہور نے ۲۴ جون ۱۹۶۹ء کے اداریہ میں اس امر کی طرف حکومت کو توجہ دلائی ہے کہ ۱۹۶۵ء میں بھارت سے تجارت بند ہو جانے کے بعد بھارت سے تحفوں کی شکل میں پاکستان آنے والی کتابوں پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے۔ تاکہ تحفوں کی اوٹ میں تجارتی کاروبار نہ ہو سکے۔ لیکن اس کی زد میں وہ خالص دینی و تبلیغی کتب بھی آ گئی ہیں۔ جو محض تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کی خاطر بھیجی جاتی ہیں۔ معاصر امروز نے اپیل کی ہے کہ دینی تبلیغی کتب کو ان پابندیوں سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

ہم معاصر موصوف کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ اس نے دینی و تبلیغی کتب کو ان پابندیوں سے مستثنیٰ کرنے کی اپیل کر کے دین پسند عوام کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے اور ساتھ ہی ہم اپیل اور مطالبہ کی پر زور تائید کرتے ہیں

## نوابزادہ نصر اللہ خاں کا اسلامی سیکولرازم

ترجمان اسلام ۲۰ جون ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں "آہ! بیچارہ اسلام" کے عنوان سے اپنے ایک شذرہ میں راقم الحروف نے نوابزادہ نصر اللہ خاں صاحب کی طرف اسلامی سیکولرازم کا نعرہ منسوب کیا تھا۔ اس پر بعض احباب نے خطوط کے ذریعہ مجھ سے اس کا حوالہ طلب کیا ہے۔ چنانچہ اس استفسار کے پیش نظر یہ حوالہ شائع کیا جا رہا ہے۔ (زاہد الراشدی)

ہفت روزہ چٹان، ۷ مارچ ۱۹۶۷ء میں نوابزادہ صاحب کا انٹرویو شائع ہوا تھا۔ جس کا ایک حصہ یہ ہے۔

سیکولرازم - "پوچھا گیا کہ عوامی لیگ کچھ عرصہ پہلے تک ملک میں "سیکولرازم" کے نعرہ کو اپنائے ہوئے تھی۔ کیا اب بھی وہ اس کی حامی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ عوامی لیگ ایک ملک گیر قومی جماعت ہے۔ اور ملک میں صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی آباد ہیں۔ ہماری جماعت کے دروازے تمام پاکستانیوں کے لئے کھلے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عوامی لیگ سیکولرازم کی حمایت کرتی ہے۔ لیکن یہاں اس نکتہ کی وضاحت ضروری ہے کہ ہمارا سیکولرازم (لادینیت) مادر پدر آزاد دہریت پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ یہ حکومت کا ایسا نظام ہے جو اسلام کی درخشاں روایات سے متصادم نہیں۔ حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گلی سے گزرتے تو ایک یہودی عورت گھر کا کوڑا کرکٹ ان پر پھینکتی تھی۔ صحابہؓ نے بارہا چاہا۔ اسے سختی سے روکیں مگر آپ نے منع فرمایا۔ دل کی وسعتوں کا اندازہ کیجئے کہ ایک دن اس عورت نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر حسب معمول کے مطابق کوڑا نہ پھینکا۔ تو حضور کو تعجب ہوا۔ ہمسایوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ عورت بیمار ہے۔ اور چارپائی سے اٹھ نہیں سکتی۔ رسول اللہ اس کی عیادت کو گئے۔ وہ عورت آپ کے بلند کردار اور اخلاق حسنہ سے اتنی متاثر ہوئی۔ کہ خود مسلمان ہو گئی۔

سیکولرازم صرف یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے عقائد میں آزادی حاصل ہو۔ جب ہم شہری حقوق اور آزادی تحریر و تقریر کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کی آزادی ہو۔ ہمارا یہ سیکولرازم بہترین اسلامی روایات کا آئینہ دار ہے۔ بلاشبہ اس طرح ہم اسلامی اصولوں پر کاربند رہتے اور اسلام کو ضابطہ حیات کی حیثیت سے اپناتے ہیں۔

---

## جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خاں

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے صاحبزادہ مولانا اسعد مدظلہ کی پشاور میں آمد سن کر ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن کے علماء کرام اور عقیدت مندوں کا قافلہ پشاور جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ پشاور کے لئے ویزا نہ مل سکنے کی اطلاع اخبارات میں پڑھی گئی۔ جس سے بڑی مایوسی ہوئی۔ چنانچہ قاضی عبدالکریم صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن و مہتمم مدرسہ نجم المدارس کلاچی نے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کی معرفت کراچی حضرت مولانا اسعد مدظلہ کو مندرجہ ذیل تار روانہ کیا۔

"ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن کے سینکڑوں علماء اور عوام اور حضرت شیخ الاسلامؒ کے ہزاروں عقیدت مند پاکستان میں آپ کے ورود مسعود پر دلی خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ کے علمی اور اصلاحی جدوجہد نیز بھارت میں مسلمانوں کے حقوق اور وہاں کے دینی مراکز اور معابد کی حفاظت کے سلسلہ میں آپ کی بے مثال خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اور آپ کی دینی اور اسلامی کوششوں کی کامیابی کے لئے آپ کی دعاؤں کے خواہاں ہیں"۔

محمد زمان

ناظم جمعیۃ علماء اسلام کلاچی

از حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان

# "سوشلزم" اور اس کی روک تھام کا واحد راستہ صرف اسلام ہے

(۲)

بنا بریں سوشلزم کی روک تھام کے لئے ہماری تجویز یہ ہے کہ سرمایہ داریت کا خاتمہ کر کے ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ موجودہ حالات میں ہماری جد و جہد صرف یہ ہونی چاہیئے۔ کہ ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے کی تحریک چلائی جائے۔ یقین جانئے کہ اگر ہم نے اسلامی انقلاب لانے میں تغافل اور سستی برتی۔ تو بلاشبہ دہریت کا انقلاب آ کر رہے گا۔ جس کے بعد نہ آپ کی خیریت رہے گی اور نہ آپ کے مذہب کی۔

یہ ملک ہم نے اسلام کے لئے حاصل کیا تھا۔ بدقسمتی سے گذشتہ بائیس سال تک اس ملک میں سرمایہ داریت کو تقویت دی گئی۔ جو بھی لوگ اقتدار پر آئے۔ اسلام کا نام لے کر عوام کو دھوکہ دیا۔ اور اسلام کو مٹانے کے لئے کوشش کی گئی۔ اس وقت ملک کو کمیونزم کے خطرہ سے بچانے کی ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ملک میں فوراً بلاتاخیر اسلامی نظام نافذ کیا جائے اور اسلامی اصول کے مطابق سرمایہ داریت کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جو لوگ سرمایہ داریت کے ظلم سے نجات دلانے کے لئے بھوک وافلاس کے شکار سادہ لوح عوام کو کمیونزم کا دھوکہ دے رہے ہیں۔ ان کی آواز میں کچھ کشش باقی نہیں رہے گی۔ اسلامی نظام ہی واحد نظام ہے۔ جس کو ہم نافذ کر کے کمیونزم کی روک تھام کر سکتے ہیں۔

یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ سامراجی کیمپ سے ہمیشہ یہ کوشش کی جاری ہے کہ پاکستان کے دونوں حصوں میں شک وشبہ پیدا کر کے ایک کے دل میں دوسرے کے خلاف نفرت پیدا کی جائے۔ تاکہ پاکستان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ختم ہو جائے چنانچہ سامراجیوں کے ایماء پر چلنے والے حضرات جب ملک کی باگ ڈور کے مالک تھے۔ تو انہوں نے مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان عدم مساوات پیدا کر کے نفرت پھیلانے کے اسباب پیدا کر دیئے۔ مشرقی پاکستان کے عوام نے جب بھی عدم مساوات کے خلاف آواز اٹھائی تو سامراجیوں کے ایجنٹ نے مشرقی پاکستان کے مطالبات پر ہمدردی سے غور کرنے کے بجائے ان کے خلاف علیحدگی کا الزام لگایا جالانکہ مشرقی پاکستان کے عوام کے دل میں اس کا وہم وگمان تک نہیں تھا۔ البتہ اکا دکا کسی شر پسند عنصر کے دل میں یہ رجحان ہو سکتا ہے۔ مگر مشرقی پاکستان کے جمہور عوام ان شر پسندوں کو پامال کر کے رہیں گے۔

علاوہ ازیں آج کل اس طبقہ کی طرف سے یہ بھی پھیلایا جا رہا ہے کہ پاکستان کے اس حصہ میں کمیونسٹوں کا زور زیادہ ہے۔ یہاں کمیونسٹ انقلاب آنے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس پروپیگنڈا میں مغربی پاکستان خصوصاً کراچی کے بعض علماء آگے آگے نظر آتے ہیں۔ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کراچی کے ایک بزرگ نے ایوبی دور حکومت میں مشرقی پاکستانیوں کی وفاداریت کے شک وشبہ کا اظہار کر کے پاکستان کی سالمیت کو زبردست نقصان پہنچایا تھا آخر مشرقی پاکستانیوں کے متعلق یہ بدگمانیاں کیوں؟ جس طرح چند اشخاص مغربی پاکستان میں سوشلزم کا پرچار کر رہے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی چند اشخاص ہیں۔ عوام میں ان کا اثر کچھ بھی نہیں ہے۔ بحمداللہ یہاں کے عوام نسبتاً زیادہ دیندار ہیں۔ یہاں کے مسلمان اسلام کے مقابلہ میں کسی بھی غیر اسلامی ازم کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

مغربی پاکستانی بھائیوں سے ہماری درخواست ہے کہ جو لوگ مشرقی پاکستان کے متعلق علیحدگی کی بات وہاں پھیلاتے ہیں۔ خدارا آپ ان کو روکیں، ورنہ پاکستان کی وحدت وسالمیت کو عظیم نقصان پہنچے گا

آج کل ہو بہو علیحدگی اور کمیونزم کے مقابلہ کے نام سے کراچی سے کچھ ایسے لیڈر اور علماء کی یہاں آمد ورفت شروع ہوئی۔ جن کی وجہ سے پاکستان کے دونوں حصوں میں شک وشبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ جب ان کے متعلق مشرقی پاکستانیوں کا رجحان یہ ہے کہ مشرقی پاکستان کے ساتھ ناانصافی ہوئی۔ تو اس میں ان لوگوں کی خفیہ تائید ساتھ تھی۔ ان لوگوں کے کردار سے مشرقی پاکستان کے عوام اچھی طرح واقف ہیں۔ یہی لوگ گذشتہ حکومتوں میں حکومت کا چمچہ رہنے کا شرف حاصل کر کے فارمیٹ، لائسنس اور وزراء کی اولاد کی نکاح خوانی کر کے اپنی تھیلیاں بھرتے رہے۔ ان میں سے ایک صاحب جینوا جیسے شہر میں رہ کر سرکاری تنخواہ کھا رہے ہیں اور کچھ لوگ چھینوں تک ہوٹل انٹرکانٹی نینٹل میں قیام پذیر ہیں۔ یہ حضرات یہاں آ کر مخصوص جگہوں میں رہ کر علیحدگی کے متعلق ایسی باتیں پھیلا رہے ہیں یقیناً یہ باتیں پاکستان کی سالمیت کے لئے مضر ہیں۔ جو بات مشرقی پاکستانیوں کے وہم وگمان میں نہیں ہے، وہ پھیلا رہے ہیں۔ اور کمیونزم کے مقابلہ کے لئے کوئی ٹھوس پروگرام پیش نہیں کرتے۔ بلکہ اسی نام سے سرمایہ داروں کی وکالت فرما رہے ہیں۔ جس سے مشرقی پاکستان کے تعلیم یافتہ طبقہ میں ان کے متعلق یہ رجحان روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ کہ یہ حضرات سامراجیوں اور سرمایہ داروں کے ایجنٹ بن کر یہاں نازل ہوئے ہیں۔ ان میں ایک چیز یہ ہے کہ یہ حضرات اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے جد وجہد کے بجائے سرمایہ داروں کی وکالت زیادہ کر رہے ہیں۔ بلکہ علی الاعلان سامراجیوں کی اشاعت کر رہے ہیں۔ مزید برآں اسلامی قوانین کے لئے جو لوگ جد وجہد کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مشغول ہیں۔ ہم ان حضرات سے صرف ایک ہی سوال کرتے ہیں کہ مشرقی پاکستان میں آج دفعہ قیامت خیز طوفان اور ہولناک سیلاب آئے۔ اگر آپ کو یہاں کے لوگوں کے ساتھ ہمدردی ہے تو آپ نہ مشرقی پاکستان کے مصیبت کے وقت ان کے پاس آئے اور نہ ان کے لئے ہمدردی کا اظہار کیا۔ جبکہ ایسی مصیبت کے وقت مغربی پاکستان کے کونہ کونہ سے ہمارے بھائی امداد دے کر یہاں آئے۔ اس سلسلہ میں مغربی پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر قابل صد تحسین ہیں۔ ان حضرات سے ہماری درخواست ہے۔ کہ اس وقت سامراجیوں کی وکالت کو چھوڑ کر اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے میدان میں آ جائیں۔ ریشہ دوانیوں کے دن گذر چکے ہیں۔ خدارا فسادی سلسلہ چھوڑ کر اگر کچھ کرنا ہے تو ملک وملت کی کچھ تعمیری خدمت کیجئے۔

---

## امیر جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی کی رہائی کی اپیل

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا کے ناظم اعلیٰ مولانا حکیم شریف الدین و شیخ محمد اسلم نے مارشل لاء حکام سے پرزور اپیل کی ہے کہ مولانا سید فضل الرحمٰن امیر جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی کو فوراً رہا کر کے مسلمانوں کو مطمئن کریں۔

(شیخ محمد اسلم ورکر جمعیۃ علماء اسلام
سلانوالی ضلع سرگودھا)

## تصحیح

### پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی

شیخ الحدیث نمبر میں صفحہ ۲۴ پر ایک مراسلہ شائع ہوا ہے۔ جس میں مراسلہ نگار کا نام غلط درج ہو گیا ہے۔ اصل نام جلیل احمد رانا ہے۔ قارئین تصحیح فرما لیں۔

(ادارہ)

چراغ علی انجم ایم اے جھنگ

# شراب کو حلال قرار دینے کی مذموم کوشش

(۴)

حسن ہے، حسن غریب ہے۔ غریب ہے یا ضعیف ہے یا غیر مصدقہ ہے۔ جب حدیثوں کی یہ اقسام بنادی گئی ہیں اور ہر حدیث کے ساتھ اس کی قسم کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے تو پھر ان کی صحت اور صداقت پر یقین کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن عطاء اللہ پالوی اور ان کے ہم مکتب فکر لوگوں کا کیا کیا جائے۔ جو غریب یا غیر مصدقہ احادیث سے کر مسلمانوں کو دکھاتے پھرتے ہیں کہ یہی ہیں وہ احادیث جن پر تمہیں اتنا یقین و ایمان ہے۔ مگر ان لوگوں کا دائرۂ کشاکش دو سری احادیث تک وسیع ہو جاتا ہے۔ جو تنقید برائے تنقید کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

اب موصوف کی کتاب "حلال و حرام" کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔ جنہیں پڑھ کر آپ پر ان کے نظریات بخوبی واضح ہو جائیں گے۔ تاکید اً عرض ہے کہ یہاں ان کے شراب کے متعلق اقتباسات پیش کئے جائیں گے۔ اول معلوم ہو گا کہ وہ قرآن و حدیث کو ایک دوسرے کا متضاد یا خود مختار کیوں ثابت کرنے پر تلے ہیں۔ اور آخر میں موصوف اپنی کتاب کے باب "اکل و شرب" کی تمہید میں رقمطراز ہیں

"چار چیزوں کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔ ان کے علاوہ اگر ہمارے رسولؐ نے بھی کسی اور چیز کو حرام قرار دیا ہے، تو وہ حرام نہیں"۔ (حلال و حرام صفحہ ۲۰)

موصوف سید سلیمان ندوی کا ایک فرمان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"شارع مستقل اللہ تعالےٰ ہے، نبی نہیں اور حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ کو ہے رسول کو نہیں۔ اور انبیاء یا پیشوا یان مذہب کو تحریم و تحلیل کا مجاز سمجھنا شرک اور انہیں اپنا رب بنانا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ پیغمبر صرف قانون رساں ہوتا ہے۔ قانون ساز نہیں وہ شریعت بناتا نہیں بلکہ صرف پہنچاتا ہے اور اسے نافذ کرتا ہے"۔ (حلال و حرام صفحہ ۲۰)

پالوی صاحب آگے چل کر ان چار چیزوں کا ذکر کرتے ہیں، جنہیں اللہ تعالےٰ نے سورۂ البقرہ (۱۷۲ تا ۱۷۴) سورہ المائدہ (۳ تا ۵) سورہ الانعام (۱۱۹ تا ۱۴۲ اور ۱۴۶) سورہ النحل (۱۱۴ تا ۱۱۷) میں صریحاً حرام قرار دیا ہے۔ یہ چاروں چیزیں مردار، خون، سؤر اور غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ ہیں

"اور ان تمام مقامات (یعنی مندرجہ بالا آیات) پر خود ہی اللہ تعالےٰ نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ یہ چار چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں۔ اگر تمہارا مقصود خدائی قانون توڑنا یا صرف لذت حاصل کرنا نہ ہو، تو اضطراری حالت میں تمہارے لئے وہ بھی حلال ہیں"

(حلال و حرام صفحہ ۲۰)

"ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ حلال و حرام کے فیصلہ کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اور اس نے دین کا تکملہ کر دیا ہے اور حلال و حرام کی پوری تفصیل بتا دی ہے، اور کتاب اللہ کے خلاف جو پابندیاں عائد ہوں انہیں اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔ اور کتاب اللہ صرف چار چیزوں کو حرام کرتی ہے۔ پھر کتاب اللہ پر کون اضافہ کر سکتا ہے"!

(حلال و حرام صفحہ ۲۱)

پھر سورۂ اعراف کے چوتھے رکوع کی ایک آیت کا ترجمہ اور تفسیر یوں بیان کرتے ہیں (صفحہ ۲۱۵)

"ملاحظہ فرمایئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ خدا کی بتائی ہوئی حرام چیزوں کے سوا جن چیزوں کو حرام بتاتے ہیں۔ ان سے پوچھو کہ ان چیزوں کو کس نے حرام کیا؟ یعنی مطلب یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کو یہ حق اور اختیار حاصل نہیں کہ وہ حرام کی ہوئی ان چیزوں کے سوا جنہیں خود خدا نے اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے کسی چیز کو خدا کے بندوں پر حرام بتائے۔ قرآن کے سوا دوسرے لوگوں کے احکام حلّت و حرمت کی پیروی کو قرآن شیطان کی پیروی قرار دیتا ہے ..... اور .... ایسا کرنا جہالت ہے، گمراہی ہے۔ خدا پر افترا پردازی ہے اور شیطان کی پیروی ہے"۔

سورۂ انعام کی چند آیتیں نقل کر کے ان کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یہ آیتیں حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ قرآن فیصلہ کر دیتا ہے کہ قرآن یعنی اللہ کے سوا کسی اور کی شہادت حلال و حرام کے معاملے میں قطعاً معتبر اور ہرگز ذرہ برابر قابل اعتناء نہیں اور جو شہادت پیش کی جائے گی۔ وہ غلط فرضی ہوگی۔ اس لئے مانی نہ جائے گی۔ اور جو مانے گا وہ منکر قرآن ہے۔ روز آخرت کو جھٹلانے والا ہے۔ اور دوسری ہستی کو اپنے پروردگار کے برابر ٹھہرانے والا ہے۔

(صفحہ ۲۱۸)

امید ہے آپ ان اقتباسات کے ایک ایک لفظ کو سوچ سمجھ کر پڑھ رہے ہیں۔ آگے چل کر موصوف رسولؐ کی اطاعت کا اعتراف کرتے ہیں۔ مگر ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ یہ اعتراف کس پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:۔

"اس لئے جن آیات میں اللہ اور رسولؐ کے حرام کر دینے یا حلال کر دینے کا ذکر ہے۔ اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ خدا اور رسولؐ کو الگ الگ حرام و حلال کا اختیار ہے۔ بلکہ دراصل وہ خدا ہے جو حلال و حرام اختیار رکھتا ہے۔ مگر وہ حکم چونکہ رسولؐ کے ذریعے آتا ہے اور نافذ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی نسبت اللہ رسولؐ سے کی گئی ہے ورنہ رسول کا کیا اختیار"؟ (صفحہ ...)

آگے چل کر رقمطراز ہیں:۔

"بالفرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ رسول کو حرام کرنے کا الگ اختیار ہے اور خدا کو الگ۔ تو یہ لازم ہے کہ حرمت و حلّت کے حکم میں دونوں کا یہ اشتراک ظاہر و ثابت ہو یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اللہ نے تو مطلقاً ذکر نہ کیا ہو، اور رسول اسے حرام کر دیں"۔

نہ جانے موصوف کے ذہن میں ایسی کون سی چیزیں تھیں جنہیں قرآن نے تو حلال قرار دیا ہو۔ مگر رسولؐ خدا نے حرام قرار دیا ہو۔ یا جسے قرآن نے حرام قرار دیا ہو۔ مگر رسول اللہؐ نے حلال کر دیا ہو۔ اگر موصوف خود کو حق پر سمجھتے تھے تو انہیں ٹھوس ثبوت پیش کرنے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیئے تھا مگر افسوس اس بات کا ہے کہ وہ بار بار یہ تو ثابت کرنے کے خواہشمند ہیں کہ رسولؐ کو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے یا حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کرنے کا اختیار نہیں مگر وہ کسی ایک چیز کا حوالہ بھی نہ دے سکے۔ جو قرآن و حدیث کے درمیان اختلاف یا تضاد مذکور ثابت کرتی۔ احادیث کو اس طریقے سے پس پشت ڈالنا ان کا مقصد اولین ہے۔ تاکہ حرام اشیاء کا اضطراریت کی آڑ لے کر استعمال کر سکیں۔

اس طویل تمہید کے بعد پالوی صاحب شراب اور نشہ کے متعلق اپنی توجہ مبذول کرتے ہیں۔ اس لمبی چوڑی تمہید کے اقتباسات نقل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پڑھنے والے کو شراب کی اس نام نہاد حلّت کے متعلق موصوف کی تحقیقات کا پس منظر معلوم ہو جائے۔ ویسے اس تمہید کا شراب اور نشہ کے باب سے گہرا تعلق ہے۔

چنانچہ اس موضوع کے آغاز میں لکھتے ہیں:۔

"حرام اور حلال کے سلسلے میں جن چار چیزوں کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔ وہ متعدد جگہ مذکور ہوئی ہیں۔ مگر ان میں کسی جگہ بھی شراب کا ذکر نہیں"۔ (صفحہ ۲۵۰)

اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس کا آغاز کس قدر خطرناک اور دہشت انگیز ہے۔ موصوف قرآنی آیات کے جزوی حصوں سے اپنا مقصد کس طرح پورا کرتے ہیں؟ اور یہیں ان کے تمام نظریات کی قلعی کھل جاتی ہے۔ جب چار حرام چیزوں میں شراب کا کہیں ذکر نہیں تو پھر شراب کی حرمت جو معنی دارد؟ اسے کس نے حرام قرار دیا؟ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حرمت شراب نافذ کرنے کا اشارہ کس طرف ہے؟ اس مضمون کے آغاز میں ہی میں نے عرض کیا تھا کہ پالوی صاحب کا قرآن و حدیث کا سطحی اور تعصبی علم ہے۔

(باقی آئندہ)

## بقیہ علم اور اہل علم کا مرتبہ

سلیمان نے کہا، اچھا! پھر میرے لیے دعا کرو۔

ابو حازم نے کہا کہ اے اللہ! اگر سلیمان تیرا ولی اور دوست ہے تو دنیا و آخرت کی بہتری اس کے لیے آسان فرما دے اور اگر یہ تیرا دشمن ہے تو اس کی پیشانی کو پکڑ کر اس طرف پھیر دے جس طرف تیری محبت اور رضا ہے۔

سلیمان نے کہا کہ بس۔

ابو حازم نے کہا کہ میں نے بہت کچھ اختصار سے کہہ دیا ہے اگر تم اس کے اہل ہو۔ اور اگر تم اس کے اہل نہیں تو پھر مجھے ایسی کمان سے تیر چلانے کا کیا فائدہ جس کا چلّہ ہی نہیں۔

سلیمان نے کہا۔ مجھے کچھ وصیت کریں۔

ابو حازم نے کہا۔ اچھا اختصار سے وصیت کرتا ہوں

"اپنے رب کی تعظیم کرو۔ اور ایسے مقام میں خدا تجھے نہ دیکھے جس مقام سے اس نے تمہیں منع کیا ہے اور ایسے مقام سے تمہیں غائب نہ پائے جس مقام کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔

جب ابو حازم سلیمان کے پاس سے باہر نکل کر چلے گئے تو سلیمان نے ایک سو دینار ان کی طرف بھیجے اور لکھا کہ:

"ان کو خرچ کر لو اور تمہارے لیے میرے پاس اس جیسے اور بھی بہت سے دینار ہیں (یعنی مزید اگر ضرورت ہو تو بھیج دیے جائیں گے)۔"

ابو حازم نے وہ دینار واپس کر دیے اور لکھا کہ:

"اے امیر المومنین! میں آپ کے لیے خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ آپ کے سوالات مجھ سے ازراہ تمسخر ہوں۔ یا میرے جوابات ذلت کی بنا پر ہوں۔ میں تو ان دیناروں کو آپ کے لیے بھی پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ اپنے لیے پسند کروں۔"

اور پھر انہوں نے یہ لکھا کہ:

حضرت موسیٰ ابن عمران علیہ السلام جب مدین کے پانی پر پہنچے تو وہاں انہوں نے دیکھا کہ جانوروں کو چرانے والے لوگ اپنے اپنے جانوروں کو کوئیں کے پانی سے سیراب کر رہے ہیں لیکن دو لڑکیاں اپنے جانوروں کو روکے ہوئے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلاتی؟

انہوں نے کہا۔ جب لوگ چلے جاتے ہیں تو پھر ہم اپنے جانوروں کو پانی پلاتی ہیں۔ ہمارے والد عمر رسیدہ اور ضعیف ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ اور پھر پلٹ کر سائے کے نیچے بیٹھ اور انہوں نے یوں دعا کی کہ:

"اے پروردگار! تو جو بھی بھلائی میری طرف نازل کرے۔ میں محتاج ہوں۔"

اور وجہ یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام بھوکے تھے اور ساتھ ہی خوف میں مبتلا بھی تھے۔ مگر اس حالت میں بھی اپنے رب سے ہی سوال کیا۔ لوگوں سے سوال نہیں کیا۔ وہ چرواہے تو اس بات کو نہ سمجھ سکے لیکن وہ لڑکیاں سمجھ گئیں۔

جب وہ واپس اپنے باپ کے پاس پہنچی تو انہوں نے سارا واقعہ بتلایا۔ ان کے والد حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ:

یہ شخص بھوکا معلوم ہوتا ہے۔"

اور ان لڑکیوں میں سے ایک سے کہا کہ جاؤ اور اس کو بلا لاؤ۔ جب وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس گئی تو اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور کہنے لگی کہ:

"میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپ نے جو ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے اس کا بدلہ عطا کریں۔"

موسیٰ علیہ السلام پر یہ بات گراں گزری لیکن کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ اس عالم وقت میں پہاڑوں کے درمیان بھوک اور فاقہ کی حالت میں تھے۔ آخر اس کے ساتھ چلے۔ ہوا تیز تھی۔ جس کی وجہ سے اس لڑکی کے جسم کے بعض حصے ظاہر ہو رہے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کبھی تو دائیں بائیں نگاہیں پھیر دیتے اور کبھی آنکھیں بند کر دیتے۔ آخر مجبور ہو کر کہا کہ

"اے اللہ کی بندی! تم میرے پیچھے ہو جاؤ اور راستہ مجھے بتاؤ۔"

جب شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو رات کا کھانا تیار تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ:

"اے جوان! کھانا کھاؤ۔"

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"پناہ بخدا۔"

شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

"کیا تم بھوکے نہیں؟"

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"بے شک میں بھوکا ہوں لیکن مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ کھانا میرے اس پانی پلانے کا عوض نہ ہو جائے۔ اور میں تو اس گھرانے سے ہوں کہ اگر روئے زمین سونے سے بھری ہوئی ہو تو اس کے بدلہ میں بھی ہم لوگ اپنے دین کی ایک بات کو بھی فروخت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"اے جوان یہ بات نہیں۔ یہ کھانا تیری اس نیکی کا بدل اور معاوضہ نہیں۔ بلکہ میری اور میرے آباؤ و اجداد کی عادت اور طریقہ ہے کہ ہم مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں۔"

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام بیٹھ گئے اور کھانا کھایا۔

## سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عوام کی عدالت میں

امام طبرانی نے یہ عبرت آموز واقعہ معجم کبیر میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور امام نور الدین الہیثمی نے مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۳۶ میں اسے نقل کر کے لکھا ہے "رجالہ ثقات" یعنی اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا امیر المومنین، خال المسلمین، صاحب سرّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کاتب وحی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ایک دفعہ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک دورانِ خطبہ آپ نے یہ بات کہی:

"بے شک بیت المال ہمارا ہے اور فئی کا مال بھی ہمارا ہے۔ ہم جس کو چاہیں گے دیں گے اور جس کو چاہیں گے نہ دیں گے۔"

اس پر کسی نے آپ کو جواب نہ دیا۔ دوسرا جمعہ آیا تو آپ نے پھر یہی بات دہرائی لیکن پھر کسی نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا۔ تیسرا جمعہ آیا تو آپ نے یہ بات ایک بار پھر دہرائی اس پر ایک شخص حاضرین میں سے کھڑا ہوا اور اس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا:

"خبردار! بے شک بیت المال ہم سب مسلمانوں کا ہے اور فئی کا مال بھی ہم سب کا ہے پس جو شخص ہمارے مال اور ہمارے درمیان حائل ہوا ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں تلواروں کے ساتھ اس کا محاکمہ کریں گے۔"

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطبہ وغیرہ سے فارغ ہوئے تو اس شخص کو اپنے پاس بلا لیا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ اب اس شخص کی خیر نہیں۔ یہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ یہ سوچ کر لوگ بھی پیچھے پیچھے چل پڑے مگر جب پاس پہنچ کر دیکھا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اپنے پاس چارپائی پر بٹھا رکھا تھا۔ آپ نے جب لوگوں کو آتے دیکھا تو ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

"اس شخص کو اللہ زندہ رکھے۔ اس نے تو مجھے آج نئی زندگی دی ہے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ:

"میرے بعد کچھ حکمران ایسے ہوں گے جو بغیر سوچے سمجھے باتیں کریں گے اور ان کو کوئی ٹوکنے والا نہ ہوگا۔ ایسے حکمران جہنم میں بندروں کی طرح چھلانگیں لگاتے پھریں گے۔""

میں نے پہلے جمعہ کو یہ بات کہی اور مجھے کسی نے نہ ٹوکا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں بھی کہیں انہی لوگوں میں سے نہ ہوں پھر دوسرے جمعہ کو میں نے یہ بات دہرائی۔ پھر کسی نے نہ ٹوکا تو یہ خیال میرے دل میں جڑ پکڑ گیا کہ میں تو اسی گروہ میں سے ہوں۔ لیکن جب آج تیسری مرتبہ میں نے یہ بات کی تو اس شخص نے کھڑے ہو کر مجھے ٹوک دیا۔ پس اس نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھے۔

(زاهد الراشدی)

No. 67715 সাপ্তাহিক WEEKLY REGD. L. No. 7152

তরজুমানে ইসলাম TARJUMAN E ISLAM

লাহোর LAHORE

# جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مطالبات

- ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔
- اسلام، اہل اسلام اور مملکتِ پاکستان کے بقاء و استحکام کے لیے یہ ضروری ہے کہ ملک کے ہر دو حصوں میں مکمل اتفاق و اتحاد اور یکجہتی کے لیے قومی اتحاد کی بنیاد اسلامی اقدار پر قائم کی جائے۔
- ملک کے دونوں حصوں میں پچانوے فیصد رعایا کے مذہبی جذبات، عقائد و خیالات کا احترام کیا جائے

ب۔ اقلیتوں کو مسلمانوں پر مسلط نہ کیا جائے۔

ج۔ انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین کے ناموس کا قانونی تحفظ ہو

د۔ ملکی آئین و قوانین اسلامی ہوں۔

ہ۔ بجائے چنگ و رباب، گانے بجانے، رقص و سرود، فحاشی و عریانی کے ساری قوم کو مجاہد بنانے کے وسائل اختیار کیے جائیں

- ملکی انتخابات براہِ راست عوامی رائے سے ہوں۔
- تقسیم انتخابات میں ملک کے دونوں حصوں کو مطمئن کیا جائے
- ملک کے دونوں حصوں میں عدم مساوات کو ختم کر دیا جائے اور قومی خزانہ کے مصارف میں پسماندہ علاقوں کا خاص خیال رکھا جائے۔
- ملک کی خارجہ پالیسی بالکل آزاد اور صرف اسلام و پاکستان کے مفادات پر مبنی ہو اور غیر ملکی اڈوں اور جاسوسی عناصر کو فوراً ختم کر دیا جائے۔
- ملک کی معیشت پر ایک طبقہ کی اجارہ داری کو ختم کر کے اتنے خطرناک امتیاز کو ختم کر دیا جائے، جس کا لازمی نتیجہ طبقاتی جنگ اور الحاد آفریں اشتراکیت ہو سکتا ہے۔
- اسلامی اور خاص کر عرب ممالک کے ساتھ عملی ہمدردی کی جائے اور ان کوششوں پر کڑی نگرانی رکھی جائے جو سامراجی طاقتوں کی ایما پر عربوں کو بدنام کرنے کے لیے اور نقصان پہنچانے کے لیے کی جاتی ہیں۔
- اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مکمل اسلامی طریقہ تعلیم جاری کیا جائے اور غیر ملکی مشنری ادارے قومی تحویل میں لے لیے جائیں

تلک عشرۃ کاملۃ

# ترجمان اسلام


## راہ نسبت طلبی ہیں کہ چہ شایاں رفتم

ہمارا عقیدہ ہے کہ جس طرح اسلام کا خدا اپنی ذات وصفات میں وحدہٗ لاشریک ہے کوئی ہستی اور وجود اس میں شریک نہیں۔ اسی طرح کا قرآن کریم اپنی جامعیت اور کمال تعلیم میں "وحدہٗ لاشریک" ہے اور بالکل اسی طرح اس کا لانے والا رسول کمال انسانیت وتعبد اور قوائے نبوت واصلاح میں بھی وحدہٗ لاشریک ہے۔ ان کی صفات وخصائص میں کوئی ان کا شریک نہیں ــــ "راہ نسبت طلبی ہیں کہ چہ شایاں رفتم"

پس ضرور ہے کہ جو امت اس خدائے واحد، اس قرآن واحد اور اس رسول واحد کے دامن تعلیم سے وابستہ ہو، وہ بھی اپنے اندر اس شانِ وحدت ویکتائی کا جلوہ رکھے، وہ بھی اپنے اعمالِ زندگی کی ہر شاخ میں "وحدہٗ لاشریک" ہو۔ اس کے اعمال وخصائص بھی "من رانی فقد رأ الحق" کی صدائے اتحاد سے غلغلہ انداز عالم ہوں۔ تمام دنیا کی قومیں اس کے اعمال کا اتباع کریں۔ زندگی کے ہر حسن وجمال میں اس کے خال وخط مرقع عالم کے لئے نمونہ بنیں۔

(مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ)

---


۲ر مئی ۱۹۶۹ء مطابق ۱۴ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ قیمت ۲۵ پیسے جلد ۱۲، شمارہ ۱۷

از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی — تلخیص و ترتیب م ۔ ا ۔ الرشیدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

(۱۰)

## اجارہ داری کی کمپنیاں

معدنیات سے متعلق اجارہ داری کا معاملہ عموماً کمپنی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور ملک کا وہ بہترین سرمایہ جو زیادہ سے زیادہ انسانوں بلکہ حکومت کی تمام آبادی کے لئے مفید اور نفع بخش ہو سکتا تھا۔ اس طرح افراد کے اندر محدود ہو جاتا اور آخر کار عام بدحالی کا پیش خیمہ بن جاتا ہے اسلام ایسی کمپنیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے تیار نہیں ہے۔

## ملیں اور کارخانے

جب صنعت و حرفت انسانی ہاتھوں سے نکل کر مشینوں اور کلوں کے قبضہ میں چلی جاتی ہے تو "سرمایہ دار" کے لئے جنت کی ایک کھڑکی کھل جاتی ہے اور وہ ملیں اور کارخانے قائم کر کے خدا کے اپنے ہی جیسے بندوں غریبوں اور مزدوروں پر آقائی بلکہ العیاذ باللہ خدائی کرتا ہے۔ وہ مزدوروں کے نام سے ان کی جان و مال اور آبرو پر قابض ہو جاتا اور انسانوں کو غلاموں کی طرح نہیں بلکہ حیوانوں کی طرح اپنے مفاد کی قربان گاہ پر چڑھانے کا عادی بن جاتا ہے۔ اور طرفہ تماشا یہ کہ اس دورِ تہذیب و تمدن کے موجد جو غلامی کو لعنت کہتے اور اس کے خلاف بڑھ چڑھ کر لیکچر دیتے رہتے ہیں غلامی کے اس اقتصادی جال کو نہ صرف جائز بلکہ اپنی حکومتوں اور شہنشاہیتوں کی ترقی کے لئے بہترین ذریعہ سمجھتے ہیں۔

## سرمایہ اور محنت میں توازن

اسلام نے اپنے اقتصادی نظام میں اس جگہ بھی مذموم سرمایہ داری کی حمایت نہیں کی بلکہ سرمایہ و محنت میں ایک ایسا معتدل توازن قائم رکھا ہے کہ اس کے بعد اس (طبقاتی) جنگ کے لئے کوئی جگہ ہی باقی نہیں رہتی اسے یہ معلوم ہے کہ "سرمایہ دار" مزدور کو کن راہوں سے برباد کرتا ہے، سو اگر وہ راہیں بند کر دی جائیں تو پھر تعاون اور امداد باہمی کا وہ قانون جو انسان کی جبلت میں ودیعت کیا گیا ہے یہاں بھی بغیر افراط و تفریط کے صحیح کل پرزوں سے چل سکتا ہے۔

(۱) پہلی گرہ جو اس جال میں مزدور کو پھنسانے کے لئے لگائی گئی ہے وہ "اجرت کی کمی" ہے۔ وہ نادار ہے مفلس ہے، بے چارہ ہے۔ فاقہ کش ہے۔ اس لئے اس کی محنت کا صلہ (مثلاً) ایک روپیہ ہونے کے باوجود سرمایہ دار اس کو چار آنے پر راضی کر لیتا ہے۔

(۲) دوسری گرہ یہ لگائی گئی ہے کہ کم سے کم مزدوری میں مزدور سے کام زیادہ لیا جائے اور اس کو بھی وہ اپنے افلاس اور تنگ حالی بلکہ فاقہ کشی کی خاطر منظور کر لیتا ہے۔ لیکن اسلام اپنے نظام میں مفلس اور صاحبِ حاجت کی اس رضامندی کو "مرضی" تسلیم نہیں کرتا۔

(۳) سرمایہ دار کے جال کی گرہوں میں سے تیسری گرہ یہ ہے کہ مزدور کی اجرت معین نہ کرے اور اس کی غربت سے فائدہ اٹھا کر یونہی کام پر لگائے اور کام مکمل کرانے کے بعد جو اجرت چاہے دے دے۔ اسلام نے اس کو بھی ناپسند اور ناجائز کہا ہے۔ اور ایسے معاملہ کو خیانت سے تعبیر کیا ہے۔

(۴) چوتھی گرہ یہ ہے کہ حق محنت تو مقرر کر دیا جائے لیکن ادائیگی میں من مانی روکاٹیں پریشان کن ترکیبیں اور جبر و ظلم کے طریقے اختیار کئے جائیں۔ اسلام نے ایسا کرنے کو بدمعاملگی اور ظلم قرار دیا ہے۔

(۵) چوتھی گرہ یہ ہے کہ مزدور کے حق تلف کرنے اور بہانہ سازی سے سرمایہ داری کو فروغ دینے کے لئے مزدور پر کام خراب کر دینے کا الزام لگا کر دیئے ہوئے چند ٹکے بھی جرمانہ کے نام سے واپس لے لئے جائیں۔ اسلام نے فیصلہ دیا ہے کہ اجیر مشترک یا خاص کاریگر سے مال میں نقصان ہو جانے یا مال کے ہلاک ہو جانے سے کوئی تاوان نہیں۔

## وراثت

مذموم سرمایہ داری اور اکتناز کی ایک بدترین شکل یہ ہے کہ دولت ایک جگہ جمع ہوتی رہے اور مرنے کے بعد بھی وہ ورثاء میں تقسیم نہ ہو۔ بلکہ اسٹیٹ کی شکل میں ایک ہی جگہ محفوظ رہے۔ موجودہ زمانہ کے تعلقے اور ریاستیں اگر ورثاء تقسیم ہوتی رہتیں تو آج ایک بھی تعلقہ ایک بھی ریاست نظر نہ آتی بلکہ تقسیم ہو ہو کر دولت کے یہ خزانے ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں کے درمیان چھوٹی چھوٹی چھاؤں کی طرح نظر آتے۔ اسلامی قانونِ وراثت میں تقسیم دولت کا جو طریقہ رائج ہے وہ ایسا معتدل اور مدبرانہ ہے کہ اگر صحیح طور پر اس کو اختیار کیا جائے اور سوسائٹی میں اس کا رواج عام ہو جائے تو نہ اس سے سرمایہ دارانہ دولت پیدا ہونے کا امکان باقی رہتا ہے اور نہ افراد و اشخاص کے درمیان افلاس و فاقہ مستی کو فروغ ہو سکتا ہے

## حصہ دوم کے شعبے

اسلام کے معاشی نظام میں حکومت پر براہِ راست جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کا ذکر صفحاتِ گزشتہ میں تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے۔ اب مختصر طور پر بعض ان دوسرے امور کا تذکرہ کر دینا بھی مناسب ہے۔ جو نظام اسلامی میں قانون کی حیثیت نہیں رکھتیں بلکہ ترغیب و تلقین اور اخلاقی تحریک کے ذریعہ پبلک کو ان کی جانب توجہ دلائی ہے۔

## صدقاتِ نافلہ

اسلام کے معاشی نظام میں "انفرادی صدقات" کو اہمیت حاصل ہے اور زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کے علاوہ بھی اسلام نے حاجت مندوں کی وقتی حاجات کے لئے انفرادی رعایا کو "عمل خیر" کہہ کر اس کے لئے ترغیب دی ہے

## اوقاف

انفاق فی سبیل اللہ کے اخلاقی وسائل میں سے ایک بہترین وسیلہ "وقف" بھی ہے۔ اس لئے اسلام کے معاشی نظام نے اس کے اجراء اور توسیع کے لئے بہت زیادہ ترغیب دی ہے اور صحابہؓ نے اس کا عملی مظاہرہ کر کے اس کو مستحکم اور مضبوط بنا دیا ہے۔

## ھبہ

اجتماعی معاشی نظام میں ہبہ بھی ایک مفید طریقہ ہے۔ اس کی افادیت کی شکل یہ ہے کہ ایک متمول شخص کو اپنے ذاتی حقوق اور اجتماعی حقوق سے سبکدوشی کے بعد بھی فاضل مال بچتا ہے تو اس کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ اس فاضل مال کو حاجت مندوں کی حاجت میں صرف کرے

## وصیت

وصیت بھی بظاہر ایسے امور میں سے ہے جن کے متعلق یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ اس کا بھی کوئی تعلق معاشی نظام سے ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بے شبہ اس کو بھی معاشی نظام میں ایک حد تک مفید دخل ہے۔ اسلامی شریعت میں کسی شئے کو یا اس کے منافع کو بہ طریق حسن سلوک یہ کہہ دینا یا لکھ دینا کہ میری موت کے بعد فلاں کے لئے ہے وصیت کہلاتا ہے۔ مگر اب چونکہ اس کے مال میں ورثہ کا حق بھی شامل ہو گیا۔ اس لئے شریعت نے صرف ثلث (تہائی) تک وصیت کو جائز اور نافذ قرار دیا ہے۔

## قرضِ حسنہ

انفاق فی سبیل اللہ اور تعاون باہمی کے وسائل میں ایک مفید اور کارآمد وسیلہ "قرضِ حسنہ" بھی ہے۔ یہ حاجت مند کی وقتی حاجت روائی کا ذریعہ بھی ہے اور غریب اور بے مایہ انسانوں کو تجارتی زراعتی یا صنعتی کاروبار کے لئے بھی مؤثر وسیلہ ہے۔ قرضِ حسن کی تعریف یہ ہے کہ ایک دولت مند کسی ضرورت کے انسداد اور اس کی حاجت روائی کے لئے اس طرح اپنی رقم سے اس کو فائدہ پہنچائے کہ اس کا کوئی بدل (سود) اس سے حاصل نہ کرے

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

۲۳ مئی ۱۹۶۹ء ۶ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

جاری کردہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ

سرپرست

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگرانِ اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

نگران

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

ایڈیٹر

احمد حسین کمال

معاون ایڈیٹر

حافظ عزیز الرحمٰن خورشید جہلمی

جلد ۱۲

شمارہ ۱۷

فی پرچہ

۲۵ پیسے


# اسلام کو اوّلیت دیجئے

وہ طبقے اور گروہ جو برطانوی و یورپی طرزِ سیاست و طریقِ معاشرت کے دلدادہ ہیں، جنہوں نے برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں دینی تحریکات (بہ شمول مودودی صاحب کی تحریک) کی جلی و خفی مخالفت کی۔ اور جو ہمیشہ خالص اسلامی نظام کے براہ راست نفاذ و قیام کے مخالف رہے ہیں۔ پاکستان کے بحران در بحران افریں سیاسی حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے برطانوی طرزِ سیاست اور مغربی طریقِ زندگی کو اسلامی یا اسلام کے موافق قرار دے کر پاکستان کی مسلم مملکت پر غالب لانے کے لئے سرگرمی سے کوشاں ہیں۔

آمریت کے خلاف عوام کے جذبات سے فائدہ اٹھا کر انگریزوں کے جمہوری پارلیمانی نظام سیاست کو پاکستان میں من وعن رائج کرنے کی راہ ہموار کرنے کی انہوں نے جدوجہد کی۔

اور اشتراکیت کے خلاف مسلمان عوام کے جذبۂ دینی کو اپنی ڈھال بنا کر برطانوی، امریکی اندازِ سیاست و طریقِ معیشت کو اسلامی کا نام دے کر مسلمانوں کے دلوں سے ان کے خلاف جذبۂ بیزاری کو کم کرنے و مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

وہ تمام طبقے، ادارے اور سرگرمیاں جن کا براہ راست و بالواسطہ تعلق امریکہ و برطانیہ کے حلقوں سے ہے ان کے خلاف عملی جدوجہد تو بہت دور کی بات ہے مستقل آواز بھی ان طبقوں کی طرف سے نہیں اٹھتی اور اگر کسی درجہ میں اٹھتی بھی ہے تو اس کے چند ظاہری پہلوؤں اور سطح تک، تاکہ مسلمان عوام میں ان کے خلاف شدید اور مستقل بیزاری کی لہر نہ دوڑ سکے۔

ان طبقوں کو (بہ شمول مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے) ایک طرف یہ بھی دعویٰ اور اصرار ہے کہ نہ صرف دورِ حاضر کے علماء دین بلکہ صحابۂ کرام سمیت علماء سلف بھی دین کے معاملہ میں معیارِ حق قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

اور دوسری طرف وہ خود اپنے افکار و خیالات کو ایک معیار بنا کر مصر ہیں کہ وہ جس بات کو اور جس نظام کو اسلامی کہیں اسے اسلامی اور جسے غیر اسلامی بتائیں اسے غیر اسلامی تسلیم کیا جائے۔

مغربی جمہوریت اور مغربی اندازِ فکر و طرزِ زندگی کو قبول کرانے اور آمریت و اشتراکیت کو رد کرانے میں ان کا یہی طریقِ فکر شدت سے کام کر رہا ہے۔

انہیں جمہوریت کو اسلامی شورائیت قرار دینے میں ذرا دریغ نہیں۔ وہ برملا ووٹنگ (رائے دہی) کے طریق کو "اسلامی بیعت" کا نام دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک خلفاء راشدین کا منصب و نظامِ خلافت، پارلیمانی جمہوری نظام کا ہی قدیم نام ہے اور انفرادی ملکیت کا سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کا تصور ان کی رائے میں اسلام کے عطا کردہ حقوقِ معیشت سے مختلف نہیں ہے۔

غرض کہ اگر پہلے کسی وقت مغربی افکار و سیاست و طرزِ زندگی کو وہ براہ راست نافذ کرانے اور اختیار کرنے کے خواہاں تھے تو اب مسلم رائے عامہ کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں اسلامی کا نام دے کر اور لباس پہنا کر رائج کرنے کی تدبیروں میں مصروف ہیں۔

اور اس مقصد کے لئے پہلے انہوں نے آمریت کے خلاف عوام کے جذبات کو استعمال کیا اور پھر اشتراکیت کے خلاف مسلمانوں کے جذبات کو استعمال کرنے کی مہم چلائی۔ لیکن جب اور جیسے ہی اسلام کے براہ راست قیام و نفاذ کے مطالبہ کی بات سامنے آتی ہے تو بعض تو بالکل ہی چپ سادھ لیتے ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ اسلام کو دوسرے نزاعی مسائل کے ساتھ پیش کرنا تدبر کے مطابق نہیں ہے۔

حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں امریکی برطانوی اثرات کا خطرہ بھی نمودار ہوا اور نمودار ہو رہا ہے۔ مسلمان ملت سے ان دونوں کے ازالہ کا صحیح حل و واحد چارۂ کار براہ راست اسلام کا قیام و نفاذ ہے اور تمام نزاعات کے حل کے لئے اسلام کو ہی پیش پیش لانا چاہیئے۔

لیکن یہاں پہنچ کر اسلام کے تمام زوردار دعووں کا آل یہ بن جاتا ہے کہ اسے دوسرے مسائل کے ساتھ سامنے نہ لایا جائے براہ راست اس کا مطالبہ کرنا تدبر کے خلاف ہے وغیرہ ذالک۔

حتیٰ کہ جو لوگ اسلام کے براہ راست نفاذ و قیام کی آواز بلند کرتے ہیں۔ مغربی و اشتراکی دونوں خطروں کا ازالہ اسلام کے ذریعہ کرنا چاہتے ہیں اور مغربی طاقتوں کی اس چال کو ناکام بنانا چاہتے ہیں جس کے وسیلہ سے وہ کوریا، ویتنام لاؤس وغیرہ کی طرح پاکستان و مسلمان ملکوں کے مسلمان عوام کو بھی اشتراکیت کے موافق و مخالف دو کیمپوں میں بانٹ کر مستقل خانہ جنگی میں مبتلا رکھنے کے درپے ہیں تو ایسے لوگوں کو امریکہ و یورپ دوست یہ طبقے "اشتراکی" کی گالی دینے پر اتر آتے ہیں ان کے تدبر کا یہ عجیب و غریب و بلند معیار قابلِ غور ہے کہ:۔ (ورق الٹیئے)


ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا۔

(۱) اسلام کے براہ راست قیام و نفاذ کا مطالبہ غلط اور اشتراکیت کا پشت پناہ ہے۔

(۲) اسلام اور نزاعی مسائل میں نزاعی مسائل کو مقدم اور اسلام کو مؤخر رکھا جائے۔

(۳) اشتراکیت کے مقابلہ میں برطانوی پارلیمانی جمہوریت عین اسلامی ہے۔

(۴) اقتصادی ناہمواری دور کرنے اور معیشتی یکسانیت قائم کرنے کا مطالبہ اشتراکیت ہے۔

(۵) مسلمان پاکستان میں اشتراکیت کی حمایت و مخالفت کی داخلی جنگ میں مبتلا رہیں۔ خواہ ان کی سرحدوں پر مشرق سے شمال تک بھارت کے ہندو سامراج کا خطرہ منڈلاتا اور پھیلتا رہے

(۶) مغربی جمہوریت اور مغربی طریق زندگی سے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

غرضیکہ اسی قسم کے خیالات اور باتیں ان کا بلند متدبرہ ہیں۔

حالانکہ ان باتوں سے اسلام کا نام لے کر مسلمان عوام کو صرف گمراہ ہی کیا جا سکتا ہے۔

ورنہ ملک و ملت کا مسئلہ بالکل صاف اور واضح ہے

(۱) پاکستان کے مسلمان عوام ڈیڑھ سو سال سے انگریزوں کے زیر حکمرانی رہے۔

(۲) انگریزوں نے اس ملک میں اسلام کے اثرات مٹا کر اپنے ملک کا نظام تعلیم، اپنے ملک کا نظام سیاست اپنے ملک کا نظام معیشت اور اپنے ملک کا نظام معاشرت رائج کیا۔

(۳) پاکستان کے مسلمانوں نے انگریزوں کے حاکمانہ نظام سے نجات حاصل کی ہے۔ تو اب ان کے سامنے، انگریزوں کے رائج کردہ نظام سیاست، نظام معیشت نظام تعلیم اور نظام معاشرت سے نجات حاصل کرنے اور ان سب کی جگہ اسلام کی ہدایات کے مطابق نظام قائم کرنے کا مرحلہ ہے۔

لیکن بعض طبقات یہ چاہتے ہیں کہ انگریزوں کے قائم کردہ ان نظاموں کو ہٹا کر اسلامی نظام قائم کرنے سے پہلے ہی اسلام کے نام پر اس سوشلزم کے خلاف جنگ شروع کر دی جائے۔ جس کا صرف لفظ اور غیر متعین دعوے چند سر پھرے افراد کی زبانوں پر ہے اور جن کا دماغ خالص و براہ راست اسلامی نظام قائم ہونے کے بعد بہ آسانی درست ہو سکتا ہے یا درست کیا جا سکتا ہے،

ظاہر ہے کہ ان طبقات کی خواہش کی تکمیل سے ہوگا یہ کہ پاکستان کے مسلمان تو اسلام اور سوشلزم کے فرضی ناموں پر ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو جائیں گے۔ اور لڑتے بھڑتے رہیں گے اور انگریزوں کے قائم کردہ معاشی، اقتصادی، معیشتی، معاشرتی، تعلیمی و سیاسی نظام علیٰ حالہٖ مسلمان قوم و ملت پر تسلط جما کے رہیں گے، اور اطمینان سے مضبوط تر ہوتے رہیں گے۔

چنانچہ صحیح اور سیدھی راہ یہی ہے کہ اگر واقعی اسلام مطلوب ہے تو قدیم نزاعات کو بالائے طاق رکھ کر اور

# طوفان زدہ علاقہ میں جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کی سرگرمیاں

۱۴ اپریل شام کو جو قیامت خیز طوفان آیا۔ اس سے ڈھاکہ اور کومیلا کے بہت بڑے علاقہ میں تباہی مچ گئی۔ ا[س] کی تفصیل دوسرے اخبارات میں آ گئی۔ پھر ۱۷ اپریل کے طوفان سے میمن سنگھ کے ٹانگائیل علاقہ میں بھی قیامت

۱۴ اپریل ڈھاکہ شہر کے تیج گاؤں انڈسٹریل ایریا کی جانب شمال سے شروع ہو کر جانب مشرق چلتا ہوا کومیلا تک پہنچ گیا۔ رات ہی کو جمعیۃ کے کارکنان مصیبت زدہ علاقہ کے معائنہ کے لئے نکل پڑے۔ اس کی قیادت مولانا عبد القدوس صاحب نے کی۔

۱۵ اپریل صبح کو جمعیۃ کا ایک وفد صدر جمعیۃ مولانا پیر محسن الدین صاحب کی قیادت میں (جس میں مولانا شمس الدین صاحب قاسمی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام، مولانا محی الدین خاں صاحب وغیرہم شامل تھے) طوفان زدہ علاقہ کا دورہ کیا گیا۔ اور طوفان سے متاثر لوگوں کو کھانے کی چیزیں فراہم کیں۔ جمعیۃ کے رضاکاروں کے کئی ایک وفد مولانا عبد الجبار صاحب، مولانا شمس الدین صاحب قاسمی۔ مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب، مولانا محی الدین خاں صاحب، قاری عبد الخالق صاحب، مولانا عبد الحمید صاحب، قاری احمد اللہ صاحب وغیرہم کی زیر قیادت ناکھال پاڑا، رامپورہ، میرادیا ڈیرہ اور تارا بو وغیرہ علاقوں میں گئے۔ انہوں نے خوراک اور ادویات وغیرہ گھر گھر جا کر تقسیم کیں۔ رضاکاروں نے گھروں کی صفائی اور مرمت کے کاموں میں بھی پر زور حصہ لیا

۱۶ اپریل بدھ کو مختلف وفود نے میرادیا۔ نندی پورہ شیخیر جگہ، نصیر آباد، تری موہانی، ڈولڈولہ۔ درگا، پور، زور بیٹھی۔ کھلا پاڑا وغیرہ علاقہ میں مولانا شمس الدین قاسمی مولانا عبد الحمید، مولانا محمد شفیع، مولانا عبد القدوس، مولانا محفوظ الرحمٰن۔ حافظ عبد الخالق۔ مولانا تاج الاسلام۔ قاری عبد المومن وغیرہم کی قیادت میں دورہ کر کے خوراک اور دوائیں لوگوں میں تقسیم کیں۔

اس علاقہ میں جمعیۃ کے زیر اہتمام ایک طبی وفد نے بھی مجروحین کا علاج کیا۔ اس وفد کی قیادت ڈاکٹر سراج الحق صاحب نے کی۔ اس علاقہ میں بہت تھوڑی امداد پہنچی تھی۔ یہ تیسرا دن تھا اور بہت سے لوگ بھوک و پیاس کی شدت سے تڑپ رہے تھے۔ اسی دن شام کو مولانا محی الدین خاں صاحب کی زیر قیادت ایک وفد تارا بو ڈیرہ کے علاقہ میں گیا۔ جہاں انہوں نے امدادی اشیاء تقسیم کیں۔

۱۷ اپریل جمعرات کو ایک وفد نے حافظ عبد الخالق صاحب کی زیر قیادت مدن پور کے علاقہ میں خوراک اور [کپڑا] تقسیم کیا۔ اسی دن شام کو پھر طوفان آیا۔ یہ علاقہ اس طوفان سے دوچار ہو گئے تھے۔ رات کو بہت کم اٹھانے کے بعد جمعیۃ کے دفتر میں آ پہنچے۔ ایک اور وفد کو ڈیرہ کے علاقہ میں امدادی سامان لیکر پہنچا۔

۱۸ اپریل جمعہ کو مولانا شمس الدین صاحب کی زیر [قیادت] ایک وفد نے مدن پور۔ کاشی پور۔ چاند پور وغیرہ علاقوں میں خوراک، کپڑا وغیرہ تقسیم کیا۔

۱۹ اپریل سنیچر کو حافظ عبد الخالق صاحب کی زیر قیادت ایک وفد کومیلا کے طوفان زدہ داؤد کاندی۔ ماش[...] علی نگر۔ پوٹا کاندی، قدم تلی۔ بھیٹی کاندی وغیرہ علاقوں میں خوراک، کپڑا وغیرہ تقسیم کیا۔

۱۹ اپریل کے طوفان سے ٹانگائیل ضلع کا بہت علاقہ تباہ ہو گیا۔

۲۰ اپریل مولانا محی الدین خاں، قاری احمد اللہ وغیرہم کا ایک وفد ٹانگائیل کا سفر کیا اور ایک وفد مولانا شمس الدین صاحب کی شمولیت پر ڈیرہ روانہ ہو[ا]

ہمدردان ملت سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس موقعہ پر دل کھول کر قوم کی خدمت کریں۔

اور جدید نزاعات کو نہ چھیڑ کر براہ راست کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دستور، اپنا نظام اور اپنا آئین قرار دیا جائے۔ اس کے حصول کی جد و جہد کو اپنا محور بنا لیا جائے تاکہ سرمایہ داریت و اشتراکیت کے الجھاؤ و ٹکراؤ سے اس ملک و ملت کو محفوظ رکھا جا سکے۔

ابھی تک ظاہرا طور پر کتاب و سنت کے نفاذ سے کسی بھی طبقۂ خیال کے افراد نے اختلاف نہیں کیا ہے۔

اسے اولیت دے کر مغربی جمہوریت کے ان داعیوں کو بھی راہ راست پر لایا جا سکتا ہے جو مغربی طرز زندگی کے دلدادہ اور اسے اسلامی کا لباس پہنانے کے خواہاں ہیں

اور اشتراکیت کے حامیوں کو بھی مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ معیشت و اقتصادیات کے مسائل کا حل قرآن و سنت کی ہدایات کے پابند ہو کر تلاش کریں۔

(کمال)

## حضرت قاری صاحب کی حج سے واپسی

راولپنڈی کی مشہور دینی درسگاہ دار التعلیم حنفیہ محلہ مدر کشاپی کے مہتمم اور جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما حضرت الحاج مولانا قاری محمد امین صاحب حج کے مبارک سفر سے بخیر و عافیت راولپنڈی پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے یہ سفر ہمراہ اپنے احباب کے ہمراہ طے کیا اور مختلف عرب ممالک میں مقامات مقدسہ کی زیارت کی سعادت بھی حاصل کی۔

(قاری محمد شریف قصوری۔ لاہور)

## دعاء صحت کی اپیل

ملتان شہر کے مشہور عالم دین حضرت [مولانا] خدا بخش صاحب ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ جملہ علماء کرام اور مدارس عربیہ کے طلباء سے حضرت موصوف کے لئے خصوصی دعاء صحت کی اپیل ہے۔

(ادارہ)

(قسط نمبر ۱)

# تاریخ آواز دیتی ہے

## آئیے ہم دوبارہ ماضی اور حال کے سرے ملا دیں تاکہ مستقبل ہمارے لئے ہو جس طرح ماضی ہمارے لئے تھا

فلسفیانہ فکر کے چشمے حضرت مسیحؑ سے چھ سو سال قبل دنیا کے چار تمدنی مرکزوں یعنی ایران، چین، ہندوستان اور یونان میں پھوٹے تھے۔ ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں فکر کا ایک نیا چشمہ ریگ زارِ عرب سے پھوٹا۔ جو اتنا بڑھا اور پھیلا کہ ایک بحر بیکراں بن گیا۔ دنیا کی طاقتور ترین سلطنتیں اس سیلِ بے پناہ میں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں، اور ایک صدی کے اندر وہ اس زمانہ کی دنیائے معلوم کے نصف حصہ پر چھا گیا۔

اس نے اعلیٰ درجہ کے متمدن شہروں کو وجود دیا۔ اس سلطنت کا بحریہ دورِ وسطیٰ کی دنیا کے تمام بحریوں کے مقابلہ میں بہ بیہ تھا۔ اس کے کارخانوں میں ایسی مصنوعات تیار ہوتی تھیں۔ جو مشرق و مغرب دونوں جگہ قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی تھیں۔ دنیا میں سب سے پہلے اسی سلطنت نے صنعتی پیمانے پر بارود تیار کی۔ جو قرونِ وسطیٰ میں ایک ایسی ہی ایجاد تھی جیسی کہ جوہری بم آج کے زمانہ میں۔ انہوں نے زراعت کی ترقی کے لئے نہروں کا ایک جال بچھا دیا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے سارے یورپ کے لئے شہری زندگی، حفظانِ صحت، زراعت، تعمیرات، آبپاشی، خوشنویسی، لباس، غذا کے مثالی نمونے قائم کئے اور یہ سب کچھ اس وقت سے صدیوں پہلے کی باتیں ہیں جبکہ کولمبس مغرب کی جانب "ملکہ مشرق" کی جستجو میں نکلا تھا۔ یہ سب کچھ اس وقت سے صدیوں پہلے کی باتیں ہیں۔ جبکہ نہ تو لندن کی سڑکوں پر کوئی سرکاری چراغ نظر آتا تھا، نہ پیرس کی شاہراہیں فرش بندی سے استحکام پذیر ہوئی تھیں۔ یہ سب کچھ اس وقت سے صدیوں پہلے کی باتیں ہیں جبکہ جرمنی، فرانس اور انگلستان کے حکمرانوں کے قصور و محلات ہنوز اصطبلوں سے بمشکل ہی بہتر ہوتے تھے۔ جن میں نہ دود کش کا پتہ ہوتا تھا اور نہ روشندان کا وجود۔ اور یہ سب کچھ اس وقت بھی صدیوں پہلے کی باتیں ہیں۔ جبکہ یورپ کے کلیسائی مذہب غسل و طہارت اور تبدیلِ لباس سے ہمیشہ محترز رہنے کو نیکی اور پاکبازی سمجھتے تھے۔

۷۶۲ء میں پہلے عباسی خلیفہ المنصور نے اپنے نئے دارالخلافہ بغداد کی بنیاد ڈالی۔ اس نے اپنے گرد مختلف ملکوں کے علماء و فضلاء جمع کئے اور دوسری زبانوں سے سائنس اور ادبی تصانیف کے ترجمے کی حوصلہ افزائی کی۔ ۸۳۲ء میں خلیفہ المامون نے بغداد میں بیت الحکمت کی بنیاد رکھی اور اس کے ساتھ ایک رصدگاہ، ایک کتب خانہ اور ایک دارالترجمہ بھی قائم کیا۔ عربی ترجموں کا یہ کام اس قدر وسیع تھا کہ قیامِ بغداد کے اسی سال کے اندر اندر ارسطو کی تصانیف کے بیشتر حصے عربوں کی تحویل میں آگئے۔ یہ سب کچھ دنیائے اسلام میں اس وقت ہو رہا تھا جبکہ اہلِ مغرب فکرِ یونان سے قریب قریب ناآشنا تھے۔ ہٹی کے الفاظ میں یہاں مشرق میں ہارون الرشید اور المامون یونان و فارس کے فلسفے کی چھان بین کر رہے تھے، تو وہاں مغرب میں ان کے ہمعصر شارلیمان اور اس کے امراء محض نام لکھنا سیکھ رہے تھے۔

۱۰۶۵ء میں نظامیہ کا قیام عمل میں آیا تھا۔ تین صدیوں بعد اس نے مستنصریہ کی شکل اختیار کی۔ مستنصریہ اس اعتبار سے اپنی نوعیت کا ادارہ تھا کہ اس کے ساتھ ایک ہسپتال منسلک کیا گیا تھا۔ رفتہ رفتہ تمام ممالکِ محروسہ میں اس طرح کے سینکڑوں مدرسے قائم ہو گئے۔ یورپ کے علماء و فضلا علم کی پیاس بجھانے کے لئے ان جامعات میں جوق در جوق آیا کرتے تھے۔ جس طرح آج ہمارے طلبہ یورپ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں میں جاتے ہیں۔

عباسی دور میں کاغذ سازی ایک گھریلو صنعت بن چکی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کثرت سے کتابیں لکھی جانے لگیں اور بڑے بڑے کتب خانے کثیر تعداد میں تیار ہو گئے۔ دسویں صدی میں کتب خانہ قرطبہ میں تقریباً چار لاکھ کتابیں تھیں (بعض چھ لاکھ بتاتے ہیں) اور اس زمانہ میں یورپ کے کسی کتب خانے میں بھی غالباً دس ہزار سے زائد کتابیں نہیں ہوتی تھیں۔ کیتھولک انسائیکلوپیڈیا کے بیان کے مطابق کنٹربری کا کتب خانہ چودھویں صدی میں اپنی ۱۸۰۰ کتابوں کے ساتھ مسیحی کتب خانوں کی فہرست میں پہلے نمبر پر نظر آتا ہے۔

مسلمانوں کو اسکندریہ، شام اور ایران سے ایک روایت کہنہ ملی تھی۔ لیکن انہوں نے یورپ کی ایک بالکل ہی نئی اور تازہ روایت عطا کی۔ مثلاً قانون میں مسلمانوں نے ایک بالکل ہی نئے علم کی تخلیق کی۔ جسے اطلاقی علم شہادت (حدیث) کہا جا سکتا ہے۔ تاریخ میں ہیروڈٹس کے بعد مسلمان ہی پہلے عظیم ترین مؤرخ گذرے ہیں۔ مؤرخ طبری (متوفی ۹۲۳ء) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ چالیس سال تک روزانہ اوسطاً چالیس صفحات لکھتا رہا۔ مسعودی (متوفی ۹۵۶ء) نے ایشیا کے تقریباً ملکوں کی سیاحت کی۔ البیرونی (متوفی ۱۰۴۸ء) پہلا شخص تھا جس نے سب سے پہلی مرتبہ تاریخی تحقیق کے اصول منضبط کئے۔

ابن خلدون (المتوفی ۱۴۰۶ء) کے متعلق کلوسیو کہتا ہے کہ "ابن خلدون ایک بدیع ماہرِ معاشیات گذرا ہے جو سیاسی معاشیات کے اصولوں کو اس وقت سمجھ چکا تھا اور ان اصولوں کو بڑی قابلیت و مہارت کے ساتھ زمانے میں منطبق کر چکا تھا جبکہ مغربی محققوں کو ان کی ہوا تک نہ لگی تھی"!

جغرافیہ میں نویں صدی کے نصف اول میں خوارزمی اور اس کے شرکائے کار نے معلوم کیا تھا کہ زمین کا محیط بیس ہزار اور اس کا نصف قطر ۶۵۰۰ میل ہے۔ یہ صحت نہایت حیرت انگیز ہے۔ دنیائے اسلام میں یہ سرگرمیاں ایسے زمانے میں جاری تھیں جبکہ سارے کا سارا یورپ زمین کے چپٹی ہونے کا قائل تھا۔ بارھویں صدی کے وسط میں الادریسی نے دنیا کا ایک نقشہ بنایا۔ اس نقشہ میں اس نے دریائے نیل کا منبع بھی دکھایا جسے اہلِ یورپ کہیں انیسویں صدی میں جا کر دریافت کرنے کے قابل بنے۔ مسلمانوں نے اہلِ یورپ کو زمین گول ہونے کا عقیدہ اور مد و جزر کے اسباب کا تقریباً صحیح نظریہ منتقل کیا۔

فلکیات کے مطالعہ کے لئے جگہ جگہ رصدگاہیں قائم تھیں۔ اشبیلیہ کی رصدگاہ کے بارہ میں ڈریپر نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مسلمانوں (MOORS) کے ملک بدر ہو جانے کے بعد یہ رصدگاہ کلیسا کے گھنٹہ گھر میں تبدیل کر دی گئی۔ کیونکہ اسپینی باشندے اس کے استعمال کا کوئی اور طریقہ جانتے ہی نہ تھے۔

زرقانی نے ایک جدید قسم کا اصطرلاب بنایا اور پہلی مرتبہ اوجِ شمس بلحاظ کواکب کی حرکت کو ثابت کیا۔ اس کے حساب سے اس اوج کی پیمائش ۴۸ء ۱۲ برآمد ہوئی ہے۔ جبکہ حقیقی پیمائش صرف تھوڑے سے فرق کے ساتھ ۱۱٫۶۸ ہے۔ عمر خیام نے ایک تقویم تیار کی جو موجودہ جارجوی تقویم کے مقابلہ میں زیادہ صحیح ہے۔ (باقی آئندہ)

مودودی جماعت والوں نے پرچہ ایشیا مورخہ ۸ ۲ محرم کے اداریہ میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے اس بیان پر جو ترجمان اسلام ۲۰ محرم میں شائع ہوا ہے۔ آئین کے مدیر صاحب نے جوابی قلم اٹھایا ہے۔ جہاں تک "آئین" کے جواب کا تعلق ہے۔ اس میں اصل حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب تو پہلے ہی فرما چکے ہیں کہ تاویلات سے واقعات و حقائق تبدیل نہیں ہو سکتے۔

اب مدیر "آئین" اور خود مودودی صاحب ہزار تاویلیں کریں۔ یہ بات عوام پر ظاہر ہو چکی ہے کہ مودودی صاحب نے گول میز کانفرنس میں اسلامی مطالبات کی حمایت نہیں کی یہ تو محض ایک بہانہ ہے۔ کہ مودودی صاحب نے اس وجہ سے حمایت نہیں کی تھی کہ:-

"انہیں اسلامی مطالبے کو نیشنل عوامی پارٹی کے اینٹی ون یونٹ اور عوامی لیگ کے چھ نکاتی پروگرام جیسے مطالبات کی سطح پر رکھنا پسند نہیں تھا، اور نہ وہ اس بات کو صحیح سمجھتے تھے کہ اسلام کے مطالبے کو ایسے مطالبات کے ساتھ پیش کر کے اسے بھی ان کی طرح رد کرا لیا جائے۔"

اصل وجہ یہ تو ہو سکتی ہے کہ یہ مطالبات جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے پیش کئے گئے تھے، اگر خود مودودی صاحب پیش کرتے تو یہ اصولاً بھی صحیح ہوتے اور تدبر کے منافی بھی نہ ہوتے۔ بلکہ لاہور میں یہ ہی مطالبات اصول و تدبر کے لحاظ سے بالکل صحیح تھے۔ کیونکہ وہاں مودودی صاحب نے تائید کی تھی، گول میز کانفرنس میں خاموشی اختیار کرنے کی وجہ سے یہ تدبر کے خلاف ہو گئے۔

* اگر گول میز کانفرنس میں مودودی صاحب کی تائید سے یہ مطالبات تسلیم بھی کر لئے جاتے اور ان ۲۲ نکات کو دستور میں شامل کرنے کا وعدہ مل جاتا تو اس کا کریڈٹ چونکہ جمعیۃ علماء اسلام اور مفتی صاحب کی طرف جاتا تھا اور مودودی صاحب کی طبع نازک پر ممکن تھا کہ یہ ناگوار ہو۔ اس وجہ سے مودودی صاحب خاموشی اختیار کر گئے۔

* مودودی صاحب نے ان مطالبات کی حمایت نہ کر کے یہ بات ثابت کر دی کہ ان کے نزدیک اسلامی مطالبات سے زیادہ اہمیت نزاعی مطالبات کو ہے۔ اس لئے اسلامی مطالبات پر خاموشی اختیار کر کے ان کو نزاعی مطالبات سے نچلی سطح پر رکھنا تو منظور کر لیا۔ لیکن حمایت نہیں کی۔

## ون یونٹ کی مخالفت

پاکستان کے مسلمانوں میں اسلام کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن ون یونٹ کے بارے میں دو رائیں ہیں۔ مودودی صاحب کے متعلق جب یہ پروپیگنڈا

# اب پاکستان کے عوام کو تاویلا...

# گول میز کانفرنس...

ہوا کہ گول میز کانفرنس میں انہوں نے ون یونٹ توڑنے کی مخالفت کی تھی۔ اور ان کی وجہ سے ہی یہ مطالبہ پورا نہ ہو سکا۔ تو مودودی صاحب نے اپنی صفائی ان الفاظ میں کی کہ:-

"ون یونٹ قائم کرنے کی ذمہ داری میں نہ ہم کبھی شریک رہے اور نہ ہم نے کبھی اس کی حمایت کی ........ ہماری یہ رائے ہے کہ اب اس یونٹ کو توڑ دینا چاہیئے"

(آئین ۱۲ مارچ ۱۹۶۹ء)

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ ون یونٹ ہونا چاہیئے یا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ مودودی صاحب نے اسلامی مطالبہ پر ون یونٹ کے مسئلہ کو فوقیت کیوں دی۔ جبکہ ون یونٹ بنانے میں ان کا دخل نہ تھا۔ لیکن یہ ۲۲ نکات جن کے بنانے والوں میں خود مودودی صاحب بھی شریک تھے، اتنی تائید بھی کیوں نہ کر دی جتنی ون یونٹ توڑنے کی کی تھی۔

## مودودی صاحب نے خاموشی کیوں اختیار کی؟

اب مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے رسائل جو تاویلات کے ذریعہ گول میز کانفرنس میں اپنی خاموشی اور اسلامی مطالبات سے بے اعتنائی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اصل معاملہ وہ نہیں جو ان کی طرف سے پیش کیا گیا ہے بلکہ اس میں در پردہ وہ نظریہ کار فرما ہے، جو مودودی صاحب اس سے قبل پیش کر چکے ہیں۔ مودودی صاحب سیاسی مسائل کو اسلامی مسائل پر زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے ملتان میں کنٹونمنٹ اسٹیشن پر تحریک جمہوریت کے کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ:-

"اسلامی دستور کا مقصد جمہوریت کا قیام اور اس کا تحفظ ہونا چاہیئے۔"

(روزنامہ جنگ کراچی ۷ مارچ ۱۹۶۹ء)

مودودی صاحب کے ان الفاظ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ نزاعی اور سیاسی مطالبات کو اسلامی مطالبات پر زیادہ فوقیت دیتے ہیں۔ بلکہ اسلام کے سیاسی مطالبات کے تابع بنا رہے ہیں۔ یہی نظریہ تھا جو گول میز کانفرنس میں مودودی صاحب کے پیش نظر تھا اور جس کی وجہ سے مودودی صاحب خاموش تماشائی کا رول ادا کرنے پر مجبور ہوئے۔ یہ تو ایک بہانہ ہے کہ مودودی صاحب اسلام کو نزاعی مطالبات کی سطح پر رکھنا پسند نہیں کرتے۔

## مہم کس نے شروع کی

حضرت مفتی صاحب نے اپنے اوپر کئے گئے اس اعتراض کہ

"میں نے ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے خلاف اپنے خطابات اور خصوصی مجالس میں یہ پروپیگنڈا شروع کیا ہے کہ انہوں نے میرے پیش کردہ اسلامی مطالبات کی تائید نہیں کی" جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ:-

"واقعہ یہ ہے کہ کچھ حضرات نے اس طرح کے بیانات ضرور دیئے ہیں، لیکن میں بہرحال چشم پوشی اور اغماض سے کام لیتا رہا"

اس کے متعلق مدیر "آئین" نے خان پور کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ خان پور میں مفتی صاحب نے کہا تھا کہ "میرے اسلامی مطالبات کی جمہوری مجلس عمل کے کسی بھی رہنما نے حمایت نہیں کی۔ اس میں تو مفتی صاحب نے گول میز کانفرنس میں شریک تمام رہنماؤں پر ہی اسلامی مطالبات تسلیم نہ کرنے کی ذمہ داری ڈالی ہے۔ اس میں نہ مودودی صاحب کا نام لیا ہے اور نہ کسی اور لیڈر کا نام لیا ہے۔

مدیر "آئین" کا خانپور کی تقریر سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ مودودی صاحب کے خلاف یہ مہم مفتی صاحب نے شروع کی ہے، سراسر غلط بیانی ہے یا پھر "آ بیل مجھے مار" کا صحیح مصداق ہے۔ رہا دوسرے حضرات کا مسئلہ کہ انہوں نے مودودی صاحب کے متعلق یہ لکھا ہے اور کہا ہے تو اس کی ذمہ داری حضرت مفتی صاحب پر عائد نہیں ہونی چاہیئے ان کا تعلق جمعیۃ سے ہو یا نہ ہو۔

دیگر حضرات نے جو اس قسم کے بیانات دیئے ہیں وہ بھی سوچ سمجھ کر ہی دیئے ہیں۔ اور وہ غلط بھی نہیں دیئے گئے۔ کیونکہ واقعتاً مودودی صاحب نے اسلامی مطالبات کی تائید نہیں کی۔ دیگر حضرات میں جو سب سے پہلا بیان ہماری نگاہ سے گذرا ہے۔ وہ مولانا خلیل احمد صاحب قادری کا ہے۔ جو مسجد وزیر خان کے خطیب ہیں، اور انہوں نے مفتی صاحب کے کہنے پر یہ بیان نہیں دیا، بلکہ مودودی صاحب کے اس رویہ پر دیا ہے۔ جو انہوں نے گول میز کانفرنس میں اختیار کیا تھا۔

# ...نہیں دیا جا سکتا!

## ...قت واضح ہو گئی ہے

### ...م کے بارے میں کسی کو اختلاف ہے؟

...کے بعد مدیر آئین نے مفتی صاحب کی اس

...کی پیش کردہ اسلامی مطالبات کے
...بعد ہر کمیٹی کے ارکان کا کوئی اختلاف
...نہیں تھا، اور نہ یہ نزاعی مسئلہ تھا، نہ کسی
...کے لئے یہ نزاعی مسئلہ بن سکتا تھا"
...نے ہوئے لکھا ہے کہ:-

...مفتی صاحب پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے
...عوام کو بتائیں کہ اگر نقشہ یہی تھا تو کیا
...مطالبات جمہوری مجلس عمل کے متفقہ مطالبات
...میں شامل کرائے گئے؟"

...افسوس ہے کہ اس کا جواب مدیر "آئین" مفتی
...سے کیوں مانگتا ہے۔ اس کا جواب یا تو خود دینا
...ادارہ کی جماعت کے لیڈروں پر اس کی ذمہ داری
...ہے۔ جو ابتدا سے انتہا تک اس معاملہ میں شریک
...تھا۔

...جمہوری مجلس عمل کی ابتدائی تشکیل کے موقعہ پر مفتی
...تین دن اسی پر لڑائی لڑتے رہے کہ اسلام کو
...مطالبات میں شامل کیا جائے۔ بمشکل تمام مفتی صاحب
...اسلام کو مقاصد میں شامل کرایا۔ ایک طرف سات جماعتیں
...تھیں اور دوسری طرف تنہا مفتی صاحب ہیں وہ
...کیا کر سکتے تھے۔ آخر مودودی صاحب کی جماعت بھی
...سال سے اسلام اسلام پکار رہی ہے۔ اس وقت
...مطالبات ترتیب کئے جا رہے تھے۔ آپ کی جماعت
...چپ سادھ کر بیٹھی رہی۔ اس وقت بھی خاموشی
...کیوں اختیار کیا۔

### ...آئین کی پریشانی

...مفتی صاحب کے بیان پر جو عنوان قائم کیا ہے
...آئین اس پر خاصا پریشان نظر آتا ہے۔ اس کے
...اس نے لکھا ہے کہ:-

"ہمارا واضح اور دو ٹوک جواب یہ ہے:-
کہ ہاں اس قوم نے یہ یقین دلا دیا تھا

یہ یقین خود پاکستان بنا کر دیا گیا تھا۔ کوئی
فرد نہ پہلے، نہ آج، نہ کل اس حقیقت
کو جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ قوم
اپنے تمام جدید علماء اور ان کے طے کئے ہوئے
اصولوں سمیت اسلام کے معاملہ میں ہمیشہ اور
ہر دور میں متفق رہی ہے اور انشاء اللہ رہے گی
جہاں تک عوام کا تعلق ہے۔ اس کا کوئی کور چشم ہی
انکار کر سکتا ہے۔ عوام پہلے بھی علماء کے ساتھ تھے اور اب
بھی انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ علماء کے ساتھ ہیں
اور وہ کسی بھی تجدد پسند، الحاد و زندقہ کے علمبردار، مغربی
تہذیب کے پرستار، ثقافت گزیدہ اسلام کے بدیہی اور
یقینی مسائل میں اجتہاد کا دروازہ کھولنے والے نئے
نئے مجتہدین، سامراج کے دریوزہ گر کو کسی قیمت پر بھی
برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ گذشتہ ہنگامے
اس بات کے شاہد ہیں۔ سوال یہ نہیں ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا عوام نے یہ اطمینان دلا دیا تھا
کہ گول میز کانفرنس میں اسلام کو پیش کرنے کی ضرورت
نہیں۔ اب تو صرف اہم مطالبے یہ دو ہی ہیں۔

(۱) وفاقی پارلیمانی نظام

(۲) بالغ رائے دہی کی بنیاد پر انتخاب

ظاہر ہے کہ یہ بات عوام نے نہ کہی ہے اور نہ وہ
کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اسلام کو گول میز کانفرنس میں پیش
نہ کرو۔ بلکہ گول میز کانفرنس میں جو نمائندے شریک ہوئے
ہیں۔ وہ عوامی نمائندگان کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے۔
اور عوام کا سب سے پہلا اور اہم مطالبہ یہ ہے کہ یہ ملک اسلام
کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ اور اسلام ہی اس ملک میں
نافذ کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب نے اسلامی
مطالبات کی حمایت نہ کر کے عوام کے اہم مطالبہ کو ٹھکرایا
ہے۔ آئندہ آنیوالی نسلیں اسلام کے علمبردار کی اس غلطی
کو کسی قیمت پر معاف نہیں کریں گی۔

### سوال کیا تھا؟

مدیر آئین نے دراصل بحث کو طول دینے کی کوشش
کی ہے۔ سوال جو کیا گیا تھا اس کا جواب دینے کی بجائے
ٹال مٹول سے کام لیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے یہ سوال
اٹھایا تھا کہ:-

"کیا مولانا مودودی صاحب بھی حلفاً بیان
دے سکتے ہیں کہ انہوں نے مجلس عمل میں میری
تقریر کی تائید نہیں کی تھی"

مودودی صاحب اس پر حلف اٹھائیں کہ میں نے مفتی
صاحب کی تائید نہیں کی تھی۔ اگر وہاں تائید کی تھی تو اس

کی یہ تائید تو اصول وضمیر کے خلاف فقط ہے۔

جب مودودی صاحب وہاں تائید کرتے ہیں اور
مودودی صاحب اصول اور ضمیر کے خلاف کیوں سمجھتے
ہوئے ان مطالبات کی تائید کرتے ہیں تو پھر گول میز کانفرنس
میں اس پر خاموشی کیوں اختیار کی گئی۔

### ایک گذارش

مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا گول میز کانفرنس
نے نقاب الٹ دیا۔ بھرم کھول دیا۔ حقیقت حال واضح
ہو گئی۔ اب یہ کہنا کہ تائید نہ کرنے سے ہمارا مقصد یہ نہیں
تھا۔ بلکہ یہ تھا، یہ غلط تھا اور یہ صحیح تھا۔ یہ تو حقائق کو مسخ
کرنے کی ایک کوشش ہے۔

ہماری گذارش ہے کہ ٹال مٹول اور حیلے و حجت کے
بجائے صاف اعلان کر دو کہ ہماری جماعت سے یہ بہت
بڑی غلطی ہوئی ہے۔ شاید ایسا کرنے سے عوام اس غلطی
کو معاف کر دیں۔ ورنہ عوام ایسی غلطی کو معاف کرنے کے
لئے تیار نہیں ہیں۔ نہ اس قسم کی تاویلوں سے اس قوم
کو فریب دیا جا سکتا ہے۔

---

## مدرسہ مجددیہ تعلیم القرآن بھیرہ کا مختصر تعارف

مدرسہ مجددیہ تعلیم القرآن عرصہ سات سال سے بھیرہ
ضلع سرگودھا میں قائم ہے۔ اس مدرسہ کے مہتمم اور بانی
حضرت مولانا الحاج حافظ غلام یٰسین صاحب ہیں۔ علاقہ پنجاب
کے اکثر حفاظ آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ کی زندگی کا اکثر حصہ
تعلیم قرآن میں گذرا ہے۔ اس سے قبل بھیرہ کی مشہور دینی
درسگاہ دارالعلوم عزیزیہ شاہی جامع مسجد بھیرہ میں آپ نے اپنے
شیخ قطب زماں حضرت مولانا ابو اسعد احمد خاں صاحب
رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں شریف کے حکم
پر جامع مسجد بھیرہ میں درس قرآن کا سلسلہ شروع رکھا
اور تقریباً پینتیس سال تک آپ نے اس مدرسہ میں درس و تدریس
کے فرائض سر انجام دیئے۔ اس دوران سینکڑوں کی تعداد
میں مقامی اور بیرونی طلباء نے آپ سے قرآن کریم حفظ کیا۔ اب
عرصہ سات سال سے آپ نے اپنے شیخ سیدی و مرشدی حضرت مولانا
الحاج خان محمد صاحب خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں شریف کے
ارشاد پر اپنے محلہ کی جامع مسجد میں قرآن کی تدریس کا سلسلہ
شروع کیا۔ اس مختصر عرصہ میں اس مدرسہ سے یکصد سے زائد
لڑکوں نے قرآن کریم حفظ کیا ہے۔ اس وقت باوجود جسمانی
ضعف اور نظر کی کمزوری سے آپ اس سلسلہ کو چلا رہے
ہیں۔ انہوں نے اس پودا کو سرسبز و شاداب رکھنے کا پختہ ارادہ
کیا ہوا ہے۔ اب تک مدرسہ مذکور میں فقط قرآن کریم کی تعلیم کا
انتظام تھا۔ اگلے تعلیمی سال کے شروع ہونے پر یہاں کتابوں کا
سلسلہ بھی انشاء اللہ شروع کیا جائے گا۔ اہل خیر حضرات زکوٰۃ
صدقات اور دیگر عطیات دیتے وقت مدرسہ ہذا کو یاد رکھیں۔ جملہ
خط و کتابت اور رقومات بھیجنے کا پتہ:- مولوی حافظ محمد حنیف الرحمٰن
(ابن مولانا الحاج حافظ غلام یٰسین صاحب محلہ حاجی گلاب
بھیرہ ضلع سرگودھا)

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ کے لئے دیکھیں ۲۶ جولائی ۱۹۶۸ء ترجمان اسلام

# اسلام اور فریضۂ تبلیغ

حقیقت یہ ہے کہ اسلام اپنی سچائی اور حقانیت اور اپنے اصولوں اور تعلیم کی خوشی اسلوبی وغیرہ کمالات کی بنا پر قلوب اور دماغوں پر ہمیشہ سے مقناطیسی اثر کرتا رہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اپنی تنگدستی اور بے سروسامانی کے اسلام کی دعوت شروع فرمائی۔ اور تمام اہل عرب خصوصاً اہل مکہ اور قریش آپ کے سخت در پے آزار ہو گئے۔ ظاہری کوئی سبب ایسا نہ تھا جس سے یہ امید کی جا سکتی کہ آپ کی کوششیں بارآور ہوں گی۔ مگر یہ اسلام کی حقانیت اور اس کی آسمانی طاقت ہی تھی جس سے قلوب کا مسخر ہونا شروع ہو گیا اور جوق در جوق اس قرب و جوار اور دور دراز ملکوں سے آ آ کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے۔ تیرہ برس اسلام کہ معظمہ کے جو کہ نان وائلنس (عدم تشدد) میں گذرے کئی سو آدمیوں کو اسلام کے دلدادہ بنا چکے تھے۔ حالانکہ اس مدت میں مخالفین اسلام نے انتہائی مظالم اسلام اور مسلمانوں پر ڈھائے تھے۔ پھر مدینہ منورہ پہنچے اور امن و سلامتی حاصل ہونے کے بعد تو ترقی کی کوئی انتہا ہی نہیں رہی۔ اہل مدینہ جنہوں نے آخری دم تک انتہائی سرفروشی کا ثبوت دیا ہے خود بخود اسلام کی حقانیت معلوم کر کے اسلام کے پروانے بنے اور دوسروں کو بناتے رہے۔ باوجودیکہ ابتداء میں لڑائی قریش اور ان کے حامیوں سے ان کے مظالم کی بنا پر رہی کی مگر دور دراز کے قبائل سے خود بخود لوگ آتے اور مسلمان ہوتے جاتے تھے۔

وفد عبد القیس کا بحرین سے آنا، ثمامہ بن اثال ثقفی کا اسلام لانا، ابو موسیٰ اشعری اور ان کی جماعت کا خود بخود یمن سے کشتیوں میں سفر کرنا، ابو ذر غفاری اور ان کے بھائی رضی اللہ عنہم کا اپنے تمام کاروبار کو تجتے ہوئے خدمت اقدس میں پہنچنا، وائل بن حجر حضرمی کندی کا حضر موت سے قصد کرنا وغیرہ وغیرہ اتنے واقعات ہیں کہ خود ان کی تفصیلات بہت زیادہ طول کی محتاج ہیں اہل مکہ معظمہ جنہوں نے انتہائی مظالم کے پہاڑوں کا سلسلہ تقریباً بیس برس تک برابر جاری رکھا تھا، اور وہ بے دردی اور جفاکاری ظاہر کی تھی جو وہم و گمان سے باہر تھی۔ مگر اسلام نے ان پر فتح مندی حاصل کرنے کے بعد سب کو چھوڑ دیا۔ نہ قتل کیا اور نہ اسیر کیا اور نہ اسلام کے قبول کرنے پر مجبور کیا۔ مگر یہی احسان گراں ایک ایسی فتح کرنے والی تیز تلوار ہے کہ فاتح مقام تھا کہ اس نے سب کی گردنیں اسلام کی حقانیت کے سامنے جھکا دیں وہ سب کے سب خود مسلمان ہو گئے اور اس خوش معاملگی اور عفو و کرم کو دیکھ کر تمام عرب کے قبیلوں کو اسلام کی سچائی کا زوردار یقین ہو گیا۔ فوجوں کی فوجیں سنہ ۹ھ میں خود بخود حاضر ہو کر مسلمان ہوئیں اور اس طرح اسلام روز افزوں ترقی کرتا رہا۔ تواریخ فتوح شام اور فتوح عراق اور مصر وغیرہ کے مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں۔ کہ کس طرح رومیوں اور مصریوں اور پارسیوں کے بڑے بڑے سردار خود بخود اسلام کے گرویدہ ہوتے رہے ہیں اور کس زور شور سے عجمی اور رومی قوموں اور ایشیائی اور افریقی باشندوں نے اسلام کو برضا و رغبت قبول کیا ہے۔ سنہ ۱۰۰ھ کا زمانہ ہے۔ حضرت عمرؒ بن عبد العزیز کی خلافت کا آفتاب تمام عالم کو جگمگائے ہوئے ہے امن و امان کا چاروں طرف اس طرح ڈنکا بج رہا ہے کہ حقیقی معنوں میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پی رہے ہیں۔ اس وقت میں گورنر خلافت عدیؒ بن ارطاۃ کا عریضہ آتا ہے اور وہ لوگوں کے بکثرت اسلام میں داخل ہونے سے گھبرا کر الفاظ ذیل لکھتا ہے۔

"لوگ اسلام میں بہت زیادہ داخل ہوتے جاتے ہیں۔ مجھ کو خوف ہے کہ آمدنی (خراج) میں کمی نہ پڑ جائے"

خلیفہ وقت جواباً فرماتے ہیں۔

"میں نے تمہارا خط سمجھا۔ خدا کی قسم میری تمنا تو یہ ہے کہ تمام آدمی مسلمان ہو جائیں اور یہ نوبت پیش آ جائے کہ آمدنی کی قلت کی وجہ سے تم اور میں کھیتی کر کے اپنے ہاتھوں سے پیدا کئے ہوئے غلہ کو کھائیں"۔

اسی زمانہ میں خراسان میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ وہاں بھی لوگ اسلام میں بکثرت داخل ہوتے جا رہے تھے۔ اور چونکہ حکم یہ تھا کہ جو لوگ مسلمان ہو جائیں ان سے جزیہ اٹھا دیا جائے (کیونکہ یہ قومی خدمتوں کے عوض میں غیر مسلموں سے لیا جاتا تھا اور وہ ان عسکری خدمات سے بالکل آزاد رکھے جاتے تھے) اس لئے گورنر خراسان (جراح) کو بعض لوگوں نے بھڑکایا کہ یہ لوگ محض جزیہ سے بچنے کے لئے مسلمان ہوتے ہیں۔ اسلام درحقیقت ان کے قلوب میں جاگزیں نہیں ہوا۔ ان لوگوں کے اسلام قبول کرنے سے آمدنی بہت گھٹ گئی ہے۔ جب تک یہ ختنہ نہ کرائیں۔ ان کا اسلام قبول نہ کیا جائے۔

گورنر مذکور نے اس کو پسند کیا اور حکم نافذ کر دیا کہ جب تک کوئی نومسلم ختنہ نہ کرائے گا اس کا اسلام قبول نہ کیا جائے گا۔ اور پھر خلیفۂ وقت حضرت عمرؒ بن عبد العزیز کو اطلاع دی۔ وہ بہت خفا ہوئے اور یہ لکھا کہ خدا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے بھیجا تھا ختنہ کرنے کے لئے نہیں بھیجا تھا۔ فوراً اس حکم کو منسوخ کر دیا اور پھر اس گورنر کو معزول کر دیا۔

سنہ ۱۰۲ھ میں افریقہ کے گورنر (یزید بن ابی مسلم) نے جب دیکھا کہ عام باشندگان افریقہ اسلام میں داخل ہوتے ہوئے دیہاتوں کو چھوڑ کر شہری آبادی میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ جزیہ کی مقدار آمدنی کی حیثیت سے کم ہوتی جا رہی ہے تو اس نے حکم کر دیا کہ یہ تمام دیہاتی نومسلم اپنے دیہاتوں کو واپس کر دیئے جائیں اور جو مقدار جزیہ کی ان پر پہلے سے تھی بحال رہے۔ اس حکم کی بنا پر افریقہ میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا۔ لوگوں نے بغاوت کر کے گورنر کو قتل کر دیا اور خلیفۂ وقت یزید بن عبد الملک کو مضمون ذیل کی عرضی لکھی۔

"ہم نے آپ کی تابعداری سے روگردانی نہیں کی۔ چونکہ گورنر حال نے خدا اور اسلام کے ناراض کرنے والے مظالم کو جاری کیا تھا اس لئے ہم نے اس کو قتل کر دیا اور پہلے (قدیم) گورنر معزول کو اس کی جگہ قائمقام کر دیا"۔

خلیفہ نے ان کے عمل کو اسی طرح باقی رکھا اور یہ لکھ دیا کہ میں گورنر سابق (مقتول) کے ان اعمال سے جو کہ خلاف خدا اور اسلام تھے راضی نہیں ہوں۔

سنہ ۱۱۰ھ میں خراسان کے گورنر اشرس نے سنٹرل ایشیا کے حصہ ماوراء النہر (جیحوں کا شمالی حصہ) میں دعوت اسلام اور تبلیغ کے لئے علامہ صالح بن طریف اور علامہ ربیع بن عمران کو مقرر کیا۔ انہوں نے شرط لگائی کہ نومسلموں سے جزیہ نہ لیا جائے۔ کیونکہ یہی حکم شرعی تھا۔ گورنر مذکور نے اس کو قبول کر لیا۔ جب ان دونوں اماموں نے لوگوں کو اسلام کی تبلیغ پوری جد و جہد سے کرنی شروع کی تو قوموں کی قومیں اور قبیلوں کے قبیلے سمرقند اور اس کے اطراف و جوانب میں مسلمان ہونے لگے۔ اسلام کا نہایت زور و شور سے شیوع ہوا۔ یہاں تک کہ خزانہ کے واردات میں بہت زیادہ کمی واقع ہونے لگی۔ سمرقند کے دفترداروں نے گورنر مذکور (اشرس) کو اطلاع دی کہ مسلمان بہت زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے خزانے کی آمدنی بہت کم ہو گئی۔ گورنر مذکور نے لکھا کہ:۔ (اگلے صفحہ پر)

لوگوں کا بہت زیادہ مسلمان ہونا اسلامی رغبت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ فقط جزیہ کی وجہ سے ہے۔ اس لئے تم جزیہ فقط ان لوگوں سے معاف کرو، جن کی ختنہ ہوئی ہو، نماز پڑھتے ہوں۔ قرآن میں سے کم سے کم ایک سورت کے حافظ ہوں"۔

اس کے بعد سمرقند کے حکام نے گورنر خراسان اشرس کو لکھا کہ نومسلموں نے مسجدیں بنالی ہیں اور وہ بکثرت ہو رہے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ کیا معاملہ کریں۔ مذکورنے حکم دیا کہ جن سے پہلے جزیہ لیا جاتا تھا اب پھر لینے لگو۔ اس پر باوجود مخالفت حکم شریعت نومسلموں سے پھر جزیہ وصول کیا جانے لگا۔ اس لئے نہایت زیادہ شور وشغب ہوا۔ سات ہزار نومسلموں نے جزیہ دینے سے انکار کر دیا اور بغاوت شروع ہوگئی۔ آخر کار اشرس معزول کیا گیا اور نصر بن سیار اُس کی جگہ مقرر ہوا اور جب حکم سابق منسوخ کیا گیا تب سکون پیدا ہوا۔ خلاصہ یہ کہ مبلغین اسلام کی انفرادی اور کبھی اجتماعی کوششوں کی روز افزوں ترقی سے اسلام سنٹرل ایشیا میں پھیلتا رہا۔ اسی عرصہ میں (شبق خان) مع اپنی جماعت کے مسلمان ہوا اور اس نے ساغون، قراقورم، فاراب، اسبیجاب طراز وغیرہ میں اسلامی حکومت کی بنا ڈالی۔ اس دولت کا نام خانیہ رکھا گیا اور ان لوگوں کے مبلغین کی کوششوں سے بڑی دور سے ترکستانی قبائل جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ سنہ ۳۴۹ھ میں اور غوز قبیلہ کا ایک سردار سلجوق دولاکھ ترکی خاندان لے کر مسلمان ہوا اور ترکستان سے وسط سے ہجرت کر کے بخارا کے علاقے جند میں سکونت گزین ہوا۔ اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کر کے اس خاندان کے معزز افراد نے ایشیائے کوچک میں پہنچ کر دولت سلجوقیہ کی بنیاد ڈالی جو کہ شروع ایام دولت عثمانیہ تک ان اطراف میں حکمران رہی۔ سنہ ۴۲۳ھ تک انتہائی ترکستان یعنی آخری حدود تک اسلام پہنچ گیا اور قبیلہ بلغار جو آخری حدود کا رہنے والا تھا وہ بھی سب کا سب مسلمان ہوگیا۔

سنہ ۴۳۵ھ میں قبیلۂ تتاریں سے یکبارگی تقریباً دس ہزار خاندان مسلمان ہوگئے۔

خلاصہ یہ کہ وہ اقوام ترکیہ جن کی بہادری کا اب تک روئے زمین پر ڈنکا ہے اور جن کے برابر زمانہ قدیم میں کوئی قوم بہادر نہیں شمار کی جاتی تھی محض اسلام کی حقانیت کی وجہ سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی مقدار میں برابر مسلمان ہوتی گئیں۔ جن کو کوئی تلوار اور کوئی قوت مجبور نہیں کر سکتی تھی۔ سنہ ۶۰۵ھ کے آخر میں فقط چنگیز خاں کے تاتاری قبائل ترکستان کے آخر میں باقی رہ گئے تھے۔ جن سے ظالمانہ سلوک کرنے کی بنا پر محمد بن خوارزم شاہ نے عالم اسلامی پر وہ مصائب کے پہاڑ ڈھوائے ہیں جن کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ تواریخ کے اوراق ان مظالم سے لبریز ہیں۔ یہی چھوٹی سی مقدار کا فرتاتاریوں کی بے اعتدالی اور تشدد کی بنا پر جب بگڑ گئی تو مسلمانوں کو نہایت تاریک اور سیاہ روز دیکھنا پڑا۔ مگر باوجود ہر طرح کی قوت اور ظلم و تعدی کے ہلاکو خاں کے بعد ساتویں صدی ہجری کے اواخر اور آٹھویں صدی کی ابتداء میں اس کی تمام قوم اور تمام اولاد اور فوجیں جو کہ حدود چین سے لے کر شام و عراق تک اور شمالی روس سے لے کر وسط ایران تک قابض تھیں۔ جن کی قوت کا مقابلہ اس زمانہ میں کوئی حکومت نہیں کر سکتی تھی اور جنہوں نے خلافت عباسیہ اور دوسری مسلمان حکومتوں کی کایا پلٹ دی تھی، سب کے سب مسلمان علماء اور مبلغین کی مساعی اور اسلام کی حقانیت کی بنا پر مسلمان ہوگئے اور تمام وسط ایشیا پھر صرف مسلمانوں کا ملک ہوگیا۔ یہاں کون سی لوہے کی تلوار تھی جس نے ان اقوام کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا تھا۔

معزز حضرات! جس طرح اسلام وسط ایشیا وغیرہ میں اپنی حقانیت اور علماء و صلحاء کی مساعی کی بنا پر پھیلا۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی اسی قسم کی مساعی اور اپنی سچائی کی بنا پر مقبول عام ہوا۔ سنہ ۳۹۵ھ میں سید اسمٰعیل لاہوری بخارا سے تشریف لائے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی علم فقہ و تفسیر وغیرہ میں امام وقت تھے۔ سب سے پہلے اسلامی واعظین میں سے آپ یہاں آئے ہیں۔ آپ کی مجلس وعظ میں ہزاروں آدمی آتے اور فیضیاب ہوتے تھے۔ آپ کا بیان اس قدر مؤثر ہوتا تھا کہ ہر روز سیکڑوں آدمی مشرف باسلام ہوتے تھے۔ جب یہ پہلے پہل لاہور میں تشریف لائے ہیں اور پہلے جمعہ کو آپ نے منبر پر بیان کیا ہے تو دو سو پچاس آدمی مشرف باسلام ہوئے۔ دوسرے جمعہ کو پانچ سو پچاس آدمی مشرف باسلام ہوئے۔ تیسرے جمعہ کو ایک ہزار کفار و مشرکین زمرۂ اہل توحید میں داخل ہوئے۔ اسی طرح آپ کے ذریعہ سے نہایت کثرت سے لوگ داخل اسلام ہوتے رہے۔ آپ کی وفات سنہ ۴۴۵ھ میں لاہور میں واقع ہوئی۔

(از کتاب تاریخ الاولیاء جلد اول صفحہ ۳۲۳)

اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔ حاجی سید چشتی شیخ علی راوتی وغیرہ قدس اللہ سرہم العزیز اور ان کے خلفاء کے ذریعہ سے لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمی مشرف باسلام ہوئے۔ کتاب دعوت اسلام میں فقط حضرت خواجہ اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز کے ذریعہ سے ۹ لاکھ مسلمان ہونے والوں کی تعداد ذکر کی گئی ہے۔ میں اگر ان اولیاء اللہ اور علماء کرام کے کارنامے جن کے ذریعہ سے ہندوستان میں اسلام پھیلا ہے ذکر کروں تو نہایت طویل ہو جائے گا۔ اس لئے بطور نمونہ مشتے از خروارے آپ کے سامنے یہ مختصر بیان پیش کر کے عرض کرتا ہوں۔ کہ اسلاف کرام کی اجتماعی اور انفرادی کوششوں اور جد و جہد کی بنا پر اور اسلام کی سچائی اور حقانیت کی وجہ سے نہ صرف ایک دو یا ہزار دو ہزار یا لاکھ دو لاکھ بلکہ کروڑوں بندگان خدا نے مذہب جیسی پیاری چیز کو اور وہ بھی ملک ہند میں جو کہ قدیم سے مذہبی ملک ہے چھوڑ دیا اور اسلام کے حلقہ بگوش ہوگئے۔ حاشا وکلا کبھی کسی بادشاہ نے نہ تلوار سے کسی کو مسلمان کیا تھا اور نہ اسلام اس کی تعلیم دیتا ہے۔ ہاں بے شک اسلام کی حقانیت کی تلوار نے لوگوں کی گردنیں حق کے سامنے جھکا دی تھیں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے گورنروں اور برٹش حکام اور پادریوں نے اپنی حکومت کے لئے یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ افترا پردازی سے ہندوستانی اقوام میں نفاق ڈالنے اور اس طرح اسلام سے بدظن کرنے کے لئے یہ نشر و اشاعت کی جاتی ہے کہ اسلام بزور لوگوں کو تبدیل مذہب پر مجبور کرتا ہے اور تمام ملکوں میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً اسی طرح لوگوں کو اس نے مسلمان بنایا ہے۔ کپتان الیگزینڈر ہملٹن کے سفرنامہ کو ملاحظہ کیجئے۔ وہ کس طرح مذہبی آزادی تمام ہندوستان اور خصوصاً سندھ اور سورت وغیرہ میں دکھلا رہا ہے اور ہندوؤں کی آزادی کی خصوصاً اور دوسرے مذاہب کی عموماً اورنگزیب حکومت کے مسلمان ہونے کے زمانہ اورنگ زیب میں تعجب خیز الفاظ میں تعریف کر رہا ہے۔ ایک زمانہ یہ تھا کہ آپ کے بزرگوں نے اسلام کو روئے زمین پر پھیلایا اور حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً چار لاکھ مسلمان چھوڑ کر تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر اسلاف کرام کی کوششوں سے آج اسلام کے نام لیوا چالیس کروڑ سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ مگر ایک عرصہ سے اب ہوا کا رخ پلٹ گیا ہے وہ اسلام جو کہ سمندر کی ابلتی موجوں کی طرح روز افزوں ترقی کر رہا تھا۔ اس کی رفتار ایک عرصہ سے اس قدر دھیمی پڑ گئی گویا کہ وہ بحر الکاہل کا ایک حصہ ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ اس آخری دور میں مسلمانوں کی مردم شماری کی ترقی حسب ذیل ہے:۔

| | |
|---|---|
| سنہ ۱۹۰۱ء | ۶۲،۴۵۸،۰۷۷ کروڑ |
| سنہ ۱۹۱۱ء | ۶۶،۶۴۷،۲۹۹ 〃 |
| سنہ ۱۹۲۱ء | ۶۸،۷۳۵،۲۳۲ 〃 |

یعنی سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۱۱ء کے درمیان انہوں نے فیصدی ۶٫۷ کی ترقی کی۔ جو کہ پہلے سالوں کی ترقی سے کم تھی۔ اور سنہ ۱۹۱۱ء اور سنہ ۱۹۲۱ء کے درمیان میں صرف ۳٫۱ فیصدی کی نسبت سے ترقی کی۔ ہندوستان میں دوسرے مذاہب کی ترقی سے اگر اسلام کی ترقی کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو نہایت افسوسناک حالت معلوم ہوتی ہے۔ عیسائی مذہب کے اعداد و شمار ملاحظہ ہوں

| | |
|---|---|
| سنہ ۱۹۱۸ء | ۱۵ لاکھ |
| سنہ ۱۹۰۱ء | ۲۹ لاکھ |
| سنہ ۱۹۱۱ء | ۳۸ لاکھ |
| سنہ ۱۹۲۱ء | ۴۷،۵۴،۰۶۴ لاکھ |

انہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۱۱ء کے درمیان میں فیصدی ۳۲٫۶ ترقی کی اور سنہ ۱۹۱۱ء اور سنہ ۱۹۲۱ء کے درمیان میں ۲۲٫۷ کی ترقی کی۔ جو کہ مسلمانوں کی ترقی کے مقابلہ میں سنہ ۱۹۱۱ء میں پانچ گنے سے زیادہ اور سنہ ۱۹۲۱ء میں سات گنے سے زیادہ ہے اور پھر آریہ سماج کی ترقی کو اگر دیکھا جائے تو نہایت ہی تعجب خیز حالت پیدا ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو سنہ ۱۹۰۱ء ۹۲ ہزار سنہ ۱۹۱۱ء ۲٫۴۳٫۰۰۰ لاکھ سنہ ۱۹۲۱ء ۴٫۶۷٫۵۸۰ لاکھ یعنی سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۱۱ء کے درمیان انہوں نے فیصدی

۱۹۲۲ کی نسبت سے۔ اس کیفیت کے سامنے مسلمانوں کی ترقی کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے۔

وہ مذہب اسلام جس کے تمام اصول نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اور روشن عقل اور طبع کے موافق ہیں۔ وہ اس طرح پسماندہ ہوتا جاتا ہے اور وہ مذہب جن کے اصول و عقائد انتہائی درجہ کے لچر اور پوچ ہیں۔ وہ اس طرح زینہ سے بڑھتے جارہے ہیں۔

قابل غور یہ امر ہے کہ آخر وہ بات کیا ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمان آسٹہ پیر لٹتے جارہے ہیں۔ مسلمانوں کی پست خیالی، کم ہمتی، غفلت، جہالت وغیرہ کو دیکھ کر دوسرے مذاہب کو بھی ہمت ہوئی کہ مسلمانوں کو ہضم کیا جائے اور ان کی منتشر بکریوں کو شکار کرلیا جائے۔ عیسائی مشنریوں نے ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں مختلف قسم کے جال پھیلا دیئے۔ نہ صرف مصر، شام، فلسطین، عراق وغیرہ میں ہی ان کی مشنریاں کام کررہی ہیں۔ بلکہ ایران، ایشیائے کوچک وغیرہ ممالک اسلامیہ میں بھی بڑی کامیابی سے نشا کررہی ہیں۔ ہندوستان میں جس کوشش سے ہندوستانیوں کو عیسائی بنایا جاتا ہے۔ وہ ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوجائیگا۔

۱۹۲۲ء کی رپورٹ کے اعداد و شمار ملاحظہ ہوں

| | |
|---|---|
| مسیحی مشنریاں | ۱۶۷ |
| تبلیغی مراکز | ۲۴۰،۱۰ ہزار |
| مبلغ | ۲۴۸،۷۰ ہزار |
| ٹریننگ کالج برائے تعلیم تبلیغ | ۶۱ |
| گرجاؤں کے پادری | ۷۷۹،۸ ہزار |
| مذہبی اخبارات مختلف زبانوں میں | ۹۹ |
| پریس | ۴۲ |
| سنڈے اسکول | ۸۲۰ |
| ہائی سکول | ۶۱۰ |
| کالج | ۵۰ |
| زراعتی اسکول | ۹۰۸ |
| صنعتی اسکول | ۱۷۰ |
| تعداد طلباء | ۱۰۶۰،۰۰۰ لاکھ |
| اساتذہ | ۲۸،۰۲۴ ہزار |
| ہسپتال | ۴۰۸ |
| ڈاکٹر اور نرسیں | ۱،۵۹۸ |

۱۹۱۳ء میں تمام ہندوستان میں ۱۳۶ مشنریاں تھیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل تھی:-

| | |
|---|---|
| امریکہ اور کینیڈا کی تبلیغی جماعتیں | ۴۱ |
| آسٹریلیا کی تبلیغی جماعتیں | ۸ |
| لنکا کی تبلیغی جماعتیں | ۳ |
| [illegible] | ۱۲ |
| [illegible] ہندوستان | ۷ |
| [illegible] | ۹ |
| [illegible] | ۱۲ |

[illegible] ۱۳۶ [illegible] کی تعداد [illegible] ۱۹۱۳ء [illegible] ان [illegible] ۵۲ کروڑ روپیہ تھا۔ [illegible]

○

اندازہ لگایا جا سکتا ہے [illegible] ہوں گی۔

انجیل کا ترجمہ ایک سو چار زبانوں میں کیا جا چکا ہے۔ ہندوستان میں ۱۹۲۶ء میں ۸۱،۵۰۱،۰۰۰ لاکھ انجیلیں فروخت اور تقسیم کی گئیں۔ مگر ۱۹۲۷ء میں ان کا عدد ۱۰۶۲۱،۰۰۰ لاکھ کو پہنچ گیا۔ ان اعداد و شمار کو ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح عیسائیت زور دار طریقہ پھیلا رہی ہے۔ پچھتر گز اتنی ہوئی ہندوستانیوں کو ہندوستان میں عیسائیت کی طرف کھینچ رہی ہے۔ صرف حیدرآباد میں ایک سال میں بیس ہزار آدمی عیسائی ہوئے۔ ادھر تو عیسائیت اس زور شور سے ترقی کرتی ہوئی اسلام اور ہندوستانی مذاہب کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ ادھر آریہ دھرم اسلام کے مٹانے پر تلا ہوا ہے۔ اس زمانہ تاخیر میں ہماری کمزوریوں اور غفلتوں کو دیکھ کر جو کچھ اس نے ناجائز کارروائیاں نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ اجتماعی طریقہ پر بھی منظم طریقہ پر کی ہیں اور کر رہا ہے وہ ظاہر و باہر ہیں۔ اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ انگلش مین ۲۵ دسمبر ۱۹۲۶ء میں شائع کیا گیا تھا کہ شردھانند نے بیس لاکھ مسلمانوں کو مرتد کیا۔ اپریل ۱۹۲۷ء میں پٹنہ کے مہاسبھا کے اجلاس میں اعلان کیا گیا تھا کہ مہاسبھا کی کوششوں سے اب تک صوبہ بنگال میں پچاس ہزار مسلمان مرتد ہو چکے ہیں۔

(ہمدم ۲۸ مئی ۱۹۲۷ء)

اس طرح سے مختلف اشاعتیں ظہور میں آچکی ہیں اور اس قوم کی دن اور رات کی سرگرمی بلا شک و شبہ نہایت خطرناک ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ مسلمان اپنے بھولے ہوئے سبق کو یاد کریں اور پوری جدوجہد کے ساتھ اجتماعی قوت سے میدان تبلیغ و اصلاح میں اتر آئیں اور امور ذیل کا پوری طرح اہتمام کریں۔

(۱) جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ جات متحدہ شہر آگرہ کو پوری امداد کرنا۔

(۲) اس کے شعبے مختلف مقامات میں مکمل طریقہ پر قائم کرنا۔

(۳) تعلیم مذہبی اور دنیوی کو نہایت زور سے فروغ دینا۔

(۴) ہر ہر گاؤں اور آبادی میں مبلغ سے دورہ کرانا۔

(۵) جملہ اسرافات شادی اور غمی ختنہ اور عقیقہ وغیرہ کو یک قلم بند کرنا۔

(۶) سودی قرضہ سے بالکل انقطاع کردینا۔

(۷) تجارت اور دستکاری کو بڑے پیمانہ پر جاری کرنا اور اپنی قوم ہی سے خرید و فروخت کی کوشش کرنا کسی تجارت اور دستکاری کو ذلیل نہ سمجھنا۔

(۸) اخلاقی اور عملی حالت کو درست کرنا اور نمونہ سلف صالحین بن کر اسلام کی عزت قائم کرنا

(۹) مقدمہ بازی کو حتی الوسع ترک کرنا۔

(۱۰) آپس کے اختلافات اور جھگڑوں کو مٹانا۔

(۱۱) فن سپہ گری کی مشق کرنا۔

میں نے آپ بزرگوں کی بہت سمع خراشی کی۔ اب میں آپ حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوا آپ سے جدا ہوتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ میری معروضات پر غور و فکر فرمائیں اور عملی کارروائیوں میں پیہ زور حصہ لیں۔ مرض اور مصیبت کو خفیف نہ سمجھیں۔ خدا آپ کی اور ہماری مدد فرمائے۔

## جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے مشرقی پاکستان کے طوفان زدگان کی امداد

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی ہے کہ مشرقی پاکستان کے طوفان زدگان کی امداد کے لئے بارہ ہزار روپے کی نقد امداد کی پہلی قسط روانہ کردی گئی ہے۔

آپ نے تمام ماتحت جماعتوں سے ایک بار پھر اپیل کی ہے کہ مشرقی پاکستان کے طوفان زدگان کی امداد کے لئے نقدی، کپڑا اور ادویات جمع کریں۔

## مولانا ضیاء الدین صاحب وفات پاگئے

اوکاڑہ، جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم نے اطلاع دی ہے کہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب خطیب جامع مسجد گول چوک اوکاڑہ مورخہ ۲۲ جون ۶۹ء بروز منگل صبح سویرے اس دار فانی سے کوچ کرگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مولانا مرحوم ایک عرصہ سے جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ تھے آپ کی وفات سے ضلع ساہیوال میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔ امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان مولانا عبید اللہ انور نے آپ کی وفات کو ایک المناک حادثہ قرار دیا ہے۔

مولانا مرحوم کی وفات کے غم میں ہم ان کے پسماندگان اور عقیدتمندوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(ادارہ)

[illegible] صاحب

# اسلامی زندگی کا ابتدائی دور

(۳)

...ب جب گھر کے کام کاج کرنے لگے ۔ بیوی نے ... پوچھا: اسی سے ہم ایک خادم کیوں نہ خرید لیں؟ ... نے اپنے پاس رکھے رہو تمہارے پاس ... جو محتاج مانگنے آئیں گے انہیں دے دینا"۔

(صفۃ الصفوۃ)

حضرت عمرؓ نے حضرت عمیر بن سعدؓ کو عامل بنا کر ... حضرت عمیرؓ کو حمص گئے ہوئے ایک سال کا ... لیکن انہوں نے اپنے متعلق وہاں مخالفت ... اطلاع نہیں دی۔ آخر حضرت عمرؓ نے انہیں خط ... لکھا کہ اب تک جو رقم وصول ہوئی ہو اسے ... لے کر فوراً حاضر ہوں۔

حضرت عمیرؓ نے زاد راہ کا تھیلا کندھے پر ڈالا۔ ... اٹھا لیا۔ اور حمص سے پیادہ پا چل پڑے ... پہنچے تو حالت یہ تھی کہ بال بڑھ گئے تھے۔ چہرہ ... اتر گیا تھا اور جسم کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا: "تمہارا یہ کیا حال ہے؟"

حضرت عمیرؓ نے جواب دیا۔ "امیرالمومنین دیکھ رہے ہو ... بھلا چنگا ہوں اور میرے ساتھ دنیا ہے جسے ... لایا ہوں۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا: "آخر تمہارے پاس کیا ہے؟"

... کہا: "یہ میرا تھیلا ہے جس میں میرا ناشتہ ہے ... جس میں کھاتا ہوں اور جس سے اپنا سر دھوتا ... کپڑے صاف کرتا ہوں۔ ایک چھوٹا سا مشکیزہ ہے ... پینے کا پانی رکھتا ہوں۔ ایک ڈنڈا ہے ... ٹیک لگاتا ہوں اور جس سے ضرورت کے وقت ... کرتا ہوں۔ آخر انہیں چیزوں کا نام تو دنیا ہے"۔

حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا: "کیا تم پیدل آئے ہو؟"

... عرض کیا: "جی ہاں"۔

فرمایا: "وہاں کوئی ایسا نہ تھا جو تمہارے لئے سواری کا انتظام کر دیتا"۔

کہا: "نہ میں نے سوال کیا اور نہ انہوں نے سوال کا ... کیا"۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: "وہ مسلمان کتنے برے ہیں جن ... کے پاس تم نے ... ہو"۔

حضرت عمیرؓ بولے: "امیرالمومنین خدا سے ڈریئے ... نے غیبت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ وہ لوگ مسلمان ... میں نے انہیں نماز پڑھتے دیکھا ہے"۔

حضرت عمرؓ نے سوال کیا: "تمہیں معلوم ہے میں نے ... کہاں بھیجا تھا اور کس غرض سے بھیجا تھا؟"

جواب دیا: "آپ نے مجھے جہاں بھیجا تھا۔ وہاں گیا۔ وہاں کے نیک لوگوں کو جمع کیا اور محاصل کی وصولی کے لئے مقرر کیا۔ اور جو کچھ وصول کر کے لے آئے۔ اسے ان کی ضرورتوں پر خرچ کر دیا"۔

آپ نے مزید کہا: کہ "اگر آپ اس کے مستحق ہوتے تو میں آپ کے پاس بھی اس میں سے لے آتا"۔

حضرت عمرؓ ان کے جواب سے بہت خوش ہوئے اور چاہا کہ انہیں ان کے منصب پر قائم رکھیں۔ لیکن وہ دوبارہ اس منصب کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ عرض کیا: "امیرالمومنین! اب میں اس کام سے معافی چاہتا ہوں۔ نہ آپ کے زمانہ میں یہ ذمہ داری قبول کروں گا اور نہ آپ کے بعد۔ بہت کوشش کی کہ اپنے کو حکمرانی کے جذبہ سے پاک رکھوں۔ لیکن ایک روز ایک نصرانی کے لئے میری زبان سے نکل ہی گیا کہ خدا تجھے خوار کرے"۔

اس کے بعد اجازت چاہی اور گھر واپس گئے۔ جو مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر تھا۔

ان کے جانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے ہاتھ سو دینار ان کے ہاں بھیجے اور کہا اگر ان کی حالت سے اطمینان و فراغت کا اظہار ہوتا ہو تو چپ چاپ واپس چلے آنا۔ اور اگر ان کی حالت سے عسرت و تنگدستی ظاہر ہو تو یہ رقم ان کو دے دینا۔

جس وقت حضرت عمرؓ کا آدمی حضرت عمیرؓ کے پاس پہنچا۔ وہ دیوار کے سہارے اپنے کرتہ سے جوئیں صاف کر رہے تھے۔ بولے: "تشریف رکھیں۔ کہاں سے آ رہے ہیں؟"

قاصد نے جواب دیا۔ "مدینہ سے آ رہا ہوں"۔

پوچھا۔ "امیرالمومنین کا کیا حال ہے؟"

کہا۔ "اچھے ہیں۔ اللہ کے احکام و قوانین کا اجراء و نفاذ کر رہے ہیں"۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی کہ "اے اللہ! عمرؓ کی مدد کر۔ وہ تیری محبت میں بہت سخت ہیں"۔

قاصد نے تین دن تک ان کے ہاں قیام کیا۔ ان کی معاشی حالت یہ تھی کہ مشکل سے روٹی کی ایک ٹکیہ میسر ہوتی تھی جسے وہ مہمان کے آگے رکھ دیتے اور خود فاقے سے رہ جاتے۔

قاصد نے تین دن کے بعد دینار نکال کر پیش کئے اور کہا "انہیں لیجئے۔ امیرالمومنینؓ نے آپ کی ضرورت کیلئے بھیجے ہیں"۔

حضرت عمیرؓ یہ سن کر چیخ پڑے اور فرمایا "مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے"۔

اور وہ ساری رقم محتاجوں اور یتیموں کو تقسیم کر دی۔

## تعارف و تبصرہ

(از خورشید بھیروی)

| | |
|---|---|
| کتاب | جمال عبدالناصر |
| مؤلف | نذیر احمد خاں |
| قیمت | چار روپے |

ناشر: عوامی کتاب گھر سوڈھیوال کالونی ملتان سٹی لاہور

زیر نظر کتاب "جمال عبدالناصر" جسے پختہ کار صحافی جناب نذیر احمد خاں نے انگریزی سے اردو میں منتقل کیا ہے۔ عربوں کی جدوجہد آزادی کی جھلک کا ایک خاص نمونہ پیش کرتی ہے۔ متحدہ عرب جمہوریہ، شام اور اردن پر اسرائیل کے جارحانہ حملہ کے بعد اور اس سے پہلے سرمایہ دار دنیا نے اس مرد جری کے متعلق عجیب پروپیگنڈے کئے۔ سرمایہ دار خود اور سرمایہ دار نواز دنیا تو صدر ناصر کی مخالفت کرنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ اس کے انقلاب کے بعد جو سب سے پہلی چوٹ پڑی۔ وہ ان جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور زمینداروں پر پڑی، جو مزدور اور مزارع کے خون و پسینہ کی کمائی پر شب و روز عیش کرتے تھے۔ ناصر نے ان کی یہ عیش ختم کی، زمینوں کی ایک حد مقرر کی۔ بھاری صنعتوں کو قومی ملکیت میں لیکر کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں کی چودھراہٹ کو ختم کیا ۱۹۵۶ء میں سامراجیوں کو شکست فاش دے کر نہر سویز کو قومی ملکیت میں لیا۔

۱۹۶۷ء میں سامراجیوں نے اپنے پروردہ اسرائیل کے ذریعے مصر، اردن اور شام پر دھاوا کیا۔ اس حملہ میں عربوں کا جتنا مالی اور جانی نقصان ہوا۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں مگر اس کے باوجود اس مرد آہن نے اس شکست کی تمام ذمہ داری اپنے کاندھوں پر لے کر قوم کے سامنے سبکدوش ہونے کی درخواست کی۔ ان کی اس درخواست پر سامراجیوں اور سامراج پرستوں نے گھی کے چراغ جلائے۔ لیکن ان کی خوشیوں پر اچانک پانی پھر گیا۔ اور قوم کے ہر فرد نے اس کی اس درخواست کو مسترد کرتے ہوئے دوبارہ ملک کی باگ ڈور سنبھالنے کا مطالبہ اس شدت سے کیا کہ انہیں مجبور ہو کر اپنا استعفا واپس لینا پڑا۔

اتنی بڑی شکست کے باوجود پوری قوم اسے سبکدوش کرنے سے کیوں انکار کرتی ہے؟ اس کا جواب آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔ اسی طرح یہود، امریکہ، برطانیہ اور ان کے ہمنواؤں کے خلاف عرب عوام کی جو جدوجہد جاری ہے اس میں مصر اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سامراجی دنیا سب سے زیادہ خائف مصر اور صدر ناصر سے ہے، اور صدر ناصر کی شخصیت کو مسلمانوں میں بدنام کرنے کے لئے سامراجیوں نے ایک خاص مہم چلا رکھی ہے جس میں خود ساختہ مسلمان بھی شامل ہیں۔ صدر ناصر کے تفصیلی حالات و کردار کا مطالعہ کرنے کے لئے آج ہی آپ یہ کتاب کو خرید یئے

محترم نذیر احمد خاں صاحب اس دور میں جبکہ سامراجی لوگ مسلمانوں اور خاص کر عرب دنیا کے عظیم رہنما السید جمال عبدالناصر کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا کر رہے ہیں یہ کتاب لکھ کر قوم کی بہترین خدمت کی ہے۔ ہم اس محنت پر انہیں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں

# اپیل

## طوفان زدگان کی ہر ممکن امداد کی جائے

مشرقی پاکستان میں طوفان سے ہزاروں انسان متاثر ہوئے ہیں بے شمار قیمتی جانیں تلف ہوگئیں۔ اخبارات کی خبروں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک قیامت برپا ہے۔ نفسا نفسی کا عالم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک بہت بڑی آزمائش ہے جس سے مشرقی پاکستان گذر رہا ہے دنیا کے کسی حصے میں بھی مسلمان پر کوئی غم ٹوٹے تو ہر جگہ ملتِ اسلامیہ کا فرد بے چین ہو جاتا ہے۔ یہی حال مغربی پاکستان کے عوام کا ہے وہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ تاہم اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے ان دکھی اور آفت زدہ بھائیوں کی دل کھول کر امداد کی جائے۔

گو حکومت بھی اپنے وسائل بروئے کار لا رہی ہے۔ لیکن یہ اس وقت تک ناکافی ہے، جب تک کہ عوام اس میں اپنا حصہ نہیں ڈالیں گے ہمیں امید ہے کہ ہمارے مغربی پاکستان کے بھائی اپنی سابقہ روایات کے مطابق مظلوم مشرقی پاکستانیوں کی امداد کریں گے۔

بحیثیت ایک مسلمان کے ہم پر یہ فرض بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے دعا مانگیں کہ وہ آفات سماوی اور ارضی سے محفوظ رکھے، اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

مشرقی پاکستان کی جماعتیں ہر قسم کا امدادی سامان حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے پاس جمع کرائیں اور مغربی پاکستان کی جماعتیں مرکزی دفتر جمعیۃ علماء بیرون لوہاری گیٹ ملتان میں اپنی امدادی رقوم اور دوسری اشیاء جمع کرائیں۔

منجانب

(حضرت مولانا) محمد عبد اللہ درخواستی امیر مرکزیہ

(حضرت مولانا) مفتی محمود ناظم عمومی مرکزیہ

# ترجمانِ اسلام

## جمعیۃ علماء اسلام

12/21

ایک دعوتِ ایمان ہے ۔ ایک پیغامِ انقلاب ہے

— جو —

ہر سچے اور مخلص مسلمان کو دنیا و آخرت کی کامرانیوں اور فوز و فلاح کے لئے

شریعت اسلامیہ کا لائحہ عمل پیش کرتی ہے ۔

آپ جمعیۃ علماء اسلام کے اس دینی محاذ سے مخالف اسلام

قوتوں کا مقابلہ کیجئے

— آیئے —

جمعیۃ کے جھنڈے تلے اسلام کی خاطر ہم سب جمع ہو جائیں اور اپنا فریضہ حق ملی ادا کریں

انتم الاعلون ان کنتم مومنین

کی بشارتیں آپ کے ساتھ ہوں گی

جمعہ ۶ جون ۱۹۶۹ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ، قیمت ۲۵ پیسے ۔ جلد ۱۲ شمارہ ۲۱

بحث و نظر

# سبائیت کا تجزیہ

حسین احمد معارفی - نقیر والی بہاولنگر

اس حقیقت سے کوئی بھی صاحب بصیرت انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام اور امت مسلمہ کو جو نقصان عبد اللہ بن سباء یہودی منافق کی "تحریک سبائیت" کے ہاتھوں پہنچا شاید ہی کسی اور نے پہنچایا ہو۔ جہاں یہ لوگ مار آستین بن کر لاکھوں عظیم فرزندان توحید کو نگل گئے۔ وہاں مختلف اوقات میں احیاء و تجدید اسلام کے نعرہ سے لیس ہو کر مختلف تحاریک کے نام سے منظر عام پر آتے رہے۔ اسی طرح اس حقیقت سے بھی شاید ہی کوئی صاحب بصیرت انکار کی جرأت کرے گا کہ تحریک سبائیت کی دور حاضر میں سب سے بڑی وکیل وہ جماعت ہے جو اپنے آپ کو تحریک اسلامی اور تحریک تجدید و احیاء دین کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ حقیقت میں اسے اس کے پیش رؤوں کی طرح "مودودیت" کا ہی خطاب ملنا چاہیئے۔ عدل و انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔

عرصہ سے علمی حلقے حیران و پریشان تھے کہ سبائیت کے اس جدید چربہ کے اجزائے ترکیبی کہاں کہاں سے حاصل کئے گئے ہیں۔ کیونکہ سبائیت کی طرف منسوب گروہوں میں کسی کے پاس بھی عقاید کا وہ مرکب ان تمام اجزاء کے ساتھ موجود نہیں۔ جن پر مودودیت کی عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے یہ توفیق دی کہ میں مودودیت کے ماخذ کا کھوج لگا سکوں۔ اس غرض سے کہ سبائیت جدیدہ سے اسلام کا دفاع کرنے والے ان کو بنیاد بنا کر سبائیت کے تیرہ سو سالہ ماضی اور مودودیت کے چھتیس سالہ دور کے عقائد و جزئیات کا مفصل جائزہ لے سکیں۔ مختصراً ذکر کر رہا ہوں۔ کیونکہ تعلیمی مصروفیتوں کے سبب میرے پاس اتنا کافی وقت نہیں ہے کہ پوری طرح اس کی طرف توجہ دے سکوں۔ ایک طالب علم کے پاس دوران تعلیم اتنا وقت کہاں سے آیا کہ درسی مشاغل کے ساتھ ساتھ اس قدر وقیع تحقیقی موضوعات کے لئے کافی وقت نکال سکے۔ البتہ فریب و دجل کے اس کاروبار کو طشت از بام کرنے کا قوی ارادہ ہے مگر تفصیلات پیش کرنے میں تاخیر کے خوف سے بنیادی باتیں اہل نظر کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ یہ میرا ماحصل مطالعہ ہے۔ اگر کہیں میں نے مطلب و مفہوم سمجھنے میں غلطی کی ہو، تو متنبہ کرنا مجھ پر عظیم احسان ہوگا۔

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین رہے کہ عقاید و جزئیات مودودیت کو اہل سنت والجماعت کے عقائد و جزئیات میں اس طرح گڈمڈ کر کے پیش کیا گیا ہے کہ اچھے اچھے لوگ عقاید کا تجزیہ کرنے میں بڑی مشکل محسوس کرنے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اچھے خاصے اہل علم حضرات اس فریب کے دام ہمرنگ زمین میں پھنس گئے

(۱) مودودیت نے جس طرح صحابہؓ کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار کیا وہ کوئی نئی بات تو نہ تھی، اس لئے کہ سبائیت کی کوکھ سے پیدا ہونے والا ہر گروہ سب سے پہلے یہی نعرہ لگاتا رہا ہے کہ اسلام کو (نعوذ باللہ) نبی کے تربیت یافتہ اصحاب نے ہی سب سے پہلے قربانی کا بکرا بنایا۔ لہٰذا کسی گروہ نے تمام گروہ صحابہ کو کافر و مرتد قرار دیا۔ کسی نے اہل بیت کو مستثنیٰ قرار دے دیا کسی نے اہل بیت کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی ارتداد کی صفوں میں شرکت سے محفوظ رکھا۔ غرض سبائیت کا بنیادی عقیدہ صحابہ کرامؓ پر کفر و فسق کے ہتھیار سے حملہ کرنا ٹھہرا۔ اور سبائیت کا سرسری مطالعہ کرنے والے صحابہ کے متعلق اسی متشددانہ عقیدہ سے واقف ہیں۔ مگر بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں۔ کہ سبائیت کے فرقہ زیدیہ کا ایک گروہ "صالحیت" اپنے دیگر ہمسفر گروہوں سے عدم اعتماد علی الصحابہ کے بارے میں قدرے نرم پالیسی پر کاربند ہوا۔ یہ لوگ صحابہؓ پر الزامات و اتہامات تو وہی لگاتے تھے جو دیگر سبائیوں کا وطیرہ تھے اور دین کا اہم رکن ہی ان کے نزدیک اتہامات و بہتانات کی بارش تھا۔ مگر ساتھ ہی ان کی طرف کفر یا فسق کو صراحتہ منسوب کرنے سے احتراز کرتے تھے بلکہ عام مجلسوں میں ان کی تعریفیں کرتے اور صحابہ کو مسلمان قرار دیتے۔ زیدیہ کا یہ فرقہ اپنے مقتدیٰ حسن بن صالح بن حی کی طرف منسوب ہوا۔ مودودیت کا صحابہ کے بارے میں وہ عقیدہ جس کی بنیاد "تجدید و احیاء دین" میں رکھی گئی اور پھر دستور میں عقیدہ کی حیثیت سے اس کو شامل کیا گیا، اس طرح جب زمین میں زرخیزی کے آثار پائے تو "خلافت و ملوکیت" کے عنوان سے اپنے بنیادی عقیدہ کو شرح و بسط سے بیان کر دیا گیا اور وہ تمام اتہامات و بہتانات ایک ایک کر کے صحابہؓ کے دامن سے ٹانک دیئے جو "صالحیت" نے لگائے تھے بلکہ بعض کا اپنی طرف سے بھی اضافہ کر دیا۔ اور پھر اسی طرح دوسرے پہلو یعنی برملا تکفیر و تفسیق سے اپنی زبانوں پر تالے لگا دیئے جس طرح "صالحیت" نے کیا تھا۔ ان لوگوں کے سب و شتم کا لب لباب یہ تھا کہ عثمانؓ اور ان کے پیروکاروں کو نہ ہم مومن کہہ سکتے ہیں اور نہ کافر کیونکہ قرآن میں ان کی تعریف مومن ہونے پر دلالت کرتی ہے اور وفات رسولؐ کے بعد ان کی "بدعات و ذنوب" نعوذ باللہ ان کے عدم ایمان پر شاہد ہیں۔ اور مودودیت کے سارے ہیر پھیر کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ عثمانؓ خائن تھے۔ امیر معاویہؓ شریعت کے ایک ایک اصول کو توڑنے، مغیرہ بن شعبہؓ رشوت دینے اور لینے کا آزادانہ کاروبار کرنے والے وقس علی ہذا۔ الفاظ و محاورات کا فرق ہو سکتا ہے۔ معانی و مفہوم میں مجھے تو کچھ فرق نظر نہیں آتا (الملل والنحل لشہرستانی ج ۱ - فہرست ابن ندیم - تہذیب التہذیب ج ۲ - فہرست الطوسی)۔

(۲) حضورؐ کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" اور حضورؐ کا فرمان ہے "علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین المہدیین" او کما قال۔

یہ نصوص اس بات کی صراحت کر رہی ہیں کہ خلافت دینویہ میں حضورؐ اور خلفاء راشدین کا عمل و طریق ہونے کا طریق عمل تھا جس کا یہی مطلب تھا کہ بعد میں آنے والے ان کو مد نظر رکھ کر خلافت دینوی کے فرائض انجام دیا کریں۔ ظاہر ہے نمونہ کی ہو بہو مماثلت کیت و کیفیت کے اعتبار سے نہ صرف مشکل ہے بلکہ اس دار الاسباب میں مخلوق کے حق میں ناممکن ہے۔ اس لئے یہ ایک امر بدیہی تھا کہ بعد میں آنے والے لوگ اس معیار سخت پر پورے نہ اتر سکتے تھے۔ جو کہ اسوہ کی زندگی کا معیار ہو۔ ادھر حضورؐ کا فرمان اسلام وہ معتبر ہے جو "ما انا علیہ و اصحابی" کے معیار پر پورا اترتا ہو۔ اگر اسوۂ صحابہ کے نظام عمل کے علاوہ کوئی اور نظام صحابہ یا حضورؐ سے ثابت نہ ہو سکتا تو لامحالہ دنیا یکایک اسلام سے کفر کی حدود میں داخل ہو جاتی۔ کیونکہ اسوہ اور نمونہ بننا ہر فرد انسانی کے بس کا روگ نہیں۔ اس لئے تکوینیات کے خالق نے جہاں اپنے نبی کی زبان سے کہلوایا کہ دین "ما انا علیہ و اصحابی" کا نام ہے۔ وہاں انہی صحابہؓ کے ذریعہ ایک ایسا نظام خلافت قائم کروایا، جو ہر اعتبار سے اسلامی تھا۔ مگر اتنی گنجائش تھی کہ وہ اسوہ اور نمونہ کے معیار سے ذرا کم ہو۔ گو وہ بھی اپنی جگہ اسوہ کی حیثیت رکھتا ہو۔ تاکہ قیامت تک آنے والی مسلمان نسلیں ...... ان دونوں طرزہائے نظام خلافت کو اپنا لیں تو ان کے حالات کے مطابق اسلام کی حدود سے نہ نکلنے پائیں۔ یہ تو قیام نظام خلافت کی اسلامی تعلیم ہوئی۔ اس بارے میں کوئی نص صریح کہیں ثابت نہیں۔ سایہ کہ قیام نظام خلافت کے بعد خلافت کی ذمہ داری کیا ہے۔ اس کی تشریح و تفسیر میں قرآن مجید اور سنت نبوی بھری پڑی ہیں۔ یعنی اسلام نے خلافت کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں شورائیت کو شرط قرار دیا ہے نہ کہ قیام خلافت میں شورائیت شرط قرار دی ہے۔ مودودیت نے عدم اعتماد علی الصحابہ کی قرار داد کو مزید تقویت دینے کی غرض سے نظام شورائی کو اس تعبیر کے ساتھ جو سبائیت کے فرقہ "صالحیت" نے مقرر کی تھی۔ بعض لفظی و معنوی ترمیم و اضافہ کے ساتھ لے لیا۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ **ترجمانِ اسلام** لاہور

سرپرست: حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

جلد ۱۲ | جمعہ ۶ رجون سنہ ۱۹۶۹ء ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۸۹ھ قیمت ۲۵ پیسے | شمارہ ۲۱

احمد حسین کمال

# شذرات

## مجاہدین "الفتح" اور جمعیۃ علماء اسلام

صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے صدر مولانا عبید اللہ انور صاحب نے الفتح کے وفد کو پوری طرح یقین دلایا ہے کہ ارض فلسطین کی آزادی کے لئے جمعیۃ اور پاکستان کے مسلمان آخر وقت تک الفتح کے مجاہدین کی حمایت و معاونت کرتے رہیں گے۔

ارض فلسطین کو آزاد کرانے کا مقصد جمعیۃ علماء اسلام کا قدیم کاز ہے۔

۱۹۱۸ء میں جبکہ برطانیہ نے ترکی سے بیت المقدس اور سرزمین عرب کا علاقہ ہتھیا کر اپنے قبضہ میں کیا تھا تو جمعیۃ علماء ہند نے اپنی تشکیل کے آغاز کے وقت ہی یعنی ۱۹۱۹ء میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ بیت المقدس ارض فلسطین اور عرب دنیا کو غاصبین کے ہاتھوں سے نجات دلانا ہمارا اسلامی فریضہ ہے۔

الحمد للہ جمعیۃ علماء اسلام نے اس مقصد کو ہمیشہ عزیز رکھا، اور اس کے پروگراموں و جدوجہد کا یہ اہم ترین حصہ بنا رہا۔

انگریزی حکومت کے وقت ۱۹۳۶ء میں بھی جمعیۃ علماء ہند کے ایما پر پورے ہندوستان میں یوم فلسطین منایا گیا تھا جس میں اس وقت کی تمام معروف سیاسی جماعتوں، مسلم لیگ، کانگریس، احرار وغیرہ سب نے حصہ لیا تھا اور ملک گیر پیمانہ پر فلسطین و عرب دنیا کی آزادی کے لئے برطانیہ کی ظالمانہ، غاصبانہ و یہود نواز پالیسی کے خلاف شدید احتجاج کیا تھا۔

۱۹۴۸ء یعنی تقسیم فلسطین کے وقت سے ہی جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی فلسطین کو یہود کے پنجۂ استبداد سے آزاد کرانے اور عربوں کو غیر ملکی اثرات سے نجات دلانا رہی ہے۔

۱۹۵۶ء کے معرکۂ نہر سویز کے موقعہ پر بھی جمعیۃ علماء اسلام نے پرزور طریقہ پر مصر کی حمایت و تائید کی۔

اور جون ۱۹۶۷ء کی جنگ کے وقت جس زور شور و وسیع پیمانہ پر جمعیۃ علماء اسلام نے عرب دنیا کی حمایت کا سرگرمی کے ساتھ کام کیا۔ اس کا اعتراف مصر و شام کے اخبارات نے بھی کیا، اور متعدد عرب حکومتوں نے شکریہ کے پیغامات بھیجے۔

آج بھی بیت المقدس اور ارض فلسطین کی مکمل آزادی، عرب دنیا سے یہودی و مغربی سامراج کا مکمل استیصال اور دنیائے اسلام سے سامراجی لادینی و اشتراکی اثرات کا خاتمہ جمعیۃ علماء اسلام کا بنیادی مقصد و پالیسی ہے۔

الفتح کے وفد اور اس کے قائد ابو ہشام صاحب کو جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے مکمل حمایت کی یقین دہانی جمعیۃ کے مقصد و نصب العین کا ہی اعادہ ہے۔

یقیناً جمعیۃ کی یہ یقین دہانی مسلمانان پاکستان کے جذبات کا عکس ہے۔

اور تمام عالم اسلام کا یہ فرض ہے کہ وہ اس مہم میں مکمل طور پر تعاون کریں۔

ابو ہشام صاحب نے بجا طور پہ یہ بات کہی ہے کہ اس جدوجہد میں اگر عالم اسلام نے ہماری بھرپور مدد نہ کی، تو پھر اشتراکی ملکوں کو آگے بڑھنے کا موقعہ مل جائے گا۔

عرب دنیا سے سامراجیت و یہودیت کا مکمل استیصال ہی اشتراکیت کے اثرات سے عالم اسلام و عرب دنیا کو بچا سکتا ہے۔

## ملائشیا کے ہنگامے

ملائشیا کے حالیہ فسادات و ہنگامے جو جمہوری انتخابات کے فوراً بعد رونما ہوئے اور جن کی لپیٹ میں سارا ملائشیا آ گیا۔ نہ صرف ملائشیا بلکہ مشرق کے تمام جمہوریت پسندوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہیں۔ بالخصوص مسلمان ملکوں کے قائدین سیاست کو اس صورت حال کا گہرا تجزیہ کرنا چاہیئے۔

بلاشبہ "ملائشیا" کی تشکیل جن مختلف بلکہ متضاد عناصر کو شامل کر کے کی گئی ہے۔ ان سے ایسے استحکام کی توقع عبث تھی۔ جو عام سیاسی معاملات سے اثر پذیر نہ ہو سکے چنانچہ موجودہ بحران میں ان عناصر کے باہمی تضاد کی کارفرمائیوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

سنگاپور سے بورنیو تک، ایک کثیر التعداد چینی اقلیت بس رہی ہے۔ جس کی تعداد مختلف مقامات پر بیس فیصدی سے پینتالیس فیصدی تک ہے، اور مجموعی اعتبار سے ملائشیا میں ان کی تعداد چھتیس فیصد شمار ہوتی ہے۔ سولہ فیصد ہندوستانی باشندے ہیں۔ خالص ملائی باشندے نصف سے کچھ ہی زیادہ ہیں۔

چینی اقلیت ملائشیا کی مضبوط ترین اقلیت ہے، اور ملائشیا میں برطانوی حکومت کے خلاف تحریک آزادی شروع کرنے والی یہ ہی اقلیت تھی۔ یقیناً اس چینی اقلیت کے ڈانڈے اشتراکی چین سے منقطع نہیں ہو سکتے۔

بھارتی باشندوں کی اقلیت بھی اپنے وطن سے علاقہ رکھنے میں پیچھے رہنے والی نہیں ہے۔

یہ عناصر ملائشیا کی داخلی و خارجی سیاست پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ اور کشمکش کا باعث بنتے ہیں ان مختلف عناصر کو سیاست میں یکجا کرنے والا رشتہ وہاں کے جمہوری نظام کا ہے۔ اور یہ جمہوری نظام برطانیہ کے بیسویں صدی کے اس فرسودہ طریق پر قا[illegible] ہے۔ جو محض بالغ رائے دہی کی اساس تک محدود رہتا ہے اور دوسرے قومی مسائل ثانوی حیثیت میں رہ جاتے ہیں۔

چنانچہ مشرقی ملکوں میں یہ طریق صرف کشمکش اقتدار کا ایک سیاسی کھیل بن کر رہ گیا ہے۔ قوم کی مشکلات کا کسی طرح بھی مداوا نہیں کر پا رہا۔

برطانیہ وغیرہ ملکوں میں یہ نظام ٹھوس حقیقت پسندانہ اور مشکلات و مسائل کے قابل حل پروگرام کی صورت میں ترقی پذیر ہے۔

لیکن مشرقی ملکوں میں شخصی اور گروہ بندانہ کشمکش اقتدار کا تباہ کن مظہر بنا ہوا ہے۔

چنانچہ یہ ہی وجہ ہے کہ انتخابات کے بعد جس پر بظاہر عوام کی اکثریت کی پسند کی مہر لگ چکی ہوتی ہے اچانک عوامی ہنگامے رونما ہو پڑتے ہیں اور سیاسی استحکام کو تہ و بالا کر کے رکھ دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عوام کے مسائل کو پروگرام کا حقیقی جز بلکہ جزو اعظم بنائے بغیر اس قسم کے جمہوری انتخابات بدعنوانیوں سے مبرا نہیں ہوتے اور جبر کے خفیہ ہتھکنڈوں سے ہی ایک پارٹی کامیاب ہو جاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں عوام کی پسند کا سوال ہی خارج از بحث ہو جاتا ہے۔ اور ناکام عناصر ہنگاموں کا بیج بو ڈالتے ہیں۔

اس لئے ضروری ہے کہ اس نظام کو اختیار کرتے وقت اولیت عوامی مسائل کے پروگراموں کو دی جائے اور ان پروگراموں کی اساس پر ہی انتخابات عمل میں لائے جائیں تاکہ عوام اپنی مشکلات و مسائل کا حل اس میں پا سکیں

(ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا۔ مرتب و انچارج [illegible]

صرف اسی طرح وہ مخالف عناصر کے اکسانے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

مجرد بالغ رائے دہی کے حق کے ساتھ جمہوری نظام کا قیام کشمکش اقتدار سے پیدا ہونے والے ہنگاموں اور انتشار کا موجب بن جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے آمریت سے بھی بدتر صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔

قومی و ملی مسائل اور ان کے حل کو سرفہرست بنا کر اگر مختلف سیاسی گروہ اپنے مختلف پروگراموں کے ساتھ سامنے آتے ہیں تو ایک صحت مند اور متوازن سیاسی نظام کے قائم ہونے اور ارتقاء کرنے کے امکانات روشن ہو سکتے ہیں۔

اور اس طرح صحیح و حقیقی جمہوریت قائم ہو سکتی ہے مسلمان ملکوں کے لئے اس کی خاص ضرورت ہے دینی اقدار پر مبنی عوامی مسائل کے حل کے پروگراموں کے ساتھ سیاسی و جمہوری حرکت و عمل، ان ملکوں کو ہنگاموں و انتشار سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

ورنہ ملائشیا کے سے حالات کا خطرہ ہر وقت موجود رہے گا۔

## ملک میں صحت مند سیاست کی بحالی کیلئے

صدر مملکت نے حال ہی میں یہ کہہ کر کہ پاکستان کے اتحاد و استحکام اور عظمت اسلام کو برقرار رکھ کر ملکی مسائل کا حل، سیاست دانوں کو نکالنا ہے۔ ایک اہم ذمہ داری ملک کے تمام سیاسی عناصر پر عائد کر دی ہے۔

گویا اس شرط کے ساتھ ہی ملک میں سیاسی زندگی کا عہد نو شروع ہو سکتا ہے۔ اور اس عہد کو قریب تر لانا، سیاست دانوں کی ذمہ داری ہے۔

کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ شرط پاکستان کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس شرط کے فقدان نے ملک کو گذشتہ تباہ کن ہنگاموں کی زد میں دے دیا تھا۔

معلوم ہوا ہے کہ ڈھاکہ میں صدر مملکت سے ملاقات کے موقعہ پر جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندے جناب پیر محسن الدین صاحب نے بالکل واضح طور پر بتا دیا تھا کہ جمعیۃ کا مقصد اور پالیسی پاکستان کے اتحاد و استحکام کو مضبوط تر بنانا اور اسلام کو اس ملک میں غالب لایا جائے۔

یہی وہ بات ہے جو مفتی صاحب نے جمہوری مجلس عمل کے اجلاسوں اور گول میز کانفرنس میں کہی تھی۔

اور ہم سمجھتے ہیں کہ ملک میں کسی بھی جماعت کو ان دونوں باتوں سے انکار نہیں ہونا چاہیئے، بلکہ انکار ہے بھی نہیں۔

اس لئے اب ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ پاکستان کے اتحاد و استحکام اور عظمت اسلام کے اصول کو اساس بنا کر موجودہ جماعتیں ایک مشترکہ محاذ کی تشکیل کریں یا جداگانہ طور پر چند گروپ بنائیں۔ جن میں مذکورہ بالا دو باتیں مشترک درجہ رکھتی ہوں

تاکہ ملک میں ایسی بہتر فضا پیدا ہو سکے۔ جس کے اندر مارشل لاء حکام آزادی کے ساتھ انتخابات کا انتظام کر سکے ملک کو صحت مند سیاست پر گامزن کرنے کے وعدے سے عہدہ برآ ہو سکیں

# نقد و نظر

احمد حسین کمال

## خلائی تسخیر اور قرآن حکیم

روس نے اپنے دو سیارے "زہرہ" پر اتار دیئے امریکہ نے انسان کو چاند پر اتارنے کی مہم شروع کر رکھی ہے۔

اب اس طرح کی خبریں کچھ زیادہ حیرت ناک نہیں رہی ہیں۔ خلائی تسخیر کی انسانی جد و جہد متعدد مراحل طے کرتی ہوئی فیصلہ کن مرحلہ پر آ رہی ہے

اس سلسلہ میں محترم ابو مسعود صاحب نقشبندی نے ۱۹۶۲ء میں ایک کتاب تحریر فرمائی تھی۔ جس کا نام ہے "خلائی تسخیر اور قرآن حکیم"۔

قرآن حکیم اللہ کی کتاب ہے۔ اور کائنات کے اسرار و رموز کی حامل ہے

جس نے بھی اس کی آیات پر جس حیثیت سے بھی غور کیا۔ عجیب و غریب حقائق سے آشنا ہوا

زیر تبصرہ اس کتاب میں خلائی تسخیر سے متعلق قرآنی ارشادات کو جمع کر کے محترم ابو مسعود صاحب نے یورپ و سائنس سے مرعوب ذہنیتوں کے لئے عمدہ نسخۂ ایمان مہیا فرما دیا ہے

کتاب نہایت درجہ معلومات افزا اور ایمان پرور ہے۔ خلائی تسخیر سے متعلق پیدا ہونے والے شبہات کا قلع قمع کر رہی ہے۔ اور قرآنی صداقتوں کو اجاگر کر کے سائنس کو عقل انسانی کا ایک معمولی کھیل ثابت کر دیتی ہے۔

اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کو یہ کتاب مطالعہ کرنی چاہیئے۔

تقریباً ڈھائی سو (۲۵۰) صفحات کی یہ کتاب اعلیٰ ایڈیشن کی صورت میں صرف چار روپیہ میں اور سستا ایڈیشن کی صورت میں صرف تین روپیہ میں مندرجہ ذیل پتہ پر دستیاب ہو سکتی ہے۔

ادارہ فروغ اسلام شجاع آباد (ملتان)

## تفہیم النبوۃ

یہ مختصر کتابچہ ............ ........ مجلس نشر السنہ مخدوم رشید ملتان نے شائع کیا ہے

کتابچہ میں ختم نبوت کے لئے واضح اور محکم دلائل جمع کر دیئے گئے ہیں۔ جن سے انکار ختم نبوت کے تمام وساوس کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ طرز تحریر عام فہم اور دل نشین ہے۔

مصنف ممدوح نے خاص محنت کے ساتھ اسے ترتیب دیا ہے۔ قابل مطالعہ ہے۔ قیمت درج نہیں ہے۔ شاید مفت تقسیم کے لئے ہو۔

## اسلام اور مزدور

یہ مختصر سا کتابچہ مولانا سید ابو ذر بخاری صاحب خلف الرشید امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے، جسے مجلس احرار اسلام پاکستان ملتان نے شائع کیا ہے۔ اور صرف ۲۵ پیسے قیمت پر "بخاری اکادمی ۳۔ اتیک شارع جودت کامران شہید ملتان شہر" سے مل سکتا ہے۔

کتابچہ میں کسانوں اور مزدوروں کے اسلامی حقوق کی واضح نشاندہی کر دی گئی ہے اور اسلام کے معاشی نظام کے ان پہلوؤں کو پوری طرح نمایاں کر دیا ہے۔

یہ چھوٹا سا رسالہ اگر غائر نظر سے مطالعہ کیا جائے تو اس موضوع کی بعض ضخیم کتابوں پر بھی بھاری ہے اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا کہ سرمایہ داری اور اشتراکی زہر کا تریاق ہے۔ "بقامت کہتر و بقیمت بہتر" کا بہترین مصداق ہے۔

اشتراکیت کے موافق و مخالف پروپیگنڈا کے اندر اس کا مطالعہ اسلام کی طرف رہنمائی کرنے کا موجب بنے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

## خانیوال میں جلسہ

انجمن خدام الاسلام خانیوال شہر کے زیر اہتمام مورخہ ۱۴ جون مطابق ۲۸ ربیع الاول بروز ہفتہ بعد نماز عشاء چوک نور بازار میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہو گا۔ جس میں مختلف ممتاز علماء کرام سیرت مقدسہ کے عنوان پر بصیرت افروز تقریریں فرمائیں گے۔

(صوفی محمد سلیم نائب صدر انجمن خدام الاسلام خانیوال)

## قصبہ شہانی (نزد بھکر) میں سیرۃ النبی صلعم کا جلسہ

بتاریخ ۹، ۱۰، ۱۱ جون ۱۹۶۹ء بروز منگل، بدھ منعقد ہو گا۔ جس میں مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری، مولانا دوست محمد صاحب قریشی، علامہ عبد الستار صاحب تونسوی، مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری، مولوی عبد الشکور دین پوری، مولوی محمد حسین جلیبوی، قاری محمد حنیف ملتانی کے علاوہ مختلف شعرا بھی شرکت کر رہے ہیں۔

(ناظم جلسہ چوہدری محمد مہربان علی خان شہانی نزد بھکر)

# اخبار و معلومات

## صدر مملکت کا پیغام

راولپنڈی ۲۸ مئی۔ صدر آغا محمد یحییٰ خاں نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر قوم کے نام اپنے پیغام میں ہموطنوں کو یاد دلایا ہے کہ :-

" برصغیر کے مسلمانوں نے اسلام کی بنیاد پر آزادی حاصل کی۔ اور یہاں اپنے لئے ایک نیا ملک بنایا۔ پاکستان کے بانیوں نے اس مقصد کا برملا اظہار کر رکھا تھا کہ پاکستان میں مسلمانوں کو اپنی شخصی و اجتماعی زندگی رسول پاک کے نظریات اصولوں اور قدروں کے مطابق گذارنے کے قابل بنایا جا سکیگا۔ حصول پاکستان کی جدوجہد کے دوران میں برصغیر کے مسلمان ان نظریات ہی کے باعث سرگرم عمل رہے۔ لہٰذا اس ملک میں ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ اپنی منزل اس لائحہ عمل کے مطابق حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں روحانی اور نظریاتی ترکہ میں ملا ہے۔

صدر نے کہا ہے کہ آج ہمیں پریشان کن سیاسی سماجی اور اقتصادی مسائل درپیش ہیں۔ ہمیں ان کا حل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں تلاش کرنا چاہیئے۔ ان کے ناچیز پیروکاروں کی حیثیت سے ہمارا مقدس فرض ہے کہ ایسا سیاسی اور سماجی ڈھانچہ تیار کریں۔ جو حضور کے مساوات و اخوت کے بتائے ہوئے اصولوں کے عین مطابق ہو اور اس میں حضور کی عملی زندگی کی ایک جھلک ملتی ہو۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے مادی اور روحانی وسائل یکجا کریں اور اس اہم کام پر لگائیں جو ہماری کوششوں کا ساتھ دے"

## شط العرب

دجلہ و فرات (عراق) کے دریاؤں کے خلیج فارس میں گرنے کے دہانہ کا پچاس میل رقبہ جہاں دریا پھیل جاتا ہے شط العرب کہلاتا ہے۔ اس کا ایک کنارہ عراق میں اور دوسرا ایران میں واقع ہے۔ اسے ۱۸۴۷ء کے معاہدۂ ارض روم کے تحت عراق کی حاکمیت کا حصہ تسلیم کیا گیا جس کی روسی، برطانی حد بندی کمیشن نے ۱۹۱۲-۱۴ء میں تصدیق کی اور ۱۹۳۷ء میں اس کی بنا پر عراق اور ایران کا مشہور معاہدہ ہوا۔ جسے اب ایران نے منسوخ کر دیا ہے شط العرب میں جہاز رانی سے حکومت عراق ۴۵ لاکھ پونڈ سالانہ وصول کرتی ہے۔ یاد رہے کہ ایران اور عراق کے مابین ان کی کردستان سے متصل سات سو میل لمبی مشترک سرحد واقع ہے اور بحرین ایسے عرب علاقے ایران کی بجائے عربستان کے حامی ہیں۔

## اقوام متحدہ کا دفتر

ادارہ اقوام متحدہ کے صدر دفتر واقع نیویارک کو جو ایک آزاد کالونی ہے دیکھنے کے لئے ہر روز تقریباً سات ہزار انسان وہاں جاتے ہیں۔ اور ۱۹۵۲ء سے لے کر جب صدر دفتر کی نئی عمارات قائم ہوئیں ۷ رمئی تک دنیا کے گوشہ گوشہ سے کوئی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ انسان یہاں کی سیاحت کر چکے ہیں۔ سیاحوں کی راہنمائی ۲۵ ملکوں کے ۸۶ گائڈ کرتے ہیں۔ اور سیاحوں کے داخلہ کی فیس کے طور پر ہر سال تقریباً نو لاکھ ڈالر اقوام متحدہ کو وصول ہوتے ہیں۔

## ویت نام کی جنگ

امریکہ کے سرکاری اعلان کے مطابق ویت نام کی جنگ میں یکم جنوری ۱۹۶۱ء سے (یعنی) ساڑھے سات لاکھ سے زیادہ انسان ہلاک ہوئے۔ امریکی کمان کے اعداد کے مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۶۹ء تک اس جنگ میں ۰۰۰، ۷۰، ۴ ویت کانگ اور شمالی ویت نامی اور ۶۳۰، ۶۰، ۳ امریکی اور ان کے بندوق بردار ہلاک ہوئے اور اب امریکہ نے اپنا سب سے بڑا ایٹمی طیارہ بردار جہاز جس پر ۱۰۰ طیارے موجود ہیں اس جنگ میں جھونک دیا ہے۔ امریکہ کے دعوے کے مطابق ان ۸ سالوں میں شمالی ویت نام اور ویت کانگ ۲۷، ۴۳، ۴۲ ہلاک ہوئے ویت کانگ کے دعوے کے مطابق تازہ حملہ کے پہلے ماہ میں ۳۱ ہزار امریکی اور اس کی حلیف سپاہ کو ہلاک اور زخمی کیا۔ اور جنوبی ویت نام کے ۲۱۶ دیہات (کی دو لاکھ مزید آبادی) کو آزاد کیا۔ ویت کانگ نے امریکہ کے ۲۲ ہوائی اڈوں، تین جنگی بندرگاہوں، ۲۵ فوجی ڈویژنوں کے اڈوں پر حملے کئے اور امریکہ کے ۹۴۲ جنگی طیارے، ۱۰۲۷ جنگی گاڑیاں، ۱۲۹ توپیں، ۳۵ بحری کشتیاں اور ۱۴۶ بارود گھر تباہ کئے۔

امریکہ کی ۳۶۱۴۱ سپاہ اس جنگ میں ۳۱ مارچ تک ہلاک ہو چکی ہے۔ جبکہ اس کی ۴۰۱۴۴ سپاہ امریکی خانہ جنگی میں، ۵۳۴۰۲ پہلی عالمگیر جنگ میں اور ۲۹۱۵۵۷ دوسری جنگ میں ہلاک ہوئی تھی۔ امریکہ کی ۲۱۱۰۰۰ سپاہ ویت نام میں زخمی بھی ہوئی ہے

## جنوبی ویت نام کی تباہی

ویت کونگ کے قومی محاذ آزادی کی گفتگوئے پیرس میں وفد کی لیڈر دام ہن نے کہا ہے کہ:

" جنوبی ویت نام میں کوئی ایک ایسا کنبہ موجود نہیں، جس کا کم از کم ایک فرد (اس جنگ میں) ہلاک نہ ہو چکا ہو۔ وسیع علاقوں میں جہاں امریکہ نے نیپام بم گرائے اور زہریلی دوائیں چھڑکیں۔ ہرے درختوں اور فصلوں کا سبزہ جل بھن کر راکھ ہو چکا ہے۔ گرجاؤں بدھوں کی عبادت گاہوں اور سکولوں کو اندھا دھند تباہ کیا جاتا ہے۔ اور امریکہ کی لوگوں کو مطمئن کرنے کی مہم کے دوران امریکی سپاہیوں نے کئی جگہ شہریوں کو اکٹھا کر کے ان میں سے درجنوں کو سرسری طور پر گولیوں سے نیست و نابود کر دیا۔ اب جنوبی ویت نام کی سرزمین میں ایسا کوئی قطعہ موجود نہیں جو امریکہ کے بموں اور گولوں کے اثر سے محفوظ رہا ہو"۔

امریکہ کی جنگ کا طریقہ یہ ہے کہ ایک طرف مجاہد آزادی پسند ویت کانگ ہیں، جن کے پاس طیاروں، ٹینکوں وغیرہ کا نام نہیں اور دوسری طرف ایک دو درجن ویت کانگ کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی جنگی طیاروں کی بے پناہ بمباری، نیچے سے ہیلی کوپٹروں اور بھاری توپوں سے گولہ باری نیپام بموں وغیرہ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سابقہ شنبہ کو امریکی سپاہ نے ایک حملہ کیا تو اس کی امداد آسمانوں میں راکٹ فائر کرنے والے ہیلی کوپٹر، جیٹ جنگی بمبار طیارے، توپ خانہ اور مہیب بی ۵۲ بمبار آگ برسانے والے مصروف جنگ رہے۔ ۲۴ گھنٹوں میں گوآم اور تھائی لینڈ کے اڈوں سے بی ۵۲ کے قیامت خیز جنگی طیاروں نے پرے باندھ کر بار بار دس دفعہ حملے کئے۔ یعنی اس جنگ میں انسانی گوشت کا مقابلہ فولاد اور بموں سے ہے۔ اور پھر بھی دس سال میں ہر روز رسوا ہو کر امریکہ اپنی فوج وہاں سے نکال لے جانے کی فکر میں ہے۔

— صدر یحییٰ خاں نے روس کا دورہ کرنے کی دعوت قبول کر لی ہے۔

— فلسطینی چھاپہ مار فوج الفتح نے دس دن میں ۲۵۰ اسرائیلی سپاہ کو ہلاک اور زخمی کیا ہے۔

— عراق میں فوجی ملازمت جبری کر دی گئی ہے۔

— کیرالہ اور مغربی بنگال میں امریکہ کی "امن فوج" کے افراد کو نکال دیا گیا ہے۔

— جنرل ڈیگال سابق صدر فرانس کو اب ۱۲½ ہزار فرانک ماہوار پنشن ملتی ہے۔

— ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم صدر بھارت کی بیوہ کے لئے حکومت ہند نے ۱۵ ہزار روپے سالانہ پنشن مقرر کی ہے۔

— بھارتی وزیر داخلہ مسٹر چاون کے پارلیمنٹ میں بیان کے مطابق بھارت کے گزشتہ انتخابات عام ۱۹۶۷ء میں امریکہ روس اور دوسرے ملکوں نے مختلف پارٹیوں کی خفیہ امداد کی۔

— امریکہ کا صدر نکسن اب ۴۰۰ ، ۹۰۰ ڈالر کے اثاثہ کا مالک ہے۔

— مغربی جرمنی میں امریکہ کی کوئی ڈھائی لاکھ فوج مقیم ہے۔ جس پر امریکہ کا سالانہ خرچ ۹۵ کروڑ ڈالر کا ہے اور اپنے درآمدی برآمدی توازن میں مسلسل عظیم خسارہ کے پیش نظر امریکہ اب یہ خرچ گھٹانے کے لئے سالم ۹۵ کروڑ ڈالر کا معاوضہ مغربی جرمنی سے طلب کر رہا ہے جو اب تک صرف ۲½ کروڑ ڈالر سالانہ دے رہا ہے۔

— انڈونیشیا کے بریگیڈیر جنرل سرادمن کے خلاف رشوت و غبن کا مقدمہ چلا دیا گیا ہے

---

مولانا لال حسین صاحب اختر ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کی

# مسئلہ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام
علیٰ من لا نبیّ بعدہٗ

## اسلام کے بنیادی عقائد

اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے جس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ لا الٰہ الا اللہ اور دوسرا حصہ محمد رسول اللہ ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کا مطلب ہے۔ اللہ ایک ہے وہ اپنی ذات وصفات میں یگانہ ہے۔ اس کی ذات یا کسی صفت میں کوئی شریک یا ساجھی نہیں۔ وہ بے مثل اور بے عیب ہے۔ تمام مخلوق اس کی محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اس کا کوئی باپ ہے نہ بیوی، نہ بیٹا۔ بقا اور فنا، زندگی اور موت اس کے اختیار میں ہے اس کی ذات وصفات اور اس کی قدرتیں غیر محدود ہیں۔ وہ قادر مطلق اور علیم کل ہے۔ مادہ اور ارواح اور تمام مخلوق کو اسی نے نیست سے ہست کیا۔ وہ پوری کائنات کا خالق پروردگار مالک اور حاکم ہے۔ اس کے سوا کوئی حقیقی کارساز اور حاجت روا نہیں۔ قیامت کے دن اسی کی بارگاہِ عالی میں اپنے دنیوی عقائد و اعمال کا محاسبہ ہونا ہے۔ وہ نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا دے گا۔ اس کے سوا کسی کی عبادت روا نہیں۔ وہ اکیلا معبود ہے۔

اس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ انسان کی مادی ترقی کے لئے اور اس کی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لئے زمین و آسمان کی تمام چیزیں پیدا کیں اس نے انسانیت کو اس کے روحانی کمال تک پہنچانے اور اسے تہذیب وتمدن، معاشرت وسیاست، اخلاق و توحید اور اپنی رضا و عبادت کے طریقے اور قوانین سکھانے کے لئے ابتدائے دنیا سے نبوت و رسالت کا سلسلہ شروع کیا۔

## نبی اور رسول کا مفہوم

خدا تعالیٰ نے اپنے جو بندے دوسرے انسانوں کو اس کے احکام پہنچانے کے لئے مقرر کئے، انہیں عربی زبان میں نبی اور رسول کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے قوانین و علوم عطا فرمائے رہا جن تک انسانوں کی عقل نہ پہنچ سکتی تھی نبی کے معنی ہے عظیم الشان خبر دینے والا۔ رسول کے معنی ہیں بھیجا ہوا۔ خدا تعالیٰ انہیں دنیا میں اس لئے بھیجتا رہا کہ وہ دوسرے انسانوں تک اس کے قوانین اور پیغام پہنچائیں۔ وہ اپنے ازلی علم سے جسے اس عظیم الشان عہدہ کے لئے مناسب سمجھتا۔ اسے نبوت و رسالت سے سرفراز فرماتا تھا۔ تمام نبی معصوم ہوئے ہیں۔ ان سے اللہ تعالےٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔ وہ راست باز نیکی کا مجسمہ، اعلیٰ ترین اخلاق وصفات۔ بے مثال علم عمل کے پیکر اور ہر قسم کے گناہوں سے پاک اور مبرا ہوتے ہیں۔

## انبیاء کی تمام انسانوں پر علمی فوقیت

انہیں اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے تمام انسانوں سے زیادہ الٰہیات اور روحانیت کا کامل علم دیا جاتا تھا تمام انسان حواس خمسہ سے اشیاء کا علم حاصل کرتے ہیں۔ دنیا میں بہت سے حقائق غیر مرئی ہیں۔ جنہیں انسان نہ دیکھ سکتا ہے نہ ان کی حقیقت سمجھ سکتا ہے۔ مثلاً خدا تعالےٰ کی ذات وصفات، قضا و قدر، موت وحیاتِ اخروی۔ قیامت کی زندگی اور آخرت کی جزا اور سزا کی حقیقت۔ قادر مطلق۔ عالم الغیب۔ خلاق دو جہاں خداوند کریم نبیوں کو تمام ضروری قوانین و احکام اور حقائق ومعارف کا علم دیتا رہا۔ انہیں احکام وعلوم کو شریعت کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کاملہ سے کبھی کبھی اپنے نبیوں اور رسولوں کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے خارق عادت اور ظاہراً قانون قدرت کے خلاف ایسے نادر امور و واقعات ظاہر کرتا رہا، جو دنیا کے اور لوگ نہیں کر سکتے۔ تاکہ انسان ان عجیب وغریب کاموں کو دیکھ کر سمجھ جائیں کہ یہ خدا تعالےٰ کے سچے رسول ہیں۔ ایسے امور کو معجزہ کہا جاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ دوسرے تمام انسان یہ کام دکھانے سے عاجز ہیں۔ اللہ تعالےٰ نبیوں کو آنے والے زمانے کے خاص خاص واقعات بیان کرتے رہے اور وہ واقعات اور پیشگوئیاں سچی ثابت ہوتی رہیں۔ اخلاق، تعلیم، معجزات اور پیشگوئیوں سے سچے نبی اور جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں میں تمیز ہو جاتی رہی۔ جھوٹے مدعیان نبوت سے کوئی معجزہ ظاہر نہ ہو سکا۔ نہ ہی ان کی پیشگوئیاں سچی ثابت ہوئیں۔ نہ ہی وہ اعلیٰ کیرکٹر اور اصلاح خلق کے لئے اعلیٰ علوم و اصول پیش کر سکے۔ بلکہ وہ دنیا میں ذلیل و رسوا ہوئے۔

## نبوت کی ابتداء اور انتہا

اللہ تعالےٰ نے نسل انسانی کی ابتدائی پیدائش کے وقت نبوت و رسالت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا۔ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی و رسول تشریف لائے۔ دنیا کا کوئی ملک اور کوئی قوم نہیں کہ جس میں خداوند کریم نے نبی نہ بھیجے ہوں۔ تمام نبی اپنی اپنی قوم اپنے اپنے ملک اور خاص خاص مدت کے لئے اپنے اپنے زمانے کی ضروریات کے مطابق احکام خداوندی لاتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے سب سے آخر میں سیدنا و مولانا شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے آخری اور کامل شریعت دے کر بھیجا اور آپ کی ذات گرامی پر نبوت ختم کر دی۔ جس چیز کا شروع ہے اس کا آخر بھی ہے۔ جس طرح قرآن مجید اور حدیث شریف پر شریعت ختم ہو گئی۔ آئندہ کوئی نئی شریعت نہیں ہوگی اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی حضورؐ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔

## کلمہ طیبہ کا دوسرا حصہ اور ختم نبوت

کلمہ طیبہ کے دوسرے حصے "محمد رسول اللہ" کا مطلب ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی اللہ کے آخری رسول ہیں۔ جس کی ناقابل تردید دلیل یہ ہے کہ حضرت آدم سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک اللہ تعالیٰ نے کسی نبی اور رسول کو کوئی حکم دینا ہوتا تھا تو حرفِ "یا" عربی زبان میں خطاب کے لئے آتا ہے سے مخاطب کر کے اور نبی کا نام لے کر حکم دیا جاتا تھا۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے۔ یا آدم۔ یا نوح۔ یا ابراھیم۔ یا موسیٰ یا داؤد۔ یا یحییٰ۔ یا عیسیٰ سابقہ انبیاء علیہم السلام سے اسی طرح خطاب ہوتا رہا۔ لیکن جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا تو سارے قرآن مجید میں حضورؐ کو یا محمد کہیں نہیں فرمایا بلکہ حضورؐ کو یا ایھا النبیّ اور یا ایھا الرّسول سے خطاب فرمایا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت یحییٰ۔ حضرت عیسیٰ علیہم السلام اللہ تعالےٰ کے نبی اور رسول تھے۔ لیکن انہیں قرآن مجید میں یا ایھا النبیّ اور یا ایھا الرسول نہیں فرمایا اور اسی لئے نہیں فرمایا کہ ان کے بعد اور نبی و رسول پیدا ہونے والے تھے۔ جس ذات اقدس کے بعد کوئی نبی اور رسول پیدا نہیں ہونا تھا۔ انہیں یا ایھا النّبی اور یا ایّھا الرسول کے خطاب سے نوازا گیا۔

پس ثابت ہوا کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی طرح حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی و رسول نہیں۔ اللہ تعالےٰ الوہیت میں واحد ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نبوت و درجات میں واحد ہیں۔

عقیدۂ ختم نبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں سینکڑوں مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ وقت کے پیش نظر چند آیات و احادیث بیان کئے جاتے ہیں۔

## قرآن پاک اور ختم نبوّت

پہلی آیت :- یا ایھا النبیّ انا ارسلناک شاھداً

# پر ریڈیو فیجی سے نشری تقریر

وَمبشرًا وَنذیرًا وداعیًا الی اللہ باذنہٖ وسراجًا منیرًا (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب آیت نمبر ۴۶)

اس آیت میں اللہ تعالٰے نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجًا منیرا یعنی روشنی دینے والا سورج فرمایا ہے۔ ان الفاظ مبارک سے مندرجہ ذیل حقائق ثابت ہوتے ہیں۔

## دس نکات

پہلا نکتہ :۔ جس طرح مادی سورج اپنے مقررہ رستہ سے ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰے کے مقرر کئے ہوئے راستہ سے ذرہ بھر ادھر ادھر نہیں ہوئے۔

دوسرا نکتہ :۔ جس طرح قیامت تک سورج سے روشنی جدا نہیں ہوتی، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے نور فطرت اور نور عرفان کبھی جدا نہیں ہوا۔

تیسرا نکتہ :۔ جس طرح ہر چیز اپنے خواص کے مطابق سورج سے فیض حاصل کرتی اور متاثر ہوتی ہے، سورج کے سامنے مٹی کا گولہ سخت ہوتا ہے اور موم کا گولہ نرم شیشے سے سورج کی روشنی گذر جاتی ہے لیکن پتھر میں اثر انداز نہیں ہوتی۔ اسی طرح اپنی اپنی فطرت کے مطابق حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان، حضرت علی اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض نبوت حاصل کیا لیکن ابولہب، ابوجہل، اور مسیلمہ کذاب وغیرہ حضور کے فیض سے محروم رہے۔

چوتھا نکتہ :۔ اگر سورج نہ ہوتا تو نہ بارش ہوتی، نہ درخت نہ کسی قسم کی سبزیاں ہوتیں، نہ حیوانات ہوتے نہ انسان۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ حدیث قدسی ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک لولاک لما خلقت الجنۃ۔ لولاک لما خلقت النار کہ اے میرے سچے اور محبوب رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو نہ زمین و آسمان ہوتے اور نہ اور کوئی مخلوق ہوتی۔ نہ جنت و جہنم پیدا ہوتے۔

پانچواں نکتہ :۔ مادی سورج اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے سورج میں کھلا ہوا فرق ہے۔ مادی سورج دنیا کے ہر حصے سے غروب ہو جاتا ہے اور اسے گرہن لگتا ہے۔ لیکن حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سورج قیامت تک نہ غروب ہوگا اور نہ ہی اسے گرہن لگے گا۔

چھٹا نکتہ :۔ جس طرح سورج کے طلوع ہونے سے چاند اور ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ اسی طرح حضور کی کامل شریعت نے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔

ساتواں نکتہ :۔ رات کے وقت دنیا میں بے شمار روشنیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر گھر ہر کمرہ ہر برآمدہ ہر گیلری وغیرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ روشنی ہوتی ہے لیکن جب سورج طلوع ہو جائے تو اور کسی روشنی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح دنیا میں صداقت کی روشنی پھیلانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے۔ مگر جب حضور خاتم النبیین کی نبوت کا سورج طلوع ہوا تو دنیا کو اور کسی نبی کی ضرورت نہ رہی

آٹھواں نکتہ :۔ ہماری دنیا کی تمام چیزیں سورج سے روشنی حاصل کرتی ہیں۔ جس طرح سورج سے روشنی حاصل کر کے کوئی سمندر، کوئی پہاڑ، کوئی مکان، کوئی حیوان، کوئی انسان سورج نہیں بن گیا۔ اسی طرح حضرت نبی کریمؐ سے فیض حاصل کر کے کوئی انسان نبی نہیں ہو سکتا۔

نواں نکتہ :۔ جس طرح چاند ستارے اور زمین سورج سے روشنی حاصل کر کے روشن ہوتے ہیں اسی طرح حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کئے ہوئے قرآن و حدیث کے نور سے قلوب انسانی روشن ہوتے ہیں۔

دسواں نکتہ :۔ ہندوستان، پاکستان، افغانستان، ایران، ترکی، یونان، اٹلی، جرمنی، فرانس، برطانیہ، عراق، عرب، مصر، روس، امریکہ، افریقہ، فیجی، چین، جاپان، جاوا، سماٹرا، مشرق، مغرب، شمال، جنوب غرضیکہ تمام دنیا کیلئے ایک ہی سورج ہے اس کے بعد دوسرا سورج نہیں اسی طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں۔

دوسری آیت :۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب)

(ترجمہ) حضرت محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ تعالٰے کے رسول ہیں اور اللہ تعالٰے ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

## خاتم کا معنی از روئے لغات

زبان عرب میں خاتِم یا خاتَم کا لفظ کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو، تو اس کے معنی آخر اور ختم کرنے والا ہی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ عربی زبان کی سب سے ضخیم اور سب سے مستند لغت کی کتاب ... لسان العرب میں لکھا ہے :۔

خِتَامُ القَوْمِ وَخَاتِمُھُمْ وَخَاتَمُھُمْ خِتَامُ القَوْمِ۔ خَاتِمُ القَوْمِ (ت کے زیر سے) اور خَاتَمُ القَوْمِ (ت کے زبر سے) سب کے معنی آخِرُھُمْ، قوم کا آخری فرد ہیں۔

لغت کی مشہور کتاب تاج العروس میں ہے :۔

وَمِنْ اَسْمَائِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَھُوَ الَّذِیْ خَتَمَ النُّبُوَّۃَ بِمَجِیْئِہٖ

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے خاتِم و خاتَم ہے۔ اور وہ ذات اقدس ہے کہ جس نے آ کر نبوت ختم کر دی۔ خاتم کا مادہ ختم ہے۔ ختم کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کے ہیں کہ نہ اس کے اندر کی چیز باہر نکل سکے اور نہ باہر کی چیز اس کے اندر جا سکے۔ اس کے دوسرے معنی کسی چیز کو بند کر کے اس پہ مہر کرنے کے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کے اندر سے نہ کوئی چیز باہر نکلی ہے اور نہ کوئی باہر کی چیز اس کے اندر گئی ہے۔

## اکابرین امت اور ختم نبوت

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، محدثین، مفسرین الغرض تیرہ سو سال کے کل اکابرین امت نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کئے ہیں کہ جن کے بعد اور کوئی نبی پیدا نہ ہو۔

آیت خاتم النّبیین میں اللہ تعالٰے نے فرمایا :۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے بالغ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ باپ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک جسمانی دوسرے روحانی۔ چونکہ ان الفاظ سے دونوں قسم جسمانی اور روحانی ابوّت کی نفی کا شبہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے حرف لاکن سے اس شبہ کو دور فرما کر رسول اللہ فرمایا۔ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے روحانی باپ ہیں۔ کیونکہ ہر نبی اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا رہا ہے۔ پس رسول اللہ فرما کر حضورؐ کی ابوّت روحانی کو قائم فرمایا۔ جیسا کہ ایک قرأت ہے۔ اَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ وَھُوَ اَبُوْھُمْ (مفردات امام راغب) کہ حضور کی ازواج مطہرات مومنین کی روحانی مائیں ہیں اور حضور ان کے روحانی باپ ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جیسے ہمارا جسمانی باپ ایک ہی ہے۔ اس کے بغیر اور کوئی جسمانی باپ نہیں۔ ایسے ہی امت محمدیہ کے روحانی باپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ حضورؐ کے بعد اور کوئی روحانی باپ (نبی) نہیں۔

ایک اور شبہ ہو سکتا تھا کہ جس طرح حضرت نبی کریمؐ سے پہلے ہر نبی کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہوتا رہا تو پہلے نبی کی ابوّت روحانی ختم ہو جاتی تھی۔ کیا اسی طرح حضورؐ کے بعد بھی ہوگا کہ آپ کے بعد اور نبی پیدا ہو جائے اور حضورؐ کی بجائے وہ امت کا روحانی باپ ہو جائے اور حضورؐ کی ابوّت روحانی ختم ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اب ایسا نہیں ہوگا کیونکہ حضورؐ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ اب آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس لئے آپ کی ابوّت روحانی قیامت تک رہے گی۔ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی پیدا ہو۔ اور امت محمدیہ حضورؐ کی ابوّت روحانی سے منتقل ہو کر جدید نبی کی ابوّت روحانی میں داخل ہو جائے۔

جب یہ فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بالغ مرد کے جسمانی باپ نہیں تو وہم ہو سکتا تھا کہ جو قدرتی شفقت و محبت باپ کو صلبی بیٹے سے ہوتی ہے، شاید حضورؐ کو ویسی شفقت و عنایت کسی سے نہیں ہو سکتی۔ اس وہم کو بھی دور فرما دیا کہ روحانی باپ کی حیثیت سے جسمانی باپ سے بڑھ کر حضورؐ کو اپنی امت سے محبت و شفقت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امت کے روحانی باپ ہیں تو اس سے استدلال ہو سکتا تھا کہ بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے۔ اس لئے نبوت بطور وراثت امت محمدیہ کو ملے گی۔ اس استدلال کو غلط ثابت کرنے کے لئے فرمایا۔ وخاتم النبیین کہ آپ کی امت آپ کی روحانی اولاد ہے۔ مگر منصب نبوت کی وارث نہ ہوگی۔ کیونکہ نبوت آپ پر ختم کر دی گئی ہے۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے اپنے علم محیط کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ پس وہ جانتا ہے کہ کسی مقدس ہستی کو یہ شرف عطا فرمائے کہ اس پر نبوت و رسالت ختم کر دی جائے۔

تیسری آیت:۔

قرآن مجید قیامت تک، تمام نسل انسانی کے لئے آخری شریعت اور آخری قانون ہے، ہدایت ہے۔ نور ہے، امام مبین ہے۔ اس کتاب حکیم نے خدائے واحد و قدوس کی ہستی، صفات باری تعالےٰ، وجود ملائکہ، نبوت و رسالت، قضا و قدر، قیامت و معاد اور ختم نبوت و رسالت کے ہر گوشے کو نمایاں کر کے ایمانیات کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ نہیں چھوڑا۔ جو تکمیل کا [illegible]

قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ سید الاوّلین والآخرین خاتم النبیین رحمۃ للعٰلمین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی نے ایمانیات کی تفصیل، اعمال، اخلاق، عبادات، تہذیب و تمدن، معاشرت، روحانیت، سیاست، غرضیکہ تمام ضروریات شرعیہ کو کامل و مکمل کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ۵ (ترجمہ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو پسندیدہ دین قرار دے دیا۔ دین کامل ہو گیا۔ نعمت نبوت انتہا تک پہنچ کر پوری ہو گئی۔ حضرت نبی کریمؐ کی عطا کی ہوئی کامل شریعت اور آپ کی نبوت قیامت تک ہمارے اندر موجود ہیں۔ اس لئے دنیا کو کسی نبی کی ضرورت نہ رہی۔

## ختم نبوت کی احادیث

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید حجت ہے۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارک بھی حجت شرعی ہیں۔ قرآن حکیم کے کسی لفظ کا صحیح معنیٰ اور مفہوم اور کسی آیت کی صحیح ترین تفسیر وہ ہے۔ جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کو سب سے زیادہ فہم قرآن عطا فرمایا۔ جس میں کسی قسم کی غلطی کا امکان نہیں۔ اس لئے حضورؐ کی بیان فرمائی ہوئی تفسیر ہر دوسرے شخص کی تفسیر پر مقدم ہے۔ اس اصول کے پیش نظر ہم ختم نبوت کے متعلق حضرت نبی کریمؐ کی فرمائی ہوئی سیکڑوں حدیثوں میں سے چند حدیثیں پیش کرتے ہیں۔

پہلی حدیث:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت اوّل النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث (کنز العمال جلد ۶ ص۱۱۲۔ الدر المنثور جلد ۵ ص۱۸۴۔ ابن کثیر جلد ۳ ص۴۹۰)

(ترجمہ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پیدائش میں سب سے پہلے ہوں اور دنیا میں مبعوث ہونے میں سب سے آخر ہوں۔

دوسری حدیث:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ذر اوّل الانبیاء آدم وآخرھم محمد (کنز العمال جلد ۶ ص۱۷۴)

(ترجمہ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذر! سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی محمدؐ ہیں۔

تیسری حدیث:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ ھذا حدیث صحیح۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن الدر المنثور جلد ۵ ص۲۰۴ مسند احمد ص۲۷۸ جلد ۵)

(ترجمہ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

چوتھی حدیث:۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبیٌ لکان عمر بن الخطاب (مشکوٰۃ باب مناقب عمرؓ)

(ترجمہ) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن الخطاب ہوتا۔

پانچویں حدیث:۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انّ الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی رسول اور نبی نہ ہوگا۔

چھٹی حدیث:۔

قال انی عند اللہ مکتوبٌ خاتم النبیین وانّ آدم لمنجدل بین الماء والطین (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

(ترجمہ) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالےٰ کے ہاں اس وقت آخری نبی لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام گندھی ہوئی مٹی کی حالت میں تھے۔

ساتویں حدیث:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصرٍ احسن بنیانہٗ ترک منہ موضع لبنۃٍ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

(ترجمہ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور انبیاء کی مثال ایک ایسے محل کی سی ہے کہ جس کی عمارت نہایت خوبصورت بنائی گئی ہو۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ اس محل کے گرد گھومتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہیں اور حیران ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی۔ سو میں وہ اینٹ ہوں جس نے اس خالی جگہ کو پُر کر دیا، پورا ہو گیا ہے میری ذات کے ساتھ نبوت کا محل اور اسی طرح ختم ہو گیا ہے میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ نبوت کے محل کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمائی ہوئی محل کی مثال سے خاتم النبیین کی تفسیر واضح ہے۔ بیان کردہ عظیم الشان اور خوبصورت عمارت محل نبوت ہے۔ اس کی ایک ایک اینٹ ایک ایک نبی کا وجود ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے نبوت کا محل بن چکا تھا۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ اس محل کی آخری اینٹ حضورؐ کا وجود گرامی ہے۔ حضورؐ نے نبوت کے محل کو مکمل فرما دیا۔ اب اس میں کسی نئی اینٹ کی کوئی جگہ نہیں۔ تو حضورؐ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس واضح تمثیل سے ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی ہیں۔ پس سید الاوّلین والآخرین شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں

## خدائی تازیانہ

بسا اوقات جب کوئی گہری نیند والا شخص الارم سے نہیں اٹھتا تو جھنجھوڑنے کی بھی نوبت آتی ہے۔ بالکل یہی حال بعض غفلت میں پڑے ہوئے بندوں کا بھی ہوتا ہے جب یہ ضمیر کی پکار سے نہیں اٹھتے تو کبھی کبھی خدائے کریم اپنی رحمت سے اپنے بندوں پر کوئی مصیبت بھی بھیجتا ہے

لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون

(سورت ۳۰۔ آیت ۴۱)

(ترجمہ) تاکہ اللہ تعالٰی ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھا دے تاکہ وہ باز آجائیں۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ تمام معاصی کا بدلہ نہیں دیتا۔ کیونکہ مقصد تو ان کو خواب غفلت سے متنبہ کرنا ہے نہ کہ سزا دینا بلکہ :۔ ویعفوعن کثیر (سورۃ ۴۲ آیت ۳۰)

(ترجمہ) بہت سے گناہوں کو درگذر ہی کر دیتا ہے۔

جو شخص سعادت سے بالکل ہی محروم نہیں ہو گیا ہوتا ہے وہ اس منزل پر آکر تو ضرور ہی چونک پڑتا ہے اور ضرور ہی اپنے نظام زندگی پر ایک گہری نظر ڈال کر اس کے داغ دھبے صاف کر دیتا ہے۔ لیکن خدا بچائے بعض لوگ اپنی شقاوت کے سبب اس منزل پر پہنچ کر بھی آنکھیں نہیں کھولتے اور ان کی زندگی اب بھی صحیح خطوط پر نہیں پڑتی۔ درحقیقت یہ منزل انتہا درجہ خطرناک اور بیحد مایوس کن ہے۔

(ماخوذ دارالعلوم دیوبند)

---

## ہائیکورٹ کو مولانا عبید اللہ انور کیس کی سماعت کا اختیار حاصل ہے

### مارشل لا ریگولیشن ۴۵ کے بعد صورت حال بدل گئی ہے۔ (سپیشل بنچ)

لاہور، ۳۰ مئی۔ مغربی پاکستان ہائیکورٹ کے سپیشل فل بنچ مشتمل بر مسٹر جسٹس بشیر الدین احمد، مسٹر جسٹس مولوی مشتاق حسین اور مسٹر جسٹس شوکت علی نے قرار دیا ہے کہ مارشل لا ریگولیشن نمبر ۳ میں ریگولیشن نمبر ۴۵ کے ذریعے چونکہ ترمیم کر دی گئی ہے۔ جس کے بعد ہائیکورٹ کو مولانا عبید اللہ انور کیس کی سماعت کا اختیار حاصل ہو گیا ہے۔ اس لئے اب اس مقدمہ کی شروع سے سماعت کرنے والے ہائیکورٹ کے فاضل جج کو مزید کارروائی کی سماعت شروع کر دینی چاہیئے۔

مولانا عبید اللہ انور نے لاہور کے ایک ڈی ایس پی مسٹر محمد شریف چیمہ کے خلاف جمعۃ الوداع کے موقعہ پر جلوس کے دوران درخواست دہندہ پر مبینہ طور پر تشدد کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کرا رکھا ہے۔ ہائیکورٹ میں اس مقدمہ کی ابتدائی رپورٹ جاری تھی کہ مارشل لا نافذ ہو گیا۔ اور مارشل لا ضابطہ نمبر ۳ کے تحت عدالتوں کے اختیارات پر بعض پابندیاں عاید ہو گئیں۔ چنانچہ جب یہ مقدمہ متذکرہ صورت حال کے بعد دوبارہ سماعت کے لئے مسٹر جسٹس شیخ شوکت علی کے روبرو پیش ہوا۔ تو فاضل جج نے قرار دیا کہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۳ نے اس مقدمہ کی سماعت کے متعلق ہائیکورٹ سے اختیارات چھین لئے ہیں۔ اس لئے وہ مقدمہ کی سماعت نہیں کریں گے۔ تاہم درخواست دہندہ کو اس معاملہ میں مارشل لا حکام سے رابطہ قائم کر کے صورت حال واضح کرانی چاہیئے۔ اس پر مولانا عبید اللہ انور نے مارشل لاء حکام کے روبرو درخواست دی۔ دریں اثناء مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۴۵ جاری ہو گیا اور مسٹر جسٹس شیخ شوکت علی نے فاضل چیف جسٹس سے استدعا کی کہ چونکہ اس مقدمہ میں بعض اہم قانونی نکات وضاحت طلب ہیں اس لئے اس کی سماعت کے لئے فل بنچ مقرر کیا جائے اور اس مقدمہ میں اٹارنی جنرل اور ایڈووکیٹ جنرل کو بھی طلب کیا جائے۔

چنانچہ آج متذکرہ سپیشل فل بنچ کے روبرو یہ مقدمہ سماعت کے لئے پیش ہوا۔ تو اٹارنی جنرل مسٹر شریف الدین پیرزادہ اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر اسلم ریاض حسین نے یہ موقف اختیار کیا کہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۴۵ کے نفاذ کے بعد ہائیکورٹ کو متذکرہ مقدمہ کی سماعت کے اختیارات حاصل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اس وضاحت کے بعد فل بنچ نے اس مقدمہ کی ابتدائی سماعت کرنے والے فاضل جج سے کہا ہے کہ وہ دوبارہ اس مقدمہ کی سماعت شروع کر دیں سماعت کی تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

## امیر و ناظم مرکزی جمعیۃ کے دورے

حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ علماء اسلام ۲۸ مئی ۱۹۶۹ء کو بذریعہ طیارہ ملتان سے راولپنڈی تشریف لے گئے۔

ہر دو حضرات اس پورے ہفتہ میں راولپنڈی سے پشاور و ڈیرہ اسماعیل خاں تک مختلف مقامات پر سیرت کے جلسوں و اجتماعات میں شرکت فرمائیں گے

## ضروری اور اہم اعلان

جو خبر یا اطلاع مقامی جمعیۃ کے لیٹر ہیڈ پر تحریر نہ ہوگی مقامی جمعیۃ کے دفتر کی مہر اس پر ثبت نہیں ہوگی اور مقامی ذمہ دار عہدہ دار جمعیۃ کی منظوری و تصدیق کے اس پر دستخط نہیں ہوں گے وہ خبر و اطلاع ترجمان اسلام میں شائع نہیں کی جائے گی۔

(ایڈیٹر انچارج)

## سیلاب فنڈ کی دوسری قسط جمعیۃ نے روانہ کر دی

۲۹ مئی ۱۹۶۹ء کو حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامعہ رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ، ناظم صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان مرکزی جمعیۃ کی طرف سے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے دوسری امدادی قسط مبلغ ۵، ۔۔ ۷۸۶ روپے کر ڈھاکہ روانہ ہو گئے۔

## ضروری التماس

تمام ایجنٹ حضرات کو جن کے ذمہ اخبار کی بھاری رقوم واجب الادا ہیں، بل بھیج دیئے گئے ہیں براہ کرم ان بلوں کی ادائیگی اس ماہ کے آخر تک فرما دیں۔

ورنہ دفتر سے آدمی وصولی کے لیے روانہ کیا جائے گا۔

اور اس کی آمد و رفت کے اخراجات و کرایہ بھی ایسے ایجنٹ حضرات کو ادا کرنا پڑے گا۔

اخبار کی باقاعدہ اور معیاری طباعت و اشاعت کا بہت زیادہ انحصار، ان رقوم کی فوری ادائیگی پر منحصر ہے۔



## گذارش

احباب اب مجھ سے لاہور دفتر جمعیۃ کے بجائے پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں۔

حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی

دفتر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

تغلق روڈ ملتان

مستقل خریدار بڑھانے کی کوشش کیجیے

زاہد الراشدی

قسط ۳

# خلافتِ اسلامیہ اور اس کی حدود و شرائط

ائمہ کرام کی ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کا مسلمان آزاد بالغ عاقل شجاع، امور مملکت چلانے کی اہلیت رکھنے والا، صاحب علم اور قریشی ہونا ضروری ہے۔ صاحب علم ہونے کی حد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بیان فرمائی ہے کہ وہ مجتہد ہو اور امام ابو اسحاق شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ

علماء نے اس بات پر اجماع و اتفاق نقل کیا ہے کہ خلافت اس شخص کی منعقد نہیں ہوتی۔ جو علوم شرح میں مجتہد اور مفتی کا درجہ نہ رکھتا ہو۔ (الاعتصام ج ۲ ص ۱۰۸)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ مجتہد کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ :۔

پس اس زمانہ میں مجتہد بننے کے لئے پانچ علوم پر حاوی ہونا شرط ہے۔ (۱) علم کتاب اللہ قرأت اور تفسیر کے ساتھ (۲) علم سنت اسانید کی اور صحیح و ضعیف کی معرفت کے ساتھ (۳) علماء سلف کے اقوال کا علم تاکہ مجتہد علماء کے اجماع سے تجاوز نہ کرے اور اختلاف علی قولین کی صورت میں تیسرا قول اختیار نہ کرے۔ (۴) علم عربیت یعنی لغت و نحو وغیرہ اور دلائل سے احکام کے استنباط اور مختلف اقوال کے درمیان تطبیق دینے کا علم (۵)۔ (ازالۃ الخفاء ص ۲)

یہ پانچوں علوم چونکہ "کتابت" جاننے پر موقوف ہیں اس لئے اس کو بھی "علم" کی شرط کے ضمن میں سمجھا جا سکتا ہے ان شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ خلیفہ قریشی النسب ہو لیکن علامہ ابن خلدونؒ فرماتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے جیسا کہ ان کی عبارت سے واضح ہے اور امام ابو منصور تمیمی فرماتے ہیں کہ :۔

ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ شریعت نے قریش کے ساتھ امامت کی تخصیص کی ہے اور شریعت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قریش کا خاندان کسی دور میں بھی ایسے قابل افراد سے خالی نہیں رہا۔ جو امامت کی ذمہ داریاں سنبھال سکیں۔ اس لئے اس قبیلہ کے علاوہ کسی اور قبیلہ کے فرد کو لوگوں پر امام مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنی تصنیفات میں اس کی تصریح کی ہے اور اسی طرح امام ابو حنیفہؒ سے بھی زرقانؒ نے یہی مسلک روایت کیا ہے۔ (اصول الدین ص ۲۷۵)

امام ابو منصور تمیمیؒ اور امام شافعیؒ دونوں نے "قریشیت" کی شرط کا اثبات نقل کیا ہے۔ لیکن حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ امام ابو حنیفہؒ سے عدم اشتراط نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کا ارشاد ہے کہ :۔

علماء نے خلیفہ کے لئے قریشی ہونے کی شرط لگائی ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے جیسا کہ "التحریر المختار" میں روایت ہے اور امام الحرمین نے بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے کہ خلیفہ کے لئے قریشی ہونا شرط نہیں (عرف شذی ص ۱۲۱)

اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ نے التحریر المختار ج ۱ ص ۶۹ کے حوالہ سے امام اعظمؒ کا یہ قول معارف السنن ج ۲ ص ۲۳۳ میں نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی تصانیف میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اور وہ اس موقف پر سختی سے مصر ہیں کہ خلیفہ کیلئے قریش میں سے ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اس پر انہوں نے دلائل دیئے ہیں۔ "الائمۃ من قریش" کی حدیث کو وہ اس پر محمول کرتے ہیں کہ یہ نبی علیہ السلام نے بطور انشاء کے نہیں فرمایا کہ اس سے حکم مستنبط ہو۔ بلکہ بطور خبر کے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔ بہرحال یہ شرط اختلافی ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

(باقی آئندہ)

## اظہارِ تشکر

میرے برادر بزرگ صوفی محمد اسلم صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات پر ملک بھر سے بے شمار احباب و جماعتی حضرات اور بزرگوں نے تعزیت و ہمدردی کے پیغامات ارسال فرمائے ہیں۔

میں ان سب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنے و جواب عرض کرنے سے قاصر ہوں۔

ان سطور کے ذریعہ تمام حضرات و بندگان کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں اور ملتمس ہوں کہ برادر مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرماتے رہیں اور مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(مولانا) محمد اکرم ناظم صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان و ہلال انجینئرنگ ورکس، ملتان روڈ لاہور

## معذرت

لاہور میں عید میلاد النبی کی تقریبات کی وجہ سے پریس و عملۂ کتابت کی تعطیل رہی۔ اس لئے اس ہفتہ کا اخبار بھی سابقہ اعلان مطابق آفسیٹ پر شائع نہیں ہو سکا۔ انشاء اللہ آئندہ سے حسب اعلان پرچہ ۱۶ صفحات اور آفسیٹ پر طبع شدہ ٹائیٹل کے ساتھ شائع ہونے لگے گا۔ (ادارہ)

خواتین کیلئے

# نہر زبیدہ

## ایک مسلمان خاتون کا تاریخی کارنامہ

آپ نے ہر حاجی کی زبان سے نہر زبیدہ کا نام سنا ہوگا۔ مکہ والوں کے لئے یہ نہر بھی ایک عجیب و غریب نعمت ہے۔ عرفات سے مزدلفہ جاتے ہوئے راستے میں پہاڑ کے ساتھ ساتھ ایک نہر بہتی ہے۔ جو اوپر سے پٹی ہوئی ہے۔ اس کا نام نہر زبیدہ ہے۔

ہارون رشید، اسلامی تاریخ میں ایک مشہور بادشاہ گذرا ہے۔ جس نے ۱۷۰ھ سے ۱۹۳ھ تک حکومت کی۔ اس کی حکومت سے پہلے مکہ میں پانی کا بڑا قحط تھا۔ ایک بار تو یہ حالت ہو گئی کہ پانی کا ایک مشکیزہ دس دس درہم میں ملنے لگا۔ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ بڑی نیک دل خاتون تھی۔ اسے جب حاجیوں اور مکے کے رہنے والوں کی اس مصیبت کا علم ہوا، تو وہ بڑی بے چین ہوئی۔ اس نے طے کر لیا کہ مکہ والوں کی اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے اس سے جو کچھ بن پڑے گا کر کے رہے گی۔ اس نے ماہروں کی ایک جماعت کو بھیجا کہ جا کر مکہ کے آس پاس چشموں کی تلاش کرے۔ اس تلاش کے نتیجے میں ماہرین نے رپورٹ دی کہ انہوں نے دو مقامات پر چشموں کو ابلتے دیکھا ہے۔ ایک چشمہ مکہ معظمہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر طائف کے راستے میں اس وادی میں تھا جس کا نام حنین ہے۔ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو ثقیف کے درمیان غزوہ حنین نامی مشہور لڑائی ہوئی تھی۔ دوسرا چشمہ کراکی پہاڑیوں کے دامن میں وادی نعمان کے اندر تھا۔ یہ دونوں چشمے اگرچہ مکہ معظمہ سے کچھ بہت زیادہ دور نہ تھے۔ مگر پہاڑیوں کے سلسلے نے انہیں مکہ کی وادی سے بالکل الگ تھلگ کر رکھا تھا۔ اور بظاہر ان کا پانی مکہ تک پہنچانا ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ زبیدہ نے جن ماہروں کو اس کام پر لگایا تھا۔ وہ بھی کچھ زیادہ پر امید نہ تھے۔ لیکن اس باہمت عورت نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ان چشموں کا پانی عرفات تک لے جانے اور وہاں سے مکہ معظمہ تک پہنچانے کا بندوبست کیا جائے گا۔

چنانچہ اس نے انجینیروں اور کارندوں کی ایک جماعت کو نہر کھودنے کے لئے حکم دے دیا۔ تین سال تک یہ لوگ پہاڑیاں کاٹتے اور نہر بناتے رہے۔ لکھا ہے کہ زبیدہ نے اس نیک کام پر سترہ لاکھ اشرفیاں خرچ کیں۔ اور جب کارندوں نے کام پورا کر کے تمام حساب ملکہ کے سامنے پیش کیا۔ تو اس وقت وہ دجلہ کے کنارے محل میں بیٹھی ہوئی تھی۔ نیک دل ملکہ نے حساب کے کاغذات کو لے کر دجلہ میں ڈال دیا اور کہنے لگی کہ ہم نے اس حساب کو یوم الحساب کے لئے چھوڑ دیا۔ اگر کسی کے پاس ہمارا کچھ رہ گیا ہو، تو ہم نے اس کو معاف کیا۔ اور اگر کسی کا ہمارے اوپر کچھ نکلتا ہو تو وہ آئے اور لے جائے۔ پھر اس نے سب کارکنوں کو خلعت اور انعام دیا اور بڑی خوشی منائی۔

دونوں چشموں سے جو نہریں نکالی گئیں۔ ان کا پانی عرفات میں آکر مل جاتا ہے۔ پہلے وہاں کے اندر راستے میں جگہ جگہ حوض بھی بنائے گئے ہیں تاکہ بارش کا پانی بھی جمع ہو کر ان نہروں میں شامل ہوتا رہے۔ عرفات کے میدان میں یہ نہر جبل عرفات کے ساتھ ساتھ بہتی ہے۔ اور میدان کی شرقی، شمالی اور مغربی سمتوں کا چکر کاٹتی ہوئی، زمین کے راستے سے گذرتی ہوئی مزدلفہ اور منیٰ پہنچی ہے۔ زبیدہ کے زمانے میں یہ نہر جبل منیٰ کی پشت میں ایک مقام پر آکر ختم ہو گئی تھی۔ جسے چاہ زبیدہ کہا جاتا تھا۔

چاہ زبیدہ تک اس نہر کی کل لمبائی ۳۳ ہزار میٹر ہے۔ نہر پر جگہ جگہ پانی کی تقسیم کے لئے حوض اور کنوئیں بنے ہوئے ہیں۔ ترکوں کی حکومت کے زمانہ میں چاہ زبیدہ پر ایک انجن لگا دیا گیا تھا۔ اور لوہے کے پائپ کے ذریعے منیٰ کی وادی میں پانی جگہ جگہ پہنچنے لگا تھا۔

### زبیدۂ دوم فاطمہ خانم

زبیدہ کے بعد ایک ترکی بادشاہ سلطان سلیم کی لڑکی فاطمہ خانم نے جبکہ ۹۶۵ھ کے بعد مکہ کے تمام چشمے اور کنوئیں برباد اور خشک ہو گئے تھے اپنے ایک بڑے معتمد کو پچاس ہزار اشرفی دے کر مکہ معظمہ روانہ کیا۔ ان کا نام ابراہیم بن تکریم تھا اور فاطمہ نے حکم دیا کہ نہر کو چاہ زبیدہ سے آگے بڑھا کر مکہ کے گھروں تک پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ ۹۷۹ھ میں نہر کا پانی مکہ تک پہنچ گیا اور مکہ آج بھی اس نہر کے پانی سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

---

بچوں کیلئے

محمد طاہر جامی اسلامیہ ہائی سکول گجرات

# ایک بچے کی نصیحت

## اور ایک سبق آموز کہانی

کہتے ہیں کہ ایک دن جنگل کے بادشاہ نے تین جانور شکار کئے اور بھیڑیا اور لومڑی کو بلا کر پوچھا کہ اس شکار کو کس طرح کھایا جائے۔ پہلے بھیڑیے کی باری تھی۔ وہ بولا کہ جناب ایک جانور آپ کھا لیں۔ ایک مجھے دے دیں اور تیسرا لومڑی کو دے دیا جائے۔ جنگل کے بادشاہ کو اس تقسیم پر بڑا غصہ آیا کہ شکار مارنے والا میں، اور یہ حصہ دار کہاں سے آگیا۔ چنانچہ ایک ہی پنجہ مار کر بھیڑیے کا کھوپڑ نکال دیا۔ پھر لومڑی سے پوچھا تو وہ بولی کہ حضور! جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ ایک جانور آپ ابھی کھا لیں، ایک رات کو کھا لینا اور تیسرا ابھی کل کو آپ ہی کھا لیں۔ اس جواب پر شیر بہت خوش ہوا اور پوچھا کہ اے لومڑی! اتنی عقل تجھے کہاں سے آگئی۔ لومڑی نے جواب دیا کہ وہ سامنے بھیڑیے کی ہڈیاں بتا رہی ہیں۔

پیارے بھائیو! روزمرہ کے ایسے واقعات اپنے اندر بڑے سبق رکھتے ہیں۔ ہمیں ایسے واقعات سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔ مثلاً کتاب میں لکھا ہے کہ آگ سے بچو، یہ کپڑے جلا دیتی ہے۔ اس پر یقین کرنا چاہیئے۔ پھر اگر واقعی کوئی کسی کے کپڑے جلتا دیکھ لے، تو عبرت پکڑنی چاہیئے کہ آگ کے پاس نہیں بیٹھنا لیکن اگر پھر بھی کوئی باز نہیں آئے گا، تو آگ ضرور اس کے کپڑے جلا دے گی ۔

اگر آگ کے پاس بیٹھو گے جا کر
تو اٹھو گے اک روز کپڑے جلا کر

یا خدانخواستہ خود ہی آگ کی لپیٹ میں آگئے، تو پھر نصیحت اور توبہ کسی کام نہیں آئے گی کیونکہ جب موت سامنے آجائے تو لاکھ توبہ کریں، ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ البتہ موت سے پہلے ہزار بار بھی غلطی ہو جائے تو ذرا سی پشیمانی سے خدا اپنی رحمت سے بخش دیتے ہیں۔ خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے مسلمان ہمیشہ پُرامید رہتا ہے

قرآن کی زبان میں ایسی مثال کو علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کہا ہے یعنی علم سے یقین کرو، پھر آنکھوں سے دیکھ کر نصیحت پکڑو۔ آخر کار جب حق وارد ہی ہو جائے۔ یعنی موت طاری ہو جائے تو یقین کرنے کا کیا فائدہ۔ موت سے پہلے موت پر یقین کرو۔ اور جب یقین ایسا ہو جائے، تو قبر و حشر سے بچنے کے لئے توبہ کرو۔ پھر انشاء اللہ بیڑا پار ہے۔ قرآن آسمانی کتاب ہے اور خدا کا کلام ہے۔ قرآن میں [illegible] کے حالات درج ہیں کہ جن قوموں نے نبیوں کا کہا نہ مانا۔ مثلاً قوم نوح [illegible] ہود وغیرہ، تو ان پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ کوئی سیلاب کی نذر ہوئے۔ کوئی میں ڈوب گئے۔ کئی آندھی اور طوفان سے مارے گئے۔ کوئی زلزلے میں دب [illegible] پر پتھر برسائے گئے۔ یہاں تک کہ ان کے نام و نشان مٹ گئے۔ [illegible] کا فکر کرنا چاہیئے۔ عقلمند وہ ہے جو واقعات سے عبرت پکڑے اور نصیحت حاصل کرے اور برے کاموں سے باز آجائے۔ وہ بیوقوف ہے۔ جو آج کل پر ٹالتا ہے اور بڑھاپے کا انتظار کرتا ہے، موت، بچپن اور جوانی نہیں دیکھتی۔ پتہ نہیں کس وقت [illegible] آجائے اور پتہ کٹ جائے۔

پس پیارے بھائیو! موت سے پہلے موت کی فکر کرنی چاہیئے اور عذاب سے پہلے توبہ کرنی چاہیئے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ہم سب کو توبہ کی توفیق دے۔ آمین! ثم آمین!

সাপ্তাহিক WEEKLY REGD. No. [illegible]
তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے

# باطل کا پیچ و تاب

حق و باطل کے معرکہ میں بعض اوقات ایسا نازک مرحلہ بھی آ جاتا ہے جب باطل حق کا روپ دھار کر اہل حق پر حملہ آور ہوتا ہے۔

اسلام کی تاریخ میں یہ نازک مرحلہ خلیفۂ ثالث و راشد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری ایام خلافت میں آیا۔ اسلام کا نام لے کر سرکشوں کے ایک گروہ نے مدینۃ الرسولؐ میں خلیفۂ ثالث کو نہایت بے رحمانہ و ظالمانہ طور پر شہید کر ڈالا۔ اور نفاق کا ایسا بیج بو دیا، جس نے "خیر امت" کے درمیان خانہ جنگی اور مستقل تفرقہ کی فصل پیدا کر دی، جو ساڑھے تیرہ سو سال گذر جانے کے بعد بھی کاٹی اور سمیٹی نہیں جا سکی ہے۔

یہ نازک مرحلہ بعد میں بھی ہر دور میں نمودار ہوتا رہا ہے

ر طاری حکومتیں ... عامِ اسلام پر قابض و مسلط ہو گئیں اور اس کے خلاف اہل حق کا فاتحانہ جہاد کا علم لے کر نکلا، تو اس موقع پر بھی اسلام کے نام سے باطل گروہوں نے ان کا راستہ روکنے کی کوشش کی تھی۔

جنگ پلاسی، جنگ میسور، جنگ بالاکوٹ، جنگ سوڈان، جنگ قسطنطنیہ اور جنگ نیوٹنگ کتنے ہی معرکہ ہائے جہاد دشمنانِ اسلام کے خلاف اہل حق نے سرانجام دیئے۔ لیکن ان کی مخالفت کا غلغلہ بھی اسلام کے نام سے کتنے ہی باطل دوست افراد و گروہوں نے برپا کیا۔

یقیناً اہل حق کے لئے اس آزمائش سے بڑی کوئی آزمائش نہیں ہو سکتی۔ اللہ یہ ان کی ہی جرأت مردانہ ہے کہ اس کڑی آزمائش میں بھی وہ ہمیشہ ثابت قدم رہے اہل حق ہمیشہ حق کے قیام کے لئے کوشاں ہوتے ہیں اور وہ یمین و یسار کے اضطرابات و ہنگاموں سے بے پرواہ ہو کر صرف اللہ کے دین کو قائم کرنے کی سرگرمی میں ہمہ تن مشغول رہتے ہیں۔ ان کی دوستی و دشمنی صرف اللہ کے دین کے لئے ہوتی ہے اور وہ مصلحتوں کی دلفریبیوں سے متاثر ہوئے بغیر حق کو حق اور باطل کو باطل کہے جاتے ہیں۔

لیکن باطل جب حق کا روپ دھار کر سامنے آتا ہے تو اس کا پہلا حربہ اہل حق کے خلاف بہتان سازی اور الزام تراشی کا ہوتا ہے۔ اور پھر وہ حق کے نام کو اپنی اغراض برآری کے لئے اپنے حریفوں کے مقابلہ میں زور شور کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔

مقابلہ حق کے لئے باطل کی یہ "تیکنیک" نئی نہیں ہے۔ ہر زمانہ میں اس نے یہ کھیل کھیلا ہے اور علماء حق نے اس کے اس کھیل کی پرواہ کئے بغیر حق کی آواز قائم و بلند رکھی ہے۔

باطل کبھی حق کے براہ راست قیام کی بات نہیں کرے گا۔ وہ ہمیشہ حق کے نام کو اپنے کسی حریف باطل کے مقابلہ کے لئے استعمال کرنے پر زور دیتا رہے گا

آج پاکستان میں اسلام کے مقدر کا معاملہ بھی یہی ہے۔ ایک طرف علماء حق ہیں جن کا مطالبہ ہے کہ:-

"اسلام کو کامل و مکمل طور پر قائم و نافذ کر دو۔
اس طرح ہر باطل کا قلع قمع ہو جائے گا"

لیکن باطل نہیں چاہتا کہ اسلام براہ راست اور کامل و مکمل طور پر پہلے قائم و نافذ ہو۔ بلکہ اس کی سرگرم کوشش یہ ہے کہ اسلام کی طاقت اس کی اغراض کے لئے پہلے استعمال ہو، اہل حق اس کی صوابدید پر صحیح اور غلط کا فیصلہ کریں اور امت مسلمہ اسلام کے قائم و نافذ ہونے سے پہلے پہلے افتراق و انتشار کا شکار بن جائے۔

لیکن اہل حق اس فریب میں گرفتار ہونے کے لئے تیار نہیں۔

- وہ باطل کے اس بہروپ کو خوب پہچان گئے ہیں۔
- وہ ثابت قدمی کے ساتھ حق کی راہ پر قائم ہیں۔
- وہ پاکستان کو خالص اسلامی مملکت بنانے کے نصب العین پر گامزن ہیں
- وہ ملت اسلامیہ کے اتحاد میں کوئی رخنہ گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں
- وہ عرب و عجم کے مسلمانوں کو ایک مرکز پر دیکھنے کے آرزومند ہیں
- وہ اسلام کے نام کو کسی باطل کے ساتھ نتھی کرنے کے لئے راضی نہیں
- وہ مطلب برآری کے لئے اسلام کا نام استعمال کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دے سکتے۔
- وہ یہاں اسلام کے نام پر نہ تو سامراج کو پنجے گاڑے رکھنے کی رخصت دیں گے۔
- اور نہ ہی سامراجیت و اشتراکیت کی جنگ میں کسی فریق کو اسلام کے نام پر حمایت حاصل کرنے کی کھلی چھٹی لینے دینگے۔
- ان کا پہلا اور آخری مطالبہ یہ ہے کہ پاکستان میں سب سے پہلے اسلام کریم کی اصل اور کامل صورت میں ختم نبوت، سنت رسول اور طریق سلف صالحین کی اساس پر قائم و نافذ کر دو۔
- اس طرح اسلام کی اصل قوت کے ساتھ مسلمان ہر باطل کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کر سکیں گے۔
- اسلام کے قائم کرتے ہی مغربی سامراج بھی اپنی جگہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گا اور اشتراکیت کو بھی پیر جمانے کی جگہ نہیں مل سکے گی۔

لیکن اس صورت میں، حق کا روپ دھارے ہوئے باطل کے لئے بھی کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے۔

چنانچہ وہ علماء حق کے اس دو ٹوک رویہ پر پیچ و تاب کھا رہا ہے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس کر کے اپنے اصلی اور مستعار لاؤلشکر سمیت علماء پر حملہ آور ہو رہا ہے۔

— لیکن حق بہرحال حق ہے وہ غالب آکر رہے گا
— اس ملک میں انشاء اللہ اسلام اپنی اصل اور مکمل صورت میں نافذ ہو گا
— علماء ربانیین ایسی تمام مخالفتوں و ہتھکنڈوں کے باوجود اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے اپنی جدوجہد آخر تک جاری رکھیں گے

اور

★ ہمارے نام اسلام کے بلند بانگ مدعیوں کی سامراج پرستی یا اشتراکیت پسندی کے کھیل کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دینگے۔
اللہ کی مدد ان کے شامل حال ہے

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

---

# ترجمان اسلام



## خدا کی قدرت کو عنقریب جان لوگے

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (الانعام آیت )

(ترجمہ) تو کہہ اسی کو قدرت ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا بھڑا دے تم کو مختلف فرقے کر کے اور چکھا دے ایک کو لڑائی ایک کی! دیکھ کس طرح سے ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ وہ سمجھ جائیں۔

اور اس کو (قرآن) کو جھوٹ بتلایا تیری قوم نے حالانکہ وہ حق ہے! تو کہہ دے کہ میں نہیں تم پر داروغہ! ہر ایک خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور قریب ہے کہ اس کو جان لوگے۔

(شیخ الہند)
مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۶۹ء قیمت ۱۳ پیسے جلد ۱۲ شمارہ ۱

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی — مرتب حافظ محمود اختر

# درسِ قرآن

الۤمّۤ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ٥ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ٥ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ٥

سورہ بقرہ ایسی سورۃ ہے۔ جو ۲½ پاروں پر مشتمل ہے اس میں وہ تمام مضامین موجود ہیں جو سارے قرآن میں ہیں اور جو مضامین سورۂ بقرہ میں ہیں وہ سب سورۂ فاتحہ میں موجود ہیں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر کم و بیش ۲۵۰ صفحات میں کی ہے۔ قسطنطنیہ میں قرآن پاک کی ایک تفسیر ہے۔ جو ۳۰۰ جلدوں پر مشتمل ہے۔ قرآن کی تفسیر میں ہر آدمی حصہ نہیں لے سکتا۔ قرآن کے نکات اور بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کا اصحابہ والا ترجمہ بدل نہیں سکتا قرآن پاک کی حفاظت کا ذمّہ خدا نے لے رکھا ہے۔ کیونکہ یہ قیامت تک رہنے والی کتاب ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

تحقیق ہم نے نازل کیا قرآن کو اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں

آپ نہیں جانتے کہ ان الفاظ میں کس قدر جوش ہے: اِنَّا تاکید کا کلمہ ہے۔ نَحْنُ پھر دوبارہ متکلم کا صیغہ ہے۔ وَ اِنَّا تاکید کے لئے اور لَهٗ میں پھر تاکید ہے۔ پھر لَحٰفِظُوْنَ میں بھی لَ تاکید کا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن ادھورا ہے تو وہ آدمی پکا کافر ہے۔ اور اگر یہ کہے کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے نہیں لیا تو وہ بھی بڑا گنہگار ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آج نہ انجیل مکمل ہے، نہ تورات صحیح ہے: اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتابیں صرف انہی امتوں کے لئے تھیں۔ قرآن پاک کے بعد قیامت تک کوئی کتاب نہیں آنی، اس لئے اس کو قیامت تک محفوظ رکھنے کے لئے اس کی حفاظت خود اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمّہ لے لی ہے۔

قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لیا۔ قرآن کیا ہے؟ کیا الفاظ کا نام قرآن ہے یا معانی کا؟ یا قرآن معانی اور الفاظ کے مجموعے کا نام ہے؟ کیا قرآن معانی سمیت نازل ہوا؟ حضورؐ پر جس طرح الفاظ نازل ہوئے۔ اسی طرح اس کے معانی بھی نازل ہوئے۔ قرآن کے الفاظ اور معانی کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ وہ معانی صحابہؓ سے آئمہ عظام پھر محدثین اور امت تک پہنچے۔ یہ معانی آج تک محفوظ ہیں۔ جو کوئی ان کو تبدیل کرتا ہے۔ وہ مردود ہے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

نہیں ہیں محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ اور ختم کرنے والے ہیں نبوت کے۔ (باقی آئندہ)

---

معجزاتِ نبویؐ — از قطب زمانہ حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ

# درسِ حدیث

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے۔ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر گئے۔ ہم ایک کشادہ وادی میں جا کر اُترے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضا حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی۔ جس کی اوٹ میں بیٹھ سکیں۔ ناگہاں آپ نے دو درخت وادی کے کنارہ پر پائے۔ ان میں سے ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ پھر اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا۔ تو اللہ کے حکم سے میری فرمانبردار ہو جا۔ وہ آپ کے ساتھ اس طرح چلی۔ جس طرح وہ اونٹ جس کے ناک میں نکیل ہو۔ اپنے چلانے والے کے تابع ہو کر چلتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسرے درخت کے ہاں تشریف لائے، اس کی بھی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا۔ دونوں میرے سامنے اللہ کے حکم سے مل جاؤ۔ پھر وہ دونوں مل گئیں اور میں بیٹھا ہُوا اپنے دل میں خیال ہی کر رہا تھا۔ کچھ ہی وقت گذرا تھا۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ تشریف لا رہے ہیں۔ اور دونوں درخت ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اور ہر ایک ان میں سے اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے درختوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان بنا دیا تھا۔ مسلمانوں کو تو بطریق اولیٰ آپ کا ہر فرمان مان لینا چاہیئے۔

— علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے۔ کہا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا۔ پھر ہم مکہ معظمہ کے بعض اطراف میں نکل گئے۔ پھر کوئی پہاڑ اور کوئی درخت آپ کے سامنے نہیں آتا تھا، مگر وہ کہتا تھا۔ السلام علیکم یا رسول اللہ۔

حاصل یہ ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ ہر پہاڑ اور ہر درخت آپ پر سلام عرض کرتا ہے۔

— ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ ایک گنوار آیا جب آپ کے قریب آیا۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہی ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور بے شک محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اس نے کہا۔ اس بات پر آپ کی تصدیق کون کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کانٹے دار درخت۔ پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ حالانکہ وہ وادی کے کنارے پر کھڑا ہُوا تھا۔ پھر وہ زمین کو چیرتا ہُوا آیا۔ یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں ٹھیک ہے۔ پھر اپنی اگنے کی جگہ پر چلا گیا۔

جاری کردہ
حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ
سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور
ایڈیٹر:- احمد حسین کمال مدیر معاون حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی

نگرانِ اعلیٰ
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب
نگران
حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب

جلد ۱۲ | جمعہ ۱۳ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۶۹ء - قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۱

# اسلام زندہ باد!
# جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد!

حکومت کے اس طرز عمل پر کوئی شخص بھی بیزاری کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا اس نے جمعۃ الوداع کے دن نکلنے والے جمعیۃ علماء اسلام کے جلوسوں کے ساتھ متعدد مقامات پر روا رکھا۔

سرگودھا میں پولیس نے جو رویہ اختیار کیا، اور لاہور میں جس طرح کے تشدد کا مظاہرہ کیا۔ اس سے سوائے بوکھلاہٹ اور راج ہٹ کے کسی معقولیت کا اظہار نہیں ہوتا۔

اخبار "جنگ" ۲۲ دسمبر ۱۹۶۸ء کی اطلاع کے مطابق "جو لوگ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے، پولیس نے نماز کی تکمیل سے قبل ہی ان پر شدید لاٹھی چارج کیا۔ اور اس لاٹھی چارج کی زد میں حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب جیسی گرامی قدر شخصیت بھی آ گئی۔ جو نہ صرف جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے امیر ہیں بلکہ پاکستان کے لاکھوں مسلمانوں کے مرشد، روحانی پیشوا اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی مشہور عالم و ولی کامل شخصیت کے جانشین و فرزند ہیں۔

علماء کے ساتھ اس قسم کے ناروا رویہ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ حکومت اور سب کچھ برداشت کر سکتی ہے، لیکن دین کی خاطر بلند ہونے والی آواز حق کو سننے اور برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

اخبار "جنگ" ہی کی اطلاع ہے کہ "ابھی نمازیوں نے اپنی نماز مکمل بھی نہیں کی تھی، سلام نہیں پھیرا گیا تھا کہ پولیس کی کارروائی شروع ہو گئی"۔

کیا پولیس کا یہ طرز عمل سراسر دینی شعائر اور نماز جیسی عظیم ترین عبادت میں بے جا مداخلت نہیں ہے؟

اسی اطلاع میں یہ بھی درج ہے کہ "ڈی، ایس، پی آگے بڑھ کر مولانا ابراہیم اور مولانا عبید اللہ انور قائدین جلوس کے پاس پہنچے اور انہوں نے بینر پر جسے وہ اٹھائے ہوئے تھے، لکڑی مار کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے"۔ اور یہ وہ بینر تھا جس پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الا اللہ" لکھا ہوا تھا۔

کیا اس بینر کو لکڑی مار کر ٹکڑے کر کے "لا الٰہ الا اللہ" کے نعرے اور کلمے کی صریح توہین کا ارتکاب نہیں کیا گیا؟

گویا اب ہماری "اسلامی حکومت" کو اور دنیا کی سب سے بڑی "اسلامی مملکت" میں "لا الٰہ الا اللہ" کا لفظ بھی برداشت کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

ہم فی الحال نہیں کہہ سکتے کہ لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنان و علماء حق کے ساتھ حکومت کا یہ خصوصی متشددانہ طرز عمل آیا مقامی حکام کے ناعاقبت اندیشانہ فکر کا نتیجہ ہے یا جمعیۃ علماء اسلام و علماء کے ساتھ یہ بہیمانہ طرز عمل اختیار کرنے کی اوپر سے خصوصی ہدایات تھیں یا یہ کہ اب حکومت ملک میں عوام کے بڑھتے ہوئے اضطراب کو دبانے کے لئے تشدد و سختی کا نیا سلسلہ شروع کرنے پر اتر آئی ہے، جس کا آغاز اس نے خالص دینی حلقوں اور عظیم دینی شخصیتوں پر دست درازی کر کے اپنی سرگیر جابریت کے ارادوں کا اظہار کیا ہے۔

بہر حال ان میں سے کوئی بھی بات حکومت کے منصوبہ میں شامل ہو، اسے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ وہ نہ تو ملک و ملت میں دین حق کی آواز دبانے میں کامیاب ہو سکتی ہے اور نہ عوام کے دلوں سے آمریت کے خلاف جذبات کو مٹا سکتی ہے۔

جہاں تک جمعیۃ علماء اسلام اور علماء حق کا تعلق ہے: وہ اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر اور ظلم و جبر کے مقابلہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے سے دریغ کرنے والی نہیں ہے۔

اگر ارباب حکومت اور حکومت کے مقامی گماشتوں نے اسلام کی پوری تاریخ نہیں پڑھی ہے تو وہ اپنے سابق آقایانِ فرنگ کے دورِ حکومت کی ڈیڑھ سو سالہ تاریخ پر ہی نظر ڈال کر دیکھ لیں کہ بالاکوٹ کی سنگلاخ زمین سے لے کر پاک و ہند کے مسطح میدانوں اور جزیرۂ انڈیمان کے پانیوں تک اسلام کی سربلندی اور انسان کی حریت کی خاطر کتنا خون صرف علماء دین کی رگوں سے بہہ چکا ہے۔

اگر انگریز کی توپیں، بندوقیں، سنگینیں، پھانسی کے تختے، طوق و سلاسل اور جیل خانے، علماء حق کو جہادِ دین و حریت سے نہیں ہٹا سکے تھے۔ تو کیا لاہور وغیرہ مقامات کا یہ لاٹھی چارج ان کی آواز اور عزائم کو سرد کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے؟

پاکستان صرف اسلام کے لئے بنایا گیا تھا اور اس کے بنانے والے صرف مسلمان عوام ہیں۔

علماء حق پاکستان میں اسلام کو غالب لانے اور یہاں کے مسلمان عوام کو اقتدار کا حقیقی سرچشمہ بنانے کی جدوجہد مشکل سے مشکل تر حالات میں بھی جاری رکھیں گے۔

(ورق اُلٹیئے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

اور ان کے اس مقدس سفر کو کسی طرح کے جبر و تشدد سے روکا نہیں جا سکتا ہے۔ یہ اسلام اور پاکستان کی تاریخ کا تقاضہ ہے۔ جو بالآخر پورا ہو کر رہے گا۔

پاکستان میں انشاء اللہ دین حق کا بول بالا ہو گا اور پاکستان کے مسلمان عوام کا منتخب کردہ صحیح نظام حکومت ایک دن بروئے کار آ کر رہے گا۔

اسلام زندہ باد! پاکستان زندہ باد! مسلمان عوام زندہ باد! جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد!

(کمال)

## غیر ذمہ دارانہ باتیں

کراچی کے ہوٹل "جبیس" میں پی، ڈی، ایم کے ایک جلسہ کو گذشتہ دنوں خطاب کرتے ہوئے جماعت اسلامی کے امیر میاں محمد طفیل صاحب نے کہا تھا:۔

"یہ عجیب بات ہے کہ کچھ نئے لیڈر یعنی ایر مارشل اصغر خاں، مسٹر جسٹس مرشد اور لیفٹنٹ جنرل اعظم خاں یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ ان کا کسی پارٹی میں شامل ہونے کا ارادہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اپنے تیئں موجودہ پارٹیوں میں سے کسی ایک پارٹی کے ڈسپلن کے تحت رکھے بغیر ان کی یہ کوششیں کہ حکومت کو بدل دیا جائے، صرف خلفشار پیدا کرنے کا موجب ہی بن سکتی ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ پی۔ ڈی۔ ایم کی پانچ پارٹیوں میں سے کسی ایک پارٹی میں شامل ہو جائیں۔ اگر یہ پارٹیاں ان کو منظور نہیں ہیں تو وہ پی، ڈی، ایم سے باہر کسی پارٹی میں ہی شامل ہو جائیں۔ حتیٰ کہ وہ حکمران مسلم لیگ پارٹی ہی میں شامل ہو جائیں"۔

(جنگ، ۲۱۔ دسمبر ۱۹۶۸ء مضمون "سیاسی صورت حال" بحوالہ مارننگ نیوز)

پاکستان کی موجودہ سیاست کے ان تازہ واردان سے متعلق جماعت اسلامی کے امیر کا یہ رد عمل بجائے خود ایک نئے انتشار کی تخم ریزی ہے۔ جو عوام کے موجودہ رد عمل کو تقسیم در تقسیم کرنے کا پھل پیدا کرنے کا موجب ثابت ہو سکتی ہے۔

اگر ملک میں واقعی جمہوریت کے قیام اور آمریت کے خاتمہ کا مدعا بر لانا مقصود ہے تو جماعتوں و افراد کا ایک عمومی اشتراک کافی ہو سکتا ہے۔ ایسی شخصیتیں جو انفرادی طور پر عوام و خواص میں وسیع اثرات پیدا کر سکتی ہوں۔ اگر وہ آمریت کے انسداد اور جمہوریت کے قیام کے لئے منفردانہ کوشاں ہوتی ہیں اور وسیع تر اتحاد کی داعی ہیں تو ان کو محدود سیاسی جماعتوں کا پابند بن کر رہ جانے کا مشورہ ایک ایسی نادانی ہے جس کا نتیجہ ہمہ گیر عوامی جدوجہد کی تقسیم اور خاتمہ کی صورت میں ہی نمودار ہو گا۔

جمہوریت کے قیام کی جدوجہد ایک وسیع تر اشتراک کے سوا اور کسی طرح بھی فی الوقت روبہ عمل نہیں آ سکتی ملک میں کوئی جماعت بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ وہ تنہا رائے عامہ کی غالب اکثریت کی نمائندگی کا کام انجام دے سکتی ہے اور ہر میدان و ہر گوشہ میں حکمران گروہ کو چیلنج کر سکتی ہے۔

ان حالات میں حصول جمہوریت کے لئے تمام جماعتوں اور سیاسی شخصیتوں کے اشتراک سے ایک ایسا فارمولا مرتب کرنے کی ضرورت ہے جو مستقبل کی منزل کی واضح نشان دہی کرنے والا ہو۔

ظاہر ہے کہ اس فارمولے کی اساس صرف اسلام ہو سکتا ہے اور اس اساس پر ہی ایک ایسا فارمولا ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ جو تمام جماعتوں اور سیاسی شخصیتوں کے لئے قابل قبول ہو۔ اس وقت کے عوامی رجحانات میں ایسے فارمولے کی تشکیل آسان اور ممکن العمل ہو سکتی ہے۔ اس طرح ملک میں وہ وسیع اشتراک عمل میں آ سکتا ہے۔ جس میں مستقبل کی بہتر تبدیلیوں کی ضمانت و تحفظ موجود ہو۔

پی، ڈی، ایم بالخصوص جماعت اسلامی جس طرح عوام کو اور عوامی شخصیتوں کو محدود پارٹی بندیوں میں تقسیم رکھنے کی خواہاں ہے۔ اس سے بالواسطہ موجودہ اقتدار کو ہی فائدہ پہنچے گا۔

اس کا تجربہ گذشتہ الیکشن میں کیا جا چکا ہے اس تجربہ کو پھر دوہرانا قوم کے جذبہ و جوش کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ چند نکتہ ہائے اشتراک پر تمام جماعتوں اور شخصیتوں کو جمع کر لیا جائے اور اسلام کو اول و آخر مقصود قرار دے لیا جائے۔ اس طرح جمہوری تبدیلی کی جدوجہد کو وسیع تر کر کے ہر گوشہ اور میدان میں موجودہ اقتدار کا مقابلہ کیا جائے۔ تاکہ آئینی طور پر جمہوریت کے قیام کی کوشش بار آور ہو سکے۔

ورنہ میاں محمد طفیل کے مذکورہ بالا بیان کی طرح کے بیانات نہ صرف ان تازہ واردان سیاست کی حوصلہ شکنی کریں گے بلکہ ملی اشتراک کو کمزور بنانے کا باعث بنیں گے اور عوامی جدوجہد کو رائیگاں کر ڈالیں گے اس سلسلے میں ایک اور خدشہ کا اظہار بے جا نہیں ہو گا۔ پی، ڈی، ایم جنوری ۱۹۶۹ء کے شروع میں اپنا جو اجلاس ڈھاکہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں اگر اس نے ہمہ گیر قومی سطح کا کوئی من مانا فیصلہ کر لیا۔ اور اس کے ساتھ فیصلہ میں پی، ڈی، ایم سے باہر کی جماعتیں و مقتدر شخصیتیں شامل نہ ہوئیں یا شامل نہ کی گئیں تو اس کا انجام سخت عوامی خلفشار کی صورت میں نکلنے کا اندیشہ ہے۔ اور یہ عوامی کاز سے سراسر غداری کے مترادف ہو گا۔ جس کی تمام تر صرف پی، ڈی، ایم اور اس میں شامل جماعتوں پر ہی عائد ہو گی۔

وسیع تر ملی اشتراک کے اس موقعہ اور امکان کو نظر انداز کرنے کا مطلب حکمران گروہ کی بالواسطہ مدد اور اسلام و جمہوریت کی منزل کو بعید تر کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (کمال)

## دینی رہنماؤں پر لاٹھی چارج

جمعۃ الوداع کے مبارک روز ملک بھر کی مساجد میں فرزندان توحید پورے خضوع و خشوع سے نماز ادا کرنے اور پاکستان کی آزادی و سالمیت نیز فلسطین و کشمیر کی آزادی کے لئے دعائیں مانگنے کے بعد اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے عین اس وقت صوبائی دار الحکومت میں شاہی مسجد کے دروازہ کے باہر بعض علماء کرام پر پولیس نے جو بے دریغ لاٹھی چارج کیا ہے۔ اس پر اکثر و بیشتر محب وطن حلقوں نے افسوس اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ ان علماء کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ ملک میں اسلامی نظام حکومت کے مطالبہ پر زور دینے کے لئے قانون کی وضع کردہ حدود میں رہتے ہوئے جلوس نکالنا چاہتے تھے ہاتھوں میں اپنے مطالبات پر مبنی کتبے اٹھائے دو اور تین تین کی ٹولیوں سے جلوس ترتیب دے رہے اور ابھی جلوس شروع نہیں ہوا تھا۔ صرف چند ٹولیاں بڑھی تھیں کہ انہیں صرف پندرہ سیکنڈ میں منتشر ہونے کا نوٹس دینے کے ساتھ ہی پولیس نے لاٹھی چارج شروع کر دیا اور اس طرح بے شمار نمازی بھی لاٹھی چارج کی زد میں آ گئے۔

ارباب اختیار و اقتدار یہ دعویٰ کرنے میں کوئی [illegible] محسوس نہیں کرتے کہ ملک میں پر امن طور پر اظہار رائے کی مکمل آزادی ہے۔ خود صدر مملکت نے بھی ابھی گذشتہ دنوں اپنی ماہانہ نشری تقریر میں اور پھر ڈھاکہ کے [illegible] میں واضح طور پر یہ اعلان کیا ہے کہ عوام کو آئینی ذرائع سے حکومت تبدیل کرنے کی پوری آزادی ہے۔ لیکن یہ [illegible] تکلیف دہ ہے کہ انتخابی سال آغاز سے ہی اظہار رائے کے مختلف ذرائع کو مختلف طریقوں سے دبایا جا رہا ہے اس وقت ملک کا شاید ہی کوئی شہر یا قصبہ ایسا ہو [illegible] تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسے جلوس اجتماعات وغیرہ پر پابندیاں عائد نہ ہوں۔ ہم ہمیشہ صاف ستھری سیاست کے قائل رہے ہیں اور ہم نے ہلڑ بازی کی ہمیشہ مذمت کی ہے۔ لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ایک جلوس جو ابھی نکلا ہی نہ تھا (علماء کرام نے قانون کے اندر رہتے ہوئے ابھی جلوس کا آغاز ہی کیا تھا) منتشر کرنے کے لئے لاٹھی چارج کا حربہ اختیار کیا گیا اگر علماء کرام کسی مرحلہ پر قانون شکنی کے مرتکب ہوتے [illegible] ہلڑ بازی کا مظاہرہ کرتے تو انہیں منتشر کرنے کے لئے انتہائی اقدام کا کوئی جواز بھی تھا۔

جہاں تک قانون کا تعلق ہے۔ اس میں صرف مجرم سزا و تعزیر کے مستوجب سمجھے جاتے ہیں جب تک کوئی شخص جرم کا ارتکاب نہیں کرتا۔ وہ گرفت و تعزیر سے آزاد ہی رہتا ہے اگر قانون کی حدود میں رہتے ہوئے کوئی آواز بلند کرنا [illegible] تو متعلقہ ارباب اقتدار ہی بتائیں کہ ایوان حکومت تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے کونسا آئینی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

(شکریہ نوائے وقت لاہور ۲۴ دسمبر ۱۹۶۸ء)

# اضطراب و اضطراب و اضطراب

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی ہدایت پر جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن اور علماء کرام ملک بھر میں کچھ عرصہ سے ہونے والے مظاہروں کو صحیح قیادت مہیا کرنے اور اسلامی مطالبات کی اہمیت منوانے کے لئے میدان عمل میں کود پڑے ہیں۔ جمعۃ الوداع کے موقع پر ملک بھر میں احتجاجی جلوس اور مظاہرے ہوئے۔ لاہور، سرگودھا، مظفر گڑھ، گوجرانوالہ اور دوسرے مقامات پر گرفتاریاں عمل میں آئیں اور لاہور میں پولیس کے اہلکاروں نے دہشت و بربریت کا جو مظاہرہ کیا اس کی مثال انگریزی راج کے تاریک دور میں بھی نہیں ملتی۔ اس پر پورے ملک میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی جمعۃ الوداع کے موقع پر اور بعد میں یہ اضطراب جن شکلوں میں رونما ہوا اس کی ایک سرسری جھلک اس مختصر رپورٹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(زاہد گکھڑوی)

## پاکستان

مشرقی پاکستان میں جمعۃ الوداع کے موقع پر مطالبات کے لئے مولانا مفضل علی صاحب اور ...ین احمد صاحب کی قیادت میں جامع مسجد سے جلوس شروع ہوا جو حسن مارکیٹ سے ہو کر رجسٹری ہاٹ پہنچا۔ دوسرا جلوس نئی سڑک مسجد سے نکل کر جیل روڈ اور حسن مارکیٹ سے ہوتا ہوا اسی میدان میں پہنچا ...بجے مولانا حسین احمد کی صدارت میں جلسۂ عام منعقد ...مولوی حبیب الرحمٰن، مولانا مفضل علی، مولانا شمس الدین ...شرف علی نے خطاب کیا۔

...ھاکہ میں جمعۃ الوداع کے دن یوم احتجاج منایا گیا۔ شہر ...پچیس سے زائد مساجد میں احتجاجی قرار دادیں ...ئیں۔ جن میں ملک میں اسلامی قانون نافذ کرنے اور ...روں کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ نماز جمعہ کے بعد جمعیۃ کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس میں مولانا ...صاحب اور مولانا عبدالجبار صاحب نے ملکی حالات ...ر بعد میں ایک قرار داد کے ذریعہ عائلی قوانین خاندانی ...ی سمیت تمام خلاف اسلام قوانین کی تنسیخ اور ...روں کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔

...ہ میں عیدالفطر کے اجتماعات میں لاہور میں جمعیۃ ...لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی اور جمعیۃ کے ...نے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا۔

## ...پاکستان

...میں جمعیۃ علماء اسلام اور نیشنل عوامی پارٹی کا مشترکہ ...کے بعد مولانا محمد اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ اور جناب محمود الحق عثمانی جنرل سکرٹری نیشنل پاکستان کی قیادت میں جامع مسجد جیکب لائن ...ہوا اور بندر روڈ، سعید منزل، پریڈی سٹریٹ ...متصل گورنر ہاؤس سے ہوتا ہوا صدر میں جمعیۃ کے ...پہنچ کر ختم ہو گیا۔ جہاں دونوں راہ نماؤں نے ...ے خطاب کیا۔

...لفطر کے اجتماعات میں کلری۔ کھڈہ۔ چاکیواڑہ۔ ...بشیر شاہ۔ رانگیواڑہ۔ غریب شاہ۔ مہاجر کیمپ ...دوسرے حصوں میں لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے

جلوس پر لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

حیدرآباد شہر میں جمعۃ الوداع کے دن جمعیۃ علماء اسلام کا احتجاجی جلوس مولانا پیر عبدالقدوس مولانا عبدالرؤف مولانا شمس الدین، مولانا عبدالحق اور جناب حاجی کرامت اللہ کی قیادت میں میانی روڈ سے شروع ہوا۔ پرنس کریم روڈ تک چار سے سٹیشن روڈ سے جمعیۃ کے دفتر جامع مسجد بخاری میں ختم ہوا۔

سجاول شہر میں جمعیۃ کا جلوس مولانا نور محمد امیر ڈویژن حیدرآباد جمعیۃ کی قیادت میں دو دو تین تین کی ٹولیوں میں شروع ہوا لیکن اس کے باوجود حکام نے مولانا نور محمد امیر ڈویژن، مولانا عبدالغفور ناظم اعلیٰ ضلع ٹھٹھہ اور سات دیگر علماء کرام کو گرفتار کر لیا۔ جنہیں بعد میں ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ میرپور خاص عمرکوٹ۔ محمد عالم بلیا۔ ڈگری ٹنڈو آدم۔ کھوکھر۔ پڈعیدن۔ شاہ پور چاکر اور مختلف دوسرے شہروں میں جلوس نکالے گئے۔ نیز ان مقامات اور خاص کر حیدرآباد میں عیدالفطر کے اجتماعات میں لاہور میں جمعیۃ کے جلوس پر لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔ سانگھڑ میں جمعیۃ طلبائے اسلام کے زیر اہتمام ہڑتال ہوئی اور پرامن جلوس نکالا گیا۔

لاڑکانہ شہر میں جمعۃ الوداع کے روز جمعیۃ خیرپور ڈویژن کے نائب امیر مولانا عبدالکریم کی قیادت میں جلوس نکالا گیا جو مختلف سڑکوں سے گزرتا ہوا پاکستان چوک پہنچا۔ جہاں جمعیۃ کے مبلغ مولانا عزیز اللہ نے جلوس سے خطاب کیا یہاں سے جلوس آگے روانہ ہوا اور بس سٹاپ پہ پہنچ کر ختم ہو گیا۔

سکھر میں جمعیۃ کا جلوس مولانا بشیر احمد، حاجی حفیظ الدین اور مولانا محمد مراد صاحب کی زیر قیادت مسجد اللہ والی سے شروع ہوا۔ بندر روڈ۔ شاہی بازار۔ صرافہ بازار سے گزرتا ہوا جمعیۃ کے ڈویژنل دفتر کے پاس آکر ختم ہو گیا۔ جلوس میں پیپلز پارٹی کے ارکان نے بھی شرکت کی۔

گھوٹکی میں مولانا عبدالحی، مولانا عبدالوہاب اور خلیل پاکستانی کی قیادت میں جلوس نکلا۔ بنو عاقل میں جلوس کی قیادت ڈاکٹر عبدالفتاح صاحب نے کی اور میرپور ماتھیلہ میں احتجاجی جلوس نکلا۔

جیکب آباد شہر میں مولانا فضل اللہ صاحب ایم اے

مولانا جمال اللہ اور صفت روزہ آشتاد کے مدیر لالہ معظم کی زیر قیادت جلوس نکلا۔ ٹھل نو میں بھی مولانا خدا بخش اور حضور الدین کی قیادت میں جلوس نکلا۔

سکرنڈ میں مولانا احمد شریف کی قیادت میں جلوس نکلا۔

بہاولپور شہر میں جمعیۃ علماء اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام کا مشترکہ جلوس نکلا اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

رحیم یار خان شہر میں جمعیۃ علماء اسلام، مجلس احرار اسلام اور پیپلز پارٹی نے مولانا غلام ربانی۔ مولانا رشید احمد اور حافظ محمد اکبر کی زیر قیادت جلوس نکالا۔ عید کے روز اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

خانپور میں جمعیۃ کا پرامن جلوس امیر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام حضرت درخواستی مدظلہ کی زیر قیادت جلوس نکلا جس میں درگاہ دین پور شریف کے میاں رشید احمد بھی شریک تھے جلوس عیدگاہ سے روانہ ہوا اور ہائی سکول۔ دفتر واپڈا۔ غلہ منڈی بڑا چوک۔ سینما روڈ۔ سرکلر روڈ۔ اور گرلز سکول کے پاس سے ہوتا ہوا عیدگاہ واپس پہنچ کر ختم ہو گیا۔

عید کے روز خانپور۔ سہجہ۔ ترکالو۔ بستی رحیم اور دنیا پور میں یوم احتجاج منایا گیا۔ اور لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت میں قرار دادیں منظور کی گئیں۔ ٹھل حمزہ میں عید کے دن لاہور کے لاٹھی چارج کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا گیا۔

بہاولنگر میں جمعیۃ کے ڈویژنل نائب امیر مولانا محمد شریف اور ضلعی ناظم اعلیٰ قاری نذیر احمد کی قیادت میں پرامن جلوس نکلا جو ریل بازار۔ ڈھاباں بازار۔ کالج روڈ اور تحصیل بازار سے ہوتا ہوا دفتر جمعیۃ پر ختم ہو گیا۔

فقیروالی میں جمعیۃ علماء اسلام، مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشترکہ اجلاس میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی قرار داد منظور کی گئی۔

بورے والا میں عیدالفطر کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

شجاع آباد میں حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب خطیب شاہی مسجد کی قیادت میں احتجاجی جلوس نکلا۔

ملتان شہر میں جمعیۃ علماء اسلام کا احتجاجی جلوس امیر ڈویژنل جمعیۃ مولانا مفتی عبداللہ صاحب کی قیادت میں جلوس نکلا اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔ جمعیۃ علماء اسلام ملتان ڈویژن کے ناظم اعلیٰ

مولانا قاری نور الحق قریشی ایڈوکیٹ نے ایک بیان میں لاٹھی چارج کی مذمت کی ہے۔

کہروڑ پکا میں مولانا محمد سعید کی قیادت میں جلوس نکلا۔ عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی

حاصل پور میں عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت میں قرار دادیں منظور کی گئیں۔

خان گڑھ میں جمعۃ الوداع کو مولانا سید صدر الدین شاہ کی قیادت میں جلوس نکلا جس پر پولیس نے پچیس افراد کو گرفتار کر لیا جو بعد میں ضمانت پر رہا کر دیے گئے۔ اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

ساہیوال میں جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے موقع پر یوم احتجاج منایا گیا اور مولانا فاضل رشیدی نے لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

مظفر گڑھ میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر زبردست احتجاجی جلوس مولانا احمد بخش کی قیادت میں نکلا اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

لاہور میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر شیرانوالہ گیٹ کے باہر باغ سے جلوس زیر قیادت حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ نکلنا تھا۔ لیکن نماز جمعہ کے بعد ابھی لوگ سنتوں سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ پولیس نے ڈی۔ ایس۔ پی چیمہ کی قیادت میں نمازیوں پر اندھا دھند لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ ترجمان اسلام کے منیجر عمادالدین عباسی اور دوسرے حضرات شدید زخمی ہو گئے۔ اسی حالت میں مولانا انور مدظلہ عباسی صاحب۔ شیخ رشید صاحب پیپلز پارٹی، شیخ محمد رفیق صاحب نیشنل عوامی پارٹی سمیت ۲۸ افراد گرفتار کر لیے گئے جنہیں بعد میں ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

عید الفطر کے اجتماعات میں اس بہیمیت کی شدید مذمت کی گئی۔ مولانا محمد اجمل مولانا حمید اللہ اور دیگر علماء کرام نے عید کے اجتماعات میں اور مولانا محمد اکرم نے پریس کانفرنس میں عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ ۱۴ دسمبر کو صوبائی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق اسی جگہ سے ایک احتجاجی جلوس نکالا گیا جس کی تفصیلی رپورٹ اسی شمارہ میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

گوجرانوالہ میں جمعۃ الوداع کے موقع مولانا عبد القیوم ہزاروی کی قیادت میں جامع مسجد شیرانوالہ سے جلوس نکلا جو بازار کشانے والا چوک اعزاز سے گزرتا ہوا سید نگری بازار میں داخل ہوا۔ جہاں ضلعی حکام نے مولانا عبد القیوم۔ مولانا احمد سعید۔ مولانا عبد العزیز۔ اکرم شاہد اور محمد خالد کو حراست میں لے لیا۔ جنہیں بعد میں ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

عید الفطر کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج اور علماء کرام کی گرفتاری کی شدید مذمت کی گئی۔

گکھڑ میں عید کے روز جمعیۃ علماء اسلام اور پیپلز پارٹی نے یوم احتجاج منایا۔ عید کے اجتماع میں جمعیۃ کے ضلعی امیر شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز اور پیپلز پارٹی کے ڈسٹرکٹ چیئرمین فاضل رشیدی نے تقریر کرتے ہوئے لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی۔

فتح گڑھ میں عید کے اجتماع میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

سرگودھا شہر میں مولانا قاری عبد السمیع کی قیادت میں جلوس نکلا۔ جو شہر کی مختلف سڑکوں سے گزرتا ہوا محمدی بازار، امین بازار، کچہری بازار سے گزر کر گول چوک میں ختم ہو گیا۔ پولیس نے ۲۸ افراد کو حراست میں لے لیا اور تھانہ پہنچ کر چھوڑ دیا۔ عید الفطر کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

سلانوالی میں مولانا فضل الرحمٰن شاہ کی قیادت میں جلوس نکلا یہاں پولیس نے ۵۵ افراد کو گرفتار کر لیا۔ جنہیں بعد میں ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے ایک بیان میں لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے ڈی۔ ایس۔ پی شریف چیمہ کی برطرفی کا مطالبہ کیا اور عید کے اجتماعات میں مذمت کی قرار دادیں منظور کی گئیں۔

سمندری میں عید الفطر کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

جھنگ میں مولانا علی محمد صاحب امیر ضلعی جمعیۃ مولانا غلام مصطفےٰ اور مولانا دوست محمد صاحب کی قیادت میں جلوس نکلا۔ چوک بازار میں مولانا محمد فاروق نے عوام سے خطاب کیا۔ جب نیشنل عوامی پارٹی کے دفتر کے سامنے سے گزرا تو پارٹی کے صدر خان جمال خان بلوچ نے جلوس کا پرجوش استقبال کیا اور کہا کہ ہم علماء کے ساتھ ہیں۔ نیز سید اخلاق حسین ایڈوکیٹ نے بھی جلوس کا خیر مقدم کیا۔

میانوالی میں مولانا محمد رمضان امیر ڈویژنل جمعیۃ سرگودھا کی قیادت میں جلوس نکلا جو مین بازار چوک ریلوے اسٹیشن کچہری بازار سے ہوتا ہوا موتی مسجد میں ختم ہوا۔ نیز عید الفطر اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

کلور کوٹ میں جمعیۃ کے احتجاجی جلوس کی قیادت مولانا عبد الرزاق۔ حافظ سراج الدین۔ حافظ عبد الغفور اور حکیم طاہر خاں نے کی۔

پپلاں میں عید کے اجتماع میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔ عید الفطر کے جمعیۃ علماء اسلام۔ نیشنل عوامی پارٹی اور اسٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام یوم احتجاج منایا گیا اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

موسیٰ خیل میں عید کے اجتماع میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

راولپنڈی میں لاہور کے لاٹھی چارج کے خلاف جمعیۃ علماء اسلام کا احتجاجی جلوس عید الفطر کے روز مولانا عبد الحکیم۔ مولانا عبد الستار، مولانا ولی اللہ و دیگر علماء کرام کی قیادت میں جمعیۃ کے دفتر کوہاٹی بازار سے شروع ہوا۔ جامع مسجد روڈ پر جلوس سے مولانا عبد الحکیم نے خطاب کیا۔ فوارہ چوک میں مولانا عبد الستار اور طالب علم لیڈر جناب الطاف پرویز نے جلوس کو خطاب کرتے ہوئے پر امن اور منظم رہنے کی ... چوک فوارہ سے جب لیاقت روڈ کی طرف جلوس روانہ ہوا تو اسے منتشر کرنے کے لئے پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس پھینکا اور کچھ لوگوں کو حراست میں لے لیا۔

لیکن جلوس کے قائد علماء کرام اور طالب علم ... جلوس کو متحد اور منظم رکھنے میں کامیاب ہو گئے ... جلوس جب بینک سے ہوتا ہوا ... بازار شہداء مری روڈ پر پہنچ کر مولانا عبد الستار ... نے شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا اور ... پہنچ کر جلوس ختم ہو گیا۔

نماز عید کے اجتماعات میں مولانا غلام اللہ ... و دیگر علماء کرام نے لاہور کے لاٹھی چارج ... کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

سرائے عالمگیر میں عید کے اجتماع میں ... صاحب بالاکوٹی نے لاہور کے لاٹھی چارج ...

مری میں جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں ... روز یوم احتجاج منایا اور عید کے اجتماعات ... کی مذمت کی گئی۔

دینہ میں عید کے اجتماعات میں لاہور ... کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطا...

جہلم میں حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب ... میں جمعۃ الوداع کو شاندار جلوس نکالا گیا اور ... اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید ... کی گئی۔

چکوال میں جمعۃ الوداع کو حضرت مولانا ... صاحب کی قیادت میں جلوس نکلا اور عید ... ہزاروں کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے ... انشاء اللہ ہم حضرت شیخ الہندؒ حضرت مدنیؒ ... اکابر کی تابندہ روایات کو زندہ رکھیں گے ... لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

حضرو میں حضرت مولانا سعید الرحمٰن صا... کی قیادت میں جلوس نکلا۔ پولیس کی کوشش ... جلوس مقررہ راستہ پر روانہ ہو گیا۔ جب نصف ... راستہ طے کر کے مین بازار کے چوک میں جلو... اسے۔ ڈی۔ ایم نے بلا وارننگ جلوس پر ... آنسو گیس کا استعمال کیا۔ مولانا سکندر خان سمی... افراد گرفتار کر لیے گئے جو ضمانت پر رہا ... عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چا... کی گئی۔

مانسہرہ میں جمعیۃ علماء اسلام احتجاجی جل... کریم اللہ صاحب فاضل دیوبند کی قیادت ... روز اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج ... کی گئی۔

ایبٹ آباد میں عید کے اجتماعات میں ... لاٹھی کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات ...

کوہاٹ میں مولانا نعمت اللہ صاحب ... میں جمعۃ الوداع کو احتجاجی جلوس نکلا اور ع... میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

اکوڑہ خٹک میں شیخ الحدیث حضرت م... صاحب کی قیادت میں ایک عظیم الشان مظا... روز ہوا جس میں مخالف پارٹیوں کے ساتھ کنونشن ...

عہدیداروں سانے بھی شرکت کی نیز نماز عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

مردان میں حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب کی زیر قیادت ایک تاریخی جلوس ، جمعۃ الوداع کے موقع پر نکلا عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

پشاور میں حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب کی قیادت میں عظیم الشان جلوس ۲۷ ردسمبر کو نکلا جس میں مولانا لعیقوب القاسمی اور پیر مبارک شاہ بھی شریک تھے اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

نوشہرہ میں جمعۃ الوداع کے موقع حضرت مولانا سید گل بادشاہ کی قیادت میں عظیم الشان جلوس نکلا اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی

بنوں میں مولانا قاری حضرت گل ، مولانا علی اکبر کی قیادت میں مسجد حق نواز سے جلوس نکلا ۔ نیز عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

سرائے نورنگ ضلع بنوں میں مولانا محمد نور صاحب جان اور مولانا محمد ثمر صاحب کی قیادت میں جلوس نکلا۔ اور لاہور کے لاٹھی چارج کی عید کے اجتماعات میں مذمت کی گئی۔

کلاچی میں جمعیۃ کا تاریخی مظاہرہ مولانا قاضی عبداللطیف صاحب اور قاضی عبدالصمد صاحب کی قیادت میں جلوس نکلا اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

ڈیرہ اسماعیل خاں میں مولانا علاؤالدین اور مولانا سراج الدین کی قیادت میں جلوس نکلا۔ دوسرا جلوس مولانا عبدالقدوس اور مولانا عبدالسلام کی قیادت میں نکلا۔ دونوں جلوس توپانوالہ گیٹ میں مل گئے اور مختلف بازاروں سے گذرتا ہوا مسلم بازار میں منتشر ہو گیا۔ اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی

لکی مروت میں مولانا شاہ محمد اور مولانا حمید اللہ خان نیازی نے جلوس کی قیادت کی اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل ڈویژن حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی اور ناظم اعلیٰ مولانا علاؤالدین نے گورنر مغربی پاکستان کے نام ایک تار میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

---

## پریس نوٹ

یہ بیان حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے ۱۹ دسمبر ۱۹۶۸ء کو نماز ہوٹل لاہور میں پریس کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔

"جمعیۃ علماء اسلام" پاکستان میں خالص اسلامی نظام نافذ کرنے کی تحریک چلا رہی ہے ۔ اسلام کا نظام ہی معاشی مشکلات مفاسد کا واحد اور جامع علاج ہے ، موجودہ حکومت اسلامی نظام نافذ کرنے میں قطعاً ناکام رہی ہے۔ دینی اقدار پامال کر دیئے گئے ہیں ۔ دین کے قطعی مسائل میں تحریف کے راستے کھول دیئے ہیں ۔ ختم نبوت کے بنیادی عقیدہ کو مجروح کر دیا گیا ۔ بنیادی حقوق معطل ہیں ۔ ہنگامی حالات بدستور قائم ہیں ۔ بی ۔ ڈی کے غیر جمہوری انتخاب سے عوامی حق سلب کر لیا گیا ہے ۔ تقریر و تحریر نقل و حرکت اور اجتماعات پر پابندی عائد ہے ۔ تقریباً تمام اضلاع میں دفعہ ۱۴۴ کے مسلسل نفاذ نے رہی سہی کمی پوری کر دی ہے ۔ معاشی بدحالی ، ہوشربا گرانی نے غریب عوام کی کمر توڑ دی ہے ۔ ان حالات کے تحت موجودہ حکومت کو آئینی طریقوں سے تبدیل کرنا اہم قومی اور ملی فریضہ بن جاتا ہے ۔ جمعیۃ علماء اسلام مشرقی اور مغربی پاکستان کے تمام اضلاع میں جمعۃ الوداع ۲۰ دسمبر کو یوم احتجاج منا رہی ہے ۔ جمعیۃ علماء اسلام تمام مخالف جماعتوں سے اس سلسلہ میں تعاون کرے گی بشرطیکہ جمعیۃ علماء اسلام کے بنیادی مقصد اسلامی نظام کے قیام میں یہ تعاون مفید ہو ، بہر حال جمعیۃ علماء اسلام ، اسلامی اقدار کے احیاء کو اولین حیثیت دیتی ہے اور کسی طرح بھی اس عظیم مقصد سے پہلوتہی نہیں کر سکتی ۔ جمعیۃ علماء اسلام آنے والے انتخابات کے پیش نظر ضروری سمجھتی ہے کہ تمام سیاسی قیدیوں کو فی الفور رہا کر دیا جائے ۔ اور ایسی فضا قائم کر دی جائے جس میں تمام سیاسی جماعتیں اپنا منشور اور اپنا پروگرام قوم کے سامنے آزادی سے پیش کر سکیں ، اگر موجودہ فضا میں انتخابات کر دیئے گئے تو یہ انتخابات ایک ڈھونگ ہوں گے اور پوری قوم کے مفاد کے ساتھ غداری کے مترادف ہو گا ۔ طلباء کے مطالبات کو من و عن تسلیم کرنا حکومت کا فرض ہے ۔ صرف چند خوشنما وعدوں سے طلباء کو مطمئن نہیں کیا جا سکتا ۔ جمعیۃ علماء اسلام شہید طلباء کو خراج عقیدت پیش کرتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ آزاد تحقیقات کر کے مجرموں کو قرار واقعی سزا دے ۔

جمعیۃ علماء اسلام وکلاء اور مزدور رہنماؤں کی گرفتاریوں کی شدید مذمت کرتی ہے اور انہیں اس جدوجہد پر مبارکباد پیش کرتی ہے جو انہوں نے بحالی حقوق کے سلسلہ میں کی ہے ۔ شورش کاشمیری کے کیس میں ایڈووکیٹ جنرل نے عدالت عالیہ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اسے توہین عدالت سمجھتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام اس کی شدید مذمت کرتی ہے ۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل کو اس کے عہدے سے فوراً معزول کر دیا جائے اور شورش کاشمیری کو فوری طور پر رہا کر دیا جائے"!

> اس وقت اتحاد و اتفاق کی فضا جس قدر وسیع ہو بہتر ہے ۔ لیکن جماعتی کارکنوں کو مرکزی رہنماؤں پر پورا اعتماد اور بھروسہ کرتے ہوئے اپنے طور پر کسی پارٹی کے افراد سے اس سلسلہ میں کوئی بات چیت نہیں کرنی چاہیئے ۔
>
> تمام دفاتر پر جماعتی پرچم باقاعدگی سے لہرایا جائے پرچم کی ساخت جماعتی دستور کی دفعہ ۲ شق ۱۳ کے مطابق ہونا ضروری ہے ۔

## فدائے ختم نبوت جناب آغا شورش کاشمیری کی رہائی پر اظہار مسرت

جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں نے آغا شورش کاشمیری کی رہائی پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے آغا صاحب کی رہائی کو حق و صداقت کی عظیم الشان فتح قرار دیا ہے ۔

—— میں آغا شورش کاشمیری کو ان کی عظیم استقامت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں جس کا ثبوت انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں دیا ہے ۔

(حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام ۔

—— انہوں نے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی تاریخی کانفرنس منعقدہ ۴، ۵ مئی ۱۹۶۸ء کو ملک و ملت کے مسائل پر تبصرہ کرتے ہوئے قوم کو ایک عظیم خطرہ سے آگاہ کیا تھا ۔ انہوں نے اپنے عہدہ سے پوری طرح عہدہ برآ ہو کر قوم پر بہت بڑا احسان کیا تھا ۔ جس پر پوری قوم ان کی بے حد ممنون ہے ۔ میں ان کو اس عظیم قربانی پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔

(مولانا) مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیۃ علماء اسلام ۔

—— میں آغا صاحب کی رہائی پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو مسئلہ ختم نبوت کے سلسلہ میں مزید استقامت عطا فرماوے ۔

(حضرت مولانا خان محمد صاحب ) سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں ۔

—— آغا صاحب کی رہائی فدایان ختم نبوت کے مقدس مشن میں ممد اور دشمنان دین و ملت کے منہ پر زبردست طمانچہ ہے ۔

(حضرت مولانا ) غلام غوث ہزاروی ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان ۔

—— آغا شورش کاشمیری کی رہائی حق و صداقت کی عظیم الشان فتح ہے ۔

(مولانا) عبدالواحد ناظم مرکزی جمعیت علماء اسلام پاکستان )

—— آغا صاحب کی رہائی پر مجھے بے پایاں خوشی ہوئی ہے ۔ میں ان کی استقامت پر انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے تکمیل مشن کے لئے دعا گو ہوں ۔

(مولانا) عبیداللہ انور نائب امیر صوبائی جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان )

—— آغا شورش کو رہا کرو" کا پرجوش نعرہ اپنا کام کر گیا اور دشمنان ختم نبوت کی خواہشات کے علی الرغم قافلہ حریت کا یہ جانباز با عزت برأت کا تمغہ لے کر دین و قوم کی خدمت کے لئے آزاد ہو گیا ۔

(مولانا قاضی ) عبدالکریم امیر ڈیرہ ڈویژن (مولانا) عبدالحکیم ناظم عمومی راولپنڈی ڈویژن (مولانا) فضل الرحمن امیر ضلع کیمبلپور ۔ (مولانا) محمد سرفراز خاں صفدر امیر ضلع گوجرانوالہ (قاری) عبدالسمیع ناظم اعلیٰ سرگودھا ڈویژن (مولانا) محمد الطاف ناظم عمومی لاہور ڈویژن ۔

[illegible]

# جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ کا

## ہنگامی اجلاس

## اہم فیصلے اور قراردادیں

### امیر مرکزیہ
### حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی
### کا
### ارشاد گرامی

جماعتی استحکام کی خاطر رضاکارانہ تنظیم کو منظم کرنے کے لئے تمام ضلعی جماعتیں فوری طور پر عملی کارروائی شروع کر دیں۔

جمعۃ الوداع کو لاہور اور دوسرے مقامات پر جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام نکلنے والے جلوسوں پر پولیس کے بے تحاشہ تشدد پر غور کرنے اور آیندہ کے لئے جماعتی پالیسی طے کرنے کے لئے مورخہ ۲۶۔ دسمبر ۱۹۶۸ء بروز جمعرات صبح ۱۰ بجے مدرسۃ البنات خدام الدین لاہور میں مغربی پاکستان جمعیۃ کی مجلس شوریٰ کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت مسند الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ امیر مرکزی جمعیۃ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا مفتی محمود ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ۔ مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین کندیاں شریف۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کیمبل پور۔ مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی۔ مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی۔ مولانا قاضی عطاء اللہ صاحب ٹانک۔ مولانا عبداللطیف صاحب جہلم۔ مولانا قاری عبدالسمیع صاحب سرگودھا۔ مولانا محمد اکرم صاحب۔ مولانا محمد اجمل صاحب لاہور۔ مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ملتان۔ مولانا محمد حسن صاحب سانگھڑ۔ خان غلام قادر صاحب رحیم یار خاں۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب کراچی۔ مولانا محمد یوسف صاحب بہاولنگر وغیرہ نے شرکت فرمائی۔ علاوہ ازیں مجلس تحفظ ختم نبوت اور تنظیم اہلسنت پاکستان کے دو دو نمایندے بھی شریک ہوئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد امیر مرکزی اور ناظم عمومی مرکزی نے مفصل حالات سے اراکین شوریٰ کو آگاہ کیا۔ اس اجلاس کے بعد پھر شام کو اور رات کو بھی اجلاس ہوئے۔ مختلف اجلاسوں میں جو فیصلے ہوئے اور قراردادیں پاس ہوئیں وہ درج ذیل ہیں

(۱) مورخہ ۲۷۔ دسمبر ۱۹۶۸ء بروز جمعہ نماز جمعہ وہیں ادا کی جائے جہاں جمعۃ الوداع کو جمعیۃ علماء اسلام کے جلوس پر پولیس نے اندھا دھند لاٹھی چارج کیا تھا۔ امامت کے فرائض حضرت اقدس امیر مرکزی انجام دیں اور نماز کے بعد ایک پرامن احتجاجی جلوس نکالا جائے۔

(۲) آیندہ جمعہ یعنی ۳۔ جنوری کو ملک بھر میں یوم احتجاج منایا جائے۔

(۳) ملک بھر کی جماعتوں کو ہدایت کی گئی کہ تمام دفاتر پر جماعتی پرچم باقاعدگی سے لہرایا جائے۔ پرچم کی ساخت جماعتی دستور کی دفعہ ۲۷ شق ۱۲ کے مطابق ہونا ضروری ہے

(۴) موجودہ حالات کی ناگفتہ بہ صورت حال اہالیان ملک اور بالخصوص دین پسند طبقہ کے لئے انتہائی تشویشناک ہے۔ اس وقت اتحاد و اتفاق کی فضا جس قدر وسیع ہو بہتر ہے لیکن جماعتی کارکنوں کو مرکزی راہنماؤں پر پورا اعتماد اور بھروسہ کرتے ہوئے اپنے طور پر کسی دوسری پارٹی کے افراد سے اس سلسلہ میں کوئی بات نہیں کرنی چاہیئے۔

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا یہ اجلاس مندرجہ ذیل واقعات کی پرزور مذمت کرتا ہے

الف۔ ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۸ء جمعۃ الوداع کے دن جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے پرامن جلوس پر قبل از روانگی بغیر کسی وارننگ کے افسران انتظامیہ کے حکم سے پولیس کا بے تحاشا لاٹھی چارج کرنا

ب۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان جیسی مقتدر شخصیت اور جید عالم دین پر لاٹھیاں برسانا اور ان کے پیٹ میں ٹھوکریں مارنا جس کے نتیجہ میں حضرت مولانا کو خون کی قے اور دست آتے رہے ہیں اور اب بھی خطرناک حالت میں میو ہسپتال کے اندر صاحب فراش ہیں۔

ج۔ جمعیۃ علماء اسلام کے خازن مولانا محمد ابراہیم صاحب ہفت روزہ ترجمان اسلام کے منیجر عمادالدین عباسی۔ ممتاز شاعر و صحافی مرزا غلام نبی جانباز۔ شیخ محمد رفیق۔ شیخ رشید ایڈووکیٹ۔ حاجی بشیر احمد صاحب۔ حاجی ظہیرالدین صاحب وغیرہ ممتاز رہنماؤں اور رضاکاروں پر بے دریغ ظلم کرنا جس کے نتیجے میں بعض کی ہڈیاں تک ٹوٹ چکی ہیں۔ اوران کے بدن لہو لہان کر دیئے گئے اور بعض کی داڑھیاں تک نوچی گئیں۔ (د) روزہ دار نمازیوں پر نماز کی حالت میں لاٹھی چارج کرنا ایک اہم عبادت کی توہین اور صریح مداخلت فی الدین کا ارتکاب کیا گیا۔

(ہ) خواتین کے کیمپ کو اکھاڑنا اور کیمپ میں پولیس کے سپاہیوں کا گھس کر خواتین کی بے پردگی اور ان کی تخویف و تذلیل کے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرنا۔

(و) پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے ماٹو کو پھاڑ کر پامال کرنا، اسے پاؤں تلے روندنا جس سے کلمہ طیبہ کی کھلی توہین ایک اسلامی مملکت میں کی گئی۔

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس انتظامیہ کے ذمہ دار افسران کے اس ظلم و استبداد کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اس یقین کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ اس طرح کی بربریت اور وحشی پن سے ہرگز ہرگز حق و صداقت کی آواز کو نہیں دبایا جا سکتا انگریز جیسے ظالم اور سفاک حکمران کے تاریک دور میں بھی اس طرح کی لاقانونیت کی مثال نہیں ملتی۔ یہ اجلاس ملک بھر میں حق و صداقت اور اسلام کی سربلندی کے لئے قربانیاں دینے والے تمام رہنماؤں اور رضاکاروں کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔

یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس ناروا ظلم کی تحقیق ہائیکورٹ کے کسی جج سے کرائی جائے اور مجرمین کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ نیز اثناء تحقیق انتظامیہ کے موجودہ افسران کو فوری طور پر معطل کر دیا جائے۔

| | |
|---|---|
| محرک | مولانا مفتی محمود صاحب |
| مؤید | مولانا محمد اجمل صاحب |

— جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک بھر میں افراتفری اور اضطراب کی کیفیت کو حکومت کی غلط پالیسی کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ ہنگامی حالات کے تسلسل، بنیادی حقوق کے تعطل اور کالے قوانین کے نفاذ نے عوام کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ اس صورت حال سے متعلق جلوس اور جلسوں کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کریں۔ اُدھر حکومت نے دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ اور پھر مزید براں اس کی جدید ترمیم اور تشریح سے اس تحریک آواز کو بھی دبانے کی کوشش کی۔ اندریں حالات اگر انتہائی امن و سلامتی کے ساتھ بھی کسی نے اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہا۔ تو اسے گرفتار کر لیا گیا اس کے علاوہ مختلف انواع کے جبر و تشدد کے ذریعہ سے حالات کو اور بگاڑ دیا گیا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام اس برتاؤ کو ملکی سالمیت کے لئے سخت نقصان دہ تصور کرتی ہے، اور حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ جلد از جلد تمام سیاسی اسیروں طلبہ اور مزدوروں کو رہا کر دے۔ کالے قوانین، عائلی قوانین اور تمام غیر اسلامی قوانین کو منسوخ کر دے۔ اور یونیورسٹی آرڈیننس کو واپس لیکر ملک کے تمام طبقات کے اضطراب کو بہت جلد ختم کر دے ورنہ اس کی تمام تر ذمہ داریاں حکومت پر عائد ہوں گی۔

| | |
|---|---|
| محرک | مولانا مفتی محمود صاحب |
| مؤید | مولانا احمد سعید ناظم اعلیٰ ضلع گوجرانوالہ |

— مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا یہ اجلاس آغا شورش کاشمیری کی رہائی پر اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اجلاس آغا شورش کاشمیری کو آٹھ ماہ کی نظر بندی کے زمانہ میں عظیم تکالیفات کا مظاہرہ کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ اور ان کی اس قربانی

ہو مسئلہ ختم نبوت کے احیاء کا ذریعہ یقین کرتا ہے ۔ آغا شورش کاشمیری کی نظر بندی جمعیۃ علماء اسلام کی تاریخی کانفرنس میں ایک تقریر کے نتیجے میں عمل میں لائی گئی تھی ۔ جمعیۃ علماء اسلام نے اس وقت بھی ان کی اس تقریر کی ذمہ داری کو اپنے سر لینے کا اعلان کیا تھا ۔ اور اب بھی جمعیۃ اپنے اس موقف کا پھر اعلان کرتی ہے ۔ اور قرار دیتی ہے کہ آغا شورش کاشمیری نے اس تاریخی تقریر میں جن حقائق اور خطرات سے قوم کو آگاہ کیا تھا ۔ پوری قوم اس کے لئے آغا صاحب کی ممنون ہے ۔

یہ اجلاس دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آغا صاحب کی اس قربانی کو قبول فرمائے ۔ اور انہیں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے صحت اور تندرستی عطا فرما کر مزید خدمات انجام دینے کی توفیق عنایت فرمائے ۔

محرک — مولانا محمد اکرم صاحب

موید — قاری عبدالسمیع صاحب

— مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا یہ نمائندہ اجتماع ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کے اس معاندانہ رویہ کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے ۔ جو اس نے مدرسہ فرقانیہ مدنیہ اور اس کے اساتذہ اور طلباء کے ساتھ روا کر رکھا ہے ۔ جس کی تازہ مثال مدرسہ پر رات کو چھاپہ مار کر مدرسہ کے ملازمین اور مہمانوں کو بغیر جوتوں اور کپڑوں کے گرفتار کر کے حوالات میں ڈال دیا ۔ اور جو بھی آدمی ان کو ملنے گیا اس کو بھی حوالات میں ڈال دیا ۔ مجلس شوریٰ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ ڈپٹی کمشنر مذکور چونکہ ایک مخصوص فرقہ سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس لئے وہ اپنے عقیدہ کے خلاف کسی کو برداشت نہ کر سکتے ہوئے ایک دینی ادارہ پر بار بار ہاتھ ڈال کر ملک کے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کر رہا ہے ۔ اس لئے اس کے خلاف جلد از جلد تحقیقات کرا کر اسے قرار واقعی سزا دی جائے ۔

محرک — مولانا فضل الرحمٰن صاحب بہبودی

موید — مولانا عبدالحکیم صاحب

— جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ کا یہ اجتماع ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کے اس دل آزار رویہ کے خلاف بھی شدید احتجاج کرتا ہے ۔ جو اس نے صوبائی ناظم اعلیٰ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ اور پنڈی ڈویژن جمعیۃ العلماء اسلام کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب کے ساتھ خصوصاً اور دوسرے علماء کرام کے ساتھ عموماً روا رکھا ہے ۔ جھوٹے مقدمے قائم کرنے ، ضلع بدر کرنے ، نوٹس جاری کرنے کے ذریعہ علماء کرام کو ہراساں کرنا چاہتے ہیں ۔

اس نمائندہ اجتماع کا شدید مطالبہ ہے کہ ایسے شخص کو جو کہ عبوری مارل الحکومت میں امن و امان قائم کرنے میں ناکام ہو چکا ہے ۔ جلد از جلد اپنے عہدے سے الگ کر کے ملک و ملت کو مطمئن کیا جائے ۔

محرک — قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی

موید — مولانا مفتی محمود صاحب

---

# آغا شورش کاشمیری کے شایانِ شان استقبال کیلئے

## استقبالیہ کمیٹی کا قیام

۲۸ دسمبر ۱۹۶۸ء بروز ہفتہ ۳ بجے شام دفتر چٹان لاہور میں ملک اسلم حیات صاحب صدر بار ایسوسی ایشن ڈسٹرکٹ لاہور کی تمام مذہبی سیاسی اور سماجی پارٹیوں کا اجلاس منعقد ہوا جس میں فدائے ختم نبوت آغا شورش کاشمیری کی رہائی کا خیر مقدم کیا گیا ۔ اور ان کی بے پناہ استقامت پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا گیا ۔ اجلاس میں ایک استقبالیہ کمیٹی قائم کی گئی ۔ جو ان کے لاہور تشریف لانے کے موقعہ پر شایان شان استقبال کرے گی ۔ استقبالیہ کمیٹی میں ہر جماعت کے دو دو نمایندے شریک کئے گئے اور کمیٹی کا صدر حضرت جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور صاحب امیر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کو منتخب کیا گیا ۔

حضرت مولانا عبیداللہ انور کے علاوہ چوہدری عبدالحمید صاحب نائب صدر خواجہ محمد احسان صاحب وائس پریذیڈنٹ کو جنرل سیکرٹری ۔ مسٹر لطیف بٹ صاحب کو پبلسٹی سیکرٹری اور فاروق بیدار صاحب کو خازن مقرر کیا گیا ۔

جماعتی نمایندوں کی تفصیل درج ذیل ہے :۔

جمعیۃ علماء اسلام مولانا محمد اکرم صاحب مولانا محمد اجمل صاحب ۔ مجلس احرار اسلام ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری ، مہر علم دین صاحب ۔ نیشنل عوامی پارٹی میاں محمود علی قصوری ، شیخ رفیق احمد ایڈووکیٹ ۔ پیپلز پارٹی ملک اسلم حیات صاحب ایڈووکیٹ ، احمد رضا خان صاحب ایڈووکیٹ ۔ خاکسار مسٹر لطیف بٹ صاحب ، صفدر سلیمی صاحب ۔ اسلام لیگ امیر حبیب اللہ صاحب سعدی عبدالرشید صاحب قریشی ۔ کونسل مسلم لیگ میاں عبدالخالق صاحب ، میاں منظر بشیر صاحب ۔ نظام اسلام پارٹی سید محمد صابر جعفری ، چوہدری عبدالحمید صاحب ۔ عوامی لیگ خواجہ محمد رفیق صاحب ، اسماعیل قریشی صاحب ۔ جماعت اسلامی صفدر حسین صاحب صدیقی ، چوہدری غلام جیلانی صاحب ۔ مرکزیہ مجلس اقبال خواجہ عبدالرحیم صاحب ۔ ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب ۔ جمعیۃ اہلحدیث شیخ محمد اشرف صاحب ، حاجی اسحاق حنیف صاحب ۔

صحافی :۔ مجید نظامی صاحب ، مصطفیٰ صادق صاحب میاں محمد شفیع صاحب ، عبداللہ ملک صاحب ، خواجہ صادق کاشمیری ۔

قانون دان :۔ ایم انور بار ایٹ لاء ، ذکی الدین صاحب پال ، سعید اختر صاحب ، ملک امجد حسین صاحب محمد احسان صاحب وائیں ، فاروق بیدار صاحب ۔ رانا محمد اکرم صاحب ، عزیز قریشی صاحب ، نسیم جہانگیر صاحب

انجمن شہریان :۔ محمد ابراہیم صاحب آزاد ، رانا نذر الرحمن صاحب ۔ تنظیم اہلسنت مولانا عبدالرشید صاحب رشیدی ۔

انتظامات کو آخری شکل دینے کے لئے ۳ جنوری کو اجلاس ہوگا ۔ آغا صاحب چند دنوں تک لاہور تشریف لا رہے ہیں ۔

---

# مغربی پاکستان کے زعماء جمعیۃ کی ڈھاکہ کو روانگی

۲۳ ۔ ۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء کو ہونے والی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس اور مرکزی کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لئے درج ذیل حضرات ڈھاکہ روانہ ہو رہے ہیں :۔

(۱) حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر مرکزی

(۲) حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین کندیاں شریف

(۳) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی

(۴) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

(۵) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب نائب امیر صوبائی جمعیۃ

(۶) حافظ نصر اللہ خاں صاحب خاکوانی خازن مرکزی ″

(۷) مولانا محمد اکرم صاحب ناظم صوبہ

(۸) مولانا محمد اجمل صاحب ″ ″

(۹) مولانا عبدالحکیم صاحب ناظم اعلیٰ راولپنڈی ڈویژن

(۱۰) مولانا قاضی عبدالکریم صاحب امیر ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن

(۱۱) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کراچی

(۱۲) مولانا قاری عبدالسمیع صاحب ناظم اعلیٰ سرگودھا ″

(۱۳) مولانا عبدالکریم صاحب امیر ضلع لائلپور

(۱۴) مولانا محمد رمضان صاحب امیر سرگودھا ڈویژن

(۱۵) مولانا محمد اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ کراچی ڈویژن

(۱۶) حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب امیر ضلع گوجرانوالہ

---

## یہ نور خدا کا ہے بجھائے نہ بجھے گا

ہر رنگ میں راضی برضا ہو تو مزا دیکھ
دنیا ہی میں بیٹھے ہوئے جنت کی فضا دیکھ

ہے سنت ارباب وفا صبر و توکل
چھوٹے نہ کہیں ہاتھ سے دامانِ رضا دیکھ

دشت رہ غربت میں اکیلا تو نہیں ہے
بلکہ کے مہاجر کا تو نقش کف پا دیکھ

یہ نور خدا کا ہے بجھائے نہ بجھے گا
کچھ دم ہے اگر تجھ میں تو آ تو بھی بجھا دیکھ

ہوں لاکھ نظر بند دعا بند نہیں ہے
اللہ کے بندوں کو نہ اس درجہ ستا دیکھ

—— (مولانا محمد علی جوہر مرحوم)

• جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ مفتی محمود نیشنل عوامی پارٹی کے صوبائی صدر میاں محمود علی قصوری خواجہ رفیق احمد نائب صدر صوبائی تحریک جمہوریت ڈاکٹر مبشر حسن رکن سنٹرل کمیٹی پیپلز پارٹی اور محمد اسحاق حنیف ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان نے ایک مشترکہ بیان میں لاہور میں علماء کرام اور دوسرے اصحاب پر لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی ہے۔

• تحریک جمہوریت کے صدر نواب زادہ نصراللہ خاں نے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا ہے کہ حکومت نے علماء کو گرفتار کر کے تمام اسلام پسند عناصر کو سخت کوفت پہنچائی ہے۔ آپ نے کہا۔ حق بات کہنا علماء کا فرض ہے اور اس دباؤ سے وہ حق گوئی سے باز نہیں رہ سکتے

• جماعت اسلامی کے قائمقام امیر میاں طفیل محمد نے ایک اخباری بیان میں گرفتار شدہ علماء کرام کو فوری طور پر رہا کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور پولیس کے تشدد کی مذمت کرتے ہوئے تشدد کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا ہے اور دفعہ ۱۴۴ کے تازہ حکم کو غیر معقول قرار دیا ہے۔

• نامور عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی نے عید کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام پر لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ پورا ملک اس بات پر رنجیدہ اور پُر غم ہے

• جمعیۃ اہلحدیث کے ہفت روزہ الاعتصام کے مدیر مولانا حافظ احسان الٰہی ظہیر نے ایک بیان میں جمعۃ الوداع کے روز جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں اور کارکنوں پر روزہ کی حالت میں پولیس کے لاٹھی چارج کی پرزور مذمت کی ہے۔

• نیشنل عوامی پارٹی کے جنرل سیکرٹری مسٹر عزیز عجمی نے لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام اور پیپلز پارٹی کے جلوس کو ناکام بنانے اور لاٹھی چارج کرنے کی مذمت کی ہے اور اس اقدام کو اظہار رائے کے جمہوری حق کے منافی قرار دیا ہے۔

• قومی اسمبلی میں اپوزیشن کے راہنما مسٹر نور الامین تحریک جمہوریت کے جنرل سیکرٹری مسٹر محمود علی اور جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے رہنما پیر محسن الدین ممبر قومی اسمبلی اور خواجہ خیرالدین نے ایک مشترکہ بیان میں لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے جلوس پر لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی ہے۔

• مسٹر عبد الحمید بونیری ممبر مجلس عاملہ مجلس تحفظ ریاست سوات نے لاہور میں نمازیوں پر لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے پولیس کے متعلقہ افسروں کی برطرفی کا مطالبہ کیا ہے۔

• ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام نے لاٹھی چارج کی مذمت کی اور جمعیۃ علماء پاکستان کے راہنما صاحبزادہ فیض القادری نے بھی علماء کے جلوس پر پولیس کے تشدد کے خلاف احتجاج کیا ہے اور متعلقہ حکام کے خلاف تادیبی کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

• مجلس احرار اسلام کے مشیر اعلیٰ ماسٹر تاج الدین انصاری اور ناظم اعلیٰ نے ایک بیان میں علماء پر تشدد کی مذمت کرتے ہوئے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔

• جامع مسجد لائلپور میں کل جماعتی علماء کرام اور سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت چودھری سراج دین ناگرہ منعقد ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعہ لاہور میں نمازیوں پر لاٹھی چارج اور کتبوں کو پھاڑنے کی مذمت کی گئی ہے۔

• ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ڈھاکہ نے ایک قرارداد میں لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے جلوس پر پولیس کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔

• عوامی لیگ راولپنڈی کے صدر ریاض احمد پراچہ نے علماء پر لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ تشدد کے ذریعہ عوامی تحریک کو کچلنا ناممکن ہے

• مولانا محمد رمضان علوی کنوینر مجلس احرار اسلام راولپنڈی نے ایک بیان میں علماء کرام پر پولیس کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے پولیس افسروں کو سنگین سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔

• مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ اور حلقہ نولکھا لاہور نے الگ الگ قراردادوں میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔

• قومی اسمبلی کے ممبر اور اپوزیشن کے راہنما عارف افتخار نے علماء اور دیگر سیاسی کارکنوں پر لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے حکومت پر الزام لگایا ہے کہ اس نے عوام کے مذہبی حقوق میں مداخلت شروع کر دی ہے۔

• جمعیۃ علماء پاکستان کے راہنما قاضی عبدالنبی کوکب نے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔

• مولانا عبدالستار خاں نیازی نے علماء پر لاٹھی چارج کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے۔ اور متعلقہ پولیس افسروں کے خلاف تحقیقاتی کارروائی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایسی کارروائیاں انگریز کے دور میں بھی نہیں کی گئی تھیں۔

• جماعت اسلامی لاہور نے ایک قرارداد میں لاٹھی چارج کی مذمت کی ہے۔

• ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن لاہور نے ایک ہنگامی اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام اور دوسری جماعتوں کے کارکنوں پر پولیس کے تشدد کی مذمت کی ہے۔ مشرقی پاکستان عوامی لیگ کے راہنما چودھری میزان الرحمٰن نے ایک بیان میں لاہور کے واقعہ کی شدید مذمت کی ہے اور عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔

• جماعت اسلامی کراچی کے امیر صابر حسین شرقی نے

# ہمہ گیر احتجاج

مرشدی و مولائی حضرت مولانا عبید
کے ساتھ جمعۃ الوداع کے موقع پر پُر امن
اس پر پورے ملک میں اضطراب کی لہر د
نے اخباری بیانات اور قراردادوں میں
کرنے کے لئے تو ترجمان اسلام کا کوئی
سے چیدہ چیدہ اقتباسات درج ذیل

لاہور میں علماء کرام پر پولیس کے لاٹھی چارج کی مذ
ہوئے اس واقعہ کی عدالتی تحقیقات کا مطالبہ

• خواجہ محمد صفدر صدر تحریک جمہوریت، میاں
رکن صوبائی مجلس عاملہ تحریک جمہوریت ایم انور
خازن تحریک جمہوریت۔ سید صابر جعفری سیکر
تحریک جمہوریت اور خواجہ محمد رفیق نائب صدر
جمہوریت مغربی پاکستان نے ایک مشترکہ بیان
لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے واقعہ کی ہائی
کے کسی جج سے تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا ہے

• اہلیان جیا موسےٰ کے ایک اجتماع میں لاہو
لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

• ایئر مارشل اصغر خاں نے علماء کرام کے
پر لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے اس یقین
کیا ہے کہ پاکستان میں کتاب و سنت کو بالادستی
ہو کر رہے گی۔

• لیفٹیننٹ جنرل محمد اعظم خاں نے ایک بیان
لاہور، سرگودھا اور دوسرے مقامات پر علماء
چارج اور گرفتاریوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا
کہ موجودہ حکومت مذہبی و سیاسی مسائل حل کر
ناکام ہو چکی ہے۔

• نیشنل عوامی پارٹی کے صوبائی صدر مسٹر
اور نائب صدر مہروز اختر نے ایک بیان میں علما
پر لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی ہے۔

• جمعیۃ علماء احناف کے صدر مولانا عبدا
قاسمی نے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی ہے۔

• جمعیۃ علماء پاکستان کے صدر مولانا عبدا
ہزاروی نائب صدر مفتی محمد حسین نعیمی ناظم اعلیٰ
سید محمود شاہ گجراتی نے علماء کرام پر لاٹھی چارج
مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ علماء کرام پر لاٹھی
برسانا دین کی کھلی توہین ہے۔

• پیپلز پارٹی سرگودھا کے اجلاس میں لاہو

# مولانا انور مدظلہ و دیگر علماء کرام اور سیاسی کارکنوں پر تشدد کی تفصیلات

## یہ بیان جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی ناظم مولانا محمد اکرم نے ۲۳ر دسمبر ۱۹۸۰ء کو لاہور میں پریس کانفرنس میں پڑھ کر سنایا:-

مجھے افسوس ہے کہ ضلعی انتظامیہ نے جمعۃ الوداع کے موقع پر علماء، جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں، دوسرے سیاسی لیڈروں اور عام شہریوں پر پولیس کے لاٹھی چارج پر معذرت کرنے کے بجائے ایسی وضاحت کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے جس کی صحت پر کوئی معقول آدمی یقین نہیں کر سکتا۔ پولیس کے لاٹھی چارج کی متشددانہ کارروائی جمعۃ الوداع کے اجتماع میں موجود ہزاروں نمازیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور بہت سے نمازی اس لاٹھی چارج کا نشانہ بھی بنے۔ لیکن اس کے باوجود ضلعی انتظامیہ کو ایک ایسی وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اس وضاحت میں سب سے بڑی غلط بیانی یہ کی گئی ہے کہ پولیس نے لاٹھی چارج کی ابتدا پولیس پر پتھراؤ کے بعد کی۔ حالانکہ پتھراؤ بھی خود پولیس نے کیا اور اس پتھراؤ سے قبل اندھا دھند لاٹھی چارج کیا تھا۔ سرکاری وضاحت میں ایک کتبہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور ٹرسٹ کے اخبارات میں اس کی نمائش بھی کی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جمعیۃ کے کارکنوں نے جو کتبہ اٹھا رکھا تھا اور جس پر پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے الفاظ درج تھے وہ پولیس کے ملازموں نے وہیں کارکنوں سے زبردستی چھینا اور اسے پاؤں تلے روندا۔ اور اس افسوسناک واقعہ کے بیسیوں عینی شاہد موجود ہیں۔ انتظامیہ نے اسی قسم کا ایک اور کتبہ تیار کر کے اس کی فوٹو اخبارات میں شائع کرانے کا اہتمام کیا ہے تاکہ لوگوں کے دینی جذبات ٹھنڈے پڑ سکیں کاش کہ انتظامیہ اپنی غلطی کا اب بھی احساس کرتی۔ اور اس پر اظہار ندامت کی ضرورت محسوس کرتی۔

اس بے جا تشدد کا سب سے افسوسناک اور تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ حضرت مولانا عبیداللہ انور ایسے جلیل القدر عالم دین کو جب لاٹھیوں سے شدید ضربات پہنچانے کے بعد ٹرک پر لاد لیا گیا تو ان کی داڑھی نوچی گئی اور ان کے پیٹ میں بوٹوں سے ٹھڈے مارے گئے۔ جس سے ان کے پیٹ کے اندر زخم آگئے۔ اور مولانا موصوف کو حوالات میں جا کر پیشاب کے ساتھ خون آنے لگا۔ اور وہاں یہ ظلم بھی روا رکھا گیا کہ مسلسل رات بھر انہیں رفع حاجت کی اجازت نہیں دی گئی۔ حالانکہ انہیں شدید تقاضا تھا اور اسی حالت میں انہیں قے آنے لگی۔ ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ سحری کے وقت تمام نظربندوں نے مطالبہ کیا کہ ہمیں رفع حاجت کا موقع دیا جائے تاکہ ہم اس کے بعد سحری کھا سکیں۔ لیکن انہیں اس کی اجازت نہیں دی گئی۔ اور ان تمام مظلوموں نے سحری کے بغیر روزہ رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔

حضرت مولانا عبیداللہ انور نے جیل سے رہائی کے بعد بستر علالت پر مجھے ایک ملاقات میں یہاں تک بتایا ہے کہ پولیس نے ان نظربندوں کو جس ڈاکٹر کے سامنے طبی معائنہ کے لئے پیش کیا۔ اس کا رویہ بھی انتہائی اہانت آمیز تھا۔ مولانا نے یہ بھی بتایا ہے کہ شدید ضربات اور زخموں کے باوجود انتظامیہ نے کسی قسم کی ابتدائی طبی امداد کا انتظام نہیں کیا۔ حالانکہ زخمی درد سے کراہ رہے تھے۔ مولانا نے اپنی رہائی کی جو تفصیل بیان کی ہے۔ وہ بھی اس لحاظ سے بالکل ڈرامائی ہے کہ مولانا کو یہ کہہ کر جیل سے نکالنے کی کوشش کی گئی۔ کہ آپ کو ہم جیل سے ہسپتال لے جانا چاہتے ہیں۔ مولانا اپنے دوسرے ساتھیوں کو جیل میں چھوڑ کر باہر نکلنے پر آمادہ نہیں تھے لیکن ان کی شدید علالت کے باعث ان کے ساتھیوں اور جیل کے عملہ نے اصرار کیا کہ آپ علاج کے لئے ہسپتال چلے جائیں۔ مولانا نے انتہائی رقت آمیز لہجہ میں مجھ سے یہ فرمایا ہے کہ میں اخبارات کے ذریعے اسلامیان پاکستان تک ان کا یہ پیغام پہنچا دوں کہ ہم نے اسلامی نظام کے قیام کے لئے جو قربانی دی ہے۔ یہ قربانی فی الحقیقت ایک معمولی نوعیت کی حامل ہے۔ ہم تو اس راہ میں اپنی جان اور اولاد تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے اور اپنے مسلمان بھائیوں سے بھی میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے مبنی برحق مطالبات کے لئے پر امن جدوجہد جاری رکھیں۔ اور ہم مسلسل اکیس سال سے جن غیر اسلامی قوانین کو برداشت کرتے آ رہے ہیں ان کو منسوخ کرانے اور کتاب و سنت پر مبنی قوانین رائج کرانے کے لئے اپنی سرگرمیاں تیز تر کر دیں۔

دوسری اہم بات جو میں آپ حضرات کو بتانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ ہم نے جماعتی طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ جمعۃ الوداع کے موقعہ پر پولیس نے جن پر امن علماء اور دوسری تنظیموں کے لیڈروں اور عام شہریوں پر لاٹھی چارج کیا ہے۔ ان کی طرف سے قانونی چارہ جوئی کی جائے اس سلسلہ میں ہم ماہرین قانون سے مشورہ کر چکے ہیں۔ اور اب ہم نے اپنی تمام مقامی شاخوں اور کارکنوں کو یہ ہدایت کر دی ہے کہ وہ اس لاٹھی چارج کے نتیجے میں زخمی ہونے والے تمام شہریوں کے مفصل کوائف جلد از جلد جمع کر کے دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں پہنچا دیں تاکہ ان سے رابطہ قائم کر کے قانونی اقدامات کئے جا سکیں۔ اخبارات کے ذریعہ میں یہ اعلان بھی کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس لاٹھی چارج سے مجروح ہونے والے جو حضرات چلنے پھرنے کے قابل ہوں وہ جلد از جلد دفتر جمعیۃ سے بطور خود رابطہ قائم کریں۔

---

## ب کی ایک جھلک

ہوئے علماء کرام، سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں
اروں نے جس درندگی اور بہیمیت کا سلوک کیا
حانی پیشواؤں اور سیاسی کارکنوں و جماعتوں
کی۔ سب بیانات اور قراردادوں کا احاطہ
بند نامور راہنماؤں اور جماعتوں کے بیانات
مرتوی)

ا ولپنڈی اور سرگودھا میں علماء کرام پر لاٹھی چارج
ور آنسو گیس پھینکنے کی مذمت کی ہے۔

• پیپلز پارٹی گوجرانوالہ کے ڈسٹرکٹ چیئرمین
سٹر فاضل رشیدی نے گکھڑ میں عید کے اجتماع سے
خطاب کرتے ہوئے علماء کرام کے جلوس پر لاٹھی چارج
ی شدید مذمت کی ہے۔

• تحریک جمہوریت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے صدر مفتی
عبدالحمید لدھیانوی نے لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام
کے جلوس پر لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے
و علماء کرام پر ڈنڈے برسا کر قصور وار اہلکاروں
لے پوری قوم اور نظریہ پاکستان کی توہین کی ہے۔

• جماعت اسلامی کلورکوٹ کے اجلاس میں لاہور
یں جمعیۃ علماء اسلام کے جلوس پر لاٹھی چارج کی مذمت
ی ہے۔

• تحریک جمہوریت لائل پور کے اجلاس میں علماء کے
جلوس پر لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے واقعہ
کی عدالتی تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

• کونسل مسلم لیگ راولپنڈی نے ایک قرارداد میں
علماء کے جلوس پر لاٹھی چارج کی سخت مذمت کی ہے

• پاکستان مسلم لیگ (کنونشن) اکوڑہ خٹک کے صدر
میر حسین شاہ اور کارکنوں محمد امین خان اور قاضی
عبدالرقیب نے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے کنونشن
لیگ سے احتجاجاً علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے۔

• اسلامی جمعیۃ طلباء راولپنڈی کے اجلاس میں
علماء پر لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی ہے۔

---

ل پاکستان مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ۲۸، ۲۹، ۳۰ر دسمبر ۱۹۸۰ء
بمقام چنیوٹ کے مقررین مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالستار نیازی
صاحبزادہ افتخار الحسن، مولانا عبدالقادر روپڑی، قاری نور الحق قریشی
و دیگر علماء نے لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے
ہوئے تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔

# حق و صداقت کی عظیم الشان فتح

آخر کار جمعیۃ علماء اسلام و دیگر دینی رہنماؤں کی
قیادت میں عوامی و دینی حلقوں کا ہمہ گیر احتجاج و اضطراب
رنگ لایا اور حکومت کو مجبور ہو کر فدائے ختم نبوت آغا
شورش کاشمیری کی نظر بندی کے احکامات واپس لینے
پڑے۔ اور آغا صاحب ایک بار پھر دشمنانِ ختم نبوت
کی سرکوبی اور مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ سر انجام
دینے کے لئے آزاد ہو گئے۔

آغا صاحب کو مئی ۱۹۶۸ء میں جمعیۃ علماء اسلام
کی کل پاکستان تاریخی کانفرنس منعقدہ باغ بیرون موچی
دروازہ کی آخری نشست میں مخالفین ختم نبوت کی
خطرناک سرگرمیوں کے بے نقاب کرنے کے "جرم" میں
پابند سلاسل کیا گیا تھا۔ اور اس "جرم" پر ڈیفنس
آف پاکستان رولز کا اطلاق کر کے شعوری یا غیر
شعوری طور پر یہ تاثر دیا گیا کہ ہماری حکومت انگریز کے
جاسوسوں کو بے نقاب کرنے اور مار آستینوں کی
شرانگیزی سے بچنے کے مشورہ کو بھی "ملک کی سالمیت"
کے منافی سمجھتی ہے۔

اس تاثر کے ردعمل کے طور پر جمعیۃ علماء اسلام
کے ذمہ دار رہنماؤں نے بروقت آغا صاحب کی تقریر
کی تمام تر ذمہ داری اپنے سر لینے کا اعلان کر دیا اور
اس کے ساتھ ہی حکومت پر گومگو کی عجیب سی کیفیت
طاری ہو گئی اور اس کے لئے کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہو
گیا۔ اب اگر وہ ڈیفنس آف پاکستان رولز کی خود ساختہ
تشریح کو برقرار رکھتی ہے تو جمعیۃ علماء اسلام پر ہاتھ
ڈالنا اور اس کے نتیجہ میں ملک گیر بحران و اضطراب
کا سامنا کرنا ضروری ہے۔ اور اگر وہ اس کے لئے
تیار نہیں۔ تو آغا صاحب کی تقریر پر ڈیفنس رولز کا
اطلاق برقرار رکھنے میں دشواری کے ساتھ اس عوامی
رجحان کو بھی تقویت پہنچتی ہے کہ آغا صاحب کی گرفتاری
صرف منتقمانہ جذبہ کے تحت عمل میں لائی گئی ہے۔ چنانچہ
حکومت نے دوسرا راستہ اختیار کرنے میں بہتری سمجھی
مگر ملک کی عدالت عالیہ نے حکومت کے مختلف حیلوں
بہانوں کے باوجود یہ دوسرا راستہ بھی بند کر دیا
اور ہمارے حکمرانوں کو آغا صاحب کو رہا کرنے کے
بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔

اگرچہ آغا صاحب کی رہائی سے ملک میں خاص کر
جمعیۃ علماء اسلام کے تمام حلقوں میں مسرت کی لہر دوڑ
گئی ہے اور وہ اس کو مسئلہ ختم نبوت کی فتح سمجھتے
ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اگر مقدمہ چلایا جاتا جس کی
اجازت سپریم کورٹ نے دے دی تھی تو آغا صاحب کے
بیان کردہ الزامات پر سے پردہ اٹھ جاتا اور حکومت کو
ان کے غلط ثابت کرنے کے لئے مختلف طرح کے پاپڑ بیلنے
پڑتے۔ (ف۔ گ)

## یوم احتجاج

قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب
مدظلہٗ نے حسب فیصلہ مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء
اسلام مغربی پاکستان ملک بھر کے تمام خطباء
سے اپیل اور جماعتی شاخوں کو ہدایت کی ہے
کہ ۱۳ جنوری ۱۹۶۹ء کو جمعۃ المبارک کے اجتماعات
میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر لاہور میں جمعیۃ علماء
اسلام کے جلوس پر جس کی قیادت حضرت مولانا
عبید اللہ صاحب انور دامت برکاتہم نے کی
تھی پولیس کی اندھا دھند لاٹھی چارج اور حضرت
مولانا موصوف اور دیگر علماء کرام، سیاسی
کارکنوں اور عامۃ المسلمین پر تشدد کے خلاف
مساجد میں احتجاج کریں اور حضرت مولانا مدظلہٗ
کی بحالی صحت کے لئے دعا کریں۔ حضرت مدظلہٗ
ابھی تک میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

## اظہارِ اختلاف کا کوئی ذریعہ تو باقی رہنا چاہیئے

### دفعہ ۱۴۴

مختلف اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کی طرف سے دفعہ ۱۴۴
کی جو نئی تشریح کی گئی ہے اس نے سیاسی سرگرمیوں اور اظہار
اختلاف رائے کو پُرامن طور پر جاری رکھنا مشکل بنا دیا ہے بعض
اضلاع میں یہ کیفیت نہیں ہے اور وہاں جلوس دفعہ ۱۴۴ کے
نفاذ کے باوجود دو دو تین تین کی پانچ پانچ چھ چھ گز کے فاصلے
پر چلنے والی ٹولیوں میں نکل رہے ہیں۔ مگر ۱۰ دسمبر کو لاہور کے
وکلاء نے جو جلوس قانون کی مطلوبہ پابندیوں کے مطابق نکالا۔
اسے بھی خلاف قانون قرار دے ڈالا۔ وکلاء ضلعی حکام کے انتباہ کے
باوجود منتشر نہ ہوئے تو ان پر گلابی رنگ کا پانی پھینکا گیا۔ مگر پھر
افہام و تفہیم کی صورت پیدا ہو گئی اور جلوس "الفلاح" کی بجائے
ریگل کے چوک تک جا کر واپس ہائی کورٹ کے احاطے میں آ گیا۔
دوسرے روز جمعۃ الوداع کی نماز ادا کرنے کے بعد جمعیۃ علماء
اسلام کو جلوس نکالنا تھا۔ چنانچہ یہ جلوس ابھی نکلا ہی تھا کہ اسے
روک دیا گیا۔ اور علماء پر وہ لاٹھی چارج ہوا جس کے خلاف ملک
کے گوشے گوشے سے احتجاج ہو رہا ہے۔ ہماری رائے میں انتظامیہ

## بقیہ —— آنکھوں دیکھا

آخر میں آپ نے عوام سے اپیل کی کہ وہ پر
پر منتشر ہو جائیں۔ چنانچہ دعا کے بعد عوام پر
سے منتشر ہو گئے۔ اس سارے منظر کو دیکھ کر
بے ساختہ صدا نکلی ؎

چشم فلک کب دیکھا ہوگا تو نے ایسا نظا
اللہ تعالیٰ عوامی طاقتوں کو اتحاد و اتفاق سے
تاکہ نظریہ پاکستان کی تکمیل کے لئے متحدہ
کوششیں کی جا سکیں اور وہ مقصد عزیز پورا

---

کی طرف سے یہ سختی مفید ثابت نہیں ہوگی۔ کیونکہ مخالف
اور طلباء کے جلوسوں میں اب نظم اور امن پیدا ہو چلا
قریب ہر قابل ذکر لیڈر نے احتجاجی مظاہروں کے وقت
سے امن قائم رکھنے کی تلقین کی ہے اور اس کا خاطر
ظاہر ہو رہا ہے۔ رہی اختلاف کے اظہار کی آزادی
حق کے استعمال کا اعتراف خود ارباب اقتدار نے بھی کیا
جب دفعہ ۱۴۴ کو اس قدر ہمہ گیر بنا دیا گیا ہے تو سوال
کہ اظہارِ اختلاف کا کونسا ذریعہ باقی رہ گیا ہے۔

احمد ندیم قاسمی

روزنامہ جنگ کراچی ۱۹ دسمبر

## بعض حکام کا نادر روزگار طرز

### جھوٹے وقار کا بُرا ہو

جمعہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۸ء کو جمعیۃ علماء اسلام
مغربی پاکستان کی شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق
لاہور میں جلوس کا اعلان ہوا۔ اور اخبارات میں
جلیل القدر مرکزی شخصیتوں کے نام بھی آ گئے جنہوں
جلوس میں شریک ہونا تھا۔ اور ساتھ ہی ملک بھر
عوام کا سیلاب بھی امنڈ کر آ رہا تھا۔ حکومت
نزاکت وقت کا احساس کیا اور تشدد کی پالیسی
خطرناک اثر ملک پر پڑتا تھا اس کو اس کا علم تھا۔
تشدد کا اعادہ کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑا نہ ما
تھی۔ مگر ساتھ ہی حکام کو جھوٹے وقار کا
تھا۔ چنانچہ بہت سی باتوں میں جب ناکامی ہوئی تو
ایسے افراد کے دستخطوں سے درخواست حاصل کر
کوشش کی گئی جو جمعیت سے کوئی تعلق نہیں رکھتے
ایک گونہ حکومت سے وابستہ ہیں۔ اس طرح دفعہ
باوجود جلوس سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ بلکہ جلوس کے
بینروں۔ کتبوں اور جماعتی پرچموں۔ تمام سیاسی پار
رہنماؤں کی شرکت نے سارا بھرم کھول کے رکھ دیا
دنیا پر یہ بات روشن ہو گئی کہ علماء کرام سے پنجہ
لوہے کے چنے چبانا ہے۔

علماء کرام نے حضرت درخواستی مدظلہٗ سے
لیا کہ وہ غیر اسلامی نظام کو تبدیل کرنے کے
دم تک جدوجہد جاری رکھیں گے۔

---

# قانون کا کفن

ڈاکٹر سید عبداللہ

نسان بھی طرفہ مخلوق ہے۔ اسے کبھی کبھی فرشتہ ہونے کا دعویٰ
ے اور کوئی فرشتہ بھی بن جاتا ہے۔ مگر یہ انسان کا مقدر ہے۔ کہ
ساتھ ایک شیطان بھی ہوتا ہے، ماسوا ان انسانوں کے جو
دسے، اپنے شیطان کو مغلوب کر لیتے ہیں۔ ورنہ ہوتا یہ ہے
ت جلد گھمنڈ اور غرور میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کچھ نہ ہونے پر بھی
پ کو ربِ اعلیٰ سمجھنے لگتا ہے۔ یہی نمرود نے کیا تھا۔ یہی فرعون
، اور یہی ہر وہ انسان کرتا ہے جو اپنے رب کو بھول جاتا ہے
ی کشادہ دستی پا کر اپنی حد کو بھول جاتا ہے۔ درحقیقت نفسِ
ی یہی سب سے بڑی محرومی ہے۔

پھر انسان اپنے رب کی تو یوں نافرمانی کرتا ہی ہے خود انسان
س کا سلوک یہی ہے۔ بلکہ اپنے آپ سے بھی اور اپنے آپ
کا ظلم واضح ہے، اسی لیے تو دعا آئی ہے۔ اے رب۔ ہم نے
پ پر ظلم کیا۔ تو ہمیں معاف کر!

انسان کا اپنے رب سے جو سلوک بھی ہو اس سے رب کا کچھ
بڑتا۔ اس سے اگر کچھ بگڑتا ہے تو انسان ہی کا بگڑتا ہے اور
یہ کہ علم اور تہذیب، انتہائی ترقی کے بعد بھی یہ نکتہ انسان کو نہیں
سکی کہ احترامِ آدمیت میں انسان کا اپنا ہی بھلا ہے ـــــ جو
احترامِ آدمیت کے مقام کو نہیں سمجھ سکا وہ ابھی حیوانیت کی
یں ہے اور اسے حیوان کہنا شاید حیوانیت کی توہین ہے۔

یہ شاید ۱۹۲۴ء یا ۱۹۲۵ء کی بات ہے (صحیح سن اور
ھی طرح یاد نہیں)، چوک دالگراں میں کسی آزادی پسند جماعت کا
لوس، مولانا ظفر علی خاں اس کی قیادت کر رہے تھے۔ ادھر پولیس
یک مسلمان ڈی ایس پی کی سرکردگی میں آ پہنچی۔ افسر نے مولانا سے
منتشر ہو جاؤ ـــــ پانچ منٹ کے اندر اندر ـــــ مولانا نے
ا: ہم تو پُرامن ہیں۔ پھر جلوس سمیت زمین پر بیٹھ گئے اور کہا ہم چل
رہے بیٹھے ہوئے ہیں۔ افسر کہ افسر تھا اور پھر مسلمان تھا۔ اور
ان کے لئے خاص محبت رکھتا تھا نہایت برہم ہوا اور کہا، جلوس
ماہیں جلوس رہے اور اپنے سپاہیوں کو ڈنڈ کا حکم دے دیا۔
ابھی ڈنڈ شروع ہی ہوا تھا کہ مسٹر اگلوی لاہور کا انگریز ڈپٹی کمشنر
پر آ پہنچا ـــــ اور آتے ہی ڈنڈے بازی بند کرا دی ـــــ
یا جس جلوس کی قیادت ظفر علی جیسا راہ نما کر رہا ہو اس سے
خطرہ نہیں ہو سکتا۔ اگلوی نے کہا: ہر راہ نما اپنی ذمہ داری

> جمعۃ الوداع کے روز میرے استاد کے لختِ جگر
> بیداللہ انور کے ساتھ پولیس کے افسروں نے سخت
> سلوکی کی۔ میں نے جن جن لوگوں سے واقعہ
> سنا، اس امر کی تصدیق ہوئی۔ آزادی کے ۲۱
> رس بعد بھی منتظم، انتظام اور انتقام میں فرق
> یں کر پائے۔

کا احساس رکھتا ہے اور جب وہ کہتا ہے کہ میں پُرامن رہوں گا
تو اس کی بات پر اعتبار کرنا چاہئے۔ یہ کہہ کر آگے بڑھا اور مولانا
ظفر علی خاں سے مصافحہ کیا اور کہا۔ آپ کی سرکردگی میں جلوس
جدھر جائے گا مجھے کسی تحفظ کی ضرورت نہیں ہوگی۔

ہم لوگ اس زمانے میں کم عمر تھے۔ ایک انگریز افسر کی اس شرافت
سے بے حد متاثر ہوئے اور اگرچہ سخت انگریز دشمنی کا زمانہ تھا اسی
لیے ہم اس میں بری نیت کا شبہ کیا تاہم دل پر دو تین باتوں کا
نقش جم گیا۔ ایک تو یہ کہ مسلمان جب اتفاقاً افسر ہو جاتا ہے تو
اسے ہم قوموں پر سخت غصہ آتا ہے۔ دوسرا تاثر انگریز کے تدبر و
تحمل کا تھا اور تیسرا اس کا انگریز کے دل میں بہر حال انسان کا احترام
ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ خصوصیت مسلمان سے وابستہ ہونی چاہئے۔
یہ قصہ عہدِ قدیم کا ہے۔ کہانی عہدِ حاضر کی سنئے۔ میں اقلیم لاہور کی
شکستہ لبیوں کے غم میں اشکبار سنگ باری اور سنگ باری کی مذمت
میں شذرے لکھ رہا تھا کہ ایک نیا دل دوز واقعہ پیش آیا۔

جمعۃ الوداع کے روز، میرے استاد کے لختِ جگر (عبیداللہ
انور کے ساتھ پولیس کے افسروں نے سخت بدسلوکی کی، میں نے
جن جن لوگوں سے واقعہ سنا اس امر کی تصدیق ہوئی کہ آزادی کے
۲۱ برس بعد بھی منتظم، انتظام اور انتقام میں فرق نہیں کر پائے۔
جب کوئی منتظم انتظام میں غصہ و انتقام کا شکار ہو جاتا ہے تو یقین
جانئے کہ اس کے اندر کا انسان یا تو مر چکا ہوتا ہے یا اس پر شیطان
غالب آ چکا ہوتا ہے۔ ایسے موقعوں پر بعض انگریزی لوگ جن کی
بصیرت پر دورِ انگریزی کے خلاف چڑے ہوئے ہیں فرمایا کرتے
تھے، جناب، اس ملک کے لوگ ڈنڈے ہی سے ٹھیک ہوتے
ہیں۔ بجا فرمایا آپ نے۔ لیکن جناب والا! یہیں سے اس تشدد
پسندی کا جواز نکلتا ہے جس کے خلاف آپ وعظ فرماتے رہتے
ہیں اور ہم سے بھی خطبے لکھواتے رہتے ہیں۔ سن رکھئے۔ تشدد کوئی
یک طرفہ امر نہیں۔ ایک تشدد سے دوسرا جوابی تشدد پیدا ہوتا
ہے جب تنظیم اور قانون کی طاقتیں اپنی حد سے تجاوز کر جائیں گی
اور قانون کے معمولات، سے آگے بڑھ کر انتقام اور ایذا رسانی کو
معمول بنائیں گی تو اس سے جوابی ردعمل کا ذہن لازماً تیار رہے گا۔
اور یہ قوم و ملک، اور انسانیت دونوں کے لئے بربادی کا باعث
ہوگا۔ احترامِ آدمیت ہر حال میں واجب ہے۔ کم از کم اتنا ہی سہی
جتنا اگلوی نے ظفر علی خاں کے حق میں روا رکھا تھا۔

مگر افسوس ہے کہ ایسا نہ ہوا۔ انسانوں نے انسان کی عزت
نہ کی اور وہ کچھ جو معمول کے مطابق نہ تھا بلکہ تقاضے وقت و انتظام
سے کچھ زیادہ ہی تھا۔ اس پر دیکھنے والوں کی آنکھیں اشکبار ہوئیں۔
کچھ اس لئے کہ زیادتی بے اندازہ ہوئی، کچھ اس لئے کہ ایک صاحبِ
اقتدار مسلمان نے، دین کے ایک مسند نشین کے ذاتی ناموس اور
وقار و احترام کو غیظ و غضب کا نشانہ بنایا اور کچھ لوگ اس لئے
بھی روئے کہ جس شخص پر دستِ تطاول دراز ہوا وہ کئی برس تک
مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درس دیتا رہا۔
میرے جیسے کئی اس لئے مغموم ہوئے کہ یہ ستم زدہ استخوان شکستہ
ہمارے استاد عالی مقام کا فرزند رشید تھا۔

> جس شہر میں طلباء، وکلا، صحافی، مزدور، اہلِ قلم بلکہ
> گونگے اور بہرے بھی مظاہرہ کر چکے ہوں اور ان کے
> ساتھ انتقامی سلوک نہ ہوا ہو وہاں صرف اہلِ دین کو اس
> ستم خاص کے لئے مخصوص کرنا کہاں تک روا تھا ؟

---

یہ مسلّم ہے کہ جس طرح احترامِ آدمیت ایک عظیم و ستودہ
ہے اسی طرح احترامِ قانون بھی شہریت و تہذیب کا اولین قاعدہ
ہے اور راقم کے قلم نے قانون کے احترام کی اہمیت ظاہر کرنے
اور شرافتوں کی پاسداری کے بارے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔
لیکن یہ فیصلہ لازم ہے کہ قانون کا تقاضا کیا تھا اور ... ہر جگہ
کیا ہوا؟ کیا یہ سب کچھ ضروری تھا؟ کیا اس کے بغیر قانون کا تقاضا
پورا نہ ہوتا تھا؟ کیا اس میں غصہ و انتقام کا عنصر شامل تھا؟ اور
بالآخر یہ کہ اس انتقام کی خاص وجہ بھی کوئی تھی یا نہ تھی؟ جس شہر
میں طلباء، وکلاء، صحافی، مزدور، اہلِ قلم بلکہ گونگے بہرے بھی مظاہرہ
کر چکے ہوں اور ان کے ساتھ انتقامی سلوک نہ ہوا ہو وہاں صرف
اہلِ دین کو اس ستم خاص کے لئے مخصوص کرنا کہاں تک روا تھا؟

ان مسائل کی سیاسی بحث اہلِ سیاست کا کام ہے۔ یہ
اپنا مضمون نہیں، نہ اس کے سیاسی حصے سے مجھے سروکار ہے۔
البتہ اس مسئلے کا انسانی پہلو ہے اور وہی راقم کے مدنظر ہے۔ میں
جو کچھ لکھ رہا ہوں، تہذیب، شہریت اور انسانیت کے نقطۂ نظر سے
اور ایک ادیب ادب شناس کی حیثیت سے لکھ رہا ہوں۔ میری
تنقید کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اختلافات کے صد رنگ تنوعات
کے باوجود انسانیت کی رعایت ہر حال میں لازم ہے۔ میں اس منطق
کی سخت مذمت کرتا ہوں کہ اس ملک کے باشندے ڈنڈے
ہی سے ٹھیک ہوتے ہیں اور قصہ صرف اس ملک کے باشندوں کا نہیں بلکہ
عام انسانوں کے متعلق بھی یہ درست ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی
تسلیم کرنا ہوگا کہ ہزارہا برس کے تجربوں کے بعد انسان نے جو تہذیب
تعمیر کی اس نے یہ بتایا کہ بالآخر انسانوں کو ڈنڈے کی منطق سے
ہٹنا پڑے گا ـــــ کیونکہ تہذیب یہی کہتی ہے۔

ـــــ اور اس بارے میں خود خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کا اسوۂ حسنہ موجود ہے کہ انہوں نے سخت اشتعال کی حالت میں
بھی اعتدال و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ پھر ڈنڈے کا
فلسفہ اس کے لئے بھی مفید نہیں جس کے ہاتھ میں سرکاری لاٹھی ہے
اور اس کے لئے بھی مضر ہے جو اینٹ پتھر سے توپ و تفنگ کا
کام لیتا ہے۔

ـــــ اور جس کے ہاتھ میں سرکاری لاٹھی ہے اس کی ذمہ داری
نہایت سنگین ہے ـــــ کہیں طاقت کا عارضی نشہ، لاٹھی بردار کو
غصہ میں جنون اور زیادتی اور انسانیت کشی پر آمادہ نہ کر دے۔
یہی وہ مقام ہے جہاں انسان کے اندر کا شیطان نفسِ انسانی
کو طاقت کے فریب میں مبتلا کر دیا کرتا ہے۔ اور یہی وہ مقام
ہے جہاں طاقت اور اختیار والوں کو توبہ و استغفار سے کام لینا
چاہئے تاکہ وہ ان نتائج سے بچ سکیں جو طاقت کے غلط استعمال
سے نکلا کرتے ہیں۔ (نوائے وقت ۱۷ دسمبر ۱۹۶۸ء)

سعید ساجدی تیموری

# جمعیۃ علماء اسلام کے احتجاجی جلوس کا آنکھوں دیکھا حال

کس قدر سفاکانہ تھا وہ منظر، جب جمعۃ الوداع کے دن بیرون مستی گیٹ لاہور نہتے اور مظلوم شہریوں بالخصوص امیر صوبائی جمعیۃ مولانا عبید اللہ انور پر پولیس نے مظالم ڈھائے تھی کہ نماز پڑھتی خواتین تک کو بھی معاف نہ کیا گیا۔ اس دہشت و بربریت پر ہر باضمیر انسان چیخ اٹھا اور چاروں طرف سے اس جبر و استبداد کے خلاف صدائے نفرت بلند ہونے لگی۔ اسی خون کے آنسو رلا دینے والے المیہ پر غور کرنے کے لئے صوبائی جمعیۃ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہنگامی طور پر ۲۶ دسمبر ۱۹۶۸ء کو بلایا گیا۔ اجلاس اگرچہ مجلس شوریٰ کا تھا۔ لیکن کراچی سے درہ خیبر تک کے سینکڑوں علماء کرام اپنے واجب الاحترام امیر صوبائی مولانا عبید اللہ انور صاحب کی عیادت اور اپنے قابل قدر رہنماؤں کی طرف سے ملنے والے حکم کو بگوش خود سننے کے لئے جوق در جوق لاہور پہنچے۔

۲۶ دسمبر ۱۹۶۸ء کو شیخ التفسیر حضرت اقدس مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ بانی دورِ موجودہ جمعیۃ علماء اسلام کے مدرسۃ البنات میں قطب وقت حافظ الحدیث والقرآن مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی صدارت میں مسلسل شوریٰ کے اجلاس ہوتے رہے جن میں تنظیم اہلسنت اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔ اجلاس میں جماعت کے لئے آئندہ لائحہ عمل تیار کیا گیا اور مختلف فیصلے ہوئے۔ قرار دادیں پاس ہوئیں (جن میں سے کچھ اخبارات میں آ چکی ہیں) اسی دن نہایت ہنگامی طور پر فیصلہ کیا گیا کہ کل ۲۷ دسمبر ۱۹۶۸ء جمعہ کی نماز بیرون مستی گیٹ میں ادا کی جائے۔ اور اس کے بعد ایک منظم اور پُرامن جلوس نکالا جائے۔ چنانچہ دفتر جمعیۃ کے بیدار مغز اور محنتی عملہ کے علاوہ لاہور کے زندہ دل رضاکاروں نے نہایت مختصر وقت میں جلوس کے لئے تیاریاں کیں۔

جمعہ کا آفتاب جب طلوع ہوا تو جماعت کے کارکنوں اور رضاکاروں کی خوشی کی کوئی حد نہ تھی۔ وہ جلوس کے وقت کا مسرت سے انتظار کر رہے تھے۔ آخر جب مؤذن نے باغ بیرون مستی گیٹ میں صدائے اللہ اکبر بلند کی۔ تو عوام کھچا کھچ وہاں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ ان میں ملک بھر کے سینکڑوں علماء کرام کے علاوہ لاہور کی مختلف پارٹیوں کے رہنما، کارکن رضاکار، وکلاء، طلباء کی کثیر تعداد موجود تھی۔ نوابزادہ نصر اللہ خاں صاحب صدر تحریک جمہوریت پاکستان، میاں محمود علی قصوری صدر نیپ وغیرہ بھی تشریف لائے۔

سب سے پہلے مشہور شاعر مرزا جانباز نے ایک نظم پڑھی اور خطاب کرتے ہوئے پولیس کے حکمرانوں کو للکارا۔ اور کہا کہ ابھی ہمارے جسم پر وہ حصے باقی ہیں جو مجروح نہیں ہوئے اسلام کے تحفظ کے لئے سب کچھ قربان کر دیا جائے گا۔ تم اپنے وسائل استعمال کرو۔ ہم اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔

اس کے بعد مولانا ضیاء القاسمی ناظم عمومی کل پاکستان تنظیم اہلسنت نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کلمہ کو پڑھ کر ہم لوگوں کو گھروں سے بے گھر کیا گیا۔ بہو بیٹیوں کی عصمتیں قربان کی گئیں۔ اسی کلمہ کی آج توہین ہو رہی ہے۔ انہوں نے حکمرانوں کو للکارا کہ ملت اسلامیہ کے موجودہ جذبہ آزادی کو کچلا نہیں جا سکتا۔

آپ نے جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

آپ کے بعد ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے معرکۃ الآراء خطاب کرتے ہوئے ملک کی موجودہ بے چینی کے اسباب کا تجزیہ کیا اور فرمایا کہ قانون کے محافظوں نے خود بدنظمی پھیلائی اور نہتے عوام پر بے تحاشا لاٹھی چارج کیا۔ آپ نے کہا کہ میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ یہ محافظین قانون راستہ سے ہٹ جائیں تو ہم قانون کی پوری طرح ذمہ داری لینے کو تیار ہیں۔

آپ نے ملک بھر کے ہر باضمیر انسان سے اپیل کی کہ وہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ہماری جد و جہد میں شریک ہوں۔

مفتی صاحب کے بعد امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا درخواستی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں اعتصام بحبل اللہ کی تلقین کرتے ہوئے ملک بھر کے عوام اور پارٹیوں مقصد و نظریہ پاکستان کی تکمیل کے لئے متحدہ جد و جہد کی اپیل کی۔ آپ نے عوام سے ہاتھ اٹھا اٹھا کر عہد لیا کہ وہ پاکستان کو پاکستان بنانے کے لئے ہر طرح کی قربانی دیں گے۔ اس

فقید المثال اور مثالی اجتماع کے جذبات [illegible] تھے۔ حضرت اقدس کے بعد الحاج سید امین گ[illegible] ایک تازہ اور ولولہ انگیز نظم پڑھی جس کے [illegible] پڑھی گئی۔ نماز کے بعد حضرت درخواستی کی [illegible] بعد جلوس شروع ہوا۔ جلوس کی قیادت سرگود[ھا] [illegible] ہنڈی ڈویژن کے ناظم قاری عبد السمیع [illegible] ڈی، آئی خان ڈویژن کے امیر مولانا [illegible] اور تنظیم اہلسنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا [illegible] نے کی۔ امیر مرکزی جمعیۃ نے معانقہ کر کے اور شفقت بھیر بھیر کر جلوس کو الوداع کہا۔ مولا[نا] [illegible] صاحب سجادہ نشین کندیاں مولانا فضل الرحمٰن [illegible] مولانا عبد اللطیف صاحب جہلم جیسی شخصیتیں جلو[س] [illegible] ساتھ تھیں۔ جمعیۃ کے علاوہ پی، ڈی، ایم، نیپ [illegible] پارٹی اور طلباء کی نمائندہ تنظیموں کے سینکڑ[وں] [illegible] اور لیڈروں نے شرکت کی۔ یہ فقید المثال جلوس سینکڑوں کتبے اور ماٹو اٹھائے ہوئے اسلا[م] [illegible] کے نفاذ، غیر اسلامی قوانین کی تنسیخ، ختم نبوت [illegible] حفاظت۔ علماء، طلباء اور وکلاء کی رہائی [illegible] قوانین کی تنسیخ وغیرہ کے مطالبات کرتا ہوا [illegible] سے اندر داخل ہوا۔ وہاں سے چوک رنگ مح[ل] [illegible] ہوا۔ چوک رنگ محل میں چھتوں اور بالکونیو[ں] [illegible] لوگوں نے اس پروقار جلوس پر پھولوں کی ب[ارش] [illegible] پھول نچھاور کرنے والوں میں ترجمان اسلام [illegible] منیجر جناب عماد الدین صاحب عباسی خاص طور پر قا[بل ذکر] ہیں۔ وہاں سے جلوس شاہ عالم مارکیٹ میں [illegible] ہوا اور مختلف نعرے لگاتا ہوا سرکلر روڈ پر [illegible] وہاں سے جلوس باقاعدگی کے ساتھ مسلم مسجد [illegible] چلتا گیا۔ جمعیۃ کے صوبائی دفتر کے ناظم خورشید [illegible] کے علاوہ مختلف لوگوں نے متعدد مقامات پر جا[بجا] پر پھول کی پتیاں نچھاور کیں اور عرق گلاب [illegible] اور تالیاں بجا بجا کر خیر مقدم کیا۔ جلوس کے سا[رے راستے] میں جس نظم و ضبط کا مظاہرہ ہوا۔ اس نے مجھے [خاص] طور پر متاثر کیا۔ جلوس کا سارا راستہ پاک[ستان کا] مطلب کیا۔ لا الٰہ الا اللہ کی ولولہ انگیز صد[ا سے] گونج اٹھا۔ جلوس کے شرکاء مسلم مسجد پہنچ کر نما[ز کی] تیاری میں مشغول ہو گئے۔ خالق حقیقی کے حضور [نماز] کی ادائیگی کے بعد قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب نے جذبہ آزادی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے علما[ء] طلباء اور عالم مسلمانوں کو ہدیہ تبریک پیش کیا۔ آ[پ نے] کہا کہ ایک گروپ ملک کے عوام کو غلام بنانے [پر تلا ہوا] ہے۔ لیکن ہم اعلان کئے دیتے ہیں کہ اگر یہ صور[ت رہی] تو جس طرح ہم نے انگریزی سامراج سے مقابلہ کر[کے ملک] کو آزاد کرایا تھا۔ اسی طرح ملک کو آزاد کرائیں گے [اور] عوامی حقوق کے تحفظ اور نظام اسلامی کے احیاء [کے] لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں [گے۔] فدائے ختم نبوت آغا شورش کاشمیری کی قربانیوں [کو] زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

(باقی صفحہ [illegible])

# جمعیت علماء اسلام کا احتجاجی جلوس

# قومی پریس کی نظر میں

بجمعہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۸ء کو جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام پُرشاندار احتجاجی جلوس نکلا جس میں ملک بھر کے سینکڑوں علماء کرام کے علاوہ تمام مخالف پارٹیوں کے راہنما اور کارکن شریک ہوئے اس پر ملکی پریس نے جو رائے قائم کی ہے۔ اس کی تلخیص قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

جمعیت علماء اسلام کا یہ جلوس صوبائی دارالحکومت کی تاریخ کا ایک بہت بڑا احتجاجی مظاہرہ تھا۔ ہزاروں افراد کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آج بعد نماز جمعہ شیرانوالہ گیٹ سے برآمد ہوا اور مسلم مسجد چوک لوہاری تک نماز عصر کے وقت پہنچا۔ جہاں یہ جلوس پرامن طور پر منتشر ہو گیا۔ جلوس میں تمام اسلام اور جمہوریت پسند جماعتوں نے شرکت کی۔ شرکاء جلوس کی تعداد ساٹھ ہزار سے زیادہ تھی (روزنامہ تعمیر راولپنڈی ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۸ء)

---

جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام آج نماز جمعہ کے بعد باغ بیرون مستی گیٹ سے ایک عظیم الشان احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ یہ جلوس اندرون مستی گیٹ موتی بازار، چوک رنگ محل شاہ عالم مارکیٹ۔ سرکلر روڈ سے ہوتا ہوا چوک لوہاری گیٹ میں مسلم مسجد کے سامنے عصر کے وقت ختم ہوا۔ جلوس میں علماء کرام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ ان کے علاوہ وکلاء۔ نوجوانوں اور عام شہریوں نے بھی بھاری تعداد میں شرکت کی۔ جلوس سارے راستے پرامن رہا۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۸ء

---

پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے ورد سے جلوس کے راستہ کی ساری فضا گونج اٹھی۔

لاہور میں جمعیت علماء اسلام کا عظیم الشان پرامن تاریخی جلوس۔

جلوس میں تحریک جمہوریت کے صدر نوابزادہ نصراللہ خان اور دیگر مخالف جماعتوں کے راہنماؤں نے بھی شرکت کی۔

علماء کے جلوس میں نظم و ضبط کا شاندار مظاہرہ

عوام نے جلوس پر پھول نچھاور کر کے علماء سے محبت کا اظہار کیا۔

عظیم جلوس کے متعلق روزنامہ وفاق لاہور کی سرخیاں۔

مورخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۸ء

---

جمعیت علماء اسلام نے آج یہاں نماز جمعہ کے بعد مستی گیٹ سے ایک پرامن جلوس نکالا۔ یہ جلوس علماء اور نمازیوں پر جمعۃ الوداع کے روز پولیس کے مظالم کے خلاف نکالا گیا۔ جلوس میں سینکڑوں (؟) نے شرکت کی۔ جن میں جمعیت کے مرکزی سربراہ۔ پیپلز پارٹی۔ نیشنل عوامی پارٹی (قصوری گروپ) تحریک جمہوریت اور تنظیم اہلسنت پاکستان کے کارکنوں نے بھی شرکت کی۔

روزنامہ کوہستان لاہور ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۸ء

---

جمعیت علماء اسلام نے آج ایک پرامن احتجاجی جلوس نکالا جو باغ بیرون مستی گیٹ سے شروع ہوا اور مسلم مسجد لوہاری گیٹ پہنچ کر ختم ہو گیا۔ اس جلوس میں جمعیت علماء اسلام۔ نیشنل عوامی پارٹی (قصوری گروپ) اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے بھی شرکت کی۔ یہ جلوس آج عین اس جگہ سے نکالا گیا جہاں جمعۃ الوداع کے روز جمعیت علماء اسلام کے جلوس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا تھا۔

روزنامہ مشرق لاہور ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۸ء۔

---

جمعیت علماء اسلام نے آج سہ پہر نماز جمعہ کے بعد ایک عظیم الشان جلوس نکالا۔ جو باغ بیرون مستی دروازہ سے شروع ہوا۔ موتی بازار۔ رنگ محل۔ شاہ عالمی مارکیٹ اور سرکلر روڈ سے ہوتا ہوا مسلم مسجد کے قریب پرامن طور پر منتشر ہو گیا۔ جمعیت نے اس احتجاجی مظاہرے کا اہتمام جمعۃ الوداع کے موقع پر صوبائی دارالحکومت میں علماء پر پولیس کے لاٹھی چارج کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے اور ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ اور جمہوریت کی بحالی کے حق میں کیا تھا۔

(روزنامہ امروز لاہور ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۸ء)

---

جمعیت علماء اسلام نے آج ان نمازیوں پر پولیس کے لاٹھی چارج کے خلاف احتجاج کے لئے ایک جلوس نکالا جو گزشتہ ہفتہ جمعۃ الوداع کی نماز ادا کرنے کے لئے مستی گیٹ کے باہر جمع ہوئے تھے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق آج کا جلوس نکالا گیا۔ جمعیت نے فیصلہ کیا تھا کہ جلوس اسی مقام سے نکالا جائے جہاں پولیس نے نمازیوں کو جلوس نکالنے سے قبل منتشر کیا تھا۔ مستی گیٹ سے باہر جہاں سے جلوس شروع ہوا تھا۔ نمازیوں کا خلاف معمول بڑا اجتماع تھا۔ مرکزی جمعیت کے امیر مولانا عبداللہ درخواستی نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔

روزنامہ جنگ کراچی۔ ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۸ء

---

### دعائے صحت کی درخواست

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری مدظلہ العالی کچھ دنوں سے صاحب فراش ہیں۔ نشتر ہسپتال ملتان میں ان کا علاج ہو رہا ہے۔ نیز جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی بحالی صحت کیلئے خصوصی اوقات میں دعا فرمائیں — (ادارہ)

---

### جماعتی پرچم کے بارے میں ایک ضروری وضاحت

جمعیت علماء اسلام کے پرچم کے بارے میں جماعتی راہنماؤں نے جو نمونہ اور سائز طے کیا تھا اس کی تفصیل دستور میں شائع ہو چکی ہے۔ لیکن کئی جو پرچم نظر آتے ہیں وہ ان تفصیلات کے مطابق نہیں ہیں۔ اس لئے دستور کی عبارت شائع کی جا رہی ہے۔ تمام جماعتی شاخیں اپنے اپنے پرچموں کو اس کے مطابق درست کریں اور ہر جماعتی دفتر پر پرچم ضرور لہرائیں۔ (ادارہ)

(دفعہ ۳۔ شق ۔)

جمعیت علماء اسلام کا پرچم سفید و سیاہ دھاریوں والا ہوگا جس کی تفصیل حسب ذیل ہوگی۔

پرچم ساڑھے چار فٹ لمبا اور تین فٹ چوڑا ہوگا جس میں کل نو دھاریاں ہوں گی پانچ پانچ انچ کی پانچ سیاہ دھاریاں اور ڈھائی انچ کی چار سفید دھاریاں ہوں گی۔ اوپر اور نیچے کی دھاریاں سیاہ اور درمیان والی دھاریاں سفید ہوں گی۔

---

## شکریہ

میں ان تمام حضرات کا جو میری بیماری کے ایام میں بغرض عیادت کے تشریف لائے یا خطوط کے ذریعہ اظہار ہمدردی کیا اور دعائیں کیں۔ ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خاص کر مولانا عبدالحیٔ صاحب وغیرہ بھوئی گاڑ۔ مولانا داؤد صاحب وغیرہ ٹیکسلا۔ مولانا عبدالستار۔ مولانا محمد رمضان۔ مولانا ولی اللہ صاحب۔ حافظ محمد طیب راولپنڈی۔ مولانا محمد یعقوب صاحب شیخوپورہ۔ حکیم رفیع الدین صاحب نوشہرہ۔ حکیم محمد عبدالسلام۔ قاضی محمد شمس الدین صاحب ہری پور۔ مولانا خلیل الرحمٰن سکندرپور۔ خان جاوید صاحب نبل اور ان کے علاوہ محترم قاضی خلیل الرحمٰن صاحب بالاکوٹ اور ڈھوڈیال۔ اچھڑیاں۔ عنایت آباد۔ بانڈہ ہیراں۔ ملک پور۔ مانسہرہ کے احباب علماء و قراء صاحب نے جو تکلیف برداشت کی اللہ تعالیٰ ہی اس کا اجر دیں۔ مولوی غلام سرور صاحب صاحب مانسہرہ نے تو خدمت میں حد کر دی اور نہایت اخلاص سے پرانے مخلص رفیق ڈاکٹر غلام ربانی صاحب کی خدمت سے فائدہ اٹھایا۔ پھر مولانا حکیم عبدالمالک صاحب رکن طبی بورڈ آل پاکستان نے جو مہربانی کی ایسے دوستوں سے ایسی ہی توقع ہو سکتی ہے۔ اب اللہ نے مجھے شفا عطا کر دی ہے۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اخلاص اور توفیق عمل عطا فرما دیں۔

غلام غوث ہزاروی

ناظم عمومی مغربی پاکستان

جمعیت علماء اسلام۔

## ...عبیداللہ انور مدظلہ کی
## ...ت کے لئے آنے والے مشاہیر

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ کو عید کے روز انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں رہا کر دیا گیا۔ پولیس کے اہلکاروں کے تشدد سے مولانا مدظلہ بری طرح زخمی تھے۔ ظالموں نے آپ کے پیٹ میں اتنی بیدردی سے ٹھوکریں ماریں کہ پیشاب پاخانہ اور رستے میں کئی روز تک خون آتا رہا جیل سے رہائی کے بعد آپ کو میوہسپتال میں داخل کر دیا گیا اور اب بھی وہ البرٹ وکٹر وارڈ کمرہ ۲۳۲ میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں اس دوران ایک محتاط اندازے کے مطابق اب تک تقریباً تین ہزار سے زیادہ افراد آپ کی عیادت کے لئے آچکے ہیں۔ جن میں سے چند ایک مشاہیر کے نام یہ ہیں۔

حضرت درخواستی مدظلہ العالی — خان پور
حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مدظلہ — دین پور
حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ — کندیاں
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ — ملتان
حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ — راولپنڈی
حضرت مولانا سید عطاء المنعم شاہ صاحب مدظلہ — ملتان
صاحب — لاہور
مولانا محمد اکرم صاحب — لاہور
مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب — کیمبلپور
مولانا سید حامد میاں صاحب — لاہور
مولانا مظہر علی اظہر — لاہور
ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری — لاہور
مولانا سید امین الحق صاحب — شیخوپورہ
مولانا قاضی عبدالکریم صاحب — کلاچی
مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی — لاہور
مولانا عبدالحکیم صاحب — راولپنڈی
مولانا ضیاء القاسمی صاحب — لائل پور
مولانا قاری عبدالسمیع صاحب — سرگودھا
مولانا مفتی عبداللہ صاحب — ملتان
مولانا عبیداللہ صاحب احرار — لائل پور
مولانا عبداللطیف صاحب — جہلم
مولانا تاج محمود صاحب — لائل پور
مولانا نذیر اللہ خاں صاحب — گجرات
قاری جلیل الرحمٰن صاحب — سرگودھا
مولانا محمد ابراہیم صاحب — لاہور
مولانا عبدالستار خاں نیازی — لاہور
مولانا قاضی شمس الدین صاحب — گوجرانوالہ
مولانا اسحاق حنیف صاحب — لاہور
مولانا غلام اللہ خاں صاحب — راولپنڈی
مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی — گوجرانوالہ
مولانا محمد اسماعیل صاحب — کراچی
مولانا عبدالستار صاحب — راولپنڈی
مولانا محمد یوسف صاحب — بہاول نگر
مولانا عبداللطیف صاحب — بہاول نگر

ائیر مارشل اصغر خاں صاحب — ایبٹ آباد
لیفٹننٹ جنرل اعظم خاں صاحب — لاہور
نوابزادہ نصراللہ خاں صاحب — مظفر گڑھ
میاں طفیل محمد صاحب — لاہور
میاں محمود علی صاحب قصوری — 〃
ایم انور بار ایٹ لاء — 〃
ڈاکٹر جاوید اقبال بار ایٹ لاء — 〃
ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب — 〃
سید صابر جعفری صاحب — 〃
علامہ علاؤ الدین صاحب صدیقی — 〃
راؤ مہروز اختر صاحب — ملتان
غلام محمد صاحب ہاشمی — لاہور
صفدر حسن صدیقی صاحب — 〃
خواجہ محمد صفدر صاحب — سیالکوٹ
جناب حمزہ صاحب ایم اے — گوجرہ
کرنل عابد حسین صاحب — جھنگ
میجر مبارک شاہ صاحب — 〃
غلام قادر خاں لغاری صاحب — رحیم یارخاں
زین العابدین صاحب — ڈھاکہ
عبدالحمید صاحب — 〃
انور حسین صاحب — 〃
حنیف رامے صاحب — لاہور
میاں بشیر منظر صاحب — لاہور
چودھری محمد حسین صاحب وائس چیئرمین بلدیہ — لاہور
میاں عارف افتخار صاحب ایم۔ این۔ اے — لاہور
محمد مسعود سی۔ ایس۔ پی چیف اوقاف
جے۔ اے رحیم چیئرمین پیپلز پارٹی۔
اقبال احمد لودھی ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر۔ لاہور

## اسلام کے بغیر کوئی پروگرام یا تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی

امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب انور مدظلہ نے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ پاکستان کے دین پسند عوام اسلام کے سوا کوئی قانون اس ملک میں رائج نہیں دیکھنا چاہتے۔

آپ نے علماء حق اور عوام سے اپیل کی ہے، کہ ملک میں قانونِ اسلامی کے نفاذ کی جدوجہد کو تیز تر کر دیں۔

آپ نے فرمایا۔ اس ملک میں بعض جماعتیں اسلامی نظام کا نعرہ لگاتی ہیں۔ اگر وہ واقعی اس دعوے میں سچی ہیں تو آیندہ الیکشن میں ان کا امتحان بھی ہو جائیگا

آپ نے کہا۔ میری آخری آرزو یہ ہے کہ موت اللہ تعالےٰ کی راہ میں آئے اور اللہ تعالےٰ پاکستان میں اسلام کو بالادستی عطا فرمائے۔

---

## لاہور میں جمعۃ الوداع کے دن گرفتار ہونے والے حضرات

حضرت مولانا عبیداللہ انور امیر صوبائی علماء اسلام مغربی پاکستان
مولانا محمد ابراہیم خازن 〃 〃 〃
مرزا غلام نبی جانباز ایڈیٹر تبصرہ لاہور
عمادالدین عباسی — مینجر ترجمان اسلام لاہور
شیخ رفیق احمد صاحب ایڈووکیٹ — نیپ
شیخ رشید احمد صاحب — پی، پی، پی
حکیم عبدالرحیم صاحب — نیپ
حکیم محمد قاسم صاحب — جمعیۃ
وحید بٹ صاحب — پی، پی، پی
تنویر احمد
حکیم بابا سلطان احمد صاحب ناظم جمعیۃ گوجرانوالہ
روزی خان صاحب — پی، پی، پی
محمد سلیمان صاحب — رضاکار گوجرانوالہ
الیس نسیم صاحب — پی، پی، پی
ڈاکٹر ایم، ڈی خاں — پاکستان کسان کمیٹی
وزیر محمد صاحب — جمعیۃ
حشمت علی صاحب — رضاکار گوجرانوالہ
حاجی بشیر احمد صاحب — جمعیۃ
سیف اللہ صاحب خالد — 〃
چودھری ظہور دین صاحب — 〃
غلام ربانی صاحب — 〃
عبیدالرحمٰن صاحب — 〃
محمد لطیف صاحب خالد — پی۔ پی۔ پی
اصغر علی 〃 — جمعیۃ
حافظ حبیب الرحمٰن صاحب سالار جمعیۃ گوجرانوالہ۔
لئیق احمد صاحب — جمعیۃ
محمد ایوب صاحب — 〃
حافظ بشیر احمد صاحب۔ 〃

## زندہ باد رضا کارانِ جمعیۃ گوجرانوالہ

جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کے باہمت اور مستعد رضا کاروں نے سالارِ ضلع خان محمد قاسم خاں کی قیادت میں لاہور میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر اور ۷، ۸، دسمبر کے جلوس کے سلسلے میں شاندار خدمات سرانجام دیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان نوجوانوں کو مزید ہمت و استقامت نصیب فرمائے۔

(حضرت درخواستی مدظلہ)

مولانا سید عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا

# عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام علماء حق کی نظر میں

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بعدہٗ گزارش آنکہ بنی اسرائیل کی مذہبی کتابوں اور اسرائیلیات کے مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ان کتابوں میں بعض انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذواتِ مطہرہ اور نفوس مقدسہ کی پاکیزہ سیرت کے متعدد واقعات کو مسخ کر کے ایسی بدنما شکل وصورت اور اتنے غلط انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ اگر ان کو ایسی مسخ شدہ صورت میں تسلیم کر لیا جائے تو انبیاء علیہم السلام کی مقدس سیرت پر بڑا حرف آتا ہے اور ان کا دامن عفت آلودہ اور پاکدامنی داغدار ہو کر پردہ عصمت چاک ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بنی اسرائیل کی کتابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے متعلق وہ لوگ نہایت ہی غلط قسم کے خیالات واوہام میں مبتلا تھے۔ اور عامیانہ سطح پر بہت ہی پست اور گری ہوئی ذہنیت سے سوچنے کے عادی تھے اور ان برگزیدہ ہستیوں کے بارہ میں تقویٰ وتقدس کے کسی بلند وبالا مقام پر فائز ہونے کے عقیدہ بلکہ تصور سے بھی ان کے اذہان خالی تھے۔ اسلام نے آکر ان پاکیزہ ہستیوں کی مقدس سیرت سے ایسے تمام داغوں اور بدنما دھبوں کو مٹایا اور صاف کیا جو ان حضرات کے مقام رفیع کے قطعاً نامناسب اور شایان شان نہ تھے۔ اور انبیاء علیہم السلام کی عظمت وتقدس کے خلاف اور منافی جتنے بھی تصورات اور خیالات مروج تھے۔ ان سب کی واضح اور واشگاف طریقہ سے پر زور تردید اور اصلاح کرتے ہوئے تمام پیغمبروں اور رسولوں کے "تقدس وعظمت اور عصمت انبیاء (گناہوں سے انبیاء کے معصوم ہونے) کے عقیدہ" کو اسلام کے اہم ترین بنیادی عقائد میں داخل کیا عصمت انبیاء کے بارے میں اسلامی عقیدہ بالکل واضح اور غیر مشتبہ ہے۔ اس میں کسی قسم کا اشتباہ اور خفاء نہیں ہے اور بالعموم مسلمانوں کے اذہان بھی اس مسئلہ میں غیر اسلامی تصورات سے بالکل پاک اور صاف ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے ہر گناہ سے معصوم ہونے میں کسی ادنیٰ مسلمان کو بھی کسی قسم کا شبہ اور خلجان نہیں ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں بعض تجدد پسند عناصر اور بزعم خویش روشن خیال افراد نے انہیں اسرائیلیات پر بنیاد رکھ کر اس مسئلہ کے متعلق کچھ ایسے انداز سے لکھنا شروع کر دیا ہے جس سے خطرہ ہے کہ نو تعلیم یافتہ گروہ انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں پھر انہی غلط خیالات اور نظریات میں مبتلا نہ ہو جائے۔ جن کی اصلاح اور تردید کے لئے اسلام نے "عصمت انبیاءؑ" کے عقیدہ کو بنیادی حیثیت دی تھی۔

ان غلط خیالات کے لئے راستہ ہموار کرنے کی طرف متجددین کا یہ اقدام ایسے وقت میں (جبکہ فتنۂ تحریف وتجدید، دینِ قیمؐ کی شکل کو مسخ کرنے اور اس کی صورت کو بگاڑنے بلکہ خود سرے سے دین اور اصولِ دین ہی کے استیصال اور مٹانے پر تلا ہوا ہے) کس قدر سخت خطرناک ہو سکتا ہے

حال ہی میں اس سلسلہ کی ایک کتاب "مولانا مودودی پر اعتراضات کا علمی جائزہ" نظر سے گذری دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس کے مؤلف مولانا مفتی محمد یوسف صاحب جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک پشاور نے بھی عصمت انبیاء علیہم السلام پر اس کے باب اول میں ایسے ہی طریقہ سے بحث کی ہے کہ جس سے ان متجددین کے غلط انداز تحریر کی تائید ہوتی ہے۔ اس سے یہ خطرہ اور بھی زیادہ ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔ کہ بعض وہ لوگ جن کی معلومات اسلام کے بارہ بالکل سطحی اور محدود ہوتی ہیں وہ غلط فہمیوں میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اگر گمراہ فرقوں کو اس کی آڑ میں خود تراشیدہ خیالات اور غلط وفاسد عقائد کی اشاعت اور تائید حاصل کرنے کا موقع ہاتھ نہ آجائے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ اس بحث کے جن گوشوں سے دلائل وشواہد کی روشنی میں ہمیں اختلاف ہے ان کو واضح کر دیا جائے اور مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلامؑ کے بارے میں بھی محققین امت کے فیصلے اور اکابر علماء اہلسنت کی تحقیقات کو اختصار کے ساتھ قلمبند کر کے ناظرین تک پہنچا دیا جائے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر یہ سطور ذیل تحریر کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو مقبول اور نافع فرمائیں۔ آمین :-

## تمہیدی گذارش

اس سے قبل کہ ہم اصل مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام پر معتبر علماء کرام کی تحقیقات کو پیش کریں ضروری نظر آتا ہے کہ مؤلف موصوف کی خدمت میں بھی یہ گذارش کر دیں کہ جس طرح آپ کو دونوں جماعتوں کے مابین نزاعی مسائل کی حقیقت علماء محققین کی علمی تحقیقات کی روشنی میں واضح کر کے دکھلانے کی ضرورت اختلاف کی شدت ختم کرنے اور مولانا مودودی کے بارہ میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالہ کرنے کے لئے پیش آئی (علمی جائزہ ص۲۹) اسی طرح ہمیں بھی آپ کے اس طریقہ بحث سے عوامی حلقوں میں مزید غلط فہمیوں کے پیدا ہونے کے خطرہ نے (جن کی فکر آپ کو بھی دامنگیر ہے) اس پر مجبور کیا کہ اپنے اس مضمون کے ذریعہ مزید غلط فہمیوں کی روک تھام کریں اور عوام کو عموماً اور نیم تعلیم یافتہ طبقہ کو خصوصاً ان غلط فہمیوں میں مبتلا ہونے سے بچائیں۔ جن کے پیدا ہونے کا خطرہ آپ کے اس طریقۂ بحث سے ہو رہا ہے۔

ہم یہ بات بھی واضح کر دیں کہ آپ نے بقول خود ایک مسلم جماعت کے سربراہ کے متعلق شکوک وشبہات اور پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالہ کا جو فرض سرانجام دیا ہے۔ اس میں آپ خواہ حد سے زیادہ نیک نیت ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر اس کے نتائج بہرصورت اسلام اور مسلمانوں کے حق میں مجموعی لحاظ سے مفید نہیں ہیں بلکہ مضر ہی برآمد ہوں گے۔ اور ان نازک مسائل کی جس طرح آپ نے تشریح کی ہے۔ وہ بے شک، دور حاضر کے فتنوں کے پیش نظر عوام کے لئے مفید نہیں بلکہ مضر ثابت ہوگی۔ اور اس سے مسلمانوں کا نقصان ہی نقصان ہے نہ کہ فائدہ! اس لئے بہتر بلکہ ضروری تھا کہ آپ ان نازک مسائل کی اس طرح تشریح نہ کرتے جس سے بزعم خود ایک مسلم جماعت کے سربراہ کے متعلق غلط فہمیوں کے پیدا ہونے کا شدید خطرہ لاحق ہوتا۔ اور اس ذمہ داری سے آپ یہ کہہ کر سبکدوش اور بری نہیں ہو سکتے۔ "کہ ان (غلط فہمیوں کے پیدا ہونے) کی تمامتر ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوگی جو محض گروہی تعصبات کی وجہ سے یہ مسائل عوام کے سامنے لا کر مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کر رہے ہیں" (علمی جائزہ ص۲۹) اس لئے کہ عوامی حلقوں میں مزید غلط فہمیوں کے پیدا ہونے کا خطرہ تو اسی علمی جائزہ کی اشاعت اور نازک مسائل کی آپ کی اس تشریح سے ہو رہا ہے اور اسی کی اشاعت سے آپ کو یہ فکر دامنگیر بھی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ غلط فہمیوں کے پیدا ہونے کا سامان تو آپ فراہم کریں اور تمامتر ذمہ داری عائد ہوگی دوسرے لوگوں پر۔

کیا مؤلف یہ بتلا سکتے ہیں کہ یہ "تمامتر ذمہ داری

...ن کی تفہیمات پر کیوں نہ عائد ہوگی جبکہ انہوں ... عصمت انبیاء علیہم السلام کے متعلق تمام علماء اہلسنت کے خلاف اپنا یہ مخصوص نظریہ (ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت عصمت و حفاظت کا اٹھا لینا) بیان کیا کہ اس بحث کا دروازہ کھول دیا۔ اب اگر علماء اسلام اس نظریہ کی تردید کرتے ہیں تو آپ کو گروہی تعصبات کا طعنہ دے کر ان کی بات کو بے اثر کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ مگر آپ اس خطرہ کے احساس کے باوجود کہ آپ کی اس بحث سے عوام مبتلاء فتنہ ہوں گے۔ مولانا مودودی کے بارہ میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوشش میں گروہی تعصب سے بھی بالاتر ہیں۔

اور اگر آپ کی اس کوشش سے عوامی حلقوں کے اندر مزید غلط فہمیاں پیدا ہوں تو ان کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے بھی آپ تیار نہیں ہیں بلکہ آپ کے نزدیک مولانا مودودی کے بارہ میں مزید غلط فہمیاں ہی میں کیوں نہ مبتلا ہو جائیں۔ مگر آپ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے گویا آپ کے نزدیک مولانا مودودی کی طرف سے صفائی پیش کرنا دوسرے لفظوں میں ان کے مخصوص نظریات کی تائید اور حمایت کرنا تو ضروری ہے مگر عوام کے عقائد کی حفاظت کرنا ضروری نہیں ہے۔

اب آپ خود ہی غور کریں کہ آپ کا مولانا مودودی کی اس طریقہ سے حمایت کرنا کیا اس گروہی تعصب سے کچھ کم ہے جس کا طعنہ آپ دوسرے لوگوں کو دے کر ان کی بات کو بے اثر بنانے کی فکر میں ہیں۔ یا آپ کا یہ طریقہ اس سے بھی بڑھ کر شخصیت پرستی کی حد میں داخل ہے

## مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام

اب ہم پہلے اہل حق علماء اہلسنت کی تحقیقات کی روشنی میں اسلام کے بنیادی عقیدہ "عصمت انبیاء علیہم السلامؑ کو پیش کرتے ہیں۔

## اہل حق کا عقیدہ

اس عقیدہ پر اہلسنت والجماعت کا اجماع اور اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام خداوند ذوالجلال کی نافرمانی سے معصوم اور محفوظ ہوتے ہیں۔ یعنی صغیرہ اور کبیرہ (چھوٹے اور بڑے) ہر قسم کے گناہوں سے وہ پاک ہوتے ہیں۔ ارادہ اور قصد کے ساتھ ان سے حق تعالیٰ کی نافرمانی کا ہونا ممکن نہیں۔

## عصمت کے معنی

عصمت کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر و باطن نفس و شیطان کی مداخلت سے پاک اور منزّہ ہوں۔ نفس و شیطان کی مداخلت میں معصیت اور نافرمانی کا مادہ ہے اور مادۂ معصیت سے پاک ہونے کا نام عصمت ہے۔ محقق دوانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں:۔

العصمة اَن لَّا یَخْلُقَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْهِمْ ذَنْبًا۔ (صفحہ ۹۷)

"عصمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے کسی بھی قسم کا گناہ نہ ہونے دیں"۔

## عصمت کی تشریح

خالق کائنات نے انسان کی تخلیق اور پیدائش متضاد قوتوں اور مختلف طاقتوں سے فرمائی ہے۔ یعنی انسان کو نیک اور بد دونوں قسم کی قوتیں عطا کی گئی ہیں (وہ گناہ بھی کر سکتا ہے اور نیکی بھی)۔ وہ ارادۂ بد کا بھی حامل ہے اور ارادۂ خیر کا بھی۔ اور یہی اس کے انسانی شرف کا طغرائے امتیاز ہے۔ ان متضاد قوتوں کے حامل انسان میں حضرت حق تعالیٰ انسانی رشد و ہدایت اور وصول الی اللہ کے لئے کسی ہستی کو چن لیتے ہیں اور اس کو اپنا رسول اور پیغمبر بنا لیتے ہیں تو اس کو ہر قسم کی نافرمانیوں سے منزّہ اور گناہوں سے پاک کر کے رکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح متضاد اور مختلف قوتوں کا حامل ہوتا ہے لیکن عمل اور ارادہ میں اس سے ہر قسم کی بدی اور برائی کی ظہور کو ناممکن اور محال کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کا ہر ارادہ اور ہر عمل اور ہر قول غرضیکہ ہر حرکت و سکون کائنات کے لئے اسوہ اور نمونہ بن سکے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان میں شر اور برائی کی طاقتیں صرف دو ہیں۔ ایک نفس یہ اندرونی طاقت ہے۔ اور دوسری شیطان یہ بیرونی طاقت ہے۔

لیکن انبیاء علیہم السلام کو پیدائشی طور پر وہ نفس مرحمت ہوتا ہے۔ وہ فطرتاً ہر معصیت سے نفور اور نورِ عبودیت سے چور ہوتا ہے۔ ان کے نفوس پیدائشی طور پر مطمئنہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے کسی دورِ حیات میں بھی خفیف سے خفیف اور ہلکی سے ہلکی ناشایاں اور نامناسب حرکت کی طرف میلان نہیں رکھتے۔ اب رہی بیرونی طاقت یعنی شیطان تو انبیاء علیہم السلام کے تقدس کے سامنے وہ اس طرح بے بس عاجز اور سرنگوں ہو کر رہ جاتا ہے کہ کسی برائی کی طرف دعوت دینے کا اس میں کوئی حوصلہ ہی باقی نہیں رہتا۔ بلکہ جس طرح ایک مقہور اور مغلوب دشمن کے لئے موافقت کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔ اسی طرح یہاں شیطان کو بھی طوعاً و کرہاً انبیاء علیہم السلام کی ملکی اور خیر کی طاقت کے موافق ہوئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔

## عقائد سے امام کا ارشاد

حضرت امام ابومنصور ماتریدیؒ فرماتے ہیں "عصمت حق تعالیٰ کی خاص عنایت اور مہربانی کا نام ہے جو انبیاء علیہم السلام کو ہمہ وقت خدا تعالیٰ کی حکم برداری پر مستعد رکھتی ہے اور اس کی ادنیٰ سی نافرمانی کے ارتکاب کرنے سے بھی دور رکھتی ہے۔ مگر اس طریقہ پر نہیں کہ یہ طاقت اور قوت ہی ان کی ذات سے سلب کر دی جائے کیونکہ جس شخص کو مکلّف بنایا گیا ہے۔ ضروری ہے کہ اس میں صفتِ اختیار باقی رکھی جائے۔ تاکہ جزاء و سزا کا مسئلہ معقول رہے اور جس مخلوق میں یہ صفت پیدا نہ کی گئی۔ اس کو مکلّف بھی نہیں بنایا گیا۔ پھر اس سے جزا اور سزا کا تعلق ہی نہیں رکھا گیا۔ (نسیم ... بحوالہ ترجمان السنۃ)

امام ماتریدی کے ان الفاظ کی کسی قدر تشریح شاہ اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی کے الفاظ ذیل میں ... سے عصمت انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں شاہ اسمٰعیل شہید دہلویؒ کا خاص نظریہ بھی معلوم ...

شاہ اسمٰعیل شہید کے نزدیک عصمت کے معنی ...

عصمت آنست کہ آنچہ بایشاں تعلق مے دارد از ... و عبادات و عادات و معاملات و مقامات و اخلا... آں ہمہ را حق جلّ و علیٰ از مداخلتِ نفس و شیط... و نسیان بقدرت کاملہ خود مے دارد ملائکۂ حافظ... ایشاں مے گمارد تا غبار بشریت دامن پاک ایشاں ... آلاید (تنبیہہ ثانی در حقیقت ولایت از منصب ... صفحہ بحوالہ ترجمان السنۃ)

"انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے معنی یہ ہیں کہ ان کے اقوال ہوں یا افعال، عبادات ہوں یا عادات، معاملات و مقامات ہوں یا اخلاق و احوال ان سب کو حق تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے نفس و شیطان کی دخل اندازی سے محفوظ فرماتا ہے۔ خواہ وہ خطا و نسیان کی صورت سے ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اپنے حفاظت کرنے والے فرشتے ان کے ساتھ رکھتا ہے۔ تاکہ غبار بشریت ان کے دامن پاک پر ذرا سا دھبہ بھی نہ لگا سکے"۔

دراصل نبوت اور عصمت ایک ہی حقیقت کے ... اعتبارات سے دو نام ہیں۔ یعنی عصمت کے مذکورہ ... کی رو سے جو معصوم ہے وہ صرف نبی ہی کی ایک ذات ... اور جو نبی ہے وہ یقیناً معصوم بھی ہے۔ اس لئے ... کسب و ریاضات اور مجاہدات کی مشقت کے ذریعہ ... حاصل ہونے والی نعمتوں میں سے نہیں ہے۔ اگر ... بھی انہی نعمتوں میں سے ہوتی۔ جس میں کسب و اکتساب ... کو دخل ہوتا ہے تو یہ ممکن تھا کہ نقص سے کمال تک ... راستہ طے کرنے میں معصیتوں کی ٹھوکریں لگ جا... لیکن جب نبوت میں کسب و اکتساب کا ذرہ بھر دخل ... ہے بلکہ یہ نعمت جس کو ملی ہے براہِ راست خدا ... کے اجتباء اور اصطفاء اور اسی کے انتخاب سے ... پھر اس میں کسی معصیت کی ٹھوکر لگ جانے کا امکان ... ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جن حضرات کو صفتِ اجتباء او... کے تحت پرورش کیا جاتا ہے وہ خود نہیں چلتے کہ ... ان کے لئے ٹھوکر کا باعث بن سکے بلکہ ان کو بچا بچا ... قدرت لے چلتی ہے اور وہی اس کی محافظ و نگہ... رہتی ہے۔

(باقی آئندہ)

## خواتین کے لئے

# اولاد کے پرورش کرنے کا طریقہ

(۱) ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جن میں عاشقی معشوقی کی باتیں یا شرع کے خلاف مضمون یا اور بے ہودہ قصے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔

(۲) ایسی کتابیں پڑھواؤ جس میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کارروائی آ جائے۔

(۳) مکتب سے آ جانے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کے لئے اس کو کھیلنے کی اجازت دو تاکہ اس کی طبیعت کند نہ ہو جائے۔ لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۴) آتشبازی یا باجہ فضول چیزیں مول لینے کے لئے پیسے مت دو۔

(۵) کھیل تماشے دکھانے کی عادت مت ڈالو۔

(۶) اولاد کو ضرور کوئی ہنر سکھلا دو، جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گذارہ کر سکے۔

(۷) لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھا دو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکے۔

(۸) بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔ اپاہج اور سست نہ ہو جائیں۔ ان سے کہو کہ رات کو بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھائیں۔ صبح سویرے اٹھ کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں۔ کپڑوں کی گٹھڑی اپنے انتظام میں رکھیں۔ ادھڑا پھٹا خود سی لیا کریں۔ کپڑے خواہ میلے ہوں یا اجلے ہوں ایسی جگہ رکھیں۔ جہاں کیڑے اور چوہے کا اندیشہ نہ ہو۔ دھوبن کو خود گن کر دیں اور لکھ لیں اور گن کر پڑتال کر کے لیں۔

(۹) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو جب اٹھو دیکھ بھال کر لیا کرو۔

(۱۰) لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے، سینے پرونے کپڑے رنگنے چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کر کے دیکھا کرو کیونکر ہو رہا ہے۔

(۱۱) جب بچہ سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو، اس پر خوب شاباش دو، پیار کرو بلکہ اس کو کچھ انعام دو تاکہ اس کا دل بڑھے۔ جب اس کی بری بات دیکھو۔ اول تنہائی میں اس کو سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے۔ دیکھنے والے کیا کہتے ہوں گے اور جس جس کو خبر ہوگی وہ دل میں کیا کہے گا۔ خبردار پھر مت کرنا۔ نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کرتے۔ اور اگر پھر وہی کام کرے تو مناسب سزا دو۔

(۱۲) ماں کو چاہیئے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہے۔

(۱۳) بچہ کو کوئی کام چھپ کر مت کرنے دو۔ کھیل ہو یا کھانا یا کوئی اور شغل ہو، جو کام چھپا کر کرے گا۔ سمجھ جاؤ کہ وہ اس کو برا سمجھتا ہے۔ سو اگر وہ برا ہے تو اس سے چھڑاؤ اور اگر اچھا ہے۔ جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو، کہ سب کے سامنے کھائے پیئے۔

(۱۴) کوئی کام محنت اور ورزش کا اس کے ذمہ کر دو جس سے صحت اور ہمت رہے۔ سستی نہ آنے پائے مثلاً لڑکوں کو ڈنڈ، مگدر کرنا، ایک آدھ میل چلنا، اور لڑکیوں کے لئے چکی یا چرخہ چلانا ضروری ہے۔ اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عیب نہ سمجھیں۔

---

## بچوں کے لئے

خورشید بھابڑوی

# مسلمان بادشاہوں کا عدل

ایک دفعہ ایک یہودی اور ایک منافق کا کسی بات پر جھگڑا پیدا ہو گیا۔ یہودی اس منافق کو حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا اور جا کر ماجرا بیان کیا۔ آپ نے مقدمہ سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ منافق نے یہودی سے کہا کہ میں تو عمرؓ کے پاس چلوں گا، اور ان سے فیصلہ لوں گا۔ یہودی نے کہا تو عجیب آدمی ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلے کے بعد عمرؓ کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ منافق نہ مانا۔ اور یہودی کو لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ اور حضرت عمرؓ سے فیصلہ کرنے کو کہا۔

یہودی نے کہا۔ جناب یہ بات یاد رکھیئے کہ ہم پہلے حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلعم سے فیصلہ لے آئے ہیں۔ اور انہوں نے فیصلہ میرے حق میں دیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے جب یہ سنا، تو فرمانے لگے۔ اچھا ٹھہرو، میں ابھی آتا ہوں۔ اندر سے تلوار لے کر اور اس منافق کی گردن پر یہ کہتے ہوئے ماری کہ جو حضورؐ کا فیصلہ نہ مانے اس کے حق میں میرا یہ فیصلہ ہے۔ اس کی گردن تن سے جدا کر دی۔

---

مامون الرشید کے دربار میں ایک مرتبہ ایک خستہ حال بڑھیا آئی۔ اس نے آ کر شکایت کی کہ آپ کے ایک عامل نے میری جائداد چھین لی ہے۔ مامون کے پوچھنے پر بڑھیا نے عامل کی نشان دہی کی۔ وہ عامل خلیفہ کا بیٹا تھا۔

خلیفہ نے وزیر اعظم کو حکم دیا کہ شہزادے کو بڑھیا کے برابر کھڑے دونوں کے بیانات لئے جائیں۔ بیانات شروع ہوئے۔ شہزادہ رک رک بیان دے رہا تھا اور بڑھیا بڑی بے باکی سے بول رہی تھی۔

وزیر اعظم نے کہا کہ خلیفہ کے سامنے اونچی آواز سے بولنا خلاف ادب ہے۔ مامون نے کہا کہ سچائی نے اس کی زبان تیز کر دی ہے۔ اور فیصلہ شہزادے کے خلاف دے کر بڑھیا کو اس کی جائداد واپس کر دی۔

WEEKLY
ترجمانِ اسلام
TARJUMANE ISLAM
لاہور
LAHORE

مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے

# جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کی

## دو روزہ

## عظیم الشان تاریخی کانفرنس

۴ - ۵ جنوری ۱۹۶۹ء مطابق ۱۴، ۱۵ شوال ۱۳۸۸ھ

## پروگرام

۴ جنوری ۱۹۶۹ء صبح ۸ بجے کو علماء کرام کا اجتماع بمقام ایڈن ہوٹل (موتی جھیل) ڈھاکہ
۴ جنوری شام ۳ بجے کو صوبائی مجلس عمومی کا اجلاس - مقام سابق
۵ جنوری شام ۲ بجے کو جلسۂ عام - تاریخی پلٹن میدان - ڈھاکہ

## مدعوئین علماء کرام

### مغربی پاکستان

(۱) حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحیم یار خان
(۲) استاذ العلماء حضرت مولانا رسول خان صاحب لاہور
(۳) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب - ملتان
(۴) حضرت مولانا سید یوسف بنوری صاحب کراچی
(۵) حضرت مولانا عبدالحق حقانی صاحب - خٹک
(۶) حضرت مولانا غلام غوث صاحب - ہزارہ
(۷) حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب - لاہور
(۸) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال
(۹) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب پشاور
(۱۰) حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کراچی
(۱۱) حضرت مولانا عبدالواحد صاحب گوجرانوالہ
(۱۲) حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی
(۱۳) حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب لاہور
(۱۴) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری - ملتان
(۱۵) حضرت مولانا محمد اجمل صاحب - لاہور
(۱۶) حضرت مولانا محمد اکرم صاحب لاہور
(۱۷) حضرت مولانا قاری نورالحق صاحب - ملتان

### مشرقی پاکستان

(۱) حضرت مولانا بشیر احمد صاحب سلہٹ
(۲) حضرت مولانا شمس الحق صاحب - فریدپور
(۳) حضرت مولانا محمد اللہ صاحب ڈھاکہ
(۴) حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب چاٹگام
(۵) حضرت مولانا دلاور حسین صاحب کملا
(۶) حضرت مولانا لطف الرحمٰن صاحب - سلہٹ
(۷) حضرت مولانا عبدالغنی صاحب نواکھالی
(۸) حضرت مولانا امین الحق صاحب کشور گنج
(۹) حضرت مولانا فیض الرحمٰن صاحب - مومن شاہی
(۱۰) حضرت مولانا ممتاز الدین صاحب - باریسال
(۱۱) حضرت مولانا پیر عبداللطیف صاحب - کھلنا
(۱۲) حضرت مولانا ابوالحسن صاحب - جیسور
(۱۳) حضرت مولانا صالح صاحب - سید پور
(۱۴) حضرت مولانا مولا بخش صاحب - راجشاہی
(۱۵) حضرت مولانا عبدالصمد ندوی صاحب - ڈھاکہ

(نوٹ)

## اس کے علاوہ

مغربی و مشرقی پاکستان کے متعدد علماء کرام کو شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

## اراکین مجلس استقبالیہ

جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان

إن الدين عند الله الإسلام

پاکستان میں حفاظت اسلام کا علمبردار

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

پاکستان

العلماء ورثة الأنبياء (الحدیث)

مسئلہ خلافت و حکومت کی تحقیق و توضیح اور مودودی صاحب کے صحابہ کرامؓ پر

از علامہ محمد عبد الستار صاحب

قسط نمبر

# بے بنیاد و رکیک الزامات کا مدلل جواب

تو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ان وفادار جان نثار، مظلوم و بے کس صحابہ کرامؓ کو بشارت اور خلافت کا وعدہ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب کہنے کے جرم میں مظالم و مصائب کے پہاڑ سہتا اٹھا کر اپنے گھر بار، مال اموال، عزیز و اقارب سے نکالے گئے تھے۔

جیسا کہ لفظ اٰمَنُوْا کے بعد مِنْکُمْ کا لفظ اسی بات پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عام امت مراد ہوتی تو لفظ مِنْکُمْ زائد اور بے فائدہ ہو جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام زائد و بے فائدہ لفظوں سے پاک و منزہ ہے۔ دوسرے وَ لَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا بھی صحابہ کرامؓ کی تخصیص پر واضح دلالت کرتا ہے۔ یعنی تم مظلوم و بے کس جان نثار و وفادار صحابہ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ضرور بالضرور تم کو خلافت عطا کرے گا اور ہر قسم کے خوف و خطر کو امن و امان سے بدل دے گا اور تمہارے لیے اپنا پسندیدہ دین مضبوط و متمکن کر دے گا۔ حضرات مفسرین اور علماء دین اور محقق دوراں شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے آیت کا یہی مقصد بیان کیا ہے۔

## مودودی صاحب کی تفسیر یا تحریف

لیکن اس جگہ نہایت تعجب مودودی صاحب جیسے بامطالعہ شخص پر ہے کہ اس آیت سے ہر دور کے ہر مسلمان کو خلافت میں حصہ دار مقرر فرماتے ہوئے خلافت و ملوکیت ص۳۵ پر لکھتے ہیں:

سورۂ نور کی آیت ۵۵ کے الفاظ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ اس معاملہ میں صریح ہیں۔ اس فقرے کی رو سے اہل ایمان کی جماعت کا ہر فرد خلافت میں برابر کا حصہ دار ہے۔"

یہ آیت کی تعبیر و تفسیر ہوئی یا معنوی تحریف و تغییر!

حیرت تو یہ ہے جب ہر مسلمان برابر کا حصہ دار ہے تو پھر حضرت معاویہؓ سے لے کر آج چودہ سو سال تک خلافت راشدہ کے تیس سالہ دور کے بعد مودودی صاحب نے تمام مسلمانوں پر یہ الزام کیوں لگایا ہے کہ ان میں خلافت مٹ گئی اور ملوکیت یعنی غیر دینی حکومت آگئی۔

اگر یہ صحیح ہے کہ خلافت نہ رہی تو پھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ کیسے سچا رہا جب کہ ہر فرد مسلمان کو خلافت کے وعدہ میں حصہ دار جناب مودودی صاحب نے بنایا ہے تو خلافت کے مٹ جانے اور ملوکیت کے آجانے کے بعد اب تیرہ سو سال سے مسلمان اس وعدۂ الٰہی سے جب محروم پڑے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا کلام اور وعدہ کیسے سچا اور صحیح رہا۔ العیاذ باللہ۔

بہرحال اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہی مظلوم سابقین اولین صحابہ کرام کو تسلی دی تھی اور خلافت کا ان سے وعدہ فرمایا تھا، جس کے متعلق حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر و توضیح فرمائی کہ ان حضرات کی یہ خلافت موعودہ خاصہ صرف تیس سال تک ہوگی تو آیت میں عام امت بلاواسطہ مراد نہیں۔ اگر مراد لی جائے تو اشکال ہوگا کہ نیک لوگوں کی بجائے کتنے بدکار لوگوں کو حکومت ملی اور ایمان دار صالحین پر کتنے کفار و اشرار کی حکومت رہی ہے۔

## خلاصہ

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے مظلوم صحابہ کرامؓ سے اس آیت میں وعدہ فرمایا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی موعودہ خلافت کے متعلق فرمایا:

"الخلافة ثلثون سنة ثم يكون ملكا"

الخلافۃ کا الف لام عہد کا بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ یہ موعودہ خلافت ان مظلوم و بے کس صحابہ کرامؓ کی جو خوف و خطر کے حالات میں دین حق کے لیے جان و مال نثاری کرتے رہے۔ ان حضرات کی تیس سال تک ہوگی۔ اس کے بعد موعودہ نہ رہے گی بلکہ عام سنتِ الٰہی کے مطابق ملک و خلافت اور حکومت ہوگی۔ یعنی وَ اللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ۔ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے ملک و حکومت دے گا۔ جس میں افضل و مفضول اور صحابی و غیر صحابی، عادل و ظالم ہر طرح کے خلفاء و امراء ہو سکیں گے جو عام افرادِ امت کی طرح اپنے اعمال و افعال کے ماجور و مسئول ہوں گے۔

بہرحال ان مذکورہ بالا اور اس قسم کی جملہ احادیث و روایات کا یہ مقصد اہل حق محدثین و فقہاء حضرات کے نزدیک نہیں کہ دینی و اسلامی حکومت صرف تیس سال تک ہوگی اور پھر اس کے بعد غیر دینی، خلاف اسلام ملوکیت جو شریعت کی حدیں توڑنے والی اور کتاب و سنت کے صریح احکام کی خلاف ورزی کرنے والی اور حرام و حلال کی تمیز نہ کرنے والی وغیرہ حکومت ہوگی بلکہ ان احادیث کا مقصد یہ ہے کہ خلافت موعودہ قرآنیہ خاص کر مظلوم صحابہ کرامؓ کی تیس سال تک رہے گی، پھر خلافت و حکومت ان موعود لہم صحابہ سابقین اولین حضرات کی نہ رہے گی بلکہ عام قانونِ قدرت کے مطابق تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ کے ملک و حکومت کا طریقہ جاری ہوگا کہ ان کو امراء، خلفاء، ملوک سب کچھ کہا جا سکتا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ

"نہ مجھے خلیفۃ الرسول کہو اور نہ خلیفۃ الخلیفہ کہو بلکہ امیر المؤمنین کہنا کافی ہے"

اسی طرح حضرت معاویہؓ کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"انا اول الملوك" اور ایک حدیث میں وارد ہے:

"الخلافة بالمدينة والملك بالشام"

تو ان روایات کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ حضرت عمرؓ خلیفہ نہ تھے بلکہ صرف

سرپرست
[حضر]ت مولانا عبید اللہ انور صاحب

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مرتب و انچارج
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

[جلد] ۱۲ | جمعہ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء، قیمت فی پرچہ ۲۰ پیسے | شمارہ ۳۸

[تیـ]ن کالم

# اسلامی نکات اور مسلمان عوام کے حق نمائندگی سے انکار کیوں؟

[مارشـ]ل لاء کے نفاذ سے اب تک مختلف سیاسی گروہوں کے درمیان جس [محـ]ـاذ آرائی کا "محاذ" جاری رہی ہے، اور ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشیوں کا [سلسلہ جا]ری رہا ہے۔ اس سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر حالات کا بغور مطالعہ کیا [جائے] تو اب وہ تمام گروہ بھی جو ابتدا میں بعض مسائل پر نہایت شدومد سے اختلاف [کا جھنڈا] بلند کر کے صف آرا ہوئے تھے اور دوسروں کو بعض مطالبات پر "وطن [دشمن]" "اشتراکی" اور "غدار" وغیرہ قرار دے رہے تھے، اب ان مسائل کے سلسلے میں [ا]س مقام پر آ گئے ہیں جس مقام پر ابھی کل تک ان کے مورد الزام افراد و گروہ [اور] ان کی ملامتوں کا ہدف بن رہے تھے۔

[یہ ا]ختلاف ان مسائل سے شروع ہوا تھا۔

(۱) مغربی پاکستان میں ون یونٹ کے خاتمہ کا مطالبہ

(۲) آبادی کی اساس پر نمایندگی دینے کا مطالبہ

(۳) علاقائی یا صوبائی خود مختاری قائم کرنے کا مطالبہ

جن جماعتوں و اشخاص نے ان مطالبات کی آواز اٹھائی تھی۔ ان کے بارے میں [شد و مد] کے ساتھ یہ بات کہی گئی تھی کہ یہ

وطن کی سالمیت و استحکام کو غارت کرنا چاہتے ہیں۔

یہ بھارت کے اشارے پر ناچ رہے ہیں۔

یہ اشتراکی عناصر ہیں۔

یہ پاکستان کے خفیہ دشمن ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

لیکن اب ۶ ماہ بعد اس قسم کا شور مچانے والے افراد و گروہوں کے بیانات تقریریں [اور تحر]یریں پڑھیئے، انہیں اب

ون یونٹ کا خاتمہ بھی منظور ہے۔

انہیں آبادی کی بنیاد پر نمایندگی دینے کے مطالبہ سے بھی کوئی اختلاف نہیں رہا ہے

اور اب یہ صوبائی خود مختاری کے بھی قائل نظر آ رہے ہیں۔

بلکہ خود ان مطالبات کے داعی بن کر یہ کھڑے ہونے کے لئے پر تول رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی سرمایہ داری، جاگیرداری اور بڑی بڑی زمینداریوں کے خاتمہ [کے] مطالبہ کی آواز جسے ابتدا میں سوشلزم کا نام دے کر سختی سے رد کر دیا گیا تھا۔ [اور ج]س کے خلاف ہمہ گیر پیمانہ پر مہم چلائی گئی تھی اب اس پر بھی ان جماعتوں کا دعویٰ یہ [ہـ]ـے کہ اپنے تازہ منشوروں میں انہوں نے

— صاف صاف سرمایہ دارانہ نظام کے ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

— زمینوں کی تحدید ملکیت کر دینے کا اعلان کیا ہے اور اس میں بعض نے یہاں تک فتویٰ کیا ہے کہ حدِ ملکیت صرف پچاس ایکڑ زمین تجویز کی ہے۔

— کارخانوں میں مزدوروں کو حصہ دار بنانے کے مطالبہ کی بھی حمایت کر ڈالی ہے

غرضیکہ سیاسی و اقتصادی دونوں قسم کے ہی وہ مطالبات جنہیں ابتداء میں بڑی تندی و غیظ و غضب کے ساتھ "سوشلزم" کی گالی سے ساتھ رد کر دیا تھا، اب ایک ایک کر کے ان سب پر، ان کرم فرماؤں نے صاد کر دیا ہے۔ اور اب یہ مطالبے ان کے اپنے منشوروں اور پروگراموں کا جزو بن چکے ہیں۔

ان مطالبات سے اب نہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو انکار ہے اور نہ پی، ڈی، پی اور اس میں شامل جماعتوں کو ان سے اختلاف ہے۔

بلکہ مطلب ہے کہ کچھ عرصہ بعد یہ جماعتیں و گروہ ان مطالبات کو "اسلامی" کے نام سے بھی مشرف کر ڈالیں گے۔

سوال یہ ہے کہ جب یہ تمام مطالبات و تبدیلیاں تسلیم ہیں۔

(۱) ون یونٹ کا خاتمہ تسلیم ہے۔

(۲) آبادی کی اساس پر نمایندگی کا اصول تسلیم ہے۔

(۳) علاقائی و صوبائی خود مختاری کا دعویٰ تسلیم ہے۔

تو پھر غداری، وطن دشمنی اور بھارت نوازی وغیرہ کا وہ کونسا جزو باقی رہ گیا ہے، جس کی بنا پر ان مطالبات کے اولین نعرہ لگانے والوں کو ان الزامات کا اب بھی سزاوار ٹھہرایا جا رہا ہے۔

اور سوال یہ ہے کہ جب یہ تسلیم ہے کہ

(۱) سرمایہ داری، جاگیرداری اور بڑی بڑی زمینداریاں ختم کر دی جائیں

(۲) زمین کی کم سے کم حدِ ملکیت قائم کر دی جائے۔

(۳) کارخانوں اور صنعتوں میں مزدوروں کے بھی حصے رکھے جائیں۔ اور نظم و نسق میں انہیں بھی شامل کیا جائے۔

(۴) معاشی تفاوت کم سے کم کیا جائے۔

(۵) دولت کی غیر مساوی تقسیم کو ختم کر دیا جائے۔

تو پھر اس کے بعد وہ کونسا "سوشلزم" باقی رہ جاتا ہے، جس کے خلاف شور و غوغا کے نئے نئے محاذ قائم کئے جا رہے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں مذکورہ بالا باتیں نہ وطن دشمن تھیں اور نہ اب ہیں نہ پہلے سوشلزم سے تعلق رکھتی تھیں اور نہ اب تعلق رکھتی ہیں۔ اصل "وطن دشمن" اور "سوشلزم" کے حامل تو وہ :—

- ۲۲، اسلامی نکات ہیں جنہیں پاکستان کے دستور و نظام میں شامل کرنے کا مطالبہ مفتی محمود، مولانا غلام غوث اور جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن کر رہے ہیں
- اور نظام حکومت و مجالس آئین سازی میں مسلمان عوام کی براہ راست نمایندگی یعنی کسانوں، مزدوروں، طالب علموں، عالموں، دانشوروں، استادوں وکیلوں، صحافیوں اور چھوٹے تاجروں وغیرہ یعنی ۹۹ فیصدی آبادی کو اس کے تناسب کے مطابق نشستیں دینے کا مطالبہ ہے۔ جسے جمعیۃ علماء اسلام پیش کر رہی ہے۔

یعنی اسلام کے ۲۲ دستوری نکات اور غریب مسلمان عوام کی نظام حکومت و قانون سازی میں شمولیت۔ یہ دو امور ایسے ہیں، جو مذکورہ بالا گروہوں و جماعتوں کے نزدیک، وطن کے لئے "اصل خطرہ" اصل "سوشلزم" ہیں۔ اور چونکہ ان دونوں مطالبوں کے مطابق اسلام کو دستوری اساس مقرر کرنے اور نظام حکومت و آئین سازی میں غریب مسلمان عوام ان کی تعداد کے مطابق نمائندگی کا حصہ دینے کا مطالبہ، جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے قائدین کر رہے ہیں، اس لئے اصل "سوشلسٹ" بھی یہی ہیں۔

چنانچہ اس "حقیقی خطرہ" کو ختم کرنے کے لئے مودودی صاحب کی جماعت پی، ڈی پی

(ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا، اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

کے معززارکان اور کراچی، لاہور و ڈھاکہ کے چند مسند نشین علماء مع خواجگان زر و مال کے میدان رست وخیز میں جلوہ آرا ہو رہے ہیں۔

بہرحال جس انداز سے ان حضرات نے ان سوالی مطالبات کو جنہیں وہ کل تک وطن دشمن و اشتراکیت سے تعبیر کرتے رہے تھے، تسلیم کیا ہے۔ اس طرح ۲۲ اسلامی نکات کی دستوریت و جمہوریت کے مطالبہ اور غریب مسلمان عوام کی نظام حکومت و پارلیمنٹ میں تناسب آبادی سے نمائندگی کے مطالبہ کو بھی بالآخر تسلیم کر لیں گے۔

لیکن ون یونٹ، آبادی کی بنیاد پر نمائندگی اور صوبائی خود مختاری کے متعلق مطالبات کو بروقت تسلیم نہ کرنے سے جو سیاسی نقصان ملک کے عوام کو برداشت کرنا پڑا ہے۔ اب تاخیر سے ان مطالبات کو تسلیم کرنے کے باوجود مدتوں اس نقصان کی تلافی نہیں ہو سکے گی۔

اسی طرح اگر ۲۲ اسلامی نکات اور عوامی نمائندگی کے مطالبہ کو بھی بروقت تسلیم نہیں کیا گیا اور الزام تراشیوں اور سوشلزم کے طعنوں سے اسے ٹالنے کی کوشش کی جاتی رہی، تو اس سے جو نقصان دین وملت وقوم و وطن کو پہنچے گا۔ وہ پہلے نقصان سے کہیں زیادہ سنگین اور ناقابل تلافی ہوگا۔

یہ عجیب بات ہے کہ ان تمام مطالبات کو تو تسلیم کیا جا رہا ہے اور دستور میں شامل کرنے پر رضامندی کا برملا اظہار ہو رہا ہے۔ جن مطالبات کو مجیب، بھاشانی، جی ایم سید، ولی خان، بھٹو وغیرہ نے پیش کیا اور جن کو ملکی سالمیت کے خلاف نظریۂ پاکستان کے خلاف اور وطن دشمنی و اشتراکیت سے تعبیر کیا جاتا رہا۔

لیکن جمعیۃ علماء اسلام کے ۲۲ اسلامی نکات اور مسلمان عوام کی براہ راست تناسب آبادی کے مطابق نمائندگی کے مطالبہ سے نہ صرف انکار کیا جا رہا ہے بلکہ ان دو مطالبات کی بنا پر جمعیۃ علماء اسلام کو اب اشتراکی ٹھیرایا جانے لگا ہے۔

کیا اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ مخالفت نہ سوشلزم سے نہ صرف اشتراکیت کی ہے نہ ! وطنیت کی۔

اصل مخالفت اسلام سے ہے جو ۲۲ اسلامی نکات کی صورت میں ایک طاقت بن کر ملک میں نافذ ہو سکتا ہے اور مخالفت نظام حکومت میں مسلمان غریب عوام کی متناسب و براہ راست نمائندگی کی ہے۔

ورنہ دوسروں کے تمام مطالبات مان لینے کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے ۲۲ اسلامی نکات اور عوامی نمائندگی کے مطالبہ سے کیوں انکار ہے؟

اور جمعیۃ علماء اسلام ان دو اسلامی و عوامی مطالبوں کے سوا وہ تیسرا کونسا مطالبہ کر رہی ہے۔ جسے سوشلزم، اشتراکیت اور ماؤازم بتایا جا رہا ہے؟

جس کے لئے متوازی جمعیۃ علماء اسلام کا قیام اور سفید پوش علماء و کرام کے خیر مندی دوروں کی ضرورت واقع ہوئی۔

سچ تو یہ ہے کہ اگر پاکستان میں اسلام کا قیام مطلوب ہے اور واقعی پاکستان کے مسلمان عوام ملک کے حقیقی مالک اور اقتدار کے مجاز ہیں تو۔

جمعیۃ علماء اسلام کے ان دو مطالبات کی تکمیل ہی پاکستان میں اسلامی نظام اور مسلمانوں کے عوامی اقتدار کے قیام کی ضامن بن سکتی ہے۔

ان دو مطالبوں کے بغیر اسلام کے نعرے لگانا اور سوشلزم کی مخالفت کا شور برپا کرنا مسلمانوں کو فریب دینے کے سوا اور کیا ہے!

اسلام مطلوب ہے تو اسلام کے ۲۲ نکات کو دستور کی عملی دفعات بنانے کا مطالبہ کیجئے۔

اور ملک کا اقتدار جمہوری رکھنا ہے تو چند پشتینی والی زر افراد کے قلیل طبقہ کے بجائے ۹۹ فیصد مسلمان عوام کو نظام حکومت و پارلیمنٹ میں نمائندگی دینے کا مطالبہ کیجئے۔

اسے طبقاتی تقسیم کہہ کر نظرانداز کرنے اور ۲۲ اسلامی نکات کو دستوری اساس بنانے سے پہلوتہی کرنے کا مطلب، اسلام اور عوام دونوں سے غداری و فریب ہے۔

اب اس حقیقت کو پاکستان کے مسلمان عوام خوب اچھی طرح سے جان چکے ہیں۔

## دو تجربے

گذشتہ ۲۲ سال میں پاکستان کے مسلمانوں کو دو تجربوں سے گذرنا پڑا ہے۔

پہلا تجربہ اگست ۱۹۴۷ء سے اکتوبر ۱۹۵۸ء تک کا ہے۔ اور دوسرا تجربہ اکتوبر ۱۹۵۸ء سے مارچ ۱۹۶۹ء تک کا ہے۔

ایک کا نام پارلیمانی دور کا تجربہ ہے
دوسرے کا نام شخصی آمریت کے دور کا تجربہ ہے
پہلے دور کا تجربہ یہ تھا کہ۔

انتخابات ہوتے تھے، لیکن انتخاب میں صرف وہی شخص کامیاب ہو سکتا تھا، جو لاکھوں روپیہ پانی کی طرح خرچ کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ خواہ وہ نرا جاہل ہو، بدقماش ہو، شرابی ہو، زانی ہو، بے دین ہو اور کسی بھی فرقہ و گروہ سے تعلق رکھتا ہو۔

روپیہ کے زور پر وہ انتخابات جیتتا، نظام حکومت کا رکن بنتا۔ حکام پر اثر انداز ہوتا۔ اپنے حلقہ کے شریفوں و غریبوں کو دبا کر رکھتا۔ اپنے علاقہ کے غنڈوں کی سرپرستی کرتا۔ اپنے علاقہ کے حکام سے بدعنوانیاں کراتا۔ لوگوں کی عزتوں و آبروؤں سے کھیلتا ناجائز آمدنیاں سمیٹتا۔ درآمد و برآمد کے پرمٹ حاصل کرتا۔ اقتصادی وسائل پر اجارہ داری قائم کرتا، سمگلنگ کراتا۔ من مانی کارستانیاں کرتا۔ اور بے دینی و بے حیائی کے فروغ کا باعث بنتا۔

دوسرے دور کا تجربہ یہ ہے۔
کہ ایک شخص کی رائے پر ملک اور عوام کی قسمت کے فیصلے کا انحصار تھا۔ ایک شخص نے تمام اقتدار اور ہر قسم کے وسائل کو اپنی ذات پر مرکوز کر لیا تھا کا ذہن، اس کی خواہش جو کچھ چاہتے کرتے۔ چنانچہ دس سال تک بے رحم آمریت کے شکنجے میں جکڑے رہے ان کا دین، ان کی عزت، ان کا ناموس، ان کا مستقبل ان کا حال سب خطرے میں پڑ گئے۔

گرانی کا شکار ہوئے۔ حکام کی بدعنوانیوں کا شکار بنے۔ زبان ہلانے سے مجبور کر دیئے گئے۔ ملک کی دولت سمٹ سمٹا کر چند گھرانوں میں جمع ہو گئی اور ملک کی حاکمانہ باگ ڈور ایک قلیل گروہ کے ہاتھوں میں آگئی۔

غرضیکہ پاکستان کے عوام کے لئے
پہلا دور، چند جاگیرداروں، سرمایہ داروں کی غلامی میں زندگی بسر کرنے کا دور تھا۔

اور دوسرا دور، ایک فرد واحد کی غلامی میں زندگی کاٹنے کا دور تھا۔

البتہ پہلے اور دوسرے دور میں یہ فرق تھا کہ پہلے دور کو باوجود انتخابات کے عوام کرنے کی پوزیشن میں نہیں آسکے۔ اس لئے کہ مال و دولت کا اثر و رسوخ اور محلاتی و گروہی سازشوں کا ان کے پاس کوئی توڑ نہیں تھا۔ اسی لئے جب اس دور کی بساط الٹی، تو فوجی انقلاب کے ذریعہ الٹی۔ لیکن دوسرے دور کو اس کی دس سالہ سفاکیوں و آمریت کے باوجود عوام کے چند ماہ کے احتجاجی تھپیڑوں و طوفانوں نے الٹ کر رکھ دیا۔

بہرحال عوام نے پارلیمانی نظام حکومت اور آمرانہ نظام حکومت دونوں کے طویل طویل یعنی دس دس سالہ دور دیکھے۔

لیکن دونوں کو ہی اپنے دین، اپنے حقوق اور اپنی شہری آزادیوں کے رہزن و قاتل ہی پایا۔

اس لئے کوئی بھی شخص جس کو اپنے دین کا ذرا سا بھی درد ہے۔ اسلام سے ذرا سا بھی لگاؤ ہے، اور عوام کی بہبود کا ذرا سا بھی احساس و لحاظ ہے، تو وہ کسی صورت میں بھی اب پاکستان میں نہ پہلے دور کے سے حالات کی واپسی کے لئے رضامند ہوگا اور نہ دوسرے دور کے سے خطرات مول لینے پر تیار ہوگا۔

اسے نہ تو پہلے دور کی سی وہ جمہوریت مطلوب ہو سکتی ہے۔ جس میں لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کر کے چند جاگیردار و سرمایہ دار انتخابات کے راستے سے عوام کی قسمت کے مالک بن کر بیٹھ جائیں۔

اور نہ دوسرے دور کی سی آمریت پسند آسکتی ہے۔ جس میں صرف ایک فرد کی مرضی ہی قانون و نظام بن جائے اور نہ مسلمانوں کے دین کی خیر رہے اور نہ دنیا کی۔

دونوں دور کے یہ تلخ اور خطرناک تجربے سبق دیتے ہیں کہ اگر پاکستان کی سلامتی مطلوب ہے، اگر دین کا غلبہ مقصود ہے۔ اگر اسلام کا بول بالا چاہئے اگر مسلمان عوام کو لوٹ کھسوٹ سے بچانا منظور ہے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مبین کمال

# مولانا احتشام الحق صاحب کی وضاحت

مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کا ایک وضاحتی بیان گزشتہ روزنامہ چٹان لاہور میں شائع ہوا ہے۔ مولانا نے جمعیۃ علماء اسلام کے سلسلہ میں اپنے وضاحت فرمائی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اسے نہ

اس وضاحت سے مولانا نے یہ واضح فرما دیا ہے اسلام مفتی محمود صاحب۔ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کا برجمعیۃ کے بارے میں تشکیل جمعیۃ اور تحریک خلافت کے متعلق جو کچھ ہرزہ سرائیاں کی جا رہی بے بنیاد اور محترم مولانا کے نظریہ اور موقف کے بالکل

ایک ہی بات ہے، جس سے مولانا نے اظہار اختلاف حضرت مولانا کے الفاظ میں

جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے یا اس اخبار ترجمان اسلام سے اسلامی سوشلزم پرفریب مگر مہلک اصطلاح اختیار کر کے اس فتنہ کی حمایت کی جا رہی ہے"۔

وجہ اختلاف صرف یہ ہی ہے تو یقیناً مولانا کو شدید اور سوء ظن میں مبتلا کیا گیا ہے۔

اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کا جمعیۃ علماء اسلام پلیٹ فارم اور ترجمان اسلام کے صفحات پر استعمال کرنے کا الزام انتہائی غلط اور بے بنیاد ہے کہ الزام دہندگان آج تک ترجمان اسلام کا کوئی ایک مضمون اور قائدین جمعیۃ کی کوئی تقریر بھی اس کے ثبوت میں پیش نہیں کر سکے ہیں۔ اس کے برعکس ترجمان اسلام کے صفحات پر بارہا اسلامی سوشلزم کی اصطلاح استعمال کرنے سے روکا گیا۔ اور اسے غلط بتایا ہے۔ اگر مولانا محترم تسلی کرنا چاہیں تو ایسی اخبارات اور مضامین ترجمان اسلام سے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن میں اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کو غلط بتایا گیا ہے۔

اور یہ اس وقت بھی لکھا گیا تھا۔ جب اس اصطلاح کے استعمال پر آزادانہ طور پر سب ہی مخالف جماعتیں کر رہی تھیں حضرت مولانا سمیت کسی نے بھی اس پر گرفت کرنے کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی تھی۔

اگر مولانا ترجمان اسلام کے کسی بھی ایسے مضمون کی نشاندہی فرما دیں۔ جس میں اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کی حمایت کی گئی ہو، تو نہ صرف ہمیں اس کے اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم خود ان صفحات پر اس کی تردید میں کوئی پس و پیش نہیں کریں گے۔

ہمارا تو اول روز سے موقف ہی یہ ہے کہ اسلام کے ساتھ نہ جمہوریت کا پیوند لگاؤ نہ سوشلزم کا۔

رہا بعض اخبارات کی کرم فرمائیاں جن میں جمعیۃ اور ترجمان پر یہ دیدہ دلیرانہ الزام تراشی کی جاتی رہتی ہے تو حضرت مولانا خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ جن امور کی وضاحت کے لئے انہوں نے یہ خط رقم فرمایا ہے اور جن باتوں سے اپنی برأت کا اظہار فرمایا ہے۔ ان امور کے سلسلے میں کالم نویس حضرات کی خامہ فرسائیوں نے مولانا کے خیالات کیا سے کیا بنا کر پیش کر دیئے ہیں۔

کاش مولانا صاحب ترجمان اسلام کا براہ راست تفصیلی مطالعہ فرما کر رائے قائم کرتے۔

یقیناً جمعیۃ اور ترجمان نے کبھی بھی اسلامی سوشلزم یا سوشلزم کی حمایت نہیں کی اور اس کا تو ایک ہی مطالبہ رہا ہے کہ ان ۲۲ اسلامی نکات پر پاکستان کا اسلامی دستور ترتیب دیا جائے۔ جن کی ترتیب کے بارے میں خود حضرت مولانا اپنے اس وضاحتی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی ترتیب کے بارے میں ہر مکتب فکر کے علماء کا جو اجتماع ہوا تھا

"وہ اجتماع میری اور صرف میری رائے سے ہوا تھا"۔

یہ ہی دستوری نکات تھے جنہیں حضرت مفتی صاحب نے جمہوری مجلس عمل میں پیش کئے۔ گول میز کانفرنس میں پیش کئے۔ اور ان دستوری نکات پر ہی دوسری جماعتوں کو اشتراک و اتحاد کی دعوت جمعیۃ علماء اسلام آج بھی دے رہی ہے۔ انہیں نکات پر دستور سازی کے لئے جمعیۃ کی جد و جہد جاری ہے۔

لیکن حیرت ہے۔ جو نکات خود مولانا نے تمام علماء ترتیب دلائے، مفتی محمود، غلام غوث ہزاروی، جمعیۃ علماء اسلام اور ترجمان اسلام تو ان نکات پر دستور سازی و تشکیل حکومت کا مطالبہ کریں اور اس پر جمہوری مجلس عمل و گول میز کانفرنس سے تا ایں دم قائم رہیں۔

اور خود مولانا موصوف ان نکات کو نہ صرف بھلا دیں بلکہ ان گروہوں کے لئے دست و بازو بن جائیں جنہوں نے ان ۲۲ اسلامی نکات کو اپنے پروگرام اور مطالبات سے خارج کر ڈالا ہو۔

اس پر مستزاد جمعیۃ و اکابر جمعیۃ پر سوشلزم و اسلامی سوشلزم کا الزام اس کے لئے صرف خدا سے ہی انصاف کی فریاد کی جا سکتی ہے۔

---

## درس قرآن

حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم ۷ رشعبان المعظم سے آخر رمضان المبارک تک تفسیر قرآن مجید پڑھائیں گے۔

(فضل الرحمٰن درخواستی خانپور)

---

## جمعیۃ علماء اسلام حیدرآباد ڈویژن کی خبریں

حیدرآباد شہر کے علاوہ ڈویژن کی تمام اضلاع شاخوں میں مسجد اقصیٰ کی آتشزدگی پر احتجاجی اجتماع اور تنظیم کا کام پورے شوق سے ہو رہا ہے۔

مرکزی جمعیۃ کے اکابرین حضرات کی ہدایات پر تنظیم مجاہدین اور مرکزی جہاد فنڈ کے لئے پوری ڈویژن میں کوشش جاری ہے۔

حیدرآباد شہر میں مجاہدین قدس کی بھرتی کے کل چودہ مرکز قائم ہیں۔ صدر مرکز مدرسہ مفتاح العلوم ہے جو چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے۔ باقی عصر سے مغرب تک کھلے رہتے ہیں اب تک شہر میں چھ سو کے قریب رضاکار بھرتی ہو چکے ہیں اور سلسلہ جاری ہے۔ اسی طرح سجاول میں ۱۵۰ اور جنجھان سومرو، شاہپور چاکر، سانگھڑ، شہداد پور، ٹنڈو آدم، اڈیرو لال، جھڈو، نیو سعید آباد، شہیر ماہو، میرپور خاص، ٹنڈو الہ یار، محمد عالم ہی، وامدہ وغیرہ میں بھی بھرتی کا کام ہوتا رہتا ہے۔

خدا کا فضل ہے۔ اس وقت پورے شہر حیدرآباد کو دس وارڈوں میں تنظیم کے لحاظ سے تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر وارڈ میں جمعرات اجتماع ہوا کرتا ہے۔ جس میں جمعیۃ میں شرکت کی دعوت اور نت نئے فتنوں کی حقیقت ترجمان اسلام کی اشاعت اور جمعیۃ کے پروگرام علماء ربانی عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں مودودی مکرید اپنے پیرے سے قربان نظر آنے لگے ہیں۔ مذکورہ حضرات اس کام میں دلچسپی لیا کرتے ہیں۔

مولانا عبدالرؤف صاحب۔ مولانا شمس الدین صاحب پیر عبدالقدوس صاحب۔ مولانا محمد سلیمان صاحب۔ مولانا مولانا عبدالحق صاحب۔ مولانا عبدالحنیف صاحب۔ محترم حاجی کرامت اللہ صاحب۔ قاری منظور الحق صاحب قاری شبیر محمد صاحب۔ شبیر احمد صاحب۔ عبدالقدوس صاحب حاجی عبدالسلام صاحب حلوائی۔ حاجی محمد عمر صاحب علاوہ دیگر حضرات۔ مزید بدستور ہر جمعرات بعد نماز عصر دارالمطالعہ مسجد بخاری میں درس قرآن ہوا کرتا ہے۔

(ڈیم نواب دین ناظم جمعیۃ حیدرآباد ڈویژن)

## مجاہدین قدس میانوالی کا تنظیمی اجلاس

میانوالی ۹ ستمبر۔ مجاہدین قدس کا اجلاس موتی مسجد جمعیۃ علماء اسلام کے دفتر میں منعقد ہوا اور مجاہدین کو منظم کرنے اور ٹریننگ دینے کے لئے مندرجہ ذیل کارروائی عمل میں لائی گئی

مجاہد فورس۔ میانوالی بٹالین۔ کمپنی کمانڈر حضرت مولانا محمد رمضان صاحب۔ اور میانوالی بٹالین کو تین سیکشنوں میں تقسیم کیا گیا اور مندرجہ ذیل کمانڈر مقرر ہوئے۔

سیکشن اے۔ کمانڈر عطا محمد ولد سلیمان سابق فوجی۔ سیکشن بی امیر علی ولد فخر دین سابق فوجی۔ سیکشن سی۔ شیر محمد ولد مہر محمد سابق فوجی۔ اور وفد مرتب کیا گیا کہ ضلع میانوالی کے اعلیٰ حکام اور مارشل لاء حکام سے ملاقات کر کے مجاہدین قدس کو ٹریننگ دینے کی اجازت حاصل کی جائے یا حکومت خود بندوبست کرے۔

ریاض احمد پرواز لائل پور

# شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ شعراء کی نظر میں

باشندگانِ برصغیر کے لئے جدوجہد آزادی کی تحریک میں جن چند نفوسِ قدسیہ کے کارہائے نمایاں سنہرے حروف میں لکھے جانے چاہئیں۔ ان میں مولانا حسین احمد مدنیؒ کا نامِ نامی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ وہ تحریکِ آزادی کے ممتاز سپہ سالار بھی تھے تو دینِ فطرت کے عظیم خدمتگار بھی۔ ایک زمانہ ان کے علم و فضل کا معترف ہے۔

ہر چند کہ ہماری یہ عادتِ ثانیہ بن گئی ہے کہ ہم اپنے محسنوں کی قدر اُن کی وفات کے بعد ہی پہچانتے ہیں۔ لیکن مولانا حسین احمد مدنیؒ ان قلیل ترین قابلِ ذکر ہستیوں میں سے ہیں۔ جن کی عظمت کا اعتراف ان کی حیات ہی میں کر لیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، ان کے مخالف بھی اعترافِ عظمت پر مجبور ہو گئے ہیں۔

مولانا حسین احمد مدنیؒ کی وفات حسرتِ آیات پر برصغیر پاکستان و ہند میں جس رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے وہ صرف نذرانۂ عقیدت ہے۔ ان عقیدت مندوں کی طرف سے جو اس کے اظہار پر مجبور ہو گئے ہیں۔ فی الوقت مجھے اس "منظومہ اعتراف" کا جائزہ لینا ہے۔ جو مولانا کی وفات پر اردو دان طبقہ کی طرف سے مولانا کے حضور پیش کیا گیا ہے۔ مولانا کی وفات پر بے شمار شعراء کرام نے مرثیے لکھے ہیں۔ لیکن میں صرف چیدہ چیدہ اشعار کا تذکرہ کروں گا۔ ان اشعار میں مولانا کی زندگی کے مختلف اوراق سامنے آتے ہیں۔ اس متنوع شخصیت کے بہت سے پہلو اجاگر ہوتے ہیں جو بیک وقت عالم، اکمل، مفسّر، محدّث اور حریت پسند رہنما تھے۔

برصغیر کے مشہور شاعر علامہ انور صابری نے ایک شاہکار نظم کہی ہے۔ جس کے چار اجزاء ہیں۔ چار مختلف عنوانات سے اظہارِ عقیدت کیا گیا ہے۔ پہلے عنوان "علم" کے تحت اشعار میں سے دو شعر ملاحظہ ہوں ؎

محدّثِ سرورِ عالم کا محرمِ اسرار
کلامِ حق کا مجسم مفسّرِ آیات
ازل سے جس پہ ہوئے منکشف بہ الہام
علومِ سیدِ کونین کے رموز و نکات

دوسرے نظمیہ کا عنوان "سیاست" ہے۔ تین شعر حاضر ہیں ؎

سمجھ چکا تھا جو اندازِ گردشِ ایام
سحر کے واسطے جس نے مٹائی ظلمتِ شام
ہلائے وجہِ شکستِ سیاستِ افرنگ
جو ہر ملک نے روحِ استبدادِ نظام
پڑھایا جس نے یہ درسِ کتابِ آزادی
کہ آدمی کی غلامی ہے آدمی پہ حرام

تیسرے عنوان "عرفان" کے تحت یہ اشعار ہیں ؎

چراغِ خانۂ عشق، آفتابِ عرشِ سلوک
نمازِ شوق کا سب مبتدا کہیں جس کو
جو اک اشارۂ دلکش سے کھول دے سینے
وہ خضرِ معرفتِ کبریا کہیں جس کو

چوتھے عنوان "اخلاق" میں سے دو شعر یہ ہیں ؎

نگاہ جس کی ہو مخلص، مزاج خلق تمام
مروّتوں کا عمل زندگی کو سمجھائے
جو میہماں کے لئے فرشِ راہ بن جائے
ادا ادا سے شرافت کا ڈھنگ سکھلائے

علامہ انور صابری کی ایک اور نظم کے دو شعر سنیئے ؎

سلامِ شوق بھیجے گا وطن کا گلستاں تجھ پر
کرے گی ناز صدیوں عظمتِ ہندوستاں تجھ پر
فنا کے بعد بھی زندہ ہے شانِ رہبری تیری
ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیرِ کارواں تجھ پر

اس کے بعد محترمہ خورشید جہاں سیوہاروی کا قطعہ ملاحظہ فرمایئے ؎

حضرتِ مولوی حسین احمد
مشعلِ دینِ حق، ولی اللہ
ان سے تھی بزمِ دین کی رونق
رضی اللہ عنہٗ ثم رضا

ہندوستان کے عبدالعلی نصیر آبادی کا قطعہ بعنوان "سلام پیشِ خدمت ہے ؎

واحسرتا، امیرِ شریعت نہیں رہا
صد حیف آج پیرِ طریقت نہیں رہا
افسوس ہم میں رہبرِ ملت نہیں رہا
ہیہات رہنمائے سیاست نہیں رہا

اب جناب شوکت علی اصفہانی کے دو شعر ملاحظہ ہوں ؎

درس تیری زندگی سے اے حسین احمد ملا
کوششِ پیہم بدل سکتی ہے تقدیرِ زمن
اے گلِ رعنائے ملت اے ریاضِ حق کے پھول
بس گئی اب نکہتیں تیری چمن اندر چمن

جناب نصیر کی نظم "ذکرِ صدمۂ شدیدہ" اس لحاظ سے قابلِ قدر چیز ہے کہ اس کے ہر مصرعہ سے تاریخِ وفات نکلتی ہے نظم کے کل نو شعر ہیں۔ ان میں سے تین ملاحظہ ہوں ؎

ہے بلاشک جنگِ آزادی میں تیرا اک مقام
عیسیٰ دم، ہندوستاں ہے تیرا مرہونِ کرم
رہبر و دمسازِ ملت، مرگ سے تیری ہوا
مبتلائے غم دلِ اہلِ عرب، اہلِ عجم
مرقدِ عالم حسین احمد پہ نازل ہو خدا
رحمت و لطف و کرم تازہ بہ تازہ دم بدم

جناب اختر صہبائی کی نظم "گلہائے عقیدت" سے دو بند خدمت ہیں ؎

ترے خرمن کے خوشہ چیں بقدرِ وسعتِ دامن
فقیہہ و مفتی و قاضی، محدّث عارف و فاضل
چمن والو نہ جانے اور کیا کیا چونکنے والے ہیں
فلک کی شعلہ ریزی، برق پاشی، تیر اندازی

حفیظ بنارسی ایم۔ اے کی طویل نظم کا ایک بند ہدیۂ ناظرین ہے۔ یہ الفاظ دل کی گہرائیوں سے اترتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ؎

انجمن دانش و حکمت کی الم کوش ہے آج
شمعِ دربارِ سیاست ہے کہ خاموش ہے آج
ہوش کی بات کرے کون کسے ہوش ہے آج
زندگی کس کو ہے بارِ سرِ دوش ہے آج
تیری عظمت کا پتہ پائے گا تیرے بعد

اب جناب محبوب الٰہی کمال کا بیش قیمت قطعہ حاضر ہے ؎

دنیا کے لئے فضلِ الٰہی تھے حسین
رہبر تھے رہِ صدق کے راہی تھے حسین
اب کون ہے مجموعۂ اوصاف ایسا
درویش تھے، عالم تھے، سپاہی تھے حسین

اس کے بعد ساحل صدیقی دیوبندی کا قطعہ ملاحظہ کیجئے ؎

ہو گئی ہے ختم اب تو زندگانی کی بہار
اشک ہیں آنکھوں میں اب ہم مسکرا سکتے نہیں
شدتِ غم نے ہمیں مجبور ایسا کر دیا
دل سے جو گزری ہے اس کو بھی سنا سکتے نہیں

اب جناب جوہر نظامی کا ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

نہ جانے اے نظامی کونسی ہے آرزو دل میں
تمنا و خیالِ زندگانی اب نہیں باقی

محمد شریر کی بے پناہ عقیدت سے بھرپور رباعی درجِ ذیل ہے۔ ؎

قدوۃ السالکین، اہلِ فراغ
مایۂ انشراحِ قلب و دماغ
آہ مرگِ حسین احمد سے
بجھ گیا نہد ایشیا کا چراغ

سید مہدی حسن کا پُر درد، اثر انگیز اور طویل مرثیہ ہے نمونہ کے طور پر صرف دو شعر نقل کرتا ہوں۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ پوری کی پوری نظم بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے ؎

جس کو دیکھو ہوش گم، فریاد برلب اشک ریز
جس کو دیکھو مضطرب بے چین و مضطر بیقرار
آفتابِ دین و ملت، ماہتابِ رشد و خلق
پیکرِ صدق و صفا، تصویرِ فیضِ کردگار

جناب علیم سرور کی نظم کا ایک بند ملاحظہ ہو ؎

غم ربا، صہبا و ساغر آج خود غم کوش ہیں
بند ہے آوازِ قلقل، قہقہے خاموش ہیں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

...بکنام

# شرم تم کو مگر نہیں آتی!

گزشتہ دنوں لاہور کے ایک ہفت روزہ جریدہ کے مدیر اعلیٰ نے ماہ رواں کے آخر میں عمرہ کے لئے کعبۃ اللہ اور مدینہ منوّرہ جانے کا ...ن کیا ہے۔ پنجابی زبان کا محاورہ ہے کہ "نو سو چوہے کھا کے بلّی حج نوں چلی"۔ خدا کرے کہ انہوں نے نو سو پورے کر لئے ہوں۔ بڑی ...ی بات ہے۔ اس پر انہوں نے اپنے جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

---

...نے رُخِ سیاہ پہ شرما رہا ہوں میں — غیرت نہیں کہ سوئے حرم جا رہا ہوں میں

...م دے رہا ہوں بزرگوں کو روز و شب — مودودیوں سے اس کا صلہ پا رہا ہوں میں

...ل بیچ دیتے ہیں اپنی حمیّتیں — اُن کی قبائیں اوڑھ کر اب آ رہا ہوں میں

...ں کے قدم جہاں جانا حرام ہیں — بے شرم ہوں کہ پھر بھی وہاں جا رہا ہوں میں

...جس میں میرے گناہوں کی یاد ہے — اپنے ہر اک گناہ پہ تھرّا رہا ہوں میں

...ا وجود باعثِ ننگِ حیات ہے — اس پر بھی دیکھئے گا کہ اترا رہا ہوں میں

...ن ہیں جس پہ میری سیاہ کاریاں ندیم! — اُس نامۂ سیاہ سے گھبرا رہا ہوں میں

...ہیں واشنگٹن ہے نگاہیں حرم پہ ہیں — وَالّیل و والضحیٰ کی قسم کھا رہا ہوں میں

...رادیت کا بت بھی ہے ڈالر کے ساتھ ساتھ — اس پر طوافِ کعبہ کئے جا رہا ہوں میں

...انتے ہیں جو میرے بچپن کی عادتیں — اُن عالمانِ دین سے کترا رہا ہوں میں

غیرت تو بِک چکی تھی اب ایماں بھی بک گیا
لوہا قلم کے زور کا منوا رہا ہوں میں

# جمہور، جمہوریت

بادمنے بخیر نام نہاد جماعت اسلامی کے بانی اور تا زیست امیر جناب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی "جمہوریت" کے غم میں دبلے ہوئے ہیں اور انہیں اس کی "بحالی" کی فکر کھائے جا رہی ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ "بحالی جمہوریت کے لئے جماعت اسلامی ہر جماعت سے تعاون کرنے پر تیار ہے۔ جو ملک میں "اسلامی نظام" کی قائل ہے شک نہ ہو لیکن "جمہوریت" کی قائل ہو۔ کیونکہ اسلامی نظام کا نفاذ جمہوریت کی عدم موجودگی میں ممکن نہیں ہے"۔

(روزنامہ ندائے ملت ۲۲۔ اگست ۱۹۶۹ء)

"اسلامی نظام" پر "جمہوریت" کو ترجیح دینا آپ ہی کا کام ہے

؎ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

لیکن حیرت اس بات کی ہے کہ انہوں نے اپنے اس دعوے کو نہیں دہرایا "میں اب یہ بات واضح کئے دیتا ہوں کہ کچھ لوگ آج جمہوریت کی لڑائی لڑنے آئے ہیں اور ہم اکیس سال سے یہ لڑائی لڑ رہے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ ہم یہ لڑائی تنہا لڑ رہے تھے اور کوئی ہمارا ساتھی نہ تھا"۔

(ہفت روزہ ایشیا لاہور ۲۸ فروری ۱۹۶۹ء)

مودودی صاحب کو "نابغۂ عصر" اور "عبقریٔ اسلام" قرار دینے والے آغا شورش کاشمیری صاحب نے تحریر فرمایا تھا

"مولانا ابوالاعلیٰ مودودی یا ان کے متبعین نے "اسلام" کو اپنی "میراث" بنا رکھا ہے۔ اور بزعم خویش اس وہم میں مبتلا ہیں کہ اسلام جس طرح وہ سمجھتے ہیں اور کوئی نہیں سمجھتا گویا باقی سب کے لئے "اسلامیت" کے باب میں فہم و نظر کے دروازے بند ہو چکے ہیں"۔

(ہفت روزہ چٹان ۴ جنوری ۱۹۶۵ء)

شورش صاحب کی اس رائے اور مودودی صاحب کے "دعویٰ" کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ "جمہوریت" کے متعلق بھی ان کا رویہ بعینہٖ یہی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس میدان میں بھی "انا ولا غیری" کا نعرہ لگاتے ہوئے "بڑے بڑے میاؤں"۔ "چوہدریوں" اور سابق صدر ایوب خاں کے حضور گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کر "مانگ ذرا دیں" لگانے والے خاں صاحبوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے ذرا بھر جھجک اور ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ اسلام کی طرح جمہوریت کو اپنی میراث سمجھنے والے مودودی صاحب کے مندرجہ بالا ارشادات عالیہ کی روشنی میں جمہوریت کے متعلق ان کے افکار عالیہ کا جائزہ لیا جائے۔ تو بہت سے بصیرت افروز اور دلچسپ حقائق کا انکشاف ہوتا ہے۔

جمہوریت کی مختصر اور مسلمہ تعریف یہ ہے کہ قومی اور ملکی معاملات عوام کی کثرت رائے کے مطابق طے کئے جائیں۔ یعنی اکثریت کے فیصلہ کا نام جمہوریت ہے۔ اس سلسلے میں مودودی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"موجودہ زمانے میں جتنے جمہوری نظام بنے ہیں (جن کی ایک شاخ ہندوستان کی موجودہ اسمبلیاں بھی ہیں) وہ اس مفروضے پر مبنی ہیں کہ باشندگان ملک اپنے دنیوی معاملات کے متعلق تمدن، سیاست، معیشت، اخلاق اور معاشرت کے اصول خود وضع کرنے اور ان پر تفصیلی قوانین و ضوابط بنانے کا حق رکھتے ہیں اور اس قانون سازی کے لئے رائے عامہ سے بالاتر کسی سند کی ضرورت نہیں"۔

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۳۷۴، ۳۷۵)

"جمہوری نظام" کی اس تعریف کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ باشندگان ملک یعنی "جمہور" کے متعلق مودودی صاحب کی رائے کیا ہے؟ چونکہ پاکستان کی آبادی کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے ان کے متعلق مودودی صاحب کی رائے کو اولیت دینا ہوگی۔

## انبوہ عظیم

تحریر فرماتے ہیں: "یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں، نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے۔ اس لئے یہ مسلمان ہیں۔ انہوں نے نہ حق کو حق جان کر قبول کیا ہے۔ نہ باطل کو باطل جان کر ترک کیا ہے۔ ان کی کثرت رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستے پر چلے گی تو اس کی یہ خوش فہمی قابل داد ہے"۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۰۴)

## چڑیا گھر کے جانور

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"غرض آپ اس نام نہاد مسلم سوسائٹی کا جائزہ لیں گے تو اس میں آپ کو بھانت بھانت کا مسلمان نظر آئے گا مسلمان کی اتنی قسمیں ملیں گی کہ آپ شمار نہ کر سکیں گے۔ یہ ایک چڑیا گھر ہے جس میں چیل، کوے، گدھ، بٹیر، تیتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں اور ان میں سے ہر ایک چڑیا ہے۔ کیونکہ چڑیا گھر میں داخل ہے"۔

(ترجمان القرآن ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ ص ۳۴)

مسلم لیگ سے اختلاف کی نوعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: "میرا خیال ہے۔ آپ حضرات ایک ایسی پیچیدگی میں پڑ گئے ہیں، جس کا کوئی حل شاید آپ نہ پا سکیں گے وہ پیچیدگی یہ ہے۔ ایک طرف تو آپ اس پوری مسلمان قوم کو "مسلمان" کی حیثیت سے لے رہے ہیں۔ جس کے ۹۹ فیصدی افراد اسلام سے جاہل اور ۹۵ فیصدی منحرف اور ۹۰ فیصدی انحراف پر مصر ہیں۔ یعنی وہ خود اسلام کے طریقے پر چلنا نہیں چاہتے اور نہ اس منشاء کو پورا کرنا چاہتے ہیں جس کے لئے ان کو مسلمان بنایا گیا ہے"۔

(رسائل و مسائل ص ۲۰۵)

یہ تو تھی جمہور کے متعلق بزعم خویش "جمہوریت" کے سب سے بڑے علمبردار کے "ارشادات عالیہ" کی چند جھلکیاں اب آیئے اس امر کا جائزہ لیں کہ جمہوریت کے متعلق ان کے افکار عالیہ کیا ہیں؟

مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم کے صفحہ $\frac{221}{222}$ پر "نظام خیالیاں" کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:۔

"جمہوری حکومت میں اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں آتا ہے، جن کو ووٹروں کی پسندیدگی حاصل ہو۔ وہ ووٹروں میں اگر اسلامی ذہنیت اور اسلامی فکر نہیں ہے۔ اگر وہ صحیح اسلامی کیرکٹر کے عاشق نہیں ہیں۔ اگر وہ اس بے لاگ عدل اور ان بے لچک اصولوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں جن پر اسلامی حکومت چلائی جاتی ہے تو ان کے ووٹوں سے کبھی "مسلمان قسم" کے آدمی منتخب ہو کر پارلیمنٹ یا اسمبلی میں نہیں آ سکتے۔ اس ذریعے سے تو اقتدار انہی لوگوں کو ملے گا، جو مردم شماری کے رجسٹر میں چاہے مسلمان ہوں مگر اپنے نظریات اور طریق کار کے اعتبار سے جن کو اسلام کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔ اس قسم کے لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار آنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اسی مقام پر کھڑے ہیں۔ جس مقام پر غیر مسلم حکومت میں تھے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر مقام پر"۔

## جمہوری نظام اور عقیدہ توحید

مودودی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"اسلام میں توحید کے عقیدہ کا لازمی جزو یہ ہے کہ لوگوں کا اور تمام دنیا کا مالک اور فرمانروا اللہ تعالیٰ ہے۔ ہدایت اور حکم دینا اس کا کام ہے اور لوگوں کا کام یہ ہے کہ اس کی ہدایت اور حکم سے اپنے لئے قانون زندگی اخذ کریں۔ نیز اگر آزادیٔ رائے اختیار کریں بھی تو ان حدود کے اندر کریں۔ جن میں خود اللہ تعالیٰ نے ان کو آزادی دی ہے۔ اس نظریے کی رو سے "قانون کا ماخذ" اور تمام معاملات زندگی میں مرجع اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت قرار پاتی ہے اور اس نظریے سے ہٹ کر اول الذکر "جمہوری نظریے" کو قبول کرنا گویا عقیدہ توحید سے منحرف ہو جانا ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ اسمبلیاں یا پارلیمنٹیں موجودہ زمانے کے جمہوری اصول پر مبنی ہیں۔ ان کی رکنیت حرام ہے اور ان کے لئے ووٹ دینا بھی حرام ہے۔ کیونکہ ووٹ دینے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ہم اپنی رائے سے کسی ایسے شخص کو منتخب کرتے ہیں۔ جس کا کام موجودہ دستور کے تحت وہ قانون سازی کرنا ہے جو عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہے۔ اگر علماء کرام میں کوئی صاحب اس چیز کو حلال اور جائز سمجھتے ہیں تو ان سے دلیل دریافت کیجئے"۔

## کافرانہ نظام اور بااصول جماعت

جماعت اسلامی اور اس کی تحریک کے عنوان کے تحت ارشاد ہوتا ہے:۔

"ووٹ اور الیکشن کے معاملہ میں ہماری پوزیشن صاف صاف ذہن نشین کر لیجئے۔ پیش آمدہ انتخابات یا آئندہ آنے والے اسی طرح کے انتخابات کی اہمیت جو کچھ ہو، اور ان کا جیسا کچھ بھی اثر ہماری قوم یا ملک پر پڑتا ہو۔ بہر حال ایک

# …ودودی صاحب

…ان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے یہ
…کسی وقتی مصلحت کی بنا پر ہم اُن اصولوں
…ر ملکر لیں جن پر ہم ایمان لائے ہیں۔ موجودہ
…کے خلاف ہماری لڑائی ہی اس بنیاد پر ہے
…حاکمیت جمہور کے اصول پر قائم ہوا ہے، اور
…پارلیمنٹ یا اسمبلی کو منتخب کریں، یہ اس کو قانون
…بلا قید حق دیتا ہے۔ جس کے لئے بالاتر سند
…تسلیم نہیں۔ بخلاف اس کے ہمارے عقیدۂ توحید
…تقاضا یہ ہے کہ حاکمیت جمہور کی نہیں بلکہ خدا
…آخری سند خدا کی کتاب کو مانا جائے، اور
…سازی جو کچھ بھی ہو، کتاب الٰہی کے تحت ہو، نہ کہ
…بے نیاز۔ یہ ایک اصولی معاملہ ہے۔ جس کا تعلق
…ہمارے ایمان اور ہمارے اساسی عقیدے سے
…ہندوستان کے علماء اور عامۃ المسلمین اس حقیقت
…رہے ہیں اور وقتی مصلحتیں ان کے لئے
…ایمانی سے اہم تر بن گئی ہوں۔ تو اس کی جوابدہی
…خدا کے سامنے کریں گے۔ لیکن ہم کسی فائدے
…اور نقصان کے اندیشے سے اس اصولی مسئلے میں
…نظام کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت نہیں کر سکتے۔ آپ
…بتائیے کہ توحید کا عقیدہ رکھتے ہوئے آخر ہم کس
…انتخابات میں حصہ لے سکتے ہیں؟ کیا ہمارے لئے
…ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو ہم کتاب اللہ کی سند
…کر قانون سازی کرنے کو شرک قرار دیں،
…طرف خود اپنے ووٹوں سے ان لوگوں کو منتخب
…کوشش کریں۔ جو خدا کے اختیارات غصب
…کے لئے اسمبلیوں میں جانا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اپنے
…میں صادق ہیں تو ہمارے لئے صرف ایک ہی راستہ
…ہے یہ کہ ہم اپنا سارا زور اس اصول کو منوانے
…کر دیں کہ حاکمیت خدا کی ہے اور قانون سازی کتاب
…کی سند پر مبنی ہونی چاہیئے۔ جب تک یہ اصول نہ
…لیا جائے، ہم کسی انتخاب اور کسی رائے دہی کو حلال نہیں
…" (رسائل و مسائل حصہ اول صہ ۲۲۳/۲۲۴)

## …اری انتخاب

اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں
"…اب ہم کو اس امر میں کوئی شک باقی نہیں رہا ہے
…ہماری اجتماعی زندگی اور قومی سیاست کو جن چیزوں
…سب سے بڑھ کر گندا کیا ہے۔ ان میں سے ایک امیدواری
…اور الیکشن کا طریقہ ہے۔ اسی بنا پر جماعت اسلامی نے
…فیصلہ کیا ہے کہ اس ناپاک طریق انتخاب کی جڑ کاٹ
…دی جائے۔ یہ جماعت نہ اپنے پارٹی ٹکٹ پر آدمی کھڑا کرے گی
نہ اپنے آزاد ارکان کو آزاد امیدوار کی حیثیت سے کھڑا
ہونے کی اجازت دے گی۔ نہ کسی ایسے شخص کی تائید کرے گی
جو خود امیدوار رہا اور اپنے لئے ووٹ حاصل کرنے کی کوشش
کرے، خواہ انفرادی طور پر یا کسی پارٹی کے ٹکٹ پر۔ یہی
نہیں بلکہ جماعت اپنی انتخابی جدوجہد میں خاص طور پر یہ بات
عام الناس کو ذہن نشین کرائے گی کہ امیدوار بن کر اٹھنا
اور اپنے حق میں ووٹ مانگنا آدمی کے "غیر صالح" اور "نااہل"
ہونے کی پہلی اور کھلی ہوئی علامت ہے۔ ایسا آدمی جب
کبھی اور جہاں کہیں بھی سامنے آئے لوگوں کو فوراً سمجھ
لینا چاہیئے کہ یہ ایک خطرناک شخص ہے اس کو ووٹ دینا
اپنے حق میں کانٹے بونا ہے"۔
(ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۵۰ء صہ ۱۲)

## جمہوری انتخاب، زہریلا مکھن

جمہوری انتخاب کے متعلق ارشاد ہوتا ہے :-
"جمہوری انتخاب کی مثال بالکل ایسی ہے۔ جیسے دودھ
بلوکر مکھن نکالا جاتا ہے۔ اگر دودھ زہریلا ہے تو اس سے
جو مکھن نکلے گا۔ قدرتی بات ہے وہ دودھ سے زیادہ
زہریلا ہوگا۔ اسی طرح سوسائٹی اگر بگڑی ہوئی ہو تو اس کے
ووٹوں سے وہی لوگ منتخب ہو کر برسر اقتدار آئیں گے جو
اس سوسائٹی کی "خواہشات نفس" سے سند قبولیت حاصل
کر سکیں گے"۔
(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش صہ ۱۶۸/۱۶۹)

ہم ان طویل اقتباسات کے لئے قارئین سے معذرت
خواہ ہیں، لیکن مجبوری ہے۔ کیونکہ مشاہدہ حق کی گفتگو میں
ایسا ہی ہوتا ہے۔

آخر میں مودودی صاحب کے ایک واضح فیصلے کا ذکر
کرنا مناسب نہ ہوگا۔ فرماتے ہیں :-
"مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں حکم الناس
علی الناس للناس
GOVERNMENT OF THE PEOPLE
BY THE PEOPLE FOR THE PEOPLE
کے نظریے کا قائل نہیں ہوں۔"
(سیاسی کشمکش حصہ سوم صہ ۹۲)

اس موضوع کے متعلق مودودی صاحب کی تصنیفات
میں اور بھی بہت کچھ ہے۔ لیکن اقتباسات کا سلسلہ
پہلے ہی طویل ہو چکا ہے اس لئے "ووٹ" اور "الیکشن"
کے معاملہ میں مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی
پوزیشن صاف صاف ذہن نشین کر لینے کے بعد اُن کے
حالیہ ارشادات پر غور کیا جائے تو اس کے سوا اور کوئی
بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اقتدار کی ہوس نے ان کی
آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے۔ اور وہ اطالوی مدبر میکیاولی
کے سچے پیروکار ہیں۔ جس نے کہا تھا "صحیح حکمت عملی یہ نہیں
کہ پہلے سے متعین کر لیا جائے کہ کیا کرنا ہے۔ حکمت
عملی یہ ہے کہ حسب موقعہ جو صورت اپنے فائدے کی
نظر آئے اسے اختیار کر لیا جائے"۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اب مودودی صاحب
کے نزدیک "جمہوریت" کے تقاضوں میں بنیادی تبدیلی
آ گئی ہے؟ کیا انبوہ عظیم میں سے ۹۹۹ فی ہزار افراد اسلام
کا علم حاصل کر چکے ہیں؟ کیا وہ حق اور باطل کی تمیز سے
آشنا ہو چکے ہیں؟ اور انہوں نے حق کو حق جان کر قبول
کر لیا ہے اور باطل کو باطل جان کر ترک کر چکے ہیں؟ کیا
ان کا اخلاقی نقطۂ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق
تبدیل ہو چکا ہے اور باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے
کو بس "مسلمان" کا نام ملنا بند ہو گیا ہے اور ان کی کثرت
رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر یہ امید رکھی جا سکتی ہے
کہ گاڑی اسلام کے راستے پر چلے گی؟ اور کیا آپ
چڑیا گھر کے جانور "انسان" بن گئے ہیں اور وہ پیچیدگی دور
ہو گئی ہے۔ جس کے مطابق ۹۹ فیصدی افراد اسلام سے
جاہل ۹۵ فیصد منحرف اور ۹۰ فیصد انحراف پر مصر قرار
پائے تھے۔ کیا اب جمہوری حکومت میں اقتدار اُن لوگوں
کے ہاتھ میں نہیں آئے گا۔ جن کو ووٹروں کی پسندیدگی
حاصل ہو۔ کیا ووٹروں میں اسلامی ذہنیت اور اسلامی
فکر کا فقدان نہیں رہا۔ وہ صحیح اسلامی کیریکٹر کے عاشق
ہونے کے بعد بے لاگ عمل اور بے لچک اصولوں کو
برداشت کرنے پر تیار ہو چکے ہیں۔ جن پر اسلامی حکومت
چلائی جاتی ہے۔ کیا اب مسلمان قسم کے آدمی منتخب ہو کر
پارلیمنٹ یا اسمبلی میں آئیں گے اور اقتدار ان لوگوں کو
نہیں ملے گا۔ جو مردم شماری کے رجسٹر میں مسلمان ہیں،
لیکن نظریات اور طریق کار کے اعتبار سے انہیں اسلام
کی ہوا بھی نہیں لگی۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ کیا اب
مودودی صاحب کے نزدیک اسلام میں توحید کے عقیدہ
کا لازمی جزو یہ نہیں رہا کہ تمام دنیا کا مالک اور فرمانروا اللہ
تعالیٰ ہے۔ اور عقیدہ توحید کا بنیادی تقاضا یہ نہیں
رہا کہ "حاکمیت جمہور کی نہیں، خدا کی ہو۔ آخری سند خدا
کی کتاب کو مانا جائے۔ کیا اب یہ ایک اصولی معاملہ نہیں رہا
جس کا تعلق آپ کے "ایمان" اور آپ کے اساسی عقیدے" سے
تھا؟ کیا اب یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ "قانون کا ماخذ اور
تمام معاملات زندگی میں مرجع اللہ کی کتاب اور اس کے
رسول کی سنت ہے"۔ قانون سازی جو کچھ بھی ہو گی کتاب الٰہی
کے تحت ہو گی نہ کہ اس سے بے نیاز۔ کیا اب یہ طریق انتخاب
ناپاک نہیں رہا جس کی جڑ کاٹ ڈالنے کا فیصلہ کیا گیا تھا
کیا اب یہ طریق انتخاب ناپاک نہیں رہا۔ جس کی جڑ کاٹ ڈالنے
کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ کیا آپ کے نزدیک "صالحیت" اور "اہلیت"
کا معیار بدل گیا ہے؟ آپ خود ہی جواب دیجئے کہ اس
اصولی مسئلہ میں موجودہ نظام کے ساتھ مصالحت کا جواز کیا
ہے۔ آپ کے اپنے الفاظ میں توحید کا عقیدہ رکھتے ہوئے
آخر کس طرح انتخابات میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ایک
جماعت کی حیثیت سے آپ کی جماعت نے اُن اصولوں کی
قربانی کس لئے گوارا کی۔ جن پر آپ ایمان لائے تھے۔ کیا
جن اصولوں پر ایمان اور اساسی عقیدے کی بنیاد ہو، اُن
پر سمجھوتہ ہو سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب اور متبعین

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

## ناظم عمومی جمعیۃ لاہور ڈویژن کی پریس کانفرنس

لاہور (نمائندہ خصوصی) گذشتہ دنوں ۲۲ جون کو مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام انارکلی میں مولانا گوجرانوالہ سے ۲۰ ستمبر بروز اتوار شام ۵ بجے حضرت مولانا محمد الطاف حافظ آبادی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن، مولانا محمد اسماعیل قاسمی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام سیالکوٹ شہر، علامہ محمود احمد رضوانی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ شہر نے جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کی طرف سے بلائی گئی ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ:

پاکستان کا قیام لا الہ الا اللہ کے نعرہ کی بنیاد پر اسلامی نظام کی علمداری کے لئے عمل میں آیا تھا۔ لیکن ۲۲ سال کا طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود مفروضہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکے۔ بلکہ اس وقت ملک ۲۲ سال قبل کی بہ نسبت اسلام سے زیادہ دور جا چکا ہے۔ اس صورت حال کی ذمہ داری تمام گذشتہ حکومتوں اور ان علماء پر ہے جنہوں نے تحریک پاکستان کی قیادت کی۔ مگر قیام پاکستان کے بعد اسلامی نظام کے لئے عملی جدوجہد کرنے کی بجائے گوشہ نشین ہو گئے اور برسر اقتدار پارٹیاں کسی بھی قسم کے مواخذہ کے خوف سے بے نیاز ہو کر اسلامی نظام کے سوال کو ٹالتی رہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کی تمام تر جدوجہد کا محور صرف یہی ایک نقطہ ہے کہ ہمارے تمام فیصلے اور سیاسی، معاشرتی و اقتصادی مسائل نظریۂ پاکستان کی بنیاد یعنی قرآن و سنت کی روشنی میں طے ہوں۔ جمعیۃ کے نزدیک قرآن و سنت کی کوئی نئی تعبیر و تشریح قابل قبول نہیں بلکہ وہ اس تعبیر و تشریح کو نظام زندگی کی بنیاد سمجھتی ہے۔ جو صحابہ کرامؓ، ائمہ عظامؒ، سلف صالحین اور علماء حق سے منقول چلی آ رہی ہے۔ اس تعبیر و تشریح سے انحراف کو جمعیۃ گمراہی و ضلالت قرار دیتی ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام ملک میں کسی ازم کی حامی نہیں اور وہ سوشلزم، کمیونزم، کیپٹل ازم، فاشزم اور انسانی ذہن کے ساختہ پرداختہ ہر ازم کو کفر سمجھتی ہے۔ لیکن پاکستان میں ملعون سرمایہ دارانہ نظام کے رد عمل کے طور پر متوسط طبقہ اور محنت کشوں کی طرف سے اٹھنے والی آواز اور کچھ نام نہاد مذہبی راہنماؤں کی طرف سے ان مظالم کے تسلسل اور منفی نعرہ بازی سے بعض لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہونے والی الجھنوں کو کفر قرار دینے کے لئے جمعیۃ تیار نہیں ہے بلکہ وہ ان غلط فہمیوں کو ختم کر کے اور محنت کشوں کو اسلام کے پلیٹ فارم پر جمع کر کے سوشلزم کا راستہ روک رہی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام پہلے دن سے یہ سمجھتی ہے کہ ہمارے تمام تر مسائل ملعون سرمایہ دارانہ و جاگیردارانہ نظام کی پیداوار ہیں۔ جب تک اس نظام کو جڑ و بن سے اکھاڑ پھینکا نہیں جاتا نہ اس ملک میں اسلام آ سکتا ہے اور نہ کمیونزم کی راہ روکی جا سکتی ہے۔ یہ نظام اسلام سے کلیتہً متصادم ہے۔

اسلام میں سلطنت کو ہر فرد کی بنیادی ضروریات کا بلا امتیاز مذہب و ملت ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ ان ضروریات میں خوراک، لباس، سکونت، تعلیم، صحت وغیرہ شامل ہیں۔ جمعیۃ کی مرکزی مجلس شوریٰ ۲۶ ستمبر کو اپنے معاشی پروگرام کا اعلان کر رہی ہے۔ جس میں ملک کے معاشی مسائل کا حل پیش کیا جائے گا۔ جمعیۃ علماء اسلام ملک کے سیاسی مسائل کو سیاسی سطح اور سیاسی بنیادوں پر حل کرنا چاہتی ہے۔ اسلامی نظام کے سوال کو وہ ایک طے شدہ مسئلہ سمجھتی ہے۔ جو کسی بھی سطح پر ووٹنگ کا محتاج نہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے مسائل جن پر مختلف پارٹیوں میں اختلافات موجود ہیں ان کو وہ اختلاف کی حد میں رکھنا چاہتی ہے، اور ایسے امور میں وہ تشدد اور غنڈہ گردی کو ذریعہ بنانے کو وہ انتہائی مذموم حرکت سمجھتی ہے۔ مگر بدقسمتی سے گذشتہ دنوں ایک سیاسی پارٹی کے سربراہ نے اپنی پارٹی کے کارکنوں کو مخالفین کو عمر بھر نہ بھولنے والا سبق دینے کی جو تلقین کی تھی اس کے نتیجہ میں اس پارٹی کے کارکنوں نے تشدد اور غنڈہ گردی کی راہ اپنائی ہے۔ چنانچہ کوئٹہ، ملتان، لاہور اور دیگر شہروں میں جمعیۃ علماء اسلام کے جلسوں میں اس پارٹی اور اس کی ذیلی تنظیموں کے غنڈوں کی شرپسندی اس امر کی غمازی کر رہی ہے کہ زبانی اور تحریری طور پر کمیونزم و سوشلزم کی تردید و مخالفت کرنے والی یہ جماعت عملاً کمیونسٹوں ہی کا طریق کار اپنا کر تشدد اور غنڈہ گردی کے ذریعہ خانہ جنگی کے لئے راہ ہموار کر رہی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام تشدد کی قائل نہیں لیکن وہ یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتی ہے کہ اگر اس پارٹی اور اس کی ہمنوا ذیلی تنظیموں کے غنڈوں نے جمعیۃ کے جلسوں میں ہلڑبازی کا یہ سلسلہ بند نہ کیا تو اسے ہم مذموم کا سلسلہ کے انتہائی بھنگی پڑیں گی۔ ہم اس موقعہ پر حکومت کو متوجہ کرنا بھی مناسب خیال کرتے ہیں کہ وہ تشدد کے ان رجحانات کا نوٹس لے۔ آخر میں مشرق وسطیٰ میں اینگلو امریکی بلاک کی بھڑکائی ہوئی جنگ کے بارہ میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ صیہونی اور صلیبی طاقتوں نے عالم اسلام کے خلاف متحدہ محاذ قائم کر لیا ہے جس کے مقابلہ میں عالم اسلام کا متحد ہونا ضروری ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی مسلم سلطنت ہونے کی وجہ سے پاکستان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ عرب ممالک کی موثر امداد اور اسرائیل اور اس کے سرپرست اینگلو امریکی بلاک کے خلاف عملی اقدام میں پہل کر کے دوسرے ممالک کے لئے بہتر نمونہ بنے۔ جمعیۃ نے اس سلسلہ میں بارہ ہزار مجاہدین قدس کی پیشکش کی ہے جو کسی بھی لمحہ حکومت پاکستان کی اجازت سے فلسطین بھیجنے کے لئے طلب کئے جا سکتے ہیں۔ نیز جمعیۃ "جہاد قدس فنڈ" کے تحت عرب ممالک کی مالی امداد کے لئے چندہ بھی جمع کر رہی ہے اور یہودی کمپنیوں کے مال کے بائیکاٹ کی مہم چلا رہی ہے۔ جمعیۃ کا مطالبہ یہ ہے کہ یہودیوں کا سرمایہ ضبط کیا جائے۔ اینگلو امریکی بلاک سے سفارتی و تجارتی تعلقات توڑ دیئے جائیں اور عربوں کی موثر امداد کی جائے۔ اس وقت جبکہ پورے عالم اسلام کی نگاہیں رباط میں ہونے والی مسلم سربراہوں کی کانفرنس پر لگی ہوئی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو عالم اسلام کے اتحاد کا پیش خیمہ بنائے۔

## یہ صحافی

ہم نے دیکھا ہے کچھ مدیروں کو
جو فروشوں کو چمچہ گیروں کو

ابن وقتی شعار ہے ان کا
بیچتے ہیں قلم امیروں کو

سامیوں کے فریب خوردہ ہیں
دور رکھ زہرناک تیروں کو

مصر کے "نابغہ" کی چوکھٹ پر
بیچ دیتے ہیں وہ ضمیروں کو

چند سکوں پہ جان دیتے ہیں
کس قدر طمع ہے فقیروں کو

اب واشنگٹن کا قصد ہے ان کا
کھائیں گے مختلف پنیروں کو

کچھ مشینیں اشاعتوں کے لئے
بخشی جائیں گی ان اسیروں کو

یہ قلم قوم کی امانت ہے
بیچتے رہتے ہیں وہ مشیروں کو

ہوئی ہے بے غیرتی شعار اُن کا
لالچی کر لیا ضمیروں کو

اس پہ بنتے ہیں قوم کے رہبر
کون سمجھائے ان دبیروں کو

شرم ان کو مگر نہیں آتی
بھک منگے بے حیا فقیروں کو

طمع کرتی ہے شیر کو بکری
اندھا کرتی ہے یہ بصیروں کو

سجدے کرتے ہیں کس عقیدت سے
اک جماعت کے یہ امیروں کو

کیسی کڑیل چٹان ٹوٹ گئی
اس نے گونگا کیا نفیروں کو

(مسافر جان سواتی)

# مفتیٔ اعظم

اس ملک میں اسلام کی آوازِ مجسّم — اے مفتیٔ اعظم
کم بخت ترے نام سے ہو جاتے ہیں برہم — اے مفتیٔ اعظم
ہیں زر کے لئے تجھ سے یہاں برسرِ پیکار — اسلام کے غدار
اسلام کا لوگوں کو دکھاتے ہوئے پرچم — اے مفتیٔ اعظم
ہیں مکر و فسوں شاید بھی سیاست کے خم و پیچ؟ — روباہ کہیں ہیچ
ہر دیدۂ بیدار ہے اس فکر میں پُرنم — اے مفتیٔ اعظم
سب ان کی ترے حق میں خرافات غلط ہیں — روایات غلط ہیں
ڈالر ہے معزز تو زر و سیم مسکرّم — اے مفتیٔ اعظم
مانندِ ہُبل تجتے ہیں ابھرے کے برہمن — وہ نام کے راون
کر دیں گے انہیں ناش ارادہ ہے مصمّم — اے مفتیٔ اعظم
جھک جاتے ہیں وہ سامِ فرومایہ کے آگے — سرمایہ کے آگے
زردار کی آغوش میں گرتے ہیں دھڑا دھم — اے مفتیٔ اعظم
اسلام کی تقدیس میں ہم لوگ مریں گے — اُن سے بھی لڑیں گے
جو قوم کے غم میں کبھی ہوتے نہیں مدغم — اے مفتیٔ اعظم
اصحابؓ کی توہین میں چلتی ہیں زبانیں — شمر کی سنانیں
مردود کو بکواس پہ اصرار ہے پیہم — اے مفتیٔ اعظم
اغیار نے گو ہم پہ کئی وار کئے ہیں — الزام دیئے ہیں
اسلام سے پر اپنی عقیدت نہ ہوئی کم — اے مفتیٔ اعظم

(عبدالغفور حنفی — فورٹ سنڈیمن)

## [illegible]ی دفتر مجاہدین قدس کا قیام

ٹنڈو آدم ۱۹ ستمبر۔ جمعیۃ علماء اسلام ٹنڈو آدم ضلع [illegible]ڑ کی جانب سے بعد نماز جمعہ ایک اجلاس عام "دفتر بھرتی [مجاہ]دین قدس" بیرانی روڈ منعقد ہوا۔ جس میں اراکین جمعیۃ و [مع]ززین نے شرکت کی۔ ضلعی طور پر مجاہدین کی بھرتی کے [دفت]ر کا قیام عمل میں آیا۔ اس تقریب میں محمد عرفان قادری، حافظ [عبد]الغفور سالار جعفری نے شرکت کی۔ ملک میں مجاہدین قدس [کی] بھرتی شروع کر دی ہے۔ اسی ہدایت میں ٹنڈو آدم میں [ی]ہ دفتر قائم کیا گیا ہے۔ جہاں روزانہ صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے [تک] اور شام کو ۴ بجے سے ۶ بجے تک بھرتی ہوا کرے گی۔
[مول]انا عبدالغفور صاحب جعفری سالار ضلع حیدرآباد ڈویژن [نے] ملکی حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان افراد کی سخت [مذمت] کی جو ملک میں عرب اسلام کی بداعمالیاں [ب]تا کر کے پاکستانی مسلمانوں کے دلوں میں عربی مسلمانوں کی طرف سے نفرت پیدا کر کے امریکہ و اسرائیل کی نمک حلالی کا حق ادا کرتے ہیں۔ آخر میں محمد عرفان قادری نے مختلف قراردادیں پیش کیں۔

## مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب کا پروگرام

| مولانا ہزاروی صاحب | مولانا مفتی محمود صاحب |
|---|---|
| ۱۱ اکتوبر بروز ہفتہ جونگل | ۱۲ اکتوبر بروز اتوار کندھ کوٹ |
| ۱۲ " " اتوار سبی | ۱۳ " " پیر لاڑکانہ |
| ۱۳ " " پیر لاڑکانہ | ۱۴ " " منگل دادو |
| ۱۴ " " منگل دادو | ۱۵ " " بدھ حیدرآباد |
| ۱۵ " " بدھ حیدرآباد | ۱۶ " جمعرات میرپور خاص |
| ۱۶ " جمعرات روانگی واپسی سجاول | ۱۷ " جمعہ ٹنڈو الہ یار |
| | بوقت جمعہ و شام سجاول |

## بقیہ — جمہوریت اور مودودی صاحب

کے پاس ان سوالات کا کوئی معقول جواب نہیں ہے مگر وہ بڑی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کے ساتھ موقف میں تبدیلی کا جواز پیدا کرنے کے لئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ "اسلامی نظام کا نفاذ جمہوریت کی عدم موجودگی میں ممکن نہیں" ان کی یہ دلیل بھی ان کے حق میں نہیں جاتی۔ کیونکہ "اسلامی نظام" کے لئے "کافرانہ نظام" کو ذریعہ بنانا چاہتے ہیں اور اس سلسلہ میں مودودی صاحب کا واضح اور دو ٹوک فیصلہ موجود ہے۔ ان کے نزدیک ذرائع کی پاکی اور ناپاکی سے قطع نظر کر کے محض کامیابی کو مقصود بالذات بنانا تو دہریوں اور کافروں کا شیوہ ہے۔ اگر مسلمان نے بھی یہی کام کیا تو اس کی خصوصیت کیا باقی رہی بلکہ یہ طریقہ اختیار کرنے کے بعد دوسری جاہل قوموں سے الگ "مسلمان" کے جداگانہ وجود کے لئے کون سی وجہ جواز رہ جاتی ہے"۔

(سیاسی کشمکش حصہ سوم صـ ۲۰)

کون سی وجہ جواز رہ جاتی ہے؟ اس کا جواب تو مودودی صاحب اور ان کے متبعین جانیں۔ لیکن پاکستانی عوام اب یہ جان چکے ہیں۔ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے لئے "وقتی مصلحتیں" "مقتضیات ایمانی" سے اہم تر بن گئی ہیں۔ وہ "خدمت" کے لالچ اور نقصان کے اندیشے سے اپنے وضع کردہ اصولوں کو نظر انداز کرنے میں بھی جھجک محسوس نہیں کرتے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام لیتے ہیں لیکن عمل میکیاولی کے اصولوں پر کرتے ہیں۔

## مدرسہ عربی نور الہدیٰ جونگل شہر ضلع جیکب آباد میں یک روزہ کانفرنس

بروز ہفتہ ۱۱ اکتوبر مطابق ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ کو زیر صدارت پیر محمد شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ امروٹ شریف منعقد ہو رہی ہے جس میں مندرجہ ذیل علماء کرام و زعماء جمعیۃ شرکت فرما رہے ہیں۔
(۱) مجاہد اسلام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان (۲) حضرت مولانا عبدالکریم صاحب قریشی امیر جمعیۃ علماء اسلام خیرپور ڈویژن (۳) حضرت مولانا [محمد] عالم صاحب سجادہ نشین درگاہ بھرار چونڈ ڈ[یرہ]، حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب رکن جمعیۃ علماء اسلام سکھر شہر۔ (۵) حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب رکن جمعیۃ علماء اسلام تحصیل ٹھل نو (۶) حضرت مولانا محمد مراد صاحب مہتمم مدرسہ مظہر العلوم حمادیہ سکھر (سندھ) نائب [امیر جمعیۃ] سکھر۔ (۷) استاذ القراء حضرت قاری [illegible] صاحب [illegible] مدرسہ عربی اشرف العلوم شکارپور سندھ۔
نوٹ:- جلسہ کی کارروائی بروز ہفتہ ۱۱ اکتوبر مطابق ۲۸ رجب ۱۲ بجے دن سے شروع ہو کر اتوار کی [صبح] ختم ہو جائے گی۔
(اراکین مدرسہ عربی نور الہدیٰ جونگل تحصیل ٹھل نو ضلع جیکب آباد (سندھ))

## بقیہ ــــ شذرات

اگر ملک کو سازشوں سے محفوظ رکھنا ہے تو پھر ماضی کے ان دونوں تجربوں کا ملک میں دوبارہ اعادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ایک فرد کی حکومت و آمریت تو اب سرے سے اٹھ جانا ہی چاہیئے۔ جمہوری نظام حکومت بھی اب ایسا نہیں ہونا چاہیئے جس میں صرف مال و دولت کے بل پر امیدوار کامیاب ہو جائے۔

اب ایک تیسرے دور کے آغاز کی ضرورت ہے۔

جس کی ابتدا شریعت اسلامیہ کے نفاذ سے ہو اور جس میں اقتدار مسلمان عوام کے ایسے نمایندوں کے ہاتھوں میں آئے جو مسلمان عوام میں سے ہوں۔ ان کے درجہ و حیثیت کے ہوں اور ان پر مسلمان عوام کی بالادستی ہر دم قائم رہے۔

برطانوی قسم کی جمہوریت اور پارلیمانی نظام حکومت کا تجربہ اور ایک فرد کی آمریت کا تجربہ ہو چکا ہے۔

ان دونوں کی تلخیاں و ناکامیاں مدتوں تک محسوس ہوتی رہیں گی۔

اب خالص اسلامی و عوامی دور کے قیام کی ضرورت ہے

اسلام مسلمان عوام کا پشت پناہ ہے اور مسلمان عوام اسلام کے سچے خادم و محافظ ہیں۔

ان فقروں کو ہی اوپر لاکر اور حاوی کرکے اسلام کی وطن کی، اور ملت کی حفاظت کی جا سکتی ہے اور وقت کے تمام فتنوں، سامراجیت، کمیونزم اور سرمایہ داریت سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ پاکستان کے تمام موجودہ مسائل کا صرف یہ ہی ایک حل ہے۔

---

## مدرسہ عربیہ تبلیغ الاسلام میانوالی کا سالانہ اجلاس

میانوالی۔ ۲۰ ستمبر۔ حسب سابق مدرسہ عربیہ تبلیغ الاسلام میانوالی کا سالانہ اجلاس ۳ ، ۴ اکتوبر بروز جمعہ ہفتہ موتی مسجد نئی عیدگاہ میں نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں ملک کے معزز و مقتدر علماء کرام اور مشائخ عظام شرکت فرما رہے ہیں۔ حضرت مولانا قاری محمد اجمل صاحب لاہور۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور لاہور۔ حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب راولپنڈی۔ حضرت مولانا عبد الستار صاحب تونسوی تونسہ شریف۔ حضرت مولانا پیر طریقت قاضی مظہر حسین صاحب چکوال اور جناب کمشنر صاحب تشریف لا رہے ہیں



## بقیہ ــــ حسین احمد مدنی

بادہ کش مستی کے عالم میں نہیں بیہوش ہیں
میکدے میں گردشِ دوراں سے ہم آغوش ہیں

مولانا جمیل الرحمٰن سیوہاروی کی طویل نظم کا ایک بند درج ذیل ہے ؎

الفراق اے جانشینِ حضرت خیر الامم
الفراق اے نازشِ ارضِ عرب، فخرِ عجم
الفراق اے زینت و زیبائشِ درسِ حرم
الفراق اے سیدِ عالی نسب والا اُمم

سید بدیع الزماں نے قطعۂ تاریخ بڑے اچھوتے انداز میں کہا ہے ؎

میں نے شاہدِ فکر کی تاریخ کی
دونوں ہاتھوں سے دلِ غمگیں کو تھام
غیب سے آئی ندا تحریر کر
سالِ رحلت زاہدِ ذی احترام
۱۳۷۷ھ

جناب محمود حسن نے تاریخ ہائے وفات کو اس طرح اشعار کا پیکر دیا ہے کہ دل سے بے اختیار مرحبا کی صدا بلند ہو جاتی ہے اردو اور فارسی کے دامن میں اس کی مثالیں بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ فن کے اس بھرپور شاہکار کو بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

| اُو شبلیٔ دیں | جنیدِ دوراں | اُو رہبرِ ما | حسین احمد |
| --- | --- | --- | --- |
| مبیں محدث | فقیرِ حق بیں | برفت ایں جا | بسوئے ایقا |
| حسن دعا گو | بجودِ ایزد | بہ ببیں فروغ | جمیلِ کملاء |
| امامِ ملت | حسین ایزد | بہشت باید | بروزِ فردا |

اس قطعہ تاریخ کی خوبی یہ ہے کہ اسے بیشتر رخ سے پڑھا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود اوزان بحر میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی مفہوم بدلتا ہے۔ اگرچہ فارسی اور عربی کے مرثیے میرے اس جائزہ کی حدود سے باہر تھے۔ لیکن اس شاہ پارہ کو استثنائی حالت قرار دے کر قارئین کو روشناس کراتا ہوں۔

اب جناب اطہر صدیقی صاحب کا ایک شعر ملاحظہ ہو
؎ آہ رخصت ہو گیا ہے بزمِ ہستی سے ندیم
پیشوائے علم و دیں، تہذیب کا پروردگار

شاعر نے "تہذیب کا پروردگار" ایسے جامع الفاظ کہے ہیں کہ دل بے اختیار واہ واہ کر اٹھتا ہے۔

اس کے بعد جناب انعام تھانوی کا ایک شعر ملاحظہ فرمایئے ؎

بزمِ فنا میں جس کی بقا سے تھیں رونقیں
افسوس اس سرا میں وہ مہماں نہیں رہا

عبد الجلیل خاں جلیل کے دو اشعار سماعت ہوں ؎

واقفِ سرِ حدیثِ مصطفیٰ
محرمِ اسرارِ قرآں چل بسا
جس کی معلوماتِ دینی کے حضور
علم ششدر، عقلِ حیراں چل بسا

اب جناب رحمیٰ اعظمی کے اشعار کا انتخاب
؎ ایک تیری ذاتِ اقدس تھی کہ جس کے نور
عالمانِ دینِ ربانی کا قائم تھا
تیرا سینہ تھا کہ تھا گنجینۂ اخلا
موجزن تھا جس میں عرفانِ اسرار و

جناب ارشق شیرکوٹی نے ایک طویل مرثیہ
مولانا مدنی کی تاریخ وفات نکالی ہے۔ وہی شعر یہ
؎ محیط العلم و سلطان الشائخ
سنِ رحلت لبِ ارشق سے نکلا

اب محشر اعظمی کی ایک نظم بعنوان "ناقوا
بند ملاحظہ ہو ؎

وہ نکتہ دانِ شریعت وہ دین کے رہ
وہ آشنائے طریقت، خلوص کے پیکر
چراغِ رشد و ہدایت، وہ زینتِ منبر
جہانِ علم و معارف کو ناز تھا جن

طالب جاندپوری کی نظم تو اس قابل ہے کہ پوری
نقل کی جائے۔ لیکن بخوفِ طوالت تین اشعار
ہیں :-

؎ وہ چراغِ علم و دانش وہ امیرِ کاروا
وہ متاعِ دین و حکمت، نازشِ ہندوستا
لوٹ لی دستِ قضا، زینتِ بزمِ خو
دم بخود ہیں اہلِ محفل، شمعِ محفل بجھ گ
آہ وہ پیرِ طریقت عالمِ روشن ضمیر
زینتِ بزمِ تصوف سالکِ رب قدیر

جناب قمر عثمانی کے دو شعر ملاحظہ ہوں ؎
جس کے ہر انداز میں تھی اک ادائے سرخو
میکدے سے آج وہ پیرِ مغاں جاتا ر
اب جگر کی چوٹ دل کے زخم دکھلائیں کسے
ہائے وہ چارہ گرِ بے چارگاں جاتا ر

اب آخر میں مولانا فخر الدین کی نظم "نالۂ غم" کے
ہوں ؎

پوچھتے ہو مجھ سے کیا تم؟ آہ کیا جاتا
راہِ علم و معرفت کا رہنما جاتا ر
اس کے جانے سے ہماری ساری دولت لٹ
حلقۂ دینِ ھدیٰ کی ساری عظمت لٹ

# علماءِ اسلام کے خلاف سامراجی ایجنٹوں کے پروپیگنڈے کا ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

(۴)

...ئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا۔ قریب تھا کہ عمر
...س منصب پر فائز ہو جاتے۔ مگر وہ کامیاب
... مجدد کامل کا مقام ابھی تک خالی ہے"۔
(تجدید و احیائے دین)

...الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی یہ
... تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا
...نکے اور ان کو پھر وہی غذا دے دی جس
...رانے کی ضرورت تھی"۔ (تجدید و احیائے دین)
...ے نزدیک صاحب علم آدمی کے لئے تقلید ناجائز
...ہ سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے"۔
(رسائل و مسائل حصہ اول ص۲۲۴)

... امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان کے
...لام احمد مجدد الف ثانیؒ کے خاندان کے اکابر علماء
...اعظم ابو حنیفہ کے مقلد تھے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر
...ی، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اتنا بڑا درجہ
... حضرات فقہ میں امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے۔
... تقلید کی ان بزرگانِ دین میں گذری ہے۔
...ب اہل علم گناہ اور اس سے بڑھ کر کفر کا ارتکاب
...ے ہیں؟

## تلک عشرۃ کاملۃ

...نبیاء علیہم السلام کی تنقیص، صحابہ کرامؓ پر تنقید اور سلف علمائے
...تجدیدی کاموں میں نقائص نکال کر مودودی صاحب
... مجتہدانہ کام سرانجام دیا ہے جو منفرد شخصیت ہی
...ہونا چاہیئے تھا۔ مگر اپنے بارے میں ان کا نظریہ کیا
...رماتے ہیں "میرے رب کی مجھ پر یہ عنایت ہے کہ اس
...ے دامن کو داغوں سے محفوظ رکھا ہے"۔
(روزنامہ مشرق لاہور ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

...نہ انگ دعوی پر ہی بس نہیں کیا۔ بلکہ اپنے علمی پندار
... بارے میں کہتے ہیں:۔

"میں اپنا دین معلوم کرنے کے لئے چھوٹے یا بڑے
...کی طرف دیکھنے کا محتاج نہیں ہوں بلکہ خود خدا کی
...اب اور اس کے رسول کی سنت سے یہ معلوم کر سکتا ہوں
...ین کے اصول کیا ہیں۔ اور یہ بھی تحقیق کر سکتا ہوں کہ اس
...ں جو لوگ دین کے علمبردار سمجھے جاتے ہیں۔ وہ کسی
... مسئلہ میں صحیح مسلک اختیار کر رہے ہیں یا غلط، اس
...ی جگہ پر مجبور ہوں کہ جو کچھ قرآن و سنت سے حق
پاؤں، اسے حق سمجھوں بھی اور اس کا اظہار بھی کر دوں"۔
(ترجمان القرآن مئی سنہ ۱۹۴۶ء)

اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ "میں نہ مسلک اہلحدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں"۔ (رسائل و مسائل حصہ اول ص۲۳۵)

مودودی صاحب کے ان دعووں کو دیکھ کر ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان کا تمام اکابرینِ خلف و سلف سے یوں اعتماد ختم کر دینے کے بعد وہ کیا چاہتے تو اس کا جواب کوئی مشکل نہیں۔ مودودی صاحب خود ساختہ اسلام پر مسلمانوں کو عمل کروانے کے لئے بضد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیرے تعلیم کا مقصد پورا نہیں کر سکتے۔ ترجمان القرآن جون سنہ ۱۹۳۹ء میں صاف لکھ دیا ہے

"قرآن اور سنتِ رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے۔ مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔ ان کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں۔ جو قرآن و سنت کے مغز کو پا چکے ہیں"۔

دیکھئے مودودی صاحب نے تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں کو بے وقار ثابت کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ان فرسودہ ذخیروں سے قرآن و سنت کا مغز نہیں مل سکتا۔ تو اس کا مطلب صاف یہ نکلا کہ مودودی صاحب نے ان ذخیروں کو چھوڑ کر جو مغز خود حاصل کیا ہے وہی قرآن و سنت کی تعلیم کا مقصد حل کر سکتا ہے (العیاذ باللہ) اب یہ سمجھنا چنداں مشکل نہیں کہ ابوالاعلیٰ صاحب اپنے آپ کو جس مقام پر سمجھتے ہیں۔ ان کی نگاہ میں کسی دوسرے کی وہاں تک رسائی نہیں۔ اسی وجہ سے ان کے نزدیک سلف صالحین تو کجا صحابہ کرام کی معیار حق نہیں۔ گمراہی جماعت کے بارے میں صاف کہتے ہیں کہ "جنہوں نے ہماری جماعت کی کھلی دعوت حق قبول نہ کی۔ ان کی پوزیشن وہی ہے جو یہودی قوم کی تھی جماعت اسلامی کی دعوت کو قبول نہ کرنا وہ جرم ہے۔ جس پر خدا کسی نبی کی امت کو معاف نہیں کرتا۔ اور جس ملک میں یہ دعوت پہنچے گی۔ وہاں کے مسلمانوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ (روئداد جماعت اسلامی حصہ دوم ص۱۲)

جس جماعت کے امیر کا یہ حال ہو کہ جہاں اس کی زبان اور قلم سے اللہ تعالےٰ کے معصوم پیغمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین تنقید و تنقیص سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ وہاں اگر بیچارے مولانا ہزاروی

مدظلہٗ مودودی جماعت کے سکہ بند صالحین کی نظر میں بد زبان و بداخلاق ٹھہرائے جائیں تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔ تاہم ان صالحین کی طرف سے ان کی صالحیت کے چند نمونے پیش کر کے ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ بدزبان و بداخلاق کون ہے۔ مولانا ہزاروی یا مودودی جماعت کے سکہ بند صالحین۔

اس جماعت کے ہفت روزہ اخبار "ایشیا" کی ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں مدیر معاون نے ایک مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ جس کے اقتباسات ملاحظہ فرمایئے اور صالحین کی صالحیت کی داد دیجئے۔

۱۔ "سکھ چلے گئے اور اپنے جانشین چھوڑ گئے"۔

۲۔ "یہ لوگ جس مقرر کو بھی اپنے ہاں بلاتے ہیں۔ وہ سکھوں کی روایات کا پاس کرتے ہوئے اس طرح جلسے سے باہر ہوتا ہے کہ عوام تالیاں پیٹتے ہیں"۔

۳۔ وہ (مولانا غلام غوث ہزاروی) مولانا مودودی کا نام زبان پر لاتے ہی قابو سے باہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن خاص ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انہیں دیکھئے تو آپ محسوس کرینگے کہ وہ کوئی پیگ چڑھا کر بول رہے ہیں"۔

"ایشیا" کے بعد "تجلی" ماہنامہ جو عامر عثمانی کی ادارت میں نکلتا ہے۔ اس کی تجلیات ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) "جمعیۃ علماء کی مخالفتِ حق اب گراوٹ اور کمینگی کی ان پستیوں تک جا پہنچی ہے۔ جہاں آدمی کی آواز اور پاگل کتوں کی بھونک میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے"۔

(۲) "اب آپ ہی دیکھ لیجئے کہ داعیانِ حق کی مخالفت کے لئے شیطان کیسے کیسے مردارعلا کو تیل پالش کر کے کھڑا کرتا ہے"۔

اخلاق کا یہ مظاہرہ جمعیۃ علماء کے بارے میں ہوا۔ اب ذرا مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے معاملہ میں صالحیت مآبی ملاحظہ فرمایئے:۔

(۳) ارشاد ہوتا ہے "شیطان کے کمالِ فن کی داد دیجئے کہ جب کسی اچھے خاصے مرد معقول اور عالم و فاضل شخص کی سواری گانٹھنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر اس بدنصیب کے دماغ کی چولیں کچھ ایسی ڈھیلی کر دیتا ہے کہ کسی بھی لمحے وہ عین بازار میں کپڑے اتار پھینکتا ہے اور ننگا ناچتے ہوئے فخر و غرور سے لوگوں کو للکارتا ہے"۔ "کسی بھی لمحے وہ بھنگ پینے والوں کی طرح ہذیان بکنا شروع کر دیتا ہے کسی بھی لمحے اس کی انسانی بولی درندوں کی عف عف میں تبدیل ہو جاتی ہے"۔

آگے لکھتے ہیں۔ "اب اس مصیبت کو کیا کہیئے کہ شیطان لعین نے جناب کے کاسۂ سر میں اپنے تخم خاص کی ریزش کر دی اور یہ تخم بار آور ہوا"۔

(بحوالہ شہاب لاہور ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۶۷ء)

غور کیا آپ نے یہ صالحین اپنا عیب دیکھے بغیر کیسے بے باک ہو کر دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ ان کے دل سے خوفِ خدا اور شرم و حیا بالکل ناپید ہو چکا ہے۔ ملاحظہ کیا آپ نے ان کی بدزبانی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کس حد تک پہنچا ہوا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۴ پر)

## بقیہ ——— ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

مولانا ہزاروی پر تو یہ لوگ ظاہری طور پر برستے ہیں۔ اصلی جرم ان کو مولانا ہزاروی کے مشن سے ہے کہ کیوں یہ جماعت خود ساختہ اسلام کی دھجیاں اڑاتے ہیں۔ گمراہی جوانہیں کہ صاف کہیں کہ ہم صحابہ کرام کی تعبیرات کے مقابلہ میں مودودی صاحب کے افکار و خیالات کو ترجیح دیں گے بلکہ تاویلات سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ مودودی صاحب نے لکھ دیا تھا کہ خلفائے راشدین کے فیصلے بھی اسلام میں قانون نہیں قرار پائے۔ جو انہوں نے قاضی کی حیثیت سے کئے تھے۔"

(ترجمان القرآن جنوری ۱۹۵۸ء)

جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے اکابرین پر مودودی جماعت کی طرف سے لگائے گئے الزامات و اعتراضات کی حقیقت واضح انداز میں سپرد قلم کر کے ان سامراجی ایجنٹوں کے دجل و فریب سے نقاب اٹھا دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود بھی جو لوگ من مانت اس حال میں بسر کر رہے ہیں کہ ایک ایک لمحہ اکابرین جمعیت کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ میں بسر ہو۔ نہیں ان سے کیا گلہ۔ انہوں نے بھی تو اپنا حق نمک ادا کرنا ہے۔ اور ان بیچاروں کے لئے کوئی بہتر فرو کا حامل نہیں ہو رہا۔ بلکہ عوام میں ان کی منافقت کھل کر سامنے آ رہی ہے۔ کیونکہ بالخصوص عوام بخوبی جان چکی ہے کہ ایسے نظریات کی حامل جماعت کا ارادہ کیا ہے۔ جو ان مقدس ہستیوں (صحابہ کرامؓ) کو معیار حق نہ سمجھتے ہوئے ان پر تنقید کرتی ہے۔ یہاں کہ ان ہستیوں کو مجروح قرار دے کر نعوذ باللہ نئے اسلام کی بنیاد رکھ دی جائے۔

بہرحال جمعیۃ علماء اسلام کا نصب العین صرف اور صرف اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ وہ نہ تو اسلامی سوشلزم اور نہ ہی اسلامی جمہوریت پر یقین رکھتی ہے بلکہ اکابرین جمعیت کے نزدیک سوشلزم اور کمیونزم کے رد کرنے کے لئے واحد راستہ صرف اور صرف اسلام ہے۔ ان کا مرنا اور جینا صرف اسلام ہی کے لئے ہے۔ جس میں سرمایہ دار کا اور جاگیرداری کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ وہ ہر ایک کے ساتھ اشتراک چاہتے ہیں۔ جن کا نظریہ خالص اسلامی ہوگا۔

جمعیۃ علماء اسلام اور محنت کشوں میں معاہدہ جس نے سامراجی ایجنٹوں کے کیمپوں میں زلزلے کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ خالص اسلامی اصولوں پر ہوا ہے۔ علماء حق اور مزدوروں کی یہ مشترکہ جدوجہد انشاء اللہ العزیز جاری رہے گی۔

---

## تلاش گمشدہ

صحبت خان ولد لاکھا بلوچستانی عمر ۱۶ سال ہیشیا اسلام خاکستری رنگ کی قمیص، ازاں میں، بلوچستانی ٹائپ کی چپل سفید رنگ کی ٹوپی رنگ گورا۔ قارئین ترجمان اسلام کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر مذکورہ طالب علم کسی جگہ مل جائے۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔ ان کے بھائی سخت پریشان ہیں۔ (مدرسہ عربیہ دارالعلوم لسکا بیرروڈ سکھر مقابل ڈگری کالج۔ محمد لقمان بلوچستانی متعلم مدرسہ ہذا)

---

## جمعیۃ علماء اسلام ضلع سانگھڑ

### ایک ہزار مجاہدین قدس پیش کریگی

ٹنڈو آدم ۱۵ ستمبر۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع سانگھڑ کی جانب سے دفتر بھرتی مجاہدین قدس قائم کر دیا گیا ہے۔ جس میں صبح ۸ بجے تا ۱۰ بجے شام ۴ بجے تا ۶ بجے مجاہدین قدس کی بھرتی کی جائے گی۔ لہٰذا جملہ محبان اسلام کو چاہیئے کہ وہ جلد از جلد اپنے نام درج کروا کر اس دینی فریضہ سے سبکدوش ہوں۔ تاکہ جب بھی جمعیۃ کی اعلیٰ کمان مجاہدین کو طلب کرے ہم فوراً جہاد فلسطین میں شریک اپنے عرب بھائیوں سے مل کر بیت المقدس کی بازیابی کیلئے قربانی پیش کر سکیں۔ عنقریب اس سلسلہ میں محمد عرفان صاحب قادری ناظم عمومی و حافظ عبدالغفور صاحب جعفری سالار ضلع وحید رسابادہ و بیڑن ضلع سانگھڑ کے مختلف مقامات کا دورہ بھی کریں گے۔ ضلع کی تمام شاخوں کو چاہیئے کہ وہ فوراً مقامی طور پر مجاہدین کی بھرتی کر کے ان کے نام اور مجموعہ ضلعی دفتر مجاہدین قدس بیرانی روڈ متصل ریکس سینما ٹنڈو آدم کو بھیجیں۔ (ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ٹنڈو آدم)

## پروگرام میں معمولی تبدیلی

اس سے پہلے ترجمان اسلام میں یہ اعلان ہوا تھا کہ جامعہ مدنیہ لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقع پر حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی ۵۔ اکتوبر کے اجلاس کی اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک ۴۔ اکتوبر کی شب کے اجلاس کی صدارت فرمائیں گے اور مولانا عبدالقادر آزاد ۵۔ اکتوبر کو صبح کے اجلاس سے خطاب کریں گے۔ مگر اب اتنی تبدیلی کر دی گئی ہے کہ ۴ اکتوبر کی شب حضرت مولانا رسول خان اور ۵۔ اکتوبر کے صبح کے اجلاس کی حضرت مولانا عبدالحق صاحب صدارت فرمائیں گے اور مولانا عبدالقادر آزاد ۳۔ اکتوبر بعد نماز عشاء تقریر فرمائینگے واضح ہو کہ نماز جمعہ سے پہلے مولانا عبدالشکور صاحب دینپوری تقریر کریں گے اور بعد عشاء حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب حضرت مولانا عبدالقادر صاحب اور حضرت مولانا عبدالشکور کی تقریریں ہوں گی۔ اور آخری رات حضرت درخواستی صدارت فرمائینگے

## اعلان

صوفی اللہ وسایا مبلغ تحفظ ختم نبوت اور مولوی محمد عبداللہ خطیب جامع مسجد الاوبیہ بلاک ڈبلیو کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع ڈیرہ غازی خان نے دو ماہ کے لئے زبان بندی اور شہر بدر کا حکم دیا ہے۔ ان کی عدم موجودگی میں تمام جماعتی احباب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت الحاج سردار خان سے رابطہ قائم کریں۔

### دورۂ میراث و قرأۃ

مدرسہ شمس العلوم بستی مولویان ضلع رحیم یار خاں میں یکم شعبان ۱۳۸۹ھ سے لیکر ۲۰ رمضان المبارک تک انشاء اللہ دورہ میراث و قرأۃ ہوگا۔

محمد شریف اللہ مہتمم مدرسہ شمس العلوم بستی مولویان

---

## جمعیۃ علماء اسلام کے جلسہ میں [illegible] ڈالنے کی شدید مذمت

انجمن نوجوانان اسلام کے ناظم [illegible] جناب نے دینہ میں ہونے والے جلسہ میں [illegible] کی طرف سے گڑبڑ ڈالنے کی شدید مذمت کی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما مولانا غلام غوث ہزاروی خطاب کر رہے تھے۔ تقریر کے وسط میں [illegible] کے ایک کارکن نے جلسہ میں ہنگامہ پیدا کرنے کی [illegible] مولانا کے سامنے نازیبا کلمات کہے۔ جس سے [illegible] رضاکاروں نے سختی سے محاسبہ کیا۔

جناب بشیر احمد جناب نے کہا کہ اس قسم کی [illegible] برداشت نہیں کی جاسکتی۔ اس قسم کے واقعات [illegible] میں بھی رونما ہوئے۔ حکومت کو اس معاملہ میں [illegible] پر توجہ دینی چاہیئے۔

(بشیر احمد جناب ناظم انجمن نوجوانان اسلام [illegible] ضلع جہلم)

### بدل اشتراک

| | |
|---|---|
| سالانہ | ۱۵ روپے |
| ششماہی | ۸ روپے |
| سہ ماہی | ۴ روپے |
| فی پرچہ | ۳۰ پیسے |

## اپیل

دارالعلوم تعلیم القرآن باغ (ضلع پونچھ آزاد کشمیر) علاقہ کی وہ عظیم الشان درسگاہ ہے جس نے آج سے بیس برس قبل دین کے ہاتھوں معرض وجود میں اس پسماندہ اور دورافتادہ علاقہ میں علوم قرآنیہ کی بے لوث تعلیم و تبلیغ سے دین کی ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں۔ حفظ قرآن، تجوید و قرأۃ اور درس نظامی کے تقریباً پچاس طلباء ہمیشہ مدرسہ کے دارالاقامہ میں مقیم رہتے ہیں۔ جن کے تمام تر اخراجات کی کفالت مدرسہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ دارالعلوم کی بوسیدہ عمارت پرانی ہونے کی وجہ سے چونکہ ناقابل رہائش ہو گئی تھی۔ اس لئے جدید قابل دید عمارت کی تعمیر کا آغاز ہو چکا ہے۔ جو تقریباً ساڑھے تین لاکھ روپے کی لاگت سے زیور تعمیر کی تکمیل سے آراستہ ہوگا۔ چونکہ دارالعلوم کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے اس لئے اس کے تعمیری اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ہر مسلمان سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پاکیزہ صدقات، زکوٰۃ، عشر امداد وغیرہ اس ادارہ میں بھیج کر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں۔

المناجات:- اراکین دارالعلوم تعلیم القرآن

ترسیل زر کا پتہ:- حافظ محمد عبداللہ ناظم اعلیٰ دارالعلوم تعلیم القرآن باغ ضلع پونچھ آزاد کشمیر

# بقیہ مدلل جواب

حضرت معاویہؓ صرف ملک تھے، خلیفہ نہ تھے اور شام میں خلافت نہ تھی۔
سیدنا عمرؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ کا مقصد تواضع وانکساری تھا یعنی سیدنا
آپ کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ کی اعلیٰ صفات و کمالات
سے کم سمجھتے ہوئے ان کی خلافت ونیابت اور قائم مقامی کا پورا پورا حق ادا
میں اپنی کمزوری وعاجزی کا اقرار و اظہار اس طور پر کر رہے تھے کہ مجھے ان
امت کہو۔ اور اسی طرح حضرت معاویہؓ نے علانیہ اپنے ایک خطبہ میں
فرمایا کہ:

"میں حضرت صدیق وفاروق وعثمانِ غنی رضی اللہ عنہم سے بہت فروتر وکم تر ہوں۔ تم لوگ میری کمزوریوں سے درگزر کر کے میرے ساتھ دینی تعاون کرو۔ میری ان حضرات خلفاءِ راشدین کے بلند مقام تک رسائی نہیں اور نہ میں ان کی خلافت موعودہ قرآنیہ کا مصداق خلیفہ ہوں۔ بلکہ اس موعودہ خلافت کے بعد والی حکومت اور ملکی خلافت کے مستحق لوگوں میں سے اوّل الملوک اور اول خلیفۂ غیر موعودہ ہوں۔"

اور الخلافۃ بالمدینۃ کا مقصد بھی یہی ہے کہ قرآن مجید میں لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
کی خلافت کا جو وعدہ مظلوم صحابہ سے ہے وہ مدینہ میں ہوگی اور اس کے بعد جو
خلافت عامہ ہے وہ شام میں ہوگی۔ تمام احادیث وروایات کی تطبیق وتوافق اسی
طرح ہو سکتا ہے۔

مگر یاد رہے کہ کسی حدیث شریف میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ تیس سال گزرنے کے بعد دوسرے روز خلافِ اسلام، شریعت کی حدیں توڑنے والی، کتاب وسنت کے صریح احکام کی خلاف ورزی کرنے والی اور سیاست اور امورِ مملکت کو دین پر بالا رکھنے والی حکومت وملوکیت قائم ہوگی۔ العیاذ باللہ۔

## خلافتِ خاصہ اور خلافتِ عامہ میں فرق

ہاں یہ سوال ضرور قابلِ غور ہے کہ خلافت خاصہ موعودہ اور اس کے مستحق خلفاء وامراء اور خلافتِ عامہ ملکیہ اور اس کے مستحق خلفاء وامراء میں کیا فرق وامتیاز تھا کہ ان کو دو مقابل قسم بیان کیا گیا تو وہ امتیاز حسب ذیل وجوہ سے تھا۔

۱۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے سینے قلوب صافیہ اور نفوس قدسیہ ہوتے ہیں اور امت میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے نفوس وقلوب انبیاء علیہم السلام کے نفوس مقدسہ سے زیادہ قرب ومشابہت رکھتے ہیں جو کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے جلد تر اثر قبول کرتے ہیں، جس طرح آہنی آتشی شیشہ آفتاب سے وہ اثر قبول کرتا ہے جو مٹی، پتھر، لکڑی کو میسر نہیں۔ یہ لوگ خلاصۂ امت ہوتے ہیں جو کچھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتے ہیں، ولی شہادت سے حاصل کرتے ہیں۔ پھر ایسے حضرات کے بعد درجہ بدرجہ تنزل ہوتے ہوئے عوام مسلمین تک اثر پذیری کی نوبت آتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام دلوں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو بہتر پایا۔ پس ان کو برگزیدہ کیا اور رسالت سے سرفراز فرمایا۔ پھر دوسرے بندوں (ماسوا انبیاء علیہم السلام) کے دلوں میں سے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو بہتر پایا۔ پھر صحابہ کو اپنے نبی کا وزیر اور دین کا مددگار بنایا تو اس لحاظ سے خلفاءِ خاص وہی لوگ ہو سکتے تھے جن کے قلوب ونفوس میں اپنے نبی علیہ السلام کا زیادہ

[illegible]

۲۔ خلافت خاصہ موعودہ کے خلفاء سے وہ کام سرانجام ہوئے جو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں کیونکہ خلفاء ان کاموں میں وسیلہ و واسطہ ہیں جس طرح بانسری یا لاؤڈ سپیکر کی آواز درحقیقت بانسری بجانے والے یا لاؤڈ سپیکر میں بولنے والے کی آواز ہوتی ہے جیسے فرمایا گیا:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ

تمام ادیان پر دین حق کی بلندی وغلبہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فرمایا جس کی ابتدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں ہوئی، مگر اس کی تکمیل فارس و روم وشام ومصر کے کفار ومشرکین پر غلبے سے خلفاءِ راشدین کے عہد میں ہوئی۔

۳۔ خلافت خاصہ موعودہ ان لوگوں کے لیے مقرر تھی جن کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علم وعمل میں وثوق واعتماد کی خبر دی اور ان کو اپنی زندگی میں بعض اہم امور پر مامور فرمایا، یا بعض امور میں اپنی نیابت وقائم مقامی پر متعین فرمایا، جیسے صدیق اکبرؓ کو امامتِ نماز پر اور امارتِ حج پر مقرر فرمایا اور حضرت عمرؓ کو مدینہ منورہ کے صدقات پر عامل بنایا اور مختلف جنگوں میں حضرت صدیقؓ وفاروقؓ کو امیر لشکر بنایا اور حضرت عثمانؓ کو صلح حدیبیہ کے موقعہ پر اپنا سفیر بنایا اور اپنا مبارک ہاتھ حضرت عثمان کی طرف سے مقرر کر کے بیعت کی اور عموماً معاملات میں حضرت صدیقؓ وفاروقؓ سے مشورہ لے کر عمل کیا اور ارشاد فرمایا، زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر وعمر ہیں اور حضرت علی کو یمن کا حاکم بنایا اور غزوۂ تبوک کے موقعہ پر مدینہ میں قائم مقام بنایا۔

۴۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد با ترتیب خلافت یہ خلفاء افضلِ اہلِ زمان تھے۔ بعض دوسری صفات کے ساتھ ساتھ جو چیز خلافت کو منہاجِ نبوت کے معیار پر لاتی ہے وہ یہی افضلیت ہے۔ گو صحتِ خلافت افضلیت پر موقوف نہیں لیکن منہاجِ نبوت پر صرف وہی خلافت ہوتی ہے جو افضلِ اہلِ زمان کی ہو۔ اس لیے خلفاءِ راشدین کے بعد منہاج نبوت پر صرف حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت ہوگی۔ کیونکہ وہ افضلِ اہلِ زمان ہوں گے۔ ان چاروں خلفاءِ راشدین کے بعد کوئی خلیفہ یقینی طور پر افضلِ اہلِ زمان اب تک نہیں ہوا۔

۵۔ خلافتِ موعودہ کے خلفاءِ اربعہ مبشر بالجنۃ تھے۔ سابق فی الاسلام تھے، مہاجرین اولین میں سے تھے اور اسلامی دینی خدماتِ مالی وجانی میں ممتاز مقام رکھتے تھے جو بعد والے کسی کو حاصل نہیں۔

۶۔ صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رات دن، سفر وحضر میں کثرت سے فیض یاب ومستفید ہونے کے باعث ان کے قلوب وصدور کامل طور پر منور ومطہر ہو چکے تھے جس کی مثل بعد والوں کو حاصل نہ تھی۔

۷۔ فتح مکہ سے پہلے انفاقِ اموال اور جہاد فی سبیل اللہ کے باعث أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً (سب سے اعظم درجات ومراتب) کے مستحق ومورد تھے۔

۸۔ جس طرح حضرت نبی علیہ السلام انتہائی ورع وتقویٰ کے پیشِ نظر حظوظِ نفسانی وجسمانی اور لذاتِ دنیاوی میں مباحات تک سے پرہیز واحتراز فرماتے تھے۔ اسی طرح یہ خلفاءِ اربعہ بھی ان امور میں پوری پوری طرح احتیاط وپابندی، اور کمالِ اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملحوظ ومدنظر رکھتے تھے۔ جیسا کہ نبراس شرح شرح عقائد کے ص۵۱۱ پر حضرات خلفاءِ راشدین اور حضرت معاویہؓ کے عہدِ حکومت میں فرق اور امتیاز بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

(باقی آئندہ)

সাপ্তাহিক WEEKLY
তর্জুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE

## اسلامی نظام کے خواہاں حضرات سے

# ہمدردانہ اپیل

مخیر اور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء ا[illegible]
ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے، ملک میں موجودہ [illegible]
آفریں قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں۔ معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مرد و زن کے [illegible]
کے زہریلے جراثیم سرعت سے پھیل رہے ہیں۔ معاشی نظام سود کی بنیاد پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام [illegible]
تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے عظیم جدوجہ[illegible]
ضرورت ہے۔ علماء کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہی[illegible]

### اس لیے

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مس[illegible]
میں جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم [illegible]
و عطیات مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔
بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقم کی تعیین فرما دیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے ـــــ

محمد عبداللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام ـــــ (خانپور)
محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی 〃 〃 〃 〃 ـــــ (ملتان)

رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ماجور ہوں۔

# ترجمانِ اسلام

لاہور

## شاہراہِ مقصود

مسلمانوں کے لئے تمام عالم میں صرف ایک ہی ہاتھ ہے جو راہنما ہو سکتا ہے، اور ایک چشمِ نگراں ہے جو لغزشوں سے بچا سکتی ہے، وہی ہے جو کبھی کوہ سینا پر تجلی حق بن کر چمکی اور کبھی فاران پر ابرِ رحمت بن کر نمودار ہوئی، کبھی غارِ ثور میں لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کی صدا میں تھی، کبھی بدر کے کنارے اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ کے پیغام میں تھی کبھی اُحد کے دامن میں وَمَا كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ کی تھی۔ اور آج بھی ایک لُٹے ہوئے کارواں، ایک برباد شدہ قافلے اور ایک برہم شدہ انجمن کے لئے آخری سہارا اور زندگی کی آخری روشنی ہے۔

دنیا میں جب کبھی کسی بنی آدم نے اصلاحِ حیات کی کوئی منزل طے کی ہے تو صرف اسی ہاتھ کی راہ نمائی ہے اور جو اس کی راہنمائی میں آگیا پھر اس کے لئے گمراہی نہیں۔

(مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ)

۴، اپریل ۱۹۶۹ء مطابق ۱۶ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ۔ قیمت ۳۰ پیسے۔ شمارہ ۱۳۔ جلد ۱۲

زاہد الراشدی

# لگان اور بٹائی کی شرعی حیثیت

(۲)

اسّی وسق کھجوروں کے اور بیس وسق جو کے۔ جب حضرت عمرؓ نے یہود کو جلاوطن کر کے خیبر کی زمین تقسیم کر دی، تو ازواج مطہرات کو یہ اختیار دے دیا کہ اپنے حصہ کی زمین لے لیں یا پہلے کی طرح وسق لیتی رہیں۔ بعض ازواج مطہراتؓ نے زمین لی اور بعض نے وسق اختیار کر لیا۔ اور حضرت عائشہؓ زمین اختیار کرنے والیوں میں تھیں۔ (بخاری ج۱ ص۳۱۳ مسلم ج۲ ص۱۴ کتاب الخراج ص۸۹)

اس حدیث سے امام ابویوسفؒ اور ان کے ساتھیوں نے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ معاملہ کیا ہے۔ اور آخر وقت تک اس پر قائم رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی اسے برقرار رکھا تو یہ معاملہ ناجائز کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن امام ابوحنیفہؒ اس کا جواب دیتے ہیں کہ خیبر کے قصہ کو مزارعۃ پر محمول کرنا درست نہیں بلکہ یہ خراج مقاسمہ تھا۔ چنانچہ امام سرخسیؒ امام اعظمؒ کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس حدیث کی تاویل دو وجہ سے ہے۔ اولاً یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر فتح کیا تو اہل خیبر کو غلام بنا لیا۔ اور ان کی اراضی اور باغات پر قبضہ کر لیا۔ پھر یہ زمینیں اور باغات انہی کے ہاتھوں میں دے دیئے تاکہ وہ ان میں مسلمانوں کے لئے عمل کریں۔ ان کی حیثیت مسلمانوں کے غلاموں کی تھی اور سارے مسلمانوں میں اہل اسلام کا نفع تھا۔ تاکہ وہ یکسو ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے نفع کے زیادہ نگہبان تھے۔ اور جو شرط وغیرہ آپ نے لگائی ہے وہ ان غلاموں کے نفقہ کے لئے تھی۔ کیونکہ جب وہ غلام تھے تو ان کا نفقہ مسلمانوں پر واجب تھا۔ اس لئے آپ نے پیداوار کا ایک حصہ بطور نفقہ ان کے لئے متعین کر دیا۔ اور جو حصہ ان سے وصول کیا جاتا تھا۔ اس کی حیثیت اس ٹیکس کی تھی جو کمائی کرنے والے غلام کی کمائی پر آقا کی طرف سے عائد ہوتا ہے۔ یہ تاویل حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے۔ ثانیاً یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر پر احسان کرتے ہوئے ان کو غلام نہ بنایا اور ان کی اراضی اور باغات کو بھی ان کے قبضہ میں ہی رہنے دیا اور پیداوار کا ایک حصہ بطور خراج مقاسمہ ان پر مقرر کر دیا۔ (المبسوط ج۲۳ ص۲)

حنفی فقہ کے نامور شارح امام سرخسیؒ نے امام اعظمؒ کی طرف سے اس حدیث کی دو تاویلیں کی ہیں۔ ایک یہ کہ اہل کسب غلام کو کسب کی آزادی دے کر اس کی کمائی پر جو ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ خیبر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی معاملہ کیا تھا۔ اور دوسری تاویل یہ کہ یہ خراج مقاسمہ تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیداوار کے ایک حصہ کی صورت پر مقرر فرمایا تھا۔ خراج مقاسمہ اس کو کہتے ہیں کہ خلیفۂ وقت (مفتوحہ قوم پر) احسان کرتے ہوئے ان کی زمینیں پیداوار کے ایک مقررہ حصہ کے عوض انہی کے پاس رہنے دے۔" (بحوالہ عمدۃ القاری للعینیؒ ج۵ ص۲۲۴)

امام بدرالدین العینیؒ امام اعظمؒ کی جانب سے یہ تاویل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ تاویل صحیح ہے۔ کیونکہ کسی راوی نے اب تک یہ نقل نہیں کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر یا ان کی اولاد کی رقاب پر کوئی تصرف کیا ہو۔" (عمدۃ القاری ج۵ ص۲۲۴)

امام ابوبکر رازیؒ شرح مختصر الطحاوی میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر پر پیداوار کے ایک حصہ کی صورت میں جزیہ (خراج مقاسمہ) مقرر کیا تھا اس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ نبی علیہ السلام نے آخر وقت تک اہل خیبر سے جزیہ وصول نہیں کیا نہ حضرت ابوبکرؓ نے اور نہ ہی حضرت عمرؓ نے ان سے جزیہ لیا۔ اور اگر یہ معاملہ جزیہ پر مشتمل نہ ہوتا تو جزیہ کی آیت نازل ہونے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مزید جزیہ لیتے۔ حالانکہ کسی روایت میں اس کی نشان دہی نہیں ہوتی۔ (بحوالہ عمدۃ القاری ج۵ ص۲۲۴)

حضرت ملا علی القاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ:۔

جو حصہ پیداوار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے وصول کیا تھا۔ وہ بطور احسان اور صلح کے خراج مقاسمہ تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کے ساتھ اس معاملہ کی مدت طے نہیں کی تھی اور مدت کے تعین کے بغیر بالاتفاق مزارعۃ ناجائز ہو جاتی ہے۔ (شرح مختصر الوقایہ للقاریؒ ج۲ ص۱۹۶)

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"اہل خیبر کے ساتھ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاملہ طے کیا تھا وہ مزارعۃ نہیں تھا بلکہ خراج مقاسمہ تھا۔ جو اہل خیبر پہ آپ نے مقرر فرمایا تھا۔ اس لئے کہ آپ نے اس معاملہ کی کوئی مدت مقرر نہیں کی تھی اور جو لوگ مزارعۃ کو جائز کہتے ہیں۔ مدت کے تعیین کے بغیر ان کے نزدیک بھی مزارعۃ فاسد ہو جاتی ہے۔" (بذل المجہود علی سنن ابی داؤد ج۴ ص۲۶۵)

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی مدظلہ کا ارشاد ہے کہ

"امام اعظم کی طرف سے اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مزارعۃ کے جواز پر دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ ظاہر بات ہے کہ یہ معاملہ "صلح مع الکفار" کی حیثیت رکھتا ہے اور عقد لازم نہیں۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ یہ شرط لگائی تھی کہ آپ جب چاہیں گے ان کو خیبر سے نکال سکیں گے۔ اس صورت میں جب یہ معاملہ نبی ... کی طرف سے عقد لازم ہی نہیں رہتا تو اسے ... مزارعۃ کیسے کہا جا سکتا ہے؟ (اعلاء السنن ...)

امام ابویوسفؒ کی طرف سے اپنے موقف ... کردہ ... خیبر کے مندرجہ بالا جوابات امام ... دیئے گئے ہیں اور حقیقتاً یہ جوابی دلائل اس قدر ... کہ ان کو نظر انداز کرنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔

دوسری دلیل امام ابویوسفؒ کے موقف ... کی جا سکتی ہے کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین کرامؒ میں ... بستیاں مزارعۃ کے جواز کی قائل تھیں۔ لیکن اس ... مولانا ظفر احمد عثمانی مدظلہ نے یہ کہہ کے رد کر دیا ... یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور صحابہ کرامؓ اور تابعین ... ان کا اپنا اجتہاد ہے اور اصول یہ ہے کہ فریقین ... کا اجتہاد دوسرے پر حجت نہیں بن سکتا۔ اس ... درست نہیں۔ (اعلاء السنن ج۱۴ ص۳۵)

ان نقلی دلائل کے بعد ... ... کی ... قیاسی دلیل یہ باقی رہ جاتی ہے کہ:۔

"یہ معاملہ میرے نزدیک مضاربۃ کی طرح ... مضاربۃ میں ایک طرف سے مال اور دوسری طرف ... ہو تو منافع میں نصف یا ثلث حصہ میں شرکت ... علماء کے نزدیک جائز ہے تو مزارعۃ بھی میرے ... طرح ہے اور اسے بھی جائز ہونا چاہیئے۔" (...

فقہی اصطلاح میں مضاربۃ اس عقد کو ... ایک شخص اپنا مال کاروبار کے لئے دوسرے شخص ... اور دوسرا شخص اس مال سے کاروبار کرتا ہے ... اس میں دونوں شریک ہوتے ہیں ...

امام ابویوسفؒ کے ہمنوا اور فقہ حنفی ... امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ:۔

جو عقد بھی اس نوعیت کا ہو کہ کسی کے ... ایک حصہ کے عوض کام کیا جائے تو وہ مضاربۃ ... یہاں (مزارعۃ) بھی اسی طرح ہے۔ (فتح البار...

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ:۔

چونکہ یہ مزارعۃ مال اور عمل کے درمیان ... ہے۔ اس لئے مضاربۃ پر قیاس کرتے ہوئے ... (ہدایہ ج۴ ص۱۵۲)

یعنی امام ابویوسفؒ کا موقف یہ ہے کہ ... پر قیاس کر کے اسے بھی جائز قرار دینا چاہیئے ... میں شرکت کا جو اصول "مضاربۃ" میں ہے وہ ... فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں مال کی جگہ زمین ... لئے اگر مضاربۃ میں ایک جانب سے مال اور ... سے عمل کے عقد کو شرکت منافع کے لئے جائز ... کو ناجائز کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔

لیکن امام اعظمؒ اس قیاس کو درست ... اور فرماتے ہیں کہ مزارعۃ اور مضاربۃ پر قیاس ... بلکہ یہ ایسا عقد ہے کہ کسی کو اس کے عمل کے ... حصہ کے عوض اجیر بنایا جائے۔

(باقی آئندہ)

# ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

جمعہ ۴ر اپریل سنہ ۱۹۶۹ء مطابق ۱۶ر محرم الحرام سنہ ۱۳۸۹ھ


# مارشل لاء

پاکستان میں ۲۵ر مارچ کی شام کو موجودہ صورتِ حال کے پیشِ نظر مارشل لاء کا نفاذ ہو گیا۔

جہاں تک مارشل لاء کے نفاذ کا تعلق ہے۔ اس کی وضاحت صدر ایوب نے اپنے اس خط میں جو انہوں نے جنرل یحییٰ خاں کو لکھا تھا اور خود جنرل یحییٰ نے اپنی نشری تقریر میں کر دی۔ صدر ایوب کے اس اعلان کہ "میں آئندہ انتخابات میں حصہ نہیں لوں گا" اور گول میز کانفرنس میں مشترکہ مطالبات کی منظوری کے بعد خیال تھا کہ اب ملک کے حالات سدھر جائیں گے۔ لیکن مختلف لیڈروں کی طرف سے ملک میں ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ جس سے ملکی حالات ناقابلِ برداشت حد تک بگڑ گئے۔ شہریوں کے جان و مال کا تحفظ ناممکن بنا دیا گیا تھا۔ ان حالات کو پاک فوج کے جیالے نوجوان خاموش تماشائی کی طرح نہیں دیکھ سکتے تھے۔ نتیجتہً ملک میں مارشل لاء کا نفاذ کرنا پڑا۔

ملک میں مارشل لاء صرف موجودہ صورتِ حال کو درست کرنے کے لئے نافذ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا اور کوئی مقصد نہیں۔ جیسا کہ جنرل یحییٰ نے اپنی نشری تقریر میں کہا ہے کہ:۔

(۱) مارشل لاء کا مقصد عوام کی جان و مال اور آزادی کی حفاظت کرنا

(۲) انتظامیہ کو دوبارہ کام کرنے کے قابل بنانا

(۳) طلباء، کسانوں اور مزدوروں سمیت ہر طبقہ کی جائز مشکلات کو دور کرنا

حقیقت میں یہی مشکلات تھیں، جن کا ملک کے ہر فرد کو سامنا تھا۔ انہی مشکلات کے سبب ملک کے عوام اضطراب کا شکار تھے۔ مارشل لاء ایڈمنسٹریشن ان عوامی مشکلات کو دور کر کے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے گی۔ اس موقع پر قوم کے محبِ وطن حلقوں کا فرض ہے کہ پاکستان کو خوشحال بنانے میں پاکستان کی فوج ظفر موج کی نیک مساعی میں بھرپور حصہ لیں اور تمام ملکی و ملی مسائل کو حل کرتے وقت اس نعرہ کو جو ہم نے آج سے بائیس سال قبل بلند کیا تھا کہ

پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ سامنے رکھیں

ہمیں توقع ہے کہ پاک فوج کے بہادر جرنیل جنرل یحییٰ خاں اور ان کے ساتھی ملک کی خوشحالی کے لئے جو منصوبے بنائیں گے۔ ان کو پورا کرنے میں پوری قوم متحد ہو کر ان کا ہاتھ بٹائے گی۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس موجودہ ایڈمنسٹریشن کو معاشی، اقتصادی اور سیاسی مسائل کا حل اسلام کے اصولوں کے ذریعے تلاش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ اس ملک کا استحکام اسلام اور صرف اسلام سے وابستہ ہے۔ اسلام زندہ باد، پاکستان پائندہ باد!

## مشرقِ وسطیٰ کے سلسلہ میں چار بڑی طاقتوں کے مذاکرات

کافی دنوں سے یہ خبر اخبارات میں گشت کر رہی ہے کہ مشرقِ وسطیٰ کے مسئلہ پر چار بڑی طاقتوں کے مذاکرات ہونے والے ہیں۔ ان مذاکرات میں مشرقِ وسطیٰ میں امن قائم کرنے کے بارے میں سوچا جائے گا۔ توقع ہے کہ یہ گفت و شنید چند دنوں میں شروع ہو جائے گی۔

یہ مذاکرات ان ممالک کے لئے جن کے علاقوں پر اسرائیل کا جارحانہ قبضہ ہے، اس وقت تک باعثِ اطمینان نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ مذاکرات میں شریک ہونے والے نمائندگان اسرائیل کی ہٹ دھرمی ختم کرنے کے لئے کوئی مشترکہ اور قابلِ عمل لائحہ عمل تیار نہ کریں۔ ان مذاکرات کو کامیاب بنانے کے لئے اگر ان ممالک کے نمائندگان نے نومبر ۱۹۶۷ء کی قرارداد پر عملدرآمد کرانے کے لئے کوئی طریق کار مرتب کیا تو ہو سکتا ہے کہ یہ بیل منڈھے چڑھ جائے۔ اس کے برعکس اگر انہوں نے اور فیصلے عربوں پر تھوپنے کی کوشش کی تو عرب اس کو قطعاً تسلیم نہیں کریں گے اس سلسلے میں وزارتِ خارجہ مصر کی طرف سے یہ بیان بڑا بروقت ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ:۔

"اگر چار بڑی طاقتوں نے جن کا اجلاس آئندہ ہفتے نیویارک میں شروع ہونے والا ہے۔ مصر پر اپنا فیصلہ تھوپنے کی کوشش کی تو مصر ان کا فیصلہ قبول نہیں کرے گا۔ آپ نے کہا۔ اگر چار بڑے ملکوں نے نومبر ۱۹۶۷ء کی قرارداد پر عملدرآمد کرانے کا فیصلہ کیا تو یقیناً مصر ان کے اس فیصلے کا خیر مقدم کرے گا۔"

دوسری طرف اسرائیلی حکومت کے بیانات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان کے ہاں ان مذاکرات کی کوئی اہمیت نہیں


(ورق الٹیے)



ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس لاہور میں چھاپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا





زرِ سالانہ ۱۵ روپے

ششماہی ۸ ،،

سہ ماہی ۴ ،،

فی پرچہ ۳۰ پیسے

مشرقی پاکستان ۴۰ ،،

جیساکہ اسرائیل کے وزیراعظم نے اپنے ایک بیان میں یہ بات واضح کردی ہے کہ ان کی حکومت اسرائیل کی حفاظت کے لئے چار بڑی طاقتوں کی ضمانت کو کافی نہیں سمجھتی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ طاقتیں اگر خلوص نیت کے ساتھ اسرائیل پر دباؤ ڈالیں۔ تو وہ ان کی تجاویز مسترد کرنے کی جسارت کرے۔

اور اگر اسرائیل ان کی بات نہیں مانتا تو دیانتداری کا تقاضہ ہے کہ وہ طاقتیں اسرائیل سے ہرقسم کے تعلقات ختم کردیں۔ تعلقات کے انقطاع کے بعد جب وہ ہر طریقہ سے پریشان ہوگا۔ تو خود بخود ان کی تجاویز مان جائے گا لیکن ان سے ہم یہ توقع بھی نہیں رکھتے۔ کیونکہ الکفر ملۃ واحدۃ

ان حالات میں عربوں کو ان طاقتوں سے کسی قسم کی توقع رکھنے کی بجائے اسرائیل سے اپنے علاقے واپس لینے کے لئے فوجی طاقت میں اضافہ اور زیادہ سے زیادہ حد تک خودکفیل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اسرائیل سے عرب علاقے خالی کرانے کا اس کے سوا اور کوئی طریقہ نہیں۔

## ملیشیا میں اسلامی کانفرنس

ایک اعلان کے مطابق ملیشیا میں اسلامی کانفرنس شروع ہونے والی ہے۔ ملیشیا کی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ کانفرنس میں شرکت کے لئے جن ممالک کو دعوت دی گئی تھی۔ ان میں سے ہم ممالک نے دعوت قبول کرلی ہے۔

یہ کانفرنس ملیشیا کے وزیر اعظم تنکو عبدالرحمٰن نے بلائی ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں مسلم ممالک کو بار بار یقین دلایا ہے کہ اس کانفرنس کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ یہ خالص مذہبی کانفرنس ہوگی۔ اور اس میں موجودہ دور میں پیش آمدہ مسائل کا حل اسلام کی روشنی میں سوچا جائے گا۔

تنکو عبدالرحمٰن کا یہ اقدام اس دور میں قابل قدر ہے۔ جبکہ دنیا اصل حقیقت کو چھوڑ کر غلط قسم کے نظریات کو اپنانے پر تلی ہوئی ہے۔

سیاسیات کو اسلام سے جدا کرنا ناقابل فہم ہے۔ اور بقول ڈاکٹر اقبال کے

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

البتہ فرنگی سیاست کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اسلامی سیاست ایک پاکیزہ نظریہ پیش کرتی ہے اور فرنگی سیاست دنیا بھر کی غلاظت سے بھرپور ہے۔

تنکو عبدالرحمٰن اسلام دوست اور مسلمانوں کے خیرخواہ ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے یہ قدم اٹھایا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ وہ اس کانفرنس میں انگریزی سیاست کو دخیل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اگر خدانخواستہ کسی طرح سے یہ شبہ پیدا ہوگیا تو کانفرنس کا مقصد فوت ہوجائے گا۔ ہم ان کے اس نیک جذبہ کی قدر کرتے ہوئے ان کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس نیک مقصد میں ان کو کامیاب کرے۔

(خورشید بصیر رشی)

## طلباء کے لئے رعائتیں

ملک کے تمام ادارے طویل تعطل کے بعد مکمل طور پر کھل گئے۔ امید ہے کہ گذشتہ چھ ماہ کے عرصہ میں جو تعلیمی نقصان ہوا ہے، طلباء اور اساتذہ مل کر اس کمی کو پورا کرنے میں پوری جانفشانی سے کام لیں گے۔

طلباء کے لئے جن مراعات کا اعلان کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ان کو پورا کرنے کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں مارشل لاء زون اے کے ہیڈ کوارٹر سے جاری ہونیوالے اعلان کا ہم خیرمقدم کرتے ہیں۔ جس میں یہ کہا گیا ہے جو کہ صوبے کے مختلف ریجنوں اور سول ڈویژنوں میں تعلیمی اداروں جن میں سکول اور کالج شامل ہیں کے بند رہنے کی مدت کی فیس وصول نہیں کی جائے گی۔

اس طرح وہ طلباء جن کو وظائف دیئے جاتے تھے خیال تھا کہ تعلیمی ادارے جتنے عرصہ بند رہے ہیں اس عرصہ کے وظائف ان کو نہ ملیں گے۔ لیکن مارشل لاء حکام نے اس سلسلہ میں بھی وضاحت کردی ہے کہ ان کے ان وظائف سے فیس کی رقم منہا کرکے باقی ان کو دے دی جائے گی۔

طلباء کی مراعات کے سلسلہ میں ریل، بس اور ہوائی جہاز کے کرایہ کی رعائتیں بھی بدستور باقی رکھی گئیں۔ مارشل لاء حکام کا یہ اقدام بڑا بروقت اور قابل تعریف ہے اب طلباء کا فرض ہے کہ وہ پوری توجہ سے سابقہ کمی کو پورا کرکے اگلی منزل کی طرف بڑھنے کی کوشش کریں۔

(خورشید)

---

## مدرسہ حیات العلوم سرگودھا کا مختصر تعارف

مدرسہ حیات العلوم کا اجراء چند ماہ ہوئے پولیس لائن سرگودھا میں کیا گیا۔ ضرورت تھی کہ کوئی ایسا مدرسہ بنایا جائے۔ جس میں دینی تعلیم کے علاوہ دنیوی تعلیم کا بھی بندوبست ہو۔ اس ضرورت کے پیش نظر جامع مسجد پولیس لائن سرگودھا میں مدرسہ حیات العلوم کی بنیاد رکھی گئی۔

مدرسہ چونکہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ فی الحال قرآن شریف حفظ و ناظرہ کا باتجوید اور درس نظامی کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس میں مدرسہ کے طلباء کو تقریر و تحریر کی مکمل تیاری بھی شامل ہے۔

اس کے علاوہ آئندہ منصوبوں میں پرائمری، مڈل میٹرک، مولوی فاضل، منشی فاضل۔ ایف۔اے، بی، اے اور سائنس کی تعلیم کے انتظامات شامل ہیں۔

شہری طلباء کو قاعدے اور سیپارے مفت مہیا کئے جائیں گے۔ مدرسہ ہذا میں تعلیم کے لئے ایک ممتاز عالم دین کی خدمات حاصل کرلی گئی ہیں۔ بیرونی طلباء کی جملہ ضروریات کا مدرسہ خود کفیل ہے۔

دینی اور دنیوی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کرنے کے لئے اپنے بچوں کو مدرسہ ہذا میں داخل کرائیں اس کے ساتھ ہی درد دل رکھنے والے مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ زکوٰۃ، صدقات اور دیگر عطیات دیتے وقت مدرسہ ہذا کو فراموش نہ کریں۔

(حافظ سید رضا محمد شاہ ناظم مدرسہ حیات العلوم جامع مسجد پولیس لائن سرگودھا)

## مراسلات

### ریلوے حکام توجہ فرمائیں

مکرمی! سلام مسنون!

کمترین مورخہ ۳۰-۹-۶۸ کو محکمہ ریلوے سے گینگ مین کی پنشن پر علیحدہ ہوچکا ہے۔ کمترین عیالدار آدمی ہے اور ضعیف العمر ہے کسی کام اور مزدوری کرنے کے قابل نہیں ہے اور نہ کوئی ذریعہ معاش ہے۔ جس سے میں روزی کما سکوں۔ ادھر مہنگائی کا زور ہے۔ دوسرا یہ کہ کمترین نے اپنے بیٹے کی شادی عنقریب کرنی ہے۔ جس کے لئے کافی رقم کی ضرورت ہے۔ کمترین کے ساتھ جو لوگ محکمہ ریلوے سے پنشن پر علیحدہ ہوچکے ہیں۔ اُن تمام کو پنشن اور جی پی فنڈ کی رقم مل چکی ہے۔ لیکن کمترین کو ابھی تک بشکل مورخہ ۲۲-۲-۶۹ کو جی، پی فنڈ کی رقم ملی ہے۔ لیکن پنشن کی رقم ابھی تک نہیں ملی۔ اور کاغذوں کا پتہ نہیں چلتا کہ کمترین کے کاغذ کہاں اور کون سے دفتر میں پڑے ہیں اور کون سے مرحلہ پر ہیں۔ نیز بقایا رقم ابھی تک مجھے نہیں ملی۔ لہٰذا بذریعہ درخواست ہذا ملتمس ہوں کہ کمترین کے حال پر رحم فرماکر محکمہ ریلوے کے بورڈ لاہور اور راولپنڈی ڈویژن، جنرل مینجر اور ڈی، ایس راولپنڈی۔ اے، پی، او راولپنڈی اینڈ ڈی او راولپنڈی تمام کو اطلاع دی جائے کہ کمترین کے کاغذات پر غور کیا جاکر پنشن اور رقم جلدی برآمد کی جائے۔ نیز ماتحت پرمہربانی ہوگی۔

امیرو بنڈل قوم مروت سکنہ اباخیل محلہ شاہ خیل ڈاک خانہ اباخیل تحصیل لکی مروت ضلع بنوں۔
بقلم خود۔ گینگ نمبر ۲ P.T.L

---

### جماعت اسلامی کے کارکنوں کا مولانا محمد شریف پر حملہ

سکرنڈ۔ جمعیۃ علماء اسلام سکرنڈ کے ناظم کی اطلاع کے مطابق مورخہ ۱۷ رمارچ کو جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مولانا محمد شریف صاحب پر عشاء کی نماز کے بعد جماعت اسلامی کے کارکنوں نے اچانک حملہ کرکے آپ کو شدید زخمی کردیا۔

واقعات کے مطابق مولانا عشاء کی نماز جامع مسجد مدنی میں پڑھاکر جارہے تھے کہ ان شرپسندوں نے آپ پر حملہ کرکے آپ کو شدید زخمی کردیا۔ مولانا پر اس حملہ کی اطلاع سارے شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ عوام میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ اور عوام ہزاروں کی تعداد میں مولانا کی عیادت کیلئے ان کے گھر گئے

عبدالکریم صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسمٰعیلخان ڈویژن

# ملک کی معاشی مشکلات

## اسلام کی نظر میں

مداً و مصلیًا اما بعد - ظلم و عدوان ذخیرہ
اندوزی اور زر پرستی کے اس سیاہ دور نے معاشی
تباہی کے کنارے لا کھڑا کر دیا ہے - روٹی روٹی
نعروں سے کان بہرے ہوئے جا رہے ہیں اور مرض الجوع
ایک آخر بیماری نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے
کے قاعدے نہ صرف یہ کہ ننگِ انسانیت ثابت ہوتے ہے
کہ خدا بیزاری، مذہب دشمنی، اسلام کش بالیسیوں اور
اسلام ازموں کو یہی لوگ جنم دے رہے ہیں - ہمارا
ہے کہ جس طرح اسلام کا نظریاتی، عباداتی اور اخلاقی
دنیا سے اپنا لوہا منوا چکی ہے اور جس طرح کہ اسلام
روحانی نظام امن عالم کا واحد ضامن ہے بالکل اسی
معاشی مشکلات کا سب سے بہتر اور کامیاب حل بھی
اسلام ہی نے پیش کیا ہے۔

دورِ نبوت، زمانہ خلافت حتیٰ کہ صالح اور عادل ثانی
اسلام کے دور میں بھی آپ کو فقر و فاقہ سے عشق و محبت
نے والے تو مل سکتے ہیں لیکن جبری بھوک اور فاقہ مستی
ہاتھوں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے والوں کی تعداد صفر کے
برابر ہوگی - مارکس اور ماؤزے تنگ کی جنت میں بسنے
والوں سے گذارش ہے کہ گلیڈسٹون اور چرچل کی جہنم
سے نجات چاہتے ہو، تو محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) فداہ ابی
کا سہارا لو - لینن اور سٹالن کی نعت خوانی سے حسرت
اور افسوس کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

### اسلامی نظام میں روٹی کا مقام

تم سمجھتے ہو اسلامی نظام میں صرف قرآن و حدیث کی
تعلیم کا انتظام ہوگا - نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے پر زور دیا
جائے گا - زیادہ سے زیادہ چور کا ہاتھ کاٹنے اور زانی کو سنگسار
کرنے کا قانون بنا دیا جائے گا، لیکن پیٹ کا دوزخ ویسے
کا ویسے خالی ہی رہے گا۔

لیکن تم اچھی طرح سمجھ لو کہ واقعہ ایسا نہیں ہے۔
تمہارے اس سوء ظن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ
نہیں - یہ لارڈ میکالے کی مہربانی ہے کہ اس نے ایک طرف
لوگوں کو اعتماد علی اللہ کی دولت سے العیاذ باللہ محروم رکھا
اللہ جل ذکرہ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ وسلم کے ساتھ
عشق و محبت کرنے سے روکا - اور دوسری طرف دینی تعلیمات
سے کوسوں دور کر دیا - یاد رکھیئے - قرآن و حدیث کی رو سے
نہ صرف اسلامی ملک میں رہنے والے انسانوں کی بلکہ
بلیوں اور کتوں تک کی روٹی کا انتظام اسلامی حکومت
کے فرائض میں شمار کیا گیا ہے - پڑھیئے اسلام کا زرعی نظام
ص ۱۵۵ میں سیدنا فاروق رضہ کا یہ دلدوز جملہ

لو مات کلب علیٰ شاطی الفرات جوعا لکان
عمر مسئولا

(اگر فرات کے کنارے کوئی کتا بھوک سے
مرگیا (دار الخلافت سے اتنا دور) تو بھی
مسلمانوں کا امیر (عمر رضہ) ذمہ دار ہے)

فرمایئے جس نظام میں کتے کے لئے روٹی کا انتظام
ضروری قرار دیا گیا ہے - کیا آپ کی روٹی کا انتظام اس
کی ذمہ داری میں داخل نہیں ہوگا۔

### انفرادی ملکیت کا ہوّا

انفرادی ملکیت کا نام سن کر پیٹ پرستوں کے
اوسان خطا ہونے لگتے ہیں - وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں جب
انفرادی ملکیت کو ثابت کیا گیا ہے - نیز عزت و آبرو اور
جسم و جان کی طرح اسلام جب کسی کی ذاتی املاک و اموال
کا بھی ضامن ہے تو بس اب ہماری خیر نہیں اور غریب مارا
گیا - سنو یہ بھی تمہاری بھول ہے - اسلام میں انفرادی ملکیت
کا ثبوت ضرور ہے - اور بلا وجہ اس پر اٹھنے والا ہاتھ کٹنا ہی
چاہیئے - لیکن ذاتی اور انفرادی ملکیت کی یہ حفاظت اس
وقت تک ہے - جب تک وہ قومی اور اجتماعی زندگی پر اثر
انداز نہ ہو - اگر کسی کے ذاتی اور انفرادی املاک سے دوسرے
کو بلا وجہ ضرر پہنچے - جان کے لالے پڑنے لگ جائیں، عزت
و آبرو محفوظ نہ رہ سکے تو ان املاک میں ہر قسم کی مداخلت
کا حکومت اسلامیہ کو اختیار دیا گیا ہے - معہ چار تصریحات
بطور نمونہ عرض خدمت ہیں - کتاب اسلام میں زرعی نظام
نے بحوالہ الخراج لیحیٰ سے نقل کیا ہے۔

### آب پاشی

ایک شخص اپنی (ذاتی مملوکہ) زمین میں سے آبپاشی
کے لئے پانی نہیں لے جانے دے رہا تھا تو حضرت عمر رضہ
نے فرمایا :-

لو لم اجد للماء مسیلاً الا علیٰ بطنک
لاجرینہ

(پانی لے جانے کے لئے سوا تیرے پیٹ
کے اگر اور کوئی راستہ نہ ملے گا تو تیرے پیٹ
کے اوپر سے بھی پانی لے جاؤں گا - (یہ تو تیری
زمین ہے)

فرمایئے خیر القرون کے کسی مسلمان کے پاس جو زمین ہوگی
وہ جائز اور حلال ہی ذریعہ سے تو اس کے ملک میں آئی
ہوگی - اس کی ذاتی اور انفرادی ملکیت ثابت ہے - لیکن
جب وہ دوسرے کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہے۔
اور خلافت نے اس کو رفاہ عامہ کے خلاف سمجھا تو اس
کی ذاتی ملکیت کا کوئی خیال نہیں کیا - مداخلت کے لئے
خود خلافت کا رفاہ عامہ کے خلاف سمجھنا اس لئے ضروری
ہے کہ اسلام میں انارکی اور خودسری کی کوئی گنجائش نہیں ہے

### دوسرا واقعہ آبنوشی

اسی کتاب میں یہ واقعہ بھی اسلام سے گھبرانے والوں
کو پڑھ لینا چاہیئے کہ ایک مرتبہ کسی شخص کے کنوئیں پہ ایک
قافلہ گذرا - اس نے کنوئیں کے مالک سے ڈول اور رسی
مانگی - یاد رہے کہ ڈول اور رسی اس کی ذاتی ملک میں ہے
اس نے دینے سے انکار کیا - اصرار اور شدت تشنگی کے
اظہار کے باوجود بھی نہیں دیا - امیر المومنین عمر فاروق رضہ
کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا - هلا وضعتم فیهم
السلاح (تم نے ہتھیار وں سے اس کی سرکوبی کیوں
نہیں کی)

کیا ایسے واقعات سے یہ سمجھ لینا مشکل ہے کہ اسلام
میں ذاتی املاک کی حفاظت مجبور و مقہور مخلوق کو ترسانے
کے لئے نہیں کی جاتی - بلکہ صرف ان صورتوں تک محدود ہے
کہ ذاتی اور انفرادی ملکیت سے عین فطرت کے مطابق
جذبات عمل ابھر سکیں اور فطری تفاوتِ مراتب برقرار رہ کر
نظام عالم کا ذریعہ بن سکے۔

### تیسرا واقعہ، تقسیم اموال

شیخ الاسلام علامہ شمس الحق افغانی دامت برکاتہم اپنی
کتاب "کمیونزم اور اسلام" کے ص ۳۷ پر رقمطراز ہیں

ابو عبیدہ الجراح رضہ کے ہمراہ تین سو صحابہؓ تھے جن میں
اکثر کے پاس توشہ ختم ہو چکا تھا - آپ نے جن کے پاس زاد راہ
تھا، اُن سے لے کر سب پر برابر تقسیم کیا - اور صحابہ میں سے
کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا (گویا یہ فعل صرف حضرت
ابو عبیدہ رضہ کا نہ رہا بلکہ اس پر حسب تصریح ابن حزمؒ صحابہؓ
کا اجماع ہو گیا)

اسی کتاب میں ہے کہ حضرت عمر رضہ سے ابن حزمؒ نے
نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا - مجھے جن حالات کا بعد میں علم
ہوا - اگر مجھے پہلے اس کا علم ہوتا تو میں دولت مندوں سے
زائد اموال لے کر فقراء مہاجرین پر تقسیم کرتا

حضرت افغانی نے لکھا ہے - اس روایت کی سند
نہایت صحیح اور جلیل الشان ہے - حالات حسب معمول پر
نہ ہوں - ایسے وقت اگر خلافت اسلامیہ کو یہ شرعی اختیار
نہیں تھا کہ وہ کسی کی ذاتی اور انفرادی ملکیت میں مداخلت
کر سکے - تو سیدنا حضرت عمر فاروق رضہ جیسی وقاف لکتاب اللہ

(باقی صفحہ ۹ پر)

## افکار و مسائل

احمد حسین کمال

# لمحۂ شر و فتن

جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی اور پروگرام کا یہ بنیادی پہلو بالکل واضح اور دو ٹوک ہے کہ وہ پاکستان میں اسلامی نظام کی بالادستی اور غلبہ کی داعی اور اس کے لئے کوشاں ہے۔

یہ مقصد اتنا عزیز ہے کہ اس کے نمائندے جناب مفتی محمود صاحب اسے گول میز کانفرنس میں بھی پیش کرنے سے باز نہیں رہے۔

اور اس کی ہمیشہ یہ کوشش بھی رہی ہے کہ اسلامی نظام کے غلبہ کے مقصد کو دوسرے مقاصد و اغراض کا ہرگز تابع نہ بننے دیا جائے۔

سیاسی و سماجی سطح پر یہاں جو مفادات درپردہ و علانیہ کام کر رہے ہیں۔ اسلام کے مقصد و مدعا کو ان کا آلۂ کار بننے سے روکا جائے۔

مغربی سامراج کے طویل عہد حاکمیت نے بدقسمتی سے یہاں چند ایسے با اثر عناصر پروان چڑھا دیئے ہیں جو اپنے مفادات اور اپنے آقاؤں کے مفادات کے تحفظ کے لئے اسلام کے مقدس نام اور اس کے عظیم ترین مقاصد سے متعلق مسلم عوام کے جذبات کو استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

یہ عناصر ہر اس تحریک میں پیش پیش آجاتے ہیں جو تحریک اسلام اور مسلمانوں کے مفاد عامہ کے لئے شروع کی جاتی ہے۔

تحریک پاکستان کے دوران بھی اس قسم کے عناصر نے آگے بڑھ کر باگ ڈور ہاتھ میں لے لی اور قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے قیام کے مقصد کو قطعی طور پر پس پشت ڈال دیا۔

نہ صرف یہ کہ ان عناصر نے اسلام کی راہ روکی، بلکہ پاکستان میں مسلمان عوام کو بھی ان کے حق حاکمیت و حقوق معیشت سے محروم رکھا۔

چنانچہ یہی وجہ تھی کہ بعض دور اندیش علماء حق کو تحریک پاکستان سے اختلاف کرنا پڑ گیا تھا۔

افسوس ہے کہ ان عناصر کی سرگرمیاں اب بھی ختم نہیں ہوئی ہیں۔ اور ان کی سرگرمیوں کا ہمیشہ اولین ہدف علماء اسلام بنا کرتے ہیں۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ علماء کو یہ عناصر اسلام کا نام لے کر ہی ہدف بنانے کی جرأت کیا کرتے ہیں۔ بے بنیاد الزام تراشی اور مکروہ ترین بدگمانی کے حربوں کے ساتھ یہ عناصر علماء پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔

چنانچہ ایسی ہی ایک سعی بلیغ ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء کے روزنامہ "نوائے وقت" لاہور میں کسی "عارف عرفان" صاحب نے فرمائی ہے۔ اور جمعیۃ علماء اسلام کو اپنی تازہ کرم فرمائیوں کا نشانہ بنایا ہے۔

موصوف نے اول تو غلط طور پر ابن خلدون کا ایک قول نقل کر کے تمام علماء دین کو ہی "بدھو" اور "احمق" ٹھہرانے کی کوشش کی ہے اور پھر آگے چل کر اپنی ترکتازیوں کے لئے خاص طور پر جمعیۃ علماء اسلام کو منتخب فرمالیا ہے۔

اور یہ سارا غصہ اور عتاب صرف اس لئے ہے کہ بعض خود غرض حلقوں نے ملک میں سامراجیت کے تحفظ کے لئے اسلام اور سوشلزم کی جنگ کا جو مصنوعی اکھاڑہ جما دیا ہے۔ اس میں اسلام کے نام سے سامراجیت کا تحفظ اور سوشلزم کا رد جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے کیوں نہیں کیا جاتا؟

یہ بات نہیں کہ خدانخواستہ جمعیۃ علماء اسلام سوشلزم کی داعی یا حامی ہے یا وہ سوشلزم کو گوارا کرتی ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سوشلزم کا حقیقی رد کرنے والی اور سوشلزم کی جگہ اسلام کا نظام پیش کرنے والی جماعت جمعیۃ علماء اسلام ہی ہے۔

لیکن چونکہ وہ سامراجیت و سرمایہ داریت کا اسلام کے نام سے تحفظ کرنے پر کبھی تیار نہیں اور نہ وہ سامراجیت و سوشلزم کی جنگ میں اسلام کو سوشلزم کا حریف اور مدمقابل بنا کر سرمایہ داریت و سوشلزم کی بالواسطہ معاونت پر آمادہ ہے۔ اس لئے عارف عرفان صاحب جیسے افراد کے لئے نزدیک ان کے ہی بقول

"ان مقدسین کی روش (ہماری توقع کے برعکس) دین دشمن سوشلزم کمیونزم کی تقویت کا باعث ہو رہی ہے"
(نوائے وقت ۲۵ مارچ)

یعنی اگر جمعیۃ علماء اسلام براہ راست اسلامی نظام کے غلبہ کے مقصد کو پیش کرتی ہے تو ان کے نزدیک کچھ نہیں کرتی۔ اگر وہ سوشلزم کے مقابلہ میں اسلام کے معاشی نظام کے قیام کی دعوت دیتی ہے، تو اس کی کچھ اہمیت نہیں ہے۔

اگر وہ ملک کی تمام سیاسی جماعتوں سے مسلسل کہتی چلی آ رہی ہے کہ اپنے مقاصد و پروگراموں میں اسلام کو اولیت دو، تو کوئی اہم بات نہیں ہے۔

حتیٰ کہ اس نے تمام مدعیان دین و سیاست جماعتوں کے علی الرغم گول میز کانفرنس میں اسلامی نظام کا مطالبہ پیش کیا، تو بھی اس کا کوئی وزن نہیں۔

ہاں ان کے نزدیک اس کا اسلام اسی وقت معتبر ہو سکتا ہے جبکہ وہ سامراجیت کی بقاء کے لئے سوشلزم کے مقابلہ پر اتر آئے۔

جن لوگوں کا معیار حق و باطل یہ ہو گیا ہو۔ ان سے سوائے ژولیدہ تعریفِ بیانی کے اور کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

ماشاء اللہ عارف عرفان صاحب نے یہ بھی فرض [illegible] رکھا ہے کہ علماء سوشلزم کے محرکات اور اس کے [illegible] عواقب سے بے خبر ہیں۔ کاش ان باخبر صاحب کو خبر ہوتی [illegible] سوشلزم تو ابھی تک صرف چند افراد و پارٹیوں کا محض نعرۂ لفظی ہی ہے۔ لیکن امریکی سامراج اپنے تمام محرکات [illegible] آئے دن نمودار ہونے والے تمام ہولناک نتائج و عواقب کے ساتھ پاکستان سے انڈونیشیا اور ایران و سعودی عرب تک مسلمان ملت پر مسلط ہے۔

ان صاحب نے از راہ کرم سوشلزم کے بانی کارل مارکس اور اس کے ساتھی اینگلز کے تین چار عقیدے بھی حضرات علماء کی باخبری کے لئے ذکر فرمائے ہیں [illegible] خود ان حضرات کی باخبری کا یہ عالم ہے کہ وہ سوشلزم کا کارل مارکس اور اینگلز کے پیدا ہونے سے کہیں پہلے وجود میں آچکا تھا۔ اسے ان کا بنا کردہ بتا رہے ہیں۔ کوئی عام انسائیکلو پیڈیا میں ہی سوشلزم کی تاریخ پڑھ لیتے پھر علماء کو "باخبر" بنانے کی زحمت فرماتے۔

بہرحال شکریہ کے ساتھ خدمت میں گزارش ہے کہ علماء نہ صرف کارل مارکس اور اینگلز کے ان عقیدوں سے ہی باخبر ہیں۔ بلکہ بے دینی اور اسلام دشمنی کے اس مغربی برطانوی و امریکی خمیر سے بھی اچھی طرح واقف ہیں جو صدیوں سے مسلمان اور اسلام کا دشمن چلا آ رہا ہے اور جس کے بطن سے اسلام دشمن اشتراکی اور غیر اشتراکی تمام [illegible] پیدا ہوئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ پاکستان میں جو لوگ سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کا نام لیتے ہیں۔ کیا وہ بھی ان عقیدوں کا اقرار کرتے ہیں؟ کیا وہ مارکس اور ماؤ کو پیغمبر [illegible] یا وہ سوشلزم کی صرف وہ اقتصادی اور معاشی تعبیر کرتے ہیں جو انگریزی اور مغربی زبان کی تمام ڈکشنریوں اور انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے اور جس میں دور دور تک کہیں ان عقیدے کا ذکر نہیں ہے جن کا آپ بیان فرما رہے ہیں؟

اس صورت میں سوشلزم کے ایسے ماننے والوں کی اصلاح کے لئے صحیح طریقہ وہ ہے جسے جمعیۃ علماء اسلام نے اختیار کیا ہے کہ اسلام کا معاشی پروگرام سوشلزم کے معاشی پروگرام کے مقابلہ میں انفع الناس کی صورت میں پیش کر دیا جائے؟ یا انہیں ملحد قرار دے کر بالکل اشتراکیت کے آغوش میں ہی دھکیل دیا جائے۔ اور امریکی سامراج کو یہاں یہ موقع فراہم کر دیا جائے کہ وہ "ویت نام" اور "لاؤس" کی طرح مذہب اور سوشلزم کے نام پر ایک ملک کے افراد کو تقسیم کر کے نہ ختم ہونے والی خانہ جنگی برپا کر دے؟

بلاشبہ جمعیۃ علماء اسلام کا اختیار کردہ طریق ہی درست طریق ہے۔ جس کے ذریعہ نہ سوشلزم کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ نہ ملک و ملت خانہ جنگی کی کیفیت میں مبتلا ہوتے ہیں اور نہ سامراجیت و سرمایہ داریت کو اسلام کی آڑ میں پیر جمائے رہنے کا موقعہ حاصل رہتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

# اسلام، سوشلزم اور جمہوریت

ڈاکٹر احمد حسین کمال

نظر مضمون ترجمان اسلام کے ایڈیٹر جناب
حسین کمال کے ایک طویل مضمون کا کچھ حصہ
ناظرین ترجمان کی افادیت کے لئے شائع کیا
ہے۔

(ادارہ)

## یت

ں اور اس کے ملحق مختلف ممالک پر دو صدیوں سے
یہ دیورپی اقوام کا غاصبانہ وجابرانہ تسلط رہا ہے
معاشرت، معیشت اور سیاست تمام کی تمام یورپ
رانی طاقتوں کے زیر اثر پروان چڑھتی رہی ہے۔
لت، تجارت، تعلیم، تہذیب، ثقافت اور سیاست
غیر ملکی حاکموں نے اپنے مفادات ونظریات کے
ب دیا۔ اور جدید دور تک اسی نہج پر چلایا۔
ری عالمگیر جنگ کے بعد امریکہ کا عمل دخل بھی مشرق
ملکوں میں بڑھ گیا۔ اور مغربیت کے مذکورہ بالا اثرات
ہوگئے۔

ہا سرمایہ داریت جس کی زمام کار اب امریکہ کے
یہ داروں کے ہاتھوں میں ہے۔ جدید زرعی وصنعتی
کی صورت میں اور ڈالر کے وسیع الاثر نظام زر کی
ایشیا وافریقہ کے بیشتر ملکوں پر جن میں پاکستان بھی
مسلط ہو چکی ہے۔ اس کے نتیجہ میں یہ ممالک نہایت تیزی
شدید معاشی، اقتصادی اور معاشرتی عدم توازن کا
رہے ہیں۔

ملکوں کی ۹۰ فیصد آبادی کا کوئی مستقبل نہیں رہا ہے
یت محض ایسے وقتی محنت کشوں کی سی بن کر رہ گئی ہے
روزمرہ کی ضروریات کی فراہمی وتکمیل بھی آسان نظر
۔

ہ فیصد آبادی کا انحصار ان اسی فیصد محنت کشوں کو
رانہ نظام کی بار آوری برقرار رکھنے کے لئے استعمال
بنے پر ہے۔

ام فیصد آبادی نظام سرمایہ داری کی اس بالائی سطح کو
مضبوط رکھنے پر مامور ہے جس پر ملک کی ایک فیصد آبادی
قابض ہو گئی ہے۔ اور اس ایک فی صد آبادی کے مجموعہ
مالک چند ہزار افراد ہیں جو پورے وسائل و ذرائع کے
بنے ہوئے ہیں۔

## ل

ظاہر ہے کہ اس ظالمانہ صورت حال کا رد عمل ہونا ضروری
لیکن اس کی تبدیلی کے لئے کوئی اقدام کسی طرف سے نہیں ہوا۔

اور وہ طبقے جنہیں بعض موروثی مفادات حاصل تھے۔ اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر اس جدید سرمایہ داریت سے ہم آہنگ ہوتے گئے تو اس پورے نظام سے بغاوت کا جذبہ عوام اور نئی نسل کے اندر رونما ہونے لگا۔ روس وچین میں بالخصوص چین میں طبقاتی مفادات کے خلاف جو واضح کامیابی سوشلزم کے ذریعہ حاصل کی گئی اس کی وجہ سے دوسرے ایشیائی ملکوں میں بھی یہ خیال پھیلنے لگا کہ مغربی سرمایہ داریت کے اس چنگل سے ہم بھی سوشلزم کے ذریعہ ہی نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

مسلمان ملکوں اور پاکستان میں "سوشلزم" کی حمایت کی اصل حقیقت صرف اتنی ہے اور چونکہ مسلمانوں کے لئے اپنے دین اور مذہب سے جدا ہو کر کسی ازم کو قبول کرنا مشکل ہے اس لئے بعض گروہوں نے سوشلزم کو اسلام کے ساتھ مشروط کر دیا ہے اور یہ "اسلامی سوشلزم" ہے۔

ظاہر ہے کہ "سوشلزم کے ساتھ "اسلامی" کا اضافہ اسی معنی میں ہے جس معنی میں مغربی جمہوریت کے ساتھ "اسلامی" کا اضافہ کر کے "اسلامی جمہوریت" کہا جاتا ہے۔

## لادینیت، جمہوریت اور سوشلزم میں

ورنہ جہاں تک لادینیت کا تعلق ہے وہ یکساں طور پر جمہوری نظام اشتراکی نظام اور سرمایہ دارانہ نظام میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ "مغرب کے جمہوری نظام" اور سرمایہ دارانہ نظام میں" اشتراکی نظام کی بہ نسبت "لادینیت" زیادہ شدت کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ اس لئے کہ "اشتراکی نظام" اپنی اصل میں محض اقتصادی اور معاشی تبدیلیوں کا نظام ہے جس کا واقعی تعلق نظریاتی وعقائدی انکار سے "نفیاً واثباتاً" نہیں ہے اس میں لادینی نظریات کی آمیزش انیسویں صدی کے یورپ کی اس عام لامذہبی ذہنیت کی وجہ سے ہوئی جس سے اس زمانہ کا ہر یورپی مفکر متاثر تھا۔

خدا اور مذہب سے انکار وبیزاری کا غلغلہ یورپ میں اشتراکیت کی پیدائش سے ایک صدی پہلے سے بلند ہوتا آرہا تھا

## مغربی جمہوریت اور لادینیت لازم وملزوم ہیں

مگر مغرب کا "جمہوری نظام" اپنی اصل اور روح کے اعتبار سے "لادینیت" کا حامل ہے۔

اس لئے کہ جمہوریت کی اصل اکثریت کی پسند ہے ۵۱ فی صد کی رائے کو جمہوریت میں فیصلہ کن حیثیت حاصل ہوتی ہے اور جمہوریت کی یہ حیثیت صرف اسی وقت تک برقرار رہ سکتی ہے جب تک اس کی اساس "سیکولرزم" یعنی لادینیت پر ہے جیسے ہی اسے لادینیت سے علیحدہ کیا جائے گا اور کسی اصول وضابطہ دین واخلاق کا پابند بنائے گا معنویت و روح یعنی اکثریت کی پسند وفیصلہ معدوم ہونے لگا اور جمہوریت بے اثر ہوتی جائے گی۔ چنانچہ جمہوریت کو اس وقت تک اسلامی بنانا ناممکن ہی نہیں ہے جب تک اس کی روح یعنی اکثریت کی رائے کا فیصلہ کن ہونا ختم یا مشروط نہ کر دیا جائے۔ لیکن اس کے بعد جمہوریت کسی درجہ میں واقعتاً باقی بھی رہ جائے گی۔ یہ آئندہ کے کسی تجربہ پر موقوف ہے۔ اور جمہوریت کی تاریخ میں ابھی تک اس تجربہ کی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔

## سوشلزم میں لادینیت کا پیوند

اس کے برعکس سوشلزم کا اصل منشا صرف "اقتصادی ومعاشی تبدیلیاں" ہیں۔ اس کے ساتھ لادینیت کا پیوند محض انیسویں صدی کے یورپ کی مذہب وخدا سے بیزاری وانکار کی عام روش ونام نہاد روشن خیالی کے نتیجہ میں لگا دیا گیا تھا اگر اس پیوند کو کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے تو سوشلزم کی اصل معنویت یعنی "اقتصادی ومعاشی تبدیلی" کا مقصود پھر بھی باقی رہ جاتا ہے۔

## اسلامی سوشلزم کا نعرہ

اب اگر اقتصادی ومعاشی تبدیلی کے اس مقصد کو اسلام کے ہم آہنگ بنایا جا سکے تو "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح "اسلامی جمہوریت" کی اصطلاح کے مقابلہ میں زیادہ قریب واضح معلوم ہوتی ہے۔

اور جیسا کہ مندرجہ بالا تصریحات سے ظاہر ہے کہ اسلام اور جمہوریت کے درمیان تضاد کا فاصلہ، اسلام اور سوشلزم کے کے درمیان اختلاف کے فاصلے سے کہیں زیادہ ہے۔

پس ہمارے ملک میں سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کا نام لینے والے صرف مغربی سرمایہ داری کے موجودہ غلبہ کے پس منظر میں نام لیتے ہیں۔ اب اگر اسلام کے حقیقی بہی خواہ مغرب کے سرمایہ دارانہ استحصال کے ازالہ کے لئے اسلام کی واضح ہدایات عوام کے سامنے رکھ دیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ انہیں قبول نہ کر لیں۔ لیکن جب سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کی مخالفت موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کے غلبہ کے باوجود اسلام کے نام پر کی جاتی ہے اور امریکی سامراج مردہ باد کا جواب روسی وچینی سامراج مردہ باد سے دیا جانے لگتا ہے تو لازماً یہ شبہ پڑنے لگتا ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کی آڑ لے کر موجودہ سرمایہ داریت کے تحفظ کے لئے کیا جا رہا ہے۔ جب یہ بات مسلّم ہے کہ پاکستان پر امریکی اور یورپی سرمایہ دارانہ نظام کا غلبہ ہے۔ روسی وچینی سامراج کا غلبہ نہیں ہے تو جب یہاں کے عوام اس غلبہ کے خلاف امریکی سامراج مردہ باد کا نعرہ بلند کرتے ہیں تو روسی وچینی سامراج مردہ باد کے نعرے سے اس کا جواب دینے والے خود بخود امریکی سرمایہ داریت کے محافظوں کی صف میں پہنچ جاتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

---

# صدر ایوب سبکدوش ہو گئے، ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گ

راولپنڈی - ۲۵ مارچ - آج شام صدر ایوب اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ پاکستان بھر میں مارشل لاء لگا دیا گیا ہے۔ آئین منسوخ کر دیا گیا ہے اور قومی و
اسمبلیاں توڑ دی گئی ہیں۔ مسلح افواج کے کمانڈر انچیف جنرل یحییٰ خان نے ملک کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور تینوں مسلح افواج کے سپریم کمانڈر کا عہدہ سنبھال لیا
مارشل لاء کے نفاذ کے سلسلہ میں جنرل یحییٰ خان کا اعلان آج شام ریڈیو پاکستان سے نشر کیا گیا۔ جس میں کہا گیا ہے کہ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد صدارتی کابینہ ا
دونوں صوبائی گورنروں اور ان کے وزراء کے عہدے منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سارے ملک کو دو زونوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مغربی پاکستان کو زو
قرار دیا گیا ہے اور اس کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر لیفٹننٹ جنرل محمد عتیق الرحمان مقرر کئے گئے ہیں۔ مشرقی پاکستان کو زون "بی" قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کے ا
ایڈمنسٹریٹر میجر جنرل مظفر الدین ہوں گے۔ ان کے علاوہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے تین ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے ہیں۔ جن میں لیفٹیننٹ جنرل عبدالحمید خا
ایس۔ ایم احسن اور ایئر مارشل نور خاں شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے یہ اعلان بھی جاری کیا کہ آئندہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یا ان کی
سے کوئی با اختیار افسر وقتاً فوقتاً مارشل لاء کے ضوابط نافذ کریں گے۔ انہوں نے متعدد ضوابط کا بھی اعلان کیا۔ جن میں بتایا گیا ہے کہ ہڑتالیں خلاف قانون قرا
گئی ہیں اور مارشل لاء کے نفاذ پر نکتہ چینی کرنا جرم ہوگا۔ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے احکامات کے تحت منسوخ شدہ آئین اور اس کے تحت بنائے گئے قوانین، آر
وغیرہ نافذ رہیں گے۔ اور جو افسر اس آئین کے تحت سرکاری فرائض کی انجام دہی پر مامور ہیں وہ بدستور کام کریں گے اور وہی اختیارات استعمال کریں گے جو انہیں آئین
سے قبل حاصل تھے۔ اس کے مطابق مارشل لاء کے ضابطوں اور ملکی قوانین کی خلاف ورزی کے سلسلے میں مقدمات کی سماعت کرنے اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا
کے لئے فوجی عدالتیں اور خاص عدالتیں قائم کی جائیں گی اور عام عدالتوں کو بھی ان جرائم کی خلاف ورزی کے سلسلے میں سزا دینے کا اختیار ہوگا

# میں اپنے صدارت میں پاکستان کی بربادی نہیں دیکھ

## صدر ایوب کی آخری تقریر

میرے عزیز ہم وطنو!

السلام علیکم! میں آج آخری مرتبہ صدر پاکستان کی حیثیت سے آپ سے خطاب کر رہا ہوں۔ ملک میں حالات تیزی سے بگڑ رہے ہیں۔ نظم و نسق کے تمام ادارے معطل ہو گئے ہیں۔ ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے۔ ہجوم کا یہ شیوہ ہو کہ جہاں چاہا گھیراؤ ڈال کر جو چاہا منظور کرا لیا کسی شخص میں سچی بات کہنے کی ہمت نہیں۔ جو لوگ ملک کی خدمت کرنے کے لئے آگے بڑھے تھے۔ انہیں ڈرا دھمکا کر ہجوم کا کہا ماننے پر مجبور کیا گیا۔ ان میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں جو اس جنون کا مقابلہ کر سکے۔ ملک کا اقتصادی نظام مفلوج ہو کر رہ گیا ہے۔ کارخانے بند ہو رہے ہیں اور قومی پیداوار میں روز بروز کمی ہوتی جا رہی ہے۔

اس وقت میرے جو جذبات ہیں آپ بخوبی آگاہ ہونگے وہ ملک جس کی آبیاری ہم نے اپنے خون پسینے سے کی ہے چند ماہ کے اندر ہی ناساعد حالات سے دو چار ہو گیا ہے۔ میں نے ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا تھا کہ قومی مسائل جوش کی بجائے ہوش سے حل ہونے چاہئیں۔ آپ نے دیکھ لیا ہے کہ جوش کی جو آگ ایک مرتبہ بھڑک اٹھی تھی۔ اس کے سامنے ہر شخص بے بس ہو گیا ہے۔ میں نے آپ کی خدمت کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ پاکستان کے عوام ایک لازوال عقیدے کی دولت سے مالا مال ہیں اور وہ ہر مشکل پر قابو ۔ کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہمارے عوام کو جن چیزوں کی ضرورت ہے۔ وہ صبر، نظم و ضبط اور اتحاد ہیں۔

۲۱ فروری کو میں نے اعلان کیا تھا کہ میں آئندہ انتخاب میں حصہ نہیں لونگا۔ مجھے توقع تھی کہ اس اعلان کے بعد عوام پر سکون ماحول پیدا کرنے اور ملک کے سیاسی مسائل کا حل غیر جذباتی انداز میں تلاش کرینگے۔ میرا خیال تھا کہ ذاتی عناد ختم ہو جائے گا اور ہم دوبارہ خود کو ملک کی ترقی کے لئے وقف کر دینگے۔ بدقسمتی سے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ آپ گول میز کانفرنس کے نتائج سے واقف ہیں۔ کئی ہفتوں کے غور و خوض کے بعد مختلف پارٹیوں کے نمایندوں نے صرف دو نکات پر اتفاق کیا اور میں نے یہ دونوں مطالبات مان لئے۔ میں نے تجویز پیش کی تھی کہ کہ جن مسائل پر اتفاق نہیں ہو سکا، انہیں عوام کے براہ راست طور پر منتخب نمایندوں کے سامنے فیصلے کی غرض سے پیش کیا جائے۔ لیکن سیاسی راہنماؤں کو یہ تجویز قبول نہ تھی۔ ان میں سے ہر ایک کا اس بات پر اصرار تھا کہ عوام کے نمایندوں کے انتخاب سے قبل ہی ان کے تمام مطالبات مان لئے جائیں۔

بعض لوگوں نے مجھے رائے دی کہ اگر تمام مطالبات مان لئے جائیں تو ملک میں امن و امان قائم ہو جائے گا۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ کون سے ملک میں؟ کیونکہ ان مطالبات کو تسلیم کرنے کے بعد پاکستان کا وجود برقرار نہیں رہ سکتا میں پہلے بھی آپ سے کہہ چکا ہوں کہ پاکستان کی بقا کا مدار مضبوط مرکز ہی پر منحصر ہے۔ میں نے پارلیمانی نظام صرف اس لئے قبول کیا تھا کہ اس کے تحت بھی مضبوط مرکز کے باقی رہنے کا کچھ امکان تھا۔ لیکن اب یہ کہا جا رہا ہے کہ ملک کو دو حصوں میں بانٹ دیا جائے۔ مرکز کو غیر موثر اور اختیارات سے محروم ادارہ بنا دیا جائے۔ دفاعی افواج کو یکسر مفلوج کر دیا جائے اور مغربی پاکستان کی سیاسی حیثیت ختم کر دی جائے۔ میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ اپنے ملک کی بربادی کی کارروائی کی صدارت کروں۔

مجھے اس بات کا بہت دکھ ہوتا ہے کہ
ایک بہت بڑی خواہش کی تکمیل نہیں ہو سکی۔
کہ ملک میں آئینی طور پر انتقال اقتدار کی
لیکن جو حالات اب پیدا ہو گئے ہیں۔ ان میں
ان حالات میں قومی اسمبلی کا اجلاس بلانا
بلایا بھی جائے تو بعض ارکان میں اجلاس میں شا
نہیں ہوگا۔ اور جو ارکان آئیں گے وہ اپنے
نہیں کر سکیں گے۔ ان حالات میں اس بات کا
قومی اسمبلی کہیں خون خرابے کا شکار نہ ہو جا

ملک کی سلامتی باقی سب باتوں پر مقد
آئینی مسائل پر امن فضا میں صرف اس وقت
جب عوامی نمایندے ٹھنڈے دل سے ان
سکیں۔ آج یہ ماحول میسر نہیں ہے۔ جو
ہونے لگتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی شرارت کی
ہے۔ یہ بات بھی بہت افسوسناک ہے کہ گزشتہ
کے اندر جو کچھ حاصل کیا گیا ہے لوگ اسے
تلے ہوتے ہیں بلکہ وہ پچھلی حکومت کے کئے
پانی پھیرنا چاہتے ہیں۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ
کے حاصل کئے ہوئے ملک کو تباہ کر دیا جائے۔

مجھے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے کہ اب حا
بس میں نہیں رہے۔ تمام سرکاری ادارے
اور دھمکیوں کا نشانہ بن گئے ہیں۔ ہر اصول
بقا کے ہر طریقے کو خیر باد کہہ دیا گیا ہے۔ ملک کے
سڑکوں اور چوراہوں میں کیا جاتا ہے۔ حالات
کے لئے مسلح افواج کے سوا اور کوئی آئینی اد
نہیں رہا۔

پوری قوم کا مطالبہ ہے کہ پاکستان کو

(باقی صفحہ

# اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لیکر

گزشتہ شمارہ کی آخری کاپی پریس جا رہی تھی کہ سرگودھا سے بذریعہ فون اطلاع ملی کہ امام پاکستان مولانا سید احمد شاہ صاحب اس دار فانی سے کوچ کر گئے فون پہ یہ خبر سن کر کچھ دیر سوچتا رہا کہ کیا ایسے لوگوں کو بھی موت آجاتی ہے۔ مگر یک لخت آیت قرآنی زبان پر آئی

کل من علیہا فان ویبقیٰ

معاً خیال آیا کہ جب موت اس ہستی پر جس کے لئے مخلوق پیدا کی گئی تھی طاری ہو سکتی ہے تو پھر اور کس کو معاف کرے گی۔

سید احمد شاہ صاحب کی موت سے بلاشبہ مسلمانانِ پنجاب ایک بہت بڑے محسن سے محروم ہو گئے۔ اور یہ ایک طور پر ایسا ناقابل تلافی نقصان ہے، جس کی وجہ سے ہر آنکھ اشک بار ہے۔ ایسے نازک وقت میں آپ کی وفات ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ وہ دین فطرت کی تعلیمات سے ایک عالم دین کی حیثیت سے آگاہ تھے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو علم کے ساتھ ساتھ عمل کی سعادت بھی حاصل تھی۔

شاہ صاحب عادات و اطوار اور گفتار و کردار میں سراپا اخلاص تھے۔ وہ کمل مسلمان اور وسیع النظر رہنما تھے۔

ان سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو محبت بھرے لہجہ میں فرماتے کہ بھائی میں کوئی عالم نہیں ہوں، مسائل بتلانا علماء کا کام ہے۔ علماء کی مجلس میں بیٹھ کر خوب علمی نقطے بیان کرتے۔

آپ نے برصغیر کے اس ممتاز دینی ادارے میں حدیث کی تعلیم حاصل کی جسے دارالعلوم دیوبند کہا جاتا ہے۔ یہی وہ دارالعلوم ہے جس کے نامور اکابر نے تحریک ولی اللّٰہی کو زندہ کیا۔ اسی دارالعلوم سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا سید انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید اکابرین امت پیدا ہوئے۔

شاہ صاحب حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص تلامذہ میں سے تھے

فراغت کے بعد آپ نے اپنے علاقہ میں تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا۔ ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں چوکیرہ میں ایک عرصہ دراز تک مدرسہ دارالہدیٰ میں تدریس کا کام کرتے رہے۔ چوکیرہ سے آپ کی زیر ادارت ایک ماہانہ رسالہ "الفاروق" بھی نکلتا رہا۔ اس رسالہ میں شیعہ کی طرف سے صحابہ کرامؓ پر لگائے گئے غلط الزامات کا مدلل جواب آپ اپنے قلم سے دیتے تھے۔

مذہب شیعہ کے رد میں آپ نے متعدد کتب لکھیں لیکن اس سلسلہ میں سب سے مشہور کتاب جس کے متعدد ایڈیشن چھپ [illegible] ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئے "تحقیق فدک" ہے۔ یہ کتاب آپ نے باغ فدک کے سلسلہ میں لکھی تھی۔

اب سے چند سال قبل سرگودھا کے شہریوں کے مجبور کرنے پر آپ نے دیہاتی زندگی کو ترک کر کے سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا کی ایک مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دینے شروع کئے۔ صحابہ کرام سے بے پناہ محبت کے باعث آپ نے اس مسجد کا نام "مسجد فاروق اعظمؓ" رکھا۔ اس مسجد میں آپ نے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ جس میں طلباء کو عربی، فارسی کے علاوہ شیعہ مذہب کے غلط نظریات کی تردید بھی آپ خود پڑھاتے تھے۔ مذہب شیعہ کی تردید کے سلسلہ میں پنجاب میں آپ کے بے شمار شاگرد موجود ہیں

جید عالم ہونے کے علاوہ آپ ایک ولی کامل بھی تھے طریقت میں آپ کا تعلق قطب الاقطاب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت بھی دی تھی۔

شاہ صاحب مرحوم مدرس اور مبلغ ہونے کے علاوہ ایک بہترین مناظر بھی تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں متعدد مناظرے کر کے شیعہ علماء کو شکست فاش دی۔

مورخہ ۲۴ مارچ بروز سوموار رات عشاء کی نماز آپ نے پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ لیٹ گئے۔ اچانک ساڑھے دس بجے دل کے بائیں جانب فالج کا حملہ ہوا۔ اور بارہ بجے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

خدا مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

پروردگار ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے

بے شک موجودہ دور کے وہ بہت بڑے آدمی تھے، وہ علم و فضل اور ایثار و احسان کا مجسمہ تھے۔ ان کی موت اہلسنت کے لئے ایک بہت بڑی محرومی ہے۔

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر<br>
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لیکر

خورشید بھیروی

---

## بقیہ:- اسلام کی معاشی مشکلات

کس طرح اس کی تمنا اور خواہش فرماتے۔

حضرت افغانی مدظلہٗ نے آگے چل کر لکھا ہے کہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے فرمایا کہ جب میں نے سٹالن کو آیت قل العفو کا ترجمہ سنایا تو وہ جوش میں آکر کہنے لگا کہ اگر ہم پہلے اس سے واقف ہوتے تو ہمیں کمیونزم کی ضرورت نہ ہوتی۔ حضرت افغانی نے تصریح کی ہے کہ ابن حزمؒ نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ان کے نزدیک یہ ایک جبری قانون ہے (یعنی مالکوں کی رضامندی کے بغیر بھی خلافت اسلامیہ کو اختیار ہے کہ جب حالات معمول پہ نہ ہوں تو وہ لوگوں کی ذاتی املاک میں مداخلت کرے)

### چوتھا واقعہ، اخذ اراضی یا منع اراضی

جو ملک جہاد کر کے قبضہ میں لایا جائے اور عنوۃً اس کی فتح ہو تو خمس کا مال غنیمت منقول یا غیر منقول مجاہدین کا حق ہے۔ انہیں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ذاتی طور پر کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ ایک ذرہ بھی تقسیم سے قبل لے لینا غلول اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔ لیکن حالات کا تقاضا ہو۔ حالات معمول پہ نہ ہوں، ملک کی ضرورت کے پیش نظر خلیفۂ اسلام کو حق ہے کہ مجاہدین کی ان زمینوں کو ان میں تقسیم نہ کریں اور ملکی ضرورت کے مطابق اس میں تصرف کرے۔ عراق و شام کی زمینیں مصر کی زمین اور اس طرح کے بعض دو[illegible]ے علاقوں کی زمینیں ان حضرات کے نزدیک بھی جو عنوۃً ان کی فتح کے قائل ہیں ایسے ہی ضرورت کے پیش نظر مجاہدین کو نہیں دی گئیں۔ پڑھیئے اسلام کا زرعی نظام از ۱۵۲ تا ۱۶۲۔ بالخصوص اس میں قاضی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ اور امیر المومنین عمر فاروقؓ کا یہ ارشاد۔

میرے سامنے عام مسلمانوں، کمزوروں، قرضداروں اور بعد کے مجاہدین کا معاملہ اور ان کا انتظام نہ ہوتا تو میں ضرور زمین تقسیم کر دینے کا حکم دیتا۔

یہ زمین مصر کی بات ہے اور حضرت زبیرؓ نے دلائل سے ثابت کر دیا تھا کہ یہ مجاہدین کا حق ہے اور ان ہی میں تقسیم کر دینا چاہیئے۔ امیر المومنینؓ نے ان کی دلیل کو رد نہیں فرمایا بلکہ حالات کے تقاضا سے خلافت کی مداخلت کو اس میں جائز قرار دیا اور اسی پر عمل ہو گیا۔

ان چند واقعات سے ہی ناظرین کرام نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ ہمیں اسلام سے گھبرانا نہیں چاہیئے اور جس طرح اسلام۔ کے دوسرے نظام دنیا سے اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ اس کا معاشیاتی نظام بھی تمام عیوب و نقائص سے منزہ طبقاتی کشمکش کی لعنت سے پاک اور دنیا نے تجربہ میں کامیاب ترین نظام ثابت ہو چکا ہے۔

کمی ہے تو صرف اتنی کہ اس میں کارل مارکس اور ماؤزے تنگ، لینن اور سٹالن کے نظریات کے علی الرغم نہ خدا کا انکار ہے نہ مذہب سے بیر ہے۔ اخلاق عالیہ کی تکمیل ہے اور عین فطرت انسانیہ کے مطابق ذاتی اور [illegible] ادی ملکیت کی اس حد تک اجازت ہے۔ جس سے قومی ز[illegible] کی

(باقی کالم ۲ میں)

م متاثر نہ ہو۔ انارکی اور لاقانونیت سے ضد ہے اور جب تک حالات معمول پر ہوں تو جائز ورثا کے لئے پس انداز کی بھی اجازت ہے تاکہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کا ذکر خیر جاری و ساری رہے۔ اسی سے جڑے تو یہ فطرت کا مقابلہ ہے جو ہزاروں خرابے کے باوجود بھی ناممکن الحصول ہے۔ اس مسئلہ پر ہمارے دوستوں کو علامہ افغانی کی کتابیں بالخصوص خطبۂ صدارت جہاد کانفرنس ملتان اور رسالہ کمیونزم اور اسلام نیز اسلام کا زرعی نظام تالیف مولانا محمد تقی امینی ندوۃ المصنفین اور ماہنامہ جامع مسجد دہلی اور اسلام کا اقتصادی نظام تالیف مولانا حفظ الرحمٰن صاحب ندوۃ المصنفین دہلی ضرور مطالعہ کر لینی چاہیئیں۔

## جنرل یحییٰ کا قوم کے نام خطاب

(۱) آپ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کی کل کی نشری تقریر سن چکے ہیں۔ اور آپ نے ان کا وہ مکتوب بھی پڑھ لیا ہوگا۔ جو انہوں نے ۲۴ مارچ کو مجھے بھیجا اور جو اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ جیسا کہ ان کے مکتوب سے واضح ہے۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے پچھلے چند ہفتوں میں ایسی صورت پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ جس کے ذریعہ اختیارات کی منتقلی پر امن اور آئینی طریقوں سے عمل میں لائی جا سکے لیکن جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں۔ ان کی یہ کوششیں کامیاب نہ ہو سکیں۔ لہٰذا انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں وطن عزیز کو مکمل تباہی سے بچانے کے لئے اپنا اہم فریضہ ادا کروں۔

(۲) جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔ میں نے سارے پاکستان میں مارشل لا نافذ کر دیا ہے۔

(۳) ہمیں جو پاکستان کی مسلح افواج میں ہیں بڑی امید تھی کہ ملک میں ہوشمندی سے کام لیا جائے گا اور موجودہ انتہائی اقدام نہیں کرنا پڑے گا۔ لیکن صورت حال اس حد تک خراب ہو گئی ہے کہ قانون برقرار رکھنے کے تمام عام طریقے کاملاً غیر مؤثر ہو کر معطل ہو گئے ہیں۔ جان و مال کو شدید نقصان پہنچ چکا ہے۔ اور خوف و ہراس نے قومی زندگی کو معطل کر کے رکھ دیا ہے۔ پیداوار خطرناک حد تک گر گئی ہے اور ملکی اقتصاد کو وہ نقصان پہنچ چکا ہے جو پہلے کبھی نہیں پہنچا تھا ہڑتالیں اور تشدد کی وارداتیں روزمرہ کا معمول بن چکی ہیں اور ملک کو تباہی کے غار کے کنارے کھڑا کر دیا ہے۔ یہ تو از بس ضروری ہو گیا ہے کہ قوم کی سلامتی اور تحفظ کا بندوبست کیا جائے اور جلد سے جلد حالات کو معمول پر لایا جائے۔ ملک میں جو انارکی کی صورت حال پیدا ہو چکی ہے اس کی موجودگی میں پاکستان کی مسلح افواج محض تماشائیوں کی طرح بے نیاز نہیں رہ سکتیں۔ ان کے لئے اپنا فرض منصبی ادا کرنا اور ملک کو تباہی سے بچانا از بس ضروری ہو گیا ہے اور میں نے تازہ قدم اسی مقصد کے لئے اٹھایا ہے۔

(۴) مارشل لا نافذ کرنے سے میرا مقصد وحید محض عوام کے جان و مال اور آزادی کا تحفظ اور انتظامیہ کو پھر سے راہ راست پر ڈالنا ہے۔ اس لئے چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے میرا اولین فرض یہ ہے کہ ملک میں ہوشمندانہ فضا پیدا کی جائے اور اس امر کا اطمینان کیا جائے کہ انتظامیہ عوام کی تشفی کے مطابق اپنے فرائض انجام دے سکے۔ ہم انتظامیہ کی نا اہلی اور بد نظمی کا کافی خمیازہ بھگت چکے ہیں اور اب مجھے اس امر کا پورا پورا انتظام کرنا ہوگا کہ اس طرح کی صورت حال کا اعادہ نہ ہو۔ لہٰذا انتظامیہ کے ہر رکن کو میرا یہ انتباہ اچھی طرح گوش گزار کر لینا چاہیے۔

(۵) ہموطنو! میں آپ پر یہ حقیقت پھر اچھی طرح واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کے سوا میری اور کوئی خواہش نہیں ہے کہ ایسے حالات پیدا کئے جا سکیں جن کے تحت ملک میں آئینی حکومت قائم کی جا سکے۔ اور میرا راسخ عقیدہ بھی یہی ہے کہ ایک ہوشمندانہ اور تعمیری سیاسی زندگی کے احیاء اور ایسے عوامی نمایندوں کو اختیارات حکومت کی پرامن منتقلی کے لئے جو آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات سے رائے دہی بالغاں کے اصول پر منتخب کئے گئے ہوں ایک نہایت صاف ستھرا اور دیانتدار انتظامیہ کا وجود اوّلین شرط کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب یہ ذمہ داری انہی منتخبہ عوامی نمایندوں کی ہوگی کہ وہ ملک کو ایک قابل عمل آئین دینے کے علاوہ ان تمام دیگر سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی مسائل کا حل تلاش کریں۔ جنہوں نے عوام کو بے اطمینانی سے دو چار کر رکھا ہے۔ مجھے ان تمام جائز مشکلات اور ضروریات کا پورا احساس ہے۔ جن کا تعلق ہمارے معاشرہ سے ہے۔ جس میں طلبہ کا طبقہ، مزدور اور کسان بھی شامل ہیں۔ میں آپ کو اس امر کا یقین دلاتا ہوں کہ ان سب مشکلات کو حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

(۶) اب میں چند الفاظ آپ کے فوجی بھائیوں کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ انہوں نے ہر گھڑی اور ہر آن انتہائی ایثار، خلوص اور بہادری سے قوم کا ساتھ دیا ہے اور انہیں جب بھی آواز دی گئی انہوں نے پوری استعداد اور وفاداری سے اس پر لبیک کہا۔ انہوں نے پاکستان کی حفاظت اور اس کی عظمت کے لئے کبھی بھی کسی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ پاکستان کی مسلح افواج عوام ہی کی امانت ہیں ان کے کوئی سیاسی عزائم نہیں ہیں اور وہ کسی شخصیت یا پارٹی کی حمایت نہیں کریں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہ امر بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم پر جو فرض عائد کر دیا گیا ہے۔ اس کی تکمیل میں ہم کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں گے۔ اور ہم اسے قوم کی تسلی کے مطابق انجام دینے کا تہیہ کر چکے ہیں۔

(۷) ہم تاریخ کے نازک ترین دور سے گذر رہے ہیں۔ حالیہ واقعات سے ہمارے قومی وقار کو اور ہماری ترقی کو سخت دھچکا لگا ہے۔ مارشل لا ایڈمنسٹریشن کسی طرح کی ایجی ٹیشن اور تخریبی کارروائیاں برداشت نہیں کرے گی لہٰذا میں اس فرد و بشر کو خواہ اس کا مسلک کچھ ہی کیوں نہ ہو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو جائے اور اب تک ملک کی اقتصادیات کو جو نقصان پہنچا ہے اس کے ازالہ اور پاکستان کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا اپنا فرض منصبی ادا کرنا شروع کر دے۔ پاکستان پایندہ باد۔

---

## مولانا محمد الیاس صاحب خطیب جامع مسجد پٹولیاں کے خلاف کیس کی واپسی

لاہور۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب خطیب جامع مسجد پٹولیاں اندرون لوہاری گیٹ لاہور کے خلاف جو کیس دو سال سے زیر سماعت تھا۔ وہ چیف اوقاف کے حکم کے تحت واپس لے لیا گیا ہے۔ کیس جن فرضی بنیادوں پر چل رہا تھا، اس کا تقاضا بھی یہی تھا۔ بہرحال ہم اوقاف کے حکام کو اس اقدام پر مبارکباد دیتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ بھی دیانتداری اور فرض شناسی کا ثبوت دے کر انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے رہیں گے۔ (ادارہ)

## بقیہ۔ صدر ایوب کی آخری تقریر

کمانڈر انچیف جنرل یحییٰ خاں اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کریں تجربہ اور فضائیہ ان کے ساتھ ہیں۔ پوری قوم کو ان کی جرأت اور حب وطنی پر بھروسہ ہے۔ انہیں ہر حال میں عوام کی بھلائی کو پیش نظر رکھنا چاہیئے اور ان کا ہر کام اسلام کے اصولوں کے مطابق ہونا چاہیئے۔

ملک کی سلامتی کا تقاضا ہے کہ دفاعی افواج کے کام میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے اور انہیں اپنے فرائض آزادانہ طور پر انجام دینے کا موقع دیا جائے۔ اس کے پیش نظر میں نے آج سے صدر کے عہدہ سے الگ ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

### آخری درخواست

میں آپ کے جذبات سے آگاہ ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے۔ اور میں ناامید نہیں ہوں۔ میں آپ سب کا بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے نہ صرف دس سال تک پاکستان کا صدر رہنے کا موقع دیا ہے بلکہ ہمت، صبر و استقلال کے ساتھ قومی تعمیر نو کے کام میں حصہ لیا۔ آپ کے کارنامے تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے۔ میں سرکاری ملازموں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے جرأت و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر طرح سے قوم کی بے لوث خدمت کی۔ میرے بعض قریبی ساتھیوں پر شدید اور ناجائز تنقید کی گئی۔ لیکن انہوں نے اس کی پرواہ کئے بغیر تندہی سے دن رات ملک کی بہتری کے لئے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر دے گا۔

میرے عزیز ہموطنو! میری آپ سے آخری درخواست یہ ہے کہ آپ صورت حال کی نزاکت کا احساس کریں اور امن و امان قائم رکھنے کے لئے اپنے فوجی بھائیوں کی ہر طرح سے مدد کریں۔ ہر فوجی آپ کا بھائی ہے۔ اس کا دل ملک کی محبت سے سرشار ہے۔ اور دل و دماغ اسلام کی روشنی سے منور ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ ملک میں مکمل امن و امان جلد قائم ہو، تاکہ ہم ترقی اور خوشحالی کی خاطر جمہوریت کے راستے پر اپنا سفر جاری رکھیں۔ آمین۔ خدا حافظ

پاکستان پایندہ باد

---

## اظہار تعزیت

جمعیۃ علماء اسلام قصور کے ایک حالیہ اجلاس میں صدر جمعیۃ حضرت مولانا سید محمد طیب ہمدانی کے بھائی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ مرحوم کے لئے مغفرت اور حضرت شاہ صاحب اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ (قاری محمد شریف ناظم اعلیٰ جمعیۃ قصور)

**جلسہ منسوخ** مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن شکر گڑھ کا سالانہ اجتماع جو ۵-۶ اپریل ۱۹۶۹ء کو ہو رہا تھا۔ غیر معینہ مدت کے لئے منسوخ کر دیا گیا ہے۔

(عبد الرحیم ناظم شکر گڑھ)

# مارشل لاء لگانے کا فیصلہ کیوں کیا گیا؟

## جنرل یحییٰ خاں کے نام صدر ایوب کا خط

مائی ڈیئر جنرل یحییٰ خاں!

میں بڑے دکھ کے ساتھ اس نتیجے پر پہنچا ہوں، کہ ملک میں سول انتظامیہ اور آئینی نظام غیر مؤثر ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر صورت حال کو موجودہ تشویش انگیز رفتار سے مزید خراب ہونے دیا گیا تو اقتصادی نظام تباہ ہو جائے گا اور مہذب زندگی گذارنا ممکن نہیں رہے گا۔

اب میرے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میں مسلح افواج سے جو ملک میں واحد مؤثر قانونی ذریعہ رہ گئی ہیں ملک کا نظام سنبھالنے کے لئے کہوں۔ اللہ کے فضل و کرم سے مسلح افواج اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ صورت حال پر قابو پا سکیں۔ صرف وہی آئینی طریقے سے ملک میں معقولیت بحال کر سکتی ہیں اور ملک کو دوبارہ ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتی ہیں۔

ہمارا آخری مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ملک میں ہمارے دین کے بنیادی اصولوں اور عوام کی ضروریات کے مطابق جمہوریت بحال کی جائے اور اسے برقرار رکھا جائے۔ اسی میں ہمارے عوام کی نجات پوشیدہ ہے۔ جو دانشمندی اور لگن کی زبردست خصوصیات کے حامل ہیں اور جو عالمی امور میں اہم کردار ادا کریں گے۔

یہ ایک المیہ ہے کہ اس وقت جب ہم خوشگوار اور خوشحال مستقبل کی طرف رواں دواں تھے۔ ہم نامعقول ایجی ٹیشن کے سبب غار میں گرا دیئے گئے ہیں۔ اس ایجی ٹیشن کو خواہ کتنا ہی شاندار نام کیوں نہ دیا گیا ہو۔ آنے والا وقت ثابت کرے گا کہ یہ مصیبت کھڑی کرنے والے کس کی پشت پناہی اور ہدایات، تربیت کے تحت کام کر رہے تھے۔ انہوں نے حکومت کے لئے عام لوگوں کی جان و مال کی حفاظت امن عامہ اور شہری آزادیوں کو برقرار رکھنا ناممکن بنا دیا تھا، انتظامیہ کے ہر ذریعہ اور عوام کی دانشمندانہ رائے کے اظہار کے ہر طریقہ پر غیر انسانی دباؤ ڈالا گیا۔ لگن سے کام کرنے والے اور تحفظ سے محروم سرکاری اہلکاروں کو ظالمانہ نکتہ چینی اور بلیک میل کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ تمام اخلاقی اور سماجی اصول تباہ ہو گئے اور سرکاری ادارے بے اثر ہو کر رہ گئے۔

ملک کی اقتصادی زندگی مفلوج ہو گئی۔ ورکروں اور مزدوروں کو لاقانونیت اور بہیمانہ اقدامات کرنے پر ابھارا گیا۔ زیادہ تنخواہوں اور مزدوروں کے مطالبات ڈرا دھمکا کر منظور کرائے جا رہے ہیں۔ مگر پیداوار کم سے کم تر ہوتی جا رہی ہے۔ ملک کی بندرگاہیں (؟) بند ہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ ملک عنقریب افراط زر کا شکار ہو جائے گا۔

یہ سب کچھ ان لوگوں کا کیا دھرا ہے جنہوں نے گذشتہ چند ماہ کے دوران عوامی تحریک کی آڑ میں ملک کی جڑوں پر ضرب کے بعد ضرب لگائی۔ یہ بات افسوسناک ہے کہ بڑی تعداد میں معصوم لوگ ان کے مذموم عزائم کی بھینٹ چڑھ گئے۔

میں نے اپنی اہلیت کے مطابق ہر قسم کے حالات میں قوم کی خدمت کی ہے۔ اس دوران غلطیاں بھی ہوئی ہوں گی مگر جو کامیابیاں حاصل کی گئی ہیں۔ وہ بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو نہ صرف میرے کئے ہوئے کاموں کو بلکہ سابقہ حکومتوں کی کامیابیوں کو بھی برباد کرنے کے خواہشمند ہیں۔ مگر سب سے زیادہ المناک اور دل شکن بات یہ ہے کہ یہاں ایسے عناصر بھی ہیں جو حضرت قائد اعظمؒ کی حاصل کردہ کامیابیوں یعنی پاکستان کو ہی ختم کرنے کے درپے ہیں۔

میں نے موجودہ بحران کو دور کرنے کے تمام آئینی اور قانونی ذرائع آزمائے ہیں۔ میں نے ان تمام لوگوں سے ملاقات کی پیشکش کی جو عوام کے لیڈر تصور کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض حال ہی میں ایک کانفرنس میں شریک ہوئے اور وہ بھی اس وقت جبکہ میں نے ان کی پیش کردہ شرائط کو پورا کر دیا۔ پھر بھی بعض نے نامعلوم وجوہ کی بنا پر کانفرنس میں شمولیت سے انکار کر دیا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ وہ کوئی متفقہ فارمولا تیار کر لیں۔ مگر کئی دن کے غور و خوض کے بعد بھی وہ ایسا فارمولا وضع کرنے میں ناکام رہے۔ بالآخر وہ دو باتوں پر متفق ہو گئے۔ اور میں نے ان دونوں کو منظور کر لیا۔ پھر میں نے یہ پیشکش کی کہ جن امور پر اتفاق نہیں ہو سکا۔ انہیں عوام کے ان نمائندوں کے سپرد کر دیا جائے جو بالغ رائے دہی کی بنیاد پر منتخب کئے جائیں گے۔

میری دلیل یہ تھی کہ اس کانفرنس میں جو نمائندے شریک ہیں انہیں عوام نے منتخب نہیں کیا۔ لہٰذا وہ ان تمام آئینی مسائل کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ جن پر ان کے درمیان اتفاق رائے بھی نہیں۔ میرا خیال تھا کہ میں قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کروں گا تاکہ جن دو نکات پر اتفاق رائے ہو گیا ہے ان پر غور کر سکے مگر جلد ہی یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ ایک بے سود کام ہو گا۔ حالات اور بھی خراب ہو جائیں گے۔ بھلا کوئی شخص تشدد کی مسلسل دھمکیوں کے زیر اثر رہتے ہوئے مسائل پر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کر سکتا ہے۔

قومی اسمبلی کے ارکان اب آزاد نمائندے نہیں رہے اور یہ بات ممکن نہیں کہ دو متفقہ نکات بھی منظور کرائے جا سکیں در اصل ارکان اسمبلی کو دھمکایا جا رہا ہے کہ وہ اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کر دیں یا پھر ایسی ترامیم پیش کریں۔ جن کے باعث مرکزی حکومت بھی ختم ہو جائے۔ مسلح افواج کو برقرار رکھنا ناممکن ہو جائے۔ ملک کی معیشت تقسیم ہو جائے اور پاکستان چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے۔ اس قسم کے ابتر حالات میں اسمبلی کا اجلاس منعقد کرنے سے صورت حال اور خراب ہو جائے گی۔

حکومت کے لئے یہ ناممکن ہو گیا ہے کہ موجودہ سنگین صورت حال سے عہدہ برآ ہو سکے۔ مسلح افواج کو آگے بڑھنا چاہئے۔ یہ آپ کی آئینی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ آپ دفاع کریں اور اسے نہ صرف بیرونی جارحیت بلکہ اندرونی انتشار اور خلفشار سے بھی بچائیں۔ قوم آپ سے یہ توقع رکھتی ہے کہ آپ اپنا فرض ادا کریں۔ ملک کی سلامتی اور استحکام کی حفاظت کریں اور ملک میں ... اقتصادی ... بحال کریں تاکہ ۱۲ کروڑ افراد کے اس ملک میں خوشی اور امن قائم ہو سکے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ ملک کی اس زبردست مشکل کو حل کرنے کی صلاحیت، لگن، دانش اور حب وطن سے بہرہ ور ہیں۔ آپ ایک ایسی فوج کے سربراہ ہیں۔ جس کا دنیا بھر میں احترام کیا جاتا ہے۔ پاک فضائیہ اور بحریہ میں آپ کے رفقائے کار باعظمت لوگ ہیں۔ مجھے ... ہے کہ آپ کو ان کی مکمل حمایت حاصل ہو گی۔ پاکستان کی مسلح افواج کو ان کا کر ملک کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچانا چاہئے۔

میں آپ کا شکرگزار رہوں گا اگر آپ تمام سپاہیوں، ہوابازوں اور بحریہ کے ارکان تک یہ بات پہنچا دیں کہ میں ان کا سپریم کمانڈر ہونے کی حیثیت پر فخر کرتا رہوں گا۔ انہیں علم ہو گا کہ موجودہ سنگین حالات میں انہیں پاکستان کے محافظ کا فرض ادا کرنا ہے۔ ان کا رویہ اور ان کے اقدامات اسلام کے اصولوں اور اس عقیدے کے مطابق ہونے چاہئیں کہ وہ عوام کے مفاد کی خدمت کر رہے ہیں۔

یہ ایک عظیم عزت افزائی ہے کہ میں نے اتنا عرصہ پاکستان کے بہادر عوام کی خدمت کی ہے۔ خدا عظمت، ترقی اور خوشحالی کی طرف ان کی رہنمائی کرے۔ مجھے آپ کی وفاداری پر آپ کو بھی خراج تحسین پیش کرنا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ ساری زندگی حب وطن کے جذبہ سے سرشار رہے ہیں۔ میں آپ کی کامیابی اور عوام کی خوشحالی کے لئے دعاگو ہوں۔

آپ کا — محمد ایوب خاں

از مولانا عبد الشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ

ساہی وال ضلع سرگودھا

# مسئلہ عصمت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام

(آخری قسط)

اس کے بعد دریافت کیا ہے۔ کیا صدر الشریعہ کو بھی ہم گروہ اہلسنت سے صرف اس بنا پر خارج سمجھیں گے کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ کہا ہے کہ وہ صغائر سے معصوم نہیں ہیں؟ (علمی جائزہ ص۵۸)

لیکن اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ یہ مؤلف کی مغالطہ دہی یا غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ صدر الشریعہ نے کہیں یہ نہیں کہا کہ انبیاء علیہم السلام صغائر سے معصوم نہیں ہیں۔ صدر الشریعہ نے اس عبارت میں صغائر کا صرف بطور زلت اور لغزش کے صادر ہونا تسلیم کیا ہے جو کہ بالاتفاق جائز ہے اور عصمت عن الصغائر کے تحت مؤلف نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔

مؤلف نے لکھا ہے۔ "رہا صغائر کا صدور سہواً وخطأً تو یہ بالاتفاق جائز ہے اور کسی کا اس میں اختلاف منقول نہیں ہے" (علمی جائزہ ص۵۴)

جب مؤلف کے نزدیک صغائر کا صدور سہواً و خطأً بالاتفاق جائز ہے اور صدر الشریعہ نے بھی صغائر کا صدور بطور زلت کے ہی تسلیم کیا ہے تو پھر نہ معلوم مؤلف کو صدر الشریعہ کی یہ عبارت (جس کو مؤلف عبارتیں لکھ کر ناظرین کو شاید یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ صدر الشریعہ کی ایسی کئی عبارتیں ہیں۔ حالانکہ یہ صرف ایک عبارت ہے) مذہب احناف کے خلاف اور مودودی صاحب کی تفہیمات والی عبارتوں سے زیادہ قابل گرفت کیوں معلوم ہوتی ہے اور صدر الشریعہ کو گروہ اہلسنت سے نکال پھینک دینے (ذرا تہذیب مؤلف کو بھی ملاحظہ فرمایا جائے) کے لئے یہ عبارت ان کے نزدیک کیونکر کافی ہے؟

جیسا کہ مؤلف نے اس کا دعویٰ علمی جائزہ کے صفحہ ۵۸ پر کیا ہے۔ مذہب احناف کے خلاف صدر الشریعہ کی عبارت میں کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ بلاوجہ اس کو مذہب احناف کے خلاف سمجھ لیا گیا ہے۔ کیونکہ زلت کے طور پر جن صغائر کے صدور کا ذکر صدر الشریعہ کی اس عبارت میں ہے۔ ان کا صدور بغیر قصد کے سہواً و خطأً ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ صدر الشریعہ کی عبارت میں من غیر قصد کی قید موجود ہے۔ جس سے قصد کی صراحۃً نفی ہو رہی ہے۔ پھر اس عبارت میں توجیہ کی کیا ضرورت ہے۔ صدر الشریعہ کی اس عبارت پر علامہ تفتازانی نے لکھا ہے کہ قولہ من غیر قصد۔ قال شمس الائمۃ سرخسی اما الزلۃ فلا یوجد فیها القصد الی عینها ولکن یوجد القصد الی اصل الفعل لانها اخذت من قولهم زال الرجل فی الطین انما لم یوجد القصد الی الوقوع ولا الی الثبات فی الطریق وانما یؤاخذ علیها لانها لا تخلو عن نوع تقصیر یمکن للمکلف الاحتراز عنه عند التثبت واما المعصیۃ حقیقۃ فهی فعل حرام یقصد الی نفسه مع العلم بحرمته (ص ۴۹۱)

شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہے زلت میں اصل فعل کا قصد تو پایا جاتا ہے۔ مگر اس کی ذات کا قصد نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ زلت ماخوذ ہے زال الرجل فی الطین سے جس کے معنی ہیں آدمی گارے میں پھسل گیا (یہ اس وقت کہا جاتا ہے) جبکہ قصد تو راستہ پر چلنے کا ہو بغیر قصد کے گارے میں گر گیا اور گرتے ہی سنبھل گیا ہو۔ اور زلت پر مواخذہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ وہ ہلکی سی ایسی تقصیر سے خالی نہیں ہوتی کہ اگر مکلف زیادہ مضبوطی سے کام لیتا تو اس سے بچنا ممکن تھا۔ اور جو حقیقتاً معصیت ہے تو اس میں حرام فعل کی ذات کا قصد ہوتا ہے۔ اس کی حرمت کا علم ہوتے ہوئے"۔

شمس الائمہ کے اس قول سے ایک تو زلت کی تشریح ہو گئی کہ وہ اس طرح ہے جیسے چلتے ہوئے آدمی کا پاؤں پھسل جائے اور گارے میں گر جائے۔ اس مثال میں مشی تو قصد کے ساتھ تھی مگر وقوع فی الطین بغیر قصد کے ہو گیا۔ اسی طرح زلت میں اصل فعل تو قصد سے ہی کیا جاتا ہے مگر اس کی ذات مقصود نہیں ہوتی۔ اس سے ایک تو صدر الشریعہ کے قول من غیر قصد کی بھی تائید اور تشریح ہو گئی۔

دوسرے اس قول سے معصیت کے معنی معلوم ہو کر زلات کا معصیت کے دائرے سے خارج ہونا بھی واضح ہو گیا۔ اس لئے کہ زلات کا صدور بھی بغیر قصد کے ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے صدر الشریعہ نے من غیر قصد کی قید لگائی ہے۔ اور علامہ علی قاری نے بھی شرح فقہ اکبر میں زلت کے بارہ میں یہی لکھا ہے۔ والحاصل ان احداً من اهل السنۃ لم یجوز ارتکاب المنهی منهم عن قصد [illegible] بطریق السهو والنسیان ویسمی [illegible] (شرح فقہ اکبر ص۵۳)"۔

حاصل یہ ہے کہ اہل سنت میں کسی نے بھی منہی کے ارتکاب کو انبیاء علیہم السلام سے بالارادہ جائز نہیں رکھا لیکن سہو و نسیان کے طریقہ پر اور اسی کا نام زلت ہے۔

علامہ ابو المنتہی فرماتے ہیں: لان الزلۃ قد تکون بالخطاء وقد تکون بالنسیان وقد تکون بالسهو وقد تکون بترک الافضل [illegible] (شرح فقہ اکبر ص۱۲) اس لئے کہ زلت کبھی خطا سے ہوتی ہے اور کبھی نسیان و سہو سے ہوتی ہے اور کبھی اولیٰ و افضل کے ترک سے ہوتی ہے۔ ان عبارتوں سے بھی واضح ہو گیا کہ کسی فعل کے قصد کے بغیر سہو و نسیان اور خطا کے طور پر صادر ہونے کو زلت کہتے ہیں۔ بہرحال صدر الشریعہ کا [illegible] زلات کے بارے میں یہ ہے کہ ان کا عمل صدور [illegible] مگر ان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زلات صغائر میں [illegible] جیسا کہ مؤلف نے سمجھا ہے۔ اس کے برخلاف بعض [illegible] کی رائے یہ ہے کہ زلات ترک الافضل کا نام ہے جن میں صرف افضل کو چھوڑ کر فاضل کو اختیار کر لینا [illegible]

علامہ تفتازانی نے صدر الشریعہ کے قول [illegible] کو اس طرح لکھا ہے۔ قولہ وهی فعل من الصغائر [illegible] ذکر بعض المشائخ من ان زلۃ الانبیاء هی زلل من الافضل الی الفاضل ومن الاصوب الی الصواب لا عن الحق الی الباطل ومن الطاعۃ الی المعصیۃ [illegible] یعاتبون لجلالۃ قدرهم ولان ترک الافضل عنهم بمنزلۃ ترک الواجب عن الغیر (ص۴۹۱)

## حوالہ میں غلطی

یہ عبارت صدر الشریعہ کے قول ذکر [illegible] علامہ تفتازانی نے لکھی ہے۔ مگر نہ معلوم مؤلف نے اس کو کس مصلحت کی بنا پر صدر الشریعہ کی طرف منسوب کر دیا۔ لکھتے ہیں۔ صدر الشریعہ نے ان علماء کا مذہب اس طرح نقل کیا ہے۔ وذکر بعض علماء الخ (علمی جائزہ ص۵۹) حالانکہ صدر الشریعہ نے صرف اپنی مذکورہ رائے نقل کی ہے۔ دوسرے علماء کا مذہب انہوں نے نقل ہی نہیں کیا۔ البتہ علامہ تفتازانی نے دوسرے مشائخ کا مذہب اپنی اس عبارت میں نقل کیا ہے۔ دوسرے اصل عبارت میں تو ذکر بعض المشائخ الخ کے الفاظ ہیں۔ مگر مؤلف نے وذکر بعض العلماء کے الفاظ تحریر کر دیئے۔ شاید یہ طباعت کی غلطی ہو۔

مؤلف نے علمی جائزہ کے ص۶۰ پر تلویح کے حوالے سے شمس الائمہ سرخسی کا قول اس طرح نقل کیا ہے۔

قال السرخسی اما الزلۃ فلا یوجد فیها [illegible] الی اصل الفعل واما المعصیۃ فهی فعل حرام یقصد الی عینه مع العلم بحرمته۔ لیکن صحیح عبارت اس طرح ہے۔

قال الشمس الائمۃ سرخسی اما الزلۃ فلا یوجد فیها القصد الی عینها ولکن یوجد القصد الی اصل الفعل الخ یہ پوری عبارت اوپر نقل کی جا چکی ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ مؤلف نے اس عبارت کو کس قدر غلط طور پر اور نا تمام نقل کیا ہے۔ کیا یہ سب طباعت ہی کے اغلاط ہیں؟

## عبارت کے سمجھنے میں غلطی

(الف) صدر الشریعہ کی عبارت وهی فعل

(باقی صفحہ ۵۲ پر)

## بقیہ: مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام

[illegible] بفضلہ من غیر قصد الخ کا مفہوم
[illegible] بغیر قصد و ارادہ کے صغائر کا صدور زلت
[illegible] مؤلف نے اس کا مفہوم یہ سمجھ لیا کہ "بعض علماء
[illegible] قائل ہیں کہ زلات داخلِ صغائر ہیں۔ اور
[illegible] یعہ کی طرف یہ بھی منسوب کر دیا کہ وہ زلات کو
[illegible] رہے ہیں۔ حالانکہ یہ مؤلف کی غلط فہمی ہے
[illegible] طور پر اوپر گزر چکا ہے۔

### [illegible] ایک اور غلطی

[illegible] کے بارہ میں جس دوسرے قول کا ذکر علامہ تفتازانی
[illegible] مذکورہ میں ذکرہ بعض المشائخ الخ سے کیا ہے۔ اس
[illegible] لکھا ہے کہ "یہ رائے شمس الائمہ سرخسیؒ کی طرف
[illegible] صرح بہ العلامۃ التفتازانی فی التلویح"
[illegible] ) مگر علامہ تفتازانی نے تلویح میں کہیں
[illegible] کو شمس الائمہ سرخسی کی طرف منسوب نہیں کیا
[illegible] تلویح میں دکھلائی جائے تو بڑی عنایت ہوگی
یہ بھی مؤلف کی غلط فہمی ہے۔ جس کی تفصیل آگے
ہے۔

[illegible] مؤلف نے شمس الائمہ سرخسی کے قول مذکور کو "بعض
[illegible] مذہب کی دلیل سمجھ لیا ہے۔ اس لئے وہ لکھتے ہیں
[illegible] سرخسیؒ اور اس کے ہم خیال علماء نے جو یہ دعویٰ
[illegible] انبیاء علیہم السلام کی لغزشیں معصیت میں داخل
[illegible] یہ ترک الافضل الی الفاضل ہے۔ اس کے ثبوت
[illegible] انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے۔ کوئی فعل معصیت کے
[illegible] داخل ہو سکتا ہے کہ اس میں تین چیزیں پائی جائیں
[illegible] فعل کی حرمت دوسرے اس کے فاعل کو اس کی
[illegible] کا علم۔ تیسری چیز اس کا ارادہ اور قصد" (علمی
[illegible] ) مگر یہ مؤلف کی غلط فہمی ہے۔ حقیقت حال یہ
[illegible] شمس الائمہ کے اس قول کو علامہ تفتازانی نے صدر الشریعہ
[illegible] اور زلۃ وھی فعل من الصغائر بفضلہ
[illegible] غیر قصد پر بطور دلیل اور تائید کے پیش کیا ہے
[illegible] تفصیل اوپر گزر چکی ہے تو شمس الائمہ کا یہ قول صدر
[illegible] یعہ کی رائے کی دلیل ہے۔ بعض المشائخ کے مذہب کی
[illegible] نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ اس مذہب کی رو سے
[illegible] ترک الافضل الی الفاضل کو کہتے ہیں تو پھر ان کو
[illegible] نوبت پیش آئی تھی کہ زلات کو معصیت کے دائرہ
[illegible] خارج کرنے کے لئے اس دلیل کو پیش کرتے۔ جس کو
[illegible] مؤلف نے شمس الائمہ اور ان کے ہم خیال علماء کے حوالہ
[illegible] پیش کیا ہے۔ اس لئے کہ اگر افضل کو ترک کر کے قصد اور
[illegible] ارادے سے بھی فاضل کو اختیار کیا جائے۔ تب بھی وہ معصیت
[illegible] ہے۔ اس لئے اس مذہب والوں کو اس کی کچھ ضرورت نہ
[illegible] تھی کہ وہ "ترک الافضل الی الفاضل" کا معصیت کے
[illegible] دائرہ سے خارج ہونا قصد اور ارادہ کے نہ ہونے سے
[illegible] ثابت کرتے۔ البتہ صدر الشریعہ نے چونکہ زلات کی تعریف
[illegible] فعل من الصغائر الخ سے کی ہے۔ اس لئے ان کو
اس کی ضرورت تھی کہ وہ زلات کا معصیت کے دائرہ میں
داخل نہ ہونا قصد و ارادہ کے نہ ہونے سے ثابت کریں۔
اسی وجہ سے صدر الشریعہ نے تعریف مذکور میں من غیر
قصد (بغیر قصد کے) کی قید لگا کر زلات انبیاء کو معصیت
کے دائرہ سے خارج کر دیا۔ اور اس کے شارح علامہ تفتازانی
نے اس قید کی تائید میں شمس الائمہ سرخسیؒ کا قول مذکور بطور دلیل
کے پیش کر کے ماتن کی قید کو مدلل کر دیا۔ مگر مؤلف نے اپنی
خوش فہمی سے شمس الائمہ کے اس قول کو "ترک الافضل
الی الفاضل" کی دلیل سمجھ لیا۔ اب مؤلف بھی دوبارہ غور
کریں کہ یہ قول صدر الشریعہ کی دلیل ہے یا بعض المشائخ کے
مذہب کی؟

### حق زبان پر جاری ہو گیا

جب مؤلف نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ "زلات میں اصل
فعل کا نہ قصد ہوتا ہے اور نہ ارادہ۔ اس لئے یہ نہ گناہ
ہے نہ معصیت (علمی جائزہ ص۶۰) تو مؤلف کے مسلمہ قاعدہ
کے رو سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صدر الشریعہ کے نزدیک
زلات صغائر گناہوں کی فہرست میں داخل نہیں ہیں۔
"اور اس کی دلیل وہی ہے جس کو مؤلف نے اپنی غلط فہمی یا
خوش فہمی سے بعض المشائخ کے مذہب میں جاری کیا ہے
لیکن اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ مؤلف کی یہ تقریر ان کی مرضی
کے خلاف صدر الشریعہ کی رائے میں جاری ہوئی ہے۔ مؤلف
اس کو خوب غور سے ملاحظہ کریں۔

صدر الشریعہ نے تو من غیر قصد کی قید اس لئے لگائی
تھی کہ زلات کو ہر قسم کی معصیت صغائر و کبائر سے خارج
کر دیں اور علامہ تفتازانی نے بھی تلویح میں صدر الشریعہ کی
تائید میں شمس الائمہ سرخسیؒ کا قول نقل کر کے زلات کو معصیت
کے دائرہ میں داخل کرنے کا دروازہ بند کیا تھا۔ مگر مؤلف
نے ان کی مراد کو خوب سمجھا کہ ان کے ذمہ یہ تہمت لگا دی کہ
انہوں نے زلات کا معصیت ہونا مان لیا۔ فیا للعجب و
یضیعۃ الادب۔ کیا مؤلف نے توضیح تلویح کے دیکھنے کے بغیر
ہی یہ عبارت کہیں سے لکھ دی ہے؟ اگر دیکھ کر یہ عبارت نقل
کی ہے تو مؤلف کی عبارت فہمی کی استعداد پر تعجب ہوتا ہے
کہ اتنی موٹی اور واضح چیز کو مولف نے کیوں نہیں سمجھا۔ اس
وقت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقائد
اہلسنت کے موافق اپنے عقائد رکھنے کی توفیق عنایت فرمائیں
اور انہی پر زندگی میں ثبات و دوام نصیب فرمائیں اور جب
موت کا وقت آئے تو بھی عقائد حقہ پر ہی موت آئے۔ آمین!
اور اپنی رحمت کے صدقہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر اس عقیدہ
سے جو عقائد اہلسنت کے خلاف ہو بچائے اور محفوظ رکھے۔
خصوصاً انبیاء علیہم السلام کی طرف ایسے امور کے منسوب
کرنے سے جو ان حضرات صلوات اللہ وسلامہ علیہم کے بلند
و ارفع مقام کے نامناسب ہوں اور ہر شر و فتنہ سے
محفوظ رکھے۔ اللھم اذا اردت بقوم فتنۃ فتوفنا
غیر مفتونین۔ آمین یا رب العالمین!



## بقیہ — لمحۂ شر و فتن

جب تک سرمایہ داری اور سامراجیت کا شجرِ خبیث ملتِ
اسلامیہ میں موجود رہے گا۔ اور بعض نام نہاد مدعیانِ دینِ اسلام
کے نام سے اس کی آبیاری فرماتے رہیں گے۔ اس وقت
تک سوشلزم کا پودا بھی پروان چڑھتا رہے گا۔

سرمایہ داری اور امریکی سامراجیت کے شجرِ خبیث کو
جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیجئے، اور جمعیۃ علماء اسلام کے
پروگرام کے مطابق اسلام کا اقتصادی و معاشی نظام اس
کی جگہ رائج کر دیجئے، سوشلزم کو یہ موقعہ ہی نہیں مل سکے گا
کہ وہ اپنے لئے جگہ نکال سکے۔ ورنہ یہ تو امریکی سامراجیت
و سرمایہ داریت کی منہ مانگی مراد ہے کہ سوشلزم کے محض
لفظی نعرہ کے مقابلہ میں اسلام کی تمام طاقت مسلمانوں کے
درمیان زور آزمائی میں صرف ہوتی رہے اور وہ قرآن
سوختنی کے واقعات وضع کر کر کے مسلمان کا خون مسلمان
کے ہاتھ سے بہتے رہنے کا راستہ بناتا رہے تاکہ اطمینان
کے ساتھ اسے اس سرزمین پاک پر اور مشرق وسطیٰ و مشرق
بعید کے مسلمان ممالک پر اپنا سامراجی تسلط قائم رکھنے میں بھی
کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے۔

وہ لوگ جو اسلام کے نام پر اس ملک میں ایسی سنگین
صورت حال برپا کرانے کے آرزومند ہیں۔ وہ کبھی بھی ملت
کے خیرخواہ ہو سکتے ہیں نہ اسلام کے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن
کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ؎

صورتِ دیں را کہ می سازند تحسیں می کنند
معنیٔ دیں را کہ می سوزند خلق آگاہ نیست

---

### صوفی محمد اشرف خاں صاحب کو صدمہ

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ہزارہ کے ناظم نشر و اشاعت
جناب صوفی محمد اشرف صاحب کے چچا غلام قاسم خاں صاحب
اچانک داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ مرحوم نہایت متقی اور
جمعیۃ کے خدمتگار تھے۔ قارئین کرام مرحوم کے درجات کی
بلندی کے لئے دعا کریں۔

ادارہ ترجمان اسلام اس غم میں صوفی صاحب کے
ساتھ برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالےٰ
مرحوم کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا
فرمائے۔

### حاجی محمد ابراہیم صاحب کو صدمہ

جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا شہر کے رہنما حاجی محمد ابراہیم
صاحب کی والدہ مورخہ ۲۵ مارچ کو طویل علالت کے
بعد اس دارِ فانی سے کوچ کر گئیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

ادارہ ترجمان اسلام اس غم میں حاجی صاحب کے
ساتھ برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالےٰ
مرحومہ کے درجات بلند کرے اور جملہ پسماندگان کو صبر
عطا فرمائے۔

# ایک نظر ادھر بھی !

قارئین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ ترجمان اسلام ایک خالص دینی پرچہ ہے۔ اس وقت کسی رسالہ یا اخبار کا بغیر اشتہاروں کے چلنا ناممکن ہے۔ ترجمان اسلام کی مشکلات کی وجہ تو بعض ایجنٹ حضرات کی خصوصی عنایات ہیں اور دوسرا اشتہارات کے نہ کا بھی کافی اثر ہے۔ اس سلسلہ میں ہم نے ایک تجویز سوچی ہے۔ اگر قارئین حضرات اور اہم کو یہ پسند ہو تو بذریعہ خط ہمیں مطلع فرمائیں، ہم حاضر ہو جائیں گے۔

تجویز یہ ہے کہ گوجرانوالہ، گجرات، جہلم، راولپنڈی، سرگودھا، لائلپور، ساہیوال، ملتان، سیالکوٹ وغیرہ میں ادارہ کی طرف سے ایک نمائندہ اشتہاروں کے حصول کے دورہ کرے، اور وہاں کے مقامی احباب اس نمائندہ کے ساتھ بھرپور تعاون کر کے اس کاروباری حضرات سے اشتہارات دلوائیں۔ شرح اشتہارات مندرجہ ذیل ہے:۔

ٹائیٹل کے آخری صفحہ سالم کیلئے ۔/۵۵ روپے ۔ اندر کے صفحات میں پورے صفحہ کیلئے ۔/
فی انچ فی کالم ٹائیٹل کے صفحات پر ۔/۵ ؍؍ اندر کے صفحات پر فی انچ فی کالم ۔/

آپ بذریعہ خط مطلع فرمائیں تاکہ یہ دورہ شروع کیا جائے۔ ہمیں امید ہے کہ اس خالص دینی پرچہ کے لئے آپ ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔ (ادارہ)

# اعلانِ داخلہ

## جامعہ ربانیہ معصوم شاہ روڈ ملتان

برادرانِ اسلام!

اس وقت ہماری نسل جس تیزی کے ساتھ موجودہ سکولوں اور کالجوں میں اسلام سے دور ہوتی چلی جا رہی ہے اس سے ملتِ اسلامیہ کا ہر بہی خواہ انتہائی مضطرب اور پریشان ہے یہ سب خرابی بعض غیر دیندار اساتذہ کے ہاتھوں غیر اسلامی ماحول میں تعلیم حاصل کرنے کا نتیجہ ہے۔ جس کا واحد حل ایسی درس گاہوں کا قیام ہے۔ جہاں دینی تعلیم کے ساتھ علوم حاضرہ کی تعلیم بھی دی جائے اور پورے اسلامی ماحول اور دیندار اساتذہ کے ذریعے تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔

الحمدللہ! جامعہ ربانیہ ملتان نے اس اہم قومی ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ ادارہ ہذا میں پانچ سال کی مدت میں نہ صرف طلباء کو میٹرک کے لئے تیار کیا جاتا ہے بلکہ ساتھ ساتھ فارسی، عربی صرف و نحو۔ عربی ادب۔ فقہ۔ اصول فقہ کی بنیادی تعلیم، حدیث (مشکوٰۃ شریف کے بعض حصے) قرآن پاک کا ترجمہ عربی زبان کی متوسط استعداد اور عربی تحریر و تقریر کی قابلیت بھی پیدا کی جا رہی ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ دو سال میں یہ تجربہ نہایت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اکابرین ملت نے اس ادارے کے متعلق گرانقدر خیالات و آراء کا اظہار فرمایا ہے۔ حضرت مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی پروفیسر جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے نزدیک علوم جدیدہ و قدیمہ کی آمیزش معمولی قدم نہیں وقت کی سب سے اہم خدمت ہے۔ اس ادارہ کی تشکیل اس سلسلہ کا پہلا قدم ہے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہٗ کے نزدیک بلاشبہ یہ مقاصد وقت کی انتہائی ضرورت ہیں جامعہ ربانیہ نے قدیم و جدید دینی و دنیوی دونوں تعلیموں کے ساتھ چلانے کے لئے اہم قدم اٹھایا ہے۔

اسی طرح حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال نے ادارہ ہذا کے معائنہ کے بعد تعلیمی اور تربیتی دونوں پہلوؤں سے گرانقدر خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

ادارہ ہذا اقامتی درسگاہ ہے۔ جہاں نماز، روزہ اور پوری اسلامی زندگی کی مشق خالص اسلامی فضا اور تجربہ کار اساتذہ کی نگرانی میں کرائی جا رہی ہے۔ لہٰذا جملہ ملی درد و احساس رکھنے والے اور اپنی نئی نسل کو جامع تعلیم اور دینی تربیت سے آراستہ کرنے کے خواہشمند حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنے پرائمری پاس بچوں کو فوراً جامعہ ربانیہ ملتان میں داخل کرا کر خدمت کا موقع عنایت فرمائیں یکم اپریل ۱۹۶۹ء سے چھٹی جماعت کا داخلہ شروع ہو گیا ہے اس سلسلہ میں فوراً مہتمم جامعہ ربانیہ ملتان سے رجوع فرمائیں۔

مدرسہ کی فیس اور دیگر مصارف تا(ی) درجہ کے سرکاری مدارس کے معیار کے مطابق ہوں گے۔ طلبہ کیلئے اسلامی طرز کے لباس اور شکل و صورت کی پابندی ضروری ہوگی۔ نادار و ذہین طلبہ کے لئے مفت تعلیم اور رہائش و خوراک کا انتظام ہوگا۔

ادارہ گورنمنٹ پاکستان ریونیو بورڈ کی طرف سے رجسٹرڈ ہے اور ادارہ کو دیئے جانے والے عطیات (۲۱، جنوری ۱۹۶۹ء) انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔

(ناظم جامعہ ربانیہ معصوم شاہ روڈ ملتان شہر)

# مدرسہ تعلیم الفرقان مریڑ حسن راولپنڈی

مدرسہ تعلیم الفرقان مریڑ حسن راولپنڈی ایک عرصہ سے راولپنڈی میں قائم ہے۔ مدرسہ ہذا میں قرآن کریم حفظ و ناظرہ با تجوید کتب تجوید اور اسلامیات کی ابتدائی کتب پڑھانے کا انتظام ہے۔

اس وقت تک سینکڑوں حفاظ اور قاری یہاں سے فارغ ہو کر اپنی اپنی جگہ قرآن کریم کی تعلیم میں مشغول ہیں مدرسہ کے ناظم مولانا قاری محمد دین صاحب جو ایک جید قاری اور عالم ہیں۔ باوجود آنکھوں سے معذور ہونے کے نہایت محنت سے کام کر رہے ہیں۔ قاری صاحب کے علاوہ مدرسہ ہذا میں دو اور مدرس حافظ اور قاری موجود ہیں۔ مدرسہ میں داخل ہونے والے بچوں کو تحریری مشق بھی کرائی جاتی ہے تاکہ وہ لکھنے کے قابل بھی ہو سکیں۔

مدرسہ تعلیم الفرقان ایک کرایہ کی عمارت میں قائم ہے۔ بیرونی شہر کے طلباء کی جملہ ضروریات کا مدرسہ خود کفیل ہے۔ مدرسہ کی باقاعدہ ایک مجلس منتظمہ ہے۔ جس کے تحت مدرسہ چل رہا ہے۔ یہ رجسٹرڈ ادارہ ہے اور اس میں دی جانے والی رقومات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ اہل خیر حضرات زکوٰۃ، صدقات اور دیگر دیتے وقت مدرسہ ہذا کو نہ بھولیں۔ خط و کتابت اور رقومات پتہ ذیل پر ارسال کریں۔

قاری محمد دین صاحب ناظم مدرسہ تعلیم الفرقان نزد ڈال افغاناں مریڑ حسن راولپنڈی
الداعیان الی الخیر:۔ اراکین مجلس منتظمہ

# شکریہ

میری اور میرے برادر اصغر مولوی سعید الرحمٰن خطیب حضرو کی شادی خانہ آبادی کے سلسلہ میں بزرگوں اور جن دوستوں نے بذریعہ ڈاک مبارک پیغام بھیجے ہیں۔ میں ترجمان اسلام کے ذریعہ ان بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(عزیز الرحمٰن خورشید معاون مدیر ترجمان اسلام)

# مدرس کی ضرورت

فن تجوید و قرأت کے ماہر ایک حافظ و قاری مدرس قرآن کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات ۹ بجے سے بارہ بجے تک دفتر مرکزیہ حسین آگاہی ملتان میں تشریف لا کر بالمشافہ گفتگو فرمائیں۔

(حافظ محمد سلیم ناظم اعلیٰ مدرسہ دعوۃ الحق حسین آگاہی ملتان)

از: مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

تلخیص و ترتیب: زاہد الراشدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

(۶)

اس زمانہ میں بھی اگر اس کا صحیح اندازہ لگانا ہو، تو تعلقہ داروں جاگیرداروں اور بڑے بڑے زمینداروں میں شادی کے وقت "شادیانہ"، ہاتھی اور موٹر کی خریداری کے وقت "ہتھیانہ" اور "موٹرانہ" اور تہواروں میں تہوار کی بھینٹ کے نام سے اب بھی یہ مظالم علی رؤس الاشہاد نظر آئیں گے۔ اسلام اس قسم کے ظالمانہ رسم و رواج کو جائز نہیں سمجھتا اور ظلم تصور کرتا ہے۔

(۵) اسلام سے قبل ایک طریقہ یہ بھی رائج تھا کہ کاشتکار جب اپنی ضرورت کے لئے زمین لگان پر لیتا تھا تو مالکِ زمین اس سے اس قسم کی شرطیں لگاتے تھے جس سے زمین کی حیثیت مستقل طور پر بڑھ جائے اور جو کام یا ذمہ داری اور اپنے ذمہ عائد ہے۔ وہ اس حیلہ سے کاشتکار پر عائد ہو کر مستقل مزید نفع حاصل ہو جائے۔ اسلام کے معاشی نظام میں اس قسم کے اجارہ کو اجارہ فاسدہ میں شمار کیا گیا ہے، اور … کے معاشی میں اس کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں

(۶) کاشتکار اور اہلِ خراج پر گذشتہ تمام مظالم سے زیادہ سخت ظلم یہ ہوتا تھا کہ اگر پیداوار کی کمی کی وجہ سے یا قدرتی آفات کے نزول کے سبب سے یا کسی اور معقول عذر کی وجہ سے وہ مقررہ لگان ادا نہیں کر سکتے تھے، تو حکومت یا زمیندار زراعت کا سامان ہل، بیل گاڑی اور ضروریاتِ زندگی کو نیلام کراتے اور ان کو فروخت کر کے اپنا لگان وصول کر لیا کرتے تھے۔ اسلام کے معاشی نظام میں اس کو بھی "ظلم" قرار دیا گیا ہے۔ اور مطالبۂ لگان واجب ہو … باوجود وصولیِ لگان کے معاملہ میں آلاتِ زراعت کے نیلام کی اجازت نہیں دی گئی۔

(۷) … اسلام سے قبل اور دورِ حاضر میں یہ دستور رہا ہے کہ حکومت زمینداروں کو اجازت دے دیتی ہے کہ سرکاری افتادہ مگر شاداب و سبزہ زار زمینوں کو معمولی ٹیکس کے ذریعہ یا مفت "حمیٰ" چراگاہیں بنا لیں اور ان کی … بندی کر کے ان کے درختوں اور گھاس وغیرہ سے عظیم الشان فائدے حاصل کریں اور چوپاؤں کی افزائش نسل کر کے اپنی دولت میں اضافہ کرتے رہیں۔ اس کو عربی میں "حمیٰ" اور اردو میں "رکھا" کہتے ہیں۔ اس سے عموماً عوام اور غریب کاشتکاروں کے لئے ایک مصیبت نازل ہو جاتی ہے اور وہ اپنے مویشیوں کے لئے چارہ سے محروم ہو کر سخت دقتیں برداشت کرتے ہیں۔ اسلام نے اس ظالمانہ طریقہ کو روک دیا اور ایسا کرنے کی سخت ممانعت کر دی۔

(۸) ایک یہ بھی دستور تھا کہ زمیندار … کچھ اس تالاب اور کھیتوں کا پانی اور خود رو درختوں کی خشک لکڑی اور گھاس … وغیرہ پر قابض رہتے تھے اور اپنی زمین کی ملکیت کے دعویٰ سے دوسروں کو اس سے نفع نہیں اٹھانے دیتے تھے۔ یہ بھی عوام اور غرباء کے ایسے مفاد میں ظالمانہ دستبرد تھی، جن کو خدائے تعالیٰ کی سخائے عام نے بغیر محنت ان کو بخشا تھا۔ اسلام نے اس قبضہ کی بھی مخالفت کی، اور ان چارہ ہائے مویشی کے علاوہ جن کو غلہ کی بیج ڈال کر اور محنت کر کے بویا جاتا ہے۔ اپنے مقام روئیدگی میں ان سب کا مفاد عام کر دیا اور کسی کو ان کی ذاتی ملکیت کا حق نہیں بخشا۔ اِلّا اس قدر کہ محنت سے حاصل کر کے اس کو اپنی زمین میں لے آئے۔ جیسا کہ گھسیارہ کا گھاس کاٹ کر اپنی ملکیت میں کر لینا یا سقہ کا اپنی مشک بھر کر پانی کا مالک ہو جانا۔

مسطورہ بالا مظالم کا انسداد اور ان کی جگہ عادلانہ اصطلاحات و انقلابات کے علاوہ اس سلسلہ میں چند اور مراعات بھی ہیں۔ جو اس لئے مستاجر اور کاشتکار کے حق میں تسلیم کی گئی ہیں کہ معاملہ زیرِ بحث میں باہمی تعاون اور شرکتِ منافع کا جو مقصد ہے وہ فوت نہ ہونے پائے لہٰذا اسلام کے معاشی نظام میں اس اصول کو بنیاد … ہوئے حسبِ ذیل دفعات کا اعلان کیا گیا ہے۔

(۱) اگر کوئی زمین پانی میں غرق ہو جائے یا خشک سالی پیش آ جانے کی وجہ سے قابلِ زراعت نہ رہے یا کسی آفت سے کھیتی تباہ ہو جائے تو اس سال کا خراج (مالگذاری) معاف ہے۔ اور اگر آفت سے نقصان پہنچ گیا ہے تو بقدر نقصان معافی ہوگی اور خراج کی اس … میں خراجِ موظف (نقدی لگان) اور خراجِ مقاسمہ (بٹائی) دونوں کا یکساں حکم ہے۔

(۲) اگر کاشتکار نے حکومت یا زمیندار سے زمین کو اجارہ پر "بٹائی" (مزارعت) سے لیا ہے۔ تو اس صورت میں بھی ان تینوں حالتوں میں مالگذاری (و لگان قعدہ) معاف ہے اور اگر کھیتی کو صرف نقصان پہنچا ہے تو بقدر نقصان معاف ہوگا۔ اور موجودہ پیداوار پر ہی بٹائی کی جائیگی۔

(۳) اگر زمین کو نقد لگان (کراء الارض) پر لیا ہے تو اکثر فقہاءِ اسلام کے نزدیک اس صورت میں بھی تینوں حالتوں میں لگان یا مالگذاری معاف ہے۔

(۴) اگر کاشتکار زمین کا خود مالک نہیں ہے اور حکومت اور کاشتکار کے درمیان زمیندار بھی دخیل ہے تو سرکاری مالگذاری (عشر یا خراج) اصولاً زمیندار کے ذمہ ہے نہ کہ کاشتکار کے ذمہ۔

(۵) اگر زمین سرکاری ہے اور کاشتکار مقررہ لگان (کراء الارض) ادا کر رہا ہے تو اس کو زمین سے بے دخل نہیں کیا جائے گا۔

(۶) اگر کاشتکار نے رہنے کے مکان میں یا کاشت کی زمین میں کوئی درخت لگا لیا ہے۔ اور اس سے زمین کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا تو صاحبِ زمین اس درخت کو اکھاڑنے پر مجبور نہیں کر سکتا اور اگر لگانا چاہتا ہے تو صاحبِ زمین کو اجازت دے دینی چاہیئے اور یہ درخت کاشتکار ہی کی ملکیت رہے گا۔

## بنجر زمینوں کو مزروعہ بنانا

خشک چٹیل میدان ریتلی زمینیں پتھریلی زمینیں اور خشک ٹیلے عام طور پر ناقابلِ زراعت ہوتے ہیں۔ مگر سخت محنت اور بعض زراعتی تدابیر کے ذریعہ ان میں سے اکثر حصہ کو قابلِ کاشت بنایا جا سکتا ہے۔ اسلام کے معاشی نظام کا یہ بھی ایک اہم حصہ ہے کہ ملک کی اس قسم کی تمام زمینوں کو قابلِ زراعت بنایا جائے۔

اس کے لئے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ امیر المومنین افرادِ ملک کو ترغیب دے اور اعلان کرے کہ جو شخص ان زمینوں کے جس قدر حصہ کو آباد کرے گا۔ وہ اس کا مالک قرار دیا جائے گا۔ اس کو عربی میں "اقطاع" اور اردو میں "جاگیر" کہتے ہیں لیکن اس کے لئے تین شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ فناءِ شہر میں شامل نہ ہو یعنی عام شہری ضروریات کے کام میں نہ آتی ہو۔ دوسری شرط یہ کہ اگر کسی شخص نے ایسی زمین پر اجازتِ امام سے قبضہ کر لینے کے بعد تین سال تک اس کو بنجر ہی رہنے دیا تو وہ زمین اس کے قبضہ سے نکال لی جائیگی۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ زمین کنوئیں، باؤلی، تالاب اور چشمہ کی "حریم" نہ ہو۔

بنجر زمینوں کو آباد کر … اور کاشت کے قابل بنانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حکومت (خلافت) خود اپنی نگرانی میں کاشت کرائے اور وہ حکومت ہی کی ملکیت ہیں۔ ایسی زمینوں کے لگان کے متعلق فقہی احکام یہ ہیں کہ اگر یہ زمین "ذمی" کے قبضہ میں دی گئی ہے تو بلا تفاق آئمہ اس پر خراج مقرر کیا جائے گا۔ اور اگر "مسلم" کے قبضہ میں دی گئی ہے تو امام ابو یوسفؒ اور دوسرے ائمہ کے نزدیک اگر وہ زمین عشری زمینوں سے ملحق یا اس کا جزو ہے تو اس پر عشر واجب ہوگا اور اگر خراجی زمینوں سے ملحق یا اس کا حصہ ہے تو اس پر خراج عائد ہوگا۔ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر عشری زمینوں کے پانی سے اس زمین کو سیراب کیا گیا ہے۔ تو اس پر عشر عاید ہوگا۔ اور اگر خراجی زمینوں کے پانی سے سیراب کی گئی ہے تو خراج واجب ہوگا۔

## نہریں

زراعت کی ترقی اور وسعت کے سلسلہ میں جو بڑا ذریعہ وسائلِ آب پاشی کو سہل الحصول اور وسیع بنانا ہے۔ اسی وجہ سے زراعتی ترقی میں نہروں اور آبپاشی کے کنوؤں کو بہت دخل ہے۔ اسلام نے بھی اپنے اقتصادی نظام میں اس کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے اور اس کو عملی صورت دینے اور اس کے افادہ کو زیادہ سے زیادہ عام بنانے کے لئے چند اصول مقرر کئے ہیں۔

(باقی آئندہ)

তরজুমানে ইসলাম TARJUMAN E ISLAM
লাহোর LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۲۴ پیسے

# اسلام کا نظامِ عمل ——— پانچ عالمگیر صداقتیں

(۳)

اس لئے ترک وطن کی ہجرت اعلیٰ اور جامع قسم کی ہجرت ہوئی اور زیادہ تر مہاجرت کا اطلاق تارکین وطن ہی پر کیا گیا۔

ولکل امری مانوی۔ فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الی الدنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ماھاجرالیہ (بخاری عن عمر)
یعنی ہر شخص کے لئے وہ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس نے اللہ اور رسول کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہوئی اور جس نے اس لئے گھر چھوڑا کہ دنیا کمائے یا نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کام کے لئے ہوئی، جس کے لئے اس نے گھر چھوڑا۔

پھر ہجرت کے بھی اقسام ہیں اور مراتب بعضھا فوق بعض۔ کتاب سنت اس کی تفصیل سے لبریز ہیں۔ یہ موقعہ تفصیل کا نہیں۔

(۵) پانچویں چیز "جہاد فی سبیل اللہ" ہے۔ "جہاد" جہد سے ہے جس کے معنی استفراغ الوسعی فی مدافعۃ العدو ظاھراً وباطناً ہیں۔ (مفردات راغب) یعنی دشمن اور دشمن کی تمام قوتوں کو دور کرنے اور اپنے کو قائم و باقی رکھنے کے لئے انتہا درجہ کی کوشش کرنا۔ یہ کوشش زبان سے بھی ہوتی ہے، جان سے بھی ہوتی ہے۔ جس قسم کی کوشش کی ضرورت ہو ہر قسم کی جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ وجاھدوا المشرکین باموالکم وانفسکم (رواہ احمد وابوداؤد ونسائی وابن حبان، عن انس)

یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہی پانچ چیزیں دنیا میں قوموں اور ملکوں کے بقاو قیام کی اصل بنیاد ہیں۔ دنیا میں کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جس کی قومی ہستی ان پانچ عنصروں سے مرکب نہ ہو۔ سعی و عمل کا کوئی گوشہ ہو کامیابی بغیر ان اصول خمسہ کے نہیں مل سکتی۔ تم مٹھی بھر گیہوں کے طالب ہو یا قطب شمالی کی تحقیق کے۔ مگر کوئی جماعت بھی بغیر جماعت، اطاعت، ہجرت اور جہاد کے حاصل نہ ہو سکے گی۔ دنیا نے آج تک جو کچھ پایا ہے غور کرو گے تو وہ سب انہی پانچ سچائیوں کے ثمرات و نتائج ہیں۔

---

"جس دن سے اسلام کا ابتدائی سنگِ بنیاد رکھا گیا تھا اُس وقت سے لیکر آج تک مسلمانوں کی تاریخ کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وہ قبیلوں کے رشتوں اور رنگ و نسل کی بنیاد پر قائم ہونیوالے تعلقات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ان کی نظریں صرف مذہبی اخوت پر جمی رہتی ہیں۔" (سید جمال الدین افغانی)

اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلَام

پاکستان میں حفاظتِ اسلام کا علمبردار

12/25

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

پاکستان

العُلَماءُ وَرَثَۃُ الاَنبِیاء (الحدیث)

# قوّتِ ارادی اور فکرِ آخرت

استاذالقراء حضرت مولانا قاری اظہار احمد صاحب تھانوی مدرسہ تجوید القرآن کوچہ کندیگراں لاہور

قوتِ ارادی انسان میں عملی قوت کی بنیاد ہے۔ کسی مقصد کے درپئے ہونا ارادہ اور اس کے لیے ہاتھ پاؤں چلانا عمل ہے۔ قدرت نے انسان کو کسب و اختیار کا وسیع میدان بخشا ہے، اور سنتِ الٰہی بھی یوں ہی ہے کہ آدمی اپنی قوتِ کار کو جب آمادۂ عمل کرتا ہے تو اس کام کے اس پر دروازے کھول دیے جاتے ہیں، خواہ وہ کام کارِ جہاں ہو یا کارِ آخرت۔ اسی وجہ سے حدیث میں دنیا کو مزرعۃ الآخرۃ آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا ہے۔ زراعت سے اسی لیے تشبیہ دی گئی کہ وہ ایک محنت طلب اور مسلسل جد وجہد کا کام ہے۔ دکانیں دنیا میں قدرت کی طرف سے دونوں قسم کی کھلوادی گئیں۔ ایک وہ جن میں شر کا بیج اور کھاد فروخت ہوتا ہے۔ اور دوسری بالکل ان کے مقابل وہ کہ جن میں خیر کا بیج اور کھاد تقسیم ہوتا ہے۔ ان دونوں قسم کے بیجوں کی قیمت یہی ہماری قوت ارادی ہے۔

مال کے تعارف کے لیے دوکانوں پر بورڈ بھی آویزاں ہوتے ہیں۔ شر کا مال فروخت کرنے والی دکان کے بورڈ پر لکھا ہوتا ہے۔ "لطف و لذت کی دولت" جام و سبو کے مست پیغام، عیش کوشی کی رسلی حیات وغیرہ وغیرہ

اور مالِ خیر فروخت کرنے والی دوکانوں کے بورڈ بظاہر سادہ سے ہوتے ہیں مگر عقلِ سلیم والوں کے لیے بلا کی کشش رکھتے ہیں۔ ان پر لکھا ہوتا ہے۔

"سدا بہار زندگی" "نہ فنا ہونے والی مستقبل کی ابدی زندگی"، "تھوڑی سی سعی و جستجو پر لازوال انعامات خداوندی" "دونوں جہان کی فلاح" "جنت کی خوشگوار زندگی" وغیرہ وغیرہ

ان دونوں قسم کی دوکانوں کے ایجنٹ بھی ہوتے ہیں۔ ہر ایجنٹ قوتِ بیانی سے کام لے کر اپنے اپنے مال کی خوبی اور کھرا پن ثابت کرتا ہے زورِ استدلال سے ثابت کرتا ہے کہ خریدار کی کامیابی صرف میرا مال ہی خریدنے میں ہے۔ ورنہ برباد ہو جائے گا۔

مناسب ہے ان ایجنٹوں کا مختصر سا تعارف بھی کرا دیا جائے۔ شر کے ایجنٹ شیاطین و ابلیس ہوتے ہیں اور خیر کے ایجنٹ یا دلال ملائکہ اور نیک نفس علماء ربانی ہوتے ہیں۔

اب آیئے ذرا ان دونوں کے پروپیگنڈا، زورِ بیان اور دلائل کی حقیقت پر بھی غور کریں اور دیکھیں کہ کیا واقعی خریدار کے لیے "خیر" کا سامان فراہم ہوتا ہے یا ان دونوں میں سے کسی کا پلہ بھاری ہے۔ کون دھوکہ دے رہا ہے اور کون سچا اور کھرا مال فروخت کر رہا ہے؟

شیاطین۔ لوگو! دنیوی زندگی کو زیادہ سے زیادہ وقف عیش کرو، کیونکہ دنیا کی عیش نقد سودا ہے اور آخرت سراسر ادھار کا سودا ہے اور نقد بہرحال ادھار کے مقابلہ میں کہیں بہتر ہوتا ہے لہٰذا عقلمند وہ ہے جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دے۔

خیر کے راہنما، لوگو! شیاطین کی ان پرُ فریب باتوں میں نہ آجانا یہ بات محض قیاس فاسد ہے کہ نقد ادھار سے بہتر ہوتا ہے یہ وہی ابلیسی قیاس ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کا حکم سن کر بارگاہِ الٰہی میں یہ عذرِ لنگ پیش کیا تھا کہ:

انا خیر منه خلقتنی من نار و
خلقته من طین

میں آدم سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔

اس پرُ فریب قیاس کا علاج لوگو یہی ہے کہ ایمان کی روشنی میں آخرت کی تصدیق سے کام لیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے حسب ذیل ارشادات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا جائے کہ:

ما عندکم ینفد و ما عند الله
باق

تمہارے پاس جو کچھ ہے ختم ہو جائے گا اور اللہ کے یہاں جو کچھ ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

اور فرمایا:۔

و ما عند الله خیر

اور اللہ کے یہاں جو کچھ ہے وہ بمقابلہ دنیا بہتر ہے۔

نیز ارشاد ہوا ہے:۔

و الاخرة خیر و ابقی

اور آخرت بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

نیز فرمایا:۔

و ما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور

اور دنیوی زندگی سراسر دھوکہ کا سامان ہے۔

اے لوگو! تمہارے دلوں میں دنیوی عیش و طرب کا شوق محض ایک طفلانہ جذبہ ہے۔ بچہ کا والد کہتا ہے بیٹا! کھیل کود میں وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ تم تعلیم میں وقت لگاؤ۔ بچہ دل میں کہتا ہے کہ تعلیم سے بہتر کھیل کود ہے، جہاں میرا دل خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ اس بچہ کے پاس کھیل کی بہترائی پر اس سے اور کوئی دلیل نہیں۔

لیکن، اے لوگو! مذکورہ تصدیق کی راہ سے اگر تمہاری تسلی نہیں ہوتی تو تم شیطان کی بیہودہ دلیل سے بہت ہی مرعوب ہو چکے ہو تو پھر جواب سنو۔

شیطان نے مقدمات کو ترتیب دے کر جو قیاس مرتب کیا ہے، اس کے دو حصے ہیں:۔

۱۔۔۔ دنیا نقد ہے اور آخرت ادھار ہے۔

۲۔۔۔ نقد ادھار سے بہتر ہوتا ہے۔

اس سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ "دنیا آخرت سے بہتر ہے"

لیکن غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کی دلیل کا پہلا مقدمہ "دنیا نقد ہے اور آخرت ادھار ہے" صحیح ہے مگر دوسرا مقدمہ کہ "نقد ادھار سے بہتر ہوتا ہے"

محل تلبیس اور فریب دہی سے بھرپور وار ہے کیونکہ حقیقت یہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ اگر نقد مقدار اور مقصود دونوں میں ادھار کے مثل ہو تو واقعی نقد ادھار سے بہتر ہوتا ہے۔ لیکن اگر نقد ادھار سے مقدار و مقصود دونوں چیزوں میں نہایت کمزور ہو تو اس نقد سے ادھار ہی بہتر ہوتا ہے۔

ایک کافر مغرور اپنی تجارت میں ایک روپیہ لگاتا ہے تاکہ دس روپے ادھار میں کمائے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ نقد ادھار سے بہتر ہے لہٰذا میں ایک روپیہ نہیں لگاتا۔

اگر ڈاکٹر عمدہ پھلوں اور لذیذ کھانوں سے مریض کو احتیاط کا مشورہ دے تو وہ مریض مستقبل میں مرض کی تکلیف وہ صورت سے بچنے کے لیے ان عمدہ پھلوں اور لذیذ کھانوں کو فوراً ترک کر دیتا ہے۔ حالانکہ اس نے نقد کو ترک کیا اور ادھار پر راضی ہوا۔

اسی طرح تجار اپنی تجارت میں طرح طرح کی مشقتیں برداشت کرتے ہیں حالانکہ نفع کا حاصل ہونا ادھار ہی کی شکل ہے۔ حاصل یہ کہ ایک کے بدلے اگر دس مل جائیں تو یہی کہا جاتا ہے کہ ادھار نقد سے بہتر ہے۔

اب اس مثال کا آخرت سے موازنہ کرو۔ دنیا کی مدت آخرت کی مدت کے مقابلہ میں نہایت معمولی ہے۔ انسان کی انتہائی عمر سو سال فرض کر لیجئے۔ مگر یہ مدت آخرت کے لاکھوں سال کا عشرِ عشیر بھی نہیں۔ آخرت کی تیاری کرنے والا گویا ایک کو قربان کر کے لاکھوں بلکہ بے انتہا فوائد کما لیتا ہے۔

یہ تو بحیثیت مقدار کے ہے اور بحیثیت نوعیت کے دیکھا جائے تو یہ نوعیت نظر آئے گی کہ دنیا کی لذتیں مکدر ہیں اور آخرت کی لذتیں پاکیزہ اور غیر مکدر ہیں۔ لہٰذا غلط ہے کہ بہر حال یہ نعرہ لگایا جائے کہ نقد ادھار سے بہتر ہوتا ہے۔

درحقیقت اس جملہ میں مغالطہ انگیزی ہے بمقابلہ عام الفاظ بول کر غرور و فریب میں ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کیونکہ جو یہ کہتا ہے کہ نقد ادھار سے بہتر ہے۔ اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ نقد اور ادھار اگر مقدار نوعیت میں برابر ہوں تو نقد بہتر ہوتا ہے۔ (غزالی)

دیکھا آپ نے کہ نیکی کی راہ دکھانے والوں نے آخرت کا سودا خریدنے پر کیسی محققانہ اور مستحکم راہنمائی فرمائی۔ شیطانی تاجروں کا سارا پروپیگنڈہ دھرا رہ گیا۔ آخرت کا سودا سراسر نفع اور دنیا کا مال غرور و فریب اور نہایت عارضی ثابت ہوا۔

باقی بر ص ۱۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاری کردہ: حکیم قطب زماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

ہفت روزہ **ترجمانِ اسلام** لاہور

سرپرست — حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

جلد ۱۲ | جمعہ ۴ جولائی ۱۹۶۹ء مطابق ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ | شمارہ ۲۵


# شذرات


از احمد حسین کمال (چیف ایڈیٹر)


## براہ راست اسلامی نظام کے قیام سے گریز کیوں؟

• ہمارے ملک میں اس وقت اسلام کی مظلومیت کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ لادینی عناصر، سیکولرزم، کیمونزم وغیرہ غیر دینی ازموں کی اساس پر ملک میں تبدیلیاں لانے کے خواہاں ہیں۔

اور دوسرا پہلو اسلام کی مظلومیت کا یہ ہے کہ وہ تمام عناصر جو برطانوی حکومت کے دوران اس کے زیر سایہ نشوونما پاتے رہے، اپنا اپنا ساختہ و تصنیف کردہ اسلام، نظریۂ پاکستان کے عنوان سے پاکستان کی ملت اسلامیہ پر مسلط کر دینے کے درپے ہیں۔

اور یہ وہ کشمکش ہے جو اس وقت پورے زور و شور کے ساتھ جاری ہے۔

پاکستان کے مسلمان الحاد، بے دینی اور اشتراکی لادینیت سے ناواقف نہیں ہیں۔ یہ عناصر جب بھی ان کے سامنے آئیں گے وہ انہیں رد کرنے میں لمحہ بھر کا توقف بھی نہیں کریں گے۔

ملک میں کوئی شخص یہ جرأت نہیں کر سکتا۔ کہ اسلام کے مقابلہ میں لادینیت کے غلبہ کا مدعی بن کر سامنے آئے۔

کوئی شخصیت اور کوئی جماعت اسلام کی مخالفت کی صورت میں اشتراکیت کے غلبہ کا خواب نہیں دیکھ سکتی۔

ان کے تمام داؤ پیچ خفیہ اور مکارانہ تو ہو سکتے ہیں لیکن اسلام کی علانیہ مخالفت کر کے لادینیت اور اشتراکیت کا نام تک لینے کی کوئی فرد و گروہ کم از کم پاکستان میں جرأت نہیں کر سکتا۔

اور جہاں تک خفیہ داؤ پیچ اور مکاریوں کا تعلق ہے۔ تو ان کی کامیابی کا وہی شخص متوقع ہو سکتا ہے، جو پاکستان کے مسلمانوں کو قطعی بے شعور، اسلام سے کورا نااہل اور نادان سمجھتا ہے۔

پاکستان کے مسلمانوں کا اسلامی اور اجتماعی ضمیر کبھی بھی بے دینی، الحاد اور ملحدانہ اشتراکیت کو ہرگز قبول نہیں کرے گا۔

البتہ وہ عناصر جو اپنے عزائم اور مقاصد کے مطابق ایک نیا اسلام تصنیف کر چکے ہیں۔ یا اسلام میں من مانی تحریفات کے مرتکب ہوئے ہیں۔ یا کتاب و سنت کی خود ساختہ تعبیرات کرتے رہتے ہیں۔ ان کا دام ہی وہ دام ہمرنگ زمین ہے۔ جو مسلمانان پاکستان کو حقیقی اسلام اور سلف صالحین کے راستہ سے برگشتہ کر کے اپنے حلقوں میں جکڑ لینا چاہتا ہے۔

ان عناصر کی یہ کوشش اگرچہ برطانوی دور حکومت میں بھی جاری تھی۔ لیکن اب عروج پر ہے۔

دو باتیں ایسی ہیں۔ جن سے ان عناصر کی واضح نشان دہی ہو جاتی ہے۔

ایک یہ کہ یہ عناصر قرآن و سنت کے اوامر و نواہی کے براہ راست نفاذ کے نظام سے پہلوتہی کر کے صرف نظریاتی جنگ کی حد تک اسلام کے نام کو محدود رکھنا چاہتے ہیں۔

وہ نام تو اسلام کا لیں گے۔ لیکن سیاست میں یا تو غالب اقتدار کے ہمنوا رہیں گے۔ چاہے وہ اقتدار اسلام اور مسلمانوں کا مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ انگریزی حکومت کے زمانہ میں مرزائیوں وغیرہ کا طرز عمل رہا۔ یا پھر وہ مغربی جمہوریت وغیرہ کے سیاسی نظام کو اسلام پر مقدم رکھنے کی کوشش کریں گے۔ جیسا کہ پاکستان کے موجودہ سیاسی حالات میں اسلام کے مدعی بعض افراد و گروہوں کا طرز عمل دیکھا جا سکتا ہے۔

وہ اسلام کا نام لیں گے اور خوب زور و شور کے ساتھ لیں گے۔ لیکن عملاً ان کی سیاست مغربی جمہوریت کی داعی ہوگی۔ اور اب اس میں ایک عنصر کا اور اضافہ ہو گیا ہے۔ جو اسلام کا نام لے کر اپنے مجوزہ نظام میں اشتراکیت کو بھی شامل کر رہا ہے۔

اس کا استدلال یہ ہے کہ جب اسلام کے ساتھ مغربی جمہوریت اور برطانوی پارلیمانی سیاست کا جوڑ جائز ہے تو اسلام کے ساتھ اشتراکیت کا پیوند و اضافہ کیوں روا نہیں۔

دوسری بات جس سے ان عناصر کی نشان دہی ہوتی ہے۔ ان کا وہ مخالفانہ و معاندانہ طرز عمل ہے جو انہوں نے …… علماء حق کے خلاف ہر دور میں اختیار کئے رکھا۔

اس کے بیّن شواہد بھی آپ کو برطانوی دور حکومت سے لے کر حالیہ عہد تک کے سیاسی و سماجی حالات میں صاف صاف نظر آ جائیں گے۔

جب پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، اور یہ بھی تسلیم ہے کہ اس کی بقاء و استحکام صرف اور صرف اسلام کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ تو پھر کیوں براہ راست اسلام کے احکام و قوانین کے نفاذ کی جدوجہد سے گریز کیا جا رہا ہے؟ اور یہ مثبت راستہ ترک کر کے اسلام کے نام پر منفی احساسات کو کیوں ہوا دی جا رہی ہے؟

کیا مجرد اسلام کا نفاذ اس امر کا ضامن نہیں بن سکتا کہ یہاں اعلیٰ درجہ کا سیاسی، سماجی و اقتصادی نظام بروئے کار آ سکتا ہے؟

کیا اسلام کے اوامر و نواہی کے اجراء سے حق و انصاف کی وہ حدود قائم نہیں ہو سکتیں۔ جن کی خاطر جمہوریت کے لئے واویلا مچایا جاتا ہے یا اشتراکیت کا نام لیا جاتا ہے؟

اور کیا اسلامی اصول و احکام کا جاری کر دینا اس امر کے لئے کافی نہیں ہے کہ یہاں بہتر انتظامیہ بہتر عدلیہ اور خالص دینی معاشرہ کی تعمیر کا سلسلہ چل نکلے گا؟ اور لادینیت و اشتراکیت وغیرہ کا بہ آسانی قلع قمع کیا جا سکے گا؟

اگر ان سوالات کا جواب اثبات میں ہے تو بجائے اس کے کہ یہاں ہر ادنیٰ ادنیٰ بات کا حریف اسلام کے نام کو بنا کر سامنے لے آیا جائے۔ کیوں نہیں پورے اسلام کو قائم و نافذ کرنے کی مہم چلائی جاتی ہے؟

اور کیوں جمعیۃ علماء اسلام جیسی دینی جماعتوں کے خلاف مختلف محاذ کھولے جاتے ہیں؟ جبکہ یہ جماعتیں براہ راست اسلام کے نفاذ و قیام کے لئے سرگرمی کے ساتھ کوشاں ہیں۔

آخر یہ کیا معیار ہے کہ اگر کل بعض افراد و گروہوں کو کسی اپنے سیاسی مقصد کے لئے لادینی جماعتوں کے ساتھ اتحاد کرنا پڑا اور جمعیۃ علماء اسلام، اسلام کے بغیر

(ورق الٹیے)


مرتب و انچارج: حافظ محمد حنیف سہارنپوری | بدل اشتراک: سالانہ پندرہ روپے، ششماہی آٹھ روپے، فی پرچہ ۳۰ پیسے

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

اس اتحاد سے علیحدہ رہی۔ تب بھی وہ مجرم اور گردن زدنی ٹھیرائی جاتی تھی اور اگر آج بعض دوسرے سیاسی مقاصد کی خاطر ان جماعتوں سے ان افراد و گروہوں کا گٹھ جوڑ نہیں رہا اور ان کے مابین نزاع برپا ہو گیا ہے تو اس نزاع میں جمعیۃ کا ان کی ہاں میں ہاں نہ ملانا بھی ناقابل معافی جرم ہے

خیر جمعیۃ کو اپنے اسلامی نصب العین کی تکمیل کی راہ میں یہ انگشت نمایاں پیش آ رہی ہیں تو اس کے عزائم میں اس سے کوئی خلل واقع نہیں ہو سکتا۔

وہ اپنے پیشرو دینی اکابر اور اسلاف کی متعین کردہ اسلامی راہ پر پوری بصیرت اور شرح صدر کے ساتھ گامزن ہے۔ اس کے پیش نظر حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت احمد شہید، حضرت مولانا اسمٰعیل شہید حضرت مولانا حاجی امداد اللہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن، حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہم اللہ اجمعین کا اسلامی مشن ہے۔ اور وہ مشن اللہ کے کلمہ کو اس کی زمین پر بلند کرنا اور بلند رکھنا ہے

الحمد للہ جمعیۃ علماء اسلام اس مشن پر قائم ہے اور کاربند رہے گی۔ اس کے اس اقدام کو صراط مستقیم سے کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ کوئی خوف اور کوئی لالچ اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ اس کی رائے اور اس کے یمین و یسار پر کوئی اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ جو یہ توقع رکھتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام ان کی نظر سے دیکھے، ان کے کانوں سے سُنے ـــ ان کے فیصلوں کی پابند بن کر رہے اور وہ آج جس سے خوش ہیں۔ اس کی حمایت میں ۔۔۔۔ آواز بلند کرے

اور جس سے ناراض ہیں، اس کی مخالفت کی خدمت انجام دے حتیٰ کہ وہ اسلام کی جو تعبیر کریں جمعیۃ علماء اسلام بھی اس کی تصدیق و تائید کرتی رہے۔ تو ایسے لوگوں کو اپنی یہ خام توقع دل سے نکال دینی چاہیئے۔ علماء دین سے ایسی توقع قائم کرنا محض نادانی ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کی کسوٹی صرف اسلام ہے، مغربی جمہوریت اور اشتراکیت سے پاک و صاف اسلام خاتم النبیین رحمۃ للعلمین کا اسلام، صحابہ کرام اور سلف صالحین اور علماء حق کا اسلام۔ اس اسلام کے ساتھ جو بھی وفادار رہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے آغوش اس کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔

اور جو اس سے متفق نہیں، جمعیۃ علماء اسلام کے نزدیک وہ بھی دین حق کے لئے اتنے ہی نقصان دہ ہیں جتنے دوسرے عناصر ہو سکتے ہیں۔

کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ختم نبوت کا انکار کرنے والا محض خدا، رسول اور دین و مذہب کو ماننے کے دعوے کی وجہ سے اسلام کے لئے مفید اور باعث تقویت ثابت ہو سکتا ہے۔

دین بیزاری و بے دینی کے مرتکب اور اس کی من مانی تعبیرات کرنے والے افراد و گروہوں کی ماضی کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ان کے اسلامی دعووں کے باوجود انجام کار ان کا وزن اسلام دشمن طاقتوں کے حق میں گیا اسی آسمان کے نیچے اور اسی خطۂ زمین پر آج سے چالیس سال قبل یہاں کے مسلمان یہ دلدوز منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں کہ ترک قوم اور خلافت اسلامیہ پر مغربی سامراج و انگریزوں نے جب غلبہ حاصل کر لیا، اور اس کے خلاف غم و اندوہ کے طوفان میں پوری مسلمان قوم ڈوب گئی، تو اس وقت ایک فرقہ جو اپنے آپ کو اس عہد کا سب سے بڑا مسلمان قرار دیتا تھا صرف اس وجہ سے کہ اس نے اسلام کے ایک رکن ختم نبوت کا انکار کیا تھا۔ اگرچہ دوسرے عقائد و اعمال میں وہ متفق تھا، اپنے اسلامی دعووں کے باوجود سامراجیوں اور انگریزوں کی اسلام و مسلمانوں کے خلاف اس فتح پر، ان کی خوشی میں برابر کا شریک تھا۔ حالانکہ ہندوستان کے غیر مسلم تک مسلمان عوام کے اس عالمگیر غم و اندوہ میں شامل ہو گئے تھے، اور ایسا ہی ۔۔۔۔۔ منظر ۱۹۵۶ء کے معرکۂ سویز اور ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے موقعہ پر اسلام کے مدعی ایک اور گروہ کی طرف سے دیکھنے میں آیا۔

ان شواہد کی موجودگی میں کوئی عقل کا اندھا ہی اسلام کے نام پر ہر رطب و یابس کو گڈ مڈ ہو جانے کی اجازت دے گا۔

اگر اسلام مطلوب ہے تو وہی اسلام معتبر ہوگا، جو عقیدۂ ختم نبوت و سنت رسول کی پختگی کے ساتھ صحابہ کرام، سلف صالحین و علماء حق کے توسط و اعتماد کے ساتھ اس دور تک پہنچا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام، اس اسلام کی علمبردار ہے، اس اسلام کو ہی وہ کامل و مکمل نظام حیات یقین کرتی ہے، اس کے سامنے وہ مغربی جمہوریت، سوشلزم، کمیونزم، مارکزم غرضیکہ ہر نظام و طرز حیات کو رد کرتی ہے۔ اور اس اسلام کے قیام، نفاذ و اجرا کو وہ نہ صرف پاکستان کے لئے بلکہ پورے عالم اسلام حتیٰ کہ پوری انسانیت کے لئے نہایت ضروری سمجھتی ہے۔

جو شخص بھی اس اسلام پر یقین رکھتا ہوگا، اسے جمعیۃ علماء اسلام کے بے داغ موقف پر ایک لمحہ کے لئے بھی تذبذب لاحق نہیں ہو سکتا۔ اور وہ بغیر کسی تردد کے جمعیۃ علماء اسلام کے اس پروگرام کے ساتھ پورا پورا اتفاق کرے گا کہ:

"آؤ ہم سب مسلمان مل کر اپنے اوپر مسلط مغربی سامراج و لادینی نظام کو ختم کر دیں اور اس کی جگہ کتاب و سنت اور صحابہ و سلف صالحین کا پیش فرمودہ اسلامی نظام قائم کر دیں، تاکہ یہاں نہ آئندہ سامراج و جمہوریت کو پھر گھس آنے کا موقعہ مل سکے اور نہ اشتراکیت ہی اپنے لئے راہ ہموار کر سکے۔

ـــــ موجودہ حالات کی سنگینیوں میں نجات اور کامیابی کا راستہ صرف یہی ہے اور جمعیۃ علماء اسلام اسی راستہ کی طرف ہر مسلمان کو اول دن سے بلا رہی ہے۔ وہ یہ دعوت لے کر ملک کی ہر جماعت کے پاس گئی ہے اس کے نمائندہ (حضرت مفتی محمود صاحب) نے یہ دعوت گول میز کانفرنس میں بھی پیش کی ہے۔ اور آج بھی اس کی طرف سے برابر یہ دعوت دی جا رہی ہے۔

لیکن جن کی آنکھیں روشنی کو نہیں دیکھ سکتیں وہ بڑی سے بڑی روشنی کو بھی بڑی سے بڑی تاریکی ہی سمجھتے ہیں اور ان کی اس محرومی و نامرادی پر اظہار ہمدردی کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے۔

## ۱۹۵۶ء کا آئین نہیں

## اسلام چاہیئے

۱۹۵۶ء کے آئین کے سلسلے میں مختلف حلقوں کی طرف سے مختلف باتیں کہی جا رہی ہیں۔ لیکن اس آئین کی سب سے زیادہ حمائت پاکستان کے اقلیتی طبقے کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ۱۸ رجون کے اخبارات (امروز وغیرہ) میں کرسچین نیشنل لیگ کے عہدہ دار کا ایک بیان شائع ہوا ہے

حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۵۶ کا آئین پاکستان کی غیر مسلم اقلیتوں اور مسلمان کہلانے والی اقلیتوں دونوں کے لئے ہی نعمت غیر مترقبہ ہے۔

یہ آئین بلا روک ٹوک ان کو جداگانہ طور پر منظم ہوتے اور منظم رہنے کے سنہرے مواقع مہیا کرتا ہے اور کھلی اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے اپنے مذہب و فرقے کی وسیع تر تبلیغ و اشاعت کرتے رہیں۔

وہ انہیں سماجی و سیاسی طور پر مضبوط فریق بننے کا موقعہ عطا کرتا ہے اور اپنے اپنے بین الاقوامی رشتوں کو قائم و مستحکم بنانے کا چانس بھی انہیں دیتا ہے۔

اس آئین میں اگر پابندیاں اور حدود ہیں تو اس ملک کے اکثریتی طبقے کے لئے ہیں۔

یہی اس آئین کی جمہوری شان ہے اور اسی وجہ سے اقلیتی طبقے بلا استثناء اس کے پرزور حامی و وکیل ہیں

پاکستان کے علاقائی مسائل کو اس آئین نے جس طرح الجھایا اور اقتصادی و معاشی معاملات میں ایک قلیل طبقے کے مفادات کو بے قید۔ جس طرح محفوظ رکھا ہے۔ اس سے آئین کے مطالعہ کنندگان ناواقف نہیں ہیں۔ تاہم اسلام اور مسلمان اکثریت کے مقابلے میں اس آئین نے اقلیتی فرقوں کو جو آزادی مرحمت فرمائی ہے اور مسلمان اکثریت کے حقوق پر متعدد پابندیاں عائد کر کے جمہوریت کے ناٹک کا جو اسٹیج بنایا ہے۔ اس کے مضرات کا اندازہ صرف اس لئے نہیں ہو سکا کہ ابھی تک یہ آئین زیر عمل نہیں لایا جا سکا تھا۔

حیرت ہے کہ جو لوگ بار بار اسلام کا نام لیتے رہتے ہیں اور نظریۂ پاکستان کی دہائی دیتے رہتے ہیں، وہ کس طرح اس آئین کی حمائت و وکالت کر رہے ہیں؟

(باقی اگلے صفحہ پر)

سیکولرطرز کی جمہوریت کے خواہاں حضرات اور مسلم و غیر مسلم کے لئے یکساں سیاسی حقوق کے حامی افراد جن کا مقتضائے جمہوریت اور سیاسی شعور، برطانوی پارلیمانی جمہوری نظام ہے۔ اور جو مغربی سرمایہ داروں کے حامی ہیں۔ ان کی طرف سے ۱۹۵۶ء کے دستور کی حمایت تو سمجھ میں آنیوالی بات ہے لیکن جو لوگ پاکستان کو ایک نظریاتی اسلامی مملکت کہتے نہیں تھکتے وہ کس طرح چند مفاہمتوں پر مبنی اس سیکولر نما دستور کے حامی بنے ہوئے ہیں۔

وہ کیوں ایک اسلامی لیجسلیچر کے قیام کے لئے جدوجہد نہیں کرتے؟ وہ کیوں خالص اسلامی دستور کی تدوین پر زور نہیں دیتے؟

اگر پاکستان واقعی ایک نظریاتی اسلامی مملکت ہے اور اس پر ان مدعیان کا واقعی یقین ہے تو وہ بھی جمعیۃ علماء اسلام کی طرح کیوں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور طریق صحابہ و سلف صالحین کے مطابق خالص اسلامی دستور کی تدوین و نفاذ کا مطالبہ نہیں کرتے؟ اور اس مقصد کے لئے متحدہ و براہ راست جدوجہد کیوں نہیں کرتے؟

اقلیتی فرقے وطبقے مخصوص مفادات رکھنے والے گروہ، مغربی جمہوریت کے حامی، سوشلزم و اشتراکیت کے طالب، علاقائی مسائل کے دعویدار یہ سب کے سب تو اپنے اپنے مقاصد کے لئے نئے دستور کی تدوین یا ۱۹۵۶ء کے آئین میں ان کی منشاء کے مطابق ترمیم و تبدیل کا مطالبہ کریں۔ لیکن اسلام اور نظریۂ پاکستان کے یہ بلند بانگ مدعی حضرات ۱۹۵۶ء کا دستور جوں کا توں اور بلا چون و چرا نافذ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ یاللعجب!

حقیقت یہ ہے کہ سیاسی زندگی کا نیا آغاز اسلام کے اصول و احکام کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ گذشتہ بائیس سال کے ناکام سیاسی تجربات کا تقاضا یہ ہی ہے۔ ۱۹۵۶ء کا دستور جب تک اس میں واضح اسلامی تبدیلیاں نہ کی جائیں اور اسے بالکل عوامی نہ بنا لیا جائے سیاسی خرابیوں کا مداوا نہیں کرسکتا۔ اب پاکستان کی ملت اسلامیہ کو صرف اسلام چاہیئے جمعیۃ علماء اسلام کا نعرہ و مطالبہ بھی صرف یہ ہی ہے۔

## سامراجی خیمہ برداروں کی تکنیک کی پردہ دری

برطانوی اور مغربی سامراج نے دو سو سال تک مسلمان ملکوں اور مسلمان عوام پر اپنا تسلط قائم رکھا۔ اس کا یہ غلبہ کسی فاتحانہ کارنامہ کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ مسلسل فریب کی تکنیک کا حاصل تھا۔

وہ اس تکنیک کے ساتھ ہی مسلمان ملکوں میں داخل ہوا مسلمان حکومتوں کو باہم لڑایا...... کمزور کیا مسلمان عوام میں انتشار پھیلایا اور موقع ملنے پر اس تکنیک سے ہی وہ حاکم و آقا بن بیٹھا۔ پھر اپنی آقائیت و حاکمیت برقرار رکھنے کے لئے اس نے اس پرفریب تکنیک کا ہی سہارا آخر تک اختیار کئے رکھا۔

مغربی سامراج نے براہ راست مسلمان عوام کے سامنے آنے سے ہمیشہ گریز کیا۔ اس نے ان کی دینی و اجتماعی زندگی کو بھی براہ راست چیلنج کرنے میں احتیاط برتی۔

اپنے عزائم و مقاصد کی تکمیل کے لئے اس نے پرفریب تکنیک کے مختلف حربے اختیار کئے۔

سب سے پہلے اس نے ان مسلمان مجاہدین کی شہرت کو داغدار کرنے کی کوشش کی۔ جو اس کے خلاف بنگال سے بالاکوٹ تک مصروف پیکار ہوئے تھے۔

اس نے ان کے جذبۂ جہاد پر براہ راست حملہ کرنے کے بجائے "وہابیت" کے عنوان سے انہیں پورے ملک میں نشانۂ ملامت بنوایا اور انہیں مذہبی جنونیوں کا ایک مختصر گروہ قرار دے کر ان کی اہمیت کم کرنے کی تکنیک اختیار کی۔

اس کے بعد ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی کے بارے میں بھی اس نے یہ ہی پرفریب حربہ اختیار کیا۔ اور اسے محض چند شورش پسندوں و باغیوں کی کارروائی قرار دے کر بزعم خویش پورے ملک کے عوام کو اس سے بے تعلق ثابت کیا۔

جب ملک میں حصول آزادی کی تحریکیں شروع ہوئیں تو اس وقت بھی سامراج کی تکنیک یہ ہی رہی کہ مطالبۂ آزادی کو صرف چند سر پھرے افراد کے ساتھ مخصوص بتایا جائے اور باقی عوام کو اس سے لاتعلق باور کرایا جائے اس سلسلے میں محض ایک دو شخصیتوں کو تحریک کا ذمہ دار قرار دے کر ان ہی کو بانی مبانی بتایا جاتا تھا۔

مطالبہ پاکستان کے سلسلے میں بھی برطانوی سامراج اور مخالفین کا یہ ہی رویہ رہا۔

غرضیکہ یہ ایک خاص تکنیک ہے جسے سب سے پہلے برطانوی سامراج نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف استعمال کیا۔ اور آج یہ تکنیک مغربی سامراج اور اس کے بہی خواہوں کا سب سے بڑا ہتھیار بنی ہوئی ہے۔

وہ حق کا اور عوام کے مطالبات کا براہ راست نہ تو مقابلہ کرسکتے ہیں اور نہ عہدہ برآ ہوسکتے ہیں۔ وہ مختلف انداز میں کسی ایک فرد کو منتخب کر کے اپنی ترکتازیوں کا اسے نشانہ بنا کر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کی راہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مثلاً جمعیۃ علماء اسلام کے اسلامی و ملی مقاصد و پروگرام کا تو وہ سامنا کر نہیں سکتے۔ نہ ان کے پاس اس سوال کا کوئی جواب ہے کہ جب آپ اسلام اور نظریۂ پاکستان کے مدعی بنتے ہیں۔ تو جمعیۃ علماء اسلام کی طرح براہ راست اسلامی نظام، اسلامی قوانین، اسلامی دستور اور اسلامی اصول ملک میں قائم و نافذ کرنے کی مہم کیوں نہیں چلاتے؟

کیوں آپ کی تمام مہمات کا رخ صرف برطانوی جمہوری پارلیمانی نظام کے ملئے ہی خاص ہو کر رہ گیا ہے؟

کیوں اس برطانوی سیاسی نظام کے تحفظ کے لئے آپ اسلام کا نام لے کر بیلینہ سوشلزم کے خلاف صف آرا ہیں؟ اسلام مطلوب ہے تو کیوں نہیں آگے بڑھ کر سب سے پہلے اسلامی نظام کو قائم کرانے کی کوشش کرتے ہیں؟ اور اگر واقعی آپ کو سوشلزم کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے تو اس کے ازالہ کی یہ بہتر و کارگر تدبیر کیوں نہیں اختیار کرتے کہ براہ راست اور کامل و مکمل اسلامی نظام قائم ہو جائے۔ تاکہ سوشلزم اپنی موت آپ مر جائے۔

ان تمام سوالات کا یہ حضرات قطعی سامنا نہیں کرینگے اور نہ جمعیۃ علماء اسلام کے واضح اسلامی مقاصد ہی کو وہ چیلنج کرسکتے ہیں۔

ان کے پاس جمعیۃ کے خلاف برطانوی سامراج سے سیکھی ہوئی وہی تکنیک ہے کہ کسی ایک فرد کو اپنی ناوک افگنی کا نشانہ بنالو اور بزعم خود یہ ثابت کردو کہ ہم نے جمعیۃ کو شکست دے دی۔

چنانچہ جمعیۃ علماء اسلام کے "ہزاروی گروپ" کی اصطلاح اس گروہ کی طرف سے مذکورہ پرفریب تکنیک کے طور پر ہی اب استعمال ہونا شروع ہوئی ہے۔ اور یہ برطانوی سامراج کی اس مکروہ سنت پر عمل ہے جس کا استعمال انگریزوں نے جہاد بالاکوٹ کے مسلمان اکابر سے لے کر تحریک خلافت تحریک آزادی اور تحریک پاکستان تک کے اعاظم کے خلاف کیا تھا۔

ظاہر ہے کہ ابھی تک مسلمانوں میں دین اور اہل دین کا اتنا احترام باقی ہے کہ تمام علماء دین کے خلاف بیک وقت کوئی لب کشائی نہیں کرسکتا۔ اگرچہ دبے چھپے ایسا کیا جاتا رہتا ہے۔ لیکن علانیہ ممکن نہیں۔

چنانچہ اسی لئے سامراجیت کی پرفریب تکنیک کا تقاضا اب یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو شخصیت سب سے زیادہ مخلص و سرگرم ہو، اس کو ہدف تنقید بنالو، ایک شخصیت اور گروپ کے نام پر دوسرے نہیں بھڑکیں گے اور دھیرے دھیرے آج ایک پر وار ہے، کل دوسرے پر اور اس طرح ایک وقت ایسا بھی آجائے گا کہ تمام علماء دین اور اصحاب دین پر ہاتھ صاف کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ اس گروہ کے محترم امیر صاحب نے پہلے اپنے وقت کے بعض اکابر پر تنقید فرمائی۔ پھر تمام علماء پر تنقید فرمائی۔ پھر تمام علماء پر تنقید کا ہاتھ دراز فرمایا۔ اس کے بعد اسلاف تک ان کا دست تنقید بڑھا! اور آخر میں صحابہ کرام اور انبیاء علیہم السلام تک اپنی تنقیدی رسی دراز کر دی۔

سامراجی کیمپ کے خیمہ بردار گروہ کی یہ خاص تکنیک ہے۔ لیکن اب اس تکنیک کا بھید فاش ہونے لگا ہے اور مسلمان عوام کو اس کے ذریعہ گمراہ کرنا آسان نہیں رہا ہے۔

---

## اخلاق و معاشرت

نجم الحسن علیگ خازن جمعیۃ علماء اسلام ملتان

# تصویر بنا، تصویر رکھ، تصویر کا انجام دیکھ

لعن اللہ المصوّر و المصوّرون (الحدیث)

(ترجمہ) تصویر کھینچنے اور کھنچوانے والوں پر خدا کی لعنت!

اشد الناس عذابا یوم القیام المصوّرون (الحدیث) شکوٰۃ باب اللقاء۔

(ترجمہ) قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں تصویر بنانے والے ہوں گے۔

اسلام کے اندر تصویر بنانا، تصویر رکھنا گناہ ہے۔ ہر جاندار چیز کی تصویر بنانا گناہ ہے۔ انسان خود مخلوق ہے۔ جن جانداروں کا وہ خالق نہیں بن سکتا۔ ان کی تصویریں یا شکلیں بنانے اور اس کو مجازی خدا بننے کا کوئی حق نہیں ہے۔

اسلام نے ہر شر کو جڑ سے ختم کیا ہے۔ بظاہر تصویر سے کوئی ضرر معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ بے جان نقوش ہوتے ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ ہر عمل ایک وجود کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ وجود ہی اصل بنیاد بنتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جزا و سزا کا۔ ہمارے لئے تو تصویر صرف بے جان نقوش ہیں۔ مگر عالم مثال اور عالم آخرت کے لئے۔ کیونکہ تصویر بھی ایک عمل ہے جو کہ وجود میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جس کو دیکھ کر رحمت کے فرشتے اس جگہ نہیں آتے جہاں تصویر ہوتی ہے۔ اس لئے مسلمان کے لئے جو کہ اللہ کی رحمت پر یقین رکھتا ہے تصویر کا ہونا، تصویر کا رکھنا، تصویر کا دیکھنا دنیا کی بے برکتی اور آخرت کے نقصان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور آئندہ ظاہر ہوگا۔ تصویر کے خلاف جو احکامات اسلام میں آئے ہیں۔ اگر ان کو نظر انداز نہ کیا جاتا اور تصویر کے بارے میں اسلام کے احکام کے مطابق عمل کیا جاتا، تو آج معاشرہ بالکل پاکیزہ ہوتا۔ جو کچھ بھی نقصان تنزل معاشرہ میں دکھائی دے رہا ہے۔ وہ صرف تصویر کی بدولت ہے۔

اب تصویر کی داستان سنو۔ تصویر کو متحرک بنانے کے لئے کٹھ پتلی وجود میں آئی۔ کٹھ پتلی سے ترقی کرکے یہ کھیل تھیٹر میں تبدیل ہوا۔ تھیٹر میں کٹھ پتلی کی جگہ مرد تماشہ اور ڈرامہ اسٹیج دینے لگے۔ پہلے معاشرہ میں عورت کا اسٹیج پر آنا ناممکن تھا۔ مگر مغربی تہذیب کے اثرات جب یہاں پھیل گئے۔ پھر یہ بھی ممکن ہوا اور عورت بھی اسٹیج پر آ گئی۔ آگے ترقی ہوئی تو انگریزی تعلیم رکھنے والے کالج اور اسکول میں ڈراموں کو رواج دیکر یہ لعنت شریف گھرانوں تک پہنچائی گئی۔ اب جبکہ شریف اور کمین افراد اس پیشہ میں برابر شریک ہو گئے تو شریف کے ساتھ ناچ گانا اور ڈانس کرنے کا لقب پھب نہ سکا، تو انہوں نے اس کا نام قومی ثقافت اور قومی آرٹ رکھ کر اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ اور اپنے اوپر سے کلنک کے داغ کو قومی آرٹ کے سلئے میں چھپایا۔ تصویر ترقی کرکے فلم بن گئی، اور فلم نے سینما گھروں میں اڈے قائم کر لئے۔ جہاں انسانیت کے اخلاق کا جنازہ نکالنے اور اس کے پاکیزہ معاشرہ کو فلم کے ذریعہ تباہ و برباد کرنے کے لئے تصویروں کے ذریعہ مرد و خواتین کو سبق پڑھایا جانے لگا۔

سینما گھروں میں جو سامان استعمال ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل مختصر حسب ذیل ہے:

انگریز نے جو فحاشی کے اڈے، عصمت فروشی کے اڈے، ناچ گانے کے اڈے لائسنس کے ذریعہ ہندوستان کے ہر شہر میں قائم کرائے تھے۔ شروع میں سب افراد فلم بنانے کے لئے وہاں سے دستیاب ہوتے تھے۔ پھر اسٹوڈیو قائم ہوئے۔ اور وہ ان افراد کا مسکن بنا۔ جہاں پر فلم تیار ہوتی ہے اور ایکٹر، ایکٹریسیں، ہیروئن، فلم ڈائرکٹر، فلم پروڈیوسر کے مختلف ناموں سے باقاعدہ لمیٹڈ کمپنیاں کھل گئیں۔ ہر شہر میں سینما گھر قائم ہونے لگے۔

جب سینما کے اندر تصویروں کے ذریعہ کھیل تماشہ کا چکر چلا۔ اس کے اثرات ہر گھر تک پہنچنے لگے پھر ہر کسی میں اداکاری کا جذبہ ترقی کر گیا۔ انجام آج اس کا یہ ہے کہ شریف گھرانہ کی لڑکیاں ایکٹریسیں اور ہیروئن بننے کے شوق میں اسکولوں اور گھروں سے نکل پڑتی ہیں۔ اور جب وہ ان اڈوں پر پہنچتی ہیں تو ان کا سب خواب پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ وہاں پر سوائے فحاشی، بدمعاشی تباہی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ان کی ایک غلطی کی وجہ سے جو وجہ ہے تصویر کی، وہ ہمیشہ کے لئے معاشرہ سے کٹ جاتی ہیں یا تو عصمت فروشی کا دھندہ کرتی ہیں۔ یا کسی ایسے گروہ کے ہاتھ میں چلی جاتی ہیں۔ جو کہ اپنی ہوس کے لئے کھلونا کی طرح فروخت کرتے ہیں۔ اور جب جوانی کا رنگ ختم ہو جاتا ہے، تو اس کو اینٹ پتھر کی طرح یہ لوگ پھینک دیتے ہیں۔ کبھی یہ آنکھ کا تارہ تھی اور خواہش کا ثمر تھی۔ آج اپنی بے بسی کا بدنصیبی پر روتی ہے۔ اگر کوئی لڑکی ایکٹریس بننے میں کامیاب ہو بھی جائے۔ تو پھر وہ ہر اخلاقی ضابطہ توڑ کر بے باک بن کر، فلم کے اندر ہر تصویر میں اس کا علیحدہ شوہر ہوتا ہے۔ جو کہ اس نے ایکٹریس بنتے وقت اختیار کیا تھا، کامیاب ہوتی ہے۔

یہ ہے وہ راستہ جس چل کر ایک ایکٹریس ایکٹریس بنتی ہے۔ یورپ کے ممالک سے فلم دکھانے کے لئے مشینیں درآمد کی جاتی ہیں۔ یورپ کے ممالک سے خام فلم درآمد کی جاتی ہے۔ جس پر تصویریں عکس ہوتی ہیں ایر کنڈیشن سینما کے لئے مشینیں درآمد کی جاتی ہیں۔ لاکھوں روپیہ سینما گھر کی بلڈنگ پر خرچ ہوتے ہیں۔ غیر ممالک کی فلمیں درآمد کی جاتی ہیں۔ یہ سب چیزیں ملک کا قیمتی زرمبادلہ خرچ کرکے منگائی جاتی ہیں۔ کیا یہ سب سرمایہ کارخانوں پر خرچ نہیں ہو سکتا تھا۔ جس سے نہ قوم کی بربادی ہوتی، اور نہ غریب عوام کا معیار زندگی ختم ہوتا ہر شہر میں ہر گلی کے اندر، ہر سڑک پر شہر کے دس فیصد بچے جن پر آئندہ کے لئے ملک اور قوم کی بقاء کا سوال ہوتا ہے۔ اس تباہ کاری سے برباد ہو رہے ہیں تصویروں کی نشر و اشاعت میں بچے تباہ ہو رہے ہیں۔ نہ حکومت کو نظر آتا ہے۔ نہ کسی قومی لیڈر کو نظر آتا ہے۔ نہ کسی درد رکھنے والے راہنما کو خیال آتا ہے۔

یہ صرف تصویر کے بارے میں احکامات کو نظر انداز کرنے کا پھل سامنے آ رہا ہے۔ پورے ملک میں اکثر آبادی سے تقریباً ایک ارب روپیہ سالانہ سینما گھروں کے اندر تصویروں کی شعبدہ بازی پر کھینچا جا رہا ہے۔ جس میں سے آدھے سے زیادہ رقم یورپ کے ممالک کو چلی جاتی ہے۔ ہم ان کی سامراجی زیادتیوں کی شکایت تو کر سکتے ہیں۔ لیکن غور نہیں کرتے کہ ان کی سامراجی پالیسی کو مضبوط اور زندہ رکھنے کے ہم خود حصہ دار بھی ہیں اور ذمہ دار بھی ہیں۔ دیکھ لیا تصویر کی گرفت کہاں تک پہنچ رہی ہے۔ صرف ملتان کے اندر ۱۶ سینما گھر تصویروں کی نمائش کر رہے ہیں۔ ہر سینما گھر کی آمدنی ۴۰۰۰/- روپیہ روزانہ ہے۔ اندازاً ایک کروڑ روپیہ ملتان والے اپنی جیب سے خرچ کرکے سینما گھروں کو آباد کئے ہوئے ہیں۔

ملتان والو! اگر تم نے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے دین کی پرواہ نہیں کی تو پھر وہ وقت بھی آ جائے گا۔ جب پنجاب کی لہریں ملتان کو اپنی آغوش میں لے لیں گی۔ اور یہ ہی تصویر کا آخری سین ہوگا۔

(باقی آئندہ)

شمس القمر بھٹی متعلم بی اے خانیوال

# اسلامی مساوات

قبل از اسلام ظلم و استبداد کا دور دورہ تھا۔ انسانیت مساوات کے لفظ ہی سے آشنا نہ تھی، بلکہ مندرجہ ذیل تفریقات مذمومہ و خبیثہ کا شکار تھی:۔

- دیوتاؤں کی نسل ہونے کا دعویٰ
- خالص اور شاہانہ خون کا فلسفہ
- خدا کے سر اور قدموں سے تخلیق کئے جانے کی تفریق
- آقا اور غلام کا رشتہ
- اعلیٰ و ادنیٰ کی بحث
- کالے اور گورے کا تنازعہ
- عربی و عجمی کا امتیاز
- ذات پات کی تمیز
- عورت سے متعلق مذموم تصورات

مذکورہ تفریقات کی بنیاد رؤسائے قبائل، فرمانروایانِ ملک، امرائے شہر، فراعنہ مصر، روما کے پوپ، روم کے قیصر اور فارس کے کسریٰ نے محض اپنی جاہ و حشمت، شان و شوکت، اثر و رسوخ اور اقتدار کے لئے ڈالی تھی۔ اقتدار اور تسلط قائم رکھنے کی خاطر دعاوی بھی اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی اور اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے کئے۔ تاکہ ان کے سامنے کوئی سر ہی نہ اٹھا سکے۔

ان حالات میں باذن اللہ شیئون الٰہیہ کے مظہر اتم اور مرد اکمل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم عالمگیر اور آخری مذہب لے کر دنیائے قدیم کے قلب میں تشریف لائے جن کے باعث انسانی جباری، امراء و سلاطین اور ارباب اقتدار کا پُر اسرار سحر آفتاب نیمروز کی طرح منظر عام پر آگیا۔ تمام افراد قوانین و ضوابط کی رو سے مساوی قرار پائے۔ داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے سونے اور چاندی کی کرسیاں استعمال نہیں کیں۔ نہ ہی قصر و ایوان تیار کرائے۔ اور نہ ہی قاقم و دیبا کے فرش بچھائے بلکہ یہ فرمایا:۔

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں (ابو الکلام) اسلام میں صرف زہد و تقویٰ اور عمل صالح ہی فضیلت و امتیاز کا مدار ہو سکتے ہیں۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ متقی ہے (ابو الکلام)

حدیث پاک میں آتا ہے:۔

لیس لاحد فضل الا بدین وتقویٰ

ایک کو دوسرے پر فضیلت دینی اور تقویٰ کے سوا کوئی حق ترجیح و فضیلت نہیں ہے (مشکوٰۃ) (ابو الکلام)

کتنی جامع حدیث ہے کہ

الکرم : التقویٰ

بزرگی اور بڑائی صرف تقویٰ و حسن عمل ہے (ابو الکلام)

اب مضمون کی ابتدا میں بیان کردہ تفریقات مذمومہ و خبیثہ کا بالترتیب قلع قمع کیا جاتا ہے

## دیوتاؤں کی نسل ہونے کا دعویٰ

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دعویٰ بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔

اے پیغمبر فرما دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا، نہ وہ خود جنا گیا، اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئًا اِدًّا تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا وَمَا یَنْبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا لَقَدْ اَحْصٰھُمْ وَعَدَّھُمْ عَدًّا وَکُلُّھُمْ اٰتِیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَرْدًا

(ترجمہ) اور کہتے ہیں۔ رحمٰن نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے سخت بیہودہ بات ہے جو تم لوگ لائے ہو قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے یا پہاڑ گر جائیں۔ اس بات پر کہ لوگوں نے رحمٰن کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ، رحمٰن کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ زمین و آسمان کے اندر جو بھی ہیں۔ سب اس کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں، سب پر وہ محیط ہے اور اس نے ان کا شمار کر رکھا ہے۔ سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہونگے

## خالص اور شاہانہ خون کا فلسفہ

خالص اور شاہانہ خون کا دعویٰ افسانہ ہے۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ خالص اور عمومی خون کی تفریق بالکل لغو ہے۔ جیسا کہ قرآن نے کہا:

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ جَعَلَکُمْ اَزْوَاجًا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِہٖ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِہٖٓ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ (فاطر)

(ترجمہ) اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور پھر نطفہ پھر اس نے تم کو جوڑے جوڑے بنایا، اور نہ کوئی مادہ اس کے علم کے بغیر حاملہ ہوتی ہے نہ بچہ جنتی ہے۔ کوئی ذی حیات نہ تو ایک خاص عمر پاتا ہے اور نہ اس کی عمر میں کمی ہوتی ہے۔ مگر یہ کہ سابقی باتیں ایک کتاب میں درج ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

الم نخلقکم من ماء مھین فجعلنٰہ فی قرار مکین الی قدر معلوم فقدرنا فنعم القادرون (المرسلات)

کیا ہم نے تم سب کو ایک حقیر پانی سے نہیں بنایا؟ پھر ہم نے اسے ایک جائے قرار میں ایک متعین مدت تک رکھا۔ اور پھر ہم نے تعین کی اور ہم بہت صحیح تعین کرنے والے ہیں۔

فلینظر الانسان مم خلق، خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب (الطارق)

(ترجمہ) انسان کو چاہیئے کہ وہ غور کرے کہ اس کی تخلیق کس چیز سے ہوئی۔ وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے بنایا گیا۔ جو پسلیوں اور ریڑھ کی ہڈیوں سے نکلتا ہے

## خدا کے سر اور قدموں سے تخلیق کئے جانے کی تفریق

ایک گروہ سر سے پیدا ہونے کے باعث معزز خیال کرتا تھا اور اپنی رعایا کو قدموں سے پیدا ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھتا تھا۔ حالانکہ خداوند قدوس کے سر اور قدموں سے کسی بھی انسان کی تخلیق نہیں ہوئی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سر اور قدموں سے پاک ہیں۔ بلکہ تمام افراد سیدنا آدم علیہ السلام سے پیدا کئے۔ سر اور قدموں سے تخلیق کا دعویٰ سراسر باطل ہے۔ جیسا کہ قرآن نے کہا:۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً (النساء)

لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ (باقی آئندہ)

## ضابطۂ اخلاق

# ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے آٹھ نکات

(از مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی)

### پہلا نکتہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں رسول بھی تھے۔ ایک انسان بھی تھے۔ ایک عرب بھی تھے۔ ایک خاص زمانے اور خاص اجتماعی ماحول کے رہنے والے بھی تھے۔ آپ کے ہر فعل میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی یہ سب حیثیتیں ایک ساتھ موجود تھیں۔ ان مختلف حیثیات کے مخلوط ہونے کی وجہ سے بسا اوقات یہ تمیز کرنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے کہ کسی فعل میں کونسا حصہ آپ کی حیثیت رسالت سے تعلق رکھتا ہے تاکہ اس کو حجت شرعی بنا لیا جائے اور کونسا حصہ آپ کی دوسری حیثیات سے متعلق ہے جو حجت شرعی نہیں ہے اس سے زیادہ اختلاط حیثیات صحابہ کرامؓ کے افعال میں ہے (تفہیمات حصہ دوم صفحہ ۳۲۸)

اسلامی نظام کا یہ پہلا نکتہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر اقوال و افعال تو حجت ہی نہیں صرف بعض حجت شرعی ہے۔ لیکن اس کا امتیاز دوسری حیثیات سے بڑا مشکل ہے۔ حدیث رسول سے اور پیروی رسول سے آزاد ہونے کا راستہ صاف کر دیا۔

حالانکہ آپ ہر حالت میں رسول ہیں۔ محمد رسول اللہ

### دوسرا نکتہ

عصمت دراصل انبیاء علیہم السلام کی لوازم ذات سے نہیں ہے ...... اگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت تھوڑی دیر کے لئے ان سے منفک ہو جائے تو جس طرح عام انسانوں سے بھول چوک اور غلطی ہوتی ہے۔ اس طرح انبیاء سے بھی ہو سکتی ہے۔

مودودی صاحب نے اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے سے انکار کیا اور ان کو عام لوگوں کی طرح بتایا۔

### تیسرا نکتہ

قرآن مجید بتاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام وحی آنے سے پہلے جو علم رکھتے تھے۔ اس کی نوعیت عام انسانی علوم سے کچھ بھی مختلف نہ ہوتی تھی۔ ان کے پاس نزول وحی سے پہلے کوئی ایسا ذریعہ علم نہ ہوتا تھا جو دوسرے لوگوں کو حاصل نہ ہو چنانچہ فرمایا۔ مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ تم کچھ نہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے

اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے مودودی نے وحی سے پہلے زمانہ کے لئے پیغمبروں کے لئے مومن اور موحد ہونا ضروری قرار نہیں دیا۔ ان کے اور دوسرے لوگوں کے ذرائع علم میں کوئی فرق نہیں رکھا۔ حالانکہ امت کا اجماع ہے کہ نبی پر وحی سے پہلے یا بعد کبھی کفر کی حالت طاری نہیں ہوتی۔

### چوتھا نکتہ

مگر مودودی صاحب چوتھے نکتہ میں تصریح کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام غور و فکر کے بعد توحید تک پہنچے۔ اسی طرح سارے انبیاء علیہم السلام غور و فکر کرنے کے بعد کسی طور پر توحید تک پہنچے۔ وہ لکھتے ہیں کہ درمیانی حالت کا جس میں وہ وحدانیت اور معرفت خداوندی پر فائز نہیں ہوئے تھے کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ آخرکار وہ توحید تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ دیکھو مودودی کی تفہیم القرآن جلد اول طبع دوم صفحہ ۵۵۶ تا ۵۵۸) حالانکہ قرآن پاک نے تصریح فرمائی ہے: وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (کہ ہم نے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بچپن میں فرمایا کہ انی عبداللہ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا۔ اسی طرح خود ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں ارشاد ہے: وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ (اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ہدایت بلوغ سے پہلے دے دی تھی (جلالین شریف)

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دودھ پلانے والیوں کا دودھ نہ پینا اور ماں کا پینا (اور اسی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حلیمہ سعدیہ کا صرف دائیں چھاتی سے دودھ پینا اور بائیں چھاتی کو ہمیشہ کے لئے اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دینا صاف بتا رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام بچپن سے مومن اور موحد ہوتے ہیں۔ نبوت سے پہلے وہ ولی ہوتے ہیں اور ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرح وحی ہوتی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرح ان سے فرشتے ہم کلام ہو سکتے ہیں۔ یہی عقیدہ تمام اہل سنت کا ہے۔ مگر مودودی صاحب کے اسلامی نظام کے لئے ضروری ہے کہ نظر و فکر سے پہلے ان کو غیر موحد اور غیر مومن ثابت کیا جائے۔ اسی طرح وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فکر و نظر کے بعد موحد ثابت کرتے ہیں۔ جیسے کہ رسائل و مسائل حصہ اول میں درج ہے

### پانچواں نکتہ

حضرت یونس علیہ السلام سے فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہیاں ہو گئی تھیں (تفہیم القرآن سورۂ یونس)

مودودی اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے یہ ضروری سمجھتا ہے کہ پیغمبروں کو پیغمبرانہ فرائض ادا کرنے میں بھی قصوروار ثابت کیا جائے۔ اس طرح شیعہ مسئلہ قرطاس کا حل بھی حل بھی ہو جائے گا۔ کہ یونس علیہ السلام کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فریضۂ تحریر میں کوتاہی کر دی تھی۔

مودودی کے اس قول پر تو اللہ تعالیٰ سے نعوذ باللہ پیغمبر کے انتخاب میں غلطی ہوئی۔ حالانکہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کہاں اپنی نبوت رکھیں) مودودی صاحب کے اسلامی نظام میں خدا کے برگزیدہ پیغمبر اسی طرح تختۂ مشق تنقید ہوں گے۔

### چھٹا نکتہ

اسلامی نظام کے مدعی کا ایک خاص نکتہ یہ ہے کہ شریعت کے احکام کے مدعی کا ایک خاص نکتہ یہ ہے کہ شریعت کے احکام کو چاہے وہ قرآن پاک کے احکام ہوں۔ حکمت عملی کے تحت چھوڑا جا سکتا ہے۔ اس طرح مودودی صاحب نے اسلامی نظام قائم کرنے والے صدر، حکومت، لیڈر اور ہر مودودی صاحب کے لئے راستہ آسان کر دیا ہے کہ جس حکم کو بدلنا چاہیں دینی حکمت عملی کے نام سے بدل دیں۔

مودودی صاحب نے اپنی اس تازہ شریعت کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ بات تھوپ دی ہے کہ آپ نے اسلام و قرآن کے عام حکم مساوات کو خلافت کے مسئلہ میں حکمت عملی کے تحت چھوڑ دیا۔ اسلام نے تو قومی نسلی۔ ملکی امتیازات کو مٹا دیا تھا۔ مگر آپ نے مصلحت کی خاطر اس اصول کو ترک کر کے اعلان کر دیا کہ اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ (کہ خلیفے قریش میں سے ہوں)

حالانکہ نہ اسلامی مساوات کا یہ اصول ہے کہ اہلیت ولیاقت دیکھے بغیر ایک متقی کو کمانڈر انچیف بنا دیا جائے یا خلافت چلانے کی قابلیت و معیار نہ ہونے کے باوجود ایک خدا ترس بندے کو خلیفہ بنا دو، جو اگرچہ رات بھر عبادت کرتا اور روتا رہتا ہو۔ مگر امور مملکت سے بالکل ناواقف ہو۔ اسلامی مساوات کا معنی یہ ہے کہ صرف اہلیت و قابلیت کو دیکھو کسی ذات پات، قوم اور رنگ و نسل کا لحاظ کر کے بہترین اور قابل آدمیوں کو نظر انداز نہ کر دینا اور نہ ایسا کرنا کہ نا اہل کو محض ایک خاندان یا ایک ملک کا ہونے کی وجہ سے منصب دے دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اصول کو ترک نہیں فرمایا بلکہ قریش کی اہلیت کی نشان دہی کر کے انتخاب خلیفہ میں صحابہؓ کی امداد فرما دی۔ دراصل مودودی صاحب نے اپنے آمرانہ اختیارات استعمال کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غلط الزام عائد کیا ہے۔ (العیاذ باللہ العظیم) کیونکہ وہ خود آمر مطلق کی طرح جس کو چاہتے ہیں اپنی جماعت سے نکال باہر کرتے ہیں۔ اور جب چاہتے ہیں۔ الیکشن ممبری اور اس کی امیدواری کو حرام قرار دے دیتے ہیں اور جب چاہیں حلال کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جب چاہیں جمہوریت کو لعنتی قرار دیدیں اور جب چاہیں اس کو مقصد بنا لیں۔ یہی حال عورت کی صدارت کا ہے کہ جب چاہا اس کو جلسہ کی صدر ہونا بھی پسند نہ کیا۔ بلکہ اس کی امامت کو قرآن و حدیث سے غلط بتایا اور جب

## ہمدرد عوام حضرات کو دعوت

از مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

اس وقت ہمارا وطن عزیز نہایت نازک دور سے گزر رہا ہے۔ سیاسی پارٹیاں اپنے اپنے مستقبل کو سنوارنے کے لئے مصروف کار ہیں۔ بعض پارٹیاں اپنے اسی قسم کے اغراض کے لئے مذہب کا نام بھی استعمال کرتی ہیں اور اس طرح عوام کے اندر اسلامی تقاضوں کے بارہ میں غلط فہمیاں پھیلا رہی ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کی تمام مشکلات کا علاج اسلام اور صرف اسلام ہے۔ اور اس سلسلے میں تمام پارٹیوں کے اکابر سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ اسلام کو ہی مقصد بنا لیں تو تمام اختلافات ختم ہو کر قوم یکجہتی کے ساتھ شاہراہ ترقی پر گامزن ہو سکتی ہے۔ مگر اس وقت مجھے خاص طور پر لیبر پارٹی، پیپلز پارٹی، نیشنل عوامی پارٹی، کسان پارٹی قسم کی تمام جماعتوں اور ان کے محترم زعماء کی خدمت میں عرض کرنا ہے۔ کہ آپ حضرات غریبوں اور عوام کے مفاد کے لئے تحریکیں چلا رہے ہیں، مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں۔ آپ کا یہ جذبہ نہایت قابل قدر ہے۔ مگر یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اسلام میں تمام مشکلات کا حل موجود ہے۔ اور اسلام سے زیادہ مخلوق خدا کے لئے کوئی منصفانہ قانون نہیں ہو سکتا۔

آپ لوگ خاندانی مسلمان ہیں اور اسلام سے مخلصانہ تعلق ہے تو پھر کیوں اسلام کی ہی روشنی میں ہم عوامی حقوق کا تعین کر کے اسلامی سربلندی اور قوم کی فلاح و اصلاح کے لئے مصروف جہاد نہ ہوں۔ میں آپ سب حضرات کو انتہائی اخلاص و محبت سے دعوت دیتا ہوں کہ آپ صرف قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں علماء اسلام سے تفاصیل کے بارہ میں تبادلہ خیالات کر کے اسی مبارک پروگرام کے تحت جدوجہد کریں یہ عوام کی بھی خدمت ہو گی اور اسلام کی بھی۔ اگر علماء دین آپ کے ان مسائل کے سلسلہ میں شرعی حل نہ بتائیں تو پھر بے شک الحاد اور کمیونزم کی ذمہ داری سے وہ بری نہ ہو سکیں گے۔ امید ہے کہ میری یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہو گی۔ فقط

(غلام غوث بقلم خود)

# ہمدردِ عوام حضرات کو دعوت

## از:- مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

اس وقت ہمارا وطن عزیز نہایت نازک دور سے گزر رہا ہے۔ سیاسی پارٹیاں اپنے اپنے مستقبل کو سنوارنے کے لئے مصروفِ کار ہیں۔ بعض پارٹیاں اپنے اسی قسم کے اغراض کے لئے مذہب کا نام بھی استعمال کر رہی ہیں اور اس طرح عوام کے اندر اسلامی تقاضوں کے بارہ میں غلط فہمیاں پھیلا رہی ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کی تمام مشکلات کا علاج اسلام اور صرف اسلام ہے۔ اور اسی لئے میں تمام پارٹیوں کے اکابر سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ اسلام کو ہی مقصد بنا لیں تو تمام اختلافات ختم ہو کر قوم یک جہتی کے ساتھ شاہراہ ترقی پر گامزن ہو سکتی ہے۔ مگر اس وقت مجھے خاص طور پر لیبر پارٹی، پیپلز پارٹی، نیشنل عوامی پارٹی، کسان پارٹی قسم کی تمام جماعتوں اور ان کے محترم زعماء کی خدمت میں عرض کرنا ہے۔ کہ آپ حضرات غریبوں اور عوام کے مفاد کے لئے تحریکیں چلا رہے ہیں، مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں۔ آپ کا یہ جذبہ نہایت قابل قدر ہے۔ مگر یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اسلام میں تمام مشکلات کا حل موجود ہے۔ اور اسلام سے زیادہ مخلوقِ خدا کے لئے کوئی منصفانہ قانون نہیں ہو سکتا۔

آپ لوگ خاندانی مسلمان ہیں اور اسلام سے مخلصانہ تعلق ہے تو پھر کیوں اسلام کی ہی روشنی میں ہم عوامی حقوق کا تعین کر کے اسلامی سربلندی اور قوم کی فلاح و اصلاح کے لئے مصروفِ جہاد نہ ہوں۔ میں آپ سب حضرات کو انتہائی اخلاص و محبت سے دعوت دیتا ہوں کہ آپ صرف قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں علماء اسلام سے تفاصیل کے بارہ میں تبادلہ خیالات کر کے اسی مبارک پروگرام کے تحت جد و جہد کریں۔ یہ عوام کی بھی خدمت ہوگی اور اسلام کی بھی۔ اگر علماء دین آپ کے ان مسائل کے سلسلہ میں شرعی حل نہ بتائیں تو بے شک الحاد اور کمیونزم کی ذمہ داری سے وہ بری نہ ہو سکیں گے۔ امید ہے کہ میری یہ آواز صدا بہ صحرا ثابت نہ ہوگی۔ فقط

(غلام غوث بقلم خود)

مودودی اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے یہ ضروری سمجھتا ہے کہ پیغمبروں کو پیغمبرانہ فرائض ادا کرنے میں بھی قصوروار ثابت کیا جائے۔ اس طرح شیعہ مسئلہ قرطاس کا حل بھی حل بھی ہو جائے گا۔ کہ یونس علیہ السلام کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فریضۂ تحریر میں کوتاہی کر دی تھی۔

مودودی کے اس قول پر تو اللہ تعالیٰ سے نعوذ باللہ پیغمبر کے انتخاب میں غلطی ہوئی۔ حالانکہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ (اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کہاں اپنی نبوت رکھیں) مودودی صاحب کے اسلامی نظام میں خدا کے برگزیدہ پیغمبر اسی طرح تختۂ مشق تنقید ہوں گے۔

### چھٹا نکتہ

اسلامی نظام کے مدعی کا ایک خاص نکتہ یہ ہے کہ شریعت کے احکام کے مدعی کا ایک خاص نکتہ یہ ہے کہ شریعت کے احکام کو چاہے وہ قرآن پاک کے احکام ہوں حکمت عملی کے تحت چھوڑا جا سکتا ہے۔ اس طرح مودودی صاحب نے اسلامی نظام قائم کرنے والے صدر، حکومت، لیڈر اور ہر مودودی صالح کے لئے راستہ آسان کر دیا ہے کہ جس حکم کو بدلنا چاہیں دینی حکمت عملی کے نام سے بدل دیں۔

مودودی صاحب نے اپنی اس تازہ شریعت کے لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ بات تھوپ دی ہے کہ آپ نے اسلام و قرآن کے عام حکم مساوات کو خلافت کے مسئلہ میں حکمت عملی کے تحت چھوڑ دیا۔ اسلام نے قومی نسلی۔ ملکی امتیازات کو مٹا دیا تھا۔ مگر آپ نے مصلحت کی خاطر اس اصول کو ترک کر کے اعلان کر دیا کہ الائمۃ من قریش (کہ خلیفہ قریش میں سے ہوں)

حالانکہ نہ اسلامی مساوات کا یہ اصول ہے کہ اہلیت ولیاقت دیکھے بغیر ایک متقی کو کمانڈر انچیف بنا دیا جائے یا خلافت چلانے کی قابلیت و معیار نہ ہونے کے باوجود ایک خدا ترس بندے کو خلیفہ بنا دو جو اگرچہ رات بھر عبادت کرتا اور روتا رہتا ہو۔ مگر امور مملکت سے بالکل ناواقف ہو۔ اسلامی مساوات کا معنی یہ ہے کہ صرف اہلیت و قابلیت کو دیکھو۔ کسی ذات پات، قوم اور رنگ و نسل کا لحاظ کر کے بہترین اور قابل آدمیوں کو نظر انداز نہ کر دینا اور نہ ایسا کرنا کہ نااہل کو محض ایک خاندان یا ایک ملک کا ہونے کی وجہ سے منصب دے دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اصول کو ترک نہیں فرمایا بلکہ قریش کی اہلیت کی نشان دہی کر کے انتخاب خلیفہ میں صحابہؓ کی امداد فرما دی۔ دراصل مودودی صاحب نے اپنے آمرانہ اختیارات استعمال کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غلط الزام عائد کیا ہے۔ (العیاذ باللہ العظیم) کیونکہ وہ خود آمر مطلق کی طرح جس کو چاہتے ہیں اپنی جماعت سے نکال باہر کرتے ہیں۔ اور جب چاہتے ہیں۔ الیکشن میں امیدواری کو حرام قرار دے دیتے ہیں اور جب چاہیں حلال کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جب چاہیں جمہوریت کو لعنتی قرار دیدیں اور جب چاہیں اس کو مقصد بنا لیں۔ یہی حال عورت کی صدارت کا ہے کہ جب چاہا اس کو جلسہ کی صدر ہونا بھی پسند نہ کیا۔ بلکہ اس کی امامت کو قرآن و حدیث سے غلط بتایا اور جب چاہا اس کو حلال کر دیا۔

### ساتواں نکتہ

مودودی صاحب اپنی کتاب تفہیمات حصہ دوم باب تعزیرات اسلامی میں لکھتے ہیں کہ۔ جب مردوں اور عورتوں کی سوسائٹی مخلوط ہو۔ ان کا ملنا جلنا عام ہو۔ زنا کو کوئی بڑا جرم نہ سمجھا جاتا ہو۔ ان حالات میں زنا کی شرعی سزا بلاشبہ ظلم ہے۔ یہی حال چوری کی سزا کا لکھا ہے۔ مودودی صاحب جو اسلامی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں اس میں زنا اور چوری کی شرعی سزا کو ظلم کہا جائے گا۔ نماز روزے وغیرہ کی اجازت تو انگریزوں کے زمانے میں بھی تھی۔ (باقی صفحہ ۱۰ پر)

## نیرنگِ خیال

# سیٹھ خرکارِ اعظم

پاکستان بننے کے بعد بعض خود غرض بیوپاریوں اور رشوت خوروں نے ایک خاص بیماری قوم کو لگا دی یعنی ایک رات میں لکھ پتی بن جانا۔ اس کا کوئی ایک طریقہ نہیں ہے۔ ایک شخص نے ایک دوا کا پرمٹ حاصل کر لیا بس وہ صرف وہی منگا سکتا ہے۔ اب جس قیمت پر چاہے دے دیجئے۔ دس آنے کی چیز دس روپے میں بیچ دے اور چاہے تو کسی سوداگر سے بات کر کے اس کو پانچ روپے کے حساب سے ساری دے دے۔ آگے وہ جس قیمت سے چاہے بیچ دے۔ حاجت مند خریدار مجبور ہیں کہ جس قیمت میں ملے خرید لیں۔

اسی طرح قتل کا کیس ہے۔ سرمایہ دار قاتل نے لاکھ یا پچاس ہزار روپے دیدیئے۔ ابتدائی رپورٹ ہی گڈمڈ ہو گئی یا ڈاکٹر نے غلط لکھ دیا۔ اسی طرح افیون، چرس، گیہوں وغیرہ کی سمگلنگ کا حال ہے۔ ٹھیکہ داروں کا حال ان سے بھی زیادہ خراب ہے۔ خاص کر جنگل کے ٹھیکہ دار سرکاری ملازمین سے مل کر معدود درختوں کی جگہ بیجا اس درخت کاٹ کھاتے ہیں۔ یہی حال خرکاروں کا ہے۔ بعض خرکار کتابوں کے بیوپاری ہوتے ہیں بعض بچوں کے۔ کتب فروش نظم فروش، رسالہ فروش خرکاروں سے خاص نسبت رکھتے ہیں۔ ایک رات میں لکھ پتی ہونے کی بیماری ان سب قسم کے خرکاروں تک متعدی ہو گئی ہے۔

ایک خرکار کسی طرح ایک بچہ حاصل کرتا ہے۔ امریکی عیسائی مشن پہلے سے منہ کھولے بیٹھا رہتا ہے۔ وہ فوراً اس بچے کو خرید کر عیسائی بنا لیتا ہے۔ اس طرح یہ خرکار امریکی مشن کے ذریعہ ایک رات میں لاکھوں کا مالک ہو جاتا ہے۔ اگر کتابچوں کا خرکار ہے۔ پھر تو پانچوں انگلیاں گھی میں ہیں۔

امریکن ایجنٹ قسم کے لوگ یا امریکن مارکہ مسلمان لاکھوں کتابچوں کو لاد کر لے جاتے ہیں۔ آگے چاہیں تو اضلاع میں مفت تقسیم کریں یا سمندر میں پھینک دیں۔ مگر کتابچوں کا خرکار ایک رات میں لکھ پتی سیٹھ ہو جاتا ہے

یہ باتیں صرف مثال کے طور پر سمجھانے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔ ورنہ کوئی خاص خرکار یا قلم کار مشارٌ الیہ نہیں ہے۔

بہرحال عوام کو سرمایہ پرستی کے اس دور میں ایسے مریضوں سے بچنا چاہیئے۔ جو ایک رات میں امیر بن جانے کے دق میں مبتلا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسب ید کی تعریف فرمائی ہے۔ اس میں آدمی کماتا اور کھاتا ہے۔ سیٹھ بننے کی گنجائش بہت کم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس قسم کی خرکاری سے بچا کر ہاتھ کی کمائی اور حلال روزی نصیب فرمائے۔ آمین!

# مکتوب گرامی

از میاں چنوں
(مولانا) محمد ابراہیم صاحب

## حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ العالی خلیفہ ارشد حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائپوریؒ

ذوالمجد والاحترام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی زید مجدہٗ دامت ظلکم العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

خیریت جانبین۔ احوال اینکہ مکتوب گرامی صادر ہوا حالات سے آگاہی ہوئی۔ یاد آوری کا شکریہ۔ جہاں تک بندہ کی اپنی ذات کا تعلق ہے تو میں دل و جان سے ہر طرح جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ ہوں۔ مودودی کو گمراہ سمجھتا ہوں۔ مگر کمزور ہوں کیونکہ عمر کا تقاضا ہے۔ خود کام نہیں کر سکتا۔ مگر تاہم تمنا ہے کہ آخری وقت میں زندگی اکابرین کے نقش قدم پر صرف ہو جائے۔ فقط والسلام (ابراہیم بقلم خود)

(محمد یوسف رحمانی بحکم حضرت اقدس والا شان مدظلہ)

## بقیہ :- آٹھ نکات

اسلامی سزاؤں کو یہ خود ساختہ مجتہد ظلم کہہ رہا ہے تو یہ اسلامی نظام ہوگا یا کافرانہ نظام۔

سوسائٹی اگر خراب ہے تو آپ کو قرآن کے حکم میں ترمیم کرنے کا حق کہاں سے حاصل ہوگیا۔ جرائم زیادہ ہوں تو سزا اور سخت ہوا کرتی ہے۔ مگر مودودی صاحب اسلامی سزا کو بھی ظلم قرار دیتے ہیں۔ پھر اسلامی سزاؤں کے صرف اعلان سے سوسائٹی کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ سعودی عرب کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ جہاں چالیس سال میں مشکل دو تین جرائم ہوئے ہوں گے۔ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں صالحین کی لڑکیاں یونیورسٹی میں لڑکوں کے ساتھ اکٹھی پڑھ کر ایم، اے ہوتی ہیں۔ پھر سوسائٹی کی خاک اصلاح ہوگی۔

اسی عبارت میں آگے چل کر مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ یہ سزائیں دراصل خدا نے ایسے حالات کے لئے مقرر ہی نہیں کیں۔ یہ صریح جھوٹ ہے۔ مسلمانوں کا جب بھی اختیار ہو۔ ان پر یہ سزائیں جاری کرنی فرض ہیں۔ لیکن اگر کوئی نہ جاری کرے تو گنہگار ہوگا۔ مگر قرآن کی سزا کو ظلم کہنا کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔

### آٹھواں نکتہ

(الف) مودودی صاحب رسائل و مسائل حصہ اول مطبوعہ اسد پریس لاہور کے صفحہ ۶۷ پر لکھتے ہیں:-

"احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی ہوئی آئی ہیں۔ جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے نہ کہ علم یقین۔"

فرمایئے اگر حدیثوں سے یقین حاصل نہیں ہوتا بلکہ صرف گمان صحت حاصل ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ شاید وہ صحیح ہوں تو پھر ان حدیثوں کو کون دین میں حجت اور دلیل تسلیم کرے گا۔

(ب) پھر تفہیمات حصہ اول طبع ہفتم ص ۳۵۷ میں لکھتے ہیں

"محدثین نے اسماء الرجال کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا۔ جو بلاشبہ نہایت بیش قیمت ہے مگر ان میں کونسی چیز ہے۔ جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو۔"

دیکھا جب ہر بات میں غلطی کا احتمال ہے تو یہ تمام ذخیرہ مشکوک ہوگیا۔

(ج) اسی تفہیمات حصہ اول طبع ہفتم ص ۳۵۶ پر لکھتے ہیں

"محدثین کی خدمات مسلّم ... کلام اس میں نہیں بلکہ اس امر میں ہے کہ کلیتہً ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست ہے۔ وہ بہرحال انسان تھے۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جس حدیث کو وہ صحیح قرار دیتے ہیں، وہ حقیقت میں بھی صحیح ہے۔"

یہ ہے مودودی اسلامی نظام کی حقیقت جس میں

## اظہار تعزیت

### اولیاء سندھ کی آخری نشانی
### خلیفہ احمد دین صاحب کی وفات

تمام دینی، علمی، تبلیغی حلقوں اور اہل سلوک کو اس خبر سے انتہائی دکھ ہوا کہ حضرت مولانا سراج اولیاء تاج محمود صاحب امروٹی رح کی یادگار اور حضرت فخر اولیاء مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجی شریف کے خلیفہ، عالم باعمل حضرت مولانا خلیفہ احمد دین صاحب نے دار فانی سے دار بقا کو رحلت فرمائی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس میں شک نہیں کہ ان حضرات کی موت اصل ایک وطن سے دوسرے وطن کی طرف انتقال ہوتا ہے اور وہ پیغام وصال سن کر یہاں رہنے پر ہزاروں درجے وصال یار کو ترجیح دیتے ہیں۔ مگر پسماندگان کے لئے ان کی جدائی انتہائی پریشان کن ہوتی ہے۔ حضرت خلیفہ صاحب حضرت ہالیجی شریف سے اتنے وابستہ تھے کہ ان کا نام ہی خلیفہ صاحب پڑ گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فیاضی کی صفت بھی عنایت فرمائی تھی۔ سینکڑوں روپوں سے جمعیتہ کی امداد فرماتے۔ تبلیغی دورے کرتے اور سندھ میں دین کی پوری پوری خدمت کرتے رہتے۔ اسی میں ساری عمر گذار دی۔ اللہ تعالیٰ جمعیتہ علماء اسلام ضلع سکھر اور ڈویژن خیرپور کو بہترین بدل عطا فرمائے۔ اب یہ خلا حضرت صاحبزادہ حافظ جی صاحب ہالیجی شریف ہی پر کر سکتے ہیں۔ ہم حضرت خلیفہ صاحب کے لئے ارفع درجات اور پسماندگان کے لئے صبر و اجر اور دین پر استقامت کی دعا کرتے ہیں۔

(غم زدہ ——— غلام غوث ہزاروی)

### میاں محمد علی صاحب رح میانچنوں

میاں صاحب فوت ہوگئے۔ یوں تو ہزاروں آدمی فوت ہوتے رہتے ہیں۔ مگر میاں محمد علی صاحب میاں چنوں جیسے بزرگوں کی فوتیدگی ایک قومی المیہ ہوتا ہے۔ میاں صاحب ملتان جمعیتہ علماء اسلام کے ناظم اور پر جوش کارکن تھے۔ پچھلے دنوں ان سے حضرت مولانا سید نیاز احمد صاحب گیلانی کے جلسہ کے سلسلے میں تلمبہ میں ملاقات ہوئی تھی۔ کس کو معلوم تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر و اجر سے نوازے آمین! ساتھ ہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ کے علماء و صلحاء اور دیندار مسلمانوں کو حوصلہ و ہمت عطا فرمائے کہ وہ مل کر جمعیتہ علماء اسلام کے کاز کو آگے لائیں۔ تاکہ یہ خلا پر ہو سکے۔ (غلام غوث)

یہ آٹھ نکات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کے تجربوں سے فائدہ اٹھا کر مودودی صاحب نے ایسا طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ زیادہ بدنام بھی نہ ہو۔ اور قرآن و حدیث کے ہر حکم کو حکمت عملی کے نام سے رد کر سکے۔ حدیثوں کو اپنی رائے سے اجتہاد کی آڑ لے کر رد کر سکے۔ اپنی من مانی شریعت بنا سکے۔ بیوقوفوں کو صحابہ کرام رض اور مجتہدین یا اسلاف کی پیروی سے ہٹا کر اپنے پیچھے لگا سکے۔ دین کے ساتھ جیسے چاہے کھیلتا رہے۔

یہ وہ اسلامی نظام کی علمبرداری ہے۔ جس کو سرمایہ داروں کے روپے کھانے والے منافقوں نے عوام سے چھپا رکھا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الالباب

## مکتبہ "الجمعیتہ" کا قیام

دفتر صوبائی جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان کے فیصلہ کے مطابق جماعت کا ایک مکتبہ بنام "مکتبہ الجمعیتہ" قائم کیا گیا ہے۔ جس میں ہر قسم کی سیاسی، اخلاقی، تاریخی اور انقلابی کتب کے ساتھ رد مرزائیت، مودودیت و پرویزیت وغیرہ پر کتب اور جمعیتہ کے موجودہ اکابر و سلف صالحین کی تصانیف کو یکجا جمع کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ضرورت مند حضرات جلد سے جلد آرڈر ارسال کریں۔ پانچ کتب سے کم وی پی نہیں بھیجی جائے گی۔ وی، پی کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ الجمعیتہ دفتر جمعیتہ علماء اسلام
چوک رنگ محل لاہور

### مولانا محمد صادق صاحب ناظم جمعیتہ سرگودھا کا دورہ جوہر آباد

گذشتہ ہفتہ مولانا حافظ محمد صادق صاحب ناظم جمعیتہ ضلع سرگودھا جوہر آباد بسلسلہ تنظیم جمعیتہ گئے۔ وہاں پر جماعتی کارکنوں سے جمعیتہ کے قیام کے سلسلہ میں بات چیت کی۔ ممبر سازی شروع ہو گئی ہے۔ عنقریب انتخاب بھی ہو جائے گا۔

اس کے بعد جوہر آباد میں جمعیتہ کی طرف سے ایک عظیم الشان یک روزہ سیرت کانفرنس بھی منعقد کی جائے گی۔ جس میں قائد جمعیتہ مفکر اسلام مفتی محمود صاحب مولانا قاری عبدالسمیع صاحب شرکت فرمائیں گے

## بحث و نظر

(قسط نمبر ۱)

# شراب کو حلال قرار دینے کی مذموم کوشش

(از چراغ علی انجم (جھنگ صدر))

شراب نامعلوم زمانے سے بنی نوع انسان کے لئے لذت و سرور اور مستی و بے خودی کا سامان مہیا کرتی رہی ہے۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ شراب کے استعمال سے کسی شخص، کسی قوم، کسی ملت اور کسی معاشرے کو کبھی فلاح حاصل نہ ہوسکی۔ اس کے برعکس اس کے استعمال سے لوگوں میں ہمیشہ فساد پھیلا ہے۔ اور لوگ اور قومیں تباہ و برباد ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شراب سے جنم لینے والی برائیوں کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک پیغمبروں کے ذریعہ اپنے بندوں کو شراب کے استعمال سے منع کیا ہے۔ چنانچہ تمام مذہبی کتابیں اس ممانعت کی ضامن ہیں۔ لیکن اس دنیا کی مذہبی تاریخ گواہ ہے کہ ہر مذہب کے پیروکار اپنے پیغمبر کی وفات کے بعد خدائی احکام اور پیغمبری تعلیمات سے منحرف ہوگئے۔ اور ان میں ایسی تبدیلیوں کے متلاشی و خواہاں ہوگئے۔ جن کی آڑ میں وہ مذہبی و اخلاقی قیود سے آزاد ہو کر وہ کچھ کرسکیں۔ جن کی ان کے مذہب نے صریح ممانعت کردی ہے۔

یہی حال انہوں نے شراب کے ساتھ خصوصاً کیا اور اس کا آزادانہ استعمال کرنے لگے۔ اور پھر قومیں عیش و عشرت اور لہو و لعب میں پڑ گئیں۔ اچھے برے کی تمیز اٹھ گئی۔ تمام برائیاں جڑ پکڑ گئیں۔ چنانچہ ظہور اسلام کے وقت تمام عالم کے علاوہ عربوں کی بھی یہی حالت تھی۔ لیکن جب اسلام نے رفتہ رفتہ شراب پر پابندیاں عائد کردیں اور اس کا استعمال حرام قرار پایا تو عرب اور دیگر مسلمانوں میں شراب کا استعمال قطعاً موقوف ہوگیا

اور پھر جب تاریخ نے خود کو دہرانا شروع کیا اور لوگ اسلام سے بے زاری کا اظہار کرنے لگے تو انہوں نے بھی سابقہ اقوام کی مانند شراب، زنا، جوا اور دیگر برائیوں کی طرف رجوع کرنا شروع کردیا۔ یہی نہیں انہوں نے قرآن اور حدیث کے مطالب و معانی کی کچھ اس طرح تفسیر و وضاحت کی کہ جس سے ان کو برائیوں کے لئے مذہبی پناہ حاصل ہو جائے۔ اور آج یہ عالم ہے کہ تمام اسلامی ممالک میں دیگر برائیوں کے علاوہ شراب کا بے دریغ استعمال ہوتا ہے۔ خود ہمارے ملک میں جسے آج سے بائیس سال پہلے اسلام کے نام پر جانی قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا تھا، شراب کے استعمال اور خرید و فروخت پر کوئی قانونی پابندی نہیں۔ لوگوں کو شراب فروخت کرنے کے پرمٹ اور استعمال کرنے کے اجازت نامے حاصل ہوتے ہیں۔ وجہ جواز یہ پیش کی جاتی ہے کہ ہمارے ملک میں غیر مسلم بھی بستے ہیں اور غیر ملکی بھی یہاں مقیم ہیں یا ان کی آمد و رفت ملک میں رہتی ہے۔ اور حکومت بین الاقوامی قانون کے تحت ان غیر مسلموں یا غیر ملکیوں کو ملک میں شراب کے استعمال سے منع نہیں کرسکتی۔ اور پھر سیاحت کے فروغ اور زرمبادلہ کمانے کے بہانے بنائے جاتے ہیں۔ آخر یہ ایٹمی دور ہے۔ دنیا سمٹ کر ایک بڑے گھر کی مانند ہو گئی ہے۔ اس "گھر" کے افراد کے میل جول پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی اور ان کی حرکات و سکنات پر قدغن نہیں لگائی جاسکتی، اور پھر ان مہمانوں کی شراب سے تواضع کرنا مسلمانوں کا فرض اولین ہے۔

اس کے علاوہ خود ہمارے مسلمان بھائی "میڈیکل" کی بنیاد پر شراب پی سکتے ہیں۔ انہیں ڈاکٹروں کی خاص ہدایت حاصل ہوتی ہے کہ انہیں شراب مہیا کی جائے کہیں ایسا نہ ہو وہ مر جائیں۔ چنانچہ آپ ملک کے بڑے شہروں میں جا کر دیکھیں۔ بڑی بڑی دکانوں پر شراب کی بوتلیں سجا کر رکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے اسلامی ملک کے دارالخلافہ میں شراب فروخت کرنے کی دکانیں موجود ہیں۔ ہر بڑے شہر میں مے خانے، کلب اور "بار" بکثرت مل جائیں گے۔ جہاں لوگ قانون کی حفاظت میں شراب کا استعمال کرتے ہیں۔

اسی پر بس نہیں۔ اس اسلامی ملک میں بعض نابکار لوگ ایسی تحریکیں چلا رہے ہیں۔ جس سے ناسمجھ مسلمانوں کے ذہنوں سے یہ حجاب دور کردیا جائے۔ کہ شراب حرام نہیں ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اور شراب (اور دیگر برائیوں) کے استعمال کو قانونی اور مذہبی تحفظ دینے کے لئے یہ لوگ قرآن کی آیتوں کے مطالب و تفاسیر میں من مانی رد و بدل کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور ان آیتوں کی شارح حدیثوں کو یہ کہہ کر جھٹلاتے ہیں کہ یہ غیر معتبر ہیں یا یہ کہ خود رسول خدا نے (نعوذ باللہ) اپنی طرف سے گھڑلی ہیں۔ منکران حدیث کی تحریک تو کافی پرانی ہے اور ہمارے معاشرے میں اپنی جڑیں مضبوط کر رہی ہے مگر شراب کے متعلق یہ اپنی طرز کی ایک انوکھی تحریک ہے ملک میں اس قسم کے مواد کی کتابیں، رسالے، اخبار وغیرہ بکثرت شائع کئے جا رہے ہیں۔ جن میں قرآن اور حدیث کو منفی طریقوں سے پیش کر کے لوگوں کو حلال و حرام کے بارے میں گمراہ کیا جا رہا ہے۔

ایک ایسی ہی کتاب عطاء اللہ پالوی صاحب نے حلال و حرام کے عنوان سے تحریر کی ہے۔ جس میں انہوں نے فنون لطیفہ اور اکل و شرب کی حرمت و حلت کے بارے میں قرآن کی رو سے اپنی محققانہ گوہر افشانیاں کی ہیں۔ موصوف نے قرآنی آیات اور احادیث کا سہارا لیکر جس طرح فنون لطیفہ اور شراب وغیرہ کی حرمت و حلت ثابت کی ہے۔ وہ اس کتاب کے اقتباسات پڑھنے سے بخوبی واضح ہو جائیں گے۔ لیکن چونکہ اس مضمون میں پوری کتاب پر بحث ممکن نہیں۔ اس لئے صرف شراب کے متعلق موصوف کی تحقیقات مع اقتباسات پیش کئے جائیں گے۔ اگرچہ موصوف کے بارے میں علم نہیں کہ وہ کیا ہیں اور کیا کاروبار کرتے ہیں۔ لیکن ان کی کتاب پڑھنے سے ان کے نظریات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتے ہیں اور یہ مضمون پڑھ کر آپ پر واضح ہو جائیں گے۔

شراب کے بارے میں ان کی تحقیقات نقل کرنے سے پیشتر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شراب کی حرمت و ممانعت کا قرآنی پس منظر وضاحت سے بیان کردیا جائے۔ تاکہ اسے پڑھ کر قاری موصوف کے اقتباسات سے موازنہ کرسکے اور خود ہی اندازہ لگا سکے کہ موصوف نے قرآن اور حدیث کو کس طرح جرأت کا قرآنہ سے کام لے کر اپنے مقاصد پر منطبق کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ اور یہ بھی معلوم کرسکے کہ موصوف قرآن اور حدیث کو ایک دوسرے کا تضاد ٹھہرانے پر کیوں مصر ہیں۔

### خدا اور رسول کی اطاعت

شراب کی حرمت اور ممانعت کے بارے میں کسی سچے مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا۔ کوئی مسلمان بھی یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ اس کے خدا اور رسول نے جو چیز حرام کردی ہو، یا جس کام کی ممانعت کردی ہو اس کے پاس بھی جا پھٹکے۔ البتہ وہی لوگ ایسا کر سکتے ہیں یا کریں گے جو مذہب سے بھٹک گئے یا جنہیں خدائی احکام اور احادیث کے جعلی و امن ہونے پر شک ہے۔ یا جو دنیاوی زندگی کے دلدادہ ہیں اور جدید مادہ پرستی سے متاثر ہیں۔ مگر کیا یہ لوگ مسلمان کہلائے جانے کے مستحق ہیں؟ اسلام خدا کی رضا میں خودسپردگی کا نام ہے۔ اور خدا اپنے احکام میں رسولؐ کی اطاعت کا بار بار حکم دیتا ہے۔ ہر مسلمان خدا اور رسول کی اطاعت کا پابند ہوتا ہے۔ خدا اور رسول جس کام کو کرنے کے لئے اسے حکم دیتے ہیں۔ بس کام میں اس کی فلاح ہے۔ اور جس کام کو منع کردیں۔ اس کے نہ کرنے میں اس کی فلاح ہے۔ جس کا اجر اسے آخرت میں ملے گا۔ ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی"۔

(النساء ۸۰)

# اخبار جمعیۃ

## پشاور، مردان، نوشہرہ میں اکابرین جمعیۃ کا فقید المثال استقبال

(رپورٹ ——— محمد یعقوب الفناسی پشاور)

پشاور ۲۹ مئی۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی امیر مرکزیہ اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ علماء اسلام بذریعہ خیبر میل نوشہرہ صدر پہنچے تو اسٹیشن پر حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب کی قیادت میں مردان و نوشہرہ کے سینکڑوں اراکین جمعیۃ نے اپنے محبوب راہنماؤں کا فقید المثال استقبال کیا۔ جہاں سے حضرت درخواستی پشاور اور حضرت مفتی صاحب مردان تشریف لے گئے۔

مردان میں انجمن درس قرآن و حدیث کی طرف سے درس قرآن پاک کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یہ انجمن مردان کے نوجوان مسلمانوں نے قائم کی ہے۔ جس کے زیر اہتمام درس قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب نائب امیر مغربی پاکستان درس قرآن و حدیث دیتے ہیں۔

اس انجمن کے زیر اہتمام حضرت مفتی صاحب نے درس قرآن دیا۔ جس میں شہر اور گرد و نواح کے ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ حضرت مفتی صاحب نے سورہ بقرہ کا درس دیا انجمن کی طرف سے استقبالیہ دعوت کا انتظام بھی کیا گیا۔ جس میں ڈھائی سو کے قریب معززین شہر جن میں علماء و کلاء اور دیگر حضرات کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔

وہاں سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مفتی صاحب حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب۔ پیر مبارک شاہ صاحب مولانا لطف الرحمٰن صاحب امیر جمعیۃ ضلع مردان۔ مولانا عبد القدوس صاحب بمعہ دیگر ارکان جمعیۃ کے گجرات روانہ ہوئے۔ نو بجے گجرات پہنچے۔

گجرات میں ضلع مردان جمعیۃ کے تمام ارکان جمع تھے اہل شہر نے اور دار العلوم کے طلبہ نے عظیم الشان استقبال کیا۔ گورنمنٹ ہائی سکول گجرات نے حضرت مفتی صاحب کے آمد پر ایک عظیم الشان جلسہ سیرۃ کا انعقاد کیا تھا۔ جس میں حضرت مفتی صاحب نے ایک گھنٹہ سیرت پر تقریر کی اور اس کے بعد دار العلوم کی عظیم عمارت میں ارکان جمعیۃ کو خطاب کیا۔

گجرات سے ۱۱ بجے جمعیۃ کا عظیم الشان قافلہ حضرت مفتی صاحب کی قیادت میں موٹر پر جمعیۃ کا دھاریدار محمدی علَم لہراتا ہوا روانہ ہوا اور ½۲ بجے مردان پہنچا۔

مردان میں مولانا پیر مبارک شاہ صاحب ناظم جمعیۃ پشاور نے اپنی قیام گاہ پر مفتی صاحب کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ جس میں معززین شہر، علماء، خطباء، سیاسی لیڈروں۔ وکلاء نے شرکت کی ½۴ بجے عیدگاہ مردان میں عظیم الشان جلسۂ سیرت منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مفتی صاحب نے خطاب کیا۔ مفتی صاحب نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اسلامی نظام حیات چاہتے ہیں۔ جو قرآن و سنت، فقہ اسلامی کے مطابق ہو۔ اسلام کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی دوسرے ازم کی ضرورت نہیں۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا۔ سوشلزم کیمونزم اور موجودہ جمہوریت میں ہماری نجات نہیں ہماری نجات اسلام میں ہے۔ ہم سوشلزم کے مخالف ہیں۔ لیکن امریکہ کی خاطر نہیں۔ اسلام کی خاطر۔ موجودہ جمہوریت جس میں حاکمیت عوام کو ہے شرک ہے۔ ہم صرف خدا کی حاکمیت کو مانتے ہیں۔ ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے اِنِ الحکم اِلّا للہ۔ حضرت مفتی صاحب نے گول میز کانفرنس میں مودودی صاحب کی اسلامی مطالبات سے بے اعتنائی پر بھی روشنی ڈالی جس سے حاضرین جلسہ بہت متاثر ہوئے۔

مغرب کی نماز کے بعد حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب کی قیادت میں قافلہ جمعیۃ پشاور روانہ ہوا۔

### پشاور میں استقبال

۲۹ مئی کو ۷ بجے حضرت درخواستی مدظلہ پشاور پہنچے پشاور میں مفتی سرحد مولانا عبد القیوم صاحب پوپلزئی کی قیادت میں ہزاروں مسلمان اسٹیشن پر موجود تھے۔ نعرۂ تکبیر، جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد اور امیر العلماء زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج رہی تھی۔ نعروں کی گونج میں حضرت درخواستی کا استقبالی جلوس روانہ ہوا۔ اتنا عظیم جلوس تھا کہ دو گھنٹوں میں نصف میل کا فاصلہ طے ہوا۔ نو بجے چوک یادگار میں عظیم الشان جلسہ ہوا جس کی صدارت مولانا عبد القیوم صاحب پوپلزئی نے کی۔ جلسہ میں مفتی محمود صاحب اور حضرت درخواستی مدظلہ نے تقریر کی۔ دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے اس جلسہ میں شرکت کی۔

۳۰ مئی مفتی صاحب نوشہرہ روانہ ہو گئے۔ وہاں سے دار العلوم حقانیہ تشریف لے گئے۔ نماز جمعہ صدر نوشہرہ میں پڑھی۔ اور ایک عظیم الشان اجتماع سیرت سے خطاب کیا۔

### پشاور یونیورسٹی میں

۳۰ مئی پشاور یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر مغنی صاحب نے حضرت درخواستی کو دعوت دی۔ حضرت درخواستی مولانا سید گل بادشاہ صاحب ۸ بجے پشاور یونیورسٹی تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر مغنی صاحب کے مکان پر حضرت درخواستی نے پروفیسروں کو خصوصی خطاب فرمایا۔ پروفیسر مولانا محمد اشرف صاحب ایم۔ اے عربی نے حضرت درخواستی سے درخواست کی کہ پشاور یونیورسٹی میں طلبہ سے حضرت کا خطاب ہو۔ چنانچہ حضرت درخواستی نے درخواست کو منظور فرمایا۔

۳۱ مئی کو حضرت درخواستی مدظلہ مولانا سید گل بادشاہ صاحب۔ مولانا پیر مبارک شاہ صاحب یونیورسٹی تشریف لے گئے اور یونیورسٹی کی عظیم الشان مسجد میں حضرت نے یونیورسٹی میں طلبہ کے عظیم اجتماع کو خطاب فرمایا۔

حضرت کے خطاب سے بہت سے طلبہ اور حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ حضرت تقریر کے بعد واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لائے۔

### نوشہرہ

حضرت درخواستی ۳۰ مئی کو بمعیت حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن نوشہرہ تشریف لائے۔ بدرشی میں علاقہ کے مشہور صاحب خیر حاجی خیر افضل خاں صاحب حضرت درخواستی کے میزبان تھے۔ رات کو حضرت کے اعزاز میں حاجی خیر افضل خاں نے دعوت دی۔ جس میں علاقہ کے معززین شریک تھے۔ ۹ بجے مسجد تقوی میں حضرت نے ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کی۔ جس میں دور دور سے لوگ بسوں میں شرکت کے لئے آئے تھے۔

۳۱ مئی کو گورنمنٹ ہائی سکول صدر نوشہرہ میں ایک عظیم الشان جلسۂ سیرۃ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب نے کی اور حضرت درخواستی نے طلبہ اور اساتذہ کو خطاب کیا۔ وہاں سے فراغت کے بعد ۱۱ بجے دار العلوم حقانیہ تشریف لے گئے یکم جون حضرت درخواستی دار العلوم سرحد پشاور میں طلبہ کو خطاب کر کے ۸ بجے کوہاٹ روانہ ہوئے۔

## ملک کی بقا اسلامی معیشت میں ہے

گذشتہ روز مورخہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ سے سیرت کمیٹی خان پور کے زیر اہتمام تین مقامات پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس کا انتظام کیا گیا۔ جن مقامات جلسے ہوئے۔ ان مقامات کی تشریح حسب ذیل ہے :۔ خان پور شہر، بی ٹی ایم خان پور۔ فیروزہ تحصیل خان پور۔

ان اجلاسوں میں مولانا عبد الشکور صاحب دین پوری مولانا فدا الرحمان صاحب درخواستی۔ مولانا عبد الواحد صاحب درخواستی۔ سردار میر عالم، خانصاحب لغاری نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبد المعبود صاحب نے ادا کئے۔

ان اجلاسوں میں سیرت نبویہ کے ہر پہلو کو واضح طور پر بیان کیا گیا۔ آج دنیا جس کشمکش میں مبتلا ہے۔ اس کشمکش کو ختم کرنے کے لئے اسلامی معیشت کو اپنایا جائے جس میں مزدوروں، کسانوں اور تمام انسانوں کے حقوق موجود ہیں۔

# جمعیۃ علماء اسلام کی دعوت قرآن کی روشنی میں

(مولانا قاری محمد شریف صاحب قصوری)

وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ (الزمر پ۲۴ ع ۶)
اور اپنے رب کی طرف جھکو اور اسی کی فرمانبرداری کرو

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی (پ۳۰ ع ۱۱)
اپنے بلند برتر رب کی حمد و ثنا کرو۔

فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تغابن پ۲۸ ع ۲)
جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو

وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ (بقرہ پ۲ ع ۲)
اور اللہ کی نعمتیں یاد کرو جو اس نے تمہیں دی ہیں۔

اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ (سجدہ پ۲۴ ع ۲)
اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا (النساء پ۵ ع ۶)
اور اللہ کا کسی کو شریک نہ بناؤ

وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ (مائدہ پ۶ ع ۶)
اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔

وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ (طٰہٰ پ۱۶ ع ۲)
اور اللہ کی یاد میں غفلت نہ کرو

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ
اور جو تمہیں رسول اللہ دیں وہ لے لو

وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (الحشر پ۲۸ ع ۱)
اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ (توبہ پ۱۰ ع ۸)
اللہ اور اس کے رسول زیادہ مستحق ہیں کہ وہ انہیں راضی رکھیں۔

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (بقرہ پ۱ ع ۱۰)
اور ماں باپ سے نیک سلوک کرنا

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ (بقرہ پ۲)
اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ جو مال تم خرچ کرو والدین اور قرابت داروں کا حق ہے۔

وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا (بنی اسرائیل پ۱۵)
اور ماں باپ سے ادب سے بات کرو۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا (بنی اسرائیل پ۱۵ رکوع ۳)
اور رشتہ داروں، مساکین اور مسافر کو اپنا حق ادا کرو اور اسراف نہ کرو

وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (بقرہ پ۲ ع ۲)
اور کسی پر زیادتی نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے

وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ (القصص پ۲۰ ع ۲)
اور لوگوں سے بھلائی کرو جیسا کہ اللہ نے تم سے بھلائی کی۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا
اے مسلمانو اللہ سے ڈرتے رہو، اور سیدھی اور سچی بات کیا کرو

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (بقرہ پ۱)
اور سب لوگوں سے نیک بات کرو۔

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی (انعام ۱۹/۸)
اور جب کہو تو انصاف کی کہو۔ خواہ وہ شخص (جس کی بات ہے) رشتہ دار ہو

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (مائدہ ۱/۶)
اے مسلمانو! (اپنے) وعدے کو پورا کرو

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ (لقمٰن ۲/۲۱)
اچھے کاموں کی دوسروں کو نصیحت کرو نیکی کا حکم کرو۔

وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ (لقمٰن ۲/۲۱)
برائی سے روک اور جو تکلیف تجھے پہنچے اس پر صبر کر۔

مسلمانوں کے حق میں دعا کرتے رہو

---

# موجودہ معاشی بحران اور اس کے رفع کرنے کی تدابیر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

(۳)

## ہمسایہ قریب [9]، ہمسایہ بعید [10]، شریک [11] حرفہ، مملوک [12] غلام کنیز

اس انفاق کا درجہ اللہ کی عبادت کے بعد ہے۔ ارشاد ہے :۔

"اور عبادت کرو اللہ کی اور شریک مت کرو اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور قرابت داروں کے ساتھ یتیموں، محتاجوں کے ساتھ اور پاس کے پڑوسی کے اور دور کے پڑوسی کے ساتھ، اور پاس بیٹھنے والے (شریک حرفہ) کے ساتھ اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو (غلام کنیز یا نوکر خادم) ان کے ساتھ۔ بیشک اللہ پسند نہیں کرتا اترانے والے شیخی مارنے والے لوگوں کو"۔

## بیوی [13]، اولاد [14]

شوہروں کو بیویوں پر فوقیت حاصل ہونے کی ایک وجہ معاشی کفالت ہے ارشاد ہے

(۱) مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس لئے کہ بڑائی دی اللہ نے بعض کو (مردوں کو) بعض پر (عورتوں پر) اور اس لئے کہ وہ (مرد) خرچ کرتے ہیں ان پر اپنے مال۔

(۲) اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے ان (دودھ پلانے والیوں) کی خوراک اور لباس (کا خرچ)

## حرب [15] و دفاع و رفاہ عامہ

قرآن حکیم سامان حرب و دفاع وغیرہ پر اموال خرچ نہ کرنے کو اپنے ہاتھوں اپنی موت بلانے کے مرادف قرار دیتا ہے۔ ارشاد ہے :۔

"اور اللہ کی راہ میں (لڑائی میں) خرچ کرو اور اپنی جانوں کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو"۔

## سائل [16] و غیر سائل [17]

قرآن کریم انسان کے مال میں سائل و غیر سائل ہر دو کا حق تجویز کرتا ہے۔

" اور ان (اللہ سے ڈرنے والوں) کے اموال میں حصہ ہے۔ مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (ضرورتمندوں) کا"۔

نیز نہ مانگنے والے اہمیت ضرورت مند کو مانگنے والے پر ترجیح دیتا ہے، اور ارباب اموال کو ایسے غیور ضرورت مندوں کی ضروریات پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے ارشاد ہے :۔

" وہ صدقات (خیرات) ان ضرورت مندوں کے لئے ہیں۔ اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے ہیں (اپنی زندگی اللہ کے لئے وقف کر دی ہے اس لئے) وہ زمین میں (کاروبار کے لئے) سفر نہیں کر سکتے۔ نادان آدمی ان کو غنی سمجھتا ہے، تم ان کے چہروں سے ان کو پہچان لو گے (کہ یہ ضرورتمند ہیں) وہ نہ سوال کرتے ہیں نہ اصرار"۔

بہرصورت سائل کو جھڑکنے سے سختی کے ساتھ منع فرماتا ہے بلکہ حکم دیتا ہے کہ اگر اللہ نے تم کو وسعت دی ہے تو اس کی ضرورت پوری کر کے شکر نعمت ادا کرو ورنہ نرمی سے معذرت کر دو۔　　　(باقی آئندہ)

# حالات و واقعات

## ۱۹۵۶ء کا آئین

چودہری محمد علی کا آئین کیا ہے ۔ ایوبی آئین کا باپ ہے ۔ اگرچہ سٹر یوبی نے باپ کی کارستانی پر کچھ اضافہ کیا ہے ۔ مگر اسلام کی مخالفت بنیادی حقوق کی آڑ میں ایوبی آئین نے محمد علی کے آئین ہی سے سیکھی ہے ۔

اس آئین میں الحاد و ارتداد کی کھلی اجازت ہے جس جرم کو سرور کائنات صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم اتنا بڑا جرم قرار دیتے ہیں ۔ اس کے لئے سب سے بڑی سزا سزائے موت تجویز فرماتے ہیں ۔ مگر چودھری صاحب اس کو جرم ہی قرار نہیں دیتے ۔ کفر کی تبلیغ اور کفر اختیار کرنے کا حق ہر شخص کو دیتے ہیں ۔ جمعیۃ علماء اسلام نے اسی وقت اس کی مخالفت کی تھی اور مودودیوں نے مبارکباد دی تھی ۔ خدا جانے ان کو مرزائیوں اور عیسائیوں کی تعداد بڑھنے سے کیوں دلچسپی ہے ۔ جب ایوب خانی حکومت نے عوام سے یہ دریافت کیا کہ کیا تم ۱۹۵۶ء کے بنیادی حقوق کو قائم رکھنا چاہتے ہو یا نہیں ۔ تو انہوں نے جلدی جلدی چند دستخط کر کے یہ جواب دیا کہ ہم ان کو جوں کا توں قائم رکھنا چاہتے ہیں ۔

جمعیۃ علماء اسلام کے ارکان کو مجبوراً ملک کے چالیس اکابر علماء دین کو بلا کر اس کی تردید کرنی پڑی ۔ لیکن ایوب خان نے چودھری کی بے دینی کو اپنا لیا ۔ اس کے بعد ڈھاکہ میں جب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے انسداد الحاد اور کفر کی تبلیغ کے خلاف ترمیمی بل پیش کیا ۔ جبکہ ایوب خان اپوزیشن کی ہر ترمیم ماننے کے لئے مجبور تھا ، اس وقت بھی نظام اسلام پارٹی اور مودودی پارٹی نے حضرت مفتی صاحب کی مخالفت کی ۔ اور اب جب پھر آئین کا سوال آیا ، تو مودودی اور چودھری گروپ اسی ضد پر کھڑے اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں ۔ ان بے دینوں کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ اگر ۱۹۵۶ء کے آئین کا ہی مطالبہ کرنا ہے تو اس کا فرانہ حصے کے حذف کرنے کے ساتھ کرتے ۔ مودودی صاحب نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ ہم کس اختیار سے اس میں ترمیم کر سکتے ہیں ۔ دیکھا یہ صاحب قلم اپنے قلم کا زور باطل کے لئے کس طرح خرچ کر رہا ہے ۔

اچھا مودودی صاحب ! ہم ترمیم نہیں کر سکتے ، تو کیا مارشل لاء گورنمنٹ بھی ترمیم نہیں کر سکتی ۔ جو گورنمنٹ پورا آئین منسوخ کر سکتی ہے ۔ پورا آئین نافذ کر سکتی ہے کیا وہ جزوی ترمیم نہیں کر سکتی ۔ اگر نیشنل عوامی پارٹی ملکی و طبقاتی مفاد کی بنا پر ۵۶ء کے آئین کی مخالفت کرتی ہے تو مدعیانِ اسلام کو شرم آنی چاہیئے ۔ وہ دین کی خاطر اور خاص کر کفر و ارتداد کی روک تھام کے لئے کیوں اس کی مخالفت نہ کریں کیا اس طرز عمل میں امریکی یا مغربی مفادات کی حفاظت کا تصور تو کار فرما نہیں ہے ۔

## مشرقی اور مغربی پاکستان کے مابین وزن اتحاد

### مفتی محمود صاحب کا انٹرویو

حضرت مفتی محمود صاحب نے ایک انٹرویو میں فرمایا کہ بعض حضرات غیر ذمہ دارانہ طور پر پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ مشرقی پاکستان کے لوگ ، مغربی پاکستان سے علیحدگی کے خواہاں ہیں ۔ میں اپنی مکمل معلومات اور وہاں کے مسلمان عوام کے رجحانات و خیالات کے باقاعدہ مشاہدہ کے بعد پورے وثوق کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ مشرقی پاکستان کے عوام کے بارے میں مذکورہ بالا پروپیگنڈا قطعی بے بنیاد ہے ۔ اور خود غرض عناصر کے مکروہ عزائم کا آئینہ دار ہے

مشرقی پاکستان کا علاقہ خالص مذہبی علاقہ ہے اور اسلام کے علمبردار کبھی بھی اسلامی طاقت کو کمزور کرنے پر راضی نہیں ہو سکتے ۔

بہرحال ملک کے دونوں حصوں کو زیادہ سے زیادہ قریب رکھنے اور ان کے درمیان اسلامی اخوت اور بھائی چارے کے جذبات کو زیادہ وسیع اور زیادہ مستحکم بنانے کے لئے میں درج ذیل تجویز پیش کرتا ہوں ۔ جس کے خوشگوار اور دور رس نتائج بڑے پیمانے پر حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔

تجویز یہ ہے کہ مشرقی پاکستان کے طلباء کی ایک تعداد مغربی پاکستان کے عربی مدارس میں تعلیم کے لئے آیا کرے اور مغربی پاکستان کے طلباء کی ایک تعداد مشرقی پاکستان اس مقصد کے لئے جایا کرے ۔ اس طرح نہ صرف دونوں حصوں کے ان ذی فہم طلباء کے مابین باہمی ربط و ضبط ، ہم آہنگی اور فکری یگانگت پیدا ہوگی بلکہ ایک دوسرے کی زبانوں سے واقف ہو کر اور ایک دوسرے کے لئے بہتر جذبات لے کر اپنے اپنے علاقہ میں واپس آئیں گے ۔ اور اسلامی اخوت کے احساسات کو پھیلا کر دونوں حصوں کے مسلمان عوام کو ایک دوسرے سے قریب تر بنانے میں موثر حصہ ادا کرتے رہیں گے ۔

اس سلسلہ میں حکومت یا محکمہ اوقاف نہایت اہم کردار انجام دے سکتے ہیں ۔

وہ اگر اس تجویز پر عمل کریں ، ایسے طالب علموں کے اخراجات کا بار اٹھائیں ۔ تو اس کے مفید تر نتائج نمودار ہو سکیں گے ۔ اور اتحاد و یکجہتی کا بہتر ماحول جلد ہی نشوونما پا سکے گا ۔

اگر اس قسم کا قدم حکومت یا محکمہ اوقاف اٹھائے تو میں بحیثیت ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اعلان کرتا ہوں کہ ہم ان طلباء کو وفاق کے عربی مدارس میں تعلیم دینے کا خاطر خواہ انتظام کر سکتے ہیں ۔ خواہ ان کی تعداد پانچ صد ہو یا کم زیادہ ۔ میری یہ پیشکش صرف ملکی وحدت استحکام اور اسلامی اخوت کی خاطر ہے اور موجودہ وقت کی ایک اہم ملی ضرورت کو پورا کرنے والی ہے ۔

## اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسرں کا مسئلہ

### مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی

### جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا بیان

مجھ سے بہت سے دوستوں نے سوال کیا ہے اور اکثر پوچھتے رہتے ہیں کہ انجمن حمایت الاسلام لاہور کے اسلامیہ کالج کے پروفیسروں کے بارہ میں حقیقت حال سے قطعاً واقف نہیں ہوں ۔ اس لئے ان کے خصوص میں کچھ کہنا مشکل ہے ۔ البتہ ایک اصولی بات طے ہونی چاہیئے اگر کالجوں ، سکول اور درسگاہوں میں اساتذہ کے عزل و نصب اور تقرر و تعطل کے سلسلہ میں عقائد و خیالات کے دخیل ہونے کی ذرا بھی گنجائش ہو تو پھر ہمارا مطالبہ ہے کہ کسی مرزائی ، کسی کمیونسٹ اور کسی مودودی کو ملازم نہ رہنے دیا جائے ۔ جن سے کسی اسلامی اصول یا عصمت انبیاء اور ناموس صحابہؓ پر زد پڑنے کا خطرہ ہو ۔ اس میں اسلام کا انکار کرنے والے اور اسلام کا نام لے کر اسلام کی جڑوں پر کلہاڑا چلانے والے سب کی نگرانی ضروری ہے

## خانیوال میں درس قرآن

دفتر جمعیۃ علماء اسلام کچہری بازار خانیوال میں ہر جمعۃ المبارک کے روز بعد نماز عصر حضرت مولانا محمد حسن صاحب خلیفہ مجاز حضرت لاہوری درس قرآن کریم دیتے ہیں ۔ احباب سے شرکت کی استدعا ہے ۔

(چوہدری محمد رفیق ناظم جمعیۃ علماء اسلام خانیوال)

## جامعہ مدنیہ کا سالانہ جلسۂ دستار بندی

پاکستان کی عظیم الشان دینی درسگاہ جامعہ مدنیہ واقع کریم پارک لاہور کا سالانہ جلسہ دستار بندی ۲۰ ، ۲۱ ، ۲۲ ، رجب مطابق ۳ ، ۴ ، ۵ ، اکتوبر بروز جمعہ ، ہفتہ ، اتوار کو ہونا قرار پایا ہے ۔ اس میں انشاء اللہ ملک بھر کے مشاہیر و مقتدر علماء کرام کے علاوہ باہر کے علماء اکرام بھی شمولیت فرمائیں گے ۔ آخری اجلاس میں جامعہ کے تقریباً ساٹھ فضلا کی دستار بندی ہوگی ۔ (ناظم جلسہ)

## نادہندہ ایجنٹ حضرات کو پندرہ یوم کا نوٹس

ترجمان اسلام کے جن ایجنٹوں کے ذمہ رقم برابر چلی آ رہی ہے ۔ ادارہ ان کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ وہ پندرہ دن کے اندر اندر اپنی رقم ادا کر دیں ۔ بصورت دیگر ادارہ ترجمان اسلام میں ان کے نام اور مکمل پتے شائع کرنے پر مجبور ہوگا ۔ ماہ جون کے بل ارسال کر دیئے گئے ہیں بل موصول ہوتے ہی رقم ارسال فرمائیں ورنہ بنڈل کی ترسیل روک دی جائیگی

(ادارہ)

# حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کفارِ مکہ کی طرف سے جب آفتابِ رسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت زوروں پہ تھی اور مشرکین اس مخالفت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے تو عاشقِ صادق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ مجھے کھلم کھلا تبلیغ کی اجازت دی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کی شدت کے پیشِ نظر فرمایا کہ "ابوبکرؓ! ابھی صبر کرنا چاہیے۔" مگر حضرت ابوبکرؓ کے سینہ میں تبلیغی جذبہ موجزن تھا پھر اجازت طلب کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے روز افزوں اصرار کی بنا پر اجازت مرحمت فرمادی۔

ایک دن جب کہ نجومِ ہدایت ماہتابِ نبوت کے اردگرد ہالہ کیے ہوئے تھے، کفارِ مکہ کی مخالفت سے قطع نظر یہ عاشقِ صادق اور بیتاب کھڑا ہوتا ہے اور علانیہ دعوتِ حق دیتا ہے۔

کفارِ مکہ اس دعوتِ حق کی کہاں تاب لاتے تھے، غصے میں بھرے ہوتے اس عاشقِ صادق اور پروانۂ نبوت پر ٹوٹ پڑے اور زدوکوب کرنا شروع کر دیا، اس مار پیٹ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے، عتبہ سب سے پیش پیش تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کی یہ حالت ہے کہ بے جان نعش کی طرح زمین پر پڑے ہیں، ناک اور چہرے میں کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ کفار کی مشقِ ستم جاری تھی کہ بنو تیم کے لوگ آگئے۔ انہوں نے ہم قبیلہ ہونے کی وجہ سے کفار سے ان کو چھڑایا اور بستر پر لٹا کر گھر چھوڑ آئے۔ حالت نازک تھی جو دیکھی نہ جاتی تھی ان کے ہم قبیلہ لوگوں نے حرم میں آکر اعلان کیا کہ:

"اگر ابوبکر صدیق کا انتقال ہوگیا تو ہم عتبہ سے ضرور بدلہ لیں گے۔"

اس کے بعد قبیلہ والے پھر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس گئے اور کوشش کی کہ کوئی بات چیت کریں مگر وہاں بات کرنے کی ہمت نہ تھی۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو اس عاشقِ صادق نے یہی پوچھا کہ "بتاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟"

یہ سن کر قبیلہ والے بھی برہم ہوگئے اور غصہ میں بھرے لعنت و ملامت کرتے ہوئے اُٹھ کر چلے گئے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس ان کی والدہ تنہا بیٹھی ہوئی تھی ان سے بھی یہی سوال کیا کہ "بتاؤ میرے نبی کا کیا حال ہے؟" انہوں نے کہا "خدا کی قسم مجھے تو ان کے متعلق کچھ بھی علم نہیں۔"

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے کہا، اچھا تو ام الجمیل بنت خطاب سے پتہ کر آؤ۔ چنانچہ وہ ام الجمیل کے پاس گئیں اور ان سے پوچھا۔ ام الجمیل نے جواب دیا کہ:

"میں نہ محمد کو جانوں اور نہ ابوبکر کو، ہاں ویسے میں تمہارے بیٹے کے پاس چلے چلتی ہوں۔"

ام الجمیل نے جب سیدنا ابوبکر صدیق کی حالتِ زار دیکھی تو کہا کہ:

"اے ابوبکر! جس قوم نے تمہارے ساتھ یہ سلوک برتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ضرور انتقام لیں گے۔"

لیکن وہاں اپنی حالت کی فکر ہی نہ تھی، ایک جذبہ تھا، ایک تڑپ تھی، جو بار بار اکسا رہی تھی۔ پھر وہی سوال کیا کہ "تم میرے متعلق کچھ نہ کہو۔ بتاؤ میرے نبی کا کیا حال ہے؟" ام الجمیل نے جب بے حد اصرار دیکھا تو کہا، وہ اچھے ہیں۔ پھر پوچھا کہ کہاں ہیں؟ ام الجمیل نے جواب دیا "دارِ ارقم میں تشریف فرما ہیں۔"

یہ سن کر کچھ اطمینان حاصل ہوگیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ:

"بخدا جب تک میں حضورؐ کی زیارت نہ کر دوں گا، نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔"

اس کے بعد ام الجمیل اور اپنی والدہ کا سہارا لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جب یہ حالت دیکھی تو رقت طاری ہوگئی۔ آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیق کے زخمی چہرہ کا بوسہ لیا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے حضورؐ کی خدمت میں سب سے پہلی یہ درخواست کی کہ حضورؐ! یہ میری والدہ ہیں ان کے حق میں دعا فرمادیں کہ یہ بھی دعوتِ حق کو قبول فرمالیں۔ چنانچہ وہ اسی وقت مسلمان ہوگئیں۔

یہ تھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔ جب تک وہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ لیتے تھے ان کی پریشانی دور نہ ہوتی تھی۔

# ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور جو شخص تین دن سے زیادہ ناراض رہا اور اسی عرصہ میں وہ مرگیا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ ابوداؤد (علی شرط بخاری و مسلم)

★ حضرت ابی خراش حدرد بن ابی حدرد الاسلمی اور ان کو سلمی صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی کہا جاتا ہے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جس شخص نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑ رکھا تو ایسا ہے کہ گویا اس کا خون بہایا۔ (ابوداؤد نے اسنادِ صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا۔)

★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی مومن کے لیے یہ چیز جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مومن سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے سو اگر تین روز ایک ہی حالت میں گزر جائیں تو اس سے جا کر ملاقات کرے اور اس کو سلام کرے۔ اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو اس مصالحت کے ثواب میں دونوں شریک ہوگئے اور اگر وہ شخص اس کے سلام کا جواب نہ دے تو وہ گناہ گار اور سلام کرنے والا ترکِ ملاقات کے گناہ سے بری ہوگیا۔ ابوداؤد نے اس حدیث کو اسنادِ حسن کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اگر یہ ترکِ ملاقات محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہو تو اس میں کسی قسم کا گناہ نہیں ہے۔

(ف) اس میں معاشرتی حیثیت سے دوستوں کی ملاقات کے لیے جانا ایک ثواب کا کام ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی مریض کی عیادت کی یا اپنے بھائی کی (جس کی اخوت فی اللہ ہو) تو ایک پکارنے والا اس کو آواز دے گا تم اچھے تمہارا آنا اچھا اور تم نے جنت میں اپنے لیے ایک مکان بنالیا۔

★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تین شخص ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ امام بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ابوداؤد نے اس حدیث کو ذکر کیا اور اس میں یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں کہ ابو صالح نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے عرض کیا کہ اگر چار شخص ہوں تو ابن عمر نے فرمایا کہ پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام مالکؒ نے موطا میں عبداللہ بن دینار سے نقل کیا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن عمرؓ خالد بن عقبہ کے مکان پر تھے۔ جو بازار میں تھا تو ایک شخص اس ارادے سے آیا کہ وہ عبداللہ بن عمر سے سرگوشی کرے اور حضرت ابن عمر کے پاس میرے علاوہ اور کوئی شخص نہیں تھا تو حضرت ابن عمر نے ایک شخص کو بلالیا اور ہم چار آدمی ہوگئے تو حضرت ابن عمر نے مجھ سے اور اس تیسرے آدمی سے جس کو بلایا تھا کہا کہ کچھ دور ہو جاؤ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ دو آدمی ایک کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

---

بقیہ صلا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ومن اراد الاخرۃ وسعی لها سعیها وهو مومن فاولٰئک کان سعیهم مشکورا (جو آخرت کا ارادہ کرے اور اس کے لیے کوشش بھی کرے اور ہو مومن ایسے لوگوں کی مساعی کی اللہ تعالیٰ یہاں بڑی قدر ہوتی ہے۔

طلب آخرت کا اولاً ارادہ ہو جائے اور اس مضبوطی کے ساتھ ہونا چاہیے کہ طالب اپنی مساعی کو بھی بروئے کار لائے تو آگے آخرت کی نعمتیں خود استقبال کے لیے تیار ہو جاتی ہیں معلوم ہوا کہ قوتِ ارادی کو صحیح سمت کی طرف موڑنے کی ضرورت ہے۔

No. 67715 সপ্তাহিক WEEKLY REGD.L. No. 7132
তরজুমানেইসলাম TARJUMAN E ISLAM
লাহোর LAHORE price [illegible]

# دعوتِ ایمان و عمل

از مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم ناظم عمومی جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان

پاکستان کے قیام کا حقیقی محرک "اسلام" تھا، صرف اسلام کے قیام کے لیے پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا اسی لیے پاکستان کا نظریۂ حیات اور نظامِ حیات صرف اسلام ہے۔ اسلام ہی اس کا دین ہے اور اسلام ہی اس کی سیاست ہے اور اس دینی و سیاسی فریضہ کی ادائیگی "جمعیۃ علماءِ اسلام" انجام دے رہی ہے۔

## جمعیۃ علماءِ اسلام کی یہ جدّ و جہد بیک وقت

اعلاءِ کلمۃ الحق بھی ہے۔

دینِ مبین کا قیام بھی ہے۔

اور پاکستان کی اساس کا استحکام بھی ہے۔

**چنانچہ** مسلمانانِ پاکستان کا فرض ہے کہ:

وہ اس مقدس اور اہم جد و جہد میں جمعیۃ علماء اسلام کا ساتھ دے کر اپنے اسلامی فرض کو پورا کریں اور اس مقصدِ عظمیٰ یعنی اقامتِ دین کے لیے پوری سرگرمی کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام کے معاون بن جائیں۔ اس طرح اپنے وطنِ عزیز، مملکتِ خداداد پاکستان میں اسلام کے سیاسی، معاشرتی، عدالتی اور معاشی نظام کو عملاً قائم کر کے دکھا دیں۔

**تاکہ** تمام دنیا میں ایک بار پھر اللہ کے دین کا بول بالا ہو جائے اور دکھی انسانیت کو حیات افروز منزل کا سراغ مل سکے۔ واللہ الموفق وھو خیر معین۔

الاحقر محمود عفا اللہ عنہ، ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان

ان الدین عند اللہ الاسلام

# ترجمانِ اسلام

لاہور

پاکستان

العلماء ورثۃ الانبیاء

مسئلہ خلافت و حکومت کی تحقیق و توضیح اور مودودی صاحب کے

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے بنیاد و رکیک الزامات کا مدلل جواب

از علامہ محمد عبدالستار تونسوی دامت برکاتہم

گویا اشخاص ماضی، بزرگان دین قرآن و سنت کو ہاتھ نہ لگاتے تھے اور ہدایہ و کنز اور عالمگیری کے مصنفین خلاف قرآن اپنی کتابوں میں درج کر گئے ہیں جس کے باعث کسی عالم دین کو اس بازپرس کے جواب میں ان کے دامنوں میں پناہ نہ ملے گی کہ تم نے قرآن کو ہاتھ نہ لگایا تھا اور ان کتابوں میں خلاف قرآن جو لکھا تھا اس کو مانتے رہے۔ العیاذ باللہ۔

اور جو بزرگ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ تک کی تقلید و پابندی کو گناہ سے شدید تر کہتا لکھتا ہے۔ اس نے اپنی یہ کتاب "خلافت و ملوکیت" لکھتے وقت اور اس میں چار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ کے بعد تمام صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور تمام مسلمانوں کو اب تیرہ سو سال گذرنے تک غیر دینی، غیر اسلامی ملوکیت کا قائم و دائم رکھنے والا ثابت کیا ہے اور اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے مودودی صاحب نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ اور فیضان نبوت کے تزکیہ و تصفیہ سے آراستہ پیراستہ شاگردان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سبائی، روافض کذاب راویوں کی جھوٹی باتوں و کذبات سے ملوث و مطعون کرنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ و رکاوٹ محسوس نہیں فرمائی۔

## کجا آں شورا شوری کجا ایں بے نمکی

آخر یہ ملوکیت کا لفظ آپ نے قرآن کریم کی کن آیات میں ملاحظہ فرمایا، یا احادیث طیبہ اور سنت سنیہ علی صاحبہا الف صلوٰۃ و تحیۃ کے ذخائر میں کتنی روایات میں ملوکیت کے الفاظ اور اس کے متعلق خطرات کا مطالعہ فرما کر آپ نے خلافت راشدہ کے بعد ساری امت پر ملوکیت، غیر دینی سیاست اور شریعت کی حدیں توڑنے والی حکومت کا محققانہ اور آزادانہ فتویٰ لگایا۔

جو شخص قرآن و سنت کے سوا کسی بزرگ سے دین کی بات سمجھنا روا نہیں رکھتا اور انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو ہاتھ لگانا قرآن و سنت کو ہاتھ نہ لگانا قرار دیتا ہے وہ قرآن و سنت میں کسی جگہ لفظ ملوکیت ثابت فرمائے کہ فلاں آیت میں لفظ "ملوکیت" وارد ہے یا فلاں فلاں حدیث میں — لفظ "ملوکیت" آیا ہے۔

اس لفظ کی عربی زبان میں استعمال کی صحت و عدم صحت کا سوال دوسرا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر یہ دیکھنا چاہیے کہ جو بزرگ لیڈر، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک کو اس لفظ سے مطعون کر رہا ہے اور انسانوں کی کتابوں کو ہاتھ لگانا اور ان کی تقلید کرنا گناہ سے شدید تر مانتا ہے، آیا وہ خود یہ لفظ انسانوں کی کتابوں سے لے آیا ہے یا خدا تعالیٰ کی کتاب اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اس لفظ کو دیکھ کر اس کا مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے تمام مسلمانوں کو بنا کر غیر دینی خلاف اسلام حکومت قائم کرنے کا ذمہ دار ٹھیرا رہا ہے؟

## ملوکیت کا لفظ

جہاں تک ہماری معلومات اور معمولی سے مطالعہ کا تعلق ہے قرآن مجید اور احادیث طیبہ میں کسی جگہ لفظ ملوکیت وارد نہیں ہوا۔ اب جناب مودودی صاحب اور آپ کی جماعت کے اہل علم بارگاہ الٰہی میں حشر سے پہلے اس بات پر غور فرمالیں کہ انہوں نے کیوں خدا تعالیٰ کی کتاب اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر یہ لفظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام امت کے لیے بعض انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں سے لے کر ان کو مطعون و مجروح کیا۔

قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں مُلک۔ مَلِک۔ ملوک۔ امام۔ ائمہ۔ خلیفہ۔ خلفاء — سلطان۔ سلاطین۔ امیر۔ امراء کے الفاظ تو وارد ہیں۔ مگر لفظ ملوکیت نہیں ہے۔

## مودودی صاحب کا عملی تسفل

درحقیقت مودودی صاحب نے یہ لفظ آیات و احادیث سے تو نہیں لیا، بلکہ — مستشرقین سے یا تاریخ کی کتابوں سے لیا ہے۔ اس لیے اس کی تشریح اور توضیح بھی اہل اسلام کے خلاف مستشرقین اور سبائی ملحدین کے طرز پر فرمائی ہے۔ ورنہ اسلام میں یہ ہرگز ہرگز نہیں کہ تیس سالہ خلافت راشدہ کے بعد جو حکومت مسلمانوں کی ہوگی، وہ ضرور غیر اسلامی غیر دینی حکومت (ملوکیت) ہوگی۔ اور نہ اسلام میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خلیفہ و خلفاء کا لفظ اسلامی دینی حکومت کے سربراہوں کے لیے خاص کیا گیا ہے اور نہ لفظ ملوک و ملک و ملک غیر اسلامی حکومت یا کافرانہ حکومت کے سربراہوں کے لیے خاص کیا گیا ہے۔

## قرآن و حدیث میں خلیفہ و ملک وغیرہ مترادف الفاظ ہیں،

بلکہ قرآن کریم اور احادیث اور عام محاورات و استعمالات عرب میں خلیفہ و خلفاء، امام ائمہ، مَلِک، ملوک، سلطان، سلاطین، امیر امراء، یہ سب الفاظ اپنے مصداق میں مترادف و ہم معنی ہیں جو کسی قوم اور ملک کے بڑوں اور سرداروں اور سربراہوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی لفظ مومن مسلم عادل و صالح کے لیے مخصوص و معین نہیں، اور نہ کوئی لفظ کافر و فاسق اور غیر مسلم یا مسلم ظالم وغیرہ کے لیے مخصوص و معین ہے اور نہ یہ ہے کہ اسلامی نظام اور شرعی قوانین و آئین کو نافذ کرنے والے مسلمانوں کے لیے کوئی لفظ معین و مخصوص ہے اور نہ کوئی لفظ غیر شرعی اور غیر دینی حکومت برپا و جاری کرنے والوں کے لیے خصوصی طور پر مستعمل و مقرر ہے بلکہ ہر لفظ ہر قسم کے سربراہ حکومت اور رئیس مملکت کے لیے مستعمل ہے۔ مندرجہ ذیل آیات و روایات اس حقیقت کو نمایاں طور پر ثابت کر رہی ہیں

### و خلفاء و خلیفہ

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (پ) — تحقیق میں زمین میں خلیفہ (حضرت آدم علیہ السلام کو) بناتا ہوں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا — اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ

هفت روزہ **ترجمانِ اسلام لاہور**

سرپرست ـــــ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

مرتب و انچارج ـــــ حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲ | جمعہ ۲۲ رجمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۶۹ء - قیمت ۳۰ ر پیسے | شمارہ ۳۴


# مسجدِ اقصیٰ کی شہادت اور ہماری ذمہ داری

امریکی سامراج کی آبرو باختہ بیٹی اسرائیل نے مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد اقصیٰ کے ایک حصے کو شعلوں کی نذر کر کے جس حماقت کا ثبوت دیا ہے وہ اس کی بوکھلاہٹ کا جیتا جاگتا ثبوتِ محض ہی نہیں۔ بلکہ یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ وہ اپنے تابوت کفن کے آخری کیل کا سامان خراہم کر رہا ہے۔ قتل ابیب کے مکینوں نے وادیٔ مقدس پر غاصبانہ قبضے کے بعد عارضی فتح کے نشے کی ترنگ میں گھی کے جو چراغ جلائے تھے ان کی لوئیں روزِ اول ہی کپکپائیں تھیں اور آج آتش زنی کے سانحہ تازہ نے اس کی تصدیق بھی کر دی ہے عالمگیر برادری کا ہر فرد جانتا ہے کہ اس مختصر جمعیت کے پس پشت کون ہے۔ در پردہ تماشا کیا ہے؟

ع کون معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

اس سوال کا جواب سیدھا، سادہ اور عام فہم ہے۔

ـــــ امریکی اور برطانوی سامراج، اس کے مغربی اور مقامی پیٹھو، بڑی طاقتوں کی ملی بھگت نے اپنی سیاہ کاریوں سے مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کو للکارا ہے۔ انہوں نے سوئے ہوئے شیر کو جھنجھوڑ کر دعوتِ مبارزت دے دی ہے۔ اور اب فلسطین میں یہودیوں کے ایوانوں کے در و دیوار تھرا اٹھے ہیں ؎

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہو گیا ہے

اس موقعہ پر جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں مولانا مفتی محمود صاحب، مولانا عبید اللہ انور صاحب اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے جمعیۃ کی طرف سے بارہ ہزار مجاہدین قدس یعنی رضاکاروں کی پیشکش کر کے اپنی ذمہ داری کے احساس کا عملی ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اس اعلان کے نتیجے میں جمعیۃ کے ناظم اعلیٰ ڈیرہ اسمٰعیل خاں مولانا علاؤالدین صاحب نے اپنے ضلع اور قبائلی علاقوں سے مزید پچاس ہزار رضاکاروں کی بھی پیشکش کی ہے۔ اس طرح پاکستان پر دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہونے کی حیثیت سے جو ذمہ داری عائد ہوتی تھی، اس کا بھی کھلم کھلا اظہار ہو گیا ہے۔ اب جبکہ دنیا بھر کی نگاہیں وطن عزیز کی طرف لگی ہوئی ہیں، جمعیۃ کے قائدین نے اعلانِ جہاد کے ساتھ بھرتی کے دفاتر وا کر کے ایک برمحل اور نہایت دانشمندانہ اقدام کیا ہے۔ جس سے ایک طرف تو جمعیۃ کی بے پناہ حب الوطنی اور اس کے رہنماؤں کی بیدار مغزی کے دعویٰ کو تقویت ملی ہے اور دوسری طرف ملکی سیاست پر اس کے خوشگوار ترین اثرات مرتب ہونے کی توقعات بھی نمایاں ہو گئی ہیں۔

ـــــ مسجد اقصیٰ پر اسرائیل کی آتش زنی کے اس قبیح اقدام نے پورے عالم اسلام کو متاثر کیا ہے۔ پاکستان کے عوام نے ملک گیر پیمانے پر مکمل ہڑتال کر کے ارضِ مقدس سے اپنی محبت اور عرب بھائیوں سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ جس سے پاکستان کے عوام ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں۔

اب وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اندرونی اختلافات کو یک قلم فراموش کر کے اور سارے افتراق کو بالائے طاق رکھ کر مسجد اقصیٰ کی بازیابی۔ مقبوضہ عرب علاقوں کی آزادی اور عرب ممالک کے قلب سے یہود کے ناسور کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے سینہ سپر ہو جائیں۔ ہمارے نزدیک مسجد اقصیٰ اور فلسطین کا مسئلہ صرف عربوں کا علاقائی قضیہ نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کا دردناک المیہ ہے۔ بظاہر اسرائیل صرف عربوں کو ہی نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن درپردہ اسلام اور مسلمانوں کو سیاسی و تمدنی طور پر تباہ کرنے کی مذموم سازش کی جا رہی ہے۔ سامراجی طاقتیں ان مسائل کو الجھانے میں پیش پیش ہیں۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ پاکستان میں جو ادارے یا جماعتیں عربوں کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہی ہیں، انہیں فوری طور پر غیر قانونی قرار دیا جائے اور عربوں کی حمایت میں جلسوں اور جلوسوں سے پابندی اٹھالی جائے۔

سامراجی ملکوں خصوصاً برطانیہ اور امریکہ سے سفارتی تعلقات منقطع کئے جائیں اور ان کی املاک اور اموال کو بحق سرکار ضبط کر کے انہیں عرب مہاجرین کی آبادکاری پر صرف کیا جائے ـــــ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو۔

# اتحاد کانفرنس اور مخالفانہ پروپیگنڈہ

عرب ممالک کے وزرائے خارجہ نے قاہرہ میں تمام مسلمان ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس بلانے اور مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی سے پیدا ہونے والے حالات کا جائزہ لینے کے لئے موثر اور مضبوط کارروائی کرنے کی قرارداد منظور کی ہے، اور متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر جمال عبدالناصر نے شاہ فیصل پر زور دیا ہے کہ وہ سعودی عرب میں کانفرنس بلائیں کیونکہ وہ تمام عالم اسلام کا روحانی مرکز ہے۔ صدر ناصر کے متعلق اب تک یہی پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا کہ وہ عربوں کے اتحاد میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے کانفرنس بلانے میں پہل کر کے اپنی عظیم قابلیت، سیاسی بیداری اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیا ہے۔ اب یہ شاہ فیصل کی ذمہ داری ہے کہ وہ فوراً کانفرنس بلا کر عالم اسلام کے مسلمانوں کو مطمئن کریں۔

اس کے ساتھ ساتھ اب مغربی ممالک کی پوری مشینری عالم اسلام کے اتحاد میں رخنہ ڈالنے کے لئے حرکت میں آگئی ہے اور عرب سربراہوں کے خلاف ریڈیو، ٹیلیویژن اور خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعہ پروپیگنڈا تیز تر کر دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ دوسرے ممالک کے مسلمان عربوں کی صرف اخلاقی امداد ہی کر سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کر سکتے لیکن یہ مغربی ممالک کی خام خیالی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ مسلمان ملکوں میں تنکو عبدالرحمٰن جیسے یہود و سامراج نوازموجود ہیں اور ایسے لوگ ہر موقعہ پر پشت دکھا کر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اب پانی سر سے گذر چکا ہے۔ اگر کسی مسلمان ملک کا سربراہ عربوں سے غداری یا عالم اسلام کے اتحاد میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے گا تو دنیا کے مسلمان اس سے خود نمٹ لینگے اس وقت سب سے بڑی ذمہ داری پاکستان پر بھی عائد ہوتی ہے کہ مغربی ممالک کے ریڈیو، ٹیلیویژن جو عربوں کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں، ان کا ریڈیو اور ٹیلیویژن سے جواب دیا جائے اور دوسری طرف پاکستان کے اندر جو عرب دشمن عناصر عربوں کے خلاف معاندانہ مہم چلا رہے

(باقی صفحہ ۴ پر)

ملک نور الٰہی - نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا۔

از مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ

# حضرت مولانا رسول خان صاحب مدظلہ کا مومنانہ تبصرہ

## میرے خلاف تمام پروپیگنڈے کی حقیقت کھل گئی

(۱) مولانا احتشام الحق صاحب کراچی نے بعض اخبارات کی غلط اطلاعات پر مجھ سے پوچھے بغیر میرے خلاف نہایت سخت بیان دیا جس کو گمراہ مودودیوں نے خوب اچھالا۔ انہوں نے برائے نام تردید بھی کی۔ مگر وہ غیر مؤثر تھی۔ مجھے کراچی جا کر اس کی تردید کرنی پڑی۔

(۲) پھر مولانا موصوف نے کراچی کے امام باڑوں میں جا کر عراقی حکومت کے خلاف پروپیگنڈے میں حصہ لیا حالانکہ اس وقت عربوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرنا یا مودودیوں کا کام ہے یا یہودیوں کا۔ وہ یہود کے خلاف مورچوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور امریکی ایجنٹ قسم کے لوگ یہاں سے ان پر گولہ باری کرتے ہیں۔ چنانچہ گوجرانوالہ کے شیعہ کمیٹی کے رکن آغا غلام حیدر صاحب نے بڑی صفائی سے ایسے لوگوں کو جھوٹا اور امریکہ کا ایجنٹ قرار دیا۔ جو عراقی حکومت کو بدنام کر کے یہود کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے شیعہ علماء سے خصوصاً اپیل کی کہ اس جھوٹے پروپیگنڈے میں شریک نہ ہوں۔ میں نے مولانا احتشام الحق صاحب کے اس رویہ پر نکتہ چینی کی۔

(۳) ایک اخباری بیان میں مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی ٹنڈو الہ یار نے فرمایا کہ ۱۹۵۶ء کے آئین میں مسلمانوں کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔ میں نے اس دروغ بیانی پر حیدرآباد میں احتجاج کیا اور لوگوں سے کہا کہ ۱۹۵۶ء کا آئین لے کر اس عمر رسیدہ عالم کو بتا کر اس غلط بیانی کی وجہ دریافت کرو۔ بات بھی یہ ہے کہ ایک عالم مسند درس پر بیٹھے بیٹھے اچانک میدان سیاست میں آتا ہے۔ اور آتے ہی ایسی غلط بیانی کرنے لگ جاتا ہے۔ جس سے ارتداد کا دروازہ کھلے کا کھلا رہ جائے۔ نہایت افسوسناک ہے۔ اور اگر سیاسی میدان میں آ کر ان کو یہ بیان دینے کا حق حاصل ہے تو مجھے اس کے خلاف کہنے کا حق بھی حاصل ہے۔

میری اس حق گوئی یا تلخ نوائی سے مولانا احتشام الحق صاحب آپے سے باہر ہو گئے۔ جنہوں نے ماضی میں ایوب خاں کو امام ضامن باندھا تھا۔ اور میں نے اس پر بھی اعتراض کیا تھا۔

اب غالباً ان کے ایماء سے مولوی عبدالمالک صاحب جو خیر سے مولوی ادریس صاحب کاندھلوی کے خلف رشید ہیں۔ جنہوں نے لاہور آ کر طلباء کے سامنے میرے بارہ میں یہ شیطانی اور جھوٹا پروپیگنڈا کیا اور میں نے حضرت حکیم الامت تھانوی کو گالیاں دی ہیں۔ اور خدا جانے کیا کہا اور کیا نہیں۔

اور پھر جامعہ اشرفیہ کے مدرسین اور بعض دوسرے اخبارات میں اپنی قسم کے مولویوں کے دستخطوں سے میرے خلاف بیانات شائع کرنے کا انتظام کیا۔ ان بیانات میں میرے متعلق یہاں تک لکھا گیا کہ میں ملحدوں سے مل کر اسلامی اقدار کی بنیادیں ڈھا رہا ہوں۔ میں اس کو کفر سمجھتا ہوں اور جو مجھے اس طرح الحاد و کفر سے مطعون کرے اور تردید کے بعد بھی اس پر قائم رہے، وہ مردود خود کفر و لعنت کا مورد بنے گا۔ میں اس طرح کے تمام الزامات سے بری ہوں۔

ان تمام حضرات کے منہ پر ہمارے شفیق استاد استاذ المحدثین یادگار سلف حضرت مولانا رسول خاں صاحب مدظلہ نے مومنانہ تبصرہ رسید کر کے سارے پروپیگنڈے کی قلعی کھول کے رکھ دی ہے۔ یہ دستخط دھوکہ سے کرائے گئے۔ اور حضرت مولانا مدظلہ کو میرے بارہ میں پورا اطمینان ہے۔ چنانچہ حضرت مدظلہ کا بیان اخبارات میں آ چکا ہے مولوی عبدالمالک کے ترکش کا یہ تیر بھی خود ان کے سینہ کو چھلنی کر گیا۔

عام مسلمان اس جھوٹے پروپیگنڈے کا راز معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اب مولوی ادریس کو چاہیے کہ اپنے مودودی سے کوئی اور سبق سیکھ کر اپنے فرزند ارجمند عبدالمالک کو پڑھائیں مودودی کو ان کا اپنا اس لئے کہا کہ اس بزرگ نے آج تک اس دشمن صحابہ اور انبیاء علیہم السلام کی توہین یا تنقیص کرنے والے مودودی کے خلاف ایک لفظ لکھنا اور کہنا پسند نہیں کیا۔ بلکہ یہ دوسروں کو بھی رد کرنے کی پلید سعی کرتے رہے۔ اور یہ بزرگ حدیث پڑھاتے پڑھاتے بھی کانگرسی مولوی کا کانگرسی مولوی کا وظیفہ ورد زبان رکھتے ہیں۔ گویا کہ یہ ہم لوگوں کو اپنے لئے کابوس سے کم نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ ہم بیس سال تک ان کو حضرت حضرت محض مسلک کے احترام کی وجہ سے کہتے رہے۔ مگر انہوں نے اب یہ حجاب ختم کر ڈالا۔ اب یہ جو چاہیں کریں۔ اچھا کام کریں گے تو ہم اچھا کہیں گے چاہے ہماری مخالفت بھی کرتے رہیں۔ برا کام کریں گے تو اس کی تردید کریں گے۔ اب سنا ہے یہ مودودیوں کے اشارے پر کوئی تنظیم بھی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ مودودیوں کو گمراہ نہ سمجھیں تو ساری امت ان کو گمراہ کہے گی۔ اب ان کو کھل کر امریکی ایجنٹوں اور غلط کار جاگیرداروں نیز مودودی گمراہوں کی مخالفت کرنی ہوگی ورنہ ان کو عوام کے اس گمان و الزام کا مقابلہ کرنا ہوگا کہ دال میں کالا کالا ہے۔

جب میں اور جمعیۃ علماء اسلام سوشلزم کمیونزم اور کیپیٹل ازم وغیرہ سے براءت کا اعلان کرتے اور بار بار اخبارات میں بیان دیتے ہیں۔ تو ان کا یہ جھوٹ بھی اب کارآمد نہ ہو سکے گا کہ ہم کمیونزم یا سوشلزم کے حامی ہیں العیاذ باللہ العظیم۔

کبھی اس قسم کے کذابین یہ کہتے ہیں کہ ہم اسلامی سوشلزم لانا چاہتے ہیں۔ ہم بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ ہم نہ اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کے موجد ہیں نہ اس کو پسند کرتے ہیں نہ اسلام کے ساتھ کسی ازم کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ مگر اگر ان میں ایمانی صداقت موجود ہے تو یہ چوہدری محمد علی اور قائد اعظم کے بارہ میں ذرا لب کشائی کر کے دیکھیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے اسلامی سوشلزم کی اصطلاح استعمال کی۔

بہرحال حضرت مولانا رسول خاں صاحب مدظلہ کی حقیقت شناسی، حق گوئی اور بصیرت ایمانی نے ان لوگوں کے کذب و افتراء اور جھوٹے پروپیگنڈا کی قلعی کھول دی ہے۔ خدا جانے اب یہ کون سا جھوٹ تجویز کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے آمین!

---

## بقیہ اداریہ

کئے ہوئے ہیں ان پر فوری طور پر پابندی عائد کی جائے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عالم اسلام کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور کفر کی طاقتوں کے مقابلہ میں عالم اسلام کو کامیابی و کامرانی سے نوازے ہم عرب بھائیوں کو اپنے دلی تعاون اور مکمل ہمدردی کا یقین دلاتے ہیں۔ (محمد حنیف)

---

## حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کا عرب سربراہوں کے نام

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے متحدہ عرب جمہوریہ، شام، عراق اردن اور سعودی عرب کے سربراہوں کو ان کے سفارت خانوں کی معرفت مندرجہ ذیل مضمون کے تار روانہ کئے ہیں:۔

"جمعیۃ علماء اسلام پاکستان مسجد اقصیٰ کو آگ لگنے کے واقعہ پر اپنے شدید غم و غصہ کا اظہار کرتی ہے اور اسرائیل کے غصب کردہ علاقوں میں واقع مقدس مقامات کی حفاظت اور بازیابی کیلئے ہر قسم کی مالی معاونت اور رضاکار بھیجنے کو تیار ہے"

## شام کے سفیر کا جوابی تار

اسرائیلی ریاست جو فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کر کے قائم کی گئی ہے لاکھوں فلسطینی مسلمانوں کو بے گھر کر چکی ہے۔ ہزارہا مرد عورتوں، بچوں اور ضعیف و ناتواں بوڑھوں کو نہایت ظالمانہ طریقوں سے شہید کر چکی ہے۔ اس نے صدہا مکانات منہدم کر دیئے اسی پر بس نہیں کی اب وہ قرآن کریم میں تحریف اور الحرم الابراہیمی کی بے حرمتی کے بعد مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کرنے کی مذموم جسارت کر چکا ہے۔ اس کے بعد ہمارے لئے شک و شبہ کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی کہ مسلمانوں کا قبلہ اول، فلسطین اور عربوں کے

محمد نذیر سیال لاہور

# جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف سامراجی ایجنٹوں کے مذموم پروپیگنڈے کا ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

جمعیۃ علماء اسلام ایک دینی سیاسی جماعت ہے اس کی سیاست دین کے تابع ہے۔ جس میں جھوٹ جیسے بدترین گناہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ الحمدللہ اکابرین جمعیۃ اسلامی اصولوں پر سختی سے عمل پیرا ہیں اور انہیں اصولوں کے مطابق اسلامی نظام کے نفاذ کو اولین فریضہ سمجھتے ہوئے اسے سب مسائل پر فوقیت دیتے ہیں۔ کیونکہ اسلامی نظام کے نفاذ ہی سے تمام مسائل خواہ وہ آئینی ہوں یا معاشی بخوبی حل ہو سکتے ہیں۔ اور سب سے اہم مسئلہ اس وقت معاشی مسائل کو حل کرنا ہے۔ اسی لئے انہوں نے موجودہ معاشی مسائل کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل کرنے کے لئے اپنی جماعت کے پروگرام کے حسب ذیل نکات کا نہایت واشگاف اور غیر مبہم الفاظ کا اعلان فرما دیا ہے۔

(۱) بنجر اور غیر آباد اراضی کے آباد کار مزارعین کو اس اراضی کا مالک قرار دیا جائے گا

(۲) فرنگی دور کی جاگیریں، انعامات و مراعات جو حق الخدمت میں دی گئی ہیں وہ سب واپس لی جائیں

(۳) ناجائز ذرائع سے قائم کردہ کارخانے قومی ملکیت میں لئے جائیں گے۔ بیرونی ممالک کے قرضوں سے تعمیر کردہ نجی کارخانے چھین کر حکومت کے باضابطہ عمل کے ذریعہ قومی ملکیت میں لے لینے ہوں گے۔ کیونکہ بیرونی قرضوں کا بوجھ قوم کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

(۴) حکومت پاکستان ہر شخص کی ضروریات زندگی از قسم روٹی، کپڑا، مکان اور تعلیم کی کفیل ہوگی۔ ادر چھوٹے ملازمین کو لازماً اتنی تنخواہ دینی ہوگی۔ جس سے ان کی ضروریات زندگی پوری ہو جائیں۔

(۵) حکومت پر لازم ہوگا کہ وہ اشیائے ضرورت کی قیمتیں ایسی سطح پر رکھے جو عوام کی قوت خرید سے بالا نہ ہوں۔

اکابرین جمعیۃ نے وقت کی اہم ترین ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے معاشی مسائل کو حل کرنے کے لئے اسلام کی روشنی میں ان نکات کو پیش کرکے پاکستان کے ان کروڑوں محنت کش مسلمانوں کو سوشلزم اور کمیونزم کے خطرے سے بچا لیا ہے۔ جنہوں نے مودودی جماعت کے پیش کردہ معاشی نظام کو غیر شعوری طور پر اسلامی سمجھا اور بعض افراد نے اسلام کے معاشی نظام سے ناواقفیت کی بنا پر انہیں یہ تاثر بھی دیا کہ اسلام تو سرمایہ داری اور جاگیرداری کا حامی ہے۔ ان حالات میں ان کا یہ تاثر قبول کر لینا کہ ہمارے مسائل کا حل شاید اسلام پیش نہیں کرتا اور اپنے حقوق کے حصول کے لئے سوشلزم کے نظریہ کی طرف جھک پڑنا ایک طبعی عمل تھا۔ اکابرین جمعیۃ نے لیبر پارٹی سے اسلامی اصولوں کے مطابق اشتراک کرکے یہ باور کرانا اپنا فرض منصبی سمجھا، کہ اسلام ہی ہر شعبۂ حیات کے مسائل کو حل کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ اغیار اسلام ہی کے کچھ اصولوں کو اپنا کر دن بدن ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہیں۔

سب سے زیادہ خوشی اور کامیابی کی بات یہ ہے کہ لیبر پارٹی کے ذمہ دار رہنماؤں نے اپنے نظریات کو اسلامی اصولوں پر قربان کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ محنت کش عوام نے علماء حق کی قیادت میں اپنے حقوق کو حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ ان کے اس جذبے کی جتنی قدر کی جائے اتنی ہی کم ہے علماء حق کے اس اقدام سے ہر طبقہ میں ماسوائے سامراجی ایجنٹوں کے خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اور محنت کشوں نے یہ دیکھ کر کہ اسلام ہی ہماری ہر مشکلات کا حل بخوبی پیش کر سکتا ہے اطمینان کا سانس لیا۔ اس طرح سے علماء حق نے کروڑوں محنت کشوں کو کمیونزم کے پیش آمدہ خطرہ سے بچا لیا اور ہدیۂ تبریک کے مستحق ہوئے اور آئندہ کے لئے ہر اس جماعت کے ساتھ تعاون کرنے کا اعلان فرمایا۔ جو اسلامی نصب العین پر مکمل ایمان رکھتی ہو۔ لیکن ان کے نزدیک اسلام کی آڑ میں سرمایہ داری اور جاگیرداری کے تحفظ کرنے والی اور امریکی سامراج کی آلہ کار جماعت کے ساتھ اشتراک کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ اکابرین جمعیۃ نے محنت کشوں جو ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں کے دوش بدوش چل کر اسلامی نظریہ کے مطابق ان کے حقوق دلوانے کا تہیہ کر لیا ہے اور اس راستے میں رکاوٹ ڈالنے والے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے محافظوں کو خواہ وہ مولوی ہوں یا مسٹر بے نقاب کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لی ہے۔ محنت کشوں اور جمعیۃ کے اشتراک سے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی سب سے بڑی محافظ نام نہاد اسلام پسند مودودی جماعت اور اس کی نمک خوار جماعتیں خصوصاً نام نہاد جمعیۃ اتحاد علماء ڈیموکریٹک یوتھ فورس اور اسلامی جمعیۃ الطلبہ اس قدر بوکھلا چکی ہیں۔ اور انہیں اپنے سامراجی کیمپ میں اس شدت سے زلزلہ محسوس ہوا کہ اب ان کو اپنی موت روز روشن کی طرح نظر آنے لگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جمعیۃ اور اس کے اکابرین کے خلاف اتہامات و الزامات کا ایک طوفان بدتمیزی بپا کرنے کی مہم چلا رکھی ہے۔ ان حضرات نے تو اولین نے جمعیۃ اور اس کے اکابرین کے خلاف سوشلسٹ ہونے کا الزام لگایا۔ کیونکہ:-

(۱) اکابرین جمعیۃ نے اس نام نہاد اسلامی جماعت کے امیر مودودی صاحب کے غیر اسلامی نظریات سے نقاب کشائی کرکے امت مسلمہ کو اس فتنۂ عظیم سے روشناس کروایا۔

(۲) وہ محنت کشوں، مزدوروں اور کسانوں کے حامی ہیں

(۳) وہ مغربی سرمایہ دارانہ نظام جو اس ملک میں بائیس سال سے چل رہا ہے، اس کے مخالف ہیں۔

(۴) وہ ۱۹۵۶ء کے آئین کو غیر اسلامی سمجھتے ہیں۔

(۵) وہ اس ملک میں صرف اور صرف اسلامی عادلانہ نظام کا نفاذ چاہتے ہیں۔

(۶) وہ کہتے ہیں کہ اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگانے والوں کو کافر و ملحد قرار دینے کی بجائے ان کے سامنے اسلام کا معاشی نظام پیش کیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے انہیں افہام و تفہیم کی دعوت بھی دی جائے۔ تاکہ انہیں اسلام کے معاشی نظام کا علم ہو۔ اور وہ خالص اسلامی نظریہ اپنا لیں۔

(۷) وہ کہتے ہیں کہ براہ راست اسلامی نظام کے نفاذ کا نعرہ لگایا جائے۔ اسی میں جمہوریت اور معاشی انصاف ملے گا (چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب کراچی والوں نے بھی فرما دیا ہے کہ اسلام کے بغیر جمہوریت کا نعرہ گمراہ کن ہے۔ نوائے وقت لاہور ۲۹۔ جولائی ۱۹۶۹ء)

جمعیۃ علماء اسلام کے علاوہ بھی جو کوئی جماعت یا پارٹی مندرجہ بالا باتوں پر یقین رکھتی ہے یا آئندہ رکھے گی مودودی جماعت کی فتویٰ مشین کا منہ اس کی طرف پھر جاتا ہے اور یک لخت وہ سوشلسٹ اور کمیونسٹ قرار دیا جاتی ہے۔ اس کی نظیر بالکل اسی طرح سمجھئے کہ جیسے برطانوی سامراج نے اس دور کے علماء حق حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، شیخ الہند مولانا محمود الحسن، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی، مولانا محمد اشرف صاحب تھانوی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اور ایسے ہزاروں علماء کرام کو بدنام کرنے اور ان کے مشن کو ناکام بنا کر اپنی عمر دراز کرنے کے لئے "وہابی" کا فتویٰ جاری کروایا تھا۔ بالکل اسی طرح امریکی سامراج کے ایجنٹوں نے علماء حق کے مشن کو ناکام بنانے کے لئے "سوشلسٹ و کمیونسٹ" کا فتویٰ صادر کرکے اپنی سامراج دوستی اور سرمایہ داری و جاگیرداری جیسے لعنتی نظام کے پاؤں مضبوط کرنے کا ثبوت بہم پہنچایا ہے، اور اس طرح وہ اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔ مگر انہیں یاد ہونا چاہیئے کہ جس طرح برطانوی سامراج کے لگائے ہوئے فتویٰ کے باوجود علماء حق کامیاب و کامران ہوئے اور سامراج دم دبا کر بھاگا تھا۔ بالکل اسی طرح آج بھی علماء حق ان سامراجی ایجنٹوں کے لگائے ہوئے اس فتویٰ کی موجودگی میں اپنے مشن "اسلامی نظام کے نفاذ اور سرمایہ داری و جاگیرداری کے خاتمہ" میں کامیاب ہوں گے۔ کیونکہ مسلمان عوام مودودی صاحب کے پیش کردہ نظریات کو بخوبی سمجھ چکے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں۔ جب مسلمانوں کی اکثریت گمراہ کرنے والوں کا محاسبہ کرے گی۔

(ندائے ملت ۳۰۔ جولائی)

(باقی آئندہ)

# خدائے بزرگ و برتر کی قسم ہم بیت المقدس واپس لے کر رہیں گے (ناصر)

## ہمارے سپاہی عرب ممالک کے نہیں اللہ کے سپاہی ہیں، صدر ناصر نے مصری فوج کو جہاد کیلئے تیار رہنے کا حکم دیدیا

قاہرہ ۲۳ اگست۔ "خدائے بزرگ و برتر کی قسم عرب بیت المقدس واپس لے کر رہیں گے"۔ ان الفاظ سے صدر ناصر کا پیغام شروع ہوتا ہے۔ جو انہوں نے مسجد اقصیٰ کی شہادت کے سلسلے پر مصری افواج کے چیف آف اسٹاف جنرل محمد فوزی کو بھیجا ہے۔ صدر ناصر نے کہا ہے کہ فتح صرف طاقت کے بل پر حاصل ہوگی اور میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم قبلۂ اول کو آزاد کر کے دم لیں گے صدر ناصر نے کہا۔ اسرائیل سے آیندہ جنگ صرف جنگ آزادی نہیں ہوگی بلکہ یہ تزکیۂ نفس کے لئے جہاد اکبر بھی ہوگا۔ صدر ناصر نے اعلان کیا کہ اس جہاد میں ہمارے سپاہی عرب ممالک کے سپاہی نہیں بلکہ اللہ کے سپاہی ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ ارض مقدس کا مسئلہ صرف طاقت کے بل پر طے ہوگا۔ اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں اور نہ کوئی طریقہ ہے۔

صدر ناصر نے کہا کہ ہم نے حتی الامکان کوشش کی کہ پرامن تصفیہ ہو جائے۔ لیکن اسرائیل نے تصفیے کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔ صدر ناصر نے مصری سپاہیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مسجد اقصیٰ کی شہادت کے سانحے پر میں نے بہت غور و خوض کیا اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اب ہمارے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے۔ اور وہ یہ کہ یہودیوں کو صرف قوت کے بل پر ہی زیر کیا جا سکتا ہے۔ صدر ناصر نے کہا کہ میں نے یہودیوں کے اس بھیانک جرم کی وجوہ اور نتائج کے بارے میں اچھی طرح سوچا ہے۔ یہودیوں نے قبیح جرم کر کے ہمارے ایک مقدس ترین مذہبی مقام ہی کی بے حرمتی نہیں کی بلکہ انہوں نے ہماری تاریخ اور ہمارے تمدن کو مٹانے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اب عربوں کے لئے اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ پوری طاقت سے یہودیوں کے خلاف جہاد کریں۔ اور اپنی جنگ جاری رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم فتح یاب ہوں گے۔

صدر ناصر نے کہا کہ مسجد اقصیٰ کی شہادت کے بعد ہم نے عجلت میں کوئی کارروائی نہیں کی بلکہ صورت حال کا جائزہ لیا حقیقت ہمارے سامنے آ چکی ہے۔ یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کو دانستہ شہید کیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ خواہ کتنی ہی بھیانک کیوں نہ ہو۔ صدر ناصر نے کہا ہے کہ ہمارے سپاہیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارا اس دشمن سے سابقہ ہے۔ جس نے نہ صرف عربوں کو چیلنج کیا ہے۔ بلکہ اسے اپنی طاقت کا اتنا گھمنڈ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے گھر کی بے حرمتی کی ہے۔

## ابنِ سودا

شاعر ترجمان

عجیب سانحہ ہے عصرِ نو کی یہ روداد
حریفِ اہلِ نظر نیستانِ کج بنیاد

طلسمِ شعر و سخن سے فریب دیتے ہیں
یہ فیضِ نزرِ متبنیؔ کے بھی ہیں یہ استاد

اسیرِ حرص و ہوا ہو حریفِ دار و رسن
غلط ہے گروہ کہے، انقلاب زندہ باد

فرات و نیل سے رہ رہ کے آرہی ہے صدا
فرنگیوں کے غلاموں نے کر دیا برباد

جھکا دیا بُتِ مغرب کے سامنے سر کو
بنامِ دین گوارا ہے "لندنی الحاد"

دماغ جن کے حقائق سے ہو گئے خالی
کسی کی شہ پہ ہیں آمادۂ عناد و فساد

دہائی حضرتِ عثمان کے لہو کی ہے
کہ آج اوج پہ ابنِ سبا کی ہے اولاد

ہزار شکر کہ ہوں سامراج کا دشمن
خدا ہے میرا مددگار، ہرچہ بادا باد

## جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کی قرارداد

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب خلیفہ مجاز شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ ناظم عمومی ضلع جہلم نے یہ قرارداد منظور کرائی۔

مسلمانان جہلم کا یہ اجتماع مرکزی جمعیۃ علماء کے رہنماؤں کے اعلان کے مطابق یہودیوں کی اس سازش کے خلاف انتہائی غیض و غضب کا اظہار کرتے ہوئے ان کی شدید مذمت کرتا ہے۔ جس میں انہوں نے مسلمانانِ عالم کے قبلۂ اول کو شہید کرنے اور ان کے جذبات کو مجروح کرنے کی مکروہ کوشش کی ہے ساتھ ہی وہ برطانوی و امریکی سامراج کے اس رویہ کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جو وہ یہودیوں کی پشت پناہی اور مسلسل ان کی امداد کرتے ہوئے عربوں کے خلاف روا رکھے ہوئے ہے مسلمانانِ جہلم کا یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملک میں عربوں کے خلاف پروپیگنڈا کو قانوناً بند کرتے ہوئے برطانوی امریکی اور یہودی ایجنٹوں کے خلاف مؤثر کارروائی کرے

قبلہ اول کے شہید کئے جانے میں کچھ ان لوگوں کا بھی ہاتھ ہے۔ جو مسلسل کئی سال سے عربوں کے خلاف تحریراً تقریراً پروپیگنڈا مہم جاری رکھے ہوئے ہیں۔

یہ اجتماع ان کی بھی شدید مذمت کرتا ہے نیز حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ یہودیوں کے خلاف مؤثر کارروائی کرنے کے لئے مناسب اور فوری اقدام کرے اور عربوں کی ہر ممکن امداد کرے

خط و کتابت
کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں

# ریشتاغ

## مولانا ظفر علی خان کی ایک الہامی نظم

یہ نظم "زمیندار" (۱۰، فروری ۱۹۲۹ء) سے ماخوذ ہے۔ چالیس برس اور چھ ماہ گزر چکے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مولانا علیہ الرحمۃ نے انہی دنوں کے لیے یہ مرصّع اشعار کہے تھے۔ جن الفاظ پر خط کھینچا گیا ہے وہ راقم حروف نے صورت حال کی مناسبت سے بدلے ہیں

ابن مکرم

کوڑی کے تین تین بکیں کے مودودیے
جن کے واشنگٹن سے روابط ہیں بیش و کم

رُکنے لگی ہے اُن کی زباں پر دُعائے خیر
کھلنے لگے ہیں اُن کی طبیعت کے پیچ و خم

کس کو اس ابتلا کی خبر تھی کہ ایک دن
اسلام ہی پہ ڈھائیں گے مودودیے ستم

کافر اٹھا کے خنجرِ بُرّاں نکل پڑے
جھکنے لگا ہے دہر میں اسلام کا عَلَم

وہ گردنیں کہ جن کے تناؤ کی دھوم تھی
غیروں کے آستاں پہ نظر آ رہی ہیں خم

مُنہ پر خدائے پاک کی پھٹکار پڑ گئی
دولت پہ ڈگمگائے ہیں غدّار کے قدم

یُوں بیچتے ہیں دینِ محمّد کی آبرو
جیسے کہ بے ضمیر صحافی کا ہو قلم

امریکیوں کی چھاپ لگی ہے چٹان پر
کھلنے لگا ہے دیکھئے خر کار کا بھرم

پسپائیوں کی زد پہ ہے خمخانۂ حجاز
رسوائیوں کی زد پہ ہے افسانۂ حرم

دونوں جہاں کی عزّتیں اسلام پر نثار
یہ عہد کر چکے ہیں رسولِ خدا سے ہم

ظفر علی خان

# مسجد اقصیٰ کی شہادت پر اکابرین جمعیۃ علماء اسلام کی اپیل پر پورے

# مسلمانوں پر یہود کے خلاف جہاد فرض ہو چکا ہے

## جمعیۃ علماء اسلام کے سرکردہ رہنماؤں کا اعلان

## جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے مسجد اقصیٰ کی آزادی کیلئے ساٹھ ہزار رضاکاروں کی پیشکش

لاہور۔ جب پاکستان میں مسجد اقصیٰ کی شہادت کی روح فرسا خبر پہنچی تو پاکستان کے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام اور مولانا عبدالواحد صاحب ناظم مرکزی جمعیۃ علماء اسلام نے پورے ملک میں یوم احتجاج منانے کا اعلان کر دیا۔ اب تک دفتر ترجمان اسلام میں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ لائلپور، لاہور، سرگودھا، جہلم، راولپنڈی، پشاور، ساہی وال، ملتان، گوجرانوالہ، گجرات، مظفرگڑھ، بنوں، کوہاٹ، ڈیرہ اسماعیل خان، میانوالی، رحیم یار خان، خانپور، سکھر، نواب شاہ، حیدرآباد، کراچی، پوری ہمہ جہت مظاہرانہ تقریب پر یوم احتجاج منایا گیا اور اس میں عرب بھائیوں سے مکمل ہمدردی کے اظہار کے ساتھ ساتھ جانی، مالی ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا!

### لاہور

جمعہ کے دن جامع مسجد شیرانوالہ میں ایک عظیم احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں صوبائی جمعیۃ کے رہنماؤں مولانا عبیداللہ انور صاحب، مولانا محمد اجمل صاحب، مولانا محمد اکرم صاحب مولانا عبدالحکیم صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن اور مولانا علاؤالدین صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان نے تقریریں کیں

جمعیۃ علماء اسلام نے مسجد اقصیٰ کی شہادت کے مسئلے پر جہاد کا اعلان کر دیا ہے۔ جمعیۃ کے سرکردہ رہنماؤں نے ایک ہنگامی اجلاس میں اعلان کیا کہ یہود کے ہاتھوں قبلہ اول کو آگ لگائے جانے کے بعد پوری دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے۔ اس اجلاس میں جو مغربی پاکستان جمعیۃ کے صدر مولانا عبیداللہ انور کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ صوبے کے مختلف حصوں کے علماء اور بعض ممتاز شہری بھی شریک ہوئے۔ اجلاس میں منظور کردہ ایک قرارداد کے ذریعے حکومت پاکستان سے اپیل کی گئی کہ وہ اسلامی ممالک کی قیادت کا حق ادا کرتے ہوئے مسجد اقصیٰ کے مسئلے کو سلامتی کونسل میں پیش کرے اور اسلامیان پاکستان کو اپنے عرب بھائیوں کے دوش بدوش جہاد میں حصہ لینے کی سہولتیں فراہم کرے۔

### ضبطی اموال کا مطالبہ

قرارداد میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ دشمنان اسلام یہود اور امریکی سامراج کا مالی و تجارتی بائیکاٹ کیا جائے۔ پاکستان میں ان کی کل املاک اور تمام سرمایہ ضبط کر لیا جائے اور اسے جہاد میں حصہ لینے والوں کی مدد کے لئے وقف کر دیا جائے علاوہ ازیں پاکستان میں ہر ایسی تحریر و تقریر پر پابندی عائد کی جائے۔ جس سے پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک کے مابین برادرانہ تعلقات پر زد پڑتی ہو اور منافرت پیدا ہوتی ہو۔ نیز جس سے یہود اور عالم اسلام کے دوسرے دشمنوں کو فائدہ پہنچتا ہو۔

اجلاس میں اسلامیان پاکستان خصوصاً لاہور کے شہریوں کو جمعہ کے روز مسجد اقصیٰ کی شہادت اور عرب مسلمانوں پر یہود کی فائرنگ کے اجتماعات کے ذریعے صدائے احتجاج بلند کرنے اور ہفتے کے روز عرب بھائیوں کے ہمراہ احتجاجی ہڑتال کرنے پر خراج تحسین پیش کیا گیا عوام سے اپیل کی گئی کہ پاکستان میں یہود و امریکی سامراج کے مال کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

### رضاکاروں کی بھرتی

اجتماع میں علماء اور خطیب صاحبان سے بھی اپیل کی گئی کہ وہ قبلۂ اول کو یہود کے غاصبانہ قبضہ سے آزاد کرانے کے لئے اپنا فرض ادا کریں۔ مسلمانوں کو اپنے مواعظ اور خطبات کے ذریعے جہاد میں داخلے اور اس میں حصہ لینے کی ترغیب دیں۔ جمعیۃ کی تمام شاخوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ مجاہدین قدس کی بھرتی فوراً شروع کر دیں۔ اس سلسلے میں آج صوبائی جمعیۃ کے دفتر چوک رنگ محل میں پچاس سے زائد رضاکاروں کے پہلے دستے نے اپنے نام درج کرائے ان میں جمعیۃ کے بعض سرکردہ رہنما مولانا عبیداللہ انور، مولانا محمد اکرم۔ مولانا محمد اجمل خان۔ مولانا عبدالحکیم (راولپنڈی ڈویژن)، مولانا علاؤالدین (ڈیرہ اسماعیل خان ڈویژن) شامل ہیں۔

اس کے علاوہ ہر ہر ضلع میں "مجاہدین قدس" کے نام پر بھرتی شروع ہو گئی ہے۔ تازہ ترین اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ ہر ضلع خصوصاً لائلپور، سرگودھا، جہلم، سرائے عالمگیر وغیرہ میں پاکستان کے غیور نوجوان کشاں کشاں دفاتر ہائے جمعیۃ علماء اسلام میں تشریف لا کر مسجد اقصیٰ کی بازیابی اور عربوں کی مکمل آزادی کے لئے اپنا نام لکھوا رہے ہیں۔ اب تک ہزاروں کی تعداد میں نوجوان اپنے نام پیش کر چکے ہیں۔

### کلورکوٹ

مسلمانان کلورکوٹ ضلع میانوالی کا جمعہ کے موقع پر یہ مذہبی اجتماع عربوں پر اسرائیل کے جارحانہ کارروائی کی پرزور مذمت کرتا اور عالم اسلام کے لئے چیلنج تصور کرتا ہے۔

یہ اجتماع بارگاہ رب العزت میں عربوں کی فتح اور بیت المقدس کی بحالی کے لئے دعا کرتا اور عربوں کو اپنے تعاون کا پورا پورا یقین دلاتا ہے۔ نیز حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حسب روایات سابق عربوں کی پوری پوری امداد فرمائے۔

محرک:۔ حافظ سراج الدین ناظم اعلیٰ جمعیۃ ضلع میانوالی

موید:۔ محمد طیب۔

### بہاولپور

جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام ہوا۔ اجلاس میں مجاہدین قدس کی بھرتی کے لئے عبدالمجید صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور نے روشنی ڈالی اور حاضرین کو بتایا کہ مجاہدین قدس کی بھرتی کے لئے بھرپور جدوجہد کرنی چاہیے۔ تاکہ یہودی یا یہودی نواز ایجنٹوں کا محاسبہ کیا جائے۔ اور قبلہ اول کی آزادی کے لئے ایک بھاری جمعیۃ قائم کی جائے۔ حکومت سے رابطہ قائم کر کے مجاہدین قدس کا قافلہ بیت المقدس جائے گا۔ اس کے بعد حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب نے صدارتی خطبہ دیا۔ اشتہارات اور فارم چھپوانے کی اجازت ملی۔ آخر میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئی۔

یہ اجلاس ۱۹۵۶ء کے آئین کو غیر اسلامی سمجھتا ہے اور ایسے غلط لادینی قوانین کو پاکستان میں نافذ نہیں ہونے دیا جائے گا۔ ان نام نہاد مولویوں کی شدید مذمت کرتا ہے جو کہ ۱۹۵۶ء کے آئین کو اسلامی قرار دیتے ہیں۔

(عطاء اللہ ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور)

### سلانوالی

مولانا سید فضل الرحمٰن، حافظ محمد ادریس پانی پتی جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام اور قریشی وکیل احمد وغیرہ نے دن کے دس بجے جبکہ تمام شہر سلانوالی میں کاروبار شباب پر تھا اور دکانوں میں خریداروں کی بھرمار تھی تمام دکانداروں سے ہڑتال کی اپیل کی۔ اس وقت شہر میں ہڑتال کی خبر سنتے ہی تمام بازار آن کی آن میں بند ہو گئے۔ کوئی دکاندار بازار میں نظر نہیں آتا تھا۔ پھر بعد نماز ظہر مدنی جامع مسجد میں ایک احتجاجی جلسہ ہوا۔ جس میں حضرت مولانا حکیم شریف الدین صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی ضلع سرگودھا نے قبلہ اول بیت المقدس کی بے حرمتی پر احتجاجی تقریر فرمائی۔ آخر میں ایک قرارداد پاس کی گئی۔

سلانوالی کا یہ اجتماع اسرائیل و یہودیوں کے حالیہ حملہ اور ناپاک سازش کے خلاف شدید غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ تمام اسلامی ممالک مل کر مسلمان فوراً قبلہ اول واپس لینے کی کوشش کریں

(ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی)

### کوہاٹ

مورخہ ۲۲/۸/۶۹ کو جب اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا کہ یہودیوں نے قبلہ اول بیت المقدس کو آگ لگا دی ہے تو کوہاٹ بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو سخت ٹھیس پہنچی۔ خطباء حضرات نے اپنی مسجدوں میں قراردادیں پاس کیں کہ یہودیوں کو پاکستان سے نکال کر ان کی املاک ضبط کر لی جائیں۔ انہوں نے اپنی تقاریر میں یہودیوں کے خلاف جہاد فرض قرار دیا۔ اور عربوں کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

مولانا محمد نعیم ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عزت بحال کر دیں۔ بیت المقدس کے ناموس پر مر مٹنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

مولانا محمد نعیم نے کہا کہ مسلمانان پاکستان کو چاہیئے کہ وہ عرب کے مسلمانوں کے ساتھ شانہ بشانہ لڑنے کے لئے رضاکاروں کی بھرتی شروع کریں۔ اور حکومت پر زور ڈالیں کہ سرکاری طور پر عرب عوام کی امداد کریں اور اقوام متحدہ میں ان کے خلاف احتجاج کیا جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام نے صدر پاکستان کے نام تار کے ذریعہ مندرجہ ذیل قرارداد ارسال کی ہے۔

ہم مسلمانان کوہاٹ صدر پاکستان جنرل آغا محمد یحییٰ خان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ یہودیوں کو پاکستان سے فوراً نکال کر ان کی املاک ضبط کر کے مسلمانان عرب کی امداد کی جائے۔ اور اقوام متحدہ میں سرکاری طور پر احتجاج کیا جائے۔

(شبیر حسین رکن جمعیۃ علماء اسلام کوہاٹ)

ضروری وضاحت۔ بعض اخبارات میں [illegible] (ادارہ)

# شہادت پر اکابرین جمعیۃ علماء اسلام کی اپیل پر پورے ملک میں یوم احتجاج

کے ذریعے جہاد میں دامے درمے اور سخنے حصہ لینے کی ترغیب دیں۔ جمعیۃ کی تمام شاخوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ مجاہدین قدس کی بھرتی فوراً شروع کر دیں۔ اس سلسلے میں آج صوبائی جمعیۃ کے دفتر چوک رنگ محل میں پچاس سے زائد رضاکاروں کے پہلے دستے نے اپنے نام درج کرائے ان میں جمعیۃ کے بعض سرکردہ رہنما مولانا عبید اللہ انور، مولانا محمد اکرم۔ مولانا محمد اجمل خاں۔ مولانا عبد الحکیم۔ (راولپنڈی ڈویژن)، مولانا علاؤ الدین (ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن) شامل ہیں۔

اس کے علاوہ ہر ضلع میں مجاہدین قدس کے نام پر بھرتی شروع ہو گئی ہے۔ تازہ ترین اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ ہر ضلع خصوصاً لائلپور، سرگودھا، جہلم، سرائے عالمگیر وغیرہ میں پاکستان کے غیور نوجوان کشاں کشاں دفاتر ہائے جمعیۃ علماء اسلام میں تشریف لا کر مسجد اقصیٰ کی بازیابی اور عربوں کی مکمل آزادی کے لئے اپنا نام لکھوا رہے ہیں۔ اب تک ہزاروں کی تعداد میں نوجوان اپنے نام پیش کر چکے ہیں۔

## کلور کوٹ

مسلمانان کلور کوٹ ضلع میانوالی کا جمعہ کے موقع پر یہ مذہبی اجتماع عربوں پر اسرائیل کے جارحانہ کاروائی کی پرزور مذمت کرتا اور عالم اسلام کے لئے چیلنج تصور کرتا ہے۔

یہ اجتماع بارگاہ رب العزت میں عربوں کی فتح اور بیت المقدس کی بحالی کے لئے دعا کرتا اور عربوں کو اپنے تعاون کا پورا پورا یقین دلاتا ہے۔ نیز حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حسب روایات سابق عربوں کی پوری پوری امداد فرمائے۔

محرک:۔ حافظ سراج الدین ناظم اعلیٰ جمعیۃ ضلع میانوالی
موید:۔ محمد طیب۔

## بہاول پور

جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام ہوا۔ اجلاس میں مجاہدین قدس کی بھرتی کے لئے عبد المجید صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور نے روشنی ڈالی اور حاضرین کو بتایا کہ مجاہدین قدس کی بھرتی کے لئے بھرپور جدوجہد کرنی چاہیئے۔ تاکہ یہودی یا یہودی نواز ایجنٹوں کا محاسبہ کیا جائے۔ اور قبلہ اول کی آزادی کے لئے ایک بھاری جمعیۃ قائم کی جائے۔ حکومت سے رابطہ قائم کر کے مجاہدین قدس کا قافلہ بیت المقدس جائے گا۔ اس کے بعد حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب نے صدارتی خطبہ دیا۔ اشتہارات اور فارم چھپوانے کی

## مسلمانوں پر یہود کے خلاف جہاد فرض ہو چکا ہے

### جمعیۃ علماء اسلام کے سرکردہ رہنماؤں کا اعلان

### جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے مسجد اقصیٰ کی آزادی کیلئے ساٹھ ہزار رضاکاروں کی پیشکش

لاہور۔ جب پاکستان میں مسجد اقصیٰ کی شہادت کی روح فرسا خبر پہنچی تو پاکستان کے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام اور مولانا عبید اللہ انور صاحب ناظم مرکزی جمعیۃ علماء اسلام نے پورے ملک میں یوم احتجاج منانے کا اعلان کر دیا۔

اب تک دفتر ترجمان اسلام میں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ لائلپور، لاہور، سرگودھا، جہلم، راولپنڈی، پشاور، ساہیوال، ملتان، گوجرانوالہ، گجرات، مظفر گڑھ، بنوں، کوہاٹ، ڈیرہ اسماعیل خاں، میانوالی، رحیم یار خاں، خانپور، سکھر، نواب شاہ، حیدرآباد، کراچی پورے ملک میں پرجوش طریقہ پر نعرہ یوم احتجاج منایا گیا اور اس میں عرب بھائیوں سے مکمل ہمدردی کے اظہار کے ساتھ ساتھ جانی، مالی ہر طرح کے تعاون کا یقین...!

اجازت دی۔ آخر میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئی۔

یہ اجلاس ۱۹۵۶ء کے آئین کو غیر اسلامی سمجھتا ہے اور ایسے غلط لادینی قوانین کو پاکستان میں نافذ نہیں ہونے دیا جائے گا۔ ان نام نہاد مولویوں کی شدید مذمت کرتا ہے جو کہ ۱۹۵۶ء کے آئین کو اسلامی قرار دیتے ہیں۔

(عطاء اللہ ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام بہاول پور)

## سلانوالی

مولانا سید فضل الرحمٰن، حافظ محمد ادریس پانی پتی جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام، اور قریشی وکیل احمد وغیرہ نے درس کے درس دئیے جبکہ تمام شہر سلانوالی میں کاروبار شباب پر تھا اور دکانوں کے اندر گاہکوں کی بھرمار تھی تمام دکانداروں سے ہڑتال کی اپیل کی۔ اس وقت شہر میں ہڑتال کی خبر پہنچتے ہی تمام بازار آن کی آن میں بند ہو گئے۔ کوئی دکاندار بازار میں نظر نہیں آتا تھا۔ پھر بعد نماز ظہر بڑی جامع مسجد میں ایک احتجاجی جلسہ ہوا جس میں حضرت مولانا حکیم شریف الدین صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی ضلع سرگودھا نے قبلہ اول بیت المقدس کی بے حرمتی پر احتجاجی تقریر فرمائی۔ آخر میں ایک قرارداد پاس کی گئی۔

سلانوالی کا یہ اجتماع اسرائیل و یہودیوں کے حالیہ حملہ اور ناپاک سازش کے خلاف شدید غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ تمام اسلامی ممالک مل کر مسلمانوں کا قبلہ اول واپس لینے کی کوشش کریں۔

ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی)

ضروری وضاحت

## کوہاٹ

مورخہ ۲۲ کو جب اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا کہ یہودیوں نے قبلہ اول بیت المقدس کو آگ لگا دی ہے تو کوہاٹ بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو سخت ٹھیس پہنچی۔ خطباء حضرات نے اپنی مسجدوں میں قراردادیں پاس کیں کہ یہودیوں کو پاکستان سے نکال کر ان کی املاک ضبط کر لی جائیں۔ انہوں نے اپنی تقاریر میں یہودیوں کے خلاف جہاد فرض قرار دیا۔ اور عربوں کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

مولانا محمد نعیم ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عزت بحال کر دیں۔ بیت المقدس کے ناموس پر مر مٹنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

مولانا محمد نعیم نے کہا کہ مسلمانان پاکستان کو چاہیئے کہ وہ عرب کے مسلمانوں کے ساتھ شانہ بشانہ لڑنے کے لئے رضاکاروں کی بھرتی شروع کریں۔ اور حکومت پر زور ڈالیں کہ سرکاری طور پر عرب عوام کی امداد کریں اور اقوام متحدہ میں ان کے خلاف احتجاج کیا جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام نے صدر پاکستان کے نام تار کے ذریعہ مندرجہ ذیل قرارداد ارسال کی ہے۔

ہم مسلمانان کوہاٹ صدر پاکستان جنرل آغا محمد یحییٰ خاں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ یہودیوں کو پاکستان سے فوراً نکال کر ان کی املاک ضبط کر کے مسلمانان عرب کی امداد کی جائے۔ اور اقوام متحدہ میں سرکاری طور پر احتجاج کیا جائے۔

(بشیر حسین مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کوہاٹ)

## قرارداد مذمت جامع مسجد نئی انارکلی لاہور

جامع مسجد نئی انارکلی لاہور کا یہ عظیم الشان اجتماع یہودیوں کی تمام کارروائیوں کو عموماً اور مسجد اقصیٰ کی موجودہ کارروائی کو خصوصاً انتہائی نفرت سے دیکھتا ہے۔ اور اپنی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ عربوں کی بھرپور امداد کر کے قبلہ اول کو آزاد کرائے۔

نیز جامع مسجد انارکلی کا یہ اجتماع اہل پاکستان سے عرب بھائیوں کی امداد کی اپیل کرتا ہے اور جمعیۃ علماء اسلام کی بارہ ہزار رضاکار بھیجنے کی کارروائی کو سراہتا ہے اور جمعیۃ علماء اسلام کو ہر ممکن تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

یہ اجتماع بارگاہ الٰہی میں مسلمانان عالم کی فتح و نصرت کی دعا کرتا ہے۔ قرار مولانا حافظ میاں عبد الرحمٰن نے پیش کی۔

## کوٹ ادو

جمعیۃ علماء اسلام کوٹ ادو کا ہنگامی اجلاس یہودیوں کے اس فعل کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کہ عالم اسلام کے قبلۂ اول یعنی مسجد اقصیٰ کو مسمار کرنے اور آگ لگانے کی ناپاک اور مذموم حرکت کی ہے۔ یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس بارے میں عالمی سطح پر کوشش کرے تاکہ اسرائیلی حکومت آئندہ اس قسم کی حرکت سے مجتنب رہے، نیز جملہ مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ یہودیوں کی تیار کردہ مصنوعات و اشیاء کا استعمال قطعی طور پر بند کر کے اپنی غیرت ایمانی کا ثبوت دیں۔ نیز حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اس وقت جبکہ عالم اسلام بالخصوص عرب ممالک اسرائیل کے خلاف متحدہ محاذ بنائے ہوئے ہیں۔ ایسے افراد کو فوراً بند کیا جائے۔ جو عرب ممالک کے خلاف تحریراً و تقریراً پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

یہ اجلاس فلسطین کے مجاہدین آزادی کی کامیابی کیلئے دعا کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ پاکستانی رضاکاروں کو اجازت دی جائے تاکہ وہ فلسطینی بھائیوں کے شانہ بشانہ جہاد آزادی میں حصہ لے سکیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس اکابرین جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب پر مکمل اعتماد کرتا ہے اور سامراجی ایجنٹوں کے پروپیگنڈہ کی مذمت کرتا ہے۔

شہر کی تمام مساجد میں جمعیۃ کی اپیل پر یوم احتجاج منایا گیا اور عربوں کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

(محمد اقبال ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام کوٹ ادو)

## نوشہرہ

جمعیۃ علماء اسلام نوشہرہ کے زیر اہتمام تمام مساجد میں مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کے اس عظیم سانحہ کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا۔ جامع مسجد میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قاضی عبد السلام صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام نوشہرہ نے کہا کہ یہ واقعہ ایک عظیم سانحہ ہے۔ یہ وہ مسجد ہے۔ جو داؤد، سلیمان علیہ السلام نے بنائی یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کی امامت فرمائی۔ آج ہماری بدقسمتی سے یہ قبلۂ اول یہود کے قبضہ میں ہے۔ یہ ہماری غیرت کو چیلنج ہے اور ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔ انشاء اللہ قبلہ اول کی بازیابی اور حفاظت کے لئے ہم ہر قسم کی قربانی دیں گے۔ اس ملعون قوم کو مٹانے کا واحد طریقہ ہے کہ تمام مسلمان مشترکہ طور پر حتی المقدور جہاد میں حصہ لیں۔

قاضی صاحب نے کہا کہ اس وقت بعض لوگ عرب بھائیوں کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ ان ہی سامراجی گماشتوں کی بدولت اسرائیل کو آج یہ جرأت ہوئی ہے۔ یہ لوگ اپنے گریبانوں میں منہ ڈالیں کہ وہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں یا سامراج کی۔

آخر میں قاضی صاحب نے ایک قرارداد کے ذریعے اس واقعہ کو المناک واقعہ قرار دیا۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا۔ کہ اینگلو امریکی سامراج سے تعلقات توڑ کر یہود کی تمام املاک ضبط کر لی جائیں۔

مسجد تقویٰ میں قاری عبد اللہ نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا۔

تنظیم انصار الاسلام نوشہرہ کا اجتماع ۲۲ اگست بعد از نماز جمعہ زیر صدارت دلاور خاں صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد قاضی خلیل الرحمٰن صاحب نے دو قراردادیں منظور کرائیں۔

(۱) تنظیم انصار الاسلام نوشہرہ کا یہ اجتماع بیت اللہ کے اس عظیم سانحہ کو پوری ملت کے لئے ایک چیلنج قرار دیتا ہے اور مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ اس ملعون یہود قوم کے خلاف ہر ممکن طریقہ سے صف آرا ہوں اور اندرونی و بیرونی ملک یہود اور اس کے ایجنٹوں کے خلاف میدان میں نکلیں۔ اس کے ساتھ ہی صدر پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ عربوں اور پاکستان کے تعلقات خراب کرانے اور یہودی مفادات کو تقویت پہنچانے والے سامراجی ایجنٹوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

(۲) تنظیم انصار الاسلام کا یہ اجتماع صدر پاکستان سے یہ مطالبہ دہرانا ضروری سمجھتا ہے کہ اس المناک سانحہ کا ردعمل کے طور پر اینگلو امریکن بلاک سے تمام سفارتی تعلقات منقطع کر دئیے جائیں اور یہود کی تمام املاک ضبط کر لی جائیں۔

(عبد الشکور ناظم نشر و اشاعت)

## ملتان کے شب و روز

رپورٹ
محمد یعقوب شیخ ملتان

# اریٹیریا کے مجاہد اعظم کی ملتان میں آمد

## حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے سپاسنامہ پیش کیا

## جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے اریٹیریا کے مجاہدین کیلئے جناب عثمان ادریس کی خدمت میں ایک ہزار روپیہ پیش کیا گیا

---

۱۰ اگست کو اطلاع ملی کہ محاذ آزادی اریٹیریا کے سربراہ جناب عثمان ادریس صاحب ۱۱ اگست کو شاہین ایکسپریس سے ملتان تشریف لا رہے ہیں۔ شہریوں کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں انجمن پاک۔ اری ٹیریہ دوستی قائم کی گئی، اور فیصلہ ہوا کہ کمیٹی ہی مجاہد اعظم کا استقبال و اہتمام کرے گی۔ مندرجہ ذیل انتخاب ہوا:۔

صدر۔ جناب عبدالرحمٰن پاسلوی۔

سیکرٹری۔ ڈاکٹر احمد حسین کمال

ارکان:۔ قسور گردیزی۔ قاری نور الحق قریشی صاحبزادہ فاروق علی۔ محمد اشرف خاں۔ پرویز آفتاب۔ نواب زادہ حمید اللہ خاں۔ محمد یعقوب شیخ۔ ظہیر خاں۔ ایوب علی زیدی۔

۱۱ اگست کو شاہین ایکسپریس سے مجاہد اعظم تشریف لائے۔ تو کمیٹی کے ارکان نے ان کو خوش آمدید کیا۔ اور شب روز ہوٹل میں قیام کرایا۔ صبح ۹½ بجے کمیٹی کے ارکان کی معیت میں مہمان محترم ایک قافلہ کے ساتھ کبیر والہ تشریف لے گئے۔ اور ٹاؤن ہال کبیر والہ میں کسان کمیٹی کے ارکان سے خطاب کیا۔ ترجمان کے فرائض مولانا عبدالقادر قاسمی نے ادا کئے۔ آخر میں قاسمی صاحب نے کہا کہ ایک ٹولہ عربوں کی مخالفت کر رہا ہے۔ اس کا حشر بھی وہی ہوگا۔ جو اریٹیریا میں عیسائیوں کا ہو رہا ہے۔ اور مجاہدین اسلام کامیاب و کامران ہوں گے۔

۴ بجے شام مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں علماء ملتان کا مختصر سا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام کے قائد حضرت مفتی محمود صاحب نے سپاسنامہ پڑھا۔ اصل سپاسنامہ عربی میں۔ ترجمہ پیش خدمت ہے۔

### خیر مقدم

جناب مجاہد عظیم شیخ محمد عثمان ادریس رہنمائے محاذ آزادی و لیڈر مجاہدین اریٹیریا۔

ہم اراکین و کارکنان جمعیۃ علماء اسلام و اساتذہ جامعہ عربیہ قاسم العلوم ملتان آپ کی خدمت عالیہ میں سلام مسنون کا یہ مبارک پیش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو زندہ و سلامت رکھے۔

خوش آمدید!۔ ہم قطعی طور پر محسوس کر رہے ہیں۔ کہ جناب کی ذات والا صفات میں اسلامی اخلاق و محبت اور جذبات جہاد کے بے پناہ آثار و نقوش موجود ہیں۔ ہدیہ تسلیم کے بعد۔ ہم آپ کی تشریف آوری پر دلی شکریہ ادا کرتے ہیں (خدا تعالیٰ آپ کی خوبی و نیکی کو زیادہ کرے آمین)

معزز مہمان! یقین جانئے کہ ہم جماعت علماء اور مسلمانان پاکستان عرب اقوام سے بہت زبردست دلی نسبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ ہمارے قلوب ان کی محبت اور دوستی پر شار ہیں۔ اور ان کی محبت و مودت ہمارے رگ و ریشہ میں خون کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے۔ پس کچھ نہ پوچھیئے۔ کہ ہمیں آپ کے ورود مسعود سے کس قدر مسرت و شادمانی حاصل ہوئی ہے۔ بلاشبہ آپ کے چہرہ کی روشنی سے ہمارا مدرسہ جامعہ شان و شوکت اور رونق و تازگی کے اعتبار سے چمک اٹھا۔ اور زینت و خوبصورتی سے معمور ہو گیا۔

پیشوائے جہاد آزادی! گو آپ کا ملک ہم سے کافی دور اور آپ کی سرزمین ہم سے بہت زیادہ فاصلہ پر ہے مگر ہمارے دل آپ حضرات کے انتہائی قریب اور نزدیک ہیں۔ جو آپ کے قدم بہ قدم چلتے ہیں۔ یقیناً اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور ہم اسی قومی جذبیت اور مضبوط کشش کی وجہ سے ہی آپ حضرات کے جہاد کی خبریں پڑھتے رہتے ہیں۔ اور جنگ آزادی وطن کے متعلق آپ حضرات کی سرتوڑ کوششوں کی اطلاعات کی دریافت و جستجو کرتے رہتے ہیں۔

عالی صفات مہمان عزیز! جہاد آزادی کے ارکان و ممبران آپ کے ملک میں "آزادی وطن" کی راہ میں جو عظیم الشان خدمات اور سخت مشکل امور و مشاغل سرانجام دے رہے ہیں۔ ہم سب اس میں آپ کے برابر کے ساتھی اور شریک ہیں۔ خداوند قدوس آپ حضرات کو اپنے اغراض و مقاصد، کامل آزادی اور خالص خود مختاری کے حصول میں پورا اترنے اور سرخرو ہونے کی توفیق بخشیں ارشاد باری ہے:۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین (اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھا دیں گے۔ اور بلاشبہ خدا تعالیٰ ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہے)

پس اے سرخیل مجاہدین! آپ کو مکمل نصرت خداوندی اور بہت جلد حاصل ہونے والی ظفر و فتحیابی سے فرحاں و شاداں ہو جایئے اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئیے پس اب منزل مقصود انتہائی قریب ہے اور غلامی کے ایام بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔ عنقریب آزادی وطن آپ کے قدم چومے گی۔ کیونکہ عطایئں اور بخششیں مشقتوں اور تکلیفوں کی پیٹھ پر ہوتی ہیں۔ اور جس نے حصول مقصد کی کوشش کی۔ اس نے مقاصد کو پا لیا۔

بلند مرتبہ مجاہد عظیم!

آپ لوگوں نے آزادی اور وطنی خود داری کے سرنامہ کو اپنے خونوں سے لکھا ہے۔ پس ہم بھی مغربی استعمار و اقتدار کے مظالم کے مٹانے اور جبر و استبداد کے اضطرابات کے دور کرنے میں آپ حضرات کے ساتھ ہیں۔ فرمان نبوی ہے کہ اہل ایمان کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ اگر اس کا ایک جوڑ درد مند اور شکایت بیماری والا ہو جائے تو اس کی وجہ سے سارے کا سارا جسم بے آرام و پریشان ہو جاتا ہے۔

جناب والا!

ہمیں اجازت و مہلت دیجئے کہ آپ کی خدمت میں جمعیۃ علماء اسلام کے کسی قدر احوال و کوائف پیش کریں اور یہ ایسی گنجائش ہے۔ جو مختلف پہلوؤں والی ہے۔ پس جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بھر میں اور اہل اسلام کی ایک بہت بڑی اور مرکزی جماعت ہے۔ جو اس مملکت میں اسلامی روایات و اقدار کی حفاظت و صیانت اور کفر و الحاد اور باطل مذاہب و فرق کے قلع و قمع ذیست و نابود کرنے کے لئے ایک مضبوط قلعہ کا درجہ رکھتی ہے۔ برطانوی انگریز نے ہمیں ایک عرصہ دراز تک اپنا غلام و ماتحت بنائے رکھا۔ اور وہ اپنی طاقت و قوت کے بل بوتے پر ایک لمبی مدت تک ہم پر زبردستی مسلط رہا۔ پس علماء دین نے وطن عزیز کے نجات دلانے اور آزاد کرانے میں اپنی تمام تر مساعی صرف کر ڈالیں۔ اور اس ظالم و جابر دشمن نے ان علماء پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے۔ جو کلیجوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والے اور ہڈیوں کو پگھلا دینے والے تھے۔ انگریز نے علماء کو اپنے جیل خانوں میں قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کیا۔ ان کا سفاکانہ قتل کیا۔ سولی پر چڑھایا اور شہر بدر کیا۔ اس کا یہ ظلم ہمیشہ ہم پر چھایا رہا۔ حتیٰ کہ ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی مدد آ پہنچی اور حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ اور نقشہ دنیا پر ہماری محبوب و عزیز مملکت پاکستان ظہور پذیر ہوئی۔

جمعیۃ علماء اسلام اس کے بعد اب تک ہمیشہ ان اغراض و مقاصد کے لئے مسلسل جد و جہد اور پیہم محنت و کوشش کرتی رہی۔

(۱) مملکت پاکستان میں اسلامی احکام کا نفاذ اور حکومت الٰہیہ کا قیام۔

(۲) مغربی، برطانوی و امریکی۔ استعمار و اقتدار جو فتنہ کور اور سخت آفت کے مانند ہے۔ اس کو تہس نہس کرنا۔
(۳) جنگ صیہونیہ (عرب و اسرائیل جنگ) کے متعلق عرب کی سپورٹ کرنا

(۴) اور۔ اس امریکی و یہودی عام پروپیگنڈا کا دفاع جو امریکن اور اسرائیلی یہودیوں کی جانب سے ہمارے عرب بھائیوں کے لیڈروں اور رہنماؤں بالخصوص مجاہد ذیشان، لیڈر بلند رتبہ، سید، رئیس جمال عبدالناصر (خدا تعالیٰ ہمیشہ ان کا مددگار رہے) کے خلاف کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جمال عبدالناصر یہود کے مقابلہ میں مضبوط دیوار اور پہاڑ کی سی مثال رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان امریکیوں اور یہودیوں کو ذلیل و رسوا کرے۔

منیجر جمعیۃ علماء اسلام کا ایک ہفت روزہ رسالہ ترجمان اسلام بھی ہے۔ جس میں یہودی جنگ کے متعلق عرب اقوام کی شجاعت و بہادری اور ان کی سر توڑ کوششوں کو بھی خاص طور پر شائع کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ عرب بھائیوں کی تائید و نصرت فرمائے۔

اور یہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان اس جمعیۃ کا مرکز ہے اور آخر میں ہم آپ کو بھرپور اور پیہم، خوش آمدید کہتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہمارے ان الفاظ و کلمات کو اپنے ملک کے مسلمانوں تک بھی ضرور پہنچا دیںگے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ
اراکین و کارکنان جمعیۃ علماء اسلام و اساتذہ
جامعہ قاسم العلوم ملتان

اس جامع سپاسنامہ کے بعد مہمان خصوصی نے تقریر کی اور مولانا عبدالقادر قاسمی نے اس کا ترجمہ پیش کیا۔ مہمان محترم نے ہر جگہ اپنی تقریر بسم اللہ سے شروع کی۔ اور خطبہ مسنونہ پڑھا۔

## تقریر کا متن

اے علماء کرام اور طلباء کرام۔ میری طرف سے سلام قبول فرمائیں۔ اللہ کا حکم ہے کفار کے خلاف طاقت جمع کرو اس وقت تمام دنیائے عالم میں سامراج کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ برائی کو ختم کرو۔ استعمار اور سامراج کی طرف سے جس طرح مسلمانان عالم پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ اس کا تقاضا ہے کہ ہم سب مسلمان مل کر اس کا مقابلہ کریں۔

پاکستانی عوام نے بڑی قربانیوں سے برطانوی سامراج سے آزادی حاصل کی ہے۔ اریٹیریا کے مجاہدین بھی اسی طرح آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں جس طرح پاکستان کے عوام نے قائد اعظم کی زیر قیادت آزادی حاصل کی تھی۔

ہم پچاس طالب علم تھے جنہوں نے آزادی کے لئے کام شروع کیا تھا جس طرح آج پاکستان کے عوام یوم استقلال منا کر مجاہدین آزادی کے حضور ہدیۂ عقیدت پیش کر رہے ہیں ہماری خواہش بھی یہی ہے کہ ہم بھی اسی طرح یوم آزادی منائیں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ہم ہر طرح سے دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ آج ہماری جنگ آزادی بہت تیز ہو چکی ہے اس وقت دس ہزار مجاہدین جنگ آزادی میں شریک ہیں۔ ہم اپنے آپ کو عالم اسلام اور دنیا کی تمام آزادی پسند تحریکوں کا ایک جزو تصور کرتے ہیں۔ ہم سامراج کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ یہ جہاد اسلامی ہے۔ جس طرح اور آزادی کی تحریکیں کامیاب ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ ہماری تحریک بھی کامیاب ہوگی۔ اور ہم فتح و کامرانی حاصل کر کے اپنے آزاد مسلمان بھائیوں کی صف میں آ جائیں گے۔ ہمارے جہاد کا مقصد اپنے دین کی حفاظت اور اپنے ملک کی حفاظت ہے۔ ہماری دعا ہے کہ ہمیں بھی آزادی ملے اور ہم بھی یوم استقلال منائیں۔ ہمارا ملک بھی ہمارے پاس آئے کشمیر کے لوگوں کو بھی مل جائے اور بیت المقدس بھی آزاد ہو۔

آپ سوال کریں گے کہ اریٹیریا کی جنگ آزادی سے دوسرے ملک کیوں واقف نہیں۔ کیونکہ تمام خبر رساں ایجنسیاں یہودی اور عیسائیوں کے قبضہ میں ہیں۔ اس لئے انہوں نے ہماری جنگ آزادی کو عوام کے سامنے پیش نہیں کیا۔ ہماری آواز جب خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعہ اسلامی ملکوں تک پہنچ نہ پائی۔ تو ہم مجبور ہوئے کہ دوسرے ملکوں میں عملاً کارروائیاں شروع کریں۔ کراچی کا واقعہ بھی اسی کا ایک حصہ ہے۔

ہمارے اور آپ کے درمیان ایک بہت بڑی دیوار حائل تھی۔ حجاب گر چکی ہے۔ اب ہم انشاء اللہ قیامت تک جدا نہیں ہوں گے۔ ہم مل کر استعمار کا مقابلہ کریں گے جو ہمارے وطن کی آزادی ہوگی اور دین کی آزادی ہوگی نماز مغرب کے پیش نظر مہمان محترم نے تقریر ختم کر دی۔

حضرت مفتی صاحب نے دوبارہ مہمان محترم کا شکریہ ادا کیا اور جمعیۃ کی طرف سے ایک ہزار روپیہ مجاہدین اریٹیریا کی امداد کے لئے پیش کیا۔

مولانا منیف احمد مالک مکتبہ امدادیہ شیخ حاجی عبدالمجید صاحب کلاتھ مرچنٹ۔ حاجی ہدایت اللہ صاحب جنرل مرچنٹ ان صاحبان کی طرف سے ایک ایک سو روپیہ امداد کا اعلان ہوا۔

سوالات کا وقفہ دیا گیا تو مدرسہ قاسم العلوم کے ذہین طالب علم معین الدین بنگالی نے عربی میں پانچ سوالات کئے جس کا جواب مہمان محترم نے بڑا مختصر و جامع ارشاد فرمایا۔

## سوالات اور جواب

سوال نمبر ۱۔ اریٹیریا کے مجاہد حریت کی جنگ کس بنیاد پر لڑ رہے ہیں؟ کیا وہ اسلام کے لئے جنگ لڑ رہے ہیں؟ یا کسی اور مقصد کے لئے؟ آپ کامیابی کے بعد کیا نظام اختیار کریں گے۔ کیا آپ شرعی قوانین نافذ کریں گے یا اور کوئی قانون؟

جواب۔ اریٹیریا میں جنگ آزادی غلبہ اسلام کے لئے لڑی جا رہی ہے۔ اریٹیریا میں اسی فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے۔

چونکہ جنگ آزادی میں عیسائی آبادی بھی ہمارے دوش بدوش جنگ میں شریک ہے۔ اس لئے فی الحال ہم کسی نظام کے متعلق رائے نہیں دے سکتے۔ جنگ آزادی کی جیت لینے کے بعد ہی ہم اس لائق ہوں گے کہ دستوری معاملات پر غور کریں۔

سوال نمبر ۲۔ آپ نے پاکستان کے سفر سے متعلق کیا تاثر لیا ہے؟ اور اہل پاکستان کو کیسے پایا؟

جواب۔ اہل پاکستان نے بڑے جوش و خروش سے ہمارا خیر مقدم کیا ہے اور ہر طرح سے امداد کا یقین دلایا ہے۔ بے شمار نوجوان میرے پاس آئے۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ہم اریٹیریا کے جہاد میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔

سوال نمبر ۳۔ پاکستان کے کسی اخبار میں یہ دیکھا گیا ہے کہ اس نے لکھا کہ جمال عبدالناصر نے اریٹیریا کے مجاہدین کی کوئی امداد نہیں کی اور تائید بھی نہیں کی۔ بلکہ صدر ہیل سلاسی کے ساتھ دوستی کو قائم رکھا ہے۔

جواب۔ صدر ناصر پر یہ الزام ہے کہ وہ ایتھوپیا کی حکومت کے حامی ہیں ایسا نہیں بلکہ متحدہ عرب جمہوریہ مجاہدین کی ہر طرح سے مدد کرتا ہے۔ جامعہ ازہر میں ۶۰۰ طالب علم اریٹیریا کے ہیں۔ جن میں دو سو طالب علم علم دین حاصل کر رہے ہیں۔

سوال نمبر ۴۔ عرب ممالک اور عرب ممالک کے علاوہ کون کون سے ملک آپ کی مدد کر رہے ہیں۔

جواب۔ متحدہ عرب جمہوریہ، سوڈان، شام، عراق اردن، سعودی عرب۔ لیبیا۔ کویت غرضیکہ تمام عرب ممالک ہماری مدد کر رہے ہیں اور ہر طرح کی امداد ان ممالک سے مجاہدین جنگ آزادی کو حاصل ہے۔ جامعہ ازہر سے جو طالب علم فارغ ہو کر آتے ہیں۔ وہ مجاہدین کے دوش بدوش جہاد میں شریک ہیں۔

سوال نمبر ۵۔ اریٹیریا مجاہدین کی طرف سے کوئی اخبار شائع ہوتا ہے؟

جواب۔ ایک ہفت روزہ شائع ہوتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہوتا ہے اس میں جنگ آزادی کے متعلق خبریں شائع ہوتی ہیں۔ میں واپس جا کر ایک روزنامہ اخبار نکالنے کی کوشش کروں گا۔ اور اپنے رسائل و اخبارات کو پاکستان میں آپ دوستوں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

نماز مغرب کے لئے مجلس برخاست ہو گئی۔ مہمان محترم اور دوسرے شرکاء نے نماز پڑھی اور بعد نماز جمعیۃ علماء اسلام ملتان شہر کی طرف سے چائے سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ اس طرح یہ نورانی مجلس رات آٹھ بجے کے قریب ختم ہوئی۔

دوسرے دن مہمان محترم نے بار روم میں وکلاء سے خطاب کیا اور شام کو نیشنل عوامی پارٹی پاکستان کے نائب صدر جناب قسور گردیزی کے مکان پر دعوت عصرانہ میں شرکت فرمائی۔ نیشنل عوامی پارٹی کی طرف سے پانچ ہزار روپے چندہ جمع کر کے مجاہدین کو دینے کا اعلان کیا گیا۔

جمیعۃ علماء اسلام کی طرف سے جمع شدہ رقم مہمان محترم کو پیش کر دی گئی۔ انجمن پاک اریٹیریا دوستی کی طرف سے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

# جمیعۃ علماء اسلام ڈیرہ اسمٰعیلخاں

## ڈویژن کا اجلاس

۱۰ اگست ۱۹۶۹ء کو جمیعۃ علماء اسلام ڈیرہ اسمٰعیلخاں ڈویژن کی تیس رکنی کمیٹی برائے کانفرنس گذشتہ کی ایک میٹنگ مسجد مولانا صالح محمد صاحب مرحوم میں زیر صدارت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب ہوئی۔ قاری حضرت گل صاحب کی تلاوت کلام پاک کے بعد امیر محترم نے میٹنگ کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ بعدازاں ابو معاویہ خواجہ محمود زاہد نے آئین شریعت کانفرنس کے آمد و خرچ کا مکمل گوشوارہ پیش کیا جس کی تمام اراکین نے بالاتفاق توثیق کی اور متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ تمام آمد و خرچ کو پمفلٹ کی شکل میں شائع کر کے مجلس استقبالیہ کے ہر رکن تک پہنچایا جائے۔

### قراردادیں

(۱) یہ اجلاس گول میز کانفرنس میں قائد جمیعۃ حضرت مفتی محمود صاحب کا جرأت مندانہ طریقہ سے اسلامی مطالبات پیش کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ جبکہ دیگر شرکاء کانفرنس اور مدعیان اسلام نے پراسرار خاموشی اختیار کی۔ نیز یہ اجلاس صدر یحییٰ خاں سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک کے دستور میں علماء کرام کے حلقہ بائیس نکات کو مسلمان کی واضح تعریف کے ساتھ شامل کیا جائے۔

(۲) یہ اجلاس لیبر پارٹی کا جمیعۃ علماء اسلام سے اسلامی اصولوں پر معاہدہ کر کے ملک کے غریب عوام اور مزدوروں اور کسانوں کے لئے نیک فال سمجھتا ہے نیز جمیعۃ علماء اسلام ڈیرہ ڈویژن اپنے علاقہ کے غریب مزدوروں اور کسانوں کو اپنے مخلصانہ تعاون کا یقین دلاتی ہے۔

(۳) یہ اجلاس ان لوگوں کی شدید مذمت کرتا ہے کہ جو جمیعۃ علماء اسلام کی مزدوروں، کسانوں اور غریب عوام میں دینی اور اسلامی سرگرمیوں سے بوکھلا کر بے بنیاد الزامات پر اتر آئے ہیں۔ حالانکہ جمیعۃ علماء اسلام کا واضح نصب العین ملک میں خالص اسلامی نظام قائم کرنا ہے

(۴) یہ اجلاس ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی اسلام نامی کتاب کی ضبطی پر مارشل لاء گورنمنٹ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ نیز مطالبہ کرتا ہے کہ ہر ایسے دلآزار لٹریچر کو جس میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام کی تنقید و تنقیص کی گئی ہے فوراً ضبط کیا جائے۔

(۵) یہ اجلاس مارشل لاء گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ آنجہانی ایوبی حکومت کے خلاف اسلام و دیگر باقیات السیئات اور رسوائے زمانہ عائلی قوانین کو فی الفور ختم کیا جائے اور جیسے قبائلی علاقوں میں خاندانی منصوبہ بندی کو ختم کیا گیا ہے۔ اسی طرح پورے پاکستان میں اس لعنت کو ختم کر کے مسلمانان پاکستان کی دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل کی جائے۔ اور ملکی دولت کو ضائع ہونے سے بچایا جائے

(۶) یہ اجلاس صدر یحییٰ خاں کو ریاستوں کے ادغام پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ ہمارے قبائلی بھائیوں کو دوسرے عام پاکستانیوں کی طرح آئینی حقوق دے کر ان کو پسماندگی سے نجات دلائی جائے۔

(۷) یہ اجلاس حکومت کی نئی پالیسیوں میں انگریزی زبان کو تعلیم گاہوں اور دفتروں سے خارج کرنے اور غیر ملکی عیسائی مشنریوں کو قبضہ میں لینے کے فیصلہ کو بنظر استحسان دیکھتا ہے۔ اس اجلاس کی نظر میں ملکی عیسائی سکولوں میں مسلمان بچوں کے داخلہ پر پابندی نہایت ضروری ہے۔ اور ملک کی سلامتی کی خاطر سکولوں کی خلاف ملک و ملت ریشہ دوانیوں پر کڑی نگرانی رکھی جائے۔

(۸) یہ اجلاس دینی مدارس کے سلسلہ میں حکومت کی مجوزہ پالیسی پر وفاق المدارس کی تجاویز کی حمایت کرتا ہوا حکومت کو متوجہ کرتا ہے کہ عربی مدارس کی آزادی برقرار رکھنے کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے۔ تاکہ ان کی روایتی حق گوئی اور دینی اقدار کی حفاظت کا جذبہ مضمحل نہ ہونے پائے۔

(۹) یہ اجلاس حکومت کو متوجہ کرتا ہے کہ ڈیرہ ڈویژن میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں آبنوشی کے لئے جو سکیمیں جو سکیمیں منظور شدہ ہیں وہ فی الفور مکمل کی جائیں اور بقایا سکیموں کی جلد منظوری دے کر عوام کو سخت پریشانی سے نجات دلائی جائے۔ نالہ انٹانک تا ڈیرہ جو انگریزی دور سے آبنوشی کے لئے جاری تھا، اسے باقاعدہ ہمیشہ کے لئے جاری رکھا جائے۔

(۱۰) یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ بنوں کے شہر کی فصیل کو بحال رکھا جائے تاکہ گھروں کی بے پردگی اور چوری کا خطرہ اور بچوں کے حادثات نہ پیدا ہوں۔ نیز مطالبہ کرتا ہے کہ بنوں میں واٹر ٹیکس کو نہ بڑھایا جائے۔

(۱۱) ڈیرہ ڈویژن کا یہ اجتماع ملک کے لئے مغربی جمہوریت اور سوشلزم ہر دو کو خطرناک تصور کرتا ہے۔ مملکت پاکستان کی بقاء اور استحکام کے لئے صرف اسلامی نظام حیات ہی کو ضروری سمجھتا ہے۔

(۱۲) یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ رائٹ بنک کنال سکیم کو فوری طور پر عملی جامہ پہنایا جائے تاکہ وسیع زرخیز دامانی علاقہ سیراب ہو جائے اور ضلع ڈیرہ کی پسماندگی دور ہو سکے۔

(۱۳) ڈیرہ اسمٰعیلخاں جو پاکستان بھر سے پسماندہ اور غریب ضلع ہے کی ترقی اور آبپاشی کا واحد منصوبہ گل کچھ سکیم ہے۔ جو ایوبی حکومت کی غفلت کی نذر ہو کر ملتوی کرا دیا گیا۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس غریب ضلع کی اقتصادی بدحالی کو ختم کرنے کے لئے اس منصوبہ پر بلاتاخیر عملدرآمد شروع کیا جائے۔

(۱۴) اس اجلاس کی نگاہ میں مارشل لاء حکومت کا ملک میں امن و امان بحال کرنے کے بعد پہلا اور مقدم کام اقتدار عوامی نمائندوں کو منتقل کرنا ہے۔ اس لئے جلد از جلد انتخابات کرا کر اولین فرصت میں اس فریضہ کو انجام دیا جائے

(۱۵) یہ اجلاس مولانا سراج الدین صاحب رکنہ ممہ خیل سرائے نورنگ، محترم عبدالعزیز کے والد استاد احمد گل صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور حضرت مولانا غلام قادر صاحب سکنہ مرز[illegible] تحصیل ٹانک کی وفات حسرت آیات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان کے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

(محمود زاہد ناظم دفتر جمیعۃ علماء اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خاں)

## بقیہ:۔ ملتان کے شب و روز

اعلان کیا گیا۔ کہ دفتر جمیعۃ علماء اسلام لوہاری گیٹ میں انجمن کا دفتر قائم کر دیا گیا ہے۔ جو لوگ مجاہدین کی امداد کرنا چاہیں دفتر میں عطیات جمع کرائیں۔

بعد نماز عشاء دستار ٹیکسٹائل ملز خونی برج میں مولود ملز کی طرف سے دعوت عشائیہ کا انتظام تھا۔

مہمان محترم ہوائی جہاز سے اسلام آباد تشریف لے گئے۔ جہاں حکومت پاکستان کے اعلیٰ احکام سے ملاقات کریں گے۔ اور مجاہدین آزادی کے لئے ہر طرح کی امداد کرنے کی دعوت دیں گے۔ اور پاکستان میں ایک دفتر قائم کرنے کی اجازت طلب کریں گے۔ تاکہ مجاہدین اریٹیریا کا مستقل تعلق پاکستان سے جڑ جائے۔ دعا ہے اللہ کریم مجاہدین کو کامیاب و کامران فرمائے اور اسلامیان زیادہ سے زیادہ امداد کر کے اپنے جذبہ ایمان اور اخوت اسلامی کا ثبوت دیں۔

## جمیعۃ علماء اسلام کراچی

کراچی ۲۹ اگست۔ آج کراچی کی ۳۰۰ سے زائد جامع مساجد میں مفتی محمود کی اپیل پر جمیعۃ علماء اسلام کے خطیبوں نے مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی پر یہودیوں کی مذمت کی اور قراردادیں پیش کیں۔ جامع مسجد اسلام آباد، کھڈا اور جامع مسجد نیو ٹاؤن مولانا محمد اسمٰعیل اور خطیب جامع مسجد نیو ٹاؤن نے خطاب کیا انہوں نے یہودیوں کی ناپاک جسارت کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا کہ قرآن حکیم میں اللہ نے یہودیوں سے دو وعدے کئے تھے۔ ایک وعدہ پورا ہو چکا اور دوسرے وعدے کے پورا ہونے کا وقت قریب آگیا ہے جبکہ تمام یہودیوں کو سمیٹ کر ایک مرکز پر جمع کیا گیا ہے۔ اور پھر ان پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مسلط کر کے ان کو عبرتناک شکست فاش دے گا۔ اس وقت اسرائیل نے مسجد اقصیٰ کی جو بے حرمتی کی ہے وہ عالم اسلام کے لئے ایک چیلنج ہے۔ اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے جمیعۃ علماء اسلام نے عملی اقدام عملاً شروع کر کے مجاہدین کی بھرتی کے لئے مجاہدین قدس کے نام سے بھرتی کا دفتر کھولا ہے۔ جہاں سینکڑوں نوجوانوں نے جہاد کے لئے نام درج کرائے ہیں۔ جامع مسجد نیو ٹاؤن کے اجتماع سے حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب ناظم اعلیٰ جمیعۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن نے خطاب کرتے ہوئے مجاہدین قدس میں بھرتی ہونے کی اپیل کی۔ ایک قرارداد مسلمانوں کے قبلہ اول کو شہید کرنے پر یہود اور اس کے سرپرست امریکہ کے خلاف سخت غم و غصہ کا اظہار کیا اور مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ مجاہدین قدس میں بھرتی ہونے کے لئے جمیعۃ کے دفاتر میں نام درج کرائیں امریکہ سے سفارتی تعلقات منقطع کئے جائیں اور عربوں کی امداد کی جائے

## حق و باطل کے فیصلے کا وقت آگیا

### مودودی صاحب کو چیلنج

جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے بار بار تردید کے باوجود مودودی صاحب اور اس کے چیلے اور سارا موشے دایان گروپ یہ پروپیگنڈا کر کے کہ جمعیۃ علماء اسلام سوشلزم کی حمایت کرتی ہے، اپنے کذب مرکب سے شیطان کو خوش کر رہا ہے۔ لیکن اب حق و باطل کے فیصلے کا وقت آگیا ہے۔ اس گروپ نے پہلے جب یہود نا مسعود عربوں پر حملہ کرنے والا تھا۔ صدر ناصر کے خلاف طوفانی اور ابلیسی پروپیگنڈا کیا اور اب جبکہ یہودی مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے والے تھے اور عرب یہود جنگ سر حد پر کھیل رہی تھی۔ جس کا خطرہ اب بہت بڑھ گیا۔ انہوں نے عراقی گورنمنٹ کو اپنے منحوس پروپیگنڈے کا نشانہ بنایا۔

اور اس مقصد کے لئے ساطع جمیلی امریکی جاسوس کو بھی خوب استعمال کیا۔ مگر ہر چیز کی انتہا ہوتی ہے۔ اب فیصلے کا وقت آگیا ہے۔ اب کسی مسلمان کے دل میں یہودی اور اس کے سرپرست امریکہ کے لئے رعایت کا کوئی درجہ نہ ہونا چاہیئے۔

اب سوشلزم کی حمایت اور سامراجی پٹھو ہونے کی صفائی کا وقت آگیا ہے۔ میں مودودی صاحب اور اس کے چمچوں اور تمام موشے دایان گروپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ تمہاری خرافات اور کافرانہ باتوں کے باوجود آؤ مل کر دونوں تحریکیں چلائیں۔ میں اور تم دونوں مل کر

(۱) سوشلزم کے خلاف زور سے آواز اٹھائیں۔

(۲) امریکہ سے سفارتی۔ تجارتی اور سیاسی تعلقات منقطع کرنے کا مطالبہ کریں۔

(۳) یہودی اموال و املاک ضبط کر کے ان سے عربوں کی امداد کی تحریک چلائیں۔

تمام مسلمان اور اہل عالم جانتے ہیں کہ یہودی صرف امریکی کھونٹے پر ناچتے ہیں۔

اگر مودودی کو واقعی عربوں کا، اسلامی ملکوں کا، مقدس مقامات کا اور خاص کر قبلۂ اول کے شہید ہونے کا درد ہے تو مندرجہ بالا ہر سہ مقاصد کے لئے مل کر کام کریں اگر تم ایسا نہ کروگے تو مسلم عوام میں تمہاری پوزیشن صاف ہو جائے گی۔ (غلام غوث ہزاروی)

## جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ کا اجلاس

مورخہ ۲۱ جمادی اول ۱۳۸۹ھ ۱۰ اگست ۱۹۶۹ء دس بجے صبح جامع مسجد پسرور زیر صدارت امیر ضلع حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد ضلع کے انتظام بہتر بنانے کے لئے کئی مسائل زیر غور رکھے آئندہ کے لئے کئی تجاویز پاس کی گئیں۔ آخر میں متفقہ قرارداد پاس ہوئی۔ مجلس شوریٰ کا یہ عظیم الشان اجلاس اکابرین

جمعیۃ خصوصاً حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی پر پورا پورا اعتماد کرتا ہے۔ ان کی ملکی، ملی خدمات کو بنظر استحسان دیکھتا ہے اور جمعیۃ کی پالیسی سے بالکل متفق و متحد ہے۔

(عبدالرحمٰن ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام سیالکوٹ)

## جمعیۃ طلباء اسلام راولپنڈی کا انتخاب

راولپنڈی یکم اگست۔ دفتر جمعیۃ طلباء اسلام کوہاٹی بازار راولپنڈی میں مختلف کالجوں، سکولوں اور دینی مدارس کے طلباء کا ایک اجتماع ہوا۔ جس میں جمعیۃ طلباء اسلام راولپنڈی کا باقاعدہ انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اجتماع میں جمہوریت کے ذریعہ مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب کئے گئے۔

| | |
|---|---|
| امیر | چوہدری نذیر احمد |
| نائب امیر | شیخ محمد افضل |
| ″ ″ | نذیر احمد |
| ناظم اعلیٰ | محمد اختر قریشی |
| ناظم | سید افضال احمد |
| ناظم نشر و اشاعت | عبدالحفیظ |
| خزانچی | محمود سلطان |

## پہاڑ خیل میں جمعیۃ علماء اسلام کا قیام

مولانا محمد نواز صاحب اور مولانا غلام اکبر صاحب کی کوشش سے گذشتہ روز پہاڑ خیل تحصیل لکی مروت ضلع بنوں میں جمعیۃ کا قیام عمل میں آیا۔ ایک عام اجلاس میں جمعیۃ کا انتخاب ہوا۔ اجلاس میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے خلاف مودودی جماعت کے پروپیگنڈہ کی شدید مذمت کی گئی۔ اور جمعیۃ کے تمام اکابرین کی دین و اسلام کے لئے کوششوں کو سراہا گیا اور اکابرین پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا سردار علی صاحب |
| ناظم عمومی | محمد نذر خاں صاحب |
| ناظم | غلام زکریا صاحب |
| خازن | عجب گل خاں صاحب |
| سالار | مولانا سرمد صاحب |

## دارالعلوم عربیہ نعمانیہ کا انتیسواں سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ رجب المرجب بمعز بدھ، جمعرات جمعہ دارالعلوم نعمانیہ جو کہ حضرت شیخ مدنی اور حضرت شیخ لاہوری کی یادگار درسگاہوں میں سے ہے اور ڈیرہ ڈوبیرن کی واحد دینی درسگاہ ہے حسب دستور سابقہ جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے جس میں ملک بھر کے مشاہیر علماء کرام اور مشائخ عظام تشریف لانے کا وعدہ فرما چکے ہیں۔ خصوصاً حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ سید نور الحسن شاہ بخاری۔ مولانا ضیاء القاسمی۔ مولانا محمد اجمل صاحب۔ مولانا عبدالحکیم صاحب۔

مسعود منورؔ

## ترکی بہ ترکی

### خوانِ اوّل

غرور و نخوتِ خر کار توڑ ڈالوں گا
سرِ خباثتِ بدکار پھوڑ ڈالوں گا
غلام غوث کی عظمت پہ جو بھی اٹھیگا
وہ دستِ نازہ جھٹک کر مروڑ ڈالوں گا
میں جانتا ہوں لفنگا بلیک میلر ہے
میں اُس لعین کا بھیجا نچوڑ ڈالوں گا
قلم کی ضرب سے دوں گا وہ زخمہائے عمیق
رُخِ سیاستِ اغیار موڑ ڈالوں گا
جو پاش پاش ہیں سینے وہ مندمل ہونگے
جو تار تار ہیں رشتے وہ جوڑ ڈالوں گا
میں بدکلام مداری کی موت ہوں مسعود
مرے جلو میں لپکتا ہے سایۂ محمود[1]

---

### خوانِ دوم

مرے بزرگ، مری قوم کی متاعِ جلیل
کہ جن کے دامنِ اقدس کی گرد کحلِ جمیل
وہ باوقار سے ماہجبیں عظیم نوکے کے
وہ غوث[1] و مفتی[2] و انور[3] دلاورانِ شکیل
انہی کی شوکتِ بے داغ پر جھپٹتا ہے
وہ بے ضمیر اُچکّا بغیر وزن و دلیل
وہ جانشینِ حرم دشمنانِ ہرزہ سرا
اسے پھر آج کھٹکتی ہے داستانِ خلیل
قلم فروش صحافی، غلام ڈالر کا
جسے نصیب نہیں شوق کی ضیائے قلیل
شغالِ بیشۂ ابلیس ہے وہ زادِ فرنگ
یہ لوحِ وقت پہ لکھتے ہیں نوریانِ عدیل

[1] مولانا غلام غوث صاحب [2] مفتی محمود صاحب [3] مولانا عبیداللہ انور

# جمعہ ۲۹ راگست کو جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے ہمہ گیر ہڑتال اور یوم احتجاج

لاہور ـــــ ۲۹ اگست

آج لاہور شہر میں مکمل ہڑتال رہی اور تمام تجارتی ادارے بند رہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے آج شہر کی اکثر مساجد خاص طور پر جامع مسجد مدنیہ کریم پارک۔ جامع مسجد پٹولیاں، جامع مسجد اونچی بھاٹی گیٹ۔ جامع ماڈل ٹاؤن، سنہری مسجد مسجد نبی انارکلی۔ جامع مسجد نبی آبادی شاہدرہ۔ جامع مسجد دھرمپورہ، جامع مسجد پتھرانوالی میں پرزور یوم احتجاج منایا گیا۔

شیرانوالہ جامع مسجد میں عظیم احتجاجی جلسہ ہوا جس میں امیر جمعیۃ علماء مغربی پاکستان مولانا عبید اللہ انور، مرزا غلام نبی جانباز، پاکستان لیبر پارٹی کے راہنما جناب طاؤس خاں نے شرکت کی۔

مولانا عبید اللہ انور صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اس سانحہ پر ساری دنیا کے مسلمان محزون ہیں اور قبلہ اول کی حرمت پر جان نچھاور کرنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمانوں پر جہاد کی تیاری فرض ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پاکستان میں گذشتہ حکومتوں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ موجودہ حالات میں اور کچھ نہیں تو کم از کم ابتدائی نوعیت کی فوجی تربیت دینا نہایت ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں بڑھتی ہوئی بے حیائی جنسی انارکی، اخلاق سوز فلموں اور فحش گیتوں سے اس قوم کو نجات دلانا ضروری ہے۔

مرزا غلام نبی جانباز، مدیر تبصرہ لاہور نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام بجا طور پر یہ مطالبہ کرتی ہے کہ پاکستان کو سامراجی دنیا کے لیڈر امریکہ کے ساتھ نہ صرف اقتصادی تجارتی طور پر بھی مقاطعہ کرنا چاہیے بلکہ سفارتی تعلقات بھی منقطع کر لینے چاہئیں۔

مزدور رہنما جناب طاؤس خاں نے کہا کہ مسلمانوں کی قوت کو منتشر کرنے کے لئے سامراجی قوتوں نے اندرونی سازش کا جال پھیلایا ہوا ہے۔ وہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ اسلامی عقائد تک مسخ کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے ہی مسلمان نما لوگوں کی تحریروں نے دشمنان اسلام کو اسلام کا تمسخر اڑانے کا سامان مہیا کیا ہے۔ جلسہ میں حاجی محمد امین صاحب کھوسو نے بھی شرکت کی۔

## سرگودھا۔۔

آج جمعیۃ علماء اسلام کی اپیل پر پورے شہر میں مکمل ہڑتال رہی۔ یہاں تک کہ سبزی فروشوں نے بھی ہڑتال کر کے عرب بھائیوں سے مکمل ہمدردی کا ثبوت دیا۔ جمعیۃ علماء اسلام کے رہنمائوں مولانا قاری عبد السمیع صاحب، مولانا اصلاح محمد صاحب، مولانا محمد صادق صاحب نے تمام سبزی فروشوں اور ہڑتال میں حصہ لینے والے تمام دکانداروں کا شکریہ ادا کیا۔ سرگودھا میں سب سے بڑا اجتماع جامع مسجد بلاک نمبر ۱ میں ہوا۔ جہاں حضرت مولانا مفتی محمد سعید صاحب مدظلہ، مولانا حافظ محمد صادق صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا نے خطاب کیا۔

## لائلپور ـــــ

آج لائلپور کی اکثر مساجد میں پرزور یوم احتجاج منایا گیا اور پورے شہر میں ہڑتال رہی۔ مولانا محمد اختر صاحب صدیقی نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کی اطلاع کے مطابق شہر لائلپور میں پانچصد سے زائد رضاکار اپنا نام لکھوا چکے ہیں۔ آج سارا دن نوجوانوں کا تانتا بندھا رہا۔ غلام محمد آباد کالونی میں بھی عظیم اجتماع ہوا۔ جہاں پاکستان کے نامور خطیب مولانا محمد ضیاء القاسمی نے خطاب فرمایا آپ نے زور دیا کہ مسجد اقصیٰ، فلسطین اور ہمارے تمام مسائل کا حل صرف جہاد ہی میں مضمر ہے۔ ہمیں اس سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔

## ملتان ـــ

آج پورے شہر میں ہڑتال رہی۔ اور شہر کی تمام جامع مسجدوں میں علماء وخطباء حضرات نے جہاد کی اہمیت پر تقریریں کیں۔ اور انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ پاکستان میں سامراج کے گماشتے عربوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں۔ ان پر پابندی عائد کی جائے۔ نیز جمعیۃ کے اجتماعات میں عربوں سے مکمل ہمدردی کا یقین دلایا گیا۔

## راولپنڈی ـــ

مدرسہ فرقانیہ مدنیہ کرتار پورہ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق راولپنڈی، مانسہرہ اور دیگر آس پاس کے علاقوں میں ہڑتال رہی۔ راولپنڈی میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام نے جامع مسجد بھوسہ منڈی میں خطاب کرتے ہوئے پرزور الفاظ میں کہا کہ اس وقت جو لوگ عربوں کے خلاف مکروہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ وہ مسجد اقصیٰ سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور وہ لوگ سامراج کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ آپ نے صدر ناصر کی وسعت قلبی کی بہت داد دی۔ جنہوں نے وقت کے تقاضے کے پیش نظر تمام عرب سربراہوں کو اتحاد کی دعوت دی ہے اب عرب سربراہوں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ فوری طور پر اجلاس بلا کر اسرائیل کے خلاف عملی قدم اٹھائیں۔ آپ نے یہودی اموال و املاک کی ضبطی اور امریکی سامراج و اسلام و عرب دشمن ممالک سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کریں۔

اس کے علاوہ مولانا قاری محمد امین، مولانا عبد الستار صاحب و دیگر علماء کرام نے بھی اپنی اپنی مساجد میں قرارداد پاس کیں۔

## ساہیوال ـ

مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل رشیدی جالندھری نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا اور قرارداد پاس کیں۔ نیز عربوں سے مکمل ہمدردی اور تعاون کا یقین دلایا۔ اس کے علاوہ پورے ضلع میں یوم احتجاج منایا گیا اور ہڑتال رہی۔

اوکاڑہ میں مولانا سید امیر حسین شاہ صاحب نے قرارداد پاس کی۔ اور آپ نے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔

## جہلم ـــ

آج جمعیۃ علماء اسلام اور دیگر تنظیموں کی اپیل پر مکمل ہڑتال رہی سب سے بڑا اجتماع جامع مسجد گنبدوالی میں ہوا۔ جہاں جمعیۃ علماء اسلام کے مقامی رہنماؤں نے عربوں کی حمایت میں تقریریں کیں اور اپنے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔ اسی طرح چکوال میں بھی یوم مسجد اقصیٰ کے سلسلہ میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے مدنی جامع مسجد میں خطاب فرمایا۔

جہلم سے چند میل دور سرائے عالمگیر میں زبردست یوم احتجاج ہوا۔ جس میں مولانا عبد اللطیف صاحب بالا کوٹی نے خطاب کیا اور اپنی طرف سے جمعیۃ علماء اسلام کے مجاہدین قدس کے لئے پانصد رضاکاروں کی پیشکش کی۔

## ضلع میانوالی۔

۲۹ راگست کو پورے ضلع خاص طور پر میانوالی پپلاں، کلور کوٹ، بھکر وغیرہ میں مکمل ہڑتال رہی۔ میانوالی شہر میں سب سے بڑا اجتماع موتی مسجد میں ہوا۔ جہاں مولانا محمد رمضان صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا ڈویژن نے خطاب کیا۔ اسرائیل اور امریکی سامراج کے خلاف قرارداد مذمت پاس کی۔ کلور کوٹ میں بازار والی مسجد، مبارک مسجد میں اجتماعات ہوئے اور مسجد اقصیٰ کی بازیابی کے لئے مقامی باشندوں نے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

بھکر میں جامع مسجد طویلہ گیٹ، جامعہ رشیدیہ جامع مسجد نہر کالونی، دونوں عیدگاہوں میں یہودی اور امریکی اموال و املاک کی ضبطی کا مطالبہ کیا۔ وہاں کے عوام نے اسرائیل کے مسجد اقصیٰ پر حالیہ بزدلانہ حملہ پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا۔ انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ پاکستان میں ان امریکی ایجنٹوں پر پابندی عائد کی جائے۔ جو عربوں کے خلاف مذموم پروپیگنڈا کر کے مغربی سامراج اور یہودیوں کی حمایت کر رہے ہیں۔

---

## ناصر ۔ ناصر یا حبیب
## فتح ۔ فتح تل ابیب

کراچی ۲۹ راگست ۔ یوم احتجاج کے سلسلہ میں آج آرام باغ میں طلباء کے ایک جلسہ میں جو نعرے لگائے جا رہے تھے ان میں یہ نعرہ نہایت زور شور سے لگایا جا رہا تھا ناصر ناصر یا حبیب، فتح فتح تل ابیب

## بقیہ۔ مدلل جواب

| آیت | ترجمہ |
|---|---|
| مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (پ۱۸) | کیا ہے جو تم (مظلوم وبے کس صحابہؓ) میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ ضرور ان کو زمین میں خلیفہ بناؤں گا |
| ۳۔ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (پ۲۳) | اے داؤد (علیہ السلام) تحقیق ہم نے تجھ کو ملک میں خلیفہ بنایا |
| ۴۔ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ (پ۸) | اللہ تعالیٰ نے تم (مسلموں اور غیر مسلموں) کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ |
| ۵۔ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ | اے قوم عاد (کافرو) تم کو نوح (علیہ السلام) کے بعد خلفاء بنایا۔ |
| وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ | اے قوم ثمود (کافرو) یاد کرو جب کہ تم کو عاد کے بعد خلفاء بنایا۔ (پ۸) |

### ملک و ملوک

| آیت | ترجمہ |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا (پ۲) | تحقیق اللہ تعالیٰ نے طالوت کو ملک مقرر کیا ہے۔ |
| قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ (پ۲) | داؤد (علیہ السلام) نے جالوت کو قتل کیا اور اللہ تعالیٰ نے داؤد (علیہ السلام) کو ملک دے دیا۔ |
| وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (پ۶) | موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا، اللہ تعالیٰ کا انعام یاد کرو جب کہ تم میں سے انبیاء بنائے اور تم کو ملوک (بادشاہ) بنایا اور تم کو ایسی نعمتیں دیں جو عالمین میں کسی ایک کو نہیں دیں۔ |
| قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ (پ۳) | کہہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اے اللہ تو ملک کا مالک ہے تو دیتا ہے ملک وحکومت جس کو چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے۔ (نیک وبد، مومن وکافر، امیر وفقیر کا کوئی سوال نہیں) |

### ج۔ امام وائمہ

| آیت | ترجمہ |
|---|---|
| اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (پ۱) | تحقیق میں تجھے (اے ابراہیم علیہ السلام) لوگوں کا امام بنانا ہوں۔ |
| وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (پ۱۷) | ہم نے ان کو (انبیاء علیہم السلام) امام بنایا تھا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔ |
| فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ (پ۱۰) | ان کفر کے اماموں (کفار کے بڑے بڑے رئیسوں) سے لڑائی کرو۔ |
| وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ (پ۲۰) | ہم نے ان کو (فرعون وہامان کو) ائمہ وسردار بنایا تھا جو دوزخ کی طرف بلاتے تھے۔ |

احادیث طیبہ میں بکثرت یہ الفاظ وارد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

| حدیث | ترجمہ |
|---|---|
| انا مالک الملوک و ملک الملوک | میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا ملک اور بادشاہ ہوں۔ |

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو سمندری لڑائی لڑنے کی وجہ سے بہشتی ہونے کی خوش خبری سنائی اور ان کے حق میں ارشاد فرمایا کہ وہ ایسے ہیں جیسے:۔

| حدیث | ترجمہ |
|---|---|
| کالملوک علی الاسرۃ (صحیح بخاری) | جیسے ملوک و بادشاہ اپنے شاہی تختوں پر بیٹھے ہوں۔ |
| السلطان ظل اللہ فی الارض | سلطان (بادشاہ مسلمان) زمین میں اللہ تعالیٰ کا ظل وسایہ ہے یعنی جس کے ذریعہ آرام وعیش حاصل ہوتا ہے۔ |
| من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ | جو شخص سلطان اللہ (مسلمان بادشاہ) کی اہانت کرے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا۔ |
| افضل الجھاد کلمۃ حق عند سلطان جائر | سب سے افضل جہاد سلطان جائر وظالم کے سامنے حق بات بیان کرنا ہے۔ |
| اذا کان امراءکم خیارکم و اذا کان امراءکم شرارکم | جب تمہارے امراء وحکام نیکوکار ہوں اور جب تمہارے امراء وحکام شریر وبدکار ہوں۔ |
| لا یزال الدین عزیزا منیعا الی اثنا عشرۃ خلیفۃ کلھم من قریش | بارہ خلیفوں کے دور وعہد میں دین بلند و غالب ہو گئے جو سارے قریش میں سے ہوں گے۔ |
| کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء علیھم السلام وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون الحدیث | بنی اسرائیل سیاست اور انتظام امور انبیاء علیہم السلام کرتے تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میرے بعد خلفاء ہوں گے جو کثیر تعداد میں اور بہت ہوں گے۔ الخ |

تو ان آیات و احادیث سے یہ بات صراحۃً ثابت ہوتی ہے کہ ان سب الفاظ امام امیر، خلیفہ، ملک، سلطان کے مصداق میں اس قسم کا کوئی فرق نہیں کہ ملک وسلطان تو غیر اسلامی حکومت کے سربراہ اور بڑے سردار کے لیے مخصوص ہو اور خلیفہ وامام وامیر اسلامی حکومت کے سربراہ و سردار کے لیے مخصوص ومعین ہو۔

ان آیات و احادیث کے بعد اب خاص طور پر ان احادیث طیبہ کو سامنے رکھیے جو کہ خاص طور پر خلافت وملک کے بارے میں وارد ہوتی ہیں جن میں خلافت وملک کے الفاظ تو ضرور وارد ہیں لیکن لفظ "ملوکیت" کا کہیں نام ونشان نہیں تھا۔ اور پھر اس کے ساتھ ساتھ اس چیز پر بھی غور کیجیے کہ خلافت وملک کے بیان فرمانے سے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کیا ہے۔ یہ احادیث حسب ذیل ہیں:۔

بقیہ آئندہ

No. 67715 সাপ্তাহিক WEEKLY REGD. L. No. 7569
তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE

از حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

# ضروری اعلان اور ہدایات

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی تمام ضلعی شاخوں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ مرکزی فیصلہ کے تحت چرم قربانی، زکوٰۃ کو صدقات اور فیس ممبری مرکزی دفتر منتقل کر دی گئی ہے صوبائی دفتر کے اخراجات ڈیڑھ ہزار سے دو ہزار روپے ماہانہ تک ہیں۔

آپ جانتے ہیں، یہ اخراجات ہم کرمل مالکوں، جاگیرداروں، امریکہ اور سرکار سے نہیں لے سکتے نہ ہم لے سکتے ہیں۔ اسلامی غیرت کا تقاضا ہے کہ ہم اسلام کی خدمت کے لیے جان سے پہلے مال کی خدمت کریں۔ اس لیے ہر ضلع اپنے صواب دید کے مطابق ابتدائی ممبر والے روپیہ ماہوار امداد صوبے کے لیے حاصل کرے یا اپنے ضلع کے لیے اور اس کا حصہ صوبے کو ہر ضلع ادا کرے۔ اس کے سوا اور جس ذریعہ سے بھی ممکن ہو اپنی مالی حالت مضبوط کر کے صوبے کو مضبوط کریں، اس میں شک نہیں کہ ہر ضلعی جمعیت اپنی جگہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر مضبوط اور ہر باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہے مگر مرکز صوبہ کی مضبوطی سے جماعت میں نئی جان پڑ جائے گی۔ مہربانی کر کے ہر ہر ضلع صوبے کو ماہانہ امداد سے اطلاع دے۔

اسی طرح ترجمانِ اسلام کی اشاعت کی طرف توجہ دے کر اپنی آواز کو زیادہ آدمیوں تک پہنچانے کی سعی کریں۔

اور جہاں تک ممکن ہو کراچی۔ لاہور۔ راولپنڈی اور پشاور کے روزناموں میں اپنی خبریں بھیجیں اور ہر جگہ یہ اعلان کر دیں کہ جمعیۃ علماء اسلام سے نکلنے کی خبریں یا اس کے خلاف پروپیگنڈے سب امریکی ایجنٹوں اور سوشلسٹ دایاں گروپ اور مودودیوں کی کارستانیاں ہیں۔ مسلمان کسی بات پر کان نہ دھریں اور دین کی خدمت کیے جائیں۔ فقط۔

غلام غوث بقلم خود

اسلامی نظام کے خواہاں حضرات سے

# ہمدردانہ اپیل

محترم اور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مرد و زن کے اختلاط کے نتیجے جرائم سرعت سے پھیل رہے ہیں۔ معاشی نظام سود کی بنا پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ علماء کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

## اس لیے

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم زکوٰۃ و عطیات مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

محمد عبد اللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام ——— (خانپور)

محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی . . . . . ——— (ملتان)

رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ کریں

# ترجمانِ اسلام

لاہور


## کوہستان کے صحافیوں اور ملازمین سے انصاف کیا جائے

مولانا محمد اکرم صاحب ناظم جمعیۃ علمآ اسلام مغربی پاکستان نے کوہستان کے ملازمین کے واجبات ادا نہ کرنے پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ کوہستان اخبار کے تقریباً پانچ سو صحافی اور ملازمین کئی روز سے ہڑتال پر ہیں کیونکہ گزشتہ تین چار ماہ سے ان کے ساتھ نہایت ناروا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اس سے قبل بھی دس روز تک ہڑتال رہی۔ لیکن وعدے وعید کر کے اس ہڑتال کو ختم کر دیا گیا۔ اور اخبار مذکور کے صحافیوں نے پہلے کی نسبت محنت اور جانفشانی سے اخبار کوہستان نکالنا شروع کر دیا۔ جب دوبارہ صحافیوں اور پریس ملازمین نے تنخواہوں کا مطالبہ کیا تو منتظمین اخبار ان کو آج اور کل کے وعدے وعید پر ٹالتے رہے۔ آخر جھنجھلا کر تالہ بندی کے موجودہ حق سے فائدہ اٹھاتے ہوتے کوہستان کے دفتر اور پریس کو تالہ لگا دیا جس کی وجہ سے مجبور ہو کر ملازمین نے ہڑتال کر دی۔ اب کوہستان کے مظلوم صحافی اور ملازمین نہایت بے کسی کے عالم میں کوہستان کے صحن میں پڑے ہوتے ہیں۔ صحافی قوم ملک کی متاع عزیز ہیں ان سے اس قسم کا ناروا سلوک کسی بھی انصاف پسند انسان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ آخر یہ بھی انسان ہیں اور ان کی بھی ضروریات ہیں۔ اب وعدے وعید پر ٹرخانے کا وقت گزر گیا ہے۔

### عید الفطر قریب آرہی ہے،

ان کے بیوی بچے ان کی راہ تاک رہے ہیں۔ میں کنونشن لیگ کے ذمہ داروں کو متنبہ کرتا ہوں کہ کوہستان اخبار کے ان مظلوم صحافیوں کو تنہا سمجھ کر ان کے حقوق کو پامال نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے ساتھ ملک کے ہزاروں علمآ، وکلآ، طلبآ، صحافی اور مزدور ہیں قبل اس کے کہ کوئی تشویشناک صورتِ حال پیدا ہو، فوراً ان کی تنخواہیں فوراً ان کی تنخواہیں ادا کی جائیں تاکہ یہ بھی اپنے بچوں کے ہمراہ عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں میں گورنر مغربی پاکستان سے بھی پُرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ذاتی طور پر مداخلت کر کے اپنے خصوصی اختیارات سے اس اہم معاملے کو سلجھائیں

میں کوہستان اخبار کے صحافیوں اور کارکنوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جمعیۃ علمآ اسلام کا ہر قسم کا تعاون اور ہمدردی

آپ کے ساتھ ہے

### جمعیتِ علماءِ اسلام پر

# الزام تراشیاں اور آپ کا فریضہ

جمعیۃ علماء اسلام، ملک میں جن دینی تبدیلیوں کی آرزومند ہے۔ وہ اس کے دستور، اس کی جدوجہد، اس کی سابقہ تاریخ، اس کے قائدین کی زندگیوں اور اس کے تازہ "منشور" سے ظاہر ہے۔

## سب جانتے ہیں کہ جمعیت علماء اسلام پاکستان میں

- ★ کتاب اللہ کا قانون، سنتِ رسول اللہ کا قانون، صحابۂ کرام کے دورِ خلافتِ راشدہ کا قانون اور فقہ اسلامیہ کا قانون نافذ کرنا چاہتی ہے۔
- ★ جمعیۃ ختم نبوت کے عقیدہ کا قانونی تحفظ۔ صحابۂ کرام کی صداقت وعدالت کے نظریہ کا قانونی تحفظ۔ سلف صالحین کے اعتماد و وقار کا قانونی تحفظ کرنا چاہتی ہے۔
- ★ جمعیۃ چاہتی ہے کہ پاکستان بلکہ تمام مسلمان ملکوں بلکہ تمام دنیا سے فرنگیت، مغربیت، سامراجیت، امریکیت، استعماریت، لادینیت، سرمایہ داری اور کمیونزم کے غلبہ اور اثر کا کلیۃً خاتمہ ہو جائے۔
- ★ جمعیۃ مسلمانوں کے حال اور مستقبل کو غیر مذاہب کے اثرات، دین سے انحراف کے رجحانات اور ارتداد کے خطرات سے، بالکل محفوظ کر دینا چاہتی ہے۔
- ★ جمعیۃ چاہتی ہے کہ پاکستان دنیا کا مضبوط ترین اسلامی ملک اور مثالی مملکت بن جائے۔
- ★ اور جمعیۃ پاکستان کے مسلمان عوام کو یکساں طور پر، عربی وامیری کے امتیاز سے بالا، خوشحال، سچا مسلمان، آزاد و باوقار شہری، پاکستان کے نظام حکومت اور انتظام میں موثرانہ دخیل دیکھنا چاہتی ہے۔

## لیکن جمعیت کے ان مقاصد وعزائم کو ناکام بنانے کے لیے مخالف عناصر

- ★ اسے "کانگریسیت" کے جھوٹے الزام سے ملعون کر رہے ہیں۔
- ★ اس پر "اشتراکیت" کی خود ساختہ جھوٹی تہمت عائد کر رہے ہیں۔
- ★ اس کے بارے میں، جھوٹ اور اتہام کے طوفان گھڑ گھڑ کر پھیلا رہے ہیں

## مگر جمعیت "الحمد للہ" جھوٹ، فریب اور عیاری کے ان سیاہ بادلوں کی پروا کیے بغیر

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دینِ کامل اور آخری شریعت کو پاکستان میں قائم ونافذ کرنے کا تہیہ کر چکی ہے۔

- ★ اور وہ جھوٹ کے ان طوفانوں کا منہ پھیرتے ہوئے، اپنی منزل مقصود، یعنی اللہ کے آخری نبی کے کامل دین کو دنیا بھر میں غالب کر دینے کی منزل کی طرف رواں دواں ہے اور رواں دواں رہے گی۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن!
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

## لیکن، اس معرکۂ حق و باطل کے موقع پر آپ کا فریضہ کیا ہے؟

- ★ کیا آپ بھی جمعیۃ علماء اسلام کی دینی جدوجہد کو ناکام دیکھنا چاہتے ہیں؟
- ★ اس سوال کا جواب یقیناً "نہیں" میں ہے
- ★ تو پھر آپ نے جمعیۃ کے ساتھ تعاون میں کتنا حصہ لیا ہے؟ اپنی ذمہ داری کو کس حد تک پورا کیا ہے؟ مخالفین کے ارادوں اور منصوبوں کو کس حد تک شکست دی ہے؟
- ★ اقامت دین کے فریضہ کی ادائیگی میں، آپ جمعیت کے ساتھ تعاون کی کتنی اور کیسی تیاری کر رہے ہیں؟ اللہ اور اس کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لیے جمعیۃ کے ساتھ آپ نے وقت اور مال کی کتنی قربانی دینے کا عزم کیا ہے؟
- ★ بلاشبہ اس نازک اور پرخطر وقت میں جبکہ اسلام کے دشمن، ختم نبوت کے مخالف، سنت رسول کے منحرف، صحابہ کے شاتم، سلف کے منکر اور خادمانِ دین کے حریف چاروں طرف سے ہجوم کر کے جمعیۃ علماء اسلام کو اپنی زبان درازیوں کا ہدف بنائے ہوئے ہیں۔

## دین کی اور اسلام کی سب سے بڑی خدمت اور اپنے وقت اور مال کا سب سے بہترین مصرف

## جمعیتِ علماءِ اسلام کی معاونت ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جمعہ - ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ
مطابق
۵ دسمبر ۱۹۶۹ء

| جلد | ۱۲ |
|---|---|
| شمارہ | ۴۷ |
| قیمت | ۳۰ پیسے |

فون نمبر ۶۷۷۱۵

بدلِ اشتراک
(جنوری ۱۹۷۰ء سے)

| سالانہ | ۲۰/- روپے |
|---|---|
| ششماہی | ۱۱/- ″ |
| سہ ماہی | ۶/- ″ |
| فی پرچہ | ۴۰ پیسے |
| صفحات | ۲۴ |

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مرتب و انچارج
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

# حقیقی اسلام کیا ہے؟

اسلام کے بارے میں ہمارے سامنے اب دو واضح نقطہ ہائے نگاہ موجود ہیں۔ ان دونوں نقطہ ہائے نگاہ کے درمیان اتنا ہی بُعد ہے جتنا کہ سیاہ و سفید کے درمیان ہوتا ہے۔ جتنا کہ دن اور رات کے درمیان ہوتا ہے۔ جتنا کہ حق و باطل کے درمیان ہوتا ہے۔ ایک کو تسلیم کرنے کے بعد ممکن ہی نہیں کہ دوسرے کو بھی تسلیم کیا جاسکے۔ ایک کو قبول کرنے کا مطلب دوسرے کو قطعی رد کر دینا ہے۔

ایک نقطہ یہ ہے کہ زمانے کے تقاضوں اور مطالبوں کو اسلام کے ذریعہ پورا کیا جائے۔ وقت کے تغیرات اور اسلام کے مابین ہم آہنگی قائم کی جائے اور اسلام کی ایسی تعبیر کی جائے کہ ہر پسندیدہ بات کو دین کے سانچے میں پورا پورا فِٹ بٹھایا جاسکے

اس نقطۂ نگاہ کے قائلین اسلام کو بطور ایک قوت استدلال اور علم کلام کے استعمال کرتے ہیں۔ وہ ایک خاص نظریہ کے داعی ہوتے ہیں۔ اور اسلام کو اس نظریہ کا ایک نظام و دستور قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ نظریہ و نظام کے "اصل کل" پر وہ دین کے تمام اصول و احکام کو متفرع کرتے چلے جاتے ہیں۔ قرآن و سنت کی ہر بات کہ وہ اس نظریہ و نظام کے لئے ایک دلیل کی حیثیت دیتے ہیں۔

مثلاً ایک ریاست و مملکت کا قیام ان کا پسندیدہ نصب العین ہے وہ اوّلاً اسلام کا مقصد ایک ریاست و مملکت کا قیام قرار دیں گے۔ پھر اس ریاست و مملکت کے قیام کے لئے دین کے تمام اصول و جزئیات کو وہ ایک ذریعہ بنائیں گے، اور کتاب و سنت کی ہر اصطلاح کا وہی مفہوم مراد لیں گے جو اس مقصد سے مطابقت رکھنے والا ہو۔

ان کی دل پسند چیز اگر جمہوریت ہے تو وہ اس کو مرکزی نقطہ قرار دے کر اسلام کا مقصود بنالیں گے

اگر وہ معاشی اشتراکیت کے دلدادہ ہیں تو ان کے نزدیک اس کا حصول ہی دین الٰہی کا مدعا و مطلوب ہے اور اسلام کی ہر بات کی تاویل وہ اسی کے حق میں کرتے چلے جائیں گے۔

الغرض وقت کے کسی بھی غالب تقاضے کو وہ اسلام کا نظریہ قرار دے کر اس کے مطابق پورے اسلام کی تعبیر و تشریح کر ڈالیں گے ـــ ایسا کرنے کے لئے بعض لوگ تو اتنے بے باک و جری ہیں کہ وہ قرآن کے ظاہر مفہوم و معنی تک بدل دینے پر آمادہ ہیں۔ بعض کم حوصلہ لوگ قرآن کے مفہوم و معنی کو علیٰ حالہٖ قائم رکھتے ہوئے صرف اس کے اطلاقات کو تبدیل کر دیتے ہیں بعض کے نزدیک قرآن کے متفقہ مفہوم اور اس کے اطلاق میں تو تبدیلی درست نہیں۔ لیکن سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تبیین و توضیح کے وہ منکر ہیں۔ بعض جو ذرا ہوشیار اور دور اندیش واقع ہوئے ہیں وہ کتاب و سنت کو تو بطور معیار و حجت کے ہی قائم رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے وہ تمام تعبیری و تفہیمی واسطے جو صحابہ اور اسلاف سے عہد بہ عہد چلے آرہے ہیں انہیں غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔

یہ تمام لوگ اپنے اپنے موقف کے اعتبار سے وہ سب متفق ہیں کہ وقت کے تقاضوں اور مطالبوں کو اسلام کے ذریعہ پورا کیا جانا چاہیئے ـــ دوسرا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ زمانے کے مطالبے اور وقت کے تقاضے و تغیرات خواہ کچھ بھی ہوں لیکن قرآن و سنت کی وہ تعبیر و توضیح جو صحابہ اور اسلاف سے منقول چلی آرہی ہے اسے کسی حالت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے، اور یہ کہ اسلام کو کسی مخصوص نظریہ کی تکمیل کا ذریعہ ہرگز نہیں بننے دیا جاسکتا ہے۔

اول نقطۂ نگاہ کو تسلیم کرنے کے بعد ایسی اجازت و رخصت کا دروازہ کھل جاتا ہے جس کے راستہ سے بے دینی کے ایک چھوٹے سے رجحان سے لے کر الحاد و انکار کا بڑے سے بڑا فکر تک اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے اندر داخل ہوسکتا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ داخل ہوچکا ہے۔

لیکن دوسرا نقطۂ نگاہ اس بات کا ضامن و محافظ ہے کہ وقت کے سیاسی و سماجی تغیرات اور ذہنی و فکری تبدیلیاں خواہ کیسی ہی شدید کیوں نہ ہوں اسلام کا راستہ طے کرنے والے اپنا دامن بچاتے ہوئے ان خارزاروں میں سے اُلجھے بغیر گذر جائیں گے اُن کی سیاست ان کی تہذیب، ان کا معاشرہ، ان کی مملکت، ان کی زندگی کا نظام اور ان کے علم و فکر کے زاویے کسی مقام پر بھی کتاب و سنت کی مقرر کردہ حدود سے ذرا سا بھی باہر نہیں نکل پائیں گے۔ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنا ان کے لئے مشکل نہیں ہوگا۔ اور دین کی حقیقت ان کے سامنے ہمیشہ صاف و بے داغ رہے گی۔

گذشتہ ایک صدی سے اسلام کے بارے میں جس فکری نزاع کا دروازہ کھولا گیا ہے۔ وہ سمٹ سمٹا کر اب اس ایک نقطۂ نگاہ پر آگیا ہے۔ جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اس کے سوا اب کوئی جائے کار باقی نہیں رہ گیا ہے کہ یا تو اسلام کو اسی طرح مانو اور تسلیم کرو، جس طرح وہ صحابہ کے دور سے ہمارے دور تک اسلاف کی وساطت سے پہنچا۔ اور یا صاف صاف کہو کہ تم اس پورے سلسلے اور واسطے کو نہیں مانتے۔ اور اسلام کو اس ذریعے سے نہیں سمجھنا چاہتے ہو، تو تم اپنی فہم و بصیرت کے ذریعہ ہی براہ راست اس کی تعبیر و تشریح کرو گے۔

یہ نری منافقت و ریاکاری ہے کہ ایک طرف کتاب و سنت کا بھی نام لیا جاتا ہے اور دوسری طرف اس کی تعبیر و توضیح کے لئے صحابہ و سلف صالحین کے واسطے کو قطع کر کے اپنی فہم و خرد کو معیار بنا لیا جائے۔ دراصل صاحب شریعت بننے کا

(باقی صفحہ ۴ پر)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

## مسائل و افکار

# روزہ کے فوائد

(از مولوی محمد اسحاق خان استاذ دار العلوم ملیند دی)

اسلام کے تمام احکام اور جملہ حقوق کا اصل مقصود اللہ رب العزت کی رضاجوئی اور خوشنودی کی طلب و تلاش ہے۔ خواہ ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے، اور خواہ وہ اجتماعی نوعیت کے ہوں یا انفرادی قسم کے لیکن ارشاداتِ خداوندی اور فرموداتِ نبویؐ سرتاپا حکمتوں اور مصلحتوں پر بھی مبنی ہوتے ہیں۔

روزہ ہی کو لے لیجئے کہ یہ اللہ تبارک و تعالےٰ کی ایک مقدس و محبوب عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ بے شمار دنیاوی اور معاشرتی فوائد و مصالح بھی روزہ دار کو عطا کرتا ہے۔ جو اجتماعی اور انفرادی اور روحانی و مادی تمام گوشوں پر مشتمل و محیط ہوتے ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

### ۱۔ تقوےٰ

انسان کے اندر گناہوں پر اکسانے والے جو جذبات موجود و موجزن ہوتے ہیں وہ اکثر و بیشتر حیوانی اور بہیمی قوت کی کثرت و بہتات سے پیدا ہوتے ہیں، اور روزہ اس قوت کو توڑتا اور ان جذبات کی شدت میں کمی پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ کچھ نوجوانوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مالی مجبوریوں کی وجہ سے نکاح کرنے پر قدرت نہیں لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے نفس پر کنٹرول اور قابو پانا بھی بس سے باہر ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ پھر تم روزے رکھو، کیونکہ یہ شہوت کو توڑنے اور نفس امّارہ کو رام کرنے کے لئے سب سے زیادہ بہتر اور مؤثر چیز ہے۔

### ۲۔ ایثار و قربانی

روزہ سے دوسرا بڑا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ اس سے انسان کے دل میں ایثار و قربانی جیسے قیمتی جذبات پیدا ہوتے اور ابھرتے ہیں۔ کیونکہ جذبۂ ایثار و قربانی کے حصول کے لئے بنیادی طور پر دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اول دوسرے کی ضرورت کا علم و احساس اور دوم اس کے لئے کچھ کرنے کی گنجائش نکالنا۔ روزہ میں ان دونوں کا بہ تمام و کمال اہتمام و انتظام ہے۔

### ۳۔ رحم و ہمدردی

روزہ کا تیسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ رحم و ہمدردی جیسی خوبی روزہ دار میں پیدا ہوتی ہے جس سے درونِ دل کی دنیا بدل جاتی ہے اور معاشرے میں ایک انقلاب بپا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ روزہ ہی امیروں، دولت مندوں اور پیٹ بھر کر کھانے والوں کو یہ بتلاتا ہے کہ بھوک پیاس میں کس قدر اذیّت اور کتنی تکلیف ہوتی ہے، جو خود کبھی بھوکا پیاسا نہ رہا ہو، اس کو دوسروں کی بھوک پیاس کی تکلیف کا احساس و اندازہ ہو سکتا ہے۔ حافظ ابن قیمؒ نے کیا ہی خوب فرمایا۔ سوزِ جگر کو سمجھنے کے لئے پہلے خود سوختہ جگر ہونا ضروری ہے۔

### ۴۔ سخاوت

چوتھی بڑی خوبی جو روزہ دار میں پیدا ہوتی ہے وہ ہے سخاوت، یعنی روزہ دار جب دوسروں کی ضرورتوں کو سمجھ لیتا ہے اور اُن سے ہمدردی کا جذبہ بھی اس میں پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اُن کے لئے سخاوت کا وطیرہ اور بخشش کا معاملہ اپناتا ہے۔ چنانچہ صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت "بادِ رواں" کی طرح ہو جایا کرتی ہے۔

### ۵۔ صبر و تحمل

پانچواں بڑا اور عمدہ وصف روزہ دار کو صبر و تحمل کا حاصل ہوتا ہے۔ یعنی بھوک پیاس کی مشق سے روزہ دار میں مصیبتوں اور تکلیفوں کو برداشت کرنے کی قوت اور ہمت پیدا ہو جاتی ہے، اور سال میں مہینہ بھر کی اس مشق سے روزہ دار ہر قسم کی جسمانی مشکلات اور تکالیف اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

### ۶۔ صحت بدن

چھٹا فائدہ صحت بدن کا حاصل ہوتا ہے، کیونکہ حکماء، اطباء نے تجربات کے بعد بتلایا ہے کہ اکثر حالتوں میں انسان کا بھوکا رہنا اس کی صحت کے لئے نہایت ضروری ہے بلکہ بعض اوقات روزہ بیماریوں کا قطعی اور واحد علاج قرار پاتا ہے۔

### ۷۔ وقت کی قدر

ساتواں بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ وقت کی قدر و قیمت اور اس کی احتیاط سکھاتا ہے۔

### ۸۔ سکون و یکسوئی

آٹھواں بڑا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ اس سے انسان کو دماغی سکون اور روحانی یکسوئی نصیب ہوتی ہے

### ۹۔ تکفیر سیئات

نواں بڑا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ یہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ یعنی جس طرح روزہ انسان کو گناہوں سے روکتا ہے۔ اسی طرح گذشتہ گناہوں کی میل کچیل کو بھی معاف کرتا ہے۔ چنانچہ سورۂ مائدہ میں قسم توڑنے کے ضمن میں روزہ کے بارے ارشاد فرمایا گیا۔ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ۔ یعنی یہ روزہ رکھنا تمہاری قسموں کا کفارہ ہے

### ۱۰۔ ندامت کا احساس

روزہ سے دسواں بڑا فائدہ یہ ملتا ہے کہ اس سے آدمی کے اندر اپنے گناہوں سے ندامت پیدا ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس سے پیچھا چھڑانے اور معافی مانگنے کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔ جو انسانی زندگی کا رخ پلٹنے کے لئے سب سے زیادہ مؤثر ہے۔



### بقیہ — حقیقی اسلام کیا ہے

یہ ایسا خفی ادعا ہے جو منکرین سنت و مدعیان نبوت کے جلی ادعاؤں سے بھی کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ اس لئے کہ ثانی الذکر کے دام تو وہی آئیگا۔ جو سنت رسول اور عقیدۂ ختم نبوت کا خود منکر ہوگا لیکن اول الذکر کا دام ہمرنگ زمین تو ایسی خوش فریبی کا حامل ہے کہ اس میں گرفتار ہونیوالا اس پندار میں مگن رہتا ہے کہ وہ کتاب و سنت کے منشاء حقیقی پر عامل ہے اور اسلام کے مطلوبہ موقف سے ذرا بھی نہیں ہٹا ہے۔ حالانکہ کتاب و سنت اور اسلام سب ہی اس کی فہم و خرد کے تابع بن کر رہ جاتے ہیں اور جس کے ہاتھ میں ایسے لوگوں کی زمام فکر ہوتی ہے وہی ان کا صاحب شریعت اور ان کے لئے سند و حجت بن جاتا ہے۔ شاید ہی گمراہی کی اس سے زیادہ پرفریب شکل کوئی اور ہو (کمال)

احمد حسین کمال

# دعائے نیم شبی

رمضان المبارک کا آخری عشرہ بھی ختم ہو رہا ہے۔

بڑے خوش نصیب ہونگے وہ لوگ جنہوں نے اس ماہ مقدس و محترم کے شب و روز اپنے معبود حقیقی کے حضور عجز و نیاز کے اظہار میں گذار دیئے

* جن کی پیشانیاں مصلّوں پر جھکی ہوئی ساری ساری رات ندامت کے موتی بکھیرتی ہیں۔
* جن کی آنکھیں راتوں کے پچھلے پہر توبہ و استغفار کے آنسوؤں سے دامن و آستین کو تر کرتی رہیں۔
* جن کی شب بیداریوں اور ذکر پیہم نے عرش کے فرشتوں کو بھی اپنی طرف متوجہ کئے رکھا۔
* جن کے ہاتھ رحمت الٰہی کے وہ خزانے سمیٹتے رہے جو اذکرونی فاذکرکم کی کلید عشق سے کھل جایا کرتے ہیں۔
* جن کے دامن عبودیت نے حسن عبادت و احسان کے بے شمار گلہائے رنگا رنگ بھر لئے ہیں۔

آہ! اس ماہ رمضان کے وہ دن جو حالت صوم میں اس طرح گذرے کہ زبان ذکر حق سے معمور تھی۔ دل یاد الٰہی سے سرشار تھا اور دماغ فکر دوست سے مالامال رہا۔

اور آہ! اس ماہِ مقدس کی وہ راتیں جو یوں بسر ہوئیں کہ عشق کی بیتابیوں نے کبھی قیام کی صورت اختیار کی تو کبھی رکوع کی، کبھی قعود کا عالم رہا تو کبھی سجود کا۔

آہ! اب وہ دن اور وہ راتیں رخصت ہو رہی ہیں۔ اب دل و نگاہ کا وہ موسم بہار ختم ہو رہا ہے اور کسی کو پا لینے کے دن اور قریب ہو جانے کی وہ راتیں جا رہی ہیں۔

کاش! ہم بھی غفلتوں کی گہری نیند سے بیدار ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے کسی کے پیام دید و شنید اور نوید قرب و وصال کو سن پاتے اور طلب و شوق کا ہاتھ بڑھا دیتے۔ کاش! ہم بھی ہوس کے حلقۂ گرفت سے باہر نکل آتے اور عطا و بخشش کی ابدی زرپاشیوں سے اپنے دامن مراد اور خالی جھولیاں بھر لیتے۔

اے مالک الملک! ہمارے گناہوں، کوتاہیوں اور غفلتوں سے درگذر فرما، اور اس ماہ مبارک کی طفیل ہماری ملی زندگی کے مصائب کا خاتمہ کر دے۔ ہم اگرچہ تیرا حق عبودیت ادا نہ کر سکے، لیکن تیری بخشائشوں کی لامحدودیت سے ناامید نہیں ہیں۔

یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسکم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کی نوید خوش دینے والے! ہماری کشتی ملت کو گرداب بلا سے نکال دے۔ اسلام کے دشمن ہر چہار طرف سے سر اٹھائے، تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آخری امت کو مٹا دینے کے جتن کر رہے ہیں۔ الٰہی! ان کے ارادوں کو ناکام بنا، ان محکوم، مظلوم و مجبور مسلمانوں کو نجات عطا فرما! جو فلسطین میں، کشمیر میں، بھارت میں اور دوسرے مقامات پر کفر کے جارحانہ نرغے میں گھرے ہوئے ہیں

اے رب جلیل! مسلمانان عالم کے فکر و عمل میں وہ انقلاب ودیعت فرما دے جو انہیں اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلنے کا ولولہ و شوق بخش دے جو انہیں باطل کے مقابلے میں استقامت کی بنیان مرصوص بن جانے کا حوصلہ عطا فرما دے، جو انہیں تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا شیدائی بنا دے۔ جو انہیں اتحاد و اتفاق کی مضبوط لڑی میں پرو دے، جو انہیں صرف تیرے لئے جینے اور صرف تیرے لئے مر جانے کی مقدس آرزو سے سرشار کر دے۔

بے شک تیری رحمت تیرے غضب پر غالب ہے، اور ہم عاجز و ناتواں، حقیر و بے مایہ صرف تیری رحمتوں کے ملتجی ہیں،

تیری بے پایاں عطاؤں کے امیدوار ہیں،

تیرے ہی آگے فریاد بہ لب ہوتے ہیں

اور

تجھ سے ہی ہدایت و نجات اور فتح و کامرانی طلب کرتے ہیں۔ آمین! یا رب العالمین!! والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔

# ضروری مسائل

مرتبہ
حافظ ریاض اشرفی راولپنڈی

## اعتکاف

رمضان شریف کے آخری دس ایام میں بیسویں رمضان کا دن گذار کر عصر اور غروب آفتاب کے درمیان کے وقت سے لے کر شوال کا چاند نظر آنے تک مسجد میں ہی عبادت کی نیت سے رہے اور بلا حاجت ضروری مسجد سے باہر نہ نکلے، لیکن مسجد وہ ہو، جہاں پانچ وقت نماز باجماعت ہو (مسجد کا جامع ہونا ضروری نہیں) اس دس روزہ قیام کو اعتکاف کہتے ہیں۔ یہ بھی سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اعتکاف کی حالت میں نیک اور عمدہ باتیں کرنا، قرآن شریف، درود شریف، تسبیحات اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا وعظ و نصیحت کی باتیں کرنا اور جامع مسجد میں اعتکاف کرنا مستحب ہے۔

اعتکاف میں بالکل خاموش رہنا اور اسے عبادت سمجھنا، مسجد میں خرید و فروخت کرنا جبکہ سامان تجارت مسجد میں ہو، اور لڑائی جھگڑا یا بیہودہ لغو باتیں کرنا مکروہ ہے۔

مسجد سے بلا عذر قصداً یا سہواً باہر نکلنا۔ ایام اعتکاف میں صحبت کرنا، کسی عذر کے سبب مسجد سے باہر جانا، لیکن ضرورت سے زیادہ، تہت لگانا، بیماری یا خوف کے سبب مسجد سے نکلنا یہ سب وہ صورتیں ہیں جن کے سبب اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

## لیلۃ القدر

رمضان المبارک کا مہینہ نہایت بابرکت ہے، اس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ سورۂ بقرہ کا تیئیسواں رکوع اس پر شاہد ہے۔ ماہ رمضان تمام مہینوں سے افضل ہے اس مہینہ کی نیکی دوسرے ایام کے فرائض ادا کرنے کے برابر درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ بعض روایات میں ستر گنا اور بعض میں بے حد و حساب اجر بھی مروی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رمضان کی پہلی رات شروع ہوتے ہی پروردگار عالم اپنی مخلوق کی طرف نظر رحمت سے متوجہ ہوتا ہے اور جس پر اس کی نظر کرم پڑ جائے، اس کو کبھی عذاب نہیں دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ رمضان میں روزانہ دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتے ہیں (اس حساب سے پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزادی مل جاتی ہے)، اور جب مسلمان عید الفطر کی صبح نماز عید کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ جو مزدور اپنی مزدوری پوری کرے۔ اس کا صلہ کیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس کا صلہ یہ ہے کہ اس کی مزدوری پوری دے دی جائے۔ اس پر حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم گواہ رہنا "میں نے ان تمام کو بخش دیا"۔ (اس روایت کو حافظ الحدیث علامہ منذری نے اپنی کتاب الترغیب والترہیب میں اصبہانی کے نام سے نقل کیا ہے)

چنانچہ رمضان کے مہینہ میں کثرت سے استغفار، تسبیحات درود شریف، ذکر الٰہی اور قرآن مجید میں مشغول رہنا چاہیئے دنیا کے کم سے کم اور نہایت ضروری کام میں مصروف رہنا امر مجبوری ہے۔ انشاء اللہ دنیوی کام بھی دینی مصروفیت میں شمار ہوگا۔ بشرطیکہ اس میں لہو و لعب اور منکرات شرعیہ شامل نہ ہوں۔

اس ماہ میں ایک خاص رات ہے جس میں عبادت ایسی ہے گویا ایک ہزار ماہ مسلسل عبادت الٰہی میں مصروف رہا۔ اسی رات کو قرآن مجید نازل کیا گیا۔ اس کا نام لیلۃ مبارکہ (سورۂ دخان) اور لیلۃ القدر (سورۂ قدر) اللہ رب العزت نے رکھا ہے۔ اس رات کو تمام فیصلے نافذ کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی تعیین میں اختلاف ہے۔ حدیث کی کتابوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔ زیادہ تر رجحان ۲۷ ویں رات کی طرف ہے۔ لیکن ایک بزرگ نے اپنا تجربہ بھی نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر پہلی رمضان ہفتہ، اتوار یا بدھ، پیر، منگل یا جمعہ، جمعرات کو ہو، تو لیلۃ القدر ۲۳، ۲۹، ۲۱، ۲۷، ۲۵ کو ہوگی۔

یاد رہے کہ ان تمام دنوں سے مراد ان کی راتیں ہیں۔ ہفتہ سے مراد جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات ہے اسلام میں رات کے بعد دن کا شمار ہے۔

اس رات کی تعیین اس لئے نہیں کی گئی کہ لوگوں میں ذوق و شوق بڑھے اور معروف عبادت رہیں۔ اس رات میں جبرئیل امین فرشتوں کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور مومن کے لئے جو یاد حق میں مصروف ہو، دعا کرتے ہیں کہ یہ رات سراسر سلامتی کی رات ہے۔

## فطرانہ

ہر ایسے مسلمان پر جو صاحب نصاب ہو (یعنی اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو) یا ایسا مسلمان جس پر زکوٰۃ کا ادا کرنا تو فرض نہیں۔ لیکن حاجت اصلی سے زائد اتنا سامان ہے کہ اگر اس کی قیمت لگائی جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو جائے۔ خواہ وہ مال تجارت ہو یا مال غیر تجارت اور خواہ اس مال پر سال گذر چکا ہو، یا نہ ایسے شخص پر عید الفطر کے روز پونے دو سیر فی کس کے حساب سے گندم یا ساڑھے تین سیر فی کس کے حساب سے جو یا ان کی قیمت مساکین اور حاجت مندوں کو دینا واجب ہے۔ یہ صدقہ فطر صرف اپنی ذات اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔ بیوی، ماں، باپ اور بالغ اولاد کا صدقہ فطر خود ان کے ذمہ ہے۔

صدقہ فطر کے بارے میں ایک بات نہایت غلط مشہور ہے کہ صدقہ فطر صرف اس پر واجب ہے جو روزہ دار ہو یہ صحیح نہیں ہے بلکہ فطرانہ ہر مسلمان بالغ کے ذمہ ہے، خواہ روزے رکھ چکا ہو یا عذر یا بلا عذر نہ رکھ سکا ہو۔

## عید کے دن

صبح سویرے اٹھنا، شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا، مسواک کرنا، غسل کرنا، عمدہ کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، نماز کے لئے جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا، پیدل جانا، ایک راستے سے جانا، دوسرے راستے سے واپس آنا۔ یہ تمام باتیں مسنون ہیں۔

## ترکیب نماز عید

نیت۔ نیت کرتا ہوں دو رکعت واجب عید الفطر معہ چھ تکبیروں کے اس امام کے پیچھے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لئے جائیں۔ پھر حسب دستور سبحانک اللھم پڑھی جائے۔ پھر تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر دو مرتبہ ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری دفعہ ہاتھ ہاتھ باندھ لیں۔ امام صاحب الحمد پڑھ کر قرآن پڑھیں گے اس کے بعد حسب معمول رکوع سجود کئے جائیں گے۔ پھر دوسری رکعت میں اٹھ کر ہاتھ باندھ لیں، امام صاحب الحمد و قرأت پڑھیں گے۔ اس کے بعد پہلے کی طرح تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار تکبیر میں ہاتھ چھوڑتے رہیں اور چوتھی تکبیر میں بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع میں چلے جائیں اور حسب دستور نماز پوری کریں اور اس کے بعد خطبہ سنیں۔ خطبہ کے وقت بول چال حرام ہے

## رمضان میں یاد الٰہی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ میں اللہ کی یاد کرنے والا بخش دیا گیا اور اللہ سے مانگنے والا ناکام نہیں کیا جاتا۔ (طبرانی - بیہقی - اصبہانی)

## ایک دینے والا سات سو سے زیادہ لیگا

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی بیحد تعریف فرمائی ہے اور ان کے لئے ثواب و درجات بھی بے شمار ہیں۔ پ ۳ کے ع ۴ میں ہے۔ "جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال یوں ہے کہ ایک دانہ ہو جس میں سے سات شاخیں نکل پڑیں اور ہر شاخ میں سو دانہ لگا ہو اور جس کو چاہیں اللہ تعالیٰ بہت زیادہ دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا اور علم والا ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کر دینے کے بعد نہ تو اپنا احسان جتاتے ہیں اور نہ ہی (ان مساکین کو) کوئی تکلیف پہنچاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے (اس سالے عمل صالح کے سبب) نہ تو ان پر کوئی ڈر ہے اور نہ ہی انہیں کسی امر کا غم و افسوس ہے۔ عمدہ بات اور کسی کے قصور سے درگذر کرنا (نرمی اختیار کرنا) اس صدقہ و خیرات سے بہتر ہے جس کے ادا کرنے کے بعد ایذا و تکلیف کا سلسلہ شروع کر دیا جائے"

## انصار الاسلام گوجرانوالہ کے عظیم اجتماع میں

### مولانا ہزاروی مدظلہ کی تقریر

گوجرانوالہ - انصار الاسلام کے عظیم اجتماع میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی دامت برکاتہم ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے خطاب فرماتے ہوئے کہا "ہم اس ملک میں خالصتاً اسلامی نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں اس کے سوا ہمارا کوئی مقصد نہیں، لیکن بعض خود غرض عناصر نے ہمارے خلاف جھوٹے پروپیگنڈا کی مہم شروع کر رکھی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ ہم سوشلزم کے حامی ہیں۔ حالانکہ ہم نے اسلامی اصولوں کے مطابق مزدوروں سے معاہدہ کر کے اور قرآن و سنت کی روشنی میں محنت کشوں کو ان کے حقوق کے تحفظ کا یقین دلا کر عملاً کمیونزم و سوشلزم کا راستہ روک دیا ہے۔ سوشلزم ہمیشہ مزدوروں، کسانوں اور غریب طبقہ کی مظلومیت اور افلاس و فاقہ کے سہارے آیا کرتا ہے اور ہم نے یہ سہارا ختم کر کے اور اسلامی منشور پیش کر کے محنت کشوں کو کمیونزم کے دام تزویر میں پھنسنے سے بچا لیا ہے۔

آپ نے فرمایا، ہم بحمد اللہ مسلمان ہیں اور اسلام و اکابر اسلام کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے۔ اس ملک میں اسلامی اصولوں اور بزرگوں کے خلاف جب بھی کوئی تحریک اٹھی ہے۔ ہم نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا ہے، اور آیندہ بھی ہر خلاف اسلام مہم کے مقابلہ میں ہم انشاءاللہ اپنی پوری طاقت صرف کریں گے۔ بعض لوگ یہ تلقین کرتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین و تنقیص پر ہم صبر و وفاداری سے کام لیتے ہوئے خاموشی اختیار کریں۔ لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ بزرگان دین کی توہین اور قرآن و سنت میں تحریف پر خاموش ہو جانا صبر و رواداری نہیں بلکہ بے غیرتی اور منافقت ہے۔

آپ نے کہا۔ اب تک الیکشن کے لئے جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس سے صرف چند سرمایہ دار و جاگیردار ہی فائدہ اٹھا سکے ہیں اور ایک طرح سے انتخابات پر گنتی کے چند خاندانوں کی اجارہ داری قائم ہو چکی ہے۔ اس کے برعکس متوسط طبقہ اور غریب عوام کے کسی نمایندے کا اس طریقہ کے الیکشن میں کامیاب ہو کر اسمبلی میں پہنچنا تجربتاً محال ثابت ہوا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام نے الیکشن پر چند بڑوں کی اجارہ داری ختم ہو سکتی ہے۔

آپ نے فرمایا۔ ہم نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ سرمایہ دارانہ و جاگیردارانہ نظام کا کلی خاتمہ کر کے اسلامی معاشی نظام رائج کیا جائے۔ ہم اسلامی مساوات کے علمبردار ہیں اور چاہتے ہیں کہ ملک کے مختلف طبقوں میں معاشی اعتبار سے اتنا تفاوت نہ ہو کہ ایک طرف چند سرمایہ دار اربوں روپے کے مالک بن کر عیش و عشرت کی زندگی گذاریں اور دوسری طرف کروڑوں غریب عوام زندگی کی بنیادی ضروریات تک سے محروم ہوں۔ یہ تفاوت صریحاً ظلم ہے۔ اسلام اس کو قطعاً برداشت نہیں کرتا اور ہمیں خواہ کمیونسٹ کہا جائے یا سوشلسٹ، ہم اس ظلم کا خاتمہ کر کے رہیں گے۔

آپ نے فرمایا، علاج، تعلیم، رہائش، خوراک، لباس غرضیکہ ہر لحاظ سے موجودہ نظام امیر اور غریب کے امتیازی فرق کو برقرار رکھتا ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ زندگی کی ان بنیادی ضروریات سے تمام افراد کو یکساں طور پر فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہو۔ اسی کا نام اسلامی مساوات ہے اور ہم اسلامی مساوات ملک میں انشاءاللہ العزیز رائج کر کے رہیں گے۔

(رپورٹ۔ زاہد سلیم بٹ)

## دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور میں مجلس مذاکرہ

لاہور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام رمضان کے دوران ہر اتوار کو ۱۰ بجے صبح بمقام دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت نزد شاہ محمد غوث بیرون دہلی دروازہ لاہور میں مجلس مذاکرہ ہوا کرتی ہے۔ اسی پروگرام کے تحت ۲۲ رمضان المبارک بروز اتوار ۱۰ بجے صبح دفتر تحفظ ختم نبوت لاہور میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری، مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالستار خاں نیازی، خطیب ختم نبوت مولانا محمد ضیاء القاسمی۔ یادگار سلف مولانا تاج محمود لائلپوری مبلغ ختم نبوت سید منظور احمد شاہ کہروڑی شاعر ختم نبوت سید محمد امین گیلانی خطاب فرمائینگے

بلند اختر نظامی ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

# علماءِ کرام کی توجّہ کے لیے

قدیم وجدید تفسیروں میں علامہ محمود آلوسیؒ (متوفی ۱۲۷۰ھ) کی مایہ ناز تفسیر روح المعانی کو جو ممتاز مقام حاصل ہے علماء کرام اس کو بخوبی جانتے ہیں چونکہ یہ تفسیر ماضی قریب میں لکھی گئی ہے۔ لہٰذا اس عظیم مفسرؒ نے تمام قدیم تفاسیر سے استفادہ کر کے ایسی جامع تفسیر رقم فرمائی ہے کہ اس میں متقدمین کی تمام منتخب آراء، علمی نکات، تشریحی لغات اور متعلقہ احادیث و آثار کو جمع کر دیا ہے، گویا اس تفسیر کے موجود ہوتے ہوئے ابن کثیر، تفسیر کبیر، بیضاوی اور کشاف کی کمی نہیں محسوس ہوتی سائنس و فلسفہ کے اس دور میں یہ تفسیر عربی دان حضرات کیلئے عموماً اور حنفی علماء کیلئے خصوصاً نعمتِ غیر مترقبہ ہے معارف قرآنی اور علومِ اسلامی کا یہ سمندر ۱۳۴۷ صفحات کو محیط ہے "علم لازوال دولت ہے" کے تحت اگرچہ علم کے حصول کیلئے مال خرچ کرنا عین سعادت ہے۔ لیکن

گذشتہ سال ہمارے ایک فاضل دوست نے

## ۱۰۰ روپے ہدیہ دے کر تفسیر روح المعانی خریدی تو ہم کانپ گئے کہ علم اتنا گراں کیوں؟

ہم نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ ہم یہ عظیم تفسیر شائع کر کے انشاء اللہ کم از کم قیمت پر مہیا کریں گے تاکہ تمام علماء کرام خرید کر استفادہ کر سکیں لیکن اتنی بڑی کتاب نہ جلد چھپ سکتی ہے اور نہ ہی شائقین بیک دفعہ خرید سکتے ہیں ——— لہٰذا ہم نے اسے بالاقساط شائع کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

## اب آپ اس تفسیر کو ۱۰۰ کی بجائے صرف ۳۰۰ روپے میں پا سکتے ہیں۔

بشرطیکہ آپ ۲۰ روپے پیشگی جمع کرا دیں۔

ہدیہ مکمل تفسیر (سولہ جلدوں میں) ۴۰۰ روپے ◎ پیشگی جمع کرانے والوں سے، ۳۰۰ روپے

شوال ۱۳۸۹ھ سے ہر ڈیڑھ ماہ بعد ایک جلد وی پی ہو کر انشاء اللہ دو سال میں مکمل ہو گی۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ○ آخری جلد میں پیشگی کا حساب وضع ہو گا۔

اشاعت محدود ہو گی ——— لہٰذا ——— پیشگی فرمائش ہونا لازمی و ضروری،

سائز ۲۰×۳۰/۸ ○ بہترین عربی ٹائپ ○ عمدہ سفید پیپر پر طبع ہو گی،

مخیر حضرات کو چاہئے کہ وہ اپنی طرف سے اپنے حلقہ و محلہ کے مستند علماء خطیب حضرات کو خریدار بنوا کر صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔

## مکتبہ رشیدیہ ۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

اشتہار کو رسالہ سے علیحدہ کر کے قریبی جامع مسجد میں لگائیے

# میلسی میں جمعیتہ کا انتخاب

گزشتہ جمعہ کو جامع مسجد مدنی میلسی میں جمعیتہ علماء اسلام میلسی کا سالانہ انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اتفاق رائے سے حسب ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

| عہدہ | نام |
|---|---|
| امیر | مولانا محمد محبوب عالم صاحب |
| نائب امیر | مولانا محمد امان اللہ صاحب |
| ناظم اعلیٰ | ایم غلام مصطفیٰ انجمی |
| نائب ناظم | قاری حبیب احمد صاحب |
| ناظم نشر و اشاعت | صوفی کریم اللہ صاحب جنیدوی |
| خازن | محمد عظیم صاحب |

ان کے علاوہ حکیم محمد عبدالصمد کو سرپرست، مولانا ماسٹر نور محمد صاحب جنیدوی کو محتسب اور مولانا نور الحسن انصاری کو سالار مقرر کیا گیا۔

## مجلس عاملہ

(۱) مولانا ابوالوفاء عابد (۲) جناب آس محمد (۳) مولانا احمد یار (۴) حافظ عبدالرحمٰن (۵) محمد شریف (۶) قاری محمد اسمٰعیل (۷) حاجی طالب حسین (۸) حافظ غلام سرور (۹) مولوی مبشر احمد

## دورہ

جمعیتہ علماء اسلام ضلع ژہوب، فورٹ سنڈیمن کے دو اراکین مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور احمد دین خان صاحب نے لورالائی کا تفصیلی دورہ کیا۔

۵ر نومبر ۱۹۶۹ء، لورالائی کے مولانا غلام حیدر صاحب (جمعیتہ علماء اسلام) سے ملاقات کی اور انہیں اپنی آمد کا مقصد بتایا۔ ان کی خواہش پر دونوں حضرات نے ناظم عمومی جمعیتہ علماء اسلام لورالائی، مولوی عبدالکریم صاحب سے ملاقات کی۔ مولوی آغا محمد صاحب لورالائی بھی اس گفت و شنید میں شریک ہوئے۔ طالب علم رہنما احمد دین خان صاحب بی، اے فورٹ سنڈیمن نے مولوی عبدالرزاق صاحب بی، اے، مرتضیٰ خان صاحب بی، اے، جمیل احمد بی، اے لورالائی سے جمعیتہ علماء اسلام کے اغراض و مقاصد پر بات چیت کی۔ ان سب نے اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

اس کے بعد مختلف مکتب فکر کے طلبہ اور علماء کرام سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ جمعہ کے دن نماز کے بعد جمعیتہ کی عاملہ کے اراکین کے علاوہ دوسرے حضرات سمیت مولوی آغا محمد صاحب کی مسجد میں ایک باقاعدہ اجلاس مولانا عبدالحق صاحب امیر جمعیتہ علماء اسلام لورالائی کی صدارت میں ہوا۔

پٹھانی کوٹ (لورالائی) کے محمد ہاشم خان جمعیتہ علماء اسلام کے رکن بنے

دگی (لورالائی) کے امیر خان صاحب ایم اے نے جمعیتہ کی رکنیت اختیار کی اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

(عبدالغفور)
ناظم عمومی جمعیتہ علماء اسلام ژہوب

---

## نیا سال نیا پروگرام

امسال مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا نے بزرگوں کی خدمات حاصل کی ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔ جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا قطب الدین صاحب مدظلہ شیخ الادب حضرت مولانا غلام رسول صاحب داودی حضرت مولانا قاضی میر عالم صاحب سابق مدرس تعلیم القرآن، حافظ مولانا نذیر احمد صاحب مخدوم کی تقرری ہوئی ہے۔ طالبان علوم عربیہ کو بہت سہولت دی جائیگی۔

المعلن حاجی محمد اشرف ناظم مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا

---

## پرانے پیچیدہ امراض

زنانہ و مردانہ اور دیگر ہر قسم کی بیماری کا علاج کامیابی سے کرانے کے لئے آزمائش کریں

دور دراز سے خط و کتابت کے ذریعہ بھی علاج کیا جاتا ہے

لیح ڈاکٹر نور خان لیح، ڈی (انگلینڈ) گورنمنٹ بازار میانوالی شہر

---

ہر قسم کی ادویات و ٹیکہ جات خریدنے کے لئے

## ملت میڈیکل ہال میانوالی

پر تشریف لائیں

---

## موسم سرما کا تحفہ

- سوات کا خالص شہد
- سوات کی ٹوپیاں
- کاغانی لوئیاں
- چترالی چوغے
- کوٹ کی پٹی

مناسب قیمتوں پر ذیل کے پتہ سے خریدیں
محمد ابراہیم خطیب نئی انارکلی لاہور نزد چیف بوٹ ہاؤس

---

## تلاش گمشدہ

عبدالمجید ولد مراد علی رنگ گندمی عمر چالیس سال سیاہ داڑھی چادر اور قمیص میں ملبوس سر پر رومال جنڈانوالہ ضلع میانوالی سے تبلیغی اجتماع پر رائے ونڈ گئے وہاں دماغ میں کچھ خرابی کے رات کو اکیلے اٹھ کر چلے آج تک کوئی پتہ نہیں چلا۔ جس صاحب کو علم ہو، وہ اس پتہ پر اطلاع کر دے یا پھر پہنچا دے تو اس کو دو طرفہ کرایہ کے ساتھ پچاس روپے بھی دیئے جائیں گے۔

پتہ:۔ مولانا محمد یوسف مدرس مدرسہ تعلیم القرآن نواں جنڈانوالہ تحصیل بھکر ضلع میانوالی

---

## مدرسہ رشیدیہ لاہور کا داخلہ و تعاون کی اپیل

مدرسہ رشیدیہ واقع جامع مسجد پٹولیاں لاہور ایک عرصہ سے درس نظامی کی تدریسی و تعلیمی خدمات سر انجام دے رہا ہے۔ طلباء کو خور و نوش کے علاوہ مناسب نقد وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ یکم شوال سے مدرسہ کا داخلہ شروع ہو جائے گا۔ طلباء کرام ابھی سے درخواستیں بھجوا دیں۔ کیونکہ داخلہ محدود ہو سکے گا۔ دینی و تعلیمی اداروں سے تعاون فرمانے والے حضرات سے زکوٰۃ، فطرانہ و دیگر عطیات سے امداد کی اپیل کی جاتی ہے۔ واللہ ہو الموفق والمعین۔

محمد الیاس غفرلہٗ مہتمم مدرسہ رشیدیہ جامع مسجد پٹولیاں چوک لوہاری منڈی لاہور

---

## جامعہ حنفیہ دارالعلوم راولپنڈی

میں بیرونی طلباء کے لئے شعبہ کتب درس نظامی دورہ حدیث شریف یعنی تجوید و قرأت میں و حفظ میں داخلہ ۵ر شوال سے ۲۰ر شوال تک کھلا رہے گا۔ کتب درس نظامی، درجہ ثالثہ کے طلباء، دورہ حدیث میں فنون کی کتابوں سے فارغ شدہ طلباء، تجوید و قرأت میں ۲۵ فیصد حافظ۔ پرائمری پاس ۵۰ فیصد حافظ مڈل میٹرک پاس داخلہ لے سکتا ہے۔ درجہ حفظ میں بیرونی طلباء کے لئے کم از کم دس پارے حفظ اور پرائمری پاس ہونا ضروری ہے۔ بیرونی طلباء کے قیام و طعام کتب، علاج اور دیگر ضروریات کے علاوہ مناسب وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ جامع کو تجربہ کار اور مشاہیر اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں۔ گلگت، چلاس اور سوات کے مستند قراء حضرات کی ضرورت ہے۔ شائقین جلدی اطلاع دیں: مندرجہ بالا پابندیاں مقامی طلبہ پر عائد نہیں ہوں گی۔

سید چراغ الدین شاہ عفی عنہ خطیب و مہتمم جامعہ حنفیہ انوار العلوم رجسٹرڈ جامع قاضی نظام الدین عیدگاہ روڈ راولپنڈی

---

## دینی مدارس کے طلبہ کے لئے خوشخبری

مدرسہ اسلامیہ احیاء العلوم رجسٹرڈ منڈی حاصل پور میں امسال شوال المکرم ۱۳۸۹ھ سے درجہ کتب فارسی عربی کا اجرا کیا گیا ہے جس کے لئے ماہر تعلیم اساتذہ کی خدمات حاصل کرائی گئی ہیں۔ خواہش مند طلباء ۱۵ر شوال سے پہلے پہلے داخلہ لینے کی کوشش کریں۔ کیونکہ داخلہ ۵ار شوال تک کھلا ہے۔

نیز مخیر حضرات کی خدمت میں اپیل ہے کہ وہ اس مبارک مہینہ میں صدقات و خیرات دیتے وقت مدرسہ مذکور کو بھی یاد رکھیں۔

احقر محمد عبید حامی ناظم مدرسہ اسلامیہ احیاء العلوم (رجسٹرڈ) حاصل پور منڈی

نعیم آسی سیالکوٹ

# علماء کے بائیس ۲۲ نکات اور سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا طرزِ عمل

(۳)

یہ کشمکش کافی عرصہ جاری رہی، بالآخر بڑی ردو کد کے بعد دو مطالبات پر اتفاق، وہ بھی اس شرط پر ہوا کہ "جمہوری مجلس عمل" سے وابستہ مختلف جماعتوں کو اپنے مطالبات پیش کرنے کی اجازت ہوگی۔ وہ دو متفقہ مطالبات یہ تھے:۔

(۱) بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست انتخابات

(۲) وفاقی پارلیمانی نظام حکومت۔

(بحوالہ نوائے وقت ۱۰ مارچ ۱۹۶۹ء)

## گول میز کانفرنس کے اندر کیا ہوا؟

۱۰ مارچ کو گول میز کانفرنس کافی دنوں کے تعطل کے بعد پھر شروع ہوئی۔ نوابزادہ نصر اللہ خان نے جمہوری مجلس عمل کی طرف سے دو نکات پیش کئے۔ جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی نے وضاحت کی:۔

"ان دو مطالبات کے علاوہ اگر کوئی جماعت کوئی مطالبہ پیش کرے تو یہ اس کا اپنا نقطہ نظر ہوگا، پوری مجلس عمل کا نہ ہوگا"۔۔۔۔ بعد میں عوامی لیگ (چھ نکاتی) کے سربراہ شیخ مجیب نے تقریر کی، جو فلسکیپ کاغذوں پر محیط تھی شیخ صاحب نے دو متفقہ مطالبات پر قناعت نہ کی اور اپنے چھ نکات کے علاوہ مشرقی پاکستان کے طالب علموں کی "مجلس عمل" کے گیارہ مطالبات بھی پیش کئے اور ان پر اس مطالبہ کا اضافہ کیا کہ "ملک کا دارالحکومت مشرقی پاکستان منتقل کر دیا جائے"۔ شیخ صاحب نے اپنی تقریر میں ایک پانچ نکاتی آئینی فارمولا پیش کیا۔ جو ایک اطلاع کے مطابق یہ تھا۔

(۱) بالغ رائے دہی

(۲) وفاقی نظام حکومت

(۳) عوامی لیگ کے چھ نکات کی اساس پر مکمل صوبائی خود مختاری۔

(۴) قومی اسمبلی میں نمایندگی آبادی کی بنیاد پر ملنی چاہیئے۔

(۵) ون یونٹ توڑ کر ذیلی وفاق کا قیام۔

دوسری تقریر خان عبدالولی خاں سربراہ نیشنل عوامی پارٹی نے کی۔ یہ بھی دو متفقہ مطالبات پر قانع نہ رہے آپ نے کہا۔ جو مطالبات شیخ مجیب نے پیش کئے ہیں وہ مان لئے جائیں اور ون یونٹ کو توڑنے کا پرزور مطالبہ کیا۔ ایئر مارشل اصغر خاں اور جسٹس محبوب مرشد (آزاد سیاستدان) نے بھی تقریریں کیں، ایک اطلاع کے مطابق جناب جسٹس محبوب مرشد نے بھی شیخ صاحب کی تقریر کی تائید کی۔

(بحوالہ نوائے وقت ۱۱ر ۱۳ مارچ ۱۹۶۹ء)

اب صورت حال یہ تھی کہ کانفرنس کا کوئی بھی مقرر دو متفقہ مطالبات پر قانع نہ رہ سکا۔ اِلّا ماشاء اللہ ہر ایک نے اپنے ساتھیوں کے جذبہ سے مسحور ہو کر ان دو مطالبات

(۱) بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست انتخابات

(۲) وفاقی پارلیمانی نظام حکومت

کے علاوہ کوئی نہ کوئی مطالبہ پیش کر دیا۔ اب ضروری تھا کہ وہ لوگ جو اسلام پسندوں کے نمائندہ بن کر گئے تھے، منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر بیٹھ رہتے، بلکہ قوم کے دلوں کی دھڑکن "اسلامی نظام کا نفاذ" مطالبہ پیش کرتے۔ کیونکہ اسی مقصد وحید کے لئے پاکستان کے دس کروڑ عوام نے جدوجہد کی۔ یہی ان کا گوہر مقصود تھا۔ اور اسی کے لئے انہوں نے اپنی لاکھوں زبانیں قربان کیں۔ اپنی آنکھوں کے سامنے بچوں بچیوں کو تہ تیغ اور اپنی بہو بیٹیوں کو بے آبرو اور اپنے باپ دادوں کو بے آسرا اور ذلیل وخوار ہوتے دیکھا تھا۔ اس پار کروڑوں روپوں کی جائدادیں چھوڑ آنے کی وجہ صرف ایک تھی اور وہ صرف یہ تھی:۔

"پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ اِلّا اللہ

یعنی اسلامی نظام کا کامل و اکمل نفاذ"۔

اس ضرورت کو جس طرح مفتی محمود نے پورا کیا، اس کی داد نہ دینا بلکہ نکتہ چینی کرنا، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی مسلمانوں کے جذبات سے وہ کھیل کھیلنا ہے، جس کا انجام شاید کسی کو معلوم نہیں۔

مفتی محمود نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کی جانب سے اُن بائیس ۲۲ نکات کو پیش کیا۔ جنہیں ۱۹۵۶ء کے آئین کی تشکیل سے چار پانچ برس قبل مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام نے متفقہ طور پر ۱۹۵۱ء میں علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم کی زیر صدارت ترتیب دیئے اور پیش کئے تھے اور جنہیں پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کی بنیاد قرار دیا تھا۔ ؎

یہ منصب بلند ملا جس کو مل گیا

مفتی صاحب نے قرآن وسنت کی رو سے "مسلمان" کی تعریف بھی کی اور کہا۔ چونکہ اس ملک کا صدر مسلمان ہوگا، چنانچہ ضروری ہے کہ مسلمان کی جامع و مانع تعریف بیان کر دی جائے تاکہ آئین کی رو سے کوئی ایسا شخص ملک کا صدر نہ بن سکے جو مسلمان کہلائے جانے کی بنیادی شرائط پر پورا نہیں اترتا۔

(نوائے وقت ۱۱ر مارچ ۶۹ء)

اس دوسری شق کی تائید میں جناب جسٹس مرشد نے کہا۔ "اصولاً یہ صحیح ہے، تعریف لازماً متعین ہونی چاہیئے"۔ (اخبار جہاں ۲۴ ستمبر ۶۹ء)

۱۱ مارچ کو گول میز کانفرنس کا اجلاس پھر شروع ہوا۔ تین زعماء نے کانفرنس سے خطاب کیا۔ مشرقی پاکستان کے ممتاز لیڈر قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی آبرو "قومی جمہوری محاذ" (این، ڈی، ایف) کے قائد مسٹر نورالامین نے اپنی تقریر میں دو متفقہ مطالبات کے علاوہ ان نکات کو اٹھایا۔

(۱) صوبائی خود مختاری

(۲) آبادی کی بنیاد پر نمائندگی

(۳) تینوں فوجوں کے ہیڈ کوارٹر مغربی پاکستان میں ہونے کا ذکر۔

(۴) دو ایوانوں پر مشتمل وفاقی لیجسلیچر (مقننہ) کی مخالفت کی۔

اور مشرکا (خصوصاً صدر ایوب) سے اپیل کی کہ آپ سنجیدگی کے ساتھ مشرقی پاکستان کے مطالبات پر توجہ دیں

(بحوالہ نوائے وقت ۱۲ مارچ ۶۹ء)

ان کے علاوہ چوہدری محمد علی (سربراہ نظام اسلام پارٹی) اور میاں ممتاز محمد خان دولتانہ (سربراہ کونسل مسلم لیگ) نے بھی تقاریر کیں۔

میاں ممتاز دولتانہ نے بھی گول میز کانفرنس میں کہہ دیا۔ "یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ مغربی پاکستان میں چھوٹے صوبے اس وقت ون یونٹ سے متفق ہیں یا نہیں؟ اگر یہ معلوم ہو کہ ایک یونٹ سے مطمئن نہیں تو پھر ان کی خواہش کے خلاف ان پر کوئی سسٹم مسلط نہیں ہونا چاہیئے۔ (گویا کہ ون یونٹ توڑ دو) ... کونسل لیگ یا خود میں بھی پنجاب کے ایک شہری کی حیثیت سے نہیں چاہتا کہ چھوٹے یونٹوں کی خواہش کے خلاف ان پر کوئی چیز مسلط کی جائے"۔

چوہدری صاحب نے پارلیمانی نظام کی برتری ثابت کرنے میں سارا وقت صرف کیا۔

(جاری ہے)

# کیا پاکستان کے مسلمان اسلام کو فراموش کر چکے ہیں؟

"جناب کارنیلس صاحب جب سے وزارتِ قانون کے عہدہ پر فائز ہوئے ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ پاکستان میں اسلامی نظام رائج کرنے کی علمبردار "جماعتِ اسلامی" بھی اس مسئلہ پر اظہارِ خیال کی زحمت گوارا کرے گی اور اسلام کے صحیح نظریات کی روشنی میں عوام کی رہنمائی کرے گی کہ دینِ اسلام ایک غیر مسلم کو کلیدی عہدے پر متمکن ہونے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ وہ جماعت تو اپنی مخصوص مصلحتوں کی بنا پر اب تک "منقار زیر پر" کا مصداق بن رہی ہے۔ لیکن لاہور کے ایک نئے روزنامہ ندائے ملت نے "وزیر قانون سے توقعات" کے عنوان سے اپنے ایک اداراتی نوٹ میں کہا ہے کہ:۔

"پاکستان کے سابق چیف جسٹس مسٹر اے آر کارنیلس کے وزیر قانون بننے کے بعد اسلامی حلقوں میں اس امید و توقع کا اظہار کیا جانے لگا ہے کہ اب اس ملک میں اسلامی قوانین وضوابط کے نفاذ و ترویج کا یقین افروز آغاز ہو جائے گا۔ یہ بات بظاہر بڑی عجیب بلکہ ستم ظریفی کے ضمن میں آتی ہے کہ ہم ایک غیر مسلم سے اسلامی قوانین وضوابط کے نفاذ کی امید و توقع کر رہے ہیں۔ لیکن کیا کیا جائے مسٹر جسٹس اے، آر کارنیلس مسلمانوں سے بڑھ کر اسلامی قوانین وضوابط کے داعی و علمبردار رہے ہیں۔ پاکستان کی عدالت عالیہ کے سربراہ اور اس سے پہلے جج کی حیثیت سے انہوں نے کئی غیر ملکی کانفرنسوں اور اجتماعات میں پاکستان کی نمایندگی کی اور وہ نہ صرف اندرونِ ملک بلکہ ملک سے باہر مؤقر اجتماعات میں جدید معاشرے کی تمام برائیوں کا علاج اسلامی قوانین اور سزا و تعزیر کا اسلامی ضابطہ قرار دیتے رہے ہیں۔ پاکستان کے مسلمان تو اپنے اسلام کو فراموش کر چکے ہیں یا بھولتے جا رہے ہیں۔ بلکہ اب تو ایسا زمانہ آیا ہے کہ اسلام میں مختلف ازموں کے پیوند لگائے جا رہے ہیں۔ لیکن ایک غیر مسلم پر اللہ تعالیٰ کی یہ خاص عنایت ہے کہ وہ نہ صرف اہلِ اسلام کو اسلامی قوانین کی اہمیت اور افادیت کا احساس دلاتا رہا ہے بلکہ اور ماہرین قانون و مصنفین کے بین الاقوامی اجتماعات میں بھی اسلام کا پرچم بلند کرتا رہا ہے"۔

(روزنامہ ندائے ملت ۲۱ ستمبر ۱۹۶۹ء)

مذکورہ بالا طویل اقتباس خصوصی توجہ اور غور و فکر کا محتاج ہے۔ ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے ہم پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم غیر مسلموں اور اپنے مسلمان بھائیوں کے طرز عمل پر گفتگو کرتے ہوئے اسلامی حدود کا لحاظ رکھیں اور کسی کی مدح سرائی اور چاپلوسی کرتے وقت ایسا انداز اختیار نہ کریں جس سے اہل اسلام کی تنقیص اور تذلیل کا پہلو نکلتا ہو۔ مثلاً مذکورہ اخبار کے خط کشیدہ جملوں کا غور سے مطالعہ فرمایئے اور ایمانداری کے ساتھ بتلایئے۔ کیا واقعی مسٹر کارنیلس مسلمانوں سے بڑھ کر اسلامی قوانین کے داعی و علمبردار رہے ہیں؛ کیا صرف اخباری بیانات اور مخصوص اجتماعات میں خطاب ہی دعوت و علمبرداری کے لئے کافی ہے۔ اس کے مقابلہ میں علماء کرام، دینی جماعتوں اور مسلمان رہنماؤں نے اسلامی قوانین کے نفاذ اور اسلامی نظامِ حیات کی ترویج کے لئے جو مسلسل جدوجہد کی اور قربانیاں دی ہیں۔ ان کی حیثیت کیا ہوگی اور انہیں کس زمرہ میں شمار کیا جائے گا؟

اگر اخبار مذکور کی یہ رائے صحیح ہے کہ پاکستان کے مسلمان تو اسلام کو فراموش کر چکے ہیں تو پھر ایک غیر مسلم وزیر قانون سے وہ کس طرح یہ توقعات وابستہ کر رہے ہیں کہ "اسلام فراموش کردہ" ملک اور ایسی ملت میں اسلامی نظام رائج کرنے میں کامیاب ہو جائینگے نیز ایسے ماحول میں وہ کس منہ سے اسلام کا نام لے رہے ہیں؟

عیسائی وزیر قانون کی چاپلوسی اور مدح سرائی کے لئے وہ کوئی دوسرے الفاظ بھی استعمال کر سکتے تھے اور پاکستان کے مسلمانوں کو "اسلام فراموش" قرار دیئے بغیر بھی وہ یہ خدمات انجام دے سکتے تھے۔

پاکستان کے مسلمان کتنے ہی گنہگار اور سیہ کار سہی لیکن اس اخبار نے ایک عیسائی کے مقابلہ میں ۱۳ کروڑ مسلمانوں کو "اسلام فراموش" قرار دے کر ان کی سخت توہین کی ہے۔ اس اخبار کو پوری ملت اسلامیہ سے معافی مانگنی چاہیئے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت اور ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں یہی گنہگار مسلمان اپنی اسلامی غیرت وحمیت کا زندہ جاوید ثبوت مہیا کر چکے ہیں اور یہی وہ مسلمان ہیں۔ جو اسلام کی عزت و عظمت، اسلامی قوانین کے نفاذ اور پاکستان کی بقا و استحکام کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کریں گے۔

باقی رہا پاکستان میں اسلامی نظام رائج نہ ہونے کا مسئلہ تو اس کا سبب قوم کی اسلام فراموشی نہیں بلکہ وہ "مرحوم قیادتیں" اس کی براہ راست ذمہ دار ہیں جن کی حمایت و ترجمانی کا علم آج اخبار موصوف اٹھائے پھر رہے ہیں۔

(خدام الدین لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

## ڈھاکہ کے فساد میں ملوث لوگوں کو عبرتناک سزائیں دی جائیں

### مشرقی پاکستان مہاجر لیگ کے سیکرٹری کی اپیل

ڈھاکہ ۷، ۱۰ نومبر۔ مشرقی پاکستان مہاجر لیگ کے جنرل سیکرٹری حافظ محمد حنیف صاحب نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مشرقی پاکستان کے اردو بولنے والے مہاجروں نے کچھ عرصہ سے فارم اور ووٹر لسٹ بنگلہ زبان کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں بھی شائع کئے جانے کے مطالبہ کو ایک مہم کی صورت میں جاری کر رکھا ہے اور یہ مہم نہایت خوش اسلوبی سے چل رہی تھی۔ تمام سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں اور بنگالی عوام نے بھی مہاجرین کے اس مطالبہ کی تائید کی تھی کہ وہ بنگلہ زبان کے ساتھ ساتھ اردو میں فارم اور ووٹر لسٹ شائع کرے۔ ۲۲ سال کے بعد پہلی مرتبہ مہاجرین نے اپنے سیاسی حقوق کے لئے جدوجہد شروع کی تھی اور مشرقی پاکستان کے بنگالی عوام بھی مہاجرین کے ساتھ رہے تھے۔ قریب تھا کہ مہاجرین اور بنگالی عوام مل کر اور متحد ہو کر سرمایہ داروں کے خلاف ایک ہو جاتے، لیکن عوام دشمن اور سرمایہ داروں کی دوست جماعتِ اسلامی نے دو ہفتہ سے صرف میر پور میں عبد المالک اور ریس کورس کی مسجد کے سوالات کو پوسٹر کے ذریعہ دیواروں پر چسپاں کر کے صورتِ حال کو بگاڑنے کی کوشش کی۔ صرف یہی نہیں بلکہ محمد پور اور میر پور میں ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو جو ہڑتال ہوئی تھی، اسے بھی موقع پرستوں کے ہاتھوں ناخوشگوار حالات سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ اس لئے اس سے سبق لینے کی ضرورت تھی۔ لیکن پھر ایک مرتبہ غیر ذمہ دار لوگوں نے یکم نومبر ۱۹۶۹ء کی ہڑتال کو بہانہ بنا کر جھوٹی اور بے سروپیر کی افواہیں پھیلائیں اور شر پسند غنڈہ عناصر نے موقع سے فائدہ اٹھا کر عوامی زندگی میں افراتفری پھیلا دی۔ خوشی کی بات ہے کہ مختلف طبقوں کے امن پسند عوام نے سماج دشمن عناصر کی اس شاطرانہ سازش کو وسیع پیمانے پر بڑھنے سے روک دیا اور شہر کے عام حالات کو نہایت خوش اسلوبی سے برقرار رکھا۔ فسادات کے حالات پیدا کر کے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جنہیں قوم اور وطن کا کوئی درد نہیں ہوتا۔ وہ یقیناً سامراجیوں کے ایجنٹ ہوتے ہیں۔ ایک تو پہلے ہی سے اشیاء ضرورت کی قیمتیں بڑھی ہوئی تھیں۔ ان ہنگاموں کے بعد ایسے لوگوں نے عوام کو اور بھی لوٹنا شروع کر دیا۔ ہم مہاجرین سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ سرمایہ داروں کے ایجنٹوں سے ہوشیار رہیں اور یہ دیکھیں کہ یہ سرمایہ دار جو پاکستان میں لاکھوں اور کروڑوں روپے کما چکے ہیں۔ انہوں نے غریب مہاجروں کے لئے کتنے اسکول، کالج اور ہسپتال قائم کئے ہیں۔ ایوب خاں

# اقتباسات

کے دور میں عوامی تحریک مزدوروں کی تنخواہ اور گرانی کے خلاف شروع ہوئی تھی اور حکومت نے یہ مطالبہ مان لیا تھا کہ عام مزدوروں کو ۱۲۵ روپے تنخواہ دی جائے سرمایہ داروں نے اس کے خلاف کارخانوں میں چھانٹی کر کے مزدوروں کو بیکار کر دیا اور کم تعداد مزدوروں سے کام ڈبل لینا شروع کیا۔

حافظ محمد حنیف نے مزید کہا کہ ہم رنگ پور میں متعدد ہونے والے کونفلکٹ کے ذمہ دار لیڈروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مہاجروں کے نام کنونشن میں جمع ہونے والے ایک لاکھ روپے میں سے ۵۰ ہزار روپے فوراً فساد سے متاثر ہونے والے مہاجر تاجروں پر خرچ کئے جائیں اور حکومت سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ۳۲ ہزار روپے کی ناکافی امدادی رقم میں خاطر خواہ اضافہ کرے۔ حکومت نے ہنگاموں نے ہنگاموں کا سبب معلوم کرنے کے لئے جو تحقیقاتی کمیشن قائم کیا ہے۔ ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ جو لوگ اس سازش میں ملوث ہوں۔ ان کو عبرت ناک سزائیں دی جائیں۔ ہم اردو بولنے والے مہاجروں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ حالات کی نزاکت کو سمجھیں اور زندگی کے اہم مسائل میں بنگالی عوام سے مل کر ایک ساتھ جدوجہد کریں۔ کیونکہ آج غریب مہاجروں اور غریب بنگالیوں کی زندگی کے مسائل ایک ہی ہیں۔

(جنگ کراچی ۱۹ نومبر ۶۹ء)

## ڈیموکریٹک یوتھ فورس کے پردے میں

## اصلیت کی نقاب کشائی

### "ڈیموکریٹک یوتھ فورس" کے سابق عہدہ دار

### نعیم اقبال قریشی کی زبانی

اس سے پہلے بھی جب جمعۃ الوداع کے موقعہ پر لاہور کے ایک ڈی ایس پی پولیس نے طاقت کے نشہ میں علماء حق پر بزدلانہ تشدد کیا تھا۔ روزہ داروں اور نمازیوں کو نماز پڑھتے ہوئے زدوکوب کیا تھا۔ ظالموں نے اس وقت لاہور کے پیر طریقت مولانا عبیداللہ انور کو بھی معاف نہ کیا اور انہیں بری طرح زدوکوب کیا تھا۔ مولانا عبیداللہ انور نے جس جرأت اور دلیری سے ان پولیس والوں کے تشدد کو برداشت کیا تھا اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا، یہ ہماری تاریخ کا ایک روشن باب ہے میں یہ بات کہنے میں عار محسوس نہیں کروں گا کہ اسی واقعہ نے آمریت کے خلاف چلائی گئی اس تحریک کو نیا خون دیا

میں بتانا یہ چاہتا تھا کہ جس وقت سارے پاکستان میں قوم اس عظیم سانحہ پر اس بزدلانہ تشدد پر اس ہنگامیت پرخون کے آنسو بہا رہی تھی، آنکھیں پرنم تھیں، پاکستان بھر میں علماء پر کئے جانے والے بزدلانہ تشدد پر غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا تھا تو اس وقت ایک طبقہ اس تشدد پر بے انتہا خوش تھا۔ میں نے خود جماعت کے اہم عہدیداروں اور ارکان کو "قہقہے لگاتے" اور ایک دوسرے کو "مبارکبادیں" دیتے ہوئے دیکھا ہے سوشلزم کی مخالفت تو کچھ سمجھ میں آتی ہے، لیکن علماء کے ساتھ یہ سلوک اللہ جانے کس وجہ سے تھا — ؟

جمہوری مجلس عمل نے فیصلہ کیا تھا کہ ۷ ارجنوری کو سارے پاکستان میں بحالی جمہوریت کے سلسلے میں جلسہ عام کئے جائیں اور جلوس نکالے جائیں۔ ۷ ارجنوری کو جمہوری مجلس عمل کا پہلا جلسۂ عام موچی دروازہ میں حضرت مولانا عبیداللہ انور کی صدارت میں منعقد ہونا تھا۔ جمعیۃ علماء اسلام کے بینر پھاڑنے کی سازش کو ہم نے بے نقاب کر دیا تو مولوی حمیداللہ صاحب (یوتھ فورس) نے دوسری تجویز پیش کی کہ وہاں پر دوسری جماعتوں کے رہنماؤں کے علاوہ جماعت اسلامی کے میاں طفیل بھی تقریر کریں گے چونکہ جمعہ کے بعد وقت تھوڑا ہوگا۔ اس لئے جو بھی مقرر میاں صاحب کی تقریر سے قبل زیادہ وقت لے اس کو ہوٹنگ کر کے اتار دیا جائے اور خاص طور پر میاں ممتاز دولتانہ کو تقریر کرنے کا موقعہ نہ دیا جائے — اس تجویز کو منظور کر لیا گیا۔ جب جلسہ میں تین مقررین کے بعد میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ تقریر کرنے آئے تو وہ اپنے دلکش انداز اور ولولہ انگیز تقریر کی وجہ سے جلسہ پر چھا گئے۔ یہ دیکھ کر جماعت والے بہت پریشان ہو گئے اور انہوں نے لاہور کے ایک کلچہ فروش صحافی کی آڑ میں میاں ممتاز دولتانہ پر ہوٹنگ شروع کر دی، لیکن ان کی آواز حاضرین کے نعروں اور تالیوں کے شور میں دب گئی اس کے بعد ڈیک کا جلوس شروع ہوا، تو ہم نے پیپلز پارٹی کے ایک نوجوان سے یہ معاہدہ کر لیا کہ وہ بھٹو زندہ باد کا نعرہ ضرور لگائے۔ لیکن اس کے ساتھ تحریک جمہوریت زندہ باد کا نعرہ بھی لگائے۔ لیکن جب وہ لوگ بھٹو زندہ باد کا نعرہ لگاتے تو جماعت والے یوتھ فورس اور اسلامی جمعیۃ طلباء کے نوجوانوں کو لے کر لپک کر جاتے اور ان کی ڈنڈوں سے پٹائی کرتے۔ اگر اس وقت کونسل لیگ اور عوامی لیگ کے رہنما مداخلت نہ کرتے تو جلوس راستے ہی میں منتشر ہو جاتا۔ میری سمجھ میں ایک بات آج تک نہیں آئی۔ کہ تحریک جمہوریت میں شامل دوسری جماعتیں مثلاً کونسل مسلم لیگ، عوامی لیگ (نوابزادہ گروپ) نظام اسلام پارٹی اور قومی جمہوری محاذ بھی سوشلزم کی مخالف تھیں۔ لیکن ان کا کبھی بھی پیپلز پارٹی یا نیشنل عوامی پارٹی کے کارکنوں کے ساتھ تصادم نہیں ہوا۔ آخر جماعت اسلامی کے ان کے ساتھ تصادم کی کیا وجوہات تھیں؟

اب یہ روزمرہ کا اصول بن چکا تھا کہ ڈیموکریٹک یوتھ فورس اور اسلامی جمعیۃ طلباء کے نوجوان جماعت کے کارکنوں کی نگرانی میں ہر جلسہ جلوس میں شرکت کرتے تھے اور وہاں پر "ڈنڈا بازی" اور "لٹھ بازی" کا مظاہرہ کرتے تھے۔ یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ہوتا تھا۔ جس کے تحت میں آپ کو آگے چل کر بتاؤں گا۔ جنوری کے آخر میں مشرقی پاکستان کی صورت حال بہت نازک تھی، طلباء کے ساتھ طالبات بھی احتجاج کرتی ہوئیں ایوب خاں کی آمریت کو ختم کرنے کے لئے جدوجہد کے لئے میدان میں آ گئیں۔ جس سے تحریک بہت مستحکم ہو گئی۔ جنوری کے آخری دنوں میں انتظامیہ نے نااہلی کا ثبوت دیتے ہوئے طلباء پر تشدد کیا اور عوام پر فائرنگ کر دی۔ جس سے بہت سے لوگ شہید ہو گئے۔ اس کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے لاہور میں جمہوری مجلس عمل کا ایک عظیم الشان جلوس نکلا، لیکن وہ بھی جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی باہمی آویزش کا شکار ہو گیا۔

ایک طرف عوام خصوصاً طلباء اپنے حقوق کے حصول کے لئے اپنے جان و مال کی قربانی دے رہے تھے اور اُدھر جماعت اسلامی والے اس تحریک کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور لوگوں کے ذہنوں کو اس طرف سے ہٹا کر دوسری طرف لگانا چاہتے تھے۔ جس کی ایک معمولی سی مثال یہ ہے کہ ۱۹ ارفروری کو یوتھ فورس کا ایک اجلاس جماعت اسلامی مصری شاہ کے ناظم کے گھر پر منعقد ہوا (جن کا بیٹا آج کل ڈیموکریٹک یوتھ فورس کا چیئرمین ہے اور وہ ایک مشہور مل کے مالک ہیں) جس میں جماعت کے اہم عہدیداروں نے بھی شرکت کی۔ اس اجلاس میں مولوی صاحب نے حسب سابق تقریر کرتے ہوئے سوشلزم کے خطرات سے آگاہ کیا۔ جماعت کی تعریف کی اور کہا کہ ہمیں اب اسلام اور سوشلزم کی جنگ کو تیز تر کر دینا چاہیئے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو آئندہ نسل ہمیں معاف نہیں کرے گی۔

انہوں نے تجویز پیش کی کہ "اسلام اور سوشلزم" کی جنگ کو تیز کرنے کے لئے ہمیں کارنر میٹنگیں کرنی چاہئیں کارنر میٹنگوں کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا، کہ ایک چوراہے پر ہمیں لڑکے دو ٹولیوں میں بٹ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ ایک سوشلزم کی خوبیاں اور خامیاں بیان کرے گا اور دوسرا اسلام کی۔ اس طرح لوگ یہ بحث سن کر جمع ہو جائیں گے اور لوگوں کو اسلام اور سوشلزم کی جنگ کا پتہ چل جائے گا۔ یہ تجویز منظور کر لی گئی اور اس پر باقاعدہ عمل کیا گیا۔ بعد میں اسی پروگرام کو جلسۂ عام کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا۔ اسی اثنا میں جمہوری مجلس عمل نے ۱۴ ارفروری کو عام ہڑتال، جلسے اور جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا۔ جمہوری مجلس عمل کی اپیل پر ۱۴ ارفروری کو لاہور میں عام ہڑتال ہوئی۔ طلباء کی ایکشن کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ انہیں بھی ۱۴ ارفروری کی صبح کو اولڈ کیمپس سے جلوس نکالنا چاہیئے۔ اس جلوس میں بھی ہم حسب سابق جھنڈیوں والے ڈنڈے لے کر شامل ہوئے۔

(جاری ہے)

مولانا بشیر احمد صاحب حصاروی

# پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کی جدوجہد اور مودودی صاحب

(۴)

عنوان تھا فریضۂ اقامت دین، دعوے تھا خالص اسلام خالص حکومت الٰہیہ کا قیام بغیر کسی ادنیٰ شائبۂ ملاوٹ کے حتیٰ کہ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا پر بھی ضعف الحیاۃ وضعف الممات کی وعید شدید کی ترہیب اور طاغوت کے قلعہ پر براہ راست پیشقدمی کا اعلان کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے آرہے تھے۔

اُدھر گذشتہ بیس سال میں کارگہ نظریہ وخیال کو مزاحمت سے خالی پاکر اپنے مسلک کو مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں سے ناقابل تسخیر حد تک مستحکم اور مضبوط کرلیا ہوا تھا۔ انقلابی جتھا تیار کرنے کے لئے ذہن وفکر کی اٹھان نئے انداز میں لازمی تھی۔ نظر وفہم کے زاویے بدلے جانے ضروری تھے۔ عقیدہ وخیال کو نئے سانچوں میں ڈھالنا ایک ناگزیر ضرورت تھی۔ پھر ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے لازم قرار پایا کہ دین کی نئی تعبیر کی جائے اور جدت پسند طبیعتوں کے ہاں اسے دلفریب اور جاذب نظر بنانے کے لئے کامل اور ناقص تصور دین کی اصطلاح وضع کی جائے۔ اس سے یہ مشکل بھی خود ہی آسان ہوگئی کہ اسلافِ امت کی تشریحات جو براہِ راست قرآن و سنت کی نصوص پر مبنی اور "الدین یسر" کی صحیح تصویر پیش کرتی ہیں۔ انہیں فرسودہ اور از کار رفتہ ثابت کرکے غیر صحیح اور نامقبول بھی قرار دیا جا سکے گا اور عقیدتمند طبیعتیں محسوس بھی نہ کرپائیں گی۔ اگر کوئی زبان کھولنے کی غلطی کرے گا، تو فرق و امتیاز کی باریکیوں میں الجھ کر رہ جائے گا۔ جس سے بالآخر ہمارے ہی مدعا کو تقویت پہنچے گی۔ چنانچہ اسلام، ایمان، احسان، تقویٰ، عبادت شرک، توحید اور اسلامی حکومت وغیرہ اصطلاحات کو ان کے معروف ومنصوص معانی سے محروم کرکے حسب ضرورت اور حسب منشاء مفہوم ومطلب ان کے پلو میں باندھ دیئے گئے۔ ایسا انتظام اور بھی کیا گیا جو بوقت ضرورت کام آئے اور اس میں شک نہیں کہ وہ بہت کام آیا۔ یعنی اسلافِ امت پر بھرپور تنقید جو ان کے مناقب کے عنوان سے شروع کی گئی اور مدح وتوصیف کی آڑ میں ان کی سیرت وکردار کی طرف ایسی گھٹیا اور گھناؤنی مثالیں منسوب کی گئیں۔ جو انسانی صفات سے عاری لوگوں ہی کے لائق شان ہوں۔ نیز جادو بیانی کی حلاوت نے اس میں اتنی گوارائی بھی پیدا کردی کہ عام قاری اس کی تلخی کو محسوس نہ کرپائے۔ اور جو مدعا مطلوب ہے وہ تاثراتِ مطالعہ کے طور پر بغیر ناگواری محسوس کئے حاصل بھی ہو جائے۔ موصوفِ محترم کی چابکدستی کا اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے۔ جب اُن کی معجز بیانی کے ایسے کرشمے ہم دیکھتے ہیں، جس سے عقل حیران رہ جائے۔ اس زیر بحث معاملہ ہی میں دیکھ لیجئے۔

مقصد یہ ہے کہ اسلافِ امت کی مستند حیثیت کو مشتبہ بنا ڈالا جائے تاکہ جب کوئی مستند نہ رہے تو آپ سے آپ ہی ہماری تعبیر دین مستند قرار پائے، اور اسے اپنا دستور العمل بناکر ایک انقلابی جتھا تیار ہوسکے اس عظیم مقصد کے لئے دیکھئے کیا لطیف چال چلی گئی۔ عوام میں اہل اسلام کی عقیدت پرانے اسلاف معلوم ہے۔ لہٰذا ایسی روش سے پرہیز لازم ہے۔ جس سے عوام بدک جائیں۔ تو مقصد نگارش یہ ٹھہرا کہ اسلاف کے بے مثال کارناموں سے پردہ اٹھایا جائے۔ تاکہ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر وہی سعادتیں حاصل کرسکیں، جو ان کا نصیب بن کے رہ گئیں۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جن شخصیتوں کو مثال کے طور پر پیش کیا جائے وہ شخصیتیں بھی امت میں سب سے اعلیٰ اور مقتدر ترین ہوں اور انہی کی فہرست میں کسی ایسی شخصیت کو زیر بحث لایا جانا ضروری ہے۔ جن کو مطعون کرنے میں برا بھلا مواد بہم پہنچا سکنا ممکن ہو۔ اور اپنے پاس سے الزامات عائد کرکے ثابت کر دکھانے کے لئے یہ مواد ٹٹی کا کام بھی دے۔ پھر خود ہی ان کے لئے اپنی پسند کی ایک کہانی گھڑتے ہیں۔ ان کے لئے زندگی کا ایک مقصد خود ہی متعین کرتے ہیں۔ پھر اس پر ایک لائحہ عمل چسپاں کیا جاتا ہے۔ پھر اس لائحہ عمل میں جو خود اپنا ہی تصنیف کردہ ہوتا ہے اور متعلقہ شخصیت کی زندگی سے فی الواقعہ اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس میں کسی معمولی سی بات کو بہت اعلیٰ معیار کا کارنامہ قرار دیکر اس پر زمین و آسمان کے قلابے ملائیں گے۔ ساتھ ہی اس کے کمزور پہلوؤں کو نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیں گے۔ تاکہ ان کا قاری اس بدگمانی میں مبتلا نہ ہونے پائے کہ حضرت مودودی صاحب اسلاف کی عقیدت سے بے بہرہ ہیں اور ساتھ ہی اس کے ذہن میں یہ تاثر بھی آپ سے آپ سرائت کرتا چلا جائے کہ "اسلاف کی بس نری شہرت ہی شہرت ہے۔ جس میں حقیقت و واقعیت کا دخل نہ ہونے کے برابر ہے۔ عقیدتمندوں کے تراشیدہ افسانوں نے مساعی اسلاف کا عنوان اختیار کرلیا ہے اور بس!.... ورنہ یہ بھی کوئی بات ہے جس کو مودودی صاحب ایک عظیم کارنامہ بناکر پیش کرنے میں سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ اور اگر ہم اس خوبی کو کسی غیر معمولی صفت کے طور پر تسلیم بھی کرلیں، پھر بھی فلاں اور فلاں کمزوریوں کے ہوتے ہوئے یہ خوبی موجود ہوکر کیا کرے گی۔ حقیقت میں مولانا مودودی صاحب خود بھی اتنے بڑے معقول آدمی ہوکر اسلاف کی اندھی عقیدت میں بہہ جاتے ہیں"۔

اس اسلوب نگارش کو اختیار کرنے سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ آئندہ موصوف محترم اگر کوئی بڑے سے بڑا الزام بھی کسی پاک سیرت شخصیت پر لگائیں تو آپ اسے بلا دلیل باور کرنے پر تیار ہوں گے۔ کیونکہ آپ کو پہلے سے یہ یقین حاصل ہوچکا ہے کہ صاحب موصوف اسلاف کے بارے میں غلوِ عقیدت رکھتے ہیں۔ لہٰذا اس الزام کے پیچھے ضرور کوئی بڑی حقیقت ہے۔ جس کا انکار ممکن نہیں تھا۔ اس لئے موصوف محترم نے ایک انصاف پسند شخص کی حیثیت سے اس الزام کو اپنے اسلاف پر تسلیم کرکے اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا ہے۔

دیکھئے اس خوبی کے ساتھ سانپ سے بھی جان چھوٹ گئی اور لاٹھی پر بھی کوئی آنچ نہیں آنے پائی۔ پھر اندازہ فرمایئے کہ نتائج کہاں پہنچیں گے۔ جب اس فارمولے کو عملی جامہ پہنانے والا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا جدت طراز ذہن اور جودت آفریں طبع اور اس کے ساتھ ان کا وہ قلم جس میں ان کی اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں کے علاوہ نیاز فتحپوری کے اسلوب کا بانکپن بطور روح کے کام کر رہا ہو۔

خیر! تو میں بہت دور نکل گیا۔ عرض یہ کر رہا تھا کہ عزائم نو اور جواں حوصلوں سے لیس ایک ایسا جتھا تیار کرنا تھا جو طاغوت کے قلعہ پر ناقابل شکست حملہ کرے اس عظیم مقصد کے لئے اس طریق کار کو اپنانا ایک ناگزیر امر تھا۔ جس کے بغیر طاغوتی طاقتوں کو شکست دے سکنا کسی صورت ممکن نہیں تھا۔

جب ہم اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ تو ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ طریق کار بے شک صراط مستقیم سے سو فیصد ہٹا ہوا ہے۔ لیکن مقصد بہرحال نیک تھا۔ جس کے پیچھے خلوص اور صفائی نیت کی کارفرمائی تھی اور ایسی ہی کسی خوش گمانی میں دینی حلقوں نے بھی اپنی ہمدردیاں ان کے لئے وقف کردیں!

(جاری ہے)

# قرآتِ سبعہ کا تواتر

قاری احمد دین مدرس

مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور

صحیح مسلم شریف کے الفاظ ہیں:

عن ابی رضی اللہ عنہ ........ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان عند اضاۃ بنی غفار فاتاہ جبرئیل فقال ان اللہ یامرک ان تقرئ امتک القرآن علی حرف فقال سل اللہ معافاتہ و معونتہ فان امتی لا تطیق ذلک ثم اتاہ الثانیۃ علی حرفین فقال لہ مثل ذلک ثم اتاہ الثالثۃ بثلاثۃ فقال لہ مثل ذلک ثم اتاہ الرابعۃ فقال لہ ان اللہ یامرک ان تقرئ امتک القرآن علی سبعۃ احرف فایما حرف قرءوا علیہ فقد اصابو۔

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی غفار کے "تالاب" پر تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبرئیل تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ اپنی امت کو ایک لغت پر قرآن پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے معافی اور دستگیری کی درخواست فرمایئے۔ میری امت میں اس کی طاقت نہیں۔ حضرت جبریل دوبارہ آپ کے پاس دو لغتوں کی اجازت لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے پھر وہی درخواست دہرائی تو جبریل تیسری بار تین لغتوں میں پڑھنے کی اجازت لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے پھر وہی درخواست دہرائی تو جبریل چوتھی مرتبہ حاضر ہوئے اور فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ اپنی امت کو سات لغتوں پر قرآن پڑھائیں پس جس لغت پر بھی وہ پڑھیں گے درست ہوگا۔

مذکورہ روایت ابوداؤد، ترمذی اور مسند احمد میں بھی پائی جاتی ہے اور علامہ شمس الدین محمد بن جزری اپنی مشہور تصنیف "النشر" میں فرماتے ہیں کہ:-

"امام کبیر ابو عبداللہ قاسم بن سلام رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ حدیث انزل القرآن علی سبعۃ احرف یعنی "قرآن مجید سات لغتوں پر نازل کیا گیا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک بتواتر پہنچی ہے۔"

پھر علامہ جزری فرماتے ہیں کہ:

"میں نے اس حدیث کے تمام طُرق کو ایک مستقل تصنیف میں جمع کیا ہے، چنانچہ یہ حدیث عمر بن خطاب، ہشام بن حکیم بن حزام، عبدالرحمٰن بن عوف، ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوہریرہ، عبداللہ بن عباس، ابوسعید خدری، حذیفہ بن الیمان، ابو بکرہ، عمرو بن عاص، زید بن ارقم، انس بن مالک، سمرہ بن جندب، عمرو بن ابی سلمہ، ابوجہم، ابوطلحہ انصاری اور ام ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔"

اور حافظ ابویعلیٰ موصلی اپنی مسند کبیر میں راوی ہیں کہ:-

ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منبر پہ فرمایا کہ تم میں سے جس نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو کہ "یہ قرآن سات لغات پر نازل ہوا ہے اور ہر لغت شافی و کافی ہے" وہ کھڑا ہو کر شہادت دے تو بے شمار لوگ کھڑے ہو گئے اور شہادت دی کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

## سبعہ احرف سے کیا مراد ہے؟

تشریح میں مختلف اقوال ہیں مگر صحیح ترین، محققانہ اور قرین صواب یہ ہے کہ احرف سے اوجُہ لغات مراد ہیں۔ چنانچہ جمہور علماء کی یہی رائے ہے۔ علامہ بیہقیؒ نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ ابہری وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور صاحب قاموس نے اسی پر اکتفا کیا ہے۔

مطلب یہ کہ قرآن لغاتِ عرب کی سات لغتوں سے مزین ہے یہ سات لغات حسب ذیل ہیں:

۱۔ لغت قریش
۲۔ ہذیل
۳۔ ثقیف
۴۔ ہوازن
۵۔ کنانہ
۶۔ تمیم
۷۔ یمن

وجہ یہ کہ احرف، حرف کی جمع ہے۔ حرف کے معنی وجہ یعنی چہرہ ہیں، قرآن کی آیت میں ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ

ترجمہ: اور بعض لوگ اللہ کی عبادت ایک رخ پر کرتے ہیں۔

آیت میں "حرف" سے مراد وجہ، رُخ، صورت ہے یعنی کچھ لوگ اللہ کی عبادت محدود اور پامال سے مقصد کے لیے ایک رخ پر کرتے ہیں کہ انہیں نعمت و خیر ملتی رہے درخواستیں قبول ہوتی رہیں۔ عافیت حاصل رہے۔

(باقی آئندہ)

No. 67715 সাপ্তাহিক WEEKLY

তরজুমানেইসলাম TARJUMANE ISLAM

লাহোর LAHORE

اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے

# جمعیۃ علماءِ اسلام کی دل کھول کر امداد کیجئے!

خیراور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مردوزن کے اختلاط کے زہریلے جراثیم سُرعت سے پھیل رہے ہیں۔ معاشی نظام سُود کی بنیاد پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصُول کے لیے عظیم جدّوجہد کی ضرورت ہے۔ عُلماءِ کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

## اسی لیے

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم زکوٰۃ و عطیات مرکزی دفتر جمعیۃ علماءِ اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقم کی تعیین فرمادیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے

محمدؐ عبداللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام (خانپور) محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماءِ اسلام (ملتان)

رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرمادیں

# ترجمان اسلام

لاہور

## جمعیۃ علماء اسلام

ایک دعوت ایمان ہے - ایک پیغام انقلاب ہے

—— جو ——

ہر سچے اور مخلص مسلمان کو دنیا و آخرت کی کامرانیوں اور فوز و فلاح کے لئے

شریعت اسلامیہ کا لائحہ عمل پیش کرتی ہے۔

آپ جمعیۃ علماء اسلام کے اس دینی محاذ سے مخالف اسلام

قوتوں کا مقابلہ کیجئے

—— آیئے ——

جمعیۃ کے جھنڈے تلے اسلام کی خاطر ہم سب جمع ہو جائیں اور اپنا فریضہ حق ادا کریں

**انتم الاعلون ان کنتم مومنین**

کی بشارتیں آپ کے ساتھ ہوں گی

جمعہ ۶ جون ۱۹۶۹ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ، قیمت ۲۵ پیسے - جلد ۱۲ شمارہ ۲۱

بحث و نظر

# سبائیت کا تجزیہ

حسین احمد معارفی۔ فقیر والی بہاولنگر

اس حقیقت سے کوئی بھی صاحبِ بصیرت انکار نہیں کرسکتا کہ اسلام اور امت مسلمہ کو جو نقصان عبداللہ بن سباء یہودی منافق کی تحریک "سبائیت" کے ہاتھوں پہنچا شاید ہی کسی اور نے پہنچایا ہو۔ جہاں یہ لوگ مارِ آستین بن کر ہزاروں عظیم فرزندانِ توحید کو نگل گئے۔ وہاں مختلف اوقات میں احیاء و تجدید اسلام کے نعرہ سے لیس ہو کر مختلف تحاریک کے نام سے منظر عام پر آتے رہے۔ اسی طرح اس حقیقت سے بھی شاید ہی کوئی صاحب بصیرت انکار کی جرأت کرسکے کہ تحریک سبائیت کی دورِ حاضر میں سب سے بڑی وکیل وہ جماعت ہے جو اپنے آپ کو تحریک اسلامی اور تحریک تجدید و احیاء دین کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ حقیقت میں اسے اس کے پیش روؤں کی طرح مودودیت کا ہی خطاب ملنا چاہیئے۔ عدل و انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔

عرصہ سے علمی حلقے حیران و پریشان تھے کہ سبائیت کے اس جدید چربہ کے اجزائے ترکیبی کہاں کہاں سے حاصل کئے گئے ہیں۔ کیونکہ سبائیت کی طرف منسوب گروہوں میں کسی کے پاس بھی عقاید کا وہ مرکب ان تمام اجزاء کے ساتھ موجود نہیں۔ جن پر مودودیت کی عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے یہ توفیق دی کہ میں مودودیت کے مآخذ کا کھوج لگا سکوں۔ اس غرض سے کہ سبائیت جدیدہ سے اسلام کا دفاع کرنے والے ان کو بنیاد بنا کر سبائیت کے تیرہ سو سالہ ماضی اور مودودیت کے پچیس سالہ دور کے عقائد و جزئیات کا مفصل جائزہ لے سکیں۔ مختصراً ذکر کر رہا ہوں۔ کیونکہ تعلیمی مصروفیتوں کے سبب میرے پاس اتنا کافی وقت نہیں ہے کہ پورا کا پورا اس کی طرف توجہ دے سکوں۔ ایک طالب علم کے پاس دورانِ تعلیم اتنا وقت کہاں سے آیا کہ درسی مشاغل کے ساتھ ساتھ اس قدر وسیع تحقیقی موضوعات کے لئے کافی وقت نکال سکے۔ البتہ فریب و دجل کے اس شاہکار دوبارہ کو طشت ازبام کرنے کا قوی ارادہ ہے مگر تفصیلات پیش کرنے میں تاخیر کے خوف سے بنیادی باتیں اہل نظر کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ یہ میرا ماحصل مطالعہ ہے۔ اگر کہیں میں نے مطلب و مفہوم سمجھنے میں غلطی کی ہو تو متنبہ کرنا مجھ پر عظیم احسان ہوگا۔

مناسب ہے یہ بات ذہن نشین رہے کہ عقاید و جزئیات مودودیت کو اہل سنت والجماعت کے عقائد و جزئیات میں اس طرح گڈمڈ کرکے پیش کیا گیا ہے کہ اچھے اچھے لوگ عقیدہ کا تجزیہ کرنے میں بڑی مشکل محسوس کرنے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اچھے خاصے اہل علم حضرات اس فریب کے دامِ ہمرنگ زمین میں پھنس گئے

(۱) مودودیت نے جس طرح صحابہؓ کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار کیا وہ کوئی نئی بات تو نہ تھی! اس لئے کہ سبائیت کی کوکھ سے پیدا ہونے والا ہر گروہ سب سے پہلے یہی نعرہ لگاتا رہا ہے کہ اسلام کو (نعوذ باللہ) نبی کے تربیت یافتہ اصحاب نے ہی سب سے پہلے قربانی کا بکرا بنایا۔ لہٰذا کسی گروہ نے تمام گروہ صحابہ کو کافر و مرتد قرار دیا کسی نے اہل بیت کو مستثنیٰ قرار دے دیا کسی نے اہل بیت کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی ارتداد کی صفوں میں شرکت سے محفوظ رکھا۔ غرض سبائیت کا بنیادی عقیدہ صحابہ کرامؓ پر کفر و فسق کے ہتھیار سے حملہ کرنا ٹھہرا۔ اور سبائیت کا سرسری مطالعہ کرنے والے صحابہ کے متعلق اسی متشددانہ عقیدہ سے واقف ہیں۔ مگر بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں۔ کہ سبائیت کے فرقہ زیدیہ کا ایک گروہ "صالحیت" اپنے دیگر ہمسفر گروہوں سے عدم اعتماد علی اصحابہ کے بارے میں قدرے نرم پالیسی پر کاربند ہوا۔ یہ لوگ صحابہؓ پر الزامات و اتہامات تو وہی لگاتے تھے جو دیگر سبائیوں کا وطیرہ تھے اور دین کا اہم رکن ہی ان کے نزدیک اتہامات و بہتانات کی بارش تھا۔ مگر ساتھ ہی ان کی طرف کفر یا فسق کو صراحتہً منسوب کرنے سے احتراز کرتے رہتے بلکہ عام مجلسوں میں ان کی تعریفیں کرتے اور صحابہ کو مسلمان قرار دیتے۔ زیدیہ کا یہ فرقہ اپنے مقتدیٰ حسن بن صالح بن حی کی طرف منسوب ہوا۔ مودودیت کا صحابہ کے بارے میں وہ عقیدہ جس کی بنیاد "تجدید و احیاء دین" میں رکھی گئی اور پھر دستور میں عقیدہ کی حیثیت سے اس کو شامل کیا گیا، اسی طرح جب زمین میں ذرا نمی کے آثار پائے تو "خلافت و ملوکیت" کے عنوان سے اپنے بنیادی عقیدہ کو شرح و بسط سے بیان کر دیا گیا اور وہ تمام اتہامات و بہتانات ایک ایک کرکے صحابہؓ کے دامن سے ٹانک دیئے جو "صالحیت" نے لگائے تھے بلکہ بعض کا اپنی طرف سے بھی اضافہ کر دیا۔ اور پھر اسی طرح دوسرے پہلو یعنی برملا تکفیر و تفسیق سے اپنی زبانوں پر تالے لگا دیئے۔ جس طرح "صالحیت" نے کیا تھا۔ ان لوگوں کے سب و شتم کا لب لباب یہ تھا کہ عثمانؓ اور ان کے پیروکاروں کو نہ ہم مومن کہہ سکتے ہیں اور نہ کافر، کیونکہ قرآن میں ان کی تعریف مومن ہونے پر دلالت کرتی ہے اور وفات رسولؐ کے بعد ان کی "بدعات و ذنوب" (نعوذ باللہ) ان کے عدم ایمان پر شاہد ہیں۔ اور مودودیت کے سارے ہیر پھیر کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ عثمانؓ خائن تھے۔ امیر معاویہؓ فریب سے ایک ایک اصول کو توڑنے، مغیرہ بن شعبہؓ رشوت دینے اور لینے کا آزادانہ کاروبار کرنے والے وغیرہ ہاں الفاظ و محاورات کا فرق ہو سکتا ہے۔ معانی و مفہوم میں مجھے تو کچھ فرق نظر نہیں آتا (الملل والنحل شہرستانی ۱۲۵۔ فہرست ابن ندیم۔ تہذیب التہذیب ج ۲۔ فہرست الطوسی۔

(۲) حضورؐ کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے: کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ حضورؐ کا فرمان ہے: علیکم بسنتی وسنۃ الراشدین المہدیین۔ او کما قال۔

یہ نصوص اس بات کی صراحت کر رہی ہیں کہ دنیویہ میں حضورؐ اور خلفاء راشدین کا عمل و طرز کا طریق عمل تھا۔ جس کا یہی مطلب تھا کہ بعد میں آنے ان کو مدنظر رکھ کر خلافت دینی کے فرائض انجام ظاہر ہے نمونہ کی ہوبہو مطابقت کیت و کیفیت اعتبار سے نہ صرف مشکل ہے بلکہ اس عام انسان مخلوق کے حق میں ناممکن ہے۔ اس لئے یہ ایک تھا کہ بعد میں آنے والے لوگ اس معیار سخت نہ اتر سکتے تھے۔ جو کہ اسوہ کی زندگی کا معیار ہو حضورؐ کا فرمان اسلام وہ معتبر ہے جو "ما انا واصحابی" کے معیار پر پورا اترتا ہو۔ اگر اسوہ نظام عمل کے علاوہ کوئی اور نظام صحابہ یا حضور ثابت نہ ہوسکتا تو لامحالہ دنیا یک اسلام سے حدود میں داخل ہو جاتی۔ کیونکہ اسوہ اور نمونہ ہر فرد انسانی کے بس کا روگ نہیں۔ اس لئے کے خالق نے جہاں اپنے نبی کی زبان سے کہلوایا "ما انا علیہ واصحابی" کا نام ہے۔ وہاں ان کے ذریعہ ایک ایسا نظام خلافت قائم کر دیا جو سے اسلامی تھا۔ مگر اتنی گنجائش تھی کہ وہ اسوہ کے معیار سے ذرا کم ہو۔ گو وہ بھی اپنی جگہ اسلامی رکھتا ہو۔ تاکہ قیامت تک آنے والے مسلمان نسل ...... ان دونوں طرز ہائے نظام خلافت لیں قرآن کے حالات کے مطابق اسلام کی حد نہ نکلنے پائیں۔ یہ تو قیام نظام خلافت کی اسلامی ہوئی۔ اس بارے میں کوئی نص صریح کہیں نہیں۔ مگر یہ سمجھ کہ قیام نظام خلافت کے بعد کی ذمہ داری کیا ہے۔ اس کی تشریح و تفسیر مجید اور سنت نبوی بھری پڑی ہے۔ یعنی اسلام کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں عزم ایسے شرط قرار دیا ہے نہ کہ قیام خلافت میں عزم شرط قرار دی ہے۔ مودودیت نے عدم اعتماد کی کی قرارداد کو مزید تقویت دینے کی غرض سے تک کو اس تعبیر کے ساتھ جو سبائیت کے فرقہ نے مقرر کی تھی۔ بعض لفظی و معنوی ترمیم و اضافہ ساتھ لے لیا۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ **ترجمانِ اسلام** لاہور

سرپرست: حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

جلد ۱۲ | جمعہ ۶ جون ۱۹۶۹ء ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ قیمت ۲۵ پیسے | شمارہ ۲۱

احمد حسین کمال

# شذرات

## مجاہدین "الفتح" اور جمعیۃ علماء اسلام

صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے صدر مولانا عبید اللہ انور صاحب نے الفتح کے وفد کو پوری طرح یقین دلایا ہے کہ ارض فلسطین کی آزادی کے لئے جمعیۃ اور پاکستان کے مسلمان آخر وقت تک الفتح کے مجاہدین کی حمایت و معاونت کرتے رہیں گے۔

ارض فلسطین کو آزاد کرانے کا مقصد جمعیۃ علماء اسلام کا قدیم کاز ہے۔

۱۹۱۸ء میں جبکہ برطانیہ نے ترکی سے بیت المقدس اور سرزمین عرب کا علاقہ ہتھیا کر اپنے قبضہ میں کیا تھا تو جمعیۃ علماء ہند نے اپنی تشکیل کے آغاز کے وقت ہی یعنی ۱۹۱۹ء میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ بیت المقدس ارض فلسطین اور عرب دنیا کو غاصبین کے ہاتھوں سے نجات دلانا ہمارا اسلامی فریضہ ہے۔

الحمد للہ جمعیۃ علماء اسلام نے اس مقصد کو ہمیشہ عزیز رکھا، اور اس کے پروگراموں و جدوجہد کا یہ اہم ترین حصہ بنا رہا۔

انگریزی حکومت کے وقت ۱۹۳۶ء میں بھی جمعیۃ علماء ہند کے ایما پر پورے ہندوستان میں یوم فلسطین منایا گیا تھا، جس میں اس وقت کی تمام معروف سیاسی جماعتوں مسلم لیگ، کانگریس، احرار وغیرہ سب نے حصہ لیا تھا اور ملک گیر پیمانہ پر فلسطین و عرب دنیا کی آزادی کے لئے برطانیہ کی ظالمانہ، غاصبانہ و یہود نواز پالیسی کے خلاف شدید احتجاج کیا تھا۔

۱۹۴۸ء یعنی تقسیم فلسطین کے وقت سے ہی جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی فلسطین کو یہود کے پنجۂ استبداد سے آزاد کرانے اور عربوں کو غیر ملکی اثرات سے نجات دلانا رہی ہے۔

۱۹۵۶ء کے معرکۂ نہر سویز کے موقعہ پر بھی جمعیۃ علماء اسلام نے پرزور طریقہ پر مصر کی حمایت و تائید کی۔

اور جون ۱۹۶۷ء کی جنگ کے وقت جس زور شور و وسیع پیمانہ پر جمعیۃ علماء اسلام نے عرب دنیا کی حمایت کا سرگرمی کے ساتھ کام کیا۔ اس کا اعتراف مصر و شام کے اخبارات نے بھی کیا، اور متعدد عرب حکومتوں نے شکریہ کے پیغامات بھیجے۔

آج بھی بیت المقدس اور سارے فلسطین کی مکمل آزادی، عرب دنیا سے یہودی و مغربی سامراج کا مکمل استیصال اور دنیائے اسلام سے سامراجی لادینی اشتراکی اثرات کا خاتمہ جمعیۃ علماء اسلام کا بنیادی مقصد و پالیسی ہے۔

الفتح کے وفد اور اس کے قائد ابو ہشام صاحب کو جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے مکمل حمایت کی یقین دہانی جمعیۃ کے مقصد و نصب العین کا ہی اعادہ ہے۔

یقیناً جمعیۃ کی یہ یقین دہانی مسلمانان پاکستان کے جذبات کا عکس ہے۔

اور تمام عالم اسلام کا یہ فرض ہے کہ وہ اس مہم میں مکمل طور پر تعاون کریں۔

ابو ہشام صاحب نے بجا طور پر یہ بات کہی ہے کہ اس جدوجہد میں اگر عالم اسلام نے ہماری بھرپور مدد نہ کی، تو پھر اشتراکی ملکوں کو آگے بڑھنے کا موقعہ مل جائیگا عرب دنیا سے سامراجیت و یہودیت کا مکمل استیصال ہی اشتراکیت کے اثرات سے عالم اسلام و عرب دنیا کو بچا سکتا ہے۔

## ملائشیا کے ہنگامے

ملائشیا کے حالیہ فسادات و ہنگامے جو جمہوری انتخابات کے فوراً بعد رونما ہوئے اور جن کی لپیٹ میں سارا ملائشیا آ گیا۔ نہ صرف ملائشیا بلکہ مشرق کے تمام جمہوریت پسندوں کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ بالخصوص مسلمان ملکوں کے قائدین سیاست کو اس صورت حال کا گہرا تجزیہ کرنا چاہیئے۔

بلاشبہ "ملائشیا" کی تشکیل جن مختلف بلکہ متضاد عناصر کو شامل کر کے کی گئی ہے۔ ان سے ایسے استحکام کی توقع عبث تھی۔ جو عام سیاسی معاملات سے اثر پذیر نہ ہو سکے چنانچہ موجودہ بحران میں ان عناصر کے باہمی تضاد کی کارفرمائیوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

سنگاپور سے بورنیو تک، ایک کثیر التعداد چینی اقلیت بس رہی ہے۔ جس کی تعداد مختلف مقامات پر بیس فیصدی سے پینتالیس فیصدی تک ہے، اور مجموعی اعتبار سے ملائشیا میں ان کی تعداد چھتیس فیصد شمار ہوتی ہے۔ سولہ فیصد ہندوستانی باشندے ہیں۔ خالص ملائی باشندے نصف سے کچھ ہی زیادہ ہیں۔

چینی اقلیت ملائشیا کی مضبوط ترین اقلیت ہے۔ اور ملائشیا میں برطانوی حکومت کے خلاف تحریک آزادی شروع کرنے والی یہی اقلیت تھی۔ یقیناً اس چینی اقلیت کے ڈانڈے اشتراکی چین سے منقطع نہیں ہو سکتے۔

بھارتی باشندوں کی اقلیت بھی اپنے وطن سے علاقہ رکھنے میں پیچھے رہنے والی نہیں ہے۔

یہ عناصر ملائشیا کی داخلی و خارجی سیاست پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ اور کشمکش کا باعث بنتے ہیں ان مختلف عناصر کو سیاست میں یکجا کرنے والا رشتہ وہاں کے جمہوری نظام کا ہے۔ اور یہ جمہوری نظام برطانیہ کے بیسویں صدی [illegible] پر قا[illegible] ہے۔ جو محض [illegible] تک محدود رہتا ہے اور [illegible] حیثیت میں رہ جاتے ہیں۔

چنانچہ مشرقی ملکوں میں یہ [illegible] کا ایک سیاسی کھیل بن کر رہ گیا ہے۔ قوم کی مشکلات کا کسی طرح بھی مداوا نہیں کر پا رہا۔

برطانیہ وغیرہ ملکوں میں یہ نظام ٹھوس حقیقت پسندانہ اور مشکلات و مسائل کے قابل حل پروگرام کی صورت میں ترقی پذیر ہے۔

لیکن مشرقی ملکوں میں شخصی اور گروہ بندانہ کشمکش اقتدار کا تباہ کن مظہر بنا ہوا ہے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ انتخابات کے بعد جس پر بظاہر عوام کی اکثریت کی پسند کی مہر لگ چکی ہوتی ہے اچانک عوامی ہنگامے رونما ہو پڑتے ہیں اور سیاسی استحکام کو تہ و بالا کر کے رکھ دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عوام کے مسائل کو پروگرام کا حقیقی جز بلکہ جزو اعظم بنائے بغیر اس قسم کے جمہوری انتخابات بدعنوانیوں سے مبرا نہیں ہوتے اور نہ جوڑ توڑ کے خفیہ ہتھکنڈوں سے ہی ایک پارٹی کامیاب ہو پاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں عوام کی پسند کا سوال ہی خارج از بحث ہو جاتا ہے۔ اور ناکام عناصر ہنگاموں کا بیج بو ڈالتے ہیں۔

اس لئے ضروری ہے کہ اس نظام کو اختیار کرتے وقت اولیت عوامی مسائل کے پروگراموں کو دی جائے اور ان پروگراموں کی اساس پر ہی انتخابات عمل میں آ جائیں تاکہ عوام اپنی مشکلات و مسائل کا حل اس میں پا سکیں

(زور قلم [illegible])

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا۔ مرتب و انچارج حا[illegible] حنیف بہاری

# اخبار و معلومات

## صدر مملکت کا پیغام

راولپنڈی ۲۰ مئی۔ صدر آغا محمد یحییٰ خاں نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر قوم کے نام اپنے پیغام میں ہم وطنوں کو یاد دلایا ہے کہ:

"برصغیر کے مسلمانوں نے اسلام کی بنیاد پر آزادی حاصل کی۔ اور یہاں اپنے لئے ایک نیا ملک بنایا۔ پاکستان کے بانیوں نے اس مقصد کا برملا اظہار کر رکھا تھا کہ پاکستان میں مسلمانوں کو اپنی شخصی و اجتماعی زندگی رسول پاک کے نظریات، اصولوں اور قدروں کے مطابق گذارنے کے قابل بنایا جا سکیگا۔ حصول پاکستان کی جدوجہد کے دوران میں برصغیر کے مسلمان ان نظریات ہی کے باعث سرگرم عمل رہے۔ لہذا اس ملک میں ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ منزل اس لائحہ عمل کے مطابق حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں روحانی اور تہذیبی ترکہ میں ملا ہے۔

صدر نے کہا ہے کہ آج ہمیں پریشان کن سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل درپیش ہیں۔ ہمیں ان کا حل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں تلاش کرنا چاہیئے۔ ان کے ناچیز پیروکاروں کی حیثیت سے ہمارا مقدس فرض ہے کہ ایسا سیاسی اور سماجی ڈھانچہ تیار کریں۔ جو حضور کے مساوات و اخوت کے بتلائے ہوئے اصولوں کے عین مطابق ہو، اور اس میں حضور کی عملی زندگی کی ایک جھلک ملتی ہو۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے مادی اور روحانی وسائل یکجا کریں اور اس اہم کام پر لگائیں جو ہماری کوششوں کا ساتھ دے۔"

## شط العرب

دجلہ و فرات (عراق) کے دریاؤں کے خلیج فارس میں گرنے کے دہانہ کا پچاس میل رقبہ جہاں دریا پھیل جاتا ہے شط العرب کہلاتا ہے۔ اس کا ایک کنارہ عراق میں اور دوسرا ایران میں واقع ہے۔ اسے ۱۸۴۷ء کے معاہدۂ ارض روم کے تحت عراق کی حاکمیت کا حصہ تسلیم کیا گیا جس کی روسی، برطانی حد بندی کمیشن نے ۱۹۱۳-۱۴ء میں تصدیق کی اور ۱۹۳۷ء میں اس کی بنا پر عراق اور ایران کا مشہور معاہدہ ہوا۔ جسے اب ایران نے منسوخ کر دیا ہے۔ شط العرب میں جہاز رانی سے حکومت عراق ۴۵ لاکھ پونڈ سالانہ وصول کرتی ہے۔ یاد رہے کہ ایران اور عراق کے مابین ان کی کردستان سے متصل سات سو میل لمبی مشترک سرحد واقع ہے اور بحرین ایسے عرب علاقے ایران کی بجائے عربستان کے حامی ہیں۔

## اقوام متحدہ کا دفتر

ادارہ اقوام متحدہ کے صدر دفتر واقع نیویارک کو جو ایک آزاد کالونی ہے دیکھنے کے لئے ہر روز تقریباً سات ہزار انسان وہاں جاتے ہیں۔ اور ۱۹۵۲ء سے لے کر جب صدر دفتر کی نئی عمارات قائم ہوئیں، ۷ مئی تک دنیا کے گوشہ گوشہ سے کوئی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ انسان یہاں کی سیاحت کر چکے ہیں۔ سیاحوں کی راہنمائی ۲۵ ملکوں کے ۶۸ گائڈ کرتے ہیں۔ اور سیاحوں کے داخلہ کی فیس کے طور پر ہر سال تقریباً نو لاکھ ڈالر اقوام متحدہ کو وصول ہوتے ہیں۔

## ویت نام کی جنگ

امریکہ کے سرکاری اعلان کے مطابق ویت نام کی جنگ میں یکم جنوری ۱۹۶۱ء سے لے کر ساڑھے سات لاکھ سے زیادہ انسان ہلاک ہوئے۔ امریکی کمان کے اعداد کے مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۶۹ء تک اس جنگ میں ۴،۷۰،۰۰۰ ویت کانگ اور شمالی ویت نامی اور ۳،۶۰،۶۳۰ امریکی اور ان کے بندوق بردار ہلاک ہوئے اور اب امریکہ نے اپنا سب سے بڑا ایٹمی طیارہ بردار جہاز جس پر ۱۰۰ طیارے موجود ہیں اس جنگ میں جھونک دیا ہے۔ امریکہ کے دعوے کے مطابق ان ۷ سالوں میں شمالی ویت نام اور ویت کانگ ۲،۳۷،۴۴ ہلاک ہوئے۔ ویت کانگ کے دعوے کے مطابق تازہ حملہ کے پہلے ماہ میں ۳۱ ہزار امریکی اور اس کی حلیف سپاہ کو ہلاک اور زخمی کیا۔ اور جنوبی ویت نام کے ۲۱۶ دیہات (کی دو لاکھ مزید آبادی) کو آزاد کیا۔ ویت کانگ نے امریکہ کے ۲۲ ہوائی اڈوں، تین جنگی بندرگاہوں، ۲۵ فوجی ڈویژنوں کے اڈوں پر حملے کئے اور امریکہ کے ۹۰۲ جنگی طیارے، ۱۰۲۷ جنگی گاڑیاں، ۱۲۹ توپیں، ۲۵۰ بحری کشتیاں اور ۱۴۶ بارود گھر تباہ کئے۔

امریکہ کی ۳۴۱۶۳ سپاہ اس جنگ میں ۳۱ مارچ تک ہلاک ہو چکی ہے۔ جبکہ اس کی ۴۱۴، ۱۴ سپاہ امریکی خانہ جنگی میں، ۵۳۴۰۲ پہلی عالمگیر جنگ میں اور ۲۹۱۵۵۷ دوسری جنگ میں ہلاک ہوئی تھی۔ امریکہ کی ۲۱۱۰۰۰ سپاہ ویت نام میں زخمی بھی ہوئی ہے

## جنوبی ویت نام کی تباہی

ویت کونگ کے قومی محاذ آزادی کی گفتگو سے پیرس میں وفد کی لیڈر مادام بن نے کہا ہے کہ:

"جنوبی ویت نام میں کوئی ایک ایسا کنبہ موجود نہیں، جس کا کم از کم ایک فرد (اس جنگ میں) ہلاک نہ ہو چکا ہو۔ وسیع علاقوں میں جہاں امریکہ نے نیپام بم گرائے اور زہریلی دوائیں چھڑکیں۔ ہرے درختوں اور فصلوں کا سبزہ جل بھن کر برباد ہو چکا ہے۔ گرجاؤں بدھوں کی عبادت گاہوں اور سکولوں کو اندھا دھند تباہ کیا جاتا ہے۔ اور امریکہ کی لوگوں کو مطمئن کرنے کی مہم کے دوران امریکی سپاہیوں نے کئی جگہ شہریوں کو اکٹھا کر کے ان میں سے درجنوں کو سرسری طور پر گولیوں سے نیست و نابود کر دیا۔ اب جنوبی ویتنام کی سرزمین میں ایسا کوئی قطعہ موجود نہیں جو امریکہ کے بموں اور گولوں کے اثر سے محفوظ رہا ہو۔"

امریکہ کی جنگ کا طریقہ یہ ہے کہ ایک طرف مجاہد آزادی پسند ویت کانگ ہیں، جن کے پاس طیاروں، ٹینکوں وغیرہ کا نام نہیں اور دوسری طرف ایک دو درجن ویت کانگ کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی جنگی طیاروں کی بے پناہ بمباری، پیچھے سے ہیلی کوپٹروں اور بھاری توپوں سے گولہ باری نیپام بموں وغیرہ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سابقہ شنبہ کو امریکی سپاہ نے ایک حملہ کیا تو اس کی امداد آسمانوں میں راکٹ فائر کرنے والے ہیلی کوپٹر، جیٹ جنگی بمبار طیارے، توپ خانہ اور مہیب بی ۵۲ بمبار آگ برسانے والے مصروف جنگ رہے۔ ۲۴ گھنٹوں میں گوام اور تھائی لینڈ کے اڈوں سے بی ۵۲ کے قیامت خیز جنگی طیاروں نے برسے باندھ کر بار بار دس دفعہ حملے کئے۔ یعنی اس جنگ میں انسانی گوشت کا مقابلہ فولاد اور بموں سے ہے۔ اور پھر بھی دس سال میں ہر روز رسوا ہو کر امریکہ اپنی فوج وہاں سے نکال لے جانے کی فکر میں ہے۔

— صدر یحییٰ خاں نے روس کا دورہ کرنے کی دعوت قبول کر لی ہے۔

— فلسطینی چھاپہ مار فوج الفتح نے دس دن میں ۲۵۰ اسرائیلی سپاہ کو ہلاک اور زخمی کیا ہے۔

— عراق میں فوجی ملازمت جبری کر دی گئی ہے۔

— کیرالہ اور مغربی بنگال میں امریکہ کی "امن فوج" کے افراد کو نکال دیا گیا ہے۔

— جنرل ڈیگال سابق صدر فرانس کو اب ½۱۲ ہزار فرانک ماہوار پنشن ملتی ہے۔

— ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم صدر بھارت کی بیوہ کے لئے حکومت ہند نے ۱۵ ہزار روپے سالانہ پنشن مقرر کی ہے۔

— بھارتی وزیر داخلہ مسٹر چاون کے پارلیمنٹ میں بیان کے مطابق بھارت کے گزشتہ انتخابات عام ۱۹۶۷ء میں امریکہ روس اور دوسرے ملکوں نے مختلف پارٹیوں کی خفیہ امداد کی۔

— امریکہ کا صدر نکسن اب ۴۰۰ [illegible] ڈالر کے اثاثہ کا مالک ہے۔

— مغربی جرمنی میں امریکہ کی کوئی ڈھائی لاکھ فوج مقیم ہے۔ جس پر امریکہ کا سالانہ خرچ ۹۵ کروڑ ڈالر کا ہے اور اپنے درآمد برآمد کی توازن میں مسلسل عظیم خسارہ کے پیش نظر امریکہ اب یہ خرچ گھٹانے کے لئے سالم ۹۵ کروڑ ڈالر کا معاوضہ مغربی جرمنی سے طلب کر رہا ہے جو اب تک صرف ½۲ کروڑ ڈالر سالانہ دے رہا ہے۔

— انڈونیشیا کے بریگیڈیر جنرل سرادمن کے خلاف رشوت و غبن کا مقدمہ چلا دیا گیا ہے

---

مولانا لال حسین صاحب اختر (ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت) کی

# مسئلہ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام
علیٰ من لا نبیّ بعدہٗ

## اسلام کے بنیادی عقائد

اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے۔ جس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ لا الٰہ الا اللہ اور دوسرا حصہ محمد رسول اللہ ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کا مطلب ہے۔ اللہ ایک ہے وہ اپنی ذات وصفات میں یگانہ ہے۔ اس کی ذات یا کسی صفت میں کوئی شریک یا ساجھی نہیں۔ وہ بے مثل اور بے عیب ہے۔ تمام مخلوق اس کی محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اس کا کوئی باپ ہے نہ بیوی، نہ بیٹا۔ بقا اور فنا، زندگی اور موت اس کے اختیار میں ہے۔ اس کی ذات وصفات اور اس کی قدرتیں غیر محدود ہیں۔ وہ قادر مطلق اور علیم کل ہے۔ مادہ اور ارواح اور تمام مخلوق کو اسی نے نیست سے ہست کیا۔ وہ پوری کائنات کا خالق پروردگار مالک اور حاکم ہے۔ اس کے سوا کوئی حقیقی کارساز اور حاجت روا نہیں۔ قیامت کے دن [illegible] کی بارگاہ عالی میں اپنے دنیوی عقائد واعمال کا [illegible] ہونا ہے۔ وہ نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا [illegible] گا۔ اس کے سوا کسی کی عبادت وپوجا نہیں۔ وہ [illegible] بود ہے۔

اس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ انسان کی مادی ترقی کے لئے اور اس کی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لئے زمین وآسمان کی تمام چیزیں پیدا کیں اس نے انسانیت کو اس کے روحانی کمال تک پہنچانے اور اسے تہذیب وتمدن، معاشرت وسیاست، اخلاق وتوحید اور اپنی رضا وعبادت کے طریقے اور قوانین سکھانے کے لئے ابتدائے دنیا سے نبوت ورسالت کا سلسلہ شروع کیا۔

## نبی اور رسول کا مفہوم

خدا تعالیٰ نے جو بندے دوسرے انسانوں کو اس کے احکام پہنچانے کے لئے مقرر کئے۔ انہیں عربی زبان میں نبی اور رسول کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسے قوانین و علوم عطا فرماتا رہا جن تک انسانوں کی عقل نہ پہنچ سکتی تھی نبی کے معنی ہے عظیم الشان خبر دینے والا۔ رسول کے معنی ہیں بھیجا ہوا۔ خدا تعالیٰ انہیں دنیا میں اس لئے بھیجتا رہا کہ وہ دوسرے انسانوں تک اس کے قوانین اور پیغام پہنچائیں۔ وہ اپنے ازلی علم سے جسے اس عظیم الشان عہدہ کے لئے مناسب سمجھتا۔ اسے نبوت ورسالت سے سرفراز فرماتا تھا۔ تمام نبی معصوم ہوتے ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔ وہ راست باز نیکی کا مجسمہ، اعلیٰ ترین اخلاق وصفات، بے مثال علم وعمل کے پیکر اور ہر قسم کے گناہوں سے پاک اور مبرا ہوتے ہیں۔

## انبیاء کی تمام انسانوں پر علمی فوقیت

انہیں اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے تمام انسانوں سے زیادہ الٰہیات اور روحانیت کا کامل علم دیا جاتا تھا تمام انسان حواس خمسہ سے اشیاء کا علم حاصل کرتے ہیں۔ دنیا میں بہت سے حقائق غیر مرئی ہیں۔ جنہیں انسان نہ دیکھ سکتا ہے نہ ان کی حقیقت سمجھ سکتا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی ذات وصفات، قضا وقدر، موت وحیات اخروی۔ قیامت کی زندگی اور آخرت کی جزا اور سزا کی حقیقت۔ قادر مطلق۔ عالم الغیب۔ خلاق دو جہاں خداوند کریم نبیوں کو تمام ضروری قوانین واحکام اور حقائق ومعارف کا علم دیتا رہا۔ انہیں احکام وعلوم کو شریعت کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے کبھی کبھی اپنے نبیوں اور رسولوں کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے خارق عادت اور ظاہراً قانون قدرت کے خلاف ایسے نادر امور و واقعات ظاہر کرتا رہا، جو دنیا کے اور لوگ نہیں کر سکتے۔ تاکہ انسان ان عجیب وغریب کارناموں کو دیکھ کر سمجھ جائیں کہ یہ خدا تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ ایسے امور کو معجزہ کہا جاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ دوسرے تمام انسان یہ کام دکھانے سے عاجز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبیوں کو آنے والے زمانے کے خاص خاص واقعات بیان کرتے رہے اور وہ واقعات اور پیشگوئیاں سچی ثابت ہوتی رہیں۔ اخلاق، تعلیم، معجزات اور پیشگوئیوں سے سچے نبی اور جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں میں تمیز ہو جاتی رہی۔ جھوٹے مدعیان نبوت سے کوئی معجزہ ظاہر نہ ہو سکا۔ نہ ہی ان کی پیشگوئیاں سچی ثابت ہوئیں۔ نہ ہی وہ اعلیٰ کیرکٹر اور اصلاح خلق کے لئے اعلیٰ علوم واصول پیش کر سکے۔ بلکہ وہ دنیا میں ذلیل ورسوا ہوئے۔

## نبوت کی ابتداء اور انتہا

اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی ابتدائی پیدائش کے وقت نبوت ورسالت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا۔ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ورسول تشریف لائے۔ دنیا کا کوئی ملک اور کوئی قوم نہیں کہ جس میں خداوند کریم نے نبی نہ بھیجے ہوں۔ تمام نبی اپنی اپنی قوم اپنے اپنے ملک اور خاص خاص مدت کے لئے اپنے اپنے زمانے کی ضروریات کے مطابق احکام خداوندی لاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں سیدنا ومولانا شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے آخری اور کامل شریعت دے کر بھیجا اور آپ کی ذات گرامی پر نبوت ختم کر دی۔ جس چیز کا شروع ہے اس کا آخر بھی ہے۔ جس طرح قرآن مجید اور حدیث شریف پر شریعت ختم ہو گئی۔ آئندہ کوئی نئی شریعت نہیں ہو گی اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی حضورؐ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو گا۔

## کلمہ طیبہ کا دوسرا حصہ اور ختم نبوت

کلمہ طیبہ کے دوسرے حصے "محمد رسول اللہ" کا مطلب ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی اللہ کے آخری رسول ہیں۔ جس کی ناقابل تردید دلیل یہ ہے کہ حضرت آدم سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک اللہ تعالیٰ نے کسی نبی اور رسول کو کوئی حکم دینا ہوتا تھا تو حرف "یا" عربی زبان میں خطاب کے لئے آتا ہے سے مخاطب کر کے اور نبی کا نام لیکر حکم دیا جاتا تھا۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے۔ یا آدم۔ یا نوح۔ یا ابراھیم۔ یا موسیٰ یا داؤد۔ یا یحییٰ۔ یا عیسیٰ سابقہ انبیاء علیہم السلام سے اسی طرح خطاب ہوتا رہا۔ لیکن جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا تو سارے قرآن مجید میں حضورؐ کو یا محمدؐ کہیں نہیں فرمایا بلکہ حضور کو یا ایھا النبی اور یا ایھا الرسول سے خطاب فرمایا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت یحییٰ۔ حضرت عیسیٰ علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔ لیکن انہیں قرآن مجید میں یا ایھا النبیّ اور یا ایھا الرسول نہیں فرمایا اور اسی لئے نہیں فرمایا کہ ان کے بعد اور نبی ورسول پیدا ہونے والے تھے۔ جس ذات اقدس کے بعد کوئی نبی اور رسول پیدا نہیں ہونا تھا۔ انہیں یا ایھا النّبی اور یا ایھا الرسول کے خطاب سے نوازا گیا۔

پس ثابت ہوا کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی طرح حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی ورسول نہیں۔ اللہ تعالیٰ الوہیت میں واحد ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ورسالت میں واحد ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں سینکڑوں مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ وقت کے پیش نظر چند آیات واحادیث بیان کئے جاتے ہیں۔

## قرآن پاک اور ختم نبوت

پہلی آیت:۔ یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھداً

# ...یو فیجی سے نشری تقریر

...وَنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب آیت ...)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً یعنی روشنی دینے والا سورج ... ان الفاظ مبارک سے مندرجہ ذیل حقائق ... ہوتے ہیں۔

## دس نکات

پہلا نکتہ:۔ جس طرح مادی سورج اپنے مقررہ رستہ ... ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے راستہ سے ذرہ ... ادھر ادھر نہیں ہوئے۔

دوسرا نکتہ:۔ جس طرح قیامت تک سورج سے ... جدا نہیں ہوتی، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ... مبارک سے نور فطرت اور نور عرفان کبھی جدا نہیں ہوا۔

تیسرا نکتہ:۔ جس طرح ہر چیز اپنے خواص کے مطابق ... سے فیض حاصل کرتی اور متاثر ہوتی ہے۔ سورج ... سامنے مٹی کا گولہ سخت ہوتا ہے اور موم کا گولہ نرم ... سے سورج کی روشنی گذر جاتی ہے لیکن پتھر میں ... نہیں ہوتی۔ اسی طرح اپنی اپنی فطرت کے مطابق حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان، حضرت علی اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض نبوت حاصل کیا لیکن ابولہب، ابوجہل، اور مسیلمہ کذاب وغیرہ حضور کے فیض سے محروم رہے۔

چوتھا نکتہ:۔ اگر سورج نہ ہوتا تو نہ بارش ہوتی، نہ درخت نہ کسی قسم کی سبزیاں ہوتیں، نہ حیوانات ہوتے نہ انسان۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، حدیث قدسی ہے، لولاک لما خلقت الافلاک لولاک لما خلقت الجنۃ۔ لولاک لما خلقت النار۔ اے میرے پیارے اور محبوب رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو نہ زمین و آسمان ہوتے اور نہ اور کوئی مخلوق ہوتی۔ نہ جنت و جہنم پیدا ہوتے۔

پانچواں نکتہ:۔ مادی سورج اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے سورج میں کھلا کھلا فرق ہے۔ مادی سورج دنیا کے ہر حصے سے غروب ہو جاتا ہے اور اسے گرہن لگتا ہے۔ لیکن حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سورج قیامت تک نہ غروب ہوگا اور نہ ہی اسے گرہن لگے گا۔

چھٹا نکتہ:۔ جس طرح سورج کے طلوع ہونے سے چاند اور ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے، اسی طرح حضور کی کامل شریعت نے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔

ساتواں نکتہ:۔ رات کے وقت دنیا میں بے شمار روشنیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر گھر، ہر کمرہ، ہر برآمدہ، ہر گلی وغیرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ روشنی ہوتی ہے لیکن جب سورج طلوع ہو جائے تو اور کسی روشنی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح دنیا میں صداقت کی روشنی پھیلانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے۔ مگر جب حضور خاتم النبیین کی نبوت کا سورج طلوع ہوا تو دنیا کو اور کسی نبی کی ضرورت نہ رہی۔

آٹھواں نکتہ:۔ ہماری دنیا کی تمام چیزیں سورج سے روشنی حاصل کرتی ہیں۔ جس طرح سورج سے روشنی حاصل کر کے کوئی سمندر، کوئی پہاڑ، کوئی مکان، کوئی حیوان، کوئی انسان سورج نہیں بن گیا۔ اسی طرح حضرت نبی کریم سے فیض حاصل کر کے کوئی انسان نبی نہیں ہو سکتا۔

نواں نکتہ:۔ جس طرح چاند ستارے اور زمین سورج سے روشنی حاصل کر کے روشن ہوتے ہیں اسی طرح حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کئے ہوئے قرآن و حدیث کے نور سے قلوب انسانی روشن ہوتے ہیں۔

دسواں نکتہ:۔ ہندوستان، پاکستان، افغانستان، ایران، ترکی، یونان، اٹلی، جرمنی، فرانس، برطانیہ، عراق، عرب، مصر، روس، امریکہ، افریقہ، فجی، چین، جاپان، جاوا، سماٹرا، مشرق، مغرب، شمال، جنوب غرضیکہ تمام دنیا کیلئے ایک ہی سورج ہے اس کے بعد دوسرا سورج نہیں۔ اسی طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں۔

دوسری آیت:۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب)

(ترجمہ) حضرت محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

## خاتم کا معنی ازروئے لغات

زبان عرب میں خاتِم یا خاتَم کا لفظ کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ عربی زبان کی سب سے ضخیم اور سب سے مستند لغت کی کتاب لسان العرب میں لکھا ہے۔

خِتَامُ الْقَوْمِ وَخَاتِمُھُمْ وَخَاتَمُھُمْ اٰخِرُھُمْ۔ خَاتِمُ الْقَوْمِ ت کے زیر سے اور خَاتَمُ الْقَوْمِ ت کے زبر سے ان سب کے معنی آخِرُھُمْ یعنی قوم کا آخری فرد ہیں۔

لغت کی مشہور کتاب تاج العروس میں ہے: وَمِنْ اَسْمَائِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَھُوَ الَّذِیْ خَتَمَ النُّبُوَّۃَ بِمَجِیْئِہٖ۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے خاتِم و خاتَم ہے۔ اور وہ ذات اقدس ہے کہ جس نے آ کر نبوت ختم کر دی۔ خاتم کا مادہ ختم ہے۔ ختم کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کے ہیں کہ نہ اس کے اندر کی چیز باہر نکل سکے اور نہ باہر کی چیز اس کے اندر جا سکے۔ اسی کے دوسرے معنی کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر کرنے کے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کے اندر سے نہ کوئی چیز باہر نکلی ہے اور نہ کوئی باہر کی چیز اس کے اندر گئی ہے۔

## اکابرین امت اور ختم نبوت

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، محدثین، مفسرین اور تیرہ سو سال کے کل اکابرین امت نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کئے ہیں کہ جن کے بعد اور کوئی نبی پیدا نہ ہو۔

آیت خاتم النبیین میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے بالغ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ باپ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک جسمانی دوسرے روحانی۔ چونکہ ان الفاظ سے دونوں قسم جسمانی اور روحانی ابوت کی نفی کا شبہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے حرف لکن سے اس شبہ کو دور فرما کر رسول اللہ فرمایا۔ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے روحانی باپ ہیں۔ کیونکہ ہر نبی اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ پس رسول اللہ فرما کر حضور کی ابوت روحانی کو قائم فرمایا۔ جیسا کہ قرأت ہے۔ اَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ وَھُوَ اَبُوْھُمْ (مفردات امام راغب) کہ حضور کی ازواج مطہرات مومنین کی روحانی مائیں ہیں اور حضور ان کے روحانی باپ ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جیسے ہمارا جسمانی باپ ایک ہی ہے۔ اس کے بغیر اور کوئی جسمانی باپ نہیں۔ ایسے ہی امت محمدیہ کے روحانی باپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ حضور کے بعد اور کوئی روحانی باپ (نبی) نہیں۔

ایک اور شبہ ہو سکتا تھا کہ جس طرح حضرت نبی کریمؐ سے پہلے ہر نبی کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہوتا رہا تو پہلے نبی کی ابوّت روحانی ختم ہو جاتی تھی۔ کیا اسی طرح حضورؐ کے بعد بھی ہوگا کہ آپ کے بعد اور نبی پیدا ہو جائے اور حضورؐ کی بجائے وہ امت کا روحانی باپ ہو جائے اور حضورؐ کی ابوّت روحانی ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب ایسا نہیں ہوگا کیونکہ حضورؐ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ اب آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس لئے آپ کی ابوّت روحانی قیامت تک رہے گی۔ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی پیدا ہو۔ اور امت محمدیہ حضورؐ کی ابوّت روحانی سے منتقل ہو کر جدید نبی کی ابوّتِ روحانی میں داخل ہو جائے۔

جب یہ فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بالغ مرد کے جسمانی باپ نہیں تو وہم ہو سکتا تھا کہ جو قدرتی شفقت و محبت باپ کو صلبی بیٹے سے ہوتی ہے، شاید حضورؐ کو ویسی شفقت و عنایت کسی سے نہیں ہو سکتی۔ اس وہم کو بھی دور فرما دیا کہ روحانی باپ کی حیثیت سے جسمانی باپ سے بڑھ کر حضورؐ کو اپنی امت سے محبت و شفقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امت کے روحانی باپ ہیں تو اس سے استدلال ہو سکتا تھا کہ بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے۔ اس لئے نبوت بطور وراثت امتِ محمدیہ کو ملے گی۔ اس استدلال کو غلط ثابت کرنے کے لئے فرمایا۔ وخاتم النبیین کہ آپ کی امت آپ کی روحانی اولاد ہے۔ مگر منصب نبوت کی وارث نہ ہوگی۔ کیونکہ نبوت آپ پر ختم کر دی گئی ہے وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم محیط کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ پس وہ جانتا ہے کہ کسی مقدس ہستی کو یہ شرف عطا فرمائے کہ اس پر نبوت و رسالت ختم کر دی جائے۔

تیسری آیت:

قرآن مجید قیامت تک، تمام نسل انسانی کے لئے آخری شریعت اور آخری قانون ہے، ہدایت ہے۔ نور ہے۔ امام مبین ہے۔ اس کتاب حکیم نے خدائے واحد قدوس کی ہستی، صفات باری تعالیٰ، وجود ملائکہ، نبوت و رسالت، قضا و قدر، قیامت و معاد اور ختم نبوت و رسالت کے ہر گوشے کو نمایاں کر کے ایمانیات کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ نہیں چھوڑا۔ جو تشنۂ تکمیل کا محتاج ہو۔

قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ سید الاولین والآخرین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی نے ایمانیات کی تفصیل، اعمال، اخلاق، عبادات، تہذیب و تمدن، معاشرت، روحانیت، سیاست، غرضیکہ تمام ضروریات شرعیہ کو کامل و مکمل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (ترجمہ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو پسندیدہ دین قرار دے دیا۔ دین کامل ہو گیا نعمت نبوت انتہا تک پہنچ کر پوری ہو گئی۔ حضرت نبی کریمؐ کی عطا کی ہوئی کامل شریعت اور آپ کی نبوت قیامت تک ہمارے اندر موجود ہیں۔ اس لئے دنیا کو کسی نبی کی ضرورت نہ رہی۔

## ختم نبوت کی احادیث

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید حجت ہے۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ بھی حجت شرعی ہیں۔ قرآن حکیم کے کسی لفظ کا صحیح معنی اور مفہوم اور کسی آیت کی صحیح ترین تفسیر وہ ہے۔ جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو سب سے زیادہ فہم قرآن عطا فرمایا۔ جس میں کسی قسم کی غلطی کا امکان نہیں۔ اس لئے حضورؐ کی بیان فرمائی ہوئی تفسیر ہر دوسرے شخص کی تفسیر پر مقدم ہے۔ اس اصول کے پیش نظر ہم ختم نبوت کے متعلق حضرت نبی کریمؐ کی فرمائی ہوئی سیکڑوں حدیثوں میں سے چند حدیثیں پیش کرتے ہیں۔

پہلی حدیث:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت اوّل النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۱۲۔ الدر المنثور جلد ۵ ص ۱۸۴۔ ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۷۰)

(ترجمہ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پیدائش میں سب سے پہلے ہوں اور دنیا میں مبعوث ہونے میں سب سے آخر ہوں۔

دوسری حدیث:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اباذر اوّل الانبیاء آدم وآخرھم محمد (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۶۳)

(ترجمہ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذر! سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی محمدؐ ہیں۔

تیسری حدیث:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی۔ ھذا حدیث صحیح۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن الدر المنثور جلد ۵ ص ۲۰۴ مسند احمد ص ۲۷۸ جلد ۵)

(ترجمہ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

چوتھی حدیث:۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (مشکوٰۃ باب مناقب عمرؓ)

(ترجمہ) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن الخطاب ہوتے۔

پانچویں حدیث:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رسالت اور نبوت ختم ہو گئی ہے۔ میرے بعد کوئی رسول اور نبی نہ ہوگا۔

چھٹی حدیث:

قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل بین الماء والطین (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

(ترجمہ) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت آخری نبی لکھا جا چکا تھا جبکہ آدم علیہ السلام گندھی ہوئی مٹی کی حالت میں تھے۔

ساتویں حدیث:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین (بخاری مسلم)

(ترجمہ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور انبیاء کی مثال ایک ایسے محل کی سی ہے کہ جس کی عمارت نہایت خوبصورت بنائی گئی ہو۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ اس محل کے گرد گھومتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی۔ سو میں وہ اینٹ ہوں جس نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا۔ پورا ہوا ہے میری ذات کے ساتھ نبوت کا محل اور اسی طرح ختم ہو گیا ہے میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ نبوت کے محل کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمائی ہوئی محل کی مثال سے "خاتم النبیین" کی تفسیر واضح ہے۔ بیان کردہ عظیم الشان اور خوبصورت عمارت محل نبوت ہے۔ اس کی ایک ایک اینٹ ایک ایک نبی کا وجود ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے نبوت کا محل بن چکا تھا۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ اس محل کی آخری اینٹ حضورؐ کا وجود گرامی ہے۔ حضورؐ نے نبوت کے محل کو مکمل فرما دیا۔ اب اس میں کسی نئی اینٹ کی کوئی جگہ نہیں۔ تو حضورؐ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس واضح تمثیل سے ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی ہیں۔ پس سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی

## خدائی تازیانہ

جب کوئی گہری نیند والا شخص آرام سے ... جھنجھوڑنے کی بھی نوبت آتی ہے، بالکل یہی ... بڑے بڑے ہوئے بندوں کا بھی ہوتا ہے ... پکار سے نہیں اٹھتے تو کبھی کبھی خدائے کریم اپنے بندوں پر کوئی مصیبت بھی بھیجتا ہے ... بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون ... آیت ۴۱)

... کہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا ... کو چکھادے تاکہ وہ باز آجائیں۔

... ہے کہ تمام معاصی کا بدلہ نہیں دیتا، کیونکہ ... کو خواب غفلت سے متنبہ کرتا ہے نہ کہ سزا دینا ... ویعفو عن کثیر (سورۃ ۴۲ آیت ۳۰) ... بہت سے گناہوں کو درگذر ہی کر دیتا ہے۔

... سعادت سے بالکل ہی محروم نہیں ہو گیا ہے ... پر آکر ضرور ہی چونک پڑتا ہے اور ضرور ہی ... زندگی پر ایک گہری نظر ڈال کر اس کے داغ دھبے ... دیتا ہے۔ لیکن خدا بچائے بعض لوگ اپنی شقاوت ... اس منزل پر پہنچ کر بھی آنکھیں نہیں کھولتے ... زندگی اب بھی صحیح خطوط پر نہیں پڑتی اور حقیقت ... نہایت درجہ خطرناک اور بیحد مایوس کن ہے۔

(ماخوذ دار العلوم دیوبند)

# ہائیکورٹ کو مولانا عبید اللہ انور کیس کی سماعت کا اختیار حاصل ہے

## مارشل لا ریگولیشن ۴۵ کے بعد صورت حال بدل گئی ہے۔ سپیشل بنچ:

لاہور ۲۰ مئی۔ مغربی پاکستان ہائیکورٹ کے سپیشل فل بنچ مشتمل بر مسٹر جسٹس بشیر الدین احمد، مسٹر جسٹس مولوی مشتاق حسین اور مسٹر جسٹس شوکت علی نے قرار دیا ہے کہ مارشل لا ریگولیشن نمبر ۲ میں ریگولیشن نمبر ۴۵ کے ذریعے چونکہ ترمیم کر دی گئی ہے۔ جس کے بعد ہائیکورٹ کو مولانا عبید اللہ انور کیس کی سماعت کا اختیار حاصل ہو گیا ہے۔ اس لئے اب اس مقدمہ کی شروع سے سماعت کرنے والے ہائیکورٹ کے فاضل جج کو مزید کارروائی کی سماعت شروع کر دینی چاہیئے۔

مولانا عبید اللہ انور نے لاہور کے ایک ڈی ایس پی مسٹر محمد شریف چیمہ کے خلاف جمعۃ الوداع کے موقعہ پر جلوس کے دوران درخواست دہندہ پر بیہنہ طور پر تشدد کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کرا رکھا ہے۔ ہائیکورٹ میں اس مقدمہ کی ابتدائی پروسٹ جاری تھی کہ مارشل لاء نافذ ہو گیا۔ اور مارشل لاء ضابطہ نمبر ۲ کے تحت عدالتوں کے اختیارات پر بعض پابندیاں عائد ہو گئیں۔ چنانچہ جب یہ مقدمہ مذکورہ صورت حال کے بعد دوبارہ سماعت کے لئے مسٹر جسٹس شیخ شوکت علی کے روبرو پیش ہوا۔ تو فاضل جج نے قرار دیا کہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۲ نے اس مقدمہ کی سماعت کے متعلق ہائیکورٹ سے اختیارات چھین لئے ہیں۔ اس لئے وہ مقدمہ کی سماعت نہیں کریں گے۔ تاہم درخواست دہندہ کو اس معاملہ میں مارشل لاء حکام سے رابطہ قائم کر کے صورت حال واضح کرانی چاہیئے۔ اس پر مولانا عبید اللہ انور نے مارشل لاء حکام کے روبرو درخواست دی۔ دریں اثناء مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۴۵ جاری ہو گیا اور مسٹر جسٹس شیخ شوکت علی نے فاضل چیف جسٹس سے استدعا کی کہ چونکہ اس مقدمہ میں بعض اہم قانونی نکات وضاحت طلب ہیں اس لئے اس کی سماعت کے لئے فل بنچ مقرر کیا جائے اور اس مقدمہ میں ایڈووکیٹ جنرل اور ایڈووکیٹ جنرل کو بھی طلب کیا جائے۔

چنانچہ آج مذکورہ سپیشل فل بنچ کے روبرو یہ مقدمہ سماعت کے لئے پیش ہوا۔ تو ایڈووکیٹ جنرل مسٹر شریف الدین پیرزادہ اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر اسلم ریاض حسین نے یہ موقف اختیار کیا کہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۴۵ کے نفاذ کے بعد ہائیکورٹ کو مذکورہ مقدمہ کی سماعت کے اختیارات حاصل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اس وضاحت کے بعد فل بنچ نے اس مقدمہ کی ابتدائی سماعت کرنے والے فاضل جج سے کہا ہے کہ وہ دوبارہ اس مقدمہ کی سماعت شروع کر دیں۔ سماعت کی تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

## امیر و ناظم مرکزی جمعیۃ کے دورے

حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ علماء اسلام ۲۲ مئی ۱۹۶۹ء کو بذریعہ طیارہ ملتان سے راولپنڈی تشریف لے گئے۔

ہر دو حضرات اس پورے ہفتہ میں راولپنڈی، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان تک مختلف مقامات پر سیرت کے جلسوں و اجتماعات میں شرکت فرمائیں گے۔

## ضروری اور اہم اعلان

جو خبر یا اطلاع مقامی جمعیۃ کے لیٹر پیڈ پر تحریر نہ ہوگی مقامی جمعیۃ کے دفتر کی مہر اس پر ثبت نہیں ہوگی اور مقامی ذمہ دار عہدہ دار جمعیۃ کی منظوری و تصدیق کے اس پر دستخط نہیں ہوں گے، وہ خبر و اطلاع ترجمان اسلام میں شائع نہیں کی جائے گی۔

(ادارہ)

## سیلاب فنڈ کی دوسری قسط جمعیۃ نے روانہ کر دی

۲۹ مئی ۱۹۶۹ء کو حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامعہ رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ، ناظم صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان مرکزی جمعیۃ کی طرف سے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے دوسری امدادی قسط مبلغ ۵,۰۰۰ روپے کر ڈھاکہ روانہ ہو گئے۔

## ضروری التماس

تمام ایجنٹ حضرات کو جن کے ذمہ اخبار کی رقوم واجب الادا ہیں، بل بھیج دیئے گئے ہیں براہ کرم ان بلوں کی ادائیگی اس ماہ کے آخر تک کر دیا۔

ورنہ دفتر سے آدمی وصولی کے لئے روانہ کیا جائے گا۔

اور اس کی آمد و رفت کے اخراجات و کرایہ ایسے ایجنٹ حضرات کو ادا کرنا پڑے گا۔

اخبار کی باقاعدہ اور معیاری طباعت و اشاعت بہت زیادہ انحصار، ان رقوم کی فوری ادائیگی پر منحصر ہے۔

## گذارش

احباب اب مجھ سے لاہور دفتر جمعیۃ کے بجائے پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں۔

حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی<br>
دفتر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان<br>
تغلق روڈ ملتان

زاہد الراشدی — قسط ۳

# خلافتِ اسلامیہ اور اس کی حدود و شرائط

ائمہ کرام کی ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کا مسلمان آزاد بالغ عاقل شجاع، امور مملکت چلانے کی اہلیت رکھنے والا، صاحب علم اور قریشی ہونا ضروری ہے۔ صاحب علم ہونے کی حد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بیان فرمائی ہے کہ وہ مجتہد ہو اور امام ابو اسحاق شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ

علماء نے اس بات پر اجماع و اتفاق نقل کیا ہے کہ خلافت اس شخص کی منعقد نہیں ہوتی۔ جو علوم شرع میں مجتہد اور مفتی کا درجہ نہ رکھتا ہو۔ (الاعتصام ص ۱۰۸/ج ۲)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ مجتہد کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ:۔

پس اس زمانہ میں مجتہد بننے کے لئے پانچ علوم پر حاوی ہونا شرط ہے۔ (۱) علم کتاب اللہ قرأت اور تفسیر کے ساتھ (۲) علم سنت اسانید کی اور صحیح اور ضعیف کی معرفت کے ساتھ (۳) علماء سلف کے اقوال کا علم تاکہ مجتہد علماء کے اجماع سے تجاوز نہ کرے اور اختلافی قولین کی صورت میں تیسرا قول اختیار نہ کرے۔ (۴) علم عربیت یعنی لغت و نحو وغیرہ اور دلائل سے احکام کے استنباط اور مختلف اقوال کے درمیان تطبیق دینے کا علم (۵)۔ (ازالۃ الخفاء ص ۲۱)

یہ پانچوں علوم چونکہ "کتابت" جاننے پر موقوف ہیں اس لئے اس کو بھی "علم" کی شرط کے ضمن میں سمجھا جا سکتا ہے ان شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ خلیفہ قریشی النسب ہو۔ لیکن علامہ ابن خلدونؒ فرماتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ ان کی عبارت سے واضح ہے اور امام ابو منصورؒ تیمی فرماتے ہیں کہ:۔

ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ شریعت نے قریش کے ساتھ امامت کی تخصیص کی ہے اور شریعت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قریش کا خاندان کسی دور میں بھی ایسے قابل افراد سے خالی نہیں رہا۔ جو امامت کی ذمہ داریاں سنبھال سکیں۔ اس لئے اس قبیلہ کے علاوہ کسی اور قبیلہ کے فرد کو لوگوں پر امام مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنی تصنیفات میں اس کی تصریح کی ہے۔ اور اسی طرح امام ابو حنیفہؒ سے بھی زرقانؒ نے یہی مسلک روایت کیا ہے۔ (اصول الدین ص ۲۷۵)

امام ابو منصور تیمیؒ اور امام شافعیؒ دونوں نے "قریشیت" کی شرط کا اثبات نقل کیا ہے۔ لیکن حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ امام ابو حنیفہؒ سے عدم اشتراط نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کا ارشاد ہے کہ:۔

علماء نے خلیفہ کے لئے قریشی ہونے کی شرط لگائی ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے جیسا کہ "التحریر المختار" میں روایت ہے اور امام الحرمین نے بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے کہ خلیفہ کے لئے قریشی ہونا شرط نہیں (عرف شذی ص ۱۲۲)

اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ نے التحریر المختار ج ۲ ص ۹۸ کے حوالہ سے امام اعظمؒ کا یہ قول معارف السنن ج ۲ ص ۴۲۳ میں نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی تصانیف میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اور وہ اس موقف پر سختی سے مصر ہیں کہ خلیفہ کے لئے قریش میں سے ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اس پر انہوں نے دلائل دیئے ہیں۔ "الائمۃ من قریش" کی حدیث کو وہ اس پر محمول کرتے ہیں کہ یہ نبی علیہ السلام نے بطور انشاء کے نہیں فرمایا کہ اس سے حکم مستنبط ہو۔ بلکہ بطور خبر کے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔ بہرحال یہ شرط اختلافی ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

(باقی آئندہ)

## اظہار تشکر

میرے برادر بزرگ صوفی محمد اسلم صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات پر ملک بھر سے بے شمار احباب و جماعتی حضرات اور بزرگوں نے تعزیت و ہمدردی کے پیغامات ارسال فرمائے ہیں۔

میں ان سب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنے و جواب عرض کرنے سے قاصر ہوں۔

ان سطور کے ذریعہ تمام حضرات و پسماندگان کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں اور ملتمس ہوں کہ برادر مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرماتے رہیں اور مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(مولانا) محمد اکرم ناظم صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان
و ہلال انجنیئرنگ ورکس، ملتان روڈ لاہور

## معذرت

لاہور میں عید میلاد النبی کی تقریب کی وجہ سے پریس و عملہ کتابت کی تعطیل رہی۔ اس لئے اس ہفتہ کا اخبار بھی سابقہ اعلان کے مطابق آفسیٹ پر شائع نہیں ہو سکا۔ انشاء اللہ آئندہ سے حسب اعلان پرچہ ۱۶ صفحات اور آفسیٹ پر طبع شدہ ٹائیٹل کے ساتھ شائع ہونے لگے گا۔ (ادارہ)

**خواتین کیلئے**

# نہر زبیدہ

## ایک مسلمان خاتون کا تاریخی کارنامہ

آپ نے ہر حاجی کی زبان سے نہر زبیدہ کا نام سنا ہوگا۔ مکہ والوں کے لئے یہ نہر بھی ایک عجیب و غریب نعمت ہے۔ عرفات سے مزدلفہ جاتے ہوئے راستے میں پہاڑ کے ساتھ ساتھ ایک نہر بہتی ہے۔ جو اوپر سے پٹی ہوئی ہے۔ اس کا نام نہر زبیدہ ہے۔

ہارون رشید اسلامی تاریخ میں ایک مشہور بادشاہ گذرا ہے۔ جس نے ۱۷۰ھ سے ۱۹۳ھ تک حکومت کی۔ اس کی حکومت سے پہلے مکہ میں پانی کا بڑا قحط تھا۔ ایک بار تو یہ حالت ہوگئی کہ پانی کا ایک مشکیزہ دس دس درہم میں ملنے لگا۔ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ بڑی نیک دل خاتون تھی۔ اسے جب حاجیوں اور مکے کے رہنے والوں کی اس حیثیت کا علم ہوا، تو وہ بڑی بے چین ہوئی۔ اس نے طے کر لیا کہ مکہ والوں کی اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے اس سے جو کچھ بن پڑے گا کر کے رہے گی۔ اس نے ماہروں کی ایک جماعت کو بھیجا کہ جا کر مکہ کے آس پاس چشموں کی تلاش کرے۔ اس تلاش کے نتیجے میں ماہرین نے رپورٹ دی کہ انہوں نے دو مقامات پر چشموں کو ابلتے دیکھا ہے۔ ایک چشمہ مکہ معظمہ سے چالیس کلو میٹر کے فاصلے پر طائف کے راستے میں اس وادی میں تھا جس کا نام حنین ہے۔ اور جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو ثقیف کے درمیان غزوہ حنین نامی مشہور لڑائی ہوئی تھی۔ دوسرا چشمہ کرا کی پہاڑیوں کے دامن میں وادی نعمان کے اندر تھا۔ یہ دونوں چشمے اگرچہ مکہ معظمہ سے کچھ بہت زیادہ دور نہ تھے۔ مگر پہاڑیوں کے سلسلے نے انہیں مکہ کی وادی سے بالکل الگ تھلگ کر رکھا تھا۔ اور بظاہر ان کا پانی مکہ تک پہنچانا ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ زبیدہ نے جن ماہروں کو اس کام پر لگایا تھا۔ وہ بھی کچھ زیادہ پرامید نہ تھے۔ لیکن اس باہمت عورت نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ان چشموں کا پانی عرفات تک لے جانے اور وہاں سے مکہ معظمہ تک پہنچانے کا بندوبست کیا جائے گا۔

چنانچہ اس نے انجینیروں اور کارندوں کی ایک جماعت کو نہر کھودنے کے لئے حکم دیا۔ تین سال تک یہ لوگ پہاڑیاں کاٹتے اور نہر بناتے رہے۔ لکھا ہے کہ زبیدہ نے اس نیک کام پر سترہ لاکھ اشرفیاں خرچ کیں۔ اور جب کارندوں نے کام پورا کر کے نہر کا حساب ملکہ کے سامنے پیش کیا۔ تو اس وقت وہ دجلہ کے کنارے محل میں بیٹھی ہوئی تھی۔ نیک دل ملکہ نے حساب کے کاغذات کو لے کر دجلہ میں ڈال دیا اور کہنے لگی کہ ہم نے اس حساب کو یوم الحساب کے لئے چھوڑ دیا۔ اگر کسی کے پاس ہمارا کچھ رہ گیا ہو، تو ہم نے اس کو معاف کیا۔ اور اگر کسی کا ہمارے اوپر کچھ نکلتا ہو تو وہ آئے اور لے جائے، پھر اس نے سب کارکنوں کو خلعت اور انعام دیا اور بڑی خوشی منائی۔

دونوں چشموں سے جو نہریں نکالی گئیں۔ ان کا پانی عرفات میں آکر مل جاتا ہے۔ پہاڑوں کے اندر راستے میں جگہ جگہ حوض بھی بنائے گئے ہیں تاکہ بارش کا پانی بھی جمع ہو کر ان نہروں میں شامل ہوتا رہے۔ عرفات کے میدان میں یہ نہر جبل عرفات کے ساتھ ساتھ بہتی ہے۔ اور میدان کی مشرقی، شمالی اور مغربی سمتوں کا چکر کاٹتی ہوئی مازمین کے راستے سے گذرتی ہوئی مزدلفہ اور منیٰ پہنچتی ہے۔ زبیدہ کے زمانے میں یہ نہر جبل منیٰ کی پشت میں ایک مقام پر آکر ختم ہوگئی تھی۔ جسے چاہ زبیدہ کہا جاتا تھا۔

چاہ زبیدہ تک اس نہر کی کل لمبائی ۴۳ ہزار میٹر ہے۔ نہر پر جگہ جگہ پانی کی تقسیم کے لئے حوض اور کنوئیں بنے ہوئے ہیں۔ ترکوں کی حکومت کے زمانہ میں چاہ زبیدہ پر ایک انجن لگا دیا گیا تھا۔ اور لوہے کے پائپ کے ذریعے منیٰ کی وادی میں پانی جگہ جگہ پہنچنے لگا تھا۔

### زبیدۂ دوم فاطمہ خانم

زبیدہ کے بعد ایک ترکی بادشاہ سلطان سلیم کی لڑکی فاطمہ خانم نے جبکہ ۹۶۵ھ کے بعد مکہ کے تمام چشمے اور کنوئیں برباد اور خشک ہو گئے تھے اپنے ایک بڑے معتمد کو پچاس ہزار اشرفی دے کر مکہ معظمہ روانہ کیا۔ ان کا نام ابراہیم بن تکریم تھا اور فاطمہ نے حکم دیا کہ نہر کو چاہ زبیدہ سے آگے بڑھا کر مکہ کے گھروں تک پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ ۹۷۹ھ میں نہر کا پانی مکہ تک پہنچ گیا اور مکہ آج بھی اس نہر کے پانی سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

**بچوں کیلئے**

محمد طاہر جامی اسلامیہ ہائی سکول گجرہ

# ایک ننھے کی نصیحت

## اور ایک سبق آموز کہانی

کہتے ہیں کہ ایک دن جنگل کے بادشاہ نے تین جانور شکار کئے اور بھیڑیا اور لومڑی کو بلا کر پوچھا کہ اس شکار کو کس طرح کھایا جائے۔ پہلے بھیڑیے کی باری تھی۔ وہ بولا کہ جناب! ایک جانور آپ کھا لیں۔ ایک مجھے دے دیں اور تیسرا لومڑی کو دے دیا جائے۔ جنگل کے بادشاہ کو اس تقسیم پر بڑا غصہ آیا کہ شکار مارنے والا میں، اور یہ حصہ دار کہاں سے آ گیا۔ چنانچہ ایک ہی پنجہ مار کر بھیڑیے کا کچومر نکال دیا۔ پھر لومڑی سے پوچھا تو وہ بولی کہ حضور! جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ ایک جانور آپ ابھی کھا لیں، ایک رات کو کھا لینا اور تیسرا ابھی کل کو آپ ہی کھا لیں۔ اس جواب پر شیر بہت خوش ہوا اور پوچھا کہ اے لومڑی! اتنی عقل تجھے کہاں سے آ گئی۔ لومڑی نے جواب دیا کہ وہ سامنے بھیڑیے کی ہڈیاں بتا رہی ہیں۔

پیارے بھائیو! روزمرہ کے ایسے واقعات اپنے اندر بڑے سبق رکھتے ہیں۔ ہمیں ایسے واقعات سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔ مثلاً کتاب میں لکھا ہے کہ آگ سے بچو، یہ کپڑے جلا دیتی ہے۔ اس پر یقین کرنا چاہیئے۔ پھر اگر واقعی کوئی کسی کے کپڑے جلتا دیکھ لے۔ تو عبرت پکڑنی چاہیئے کہ آگ کے پاس نہیں بیٹھنا۔ لیکن اگر پھر بھی کوئی باز نہیں آئے گا، تو آگ ضرور اس کے کپڑے جلا دے گی۔

اگر آگ کے پاس بیٹھو گے جاکر — تو اٹھو گے اک روز کپڑے جلا کر

یا خدانخواستہ خود ہی آگ کی لپیٹ میں آ گئے، تو پھر نصیحت اور توبہ کسی کام نہیں آئے گی کیونکہ جب موت سامنے آجائے تو لاکھ توبہ کریں، ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ البتہ موت سے پہلے ہزار بار بھی غلطی ہو جائے تو ذرا سی پشیمانی سے خدا اپنی رحمت سے بخش دیتے ہیں۔ اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔ مسلمان ہمیشہ پرامید رہتا ہے۔

قرآن کی زبان میں ایسی مثال کو علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کہا ہے یعنی علم سے یقین کرو، پھر آنکھوں سے دیکھ کر نصیحت پکڑ لو۔ آخرکار جب حق وارد ہی ہو جائے۔ یعنی موت طاری ہو جائے تو یقین کرنے کا کیا فائدہ۔ موت سے پہلے موت پر یقین کرو۔ اور جب یقین ایسا ہو جائے، تو قبر و حشر سے بچنے کے لئے توبہ کرو۔ پھر انشاء اللہ بیڑا پار ہے۔ قرآن آسمانی کتاب ہے اور خدا کا کلام ہے۔ قرآن میں بھی پہلی امتوں کے حالات درج ہیں کہ جن قوموں نے نبیوں کا کہنا نہ مانا۔ مثلاً قوم نوحؑ، قوم لوطؑ اور قوم ہودؑ وغیرہ، تو ان پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ کوئی سیلاب کی نذر ہوئے۔ کوئی بحیرہ قلزم میں ڈوب گئے۔ کئی آندھی اور طوفان سے مارے گئے۔ کوئی زلزلے میں دب گئے۔ کسی پر پتھر برسائے گئے۔ یہاں تک کہ ان کے نام و نشان مٹ گئے۔ پس جنازہ دیکھ کر اپنی موت کا فکر کرنا چاہیئے۔ عقلمند وہ ہے جو واقعات سے عبرت پکڑے اور نصیحت حاصل کرے اور برے کاموں سے باز آ جائے۔ وہ بیوقوف ہے۔ جو آج کل پر ٹالتا ہے اور بڑھاپے کا انتظار کرتا ہے، موت، بچپن اور جوانی نہیں دیکھتی۔ پتہ نہیں کس وقت بلاوا آ جائے۔ اور رشتہ کٹ جائے۔

پس پیارے بھائیو! موت سے پہلے موت کی فکر کرنی چاہیئے اور عذاب سے پہلے توبہ کرنی چاہیئے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ہم سب کو توبہ کی توفیق دے۔ آمین! ثم آمین!

তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۶ پیسہ

# باطل کا پیچ وتاب

حق و باطل کے معرکہ میں بعض اوقات ایسا نازک مرحلہ بھی آجاتا ہے جب باطل حق کا روپ دھار کر اہل حق پر حملہ آور ہوتا ہے۔

اسلام کی تاریخ میں یہ نازک مرحلہ خلیفہ ثالث و راشد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری دور خلافت میں آیا۔ اسلام کا نام لے کر سرکشوں کے ایک گروہ نے مدینہ الرسول میں خلیفہ ثالث کو نہایت بیدردانہ و ظالمانہ طور پر شہید کر دیا۔ اور فتنوں کا ایسا بیج بویا۔ جس نے مسلمانوں کے درمیان خانہ جنگی اور مستقل تفریق کی فصل پیدا کر دی، جو آج تیرہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی کاٹی اور ختم نہیں جا سکی ہے۔

یہ نازک مرحلہ ہر دور میں نمودار ہوتا رہا ہے

بنو امیہ کی حکومت جب عالم اسلام پر قابض و مسلط ہو گئی اور اس کے خلاف اہل حق کا نقطۂ نظر علم سے لڑ کر سامنے آیا تو اس موقع پر بھی اسلام کے نام سے باطل گروہوں نے ان کا راستہ روکنے کی کوشش کی تھی۔

جنگ ... جنگ میسور، جنگ بالاکوٹ، جنگ سوڈان، جنگ قسطنطنیہ، جنگ ... کتنے ہی معرکے ہوئے بجا و دشمنان اسلام کے خلاف۔ اہل حق نے سرانجام دیئے لیکن ان کو ... اسلام کے نام سے کتنے ہی باطل دوست غداروں نے بہا دیا گیا۔

یقیناً اہل حق کے لئے اس آزمائش سے بڑی کوئی آزمائش نہیں ہو سکتی۔ اور یہ ان کی ہی جرأت و مردانگی ہے کہ اس پرخطر آزمائش میں بھی وہ ہمیشہ ثابت قدم رہے۔

اہل حق ہمیشہ حق کے قیام کے لئے کوشاں ہوتے ہیں اور وہ یمین و یسار کے اختلافات و جھگڑوں سے بے پرواہ ہو کر صرف اللہ کے دین کو قائم کرنے کی سرگرمی میں ہمہ تن مشغول رہتے ہیں۔ ان کی دوستی و دشمنی صرف اللہ کے دین کے لئے ہوتی ہے۔ لوگوں و مصلحتوں کی دلفریبیوں سے متاثر ہوئے بغیر حق کو حق اور باطل کو باطل کہے چلے جاتے ہیں۔

لیکن باطل جب حق کا روپ دھار کر سامنے آتا ہے تو اس کا پہلا حربہ اہل حق کے خلاف بہتان سازی اور الزام تراشی کا ہوتا ہے۔ اور پھر وہ حق کے نام کو اپنی اغراض برآری کے لئے اپنے حریفوں کے مقابلہ میں زور و شور کے ساتھ استعمال کرتا رہتا ہے۔

علماء حق کے لئے، باطل کی یہ "ٹیکنیک" نئی نہیں ہے۔ ہر زمانہ میں اس نے یہ کھیل کھیلا ہے اور علماء حق نے اس کے اس کھیل کی پرواہ کئے بغیر حق کی آواز قائم و بلند رکھی ہے۔

باطل کبھی حق کے براہ راست قیام کی بات نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ حق کے نام کو اپنے کسی حریف باطل کے مقابلہ کے لئے استعمال کرنے پر زور دیتا ہے

آج پاکستان میں اسلام کے مقدمہ کا معاملہ بھی یہی ہے۔ ایک طرف علماء حق ہیں جن کا مطالبہ ہے کہ:۔

"اسلام کو کامل و مکمل طور پر قائم و نافذ کر دو۔
اس طرح ہر باطل کا قلع قمع ہو جائے گا"

لیکن باطل نہیں چاہتا کہ اسلام براہ راست اور کامل و مکمل طور پر پہلے قائم و نافذ ہو۔ بلکہ اس کی سرگرم کوشش یہ ہے کہ اسلام کی طاقت اس کی اغراض کے لئے استعمال ہو۔ اہل حق اس کی صوابدید پر صحیح اور غلط کا فیصلہ کریں اور امت مسلمہ اسلام کے قائم و نافذ ہونے سے پہلے پہلے افتراق و انتشار کا شکار بن جائے۔

لیکن اہل حق اس فریب میں گرفتار ہونے کے لئے تیار نہیں۔

● — وہ باطل کے اس بہروپ کو خوب پہچان گئے ہیں۔
● — وہ ثابت قدمی کے ساتھ حق کی راہ پر قائم ہیں۔
● — وہ پاکستان کو خالص اسلامی مملکت بنانے کے نصب العین پر کاربند ہیں۔
● — وہ ملت اسلامیہ کے اتحاد میں کوئی رخنہ گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں۔
● — وہ عرب و عجم کے مسلمانوں کو ایک مرکز پر دیکھنے کے آرزو مند ہیں۔
● — وہ اسلام کے نام کو کسی باطل کے ساتھ نتھی کرنے کے لئے راضی نہیں۔
● — وہ مطلب برآری کے لئے اسلام کا نام استعمال کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دے سکتے۔
● — وہ یہاں اسلام کے نام پر نہ تو سامراج کو پنجے گاڑے رکھنے کی اجازت دیں گے۔
● — اور نہ ہی سامراجیت و اشتراکیت کی جنگ میں کسی فریق کو اسلام کے نام پر حمایت حاصل کرنے کی کھلی چھوٹ لینے دیں گے۔
● — ان کا پہلا اور آخری مطالبہ یہ ہے کہ پاکستان میں سب سے پہلے اسلام کو اس کی اصل اور کامل صورت میں ختم نبوت، سنت رسول اور طریق سلف صالحین کی اساس پر قائم و نافذ کر دو۔
● — اس طرح اسلام کی اصل قوت کے ساتھ مسلمان ہر باطل کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کر سکیں گے۔
● — اسلام کے قائم ہوتے ہی مغربی سامراج بھی اپنی جگہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گا اور اشتراکیت کو بھی پیر جمانے کی جگہ نہیں مل سکے گی۔

لیکن اس صورت میں حق کا روپ دھارے ہوئے باطل کے لئے بھی کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے۔

چنانچہ وہ علماء حق کے اس دوٹوک رویہ پر پیچ وتاب کھا رہا ہے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس کر کے اپنے اصلی اور مستعار لاؤ لشکر سمیت علماء پر حملہ آور ہو رہا ہے۔

— — لیکن حق بہرحال حق ہے وہ غالب آ کر رہے گا۔
—— اس ملک میں انشاء اللہ اسلام اپنی اصلی و رکمل صورت میں نافذ ہو گا۔
—— علماء ربانیین ایسی تمام مخالفتوں و ہتھکنڈوں کے باوجود اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے اپنی جد و جہد آخر تک جاری رکھیں گے

اور

✦ ہمارے نام اسلام کے بلند بانگ مدعیوں کی سامراج پرستی یا اشتراکیت پسندی کے کھیل کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔
اللہ کی مدد ان کے شامل حال ہے

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

ہفت روزہ
# ترجمانِ اسلام
لاہور

## اسلامی انقلاب

کسی ایک فرد کے نظریات پیش کرنے کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ
اس پر بر اہتمام و کمال من وعن عملی انتظامی اہلیت اور رہنمایانہ قابلیت کا جمع ہو جانا،
انسانی تاریخ کی نہایت ہی نادر ترین صورت ہے۔

اور اس صورت کا ظہور تاریخ انسانی میں صرف اور صرف تنہا خاتم النبیین، رحمۃ للعٰلمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے ہوا۔

آپ نے

اولاً دنیا سے عقائد و اخلاق، معاشی و سیاست، اور تمدن و تہذیب کے خاص نظریات
تسلیم کرائے اور ان نظریات کی بنیاد پر ایک عظیم، طاقت ور اور خیر و فلاح پر مبنی اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی جو اگلے دس سال کے اندر ایک عظیم ترین اسلامی ریاست و سلطنت کی شکل اختیار کر گئی ——————

جس نے آئندہ دس سال میں براعظم ایشیا، افریقہ اور یورپ کی دو زبردست اور مضبوط ترین، سینکڑوں سال کی قائم شدہ شہنشاہیوں کا قلع قمع کر دیا اور انسانی تاریخ کا رُخ بدل دیا ——————

یہ انقلاب ایک عظیم اور کامیاب انقلاب تھا جس سے دنیا میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہو گیا ——————

آج بھی ہماری کامیابی اسی اسلامی انقلاب کی پیروی میں ہے
جس کی جمعیت علماء اسلام دعوت دیتی ہے

# بے بنیاد و رکیک الزامات کا مدلل جواب

از علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی

سب کے اتفاق سے حضرت عثمانؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ مرتے دم تک سچائی سے خلافت کی۔ لوگوں کو کوئی موقع طعن و تشنیع کا نہ ملا اور نہ ان کے قتل پر کوئی بہانہ ہاتھ آیا۔ برخلاف فرقہ رافضیہ کے کہ وہ تہمت بے جا لگاتے ہیں۔ خدا ان کو ہلاک کرے۔"

## حضرات صحابہؓ کا مقام

بہرحال اہل السنۃ والجماعۃ اور بزرگان دین و سلف صالحین کے نزدیک حضرت سیدنا عثمانؓ و دیگر صحابہ کرامؓ کی پالیسی اور کاموں کو خلاف شریعت یا غلط کہنا لکھنا اور ان کی نشر و اشاعت کرنا درحقیقت کتاب و سنت کے احکام کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فتح مکہ سے پہلے اور فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والے سب صحابہ کرامؓ کے عند اللہ مقبول و جنتی ہونے کی تصریح فرمادی ہے تاکہ فتح مکہ کے بعد والے صحابہ کو طلقاء دکھا کر ان کی تنقیص و توہین کر کے اپنی اور دوسروں کی عاقبت کو خطرے میں نہ ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ | تم (صحابہ کرامؓ) میں سے جن لوگوں |
| أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ | نے فتح مکہ سے پہلے خدا کی راہ میں |
| قَاتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ | مال خرچ کیے اور جہاد کیا۔ ان کا |
| دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ | درجہ ان لوگوں سے بہت بڑا |
| أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا | ہے جنہوں نے بعد میں مال خرچ |
| وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى | کیے اور جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ کا |
| وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ | ہر ایک سے بہشت کا وعدہ ہے |
| (پ ۲۷) | اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال |
| (سورۃ حدید) | کی پوری پوری خبر رکھتا ہے۔ |

تو یہ آیت اور اس قسم کی سینکڑوں آیات علی الاعلان صحابہ کرام کے متعلق واضح کرتی ہیں کہ وہ حضرات اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے انفاق اموال اور جہاد کی وجہ سے اتنے بلند مقام پر فائز تھے کہ ان کے ہر ایک کے لیے بہشتی ہونے کا وعدہ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا:

| | |
|---|---|
| لا يمس النار مسلما | جس مسلمان نے مجھے دیکھا (صحابی) |
| رآنی | اس کو دوزخ کی آگ نہ چھو سکے گی۔ |

حتیٰ کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جیسے متقی اور ظاہری و باطنی علوم کے امام سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ میں سے کون افضل تھا۔ تو انہوں نے جو کچھ فرمایا اس کو شرح عقائد کی شرح نبراس میں یوں نقل کیا گیا ہے:

| | |
|---|---|
| قيل للامام الجليل عبد الله | امام جلیل عبداللہ بن مبارکؒ سے |
| بن المبارك امعاوية افضل | پوچھا گیا، حضرت معاویہ افضل |
| ام عمر بن عبد العزيز | ہیں یا عمر بن عبدالعزیز تو فرمایا |
| قال غبار فرس معاوية | حضرت معاویہ کے گھوڑے کا |
| اذا غزا مع رسول الله | وہ غبار جو جناب رسول اللہ صلی |
| صلى الله عليه وسلم | اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں |
| افضل من عمر | اڑا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے |
| نبراس ص ۵۵۲ | افضل ہے۔ |

## حضرت معاویہؓ کے فضائل و مناقب

امام اعمش کے سامنے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے مبارک عہد کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا:

"اگر تم لوگ حضرت معاویہؓ کے زمانہ کو پالیتے تو تمہیں پتہ چل جاتا لوگوں نے پوچھا کہ حضرت کیا ان کے حلم و اخلاق کا پتہ چل جاتا۔ فرمایا: صرف حلم و اخلاق کا نہیں بلکہ ان کے عدل و انصاف کا۔ (العواصم من القواصم تعلیقہ ص ۲۰۵)

اسی وجہ سے اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ امت میں کوئی زاہد و عابد و متقی کتنے ہی بلند مقام اور اعلیٰ مرتبہ کا ہو وہ کسی ادنیٰ صحابی کے درجہ تک بھی ہرگز نہیں پہونچ سکتا۔

مگر حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو حضرت معاویہؓ جیسے جلیل القدر عظیم المرتبت صحابی کو شریعت کی حدیں توڑنے والا، کتاب و سنت کے خلاف صریح احکام کی خلاف ورزی کرنے والا، سیاست کو دین پر بالا رکھنے والا۔ اور انسانی اخلاق کے خلاف عمل کرنے والا، لکھتے ہیں (خلافت و ملوکیت۔ ص ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۹)

حالانکہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کے حق میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| اللهم اجعله هاديا | اے اللہ جل جلالہ! معاویہ کو ہادی |
| مهديا (ترمذی شریف) | مہدی بنا۔ |

نیز فرمایا:

| | |
|---|---|
| ۲۔ اللهم علم معاوية الحساب | اے اللہ! معاویہ کو حساب و |
| والكتاب وقه العذاب | کتاب کا علم دے اور اس کو |
| | عذاب سے محفوظ کر۔ |
| ۳۔ قيل لابن عباس ان | حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے |
| معاوية صلى الوتر | بیان کیا گیا کہ حضرت معاویہؓ نے |

(باقی بر ص ۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

۲۷ شعبان ۱۳۸۹ھ
جمعہ - ۷ نومبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۲
شمارہ ۴۳
قیمت ۳۰ پیسے

فون نمبر ۶۷۷۱۵

## مندرجات


- بے بنیاد ورکیک الزامات کا مدلل جواب -
- اداریہ -
- ایک مرد درویش
- علماء کے بائیس نکات اور مودودی صاحب طرز عمل
- پاکستان میں اسلامی حکومت کی جدوجہد اور مودودی صاحب
- جدید ہیئت میں مہتاب کے حالات اور اس کی تسخیر کے متعلق اسلامی نقطہ نظر
- دیگر
- حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی سے ایک ملاقات


سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
ایڈیٹر
احمد حسین کمال
سب ایڈیٹر
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

# رباط کانفرنس سے لبنان کے حالیہ واقعات تک

لبنان کے حالیہ واقعات سے یہ بات اور واضح ہو گئی ہے کہ اسرائیل کی پشت پناہی کن کن گوشوں سے ہو رہی ہے اور مغربی سامراج کس کس کو کس کس طرح اس مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہے۔

گذشتہ دنوں جب بیروت کے ہوائی اڈہ پر اسرائیل کے بمبار طیاروں نے حملہ کیا تھا۔ اور دن دہاڑے عرب طیاروں کو آگ لگائی تھی تو اس وقت بیروت کی ہوائی فوج نے ذرا سا بھی نوٹس اسرائیل کے خلاف نہیں لیا تھا۔

اسی وقت ہی یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ کم از کم لبنان کی فوج اسرائیل کی ہمدرد ہے۔ اور چونکہ فوج براہ راست صدر کے زیر کمان ہے۔ اس لئے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ لبنان کا موجودہ صدر جو دستور کی رو سے ہمیشہ عیسائی ہوا کرتا ہے اسرائیل کا خیر خواہ ہے۔

چنانچہ اسی بنا پر عراق نے پچھلے دنوں لبنان سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے تھے، اور یہ بتا دیا تھا کہ لبنانی حکومت مجاہدین فلسطین کو نہ یہ کہ سہولتیں مہیا نہیں کر رہی ہے بلکہ الٹا ان کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہی ہے۔

بالآخر اب اعلانیہ مجاہدین فلسطین کے ٹھکانوں پر لبنانی فوج نے حملے شروع کر دیئے ہیں۔ اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ ملک کے وزیر اعظم کے نوٹس میں لائے بغیر کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔ جس کی بنا پر وزیر اعظم رشید کرامی نے احتجاجاً وزارت عظمیٰ سے استعفاد دے دیا ہے۔

رباط کانفرنس کے بعد لبنان میں ان واقعات کا پیش آنا نہایت معنی خیز ہے۔ رباط کانفرنس کو کس پہلو سے کامیاب کہا جاتا ہے۔ یہ بات ابھی تک واضح نہیں کی گئی ہے۔ اس لئے کہ جہاں تک فلسطین کے مسئلہ اور مسجد اقصیٰ کے سانحہ کا معاملہ ہے۔ وہ کانفرنس کے انعقاد سے پہلے جہاں تھے وہیں آج بھی ہیں۔ اور لبنانی فوج کی موجودہ کارروائیوں نے فلسطین اور عرب دنیا کے مسائل کو ایک نئی پیچیدہ اور سنگین نزراہ پر ڈال دیا ہے۔

رباط کانفرنس میں تو فلسطین کے معاملہ میں اتنا بھی نہیں کیا جا سکا کہ کم از کم ترکی اور ایران کو اس پر ہی آمادہ کر لیا جاتا تاکہ وہ اسرائیل سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لیں۔ جو یہودی حکومت کے قیام کے اول دن سے چلے آ رہے ہیں اسے عالم اسلام کے اتحاد کا آغاز قرار دینا تو بہت دور کی بات ہے۔

ممکن ہے رباط کانفرنس کے کچھ مخفی پہلو ایسے ہوں جن کا ہمیں علم نہیں ہے۔ اور وہ بعد میں اسی طرح ظاہر ہوں کہ ان سے دنیائے عرب اور عالم اسلام کو فائدہ پہنچ سکے اللہ کرے ایسا ہو۔

لیکن لبنان کی موجودہ صورت حال نے آئندہ کی یہ روشنی بھی گل کر دی ہے۔

غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ عرب ملکوں میں سے کسی ملک میں اپنے فوجی استحکامات قائم کرنے کی راہ بنا رہا ہے۔ اس کے لئے لبنان موزوں ترین بھی ہے اور بعض معاہدوں و مواعید کے لحاظ سے آسان تر بھی۔

بحر روم میں روس کی طاقت بڑھ جانے سے اور سوڈان ولیبیا کے حالیہ کامیاب انقلابات کی وجہ سے امریکہ کو یہ اندیشے بڑھ گئے ہیں کہ کسی وقت بھی دوسرے مغرب نواز عرب ملکوں میں بھی یہ تبدیلیاں رونما ہو سکتی ہیں۔

چنانچہ ان تبدیلیوں کے امکانات روکنے کے لئے ضروری ہے کہ امریکہ بلاواسطہ نگرانی کرنے اور بروقت اقدام اٹھانے کی پوزیشن میں آ جائے۔ اس قسم کی پوزیشن حاصل ہو جانے سے عرب دنیا کے متوقع اتحاد کے خطرے سے بھی اسرائیل کو محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

گذشتہ بائیس سال کی طویل جدوجہد اور عرب دنیا کے موجودہ حالات نے یہ حقیقت عیاں کر دی ہے کہ جب تک مراکش سے بحرین تک عرب ملکوں کے سیاسی و اقتصادی نظام میں مکمل تبدیلیاں نہیں آ جاتیں اور اقتدار کی باگ ڈور چند افراد اور چند خاندانوں کی اجارہ داری سے نکل کر مسلمان عوام کے ہاتھوں میں نہیں چلی جاتی۔ اس وقت تک نہ عرب اتحاد کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے اور نہ اسلامی اتحاد کی کوئی تجویز سر چڑھ سکتی ہے۔

سوڈان اور لیبیا کی حالیہ تبدیلیوں نے عرب عوام کے اس احساس و رجحان کو نمایاں کر دیا ہے۔

اسی وجہ سے اسرائیل اور امریکہ نے اسے شدت کے ساتھ محسوس کیا ہے اور وہ تبدیلیوں کی اس راہ کو بند کرنے کی ہر ممکن کوشش میں لگ پڑے ہیں۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اگر پوری عرب دنیا اور مشرق وسطیٰ کے مسلمان ملکوں میں ہر جگہ عوامی تبدیلیاں آ جاتی ہیں۔ اقتدار کی باگ ڈور براہ راست عوام کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے اقتصادی اور معاشی ناہمواریاں ختم ہو جاتی ہے، تو ان تبدیلیوں کا لازمی نتیجہ متحدہ عرب و متحدہ اسلامی دنیا کا وجود ہوگا۔ جو اسرائیل اور امریکی سامراج کے لئے ناقابل شکست چیلنج بن جائے گا۔

(باقی صفحہ ۴ پر)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پرلیس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

# ایک مردِ درویش

جمہور شاہ

لاہور کی گنجان اور شور بھری ریلوے روڈ پر مسجد غوث کے سامنے ایک پرانی سی عمارت کی پہلی منزل پر ایک کمرہ تھا اس پر ترجمان اسلام کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ کمرے میں چٹائی بچھی تھی۔ اس پر ایک سمت ایک کاتب مصروف کتابت تھا ایک طرف دواؤں کی شیشیاں تھیں۔ ٹیلی فون، ترجمان اسلام کی فائلیں اور درمیان میں ململ کے کرتہ، لٹھے کی شلوار اور ململ کی پگڑی میں ملبوس آلتی پالتی مارے مولانا غلام غوث ہزاروی اپنے عقیدتمندوں کو مسائل حاضرہ کے بارے میں کچھ بتاتے دکھائی دیتے۔ یہی ان دنوں ان کا گھر بھی تھا اور دفتر بھی۔ بعد میں وہ صوبائی اسمبلی کے رکن بھی منتخب ہو گئے۔ مگر یہ کمرہ انہوں نے نہیں چھوڑا۔

اب کراچی میں بھی ان سے ملاقات کچھ ایسے ہی ماحول میں ہوئی۔ فرق اتنا سا تھا کہ چٹائی پر چاندنی بچھی ہوئی تھی اور یہ نیو ٹاؤن کراچی کے مدرسے کا ایک حجرہ تھا۔ عینک کے دبیز شیشوں میں سے آنکھیں ایسے جھانک رہی تھیں جیسے کسی تاریخی کتاب کے الفاظ۔ کھلتا ہوا رنگ مگر عمر کی دھوپ سے کچھ گندمی مائل۔ پیشانی پر شکن۔ چہرے پر گزرے دنوں کے نقشِ قدم، لہجے میں طویل مسافت کی گونج۔ آواز میں بڑھاپے کے باوجود جوانی۔ میں اپنے دس سوالات لے کر مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ میں سوال کرتا تھا وہ نہایت اطمینان اور اعتماد سے جواب لکھواتے جا رہے تھے۔ کہیں سلسلۂ کلام کٹ نہیں رہا تھا۔

مولانا غلام غوث ہزاروی آج سے ۷۴ برس پہلے ہزارہ میں پیدا ہوئے تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے تعلیم حاصل کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۲۲ء سے ہوا۔ شروع شروع میں انہوں نے مذہبی اصلاحی خدمت جاری رکھی۔ کہنے لگے۔ اللہ اس خدمت کو قبول فرمائے تو بڑی بات ہے ۱۹۳۰ء سے انہوں نے صوبہ سرحد میں انگریز کے خلاف کام شروع کر دیا تھا، وہ اس وقت خدائی خدمتگار تحریک سے وابستہ تھے ۱۹۳۲ء سے قید و بند کے دور کا آغاز بھی ہو گیا۔ قریباً ایک برس جیل میں گزارا ۱۹۳۴ء میں شریعت کانفرنس پشاور کا اہتمام کرنے والوں میں وہ پیش پیش تھے اور اسی سال صوبہ سرحد میں جماعت احرار بھی قائم ہو گئی تو مولانا اس میں شامل ہو گئے اس سلسلے میں ہونے والی ۱۹۳۵ء میں آل انڈیا کانفرنس سیالکوٹ کی صدارت انہوں نے کی۔ اس کے بعد ایجی ٹیشنوں میں بھی حصہ لیا۔ انہوں نے نہایت فخر سے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مرزائیت کے عظیم فتنے کے مقابلے میں صوبہ سرحد میں خدمت کی توفیق عطا کی۔ ۱۹۳۹ء میں وہ کانگریس سے بالکل علیحدہ ہو گئے، دوسری جنگ عظیم شروع ہونے کے ساتھ ہی انگریز کی فوج میں بھرتی ہونے کے خلاف سول نافرمانی کرتے ہوئے جیل چلے گئے اس تمام عرصے میں وہ جمعیۃ العلمائے ہند کے وہ ممبر رہے انہوں نے بتایا کہ پھر پاکستان بننے کے بعد حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی منشاء کے مطابق ہم ہر دو مکتب فکر کے لوگ جمع ہوئے اور جمعیۃ علماء اسلام کے نام سے کام شروع کر دیا۔ جس میں مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مولانا احتشام الحق تھانوی وغیرہ سب حضرات شریک ہوئے تھے ۱۹۵۶ء میں جمعیۃ علماء اسلام کا دور جدید شروع ہوا جس کی امارت حضرت مولانا احمد علیؒ صاحب لاہوری نے قبول فرمائی ۱۹۵۸ء تک ملک بھر میں تقریباً دو ہزار شاخیں جمعیۃ علماء اسلام کی بن گئیں۔ پھر ایوب خانی مارشل لاء شروع ہوا۔ سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ہم نے نظام العلماء کے نام سے کام شروع کر دیا۔ عائلی قوانین کے خلاف ملک بھر میں آواز اٹھائی۔ بے حیائی اور بے دینی کے خلاف جمعیۃ سینہ سپر ہوئی۔ ہماری داخلہ، خارجہ نقل و حرکت اور زبان پر لگاتار پابندیاں لگتی رہیں۔ لیکن ہم نے تمام مشکلات کے باوجود کام جاری رکھا۔ ۱۹۶۲ء میں مغربی پاکستان اسمبلی کا رکن بنا اور خدا کی مہربانی سے صوبائی اسمبلی میں عائلی قوانین کے خلاف عظیم اکثریت سے تجویز پاس کروائی تو عوام کے سامنے یہ بات آ گئی کہ مسلمان پبلک علماء کے ساتھ ہے۔ لندن کے اخبارات نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۵ء میں موتمر عالم اسلام میں شرکت کے لئے قاہرہ گیا اور وہاں دیکھا کہ حکومت مصر نے کمیونزم اور مرزائیت کو خلاف قانون قرار دیا ہے اور دستور میں اعلان موجود ہے کہ مملکت کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا ۱۹۶۵ء میں بھارت نے حملہ کیا تو جمعیۃ علماء اسلام نے سارے ملک کے اندر لاکھوں روپیہ جمع کر کے دفاعی فنڈ میں جمع کیا ۱۹۶۷ء میں جب یہودیوں نے امریکہ کے ایماء پر عربوں پر حملہ کیا۔ مودودی پارٹی اور ظفر احمد انصاری نے عربوں اور خاص کر ناصر کے خلاف انتہائی خطرناک پروپیگنڈا شروع کیا تو جمعیۃ نے اس مکروہ پروپیگنڈے کا منہ توڑ جواب دیا اور اب جبکہ مسجد اقصیٰ کو یہودی شہید کرنے والے تھے اور جنگ کے بادل عربوں کے سر پر منڈلا رہے تھے پاکستان میں پھر عراق کی گورنمنٹ کے خلاف خطرناک جھوٹا پروپیگنڈا شروع ہوا، اور اس مقصد کے لئے ایک امریکی ایجنٹ ساطع الجمیلی نے بھی ملک کا دورہ کیا۔ مگر الحمدللہ جمعیۃ علماء اسلام نے پروپیگنڈے کے ان توپ خانوں کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔ اب جبکہ یہودیوں نے مسلمانوں کے دلوں کو شدید مجروح کیا اور امریکہ نے ان پر نمک پاشی کی جمعیۃ علماء اسلام نے ڈیرہ ڈویژن کے قبائلی علاقے سے ۵۰ ہزار قبائلی مسلح مجاہدین بھیجنے کا اعلان کیا مغربی پاکستان کی دوسری جگہوں سے بھی ہزار رضاکار بھرتی کر کے معاذ کرنے کا اعلان کیا۔ اور جمعیۃ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ امریکہ سے تعلقات منقطع کرے اور پاکستان میں یہودیوں کی املاک ضبط کر کے مسلمانوں کے زخم پر مرہم رکھے اور عالم اسلام کی رہنمائی ادا کرنے کا فریضہ سرانجام دے۔

## بقیہ — اداریہ

اس کا سدباب مغربی سامراج کی نظر میں دو ہی صورتوں میں ممکن ہے۔ ایک یہ کہ عربوں اور مسلمانوں کو کسی شدید نظریاتی جنگ و خلفشار میں مبتلا کر دیا جائے۔

چنانچہ اس مقصد کے لئے پورے زور شور کے ساتھ مسلمانان عالم کو مبینہ سوشلسٹ و نان سوشلسٹ کیمپوں میں تقسیم کر کے باہم ٹکرا دینے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اور براہ راست اسلامی نظام کی بات کو پیچھے ڈال دینے کی تدبیریں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔

یہ مطالبہ کہ پہلے مکمل اسلامی نظام قائم کیا جائے۔ اور اس طرح مغربی سامراج اور سوشلسٹ نظام کے اندیشے دونوں سے نجات حاصل کر لی جائے، اس کو نہ صرف نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ بلکہ اسے بھی سوشلسٹ کیمپ کا مطالبہ قرار دیا جانے لگا ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں کو دو متصادم کیمپوں میں تقسیم کر دینے کا سامراجی حربہ آگے بڑھا دینے کا بھرپور جتن کیا جا رہا ہے۔

مغربی سامراج اور اس کے ہوا خواہوں نے اسی طرح دو مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایک تو یہ کہ براہ راست اسلامی قانون و احکام کے نفاذ اور اس سے پیدا ہونے والی پابندیوں سے نجات کا راستہ اسلام کے تحفظ کے نام پر حاصل کر لیا جائے۔

اور دوسرے یہ کہ دنیا بھر کے مسلمان دو متصادم کیمپوں میں عرصہ دراز کے لئے تقسیم ہو جائیں تاکہ

عرب اتحاد اور اسلامی اتحاد کے نعروں کی گونج میں ہی اسلامی اتحاد کی منزل آ سکے اور نہ عربوں کا اتحاد ممکن ہو سکے۔

اس طرح سامراج کا مقصد بھی پورا ہوتا رہے گا، اور ان لوگوں کی جان بھی بچی رہے گی۔ جو اسلامی احکام کے نفاذ کو اپنے لئے سامان موت سمجھتے ہیں۔ لیکن اپنی اسلامیت کا لیبل بھی قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

اور اس پر مستزاد یہ کہ براہ راست اسلامی نظام کے نفاذ کے مطالبہ کو سوشلسٹ کیمپ کا مطالبہ قرار دیکر آئندہ کے لئے بھی احکام اسلامی کے قیام کی راہ بند ہو جائیگی

یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں بھی ایک ہی گروہ کے نزدیک اسلام کا معیار اب یہ نہیں ہے کہ مشہور ۲۲ اسلامی نکات پر مبنی اسلامی دستور نافذ کیا جائے اور براہ راست اسلامی احکام اور امر و نواہی جاری کر دیئے جائیں بلکہ معیار و امتیاز یہ ہے کہ "سوشلزم" کے خلاف آواز بلند کی جاتی ہے یا نہیں۔ اور سوشلزم کے خلاف آواز بھی اس گروہ کے نزدیک وہی بہتر ہے۔ جو اس کی تعبیر و منشاء کے مطابق ہو۔ اور جس میں ۲۲ اسلامی نکات اور قرآن و سنت کے احکام کے فوری نفاذ کا مطالبہ شامل نہ ہو بلکہ صرف مغربی برطانوی جمہوریت قائم کرنے کی آواز بلند ہو۔ اسلام کا اگر نمبر آئے بھی تو اس کے بعد آئے۔

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

نعیم آسی سیالکوٹ

# علماء کے بائیس (۲۲) نکات
# اور
# سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا طرزِ عمل

میں نے اپنے دس سوالات کے بعد الگ سے مفتی صاحب سے پوچھا کہ :-

"آپ نے گول میز کانفرنس میں جب اسلامی نظام کے نفاذ کی تجویز پیش کی تھی تو کس کس نے اس کی تائید کی تھی" ؟

اس پر مفتی صاحب کہنے لگے :-

"اسلام تو اس یتیم بچے کی سی حیثیت رکھتا ہے کہ اس کی پرورش کے لئے جس کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہیں اس نے پرورش سے انکار کر دیا"۔

میں نے کہا "مولانا مودودی نے بھی" ؟ مفتی صاحب کا جواب تھا "ان کا اسلام سے کیا تعلق ؟ وہاں تو صرف نام ہے"

پھر مفتی صاحب نے گول میز کانفرنس کے واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا "میں نے گول میز کانفرنس میں آئین سے متعلقہ ترمیم کے لئے دو مطالبات پیش کئے تھے ایک تو یہ کہ ان ۲۲ اصولوں کو دستور کا جزو بنا یا جائے جنہیں ۱۹۵۱ء میں مختلف فرقوں کے ۳۱ علماء نے وضع فرمایا تھا، اور دوسرا یہ کہ مسلمان کی تعریف متعین کی جائے۔

دستور میں جب یہ بات موجود ہے کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا، تو مسلمان کی تعریف بھی متعین ہونی چاہیئے"۔

صدر ایوب نے میری تقریر میں مداخلت کرتے ہوئے کہا "کون نہیں جانتا کہ مسلمان کون ہوتا ہے"۔ میں نے کہا۔ "بہت سے لوگ نہیں جانتے، اس ملک میں خدا کے منکر ہیں، رسول کے منکر ہیں، نبوت کے منکر ہیں، ختم نبوت کے منکر ہیں، وہ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں"۔

صدر ایوب نے کہا "کوئی شخص غیر مسلم کو ووٹ نہیں دے گا"۔

مفتی صاحب نے کہا۔ "آپ ایسا کریں کہ دستور سے اس دفعہ کو بھی حذف کر دیں۔ کیونکہ اس صورت میں یقیناً مسلمان ہی صدر منتخب ہوگا۔ اس طرح دستور کی یہ شرط بھی لغو ہو جائے گی"۔

مفتی صاحب نے انکشاف کیا کہ اس شرط پر صرف جسٹس محبوب مرشد نے میری تائید کی اور کہا۔ "اصولاً یہ صحیح ہے، تعریف لازماً متعین ہونی چاہیئے"۔

میں نے پوچھا۔ "اس کے علاوہ کوئی آواز نہ اٹھی"۔ کہنے لگے۔ "نہیں"۔ الخ —

یہ ہے مولانا مفتی محمود کے انٹرویو کا وہ حصہ جس کی اشاعت پر جماعت اسلامی کے شعبہ پارلیمانی امور کے ناظم سید صدیق الحسن صاحب گیلانی ایم۔ اے بڑے حز بز ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں :-

"مفتی محمود صاحب نے "اخبار جہاں" کو انٹرویو دیتے ہوئے پھر گول میز کانفرنس کا قصہ چھیڑا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ میں نے گول میز کانفرنس میں آئین سے متعلقہ ترمیم کے لئے دو مطالبات پیش کئے تھے۔ ایک تو یہ کہ ان بائیس اصولوں کو دستور کا جزو بنایا جائے جنہیں ۱۹۵۱ء میں مختلف فرقوں کے ۳۱ علماء نے وضع فرمایا تھا۔ دوسرے مسلمان کی تعریف متعین کی جائے اور یہ کہ مولانا مودودی سمیت کسی نے بھی میری تائید نہ کی ورنہ ...."

(ڈالیشیا لاہور ۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱)

یہ قصہ مفتی صاحب نے چھیڑا یا انٹرویو لینے والے نے؛ اس کا فیصلہ تو "اخبار جہاں" کے اس اقتباس سے کیا جا سکتا ہے جو میں اوپر نقل کر آیا ہوں۔ باقی رہی مفتی صاحب کی طرف ان الفاظ کی نسبت کہ :-

"ان دونوں مطالبات میں مولانا مودودی سمیت کسی نے بھی میری تائید نہ کی ورنہ ....."

یہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی سر پھرا یہ کہہ دے جمہوری مجلس عمل کے اجلاس منعقدہ لاہور میں مولانا مفتی محمود کی کسی نے تائید نہ کی ..... حالانکہ اس دور کے اخبارات گواہ ہیں کہ مجلس عمل کے اجلاس منعقدہ لاہور میں جماعت اسلامی کے امیر جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے تائید کی تھی۔ جو کہ آفتاب کی مانند روشن ہے۔

مفتی صاحب کا انٹرویو پڑھنے والے حیران ہوتے ہوں گے کہ مفتی صاحب تو کہتے ہیں "مسلمان کی تعریف والے نکتے پر صرف جناب مرشد نے میری تائید کی تھی اور کہا تھا۔ "اصولاً یہ صحیح بات ہے۔ تعریف لازماً ہونی چاہیئے"؛ لیکن جناب سید صدیق الحسن گیلانی ایم اے اس واقعے کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب نے کہا۔ "ان دونوں مطالبات میں مولانا مودودی سمیت کسی نے بھی میری تائید نہ کی ورنہ ....." ایں چہ بوالعجبی ست ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

---

آیئے ذرا ماضی کے چہرے سے نقاب اٹھا کر دیکھیں کہ گول میز کانفرنس کا انعقاد کیوں ہوا ؟ قبل از انعقاد گول میز کانفرنس ملک کی سیاسی جماعتوں کا رویہ کیا تھا ؟ دعوت ملنے پر کیا ردعمل ہوا ؟ اس کے بعد ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ گول میز کانفرنس کے اندر کیا ہوا ؟ شیخ مجیب الرحمٰن صاحب نے کیا فرمایا ؟ مفتی محمود صاحب نے کیا کہا ؟ خان عبدالولی خان صاحب نے کیا ارشاد فرمایا ؟ ان چند حضرات کے علاوہ دوسرے شرکاء نے کیا فرمایا ؟ سب سے آخر میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ بعد از اختتام گول میز کانفرنس میں کیا ہوا ؟ اور اب کیا ہو رہا ہے ؟

## گول میز کانفرنس سے قبل کے حالات

ملک میں جب سرکاری سطح پر ایوب خاں کی حکومت کا دس سالہ جشنِ ترقی بڑی دھوم دھام سے منایا جا رہا تھا، عین اس وقت ایوب حکومت کے خلاف نفرت کی وہ بھنسی جو پک کر پھوڑا بن چکی تھی پھوٹ گئی۔ یہ ۱۹۶۸ء کے اخیر کا قصہ ہے۔ جب یہ لاوا پھوٹا تو ہمارے ملک میں کیا کیا ہوا یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ تحریر کی جائے۔ تمام لوگوں کو وہ واقعات اور ان کی سنگینی ابھی یاد ہوگی۔

## وجہ انعقاد ؟

عوامی ایجی ٹیشن کی شدت سے گھبرا کر ایوب خاں نے اسی ایوب خاں نے جس نے کچھ عرصہ قبل کہا تھا۔

"ہم آخر دم تک موجودہ نظام حکومت کی حفاظت کریں گے، حکومت اپنے تمام وسائل کو اس نظام کی بقاء کے لئے صرف کرے گی۔ اپوزیشن کا یہ خام خیال ہے کہ حکومت ان کے پیدا کردہ ہنگاموں اور شور و غل سے ڈر کر بھاگ جائیگی ایسا کبھی نہ ہوگا"۔ (بحوالہ نوائے وقت ۱۳ دسمبر ۱۹۶۸ء)

یکم فروری ۱۹۶۹ء کو اپنی ماہانہ نشری تقریر میں کہا کہ :-

"میں ملک کی سیاسی صورت حال سے متعلق تجاویز پر ذمہ دار سیاسی جماعتوں کے نمایندوں سے بات چیت کرنے کو تیار ہوں اور مذاکرات کے لئے انہیں عنقریب دعوت دوں گا" اور "باہمی مفاہمت سے طے پانے والے امور کو قبول کرنے میں مجھے کوئی تامل نہیں ہوگا۔ (بحوالہ ۲ فروری کی تمام اخبارات)

## یکم فروری کی تقریر اور اپوزیشن کا ردعمل

اس تقریر کے ساتھ جو امیدیں وابستہ کی گئی تھیں وہ پوری نہ ہوئیں۔ اپوزیشن کا ردعمل یہ تھا :-

اوّلاً جب تک ملک میں ہنگامی حالات ختم نہیں کئے جاتے۔ ثانیاً۔ سیاسی نظر بندوں (بھٹو، مجیب، ولی خاں وغیرہم) کو رہا نہیں کیا جاتا۔ ثالثاً۔ شہری آزادیاں بحال نہیں کی جاتیں، اس وقت تک اصلاح احوال کے سلسلے کے دعوے عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے مترادف سمجھے جائیں گے چنانچہ ملک کے موجودہ حالات میں کوئی بات چیت ممکن نہیں ہے"۔ (نوائے وقت ۳ جنوری ۱۹۶۹ء)

(جاری ہے)

مولانا بشیر احمد صاحب حصاری

# پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کی جدوجہد اور مودودی صاحب

(۲)

چوتھے یہ کہ سرمایہ دار جب ہمارے پروردہ اور لے پالک ہوں گے تو یہ ملک کبھی ہمارے چنگل سے آزاد نہ ہو سکے گا اور خوشحالی سے ہمکنار نہ ہو سکے گا۔ اور بھی بے شمار فائدے ہیں جنہیں گننے بیٹھیں تو بات لمبی ہو جائے گی۔ یہ دوسری بات ہے کہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ نے امریکہ کی ان کوششوں کو خاک میں ملا کر اہل پاکستان کو نشاۃ جدیدہ کا پیغام دیا۔ غرضیکہ کچھ اس قسم کا کردار ہمارے ارباب حکومت کا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری ساری کی ساری قدریں بدل گئیں۔ ہم نے زندگی کا جتنا سفر طے کیا وہ اسلام سے الٹی سمت میں کیا ہے۔

اس طبقے کی طرف سے ایک یہ عذر بھی پیش کیا جاتا ہے کہ یہاں کچھ حقیقی مجبوریاں ایسی تھیں جو قوم کے دیگر ارباب قیادت سے بھرپور تعاون کا تقاضا کرتی تھیں لیکن افسوس کہ پیشوایان قوم کی طرف سے کسی بھی معاملہ میں تعاون بہت کم حاصل ہو سکا۔ البتہ تصادم ہر ہر قدم پر میسر آیا۔ جس کے نتیجے میں ایسی مشکلات اور الجھنوں کا شکار ہو کر رہ گئے۔ جو راہ راست پر سفر جاری رکھنے کے امکانات ہی ختم کر ڈالیں۔

آیئے ایک نظر ان کی مجبوریاں بھی دیکھ لیں تاکہ ان کے عذر کی حقیقت کھل جائے۔

پہلی بات یہ ہے کہ انگریز جو سیاسی قوت پر قابض تھا اس کی شروع ہی سے پالیسی یہ تھی کہ ہندو کو غالب کیا جائے اور مسلمانوں کو ہر ممکن تدبیر سے پستی میں دھکیل دیا جائے پھر اس سلسلہ میں اس کی روش صاف نہیں تھی بلکہ منافقانہ تھی۔ اس لئے یہ پتہ چلانا ایک دشوار امر تھا کہ ہر لمحہ ہمدردی کا راگ الاپنے والے فرنگی کا کون سا اقدام یا مشورہ فی الواقع ہماری خیر خواہی کا باعث ہے اور کس اقدام یا مشورہ کا داعیہ خیر خواہی کے عنوان سے بغض و عناد کی آگ کو تسکین بخشنا ہے۔ بہرحال اتنی بات واضح تھی کہ وہ اہل اسلام کو زک پہنچانے کا دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہا۔ سوچنے سمجھنے کے شعبے اور غور و فکر کے سرچشمے بھی بنام نہاد تعلیم اسی نے مرحمت فرمائے تھے۔ جن سے ہٹ کر کچھ سوچ بھی نہ سکتے تھے چنانچہ اتنی اسی مسلمان دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے

پاکستان کے جغرافیائی محل وقوع میں وہ پیچیدگیاں ڈال دیں جنہیں ناخن تدبیر کبھی حل کر ہی نہ سکے۔ اپنی طرف سے گویا اس نے پوری طرح یہ اطمینان کر لیا تھا کہ پاکستان وجود میں آنے کے بعد چند گھنٹے بھی اپنا وجود برقرار نہ رکھ سکے گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

ایک ملک کو دو ایسے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا جن میں سے ایک ہندوستان کے بالکل مشرق میں اور دوسرا بالکل مغرب میں۔ اور دونوں ٹکڑوں کے مابین ریاستہائے متحدہ امریکہ سے کہیں بڑا دشمن ملک حائل تھا۔ پھر مغربی پاکستان کی سرحدیں کچھ اس طرح مقرر کی گئیں کہ اس کا کوئی حصہ حیدر آباد دکن سے ملتا نہ ہو تاکہ اسے ہڑپ کر لینا آسان ہو۔ ادھر ریاست کشمیر سے دونوں ملکوں کی سرحدیں کچھ اس سلیقے سے ملائیں کہ وہ ایک دائمی نزاع کی صورت اختیار کر سکے۔ پھر پوری عیاری سے کام لیتے ہوئے کشمیر کا وہ حصہ جو پاکستان کے لئے پانی حاصل کرنے اور صنعت کو ترقی دینے کا واحد ذریعہ تھا از راہ لطائف الحیل بھارت کے قبضہ میں دے دیا گیا۔ یہی روش ذرائع مواصلات اور نقل و حمل کے بارے میں روا رکھی گئی۔ خزانے میں سے پاکستان کے حصے کی ایک پائی بھی نہ دی گئی۔ صنعتیں پہلے ہی دن سے یہ سوچ کر لگائی گئی تھیں کہ مبادا کوئی کارخانہ یا مل مسلم اکثریتی علاقے میں بھول کر نہ لگا دیا جائے۔ ادھر پنجاب کو تقسیم کر کے ہندوؤں کی بجائے سکھوں کو مسلم کشی پر ابھارا گیا۔ جس سے مہاجرین کا ایک ایسا سنگین مسئلہ پیدا ہو گیا جو تنہا اس بات کے لئے کافی تھا کہ حکومت اپنی ساری توانائیاں اس ایک ہی کھاتے میں ڈال دیتی تب بھی ناکافی تھیں۔ مشرقی پاکستان میں مسلم اکثریتی علاقے بنگال کو تقسیم کر کے بہت بڑی مسلم آبادی کو ایک چھوٹے سے رقبے میں سمٹ جانے پر مجبور کر دیا گیا جو تین طرف سے دشمن ملک میں گھرا ہوا تھا۔ جہاں ایک طرف یہ سازش ذہن میں کام کر رہی تھی کہ بالآخر ایک نہ ایک دن دونوں حصے ماضی کی روایات کے پیش نظر اکٹھے ہو کر رہیں گے یا کم از کم اکٹھا کر دیا جانا ممکن ہو گا۔ یہ جدا

بات ہے کہ اس ناپاک ارادے کے روبہ انجام ہونے میں بائیس سال کا طویل عرصہ انتظار کرنا پڑا۔ پھر بھی ناکامی ہی پلے پڑی۔ دوسری طرف اس ناپاک خیال کو گویا عملی جامہ پہنایا جا رہا تھا کہ مشرق و مغرب کا یہ طویل فاصلہ لسانی، تہذیبی قسم کے مسائل کی بنیاد پر ایک مستقل پریشانی کا سبب بنے گا۔ یہ اور اس طرح کے بیشمار مسائل کے ساتھ اس بات کو بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ قیادت دین سے بالکل ناواقف اور بے بہرہ تھی۔ جس کا تقاضا تھا کہ مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اس کے ساتھ تعاون کیا جائے اور دین سے ناواقفی پر ہمدردانہ نہ کہ حریفانہ راہنمائی کی روش اختیار کی جائے۔ تصادم اور مخاصمت تو کسی بھی صورت جائز قرار نہیں پاتی۔ یہ عذر اپنی جگہ فی الواقعہ معقول ہے اور یہ مجبوریاں سو فیصد حقیقت ہیں لیکن اس سے مذکورہ خرابیوں کو پیدا کرنے اور ان میں اضافہ پر اضافہ کئے چلے جانے کا کوئی جواز نہیں نکل سکتا ہاں میں یہ مانتا ہوں کہ قوم کے لیڈروں اور قائدین کو مخاصمت کی روش ہرگز اختیار نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ بلکہ افہام و تفہیم اور تعاون و اصلاح کے طریقہ پر عمل پیرا ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ کیوں؟ اس کا جواب حاصل کرنے کے لئے ہمیں باقی ماندہ دو قیادتوں یعنی دینی حلقہ اور جماعت اسلامی کی مساعی کا جائزہ لینا پڑے گا۔

## دینی حلقہ

دینی حلقہ جو آزادی کی جنگ میں ایک فیصلہ کن حیثیت کا حامل تھا بلکہ اس سے بھی آگے دعوت و ارشاد علوم و معارف اور تبلیغ و اصلاح کے سلسلے میں تمام عالم اسلامی کی قیادت متحدہ ہندوستان کا دینی حلقہ ہی کر رہا تھا۔ جہاں تک انگریزی سامراج سے آزادی حاصل کرنے کا تعلق ہے یہ سب کے لئے قدر مشترک کی حیثیت رکھتی تھی۔ اختلاف اس مسئلے پر تھا کہ یہ آزادی مفید تر کیونکر ہو گی۔ مسلم لیگ کا موقف تھا کہ ایک مسلم قومی حکومت جدا بنائی جائے۔ جس کے لئے ملک کو تقسیم کر دیا جائے۔

جمعیۃ علماء ہند کا موقف یہ تھا کہ آزادی مشترک طور پر حاصل کی جائے۔ پھر متحدہ ملک میں حقوق متعین اور محفوظ ہو جائیں۔ وہ کہتے تھے کہ مسلمانوں کے مستقبل کے لئے جداگانہ خطہ حاصل کرنا زیادہ مفید ہے اور یہ کہتے تھے کہ مسلمانوں کے مستقبل کے لئے ملک کا تقسیم نہ ہونا سود مند ہے۔ ان دونوں میں موقف کس کا صحیح تھا؟ اس بحث میں پڑے بغیر میں نتیجے پر پہنچ جانا چاہتا ہوں کہ تاریخ نے مسلم لیگی فارمولا کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا گویا اللہ تعالے کی مشیت میں مسلمانوں کے مستقبل کی بہتری اسی میں تھی۔ اور اسی کا فیصلہ حق ہے۔ لیکن اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہونا تھا کہ ایک صدی پہلے سے استبدادی قوتوں سے نبرد آزما دینی حلقہ سیاسی شکست کا بری طرح شکار ہو جاتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ ایک نفسیاتی تقاضا تھا جس کا بروئے کار نہ آنا ایک امر محال تھا۔ (جاری ہے)

# جدید ہیئت میں مہتاب کے حالات اور اس کی تسخیر کے متعلق

# اسلامی نقطۂ نظر

(حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی مدرس قاسم العلوم ملتان)

حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب دامت برکاتہم کا یہ مضمون اس موقعہ پر موصول ہوا تھا، جب امریکہ نے اپنے خلا باز چاند پر اتارے تھے، دیگر ضروری اور وقتی مضامین کی وجہ سے یہ مضمون شائع نہیں کیا جا سکا تھا۔ حضرت مولانا سے معذرت چاہتے ہوئے اس شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ اس مضمون سے قارئین ترجمان اسلام کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ (محمد حنیف)

چاند مسخر ہوا، اور قرآن مجید کی عظیم پیشگوئی (اللہ نے تمہارے لئے شمس و قمر وغیرہ مسخر کئے) کی تصدیق ہوئی اس مختصر مضمون میں مندرجہ ذیل امور کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں (۱) چاند کی اصل (۲) اس کا جغرافیہ (۳) بحر سکوت کیا چیز ہے (۴) ۱۶ ر تا ۲۱ جولائی کی تاریخ کی تقرری اتفاقی ہے یا سائنسی ضرورت کے پیش نظر ہے؟ (۵) چاند کے سفر کے حالات (۶) چاند کی تسخیر اور اسلام

## چاند کی اصل

قدیم علم ہیئت میں چاند سبع سیارات میں سے ایک ہے، مگر ہیئت جدید میں وہ سیارہ نہیں بلکہ ذیلی سیارہ ہے۔ یعنی سیارچہ ہے۔ سیارہ وہ ہے جو آفتاب کے گرد براہ راست گھوم رہا ہو، اور سیارچہ وہ ہے جو کسی ایک سیارے کے ارد گرد گھوم رہا ہو۔ جدید ہیئت والے نو سیارے مانتے ہیں۔ ان کا مرکز آفتاب ہے۔ آفتاب سے ترتیب وار گنتے آئیں۔ عطارد ۱ - زہرہ ۲ - زمین ۳ - مریخ ۴ - مشتری ۵ - زحل ۶ - یورینس ۷ - نیپچون ۸ - پلوٹو ۹ - سائنسدان زمین کو ایک سیارہ مانتے ہیں جو ۱/۲ ۱۸ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے آفتاب کے ارد گرد گھوم رہی ہے۔ قمر زمین کے گرد چکر لگا رہا ہے۔

سائنسدانوں کے چاند کے متعلق کئی خیالات ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دیگر سیارات کی طرح مستقل کرہ تھا۔ جو زمین کی کشش نے اسے اپنا تابع بنا دیا۔

مگر مستم اور مرجح نظریہ دوسرا ہے۔ وہ یہ کہ چاند زمین زمین کی بیٹی اور آفتاب کی نواسی ہے۔ وہ دو ارب سال قبل بحر الکاہل کے مقام میں زمین سے جدا ہو کر دور چلا گیا، اور مستقل کرہ بن گیا۔ یہ نظریہ سر جارج ایچ ڈارون کا ہے۔

سر ایچ ڈارون کے نظریہ کے مطابق اس وقت زمین چار گھنٹے میں دورہ پورا کرتی تھی۔ دو گھنٹہ دن تھا اور دو گھنٹہ رات۔ پھر چاندی کی کشش اور دباؤ کی وجہ سے ہر ۱۲۰ ہزار (ایک لاکھ بیس ہزار) سالوں میں دن رات ایک ایک سیکنڈ بڑھتے رہے تا آنکہ اس وقت ۱۲، ۱۲ گھنٹے ہوئے یعنی اب زمین کی گردش بجائے ۴ کے ۲۴ گھنٹوں میں پوری ہوتی ہے۔ جہاں آج کل بحر الکاہل ہے وہیں سے چاند جدا ہوا تھا۔

بنا بریں چاند زمین کا بیٹا یا بیٹی ہے یا یوں سمجھئے کہ وہ زمین کا دور افتادہ حصہ ہے۔

## چاند کا جغرافیہ

چونکہ چاند زمین کا حصہ ہے۔ اس واسطے اس کی سطح کے حالات مجموعی لحاظ سے ارضی حالات سے ملتے جلتے ہوں گے۔ دوربینوں میں دیکھنے سے چاند پر زمین کی طرح پہاڑ، میدان، مٹی وغیرہ چیزیں نظر آتی ہیں۔ چند پہاڑوں کے نام یہ ہیں:

(۱) جبل ارسطو۔ اس کی دیوار کی اونچائی ۱۰،۰۰۰ فٹ ہے یہ حلقہ نما ہے، جیسے قلعہ۔ اسی طرح تمام پہاڑ چاند پر حلقہ شکل (حلقہ نما) کی شکل میں ہیں

(۲) کوہ اطلس

(۳) کوہ ہرکولیس

(۴) کوہ اینڈیمین - تینوں چاند کے شمال مشرق میں واقع ہیں۔

(۵) کوہ کوپرنیکس - بلندی ۱۲۴۰۰ فٹ

(۶) کوہ ارشمیدس

(۷) کوہ افلاطون - فصیل کی اوسط بلندی ۸۲۰۰ فٹ

(۸) کوہ لائبنٹس - اس کی ایک چوٹی کی بلندی ۳۰۰۰۰ فٹ اور ایک کی ۲۶۰۰۰ فٹ ہے۔

یاد رکھیں زمین پر سب سے بلند پہاڑ کوہ ہمالیہ کی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ ہے جس کی بلندی تقریباً ۲۹۰۰۰ فٹ ہے

چاند کے بعض پہاڑوں کے نام مشہور خلا نوردوں کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ رات کو امریکی چاند گاڑی ایک گڑھے میں گرنے سے بال بال بچی۔

## چاند کے سیاہ داغ

چاند پر سیاہ داغ سب کو نظر آتے ہیں۔ جب ۱۶۰۹ء کے لگ بھگ جب گلیلیو نے پہلی دوربین بنائی اور اس میں چاند کا مطالعہ شروع کیا تو اسے خیال ہوا کہ یہ سیاہ داغ سمندر، جھیلیں ہیں اور روشن حصے براعظم، چنانچہ ان سمندروں کے نام بھی تجویز ہوئے۔ ان کی تعداد بارہ ہے۔ نام یہ ہیں (۱) بحر زمہریر (۲) بحر صفا (۳) بحیرہ احلام (۴) بحر امطار (۵) خلیج (قوس قزح) (۶) بحر بخار (۷) محیط عواصف (۸) محیط ہادئ (بحر الکاہل) (۹) بحر رطب (۱۰) بحر رحیق (۱۱) بحر سحاب (۱۲) بحر رطوبات

## بحر سکون کہنا غلط ہے

امریکی خلا نورد محیط ہادئ میں اترے تھے۔ ہادئ کے معنی ہیں ساکن، دوسرا نام بحر الکاہل ہے۔ اخبارات میں جو بحر سکون لکھا جاتا ہے یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ معلوم رہے کہ زمین کے سات سمندروں میں سے سب سے بڑے سمندر کا نام بھی عربی میں بحر ہادئ و بحر الکاہل ہے۔ جہاں سے چاند جدا ہوا تھا اور چاند کے مسافر وہیں پر اترے تھے۔ بحر سکون چاند کے ایک کنارے پر ہے۔ دیکھئے نقشہ

## چاند پر پانی نہیں

گلیلیو نے بعد جب بڑی دوربین بنائی تو اس نے اعلان کیا کہ چاند پر سمندر نہیں اور یہی قول اس وقت تمام سائنسدانوں کا نظریہ ہے۔ مگر افہام و تفہیم کی سہولت کی خاطر سمندروں کے نام اب بھی برقرار تسلیم کئے جاتے ہیں

سائنسدانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چاند پر پانی کا وجود نہیں، ہوا بھی نہیں۔ اور جب پانی اور ہوا نہیں تو کسی جاندار کے وجود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

## ۱۶ ر تا ۲۰ جولائی کی تاریخ

امریکی راکٹ اپالو یازدہم ۱۶ جولائی کو اڑایا گیا تھا جو کہ چاند کے حساب سے ۳۰ ربیع الثانی یا یکم جمادی الاولیٰ تھی۔ ۲۰ جولائی مطابق ۴ یا ۵ جمادی الاولیٰ کو چاند پر اترا

قبل ازیں اپالو دہم ۱۸ مئی مطابق ۳۰ صفر یا یکم ربیع الاوّل اور اس سے قبل اپالو ہشتم ۲۱ دسمبر مطابق ۳۰ رمضان شریف یا یکم شوال کو روانہ کر دیا تھا۔ اپالو دوازدہم کی روانگی کے لئے ۴ نومبر مطابق ۲۲، ۲۳ رمضان کی تاریخ مقرر ہوئی ہے۔

سب کی روانگی کی تاریخیں قمر ماہ کی آخری و ابتدائی تاریخوں کے مطابق ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اتفاقی امر نہیں بلکہ ان میں کچھ سائنسی راز پنہاں ہیں کل راز دس پندرہ ہیں۔ ہم صرف سے آپ کو مطلع کر دیتے ہیں

## راز اوّل

ان تاریخوں میں چاند کی طرف سفر کی راہ اور فضائی لائن متعین کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ ان دنوں آفتاب و قمر تقریباً ایک ہی سمت (خط) پر ہوتے ہیں۔ لہٰذا خلا نورد کو چاند تک رسائی حاصل کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ خلائی جہاز کا رخ آفتاب کی سمت قائم رکھے۔ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

# پاکستان کا اوّلین مسئلہ اسلامی آئین کا نفاذ ہے

## جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم اعلیٰ

## مولانا غلام غوث ہزاروی سے ایک ملاقات

محمود شام ——— (بشکریہ اخبار جہاں کراچی)

کو بستروں پر بیٹھنے کی عادت چٹائی پر بیٹھنے میں بار بار دقت ہوتی تھی۔ بار بار پہلو بدل رہا تھا۔ علمائے کرام کی نشستوں کے سلسلے میں ریاض کو بڑی دقت ہوتی ہے اور اسے بالکل اسی طرح بیٹھنا پڑتا ہے۔ جیسے شیر کے شکار کے لئے شکاری مچان میں بیٹھتے ہیں۔ وہ میرے پیچھے بیٹھ گیا تھا۔ تاکہ وہاں سے ٹھیک ٹھیک نشانے لگا سکے۔

(۱)

میں نے پہلا سوال کیا۔ پاکستان کا مسئلہ نمبر ا کیا ہے۔ کہنے لگے۔ پاکستان کے اندر اسلامی نظام اور اسلامی اقدار کا نفاذ۔ اگر یہاں اسلامی اقدار نافذ ہو گئیں، اور اسلامی آئین مرتب ہو گیا۔ اور پھر اس پر مخلصانہ طور سے عملدرآمد بھی کیا گیا تو پاکستان دنیا کی قوی ترین حکومتوں میں شمار ہو جائے گا۔ کشمیر وغیرہ سارے مسائل کا حل آسان ہو گا بلکہ پاکستان فلسطین اور عربوں کے دوسرے مسائل کو بھی حل کروا سکے گا۔ اس کا عمل دخل تو یہ ایسا ہے کہ یہ دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں پر اثر انداز ہو سکتا ہے اس وقت پاکستان کو کمزور سمجھ کر کمزور آدمی کی جورو کی طرح ہر ایک اس کو "بھابی بھابی" کہہ رہا ہے۔ اگر یہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اور صرف پاکستان اور اسلامی مفاد کے لئے خارجہ داخلہ پالیسیاں مرتب کرے تو یہ تمام عالم اسلام کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ اس وقت روس اور امریکہ فطرتاً اور دوسرے چین کی مخالفت کے سبب بھارت کو مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہ وہ بات ہے جو کسی طرح ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ اس لئے چین سے نظریاتی اختلاف کے باوجود ہمیں اس کو سیاسی حلیف بنانا پڑے گا۔ جیسے کہ حکومت مصر نے کمیونزم اور سوشلزم کو خلاف قانون قرار دیتے ہوئے اشتراکی ممالک سے معاہدات کر رکھے ہیں۔ جن سے اسلحہ وغیرہ خرید کر وہ دو سال کے اندر اندر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو چکے ہیں"۔

میں نے قطع کلام کیا "اسلامی نظام کیسے لایا جائے؟"

"اسلامی نظام لانے کے دو طریقے ہیں"۔ ہزاروی صاحب کہنے لگے "یا تو عوام کے اندر اتنی جدوجہد کی جائے کہ یہاں کے بارہ کروڑ مسلمانوں کا ذہن خالصتاً اسلامی ہو جائے اس صورت میں ان کی نمائندہ اسمبلی اور نمائندہ حکومت خود بخود اسلامی ہی بن جائے گی۔ اس کو پہلے پہل مودودی صاحب نے اختیار کر کے اس پر زور دیا تھا اور قومی بنیاد پر مسلمانوں کی علیحدہ حکومت کی کوشش کو تضییع اوقات قرار دیا اور جمہوریت کو ایک غیر اسلامی اور لعنتی حکومت قرار دیا تھا جس پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ اور آخر کار جمہوریت جمہوریت کے نعرے بلند کرنے لگے۔ لیکن یہ طریقہ بہت کوشش اور خاصے لمبے عرصے کا طلبگار ہے۔

دوسرا طریقہ اسلامی نظام قائم کرنے کا یہ ہے کہ حکومت قوم کی نمائندگی کا دعوٰی کرے اور اسلام کو اپنانا چاہتی ہے۔ وہ خالص اسلامی آئینی نظام کے نفاذ کا اعلان کر دے۔ آج جبکہ حکومت کے برسرِ اقتدار لوگ بار بار "آمنّا وصدقنا" کہہ دیتے ہیں۔ شرعی قوانین کے نفاذ پر بھی کوئی شخص مخالفانہ رائے کا اظہار نہ کر سکے گا

یہ سب سے قریبی راستہ ہے اس لئے اہلِ احساس ملک میں اچھے لوگوں کی حکومت قائم کرنے کے لئے جدوجہد کیا کرتے ہیں۔ اسلام میں امام کی اصلاح کی ذمہ داری مقتدیوں پر ڈالی گئی ہے اور مقتدیوں کی اصلاح کی ذمہ داری امام پر ڈالی ہے۔ اسی طرح رعایا کی دینی اور دنیوی اصلاح و فلاح کی ذمہ داری اربابِ اقتدار پر ہے۔ اور اربابِ اقتدار اگر شریعت سے بغاوت کریں تو ان کو درست کرنے کی ذمہ داری رعایا پر ہے"۔

(۲)

"پاکستان کے لئے کونسا نظامِ حکومت بہتر ہے"؟ میں دوسرا سوال دریافت کر رہا تھا۔

مولانا فرمانے لگے۔ "اسلام نے وحدانی، وفاقی، پارلیمانی صدارتی وغیرہ نظام ہائے حکومت میں سے کسی پر خاص طور سے قدغن نہیں لگائی۔ اسلام کا مطالبہ ایک ہی ہے کہ جو حکومت بھی قائم ہو، وہ اپنے کو نائب السلطنت اور خدائی احکام کے نفاذ کے لئے خلیفہ تصور کرے۔ اس صورت میں جو بھی حکومت ہو گی وہ خدا کی رحمت ثابت ہو گی اور اس سے ہٹ کر جو حکومت بھی ہو گی۔ وہ قوم کے لئے ایک ابتلا ثابت ہو گی۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو گی کہ آج کل مودودی پارٹی کے بعض لوگ ۳۱ علماء کے ۲۲ نکات سے اعراض کرتے ہوئے دبی زبان میں کہتے ہیں کہ اسلام میں جمہوریت نہیں ہے، ان کا موقف بالکل غلط ہے"۔

(۳)

میرا تیسرا سوال تھا "مشرقی اور مغربی پاکستان میں یکجہتی اور دونوں بازوؤں کو ایک دوسرے کے قریب تر لانے کے لئے سب سے مؤثر اقدام کیا ہو سکتا ہے"؟

کہنے لگے "مشرقی اور مغربی پاکستان میں نہ زبان ایک ہے نہ تہذیب ایک اور نہ تمدن ایک نہ شکل و شباہت ایک ہے۔ ان کو اگر کوئی چیز آپس میں متحد رکھ سکتی ہے تو وہ اسلام اور صرف اسلام ہے"۔

میرے اس سوال کے جواب میں انہوں نے مزید کہا۔ "دنیا کی بعض قومیں جو اسلام پر اعتقاد نہیں رکھتیں بسا اوقات وہ بھی آپس میں ایک ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس کا تعلق باہمی اعتقاد سے ہے۔ ہماری گذشتہ حکومتوں نے مشرقی پاکستان کی عددی اکثریت کو غیر مؤثر کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا۔ اس نے مشرقی پاکستان کے لیڈروں کو مغربی پاکستان کی بے انصافی اور عاکمانہ خواہش کے خلاف پروپیگنڈا کا خوب موقع دیا اور اب بات خودمختاری کے الفاظ تک پہنچ گئی۔ اگر حکومت اس سلسلے میں مؤثر اقدامات کرنا چاہتی ہے تو وہ اس کا انتظام کرے کہ مشرقی پاکستان کے عربی کے ہزاروں طلبہ اور دیگر نوجوانوں کو مغربی

پاکستان میں تعلیم دی جائے اور مغربی پاکستان والوں کو مشرقی پاکستان میں اور دونوں جگہ ان مسافر طلبہ کی پوری پوری عزت افزائی کی جائے اور اتحاد پسندانہ تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ پھر دونوں حصوں میں علماء کی کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ اگر حکومت ایسے اقدامات کرنا چاہے گی۔ جیسے کہ ایک بار چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف نے یہ خیال ظاہر بھی کیا تھا، تو وفاق المدارس عربیہ مغربی پاکستان اور جمعیۃ علماء اسلام اس سلسلے میں پورا پورا تعاون کر سکتی ہے"۔

(۴)

خارجہ پالیسی کی بات چلی تو ان کا کہنا تھا۔

"خارجہ پالیسی کے بارے میں میرا وہی جواب ہے کہ اس کی بنیاد محض پاکستان اور اسلامی مفاد پر ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی ممالک سے بھی اسلامی برادرانہ تعلقات پر زیادہ زور دیا جائے اور اس وقت اگر پاکستان ہمت کر کے عربوں کو فوجی امداد دینے میں پہل کرے اور ملک کے اندر تمام یہودی املاک و اموال ضبط کر کے عربوں کی امداد کرے تو پاکستان دنیائے اسلام میں اپنے شایانِ شان مقام حاصل کر سکتا ہے اور اگر وہ ایک قدم اور آگے بڑھا کر امریکہ اور ان مغربی ممالک سے سفارتی اور تجارتی تعلقات منقطع کرنے کا اعلان کر دے جو یہودیوں کو موجودہ لڑائی اور مسلم آزار پالیسی کے باوجود فوجی امداد دے رہے ہیں اس پالیسی سے پاکستان عالمِ اسلام کا مرکز بن جائے گا اور دوسری طرف اس کی خارجہ پالیسی قطعی طور سے یکطرفہ ہو کر بہترین حلیفوں کے میسر آنے کا سبب بن جائے گی۔

اس وقت جتنی ضرورت عالمِ اسلام کی اتفاق و اتحاد باہمی کی درپیش ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں تھی مشکل یہ ہے کہ مغربی سامراجیوں نے بہت سے مسلم ممالک میں اپنی ریشہ دوانیوں سے اثر و نفوذ پیدا کر کے مسلم ممالک کو ایک دوسرے سے دور کر رکھا ہے۔ جیسے کہ ترکی امریکہ کے ساتھ معاہدوں میں جکڑا رہا ہے۔ لیکن بعض عرب ممالک کے اسلحہ وغیرہ کے سلسلے میں مشرقی یورپ سے بھی تعلقات ہیں۔ اسی طرح پاکستان اپنی مقامی پوزیشن کی خاطر چین سے اچھے تعلقات کے لئے مجبور ہے، تو بعض امریکہ دوست مسلم ممالک کے دل میں یہ بات کھٹک رہی ہے۔ اگر ان غلط خارجی اثرات سے علیحدہ ہو کر مسلم حکومتیں محض اسلام کی سربلندی کے لئے آپس میں فوجی اور تجارتی معاہدات کر کے ان پر عمل شروع کر دیں تو یہ اتنی بابرکت چیز ہو گی۔ کہ نہ صرف ان کا دشمن زیر ہو گا بلکہ دنیا کی عظیم سلطنتیں مسلمانوں سے اچھے روابط قائم کرنے پر فخر کریں گی"۔

(۵)

میں نے عرض کیا۔ عوام کی اقتصادی پریشانی کا فوری اور دائمی حل چند خاندانوں میں سمٹی ہوئی دولت پورے ملک کے عوام کی خوشحالی کا ذریعہ کیسے بن سکتی ہے"؟

ان کا جواب تھا: "عوام کی مشکلات، اشیائے صرف اور ضروریاتِ زندگی کے فقدان یا گرانی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لیکن اگر ہم ملک کی اپنی پیداوار کو باہر بھیجنا بند کر دیں تو ہمارا ملک خوراک کے مسئلے میں قطعی خودکفیل ہو سکتا ہے۔ یہی حال کپڑے کا ہے۔ جو کپڑا پاکستان میں بنتا ہے وہ باہر کے ملکوں میں تو بارہ آنے گز ملتا ہے مگر پاکستان میں اس کی قیمت دو روپے گز ہے۔ پاکستان میں یہاں کی ضروریات کے مطابق فولاد کے کارخانوں کا نہ ہونا اور ریلوے انجن، ریلوے ڈبے اور فیکٹریوں کی مشینری بیرونی ممالک سے درآمد کرنے سے ملک کا بیا بے انتہا نقصان ہوتا ہے۔ کارخانوں کی زیادتی سے مقامی لوگ بڑی تعداد میں روزگار سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بڑھئی، لوہار، موچی اور پارچہ باف وغیرہ تمام صناع مشینوں کی وجہ سے بیکار ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ سڑکوں پر موٹر چلنے سے تانگہ چلانے والے بیروزگار رہ جاتے ہیں۔ اگر حکومت چھوٹی صنعتوں اور گھریلو کاروبار کی ہمت افزائی کرے

بڑے لوگ
مزدوروں کا خون
چوس چوس کر
اپنی بلڈنگیں
بناتے رہتے ہیں

انگریز
کے عہ
مر
غریبو
کرد

# پاکستان کا اوّلین مسئلہ اسلامی آئین کا نفاذ ہے

## جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم اعلیٰ

# مولانا غلام غوث ہزاروی سے ایک ملاقات

محمود شام ——— (بشکریہ اخبار جہاں کراچی)

پاکستان میں تعلیم دی جائے اور مغربی پاکستان والوں کو مشرقی پاکستان میں اور دونوں جگہ ان مسافر طلبہ کی پوری پوری عزت افزائی کی جائے اور ساتھ دلپسندانہ تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ پھر دونوں حصوں میں علماء کی کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ اگر حکومت ایسے اقدامات کرنا چاہے گی۔ جیسے کہ ایک بار جینا ئیڈ منسٹر اتفاقات نے یہ خیال ظاہر بھی کیا تھا، تو وفاق المدارس عربیہ مغربی پاکستان اور جمعیۃ علماء اسلام اس سلسلے میں پورا پورا تعاون کرسکتی ہے۔"

(۴)

خارجہ پالیسی کی بات چلی تو ان کا کہنا تھا:

"خارجہ پالیسی کے بارے میں میرا وہی جواب ہے کہ اس کی بنیاد محض پاکستان اور اسلامی مفاد پر ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی ممالک سے بھی اسلامی برادرانہ تعلقات پر زیادہ زور دیا جائے اور اس وقت اگر پاکستان ہمت کرکے عربوں کو فوجی امداد دینے میں پہل کرے اور ملک کے اندر تمام یہودی املاک و اموال ضبط کرکے عربوں کی امداد کرے تو پاکستان دنیائے اسلام میں اپنے شایان شان مقام حاصل کرسکتا ہے اور اگر وہ ایک قدم اور آگے بڑھا کر امریکہ اور ان مغربی ممالک سے سفارتی اور تجارتی تعلقات منقطع کرنے کا اعلان کردے جو یہودیوں کو موجودہ تعلیمی اور مسلم آزار پالیسی کے باوجود فوجی امداد دے رہے ہیں اس پالیسی سے پاکستان عالم اسلام کا مرکز بن جائے گا اور دوسری طرف اس کی خارجہ پالیسی قطعی طور سے یک طرفہ ہوکر بہترین حلیفوں کے میسر کرنے کا سبب بن جائے گی۔

اس وقت جتنی ضرورت عالم اسلام کی اتفاق و اتحاد باہمی کی درپیش ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں تھی مشکل یہ ہے کہ مغربی سامراجیوں نے بہت سے مسلم ممالک میں اپنی ریشہ دوانیوں سے اثر و نفوذ پیدا کرکے مسلم ممالک کو ایک دوسرے سے دور کر رکھا ہے۔ جیسے کہ ٹرکی امریکہ کے ساتھ معاہدوں میں جکڑا ہوا ہے۔ لیکن بعض عرب ممالک کے اسلحہ وغیرہ کے سلسلے میں مشرقی یورپ سے بھی تعلقات ہیں۔ اسی طرح پاکستان اپنی مقامی پوزیشن کی خاطر چین سے اچھے تعلقات رکھنے کے لئے مجبور ہے، تو بعض امریکہ دوست مسلم ممالک کے دل میں یہ بات کھٹک رہی ہے۔ اگر ان غلط خارجی اثرات سے علیحدہ ہوکر مسلم حکومتیں محض اسلام کی سربلندی کے لئے آپس میں فوجی اور تجارتی معاہدات کرکے ان پر عمل شروع کردیں تو یہ اتنی بابرکت چیز ہوگی۔ کہ نہ صرف ان کا دشمن زیر ہوگا بلکہ دنیا کی عظیم سلطنتیں مسلمانوں سے اچھے روابط قائم کرنے پر فخر کریں گی۔"

(۵)

میں نے عرض کیا۔ عوام کی اقتصادی پریشانی کا فوری اور واقعی حل چند خاندانوں میں سمٹی ہوئی دولت پورے ملک کے عوام کی خوشحالی کا ذریعہ کیسے بن سکتی ہے؟

ان کا جواب تھا: "عوام کی مشکلات، اشیائے صرف اور ضروریات زندگی کے نقصان یا کمیابی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لیکن اگر ہم ملک کی ایسی پیداوار کو باہر بھیجنا بند کردیں تو ہمارا ملک ضروریات کے معاملے میں قطعی خودکفیل ہوسکتا ہے۔ یہی حال کپڑے کا ہے۔ جو کپڑا پاکستان میں بنتا ہے وہ باہر کے ملکوں میں تو بارہ آنے گز ملتا ہے مگر پاکستان میں اس کی قیمت دو روپے گز ہے۔ پاکستان میں یہاں کی ضروریات کے مطابق فولاد کے کارخانوں کا نہ ہونا اور ریلوے انجن، ریلوے ڈبے اور فیکٹریوں کی مشینری بیرونی ممالک سے درآمد کرنے سے ملک کو بہت بھاری نقصان ہوتا ہے۔ کارخانوں کی زیادتی سے مقامی لوگ بڑی تعداد میں روزگار سے محروم ہوجاتے ہیں۔ بڑھئی، لوہار، موچی اور پارچہ باف وغیرہ تمام صناع مشینوں کی وجہ سے بیکار ہوجاتے ہیں حتیٰ کہ سڑکوں پر موٹر کے چھکڑا ڈرائیور کرنے سے ٹھٹے بیروزگار رہ جاتے ہیں۔ اگر حکومت چھوٹی صنعتوں اور گھریلو کاروبار کی ہمت افزائی کرے یا کارخانوں میں ان تمام لوگوں کو ان کے شایان شان اجرت دے کر کام پر لگائے تو بڑی حد تک دشواریاں ختم ہوسکتی ہیں۔ ملک کی اقتصادی کمزوری کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ حکومت نے لاکھوں ایکڑ زمینیں ان لوگوں کو دے رکھی ہیں جو خود کاشتکاری نہیں کرتے۔ اور اس طرح زمینوں سے کما حقہٗ فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ سابق سے لاحق اسمبلی میں حکومت نے بل پیش کرکے ایک یہ آرڈیننس پاس کردیا تھا کہ سندھ کے بہت سے بیراجوں کا پانی استعمال کرنے والے پرانے زمینداروں پر ٹیکس لگایا جائے اور جن کو نئے مربعے ملے ہیں۔ اور نئی نہروں سے وہ اپنی اراضی کو سیراب کرتے ہیں ان لوگوں کو اس ٹیکس سے مستثنیٰ کیا جائے۔ اس پر غضب یہ تھا کہ پرانے لوگوں پر ٹیکس لگانے کے خلاف کوئی اپیل نہیں کی جا سکتی تھی اور اگر پانی کسی سال میسر نہ ہو، تو بھی ان کو ٹیکس دینا لازمی سمجھا جاتا تھا۔ اس کے خلاف میں نے بڑی سخت تقریر کی تھی۔ مگر نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔

**انگریز کی خدمات کے عوض ملنے والے مربعہ جات غریبوں میں تقسیم کردیئے جائیں**

اس وقت مغربی پاکستان کی مشرقی سرحدوں پر جو زمینیں سابق فوجیوں کو دی گئی ہیں۔ اگر یہ لوگ وہاں خود سکونت اختیار کرتے تو یہ سرحدی نقطۂ نظر سے بہت مفید ہوتا لیکن ان میں سے اکثر زمینوں کو مزارعین کے حوالے کرکے خود دوسرے علاقوں میں چلے گئے۔ میری رائے میں اگر حکومت یہ جرأت مندانہ اقدام کرے کہ اس قسم کی ساری اراضی شرعی طور پر میواتی قوم کے حوالے کردے، جو سرحدی مقامات میں رہتے ہیں اور جہاد کے جوش سے سرشار ہیں تو یہ اقتصادی اور فوجی دونوں لحاظ سے نہایت مفید ہوگا۔

میرا قلم چل رہا تھا اور ہزاروی صاحب نہایت تسلسل سے بولے جا رہے تھے۔ "ہماری اقتصادی مشکلات کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں غیر ضروری اشیاء کی تجارت پر پابندی یا غیر معمولی ٹیکس عائد کردے تو یہ بھی دوگونہ فائدے کا حامل ہوگا۔ جن لوگوں نے ساری قوم کے حقوق غصب کرکے دولت کمائی ہے۔ ان میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں۔ جن کو حکومت نے بیرونی ممالک سے ادھار مشینیں خرید خرید کر دی ہوئی ہیں۔ اور ان قرضوں کی ذمہ داری تمام قوم اور حکومت پاکستان پر ہے۔ جب کہ یہ قرضے پاکستان کو دیئے گئے تھے نہ کہ مخصوص افراد کو، اس لئے ایسے تمام کارخانے قومی قرار دیئے جاسکتے ہیں اگر حکومت درآمد شدہ مشینوں کو ان کے اصل مالکوں کے سوا دوسرے لوگوں میں تقسیم کرتی تو آج درمیانے درجے کے ہزاروں صنعت کار موجود ہوتے، جو ملک کے لئے از حد مفید ثابت ہوسکتے تھے۔ چند خاندانوں کو حکومت گارنٹی دیتی ہے اور وہ ہمیشہ ہر غلط حکومت کے ہاتھ مضبوط کرتے ہیں۔ آج کل اسی قسم کے لوگ مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کے لئے آواز بلند کرنے والوں کے خلاف سوشلسٹ کا الزام گھڑ کر اور بہت سے لالچی مولویوں کا ضمیر خرید کر پروپیگنڈا کرواتے رہتے ہیں۔ اسی طرح سود سے چلنے والے ہر کاروبار کو حکومت قبضہ میں لے کر اصلاح حال کرتی ہوئی عوام کے لئے مفید بنا سکتی ہے۔ آج کل ایک وجہ تکلیف کی یہ بھی ہے کہ مختلف کارخانہ داروں اور ان اونچے سرمایہ داروں کی حمایت کرتے ہوئے مقامی حکام مزدوروں کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں۔ اس طرح یہ بڑے لوگ مزدوروں کے حقوق کو اور دبا کر ان کا خون چوس کر اپنی بلڈنگیں بناتے رہتے ہیں۔ کندیاں ضلع میانوالی میں ہڑتال کرنے والے مزدور لیڈروں کا جیل میں رہنا اور بعض دوسری جگہوں میں مزدوروں کے حقوق پر ڈاکے ڈالنے والوں کو آنے والے متوقع حالات سے مرعوب ہوکر ابھی سے دھمکیاں دینا اور پریشان کرنا ایسی باتیں ہیں، جن کی تلافی مارشل لاء حکومت کو فوراً کرنی چاہیئے۔

(۶)

ہزاروی صاحب نے توقف کیا تو میں سمجھ گیا کہ اب وہ اگلا سوال چاہتے ہیں۔ میں نے ڈائری سے نظر اٹھائی اور سوالنامے میں سے چھٹا سوال پڑھا، "بنیادی طور پر زرعی ملک پاکستان میں زراعت کو ملکی خوشحالی کا ذریعہ بنانے اور ترقی یافتہ زرعی ملکوں کے برابر چلنے کے لئے کیا قدم اٹھایا جانا چاہیئے؟"

انہوں نے پہلو بدلا اور گاؤ تکیے سے ٹیک لگائی اور پھر نہایت تحمل سے کہنے لگے، "اس سلسلے میں علماء دین کے متفقہ فیصلے یا ایک دینی بورڈ کی رپورٹ پر کاشتکاروں کو شرعی حدود کے اندر مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ جس سے وہ اطمینان کے ساتھ ساتھ زمینی پیداوار کو بڑھاتے چلے جائیں۔ دوسری بات یوں ہے کہ یہ جاگیرداریاں اور انگریزی خدمات کے عوض جو مربعہ جات دیئے گئے ہیں واپس لے کر غریب لوگوں میں تقسیم کردیئے جائیں۔ جو زیادہ سے زیادہ کاشت کرسکیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ سامان زراعت جدید ترین پیدا کیا جائے اور زراعت میں ہر طرح کی آسانیاں بہم پہنچائی جائیں۔ سیم و تھور کے انسداد کا خاص انتظام کیا جائے۔ ملک میں بہترین بیج درآمد کئے جائیں۔ کھاد کے دیسی کارخانے وسیع پیمانے پر تیار کئے جائیں۔ اور غیر مزروعہ رقبوں کو جلد از جلد حاجت مندوں میں تقسیم کرکے ان کو بھی زیر کاشت لایا جائے۔ آئے دن کے سیلابوں سے جو عظیم نقصان ہوتا رہتا ہے ایک عظیم منصوبے کے تحت ان کا انسداد بھی کیا جائے۔"

(۷)

ساتواں سوال ہمارا یہ تھا: "صرف بڑے بڑے شہروں میں صنعتی تنصیبات نے کیا چھوٹے شہروں اور قصبوں

...ل
کا خون
...س کر
...نگیں
...تے ہیں

اور دیہات کو اقتصادی پسماندگی کا شکار نہیں کر دیا، اور معکوس ترقی کو جنم نہیں دیا؟"

کہنے لگے: "اس کا جواب میرے پہلے بیان میں بڑی حد تک آ چکا ہے۔ تاہم اتنی بات کا اضافہ ضروری ہے کہ درمیانے درجے کی صنعتیں ضرورت کے مطابق مختلف علاقوں میں جاری کرنی چاہئیں۔ میں جب ایم۔ پی۔ اے تھا۔ اس وقت میں نے تحریک کی تھی کہ علاقہ کاغان ضلع ہزارہ میں لکڑی کے کارخانے قائم کئے جائیں۔ جن سے کروڑوں روپے کی آمدنی بھی ہو سکتی ہے۔ اور لاکھوں مقامی افراد کو روزگار بھی مہیا ہو سکتا ہے۔ لیکن عموماً حکومت کے خاص طبقے صرف اپنے اپنے مفادات کا خیال رکھتے ہیں"۔

(۸)

میں کہہ رہا تھا: "اس مسئلے کا کیا حل ہے کہ ہمارے ملک میں بیوروکریسی کی گرفت انتہائی مضبوط ہوتی جا رہی ہے"؟

مولانا غلام غوث ہزاروی نے فرمایا:۔

"موجودہ حکومت نے بیسیوں سی ایس پی افسروں کے خلاف مؤثر کارروائیاں کر کے اصلاح کے لئے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے۔ اگر اینٹی کرپشن محکمہ خود کرپشن کا شکار نہ ہو، تو وہ ان افسروں کی اصلاح کے لئے بڑا مؤثر ثابت ہو سکتا ہے۔ میں ایم پی اے ہونے کی حیثیت سے یہ تجویز پیش کی تھی کہ وہ اپنے ضلع میں دورہ کر کے ایسے افسران کے خلاف شکایات سننے کے لئے عام منادی کیا کریں۔ بیان دینے والوں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ ہو۔ اگر یہ ممبران کسی معاملے کا فیصلہ کرا سکیں یا کسی کی شکایت خود طے کرا سکیں تو فبہا، ورنہ مسئلے کے زیادہ سنگین ہونے کی صورت میں وزیر متعلقہ کو رپورٹ کریں۔ یہ بھی اصلاح کا ایک اچھا طریقہ تھا۔ ایک تجویز یہ بھی پیش ہوئی تھی کہ جن مظلوموں اور حاجت مندوں کی رپورٹیں تھانوں میں درج نہ کی جاتی ہوں۔ ان کو ایس۔ پی کے دفتر میں ایک صندوق کے اندر اپنی رپورٹیں اور شکایات داخل کرنے کی اجازت دی جائے۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! ایک بڑی خرابی یہ پیدا ہو گئی ہے کہ بعض افسر براہ راست بھرتی کر لئے جاتے ہیں۔ جبکہ نیچے سے بڑھتے بڑھتے ایک آدمی اپنی قابلیت کے لحاظ سے اونچے منصب کا حق رکھتا ہے۔ ایسے پرانے آدمیوں کو نظر انداز کر کے براہ راست تقرر یقیناً غلط ہے"۔

(۹)

اب تعلیم کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ انہوں نے کہا: "تعلیم کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور اس کے عام کرنے کے لئے حکومت خود سوچ رہی ہے۔ ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت نہیں ہے تو تعلیم سے کما حقہٗ مقصد حل نہیں ہو سکتا۔

اب تک کی تعلیم میں بڑا نقص یہ تھا کہ ایک تعلیم تو صرف حاکم پیدا کرتی تھی اور دوسری تعلیم محکوم۔ اس سلسلے میں حکومت نے اگرچہ پبلک اسکولوں اور بعض دوسرے اسکولوں کا امتیاز ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ لیکن اس بات کی ضمانت اب بھی نہیں ہے کہ ہر تعلیم یافتہ کے لئے روزگار مقرر کیا جائے

حکومت نے ہر فن کے لئے علیحدہ کالج کھول رکھے ہیں۔ اس فن میں مہارت کے بعد اس کو روزگار دینا بھی حکومت کا فرض ہے۔ اس سلسلے میں ایک اہم بات یہ ہے کہ میٹرک تک تعلیم میں دینی اور دنیوی تمام ضروری معلومات آ جانی چاہئیں اس کے بعد اگر کوئی انجینئرنگ کالج میں جانا چاہے تو اسے وہاں بھیج دیا جائے۔ زراعتی کالج کی طرف جس کا رجحان ہو، اسے وہاں بھجوا دیا جائے، اور جو نوجوان وکیل، مجسٹریٹ یا جج بننا چاہتے ہوں، انہیں کسی دینی کالج میں داخل کرنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں ملک کے آٹھ دس قرآنی عربی مدارس کو بلا کسی اندرونی مداخلت کے اسلامی کالج تسلیم کر لیا جائے۔ ان کے فارغ التحصیل حضرات کو مذکورہ عہدے اسی گریڈ کے مطابق دیئے جائیں۔ جو گریڈ دوسرے فنون والوں کے لئے مخصوص ہیں۔ ملک میں اسلامی آئین، اسلامی قانون اور اسلامی فیصلوں کی صورت میں اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ہے ورنہ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ دوسرے کالج اور درسگاہیں تو حاکم پیدا کریں اور قرآن و حدیث کے علوم محکوم پیدا کریں"۔

(۱۰)

ہمارا آخری سوال "طلباء اور نوجوانوں میں پھیلے اضطراب کا کیا حل ہے؟" کے جواب میں مولانا کا پہلا جملہ تو یہ تھا کہ: "طلباء کو غیر ملکی ایجنٹوں کے اشارے پر "اسلامی جمعیۃ الطلبہ" یا دوسرے ناموں سے کوئی جماعت قائم کرنے کی اجازت نہ دی جائے"۔ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا: "گذشتہ ہنگاموں نے بھی یہ ثابت کر دیا اور ۱۹۶۴ء میں مغربی پاکستان گورنمنٹ کے ایک پریس نوٹ میں بھی یہ بات آ چکی ہے کہ:۔

"اسلامی جمعیۃ الطلبہ کا تعلق مودودی جماعت سے ہے اور مودودی جماعت کے بارے میں عوام میں جو شکوک و شبہات ہیں وہ اب کسی سے مخفی نہیں ہیں"۔

ایک صاف بات جو حقائق پر پڑا ہوا پردہ ہٹا سکتی ہے یہ ہے کہ ہر وہ ادارہ یا ہر وہ جماعت یا ہر وہ عالم جو امریکی سامراج کو اسلام دشمنی کی وجہ سے برا سمجھتا ہے۔ اس کے خلاف مودودی پارٹی جھوٹا پروپیگنڈہ شروع کر دیتی ہے۔ خاص کر اس کی نگاہِ کرم جمعیۃ علماء اسلام، اس کے کارکنوں اور اس کے اداروں پر ہے۔ چنانچہ میرے خلاف مودودی جماعت، ضمیر فروش افراد اور رشوت خوار گروپ نے ایڑی چوٹی کا زور اس پروپیگنڈے پر لگایا کہ میں سوشلسٹ ہوں، میں بیسیوں بار اس کی تردید کر چکا ہوں۔ لیکن اپنی مخصوص اغراض کی خاطر یہ رٹ لگائے جا رہے ہیں۔ مگر قدرت نے اب فیصلے کا وقت بہم پہنچا دیا ہے۔ میں مودودی صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ اس وقت امریکہ نے یہود کو ہوائی جہاز دے کر ۷۰ کروڑ مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج کیا ہے۔ وہ آئیں اور میرے ساتھ ایک سٹیج پر تقریر کریں۔ میں سوشلزم اور کمیونزم کے خلاف تقریر کروں گا۔ اور وہ امریکہ سے سفارتی اور تجارتی تعلقات منقطع کرنے کے لئے نہ صرف حکومت پاکستان بلکہ تمام مسلم ممالک سے مطالبہ کریں۔ اس طریق کار سے نہ کوئی مجھے سوشلسٹ کہہ سکے گا اور نہ مودودی جماعت کو امریکہ کا ایجنٹ، اور مسلمانوں کی وقتی ضرورت بھی پوری ہو جائیگی امریکہ کے علاوہ ہمارے ملک کے بڑے بڑے مل مالکان، اونچے سرمایہ داروں، بعض مولویوں کو موٹروں میں لئے لئے پھر رہے ہیں اور جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف محض اس لئے سوشلزم کا پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ وہ غریب مزدوروں کے جائز شرعی حقوق کی حامی ہے۔ اگر یہ لوگ صحیح معنوں میں کمیونزم کے مخالف ہوتے تو انہیں جمعیۃ علماء اسلام کو مبارکباد دینی چاہیئے تھی۔ جس نے پاکستان لیبر پارٹی کو یہ یقین دلایا ہے کہ کمیونسٹوں کا یہ پروپیگنڈا صحیح نہیں ہے کہ اسلام میں مزدور اور کسان کے مسائل کا حل موجود نہیں۔ اسلام کامل دین اور مکمل مذہب ہے۔ اس میں ہر غریب کے لئے روٹی کپڑے تعلیم، علاج اور مکان کے لئے انتظام کی ضمانت موجود ہے اور ہر طبقے کے مسائل کا حل بھی مکمل طور پر بتایا گیا ہے۔ چنانچہ لیبر پارٹی اور جمعیۃ علماء اسلام نے پاکستان اور اسلام کی حفاظت کے لئے مشترکہ جدوجہد کا عہد کر لیا ہے۔ اس سے امریکہ کے ثالثوں، سامراجی طاقتوں کے آلہ کار لوگوں اور مل مالکان کو پسینے پڑ گئے ہیں۔ ایک اہم نکتہ اس سلسلے میں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جن لوگوں نے جمعیۃ علماء اسلام کے بارے میں یہ غلط پروپیگنڈہ کیا ہے کہ وہ سوشلزم کی حامی ہے۔ انہوں نے دراصل کروڑوں مسلمانوں کے ذہن میں یہ تصور بٹھانے کی کوشش کی ہے کہ بعض علماء سوشلزم کو جائز قرار دے رہے ہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ ان لوگوں نے اس طرح اسلام کی بجائے سوشلزم کی خدمت کی ہے۔ اس طرح ان نام نہاد اینٹی سوشلزم لوگوں نے علماء کا نام لے کر سوشلزم اور کمیونزم کے لئے میدان صاف کرنے میں مدد دی ہے"۔

آخر میں طلباء کی جماعتوں کے سلسلے میں انہوں نے مزید کہا کہ جو طالب علم اور ان کی انجمنیں غیر ملکی تعلقات سے بری ہیں، ان کی دینی اور ملکی خدمات پر کوئی قدغن نہ لگائی جائے، بلکہ ان کے تمام مطالبات منظور کر کے ان کی عزت افزائی کی جائے، کیونکہ مستقبل میں یہی قوم کے معمار بننے والے ہیں"۔

اب تو واقعی اس حالت میں بیٹھنا مشکل تھا۔ بات چیت ختم ہو گئی تھی اور کمرے سے باہر عقیدت مندوں کا ہجوم مولانا سے ملنا چاہتا تھا۔ اس لئے میں ان کے درمیان مزید حائل نہیں رہنا چاہتا تھا۔ اس لئے مولانا سے مصافحہ کر کے اور اجازت طلب کر کے باہر دہلیز پر اپنی جوتیوں کی طرف بڑھا۔ ریاض نے چپکے سے بتایا کہ اس نے خاصی تصویریں بنالی ہیں، کام چل جائے گا۔

## سرگودھا میں جمال عبدالناصر

جناب صوفی محمد رمضان صاحب جو جمیعۃ علماء اسلام سرگودھا کے کارکن ہیں کے ہاں اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام مغربی سامراج اور یہود و ہنود کے سب سے بڑے دشمن اور اسلام کے عظیم مجاہد جمال عبدالناصر کے نام پر رکھا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سچا اور پکا مسلمان بنائے۔ (محمد صادق ناظم دفتر سرگودھا)

مراسلات

# آپ کا صفحہ

قارئین سے گذارش ہے کہ وہ اپنے مراسلات مختصر تحریر فرمائیں، طویل مراسلہ شائع نہیں کیا جائیگا نیز ادارہ ترجمان اسلام کا مراسلہ نگار حضرات کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

## علماء کا اتحاد

کچھ عرصہ سیاسی جماعتوں کی طرف سے مارشل لاء کے زیر اثر سیاسی سرگرمیاں مدھم رہنے کے بعد انتخابی فہرستوں کی تیاری کا آغاز ہوتے ہی ان میں پھر چہل پہل شروع ہو گئی ہے ہر جماعت کے رہنما دورے پر دورے کر رہے ہیں۔ بعض تو دورے کرتے کرتے لندن پہنچ گئے ہیں۔ وہاں سے بھی کچھ پروگرام لائے جائیں گے۔ اب مستقبل پاکستانی عوام کے ہاتھ میں ہے کہ اگر بائیس سالہ تجربہ کو نظر انداز کر دیا گیا اور ان جماعتوں کے دھوکے میں آگئے جو زبان سے تو اسلام اسلام کہتے ہیں مگر اس کا احترام نہ ان کی ذات میں ہے اور نہ ان کے گھر میں ہے۔ اور نہ وہ اب تک اس کے لئے کچھ کر پائے ہیں اب دوبارہ اسلام کے نام پر وہی ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے تاکہ تحریک انتقال اقتدار بر ۱۹۵۶ء کے آئین کے ذریعے قابض ہو سکیں۔ اس لئے میں علماء کرام کی خدمت میں دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ اگر وہ پاکستان میں صحیح اسلام کو آگے لانے کے متمنی ہیں تو سب ایک مرکز پر جمع ہو کر صرف اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے عوام کے ذہن ہموار کریں۔ اس کے لئے غریب کسان مزدور موجود ہیں۔ اگر آپ سرمایہ دار اور جاگیردار لوگوں کو مسند اقتدار پر بٹھا کر اسلام کے قوانین کا مطالبہ کریں گے۔ تو آپ کا وہی حشر ہو گا جو بائیس سال پہلے ہوا تھا خدارا ہوش میں آئیں۔ دین حقہ کے لئے اختلافات ختم کر کے اپنی تمام مساعی ایک مرکز پر جمع کر دیں اور ان لوگوں کو آگے لائیں جو اسلام کے شرعی قوانین کے نفاذ کے داعی ہوں اور اس کے لئے دل میں جذبہ ملی رکھتے ہوں۔ پاکستان میں اسلامی آئین کے علاوہ کوئی دوسرا قانون قابل قبول نہیں ہو گا۔ کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور نظریہ پاکستان کی اساس ہے۔ (ابوالفکر حکیم عمرانی نواب شاہ)

## گوروں کا ڈپلیکیٹ

ترجمان اسلام میں "آپ کا صفحہ" قارئین کے لئے وقف کر کے آپ نے بہت ہی اچھا کیا۔ اس کے وسیلے سے جمعیۃ کے کارکن اپنی اپنی تجاویز پیش کر سکیں گے۔

میں ایک تجویز پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ نام نہاد جماعت اسلامی نے امریکی ڈالروں کی مدد سے نصف سے زیادہ پاکستانی پریس پر قبضہ کر رکھا ہے۔ جو سادہ دل مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں دن رات مصروف ہے۔ ان ہی کے ایک نونائیدہ ہفت روزہ "زندگی" کی چند اشاعتوں سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اسے صرف ہماری جمعیۃ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ بھی ایک دوسرا ہفت روزہ نکالیں۔ جس کا نام "موت" رکھیں۔ اور ان لوگوں کو احساس دلائیں کہ یہ زندگی چند روزہ ہے۔ موت کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ اور علماء حق کے خلاف بے بنیاد الزامات لگا کر اپنی آخرت تباہ نہیں کرنی چاہیئے۔ "زندگی" کے مدیر کو میں جانتی ہوں گوروں کے "ڈپلیکیٹ" یعنی کاپی ہیں۔ گہرے سیاہ رنگ کے شیشوں والی عینک استعمال کرتے ہیں تاکہ اپنی شکل نظر نہ آئے۔ لِلّٰہ انہیں ضرور آئینہ میں ان کی شکل دکھایئے رب کریم اجر دے گا۔

(مستجاب بیگم بی، اے کوئٹہ)

## مبارکباد

جناب اس ہفتے کا ترجمان دیکھا اور پتہ چلا کہ حضرت پیر وہب اللہ شاہ صاحب پیر جھنڈا جمعیۃ میں شمولیت کر چکے ہیں۔ یہ مضمون پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ حضرت پیر صاحب سندھ کے بہت بڑے مذہبی پیشوا ہیں اور سندھ کے دینی رہنما ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے خاندان کو بہت بڑی خوبیوں سے نوازا ہے۔ انشاء اللہ حضرت پیر صاحب اپنے جماعتی فرائض کو بھی اسی طرح سے انجام دیں گے جیسے کہ سندھ میں دین پھیلایا ہے۔ آج بھی ان کے ہزاروں شاگرد ہیں اور وہ بھی دین پھیلا رہے ہیں۔ میں اپنی طرف سے حضرت پیر صاحب اور حضرت درخواستی کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

آپ کا خادم

ولی محمد خاں موجد گھڑی پلاسٹک شہدادپور (ضلع سانگھڑ)

## افتراپردازی کی حد

لاہور کے ایک ہفت روزے کا سب ایڈیٹر جو حال ہی میں مشرقی پاکستان کے دورے سے واپس ہوا ہے نے کچھ تاثرات اپنے رسالے میں قلمبند کرنے شروع کئے ہیں، اور باتوں کو درگذر کرتے ہوئے انہوں نے جماعتی پوزیشن کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ "مودودی جماعت مشرقی پاکستان میں اول نمبر پر ہے اور روز بروز ترقی کر رہی ہے۔

سبحان اللہ! یہ منہ اور مسور کی دال۔ پھر لکھتے ہیں کہ چونکہ وہاں اکثریت دیوبندیوں کی ہے۔ اس لئے وہ تمام (مودودی) جمعیۃ علماء اسلام سے منسلک ہو گئے ہیں جمعیۃ علماء اسلام کا مشرقی پاکستان میں نام ونشان نہیں ہے۔ لکھتے ہیں ا۔

"سارے دورے میں صرف ایک آدمی ملا۔ وہ بھی اس پالیسی سے خفا ہو گیا ہے کہ جمعیۃ نے چونکہ مزدوروں کے حقوق دلوانے کی بات کر دی ہے۔ اس لئے میں بھی الگ ہو گیا ہوں"۔

لو جی معاملہ ہی صاف ہو گیا۔ صحافتی بددیانتی اور اندھی تقلید کی حد ہو گئی۔ ان کی یہ عادت بن گئی ہے کہ جھوٹ اتنا بولو جو سچ نظر آئے یا پھر پڑھنے والے اور ایمان رکھنے والے اسے کسی وہمی کا خیال یا جھوٹ کا گول گپا سمجھنے لگیں کم از کم مشرقی پاکستان سے آتے ہوئے جمعیۃ کے بیس پچیس دار ہوں کو تو دالیس جانے دینا چاہیئے تھا، جو پورے مغربی پاکستان کے دورہ میں کہہ گئے ہیں کہ مشرقی پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام تیزی سے پھیل رہی ہے اور اب تک باسٹھ لاکھ دیندار مسلمان جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو چکے ہیں۔ جماعت کا ہفت روزہ "نیا زمانہ" بھی ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ مگر جمعیۃ کا کوئی آدمی نظر نہ آیا تو مدیر موصوف کو ؎

عقل رکھتا ہے تو دریا کی طغیانی پہ نہ جا
ہم نے کئی سمندر اترتے اور چڑھتے بھی دیکھے ہیں

(عاشق علی ناصر کلورکوٹ)

## سامراجیت کے گماشتے

ہفت روزہ "زندگی" نے شمارہ نمبر ۴ میں پاکستان کے دو دینی راہنماؤں حضرت مولانا مفتی محمود اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب پر جس طرح کیچڑ اچھالی ہے اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ ہفت روزہ سامراجی طاقتوں کا گماشتہ ہے۔ مولانا مفتی محمود نے ایسے وقت میں جبکہ ملک میں سرمایہ اور محنت میں جنگ اپنے عروج پر ہے محنت کشوں اور مزدوروں کے مفادات کی حمایت کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام سرمایہ داری کا شدید ترین مخالف ہے۔ اگر خدانخواستہ مفتی محمود ایسا رویہ اختیار نہ کرتے تو اس ملک میں علماء کرام کے وقار کو شدید نقصان پہنچتا۔ جس سے اسلام کو بھی براہ راست صدمہ برداشت کرنا پڑتا، پاکستان کے محنت کش اور مزدور کسان اس ملک میں ماؤ اور مارکس کا نظام زندگی نہیں چاہتے بلکہ اس ملک میں محمد عربی صلعم کا لایا ہوا نظام چاہتے ہیں۔ لیکن ان کو معاشی مساوات کا مطالبہ کرنے کے جرم میں کمیونسٹ اور ملحد قرار دینا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔

(عبدالسلام - گجرات)

### بدل اشتراک

| | |
|---|---|
| سالانہ | ۱۵/۰ روپے |
| ششماہی | ۸/۰ " |
| سہ ماہی | ۴/۰ " |

# خبر نامہ جمعیۃ علماء اسلام

## ضلع سیالکوٹ کی جمعیتیں متوجہ ہوں

ضلع سیالکوٹ کی تمام جمعیتوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ ۲۸ر شعبان ۱۳۸۹ھ مطابق ۹ر نومبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار بمقام ڈسکہ جامعہ مدنیہ میں ایک اجلاس طلب کیا ہے۔ جس میں ضلع کی مجلس شوریٰ کے ممبران اور ہر جمعیۃ کے امیر اور ناظم عمومی شامل ہوں گے۔ اجلاس صبح دس بجے شروع ہو کر شام چار بجے تک جاری رہے گا۔ جس میں جمعیۃ کے منشور پر روشنی ڈالی جائے گی

لاہور ڈویژن کے ناظم عمومی خصوصی خطاب فرمائینگے تمام کارکن وقت مقررہ پر تشریف لے آئیں۔ یہ اجلاس امیر ڈویژن کے حکم سے بلایا گیا ہے۔

(عبدالرحمٰن ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ)

## انصار الاسلام ضلع گوجرانوالہ کا کنونشن

انصار الاسلام جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کی تمام شاخوں کے سالاروں کا تین روزہ کنونشن ۸-۹-۱۰ر نومبر ۶۹ء بروز ہفتہ، اتوار، پیر دفتر جمعیۃ علماء اسلام بازار تھانیوالہ گوجرانوالہ میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

جمعیۃ علماء اسلام کے متعدد مرکزی، صوبائی اور ڈویژنل راہنما کنونشن میں شرکت فرما رہے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کنونشن کا افتتاح کریں گے۔

(حافظ حبیب الرحمٰن سالار ضلع)

## جمعیۃ لاہور ڈویژن کا ڈسکہ میں اجلاس

ڈسکہ۔ ۲۵ر اکتوبر۔ جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن کی مجلس عاملہ کا ایک مشاورتی اجلاس آج دارالعلوم مدنیہ میں صبح دس بجے امیر جمعیۃ لاہور ڈویژن مولانا بشیر احمد صاحب پسروری کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں جماعتی نظم و نسق اور کارگزاری پر غور کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ ڈویژن بھر میں جماعتی سرگرمیوں کو تیز تر کر دیا جائے۔ اجلاس نے ڈویژنل ناظم عمومی مولانا محمد الطاف صاحب کو اس امر کا اختیار دیا کہ وہ اپنی معاونت کے لئے ناظم ڈویژن کے عہدے کے سلسلے میں کسی فعال کارکن کا انتخاب کر لیں۔ چنانچہ موصوف نے گوجرانوالہ کے معروف جماعتی کارکن جناب مولانا زاہد الراشدی کو ناظم جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن مقرر کر دیا ہے۔ اجلاس میں حسب ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

(۱) جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن کا یہ اجلاس اکابر جمعیۃ حضرت درخواستی مدظلہ، حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، حضرت مولانا عبید اللہ انور، حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب اور حضرت مولانا سید گل بادشاہ پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور ان کے موقف اور پالیسی کی پوری پوری تائید کرتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس عرب حکومتوں کے مجاہدانہ کارناموں کی تائید کرتا ہے۔ باطل کے مقابلہ میں حق اور اسلام کی پاسداری پران کو مبارکباد دیتا ہے اور یہود کی خبیث حکومت کے مقابلہ پر عربوں کی غیر مشروط حمایت و نصرت کا اعلان کرتا ہے۔

(۳) یہ اجلاس اسرائیل کی پشت پناہ طاقتوں کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ یہودیوں کو فوجی امداد دینے والے امریکہ اور دوسرے اسرائیل نواز ممالک سے سفارتی و تجارتی تعلقات منقطع کئے جائیں۔ نیز یہ اجلاس امریکہ کے ۷۰ ہزار فوجی جو کہ اسرائیل کی امداد کے طور پر عربوں کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں، اس کے خلاف شدید احتجاج کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستانی مجاہدین قدس کو اپنے عرب بھائیوں کے دوش بدوش جہاد میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے۔ نیز یہ اجلاس قبلہ اول پر یہودیوں کے ناروا تسلط، مسجد اقصیٰ کی المناک شہادت اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے صیہونی منصوبے کو ملت اسلامیہ کی ملی و دینی غیرت کے لئے کھلا چیلنج قرار دیتا ہے اور تمام عالم اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ قبلہ اول کی بازیابی اور یہودی و یہود نواز طاقتوں کے مقابلہ کے لئے متحد ہو جائیں

اجلاس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ، مولانا محمد یعقوب ربانی ناظم عمومی ضلع شیخوپورہ، مولانا عبدالرحمٰن ناظم عمومی ضلع سیالکوٹ اور ڈویژن بھر کے ممتاز علماء اور جماعتی کارکنوں نے شرکت کی۔ جمعیۃ علماء اسلام ڈسکہ کے امیر حضرت مولانا فرزند علی صاحب نے اجلاس کو کامیاب بنانے میں خصوصی دلچسپی لی۔

## حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب کا بیان

اب جبکہ امریکی سپاہی اسرائیلی فوجوں میں بھرتی ہو کر مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں کے ساتھ برسر جنگ ہیں اور امریکہ کی خبث باطنی بالکل واضح ہو گئی ہے، مسلمانان عالم کا فرض ہے کہ وہ عرب مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس جہاد بیت المقدس میں شامل ہو کر ان امریکی درندوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔ اور میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہوں، کہ جبکہ ہمارا قبلہ اول اب یہود و نصاریٰ کے قبضہ میں ہے اور مسلمانوں پر اس کا آزاد کرانا فرض ہے تو وہ مسلمان مجاہدین کی فوجی تربیت کا انتظام کرے اور انہیں جہاد قدس میں شرکت کی اجازت دے اور مسلمان زیادہ سے زیادہ مجاہدین قدس میں شامل ہوں۔

## حضرت مولانا شوکت علی صاحب کا دورہ گوجرانوالہ

(رپورٹ — زاہد سلیم بٹ)

گوجرانوالہ۔ مشرقی پاکستان کے ممتاز عالم دین اور جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی ناظم حضرت مولانا شوکت علی صاحب ۱۰ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کو ایک دن کے دورہ پر گوجرانوالہ تشریف لائے۔ جمعہ کا دن تھا۔ مقامی جمعیۃ نے شہر کی بڑی جامع مسجد نور میں ان کے خطبہ جمعہ کا اعلان کر رکھا تھا۔ اس کے علاوہ صبح ساڑھے دس بجے جمعیۃ کے دفتر واقع بازار تھانیوالہ میں اخباری نمائندوں کی ایک کانفرنس کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ مقامی جمعیۃ کے شعبہ نشر و اشاعت نے شہر کے تمام اخبار نویسوں کو باقاعدہ دعوت نامے جاری کئے تھے مگر نہ معلوم لذت کام و دہن کے لوازمات کے فقدان کا بے جا خدشہ مانع ہوا یا کوئی اور "مصلحت" کہ شہر کے بیشتر اخبار نویس اس کانفرنس سے کنی کترا گئے۔ مشرقی پاکستان کے ایک معزز عالم دین کے ساتھ گوجرانوالہ کے اخبار نویسوں کے ناروا سلوک سے متاثر فضا میں پریس کانفرنس کا آغاز ہوا۔ حضرت مولانا شوکت علی صاحب نے فرمایا،

جمعیۃ علماء اسلام ایک سیاسی دینی جماعت ہے جو ملک میں قرآن و سنت کا آئین رائج کرنا چاہتی ہے۔ پاکستان اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ لیکن ملک کے حصول کے بعد انگریزوں کے پروردہ لوگوں نے ملک کو غیر اسلامی طرز و طریق پر چلایا اور اسلامی قانون کے نفاذ کی کبھی کوئی کوشش نہ کی۔ دوسری طرف عوام کو ہر قسم کے انصاف سے محروم رکھا گیا۔ ملک میں ناانصافی، رشوت خوری، ذخیرہ اندوزی، معاشرتی برائیاں اور ملعون سرمایہ دارانہ و جاگیردارانہ نظام کی تباہ کاریاں اس طور پر بڑھتی رہیں جس سے عوام مایوس ہو گئے۔ اب ملک میں امن و امان قائم کرنے کی ایک ہی صورت رہ گئی ہے کہ اسلامی قانون جاری کر کے عوام کی امنگوں کے مطابق نظام حکومت قائم کیا جائے

پریس کانفرنس سے خطاب کے بعد آپ جامع مسجد نور مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے کم و بیش پانچ ہزار افراد کے اجتماع میں نماز جمعہ قبل خطاب فرمایا۔ آپ نے معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے درد بھرے لہجہ میں کہا کہ وہ مسجد جہاں معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کی امامت فرمائی تھی، آج یہودیوں کے قبضہ میں ہے اور اس کا ایک حصہ شہید کیا جا چکا ہے۔

آپ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ یہودیوں کے سرپرست امریکہ، برطانیہ وغیرہ سے سفارتی و تجارتی تعلقات توڑ لئے جائیں۔ آپ نے کہا مشرقی پاکستان میں پٹ سن کی قیمتیں انتہائی طور پر گر جانے کے باعث عوام قحط اور فاقہ کا شکار ہو چکے ہیں۔ اگر اس طرف فوری توجہ نہ کی گئی اور پٹ سن کی قیمت کم از کم ۵۰ روپے من مقرر نہ کی گئی تو لوگ پٹ سن کی کاشت ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

آپ نے کہا۔ اس وقت اقتصادی ناہمواری ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور جب تک مزدور و کسان طبقہ کے حقوق پورے کر کے انہیں مطمئن نہیں کیا جاتا اور انہیں خوشحال زندگی کی ضمانت نہیں دی جاتی بدامنی و بے اطمینانی ختم نہیں ہو سکتی۔ آپ نے کہا۔ ملک کے دونوں حصوں کے درمیان صرف اسلام ہی ایک ایسا رشتہ ہے جو دونوں صوبوں کو آپس میں مربوط رکھ سکتا ہے۔ اس لئے ملکی استحکام کے پیش نظر بھی اسلامی نظام کا نفاذ انتہائی ضروری ہے۔

# بقیہ ـــــ اداریہ

دوسری صورت مغربی سامراج کی نظر میں عرب سرزمین پر اپنا ایسا فوجی استحکام ہے جہاں عربوں اور مشرق وسطیٰ کے مسلمان ملکوں پر براہ راست اثر انداز ہوا جا سکے، اور ان کے اندر بپا ہونے والے سیاسی رد و بدل کو اپنے منشاء کے مطابق ڈھالا جا سکے۔

لبنان کے موجودہ حالات اسی دوسری صورت کے مقتضیات ہیں۔ تاہم عرب اور مسلمان عوام کی موجودہ سیاسی بیداری سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ مغربی سامراج بالآخر اپنے ان دونوں منصوبوں میں ناکام ہو کر رہے گا۔

اور انشاء اللہ وہ وقت آئے گا اور جلد آئے گا کہ پوری عرب دنیا اور عالم اسلام کے مسلمان عوام براہ راست اپنی قسمتوں کے مالک ہوں گے۔ سامراج اور اسرائیل دونوں سے نجات حاصل کر چکے ہوں گے اور سب کے سب اسلامی اتحاد کی لڑی میں منسلک ہو چکے ہوں گے۔ اس وقت نہ سامراج ان کا کچھ بگاڑ سکے گا اور نہ سوشلزم ان کے لئے خطرہ بن سکے گا۔

(کمال)

---

اشتہار

## بہاولپور کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم مدنیہ زیر سرپرستی حضرت درخواستی مدظلہ

گوشوارہ آمد و صرف از یکم محرم الحرام لغایت ۳۰ر ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ

تفصیل آمد

| مد | رقم |
|---|---|
| عطیات عمومی | ۶۷۲۱ — ۳۱ |
| زکوٰۃ | ۱۱۰۲۵ — ۸۹ |
| چرم قربانی | ۴۰۹۲ — ۴۰ |
| فطرہ | ۱۱۵ — ۵۰ |
| فروخت سائیکل | ۱۶۰ — ۰ |
| کل آمد | ۲۲۱۲۶ — ۱۰ |
| کل خرچ | ۱۴۶۸۵ — ۲۹ |
| بچت | ۷۴۴۱ — ۸۱ |

تفصیل خرچ

| مد | رقم |
|---|---|
| سامان پائیدار | ۳۱۸ — ۷۵ |
| بجلی | ۱۸۴ — ۱۲ |
| مشاہرات | ۹۰۰۵ — ۰ |
| سفر خرچ و فراہمی | ۱۰۲۹ — ۸۴ |
| تعمیرات | ۱۹۱۲ — ۳۲ |
| دارالمطالعہ | ۱۰۳ — ۵۳ |
| مطبخ | ۲۴۴۴ — ۸۲ |
| وظائف و امداد طلبا | ۹۳ — ۱۰ |
| سامان دارالاقامہ | ۶۰۷ — ۳۸ |
| خرید کتب | ۷۸ — ۲۷ |
| ٹیلیفون | ۲۹۵ — ۶۱ |
| نشر و اشاعت | ۱۰۷ — ۸۶ |
| علاج و معالجہ | ۲۷ — ۴۸ |
| سٹیشنری | ۶ — ۹۰ |
| ڈاک | ۲۹ — ۲۰ |
| تبلیغ | ۷۴۹ — ۶۰ |
| متفرق | ۹۱ — ۴۹ |
| میزان | ۱۴۶۸۵ — ۲۹ |

### فوری ضروریات تخمیناً

| مد | رقم |
|---|---|
| برآمدہ ۷۰ فٹ طویل، ۱۰ فٹ عریض | ۱۰۰۰۰/۰ |
| دارالقرآن ۵۰ فٹ طویل ۲۰ فٹ عریض | ۱۰۰۰۰/۰ |
| بالائی منزل مشتمل ۶ کمرہ جات و دارالحدیث | ۳۰۰۰۰/۰ |
| دارالنظامت و کتب خانہ مع برآمدہ | ۱۰۰۰۰/۰ |
| سالانہ تعلیمی تبلیغی وغیرہ اخراجات | ۲۰۰۰۰/۰ |
| کل میزان | ۸۰۰۰۰/۰ |

**محاسب کی رائے** دارالعلوم مدنیہ بہاولپور رجسٹرڈ کا حساب آمد و صرف بابت ۱۳۸۸ھ کی میں نے پوری پوری پڑتال کی ہے۔ بحمدہ تعالیٰ حساب میں کوئی کمی بیشی نہیں پائی۔ پہلے کی طرح اب کی دفعہ بھی حساب ماشاء اللہ درست ہے۔

(محمد حسین چغتائی محاسب دارالعلوم مدنیہ بہاولپور)

(نوٹ) دارالعلوم کی امداد کرنے والے مخلص دوست اپنی رقوم ذیل کے پتہ پر روانہ کریں
غلام مصطفیٰ ناظم اعلیٰ دارالعلوم مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور فون نمبر ۲۸۶۳

---

ترجمان اسلام

میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

---

اشتہار

## مدرسہ تعلیم الاسلام چنوں موم سیالکوٹ

مدرسہ تعلیم الاسلام کے معائنہ کے لئے جو علماء وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہتے ہیں، وہ مدرسہ کی کتاب معائنہ پر اپنے خیالات تحریر فرماتے ہیں۔ لہٰذا صرف دو بزرگوں کی رائے لکھی جاتی ہے تاکہ آپ کو مدرسہ کی حالت کا اندازہ ہو سکے۔ رائے عالی:-

حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب خلف الرشید پیر طریقت حضرت مولانا محمد صاحب انوری لائلپور خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری۔ الحمد للہ وحدہٗ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

بندہ نے حافظ عبدالرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام چنوں موم کی دعوت پر درجہ حفظ و ناظرہ طلباء و طالبات کا امتحان لیا۔ نیز طلباء و طالبات نے اسلامی کتب و حساب وغیرہ کا امتحان بھی دیا۔ میں امتحان لے کر بہت خوش ہوا۔ ماشاء اللہ ہر طالب علم نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر سنایا نیز طلباء میں علمی استعداد پائی جاتی ہے۔ تلفظ بھی بہت صحیح ہے۔ واقعی یقین آ جاتا ہے کہ استاد صاحب نے محنت کرائی ہے۔ سب سے بڑی چیز جس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں وہ بچیوں کا مدرسہ ہے۔ پارہ کے قریب حافظ لڑکیوں سے سنا گیا۔ جن کے بہت اچھا یاد ہے۔ باقی اور بہت سی لڑکیاں حفظ کے مراحل طے کر رہی ہیں۔ اس گئے گذرے دور میں اس چھوٹے سے گاؤں میں اتنے اچھے اور معیاری درسگاہ کا قیام قرآن پاک کا معجزہ ہے اور مہتمم مدرسہ کی ہمت ہی ہے جبکہ بظاہر نہ اس مدرسہ کی کوئی ذاتی جائداد ہے نہ کوئی مستقل آمدنی کا ذریعہ ہے نہ کوئی اپنی بلڈنگ ہے۔ بچیوں کا انتظام ایک مستورات میں ہے۔ جہاں بچیوں کو مستورات ہی تعلیم دیتی ہیں۔ اگر قوم میں بچیوں کی اسلامی تعلیم کا رواج پڑ جائے جو کہ اشد ضروری ہے تو انشاء اللہ نئی پود خود بخود دین کی طرف کھنچ آئے گی۔ اس ضرورت کو یہ مدرسہ اپنی بے سرو سامانی کے باوجود پوری کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مدرسہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین! نیز مہتمم مدرسہ حافظ عبدالرحمٰن صاحب کی عمر میں برکت دیں جنہوں نے اس دینی کام کا بیڑہ اٹھایا ہے اور مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اس مدرسہ کی مالی امداد کر کے اس کار خیر میں شمولیت فرمائیں تاکہ جو بیرونی طلباء جن کے جملہ اخراجات مدرسہ کے ذمہ ہیں ان کو مدرسہ بآسانی پورا کر سکے ـــ احقر سعید الرحمٰن نائب مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام سنت پورہ لائلپور)

سالِ گذشتہ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے مدرسہ تعلیم الاسلام چنوں موم ضلع سیالکوٹ کے جلسہ پر حاضر ہوا۔ مدرسہ دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اس مدرسہ میں ناظرہ و حفظ کے علاوہ دینی رسائل و کتب کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ چھوٹا قصبہ ہے مگر اس مدرسہ کی وجہ سے پر رونق ہے۔ دس سال کے حافظ قرآن بچوں کو دیکھ کر دل خوش ہوا۔ یہ قرآن کا معجزہ ہے جس کی نظیر نہیں۔ یہاں بچیوں کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ چند لڑکیاں حافظہ ہو چکی ہیں۔ مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ کے ساتھ اس قصبہ کے مخیر حضرات تعاون کر رہے ہیں۔ مگر ابھی اور زیادہ ہمت اور قربانی کی ضرورت ہے تاکہ مدرسہ کی عمارت بن کر قیامت تک صدقہ جاریہ قائم ہو جائے۔

(حضرت مولانا) غلام غوث (صاحب) ہزاروی

مدرسہ تعلیم الاسلام چنوں موم عرصہ بارہ سال سے زیر سرپرستی پیر طریقت حضرت مولانا محمد صاحب انوری خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری دینی خدمت میں مصروف ہے۔ اس عرصہ میں طلباء و طالبات چالیس قرآن مجید حفظ کر چکے ہیں۔ مدرسہ میں حفظ و ناظرہ کے علاوہ دینی کتب و حساب وغیرہ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ درس نظامی کی تعلیم عمارت نہ ہونے کی وجہ سے شروع نہیں کرائی جا سکی۔ اب تک جامع مسجد نور میں کمرہ جات تیار کئے گئے ہیں۔ ان میں مدرسہ جاری ہے اور طالبات کے لئے علیحدہ کرائے پر مکان لیا ہوا ہے۔ مدرسہ کی عمارت کے لئے آبادی سے باہر ۳ کنال ۶ مرلہ زمین کا قطعہ حاصل کر لیا گیا ہے۔ اب عمارت بنانے کی کوشش جاری ہے۔ لہٰذا اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کریں۔ لوہا، سیمنٹ، اینٹیں، بجری وغیرہ خرید کر دیں۔ جتنی جلدی عمارت تیار ہو جائے گی۔ اتنی جلدی درس نظامی کی تعلیم جاری کر دی جائے گی۔ ہمارے ہاں طلباء موجود ہیں مگر مدرسہ کی مالی حالت کمزور ہے اور مدرسہ کی عمارت نہیں ہے۔ مدرسہ ہذا کا کوئی سفیر نہیں ہے۔ امدادی رقوم مہتمم کے نام ارسال کی جائیں۔ مدرسہ کی انجمن رجسٹرڈ شدہ ہے۔ جس میں مستند علماء شامل ہیں۔ آپ کی رقوم صحیح مصرف میں لائی جائیں گی۔ ترسیل زر کا پتہ:- حافظ عبدالرحمٰن مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام جامع مسجد نور چنوں موم ڈاک خانہ خاص ضلع سیالکوٹ

المشتہر:- محمد شفیع ناظم اعلیٰ مدرسہ تعلیم الاسلام جامع مسجد نور رجسٹرڈ چنوں موم - ضلع سیالکوٹ

# یکم جنوری ۱۹۷۰ء

سے ترجمان اسلام کا حساب جدید شروع کیا جارہا ہے اور صفحات میں بھی اضافہ ہورہا ہے چونکہ اس وجہ سے طباعت، کاغذ، ڈاک خرچ اور دیگر ضروری اخراجات بڑھ جائیں گے اس لئے ادارہ ترجمان اسلام اپنے تمام ایجنٹ حضرات سے گذارش کرتا ہے کہ وہ تمام واجب الادا رقوم جلد از جلد روانہ فرمائیں اور اپنا حساب صاف کریں۔ نادہندا ایجنٹ حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے مکمل رقم روانہ فرمائیں تاکہ ادارہ ترجمان اسلام کو اخراجات میں سہولت ہو۔

## مولانا غلام غوث ہزاروی نے بیان جاری نہیں کیا

لاہور۔ ۳۰ اکتوبر۔ "امروز" کے ۲۷ اکتوبر کے شمارہ میں کالاگوجراں کے نامہ نگار کے حوالے سے جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی ناظم اعلیٰ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کا ایک بیان چھپا ہے۔ مولانا غلام غوث ہزاروی نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا۔

## حلقہ شمالی امازئی تحصیل مردان میں جمعیۃ کی تشکیل

حلقہ شمالی امازئی کا اجلاس زیر صدارت مولانا محمد طیب صاحب مدرس دارالعلوم عربیہ گجرات منعقد ہوا۔ اجلاس میں علاقہ سدوم اور امازئی کے علماء حضرات اور دیندار عوام نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ حضرت مولانا عبدالواجد صاحب مہتمم دارالعلوم عربیہ گجرات نے جمعیۃ کے اغراض ومقاصد بیان فرمائے۔ بعد ازاں حلقہ امازئی شمالی تحصیل مردان کا مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا امیر۔ حضرت مولانا میاں گل صاحب۔ نائب امیر حضرت مولانا محمد صاحب جبونگڑہ۔ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا فضل قدوس صاحب نائب ناظم حضرت مولانا معین الدین صاحب خزانچی حضرت مولانا محمد صاحب کنڈخٹ۔

## بقیہ ——— تسخیر ماہتاب

**رازِ دوم** ان دنوں آفتاب کی کرنیں سیدھی چاند پر سے گذر کر زمین تک آتی ہیں۔ چاندوالوں سے عام قسم کے ٹیلیفون یا تار کے ذریعہ گفتگو ناممکن ہے۔ ان سے ریڈیائی لہروں اور آفتابی کرنوں کے دوش پر پیغام رسانی کا سلسلہ قائم ہوسکتا ہے۔ یہ شعاعیں مستقیم ہوں تو الفاظ صاف پہنچتے ہیں اور انہیں دنوں شعاعیں مستقیم یا قریب الی الاستقامۃ ہوتی ہیں۔

**رازِ سوم** ان ایام میں چاند پر سے زمین کی حالت بدر کا مطالعہ اور تاثیر کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ انہی تاریخوں میں چاند پر زمین بدر کی صورت میں نظر آئے گی۔ یاد رکھیں جس طرح چاند ہمیں کبھی ہلال کبھی نصف کبھی بدر نظر آتا ہے۔ اسی طرح چاند کے باشندے کو زمین ہلال، نصف اور بدر کامل کی شکلوں میں دکھائی دے گی پر تاریخیں برعکس ہوتی ہیں مثلاً قمر کا ہلال ہو تو زمین کا بدر ہوگا۔ قمر کا بدر ہو تو زمین صورت ہلال ہوگی۔ چاند پر ارضی بدر چاند کے اسی (۸۰) بدروں کے مساوی روشن ہوگا جس کا نظارہ وہاں پر بڑا لطف دہ ہوگا۔

**چاند کا سفر** سابقہ بیان سے معلوم ہوا کہ چاند پر زندگی کا مدار پانی اور ہوا موجود نہیں۔ چاند کے مسافروں کی تصویریں آپ نے اخبارات میں ملاحظہ کی ہوں گی۔ ان کی پشت پر ایک صندوق نظر آتا ہے۔ یہ آکسیجن (ہوا کا جزو اعظم) سے بھری ہوئی ٹینکی ہے۔ جو ایک باریک نالی کے ذریعے ان کی ناک سے وابستہ ہوتی ہے۔ اسی کے ذریعہ وہ سانس لیتے ہیں۔

(۲) چاند پر ہوا نہ ہونے کی وجہ سے آسمان سیاہ نظر آتا ہوگا۔ نیز سورج کے ساتھ ساتھ تمام ستارے بھی پوری آب وتاب سے دن کو چمکتے دکھائی دینگے۔ زمین کی طرح وہاں ہوائی غلاف نہیں، تاکہ سورج کی روشنی اتنی بکھر سکے کہ دن کے وقت ستارے نظر نہ آئیں اور آسمان نیلا نظر آئے۔

(۳) دو بڑے خطرے وہاں گرمی سے جھلس جانے یا سردی سے جم جانے کے ہیں۔ ہوا نہ ہونے کی وجہ سے گرمی اور سردی بے حد بڑھ جاتی ہے۔ نیز چاند کا دن ہمارے چودہ دنوں کے برابر ہے۔ اسی طرح اس کی ایک رات ہمارے چودہ راتوں کے برابر۔ لہذا دن کے نصف حصہ میں بے حد گرمی اور رات کے نصف حصہ میں کڑاکے کی سردی ہوگی

(باقی کالم اول کے نیچے)

ماہرین کا اندازہ ہے کہ چاند کے مسافر کے پاس اگر تھرمامیٹر ہو (یہ گرمی ناپنے کے چھوٹے سے آلے کا نام ہے) مثلاً تھرمامیٹر فارن ہائٹ ہے۔ اس کے پیمانے کے مطابق پانی ۲۱۲ درجے گرمی سے ابلتا اور ۳۲ درجے پر پہنچ کر جم جاتا ہے۔

تو چاند پر صبح کے وقت اس کا پارہ ۲۰۰ درجے پر جا پہنچے گا۔ دوپہر کا اندازہ خود کریں۔ اور آدھی رات کے وقت صفر کے نیچے ۲۰۰ درجے تک جا گرتا ہے۔

گرمی اور سردی کی اس شدت سے بچنے کے لئے خلا بازوں کو خاص سوٹ (لباس) پہنایا جاتا ہے۔ جو درجہ حرارت کے توازن کو برقرار رکھتا ہے۔

# تعارف کتب

## فضائل درود شریف

یوں تو درود شریف کے فضائل پر بہت سے لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ لیکن زیر نظر کتابچہ کو جمعیۃ کے ایک مخلص موکن حافظ قاری فیوض الرحمٰن ڈبل ایم، اے نے نہایت عرقریزی سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتابچہ نہایت مختصر اور جامع ہے۔ اس کتابچہ میں مؤلف موصوف نے صلوٰۃ وسلام کا مطلب قرآن کریم میں اس کا حکم اس کے فضائل وبرکات درود شریف کی بعض خاصیتیں، یہ اور اس قسم کے دیگر ضروری عنوانات پر محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ جانشین حضرت شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب اور مولانا حافظ نور الحسن خان صاحب پروفیسر پنجاب پنجاب یونیورسٹی نے اپنی اپنی تقریظ لکھ کر اس کی افادیت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔

ہدیہ صرف ۷۵ پیسے ہے۔ فری تقسیم کرنے والوں اور ایجنٹوں کے لئے خاص رعایت ہے۔ شائقین اولین فرصت میں مطلوبہ نسخے مخصوص کروالیں

## اَلْھَمْزِیَّۃُ النَّبَوِیَّۃُ

مصر کے قومی شاعر احمد شوقی کا یہ نعتیہ قصیدہ پنجاب یونیورسٹی کے ایم، اے (عربی) کے نصاب میں داخل ہے اس میں جناب شوقی نے ولادت نبویؐ، شمائل نبویؐ، معراج نبویؐ، جہاد نبویؐ، اسلام اور اس کی خصوصیات اور دعا کے مقدس عنوانات پر دل کی گہرائیوں سے اشعار نظم کئے ہیں یہ قصیدہ شوقی کے مجموعہ کلام الشوقیات سے لیا گیا ہے۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے اور وہ بھی بہت کم دستیاب ہوتی ہیں کتاب مشکل ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کا اس سے پہلے کسی زبان میں کوئی ترجمہ نہیں ہوا۔ حافظ قاری فیوض الرحمٰن ڈبل ایم اے نے اس کا اردو ترجمہ کردیا ہے جس کی وجہ سے اب اردو داں طبقہ کو بھی "الہمزیہ" کے مطالب سمجھنے میں بڑی سہولت ہو جائے گی۔

مولانا محمد اجمل صاحب، حافظ نور الحسن خان صاحب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب نے اس کتاب پر اظہار رائے کرکے کتاب کی اہمیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدت مند اس گلدستہ سے مشام جان کو معطر کرنے کا سامان کریں اور کم از کم ایک بار ضرور اس کا مطالعہ کریں۔ طباعت نہایت عمدہ، صفحات ۱۴۸۔

دونوں کتابیں ملنے کا پتہ:-
جمعیۃ قوۃ الاسلام الممتانہ کچہری روڈ۔ لاہور

# بقیہ مسدللہ جواب

رکعة قال دعه فانه فقیه صحب رسول الله صلی الله علیه وسلم (صحیح البخاری)

وتر ایک رکعت پڑھی ہے، تو انہوں نے فرمایا کہ ان کے متعلق کچھ نہ کہو، کیونکہ وہ فقیہ ہیں، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

اہل السنت والجماعت نے عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے:۔

۱۔ معاویة بن ابی سفیان کاتب الوحی لرسول الله صلی الله علیه وسلم ذو المناقب الجمة (نبراس ص۴۴۷)

حضرت معاویہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے اور بہت سے فضائل و مناقب کے مالک تھے۔

۲۔ قد صرح علماء الحدیث بان معاویة من کبار الصحابة و نجبائهم و مجتهدیهم بل ورد فیه بخصوصه احادیث...... وکان السلف یغضبون من سبه و طعنه (نبراس ص۵۵۱، ۵۵۲)

علماء حدیث نے تصریح کی ہے کہ حضرت معاویہؓ بڑے جلیل القدر ممتاز و مجتہد صحابہ میں سے ہیں بلکہ ان کی شان رفیع میں مخصوص احادیث وارد ہوئی ہیں اور سلف صالحین حضرت معاویہؓ پر سب و طعن کرنے سے غضب ناک ہوتے تھے۔

۳۔ قال اهل السنة کان الحق مع علی و ان من حاربه مخطیٔ فی الاجتهاد فهو معذور و ان کلا من الفریقین عادل صالح ولا یجوز الطعن فی احد منهم للاحادیث المشهورة فی مدحهم هذا هو الحق فماذا بعد الحق الا الضلال ومعاویة کان صاحب روایة فی الحدیث و مجتهدا فی الفقه حلیماً جوادا شدید المعرفة بقوانین السلطنة ولاه عمر بن الخطاب و اقره عثمان ثم استقل بالملك بعد تسلیم الحسن بن علی الخلافة الیه مات فی رجب سنة ستین کان عنده رداء النبی صلی الله علیه وسلم وشعره وظفره فقال کفنونی فی ردائه واجعلوا شعره وظفره فی حلقی ومناخری وفی رحلوا بینی وبین ارحم الراحمین (نبراس ص)

اہل سنت کہتے ہیں کہ حق پر حضرت علیؓ تھے اور جن لوگوں نے ان سے لڑائی کی، ان کی اجتہادی خطا تھی جس میں وہ شرعاً معذور ہیں، دونوں مقابل فریق نیک کار عادل و صالح تھے۔ ان میں سے کسی ایک پر بھی طعن جائز نہیں، کیونکہ ان کی مدح میں احادیث مشہورہ موجود ہیں۔ یہی بات حق ہے اور حق کے بعد سوائے ضلالت کے کیا ہے۔ اور حضرت معاویہؓ احادیث کے راوی ہیں اور مسائل شرعیہ میں فقیہ و مجتہد تھے۔ نہایت حوصلہ والے اور سخی تھے اور قوانین سلطنت میں زبردست مہارت رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو والی و حاکم بنایا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے بھی ان کو برقرار رکھا۔ پھر جب حضرت حسنؓ بن علیؓ نے خلافت ان کے سپرد فرما دی تو یہ مستقل بادشاہ ہو گئے۔ رجب ۶۰ھ میں وفات پائی۔ ان کے پاس حضرت نبی علیہ السلام کی چادر مبارک اور کچھ مبارک اور ناخن مبارک بھی تبرک موجود تھے۔ بوقت وفات فرمایا، مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں کفنانا اور آپ کے مبارک بال اور ناخن مبارک میری آنکھوں اور ناک و منہ میں رکھ دینا پھر مجھے ارحم الراحمین کی بارگاہ کی طرف چھوڑ دینا۔

---

نیز اہل سنت کی عقائد کی کتابوں میں ہے:۔

۴۔ وما وقع بینهم من المحاربات والمنازعة کمنازعة عباس وعلی فی ارض بنی نضیر فی خلافة عمر فلها محامل وتاویلات والحمل انهم کانوا یطلبون الحق لکن یصیب بعضهم فی الاجتهاد ویخطئ بعضهم والخطأ فی الاجتهاد غیر ماخوذ بل ماجور هکذا جرت عادة السلف الصالحین بحمل افعال الصحابة علی مقاصد صحیحة (نبراس ص۵۵)

جو لڑائیاں اور جھگڑے صحابہؓ کے درمیان ہوئے جیسے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں بنو نضیر کی زمین کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ ان کے لیے اچھی توجیہات و تاویلات ہیں اور وہ توجیہ یہ ہے کہ تحقیق وہ حضرات حق طلب کرتے تھے لیکن بعض ان میں سے اپنے اجتہاد میں صواب پر ہوتے تھے اور بعض خطا پر اور اجتہادی خطا والے پر کوئی مواخذہ نہیں بلکہ وہ اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ سلف صالحین کی یہی عادت رہی ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ کے افعال کو نیک مقاصد پر محمول کرتے تھے۔

## حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت امام جیلانیؒ

حضرت پیر محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور و معروف کتاب "غنیۃ الطالبین" اردو ترجمہ ص۱۳۵ پر لکھتے ہیں:۔

"اہل السنت والجماعت نے اتفاق کیا ہے کہ جو اختلافات درمیان صحابہؓ واقع ہوا ہے۔ اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا اور ان کو بُرا کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بلکہ ان کی صفات جمیلہ اور اخلاق حمیدہ کا بیان کرنا لازم ہے۔"

نیز ص۱۴۳ پر لکھتے ہیں:۔

"اور جو حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے جنگ کی، وہ جنگ اس لیے کی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتل مانگتے تھے اور قاتل حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے۔ پس ہر شخص نے بقدر جہت خود اچھی تاویل کی ہے ........ اور بعد وفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ترک خلافت حضرت حسن کے حضرت معاویہؓ کی خلافت برحق اور درست تھی۔"

(باقی آئندہ)

No. 67715 সাপ্তাহিক WEEKLY REGD.L. No. 7132
তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE

اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے

## جمعیۃ علماء اسلام کی دل کھول کر امداد کیجئے!

مخیر اور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مرد و زن کے اختلاط کے زہریلے جراثیم شریعت سے پھیل رہے ہیں۔ معاشی نظام سود کی بنیاد پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ علماء کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

اسی لیے

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پر زور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم زکوٰۃ و عطیات مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقم کی تعیین فرما دیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے

محمد عبداللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام (خانپور) — محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام (ملتان)

رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرما دیں۔

إن الدين عند الله الإسلام

پاکستان میں خلافت اسلام کا علمبردار

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

پاکستان

العلماء ورثة الأنبياء (الحديث)

رحمۃ اللہ علیہ

# حضرت منشی رحمت علی جالندھری

مولانا محمد عبداللہ صاحب بھکر

حضرت منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے۔ آپ کی تعلیم صرف اسکول کی پانچ جماعت تک تھی۔ رائپور گجراں کے امدادی پرائمری سکول میں مدرس تھے۔ اس علاقہ کے مشہور اور باکمال بزرگ حضرت حافظ محمد صالح صاحبؒ آپ کو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کی رغبت دلاتے رہتے تھے۔ لیکن آپ تیار نہ ہوتے تھے۔ ایک دن حضرت حافظ صاحبؒ سے عرض کیا کہ:

"مجھے تو حضرت پیران پیر شاہ عبدالقادر صاحب جیلانیؒ جہاں فرمائیں گے، میں بیعت ہوں گا۔"

اسی رات کو خواب میں حضرت پیران پیر کی زیارت ہوئی اور حکم ملا کہ:

"حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بیعت ہو جاؤ۔"

تین دن تک یہی خواب دیکھتے رہے۔ حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ:

"مجھے تسلی ہوگئی ہے۔ آپ میرے ساتھ گنگوہ چلیں۔"

دونوں حضرت گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت منشی صاحب اپنا خواب سنانے کے بعد حضرت گنگوہیؒ سے بیعت ہوگئے۔ واپس آکر اپنے اوراد و وظائف میں پوری ہمت اور مستعدی سے مشغول ہوگئے۔ اپنے شیخ کی محبت اور عقیدت بڑھتی چلی گئی اور سلوک و تصوف کی منازل بڑی سرعت اور تیزی سے طے کرنے چلے گئے۔

اسی زمانہ میں حضرت گنگوہی کے صاحبزادے مولانا حکیم مسعود احمد صاحبؒ کی شادی ہوئی۔ حضرت منشی صاحب بھی اپنے شیخ کے حکم پر حاضر ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند کے علماء اور طلباء کے قافلہ کی آمد کی اطلاع پہنچی تو آپ بھی اس مبارک قافلہ کے استقبال کو گئے فرماتے تھے کہ:

"مجھے مدت سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کی زیارت کا شوق تھا۔ قافلے میں آگے چلنے والے حضرات سے میں نے حضرت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت پیچھے آ رہے ہیں۔ قافلہ میرے پاس سے گزرتا رہا اور میں جس سے پوچھتا وہی پیچھے کو اشارہ کرتا۔ قافلہ گزر چکا تو میں نے خیال کیا کہ حضرت تو آگے نکل چلے ہیں۔ قافلہ کے بالکل آخر میں ایک سفید ریش بوڑھے بزرگ تھے۔ پستہ قد۔ نصف پنڈلی تک پاجامہ کندھے پر کھدر کی چادر اور سر پر سادہ کپڑے کی ٹوپی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ مولانا محمود حسن کہاں ہیں۔ وہ بولے:

"میرا نام بھی محمود ہے۔"

میں نے ان کے کندھے کو جھٹکا سا دیا اور کہا:

"میں مولانا محمود حسن صاحب کو پوچھتا ہوں جو دیوبند کے صدر مدرس ہیں۔"

وہ بولے:

"میں بھی وہیں پڑھاتا ہوں۔"

میں پانی پانی ہوگیا اور اپنی گستاخی پر ندامت ہوئی۔ میرا خیال تھا کہ حضرت لمبے قد کے اور عمامہ جبہ پہنے ہوں گے۔"

یہ حضرت گنگوہیؒ کا آخری زمانہ تھا۔ آپ نے اپنے آخر وقت میں حضرت منشی صاحب کو حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا اور فرمایا کہ:

"ان کی تربیت پوری توجہ سے کرنا۔ یہ بہت کام کے آدمی ہیں۔"

حضرت گنگوہیؒ کے وصال کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے آپ کی تربیت فرمائی اور اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے تین خلیفے مشہور ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ حضرت منشی رحمت علی جالندھریؒ اور مولانا اللہ بخش بہاولنگری۔ ان تینوں بزرگوں کا آپس کا تعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی تعلق کا نمونہ تھا۔ ایک دوسرے کا بہت احترام کرتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے اپنی زندگی میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کو اپنا جانشین نامزد فرما دیا تھا۔ حضرت منشی صاحب اور حضرت بہاولنگری شیخ کے جانشین حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کو اپنا پیر اور شیخ ہی سمجھتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی جب جالندھر میں آمد ہوتی تو حضرت منشی صاحب خوشی سے جھومنے لگتے۔ اپنے خدام اور متوسلین کو پکار پکار کر کہتے کہ:

"چلو میرے حضرت آ رہے ہیں۔"

استقبال کے لیے اسٹیشن جاتے۔ جب تک حضرت کا قیام رہتا خود کسی کو بیعت نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایسے ہی موقع پر کسی نے بیعت کے لیے عرض کیا تو آپ کو ناگوار ہوا اور فرمایا:

ارے گستاخ! میرے پیر بیٹھے ہیں، میں ان کی موجودگی میں کیسے بیعت کر سکتا ہوں۔

اگرچہ آپ نے علوم ظاہریہ کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا نوازا تھا کہ جب مجلس میں تقریر فرماتے تو علم و معرفت کے دریا بہا دیتے تھے۔ بڑے بڑے علماء بھی سن کر دنگ رہ جاتے تھے۔

حضرت قاری مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ کی دعوت پر دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ میں شریک ہوئے۔ ایک طرف خاموش بیٹھے تھے۔ حضرت قاری صاحب نے آپ کو اظہار رائے کے لیے کہا تو آپ نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ آپ تقریر فرما رہے تھے اور سب اراکین شوریٰ رو رہے تھے۔ آپ نے ایک اہم معاملہ پر گفتگو فرمائی اور ساری شوریٰ کو ہمنوا بنا لیا۔ ایک مشکل اور نازک معاملہ آسانی سے طے ہوگیا۔

ایک دفعہ حضرت منشی صاحبؒ خلاف عادت مجلس میں مراقب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے سامنے مولانا قمرالدین صاحب بیٹھے تھے جو قوم کے گجر تھے۔ اچانک آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا:

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی

مولانا قمرالدین صاحب چیخ مار کر رونے اور معافی مانگنے لگ گئے۔ آپ فرماتے:

"کوئی بات نہیں صبر کرو۔"

مگر مولانا زار زار روتے اور معافی مانگتے۔ آپ اٹھ کر نماز کے لیے مسجد کو چلے گئے۔ مولانا عبدالعزیز منیانوالوں نے مولانا قمرالدین صاحب سے پوچھا کہ:

"ہمیں تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا، بات کیا ہے؟"

مولانا نے فرمایا:

"بھائی! حضرت کے سامنے بیٹھے ہوئے میرے نفس نے شرارت کی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ہم قوم کے گجر ہیں اور حضرت قوم کے میراثی ہیں۔ دیکھو یہ کس مقام پر ہیں اور ہم کس مقام پر؟ بس یہ خیال میرے دل میں آیا اور حضرت پر منکشف ہوگیا۔ حضرت نے یہ شعر پڑھ دیا۔"

آپ تھانہ بھون کے قریب ایک گاؤں میں تشریف لے گئے تو واپسی پر حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے خانقاہ میں گئے حضرت تھانویؒ ایسے ملے جیسے پرانی واقفیت ہوتی ہے۔ حضرت تھانویؒ نے کھانے کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ:

"کھانا ہمارے پاس ہے"

حضرت نے فرمایا کہ آپ کا کھانا ہم کھائیں گے۔ حضرت تھانویؒ نے کھانے کا اہتمام فرمایا اور زنان خانہ کے ساتھ والی بیٹھک میں لے گئے۔ وہیں ایک دسترخوان پر اکٹھے کھانا کھایا۔ روانگی کے وقت حضرت تھانوی آپ کے ساتھ الوداع کے لیے اسٹیشن چلنے لگے تو آپ نے ٹھہرنے پر اصرار فرمایا حضرت رک گئے۔ آپ اسٹیشن پہنچے، تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ حضرت تھانویؒ ایک آدمی کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں حضرت تھانوی نے پہنچتے ہی فرمایا کہ:

حضرت! میں آپ کے فرمانے سے رک

بقیہ ص ۱۵

ہفت روزہ **ترجمانِ اسلام** لاہور

سرپرست ـــــ حضرت مولانا عبیداللہ انور
چیف ایڈیٹر ـــــ احمد حسین کمال
مرتب و انچارج ـــــ حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲ | جمعہ ۲۳ر جمادی الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۸ر اگست ۱۹۶۹ء ـ قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۳۰

شذرات

احمد حسین کمال

# جمعیۃ علماء اسلام کی دعوتِ اشتراک

## ملک کے مزدوروں اور کسانوں کی طرف سے خیر مقدم

حال ہی میں جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے اسلامی نظامِ حیات کی اساس پر ملک کی مختلف جماعتوں کو دعوتِ اشتراک دی تھی۔

عوامی جماعتوں بالخصوص کسانوں اور مزدوروں کے مسائل سے متعلق جماعتوں پر اس کا خوشگوار ردعمل ہوا، متعدد جماعتوں نے اشتراک کے لئے آمادگی کا اظہار کیا اور پاکستان لیبر پارٹی نے اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام کے اسلامی نظام کے نصب العین کے ساتھ متفق ہو کر اشتراک کا اعلان کر دیا۔

یہ ملک کے لئے بڑی ہی خوش آیند بات تھی کہ ملک کے مزدوروں کی ایک بہت بڑی جماعت نے اسلام کے معاشی نظام اور نظریہ حیات کو اپنی منزل مقصود تسلیم کر کے علماء کی دینی رہنمائی کو قبول کیا اور اس قسم کی دوسری جماعتوں کے لئے قابل تقلید نمونہ قائم کر دیا۔

مزدوروں اور کسانوں میں متوازی جماعتیں قائم کر کے ان میں تفریق کے بیج بونے کی بجائے صحیح راہِ عمل یہی ہے کہ ان کی جو تنظیمیں پہلے سے کام کرتی چلی آ رہی ہیں، یا جن تنظیموں کا ان کے ہی خاص معاملات سے تعلق ہے اور جو حضرات کسانوں و مزدوروں کے جانے پہچانے قائد و رہنما ہیں، ان کو اسلام کے معاشی نظام پر جمع کیا جائے اور مشترکہ اسلامی عوامی جدوجہد کا سلسلہ شروع کیا جائے۔

اس سے نہ صرف یہ کہ کسانوں اور مزدوروں کے سامنے ان کے مسائل کا حل خالص اسلام کی روشنی میں آتا رہے گا۔ اور وہ اشتراکی اثرات سے محفوظ رکھے جا سکیں گے۔ بلکہ ملک کے سیاسی و اقتصادی معاملات میں ان کی براہ راست شرکت سے پاکستان کو سیاسی استحکام نصیب ہوگا۔ نظریہ پاکستان یعنی اسلام کا تحفظ کیا جا سکے گا۔ اور خود غرض عناصر کو ملکی معاملات میں دخیل ہونے اور اپنی من مانی کرنے کا کبھی موقعہ نہیں مل سکے گا۔

لیکن جمعیۃ علماء اسلام کے اس اہم ترین اقدام سے ان صفوں میں کھلبلی مچ گئی۔

جو نام تو اسلام کا لیتے ہیں۔ مگر صحابۂ کرامؓ سے لیکر سلف و خلف تک کسی کے بھی دین کو لائقِ معیار اور قابلِ اعتماد نہیں سمجھتے۔ صرف اپنی ہی تعبیرِ دین کو صحیح اور برحق بتاتے ہیں۔

اور جو نام تو جمہوریت کا لیتے ہیں۔ لیکن ملک کے سب سے بڑے جمہور یعنی کسانوں اور مزدوروں کو یہ حق نہیں دیتے کہ وہ اپنے تناسب آبادی کے مطابق ملک کی حکمرانی میں شریک ہوں۔

بلکہ اس صورت حال کو وہ سوشلزم سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی اگر مزدور اور کسان اسلامی نظام کو اپنا نصب العین مان کر جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ اشتراک کریں تو وہ بھی اور جمعیۃ بھی دونوں ہی اشتراکی بن جاتے ہیں۔

اور اگر ملک کی نوے فیصد آبادی رکھنے والے جمہور کسان، مزدور وغیرہ اسمبلیوں میں اپنی مکمل نمائندگی اور حکومت میں اپنا پورا حصہ طلب کریں تو یہ بھی جمہوریت نہیں اشتراکیت ہو جاتا ہے۔

نیز اپنے اسلامی و جمہوری حق کے لئے ۱۹۵۶ء کے دستور کو وہ رد کر دیں یا اس میں اپنے مذکورہ دونوں حقوق کے لئے ترمیم کا مطالبہ کریں تو اسلام اور جمہوریت سے وہ خارج ہیں اور سوشلزم کا شکار بن گئے ہیں

اسلام اور جمہوریت پر یہ اجارہ داری اور ڈکٹیٹر شپ کہ ان کے وہی معنیٰ و مفہوم درست ہیں، جنہیں یہ مسٹھی بھر حضرات درست بتائیں اور وہ تمام معنیٰ و مفہوم غلط ہیں جو گذشتہ سینکڑوں سال سے متفقہ طور پر چلے آ رہے ہیں، اور جن کا مطالبہ و اظہار ملک کے جمہور مسلمان کر رہے ہیں۔

کیا یہ ذہنی آمریت اور ذہنوں پر اپنا تسلط قائم کرنے کی بدترین مثال نہیں ہے؟

بہرحال ان تمام گمراہ کن مخالفتوں کے باوجود پاکستان کے مزدور طبقے میں جمعیۃ علماء اسلام کے اس اقدام کو خوش آمدید کہا گیا ہے۔ اور ایک صحیح دینی جماعت و علماء حق کے آجانے کی وجہ سے مزدور طبقہ [illegible] ہو گیا ہے کہ ان کی جدوجہد کا رخ اب لادینی و اشتراکی نظریات کی طرف نہیں موڑا جا سکے گا۔ وہ ایسے مزدور بورڈوں اور کسان بورڈوں کے چنگل میں بھی پھنسنے سے بچ جائیں گے۔ جن کے سربراہ ایک ایسی جماعت کے سرگرم رکن ہیں۔ جس نے ہمیشہ مزدوروں اور کسانوں کی علیحدہ تنظیموں کی مخالفت کی۔ کسان اور مزدور جدوجہد کو اشتراکیت سے تعبیر کیا۔ اور زرعی اصلاحات کے مطالبہ کی مخالفت میں "مسئلہ ملکیت زمین" لکھ کر لامحدود جاگیرداریوں، زمینداریوں، سرمایہ داریوں اور نجی ملکیتوں کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ ان کی تنسیخ و خاتمہ کو اسلام کے خلاف بتایا اور اسلام کے نام پر اقتصادی نقطہ نظر میں مرزائیوں کے نقطۂ نظر کے ساتھ ہم آہنگی کی۔

جو لوگ ملک کی نوے فیصد آبادی یعنی کسانوں، مزدوروں اور ادنیٰ ملازم پیشہ و کاروبار کرنے والوں کو قابل اعتماد نہ سمجھیں۔ انہیں سیاست میں داخل نہ ہونے دیں۔ انہیں حکمرانی کا حق نہ دیں اور انہیں اشتراکیت زدہ قرار دیں۔ حتیٰ کہ اگر وہ جمعیۃ علماء اسلام جیسی دینی جماعت کے اسلامی پروگرام کے ساتھ اتفاق کریں۔ تو تب بھی انہیں اشتراکیت کا شکار بتایا جائے۔

کیا ایسے لوگ اسلام اور جمہوریت کے دعوے میں مخلص ہو سکتے ہیں۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء کو اسلام کی اساس قرار دیا ہے اور غرباء کے ساتھ جینے اور مرنے کی آرزو فرمائی ہے۔

جمعیۃ علماء نے جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد پر عمل کر کے ملک کے کسانوں اور مزدوروں کو اشتراک کی دعوت دی ہے اور وقت کا ایک اہم اسلامی انقلابی قدم ہے۔

جس کے نتائج انشاء اللہ اسلام، پاکستان اور مسلمان ملت کے لئے نہایت خوشگوار اور نمودار ہوں گے اور وطن عزیز میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔

## ۱۹۵۶ء کا آئین

۱۹۵۶ء کا آئین اسلامی حلقوں میں کیوں اسلامی نہیں ہے؟

اس لئے کہ اس آئین میں:-

- ان ۲۲ اسلامی نکات کو نہیں شامل کیا گیا جنہیں مسلمہ اسلامی مکتب فکر کے تمام جید علماء اور نمایندگان نے مرتب کر کے ۱۹۵۱ء میں پیش کیا تھا

[illegible]

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھپایا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

- ۱۹۵۶ء کے آئین میں مسلمان کی وہ تعریف متعین نہیں کی گئی۔ جس کی رو سے اسلام کے بنیادی عقائد سے انحراف کرنے والے دائرہ اسلام سے الگ قرار دیئے جاسکیں۔
- ۱۹۵۶ء کے آئین میں کسی شخص کے دعویٰ نبوت مہدیت، مسیحیت حتیٰ کہ دعویٰ الوہیت پر بھی کوئی قانونی پابندی عائد نہیں کی گئی۔
- ۱۹۵۶ء کے آئین میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کیا گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوےٰ کرنے والوں کو کذاب اور قابل تعزیر قرار دیا جاسکے اور کاذب نبی کے ماننے والوں کو اسلام سے علیحدہ فرقہ سمجھا جاسکے۔
- ۱۹۵۶ء کے آئین میں تحریک ختم نبوت کا جس میں سینکڑوں مسلمان شہید ہوئے اور حاکمانہ استبداد کی چکی میں پیسے گئے، ایک بھی مطالبہ تسلیم نہیں کیا گیا
- ۱۹۵۶ء کے آئین میں مسلمانوں کو ارتداد اور الحاد سے محفوظ رکھنے کا کوئی قانونی بندوبست نہیں کیا گیا
- ۱۹۵۶ء کے آئین میں مذہبی آزادی اور بنیادی حقوق کے عنوان سے عیسائیت، یہودیت، شرک، الحاد مرزائیت، انکار سنت اور تحریف دین کی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔
- ۱۹۵۶ء کے آئین میں مسلمان کی واضح تعریف نہ کرکے ہر ایسے شخص کو اپنا اثر و رسوخ استعمال کرکے مملکت کا صدر بننے کا موقعہ فراہم کردیا ہے جو اپنے عقیدہ کی تصریح کے بغیر صرف مسلمان ہونے کے دعویٰ کے ساتھ صدارت کے انتخاب میں کھڑا ہوسکتا ہے۔
- ۱۹۵۶ء کے آئین میں قرارداد مقاصد تک کو ایسی قانونی حیثیت حاصل نہیں کیا گیا کہ اس کے منشاء کی خلاف ورزی کو چیلنج کیا جاسکے۔
- ۱۹۵۶ء کے آئین میں کوئی ایسا انتظام نہیں کیا گیا جس سے انتخابات میں ملک کی مسلمان اکثریت اپنے عقیدہ کے حامل افراد کو منتخب کرسکے۔

اور کسان و مزدور جو ملک کی نوے فیصد آبادی ہے اسے اپنی آبادی کے تناسب سے قانون ساز اداروں اور تشکیل حکومت میں نمائندگی مل سکے۔

- ۱۹۵۶ء کے آئین میں ترمیم کو اس قدر مشکل و پیچیدہ بنادیا گیا ہے کہ جب تک باقاعدہ ملی بھگت سے ⅔ اکثریت حاصل نہ کرلی جائے : اسلام اور عوام کے مفاد کی کوئی ترمیم نہیں کی جاسکتی
- ۱۹۵۶ء کے آئین میں کسی قانون کی منظوری و نا منظوری صدر کی صوابدید پر مبنی ہے۔
- ۱۹۵۶ء کے آئین میں وزارتوں کی تشکیل آئینی طور پر صدر کی پسندیدگی پر اور وزارتوں کی برخاستگی صدر کی ناپسندیدگی پر حتیٰ کہ دستور کا تعطل یا اجراء بھی صدر کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔
- ۱۹۵۶ء کا آئین مغربی قوموں کے ساتھ خاص طور سے امریکہ و برطانیہ سے کئے گئے معاہدوں اور ان کی دی گئی مراعات کے سلسلے میں قطعی خاموش ہے۔
- درحقیقت ۱۹۵۶ء کا آئین اپنی حقیقت کے اعتبار سے خالص لادینی، غیر اسلامی اور غیر جمہوری ہے۔ اس میں مسلمانان پاکستان کو ایک اکثریتی فرقہ سمجھتے ہوئے اسلام اور جمہوریت کے خوشنما الفاظ اور بعض اصول کی بے اثر اصطلاح سے رام رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، جس کی قانونی اعتبار سے کوئی وقعت و اہمیت نہیں ہے۔

اس آئین کو کسی بھی صدر کا مضبوط ہاتھ جب چاہے معطل و منسوخ کرسکتا ہے۔

اس آئین میں صدر کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

اور اس کے اختیارات پر کوئی آئینی قدغن موجود نہیں ہے اور وہ اپنے اختیارات، اپنی صوابدید پسندیدگی اور اطمینان پر استعمال کرنے کا مجاز ہے کیا مندرجہ بالا حقائق کی موجودگی میں ۱۹۵۶ء کے آئین کو اسلامی و جمہوری کہنا درست ہوسکتا ہے؟

پس جو لوگ اس ملک میں خالص اور سچی جمہوریت کے خواہاں ہیں، انہیں اسلامی و جمہوری ترمیمات کے بغیر اس آئین کو ہرگز قبول نہیں کرنا چاہیئے۔

ان کو اپنی جدوجہد مکمل اسلامی جمہوری و عوامی آئین کے حصول کے لئے جاری رکھنا چاہیئے۔

## صدر یحییٰ خاں کی تقریر

صدر پاکستان جناب آغا محمد یحییٰ خاں نے ۲۸ جولائی کی شام کو قوم کے نام تقریر نشر کی۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ صدر اور مارشل لاء گورنمنٹ ملک میں صحت مند سیاسی صورت حال پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

صدر نے دو باتیں اپنی تقریر میں بالکل صاف کردی ہیں ایک یہ کہ اسلامی اصولوں کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کی جائے گی۔

دوسرے یہ کہ پاکستان کی سالمیت پر آنچ نہیں آنے دی جائے گی۔ صدر کے الفاظ ہیں:۔

> "میں بہرحال ایک بات صاف طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی فرد، گروہ یا جماعت اسلام کے بنیادی اصولوں اور پاکستان کی سالمیت اور نظریہ کے منافی کوئی بات پھیلائے گی، یا ہمارے عوام کے اتحاد و استحکام میں رخنے ڈالنے کی کوشش کرے گی تو وہ عوام اور ان کی مسلح افواج کے غیظ و غضب کو دعوت دے گی۔ ہم ایسے عناصر کے خلاف موثر کارروائی کریں گے۔"

صدر کی اس صاف گوئی نے اب اس تمام گرد و غبار کو چھانٹ دیا ہے، جو اسلام اور سالمیت پاکستان کے متعلق وقتاً فوقتاً نمودار ہوتا رہتا تھا۔

یہ دونوں باتیں پاکستان کے وجود کی اساس ہیں اور ہم ان صفحات پر ہمیشہ یہ عرض کرتے چلے آئے ہیں کہ ملک کی جماعتیں اپنے کچھ بھی پروگرام رکھیں، ان کی کوئی بھی پالیسی ہو۔ لیکن یہ دونوں باتیں ناقابل نزاع ہونی چاہئیں۔

موجودہ مارشل لاء کے نفاذ سے پہلے تو ہم نے بارہا تمام جماعتوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ "اسلام" کے بارے میں انہیں مل کر ایک مشترکہ پالیسی اختیار کرلینی چاہیئے۔ لیکن موجودہ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد بھی ہم نے اس طرف متوجہ کرنے کی کوشش برابر جاری رکھی۔

ترجمان اسلام کے ۱۸۔ اپریل ۱۹۶۹ء کے شمارہ میں "اسلام ہی مسائل کا واحد حل ہے" کے عنوان سے جو اداریہ لکھا گیا۔ اس میں کھل کر یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اسلام کو اپنائے بغیر ہمارے مسائل کا حل ناممکن ہے۔

پھر یہ بات بار بار دہرائی جاتی رہی۔ حتیٰ کہ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ العالی نے اسلام، استحکام پاکستان اور مسلمان عوام کی سیاسی بالادستی کے نام پر پاکستان کی تمام جماعتوں کو اشتراک عمل کی دعوت دی۔

صدر پاکستان کی طرف سے اسلام اور استحکام پاکستان کے بارے میں مندرجہ بالا گرانقدر خیالات کا اظہار جمعیۃ علماء اسلام کی آواز کے عین مطابق ہے۔

اور ہم پھر پاکستان کی تمام جماعتوں سے گذارش کریں گے کہ وہ ان دو امور پر مکمل طور سے متفق ہوجائیں اور انہیں ناقابل نزاع اور مسلمہ امور قرار دے دیں۔

ہر جماعت وہ ۲۲ اسلامی نکات جن پر ۱۹۵۱ء میں تمام مکاتب فکر کے نمائندہ علماء متفق ہوچکے تھے اپنے بنیادی مقاصد و نصب العین میں شامل کرے تاکہ اسلام کی تعبیر بھی مابہ النزاع نہ رہے۔

کاش ہماری اس گذارش پر ملک کی تمام دینی و سیاسی جماعتیں توجہ فرمائیں

## امریکہ کے صدر کی آمد

امریکہ کے صدر جناب "نکسن" پاکستان تشریف لائے اور ان کے احترام و اعزاز میں جس فراخدلی کے ساتھ حکومت نے جذبات کا مظاہرہ کیا۔ اس سے امریکہ کے صدر پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ ستمبر ۱۹۶۵ء میں پاکستان کے خلاف بھارتی جارحیت پر امریکہ کے سرد مہرانہ رویہ کے باوجود ان کی عظمت و وقار میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ نشان پاکستان کا امتیازی اعزاز ملنے سے تو یہ بھی صدر امریکہ پر عیاں ہوگیا ہوگا کہ امریکہ اور روس کے صدر کے لئے یہاں اب بھی تشکر و امتنان کے جذبات موجود ہیں۔

صدر پاکستان نے اپنی خیر مقدمی تقریر میں برملا یہ اعتراف کیا ہے کہ:۔

> "اگرچہ امریکہ اور پاکستان کے تعلقات کے انداز بدل گئے ہیں، تاہم دونوں ملکوں کی باہمی عزت افزائی اور پاکستان میں امریکہ کے

(باقی صفحہ ۵ پر)

# قطعہ

ہوتا رہا یہ عہدِ فرنگی میں اہتمام — اسلام کے نقیب بنے سب نمک حرام

مٹ جائے اہلِ حق کا کسی طور سے بھی نام — اس آرزو میں بعض واسو ہیں ہمکلام

ڈالر کے عہدِ نو کا ہوا ہر طرف چلن — اس پر اکٹھے ہو گئے جتنے تھے بے لگام

مسحور کر گئیں بتِ مغرب کی شوخیاں — عربوں کے خون پہ ہے اس عشرت کی دھوم دھام

امید جن کو نکسن و ولسن سے ہے رہے

دامن لیا ہے رحمتِ عالم کا ہم نے تھام

# جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے بارہ ہزار رضاکاروں کی پیشکش

## گوجرانوالہ کے جلسۂ عام میں اکابر جمعیۃ کی تقاریر

گوجرانوالہ، ۲۰ جولائی (رپورٹ زاہد الراشدی) جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم حضرت مولانا مفتی عبد الواحد صاحب نے اعلان کیا کہ قبلۂ اول کی بازیابی اور فلسطین کی آزادی کے لئے پوری دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہے۔ حکومت پاکستان کو چاہئے کہ وہ نوجوانوں کو تربیت دے کر یہودیوں کے خلاف جہاد کے لئے فلسطین بھیجے۔ جمعیۃ علماء اسلام اس سلسلہ میں بارہ ہزار رضاکاروں کی خدمات پیش کرے گی آپ کل رات چوک گھنٹہ گھر میں مقامی جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام جلسۂ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ جلسہ میں جمعیۃ کے صوبائی ناظم مولانا محمد اجمل صاحب نے بھی عوام سے خطاب کیا

حضرت مفتی عبد الواحد صاحب نے فرمایا۔ اسرائیل کے نام سے یہودیوں نے فلسطین اور دیگر عرب علاقوں پر ناجائز قبضہ جما رکھا ہے مسلمانوں کا قبلۂ اول بیت المقدس بھی یہودیوں کے غاصبانہ تسلط میں ہے صیہونی لیڈروں کی للچائی ہوئی ناپاک نظر حرمین شریفین کی طرف بھی اٹھ رہی ہیں امریکہ اور پوری دنیائے عیسائیت کی پشت پناہی انہیں حاصل ہے ان حالات میں پوری دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے۔ آپ نے کہا۔ اگر امریکہ سے یہودی رضاکار بھرتی ہو کر فلسطین میں عرب مسلمانوں کے خلاف لڑ سکتے ہیں تو پاکستان کے بہادر مسلمان قبلۂ اول کی بازیابی اور فلسطین کی آزادی کے لئے عرب بھائیوں کے شانہ بشانہ یہودیوں کے خلاف کیوں نہیں لڑ سکتے؟

آپ نے کہا۔ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی نظام کے نفاذ کی علمبردار ہے۔ وہ کمیونزم کی حامی نہیں، بلکہ اسے کفر قرار دیتی ہے۔ لیکن وہ ملک کے کروڑوں مزدوروں کسانوں اور محنت کشوں کی مشکلات اسلامی اصولوں کی روشنی میں دور کرنا چاہتی ہے۔ یہ مشکلات صحیح اسلامی نظام کو بروئے کار نہ لانے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں اور اسلامی نظام کی عملداری سے ہی یہ مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ اسلامی حکومت ملک کے تمام باشندوں کی خوراک، لباس، رہائش، تعلیم، صحت اور دیگر بنیادی ضروریات کی ذمہ دار اور ضامن ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام ایسی اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے اور پاکستان لیبر پارٹی کے ساتھ جمعیۃ کا معاہدہ اسی مقصد کے لئے ہے۔ بعض لوگ اس معاہدہ کو کمیونزم نوازی سے تعبیر کر رہے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ ملک کے کروڑوں مزدوروں کو کمیونسٹ قرار دینا درست نہیں ہے۔

اس موقعہ پر آپ نے جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوئے مزدوروں کو ہاتھ اٹھانے کو کہا۔ اور پوچھا کہ کیا تم سب کمیونسٹ ہو؟ سب نے بیک آواز کہا۔ ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو تمہارے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔ پھر یہ لوگ کیوں کہہ رہے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کمیونسٹوں سے مل گئی ہے۔ آپ نے کہا

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

احترام میں کوئی کمی نہیں آئی"۔

صدر نے فرمایا کہ

"امریکہ نے پاکستان کی ترقی میں ٹھوس حصہ لیا ہے۔ اور ہم ان کوششوں کو ہمیشہ تشکر کے جذبہ کے ساتھ یاد رکھیں گے"۔

(امروز ملتان ۲۰ اگست ۱۹۶۹ء)

غرضیکہ پاکستان کا کسی بھی معزز مہمان کا جس آخری حد تک مہمان نوازانہ خیر مقدم کیا جا سکتا تھا اور پر خلوص جذبات کا اظہار ہو سکتا تھا۔ صدر یحییٰ خاں نے اس میں کوئی کمی نہیں رہنے دی۔ اور اب اس کے جواب میں امریکہ اور اس کے صدر سے بجا طور پر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ پاکستان کے بارے میں جو قابل شکایت طرزِ عمل امریکہ سمیت مغربی بلاک نے اختیار کر رکھا ہے اس کا مکمل طور سے ازالہ کر دیا جائے گا۔

پاکستان چاہتا ہے کہ:

— بھارت اور پاکستان کے تعلقات کے معاملہ میں امریکہ منصفانہ اور عادلانہ رویہ اختیار کرے۔

— اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے پاکستان کے خلاف بھارت کے معاندانہ رویہ کو ختم کرائے۔

— کشمیر کے تنازع کو اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق وہاں کی رائے عامہ کے آزادانہ استصواب کے ذریعہ حل کرائے

— خلیج فارس اور عرب علاقوں سے برطانوی فوج کے انخلا کے بعد وہاں بھارت کو سب سے بڑی بحری طاقت بننے میں مدد نہ دے۔

— پاکستان کے مسلمانوں کو سرزمین عرب بیت المقدس و حجاز کے ساتھ جو روحانی تعلق ہے۔ اس کی بنا پر یہودیوں کو عرب علاقے اور بیت المقدس بالکل خالی کر دینے پر مجبور کرے۔

— پاکستان کو دی جانے والی امداد کسی شرط کی پابند نہ ہو۔

یہ وہ کم سے کم اور جائز مطالبات ہیں جو تجدید دوستی کے اس موقعہ پر اہل پاکستان امریکہ اور اس کے صدر سے کرنے میں حق بجانب ہیں۔

## جمعیۃ علماء اسلام میانوالی

میانوالی۔ ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء کو مولانا محمد رمضان صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا ڈویژن نے فرمایا کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ملک میں جمعیۃ علماء اسلام ہی ایسی جماعت ہے۔ جو صحیح اسلامی نظام ضابطہ حیات جاری کرانے کی ان تھک جدوجہد میں معروف ہے جمعیۃ نام نہاد لیڈروں کی مذمت کرتی ہے — جو سرمایہ داری اور جاگیرداری کا تحفظ اسلام کے نام پر کر رہے ہیں۔

مولانا موصوف نے فرمایا۔ جمعیۃ علماء اسلام

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

## نئی راہ

اقبال

دیکھا ہے اقتدار کے بھوکوں کا یہ چلن
پھرتے ہیں بیچتے ہوئے اخلاق کا کفن

لیتے ہیں روز نام وہ اسلام کا مگر
لندن کے کفر کا نہیں جاتا ہے بانکپن

ریشِ دراز سینۂ مومن کی آبرو
کافر ہے جس کو دیکھ کے شرمندۂ سخن

زہد و ورع کی تاب نہ لا کر ہیں سرگراں
تیار ڈالری شراب ہے جن کے ہوئے بدن

لندن سے چل کے آئے ہیں وہ مال روڈ تک
اب ان کے گرد جمع ہیں سارے ہی بدچلن

اس مرحلہ میں جھوٹ کا بازار گرم ہے
اس معرکہ میں "ٹیڈی" کرتے ہیں ہم سخن

پروردۂ فرنگ اور اسلام کے فقیہہ
جیسے قماربازوں کی ہو کوئی انجمن

لندن کے ناخداؤں سے لے کے "وزیر آز"
کرتے ہیں چاک دین و سیاست کا پیرہن

یا ربِ کعبہ، دینِ محمدؐ کی آڑ میں
صیہونیوں کے دوست [illegible] خندہ زن

امریکیوں کے پالتو اسلام کے نقیب
زد میں منافقوں کی ہے اقبالؒ کا وطن

## تفنن برطرف

غالب

تفنن برطرف، کس کے گناہوں کی سزا سمجھیں
کہ اس بازار کی راؤں کا یہ بھی چوچلا سمجھیں

جوازِ متعہ کے قائل ہیں اک مشہور مولانا
ہم اُنکے حیلۂ دیں کو کسی ہوس کی ادا سمجھیں

زمانہ جانتا ہے ان کے ہتھکنڈوں کو حیلوں کو
غلط اندیش ہیں جو ڈاکوؤں کو رہنما سمجھیں

خداوندا، ترے دیں کی وراثت کا انہیں دعویٰ
"ابولولو"[1] کو "ثقفی"[2] کو جو اپنا پیشوا سمجھیں

حقائق تلخ ہیں لکھتے رہو، لیکن انہیں غالب
نہیں پروا کہ غدار اس کو کتنا ہی برا سمجھیں

[1] خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کا قاتل [2] مختار ثقفی

# بزرگانِ ملت کی خدمت میں

دشمنِ اسلام اُٹھے ہیں، خدا کے نام پر
بجلیاں تاکہ گرا دیں خرمنِ اسلام پر

وقت کے بہروپیوں کے ہاتھ میں آیا ہے دیں
ہیں ملائک مضطرب اس فتنہ جو اقدام پر

نام لیتے ہیں بخاریؒ کا فرنگی کے غلام
جذبۂ احرار، حیراں، اس خیالِ خام پر

لندن و واشنگٹن کے بُت گروں کے ہیں حلیف
روحِ افضل حقؒ پریشاں ان کے اس ادغام پر

عالمانِ دینِ قیّم سے کرے بیزار جو
گنبدِ خضرا کی لعنت ایسے ہر اقدام پر

مصلحت کے ان پرستاروں کی دریوزہ گری
ڈالروں کی بارشیں ہوتی ہیں خاص و عام پر

جان لیں صیہونیوں کے دوست اب یہ بات بھی
رکھ لئے جائینگے وہ اسلام کی صمصام پر

سامراجی، اشتراکی سب کے نعرے بے اثر
ہو گی قائم اب سیاست دینِ حق کے نام پر

مرحبا اے رہنمایانِ جمعیّۃ زندہ باد
خاک آخر ڈال ہی دی کفر کے ایّام پر

سامراجی فتنوں سے لڑتے رہے جو عمر بھر
ان بزرگوں کی نظر ہے آج بھی انجام پر

مولانا قاضی عبد اللطیف صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خان

# جمہوریت اور اسلام میں سے کس کو تقدم حاصل ہے

## مودودی صاحب سے ایک سوال

سابق صدر مملکت جنرل ایوب کے آمرانہ نظام نے ملک کو جس تباہی تک پہنچایا۔ اس کے زخم تا ہنوز مندمل نہیں ہوئے بلکہ اگر کہا جائے کہ اس کے اثرات تا حال ترقی پذیر ہیں تو شاید مضائقہ نہ ہو۔ اس غیر یقینی حالات سے عہدہ برآ ہونے، ملک کی سیاسی اور آئینی زندگی کو بحال کرنے یا روشن مستقبل کی تعمیر کے لئے مدبرین ملک کی جانب سے دو تجویزیں زیر بحث آئی ہوئی ہیں۔

(۱) ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی (۲) جدید دستور کا قیام۔ فی نفسہٖ طرفین کے دلائل اور سوال و جواب کتنے ہی قابل قدر ہوں۔ لیکن مجموعی طور پر سب کا قابل افسوس پہلو یہ ہے کہ تمام بحث و مباحثہ کا رخ انتظامی ڈھانچہ کی تشکیل مرکز اور صوبوں میں اختیارات کی تقسیم اور سیاسی حقوق کے تعین تک محدود ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے گویا ملک کی تقسیم کا مقصد ہی کرسیوں کی جنگ تھی ؎

کسی کو رنگ سے مطلب کسی کو خوشبوؤں سے
گلوں کے چاک گریباں کی بات کون کرے

پاکستان کے مقصد وجود اسلام اور اللہ کی حاکمیت کو محض آرائش کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے

میں نے ۱۹۶۲ء کے دستور کو تجزیہ کی حیثیت اس لئے نہیں دی کہ اب تو خود اس کے مصنفین بھی اس سے بیزار ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ اگر قوم ان کے دس سالہ ترقیاتی منصوبوں کو بھول جائے اور معاف کر دے تو یہ ان کی انتہائی کامیابی اور سرخروئی ہوگی۔

خیر یہ بات ضمناً آگئی۔ مستقبل خود اس کا فیصلہ کریگا کہ قوم اپنے نونہالوں کے خون ناحق اور اربوں روپوں کا حساب آج چکانا چاہتی ہے یا اس عدالت پر چھوڑتی ہے جہاں ہر چھوٹی اور بڑی بات خود بخود نمایاں ہو کر سامنے آجائے گی۔ اور سفارش ناحق اور رشوت کے تمام حربے اور چور دروازے بیکار ہو جائیں گے۔ اس وقت اصل بات ان دو تجویزوں کی ہے۔ جو ملک کے سیاسی لیڈروں کے افکار کا محور بن چکے ہیں۔ لیکن وہ تیسری راہ جس کے لئے لاکھوں افراد نے اپنی عزت آبرو اور خون کی قربانیاں پیش کی ہیں اور جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے جنرل سیکرٹری حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے بلا خوف لومۃ لائم اپنی جماعتی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی نشاندہی فرمائی۔ ۲۰ جون "ترجمان اسلام" کے نمائندے کو بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ

"میں یہاں ۱۹۵۶ء کے آئین کے سلسلے میں بھی جمعیۃ کے موقف کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ دستور خواہ نیا مدون کیا جائے خواہ ۱۹۵۶ء کا اپنایا جائے۔ خواہ ۱۹۶۲ء کا اختیار کیا جائے، جمعیۃ علماء اسلام اور پاکستان کے مسلمانوں کے لئے اس وقت قابل قبول ہوگا جبکہ اس میں (۱) مثبت طور پر ۲۲ نکات شامل ہوں جنہیں بیس سال قبل ہر اسلامی مکتب فکر کے جید و نمائندہ علماء کرام نے ترتیب دے کر ایک اسلامی مملکت کے لئے بنیادی طور پر ضروری قرار دیا ہے۔

(۲) اور دستور میں عقیدہ ختم نبوت کی اساس پر مسلمان کی صحیح تعریف کا اندراج بھی ہو تاکہ پاکستان کی اسلامی حیثیت مجروح نہ کی جا سکے۔

(۳) اس کے بعد مشرقی پاکستان کی نمایندگی کے مسئلہ اور مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں کے باشندوں کی آزادانہ مرضی کے مطابق ون یونٹ کا مسئلہ بھی شامل ہو اس واضح اعلان کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے ہاں وہ لوگ سرے سے خطاب کے قابل ہی نہیں جو اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات تسلیم نہیں کرتے اور نہ ان سے بات کرنے کی گنجائش ہے جو ۱۹۵۶ء کے دستور کو من و عن بلا ترمیم نافذ کرنے کی سعی ناشکور میں مصروف ہیں۔

سوال ان اہل فکر سے ہے۔ جو نظام اسلام کو ہی منزل مقصود بنانے کے ساتھ ساتھ ۱۹۵۶ء کے دستور کو مع ترمیمات روشنی کا مینار اور مشکلات کا واحد حل تصور کرتے ہیں کہ ۲۳ سالہ فریب خوردہ قوم جو اس وقت مافات کی تلافی اور خطرات سے محفوظ مستقبل کی فکر میں ہے کے لئے صرف زبانی اعلان کافی نہیں کہ ہماری جماعت بھی ۱۹۵۶ء کے دستور میں بہت سی ترامیم چاہتی ہے۔ اس وقت حکمت عملی سے کام نہیں چلے گا۔ قائد جمعیۃ کی طرح مافی الضمیر کو مکمل کر کے قوم کے سامنے نقد و تبصرہ کے میدان میں لائیں۔ اور اس وضاحت کی بھی ضرورت ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کی پیش کردہ ترمیمات میں کوئی خامی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو ایسے نازک ترین موقعہ پر چشم پوشی یقیناً قومی جرم ہے۔ اور اگر نہیں تو ضابطۂ اخلاق کے مرتب کو اخلاقی جرأت سے کام لیتے ہوئے اس کی مکمل تائید کا اعلان کرنا چاہیئے۔

مشرقی پاکستان کے دورہ سے واپسی پر جماعت اسلامی کے امیر مودودی صاحب ایک نیا نسخہ کیمیا ساتھ لائے

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

# امریکہ کے دلال

جانباز مرزا مدیر "تبصرہ" لاہور

اپنے نابالغ بچاؤ وقت کے غدار سے
دامنِ ایماں سنبھالو کفر کے بازار سے

آج امریکہ کے ڈالر پر ہے اس کا انحصار
جس کا رشتہ تھا کبھی برطانوی سرکار سے

جیب میں باطل کے سکے، گفتگو اسلام کی
مطمئن ہے اس طرح، وہ اپنے کاروبار سے

دولتِ اغیار ہو گی اس کی پیشانی کا داغ
جب بھی ٹکرایا، کبھی وہ چین کی دیوار سے

کفر کا دلّال ہو کر جس نے غیرت بیچ دی
کیا تعلق ہو ہمارا، ایسے ناہنجار سے

سرزمینِ پاک سے اس کی وفا مشکوک ہے
جس کو دولت کا سہارا ہو سمندر پار سے

آدمیت جس کی فکرِ آدمیت میں نہ ہو
ماورا ہے ابنِ آدم کے ہمہ کردار سے

کیوں یہودی سے لگن ہے، کیوں عرب سے بیر ہے
کاش! یہ پوچھے کوئی اسلام کے معمار سے

چند آوارہ لفنگے، بن گئے اس کے رفیق
بڑھ رہی ہے دوستی، شاید کہ اس یار سے

نطفۂ اسلام ہے! یا کفر کا ہے شعبدہ
وقت آیا ہے کہ پوچھیں قوم کے غدار سے

# امریکی دلّال

جانباز مرزا مدیر "تبصرہ" لاہور

اپنے نابالغ بچاؤ وقت کے خرکار سے
دامنِ ایماں سنبھالو کفر کے بازار سے

آج امریکہ کے ڈالر پر ہے اس کا انحصار
جس کا رشتہ تھا کبھی برطانوی سرکار سے

جیب میں باطل کے سکّے، گفتگو اسلام کی
مطمئن ہے اس طرح، وہ اپنے کاروبار سے

دولتِ اغیار ہو گی اس کی پیشانی کا داغ
جب بھی ٹکرایا، کبھی وہ چین کی دیوار سے

کفر کا دلّال ہو کر جس نے غیرت بیچ دی
کیا تعلق ہو ہمارا، ایسے ناہنجار سے

سرزمینِ پاک سے اس کی وفا مشکوک ہے
جس کو دولت کا سہارا ہو سمندر پار سے

آدمیّت جس کی فکرِ آدمیّت میں نہ ہو
ماورا ہے ابنِ آدم کے ہر کردار سے

کیوں یہودی سے لگن ہے، کیوں عرب سے بیر ہے
کاش! یہ پوچھے کوئی اسلام کے معمار سے

چند آوارہ لفنگے، بن گئے اس کے رفیق
بڑھ رہی ہے دوستی، شاید کہ اس بازار سے

نطفۂ اسلام ہے! یا کفر کا ہے شعبدہ
وقت آیا ہے کہ پوچھیں قوم کے غدار سے

---

۸ راگست ۱۹۶۹ء

محمد نعیم

# سیّد ابوالاعلیٰ مودودی اور سلیمانوگرافی؟

جن دنوں گول میز کانفرنس جاری تھی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اخبارات میں ان دنوں ایک خبر شائع ہوئی تھی جس کا مضمون تھا۔

جب کیمرہ مین مودودی صاحب کی تصاویر لینے کے لئے ان کی طرف بڑھا تو مودودی صاحب نے چھپنے کی کوشش کی۔ اور جب ان سے استفسار کیا گیا کہ ٹیلی ویژن فوٹو کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ تو فرمایا کہ ٹیلیویژن فوٹو؟ وہ ساکن نہیں ہوتی بلکہ متحرک ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسی فوٹو نا جائز نہیں جائز ہے

بعض لوگوں نے اس بیان پر زبانی حیرت کا اظہار کیا۔ کئی صاحبان نے اخبارات میں اس بیان پر تنقید بھی کی حتیٰ کہ جمیعۃ علماء اسلام کے "ترجمان اسلام" بابت ماہ مارچ ۶۹ء نے ایک قلمی رسالہ سے مودودی صاحب کا ایک اقتباس بھی نقل کر کے صفحہ اول پر شائع کیا جس پر مودودی صاحب بڑے جز بز ہوئے اور اپنے متعلقین کو مشورہ دیا کہ اگر کسی شخص کو کسی مسئلے میں میرا شرعی مسلک معلوم کرنا ہو اور اس کی نیت بخیر ہو، تو وہ دو ہی صورتوں میں سے کوئی ایک اختیار کر سکتا ہے۔ یا تو مجھ سے خود لکھ کر پوچھ لے کہ اس معاملہ میں تیرا مسلک کیا ہے؟ یا میری کتابوں میں تلاش کرے کہ میں نے اس مسئلے کے متعلق اپنے مسلک کی کوئی وضاحت کی ہے یا نہیں؟ (ایشیا ص ۵ ۱۰ اپریل ۱۹۶۹ء)

مودودی صاحب کے مشورہ کو مدنظر رکھ کر مدیر "ایشیا" جناب نصراللہ خاں عزیز نے مودودی صاحب کا ۱۹۵۱ء والا مضمون بھی ساتھ ہی شائع کر دیا جس میں انہوں نے نہایت تفصیل کے ساتھ اپنے مسلک کی وضاحت کی ہے۔

معاملہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے آئیے ذرا تصویر کے مسئلہ پر ایک طائرانہ نگاہ تو ڈال کر دیکھیں حقیقت کیا ہے

تصویر کا مسئلہ احادیث میں اس تواتر سے آیا ہے کہ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں مثلاً :-

(۱) محمد بن مثنیٰ، غندر، شعبہ، عون بن ابی جحیفہ، ابو جحیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویریں بنانے والے پر لعنت کی (بخاری شریف ج ۳ ص ۲۲۹ مطبوعہ کراچی)

اور سنیئے :-

(۲) عیاش بن ولید، عبدالاعلیٰ، سعید، نضر بن انس بن مالک قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابن عباسؓ کے پاس تھا۔ اس وقت لوگ ان سے سوال کر رہے تھے۔ اور نبی صلعم کا ذکر نہیں کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب ان سے سوال کیا گیا تو فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس نے دنیا میں کسی چیز کی تصویر بنائی اس کو قیامت کے دن تکلیف دی جائے گی کہ اس میں روح پھونکے اور وہ نہیں پھونک سکے گا (بخاری شریف مترجم ج ۳ ص ۲۲۹، مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۰۴ مطبوعہ کراچی)

(۳) حمیدی، سفیان، اعمش، مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مسروق نے کہا۔ میں نے عبداللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبیؐ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا (بخاری شریف مترجم ج ۳ ص ۲۲۹ و مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۰۶ مطبوعہ کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے

(۴) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری پیدائش کی طرح پیدا کرے (یعنی جس طرح کی شکلیں میں بناتا ہوں وہ بھی بنائے) اس کو چاہیئے کہ اگر وہ پیدا کرنے کا دعویٰ رکھتا ہے تو میری طرح ایک چیونٹی پیدا کرے یا گیہوں کا جو بنائے۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۰۴ و بخاری شریف ج ۳ ص ۲۲۹)

حضور کے فرامین کس قدر ایمان افروز ہیں (سننے والوں کے لئے) ارشاد ہے :-

(۵) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن ایک گردن دوزخ سے نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھتی ہوں گی دو کان ہوں گے جو سنتے ہوں گے اور زبان ہوگی جو بولتی ہوگی۔ وہ گردن اپنی زبان سے کہے گی۔ میں تین آدمیوں پر مسلط کی گئی ہوں (یعنی اس لئے کہ) ان تین قسم کے آدمیوں کو دوزخ میں لے جاؤں اور ان پر عذاب کروں۔ ایک تو تکبر کرنے والے، عناد رکھنے والے شخص پر، دوسرے اس شخص پر جو خدا کے سوا کسی اور کو اپنا خدا اور معبود بنائے اور اس کو اپنی مدد کے لئے بلائے اور تیسرے ان لوگوں پر جو تصویریں بناتے ہیں۔ (رواہ الترمذی و مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۰۴)

دورِ حاضرہ میں بسنے والے وہ مسلمان جو اس خبیث کام میں ملوث ہیں غور کریں کہ ان کا ٹھکانا فرمانِ نبویؐ کے مطابق کہاں ہوگا؟

(۶) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جن لوگوں کو سخت سے سخت عذاب دیا جائے گا، وہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا یا کسی نبی نے ان کو قتل کیا ہوگا۔ وہ جس نے اپنے والدین میں سے کسی کو قتل کیا ہوگا اور تصویریں بنانے والے۔ (بیہقی مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۰۶)

(باقی آئندہ)

# قافلۂ اسلام منزل بہ منزل

## سکھر

مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۹ء کو خیرپور ڈویژن جمعیۃ علماء اسلام کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان شروع ہوا۔ پہلے صدر نے افتتاحی تقریر کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا خلیفہ احمدالدین صاحب مرحوم کی جگہ ڈویژن جمعیۃ علماء اسلام کی امارت کے لئے انتخاب کی تجویز مولانا عزیز اللہ صاحب مبلغ جمعیۃ نے پیش کی۔ مولانا تاج الدین صاحب نے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب بیروالے ضلع لاڑکانہ رکن مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا نام پیش کیا۔ اور حضرت مولانا خدا بخش صاحب کھل ضلع جیکب آباد اور مولانا عمرالدین صاحب مولانا دوست محمد صاحب اور دیگر تمام علماء کی تائید و حمایت و اتفاق کے ساتھ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کو ڈویژن کا امیر منتخب کیا گیا۔

## ڈیرہ اسماعیل خاں

ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں کے ممتاز علماء کرام اور جمعیۃ علماء اسلام کے عہدہ داروں نے ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی اسلام نامی کتاب کی ضبطی کو موجودہ حکومت کا عظیم کارنامہ قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ عائلی قوانین اور ایوبی دور کے تحریف فی الدین کے تمام فتنوں کو اولین فرصت میں ختم کیا جائے۔ انہوں نے مشترکہ بیان میں کہا کہ سابق صدر مملکت ایوب خاں کی ان غلطیوں میں سے جو ان کے زوال کا باعث بنیں سرفہرست غلطی ان کے ملحدانہ افکار اور تحریف فی الدین کا فتنہ تھا۔ جس کی ابتداء مردود زمانہ عائلی قوانین سے کی گئی۔ علماء حق نے پہلے نصیحت پھر اختلاف اور بالآخر احتجاج کی صورت میں اتمام حجت کیا۔ لیکن بدقسمتی سے ایوب نے اسے اپنے وقار کا مسئلہ بنا کر نہ صرف یہ کہ اپنی غلطی پر اصرار کیا بلکہ اکبر کی طرح سارے دین کو اپنے ہوس کا نشانہ بنانے کی ٹھان لی۔ اور اس ناپاک مقصد کو پورا کرنے کے لئے ڈاکٹر فضل الرحمٰن کو اپنے ملحدانہ افکار سمیت درآمد کیا گیا۔ اس کے باقیات سیئات میں سے اسی کی اسلام نامی کتاب ہے۔ جو پہلے پہل ایوبی حکومت کے خلاف ہیجان کا سبب بنی جس کے نتیجہ میں حکومت کو مجبوراً ڈاکٹر کی علیحدگی کا اعلان کرنا پڑا۔ تاہم اس بدبخت حکومت کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس کے کاشت کردہ شجرۂ خبیثہ کو بھی اکھاڑ پھینکے۔ چنانچہ یہ سعادت اس حکومت کے حصہ میں آئی۔ کہ اس نے کتاب کی تمام کاپیاں بحق سرکار ضبط کر لیں جس پر وہ بجا طور پر قابل صد مبارکباد ہے۔ چونکہ اسلام عالمی مذہب ہے۔ اس لئے اس کتاب سے تمام دنیا کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا مجروح ہونا قدرتی امر ہے۔ اور جس سے یقیناً عالم اسلام میں پاکستان کے وقار کو نقصان پہنچا ہے۔ اس لئے عالم اسلام کو مطمئن کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ڈاکٹر مذکور پر مقدمہ چلا کر قرار واقعی سزا دی جائے۔

بیان پر درج ذیل علماء کرام کے دستخط ہیں۔ قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی، قاضی امیر حمزہ صاحب کلاچی، قاضی عبداللطیف صاحب کلاچی۔ مولوی محمد زمان صاحب کلاچی۔ مولانا عبدالحق صاحب ٹانک۔ قاضی عطاء اللہ صاحب ٹانک مولوی فتح خاں صاحب ٹانک۔ مولانا علاؤالدین صاحب ڈیرہ۔ مولانا عبدالقدوس صاحب ڈیرہ، مولانا عبدالسلام صاحب ڈیرہ۔ مولوی خادم محمد صاحب درابن۔ مولوی عبدالقیوم صاحب درابن۔ مولوی محمود صاحب کوٹ اعظم مولوی غلام محمد صاحب رغزہ۔ مولوی تاج محمد صاحب گمل مولوی غلام حسین صاحب گمل، مولانا حافظ محمود صاحب پنیالہ۔

(قاضی عبداللطیف ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخاں)

---

### سوشلسٹ کون؟

#### (سوشلسٹ کا معیار کیا ہے؟)

۱ — کیا جماعت اسلامی کا مخالف سوشلسٹ ہے؟

۲ — کیا مسلمان مزدوروں اور کسانوں کا حامی سوشلسٹ ہے؟

۳ — کیا سرمایہ دارانہ نظام جو اس ملک میں بائیس سال سے چل رہا ہے اس کا مخالف سوشلسٹ ہے؟

۴ — کیا ۱۹۵۶ء کے آئین کے نفاذ کا مخالف سوشلسٹ ہے؟

۵ — کیا اس ملک میں صرف اور صرف اسلامی عادلانہ نظام کا نفاذ چاہنے والا سوشلسٹ ہے؟

(اعجاز احمد سٹوڈنٹ بی، ایس، سی آنرز زرعی یونیورسٹی لائلپور)

---

## میانوالی

میانوالی ۲۵ جولائی ۱۹۶۹ء جمعیۃ علماء اسلام میانوالی کا ماہانہ اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا محمد رمضان صاحب منعقد ہوا۔ خطبہ مسنونہ کے بعد حضرت مولانا محمد امیر صاحب امیر مقامی جمعیۃ نے ماہانہ اجلاس کی اہمیت جمعیۃ کی مکمل اسلامی نظام کے لئے مساعی کو سراہا۔ اور جمعیۃ کی زیر قیادت لیبر پارٹی کے اتحاد اپنے حقوق کا حصول اور اسلامی نظام رائج کرنے کے لئے مشترکہ جدوجہد کرنے کی تحسین کی۔ علاوہ ازیں ۱۹۵۶ء کے آئین کی قیادت اور اس آئین کی حمایت و بحالی کی کوشش کرنے والی پارٹیوں کی سامراجیت نوازی اور اسلام دشمنی کو بے نقاب کیا۔

مولانا موصوف کے بعد مولانا محمد رمضان صاحب نے کام کو تیز تر کرنے کے لئے حاضرین کو تلقین فرمائی اور روزنامہ "ندائے ملت" کی پالیسی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ پرچہ اہل اسلام خصوصاً عرب دشمنی اور یہودیت نواز پالیسی اپنائے ہوئے ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے بے حد نقصان دہ ہے۔ ندائے ملت کی یہ پالیسی مودودی پارٹی کے اشارہ پر بھی جا رہی ہے۔ جس کا بین ثبوت ۲۴ جولائی کا ندائے ملت کا پرچہ یہودیت نوازی کی پوری عکاسی کرتا ہے۔ لہٰذا تمام اہل اسلام سامراجی مودودیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے ہوشیار رہیں اور ۱۹۵۶ء، ۶۲ء کے آئین کے بجائے مکمل اسلامی نظام کے لئے جو کہ ۳۱ علماء کے مرتب کردہ ۲۲ نکات پر مشتمل ہو۔ جمعیۃ علماء اسلام کی ہر طرح حمایت کر کے اسلام دوستی کا ثبوت دیں۔

(احمد سعید ناظم جمعیۃ علماء اسلام میانوالی سٹریٹ زرگراں)

---

### جمعیۃ علماء اسلام سلہٹ کی مجلس عمومی کا سہ سالہ اجلاس

آئندہ ۲۰ ساون ۱۳۷۶ بنگلہ مطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ بروز جمعہ بوقت شام ۳ بجے رات کو عشاء تک فاضل چشتی محلہ مسجد (منیر خانہ) سلہٹ میں ضلعی جمعیۃ علماء اسلام سلہٹ کی مجلس عمومی کا سہ سالہ اجلاس منعقد ہوگا۔ بنا بریں آپ کو دعوت دی جاتی ہے کہ بحیثیت رکن جمعیۃ بوقت مقررہ مجلس میں شرکت فرماتے ہوئے راقم صاحب سے نوازیں۔

ایجنڈا: (۱) حساب و رپورٹ (۲) آئندہ سہ سالہ جدید انتخاب

نوٹ: کارروائی اگر اوقات مذکورہ میں ختم نہ ہو تو بعد نماز عشاء مجلس جاری رہے گی۔

(محمد اشرف علی بشوناتھی ناظم عمومی سلہٹ ضلع جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان)

---

## گوجرہ

مورخہ ۲۶/۶/۶۹ کو اراکین گوجرہ کا ایک غیر رسمی اجلاس زیر صدارت الحاج حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب طارق مہتمم مدرسہ شمس العلوم گوجرہ منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل انتخاب ہوا۔

| | |
|---|---|
| امیر | حضرت مولانا حافظ عبدالکریم صاحب خطیب جامع مسجد مہدی محلہ گوجرہ |
| نائب امیر | حضرت مولانا سید طفیل احمد شاہ صاحب خطیب جامع مسجد تھانہ والی |
| ناظم اعلیٰ | ماسٹر محمد یونس صاحب |
| ناظم | الحاج محمد رفیق صاحب رفیق کلاتھ گوجرہ |
| خازن | صوفی نذیر احمد صاحب |
| سالار | الحاج ماسٹر محمد یٰسین صاحب |

(محمد اکرام الحق صدیقی ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور)

## خان پور

سردار گاگن خان چیئرمین یونین کونسل اسلام گڑھ و ممبر جرگہ تحصیل خانپور نے کنونشن لیگ سے مستعفی ہو کر معہ احباب و رفقاء کے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت اختیار کر کے مندرجہ ذیل بیان جاری کیا کہ :-

پاکستان مسلم لیگ کنونشن نے اپنے دور اقتدار میں مسلمانوں پر عائلی قوانین و خاندانی منصوبہ بندی جیسے غیر اسلامی و لعنتی قوانین نافذ کر کے اسلام کے ساتھ غداری کی تھی - اور اس دور میں جتنا اسلام کو کنونشن لیگ کے اقتدار میں نقصان پہنچا کسی دور میں اس کی مثال نہیں ملتی - مجھے حضرت درخواستی دامت برکاتہم و حضرت دین پوری دامت برکاتہم و باقی اکابرین جمعیۃ کی قیادت پر پورا پورا بھروسہ اور یقین ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ہی ملک میں صحیح اسلامی قوانین نافذ کر کے دم لے گی -

جب سے جمعیۃ علماء اسلام نے اپنی پالیسی سامراج دشمنی واضح کر دی ہے اسی وقت سے سامراجی ایجنٹ بوکھلا اٹھے ہیں - اور جھوٹ کو اپنانے کے لئے یہ غلط پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے - کہ جمعیۃ میں پھوٹ پڑ گئی ، حالانکہ جمعیۃ کے اکابرین پہلے کی طرح آپس میں متحد و متفق ہیں - ان کی شمولیت پر مولانا عبدالرحیم صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام خانپور و مولانا عبدالصبور نے خیر مقدم کیا - اور ان کے جذبات کو سراہا - (محمد عبدالصبور)

## چک نمبر ۱۴۲ بہرام تحصیل ٹوبہ

مورخہ ۵ / جولائی بروز منگل مولانا محمد اکرام الحق صدیقی ناظم دفتر ضلعی جمعیۃ لائلپور اور مولانا محمد عمر صاحب ناظم جمعیۃ ٹوبہ کی نگرانی میں مندرجہ ذیل انتخاب ہوا

امیر — مولانا سید خادم حسین شاہ صاحب چک بہرام
نائب امیر — چوہدری احسان الحق صاحب
ناظم اعلیٰ — سید افتخار حسین شاہ صاحب
خازن — عبدالشکور صاحب

نیز چک میں جمعیۃ کا دفتر کھل گیا اور دفتر پر جمعیۃ کا پرچم بھی لہرا دیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ عنقریب چک میں جمعیۃ کی طرف سے ایک دارالمطالعہ قائم کر دیا جائے گا -

(محمد اکرام الحق صدیقی)
ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور

## جمعیۃ تحصیل خانپور کا انتخاب

خان پور - ۲۴ / جولائی کو جمعیۃ علماء اسلام کا اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالغفور صاحب دفتر جمعیۃ علماء اسلام خانپور میں منعقد ہوا - جس میں تحصیل کا انتخاب عمل میں لایا گیا - اجلاس میں متفقہ طور پر مولانا عبدالرحیم صاحب درخواستی کو امیر ، حافظ عبدالخالق اور حاجی مطیع الرحمان صاحب کو نائب امیر ، مولانا فداء الرحمان درخواستی کو ناظم اعلیٰ ، مولانا عبدالکریم صاحب ، قاضی برخوردار صاحب کو نائب ناظم - مولوی عبدالحنان صاحب کو خزانچی مقرر کیا گیا -

اجلاس میں تنظیم الفتیۃ قائم کی گئی - جس کے لئے جام گل محمد صاحب کو سالار مقرر کیا گیا - اجلاس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں

(۱) یہ اجلاس جمعیۃ کے اکابرین کی پالیسی سے بالکل متفق و متحد ہے - جو سامراجی ایجنٹوں نے جمعیۃ میں اختلافات کی بے بنیاد خبریں اڑا رہے ہیں - یہ بالکل من گھڑت ہیں اور جمعیۃ میں بالکل اتفاق پایا جاتا ہے -

(۲) یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا ضیاء القاسمی صاحب جنرل سیکرٹری تنظیم اہلسنت کو فی الفور رہا کیا جائے

(۳) یہ اجلاس ۱۹۶۲ء کے آئین کو غیر اسلامی قرار دیتا ہے -

(۴) یہ اجلاس تونسہ شریف کے سجادہ نشین کے بیان کا خیر مقدم کرتے ہوئے مبارکباد پیش کرتا ہے

(۵) یہ اجلاس مولانا عبدالرحمان جمالی صوفی محمد عثمان کے بیان کی مذمت کرتا ہے - کیونکہ ان دونوں صاحبان نے آج تک جمعیۃ کی رکنیت بھی قبول نہیں کی ہے -

## ٹنڈو آدم

قائد جمعیۃ مجاہد ملت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کا ایک بیان اخبارات میں پڑھ کر نہایت مسرت حاصل ہوئی - کہ جمعیۃ علماء اسلام نے پاکستان لیبر پارٹی سے اتحاد کر لیا ہے - اس سے غریب مزدوروں کے حوصلے بلند ہو گئے - اور انہیں امید افزا کرنیں نظر آنے لگیں غریب مزدور جو ملک میں ۸۰ فیصدی کی حیثیت رکھتا ہے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ پالنے کے لئے بعض اوقات اسقدر مجبور کیا جاتا ہے کہ اسے اپنی ضمیر تک کا سودا کرنا پڑتا ہے - اور کہیں اس کی معصوم عصمت سے کھیلا جاتا ہے - اس کا کوئی پرسان حال نہیں - سرمایہ پرست زرداروں نے اس کے خون کا آخری قطرہ تک چوس لینا اپنا نصب العین سمجھ رکھا ہے - یہی حال مظلوم کسان کا ہے -

جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے ملک کے غریب مزدور و مظلوم کسان کی حمایت و امداد کے لئے قدم اٹھانا یہ خدا کی ایک غیبی مدد ہے - پاکستان لیبر پارٹی سے اتحاد پر جمعیۃ علماء اسلام کا فیصلہ نہایت مستحسن اور دانشمندانہ ہے کیونکہ ملک کا اصل سرمایہ غریب مزدور اور مظلوم کسان ہی ہیں - دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ استقامت اور محبت عطا فرمائے ، اور ملک میں قرآن و سنت کے قوانین کے نفاذ کی توفیق بخشے - آمین - جمعیۃ علماء اسلام ٹنڈو آدم اپنے تمام مزدور بھائیوں مرکزی جماعت کے فیصلوں کے مطابق پورا پورا تعاون کرے گی -

## مودودیت سے توبہ

میں مسلسل چھ سال تک جماعت اسلامی کا رکن رہا ہوں - آغاز میں میری غلط فہمی کا سبب مودودی صاحب کا نعرہ اسلام تھا - لیکن رفتہ رفتہ میری فریب خوردگی کا غبار چھٹتا گیا اور مودودیت کی حقیقت آئینہ ہوتی گئی میں اپنے مطالعہ کی بنا پر جماعت اسلامی سے متعلق جن واشگاف نتائج تک پہنچا ہوں وہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) جماعت اسلامی میں شامل لوگوں کے عقائد مودودی صاحب کے خود ساختہ نظریات کے محور کے گرد گھومتے ہیں - ان نظریات کا قرآن و سنت سے متصادم ہونا علماء حق نے دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے -

(۲) جماعت اسلامی بین الاقوامی سطح پر سامراج کی اور ملکی سطح پر سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مفادات کی محافظ ہے - اس کا عوام دشمن کردار اظہر من الشمس ہے -

(۳) جماعت اسلامی امریکی و برطانوی سامراج کی مخالفت کرنے والوں کی دشمن ہے -

(۴) مودودی صاحب کی تحریروں کے نتیجے کے طور پر ان کے مقلدین انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اہانت کے ارتکاب میں جری ہوتے ہیں -

(۵) مودودی صاحب کا سیاسی کردار تضادات کا مجموعہ ہے - تقسیم ہند سے قبل نظریہ پاکستان کی بھرپور مخالفت کرنے کے بعد اب وہ نظریہ پاکستان کے واحد علمبردار ہونے کے دعویدار ہیں -

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں مودودی صاحب سے میں نے بذریعہ خط و کتابت اپنے شکوک کا اظہار کیا - مگر ان کے جواب میں اور سب کچھ تھا - لیکن رفع شکوک کا سامان نہ تھا - اب میرے شکوک یقین کامل کی حدود تک پہنچ چکے ہیں - چنانچہ میں نے جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ نظام اسلامی کے قیام کی جدوجہد میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے - میں خداوند قدوس کی بارگاہ میں شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھے مودودیت سے توبہ کی توفیق ارزانی فرمائی - میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مودودیوں کو تلبیس مودودیت کی دلدل سے نکال کر راہ حق پر چلائے -

(محمد شفیع سابق رکن جماعت اسلامی
موضع مخدوم پور پہوڑاں تحصیل کبیر والہ
ضلع ملتان حال بھکر ضلع میانوالی)

## سندھ کے علماء کا مشترکہ بیان

سکھر - ۲۸ / جولائی - حضرت مولانا محمد الدین صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام خیرپور ڈویژن مولانا غلام رسول صاحب بجارانی رکن شوریٰ صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان اور مولانا رشید احمد صاحب سیال ناظم جمعیۃ علماء اسلام کندھ کوٹ نے ایک مشترکہ بیان کے ذریعے جمعیۃ میں اختلاف کی افواہیں پھیلانے والے عناصر کی شدید مذمت کی ہے -

انہوں نے فرمایا کہ دراصل امریکی ایجنٹ جمعیۃ علماء اسلام کی ترقی سے خائف ہو کر اس قسم کی افواہیں اڑا رہے ہیں - لیکن ان کے دیگر ہتھکنڈوں کی طرح یہ بھی ناکام ہو رہی ہیں -

بیان میں کہا گیا ہے کہ ہمیں حضرت مولانا ہزاروی صاحب و دیگر تمام رہنماؤں کے تقویٰ پرہیزگاری اور للہیت پر مکمل اعتماد ہے اور تمام کارکنوں سے اپیل ہے کہ ان افواہوں پر توجہ نہ دیتے ہوئے جمعیۃ کی تنظیم کو مضبوط بنائیں -

---

## مخدوم زادہ جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا اسعد مدنی کا جامعہ فرقانیہ مدنیہ میں ورود مسعود

راولپنڈی ۱۷ جولائی۔ جامعہ فرقانیہ مدنیہ جو کہ ملک کا مشہور معیاری ادارہ ہے۔ جس کی بنیاد راولپنڈی میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کی یادگار کے طور پر رکھی گئی ہے جس میں اکابرین دیوبند کے طرز فکر اور طریقہ تعلیم کے مطابق کام کیا جاتا ہے۔ اہالیان پاکستان کی ۲۲ سالہ تمناؤں کو خدا نے قبول فرمایا کہ امسال مخدوم زادہ حضرت مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہ، سفر حجاز اور افریقہ سے واپس دیوبند تشریف لے جاتے ہوئے کراچی اترے اور آپ نے اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیز گل صاحب سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے پشاور کا ویزا حاصل کیا۔ پشاور جاتے ہوئے جب آپ مختصر سے وقفہ کے لئے راولپنڈی ہوائی اڈہ پر اترے تو مہتمم جامعہ فرقانیہ مدنیہ مولانا عبدالحکیم صاحب، طلبہ کرام، علماء کرام اور معززین شہر کے ساتھ بڑی تعداد میں وہاں موجود تھے۔ جنہوں نے حضرت مدظلہ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ پروگرام کے مطابق چونکہ حضرت مولانا کو جامعہ فرقانیہ مدنیہ جانا تھا۔ کراچی سے پنڈی جہاز کا وقت پونے پانچ بجے تھا۔ جوں جوں وقت گذرتا مشتاقان دید کا اضطراب بڑھتا جاتا۔ تا آنکہ جہاز رن وے پر آیا اور حضرت مدظلہ اپنے نورانی مقدس چہرہ کے ساتھ برآمد ہوئے۔ مولانا عبدالحکیم صاحب، علماء کرام اور طلبہ کرام کے ساتھ مصافحہ سے فارغ ہونے کے بعد مولانا عبدالحکیم نے ویزا کے حصول کی کوشش شروع کر دی اور بہت جلد کامیابی سے ہمکنار ہو کر ویزا حاصل کر لیا۔ بعد ازاں حضرت مولانا اسعد مدنی کو کاروں، ٹیکسیوں اور موٹر کاروں کے جلوس کی شکل میں جامعہ فرقانیہ مدنیہ لائے۔ — جہاں سینکڑوں کی تعداد میں موجود علماء، طلباء اور معززین شہر نے آپ کا استقبال کیا۔ جامعہ فرقانیہ مدنیہ کے طلبہ شوق و اضطراب میں محمود ہاؤسنگ بازار کے اس دروازہ میں ہر آنے والی کار کو بڑی مایوسی سے دیکھتے جس پر باب مدنی کا خوبصورت کتبہ آویزاں تھا۔ اور اس کے بعد قاسمی کے نام سے ایک اور محرابی دروازہ بنا ہوا تھا۔ مدرسہ میں داخل ہوتے ہی مشتاقان دید کا ہجوم مصافحہ کے لئے بے تحاشا دوڑا اور شرف ملاقات حاصل کیا۔ علماء کرام سے تعارف کے بعد ایک مختصر سی سادہ تقریب منعقد ہوئی جس کی ابتداء شعبہ قرأت کے مدرس قاری عبدالمالک صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے کی۔ اور اس کے بعد مولانا عبدالرزاق صاحب مدرس جامعہ نے ایک سپاسنامہ بزبان عربی حضرت کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ جس میں دارالعلوم دیوبند، مشائخ دیوبند، شیخ العرب حضرت مدنی کی خدمات جلیلہ اور مخدوم زادہ مولانا اسعد مدظلہ کی موجودہ خدمات اور مجاہدانہ کارناموں کا ذکر تھا۔ بعد ازاں حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ نہایت تضرع سے خدا کے حضور دست سوال دراز کیا اور مدرسہ فرقانیہ مدنیہ کا مدارس عربیہ کی ترقی اور بقا اور عالم اسلام کی فلاح و بہبود کے لئے دعا فرمائی۔ چونکہ وقت بہت مختصر تھا اس لئے تو آپ دعا کے بعد حضرت کا قافلہ ایرپورٹ کے لئے روانہ ہو گیا مولانا فیض علی شاہ صاحب اور مولانا عبدالحکیم صاحب ہمراہ تھے۔ جب ایرپورٹ پر پہنچے تو وقت پرواز قریب تھا اور عقیدتمندوں کے چہرے اس رونق کے چھن جانے سے مایوس تھے جو کچھ دیر قبل ان کی خوشیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ بالآخر جہاز سات بجے پشاور کے لئے روانہ ہوا۔ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب مولانا پیر مبارک شاہ صاحب اور مولانا عبدالواحد مردان بذریعہ کار پشاور کے لئے روانہ ہوئے تاکہ آگے سفر میں حضرت کے ساتھ رہیں۔ حضرت مدنی رات پشاور میں گزارنے کے بعد دوسرے دن صبح آٹھ بجے سخاکوٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں حضرت مولانا عزیز گل صاحب اسیر مالٹا سے ملاقات کرنی تھی۔ مہتمم جامعہ فرقانیہ مدنیہ مولانا عبدالحکیم صاحب مولانا عبدالواحد صاحب، مولانا پیر مبارک شاہ صاحب، پہلے ہی سے سخاکوٹ پہنچ چکے تھے۔ حضرت مدنی کی آمد پر پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ اور حسب پروگرام بعد نماز ظہر علاخیل سخاکوٹ سے حضرت مدنی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کی موٹر کے بعد مولانا عبدالحکیم صاحب مہتمم جامعہ فرقانیہ مدنیہ کی موٹر اور دیگر عقیدتمندوں کی موٹریں قطار در قطار جلوس کی شکل میں روانہ ہوئیں۔ جن میں راولپنڈی، پشاور، میانوالی، لاہور، کراچی، ملتان اور سابق صوبہ سرحد کے علماء کرام بھاری تعداد میں سوار تھے۔ دارالعلوم حقانیہ میں مختصر قیام کے بعد آپ پشاور پہنچے۔ جہاں سے حضرت کراچی کے لئے روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ اسی شب میں مولانا عبدالحکیم صاحب اور دوسرے علماء کرام راولپنڈی پہنچے۔ راولپنڈی کے ہوائی اڈہ پر طلبہ جامعہ فرقانیہ، مدرسین جامع اور شہر کے علماء کے علاوہ بہت بڑی تعداد میں عقیدتمندوں نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ آخری ملاقات پر مولانا مدنی نے دعا فرمائی اور ٹھیک ۹ بجکر بیس منٹ پر جہاز کی سیڑھی پر تشریف لے گئے۔ مولانا عبدالحکیم اور دیگر علماء نے پرنم آنکھوں سے دست بوسی و مصافحہ کر کے حضرت کو خدا حافظ کہا اور حضرت مدنی مشتاقان دید کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

دعا ہے کہ حضرت مدنی مدظلہ کی پاکستان میں آمد پاک و ہند کے مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح اور علمی روحانی ترقی کا سبب بنے اللہ تعالیٰ ایسے اچھے خوشگوار حالات پیدا فرمائے کہ ہم اپنے بزرگوں سے آئندہ بھی ہر وقت مستفیض ہو سکیں۔

## جمعیۃ علماء اسلام خیرپور ڈویژن کی قراردادیں

(۱) یہ اجلاس مرکزی جمعیۃ علماء اسلام سے درخواست کرتا ہے کہ وہ عرب یہود جنگ میں عربوں کی امداد کے لئے پروگرام بنا کر واضح جہاد کی فضیلت پر ملک بھر میں کام کریں۔

۲۔ یہ اجلاس ان عناصر کی شدید مذمت کرتا ہے جو جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف آئے دن جھوٹا پروپیگنڈا کر کے کبھی سوشلسٹ کا الزام لگاتے ہیں اور کبھی جمعیۃ میں انتشار کی جھوٹی بے بنیاد خبریں دیتے ہیں۔ وہ یہود و امریکہ کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔

## قصور میں مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی تشریف آوری

۱۲۔ اگست بروز منگل بعد نماز عشاء جامعہ مسجد گنبد والی کوٹ مراد خاں قصور میں مدرسہ جامعہ قاسمیہ کے زیر اہتمام ایک تبلیغی اجتماع سے حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان۔ مولانا محمد سلیمان صاحب طارق خطیب گوجرہ مولانا جمیل احمد صاحب میواتی خطاب فرمائیں گے۔ مرزا غلام نبی صاحب جانباز ایڈیٹر ماہنامہ تبصرہ اپنا کلام پیش کریں گے۔

اور ۱۳۔ اگست بروز بدھ بعد نماز عشاء موضع ورن متصل قصور میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی خطاب فرمائیں گے۔

قاری محمد حبیب اللہ قصوری

## ہفتہ وار درس حجۃ اللہ البالغہ دور حاضر کے عمرانی مسائل پر فلسفۂ ولی اللّٰہی کی روشنی میں سلسلۂ تقاریر فلسفۂ ولی اللّٰہی اور معارف قرآنیہ کے خصوصی مطالعہ کے لئے کلاسز کا انتظام

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور کے زیر اہتمام "حجۃ اللہ البالغہ" مصنفہ حکیم الامت حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کا ہفتہ وار درس ہر اتوار کو صبح موسم گرما میں ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک اور موسم سرما میں ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک بمقام دفتر ولی اللہ سوسائٹی ۲۲۳۔ این شاہ ولی اللہ روڈ سمن آباد لاہور ہوتا ہے۔ درس ولی اللہ سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری صاحب دیتے ہیں جو امام انقلاب شارح حکمت ولی اللّٰہی حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے فیضیاب ہیں اور ان کے معتمد خصوصی رہ چکے ہیں۔ آغاز امام صاحب کے عمرانی افکار سے کیا گیا ہے۔ آخری پندرہ منٹ درس کے موضوع کے متعلق توضیحی سوال و جواب کے لئے مخصوص ہیں۔

اہل علم حضرات کے لئے فلسفہ ولی اللّٰہی اور معارف قرآنیہ کے خصوصی مطالعہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

ترقی پسند اصحاب کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ تشریف لا کر اس مطالعہ سے مستفید ہوں اور ان افکار کو پاکستان میں ایک ترقی کن، خوشحال معاشرے کی تشکیل و تعمیر کے لئے بنیاد بنائیں۔

امام ولی اللہ دہلویؒ کے فکر کی تشریح کے لئے ولی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور کے زیر سرپرستی قائم شدہ ادارہ حکمت اسلامیہ ۲۔ اردو بازار لاہور کی طرف سے جو مطبوعات شائع کی جا چکی ہیں ان کا مطالعہ بھی اس فکر کے سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

# عربوں کی فتح کے لئے

# دعا کی اپیل

اسرائیل نے عربوں کے خلاف اپنی جارحیت کو پھر تیز تر کر دیا ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اوتھان نے کہہ دیا ہے کہ جنگ بندی عملاً ختم ہو چکی ہے اور حالات نہایت تشویشناک ہیں۔

اسرائیل کے اس تازہ چیلنج کو مصر، شام، عراق اور ساروں نے قبول کر لیا ہے۔ اور پوری عرب دنیا جہاد کے لئے تیار ہو رہی ہے۔ مغربی سامراج کی ریشہ دوانیاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ ان حالات میں

جمعیۃ علماء پاکستان نے ملک بھر میں ۸، اگست جمعہ کو یوم فتح فلسطین منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ مرکزی دفتر جمعیۃ کے ناظم ڈاکٹر احمد حسین کمال نے ملک بھر کے علماء، خطباء اور ائمہ مساجد سے اپیل کی ہے کہ وہ جمعہ کے روز عرب بھائیوں کی فتح اور کامرانی اور بیت المقدس کی بازیابی کے لئے دعا بھی کریں اور قراردادوں کے ذریعہ اپنی طرف سے عربوں کی پوری پوری امداد کا اعلان بھی فرمائیں۔

## بقیہ:- گوجرانوالہ میں اکابر جمعیۃ کی تقریریں

حضرت مولانا محمد اجمل صاحب نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تفصیلی روشنی ڈالی اور کہا کہ سیرت نبوی ہی ایک ایسا راستہ ہے جس پر چل کر ہم اپنے مسائل حل اور مشکلات دور کر سکتے ہیں۔ اس کے بغیر ہمارے مصائب کا مداوا اور کچھ نہیں ہے۔

آپ نے مشرق وسطیٰ کی صورت حال بیان کرتے ہوئے کہا کہ اگر اسرائیل کی پشت پر اینگلو امریکی بلاک کی متحدہ قوت نہ ہو تو عرب اس کی تکا بوٹی کر کے رکھ دیں۔ اینگلو امریکی بلاک ملت اسلامیہ کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

مزدور پکے اور سچے مسلمان ہیں۔ ہاں ان کے لیڈروں کے بارے میں یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ شاید وہ کمیونسٹ ہوں لیکن ان کی طرف سے شرعی نظام کے نفاذ میں جمعیۃ علماء اسلام سے مکمل تعاون کے اعلان اور جمعیۃ کے مطالبات سے اتفاق کے بعد اس قسم کے شبہات کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ اور اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم ہی کر لیا جائے کہ یہ لیڈر کمیونسٹ ہیں تو میں ناقدین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ ہم مزدوروں سے لاتعلق رہ کر ملک کے کروڑوں مزدوروں کو کمیونسٹ لیڈروں کی لیڈرشپ کے حوالہ کر دیں؟

آپ نے کہا کہ یہ سب الزامات و افتراءات ہیں جن کی کوئی اصلیت نہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام اور پاکستان لیبر پارٹی کے درمیان معاہدہ اسلامی اصولوں کی روشنی میں محنت

کشوں کے حقوق کی حفاظت اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے ہوا ہے اور علماء اور مزدوروں کی یہ مشترکہ جدوجہد انشاء اللہ العزیز جاری رہے گی۔

## بقیہ:- جمعیۃ علماء اسلام میانوالی

صحابہ کرامؓ، سلف صالحین کی تعبیرات و عقیدہ ختم نبوت کی اساس پر کتاب اللہ و سنت رسولؐ سے ماخوذ اسلامی دستور پاکستان میں نافذ کرانے کی علمبردار ہے۔ اس کے ساتھ ہی عالم اسلام اور عرب دنیا سے سامراجی اور اسرائیلی تسلط کے خاتمہ اور عربوں اور عالم اسلام کے نکتہ چین مدعیان اسلام لادینی اشتراکی نظام کے پرستاروں سرمایہ داروں کے حامی افراد اور جماعتوں میں کسی کے اتحاد کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

## مکتبہ الجمعیۃ لاہور سے منگوائیں

| کتاب | قیمت |
| --- | --- |
| نظام معیشت کیا ہے اور اسلام کیا چاہتا ہے؟ | ۱-۵۰ |
| تعارف جمعیۃ علماء اسلام | ۰-۴۰ |
| اسلام سوشلزم اور جمہوریت | ۰-۴۰ |
| مودودی صاحب سے میری خط و کتابت | ۰-۶۲ |
| دستور اساسی مرکزی جمعیۃ علماء اسلام | ۰-۵۰ |
| حیات شیخ الہند | ۴-۰ |
| تذکرہ مشائخ دیوبند | ۵-۰ |
| ایمان و عمل از حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ | ۱-۲۵ |
| تذکرہ جمعیۃ علماء اسلام | ۲-۰ |
| مودودی دستور از حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ | ۰-۷۵ |
| جمال عبدالناصر | ۴-۰ |
| پیشینگوئی کی تصدیق | ۰-۲۵ |
| اسمبلیوں میں مجاہدانہ تقریریں | ۰-۲۵ |
| خلفائے اسلام | ۱-۵۰ |
| عادلانہ دفاع مکمل قسم اول | ۱۱-۰ |
| مودودی عقائد پر ایک تنقیدی نظر | ۱-۰ |
| تسکین الصدور | ۶-۵۰ |
| صرف ایک اسلام حصہ اول | ۲-۵۰ |
| انکار حدیث کے نتائج | ۲-۵۰ |
| عیسائیت کا پس منظر | ۱-۲۵ |
| النبی الخاتم | ۴-۵۰ |
| اشرف المقال فی رویۃ الہلال | ۰-۵۰ |
| بانی دارالعلوم | ۱-۲۵ |
| فری میسن تحریک کی حقیقت | ۰-۵۰ |
| راہ سنت | ۶-۰ |
| مودودی جماعت اور عورت کی صدارت | ۰-۳۷ |

(نوٹ) ان کتب کے علاوہ لاہور میں شائع ہونیوالی تمام کتب اور حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر کی تمام تصانیف کے لئے بھی ہم سے رجوع کریں۔

مکتبہ الجمعیۃ چوک رنگ محل لاہور فون ۶۷۷۱۵

## بقیہ:- مودودی صاحب سے ایک سوال

اور لیے چوڑے بیان میں ایک ایسا عجیب نکتہ ایجاد فرمایا جو کسی صورت بھی نظام اسلامی کے مدعی کے شایان شان نہیں۔

نوائے وقت ۳۰ جون ۱۹۶۹ء راولپنڈی کے نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ جماعت اسلامی ۱۹۵۶ء کے آئین میں بہت سی ترامیم چاہتی ہے۔ لیکن یہ صرف اسمبلی ہی کر سکتی ہے۔ جو اس آئین کے تحت منتخب ہوئی ہو۔ جماعت اسلامی مارشل لاء کے کسی حکم کے ذریعہ اس آئین میں کوئی ترمیم شامل کرنا نہیں چاہتی.......

آپ نے کہا کہ وہ لوگ جو ۱۹۵۶ء کے آئین کو نافذ کرنے سے پہلے اس میں ترامیم کرنا چاہتے ہیں۔ دراصل جمہوری طریقوں کے مخالف ہیں۔

سطور بالا کو غور سے پڑھئے اور بار بار ترجیع کیجئے

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے

گویا نظام اسلام کا نفاذ کے مدعی کے نزدیک اگر اسلام کو جمہوری طریقہ پر نافذ کیا جائے تو قابل ہو گا ورنہ نہیں۔ اسلام مجروح ہوتا ہے تو کوئی بات نہیں، لیکن جمہوریت کے تقدس کو ٹھیس نہ آنے پائے۔ اس وقت یہ بحث چھیڑنے کی ضرورت نہیں کہ سابقہ تجربات کی بنا پر بعد کی ترمیمات میں کتنی مشکلات ہوں گی۔ اور اگرچہ ہم الیکشنی وعدوں کے حدود اربعہ سے بھی ناواقف نہیں۔ لیکن ان کے لئے اس وقت بھی صحیح اسلامی ترامیم کا حتمی وعدہ موت کے برابر نظر آرہا ہے۔ وہ کل اس کے لئے کیسے اور کیوں آمادہ ہوں گے؟

ایں خیال است و محال است و جنوں

اس وقت جماعت اسلامی کے امیر محترم سے ایک استفسار کی اجازت چاہتا ہوں.... وہ یہ کہ جماعت اسلامی کے نزدیک اسلام مقدم ہے یا جمہوریت۔ مثلاً ۱۹۵۶ء کے دستور میں خدا کی حاکمیت اعلیٰ کو دستور کے جز کے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ جو اسلامی مملکت کی اولین شرط ہے۔ اب اگر موجودہ صدر مملکت یحییٰ خاں جمہوری طریقہ کے خلاف مارشل لاء کے آرڈر کے ذریعہ اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کو دستور کا جز بنا دیں تو اس میں کون سی خرابی ہے اور جماعت اسلامی کا ردعمل کیا ہو گا؟

## مدرسہ مفتاح العلوم منگین تھر کا مختصر تعارف

یہ قدیمی دینی ادارہ ہے۔ تقریباً ۲۰ سال سے جاری ہے۔ اب مدرسہ ہذا میں ایک بہترین قاری صاحب کا تقرر ہوا ہے۔ شائقین علم قرأت و تجوید کے لئے سنہری موقع ہے آکر داخلہ لیں

العارض (مولوی) عبدالرحمان (صاحب)

مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم منگین تھر

چراغ علی انجم ایم اے جھنگ

# شراب کو حلال قرار دینے کی مذموم کوشش

## (آخری قسط)

اور وہ جس طریقے سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ شراب کو (ظاہراً) حدیث کے ذریعے حرام کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ موصوف قرآن کے احکام کو بھی صحیح اور مکمل طور پر نہیں پڑھ سکے ہیں۔ ورنہ وہ یہ لکھنے کی جرأت ہی کیوں کرتے ؟

اس مضمون کے شروع میں میں نے قرآن کی ان تین آیتوں کو بالتفصیل ذکر کیا تھا جو صرف شراب کی حرمت میں یکے بعد دیگرے نازل ہوئی تھیں۔ ان میں سے موصوف پہلی اور تیسری آیت یعنی البقرہ کی ۲۱۸ ویں اور المائدہ کی ۸۹، ۹۰ آیت کو یکجا کر کے حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ ان کی تحریر کی رنگین بیانی اور سحر البیانی بھی مد نظر رکھیں۔

" ظاہر ہے کہ یہ آیتیں اس سلسلے میں کافی اور لب ہیں۔ کیسا مشفقانہ، عاقلانہ اور ناصحانہ خطاب ہے۔ کس قدر عمدہ طریقہ پر یہ بتا دیا گیا ہے کہ یہ چیز یعنی شراب اسلام کے اصل جز و اخوت کے لئے زہر اور جسمانی و اخلاقی کے ساتھ ساتھ ذاتی و جماعتی فلاح کے حق میں مضر ہے۔ اس لئے شراب کے ممنوع ہونے میں کلام نہیں۔ ایک مسلمان کو قطعی طور پر شراب سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ مگر عجیب بات ہے کہ شراب کی حرمت میں غلو سے کام لیا گیا ہے (سورہ انعام کی ایک اور آیت کا حوالہ دیتے ہوئے) غلو یہ ہے کہ شراب ہی کو نہیں بلکہ نشہ کو حرام بتایا جاتا ہے اور اس حرمت نشہ کی دلیل کوئی نص قطعی نہیں بلکہ ظنی روایت ہے"

(صفحہ ۲۵۱)

" تنقید نگار حضرات تنقید کی تکنیک کو جانتے ہوئے مندرجہ بالا پیرے کی زہر افشانی بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد موصوف نشے (سُکر) کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"سکر سے مراد محض شراب کا نشہ لینا صحیح نہیں اور اس کو ممنوع قرار دینا اور بھی غلط ہے۔ سُکر محض ایک کیفیت ہے جو ہرگز ممنوع نہیں۔ جو کچھ از روئے قرآن ممنوع ہے وہ فی نفسہٖ شراب (خمر) ہے۔ جو کوئی کیفیت نہیں بلکہ ایک مخصوص شے ہے۔ یہ سُکر یا نشہ یا کیفیت کچھ شراب ہی سے پیدا نہیں ہوتی، بلکہ افیون، گانجا، بھنگ اور تاڑ، کھجور کا رس پینے اور کھانے سے بھی پیدا ہوتی ہے اور نشہ آ جاتا ہے۔ تمباکو و جائے میں بھی نشہ ہے۔ سکر اور نشے کی کیفیت نیند سے بھی پیدا ہوتی ہے ... . پھر کیا نشے کی وجہ سے شراب کے ساتھ افیون، بھنگ، کھجور اور تاڑ کا رس، جوانی، غلبہ اور نیند سب کو حرام قرار دیا جائے گا ... . اور لاریب قرآن نے اس مخصوص نشہ آور شے یعنی شراب سے پرہیز کا حکم دیا ہے۔ مگر کہیں فی نفسہٖ سُکر یعنی نشے یا اس کیفیت کو حرام قرار نہیں دیا۔ اس لئے یہ دعویٰ کہ اسلام میں نشہ حرام ہے ناقابل تسلیم ہے۔" (صفحہ ۲۵۶)

موصوف اس کے بعد سورہ النساء کی وہ آیت نقل کرتے ہیں جس میں نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ موصوف اس آیت کی جو تفسیر بیان کرتے ہیں اس پر غور فرمایئے۔ لکھتے ہیں (صفحہ ۲۵۸)

" اس آیت میں بے شک جو چیز نماز پڑھنے سے روکا گیا نہ کہ نشے کے استعمال سے۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ نماز سمجھ بوجھ کر پڑھنی چاہیئے۔ نماز میں جو لفظ منہ سے نکلے اس کے بارے میں نمازی کو واقف رہنا چاہیئے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے ظاہر ہے کہ یہ حکم نماز سے متعلق ہے نہ کہ نشے کی حرمت سے متعلق۔ حکم یہ نہیں ہے کہ نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھو۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ جب تک اتنا زیادہ نشہ رہے کہ منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھ سکے، آدمی نماز پڑھ سکتا ہے۔ مگر اس آیت کو نشے کی حرمت میں بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے حالانکہ نہ تو قرآن نے نشے کو حرام قرار دیا ہے اور نہ اس آیت کا نشے کی حرمت و ممانعت سے کوئی تعلق ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کیفیت نیند کے نشے میں بھی ہوتی ہے اور شراب (خمر) کے علاوہ دوسری چیزوں کے نشے (سکر) میں بھی، پھر قرآن فی نفسہٖ سُکر (نشہ) کو کس طرح حرام قرار دے سکتا تھا۔"

کاش موصوف شراب کی حرمت میں اترنے والی تینوں آیتوں کا وقت نزول ملاحظہ فرما لیتے۔ تینوں آیتیں یکے بعد دیگرے اسی ترتیب سے نازل ہوئی تھیں۔ جس ترتیب سے اس مضمون کے آغاز میں نقل کی گئی ہیں۔ مزید یہاں شراب کو شیطانی عمل کہنے اور اس سے مکمل طور پر باز رہنے کی تیسری آیت پہلی دو آیتوں کے کافی عرصہ بعد نازل ہوئی یعنی حجۃ الوداع کے موقعہ پر جبکہ اللہ تعالیٰ نے دین کی تکمیل کی اور اس کے لئے اسلام کا نام پسند کیا۔ لیکن موصوف نے اس تیسری آیت (المائدہ ۸۹، ۹۰) کو پہلی آیت (البقرہ ۲۱۸) کے بعد ترتیب دے کر اس کی اہمیت کو یکسر نظر انداز کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور دوسری آیت کو (النساء ـ ۴۳) ترتیب اور وقت نزول کے لحاظ سے آخر میں پیش کر کے کہتے ہیں کہ اس میں تو حرمت شراب کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ ہاں نشے میں نماز نہ پڑھنے سے ضرور روکا گیا ہے۔ مگر شراب کے استعمال کو مکمل طور پر حرام نہیں کیا گیا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا، کہ شراب حرام نہیں۔ حالانکہ حرمت شراب کی تیسری آیت سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شراب پینے سے مطلق باز رہنے کا حکم دیا ہے۔

اب شراب کے استعمال کے بارے میں پالوی صاحب کا آخری فیصلہ اور حکم سن لیجئے۔ بڑے فدامانی انداز میں فرماتے ہیں:-

" رہا یہ کہ کیا فی نفسہٖ نشہ لانے والی چیزیں ہر شخص کو استعمال کرنی چاہیئے ؟ سو اس سوال کا تعلق قرآن کے تمام قانون سے ہے۔ یعنی اس کا انحصار حالت مواقع اور ذاتی پسند و رغبت پر ہے۔ شراب اور سؤر کا گوشت ایک مسلمان کو کسی حالت میں نہیں پینی اور کھانا چاہیئے (موصوف کے متضاد خیالات کی رنگینی ملاحظہ فرمائیں) مگر اضطراری حالت میں اسے بھی حلال بتایا ہے۔ قرآن نے قتل انسان کو حرام بتایا ہے۔ مگر قصاص کے بارے میں حلال بتایا ہے (کیا مسلمان کا قتل بھی ؟) یہی صورت نشے کی ہے کہ فی نفسہٖ نہ تو اس کیفیت کو قرآن نے حرام بتایا ہے۔ جسے ہم نشہ کہتے ہیں اور نہ ان چیزوں کو حرام کیا ہے۔ جن کے پینے یا کھانے سے نشہ کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ اس لئے جنہیں یہ چیزیں مرغوب اور پسند ہوں۔ اور جن کے لئے یہ چیزیں مضر اور غیر مفید نہ ہوں۔ وہ مختار ہیں۔ اور جو لوگ کسی بھی وجہ سے نشے کی چیزوں کا استعمال نہ کریں وہ بھی قابل الزام نہیں۔ قانون الٰہی نے اس بارے میں عقل و علم انسان کو ذمہ دار بنایا ہے۔ کسی پر کسی معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں کی۔" (صفحہ ۲۵۹)

لیجئے صاحب! عطاء اللہ پالوی صاحب کی شراب کی حرمت کے بارے میں تحقیق ختم ہوئی۔ اور آپ نے ان کا آخری فیصلہ اور حکم بھی سن لیا۔ اب آپ حرمت شراب کے بارے میں قرآنی آیات اور احادیث نبوی، جو اس مضمون کے آغاز میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، اور پھر پالوی صاحب کی شراب کے متعلق تحقیقات کو غور سے پڑھیں اور عقل سے سوچیں کہ شراب کی حرمت و ممانعت میں قرآن و حدیث سچائی پر ہے یا (نعوذ باللہ) عطاء اللہ پالوی کی تحقیق ؟ لیکن ذہن میں ایک بات ضرور یاد رکھئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض عین ہے۔ مسلمان کے لئے قرآن و حدیث سے بڑھ کر کوئی سرچشمہ ہدایت کا نہیں۔ یہی اس کے لئے مشعل راہ ہیں نہ کہ پالوی اور اس قبیل کے دوسرے لوگوں کی اسلام دشمن بے بنیاد اور مذموم تحقیقات ـــــ

---

## دعائے مغفرت کی درخواست

محترم بھائی جناب مولانا اکمل حسین سلہٹی کے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ قارئین ترجمان اسلام سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے دعائے مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں

(عبد المنان (مشرقی پاکستانی) حال لاہور)

# اصلی عزت

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

قولہ تعالیٰ :-

الذین یتخذون الکٰفرین اولیاء
من دون المومنین ط ایبتغون
عندھم العزۃ فان العزۃ للہ
جمیعا (سورۃ النساء رکوع ۲۰)

ترجمہ :- وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے ہاں عزت چاہتے ہیں۔ سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ میں نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں۔ لہٰذا عزت کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کی عزت اصلی، سچی، کھری اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اس کے مقابلہ میں دوسری قسم کی نقلی، جھوٹی، کھوٹی اور چند دن کے بعد چھن جانے والی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ ہر عقلمند اصلی، سچی، کھری اور ہمیشہ رہنے والی عزت ہی کو پسند کرے گا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ انسان دھوکہ کھا جائے اور نقلی کو اصلی، جھوٹی کو سچی، کھوٹی کو کھری اور فنا ہو جانے والی کو ہمیشہ رہنے والی خیال کرے۔ مسلمانوں کو دھوکہ سے بچانے کے لیے ہی آج اس عنوان کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

## دونوں نمونے

واقعہ یہ ہے کہ اس جہان میں ہمیشہ سے دونوں نمونے چلے آ رہے ہیں۔ کھری عزت والے بھی ہمیشہ سے آ رہے ہیں اور کھوٹی عزت والے بھی نسلاً بعد نسلٍ چلے ہی آتے ہیں۔

## حضرت نوح علیہ السلام

ان کے زمانہ میں جو واقع ہوا۔ وہ سورہ ہود کے رکوع ۳ پارہ نمبر ۱۲ میں ہے۔ طوالت کے خوف سے فقط آیات کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

" اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ بے شک میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں (۲۵) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ بے شک میں تم پر دردناک دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں (۲۶) پھر اس کی قوم کے جو کافر سردار تھے وہ بولے ہمیں تو تم ہم جیسے ہی ایک آدمی نظر آتے ہو اور ہمیں تو تمہارے پیرو وہی نظر آتے ہیں جو ہم میں سے رذیل ہیں۔ وہ بھی سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے سے کوئی فضیلت نہیں پاتے بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں (۲۷)

## حاصل

یہ ہے کہ نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو کافروں کے سردار حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ نوح علیہ السلام سے کہتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو اور ان پر ایمان لانے والوں کو رذیل اور ذلیل سمجھتے ہیں۔

## نتیجہ

آپ نے دیکھا کہ پھر نتیجہ کیا نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے تابعداروں کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے غرق ہونے سے بچا لیا اور جو اپنے آپ کو معزز خیال کرتے تھے انہیں غرق کر دیا گیا۔ چنانچہ نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ملتا ہے۔ سورہ ہود رکوع ۴ :-

اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ بے شک وہ غرق کیے جائیں گے۔ (۳۷) اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے۔ اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے، جیسے تم ہنستے ہو (۳۸) تمہیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے۔ جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے۔ (۳۹)

## بالآخر

جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کشتی مکمل کر لی۔ خدا نے زمین کی سوتیں کھول دیں اور آسمان سے پانی برسایا۔ ڈیڑھ سو دن تک پانی کی باڑھ زمین پر رہی اور پانی زمین پر بے انتہا بڑھ گیا اور سب اونچے اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے ہیں پندرہ پندرہ ہاتھ پانی ان کے اوپر چڑھ گیا اور ہر ایک جاندار جو خشکی پر تھا اور کل انسان مر گئے سوائے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے تابعداروں کے اور کوئی بھی نہ بچ سکا۔

## عبرت

برادرانِ اسلام! آپ نے دیکھا جو لوگ اپنے آپ کو معزز سمجھتے تھے وہ دنیا میں ذلت اور لعنت کی موت سے مرے اور ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بن گئے اور جو خدا پرست تھے وہ دنیا میں بھی عذابِ الٰہی سے بچ گئے اور اپنے پیغمبر کی اتباع کی برکت سے آخرت میں بھی بہشت کے وارث بن گئے۔

---

بقیہ حضرت منشی رحمت علی جالندھری ؒ

گیا تھا۔ آپ کے بعد یہ صاحب آئے اور بیتابی سے ذکر کیا کہ اگر تھوڑی دیر پہلے آ جاتے تو آپ کو ایک بزرگ کی زیارت کراتے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ تشریف لائے تھے۔ انہوں نے زیارت کے شوق سے اسٹیشن آنے کا ارادہ کیا تو میں بھی ساتھ ہو لیا!

حضرت منشی صاحبؒ کا کپڑا بچھا ہوا تھا۔ آپ نے حضرت تھانویؒ تشریف رکھنے کے لیے فرمایا تو حضرت تھانویؒ نے وہ کپڑا اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا اور اپنا رومال بچھا دیا جس پر دونوں بزرگ بیٹھ گئے۔ گاڑی کے آنے تک باتیں ہوتی رہیں۔ گاڑی آئی، حضرت منشی صاحبؒ سوار ہوئے۔ گاڑی چل پڑی۔ جب تک آپ نظر آتے رہے حضرت تھانویؒ پلیٹ فارم پر کھڑے دیکھتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے کمالات عطا فرمائے تھے مخلوقِ خدا کا آپ کی طرف بہت رجوع ہوا۔ ہزاروں بندگانِ خدا کو اللہ کا نام سکھایا اور شریعت و طریقت کے زیور سے آراستہ کیا۔ اپنے گاؤں ہراں ہی تھے کہ فالج کا شدید حملہ ہوا اور زبان بند ہو گئی۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری اطلاع ملتے ہی ہراں پہنچے اور علاج کے لیے آپ کو جالندھر لے گئے۔ سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹر انچارج آپ کے مرید تھے۔ انہوں نے ایک وسیع کمرہ خالی کر کے آپ کو ٹھہرا دیا مگر آپ کی وہاں طبیعت نہ لگی اور بے چین رہنے لگے۔ حضرت رائے پوری تشریف لائے تو آپ نے حضرت کا ہاتھ مبارک پکڑ کر دیر تک اپنے سینے سے لگائے رکھا اور ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ مجھے یہاں سے لے جاؤ۔ حضرت یہیں رکھ کر علاج کرانا چاہتے تھے مگر آپ کی بے چینی اور اصرار کو دیکھ کر مولانا غلام رسول صاحب مرحوم کی مسجد میں لے گئے جہاں حضرت رائے پوریؒ کا قیام تھا۔

وہاں پہنچ کر جو وقت رہے بہت خوش رہے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔ جنازہ میں بے پناہ اجتماع تھا۔ حضرت رائے پوریؒ کے حکم پر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دامت برکاتہم (جو اس وقت حضرت رائے پوریؒ کے جانشین ہیں) نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جالندھر میں آپ کا مزار بنا۔

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

No. 6771S সাপ্তাহিক WEEKLY REGD.L. No 713P

তরজুমানেইসলাম TARJUMANE ISLAM

লাহোর LAHORE price

# پیغمبرِ اسلامؐ اور اس کے صحابہ کرامؓ

# کے لائحۂ عمل

مولوی فضل احمد قریشی

ھنگر ضلع کرھاٹ

اسلام کا داعی، مسلمانوں کا رسول اور کائنات کا سردار بھی اس دنیا کے ایک حصہ پر حکومت کر چکا ہے لیکن اس کی زندگی کتنی پاکیزہ تھی، اس کے ادصاف و اخلاق کتنے پسندیدہ تھے۔ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اس نے کبھی ڈپلومیسی (تدبر) سے کام نہیں لیا۔ اس نے کبھی پالیسی (مصلحت) کو اپنا شہباز نہیں بنایا۔ اس نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔ اس نے اپنے بدترین دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ اس نے میدانِ جنگ میں پہنچ کر بھی خود تلوار نہیں چلائی اور مجاہدین کو بھی حکم دے دیا کہ وہ اقدارِ انسانی کو کبھی اور کسی حالت میں پامال نہ ہونے دیں۔

پیغمبرِ اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ کیسا مربیانہ اور مساویانہ سلوک کیا۔ کس طرح انہیں گلے سے لگایا۔ کیونکہ ان کی شقاوتوں و رندگیوں اور سفاکیوں پر خطِ عفو کھینچ دیا اس نے محکوموں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ انہیں کیسے حقوق دیے۔ ان کی آزادیٔ فکر، آزادیٔ رائے، آزادیٔ گفتار، آزادیٔ اجتماع کو کس طرح ہر حالت میں ملحوظ رکھا۔

پیغمبرِ اسلام نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد بھی نقر و فاقہ کی زندگی بسر کی۔ اس نے سونا بنٹایا، موتی بانٹے، چاندی تقسیم کی لیکن گھر میں تیل نہ تھا کہ دیا جلتا، آٹا نہ تھا کہ روٹی پکتی۔ روپیہ نہ تھا کہ پوشش کی ضرورتیں اپنے طور پر پوری ہو سکتیں (اقبال اور عشقِ رسولؐ، مشت نمونہ از خروارے)

یہ تھی ہمارے پیارے رسول کی زندگی۔ ٹھیک اس نقشِ قدم پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عملی نمونہ تھا۔ انہوں نے اول سے لے کر آخر تک قرآن و سنتِ رسول کی خدمت میں اپنی زندگی گزاری۔ انہوں نے اسلام کی خاطر کفر کے مقابلہ میں ہر محاذ پر جانی و مالی قربانیاں پیش کیں۔ ان کی زندگی پُرامن۔ ان کے لائحہ عمل پُرامن۔ ان کی ساری ضابطۂ حیات پُرامن۔ ایمانداری، امانت داری و دیانت داری، ان کی زندگی کی اولین شرط تھیں۔ ان کے دل و دماغ خودداری، دھوکہ بازی، چغلی سے صاف ستھرے تھے۔ دین کے مقابلے میں دنیا کو کبھی ترجیح نہیں دیتے تھے (راقم الحروف)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک دفعہ بازار میں تشریف رکھتے تھے کہ جماعت کا وقت ہو گیا۔ دیکھا کہ فوراً سب کے سب اپنی اپنی دکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو گئے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں لوگوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے کہ:

"ان مسجدوں میں ایسے لوگ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے بالخصوص نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے نہ بیچنا۔ ایسے دن کی پکڑ سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی۔" (بیان القرآن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"وہ لوگ تجارت وغیرہ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوتے تھے لیکن جب اذان کی آواز سنتے تو سب کچھ چھوڑ کر فوراً مسجد میں چلے جاتے۔"

ایک جگہ کہتے ہیں کہ:

"خدا کی قسم یہ لوگ تاجر تھے مگر ان کی تجارت ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہیں روکتی تھی۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بازار میں تشریف رکھتے تھے کہ اذان ہو گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے سامان کو چھوڑ کر نماز کی طرف چل دیے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله سے یاد فرمایا۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب حق تعالیٰ جل شانہٗ تمام دنیا کو ایک جگہ جمع فرمائیں گے تو ارشاد ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جو خوشی و غم دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کے حمد کرنے والے تھے تو ایک مختصر جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جائے گی۔ پھر ارشاد ہوگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو راتوں میں اپنی خوابگاہوں سے دور رہتے اور اپنے رب کو خوف و رغبت کے ساتھ یاد کرتے تھے تو ایک دوسری مختصر جماعت اٹھے گی اور وہ بھی جنت میں بغیر حساب داخل ہو جائے گی۔

پھر ارشاد ہوگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارت یا بیچنا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہیں روکتا تھا تو ایک تیسری جماعت مختصر سی کھڑی ہوگی اور جنت میں بغیر حساب داخل ہوگی۔ اس کے بعد بقیہ لوگوں کا حساب شروع ہو جائے گا۔ (حکایاتِ صحابہؓ)

# ترجمان اسلام

## یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗ اَخْلَدَہٗ

پیسہ گن گن کر رکھنے کے بعد اس کے (سرمایہ دار) کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا۔ یعنی اس کی ہر ایک ضرورت مال ہی سے پوری ہوتی رہے گی۔ یہ طبعی بات ہے کہ بعض کام تو واقعی مال سے ہی پورے ہوتے ہیں مگر انسان کی بعض ضرورتیں ایسی بھی ہیں، جن کے لئے علم و اخلاق چاہیئے ورنہ اس آدمی پر لوگ اعتبار نہیں کرتے۔ اور یہ بات کہ ہر ضرورت مال سے ہی پوری ہوتی ہے، اخلاقِ حسنہ کی لغویت کو ظاہر کر دیتی ہے۔

یہ سرمایہ داروں کی عادت ہے کہ جب اپنی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو ایک مصلح لیڈر پر طعن و تشنیع شروع کر دیتے ہیں کہ یہ اصلاح کرتا پھرتا ہے۔

روپیہ پیسہ تو اس کے پاس نہیں۔ ان کے پاس یہ دستور ہے کہ جائز او ناجائز طریقہ سے مساکین کو لوٹو اور کھاؤ۔ ان سرمایہ داروں میں نہ رحم ہے نہ اخلاق، یہ بڑی مچھلیاں ہیں جو چھوٹی مچھلیوں کو کھا جاتی ہیں۔

وہ چاہتے ہیں کہ غربا غلامی کی زنجیر میں جکڑے رہیں

ان کو اپنا محتاج بنایا جائے۔

یہ سرمایہ پرستوں کی عادت قبیحہ ہے۔

---

جمعہ ۹ مئی ۱۹۶۹ء مطابق ۲۱ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ قیمت ۲۵ پیسے جلد ۱۲۔ شمارہ نمبر ۱۸

مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

تلخیص و ترتیب زاہد الراشدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

(آخری قسط)

## عاریت

اقتصادی نظام کے اخلاقی شعبہ میں "عاریت" بھی نمایاں جگہ رکھتی ہے۔ کسی شخص کا اپنی ملکیت کے منافع کو بغیر معاوضہ کے دوسرے کی ملک بنا دینا اسلامی نقطہ نظر سے عاریت کہلاتا ہے۔

## امانت

اگرچہ ظاہر بیں نگاہوں میں امر کا تعلق معاشی نظام سے نظر نہیں آتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی بعض حالات میں اہم معاشی ضرورت کو پورا کرنے کی کفیل ہے۔ ایک شخص اگر نقد یا مال کسی دوسرے شخص کے پاس امانت رکھتا ہے۔ اور صاحبِ امانت کو بوقتِ ضرورت امانت میں تصرف کی اجازت دے دیتا ہے تو کیا اس سے انکار کیا جا سکتا ہے، کہ اس طرح کس قدر اہلِ حاجات کی ضروری حاجات کو پورا کیا جا سکتا ہے

## دیگر نظام ہائے اقتصادی کا موازنہ

دنیوی نظام ہائے اقتصادی جو اس دورِ جدید میں یا دنیا کی حکومتوں پر مسلط ہیں اور یا پروپیگنڈا کے زور سے مسلط ہونا چاہتے ہیں۔ اسلامی اقتصادی نظام کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں اور کیا واقعی اقتصادی نظام کے مفاسد کا بہترین حل ان کے ذریعہ ہو سکتا ہے یا اسلام کا اقتصادی نظام ہی اس مرض کا واحد علاج ہے؟ موجودہ دور میں دنیا کی حکومتوں پر مختلف شکلوں میں مکمل یا ناقص دو ہی نظام کا تسلط ہے۔ اور اس لئے وہی دونوں قابلِ بحث ہیں۔ ایک فیسزم اور دوسرا سوشلزم۔

## فاشیت اور نازیت

فیسزم یا فاشیت کا نظریہ اگرچہ اپنے اندر ایک طویل بحث کی گنجائش رکھتا ہے۔ لیکن نتیجہ کے اعتبار سے وہ حسبِ ذیل چند اصول پر قائم ہے اور اس کا تمام نظام ان ہی اصول کے ساتھ وابستہ ہے۔

(۱) تمام ذرائع پیداوار افراد کے ہاتھوں میں اس طرح آزاد رہیں کہ ان کا مفاد مخصوص افراد کے حق میں ثابت ہو نہ کہ جماعت اور سماج کے حق میں۔

(۲) پیداوار نجی فائدہ کے اصول پر نہ ہو کہ عوام کی ضروریات کے فائدہ کے اصول پر وہ ضروریات کے تخمینہ کی مطابقت کی بجائے ذاتی اغراض کے اندھا دھند طریقہ پر ہو۔

(۳) ان ہر دو مقاصد کو کامیاب بنانے کے لئے ایسے طرزِ حکومت کی طرح ڈالی جائے جس میں قوانین کے ذریعہ سرمایہ داری کی حفاظت و ترقی کا سامان فراہم ہو سکے اسلامی اور اقتصادی نظام اور فسطائی فاشی نظام میں فرق کو حسبِ ذیل نقشہ سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

### اسلام کا اقتصادی نظام

(۱) دولت و ذرائعِ دولت کا مخصوص طبقہ میں محدود رہنا حرام ہے۔
(۲) انفرادی ملکیت محدود ہے۔
(۳) انفرادی ملکیت اجتماعی حقوق کے زیرِ اثر ہے۔
(۴) اقتصادی نظام کی بنیاد عوام کے مفاد پر قائم ہے
(۵) عام معاشی خوشحالی ضروری ہے۔
(۶) معاشی دستبرد سے حاکمیت و محکومیتِ اقوام لعنت ہے
(۷) اکتناز (جمع خزانہ) و احتکار (اجتماعی حقوق سے باز رہنا) کی مطلق گنجائش نہیں۔
(۸) نسلی خاندانی، طبقاتی اور جغرافیائی امتیازات اس سلسلہ میں قابلِ تسلیم نہیں۔

### فسطائی اقتصادی نظام

(۱) دولت و ذرائعِ دولت کو مخصوص طبقہ کی انفرادی و اجتماعی اغراض کے لئے ہونا ازبس ضروری ہے
(۲) انفرادی ملکیت لامحدود ہے۔
(۳) انفرادی ملکیت اجتماعی حقوق اور مفادِ عامہ سے مستغنی و بالاتر ہے۔
(۴) نظام کی بنیاد مخصوص افراد اور خاص طبقہ کے مفاد پر قائم ہے۔
(۵) عوام کی معاشی بدحالی و کساد بازاری اس کا لازمی نتیجہ ہے
(۶) معاشی دستبرد کے ذریعہ غلامی اور اقوام کی محکومی لازم و ضروری ہے۔
(۷) احتکار و اکتناز ضروری اور موجبِ سعادت امور ہیں
(۸) نسلی، جغرافیائی اور طبقاتی امتیازات ضروری ہیں۔

## اشتراکیت

اسلام جس مکمل قانون کا نام ہے۔ اس کے ساتھ اشتراکیت (کمیونزم) کا کبھی رابطۂ اتحاد ناممکن ہے۔ اس لئے کہ کارل مارکس اور دوسرے اشتراکی راہنماؤں نے جس فلسفہ پر مارکسزم کی بنیاد قائم کی ہے۔ اس میں خدا کا انکار اور الٰہیات کی نفی صفِ اول میں جگہ پاتے ہیں اور اس لئے اس کا علم الاخلاق بھی اسی کی روشنی میں مہذب و مرتب کیا گیا ہے لہٰذا اس کے فلسفۂ لادینیت کے ساتھ اسلام کا کوئی رابطہ اور تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب ہم اس فلسفہ کے نقطۂ اقتصادی پہلو سے بحث کرتے ہیں تو اس وقت ہم کو اس حقیقتِ ثابتہ کے اظہار میں کوئی باک نہ ہونا چاہیے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اقتصادی نظام کے بہت سے اصول میں اسلام اور اشتراکیت باہم متقارب نظر آتے ہیں اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف دونوں ہم آہنگ ہیں۔ اگرچہ طریقِ کار کے اختلاف سے دونوں کی راہیں اس وادی میں قطعاً جدا جدا ہیں۔ اسلام کے اقتصادی نظام اور اشتراکی اقتصادی نظام کے درمیان جن امور میں اتفاق ہے۔ وہ حسبِ ذیل ہیں:۔

(۱) اکتناز اور احتکار یا جمع دولت اور مخصوص طبقہ میں دولت کی تحدید نہ یہ جائز قرار دیتا ہے اور نہ وہ، دونوں ہر دو امور کو باطل اور اقتصادی زندگی کے لئے تباہ کن سمجھتے ہیں۔

(۲) دونوں ضروری سمجھتے ہیں کہ اقتصادی نظام کی اساس و بنیاد عام معاشی مفاد پر قائم ہو اور ہر شخص کو معاش سے حصہ ملے اور کوئی شخص بھی اس سے محروم نہ رہے۔

(۳) دونوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اقتصادی نظام کے دائرہ میں تمام انسانی دنیا جغرافیائی، طبقاتی اور نسلی و خاندانی امتیازات سے یکسر جدا ہو کر یکساں اور برابر حیثیت میں شمار ہو۔

(۴) ان دونوں میں اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ جماعتی حقوق انفرادی حقوق پر مقدم ہوں۔

(۵) ان دونوں کے درمیان یہ بھی مسلّم ہے کہ معاشی دستبرد کے ذریعہ حاکم و محکوم اور غلام و آقا کا سسٹم قائم نہ ہو سکے اور قائم شدہ کو مٹا دیا جائے۔

یہ ہیں وہ امور جن میں دونوں اقتصادی نظام ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔ لیکن دو امر ایسے ہیں کہ جن میں ان دونوں کے درمیان بنیادی اور اساسی اختلاف ہے اور ان ہر دو امور میں ایک دوسرے کے ساتھ کسی طرح مطابقت پیدا نہیں کی جا سکتی اور یہ اختلاف اس وقت اور زیادہ واضح ہو جاتا ہے جبکہ سوشلزم کا آخری درجہ کمیونزم کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ جس کا تجربہ آج کل روس میں کیا جا رہا ہے۔

### اسلامی اقتصادی نظام

۱۔ دولت و ذرائعِ دولت میں انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی حدود قائم کر دی جائیں۔
۲۔ حقِ معیشت کی مساوات کے اعتراف کے ساتھ بلحاظ معیشت اختلافِ مدارج تسلیم کرتے ہوئے احتکار کو روکا جائے۔

### اشتراکی اقتصادی نظام

۱۔ دولت و ذرائعِ دولت سے انفرادی ملکیت کو مٹا دیا جائے
۲۔ بلحاظ معیشت اختلافِ درجات کا انکار کیا جائے اور معاشی لحاظ سے بھی سوسائٹی میں مساوات تسلیم کی جائے۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ہفت روزہ
# ترجمانِ اسلام
لاہور

جمعہ ۹ مئی ۱۹۶۹ء ۲۱ صفر ۱۳۸۹ھ

جاری کردہ
حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگرانِ اعلیٰ
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

نگران
حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

ایڈیٹر
احمد حسین کمالؔ

معاون ایڈیٹر
حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی

جلد —— ۱۲
شمارہ —— ۱۸

فی پرچہ
۲۵ پیسے

## مودودیوں کی بوکھلاہٹ
## آئین میں غلط بیانی کا آسرا

جوں جوں عوام میں یہ تأثر یا شبہات بڑھتے جا رہے ہیں کہ مودودی صاحب کا تعلق بیرونی ممالک سے ہے یا وہ امریکہ کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں، مودودی صاحب کے چیلوں کی بوکھلاہٹ بڑھتی جا رہی ہے ہم نے بار بار اعلان کیا اور تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام اسلام کا عادلانہ نظام اور خدا ترسانہ حکومت چاہتی ہے۔ جس سے ملک سرمایہ داری اور الحاد آفریں اشتراکیت دونوں کا انسداد ہو سکے۔

مگر بیچارے مودودیے یہی تصور دینے کی ناپاک کوشش کرتے چلے جا رہے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام سوشلزم کی حامی ہے یا پیپلز پارٹی سے متحد ہے یا اتحاد کر رہی ہے۔ یہی تصور دلانے کے لئے مودودیے پرچے "آئین" ۲۹ اپریل ۱۹۶۹ء میں پیپلز پارٹی اور جمعیۃ علماء اسلام کے عنوان سے ایک شذرہ لکھا ہے جو جھوٹ کا پلندہ ہے۔

(۱) اس مضمون میں اتحاد کرنے کے سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام (غلام غوث ہزاروی گروپ) کے الفاظ لکھ کر گویا یہ باور کرانے کی سعی کی ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام میں بھی متعدد گروپ ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں فی الحال صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھنا ہی بہتر سمجھتے ہیں۔

(۲) اس مضمون میں یہ بھی لکھا ہے کہ ڈاکٹر مبشر حسن صاحب نے اپنے معزز مہمانوں کے لئے شاندار دعوت کا اہتمام کیا تھا جس میں غلام غوث ہزاروی، مولانا محمد اکرم، ذوالفقار علی بھٹو اور بعض دوسرے لیڈر موجود تھے۔

ہم مودودی صاحب اور اس کے ان تمام چیلوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ جمعیۃ کے علماء موصوفین کی نہ تو دعوت کی گئی نہ اس کا اہتمام کیا گیا، نہ شاندار نہ غیر شاندار۔ نہ ان حضرات نے وہاں کھانا کھایا۔ اگر مودودی اور اس کے مریدوں بلکہ ان کے ساتھ امریکی سارے ایجنٹوں میں ایمانی صداقت کی رتی بھر موجود ہے تو وہ اس شاندار دعوت کو ثابت کریں۔ جس کا اہتمام ان علماء کرام کے لئے کیا گیا، یا ان حضرات نے اس میں شمولیت کی۔ ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی آیت بار بار پڑھیں۔ اس بیان میں خاکساروں اور اسلام لیگ پر بھی ان سکہ بند صالحین نے چھینٹیں پھینکی ہیں۔ جس کا جواب وہ خود دیں گے۔

مضمون میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر مبشر صاحب نے ہزاروی صاحب کو بتایا کہ وہ جو سوشلزم نافذ کرنا چاہتے ہیں اس میں سب کچھ اسلام کے مطابق ہوگا۔ اگر یہ بات مبشر صاحب نے کہی ہو، تو معلوم نہیں اسلام کے ٹھیکیدار سکہ بند صالحین کو اس سے کیوں مروڑ لگتے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو حضرت مولانا کی تبلیغ کامیاب رہی اور اس پر اسلام پسندوں کو خوش ہو کر مزید کوشش کرنی چاہیئے تھی۔ کیا مودودیے یہ پسند کرتے ہیں کہ یہاں کے کروڑوں مسلمانوں بلکہ کروڑوں عربوں کو بھی کافر بنا دیں۔ یا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہر ایک کے پاس جا کر حق کی دعوت دینا مناسب ہے۔

کیا آپ اس جملے سے عوام کو اس خیال میں مبتلا نہیں کرتے کہ مودودیوں کو اس کی پرواہ نہیں کہ کوئی اسلام کے قریب ہو یا دور۔ وہ تو صرف امریکہ کے مخالفین کی مخالفت ہی ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس سے بہت جلد مودودیوں کو توبہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ مسلمان ان کو یہود اور امریکہ کا پٹھو کہیں تو ان کے لئے اس کہنے کی وجہ مہیا کرنے والے وہ خود ہوں گے۔

**حقیقت حال** اس سارے افسانے کی حقیقت صرف یہ ہے کہ ایبٹ آباد میں ایک آدمی نے جو اپنے کو مودودی فرقہ سے متفق ظاہر کرتا ہے۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ جس میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اسلامی جماعت امریکہ کی تنخواہ دار ایجنٹ ہے۔ مودودی گمراہ ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

عدالت نے فرد جرم عائد کر کے مولانا سے صفائی کی شہادت طلب کی ہے۔ مولانا اب مودودی پہ الزام لگانے والے سابق وزیر داخلہ حبیب اللہ خاں سابق وزیر داخلہ قاضی فضل اللہ صاحب نیز سابق وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو سے مل کر اس الزام کے سلسلہ میں صفائی کی شہادت کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور اسی سلسلے میں مولانا صاحب ڈاکٹر مبشر صاحب سے ملے۔ جہاں بعد میں بھٹو صاحب بھی آ گئے تھے۔

اب مودودیوں کو پتنگے لگے ہوئے ہیں اور وہ ڈاکٹر مبشر کی عالیشان کوٹھی کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کا قطب الاقطاب مودودی صاحب لندن میں کس ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا، اور خرچ کا کیا انتظام تھا، اور کھدر کیا تھے

(باقی صفحہ ۷ پر)

مالک نور الٰہی پرنٹر نے قلم پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

## مشرقی پاکستان کا دورہ

# جمعیۃ علماء اسلام سلہٹ ضلع میں عظیم الشان کانفرنس

یہ مضمون مشرقی پاکستان کے دورہ سے واپسی پر دفتر کے حوالہ کر دیا گیا تھا، مگر ہم ندامت سے عرض کرتے ہیں کہ دفتر والوں کی بے توجہی کا شکار ہو گیا۔ اب اس کو قسط وار شائع کیا جا رہا ہے۔ (مدیر)

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سلہٹ نے دو روزہ کانفرنس کرنے کا اعلان کیا تھا۔ جس کے لئے بڑے پیمانے پر تیاریاں کی گئی تھیں۔ کانفرنس سلہٹ مدرسہ عالیہ کے میدان میں ہوئی پنڈال کو سائبانوں سے چھت دیا گیا تھا۔ رضاکار (انصار الاسلام) جمعیۃ کے بیج لگائے، ڈنڈے ہاتھوں میں لئے پنڈال کے چاروں طرف انتظامات کر رہے تھے۔ رات کے لئے روشنی اور بجلی کا انتظام تھا۔ لاؤڈ سپیکروں کے لئے بیٹری مہیا کر دی گئی تھی۔

**پہلا اجلاس** یہ عظیم الشان کانفرنس دس بجے صبح سے زیر صدارت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب شیخ بھاگہ خلیفہ اعظم حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رح شروع ہوئی۔ اجلاس میں غیر معمولی اجتماع تھا۔ حافظ محمد اختر صاحب اور حمید الحق صاحب نے تلاوت سے اجلاس کا آغاز کیا۔ جس کے بعد حضرت مولانا شیخ عبد الکریم صاحب سرپرست جمعیۃ علماء اسلام نے افتتاحی تقریر فرمائی۔

آپ کے بعد حضرت مولانا نور الدین صاحب جامعہ قرآنیہ گوہر پور نے بنگلہ زبان میں جمعیۃ علماء اسلام میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔

پھر حضرت مولانا فخر الدین صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام تھانہ بالاگنج اور مہتمم دار السنۃ گلوگاؤں نے تقریر فرمائی۔ ان کے بعد حضرت مولانا شمس الاسلام صاحب شیرپوری نے خطاب فرمایا۔

**دوسرا اجلاس** کانفرنس کا دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر دو بجے سے حضرت مولانا شیخ حبیب الرحمٰن صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام محکمہ (تحصیل) مولوی بازار منعقد ہوا۔ جناب حافظ عبد الرحمٰن صاحب نے تلاوت قرآن فرمائی اور حضرت مولانا مفضل علی صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام تھانہ گلاب گنج نے بنگلہ میں تقریر فرمائی، جن کے بعد صوبائی ناظم عمومی حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی نے جامع و مانع اور پر جوش تقریر کرتے ہوئے جمعیۃ کی کارگذاریوں پر روشنی ڈالی۔ پھر حضرت مولانا عبد الخالق صاحب نے نظم سنائی۔ اور اجلاس نماز عصر کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

نماز عصر کے بعد حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے مختصر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی نظام کا مقابلہ کوئی نظام نہیں کر سکتا۔ جمعیۃ علماء اسلام کی شرکت سے مجلس عمل کے سامنے حکومت کو جھکنا پڑا اور عوام کو رائے دہندگی اور عوامی حکومت کا حق دیا گیا۔ جمعیۃ کے نمائندے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب نے اسلامی مطالبہ پیش کیا۔ مگر ان کی تائید نہ مودودی نے کی نہ چوہدری محمد علی نے۔

اگر آپ حضرات کو واقعی اسلامی اقدار نافذ کرانی ہیں تو نئی بننے والی پارلیمنٹ کے لئے جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ تعاون کریں۔

**عظیم الشان جلوس** نماز عصر کے بعد جلسہ گاہ سے عظیم الشان جلوس علماء و عوام کا نکلا۔ جس میں کم و بیش بیس ہزار آدمیوں نے شرکت کی۔ قیادت حضرت مولانا ریاست علی صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع سلہٹ، حضرت مولانا عبد النور صاحب ناظم استقبالیہ حضرت مولانا محی الدین خاں صاحب ڈھاکہ، حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی حضرت مولانا اشرف علی صاحب ناظم ضلع اور خاص کر حضرت مولانا شیخ بشیر احمد صاحب خلیفہ اعظم حضرت مدنی فرما رہے تھے۔ سالار انصار الاسلام ضلع سلہٹ حضرت مولانا حسین احمد صاحب بمعہ ایک ہزار رضاکاروں کے جلوس کے ساتھ شریک تھے۔ جمعیۃ کے جھنڈے اور مختلف بینر تھے اسلامی آئین، صوبائی حقوق..... تنسیخ قوانین باطلہ اور جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد، اور ہمارا مطالبہ اسلام ہے کے نعروں سے فضا گونج رہی تھی۔ اہل شہر نے پہلی بار اس شان روحانیت اور صداقت کا اتنا بڑا جلوس دیکھا۔ جلوس مختلف راستوں اور بازاروں سے ہوتا ہوا پھر جلسہ گاہ پر ختم ہوا۔

**تیسرا اجلاس** مغرب کے بعد تیسرا اجلاس شروع ہوا جس میں حضرت مولانا محمد اجمل صاحب صوبائی ناظم جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے اپنے مخصوص انداز میں گھنٹہ بھر تقریر فرمائی۔ حضرت مولانا عبد الجبار صاحب ناظم ڈھاکہ اور حضرت مولانا محی الدین خاں صاحب ڈھاکہ نے بھی بنگلہ میں خطاب فرمایا۔

## حبیب گنج میں تاریخی اجلاس

**جلوس** جمعیۃ علماء اسلام کا وفد ۲۲ مارچ کو مولوی بازار سے روانہ ہو کر دس بجے حبیب گنج پہنچا جہاں لاتعداد حضرات اسٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تھے چنانچہ ان حضرات نے عظیم الشان جلوس نکالا۔ جو اسلام زندہ باد جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد، علماء حق زندہ باد، علماء مغربی پاکستان زندہ باد، اسلامی آئین زندہ باد کے نعرے لگاتا ہوا بازاروں سے گذرتا ہوا جیلی فیلڈ میں ختم ہوا۔ جہاں عظیم الشان اجتماع کے اندر جلسہ شروع ہو گیا۔ نماز ظہر کے وقفہ کے بعد زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کارروائی کا آغاز کیا گیا۔ اجلاس میں تقریباً پچاس ہزار مسلمانان علاقہ نے شرکت کی۔ ہر طرف آدمی ہی آدمی نظر آ رہے تھے۔ پنڈال بھرا ہوا تھا۔ عوام گیٹ سے ہی داخل ہو سکتے تھے۔ پنڈال کی آرائش اور سٹیج کا اچھا انتظام تھا علاقہ بھر سے انصار الاسلام (رضاکاران جمعیۃ) عربی قومی مدارس سے سینکڑوں کی تعداد میں موجود انتظام کر رہے تھے۔ جن کو بیج لگے ہوئے تھے۔

تلاوت قرآن کے بعد حضرت مولانا مسیح الرحمٰن صاحب ناظم استقبالیہ نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ پھر حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب نے اردو میں اور حضرت مولانا محی الدین خاں صاحب نے بنگلہ میں خطاب فرمایا۔

ان کے بعد حضرت مولانا محمد اجمل صاحب نے نہایت فصیح و بلیغ انداز میں اردو میں تقریر فرمائی۔ جن کے بعد حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی نے تقریباً تمام تقاریر کا خلاصہ بنگلہ زبان میں بیان فرمایا۔ اتنے میں جلسہ گاہ میں حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی پہنچ گئے۔ جس سے فضا نعروں سے گونج گئی۔ پھر ہر دو حضرات نے یکے بعد دیگرے خطاب کیا۔ عظیم اجتماع نے ہاتھ اٹھا کر جمعیۃ علماء اسلام کے پروگرام سے اتفاق اور اس کے نظام کو وسیع و مضبوط کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب نے کلمہ شہادت پڑھا کر عہد لیا اور کہا کہ گول میز کانفرنس میں صرف ہمارے ان دو بزرگوں نے اسلامی نظام کا مطالبہ کیا۔ افسوس کہ دوسری جماعتوں نے اس کی تائید بھی نہ کی۔ آئندہ بھی اگر آپ اسلامی آئین کے لئے صحیح خدمت چاہتے ہیں تو انتخابات میں جمعیۃ کا ساتھ دیں۔

آخر میں مولانا شفیع الدین صاحب ایم اے تھانہ لاکھائی نے چند تجاویز پیش کیں۔ جو بالاتفاق پاس ہوئیں اور یہ مبارک اجتماع حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ کی دعا پر ختم ہوا۔

**خصوصی اجلاس** رات کو بعد نماز عشاء تقریباً تین سو علماء دین کا خصوصی اجلاس ہوا جس کو حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے خطاب کیا۔

**خصوصی اجتماع** ۱۹ مارچ کو صبح سات بجے سے زیر صدارت حضرت مولانا ریاست علی صاحب محدث حنفیہ مدرسہ رانا پنگ شروع ہوا۔ جس میں مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے ایک گھنٹہ تک علماء دین سے خطاب کرتے ہوئے موجودہ حالات پر تبصرہ کیا اور جمعیۃ کے نظام کو پھیلانے اور مضبوط کرنے پر زور دیا۔ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

احمد حسین کمال

# اصل حقیقت کیا ہے؟

"سیر و سفر" کے دوران انسان کو عجیب و غریب انکشافات دیکھنے کے لئے مل جاتے ہیں۔ ذہنی "سیر و سفر" میں اس طرح کے انکشافات کی کوئی حد نہیں رہتی۔

چنانچہ حال ہی میں "سیر و سفر" (ایشیا ۲۷ اپریل ۱۹۶۹ء) کا ایک بالکل ہی جدید انکشاف نظر نواز ہوا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ:-

—— نوعیت کے اختلاف سے اسلام کا مطالبہ پس پشت ڈال دینا تدبر کی اعلیٰ قسم ہے۔

قصہ دراصل یہ ہے کہ مرحوم گول میز کانفرنس میں مفتی محمود صاحب نے اسلام کے ۲۲ مطالبات اور مسلمان کی تعریف متعین کرنے کا وہ مطالبہ پیش کر دیا جو تحریک پاکستان کی نظریاتی اساس ہے۔

لیکن چونکہ ابھی تک اس مطالبہ کی تکرار و نعرہ پبلک اسٹیجوں، جلسوں، اپنے سیاسی حریفوں کی مخالفتوں اور گروہ بندیوں کو مستحکم و مقبول عام بنانے کی حد تک ہی مخصوص رہا ہے۔

اور اب پہلی بار حضرت مفتی محمود صاحب جرأت مومنانہ سے کام لے کر یہ مطالبہ اس گول میز کانفرنس میں پیش کر دیا تھا۔ جو اگر ملک کے حالات دوسرا رخ اختیار نہ کر جاتے تو ملک و ملت کی قسمت کے لئے فیصلہ کن ثابت ہوتی۔

یہ بات بالکل واضح تھی کہ گول میز کانفرنس میں اس مطالبہ کے پیش ہونے کے بعد اگر مودودی صاحب بھی جو اسلامی نظام کے قیام کے پرانے داعی چلے آ رہے ہیں۔ اس کی تائید و حمایت کر دیتے۔ تو گول میز کانفرنس کے دوسرے شرکاء کے لئے بھی حمایت و تائید نہ کرنے کا کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔

اور کم از کم پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار سب سے اعلیٰ اور مشترکہ سیاسی سطح پر اسلام کا کاز اولین کاز بن جاتا

مودودی صاحب سے اس مطالبہ کی حمایت کی توقع اس لئے بھی تھی کہ انہوں نے ماضی میں ہمیشہ نزاعی مسائل کے موقعہ پر اسلام کا ہی نعرہ و مطالبہ بلند کیا ہے۔

آزادی سے قبل جب برطانوی ہند کے مسلمان تحریک پاکستان اور تحریک آزادی کے سلسلہ میں مختلف الخیال تھے اور نزاع میں الجھے ہوئے تھے۔

تو مودودی صاحب اس وقت اسلام کی دعوت اصرار کے ساتھ پیش کر رہے تھے۔

اسی طرح تحفظ ختم نبوت کی تحریک کے وقت جب پاکستان میں منکرین ختم نبوت کو اقلیت قرار دینے پر اختلاف رائے برپا ہوا۔ تو مودودی صاحب اسلامی نظام کے قیام کے مطالبہ کو اولیت دینے پر اصرار کیا تھا۔

دستور پاکستان کے لئے ۲۲ نکات کا اسلامی مطالبہ جس پر مودودی صاحب نے بھی دستخط ثبت فرمائے تھے، اس وقت ہی معرض وجود میں آیا تھا۔ جب دستور کے سوال پر سنگین نزاع شروع ہو چکا تھا۔

گول میز کانفرنس کے موقعہ پر جب نزاعی مسائل نے سر اٹھا لیا تھا۔ اور متفقہ و مشترکہ مطالبات کی کوئی حیثیت و اہمیت باقی نہیں رہ گئی تھی۔ جیسا کہ بعد کے واقعات سے بالکل عیاں ہو چکا ہے۔ تو مودودی صاحب کا ماضی کا انداز فکر و طرز عمل خود اس بات کا متقاضی تھا کہ اب اسلام کے مطالبہ کو پیش پیش رکھا جاتا۔ جس کے لئے بقول معاصر "آئین":-

"کوئی فرد — نہ پہلے، نہ آج، نہ کل اس حقیقت کو جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ قوم اپنے تمام جید علماء اور ان کے طے ہوئے اصولوں سمیت اسلام کے معاملہ میں ہمیشہ اور ہر دور میں متفق رہی ہے۔ اور انشاء اللہ رہے گی"۔

(آئین لاہور ۱۶ اپریل ۱۹۶۹ء)

لیکن اس مسلمہ متفق علیہ حقیقت کے باوجود مودودی صاحب نے گول میز کانفرنس میں مفتی صاحب کے اسلامی مطالبہ کی تائید و حمایت نہیں کی۔

اور جیسے ہی پوری قوم کے سامنے یہ بات آئی۔ کہ مفتی صاحب کے پیش کردہ اسلامی مطالبات کی مودودی صاحب نے تائید نہیں کی۔ تو قوم کا ہر فرد حیران و ششدر رہ گیا۔ اور افسوس کے ساتھ ہر زبان پر یہ سوال آ گیا کہ مودودی صاحب نے مفتی محمود صاحب کے پیش کردہ اسلامی مطالبات کی تائید و حمایت کیوں نہیں کی؟

چنانچہ ہر سمت سے امنڈنے والا یہ کیوں تو ہی تھا جس نے بالآخر ایک سائل کے سوال کی صورت کو جنم دیا اور مودودی صاحب کے لئے جواباً عذر پیش کرنے کا راستہ نکالا۔

اس لئے کہ "اسلامی مطالبات" کی حمایت و تائید نہ کرنے کا مبنی بر حقیقت جواب تو کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا کسی "عذر" کی ہی آڑ لی جا سکتی تھی۔ جس پر "تدبر" کے تقاضوں کا ملمع چڑھا ہوا ہو۔ اور اس ملمع سے بھی اسی وقت کچھ آب و تاب دکھلانے کی توقع ہو سکتی تھی۔ جب اسے مفتی محمود صاحب پر کسی ندبہ کے طعن کے ساتھ عوام کے سامنے لایا جائے۔

یہ ایک نفسیاتی معاملہ ہے کہ جب انسان راہ حق سے پھسل جاتا ہے۔ اور ہر چہار طرف سے مسئول بنایا جانے لگتا ہے۔ تو اپنی حیثیت و شہرت کی برقراری کے لئے وہ یا تو شرافت کی دہائی دے گا —— یا

تدبر کے تقاضوں کی منطق استعمال کرے گا۔

یا

نزاع و اختلاف سے آلودہ نہ ہونے کا عذر تراشے گا۔ اور ایک ایسا اصول وضع کرے گا جس کے ذریعہ غرض مند افراد اس مقصد کو ہی سبوتاژ کرنے کی پوزیشن میں آ جائیں گے۔ جس کی سربلندی کا وہ سب سے بڑا مدعی بنتا ہے۔

یہاں بھی بالآخر یہی ہوا

جب مودودی صاحب سے یہ پوچھا گیا کہ آپ نے گول میز کانفرنس میں مفتی صاحب کے پیش کردہ اسلامی مطالبات کی حمایت کیوں نہیں کی؟

تو سب سے پہلے تو گریز کی ایک راہ نکالی گئی۔ کہ دراصل یہ سوال اس مزعومہ پروپیگنڈے کی وجہ سے سامنے آیا ہے۔ جسے بزعم خویش مودودی صاحب اور ان کے ساتھی یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ مفتی صاحب اور جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔

اور جس کی سب سے بڑی شہادت "چور کی داڑھی میں تنکے" کی مصداق ان کے نزدیک یہ ہے کہ ۱۵ مارچ کو خان پور میں تقریر کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا ہے کہ:-

"میں نے اسلامی نظام کے مطالبہ کو دستور میں شامل کرانے کے لئے علماء کے ۲۲ نکات کو شامل کرنے کے مطالبے کئے اور دوسرے متفقہ مطالبات کی حمایت کی۔ نیز ملکی بے چینی اور صورت حال پر روشنی ڈالی۔ میرے اسلامی مطالبات کی جمہوری مجلس عمل کے کسی بھی رہنما نے حمایت نہیں کی"۔

(۱۶ اپریل بحوالہ ترجمان اسلام ۲۸ مارچ)

یہ حصار قائم کرنے کے ساتھ وہ تاریخی عذر پیش کیا گیا۔ جس کا پہلا جزء یہ ہے کہ

—— اسلام کے مطالبہ کو نزاعی مسائل کے موقعہ پر پیش نہیں کیا جانا چاہیئے۔

اور دوسرا جزء یہ ہے کہ:-

—— اگر اسلام کے مطالبہ کے رد ہو جانے کا اندیشہ ہو، تو اسلام کا مطالبہ پیش کرنا تدبر کے خلاف ہے، بلکہ دین سے بیگانہ و بیزار طبائع کے لئے اسلام سے بچنے اور اسلامی نظام کو قائم ہونے سے روکنے کے لئے بہترین حیلہ ہاتھ آ گیا ہے۔

ملک و ملت کے حالات میں ایسا موقع شاید ہی کبھی آ سکے۔ جب دو چار نزاعی مسائل موجود نہ ہوں۔

اور یہ اندیشہ بھی کسی نہ کسی درجہ میں موجود بتایا جا سکتا ہے کہ کہیں اسلام کا مطالبہ دوسرے مسائل کی طرح رد نہ کر دیا جائے۔

اس طرح تقریر و تحریر کے اظہار کی صورت میں تو قوم کے سامنے ہر پہلو سے اسلام پیش کیا جاتا رہ سکتا ہے لیکن نزاعی مسائل کی موجودگی میں اور رد کئے جانے کے اندیشے کی وجہ سے اسے کسی ایسی سطح و مجلس میں پیش کرنا موجودہ

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مولانا انظر شاہ کشمیری دارالعلوم دیوبند

# مصائب کے بعد

(۲)

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک وطن کے اس تمام اضطراب وقلق پر خود جبرئیل امین نے مکہ ہی میں دو بار تشریف آوری کی نوید جانفزا بھی ان الفاظ کے ساتھ سنائی تھی کہ :-

"جس مقتدر و قدیر ہستی نے آپ پر تبلیغ قرآن کا فرض عائد کر دیا وہ آپ کو مکہ بھی ضرور واپس لائے گا"

"معاد" کیا ہے - تقریباً تفسیری روایات اس پر متفق ہیں کہ مکہ ہی کا دوسرا نام ہے - میرے نزدیک آیت کا مطلب یہی ہے کہ جس قادر ہستی نے

یا یھا الرسول بلغ ما انزل الیك

کہ قرآن کی تبلیغ و نشر و اشاعت کیجئے

قرآن عظیم کی تبلیغ کا جانگسل فرض آپ کے ذمہ لگایا تھا - ان حالات میں قرآن کی تبلیغ آپ کو کس قدر مشکل اور ناممکن نظر آتی تھی - ساری مخالفتوں کا ایک ہی مقصد تھا - یعنی پیغمبر اعظم کو قرآن کی اشاعت اور تبلیغ سے روکنا لیکن ہم نے ایک ناممکن کو جس طرح ممکن بنا ڈالا - ایسے ہی آج مکہ میں دوبارہ بظاہر حال گو واپسی کا امکان انسانی عقل کے نزدیک کس درجہ کمزور بات ہے - لیکن قدیر و قادر اس ناممکن کو بھی ممکن بنا کر رہے گا - اور پھر حالات نے بتا دیا کہ قرآن کی پیشین گوئی بھی حرف بہ حرف صادق ہو کر رہی اور مغلوب و مقہور چند ہی سال میں فاتح و منصور ہو کر اسی زمین پر آ کھڑا ہوا - جہاں سے بے کسی و بے بسی کے عالم میں جلا وطن کیا گیا تھا -

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت بھی سامنے رکھیئے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اوذیت ما اوذی بنی قبلی او احد قبلی

مجھے جتنا ستایا گیا - اس قدر مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ستایا گیا -

پس جیسے مکہ معظمہ اعدا نے وطن ہی میں ستانے والوں نے اذیت رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا اور جس کے لئے آخری مصیبت ، اور کہیئے کہ سب سے زیادہ زہرہ گداز مرحلہ وطن سے بے وطن ہونے کا درپیش تھا - اسی کے لئے اگر ہجرت سے پہلے شاندار اور تابناک مستقبل کی جھلک دکھانے کے لئے معراج کا ارتقائی سفر اور عروجی منزلوں کا سفر مہیا ہو تو اس پر حیرت کیوں ؟

دنیا کس انداز سے سوچتی ہے - عُسر کے ساتھ یُسر کا پیوند قدرتی طور پر جو لگا دیا گیا ، میں سمجھتا ہوں کہ اس فطری ترتیب کے بعد معراج کا ہونا تعجب کی بات نہیں بلکہ نہ ہونا ایک حیرت انگیز امر ہوتا - اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ پیغمبر فداہ ابی و امی کی ساری مصائب جسمانی ہی تھیں تو پھر راحت و آسودگی کے لئے روح سے زیادہ خود جسم ہی کا حق تھا - غور و فکر کے اس خاص زاویہ کو اگر سامنے رکھیئے تو یقیناً معراج کو جسمانی ہی ماننا پڑے گا - میں پوچھتا ہوں کہ دنیا برزخ اور عالم آخرت میں عذاب و ثواب راحت و کلفت کے باب میں کہاں جسم و روح کا تعلق ٹوٹ رہا ہے - اگر دونوں کا یہ ربط غیر منقطع ہے ، تو پھر معراج کے کسی ایک پہلو پر زور ہی بے معنی ہے - صاف بات یہ ہے کہ معراج نہ صرف جسمانی تھی اور نہ فقط روحانی بلکہ "جسمانی و روحانی" دونوں ہی تھی -

سوال یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ آسودگی جسم و روح کے لئے آیات الٰہی کے مشاہدہ ہی کا باب کیوں منتخب کیا گیا - میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال ہماری اس طول طویل دنیا مشاہدہ سے صرف نظر کا ایک واضح غلط نیصلہ ہے - بتانے والے بتائیں کہ ایک مے نوش کی پوری لذت کام و دہن شراب کے پے بہ پے جام ہائے رنگین کے سوا دنیا کی کسی اور شراب یا منظر میں ہو سکتی ہے - بھوک سے بیتاب انسان کی سب سے بڑی خواہش ماکولات و کھانے کی چیزوں کی بہم رسانی میں ہے یا رنگ برنگ کے حسین و شاداب چمنستانوں میں - بس ایک پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح و جسم کی آسودگی - آیات الٰہی کے منظر اور عجائبات کے سوا اور کس چیز میں ہو سکتی تھی ؟ اس لئے میرا خیال تو یہ ہے کہ آپ کی آسودگی کے لئے سوائے اس ارتقائی مسافرت کے کوئی اور چیز کیسے درست ہوتی !

سو سال ہی کے عرصہ میں سائنس نے کتنی کروٹیں بدلیں - آج جن نظریات کو حقیقی اور واقعی قرار دیا جا رہا ہے کیا ضمانت ہے کہ آنے والی کل میں بھی خود سائنس اسی نظریہ پر قائم رہے گی - ایک زمانہ تھا کہ آسمان کے وجود سے بالکل انکار پھر اس کے بعد ان کے لئے "حد نظر" کا چرچا - اس سے آگے بڑھ کر "افق عالم" کی بات - خدا خدا کر کے اب سائنس ہی کے حلقے آسمان کے وجود کے قائل ہو گئے - بلکہ دہریت کے منادا اور خدا کے وجود کے سب سے بڑے منکر روس ہی کے بعض سائنس دانوں نے آخر کار اس کو بھی مان لیا کہ دنیا اور فلکیات بہ شمول سورج و چاند ایک حادثہ کے امکانات کا ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ سب ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائیں - کرۂ ناریا آتشیں دائرہ جس کے وجود پر ہمیشہ معراج کے تسلیم کرنے میں تامل و تذبذب رہا ، خود سائنس نے ہی اس آتشکدہ کے وجود کا انکار کر دیا - اب راکٹ جو چند ہی گھنٹوں میں پوری دنیا کے گرد گھوم رہے ہیں اور چاند و مریخ میں اترنے کی جو تیز تر کوششیں جاری ہیں - خلا میں اترنے کے بعد آکسیجن کی ضرورت ، اس کا انتظام ، مخصوص غذا ، مخصوص فضا ، خاص آلات اور خصوصی لباس - اگر انسان یہ سب کچھ کر سکتا ہے تو پھر خدا تعالےٰ کو اس قدر عاجز کس لئے باور کر لیا گیا کہ وہ ان تمام امکانات سے عاجز ہے

دنیا میں وہ طیارے بھی موجود ہیں - جو ڈیڑھ ہزار میل کی مسافت ایک گھنٹہ میں طے کر جاتے ہیں گویا کہ مدینہ منورہ سے بیت المقدس تک کی کل آٹھ سو میل کے لگ بھگ مسافت آدھ گھنٹہ میں ، اور پھر اس مسافت کے لئے عبور کرنے کا وقت ان طیاروں سے بھی پیچھے ، جو آواز سے بھی زیادہ تیز رفتار وجود میں آ رہے ہیں اور راکٹ کی برق رفتاری کے دور میں یہ سارے طویل فاصلے چند ہی سیکنڈ میں طے ہو سکتے ہیں - پھر کن بنیادوں پر ایک ایسے روحانی و جسمانی سفر و مسافت کا انکار آخر ہو سکتا ہے کہ جس کے تمام ہی انتظامات خود خدائے کائنات کی جانب سے تھے - دیکھتے ہی دیکھتے وہ جہاز بھی وجود میں آ گئے ، جو صرف سینکڑوں انسانوں کا بوجھ ہی اٹھا کر فضا میں پرواز نہیں کرتے بلکہ ۴۵ ٹن کے بھاری اور وزنی دیو ہیکل ٹینک اور اسلحۂ جنگ بھی ایک ملک سے دوسرے ملک میں چشم زدن میں اتار رہے ہیں - حال ہی میں اطلاع آئی ہے کہ روس کے خاص طیاروں نے چند ہی منٹ میں روس کے بوجھل ٹینک چیکوسلواکیہ میں اس سرعت اور تیزی سے جا اتارے کہ خود چیک باشندے حیرت و تعجب سے اس ساری کارروائی کو دیکھ رہے ہیں پس خدا اور اس کی ساری قدرتوں کے ماننے والوں کے لئے تو معراج کے واقعہ میں کوئی استعجاب نہیں تھا اور پھر حاضر کی سائنسی ترقیوں سے متاثر و مرعوب ذہن کے لئے بھی معراج کے امکانات پوری طرح نمایاں و واضح ہیں - پھر ذرا اسے بھی سوچیئے - کہ آج سے سو سال بعد دنیا کس برق رفتار راکٹ سے واقف ہو چکی ہو گی - اور سائنس ہی زبان سے آسمان ، خلا اور کُرّوں کے بارے میں کیا کچھ نئے انکشافات سامنے آ چکے ہوں گے - کیا عجب ہے کہ چودہ سو سال تک جس جسمانی سفر کا انکار کیا جاتا رہا پندرھویں صدی کی صبح اسی آفتاب صداقت کے طلوع سے جگمگا اٹھے -

بھلا بتایا تو جائے کہ اشک آور گیس کی موجودگی میں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزے سے انکار کی کیا وجہ ہے - کیا آپ نے مکہ کو چھوڑتے ہوئے محاصرہ کرنے والوں کی آنکھ میں دھول جھونک دی جس کا بیان (ما رمیت اذ رمیت) والی آیت میں تفصیل سے آ گیا

چھاتہ بردار فوجیں جس طرح آسمان سے اتر رہی ہیں اس کے بعد نزول ملائکہ کا نہ ماننا ایک عجیب بات ہو گی انسانی قول و فعل کو محفوظ رکھنے کے لئے "ٹیپ ریکارڈ" اور "فلم" کی حیرت انگیز کارروائیوں سے کون انکار کر سکتا ہے -

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

# تاریخ آواز دیتی ہے

(قسط نمبر ۲)

کیونکہ عمر خیام کی تقویم سے پانچ ہزار سال میں صرف ایک دن کا فرق آتا ہے۔ لیکن جارجوی تقویم سے ۳۳۰۰ سال میں ایک دن کا فرق آتا ہے۔ اس طرح کی بے شمار تحقیقات ہیں

ریاضی میں عرب مسلمانوں کے واسطہ سے ہندی اعداد یورپ تک پہنچے۔ چنانچہ اسی لئے آج تک انہیں .... (ARBIC NUMERALS) کہا جاتا ہے۔ احمد نہاوندی (۱۰۴۰ء) نے کسور کی تقسیم اور جذر المربع دریافت کرنے کے طریقوں کی وضاحت قریب قریب جدید انداز میں پیش کی ہے۔ خوارزمی کی کتاب "الجبر والمقابلہ" سولھویں صدی تک، یورپی جامعات کی ریاضی کی اہم ترین درسی کتاب کی حیثیت سے استعمال ہوتی رہی۔

ہم علم مثلث میں نسبت و تناسب کے جو بنیادی نظریے استعمال کر رہے ہیں۔ ان میں اکثر ایسے ہیں جو ایک صابی المذہب مسمی البتانی (المتوفی ۹۲۰ء) نے مسلمانوں کی زیر سرپرستی دریافت کئے تھے۔

طبیعات میں عرب مسلمانوں نے بہت سے کارنامے دکھائے۔ ابن الہیثم نے یہ دریافت کیا کہ کسی جسم کا وزن لطیف اور کثیف فضا میں مختلف ہوتا ہے۔ وہ فضا کے وزن کو ٹوری سلی سے پانچ سو سال پہلے ہی جان گیا تھا اور کشش ثقل کا ایک واضح تصور رکھتا تھا۔ اپنے بعض تجربوں میں اس نے بکثر عدسوں کے نظریے کے انکشاف کی پیش بینی کی ہے اور یہ انکشاف واقعی طور پر اس کے تین سو سال بعد ہوئے ہیں۔ تیرھویں صدی کے اوائل میں مسلم سائنس دانوں نے ہوا چکی (WINDMILL) اور شیشہ کے آئینہ کا انکشاف کیا اور یورپ کو ان کے استعمال کے طریقے سکھائے۔ ابن سینا نے معدنیات پر ایک رسالہ لکھا۔ جو مغرب میں علم طبقات الارض کے سرچشمے کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔

تاریخ طبیعی میں ان کے کارنامے ہیں۔ مثلاً البیطار نے ایسے دو سو پودوں کی تفصیلات پیش کیں۔ جن کے متعلق سابقین کو کوئی علم نہ تھا۔ عربوں نے نباتاتی معلومات میں بہ حیثیت مجموعی دو ہزار پودوں کا اضافہ کیا۔

طب میں تو ان کے کارنامے بے شمار ہیں۔ الرازی (المتوفی ۹۲۲ء) کا رسالہ "الجدری والحصبہ" پہلا رسالہ ہے جس میں چیچک اور خسرے کی معالجاتی تفصیل صحت کے ساتھ پیش کی گئی ہے

ابن البیطار (۱۲۴۸ء) کی کتاب "الادویۃ المفردۃ" یورپ میں صدیوں تک معیاری سمجھی جاتی رہی۔ لاطینی زبان میں اس کا جو ترجمہ ہوا۔ چودھویں صدی کے دوران میں اور اس کے بعد اس کے چھبیس ایڈیشن طبع ہوئے۔

الزہراوی نے "التصریف" لکھی۔ اس کتاب میں آلات جراحی کی تشریحی تصویریں دی گئی تھیں۔ جن سے مغربی جراحی کی تاسیس میں بڑی مدد ملی۔ ابن سینا کی کتابیں یورپ کی جامعات میں طب کی درسی کتابوں کی طرح استعمال ہوتی رہیں اس کے رسالہ "القانون" نے ہٹی کے الفاظ میں بارھویں صدی سے تیرھویں صدی تک مغرب میں علوم طب کے عظیم رہنما کی خدمت انجام دی ہے۔

HISTORY OF THE ARABS, P. 368

پندرھویں صدی کے آخری تیس برسوں میں اس کتاب کے پندرہ لاطینی اڈیشن شائع ہوئے۔ ولیم اصلر نے اپنی کتاب ایولیوشن آف میڈیکل سائنس میں لکھا ہے۔

ابن سینا کا رسالہ القانون اتنی طویل مدت تک طبی انجیل کی طرح پڑھا جاتا رہا کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

حقیقت یہ ہے کہ جدید دواسازی کا پورا ہیولی (باستثنا چند) عربوں ہی کا تیار کیا ہوا ہے (سر تھامس کلفرڈ البیٹ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

بریفالٹ نے اپنی کتاب میں سائنسی طریق میں مسلمانوں کے کئے ہوئے اضافوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

> "راجر بیکن نے عربی سائنس سیکھی تھی نہ تو راجر بیکن کو اور نہ اس کے بعد اس کے بعد اس کے کسی ہم نام کو یہ حق پہنچتا ہے کہ تجربی طریق کی ترویج کا سہرا اس کے سر باندھا جائے راجر بیکن کی حیثیت اس کے سوا کچھ نہ تھی۔ کہ وہ مسیحی یورپ میں مسلم سائنس اور طریق کا مقلد اور مبلغ تھا اور وہ یہ اعلان کرنے سے کبھی تھکتا ہی نہ تھا کہ اس کے ہم عصروں کے لئے حقیقی علم تک رسائی حاصل کرنے کے لئے عربی سائنس سے واقفیت پیدا کرنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے"۔

فلسفہ میں دیکھئے تو وہاں بھی یہی عالم ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ الغزالی کی فکر میں ڈیکارٹ سے لے کر برگساں تک تمام مغربی فلسفے کے اہم خدوخال کی پیش بینی پائی جاتی ہے۔ ڈیکارٹ کی طرح وہ بھی اپنے نفسی جائزے سے نتائج اخذ کرتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ڈیکارٹ کے پاس کلام کا حرف آغاز یہ ہے کہ "میں سوچتا ہوں اس لئے میں ہوں" اور الغزالی کے کلام کا حرف آغاز یہ ہے کہ "میں ارادہ کرتا ہوں اس لئے میں ہوں"۔

## بقیہ ——— اداریہ

ابھی تو مولانا موصوف مودودی اور یہودی نژاد امریکن لڑکی مریم جمیلہ کو صفائی کی شہادت میں عدالت میں طلب کر رہے ہیں۔ آپ کی بوکھلاہٹ کا اندازہ اس وقت کیا جائے گا۔

اب اس قسم کے جھوٹے پروپیگنڈے سے نہ قوم آپ کی گمراہیوں اور صحابہؓ کی مخالفت کو برداشت کرنے کو تیار ہے۔ نہ کسی ایسے طرز عمل کو جس سے امریکی سامراج اور یہود کی اسلام دشمنی سے توجہ ہٹ سکے۔ جبکہ مسلمانوں کا قبلہ اول اور مقدس مقامات امریکہ کے پالتو یہودیوں کے ہاتھ خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔

---

یہ الکندی تھا، نہ کہ ڈیکارٹ جس نے دنیا کے سامنے پہلے یہ نظریہ پیش کیا کہ فلسفیانہ تحقیق کے لئے ریاضیاتی منہاج کا استعمال لازمی ہے۔ الکندی نے کانٹ سے نو سو سال پہلے اور اڈلین سے آٹھ سو سال پہلے واضح صورت میں یہ نظریہ پیش کیا کہ تخیل دوسرے دو ملکات یعنی ادراک بالحواس اور عقل کا واسطہ ہے۔

مسلم فکر کی تاریخ میں الفارابی کو بالاتفاق "معلم ثانی" تسلیم کیا گیا ہے۔ معلم اول ارسطو کو مانا گیا ہے۔ ابن مسکویہ، رومی اور ابن سینا نے ڈارون سے نو سو سال پہلے ارتقاء کا تخیل پیش کیا۔

وہ ابن الہیثم ہے۔ جس نے نفسیات کے اس قانون کو سب سے پہلے دریافت کیا کہ پے در پے لمحاتی ارتسامات سے ایک ارتسام مسلسل پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا قانون ہے۔ جس کی بازیافت سے ہمارے زمانہ میں سینما معرض وجود میں آیا۔ اگر ابن الہیثم کے زمانہ کے لوگ عکاسی کی تختیوں کو بنانے یا عکس کے ابھارنے کے کیمیائی عمل سے واقف ہوتے تو دنیا نے فلم بندی کو نو سو سال پہلے دیکھ لیا ہوتا۔

بارھویں صدی کے ختم ہوتے ہوتے ابن رشد کو دنیائے یورپ میں اس قدر مقبولیت حاصل ہو گئی اور اس کا فلسفہ راسخ عیسائیوں کے حق میں اتنا زبردست خطرہ بن گیا تھا کہ ۱۲۱۰ء میں پیرس کی کونسل کو ارسطو کی طبیعی تاریخ اور اس پر لکھی ہوئی ابن رشد کی شرحوں کی تعلیم و تدریس کو ممنوع قرار دے دینا پڑا۔

ابن رشد نے یورپ کے ذہن میں چار سو سال سے زائد عرصہ تک حکمرانی کی اور اطالوی نشاۃ ثانیہ کی بنیادیں اسی کے ہاتھوں نے رکھیں۔ کولٹن ابن رشد کی اثر انگیزی ابن رشد کی اثر انگیزی کا موازنہ موجودہ زمانہ میں ڈارون کی اثر انگیزی کے ساتھ کرتا ہے مگر اس کے درست اترنے کے لئے ڈاروینیت کو ابھی مزید تین سو سال تک زندہ رہنا ہوگا۔

یہ ہے فلسفہ و سائنس میں اس قوم کا ماضی جس کی آج یہ حیثیت ہو گئی۔ گویا فلسفہ و سائنس سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ فلسفہ و سائنس میں ہم نے دنیا کو راستہ دکھایا تھا بلکہ صدیوں تک امامت کی تھی۔ مگر آج ہماری جگہ متبع کے مقام پر بھی نظر نہیں آتی دنیا کی ترقی یافتہ قومیں فلسفہ و سائنس میں اتنی آگے نکل گئے ہیں کہ ہم ان کے پیچھے بھی نہیں۔ جو پیشرو تھے وہ پس رو ہو گئے۔ مگر دنیا کا قانون ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ تاریخ پھر آئے۔

ترجمان اسلام لاہور

۹ مئی ۱۹۶۹ء

قسط نمبر ۳

احمد حسین صاحب کمال

# سوشلزم کیا ہے

یہاں تک میں نے سوشلزم کے اس پہلو پر گفتگو کی ہے، جو زمانہ کے بدلتے ہوئے ارتقا پذیر معیشتی تقاضوں کے مطابق انفرادی معیشت کے تصور و نظام سے گذر کر اجتماعی معیشت کے تصور و نظام کی صورت میں نمودار ہوا۔

سرمایہ، محنت، پیداوار اور تنظیم کے جدید اور نوخیز مسائل نے معیشت کے مسئلہ کو ایک بالکل ہی نئے رخ پر ڈال دیا تھا۔

## انسانیت کی نئی ظالمانہ معاشی تقسیم

انیسویں صدی سے پہلے یعنی یورپ کے صنعتی انقلابات سے قبل تک اگرچہ نوع انسانی میں دولت مند اور نادار تفریق موجود تھی۔ لیکن نادار افراد کی انفرادی ہنرمندی مشینی صنعت کی تابع اور تنظیم یافتہ سرمایہ کی محتاج نہیں تھی۔ اس لئے امارت و غربت کے طویل فاصلوں کے باوجود محنت کار اور ہنرمند اپنی اپنی آزادانہ محنت و فن پر معاشی انحصار رکھتے تھے اور کھلی قزاقی کے سوا دوسروں کا معاشی و اقتصادی استحصال ممکن نہیں تھا

لیکن اٹھارویں صدی سے تنظیم یافتہ سرمایہ داری نے محنت کشوں پر قابو پانا شروع کیا اور مشینی صنعت کے فروغ نے افراد کو بھی آزاد معیشت سے محروم کردیا

اس طرح انیسویں صدی کے اوائل میں ہی انسان کی نئی معاشی تقسیم عمل میں آگئی تھی۔

## جابرانہ انفرادی ملکیت کا نظام

آزاد انفرادی ملکیت کا حاصل ایک سرمایہ دار طبقہ جس نے سرمایہ کی مکمل تنظیم کے ساتھ مشینی صنعت کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور محنت کشوں و ہنرمندوں کا انبوہ عظیم جس کے لئے محنت اور ہنرمندی کے آزادانہ و انفرادی عمل سے معاش حاصل کرنا ناممکن بن گیا......
اسے سرمایہ دار طبقہ کا تابع و محتاج بن کر زندگی گذارنے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔

## اجتماعی معیشت کا جوابی تصور

جب معاشی میدان میں یہ نئی تقسیم واقع ہوئی اور انفرادی ملکیت و دولت مندی نہ صرف نجی سرمایہ داری کے استحکام کا واحد ذریعہ بن گئی۔ بلکہ محنت کشوں اور ہنرمندوں کی بالکل آزاد معیشت کے خاتمہ اور ہمیشہ کے لئے سرمایہ دار طبقہ کا محتاج بنا دینے کا باعث بھی ہوگئی تو یہ بالکل قدرتی بات تھی کہ اس کا ردعمل اجتماعی معیشت (سوشلزم) کے تصور کی صورت میں سامنے آتا۔

یہ بات تو ممکن الوقوع نہ تھی کہ دنیا بھر کے ۹۹ فیصدی محنت کش و ہنرمند افراد معاشی ترقی کرتے کرتے ایک فیصد سرمایہ داروں کی معاشی سطح کے برابر آجاتے۔

البتہ یہ ممکن ہوسکتا تھا کہ معاشی نظام ہی ایسا بنا دیا جاتے۔ جو ایک فیصد سرمایہ دار طبقہ کے تغلب کو مٹا کر صدفی صد معاشی مساوات کے مواقع فراہم کرتا ہے۔

سوشلزم کا آغاز اسی مطالبہ و مدعا کے ساتھ ہوا شہر "نیو لانارک" کے قریب "رابرٹ اون" نے ۱۸۳۶ء میں جو پہلی سوشلسٹ بستی قائم کی تھی، وہ معاشی اشتراک اور باہمی تعاون کے خالص اقتصادی پروگرام کے مطابق ہی قائم کی گئی تھی۔ جس کا مقصد انسانی اخوت کے نظریہ کو عملی شکل دینا تھا۔

مذہب و اخلاق سے انحراف و بغاوت کا کوئی نظریہ اس سوشلسٹ بستی کی فکری اساس نہیں بنایا گیا۔

## مذہب و اخلاق کو آڑ بنانے کا سرمایہ دارانہ حیلہ

لیکن مصیبت یہ ہوئی۔ کہ سرمایہ دارانہ نظام کے حامیوں نے اسے اپنے لئے ایک خطرناک چیلنج تصور کیا۔

وہ عوام کے مساوی حق معیشت کے مطالبہ سے تو انکار نہیں کر سکتے تھے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو عوام کا ان کے خلاف ایک دم اٹھ کھڑا ہونا بعید نہیں تھا۔

انہوں نے ایک دوسری راہ سے اس خطرہ و چیلنج کا مقابلہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔

وہ مذہب و اخلاق کو اپنا پشت پناہ اور سپر بنا کر لائے۔ اور اس طرح سوشلزم و مذہب کی وہ جنگ شروع ہوئی۔ جس نے رفتہ رفتہ سوشلزم کو مذہب و اخلاق کا ایک مخالف نظام بنا ڈالا۔

## اسلام سے محرومی کا نتیجہ

افسوس یہ ہے کہ اس موقعہ پر دنیا، اسلام کے سیاسی و معاشی نظام سے محروم و بے خبر تھی۔ خود مسلمان ممالک مغربی سامراج کی گرفت و اثر میں آچکے تھے اور سوشلزم کو راہ حق و صواب دکھانے کا کوئی سروسامان موجود نہیں تھا

صلیبی عیسائیت اور نسل پرست یہودیت، مذہب و اخلاق کی مدعی بن کر سوشلزم کے مقابلہ پر آئی۔ اور ظاہر ہے کہ انسانی اخوت، مساوات اور آزاد عقلیت کے سامنے یہ دونوں کسی طرح بھی نہیں ٹھہر سکتی تھیں۔ اس لئے مقابلہ کے پہلے مرحلہ پر ہی شکست کھا گئیں۔

## سوشلزم کا دین و مذہب سے انحراف

برکلے، نیوٹن، روسو، ہیگل، ڈارون وغیرہ طبیعیات حیاتیات و اجتماعیات کے جدید علماء نے جو ذہنی و فکری ہتھیار قدامت پسندی کے خلاف ایجاد کئے تھے۔ ان سب کو "مارکس" و "اینجلز" نے جمع کرکے اور نئے سرے سے مرتب کرکے سرمایہ داری کی مذہبی و اخلاقی حمایت کے خلاف استعمال کر ڈالے۔

اس طرح انیسویں صدی کے آخر میں مذہب سے انحراف سوشلزم کا ایک اضافی حصہ بن گیا۔

چنانچہ مذہب سے انحراف و بغاوت کا یہ رویہ ہی سوشلزم کے خلاف جدید سرمایہ داری کے پاس اپنے بچاؤ کے لئے آخری حربہ و چارۂ کار کے طور پر رہ گیا ہے۔

لیکن عیسائیت، یہودیت اور ہندویت وغیرہ مذاہب اپنے عقائد و اعمال کے اعتبار سے قطعاً یہ حیثیت نہیں رکھتے کہ وہ سوشلزم کو فکری شکست دے کر سرمایہ داری کے دوبارہ عالمی غلبہ کی راہ ہموار کرنے میں معاون بن سکیں۔

## اکابر علماء حق اور مسلمان رہنماؤں کا رویہ

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے اوائل و اوسط میں عالم اسلام میں جو مسلمان مفکرین و مصلحین پیدا ہوئے۔ انہوں نے نہایت دیدہ وری کے ساتھ اس پیچیدہ اور نازک صورت حال کا مطالعہ کرلیا تھا۔

وہ خوب جانتے تھے کہ اسلام کے دیرینہ دشمن مغربی استعمار نے ایشیا و افریقہ پر جس طرح کا جابرانہ مادی غلبہ حاصل کرلیا ہے۔ ان سے نجات حاصل کرنے کے مادی ذرائع موجود نہیں ہیں۔

استعمار کی اس عالمی و ہمہ گیر طاقت کو فکری، نظری و عملی حیثیت سے ہر دائرہ میں سوشلزم کی جدید قوت نے چیلنج کرلیا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ عیسائیت و یہودیت وغیرہ اس کے نظری حملوں کی تاب نہیں لاسکیں گے۔

اور میکاولی کی فریب کارانہ سیاست جس کے ذریعہ مغربی استعمار نے عالم اسلام کو زوال و انتشار میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سوشلزم اس ہتھیار سے لیس ہو کر مغربی طاقتوں کے مقابلہ میں آرہا ہے۔

انہیں علم تھا کہ اسلام کے عقائد صحیحہ پر سوشلزم کا کوئی وار کارگر نہیں ہوسکتا۔

(باقی آئندہ)

# مشرقی پاکستان کا دورہ

## اور

# جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی

ہم لوگ مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے بطور وفد مشرقی پاکستان کی بعض کانفرنسوں کی دعوت پر ۱۵ر مارچ کو روانہ ہوکر ڈھاکہ پہنچے اور ۲۴ر مارچ تک وہاں دورہ کیا۔ کانفرنسوں، اجلاسوں اور جلوسوں میں لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی سلہٹ اور میمن سنگھ کے ضلعوں میں کام بہت آگے نکل چکا ہے۔ ضلع فرید پور اور ڈھاکہ میں حالات غنیمت ہیں۔ فرید پور حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب صوبائی امیر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کا ضلع ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ ان کا وہاں پورا پورا اثر ہے چٹاگانگ اور کھلنا وغیرہ اضلاع میں کام شروع ہو چکا ہے۔ اب چونکہ وہاں بارش شروع ہونے کی وجہ سے دورہ کا جاری رکھنا مشکل تھا۔ اس لئے باقی اضلاع کا کام مقامی علماء کرام اور رہناؤں کے سپرد کرکے ہم واپس چلے آئے۔

۲۴ر مارچ کو مقامی کارکنوں اور حضرت پیر صاحب موصوف سے تبادلہ خیالات کرکے آئندہ کا پروگرام بنا کر ہم لاہور روانہ ہوگئے۔

## مشرقی پاکستان کی پارٹیاں

وہاں عوامی لیگ مجیب گروپ نیشنل پارٹی بھاشانی مضبوط گروپ ہیں ان کے سوا این۔ ڈی۔ ایف نور الامین صاحب کی پارٹی بھی ہے۔ اور برائے نام نظام اسلام پارٹی بھی موجود ہے۔ نام نہاد اسلامی جماعت بھی ہے۔ مگر ایک تو اس کے مذہبی عقائد میں فرق ہے۔ پھر اس کے بارے میں امریکی ایجنٹ ہونے کا جو پروپیگنڈا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ مقبول نہیں ہوسکتی۔ اور مولانا بھاشانی پرچلے کی خیر سے تو اپنے کو جماعت اسلامی کہنا خاصا مشکل ہے۔ البتہ یہ لوگ سوشلزم کی مخالفت اور اسلام کے نام سے بعض عربی طالب علموں اور مولویوں کو استعمال کر لیتے ہیں۔ امریکی روپیوں پر پلنے والے بھی ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ ہم عربی طالب علموں اور عربی مدارس کے علماء کرام کی خدمت اقدس میں عرض کرتے ہیں کہ آپ جمعیۃ علماء اسلام سے مل کر یا اپنے طور پر اسلامی نظام اور اسلامی اقدار کے لئے خدمت کریں۔ روسی، چینی اور امریکی ولندنی نظام کی مخالفت کریں۔ مگر مودودیوں کے ہاتھوں میں استعمال نہ ہوں یہ آپ لوگوں کو غریب عوام سے پٹوانے کا کام کرکے خود پیچھے چلے جائیں گے۔ پھر عوام آپ پر بھی امریکی روپیہ لے کر کام کرنے کا الزام لگائیں گے۔ جمعیۃ علماء اسلام نے تھوڑے سے عرصہ سے وہاں کام شروع کیا ہے۔ لیکن چونکہ وہاں عوام بہت اچھے مسلمان ہیں اور عوام کو ان پر اعتماد ہے۔ اس لئے جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم بہت جلد پھیل چکی ہے

## جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈا

مودودی پارٹی اور سرمایہ داروں کے روپیوں پر پلنے والے بعض بڑے مولوی صاحبان نے جیسے مغربی پاکستان میں یہ غلط پروپیگنڈا کیا ہے کہ احقر غلام غوث ہزاروی اور جمعیۃ علماء اسلام کمیونسٹ اور سوشلسٹ ہو چکے ہیں ان لوگوں نے وہاں بھی اس غلط پروپیگنڈے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ مگر آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے۔ اب لوگ خود ان پر امریکی ایجنٹ ہونے کا گمان کرنے لگے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام نہ یورپ کی ڈیموکریسی کو مسلمان بنانے کے حق میں ہیں نہ چین و روس کے کمیونزم یا سوشلزم کو اور نہ ہی امریکی کیپٹل ازم کو۔ اس ملک کو چند سرمایہ داروں نے تباہ کرکے رکھ دیا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بھوکے عوام سوشلزم کا نعرہ لگاتے ہیں

جمعیۃ علماء اسلام مزدوروں، کسانوں، طالب علموں اور غریبوں کے ساتھ انصاف چاہتی ہے اور ہم یہ خطرہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کی مشکلات اسلامی روشنی میں حل نہ کی گئیں اور سوشلزم مردہ باد کا خالی نعرہ ہی لگایا گیا تو یہ لاکھوں کروڑوں مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کہ علماء دین ہم کو سرمایہ داری سے نجات نہیں دلانا چاہتے۔ یا اسلام سرمایہ داروں کا محافظ ہے۔ اس طرح ملک کی کثیر آبادی کے کمیونسٹ ہونے کی ذمہ داری ان نام نہاد علماء پر پڑے گی۔ جو ان مسائل کو حل نہیں کرتے۔ جمعیۃ علماء اسلام نے سب کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ جو عنقریب اسلامی معاشی نظام کا نقشہ پیش کریگی

## مودودی صاحب کی عجلت

مگر ایسے وقت مودودی صاحب عجلت کرکے کریڈٹ خود حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کی شان کہ کل تک جو مودودی زمینداری کی حفاظت میں اکڑے پھرتے تھے۔ آج وہ زمین کی ملکیت کی سو یا دو سو ایکڑ سے تحدید کرنے لگے ہیں اور بھٹو صاحب بڑی صنعتوں کو قومیانے کے حق میں تھے۔ تو مودودی صاحب کلیدی صنعتوں کا انتظام چھیننے لگے ہیں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ اس ملک میں امریکی سامراج یا انگریزی سامراج کو نہیں چلنے دیا جائے گا۔ خدا کرے مودودی صاحب کو پوری ہدایت ہوجائے۔

## جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی

جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ میں تمام عرب ممالک یہود اور یہود نواز امریکہ کی کرتوتوں سے سخت خطرہ میں ہیں اور بس چلے تو یہودی تمام مقدس مقامات کو ہڑپ کر جائیں۔ بعض یہود نے تو اعلان کر دیا ہے کہ ہم قاہرہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ شام، اردن، عراق اور مصری فوجوں سے روزانہ یہودی دست و گریباں ہو رہے ہیں۔ قلب اسلام (مرکز اسلام) جنگوں کے خطرات سے دوچار ہے۔ کتنی بدنصیبی اور حماقت ہے کہ سارے پاکستان میں یہود و امریکہ کی طرف توجہ دینے کی بجائے اسلام اور سوشلزم کی بحث چھیڑ کر مسلمانوں کو الجھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حالانکہ سوشلزم اور سامراج کی جنگ میں ہم کو اپنا اسلامی نظام پیش کرکے صرف اس کے لئے کام کرنا چاہیئے تھا۔ ہم سامراج کی جنگ کو اپنی جنگ بنا کر وہ کام کر رہے ہیں۔ جو امریکہ اربوں ڈالر خرچ کرکے نہیں کر سکتا۔ ہم ہر اس اصول یا طرز حکومت یا طرز حیات کو غلط سمجھتے ہیں۔ جو اسلام سے ٹکرائے۔ مگر لندن کی جمہوریت اور امریکہ کا سامراج کب سے مسلمان ہوا ہے۔ سوشلزم کا نعرہ لگانے والے تو اسلام اسلام بھی کر رہے ہیں۔ اور بعض صفائی سے صرف یہ کہتے ہیں کہ ہماری مراد اسلامی مساوات اور اسلام کا اقتصادی نظام ہے مگر مغربی تسلط اور پروپیگنڈے نے تو پاکستان کیا ساری دنیا کو بددین اور ملحد بنا کر رکھ دیا ہے۔ اسلامی قدروں سے مذاق کتنے عرصہ سے جاری ہے۔ اس لئے ہم اسلامی کامیابی کے لئے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ سامراجی ہتھکنڈوں کے شکار نہ ہوں۔ نہ ان کی خاطر ان کی جنگ کو اپنے ذمہ لیں۔ بلکہ اسلام کے خلاف تمام نظاموں کی ایک ہی طرح مخالفت کرکے مثبت طور پر صرف اسلامی نظام حیات اور نظام حکومت کے لئے مساعی جاری رکھنی چاہئیں

متذکرہ بالا حقائق سے پردہ اٹھانے کے لئے ضرورت ہوئی تو آئندہ سربستہ رازوں کا انکشاف کیا جا سکے گا۔

فی الحال اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ امریکی ایجنٹوں اور ان کے لوگوں کو اس بات سے مایوس ہو جانا چاہیئے، کہ جمعیۃ علماء اسلام کسی رقم کو قبول کرکے کام کرے۔ ایسے لوگوں کو اور گاہک مل سکتے ہیں۔

ہم سوشلزم کی مخالفت کریں یا کیپٹل ازم کی صرف خدا تعالیٰ کے لئے کریں گے۔

## بقیہ ـــــ مشرقی پاکستان کا دورہ

### چوتھا اجلاس

۱۹ مارچ ۱۹۶۹ء کو پنڈال میں زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب امیر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان ۹ بجے صبح شروع ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن کے بعد حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب راولپنڈی حضرت مولانا عبد القیوم صاحب رکن صوبائی جمعیۃ (کیمبلپور) اور حضرت مولانا قاری عبد السمیع صاحب سرگودھا نے تقریریں فرمائیں اور حضرت مولانا شیخ عبد الکریم صاحب کا خطبہ استقبالیہ حضرت مولانا عبد النور صاحب ناظم استقبالیہ نے پڑھ کر سنایا۔ صدر صاحب کی دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

### پانچواں اجلاس

کانفرنس کا پانچواں اجلاس ۱۹ مارچ کو ۲ بجے بعد نماز ظہر شروع ہوا۔ صدارت حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب صوبائی امیر نے فرمائی اور مولانا غلام غوث ہزاروی نے تقریر کی۔ جس کے بعد حضرت مولانا محی الدین خان صاحب ڈھاکہ نے بنگلہ میں تقریر فرمائی اور صدر اجلاس نے بھی بنگلہ میں خطاب فرمایا۔ جس کے بعد حضرت مولانا غوث الدین صاحب رکن جمعیۃ علماء اسلام نھاشہ بیانی بازار نے چند ضروری تجاویز منظوری کے لئے باجازت صدر اجلاس پیش کیں۔ جو بالاتفاق پاس ہوئیں۔

### طوفان کی آمد اور عوام کا جوش

۱۸ مارچ رات کو خطرناک طوفان باد و باران آیا جس نے تمام پنڈال کے انتظامات درہم برہم کر دیئے۔ مگر کارکنان جمعیۃ اور عام اہل اسلام کا جوش اسلامی قابل مبارکباد ہے کہ انہوں نے ۱۹ مارچ کو بغیر سائبان کے کانفرنس کو کامیاب بنایا۔ تین چار سو چھتریوں کے سوا ہزاروں افراد دھوپ میں بیٹھے رہے۔

---

**غلط پروپیگنڈا** تعجب ہے کہ بعض مدعیان علم اور خاص کر مودودی پارٹی یہ پروپیگنڈا کر رہی ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کمیونسٹ ہو گئی ہے۔ ہم اس کے جواب میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام نہ کمیونزم چاہتی ہے نہ سوشلزم اور نہ ہی کیپٹل ازم اور سرمایہ داری، وہ صرف اسلام اور اسلامی نظام چاہتی ہے۔

### مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو کا سالانہ جلسہ

۱۳، ۱۴، ۱۵ ربیع الاول مطابق ۳۰، ۳۱ مئی یکم جون جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک و ملت کے بلند پایہ علماء کرام و شعراء عظام شرکت فرما رہے ہیں۔ قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب بطل حریت مولانا غلام غوث ہزاروی مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا خیر محمد صاحب، مولانا حبیب اللہ صاحب ساہیوال وغیرہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(محمد عبد الجلیل ناظم مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو)

## مشرقی پاکستان میں جمعیۃ کی رفتار

## اور

## مختلف حالات

الحمد للہ تعالیٰ کہ مشرقی پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ صوبائی ڈھانچے میں گذشتہ ماہ جنوری کے صوبائی اجلاس میں تبدیلیاں کر دی گئی تھیں بلکہ نیا انتخاب ہوا تھا۔ اس کے بعد اگرچہ ملکی حالات تشویشناک تھے۔ مگر جمعیۃ کے کام میں ترقی ہی ہوتی رہی۔ مختلف اضلاع میں جماعتیں قائم ہو گئیں میمن سنگھ کی یک روزہ ڈسٹرکٹ کانفرنس منعقدہ ۱۶ مارچ میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کا اجتماع ہوا۔ جن کو حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی صوبائی ناظم اعلیٰ نے نیز دوسرے ضلعی علماء نے خطاب کیا۔ ضلع سلہٹ کے سالانہ اجلاسوں کا یہی حال تھا۔ مشرقی پاکستان اور سلہٹ کے مسلمانوں میں دینداری بفضلہ تعالیٰ بہت زیادہ ہے اور وہ علماء دین سے وابستہ ہیں۔ اب جمعیۃ چاٹگانگ، ڈھاکہ اور دوسرے متصلہ اضلاع میں پھیل چکی ہے۔

حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب صوبائی امیر جمعیۃ علماء اسلام نے اپنی زندگی ہی جماعتی خدمت کے لئے وقف کر دی ہے۔ اور جناب مولانا شیخ بھاگہ، حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مرکزی نائب امیر اور صوبائی سرپرست حضرت مولانا شیخ عبد الکریم صاحب کی توجہات و مساعی میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت ڈال دی ہے۔

### ایک دل خوش کن اعلان

حضرت مولانا شیخ برنہ مولانا لطف الرحمٰن صاحب جو حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور حفاظت اسلام کے تعمیری کام میں عرصہ سے مصروف جہاد ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ جمعیۃ میں کام کرنے کا اعلان فرما دیا ہے۔ ان کی جماعت پہلے سے ہی اچھی دلچسپی لے رہی ہے

### ایک غلط فہمی

البتہ بعض اضلاع میں سادہ مسلمان جمعیۃ علماء اسلام اور جماعت اسلامی میں فرق نہیں کر سکتے تو پہلے پہل وہ جمعیۃ علماء اسلام کو جماعت اسلامی سمجھ کر گھورتے ہیں مگر جب حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ تو ہشاش بشاش ہو جاتے ہیں۔ اب دن بدن یہ غلط فہمی دور ہوتی جا رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ مشرقی پاکستان میں زیادہ چرچا بنگلہ اخبارات کا ہے جس میں ہمارا پروپیگنڈا کم ہے اور زبان بھی کم سمجھتے ہیں مودودی جماعت کے بارے میں جو کہ وہ نعرے مغربی پاکستان میں لگتے ہیں وہاں بھی یہی حال ہے۔ وہاں عام لوگوں میں اس بات پر بڑا غصہ ہے کہ نام نہاد اسلامی جماعت کے مودودی صاحب اور چوہدری محمد علی نے اسلامی نظام کا مطالبہ کیوں پیش نہیں کیا اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی تائید کیوں نہیں کی

(باقی کالم اول میں)

## بقیہ ـ اسلام کا اقتصادی نظام

### اسلام کے اقتصادی نظام کا مختصر خاکہ

اب اس تمام بحث کے بعد اسلام کے اقتصادی نظام کا اجمالی اور اصولی خاکہ ان الفاظ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

(۱) اکتناز (جمع دولت) اور احتکار (خاص افراد یا طبقات میں دولت کا محصور ہو جانا) ممنوع ہے یعنی سرمایہ داری کے مسطورہ بالا طریقوں کو کسی حال میں وجود پذیر نہ ہونے دیا جائے۔ اور اگر پہلے موجود ہوں تو ان کو فوراً فنا کر دیا جائے۔ اور اس نظریہ کو کامیاب بنانے کے لئے قانونی اور اخلاقی طور پر زکوٰۃ وراثت، وقف، انفاق فی سبیل کو نافذ کیا جائے۔ سود اور اس کی تمام شکلیں قمار اور اس کی تمام صورتوں کو ممنوع اور موجودہ تعلقہ داری کے جابرانہ سسٹم کو ختم کر دیا جائے۔

(۲) معیشت میں اختلاف مدارج کو تسلیم کرتے ہوئے حق معیشت میں مساوات کو ضروری اور فطری عقیدہ تسلیم کیا جائے۔ تاکہ سرمایہ اور محنت میں صحیح توازن قائم رہ سکے اور سرمایہ کسی وقت بھی محنت کو اپنی خود غرضانہ ہوس کا آلہ کار نہ بنا سکے اور عام خوشحالی پیدا ہو جائے اور اس کو بروئے کار لانے کے لئے ان تمام قوانین کو ضروری قرار دیا جائے۔ جو کانوں، فیکٹریوں، کارخانوں اور امداد باہمی کے بارے میں بیان کئے جا چکے ہیں اور سرمایہ دارانہ نظام کو تقویت پہنچانے والے تمام کاروبار تجارت کو ممنوع قرار دیا جائے۔

(۳) انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر ایسی قیود اور پابندیاں عائد کی جائیں۔ جن میں اس کا مفاد "اجتماعی مفاد" کے زیر اثر آ جائے اور خود غرضانہ جراثیم کسی قسم کی مدد نہ ملنے پائے اور اس کو قائم کرنے کے لئے شخصی زمینوں، ذاتی کمپنیوں اور ذاتی تجارتوں سے متعلق بیان کردہ احکام کو نافذ کیا جائے۔

(۴) ان اصولوں کو قائم کرنے کے لئے ایسے طرز حکومت کو رائج کیا جائے جو خدا کی مخلوق (پبلک) کے سامنے جوابدہ ہو۔ حاکمیت کی جگہ خدمت اس کا نصب العین ہو۔ رعایا کے ہر فرد کی معاش کا متکفل ہو۔ عوام کا نمائندہ ہو۔ اور عادلانہ نظام کے قوانین کی قوت نفاذ کے علاوہ تمام امور میں خلیفہ عالی حکومت اور رعایا کے حقوق اس میں یکساں ہوں اور اس طرز حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے بیت المال سرکاری وظائف اعداد و شمار کی تکمیل اور اسی قسم کے دوسرے بیان کردہ وسائل و ذرائع کو اختیار کیا جائے۔ اور موجودہ تمام جابرانہ و سرمایہ دارانہ نظام ہائے حکومت اور ریاستی سسٹم کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا جائے

---

## بقیہ ــــ اصل حقیقت کیا ہے

صاحب کی منطق کے مطابق تدبر بلکہ اعلیٰ تدبر کے خلاف ہوگا۔ جو قومی و ملی معاملات کے لئے فیصلہ کن نتیجہ خیز اور مؤثر ثابت ہو۔

مودودی صاحب کی یہ منطق بھی دراصل اسی سلسلۂ استدلال کی ایک کڑی ہے۔ جس کا آغاز یوں ہوا تھا کہ

ــــ "جب تک سوسائٹی پاک و صاف لوگوں کی نہ ہو، چوری و زنا کی شرعی سزا سنگسار کرنا اور ہاتھ کاٹنا ظلم ہے"
ــــ "حکمت عملی کی خاطر دین کے اصول بھی تبدیل کئے جاسکتے ہیں"۔
ــــ ضرورت کی خاطر جھوٹ بولنا بعض اوقات واجب ہوجاتا ہے"۔
ــــ "اسلام میں حلال و حرام کی ابدی اور غیر ابدی کی تقسیم ہے۔ اور اب اس میں ان دو باتوں کا اور اضافہ کر لیجئے" کہ:۔

"جب نزاعی مسائل موجود ہوں تو اسلام کا مطالبہ پیش نہ کیا جائے، اور اگر رد کئے جانے کا اندیشہ ہو تب بھی اسے پیش نہیں کرنا چاہیئے"۔

پہلے حکمت عملی و حکمت دین کا تقاضا تھا، اب تدبر اس کا مقتضی ہے۔

اس کے باوجود مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو اسلام کی سکہ بند شخصیت اور جماعت تسلیم کیجئے ورنہ، آپ کے خلاف قدیم زمانہ کے "وہابی کافر" ہونے کا فتویٰ اب جدید تقاضوں کے مطابق "سوشلسٹ ملحد" کے الزام کی صورت میں عائد کر دیا جائے گا۔

حالانکہ غور کیجئے تو اسلام کے مطالبات، نہ گول میز کانفرنس سے باہر نزاعی تھے۔

حالانکہ غور کیجئے تو اسلام کے مطالبات نہ گول میز کانفرنس سے باہر نزاعی تھے اور نہ گول میز کانفرنس کے اندر نزاعی قرار دیئے گئے۔

نیز یہ کہ گول میز کانفرنس نے جیسا کہ کارروائی سے ظاہر ہے کسی بھی نزاعی مسئلہ کو رد نہیں کیا۔ بلکہ صرف ان کے فیصلہ کو بعض نمایندوں نے منتخب اسمبلی کے لئے چھوڑ دینے کے واسطے کیا۔

یہ نادر نکتہ صرف مودودی صاحب کی ہی ایجاد ہے ورنہ وہ گول میز کانفرنس کے کسی بھی شریک کے بارے میں خود بتائیں یا اس سے کہلوائیں کہ اسے مفتی صاحب کے پیش کردہ اسلامی مطالبات سے اختلاف تھا اور وہ انہیں رد کرنا چاہتا تھا۔

ورنہ اصل معاملہ صرف اتنا ہے کہ اسلامی مطالبہ کی تائید و حمایت نہیں کی گئی۔ اور خود دوسروں کو تائید و حمایت نہ کرنے کا بہانہ اس لئے ہاتھ آگیا کہ مودودی صاحب جیسے اسلام کے مدعی "چیمپین" نے مفتی صاحب کے پیش کردہ مطالبہ کی حمایت و تائید نہیں کی۔

اس کی ذمہ داری سے محض تدبر کا واسطہ دے کر ہرگز بچا نہیں جاسکتا۔ اور اسلام کی خدمت کا دعویٰ حقائق کو مسخ کر کے پیش نہیں کیا جاسکتا۔

اس عذر تراشی کے بعد اصل سوال یہ ہے اور اسے اب ات کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رکھا جاسکتا۔ (کـ ا)

## ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام

### جھنگ کے دورے پر

۱۳ اپریل ۱۹۶۹ء کو مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام نے جھنگ کا دورہ کیا۔ احباب سے تبادلہ خیالات کے بعد آپ بمعہ تمام رفقاء کے شہر جھنگ گئے۔ جہاں محرم میں فساد ہوگیا تھا۔ اور جس میں ۵ مسلمان شہید ہوگئے تھے۔ آپ نے بمعہ رفقاء کے وہ مسجد دیکھی جس میں گولیاں چلیں۔ وہ گیٹ دیکھا جس میں باب عمرؓ لکھا ہوا تھا۔ آپ کے جاتے ہی تمام مقامی دوست، متعلقہ افراد اور محلہ کے سنی مسلمان جمع ہوگئے۔ دیر تک کیس کے بارہ میں مشورے ہوئے۔ اس افسوسناک واقعہ کو حکومت نے محسوس کیا ہے اور اب تسلی بخش طریقہ سے تفتیش اور کیش کی کارروائی جاری ہے۔

مولانا نے ان کو ہر طرح تسلی دی، اطمینان دلایا اور جمعیۃ علماء اسلام کی مکمل ہمدردی کا یقین دلایا

## حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

### مشرقی پاکستان کے دورے پر

مغربی پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی گذشتہ جمعہ کو اڑھائی بجے کے جہاز سے مشرقی پاکستان کے دورے پر تشریف لے گئے۔ جہاں آپ طوفان زدہ علاقوں کا دورہ کریں گے۔ اور متاثرین میں امدادی فنڈ کی رقومات تقسیم کریں گے۔

## اعلان داخلہ

جامعہ حمیدیہ سرائے مغل ضلع لاہور میں بچوں کو شہروں کی مسموم فضا سے دور پاکیزہ ماحول میں تعلیم دی جاتی ہے قرآن مجید (حفظ و ناظرہ) تجوید اور قرأت کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔ نیز سرکاری نصاب کے علاوہ چھٹی سے دسویں جماعت تک قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھانے کا انتظام ہے۔ امسال ادارہ کی سرپرستی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے قبول فرمالی ہے۔ نیز جامعہ کی مجلس شوریٰ کے لئے حضرت مولانا عبیداللہ انور، حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری، مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، مولانا محمد اجمل صاحب کے علاوہ دیگر زعمائے ملت کو نامزد کر دیا گیا ہے چنانچہ نئے انتظامات کے تحت جامعہ حمیدیہ کے پرائمری اور ہائی سکول کا داخلہ شروع ہوچکا ہے۔ ہوسٹل کے اخراجات اور دیگر تفصیلات کے لئے صدر جامعہ مولانا محمد اکرم صاحب مالک ہلال انجینئرنگ کمپنی ملتان روڈ لاہور (فون نمبر ۶۶۰۰۰) یا ادارہ اصلاح و تبلیغ آسٹریلیا بلڈنگ نزد ریلوے اسٹیشن لاہور (فون نمبر ۴۱۵۲۹) سے رابطہ قائم کریں (ناظم اعلیٰ جامعہ حمیدیہ)

## بقیہ ــــ مصائب کے بعد

جنہوں نے بخار کی کیفیت "تھرمامیٹر" سے متعین کرلی، وہ اعمال کے وزن کا انکار کریں تو یہ بھی دنیا کا ایک عجیب واقعہ ہوگا۔

چند سال گذرتے ہیں کہ روس کے کچھ سائنسدانوں نے کہا کہ آسمانوں میں ایک ایسی مخلوق رہتی ہے جو اس دنیا کے جنگ جو انسان سے ہزاروں سال پہلے دنیا کی مخلوق پر زبردست بمباری کر چکی اور روسی سائنسدانوں نے اس بمباری و فائرنگ کے لئے جو علاقہ متعین کیا تھا ٹھیک وہی تھا۔ جہاں لوط علیہ السلام کی قوم آباد تھی۔ اور اپنے اعمال کی وجہ "حجارۃ من سجیل" سے ہلاک کر دی گئی۔

پس سائنس جدید جس طرح اسلام کے ایک ایک بیان کی خود تصدیق کر رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر اگر کہہ دیا جائے کہ معراج کو بھی بہت جلد تسلیم کر لیا جائے گا۔ تو یہ پیشین گوئی محض ایک خوش فہمی نہ ہوگی۔





## ہندوستان کے پہلے مسلمان صدر ڈاکٹر ذاکر حسین انتقال کر گئے

ترجمان اسلام کی آخری کاپی پریس جا رہی تھی کہ دن کے گیارہ بجے ریڈیو نے یہ اعلان نشر کیا کہ ہندوستان کے پہلے مسلمان سربراہ ڈاکٹر ذاکر حسین کا حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

WEEKLY REGD.L No 7132
তরজুমানে ইসলাম
TARJUMAN E ISLAM
LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۱ پیسے

# اپیل

## طوفان زدگان کی ہر ممکن امداد کی جائے

مشرقی پاکستان میں طوفان سے ہزاروں انسان متاثر ہوئے ہیں۔ بے شمار قیمتی جانیں تلف ہوگئیں۔ اخبارات کی خبروں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک قیامت برپا ہے، نفسا نفسی کا عالم ہے۔ اللہ تعالے کی طرف سے یہ ایک بہت بڑی آزمائش ہے جس سے مشرقی پاکستان گذر رہا ہے۔ دنیا کے کسی حصے میں بھی مسلمان پر کوئی غم ٹوٹے تو ہر جگہ ملت اسلامیہ کا فرد بے چین ہو جاتا ہے۔ یہی حال مغربی پاکستان کے عوام کا ہے وہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں، تاہم اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے ان دکھی اور آفت زدہ بھائیوں کی دل کھول کر امداد کی جائے۔

گو حکومت بھی اپنے وسائل بروئے کار لا رہی ہے، لیکن یہ اس وقت تک ناکافی ہے جب تک کہ عوام اس میں اپنا حصہ نہیں ڈالیں گے ہمیں امید ہے کہ ہمارے مغربی پاکستان کے بھائی اپنی سابقہ روایات کے مطابق مظلوم مشرقی پاکستانیوں کی امداد کریں گے

بحیثیت ایک مسلمان کے ہم پر یہ فرض بھی ہے کہ اللہ تعالے سے صدق دل سے دعا مانگیں کہ وہ آفات سماوی اور ارضی سے محفوظ رکھے، اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

مشرقی پاکستان کی جماعتیں ہر قسم کا امدادی سامان حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے پاس جمع کرائیں، اور مغربی پاکستان کی جماعتیں مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام بیرون لوہاری گیٹ ملتان میں اپنی امدادی رقوم اور دوسری اشیاء جمع کرائیں۔

منجانب :- (حضرت مولانا) **محمد عبد اللہ درخواستی امیر مرکزیہ**

(حضرت مولانا) **مفتی محمود ناظم عمومی مرکزیہ**

# ترجمانِ اسلام

لاہور

## يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ

پیسہ گن گن کر رکھنے کے بعد اس کے (سرمایہ دار) کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا۔ یعنی اس کی ہر ایک ضرورت مال ہی سے پوری ہوتی رہے گی۔ یہ طبعی بات ہے کہ بعض کام تو واقعی مال سے ہی پورے ہوتے ہیں مگر انسان کی بعض ضرورتیں ایسی بھی ہیں، جن کے لئے علم و اخلاق چاہیئے ورنہ اس آدمی پر لوگ اعتبار نہیں کرتے۔ اور یہ بات کہ ہر ضرورت مال سے ہی پوری ہوتی ہے، اخلاقی حصہ کی لغویت کو ظاہر کر دیتی ہے۔

یہ سرمایہ داروں کی عادت ہے کہ جب اپنی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو ایک مصلح لیڈر پر طعن و تشنیع شروع کر دیتے ہیں کہ یہ اصلاح کرتا پھرتا ہے۔

روپیہ پیسہ تو اس کے پاس نہیں۔ ان کے پاس یہ دستور ہے کہ جائز او ناجائز طریقہ سے مساکین کو لوٹو اور کھاؤ۔ ان سرمایہ داروں میں نہ رحم ہے نہ اخلاق، یہ بڑی مچھلیاں ہیں جو چھوٹی مچھلیوں کو کھا جاتی ہیں۔

وہ چاہتے ہیں کہ غربا غلامی کی زنجیر میں جکڑے رہیں

ان کو اپنا محتاج بنایا جائے۔

یہ سرمایہ پرستوں کی عادت قبیحہ ہے۔

---

جمعہ، ۹ مئی سنہ ۱۹۶۹ء مطابق ۲۱ صفر المظفر سنہ ۱۳۸۹ھ قیمت ۲۵ پیسے جلد ۱۲ - شمارہ نمبر ۱۸

مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

تلخیص و ترتیب زاہد الراشدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

(آخری قسط)

## عاریت

اقتصادی نظام کے اخلاقی شعبہ میں "عاریت" بھی نمایاں جگہ رکھتی ہے کسی شخص کا اپنی ملکیت کے منافع کو بغیر معاوضہ کے دوسرے کی ملک بنا دینا اسلامی نقطہ نظر سے عاریت کہلاتا ہے۔

## امانت

اگرچہ ظاہر بیں نگاہوں میں اس کا تعلق معاشی نظام سے نظر نہیں آتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی بعض حالات میں اہم معاشی ضرورت کو پورا کرنے کی کفیل ہے۔ ایک شخص اگر نقد یا مال کسی دوسرے شخص کے پاس امانت رکھتا ہے۔ اور امین کو بوقتِ ضرورت امانت میں تصرف کی اجازت دے دیتا ہے تو کیا اس سے انکار کیا جا سکتا ہے، کہ اس طرح کس قدر اہل حاجات کی ضروری حاجات کو پورا کیا جا سکتا ہے

## دیگر نظامہائے اقتصادی کا موازنہ

دنیوی نظام ہائے اقتصادی جو اس دورِ جدید میں یا دنیا کی حکومتوں پر مسلط ہیں اور یا پروپیگنڈا کے زور سے مسلط ہونا چاہتے ہیں۔ اسلامی اقتصادی نظام کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں اور کیا واقعی اقتصادی نظام کے مقصد کا بہترین حل ان کے ذریعہ ہو سکتا ہے، یا اسلام کا اقتصادی نظام ہی اس مرض کا واحد علاج ہے؟ موجودہ دور میں دنیا کی حکومتوں پر مختلف شکلوں میں مکمل یا ناقص دو ہی نظام کا تسلط ہے۔ اور اس لئے وہی دونوں قابل بحث ہیں۔ ایک فیسزم اور دوسرا سوشلزم۔

## فاشیت اور نازیت

فیسزم یا فاشیت کا نظریہ اگرچہ اپنے اندر ایک طویل بحث کی گنجائش رکھتا ہے۔ لیکن نتیجہ کے اعتبار سے وہ حسب ذیل چند اصول پر قائم ہے اور اس کا تمام نظام ان ہی اصول کے ساتھ وابستہ ہے۔

(۱) تمام ذرائع پیداوار افراد کے ہاتھوں میں اس طرح آزاد ہوں کہ ان کا مفاد مخصوص افراد کے حق میں ثابت ہو نہ کہ جماعت اور سماج کے حق میں۔

(۲) پیداوار نجی فائدہ کے اصول پر نہ ہو بلکہ عوام کی ضروریات کے فائدہ کے اصول پر وہ ضروریات کے تخمینہ کی مطابقت کی بجائے ذاتی اغراض کے اندھا دھند طریقہ پر ہو۔

(۳) ان ہر دو مقاصد کو کامیاب بنانے کے لئے ایسے طرزِ حکومت کی طرح ڈالی جائے جس میں قوانین کے ذریعہ سرمایہ داری کی حفاظت و ترقی کا سامان فراہم ہو سکے اسلامی اور اقتصادی نظام اور فسطائی فاشی نظام میں فرق کو حسب ذیل نقشہ سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

### اسلام کا اقتصادی نظام

(۱) دولت و ذرائع دولت کا مخصوص طبقہ میں محدود رہنا حرام ہے۔

(۲) انفرادی ملکیت محدود ہے۔

(۳) انفرادی ملکیت اجتماعی حقوق کے زیر اثر ہے۔

(۴) اقتصادی نظام کی بنیاد عوام کے مفاد پر قائم ہے

(۵) عام معاشی خوشحالی ضروری ہے۔

(۶) معاشی دستبرد سے حاکمیت و محکومیتِ اقوام لعنت ہے

(۷) اکتناز (جمع خزانہ) و احتکار (اجتماعی حقوق سے باز رہنا) کی مطلق گنجائش نہیں۔

(۸) نسلی خاندانی، طبقاتی اور جغرافیائی امتیازات اس سلسلہ میں قابل تسلیم نہیں۔

### فسطائی اقتصادی نظام

(۱) دولت و ذرائع دولت کو مخصوص طبقہ کی انفرادی و اجتماعی اغراض کے لئے ہونا از بس ضروری ہے

(۲) انفرادی ملکیت لامحدود ہے۔

(۳) انفرادی ملکیت اجتماعی حقوق اور مفاد عامہ سے مستغنی و بالاتر ہے۔

(۴) نظام کی بنیاد مخصوص افراد اور خاص طبقہ کے مفاد پر قائم ہے۔

(۵) عوام کی معاشی بدحالی و کساد بازاری اس کا لازمی نتیجہ ہے

(۶) معاشی دستبرد کے ذریعہ غلامی اور اقوام کی محکومی لازم و ضروری ہے۔

(۷) احتکار و اکتناز ضروری اور موجبِ سعادت امور ہیں

(۸) نسلی، جغرافیائی اور طبقاتی امتیازات ضروری ہیں۔

## اشتراکیت

اسلام جس مکمل قانون کا نام ہے۔ اس کے ساتھ اشتراکیت (کمیونزم) کا کبھی رابطۂ اتحاد نا ممکن ہے۔ اس لئے کہ کارل مارکس اور دوسرے اشتراکی راہنماؤں نے جس فلسفہ پر مارکسزم کی بنیاد قائم کی ہے۔ اس میں خدا کا انکار اور الٰہیات کی نفی صفِ اول میں جگہ پاتے ہیں اور اس لئے اس کا علم الاخلاق بھی اسی روشنی میں مہذب و مرتب کیا گیا ہے لہٰذا اس کے فلسفۂ لادینیت کے ساتھ اسلام کا کوئی رابطہ اور تعلق قائم نہیں ہو سکتا لیکن جب ہم اس فلسفہ کے نقطہ اقتصادی پہلو سے بحث کرتے ہیں تو اس وقت ہم کو اس حقیقت ثابتہ کے اظہار میں کوئی باک نہ ہونا چاہیئے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اقتصادی نظام کے بہت سے اجزاء میں اسلام اور اشتراکیت باہم متقارب نظر آتے ہیں اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف دونوں ہم آہنگ ہیں۔ اگرچہ طریق کار کے اختلاف سے دونوں کی راہیں اس وادی میں قطعاً جدا جدا ہیں۔ اسلام کے اقتصادی نظام اور اشتراکی اقتصادی نظام کے درمیان جن امور میں اتفاق ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اکتناز اور احتکار یا جمع دولت اور مخصوص طبقہ میں دولت کی تحدید نہ یہ جائز قرار دیتا ہے اور نہ وہ، دونوں ہر دو امور کو باطل اور اقتصادی زندگی کے لئے تباہ کن سمجھتے ہیں۔

(۲) دونوں ضروری سمجھتے ہیں کہ اقتصادی نظام کی اساس و بنیاد عام معاشی مفاد پر قائم ہو اور ہر شخص کو معاش سے حصہ ملے اور کوئی شخص بھی اس سے محروم نہ رہے۔

(۳) دونوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اقتصادی نظام کے دائرہ میں تمام انسانی دنیا جغرافیائی، طبقاتی اور نسلی و خاندانی امتیازات سے یکسر جدا ہو کر یکساں اور برابر حیثیت میں شمار ہو۔

(۴) ان دونوں میں اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ جماعتی حقوق انفرادی حقوق پر مقدم ہوں۔

(۵) ان دونوں کے درمیان یہ بھی مسلم ہے کہ معاشی دستبرد کے ذریعہ حاکم و محکوم اور غلام و آقا کا سسٹم قائم نہ ہو سکے اور قائم شدہ کو مٹا دیا جائے۔

یہ ہیں وہ امور جن میں دونوں اقتصادی نظام ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔ لیکن دو امر ایسے ہیں کہ جن میں ان دونوں کے درمیان بنیادی اور اساسی اختلاف ہے اور ان ہر دو امور میں ایک دوسرے کے ساتھ کسی طرح مطابقت پیدا نہیں کی جا سکتی اور یہ اختلاف اس وقت اور زیادہ واضح ہو جاتا ہے جبکہ سوشلزم کا آخری درجہ "کمیونزم" کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ جس کا تجربہ آج کل روس میں کیا جا رہا ہے۔

### اسلامی اقتصادی نظام

۱۔ دولت و ذرائع دولت میں انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی حدود قائم کر دی جائیں۔

۲۔ حق معیشت کی مساوات کے اعتراف کے ساتھ بلحاظ معیشت اختلاف مدارج تسلیم کرتے ہوئے ہر حتکار کو روکا جائے۔

### اشتراکی اقتصادی نظام

۱۔ دولت و ذرائع دولت سے انفرادی ملکیت کو مٹا دیا جائے۔

۲۔ بلحاظ معیشت اختلافِ درجات کا انکار کیا جائے اور معاشی لحاظ سے بھی سوسائٹی میں مساوات تسلیم کی جائے۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هفت روزه

# ترجمانِ اسلام

لاہور

جمعہ ۹ مئی ۱۹۶۹ء ۲۱ صفر ۱۳۸۹ھ

۔۔۔ جاری کردہ ۔۔۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ

۔۔۔ سرپرست ۔۔۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

۔۔۔ نگرانِ اعلیٰ ۔۔۔

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

۔۔۔ نگران ۔۔۔

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

۔۔۔ ایڈیٹر ۔۔۔

احمد حسین کمالؔ

۔۔۔ معاون ایڈیٹر ۔۔۔

حافظ عزیز الرحمٰن نور شید بھیروی

جلد ۔۔۔۔ ۱۲

شمارہ ۔۔۔۔ ۱۸

فی پرچہ

۲۵ پیسے

# مودودیوں کی بوکھلاہٹ

## آئین میں غلط بیانی کا آسرا

جوں جوں عوام میں یہ تاثر یا شبہات بڑھتے جا رہے ہیں کہ مودودی صاحب کا تعلق بیرونی ممالک سے ہے یا وہ امریکہ کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں، مودودی صاحب کے چیلوں کی بوکھلاہٹ بڑھتی جا رہی ہے ہم نے بار بار اعلان کیا اور تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام اسلام کا عادلانہ نظام اور خدا ترسانہ حکومت چاہتی ہے۔ جس سے ملک سرمایہ داری اور الحاد آفریں اشتراکیت دونوں کا انسداد ہو سکے۔

مگر بیچارے مودودیے یہی تصور دینے کی ناپاک کوشش کرتے چلے جا رہے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام سوشلزم کی حامی ہے یا پیپلز پارٹی سے متحد ہے یا اتحاد کر رہی ہے۔ یہی تصور دلانے کے لئے مودودیے پرچے "آئین" ۲۹ اپریل ۱۹۶۹ء میں پیپلز پارٹی اور جمعیۃ علماء اسلام کے عنوان سے ایک شذرہ لکھا ہے جو جھوٹ کا پلندہ ہے۔

(۱) اس مضمون میں اتحاد کرنے کے سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام (غلام غوث ہزاروی گروپ) کے الفاظ لکھ کر گویا یہ باور کرانے کی سعی کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام میں بھی متعدد گروپ ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں فی الحال صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھنا ہی بہتر سمجھتے ہیں۔

(۲) اس مضمون میں یہ بھی لکھا ہے کہ ڈاکٹر مبشر حسن صاحب نے اپنے معزز مہمانوں کے لئے شاندار دعوت کا اہتمام کیا تھا جس میں غلام غوث ہزاروی، مولانا محمد اکرم، ذوالفقار علی بھٹو اور بعض دوسرے لیڈر موجود تھے۔

ہم مودودی صاحب اور اس کے ان تمام چیلوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ جمعیۃ کے علماء موصوفین کی نہ تو دعوت کی گئی نہ اس کا اہتمام کیا گیا، نہ شاندار نہ غیر شاندار۔ نہ ان حضرات نے وہاں کھانا کھایا۔ اگر مودودی اور اس کے مریدوں بلکہ ان کے ساتھ امریکی سامراج کے ایجنٹوں میں ایمانی صداقت کی رتی بھر موجود ہے تو وہ اس شاندار دعوت کو ثابت کریں جس کا اہتمام ان علماء کرام کے لئے کیا گیا، یا ان حضرات نے اس میں شمولیت کی۔ ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی آیت بار بار پڑھیں۔ اس بیان میں نماز اور اسلام لیگ پر بھی ان کے بندہ صالحین نے چھینٹیں پھینکی ہیں۔ جس کا جواب وہ خود دیں گے۔

مضمون میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر مبشر صاحب نے ہزاروی صاحب کو بتایا کہ وہ جو سوشلزم نافذ کرنا چاہتے ہیں اس میں سب کچھ اسلام کے مطابق ہوگا۔ اگر یہ بات مبشر صاحب نے کہی ہو، تو معلوم نہیں اسلام کے ٹھیکیدار بندہ صالحین کو اس سے کیوں مروڑ اٹھے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو حضرت مولانا کی تبلیغ کامیاب رہی اور اس پر اسلام پسندوں کو خوش ہو کر مزید کوشش کرنی چاہیئے تھی۔ کیا مودودیے یہ پسند کرتے ہیں کہ یہاں کے کروڑوں مسلمانوں بلکہ کروڑوں عربوں کو بھی کافر بنا دیں۔ یا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہر ایک کے پاس جا کر حق کی دعوت دینا مناسب ہے۔

کیا آپ اس جملے سے عوام کو اس خیال میں مبتلا نہیں کرتے کہ مودودیوں کو اس کی پرواہ نہیں کہ کوئی اسلام کے قریب ہو یا دور۔ وہ تو صرف امریکہ کے مخالفین کی مخالفت ہی ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس سے بہت جلد مودودیوں کو توبہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ مسلمان ان کو یہود اور امریکہ کا پٹھو کہیں تو ان کے لئے اس کہنے کی وجہ مہیا کرنے والے وہ خود ہوں گے۔

**حقیقت حال**

اس سارے افسانے کی حقیقت صرف یہ ہے کہ ایبٹ آباد میں ایک آدمی نے جو اپنے کو مودودی فرقہ سے متعلق ظاہر کرتا ہے۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کیا ہے جس میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اسلامی جماعت امریکہ کی تنخواہ دار ایجنٹ ہے۔ مودودی گمراہ ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

عدالت نے فرد جرم عائد کر کے مولانا سے صفائی کی شہادت طلب کی ہے۔ مولانا اب مودودی پر الزام لگانے والے سابق وزیر داخلہ حبیب اللہ خاں سابق وزیر داخلہ قاضی فضل اللہ صاحب نیز سابق وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو سے مل کر اس الزام کے سلسلہ میں صفائی کی شہادت کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور اسی سلسلے میں مولانا صاحب ڈاکٹر مبشر صاحب سے ملے۔ جہاں بعد میں بھٹو صاحب بھی آ گئے تھے۔

اب مودودیوں کو پیٹو پڑے ہوئے ہیں اور وہ ڈاکٹر مبشر کی عالیشان کوٹھی کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کا قطب الاقطاب مودودی صاحب لندن میں کس ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا، اور خرچ کا کیا انتظام تھا، اور کھدر کیا تھے

(باقی صفحہ ۷ پر)

مالک نور الٰہی پرنٹر نے نعیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

## مشرقی پاکستان کا دورہ

# جمعیۃ علماء اسلام سلہٹ ضلع میں عظیم الشان کانفرنس

یہ مضمون مشرقی پاکستان کے دورہ سے واپسی پر دفتر کے حوالہ کر دیا گیا تھا، مگر ہم ندامت سے عرض کرتے ہیں کہ دفتر والوں کی بے توجہی کا شکار ہو گیا۔ اب اس کو قسط وار شائع کیا جا رہا ہے۔ (مدیر)

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سلہٹ نے دو روزہ کانفرنس کرنے کا اعلان کیا تھا۔ جس کے لئے بڑے پیمانے پر تیاریاں کی گئی تھیں۔ کانفرنس سلہٹ مدرسہ عالیہ کے میدان میں ہوئی پنڈال کو سائبانوں سے چھت دیا گیا تھا۔ رضاکار (انصار الاسلام) جمعیۃ کے بیج لگائے، ڈنڈے ہاتھوں میں لئے پنڈال کے چاروں طرف انتظامات کر رہے تھے۔ رات کے لئے روشنی اور بجلی کا انتظام تھا۔ لاؤڈ سپیکروں کے لئے بیٹری مہیا کر دی گئی تھی۔

**پہلا اجلاس** یہ عظیم الشان کانفرنس دس بجے صبح سے زیر صدارت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب شیخ بھاگہ خلیفہ اعظم حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رح شروع ہوئی۔ اجلاس میں غیر معمولی اجتماع تھا۔ حافظ محمد اختر صاحب اور حمید الحق صاحب نے تلاوت سے اجلاس کا آغاز کیا۔ جس کے بعد حضرت مولانا شیخ عبد الکریم صاحب سرپرست جمعیۃ علماء اسلام نے افتتاحی تقریر فرمائی۔

آپ کے بعد حضرت مولانا نور الدین صاحب جامعہ قرآنیہ گوہر پور نے بنگلہ زبان میں جمعیۃ علماء اسلام میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔

پھر حضرت مولانا فخر الدین صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام تھانہ بالاگنج اور مہتمم دار السنۃ گلوگاؤں نے تقریر فرمائی۔ ان کے بعد حضرت مولانا شمس الاسلام صاحب شیرپوری نے خطاب فرمایا۔

**دوسرا اجلاس** کانفرنس کا دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر دو بجے سے حضرت مولانا شیخ حبیب الرحمٰن صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام محکمہ (تحصیل) مولوی بازار منعقد ہوا۔ جناب حافظ عبد الرحمٰن صاحب نے تلاوت قرآن فرمائی اور حضرت مولانا مفضل علی صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام تھانہ گلاب گنج نے بنگلہ میں تقریر فرمائی۔ جن کے بعد صوبائی ناظم عمومی حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی نے جامع و مانع اور پرجوش تقریر کرتے ہوئے جمعیۃ کی کارگزاریوں پر روشنی ڈالی۔ پھر حضرت مولانا عبد الخالق صاحب نے نظم سنائی۔ اور اجلاس نماز عصر کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

نماز عصر کے بعد حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے مختصر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی نظام کا حق بلکہ کوئی نظام نہیں کر سکتا۔ جمعیۃ علماء اسلام کی شرکت سے مجلس عمل کے سامنے حکومت کو جھکنا پڑا اور عوام کو رائے دہندگی اور عوامی حکومت کا حق دیا گیا۔ جمعیۃ کے نمائندے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب نے اسلامی مطالبہ پیش کیا۔ مگر ان کی تائید نہ مودودی نے کی نہ چوہدری محمد علی نے۔

اگر آپ حضرات کو واقعی اسلامی اقدار ناذ کرانی ہیں تو نئی بننے والی پارلیمنٹ کے لئے جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ تعاون کریں۔

**عظیم الشان جلوس** نماز عصر کے بعد جلسہ گاہ سے عظیم الشان جلوس علماء و عوام کا نکلا۔ جس میں کم و بیش بیس ہزار آدمیوں نے شرکت کی۔ قیادت حضرت مولانا ریاست علی صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع سلہٹ، حضرت مولانا عبد النور صاحب ناظم استقبالیہ حضرت مولانا محی الدین خان صاحب ڈھاکہ، حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی حضرت مولانا اشرف علی صاحب ناظم ضلع اور خاص کر حضرت مولانا شیخ بشیر احمد صاحب خلیفہ اعظم حضرت مدنی رح فرما رہے تھے۔ سالار انصار الاسلام ضلع سلہٹ حضرت مولانا حسین احمد صاحب بمعہ ایک ہزار رضاکاروں کے جلوس کے ساتھ شریک تھے۔ جمعیۃ کے جھنڈے اور مختلف بینر تھے اسلامی آئین۔ صوبائی حقوق۔۔۔ تنسیخ قوانین باطلہ اور جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد، اور ہمارا مطالبہ اسلام ہے کے نعروں سے فضا گونج رہی تھی۔ اہل شہر نے پہلی بار اس شان روحانیت اور صداقت کا اتنا بڑا جلوس دیکھا۔ جلوس مختلف راستوں اور بازاروں سے ہوتا ہوا پھر جلسہ گاہ پر ختم ہوا۔

**تیسرا اجلاس** مغرب کے بعد تیسرا اجلاس شروع ہوا جس میں حضرت مولانا محمد اجمل صاحب صوبائی ناظم جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے اپنے مخصوص انداز میں گھنٹہ بھر تقریر فرمائی۔ حضرت مولانا عبد الجبار صاحب ناظم ڈھاکہ اور حضرت مولانا محی الدین خان صاحب ڈھاکہ نے بھی بنگلہ میں خطاب فرمایا۔

### حبیب گنج میں تاریخی اجلاس

**جلوس** جمعیۃ علماء اسلام کا وفد ۲۲ مارچ کو مولوی بازار سے روانہ ہو کر دس بجے حبیب گنج پہنچا جہاں لاتعداد حضرات اسٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تھے چنانچہ ان حضرات نے عظیم الشان جلوس نکالا۔ جو اسلام زندہ باد جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد، علماء حق زندہ باد، علماء مغربی پاکستان زندہ باد، اسلامی آئین زندہ باد کے نعرے لگاتا ہوا بازاروں سے گذرتا ہوا جیل فیلڈ میں ختم ہوا۔ جہاں عظیم الشان اجتماع کے اندر جلسہ شروع ہو گیا۔ نماز ظہر کے وقفہ کے بعد زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کارروائی کا آغاز کیا گیا۔ اجلاس میں تقریباً پچاس ہزار مسلمانان علاقہ نے شرکت کی۔ ہر طرف آدمی ہی آدمی نظر آرہے تھے۔ پنڈال بھرا ہوا تھا۔ عوام گیٹ سے ہی داخل ہو سکتے تھے۔ پنڈال کی آرائش اور سٹیج کا اچھا انتظام تھا علاقہ بھر سے انصار الاسلام (رضاکاران جمعیۃ) عربی قومی مدارس سے سینکڑوں کی تعداد میں موجود انتظام کر رہے تھے۔ جن کو بیج لگے ہوئے تھے۔

تلاوت قرآن کے بعد حضرت مولانا مسیح الرحمٰن صاحب ناظم استقبالیہ نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ پھر حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب نے اردو میں اور حضرت مولانا محی الدین خان صاحب نے بنگلہ میں خطاب فرمایا۔

ان کے بعد حضرت مولانا محمد اجمل صاحب نے نہایت فصیح و بلیغ انداز میں اردو میں تقریر فرمائی۔ جن کے بعد حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی نے تقریباً تمام تقاریر کا خلاصہ بنگلہ زبان میں بیان فرمایا۔ اتنے میں جلسہ گاہ میں حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی پہنچ گئے۔ جس سے فضا نعروں سے گونج گئی۔ پھر ہر دو حضرات نے یکے بعد دیگرے خطاب کیا۔ عظیم اجتماع نے ہاتھ اٹھا کر جمعیۃ علماء اسلام کے پروگرام سے اتفاق اور اس کے نظام کو وسیع و مضبوط کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب نے کلمہ شہادت پڑھا کر عہد لیا اور کہا کہ گول میز کانفرنس میں صرف ہمارے ان دو بزرگوں نے اسلامی نظام کا مطالبہ کیا۔ افسوس کہ دوسری جماعتوں نے اس کی تائید بھی نہ کی۔ آئندہ بھی اگر آپ اسلامی آئین کے لئے صحیح خدمت چاہتے ہیں تو انتخابات میں جمعیۃ کا ساتھ دیں۔

آخر میں مولانا شفیع الدین صاحب ایم اے تھانہ لاکھائی نے چند تجاویز پیش کیں۔ جو بالاتفاق پاس ہوئیں اور یہ مبارک اجتماع حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ کی دعا پر ختم ہوا۔

**خصوصی اجلاس** رات کو بعد نماز عشاء تقریباً تین سو علماء دین کا خصوصی اجلاس ہوا جس کو حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے خطاب کیا۔

**خصوصی اجتماع** ۱۹ مارچ کو صبح سات بجے سے زیر صدارت حضرت مولانا ریاست علی صاحب محدث حسینیہ مدرسہ رانا پنگ شروع ہوا۔ جس میں مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے ایک گھنٹہ تک علماء دین سے خطاب کرتے ہوئے موجودہ حالات پر تبصرہ کیا اور جمعیۃ کے نظام کو پھیلانے اور مضبوط کرنے پر زور دیا۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

احمد حسین کمال

# اصل حقیقت کیا ہے؟

"سیر و سفر" کے دوران انسان کو عجیب و غریب انکشافات دیکھنے کے لئے مل جاتے ہیں۔ ذہنی "سیر و سفر" میں اس طرح کے انکشافات کی کوئی حد نہیں رہتی۔

چنانچہ حال ہی میں "سیر و سفر" (ایشیا ۲۰ اپریل ۱۹۶۹ء) کا ایک بالکل ہی جدید انکشاف نظر نواز ہوا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ:۔

—— نوعیت کے اختلاف سے اسلام کا مطالبہ پس پشت ڈال دینا تدبر کی اعلیٰ قسم ہے۔

قصہ دراصل یہ ہے کہ مرحوم گول میز کانفرنس میں مفتی محمود صاحب نے اسلام کے ۲۲ مطالبات اور مسلمان کی تعریف متعین کرنے کا وہ مطالبہ پیش کر دیا جو تحریک پاکستان کی نظریاتی اساس ہے۔

لیکن چونکہ ابھی تک اس مطالبہ کی تکرار و نعرہ پبلک اسٹیجوں، جلسوں، اپنے سیاسی حریفوں کی مخالفت اور گروہ بندیوں کو مستحکم و مقبول عام بنانے کی حد تک ہی مخصوص رہا ہے۔

اور اب پہلی بار حضرت مفتی محمود صاحب جرأت مومنانہ سے کام لے کر یہ مطالبہ اس گول میز کانفرنس میں پیش کر دیا تھا۔ جو اگر ملک کے حالات دوسرا رخ اختیار نہ کر جاتے تو ملک و ملت کی قسمت کے لئے فیصلہ کن ثابت ہوتی۔

یہ بات بالکل واضح تھا کہ گول میز کانفرنس میں اس مطالبہ کے پیش ہونے کے بعد اگر مودودی صاحب بھی جو اسلامی نظام کے قیام کے پرانے داعی چلے آ رہے ہیں۔ اس کی تائید و حمایت کر دیتے۔ تو گول میز کانفرنس کے دوسرے شرکاء کے لئے بھی حمایت و تائید نہ کرنے کا کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔

اور کم از کم پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار سب سے اعلیٰ اور مشترکہ سیاسی سطح پر اسلام کا کاز اولین کاز بن جاتا

مودودی صاحب سے اس مطالبہ کی حمایت کی توقع اس لئے بھی تھی کہ انہوں نے ماضی میں ہمیشہ نزاعی مسائل کے موقعہ پر اسلام کا ہی نعرہ و مطالبہ بلند کیا ہے۔

آزادی سے قبل جب برطانوی ہند کے مسلمان تحریک پاکستان اور تحریک آزادی کے سلسلہ میں مختلف الخیال تھے اور نزاع میں الجھے ہوئے تھے۔

تو مودودی صاحب اس وقت اسلام کی دعوت اصرار کے ساتھ پیش کر رہے تھے۔

اسی طرح تحفظ ختم نبوت کی تحریک کے وقت جب پاکستان میں منکرین ختم نبوت کو اقلیت قرار دینے پر اختلاف رائے برپا ہوا۔ تو مودودی صاحب اسلامی نظام کے قیام کے مطالبہ کو اولیت دینے پر اصرار کیا تھا۔

دستور پاکستان کے لئے ۲۲ نکات کا اسلامی مطالبہ جس پر مودودی صاحب نے بھی دستخط ثبت فرمائے تھے، اس وقت ہی معرض وجود میں آیا تھا۔ جب دستور کے سوال پر سنگین نزاع شروع ہو چکا تھا۔

گول میز کانفرنس کے موقعہ پر جب نزاعی مسائل نے سر اٹھا لیا تھا۔ اور متفقہ و مشترکہ مطالبات کی کوئی حیثیت و اہمیت باقی نہیں رہ گئی تھی۔ جیسا کہ بعد کے واقعات سے بالکل عیاں ہو چکا ہے۔ تو مودودی صاحب کا ماضی کا انداز فکر و طرز عمل خود اس بات کا متقاضی تھا کہ اب اسلام کے مطالبہ کو پیش پیش لے آیا جائے۔ جس کے لئے بقول معاصر "آئین":۔

"کوئی فرد — نہ پہلے، نہ آج، نہ کل اس حقیقت کو جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ قوم اپنے تمام جدید علماء اور ان کے طے ہوئے اصولوں سمیت اسلام کے معاملہ میں ہمیشہ اور ہر دور میں متفق رہی ہے۔ اور انشاء اللہ رہے گی"۔

(آئین لاہور ۱۶ اپریل ۱۹۶۹ء)

لیکن اس مسلمہ متفق علیہ حقیقت کے باوجود مودودی صاحب نے گول میز کانفرنس میں مفتی صاحب کے اسلامی مطالبہ کی تائید و حمایت نہیں کی۔

اور جیسے ہی پوری قوم کے سامنے یہ بات آئی۔ کہ مفتی صاحب کے پیش کردہ اسلامی مطالبات کی مودودی صاحب نے تائید نہیں کی۔ تو قوم کا ہر فرد حیران و ششدر رہ گیا۔ اور افسوس کے ساتھ ہر زبان پر یہ سوال آ گیا کہ "مودودی صاحب نے مفتی محمود صاحب کے پیش کردہ اسلامی مطالبات کی تائید و حمایت کیوں نہیں کی؟"

چنانچہ ہر سمت سے امنڈنے والا یہ "کیوں" تو ہی تھا جس نے بالآخر ایک سائل کے سوال کی صورت کو جنم دیا اور مودودی صاحب کے لئے جواباً عذر پیش کرنے راستہ نکالا۔

اس لئے کہ "اسلامی مطالبات" کی حمایت و تائید نہ کرنے کا مبنی بر حقیقت جواب تو کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا کسی "عذر" کی ہی آڑ لی جا سکتی تھی۔ جس پر "تدبر" کے تقاضوں کا ملمع چڑھا ہوا ہو۔ اور اس ملمع سے بھی اسی وقت کچھ آب و تاب دکھلانے کی توقع ہو سکتی تھی۔ جب اسے مفتی محمود صاحب پر کم تدبر کے طعن کے ساتھ عوام کے سامنے لایا جائے۔

یہ ایک نفسیاتی معاملہ ہے کہ جب انسان راہ حق سے پھسل جاتا ہے۔ اور ہر چہار طرف سے مسئول بنایا جانے لگتا ہے۔ تو اپنی حیثیت و شہرت کی برقراری کے لئے وہ یا تو شرافت کی دہائی دے گا —— یا

"تدبر کے تقاضوں" کی منطق استعمال کرے گا۔

یا

نزاع و اختلاف سے آلودہ نہ ہونے کا عذر تراشے گا۔ اور ایک ایسا اصول وضع کرے گا جس کے ذریعہ غرض مند افراد اس مقصد کو ہی سبوتاژ کر دینے کی پوزیشن میں آ جائیں گے۔ جس کی سربلندی کا وہ سب سے بڑا مدعی بنتا ہے۔

یہاں بھی بالآخر یہ ہی ہوا

جب مودودی صاحب سے یہ پوچھا گیا کہ آپ نے گول میز کانفرنس میں مفتی صاحب کے پیش کردہ اسلامی مطالبات کی حمایت کیوں نہیں کی؟

تو سب سے پہلے تو گریز کی ایک راہ نکالی گئی۔ کہ دراصل یہ سوال اس مزعومہ پروپیگنڈے کی وجہ سے سامنے آیا ہے۔ جسے بزعم خویش مودودی صاحب اور ان کے ساتھی یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ مفتی صاحب اور جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔

اور جس کی سب سے بڑی شہادت "چور کی داڑھی میں تنکے" کی مصداق ان کے نزدیک یہ ہے کہ ۱۵ مارچ کو خان پور میں تقریر کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا ہے کہ:۔

"میں نے اسلامی نظام کے مطالبہ کو دستور میں شامل کرانے کے لئے علماء کے ۲۲ نکات کو شامل کرنے کے مطالبے کئے اور دوسرے متفقہ مطالبات کی حمایت کی۔ نیز ملکی بحران اور صورت حال پر روشنی ڈالی۔ میرے اسلامی مطالبات کی جمہوری مجلس عمل کے کسی بھی رہنما نے حمایت نہیں کی"۔

(۱۶ اپریل بحوالہ ترجمان اسلام ۲۸ مارچ)

یہ حصار قائم کرنے کے ساتھ وہ تاریخی عذر پیش کیا گیا۔ جس کا پہلا جزو یہ ہے کہ

—— اسلام کے مطالبہ کو نزاعی مسائل کے موقعہ پر پیش نہیں کیا جانا چاہیئے۔

اور دوسرا جزو یہ ہے کہ:۔

—— اگر اسلام کے مطالبہ کے رد ہو جانے کا اندیشہ ہو، تو اسلام کا مطالبہ پیش کرنا تدبر کے خلاف ہے،

یعنی دین سے بیگانہ و بیزار طبائع کے لئے اسلام سے بچنے اور اسلامی نظام کو قائم ہونے سے روکنے کے لئے بہترین حیلہ ہاتھ آ گیا ہے۔

ملک و ملت کے حالات میں ایسا موقع شاید ہی کبھی آ سکے۔ جب دو چار نزاعی مسائل موجود نہ ہوں۔

اور یہ اندیشہ بھی کسی نہ کسی درجہ میں موجود بتایا جا سکتا ہے کہ کہیں اسلام کا مطالبہ دوسرے مسائل کی طرح رد نہ کر دیا جائے۔

اس طرح تقریر و تحریر کے انبار کی صورت میں تو قوم کے سامنے ہر پہلو سے اسلام پیش کیا جاتا رہ سکتا ہے لیکن نزاعی مسائل کی موجودگی میں اور رد کئے جانے کے اندیشے کی وجہ سے اسے کسی ایسی سطح و مجلس میں پیش کرنا مودودی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مولانا انظر شاہ کشمیری دارالعلوم دیوبند

# مصائب کے بعد

(۲)

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک وطن کے اس تمام اضطراب وقلق پر خود جبرئیل امین نے مکہ ہی میں دو بار تشریف آوری کی نوید جانفزا ہی ان الفاظ کے ساتھ سنائی تھی کہ :-

"جس مقتدر و قدیر ہستی نے آپ پر تبلیغ قرآن کا فرض عائد کر دیا وہ آپ کو مکہ بھی ضرور واپس لائے گا۔"

"معاد" کیا ہے۔ تقریباً تفسیری روایات اس پر متفق ہیں کہ مکہ ہی کا دوسرا نام ہے۔ میرے نزدیک آیت کا مطلب یہی ہے کہ جس قادر ہستی نے

یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک

کہ قرآن کی تبلیغ ونشر واشاعت کیجئے

قرآن عظیم کی تبلیغ کا جانگسل فرض آپ کے ذمہ لگایا تھا۔ ان حالات میں قرآن کی تبلیغ آپ کو کس قدر مشکل اور ناممکن نظر آتی تھی۔ ساری مخالفتوں کا ایک ہی مقصد تھا۔ یعنی پیغمبر اعظمؐ کو قرآن کی اشاعت اور تبلیغ سے روکنا لیکن ہم نے ایک ناممکن کو جس طرح ممکن بنا ڈالا۔ ایسے ہی آج مکہ میں دوبارہ بظاہر حال گو واپسی کا امکان انسانی عقل کے نزدیک کس درجہ کمزور بات ہے۔ لیکن قدیر و قادر اس ناممکن کو بھی ممکن بنا کر رہے گا۔ اور پھر حالات نے بتا دیا کہ قرآن کی پیشین گوئی بھی حرف بہ حرف صادق ہو کر رہی اور مغلوب ومقہور چند ہی سال میں فاتح ومنصور ہو کر اسی زمین پر آ کھڑا ہوا۔ جہاں سے بےکسی وبےبسی کے عالم میں جلاوطن کیا گیا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت بھی سامنے رکھیئے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اوذیت ما اوذی مني قبلی اواحد قبلی

مجھے جتنا ستایا گیا۔ اس قدر مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ستایا گیا۔

پس جیسے مکہ معظمہ اپنے وطن ہی میں ستانے والوں نے اذیت رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا اور جس کے لئے آخری مصیبت اور کہئے کہ سب سے زیادہ زہرہ گداز مرحلہ وطن سے بے وطن ہونے کا درپیش تھا۔ اسی کے لئے اگر ہجرت سے پہلے شاندار اور تابناک مستقبل کی جھلک دکھانے کے لئے معراج کا ارتقائی سفر اور عروجی منزلوں کا سفر جیا ہو تو اس پر حیرت کیوں ؟

دنیا کس انداز سے سوچتی ہے۔ عسر کے ساتھ یسر کا پیوند قدرتی طور پر ہو لگا دیا گیا، میں سمجھتا ہوں کہ اس فطری ترتیب کے بعد معراج کا ہونا تعجب کی بات نہیں بلکہ نہ ہونا ایک حیرت انگیز امر ہوتا۔ اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ پیغمبر فداہ ابی وامی کی ساری مصائب جسمانی ہی تھیں تو پھر راحت وآسودگی کے لئے روح سے زیادہ خود جسم ہی کا حق تھا۔ غور وفکر کے اس خاص زاویہ کو اگر سامنے رکھیے تو یقیناً معراج کو جسمانی ہی ماننا پڑے گا۔ میں پوچھتا ہوں کہ دنیا برزخ اور عالم آخرت میں عذاب وثواب راحت وکلفت کے باب میں کہاں جسم وروح کا تعلق ٹوٹ رہا ہے۔ اگر دونوں کا یہ ربط غیر منقطع ہے ، تو پھر معراج کے کسی ایک پہلو پر زور ہی بے معنی ہے۔ صاف بات یہ ہے کہ معراج نہ صرف جسمانی تھی اور نہ فقط روحانی بلکہ "جسمانی وروحانی" دونوں ہی تھی۔

سوال یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ آسودگی جسم وروح کے لئے آیات الٰہی کے مشاہدہ ہی کا باب کیوں منتخب کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال ہماری اس طول طویل دنیا مشاہدہ سے صرف نظر کا ایک واضح غلط فیصلہ ہے۔ بتانے والے بتائیں کہ ایک مے نوش کی پوری لذت کام ودہن شراب کے پے بہ پے جام ہائے رنگین کے سوا دنیا کی کسی اور شراب یا منظر میں ہو سکتی ہے۔ بھوک سے بیتاب انسان کی سب سے بڑی خواہش مأکولات کھانے کی چیزوں کی بہم رسانی میں ہے یا رنگ برنگ کے حسین وشاداب چمنستانوں میں۔ بس ایک پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح وجسم کی آسودگی۔ آیات الٰہی کے منظر اور عجائبات کے سوا اور کس چیز میں ہو سکتی تھی؟ اس لئے میرا خیال تو یہ ہے کہ آپ کی آسودگی کے لئے سوائے اس ارتقائی مسافرت کے کوئی اور چیز کیسے درست ہوتی ؟

سو سال ہی کے عرصہ میں سائنس نے کتنی کروٹیں بدلیں۔ آج جن نظریات کو حقیقی اور واقعی قرار دیا جا رہا ہے کیا ضمانت ہے کہ آنے والی کل میں بھی خود سائنس اسی نظریہ پر قائم رہے گی۔ ایک زمانہ تھا کہ آسمان کے وجود سے بالکل انکار پھر اس کے بعد ان کے لئے "حد نظر" کا چرچا۔ اس سے آگے بڑھ کر "افق عالم" کی بات۔ خدا خدا کر کے اب سائنس ہی کے حلقے آسمان کے وجود کے قائل ہو گئے۔ بلکہ دہریت کے منادا اور خدا کے وجود کے سب سے بڑے منکر روس ہی کے بعض سائنسدانوں نے آخرکار اس کو بھی مان لیا کہ دنیا اور فلکیات بشمول سورج وچاند ایک حادثہ کے امکانات کا ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ سب ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائیں۔ کرۂ نار یا آتشیں دائرہ جس کے وجود پر ہمیشہ معراج کے تسلیم کرنے میں تامل وتذبذب رہا، خود سائنس نے ہی اس آتشکدہ کے وجود کا انکار کر دیا۔ اب راکٹ جو چند ہی گھنٹہ میں پوری دنیا کے گرد گھوم رہے ہیں اور چاند ومریخ میں اترنے کی جو تیز تر کوششیں جاری ہیں۔ خلا میں اترنے کے بعد آکسیجن کی ضرورت، اس کا انتظام، مخصوص غذا، مخصوص فضا، خاص آلات اور خصوصی لباس۔ اگر انسان یہ سب کچھ کر سکتا ہے تو پھر خدا تعالٰے کو اس قدر عاجز کس لئے باور کر لیا گیا کہ وہ ان تمام امکانات سے عاجز ہے

دنیا میں وہ طیارے بھی موجود ہیں۔ جو ڈیڑھ ہزار میل کی مسافت ایک گھنٹہ میں طے کر جاتے ہیں گویا کہ مدینہ منورہ سے بیت المقدس تک کی کل آٹھ سو میل کے لگ بھگ مسافت آدھ گھنٹہ میں، اور پھر اس مسافت کے لئے عبور کرنے کا وقت ان طیاروں سے بھی پیچھے۔ جو کہ آوازسے بھی زیادہ تیز رفتار وجود میں آ رہے ہیں اور راکٹ کی برق رفتاری کے دور میں یہ سارے طویل فاصلے چند ہی سیکنڈ میں طے ہو سکتے ہیں۔ پھر کن بنیادوں پر ایک ایسے روحانی وجسمانی سفر ومسافت کا انکار آخر ہو سکتا ہے کہ جس کے تمام ہی انتظامات خود خدائے کائنات کی جانب سے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ جہاز بھی وجود میں آ گئے۔ جو صرف سینکڑوں انسانوں کا بوجھ ہی اٹھا کر فضا میں پرواز نہیں کرتے بلکہ ۴۵ ٹن کے بھاری اور وزنی دیو ہیکل ٹینک اور اسلحۂ جنگ بھی ایک ملک سے دوسرے ملک میں چشم زدن میں اتار رہے ہیں۔ حال ہی میں اطلاع آئی ہے کہ روس کے خاص طیاروں نے چند ہی منٹ میں روس کے بوجھل ٹینک چیکوسلواکیہ میں اس سرعت اور تیزی سے جا اتارے کہ خود چیک باشندے حیرت وتعجب سے اس ساری کارروائی کو دیکھ رہے ہیں پس خدا اور اس کی ساری قدرتوں کے ماننے والوں کے لئے تو معراج کے واقعہ میں کوئی استعجاب نہیں تھا اور پھر حاضر کی سائنسی ترقیوں سے متاثر ومرعوب ذہن کے لئے بھی معراج کے امکانات پوری طرح نمایاں وواضح ہیں۔ پھر ذرا اسے بھی سوچیے۔ کہ آج سے سو سال بعد دنیا کس برق رفتار راکٹ سے واقف ہو چکی ہوگی۔ اور سائنس ہی زبان سے آسمان، خلا اور کہکشاں کے بارے میں کیا کچھ نئے انکشافات سامنے آ چکے ہوں گے۔ کیا عجب ہے کہ چودہ سو سال تک جس جسمانی سفر کا انکار کیا جاتا رہا پندرھویں صدی کی صبح اسی آفتاب صداقت کے طلوع سے جگمگا اٹھے۔

بھلا بتایا تو جائے کہ اشک آور گیس کی موجودگی میں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزے سے انکار کی کیا وجہ ہے۔ کیا آپ نے مکہ کو چھوڑتے ہوئے محاصرہ کرنے والوں کی آنکھ میں دھول جھونک دی۔ جس کا بیان (مارمیت اذرمیت) والی آیت میں تفصیل سے آ گیا

بھاتہ بردار توجیں جس طرح آسمان سے اتر رہی ہیں اس کے بعد نزول ملائکہ کا نہ ماننا ایک عجیب بات ہوگی۔ انسانی قول وفعل کو محفوظ رکھنے کے لئے "ٹیپ ریکارڈ" اور "فلم" کی حیرت انگیز کارروائیوں سے کون انکار کر سکتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

# تاریخ آواز دیتی ہے

(قسط نمبر ۲)

کیونکہ عمر خیام کی تقویم سے پانچ ہزار سال میں صرف ایک دن کا فرق آتا ہے۔ لیکن جارجوی تقویم سے ۳۳۰۰ سال میں ایک دن کا فرق آتا ہے۔ اس طرح کی بے شمار تحقیقات ہیں

ریاضی میں عرب مسلمانوں کے واسطہ سے ہندی اعداد یورپ تک پہنچے۔ چنانچہ اسی لئے آج تک انہیں .... (ARBIC NUMERALS) کہا جاتا ہے۔ احمد نہاوندی (۱۰۴۰ء) نے کسور کی تقسیم اور جذر المربع دریافت کرنے کے طریقوں کی وضاحت قریب قریب جدید انداز میں پیش کی ہے۔ خوارزمی کی کتاب "الجبر والمقابلہ" سولھویں صدی تک یورپی جامعات کی ریاضی کی اہم ترین درسی کتاب کی حیثیت سے استعمال ہوتی رہی۔

ہم علم مثلث میں نسبت و تناسب کے جو بنیادی نظریے استعمال کر رہے ہیں۔ ان میں اکثر ایسے ہیں جو ایک صابی المذہب مسمی البتانی (المتوفی ۹۲۰ء) نے مسلمانوں کی زیر سرپرستی دریافت کئے تھے۔

طبیعات میں عرب مسلمانوں نے بہت سے کارنامے دکھائے۔ ابن الہیثم نے یہ دریافت کیا کہ کسی قسم کا وزن لطیف اور کثیف فضا میں مختلف ہوتا ہے۔ وہ فضا کے وزن کو توری سلی سے پانچ سو سال پہلے ہی جان گیا تھا اور کشش ثقل کا ایک واضح تصور رکھتا تھا۔ اپنے بعض تجربوں میں اس نے بکثرت عدسوں کے نظریے کے انکشاف کی پیش بینی کی ہے اور یہ انکشاف واقعی طور پر اٹلی میں تین سو سال بعد ہوئے ہیں۔ تیرھویں صدی کے اوائل میں مسلم سائنس دانوں نے ہوا چکی (WINDMILL) اور شیشہ کے آئینہ کا انکشاف کیا اور یورپ کو ان کے استعمال کے طریقے سکھائے۔ ابن سینا نے معدنیات پر ایک رسالہ لکھا۔ جو مغرب میں علم طبقات الارض کے سرچشمے کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔

تاریخ طبیعی میں ان کے کارنامے ہیں۔ مثلاً البیطار نے ایسے دو سو پودوں کی تفصیلات پیش کیں۔ جن کے متعلق سابقین کو کوئی علم نہ تھا۔ عربوں نے نباتاتی معلومات میں بہ حیثیت مجموعی دو ہزار پودوں کا اضافہ کیا۔

طب میں تو ان کے کارنامے بے شمار ہیں۔ الرازی (متوفی ۹۲۳ء) کا رسالہ "الجدری والحصبہ" پہلا رسالہ ہے جس میں چیچک اور خسرے کی معالجاتی تفصیل صحت کے ساتھ پیش کی گئی ہے

ابن البیطار (۱۲۴۸ء) کی کتاب "الادویۃ المفردۃ" یورپ میں صدیوں تک معیاری سمجھی جاتی رہی۔ لاطینی زبان میں اس کا جو ترجمہ ہوا۔ چودھویں صدی کے دوران میں اور اس کے بعد اس کے چھبیس ایڈیشن طبع ہوئے۔

الزہراوی نے "التصریف" لکھی۔ اس کتاب میں آلات جراحی کی تشریحی تصویریں دی گئی تھیں۔ جن سے مغربی جراحی کی تاسیس میں بڑی مدد ملی۔ ابن سینا کی کتابیں یورپ کی جامعات میں طب کی درسی کتابوں کی طرح استعمال ہوتی رہیں اس کے رسالہ "القانون" نے ہٹی کے الفاظ میں بارھویں صدی سے تیرھویں صدی تک مغرب میں علوم طب کے عظیم رہنما کی خدمت انجام دی ہے۔

HISTORY OF THE ARABS, P.369

پندرھویں صدی کے آخری تیس برسوں میں اس کتاب کے پندرہ لاطینی اڈیشن شائع ہوئے۔ ولیم اصلر نے اپنی کتاب ایولیوشن آف میڈیکل سائنس میں لکھا ہے۔

ابن سینا کا رسالہ القانون اتنی طویل مدت تک طبی انجیل کی طرح پڑھا جاتا رہا کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

حقیقت یہ ہے کہ جدید دوا سازی کا پورا ہیولی (باستثنا ء چند) عربوں ہی کا تیار کیا ہوا ہے (سر تھامس کلفرڈ البیٹ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

بریفالٹ نے اپنی کتاب میں سائنسی طریق میں مسلمانوں کے کئے ہوئے اضافوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"راجر بیکن نے عربی سائنس سیکھی تھی نہ تو راجر بیکن کو اور نہ اس کے بعد اس کے بعد اس کے کسی ہم نام کو یہ حق پہنچتا ہے کہ تجربی طریق کی ترویج کا سہرا اس کے سر باندھا جائے راجر بیکن کی حیثیت اس کے سوا کچھ نہ تھی۔ کہ وہ مسیحی یورپ میں مسلم سائنس اور طریق کا مقلد اور مبلغ تھا اور وہ یہ اعلان کرنے سے کبھی تھکا ہی نہ تھا کہ اس کے ہم عصروں کے لئے حقیقی علم تک رسائی حاصل کرنے کے لئے عربی سائنس سے واقفیت پیدا کرنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے"۔

فلسفہ میں دیکھئے تو وہاں بھی یہی عالم ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ الغزالی کی فکر میں ڈیکارٹ سے لے کر برگسان تک تمام مغربی فلسفے کے اہم خد و خال کی پیش بینی پائی جاتی ہے۔ ڈیکارٹ کی طرح وہ بھی اپنے نفسی جائزے سے نتائج اخذ کرتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ڈیکارٹ کے پاس کلام کا حرف آغاز یہ ہے کہ "میں سوچتا ہوں اس لئے میں ہوں" اور الغزالی کے کلام کا حرف آغاز یہ ہے کہ "میں ارادہ کرتا ہوں اس لئے میں ہوں"۔

یہ الکندی تھا، نہ کہ ڈیکارٹ جس نے دنیا کے سامنے پہلے یہ نظریہ پیش کیا کہ فلسفیانہ تحقیق کے لئے ریاضیاتی منہاج کا استعمال لازمی ہے۔ الکندی نے کانٹ سے نو سو سال پہلے اور اڈلین سے آٹھ سو سال پہلے واضح صورت میں یہ نظریہ پیش کیا کہ تخیل دوسرے دو ملکات یعنی ادراک بالحواس اور عقل کا واسطہ ہے۔

مسلم فکر کی تاریخ میں الفارابی کو بالاتفاق "معلم ثانی" تسلیم کیا گیا ہے معلم اول ارسطو کو مانا گیا ہے۔ ابن مسکویہ، رومی اور ابن سینا نے ڈارون سے نو سو سال پہلے ارتقاء کا تخیل پیش کیا۔

وہ ابن الہیثم ہے جس نے نفسیات کے اس قانون کو سب سے پہلے دریافت کیا کہ پے در پے لمحاتی ارتسامات سے ایک ارتسام مسلسل پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا قانون ہے۔ جس کی بازیافت سے ہمارے زمانہ میں سنیما معرض وجود میں آیا۔ اگر ابن الہیثم کے زمانہ کے لوگ عکاسی کی تختیوں کو بنانے یا عکس کے ابھارنے کے کیمیائی عمل سے واقف ہوتے تو دنیا نے فلم بندی کو نو سو سال پہلے دیکھ لیا ہوتا۔

بارھویں صدی کے ختم ہوتے ہوتے ابن رشد کو دنیائے یورپ میں اس قدر مقبولیت حاصل ہو گئی اور اس کا فلسفہ راسخ عیسائیوں کے حق میں اتنا زبردست خطرہ بن گیا تھا کہ ۱۲۱۰ء میں پیرس کی کونسل کو ارسطو کی طبیعی تاریخ اور اس پر لکھی ہوئی ابن رشد کی شرحوں کی تعلیم و تدریس کو ممنوع قرار دے دینا پڑا۔

ابن رشد نے یورپ کے ذہن میں چار سو سال سے زائد عرصہ تک حکمرانی کی اور اطالوی نشاۃ ثانیہ کی بنیادیں اسی کے ہاتھوں نے رکھیں۔ گولڈن ابن رشد کی اثر انگیزی ابن رشد کی اثر انگیزی کا موازنہ موجودہ زمانہ میں ڈارون کی اثر انگیزی کے ساتھ کرتا ہے مگر اس کے درجہ تک اترنے کے لئے ڈارونیت کو ابھی مزید تین سو سال تک زندہ رہنا ہوگا۔

یہ ہے فلسفہ و سائنس میں اس قوم کا ماضی جس کی آج یہ حیثیت ہو گئی۔ گویا فلسفہ و سائنس سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ فلسفہ و سائنس میں ہم نے دنیا کو راستہ دکھایا تھا بلکہ صدیوں تک امامت کی تھی۔ مگر آج ہماری جگہ متبع کے مقام پر بھی نظر نہیں آج دنیا کی ترقی یافتہ قومیں فلسفہ و سائنس میں اتنی آگے ہیں کہ ہم ان کے پیچھے بھی نہیں۔ جو پیش رو تھے وہ پس رو ہو گئے۔ مگر دنیا کا قانون ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ تاریخ پھر آئے گا۔

## بقیہ — اداریہ

ابھی تو مولانا موصوف مودودی اور یہودی نژاد امریکن لڑکی مریم جمیلہ کو صفائی کی شہادت میں عدالت میں طلب کر رہے ہیں۔ آپ کی بوکھلاہٹ کا اندازہ اس وقت کیا جائے گا۔

اب اس قسم کے جھوٹے پروپیگنڈے سے نہ قوم آپ کی گمراہیوں اور صحابہؓ کی مخالفت کو برداشت کرنے کو تیار ہے۔ نہ کسی ایسے طرز عمل کو جس سے امریکی سامراج اور یہود کی اسلام دشمنی سے توجہ ہٹ سکے۔ جبکہ مسلمانوں کا قبلہ اول اور مقدس مقامات امریکہ کے پالتو یہودیوں کے ہاتھ خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔

احمد حسین صاحب کمال

قسط نمبر ۳

# سوشلزم کیا ہے

یہاں تک میں نے سوشلزم کے اس پہلو پر گفتگو کی ہے، جو زمانہ کے بدلتے ہوئے ارتقا پذیر معیشتی تقاضوں کے مطابق انفرادی معیشت کے تصور و نظام سے گذر کر اجتماعی معیشت کے تصور و نظام کی صورت میں نمودار ہوا۔

سرمایہ، محنت، پیداوار اور تنظیم کے جدید اور نو خیز مسائل نے معیشت کے مسئلہ کو ایک بالکل ہی نئے رخ پر ڈال دیا تھا۔

## انسانیت کی نئی ظالمانہ معاشی تقسیم

انیسویں صدی سے پہلے یعنی یورپ کے صنعتی انقلاب سے قبل تک اگرچہ نوع انسانی میں دولت مند اور نادار تفریق موجود تھی۔ لیکن نادار افراد کی انفرادی ہنرمندی مشینی صنعت کی تابع اور تنظیم یافتہ سرمایہ کی محتاج نہیں تھی۔ اس لئے امارت و غربت کے طویل فاصلوں کے باوجود محنت کار اور ہنرمند اپنی اپنی آزادانہ محنت و فن پر معاشی انحصار رکھتے تھے اور کھلی قزاقی کے سوا دوسروں کا معاشی و اقتصادی استحصال ممکن نہیں تھا

لیکن اٹھارویں صدی سے تنظیم یافتہ سرمایہ داری نے محنت کشوں پر قابو پانا شروع کیا اور مشینی صنعت کے فروغ نے افراد کو بھی آزاد معیشت سے محروم کر دیا

اس طرح انیسویں صدی کے اوائل میں ہی انسان کی نئی معاشی تقسیم عمل میں آ گئی تھی۔

## جابرانہ انفرادی ملکیت کا نظام

آزاد انفرادی ملکیت کا حامل ایک سرمایہ دار طبقہ جس نے سرمایہ کی مکمل تنظیم کے ساتھ مشینی صنعت کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور محنت کشوں و ہنرمندوں کا انبوہ عظیم جس کے لئے محنت اور ہنرمندی کے آزادانہ و انفرادی عمل سے معاش حاصل کرنا ناممکن بن گیا..... اسے سرمایہ دار طبقہ کا تابع و محتاج بن کر زندگی گذارنے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔

## اجتماعی معیشت کا جوابی تصور

جب معاشی میدان میں یہ نئی تقسیم واقع ہوئی اور انفرادی ملکیت و دولت مندی نہ صرف نئی سرمایہ داری کے استحکام کا واحد ذریعہ بن گئی۔ بلکہ محنت کشوں اور ہنرمندوں کی آزاد معیشت کے خاتمہ اور ہمیشہ کے لئے سرمایہ دار طبقہ کا محتاج بنا دینے کا باعث بھی ہو گئی تو یہ بالکل قدرتی بات تھی کہ اس کا رد عمل اجتماعی معیشت (سوشلزم) کے تصور کی صورت میں سامنے آتا۔

یہ بات تو ممکن الوقوع نہ تھی کہ دنیا بھر کے ۹۹ فیصدی محنت کش و ہنرمند افراد معاشی ترقی کرتے کرتے ایک فیصد سرمایہ داروں کی معاشی سطح کے برابر آ جاتے۔

البتہ یہ ممکن ہو سکتا تھا کہ معاشی نظام ہی ایسا بنا دیا جائے۔ جو ایک فیصد سرمایہ دار طبقہ کے تغلب کو مٹا کر صد فی صد معاشی مساوات کے مواقع فراہم کر دے۔

سوشلزم کا آغاز اسی مطالبہ و مدعا کے ساتھ ہوا شہر نیو لانارک کے قریب "رابرٹ اون" نے ۱۸۳۶ء میں جو پہلی سوشلسٹ بستی قائم کی تھی، وہ معاشی اشتراک اور باہمی تعاون کے خالص اقتصادی پروگرام کے مطابق ہی قائم کی گئی تھی جس کا مقصد انسانی اخوت کے نظریہ کو عملی شکل دینا تھا۔

مذہب و اخلاق سے انحراف و بغاوت کا کوئی نظریہ اس سوشلسٹ بستی کی فکری اساس نہیں بنایا گیا۔

## مذہب و اخلاق کو آڑ بنانے کا سرمایہ دارانہ حیلہ

لیکن مصیبت یہ ہوئی۔ کہ سرمایہ دارانہ نظام کے حامیوں نے اسے اپنے لئے ایک خطرناک چیلنج تصور کیا۔ وہ عوام کے مساوی حق معیشت کے مطالبہ سے تو انکار نہیں کر سکتے تھے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو عوام کا ان کے خلاف ایک دم اٹھ کھڑا ہونا بعید نہیں تھا۔

انہوں نے ایک دوسری راہ سے اس خطرہ و چیلنج کا مقابلہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔

وہ مذہب و اخلاق کو اپنا پشت پناہ اور سپر بنا کر لائے۔ اور اس طرح سوشلزم و مذہب کی وہ جنگ شروع ہوئی۔ جس نے رفتہ رفتہ سوشلزم کو مذہب و اخلاق کا ایک مخالف نظام بنا ڈالا۔

## اسلام سے محرومی کا نتیجہ

افسوس یہ ہے کہ اس موقعہ پر دنیا، اسلام کے سیاسی و معاشی نظام سے محروم و بے خبر تھی۔ خود مسلمان ممالک مغربی سامراج کی گرفت و اثر میں آ چکے تھے اور سوشلزم کو راہِ حق و صواب دکھانے کا کوئی سر و سامان موجود نہیں تھا

صلیبی عیسائیت اور نسل پرست یہودیت، مذہب و اخلاق کی مدعی بن کر سوشلزم کے مقابلہ پر آئی، اور ظاہر ہے کہ انسانی اخوت، مساوات اور آزاد عقلیت کے سامنے یہ دونوں کسی طرح بھی نہیں ٹھہر سکتی تھیں۔ اس لئے مقابلہ کے پہلے مرحلہ پر ہی شکست کھا گئیں۔

## سوشلزم کا دین و مذہب سے انحراف

برکلے، نیوٹن، روسو، ہیگل، ڈارون وغیرہ طبیعیات حیاتیات و اجتماعیات کے جدید علماء نے جو ذہنی و فکری ہتھیار قدامت پسندی کے خلاف ایجاد کئے تھے۔ ان سب کو "مارکس" و "اینجلز" نے جمع کر کے اور نئے سرے سے مرتب کر کے سرمایہ داری کی مذہبی و اخلاقی حمایت کے خلاف استعمال کر ڈالے۔

اس طرح انیسویں صدی کے آخر میں مذہب سے انحراف سوشلزم کا ایک اضافی حصہ بن گیا۔

چنانچہ مذہب سے انحراف و بغاوت کا یہ رویہ ہی سوشلزم کے خلاف جدید سرمایہ داری کے پاس اپنے بچاؤ کے لئے آخری حربہ و چارۂ کار کے طور پر رہ گیا ہے۔

لیکن عیسائیت، یہودیت اور ہندویت وغیرہ مذاہب اپنے عقائد و اعمال کے اعتبار سے قطعاً یہ حیثیت نہیں رکھتے کہ وہ سوشلزم کو فکری شکست دے کر سرمایہ داری کے دوبارہ عالمی غلبہ کی راہ ہموار کرنے میں معاون بن سکیں۔

## اکابر علماء حق اور مسلمان رہنماؤں کا رویہ

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے اوائل و اوسط میں عالم اسلام میں جو مسلمان مفکرین و مصلحین پیدا ہوئے۔ انہوں نے نہایت دیدہ وری کے ساتھ اس پیچیدہ اور نازک صورت حال کا مطالعہ کر لیا تھا۔

وہ خوب جانتے تھے کہ اسلام کے دیرینہ دشمن مغربی استعمار نے ایشیا و افریقہ پر جس طرح کا جابرانہ مادی غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے مادی ذرائع موجود نہیں ہیں۔

استعمار کی اس عالمی و ہمہ گیر طاقت کو فکری، نظری و عملی حیثیت سے پرورش کردہ ہیں سوشلزم کی جدید قوت نے چیلنج کر لیا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ عیسائیت و یہودیت وغیرہ اس کے نظری حملوں کی تاب نہیں لا سکیں گے۔

اور میکاولی کی فریب کارانہ سیاست جس کے ذریعہ مغربی استعمار نے عالم اسلام کو زوال و انتشار میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سوشلزم اس ہتھیار سے لیس ہو کر مغربی طاقتوں کے مقابلہ میں آ رہا ہے۔

انہیں علم تھا کہ اسلام کے عقائد صحیحہ پر سوشلزم کا کوئی وار کارگر نہیں ہو سکتا۔

(باقی آئندہ)

# مشرقی پاکستان کا دورہ اور جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی

ہم لوگ مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے بطور وفد مشرقی پاکستان کی بعض کانفرنسوں کی دعوت پر ۱۵ مارچ کو روانہ ہو کر ڈھاکہ پہنچے اور ۲۴ مارچ تک وہاں دورہ کیا۔ کانفرنسوں، اجلاسوں اور جلسوں میں لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی سلہٹ اور میمن سنگھ کے ضلعوں میں کام بہت آگے نکل چکا ہے۔ ضلع فرید پور اور ڈھاکہ میں حالات غنیمت ہیں۔ فرید پور حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب صوبائی امیر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کا ضلع ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ ان کا وہاں پورا پورا اثر ہے چٹاگانگ اور کھلنا وغیرہ اضلاع میں کام شروع ہو چکا ہے۔ اب چونکہ وہاں بارش شروع ہونے کی وجہ سے دورہ کا جاری رکھنا مشکل تھا۔ اس لئے باقی اضلاع کا کام مقامی علماء کرام اور رہناؤں کے سپرد کر کے ہم واپس چلے آئے۔

۲۴ مارچ کو مقامی کارکنوں اور حضرت پیر صاحب موصوف سے تبادلہ خیالات کر کے آیندہ کا پروگرام بنا کر ہم لاہور روانہ ہو گئے۔

## مشرقی پاکستان کی پارٹیاں

وہاں عوامی لیگ مجیب گروپ، نیشنل پارٹی بھاشانی مضبوط گروپ ہیں ان کے سوا این۔ ڈی، ایف نور الامین صاحب کی پارٹی بھی ہے۔ اور برائے نام نظام اسلام پارٹی بھی موجود ہے۔ نام نہاد اسلامی جماعت بھی ہے۔ مگر ایک تو اس کے مذہبی عقائد میں فرق ہے۔ پھر اس کے بارے میں امریکی ایجنٹ ہونے کا جو پروپیگنڈا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ مقبول نہیں ہو سکتی۔ اور مولانا بھاشانی پر چلنے کی خبر سے تو اپنے کو جماعت اسلامی کہنا محال مشکل ہے۔ البتہ یہ لوگ سوشلزم کی مخالفت اور اسلام کے نام سے بعض عربی طالب علموں اور مولویوں کو استعمال کر لیتے ہیں۔ امریکی روپیوں پر پلنے والے بھی ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ ہم عربی طالب علموں اور عربی مدارس کے علماء کرام کی خدمت اقدس میں عرض کرتے ہیں کہ آپ مجتہد علماء اسلام سے مل کر یا اپنے طور پر اسلامی نظام اور اسلامی اقتدار کے لئے خدمت کریں۔ روسی، چینی اور امریکی و لندنی نظام کی مخالفت کریں۔ مگر مودودیوں کے ہاتھوں میں استعمال نہ ہوں یہ آپ لوگوں کو غریب عوام سے پٹوانے کا کام کر کے خود پیچھے چلے جائیں گے۔ پھر عوام آپ پر بھی امریکی روپیہ لے کر کام کرنے کا الزام لگائیں گے۔ جمعیۃ علماء اسلام نے تھوڑے سے عرصہ سے وہاں کام شروع کیا ہے۔ لیکن چونکہ وہاں عوام بہت اچھے مسلمان ہیں اور عوام کو ان پر اعتماد ہے۔ اس لئے جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم بہت جلد پھیل رہی ہے

## جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈا

مودودی پارٹی اور سرمایہ داروں کے روپیوں پر پلنے والے بعض بڑے مولوی صاحبان نے جیسے مغربی پاکستان میں یہ غلط پروپیگنڈا کیا ہے کہ احقر غلام غوث ہزاروی اور جمعیۃ علماء اسلام کمیونسٹ اور سوشلسٹ ہو چکے ہیں ان لوگوں نے وہاں بھی اس غلط پروپیگنڈے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ مگر آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے۔ اب لوگ خود ان پر امریکی ایجنٹ ہونے کا گمان کرنے لگے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام نہ یورپ کی ڈیموکریسی کو مسلمان بنانے کے حق میں ہیں نہ چین و روس کے کمیونزم یا سوشلزم کو اور نہ ہی امریکی کیپٹل ازم کو۔ اس ملک کو چند سرمایہ داروں نے تباہ کر کے رکھ دیا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بھوکے عوام سوشلزم کا نعرہ لگاتے ہیں

جمعیۃ علماء اسلام مزدوروں، کسانوں، طالب علموں اور غریبوں کے ساتھ انصاف چاہتی ہے اور ہم یہ خطرہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کی مشکلات اسلامی روشنی میں حل نہ کی گئیں اور سوشلزم مردہ باد کا خالی نعرہ ہی لگایا گیا تو یہ لاکھوں کروڑوں مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کہ علماء دین ہم کو سرمایہ داری سے نجات نہیں دلانا چاہتے۔ یا اسلام سرمایہ داروں کا محافظ ہے۔ اس طرح ملک کی کثیر آبادی کے کمیونسٹ ہونے کی ذمہ داری ان نام نہاد علماء پر پڑے گی۔ جو ان مسائل کو حل نہیں کرتے۔ جمعیۃ علماء اسلام نے سب کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ جو عنقریب اسلامی معاشی نظام کا نقشہ پیش کرے گی

## مودودی صاحب کی عجلت

مگر ایسے وقت مودودی صاحب عجلت کر کے کریڈٹ خود حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کی شان کہ کل تک جو مودودی زمینداری کی حفاظت میں اکڑے پھرتے تھے۔ آج وہ زمین کی ملکیت کی سو یا دو سو ایکڑ سے تحدید کرنے لگے ہیں۔ اور اور بھٹو صاحب بڑی صنعتوں کو قومیانے کے حق میں تھے۔ تو مودودی صاحب کلیدی صنعتوں کا انتظام چھیننے لگے ہیں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ اس ملک میں امریکی سامراج یا انگریزی سامراج کو نہیں چلنے دیا جائے گا۔ خدا کرے مودودی صاحب کو پوری ہدایت ہو جائے۔

## جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی

جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ میں تمام عرب ممالک یہود اور یہود نواز امریکہ کی کرتوتوں سے سخت خطرہ میں ہیں اور بس چلے تو یہود کا تمام مقدس مقامات کو ہڑپ کر جائیں۔ بعض یہود نے تو اعلان کر دیا ہے کہ ہم قاہرہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ شام، اردن، عراق اور مصری فوجوں سے روزانہ یہودی دست و گریباں ہو رہے ہیں۔ قلب اسلام (مرکز اسلام) جنگوں کے خطرات سے دوچار ہے۔ کتنی بدنصیبی اور حماقت ہے کہ سارے پاکستان میں یہود و امریکہ کی طرف توجہ دینے کی بجائے اسلام اور سوشلزم کی بحث چھیڑ کر مسلمانوں کو الجھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حالانکہ سوشلزم اور سامراج کی جنگ میں ہم کو اپنا اسلامی نظام پیش کر کے صرف اس کے لئے کام کرنا چاہیئے تھا۔ ہم سامراج کی جنگ کو اپنی جنگ بنا کر وہ کام کر رہے ہیں۔ جو امریکہ ایبو فالزخرچ کر کے نہیں کر سکتا۔ ہم ہر اس اصول یا طرز حکومت یا طرز حیات کو غلط سمجھتے ہیں۔ جو اسلام سے ٹکراتے۔ مگر لندن کی جمہوریت اور امریکہ کا سامراج کب سے مسلمان ہوا ہے۔ سوشلزم کا نعرہ لگانے والے تو اسلام اسلام بھی کر رہے ہیں۔ اور بعض صفائی سے صرف یہ کہتے ہیں کہ ہماری مراد اسلامی مساوات اور اسلام کا اقتصادی نظام ہے مگر مغربی تسلط اور پروپیگنڈے نے تو پاکستان کیا ساری دنیا کو بے دین اور ملحد بنا کر رکھ دیا ہے۔ اسلام، قدروں سے مذاق کتنے عرصہ سے جاری ہے۔ اس لئے ہم اسلامی کامیابی کے لئے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ سامراجی ہتھکنڈوں کے شکار نہ ہوں۔ نہ ان کی خاطر ان کی جنگ کو اپنے ذمہ لیں۔ ہمیں اسلام کے خلاف تمام نظاموں کی ایک ساری طرح مخالفت کر کے مثبت طور پر صرف اسلامی نظام حیات اور نظام حکومت کے لئے مساعی جاری رکھنی چاہئیں متذکرہ بالا حقائق سے پردہ اٹھانے کے لئے ضرورت ہوئی تو آیندہ سربستہ رازوں کا انکشاف کیا جا سکے گا۔

فی الحال اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ امریکی ایجنٹوں اور ایسے لوگوں کو اس بات سے مایوس ہو جانا چاہیئے، کہ جمعیۃ علماء اسلام کسی رقم کو قبول کر کے کام کرے۔ ایسے لوگوں کو اور گاہک مل سکتے ہیں۔

ہم سوشلزم کی مخالفت کریں یا کیپٹل ازم کی صرف خدا تعالیٰ کے لئے کریں گے۔

## بقیہ ـــــ مشرقی پاکستان کا دورہ

**چوتھا اجلاس** ۱۹ مارچ ۱۹۶۹ء کو پنڈال میں زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب امیر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان ۹ بجے صبح شروع ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن کے بعد حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب رکن صوبائی جمعیۃ (کومیلا) اور حضرت مولانا قاری عبدالسمیع صاحب سرگودھا نے تقریریں فرمائیں اور حضرت مولانا شیخ عبدالکریم صاحب کا خطبہ استقبالیہ حضرت مولانا عبدالنور صاحب ناظم استقبالیہ نے پڑھ کر سنایا۔ صدر صاحب کی دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

**پانچواں اجلاس** کانفرنس کا پانچواں اجلاس ۱۹ مارچ کو ۲ بجے بعد نماز ظہر شروع ہوا۔ صدارت حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب صوبائی امیر نے فرمائی اور مولانا غلام غوث ہزاروی نے تقریر کی۔ جن کے بعد حضرت مولانا محی الدین خاں صاحب ڈھاکہ نے بنگلہ میں تقریر فرمائی اور صدر اجلاس نے بھی بنگلہ میں خطاب فرمایا۔ جن کے بعد حضرت مولانا غوث الدین صاحب رکن جمعیۃ علماء اسلام تھانہ بیانی بازار نے چند ضروری تجاویز منظوری کے لئے باجازت صدر اجلاس پیش کیں۔ جو بالاتفاق پاس ہوئیں۔

### طوفان کی آمد اور عوام کا جوش

۱۸ مارچ رات کو خطرناک طوفان باد و باران آیا۔ جس نے تمام پنڈال کے انتظامات درہم برہم کر دیئے۔ مگر کارکنان جمعیۃ اور عام اہل اسلام کا جوش اسلامی قابل مبارکباد ہے کہ انہوں نے ۱۹ مارچ کو بغیر سائبان کے کانفرنس کو کامیاب بنایا۔ تین چار سو چھتریوں کے سوا ہزاروں افراد دھوپ میں بیٹھے تھے۔

---

**غلط پروپیگنڈا** تعجب ہے کہ بعض مدعیان علم اور خاص کر مودودی پارٹی یہ پروپیگنڈا کرتی رہتی ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام تو کمیونسٹ ہو گئی ہے۔ ہم اس کے جواب میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام نہ کمیونزم جانتی ہے نہ سوشلزم اور نہ ہی کیپٹل ازم اور سرمایہ داری، وہ صرف اسلام اور اسلامی نظام چاہتی ہے

### مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو کا سالانہ جلسہ

۱۳، ۱۴، ۱۵ ربیع الاول مطابق ۳۰، ۳۱ مئی یکم جون جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک و ملت کے بلند پایہ علماء کرام و شعراء عظام شرکت فرما رہے ہیں۔ قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب بطل حریت مولانا غلام غوث ہزاروی مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا خیر محمد صاحب، مولانا حبیب اللہ صاحب ساہیوال وغیرہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(محمد عبدالجلیل ناظم مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو)

## مشرقی پاکستان میں جمعیۃ کی رفتار اور مختلف حالات

الحمد للہ تعالے کہ مشرقی پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ صوبائی ڈھانچے میں گذشتہ ماہ جنوری کے صوبائی اجلاس میں تبدیلیاں کر دی گئی تھیں بلکہ نیا انتخاب ہوا تھا۔ اس کے بعد اگرچہ ملکی حالات تشویشناک تھے۔ مگر جمعیۃ کے کام میں ترقی ہی ہوتی رہی۔ مختلف اضلاع میں جماعتیں قائم ہو گئیں میمن سنگھ کی یک روزہ ڈسٹرکٹ کانفرنس منعقدہ ۱۶ مارچ میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کا اجتماع ہوا۔ جس کو حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی صوبائی ناظم اعلیٰ نے نیز دوسرے ضلعی علماء نے خطاب کیا۔ ضلع سلہٹ کے سات اجلاسوں کا یہی حال تھا۔ مشرقی پاکستان اور سلہٹ کے مسلمانوں میں دینداری بفضل تعالیٰ بہت زیادہ ہے اور وہ علماء دین سے وابستہ ہیں۔ اب جمعیۃ چاٹگانگ، ڈھاکہ اور دوسرے متصلہ اضلاع میں پھیل چکی ہے۔

حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب صوبائی امیر جمعیۃ علماء اسلام نے اپنی زندگی ہی جماعتی خدمت کے لئے وقف کر دی ہے۔ اور جناب مولانا شیخ بھاگہ، حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مرکزی نائب امیر اور صوبائی سرپرست حضرت مولانا شیخ عبدالکریم صاحب کی توجہات و مساعی میں اللہ تعالے نے بڑی برکت ڈال دی ہے۔

### ایک دل خوش کن اعلان

حضرت مولانا شیخ برونہ مولانا لطف الرحمٰن صاحب جو حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور حفاظت اسلام کے تعمیری کام میں عرصہ سے مصروف جہاد ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ جمعیۃ میں کام کرنے کا اعلان فرما دیا ہے۔ ان کی جماعت پہلے سے ہی اچھی دلچسپی لے رہی ہے

### ایک غلط فہمی

البتہ بعض اضلاع میں سادہ مسلمان جمعیۃ علماء اسلام اور جماعت اسلامی میں فرق نہیں کر سکتے تو پہلے پہل وہ جمعیۃ علماء اسلام کو جماعت اسلامی سمجھ کر گھورتے ہیں مگر جب حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ تو ہشاش بشاش ہو جاتے ہیں۔ اب دن بدن یہ غلط فہمی دور ہوتی جا رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ مشرقی پاکستان میں زیادہ چرچا بنگلہ اخبارات کا ہے جس میں ہمارا پروپیگنڈا کم ہے اور زبان بھی کم سمجھتے ہیں مودودی جماعت کے بارے میں جو کہ وہ نعرے مغربی پاکستان میں لگتے ہیں وہاں بھی یہی حال ہے۔ وہاں عام لوگوں میں اس بات پر بڑا غصہ ہے کہ نام نہاد اسلامی جماعت کے مودودی صاحب اور چوہدری محمد علی نے اسلامی نظام کا مطالبہ کیوں پیش نہیں کیا اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی تائید کیوں نہیں کی

(باقی کالم اول میں)

## بقیہ ـ اسلام کا اقتصادی نظام

### اسلام کے اقتصادی نظام کا مختصر خاکہ

اب اس تمام بحث کے بعد اسلام کے اقتصادی نظام کا اجمالی اور اصولی خاکہ ان الفاظ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

(۱) اکتناز (جمع دولت) اور احتکار (خاص افراد یا طبقات میں دولت کا محصور ہو جانا) ممنوع ہے یعنی سرمایہ داری کے مسطورہ بالا طریقوں کو کسی حال میں وجود پذیر نہ ہونے دیا جائے۔ اور اگر پہلے موجود ہوں تو ان کو فوراً فنا کر دیا جائے۔ اور اس نظریہ کو کامیاب بنانے کے لئے قانونی اور اخلاقی طور پر زکوٰۃ وراثت، وقف، انفاق فی سبیل کو نافذ کیا جائے۔ سود اور اس کی تمام شکلوں قمار اور اس کی تمام صورتوں کو ممنوع اور موجودہ تعلقہ داری کے جابرانہ سسٹم کو ختم کر دیا جائے۔

(۲) معیشت میں اختلاف مدارج کو تسلیم کرتے ہوئے حق معیشت میں مساوات کو ضروری اور فطری عقیدہ تسلیم کیا جائے۔ تاکہ سرمایہ اور محنت میں صحیح توازن قائم رہ سکے اور سرمایہ کسی وقت بھی محنت کو اپنی خود غرضانہ ہوس کا آلہ کار نہ بنا سکے اور عام خوشحالی پیدا ہو جائے اور اس کو بروئے کار لانے کے لئے ان تمام قوانین کو ضروری قرار دیا جائے۔ جو کانوں، فیکٹریوں، کارخانوں اور امداد باہمی کے بارے میں بیان کئے جا چکے ہیں اور سرمایہ دارانہ نظام کو تقویت پہنچانے والے تمام کاروبار تجارت کو ممنوع قرار دیا جائے۔

(۳) انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر ایسی قیود اور پابندیاں عائد کی جائیں۔ جن میں اس کا مفاد "اجتماعی مفاد" کے زیر اثر آ جائے اور خود غرضانہ جراثیم کسی قسم کی مدد نہ ملنے پائے اور اس کو قائم کرنے کے لئے شخصی زمینوں، ذاتی کمپنیوں اور ذاتی تجارتوں سے متعلق بیان کردہ احکام کو نافذ کیا جائے۔

(۴) ان اصولوں کو قائم کرنے کے لئے ایسے طرز حکومت کو رائج کیا جائے جو خدا کی مخلوق (پبلک) کے سامنے جوابدہ ہو۔ حاکمیت کی جگہ خدمت اس کا نصب العین ہو۔ رعایا کے ہر فرد کی معاش کا متکفل ہو۔ عوام کا نمائندہ ہو۔ اور عادلانہ نظام کے قوانین کی قوت نفاذ کے علاوہ تمام امور میں خلیفہ عمال حکومت اور رعایا کے حقوق اس میں یکساں ہوں اور اس طرز حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے بیت المال سرکاری وظائف اعداد و شمار کی تکمیل اور اسی قسم کے دوسرے بیان کردہ وسائل و ذرائع کو اختیار کیا جائے۔ اور موجودہ تمام جابرانہ و سرمایہ دارانہ نظام ملک حکومت اور ریاستی سسٹم کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا جائے

## بقیہ — اصل حقیقت کیا ہے

صاحب کی منطق کے مطابق تدبر بلکہ اعلیٰ تدبر کے خلاف ہوگا۔ جو قومی وملی معاملات کے لئے فیصلہ کن نتیجہ خیز اور مؤثر ثابت ہو۔

مودودی صاحب کی یہ منطق بھی دراصل اسی سلسلۂ استدلال کی ایک کڑی ہے۔ جس کا آغاز یوں ہوا تھا کہ

— "جب تک سوسائٹی پاک وصاف لوگوں کی نہ ہو، چوری وزنا کی شرعی سزا سنگسار کرنا اور ہاتھ کاٹنا ظلم ہے"

— "حکمت عملی کی خاطر دین کے اصول بھی تبدیل کئے جا سکتے ہیں"۔

— "ضرورت کی خاطر جھوٹ بولنا بعض اوقات واجب ہو جاتا ہے"۔

— "اسلام میں حلال وحرام کی ابدی اور غیر ابدی کی تقسیم ہے۔ اور اب اس میں ان دو باتوں کا اور اضافہ کر لیجئے" کہ :-

"جب نزاعی مسائل موجود ہوں تو اسلام کا مطالبہ پیش نہ کیا جائے، اور اگر رد کئے جانے کا اندیشہ ہو۔ تب بھی اسے پیش نہیں کرنا چاہیئے"

پہلے حکمت عملی وحکمت دین کا تقاضا تھا، اب تدبر اس کا مقتضی ہے۔

اس کے باوجود مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو اسلام کی سکہ بند شخصیت اور جماعت تسلیم کیجئے ورنہ، آپ کے خلاف قدیم زمانہ کے "وہابی کافر" ہونے کا فتویٰ اب جدید تقاضوں کے مطابق "سوشلسٹ ملحد" کے الزام کی صورت میں عائد کر دیا جائے گا۔

حالانکہ غور کیجئے تو اسلام کے مطالبات نہ گول میز کانفرنس سے باہر نزاعی تھے۔

حالانکہ غور کیجئے تو اسلام کے مطالبات نہ گول میز کانفرنس سے باہر نزاعی تھے اور نہ گول میز کانفرنس کے اندر نزاعی قرار دیئے گئے۔

نیز یہ کہ گول میز کانفرنس نے جیسا کہ کارروائی سے ظاہر ہے، کسی بھی نزاعی مسئلہ کو رد نہیں کیا۔ بلکہ صرف ان کے فیصلہ کو بعض نمایندوں نے منتخب اسمبلی کے لئے چھوڑ دینے کے واسطے کیا۔

یہ نادر نکتہ صرف مودودی صاحب کی ہی ایجاد ہے ورنہ وہ گول میز کانفرنس کے کسی بھی شریک کے بارے میں خود بتائیں یا اس سے کہلوائیں کہ اسے مفتی صاحب کے پیش کردہ اسلامی مطالبات سے اختلاف تھا اور وہ انہیں رد کرنا چاہتا تھا۔

ورنہ اصل معاملہ صرف اتنا ہے کہ اسلامی مطالبہ کی تائید وحمایت نہیں کی گئی۔ اور دوسروں کو تائید وحمایت نہ کرنے کا بہانہ اس لئے ہاتھ آ گیا کہ مودودی صاحب جیسے اسلام کے مدعی "چیمپین" نے مفتی صاحب کے پیش کردہ مطالبہ کی حمایت وتائید نہیں کی۔

اس کی ذمہ داری سے محض تدبر کا واسطہ دے کر ہرگز بچا نہیں جا سکتا۔ اور اسلام کی خدمت کا دعویٰ حقائق کو مسخ کر کے پیش نہیں کیا جا سکتا۔

اس عذر تراشی کے بعد اصل سوال یہ ہے اور وہ اب ملت کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رکھا جا سکتا۔ (ک-ا)

## ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام جھنگ کے دورے پر

۳۰ اپریل ۱۹۶۹ء کو مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام نے جھنگ کا دورہ کیا۔ احباب سے تبادلہ خیالات کے بعد آپ بمعہ تمام رفقاء کے شہر جھنگ گئے۔ جہاں محرم میں فساد ہو گیا تھا۔ اور جس میں ۵ مسلمان شہید ہو گئے تھے۔ آپ نے بمعہ رفقاء کے وہ مسجد دیکھی جس میں گولیاں چلیں۔ وہ گیٹ دیکھا جس میں باب عمرؓ لکھا ہوا تھا۔ آپ کے جاتے ہی تمام مقامی دوست، متعلقہ افراد اور محلہ کے سنی مسلمان جمع ہو گئے۔ دیر تک کیس کے بارہ میں مشورے ہوئے۔ اس افسوسناک واقعہ کو حکومت نے محسوس کیا ہے اور اب تسلی بخش طریقہ سے تفتیش اور کیس کی کارروائی جاری ہے۔

مولانا نے ان کو ہر طرح تسلی دی، اطمینان دلایا اور جمعیۃ علماء اسلام کی مکمل ہمدردی کا یقین دلایا

## حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مشرقی پاکستان کے دورے پر

مغربی پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی گذشتہ جمعہ کو اڑھائی بجے کے جہاز سے مشرقی پاکستان کے دورے پر تشریف لے گئے۔ جہاں آپ طوفان زدہ علاقوں کا دورہ کریں گے۔ اور متاثرین میں امدادی فنڈ کی رقومات تقسیم کریں گے۔

## اعلان داخلہ

جامعہ حمیدیہ سرائے مغل ضلع لاہور میں بچوں کو شہروں کی مسموم فضا سے دور پاکیزہ ماحول میں تعلیم دی جاتی ہے قرآن مجید (حفظ وناظرہ) تجوید اور قرأت کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔ نیز سرکاری نصاب کے علاوہ چھٹی سے دسویں جماعت تک قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھانے کا انتظام ہے۔ امسال ادارہ کی سرپرستی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے قبول فرما لی ہے۔ نیز جامعہ کی مجلس شوریٰ کے لئے حضرت مولانا عبیداللہ انور، حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری، مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، مولانا محمد اجمل صاحب کے علاوہ دیگر زعمائے ملت کو نامزد کر دیا گیا ہے چنانچہ نئے انتظامات کے تحت جامعہ حمیدیہ کے پرائمری اور ہائی سکول کا داخلہ شروع ہو چکا ہے۔ ہوسٹل کے اخراجات اور دیگر تفصیلات کے لئے صدر جامعہ مولانا محمد اکرم صاحب مالک ہلال انجینئرنگ کمپنی ملتان روڈ لاہور (فون نمبر ۶۶۰۰۰) یا ادارہ اصلاح وتبلیغ آسٹریلیا بلڈنگ نزد ریلوے اسٹیشن لاہور (فون نمبر ۵۲۹۱۴۱) سے رابطہ قائم کریں (ناظم اعلیٰ جامعہ حمیدیہ)

## بقیہ — مصائب کے بعد

جنہوں نے بخار کی کیفیت "تھرمامیٹر" سے متعین کر لی، وہاں اعمال کے وزن کا انکار کریں تو یہ بھی دنیا کا ایک عجیب واقعہ ہوگا۔

چند سال گذرتے ہیں کہ روس کے کچھ سائنسدانوں نے کہا کہ آسمانوں میں ایک ایسی مخلوق رہتی ہے جو اس دنیا کے جنگ جو انسان سے ہزاروں سال پہلے دنیا کی مخلوق پر زبردست بمباری کر چکی اور روسی سائنسدانوں نے اس بمباری وفائرنگ کے لئے جو علاقہ متعین کیا تھا ٹھیک وہی تھا۔ جہاں لوط علیہ السلام کی قوم آباد تھی۔ اور اپنے اعمال کی وجہ "حجارۃ من سجیل" سے ہلاک کر دی گئی۔

پس سائنس جدید جس طرح اسلام کے ایک ایک بیان کی خود تصدیق کر رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر اگر کہہ دیا جائے کہ معراج کو بھی بہت جلد تسلیم کر لیا جائے گا۔ تو یہ پیشین گوئی محض ایک خوش فہمی نہ ہوگی۔

### ماہنامہ تبصرہ لاہور کا مفتی محمود نمبر

گول میز کانفرنس میں اسلام کے واحد نمائندے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمود نے جس تدبر اور فراست کا مظاہرہ کیا ہے اس کے پیش نظر ادارہ ماہنامہ تبصرہ کا نے فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان کی اس عظیم شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے تبصرہ کا عظیم نمبر شائع کیا جا رہا ہے۔ (جانباز مرزا)

## درخواستیں مطلوب ہیں

جامعہ حمیدیہ پبلک ہائی سکول کے لئے مندرجہ ذیل اسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں :-

(۱) ڈرائینگ ماسٹر۔ ڈپلومہ ہولڈر۔ تنخواہ کا سکیل گورنمنٹ سکیل

(۲) پی، ٹی، آئی " " " "

(۳) مدرس عربی مدارس کے فارغ التحصیل ۱۸۰-۵-۱۰۰

محمد اکرم
معرفت ہلال انجینئرنگ کمپنی پوسٹ بکس ۱۱۸۷
ملتان روڈ لاہور

## ہندوستان کے پہلے مسلمان صدر ڈاکٹر ذاکر حسین انتقال کر گئے

ترجمان اسلام کی آخری کاپی پریس جا رہی تھی کہ دن کے گیارہ بجے ریڈیو نے یہ اعلان نشر کیا کہ ہندوستان کے پہلے مسلمان سربراہ ڈاکٹر ذاکر حسین کا حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

সাপ্তাহিক
তরজুমানে ইসলাম
লাহোর
WEEKLY
REGD. L. No. 7132
TARJUMANE ISLAM
LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۴ پیسے

# اپیل

## طوفان زدگان کی ہر ممکن امداد کی جائے

مشرقی پاکستان میں طوفان سے ہزاروں انسان متاثر ہوئے ہیں۔ بے شمار قیمتی جانیں تلف ہوگئیں۔ اخبارات کی خبروں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک قیامت برپا ہے، نفسا نفسی کا عالم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک بہت بڑی آزمائش ہے جس سے مشرقی پاکستان گذر رہا ہے۔ دنیا کے کسی حصے میں بھی مسلمان پر کوئی غم ٹوٹے تو ہر جگہ ملت اسلامیہ کا فرد بے چین ہو جاتا ہے۔ یہی حال مغربی پاکستان کے عوام کا ہے وہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں، تاہم اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے ان دکھی اور آفت زدہ بھائیوں کی دل کھول کر امداد کی جائے۔

گو حکومت بھی اپنے وسائل بروئے کار لارہی ہے، لیکن یہ اس وقت تک ناکافی ہے جب تک کہ عوام اس میں اپنا حصہ نہیں ڈالیں گے ہمیں امید ہے کہ ہمارے مغربی پاکستان کے بھائی اپنی سابقہ روایات کے مطابق مظلوم مشرقی پاکستانیوں کی امداد کریں گے

بحیثیت ایک مسلمان کے ہم پر یہ فرض بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے دعا مانگیں کہ وہ آفات سماوی اور ارضی سے محفوظ رکھے، اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

مشرقی پاکستان کی جماعتیں ہر قسم کا امدادی سامان حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے پاس جمع کرائیں، اور مغربی پاکستان کی جماعتیں مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام بیرون لوہاری گیٹ ملتان میں اپنی امدادی رقوم اور دوسری اشیاء جمع کرائیں۔

منجانب :- (حضرت مولانا) **محمد عبداللہ درخواستی امیر مرکزیہ**

(حضرت مولانا) **مفتی محمود ناظم عمومی مرکزیہ**

# ایک مسیحی رہنما کا

# اعترافِ حقیقت

مسیحی راہنما جوشوا فضل دین نے مولانا عبید اللہ انور کے اس بیان کی پرزور حمایت کی کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور یہاں قرآن وسنت کے مطابق قوانین نافذ کئے جانے چاہئیں۔ آپ نے کہا کہ مسیحی اقلیت نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان کو اس لئے پسند کیا تھا کہ اس اسلامی مملکت میں قرآنی تعلیم کے مطابق مومن کے بعد مسیحی کا رتبہ ہوگا، لیکن حکمران جماعت نے مسیحی اقلیت کو اچھوت سے بھی ادنیٰ درجہ دے کر صریحاً قرآن کریم کی نافرمانی کی ہے چنانچہ پاکستان کے مسیحی باشندے علماء کی پرزور حمایت کرتے ہیں، کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ قرآنی نظام میں ہمارے حقوق کا پورا پورا تحفظ ہوگا۔ جوشوا فضل الدین نے کہا کہ جہاں تک جمعۃ الوداع کے روز علماء پر لاٹھی چارج کا تعلق ہے میرا اندیشہ یہ ہے کہ یہ ڈرامہ کسی سوچی سمجھی سکیم کے تحت کھیلا گیا ہے اور اس سے کینے اور انتقام کی بو آتی ہے۔ آپ نے کہا کہ آج سے پچاس سال قبل امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں فرنگی جنرل ڈائر نے اسی قسم کی کوتاہ اندیشی سے کام لے کر عوام پر گولی چلائی۔ اب چند افسروں اور وزیروں کی بے راہ روی کے باعث حالات بگڑے ہیں۔ علماء پر لاٹھی چارج کو نظر انداز کرنا ملک وملت کے ساتھ بدترین دشمنی کے مترادف ہے۔

نوائے وقت لاہور ۲۴ دسمبر ۱۹۶۸ء

---

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

# درسِ قرآن

(۲)

۱۴۰۰ سال تک۔ اس کا ترجمہ یہی رہا کہ حضورؐ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔ یعنی میں نبوت کو ختم کرنے والا ہوں۔ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اب اس دور کے کچھ لوگوں نے خاتم النبیین کا معنی یہ کیا ہے کہ مہر لگا کر آپ دوسروں کو نبی بناتے ہیں اگر یہ بات ہوتی تو ابوبکرؓ عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، معاویہؓ اور دیگر صحابہ نبی ہوتے۔ حضور نے تو فرمایا کہ اگر میرے بعد کسی نے نبی بننا ہوتا تو عمرؓ نبی بنتا۔

اس کتاب میں فرمایا گیا ہے کہ یہود اور نصاریٰ مومنوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ جب ہم یہ بات کہتے تھے کہ ہم نے انگریز کو ہندوستان سے نکالنا ہے۔ تو لوگ ان کی طاقت کی وجہ سے یہ کہتے تھے کہ کیا تم پہاڑ سے ٹکراؤ گے؟ یہ تو کبھی بھی نہ نکلیں گے۔ لیکن ہمارے پختہ عزم سے وہ نکل ہی گیا۔

وہ عرب جن کو کھانے کے لیے روٹی میسر نہیں آتی تھی۔ رہنے کے لیے ان کے پاس مکانات نہ تھے۔ کبھی یہاں ہوتے کبھی وہاں، پھر انہی لوگوں نے ساری دنیا میں اپنا سکہ جمایا۔ وہ تمام دنیا سے افضل ہوئے۔ مقابلے میں روم کی عظیم سلطنت آئی تو اسے تباہ کر دیا۔ ایران کی چار ہزار سال پرانی حکومت سے ٹکر لی۔ خانہ بدوشوں نے ان سب کو تہس نہس کر دیا۔

وہ کیا چیز تھی جس کی بدولت عربوں نے یہ مقام حاصل کیا۔ وہ قرآن ہی تھا جس کی برکت سے یہ سب کچھ ہوا۔ امریکہ اور برطانیہ والے بھی اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔

لیکن وہی قرآن آج ہمارے پاس بھی ہے۔ ہم کیوں اتنے مقام والے نہیں ہیں؟ اس کا سبب یہ ہے کہ ہمارے اندر ان لوگوں جیسی سمجھ نہیں ہے یا ہم ان لوگوں جیسی اس کی قدر نہیں کرتے۔ یہ وہ کلام ہے جس کو اگر اپنایا جائے تو دنیا کے اندر کوئی مشکل پیش نہیں آ سکتی۔

وہ لوگ اتنے فصیح تھے کہ اگر ایک عربی کو پاؤں کے ساتھ رسی باندھ کر کسی گہرے کنوئیں میں لٹکا دیا جاتا تو اسے واپس کھینچنے تک یہ اسی سو شعر فی البدیہہ کہہ سکتا تھا۔ عربی جب کوئی قصیدہ لکھتے تو پہلے اسے خانہ کعبہ میں لٹکاتے۔ بچہ بچہ اس قصیدے کو زبانی یاد کرتا۔ جب تک اس سے اعلیٰ قسم کا قصیدہ نہ لٹکایا جاتا یہ پہلا قصیدہ ہی لٹکا رہتا۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ سورۃ کوثر نازل ہوئی۔ ایک صحابی نے یہ سورۃ لکھ کر قصیدے کے ساتھ لٹکا دی۔ جب لوگوں نے اسے دیکھا تو قانون کے مطابق ایک ثالث بنا اور قصیدوں کا مقابلہ ہوا۔ سورۃ کوثر کو دیکھ کر وہ ثالث پکار اٹھا۔

وَاللّٰہِ مَا ھٰذَا مِنْ کَلَامِ الْبَشَرِ

وہ لوگ جانتے تھے کہ قرآن کیا ہے؟ وہ رات کو چھپ چھپ کر آتے اور کلامِ پاک سنتے۔ ایک رات ابوجہل بھی قرآن سن رہا تھا کسی نے دیکھ لیا۔ ابوجہل کہنے لگا۔ کہ میں ویسے ہی کسی کام کے لئے آیا تو۔ آئندہ نہیں آؤں گا۔ اگلی رات وہ پھر آگیا۔ (باقی آئندہ)

حضرت مولانا لاہوری

# درسِ حدیث

مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار تحقیق مجھے قرآن دیا گیا ہے اور مثل اس قرآن کے قرآن کے ساتھ دیا گیا ہے (کہ احادیث باشد و مماثلت در بودن اوست از وحی چنانکہ قرآن وحی است، منزل از جانب قدس الٰہی ہم چنیں احادیث نیز وحی است۔ وارد از جانب حق غایت آنکہ وحی جلی است و خفی۔ متلو و غیر متلو۔ متلو آنکہ بالفاظ و عبارات وے نیز احکام متعلق باشد۔ چنانچہ صحت نماز و حرمت و مس محدث و جنب و اعجاز نظم و آں قرآن است و غیر متلو آنکہ نہ ایں چنیں باشد و آں حدیث است) (یہ فارسی عبارت اشعۃ اللمعات حضرت شیخ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کی ہے) ترجمہ مثل قرآن سے مراد حدیثیں ہیں۔ اور حدیثوں کا قرآن کے مثل ہونے کا یہ مطلب ہے، کہ وہ بھی قرآن کی طرح وحی سے ثابت ہیں جس طرح کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ وحی ہے اسی طرح حدیثیں بھی وحی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہیں۔ فرق صرف وحی جلی اور خفی پڑھ کر سنائی گئی، اور پڑھ کر نہ سنائی گئی کا ہے۔ پڑھ کر سنائی گئی۔ وہ جس کے الفاظ و عبارتوں سے بھی احکام متعلق ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ نماز کا صحیح ہونا، یا حرام ہو جانا، اور بے وضو اور جنبی کا ہاتھ لگانا اور اس کلام کا معجز ہونا۔ اور یہ صفت قرآن ہی کی ہے۔ اور جو پڑھ کر نہ سنایا گیا ہو۔ وہ اس طرح نہیں ہوتا۔ اور وہ حدیثیں ہیں۔ خبردار قریب ہے کہ ایک آدمی پیٹ بھرا ہوا، اور اپنے تخت پر فارغ ہو کر بیٹھا ہوا یہ کہے۔ اپنے اوپر بس اس قرآن کو لازم کر لو کہ پکڑو۔ پس جو چیز قرآن میں حرام پاؤ۔ پس اسی کو حلال سمجھو۔ اور جو قرآن میں حرام پاؤ۔ پس اسی کو حرام کرو۔ حالانکہ جو چیز رسول اللہ نے حرام کی ہے۔ وہ ایسی ہی حرام ہے۔ جیسی اللہ نے حرام کی ہے۔ خبردار تمہارے لئے حمار اہلی حلال نہیں ہے۔ یعنی وہ گدھا جو گھروں میں رکھا جاتا ہے (یہ وحشی گدھے سے احتراز ہے۔ جسے گورخر کہتے ہیں) اور درندوں میں سے کچلی والے بھی حلال نہیں ہیں (مثل شیر، بھیڑیے اور کتے کے) اور معاہدے والے ذمی کی گری ہوئی چیز بھی حلال نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس کا مالک اس سے بے نیاز ہو جائے (اس کے دو معنی کئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ مالک اٹھانے والے کو بخش دے دوسری یہ کہ وہ چیز خسیس ہے کہ گرنے کے بعد اس کی زیادہ ضرورت ہی نہ سمجھی جائے) اور جو شخص کسی قوم کے ہاں جا کر مہمان ہو۔ پھر اس قوم کے ذمہ لازم ہے کہ اس کی مہمانی کریں۔ پس اگر وہ لوگ اس کی مہمانی نہ کریں۔ پس اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ انہیں اتنی سزا دے اور ان سے اپنی مہمانی کی مقدار لے لے (اور یہ لینا بطور سنت اور استحباب کے ہے۔ نہ بطور فرضیت اور ایجاب کے۔ کیونکہ مہمانی کرنا واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ یہ ارباب مروت اور ایمان والوں کی سیرت ضرور ہے۔ (ماخوذ از اشعۃ اللمعات)

۳

جاری کردہ
حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ
سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور
ایڈیٹر: احمد حسین کمال — مدیر معاون: حافظ عزیز الرحمٰن شاہد بجنوری

نگرانِ اعلیٰ
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب
نگران
حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

جلد ۱۲ | جمعہ ۲۰ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۶۹ء قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۲


# اسلامی آئین کے بارہ میں صدر ایوب خاں کے تازہ ترین ارشاد پر

## اکابر جمعیۃ کا تبصرہ

اخبار جنگ کی رپورٹ کے مطابق صدر ایوب خاں نے کہا ہے کہ ان کا ایمان ہے کہ پاکستان میں شرعی قوانین نافذ ہونے چاہئیں۔ آج یہاں گورنر ہاؤس میں مسلم لیگی کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے صدر ایوب نے علماء سے اپیل کی ہے کہ وہ مل جل کر بیٹھیں اور اسلامی ضابطہ کا ایک ایسا جامع مسودہ تیار کریں جو مسلمانوں کے تمام فرقوں کے لئے قابل قبول ہو اور جو قومی اسمبلی کی منظوری کے بعد ملک میں نافذ کیا جا سکے۔ صدر نے کہا کہ ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے۔ یہ محض جذبات سے حل نہیں ہو سکتا۔ اس کے بہت سے نازک پہلو ہیں۔ مسلمانوں کے بہت سے طبقے ہیں۔ جن کے مختلف عقائد اور خیالات ہیں۔ اس لئے ان معاملات پر یکساں قوانین کا نفاذ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک علماء کسی ایک بات پر متفق نہ ہو جائیں۔ علماء، قانون دانوں، وکلاء اور عوامی نمائندوں کے مشورہ سے ایسا مسودہ تیار کر سکتے ہیں جو ملک بھر میں نافذ کیا جا سکے۔ اگر ان کے تیار شدہ مسودہ کو عوام کی منظوری حاصل ہو گئی تو میں اس پر دستخط کر کے فخر محسوس کروں گا۔" (روزنامہ جنگ کراچی یکم جنوری ۱۹۶۹ء)

اس خبر پر اکابر جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ نے حسب ذیل الگ الگ تبصرہ فرمایا ہے۔

### حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

"مجھے تعجب ہے کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے خلاف سازشی گروہ نے پاکستان کے یوم تاسیس سے لے کر آج تک جس بودی دلیل کا سہارا لیا تھا آج صدر ایوب خاں نے بھی اسی کا اعادہ کر دیا ہے۔ میں صدر ایوب خاں سے پوچھتا ہوں کہ مختلف اسلامی فرقوں کے ۳۱ علماء کرام نے آئین کے متعلق جن ۲۲ اصولوں کو اتفاق رائے سے طے کیا تھا کیا صدر ایوب خاں نے اسے اپنے دستور کا حصہ بنا لیا ہے؟ عائلی قوانین میں ترمیم کے سلسلہ میں قومی اسمبلی کی سب کمیٹی نے (جس میں تین خواتین بھی شامل تھیں) جو ترمیمی رپورٹ اتفاق رائے سے پیش کی تھی۔ کیا اسے اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کر دیا گیا تھا؟ گذشتہ عام انتخابات کے دوران بھی صدر ایوب خاں نے اسلامی قوانین کے بارے میں سفید کاغذ پر دستخط کرنے کا اعلان کر کے قوم کو سیاہ باغ دکھائے تھے۔ لیکن آج قوم کا شعور بیدار ہو چکا ہے۔ وہ اس قسم کی باتوں سے گمراہ نہیں ہو سکتی۔ اسلام میں ہر فرقہ کے شخصی قوانین کو اس کے عقیدہ کے مطابق تحفظ حاصل ہے۔ اس لئے مختلف فرقوں کی موجودگی اسلامی قوانین کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ مسلم قوم اب بیدار ہو چکی ہے اور اس طرح کی بودی اور بوسیدہ باتوں سے اسے مطمئن نہیں کیا جا سکتا۔"

### حضرت مولانا ہزاروی مدظلہ

اخبارات میں صدر مملکت محمد ایوب خاں کا بیان آیا ہے۔ جس میں انہوں نے لاہور میں اپنے آدمیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ علماء کو چاہیے کہ (۱) وہ اسلامی قوانین کا جامع مسودہ مرتب کریں (۲) میرا ایمان ہے کہ ملکی قانون اسلام کے مطابق بنائے جا سکتے ہیں (۳) لیکن یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے (۴) بلکہ پیچیدہ مسئلہ ہے (۵) علماء ایسا مسودہ تیار کریں جو تمام فرقوں کے لئے قابل قبول ہو (۶) علماء یہ مسودہ قانون دانوں اور وکلاء کے مشورہ سے تیار کریں (۷) پھر اس کو اسمبلی میں پاس کرائیں (۸) پھر میں ان کی منظوری دے دوں گا۔

یہ ہے بارہ کروڑ مسلمانوں کے عظیم ملک کے سربراہ کا ارشاد۔ اہل اسلام اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی اس لئے لگاتے ہیں کہ ان کا ملک اسلام کا گہوارہ بن جائے۔ اسلامی حکومت اسلامی اقدار کو نافذ کرے اور اس کے لئے تمام وسائل و ذرائع مہیا کرے اور ہر طرح کی آسانیاں بہم پہنچائے۔ اور پاکستان کی تو بنیاد ہی لا الٰہ الا اللہ پر رکھی گئی تھی۔ مگر اکیس سال کو تو چھوڑیئے۔ صدر ایوب خاں کے گیارہ سالوں میں اسلامی قدروں کی جو گت بنی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اسلامی قوانین کے لئے مسلسل آواز اٹھتی رہی ہے۔ مگر صدر صاحب نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اگر فرمائی تو قرآن کے خلاف عائلی قوانین کو لیکر آرڈیننس کے ڈنڈے سے نافذ کر دیا۔ اور جب ان کی تنسیخ کا بل قومی اسمبلی میں پیش ہوا تو صدر صاحب کی پارٹی نے اس کو ناکام کر کے رکھ دیا اور عوام و ممبران اسمبلی پر یہ ظاہر کیا گیا کہ ہم ان میں خود ترمیم کر کے اس کو اسلام کے مطابق کریں گے بلکہ ترمیمات کا مسودہ بنانے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کر دی گئی۔ جس نے مسودہ بنا کر پیش کیا۔ مگر بجائے پاس کرنے کے اس ترمیمی مسودہ کو نام نہاد اسلامی مشاورتی کونسل کے سرد خانہ میں ڈال دیا گیا۔ جہاں سے اب تک صدائے برنخاست۔ (ورق الٹیئے)


ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس لاہور میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

اس کے سوا سابق صدارتی الیکشن میں صدر صاحب تعارفی جلسوں میں اور دیگر مواقع میں آئین کو مسلمان بنانے اور اسلامی قانون کے نفاذ کے پکے وعدے بھی کئے تھے۔ مگر ہؤا یہ کہ ڈھاکہ سیشن میں قومی اسمبلی میں یہ ترمیم بھی پاس کردی کہ عائلی قوانین کو عدالت میں بھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ جس سے ملحد پرویز کے ان پسندیدہ قوانین کی قلعی کھلنے کا امکان تھا۔

اس کے علاوہ جشنوں اور اسلامی ثقافت کے نام سے سرکاری افسروں کے ذریعہ اسلامی غیرت و حیا کے ساتھ جو سلوک جبراً روا رکھا گیا ہے۔ اس کی ذمہ داری سے صدر محترم کسی طرح بری الذمہ نہیں ہو سکتے ان حالات کی روشنی میں صدر صاحب کا مندرجہ بالا بیان پڑھیں تو افسوس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

(۱) میں پوچھتا ہوں کہ آپ علماء سے اسلامی قوانین کا مسودہ مرتب کرنے کا فرماتے ہیں۔ تو آپ خود یہ کام کیوں نہیں کرتے۔ اور آپ اپنے وعدوں کو پورا کیوں نہیں کرتے۔ اور آپ کی یہ اسلامی مشاورتی کونسل کس مرض کی دوا ہے۔ اور یہ ادارہ تحقیقات اسلامیہ والے کیوں تنخواہیں کھا کھا کر اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی کوششوں کی بجائے اسلامی قوانین مرتب نہیں کرتے۔ اور آپ نے ان علماء کرام کو کیوں بٹھا رکھا۔ جن کو آپ اب خطاب فرما رہے ہیں۔

(۲) پھر آپ فرماتے ہیں کہ یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے کیا ایک ہزار سال تک یہ پیچیدہ نہ تھا اب آپ کے عہد زریں میں پیچیدہ ہو گیا ہے۔

(۳) پھر آپ علماء کو پابند کرتے ہیں کہ وہ وکیلوں اور قانون دانوں سے مشورہ کریں۔ قانون کا مسودہ تیار کریں۔ پھر اسمبلی سے پاس کرائیں۔ پھر میرے سامنے دستخط اور آخری منظوری کے لئے پیش کریں۔

مگر آپ خود اس کا انتظام کیوں نہیں کرتے۔ آپ اپنی محافظ یا محفوظ پارٹی کنونشن لیگ کی اسمبلی پارٹی سے یہ کام کیوں نہیں کراتے۔ اور اس کی کیا ضمانت ہے کہ سب کچھ ہونے کے بعد آپ کی پارٹی آپ کے منشاء کے مطابق اس مسودہ قانون کا بھی وہ حشر نہ کرے جو انہوں نے عائلی قوانین کی تنسیخ کے بل کا کیا۔

(۴) پھر آپ کیوں بھول جاتے ہیں کہ پاکستان کی تمام زعین مکاتب فکر کے اکتیس علماء نے مل کر کراچی میں اسلامی حکومت کا ایک ایسا خاکہ تیار کر دیا تھا۔ جس سے ان لوگوں کی تمام بکواس ختم ہو کر رہ گئی تھی۔ جو بار بار یہ کہتے تھے کہ علماء کوئی متفقہ خاکہ پیش نہیں کر سکتے۔ ہم کس فرقہ کے مطابق اسلامی قانون بنائیں۔ محترم صدر صاحب آپ اسی خاکہ کو سامنے رکھ کر کام کر سکتے تھے۔ اگر آپ واقعی اسلامی قوانین کے خواہشمند ہوتے۔ آپ کو اس قسم کے بیانات کا اگر کوئی فرد یا ٹولی مشورہ دیتی ہے۔ تو وہ عوام کو اور زیادہ آپ سے بدظن کرنے کا سبب بنتی ہے۔

(۵) آپ فرماتے ہیں کہ میرا ایمان ہے کہ ملکی قوانین اسلام کے مطابق بنائے جا سکتے ہیں۔

میں پوچھتا ہوں کہ پھر آپ بناتے اور بنواتے کیوں نہیں ہیں۔ ملکی قوانین اسلام کے مطابق لندن کے مطابق واشنگٹن کے مطابق مرتد و ملحد لوگوں کی خواہشوں کے مطابق بلکہ سب طرح بنائے جا سکتے ہیں۔ اس پر ایمان لانے میں کوئی کمال نہیں۔ بات یہ ہے کہ آپ اسلام کے مطابق قوانین بنانا صحیح سمجھتے اور اس کو دوسرے قوانین سے اعلیٰ وارفع ہونے پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں اگر ایمان رکھتے ہیں تو حیرت کی بات ہے کہ اب تک آپ نے اس کا انتظام کیوں نہیں کیا۔

محترم صدر صاحب! آپ مرزائیوں، ملحدوں، پرویزیوں، بے دینوں، خود غرضوں اور خوشامدیوں کو سختی سے وارننگ دیں کہ وہ آپ کو سوائے اس کے کہ آپ صحیح اسلام کے لئے عملی اقدامات کریں اور کسی قسم کا مشورہ دے کر مشکلات میں اضافہ نہ کریں بلکہ اگر ایسے جرائم کا کسی نے ارتکاب کیا ہے تو ان کو کیفر کردار تک پہنچا کر خدا تعالیٰ کے ہاں سرخروئی حاصل کریں۔ اب بھی اگر آپ سچے اسلام اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی راہ پر نیک نیتی سے گامزن ہوں تو اللہ تعالیٰ تواب اور غفور رحیم ہیں۔ ورنہ صرف اس طرح کے بیانات سے بجائے نفع کے نقصان کے خطرات زیادہ ہیں میں پہلے کئی دفعہ آپ سے بالمشافہ عرض کر چکا ہوں۔ کاش کہ آپ اس پر کان دھرتے۔ جو آپ کے اردگرد کے تمام مشیروں سے بہتر مشورہ تھا۔ تو آپ کے خلاف یہ ہنگامے برپا نہ ہوتے اور کاش کہ آپ ایسے ڈپٹی کمشنروں کا تقرر نہ کرتے جو بلا وجہ شہر راولپنڈی سے میلوں دور بچوں کے تعاقب میں پولیس بھیج کر اور گولی چلا کر ملک بھر کے ہنگاموں اور انتہائی نامناسب کلمات کا سبب بنے

## جناب آغا شورش کی رہائی

۹ ماہ تک آزادی سے محروم رکھنے کے بعد بالآخر حکومت نے محترم جناب آغا شورش کاشمیری کو رہا کر دیا ہے۔ حکومت نے آغا صاحب کو کیوں گرفتار کیا تھا؟ اس سوال کا مقابلہ کرنے کے لئے ۹ ماہ تک حکومت گریز و فرار کے حربے اختیار کرتی رہی۔ اور صوبہ و ملک کی عدالت ہائے عالیہ تک کو بھی مطمئن کرنے کی راہ نہ پا سکی شاید ہی کسی حکومت کو ایسی نامراد صورت حال پیش آئی ہو۔

آغا صاحب کو مئی ۱۹۶۸ء میں منعقدہ جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس لاہور کے آخری اجلاس میں ایک "باغیانہ" تقریر کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔

حکومت کے اس اقدام کو عدالت میں چیلنج کیا گیا۔ اس لئے کہ اگر کانفرنس کے اجلاس میں آغا صاحب کی تقریر باغیانہ تھی تو تین روز (۳، ۴، ۵ مئی ۱۹۶۸ء) کے متعدد اجلاسوں میں جمعیۃ علماء اسلام کے کسی مقرر نے حکومت کے جبینہ الزام کے مطابق "باغیانہ" تقریر نہیں کی؟ پھر ان سب کو کیوں گرفت نہیں کیا گیا؟ کانفرنس کے آخری دن جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت میں ۵ ہزار علماء پر مشتمل جو تاریخی اور پاکستان کی سیاست میں سنگ میل کی حیثیت رکھنے والا جلوس نکالا گیا۔ اس کے تمام مطالبے اور نعرے بھی اس نام نہاد "باغیانہ" الزام کے حامل تھے۔ پھر اس سارے جلوس کو ہی کیوں گرفتار نہیں کر لیا گیا؟

غرض کسی پہلو سے بھی دیکھا جائے۔ آغا صاحب کے خلاف حکومت کا اقدام قطعی ناجائز تھا۔ اور جن باتوں کو آغا صاحب کا جرم قرار دیا گیا تھا۔ اس کے مرتکب جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس کے تمام مقررین۔ تمام علماء اور ملک و ملت پاکستان کے سب ہی سچے دینی حلقے قرار دیئے جا سکتے تھے۔

پھر گرفتاری اور نظر بندی کی یہ "خصوصی عنایت" آغا صاحب کے لئے ہی کیوں رہی؟

اس لئے یہ بات قابل فہم ہے کہ بعض "ذاتی وجوہات" کی بنا پر آغا صاحب کے خلاف یہ اقدام عمل میں آیا۔

بہرحال آغا صاحب کی رہائی ہم سب کے لئے اطمینان کا موجب ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائیں اور ملک و ملت کی بے لوث خدمات کا انہیں موقعہ عنایت کریں۔ جو ان کی زندگی کا طرۂ امتیاز ہیں۔

ان کے اخبار "چٹان" کے سلسلے میں بھی ان کے ساتھ جو بے انصافی ہو رہی ہے۔ اس کا ازالہ کیا جائے۔ چٹان پریس واگذار کیا جائے۔ اور کسی دوسرے پریس میں چٹان کی اشاعت کی جلد از جلد اجازت دی جائے (کمال)

## انتخابی فہرستوں میں دھاندلیاں

انتخابی فہرستوں میں "دھاندلیوں" کے جو واقعات دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں۔ ان کے ازالہ کے بغیر آنے والے محدود انتخابات کو بھی کسی طرح جائز نہیں کہا جا سکتا۔ بے شمار حلقوں میں مستحق ووٹروں کا سرے سے اندراج ہی نہیں کیا گیا ہے اور ان کی جگہ جعلی ووٹروں کے نام درج کر دیئے گئے ہیں با اثر افراد نے ہر طرح سے اپنی من مانی کرائی ہے۔ اور ووٹ درج کرنے والا علی الاعلان شاید ہی کسی ووٹر کے پاس براہ راست گیا ہو، اور اس کا ووٹ درج کیا ہو۔

پھر یہ کہ ان فہرستوں پر اعتراضات و اپیل کی مدت اتنی مختصر رکھی گئی ہے کہ کوئی شخص بھی صحیح پیروی نہیں کر سکتا۔ اگر واقعی آئندہ انتخابات میں کچھ بھی بھرم رکھنا مقصود ہے تو پھر الیکشن اتھارٹی کا فرض ہے کہ وہ عذرداری اعتراضات اور اپیل کی مدت کم از کم مزید دو ماہ کے لئے بڑھائے اور غیر جانبداری کے ساتھ دھاندلیوں کا ازالہ اور فرو گذاشتوں کی اصلاح کرے۔ (کمال)

## طلبا کے مطالبات تسلیم کیجئے اور تعلیمی ادارے کھول دیجئے

تعلیمی اداروں کی بندش نے طلباء کی تعلیم کو زبردست نقصان پہنچا رکھا ہے۔ اس سلسلے میں طلباء کے ایجی ٹیشن کے اندیشے کو بہانہ بنائے رکھ کر تعلیمی اداروں کا بند رکھنا

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

# جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ کا بستر علالت سے

# حکمرانوں کے نام پیغام

پاکستان جو محض اللہ کے فضل سے مسلمانوں کی ڈیڑھ سو سالہ عظیم قربانیوں کے صلے میں معرض وجود میں آیا اور پاکستان کا مطالبہ صرف اور صرف نظام قرآنی اور تہذیب و تمدن اسلامی کی ترویج و تنفیذ کے لئے کیا گیا تھا۔ اسی لئے پاکستان کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علی خاں صاحب مرحوم نے قرارداد مقاصد اسمبلی میں منظور کرائی۔ اس کے پیش نظر ہر مکتب فکر کے علماء کرام کا کراچی میں ایک تاریخی اجتماع ہوا جس میں درج ذیل اصول و ضوابط متفقہ طور پر طے کئے گئے۔ اب جبکہ عرصہ دراز کے انتظار کے بعد سارے ملک میں اسلامی دستور اور قانون قرآنی کے لئے رائے عامہ بیدار اور جدوجہد جاری ہو چکی ہے نہ صرف یہ بلکہ صدر مملکت خود علماء کرام سے متفقہ اسلامی اصول پیش کرنے کا مطالبہ فرما رہے ہیں۔ ان حالات میں تمام مکاتیب فکر کے علماء کرام نے پھر اسی یادداشت کی طرف اپنے اپنے طور پر توجہ دلائی ہے۔ لہذا ازبس ضروری تھا کہ اس متفقہ خاکۂ دستور اسلامی کو قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مملکت میں آئین قرآنی کے نفاذ کے لئے ان سفارشات کو بنیاد قرار دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین لہ العالمین۔　　(احقر عبید اللہ انور)

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک مدت دراز سے اسلامی دستور مملکت کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اسلام کا کوئی دستور مملکت ہے بھی یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کے اصول کیا ہیں اور اس کی عملی شکل کیا ہو سکتی ہے؟ اور کیا اصول اور عملی تفصیلات میں کوئی چیز بھی ایسی ہے۔ جس پر مختلف اسلامی فرقوں کے علماء متفق ہو سکیں۔ یہ ایسے سوالات ہیں۔ جن کے متعلق عام طور پر ایک ذہنی پریشانی پائی جاتی ہے۔ اور اس ذہنی پریشانی میں ان مختلف دستوری تجویزوں نے اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔ جو مختلف حلقوں کی طرف سے اسلام کے نام پر وقتاً فوقتاً پیش کی گئیں۔ اس کیفیت کو دیکھ کر یہ ضرورت محسوس کی گئی۔ کہ تمام اسلامی فرقوں کے چیدہ اور معتمد علیہ علماء کی ایک مجلس منعقد کی جائے۔ اور بالاتفاق صرف اسلامی دستور کے بنیادی اصول ہی بیان کرنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ ان اصولوں کے مطابق ایک ایسا دستوری خاکہ بھی مرتب کر دے جو تمام اسلامی فرقوں کے لئے قابل قبول ہو۔

اس غرض کے لئے ایک اجتماع بتاریخ ۱۲، ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۱، ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء بصدارت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کراچی میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں اسلامی دستور کے جو بنیادی اصول بالاتفاق طے ہوئے ہیں۔ انہیں فائدہ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

مجلس دستور ساز پاکستان کی مقرر کردہ کمیٹیوں نے بنیادی اصول اور بنیادی اصولوں کے متعلق جو سفارشات پیش کی ہیں کے بارے میں اس اجتماع کی یہ متفقہ رائے ہے کہ یہ سفارشات اسلامی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتیں

اس اجتماع کی خواہش تھی۔ کہ اس موقعہ پر اسلامی اصولوں کے مطابق ایک تفصیلی خاکہ بھی مرتب کر دیا جائے چنانچہ اس غرض کے لئے مجلس دستور ساز پاکستان کے صدر سے درخواست کی گئی کہ وہ تعلیمات اسلامیہ بورڈ کی سفارشات کا نسخہ اس اجتماع کو مہیا کر دے۔ تاکہ اگر وہ اسلامی اصولوں کے مطابق درست ہو، تو اس کی توثیق کر دی جائے۔ یا اگر اس میں کچھ کمی ہو تو اسے پورا کر دیا جائے۔ اور نئے سرے سے ایک چیز مرتب کرنے میں محنت صرف نہ کرنی پڑے۔ لیکن صاحب موصوف نے بعض وجوہ سے اس درخواست کو قبول نہ فرمایا۔ اب یہ اجتماع سردست ملتوی کیا جاتا ہے۔ اور تمام اسلامی فکر رکھنے والے اصحاب اور اداروں سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان متفقہ اصولوں کی روشنی میں دستور اسلامی کے متعلق اپنی اپنی تجاویز ۱۵ مارچ ۱۹۵۱ء تک حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی جیکب لائن کراچی کے پاس بھیج دیں۔ اس کے بعد جلد ہی یہ اجتماع دوبارہ منعقد کیا جائے گا۔ اور تمام تجاویز پر غور کر کے ایک تفصیلی خاکہ مرتب کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول اسلامی مملکت کے دستور میں حسب ذیل اصول کی تصریح لازمی ہے۔

(۱) اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

(۲) ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا، اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جا سکے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

(تشریحی نوٹ) اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں، جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں گے۔

(۳) مملکت کسی جغرافیائی "نسلی"، "لسانی" یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصول اور مقاصد پر مبنی ہوگی۔ جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطۂ حیات ہے۔

(۴) اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ کتاب و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلام کے احیاء و اعلاء اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

(۵) اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانان عالم کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

(۶) مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی۔ جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگار ہوں۔ بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

(۷) باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو۔ آزادی مذہب و مسلک، آزادی عبادت، آزادی ذات۔ آزادی اظہار رائے۔ آزادی نقل و حرکت۔ آزادی اجتماع، آزادی اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارات سے استفادہ کا حق۔

(۸) مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا۔ اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی و فیصلۂ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

(۹) مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہیں کے قاضی

یہ فیصلہ کریں گے۔

(۱۰) غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب و عبادت۔ تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی۔ اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

(۱۱) غیر مسلم باشندگان مملکت سے حدود شریعت کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہوں۔ ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے۔ ان میں غیر مسلم باشندگان ملک اور مسلم باشندگان ملک سب برابر کے شریک ہوں گے۔

(۱۲) رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے۔ جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمایندوں کو اعتماد ہو۔

(۱۳) رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جز کسی فرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

(۱۴) رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی۔ یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمایندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض سرانجام دے گا۔

(۱۵) رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے

(۱۶) جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہی کثرت آراء سے اسے معزول کرنے کی مجاز ہوگی۔

(۱۷) رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

(۱۸) ارکان و عمال حکومت اور عام شہریوں کے لئے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا۔ اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

(۱۹) محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا۔ تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئت انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

(۲۰) ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

(۲۱) ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی۔ جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا۔ مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

(۲۲) دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

## اسمائے گرامی حضرات شرکائے مجلس

(۱) (علامہ) سید سلیمان ندوی (صدر مجلس ہذا)

(۲) (مولانا) احمد علی (امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور) و سابق امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان۔

(۳) (مولانا) محمد بدر عالم (استاذ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ اشرف آباد ٹنڈو الہ یار سندھ)

(۴) (مولانا) شمس الحق افغانی (وزیر معارف ریاست قلات۔

(۵) (مفتی) محمد شفیع (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان۔

(۶) (مولانا مفتی) محمد حسن (مہتمم مدرسہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

(۷) (مولانا محمد یوسف بنوری (شیخ التفسیر دار العلوم الاسلامیہ اشرف آباد سندھ

(۸) (مولانا) محمد علی جالندھری (مجلس احرار اسلام پاکستان)

(۹) (مولانا) احتشام الحق تھانوی (مہتمم دار العلوم الاسلامیہ اشرف آباد (سندھ)

(۱۰) (مولانا) اطہر علی (صدر عامل جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان۔

(۱۱) (پیر صاحب) محمد امین الحسنات (مانکی شریف سرحد)

(۱۲) (مولانا) محمد عبد الحامد قادری بدایونی (صدر جمعیۃ علماء پاکستان سندھ

(۱۳) (مولانا) محمد ادریس (شیخ الجامعہ۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور۔

(۱۴) (مولانا) خیر محمد (مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر

(۱۵) (حاجی) خادم الاسلام محمد امین (المجاہد آباد پشاور صوبہ سرحد خلیفہ حاجی ترنگ زئی

(۱۶) (قاضی) عبد الصمد سربازی (قاضی قلات بلوچستان)

(۱۷) (مولانا) ابو جعفر محمد صالح (امیر جمعیۃ حزب اللہ مشرقی پاکستان۔

(۱۸) (مولانا) راغب احسن (نائب صدر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان۔

(۱۹) (مولانا) محمد حبیب الرحمٰن (نائب صدر جمعیۃ المدرسین) سرسینہ شریف مشرقی پاکستان

(۲۰) (مفتی) جعفر حسین مجتہد (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان)

(۲۱) (مفتی) حافظ) کفایت حسین مجتہد (ادارہ عالیہ تحفظ شیعہ پاکستان لاہور)

(۲۲) (مولانا) محمد اسماعیل (ناظم جمعیۃ علماء اہلحدیث پاکستان گوجرانوالہ

(۲۳) (مولانا) حبیب اللہ جامعہ دینیہ دار الہدیٰ ٹیڑھی خیرپور میر)

(۲۴) (مولانا) محمد صادق (مہتمم مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی۔

(۲۵) (پروفیسر) عبد الخالق (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان

(۲۶) (مولانا) شمس الحق فرید پوری (صدر مہتمم مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ)

(۲۷) (مفتی) محمد صاحبداد عفی عنہ (سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی۔

(۲۸) (مولانا) محمد ظفر احمد انصاری (سیکرٹری بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان

(۲۹) (پیر صاحب) محمد ہاشم مجددی (ٹنڈو سائیں داد سندھ)

(۳۰) (مولانا) داؤد غزنوی (جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان)

(۳۱) سید ابو الاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان

---

## روزنامہ وفاق کی اشاعت بڑھائیے

### حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی اپیل

روزنامہ وفاق لاہور دینی اقدار کے فروغ کے لئے اس دور میں بہت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وفاق کے صفحات دین حق کا نظام وطن عزیز میں نافذ کرنے کی جدوجہد کے لئے وقف ہیں۔ ان حالات میں ہر اس شخص کا جسے پاکستان میں نظام اسلامی کے قیام کی جدوجہد عزیز ہے یہ فرض ہے کہ وہ روزنامہ "وفاق" کا باقاعدگی سے مطالعہ کرے۔ تاکہ علماء کی آواز ملک کے طول و عرض میں پھیل جائے۔ جہاں "وفاق" کی ایجنسیاں قائم ہیں۔ وہاں اس کا حلقہ اشاعت بڑھائیے اور جہاں ایجنسی نہیں ہے وہاں ایجنسی قائم کریں اور دیہات میں رہنے والے لوگ اس کے مستقل خریدار بنیں۔ خط و کتابت براہ راست روزنامہ وفاق ۱۴ میکلوڈ روڈ (پوسٹ بکس ۶۱۱۵) لاہور سے کریں۔

(دستخط) حضرت مولانا عبید اللہ انور
۷۳۔ البرٹ وکٹر ہسپتال۔ لاہور

## اعلان داخلہ

جامعہ اشرفیہ رجسٹرڈ شاہ کوٹ میں ۵ رشوال سے درجہ کتب عربی فارسی تجوید و قرأت حفظ و ناظرہ کے طلباء کے لئے داخلہ شروع ہے۔

(عبد اللطیف انور ناظم ادارہ)

—— جامعہ ترتیل القرآن مبین بازار مزنگ لاہور میں تجوید کے طلباء کا داخلہ شروع ہے۔ استعداد والے حفاظ طلباء بہت جلد پہنچ کر داخلہ لینے کی کوشش کریں۔ (نگران اعلیٰ قاری سید حسن شاہ بخاری)

—— جامعہ سعیدیہ کبیر والہ ضلع ملتان کا داخلہ ۵ رشوال سے ۳۰ رشوال تک ہوگا۔ خواہشمند حضرات کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تاریخ مقررہ سے قبل رجوع فرمائیں۔ پتہ

صاحبزادہ عبد الخالق صدیقی جنرل سیکرٹری جامعہ سعیدیہ سعید آباد کالونی کبیر والہ۔ ملتان

(نوٹ) خدام الدین کے پرانے رسالے اور مدرسہ ہذا کے تمام رسالے آپ مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

—— مدرسہ عربیہ احیاء العلوم عیدگاہ ماڑی میاں اللہ بچایا کا داخلہ ۵ شوال سے ۵ ذیقعد تک رہے گا۔ بیرونی طلباء کو وظیفہ بھی دیا جاتا ہے (مہتمم مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ماڑی میاں اللہ بچایا تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان)

# سپاسنامہ

## بخدمت مجاہد اول سردار عبدالقیوم خاں صاحب صدر جموں و کشمیر مسلم کانفرنس و سابق صدر حکومت آزاد کشمیر

آزاد کشمیر کے سابق صدر اور جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر سردار عبدالقیوم خاں صاحب ۵ جنوری ۱۹۶۹ء کو شام چار بجے دفتر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان میں تشریف لائے۔ مقامی کارکنوں نے آپ کے اعزاز میں دعوت استقبالیہ کا اہتمام کیا ...... راقم الحروف زاہد گکھڑوی نے سپاسنامہ پڑھ کر سنایا جس کے جواب میں سردار صاحب نے خطاب فرمایا۔ سپاسنامہ اور سردار صاحب کے ارشادات حسب ذیل ہیں:۔

بخدمت مجاہد اول سردار عبدالقیوم خاں صاحب صدر جموں و کشمیر مسلم کانفرنس و سابق صدر حکومت آزاد کشمیر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

ہم اراکین جمعیۃ علماء اسلام لاہور دفتر جمعیۃ میں آپ کی تشریف آوری پر آپ کے شکرگذار ہیں۔ بے پناہ مصروفیات کے باوجود کارکنان جمعیۃ علماء اسلام کو شرف ملاقات سے نوازنا علماء حق کے ساتھ آپ کے قلبی تعلق کا زندہ ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو قائم و دائم رکھے۔

جناب والا!

فرنگی سامراج نے برصغیر سے بوریہ بستر سمیٹتے وقت کشمیر کے پچاس لاکھ مسلمانوں کو آزادی کی نعمت سے محروم رکھنے اور ان کو برہمن سامراج کے ظالمانہ شکنجہ میں جکڑنے میں اپنے مخصوص مفادات کا تحفظ دیکھا اور ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت غاصب و ظالم ہندوؤں کو کشمیر کی سرزمین پر پنجہ گاڑنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ آج تک مغربی سامراج کی سرپرستی میں بھارت کشمیری عوام کی خواہشات کے علی الرغم کشمیر کو اپنے ایک صوبہ کی حیثیت دینے پر تلا بیٹھا ہے۔ اور اٹوٹ انگ کی برابر رٹ لگائے جا رہا ہے۔ نہ وہ عالمی رائے عامہ کا احترام کرتا ہے اور نہ اقوام متحدہ کی قرار دادیں اس کے نزدیک کچھ وقعت رکھتی ہیں۔ یہ صرف مغربی سامراج کی شہ ہے جو اسے عالمی رائے عامہ اور اقوام متحدہ کو نظرانداز کرنے کی ہمت دلا رہی ہے۔

جناب والا!

کشمیر کی طرح فلسطین اور قبرص کے مظلوم مسلمان بھی بین الاقوامی طاقتوں کے مفادات کی چکی میں بری طرح پس رہے ہیں۔ اگرچہ ظاہری طور پر اسباب و وسائل کی دنیا میں اس ظلم و تشدد اور وحشت و بربریت کے خاتمہ کے آثار نظر نہیں آتے۔ لیکن ہم مسلمان ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہے۔ ہمارا یہ یقین تمام اسباب و وسائل سے بڑھ کر قوی ترین ہتھیار ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ العزیز یہ سارے بندھن ٹوٹ کر رہیں گے اور ہمارے کشمیری، فلسطینی اور قبرصی بھائی عنقریب ان ظالموں کی غلامی سے نجات پا کر ملت اسلامیہ کی سربلندی و کامرانی کے لئے اہم کردار ادا کریں گے۔

جناب والا!

آزادی کشمیر کی جدوجہد میں مسلم کانفرنس کے صدر قائد کشمیر چوہدری غلام عباس مرحوم اور میرواعظ حضرت مولانا محمد یوسف رح نے جو خدمات سرانجام دیں ان پر ہم ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور اب بھارتی مقبوضہ کشمیر میں شیخ محمد عبداللہ، مرزا افضل بیگ، مولانا محمد فاروق اور ان کے ساتھی اور آزاد کشمیر میں آپ اور آپ کے ساتھی جو خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس پر ہم آپ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اور خداوند رب العزت کی بارگاہ میں دعاگو ہیں کہ آپ کی یہ جدوجہد بار آور ہو۔ اور ہمارے کشمیری بھائی آزادی کی نعمت سے مالامال ہوں۔

جناب والا!

جمعیۃ علماء اسلام ہر دور میں آزادی کشمیر کی جدوجہد میں ممد و معاون رہی ہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اور دوسرے مواقع پر جمعیۃ نے کشمیری بھائیوں سے بھرپور تعاون کیا۔ اور آج بھی ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے سب وسائل و ذرائع تحریک آزادی کشمیر کے لئے وقف ہیں۔ اس سلسلہ میں جو پروگرام بھی بنایا گیا۔ اس کی تکمیل میں جمعیۃ علماء اسلام انشاء اللہ ہراول دستہ کے طور پر کام کرے گی۔ ہم ایک بار پھر آپ کی تشریف آوری پر آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں والسلام!

(ہم ہیں، اراکین جمعیۃ علماء اسلام لاہور مغربی پاکستان)

---

اس کے بعد سردار عبدالقیوم خاں صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اس وقت مسئلہ کشمیر کی صحیح صورت حال کا اندازہ لگانا مشکل ہو چکا ہے۔ مسئلہ کی اصل صورت کو امریکہ، برطانیہ، بھارت اور دوسری اسلام دشمن طاقتوں نے ایک سازش کے تحت مسخ کر رکھا ہے۔ بین الاقوامی طور پر حتیٰ کہ پاکستان کے بعض حلقوں میں بھی اسے کشمیری عوام کی آزادی یا غلامی کا مسئلہ سمجھنے کے بجائے پاکستان اور بھارت کی سرحدات کے تعین کا مسئلہ سمجھا جاتا ہے اور حیران کن بات ہے کہ سعودی عرب کے شاہ فیصل بھی گذشتہ سال تک اس مسئلہ کی صحیح صورت حال سے بے خبر تھے۔

آپ نے کہا۔ موجودہ حکومت بددیانتی سے کام لیکر مسئلہ کی اصل صورت پر پردہ ڈالنا چاہتی ہے۔ ورنہ کوئی تاریخ دان اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ ۱۹۴۹ء میں جب پاکستان کی باقاعدہ فوج ایک انگریز کمانڈر کی قیادت میں کشمیر میں داخل ہوئی۔ تو اس وقت کشمیری مجاہدین ریاست کے ۳/۴ حصہ پر قابض تھے۔ جو انہوں نے ہندوستانی فوج سے لڑ کر حاصل کیا تھا اور اسلحہ بھی بھارتی فوج سے چھینا تھا۔ لیکن جب پاکستان کی باقاعدہ فوج نے لڑائی میں حصہ لیا تو ہمارے پاس ۱/۴ حصہ ریاست رہ گئی اور باقی حصہ دوبارہ بھارتی فوجوں کے قبضہ میں چلا گیا۔

اسی طرح ۱۹۶۵ء کی عظیم الشان تحریک کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ پاکستان کا وجود بھی خطرہ میں پڑ گیا۔ لیکن اس حکومت کے اعلیٰ افسروں نے جو کہ غیرملکی ایجنٹ ہیں اس تحریک کو ناکام بنا دیا اور ناکامی کی ذمہ داری کشمیری عوام پر ڈال دی۔ اب یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ دیکھو جی ہم نے تو ان کشمیریوں کی خاطر اپنا ملک بھی داؤ پر لگا دیا۔ لیکن ان کشمیریوں نے کچھ نہیں کیا لیکن اصل صورت حال یہ ہے کہ کشمیریوں کو خود حکومت نے کچھ کرنے نہیں دیا۔ حتیٰ کہ میں جب محاذ پر جانے لگا، تو مجھے دھوکہ دے کر روک لیا گیا۔

آپ نے کہا کہ صدر ایوب کی حکومت مسئلہ کشمیر کو اپنے طور پر ختم کر چکی ہے اور حد متارکہ جنگ کو بین الاقوامی سرحد قرار دے کر کشمیر کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے لیکن اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے صدر ایوب آئندہ صدارتی انتخاب جیتنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ مرکزی حکومت کے ایک سیکرٹری نے آزاد کشمیر میں مسلم کانفرنس کے ایک وفد کے سامنے کہا کہ پاکستان کو کشمیر کی کوئی ضرورت نہیں

آپ نے کہا۔ آج سے ۲ ماہ قبل آزاد کشمیر کی حکومت کو پوری ریاست کی نمائندہ حکومت کی حیثیت حاصل تھی۔ لیکن دو ماہ قبل ایک فرمان کے ذریعہ حکومت سے یہ نمائندہ حیثیت ختم کر دی ہے۔ یہ فرمان جبری طور پر کشمیری عوام کی مرضی اور خواہش کے خلاف اور احتجاج کے باوجود مسلط کر دیا گیا ہے۔

آپ نے کہا۔ میں کافی مدت سے یہ کہتا تھا کہ پاکستان کو خطرہ ڈالے بغیر کشمیر کا مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن

(باقی صفحہ ۸ پر)

# صدرِ مملکت کی ماہانہ نشری تقریر پر جمعیۃ علماء اسلام کے زعماء کا تبصرہ

جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی مولانا مفتی محمود نے صدر ایوب خاں کی نشری تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ صدر صاحب نے لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے جلوس پر لاٹھی چارج کا ذکر کرتے ہوئے اظہار افسوس کیا ہے۔ لیکن اس قسم کی باتوں سے کوئی جماعت مطمئن نہیں ہو سکتی اور نہ ہی عوام کا اطمینان ہو سکتا ہے۔ اگر صدر صاحب کو واقعی اس پر رنج ہے تو اس واقعہ کی ہائیکورٹ کے کسی جج سے تحقیقات کرا کے مجرموں کو سزا دی جائے۔ اس کے بغیر محض باتوں سے اظہار غم بالکل بے معنی ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے امیر مولانا عبید اللہ انور نے میو ہسپتال میں بستر علالت سے ایک بیان جاری کرتے ہوئے صدر صاحب کے اس ارشاد پر حیرت کا اظہار کیا ہے۔ جس میں انہوں نے یہ توقع ظاہر کی ہے کہ علماء کرام اور حکومت کے روابط پھر استوار ہو جائیں گے اور صدر ایوب خاں سے دریافت کیا ہے کہ اس سے قبل کب حکومت اور علماء کے روابط استوار رہے ہیں جواب ان کو دوبارہ ان کے بحال ہونے کی توقع ہے؟

مولانا انور نے کہا کہ صدر صاحب نے یہ کہا ہے کہ "باہمی جھگڑوں اور اختلافات سے قومی اتحاد کو نقصان پہنچے گا"۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر صدر صاحب کو قومی کاز اتنا ہی زیادہ عزیز ہے تو پاکستان کے بنیادی مقصد کو پورا کرنے کی کوشش انہوں نے کیوں نہیں کی؟ ان کی حکومت نے دس سال کا عرصہ کیوں ضائع کیا ہے؟ اور اس دور میں اسلام کے قوانین نافذ کرنے اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے کونسا قابل قدر کارنامہ سر انجام دیا؟

آپ نے کہا جب سے صدر ایوب برسر اقتدار آئے ہیں انہوں نے قوم سے کئے گئے وعدوں میں سے کوئی بھی وعدہ پورا نہیں کیا۔ کہ ان کے دور میں برائیاں اور بدعنوانیاں پہلے سے کہیں زائد ہو گئی ہیں۔

آپ نے کہا کہ صدر صاحب نے امریکی امداد کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے۔ قوم پہلے ہی غیر ملکی سودی قرضوں میں بری طرح جکڑی ہوئی ہے۔ ان قرضوں میں مزید اضافہ قومی طور پر نقصان دہ ہوگا۔

جمعیۃ کے صوبائی خازن مولانا محمد ابراہیم مجاہد کے صدر ایوب کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ صدر صاحب کا یہ کہنا کسی طور پر درست نہیں کہ گذشتہ انتخابات آئین کے حق میں ریفرنڈم کی حیثیت رکھتے تھے۔ کیونکہ اب قوم دو دفعہ کے تجربہ کے بعد موجودہ سیاسی بحران اور ملک گیر مظاہروں کی صورت میں اس آئین پر عدم اعتماد کا اظہار کر چکی ہے۔

## صدر ایوب کی تجویز کے جواب میں

### مولانا احتشام الحق تھانوی کا بیان

کراچی یکم جنوری۔ صدر ایوب نے لاہور میں مسلم لیگیوں سے خطاب کرتے ہوئے علماء کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اسلامی قوانین کا ایسا مسودہ تیار کریں جو تمام فرقوں کے لئے قابل قبول ہو۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب مولانا احتشام الحق تھانوی نے آج ایک بیان میں کہا ہے کہ جنوری ۱۹۵۱ء میں کراچی میں دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی، اہلحدیث غرضیکہ تمام اسلامی فرقوں کے ممتاز علماء و مفکرین کا تاریخی اجتماع ہوا تھا، اور ملک کے ہر مکتب فکر کے ۳۱ مشاہیر اہل علم نے پورے اتفاق کے ساتھ دستوری اجزا کا مسودہ تیار کیا تھا۔ جس کی کاپی دستور ساز اسمبلی کو بھی بھیجی گئی تھی۔ اور جو اردو، انگریزی اور عربی میں شائع بھی ہو چکا ہے اور جس کے بارے میں ملکی پریس کے اعلیٰ تبصروں کا ریکارڈ میرے پاس محفوظ ہے۔ کیا صدر ایوب صاحب اس متفقہ مسودہ پر دستخط فرما کر فخر محسوس کرنے کی سعادت حاصل کریں گے؟

مولانا تھانوی نے آگے چل کر اپنے بیان میں کہا ہے کہ اگر صدر ایوب کے دل میں علماء، وکلاء اور طلباء اور عوام کے جذبات کا واقعی اتنا احترام موجود ہے جس کا انہوں نے اعلان کیا ہے تو شکاگو یونیورسٹی کے جاسوس ڈاکٹر فضل الرحمٰن کو اسلام کی ترجمانی کا کام کبھی سپرد نہ کیا جاتا قرآن و سنت کے خلاف عائلی قوانین کا نفاذ کبھی نہ ہوتا کیونکہ ہر فرقے کے علماء کا اس کے خلاف اتفاق ہے۔

مولانا احتشام الحق تھانوی نے دریافت کیا ہے۔ کہ کیا ملک میں شراب کو حرام قرار دینے کے بارے میں بھی کوئی فرقہ وارانہ اختلاف موجود ہے جواب تک خلاف قانون قرار نہیں دی گئی؟ مولانا نے کہا ہے کہ آج ملک کے علماء، وکلاء، طلباء، عوام اور دانشور سب موجودہ غیر اسلامی اور غیر جمہوری دستور کے خلاف متفق اور یک زبان ہیں۔ کیا صدر صاحب سیاسی ٹیلولوکے کار تعقار کا احترام کرتے ہیں، دستور کو نظام وقت فرما کر جمہوریت پسندی کا ثبوت دینے کو تیار ہیں؟ مولانا تھانوی نے دستوری اجزاء کے مجموعہ کا ذکر کرتے ہوئے اس امر پر حیرت اور افسوس کا اظہار کیا ہے کہ نوکر شاہی کے اس آہنی حصار نے جو صدر ایوب کے گرد کھینچا گیا ہے۔ پاکستان کی تاریخ کے اس اہم اور نادر دستاویز سے بھی ان کو بے خبر رکھا جس کی مثال پچھلی صدیوں میں بھی کم ہی ملتی ہے۔

## بقیہ:- سردار عبد القیوم کا خطاب

میرے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ چونکہ کشمیری ہے اس لئے جذبات میں بات کرتا ہے۔ لیکن اب پاکستان کے سابق ائیر مارشل اور ایک ماہر فن شخصیت ایئر مارشل اصغر خاں نے یہی بات دہرائی ہے کہ پاکستان کو خطرہ میں ڈالے بغیر کشمیر کا مسئلہ حل کرنا کوئی مشکل بات نہیں۔

آپ نے کہا۔ موجودہ حکومت ذہنی اور فکری اعتبار سے غیر ملکیوں کی محتاج ہے۔ ان حکمرانوں کا رہنا، سہنا کھانا، پینا، مرنا جینا سب کچھ غیر ملکیوں کی طرح ہے صدر ایوب کے اردگرد خوشامدیوں کا ایک ٹولہ ہے جس نے حصار قائم کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ ایک بہت بڑا افسر میٹنگوں میں ایوب خاں کو یہ کہتا رہتا ہے کہ "آپ اس زمانہ کے پیغمبر ہیں (العیاذ باللہ) اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ روا ہوتا تو میں آپ کو سجدہ کرتا"۔

آپ نے کہا کشمیر کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کا حق صرف کشمیری عوام کو حاصل ہے۔ کسی اور کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے طور پر فیصلہ کر کے کشمیری عوام پر مسلط کر دے اور نہ کشمیری عوام کسی ایسے فیصلہ کو ماننے کو تیار ہیں۔ کشمیر کو تقسیم کرنے کی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ ہم کشمیر کا ایک انچ بھی تقسیم ہونے نہیں دینگے

آپ نے لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے جلوس پر لاٹھی چارج پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اس واقعہ کی مذمت کی اور کہا کہ خاص سکیم کے تحت علماء کرام کو انتقامی کارروائی کا نشانہ بنایا گیا۔ آپ نے علماء کرام سے اپیل کی کہ وہ ملک میں موجودہ عوامی تحریک کو... اسلامی رخ پر ڈالنے کے لئے اپنی جدوجہد تیز تر کر دیں۔

آپ نے بتایا کہ ہم عنقریب ایک کل جماعتی کشمیر کانفرنس بلا رہے ہیں۔ جس میں تمام سیاسی اور مذہبی پارٹیوں کو دعوت دی جائے گی۔ تاکہ متفقہ طور پر مسئلہ کشمیر پر سنجیدگی سے غور کر کے لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔

جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن کے ناظم نشریات حکیم مختار الحسینی اور جمعیۃ کے صوبائی خازن مولانا محمد ابراہیم نے سردار عبد القیوم خاں کو ان کی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

## مولانا عبید اللہ انور کی عیادت کرنے والے مشاہیر

مولانا محمد یوسف صاحب بنوری۔ مولانا سرفراز خاں صاحب گوجرانوالہ مولانا آزاد صاحب خلیفہ حضرت رائے پوری۔ مولانا محمد رمضان صاحب راولپنڈی۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب ڈی، آئی خاں مولانا غلام محمد صاحب مری۔ مولانا لطف الرحمٰن صاحب پیر مبارک شاہ صاحب۔ مولانا عبد القدوس صاحب، مولانا عبد الواحد صاحب مردان۔ سردار عبد القیوم صاحب سابق صدر آزاد کشمیر۔ نسیم حجازی صاحب۔ سردار محمد عالم صاحب لاہور۔ خواجہ صادق کاشمیری صاحب

معذرت۔ بعض اہم مضامین کے سبب اخبارِ احتجاج شائع نہیں ہو سکیں (ادارہ)

# مودودی صاحب کی تازہ گھن گرج

(احمد حسین صاحب کمال)

لندن کی سرد آب و ہوا سے صحت یاب ہو کر مودودی صاحب پاکستان کے نسبتاً گرم ماحول میں تشریف لا چکے ہیں۔ جس کی گرمی میں کافی اضافہ ان کی غیر حاضری کے دوران کے پیدا شدہ گرم سیاسی موسم نے کر رکھا ہے۔

آپ نے ۳۰ دسمبر کی شام کو لاہور میں ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے اپنی جماعت کے کارکنوں سے زبردست گھن گرج کے عالم میں فرمایا کہ:۔

"جب تک ہم زندہ ہیں۔ اس وقت تک کسی کی یہ ہمت نہیں ہے کہ یہاں اسلام کے سوا کسی اور نظام کو لا سکے"۔

مودودی صاحب کی یہ گھن گرج اگر اس دعوے کی حقیقتاً حامل ہوتی، اور اپنے ان فرمودات کے دوسرے حصوں میں خود ہی انہوں نے اپنی اس "گھن گرج" کی بالمعنیٰ تردید نہ فرمادی ہوتی تو اس اعلان کا خیر مقدم پاکستان کا ہر دین دار مسلمان تہ دل سے کرتا۔

لیکن اسے کیا کہئے کہ اس ساری "گھن گرج" کا مقصد صرف یہاں پہنچ کر ختم کر دیا گیا کہ:۔

"اسلام اور سوشلزم کا پیوند لگانا ممکن نہیں"

اور یہ کہ:۔

"یہ محمد عربی کی امت کا ملک ہے، یہ مارکس یا ماؤزے تنگ کی امت کا ملک نہیں ہے"

سوال یہ ہے کہ اسلام اور سوشلزم کے پیوند کا انکار کرنے والا اسلام اور برطانوی پارلیمانی نظام کے پیوند کا بھی انکار کیوں نہیں کرتا؟

اور محمد عربی کی امت کے اس ملک کو مارکس اور ماوزے تنگ کی امت کا ملک ہونے کی نفی کرنے والا اس ملک میں اس برطانوی سیاسی نظام کی بحالی کی جدوجہد میں کیوں مصروف ہے۔ جو گلیڈسٹون، ہارڈمالیج چرچل وغیرہ کا تراشیدہ اور رائج کردہ ہے؟

آخر اسلامی نظام کے قیام کی یہ بلند بانگ صدا صرف سوشلزم کے ہی مقابلہ میں کیوں اتنی "گھن گرج" دکھاتی ہے۔ اور کیوں برطانوی پارلیمانی نظام کی حمایت میں تبدیل ہوتی چلی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس نظام کے ہر چھوٹے بڑے جزو کو بھی قبول کرتی چلی جاتی ہے۔ جیسا کہ موصوف نے اپنے اسی بیان میں ایک سے زیادہ اپوزیشن پارٹیوں کے قیام و وجود کی تائید و حمایت فرمائی ہے۔

جو شخص کسی وقت اسلام کا بھی نام لیتا ہو اور ملت اسلامیہ کو ایک سے ایک پارٹیوں میں بٹ جانے کا مشورہ بھی دیتا ہو۔ اس کے بارے میں کیا یہ تصور کر لیا جائے کہ وہ نہ اسلام کے اس حکم سے واقف ہے کہ:۔

"واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا"

اور نہ اس امر سے واقف ہے کہ ایک ہی ملت اور قوم میں مختلف پارٹیوں کا وجود صرف سیکولرزم اور لادینیت کی روح کے ساتھ ہی ممکن ہے۔ جیسا کہ برطانیہ امریکہ، بھارت وغیرہ جمہوری و پارلیمانی سیاسی نظام رکھنے والے ملکوں میں رائج ہے۔

امت مسلمہ کے لئے اسلامی نظام کا نعرہ بلند کرنے والا شخص کسی طرح مذکورہ بالا قرآنی حکم و ہدایت کو نظر انداز کر کے اس کے برعکس مشورہ دے سکتا ہے۔

اگر ایک اپوزیشن پارٹی قائم کرنے کی تجویز پیش کرنے والوں کو "سیاست کی ہوا تک نہیں لگی ہے"، تو امت مسلمہ میں ایک سے زیادہ پارٹیوں کے قیام کے رجحان کو ہوا دینے والے حضرات کو بھی اسلام کے مقصد و منشاء کی ہوا تک نہیں لگی ہے۔ یا پھر انہیں اعتراف کر لینا چاہئیے کہ وہ اسلام اور سیکولرزم میں کوئی تفاوت اور تباین نہیں پاتے۔

عجیب بات ہے کہ اسلامی نظام کے قیام کے دعوے کا حریفانہ ہدف سوشلزم تو قرار پائے۔ لیکن سیاسیات میں نہ تو برطانیہ کا پارلیمانی جمہوری نظام جس کا قیام و بقا سیکولرزم کی روح قبول کئے بغیر ممکن ہی نہیں، اسلامی نظام کا حریف بنے اور نہ اقتصادیات میں امریکی سرمایہ داریت کا غیر محدود انفرادی ملکیت کا نظریہ غیر اسلامی قرار پائے

ایسی صورت میں اس کے سوا اور کیا سمجھا جا سکتا ہے کہ اسلامی نظام کا یہ تمام شور و نعرہ صرف سوشلزم کی مخالفت پر جا کر منتہی ہو جاتا ہے۔

ورنہ حقیقت اور سچائی صرف یہی ہے کہ جس طرح اسلام کے ساتھ سوشلزم کا پیوند لگانا درست نہیں اسی طرح برطانوی پارلیمانی نظام اور امریکی سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام کا پیوند بھی اسلام کے ساتھ لگانا صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص اسلام کا قائل ہے۔ اسے صاف صاف طور پر یہ اعلان و اقرار کرنا چاہئیے۔ کہ وہ اپنے تمام سیاسی، معاشی، اقتصادی مسائل کسی بھی نظام اور طریق کا پیوند لگائے بغیر حل کرے گا۔

---

**تصحیح** جمعۃ الوداع کے دن گرفتار ہونے والوں میں جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے رضا کار عبد الغفار صاحب کا نام رہ گیا تھا۔ قارئین تصحیح فرما لیں۔

**تبدیلی نام** میں نے اپنا نام محمد حسین کی بجائے صلاح الدین رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اس نام سے پکارا جائے۔

صلاح الدین پریس فوٹو گرافر
ہفت روزہ چٹان ۸۸ میکلوڈ روڈ لاہور

---

## آغا شورش کاشمیری کا شایان شان استقبال کریں

جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی مولانا مفتی محمود، مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر مولانا محمد علی جالندھری، تنظیم اہلسنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا ضیاء القاسمی نے ایک مشترکہ بیان میں ملک بھر کے مسلمانوں سے عموماً اور اہالیان لاہور سے خصوصاً اپیل کی ہے کہ وہ وکیل ختم نبوت آغا شورش کاشمیری کا ریلوے اسٹیشن پر شایان شان استقبال کریں۔

مولانا مقبول احمد صاحب ساہیوال اور ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال آغا صاحب کو لینے کراچی جا رہے ہیں۔

## جمعیۃ علماء اسلام کراچی

## آغا شورش کاشمیری کو استقبالیہ دیگی

کراچی جمعیۃ کے راہنما مولانا حافظ محمد اسماعیل، مولانا عبد الحق، قاری محمد عثمان اور مولانا اسعد و رایہ پوری نے سول ہسپتال کراچی کے اسپیشل وارڈ میں آغا صاحب کی عیادت کی اور ان کی بے پناہ عزم و ہمت اور جرأت و استقامت پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

جمعیۃ آغا صاحب کے ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد انہیں استقبالیہ دے گی۔ جس میں علماء و کلاء، سیاست دان، طلباء اور صحافیوں کو بھی دعوت دی جائیگی

(جمعیۃ علماء اسلام کراچی)

## مدرسہ تجوید القرآن کراچی

## کسی اور ادارے یا مدرسہ کی شاخ نہیں

مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء کو دار العلوم قوۃ الاسلام نزد سنٹرل جیل محلہ غریب آباد حیدر آباد مغربی پاکستان کا "تعارف" نامی رسالہ نظر سے گذرا۔ اس رسالہ کے صفحہ ۱۰ اور گیارہ پر مدرسہ تجوید القرآن فاروقی مسجد پیری ویدر شاہ کراچی کو دار العلوم قوۃ الاسلام کی شاخ ظاہر کیا گیا ہے۔ خدا جانے یہ غلط فہمی کیسے ہو گئی۔ مدرسہ تجوید القرآن فاروقی مسجد پیری ویدر شاہ کراچی کسی ادارے کی شاخ نہیں ہے بلکہ خود ایک مستقل اور علیحدہ ادارہ ہے۔ جس میں عرصہ سے علم تجوید و قرأت سبعہ و عشرہ اور ناظرہ اور حفظ قرآن کریم کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ اور فارغ ہونے والے طلباء کو مدرسہ تجوید القرآن کراچی کی جانب سے باقاعدہ دستار بندی کے ساتھ اسناد دی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ دار العلوم قوۃ الاسلام اس غلطی کا تدارک فرمائیں گے

(قاری) حبیب اللہ عفی عنہ
صدر مدرس مدرسہ تجوید القرآن
فاروقی مسجد پیری ویدر شاہ
کراچی ۲

سیاسی ڈائری - پاکستانی

# جمہوریت کو کچل کر عوام کو تشدد پر نہ ابھارو

عوامی حقوق کی بحالی کے لئے جو تحریک ملک کے گوشے گوشے میں بدستور جاری ہے۔ اس سے برسر اقتدار گروہ کا بوکھلا اٹھنا بالکل قدرتی بات ہے۔ یہ گروہ جو عوام کا اعتماد کھو چکا ہے۔ اپنے تاریخی کردار کے عین مطابق اب جبر اور تشدد کے ہتھکنڈے آزمانے پر اتر آیا ہے۔ عوامی جلوسوں اور مظاہروں کا جو سلسلہ پر امن اور باوقار طریق سے چل رہا تھا اسے روکنے کے لئے بے تحاشا تشدد کے واقعات روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ لاٹھی چارج، پھٹے ہوئے سر، ٹوٹی ہوئی پسلیاں اور زخمی بازو تشدد کی اسی نئی پالیسی کے آئینہ دار ہیں۔ دفعہ ۱۴۴ کی نئی تشریح کے مطابق کتبے اٹھانا، خاموش مظاہرے کرنا، ایک ایک دو دو کی ٹولیوں میں نکلنا بھی خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ آزادیٔ اجتماع اور اجتماع کی آزادی پہلے ہی کونسی کم پابندیاں تھیں کہ قانون کی نئی تشریحات سے تڑپنے اور فریاد کرنے کی اجازت بھی چھین لی گئی ہے۔ برسر اقتدار گروہ کی طرف سے بار بار یہ دہرایا جا رہا ہے کہ عوامی حقوق کی بحالی کی یہ تحریک تشدد اور توڑ پھوڑ کی بنیاد پر چلائی جا رہی ہے۔ اس لئے شہریوں کی جان اور مال کی حفاظت کے لئے یہ پابندیاں ضروری ہیں۔ تحریک پر یہ الزام قطعی بے بنیاد ہے۔ تحریک میں شامل کسی بھی جماعت نے کبھی تشدد کا پرچار نہیں کیا۔ اور نہ ہی طریق کار کے طور پر توڑ پھوڑ یا مسلح سواروائی کو اپنایا ہے۔ لیکن حکومت کے یہ ترجمان ایک نہایت اہم پہلو سے جان بوجھ کر چشم پوشی کر جاتے ہیں۔ وہ اپنے مخاطبوں کو یہ نہیں بتاتے کہ عوامی حقوق کے لئے یہ جدوجہد صرف سیاسی پارٹیوں کے محاذ پر نہیں لڑی جا رہی بلکہ اس میں وہ گروہ بھی شامل ہیں۔ جو اپنے مزاج، کردار اور پیشہ ورانہ تربیت کی بنا پر سماج دشمن کارروائیوں اور لاقانونیت کے متعلق کسی کارروائی میں آلہ کار بن ہی نہیں سکتے۔ ان گروہوں نے اپنے الگ جلوس نکالے ہیں۔ ان میں کبھی تشدد اور توڑ پھوڑ کے واقعات نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی آئندہ کبھی ایسا ہونے کا خدشہ ہو سکتا ہے۔ یہ گروہ اپنی تربیت کے لحاظ سے امن اور قانون کے قائل بھی ہیں۔ لیکن ستم ظریفی دیکھئے کہ تشدد اور جبر کی نئی پالیسی کا سب سے پہلا شکار بھی یہی دو گروہ ہوئے ہیں۔ جو اپنی علمیت، وقار، متانت، امن پسندی اور قانون کی محافظت میں ممتاز حیثیت کے ممیز ہیں۔ ہماری مراد وکیلوں اور علماء حق کے گروہ سے ہے ۲۹ دسمبر کو لاہور کے وکیلوں نے ایک جلوس ترتیب دیا کہ ملک میں قانون کی حکمرانی نافذ کی جائے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ غیر جمہوری قوانین منسوخ کرو اور شہری آزادیاں بحال کرو۔ قانون کی حکمرانی چاہنے والوں کا یہ قافلہ پرامن بھی تھا اور کسی رائج الوقت قانون کی خلاف ورزی بھی نہیں کر رہا تھا۔ کیونکہ یہ دو دو کی ٹولیوں میں تھا۔ ابھی اس نے دو سو گز کا فاصلہ بھی طے نہ کیا تھا کہ قانون کے محافظوں نے اس کا راستہ روک لیا۔ تھوڑے ہی وقفے بعد پولیس کی ایک دین نے ان پر رنگ پھینکنا شروع کر دیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ منتشر ہو جائیں۔ بین الاقوامی شہرت کے یہ قانون دان مصر رہے کہ وہ اپنا قانونی حق منوا کر رہیں گے چنانچہ وہ اپنے شرابور کپڑے اور رنگے ہوئے کتبے لے کر اپنی منزل کی جانب رواں رہے۔ جس کی پاداش میں ان پر مختلف قسم کے مقدمات قائم کر دیئے گئے ہیں۔ اس سے پہلے ساہیوال اور پھر سیالکوٹ، ڈسکہ اور کئی دوسرے مقامات پر وکیلوں کی بطور جماعت گرفتاریاں عمل میں آ چکی ہیں۔..... یہ ہے تشدد کا نیا روپ جس کا شکار وہی گروہ ہوا ہے جو اس معاشرے میں قانون کی جان ہے واہ رے وفا کے ان جاں نثاروں کو ہم سلام کہتے ہیں۔

۲۰ دسمبر کو جمعۃ الوداع کی نماز کے فوراً بعد علماء کرام کے ساتھ جو جبر و تشدد اور مارپیٹ ہوئی۔ اس نے ہر باضمیر شہری کو دہلا دیا ہے۔ مولانا عبید اللہ انور کی قیادت میں ابھی جلوس ترتیب بھی نہیں دیا گیا تھا کہ پولیس لاٹھیاں لے کر عوام پر چڑھ دوڑی۔ مولانا صاحب سے بدزبانی کی گئی اور ان کے پیٹ میں ٹھڈے مارے گئے۔ جس سے وہ دو دن تک کی حالت میں نیم بیہوش ہو گئے۔ یہی صورت حال دوسرے علماء اور مقتدر کارکنوں کو پیش آئی۔ مولانا عبید اللہ انور حضرت مولانا احمد علی کے صاحبزادے اور ان کے جانشین ہیں۔ مولانا عبید اللہ سندھی ان کے نانا تھے علماء معرفت کی آغوش میں پرورش پانے والے یہ انسان ..... اسلام اور ملت اسلامیہ کی بقا اور حفاظت میں کٹ مرنے والا ایک مجاہد تو ضرور ہے۔ لیکن اس کے دل و دماغ میں جو قرآن کے نور سے منور ہیں کبھی اس قسم کے خیالات کی آماجگاہ بن ہی نہیں سکتے۔ جن کا تعلق شر اور فساد سے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے انسان تو تشدد یا توڑ پھوڑ کے اہل ہی نہیں تو پھر آخر حکومت کیوں بار بار تشدد اور توڑ پھوڑ کا نام لئے جا رہی ہے اور اس کو بہانہ بنا کر ایسی بہیمیت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ جس سے ہر مہذب انسان دل گرفتہ ہو گیا ہے۔ حکومت کس کو یقین دلانا چاہتی ہے کہ جو کچھ وہ کر رہی ہے اس کا کوئی اخلاقی یا قانونی جواز ہے۔ عوام تو حکومت پر عدم اعتماد کا اظہار ہر ممکن طریقے سے کر چکے ہیں۔ ان کو یقین ہے کہ یہ حکومت صرف اپنی بقا میں دلچسپی رکھتی ہے۔ اور تشدد، تخریب، فساد انتشار کا واویلا دھوکے کی ٹٹی ہے۔

حکومت نے دفعہ ۱۴۴ کی نئی تشریح سے ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ امن اور قانون کی حفاظت محض بہانہ ہے ورنہ اصل مقصود آزادیٔ تحریر و تقریر کی ہر ممکن صورت کو ختم کرنا ہے۔ اس کے لئے چاہے ایک ہی آدمی باہر نکلا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں خواہ کوئی بھی کتبہ ہو۔ چنانچہ "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" کا کتبہ بھی حکومت کی نگاہ میں قابل گرفت ہے۔ حالانکہ یہ کلمہ تو امن و قانون کا سب سے بڑا محافظ ہے۔ اسی نے تو انسانیت کو امن کا درس دیا تھا اور اسی کی سربلندی کے لئے لاکھوں قربانیوں کے بعد یہ خطہ زمین حاصل کیا گیا تھا۔ اسی کی وجہ سے ہمارا رشتۂ زیست سلامت ہے اور اسی سے ملک و ملت کی بقا ہے۔ گروہ اقتدار اس کلمہ طیبہ سے خائف ہے۔ کیونکہ آج کے عوام جب یہ کتبہ اٹھاتے ہیں تو وہ اسے محض چند عربی الفاظ کا مجموعہ نہیں سمجھتے بلکہ وہ پہچان گئے ہیں کہ ؎

چیست قرآن خواجہ را پیغام مرگ

اسی لئے حکمران ٹولہ اس وقت غصے اور خوف سے کانپ اٹھا۔ جب یہ کتبہ ایسے مجاہد کے ہاتھوں میں بلند ہوا، جو یہ جانتا تھا کہ "ملا" کی اذان اور مجاہد کی اذان" میں کیا فرق ہوتا ہے اور جو اس قافلہ سالار آزادی کا نام لیوا تھا۔ جو حریت و استقلال کا پرچم لے کر کوئے قاتل کی طرف لے کر چل نکلنے کی رسم ڈال گیا ہے۔

صدر پاکستان نے قوم کے نام اپنے عید کے پیغام میں کہا ہے:-

"اختلاف رائے کو تشدد کا ذریعہ نہ بننے دیا جائے"

اوپر بیان ہونے والے واقعات کے حوالے سے صدر محترم کے مخاطب یقیناً ان کے اپنے افسران اور پالیسی بنانے والے وزراء کرام (اگر کوئی وزیر واقعی پالیسی بناتا ہے) ہونے چاہئیں نہ کہ عوام اور ان کے ترجمان گروہ جو اپنے حقوق کی بحالی کے لئے پرامن جدوجہد کر رہے ہیں۔ لیکن جن کے اظہار کے قانونی طریقے کو روز بروز مشکل بنایا جا رہا ہے۔ بڑا تکلیف دہ مذاق ہے کہ طلباء کو گولیوں کا نشانہ بنایا جائے۔ علماء پر ڈنڈے برسائے جائیں۔ وکلاء کو قانون کی حفاظت کا صلہ قید و بند کی صعوبتوں سے۔ اور مزدوروں کو فریاد کی اجازت سے پہلے ہی پابجولاں سلاسل کر دیا جائے اور اس کے بعد انہی لوگوں کو یہ درس بھی دیا جائے کہ اختلاف رائے کا اظہار مہذب طریقے سے ہونا چاہیئے۔ حکومت اگر واقعی اظہار رائے کے مہذب طریقوں پر ایمان رکھتی ہے تو اسے اپنے افسران کو حکم دینا چاہیئے کہ وہ سیاسی اختلاف کی بنیاد پر عوام اور ان کے ترجمان گروہوں پر تشدد نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کا اہتمام بھی کرنا چاہیئے کہ عوام اپنی پسند و ناپسند کے اظہار کے لئے جمہوری قوانین کے اندر جو راستے کھلے ہوں ان پر چل سکیں۔ دنیا نے ابھی تک مہذب انداز میں اختلاف کا اظہار جن جانے پہچانے طریقوں سے کیا ہے وہ یہی ہیں کہ جلسوں میں اظہار رائے کیا جائے۔ جلوس نکالے جائیں۔ (باقی صفحہ ۱۴ پر)

مولانا سید عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

# مسئلہ عصمتِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام علماءِ حق کی نظر میں

(۲)

## عصمت انبیاء علیہم السلام کی ایک دلیل

انبیاء علیہم السلام کو حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں مرتضیٰ اور مصطفین الاخیار فرمایا ہے۔ ارتضاء اور اصطفیا باب افتعال کے مصدر ہیں۔ جس کی خاصیت ہے لینے لئے ہونا۔ تو اس قاعدہ لغویہ کی بنا پر مصطفیٰ اور مرتضیٰ کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے لئے پسندیدہ اور برگزیدہ بنا لیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا پسندیدہ اور برگزیدہ وہی ہو سکتا ہے جس کا ظاہر و باطن نفس و شیطان کی مداخلت اور اس کی اطاعت سے کلی طور پر پاک ہو۔ اور وہ ظاہری و باطنی طور پر دخل شیطانی اور عوارض نفسانی سے منزہ ہو۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی عنایت ربانی اور حمایت یزدانی اس سے علیحدہ نہ ہو۔ اسی دخل شیطانی اور عوارض نفسانی سے بالکل طہارت و نزاہت کا نام عصمت ہے۔ اس طہارت و نزاہت کے ہوتے ہوئے انبیاء علیہم السلام سے کسی قسم کی معصیت کا صدور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ صغائر و کبائر دونوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

محققین جمہور اہلسنت کا مختار مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام صغائر سے بھی اسی طرح معصوم ہوتے ہیں جس طرح وہ کبائر سے معصوم ہوتے ہیں۔ علامہ ابوالمنتہی فقہ اکبر کی شرح میں لکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام صغائر اور کبائر کفر و قبائح سے قبل نبوت اور بعد نبوت منزہ ہیں (ص ۱۶)

مسامرہ میں ہے۔ والمختار لجمہور اھل السنۃ العصمۃ عنہما ای عن الکبائر مطلقاً و عن الصغائر الا الصغائر غیر المنفرۃ حال کون اتیان غیر المنفرۃ خطاءً فی التاویل او السہو مع التنبیۃ علیہ اما الصغائر المنفرۃ کسرقۃ لقمۃ او حبۃ وتسمی صغائر الخسبۃ فہم معصومون عنہما مطلقاً وکذا من غیر المنفرۃ کنظرۃ لاجنبیۃ عمداً (ص ۲۲۴) جمہور اہل سنت کا مسلک مختار یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام صغائر و کبائر سے مطلقاً معصوم ہیں۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں۔ المختار عندنا انہ لم یصدر عنہم ذنب لا صغیرۃ ولا کبیرۃ من حین مجاوتہم النبوۃ۔ ص ۲۸۳ خازن جلد ۳۔

ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ نبوت کے بعد انبیاء علیہم السلام سے نہ کبیرہ کا صدور ہو سکتا ہے اور نہ صغیرہ کا۔"

سید میر شریف شرح مواقف میں لکھتے ہیں۔ المختار عندنا وھو ان الانبیاء فی زمان نبوتہم معصومون عن الکبائر مطلقاً و عن الصغائر عمداً (ص ۶۸۹)

علامہ تفتازانیؒ شرح مقاصد میں رقمطراز ہیں۔ المذھب عندنا منع الکبائر بعد البعث مطلقاً والصغائر عمداً (ص ۱۹۳)

"ہمارا مذہب یہ ہے کہ بعثت کے بعد کبائر کا صدور انبیاء علیہم السلام سے مطلقاً محال ہے۔ اور صغائر کا صدور عمداً محال ہے"۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ حاشیہ علی العقائد العضدیہ میں لکھتے ہیں۔ عصمتہم عن الصغائر عمداً مذھب المختار عند محققی الاشاعرۃ"

"عمداً صغائر سے معصوم ہونا محققین اشاعرہ کا مذہب ہے"۔

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں۔ بزعم احقر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام از صغائر و کبائر قبل النبوۃ و بعد النبوۃ بہر طور کہ باشد معصوم اند (بحوالہ ترجمان السنۃ) اور فرماتے ہیں۔ من پیش ترازیں در مکتوبے ثبت کردہ ام کہ انبیاء علیہم السلام بعد بعثت و ہم قبل بعثت از صغائر و کبائر معصوم اند و بآیات قرآنی ایں دعوی را باثبات رسانیدہ ام (فیوض قاسمیہ ص ۵۲)

"قرآنی آیات سے میں اس دعویٰ کو ثابت کر چکا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام بعثت کے بعد اور بعثت سے قبل بھی صغائر و کبائر سے ہر طرح معصوم ہیں"۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ لکھتے ہیں۔ جو حضرات نبوت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ یقیناً وہ گنہگار نہ تھے۔ نہ قبل نبوت نہ نبوت کے بعد (بیان القرآن ص ۳۱)

اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ ثم انتفاء الکبائر و تعمد الصغائر متفق علیہ بین اھل الحق

"پھر جان لو کہ کبائر کا صادر ہونا مطلقاً اور صغائر کا قصداً صادر نہ ہونا اہل حق کے درمیان متفق علیہ مسئلہ ہے"۔

متعدد کتابوں کے حوالہ جات کے ساتھ جو کچھ سپرد قلم کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم السلام صغائر و کبائر ہر دو سے معصوم ہیں۔ اور یہ کہ مذہب حق کے موافق انبیاء علیہم السلام سے قصد اور ارادہ کے ساتھ صغائر کا صدور بھی اسی طرح محال ہے۔ جس طرح کبائر کا صدور محال ہے۔

محققین علماء اہل السنت کا فیصلہ یہی ہے۔

## شرح عقاید کی عبارت پر نظر

محققین اہلسنۃ کے اس فیصلہ کے خلاف اب انبیاء علیہم السلام سے صغائر کے صدور بالقصد کے جواز کو جو علامہ تفتازانی کی شرح عقائد والی اس عبارت سے ثابت کیا جا رہا ہے۔ واما الصغائر فتجوز عمداً عند الجمہور (ص ۔ )

اس کے متعلق گذارش ہے کہ شرح عقائد کی یہ عبارت اہل السنۃ کے مذہب مختار کے خلاف ہے اور معتزلہ کے مذہب کے موافق ہے۔ تفسیر خازن میں ہے۔ الثانی قول من منع من الکبائر و جوز الصغائر علی جہۃ العمد وھو قول اکثر المعتزلۃ (ص ۲۸۴ ج ۳)

اور مسامرہ میں ہے۔ وھذا القول منقول عن امام الحرمین لنا وابی ھاشم من المعتزلۃ ص ۲۳۲) "یہ قول امام الحرمین اور ابوہاشم المعتزلی سے منقول ہے"۔ اور خود علامہ تفتازانیؒ نے بھی شرح مقاصد کی اس عبارت میں جو اوپر گذر چکی ہے۔ صدور صغائر کا محال ہونا والمذھب عندنا اور "مذہب ہمارے نزدیک یہ ہے" کہہ کر بیان کیا ہے۔ جس سے شرح عقائد کے قول مذکور کا خلافِ مذہب ہونا علامہ تفتازانیؒ کے قول ہی سے ثابت ہو جاتا ہے۔ اور شرح عقائد کی اس عبارت پر اس کی شرح نبراس میں لکھا ہے۔ واما الصغائر بعد النبوۃ فتجوز عمداً عند الجمہور قد تبع الشارح ھہنا صاحب المواقف وفیہ قصور لان منع الصغیرۃ عمداً مختار الاشاعرۃ کما فی شرح المواقف وھو مختار الشارح فی التہذیب و شرح المقاصد (نبراس ص ۳۵۲)

شارح نے اس جگہ مواقف کا اتباع کیا ہے اور اس میں کوتاہی ہے۔ اس لئے کہ اشاعرہ کا مختار مذہب شرح مواقف کے موافق یہ ہے کہ صغیرہ کا صدور عمداً ممنوع ہے۔ اور یہی شارح کا تہذیب اور شرح مقاصد میں مختار مذہب ہے"۔

معلوم ہوا کہ شرح عقائد میں جو صدور صغائر عمداً کے جواز کی نسبت جمہور کی طرف مروی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اشاعرہ کا مختار مذہب اس کے خلاف ہے اور خود شارح کے بھی مذہب مختار کے یہ خلاف ہے۔

ہماری اس مختصر گذارش سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ شرح عقائد کی یہ عبارت مسلک مختار کے خلاف ہے محققین کی تصریحات سے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور مہربانی ہوتی ہے اور وہ ہر وقت حق تعالیٰ کی مستقل حفاظت اور نگرانی میں رہتے ہیں۔ (باقی آیندہ)

# اعلاناتِ داخلہ

برادرانِ اسلام کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ تاجک ضلع کیمبلپور میں قریباً چار سال سے دارالعلوم ترتیل القرآن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ تاجک ضلع کیمبل پور میں تجوید و قرأت کا یہ واحد مرکزی ادارہ ہے۔ اس مختصر عرصہ میں اس دارالعلوم سے کئی حفاظ و قراء فراغت پا چکے ہیں اور ان کی دستار بندی ہوئی۔

مدرسہ میں آٹھ سال سے کم عمر بچوں کو داخلہ نہیں دیا جائے گا۔ مدرسے کا داخلہ شروع ہے۔ جید اور ماہر حفاظ و قراء خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مکمل تفصیلات و معلومات ناظم دارالعلوم ترتیل القرآن رجسٹرڈ تاجک ضلع کیمبل پور سے حاصل کریں۔

---

جامعہ فرقانیہ مدنیہ راولپنڈی میں ابتدائی کتب سے لے کر موقوف علیہ تک اور درجہ حفظ و ناظرہ اور شعبہ تجوید کا داخلہ ۲۰ شوال تک جاری رہے گا۔

(قاری محمد زرین ناظم جامعہ فرقانیہ راولپنڈی) فون ۶۴۰۴۵

---

مدرسہ رشیدیہ جامع مسجد ٹبولیاں اندرون لوہاری منڈی کا داخلہ ۲۰ شوال تک جاری رہے گا۔ موقوف علیہ تک کے طلبہ کے لئے قابل ترین اساتذہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ (محمد الیاس مہتمم مدرسہ رشیدیہ خطیب ٹبولیاں لاہور)

---

ڈلہور کے ممتاز دینی و تعلیمی مرکز مدرسہ عربیہ اشرف المدارس میں امسال شوال ۱۳۸۸ھ سے دورہ حدیث شریف کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں عالم اسلام کی قدیم و عظیم دینی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے سابق مدرس اور مدرسہ خیر المدارس ملتان کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ جمال الدین صاحب مدظلہ کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ مدرسہ عربیہ اشرف المدارس ڈلہور میں طلباء کی اخلاقی و دینی تربیت کے لئے دس اساتذہ کرام مصروف عمل ہیں۔ داخلہ کے خواہشمند طلباء ۲ شوال ۱۳۸۸ھ سے ۲۵ شوال ۱۳۸۸ھ تک مہتمم مدرسہ عربیہ اشرف المدارس محلہ گوردوانک پورہ گلی نمبر ۱ ڈلہور کے پتہ پر رجوع کریں۔ ابتدائی درجہ فارسی سے دورہ حدیث شریف تک تمام درجات کے داخلہ کے علاوہ درجہ حفظ و ناظرہ قرآن مجید میں بھی داخلہ ہو سکے گا۔ طلبہ کی تعلیمی اور قیام و طعام کی ضروریات کا مدرسہ خود کفیل ہے۔

(احقر عبدالعلیم جالندھری ناظم تعلیمات مدرسہ ہذا)

---

مدرسہ حنفیہ انوار العلوم رجسٹرڈ جامع مسجد قاضی نظام الدین عیدگاہ روڈ راولپنڈی کا داخلہ ۱۰ شوال ۱۳۸۸ھ سے شروع ہو کر ۲۵ شوال المکرم تک جاری رہے گا۔ محنتی اور تجربہ کار اساتذہ کرام تدریسی فرائض سرانجام دیں گے۔ طلبہ کے قیام و طعام اور باقی تمام مناسب ضروریات کا کفیل مدرسہ ہوگا۔ درجہ حفظ میں داخلہ کے لئے پرائمری پاس اور کم از کم ۱۵ پارہ کا حافظ ہونا ضروری ہے۔ درجہ تجوید و قرأت کے لئے مکمل حافظ اور پرائمری پاس ہونا ضروری ہے۔ درجہ کتب میں اجراء سے لے کر موقوف علیہ تک کے طلبہ داخل ہو سکتے ہیں۔ موقوف علیہ اور تجوید کے طلبہ کو ماہانہ وظائف بھی دیئے جائیں گے۔ (سید چراغ دین شاہ

مہتمم مدرسہ حنفیہ انوار العلوم
جامع مسجد قاضی نظام الدین عیدگاہ روڈ
راولپنڈی)

---

جامعہ سراج العلوم سرگودھا میں داخلہ حسب سابق امسال بھی ۶ شوال سے جدید داخلہ شروع ہو چکا ہے درس نظامی اور دورہ حدیث شریف کے طلبہ بروقت داخلہ لیں۔ (قاری عبدالسمیع مہتمم جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا)

---

اس سال مدرسہ عربیہ جامعہ دارالفیوض کنڈہ کوٹ ضلع جیکب آباد کے لئے جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا منظور الدین صاحب سندھی ہالیجی شریف کی خدمات حاصل کر لی گئیں ہیں۔ داخلہ ۵ شوال سے ۱۵ شوال تک جاری رہے گا۔ مدرسہ کا افتتاح ۵ شوال کو ہوگا۔

نوٹ: شعبۂ فارسی و ناظرہ کا نیا داخلہ بند ہے۔

(محمد اعظم ناظم دفتر مدرسہ دارالفیوض کنڈہ کوٹ سندھ)

---

ملک و ملت کے مشہور دینی ادارہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے داخلے ۷ شوال سے ہوں گے اور امسال دورۂ حدیث شریف کا اجراء و آغاز بھی ہو رہا ہے۔ جامعہ کا سالانہ اجلاس ۲۱ تا ۲۳ فروری ۱۹۶۹ء مطابق ۳ تا ۵ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ حسب سابق ہو رہا ہے۔ طلبہ داخلہ کی اور احباب جلسہ کی تاریخیں نوٹ فرمالیں۔

(فاضل حبیب اللہ ناظم اعلیٰ جامعہ رشیدیہ ساہیوال مغربی پاکستان)

---

علم حدیث کے شائقین کو یہ خوشخبری دی جاتی ہے کہ امسال ضلع حیدرآباد کی قدیمی اور مشہور درسگاہ مدرسہ مدینۃ العلوم بھینڈو میں دورۂ حدیث کا اہتمام کیا گیا ہے مولانا محمد انور شاہ صاحب ہزاروی اور دوسرے بزرگ علماء حدیث شریف کا محققانہ درس دیں گے یہ مدرسہ حیدرآباد سے صرف پانچ [illegible] میل [illegible] ملے [illegible] سرپور خاص کے قریب ہے۔ طلباء کی جملہ ضروریات کا مفت انتظام ہے۔ شائقین دورہ حدیث پتہ ذیل پر داخلہ کی درخواستیں روانہ کریں۔

(مولانا محمد عالم صاحب مہتمم مدرسہ مدینۃ العلوم بھینڈو پوسٹ بھنشڈہ وایا حیدرآباد)

---

دارالعلوم حنفیہ چکوال کے تمام شعبہ جات میں داخلہ شروع ہے۔ جو ۳۰ شوال تک جاری رہے گا۔ دارالعلوم میں مشکوٰۃ شریف تک کتب عربی تجوید و قرأت اور حفظ و ناظرہ کا معقول انتظام ہے۔ بیرونی طلباء کے خورد و نوش، لباس، کتب، ادویات اور دیگر ضروری اشیاء کا مفت انتظام ہے۔ بیرونی طلبا کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ المعلن: حافظ عبدالرحمٰن قاسمی ناظم اعلیٰ دارالعلوم حنفیہ چکوال فون نمبر ۲

---

جامعہ عربیہ مفتاح العلوم لہڑوالی ضلع کیمبل پور عرصہ ۴۸ سال سے خدمت دین میں مصروف ہے۔ جس کے مہتمم جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا نور محمد صاحب مدظلہ فاضل دارالعلوم دیوبند، تلمیذ خاص بحر العلوم والفنون محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس اللہ ہیں۔ دیگر علوم و فنون کے علاوہ دورہ حدیث بھی حضرت مولانا صاحب خود پڑھاتے ہیں

(مولانا) عبدالقدوس ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ مفتاح العلوم لہڑوالی براستہ حضرو ضلع کیمبل پور)

---

جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور جو ایک عرصہ سے قرآن و سنت کی خدمت میں مشغول ہے۔ اس وقت تک مدرسہ سے سینکڑوں حفاظ اور قراء فارغ ہو چکے ہیں۔ اصحاب خیر خصوصی توجہ فرمائیں۔ جملہ رقومات پتہ ذیل پر روانہ فرمائیں۔

(مولانا) عزیز اللہ صاحب) مہتمم جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور)

---

دارالعلوم مدنیہ صادق آباد کا داخلہ ۵ شوال المکرم سے شروع ہو کر آخر شوال تک رہے گا۔ درجہ حفظ اور قراء میں ۵۲ طلبہ داخل کئے جائیں گے۔ عربی کی کتب پرانے تجربہ کار استاذ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رحمانی مہتمم دارالعلوم ہذا پڑھائینگے۔ باہر سے آنے والے تمام طلباء کے جملہ اخراجات کا انتظام دارالعلوم ہذا کی طرف سے بلامعاوضہ کیا جائے گا۔ خواہشمند طلباء مذکورہ بالا تواریخ میں جلد از جلد داخل ہونے کی کوشش کریں۔

(اراکین مجلس انتظامیہ دارالعلوم مدنیہ رجسٹرڈ صادق آباد ضلع رحیم یار خان)

---

تمام طلبۂ دینِ متین کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مدرسہ جامعہ مدنیہ اوکاڑہ کا داخلہ شروع ہے۔ مدرسہ میں بہترین قابل فاضل اساتذہ درس و تدریس میں مصروف ہیں طلباء کی رہائش اور خوراک مدرسہ کے ذمہ ہے۔

(امیر حسین گیلانی مہتمم جامعہ مدنیہ اوکاڑہ)

# علمِ حدیث

محمد شبیر حسین

یہ مضمون دارالفرقان لاہور میں آج سے چند سال پیشتر شائع ہوا تھا۔ مضمون کی افادیت کے پیشِ نظر ہم "دارالفرقان" کے شکریہ کے ساتھ اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

آج حدیث کا علم جو دنیا میں موجود ہے وہ تقریباً دس ہزار صحابہؓ سے حاصل کیا گیا ہے۔ تابعین نے صرف ان کی احادیث ہی نہیں لی ہیں بلکہ ان سب صحابیوں کے حالات بھی بیان کر دیئے ہیں۔ اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ کس نے حضورؐ کی کتنی صحبت پائی ہے یا کب اور کہاں آپ کو دیکھا ہے اور کن کن مواقع پر آپ کی خدمت میں حاضری دی ہے صحابہؓ میں سے جن حضرات نے سب سے زیادہ روایات بیان کی ہیں۔ ان کی اور ان کی مرویات کی فہرست ملاحظہ ہو۔

ابوہریرہؓ متوفی ۵۷ھ احادیث کی تعداد ۵۳۷۴ (ان کے شاگردوں کی تعداد ۸۰۰ کے لگ بھگ تھی، اور ان کے بکثرت شاگردوں نے ان احادیث کو قلمبند کیا تھا)

| | | |
|---|---|---|
| ابوسعید خدریؓ متوفی ۴۶ھ | احادیث کی تعداد | ۱۱۷۰ |
| جابر بن عبداللہؓ " ۷۴ھ | " | ۱۵۴۰ |
| انس بن مالکؓ " ۹۳ھ | " | ۱۲۸۶ |
| ام المومنین عائشہ صدیقہؓ ۴۹ھ | | ۲۲۱۰ |
| عبداللہ بن عباسؓ ۶۸ھ | " | ۱۶۶۰ |
| عبداللہ بن عمرؓ ۷۰ھ | " | ۱۶۳۰ |
| عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ ۶۳ھ | " | ۷۰۰ |
| عبداللہ بن مسعودؓ ۳۲ھ | " | ۸۴۸ |

دورِ صحابہؓ سے امام بخاری کے دور تک علم حدیث کی مسلسل تاریخ

اس کے بعد ان تابعین کو دیکھئے۔ جنہوں نے صحابہ کرامؓ سے سیرت پاک کا علم حاصل کیا اور بعد کی نسلوں تک اس کو منتقل کیا۔ ان کی تعداد کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ صرف طبقات ابن سعد میں چند مرکزی شہروں کے جن تابعین کے حالات ملتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| مدینہ | ۴۸۴ | کوفہ | ۴۱۳ |
| مکہ | ۱۳۱ | بصرہ | ۱۶۴ |

ان میں سے جن اکابر تابعین نے حدیث کے علم کو حاصل کرنے محفوظ کرنے اور آگے پہنچانے کا سب سے بڑھ کر کام کیا ہے۔ وہ یہ ہیں:-

| | | |
|---|---|---|
| سعید بن المسیب | پیدائش ۱۴ھ | وفات ۹۳ھ |
| حسن بصری | " ۲۱ھ | " ۱۱۰ھ |
| ابن سیرین | " ۳۳ھ | " ۱۱۰ھ |
| عروہ بن زبیر | " ۲۳ھ | " ۹۴ھ |

انہوں نے سیرت رسول پر پہلی کتاب لکھی

| | | |
|---|---|---|
| علی بن حسین (زین العابدین) | پیدائش ۳۸ھ | وفات ۹۴ھ |
| مجاہد | " ۲۱ھ | " ۱۰۴ھ |
| قاسم بن محمد بن ابی بکر | پیدائش ۳۷ھ | وفات ۱۰۶ھ |
| شریح (حضرت عمرؓ کے زمانہ میں قاضی مقرر ہوئے) | | ۸۰ھ |
| مسروق (حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں مدینہ آئے) | | " ۶۲ھ |
| اسود بن یزید | | " ۷۵ھ |
| مکحول | | " ۱۱۲ھ |
| رجاء بن حیوہ | | " ۱۳۱ھ |
| ہمام بن منبہ | پیدائش ۴۰ھ | " ۱۳۱ھ |

(انہوں نے احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ جو صحیفہ ہمام بن منبہ کے نام سے آج بھی موجود ہے اور شائع ہو چکا ہے)

| | | |
|---|---|---|
| سالم بن عبداللہ بن عمر | | وفات ۱۰۶ھ |
| نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر | | " ۱۱۷ھ |
| سعید بن جبیر | پیدائش ۴۵ھ | " ۹۵ھ |
| سلیمان الاعمش | " ۶۰ھ | " ۱۴۸ھ |
| ایوب السختیانی | " ۶۶ھ | " ۱۳۱ھ |
| محمد بن المنکدر | " ۵۴ھ | " ۱۳۰ھ |
| ابن شہاب زہری | " ۵۸ھ | " ۱۲۴ھ |

(انہوں نے حدیث کا بہت بڑا تحریری ذخیرہ چھوڑا)

| | | |
|---|---|---|
| سلیمان بن یسار | پیدائش ۳۴ھ | وفات ۱۲۰ھ |
| عکرمہ مولیٰ ابن عباس | " ۲۲ھ | " ۱۰۵ھ |
| عطاء بن ابی رباح | " ۲۷ھ | " ۱۱۵ھ |
| قتادہ بن دعامہ | " ۶۱ھ | " ۱۱۷ھ |
| عامر الشعبی | " ۱۷ھ | " ۱۰۴ھ |

علقمہ (یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جوان تھے مگر حضورؐ سے ملے نہیں)

| | | |
|---|---|---|
| ابراہیم النخعی | پیدائش ۴۶ھ | وفات ۹۶ھ |
| یزید بن ابی حبیب | " ۵۳ھ | " ۱۲۸ھ |

ان حضرات کی تواریخ پیدائش و وفات پر ایک نگاہ ڈالنے سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں نے صحابہؓ کے عہد کا بہت بڑا حصہ دیکھا ہے۔ ان میں سے بیشتر وہ تھے۔ جنہوں نے صحابہؓ کے گھروں میں اور صحابیات کی گود میں پرورش پائی ہے اور بعض وہ تھے۔ جن کی عمر کسی نہ کسی صحابی کی خدمت میں بسر ہوئی ہے ان کے حالات پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک شخص نے بکثرت صحابہؓ سے مل کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معلوم کئے ہیں۔ اور آپ کے ارشادات اور فیصلوں کے متعلق وسیع واقفیت [illegible] اسی وجہ سے روایت حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ انہی لوگوں سے بعد کی نسلوں کو پہنچا ہے۔

اس کے بعد اصاغر تابعین اور تبع تابعین کا وہ گروہ ہمارے سامنے آتا ہے جو ہزاروں کی تعداد میں تمام دنیائے اسلام میں پھیلا ہوا تھا۔ ان لوگوں نے بہت بڑے پیمانہ پر تابعین سے احادیث لیں اور دور دور کے سفر کر کے ایک ایک علاقہ کے صحابہ اور ان کے شاگردوں کا علم جمع کیا اور ان کی چند نمایاں شخصیتیں یہ ہیں:-

| | | |
|---|---|---|
| جعفر بن محمد بن علی (جعفر الصادق) | پیدائش ۸۰ھ | وفات ۱۴۸ھ |
| ابوحنیفہ النعمان (امام اعظمؒ) | ۸۰ھ | " ۱۵۰ھ |
| شعبہ بن الحجاج | " ۸۲ھ | " ۱۶۰ھ |
| ربیعۃ الرائے (استاذ امام مالک) | | ۱۳۶ھ |
| سعید بن ابی عروبہ | | ۱۵۶ھ |
| مسعر بن کدام | | ۱۵۲ھ |
| عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر | | " ۱۲۶ھ |
| سفیان الثوری | پیدائش ۹۶ھ | " ۱۶۱ھ |
| حماد بن زید | " ۹۸ھ | " ۱۷۹ھ |

## دوسری صدی ہجری کے جامعین حدیث

یہی دور تھا جس میں حدیث کے مجموعے لکھنے اور مرتب کرنے کا کام باقاعدگی کے ساتھ شروع ہوا۔ اس زمانے میں جن لوگوں نے احادیث کے مجموعے مرتب کئے۔ وہ حسب ذیل ہیں:-

ربیع بن صبیح وفات ۱۶۰ھ۔ انہوں نے فقہی عنوان پر الگ الگ مسائل مرتب کئے۔

سعید بن ابی عروبہ وفات ۱۵۶ھ

موسیٰ بن عقبہ " ۱۴۱ھ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی تاریخ مرتب کی

امام مالک پیدائش ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ۔ انہوں نے احکام شرعی کے متعلق احادیث و آثار کو جمع کیا۔

| | | |
|---|---|---|
| ابن جریج | پیدائش ۸۰ھ | وفات ۱۵۰ھ |
| امام اوزاعی | " ۸۸ھ | " ۱۵۶ھ |
| سفیان ثوری | " ۹۷ھ | " ۱۶۱ھ |
| حماد بن سلمہ بن دینار | پیدائش ۹۶ھ | " ۱۶۷ھ |
| امام ابویوسف | " ۱۱۳ھ | " ۲۱۳ھ |
| امام محمدؒ | " ۱۳۱ھ | " ۱۸۹ھ |

## مرکزی جمعیۃ کی امداد

جمعیۃ علماء اسلام صادق آباد نے صوفی غلام رسول صاحب خلف حاجی تاج الدین صاحب ٹمبر مرچنٹ کی معرفت پانچسو بیس روپے ارسال فرمائے ہیں۔ جزاہم اللہ۔

(کمال مرکزی دفتر ملتان)

جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے پر امن جلوس پر پولیس کے لاٹھی چارج سے متاثر ہو کر

# ہمیں جینا بھی آتا ہے، ہمیں مرنا بھی آتا ہے

(حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدنی جامع مسجد چکوال)

---

اٹھا اسلام کا پرچم رواں ہے قافلہ حق کا
وہ سب افرادِ ملّت کو پیامِ حق سناتا ہے

امیرِ کارواں ہیں حضرتِ درخواستی اس کے
جلو میں جن کے ہر راہی قدم آگے بڑھاتا ہے

لبوں پہ مسکراہٹ اور سینے میں کئی طوفاں
طریقِ جام و سنداں ناخنِ یوں ان کو آتا ہے

جو ہیں مردانِ حق ثابت قدم رہتے ہیں میداں میں
حق و باطل کی آویزش میں رب نصرت دکھاتا ہے

ہیں وارث انبیاء کے اور یہی ہیں خادمانِ دیں
نگہبان ملک و ملت کے ہیں، تو کیوں پیچ کھاتا ہے

سب اسلامی شعائر کی حفاظت ان پہ لازم ہے
ہر اک "ختم نبوت" پر فداکاری دکھاتا ہے

تو ناداں کیوں الجھتا ہے خدا کے نیک بندوں سے
خدا کی سخت گیری سے نہیں کوئی بچاتا ہے

جلوسِ پر امن پر لاٹھیاں برسا کے کیا دیکھا
رضا کارانِ حق کو گولیاں کھانا بھی آتا ہے

تو مولانا عبید اللہ انور پر جفا کر کے
حق و انصاف کا دعویٰ، بتا کس کو سناتا ہے

شریعت کی اجازت ہو تو ہم بھی آگ سے کھیلیں
تڑپنا بھی ہمیں آتا ہے، تڑپانا بھی آتا ہے

تو سنت سوزِ عالم کی یوں برباد کر کے اب
پناہ کس کی ہے لینا اور کہاں تک چین پاتا ہے

تشدد، جبر و استبداد کے سیلاب کو روکو
وگرنہ قادرِ مطلق، کوئی قدرت دکھاتا ہے

یہ پاکستان تو لاکھوں شہیدوں کی نشانی ہے
صدائے لاالٰہ کو تو بھلا کیسے مٹاتا ہے

کوئی طبقہ نہیں ہے مطمئن تم سے اگر سمجھو
تو ناحق زورِ بازو، ہر کسی کو کیوں دکھاتا ہے

مخالف ہیں اگر علماء تو ہیں ناراض وکلاء بھی
وہ کالج کا جواں بھی مشتعل میداں میں آتا ہے

سیاست داں، صحافی اور مزدور و کساں سارے
نہیں تم سے کوئی راضی، نہ کوئی خوف کھاتا ہے

عوام الناس ہیں بیزار ملکی حکمرانوں سے
ادھر دیکھو جواں طبقہ، انہیں تیچے دکھاتا ہے

یہ ملکی اضطراب عام اور یہ عام تحریکیں
خدا شاہد کوئی جلدی نشاں اپنا دکھاتا ہے

حیات و موت اور عزت بھی ذلت اس کے قبضہ میں
تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ بھی اور تُذِلُّ مَنْ بھی آتا ہے

ہے مظہر کی گذارش تم سے ملّت کے فدا کارو!
صبر کرنا، ابھی خونِ شہیداں رنگ لاتا ہے

چمن والو! تم اپنی ان بہاروں پر نہ اتراؤ
ہمیشہ گلستانوں پر خزاں کا دور آتا ہے

ستمگر تو ہمیں کیونکر ڈرائے گا ستم ڈھا کر
ہمیں جینا بھی آتا ہے، ہمیں مرنا بھی آتا ہے

---

## بقیہ — سیاسی ڈائری

اخبارات و رسائل کی تحریروں سے لوگوں کو ہمنوا بنایا جائے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے عوام سے رابطہ قائم کیا جائے۔ آپ عدل و انصاف کو گواہ بنا کر کہیئے کہ یہاں ان میں سے کون سا راستہ عوام کے لئے کھلا چھوڑا گیا ہے۔

یہ ہماری ملکی سیاست کی بدقسمتی ہے کہ برسرِ اقتدار گروہ وعظ و نصیحت کے انداز میں حزب اختلاف کو وہ سب کچھ سکھانے میں کوشاں رہتا ہے جس پر وہ خود کبھی عمل نہیں کرتا۔ وہی گناہ جب ان کے ہاتھوں کیا جاتا ہے تو گناہ نہیں رہتا۔ طلباء جمہوریت کی بحالی کی تڑپ محسوس کریں، تو سیاسی غنڈوں کے آلہ کار ہوتے ہیں۔ لیکن جب چند خریدے ہوئے طالب علم خوشامدانہ انداز میں ان کی محفل میں آجائیں۔ تو ان کے جھوٹے سچے بیانات کو شہ سرخیوں کے ساتھ چھاپا جاتا ہے۔ وکلاء اگر کتبہ اٹھا کر سڑکوں پر مارچ کریں تو اس سے بار کی تقدیس پر حرف آتا ہے لیکن اگر اپنے حواری وکیل گورنمنٹ ہاؤس میں اکٹھے کر لئے جائیں تو ان کی حب الوطنی کا ثبوت ہے۔ مزدور مہنگائی ختم کرنے کا مطالبہ کریں تو سزاوارِ زندان ٹھہریں، لیکن اگر دس بارہ دورِ ترقی کی قصیدہ گوئی کریں، تو اسے عوام کی حمایت قرار دیا جائے۔ علماء اگر آپ کو یاد دلائیں کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ ہے تو وہ مفسدہ پرداز ہیں۔ لیکن ان میں سے چند اگر روٹ پرمٹ لے کر ضمیر فروشی پر آمادہ ہو جائیں تو [illegible] و منبر کے وقار کی دلیل بن جائے۔ یہ تضاد آخر کب تک۔ یہ ملک واضح طور پر سیاسی عمل کا حاصل ہے۔ اور اسی سے زندہ رہ سکتا ہے۔ افسوس کہ اس عمل سے محروم کر کے حکمران طبقہ نے عوام کو تشدد پر ابھارتا ہے۔

(بشکریہ ہفت روزہ نصرت لاہور)

---

## بقیہ — تشدد

ہرگز درست نہیں ہے۔ حکومت کی طرف سے تعلیمی نظام میں بعض اصلاحات کے اعلان سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ طلباء کے مطالبات نامناسب نہیں ہیں۔ چنانچہ چند جزوی باتوں کی اصلاح تک محدود رہنے کے بجائے حکومت کو چاہیئے کہ وہ طلباء کے تمام اہم مطالبات کو تسلیم کر لے تاکہ تعلیم کا یہ جمود ختم ہو۔ اور طلباء اپنے مطالبات کی تکمیل کے اعلان کے بعد دلجمعی سے اپنے تعلیمی مشاغل میں منہمک ہو جائیں گے۔ نیز اس کے بعد سیاست میں ان کے استعمال کا خدشہ حکومت کے لئے باقی نہیں رہے گا۔ تعلیمی ادارے بند رکھ کر کسی طرح صورت حال درست نہیں کی جا سکتی۔ تعلیم کا نقصان قوم و ملت کا عظیم نقصان ہے۔ اب اسے مزید برداشت کرنا ہلاکت کے مترادف ہوگا۔

(کمال)

# مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام (ملتان) کی شائع کردہ کتب

## دستور اساسی
(کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام)
اعلیٰ ترین کتابت و طباعت، خوبصورت سنہری ٹائیٹل، بہترین کاغذ۔ قیمت فی کاپی ۵۰ پیسے

## تعارف
(کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام)
ترتیب:۔ ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب ۔ قیمت ۴۰ پیسے

## میری خط و کتابت
(مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے ساتھ ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب کی مراسلت، قیمت ۶۲ پیسے

درج ذیل کتب کی اشاعت کا انتظام کیا جارہا ہے

## علماء حق
(دینی اور سیاسی جدوجہد کا تاریخی جائزہ)
مرتبہ:۔ ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب

## سازش
(فلسطین کو یہودی ریاست بنانے کی سازش تاریخی حقائق کی روشنی میں)
ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب

## اسلام کیا چاہتا ہے؟
فکری، سیاسی، اقتصادی، معاشی اور عمرانی مسائل کے کم و بیش چار ہزار سالہ تاریخی جائزہ و مطالعہ کے ساتھ۔
(ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب)

## اشتراکیت اور مسلمان
(قدیم شائع شدہ مضامین کا مجموعہ)
ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب

فارم ہائے رکنیت و رسیداتِ زر طبع ہوچکی ہیں، ضلعی و ڈویژنل امیرانِ جمعیۃ کی تصدیق کے ساتھ طلب کئے جاسکتے ہیں

ملنے کا پتہ

**حافظ محمد حنیف سہارنپوری**

دفتر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام بیرون لوہاری گیٹ ملتان شہر

ترجمان اسلام TARJUMAN-E-ISLAM

# آغا شورش کاشمیری

## کا

# لاہور میں ورُود مسعود

فدائے ختم نبوت آغا شورش کاشمیری ۲۳۲ دن پابندِ سلاسل رہنے کے بعد ۹ جنوری ۱۹۶۹ء بروز جمعرات سوا سات بجے شام بذریعہ خیبر میل لاہور پہنچ رہے ہیں۔ راستہ بھر کے مسلمان عوام سے عموماً اور اہالیانِ لاہور سے خصوصاً اپیل ہے کہ پروانۂ شمع ختم نبوت کے شایانِ شان استقبال کے لئے تمام وسائل کو بروئے کار لاکر عقیدۂ ختم نبوت سے سچی وابستگی کا ثبوت دیں۔

خیبر میل کے مختلف اسٹیشنوں پر ٹائم ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:

| اسٹیشن | | وقت | اسٹیشن | وقت |
|---|---|---|---|---|
| صادق آباد | صبح | ۷-۴۷ | رحیم یار خاں | ۸-۱۵ |
| خان پور | " | ۹-۱۶ | بہاولپور | ۱۱-۴۲ |
| ملتان چھاؤنی | | ۱-۱۲ | خانیوال | ۲-۱۵ |
| ساہیوال | | ۴-۱۴ | اوکاڑہ | ۴-۵۹ |

(مولانا) عبید اللہ انور (امیر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان) صدر استقبالیہ کمیٹی لاہور

إنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الإِسلام

منشور نمبر

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

پاکستان

العُلماءُ وَرَثَۃُ الأنبیاء (الحدیث)

مسئلہ خلافت و حکومت کی تحقیق و توضیح اور مودودی صاحب کے صحابہ کرامؓ پر

# بے بنیاد و رکیک الزامات کا مدلل جواب

از علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی

کان الخلفاء الراشدون لم یتوسعوا فی المباحات وکان سیرتھم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصبر علی ضیق العیش والجھد فی الاقتصاد والاتقاء عن مقتضیات الطبائع البشریۃ و اما معاویۃ فھو وان لم یرتکب منکرا لکنہ توسع فی المباحات ولم یکن فی درجۃ الخلفاء الراشدین فی اداء حقوق الخلافۃ لکن عدم المساواۃ بھم لا یوجب قدحا فیہ

خلفاء راشدین کی یہ حالت تھی کہ مباحات کے استعمال میں بھی فراخی نہ کرتے تھے۔ اور نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ کی طرح ان کی سیرت و عادت بھی نہایت تنگ گزارے پر صبر کرنے کی تھی اور طبع بشری کے تقاضوں سے بچ کر دور رہنے کی عادت تھی۔ مگر حضرت معاویہؓ نے گو کوئی منکر اور خلافِ شرع کام تو ہرگز نہیں کیا تھا لیکن انہوں نے مباحات کے استعمال کرنے میں فراخی سے کام لیا اور حقوقِ خلافت کی ادائیگی میں خلفاء راشدینؓ کے مساوی درجہ نہ رکھتے تھے لیکن یہ عدم مساوات ان پر کسی طعن و نقص کا موجب نہیں بن سکتی۔

غور فرمائیے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کی کتابوں میں تو یہ لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے عہد میں کبھی منکر اور غیر شرعی، ناجائز کام کا کبھی ارتکاب نہیں کیا لیکن آزادانہ تحقیق کا ماستہ اختیار کرنے والے مودودی صاحب نے ان کو کتاب و سنت کے صریح احکام کی خلاف ورزی کرنے والا، شریعت کی حدیں توڑنے والا احکام شریعت کے مطابق عمل کرنے سے انکار کرنے والا لکھ کر غالباً آئینِ اسلامی کی کوئی مجتہدانہ تجویز سوچی ہوگی۔ والی اللہ المشتکی

یہی مذکورہ بالا خصوصیات ہیں جو خلفاءِ اربعہ کی خلافتِ موعودہ کے لیے بطور امتیازات علماءِ اسلام بیان کرتے ہیں۔ جو کہ بعد والوں حتیٰ کہ قرنِ صحابہؓ و تابعین کے صالحین و متقی حضرات کو بھی حاصل نہیں ہو سکتیں۔ چہ جائے کہ ہر مومن و مسلم بلکہ کافروں تک میں جو صفات اور نظامِ حکومت کے عملی امور ممکن و موجود ہوں وہ خلافتِ راشدہ کی علامات و خصوصیات بنا کر ہر دور میں حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کی خلافتِ راشدہ پہونچنے کی خام خیالی سے اپنے آپ کو اور اپنے معتقدین کو تو خوش کیا جا سکتا ہے، مگر اہلِ علم کے نزدیک تو یہ چیز سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔

تعجب ہوتا ہے کہ خلافتِ راشدہ کے متعلق لکھا جاتا ہے کہ وہ انتخابی جمہوری تھی۔ اس میں مساوات تھی، عدل تھا، قومی عصبیت نہ تھی، قانون کی بالاتری تھی، شاہی خزانہ بیت المال میں امانت تھی۔ خیانت نہ تھی وغیرہ وغیرہ۔ مگر جب آپ غور کریں گے تو یہ سارے امور آج کل کی غیر مسلم متمدن حکومت میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کیا محض یہی چیزیں خلافتِ راشدہ کی خصوصیات تھیں جو غیر مسلموں تک میں موجود ہیں؟

یہ صفات بے شک محمودہ و پسندیدہ ہیں جو عام مسلمانوں اور ان کے حکام و میں موجود ہوں تو ان کے لیے باعثِ سعادت و ترقی دارین ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرات خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم میں یہ صفات اور ان کے علاوہ اعلیٰ درجہ کی دیگر صفاتِ کمال موجود تھیں۔ مگر یہ صفاتِ عامہ جو ہر دور و ہر قرن کے مسلم و غیر مسلم لوگوں میں ممکن و موجود ہو سکتی ہیں۔ صرف یہی خلافتِ راشدہ موعودہ کے مستحق و اہل، حضرات خلفاءِ اربعہ کے لیے مایہ الامتیاز اور خصوصیات تو نہیں بن سکتی۔ کاش کہ مودودی صاحب ان کے بجائے نماز و زکوٰۃ کے نظام کو قائم و برپا کرنے کو خلافتِ راشدہ کی خصوصی نشانی لکھ دیتے تو کیا اچھا ہوتا۔

## خلافت و ملوکیت کا انجام و آغاز

خلافتِ راشدہ موعودہ کے بعد عام خلافت و ملک کے آنے میں بھی کسی تدریج و ترتیب کا بیان کسی آیت و حدیث میں نہیں ملتا۔ لیکن نہایت تعجب مودودی صاحب جیسے کتاب و سنت کے بغیر کسی کتاب کو ہاتھ نہ لگانے والے بزرگ پر ہے کہ آخر آپ نے کون سی آیات و احادیث میں سے خلافت کے بعد دورِ ملوکیت آنے کے لیے کتنے اور کون سے تدریجی مراحل و منازل اور ترتیبی اسباب و وسائل دیکھ لیے ہیں کہ جس کے لیے متعدد مراحل مسلمانوں کو دکھا دیے ہیں، حتیٰ کہ سیدنا عثمانؓ جیسے محتاط و مظلوم خلیفۂ راشد، صاحبِ علم و حیا میں خلافتِ راشدہ کو پھونک دینے کے مراحل ثابت کر دکھائے ہیں کہ جس کے باعث وہ خود بھی شہید ہو گئے۔ کیا سیدنا حضرت عمرؓ کی شہادت سے پہلے حضرت عمر میں بھی تغیرات کے مراحل پائے گئے تھے کہ وہ شہید ہوئے یا ابولؤلؤ کا خبثِ باطن ان کی شہادت کا سبب بنا؟

کیا سیدنا علیؓ نے بھی تغیرات کے کچھ تدریجی مراحل طے کیے تھے کہ جن کے باعث شہید کیے گئے یا ابن ملجم کی شقاوت و بد باطنی سیدنا علیؓ کی شہادت کا سبب بنی؟ کیا عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے خلیفۂ راشد کے بعد یزید بن عبدالملک و ہشام و ولید کے مظالم بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز کی تدریجی غلط پالیسیوں کے نتائج تھے اور کیا سلیمان بن عبدالملک کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز کا متقی، صالح، عادل، رحم دل خلیفہ ہونا عبدالملک، حجاج اور سلیمان بن عبدالملک کے تدریجی مراحل پرہیزگاری اور ملوکیتِ صالحہ کا اثر و نتیجہ تھا؟

حیرت ہوتی ہے کہ مودودی صاحب کن اغراض و خیالات میں ایسی لغو و بے معنی باتیں لکھ کر جلیل القدر صحابۂ کرام کو غلط کار اور خلافت راشدہ کے نظام کو پھونکنے، مٹانے کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔

قرآن مجید و احادیث طیبہ سے یہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے کہ خلافتِ راشدہ موعودہ

باقی بر صفحہ ۱۵

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مرتب و انچارج
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲ | جمعہ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء - قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۳۹

احمد حسین کمال ناظم دفتر مرکزیہ

# یک سالہ روداد

## جو مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس سرگودھا میں پیش کی گئی

۲۶ ستمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ صبح نو بجے بمقام سرگودھا (مغربی پاکستان) کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عمومی مجلس شوریٰ اور مدعوئین خاص پر مشتمل اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے سامنے ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ نے جمعیۃ کی گذشتہ ایک سال کی کارگذاریوں کی ایک اجمالی رپورٹ پیش فرمائی، جو ترجمان اسلام کی موجودہ اشاعت میں شذرات کی جگہ شائع کی جا رہی ہے۔ (ترجمان اسلام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ مسنونہ کے بعد ......... حضرت مفتی صاحب نے فرمایا :-

حضرات !

### لاہور کانفرنس

آپ کو یاد ہوگا کہ یکم مئی ۱۹۶۸ء کو لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان اور جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے منتخب مرکزی نمائندگان کا مشترکہ اجتماع منعقد ہوا تھا۔

جس میں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی عہدہ داران کا انتخاب عمل میں آیا اور دونوں صوبوں کی جمعیۃ نے کل پاکستان سطح پر جمعیۃ کی جدوجہد کو تیز تر کیا

۳، ۴، ۵ مئی ۶۸ء کو لاہور میں وہ تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مشرقی پاکستان کے معزز اور بزرگ ترین علماء کے ساتھ مغربی پاکستان کے تمام علاقوں سے آئے ہوئے پانچ ہزار علماء کرام و نمائندگان نے شرکت فرمائی۔

یہ کانفرنس اپنے دور رس اثرات کے لحاظ سے ملک کی سیاست میں سنگ میل اور بنیادی موڑ ثابت ہوئی۔ مئی ۱۹۶۸ء میں ملک پر جس قسم کا سیاسی جمود اور موت طاری تھی، وہ آپ حضرات سے پوشیدہ نہیں۔

### چیلنج

برسر اقتدار طاقت کی اسلام و عوام دشمنی اظہر من الشمس ہو چکی تھی، وہ اپنے ہتھکنڈوں کے ذریعہ یہ اطمینان کر بیٹھی تھی کہ اب ملک میں کوئی طاقت اسے چیلنج کرنے والی نہیں ہے۔

وہ نہایت بے باکی کے ساتھ تحریف دین اور استحصال عوام کے اقدامات میں مشغول تھی اور اپنی ان کامیابیوں پر نازاں ہو کر اپنے اقتدار کا دس سالہ جشن منانے کی تیاریوں میں مشغول تھی۔

بہت ہی محدود پیمانہ پر ڈرائینگ روموں اور نجی مقامات پر کبھی کبھار کوئی سیاسی سرگرمی دیکھنے و سننے میں آجاتی تھی اور اس کی حیثیت بھی دبی دبی سی سسکیوں سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔

درحقیقت ایک جابرانہ اقتدار کے شکنجے میں پورا ملک اور پورے عوام اس طرح جکڑے جا چکے تھے کہ ہر طرف بے بسی اور مایوسی ہی مایوسی نظر آ رہی تھی۔

جمعیۃ علماء اسلام نے اگرچہ اس دس سالہ آمرانہ دور میں بھی ہر مرحلہ پر اس اقتدار کو اس کی دین دشمن سرگرمیوں پر للکارا، اور اس سلسلہ میں اس کے کارکنوں نے قید و بند کی سختیاں بہم برداشت کیں۔

### اقدام

لیکن ملک میں سیاسی مایوسی برابر بڑھتی ہی چلی گئی۔ الحمد للہ کہ کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ۳، ۴، ۵ مئی کی مشہور تاریخی کانفرنس نے اس سیاسی جمود پر وہ کاری ضرب لگائی۔ جس نے ایوانِ حکومت و اقتدار کو ہلا کر رکھ دیا۔

اور علماء کے تاریخی جلوس نے حوصلوں اور ولولوں کی مسلمان عوام میں ایسی لہر دوڑا دی، جس پر بند باندھنا آخر تک حکومت کے لئے مشکل ہو گیا۔

کانفرنس کے فوراً بعد ہی اگرچہ حکومت نے پکڑ دھکڑ شروع کر دی تھی اور ہر جگہ جمعیۃ کے کارکنوں پر وارنٹ جاری کرنے کی مہم جاری کر ڈالی تھی ............ لیکن پورے ملک میں ہمہ گیر پیمانہ پر جمعیۃ نے احتجاجی مہم کا سلسلہ شروع کر دیا

### کامیابی کا آغاز

حکومت نے ادارہ تحقیقات اسلامیہ کے نام سے فضل الرحمٰن صاحب جیسے مغربی افکار کے شکار افراد سے دین میں تحریف کا جو سلسلہ شروع کرایا تھا اس کے خلاف جمعیۃ کے زیر اہتمام مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے ہر شہر اور ہر قصبہ میں جدوجہد و ہلچل جاری ہو گئی۔ حتیٰ کہ وہ وقت بھی آ گیا۔ جب پہلی مرتبہ اس دس سالہ جابر اقتدار نے اپنا سر جھکایا اور فضل الرحمٰن کو برطرف کرنے پر مجبور ہوا۔

### سیاسی جمود اور مایوسی کا خاتمہ

جمعیۃ کی یہ مہم صرف اسی حد تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ اس نے تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کرنے، جابرانہ قوانین منسوخ کرنے، ہنگامی حالات ختم کرنے، بالغ رائے دہی کی اساس پر آزادانہ انتخاب اور مکمل با اختیار پارلیمنٹ قائم کرنے، ۱۹۶۲ء کے شخصی دستور کو ختم کر کے علماء دین کے متفقہ ۲۲ اسلامی نکات پر مبنی اسلامی دستور تیار کرنے کا مطالبہ بھی کیا، اور اس مطالبہ کو ملک پاکستان کے گوشہ گوشہ تک پہنچایا۔

جمعیۃ نے ایوبی دور کے آمرانہ دستور اور بی ڈی نظام کے تحت ہونے والے انتخابات کا بائیکاٹ کرنے کی آواز بھی بلند کی۔

جمعیۃ نے مغربی سامراج اور سرمایہ داری سے پیدا شدہ حالات کے خلاف بھی سخت احتجاج کیا اور ان حالات کو اسلامی اصول و احکام کے مطابق تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا۔ (ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

جمعیۃ نے علاقائی مسائل جن کا تعلق مشرقی پاکستان اور ون یونٹ وغیرہ امور سے ہے ان سے متعلق کی جانبداریوں دھاندلیوں بے انصافیوں اور عوام کی محرومیوں کے متعلق بھی آواز اٹھائی۔

یہ تمام مسائل تھے جو مئی ۱۹۶۸ء سے دسمبر ۱۹۶۸ء تک صرف ۸ ماہ کے عرصہ میں عوامی مسائل بن کر پاکستان کی مردہ و جامد سیاست کے تن میں روح بن کر دوڑنے لگے۔ اور مسلمان عوام مردانہ وار مسلط و جابر اقتدار کے خلاف میدان عمل میں نکل آئے۔ احتجاجات کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا، اور ہر طرف تکبیر کے نعروں اور خالص اسلامی نظام کے قیام کے مطالبوں کی آواز گونجنے لگی۔

## مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے مسلمان عوام کا تعاون

یہاں یہ اعتراف کرنا بھی ضروری ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کی چلائی ہوئی اس ملک گیر تحریک میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے مسلمان عوام نے پورے جوش و خروش اور دل و جان کے ساتھ حصہ لیا۔ تا آنکہ اس خالص دینی و عوامی تحریک کا رخ موڑنے کے لئے مختلف حیلوں، حربوں اور جبر و تشدد کے ہتھکنڈوں کے ساتھ کام لینے پر حکومت اور ارباب غرض اتر آئے۔

## جمعیۃ کے خلاف برسر اقتدار طاقت کا بزدلانہ اور کمینہ اقدام

رمضان المبارک کے آخری ایام اور جمعۃ الوداع کے موقعہ پر وہ افسوسناک واقعہ ہائلہ پیش آیا جس کی ذلت کا داغ ہمیشہ کے لئے ایوب اقتدار کے ماتھے پر لگ گیا۔

شیرانوالہ باغ لاہور میں عین جمعہ کی نماز کے دوران جبکہ ابھی بے شمار نمازی نماز میں مشغول تھے، پولیس نے بے تحاشا نمازیوں و جمعیۃ کے رضاکاروں پر لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ اور اپنی انتہائی ضلالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے امیر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت مولانا عبید اللہ انور کو بے رحمانہ زد و کوب کے علاوہ ان کے ساتھ نہایت اہانت آمیز سلوک اختیار کیا۔ جس کی خبر نے پورے ملک کے مسلمانوں میں آگ لگا دی۔ اہل اسلام کے قلوب بے چین و مضطرب ہو گئے۔ اہل اللہ اور گوشہ نشین مشائخ تک تڑپ کر میدان میں آ گئے اور ایوب آمریت پر کارکنان قضا و قدر کی طرف سے مہر زوال ثبت ہو گئی۔

## جمہوری مجلس عمل کی تشکیل اور جمعیۃ کی شرکت

جنوری ۱۹۶۹ء کے آغاز میں جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کی صوبائی کانفرنس ڈھاکہ میں منعقد ہوئی۔ مغربی پاکستان سے بھی متعدد بن نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ اس عرصہ میں ملک کی مخالف سیاسی جماعتوں نے جن میں پی، ڈی، ایم پیش پیش تھی، جمعیۃ علماء اسلام کو دعوت اشتراک دی۔

مخالف جماعتوں کی تگ و دو صرف الیکشن کی حد تک محدود تھی، اور اس کی تیاریوں کے لئے کوئی متفقہ فیصلہ کرنا چاہتے تھے۔

لیکن جمعیۃ اس نتیجہ پر پہنچ چکی تھی کہ ایوبی آمریت کے خاتمہ کے بغیر نہ جمہوریت قائم ہو سکتی ہے اور نہ اسلامی نظام کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔ اور اس آمریت کو الیکشن لڑ کر ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے تو ضروری ہے کہ انتخابات کا بائیکاٹ کیا جائے احتجاجی مہم جاری رکھی جائے اور بالغ رائے دہی کی اساس پر نئی پارلیمنٹ منتخب کی جائے جو ملک کا نیا دستور بھی وضع کرے اور اقتدار بھی سنبھالے۔

مخالف جماعتوں کے ساتھ اشتراک کی گفتگو میں جمعیۃ نے اپنے اس موقف کی وضاحت کر دی تھی، اور بتا دیا تھا کہ ایوب آمریت کے خاتمہ کی حد تک کے مقصد کی خاطر تو منفی اشتراک کیا جا سکتا ہے۔ مثبت اور پائیدار اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ ان ۲۲ اسلامی نکات کو بھی تمام جماعتیں تسلیم کریں جو بیس سال قبل ملک بھر کے ہر طبقہ خیال کے علماء نے متفقہ طور پر مرتب کئے تھے۔ اور ان نکات کی اساس پر آئندہ کا دستور و قانون مرتب کیا جائے۔

کافی بحث و تمحیص کے بعد ایوب آمریت کے خاتمہ کی جدوجہد کی منفی بنیاد پر اشتراک کا فارمولا مرتب کر لیا گیا۔ اور اس طرح جمہوری مجلس عمل کی تشکیل وجود میں آ گئی جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عمومی نے جس کے اجلاس بھی اس وقت ڈھاکہ میں ہو رہے تھے، اس کارروائی کی اجازت دی اور توثیق کی۔

## گول میز کانفرنس

اب ملک پوری طرح ہنگاموں کی گرفت میں آ چکا تھا اور ایوب حکومت کا اقتدار اپنی جگہ چھوڑنے لگا تھا چنانچہ حکومت نے مخالف جماعتوں کے ساتھ گفت و شنید کا آغاز کرنا چاہا۔ اور اس کے لئے گول میز کانفرنس کی تجویز دونوں فریقوں نے تسلیم کر لی۔

گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے جب ایجنڈا تیار کیا جانے لگا، تو جمعیۃ نے واضح کر دیا کہ اگر اشتراک کی اس منفی اساس کو قائم رکھا جاتا ہے اور ایوب آمریت کے خاتمہ تک گفتگو محدود رکھی جاتی ہے اور دوسرے مطالبات نہیں اٹھائے جاتے، تب تو جمعیۃ بھی اس حد تک محدود رہے گی۔ لیکن اگر دوسرے مطالبات بھی اٹھائے گئے تو پھر جمعیۃ اپنے بنیادی مطالبہ و مقصود یعنی اسلامی نظام کے قیام کے لئے ۲۲ اسلامی نکات کی شمولیت و تکمیل کا مطالبہ بھی کرے گی۔

چنانچہ یہ طے پا گیا کہ ۲ متفقہ مطالبات کے علاوہ ہر جماعت اپنے مطالبات بھی پیش کر سکتی ہے۔

گول میز کانفرنس منعقد ہوئی اور جمعیۃ علماء اسلام نے ان ۲۲ اسلامی نکات کے لئے آواز بلند کر دی۔ جس پر گذشتہ بیس سال سے پوری مسلمان ملت اور ہر فرقہ کے علماء متفق چلے آ رہے ہیں۔

نیز ختم نبوت کے عقیدہ کے تحفظ کے لئے مسلمان کی تعریف کو قانونی ... درجہ دینے کا مطالبہ بھی کیا۔

گول میز کانفرنس کا خاتمہ اس امید کے ساتھ ہوا کہ کم از کم اب ملک میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر آزادانہ انتخابات ہو جائیں گے۔ اور وفاقی پارلیمانی نظام کی صورت میں ایوبی آمریت سے نجات حاصل ہو جائے گی۔

## ایوبی آمریت کا خاتمہ

لیکن بعد میں چند ہی دنوں کے اندر اندر حالات در پردہ ایسا رخ اختیار کرتے چلے گئے کہ خود مسلح افواج نے پیشقدمی کر کے ایوب آمریت کو ہٹا دیا، اور حالات روبہ اعتدال آنے پر جمہوری حکومت کے قیام کے وعدہ کا اعلان کر دیا۔

اس طرح وہ ایوب اقتدار جو مارشل لاء کے دروازے سے داخل ہو کر عوام پر مسلط ہوا تھا، اسی دروازہ سے خارج کر دیا گیا۔

نئی مارشل لاء گورنمنٹ نے اپنی جن پالیسیوں کا اعلان کیا۔ اس کی روشنی میں سیاسی جماعتوں پر بالکل ہی نئی ذمہ داریاں عائد ہو گئیں۔

## عوام کے مسائل

گذشتہ ہنگاموں اور احتجاجات کے دوران یہ بات بالکل ظاہر ہو کر سامنے آ گئی تھی کہ ملک کا اصل مسئلہ عوام کا مسئلہ ہے۔ وہ بدترین اقتصادی اور معاشی مصائب میں مبتلا کر دیئے گئے ہیں اور انہیں نظام حکومت میں براہ راست کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔ جب تک ان مسائل کا حقیقی و عملی حل تلاش نہیں کیا جاتا۔ اس وقت تک نہ جمہوری اقتدار پائیداری کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے اور نہ اسلامی نظام کے قیام کے لئے ٹھوس بنیادیں فراہم ہو سکتی ہیں۔

## جمعیۃ کی پیشقدمی

چنانچہ جمعیۃ نے اس طرف توجہ دی۔ اس نے اسے ناکافی سمجھا کہ بعض وقتی اعلانات کے ذریعہ عوام سے کہہ دیا جائے کہ یہ ہمارا معاشی و اقتصادی منشور ہے۔ اس سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا بلکہ جمعیۃ نے براہ راست مسلمان عوام، کسانوں اور مزدوروں وغیرہ سے رابطہ قائم کرنے کے سلسلے کا آغاز کیا۔

## دوسری جماعتوں کو دعوت

وہ تنظیمیں جو ایک مدت سے مزدوروں و کسانوں میں کام کر رہی تھیں اور گذشتہ ۲۲ سال کی اسلام کش و سرمایہ دارانہ پالیسی سے بیزار و مایوس ہو کر دوسرے

ذرائع و نظاموں کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ جمعیۃ نے ان کو دعوت دی کہ آؤ اپنے مطالبات کو اسلام کی روشنی و رہنمائی میں مرتب کرو، اور ان کے حصول کیلئے کوشاں ہوؤ، جمعیۃ اس سلسلہ میں تمہارے ساتھ معاونت کرے گی۔

الحمدللہ جمعیۃ کی یہ آواز رائیگاں نہیں گئی، اور کسانوں و مزدوروں کے مسائل کے حل کے لئے اب تک جو سوشلزم کو ہی واحد چارہ کار بتایا جاتا رہا تھا، اور جسے کم و بیش ملک کی ہر جماعت نے اپنے سابقہ منشور میں شامل کیا ہوا تھا۔ اب جمعیۃ کی دعوت پر اسلام کی معاشی و اقتصادی ہدایات کی طرف بھی توجہ شروع ہو گئی۔

## لیبر پارٹی کے ساتھ اتحاد

پاکستان لیبر پارٹی نے جمعیۃ کی اس دعوت پر لبیک کہا۔ اس نے اپنا منشور اکابر جمعیۃ کے سامنے پیش کر دیا۔ کہ وہ اس میں اسلام کے اصول و ہدایات کے مطابق جو رد و بدل ضروری سمجھیں کر دیں۔ اور خالص اسلامی نظام کے قیام کے لئے جمعیۃ کو اپنی غیر مشروط حمایت کا یقین دلایا۔

چنانچہ اس بنیاد پر لیبر پارٹی کے ساتھ جمعیۃ کا اتحاد عمل میں آیا ہے۔

اور یہ ہی بنیاد دوسری عوامی و سیاسی پارٹیوں کے ساتھ اشتراک کے لئے جمعیۃ نے پیش کر دی۔

## جمعیۃ کی پالیسی

جمعیۃ پورے غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ کروڑوں کسانوں و مزدوروں اور محنت کاروں کو کسی غیر اسلامی نظام، لادینیت، اشتراکیت وغیرہ سے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ براہ راست ان تنظیموں و افراد کو باور کرایا جائے کہ اسلام کے ذریعہ ہی تمہارے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اور اس سے پہلے کہ لوگ سرمایہ داری و سامراج کے حامیوں سے تنگ آ کر اسلام سے ہی مایوس ہو جائیں۔ ان سب کو اسلامی نظام کے قیام کے مطالبہ پر جمع کر لیا جائے۔ چنانچہ جمعیۃ نے جوں ہی اس رخ پر کام شروع کیا۔ اس کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آنے لگے۔ اور ملک کے کروڑوں افراد، کسانوں، مزدوروں و محنت کاروں وغیرہ کی نظریں جمعیۃ کی طرف لگ گئیں

تو یہ ہے ۱۷ ماہ کے اس سیاسی سفر کی مختصر روداد جو یکم مئی ۱۹۶۸ء کو لاہور میں جمعیۃ کانفرنس کے انعقاد کے وقت سے شروع ہوا تھا۔

**دو راہا** آج ہم یقیناً ایک دوراہے پر کھڑے ہوئے ہیں کہ آیا پاکستان کے غریب مسلمان عوام جو ۱۱ کروڑ کی تعداد پر مشتمل ہوں، ان کو اور ان کے مطالبات کو لے کر اسلامی نظام کے قیام اور عوامی جمہوریت وجود میں لانے کے لئے جدوجہد جاری رکھیں۔

یا ان چند لاکھ افراد کے ہمنوا بن جائیں، جنہوں نے اسلام اور عوام کا نام لے کر ہی اسلام اور عوام کے خلاف گذشتہ ۲۲ سال میں من مانی حرکات کیں۔

ایوبی دور کے لوگ ہوں یا اس سے قبل کے ادوار کے لوگ ان سب کو اقتدار کی کرسیاں نصیب ہوئیں لیکن انہوں نے نہ تو

اسلام کے کسی حکم کو ملک میں نافذ کیا۔ نہ کسی غیر اسلامی قانون کو ختم کیا، نہ عوام کو اقتصادی و معاشی خوشحالی سے بہرہ ور ہونے دیا بلکہ سامراجیت اور سرمایہ داری کے سخت تر شکنجے میں پورے ملک کو جکڑ دیا اور بار بار تباہی کے کنارے تک پہنچا دیا۔

**وقت کا تقاضا** اس تلخ تجربہ کا بھی تقاضا ہے کہ ان پر اعتماد کرنے کے بجائے اور ان کی الزام تراشیوں سے خائف ہوئے بغیر پاکستان کے غریب مسلمان عوام مزدوروں و کسانوں اور متوسط طبقہ کے لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر اور ان کے جائز مطالبات کی ہمنوائی کر کے ایک ایسا عوامی محاذ قائم کر دیا جائے۔ جس کے بعد سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ رہ جائے کہ ملک میں:

خالص شریعت اسلامی کا نفاذ بھی عمل میں آ جائے اور اقتدار بھی مسلمان عوام کے ہاتھوں میں چلا جائے۔

تاکہ آئندہ نہ ملک میں ایسے حالات رونما ہو سکیں۔ جن کا مداوا سوائے مارشل لاء کے اور کچھ نہ ہو، نہ سوشلزم و کمیونزم کو غالب آنے کا موقعہ ملے، نہ مغربی جمہوریت کی لادینیت اپنا راستہ نکال سکے اور نہ سامراجی عناصر کو کھل کھیلنے کے مواقع حاصل ہو سکیں۔

## تبدیلیوں کا موڑ

حضرات! اس وقت ہمارا ملک نہایت اہم تبدیلیوں کے موڑ پر کھڑا ہوا ہے۔

**سامراج کے حربے** سامراجی عناصر ہر حربہ سے کام لے کر اپنے غلبہ اور مفادات کا تحفظ کرنے کے درپے ہیں۔ اسلام کے نام کو گمراہ کن طور پر استعمال کر کے اپنے طبقاتی مفادات اور اثرات کو غالب رکھنا چاہتے ہیں۔

**اشتراکیت کا خطرہ** اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے کے لئے کمیونسٹ عناصر بھی گھات لگائے ہوئے ہیں

## عرب دنیا کے نازک حالات

عرب دنیا میں تیزی کے ساتھ تبدیلیاں آ رہی ہیں یہودی خطرہ سنگین تر بن رہا ہے۔ مسجد اقصیٰ میں آتشزدگی کا واقعہ مسلمانان عالم کے لئے امریکی و مغربی سامراج کا چیلنج اور دھمکی ہے۔

**بھارتی خطرہ** بھارت پاکستان کی سرحدوں پر آج خطرہ کی صورت میں موجود ہے۔ کشمیر پر اپنے غاصبانہ قبضہ کو وہ مضبوط تر کر رہا ہے۔

اندرونی اور بیرونی خطرات و حالات کی یہ نازک و سنگین صورت حال آپ سے زبردست عزم و بھرپور جدوجہد کی طالب ہے۔ دین حق اور مسلمان عوام کو ان تمام خطرات سے باحسن طریق نکال کر صراط مستقیم پر ڈال دینا ہی وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے۔

**ضرورت** ایک وسیع تر ہمہ گیر دینی و سیاسی تنظیم کی ضرورت ہے۔ جس کا دائرہ مسلمان عوام، کسانوں، مزدوروں، طالب علموں، معمولی ملازمت و تجارت پیشہ لوگوں تک وسیع ہو۔ تاکہ مسلمان عوام کا ایک ایسا مضبوط و متحدہ محاذ تشکیل پا جائے جسے نہ سامراج و سرمایہ داریت منتشر کر سکے اور نہ سوشلزم اور کمیونزم ہلا سکے۔

مسلمانان پاکستان کی عوامی یک جہتی و قوت پر جو معیشت و معاشرت کے تمام مظالم و آلام سے پاک و صاف ہو۔ ایک پاکیزہ اسلامی معاشرہ تعمیر پا سکے اور قرون اولیٰ کا ایمانی جوش و ولولہ پیدا ہو سکے تاکہ کشمیر سے فلسطین اور اریٹیریا تک تمام دشمن اسلام قوتوں سے عالم اسلام کو نجات حاصل ہو جائے۔

آج ہم سب کو اپنی جدوجہد کے حال و مستقبل پر ان حیثیتوں اور تقاضوں کے ساتھ غور کرنا ہے اور قوم و ملت کو صحیح صحیح رہنمائی بہم پہنچانا ہے۔

آپ کی طرف قلیل التعداد مفاد پرستوں کو چھوڑ کر پاکستان کے تمام مسلمان عوام، غریبوں، مزدوروں کسانوں اور عام مسلمانوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔

**تلخ باتیں** معزز اراکین مجلس! اب آخر میں ان تلخ باتوں کا تذکرہ کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جن سے اس وقت جمعیۃ اور اس کے خدام دوچار ہیں۔

یہ بات ہر ایک پر عیاں ہے کہ باوجود آزادی حاصل کر لینے کے ملک پر برطانوی دور کے پروردہ طبقوں کا ہی غلبہ رہا ہے۔ نظم و نسق، سیاست اور اقتصادیات تینوں ہی شعبے شروع سے آج تک ان طبقوں کے ہی ہاتھوں میں چلے آ رہے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سامراجی اثرات یہاں گہرے ہو گئے ہیں اور حقیقی اسلامی تبدیلیوں کی راہ میں ان اثرات نے زبردست رکاوٹیں کھڑی کر دی ہیں۔

سامراجی اثرات کے ردعمل سے یہاں اشتراکی ذہن نے بھی جگہ بنانا شروع کر دی ہے۔

اس نئے خطرہ کو بڑھتا ہوا دیکھ کر اور ضروری ہو گیا ہے کہ سامراجی اثرات جلد سے جلد ختم کر کے، اسلامی تبدیلیاں لائی جائیں۔ تاکہ اشتراکی ذہن اپنے پیر مضبوطی کے ساتھ نہ جما سکے۔

اس کے ساتھ ہی جن طبقوں میں اشتراکی ذہن کے پھیل جانے کا زیادہ امکان ہے۔ ان سے براہ راست رابطہ قائم کر کے اسلامی تبدیلیوں کے لئے انہیں بھی آمادہ و تیار کیا جائے۔

چنانچہ جمعیۃ علماء اسلام نے جونہی اس پالیسی پر عمل شروع کیا۔ تمام سامراج دوست قوتیں اس کے خلاف صف آرا ہو گئی ہیں۔ اور اس پالیسی پر عمل پیرا رہنے

سے باز رکھنے کے لئے ان طاقتوں نے ہر حربہ سے کام لیا ہے اور لے رہی ہیں

## جمعیۃ کے خلاف الزام تراشیاں

حتیٰ کہ جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے اکابر کے خلاف جھوٹی الزام تراشیاں بھی شروع کر دی گئی ہیں۔

کانگرسی اور ہندو دوستی کے فرسودہ الزامات کے علاوہ یہاں تک جھوٹ بولا گیا ہے کہ:۔

—— جمہوری مجلس عمل کی تشکیل کے وقت جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندوں کے ڈھاکہ جانے کے اخراجات کی ادائیگی محمود علی قصوری نے کی۔

—— سوشلسٹوں کے ساتھ جمعیۃ کے خفیہ روابط ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ ایسی تمام باتیں صریحاً کذب بیانی پر مبنی ہیں اور چونکہ پروپیگنڈے کے ۹۹ فیصدی وسائل کم از کم مغربی پاکستان میں اس کیمپ کے پاس ہی ہیں۔ اس لئے ہر جھوٹ کو مختلف انداز میں بنا سنوار کر پھیلانے کی کوششیں کی جاتی رہتی ہیں۔ اس صورت میں ہم لعنت اللہ علی الکاذبین کہہ کر ہی ان کا جواب دے سکتے ہیں۔

## جمعیۃ ۲۲۔ اسلامی نکات کا نفاذ چاہتی ہے

ورنہ ہم اسلامی نظام اور ان ۲۲۔ اسلامی نکات کے ہنوز علمبردار چلے آرہے ہیں۔ جنہیں بیس سال قبل ملک کے جید اور افضل ترین علماء و ہر مکتب خیال کے نمائندوں نے ترتیب دیا تھا، اور جس کے داعی مولانا احتشام الحق صاحب تھے

## جمعیۃ کے مخالفین ۲۲۔ اسلامی نکات کا نام تک نہیں لیتے

ہم تو اس موقف پر ابھی تک قائم ہیں۔ لیکن جمعیۃ کے مخالفین ان ۲۲ نکات کو پس پشت ڈال چکے ہیں۔ مگر جمعیۃ کو سوشلزم کے اتہام سے نواز رہے ہیں۔

حتیٰ کہ جمعیۃ علماء اسلام کے نام سے ہی جمعیۃ کی مخالفت کیلئے ایک نئی جمعیۃ تشکیل کر کے کھڑی کر دی گئی ہے

## سوشلزم کے نام سے جمعیۃ کی مخالفت

سامراجی کیمپ اور ہمارے یہ مہربان علماء نام تو سوشلزم کی مخالفت کا لیتے ہیں۔ لیکن مخالفت کی ساری گاج جمعیۃ علماء پر ٹوٹتی ہے۔

## اتحاد کی گفتگو

حالانکہ ہم نے علانیہ سوشلزم سے اختلاف کا اظہار کیا۔ حتیٰ کہ حال ہی میں جب مشرقی پاکستان کے علماء کی دعوت و اصرار پر ہم باوجود میرے شدید بیمار ہونے کے بغرض مصالحت کراچی گئے، تو ہم نے کہا کہ سوشلزم سے متعلق آپ جو بھی فتویٰ مرتب کریں اور ترتیب دیں، ہم اس پر دستخط کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم قطعاً سوشلزم کے حق میں نہیں ہیں۔ لیکن ان کا اصرار یہ رہا کہ ہم مزدوروں،

کسانوں اور عوام میں کام نہ کریں اور جمعیۃ کی پالیسی ان کے حکم کے مطابق ترتیب دیا۔

## غلط دباؤ

یہ بات قبول کرنا جمعیۃ کی اسلامی شورائیت کے اصول کے قطعی خلاف تھا، پالیسی بنانا اور کوئی حکم نافذ کرنا تو جمعیۃ کی اس باڈی کا کام ہے جو پورے ملک کے ارکان کی منتخب شدہ و نمائندہ ہے اور اس وقت یہاں موجود ہے۔

## معاهده

اس طرح بات آگے نہ بڑھ سکی۔ تاہم طے پایا کہ اپنی اپنی جگہ دونوں فریق کام کرتے رہیں۔ لیکن ایک دوسرے کے خلاف کچھ نہ کہیں۔ ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

## معاہدہ کی خلاف ورزی

مگر ابھی اس معاہدہ کی سیاہی خشک نہیں ہوئی تھی کہ دوسرے دن سے ہی ہمارے خلاف مولوی متین صاحب کراچی سے لے کر مولانا احتشام الحق مفتی محمد شفیع اور مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب، وغیرہ تک نے بیانات دینا شروع کر دیئے۔ جنہیں آپ سب اس ماہ کے اخبارات میں ملاحظہ فرماتے رہے ہوں گے۔

## گٹھ جوڑ

حتیٰ کہ لاہور پہنچ کر مودودی جماعت اور مودودی جماعت کے حامی گروپوں کے ساتھ مل کر جو محاذ بنایا گیا اور اس میں تقریریں کی گئیں۔ ان میں مخالفت کا سارا زور جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف صرف کیا گیا۔

## حرف آخر

یہ ہیں موجودہ حالات اور گذشتہ سال کا پورا سیاسی پس منظر جسے میں نے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ اس سب کو سامنے رکھ کر آپ نے مستقبل کے لئے نہایت اہم فیصلے کرنا ہیں۔

ملک میں سیاسی بے چینی پھر تیز ہو رہی ہے، منزل پھر گم ہے، اور ایوبی دور کے آخری وقت کے حالات سے زیادہ سنگین حالات پیدا کرنے کی سازشیں اور کوششیں ہو رہی ہیں۔

ان حالات میں ملک کے مسلمان عوام اور غریب مسلمان کسی ایسی رہنمائی کے منتظر ہیں جو اسلام کی عظمت و بالادستی کو قائم کرے، اور سامراجیت کے چنگل سے نجات دلا کر اشتراکیت کے نفوذ کے خطرہ سے ملک و ملت کو بچالے۔

آج اس مقصد تک پہنچنے کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح اور بہتر فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہمیں اپنے بزرگ اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی استقامت نصیب کرے۔ اور اسلام، ملت و ملک کی حقیقی خدمت ہم انجام دے سکیں۔

---

خط و کتابت کرتے وقت
اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں۔ (ادارہ)

## مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام اور جمعیۃ علماء اسلام

## جہلم کا سالانہ جلسہ

مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد و دستار بندی مورخہ ۱۰، ۱۱ —— اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ، ہفتہ ہو رہا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کے لئے آخری اجلاس مورخہ ۱۲۔ اکتوبر و نصف ہے۔

پہلا اجلاس مورخہ ۱۰۔ اکتوبر بروز جمعہ بعد از نماز عشاء شروع ہوگا۔ جلسے میں درج ذیل اکابرین ملت و علماء کرام شرکت فرما رہے ہیں:۔

(۱) حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام۔
(۲) جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
(۳) حضرت پیر خورشید احمد شاہ صاحب خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مدنی رح (قصبہ عبدالحکیم)
(۴) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری (ملتان)
(۵) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ شیخ الاسلام مولانا مدنی رح چکوال۔
(۶) حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب ایم اے لاہور
(۷) حضرت مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی۔
(۸) حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحب لاہور
(۹) حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب دوڈمیلی
(۱۰) حضرت مولانا نذیر اللہ خاں صاحب گجرات
(۱۱) حضرت مولانا حافظ خالد محمود صاحب لاہور
(۱۲) حکیم مختار الحسینی صاحب لاہور
(۱۳) حضرت مولانا حافظ محمد طیب صاحب اچھرہ لاہور

شعراء کرام:۔
سید امین گیلانی۔ حفیظ جالندھری، غلام محمد چکوالی حافظ حبیب احمد عمر۔ صوفی عبدالحمید تلہ گنگ۔



## اظہار تعزیت

حضرت مولانا محمد اجمل صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال کے صاحبزادہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ جمیع احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل اور بچے کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (قاری محمد شریف قصوری لاہور)

## ترجمانِ اسلام کے ایجنٹ حضرات سے

# گذارش

ہمارے بعض ایجنٹ حضرات پرچے زائد کرنے میں ماہر ہیں، لیکن رقم بھیجنے میں بہت سستی اور غفلت سے کام لیتے ہیں، وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کاغذ کا خرچ کیسے پورا ہوگا۔ طباعت اور بائینڈنگ کا خرچ کون برداشت کرے گا، ڈاک خرچ اور دیگر متفرق اخراجات کہاں سے پورے کئے جائینگے۔ ہمارے ایجنٹ حضرات ان تمام اخراجات سے بے پرواہ ہو کر رقم روک لیتے ہیں، جس کی وجہ سے ادارہ ترجمان اسلام کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ان ایجنٹ حضرات میں بعض ذمہ دار حضرات بھی شامل ہیں جو ترجمان اسلام کی رقم روکے ہوئے ہیں۔ یہ ایک دینی اور مذہبی جریدے سے سراسر ظلم ہے۔ وہ رقم روک کر جمعیۃ کی خدمت نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ اس طرح حق و صداقت کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں۔

ادھر یہ حالت ہے کہ پرچہ کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے اخراجات بھی برابر بڑھ رہے ہیں۔ اگر ایجنٹ حضرات کی طرف سے یہی صورت حال جاری رہی تو ادارہ پرچہ کی اشاعت میں کمی کرنے پر مجبور ہوگا، اور حق و صداقت کی اس آواز کو دبانے کی ذمہ داری ان ایجنٹ حضرات پر عائد ہوگی۔ جو رقم روک رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان نادہند ایجنٹ حضرات کو پھر متنبہ کرتے ہیں کہ خدارا وہ اپنی روش بدلیں اور رقم دس دن کے اندر اندر ارسال کر دیں، ورنہ ہم بلا لحاظ شخصیت ان کے نام ترجمان اسلام میں شائع کرنے پر مجبور ہوں گے

## حضرت امیر مرکزیہ کی ہدائت

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم نے ہدائت فرمائی ہے کہ ترجمان اسلام کے صفحات پر آئندہ نظموں کی اشاعت روک دی جائے اور ان کی جگہ دینی اور سیاسی نثری مضامین کا اضافہ کیا جائے اور جمعیۃ کی پالیسی کو واضح تر کرنے کی کوشش کی جائے۔　　(ادارہ)

## قاضی غیاث الدین جانباز کی والدہ کا انتقال

قاضی غیاث الدین جانباز نمائندہ "امروز" مقیم ٹوبہ ٹیک سنگھ کی والدہ ماجدہ ۲۰ ستمبر کو یہاں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور تہجد گذار خاتون تھیں۔

جمعیۃ علماء اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ نے ایک تعزیتی قرارداد کے ذریعہ قاضی غیاث الدین جانباز سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور خدا سے دعا کی ہے کہ وہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین!

ادارہ ترجمان اسلام جناب قاضی صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

## جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

کی تمام شاخوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ فوری طور پر مرکز سے رابطہ قائم کریں۔

منجانب۔ محمد اسلوب قریشی ناظم اعلیٰ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان مسجد رحمانیہ عبدالکریم روڈ ــــ لاہور

## ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کا دورہ

بھاکراں والی۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد سعید ہزاروی ایک دن کے جماعتی دورہ پر تشریف لائے اور جامع مدرسہ ظہیر الاسلام میں جمعیۃ کے مقامی کارکنوں کے ایک اجلاس سے خطاب کیا اور عہدہ داران کے جدید انتخاب کی نگرانی کی۔ مقامی جمعیۃ کے نئے عہدہ دار حسب ذیل منتخب ہوئے۔

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا محمد یامین مہتمم مدرسہ ظہیر الاسلام |
| نائب امیر اول | جناب سلام الدین صاحب |
| " " دوم | جناب دین محمد صاحب |
| ناظم اعلیٰ | جناب محمد اقبال صاحب |
| ناظم | حاجی غلام حسین صاحب |
| سالار | حاجی صابر علی صاحب سابق فوجی |

اس کے علاوہ "مجاہدین قدس" میں بے شمار نوجوانوں نے اپنے نام لکھوائے۔

(ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ)

## مدرسہ منبع العلوم نیو سعید آباد (رجسٹرڈ) کی

# اپیل

یہ ایک دینی درسگاہ ہے، صرف اہل خیر حضرات کے تعاون سے جاری ہے۔ اس وقت مدرسہ کی مالی حالت کمزور ہے نیز موجودہ کمرے خستہ حالت میں ہیں اور طلباء کے لئے ناکافی بھی ہیں۔ اس لئے تعمیر نو کی اشد ضرورت ہے۔ اہل خیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے وہ مقدور بھر حصہ لیں۔ کمرہ بنانے یا اینٹ وغیرہ سامان تعمیر عنائت فرما کر اجر دارین حاصل کریں۔

العارض۔ عبدالقیوم خارانی مہتمم منبع العلوم (رجسٹرڈ) ٹنڈو آدم۔ ضلع حیدر آباد سندھ

# مراسلات

## محکمہ تعلیم توجہ کرے

ذیل میں ایک مظلوم معلمہ کا مکتوب شائع کیا جا رہا ہے۔ اس مکتوب سے محکمہ تعلیم کے بعض غیر ذمہ دار افسران کی بے جا اور ظالمانہ کارروائیوں کا افسوسناک پہلو سامنے آجاتا ہے۔

مسلمان لڑکیوں کے لئے اعلیٰ تعلیم کس طرح ایک مصیبت بن جاتی ہے اور وہ باعزت روزگار کے حصول اور اسے قائم رکھنے میں کس طرح ناکام رہتی ہیں۔ یہ مکتوب اس امر کی بھی عبرتناک مثال ہے۔

اس کے ساتھ ہی جب یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک غریب گھر کی لڑکی صرف غریب ہونے کی وجہ سے باوجود اعلیٰ تعلیم کے محکمہ تعلیم میں بھی کوئی اچھی، باعزت اور مستقل جگہ حاصل نہیں کر سکتی اور مسلسل محکمہ کے افسران کی بے التفاتی کا شکار بنتی چلی جا رہی ہے تو سوائے "ماتم یک شہر آرزو" کے اسے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ہم محکمہ تعلیم کے ذمہ دار حضرات سے گذارش کریں گے کہ معلمہ موصوفہ کی شکایات و مشکلات کی طرف فوراً توجہ دی جائے اور ایک ایم اے بی ایڈ معلمہ کو اس کے شایان شان جگہ کسی مقامی کالج یا ہائی سکول میں اسے مستقل کیا جائے۔

کم از کم ایسی ناانصافیاں و بدعنوانیاں محکمہ تعلیم میں تو نہیں ہونی چاہئیں۔

(ترجمان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا رسالہ اور آپ کے تمام حضرات کا اسلام سے اور غریبوں مسکینوں سے خصوصی اللہ کے لئے تعلق ہے۔ براہ کرم میری گذارشات درج ترجمان فرما کر مشکور فرمائیں تاکہ ذمہ داران تعلیم فدویہ کے حالات سے باخبر ہو جائیں۔

فدویہ یتیم ہے۔ میں تین برس کی تھی کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ میرے والد ماجد عربی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول تھے۔ میرا ایک مسکین اور فقیر چچا امیر علی صاحب قریشی نے میری پرورش کی۔ جب میں نے میٹرک فسٹ ڈویژن میں پاس کیا، تو پھر جناب خان بہادر شیخ رشید احمد خاں صاحب سابق سیکرٹری گورنر کے اخلاص اور کوشش کی بدولت اللہ کے فضل و کرم سے ۱۹۶۷ء میں میں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات فرسٹ ڈویژن پاس کیا۔ پھر شوق یہ تھا کہ ملازمت کروں اور اپنے علم سے دوسروں کو مستفیض کروں اور دوسروں کے علم سے خود مستفیض ہوں۔ پھر درخواست ملازمت برائے لیکچرار کے تحریر کی گئی۔ جس پر استاد المکرم حضرت علامہ علاؤالدین صاحب صدیقی چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے پرزور سفارش فرمائی۔ اور خان بہادر کو اللہ تعالیٰ کامیابی دارین سے نوازیں۔ انہوں نے بہت دوڑ دھوپ فرمائی۔ جس پر ملک عبداللطیف خاں صاحب سابق سیکرٹری تعلیم نے سفارش فرماتے ہوئے ڈائرکٹر کو مورخہ ۴/۱۲/۶۷ کو آرڈر لکھا۔ اسی وقت چچا بزرگوار ڈائرکٹر سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب کو ملے۔ جناب شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ جب لیکچرار کی جگہ خالی ہوگی مل جائے گی۔ ان کا نام لیکچرار کی فہرست درج رجسٹر ۱۲ پر کیا گیا ہے۔ سردست ان کو ایک سال کے لئے پاکپتن تعینات کیا جاتا ہے۔ اس دوران میں بی ایڈ پرائیویٹ بھی کرے گی۔ اگر لیکچرار میں جگہ نہ ہوئی، تو پھر کسی اسکول میں مستقل کر دیا جائے گا۔ چٹھی نمبر ۱-۱۷/۴۷۴۴/۵۰ مورخہ ۶/۱۲/۶۷ کو آرڈر لے کر چچا بزرگوار لاہور سے ملتان آئے اور مجھے پاکپتن لے گئے۔ اور میں ۹/۱۲/۶۷ کو چارج لے لیا۔ مگر امتحان خداوندی کہ تین ماہ نہیں گذرنے پائے تھے کہ شیخ منورالدین صاحب نے آرڈر ۴/۲۰/۱۴۴ مورخہ ۱۲/۱/۶۸ کو لے، ڈی آئی بنا کر ملتان بھیج دیا۔

میں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ ٹیچرس ہی لگاؤ کیونکہ بغیر اس کے بی ایڈ کا امتحان پرائیویٹ دینا دشوار ہے۔ درخواست لکھ کر ڈویژنل انسپکٹرس صاحبہ ملتان کو دی گئی اور ان کی نقول ڈائریکٹرس صاحبہ ڈپٹی ڈائرکٹر صاحب اور ڈائرکٹر صاحب لاہور کو بھجوائی گئیں۔ مگر جواب آج تک نفی میں رہا۔ اس پر بھی شیخ منورالدین نے بس نہ کیا بلکہ ستمبر ۱۹۶۸ء کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا اور جان بوجھ کر بریک دلوائی۔ پھر بیسیوں درخواستیں دی گئیں، اور پچاسیوں چکر لاہور کے چچا بزرگوار نے لگائے۔ اور شیخ منورالدین صاحب کے متعلق تحریری اور تقریری معاملہ سیکرٹری تعلیم لاہور کے آگے رکھا۔ ملک عبداللطیف صاحب سابق سیکرٹری تعلیم لاہور کی کوشش کے بدولت فدویہ کو چٹھی نمبر ۵۰۲۹/R مورخہ ۲۰/۹/۶۸ کو آرڈر ملا اور میں مظفرگڑھ چلی گئی۔ اور وہاں چارج لے کر کام شروع کر دیا۔ چند دن گذرنے کے بعد مجھے دوسرا آرڈر چٹھی نمبر ۱۵۵۹۸/R مورخہ ۲۱/۱۰/۶۸ کو ملازم رڈر لے کر فدویہ ملتان آگئی، اور مورخہ ۲۴/۱۰/۶۸ قبل از دوپہر گورنمنٹ ہائی سکول ۲ ملتان میں سیکنڈ مسٹرس کے عہدہ پر تعینات ہوئی۔

جناب چچا بزرگوار سے شیخ منورالدین صاحب نے فرمایا کہ یہ دو سال کی پوسٹ ہے۔ جبکہ آٹھ ماہ بھی گذرنے نہیں پائے تھے اور جولائی ۱۹۶۹ء میں اسکول بند ہو چکے تھے۔ گرمیوں کی چھٹیاں تھیں۔ شیخ منورالدین نے چھٹیوں کے دوران میں ہیڈ مسٹرس مس نواز صاحبہ کو ٹیلی فون پر حکم فرمایا کہ مس نسیم اختر قریشی سے فوراً چارج لے لیا جائے۔

اب آخر میں گذارش یہ ہے کہ درخواست نمبر E/۱۰۵۵۱W مورخہ ۱۴/۷/۶۹ جس پر ہیڈ مسٹرس مس نواز نے فدویہ کی پرزور سفارش لکھی اور اس پر ڈویژنل انسپکٹرس نے بھی لکھا۔ اسی کی نقل چچا بزرگوار لے کر ۲۵/۷/۶۹ کو لاہور لے گئے۔ ملک عبداللطیف صاحب سیکرٹری نے بھی نوٹ لکھے۔ پھر چچا بزرگوار یہی درخواست خان بہادر شیخ رشید احمد خاں صاحب کی ہمراہی میں جناب ڈائرکٹر میاں نامدار خاں صاحب ریجن لاہور سے ملے۔ سیکرٹری عبداللطیف صاحب کا چٹ اور حوالہ بھی دیا اور چٹھی بھی دی۔ اور سیکرٹری صاحب نے میاں نامدار خاں کو ٹیلی فون بھی کیا تھا۔ میاں نامدار خاں صاحب نے وعدہ فرمایا کہ تم ملتان چلے جاؤ، میں نے مس نسیم اختر قریشی ٹیچرس کے آرڈر گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ۱ ملتان میں کر دیئے ہیں۔ تین چار دن تک ملتان تقرری کے آرڈر پہنچ جائیں گے۔ چچا بزرگوار ۲۹ جولائی کو ملتان چلے گئے۔ تقرری کے آرڈر آج تک نہیں آئے۔ چچا صاحب نے ڈائرکٹر نامدار خاں صاحب کو تین تاریں، سات جوابی خطوط رجسٹری کئے۔ لیکن جواب ندارد۔

ستمبر کے پہلے ہفتے میں چچا بزرگوار نے سابق سیکرٹری صاحب کو لاہور فون کیا تھا۔ صاحب موصوف نے جواب دیا۔ میں اب کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے جو کچھ کرنا تھا بہت کچھ کیا۔ میں نے یتیم کو چارج دے دیا۔ اور ڈائرکٹر صاحب جواب نہیں دیتے۔

فدویہ نے اب اللہ کے فضل سے بی ایڈ کا امتحان بھی دے دیا ہے۔ اسکول ۱ ملتان میں ایڈیشنل پوسٹ خالی ہے۔ اور مس نواز بھی نہایت نیک سیرت ہیں۔ مجھے یہاں تعینات کیا جائے۔ یا کسی شہر میں لیکچرار کی پوسٹ دی جائے۔ میں افسران بالا تعلیم سے درخواست کرتی ہوں کہ خدا کے لئے مجھے شیخ منورالدین کے رحم و کرم پر نہ چھوڑا جائے۔ اب میری درخواست E/۱۰۵۵۱W مورخہ ۱۴/۷/۶۹ کا جواب دیا جائے۔

(مس نسیم اختر قریشی ایم اے اسلامیات بی ایڈ فرسٹ ڈویژن، ۱۳ ڈی ممتاز آباد ملتان)

مورخہ ۲۴/۹/۶۹

---

## مدرسہ علوم الشرعیہ جھنگ صدر کا سالانہ جلسہ

۵، ۶، ۷ شعبان ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۷، ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ ہفتہ، اتوار ہو رہا ہے۔

حضرت مولانا شیخ الحدیث مفتی محمود صاحب ملتان۔ حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد سرفراز خان صفدر گوجرانوالہ۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور دیگر اکابرین ملت خطاب فرمائیں گے۔

احقر سید صادق حسین غفرلہ مہتمم مدرسہ

## انتقال پر ملال

حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم اے کے نانا عنایت اللہ خاں کا انتقال ہو گیا ہے۔ ادارہ ترجمان قارئین سے ان کی مغفرت کی دعا کی درخواست کرتا ہے۔

# ۲۲ اسلامی نکات

درج ذیل نکات وہ ہیں جنہیں ۱۹۵۲ء میں پاکستان کے جید علماء اور تمام فرقوں کے نمائندگان نے مرتب کر کے دستور پاکستان کی اساس بنانے کے لئے پیش کیا تھا۔ جمعیۃ علماء اسلام نے اپنے منشور میں بھی ان نکات کو شامل کیا ہے، اور وہ شروع سے ہی ان نکات کو شاملِ دستور کرنے کا مطالبہ کرتی چلی آ رہی ہے۔

(۱) ـ اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

(۲) ـ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا، نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جا سکے گا، جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

(تشریحی نوٹ) اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں گے۔

(۳) ـ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

(۴) ـ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ کتاب و سنت کے بتلائے ہوئے معروفات کو قائم کرے منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلام کے احیاء و اعلاء اور مسلّمہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

(۵) اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رشتۂ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

(۶) ـ مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی۔ جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگار ہوں۔ بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعیٔ اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

(۷) ـ باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو، آزادیٔ مذہب و مسلک، آزادیٔ عبادت، آزادیٔ ذات، آزادیٔ اظہار رائے، آزادیٔ نقل و حرکت، آزادیٔ اجتماع، آزادیٔ اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارات سے استفادہ کا حق۔

(۸) ـ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سندِ جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا۔ اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی و فیصلۂ عدالت کوئی سزا نہ دی جائیگی۔

(۹) ـ مسلّمہ اسلامی فرقوں کو حدودِ قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے۔ اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہیں کے قاضی یہ فیصلے کریں گے۔

(۱۰) ـ غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدودِ قانون کے اندر مذہب، عبادت، تہذیب، ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

(۱۱) ـ غیر مسلم باشندگانِ مملکت سے حدودِ شریعت کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہیں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوقِ شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے۔ ان میں غیر مسلم باشندگانِ ملک اور مسلم باشندگانِ ملک برابر کے شریک ہوں گے۔

(۱۲) ـ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے، جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمایندوں کو اعتماد ہو۔

(۱۳) ـ رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

(۱۴) ـ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی۔ یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب نمایندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض سرانجام دے گا۔

(۱۵) ـ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

(۱۶) ـ جو جماعت رئیسِ مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی۔ وہ کثرت آراء سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

(۱۷) رئیسِ مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا۔ اور قانونی مؤاخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

(۱۸) ارکان و عمالِ حکومت اور عام شہریوں کے لئے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

(۱۹) محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئت انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

(۲۰) ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکتِ اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

(۲۱) ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی، جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا۔ مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

(۲۲) دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

## ۱- ۲۲ اسلامی نکات پر مبنی اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ

یہ اجلاس اپنے اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم ہوگا اور شرعی اقدار نافذ کی جائیں گی اس سلسلہ میں یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تمام فرقوں کے متفقہ ۲۲ نکاتی اسلامی خاکہ پر اسلامی نظام کے قیام کا اعلان کرکے چھ ماہ کے اندر اسلامی آئین مرتب کرنے اور نافذ کرنے کا انتظام کرے۔

## ۲- فواحش و منکرات پر پابندی کا مطالبہ

یہ اجلاس صدر یحییٰ خاں صاحب کے اسلامی اعلانات کی قدر کرتے ہوئے توجہ دلاتا ہے کہ باوجود ان اعلانات کے ملک بھر میں غیر مہذب لٹریچر، ننگی تصاویر اور فحش امور کی اشاعت اور درآمد جاری ہے۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت ان منکرات کو فوراً بند کرکے مسلمانوں کے دینی جذبات کا احترام کرے۔

## ۳- یہود اور یہود نواز امریکہ سے مقاطعہ کرنے کا مطالبہ

یہ اجلاس مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد اقصیٰ کے شہید کرنے کو یہود کی کمینہ حرکت اور ستر کروڑ مسلمانان عالم کی غیرت کو چیلنج قرار دیتا ہے اور پاکستان نیز تمام مسلم دول سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ یہود اور یہود نواز امریکہ سے سفارتی و تجارتی تعلقات منقطع کریں۔

یہ اجلاس غیور پاکستانیوں سے بھی اپیل کرتا ہے کہ یہودی اسباب کا مکمل بائیکاٹ کریں، اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان میں یہودیوں کی جو جائیداد ہے اسے ضبط کر لیا جائے۔

## ۴- بھارت کے مسلمانوں کو ہندوؤں کے مظالم سے نجات دلانے کا مطالبہ

یہ اجلاس بھارتی مسلمانوں پر ہندوؤں کے انسانیت سوز مظالم اور احمد آباد گجرات کاٹھیاواڑ وغیرہ مقامات پر ہونے والے حالیہ مسلمانوں کے قتل عام پر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی خاطر تمام مواعید و معاہدات پر عمل کرانے کے لئے پورا زور لگائے۔ یہ اجلاس رباط میں مسلم سربراہ کانفرنس میں صدر یحییٰ خاں کے اقدامات کی تحسین کرتا ہے۔ اور یہ واضح کرتا ہے کہ اسلام و اہل اسلام کے تحفظ کی ضمانت صرف اسلام کو مکمل طور پر اپنانے اور قوم کو مجاہد بنانے سے ہی ہو سکتی ہے۔

## ۵- عربوں کے خلاف پروپیگنڈے کی مذمت

یہ اجلاس پاکستان کے اندر مودودی پارٹی اور دیگر امریکی ایجنٹوں کے اس کردہ پروپیگنڈے کی شدید مذمت کرتا ہے جو وہ عربوں کے خلاف مسلسل کر رہے ہیں اور جس کے نتیجہ میں یہود اور یہود نواز امریکی سامراج کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔

## ۶- بیت المقدس کی آزادی کے لئے جہاد کی تیاری کا مطالبہ اور مجاہدین قدس کے دستے تیار کرنے کی اپیل

یہ اجلاس اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ بیت المقدس کو یہود کے ہاتھوں سے آزاد کرانے کے لئے جہاد فرض ہے اس کے لئے پاکستان بھر میں مجاہدین قدس کے نام پر مسلمان نوجوانوں کی تنظیم نہایت ضروری قرار دیتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان مجاہدین کو گوریلا جنگ کی تربیت دے کر مجاہدین الفتح کی رفاقت میں جہاد کی اجازت دے۔

نیز یہ اجلاس تمام اہل اسلام اور جمعیۃ کی تمام شاخوں اور علماء سے اپیل کرتا ہے کہ وہ جا بجا مجاہدین قدس کی بھرتی کریں اور محلہ وار و علاقہ وار حلقے قائم کرکے ان کے سالار مقرر کئے جائیں اور ہفتہ وار یا پندرھواڑہ اجلاس منعقد کئے جائیں ان کو جہاد کی ترغیب دی جائے اور یہود کے حالات، عالمی سیاست سے واقف کیا جائے اور ساتھ ہی فنڈ کا باقاعدہ انتظام کیا جائے۔

## ۷- جھنگ میں فرقہ وارانہ فسادات پر اظہار تشویش

کل پاکستان مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عمومی کا یہ اجلاس جھنگ شہر کے اندر فرقہ وارانہ فساد پر دلی رنج و قلق کا اظہار کرتا ہے اور محمد صدیق نامی مسلمان کو گھر کے اندر جا کر ذبح کر دینے اور پھر مبینہ قاتل کا سراغ نہ دینے پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اور ان واقعات کو ملک کے امن و امان اور سلامتی کے لئے خطرناک تصور کرتے ہوئے حکومت پاکستان اور خصوصاً گورنر مغربی پاکستان سے انصاف اور متعلقہ افسران کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ کرتا ہے۔

## ۸- تعلیم کے مسئلہ پر مشرقی پاکستان میں برپا شدہ فسادات پر تشویش کا اظہار

حکومت کی اعلان کردہ تعلیمی پالیسی پر مشرقی پاکستان میں جو فسادات برپا ہوئے ان پر یہ اجلاس شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک کی تعلیم خالصتاً اسلام کی بنیاد پر ہو۔

نیز لادینی تعلیم کے دلدادوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت پر واضح کرتا ہے کہ اس ملک میں مسلمان لادینی تعلیم کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔

## ۹- مشرقی پاکستان میں سیلابوں کی روک تھام کے مستقل انتظام کا مطالبہ

مشرقی پاکستان میں سیلاب کی روک تھام کے لئے "کروگ مشن" کی رپورٹ پر عمل درآمد کرنے کا یہ اجلاس پرزور مطالبہ کرتا ہے۔

# قراردادیں

احمد حسین کمالی ناظم مرکزی دفتر
کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
بیرون لوہاری دروازہ ملتان

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء میں مکمل اتفاق رائے سے درج ذیل قراردادیں منظور کیں۔ اجلاس میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے نمائندوں کی مکمل حاضری تھی۔

## اسماء گرامی شرکاء اجلاس مجلس عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

جمعہ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۹ء سے سرگودھا میں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عمومی و مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جو تین دن جاری رہ کر ۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء کو مغرب کے وقت ختم ہوا۔ اس اجلاس میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے تمام نمائندگان شریک ہوئے جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔ خصوصی دعوت پر شامل ہونے والے حضرات کے نام بھی شامل ہیں۔

### مرکزی عہدہ داران

۱- حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد عبداللہ درخواستی امیر مرکزیہ خانپور
۲- حضرت مولانا شیخ بشیر احمد صاحب بھاگا نائب " سلہٹ
۳- حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور " " لاہور
۴- حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی " ملتان
۵- " " عبدالواحد صاحب " گوجرانوالہ
۶- " " عارف ربانی صاحب مشرقی پاکستان بوجہ بیماری تشریف نہ لا سکے۔

### مشرقی پاکستان

۷- حضرت مولانا شیخ محمد عبدالکریم صاحب سلہٹ مشرقی پاکستان
۸- پیر محسن الدین خاں صاحب ڈھاکہ "
۹- حضرت مولانا ابوالحسن صاحب جیسور "
۱۰- حضرت مولانا معتصم باللہ میمن شاہی "
۱۱- مولانا محی الدین خاں صاحب ڈھاکہ "
۱۲- مولانا جلال الدین صاحب میمن شاہی "
۱۳- حضرت مولانا ریاست علی صاحب سلہٹ "
۱۴- " " مظہر الحق صاحب کملا "
۱۵- " " محمد اشرف علی " سلہٹ "
۱۶- " " محمد امین الدین " " "
۱۷- " " دلاور حسین " کمیلا "
۱۸- " " عبدالنور " "
۱۹- " " حافظ ذاکر احمد " چاٹگام "

۴- حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی ڈھاکہ

### مغربی پاکستان

۲۰- حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی راولپنڈی
۲۱- " " سید گل بادشاہ صاحب مردان
۲۲- " " حبیب اللہ فاضل جالندھری ساہیوال
۲۳- " " قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی
۲۴- " " عبدالحق صاحب ٹانک
۲۵- حضرت مولانا محمد عمر صاحب لدھیانوی ٹوبہ ٹیک سنگھ
۲۶- پیر مبارک شاہ صاحب مردان
۲۷- حضرت مولانا لطف الرحمٰن صاحب "
۲۸- حضرت مولانا عبدالحکیم " راولپنڈی
۲۹- حضرت مولانا قاری عبدالسمیع " سرگودھا
۳۰- خان غلام قادر خاں " رحیم یار خان
۳۱- حضرت مولانا محمد رمضان " میانوالی
۳۲- حضرت مولانا عبدالکریم صاحب بیر شریف ضلع اٹک
۳۳- " " محمد شریف " منچن آباد
۳۴- " " محمد اسماعیل " کراچی
۳۵- " " محمد اکرم " لاہور
۳۶- " " غلام محمد " خیرپور
۳۷- " " سید احمد شاہ " جیکب آباد
۳۸- " " غلام مصطفیٰ " بہاولپور
۳۹- " " عبدالحلیم " جھنگ
۴۰- " " بشیر احمد " رحیم یار خان
۴۱- " " عبدالعلیم " لائلپور
۴۲- " " تاج الدین بسمل " پڈعیدن
۴۳- " " خان محمد " کندیاں شریف
۴۴- " " ضیاء القاسمی " لائلپور
۴۵- " " عزیز اللہ " سکھر
۴۶- " " سید شاہ احمد شاہ " تلمبہ ضلع ملتان
۴۷- " " لقمان " علی پور
۴۸- " " محمد سعید " سرگودھا
۴۹- " " محمد یوسف " بہاولنگر
۵۰- " " حاجی کرامت اللہ " حیدرآباد
۵۱- " " عبدالقدوس صاحب مردان
۵۲- " " رشید احمد سیالوی " کنڈکوٹ
۵۳- " " غلام رسول " میانوالی
۵۴- " " قیام الدین " کوہاٹ

احمد حسین کمال ناظم مرکزی دفتر
کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
بیرون لوہاری دروازہ ملتان

# قراردادیں

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء میں مکمل اتفاق رائے سے درج ذیل قراردادیں منظور کیں۔ اجلاس میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے نمائندوں کی مکمل حاضری تھی۔

## اسماء گرامی شرکاء اجلاس مجلس عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

جمعہ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۹ء سے سرگودھا میں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عمومی و مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جو تین دن جاری رہا ۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء کو مغرب کے وقت ختم ہوا۔ اس اجلاس میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے تمام نمائندگان شریک ہوئے۔ جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔ خصوصی دعوت پر شامل ہونے والے حضرات کے نام بھی شامل ہیں۔

### مرکزی عہدہ داران

۱۔ حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد عبداللہ درخواستی امیر مرکزیہ خانپور
۲۔ حضرت مولانا شیخ بشیر احمد صاحب بھاگا نائب " سلہٹ
۳۔ حضرت مولانا محمد عبیداللہ انور " " لاہور
۴۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی " ملتان
۵۔ " " عبدالواحد صاحب " " گوجرانوالہ
۶۔ " " عارف ربانی صاحب مشرقی پاکستان بوجہ بیماری تشریف نہ لا سکے۔

### مشرقی پاکستان

۷۔ حضرت مولانا شیخ محمد عبدالکریم صاحب سلہٹ مشرقی پاکستان
۸۔ پیر محسن الدین خاں صاحب ڈھاکہ "
۹۔ حضرت مولانا ابوالحسن صاحب جسیر "
۱۰۔ حضرت مولانا معتصم باللہ میمن شاہی "
۱۱۔ مولانا محی الدین خاں صاحب ڈھاکہ "
۱۲۔ مولانا جلال الدین صاحب میمن شاہی "
۱۳۔ حضرت مولانا ریاست علی صاحب سلہٹ "
۱۴۔ " " منظور الحق صاحب کملا "
۱۵۔ " " محمد اشرف علی " سلہٹ "
۱۶۔ " " محمد امین الدین " " "
۱۷۔ " " دلاور حسین " کمیلا "
۱۸۔ " " عبدالنور " " "
۱۹۔ " " حافظ ذاکر احمد " چاٹگام "

### مغربی پاکستان

۲۰۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی راولپنڈی
۲۱۔ " " سید گل بادشاہ صاحب مردان
۲۲۔ " " حبیب اللہ فاضل جالندھری ساہیوال
۲۳۔ " " قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی
۲۴۔ " " عبدالحق صاحب ٹانک
۲۵۔ حضرت مولانا محمد عمر صاحب لدھیانوی ٹوبہ ٹیک سنگھ
۲۶۔ پیر مبارک شاہ صاحب مردان
۲۷۔ حضرت مولانا لطف الرحمٰن صاحب "
۲۸۔ حضرت مولانا عبدالحکیم " راولپنڈی
۲۹۔ حضرت مولانا قاری عبدالسمیع " سرگودھا
۳۰۔ خان غلام قادر خاں " رحیم یار خاں
۳۱۔ حضرت مولانا محمد رمضان " میانوالی
۳۲۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب بیر شریف ضلع لاڑکانہ
۳۳۔ " " محمد شریف " سنجن آباد
۳۴۔ " " محمد اسماعیل " کراچی
۳۵۔ " " محمد اکرم " لاہور
۳۶۔ " " غلام محمد " خیرپور
۳۷۔ " " سید احمد شاہ " جیکب آباد
۳۸۔ " " غلام مصطفےٰ " بہاولپور
۳۹۔ " " عبدالحلیم " جھنگ
۴۰۔ " " بشیر احمد " رحیم یار خاں
۴۱۔ " " عبدالعلیم " لائلپور
۴۲۔ " " تاج الدین بسمل " پڈعیدن
۴۳۔ " " خان محمد " کندیاں شریف
۴۴۔ " " ضیاء القاسمی " لائلپور
۴۵۔ " " عزیز اللہ " سکھر
۴۶۔ " " سید میاں احمد شاہ " تلمبہ ضلع ملتان
۴۷۔ " " لقمان " علی پور
۴۸۔ " " محمد سعید " سرگودھا
۴۹۔ " " محمد یوسف " بہاولنگر
۵۰۔ " " حاجی کرامت اللہ " حیدرآباد
۵۱۔ " " عبدالقدوس صاحب مردان
۵۲۔ " " رشید احمد سیالوی " کنڈکوٹ
۵۳۔ " " غلام رسول " بجانوالی
۵۴۔ " " قیام الدین " کوہاٹ

حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی ڈھاکہ



### ۱۰۔ پٹ سن کی کم سے کم قیمت مقرر کرنے کا مطالبہ

یہ اجلاس پٹ سن کی موجودہ قیمت پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پٹ سن کی کم سے کم قیمت ۵۰ روپے من مقرر کرے اور کسانوں کو مقررہ قیمت ملنے کا انتظام کرے۔

### ۱۱۔ مزدوروں کی تنخواہوں میں اضافہ کا مطالبہ

یہ اجلاس پاکستان کے دونوں علاقوں کے مزدوروں کی تنخواہ موجودہ حالات کے پیش نظر کم سے کم ۳۰۰/- روپے ماہانہ مقرر کرنے کا پرزور مطالبہ کرتا ہے۔

### ۱۲۔ کارخانوں میں مزدوروں پر ہونیوالے مظالم معطلی، برخاستگی اور جبر و تشدد بند کرانے کا مطالبہ

یہ اجلاس آدم جی جوٹ ملز ڈھاکہ "ایم، بی، او" ورکشاپ سکھر، کشمور سندھ اور لائلپور کے کارخانوں کے مزدوروں کے ساتھ سخت اور انسانیت سوز کارروائیوں و چھانٹی کرنے کو نہایت افسوسناک قرار دیتا ہے۔ اس طریق کار کو عوام کے اندر بے چینی پیدا کرنے کا موجب سمجھتا ہے اور کارخانے داروں کی طرف سے جان بوجھ کر شرپسندی، ناانصافی اور بدنیتی کا مظاہرہ قرار دیتا ہے خاص کر لائلپور میں بے گناہ مزدوروں پر لاٹھی چارج، گرفتاریاں، چھانٹی اور مزدوروں کو بے روزگار کر دینے یا جیل میں دس بارہ روز رکھوا کر ان کو برطرف کرنے کی وجوہ مہیا کرنا پولیس مجسٹریٹوں اور مل مالکان کی ملی بھگت قرار دیتا ہے، اور اپنے اس اندیشے کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ اس صورت حال میں مارشل لاء حکومت بھی زیادہ دیر تک امن و امان قائم کرنے اور روز افزوں عوامی اضطراب کو دور کرنے کی ضامن نہیں ہو سکے گی۔ اس لئے یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت مداخلت کر کے لاکھوں مزدوروں کو ان نئے مظالم کی چکی میں پسنے سے بچائے اور ضروری اقدامات کر کے اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہو۔ آدم جی جوٹ ملز ڈھاکہ اور نشنل ملز لیبر یونین لائلپور کے عہدیداروں نیز مشرقی و مغربی پاکستان کے لاکھوں مزدوروں کو چھانٹی کے نام پر بے روزگاری میں مبتلا کرنے کے منحوس اقدامات کو بند کرائے۔

### ۱۳۔ جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ لیبر پارٹی کے معاہدہ کی توثیق

یہ اجلاس کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنماؤں کی ان مساعی کی تحسین کرتا ہے جو انہوں نے دوسری جماعتوں کو اسلامی اصولوں کے اندر کام کرنے کی ترغیب کے سلسلہ میں انجام دیں۔ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام حضرت مفتی محمود صاحب نے پاکستان لیبر پارٹی کے رہنما جناب بشیر مختیار کو شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جو ترامیم ان کے منشور کے لئے پیش کی ہیں۔ اگر ان ترامیم کو لیبر پارٹی کی مجلس شوریٰ بھی تسلیم کرے تو جمعیۃ علماء اسلام اس معاہدہ کی توثیق کرتی ہے۔ چنانچہ یہ اجلاس لیبر پارٹی سے توقع رکھتا ہے کہ وہ جمعیۃ علماء اسلام کے تازہ منشور کی بھرپور حمایت کے جذبہ کے ساتھ ان ترامیم و معاہدہ کو منظور کرا کر معاہدہ کی دو طرفہ توثیق اور عملدرآمد کی صورت پیدا کرے۔

کل پاکستان مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عمومی کا

۵۵۔ حضرت مولانا غلام حیدر صاحب لہرالائی
۵۶۔ " " نور محمد " سیادل
۵۷۔ " " عبدالستار " نوشہرہ
۵۸۔ " " جان محمد " بنوں
۵۹۔ حافظ محمد رمضان لاہور
۶۰۔ ماسٹر محمد یوسف " راولپنڈی
۶۱۔ حضرت مولانا محمد اختر " لاہور
۶۲۔ " " عبداللطیف " بہاولنگر
۶۳۔ " " نصیر محمد " سکھر
۶۴۔ " " منظور احمد شاہ " ملتان
۶۵۔ محمد خان عزیز صاحب خیرپور
۶۶۔ صاحبزادہ محمد عارف " کندیاں شریف
۶۷۔ حضرت مولانا قاضی شمس الدین " ہری پور ہزارہ
۶۸۔ " " مولا بخش " سرگودھا
۶۹۔ " " غلام مصطفےٰ شاہ " جھنگ
۷۰۔ " " محمد ابراہیم " لاہور
۷۱۔ " " مختار احمد " لائلپور
۷۲۔ " " صادق حسین شاہ " جھنگ
۷۳۔ " " حکیم شریف الدین " سرگودھا میانوالی
۷۴۔ " " مرزا اعظم بیگ لاہور
۷۵۔ حافظ محمد حنیف سہارنپوری لاہور
۷۶۔ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب سرگودھا
۷۷۔ " " محمد اقبال " کمالیہ
۷۸۔ " " احمد سعید " میانوالی
۷۹۔ حاجی غلام رسول صاحب کمالیہ
۸۰۔ قاری نورالحق قریشی " ملتان
۸۱۔ حکیم جمال الدین " کراچی
۸۲۔ ڈاکٹر احمد حسین کمال " ملتان

### گوشوارہ

گوشوارہ آمد و خرچ کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
از یکم ستمبر ۱۹۶۸ء تا ۲۵ ستمبر ۱۹۶۹ء
ایک سال ۲۵ یوم

| | |
|---|---|
| کل آمد | ۲۵۵۸۹ — ۷۴ روپے |
| کل خرچ | ۲۱۴۰۱ — ۷۶ " |
| | ۴۱۸۸ — ۹۸ " |

احمد حسین کمال ناظم مرکزی دفتر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
بیرون لوہاری دروازہ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# منشور

# کُل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

جیسے کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس منعقدہ سرگودھا میں تین روز کی بحث وتمحیص اور غور وخوض کے بعد متفقہ طور پر منظور کرکیا گیا یہ اجلاس ۲۶، ستمبر ۱۹۶۹ء کو صبح ۱۰ بجے شروع ہوا اور نماز، طعام و رات کے آرام کے وقفوں کے سوا ۲۸، ستمبر ۱۹۶۹ء کی شام تک جاری رہا۔ اجلاس میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کی مجلس عمومی کے نمایندگان کے سوا دونوں حصوں کے مدعوئین خاص نے بھی شرکت کی اور کم وبیش ڈیڑھ سو کے قریب جیّد علماء و نمائندگان نے گفتگو ومشوروں میں حصہ لیا۔

## ابتدائیہ

قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ نے انسان کا مقصدِ تخلیق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (القرآن العظیم) — کہ جن وانس کو میں نے (اللہ نے) بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔

یعنی انسان کا مقصد تخلیق اللہ کی بندگی کا نظام قائم کرنا ہے۔

## نوع انسانی کے لئے قرآن کا منشور

چنانچہ اس مقصد تخلیق کی تکمیل کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب قرآن حکیم میں انسان کے لئے درج ذیل جامع ومانع منشور کا ذکر فرمایا:۔

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (القران الحکیم) — زمانہ شہادت دے رہا ہے کہ انسان ہر اعتبار سے خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، جنہوں نے نیک عملی اختیار کی، جو باہم ایک دوسرے کو حق اختیار کرنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں اور جو آپس میں ایک دوسرے کو صبر (پر قائم رہنے کی) وصیت کرتے رہتے ہیں۔

قرآن حکیم کا یہ ۴ نکاتی منشور پوری نوع انسانی کی نجات وفلاح کا ضامن ہے اور اس پروگرام میں انسان کے لئے قیامت تک کا سامان ہدایت جمع کر دیا گیا ہے۔ اسلام انسانوں میں اسی پروگرام کے مطابق انقلاب لانا چاہتا ہے۔

## پاکستان کا قیام اور اسلام

اور چونکہ مملکت پاکستان کا قیام بھی اسلام کے نام پر عمل میں آیا ہے اس لئے سب سے پہلی ذمہ داری پاکستان کی ہے کہ وہ اپنی حدود میں مکمل اسلامی نظام قائم کرکے پوری دنیا میں قرآن کے بیان فرمودہ انسانی منشور کے قیام کی راہ ہموار کرے!

## جمعیۃ علماء اسلام

چنانچہ جمعیۃ علماء اسلام ..... اس دینی ذمہ داری کی تکمیل کی غرض سے ابتداء سے ہی جدوجہد کرتی چلی آرہی ہے۔

## تاریخ

جمعیۃ علماء اسلام تاریخی حقائق کی روشنی میں علماء حق کے اس سلسلہ کی کڑی ہے۔ جس کا آغاز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی سے ہُوا جس نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات سے نشو ونما پائی

جس کی جہادی تنظیم کی سرپرستی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر نے فرمائی۔

جس کی انقلابی جدوجہد کا وسیع ترین نظام شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ نے قائم کیا۔

جس کی علمی، تبلیغی، اصلاحی، تربیتی، تحریکی و اخلاقی طاقت کو شیخ الہند کے عظیم ترین تلامذہ امام العصر حضرت مدنیؒ، مفتی اعظمؒ، شیخ الاسلام مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا امروٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تائیجی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم اکابر وقت نے برصغیر پاک وہند اور عرب و ایشیا میں پھیلا دیا تھا۔

## آزادی کا حصول اور پاکستان کا قیام

چنانچہ ان بزرگوں کی پیہم جدوجہد و قربانیوں کی بدولت ملک وملت کو برطانوی استعمار کے جابرانہ غلبہ سے نجات ملی۔ اور خطۂ پاکستان میں مسلمانوں کی آزاد مملکت وحکومت کی بنیاد پڑ گئی۔

## پاکستان میں جمعیۃ کی تشکیل نو

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے کی خاطر نئے سرے سے پاکستان کے تمام علماء حق کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی جدوجہد فرمائی۔

## جمعیۃ کا پہلا انتخاب

چنانچہ ۱۹۵۲ء میں جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا قیام عمل میں آیا جس کے امیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ منتخب ہوئے اور ناظم محترم مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی منتخب کئے گئے۔

## تحریک تحفظ ختم نبوت

۱۹۵۳ء میں پاکستان کی پہلی اور اہم ترین دینی تحریک "تحفظ ختم نبوت" شروع ہوئی۔ جس میں مسلمانوں نے بیش بہا جانی ومالی قربانیاں دے کر لادینی ذہنیت

کو شکست فاش دی اور ختم نبوت کے عقیدہ کے تحفظ کا مستقل موقف قائم کر دیا

## جمعیۃ کا دوسرا انتخاب

۱۹۵۴ء میں دوبارہ انتخاب عمل میں آیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ امیر منتخب ہوئے۔ حضرت مفتی محمد حسن صاحب بوجہ علالت و معذوری امارت کے فرائض انجام دینے سے قاصر تھے۔ آپ نے عارضی طور پر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کو قائم مقام امیر مقرر کر دیا

## تیسرے انتخاب کی ہدائت

اور ۱۹۵۶ء میں حضرت مفتی محمد حسن صاحب نے حضرت مولانا خیر محمد صاحب خلیفہ حضرت تھانوی کی معرفت ایک تحریری پیغام کے ذریعہ نئے انتخابات کرنے کی ہدائت فرمائی۔

## دستور ۱۹۵۶ء کا نفاذ

اسی دوران غلام محمد گورنر جنرل کی قائم کردہ دستور ساز اسمبلی نے ایک دستور وضع کر کے پاس کیا اور سکندر مرزا گورنر جنرل کے حکم سے وہ ملک میں نافذ کر دیا گیا۔

## دستور ۱۹۵۶ء کا مخالف اسلام رخ

اس دستور میں اگرچہ تمہید میں تو پاکستان کو اسلامی مملکت اور قانون سازی کے لئے اسلام کو رہنمائی کے طور پر تسلیم کر لیا تھا لیکن اصل دستور میں ایسی دفعات رکھ دی گئی تھیں جن کی وجہ سے استبداد اور اسلام سے انحراف کا راستہ کھلا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ جس دفعہ میں یہ کہا گیا ہے کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔ اسی دفعہ کی تصریح میں دستور کی دوسری دفعات کو تحفظ دینے کے لئے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ اس دفعہ سے دستور کی بقیہ دفعات متاثر نہیں ہوں گی اس سے نفاذ دین میں جو مستقل رکاوٹ کھڑی کر دی گئی تھی اور تحریف دین کا جو راستہ کھول دیا گیا تھا۔ اس کے ازالہ کے بغیر دستور کا نفاذ زبردست گمراہی کا موجب ثابت ہو سکتا تھا۔

## ملتان میں علماء کا کنونشن

چنانچہ اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر پاکستان کے جید علماء کا کنونشن بمقام ملتان میں طلب کیا گیا۔ اور اس موقعہ پر جمعیۃ کا نیا انتخاب بھی عمل میں آ گیا۔

## جمعیۃ کا تیسرا انتخاب

حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی منتخب ہوئے۔

## جمعیۃ کی طرف سے دستور میں بنیادی ترامیم کا مطالبہ

دستور کی مخالف اسلام دفعات کو تبدیل کرانے کے لئے ایک کمیٹی کا تقرر کیا گیا جس نے ۱۹۵۸ء میں دستوری ترامیم کی تجاویز پر مشتمل سفارشات مرتب کر کے شائع کیں۔

## پورے ملک میں مارشل لاء کا نفاذ

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء لگا دیا گیا اس دوران دینی اقدار کے تحفظ کے لئے نظام العلماء کے نام سے ایک تنظیم قائم کر دی گئی اور جب ایوب خاں نے مارشل لاء ریگولیشن کے ذریعہ عائلی قوانین نافذ کر کے مداخلت فی الدین کا رسوا کن اقدام کیا، تو نظام العلماء سے منسلک علماء نے مساجد اور جلسہ ہائے عام میں اس کے خلاف آواز بلند کی اور حکومت کی دار و گیر کا ہدف بنتے رہے۔

## نظام العلماء کا نیا انتخاب

اسی دوران شیخ التفسیر حضرت مولانا مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا اور ان کی جگہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ امیر جماعت منتخب ہوئے۔

## مارشل لاء کا خاتمہ اور سیاسی جماعتوں کا احیاء

۱۹۶۲ء میں مارشل لاء ختم کیا گیا۔ سیاسی جماعتیں بحال ہونے لگیں۔ میں (حضرت مولانا مفتی محمود صاحب) نے بحیثیت قائم مقام امیر کے جمعیۃ کے احیاء کا اعلان کیا۔ اور پھر جمعیۃ کا انتخاب نو عمل میں آیا۔

حضرت درخواستی مدظلہ امیر، اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم مقرر ہوئے۔

## مشرقی پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام کا قیام

۱۹۶۲ء کے بعد مشرقی پاکستان میں بھی صوبائی جمعیۃ قائم کر دی گئی۔ اور اپنی اپنی جگہ دونوں صوبوں کی جمعیۃ نے سرگرمی کے ساتھ کام شروع کر دیا۔

## کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کا انتخاب

حتیٰ کہ مئی ۱۹۶۸ء میں دونوں صوبوں کے نمائندگان جمعیۃ لاہور میں جمع ہوئے، اور کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کا مرکزی انتخاب عمل میں آیا۔ مندرجہ ذیل حضرات مرکزی عہدہ دار منتخب ہوئے۔

## مرکزی عہدہ داران

امیر مرکزیہ:۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ۔ نائب امیر مرکزیہ (۱) حضرت مولانا شیخ بشیر احمد صاحب خلیفہ حضرت مدنی (مشرقی پاکستان) نائب امیر (۲) حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور صاحب جانشین شیخ التفسیر حضرت لاہوری (مغربی پاکستان)۔ ناظم عمومی مرکزیہ۔ احقر (حضرت مولانا مفتی محمود صاحب) ناظم مرکزی (۱) مولانا عارف ربانی صاحب میمن شاہی (مشرقی پاکستان)۔ ناظم مرکزی (۲) حضرت مولانا عبدالواحد صاحب گوجرانوالہ (مغربی پاکستان۔ خزانچی:۔ حافظ نصر اللہ خاں خاکوانی بہاول نگر۔

## لاہور کی تاریخی کانفرنس

۳-۴-۵ مئی ۱۹۶۸ء کو لاہور میں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں پانچ ہزار کے قریب مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے علماء و جمعیۃ کے کارکنان نے شرکت کی۔

## علماء کا تاریخی جلوس

کانفرنس کے آخری دن کانفرنس میں شریک پانچ ہزار سے زیادہ علماء نے ایک جلوس بھی نکالا۔ جس میں ایوب حکومت کے ..... اسلام اور عوام کش اقدامات کے خلاف احتجاج کیا گیا، اور کانفرنس کے پلیٹ فارم سے حکومت کو کھلا چیلنج دے دیا گیا۔

## سیاسی جمود کا خاتمہ اور عوامی تحریک کا آغاز

جمعیۃ کی اس کانفرنس کا انعقاد ملکی سیاست میں زبردست انقلابی موڑ ثابت ہوا۔ پورے ملک میں جلسے و جلوس منظم ہونے لگے۔ حتیٰ کہ مختلف مراحل سے گذر کر جلد ہی ایوب حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

## نئی مارشل لاء حکومت کا اعلان

اور نئی مارشل لاء حکومت نے جلد ہی اسلام اور عوامی مسائل پر مسلمان عوام کے مطالبات کے مطابق آئندہ پالیسی بنانے کا اعلان کر دیا

## توقع

ایوبی آمریت کے خاتمہ کے بعد نئی مارشل لاء حکومت سے توقع کی جا رہی ہے کہ جلد ہی عوامی انتخاب کے ذریعہ اقتدار پاکستان کے مسلمان عوام کو منتقل کر دیا جائے گا، اور ملک کی سیاسی جماعتوں کو یہ موقع مل جائے گا کہ وہ اپنے نصب العین اور پروگرام کو مسلمان عوام کے سامنے پیش کر کے ملک و ملت کی سیاسی خدمات انجام دے سکیں۔

اس امید کے پیش نظر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام اپنے اسلاف کے مشن اور تاریخی پس منظر کے ساتھ اور ان مقاصد کے حصول کے لئے جن کی خاطر حضرت مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید، مولانا قاسم نانوتوی، حضرت شیخ الہند اور ان کے تلامذہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے دین و ملت کی عظیم خدمات کا سلسلہ جاری رکھا اور جس کو مقصود قرار دیکر

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے قیام پاکستان کے لئے جدوجہد فرمائی۔ پاکستان کے مسلمان عوام کے سامنے درج ذیل "منشور" پیش کرتی ہے۔

## منشور

- چونکہ پاکستان کے قیام کا مقصد برصغیر کے مسلمان عوام کو برطانوی دور کے غیر اسلامی اور ظالمانہ نظام و قوانین سے نجات دلا کر اسلامی نظریات، اسلامی اخوت، اور اسلامی مساوات پر مبنی نظام حکومت قائم کرنا اور اسلامی معاشرہ تعمیر کرنا تھا
- اس لئے ضروری ہے کہ پاکستان کا نظام حکومت خالص شریعت اسلامیہ کے احکام پر قائم کیا جائے اور اس کی زمام کار پاکستان کے مسلمان عوام کے معتمد منتخب اور اہل ترین افراد کے ہاتھ میں ہو۔
- تاکہ پاکستان دنیا میں ایک مثالی اسلامی مملکت بن سکے۔

—— چنانچہ اس پاک اور عظیم مقصد کے حصول کے لئے کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے منتخب ارکان مجلس عمومی آج مورخہ ۱۴ رجب ۱۳۸۹ھ بروز ہفتہ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۶۹ء بمقام سرگودھا جمع ہوئے۔
اور مندرجہ ذیل منشور و پروگرام منظور کر کے پاکستان کے عوام اور مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے۔

### نظامِ حکومت

پاکستان کو ایک صحیح اور مکمل اسلامی مملکت اور اسلامی حکومت بنانے کے لئے مندرجہ ذیل امور عمل میں لائے جائیں گے۔

(۱) مملکت کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔
(۲) مملکت کا دستور تمام فرقوں کے نمائندہ وجید علماء کے مرتب کردہ ۲۲۔ اسلامی نکات پر مبنی ہوگا۔ (یہ ۲۲ نکات صفحہ ۹ پر ملاحظہ فرمائیے)
(۳) صرف قرآن و سنت کے احکام ہی ملک کے اساسی قوانین قرار پائیں گے۔
(۴) ملک کے دستور اور قانون میں اسلام کے کامل و مکمل دین ہونے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا دستوری و قانونی تحفظ کیا جائے گا۔
(۵) خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ادوار حکومت و آثار کو اسلامی نظام حکومت کے جزئیات متعین کرنے کے لئے معیار قرار دیا جائیگا۔
(۶) مملکت کی کلیدی آسامیاں غیر مسلموں اور مرتدوں کے لئے ممنوع قرار دیدی جائینگی
(۷) صدر مملکت کا مسلمان ہونا اور پاکستان کی ۹۸ فیصد مسلمان اکثریت اہلسنت کا ہم مسلک ہونا ضروری ہوگا۔
(۸) مسلمان کی قانونی تعریف یہ ہوگی کہ:-
"وہ قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہوئے ان کو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و اسلاف رحمہم اللہ اجمعین کی تشریحات کی روشنی میں حجت سمجھے۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نبوت کا اور نہ کسی شریعت کا قائل ہو۔"
(۹) جو فرقے اسلام کے کسی بنیادی عقیدہ مثلاً ختم نبوت وغیرہ سے انحراف کے مرتکب ہو چکے ہیں، انہیں غیر اسلامی فرقے قرار دیا جائے گا۔
اور آئندہ اس قسم کے انحراف کو دستور میں ممنوع اور واجب التعزیر قرار دے دیا جائے گا۔
(۱۰) دستور کی اسلامی دفعات (قرآن و سنت کے نصوص) اور مملکت کی اسلامی حیثیت میں آئندہ کسی قسم کی ترمیم یا تبدیلی کی اجازت نہیں ہوگی۔
(۱۱) اسلام اور اس کے کسی بھی حکم و عقیدہ کے خلاف کسی قسم کی تنقید و تبلیغ کی نہ تقریری اجازت ہوگی نہ تحریری۔
اور اسلام کے مقابلہ اور مخالفت میں کیپٹل ازم، کمیونزم، وغیرہ کسی بھی "ازم" کو لانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔
(۱۲) دستور میں مسلمان عوام کی براہ راست نمائندگی و اختیار کو صراحتاً تسلیم کیا جائیگا
(۱۳) دستور میں یہ بات واضح کر دی جائے گی کہ "حاکمیت صرف اللہ رب العلمین کی ہے۔ اور اللہ کی مقرر کردہ حدود کے اندر پاکستان کے مسلمان عوام مملکت پاکستان کے اختیارات کے اصل مالک ہوں گے۔
(۱۴) پاکستان کی مجالس شوریٰ (اسمبلیوں) وغیرہ میں نمائندگی کے لئے انتخابات کا نظام شخصی مقابلہ کے بجائے جماعتی مقابلہ پر قائم کیا جائے گا۔ اور افراد کے بجائے جماعتیں اپنے منشور و پروگرام کی اساس پر انتخابات میں حصہ لیں گی۔ اور فیصد کامیابی کے "تناسب سے" مجالس شوریٰ کی رکنیت کی حقدار بنیں گی اور تشکیل حکومت کریں گی۔

### نظام شرعی کا قیام

(۱) قرآن حکیم کے فرمان
"الذین ان مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر"
کے تحت ایک "محکمہ احتساب" قائم کیا جائے گا جو:-
(الف) ملک میں مسلمان عوام سے نماز با جماعت کی پابندی کرائے گا اور بلا عذر شرعی قصداً نماز ترک کر دینے والوں کو شرعی سزائیں دے گا۔
(ب) ہر صاحب نصاب مالدار کے مال میں سے مقررہ مقدار زکوٰۃ اور پیداوار میں سے عشر و نصف عشر نکالنے اور اس کو مقررہ مصارف زکوٰۃ میں صرف کرنے نیز صدقات واجبہ حکم شرعی کے مطابق نکالنے اور مستحقین میں تقسیم کرنے کی نگرانی کریگا۔
(ج) اسی طرح بقیہ تمام عبادات، احکام و شعائر اسلامی کی پابندی کرائے گا۔
(د) پورے ملک میں حکومتی سطح پر شعبۂ تبلیغ اور دعوت و ارشاد کے تحت تمام احکام شرعیہ کی پابندی اور محرمات و منکرات شرعیہ سے اجتناب کا اہتمام کرے گا۔
(ھ) زنا، شراب خوری، مسکرات کا استعمال قابل دست اندازی پولیس اور ناقابل مصالحت جرائم ہوں گے۔
ان پر شرعی سزائیں، حد زنا، حد سرقہ، حد ہزنی اور حد شراب خمر و حد قذف وغیرہ جاری کرے گا۔
(و) غیر قانونی درآمد و برآمد، ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری پر شرعی سزائیں نافذ کرے گا۔
(ز) قانونی سطح پر ملک سے فحاشی، عریانی، بے حیائی اور ثقافت کے نام پر کئے جانے والے رقص و سرود وغیرہ کی، نیز اخبارات و رسائل اور تجارتی اشتہارات میں شائع کئے جانے والے مخرب اخلاق فوٹو اور تصاویر کی اشاعت کو قابل سزا جرم قرار دیگا

### تعلیم

(۱) نظام تعلیم مکمل اسلامی ہوگا۔
(۲) تعلیم کی بنیاد اسلام پر، اسلام کی تاریخ پر اور مادری زبان کی اساس پر رکھی جائیگی
(۳) دسویں (میٹرک) جماعت تک تعلیم بالکل مفت ہوگی۔ اوپر کے درجات میں بھی تعلیم کو سستا اور سہل الحصول کر دیا جائے گا، اور بتدریج دس سال کے اندر تمام درجات میں تعلیم مفت کر دینے کی کوشش کی جائے گی۔
(۴) فنی اور سائنسی تعلیم کے ادارے بکثرت اور جگہ جگہ کھولے جائیں گے۔
(۵) تعلیم کا دروازہ سب کے لئے یکساں طور پر کھلا رکھا جائے گا اور داخلوں پر کسی قسم کی رکاوٹ عائد نہیں رہنے دی جائے گی۔
(۶) ان پڑھ بالغاں کی تعلیم کا بھی وسیع پیمانہ پر ایسا انتظام کیا جائے گا کہ ۵ سال کے اندر کم از کم ملک کی ½ بالغ آبادی بنیادی تعلیم سے بہرہ ور ہو جائے۔ اور بیس سال کے اندر اندر ملک میں کوئی بالغ ان پڑھ نہ رہنے پائے۔
(۷) دیہات میں کسان آبادی کی سہولت کے لئے اور کارخانوں کی مزدور آبادی کی سہولت کے لئے ان کے قریب ہی ثانوی (میٹرک) معیار تک تعلیم کا مفت انتظام کیا جائے گا۔
(۸) ایسے اسکول غریب عوام کے بچوں کے لئے خاص ہوں گے۔ ان میں نصاب

کی کتابیں اسٹیشنری کا سامان طالب علموں کو مفت مہیا کیا جائے گا، اور دوسری ضروری سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔

(۹) ایسے سکولوں سے کامیاب ہونے والے غریبوں کے بچوں کی اعلیٰ فنی تعلیم کا مکمل مفت یا ارزاں ترین انتظام کیا جائے گا۔

(۱۰) اعلیٰ تعلیمی ادارے با اختیار ہوں گے اور منتخبہ انتظامیہ کی نگرانی میں کام کرینگے

(۱۱) پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو مکمل امداد دی جائے گی اور حکومت ان کے انتظامات کی اس طرح نگرانی کرے گی کہ ان اداروں کی تعلیمی آزادی اور خود مختاری متاثر نہ ہونے پائے۔

(۱۲) دینی مدارس کی آزادی کو برقرار رکھتے ہوئے ان کی ترقی میں زیادہ سے زیادہ مدد دی جائے گی۔

ان کی سندات، سرکاری درسگاہوں کی سندات کے برابر شمار ہوں گی اور ان مدارس کی ہر مشکل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

(۱۳) نصاب تعلیم میں ابتدائی درجات سے آخر تک قرآن حکیم با معنیٰ، سنت رسولؐ، تاریخ صحابہؓ و اسلاف اور ضروری و بنیادی مسائل شرعیہ کو لازماً شامل کیا جائیگا

(۱۴) نصاب تعلیم میں اسلامی عقائد، عقیدۂ ختم نبوت اور مسلک اہلسنت کے خلاف کوئی بات شامل نہیں ہونے دی جائے گی۔

(۱۵) تعلیم گاہوں میں ارکانِ دین کی ادائیگی اور احترام دین کی پابندی لازمی ہوگی۔

(۱۶) بیرونی عیسائی مشن کے تعلیمی ادارے بند کر دیئے جائیں گے۔

(۱۷) ملکی غیر مسلم اقلیتوں کو اپنی مذہبی تعلیم کے ادارہ جات کھولنے کا حق ہوگا۔ لیکن ان میں کسی مسلمان بچے و بچی کا داخلہ ممنوع ہوگا۔

(۱۸) عام تعلیمی اداروں میں اسلامی تعلیم لازمی ہوگی۔ لیکن غیر مسلم اقلیتوں کے بچوں کے لئے لازم نہ ہوگی۔

(۱۹) مخلوط تعلیم کو ممنوع قرار دے دیا جائے گا۔

(۲۰) عورتوں کی تعلیم کے لئے الگ اسلامی اصولوں کے مطابق انتظام کیا جائے گا

(۲۱) انگریزی زبان کی تعلیم کو اختیاری مضمون کی حیثیت میں رکھا جائے گا۔

(۲۲) عربی زبان کو تعلیمی اداروں میں لازمی زبان کا مقام حاصل ہوگا۔

(۲۳) علاقائی زبانوں کو ترقی دی جائے گی۔

(۲۴) ملک میں تعلیمی ادارے اعلیٰ تعلیم کے ادارے، فنی و سائنسی تعلیم کے ادارے زرعی و صنعتی تعلیم کے ادارے جگہ جگہ اور وسیع پیمانہ پر کھولے جائیں گے۔

(۲۵) تعلیمی اداروں میں اہلیت کے علاوہ اور کوئی بندش عائد نہیں ہوگی۔

(۲۶) عام تعلیم قومی زبانوں میں دی جائے گی۔

## صحت

(۱) ملک میں اعلیٰ پیمانہ پر حفظانِ صحت اور علاج کا ایک وسیع ترین ادارہ تشکیل دیا جائے گا۔ جس کے منصوبہ میں دیہات کی کسان آبادیوں اور کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور شہر کے غریبوں کا خاص لحاظ رکھا جائے گا۔

(۲) ہر علاقہ میں مناسب طبی امداد کے مراکز، زچہ خانے اور صفائی کا باقاعدہ انتظام کیا جائے گا۔

(۳) ان مراکز میں مستند و ماہر معالج متعین کئے جائیں گے۔

(۴) علاج کی تمام سہولتیں بلا معاوضہ مہیا کی جائیں گی۔

(۵) ہر تحصیل میں ایک بڑا ہسپتال قائم کیا جائے گا۔ جس میں تشخیص و علاج کا جدید انتظام ہوگا اور غریب عوام کو علاج کی خصوصی سہولتیں وہاں حاصل ہوں گی۔

(۶) ہر ضلع میں کم از کم ایک نرسنگ میڈیکل کالج قائم کیا جائے گا۔ جس میں ڈاکٹری ابتدائی طبی امداد اور نرسنگ کی تعلیم و تربیت کا مکمل انتظام ہوگا، تاکہ ان کالجوں سے تربیت یافتہ افراد اپنے قریبی علاقہ میں رہ کر عوام کی زیادہ سے زیادہ علاج و معالجہ کی خدمات انجام دے سکیں۔ مشرقی اور مغربی پاکستان میں ایک ایک میڈیکل یونیورسٹی اور ہر ڈویژن میں میڈیکل کالج قائم کئے جائیں گے۔

(۷) ملک میں ہر قسم کی دوا سازی کا اعلیٰ پیمانہ پر انتظام کیا جائے گا اور دواؤں کے سلسلہ میں ملک کو خود کفیل بنایا جائے گا۔

(۸) ملک میں دیسی، یونانی، ہومیو پیتھک اور آیورویدک طب کو فروغ دیا جائیگا۔ ان طریق ہائے علاج کے ماہرین کو بھی ایلوپیتھک معالجین کے برابر حقوق دیئے جائیں گے۔

اور ان طریقہ ہائے علاج کے کالج و شفا خانے اور دوا سازی ادارے جابجا قائم کئے جائیں گے۔

## رہائش

(۱) ہر انسان کا یہ بنیادی حق ہے کہ اسے رہائش کے لئے حسب ضرورت جگہ اور مکان میسر ہو۔

(۲) اور یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ ہر ضرورتمند کو رہائش کے لئے جگہ اور مکان مہیا کرے۔

(۳) چنانچہ ایسا انتظام کیا جائے گا کہ پاکستان کا کوئی شہری بھی رہائش سے محروم نہ رہے۔ اور یہ انتظام اس کی استطاعت کے اندر تکمیل پا جائے۔

## معاش

(۱) پاکستان کے ہر شہری کو حصول معاش کے باعزت مواقع مہیا کئے جائیں گے۔

(۲) دیہات میں کاشت کا کام کرنے والے بے زمین افراد کو ایک کنبہ (فیملی) کی بآسہولت گذر اوقات کے لئے حسب گذارہ زرعی زمین کا قطعہ مفت دیا جائے گا۔

(۳) ضرورت کی صورت میں بلا سود تقاوی بھی مہیا کی جائے گی۔

(۴) اتنا قطعۂ زمین ہر قسم کے مالیہ سے مستثنیٰ ہوگا۔

(۵) دیہات میں جگہ جگہ مقامی چھوٹی چھوٹی صنعتیں (لوکل سمال انڈسٹری) قائم کی جائینگی جیسے پھلوں، سبزیوں، مچھلیوں وغیرہ کو ڈبوں میں بند کرنے کی صنعت، چھوٹے چھوٹے زرعی آلات ہل وغیرہ بنانے کی صنعت، ڈیری فارم، پولٹری فارم وغیرہ۔ تاکہ دیہات کی عام آبادی کو روزگار مہیا ہو سکے۔ اور وہ دیہات کو چھوڑ کر شہروں میں منتقل ہونے پہ مجبور نہ ہوں۔

(۶) دیہات میں بلا سود امداد باہمی کے اصول پر اجناس و ضروریات کی فروخت و خرید کے "اسٹور" کھولے جائیں گے۔

(۷) شہروں میں صنعتوں اور کارخانوں کا وسیع جال پھیلایا جائے گا۔ جن میں زیادہ سے زیادہ افراد کو روزگار مہیا ہو سکے۔

(۸) غرضیکہ دیہات اور شہروں سے بے روزگاری کا کلیتہً خاتمہ کر دیا جائے گا

(۹) اس سب کے باوجود اگر کوئی شخص بیروزگار رہ جائے گا تو اس کا گذارہ الاؤنس مقرر کر دیا جائے گا۔

(۱۰) معذور ہو جانے والے افراد کسی وجہ سے روزگار کے قابل نہ رہنے والے افراد، سرپرست کے فوت ہو جانے سے یتیم، بیوہ اور بے سہارا رہ جانے والے افراد کے گذارہ کا فوراً معقول انتظام کیا جائے گا۔

## مالیات و اقتصادیات

(۱) قرآنی ہدایت لئلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم کے مطابق ملکی دولت کو چند خاندانوں اور مخصوص طبقہ میں سمٹ آنے کے تمام ذرائع کو بند کر دیا جائے گا۔

(۲) سودی کاروبار، سٹہ بازی، بینکاری اور انشورنس وغیرہ جیسے کاروبار جن کے ذریعہ عوام کا اقتصادی استحصال کیا جاتا ہے اور ملکی دولت ایک خاص طبقہ کے اندر سمٹتی جاتی رہتی ہے۔ ان کی بیخ کنی کر کے یا ان کی شرعی احکام کے مطابق اصلاح کر کے ملکی دولت کو ملک بھر کے عوام میں دائر و سائر رکھنے کے وسائل بروئے کار لائے جائینگے

(۳) سودی کاروبار اور سودی لین دین کی ہر شکل کو ہر شعبہ سے بالکل خارج

کردیا جائے گا۔ اور آئندہ کے لئے سودی کاروبار ممنوع اور سخت تعزیر کا موجب قرار دیا جائے گا۔

(۴) پاکستان بننے کے بعد بینکوں وغیرہ نے جن لوگوں سے سود لیا ہے۔ خواہ اس کی تعداد اربوں تک ہی پہنچ گئی ہو، واپس لے کر اگر اس کے جائز وارثوں کا پتہ چل سکا تو انہیں واپس کردیا جائے گا، ورنہ مساکین اور محتاجوں میں تقسیم کردیا جائے گا۔

(۵) تمام سرکاری و غیر سرکاری بینکوں اور اداروں کو مضاربت یا شرکت کے اصول پر مشترک سرمایہ سے چلنے والی عوامی صنعتی اور تجارتی کمپنیوں کی شکل میں تبدیل کردیا جائیگا۔

(۶) جن لوگوں نے ناجائز اور حرام طریقوں سے مثلاً سود، سٹہ، قمار، رشوت، چوربازاری، سمگلنگ، ناجائز اور غیر قانونی اشیاء کی درآمد و برآمد یا ناجائز زرمبادلہ کے ذریعہ دولت حاصل اور جمع کی ہے۔ ان کی ایسی تمام دولت واپس لے کر

اول کوشش کی جائے گی کہ جن لوگوں سے انہوں نے یہ دولت حاصل کی تھی

انہیں واپس کردی جائے۔

ورنہ ملک کے محتاج اور مفلس طبقوں میں حسب ضرورت تقسیم کردی جائے گی جیساکہ اس قسم کا محاسبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں عام طور سے کیا جاتا رہا ہے۔

(۷) ملک کے قدرتی وسائل معیشت، معدنیات، گیسیں، پانی وغیرہ کسی ایک فرد، خاندان یا ادارہ کی ملکیت وا جارہ داری میں نہیں رہنے دیئے جائیں گے۔

اس پر تصرف کا حق پاکستان کے تمام عوام کو یکساں طور پر حاصل ہوگا، جسے بروئے کار لانے کے طریقے پاکستانی عوام کے منتخب کردہ نمایندے شریعت اسلامیہ کے مطابق متعین کریں گے۔

(۸) حکومت کے اخراجات میں اندرون ملک اور بیرون ملک زیادہ سے زیادہ تخفیف کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

سرکاری تقریبات کے اخراجات، سفارت خانوں کے اخراجات، صدر مملکت کے اخراجات، حکام بالا کے اخراجات، ممبران شوریٰ کے اخراجات، سرکاری، نیم سرکاری اور خود مختار اداروں کے اخراجات اور تمام محکمہ جات کے اخراجات کی چھان بین کے لئے ایک اعلیٰ کمیشن قائم کیا جائے گا۔ جو نمائشی، غیر ضروری اور فاضل اخراجات کی نشان دہی کرے گا اور صرف نہایت ضروری اخراجات کا تعین کرے گا۔

اس کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں تمام فاضل، غیر ضروری اور نمائشی اخراجات ختم کردیئے جائیں گے اور صرف ضروری اخراجات قائم و باقی رکھے جائیں گے۔

## تجارت

(۱) تجارت میں اجارہ داری اور سٹہ بازی کو بالکل ممنوع قرار دے دیا جائیگا

(۲) قرآنی حکم

احل اللہ البیع وحرم الربوٰ — اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کردیا ہے۔

کے تحت تجارت کو سود کی ہر قسم سے پاک کردیا جائے گا۔

(۳) چھوٹے تاجروں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔

(۴) ملک بھر میں اشیاء کی قیمتیں غریب عوام کی قوت خرید کے مطابق مقرر کی جائینگی

(۵) ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری کی قطعاً اجازت نہیں ہوگی۔ اس کے مرتکبین کو قومی غدار قرار دے کر سخت ترین سزا دی جائے گی۔

(۶) تجارت میں زیادہ سے زیادہ نفع اندوزی کے رجحان کو ختم کرکے کم سے کم نفع کا اصول رائج کیا جائے گا۔

(۷) درآمدی اور برآمدی تجارت پر کسی کی اجارہ داری قائم نہیں ہونے دی جائیگی

(۸) ملکی مصنوعات و فاضل پیداوار کی برآمدی تجارت کو وسیع تر بنایا جائے گا۔

(۹) درآمدی تجارت کو نہایت ضروری اور بنیادی اشیاء تک محدود کردیا جائے گا۔

(۱۰) تجارت سے ہر قسم کی بدعنوانیوں کا خاتمہ کیا جائے گا۔

## سرمایہ اور زرمبادلہ

(۱) پاکستان کے کسی حصہ سے بھی سرمایہ بیرون پاکستان منتقل نہیں ہونے دیا جائیگا اور ایسا کرنے والے کو سخت ترین سزا کا مستوجب قرار دیا جائے گا۔

(۲) مشرقی پاکستان سے سرمایہ کی منتقلی کو سختی کے ساتھ روکا جائے گا۔

(۳) مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان کے برابر لانے تک مشرقی پاکستان کا زرمبادلہ صرف مشرقی پاکستان میں ہی صرف کیا جاتا رہے گا۔

(۴) زرمبادلہ کا غیر قانونی کاروبار قطعاً ممنوع ہوگا۔

## صنعتیں

(۱) بنیادی اور کلیدی صنعتیں جن کا براہ راست تعلق ملک کے تمام عوام یا اکثریتی عوام کے مفاد سے ہے یا ملک کے دفاعی وعمومی نظام سے ہے، جیسے اسلحہ سازی کی صنعت فولاد کی صنعت، پٹرول کی صنعت، معدنیات کی صنعت طیارہ سازی وغیرہ وغیرہ ان کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے گا۔

(۲) مشترکہ سرمایہ سے چلنے والی بڑی صنعتوں میں بونس کے عوض مزدوروں کا بھی حصہ رکھا جائے گا۔

(۳) ان صنعتوں کے انتظام اور بورڈ آف ڈائرکٹران میں پچاس فیصد مزدوروں کو بھی نمائندگی دی جائے گی۔

(۴) گھریلو اور چھوٹی چھوٹی صنعتوں کی انفرادی ملکیت وحیثیت برقرار رکھی جائیگی اور ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی رہے گی۔

## مزدور

(۱) مزدوروں کو حسب لیاقت و کارگذاری پوری پوری اجرت دی جائے گی

(۲) بحالات موجودہ کسی مزدور کی ماہانہ تنخواہ تین سو روپیہ سے کم نہیں ہوگی۔

(۳) مزدوروں اور ملازموں کے لئے

الف — بہتر سکونتی مکانات کا انتظام کیا جائے گا۔

ب — ان کے بچوں کی تعلیم کا مفت انتظام کیا جائے گا۔

ج — ان کے اور ان کے متعلقین کے علاج معالجہ کے لئے شفاخانوں کا بہتر اور مفت انتظام کیا جائے گا۔

د — مزدوروں اور ملازموں کی تنخواہوں کا غیر معمولی فرق و تفاوت بٹا کر فوری طور پر ایک اور دس کی نسبت قائم کردی جائے گی۔ اور پھر بتدریج جلد ہی یہ تفاوت ایک اور پانچ کی نسبت تک لے آیا جائے گا۔

## کارخانے

(۱) ہر باشندۂ ملک کو صنعت و حرفت کا پیشہ اختیار کرنے کا حق ہوگا۔ اور کارخانہ بھی قائم کرسکے گا، لیکن

(۲) جو کارخانے ناجائز سیاسی رشوتوں، بیرونی قرضہ جات سے حاصل شدہ رقوم اور ناجائز ذرائع سے کام لے کر قائم کئے گئے ہیں انہیں بلامعاوضہ قومی ملکیت میں لے لیا جائیگا

(۳) آئندہ خصوصی مراعات و مواقع کے ذریعہ انفرادی کارخانے بنانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(۴) حتی الامکان بڑے کارخانے، عوامی حصص کی شرکت پر قائم کئے جائینگے۔ جن کے منافع میں کارخانے کے مزدور و ملازمین کو بھی بقدر حصہ شامل کیا جائے گا۔

## ملازمتیں

(۱) تمام سرکاری ملازمین کے حقوق یکساں ہوں گے۔

(۲) تنخواہوں میں تفاوت کم کرکے فوراً ایک اور دس کی نسبت قائم کردی جائیگی اور جلد ہی یہ نسبت ایک اور پانچ کے برابر کردی جائے گی۔

(۳) کم درجوں کے ملازمین کی رہائش، وسائل سفر، علاج، بچوں کی تعلیم وغیرہ کا انتظام سرکاری طور پر اور مفت کیا جائے گا۔

(۴) ملازمین کو عام اور ضروری رخصتوں، بیماری کے دوران چھٹیوں، معذوری اور بڑھاپے کی پنشن اور حادثات کے معاوضہ کی مکمل سہولتیں دی جائیں گی۔ ملازمت کے دوران فوت ہوجانے کی صورت میں پسماندگان کے گذارہ کا معقول انتظام کیا جائیگا

## اوقاتِ کار

(۱) ملازموں اور مزدوروں کے اوقات کار کم سے کم رکھے جائیں گے۔
(۲) اوقات کار کی مدت ۸ گھنٹے سے زیادہ ہرگز نہیں ہوگی۔
(۳) خطرناک کاموں کے اوقات کار بہت کم کردیئے جائیں گے۔
(۴) ان اوقات میں نمازوں کے لئے وقفہ اور آرام اور ناشتہ وکھانے کا وقفہ بھی دیا جائے گا۔
(۵) اوورٹائم جبری نہیں لیا جائے گا
(۶) اوورٹائم کا معاوضہ کم سے کم دوگنا ہوگا۔

## تعطیلات

(۱) پاکستان میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کو ہوا کرے گی۔
(۲) عیدیں اور ضروری تاریخی دنوں کی تعطیل کا تعین دینی اور ملی تقاضوں کے مطابق کیا جائے گا۔

## زراعت

(۱) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان

من احیاء ارضًا میتۃً فھی لہٗ ولیس لعرقٍ ظالمٍ حقٌ فیھا

کے مطابق، جس نے افتادہ زمین کو آباد کیا، وہی اس کا مالک قرار دیا جائے گا

(۲) پھر وہ لوگ مالک سمجھے جائیں گے۔ جن کو یہ زمین وراثت میں، ہبہ میں، وقف میں یا فروختگی میں جائز طور پر منتقل ہوئی۔

(۳) سیاسی رشوت کے طور پر، دھوکہ اور فریب کے ذریعہ، جبر اور ناجائز رسوخ سے جو زمینیں وجاگیریں حاصل کی گئی ہیں وہ بغیر معاوضہ کے واپس لے لی جائیں گی، اور مستحق کاشتکاروں میں تقسیم کردی جائیں گی۔

(۴) اراضی ملکیت کی کم یا زیادہ کوئی حد شریعت نے مقرر نہیں کی۔ لیکن اگر بڑی زمینداریاں، ملکی نظام معیشت اور اجتماعی معاشی نظم ونسق کو فاسد کرنے کا سبب بن گئی ہیں اور شدید تر مذہبی، ملی وملکی مفاسد اور خطرات نمودار ہو رہے ہیں تو شریعت کے اصولوں کی ہی روشنی میں اراضی کی ملکیت کی مناسب تحدید حکومت کرسکتی ہے۔

(۵) مالک اراضی کو اپنی زمین میں ہر طرح کے تصرف کا حق حاصل ہوگا۔ مگر ظلمًا اور بلاشرعی وجہ کے مزارعہ کو بے دخل نہیں کیا جاسکے گا۔

(۶) جن مزارعین نے زمینوں میں ترقیاتی کام کئے ہیں، ان کا پورا پورا معاوضہ دیئے بغیر انہیں بے دخل نہیں کیا جاسکتا۔

(۷) مزارعین کو کسی مالک اراضی کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔

(۸) حضرت امام ابویوسف رح اور حضرت امام محمد رح نے زمین کو بٹائی پر دینے کی اجازت دی ہے۔

لیکن اگر ملک کا زرعی نظام مندرجہ بالا اصلاحات کے باوجود درست نہ ہوسکے تو حکومت کو حق حاصل ہے کہ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رح، حضرت امام شافعی رح اور حضرت امام مالک رح کے مسلک کے مطابق بٹائی پر زمین دینے پر پابندی لگا دے۔ اور مالک اراضی کو حکم دے کہ یا تو وہ اپنی اراضی خود کاشت کرے، یا کرایہ یا اجارہ پر اٹھائے۔

(۹) زمین کے چھوٹے قطعات کے مالکان کو بڑے قطعات کے مالکان کے دباؤ و اثر سے نجات دلائی جائے گی۔

(۱۰) زراعت کی جدید سہولتیں دیہات میں عام کی جائیں گی۔ جدید زرعی آلات کا استعمال ذاتی سطح پر وسیع تر کردیا جائے گا۔ اس لئے کہ انفرادی طور پر استعمال کی رعایت سے، بیکاری بڑھ جانے کا خطرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔

(۱۱) زرعی زمینوں کا سیم وتھور سے تحفظ کیا جائے گا۔

(۱۲) مشرقی پاکستان کی زرعی زمینوں کو سیلاب سے محفوظ کرنے کا مستقل بندوبست کیا جائے گا۔

(۱۳) زرعی پیداوار کی فروخت کا ایسا انتظام کیا جائے گا کہ اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ، آڑھتیوں، سٹاک ہولڈروں، اسٹاک ایکسچینجوں، بنکوں، سٹہ بازوں، دلالوں وغیرہ کی جیب میں جانے کے بجائے کاشتکاروں اور کھیت مزدوروں کو پہنچے۔

(۱۴) نئی آباد کی جانے والی زمینوں کو آسان شرائط پر خود کاشت کرنے والوں کو دیا جائے گا۔

اس میں اولیت اور فوقیت مقامی کاشتکاروں وکھیت مزدوروں کو ہوگی۔

(۱۵) جن لوگوں سے ناجائز زمینیں واپس لی جائیں گی۔ اگر ان کا ذریعہ معاش کوئی دوسرا نہیں ہوا یا ناکافی ہوا، تو گذارہ کے مطابق خود کاشت کے لئے انہیں قطعہ زمین دیا جائیگا۔

(۱۶) زرعی زمینوں پر سے مالیہ وصول کرنے کے طریقوں کی شریعت کے اصولوں کی روشنی میں اصلاح کی جائے گی۔ اور بدعنوانیوں وبے جا مداخلتوں کا مکمل سدباب کیا جائیگا

(۱۷) صنعتی ضروریات کے لئے قابل زراعت اراضی کو استعمال نہیں ہونے دیا جائیگا

## عدلیہ کا نظام

(۱) عدلیہ، مکمل طور پر انتظامیہ سے آزاد ہوگی۔
(۲) حصول انصاف کے طریقے بالکل آسان بنائے جائیں گے۔
(۳) عدالتوں سے انصاف کا حصول مفت ہوگا۔
(۴) ججوں اور منصفوں کا تقرر، کتاب وسنت وشریعت اسلامیہ کی مکمل واقفیت اور اسلامی سیرت کے معیار واہلیت پر ہوا کرے گا۔
(۵) ملک کے دیوانی وفوجداری قوانین میں شریعت اسلامیہ کے مطابق تبدیلیاں کی جائیں گی۔
(۶) انتظامیہ اور اس کے ہر چھوٹے وبڑے افسر اور ملازم کے کسی بھی فعل کو عدالت میں چیلنج کرنے کا حق ہر شہری کو حاصل ہوگا۔

## انتظامیہ

(۱) انگریزوں کے زمانہ کی سول سروس کے غیر ملکی نظام کو بالکل ختم کردیا جائیگا۔
(۲) انتظامیہ کے ادنیٰ واعلیٰ سب ہی ارکان کی حیثیت ملک وملت کے خادم ونگہبان کی ہوگی۔
(۳) تمام نمود ونمائش، ٹھاٹ باٹ اور مصنوعی رعب وداب اور پروٹوکول کے طریقے ختم کردیئے جائینگے۔
(۴) انتظامیہ کا کوئی رکن دورانِ ملازمت کوئی دوسرا کاروبار کرنے کا مجاز نہیں ہوگا
(۵) عوام اور حاجت مند افراد کے ساتھ حسن سلوک انتظامیہ کی اولین بنیاد ہوگی۔
(۶) دیانتدارانہ کارکردگی پر ہی ترقی مل سکے گی۔
(۷) رشوت وبدعنوانی کے ارتکاب پر برطرفی کے علاوہ سخت ترین سزا دی جائیگی۔
(۸) عہدہ اور ملازمت سے فائدہ اٹھانے پر بھی برطرفی کے ساتھ سخت سزا دی جائیگی
(۹) انتظامیہ کی ہر کارروائی کو عدالت میں چیلنج کیا جاسکے گا۔
(۱۰) انتظامیہ کی تمام کارگذاریوں میں اسلامی نظام اور اسلامی عظمت کے خطوط نمایاں تر رکھے جائیں گے۔

## ٹیکس

(۱) مخالف شریعت تمام ٹیکس ختم کردیئے جائیں گے۔
(۲) عوام کی برداشت سے باہر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔
(۳) بنیادی ضروریات کی ہر چیز ٹیکس سے مستثنیٰ ہوگی۔

(۴) ٹیکس مفاد عامہ کی تکمیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے لگائے جائیں گے۔

## نشر و اشاعت

(۱) اخبارات کو قانون کی حدود کے اندر مکمل آزادی حاصل ہوگی۔
(۲) نشر و اشاعت کے تمام وسائل اسلام کے اصول کی تبلیغ و تشہیر پاکستان کے استحکام و سالمیت اور عوام کے نقطہ نظر کے اظہار کے لئے استعمال کئے جائیں گے
(۳) اخبارات، حکومت کی کسی گروہ کی یا کسی فرد کی اجارہ داری میں نہیں رہنے دیئے جائیں گے
(۴) اخبارات، براڈکاسٹنگ وغیرہ پر عوام کا کنٹرول ہوگا۔
(۵) اخبارات کی ملکیت میں زیادہ اور غالب حصہ عوام کا ہوگا۔

## اوقاف

(۱) محکمہ اوقاف قائم رکھا جائے گا۔
(۲) لیکن اوقاف کا نظام از سر نو خالص شریعت کی بنیاد پر قائم کیا جائے گا۔
(۳) وقف کی آمدنی صرف واقف کی وصیت و منشاء کے مطابق ہی خرچ کی جائیگی

## اقلیتیں

(۱) پاکستان کی موجودہ غیر مسلم اقلیت کو اسلام کی طرف سے عطا کردہ مذہبی آزادی شہری حقوق اور حصول انصاف کے مواقع بلا امتیاز اور یکساں طور پر حاصل رہیں گے
(۲) ختم نبوت کے عقیدہ سے منحرف فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گا۔
(۳) مسلمانوں میں آئندہ نئی فرقہ بندی اور ارتداد کی اجازت نہیں ہوگی۔

## خارجہ پالیسی

(۱) اسلامی عظمت کے اظہار پر مبنی آزادانہ و غیر جانبدارانہ ہوگی۔
(۲) مغربی سامراج و اشتراکی بلاکوں کے اثرات سے پاک ہوگی
(۳) مسلمان ملکوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اشتراک پر مبنی ہوگی۔
(۴) نوع انسانی کی فلاح و بہبود اور امن عالم کو برقرار رکھنے میں معاون ہوگی
(۵) تمام بین الاقوامی معاملات میں اسلامی نقطۂ نظر کے اظہار کو مقدم رکھا جائیگا
(۶) محکوم ملکوں کی جدوجہد آزادی کی حمایت و معاونت کی جائے گی۔
(۷) بین الاقوامی معاملات میں عوامی حقوق کی جدوجہد کی حمایت کی جائے گی۔
(۸) دنیا کے جن ملکوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ وہاں ان کی اسلامی حیثیت اسلامی وحدت، باعزت رہائش و روزگار اور جان و مال کے تحفظ کے لئے زبردست کوشش جاری رکھی جائے گی۔
(۹) دنیا کے جن حصوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں، خواہ وہ امریکہ میں ہوں، یورپ میں ہوں، ایشیا میں ہوں، روس و چین میں ہوں، افریقہ میں ہوں، ان کی جداگانہ آزاد مملکت کے قیام کی حمایت کی جائے گی۔
(۱۰) فلسطین، بیت المقدس اور تمام عرب علاقوں سے یہودی و امریکی، برطانوی سامراجی تسلط کا خاتمہ، کشمیر کی آزادی۔ بھارت کے مسلمانوں کی جان، مال، آبرو، دین معاش، رہائش وغیرہ کے تحفظ کی ضمانت کی کوششوں کو پاکستان کی خارجہ پالیسی میں اولین و بنیادی اہمیت حاصل ہوگی۔

## موجودہ مسائل

(۱) ون یونٹ کو ختم کر کے، صوبوں کو از سر نو قائم کیا جائے گا۔
(۲) اسمبلیوں و قومی اداروں میں نمائندگی تناسب آبادی کے مطابق مقرر کی جائے گی۔
(۳) امور خارجہ، دفاع، کرنسی، بین الصوبائی مواصلات اور بیرونی تجارت کے محکمے مرکز کے پاس رہیں گے۔
(۴) بقیہ معاملات میں صوبوں کو خود مختاری حاصل رہے گی
(۵) ملک کی سالمیت و وحدت کے پیش نظر، تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں گے جن سے تمام صوبوں کے درمیان اور مشرقی پاکستان و مغربی پاکستان کے درمیان عدم مساوات و تفاوت کا خاتمہ ہو جائے۔
(۶) صوبوں کے پسماندہ علاقوں کی ترقی پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔
(۷) فوجی اور مرکزی ملازمتوں میں مشرقی و مغربی دونوں علاقوں اور صوبوں کو پانچ سال کے اندر اندر برابر سطح پر لانے کی کوشش کی جائے گی۔

## مواصلات

(۱) ملک بھر میں پختہ سڑکوں کا جال پھیلایا جائے گا تاکہ تمام دیہات ایک دوسرے سے مربوط ہو جائیں اور اپنے مرکزی شہروں سے سڑکوں کے ذریعہ ملحق ہو جائیں۔
(۲) مواصلات و رسل و رسائل کے تمام جدید ذرائع شہروں میں اور دیہاتوں میں عام کئے جائیں گے۔
(۳) مواصلات کو ترقی دینے میں اولیت پسماندہ علاقوں کو حاصل ہوگی۔
(۴) ریلوں، بسوں، جہازوں وغیرہ ذرائع سفر میں نماز اور وضو کے لئے خصوصی انتظام ہوگا
(۵) سفر کے تمام ذرائع وسیع، محفوظ اور ارزاں کر دیئے جائیں گے۔ ان میں درجات کا تفاوت ختم کر دیا جائے گا۔

## دفاع

(۱) ہر بالغ اور اہل مسلمان کو جہاد کی تربیت دی جائے گی
(۲) ہر جگہ مقامی رضاکار مجاہد دستے قائم کئے جائیں گے۔
(۳) دفاع میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان دونوں علاقوں کو خود کفیل بنادیا جائیگا
(۴) اسلحہ ساز فیکٹریاں دونوں علاقوں میں یکساں حیثیت سے قائم کی جائیں گی۔
(۵) کوشش کی جائے گی کہ ملک جنگی سامان کی ہر چیز بنانے میں باہر کا محتاج نہ رہے۔
(۶) کسی بھی خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام ملک میں باقاعدہ فوج کے ساتھ ملک کی تمام بالغ آبادی کو بھی دفاع میں بھرپور حصہ لینے کے قابل بنا دیا جائے گا۔
(۷) دفاعی افواج کا بحری ہیڈ کوارٹر مشرقی پاکستان میں رکھا جائے گا۔
(۸) پاکستانی افواج کے اعلیٰ معیار کو بلند سے بلند تر کیا جاتا رہے گا۔
(۹) فوجی تربیت میں اسلامی احکام پر عمل کی طرف خصوصی توجہ دی جائیگی
(۱۰) پاکستانی افواج اور پاکستانی عوام کے درمیان براہ راست ربط و تعاون کو بڑھایا اور مضبوط کیا جائے گا۔ اور انگریزوں کے دور کے امتیاز و علیحدگی کے طریق کو ختم کر دیا جائے گا۔

## ترمیم و تبدیلی کی تجاویز

منشور ہذا کی دفعات میں قرآن و سنت کے نصوص کی روشنی اور ملک و ملت کے مفاد کے تقاضوں کے تحت تبدیلی، ترمیم اور اضافہ و کمی کی تجاویز پر غور کیا جاسکتا ہے اور انہیں منشور میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

اراکین مرکزی مجلس عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی منظوری

---

مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان بیرون لوہاری دروازہ ملتان نے

شائع کیا

## ضروری اطلاع

"منشور" جلد ہی بہترین کتابت و طباعت سے آراستہ اعلیٰ کاغذ پر شائع ہو رہا ہے قیمت کا اعلان جلد ہی کر دیا جائے گا۔ مذکورہ بالا پتہ پر اپنے مطلوبہ نسخوں کی تعداد رجسٹر کرالیں۔

# بقیہ مُدلل جواب

تیس سال ہے۔ اس کے بعد نہیں اور پھر اس کے بعد ملک و خلافتِ عامہ ہے۔ جس کے لیے نہ کوئی تدریجی سبب ہے نہ تاریخی بلکہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق خلافت خاصہ موعودہ کے بعد خلافت عامہ اور ملک و حکومت عام سنت اللہ پر وَ اللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ کے مطابق جاری رہے گی۔ اس کے لیے تدریجی تغیرات کے مراحل، اور ان کی ابتدا سیّدنا عثمانؓ جیسے جلیل القدر خلیفۂ راشد کے سر تھوپنا قرآن و حدیث سے کوسوں دور ہے

## سیدنا عثمانؓ کے فضائل و مناقب

بلکہ اس کے برعکس سیّدنا عثمان ذوالنورینؓ کے فضائل و مناقب کتاب و سنت اور اقوالِ سلف صالحین میں پوری وضاحت کے ساتھ بکثرت موجود ہیں۔

۱۔ جن کا لقب ذوالنورین ہے۔ جن کے متعلق شرح فقہ اکبر ص۸۳ پر لکھا ہے:۔

| | |
|---|---|
| لم یجمع بین بنتی نبی علیہ السلام من لدن آدم علیہ السلام الی قیام الساعۃ الا عثمان | حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کسی کو یہ شرف سوائے حضرت عثمانؓ کے حاصل نہیں ہوا کہ اس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئی ہوں |

۲۔ اور اس سے بڑھ کر سیدنا عثمانؓ کی فضیلت کی یہ بات ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی کی وفات ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| زوجوا عثمان لو کان لی ثالثۃ لزوجتہ و ما زوجتہ الا بالوحی من اللہ تعالیٰ (نبراس ص۴۸۵) | حضرت عثمانؓ کا نکاح کردو۔ اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو ضرور حضرت عثمانؓ کو دیتا اور یہ سب شادی نکاح وحی و حکم الٰہی سے ہے |

۳۔ بل قال علی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول

| | |
|---|---|
| بل قال علی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو ان لی اربعین ابنۃ لزوجتک واحدۃ بعد واحدۃ (نبراس ص۴۸۴) | سیدنا علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا "اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں حضرت عثمانؓ کو یکے بعد دیگرے دیتا جاتا۔" |

۴۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ نبوت میں سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کا اتنا بلند مقام تھا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ان کو اپنا سفیر خاص بنا کر بھیجا۔ جس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| فلو کان ببطن مکۃ اعز من عثمان لبعثہ | اگر اس وقت سرزمین مکہ میں کوئی اور حضرت عثمان سے زیادہ عزیز و مقبول ہوتا تو ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اہل مکہ کے پاس سفیر بنا کر بھیجتے۔ |

جب حضرت عثمانؓ کفار قریش کے پاس گئے تو ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ سے اپنے قلبی عناد و بغض کی وجہ سے حضرت عثمانؓ جیسے باحیا اور نرم اخلاق آدمی سے بھی معاندانہ روش اختیار کی کہ ان کو نظر بند کر دیا جس سے ان کے قتل کا خطرہ ہوگیا۔

۵۔ سیدنا عثمانؓ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اتنی بلند قدر و قیمت رکھتے تھے کہ صرف ان کے قتل کا خطرہ محسوس کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چودہ سو صحابۂ کرامؓ سے اس بات پر بیعت لی کہ کفار کے مقابلہ میں حضرت عثمانؓ کی خاطر اپنی جانوں تک کو قربان کر دیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ مبارک حضرت عثمانؓ کی طرف سے مقرر کر کے دوسرے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی مقبول ہوئی کہ ارشاد فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ (پ۲۶) | ضرور بہ ضرور اللہ تعالیٰ ان مومنین سے راضی ہے جنھوں نے درخت کے نیچے آپ کی بیعت کی تھی۔ |
| اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ پ۲۶ | بے شک جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ہی بیعت کی، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہیں۔ |

سبحان اللہ! حضرت عثمانؓ کی ایک جان کتنی قیمتی تھی کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بمع چودہ سو صحابۂ کرامؓ کے اپنی جانوں تک کی قربانی کے لیے تیار ہوگئے۔ اس موقع پر بعض لوگوں نے کہا کہ:۔

"حضرت عثمان کیسے خوش نصیب ہیں کہ ان کی طرف سے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے بیعت بھی کی ہے اور وہاں مکہ معظمہ میں بیت اللہ کا طواف بھی کر لیا ہوگا"

اس پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"عثمان ہمارے بغیر ہرگز طواف نہیں کریں گے"

چنانچہ حقیقت واقعہ بھی اسی طرح ہوئی کہ کفار نے حضرت عثمان کو کہا کہ:۔

"تم طواف کر لو، مگر تمہارے آقا و مولیٰ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نہیں آنے دیتے"

تو حضرت عثمان نے فرمایا کہ:۔

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر میں ہرگز طواف نہیں کرتا"

اس واقعہ کو اہلِ تشیع نے بھی اپنی کتابوں میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ دیکھو فروعِ کافی۔ کتاب الروضہ ص۱۵۱۔

۶۔ علاوہ ازیں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار حضرت سیّدنا عثمانؓ کو قطعی بہشتی فرمایا۔ حتیٰ کہ ارشاد فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| ۷۔ لکل نبی رفیق فی الجنۃ و رفیقی فیہا عثمان (ازالۃ الخفاء ص۲۱۲۔ ابن ماجہ) | ہر نبی کے لیے بہشت میں ایک خاص رفیق ہوگا اور میرے رفیق خاص عثمان ہوں گے۔ |

۸۔ نیز حضرت عثمان کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| الا استحی من رجل منہ الملائکۃ (صحیح مسلم) | کیا میں ایسے جوان (حضرت عثمانؓ) سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں |

(باقی آئندہ)

N. 67715 সাপ্তাহিক WEEKLY REGD. L. No. 7152
তরজুমানেইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE

اسلامی نظام کے خواہاں حضرات سے

# ہمدردانہ اپیل

مخیر اور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے، ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں۔ معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مرد و زن کے اختلاط کے زہریلے جراثیم سرعت سے پھیل رہے ہیں۔ معاشی نظام سود کی بنیاد پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے عظیم جدّوجہد کی ضرورت ہے۔ علماء کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہوجاتے ہیں۔

## اس لیے

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم زکوٰۃ وعطیات مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقم کی تعیین فرما دیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے —

محمد عبداللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام — (خانپور)
محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی " " " " — (ملتان)
رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ماجور ہوں

# ترجمانِ اسلام

## انقلاب

---

خدا پرستی سے روکنے والے سرکشوں کی گردن توڑنے والا انقلاب، ظالموں سے باز پرس کرنیوالا انقلاب، فطرت انسانی کو تکمیل پر پہنچانے والا، کمزور قوموں کو سر بلند کرنیوالا انقلاب، اسلام کا وہ گوہر نایاب جس کو بنی نوع انسان کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے۔ معاشرہ انسانی یعنی انسانوں کی ایک سوسائٹی ایک نہج پر چل رہی تھی، نباض فطرت انسانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی بنیاد انقلابی قانون پر رکھی۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے اس انقلابی قانون پر بنیاد رکھی جس پر انبیاء علیہم السلام کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام رکھ چکے تھے۔

اس کے بعد ایک آخری انقلاب آیا جس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی شکل میں لائے

---

(امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی
رحمۃ اللہ علیہ)

جمعہ ۱۱ اپریل ۱۹۶۹ء مطابق ۲۳ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ۔ قیمت ۲۵ پیسے جلد ۱۲۔ شمارہ ۱۴

زاہد الراشدی

# لگان اور بٹائی کی شرعی حیثیت

(۳)

جیسے مثلاً آٹا پیسنے والے کو اس کے پیسے ہوئے آٹے میں سے کچھ حصہ کے عوض اجیر بنایا جائے یہ ناجائز ہے اور چونکہ پیداوار کا ایک حصہ یہ اجرت مجہول یا بعض صورتوں میں معدوم ہے اور اجرت کا مجہول یا معدوم ہونا عقد کو فاسد کر دیتا ہے۔ (ہدایہ ص ۱۵۲ ج ۴)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب مزارعۃ کو باب المضاربہ سے نہیں بلکہ باب الاجارہ سے متعلق سمجھتے ہیں اور مجہول اجرت پر کسی کو اجیر بنانا باب الاجارہ کے مسلمہ اصول کے تحت ناجائز ہے۔ امام اعظمؒ کے اس موقف کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ مزارعۃ کی جو چار شکلیں صاحب ہدایہ نے ہدایہ ص ۱۵۴ ج ۴ میں اور امام سرخسیؒ نے المبسوط ج ۲۳ ص ۱۹ میں بیان کی ہیں اور ان میں سے تین شکلوں کو جائز اور ایک شکل کو ناجائز قرار دیا ہے۔ یہ چاروں شکلیں خود ان بزرگوں کے ارشاد کی روشنی میں باب الاجارۃ سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ ہدایہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

مزارعۃ کی صاحبین (یعنی امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ) کے نزدیک چار شکلیں ہیں۔ پہلی یہ کہ زمین اور بیج ایک شخص کا ہو اور بقر اور عمل دوسرے شخص کا یہ شکل جائز ہے۔ اس لئے کہ بقر آلۂ عمل ہے تو اس کی مثال یوں ہوگی جیسے کسی شخص نے درزی کو اس بات پر اجیر بنایا کہ وہ اپنی مشین پر کپڑے سیئے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زمین ایک شخص کی ہو اور عمل، بقر اور بیج دوسرے شخص کا ہو، یہ بھی جائز ہے۔ اس لئے کہ گویا اس دوسرے شخص نے زمین کو اجرت پر حاصل کیا ہے۔ اور وہ اجرت پیداوار کا ایک حصہ ہے تیسری صورت یہ ہے کہ زمین، بقر اور بیج ایک شخص کا ہو، اور عمل دوسرے شخص کا ہو۔ یہ صورت بھی جائز ہے۔ اس لئے کہ صاحب ارض نے دوسرے شخص کو عمل کے لئے اجیر بنایا ہے۔ اور اگر زمین اور بقر ایک کا ہو اور بیج اور عمل دوسرے شخص کا ہو تو ناجائز ہے (ہدایہ ص ۱۵۴ ج ۴)

اس عبارت میں مزارعۃ کے جواز کی جتنی شکلیں بیان کی گئی ہیں وہ سب کی سب "اجارۃ" سے تعلق رکھتی ہیں اور ان صورتوں کو قیاس بھی باب الاجارہ پر کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے علامہ قاضی زادہ آفندیؒ نتائج الافکار تکملہ فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ

مضاربت میں یہ بات جائز نہیں کہ مال اور عمل دونوں ایک ہی جانب سے ہوں اور اسی لئے کہتے ہیں کہ مضاربت میں صاحب مال پر عمل کی شرط لگانے سے عقد فاسد ہو جاتا ہے۔ لیکن مزارعۃ میں اسے جائز قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ زمین ایک شخص کی ہو اور عمل، بقر اور بیج دوسرے شخص کا ہو تو عقد جائز ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ بیج مال ہے، بلکہ بقر بھی مال ہے۔ اور یہ دونوں عمل کے ساتھ ایک ہی جانب جمع ہو چکے ہیں۔ تو اس صورت میں مزارعۃ کو مطلقاً مضاربۃ پر قیاس کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ (نتائج الافکار ص ۳۳ ج ۸)

ہدایہ کی عبارت اور قاضی زادہ آفندیؒ کی وضاحت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے، کہ مزارعۃ کا تعلق باب الاجارہ سے ہے اور مضاربۃ پر اسے قیاس کرنا جیسا کہ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ اور دوسرے بزرگوں نے کیا ہے درست نہیں ہے۔

(۲) دوسرا مذہب امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام زفرؒ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مزارعۃ مع المساقاۃ ناجائز ہے۔ لیکن اجارۃ الارض یعنی لگان اور ٹھیکہ والی صورت کو وہ جائز قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج ص ۸۸ میں اس کی وضاحت فرمائی ہے امام صاحبؒ کی دلیل درج ذیل احادیث ہیں:۔

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ لوگ اپنی زمینیں نصف ثلث اور ربع پر کاشت کے لئے دے دیتے تھے۔ پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا دوسرے بھائی کو کاشت کے لئے (بغیر معاوضہ کے) دے دے اور اگر ایسا نہ کرتا تو زمین کو روکے رکھے۔ (بخاری ص ۳۱۵ ج ۱)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کے پاس زمین ہو، وہ اسے خود کاشت کرے یا دوسرے بھائی کو دے دے۔ ورنہ اسے روکے رکھے (بخاری ص ۳۱۵ ج ۱)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض کے پاس (زائد از ضرورت) فاضل زمینیں تھیں۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس فاضل زمین ہو۔ یا اس کو خود کاشت کرے یا دوسرے بھائی کو بغیر معاوضہ دے دے۔ اگر ایسا نہیں کرتا، تو زمین کو روکے رکھے (مسلم ص ۱۱ ج ۲)

(۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس زمین ہو، پس وہ اسے خود کاشت کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ رکھے اور خود کاشت کرنے سے عاجز ہو تو اپنے مسلمان بھائی کو دے دے اور اس کو اجرت پر نہ دے (مسلم ص ۱۱ ج ۲)

(۵) حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعۃ سے منع فرمایا ہے اور اجرت (لگان اور ٹھیکہ) پر زمین دینے کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں (مسلم ص ۱۲ ج ۲)

ان کے علاوہ بھی بے شمار احادیث ہیں لیکن اختصار کی وجہ سے یہی پانچ حدیثیں پیش کی گئی ہیں۔ ان احادیث کے بارے میں صرف یہی کہا گیا ہے کہ یہ نہی تنزیہہ کے لئے ہے قطعی نہیں۔ جس کے جواب میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی مدظلہ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

اس باب میں سب سے زیادہ صریح یہ روایت ہے کیونکہ اس میں مزارعۃ اور مؤاجرۃ میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ جبکہ یہ حدیث ان دونوں کے مابین فرق کو صراحۃ سے بیان کرتی ہے۔ (اعلاء السنن ص ۳۰ ج ۱۴)

اس کے علاوہ حدیث خیبر اور مندرجہ بالا احادیث کے درمیان فرق واضح کرتے ہوئے مولانا ظفر احمد عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ (حضرت ثابتؓ کی) یہ حدیث اس دوسری حدیث کے معارض ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ نے اہل خیبر کے ساتھ پیداوار کے ایک حصہ پر معاملہ کیا۔ ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ نہی کی حدیث قولی ہے اور معاملہ خیبر کی حدیث فعلی ہے۔ اور تعارض کے وقت قولی حدیث کو فعلی حدیث پر ترجیح دی جاتی ہے۔ پھر نہی کی حدیث منع میں نص ہے اور معاملہ خیبر کی حدیث اباحۃ کا (صرف) احتمال رکھتی ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ معاملہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہو۔ اور ہمیں اس کا علم نہ ہو۔ اور تعارض کے وقت موافق للقیاس حدیث کو مخالف للقیاس حدیث پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اسی لئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نہی کی حدیث کو معاملہ خیبر کی حدیث پر مقدم اور راجح قرار دیا ہے۔ (اعلاء السنن ص ۳۲ ج ۱۴)

مولانا عثمانی آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:۔

امام اعظمؒ کا مذہب اس باب میں عقل و نقل کے اعتبار سے قوی ترین مذہب ہے اور دیگر احناف نے اگر صاحبین کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے تو اس لئے نہیں کہ ان کا مذہب دلیل کے لحاظ سے قوی ہے بلکہ اس لئے کہ وہ لوگوں کے لئے آسان ہے۔ (اعلاء السنن ص ۳۵ ج ۱۴)

اس وضاحت سے دو باتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ امام صاحبؒ کا مذہب دلیل کے لحاظ سے قوی ترین مذہب ہے۔ اور مضبوط دلائل کا ایک انبار ہے جو امام اعظمؒ کے موقف کی تائید کر رہا ہے۔ دوسری بات

(باقی صفحہ ۶ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

جاری کردہ
حضرتِ مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگرانِ اعلیٰ
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

نگران
حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

ایڈیٹر: ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال
معاون ایڈیٹر: حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی

جلد ۱۲ | جمعہ ۱۱ اپریل ۱۹۶۹ء مطابق ۲۳ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ قیمت ۲۵ پیسے | شمارہ ۱۴

## اسلام اور صرف اسلام

پاکستان میں امنِ عامہ، پاکستان کی سالمیت کو جو شدید خطرات لاحق ہو گئے تھے اور پاکستان میں بسنے والے افراد ہر وقت جان و مال اور آبرو پر شدید حملوں سے خائف تھے۔ اور بعض لوگ جس طرح دونوں صوبوں کے درمیان عصبیت کی دیواریں کھڑی کرنے میں مصروف تھے، اس کا تقاضا تھا کہ پاکستان کے جیالے نوجوان جنہوں نے ۱۹۶۵ء میں وطن عزیز کی حفاظت کے لئے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا تھا وہ اپنی بیرکوں سے شہروں اور دیہاتوں کا رخ کریں۔ شر و فساد کی وہ آگ جس نے ہر ایک کو اپنے شعلوں کی لپیٹ میں لے رکھا تھا بجھائیں۔

مارشل لاء کے نفاذ کے فوراً بعد تعلیمی ادارے کھل گئے۔ بند کارخانوں کی مشینیں حرکت کرنے لگیں۔ بھوک ہڑتالیوں نے اپنے کیمپ اکھاڑ کر گھروں کا رخ کیا۔ کاروباری حلقوں میں گہما گہمی نظر آنے لگی۔ غرضیکہ ہر انسان نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس بد امنی اور بے چینی کا سامنا ہمیں اسلام سے دوری کے سبب کرنا پڑا۔

ہم اس بات کو فراموش کر چکے تھے کہ یہ ملک ہم نے خدا اور اس کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر حاصل کیا تھا۔ اب تک جو کچھ ہوا سو ہوا۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔

اس موقع پر ملک کے ہر طبقہ کے لئے ضروری ہے کہ بحالی امن کے سلسلے میں موجودہ انتظامیہ سے تعاون کرے۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں اور وسائل و ذرائع کو اسلام کی دعوت و تبلیغ میں صرف کریں۔ کیونکہ اس ملک بقا صرف اسلام سے وابستہ ہے۔ اسلام ہی کے پاس ہمارے موجودہ معاشی اور اقتصادی مسائل کا حل ہے۔

## اسرائیل کی جارحیت

سلامتی کونسل میں مشرق وسطیٰ کے بحران کے بارے میں پاکستان کی قرارداد منظور ہو گئی۔ جہاں تک اسرائیل کی مذمت اور عربوں کی حمایت کا تعلق ہے، پاکستان کسی موقع پر بھی کبھی دوسرے ممالک سے پیچھے نہیں رہا۔ اس موقع پر امریکہ اور برطانیہ نے کسی طرف بھی ووٹ نہیں دیا۔ یہ قرارداد ۲۶ مارچ کو اردن کے غیر فوجی ٹھکانوں پر اسرائیلی حملہ کے بارے میں تھی۔ اس حملہ سے متعدد شہری شہید اور زخمی ہو گئے بہت سے مکانات گر گئے۔

اسرائیل کے اس جارحانہ اقدام کی حقیقت میں ہر وہ ملک جو اپنے آپ کو امن پسند کہلاتا ہے مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ قرارداد میں اسرائیل کو تنبیہہ کی گئی ہے۔ کہ اگر آئندہ اس نے اس قسم کی جارحانہ کارروائی کی تو سلامتی کونسل اس پر تعزیری پابندیاں لگانے کے سوال پر غور کرے گی

اسرائیل کی بڑھتی ہوئی جارحیت کے پیش نظر اس قرارداد مذمت کے سلسلے میں جن ممالک نے حصہ لیا ہے۔ ہم ان کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اس موقع پر انہوں نے ایک بار پھر اپنا اخلاقی فرض ادا کیا ہے۔ لیکن اسرائیل نے جو کردار ان دو سالوں میں ادا کیا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ اس سے زیادہ سخت سزا کا مستحق ہے۔ محض انتباہ کافی نہیں بلکہ یہ جارحیت پسند طاقت اور اس طرح کی دوسری طاقتیں عملی طور پر تعزیری سزا کی مستحق ہیں۔

اسرائیل کے ساتھ اس موقع پر یا اس سے قبل جو رعایت امریکہ اور برطانیہ کی طرف سے کی گئی ہے۔ یہ قابل نفرت اور شر انگیز ہے۔ ان ممالک کی طرف سے اس قسم کی کارروائیاں اسرائیلی جارحیت کی کھلم کھلا حوصلہ افزائی کا ثبوت مہیا کرتی ہیں۔ امن پسند طاقتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسرائیل اور اس کے پشت پناہوں سے سفارتی سطح پر بھرپور جنگ کریں، ورنہ یہ فتنہ آگے چل کر پوری دنیا کے امن و امان کو تہ و بالا کرنے کا سبب بنے گا۔

(خورشید بھیروی)

## کیا معاشرہ میں ان کا کوئی نہیں؟

روزنامہ تعمیر راولپنڈی کی اشاعت مورخہ ۳ اپریل میں ایک بیوہ کی فریاد شائع کی گئی تھی جس میں اس نے اپنی جوان بچیوں کے لئے رشتوں کا اظہار کیا تھا۔ معاشرے میں ایسے کئی افراد موجود ہیں۔ جن کے سرپرست کوئی اثاثہ چھوڑے بغیر اپنے بچوں کو بے یار و مددگار بے رحم دنیا کے رحم و کرم پر چھوڑ گئے۔ یہ معصوم بچے زندگی کی ہر محرومی کو سینے سے چمٹائے دربدر خاک چھانتے پھرتے ہیں۔ دنیا میں ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ آخر یہ مظلوم جو دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں ان کی خیر خبر لینے والا اس نیلے آسمان کے نیچے کوئی نہیں کون ان کا ذمہ دار ہے ہمارا معاشرہ کب انہیں اپنا حصہ سمجھ کر اپنے دامن میں پناہ دیگا۔ اسلام کا درد رکھنے

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

# امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا

## چوبیس سال کی جلاوطنی کے بعد کراچی میں خطاب

یہ خطاب حضرت امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے رہائی کے بعد کراچی میں ۱۹۳۹ء میں ایک اجتماع میں فرمایا۔ ادارہ نے حضرت کے شاگرد علامہ محمد صدیق صاحب بہاولپوری سے حاصل کیا۔

عزیزانِ گرامی!

۱۹۱۵ء میں مجھے حضرت شیخ الہند نے افغانستان بھیجا تھا۔ آپ کے بزرگوں نے مجھے باہر بھیجا تھا۔ باہر رہ کر جو کچھ اسلام کی خدمت کر سکتا تھا میں نے کی۔ میرے سامنے پہاڑ آئے شکست کھا گئے۔ موت آئی شکست کھا گئی میں ان سپہ سالاروں کا بھی رفیق رہا ہوں۔ جنہوں نے دنیا کے بڑے بڑے معرکے سر کئے۔ آپ میری باتوں کو وقتی تاثرات اور عارضی ہیجانات کا نتیجہ نہ سمجھئے گا۔ میرے پیچھے ایک تجربات کی وسیع دنیا ہے۔ میں آپ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہتا۔ میرے افکار واقف عالم ہیں۔ اب میں چراغ سحری ہوں۔ چاہتا ہوں، مرنے سے پہلے اس پیغام کو ہندوستان کے نوجوانوں تک پہنچا دوں۔ اگر یہی حالات رہے مجھے خطرہ ہے کہ بنگال کی تقسیم نہ ہو جائے۔ پہلے پہلے اس انقلاب کی لپیٹ میں افغانستان آئے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں انقلابات کا پیغمبر بن کر ہندوستان لوٹا ہوں۔ عنقریب وہ دن دور نہیں کہ برطانیہ اور امریکہ والوں کو روسیوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا اس انقلاب کو قیامت سے کم نہ سمجھئے گا۔ میں نے بڑے بڑے علماء کو بڑے بڑے امراء کو در بدر بھیک مانگتے دیکھا ہے۔ عزتوں کو بکتے دیکھا ہے۔ یہ عالمگیر انقلاب ہے ایک نہ ایک دن ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے کر رہے گا دیوار چین ہو یا سد مآرب۔ یہ سب کو خس و خاشاک کی طرح بہا کے لے جائے گا۔ دنیا ایک طوفان نوح سے دوچار ہوا چاہتی ہے۔ بادل گھر چکے ہیں۔ گھٹائیں برسنے کو ہیں۔ ہمارے علماء ہیں، ان کی نظریں کتابوں تک محدود ہیں۔ وہ باہر کی دنیا کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ جن علوم کو وہ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ اس اعتبار سے نہ ان میں زندگی کی رمق باقی ہے۔ نہ پڑھنے والوں میں رمق اور حرارت پیدا کرتے ہیں۔ تمہارے سیاست دان بڑی بڑی اسکیمیں بناتے ہیں۔ جو اغراض و مصالح پر مبنی ہوتی ہیں۔ عوام کو جلاوطنیوں کے مدت میں رکھ چھوڑا ہے۔ قرآن حق ہے۔ انجیل حق ہے، تورات حق ہے۔ اگر انجیل کو غلط رنگ میں پیش کرنے سے یہودی کافر ہو سکتا ہے تو اس ملک کا مسلمان قرآن کو غلط رنگ میں پیش کرنے سے کیسے مسلمان رہ سکتا ہے

اب انقلاب کی گھڑی قریب آ چکی ہے سنبھلو ورنہ مٹا دیئے جاؤ گے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ کل ایک طبقہ قوت و اقبال کا مالک تھا۔ کسان اور مزدور کماتے جو کماتے تھے۔ ان کو کھانے کو نہ ملتا۔ جو ان کی کمائی پر رہتا وہ کمانا ذلت کا نشان سمجھتا۔ کماؤ طبقے پسماندہ کھاؤ طبقے اخلاق سے گر گئے۔ اگر برکتیں پھیلتیں تو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے گھروں اور محلوں میں ذہن کی جلا ہوتی تو ان کی، اسلام کی برکتیں پھیلتیں۔ تو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے گھروں اور محلوں میں۔ زمانہ مدتوں چلتا چلا گیا۔ مزدوروں اور کسانوں پر سرمایہ دار ظلم ڈھاتے رہے اسی اثناء میں مشینی دور آتا ہے۔ آگے چل کر مشینوں پر مزدوروں نے قبضہ کر لیا۔ جاگیردارانہ نظام ختم ہو گئے اگرچہ یہ فلسفہ خدا کے وجود کا انکار کرتا ہے۔ آج اس کا نعرہ ہے۔ اٹھو کسانو، مزدورو۔ یہ بڑی بڑی بلڈنگیں بڑے بڑے محلات تمہاری کمائی سے معرض وجود میں آئے ہیں۔ اس پر قبضہ کر لو۔ جو اس کے آڑے آئے اس کو مٹا دو۔ یاد رکھو! اگر یہ لادینی کا فلسفہ غالب آ گیا، اس میں تمہاری اور تمہارے مذہب کی خیر نہیں۔ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو ایسے فلسفے کو قبول کر لو، جس کے ذریعے سے خدا کو بھی مانتے رہو اور غریب کی خبر گیری بھی کرتے رہو۔ جس کی ترجمانی امام ولی اللہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں کی ہے۔

اگر تمہارے امراء نے غرباء کی خبر گیری نہ کی تو تمہارا وہ حشر ہوگا جو بخارے کے مسلمان کا ہو چکا ہے۔ بخارے کے اندر ایک ایک عربی کی یونیورسٹی تھی۔ جس میں ستر ہزار عربی کے علوم پڑھنے والے موجود تھے۔ ترکی کی جو سیاسی طاقت ہے۔ آپ کے ملک کی وہ سیاسی طاقت نہیں جس انقلاب کے سامنے بخارے کی مذہبیت نہ ٹھہری، ترکی کی سیاست نہ ٹھہری۔ اس کے سامنے تم کیسے ٹھہر سکتے ہو۔ جب غریب کی جھونپڑی سے انقلاب اٹھتا ہے، تو وہ امیر کے محل کو بھی پیوست زمین کر کے جاتا ہے۔ اگر تم انقلابی بننا چاہتے ہو، تو کتاب و سنت کے اعتبار سے انقلابی بنو۔ اگر میں مر گیا، میرے مرنے کے تین سال بعد انگریز ہندوستان سے نہ گیا۔ میری قبر پر آ کر کہنا کہ انگریز یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ میں قبر سے جواب دوں گا۔ میں نے انگریز کی بیخ بنیاد کو اکھاڑ دیا ہے۔ اب ہندوستان میں نہیں رہ سکتے عنقریب تم مجھے یاد کرو گے۔ میں اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

## تعارف و تبصرہ

نام کتابچہ:۔ لا نبی بعدی
مؤلف:۔ مولانا عبدالحی عابد خطیب مدنی جامع مسجد کمہار پورہ لاہور
ناشر:۔ مکتبہ رشیدیہ مدنی مسجد کمہار پورہ لاہور
قیمت:۔ پچاس پیسے صرف

یہ چالیس صفحات کا کتابچہ محترم مولانا عبدالحی عابد نے موجودہ زمانہ کی ایک خاص ضرورت کے تحت لکھا ہے۔ بہترین کتابت رنگ دار ٹائیٹل، سفید کاغذ۔ آپ نے اس مختصر کتابچہ میں یہ ثابت کیا ہے کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ انہوں نے نہایت سادہ انداز میں وہ آیات قرآنی اور احادیث مقدسہ جو اس عقیدہ کی حقیقت اور اہمیت کو بیان کرتی ہیں تحریر کی ہیں اور ضرورت کے مطابق آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی مختصر وضاحت کر دی ہے۔ آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے۔ جس پر چودہ سو سال سے تمام مسلمان متفق و متحد رہے ہیں۔ قیامت تک اس کی اہمیت و اصلیت میں فرق نہیں آ سکتا۔

اس کے علاوہ آپ نے اس کتابچہ میں قرآن و سنت کی روشنی میں حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بھی بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور اس وقت تک وہ وہاں موجود ہیں۔ عابد صاحب نے یہ کام کر کے پڑھے لکھے طبقہ کی بہت بڑی خدمت کی ہے اس رسالہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے

(خورشید)

## ضروری اطلاع

ترجمانِ اسلام کی گذشتہ اشاعت میں "ایک نظر ادھر بھی" کے عنوان سے احباب سے ایک اپیل شائع کی تھی، لیکن افسوس کہ آج تک اس سلسلہ میں کوئی خط وغیرہ ہمیں موصول نہیں ہوا۔ کاغذ کی قیمتیں اس وقت آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ حالات سے مجبور ہو کر آئندہ سے ترجمان اسلام کے صفحات بجائے سولہ کے بارہ کئے جا رہے ہیں اور قیمت فی پرچہ بجائے تیس پیسے کے بجائے پچیس پیسے کر دی گئی ہے یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک ایجنٹ حضرات اپنے بقایاجات پورے ادا نہیں کر دیتے۔ ان حالات کا سامنا ہمیں صرف ایجنٹ حضرات کی مسلسل مہربانیوں سے کرنا پڑا ہے

(ادارہ)

ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال

# اسلام، سوشلزم اور جمہوریت

(۲)

## اسلام، سوشلزم اور جمہوریت دونوں سے بالاتر ہے

میرے نزدیک مغربی جمہوریت اور سوشلزم دونوں کے ساتھ اسلامی کا لفظ چسپاں کرنا صحیح نہیں ہے۔

اس لئے کہ جب ہم اسلام کو ایک مکمل نظام حیات اور دین قرار دیتے ہیں تو صرف اس کے اصول و ضوابط ہی اسلامی کہے جانے کے مستحق ہیں۔ دوسری باتیں ہرگز اسلامی کہے جانے کی مستحق نہیں خواہ وہ اسلام کے خلاف نہ ہوں۔

البتہ ایسی بہت سی چیزیں جن کا اسلام کے ساتھ تعارض نہ ہو، یا جن کو غیر اسلامی اجزاء سے پاک کر لیا گیا ہو، انہیں مباح کے درجہ میں علیحدہ طور پر اختیار کیا جا سکتا ہے خواہ وہ جمہوریت ہو۔ سوشلزم ہو یا اور کچھ ہو۔ لیکن اس کے ساتھ اسلامی کا لفظ لگا کر التباس پیدا کرنا بالکل غلط اور اسلام کے تقدس و برتری کے خلاف ہے۔

مگر افسوس ہے کہ اس کا ارتکاب ان لوگوں نے کیا۔ جو "جمہوریت" کے ساتھ بار بار "اسلامی" کا اضافہ کرتے رہے اور ایک خالص سیاسی مقصد کو اسلام کا ہمسر بتاتے رہے اور اب جب کہ ان کی اس روش کے عین مطابق دوسروں نے بھی "سوشلزم" پر اسلامی کا اضافہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ تو وہ اب چراغ پا ہیں۔ اور پھر ایک بار اپنی اس سیاسی مخالفت کو اسلام کی آڑ لے کر مؤثر بنانا چاہتے ہیں۔

اسلام کو نہ جمہوریت کا دم چھلہ بنایئے نہ سوشلزم کا

## جمہوریت اور سوشلزم کی حدود کار

اگر آپ ملک کے موجودہ سیاسی حالات میں تبدیلی لانے کی غرض سے جمہوری نظام کے قیام کو ناگزیر سمجھتے ہیں تو اسے محض "جمہوریت" کے نام سے ہی قائم کیجئے، اسلامی کا اضافہ کر کے التباس نہ پیدا کیجئے۔

اسی طرح اگر آپ ملک کی معیشت پر غالب برطانوی امریکی سرمایہ دارانہ نظام کو سوشلزم کے اقتصادی طریق کے مطابق بدلنا چاہتے ہیں تو اسے بھی صرف سوشلزم کے نام سے تبدیل کیجئے۔ اس پر بھی اسلام کا اضافہ نہ کیجئے تاکہ التباس پیدا نہ ہو۔

اور ہر دو صورتوں میں یہ واضح رہے کہ اسلام کیا ہے؟ جمہوریت کیا ہے؟ سوشلزم کیا ہے؟ تاکہ آئندہ مرحلوں پر سیاسی و معاشی ہر نظام کو واضح طور پر اسلامی نظام میں تبدیل کرنا ممکن ہو سکے۔

لیکن اگر اولین مرحلہ پر ہی مغربی جمہوریت کو اسلامی جمہوریت کے نام سے اور سوشلزم کو اسلامی سوشلزم کے نام سے قبول کر لیا گیا تو حقیقی اسلامی تبدیلیاں خواب و خیال بن کر رہ جائیں گی۔ اور ایک عرصہ تک ان نظاموں کو ہی اسلامی نظام سمجھا جاتا رہے گا۔

## سنگین مسائل

ہمارے ملک کے معاشی مسائل میں سرفہرست کسانوں، مزدوروں، محنت کاروں اور معمولی ملازم، ملازم پیشہ افراد و چھوٹے چھوٹے دوکانداروں کے مسائل ہیں۔

### کسان

کسان جو ہمارے ملک کی آبادی کا غالب حصہ ہے، زمیندار کے ظالمانہ شکنجے میں گرفتار ہے۔ اس کی بے بسی اور محرومی میں مشینی کاشت نے اور اضافہ کر دیا ہے زمیندار دباؤ، حیلے اور ہتھکنڈوں کے ساتھ اس سے زمین کی بیشتر پیداوار ہتھیا لیتا ہے۔ وہ کسان کو اپنا مفت کا بیگاری سمجھتا ہے۔ زمیندار اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر اسے ابھرنے نہیں دیتا۔ زمیندار کے اشارے پر تھانہ اور تحصیل کے کارندے اسے ذلیل و خوار کر ڈالتے ہیں۔ بدمعاش اور غنڈے اس کی آبرو پر ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔ نہ وہ اپنے بال بچوں کے علاج معالجہ اور تعلیم دلانے کی سکت رکھتا ہے اور نہ اسے اپنے قریب ترین مستقبل پر اعتماد ہوتا ہے کھڑی فصل کے ہوتے ہوئے زمیندار اسے بے دخل کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

اور بیشتر زمیندار زمین کے وسیع خطوں کے مالک حکومت کی بے جا مراعات اور موقع پرستی سے فائدہ اٹھا کر بن گئے ہیں۔

کسان کا مطالبہ ہے کہ اس صورت حال کا فوری حل ہو اور انہیں ظلم کی اس چکی سے نکالا جائے۔

چنانچہ اس کا فوری حل وہ ہے جو سوشلزم پیش کرتا ہے کہ ان زمینداریوں کی تنسیخ کر دی جائے اور کسان و زمیندار سب کو ایک سطح کا بنا دیا جائے۔

اور ایک حل ان احادیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور فتاویٰ ائمہ فقہ کے مطابق ہے کہ "زمین کا مالک وہ ہے جو اس کو محنت سے آباد کرے"۔

اب اگر فرمان رسولؐ اور ائمہ فقہ کے فتووں سے گریز کر کے اس اسلامی حل کو قبول نہیں کیا جاتا، تو لامحالہ ملک کے کسان طبقہ میں سوشلزم کا پیش کردہ حل فروغ پائے گا، اور زیادہ دیر تک اس کی مخالفت اسلام کے نام سے نہیں کی جا سکے گی۔

### مزدور

علیٰ ہذا القیاس یہی صورت مزدوروں کے مسائل کے حل کی ہے۔ موجودہ تجارتی و صنعتی سرمایہ داری کی بنیاد تمام تر ان خصوصی مراعات و مواقع سے فائدہ اٹھانے پر ہے جو بے جا طور دباؤ و دھونس یا اجارہ داری کے ذریعہ بلا رقم ادا کئے پیشگی مال حاصل کرنا، خام مال اور تیار مال کی قیمتوں پر من مانا کنٹرول رکھنا اور اسی قسم کی بے شمار جلی و خفی دھاندلیاں ہیں۔ جن سے کام لے کر تمام چھوٹی بڑی صنعت کارانہ و تجارتی سرمایہ داریاں قائم ہیں۔

اور پھر ان پر مستزاد بینکوں کا وسیع جال جو عوام میں پھیلے ہوئے "زر" کو مختلف حیلوں حوالوں سے سمیٹ سمیٹ کر سرمایہ دار حصہ داروں کے مفاد میں شب و روز استعمال کر رہا ہے۔

### مزدوروں پر ظلم

ان بے حد منافع خوریوں اور ناجائز طور پر حاصل شدہ غلہ و قوت کے بل بوتہ پر وہ مزدوروں، کلرکوں، چپراسیوں اور چھوٹے چھوٹے کارکنوں کی محنتوں کو تصرف میں لاتا ہے، اور ان غریبوں کا کوئی مستقبل نہیں رہ گیا ہے۔

قطعی ناکافی اور کم اجرتیں، کم سے کم آرام، تمام شہری سہولتوں کا فقدان، قید خانہ کی سی کوٹھڑیوں کی طرح رہائش گاہیں اور وہ بھی اب ناممکن الحصول بچے تعلیم سے محروم ناکافی اور ناقص غذا بے آرامی کی وجہ سے بیماریوں کا شکار غرضیکہ طرح طرح کی الم انگیزیوں میں وہ مبتلا ہیں۔

کیا ان غریبوں کے ان بدترین مسائل کا حل یہ نہیں ہے کہ انہیں اس جابرانہ سرمایہ داری سے نجات دلائی جائے؟ اور کیا اسلام اس صریح بے انصافی اور ظلم کو جاری رہنے کی اجازت دے سکتا ہے؟

اب اگر ان ناانصافیوں اور ستم رانیوں کا خاتمہ اسلام کی رو سے نہیں کیا جاتا تو لامحالہ اس مظلوم طبقہ کی نظر سوشلزم کی طرف اٹھے گی۔ جو ان کے خاتمہ کا مدعی ہے۔

### بدترین تجارتی منافع خوری

تجارت اور درآمد و برآمد پر مختلف پابندیوں کے عائد کر دینے کی وجہ سے صرف ایک خاص طبقہ ہی فائدہ اٹھانے کی پوزیشن میں ہے۔

یہ طبقہ حکومت کے تعاون و سرپرستی سے پورے زر مبادلہ پر چھایا رہتا ہے۔

ملک کی بہتر اشیاء کو برآمد کر کے بے تحاشا زر مبادلہ کماتا ہے اور ان اشیاء سے اپنے ملک کے عوام کو محروم کرتا ہے۔ کمائے ہوئے بیرونی زر سے جو سامان درآمد کرتا ہے۔ اسے بھی کئی کئی گنا قیمتوں کے اضافہ کے ساتھ ملک کے عوام کے ہاتھوں فروخت کرتا ہے اور اس طرح من مانا نفع حاصل کرتا رہتا ہے۔

یہ طبقہ جو اب مختلف کارپوریشنوں کی شکل میں متحد ہو کر عوام کی باقاعدہ لوٹ کھسوٹ پر اتر آیا ہے۔ جب چاہتا

ہے ملک میں اشیاء کی مصنوعی قلت پیدا کر دیتا ہے اور سامان خورد و نوش تک کو گراں ترین قیمتوں پر فروخت کرنے کی راہ نکال لیتا ہے۔

## چھوٹے کاروبار کرنیوالوں کی مشکلات

اس کی وجہ سے لاکھوں چھوٹے چھوٹے دکانداروں و کاروبار کرنے والوں کا کوئی مستقبل نہیں رہتا ہے اور وہ ہر وقت کساد بازاری کی زد میں آتے رہتے ہیں۔

## ادنیٰ ملازمت پیشہ لوگوں کی بدحالی

چھوٹے ملازم پیشہ لوگوں کی اقتصاد کا بھی یہی عالم ہے۔ بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے افسران ہر قسم کی سہولتوں و رعایتوں سے بھی بہرہ ور ہیں اور ماتحتوں پر غیر محدود اختیارات کے بھی مالک ہیں۔

اس صورتِ حال نے ان چھوٹے چھوٹے ملازمین کو نہ صرف بدتر حال بنا رکھا ہے بلکہ وہ بددل بھی ہو کر رہ گئے ہیں۔ جس سے کارکردگی کا معیار پست تر ہو چکا ہے۔

ملازمتوں کے درجوں اور تنخواہوں میں زبردست تفاوت اور مراعات کے حصول میں اعلیٰ طبقہ کی بے جا رعایت نے ملک کے انتظام و انصرام کو سنگین حالات سے دو چار کر رکھا ہے اور اخلاق، مذہب و وطن دوستی کے کسی طریق سے بھی اسے جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

یہ آج ہمارے ملک کے قریب ترین سنگین مسائل یہی ہیں جو اوپر ذکر کئے گئے۔

## اسلامی نظام کی برکات

بلاشبہ اسلام جو عدل و مساوات کا دنیا میں سب سے بڑا نقیب ہے اور جس کے داعی خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب جلیل رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عملاً مذکورہ بالا خرابیوں اور ناانصافیوں سے پاک و منزہ نظام حیات دنیا میں قائم و رائج کیا تھا۔ وہ اسلام ہرگز نہ تو موجودہ وسیع تر زمینداریوں کے قیام کی اجازت دیتا ہے، نہ موجودہ استحصالی سرمایہ داری کے تغلب کا روادار ہے اور نہ ایسے نظام حکمرانی کا حامی ہو سکتا ہے۔ جس میں عوام پر من مانا حکم نافذ کیا جاتا رہا اور جو زبردست تفاوت و امتیازات کے ساتھ ادنیٰ اور اعلیٰ میں تقسیم ہو۔

چنانچہ اسلام کے نظام عدل و مساوات و طریق خاتم النبیین و خلفاء راشدین کی روشنی و رہنمائی میں صاف صاف طور پر یا تو موجودہ جابرانہ نظام حکمرانی اور نظام معیشت کو رد کرنے کا اعلان کرنا پڑے گا۔ اور ملک کے کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں اور غریب طبقہ کے عوام کو واضح طور پر بتا دینا ہوگا کہ اسلام ہرگز ان جائز زمینداریوں جاگیرداریوں اور سرمایہ داریوں اور حکمرانیوں کو قائم رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور عوام کو ان سے مکمل نجات حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔

یقیناً اس کے بعد ملک کے عوام جن کی غالب اکثریت مسلمان ہے۔ سوشلزم وغیرہ کی طرف مائل ہونے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کریں گے۔ اور یہ آوازیں آپ ہی آپ ختم ہو کر رہ جائیں گی۔

لیکن اگر ان درپیش سنگین مسائل پر اسلام کے موقف کی نہ تو وضاحت کی گئی اور نہ ان کے خاتمہ کی نوید سنائی گئی۔ اس کے برعکس اسلام کے نام سے صرف سوشلزم کی مخالفت کا نعرہ بلند کیا جاتا رہا تو اس سے نہ تو عوام کو زیادہ دیر تک مطمئن رکھا جا سکے گا اور نہ سوشلزم کے جادو کو توڑا جا سکے گا۔ بلکہ اسلام کے ساتھ نادان دوستی کے اس طرز عمل سے موجودہ اقتدار، غاصب سرمایہ دار قابض زمیندار اور اعلیٰ حکام ناجائز فائدہ اٹھاتے رہیں گے اور بین الاقوامی سطح پر امریکی سامراج و برطانوی استعمار مسلمانوں کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرنے میں دلیر و مضبوط تر ہوتا رہے گا۔

اسلام کو ان مسائل کے حل کے طور پر عوام کے سامنے لایئے۔ تاکہ نہ سرمایہ داری کو تقویت ملے اور نہ سوشلزم کو فروغ حاصل ہو سکے۔

## اسلام کے نام کا غلط استعمال نہ کیجئے

محض اسلام کا نام لے کر عوام کی جدوجہد آزادی و گلو خلاصی کا راستہ روکنا عوام کو اسلام سے مایوس اور دور کرنے کا موجب بن جائے گا اور اس کا نتیجہ موجودہ اقتدار کی درازیٔ عمر، سامراجیت و سرمایہ داریت کی حوصلہ افزائی اور سوشلزم کے لئے زیادہ سے زیادہ گنجائش کی صورت میں یکے بعد دیگرے نکلتا رہے گا۔

سوچئے! کہ اسلام کے ساتھ یہ دوستی ہے یا دشمنی؟

نوٹ:۔ یہ مقالہ ایک کتابچے کی شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس کتابچے میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہٗ کا سوشلزم کے بارے میں وہ وضاحتی بیان بھی شامل ہے۔ جو ۲۵ جنوری ۱۹۶۹ء کے اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ اس طرح اس کتابچے کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ ۲۴ صفحات کا یہ کتابچہ ۴۰ پیسے کا ہے۔ فی سینکڑہ ۳۰ روپے ہے۔ دفتر ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور یا دفتر مکتبہ کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام بیرون لوہاری گیٹ ملتان سے منگوایا جا سکتا ہے۔

(م۔ک)

---

ہم بدحالی کا جو نمونہ پیش کیا ہے۔ وہ ہمیں اپنے سابقہ فقہی فتاویٰ پر نظر ثانی کے لئے مجبور کر رہا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے؟ بینوا و توجروا

---



## بقیہ ــ لگان اور بٹائی کی شرعی حیثیت

یہ کہ صاحبین کا مذہب اگرچہ دلیل کے لحاظ سے کمزور ہے۔ لیکن "ارفق بالناس" ہونے کی وجہ سے اسلاف حنفیہ نے ان کا مذہب اختیار کیا ہے۔ مولانا عثمانی کے علاوہ حضرت ملا علی القاریؒ نے بھی شرح مختصر الوقایہ (ج۲ ص۱۹۸) میں "الجامع الحاجۃ" کے لفظ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اب اس نکتہ کو سامنے رکھ کر اگر آج "ارفق بالناس" اور "الجامع الحاجۃ" کے اصول کے تحت امام اعظمؒ کے مسلک کو عمل کے لئے قبول کر لیا جائے جبکہ دلائل کے لحاظ سے بھی وہ مضبوط ہے تو ہمارے خیال میں اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔

(۳) تیسرا مذہب امام ابن حزم ظاہریؒ کا ہے جو مزارعت اور اجارہ یعنی بٹائی، حصہ اور لگان ٹھیکہ دونوں کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں ان کے بقول عطاؒ، مجاہدؒ، مسروقؒ، شعبیؒ، طاؤسؒ، حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ اور قاسم بن محمدؒ جیسے جلیل القدر ائمہ بھی ان کے ساتھ ہیں (المحلی ج۸ ص۲۱۴)

ان کی دلیل حسب ذیل احادیث ہیں:۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے (المحلی ج۸ ص۲۱۴)

(۲) حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے (المحلی ج۸ ص۲۱۶)

(۳) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجرت یا حصہ پر زمین لینے سے منع فرمایا ہے (مسلم ج۲ ص۱۱)

ان کے علاوہ اور بھی روایات ہیں۔ لیکن اختصار ان کے ذکر سے مانع ہے اور احادیث میں سے پہلی دو حدیثوں میں "نہی عن کراء الارض" کے لفظ ہیں۔ جس کا معنی ہم نے کیا ہے۔ کہ کرائے پر زمین دینے سے منع کیا ہے اب کرایہ معروف اور فقہی اصطلاحوں میں اجرت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حصہ پر زمین دینا تو ناجائز تھا ہی اس حدیث کی روشنی میں اجرت (لگان) پر بھی زمین نہیں دی جا سکتی۔ اور تیسری حدیث کے لفظ ہیں: "نہی ان تؤخذ للارض اجر او حظ"۔ یہاں "اجر" اور "حظ" دو لفظوں کو "او" کے حرف کے ساتھ علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا گیا ہے۔ اجر کا معنی اجرت (لگان) ہے اور حظ کا معنی حصہ (بٹائی) ہے۔ اس حدیث کے پیش نظر دونوں کی کلی ممانعت ہو جاتی ہے۔ بہرحال ابن حزم ظاہریؒ اور مندرجہ بالا بزرگوں کا یہی مسلک ہے کہ بٹائی اور لگان دونوں ناجائز ہیں اور زمین کے بارے میں حکم یہی ہے کہ انسان خود کاشت کرے یا دوسرے بھائی کے حق میں دستبردار ہو جائے۔

الحاصل اس باب میں اصولی طور پر تین مذہب واضح کر دیئے گئے ہیں۔ تینوں کی پشت پر عقلی و نقلی دلائل ہیں۔ ہماری ناقص رائے میں آج کے اہل علم اور اہل اجتہاد کو "ارفق بالناس" اور "الجامع الحاجۃ" کے زریں اصولوں کو پیش نظر رکھ کر پوری طرح غور و خوض کرنے کے بعد کوئی موقف اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آج جاگیرداری اور زمینداری کے نظام نے معاشی طور

از: مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رح —— تلخیص و ترتیب زاہد الراشدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

(۷)

(۱) تالاب، کھیتیاں، جوہڑ، کنوئیں اور چشمے اگر شخصی ملکیت نہیں ہیں۔ تو ان میں تمام پبلک کا یکساں حق انتفاع ہے اور وہ کسی بھی حال میں شخصی ملکیت نہیں بن سکتے۔

(۲) اگر یہ "پانی" شخصی ملکیت میں بھی ہو۔ تب بھی عام حالات میں پینے اور استعمال کرنے کے لئے دوسروں کو اس سے یکساں فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ البتہ انسانوں اور حیوانوں کے پینے اور نہانے جیسی ضرورتوں کے علاوہ "آبپاشی" کے لئے مالک زمین سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۳) آبپاشی کے لئے کثرت سے نہریں کھدوائی جائیں اور اس کا تمام خرچ بیت المال (سرکاری خزانہ) پر لازم ہے۔ اور اگر بیت المال میں گنجائش نہیں ہے تو اہل دول پر جبر کیا جائے کہ وہ حکومت کو اس معاملہ میں مدد دیں۔

(۴) جو چھوٹی چھوٹی نہریں عام مصالح آبپاشی کے لئے نہ بنائی جائیں بلکہ ان کو اہل شہر اپنی ضروریات کے لئے بنانا چاہیں تو اگر اس میں مصالح عامہ کو نقصان نہ پہنچتا ہو، اور جس دریا اور بڑی نہر سے پانی لیا جائے گا۔ اس کو نقصان پہنچ کر عام ضروریات کے لئے حرج پیدا نہ کرتا ہو تو امام ایسی خصوصی نہروں کی اجازت دے سکتا ہے البتہ ان کے اخراجات کا بار مطالبہ کرنے والوں پر پڑیگا حکومت کا خزانہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

(۵) آبپاشی کی نہریں اور کنوئیں پبلک کی مصالح عامہ اور معاشی وسائل کی ترقی کے لئے ہیں۔ حکومت کے محاصل میں اضافہ کرنے کے لئے نہیں۔ اس لئے حکومت کی نہروں سے آبپاشی کرنے والوں سے یا تو قطعاً محصول آبپاشی نہ لیا جائے یا صرف اس قدر لیا جائے۔ جس قدر ان نہروں اور کنوؤں کی بقا کے لئے ضروری ہو۔ باقی انتظامات کا کل خرچ بیت المال پر ڈالا جائے۔

## زمین سے متعلق خصوصی احکام

اسلام نے اپنے معاشی نظام میں "زمین کی انفرادی ملکیت" کو چند شرائط و قیود کے ساتھ ایک حد تک تسلیم کیا ہے۔ لیکن زمین کے متعلق انفرادی ملکیت کے جواز کو مان لینے کے باوجود اسلام کے معاشی نظام میں کیا زمینداری کی موجودہ ظالمانہ روش کو صحیح تسلیم کیا گیا ہے؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں۔ اسلام موجودہ زمینداری سسٹم کے جابرانہ اور غلط طریقہ ہائے کار کو کیسے جائز قرار دے سکتا ہے۔ جبکہ وہ اس مباح زمینداری کو بھی غیر پسندیدہ سمجھتا ہے۔ جو انصار اور مہاجرین کے درمیان "اجارہ" (لگان) اور "مزارعۃ" (بٹائی) کی صورت میں رائج تھی۔

زمانہ نبوت سے زمانہ خلافت راشدہ تک زمین کو نقد لگان یا بٹائی پر دینا اگرچہ معمول بہ رہا ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوضاحت اس کا اظہار فرمایا ہے کہ وہ زمینداری کے اس معمولی اور سادہ طریق کو بھی غیر پسندیدہ اور اخلاق و مروت سے نازل (گرا ہوا) سمجھتے ہیں یا ایسے حالات میں کہ اس سلسلہ میں باہمی مناقشات کی کثرت افراد امت کے درمیان بغض و عداوت اور جنگ و جدل کی صورت پیدا کردے۔ امام کو اس کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں کہ وہ اس سسٹم کو جماعتی مصلحت کے پیش نظر ممنوع قرار دے دے۔ پس اسلام کے اقتصادی نظام میں زیادہ سے زیادہ ایسی زمینداری کے جواز کی شکل تو پائی جاتی ہے۔ جس میں "زمیندار اور کاشتکار" معاملۂ زمینداری میں دو شریک کار کی حیثیت سے شمار ہوتے ہوں۔ مگر دنیا کے دور قدیم اور دور جدید کا یہ جاگیردارانہ سسٹم جس میں زمینداری، تعلقہ داری، جاگیرداری جابرانہ نظام کی شکل میں نظر آتی اور بڑے بڑے زمیندار کاشتکاروں کی جان و مال تک پر متصرف نظر آتے ہیں اسلامی معاشی نظام سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتا۔ اور اسلام کا اقتصادی قانون اس سسٹم کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام کے نظام حکومت سے معلوم ہوتا ہے کہ اقتصادی نظام میں اسلام کا نمایاں امتیاز رہا ہے کہ "زمین" کے متعلق اقطاع (جاگیر) اور عطیہ (مربعہ جات) کے ثبوت کے باوجود مملکت مفتوحہ کی زمینوں کا بہت بڑا حصہ حکومت کے ہاتھ میں تھا۔ پبلک کے ہاتھ میں نہیں رکھا گیا۔

## تجارت

وسائل معیشت میں سے دوسرا اہم وسیلہ تجارت ہے۔ اس لئے ان کے ذرائع کی توسیع بھی اقتصادی نظام کا جزو اعظم ہے اور حکومت کے فرائض میں داخل ہے۔ اسلام نے بھی اپنے معاشی نظام میں اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) صحیح اصول تجارت

(۲) فاسد اصول تجارت پہلے حصہ کے بارے میں وہ افراد ملک و ملت کو ترغیب بھی دیتا ہے اور ان کے انسداد کے لئے احکام بھی بیان کرتا ہے۔ اقتصادی نظام کی ترقی و برتری کا راز سب سے زیادہ تجارت میں مضمر ہے جو قوم یا ملت جس قدر اس سے دلچسپی لیتی ہے۔ وہ اسی قدر اپنی اقتصادی بہبود کی زیادہ کفیل بنتی ہے۔ اسلام کے اقتصادی نظام میں تجارت اور باہمی کاروبار کی صحت اور درستی کا مدار حسب ذیل اصول پر مبنی ہے۔

(۱) تجارت کا جواز چونکہ باہمی تعاون پر قائم ہے اس لئے تمام معاملات تجارت میں جانبین سے تعاون کا وجود ضروری ہے۔ یعنی یہ نہ ہونا چاہیئے کہ متعاقدین (دو معاملہ داروں) میں سے ایک کا زیادہ سے زیادہ نفع اور دوسرے کا زیادہ سے زیادہ نقصان پیش نظر ہو (۲) معاملہ میں جانبین سے حقیقی رضا کا وجود ضروری ہے۔ اضطراری رضا معتبر نہیں۔ یعنی یہ نہ ہو، کہ ایک شخص برضا و رغبت اس معاملہ کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ مگر اس کی اضطراری کیفیت اس کی رضا کی قائم مقام بن گئی ہے

(۳) اہل معاملہ، معاملہ کی اہلیت بھی رکھتے ہوں یعنی عاقل بالغ یا ممیّز (یعنی اگرچہ بالغ نہ ہو۔ مگر کاروبار کی سمجھ رکھتا ہو) اور آزاد ہوں۔ یعنی ناسمجھ بچے، مجنون، معتوہ اور مجبور و مکرہ نہ ہوں۔

(۴) معاملہ میں کسی قسم کا دھوکہ، خیانت، ضرر و نقصان اور معصیت کا دخل نہ ہو۔ یعنی ان اشیاء کا کاروبار نہ ہو۔ جن کا استعمال شریعت اسلامی نے معصیت اور حرام قرار دیا ہے۔ اور ان اصول کے خلاف حسب ذیل اصول تجارت کے مقصد کو فاسد اور باطل کرتے ہیں۔ اور اس لئے اسلام کے معاشی نظام میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے اور نہ ان اصول کے ماتحت کاروبار تجارت کو فاسد اور باطل قرار دیتا ہے۔

(۱) افزونی مال اور حصول نفع کا ایسا معاملہ جس میں باہمی تعاون قطعاً مفقود ہو، اور ایک جانب کا فائدہ دوسری جانب کے یقینی نقصان پر مبنی ہو۔ مثلاً جوا (میسر) لاٹری اور سٹہ کے تمام انواع و اقسام

(۲) مالی نمو اور حصول نفع کا وہ معاملہ جس میں جانبین سے کسی ایک جانب میں حقیقی رضاء نہ پائی جاتی ہو بلکہ اضطراری اور جبری رضاء کو حقیقی رضا کے قائم مقام رکھ گیا ہو۔ مثلاً سود (بیاج) یا کسی اجیر کی اس کی محنت کے مقابلہ میں غیر واجبی اجرت۔

(۳) ایسا کاروبار جو اسلام کی نگاہ میں معصیت ہو۔ مثلاً شراب، مردار اصنام (بت) خنزیر وغیرہ کی بیع و شراء یا ان اشیا کی خرید و فروخت جو اپنی ذات میں نجس اور ناپاک ہوں۔

(۴) وہ معاملات کہ جن میں جانبین سے عقد ہو جانے کے باوجود بھی نزاع اور مناقشہ کی صورتیں باقی رہیں اور کسی بھی فریق کے لئے ضرر و نقصان کا باعث ثابت ہوں۔ مثلاً بیع یا ثمن دونوں کو ابہام میں رکھا گیا ہو یا نقد اور ادھار کی صورت میں الگ الگ قیمت تجویز کی گئی ہو یا مال دیکھے بغیر بیع کر لی جائے۔ (باقی آئندہ)

## سیالکوٹ سے ڈیرہ اسماعیل خاں تک

## مجاہد اوّل اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی معیت میں

# دلچسپ سفر اور مختصر روئیداد

(گلزار احمد فدا مدیر جہاد سیالکوٹ)

۵ مارچ کی رات کو سیالکوٹ میں ریاست جموں کشمیر کی ایک ممتاز شخصیت ڈاکٹر نور حسین صاحب سے مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خاں صدر کل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس نے راولپنڈی سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کیا اور راقم کے لئے یہ پیغام دیا کہ میں ۶ مارچ کو صبح سویرے راولپنڈی کے لئے روانہ ہو جاؤں۔ ڈاکٹر صاحب نے بکمال شفقت مجاہد اول کا پیغام بندہ کو پہنچوا دیا۔

## مجاہد اول کے شب و روز

مجاہد اول کے پیغام کے مطابق ۶ مارچ کو راقم صبح سویرے راولپنڈی روانہ ہوگیا اور گیارہ بجے سیٹلائٹ ٹاؤن میں کاکا ہاؤس پہنچا۔ راولپنڈی میں قیام کے دوران سردار صاحب وہیں ہوتے ہیں۔ ایک خوبصورت سی مسجد کے چھوٹے سے بیرونی ملحقہ حجرے میں اس مرد درویش کے صبح و شام گذرتے ہیں۔ جگہ اتنی مختصر سی ہے کہ آدمی بمشکل لیٹ سکتا ہے۔ پھر بھی پاؤں پسارے نہیں جا سکتے کہتے ہیں کہ مجاہد اول نے عہد کر رکھا ہے کہ جب تک کشمیر آزاد نہیں ہوگا۔ وہ زمین پر سوئیں گے۔ اور کبھی چارپائی استعمال نہیں کریں گے۔ یہ چھوٹا سا حجرہ مسلم کانفرنس کے صدر کا دفتر بھی ہے۔ جہاں سے انہوں نے دور دور تک تمام کارکنوں سے تعلق قائم کر رکھا ہے۔ حکومت پاکستان اور پاکستان کی مختلف سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں سے سلسلۂ مراسلت بھی جاری ہے۔ وہ مختلف امور و مسائل کے متعلق مسلم کانفرنس کے نقطۂ نظر سے متعلقین کو بروقت آگاہ کرتے رہتے ہیں

## مولانا غلام غوث ہزاروی کی منفرد جودت طبع

۲½ بجے دوپہر کاکا جی ہاؤس سے بذریعہ موٹر کار ڈیرہ اسماعیل خاں کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے زیر اہتمام آئین شریعت کانفرنس منعقد ہو رہی تھی۔ جس میں مجاہد اول کو شرکت کی خصوصی دعوت موصول ہوئی تھی۔ نہ جانے کس خیال سے انہوں نے اس سفر میں راقم کو بھی ہمرکاب رکھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ راستے میں صدر کی جامع مسجد سے مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور مولانا عماد الدین عباسی کو بھی ساتھ لے لیا گیا۔ سفر طویل تھا۔ راستہ میں مولانا غلام غوث ہزاروی کی متنوع شخصیت سے مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیال جاری رہا۔ اخبارات میں مولانا کے متعلق بہت کچھ پڑھا تھا۔ لیکن جب ملاقات ہوئی تو انہیں اس پیرانہ سالی میں بھی حیرت انگیز شخصیت پایا جن کے دل و دماغ کی صلاحیتیں بیدار، متوازن اور مثبت ہیں اور جودت طبع لاجواب ہے۔ حدیث اور فقہ کے مسائل پر بے تکان بولتے ہیں۔ روایت اور درایت کا مسئلہ جس خوبی سے انہوں نے بیان کیا۔ اس سے پتہ چل گیا کہ مولانا واقعی ایک بڑے عالم ہیں

## وادئ سوان کا مہیب سکوت

اب ہم وادئ سوان سے گذر رہے تھے۔ اونچے اونچے پہاڑوں کے درمیان یہ وسیع اور عریض وادی ڈاکو محمد خاں کی بدولت زیادہ تر مشہور ہوئی ہے۔ پختہ سڑک اس وادی سے میل ہا میل گذر گئی ہے۔ لیکن وادئ سوان کے نام کی رعایت سے سر سبزی اور شادابی قریب قریب عنقا ہے بلکہ ایک مہیب سکوت کا عالم ہے۔ جو ساری وادی پر چھایا ہوا ہے۔ سائے جب ڈھلنے لگے تو لب سڑک ایک غیر آباد مسجد میں مجاہد اول، مولانا ہزاروی اور مولانا عماد الدین عباسی نے نماز ادا کی۔ اور سر شام ہم میانوالی پہنچ گئے۔ مولانا محمد رمضان [illegible] جمعیۃ علماء سرگودھا ڈویژن) کے مکتب کا [illegible] ہمیں بھی وہاں چلنے کی دعوت دی۔ لیکن میری وجہ سے مجاہد اول نے محفل ہوٹل میں قیام کیا۔

## مستقبل نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے

اور ۱۱ بجے دوپہر ڈیرہ اسمٰعیل خاں پہنچ گئے۔ دریا کے کنارے کنارے دور تک بڑے خوبصورت پارک بنائے گئے ہیں۔ ریسٹ ہاؤس بھی نہایت عمدہ ہے۔ قیام کے تھوڑی دیر بعد ایک وجیہ نوجوان آیا، بولا۔ میرا نام اعوذ جان ہے۔ میں گورنمنٹ کالج کا طالب ہوں۔ سردار عبدالقیوم خاں سے غائبانہ عقیدت رکھتا ہوں۔ جب میں چھوٹا سا تھا تو یہ سنا تھا کہ مجاہد اول نے کشمیر کی جنگ کا آغاز کیا تھا۔ تب سے انہیں دیکھنے کی دل میں تمنا چلی آ رہی تھی" سردار صاحب نے نوجوان کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر کو آزاد کرانا اب آپ جیسے نوجوانوں کا کام ہے کیونکہ مستقبل آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس عالم شباب میں نوجوان کی داڑھی دیکھ کر اندازہ ہوا۔ کہ اس علاقے میں مذہب سے شیفتگی کتنا زیادہ ہے

پی پی آئی کے نمائندے کنور اقبال اور امروز کے نمائندے مسٹر اللہ بخش نے بھی مجاہد اول اور مولانا غلام غوث ہزاروی سے طویل انٹرویو لئے۔ گفتگو کا محور زیادہ تر مسئلہ کشمیر رہا۔ اور مجاہد اول نے تفصیل سے مسئلہ کشمیر کے پس منظر اور پیش منظر پر روشنی ڈالی۔ اعلان تاشقند کے متعلق سنڈے ایکسپریس کے انکشاف کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مجاہد اول نے کہا کہ حقیقت کیا ہے۔ اسے کون جانتا ہے؟ اندازے ضرور لگائے جا سکتے ہیں۔ اعلان تاشقند کے بعد آزاد کشمیر کے لوگوں سے جو سلوک کیا گیا اور جس حقارت سے ان کے دست تعاون کو جھٹک دیا گیا۔ اور اعتماد نہیں کیا گیا۔ اس سے یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے

## مولانا غلام غوث ہزاروی کے نظریات

نوجوانوں کی تنظیم کے رہنماؤں کا ایک وفد جو ۱۲ افراد پر مشتمل تھا۔ مجاہد اول اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی سے ملا۔ مجاہد اول نے طلبہ کے مطالبات کی تائید کی اور مختلف سوالات کا مخصوص انداز میں جواب دیا۔ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی سے وفد نے زیادہ تر اسلام اور سوشلزم کے متعلق سوالات کئے۔ ان کے برجستہ جوابات سے اندازہ ہوا کہ وہ نرے مسجد کے مولانا نہیں بلکہ سیاسی امور و مسائل پر بھی کما حقہ دسترس رکھتے ہیں۔

انہوں نے کہا ...........................

.............................................

.............................................

میں سامراجیت کا دشمن ہوں۔ امریکہ نے ہم پر حملہ کرایا۔ عربوں کا کچومر نکلوایا۔ دفاعی معاہدے کر کے مدد نہ دی۔ غرضیکہ ہر میدان میں اس کی آزمائش ہو چکی ہے اب کب تک ہم اس کا فریب کھاتے رہیں گے۔ علماء کو فتوے لگانے کی بجائے افہام و تفہیم سے کام لینا چاہیئے۔ وہ کہتے ہیں کہ غریبوں اور کسانوں کے مسائل حل کرو۔ ہم کہتے ہیں کہ شرعی روشنی میں مسائل کو حل کیا جائے۔ مسائل کے حل کئے جانے پر دونوں کا اتفاق ہے۔ اگر مسائل حل نہ ہوئے تو کوئی سیلاب آ جائے گا۔ اسلامی سوشلزم کا تعارف قائد اعظم نے کرایا تھا۔ اور چوہدری محمد علی نے اپنی کتاب میں وضاحت کی ہے۔ ان سے بہت پہلے امام ابو حنیفہ اپنا مسلک بیان کر گئے ہیں کہ "زمین بٹائی پر نہیں دی جا سکتی۔ جب اسلام ہی استحصال کی اجازت نہیں دیتا تو پھر استحصال کے مخالفوں سے تصادم کیسا؟

مولانا کے روشن خیالات سے کم از کم راقم بنہایت متاثر ہوا۔

## آئین شریعت کانفرنس

جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن کے زیر اہتمام ۷، ۸، ۹ مارچ ۱۹۶۹ء کو میونسپل پارک میں کل پاکستان سہ روزہ آئین شریعت کانفرنس منعقد ہوئی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

از مولانا محمد اکرم صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

# جمعیۃ علماء اسلام اور سوشلزم

مقالہ ہذا جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم مولانا محمد اکرم صاحب نے روزنامہ نوائے وقت لاہور میں شائع ہونے والے ایک مضمون کے جواب میں لکھا تھا جو بعض مصالح کی بنا پر اخبارات میں شائع نہ ہو سکا۔ اسے ترجمان اسلام کے صفحات میں شائع کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین کرام اس سے استفادہ حاصل کر سکیں ——— (ادارہ)

"نوائے وقت" مجریہ ۲۵ مارچ میں محترم عارف عرفان صاحب کا ایک مقالہ "علماء کے لئے لمحۂ فکریہ" نظر سے گذرا فاضل مقالہ نگار نے ابتدا تو دیوبندی مکتب فکر کے علماء سے حاشت میں کی۔ اور اس جذبہ کا بھی اظہار فرمایا کہ میرا مقصود صرف دین قیم کا عروج ہے۔ لیکن سارے مضمون کا حاصل جمعیۃ علماء اسلام کو ہدف بنانے کے علاوہ اور کچھ نہیں نکلا

## جمعیۃ علماء ہند کا کردار

اگرچہ مقالہ نگار نے بہ صراحت جمعیۃ علماء ہند کا نام نہیں لیا، لیکن ان کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ ظاہر فرمایا کہ ان لوگوں نے کانگریس کی ہمنوائی کرتے ہوئے جواہر لال نہرو سردار پٹیل اور سوبھاش چندر بوس کا ساتھ دیا اور قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ نہیں دیا۔ حالانکہ وہ نظریہ پاکستان کی اساس آئین اسلامی پر رکھ رہے تھے۔ چوہدری محمد علی صاحب کے بیان کے علاوہ اخبارات میں یہ بات متعدد بار آ چکی ہے کہ اسلامی سوشلزم کی اصطلاح قائداعظم نے ایجاد کی تھی جمعیۃ علماء ہند کے سامنے نہایت نیک نیتی سے یہ دشواری پیش تھی کہ ہندو مسلم مناقشات کے نتیجہ میں کہیں فرنگی اقتدار کی عمر دراز نہ ہو جائے۔ اور یہ بھی کہ اگر اس طرح آزادی ہند کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ جائے تو عالم اسلام کی آزادی خطرہ میں پڑ جائے گی۔ لیکن جب قوم کی اکثریت نے تقسیم کے حق میں فیصلہ دے دیا تو اس کے بعد علماء دیوبند نے کسی وقت ملک اور اسلام کی خدمت سے دریغ نہیں کیا۔ جس کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

مزید یہ کہ کچھ مسلمانوں کے لئے الگ وطن حاصل کر کے ہندوستان کے باقی مسلمانوں کو کن کے رحم و کرم پہ چھوڑا جائیگا اگر جمعیۃ علماء ہند وہاں کے مسلمانوں کو نظر انداز کر دیتی تو آج شاید ہندوستان میں مسلمانوں کا کوئی نام و نشان بھی نہ ملتا۔

## قیام پاکستان کے بائیس سال

پاکستان جو اسلامی نظریہ کی بنیاد پہ قائم ہوا تھا اس میں بائیس سالوں سے اسلام کا نام لے کر سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی جس طرح پشت پناہی کی گئی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان کے غریب مسلمان یہ سوچنے پہ مجبور ہو گئے ہیں کہ شاید اسلام ان کی مشکلات کے حل سے قاصر ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کے رد عمل کے طور پر لوگ غیر شعوری طور پر بھی سوشلزم کو اپنے دکھ درد کا مداوا سمجھنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ اگر فی الواقعہ اسلام میں غرباء کے معاشی مسائل کا حل موجود تھا تو دین کے ٹھیکیدار آج تک کیوں خاموش بیٹھے رہے۔ جب بنجر اور قابل آباد اراضی آبادکار مزارعوں کی بجائے آمرانہ نظام کو تقویت پہنچانے والے کل پرزوں میں تقسیم ہو رہی تھی تو اس وقت کیوں خاموشی اختیار کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی رو سے "جو بنجر زمین کو آباد کرتا ہے وہی اس کا مالک ہوتا ہے۔" آبادکاروں کو بنجر زمینوں کا مالک بنایا جائے۔ جب غیر ملکوں سے سودی قرض حاصل کر کے اور ساری قوم پر ان قرضوں کی ادائیگی کا بوجھ ڈال کر صرف چند سرمایہ داروں کو بڑی بڑی ملوں کا مالک بنایا جا رہا تھا۔ اس وقت کیوں آواز نہیں اٹھائی گئی کہ یہ اسلام کی رو سے ناجائز اور زیادتی ہے۔

جب پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کے پرسنل لا میں مداخلت کر کے غیر اسلامی طریقے جبراً قانون میں شامل کئے گئے تو اس وقت ان کے خلاف آواز اٹھا کر جیلوں میں جانے والے حضرات جمعیۃ علماء اسلام سے تعلق رکھنے والے نہیں تھے تو اور کون تھے۔

انکار ختم نبوت کا فتنہ جب پاکستان میں جڑ پکڑنے لگا اور حکومت نے بھی اس کی پشت پناہی کی تو دار و رسن کے لئے اپنی جانوں کو سب سے پہلے پیش کر کے دوسرے درد مند اور دین پسند طبقوں کو اس مسئلہ کی اہمیت بتا کر میدان میں لانے کی کوششیں کرنے والے علماء دیوبند اور جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر نہیں تھے۔ فتنہ فضل الرحمٰن (جو دین اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی ایک منظم سازش تھی) کے خلاف صف آراء ہونے والے حضرات میں سر فہرست اکابر جمعیۃ علماء ہی تھے۔ موجودہ آمریت کی آنکھ میں سب سے زیادہ کھٹک جن لوگوں کی تھی اور جن پر قید و بند کے دروازے وا کئے گئے۔ ان میں اکثریت دیوبندی مکتب فکر اور جمعیۃ علماء اسلام سے تعلق رکھنے والے علماء کی تھی۔

جب ۱۹۶۵ء کو بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا۔ تو جمعیۃ علماء اسلام اور دیوبندی علماء نے پورے ملک میں جہاد کے عنوان سے قوم کو تیار کیا۔ ہر ہر ضلع اور تحصیل میں پھر کر ملک کی سالمیت اور تحفظ کے لئے چندہ اکٹھا کر کے جہاد فنڈ میں حصہ لیا۔

جنوری ۱۹۶۹ء میں جب ڈھاکہ میں تمام جماعتوں کے ارکان اور اکابر جمع ہوئے اور آپس میں اتحاد کی ضرورت محسوس کی گئی تو اسلامی اقدار کے احیاء کی کوششوں میں جو کردار جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر اور خاص طور پر مولانا مفتی محمود صاحب نے ادا کیا وہ پاکستان کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ جمہوری مجلس عمل کے قیام کے ابتدائی ایام میں جب جلسوں اور جلوسوں کا پروگرام مرتب ہو رہا تھا اور یہ طے کیا جا رہا تھا کہ کتبے اور نعرے کیا کیا ہونے چاہئیں تو "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" کا کتبہ رکھنے کی تحریک جس نے پیش کی بلکہ اس پہ آخری حد تک اصرار کیا تو وہ بھی جمعیۃ علماء اسلام کا ایک نمائندہ تھا

## گول میز کانفرنس

جب صدر مملکت سے مذاکرات کے لئے گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے تمام جماعتوں کے نمائندے جمع ہوئے تو صدر مملکت کے سامنے تمام جماعتوں کے نمائندوں کی موجودگی میں اسلامی آئین کا مطالبہ علماء کے مرتب کردہ بائیس نکات کو آئین میں شامل کرنے اور صدر مملکت کے مسلمان ہونے کی تعریف کرنے کا مطالبہ (تاکہ کوئی منکر خدا، منکر رسول، منکر نبوت اور منکر ختم نبوت مسلمان ہونے کا دعویٰ کر کے صدر مملکت کا خواب نہ دیکھ سکے) نمائندہ جمعیۃ علماء اسلام مفتی محمود صاحب نے ہی کیا۔ بلکہ انتہائی دکھ کے ساتھ اس تلخ حقیقت کا اظہار بھی کرنا ضروری ہے کہ مودودی صاحب سمیت اسلام چاہنے والے حضرات میں سے کسی ایک کی زبان سے بھی کوئی تائیدی کلمہ نہ نکلا۔

جن لوگوں نے کشمیر کی لڑائی کے جہاد ہونے سے انکار کیا۔ تحریک ختم نبوت میں شرکت کے دستخط کر کے انحراف کیا۔ گول میز کانفرنس میں اسلامی آئین کے مطالبہ کی تائید سے انحراف کیا۔ وہ تو اسلام کے بہی خواہ اور جو حضرات اسلام کی سربلندی کے لئے قربانیاں دیں، وہ سوشلزم کے حامی اور مدعی۔

اگر جاگیرداری کی حد مقرر کرنا اور غریب مزدور کی معاشی ضروریات میں کفالت کا انتظام کرنا سوشلزم ہے تو جماعت اسلامی نے چند یوم قبل جو فیصلہ کیا ہے، اسے کیا نام دیا جانا چاہیئے۔

اگر سی، او، پی میں نیشنل عوامی پارٹی کی شمولیت (جو پاکستان میں سوشلزم کی سب سے بڑی داعی جماعت ہے) سے اسلام پسند جماعتیں سوشلزم سے ملوث نہیں ہوئیں حالانکہ ان کا اتحاد مستقل بنیادوں پر تھا۔

اگر جمہوری مجلس عمل میں نیشنل عوامی پارٹی کی شرکت سے کوئی جماعت سوشلزم کی حامی نہیں کہلوا سکی تو جمعیۃ علماء اسلام کو کس جرم میں کمیونزم اور سوشلزم کی حامی جماعت کہا جا رہا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

## اتحاد کی نصیحت

جہاں تک جمعیۃ علماء اسلام کا تعلق ہے وہ اس بات کی دل سے خواہاں ہے کہ ہر اس جماعت کا تعاون حاصل کرے جو پاکستان میں اسلامی آئین کی بحالی چاہتی ہو۔ بلکہ اس کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ لیکن اگر اسلام کا لیبل لگا کر امریکی استعمار اور سرمایہ داری کی جڑیں پاکستان میں مضبوط کرنا مقصود ہو یا اگر اسلام کا نام لے کر ایسا معاشرہ قائم کرنا مقصود ہو۔ جس میں ایک مزارع و محنت کش اور مزدوری کرنے والے کو جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا غلام بنایا جائے تو جمعیۃ علماء اسلام اس قسم کے خیالات رکھنے والی جماعتوں اور افراد سے اشتراک کرنے سے معذور ہے۔

بحمد اللہ جمعیۃ علماء اسلام کے پیش نظر صرف اسلام اور مملکت پاکستان کو ایک ایسی فلاحی اسلامی مملکت بنانا مقصود ہے۔ جہاں تمام طبقات اسلامی اخوت کا مظہر ہوں۔ ہر شہری اطاعت خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سکھ اور چین کی زندگی گذار سکے۔

## سوشلزم اور جمعیۃ علماء اسلام

گذشتہ دنوں اکابر جمعیۃ علماء اسلام کے چند بیانوں کو غلط معنے پہنا کر چند شرپسند عناصر نے غوغا آرائی کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ سوشلزم کی حامی ہے اور بطور دلیل یہ بات بھی پیش کی کہ جمعیۃ علماء اسلام نے پیپلز پارٹی اور نیشنل عوامی پارٹی کے ساتھ مل کر جلوس نکالے۔ اگر کسی ڈکٹیٹر کے خلاف مشترکہ آواز بلند کر کے قوم کو آمرانہ نظام سے نجات دلانا سوشلزم کی حمایت ہے تو ہم واقعی مجرم ہیں اور اس جرم میں ہمارے ساتھ تمام دین پسند جماعتیں بھی برابر کی شریک ہیں۔ جہاں تک سوشلزم کو اسلام اور مسلمانان پاکستان کے مقاصد کے لئے مضر سمجھنے کا تعلق ہے اس میں جمعیۃ علماء اسلام کسی دوسری جماعت سے پیچھے نہیں لیکن سوشلزم سے بچاؤ کا حل اس کو گالی دینا نہیں بلکہ عملاً اس کے مقابلہ میں اسلام اور اس کی ان خصوصیات کو پیش کرنا ہے جس کے بعد لوگوں کے لئے سوشلزم میں کوئی دلچسپی باقی نہ رہے۔ ہمارا مقصود برائیوں سے چھڑانا ہے نہ کہ انہیں چھیڑنا۔

وما علینا الا البلاغ



## "بے صدا ہو جائیگا یہ ساز ہستی ایکدن"

ملک کے ایک مقتدر عالم دین اور نامور محدث مولانا محمد رفیق صاحب کشمیری اپنے خالق حقیقی سے جا ملے موصوف آزاد کشمیر کے ضلع مظفر آباد میں ایک گاؤں کنگرڑ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سابق پنجاب کی قدیم ترین درسگاہوں میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے شیخ العرب والعجم العارف المدنیؒ سے حدیث پڑھی اور فراغت کے بعد حضرت مدنیؒ نے ازخود آپ کو شیخ الحدیث مقرر فرما کر مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ بھیجدیا۔ جہاں آپ نے سب سے پہلے بخاری و ترمذی کا درس دیا۔ ڈھاکہ کی اقامت کے دوران میں آپ حضرت تھانویؒ کی صحبت علم و نظر سے بھی مستفید ہوتے رہے۔ اور اس سلسلہ میں کئی مرتبہ تھانہ بھون میں حاضر ہوئے۔

برصغیر کی آزادی کے بعد لائلپور تشریف لے آئے اور ضلع لائلپور کی عظیم الشان درسگاہ "دارالعلوم ربانیہ" آپ کی ہی مساعی پیہم کا حاصل ہے۔ دو تین سال پیشتر مفتی زین العابدین صاحب کے اصرار پر لائلپور شہر میں چلے آئے۔ اور آخر وقت تک وہیں اقامت رہی مشرقی و مغربی پاکستان میں آپ کے ہزاروں شاگرد ہیں۔ آپ زندگی بھر علم حدیث پڑھاتے رہے ؎

کشمیر کی بہشت کا درویش بے کلیم
بطحا کی وادیوں کے ترانے سنا گیا

(قاری محمد شریف قصوری)

ادارہ اس حادثہ عظیم میں حضرت شیخ الحدیث کے افراد خانہ اور آپ کے تلامذہ کے ساتھ غم میں برابر کا شریک ہے اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے آمین!





## ایک دیا اور بجھا

ضلع بنوں کے مشہور عالم دین مجاہد ملت حضرت مولانا الحاج نور الحق صاحب شہباز خیل طویل علالت کے بعد مورخہ ۱۸ مارچ ۶۹ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ مولانا سعد اللہ کے بڑے بھائی تھے۔ علاقہ کے مشہور علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے۔ آزادیٔ ہند کی تحریک میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس سلسلہ میں آپ کو پابند سلاسل بھی ہونا پڑا۔ آپ کی موت سے علاقہ بنوں، میانوالی کے عوام ایک جید عالم دین سے محروم ہو گئے ہیں مختلف مدارس میں ختم قرآن کر کے آپ کو ایصال ثواب کیا گیا

ادارہ ترجمان اسلام مولانا موصوف کے لواحقین اور عقیدت مندوں کے ساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

## گھونی جھال ضلع جڑانوالہ میں جامعہ حبیبیہ کا اجراء

علاقہ گھونی جھال میں ایک عرصہ سے اس چیز کی ضرورت تھی۔ کہ علاقہ کے مسلمانوں کو تعلیمات اسلامیہ سے آگاہ کرنے کے لئے کسی دینی درسگاہ کا اجرا کیا جائے۔ آخرکار یہ کوشش کامیاب ہوئی اور جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کی سرپرستی میں جامعہ حبیبیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ریل کے ذریعہ آنیوالے طلباء اسٹیشن بروڈالہ روڈ پر اتریں

(مولوی حبیب الرحمٰن اختر مہتمم جامعہ حبیبیہ گھونی جھال تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور)

# تعارف و تبصرہ

نام کتب (۱) دو عیدیں (۲) فضائل رمضان المبارک ولیلۃ القدر (۳) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
قیمت (۱) ایک روپیہ ۷۵ پیسے (۲) ایک روپیہ۔ (۳) ایک روپیہ ۵۰ پیسے
ناشر:۔ مکتبہ ظفر ناشر قرآنی قطعات محلہ فیض آباد سرگودھا روڈ گجرات۔

زیر نظر تینوں کتابیں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف مضامین کا مجموعہ ہیں۔ اول الذکر کتاب میں آپ کے دو خطبے عید الفطر اور عید الاضحیٰ پر ہیں ثانی الذکر میں رمضان المبارک قرآن عزیز اور لیلۃ القدر کے فضائل قرآن وسنت کی روشنی میں بڑے پیارے انداز میں مولانا نے بیان کئے ہیں۔ تیسری کتاب میں پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور دوسرے مذاہب کا ذکر علمی اور ادبی رنگ میں بیان کیا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مولانا ابوالکلام رحمۃ اللہ علیہ کے مضامین پر ہمارے جیسے آدمی کا تبصرہ کرنا گویا کہ سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

مکتبہ ظفر کے منتظمین خصوصاً خوشنویس سلطان احمد نے مولانا سے ایک خاص عقیدت کی بنا پر بڑے پیارے انداز میں شائع کرانے کا اہتمام کیا ہے۔ تینوں رسائل کا ٹائیٹل خوبصورت رنگین گلیز پیپر پر بنوا کر ایک خاص کشش کا سماں پیدا کر دیا ہے۔ کتابوں کی طباعت آفسٹ پر بڑے پیارے اور ستھرے انداز میں کرائی گئی ہے۔ ہر صفحہ پر رنگدار بیل کتاب کی خوبصورتی میں ایک خاص اضافہ کا سبب بنی ہے۔ علم دوست اور مولانا کے عقیدت مند لوگوں کے لئے ان قیمتی مضامین کے سلسلہ میں نادر موقعہ ہے۔

مکتبہ کے منتظمین خصوصاً خوشنویس سلطان احمد صاحب کی خدمت میں ہم ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ اس مکتبہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔

---

نام کتاب:۔ قصیدہ نعتیہ جن عربی۔ از عمرو الجنی قیمت ۱۲/
ناشر:۔ مکتبہ ظفر ناشر العلوم قرآنی قطعات محلہ فیض آباد سرگودھا روڈ گجرات۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و منقبت میں ہر زمانہ کے اہل فن نے اپنی اپنی زبان میں ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ مختلف اکابر کی تحقیق کے مطابق یہ قصیدہ عمرو الجنی نامی جن کا ہے۔ بعض اکابر نے عمرو الجنی سے مراد قاضی المعمر الجن لیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے علاوہ جنوں کے لئے بھی نبی بن کر آئے ہیں۔ اس لئے کوئی بعید نہیں کہ یہ قصیدہ جن نے آپ کی شان میں لکھا ہو۔

بہرحال نعت رسول اور عربی زبان و ادب سے محبت رکھنے والے حضرات کے لئے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی آفسٹ پر طبع ہوئی ہے۔ ہر صفحہ پر رنگدار بیل ہے گلیز پیپر پر خوبصورت دو رنگ میں۔ اس مکتبہ کی کتابیں دیکھنے اور پڑھنے کے قابل ہیں۔

---

نام کتاب۔ ارشادات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔ مرتبہ مولانا محمد مسعود صاحب صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو۔ قیمت ۳۰ پیسے۔

دیکھنے میں ایک چوبیس صفحات کا مختصر سا رسالہ ہے مگر مولانا موصوف نے اس مختصر رسالہ میں بہت سارے گوہر نایاب لکھ دیئے ہیں۔ ہر قسم کی دعاء مسنونہ جو احادیث میں آئی ہیں۔ آپ نے معہ ترجمہ کے اس میں نقل کی ہیں۔ ہر مسلمان کے پاس اس پمفلٹ کا ہونا ضروری ہے۔ کاغذ سفید۔ پتہ ذیل سے حاصل کریں۔
( صوفی بشیر احمد زرگر جی، ٹی روڈ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ )

خورشید بر کھیروی

---

# بقیہ ـ دلچسپ سفر

جس کی صدارت کے فرائض مولانا عبید اللہ انور جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے انجام دیئے۔ اس عظیم الشان کانفرنس میں مغربی پاکستان کے تمام حلقوں سے متقدر علماء کرام ان کے نمائندے، مختلف وفود اور ڈیرہ و بنوں کے علاوہ شمالی و جنوبی وزیرستان کے ہزاروں قبائلی بڑے جوش و خروش کے ساتھ شریک ہوئے۔ قبائلیوں کی اسلام سے محبت قابل دید تھی۔ اردو زبان کی تقریریں وہ بڑی توجہ اور انہماک سے سنتے رہے۔ لیکن جب پشتون اور قبائلی علاقوں کے علماء نے پشتو زبان میں خطاب کیا تو راسخ العقیدہ قبائلی باشندے لوٹ پوٹ گئے۔ اور ان کا والہانہ پن نقطۂ عروج کو پہنچ گیا مولانا غلام غوث ہزاروی کی پشتو کی تقریر نے آن پر خاص اثر کیا۔ موصوف اردو زبان کی تقریروں میں فصاحت و بلاغت اور استدلال کے دریا بہا دیتے ہیں تو پشتو زبان میں ان کا متبحر علمی عظمت و رفعت کے جھنڈے کیوں نہ گاڑے گا؟ ان کے علاوہ مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی مولانا سید گل بادشاہ مردان، مولانا علاؤالدین صاحب ڈیرہ، مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی۔ مولانا عبدالحق قریشی۔ مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد اجمل صاحب لاہوری اور دوسرے سرکردہ علماء کرام نے خطاب کیا۔ اس کانفرنس کے دوران ڈیرہ اسماعیل خاں کے سینما بند رہے اور میونسپل پارک اور قرب و جوار کے تمام مقامات پر دور دور تک شامیانے لگائے گئے۔ جن میں کانفرنس کے شرکاء تین روز تک ٹھہرے رہے۔ اور ساری کارروائی میں پوری پوری دلچسپی لی گئی۔ اختتام پر چند قرار دادیں منظور کی گئیں جن کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان کا آئین قرآن و سنت کی بنیاد پر بنایا جائے۔ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر آزادانہ انتخابات کرائے جائیں۔ گول رام منصوبہ جلد مکمل کیا جائے۔ ڈیرہ دریا خان پر پل تعمیر کیا جائے۔ پی، آئی، اے کی ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی سروس بند نہ کی جائے۔ طلباء کے مطالبات تسلیم کئے جائیں۔ کراچی کشمور ریلوے لائن کو ڈیرہ تک بڑھایا جائے۔ ڈیرہ کے تمام نواحی علاقوں میں رہنے والے عوام کو پینے کا صاف پانی فراہم کیا جائے۔ درجہ سوئم اور چہارم کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔

---

# بقیہ ـ نماز کی غرض و غایت

چیز ہے۔ یہی سبب ہے کہ اسلام نے ادائے نماز پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور ہر جگہ اس کی اہمیت پر دنیا کو توجہ دلائی ہے۔ کسی قوم یا کسی فرد کی کامیاب زندگی کے لئے ان باتوں کی جیسی کچھ ضرورت ہے۔ ظاہر ہے قدرت نے مسلمانوں کو ساری دنیا پر حکومت کرنے اور ہر قسم کی روحانی مادی ترقیات کا مجموعہ بنانے کے لئے پیدا کیا تھا ترقی کا سب سے بڑا اور سب سے مؤثر ذریعہ کیرکٹر اور عمل زندگی ہے اور اس کی بہترین محرک نماز ہے۔ جس نماز کو تم ایک رسمی چیز سمجھ رہے ہو، جس کو عہد قدیم کا ایک بیکار اور بے سود رواج مانتے ہو۔ جس کو ادا کرتے ہیں مولانا پیش نہیں آتے۔ جسے پڑھتے بھی ہو تو ع

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر

کا حال ہوتا ہے۔ وہی نماز ایسی چیز تھی کہ اگر اس کی پر تمہیں عبور ہوتا، تو اس وقت تمہاری حالت بدلی ہوئی نظر آتی اور تم یوں مقہور و مغلوب نہ ہوتے کیونکہ تم میں سے ہر فرد ایک ایسا [illegible] ی اور مکمل اخلاقی کیرکٹر رکھتا جو دنیا میں صرف عزت، عظمت، ہیبت و جبروت حکومت و فرمانروائی اور طاقت فرمائی ہی کے لئے ہے۔

غور کرو جو نماز تم پڑھتے ہو۔ جس عبادت پر تمہیں ناز ہے۔ جو انداز پرستش تم نے قائم کر رکھا ہے۔ وہ حقیقت سے کس قدر دور ہے۔ کیا اس نے کبھی تمہیں فواحش و منکرات سے روکا؟ کیا اس کے ذریعہ تمہارا کیرکٹر پاک و بلند ہو سکا۔ کیا اس کی مداومت نے تم میں کوئی روحانیت پیدا کی؟ کیا تمہاری تنزل پذیر حالت اس کے طفیل ایک ذرہ برابر بھی بدلی؟ کیا خدا کا تعلق اور مخلوق کا رشتہ تمہارے ہاتھ آ سکا؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر کیا وہی نماز ہے جس کی نسبت حضرت فاروق اعظم نے بے جھجک لہجے میں فرمایا تھا۔ لاحظ فی الحیات وقد عجزت عن اقامۃ الصلوٰۃ (ادائے نماز ہی کی استطاعت نہ رہی تو پھر زندگی میں کیا لطف رہا؟)

---

## اعلان بیزاری

ہم دونوں جمعیۃ اتحاد العلماء کے ممبر اور جماعت اسلامی کے متفق رہ چکے ہیں۔ ہم مودودی صاحب کی کتابیں پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ان کا لٹریچر مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ ہم اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ان سے ہوشیار رہیں۔ (مولانا) محمد علی الحقانی مہتمم مدرسہ اشاعت القرآن لاڑکانہ ـ حافظ غلام نبی اختر ناظم مدرسہ ہذا)

WEEKLY
তরজুমানে ইসলাম TARJUMAN E ISLAM
LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے

از مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

# نماز کی غرض و غایت کیا ہے؟

نماز کی غرض و غایت کیا ہے؟ قرآن کریم نے خود اس کی تصریح کی ہے۔

(اتل ما اوحی الیک من الکتاب واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون (پ۲۱)

کتاب میں سے جو تم پر وحی اتری ہے اس کو پڑھو اور نماز کو درست طریقہ پر ادا کرو حقیقت میں نماز تمام بداخلاقیوں اور برائیوں سے روک دیتی ہے۔ اور اللہ کی یاد سب سے برتر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری کاریگری کو خوب جانتا ہے۔

فحشاء و منکر (بے حیائی اور برائی) سے کیا مراد ہے اور ان چیزوں سے روکنے کے کیا معنی ہیں؟ اس کی تفسیر یوں کی گئی ہے:-

الفحشاء ما قبح من العمل کالزنا مثلا والمنکر ما لا یعرف فی الشریعۃ ای تمنعہ عن معاصی اللہ وتبعدہ منھا ومعنی نھیھا عن ذالک ان فعلھا سببا للانتھاء عنھا۔

جو قبیح کام ہوں۔ جیسے حرامکاری۔ ان کو فحشاء کہتے ہیں۔ اور قانون اسلام نے جس چیز کو اجازت نہ دی ہو وہ منکر ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی نافرمانیوں سے انسان کو نماز روکتی ہے۔ اور گناہوں سے دور کر دیتی ہے۔ یعنی نماز کا فعل یہ ہے کہ ان چیزوں سے باز رہنے کا وہ سبب ہوا کرتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہم نے فحشاء کا ترجمہ بداخلاقی سے کیا ہے۔

فحشا و منکر سے روکنے کا طریق کیا ہے؟ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:-

قال ابو العالیۃ فی قولہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر قال ان الصلوٰۃ فیھا ثلاث خصال فکل صلوٰۃ لا یکون فیھا شیئ من ھذہ الخصال فلیست بصلوٰۃ (۱) الاخلاص (۲) والخشیۃ (۳) وذکر اللہ۔ فالاخلاص یامرہ بالمعروف والخشیۃ تنھی عن المنکر وذکر اللہ القرآن یامرہ وینھاہ۔ نماز فحشاء منکر سے روکتی ہے۔ اس کی تفسیر میں ابو العالیہ کا قول ہے کہ نماز میں تین خصلتیں ہیں۔

(۱) خلوص (۲) خوفِ خدا (۳) یادِ الٰہی۔ خلوص کا فعل یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے والے کو نیک کام کا حکم دیتا ہے۔ خوفِ خدا اسے بدی سے روکتا ہے اور یادِ الٰہی (یعنی تلاوت قرآن) کا فعل امر و نہی دونوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

فحشاء و منکر سے نہ روکنے والی نماز کس حکم میں ہے؟ امام رازی نے اس بارے میں نہایت محققانہ جواب دیا ہے:- الصلوٰۃ الصحیحۃ شرعاً تنھی عن الامرین مطلقاً وھی التی اتی بھا المکلف اللہ حتی لو قصد بھا الریاء لا تصح صلوتہ شرعاً وتجب علیہ الاعادۃ۔ اصول شریعت کی رو سے جو نماز صحیح کہی جا سکتی ہے۔ وہ ان دونوں امور فحشاء و منکر سے روکتی ہے۔ یہ وہی نماز ہے جو ایک عاقل و بالغ مسلمان خدا کے لئے ادا کرے اس باب میں یہاں تک تحدید کر دی گئی ہے کہ ادائے نماز سے اگر کسی کا مقصود نمائش و نمود ہو تو وہ نماز شرعاً درست نہ ہوگی۔ اس کو دوبارہ ادا کرنا چاہیئے۔

من لم تنھہ صلوٰۃ عن الفحشاء والمنکر فانہ لا یزداد من اللہ بذالک الا بعدا۔ جس کی نماز اس کو بداخلاقی اور برائی سے مانع نہ ہوئی تو بجز اس کے کہ اس نماز کی بدولت خدا سے اس کی دوری بڑھ جائے اور کوئی فائدہ نہیں۔

یعنی نماز انسان کی زندگی کو پاک کرنے والی شریفانہ کیرکٹر بنانے والی تہذیب نفس اور تربیت ضمیر کی روح کو بڑھانیوالی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلام

پاکستان میں حفاظتِ اسلام کا علمبردار

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

العلماء ورثۃ الانبیاء

# حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی رح

## ایک مجاہد ایک مناظر

سلطان عبدالعزیز خاں ترکی کی خواہش اور صدر اعظم خیرالدین پاشاتونسی کی تحریک پر مولانا رحمت اللہ نے عیسائیت پر ایک محققانہ اور مدلل کتاب تالیف کی۔ پادری فانڈر نے اسلام کے خلاف "میزان الحق" کے نام سے جو زہر اگلا تھا، اس کا تریاق "اظہار الحق" میں پیش کیا گیا تھا۔

یہ کتاب عیسائیت پر انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔ ۱۸۹۱ء میں اس کا انگریزی میں ترجمہ ہوا تھا۔ ٹائمز آف لندن (TIMES OF LONDON) نے لکھا:

"اگر لوگ یہ کتاب پڑھتے رہے تو دنیا میں عیسائی مذہب کی ترقی رک جائے گی۔"

۱۶۱۲ء کو جہانگیر کے عہد میں انگریزوں نے برصغیر میں تجارت شروع کرنے کی غرض سے ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی۔ مغلوں کی عظیم قوت روبزوال تھی، اور حالات دن بدن بگڑتے جا رہے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر رح کی جواں ہمتی اور اولو العزمی نے کچھ دنوں سہارا دیا، لیکن اس کی وفات کے بعد وہ تمام برائیاں ظاہر ہوگئیں جن پر عالمگیر کی فتوحات اور دین پسندی کی وجہ سے پردہ پڑا ہوا تھا۔ انگریزوں نے پرپرزے نکالنے شروع کیے اور اٹھارہویں صدی کے نصف اول تک اس قابل ہوگئے کہ دیسی ریاستوں پر حملہ آور ہونے کے خواب دیکھنے لگے۔

چنانچہ ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی جنگ ہوئی اور میر جعفر کی غداری کی بنا پر کمپنی کامیاب ہوئی۔ اگرچہ میر جعفر بنگال کا صوبیدار مقرر ہوا، لیکن وہ "مردہ بدست زندہ" تھا۔ صحیح حکمران کمپنی بہادر ہی تھی۔ سلطان ٹیپو نے غیر ملکی سامراج کو روکنے کے لیے جو عظیم منصوبہ بنایا تھا۔ میر صادق کی بے وفائی اور ملت دشمنی کی وجہ سے خاک میں مل گیا اور سرنگا پٹم میں بہادری سے لڑتا ہوا یہ مجاہد ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو کام آیا۔

اسی سال شاہ زماں والی کابل نے رنجیت سنگھ کو پنجاب میں صوبیدار مقرر کیا جس نے خود مختاری کا اعلان کر کے ۱۸۱۸ء میں ملتان فتح کر لیا۔ جہاں مظفر خاں عالی ہمتی سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ سکھوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو دیکھتے ہوئے سید احمد شہید نے تحریک مجاہدین کا آغاز کیا اور کچھ عرصہ اس عفریت کو آگے بڑھنے سے روکا۔ لیکن تاریخ آخر ۱۸۳۱ء میں مجاہدین کی دردناک شکست کے بعد سکھوں کے قدم مزید مضبوط ہوگئے اور سکھوں کا اقتدار پشاور تک جا محیط ہوا۔

۱۸۴۳ء میں کمپنی نے سندھ کا الحاق کر لیا۔ ۱۸۵۶ء کو واجد علی شاہ کو گرفتار کر کے کلکتہ پہنچا دیا گیا اور اودھ کو کمپنی بہادر نے ملحق کر لیا۔ بہادر شاہ ظفر کی سلطنت سمٹ کر لال قلعہ تک محدود ہوگئی تھی۔ ملک کی سیاسی لیڈرشپ انگریزوں کے ہاتھ میں تھی اور بچے کھچے والیان ریاست برائے نام حاکمیت کے مالک تھے۔

### عیسائیت کا سیلاب

جسمانی فاتح نے روحانی و مذہبی فاتح بننے کی کوشش کی۔ عیسائی پادریوں کا ایک طوفان امنڈ آیا۔ دہلی میں پریس لگ گئے۔ رسائل، پمفلٹ، اور تبلیغ، عیسائیت سے متعلق دوسرا لٹریچر نہایت تیزی سے چھپنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ملک کی مختلف زبانوں میں لٹریچر تیار ہوگیا۔ یہ یلغار انیسویں صدی کے وسط تک انتہا کو پہنچ گئی۔ عیسائی پادری چوراہوں پر کھڑے لیکچر دیتے، پمفلٹ تقسیم کرتے اور عوام کو تشکیک و تذبذب کے دلدل میں پھنسا کر بپتسمہ دے لیتے۔ اس طوفان کا مقابلہ مدرسہ کی چہاردیواری یا مسجد کے محراب سے ممکن نہ تھا بلکہ ایسے مجاہدوں کی ضرورت تھی جو انھیں پادریوں کی طرح چیلنج دیتے اور عیسائیت کا تعاقب کرتے۔

### پادری فانڈر

۱۸۵۴ء میں یورپ سے ڈاکٹر کارل فنڈر ہند آیا جو ایک جرمن مشنری تھا اور جب روس سلطنت نے جورجیا کے قلعہ شوشا سے بدر کر دیا تھا[1] فانڈر عربی اور فارسی میں خاصی دستگاہ رکھتا تھا۔ اسلامی ماخذوں کا براہ راست مطالعہ کر چکا تھا اور اسلام پر اعتراض کرتا پھرتا تھا۔ یہاں کے سادہ لوح علماء نے تورات و انجیل کی طرف زیادہ توجہ نہ دی تھی اور چھان پھٹک نہ کی تھی۔ پادری فانڈر دندنا رہا تھا اور مشہور ہوگیا کہ پادری فانڈر کے اعتراضات کا جواب دیا ہی نہیں جا سکتا۔

عیسائیوں کی بھرپور یلغار اور پادری فانڈر کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنانے کے لیے دو دوست میدان میں اترے، ایک مولانا رحمت اللہ تھے اور دوسرے ڈاکٹر وزیر خاں،

ان صفحات میں ہم مولانا رحمت اللہ کی زندگی پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

### آباؤ اجداد

مولانا رحمت اللہ کے اجداد پانی پت کے رہنے والے تھے لیکن ان کے والد نجیب اللہ ترک وطن کر کے کیرانہ ضلع مظفرنگر میں سکونت پذیر ہوگئے۔ یہیں مولانا جمادی الاولیٰ ۱۲۳۳ھ ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اور مزید تعلیم کے لیے دہلی کا رخ کیا جو اس دور میں علم و ادب کا مرکز تھا۔ وہاں لال قلعے کے نزدیک مولوی محمد حیات کی درسگاہ میں شامل رہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انھوں نے مولانا احمد علی رح اور مفتی سعد اللہ لکھنوی سے بھی اکتساب کیا۔

### مطالعہ عیسائیت

قیام دہلی کے دوران عیسائی پادریوں کی تبلیغی سرگرمیاں دیکھیں اور مسلمانوں کو اس طوفان ضلالت سے بچانے کے لیے کمربستہ ہوگئے۔ اس عرصہ ڈاکٹر وزیر خاں (آگرہ) سے رسم و راہ ہوئی۔ دونوں دوست عیسائیت کے مطالعہ میں غرق رہے اور قلیل مدت میں محنت اور دماغ سوزی سے اس حد تک استعداد بہم پہنچائی کہ گھنٹوں عیسائیت پر بے تکان گفتگو کرتے رہتے۔ انداز بیان اتنا موثر اور دلکش تھا کہ زبان سے نکلنے والی بات سیدھی دل میں گھر کر جاتی۔

### پادری فانڈر سے مناظرہ

فانڈر شہر بہ شہر پھرتا پھراتا آگرہ میں وارد ہوا اور اپنے روایتی انداز میں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ ڈاکٹر وزیر خاں نے مولانا رحمت اللہ صاحب کو کیرانہ سے بلا بھیجا اور مناظرہ کی دعوت قبول کر لی۔

رجب ۱۲۷۰ھ مارچ ۱۸۵۴ء کو آگرہ میں مناظرہ کا انتظام ہوگیا۔ مناظرہ خاصہ معرکہ آمیز تھا۔ لہٰذا دور و نزدیک سے امراء، علماء اور عوام کھچ کر آگئے۔ دونوں فریق کی طرف سے دو دو مناظر مقرر ہوئے۔ عیسائیوں کی طرف سے مناظر اول پادری فانڈر اور مناظر دوم پادری والپی فرنچ تھا، جو لاہور کا پہلا بشپ مقرر ہوا[2]۔

ادھر سے مناظر اول مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور مناظر دوم ڈاکٹر وزیر خاں مقرر ہوئے۔ ان کے تعاون کے لیے مولانا فیض احمد بدایونی موجود تھے[1]۔

---

[1] اہل مسجد پادری بیون جونز ص ۱۳۱

[1] المرقات الیقین [2] اہل مسجد پادری بیون جونز ص ۱۵۸

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور
جلد ۱۲ — مورخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۶۹ء — شمارہ ۲۶
سرپرست: مولانا عبید اللہ صاحب انور
ایڈیٹر: احمد حسین کمال

# ڈیموکریٹک پارٹی کا قیام

چار جماعتوں، قومی جمہوری محاذ، نظام اسلام پارٹی جسٹس پارٹی اور عوامی لیگ جن کا وجود عوام میں کم اور ڈرائینگ روموں و کاغذات پر زیادہ ہے۔ ۲۴ رجون کے اخبارات کی اطلاع کے مطابق باہم مدغم ہو گئی ہیں۔

اس ادغام کو درحقیقت چار آدمیوں یعنی نور الامین صاحب، جناب نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب، جناب چوہدری محمد علی صاحب اور جناب ایر مارشل اصغر خاں صاحب کی سیاست میں یک جائی سے تعبیر کرنا چاہیئے۔

ان جماعتوں یا بالفاظ صحیح ان چاروں حضرات نے باہم مدغم ہونے کے بعد جو مشترکہ اعلامیہ جاری کیا ہے۔ وہ ان کے عزائم اور منصوبوں کا آئینہ دار ہے۔

اس اعلامیہ کا آغاز ایک تلخ احساس کے اظہار کے ساتھ کیا گیا ہے۔ جس میں بعض عناصر پر یہ ذمہ داری ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ انہوں نے بحالی جمہوریت کی گذشتہ جدوجہد کو کامیاب نہیں ہونے دیا تھا، اور اس طرح اس احساس کے اظہار سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ نو قائم شدہ یہ پارٹی اول دن سے ہی عوام کے ایک عنصر کے خلاف جو اس کے زعم میں بحالی جمہوریت کی راہ میں رکاوٹ بنا تھا صف آرا ہوئی ہے۔ اور چونکہ اس عنصر کو نام لے کر متعین نہیں کیا ہے۔ اس لئے وقت کے تقاضے کے مطابق جس گروہ کو بھی اس الزام کا مورد بنانا ہوا بنایا جاتا رہے گا

اس طرح اس جماعت کی خشت اول ہی ایک ایسے منفی جذبہ پر رکھی گئی ہے جو اس کی آئندہ جدوجہد کا ہر وقت منبع بنا رہے گا اور جو قوم میں اتحاد و اتفاق سے زیادہ اختلاف و انتشار پھیلانے کا موجب ثابت ہوگا۔

اس نئی جماعت نے اسلام کا دعویٰ بھی کیا ہے لیکن اس دعوے کے ساتھ اپنا نام امریکہ کی ڈیموکریٹک پارٹی کے نام پر "پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی" رکھا ہے۔

پاکستان کے استحکام اور زندگی کی اسلامی قدریں قائم کرنے کے دعوے کے ساتھ جب ایک پارٹی اپنے نام کا رشتہ امریکہ کی ایک مشہور سیاسی پارٹی کے ساتھ قائم کر لیتی ہے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے استحکام کے ڈانڈے اور اسلامی زندگی کی قدروں کا ربط کس کے ساتھ جا کر مل جاتا ہے۔

ان دو واضح رجحانات کی روشنی میں جو اس نئی پارٹی کے مشترکہ اعلامیہ سے ظاہر ہیں یہ معلوم کرنا مشکل نہیں رہتا کہ جس جمہوریت کے قیام کے لئے یہ نئی پارٹی کوشاں ہوگی

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

# پاکستان کے کسانوں اور مزدوروں کی طاقت اسلامی

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ پاکستان میں کسانوں اور مزدوروں کی آبادی نوّے فیصد سے کم نہیں ہے اور ان محنت کشوں میں مسلمانوں کی تعداد ننانوے فیصد ہے۔

اس طرح پاکستان کی حقیقی طاقت یہاں کا مسلمان کسان اور مسلمان مزدور ہے۔

اور یہ ہی طاقت اس ملک کی اصل مالک ہے۔

اگر اس طاقت کے ہاتھ میں ملک کی زمام کار آ جائے تو گویا مسلمان عوام کے ہاتھوں میں پاکستان کا نظام آ گیا اور ان مسلمان عوام سے ہی یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اس ملک میں صحیح اسلامی نظام قائم کریں اور کسی طبقہ یا گروہ کے مفاد کا آلہ کار نہ بنیں۔

یہ بات ہر شخص کو تسلیم ہے کہ ہمارے ملک کا مسلمان عوام جو ظاہر ہے کہ کسانوں اور مزدوروں پر ہی مشتمل ہے اسلام کا سچا وفادار ہے اور پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس کا استحکام اور بالادستی اسلام کے غلبہ اور پاکستان کے استحکام کی صحیح طور پر ضامن ثابت ہو سکتی ہے۔

لیکن حیرت کی بات ہے کہ ملک وملت کی اتنی بڑی اکثریت کو ملک کے معاملات میں اپنی تعداد کے مطابق مؤثر حصہ ادا کرنے کی پوزیشن دلانے کی کوشش کوئی گروہ اور جماعت نہیں کر رہی اور نہ اسے اس تناسب سے اپنے حلقے میں جگہ دے رہی ہے۔

پاکستان کی اتنی بڑی اکثریت کو صرف ووٹ کے حق تک محدود رکھا جا رہا ہے اور اسے بالاتر سیاسی قوت کے طور پر پوری پوری جگہ دینے کا انتظام کوئی نہیں کر رہا۔

حالانکہ آج ملک کے تمام پیچیدہ اور اختلافی مسائل کا حل صرف اس ایک طریقے کے ساتھ بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔

اگر ایک ایسا سیاسی نظام یہاں بروئے کار لے آیا جائے جس کے ذریعہ ملک کا کسان اور مزدور اپنی تعداد کے لحاظ سے نمائندگی حاصل کر کے سیاسی و انتظامی اداروں میں پیش پیش آ جائے۔

تو اس کے بعد نہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے مصنوعی نزاع کا معاملہ باقی رہ سکتا ہے اور نہ سندھی، پنجابی، سرحدی، بلوچی وغیرہ کا مسئلہ رہ جاتا ہے۔

اور چونکہ سارے ملک کا کسان و مزدور سچا مسلمان بھی ہے اس لئے ملک میں صحیح اسلامی نظام کے قائم ہونے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

# روشنی

۳۰ رجون ۱۹۶۹ء کے ہفت روزہ "چٹان" لاہور میں "مفتی محمود — روشنی ڈالیئے" کے عنوان سے چند ایک سوال کئے گئے ہیں۔

حسن اتفاق سے ان سوالات کے جواب "چٹان" کے اسی شمارہ میں آغا شورش صاحب کی شائع شدہ تقریر کے بعض جملوں میں موجود ہے۔ اور ان جملوں سے ہی وہ روشنی پڑ جاتی ہے جس کے لئے حضرت مفتی محمود صاحب سے استدعا کی گئی ہے۔

آغا صاحب نے فرمایا ہے کہ:۔

"ہم لوگ سوشلزم کی مادیت اور دہریت سے اس لئے برسر پیکار ہیں کہ ان کا تصور اسلام سے متصادم ہے اور اشتراکی سماج میں خدا و رسول کے لئے جگہ نہیں۔

**لیکن افسوسناک پہلو یہ ہے کہ سوشلزم سے ہماری ٹکر کا فائدہ تو سرمایہ داروں کو پہنچ رہا ہے اور ان کے اعمال کا نقصان ہمیں ہو رہا ہے**

نتیجتہً سوشلسٹ تحریک نئی پود کے ذہن کو اپنی گرفت میں لے رہی ہے۔ ہم جس حوصلے اور یقین کے ساتھ سوشلسٹوں سے لڑ رہے ہیں ہمیں اس سے دو گنے حوصلے اور یقین کیساتھ سرمایہ داروں سے لڑنا چاہیئے جو اسلام کے **لئے چنگیز اور ہلاکو سے کم تر درجے کے لوگ نہیں ہیں، اسلام کے خلاف بغاوت پیدا کرنے کے ذمہ دار یہ ہی سرمایہ دار، جاگیردار، صنعت کار اور ان کے شرعی و سیاسی گماشتے ہیں**"۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ۳۰ رجون ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۴)

یہ ہی وہ صورت حال ہے جو پاکستان سے لے کر مشرق وسطیٰ تک مسلمان ملکوں میں پائی جاتی ہے۔

سوشلزم کے ساتھ ٹکر کا فائدہ ہر جگہ سرمایہ داروں

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

مرتب و انچارج:۔ حافظ محمد حنیف سہارنپوری — سالانہ پندرہ روپے۔ ششماہی آٹھ روپے

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

## شذرات

احمد حسین کمال

# پاکستان کے لئے حقیقی خطرہ

دسمبر ۱۹۶۷ء تک پاکستان نے بیس ارب روپیہ کا قرضہ حاصل کیا۔ جو تمام کا تمام امریکی بلاک سے بتفصیل ذیل لیا گیا ہے

— چالیس فیصد امریکہ سے

— سولہ فیصد عالمی بینک سے جس کا سربراہ امریکہ ہے

— چھ فیصد برطانیہ، کینیڈا اور جاپان سے جو امریکی بلاک کے سربرآوردہ ملک ہیں۔

— دو فیصد مغربی جرمنی سے، جس کا امریکہ کے ساتھ گہرا تعلق سب کو معلوم ہے۔

— اور بقیہ مغربی بلاک کے مختلف ممالک سے لیا گیا۔

اس قرضہ کے سود کی ادائیگی جس میں ۱۹۶۹ء تک کافی اضافہ ہو چکا ہے گذشتہ سال سے قسط وار شروع ہو چکی ہے پہلی قسط ستر کروڑ روپیہ سود کی دی گئی ہے۔

اور ۱۹۷۰ء سے سو کروڑ روپیہ سالانہ سود ادا کرنا ہوگا

یہ تو امریکی بلاک کی وہ رقم ہے جو حکومت کی سطح پر لی گئی۔ اس رقم کا انجام کیا ہوا؟ اس کا اندازہ وارسک بند کی تعمیر کی مثال سے لگایا جا سکتا ہے۔

وارسک بند کی تعمیر پر کل ۳۴ کروڑ روپیہ صرف ہوا اس میں سے ۱۹ کروڑ روپیہ تو امداد دینے والے ملکوں سے آئے ہوئے ماہرین کی تنخواہوں پر خرچ ہوا۔

باقی ۱۵ کروڑ روپیہ وارسک بند پر صرف ہوا۔ اب پاکستان کو ۳۴ کروڑ روپیہ کا سالانہ سود بھی ادا کرنا ہے اور مقررہ میعاد تک ۳۴ کروڑ روپیہ کی اصل رقم بھی ادا کرنا ہوگی۔

علیٰ ہذا القیاس بقیہ تمام منصوبوں پر خرچ کی جانیوالی رقم کا معاملہ بھی اسی طرح کا ہے

قرض کا نصف سے زیادہ قرض دینے والے ملک کے ماہرین کی تنخواہوں پر صرف ہو کر اس ملک میں واپس چلا جاتا ہے اور نصف رقم سے کم اصل منصوبہ پر خرچ آتا ہے۔

لیکن آئندہ سود ساری رقم کا ہر سال ادا کرنا پڑتا ہے اور اصل رقم کی ادائیگی واجب رہتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی قرض دینے والے ملک کی شرائط بھی ملاحظہ فرمائیے:-

— امریکی قرضوں سے امریکہ ہی کا سامان خریدا جا سکتا ہے

— امریکی مال صرف امریکی جہازوں کے ذریعہ ہی لایا جا سکتا ہے

ان دونوں صورتوں میں جو بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ:

- امریکی مال عالمی منڈی سے تیس فیصد زیادہ قیمت پر ملتا ہے۔
- اور امریکی جہازوں کا کرایہ بھی دوسری کمپنیوں کے جہازوں سے ۳۳ فیصد زیادہ ہے۔

مثلاً لوہے کے ڈبے کھلی عالمی منڈی سے خریدنے پر ۳۴۲ روپیہ فی لانگ ٹن کے حساب سے کراچی کے ساحل پر پہنچ جاتے ہیں۔

جبکہ امریکہ سے خریدے ہوئے لوہے کے ڈبے کراچی کے ساحل پر ۶۲۲ روپیہ فی لانگ ٹن پڑتے ہیں۔

اور پاکستان امریکی امداد و قرض کی وجہ سے انہیں امریکہ سے خریدنے پر مجبور ہے۔

۱۹۶۷-۶۸ء کا درآمدی و برآمدی تجارت کا گوشوارہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

اس عرصہ میں پاکستان نے ۴۶۶ کروڑ روپیہ کی درآمدی تجارت کی۔

اس میں ۲۰۲ کروڑ روپیہ کی تجارت مغربی جرمنی سے، جن میں امریکی کمپنیوں کا سرمایہ ہے۔

۶۴ کروڑ روپیہ کی تجارت برطانیہ سے۔

اور ۲۵ کروڑ روپیہ کی جاپان سے کی گئی، جہاں امریکی سرمایہ ہی اصل چیز ہے۔

اور پاکستان نے اس دوران برآمدی تجارت ۳۰۷ کروڑ روپیہ کی کی۔

اس میں بھی صورت حال یہ رہی۔ ۱۴۲ کروڑ روپیہ کی تجارت مغربی یورپ کے ملکوں سے۔ ۴۰ کروڑ روپیہ کی برطانیہ سے، ۴۸ کروڑ روپیہ کی امریکہ سے اور ۲۱ کروڑ روپیہ کی ہانگ کانگ سے برآمدی تجارت کی گئی۔

اصل تو درآمدی اور برآمدی تجارت کے توازن میں ہی ۱۵۹ کروڑ روپیہ کی پاکستان کے حصہ میں کمی آئی اس کے ساتھ خام مال اور مصنوعات کے درمیان قیمتوں کا جو فرق واقع ہوا، کروڑہا روپیہ کی وہ کمی بھی پاکستان کو اٹھانا پڑی۔

چنانچہ حکومت کی طرف سے مہیا کردہ اعداد و شمار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک سال میں ہی امریکہ کے ساتھ تجارت میں پاکستان کو ایک سو اٹھارہ کروڑ روپیہ کا خسارہ اٹھانا پڑا ہے اور پچھلے بیس سال کے اعداد و بتاتے ہیں کہ پاکستان کو امریکہ کے ساتھ تجارت میں گیارہ ارب روپیہ کا خسارہ ہوا ہے۔

اب صنعتوں کے نجی شعبوں میں غیر ملکی رقوم کا نفوذ ملاحظہ فرمائیے:-

۱۹۶۷ء میں پاکستانی صنعت کے نجی شعبوں میں امریکہ اور برطانیہ کے صنعتکاروں کا ۳۱ کروڑ ڈالر سے اوپر سرمایہ لگا ہوا تھا۔

مارچ ۱۹۶۸ء میں امریکی صنعتی مشن کے سربراہ "ہربرٹ کننگ" نے ایک تقریر میں بتایا تھا کہ ان کے مشن نے پاکستان کے سرمایہ داروں سے تین صد تجاویز مشترکہ صنعتیں لگانے کے سلسلہ میں حاصل کی ہیں اور ۱۵۰ تجاویز امریکی سرمایہ داروں نے پیش کی ہیں۔

یہ ہے ایک ادنیٰ سی جھلک پاکستان پر امریکی و سامراجی ملکوں کی اقتصادی گرفت کی۔

اگر اس کی تفصیلات بیان کی جائیں تو بالکل واضح ہو جائے گا کہ پاکستان کی معاشیات و اقتصادیات پر بالواسطہ اور بلاواسطہ امریکہ، برطانیہ اور ان کے حلیف سامراجی ملک چھائے ہوئے ہیں۔ ہمارے ملک کے بڑے بڑے تاجر و صنعت کار محض ان کے ایجنٹ ہیں۔ اور ملک کی نوے فیصد آمدنی سامراجی ملکوں میں کسی نہ کسی بہانے منتقل ہو جاتی ہے۔

۱۰ فیصد میں سے نو فیصد یہاں کے ایجنٹ سرمایہ داروں کے حصہ میں چلی جاتی ہے اور صرف ایک فیصد پاکستان کے باقی عوام کے لئے رہ جاتی ہے۔

اس صورت حال کا معیشتی پہلو تو جتنا نازک و ابتر ہے وہ ہے ہی لیکن اس سے امریکی سامراج کو سیاسی دباؤ کے جو وسیع مواقع میسر ہیں، ان کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر اتنی زبردست اقتصادی و معاشی گرفت کی صورت میں اسے اس ملک میں سیاسی سازشیں پھیلانے ۔۔۔ اپنے گماشتوں کے ذریعہ حقیقی دینی و عوامی تحریکات کو بدنام و کمزور کرنے کے جو مواقع حاصل ہیں وہ علیحدہ ہیں۔

پاکستان سے متصل سعودی عرب و لیبیا تک پھیلے ہوئے مسلمان ملکوں کی پیداوار و صنعت پر بھی اس سے کہیں زیادہ بالادستی امریکہ و برطانیہ کو حاصل ہے۔

اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ان ملکوں کی سیاست پر امریکی اثر و نفوذ کی چھاپ لگی رہتی ہے اور مسلمان ملکوں کو سیاسی استحکام نصیب نہیں ہو پاتا۔

بس اس وجہ سے ہی جو لوگ صحیح معنیٰ میں اسلام کی بالادستی اور مسلمان عوام کی بہتری کے دل سے خواہاں ہیں۔ وہ اسے ضروری سمجھتے ہیں کہ سامراجیت کے اس مسلط عذاب سے مسلمان ملکوں و مسلمان ملت کو نجات دلائی جائے۔

اور جب تک مسلمان سامراجیت و سرمایہ داریت کے اس مسلط عذاب سے چھٹکارا حاصل نہیں کر لیتے، ان کے لئے نہ تو اسلامی معاشرہ قائم کرنا ممکن ہے اور نہ سچی آزادی کا حصول ہی آسان ہے۔

بدقسمتی سے بعض گروہ جن کی زبانوں پر اسلام اور جمہوریت کے نہ ختم ہونے والے نعرے ہیں۔ وہ مسلمان عوام کو امریکی سامراجیت کے اس غلبہ اور گرفت سے بے خبر رکھتے ہوئے چاہتے ہیں کہ یہ غلبہ تو جوں کا توں قائم رہے اور اس کے سایہ میں وہ اپنا من مانا اسلام و جمہوریت قائم کر لیں۔ اس کے لئے انہوں نے مسلمانوں کے سامنے سوشلزم کا ہتا کھڑا کر رکھا ہے۔

امریکہ، مغربی سامراج اور ان کے پروردہ مقامی ایجنٹ تو ملک کی دولت پر اقتصادی اور معاشی وسائل پر تجارت و صنعت پر سانپ بن کر بیٹھے ہوئے ہیں اور اسلامی نظام کے قیام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن کر کھڑے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو خوفزدہ کیا جا رہا ہے سوشلزم کے مبینہ خطرے سے جس کا ابھی تک نہ تو مسلمان عوام پر کوئی گہرا اثر ہے۔ اور جس کی گرفت میں ہنوز نہ مسلمانوں کی اقتصادیات ہے نہ معاشیات۔

بے شک اس ملک میں اسلام کی جگہ اشتراکیت کو نہیں لینے دی جائے گی اور اشتراکیت کی ایسی کوشش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سامراجیت کا جو عذاب عملاً قائم ہے، اسے ہٹانے اور اس کی جگہ

اسلام کا حقیقی نظام قائم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی جاتی ؟

اشتراکیت کا متوقع خطرہ تو اس کے بعد ہی پیش آ سکتا ہے اور اسلامی نظام کے قیام کے بعد وہ اپنی موت آپ مرجائے گا۔ لیکن سامراجیت کو ہٹا کر اس کی جگہ اسلام قائم کرنے سے پہلے اشتراکیت کے مبینہ یا متوقع خطرے کے خلاف محاذ آرائی کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ سامراجیت کے موجودہ مسلط نظام کو باقی اور قائم رکھا جائے اور اسلام کے نام سے اس کی ہی مدافعت وحفاظت کی جائے۔

کیا اسی کا نام اسلام اور جمہوریت ہے ؟

# جماعتوں کا ادغام اور مستقبل کا سیاسی محاذ

ملک میں سیاسی جماعتوں کی بھرمار بھی ایک ایسا مسئلہ ہے جس نے اہم قومی مسائل کو الجھانے میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔

چنانچہ ملک میں صحت مند سیاست کے جاری ہونے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہم خیال جماعتیں مشترکہ نکات پر جمع ہو کر باہم مدغم ہو جائیں۔ اور چند متعین مقاصد وخطوط پر وہ چار جماعتیں کام کرنے والی میدان عمل میں آجائیں۔

ملک میں اس وقت جو رجحانات کام کر رہے ہیں ان کی بنا پر سیاسی جماعتوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

جماعتوں کا ایک وہ گروپ جو خالص اسلام کے لئے کام کرنے والا ہے جیسے جمعیۃ علماء اسلام۔

ایک وہ گروپ جس کا سیاسی رجحان مغربی جمہوریت کی طرف ہے اور اس ضمن میں وہ اسلام اور پاکستان کا نام لیتا ہے۔

ایک وہ گروپ جس کا رجحان اشتراکی نظام کی طرف ہے خواہ اسلام کے نام کے ساتھ یا اسلام کے نام کے بغیر۔

ملک میں موجود مختلف جماعتوں کی یہ ہی تین نظریاتی اساس ہیں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں یہ اطلاع خوش آیند ہے کہ مغربی جمہوریت کی طرف رجحان رکھنے والی چار جماعتوں، جمہوری محاذ، نظام اسلام، عوامی لیگ نصراللہ خاں گروپ اور ایرمارشل اصغرخاں کی جسٹس پارٹی نے باہم ادغام کر لیا ہے اور اس طرح سیاسی جماعتوں کی کثرت میں کسی حد تک کمی آگئی ہے۔ امید ہے کہ اس رجحان کی حامل دوسری جماعتیں بھی جلد ہی اس ادغام میں حصہ دار بن جائیں گی۔

خالص اسلامی نظریہ ومقاصد رکھنے والی جماعتوں کے لئے جمعیۃ علماء اسلام کا پلیٹ فارم موجود و حاضر ہے۔

اصل میں ملک کے مستقبل کی سیاست آگے چل کر دو بڑے گروپوں میں تقسیم ہو جائے گی۔

ایک گروپ تو خالص اسلام کی حامی جماعتوں کا ہوگا جو مغربی جمہوریت اور اشتراکیت کے نزاع سے بلند و بالا ہو کر خالص اسلام کے لئے جدوجہد جاری رکھے گا، اور اس وقت اس کی نمایندگی جمعیۃ علماء اسلام کر رہی ہے۔

دوسرا گروپ مغربی جمہوریت کے رجحانات کا حامل ہوگا۔ جس میں ایک مرحلہ پر اشتراکی رجحان کے حامل افراد وگروہ بھی شامل ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ مغربی جمہوریت اور اشتراکیت دونوں ہی سیکولرزم پر انحصار رکھتی ہیں۔ اور اس اساس پر ماضی میں بھی یہ حلقے ایک جگہ جمع ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ ۱۹۶۵ء کے الیکشن کے وقت عمل میں آیا اس کے بعد کشمکش اسلامی جماعتوں کے محاذ اور اسلام نما جمہوریت پسند واشتراکیت دوست محاذ کے درمیان ہوگی اور پاکستان کے دین پسند مسلمانوں کو اس کشمکش کے لئے ہی تیاری کرنا ہوگی۔ جس کا مضبوط مورچہ جمعیۃ علماء اسلام کا پلیٹ فارم ہی بنے گا۔

# اسلام اور استحکام پاکستان کے دعوے کی صداقت

اسلام کا نام اور پاکستان کے استحکام کا دعوے اس وقت تمام سیاسی جماعتوں اور ان کے قائدین کی زبانوں پر ہے۔ اور ہر گروہ و قائد اس کوشش میں ہے کہ اس کے اسلام اور پاکستان کے استحکام کے دعوے کو ہی صحیح و مخلصانہ سمجھا جائے۔

لیکن ظاہر ہے کہ محض اسلام کا نام لیتے رہنا اور پاکستان کے استحکام کا دعوے کرتے رہنا تو صحت وصداقت کی دلیل نہیں بن سکتا ہے۔

یہاں اسلام کے نام کیساتھ یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ :-

(۱) وہ اسلام کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، صحابہؓ رسول اللہ، سلف صالحین اور علماء حق کا اختیار کردہ اسلام ہے ؟ یا اپنا اپنا مفروضہ اور بعض نام نہاد مدعیان اسلام افراد وگروہوں کا تصنیف کردہ اسلام ہے ؟

(۲) وہ اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے یا نہیں ؟ اور اس اسلام کی رو سے، اسلام کا دعویٰ کرنے والے افراد وگروہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی بھی نبوت کا دعوے کرنے والے کو کافر اور اس کے ماننے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں یا نہیں ؟

(۳) وہ اسلام اس ملک کی نوے فیصد مسلمان آبادی اہلسنت کے عقائد ومسلک کا ترجمان ہے یا نہیں ؟

(۴) اس اسلام کی رو سے قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کے مقرر کردہ احکام اوامر ونواہی اور حلال وحرام کو، پاکستان کے دستور وآئین کا جزو اعظم بنایا جائے گا یا نہیں ؟ اور اس مملکت کا مقصود قرآن کی رو سے قیام صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ اور اجراء امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو متعین کیا جاتا ہے یا نہیں ؟

جب تک اسلام کا نام لینے والے ان تمام مذکرہ بالا امور کی صراحت نہیں کرتے۔ اور ایک ایک بات کا بالوضاحت اقرار نہیں کرتے۔ اس وقت تک ان کی طرف سے اسلام کا نام لئے جانا سیاسی "اسٹنٹ" سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بھی واضح کرنا ہوگا کہ :-

(۱) مندرجہ بالا تصریحات کے ساتھ پاکستان میں ایک خالص اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں ہیں، جس کا نظری اور عملی تعلق ادنیٰ درجہ میں بھی نہ تو برطانیہ وامریکہ کے جمہوری سیاسی نظام کے ساتھ ہوگا، اور نہ روس وچین کے اشتراکی نظام کے ساتھ رہے گا۔

یہ وہ کم سے کم درجہ ہے اسلام کی مدعی کسی بھی جماعت کے اسلامی منشور کا جسے اختیار کئے بغیر اس کا اسلامی ہونا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ اس کا اسلام کا نام لینا قابل اعتماد قرار پا سکتا ہے۔

اس معیار پر پورا اترنے کے بعد ہی پاکستان کے استحکام کے دعوے کی صداقت جانچی جا سکتی ہے۔

پاکستان نے برطانیہ کی غلامی سے نجات حاصل کی ہے۔ برطانیہ اور اس کی حلیف مغربی طاقتیں عالم اسلام کی سب سے بڑی دشمن چلی آرہی ہیں۔ ان کی چودہ سو سالہ تاریخ کا پس منظر اسلام دشمنی ہے۔

انہوں نے اندلس کی سرزمین سے مسلمانوں کی سات سو سالہ حکومت کا خاتمہ کیا۔ ایک مسلمان کو بھی وہاں رہنے نہیں دیا۔ مسلمانوں کی مساجد، کتب خانے، عمارات تباہ و برباد کر ڈالیں۔ کروڑوں مسلمانوں کو ته تیغ، جلاوطن اور زندہ آگ میں جلا ڈالا۔ لاکھوں مسلمان خواتین کی عصمتیں تاراج کیں۔ معصوم بچوں کو سنگینوں کی نوک میں پرویا۔

ظلم وسفاکی کی یہ ہی تاریخ مسلسل سے گو اتک مغرب کی اسلام دشمن قوتوں نے جگہ جگہ دوہرائی، اور دہلی سے سوڈان تک مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بے دردی سے بہایا۔

پاکستان کا قیام اس برطانوی امریکی جارحیت کے علی الرغم عمل میں آیا ہے۔

اور یہ اسلامی غیرت، حمیت اور وقت کے تاریخی تقاضوں کے ہی برعکس نہیں بلکہ پاکستان کے استحکام و بقا کے تقاضوں کے بھی خلاف ہوگا اگر پاکستان کی سیاست اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دیرینہ دشمن انگریز اور اس کے سیاسی جانشین وحلیف امریکہ کی موافقت میں چلی جاتی ہے۔

پاکستان، ہندوستان کی ہندو قوم کے ہندوازم کے خطرہ کے دفعیہ کے جذبات کے ساتھ وجود میں آیا تھا چنانچہ یہ بات بھی اس کے بقاء اور استحکام کے لئے خطرہ کا موجب ثابت ہوگی کہ جن عالمی طاقتوں امریکہ وغیرہ کے ساتھ بھارت کا ربط وضبط ہے۔ ان کے ساتھ پاکستان کا بھی سیاسی ربط وضبط بڑھایا جائے۔ اس طرح نہ صرف اپنے آپ کو بھارت کی زد میں دے دینا ہوگا۔ بلکہ کشمیر کے مسئلہ پر بالواسطہ شکست قبول کر لینے کے مترادف بن جائے گا۔

پاکستان ایک مسلمان ملک ہے اور مسلمان ملکوں کا سیاسی واقتصادی دشمن اور ان کا سیاسی واقتصادی استحصال کرنے والی طاقتیں پاکستان کی دوست نہیں بن سکتیں۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

## باطل کا تعاقب

# مودودی صاحب کے اسلام کی حقیقت

## اُن کے بیانات کی روشنی میں

از حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحب خلیفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
—— امیر جمعیۃ علماء اسلام نوشہرہ صدر ——

اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے۔ ان الحکم الا للہ احکام اللہ تعالےٰ ہی کے ہیں۔ قل ان الامر کلہ للہ۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیں کہ حکم سارا اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت صرف رسولؐ کی ہے۔ وما محمد الا رسول۔ امت کا کام صرف رسولؐ سے لینا اور عمل میں لانا ہے۔ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہو۔ اطیعوا اللہ واطیعو الرسول۔ افراد امت کو احکام اسلامی کو وضع کرنے یا ان میں تغیر و تبدل اور ترمیم کرنے کا کوئی حق نہیں تغیر و تبدل نسخ و تنسیخ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی تنسیخ کا حق صرف اللہ تعالےٰ کو ہی حاصل ہے۔ لیکن حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ کیونکہ اب وحی ختم ہو چکی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سفراء اسلام صحابہؓ کرامؓ اور ان سے فقہاء عظام نے حاصل کیا۔ اب شریعت محمدیہ علیہ السلام تا یوم القیامۃ دین محکم ناقابل تغیر و تبدل اور ناقابل نسخ و تنسیخ ہے۔

جناب مودودی صاحب نے اپنی کتاب تفہیمات حصہ دوم ص۲۲۵ میں نماز اور خطبہ جمعہ اور عیدین کو غیر عربی زبان میں ادا کرنے کے متعلق ایک استفتاء کے جواب میں طویل مضمون حوالہ قلم فرمایا ہے۔ جس کی تمہید میں پہلے چار مقدمات کا ذکر فرمایا ہے۔

مقدمہ ۱ میں یہ ثابت کیا ہے کہ شریعت کی بنیاد (حکمت) اور مصلحت پر ہے۔

مقدمہ ۲ میں لکھتے ہیں:۔ یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ شارع نے غایت درجہ کی حکمت اور کمال درجہ کے علم سے کام لے کر اپنے احکام کی بجاآوری کے لئے زیادہ تر ایسی ہی صورتیں تجویز کی ہیں۔ جو تمام زمانوں اور تمام مقامات اور تمام حالات میں اس کے مقاصد کو پورا کرتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بکثرت جزئیات ایسے بھی ہیں، جن میں تغیر حالات کے لحاظ سے احکام میں تغیر ہونا ضروری ہے جو حالات عہد رسالت میں اور عہد صحابہؓ میں عرب اور دنیائے اسلام کے تھے۔ لازم نہیں کہ بعینہٖ وہی حالات ہر زمانے اور ہر ملک کے ہوں۔ لہٰذا احکام اسلامی پر عمل کرنے کی جو صورتیں ان حالات میں اختیار کی گئی تھیں۔ ان کو ہو بہو تمام زمانوں اور تمام حالات میں قائم رکھنا اور مصالح اور حکم کے لحاظ سے ان کے جزئیات میں بھی کسی قسم کا رد و بدل نہ کرنا ایک طرح کی رسم پرستی ہے جس کو روح اسلامی سے کوئی واسطہ نہیں۔

عبارت بالا سے خوب وضاحت کے ساتھ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ احکام اسلامی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غایت درجہ کی دانائی اور آپؐ کے کمال علم کا نتیجہ اور آپؐ ہی کے تجویز کردہ ہیں۔ حالانکہ امت کا قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بنیادی اور اجماعی عقیدہ ہے کہ احکام اسلام کل کے کل اللہ تعالےٰ ہی کی جانب سے بذریعہ وحی عطا کردہ ہیں۔ اور حضورؐ ان احکام کے اول المسلمین ہیں باقی امت تا قیام قیامت ان احکام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداء میں عمل کرنے کی مکلف ہے۔

دوسرا مفہوم عبارتِ بالا کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ اپنے احکام تمام زمانوں اور تمام مقامات اور تمام حالات کو مدنظر رکھ کر دیئے ہیں لیکن مودودی صاحب کے نزدیک ان احکام کو بغیر رد و بدل کے ہو بہو تمام حالات میں اور تمام زمانوں میں قائم رکھنا رسم پرستی ہے۔ اور روح اسلامی کے خلاف ہے۔

پھر ایک غلط مثال دینے کے بعد فرمایا ہے کہ جزئیات میں دلالۃ النص اور اشارۃ النص تو درکنار صراحۃ النص کی پیروی بھی تفقہ کے بغیر درست نہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولو فان اللہ لا یحب الکافرین

"تابعداری کرو اللہ کی اور تابعداری کرو رسول کی، اور اگر تم پھر گئے تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں فرماتا ہے۔"

لہٰذا مودودی صاحب کا اللہ تعالےٰ کے احکام کو بغیر رد و بدل کے تسلیم نہ کرنا اور قرآن و حدیث کے دلالۃ النص اور اشارۃ النص اور صراحۃ النص کو مصلحت بینی اور رد و بدل کے بغیر پیروی کو درست نہ سمجھنا شریعت محمدیہ (علیہ السلام) سے روگردانی ہی ہے اور بحکم آیۃ بالا کفر ہے۔

پھر مقدمہ ۳ میں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں رسولؐ بھی تھے۔ ایک انسانؐ بھی تھے۔ ایک عربؐ بھی تھے اور ایک خاص نسل کے اور خاص اجتماعی ماحول کے رہنے والے بھی تھے۔ آپؐ کے ہر فعل میں خواہ دینی ہو یا دنیوی۔ یہ سب حیثیتیں ایک ساتھ موجود تھیں ان مختلف حیثیات کے مخلوط ہونے کی وجہ سے بسا اوقات یہ تمیز کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے کہ کس فعل میں کون سا حصہ آپؐ کی حیثیت رسالت سے تعلق رکھتا ہے۔ تاکہ اسے حجت شرعی بنایا جائے اور کونسا حصہ آپؐ کی دوسری حیثیات سے متعلق ہے۔ جو حجت شرعی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ اختلاط حیثیات صحابہ کرامؓ کے افعال میں ہے۔ (ص۲۲۸)

مندرجہ بالا عبارت کا مفہوم واضح ہے کہ جناب مودودی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک عمل اور فعل دینی اور دنیوی دونوں میں چار حیثیتیں قائم جانتے ہیں اور ہر ایک فعل میں ¼ حصہ صرف جو مودودی صاحب کے خیال میں بحیثیت رسالت ہے حجت شرعی ہے۔ باقی ¾ کو حجت شرعی نہیں مانتے۔ اور یہی وطیرہ آپ کا صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہے۔ بلکہ ان کے افعال میں اختلاط حیثیات زیادہ جانتے ہیں۔ اور جو حصہ حجت ہے وہ بھی باقی غیر حجت حیثیتوں کے ساتھ مخلوط ہونے کے سبب قابل تمیز نہیں۔ لہٰذا آپؐ کے تمام افعال و اقوال حجت کے قابل نہیں رہے۔ حالانکہ تمام امت کے نزدیک اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل، ہر حرکت و سکون، ہر امر و نہی علیٰ حسب مراتب واجب الاطاعت ہے ارشاد ہے:۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اور باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت قاسم عبداللہ اور طیب و طاہر رضی اللہ عنہم کے باپ تھے ایک خاص ماحول میں ایک عربی انسان تھے۔ اللہ عزوجل نے آپؐ کی صرف ایک ہی حیثیتِ رسولؐ کو ہر حال میں قائم رکھ کر باقی تمام حیثیتوں کی نفی فرمائی۔ وما محمد الا رسول۔ نہیں ہیں محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم مگر صرف رسول ہیں۔ یعنی آپؐ جس کسی حالت میں بھی ہوں۔ کسی آن میں آپؐ کی ذات سے وصفِ رسالت منفک نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا آپؐ کی تمام حیثیتیں اور حالات علیٰ حسب مراتب امت کے لئے واجب الاطاعت ہیں۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو، مگر صرف اس لئے کہ اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے۔

قرآنی اصول سے ایک نبی کا انکار تمام انبیاءؑ کا انکار ہوتا ہے۔ قرآن کی چھوٹی سی آیت کا انکار تمام قرآن کا انکار سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل کے کسی بھی حصہ سے روگردانی اور حجتِ شرعی ہونے سے انکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تمام شریعت سے انکار سمجھا جاتا ہے۔

(باقی آیندہ)

# مغربی سامراج

# اسلام اور مسلمانوں کا اصل دشمن

از
مولوی محمد فضل اللہ سندھی ایم اے
ناظم صوبائی دفتر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

**ماضی میں علماء کرام نے اس کی تمام سازشوں کو بے نقاب کیا ہے اور آج بھی علماء کی جدوجہد سے سامراجی کیمپوں میں زلزلہ بپا ہے**

## علماء حق سامراج کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ

برطانوی سامراج نے متحدہ ہندوستان میں قدم رکھتے ہی یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کے سامراجی عزائم کی تکمیل میں علماء کی جماعت ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے اور جب تک انہیں ختم نہیں کیا جاتا، اس کے اقتدار کو مضبوطی اور استحکام نصیب ہو سکتا۔ بنابریں سب سے اول انہیں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور اس کے نتیجے میں تاریخ شاہد ہے کہ لاکھوں علماء کرام کو جزائر انڈیمان میں جلاوطنی کی زندگی بسر کرنی پڑی۔ ہزاروں کی تعداد میں جامع مسجد دہلی کے سامنے تختہ دار پر لٹکتے ہوئے دیکھے گئے۔ بے شمار رہنمایان امت اور قائدین حریت کو سوٴروں کی کھالوں میں بند کر کے زندہ ہی آگ میں جلایا گیا اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے روحانی فرزند مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لاتعداد داعیان علوم نبوت کو مالٹا میں نظر بند رکھ کر ان پر بے شمار وحشیانہ مظالم ڈھائے گئے لیکن علما ایک قسم کے ایسے پہاڑ تھے جو نہ کاٹے کٹتے تھے۔ اور نہ ہی ہٹائے ہٹتے تھے۔

## ننگ ملت، ننگ دیں ننگ وطن

تاریخ کے اوراق اس بات کے بھی شاہد ہیں کہ مسلمان قوم نے کبھی دشمن سے اس کی قوت کی وجہ سے شکست نہیں کھائی بلکہ منافقین کی غداری کی وجہ سے ہی نقصان اٹھایا

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سامراج کے ڈالروں کی چمک پر ہزاروں کی تعداد میں منافق اور غدار علماء کرام کے خلاف میدان جنگ میں اتر آئے اور اسلام ہی کے لباس میں علماء پر کیچڑ اچھالنا شروع کر دی۔ ان پر الزامات عائد کئے اور شیطانی پروپیگنڈا کے ذریعے انہیں بدنام کرنا شروع کر دیا۔ وہابی نیشنلسٹ۔ کانگرسی اور ہندوؤں کے ایجنٹ وغیرہ کے طعنے دیئے۔ لیکن ان کے یہ سارے ہتھکنڈے ناکام رہے، اور بالآخر سامراج کو ہندوستان خالی کرنا پڑا اور ملک آزاد ہو کر رہا۔

## مشرق وسطیٰ اور سامراجی ایجنٹ

ہندوستان میں ناکامی کے بعد سامراج نے دوسری شکل میں مشرق وسطیٰ کو اپنی سازشوں کا مستقل مرکز بنایا۔ ۱۹۴۸ء سے پہلے یہودیوں کی آبادی فلسطین میں منتقل کرتا رہا۔ اور ۱۹۴۸ء میں باقاعدہ طور پر اسرائیل کی حکومت قائم کی۔ جس کی حیثیت ایک سامراجی فوجی اڈہ کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

جمال عبدالناصر کا وجود مشرق وسطیٰ میں سامراجی عزائم کے لئے ایک بہت بڑے خطرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی ایسا لیڈر نہیں جو سامراج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے۔ سامراج نے اس کو ختم کرنے کی تمام تدابیر اختیار کیں۔ اس پر قاتلانہ حملے کرائے اور تمام عالم اسلام میں ایجنٹ پھیلا دیئے۔ تاکہ اس کے خلاف پروپیگنڈا کر کے اس سے مسلمانوں کو متنفر کر دیا جائے اور پھر اکیلے پر حملہ کر کے اسے ختم کر دیا جائے۔ اور اسرائیل کے لئے آگے بڑھنے کا راستہ صاف ہو جائے۔ یہی کھیل ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۷ء میں کھیلا گیا۔ مگر یہاں بھی علماء کرام نے ان کے منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ سامراجی ایجنٹوں کے مسلسل پروپیگنڈا کے باوجود ایک طرف جمال عبدالناصر عالم اسلام کے ہیرو تسلیم کئے گئے اور دوسری طرف مشرق وسطیٰ میں بھی سامراج کے مکمل قبضہ کا خواب ادھورا رہ گیا

## گذشتہ عوامی تحریک اور سامراجی عزائم

ایوبی دور کے دس سالہ سیاسی جمود کو جب جمعیۃ علماء اسلام نے مئی ۱۹۶۸ء کی کل پاکستان کانفرنس منعقد کر کے توڑا تو سارے ملک میں عوامی جذبات کا لاوا ابل پڑا۔ آمریت کے بل بوتے اور مزدور، کاشتکار اور غریب عوام کی ہڈیوں پر قائم ہونے والے سامراجی سرمایہ دارانہ نظام کی جڑیں اکھڑتی دیکھ کر سامراجیوں نے اسلام اور سوشلزم کی ایک فرضی جنگ چھیڑ کر سامراجی سرمایہ دارانہ نظام کے تمام مخالفین کو (بلا امتیاز عالم و جاہل یا دیندار و بے دین کے) کیمونسٹ قرار دینا شروع کر دیا اور امریکی ڈالروں کے بل بوتے پر جمع کئے ہوئے لٹھ برداروں کے ذریعہ انتشار پھیلا کر عوامی تحریک کا رخ موڑنے کی کوشش کی۔ مگر اس مرحلہ پر بھی علماء کرام نے ان کی سازشوں کو ناکام بنا دیا۔ اور آمریت کے خلاف جدوجہد جاری رہی یہاں تک کہ اس کا خاتمہ ہو گیا۔

## دستور مملکت اور سامراجی سازش

اب جبکہ آمریت ختم ہو چکی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کی تمام شکلوں کو ختم کر کے ایک آزادانہ مکمل اسلامی نظام مرتب کیا جائے۔ جس میں امیر و غریب کے ساتھ انصاف کا برتاؤ ہو، مزدور و کسان و دیگر غریب عوام کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا گیا ہو اور اسلام کو بنیادی حیثیت حاصل ہو۔ سامراجیوں نے پھر سے ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی کی رٹ لگانی شروع کر دی ہے۔ حالانکہ ۱۹۵۶ء کے آئین میں مرتد ہونے کی اجازت ہے اور سوائے صدارت کے ہر ایک اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ پر کافر فائز ہو سکتا ہے۔ نیز مرزائی تو صدر بھی بن سکتا ہے۔ ان کے علاوہ تمام علاقائی حقوق کی پامالی کی گئی ہے۔ جس سے سامراجیوں کے علاوہ کسی کو بھی فائدہ نہیں ہے۔

## عوام کی خوشحالی اور ملکی استحکام

### اسلامی دستور کے ہی نفاذ میں ہے

آخر میں ملک کے تمام اسلام پسند محب وطن افراد اور جماعتوں سے اپیل کرتا ہوں کہ سامراجی عزائم کو ناکام کرنے اور ملک میں مکمل اسلامی نظام کو نافذ کرنے کے لئے علماء کی سرپرستی میں متحد و متفق ہو کر قرآن و سنت کی روشنی میں لائحہ عمل مرتب کریں۔ کیونکہ جب تک اسلام کا عادلانہ نظام نافذ نہیں ہوتا نہ تو یہ ملک سامراج کی سازشوں سے محفوظ رہ سکتا ہے اور نہ ہی مزدور کاشتکار اور غریب عوام خوشحالی کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام اس راہ پر گامزن ہے۔ آیئے آپ بھی اس کی جدوجہد میں شریک ہو کر ملک کے مستقبل کو تابناک بنائیں۔

وما علینا الا البلاغ

## تردید

۲۵ جون کے بعض اخبارات میں میرا اور قاری سعید الرحمٰن لاہوری کا ایک مشترکہ بیان شائع ہوا ہے جس میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور حضرت مفتی محمود صاحب کے بارہ میں نہایت غیر مناسب الفاظ شائع ہوئے ہیں میرا ان الفاظ سے کوئی تعلق نہیں اور وہ الفاظ مجھ سے منسوب نہ کئے جائیں۔ (سید اکبر شاہ فیصل دیپالپور)

# پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کے راستے میں سب سے بڑی رکاو[ٹ]

## اور موجودہ ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظ[ام]

## جو لوگ جمال عبدالناصر کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں وہ اینگلو امریکی

## صحابہ کرامؓ نے جو مساوات پیش کی ہے اس کی موجودگی میں ہمیں مارکس اور لینن کی چوک[ھٹ]

### جمعیۃ علماء اسلام لائلپور کے جلسہ عام سے مفکر اسلام شیخ الحدیث

### حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا خطاب

مرتب: احقر محمد حنیف سہارنپوری

ترتیب کی ذمہ داری مرتب پر ہے

بعد خطبہ مسنونہ

برادران ملت محترم حاضرین!

اگر آپ حضرات دین کی خدمت کریں گے تو اس میں آپ کا بھلا ہے۔ ہم اللہ کے دین پر کوئی احسان نہیں ڈال سکتے ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں۔ ہم صرف خدا کی طاقت کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس دین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور یہ جو مدارس عربیہ اس وقت موجود ہیں ان میں پڑھنے والوں کو دین اسلام کی حفاظت کے لئے منتخب فرما لیا ہے۔ قرآن پاک اللہ تعالےٰ کی سچی کتاب ہے یہ قیامت تک اسی طرح محفوظ رہے گی۔ جو اس کے الفاظ معانی و مطالب، تفسیر زبر زیر پیش بدلنے کی کوشش کرے گا۔ وہ مٹ جائے گا۔ اور یہ قرآن پاک قیامت تک زندہ و تابندہ رہے گا

## امن، سکون اور آخرت میں ہماری نجات کا ضامن صرف اسلام ہے

مسلمانوں کے لئے دین اسلام کے سوا کوئی نظام زندگی مفید نہیں ہو سکتا۔ آج دنیا میں مختلف نظام رائج ہیں نئے نئے نظریات اپنائے جا رہے ہیں۔ لیکن بحیثیت مسلمان کے ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ اسلام کے سوا اس عالم میں امن اور سکون کی زندگی میسر نہیں آسکتی۔ صرف یہیں نہیں بلکہ آخرت میں بھی یہی نظام حیات ہماری نجات کا ضامن ہے۔

آج ہمارے مسائل اُلجھے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان کو حل کرنا ہے مسلمان دنیا کے کسی خطے میں بھی آباد ہوں مشرق وسطیٰ یا مشرق بعید میں ہوں یا پاکستان، افغانستان اور ہندوستان میں آباد ہوں، ان کے مسائل صرف اسی صورت میں حل ہو سکتے ہیں کہ وہ اسلام کے عادلانہ نظام کو اپنا لیں۔ پاکستان میں سب سے بڑا مسئلہ نظریۂ پاکستان کا مسئلہ ہے۔ اکیس سال ہو چکے ہیں۔ یہ ملک آج تک اس نظریے سے محروم ہے جس کے لئے بنایا گیا تھا۔

پاکستان کے مسلمان عوام چیخ رہے ہیں۔ مطالبات پیش کرتے ہیں کہ ہمیں اسلامی نظام حیات کی ضرورت ہے۔ ہم نے پاکستان اسلامی نظام حیات کے لئے حاصل کیا تھا۔ لیکن آج تک ملک میں مغربی نظام کو اپنایا گیا ہے جو انگریز نے ہمارے لئے ورثہ میں چھوڑا تھا۔ جس سے ہمارا معاشرہ پوری طرح مغربی تہذیب کا شکار ہے۔

## ایوب خاں کے کارنامے

آپ نے کہا کہ گذشتہ دس سالہ ایوبی دور کو آپ حضرات نے دیکھا ہے۔ اس میں تحریف قرآن کے لئے باقاعدہ ادارے قائم کئے گئے۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور پرویز قسم کے لوگوں کو آگے لایا گیا اور تحریف قرآن کی باقاعدہ مہم چلائی گئی۔ زکوٰۃ کو ٹیکس کہا۔ شراب کی بعض قسموں اور سود کو حلال قرار دیا۔ آج آپ دیکھیں کہ وہ تحریف کرنے والے کہاں ہیں۔ محروم یا مرحوم ایوب خاں کہاں ہے یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ جس نے بھی اس میں تحریف کی کوشش کی۔ اس کو کان سے پکڑ نکال دیا گیا۔

گول میز کانفرنس میں ایک دن اجلاس سے فارغ ہو کر ایوب خاں میرے پاس آکر کھڑے ہوئے۔ میرے ایک طرف ایک بنگالی ممبر بیٹھے ہوئے تھے ان کو کہا کہ میں ذرا مفتی صاحب سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ دوسری جگہ بیٹھ جائیں۔ وہ دوسری طرف چلے گئے۔ اور ایوب خاں میرے پاس بیٹھ گئے اور کہا کہ مفتی صاحب آپ لوگ بھی ہمارے خلاف ہو گئے۔ حالانکہ ہم نے تو دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ میرے بعد ایک ایسا دور بھی آئے گا کہ دین اور مذہب کا نام لینا مشکل ہو جائے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ خانصاحب آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے اقتدار پر فائز ہونے سے پہلے ملک کی مذہبی پوزیشن مضبوط تھی، اور کسی شخص کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ چوراہے میں کھڑے ہو کر اسلام کے خلاف کچھ زبان درازی کرے۔ لیکن آج آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے بعد مذہب کا نام لینا مشکل ہو جائے گا۔ اس دس سالہ دور میں مذہب کے خلاف جو بیزاری کی فضا ملک میں پیدا ہو چکی ہے اور مذہب کے خلاف جو شخص کچھ کہتا ہے تو اس کو کھلی چھوٹ ہے تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں۔ اس کے ذمہ دار بھی آپ ہی ہیں کہ یہاں بے دینی غالب آجائے گی۔ ہم نے مدارس کے ذریعہ قرآن و حدیث کے علوم پڑھائے وعظ کئے۔ ہم تو پابندیوں کے باوجود بھی اسلام کی حفاظت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ لیکن آپ نے بے دینوں کو کیوں چھوٹ دے رکھی ہے؟

تو اس نے کہا کہ مفتی صاحب کیا کریں ملک کا قانون اتنا گندہ ہے کہ اگر حکومت کسی کو گرفتار کر بھی لیتی ہے تو وہ کورٹ میں جا کر اپیل کر دیتا ہے اور آزاد ہو جاتا ہے۔

میں نے کہا۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ انگریز کے فرسودہ قوانین کو ختم کرو اور اس کی جگہ اسلام کا عادلانہ نظام رائج کرو۔ آپ نے مزید فرمایا کہ آپ کی مشاورتی کونسل بھی اس معاملہ میں بالکل ناکام ثابت ہوئی۔ یہی اسی وجہ سے ہے کہ یہاں انگریز کے قوانین کو اب تک نہیں بدلا گیا

ایک بات میں نے یہ بھی کہی کہ تمہارے ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے اسلام نامی جو کتاب لکھی ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاں بھی نام آیا ہے۔ کہیں بھی ادب سے نام نہیں لیا۔ صرف محمد لکھا ہے۔ جبکہ ہندو مصنفین جب بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھتے ہیں تو وہ بھی حضرت محمد صاحب لکھتے ہیں۔ جیسے محمد صاحب نے فرمایا۔ لیکن اس نے بے ادبی سے کام لیا ہے۔ اس نے شراب (بیئر) کو حلال کہا۔ تو اس پر ایوب خاں نے کہا۔ لاحول ولاقوۃ اور کہا کہ اس کمبخت نے ہمیں بڑا نقصان پہنچایا۔

آج میں پوچھتا ہوں کہ جس نے صریح طور پر اسلام میں ردو بدل کرنے کی کوشش کی تھی وہ کہاں ہے اور اس کا تقرر کرنے والا کہاں ہے

میرے محترم دوستو!

اسلامی علوم آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ ان کو نہ کوئی ختم کر سکتا ہے۔ نہ ان میں کوئی رد و بدل کر سکتا ہے۔

## حجاج ابن یوسف کا واقعہ

حجاج ابن یوسف کا آپ نے نام سنا ہے۔ وہ کتنا بڑا ظالم تھا اور قرون اولیٰ کا ظالم تھا۔ حجاج نے اس وقت قرآن پاک میں اعراب اور نقطے وغیرہ لگانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا۔ تاکہ غیر عربی زبان والے لوگوں کے لئے پڑھنے میں آسانی ہو۔ اس اثنا میں لطافیہ بستی کے لوگوں کا وفد آیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ ہم آپ کے لئے سونے اور چاندی کے ڈھیر جمع کئے دیتے ہیں۔ لیکن آپ صرف ایک آیت فاتوا ان یضیفو ھما کو فاتوا ان یضیفوھا کر دیں۔ حجاج تھا ظالم۔ لیکن یہ بات اس نے بھی گوارا نہیں کی۔ اور کہا کہ زمین اور آسمان کے درمیان جو خلا ہے۔ اگر تم اتنا سونا چاندی بھی جمع کر دو۔ تو جب بھی میں قرآن پاک کے نقطے اوپر نیچے نہیں کر سکتا۔ یہ تو قرون اولیٰ کے اس ظالم کی حالت تھی۔ آج کی بیسویں صدی کے انصاف پسند کہلانے والے قرآن کے ایک حرف کو بھی باقی رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن میں انہی الفاظ میں کہتا ہوں کہ دین کی حفاظت ہوتی رہے گی کس میں طاقت ہے جو دین کو بدل سکے۔ اگر کوئی شخص اس کو بدلنے کا دعوےٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔

— اسرائیل کے یہودیوں نے عالم اسلام کو فریب اور دھوکہ دینے کے لئے عظیم منصوبہ کے تحت ایک قرآن طبع کرایا۔ جو آیتیں یہود کے خلاف تھیں، ان کو قرآن پاک سے نکال دیا۔ اور افریقہ کے ممالک میں خاص طور پر تقسیم کرایا۔ اب آپ ہی بتلائیں کہ وہ قرآن اگر ایسے دور دراز علاقے میں جائے۔ جہاں کے باشندے قرآن پاک کے صرف الفاظ پڑھنا جانتے ہوں۔ ان کو کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ یہ قرآن صحیح ہے یا اس میں رد و بدل کر دیا گیا ہے۔ وہ تو صرف الفاظ ہی پڑھ سکتے ہیں۔

لیکن چونکہ اس کی حفاظت کا وعدہ خود خدا نے کیا ہے۔ اس لئے وہی اس کی حفاظت کرتا ہے۔

متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر السید جمال عبدالناصر کو جب یہود کی اس شرارت کا علم ہوا۔ تو اس نے وہ تمام نسخے جمع کرلئے اور ان کو دریا برد کرا دیا۔ اس کے بالمقابل اس نے ہزاروں کی تعداد میں قرآن پاک چھپوائے اور ان کو مفت تقسیم کرایا۔

— اس نے ایک ریڈیو اسٹیشن صرف

# ...ا کے عادلانہ نظام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ مغربی سامراج

## ...جودہ ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام ہے

## ...عبدالناصر کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں وہ اینگلو امریکی بلاک کے آلہ کار ہیں

**...ت پیش کی ہے اس کی موجودگی میں ہمیں مارکس اور لینن کی چوکھٹ پر جھکنے کی ضرورت نہیں**

## جمعیۃ علماء اسلام لائلپور کے جلسہ عام سے مفکر اسلام شیخ الحدیث

### حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا خطاب

مرتب: ـــــــ احقر محمد حنیف سہارنپوری

نے اسلام نامی جو کتاب لکھی ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاں بھی نام آیا ہے۔ کہیں بھی ادب سے نام نہیں لیا۔ صرف محمد لکھا ہے۔ جبکہ ہندو مصنفین جب بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھتے ہیں تو وہ بھی حضرت محمد صاحب لکھتے ہیں۔ جیسے محمد صاحب نے فرمایا۔ لیکن اس نے بے ادبی سے کام لیا ہے۔ اس نے شراب (بیئر) کو حلال کہا۔ تو اس پر ایوب خان نے کہا۔ لاحول ولا قوۃ اور کہا کہ اس کمبخت نے ہمیں بڑا نقصان پہنچایا۔

آج میں پوچھتا ہوں کہ جس نے صریح طور پر اسلام میں رد و بدل کرنے کی کوشش کی تھی وہ کہاں ہے اور اس کا تقرر کرنے والا کہاں ہے

میرے محترم دوستو!

اسلامی علوم آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ ان کو نہ کوئی ختم کر سکتا ہے۔ نہ ان میں کوئی رد و بدل کر سکتا ہے۔

### حجاج ابن یوسف کا واقعہ

حجاج ابن یوسف کا آپ نے نام سنا ہے۔ وہ کتنا بڑا ظالم تھا اور قرون اولیٰ کا ظالم تھا۔ حجاج نے اس وقت قرآن پاک میں اعراب اور نقطے وغیرہ لگانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا۔ تاکہ غیر عربی زبان والے لوگوں کے لئے پڑھنے میں آسانی ہو۔ اس اثنا میں لطاقیہ بستی کے لوگوں کا وفد آیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ ہم آپ کے لئے سونے اور چاندی کے ڈھیر جمع کئے دیتے ہیں۔ لیکن آپ صرف ایک آیت فاتوا ان یضیفوھما کو فاتوا ان یضیفوھا کر دیں۔ حجاج تھا ظالم۔ لیکن یہ بات اس نے کبھی

ترتیب کی ذمہ داری مرتب پر ہے

گوارا نہیں کی۔ اور کہا کہ زمین اور آسمان کے درمیان جو خلا ہے۔ اگر تم اتنا سونا چاندی بھی جمع کر دو۔ تو جب بھی میں قرآن پاک کے نقطے اوپر نیچے نہیں کر سکتا۔ یہ تو قرون اولیٰ کے اس ظالم کی حالت تھی۔ آج کی بیسویں صدی کے انصاف پسند کہلوانے والے قرآن کے ایک حرف کو بھی باقی رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن میں شگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ دین کی حفاظت ہوتی رہے گی کس میں طاقت ہے جو دین کو بدل سکے۔ اگر کوئی شخص اس کو بدلنے کا دعوے کرتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔

ـــ اسرائیل کے یہودیوں نے عالم اسلام کو فریب اور دھوکہ دینے کے لئے عظیم منصوبہ کے تحت ایک قرآن طبع کرایا۔ جو آیتیں یہود کے خلاف تھیں، ان کو قرآن پاک سے نکال دیا۔ اور افریقہ کے ممالک میں خاص طور پر تقسیم کرایا۔ اب آپ ہی بتلائیں کہ وہ قرآن اگر ایسے دور دراز علاقے میں جائے۔ جہاں کے باشندے قرآن پاک کے صرف الفاظ پڑھنا جانتے ہوں۔ ان کو کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ یہ قرآن صحیح ہے یا اس میں رد و بدل کر دیا گیا ہے۔ وہ تو صرف الفاظ ہی پڑھ سکتے ہیں۔

لیکن چونکہ اس کی حفاظت کا وعدہ خود خدا نے کیا ہے۔ اس لئے وہی اس کی حفاظت کرتا ہے۔

متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر السید جمال عبدالناصر کو جب یہود کی اس شرارت کا علم ہوا۔ تو اس نے وہ تمام نسخے جمع کرائے اور ان کو دریا برد کرا دیا۔ اس کے بالمقابل اس نے ہزاروں کی تعداد میں قرآن پاک چھپوائے اور ان کو مفت تقسیم کرایا۔

ـــــــــ اس نے ایک ریڈیو اسٹیشن صرف تلاوت قرآن کے لئے قائم کرایا۔ جس میں چودہ گھنٹے تلاوت قرآن ہوتی ہے۔ مصر کے مشہور و معروف قاری استاذ القراء جناب خلیل محمود الحصری کی وہ قرأتیں چالیس پلیٹوں میں محفوظ ہیں۔ جن کے ذریعہ چودہ گھنٹے تک تلاوت قرآن ہوتی رہتی ہے۔ جس کا افریقی ممالک میں خاطر خواہ اثر ہوتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ قاری محمود الحصری نے جو تلاوت پلیٹوں میں محفوظ کرائی ہے۔ اس میں کہیں بھی کوئی غلطی واقع نہیں ہوئی نہ کہیں سانس رکا اور نہ کہیں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ یہ قرآن پاک کا معجزہ ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا احسان عظیم ہے جس سے چاہے خدمت قرآن لے۔

یہ وہی جمال عبدالناصر ہے کہ جس کو اسلام اسلام پکارنے والے کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی شخص خواہ مغرب کا رہنے والا ہو یا مشرق کا یا کسی بھی مقام کا باشندہ ہو۔ اگر وہ اسرائیل کے مقابلہ میں اس کی تائید نہیں کرتا تو وہ غدار ہے۔

آج اس کو صرف اس لئے مطعون کیا جاتا ہے کہ وہ امریکی سامراج کا مخالف ہے۔ یہودیوں کا دشمن ہے۔ سامراجی اثرات کو وہ دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ جمال عبدالناصر کی صرف ایک ہی خواہش ہے کہ اسرائیل کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

جمال عبدالناصر کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ وہ شراب نہیں پیتا۔ جب خروشچیف کے زمانہ میں روس کے دورہ پر گیا۔ تو خروشچیف نے اس کے استقبال میں دعوت کا اہتمام کیا۔ اور اس میں شراب کا بھی اہتمام کیا تو جمال عبدالناصر نے شراب سے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ وہ مسلمان تھے۔ خروشچیف نے جب دیکھا، جمال عبدالناصر شراب نہیں پیتے تو اس نے دوسرے مہمانوں کے سامنے بھی شراب پیش کرنے سے یہ معذرت کی کہ ہمارا ایک مہمان شراب نہیں پیتا۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایمان کا دعویٰ کرنے کے ساتھ اینگلو امریکی بلاک کی مخالفت نہیں کرتا۔ تو وہ مومن کامل کہلانے کا حقدار نہیں ہو سکتا۔

---

### مغربی سامراج کی سازش

ہندوستانی جارحیت کی وجہ سے پاکستان کو خطرات درپیش ہیں۔ کشمیر کے چالیس لاکھ مسلمانوں کے مسائل کو بھی حل کرنا ہے۔ بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ پر یہود کا تسلط ہے اور مدینہ منورہ پر قبضہ کرنے کا منصوبہ ان کے پیش نظر ہے۔ بیت اللحم جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی پیغمبروں کی قبریں، صحرائے سینا جس کے ایک کنارے پر کوہ طور واقع ہے۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ ان سب پر یہود نے غاصبانہ قبضہ جمایا ہوا ہے۔ آج مصر میں آگ برس رہی ہے۔ اردن اور شام کے مقدس علاقے خوشنما باغات یہود نے ہتھیائے ہوئے ہیں۔ یہ سب مسائل اسی صورت میں حل ہو سکتے ہیں کہ ہم اسلام کے عادلانہ نظام کو اپنا لیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ یہود میں اتنی طاقت اور ہمت نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے ان مقدس مقامات پر قبضہ جما سکے۔ اور من مانی کارروائیاں کرتا رہے یہ سب امریکہ کی شرارت ہے۔ اور یہ یہود اسی کے اشارے پر ناچ رہے ہیں۔ آپ تجزیہ کریں کہ آخر کار دنیا کے ستر کروڑ مسلمان کیوں دکھیا ہیں۔ اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ یہ مسائل امریکی سامراج کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اس وقت پاکستان اور عالم اسلام کے جو مسائل پیدا ہوئے یا اب تک ہوئے ہیں یہ اینگلو امریکی بلاک کی وجہ سے الجھے ہوئے ہیں اور عالم اسلام کا حقیقی اور سب سے بڑا دشمن جس کی طرف تمام مسلمانوں کو متوجہ ہو جانا چاہیئے وہ مغربی سامراج ہے۔ کشمیر کا مسئلہ جس نے الجھا رکھا ہے۔ اور ١٩٦٥ء میں پاکستان پر بھارت کا جارحانہ حملہ جس کی وجہ سے پاکستان کو شدید نقصان سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ بھی اینگلو امریکی بلاک کے اکسانے پر کیا گیا تھا۔

عرب ممالک میں جو ہنگامے ہو رہے ہیں، مصر، شام، اردن کو جو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اسرائیل یہ کھیل امریکہ کے اشارے پر کھیل رہا ہے۔ ورنہ تنہا اسرائیل میں اتنی طاقت اور ہمت نہیں ہے۔ انڈونیشیا میں سوکارنو کے خلاف جو انقلاب آیا، اس کو کمیونسٹ قرار دیا۔ دس لاکھ افراد قتل ہوئے اور اب ٥ ہ لاکھ اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔

اس سے پہلے کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں۔ چودہ سو سال میں مسلمانوں کو جن مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس میں بھی صلیبی طاقتوں کی سازشیں کارفرما ہے۔ اسپین مسلمانوں کا ملک تھا مسلمانوں کی حکومت تھی، مدارس عربیہ قائم تھے، مساجد کثرت سے آباد تھیں آج وہاں مدارس عربیہ کا نام و نشان نہیں۔ موجودہ ظالمانہ دور اسپین میں آج نام کو بھی مسلمان نہیں سب ختم ہو چکے ہیں۔ فلپائن میں ابوبکر احمد ابن بلیو جو ایک نیک، خدا ترس اور جن کے سات لاکھ مرید تھے ان کو شہید کر دیا

(باقی صفحہ ١٠ پر)

اور ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ آج وہاں عیسائی حکومت قائم ہے۔

عالم اسلام اور پاکستان جس کو قائم ہوئے ۲۱ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ ابھی تک اسلام کا نظام قائم نہیں ہوا۔ یہ سب کھیل مغربی سامراج کھیل رہا ہے۔

اس وقت ملک میں ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام مسلط ہے۔ آج بھی چند سرمایہ دار ملک کی معیشت پر مسلط ہیں اور یہاں کا سرمایہ بیرونی ملکوں میں جمع کر رہے ہیں کسانوں مزدوروں کے مسائل الجھے ہوئے ہیں۔ ان کو رہائش کے لئے مکان اور کھانے کے لئے ایک وقت کی روٹی میسر نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جب تک ملک سے موجودہ ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام ختم نہیں کیا جاتا، اس وقت تک ملک کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ یہاں اسلام کا عادلانہ نظام کا نفاذ کیا جائے۔ اسلام کے عادلانہ نظام کے راستے میں رکاوٹ بھی مغربی سامراج ہے۔ جو ہمارا اصل دشمن ہے۔

امریکی سامراج کے خلاف مسلمانوں میں اندر ہی اندر جو آگ بھڑک رہی ہے اور جو اشتعال پیدا ہو چلا ہے مسلمانوں کی تحریک کا رخ موڑنے کے لئے سوشلزم کا ہوا کھڑا کر دیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے اور مسلمان سوائے اسلام کے عادلانہ نظام کے اور کسی ازم کو برداشت نہیں کریں گے۔ سوشلزم یہاں نہیں آسکتا۔ لیکن جو نظام ابھی تک ملک میں آیا ہی نہیں اس کی مخالفت کرنا اور مسلمانوں کی توجہ اصل اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن امریکی سامراج کی طرف سے ہٹانا مسلمانوں کے مسائل میں اور زیادہ الجھاؤ پیدا کرنے کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔ جو لوگ ایسا کر رہے ہیں۔ وہ مغربی سامراج کے آلہ کار ہیں

## اسلامی مساوات یا اسلام کا عادلانہ نظام

اگر اسلام کے عادلانہ نظام کا غور و فکر سے مطالعہ کیا جائے تو اس میں ہمارے تمام مسائل کا حل موجود ہے اور مسلمانوں کو اس کی موجودگی میں کسی ازم اور کسی نئے نظام کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا اسلامی مساوات کے دو نمونے پیش کرتا ہوں

## حضرت ابوبکر صدیقؓ کا واقعہ

ایک [illegible] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے [illegible] ظاہر فرمایا۔ لیکن حضرت ابوبکر [illegible] وظیفہ [illegible] کم تھا جس سے بمشکل [illegible] تھا۔ تاہم [illegible] وظیفہ سے تھوڑا [illegible] بچایا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پیش کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دریافت [illegible] یہ میٹھا کیسے بن گیا۔ بیوی نے کہا کہ میں نے وظیفہ [illegible] تھوڑا بچایا تھا۔ جو کچھ بچا، اس کا یہ میٹھا بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ کیونکہ ایک دن آپ نے میٹھے کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔

امیر المومنین نے اسی وقت حکم دیا کہ ہمارے وظیفہ سے اتنی ہی کمی کر دی جائے۔ کیونکہ اس کے بغیر بھی ہمارا گذارہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وظیفہ میں اس کے مطابق کمی کر دی گئی۔

## حضرت عمرؓ کا واقعہ

جب حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کو فتح کرنے کے لئے اسلامی فوج کو روانہ کیا۔ اور ان کو وہاں کافی عرصہ گذر گیا۔ بیت المقدس کے لوگوں نے کہا کہ جب تک تمہارے خلیفہ یہاں تشریف نہیں لائیں گے ہم اس کی کنجیاں تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ چنانچہ خلیفہ وقت کے پاس پیغام بھجوایا گیا۔ حضرت عمرؓ نے سواری کے لئے ایک اونٹنی لی اور غلام کو ساتھ لیا۔ وہی پرانا لباس زیب تن کیا۔ جس میں پیوند لگے ہوئے تھے اور بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ اسلامی مساوات دیکھئے کہ اونٹنی پر ایک منزل آپ سوار ہوتے ہیں اور غلام مہار پکڑتا ہے۔ اور ایک منزل غلام کو سوار کرتے ہیں اور خود مہار پکڑتے ہیں۔ جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو سواری کرنے کا نمبر غلام کا تھا۔ غلام نے ہر چند کہا کہ امیر المومنین بیت المقدس نزدیک ہے۔ یہاں کے لوگ کیا سمجھیں گے۔ آپ سوار ہو جائیں۔ میں مہار پکڑتا ہوں۔ لیکن امیر المومنین نے انکار فرمایا۔ غلام سوار ہوا اور آپ مہار پکڑ کر آگے چلنے لگے۔ بیت المقدس کے لوگوں نے دیکھا تو شور مچا دیا کہ یہ خلیفہ وقت نہیں ہے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اونٹنی پر جو سوار ہے وہی خلیفہ وقت ہے۔ لیکن ان کو کیا پتہ تھا کہ خلیفہ تو مہار پکڑے پیدل چلا آرہا ہے اور دنیا کو اسلامی مساوات کا سبق دے رہا ہے۔

جب مسلمانوں نے بیت المقدس کے لوگوں کو کہا کہ تم اونٹ والے کو دیکھ رہے ہو۔ اس شخص کو دیکھو، جس نے مہار پکڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے دیکھا تو بیت المقدس کی چابیاں حضرت عمرؓ کے حوالے کر دیں۔ اور اس طرح بغیر لڑائی جھگڑے کے بیت المقدس فتح ہو گیا۔

کیا دنیا کا کوئی نظام یا ازم ایسی مثال پیش کر سکتا ہے، کیا ایسی مساوات مارکس اور لینن میں مل سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ نے جو اسلام پیش کیا اور دنیا میں چلایا۔ ہمیں اس کی موجودگی میں مارکس اور لینن کی چوکھٹ پر جھکنے کی ضرورت نہیں ہے

---

۳۴ پاکستان کے مسلمان عوام یہ باور کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ وہ اسلام اور پاکستان کا نام محض اپنے عزائم و مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

اور اب مسلمان قوم اس فراڈ کا شکار بننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

---

## بقیہ — شذرات

پاکستان کی سیاست کا مسلمان ملکوں کے مسلمان عوام اور عرب دنیا کے سیاسی تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ ہونا بھی ضروری ہے تاکہ رفتہ رفتہ ایک عالمی اسلامی بلاک کی تشکیل کی راہ ہموار ہو سکے۔ اس لئے کہ پاکستان کی بقاء اور آئندہ کے استحکام کا دار و مدار، عالم اسلام و عرب اتحاد سے بہت کچھ وابستہ ہوگا۔

پاکستان خود اس وقت جن اقتصادی حالات سے گذر رہا ہے۔ اور مختلف شعبوں میں جو اثرات کام کر رہے ہیں۔ وہ زیادہ تر برطانوی دور کے باقیات السیئات اور امریکی دوستی کے بقیات ہیں۔

پاکستان کے وجود میں آنے سے لے کر اب تک یہ دونوں اثرات ایک قسم کا چیلنج بنے چلے آرہے ہیں۔ ان اثرات کی وجہ سے ہی ملک کا ایک عنصر اشتراکیت کی طرف کھنچنے لگا ہے

اور اب یہ اثرات اشتراکیت کی مخالفت کی آڑ میں اور گہرے اتر جانا چاہتے ہیں۔

پاکستان کے استحکام کا واضح تقاضہ ہے کہ برطانوی و امریکی اثرات سے ملک و ملت کو مکمل نجات دلائی جائے اور فوری طور پر ان کی جگہ اسلام کے اثرات قائم کئے جائیں تاکہ جہاں یہ ملک مغربی سامراجیت کے موجودہ تسلط سے چھٹکارا حاصل کرے وہاں اس خلاء کو اشتراکیت پُر نہ کر سکے بلکہ اسلام پُر کرے۔

یہ ہے وہ واضح لائحہ عمل جس پر کاربند ہو کر ہی پاکستان کے استحکام کا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اب جو جماعتیں اسلام اور پاکستان کے استحکام کا دعویٰ کر رہی ہیں۔ ان کے اس دعوے کو مندرجہ بالا نکات کی کسوٹی پر رکھ کر دیکھا جا سکتا ہے کہ

—— آیا واقعی وہ اسلام کو اسی طرح تسلیم کر رہی ہیں جس طرح اوپر بیان کیا گیا ہے؟

—— اور ان کا سیاسی لائحہ عمل استحکام پاکستان کے ان حقیقی و بنیادی تقاضوں کو پورا کرنے والا ہے جن کا اوپر ذکر ہوا؟

اگر ایسا ہے اور وہ ان تمام باتوں کو پوری صراحت کے ساتھ تسلیم کرتی ہیں۔ تو ان کے اسلام کے نام اور پاکستان کے استحکام کے دعوے کو قابلِ اعتناء قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد صرف ان کا ماضی و حال دیکھنا باقی رہ جائیگا کہ اس میں اسلام کہاں تک اور کس حد تک موجود ہے اور پاکستان کے ساتھ ان کے تعلق کی نوعیت خادمانہ ہے یا اقتدار پسندانہ۔

اور اگر یہ سب کچھ نہیں ہے بلکہ صرف اسلام کا نام ہے اور اس کے ساتھ کوئی صراحت و تفصیل نہیں ہے نیز پاکستان کے استحکام کا دعویٰ ہے۔ مگر اقتدار جوئی کے سوا استحکام کے قومی و بین الاقوامی تقاضوں سے ان کا پروگرام عاری ہے۔ یا ان کے خلاف ہے؟

تو ایسے گروہوں، جماعتوں اور پارٹیوں کے متعلق ۳۴

حضرت مولانا سید محمد ازہر شاہ صاحب قیصر (ابن محدث عصر حضرت مولانا علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

(قسط نمبر ۲)

# عورتوں کے حلقے میں بھی نبوت کا شوق

انہیں معلوم نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا دنوں اور مہینوں میں کامیاب ہو جانا محض بربنائے صداقت اور بسبب حقانیت ہے۔ ناممکن ہے کہ اس کے مقابلہ میں دوسری کوئی آواز سنی جا سکے۔ دوسری کسی شریعت کا سکہ چل سکے اور دوسرے کسی مذہب کی طاقت مانی جا سکے۔ بہرکیف یہی وہ جذبے تھے جو مختلف قبائل کے دلوں میں بسے ہوئے تھے اور آنحضرتؐ کی وفات کو ایک بہتر موقعہ اور مسند نبوت کی خالی جان کر اپنی مساعی مذموم کے لئے وسیع میدان پا کر انہوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔

مؤرخ ابن اثیر کا قول ہے کہ اس وقت پورے قبیلے مرتد ہو کر مسلمانوں کے خلاف برسر جنگ تھے یمن سے لیکر مدینہ طیبہ تک اہل ارتداد کی فوج پھیلی ہوئی تھی۔ سرحد کی دو جانب قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان طاقتیں اسلام کی تاک میں تھیں اور اندرونی طور پر یہ مصائب اسلام کے سر پر تھے۔ مگر تاریخ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جس قدر تعریف کرے کم ہے کہ آپ کی مساعی حسنہ آپ کی شجاعت و بہادری اور آپ کے تدبر و دور اندیشی سے صرف نو مہینہ میں یہ فتنہ اپنی موت مر گیا۔ اس فتنہ کے دبی کی روک تھام میں خلیفہ اول کے ارشاد پر سیف من سیوف اللہ حضرت خالد ابن ولیدؓ نے عظیم الشان خدمات انجام دیں۔ مگر ان کا بیان ہمارے موضوع سے خارج ہے اس ہمہ گیر فتنہ ارتداد میں اسلام کی طاقت کے بالمقابل اپنی شوکت و قوت کا قصر رنگین تعمیر کرنے کے لئے نبوت کا دعویٰ کرنے والے لوگوں میں مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی، اسود عنسی اور قبیلہ تمیم کی ایک عورت سجاح خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بلکہ مسیلمہ اور سجاح کی زندگی کے ڈانڈے تو ایک خاص وقت میں آپس میں ملے جلے نظر آتے ہیں۔ اسی لئے کچھ مضائقہ نہیں اگر ہم صحیح تاریخی تحقیق کے اعتماد پر سجاح کے حالات یہاں ذکر کر دیں۔

سجاح قبیلہ تمیم کی عورت تھی اور اپنے ننہال بنی تغلب میں رہتی تھی۔ بیٹھے بٹھائے اسے بھی خود سری اور نبوت کی ہوس خام کا مرض ہوا۔ اور اس نے ڈنکے کی چوٹ اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ وقت چونکہ فتنہ و فساد اور جوش و اشتعال کا تھا۔ اس لئے اول کسی کی اس طرف توجہ نہ گئی کہ اس میں کچھ کمالات نبوت کی تلاش کی جاتی یا اس کی اندرونی زندگی کا بغور مطالعہ ہوتا اور دیکھا جاتا کہ اس کی سیرت و کردار میں بھی تو نبی ایک مہذب و نیک سرشت انسان ہونے کی بھی صلاحیت پائی جاتی ہے یا نہیں؟ سجاح نے پوری طاقت سے اپنی نبوت کا ڈھول پیٹنا شروع کر دیا، اور اسی طرح کے فرومائیگان عقل اور تہی دستان قسمت جس طرح کے مسیلمہ کذاب طلیحہ اسدی کی معیت میں اپنی کوتاہ فہمی اور بے بصیرتی کا ثبوت دے رہے تھے، سجاح کے ساتھ بھی لگ گئے۔ اس کی نبوت پر ایمان لے آئے۔ جگہ جگہ اس کے خرق عادات کے تذکرے کرنے لگے اور اٹھتے بیٹھتے اس کے معجزات و کمالات کے قصے سنانے لگے۔ سجاح دعوائے نبوت کے بعد بڑی شان و شوکت اور آن بان کے ساتھ بہت سے جوانانِ زور آزما کا ایک لشکر عظیم لئے ہوئے اپنی قوم یعنی بنی تمیم کی طرف آئی۔ بنی تغلب یعنی سجاح کی ننہال عیسائی مذہب کی پیرو تھی۔ اس کا سردار ہذیل بن عمر اپنے مذہب کو چھوڑ کر مع اپنے تمام افراد قبیلہ کے سجاح کے ساتھ ہو گیا تھا۔ ادھر بنی تمیم کی حالت خود مخدوش تھی۔ ان میں سے بہت سے اسلام پر پختگی سے قائم تھے اور بعض پر حالت تذبذب طاری تھی۔ یہ قبیلہ اسی حیص بیص میں مشغول تھا کہ سجاح مدعیٔ نبوت بن کر آئی۔ اس وقت بنی تمیم کو سخت آفت کا سامنا کرنا پڑا۔ بعض نے تو سجاح کا ساتھ دیا اور بعض اس سے عقیدۃً و عملاً الگ رہے۔ سجاح کا قصد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لڑنے اور پہلے قلب اسلام میں نقب لگا کر اس کی قوت کو پامال کرنے کا تھا۔ مگر لوگوں نے اس کو مشورہ دیا کہ وہ پہلے یمامہ میں جا کر مسیلمہ سے جو الگ اپنی نبوت کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تعمیر کر رہا تھا، دو دو ہاتھ کرتی جائے کہ راستہ کے یہ موانع ہٹ جائیں۔ اور اسلام سے نبرد آزمائی میں کوئی رکاوٹ نہ رہے۔ سجاح نے یہ تجویز پسند کی اور جنگ کے ارادے سے یمامہ میں اتری مسیلمہ بھی سجاح ہی کی طرح ایک عقل باختہ اور ہوش رفتہ انسان تھا جو نبوت کے نام پہ اپنی بادشاہت و حکومت کے رنگین خواب دیکھتا تھا۔ (باقی آئندہ)

---

## مفکر اسلام حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام

## کی طرف سے لاہور کے نئے اخبار "ندائے ملت" میں شائع ہونے والی ایک من گھڑت خبر کی تردید

واضح رہے کہ اخبار "ندائے ملت" نے یکم جولائی کو اضلاعی ایڈیشن میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نامہ نگار کے حوالہ سے ایک من گھڑت اور فریب آمیز خبر نمایاں سرخی سے صفحہ اول پر شائع کی ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اس نے لکھا ہے کہ ایک ذریعہ کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام کا انتہا پسند گروہ نیشنل عوامی پارٹی اور پیپلز پارٹی کے ساتھ متحدہ محاذ بنانے کا حامی ہے۔ اس گروہ کی قیادت مولانا غلام غوث ہزاروی کر رہے ہیں۔ جبکہ سوشلسٹوں کے ساتھ متحدہ محاذ بنانے کی مخالفت میں مولانا عبداللہ درخواستی اور مفتی محمود پیش پیش ہیں۔ اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس اندرونی خلفشار کو دور کرنے کے لئے صوبائی مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی بلایا گیا۔ لیکن اس کے باوجود اندرونی خلفشار کو دور نہیں کیا جا سکا۔

جہاں تک جمعیۃ علماء اسلام کے متعلق اس من گھڑت خبر کا تعلق ہے وہ بالکل غلط ہے۔ جمعیۃ میں دائیں اور بائیں بازو کی کوئی تقسیم نہیں اور نہ ہی مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی یا میرا کوئی علیحدہ گروپ ہے۔ اس قسم کی اطلاعیں جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف مودودی صاحب کی جماعت استعمال کرتی رہتی ہے۔ اور اس قسم کے پروپیگنڈے علماء حق کے خلاف ہمیشہ استعمال کئے جا رہے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کے پیش نظر ایک عظیم مقصد ہے۔ اور وہ ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ ہے۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے جو جماعت جو پارٹی جمعیۃ کا ساتھ دے گی وہ جمعیۃ کے ساتھ اتحاد کر سکتی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام انسانیت کش سرمایہ داری اور الحاد آفریں اشتراکیت ہر دو کے خلاف ہے۔ جو لوگ جمعیۃ کے خلاف اس قسم کے غلط پروپیگنڈے کر رہے ہیں کہ جمعیۃ میں اختلافات پیدا ہو گئے اور وہ شدید خلفشار سے دوچار ہے یا سوشلزم کی حامی ہے یا علماء اسلام کو کمیونسٹ ثابت کرنے کے جھوٹے الزامات عائد کر رہے ہیں۔ وہ اس قسم کے الزامات لگا کر اپنے مغربی آقاؤں اور غریبوں، مزدوروں، کاشتکاروں کا خون چوسنے والے سرمایہ داروں کے ہاتھ میں کھیل رہے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام کے ساتھ ساتھ مغربی سامراج، اس کی تہذیب و تمدن، سامراج نوازوں اور ظالمانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف آخر تک اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ جو لوگ جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں۔ وہ مغربی سامراج اور موجودہ ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام سے مغلوب ہو چکے ہیں۔

---

مولانا محمد اختر صدیقی نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام لائلپور

# امامِ عادل

## امتِ مسلمہ کے لئے دعوتِ فکر و عمل

اس وقت دنیائے اسلام اور خصوصاً ارضِ پاکستان جن مشکلات سے دوچار ہے۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اس کی سب سے بڑی اور اہم وجہ وہ نظام ہے جو یکے بعد دیگرے یہاں رائج رہا۔ اس نظام کی بنیاد، عمارت، سوچ، عمل اس بنیاد، اس فکر اور عمل سے سراسر مختلف ہے۔ جس کو سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تئیس سالہ دور میں اور آپ کے بعد آپ کے خلفاءِ راشدین نے ہمارے سامنے پیش کیا۔ جس کو اسلام کہا جاتا ہے مقام حیرت ہے کہ ہر ملحد اور زندیق اور بے دین اپنے غیر اسلامی طرز عمل، غیر اسلامی نظر و فکر کو اسلام کے نام پر پیش کرکے اس کی صحت کا یقین دلاتا ہے۔ وہ اپنے مکروہ عزائم کو چھپانے کی غرض سے سب سے زیادہ اسلام اسلام پکارتا ہے۔ وہ طرزِ معاشرت، طرزِ معیشت، طرزِ معاملات اور طرزِ حکومت جس کا مجموعہ اسلامی نظام ہے مسلم اس کی حقانیت کو زبان سے تو تسلیم کرتا ہے لیکن عملاً اس سے گریز کرتا ہے۔ آخر کیوں؟ حالانکہ دنیا امن و سلامتی کی دولت سے اس وقت تک نفع اندوز نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس ذات اقدس کے ہر قول و فعل کو اپنے لئے مشعلِ راہ نہیں بنا لیتی۔ جس نے امت کے غم میں راتیں جاگ کر گذار دیں۔ اسی خاتم الانبیاء کا فرمان ہے۔ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین (تم پر میرے طریقہ اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ پر چلنا ضروری ہے)

اس حقیقت کا اعتراف یورپ کے فلاسفر اور دنیا کے عقلاء کر چکے ہیں۔ مشہور ہندو لیڈر گاندھی نے اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا کہ "لوگو تم اس وقت تک آشتی کی دولت نہیں پا سکتے۔ جب تک کہ ابوبکر صدیق عمر فاروق کے طرزِ حکومت کو اپنے لئے مشعل راہ نہیں بناؤ گے" اور یہ بات ہر ذی ہوش تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا، کہ جس زندگی اور طرز حکومت کو کفش برداران مدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ دنیا اپنے سامنے اس کی نظیر نہیں پاتی۔ کیا دنیا اس کا نمونہ پیش کر سکتی ہے کہ رعایا کا وہ حکمران جس کی حکومت لاکھوں مربع میل پر پھیلی ہے، اپنے لئے رعایا سے اچھی خوراک جائز ہی نہیں سمجھتا۔ اس کے بدن پر جو کرتہ ہے۔ اس میں پیوند ہیں اور وہ بھی تمام کے تمام کپڑے کے نہیں بلکہ کئی جگہ چمڑا لگا ہوا ہے۔ کیا دنیا یہ پیش کر سکتی ہے کہ وہ حاکم اپنے خزانہ کے جانوروں کی خود دیکھ بھال کرتا ہے میں اس کو کیا چھیڑوں یہ تو ایک لمبی داستان ہے۔ جس کا اختتام مشکل ہے۔

غرض دنیا جب تک ایسے حکمرانوں کو اپنا مقتدا تسلیم کرکے ان کے نقش قدم پر گامزن نہیں ہوتی کیسے کامیاب ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ انسانی معاشرہ میں طبقاتی تقسیم کچھ اس طرح ہے کہ کچھ لوگ حاکم ہیں کچھ رعایا۔ بحیثیت فرد مملکت حاکم اور رعایا دونوں ہی قانون کے پابند ہوتے ہیں لیکن حاکم کے فرائض رعایا سے کچھ زائد بھی ہوتے ہیں اس کے کاندھوں پر اس قانون کے اجراء اور نافذ کرنے کا بوجھ بھی ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جس شخص کا جتنا مقام بلند ہے۔ اس کے فرائض بھی اتنے ہی زیادہ ہیں۔ جن سے باحسن طریق عہدہ برآ ہونے میں اس کا کمال اور عظمت ہے۔ اور ان فرائض میں کوتاہی اس کی تحقیر و تذلیل ہے۔ اور اس کے نااہل ہونے کا بیّن ثبوت۔ درحقیقت مقام کی بلندی فرائض ہی سے ہے۔ جس کو ایک شہر کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ پورے ضلع کا ذمہ دار اس سے بڑے مقام پر ہے۔ اگر وہ ان فرائض کو نبھاتا ہے، تو اس کے لئے ترقی ہے ورنہ تنزّلی۔ لیکن آج کچھ عجیب سی بات ہے کہ حصولِ منصب کی آرزو تو ہر کسی کے دل میں مچلتی ہے۔ لیلائے مقام کے کشتگان تو بہت ہیں۔ لیکن اس کے فرائض کی ادائیگی کی طرف دھیان سرے سے ناپید ہے۔ مسلمان تجھے یہ تو یاد ہے کہ تو خیر الامم ہے اور شاید تجھے یہ بھی یاد ہو

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

لیکن تو نے یہ بھی سوچا کہ امامت کس منصب کا نام ہے اس کے فرائض کیا ہیں۔ اے مسلمان قومیں عمل سے بنتی ہیں جن قوموں کا فلسفہ اعلیٰ و ارفع ہوتا ہے اور پھر ان کا کردار اس فلسفہ کی عملی تعبیر ہوتا ہے۔ وہ قومیں بام عروج کو پہنچ جاتی ہیں۔

اے مسلم! دنیا آج تک تیرے فلسفہ کی نظیر نہ لا سکی۔ اور تو اور خود خالق ارض و سما نے ہی فرما دیا کہ اس سے قبل جتنا دین تھا اس کی تکمیل اس امت پر ہوئی ہے۔ اے مسلم جب تک تو اس فلسفہ پر عمل پیرا رہا۔ بڑے بڑے شہنشاہ تیرے در کی سلامی کو اپنا فخر سمجھتے تھے مندر، کلیسا اور مساجد تیرے عروج کے دوام کی دعاؤں سے گونجتے رہتے ہیں۔ مشرق و مغرب میں تیری عظمت کا لوہا مانا جا چکا ہے۔ دنیا کا ہر گوشہ تیری عظمت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

اے مسلم! تیری ہر بات دنیا کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی تھی۔ لیکن آج تو نے عمل کو ترک کیا۔ اپنے محسن کے اسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر غیروں کے طریق کو اپنانا اپنا فخر سمجھا۔ تو نے اسلام کے فلسفہ اور اس کی حقانیت پر لیکچری اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ لیا۔ حالانکہ ہر فلسفہ باوجود اپنی عظمت و رفعت کے ناکام ہو جاتا ہے۔ اگر اس پر عمل نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اب یہ تیری بدعملی تجھے یہاں تک لے آئی کہ تو اپنے فلسفہ پر شاکی نظر آنے لگا ہے تیرے نزدیک یورپ کی جمہوریت تو روشنی کی کرن ہے جس میں معاشرہ کے خیر و شر کی کوئی حدود متعین نہیں چاہے ایک سرمایہ دار غریب انسانوں کا لہو چوس کر پلتا رہے۔ جس جمہوریت نے محرمات میں بھی کھلی چھٹی دی۔ جس نے دو آدمیوں کی رضا سے ہر خسیس سے خسیس فعل کی اجازت دی۔ جس میں فرد کی آزادی کے نام سے ہر ظلم و تشدد کو روا رکھا۔ جس کے حال مالک کے افراد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کسی کے کتوں کو وہ سب آسائشیں میسر ہیں۔ جن سے ایک انسان محروم ہے ایک کے شراب کا بل لاکھوں تک پہنچتا ہے۔ اور ایک نان شبینہ کو ترستا ہے۔ کیا یہ انسانیت کی تذلیل نہیں تو اور کیا ہے۔ کہیں تو اس ظلم و تشدد سے نجات پانے کے لئے خدا کے وجود سے ہی انکار کو اپنا علاج سمجھنے لگتا ہے۔ اور تجھے اپنے مسائل کا حل اس کمیونزم میں ملتا ہے۔ جس کے شکنجے سخت ترین ہیں۔ جس میں کسے جانے کے بعد فرد کی حیثیت کمہار کے گدھے کی رہ جاتی ہے۔ جس سے فرار کی صورت ہی دکھائی نہیں دیتی۔ پہلے اس کی عظمت و غیرت سرمایہ دار لوٹتے تھے۔ اور پھر چند لیڈرانِ قوم اس کی آزادی کے مالک قرار پاتے ہیں۔ تو نے ان نظاموں کی چمک دمک سے چندھیا کر ان میں ہی کمال سمجھا ہے۔ حالانکہ کمال تیرے اپنے نظام میں ہے۔ جس نے عرب کی اجڈ قوم کو عظمت و رفعت کے آسمان کے درخشندہ ستارے بنا دیا۔ جن کو خود انسانیت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ انسانیت کے معلّم ٹھہرے۔

اے مسلم! احساس کمتری میں مبتلا ہو کر کافر طاقتوں کی سازشوں کا محور کیوں بنتا جا رہا ہے۔ تو آقا سے غلام کیوں ہو گیا۔ اکبر الٰہ آبادی نے خوب فرمایا ع

انقلاب حرف نے مولیٰ کو ولیم کر دیا

خدائے قدوس نے مسلمان کو اپنی زمین کی خلافت سپرد کی ہے۔ بدعملی سے باز آ کر تجھے اس منصب کو پُر کرنا ہوگا۔ یہ تیری کاٹھ کی ہنڈیا دیر تک نہیں چڑھ سکے گی دنیا آج عدل و انصاف کے لئے ترس رہی ہے۔ وہ عدل و مساوات کے لئے ایک نظام سے دوسرے نظام کی طرف دوڑتی ہے۔ لیکن اسے سراب ہی ملتی ہے۔ اس لئے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔

(باقی آئندہ)

چراغ علی (انجم) جھنگ

# شراب کو حلال قرار دینے کی مذموم کوشش

(۲)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے :۔

"ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جائیں اللہ اور رسولؐ کی طرف تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔ (النور، ۵۱)

خدا کے احکام اس کے بندوں تک پہنچانے کا ذریعہ صرف خدا کا رسولؐ ہے۔ وہی اس کی طرف سے اس کے احکام اور ہدایات انسانوں تک پہنچاتا ہے۔ اور وہی اپنے قول اور عمل سے ان احکام اور ہدایات کی تشریح کرتا ہے اس لئے رسولؐ خدا کا نمایندہ ہوتا ہے اور اسی بنا پر اس کی اطاعت عین خدا کی اطاعت ہے۔ خدا کا یہ حکم ہے کہ رسول کے امر ونہی اور اس کے فیصلوں کو بے چون وچرا تسلیم کیا جائے۔ اور اگر وہ اس میں نکتہ چینی کرے یا اس کی صحت پر شک کرے تو وہ مسلمان نہیں ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

"بس نہیں تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہ ہوں گے۔ جب تک کہ وہ تجھے اپنے باہمی اختلاف میں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں اور پھر جو فیصلہ تو کرے اس پر اپنے دل میں بھی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں"۔

(النساء ، ۶۵)

اب آپ رسولؐ خدا کی حیات مبارک کو دیکھیں کہ انہوں نے اپنی تعلیمات کو لوگوں تک کیسے پہنچایا۔ کیا سکھایا کن باتوں کا حکم دیا؟ کن باتوں سے روکا؟ اور پھر خود انہوں نے اپنی تعلیمات کا کیسا عملی نمونہ پیش کیا۔ معلوم ہوگا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پاک تعلیم کی دعوت میں تئیس سال دن رات صرف کئے۔ وہ قرآن مجید کی شکل میں موجود ہے۔ انہوں نے کبھی کوئی ایسی بات نہ کی کوئی ایسی حرکت نہ کی جو قرآن کے احکام کے خلاف ہو۔ انہوں نے وہی حلال وحرام کیا۔ جسے قرآن نے حلال وحرام کیا انہوں نے قرآن کے احکام پر جو عملی نمونہ پیش کیا وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ارشاد کے مطابق یہ تھا کہ آپؐ اخلاق کے اعتبار سے چلتا پھرتا اور زندہ قرآن تھے۔ آپ تمام جہانوں کے ہادی ورہنما، فقیروں کے ملجا، ضعیفوں کے ماویٰ، یتیموں کے والی، غلاموں کے مولیٰ اور قوموں کے مشفق وہمدرد تھے۔ وہ رحمۃ للعالمین تھے۔ پھر وہ کیسے اپنی طرف سے قرآن کے حلال کردہ کو حرام اور حرام کردہ کو حلال قرار دے سکتے تھے۔ جیسا کہ عطاء اللہ شیالوی صاحب نے اپنی کتاب میں دعویٰ کیا ہے۔ جس کا تفصیلاً ذکر آگے آئے گا۔

## شراب کی حرمت وممانعت کا قرآنی پس منظر

آیئے! اب دیکھیں کہ شراب کی حرمت وممانعت کے بارے میں کیا احکام قرآن نے صادر کئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ شراب کی حرمت تین دفعہ آئی۔ اول اس وقت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔ اس وقت لوگ شراب پیتے تھے جوئے کا مال کھاتے تھے۔ زنا کاری کرتے تھے۔ جب یہ لوگ مسلمان ہوئے تو انہوں نے آنحضرت صلعم سے اس بارے میں سوال کیا تو یہ وحی نازل ہوئی :۔

"تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ دے۔ ان دونوں میں بڑا نقصان ہے اور لوگوں کو اس میں فائدے بھی ہیں اور ان کے فائدے سے ان کے نقصان بہت زیادہ ہیں۔" (البقرہ ۲۱۸)

یہ آیت سن کر لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب پینے کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ بتایا ہے۔ اور اس کی مکمل ممانعت نہیں کی۔ اس لئے وہ شراب پیتے رہے لیکن ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مہاجر شراب پی کر نماز مغرب ادا کرنے لگے تو نشے کے عالم میں قرآن کو خلط ملط اور غلط سلط کر کے پڑھا۔ اس پر یہ آیت اتری :۔

"اے ایمان والو! نماز کے نزدیک نہ جاؤ جس وقت کہ تم نشے میں ہو۔ یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ جو کہتے ہو"۔ (النساء :۔ ۴۳)

جب لوگوں نے یہ آیت سنی تو انہوں نے نماز کے وقت شراب پینا چھوڑ دی۔ لیکن دوسرے اوقات میں برابر پیتے رہے۔ کیونکہ مکمل ممانعت اب بھی نہ تھی۔ چونکہ دو نمازوں کے درمیان سوائے فجر اور ظہر کے زیادہ وقفہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کسی وقت کی پی ہوئی شراب کا نشہ دوسرے وقت تک برقرار رہتا تھا جس سے قرآن کی قرأت میں خلل واقع ہوتا تھا۔ اور جب ایک دن شراب میں مست ہو کر ایک مسلمان نماز پڑھ رہا تھا تو ممانعت کی صاف آیت نازل ہو گئی :۔

"اے ایمان والو! یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسہ۔ یہ سب شیطان کے گندے عمل ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پا سکو ... سو اب بھی تم باز آ جاؤ"

(المائدہ: ۸۹، ۹۰)

اس آیت میں حرمت شراب کا صریح حکم تھا چنانچہ جب لوگوں نے سنا تو فوراً کہا :۔

"اے رب! ہم رک گئے۔ ہم باز آ گئے"۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ جب شراب کی حرمت سے متعلق پہلی وحی (البقرہ، ۲۱۸) نازل ہوئی۔ تو لوگوں میں شہرت ہوئی کہ شراب حرام ہو گئی۔ پھر انہوں نے رسولِ خدا سے پوچھا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس (شراب) میں نفع بھی ہے تو ہم کو نفع اٹھاتے رہنا چاہیئے۔ تو حضورؐ چپ رہے۔ جب دوسری آیت (النساء، ۴۲) اتری تو لوگوں نے پھر دریافت کیا کہ "یا رسول اللہ! ہم نماز کے وقت شراب نہیں پئیں گے۔ تو آپ اس پر بھی خاموش رہے۔ لیکن جب تیسری آیت (المائدہ ۸۹، ۹۰) آئی کہ یہ شیطان کا عمل ہے۔ اس سے رک جاؤ تو حضورؐ نے صاف فرما دیا کہ شراب حرام ہو گئی۔ (ابن کثیرؒ)

ابی میسرہ سے روایت ہے کہ تحریم خمر (شراب) کی آیت اترنے سے پہلے حضرت عمرؓ نے یہ دعا مانگی تھی۔ کہ اے خدا! حرمت شراب کے بارے میں ہمارے پاس اپنی وحی بھیج۔ تو پہلی آیت اتری۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے یہ آیت سنی تو انہوں نے پھر یہ دعا مانگی کہ اے خدا! بیان شافی وکافی نازل فرما۔ تو سورۂ نساء کی آیت اتری۔ اس آیت کو سن کر بھی حضرت عمرؓ نے پھر یہ دعا مانگی کہ اے خدا! بیان شافی وکافی اتار۔ تو سورۂ المائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ شراب حرام ہے۔ بالکل رک جاؤ۔ اس پر حضرت عمرؓ کہنے لگے :۔ "رک گئے، اے خدا! ہم رک گئے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب کے دس متعلقات پر لعنت ہے خود شراب پر لعنت۔ پینے اور پلانے پر لعنت۔ بیچنے والے اور خریدنے والے پر لعنت۔ شراب کشید کرنے اور شراب بنانے والے پر لعنت۔ شراب اٹھا کر لے چلنے والے اور جس کی طرف لے جا رہا ہو، اس پر اور شراب کی قیمت کھانے والے ان سب پر لعنت۔ واللہ اعلم۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقل پر پردہ ڈال دینے والی ہر چیز خمر ہے اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں۔ جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا۔ ایک وہ جو اپنے والدین کی نافرمان اولاد ہے۔ دوسرے شراب پینے والا۔ اور تیسرے احسان کر کے جتلانے والا۔ یہ تینوں کبھی جنت میں نہیں جائیں گے۔

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زانی جس وقت زنا کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا۔ اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو مومن نہیں رہتا۔

(باقی آئندہ)

## بقیہ — ڈیموکریٹک پارٹی

وہ کیا ہوگی۔ اس کا رخ کس جانب ہوگا اور کس منزل تک کے لئے اس کا یہ سیاسی سفر ہوگا۔

المیہ یہ ہے کہ ہر وہ گروہ جس کا قبلۂ مقصود تو واشنگٹن و لندن ہے۔ نام اسلام کا لیتا ہے اور دعویٰ جمہوریت کا کرتا ہے اور ملک میں سیاست کی بنیاد دوسروں پر الزام تراشی کے رویہ پر رکھتا ہے۔

اس طرح اصل اور حقیقی اسلام کے لئے کام کرنے والوں کی راہ میں مشکلات کھڑی کرتا رہتا ہے اور ملت کو انتشار میں مبتلا کر دیتا ہے۔

## بقیہ: کسانوں اور مزدوروں کی اسلامی طاقت

میں بھی کوئی رکاوٹ واقع نہیں ہو سکتی۔

سیاسی طاقت پاکستان کے مسلمان عوام کسانوں و مزدوروں کے ہاتھ میں دیجئے۔ جماعتوں، گروہوں شخصیتوں کے موجودہ اختلافات ایک دن میں ختم ہو جائیں گے۔

بنگالی اور غیر بنگالی کا مسئلہ بھی ختم ہو جائے گا۔

سندھی، پنجابی و سرحدی کا مسئلہ بھی نہ رہے گا۔ اور اسلام کی راہ میں بھی کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کی جا سکے گی۔ نیز... مسئلہ کے حل کے لئے نہ سوشلزم کی ضرورت باقی رہیگی اور نہ جمہوریت و آزادی کو چیلنج کرنے والا آمر ابھر سکے گا۔

یہ تمام خرابیاں صرف اس لئے نمودار ہوتی ہیں کہ سیاسی طاقت چند خاص افراد و گروہوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ عوام صرف ووٹ دیتے ہیں اور اس کے بعد بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ سیاسی قوت ایک خاص طبقہ کے ہاتھ میں آجاتی ہے اور وہ طبقہ اپنے مفادات کی کشمکش میں تقسیم در تقسیم ہو کر جوڑ توڑ اور اکھاڑ پچھاڑ کرتا رہتا ہے۔

اس طرح نہ صرف انتظامی خرابیاں اور سیاسی انتشار رونما ہوتا رہتا ہے بلکہ سرکاری حکام اپنی بالادستی کی راہ نکال لیتے ہیں اور آمرانہ قوتوں کو چھا جانے کا موقعہ مل جاتا ہے۔

پھر یہ ہی لوگ علاقائی مسائل کھڑے کر کے عوام کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ نیز اصل اسلام کے نفاذ کو ٹالتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس صورت حال سے غیر ملکی اور دشمن عناصر فائدہ اٹھانا شروع کر دیتے ہیں اور ملک رفتہ رفتہ سازشوں کا اکھاڑہ بن جاتا ہے۔

ان سب خرابیوں سے بچنے اور ان کا ازالہ کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ملک کی سیاسی طاقت ملک کے حقیقی عوام یعنی کسانوں اور مزدوروں کے ہاتھوں میں دے دی جائے۔ انہیں پارلیمنٹ اور اقتدار میں ان کی آبادی کے تناسب سے نمائندگی حاصل ہو جائے۔

یقیناً وہ ایک سچے مسلمان اور سچے پاکستانی کی حیثیت سے اپنے نظریہ اور عقیدہ کی بھی حفاظت کر سکیں گے اور اپنے وطن کو بھی مستحکم رکھ سکیں گے۔

اور جب حکومت و اقتدار خود ان کے ہاتھوں میں ہوگا۔ تو ملک کے اقتصادی و معاشی مسائل بھی موزوں طریقہ پر ان کی ضروریات کے مطابق اسلام کی روشنی میں حل ہو جائیں گے۔ جس کے بعد نہ یہاں مغربی سامراج کو چلنے کا موقعہ مل سکے گا اور نہ سوشلزم کو ہی پیر جمانے کی جگہ ہاتھ آسکے گی۔

کیا ملک کے اصحاب دانش، ارباب سیاست قائدین ملت اور ذمہ داران حکومت اس تجویز کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

## بقیہ —— روشنی

کو پہنچ رہا ہے اور سرمایہ داروں کے اعمال کا نقصان ہر جگہ مسلمانوں کو ہو رہا ہے۔

یہ ہی بات زیادہ وسیع پیمانہ پر عالمی سرمایہ داریت کے حق میں جا رہی ہے اور اسی وجہ سے مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کو یہ واضح کرنا پڑا کہ:-

"اسلام اور سوشلزم کی بحث مشرق وسطیٰ سے توجہ ہٹانے کے لئے کی گئی ہے"۔

جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی اسی حقیقت کی آئینہ دار ہے۔ وہ بھی یہ ہی کہتی ہے کہ:-

"سوشلزم یا کیونزم ابھی ہمارے لئے ایک پیش آمدہ خطرے کی حیثیت رکھتے ہیں ............ لیکن سرمایہ داری یا جاگیرداری ایک حہلکہ ہیں جس نے کئی صدیوں سے اسلامی معاشرہ کو تاراج کر رکھا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نئی پود میں اسلام کے خلاف ذہنی بغاوت راہ پا چکی ہے، اور وہ سرمایہ داری کے ہاتھوں عاجز آکر، لادینی نظریوں کے معاشی مفروضوں کی دلفریبی کا شکار ہو رہے ہیں"۔

(ہفتہ وار چٹان لاہور، ۳۰ جون ۱۹۶۹ء ص۱۴)

اس حقیقت حال کی موجودگی میں دین و حکمت اور عقل و دانش سب کا یہ تقاضہ ہے کہ سرمایہ داری اور جاگیرداری کے "حہلکہ" سے اسلام اور مسلمانوں کو نجات دلائی جائے۔ جو لوگ اور طاقتیں اسلام کے لئے چنگیز و ہلاکو بنی ہوئی ہیں۔ ان سے گلو خلاصی حاصل کی جائے۔ اور ان طاقتوں کے شرعی و سیاسی گماشتوں کو مسلمانوں کے سامنے بے نقاب کر دیا جائے۔

صرف اس طرح سرمایہ داروں کے ہاتھوں عاجز آکر لادینی نظریوں کے معاشی مفروضوں کی دلفریبی کا شکار ہونے والی اور اسلام کے خلاف ذہنی بغاوت پالنے والی مسلمانوں کی نئی پود کو گمراہی سے بچایا جا سکتا ہے۔

اور الحمد للہ جمعیۃ علماء اسلام و علماء حق پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ یہ دینی و ملی فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ شخصی ذاتی اختلافات کو نظریاتی اختلافات کا جامہ پہنائے بغیر انہوں نے حق و باطل کے درمیان واضح خط امتیاز کھینچ دیا ہے۔

## حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی کی علالت

حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ و ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کئی دنوں سے شدید علیل ہیں۔ تمام بزرگوں اور احباب سے اپیل ہے کہ مولانا کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں مانگیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی عمر دراز فرمائیں۔ آمین!

(ادارہ ترجمان اسلام لاہور)

## مولانا تاج الدین کی گرفتاری و رہائی

مولانا تاج الدین صاحب بسمل کو کسی قابل اعتراض تقریر کی بنا پر گرفتار کر لیا گیا تھا۔ مورخہ ۲۶/۶/۶۹ کو فون پر اطلاع ملی کہ مولانا تاج الدین بسمل کو بریگیڈیئر فوجی افسر نے رہا کر کے کیس کو بے بنیاد قرار دے دیا ہے۔ مولانا گھر تشریف لا چکے ہیں۔

## مولانا محمد اختر لائلپور ڈی سی کی عدالت میں

مولانا محمد اختر صاحب صدیقی نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام کو کمالیہ میں ایک تقریر کی بنا پر ڈی سی لائلپور نے عدالت میں طلب کیا اور کہا کہ آپ آئندہ محتاط ہو کر تقریر کیا کریں۔

## دعائے صحت

حافظ محمد الیاس صاحب منصور آباد لائل پور (ترجمان اسلام کے ایجنٹ) کا گرنے کی وجہ سے اوپر کا ہونٹ پھٹ گیا اور دانتوں کو بھی ضربات آئیں۔ قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

## قراء حضرات جواب دیں

آج تک تو ہم یہ سنتے آئے تھے کہ قرآن پاک کی سات قرأت متواترہ منزل من اللہ ہیں اور ان کی حفاظت قرآن پاک کی حفاظت ہے اور کچھ شاذ ہیں وغیرہ۔ اور قرن اول سے لیکر آج تک قرآن پاک کی تمام قرأتوں کی حفاظت ہوتی چلی آئی ہے۔ نیز یہ بھی سنتے آئے ہیں کہ یہ قرأتیں تا قیامت کے لئے ہیں۔ لیکن وقت کے متجدد ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نے سرے سے قرأتوں کا ہی انکار کر دیا ہے۔ چنانچہ ایک نے سوال کیا ہے کہ

س - عام طور پر کہا جاتا ہے کہ قرآن کی سات قرأتیں ہیں کیا سات قرأت سے مراد سات حروف ہیں۔ جن کا ان احادیث میں ذکر کیا گیا ہے؟

ج - جی نہیں۔ اس سے مراد سات مختلف لہجے ہیں۔ جن میں پڑھنے کی اجازت ابتداء میں دی گئی تھی بعد میں منسوخ کر دی گئی۔ (ایشیاء ۱۲ مئی ۱۹۶۹ء)

اب قراء حضرات ہی جواب دے سکتے ہیں کہ آیا یہ ایک مستقل علم ہے جس کی حفاظت بھی حفاظت قرآن کی طرح فرض ہے یا ایک وقتی اجازت تھی جو بعد میں منسوخ کر دی گئی۔ بلینوا توجروا

## خیر القرون میں

# جستجوئے علم کی چند جھلکیاں

حضرت مولانا سید عبدالکریم صاحب مدرس جامعہ مدنیہ کیملپور

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی (ہم دونوں) باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے۔ ایک دن میرا ساتھی حاضر ہوتا اور میں کاروبار کرتا۔ وہ جو دن کو سن پاتا شام کو مجھے بیان کر دیتا۔ دوسرے دن میں حاضر ہوتا اور دن کا پڑھا ہوا شام کو اپنے ساتھی سے بیان کر دیتا۔

بعض صحابہ کرامؓ اسبابِ معاش تک کو ترک کر کے مسجد نبویؐ کے متصل ایک چبوترے میں مقیم تھے جو ہمہ وقت صحبتِ نبویؐ سے مستفیض ہوتے تھے اور ساری ساری زندگی حصولِ علم دین کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ یہی وہ حضراتِ صحابہؓ ہیں جن کو اصحابِ صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مشہور راویٔ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی انہی میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا کہ مسلسل کئی کئی دن کے فاقوں کی وجہ سے مجھ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی۔ ان سے روایت ہے کہ ساتھی مجھے کثرتِ روایت پر ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں علم نہیں کہ انصار و مہاجرین میں سے ہر دو کھیتی باڑی اور تجارت میں مصروف رہتے لیکن میں نے اپنا سارا وقت اور ساری زندگی علمِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے حصول میں حضورؐ کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر باش رہ کر گزاری۔

عبداللہ ابن مسعود کے بارے میں صحابہؓ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں ہم انہیں کثرتِ ملازمتِ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اہلِ بیت سے شمار کرنے لگے تھے۔ سبحان اللہ! صحابہ کرامؓ کا شغف ان کے کمالِ ایمان و محبت اور علومِ نبویہؐ کا کامل عکس اور نمونہ ہونے پر دال نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے صرف ایک حدیث کی سند حاصل کرنے کے لیے دو ماہ کی مسافت طے کی اور حالت سواری میں جب حدیث سن پائی تو باوجود میزبان کے اصرار کے تھوڑی دیر بھی قیام نہ فرمایا، اپنی اونٹنی کی باگ موڑ لی، قیام تو کیا طعام کو بھی پسند نہ کیا۔ مبادا ثواب میں کمی نہ آ جائے۔

عبداللہ بن قیس فرماتے ہیں کہ میں ... دمشق کی ایک مسجد میں حضرت ابودرداءؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا، اے ابودرداءؓ! میں محض ایک حدیث کے سننے کے لیے جس کو آپ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں۔ مدینۃ الرسولؐ سے چل کر آیا ہوں۔ اللہ اکبر! کہاں دمشق اور کہاں مدینہ منورہ اور پھر آج سے چودہ سو سال پہلے کا زمانہ جب ذرائع آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھے۔ واقعی یہ انہی حضرات کا حصہ تھا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

چنانچہ حضرت ابودرداءؓ نے وہ حدیث اس سائل کے سامنے بیان فرما دی۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور پھر دعا فرمائی۔ اے اللہ! اس کو کتاب و حکمت کا علم اور سمجھ عطا فرما۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسئلہ میں ہمیں اشکال پیش آ جاتا تو ام المومنین حضرت عائشہؓ سے رجوع کرتے جس کا ہمیشہ ہی بہتر اور تسلی بخش جواب ملتا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے علوم نبوی کے دو ظرف بھر لیے ہیں۔ ایک کو تو میں نے خوب پھیلایا اور دوسرے کو اگر عام کر دوں تو مجھے اپنی گردن کے کٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ ان ہی سے مروی ہے کہ مجھ سے زیادہ احادیث کی روایت کرنے والا کوئی نہیں۔ مگر عبداللہ بن عمرو، کہ وہ لکھ لیا کرتے اور میں نے لکھا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کی دو مجلسوں کے پاس سے گزرے۔ جن میں ایک دعا و استغفار میں مشغول تھی اور دوسری مکالمۂ علم میں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہر دو مجالس خیر پر ہیں مگر ان میں ایک زیادہ افضل ہے۔ اس لیے کہ ان میں سے پہلے جو دعا و استغفار کر رہے ہیں۔ پس اللہ کی مرضی ہے ان کی دعا و استغفار کو قبول کرے یا نہ کرے اور دوسرے علم دین سیکھ رہے ہیں۔ اور سکھا رہے ہیں۔ یہ پہلوں کی نسبت زیادہ افضل ہیں اور میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر آپ ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ تلک عشرۃ کاملۃ

---

(بقیہ صفحہ)

مفتی انتظام اللہ شہابی اس مناظرہ کی روداد بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"پہلا مسئلہ جس پر بحث ہوئی انجیل و توراۃ کی تحریف کا تھا۔ بحث و تمحیص کے بعد علانیہ سب کے سامنے پادری فانڈر کو اعلان کرنا پڑا کہ ہماری کتابیں محرّف ہو چکی ہیں لیکن صرف مسئلہ تثلیث میں تحریف نہیں ہوئی۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ جس کتاب کو خود مشکوک مان رہا ہے اس پر ایمان لانے کے کیا معنے ہو سکتے ہیں؟ الغرض شکست فاش کے ساتھ پادری فنڈر کو مجلس سے اٹھنا پڑا اور وہ آگرہ سے چلتا بنا۔"[1]

غرض یہ کہ مولانا رحمت اللہ اور ان کے دستِ راست وزیر خاں کی کوشش سے مناظرہ کا ذوق اتنا عام ہوا کہ عیسائی پادری پاؤں نہ جما سکے اور ہر جگہ شکست پر شکست کھاتے رہے۔

### جنگِ آزادی

میرٹھ میں جنگِ آزادی کے شعلے بلند ہوئے تو ان کی تپش مظفر نگر میں بھی محسوس کی گئی اور مختلف شہروں اور قصبوں میں حالات دگرگوں ہو گئے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانہ میں مجاہدین کے سالار تھے مجاہدین کیرانہ میں گوجروں کی اکثریت تھی اور ان کی قیادت چودھری عظیم الدین کر رہے تھے۔ لیکن تمام احکام مولانا رحمت اللہ صاحب کی طرف سے صادر کیے جاتے تھے۔ جامع مسجد کی سیڑھیوں پر نقارہ بجایا جاتا، لوگ جوق در جوق تازہ احکام سننے کے لیے دوڑے آتے۔ پھر اعلان ہوتا، "ملک خدا کا حکم مولوی رحمت اللہ کا" اس کے بعد تازہ ترین صورت حال کے مطابق احکام جاری کیے جاتے۔ تقریباً چار ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا، پھر انگریزی فوج کیرانہ آ پہنچی۔ محلہ دربار کے سامنے توپیں گاڑ دیں اور قصبہ بھر کی خانہ تلاشی شروع ہوئی۔ مولانا کو پہلے اطلاع مل گئی تھی چنانچہ وہ اپنے رفیقوں کی معیت میں گاؤں پنجیٹھ چلے گئے۔ کیرانہ کی خانہ تلاشی کے بیکار جانے کی وجہ سے انگریز فوج نے پنجیٹھ کا رخ کیا۔

انگریزی فوج آیا ہی چاہتی تھی کہ گاؤں کے نمبردار نے مولانا کا عالمانہ لباس بدلوا کر گھسیارے کا لباس پہنا دیا۔ ہاتھ میں کھرپا دے کر گھاس کھودنے کے بہانے بیٹھے رہے اور ان کے بغل سے انگریزی فوج گھوڑے دوڑاتی ہوئی گذر گئی پنجیٹھ پہنچ کر تلاشی لی گئی۔ مگر گوہر مراد نہ ملنا تھا نہ ملا۔ مولانا بچتے بچاتے دہلی آئے۔ مولانا ذکاء اللہ لکھتے ہیں:

"مولوی رحمت اللہ اس ڈھ میں آئے کہ دہلی میں جہاد کی کیا صورت ہے؟ وہ بڑے عالم فاضل تھے۔ عیسائی مذہب کے رد میں صاحب تصنیف تھے۔ وہ قلعے کے پاس مولوی محمد حیات کی مسجد میں اترے۔ اس دانشمند مولوی کے نزدیک دہلی میں جہاد کی کوئی صورت نہ تھی بلکہ ایک ہنگامہ و فساد برپا تھا۔ وہ یہ سمجھ کر اپنے وطن چلا گیا۔"[2]

مولوی ذکاء اللہ کے مندرجہ بالا بیان کے خط کشیدہ جملے محلِ نظر ہیں۔ مولانا کی شخصیت کو دیکھتے ہوئے یہ بیان صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دہلی میں اس لیے نہ رہے کہ ان کے مفرور ہونے کی اطلاع دور و نزدیک ہو چکی تھی۔ مولانا کی گرفتاری کے لیے انعام کا اعلان کر دیا گیا تھا۔

مولانا نے اپنا نام بدل کر "مصلح الدین" اختیار کیا۔ خدا معلوم کن راستوں سے ہوتے ہوئے اور تکالیف برداشت کرتے ہوئے سورت پہنچے اور وہاں سے جہاز کے ذریعہ مکہ معظمہ چلے گئے۔

### جائداد کی ضبطی

مولانا کی ہجرت کے بعد سرکار انگریز نے جائداد ضبط کر لی۔ اس معاملہ میں مخبری کرنے والا کوئی "کمال الدین" تھا۔ ۳۰ جنوری ۱۸۶۲ء کو ان کی قصباتی جائداد نیلام ہوئی۔ اس جائداد میں چھ سرائے شامل تھیں۔ لاکھوں کی جائداد ایک ہزار چار سو بیس میں نیلام کر دی گئی۔[3]

---

[1] ۱۸۵۷ء کے مجاہد۔ [2] ذکاء اللہ ص ۵، ۶ [3] الجمعیۃ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۵۷ء بحوالہ ۱۸۵۷ء کے مجاہد

No. 67715 সাপ্তাহিক
তরজুমানেইসলাম
লাহোর
WEEKLY
REGD. L. No. 7158
TARJUMANE ISLAM
LAHORE

# جمعیّتہ عُلماءِ اسلام کا پیغام

از فخرِ سرحد حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مدظلہ نائب امیر جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان

جمعیّتہ عُلماءِ اسلام پاکستان میں مُسلمانانِ پاکستان کی واحد مذہبی سیاسی جماعت ہے، جو اعلاءِ کلمۃ اللہ کی علمبردار ہے

پاکستان کی عظیم شخصیتوں کے حامل عُلماءِ حق اس مقدّس جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں اس مقدّس جماعت نے مسلمانانِ پاکستان کی جو مذہبی اور سیاسی راہنمائی کی ہے۔ وہ اس جماعت کی حقانیت کی بڑی نشانی ہے۔ پاکستان میں قرآن وسنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ اسلامی کے نظام کا اجراء جمعیّتہ عُلماءِ اسلام کا پروگرام ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے نقشِ قدم پر چلنا جمعیّتہ عُلما اسلام کا اسوۂ عمل ہے مُسلمانانِ پاکستان کی نجات جمعیّتہ عُلماءِ اسلام کے ساتھ وابستگی میں ہے۔ تمام مُسلمانانِ پاکستان جمعیّتہ عُلماءِ اسلام پاکستان کے ساتھ وابستہ ہوں تاکہ دین ودنیا کی حسنات حاصل کریں۔

(السید گل بادشاہ غفرلہ اللہ طورو۔ ضلع مردان)

ان الدین عند اللہ الاسلام

پاکستان میں نفاذ اسلام کا نقیب

# ترجمانِ اسلام

لاہور

العلماء ورثۃ الانبیاء

مسئلہ خلافت وحکومت کی تحقیق وتوضیح اور مودودی صاحب کے صحابہ کرامؓ پر

از علامہ محمد عبد الستار صاحب تونسوی

# بے بنیاد و رکیک الزامات کا مدلل جواب

قسط: ۳

۱۔ عن سفینة رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الخلافة ثلثون سنة ثم یکون ملکاً ثم یقول سفینة امسک خلافة ابی بکرؓ سنتین وخلافة عمرؓ عشرة وعثمانؓ اثنی عشر وعلیؓ ستة
رواہ احمد والترمذی وابو داؤد۔ مشکوٰة ص۴۶۳

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے، میں نے حضرت نبی علیہ السلام سے سنا کہ آپ فرماتے تھے، خلافت (خاصہ موعودہ) تیس سال ہوگی۔ پھر ملک (خلافت عامہ بادشاہی) ہوگی۔ حضرت سفینہؓ نے فرمایا شمار کر، خلافت ابوبکرؓ دو سال اور خلافت عمرؓ دس سال اور خلافت عثمانؓ بارہ سال اور خلافت علیؓ چھ سال

۲۔ سمعت سالم بن عبد اللہ بن عمر یحدث عن ابیہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان یقول ان اللہ بدء ھذا الامر (ای امر الاسلام) حین بدء بنبوة ورحمة ثم یعود الی خلافة ورحمة ثم یعود الی سلطان ورحمة ثم یعود ملکاً ورحمة ثم یعود جبریة الخ مستدرک الحاکم ج۴ ص۴۷۳

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، حضرت عمرؓ فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالیٰ نے امر دین کو جس وقت شروع فرمایا تو نبوت ورحمت سے شروع فرمایا۔ اس کے بعد دین کا معاملہ خلافت ورحمت کی طرف پھرے گا۔ اس کے بعد سلطان ورحمت کی طرف، اس کے بعد ملک ورحمت کی طرف پھرے گا۔ اس کے بعد حکومت جبریہ ہوگی (جو جبر اور قہر وغلبہ سے ہوگی)

سکت عنہ الحاکم والذھبی فی تلخیصہ وحدیث المستدرک اذا لم یتعقب بشیٔ لا یکون اقل من الحسن وھذا الموقوف فی حکم المرفوع لان الحوادث الآتیة لا مدخل فیھا للرأی وقول الصحابی فیما لا یدرک بالرأی مرفوع حکماً۔ صرح بہ الاصولیون۔

۳۔ عن ابی عبیدة ومعاذ بن جبل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ھذا الامر بدء نبوة ورحمة ثم یکون خلافة ورحمة ثم ملکاً عضوضاً ثم کائن جبریة وعتو او فساد فی الارض یستحلون الحریر والفروج والخمور یرزقون علی ذلک وینصرون حتی یلقوا اللہ
رواہ البیہقی (مشکوٰة ص۴۶۱)

حضرت ابوعبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق یہ امر دین نبوت ورحمت سے شروع ہوا۔ پھر خلافت ورحمت ہوگی۔ پھر کاٹنے والی بادشاہت ہوگی۔ پھر جبری قہر وغلبہ اور سرکشی وفساد والی حکومت ہوگی جو کہ ریشم، اور شرمگاہوں اور شرابوں کو حلال کی طرح استعمال کریں گے، باوجود ان باتوں کے ان کو رزق بھی دیا جائے گا اور نصرت وتائید غیبی بھی حاصل ہوتی رہے گی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس مر کر پہونچیں گے۔

۴۔ وعن حذیفة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوة فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافة علی منھاج النبوة ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکاً عاضاً فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکاً جبریة فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافة علی منھاج النبوة ثم سکت الخ
(مشکوٰة ص۴۶۱)

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ تم لوگوں میں نبوت اس وقت تک موجود ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ نبوت کو اٹھالے گا۔ پھر خلافت نبوت کے طریقے اور منہاج پر ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس خلافت کو اٹھالے گا پھر ملک عاض ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالے گا۔ پھر ملک جبریہ ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالے گا پھر خلافت نبوت کے منہاج وطریقہ پر ہوگی۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا راوی خاموش ہوگئے۔ یہ خبریں قیامت تک کے لیے ہیں یہ آخری خلافت منہاج نبوت پر حضرت مہدی علیہ الرحمۃ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۔ عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ و

حضرت عبد اللہ بن مسعود حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کرتے

باقی بر ص۱۵

ہفت روزہ "ترجمانِ اسلام" لاہور

سرپرست :- حضرت مولانا عبید اللہ انور
مرتب و انچارج :- حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲ ‖ جمعہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء قیمت ۳۰ پیسے ‖ شمارہ ۳۵

احمد حسین کمال

# مسجدِ اقصیٰ کی آواز

مسجدِ اقصیٰ کی آتش زدگی کا المناک سانحہ یقیناً ایک دل دوز اور قلب فگار سانحہ ہے، اور مسلمانانِ عالم کے لئے قیامت صغریٰ سے کم نہیں ہے لیکن کسی صورت بھی غیر متوقع نہیں تھا۔

گذشتہ چند سالوں سے عربوں کے خلاف جو پروپیگنڈہ مہم چل رہی ہے یہ اس کے لازمی نتائج میں سے ایک ہے۔

حال ہی میں جب عراق، شام اور مصر کے خلاف پروپیگنڈہ تیز تر کیا گیا اور بدنام زمانہ ساطع الجیلی جیسے درآمد شدہ اشخاص نے عرب ملکوں کے خلاف مسلمانانِ عالم کے سامنے زہر اگلنا شروع کیا تھا، جس میں یہاں تک کہا گیا کہ شام وغیرہ عرب ملکوں میں اسرائیل سے بھی ظالم حکومتیں برسرِ اقتدار ہیں، اس کے ساتھ ایسے چارٹ شائع کئے گئے تھے، جن میں تمام عرب ملکوں کو ظالم اسلام دشمن اور اشتراکیت زدہ دکھایا گیا تھا تو اس وقت ہی سمجھنے والوں نے سمجھ لیا تھا کہ پھر کوئی بڑی سازش عربوں اور مسلمانوں کے خلاف کی جا رہی ہے اور اسرائیل کوئی خطرناک قدم اٹھانے والا ہے۔

چنانچہ اس کے فوراً بعد ہی مسجد اقصیٰ کو نذرِ آتش کرنے کا یہودی اقدام واضح کرتا ہے کہ عراق و عرب کے خلاف تازہ ترین پروپیگنڈہ مہم سے کیا مقصود تھا۔

بار بار جب یہودیوں نے عربوں کے خلاف کوئی اقدام کرنا چاہا، اس سے قبل کسی نہ کسی معاملہ کو بنیاد بنا کر عربوں کے خلاف وسیع ترین پروپیگنڈہ مہم چلائی گئی۔

جون ۱۹۶۷ء کی جنگ سے پہلے بھی ایسا ہی کیا گیا۔ مصر کے قطب کی سزائے موت کو ناصر اور مصر کے خلاف ایک حربہ کے طور پر اچھالا گیا۔ اور قطب کو تاریخ اسلام کا سب سے بڑا شہید بتا کر مصر و شام کے خلاف یہ یک وقت تل ابیب لندن، واشنگٹن، پیرس سے آوازیں بلند کی گئیں۔ جن کی صدائے بازگشت کو پاک و ہند میں مغربی سامراج کے حلیف گروہوں و شخصیتوں نے کونے کونے میں پھیلانے کی زبردست جد و جہد ناصر کے خلاف مستقل مضامین و تحریریں لکھی گئیں اور دنیائے اسلام کو عربوں سے متنفر کرنے کا ہر حربہ اختیار کیا گیا، اور جون ۱۹۶۷ء کی جنگ سے دو ماہ پہلے ہی یہ پیشگوئی بھی پھیلائی گئی کہ عرب یہود کے مقابلہ میں جنگ ہار جائیں گے۔

اس کے فوراً بعد اسرائیل نے امریکہ کی خفی و جلی امداد و معاونت سے اردن شام اور مصر پر حملہ کر دیا۔ اور جیسا کہ میجر جنرل اکبر نے اپنی کتاب "محشر فلسطین" میں لکھا ہے کہ عربوں کی متحدہ فوجی اسلحی و فنی طاقت سے تین گنا زیادہ طاقت کے ساتھ اسرائیل نے حملہ کیا، جس کی زبردست پشت پناہی ان امریکی برطانوی فوجی و ہوائی اڈوں سے کی گئی، جو کم و بیش چالیس کی تعداد میں عربوں بالخصوص مصر و شام کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اور عرب سرزمین سے نکلنے والا پٹرول عربوں پر حملہ کرنے والے طیاروں کے لئے خاص کر دیا گیا۔

جون ۱۹۶۷ء کے اسرائیلی حملہ سے پہلے قطب کو شہید بنا کر مصر و شام کے خلاف پروپیگنڈے ہی کی مہم چلائی گئی۔

۱۹۵۶ء میں نہر سویز پر حملہ کرنے سے قبل بھی ایسا ہی کھیل کھیلا گیا۔ اس وقت بھی چند ماہ پہلے سے افواہوں پر ناصر کے مبینہ مظالم اور تشدد کا چرچا پھیلایا گیا، اور مسلمانانِ عالم کے جذبات کو ناصر اور مصر کے خلاف خوب برانگیختہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ناصر اور مصریوں پر فرعونیت کے احیاء کا الزام عائد کیا گیا۔ جسے ابتداء میں تل ابیب کے اسرائیلی ریڈیو اور برطانیہ و فرانس کے ریڈیو نے ہوا دی۔ تاکہ اسرائیل کا مصر پر حملہ فرعونیت کے خلاف حملہ سمجھا جائے اور ناصر و مصر کو مسلمانوں کی امداد کا مستحق خیال نہ کیا جائے بلکہ یہود کو ہی مسلمانانِ عالم کی حمایت کا مستحق گردانا جائے۔

اس سے قبل جب اسرائیلی ریاست کے قیام کے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی سازشیں کی جا رہی تھیں۔ اس وقت بھی یہ کوشش کی گئی تھی کہ عربوں کو قدیم عربیت اور مصر کو قدیم مصریت کا حامی بتا کر یہودی ریاست کے قیام کے جواز کی راہ نکالی جائے۔ حتیٰ کہ بیروت میں ابوجہل اور ابولہب اکیڈمیاں قائم کی گئیں، جن کا سلسلہ ابھی تک، جاری ہے۔

غرض کہ یہودی جارحیت کے ہر اقدام سے پہلے مسلمان ملکوں میں کوئی نہ کوئی مہم عربوں کے خلاف، جاری کر کے مسلمانوں کو عربوں سے متنفر کرنے کی کوشش کی گئی، تاکہ عرب عالم اسلام کی حمایت و ہمدردی سے محروم رہ جائیں، اور اسرائیل کے جارحانہ اقدام کو عربوں کے مبینہ بد اعمال کی خدائی سزا سمجھ کر دنیا بھر کے مسلمان الٹا عربوں پر ہی نفرین و ملامت بھیجیں۔

مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے سے قبل بھی یہ ہی ناٹک رچا گیا۔ پہلے ساطع الجیلی جیسے اشخاص کو بھیج کر اور عرب ملکوں کے خلاف چارٹوں کی اشاعت کے ذریعہ اشتراکیت کا الزام عائد کر کے غیر عرب مسلمان عوام میں عربوں سے بیزاری کی فضا پیدا کرنے کی مہم چلائی گئی۔

اس بار خاص طور سے یہ بھی کوشش کی گئی کہ مسلمان ملکوں بالخصوص پاکستان وغیرہ ملکوں میں جو شخصیتیں و جماعتیں مصر، شام، عراق، الجزائر اور عرب مجاہدین کی حامی ہیں، اور اسرائیل و سامراج کے خلاف جد و جہد میں عربوں کی مسلسل حمایت کر رہی ہیں۔ جیسے حضرت مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، ایڈیٹر ترجمان اسلام اور کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کہ جو مغربی سامراج اور اسرائیل کے شدید و علانیہ مخالف ہیں۔ اور مصر، شام، عراق و عرب دنیا کی اس جد و جہد کے پرزور حامی ہیں جو وہ سامراجیت و یہودیت کے خلاف کر رہی ہیں، اشتراکیت کے الزامات عائد کر کے ان ملکوں کے مسلمان عوام کو برگشتہ کر دیا جائے۔

چنانچہ عربوں کے خلاف موجودہ مہم میں جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر بالخصوص حضرت مفتی صاحب اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کو زور شور کے ساتھ اشتراکیت نواز ثابت کرنے کا ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا گیا۔

اور ساتھ ہی اس عظیم سانحہ سے توجہ منتشر کرنے کے لئے ڈھاکہ میں ایک طالب علم کی معزوبانہ موت پر ہفتۂ احتجاج کا ٹھیک اس موقعہ پر پروگرام بنا

(ورق الٹئے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

لیا گیا جبکہ مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کرنے کا وقت مقرر تھا۔

تاہم اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانان عالم بالخصوص پاکستان کے مسلمان شرانگیز پروپیگنڈوں اور مکارانہ حربوں کے ان تمام حصاروں سے باہر نکل آئے اور مسجد اقصیٰ کے ساتھ پروانہ وار اٹھ کھڑے ہوئے۔

عربوں کے خلاف نفرت و بیزاری کی مہم کے باوجود وہ اپنے مسلمان عرب بھائیوں کے دوش بدوش جانیں لڑانے کے لئے تیار ہو گئے ہیں

اور جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف اشتراکیت نوازی کے شرانگیز الزامات کے باوجود اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جہاد قدس کے لئے صف بستہ ہو رہے ہیں۔

مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کرنے کا شرمناک واقعہ مسلمانان عالم اور دنیائے عرب کے لئے ایک نئے عزم کا موجب بنے گا۔

شاید کہ وہ لمحہ اب قریب آ رہا ہے جسے اقبال مرحوم نے اپنی زبان میں یوں ادا کیا تھا کہ ؎

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

تاریخ ہمیشہ ایسے ہی سانحات سے بنتی شروع ہوتی ہے جنہیں مکار و بزدل دشمن اپنے مکر و فریب کی کامیابی سمجھتا ہے۔ لیکن سوئی ہوئی قوم و ملت ایسے حربوں کی زد سے بیدار ہو جاتی ہے اور اس کی غفلت کے تمام پردے چاک ہو جاتے ہیں۔

عربوں کا اتحاد، عالم اسلام کا اتحاد جو ابھی تک ایک مشکل تر منزل نظر آ رہی تھی۔ جس کی راہ میں مغربی سامراج نے اونچی اونچی دیواریں تعمیر کر دی تھیں۔ مسجد اقصیٰ کے اس سانحہ نے اسے ایک سامنے کی چیز بنا دیا ہے۔

اگر آج ہماری زبانیں، ہمارے قلم عربوں کے خلاف مصر و شام، عراق، الجزائر کے خلاف لکھنے سے رک جاتے ہیں، ہم اس آواز کو سننے اور ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ جو عرب دنیا کے خلاف اٹھائی جاتی ہے۔ دشمن کی پھیلائی ہوئی الزام تراشیوں کو رد کر دیتے ہیں، مسلمان ملت کو اشتراکی اور سامراجی صفوں میں تقسیم کرنے کی پالیسی سے باز آ جاتے ہیں۔ اشتراکیت نوازی کے الزامات کے تیر برسانا چھوڑ دیتے ہیں۔ سرمایہ داری کے چنگل سے رہائی حاصل کر کے خالص اسلام کی طرف رجوع کر لیتے ہیں اور ایک مشترکہ محاذ بنا لیتے ہیں، جو الزامات کی دراڑوں سے پاک و صاف ہو، تو کوئی وجہ نہیں کہ اس سانحۂ کبریٰ کے بعد مسلمانان عالم متحد نہ ہو جائیں۔ یہود و نصاریٰ سے خیر کی امید رکھنا وحی الٰہی کی تنبیہ سے غفلت برتنا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم میں صاف صاف فرما دیا ہے کہ :-

"ولن ترضیٰ عنک الیھود ولن النصاریٰ
حتیٰ تتبع ملتھم"۔

کہ جب تک تم ان کی ملت (نظریہ و نظام)
کو قبول نہیں کرو گے، یہود و نصاریٰ تم سے
ہرگز راضی نہیں ہوں گے۔

پس آج مسلمان ملت کے لئے سب سے بڑا خطرہ یہود و نصاریٰ کی ہی طاقتیں ہیں جو اپنی ملت کے سیاسی، سماجی، اقتصادی اور معاشی نظام کو مسلمانوں پر مسلط کرنے اور اس کا اتباع کرانے کے لئے امریکی و اسرائیلی سامراج کے غلبہ کی صورت میں مسلمانان عالم اور عربوں کو مجبور کر رہی ہیں۔ اس سے نجات کی واحد صورت عیسائی و یہودی سامراجی طاقتوں سے مکمل انقطاع اور ان کے سیاسی و اقتصادی نظام سرمایہ داریت سے چھٹکارا حاصل کرنے میں ہی ہے "مسجد اقصیٰ کی آتشزدگی کا المناک سانحہ مسلمانان عالم کو پکار رہا ہے"۔

---

احمد حسین کمال

# لیبیا کا انقلاب اور عراق کا تازہ اقدام

مسجد اقصیٰ میں آتش زدگی کے سانحہ کے بعد عرب دنیا میں دو اہم واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں جنہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ایک لیبیا کا انقلاب اور دوسرے لبنان کے متعلق عراق کا سخت اقدام۔

"لیبیا" کا انقلاب ایک ایسے مرحلہ پر وقوع میں آیا ہے جبکہ عالم عرب یہودی جارحیت اور شرارت کے پرخطر حالات سے گذر رہا ہے اور مسجد اقصیٰ کے سانحہ نے عربوں کے قلوب کو جوش و خروش سے بے چین کر رکھا ہے۔

لیبیا نے ایک عرصہ قبل اٹلی کی استعماری حاکمیت سے نجات حاصل کی اور ۱۹۶۳ء سے وہ تیل سپلائی کرنے والے امیر ترین ملکوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

گذشتہ عرب اسرائیل جنگ کے موقعہ پر لیبیا کا طرز عمل عرب عوام کے لئے سخت ناپسندیدہ رہا ہے۔ ایک تو اس نزاع سے لیبیا نے اپنے آپ کو ہمیشہ الگ تھلگ رکھا۔ اور سوائے مالی امداد کے دوسری سرگرمیوں میں حصہ دار بننے سے گریز کیا۔ دوسرے یہ کہ گذشتہ جنگ کے موقعہ پر لیبیا میں واقع امریکہ اور برطانیہ کے دو بڑے بین الاقوامی ہوائی اڈوں کو مصر کے خلاف آزادانہ طور پر استعمال کیا گیا اور جنگ کے پہلے دن ہی سینکڑوں کی تعداد میں بمبار ہوائی جہاز لیبیا کے ہوائی اڈوں سے پرواز کر کر کے مصری افواج کی پچھلی صفوں پر بے تحاشا بمباری کرتے رہے اور مسجد اقصیٰ پر قبضہ، مصر کی شکست کا سبب پشت پر سے یہ بے پناہ بمباری تھی۔ جسے پر مکن طریقے سے غیر عرب دنیا سے چھپانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ عرب سے باہر کے مسلمان اس شکست کو عربوں کی بزدلی سمجھ کر انہیں ملامت کرتے رہیں۔ لیکن عرب عوام تو اس امر سے واقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ پروپیگنڈہ کا یہ جادو وہاں پر کارگر نہ ہو سکا۔ لیبیا کے عوام بھی اپنی حکومت کے اس خاموش اور غیر جانبدارانہ رویہ پر جس کا سارا مفاد اسرائیل اور امریکی برطانوی بلاک کو پہنچ رہا تھا، خوش نہ تھے۔ دلوں کا درد اندر ہی اندر کام کر رہا۔ اور مسجد اقصیٰ کے تازہ سانحہ نے اس درد کو بے پناہ کر دیا۔ لیبیا کی فوجوں نے عوام کے ان رجحانات کو محسوس کیا اور شاہ کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر حکومت کا تختہ الٹ دیا۔

موجودہ فوجی حکومت مستقبل میں کیا رویہ اختیار کرتی ہے؟ کس روش پر گامزن ہوتی ہے اور عوام کی توقعات پر پوری اترتی ہے یا نہیں؟ اس کے لئے فی الحال کوئی پیشینگوئی نہیں کی جا سکتی۔

نئی حکومت کو زبردست بیرونی دباؤ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیبیا میں امریکہ اور برطانیہ کے ہوائی اڈے بین الاقوامی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ دونوں ملک اس سلسلے میں بالکل خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ اسی طرح تیل کی اجارہ داری بھی امریکہ کے پاس ہے۔ تیل کی دولت سے بھی امریکہ دست بردار ہونا نہیں چاہے گا۔ علاوہ ازیں لیبیا ایک خشک صحرائی علاقہ ہے۔ جہاں ایک بھی دریا موجود نہیں۔ اور معمولی بارش جو کبھی ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔ اس لئے وہاں معاشی وسائل کا سخت فقدان ہے۔ خوراک کا ۹۸ فیصد انحصار باہر سے درآمد پر ہے عرب دنیا سوائے عراق، مصر اور شام کے خوراک میں خود کفیل نہیں۔ ان حالات میں لیبیا کے لئے خوراک کی فراہمی کا مسئلہ بھی سنگین ترین مسئلہ ہے۔ امریکہ اور برطانیہ یہ تمام مشکلات لیبیا کی نئی حکومت کے سامنے کھڑی کر دیں گے۔ اور شاید نئی حکومت کو ان سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہو جائے۔ انہی امور کو محسوس کرتے ہوئے انقلابی حکومت نے سوشلزم نافذ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اور سوڈان، مصر، شام، الجزائر، عراق وغیرہ کے نقش قدم پر چلنے کے عزم کا اظہار کیا ہے

بہرحال حالات خواہ کوئی رخ اختیار کریں۔ اگر انقلابی حکومت کے پاؤں جم جاتے ہیں اور وہ کامیاب ہو جاتے ہیں، تو عرب اسرائیل نزاع کے سلسلے میں اب لیبیا خاموش اور غیر جانبدارانہ سا رویہ نہیں برتے گا۔ نیز وہاں کے ہوائی اڈوں کو امریکہ و برطانیہ مصر کے خلاف استعمال کرنے کی پوزیشن میں نہیں آ سکیں گے۔

یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مشرق وسطیٰ اور عرب دنیا میں ہر انقلابی حکومت نے سوشلزم کو اپنانے کا اعلان کیا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ در اصل بات یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ و عرب ملکوں میں امریکہ و برطانیہ نے جو سیاسی و اقتصادی پالیسی اختیار کی ہوئی وہ سخت مجرمانہ بھی ہے اور ظالمانہ بھی۔ (باقی صفحہ ۵ پر)

امریکہ اور برطانیہ کے زیر اثر ملکوں میں سے ایک نے بھی آج تک بنیادی اصلاحات کی طرف معمولی سا قدم تک نہیں اٹھایا۔ بلند و بالا عمارات اور امریکی سرمایہ کی ریل پیل ہی ان ملکوں کی نمود و نمائش بنی ہوئی ہے۔ اور وہ خوراک سے لے کر اپنے دفاع تک کے معاملات میں امریکہ و برطانیہ کے محتاج ہیں۔ مذہبی اداروں کے سربراہ تک اس صورت حال کے خلاف کسی قسم کی لب کشائی نہیں کرتے۔ گویا مغربی سامراج کا تسلط اور استحصال مذہبًا بھی ممنوع نہیں ہے۔ ان حالات میں عوام کا باغیانہ ردعمل سوشلزم کے حق میں چلا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جب انقلاب ایسی حکومتوں کے خلاف برپا ہوتا ہے جن کا سیاسی و اقتصادی رشتہ برطانیہ اور امریکہ سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ تو انقلابی حکومتیں بھی سوشلزم کے ذریعہ امریکہ و برطانیہ کی حریف طاقت کا سہارا حاصل کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اس رجحان کو اور زیادہ مستحکم وہ مخالفتیں کر دیتی ہیں۔ جو انقلاب کے خلاف امریکہ، برطانیہ اور اس کے حامی گروہوں و جماعتوں کی طرف سے مذہب و سیاست کے نام پر شروع ہو جاتی ہیں۔

سوشلزم کی طرف جانے والے اس رجحان کو صرف اس طرح ہی روکا جا سکتا ہے کہ مغربی سامراج کے ساتھ وابستگیوں کو ختم کیا جائے۔ مذہبی ادارے، غریب عوام کے مسائل کو اپنے ہاتھ میں لیں اور سیاسی، اقتصادی و سماجی اصلاح کی مہمات مذہب کے اصولوں کی روشنی میں چلائیں۔ غلط پروپیگنڈے کا سہارا نہ پکڑیں اور اقتدار کے پرانے نظام کی جگہ عوامی اقتدار کی راہ ہموار کریں۔

عراق نے حال ہی میں لبنان سے جو تعلق منقطع کیا ہے وہ لبنان کے اس طرز عمل کا منطقی نتیجہ ہے۔ جس کی وجہ سے آزادی فلسطین کی تنظیموں کو لبنان اسرائیل سرحد پر مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ اس وقت اسرائیل کے خلاف ان مجاہدین کی سرگرمیاں ہی براہ راست اسرائیل کو متاثر کر رہی ہیں۔ تمام عرب حکومتیں ان کی معاون و حامی ہیں عراق اس وقت اپنی افواج کے بیشتر حصہ اور وسائل کے ذریعہ اردن اور شام کی بھی معاونت کر رہا ہے۔ اور مجاہدین کو بھی رسد پہنچا رہا ہے۔ لیکن لبنان مجاہدین کو سہولتیں دینے سے انکاری ہے۔ ظاہر ہے کہ اس پر یہ دباؤ برطانیہ و امریکہ ڈال رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی لبنانی حکومت نے عرب اسرائیل نزاع میں اکثر لاتعلقی کا رویہ برتا ہے۔ اسرائیل کے خلاف موجودہ مہم کا زیادہ تر انحصار مجاہدین کی سرگرمیوں پر ہے اور ضرورت ہے کہ اردن، شام، لبنان اور مصر کے علاقوں میں انہیں پناہ کا مقام حاصل رہے تاکہ وہ منظم منصوبہ کے ساتھ اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں۔ محل وقوع کی ضروریات کے لحاظ سے لبنان اس مقصد کے لئے ایک اہم جگہ ہے اور عراق آسانی کے ساتھ وہاں مجاہدین کو اسلحہ و رسد فراہم کر سکتا ہے۔ لیکن لبنان کے رویہ نے عراق کے لئے بھی اور مجاہدین کے لئے سخت مشکلات کھڑی کر دی ہیں۔ عراق کے خلاف موجودہ پروپیگنڈہ کی مہم کا آغاز بھی لبنان کے دارالحکومت بیروت سے ہوا۔ اور بیروت کے اخبارات و رسائل ہی مصر، شام، الجزائر عراق وغیرہ کے خلاف مسلسل لکھتے رہتے ہیں۔ ظلم و تشدد کے من گھڑت واقعات اچھالتے رہتے ہیں اور عرب دنیا کو اشتراکیوں کی گرفت میں بتاتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں عرب ملکوں کے خلاف جو چارٹ پاکستان میں شائع کئے گئے ہیں۔ ان کے حوالوں کا تانا بانا بیروت میں ہی تیار ہوا، اور تل ابیب کے ذریعہ باہر نکلا۔

ان حالات میں جبکہ صورت حال سنگین تر ہوتی جا رہی ہے۔ عراق کا لبنان سے انقطاع ایک بروقت اقدام ہے اس وقت عرب ملکوں کے لئے اپنے داخلی مخالفوں اور خارجی دشمنوں سے نجات حاصل کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ ماضی کے غدارانہ واقعات پھر نہ دہرائے جائیں

بلاشبہ عراق کا یہ رویہ مغربی سامراج کے دوستوں اور اسرائیل کے ہوا خواہوں پر گراں گذرے گا، اور وہ سوڈان اور لیبیا کے انقلاب کو بھی پسند نہیں کریں گے لیکن جب وقت کا تقاضا یہ ہی ہو، اور دشمن کے وسیع ترین جال کو صرف اس طرح سے ہی توڑنا ممکن ہو تو اس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا

خدا کا شکر ہے کہ سوشلزم کے اعلان کے ساتھ انقلابی عرب ممالک اسلام و اتحاد کے جذبے کو بھی تھامے ہوئے ہیں اور اس طرح وہ سوشلزم کے خاص مفہوم کو ختم کر رہے ہیں۔

---

# معاہدہ

کچھ روز سے بعض اخباری بیانات اور اسلام دشمن عناصر کی ریشہ دوانیوں سے جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں کے مابین جو اختلافات اور کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کو دور کرنے اور باہم ایک دوسرے سے قریب کرنے کے لئے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مولانا محمد یوسف بنوری صاحب۔ مولانا اطہر علی صاحب مولانا عبدالحق حقانی صاحب اور مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی پر مشتمل ایک کمیٹی مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب کی منظوری سے قائم کی گئی ہے۔ یہ کمیٹی مفاہمت اور مصالحت کے مذاکرات جاری رکھے گی۔ بدرست اس کمیٹی کے ارکان اور مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے بالاتفاق اعلان کیا ہے کہ مفاہمت کی گفتگو جاری ہے، فریقین میں سے ہر ایک اپنے اپنے کام کو جاری رکھتے ہوئے کسی دوسرے پر تقریروں میں یا اخباری بیانات میں حملے نہ کریں اور ہر فریق دوسرے کا احترام باقی رکھے۔ (دستخط) (۱) مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (۲) مولانا محمد یوسف بنوری صاحب (۳) مولانا احتشام الحق تھانوی (۴) مفتی محمود صاحب (۵) مولانا غلام غوث ہزاروی (۶) مولانا عبدالحق صاحب حقانی اکوڑہ خٹک (۷) مولانا اطہر علی صاحب کشور گنج مشرقی پاکستان۔

(افسوسناک)

اس معاہدہ کو پڑھ کر ایک گونہ اطمینان ہوتا تھا مگر افسوس کہ کراچی کی اس کانفرنس میں نئی جمعیۃ نے جمعیۃ علماء اسلام پر پھبتیاں پھینکیں۔ اور اب لاہور میں بھی ایسا ہی ہوا۔ جبکہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے کراچی کے اخباری نمائندوں کو اس سلسلہ میں کوئی بیان دینے سے پہلوتہی فرمایا۔ اگر اس سلسلہ میں نامناسب طرز عمل شروع ہوا تو اس کی ذمہ داری نئی جمعیۃ پر ہوگی۔

---

# مودودی ایجنٹوں کا نیا پروپیگنڈا

جب سے حضرت مولانا غلام غوث صاحب نے مودودی کو چیلنج دیا ہے کہ اگر آپ میں صداقت ہے تو آؤ ایک پلیٹ فارم پر تقریریں کریں سوشلزم کمیونزم کے خلاف اور یہود و یہود نواز امریکہ سے سفارتی و تجارتی تعلقات منقطع کرنے کے لئے تحریک چلائیں۔

اگر ہیں اس پر آمادہ نہ ہوں تو مجھ پر سوشلزم کے الزام کی سچائی ظاہر ہو جائے گی اور اگر آپ اس سے بھی چرائیں تو آپ پر امریکی ایجنٹ ہونے کی تصدیق ہو سکے گی۔ اس پر امریکی ایجنٹ بڑے سٹ پٹائے ہیں۔ ایک تازہ ڈھالر خود کو یہ سوجھی ہے کہ لو مولانا غلام غوث صاحب جو مودودی پر مذہبی گمراہی کا الزام لگاتے تھے اس کی اصل وجہ صرف امریکی مسئلہ ثابت ہوا۔

اس قسم کے پس خوردہ کھانے والوں کو اتنی شرم نہیں آتی۔ کہ مودودی کے عقائد کو خارجی، رافضی اور الحاد بتانے والے صرف مولانا غلام غوث نہیں ہیں، بلکہ اس کے خلاف فتوے دیوبند، سہارنپور، دہلی اور ہند و پاکستان کے علماء دین نے سالہا سال قبل دے چکے ہیں مودودی اور اس کے حواری اپنی ان سب خرافات کو چھپانے کے لئے مولانا اور جمعیۃ پر سوشلزم کی حمایت کا الزام لگاتے ہیں۔ مولانا غلام غوث صاحب مودودی کو مذہبًا گمراہ اعظم اور سیاستًہ امریکہ اور یہود کے لئے مفید سمجھتے ہیں۔ اور مودودی پر امریکی سرمایہ سے کام کرنے کا الزام نیا نہیں نہ اس میں مولانا غلام غوث صاحب تنہا ہیں۔

مولانا نے صرف عوام کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے یہ چیلنج دیا ہے۔ اس طرح اس کے چیلے چانٹوں کا فرض ہے کہ وہ مودودی کو میدان میں لائیں اور امریکہ سے قطع تعلقات کی مہم چلانے کا کہیں۔ اب ادھر ادھر کی باتوں سے مودودی صاحب نیز موشے دایان کے عیب پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔

---

# جمعیۃ علماء اسلام کا اتفاق و اختلاف

شورش صاحب کے بارے میں جمعیۃ علماء اسلام کو کبھی یہ خوش فہمی لاحق نہیں ہوئی کہ وہ جمعیۃ کے فرد ہیں جدوجہد آزادی کے ایک کارکن، ایک صحافی اور ایک مقرر کی حیثیت سے ان کی قدر کی جاتی رہی۔ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کون لوگ ہیں۔ جو ان سے یہ پوچھتے رہتے ہیں کہ جمعیۃ سے ان کے کٹنے کا سبب کیا ہے اور جمعیۃ کے وہ کون سے ارکان کی کھیپ ہے جو ان پر سب و شتم کر رہی ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے بارے میں چند باتیں واضح ہیں

(۱) جمعیۃ کی عمارت حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالی جیسے بزرگ سے لے کر محترم مرزا غلام نبی جانباز تک کے مخلص کارکنوں پر مشتمل ہے اور یقیناً اس عمارت میں ہر اس شخص کے لئے نشست موجود ہے، جسے اپنے اسلاف رحمہم اللہ اجمعین کے مشن و نصب العین پر یقین و اعتماد ہے اور جو دنیوی مفاد و شہرت سے بے نیاز رہ کر اللہ کے دین کی خدمت کا عزم رکھتا ہے۔

(۲) جمعیۃ علماء اسلام کو اپنے امیر حضرت درخواستی اور اپنے دوسرے سرپرست حضرت دین پوری کے فقر و استغناء پر فخر ہے، اور وہ اس فقر و استغناء کو ہی جو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث مقدس ہے ہر سیاست سے بلند اور دنیا کی سب سے بڑی سیاست سمجھتی ہے۔ جس کے آگے برطانیہ اور امریکہ کے مکارانہ سیاست کے فارمولے ہیچ ہیں اور ہمارے لئے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا روائتی ورثہ اور سیاسی ذہن ہی وہ قیمتی متاع ہے جس کی کامیابی پر عالم اسلام کے روشن مستقبل کا انحصار ہے۔

(۳) جمعیۃ اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہے، کہ انگریزوں کی حکومت ختم ہونے کے بعد شیخ الہند کے سیاسی ذہن کا زمانہ لد چکا ہے۔

جب تک انگریز کے پروردہ ہاتھوں میں مسلمان ملکوں کی سیاسی باگ ڈور ہے۔

جب تک مسلمان عوام پر انگریزوں کے عہد کا سیاسی اقتصادی اور معاشی نظام مسلط ہے۔

جب تک انگریز کے ایجاد کردہ اسلام کے ایڈیشن اور ختم نبوت سے اعراض کا ذہن موجود ہے۔

جب تک فارس، کویت، بحرین، قطر سے لے کر مالٹا تک انگریز کے ہاتھوں میں سرزمین اسلام کی دولت موجود ہے، جب تک تیل کے چشموں اور تجارت پر اس کا قبضہ ہے۔

جب تک مراکش، لیبیا، سعودی عرب کی زمین سے ابلنے والی سیال دولت امریکہ اور اس کے یہودی سرمایہ دار تابع ہیں۔

جب تک بحر ہند سے بحر روم تک آبی و ہوائی راستوں پر برطانیہ اور امریکہ کا تصرف ہے۔

جب تک قلب عرب میں اسرائیل کا ناسور موجود ہے۔ جب تک مسجد اقصیٰ میں آگ لگائی جا رہی ہے۔

جب تک دریائے اردن سے ساحل سویز تک عرب مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔

جب تک انگریز کے پیدا کردہ کشمیر، اریٹیریا، شط العرب وغیرہ مسائل موجود ہیں اور جب تک تیل کے ساحل سے لے کر تا بحد کاشغر ملت اسلامیہ کعبہ کی پاسبان بن کر کھڑی نہیں ہو جاتی ہے۔ اس وقت تک وہ زمانہ نہیں لدے گا، جسے انگریز نے تشکیل دیا، اور اسے بدلنے کے لئے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے روائتی ورثہ کا سیاسی ذہن زندہ اور باقی رہے گا۔

(۴) جمعیۃ کے تیسرے بزرگ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مسلمانان پاکستان کا فخر اور اسلامیان عرب کے لئے اہل پاکستان کے واحد دینی سفیر ہیں۔ جمعیۃ کو ان کی مشیرانہ سرپرستی اگر حاصل ہے تو یہ اس کے لئے باعث اعزاز ہے اور ان کی بالغ نظری خوب جانتی ہے کہ جمعیۃ کے ساتھ کوئی سوشلسٹ، اسلام کا کلمہ پڑھے بغیر اور اسلام کے تابع ہوئے بغیر اتحاد نہیں کر سکتا۔

(۵) یقیناً حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جمعیۃ علماء اسلام کی دیدہ ورانہ قیادت فرما رہے ہیں۔ اور ان کا قدرہ بھر ذاتی مفاد جمعیۃ سے وابستہ نہیں ہے۔ کوئی شخص سوائے کذب و افتراء کے ایک شمہ برابر بھی ان کی خدمات جمعیۃ میں کسی ذاتی غرض کا سراغ نہیں بتا سکتا۔

اس کے ساتھ ہی ان ہر دو حضرات نے کوئی ایک قدم بھی جمعیۃ کے مقتدر علماء اور ارکان شوریٰ و مجلس عمومی کی منظوری کے بغیر نہیں اٹھایا۔

اور جمعیۃ کے اس سیاسی مزاج کو برقرار رکھنے کی سعی بلیغ فرمائی، جو حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت سید احمد شہید، حضرت مولانا قاسم نانوتوی، حضرت شیخ الہند، حضرت مولانا مدنی، اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری، حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری، حضرت مولانا مفتی اعظم کفایت اللہ صاحب دہلوی، حضرت ہالیجی شریف سکھر اور حضرت [illegible]

(۶) سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کم و بیش ۳۵ سال تک متواتر علماء دین پر تنقید و تنقیص کے تیر برساتے رہے اور ہر اس تحریک کی مخالفت کرتے رہے جس میں علماء شامل یا پیش پیش تھے، خواہ وہ حصول آزادی کی تحریک تھی یا قیام پاکستان کی۔ انہوں نے اپنے تنقیدی افکار کا نشانہ اسلاف و اصحاب رسول تک بنایا۔ انبیاء علیہم السلام میں کوتاہیاں تلاش کیں ہمیں نہیں معلوم کہ پاکستان میں خدا اور رسول کا وہ کونسا دشمن ہے، جس نے مودودی صاحب کی طرح بزعم خود یہ تمام دینی کارنامے انجام دیئے ہوں۔ خدا کا، رسول کا اور قرآن کا علانیہ انکار کیا ہو۔ اور پھر جمعیۃ نے اس سے ہم آغوشی اختیار کر لی ہو۔

شکوہ بیجا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور

(۷) چٹان اور اس کے ایڈیٹر صاحب مودودی صاحب اور ان کی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں ........ جمعیۃ نے کبھی اس طرف توجہ نہیں دی۔ اس لئے کہ

سب اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

اور مودودی صاحب ہی نہیں، سالم اجمیلی جیسے افراد کے انٹرویو بھی چٹان شائع کرے تو جمعیۃ کو اس سے غرض نہیں جمعیۃ نے تو چٹان پر اس وقت بھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جب اس نے ایک سال قبل مسٹر بھٹو کی مدح میں اور ان کی پارٹی کے تعارف میں ایڈیشن کے ایڈیشن شائع کئے۔

چٹان جب مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے خلاف لکھتا رہا۔ تب بھی جمعیۃ نے اسے اہمیت نہیں دی، اور اب ان کی موافقت میں رطب اللسان ہے تب بھی جمعیۃ کو کوئی گلہ نہیں۔

البتہ جمعیۃ کے لئے یہ ممکن نہیں کہ جب چٹان کسی کے حق میں لکھتا رہے تو جمعیۃ بھی اس کی موافقت کرتی رہے اور جوں ہی چٹان اس کا مخالف ہو جائے تو وہ بھی اس کے خلاف کھڑی ہو جائے۔

جمعیۃ کا اختلاف و اتفاق عقیدہ اور مسلک کی حد تک ہے۔

(۸) جمعیۃ کے زعماء کی اکثریت چاہے پاکستان بننے کے بعد صف اول میں آئی ہو اور چاہے وہ چوہدری افضل حق اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے ہمسفر رہے ہوں۔ بہرحال جمعیۃ نے کبھی بھی محض گذشتہ آشنائی اور ہمسفری کی بنیاد پر کبھی کسی سے یہ توقع نہیں کی کہ وہ اس کا ساتھ دے۔ یہ راہ حق کا سفر ہے۔ اگلے اس پر چلتے رہے اب پیچھے آنے والے اس پر گامزن ہیں۔ اس لئے جو بھی چاہے اس راہ کا ہم سفر بن سکتا ہے

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

(۹) جمعیۃ کے ساتھ جن حضرات کو اختلاف ہے ان کے اس اختلاف کو اپنے موقف کے حق میں پیش کرنے والوں سے بھی ان حضرات کو جمعیۃ سے کہیں زیادہ اختلافات ہیں۔ اس لئے اگر صحیح و غلط کا معیار یہی ہے تو اس سے کون بچا ہوا ہے۔

(۱۰) حضرت مولانا رسول خان صاحب مدظلہ العالی نے اس فراڈ کا پول کھول دیا ہے۔ جس کے طلسم تیار کر کرکے مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کو سوشلسٹوں کی بیعت کے الزام سے مطعون کیا جا رہا تھا لیکن اگر حقیقت سے

(باقی صفحہ ۷ پر)

محمد نذیر سیال لاہور　　(قسط نمبر ۲)

# جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف سامراجی ایجنٹوں کے مذموم پروپیگنڈے کا ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

سامراجی ایجنٹوں نے بوکھلاہٹ کے عالم میں اپنی روایات کے مطابق اس قدر بدترین جھوٹ بولنے سے کام لیا کہ خدا کی پناہ۔ خبر مشہور کی کہ جمعیۃ میں شدید اختلافات پیدا ہوگئے ہیں اور جمعیۃ میں مولانا غلام غوث گروپ علیحدہ ہوگیا ہے۔ مولانا عبدالہادی دین پور شریف والوں کی مولانا غلام غوث ہزاروی سے ان کی انتہا پسندی اور سوشلسٹوں کی حمایت کی بنا پر جھڑپ ہوئی ہے اور جمعیۃ کے خلاف ایسی بے بنیاد خبروں کو ہوا دینے کے لئے لاہور سے نکلنے والا ایک نیا روزنامہ پیش پیش ہے۔ الحمد للہ جلد ہی اکابرین جمعیۃ نے اس پروپیگنڈے کے شیطانی جال کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ مولانا ہزاروی مدظلہ اور مفتی محمود مدظلہ ہر دو بزرگوں نے زبردست تردیدی بیان دیئے اور واشگاف الفاظ میں جمعیۃ میں اختلافات کی خبروں کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا۔ اسی طرح درگاہ عالیہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مدظلہ نے ایک تفصیلی بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ جمعیۃ علما اسلام کے رہنماؤں کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔ فرمایا مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب سے میری جھڑپ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ دین پور میں ایسا کوئی اجتماع سرے سے ہوا ہی نہیں۔

بیان میں آپ نے مزید فرمایا کہ مجھے جمعیۃ کے تمام رہنماؤں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی۔ مولانا مفتی محمود مولانا غلام غوث ہزاروی۔ مولانا عبیداللہ انور اور مولانا سید گل بادشاہ مدظلہم کی دینی حمیت اخلاص اور سیاسی بصیرت پر پورا پورا بھروسہ ہے۔ اور یہ حضرات پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے مخلصانہ جد و جہد کر رہے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈہ ایسے عناصر کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ جو آپ کو اسلام کا اجارہ دار سمجھنے میں اسلام کی من مانی تعبیرات پیش کر کے الحاد و بے دینی کو ہوا دیتے ہیں۔ اور جھوٹ بولنے کو نہ صرف جائز بلکہ واجب سمجھتے ہیں"۔ (امروز ۲۳ جولائی)

اسلام کے ان ٹھیکیداروں کی طرف سے جمعیۃ پر لگائے گئے تمام الزامات محض اللہ کے فضل و کرم سے بے بنیاد ثابت ہو چکے ہیں۔ اور مسلمان عوام نے ان نام نہاد اسلام پسندوں کی خوب مذمت کی۔ اس پر انہوں نے تشدد جیسے حربے کو اختیار کر لیا ہے۔ چنانچہ اس جماعت کے ایک ذمہ دار رہنما میاں محمد طفیل کی موجودگی میں کمالیہ میں ایک طالب علم کو ان کی جماعت کے کارکنوں نے پیٹ ڈالا۔ اور فائد آباد میں اسی رہنما نے خطاب کرتے ہوئے اپنے کارکنوں کو تلقین کی ہے کہ "مخالفین کو ڈنڈے مار مار کر ان کا کچومر نکال دو"۔ (امروز لاہور ۱۵ اگست)

ہو سکتا ہے کہ میاں محمد طفیل صاحب اس واقعہ کی بھی تردید کر دیں۔ جیسا کہ سرگودھا میں جذبات کی رو میں بہہ کر خطاب کرتے ہوئے کہی ہوئی باتوں کی نہایت دلیری سے تردید کر دی تھی۔ مگر وہاں کے وکلاء معزز شہریوں اور انجمن صحافیان کے سیکرٹری کی طرف سے میاں صاحب کے اس اقدام کی پرزور مذمت کی۔ چنانچہ سرگودھا یونین آف جرنلسٹس کے سیکرٹری ریاض محمد رضا نے کہا ہے کہ میاں صاحب نے معاشی نظام کی وضاحت کرتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ مولانا مودودی کا یہ موقف درست ہے کہ اسلام نے جاگیرداری اور سرمایہ داری کی حد مقرر نہیں کی۔ لیکن جماعت اسلامی نے زمین کی ملکیت وقتی مصلحت کے تقاضوں کے پیش نظر مقرر کی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسلام میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جاگیریں اور زائد سرمایہ چھین لیا تھا لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ جائز نہیں ہے۔ انہوں نے ۱۹۵۶ء کے آئین میں مناسب ترمیموں کی ضرورت کا ذکر کیا تھا۔ اور ون یونٹ توڑنے کی حمایت کی تھی حالانکہ ۱۹۵۶ء کے آئین کی بنیاد تھا۔ (امروز ۱۵ اگست)

مسلمان عوام اب اس بات کو بخوبی جان چکے ہیں، کہ یہی ہے وہ جماعت جو اپنی خود ساختہ تعبیرات کو اسلام کا نام دے کر اس کی کامیابی کے لئے کوشاں ہے۔ یہی ہے وہ جماعت جس کے نزدیک جمہوریت مقدم ہے۔ کیونکہ اس کے رہنماؤں کا کہنا ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے بحالی جمہوریت ضروری ہے۔ یہی ہے وہ جماعت جو صحابہ کرامؓ سلف صالحین اور اکابرین امت پر تنقید کر کے اسلام کی صورت کو مسخ کر کے اپنا خود ساختہ اسلام لاگو کرنا چاہتی ہے۔ اور یہی ہے وہ جماعت جس کے رہنما وقتی منفعت کی خاطر جھوٹ بولنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے اور اسے حکمت عملی سے تعبیر کر کے تمہیں اسلام کے لبادہ میں اپنی منافقت کا نقاب اٹھتا دیکھ کر اب ان لوگوں نے عوامی بوچھاڑ سے بچنے کے لئے مختلف پناہ گاہیں ڈھونڈھنا شروع کر دی ہیں۔ اسی مقصد کے لئے آج کل یہ لوگ مولانا احتشام الحق تھانوی اور مولانا ظفر احمد عثمانی کے معتقد بن کر ان کی پناہ حاصل کر کے اپنا دفاع کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ان کو اتنا علم نہیں کہ آپس میں معمولی اختلافات کا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ پچھلے دنوں جب اسی جماعت نے مولانا احتشام الحق صاحب کے ایک بیان کو جمعیۃ کے خلاف استعمال کرنے کی مذموم کوشش کی تو مولانا نے کراچی سے ایک بیان جاری فرما کر ان کی آرزوؤں اور تمناؤں پر پانی پھیر دیا۔ مولانا نے فرمایا "۲ فروری کے اخبارات میں مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب کا وہ وضاحتی بیان پڑھ کر خوشی ہوئی جس میں انہوں نے سوشلزم اور اسلام کے ساتھ پیوندکاری کی تردید کی ہے۔ مولانا ہزاروی کی طرف منسوب سابقہ بیان کے بعد تین چار روز تک میں نے تردید کا نہ صرف انتظار کیا بلکہ مفتی محمود صاحب سے ملتان کے ٹیلیفون پر بھی تردید کی درخواست کی مجھے یقین ہے کہ اسلام پسند اور دینی حلقوں میں اس تردید کے بعد کوئی غلط فہمی نہیں رہنا چاہیئے اور جنہوں نے میرے بیان کو جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف جماعتی سیاست اور باہمی رقابت کے طور پر استعمال کیا ہے انہوں نے اخلاص کا اچھا ثبوت نہیں دیا۔ میری نظر میں جمعیۃ علماء اسلام بحالیٔ جمہوریت اور اسلامی نظام کے سلسلہ میں اس وقت اچھا کردار ادا کر رہی ہے"۔ (روزنامہ حریت کراچی ۳ فروری ۱۹۶۹ء)

(باقی آئندہ)

## بقیہ اتفاق واختلاف

انکار کا نام ہی اب حق نگاری بن گیا ہے تو کوئی کیا کر سکتا ہے

(۱۱) جمعیۃ کی صاف گوئی کا نام اگر سب و شتم ہے تو اس الزام سے سلف و خلف میں سے کون بچ سکتا ہے حالانکہ مجلس احباب سے لے کر خیابان گل والا تک جمعیۃ اور اکابر جمعیۃ کے خلاف جو گل کھلائے جا رہے ہیں۔ ان کے بعد بھی یہ دعویٰ کہ ہم تو خاموش ہیں، جرم جو کچھ ہے وہ ان مولویوں کا ہی ہے۔ سادگی و پرکاری کی انتہا ہے۔

(۱۲) اللہ کے دین کو برحق سمجھ کر اور پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کی جد و جہد سے اتفاق کرتے ہوئے ملک کے غریب عوام، مزدور، کسان اور ان کے رہنما جمعیۃ کے ساتھ اشتراک کرتے ہیں۔ اس کے پروگرام کو اپناتے ہیں، خواہ وہ بشیر بختیار ہوں، طاؤس خان ہوں یا دوسرے لوگ ہوں۔ تو سرمایہ پرستوں، جاگیرداروں انگریزوں و امریکیوں کے دوستوں، نواب زادوں، ایئر شلوں اور ان کے حامیوں و معاونوں کے مقابلہ میں ان غریبوں اور غریب دوستوں کو جمعیۃ خوش آمدید کہے گی۔ کہ کونین کے سردار، خاتم النبیین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ یہی تھا۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

# عرب بھائیوں کی حمائت میں جمعیۃ علماء اسلام کی اپیل پر

# ملک گیر یوم احتجاج

## مسجد اقصیٰ کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کا عزم

### شیخوپورہ

جمعیۃ علماء اسلام شیخوپورہ کی طرف سے جمعہ کے دن پرزور یوم احتجاج منایا گیا اور اس میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت فوری طور پر مسجد اقصیٰ کے سلسلہ میں جہاد کا اعلان کرے قرارداد میں کہا گیا کہ یہ حملہ امریکہ و برطانیہ کی شہ پر کیا گیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ امریکی و برطانوی سرمایہ و املاک کو ضبط کیا جائے اور سفارتی تعلقات منقطع کئے جائیں۔

عربوں کے خلاف جو کتابیں و ادارے پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں۔ ان پر پابندی عائد کی جائے اور ساطع الجمیلی وغیرہ کو ملک سے فوراً نکالا جائے۔

### خلجی کنڈر خیل پشاور

دارالعلوم عربیہ حمایت الاسلام جو میاں محمد جان کی سرپرستی اور مولانا قاری سید محمد عبد اللہ صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مدرسہ کے اساتذہ و طلباء نے شرکت کی۔ اجلاس میں مولانا فضل مولیٰ نے کہا کہ یہودیوں نے بیت المقدس کی بے حرمتی کر کے عالم اسلام کے مسلمانوں کو چیلنج دیا ہے۔ انہوں نے اپیل کی کہ یہودیوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے اعلان جہاد کیا جائے اجلاس میں عربوں کی فتح کے لئے دعا مانگی گئی اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

### ہری پور (ہزارہ)

مولانا حکیم عبد الرشید انور ناظم اعلیٰ جمعیۃ ہری پور کی اطلاع کے مطابق جمعیۃ کی اپیل پر ہری پور میں یوم مسجد اقصیٰ منایا گیا۔ عربوں کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ جمعیۃ کی اپیل پر سینکڑوں نوجوانوں نے خوشی خوشی اپنے نام مجاہدین قدس میں بھرتی کرائے۔ نماز جمعہ کے بعد ایک اجتماع سے مولانا سعید الرحمٰن نے خطاب کیا آپ نے کہا کہ مسجد اقصیٰ پر حالیہ "تاریخ کا ایک تاریک باب ہے۔ اس سے تمام مسلمانوں کے دل مجروح ہوئے ہیں

الحاج حکیم عبد السلام صاحب ہزاروی نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا مقدس مقام ہے۔ جس کو آگ لگا کر ہماری غیرت کو چیلنج کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہود اور اس کی سرپرست بڑی طاقتوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل اسلام مسجد اقصیٰ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ مولانا خلیل الرحمٰن نے جامع مسجد سکندر پور میں تقریر کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ امریکہ سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کئے جائیں

### شہر جیکب آباد

جمعیۃ علماء اسلام جیکب آباد کی طرف سے مدرسہ قاسم العلوم میں مولانا عبد القیوم کی زیر صدارت اور قاری عبد الہادی صاحب کی تلاوت سے جلسہ شروع ہوا مولانا خدا بخش خطیب مسجد تھل نے تقریر کی۔ آپ نے اہمیت جہاد پر تقریر کی اور مسجد اقصیٰ کی عظمت پر روشنی ڈالی انہوں نے اپیل کی کہ عربوں کے لئے مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر امدادی رقم روانہ کی جائے۔ جلسہ میں ان لوگوں کی سخت مذمت کی جو عربوں کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ عوام نے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔

### احمد پور شرقیہ

میں مجلس طلباء اسلام کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام میں قاری نور الحق قریشی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ملتان ڈویژن نے مسجد اقصیٰ کی اہمیت بیان کی۔ آپ نے زور دیا کہ مسجد اقصیٰ کو یہودیوں سے پاک کرانے کا واحد حل جہاد ہے۔ آخر میں قرارداد کے ذریعہ مسجد اقصیٰ کی شہادت پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا اور تمام انصاف پسند ممالک سے اپیل کی کہ وہ اسرائیل کا ہر طرح کا مقاطعہ کریں

### فقیر والی

مولانا عبد الحیٰ مجاہد ناظم اعلیٰ جمعیۃ طلباء اسلام کی زیر صدارت ایک جلسہ بیت المقدس پر حالیہ حملہ کو یہود کی بزدلانہ حرکت قرار دیا۔ اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ انہوں نے لیبر پارٹی سے جمعیۃ کے اتحاد کو اکابرین کی سیاسی بصیرت قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس اتحاد سے سوشلزم کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اجلاس میں مولانا حسین احمد نجیب نے بھی تقریر کی۔

### عارف والہ

جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز شاعر اور مدیر تبصرہ لاہور جناب جانباز مرزا نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں جو عربوں کے خلاف پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اس کو فوراً بند کیا جائے اور ساطع الجمیلی کو ملک سے نکالا جائے

### کندہ کوٹ

جمعیۃ کی اپیل پر کندہ کوٹ میں مکمل ہڑتال رہی۔ نماز عصر کے ایک جلسہ ہوا۔ جس میں مطالبہ کیا گیا کہ امریکہ و برطانیہ سے ہر طرح کے تعلقات ختم کئے جائیں۔ نیز جمعیۃ کی رضاکارانہ تنظیم سے اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ انہوں نے کہا کہ کندہ کوٹ کے مسلمان عرب بھائیوں کے لئے جانی و مالی ہر طرح کا تعاون کرنے کو تیار ہیں۔

### سرائے نورنگ

میں جمعیۃ کے احتجاجی اجلاس جس میں مولانا حمید اللہ جان نہانی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع بنوں کے علاوہ مولانا صاحب جان، مولانا محمد حنیف، مولانا امیر اکبر مولانا محمد صدیق شاہ مولانا سیف اللہ جان، مولانا الطاف الرحمٰن نے شرکت فرمائی۔ مولانا محمد حنیف امیر حلقہ ہذا کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں اسرائیل کی ناپاک سازش کے تحت مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کے واقعہ کی شدید مذمت کی گئی اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بین الاقوامی سطح پر اسرائیل کے خلاف کارروائی کرے ضلعی ناظم اعلیٰ نے رضاکاروں کی بھرتی شروع کر دی ہے۔ ضلع بنوں میں جمعیۃ کی اپیل پر یوم احتجاج منایا گیا ضلعی ناظم اعلیٰ نے اس سلسلہ میں مختلف مقامات خصوصاً داؤ خیل، بنوں، لکی مروت، سرائے نورنگ وغیرہ کا دورہ کیا۔ نورنگ کے اجلاس میں جامع شریعت و طریقت مولانا سراج الدین صاحب ماذون خمر خیل کی وفات پر تعزیتی قرارداد بھی پاس کی گئی۔

### پسرور

شہر پسرور میں حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ نے جمعہ کے اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام کے اعلان کے مطابق رضاکاروں کی بھرتی پر زور دیا۔ آپ نے کہا کہ اب یہود کے خلاف مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے۔ آپ نے امریکی و یہودی اموال و املاک کے مقاطعہ کی اپیل کی اور عربوں سے مکمل ہمدردی کا اظہار کیا۔

### بٹل (ہزارہ)

تنظیم القراء کے احتجاجی اجلاس میں جو مولانا قاضی فضل ربی صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی پر اسرائیل اور اس کے پشت پناہوں امریکی سامراج وغیرہ کی سخت مذمت کی گئی۔ آخر میں عربوں کی کامیابی کے لئے دعا مانگی گئی۔

### منکیرہ

منکیرہ تحصیل بھکر جامع مسجد نواب والی کے خطیب اور جمعیۃ علماء اسلام منکیرہ کے امیر مولانا محمد عبد اللہ صاحب نے اسرائیل کے حالیہ حملہ کی سخت مذمت کی۔ اہل منکیرہ نے ایک قرارداد میں عرب بھائیوں سے مکمل تعاون کا یقین دلایا

### شاہ نکڈر

جمعیۃ علماء اسلام شاہ نکڈر کے ناظم مولانا محمد رفیق نے جمعہ کے اجتماع میں مسجد اقصیٰ کے سانحہ پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا۔ حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ مجاہدین قدس کو تربیت دے کر بیت المقدس بھیجے۔ نیز اجتماع میں عربوں کے خلاف پروپیگنڈا بند کرنے کا مطالبہ کیا۔

### کلور کوٹ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

۲۴ اگست کو جمعیۃ کلور کوٹ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس مولانا عبد الرزاق صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ جس میں حافظ سراج الدین صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے جمعیۃ اور لیبر پارٹی کے اتحاد کو سراہا اور کہا کہ علماء مزدور اتحاد سے سامراجی ایجنٹوں میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ جس سے بدحواس ہو کر وہ اکابرین جمعیۃ پر جھوٹے الزامات عائد کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ غلط بیانی سے کام لے کر اب وہ جمعیۃ کے خلاف فتوے بھی حاصل کرنے لگے ہیں۔ انہوں نے حضرت مولانا رسول خاں صاحب اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا جنہوں نے اکابرین جمعیۃ کے خلاف اپنے ایک بیان سے رجوع فرمایا ہے۔ اجلاس میں اکابرین جمعیۃ پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ حافظ صاحب نے مسجد اقصیٰ کی شہادت کو عالم اسلام کے لئے کھلا چیلنج قرار دیتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر عرب ممالک کی ہر طرح کی امداد کرے۔ اجلاس میں شیخ الحدیث مولانا غور غشتوی، مولانا عبد الغفور مدنی کی رحلت پر قرارداد تعزیت بھی منظور کی گئی۔ جمعیۃ علماء اسلام کی اپیل پر کلور کوٹ کے گرد و نواح خصوصاً نواں جنڈانوالہ اور ہرنولی میں بھی یوم احتجاج منایا گیا

### کبیر والہ

جمعیۃ طلباء اسلام دار العلوم کبیر والہ نے ایک

# عرب بھائیوں کی حمایت میں جمعیۃ علماء اسلام کی اپیل پر

# ملک گیر یوم احتجاج

## مسجد اقصیٰ کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کا عزم

مولانا محمد صدیق شاہ مولانا سیف الدجان ، مولانا الطاف الرحمٰن نے شرکت فرمائی۔ مولانا محمد حنیف امیر حلقہ ہٰذا کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں اسرائیل کی ناپاک سازش کے تحت مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کے واقعہ کی شدید مذمت کی گئی اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بین الاقوامی سطح پر اسرائیل کے خلاف کارروائی کرے۔ ضلعی ناظم اعلیٰ نے رضاکاروں کی بھرتی شروع کر دی ہے۔ ضلع بنوں میں جمعیۃ کی اپیل پر یوم احتجاج منایا گیا۔ ضلعی ناظم اعلیٰ نے اس سلسلہ میں مختلف مقامات خصوصاً داؤخیل، بنوں، لکی مروت، سرائے نورنگ وغیرہ کا دورہ کیا۔ نورنگ کے اجلاس میں جامع شریعت وطریقت مولانا سراج الدین صاحب ماذون حمہ خیل کی وفات پر تعزیتی قرارداد بھی پاس کی گئی۔

### پسرور

شہر پسرور میں حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ نے جمعہ کے اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام کے اعلان کے مطابق رضاکاروں کی بھرتی پر زور دیا۔ آپ نے کہا کہ اب یہود کے خلاف مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے۔ آپ نے امریکی و یہودی اموال واملاک کے مقاطعہ کی اپیل کی اور عربوں سے مکمل ہمدردی کا اظہار کیا۔

### بٹل (ہزارہ)

تنظیم القراء کے احتجاجی اجلاس میں جو مولانا قاضی فضل ربی صاحب کی زیر صدارت ہوا، مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی پر اسرائیل اور اس کے پشت پناہوں امریکی سامراج وغیرہ کی سخت مذمت کی گئی۔ آخر میں عربوں کی کامیابی کے لئے دعا مانگی گئی۔

### مانسہرہ

مانسہرہ تحصیل جگہ جامع مسجد نواب والی کے خطیب اور جمعیۃ علماء اسلام مانسہرہ کے امیر مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب نے اسرائیل کے حالیہ حملہ کی سخت مذمت کی۔ اہل مانسہرہ نے ایک قرارداد میں عرب بھائیوں سے مکمل تعاون کا یقین دلایا

### شاہ نکڈر

جمعیۃ علماء اسلام شاہ نکڈر کے ناظم مولانا محمد رفیق نے جمعہ کے اجتماع میں مسجد اقصیٰ کے سانحہ پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا۔ حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ مجاہدین قدس کو تربیت دے کر بیت المقدس بھیجے۔ نیز اجتماع میں عربوں کے خلاف پروپیگنڈا بند کرنے کا مطالبہ کیا۔

### کلورکوٹ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

۲۴ اگست کو جمعیۃ کلورکوٹ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس مولانا عبدالرزاق صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ جس میں حافظ سراج الدین صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے جمعیۃ اور لیبر پارٹی کے اتحاد کو سراہا اور کہا کہ علماء مزدور اتحاد سے سامراجی ایجنٹوں میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ جس سے بدحواس ہو کر وہ اکابرین جمعیۃ پر جھوٹے الزامات عائد کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ غلط بیانی سے کام لے کر اب وہ جمعیۃ کے خلاف فتوے بھی حاصل کرنے لگے ہیں۔ انہوں نے حضرت مولانا رسول خان صاحب اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا جنہوں نے اکابرین جمعیۃ کے خلاف اپنے ایک بیان سے رجوع فرمایا ہے۔ اجلاس میں اکابرین جمعیۃ پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ حافظ صاحب نے مسجد اقصیٰ کی شہادت کو عالم اسلام کے لئے کھلا چیلنج قرار دیتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر عرب ممالک کی ہر طرح کی امداد کرے۔ اجلاس میں شیخ الحدیث مولانا غفور فشتوی، مولانا عبدالغفور بدیع کی رحلت پر قرارداد تعزیت بھی منظور کی گئی۔ جمعیۃ علماء اسلام کی اپیل پر کلورکوٹ کے گرد و نواح خصوصاً نواں جنڈانوالہ اور ہرنولی میں بھی یوم احتجاج منایا گیا

### کبیر والہ

جمعیۃ طلباء اسلام دارالعلوم کبیر والہ نے ایک جلسہ میں جو جمعیۃ کے صدر مولانا فضل حق کی صدارت میں ہوا مطالبہ کیا گیا کہ حکومت پاکستان امریکن بلاک سے بائیکاٹ کا اعلان کرے کے عرب مسلمانوں کی مکمل حمایت کرے

### کلاچی

جمعیۃ علماء اسلام کلاچی کے ایک ہنگامی اجلاس میں جس کی صدارت حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ڈویژن فرما رہے تھے۔ مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے اور اس کی بے حرمتی کرنے پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا۔ اجلاس سے حضرت قاضی صاحب نے خطاب فرمایا اور یہودیوں کی مذموم تاریخ پر روشنی ڈالی۔ آخر میں مندرجہ ذیل قراردادیں پاس ہوئیں۔

- یہ اجلاس مسجد اقصیٰ پر یہودیوں کے حملہ کو عالم اسلام کے لئے کھلا چیلنج تصور کرتا ہے۔ اس اجتماع کی قطعی رائے ہے کہ عالم اسلام تمام اختلافات ختم کر کے اس چیلنج کو قبول کرے اور جہاد کا اعلان کرے۔
- یہ اجلاس امریکہ سے سفارتی تعلقات ختم کرنے اور پاکستان میں یہودیوں کی تمام املاک کی ضبطی کا مطالبہ کرتا ہے
- یہ اجلاس مرکزی جمعیۃ کی مجاہدین قدس کی تحریک کی مکمل حمایت کرتا اور اپنے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلاتا ہے۔
- یہ اجلاس ملک میں عربوں کے خلاف پروپیگنڈہ پر نفرت کا اظہار کرتا اور منافرت پھیلانے والوں پر پابندی کا مطالبہ کرتا ہے۔

### لیہ

لیہ ضلع مظفر گڑھ میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی اپیل پر جامع مسجد کونڈل والی، مسجد پیلے والی، مسجد حافظ آباد، موتی جامع مسجد، چوبارہ روڈ، جامع مسجد فاروق اعظم میں پرزور احتجاج منایا گیا۔ مختلف قراردادوں میں یہودیوں کے خلاف مؤثر کارروائی کا مطالبہ کیا اور اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا

### حسن ابدال

امیر جمعیۃ علماء اسلام حسن ابدال کی اپیل پر شہر میں مکمل ہڑتال رہی اور اسرائیلی جارحیت کا جواب دینے کے لئے بہت سے نوجوانوں نے مجاہدین قدس میں اپنے نام لکھوائے

### کالا گوجراں

میں جمعہ کے دن یوم احتجاج منایا گیا۔ مولانا رشید احمد ارشد خطیب جامع مسجد مہاجرین نے مسجد اقصیٰ کی شہادت کو عظیم سانحہ قرار دیا اور عربوں کے خلاف ملک میں کئے جانے والے پروپیگنڈا کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی۔ جمعیۃ کی اپیل پر کالا گوجراں میں مکمل ہڑتال رہی۔

### سیالکوٹ

جمعیۃ علماء اسلام سیالکوٹ کی جانب سے مختلف مساجد میں یوم احتجاج کے موقعہ پر غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے بڑی طاقتوں کو خبردار کیا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ اسرائیل کے پشت پناہ تمام ممالک کا مقاطعہ کرے اور عربوں کی مکمل مدد پہنچائے۔ یہ مطالبات مختلف مساجد کے خطباء خصوصاً مولانا سلطان محمود خطیب مسجد بوگ ،امام صاحب مولانا حبیب اللہ صاحب خطیب نیکا پورہ، مولانا حافظ منظور احمد جامع مسجد مدینہ، حافظ عبدالرحمٰن صاحب جنوں مرم نے پیش کئے

### بفہ و علاقہ پکھلی

جمعیۃ کے زیر اہتمام بفہ میں ہڑتال رہی، ہوٹل، دوا خانے اور تمام دکانیں تک بند رہیں۔ جمعہ کے دن ایک جلسہ عام بھی ہوا جس میں مولانا سید محمود شاہ، مولانا عبدالحکیم خطیب حاجی محمد یونس جلسہ میں موجود تھے۔ جلسہ میں مولانا عبدالقادر صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ نے مختلف قراردادیں پاس کیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ جہاد کا اعلان کر کے یہودیوں کے خلاف عملی قدم اٹھایا جائے۔ انہوں نے علاقہ ہٰذا کی طرف سے عربوں کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا

### حیدرآباد

ایک قرارداد باشندگان وحدت کالونی حیدرآباد نے مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے اور اس کے ایک حصہ کو شہید کرنے پر غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے صیہونی قوتوں اور ان کے مددگاروں کی پرزور مذمت کی ہے اور ان کے خلاف عملی قدم اٹھانے کا مطالبہ کیا ہے۔ نیز حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی اپیل پر مختلف حضرات نے اپنے نام بھی پیش کئے ہیں۔

---

**مدرسہ منبع العلوم نیو سعید آباد (رجسٹرڈ) کی**

## اپیل

یہ ایک دینی درسگاہ ہے، صرف اہل خیر حضرات کے تعاون سے جاری ہے۔ اس وقت مدرسہ کی مالی حالت کمزور ہے نیز موجودہ کمرے خستہ حالت میں ہیں اور طلباء کیلئے ناکافی بھی ہیں اس لئے تعمیر نو کی اشد ضرورت ہے۔ اہل خیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے وہ مقدور بھر حصہ لیں۔ کمرہ بنانے یا اینٹ وغیرہ سامان تعمیر عنایت فرما کر اجر دارین حاصل کریں۔

العارض: عبدالقیوم نہادانی مہتمم مدرسہ منبع العلوم (رجسٹرڈ) شدو مرادم ضلع حیدرآباد سندھ

# تائید و حمایت

مودودی جماعت نے جمعیۃ علماء اسلام اور اکابرین جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے خلاف کافی عرصہ سے معاندانہ مہم شروع کی ہوئی ہے۔ جس میں لاہور کا نیا اخبار ندائے ملت پیش پیش ہے۔ ہم تو ندائے ملت کی اس روش سے یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اگر وہ جھوٹ نہ لکھے تو مودودی جماعت اس سے کیسے تعاون کر سکتی ہے وہ تو خریدنے کے لئے بھی تیار نہ ہوگی۔ ایک طرف تو اس اخبار کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ آزاد اخبار ہے اور دوسری طرف حالت یہ ہے کہ جب اس کو جمعیۃ کی خبریں دی جاتی ہیں تو ان کو شائع بھی نہیں کیا جاتا۔ اخبار کے اس رویہ سے ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ اس میں مودودی عناصر زیادہ تعداد میں گھسے ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے جمعیۃ کی خبریں چھپا دی جاتی ہیں، اور جو خبریں جمعیۃ کے خلاف ہوتی ہیں ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔

یوں تو اس اخبار نے بہت سے جھوٹ تراشے ہیں لیکن بعض جھوٹ اس میں ایسے تراشے گئے ہیں جو اخلاقی طور پر کسی بھی شریف انسان کو زیب نہیں دیتے۔ حضرت مفتی صاحب کے متعلق غلط باتیں منسوب کی گئیں۔ حضرت ہزاروی اور ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال کے متعلق سراپا بے بنیاد الزامات گھڑے گئے جمعیۃ میں پھوٹ ڈالنے کی خبر مشہور کی۔ حیدرآباد کے ۱۲ ارکان کی علیحدگی کی خبر اس نے ہی شائع کی۔ بہرحال مختلف علاقوں کے علماء کرام نے اخبار ہذا کے اس رویہ کی شدید مذمت کی ہے اور اس کی معاندانہ پالیسی کے خلاف سخت غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ اور اس میں شائع ہونے والی خبروں کی تردید کے ساتھ ساتھ جمعیۃ علماء اسلام اور اکابرین جمعیۃ پر مکمل اعتماد اور اپنے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا ہے۔ اس سلسلے میں ہماری گذارش یہ ہے کہ جمعیۃ سے متعلق اس وقت تک کسی بھی اخبار میں شائع شدہ خبر کی تصدیق نہ کی جائے۔ جب تک وہ جمعیۃ کے آرگن ہفت روزہ ترجمان اسلام میں شائع نہ ہو ——— (ادارہ)

---

## ٹنڈو آدم:۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند امیر جمعیۃ و خطیب مسجد چمن شاہ۔ فاضل نوجوان مولانا عبدالسبحان صاحب صدر مدرس مدرسہ انوار العلوم۔ مولانا محمد نسیم صاحب خطیب مدینہ مسجد ہیرانی روڈ ـ مولانا محمد ابوبکر خطیب نگرانی مسجد ـ حافظ نور محمد مہتمم مدرسہ انوار العلوم و خطیب مسجد فاروقی ـ قاری محمد رفیق مدرس مدرسہ قاسم العلوم و خطیب مسجد گدھڑا لنڈیار۔ مولانا محمد امین بہشتی امام کچی مسجد، صوفی عبدالغنی صاحب نگرانی پاڑہ ـ حافظ عبدالغفور صاحب جعفری سالار حیدرآباد ڈویژن ـ صوفی کرامت اللہ صاحب عبدالکریم شاہ چمن شاہ۔ قبول احمد صاحب چمن شاہ صوفی فخرالدین صاحب چاندیہ پاڑہ۔ صوفی شرف الدین صاحب چاندیہ پاڑہ۔ حافظ شرف الدین صاحب چمن شاہ۔ صوفی احمد نور صاحب۔ فیض محمد صاحب شاہی بازار۔ جمعہ خان صاحب نگرانی محلہ۔ چوہدری ولی محمد صاحب۔ محمد عرفان قادری ناظم جمعیۃ علماء اسلام ٹنڈو آدم۔

## سکھر:۔

مولانا محمد مراد صاحب مہتمم مدرسہ حمادیہ۔ مولانا شمس الدین صاحب مدرس مدرسہ حمادیہ۔ قاری عبدالجبار صاحب مدرس مدرسہ حمادیہ۔ عبدالجبار شاہ صاحب خطیب منزل گاہ۔ مولانا عبدالحق صاحب مہتمم مدرسہ دارالفیوض۔ مولانا غلام اکبر صاحب۔ مولانا دین محمد صاحب۔ مولانا علی محمد صاحب۔ سید کبیر احمد کاظمی سیکرٹری اطلاعات تعلیم الاسلام۔ مولانا محمد حیات صاحب مدرسہ انوار العلوم۔ قاری غلام ربانی صاحب مدرسہ انوار العلوم مولانا محمد انور صاحب مہتمم مدرسہ انوار العلوم۔ مولانا عبدالودود سندھی ادارہ تعمیر ملت۔ مولانا عبدالغفور صاحب مدرسہ انوار العلوم۔ مولانا عبدالحلیم صاحب۔ گل محمد صاحب بی اے عبدالرحمٰن صاحب وکیل ڈھک روڈ۔ شیخ فضل الدین صاحب وکیل۔ عبدالستار صاحب انصاری بی، اے۔ اسرار چوہدری صاحب ادارہ تعمیر ملت۔ قاری امیرالدین صاحب خطیب جامع مسجد۔ مولانا عبدالرحمان صاحب مدرسہ اشرفیہ۔ مولانا محمد حیات صاحب بلوچ مدرسہ اشرفیہ مولانا حافظ نذیر صاحب مدرسہ اشرفیہ۔ مولانا اللہ بخش صاحب خطیب مسجد مشن روڈ۔ مولانا عبدالرزاق صاحب خطیب پارسی کالونی۔ عبدالستار صاحب میرٹھی خطیب مسجد شہید گنج۔ قاری عبدالوحید میرٹھی۔ مولوی شاہ نواز صاحب خطیب۔ مولانا محمد عبیداللہ صاحب جامعی مہتمم محمودیہ مدرسہ۔ مولانا حکیم عبدالواحد صاحب مارکیٹ حافظ عبدالمجید صاحب کلاکٹر مارکیٹ۔ حاجی حفیظ الدین صاحب شاہی بازار۔ مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب ورکشاپ مسجد۔ حافظ محمد اقبال صاحب خطیب مومن مسجد۔ مولانا تاج محمد صاحب مدرسہ انوار العلوم حکیم محمد جمیل صاحب نصرت کالونی۔ شاہ محمد صاحب مدرسہ انوار العلوم بچل شاہ۔ مولانا گل محمد صاحب مدرسہ انوار العلوم۔

## حیدرآباد:۔

مولانا عبدالقیوم صاحب خارانی نیو سعید آباد مدرس مدرسہ منبع العلوم۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب خطیب جامع مسجد ٹیلیگراف حیدرآباد۔ مولانا محمد حنیف مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم شاہ پور چاکر۔ مولانا حکیم عبدالغفور صاحب حجازی دواخانہ نیو ہالا۔ مولانا فتح محمد خطیب مسجد گدو ناک حیدرآباد۔ حافظ محمد شفیع صاحب مہتمم دارالعلوم اسلامیہ۔ مولانا شمس الدین صاحب مدرس مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم۔ مولانا صالح محمد مدرس مدرسہ ہذا۔ مولانا محمد اسماعیل مدرس مدرسہ مطلع العلوم۔ مولانا محمد ابراہیم مدرس مدرسہ مدینۃ العلوم بھیڈو۔ مولانا عبدالواحد صاحب ثاقب ناظم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم دریا خاں مری مولانا عبدالرؤف صدر مدرس مدرسہ مفتاح العلوم حیدرآباد۔ مولانا بحرالعلوم مدرس مدرسہ ہذا۔ مولانا نور محمد امیر جمعیۃ حیدرآباد ڈویژن و صدر مدرس مدرسہ ہاشمیہ سجاول۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب صدر مدرس مدرسہ جیھاں سومرہ۔ مولانا محمد سلیمان مدرس مدرسہ قوت العلوم حیدرآباد۔ مولانا عبدالمتین خطیب جامع مسجد وحدت کالونی مولانا محی الدین مظاہری خطیب مسجد دو آبہ پولیس لائن۔ مولانا محمد معاویہ مبلغ ختم نبوت۔ مولانا عبدالحق صاحب نائب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت۔ مولانا منظور الحق ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت۔ مولانا حبیب الرحمٰن خطیب جامع مسجد بخاری۔ حافظ شیر محمد مدرس اشرف العلوم لطیف آباد۔ مولانا غلام رسول صاحب خطیب لال مسجد حیدرآباد۔ مولانا محمد ابراہیم ایرانی مدرسہ حسینیہ کھوکھر۔ مولانا قائم الدین خطیب مکی مسجد نواب شاہ۔ مولانا غلام محمد خالد مدرس جیھاں سومرو۔ مولانا محمد مدرس جیھاں سومرہ ـ مولوی محمد حسن خطیب مسجد اللہ ڈنہ ساند۔ قاری عزیز اللہ صاحب خطیب مسجد معراج الدین اخیرولال ـ

(حکیم نواب دین ناظم ڈویژن حیدرآباد)

## لائلپور:۔

لائلپور کے طلبہ کی مختلف تنظیموں کے رہنماؤں جن میں ندوۃ الطلبہ کے جنرل سکریٹری محمد اکرم عتیق۔ انجمن محافظان اسلام کے سیکرٹری مجاہد صدیقی۔ تحفظ ناموس صحابہ کے سیکرٹری عبدالرشید انصاری۔ انجمن تحفظ پاکستان کے صدر رام، اے الیاس۔ انجمن اتحاد اسلامی کے سیکرٹری سید خالد جیلانی۔ تنظیم طلباء پاکستان کے سیکرٹری شبیر احمد پروگریسو سٹوڈنٹس فیڈریشن۔ متحدہ محاذ سامراج دشمن طلباء کے رہنماؤں نے ایک مشترکہ بیان میں جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے اور ایسے عناصر کی پرزور مذمت کی گئی۔ جو شیش محلوں میں بیٹھ کر جمعیۃ علماء اسلام کے قائدین پر بے بنیاد اور من گھڑت الزام تراشی کی کھلی بمبارمنٹ کر رہے ہیں

---

## عصری طرائف

ہیں دھول سے نفاق کی چہرے اٹے ہوئے
بازی گروں کے طائفہ ہیں سب بٹے ہوئے

یورپ کے دوستوں نے دیا ان کو یہ سبق
کعبہ کے راستے سے چلو تم ہٹے ہوئے

ڈالر کے "مائدہ" پہ جمع ہیں یہ بدقماش
حرص و ہوا کی دھار سے دل ہیں کٹے ہوئے

دھوکے کی ٹٹیاں ہیں رفیقانِ روزگار
اجلے لباس، دل مگر ان کے چھٹے ہوئے

سایہ میں سامراج کے اپنوں سے ہے فراڈ
اُس بس کی آرزو میں خدا سے ہٹے ہوئے

آجائے ہاتھ نکسن و ولسن کی دوستی
اس کے لئے ہیں ادنیٰ و اعلیٰ ڈٹے ہوئے

لیموں نچوڑ ہو گئے پیدا بہت یہاں
سب ایک دوسرے سے ہیں بڑھ کر چھٹے ہوئے

افرنگیوں کے مکر سے اسلامیوں کا حال
دامن ہیں چاک چاک گریباں پھٹے ہوئے

## سبز باغ

دمڑی کے چار چار بکیں گے قلم فروش
امریکنوں کی شہ پہ ہے جن کا یہ زیر و بم

کس کو خبر تھی ایک دن ایسا بھی آئے گا
غیروں کے واسطے عُلَماء پر روا ستم

دعویٰ تھا جن کو بک نہیں سکتے کبھی بھی ہم
ڈالر کی اک جھلک سے ہی ان کا کھلا بھرم

الزام دے رہے ہیں جو اصحاب فقر کو
ان کے بھی سامراج سے رشتے نہیں ہیں کم

جس نے چلائے خنجرِ بُرّاں صحابہؓ پر
کھویا اسی نے دہر میں اسلام کا بھرم

ظاہر میں ان سا نیک کوئی بھی نہیں مگر
باطن میں ختم ہوتے نہیں ان کے پیچ و خم

مصر و عراق و شام کے جانبازوں کا لہو
تھامے ہوئے ہے آج بھی اسلام کا علم

ڈالر کے بدلے گُرو، ہے خمخانۂ حجاز
صیہونیوں کی زد میں دیا، خانۂ حرم

جانیں نثار ختم رسالت کے نام پر
امید فتح رکھتے ہیں اپنے خدا سے ہم

## دمڑی کے چار چار

دمڑی کے چار چار بکیں گے یہ ڈالری
صحرا کی چوب سوختنی ہیں یہ آذری

اس شوخ کے اشارے، رقصاں قلم کی نوک
شاید اسی کو کہتے ہیں افسونِ سامری

بازاریوں کے ہاتھ میں پہنچا قلم کا "گُر"
سب و شتم کا نام ہے اب شعر و شاعری

بھٹو سے دوستی، کبھی مودودیوں سے عشق
کیا کیا دکھائے گی ابھی ڈالر کی ساحری

صبح لگاؤ شام کو اس سے ہی لاگ ہے
بچوں کا کھیل ہے، یا ہے یہ دل بری

باطل کے سائے پھیل رہے ہیں چار سُو
برپا ہے گرد و پیش، مگر جنگِ زرگری

# خبرنامہ جمعیۃ علماء اسلام

## جمعیۃ علماء اسلام ضلع میانوالی کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

مورخہ ا جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ بروز پیر بعد نماز ظہر جمعیۃ علماء اسلام ضلع میانوالی کی شوریٰ کا اجلاس بعد تلاوت قرآن مجید زیر صدارت مولوی محمد سلیمان صاحب نائب امیر ضلع منعقد ہوا جس میں میانوالی، موسیٰ خیل۔ چک ۳۰۲ ڈی بی کندیاں، ہرنولی۔ کلورکوٹ۔ جلووالی۔ جنڈانوالہ۔ کلورکوٹ روکھیوالہ، کوٹلہ جام۔ بھکر۔ بہل کے نمائندگان نے شرکت فرمائی۔ کارروائی اجلاس حسب ذیل ہے :۔

(۱) ناظم اعلیٰ ضلعی جمعیۃ نے ۳۰۔ نومبر ۱۹۶۶ء سے ۲۵۔ اگست ۱۹۶۹ء تک کا حساب بالتفصیل آمد و خرچ معہ مدات آمدنی و خرچہ پڑھ کر سنایا۔ جس پر شوریٰ نے اپنے اطمینان کا اظہار فرمایا۔

(۲) کام کی رفتار تیز کرنے کے لئے طے پایا کہ ہر تین ماہ کے بعد شوریٰ کا اجلاس ہو۔ اور ہر چھ ماہ بعد ایسا عمومی اجلاس ہو جس میں ہر ابتدائی جماعت کا نمائندہ شامل ہو۔

(۳) ابتدائی جماعتوں کے سہ سالہ انتخاب کی مدت تین سال ہو گئی ہے۔ طے پایا کہ دستور کی رو سے ازسر نو ممبر سازی کر کے ابتدائی جماعتوں کے انتخابات مکمل کرلئے جائیں۔ تاکہ رمضان المبارک سے پہلے پہلے ضلع جمعیۃ کا انتخاب ہو جائے۔ ناظم ضلعی کو شوریٰ یہ ہدایت کرتی ہے کہ وہ جلد از جلد نظماء حلقہ کو ممبر سازی کی کاپیاں حسب ضرورت پہنچا دیں۔ اور ساتھ ہی خطوط بھی لکھ دیں، تاکہ باضابطہ نظماء حلقہ ابتدائی جماعتوں کا انتخاب کرا سکیں۔ کاپیاں نظماء حلقہ کو ستمبر کے پہلے عشرہ تک پہنچ جائیں۔

### قرار دادیں

(۱) جمعیۃ علماء اسلام ضلع میانوالی کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی، مولانا احمد الدین صاحب خلیفہ مجاز حضرت ابا جی مولانا عبدالغفور صاحب مہاجر مدنی کی وفات حسرت آیات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا اور بارگاہ رب العزت میں ان کے درجات عالیہ کے لئے دعا کرتا ہے۔ نیز اللہ رب العزت سے اپنے لئے نعم البدل کی التجا کرتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس رانا جلیل احمد صاحب ناظم جمعیۃ کلورکوٹ کے والد ماسٹر چاند خاں صاحب کی وفات پر انتہائی افسوس کا اظہار کرتا اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے

(۳) یہ اجلاس قبلہ اول بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ کی شہادت پر خون کے آنسو بہاتا اور اسے یہودیوں کی ظالمانہ جارحانہ منتقمانہ کارروائی تصور کرتا ہے۔

نیز حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکی سفارتی تعلقات منقطع کرے اور یہودیوں کی تمام املاک ضبط کر کے عربوں کی پوری پوری امداد فرمائے۔

نیز امریکی سامراج کی شدید مذمت کرتا ہے اور اس وقت اسرائیل کو دیئے جانے والے ۱۰۵ جہازوں کی امداد کو اسلام دشمنی تصور کرتا ہے۔

(۴) یہ اجلاس ندائے ملت میں جمعیۃ علماء اسلام اور اکابر جمعیۃ کے خلاف مودودی پارٹی کی طرف سے لگائے جانے والے بے بنیاد الزامات اور من گھڑت بیانات کی مذمت کرتا اور اسے صحافی بددیانتی تصور کرتا ہے۔

نیز یہ اجلاس اکابر جمعیۃ پر پورا اعتماد اور یقین کرتا اور اپنی طرف سے مکمل حمایت کا یقین دلاتا ہے۔

یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اعلان کے مطابق مودودی کی تمام کتابوں کو جن میں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ علیہم کی توہین یا تنقیص کی گئی ہے ضبط کرے اور عربوں کے خلاف ان کے تمام پروپیگنڈے کو بند کرے۔

یہ اجلاس ہرنولی، تحصیل و ضلع میانوالی میں کھلے بندوں شراب نوشی کے اجراء کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ڈپٹی کمشنر صاحب میانوالی سے اس ٹھیکہ کی منسوخی کا مطالبہ کرتا ہے

## تنظیم مجاہدین فورس
### ضروری ہدایات

(۱) جمعیۃ علماء اسلام کے ہر ڈویژن کے امیر جلد از جلد اپنے ڈویژن کے اضلاع کا دورہ کر کے ضلعی جمعیۃ کے مشورہ سے ہر ضلع میں ایک سالار ضلع اور نائب سالار کوئی با اعتماد دوستوں سے مقرر کرے۔ اگر کوئی ریٹائرڈ فوجی افسر ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

(۲) ہر ضلع کے اندر شہروں میں ہر پندرہ مجاہدوں پر ایک سالار اور زیادہ سے زیادہ ہر دس سالاروں پر ایک سر سالار اور پورے شہر اور بستی کے لئے یا چند قریبی بستیوں کو جمع کر کے سالار شہر اور نائب سالار شہر مقرر کریں۔

(۳) ہر ضلع کی جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عاملہ (عہدیداران) سالار ضلع کی امداد اور تنظیم کی نگرانی کرے۔

(۴) جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی جہاد فنڈ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی دفتر کی مخصوص رسیدات کے سوا ہرگز جمع نہ کیا جائے۔ اور یہ رسیدات جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی دفتروں سے طلب کریں۔

(۵) اس تنظیم کو ۳۰ ستمبر تک مکمل کر کے ناظم جمعیۃ علماء اسلام پاکستان صوبائی اور مرکزی دونوں دفتر کو اطلاع دیں۔

## ثبوت

حال ہی میں لاہور کے ایک ہفت روزہ نے بانگ دہل اعلان کیا ہے کہ :۔

"مولانا مودودی کے خلاف توہین ازواج مطہرات کا الزام بجائے خود توہین ازواج مطہرات ہے اور زبان دراز کے الفاظ ان سے منسوب کئے گئے ہیں۔ کیا وارثین انبیاء اپنے اس افترا کو ثابت کر سکتے ہیں۔"

ہم یہاں قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے مودودی صاحب کی وہ عبارت درج کر رہے ہیں جو ۱۹ نومبر ۱۹۶۷ء کے ہفت روزہ "ایشیا" لاہور میں شائع ہوئی ہے :۔

"بخاری و مسلم اور دوسری کتب حدیث میں حضرت عبداللہ ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے خود حضرت عمر سے پوچھا تھا کہ اس آیت میں جن ازواج کا ذکر ہے۔ اس سے مراد کون سی ازواج ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ تھیں۔ پھر انہوں نے اس کا تفصیلی واقعہ بیان فرمایا کہ یہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کچھ زیادہ جری ہو گئی تھیں اور حضور سے زبان درازی کرنے لگی تھیں"۔

یہ بات واضح ہے کہ یہاں مودودی صاحب نے حدیث کے الفاظ نقل کر کے ان کا ترجمہ بیان نہیں فرمایا ہے جس سے جری اور زبان دراز کہنے کی ذمہ داری حضرت ابن عباس یا حضرت عمر پر ڈال کر خود کو بری قرار دے لیا جائے بلکہ حدیث کا مفہوم بیان کرنے کے لئے خود ان الفاظ کا انتخاب کیا ہے۔ کیا اس سے بھی زیادہ اب کسی ثبوت کی ضرورت رہ جاتی ہے۔

اب ہم اس ہفت روزہ کے مدیر صاحب سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا مودودی بچھڑے کو بچانے کے لئے آپ قصداً اس الزام کو افتراء قرار دے رہے تھے یا واقعی آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ اور اب جبکہ آپ کے سامنے ثبوت پیش کر دیا گیا۔ کیا اب آپ اخلاقی جرأت کر کے یہ اعلان کریں گے کہ وارثین انبیاء علیہم السلام نے سچ کہا تھا اور میں نے ان کی بات کو افترا کہا تھا۔ اور مودودی گمراہ نے ازواج مطہرات کے بارہ میں زبان درازی کے الفاظ لکھ کر خبیث جسارت کا ارتکاب کیا ہے؟

مشرق وسطیٰ میں اسرائیل اور یہود اینگلو امریکی سامراج کی طاقت و امداد سے مسلمانوں کے قبلہ اول کو ختم کرنے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ صحیح معنوں میں قرآن و سنت پر عمل پیرا ہوں۔ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں صرف اور صرف اسلامی نظام حیات کی خواہاں ہے۔ اور اسی کے لئے عام مسلمانوں کو دعوت دیتی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام ببانگ دہل یہ اعلان کرتی ہے کہ پوری انسانیت کی فلاح و بہبود صرف اسلام ہی میں ہے اور کسی ازم میں نہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام سوات کی طرف سے ایک متفقہ قرارداد میں اس حقیقت کا اعلان کیا گیا کہ سابق ریاست سوات کے عوام اپنے مقدمات اور جھگڑوں کے تصفیہ کے لئے صرف قانون شریعت پر اطمینان کا اظہار کر سکتے ہیں جو کہ یہاں پر نافذ العمل بھی رہ چکا ہے۔

دوسری قرارداد میں اس حقیقت کا اعلان کیا گیا کہ یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کو آگ لگا کر عالم اسلام کی غیرت ایمانی کو چیلنج کیا ہے۔ سوات کے عوام اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ سوات کے غیور مسلمانوں کو یہودیوں کے خلاف جہاد کرنے کی اجازت دے

## مولانا عبداللطیف صاحب بالاکوٹی کی جانب سے

### پانچ صد رضا کاران قدس کی پیش کش

سرائے عالمگیر۔ ۲۲ اگست۔ آباد خان جامع مسجد میں جمعہ کے عظیم اجتماع میں حضرت مولانا عبداللطیف صاحب بالاکوٹی نے قبلہ اول پر یہودیوں کی ناپاک جسارت کی شدید مذمت کی ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں نے بارہ ہزار رضا کار بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ بھی قابل تحسین ہے اور اسی کے مطابق میں اپنی طرف سے پانچ سو رضا کار جن میں سرحد کے غیور پٹھان بھی شامل ہوں گے پیش کروں گا — رضا کاران قدس کی بھرتی کا دفتر کھولا گیا ہے اور بھرتی شروع ہے۔ جس میں سب سے اول اپنا نام اور اپنے نوجوان بیٹے کا نام پیش کیا۔ رضا کاروں کی باقاعدہ بھرتی شروع ہے۔

اجتماع میں مندرجہ ذیل قراردادیں باتفاق رائے پاس ہوئیں :-

(۱) مسلمانان سرائے عالمگیر کا یہ اجتماع مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں کے اعلان کے مطابق یہود کی اس سازش کے خلاف انتہائی غیض و غضب کا اظہار کرتے ہوئے ان کی شدید مذمت کرتا ہے۔ جس میں انہوں نے مسلمانان عالم کے قبلہ اول کو شہید کرنے اور ان کے جذبات کو مجروح کرنے کی ناپاک سازش کی ہے۔ ساتھ ہی برطانوی، امریکی سامراج کے اس رویہ کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی مذمت کرتا ہے جو یہودیوں کی پشت پناہی کرتے ہوئے عربوں کے خلاف ظلم روا رکھتے ہیں۔

(۲) یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملک میں عربوں کے خلاف پروپیگنڈا کو قانوناً بند کرتے ہوئے برطانوی، امریکی اور یہودی ایجنٹوں کے خلاف موثر کارروائی کرے۔

(۳) یہ اجتماع حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ یہودی غاصبوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے مؤثر اقدام اٹھائے اور عربوں کی ہر ممکن امداد کرے
(ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع گجرات)

## مسجد اقصیٰ کی آتشزدگی پر احتجاجی اجتماع

کراچی ۲۴۔ اگست۔ مسجد اقصیٰ کی آتش زدگی کے واقعہ پر مسجد ہاشمی کلری میں ایک احتجاجی اجتماع منعقد ہوا قاری محمد اسماعیل صاحب خطیب و صدر جمعیۃ علماء اسلام حلقہ کلری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ کا المناک واقعہ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت مسلمانان عالم کے قلوب کو مجروح کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس سازش میں امریکہ کا ہاتھ ہے کیونکہ اس نے ابھی تک خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔ ہمیں اقوام متحدہ کی قراردادوں پر بھروسہ کرنے کی بجائے متحد ہو کر اسرائیل کے اس چیلنج کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کے مرکزی دفتر میں "مجاہدین قدس" کے نام سے رضا کاروں کی بھرتی جاری ہے۔

## طلباء کرام متوجہ ہوں

مدارس عربیہ اور درس نظامی کے ابتدائی طلباء کی دیرینہ خواہش کے مطابق علم صرف اور علم نحو کا ایک خوبصورت عکسی نقشہ چھپوایا گیا ہے۔ جس میں علم صرف اور علم نحو کے جملہ ابواب و فصول اور انواع و اقسام کو تسبیح کے دانوں کی طرح ایک ہی لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔ یہ نقشہ کتاب یا پمفلٹ وغیرہ کی بجائے چارٹ کی صورت میں شائع کیا ہے یہی وجہ ہے کہ مبتدی کی پہلی ہی نظر میں صرف و نحو کا ہر مشکل مقام فوراً اس کے ذہن میں سما جاتا ہے امتحانات کے ایام میں طلباء کے پاس اس نقشہ کا ہونا اشد ضروری ہے۔ مہینوں محنت کی کامیابی چند لمحوں میں حاصل کرنے کے لئے آج ہی منگائیے۔ قیمت اعلیٰ کاغذ ۵۰ پیسے سستا کاغذ ۴۰ پیسے۔ ایک نقشہ منگوانے کیلئے قیمت کے ڈاک بھیجئے اور زیادہ پر منی آرڈر ارسال کریں۔ شاہی مسجد دیپالپور (ساہیوال)

## مدرسہ جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ کا چھٹا سالانہ جلسہ

مورخہ ۱۲، ۱۳، ۱۴، رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۵، ۲۶، ۲۷، ستمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعرات جمعہ، ہفتہ سابقہ روایات کے مطابق بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے۔ زیر سرپرستی حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب جانشین حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

### اسمائے گرامی علماء کرام

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام۔ حضرت مولانا کرم الٰہی صاحب بی اے علیگ شاہ کوٹ۔ نکودر۔ حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب ناظم اعلیٰ تنظیم اہلسنت والجماعت۔ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب کنوینر پاک عرب دوستی۔ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب خلیفہ مجاز حضرت لاہوری رح۔ حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ گیلانی خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام لاہور حضرت مولانا عبدالہادی صاحب جانشین حضرت دین پوری حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب لائلپوری ساہیوال۔ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ رشیدیہ ساہیوال حضرت مولانا امین الحق شاہ صاحب خطیب شیخوپورہ حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب خطیب ملتان حضرت مولانا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر لاہور

### شعراء کرام

شاعر جمعیۃ سید محمد امین صاحب گیلانی۔ حضرت قاری محمد شریف نعت خواں منچن آباد۔ شاعر جمعیۃ مرزا غلام نبی جانباز مدیر تبصرہ لاہور

(نوٹ) آخری اجلاس میں فاضل طلباء و نائبات کو تقسیم اسناد کے بعد دستار بندی بھی کی جائے گی۔

الداعی :- (مولانا) عبداللطیف انور جالندھری
مہتمم جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ

## الحاج علی شیر صاحب کو صدمہ

کتب خانہ صدیقیہ کے مالک حاجی علی شیر نائب صدر (امیر) جمعیۃ علماء اسلام خانیوال کے والد مکرم شدید علالت کی وجہ سے بروز جمعرات مورخہ ۹/۹/۶۹ کو وفات پا گئے ہیں مرحوم نہایت دیندار اور متقی مسلمان تھے۔ ان کی موت حاجی علی شیر صاحب اور دیگر وابستگان کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (ادارہ)

## کراچی کے چند مجاہدین کے تاثرات

کراچی ۲۴ اگست ۔ جمعیۃ علماء اسلام کی اپیل پر گذشتہ روز سے جمعیۃ علماء اسلام کراچی کے صدر دفتر واقع حمیدہ منزل نزد غریب شاہ نیو کمہار واڑہ روڈ پر اسلام کے دیوانوں کا تانتا بندھا رہا۔

" مجاہدین قدس کی بھرتی کے دوسرے روز جمعیۃ علماء اسلام کے ایک نمایندے نے چند مجاہدین کے تاثرات قلمبند کئے ہیں ۔

(۱) ڈرگ کالونی کے ساٹھ سالہ سفید ریش مولانا نواب مزدانے گلوگیر آواز میں کہا میں نے حج پر جانے کے لئے کچھ رقم بچائی تھی ۔ وہ رقم میں آپ کے حوالے کرتے ہوئے درخواست کرتا ہوں کہ خدارا مجھے جلد از جلد جہاد پر بھیجنے کا انتظام کیا جائے ۔

(۲) دریا آباد نیازی چوک کراچی کے ایک غریب ڈرائیور رب نواز نے بتایا کہ میں نے اپنے غریب خاندان کے لئے چار سو روپیہ پس انداز کیا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ جب سے یہودیوں نے اپنے ناپاک عزائم کا بیت المقدس کو نشانہ بنایا ہے ۔ میں نے اس بچی ہوئی رقم کو اپنے اور اپنے خاندان پر حرام کر لیا ہے اور یہ رقم انشاء اللہ جہاد کے کام آئے گی ۔

(۳) فیڈرل بی ایریا کے عبداللہ شاہ نے کہا کہ میری شریک حیات بھی اس مقدس جہاد میں شریک ہو کر اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد کے لئے بے چین ہے ۔ انہوں نے اپنی نیک بیوی کی طرف سے مجاہدین کی یونیفارم تیار کرنے کی پیشکش کی ہے ۔

(۴) کراچی اومنی بس سروس میں ملازم ۲۹ سالہ جوان شیر بہادر نے کہا کہ میں نے فوجی ٹریننگ کی ہوئی ہے ۔ میں اس سے بہتر اپنی صلاحیت کے اظہار کا کوئی اور موقع نہیں پاتا کہ بیت المقدس کے مبارک جہاد میں شریک ہو کر اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دوں ۔ نوجوان مجاہد نے کہا ۔ میرے گھر والوں کے لئے خدا کی راہ میں میری شہادت باعث سعادت اور باعث فخر ہوگی ۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہ میرے جہاد پر جانے کے بعد گھر اور گھر والوں کا خدا حافظ ہے

(۵) آج دفتر میں چند چھوٹے بچے بھی آتے رہے ۔ حضرت غریب شاہ کا بارہ سالہ بچہ تاج محمد بھی مصر ہو گیا کہ جب تک میرا نام "مجاہدین قدس" میں شامل نہیں کیا جاتا میں آپ کے دفتر سے واپس نہیں جاؤں گا ۔

(نوٹ) اوقات بھرتی مجاہدین قدس ۲ تا ۶ بجے شام
(عبدالستار بروہی ناظم دفتر جمعیۃ کراچی ڈویژن)

## کورنگی نمبر ۶ میں جمعیۃ کی تشکیل

کراچی ۲۴ اگست بروز اتوار صبح دس بجے کورنگی نمبر ۶ جامع مسجد رشیدیہ کے خطیب مولانا محمد فاضل اور مولانا عبدالحمید کی دعوت پر علماء کرام اور معززین کا ایک اجتماع ہوا ۔ اس اجتماع سے مولانا فاضل نے خطاب کرتے ہوئے مسجد اقصیٰ کی آتشزدگی کی شدید مذمت کی اور مختلف قراردادیں پاس کیں ۔ جن میں مسجد اقصیٰ پر اسرائیل کے حملہ کی سخت مذمت کی گئی ۔

ایک قرارداد میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی پر مکمل اظہار اعتماد کیا گیا ۔ آخر میں جمعیۃ شاخ کورنگی نمبر ۶ کی تشکیل عمل میں لائی گئی ۔

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا حافظ احسان الرحمن صاحب |
| نائب امیر | حاجی عبدالسلام صاحب |
| ناظم اعلیٰ | مولانا محمد فاضل صاحب |
| نائب ناظم | مولانا سراج الدین صاحب |
| ناظم نشر و اشاعت | مولانا محمد بشیر صاحب |
| خازن | بھائی شوکت خاں صاحب |
| سالار | مولانا عبدالحمید صاحب |

(عبدالستار بروہی ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن)

## تنظیم القرآ ہزارہ کا اجلاس

"تنظیم القرآ ہزارہ کا اجلاس مسجد محلہ ڈب مانسہرہ میں منعقد ہوا جس میں ضلع بھر کے قراء حضرات نے شرکت فرمائی ۔ انہوں نے اجلاس میں قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ، مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ کی قیادت اور سرپرستی پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ۔

## شجاع آباد میں جلسہ

مدرسہ عربیہ حدیقۃ الاحسان شجاع آباد کا سالانہ جلسہ ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۴ ستمبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہو رہا ہے جس میں حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مولانا شمس الحق صاحب افغانی ، مولانا ضیاء القاسمی صاحب مولانا محمد لقمان صاحب و دیگر علماء کرام و مشائخ عظام شرکت فرما رہے ہیں ۔ (قاضی عبداللطیف اختر شجاع آباد (ملتان)



## مولانا عبدالسبحان ٹنڈو آدم کا وضاحتی بیان

ہفتہ نامہ اخبار حریت کی ۲۴ اگست والی اشاعت میں مجاہد ملت بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ اور ہفت روزہ ترجمان اسلام کو اشتراکیت کا علمبردار اسلام اور نظریہ پاکستان کا دشمن قرار دیا گیا ہے ۔ اس بیان میں ٹنڈو آدم کے سات علماء کے نام درج ہیں ۔ جن میں میرا نام بھی شامل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مجھ سے دھوکہ دے کر دستخط کروائے گئے ۔ اس بیان میں مذکورہ نام سوائے میرے باقی سب مودودی ہیں ۔ اور ایک ۔ عبدالغنی صاحب پرویزی خیال کے ہیں ۔ میں نے جو دستخط کئے ، اس میں مجھے دھوکہ دیا گیا یا مجھے غلط فہمی ہوئی ۔ بہرحال میں اس بیان سے رجوع کرتے ہوئے دیانتداری سے اعلان کرتا ہوں کہ میں جمعیۃ علماء اسلام کا ایک رکن اور اکابر کا معتقد ہوں ۔ حضرت مفتی محمود قائد جمعیۃ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کی قیادت پر پورا پورا اعتماد اور جمعیۃ علماء اسلام کے دینی کارناموں پر یقین رکھتے ہوئے اکابرین جمعیۃ خصوصاً مولانا ہزاروی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ اور ان کے سیاسی مخالفین اور سرمایہ پرستانہ نظام کے خواہشمند گروہ و افراد کے رویہ کی سخت مذمت کرتا ہوں ۔ (دستخط) عبدالسبحان عفا اللہ صدر مدرس مدرسہ انوار العلوم ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ)

## جناب محمود علی صاحب قصوری نے اردو ڈائجسٹ کی قلعی کھول دی

میاں محمود علی صاحب قصوری نے کلور کوٹ میں مختلف حضرات کی موجودگی میں جن میں نیشنل عوامی پارٹی ، جمعیۃ علماء اسلام ، مودودی جماعت کے کارکن و عہدہ دار کافی تعداد میں موجود تھے ، جلیل احمد رانا ناظم جمعیۃ کلور کوٹ کے استفسار پر باواز بلند فرمایا کہ اردو ڈائجسٹ میں یہ قطعاً جھوٹ لکھا گیا ہے کہ جمہوری مجلس عمل کی تشکیل کے وقت جمعیۃ علماء اسلام کے وفد کے اخراجات ڈھاکہ جانے کے میں نے برداشت کئے تھے ۔ آپ نے فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام کے معتقدین و ارکان کیا کم ہیں جو ان کے اخراجات میں برداشت کرتا یہ جمعیۃ علماء اسلام اور مجھ پر قطعاً بہتان ہے ۔ در اصل اس طرح جماعت اسلامی ہمیں بدنام کرنا چاہتی ہے ۔ جب جماعت اسلامی امریکی امداد کا الزام اپنے لئے پسند نہیں کرتی تو دوسروں پر ایسا الزام لگاتے ہوئے انہیں شرم آنا چاہیئے ۔ جماعت اسلامی مجھ سے اس لئے ناراض ہے کہ وہ سمجھتی ہے کہ میں ہی جمعیۃ علماء اسلام کو جمہوری مجلس میں شامل کرانے والا ہوں ۔ جبکہ جماعت اسلامی بزعم خود سیاسی پارٹیوں میں واحد مذہبی جماعت اپنے آپ کو گردانتی تھی ۔ اس طرح اس کی انفرادیت کو دھکا لگا اور جمعیۃ علماء اسلام مقابل آن کھڑی ہوئی ہے ۔ آپ نے جماعت اسلامی کو مشورہ دیا کہ وہ ایسے الزامات لگانا بند کرے ۔ اجلاس میں شامل جماعت اسلامی کے عہدہ دار و ارکان بغلیں جھانک رہے تھے اور انہیں راہ فرار نہ مل رہی تھی ۔
(جلیل احمد رانا)

# بقیہ مدلل جواب

وسلم قال تدور رحی الاسلام لخمس وثلاثین او ست وثلاثین او سبع وثلاثین فان یھلکوا فسبیل من ھلک وان یقم لھم دینھم یقم لھم سبعین عاماً قلت امما بقی او مما مضی قال مما مضی

رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ ص۴۶۵)

ہیں کہ آپ نے فرمایا تھا، اسلام کی چکی ۳۵، ۳۶ یا ۳۷ سال تک چلتی رہے گی (اسلام قوت پر ہوگا) پس اگر لوگ ہلاک ہوں گے تو ان کا راستہ انہی لوگوں کا سا ہے جو پہلے ہلاک ہوئے اور اگر ان کے لیے دین قائم و مضبوط رہے گا تو ستر سال تک رہے گا۔ میں نے پوچھا یہ ستر سال باقی ماندہ سالوں میں سے یا گزشتہ سالوں کے ساتھ ہیں تو فرمایا گزشتہ سالوں کے ساتھ ہیں۔

اس حدیث کا مقصد عموماً تو سن ہجری ۲۵، ۲۷ تک لیا گیا ہے۔ لیکن بعض محدثین و بزرگانِ دین نے خلافت کے ۲۵، ۲۷ سال مراد لیے ہیں۔ اس لیے محبوبِ سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں خلافت کے ۲۷ سال مراد لیے ہیں۔ لکھتے ہیں :-

"اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت ایک طریق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی چکی ۳۵، ۳۷ سال تک چلتی رہے گی۔ اس حدیث میں چکی سے مراد قوتِ اسلام ہے اور تینتیس برس سے جو پانچ برس زائد کا بیان ہے، وہ حضرت معاویہ کا زمانہ ہے" (اردو ترجمہ غنیہ ص ۱۲۳-۱۲۴)

۶۔ عن ابی بکرۃ ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایتُ کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت و ابوبکر فرجحت انت و وزن ابوبکر و عمر فرجح ابوبکر ووزن عمر و عثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاءلھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یوتی اللہ الملک من یشاء۔ رواہ الترمذی وابوداؤد۔ (مشکوٰۃ ص۵۶)

حضرت ابوبکرہ سے روایت ہے ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا، میں نے (خواب میں) دیکھا گویا کہ ایک ترازو آسمان سے اتری جس میں آپ کو اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو آپ ترجیح اور زیادتی لے گئے۔ پھر ابوبکر و عمر کو تولا گیا تو ابوبکر ترجیح لے گئے پھر عمر و عثمان کو تولا گیا تو عمر ترجیح لے گئے۔ پھر وہ میزان (ترازو) اٹھالی گئی۔ اس خواب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مغموم ہوئے اور پھر فرمایا۔ یہ خلافتِ نبوۃ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے ملک و حکومت عطا کریں گے۔

اس حدیث شریف کے ذریعہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافتِ نبوت کے بعد جو ملکت آ جانے کی خبریں دی ہیں ان کا معنی اور مقصد واضح فرما دیا ہے کہ خلافتِ نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا، ملک و حکومت دے گا۔ جو عام قانونِ قدرت ہے۔ وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ

۷۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء علیھم السلام کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون الخلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوھم حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ ص۳۲۰)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست و حکومت انبیاء علیہم السلام کرتے تھے جب کوئی نبی گزر جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی اس کی جگہ بھیجا جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور ضرور خلفاء ہوں گے جو بہت سے ہوں گے۔ عرض کیا گیا ہم مسلمانوں کو کیا حکم ہے۔ ارشاد فرمایا۔ تم ہر اگلے پچھلے کی بیعت میں وفاداری و تابعداری کرتے رہو اور ان کے حقوق پورے ادا کرتے رہو۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے متعلق خود سوال فرمائیں گے۔

۸۔ عن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزاً الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش الخ متفق علیہ (مشکوٰۃ ص۵۵)

جابر بن سمرۃ کہتے ہیں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے دینِ اسلام عزت و غلبہ سے رہے گا بارہ خلیفوں کے دور میں جو سارے کے سارے قریش میں سے ہوں گے۔

۹۔ عن شریح بن عبید قال ذکر اھل الشام عند علی وقیل العنھم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب (مشکوٰۃ ص۵۸۲)

شریح بن عبید کہتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں اہلِ شام کا ذکر ہوا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اے امیر المومنین ! ان پر لعنت کیجئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ نہیں کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ابدال شام میں ہوتے ہیں اور وہ چالیس مرد ہیں۔ جب کوئی ان میں سے فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا ابدال بناتے ہیں جن کی برکات سے بارشیں آتی ہیں اور جن کی برکات سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے اور جن کی برکت سے اہلِ شام سے عذاب ہٹایا اور دور رکھا جاتا ہے۔

باقی آئندہ

সপ্তাহিক
তরজুমানেইসলাম
লাহোর
WEEKLY
TARJUMANE ISLAM
LAHORE

# مسجدِ اقصیٰ

عرش کی رہ میں رسالت کا مقامِ اوّلیں ۔۔۔ جل گیا کیا قبلۂ اوّل کا نقشِ مرمریں؟

سامراجی آگ کے گستاخ شعلو! سوچ لو، ۔۔۔ شد سراپا غیض ہر مردِ مجاہد کی جبیں

مرحب و عنتر کے بیٹوں کو بشارت آئے قضا! ۔۔۔ آگیا ڈالر کی امت! تیرا وقتِ آخریں

پھر صلاح الدین ایوبی کی تیغِ بے نیام ۔۔۔ بن گئی ہے تیرے حق میں آج برقِ خشمگیں

سینہ خیزانِ شریعت صف بہ صف دشنہ بدست ۔۔۔ آفریں عزمِ شہادت! آفریں صد آفریں

نوجواں بدنوں میں رگ رگ خون کا طوفان ہے ۔۔۔ جس سے بچ سکتی نہیں اب سود خواروں کی زمیں

بیتِ اقدس! تیری حرمت پر فدا دیدہ و دل ۔۔۔ کٹ مریں گے تیری خاطر میری ملت کے حسیں

تیری بنیادوں کو جس شے کی ضرورت پڑ گئی ۔۔۔ بھر چکے میرے جواں اس شے سے اپنے ساتگیں

خون کا تحفہ تجھے دینے کو ہیں میرے رفیق ۔۔۔ اشکِ بیداری سے تر ہے ہر جواں کی آستیں

مسجدِ اقصیٰ! میرے اشکوں کا نذرانہ قبول ۔۔۔ سوگواروں نے مرتب کی ہے رحبِ ماتمیں

مسعود منور صادق آباد

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور پاکستان

## ایمان افروز اقوال

از قطبِ ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

★ — ہمارے غیبت کرنے والے ہم کو خراج دیتے ہیں اور اپنے اعمال صالحہ ہمارے اعمال نامہ میں منتقل کر دیتے ہیں۔

★ جب کوئی تم سے کوئی بات تمہاری بے آبروئی کی یا رنج دینے والی کسی شخص کی طرف سے نقل کرے تو اس کو جھڑک دو تو اس سے بھی بدتر ہے کہ اس نے ہمارے پس پشت یہ بات کہی ہے اور تو ہمارے منہ پر کہتا ہے۔ اس نے ہمیں سنائی نہیں تھی لیکن تو نے سنا دی۔

★ — تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے ہمنشیں ہیں۔

★ — تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھ کر عمل کرنا پھر اوروں کو سکھانا ہے۔

★ — وعظ خالصاً للہ کر ورنہ تیرا گونگا پن ہی بہتر ہے۔

★ — وہ رزق کی فراخی جس پر شکر نہ ہو اور وہ معاش کی تنگی جس پر صبر نہ ہو، فتنہ ہے۔

★ — اوروں پر ہر دم نیک گمان رکھ اور اپنے نفس پر بدظن رہ۔

★ — تیرا کلام بتا دے گا کہ تیرے دل میں کیا ہے؟

★ — ظالم، مظلوم کی دنیا بگاڑتا ہے اور اپنی آخرت۔

★ — شروع کرنا تیرا کام اور تکمیل کرنا خدا کا۔

★ — عاقل پہلے قلب سے پوچھتا ہے پھر منہ سے بولتا ہے۔

★ — بجز اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات کے گھر سے باہر مت نکل۔

★ — کوشش کر کہ گفتگو کی ابتداء تیری طرف سے نہ ہوا کرے اور تیرا کلام جواب بنا کرے۔

★ جسے کوئی ایذا نہ پہنچے اس میں کوئی خوبی نہیں۔

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور اُس کا اثر

حافظ محمد اسماعیل صاحب، ناظم جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈیژن، کھڈہ، کراچی

۱۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے، اور اس عمل سے جو اوپر کو نہ جائے اور اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔ (مسند احمد اور حاکم)

۲۔ اے اللہ میں تجھ سے ان تمام بھلائیوں کا طالب ہوں جو میں جانتا ہوں اور جو میں نہیں جانتا اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں ان تمام برائیوں سے جو میں جانتا ہوں اور جو میں نہیں جانتا۔ (سنن ابی داؤد)

۳۔ اے اللہ تمام امور میں ہمارا انجام بہتر فرما اور ہمیں دنیا میں رسوائی اور تیری تمام ناراضگیوں سے محفوظ فرما۔ مسند احمد اور حاکم)

۴۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کے زوال سے اور تیری بخشش کے پھر جانے سے اور تیرے ناگہانی عذاب سے اور تیری تمام ناراضگیوں سے۔ (صحیح مسلم)

۵۔ اے اللہ! میں ان اخلاق، ان اعمال اور ان خواہشوں سے جو خراب ہوں، تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (سنن ترمذی)

## آپؐ کی نظافت پسندی اور ریاضت (ورزش وغیرہ) سے دلچسپی

اس عبادت اور اس تفرع وبکا کے باوجود آپؐ نہایت خوش مزاج، اور ہم دیکھتے ہیں کہ آپ حضرت عائشہ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرتے ہیں اور رکانہ کے ساتھ کشتی لڑتے ہیں، اور حبشیوں کے کھیل کود اور ورزش کا مشاہدہ بھی فرماتے ہیں۔

اپنے لباس کی صفائی اور نظافت کا خیال فرماتے تھے۔ جسم کی پاکیزگی اور نظافت کے لیے آپ بہت غسل فرماتے تھے۔ خوشبو اور تیل کا استعمال بھی زیادہ فرماتے تھے۔ کسی راستہ سے آپ گزر جاتے تو فضا اس قدر مہک جاتی کہ لوگ فوراً پہچان جاتے کہ آپ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں اور جب کوئی شخص آپ سے مصافحہ کرتا تھا۔ تو تین دن تک اس کے ہاتھ سے خوشبو نہیں جاتی تھی۔

حضر ہو یا سفر کنگھی، قینچی، آئینہ اور سرمہ دانی ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے۔

## ۸۔ آپؐ کا مزاح اور خوش طبعی فرمانا:

اپنے دوستوں اور ملنے والوں کے پاکیزہ مزاح اور خوش طبعی کرنے کو خوش مزاج شخص کا خاصا سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اصحاب کے ساتھ خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ پاکیزہ خوش طبعی آپ کو پسند تھی اور لطائف پر تبسم بھی فرمایا کرتے تھے:

۱۔ ایک بڑھیا خدمتِ اقدس میں آئی کہ حضور میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھ کو بہشت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا: "بوڑھیاں جنت میں نہیں جائیں گی۔" اس کو بہت صدمہ ہوا اور روتی ہوئی واپس ہوئی۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا:

"اسے کہدو کہ بوڑھیاں جنت میں جائیں گی لیکن جوان ہو کر جائیں گی۔" (شمائل)

۲۔ آپ کے پاس ایک انصاری عورت اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئی۔ آپ نے فرمایا:

"تمہارا شوہر وہی ہے نا جس کی آنکھوں میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور
جمعہ یکم شوال ۱۳۸۹ھ
مطابق
۱۲ دسمبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۲
شمارہ ۴۸
قیمت ۳۰ پیسے
فون نمبر ۶۷۷۱۵

بدلِ اشتراک
(جنوری ۱۹۷۰ء سے)
سالانہ ۲۰/۰ روپے
ششماہی ۱۱/۰ "
سہ ماہی ۶/۰ "
فی پرچہ ۴۰ پیسے
صفحات ۲۴

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مرتب و انچارج
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

احمد حسین کمال

# صدرِ مملکت آغا محمد یحییٰ خاں کے

# تازہ اعلانات

صدر مملکت جناب آغا محمد یحییٰ خاں صاحب نے ۲۸ نومبر ۱۹۶۹ء کی شام کو قوم کے نام اپنی نشری تقریر میں جن سیاسی تبدیلیوں کا اعلان کیا ہے، اگر انہوں نے عملی جامہ پہن لیا تو پاکستان کی تاریخ میں وہ ایک نئے سیاسی مستقبل کا سنگ میل ثابت ہوں گی۔ اور پاکستان کا مورخ آغا محمد یحییٰ خاں کے نام کو صفحہ اول پر جگہ دے گا۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد سے اب تک یہ قوم سیاسی آزادی سے محروم چلی آرہی ہے۔

گذشتہ ۲۲ سال کی سیاسی تاریخ، ایک آزاد ملک اور آزاد عوام کی تاریخ نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ سیاسی اور اقتصادی لیٹروں کے باہمی گٹھ جوڑ، شر و فساد اور فتنہ آرائیوں کی تاریخ معلوم ہوتی ہے۔ جنہوں نے تہیہ کر رکھا تھا کہ اس ملک کے عوام کو کبھی بھی سیاسی آزادی نصیب نہیں ہونے دینگے۔

ماضی کی یہ تاریخ ایک المیہ اور درس عبرت ہے، جسے مستقبل کی پاکستانی قوم حیرت، افسوس اور ندامت سے پڑھے گی پاکستانی عوام کی سیاسی محرومیوں کی تاریخ کے اس پس منظر میں جس کا آغاز سندھ، پنجاب اور مشرقی پاکستان کے وزارتی جوڑ توڑ، انتخابی دھاندلیوں، نوکر شاہی کی مداخلتوں اور پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کے اندوہناک قتل سے ہوا اور پنجاب کے پہلے مارشل لاء اور دوسرے ایوبی مارشل لاء اور موجودہ تیسرے مارشل لاء تک پہنچا۔ صدر یحییٰ خاں کے یہ اعلانات عوام کے لئے سیاست کی طویل تاریکی میں روشنی کی نمود اور محرومی و مایوسی کے دراز ترین خلاء میں امید کی ایک کرن بن کر نمودار ہوئے ہیں۔

اور اگر بدنام زمانہ سی، آئی، اے کے ہتھکنڈوں سے خبردار رہا گیا، اور اسے اپنے کارندوں کے ذریعہ کسی نئے فتنے کے پھیلانے کا موقعہ نہ مل سکا، تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ اعلانات تکمیل کا جامہ پہن کر پاکستان کے خوشگوار مستقبل کی تعمیر کا آغاز نہ ثابت ہوں۔

پاکستان برصغیر کے مسلمانوں کی ہزار سالہ آرزوؤں کا مظہر بن کر وجود میں آیا تھا۔

پاکستان کے قیام کے لئے برصغیر کے مسلمان عوام کو تاریخ کی سب سے بڑی اور گراں ترین قیمت ادا کرنی پڑی تھی اور پوری قوم نے بے حساب جانی، مالی، ناموس کی قربانیاں دی تھیں۔

پاکستان ہندوؤں اور انگریزوں کے سیاسی عزائم کے مقابلہ میں ایک چیلنج بن کر قائم ہوا تھا۔ اس چیلنج کا تقاضا تھا کہ یہاں اوّل دن سے ہی

— خالص اسلام کے اصولوں پر مبنی معاشرہ اور حکومت کی تعمیر ہوتی

— اور ایک ایسا سیاسی، سماجی، اخلاقی، تہذیبی اور معیشی نظام برپا کیا جاتا، جسے دیکھ کر یورپ کے جمہوری اور اشتراکی نظام رشک کرتے اور پانی پانی ہوجاتے۔

— ایشیا و مشرق کے نوآزاد ملکوں و قوموں کے لئے وہ مثالی و معیاری نظام بن جاتا۔

— نیز یہ کہ دنیائے اسلام، اس نظام کے نمونے پر اپنی تعمیر جدید کرتی۔ تاکہ تمام دنیا ایک بار پھر اسلام کی برکات سے مستفید ہوسکتی — لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

خالص اسلام اور مثالی نظام کی بات تو بہت دور ہی، سیاسی بدعنوانیوں، اقتصادی لوٹ کھسوٹ اور شہری آزادیوں کی پامالی اس بری طرح یہاں عمل میں لائی گئی اور نااہل سے نااہل بزدل ظالموں کو افراتفری مچانے کا وہ موقعہ نصیب ہوا کہ آج ساری بلند آرزوئیں سمٹ سمٹا کر برطانوی طرز کے جمہوری سیاسی نظام کے قیام کو ہی غنیمت سمجھنے پر مجبور ہوگئیں۔

اور سب سے پہلا اور اہم مسئلہ یہ رہ گیا کہ کسی طرح اُلجھے اور بگڑے ہوئے مسائل کو حل کر کے پاکستان کے عوام کو مطمئن کیا جائے۔

اس اعتبار سے بھی صدر یحییٰ خاں کے یہ اعلانات بہتر فیصلوں کے آئینہ دار ہیں۔

— ون یونٹ توڑنے کے فیصلے سے مغربی پاکستان کے چھوٹے علاقوں کے عوام کی دلجوئی کا سامان کردیا گیا ہے اور پنجاب کو بھی ایک بڑے بوجھ اور مفت کی ملامت سے نجات حاصل ہوگئی ہے۔ (ورق اُلٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

— ایک آدمی ایک ووٹ کی بنیاد پر نمائندگی دینے کے فیصلہ سے مشرقی پاکستان کا انتخابی سیاسی حق اسے واپس مل جاتا ہے

— ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۲ کے دستوروں کا قصہ ختم کر کے ایک مستقل نزاع اور شک و شبہ کا ازالہ کردیا گیا ہے۔

— آئین سازی کے لئے عارضی و موقتہ اسمبلی قائم کرنے کے فیصلہ سے آئین سازی کو عوام کی حمایت و منظوری و پسند و ناپسند کے دائرے میں دے دیا گیا ہے

— انتخابات کے لئے نظام الاوقات کے تعین سے تردد و اضطراب کی کیفیت ختم کردی گئی ہے اور سیاسی و جمہوری تبدیلیوں کے عمل کو یقینی بنادیا گیا ہے۔

— کاش! اس کے ساتھ ہی ان ۲۲۔ اسلامی اصولوں کو بھی اساس آئین بنانے کا اعلان کردیا جاتا۔ جن پر پاکستان کے تمام مسلمانوں کا اتفاق چلا آرہا ہے، تو آئندہ آئین کا اسلامی بننا بھی یقینی ہو جاتا۔ لیکن اب یہ ذمہ داری آئندہ منتخب ہونے والی اسمبلی پر عائد ہوتی ہے۔

۔ یحییٰ خاں نے اپنے وعدے اور ذمہ داری کو بڑی حد تک پورا کرنے کا اعلان کردیا ہے۔ اور اب اس کے بعد تمام تر ذمہ داری ملک کے لیڈروں و سیاسی جماعتوں پر آگئی ہے کہ وہ ان اعلانات کو کس طرح پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں، اور عوام کے کھوئے ہوئے نہیں بلکہ چھینے ہوئے سیاسی حقوق کی بحالی کا راستہ نکالتے ہیں۔

دراصل یحییٰ خاں کے منصوبہ کی کامیابی و ناکامی کا دارو مدار صرف اس امر پر ہے کہ آئندہ منتخب ہونے والی قومی اسمبلی میں عوام کے صحیح اور سچے نمائندے آتے ہیں یا دولت کے بل پر جاگیردار و سرمایہ دار پہنچتے ہیں۔

غور کیجئے تو آج ملک کا سب سے اہم اور نازک مسئلہ عوام پر چند خاندانوں کی اقتصادی گرفت کا ہے اگر یہ گرفت ٹوٹ جاتی ہے، اور عوام اقتصادی دباؤ سے آزاد ہوکر اپنی رائے استعمال کرلیتے ہیں تو ملک کا سیاسی مستقبل سنورنے میں دیر نہیں لگے گی۔

— آئین عوام کی آرزؤں کے مطابق خالص و سو فیصدی اسلامی بھی بن جائے گا۔ اور اقتدار عوام کے قابل اعتماد نمائندوں کے ہاتھوں میں بھی پہنچ جائے گا

— اس کے ساتھ مختلف علاقوں کے درمیان بہتر مفاہمت کا راستہ ہموار ہوگا، اور باوجود علیحدہ علیحدہ صوبے بن جانے کے پوری قوم متحد و متفق ہوکر رہے گی اور اس کثرت و تعدد میں وحدت و یکجائی کی کیفیت و شان پیدا ہو جائے گی۔

لیکن اگر خدا نخواستہ وہی سرمایہ دار و جاگیردار عناصر برسر اقتدار آگئے اور قانون سازی انہیں کے ہاتھوں میں پہنچ گئی، تو کبھی یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکے گی انتشار ملک کا مقدر بنا رہے گا۔

اس لئے ضروری ہے کہ طریق انتخاب ایسا ہو کہ غریب عوام، مزدور، کسان، طلباء، دانشور، علماء وغیرہ کے نمائندے زیادہ سے زیادہ یعنی اپنی ۹۵ فیصد تعداد کے تناسب سے اسمبلی میں پہنچ سکیں یا انتخاب جماعتی بنیادوں پر ہو، تاکہ جماعتوں کی صحیح عوامی طاقت کا بھی اندازہ ہو جائے اور اسی تناسب سے عوامی نمائندگی ہوسکے۔

بصورت دیگر ماضی کے خطرات نمودار ہو جانے کا خدشہ ہے اور تجربہ بہت بڑا سبق ہے۔ اس سے عبرت حاصل کرلینی چاہیئے۔

اولین مرحلہ پر تو یہ بات ممکن و آسان ہوگی کہ ملک کے آیندہ نظام کو صحیح اسلامی سانچہ میں فٹ کرلیا جائے، ورنہ اگر خالص برطانوی طرز کی پارلیمانی جمہوریت پر اکتفا کیا گیا، تو آئندہ نہ صرف یہ کہ صحیح اسلام کا لانا مشکل تر ہو جائے گا۔ بلکہ اغلب ہے کہ اشتراکیت کو اپنی راہ ہموار کرنے کے آسان ذرائع مہیا ہو جائیں۔

یہاں اس امر کا ذکر بھی ضروری ہے کہ موجودہ حالات میں، اور صدر یحییٰ خاں کے ان تازہ اعلانات کی روشنی میں اسلامی مقاصد کی تکمیل کے لئے مناسب، صحیح اور معتدل راستہ وہی ہے، جو کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام نے "منشور" کی صورت میں پیش کیا ہے۔

اس طرح مغربی جمہوریت کی بد دینی کا بھی قلع قمع کیا جاسکتا ہے اور اشتراکیت کی بے دینی کے خطرے سے بھی محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

نیز

متفقہ ۲۲۔ اسلامی اصولوں پر مبنی اسلامی احکام و قوانین کا حامل سیاسی و اقتصادی نظام بھی یہاں قائم ہوسکتا ہے۔

اور یہ ہی امن و کامیابی کی حقیقی و متوازن راہ ہے

## امریکہ کا گھناؤنا سیاسی کردار

مصر کے نائب صدر انوار السعادت نے ایک بیان میں بتایا ہے کہ

"کہ امریکی کھلا جھوٹ بولتے ہیں، وہ مصر آکر کہتے ہیں کہ روسیوں نے بعض باتیں تسلیم کر لی ہیں، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا ہے جب روس جاتے ہیں کہ مصر نے بعض باتیں تسلیم کرلی ہیں جبکہ مصر نے انہیں تسلیم نہیں کیا ہوتا"

انہوں نے کہا کہ اس طرح امریکہ

" مصر و روس کے درمیان غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے"

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۹، نومبر ۱۹۶۹ء)

امریکہ کا یہ دوغلہ کردار، اس کے اخلاقی دیوالیہ پن کا کھلا ثبوت ہے، اور اب جبکہ وہ مشرق میں ہر جگہ سیاسی مات کھا چکا ہے۔ اس کے پاس صرف یہی حربہ رہ گیا ہے کہ وہ بعض ملکوں کے درمیان اس قسم کی غلط فہمیاں پیدا کرکے اپنے ناپاک مقاصد حاصل کرے۔

اسی دوغلے کردار سے اس نے بھارت اور چین کے درمیان عناد پیدا کیا۔

اسی دوغلے کردار سے اس نے بھارت اور چین اور روس کو ایک دوسرے سے کاٹا۔

یہ ہی دوغلہ کردار ہے، جس کے بل پر وہ افریقہ اور ایشیا کے متعدد ملکوں کے درمیان تصادم برپا کرا چکا ہے۔

اور اب اس دوغلے کردار کے ذریعہ ہی وہ چاہتا ہے کہ مصر وغیرہ عرب ملکوں کو روس کی امداد و حمایت سے محروم کرادے۔

امریکہ نے اس دوغلے کردار کے ذریعہ پاکستان کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اسے پاکستان کی تاریخ سے محو نہیں کیا جاسکتا۔

ستمبر ۱۹۶۵ء میں بھارت کا پاکستان پر اچانک حملہ امریکہ اسی دوغلہ پالیسی کا مظہر تھا۔

خود جون ۱۹۶۷ء میں مصر، شام، اردن پر اسرائیل کا حملہ بھی امریکہ کی اسی دوغلی پالیسی کی وجہ سے ممکن ہوسکا تھا۔

اِدھر مصر کو دعوت دی کہ ۵، جون ۱۹۶۷ء کو اپنا نمائندہ واشنگٹن بھیج کر اسرائیل کے بارے میں تصفیہ کی گفتگو کرے اور اُدھر اسرائیل کو شہ دی کہ وہ بے خبری میں مصر پر حملہ کردے۔

اس پس منظر میں امریکہ کی دوغلی حکمت عملی سے مصر کا باخبر رہنا نہایت ضروری ہے۔ اور انوار السعادت نے بروقت اسے محسوس کرلیا ہے۔ ورنہ اگر امریکہ روس کو مصر کی طرف سے اس حد تک بدظن کرنے میں کامیاب ہوجائے کہ روس عرب اسرائیل کشمکش کے معاملے میں بے تعلق رہنے کی پالیسی اختیار کرلے، تو امریکہ اور اسرائیل کے لئے یہ بڑا ہی غنیمت ہوگا اور وہ ایک طویل مدت کے لئے عرب مزاحمت کے خطرے سے مطمئن ہو جائیں گے۔

اس کے ساتھ ہی مصر و دوسری عرب انقلابی طاقتوں کے لئے مشکلات دہ چند ہو جائیں گی

عرب و ایشیا کے رجعت پسند گروہ بھی اس پالیسی میں امریکہ کے پس پردہ معاون ہوں گے کہ اس طرح ناصر اور اس کے ہمنواؤں کو کمزور کرکے ناکام بنا دینا آسان ہوجائے گا۔

## سعودی عرب اور جنوبی یمن کے مابین تصادم

سعودی عرب اور جنوبی یمن کے درمیان جنگ چھڑ جانے کی اطلاع سے عربوں کے دوست ہر مسلمان کو بڑی تشویش لاحق ہو گئی ہے۔

اس افسوسناک صورت حال کا ایسے وقت میں اچانک رونما ہونا، جبکہ اسرائیل کے خلاف مصر کی طرف

سے کامیاب جوابی جنگی کارروائی کا آغاز ہو گیا ہے خالی از علت نہیں ہے۔

اور پھر اس موقعہ پر اس تصادم کا برپا ہونا جبکہ اگلے ماہ عرب سربراہ کانفرنس ہونے والی ہے، گہری سازش کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔

جون ۱۹۶۷ء کی جنگ میں اسرائیل کو عربوں پر جو جنگی و فوجی برتری حاصل ہو گئی تھی۔ اس کے ازالہ کے اقدامات اب مصر، شام، اردن، عراق کی طرف شروع ہو چکے ہیں۔ بالخصوص عراق اور مصر اس سلسلے میں سنجیدہ و اہم اقدامات کی تیاریاں کر چکے ہیں۔

گزشتہ جنگ کے موقعہ پر اسرائیل کو بے پناہ اور فیصلہ کن امداد پہنچانے والے لیبیا کے فوجی اڈے لیبیا میں انقلاب کے بعد اب اس پوزیشن میں نہیں رہے ہیں کہ وہاں سے امریکہ و برطانیہ، مصر کے خلاف فوجی کارروائیاں کر کے اسرائیل کو مدد پہنچا سکیں، صرف شام و اردن سے ملحق ترکی کے سرحدی علاقے، سکندرون میں واقع امریکی فوجی و ہوائی اڈہ باقی رہ گیا ہے۔ جہاں سے دوران جنگ اسرائیل کی مدد کرتے ہوئے عربوں پر حملہ آور ہوا جا سکتا ہے، اور چونکہ ترکی کی رائے عامہ ان اڈوں کے غیر ملکی استعمال کے خلاف گذشتہ سالوں میں متعدد بار احتجاج کر چکی ہے۔ اس لئے یہ اڈہ بھی ترک عوام کی مخالفت مول لئے بغیر عربوں کے خلاف استعمال کرنا آسان نہیں رہ گیا ہے۔

مزید برآں بحر روم میں اب تنہا امریکی و برطانوی بیڑوں کی اجارہ داری نہیں رہ گئی ہے بلکہ روس کا بحری بیڑہ بھی کافی طاقت کے ساتھ موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ لبنان کے حالیہ بحران سے امریکہ حسب دلخواہ فائدہ نہ اٹھا سکا، اور نہ لیبیا کے انقلاب میں مداخلت کا موقعہ حاصل کر سکا۔

چنانچہ اب اگر باقاعدہ عرب اسرائیل جنگ چھڑتی ہے تو سابق کی طرح اسرائیل کو کامیاب کرانا ممکن نہیں رہا ہے۔

عرب دنیا کے معاملات میں امریکہ و برطانیہ کے لئے مداخلت کا اب ایک ہی موقعہ باقی رہ گیا ہے اور وہ سعودی عرب کی حفاظت و سالمیت کا معاملہ ہے

ظہران (سعودی عرب میں واقع) کا اڈہ اور اس سے ملحق ریگستان میں چالیس ہزار مسلح امریکی افواج کا ڈیرہ امریکی سامراج کا عرب سرزمین پر وہ آخری مورچہ ہے، جہاں سے کسی وقت بھی سعودی عرب کی حفاظت کے بہانے عرب دنیا کے معاملات میں مداخلت کی راہ نکالی جا سکتی ہے۔ اور رباط میں ہونے والی عرب سربراہ کانفرنس میں "یہ خطرہ" زیر غور آنے والا ہے۔

ان حالات میں مغربی سامراج کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہ گیا ہے کہ عربوں کے مابین جنگ و جدال شروع کرا دی جائے۔ اور اس مقصد کے لئے جنوبی یمن اور سعودی عرب کے مابین جو نزاع چلا آ رہا ہے اسے ہوا دے دی جائے۔

اس طرح مصر کے لئے بھی زبردست مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اور وہ اسرائیل پر حملہ آور ہونے کی پوزیشن میں نہیں رہے گا۔

عرب سربراہ کانفرنس یا تو منعقد ہی نہ ہو سکے گی، اور اگر منعقد ہوئی تو اس تازہ نزاع کی وجہ سے ناکام ہو جائے گی۔

عراق کو اسرائیل کے مقابلہ میں پر آگے آنے سے روکنے کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ اس کے خلاف ایسی پروپیگنڈہ مہم جاری رکھی جائے جس سے عراق کی تیس فیصد شیعہ آبادی عدم اطمینان کا شکار بن جائے، اور اس کے پڑوسی ملک ایران و پاکستان اس سے بدظن ہو جائیں۔

کیا ان ہتھکنڈوں کے ساتھ سامراج پھر عرب ممالک کے مابین تصادم برپا کرانے اور مسلمان ممالک کی رائے عامہ کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائے گا؟

اس کا صحیح جواب تو مستقبل ہی دے گا۔

لیکن ایک حقیقت بالکل واضح ہے کہ عربوں اور مسلمانوں کے اندر امریکی و مغربی سامراج کو مسلمان و عرب دوست ہونے کی حیثیت اب کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ ان ملکوں کے اندر زیادہ دیر تک سامراجیت کا وہ نظام زندہ اور مسلط رہ سکتا ہے۔ جس نے کم و بیش دو سو سال تک مسلمان و عرب ملکوں کے عوام کو لوٹا کھسوٹا اور غلام، محکوم و پسماندہ بنائے رکھا۔

مغربی سامراج اور اس کے دوستوں و ہوا خواہوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر وہ وقت کے "تقاضا" کو ملحوظ رکھتے ہوئے عرب اور مسلمان ملکوں میں عوامی تبدیلیوں کی راہ روکنا اب بھی چھوڑ دیں اور باہمی تصادم برپا کرانے کی پالیسی ترک کر دیں، "تو آنے والا انقلاب مسلمان عوام کی اساس پر اسلامی انقلاب بن کر آئے گا۔

لیکن اگر تبدیلیوں کی راہ روکنے کی سازشانہ حکمت عملی جاری رہی تو آنے والے انقلاب کا رخ لازماً اشتراکیت کی طرف مڑ جائے گا۔

اور اس کے بعد کیا انجام ہوتا ہے، اس کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

---

# مودودی جماعت کی ذیلی کمیٹی

# "ڈیموکریٹک یوتھ فورس" کے پردے میں

# اصلیت کی نقاب کشائی

## نعیم اقبال قریشی کی زبانی

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

اس دفعہ ہمیں ڈنڈوں کے ساتھ پسی ہوئی مرچیں بھی دی گئیں اور ہدایات کی گئیں کہ جہاں بھی طلبا کا گروہ بھٹو زندہ باد، سرمایہ داری مردہ باد کا نعرہ لگاتے ہوئے نظر آئے۔ یہ مرچیں ان پر پھینک دیں۔ اس کے علاوہ جماعت کے کارکنوں کو ہماری رہنمائی کے لئے ساتھ کر دیا۔ جلوس سے قبل دو تین تقریریں ہوئیں۔ اس کے بعد جلوس شروع ہوا۔ جلوس شروع ہوتے ہی ایک طرف سے یہ نعرے سنائی دیئے۔ "سودا بازی نہیں چلے گی"۔ "بھٹو زندہ باد"۔ طلباء کا اتحاد زندہ باد" یہ سنتے ہی جماعت کے کارکن لڑکوں کو لیکر اس طرف لپکے اور ان پر ڈنڈوں کی بارش کر دی۔ اور جماعت کے کارکنوں کی ہدایت پر یہ نعرے لگائے۔ "کس کی ماں کی سودا بازی ہوئی ہے"۔ "بھٹو قاتل ہے"۔ "چینی ایجنٹ ہائے ہائے"۔ جلوس کے ابتدا ہی سے ڈنڈا بازی کا سلسلہ چل چکا تھا۔ چونکہ جلوس میں بھٹو کے حامی طلباء اکثریت میں تھے۔ اس لئے اسلامی جمعیتہ طلباء اور یوتھ فورس نے دوسرے حربے استعمال کرنے شروع کئے۔ جو بھی طالب علم سرمایہ داری کے خلاف نعرے لگاتا ہوا نظر آتا۔ جمعیتہ طلباء اور یوتھ فورس والے "سی آئی ڈی"، "سی آئی ڈی" کا شور مچا کر اسے جماعت کے کارکنوں کے حوالے کر دیتے۔ جہاں پر ان کی خوب پٹائی ہوتی۔ جلوس میں شروع سے لیکر آخر تک تصادم ہوا۔ اور مال روڈ پانی پت کا میدان بن گیا۔ جب جلوس ریگل کے چوک میں پہنچا تو یہاں پر زبردست تصادم ہو گیا۔ ادھر سے پولیس نے بھی لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے طلباء کا جلوس ریگل میں ختم ہو گیا۔ یہاں سے منتشر ہو کر تمام نوجوان جماعت اسلامی کے دفتر میں پہنچے۔ یہاں پر ان کی چائے اور کھانے سے تواضع کی گئی اور مجلس عمل کے جلوس میں شامل ہونے کے متعلق قیم جماعت اسلامی لاہور جناب صفدر صدیقی صاحب نے ہمیں ہدایات دیں اور یہاں سے ہم رنگ محل پہنچے (جماعت اسلامی والے ہر جلوس میں پہلے پہنچتے تھے تاکہ وہ جلوس میں نمایاں رہیں۔ اس لئے وہ جلوس میں پہنچتے ہی بینروں وغیرہ پر قبضہ کر لیتے تھے) جلوس ابھی شروع نہیں ہوا تھا کہ ایک بڑا ہجوم نعیم الدین شہید کی لاش کو (جو مال روڈ پر پولیس کی فائرنگ سے شہید ہو گیا تھا) اٹھائے آن پہنچا۔ اس ہجوم کے شرکاء کلمہ طیبہ کا ورد ۲ م ۲

۲ م کر رہے تھے۔ اور پولیس کے تشدد پر سینہ کوبی کر رہے تھے۔ اچانک اسی ہجوم میں سے کسی نے بھٹو زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ بھلا جماعت والے یہ نعرہ کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ وہ لپک کر اس طرف گئے اور لاٹھی چارج شروع کر دیا (جس کی وجہ سے کئی ایسے لوگ بھی زخمی ہو گئے۔ جو کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ وہ جماعت کے اس ظلم و تشدد کی وجہ سے سوشلسٹوں کے حامی بن گئے) قریب تھا کہ یہاں پر زبردست تصادم ہو جاتا۔ لیکن کونسل مسلم لیگ اور عوامی لیگ کے رہنما خواجہ محمد رفیق نے بڑی دانشمندی سے حالات پر قابو پایا۔ جلوس جب شاہ عالمی کے چوک میں پہنچا،

(باقی صفحہ ۶ پر)

# صدر یحییٰ کی تقریر کے چند اہم نکات

## ——— عام انتخابات ———

ملک کے عام انتخابات ۵ ر اکتوبر کو ہوں گے۔ صدر نے یہ اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ چونکہ اس سے قبل تقریباً چار ماہ تک مشرقی اور مغربی پاکستان میں موسمی حالات اچھے نہیں ہوتے۔ اس لئے انتخابات اوائل اکتوبر میں کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

## ——— ایک آدمی، ایک ووٹ ———

قومی اسمبلی کے انتخابات میں ایک آدمی ایک ووٹ یعنی آبادی کی بنیاد پر ہوں گے اس سلسلے میں صدر نے کہا کہ انہوں نے یہ اصول عوام کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے تسلیم کیا ہے۔ صدر نے کہا کہ ملک میں یہ بات عام طور پر تسلیم کر لی گئی ہے کہ اس طرز پر نمائندگی ہونی چاہیئے اور یہ کہ یہ جمہوری طرز حکومت کی بنیادی ضرورت ہے۔

## ——— ون یونٹ کا خاتمہ ———

ون یونٹ توڑ دیا جائے گا اور علیحدہ علیحدہ صوبے بنا دیئے جائیں گے۔ صدر نے کہا کہ ون یونٹ کے بارے میں عام طور پر یہ خواہش پائی جاتی ہے کہ پورے مغربی پاکستان کے ایک صوبے کے بجائے الگ الگ صوبوں کا پرانا طریقہ بحال کر دیا جائے۔ صدر نے کہا کہ ملک کے دونوں بازوؤں کے عوام ون یونٹ توڑنے پر تقریباً متفق ہیں۔

## ——— نئے دستور کی تیاری ———

صدر نے اعلان کیا کہ عام انتخابات کے ذریعہ قائم ہونے والی قومی اسمبلی کو اپنے پہلے اجلاس سے ۱۲۰ دن کے اندر اندر دستور سازی کا کام مکمل کرنا ہوگا۔ لیکن اگر اس نے مقررہ مدت کے اندر اندر کام پورا نہ کیا تو اسمبلی ٹوٹ جائیگی اور قوم کو پھر انتخابات کے ذریعہ اسمبلی کے ممبر چننے ہوں گے۔

## ——— عارضی قانونی ڈھانچہ ———

سب سے پہلے انتخابات کے لئے عارضی قانونی ڈھانچہ ۳۱ ر مارچ ۱۹۷۰ء تک تیار کیا جائے گا۔ یہ ڈھانچہ خود صدر یحییٰ خاں مختلف گروپوں اور سیاسی لیڈروں سے اپنی بات چیت کی بنا پر اور پاکستان کے سابق دساتیر کے مطالعہ اور ملک کی رائے عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے تیار کریں گے۔ انتخابات اسی قانونی ڈھانچہ میں بنائے ہوئے قاعدوں کے مطابق ہوں گے۔

## ——— صوبائی خودمختاری ———

صدر نے کہا کہ یہ اب ضروری ہوگا کہ پاکستان کے دونوں بازوؤں کو زیادہ سے زیادہ خودمختاری دی جائے، البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ اس سے قومی سالمیت اور ملک کے استحکام کو نقصان نہ پہنچے۔ مرکز اور صوبوں کے تعلقات کے بارے میں صدر نے کہا کہ پاکستان کے دونوں علاقوں کے لوگوں کو اپنے اپنے اقتصادی وسائل اور ترقیاتی کام پر پورا اختیار ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ اختیار ایسا نہ ہو کہ جس سے مرکز میں قومی حکومت کے کاروبار پر برا اثر پڑنے کا احتمال ہو!

## ——— قومی اسمبلی میں ووٹنگ ———

ووٹنگ کا طریقہ کار قومی اسمبلی خود طے کریگی۔ صدر نے کہا کہ اسمبلی کو بنیادی آئینی مسئلوں کے بارے میں فیصلے کرنے ہوں گے۔ چونکہ آئین ایک مقدس دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس معاملے میں ووٹنگ کا طریقہ کار ایسا ہونا چاہیئے جو پاکستان کے تمام علاقوں کے نمائندوں کے لئے منصفانہ ہو۔ اسمبلی جب اپنا کام مکمل کرے اور اس کا تیار کردہ آئین منظور ہو جائے تو یہ پاکستان کا آئین قرار دے دیا جائے گا۔ اور پھر اسی طرح نئی حکومت کے قیام کا راستہ ہموار ہو جائے گا۔

## ——— مارشل لاء برقرار رہے گا ———

انتخابات اسمبلی کے قیام اور دستور کی تمام کارروائیوں کے دوران مارشل لاء کی برتری برقرار رہے گی، تاکہ عوام کے منتخب نمائندوں کو پرامن طریقے سے اختیارات منتقل کرنے کے پروگرام پر آسانی سے عمل ہو سکے۔

## سیاسی سرگرمیوں کی اجازت

ملک میں یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے مکمل سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دے دی جائے گی اور اس قسم کی سرگرمیوں سے روکنے والے مارشل لاء کے تمام ضابطے منسوخ کر دیئے جائیں گے۔ صدر نے کہا کہ تمام سیاسی سرگرمیوں کا اخلاقی دائرے کے اندر رہنا ضروری ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ وہ اس سلسلے میں جلد ہی کچھ رہنما اصول بھی جاری کر دیں گے۔

## صدر کا انتباہ

صدر نے کہا کہ وہ جمہوریت کی بحالی کے راستے میں کسی قسم کی رکاوٹ برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی فرد یا جماعت جو بدامنی پھیلانے کی مرتکب ہوگی اور تشدد کی کارروائیوں میں حصہ لے گی۔ اس سے بڑی سختی سے نمٹا جائے گا۔

## صوبائی انتخابات

صدر نے اعلان کیا کہ جب قومی اسمبلی دستور سازی کا کام مکمل کرے گی تو اس کے بعد صوبائی انتخابات ہوں گے۔

## بقیہ ——— ڈیموکریٹک یوتھ فورس کے پردے میں

تو وہاں پر لوگ "سودا بازی نہیں چلے گی" "جن سنگھی مردہ باد" کے نعرے لگا رہے تھے۔ یہ نعرے سنتے ہی جماعت اسلامی والے اسلامی جمعیۃ طلبا اور یوتھ فورس کے ارکان کو لے کر اس طرف لپکے اور ان پر لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں۔

میں یہاں ایک بہت اہم راز کا انکشاف کرنا چاہتا ہوں جس پر آج تک پردہ پڑا ہوا ہے۔ شاہ عالم مارکیٹ کے قریب جلوس میں نوابزادہ نصراللہ خاں پر پستول نکالا گیا تھا۔ یہ بھی یوتھ فورس کے ایک اہم عہدہ دار نے ایک سکیم کے تحت نکالا تھا تاکہ نوابزادہ پیپلز پارٹی والوں سے بدظن ہو کر ان کے خلاف اسلام اور سوشلزم کی جنگ میں ہمارا ساتھ دیں۔

یہ جلوس بھی جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی باہمی آویزش کا شکار ہو گیا۔ جلوس پر فائرنگ ہوئی۔ جس کے بعد لاہور میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔

۱۴ ر فروری کے جلوس سے قبل صدر ایوب نے جمہوری مجلس عمل کے لیڈروں کو مذاکرات کی دعوت دی، جو انہوں نے قبول کر لی۔ ۱۷ ر فروری کو ڈیک کے رہنما راولپنڈی روانہ ہو گئے۔ راولپنڈی روانہ ہونے سے قبل چوہدری محمد علی کی کوٹھی پر ڈیک کا جو اجلاس ہوا تھا۔ وہاں پر یوتھ فورس اور اسلامی جمعیۃ طلباء کے ارکان کی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی۔ اجلاس ختم ہونے کے بعد جب مولانا مودودی صاحب باہر تشریف لائے تو انہوں نے تشریف لاتے ہی ارشاد فرمایا — کہ "دیکھیں دولتانہ گول میز کانفرنس میں کیا گل کھلاتا ہے"۔ (ہمیں اسی وقت پتہ چل گیا تھا کہ اس گول میز کانفرنس کا کیا انجام ہوگا) مولانا صاحب کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جماعت کے کارکن دفتروں، مسجدوں اور بس سٹاپوں پر نوابزادہ نصراللہ خان، میاں ممتاز دولتانہ اور سردار شوکت حیات خاں کے خلاف خوب زور شور سے پروپیگنڈہ کر رہے تھے۔

۱۹ ر فروری کو گول میز کانفرنس شروع ہوئی تھی۔ لیکن مشرقی پاکستان کی خراب صورت حال کے پیش نظر یہ کانفرنس نہ ہو سکی۔ کیونکہ مشرقی پاکستان کے عوام شیخ مجیب الرحمٰن کی رہائی اور اگرتلہ سازش کیس کی واپسی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ یہ خبر جب لاہور پہنچی کہ گول میز کانفرنس شروع نہیں ہو رہی ہے تو جماعت والوں نے میاں ممتاز دولتانہ اور سردار شوکت حیات کے خلاف پروپیگنڈہ اور تیز کر دیا۔ ۲۱ ر فروری کو صدر ایوب نے اعلان کر دیا کہ وہ آئندہ انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے اور ۲۲ ر فروری کو اگرتلہ سازش کیس واپس لینے کا اعلان کر دیا۔ اور شیخ مجیب الرحمٰن کو رہا کر دیا۔ یہ سن کر جماعت اسلامی کے دفتر میں جماعت اسلامی کے کارکنوں، اسلامی جمعیۃ طلباء اور ڈیموکریٹک یوتھ فورس کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ جس میں جماعت کے اہم عہدیداروں نے بھی شرکت کی اجلاس میں شیخ مجیب الرحمٰن کی رہائی کا ذمہ دار میاں ممتاز دولتانہ کو ٹھہرایا۔ جماعت کے ایک عہدیدار نے یہ تجویز پیش کی کہ جب گول میز کانفرنس

فکر و نظر

# اتحاد و اشتراکِ عمل کی حدود

# اور

# اسلام کا تقاضا

احمد حسین کمالے

یہ بات ہم بار بار واضح کر چکے ہیں کہ ہمارے نزدیک اسلام کے سوا نہ کوئی "دین" معتبر ہے اور نہ کوئی "ازم" اور اسلام کے بارے میں بھی ہم صرف اس تعبیر اور عملی تشکیل کو صحیح و حق سمجھتے ہیں۔ جسے جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سیکھا، عمل کیا اور پھیلایا — اور ان سے ان کے بعد کے اسلاف کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے حاصل کر کے اپنے بعد آنے والے اخلاف کو منتقل کیا۔

علماء حق اسی اسلام کے داعی و حامل ہیں، اور علماء دیوبند نے گذشتہ ایک صدی سے اسی دین حق کی ترجمانی کا فریضہ انجام دیا ہے۔

چنانچہ جب ہم اسلامی نظام کی بات کرتے ہیں تو اس سے یہی اسلام مراد لیتے ہیں، جس کا مجمل ذکر اوپر ہوا اور درحقیقت "اسلام" اسی کا نام ہے

اس سے ہٹ کر جو افراد و گروہ، اسلام کی بات کرتے ہیں، ان کی نیت و عزائم سے قطع نظر یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ وہ "اسلام" ان کے اپنے ذہن کا تراشیدہ ہے۔ اور اس کی حقیقت "اصل اسلام" کے مقابلہ میں بالکل وہی ہے۔ جو کسی غیر اسلامی "دین" اور "ازم" کی ہو سکتی ہے۔

بلکہ صحیح تر بات تو یہ ہے کہ ان کے "خود ساختہ اسلام" کھلے "باطل" و غیر اسلامی "نظریات" اور "ازموں" سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ اسلام کی "مسخ شدہ صورت" اور "خود ساختہ تعبیر"، اسلام کے نام سے بدترین دھوکہ اور فریب ہے۔ جس کا شکار بے شمار سادہ لوح اور ناواقف مسلمان بن جاتے ہیں۔

جبکہ کھلے غیر اسلامی "نظریات" اور "ازموں" سے کوئی مسلمان دھوکہ نہیں کھا سکتا۔

چنانچہ تحریف کردہ "اسلام" کے داعیوں اور ان کے حامیوں و معاونوں کی طرف سے جب اسلام کے نام پر "اتحاد" کی دعوت کا غلغلہ بلند ہوتا ہے تو اس کی صداقت بالکل مشکوک ہوتی ہے اور اس کو قبول کر لینے کے معنی یہ ہیں کہ ان کے "خود ساختہ و محرف اسلام" پر اپنی مہر تصدیق بھی ثبت کر دی جائے۔

ظاہر ہے کوئی بھی سچا مسلمان جان بوجھ کر ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔

اور تاریخ میں بارہا ایسا موقعہ آیا جبکہ اسلام کے ایسے مدعیوں نے باطل دینوں اور باطل طاقتوں کے خلاف مورچہ بندی میں مسلمانوں اور علماء اسلام کو دعوت اشتراک دی، لیکن انہوں نے بلا تذبذب سختی کے ساتھ ایسی دعوت کو رد کر دیا اور علیحدہ رہ کر تنہا اپنی جدوجہد جاری رکھی۔

برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کے تغلب کے بعد عیسائی و آریہ مبلغین کی سرگرمیاں بڑی تیز ہو گئی تھیں اور وہ مسلمان عوام کو مرتد بنانے کے لئے پورے ملک میں پھیل گئے تھے۔

اس موقعہ پر مرزا غلام احمد جو اسلام کو اپنی جدید تعبیر و دعووں سے مسخ کر رہے تھے۔ ان عیسائی و آریہ مبلغین کے مقابلہ میں اسلام کے دفاع کا علم لے کر کھڑے ہوئے اور علماء اسلام کو بھی دعوت دی کہ وہ ان کے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف عیسائیوں و آریاؤں کی یلغار کا مقابلہ کریں۔

لیکن علماء حق نے مرزا کی اس دعوت کو رد کر دیا اور وہ تمام الزامات و گالیاں مرزا سے سنیں و برداشت کیں، جن کا تصور بھی شرمناک ہے۔

اسی طرح مہاراجہ کشمیر اور کشمیر کی ڈوگرہ حکومت نے جب مسلمانوں پر مظالم شروع کئے اور اس کے خلاف ملک میں بے چینی پھیلی اور بڑھی تو مسلمانان کشمیر کی حمایت میں قادیان کے مرزا البشیر الدین نے کشمیر کمیٹی کے نام سے ایک جماعت بنائی۔ جس میں ابتداءً علامہ اقبال جیسے بلند پایہ افراد بھی کشمیری مسلمانوں کی مدد کے لئے شامل ہو گئے تھے۔

لیکن علماء حق نے اس کمیٹی کے ساتھ اشتراک سے انکار کر دیا اور احرار نے اس مقصد کے لئے علیحدہ جدوجہد شروع کی۔ حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد علامہ اقبال بھی حقیقت حال سمجھ کر کشمیر کمیٹی سے علیحدہ ہو گئے۔

ظاہر ہے کہ علماء حق اور اہل علم مسلمانوں کا یہ رویہ صرف اس لئے تھا کہ خواہ مقابلہ پر اسلام اور مسلمانوں کا کوئی دشمن ہو، یا اسلام اور مسلمانوں کا کوئی مشترکہ کاز ہو ان افراد و گروہوں سے ہرگز اتحاد و اشتراک نہیں کیا جا سکتا۔ جو اسلام کو اپنی خود ساختہ تعبیر میں ڈھالنے، اس کا اصول تبدیل کرنے اور اس میں اپنے نظریات کے ملانے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اس کے برعکس ملک کی آزادی اور انگریز کی غلامی سے گلو خلاصی کے مقصد کے لئے ان علماء حق نے اور دوسرے مسلمان رہنماؤں قائداعظم وغیرہ نے ہندوؤں و کانگریس کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنے میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا۔

وجہ واضح ہے

اول صورت میں ان لوگوں کے ساتھ شریک ہونا پڑتا تھا۔ جو ایک "خود ساختہ اور محرف اسلام" کے حامل تھے۔ ان کے ساتھ شرکت سے عامۃ المسلمین کے گمراہی و ضلالت میں پڑ جانے کا خطرہ تھا۔ کیونکہ اس سے بڑی حد تک محرف اسلام کی عملی تائید و حمایت ہوتی تھی۔

لیکن دوسری صورت میں کھلے غیر مسلموں کے ساتھ ایک عام کاز و مقصد کے لئے شرکت تھی اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ عمل غیر مسلموں کے دین و نظریات کی حمایت و تائید میں نہیں جاتا تھا۔

آج بھی وہ لوگ جو اسلام کی اپنی من مانی تشریحات کر رہے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام پر تنقید، اصحاب رسول اللہ پر الزام تراشی اور سلف صالحین کی تغلیط کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور اپنا خود ساختہ "محرف اسلام" رائج کرنے کے درپے ہیں، ایسے لوگوں کے ساتھ شرکت اسلام اور مسلمانوں کے لئے خطرہ سے خالی نہیں۔ خواہ اس کے لئے کتنی ہی بڑی سے بڑی ضرورت کا احساس کیوں نہ سامنے لایا جائے۔

صحیح اور خالص اسلام پر قائم رہتے ہوئے اور اس کا علم بلند کر کے ملک کے سیاسی و عوامی مسائل کے لئے کام کرنے کی راہ کھلی ہوئی ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اس راہ کو چھوڑ کر ایسی راہ کو اپنایا جائے۔ جس سے دین کے نام پر پھیلائی جانے والی ضلالت و گمراہی کو تائید مل جائے۔

# جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان

پیر صاحب سے ملاقات میں بھی وہی دقت پیش آئی جو مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی سے ملتے وقت ہوئی تھی۔ چاندنی پر بیچے "التحیات" کی حالت میں بیٹھنا صبر آزما ہی تو ہے۔ پیر صاحب شاید انٹرویو کے لئے پہلے سے تیار بیٹھے تھے۔ انہوں نے کاغذ پر بنگالی میں کچھ لکھ رکھا تھا۔ ہمارے جاتے ہی انہوں نے یہ کاغذ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور سوالات سننے کے لئے میری طرف دیکھنے لگے۔ میں نے پہلے ان سے مشرقی پاکستان کے عوام کی مذہب سے گرویدگی کے بارے میں کچھ جاننے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے کہا۔

• "عوام میں مذہب کے بارے میں بڑے بھرپور جذبات ہیں۔ لیکن کہیں کہیں ایسا بھی ہو رہا ہے کہ غربت کی وجہ سے مذہب کا اثر کم ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ در اصل وہ لوگ ہیں جو عوام کو اسلام کے نام EXPLOIT کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح وہ غریبوں اور مزدوروں کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں اور سرمایہ داروں کی مدد کرتے ہیں مزدوروں کی جماعتوں میں سے ۱۵ فیصد اسی لئے دین سے بیزار ہو گئی ہیں کہ حقوق کی ادائیگی کے لئے ان کا ساتھ نہیں دیا گیا"۔

اسی سلسلے میں پیر صاحب نے مزید کہا۔

• "عوام میں جماعت اسلامی کا کوئی اثر نہیں انگریزی تعلیم یافتہ طبقے میں سے کچھ لوگ ضرور متاثر ہیں۔ اسلامی چھاتروشنگھو کا بھی کچھ خاص اثر نہیں ہے۔ اس سلسلے میں جو بلند و بانگ دعوے ان جماعتوں کی طرف سے کئے جاتے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں"۔

ہمارے سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا

• "جمعیۃ علماء اسلام نے مشرقی پاکستان میں مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے پاکستان۔۔۔۔ سرامک فیڈریشن قائم کی ہے۔ جس کے بنیادی اصول تین ہیں۔ (۱) اسلام (۲) جہاد اور (۳) ایمان۔ مزدور صرف مزدوری مانگتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اور یہ اس کا حق بھی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ گرانی بہت زیادہ ہو گئی ہے اس لئے اس کی مزدوری میں بھی اضافہ ہونا چاہیئے"۔

علیحدگی پسندی کے رجحانات کے بارے میں ہمارے ایک سوال کے جواب میں پیر صاحب نے کہا

• "شیخ مجیب الرحمٰن کا چھ نکاتی پروگرام علیحدگی پسندی کا غماز ہے۔ وہ اسے ملک کی مضبوطی کا ذریعہ کہتے ہیں لیکن عوام اسے اچھی طرح سمجھ گئے ہیں۔ اب یہ صرف ایک تاثر ہی ہے کہ شیخ صاحب مشرقی پاکستان کے حقوق کے علمبردار ہیں"۔

میں نے بھاشانی صاحب کے اثرات کے بارے میں پوچھا۔

کہنے لگے: "مشرقی پاکستان میں ہنگامے بھی ان ہی کی وجہ سے ہوئے تھے۔ اور مارشل لاء کے اسباب بھی بھاشانی صاحب کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے"۔

گول میز کانفرنس کی ناکامی کی وجہ پیر صاحب نے یہ بتائی کہ گول میز کانفرنس میں جو تجاویز منظور ہوئی تھیں

شیخ مجیب الرحمٰن نے انہیں قبول نہیں کیا۔ اس کے نتیجے میں ہی خلفشار پیدا ہوا"۔

• مہاجرین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ان کے حقوق کی حمایت کی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ایوب کے دور میں یہ لوگ واقعی ایوب خاں کے حامی رہے ہیں۔ اور ان کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ بھی جاتے تھے۔ اس لئے ان کے خلاف ہونے والے ہنگاموں میں اس تاثر کو بھی خاصا دخل تھا۔ اور ان مہاجرین کو ایوب خاں جیسے شخص کی اتنی حمایت نہیں کرنی چاہیئے تھی"۔

• مشرقی پاکستان میں اگر مغربی پاکستان سے کچھ اختلافات ہیں تو اس کا سبب اقتصادی ہے اور کچھ نہیں۔ اس لئے کچھ ایسا دستور العمل ہونا چاہیئے کہ مشرقی پاکستان کا سرمایہ وہاں سے نہ ہٹایا جائے بلکہ ایسا قانون بنایا جائے کہ جو لوگ وہاں کماتے ہیں۔ وہ اپنی آمدنی وہیں خرچ کریں۔ اس سلسلے میں جمعیۃ علماء اسلام قرآن و سنت کی روشنی میں اقتصادی مساوات پر مبنی منشور بنا رہی ہے۔ آئندہ اجلاس میں یہ منشور سامنے آ جائے گا"۔ (یہ انٹرویو جمعیۃ علماء اسلام کے سرگودھا کنونشن سے پہلے لیا گیا تھا)

اب میں اپنے دس سوالات کی طرف مڑا۔ اور میں نے پوچھا "پاکستان کا مسئلہ نمبر ایک کیا ہے"؟

انہوں نے کہا ——

"پاکستان کا مسئلہ نمبر ا اقتصادی اور سیاسی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد سیاسی اقتدار مغربی پاکستان کے ہاتھ میں رہا۔ اس لئے قدرتی طور پر اقتصادی اقتدار بھی ان کے ہاتھ میں ہی رہا۔ خان لیاقت علی خاں مرحوم کے بعد مغربی پاکستان کے جو لوگ برسر اقتدار آئے۔ خصوصاً بیوروکریٹس میں سے، ان کے رویے سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ اقتصادیات اور سیاست دونوں میں پاکستانیوں کو ان کے جائز حقوق نہیں دینا چاہتے تھے"۔

• میں نے عرض کیا: "لیاقت علی خاں کے بعد خواجہ ناظم الدین تو مشرقی پاکستان سے تھے"!

انہوں نے کہا: "خواجہ ناظم الدین تو مجبور محض تھے انہیں اختیارات کہاں تھے"!

پھر وہ کہنے لگے ——

• "اس مسئلہ کا حل یہ ہے کہ مشرقی پاکستان کو اقتدار میں حصہ ٹھیک سے ملے، اور جمہوری نظام میں آبادی کی نمائندگی صرف بنگال کو ہی نہیں سب چھوٹے چھوٹے صوبوں کو دی جائے"۔

میں نے ون یونٹ کے بارے میں پوچھا تو پیر صاحب نے اسی دھیمے لہجے میں جواب دیا۔

• "ہم اس کے حامی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے پر اعتماد کرنا ممکن نہیں ہے۔ مشرقی پاکستان کے لوگ اس وقت تک مطمئن نہیں ہو سکتے۔ جب تک انہیں آبادی کی بنیاد پر نمائندگی نہ ملے"۔

• ہمارا دوسرا سوال تھا: "پاکستان کے لئے کون سا نظام حکومت بہتر ہے"؟

• جواب ملا۔

"اسلامی نظام حکومت، خلفائے راشدین کی طرح ہم بالآخر ایسا نظام چاہتے ہیں۔ لیکن فی الحال بالغ رائے دہی کا حق ملنا چاہیئے۔ اور اس بنیاد پر انتخابات ہونے چاہئیں۔ انتخابات کے بعد آئین مرتب ہونا چاہیئے۔ کیونکہ فی الحال آئین دینے والا کوئی نہیں ہے۔ ان انتخابات میں منتخب ہونے والے نمائندے ہی دستور بنائیں گے۔ جہاں تک ۱۹۵۶ء والے آئین کا تعلق ہے۔ اس میں صرف اسلامی قدروں کا خیال نہیں رکھا گیا۔ دوسری سب چیزیں آگئی ہیں۔ اس سے پاکستانی باشندے بالعموم خوش نہیں ہیں۔ ہم نے اس میں ترمیم ضرور پیش کی تھی۔ لیکن اب ہم نئے سرے سے دستور چاہتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے خیال میں یہ عوامی تقاضے پورا کرتا ہے اور نہ اسلامی قدروں کے مطابق ہے"۔

اپنے تیسرے سوال کے جواب میں مجھے ان سے مفصل جواب کی امید تھی۔ لیکن انہوں نے حسب معمول جواب مختصر ہی دیا۔

سوال تھا: "مشرقی اور مغربی پاکستان میں یکجہتی اور دونوں بازوؤں کو ایک دوسرے کے قریب تر لانے کے لئے سب سے مؤثر اقدام کیا ہو سکتا ہے"؟

جواب تھا ——

• "یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان ہم سب نے مل کر حاصل کیا تھا۔ تحریک پاکستان میں ہم بھائی بھائی کی حیثیت سے شامل تھے۔ اسلام نے ہمیں ایک دوسرے کے قریب کیا تھا۔ پاکستان بننے کے وقت بھی مشرقی اور مغربی پاکستانی ایک ہی تھے۔ اب بھی یہی حال ہے۔ عوام قطعاً علیحدگی پسند نہیں ہیں۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص علیحدگی پسند کرتا ہے تو بر سر عام آکر بتائے۔ مشرقی اور مغربی پاکستان کے عوام کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے لئے سب سے زیادہ ضروری اور مؤثر اقدام یہ ہے کہ مغربی پاکستان میں بنگلہ اور مشرقی پاکستان میں اردو کی لازمی تعلیم دی جائے اس سے دونوں صوبوں کے عوام ایک دوسرے کو آسانی سے سمجھ سکیں گے اور ایک دوسرے کے قریب آجائیں گے"۔

پھر ذکر اقتصادی پریشانی کا چھڑا۔ سوال تھا۔

• "آپ کے نزدیک عوام کی اقتصادی پریشانی کا فوری اور واقعی حل اور چند خاندانوں میں سمٹی ہوئی دولت پورے ملک کے عوام کی خوشحالی کا ذریعہ کیسے بن سکتی ہے"؟

# امیر پیر محسن الدین کا انٹرویو

پیر صاحب نے کہا:۔

• "جمعیۃ علماء اسلام اسلامی نقطہ نظر سے اس کا حل چاہتی ہے کہ دولت صرف سرمایہ داروں کے ہاتھ میں نہ رہ جائے۔ جائز حصہ ہر ایک کو ملنا چاہیئے۔ قومی ملکیت کا اسلام میں تصور نہیں ہے۔ اسلام میں تو یہ ہے کہ ضرورت کے وقت خلیفہ یا صدر جو بھی ہوں ملک کے مفاد میں ٹیکس وغیرہ عائد کر سکتے ہیں۔ بنک سودی کاروبار ہے۔ سرمایہ داروں نے اپنے سرمایہ کو مضبوط کرنے کے لئے بنک بنائے ہیں۔ کیونکہ کسی نہ کسی طرح پیسہ آتا ہی رہے گا۔ اسلام نے اسی لئے اسے ناجائز قرار دیا ہے۔ جہاں تک زمین کا تعلق ہے زمین کاشتکاروں کے لئے ہی ہونی چاہیئے اور انہیں کے لئے رہنی چاہیئے۔ ملک صرف اس طرح خوشحال ہو سکتا ہے جہاں تک زمین کی تقسیم کا تعلق ہے۔ اس کا فیصلہ لیجسلیٹو اسمبلی ہی کرے گی کہ جن لوگوں سے زمین لی جائے۔ انہیں کس طرح اس کا معاوضہ دیا جائے۔ لیکن یہ ایک واضح امر ہے کہ جو زمین لوگوں کو ناجائز ذرائع سے ملی ہوئی ہے وہ ان سے چھین لی جانی چاہیئے۔ انگریزوں نے اور دوسری حکومتوں نے ناجائز طریقوں سے خاصی زمین تقسیم کی تھی۔ فضل الحق کی وزارت میں ۳۸ - ۱۹۳۷ء میں مشہور زمینداری سسٹم یہاں شروع کیا گیا تھا۔ لیکن اسے آخری شکل پاکستان بننے کے بعد دی گئی۔ لیکن ان زرعی اصلاحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین رکھنے والوں نے اسے پہلے سے اپنے بچوں، داماد اور دوسرے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ جس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑ سکا۔"

ہم نے اس سلسلے میں ایک ضمنی سوال کیا۔

"کیا آپ مغربی پاکستان کی طرح مشرقی پاکستان کی سیاست پر بھی وہاں کے زمیندار طبقے کا اثر ہے"؟

اس سوال کا جواب پیر صاحب نے نفی میں دیا۔

اسی سوال میں ہمارے اگلے سوال کا جواب بھی آ گیا تھا۔ جو زراعت اور زمینداروں کے بارے میں ہی تھا۔

اس کے بعد ہم نے پوچھا ـــــ

• "صرف بڑے بڑے شہروں میں صنعتی تنصیبات نے کیا چھوٹے شہروں، قصبوں اور دیہات کو اقتصادی پسماندگی کا شکار نہیں کر دیا، اور معکوس ترقی کو جنم نہیں دیا"

یہ سوال زیادہ طویل تھا اور جواب نہایت مختصر پیر صاحب کا کہنا تھا کہ صنعتی منصوبہ بندی کرنے والوں کو صنعتیں ہر شہر میں پھیلا دینی چاہئیں"۔

پھر وہی بیوروکریسی کا ذکر چھڑ گیا۔ میں پوچھ رہا تھا۔ "اس مسئلے کا کیا حل ہے؟ کہ ہمارے ملک میں بیورو کریسی کی گرفت انتہائی مضبوط ہوتی جا رہی ہے"۔

پیر صاحب نے نہایت غصیلے لہجے میں کہا:۔

"بیوروکریسی ایک غضبناک لعنت ہے جو ہمارے سر پر مسلط ہے۔ خدا جانے کب ان سے نجات ملے۔ ان سے چھٹکارا پانے کی تو ایک ہی شکل ہے کہ مسلسل جدوجہد کر کے انتخابات منعقد کروائے جائیں اور اس کے بعد اگر متواتر انتخابات ہوتے رہیں تو ان کا زور ٹوٹ جائیگا اور پھر یہ ہمارے سر پر مسلط نہیں رہیں گے۔ برطانوی دور سے آج تک وہی حکومت چلا رہے ہیں۔ انہوں نے اچھے لوگوں کو جان سے بھی ختم کیا اور ویسے بھی عوام کے حقوق دبانے کے سلسلے میں یہ بہت زیادہ بدنام ہو چکے ہیں"۔

اب تعلیم کا مسئلہ موضوع گفتگو بنا۔

تعلیم کے سلسلے میں جملہ خرابیوں کا سبب پیر صاحب نے فرسودہ نظام تعلیم کو قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نئی تعلیمی پالیسی کی حمایت کرتے ہیں۔ کیونکہ ۲۲ برس کے بعد اسلام کو نصاب تعلیم میں جگہ دی گئی ہے"۔

میں نے کہا:۔ "مشرقی پاکستان سے لادینی تعلیم کے سلسلے میں کچھ باتیں سننے میں آئی ہیں"؟

کہنے لگے:۔ "لادینی تعلیم کے بھی کچھ لوگ حامی ہیں ـــ دراصل اس کی حمایت کرنے والی سیاسی جماعتیں ہیں۔ وہ خود منظر عام پر نہیں آتیں بلکہ اپنے خیالات طلباء کی تنظیموں کے ذریعہ پھیلاتی ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ میدان میں آئیں اور اپنے موقف کو خود ہی کھل کر بیان کریں"۔

• طلبہ میں اضطراب کی وجہ بھی پیر صاحب نے نظام تعلیم کا صحیح نہ ہونا قرار دی۔ نظام تعلیم صحیح ہو جائے۔ تو یہ اضطراب اور پریشانی دور ہو سکتی ہے۔ اس کا دوسرا سبب معاشی حالات ہیں۔ تعلیم کے بعد طلبہ کو روزگار نہیں ملتا۔ اس لئے انہیں بہت زیادہ پریشانی ہوتی ہے صحیح تعلیم ملے اور اقتصادی مسئلے کا بھی صحیح حل تلاش کر لیا جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ طلبہ اور نوجوانوں میں اضطراب پھیلے"۔



کپڑے کی سفید ٹوپی، سفید ڈھیلا کرتا اور چوخانے کا تہبند، درمیانہ قد، گھنی داڑھی، خال خال سفید بال آنکھوں میں تجسس کی چمک، مجموعی طور پر گمبھیر سادگی کا تاثر، باتوں میں اختصار، لہجے میں دھیما پن۔ یہ جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے امیر پیر محسن الدین ہیں بنگال میں انہیں لوگ دودو میاں کہتے ہیں۔ ۱۹۱۷ء میں ڈھاکے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ میرے دادا حاجی شریعت اللہ مرحوم نے انگریز حکومت کے خلاف آواز بلند کی اور سوتے ہوئے اسلامی جذبات کو ابھارا۔ ان کی جماعت کو "فرائضی جماعت" کہتے تھے۔ اس جماعت کو میں پھر منظم کر رہا ہوں۔ کام اچھی رفتار سے جاری ہے ہماری کوشش یہ ہے کہ لوگوں کے ایمان اور

پیر محسن الدین کا اصل نام ابوالحافظ محسن الدین احمد ہے۔ ابتدائی تعلیم ڈھاکہ میں حاصل کی اور دورہ حدیث کی تکمیل دیوبند میں کی۔ ان کا آبائی گاؤں بہادر پور ضلع فرید پور ہے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۳۶ء میں ۱۹۳۵ء ایکٹ کے تحت انتخابات میں ایک کارکن کی حیثیت سے کام کیا۔ اس کے بعد انہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت کی اور مسلم لیگ کے پرچم تلے ہی تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ اس زمانے میں فرید پور ضلع مسلم لیگ کے سیکرٹری بھی رہے۔ اسی دوران خان لیاقت علی خاں مرحوم، سردار نشتر مرحوم، شہید سہروردی مرحوم، اے کے فضل الحق مرحوم، خواجہ ناظم الدین مرحوم کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ قیام پاکستان کے لئے ان عظیم رہنماؤں کا ساتھ دیا۔ پاکستان کے بعد بھی مسلم لیگ سے وابستہ رہے۔ ۱۹۵۲ء میں صوبائی مسلم لیگ سے اختلافات کی بنا پر تیس چالیس اراکین مسلم لیگ سے الگ ہو گئے۔ پیر صاحب نے اس کے دو اسباب بتائے ایک تو مسلم لیگ کے رہنما اسلامی اقدار کا زبانی پرچار کرتے تھے، عملاً اس کا اظہار نہیں ملتا تھا۔ اور دوسرے یہ کہ مسلم لیگ اقتصادی مسائل کو حل کرنے میں ناکام رہی تھی۔ اس لئے میں نے جمعیۃ علماء اسلام میں شرکت کی۔ ۱۹۵۴ء کی صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں یونائیٹڈ فرنٹ کی طرف سے منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۸ء کے بعد ۱۹۶۲ء میں دستور بنا۔ تو تمام سیاسی جماعتوں نے مل کر شہید سہروردی اور نورالامین کی قیادت میں قومی جمہوری محاذ (نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ) بنایا اور اسی میں شامل رہ کر جمہوریت کے لئے جدوجہد کی۔ پھر جنوری ۱۹۶۹ء میں دوبارہ جمعیۃ علماء اسلام میں شرکت کی۔

جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کی طرف سے گول میز کانفرنس میں شرکت کی۔

مفتی محمود صاحب نے جب گول میز کانفرنس میں اسلامی نظام کی تجویز پیش کی تو میں نے اس کی حمایت میں تقریر کی تھی۔

(بہ شکریہ اخبار جہاں کراچی)

بختیار ملک

# جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما

## حضرت مولانا مفتی محمود سے انٹرویو

(ماخوذ عالمی ڈائجسٹ)

انٹرویو لینے کے ارادے سے جب میں صبح آٹھ بجے نیو ٹاؤن کی جامع مسجد پہنچا تو معلوم ہوا کہ مولانا مفتی محمود بہت معروف ہیں مجھے ان کی مصروفیات کا پہلے سے اندازہ تھا۔ بہرکیف میری خواہش تھی کہ ان سے مل کر انٹرویو کے لئے کوئی مناسب وقت حاصل کرلوں۔ چنانچہ جب مسجد کے ایک بڑے کمرے (جس میں مولانا چند حضرات کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھے) میں داخل ہوکر سلام عرض کرتے ہوئے میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو مولانا نے فرمایا:-

"آج سارا دن میں بے حد مصروف رہوں گا اور کل شاید واپس چلا جاؤں، مجھے افسوس ہے کہ میں انٹرویو کے لئے کوئی وقت نہیں نکال سکتا۔ اس کے علاوہ میں اس قسم کی پبلسٹی کو پسند بھی نہیں کرتا۔"

"حضرت مولانا! مجھے آپ کی شدید ترین مصروفیات کا پورا احساس ہے"۔ میں نے عرض کیا "میں آپ کا زیادہ وقت نہ لوں گا۔ اس وقت آپ مصروف ہیں، میں شام کو آجاؤں گا۔ اگر آپ نے یہاں کوئی وقت نہ دیا، تو پھر آپ سے انٹرویو کے لئے شاید مجھے لاہور آنا پڑے گا۔ اس انٹرویو سے ہماری مراد آپ کو کسی قسم کی پبلسٹی دینا نہیں بلکہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ملک کے اہم اور بنیادی مسائل کے بارے میں آپ کا نقطۂ نظر ہم اپنے قارئین کرام اور عوام تک پہنچا سکیں۔"

شاید میرے خلوص کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی مصروفیات کے باوجود مولانا مفتی محمود صاحب نے اسی روز شام کے ساڑھے چار بجے صرف آدھ گھنٹہ انٹرویو دینے کے لئے آمادگی کا اظہار فرما دیا۔

شام کو مقررہ وقت پر جب میں نیو ٹاؤن کی جامع مسجد پہنچا، تو مولانا مفتی محمود صاحب میٹنگ میں مصروف تھے۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ اس دوران غیر متوقع طور پر مجھے مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی سے انٹرویو لینے کا موقع مل گیا۔ اس انٹرویو کے ختم ہوتے ہی مولانا مفتی محمود چند حضرات کے ساتھ اسی کمرے میں داخل ہوئے، اور میرے قریب ہی فرش پر بچھی ہوئی چاندنی پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد جب وہ میری طرف متوجہ ہوئے، تو میں نے انٹرویو کا آغاز کرتے ہوئے اُن سے پوچھا۔

"آپ کی جماعت کا نصب العین کیا ہے اور اس کے حصول کے لئے آپ کون سے ذرائع استعمال کررہے ہیں"۔

"ہماری جماعت کا نصب العین اسلامی نظام کا قیام ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ایسا نظام رائج کیا جائے جو سیاسی، معاشی اور معاشرتی اعتبار سے اور قانونی اور عدالتی حیثیت سے اسلامی اصولوں کے مطابق ہو، اس لئے کہ پاکستان اسی مقصد کے لئے بنا ہے اور اسی مقصد کو حاصل کرکے پاکستان بام عروج تک پہنچ سکتا ہے حقیقت میں پاکستان صرف اس وقت پاکستان کہلانے کا مستحق ہوگا جب اس کا بنیادی نظریہ یعنی اسلام مستحکم ہوگا، اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے پاس سوائے عوامی طاقت کے اور کوئی ذریعہ نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں کے عوام کا شعور بیدار کیا جائے اور وہ اپنے اسی شعور کے تحت آئندہ انتخابات میں ایسے نمائندوں کو منتخب کریں جن سے اس ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے صحیح معنوں میں امیدیں وابستہ کی جاسکیں۔"

آج کے دور میں اجارہ دار سرمایہ داری، جاگیرداری اور زمینداری کو انسانی ترقی اور خوشحالی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے ملک کے چند علماء اسلام کے تحت نہ صرف اسے جائز قرار دیتے ہیں بلکہ اس کے خلاف کسی قسم کی تحریک یا جدوجہد کو غیر اسلامی کہتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود ایک بہت بڑے عالم دین ہیں۔ چنانچہ اس مسئلے پر ان کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے لئے میں نے پوچھا۔

کیا اسلام کے تحت سرمایہ داری، جاگیرداری اور زمینداری جائز ہے۔ اس کی موافقت یا مخالفت میں آپ کیا دلائل پیش کرسکتے ہیں؟

مولانا نے فرمایا:-

"ہمارے ملک میں جاگیردار اُس شخص کو کہتے ہیں، جس کو انگریز نے رشوت کے طور پر حق الخدمت میں کوئی علاقہ یا زمین عطا کی ہو۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ انگریز مسلمانوں کا دشمن ہے اور اس علاقے پر اس کا تسلط شرعی، سیاسی اور اس دنیا کی معروف اصطلاح کے اعتبار سے بھی ایک ناجائز تسلط تھا۔ جن لوگوں نے اپنی قوم کے ساتھ غداری کرکے انگریزوں کا ساتھ دیا، اُن کے بوٹ پالش کئے، ان کے گھوڑوں کے خرخرے کئے اور ان کی خدمات کے عوض انہیں جو زمینیں یا جاگیریں ملیں وہ کسی طرح بھی ان کے مستحق نہیں۔ اور حکومت پر ان سے یہ جاگیریں اور زمینیں واپس لے لینی چاہئیں۔ زمینداری یا سرمایہ داری سے غالباً آپ کی مراد کبھی زمین کے اس چھوٹے سے ٹکڑے سے نہ ہوگی، جس پر ایک شخص محنت کرتا ہے یا کسی شخص نے ایک چھوٹا سا کارخانہ قائم کر رکھا ہے، اس سے غالباً آپ کی مراد بڑی زمینداریاں اور بڑی صنعتیں ہوں گی۔ درحقیقت اسلام کسی دوسرے انسان کی محنت کے استحصال کو ناجائز سمجھتا ہے اسلام کے تحت کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہزاروں انسانوں کی محنت کا استحصال کرکے سارا منافع اپنی جیب میں ڈال لے اور وہ ہزاروں انسان سخت محنت مشقت کے باوجود بھی فاقہ کشی کا شکار رہیں۔ پاکستان کے موجودہ زمینداری نظام کے تحت ایک شخص کے تحت ہزاروں کسانوں کو کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ کسان شدید گرمی کے موسم میں سارا سارا دن کھیتوں میں کام کرتے ہیں۔ چلچلاتی دھوپ اور لو کے تھپیڑوں سے ان کے چہرے جھلس جاتے ہیں، جلد سیاہ پڑجاتی ہے، اور وہ سوکھ کر کانٹا ہوجاتے ہیں۔ کڑکڑاتے جاڑوں میں ساری رات جسم پر چیتھڑے لٹکائے وہ کھیتوں کو پانی دیتے ہیں وہ سردی سے کانپتے ہیں اور جب انہیں نمونیہ ہوجاتا ہے تو علاج معالجہ کے لئے ان کے پاس پیسے نہیں ہوتے۔ کھیتوں پہ کام سے فارغ ہوکر جب یہ بدنصیب کسان گھر پہنچتے ہیں تو فاقہ ان کا خیر مقدم کرتا ہے۔ بچے ان کے بھوکے ہوتے ہیں۔ اور اس ساری محنت کا جو صلہ انہیں ملتا ہے وہ یہ کہ ڈھیری کے دنوں میں جب وہ زمیندار کے وفادار کو بلاتے ہیں تو صورتِ حال اکثر اس طرح بنتی ہے کہ سارا غلہ تو زمیندار کے گھر پہنچ جاتا ہے اور کسان کے گھر صرف اس کا سامان۔ ایک طرف تو کسان کی مفلسی اور تباہی کا یہ حال ہے اور دوسری طرف زمین کا مالک زمیندار اپنی کوٹھی کے ایک کمرے میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اسلام اس قسم کے استحصال کی قطعی اجازت نہیں دیتا۔ ایک کسان جو کہ انسان ہے اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا بھائی ہے کسی صورت میں بھی عزت اور حیثیت کے اعتبار سے زمیندار سے کمتر نہیں۔ وہ اس کے ساتھ برابر کا مقام رکھتا ہے۔ اسلام میں اس قسم کی اونچ نیچ کی اجازت نہیں۔ اسلام میں صرف تقویٰ و طہارت کی بنیاد پر تو کسی کا کسی سے تفاوت ہوسکتا ہے دولت کی بنیاد پر نہیں۔ اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ ایک شخص ہزاروں انسانوں پر سانپ کی طرح مسلط ہوجائے اور ان کی محنتوں کا استحصال کرکے خود تو عیش کرے اور انہیں بھوکا مرنے دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص ہرگز مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر سو جائے اور اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا پڑا ہو۔

(باقی آئندہ)

# حضرت مولانا مفتی محمود ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے بیانات

## مسٹر بھٹو پر قاتلانہ حملہ کی مذمت

ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے پریس کے نام درج ذیل بیان جاری فرمایا:۔

مسٹر بھٹو پر قاتلانہ حملہ کی خبر سے مجھے افسوس ہوا۔ اظہار اختلاف کا یہ طریقہ نہ صرف افسوسناک اور بزدلانہ ہے بلکہ ملک کو تباہی اور بربادی کی طرف لے جانے والا ہے ایک طرف ہم اسلام اور جمہوریت کے بلند بانگ دعوے کریں اور دوسری طرف ہم میں اتنی بھی رواداری نہ ہو، کہ اپنے سے اختلاف کرنے والوں کی بات ٹھنڈے دل و دماغ سے سن سکیں۔ پھر ہم اپنے ان دعووں میں کس طرح سچے اور مخلص ثابت ہو سکتے ہیں۔

جلسوں میں گڑبڑ پھیلانے کا سلسلہ کافی عرصہ سے چل رہا ہے اور کئی ایک ناخوشگوار واقعات ظہور میں آچکے ہیں۔ سیاسی حریفوں کو ان واقعات سے سبق لینا چاہیئے مسٹر بھٹو پر حملہ کی جو تفصیلات اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حملہ کی یہ بزدلانہ کوشش باقاعدہ سازش و منصوبہ کے ساتھ انجام دینے کی کوشش تھی، جس سے مسٹر بھٹو بال بال بچ گئے۔ لیکن اگر ایسا نہیں بلکہ محض وقتی اشتعال تھا، تب بھی کوئی شخص اس کی حمائت نہیں کر سکتا۔

ملک کی تازہ سیاسی صورت حال کا تقاضا ہے کہ باہمی تحمل و رواداری سے کام لیا جائے اور اختلافات کو کم سے کم کرنے کی کوشش کی جائے۔ نیز ہر فریق کی بات کو اس کی وضاحت کی روشنی میں سمجھا جانا چاہیئے نہ کہ خود اس کو اپنے من گھڑت معنی پہنا کر اس کے خلاف محاذ بنا لیا جائے۔

تشدد کی کارروائیوں سے کسی فریق کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

بہرحال اس مذموم واقعہ کی مکمل تحقیقات ہونی چاہیئے۔ ممکن ہے، اس کے پیچھے ایک نہیں کئی ایک گروہوں کا ہاتھ ہو۔

## لیبر لیڈر بشیر بختیار کیخلاف ناروا سلوک پر احتجاج

### مفتی محمود صاحب کا بیان

واپڈا کے جس افسر نے جناب بشیر بختیار کے ساتھ نازیبا رویہ اختیار کیا، وہ انتہائی شرمناک اور گذشتہ دور کی افسر شاہانہ ذہنیت کا مذموم مظاہرہ تھا۔

حیرت ہے کہ ملک کے ایک مقتدر مزدور رہنما کے خلاف ایسی جرأت ایسے موقعہ پر جبکہ ہر طرف مزدوروں میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے ایک ذمہ دار افسر کو کیسے ہوئی۔

کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ سامراجی گماشتوں کی انگیخت پہ جلتی پر تیل ڈالنے کی شرارت ہو بشیر بختیار صاحب نے تحمل کا رویہ اختیار کر کے بڑے تدبر کا ثبوت دیا اور صورت حال کو بگڑنے نہیں دیا۔ بہرحال اس واقعہ کی مکمل تحقیقات ہونی چاہیئے اور ملوث افسر کو عبرتناک سزا ملنی چاہیئے۔

## عملہ کوہستان کے مطالبات کی حمائت

### مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان کا بیان

اخبار کوہستان کے عملہ کے ساتھ جو ناانصافی کی گئی ہے اور کی جا رہی ہے، ہر

## صدر مملکت کے تازہ فیصلوں و اعلان پر

### مفتی محمود صاحب کا بیان

صدر پاکستان جناب آغا یحییٰ خاں کا تازہ اعلان مدتوں کی سیاسی مایوسیوں کو امید میں بدلنے کا موجب ثابت ہوا ہے۔

انہوں نے نہایت تدبر سے کام لے کر بعض اہم فیصلوں کا بروقت اعلان کر دیا ہے اور جب یہ تمام فیصلے عملی صورت اختیار کر لیں گے تو ملک کی تاریخ کا رخ انشاء اللہ تبدیل ہو جائے گا۔

ون یونٹ کا توڑ دینا مغربی پاکستان کے چھوٹے اور پسماندہ علاقوں کی بیشتر شکایات کے ازالہ کا موجب بن جائے گا۔ اور ایک آدمی ایک ووٹ کا انتخابی طریق مشرقی پاکستان کے ساتھ کی گئی سابقہ سیاسی ناانصافیوں کے تدارک کا باعث ہوگا۔

اس طرح نہ صرف مغربی پاکستان کے تمام علاقوں کے درمیان اعتماد بڑھ جائے گا، بلکہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے عوام کے مابین خیر سگالی اور اعتماد کی بہترین فضا پیدا ہو جائے گی۔

۱۹۷۰ء کے آغاز سے سیاسی سرگرمیوں کی مکمل بحالی بھی نہایت مناسب اقدام ہے اب ہر گروہ اور جماعت کو آزادی کے ساتھ اپنا موقف عوام میں پیش کر کے اپنی عوامی حیثیت معلوم کرنے اور ثابت کرنے کا موقعہ مل جائے گا۔

وفاقی پارلیمانی نظام، براہ راست بالغ رائے دہی، بنیادی حقوق، عدلیہ کی آزادی اور آئین کے اسلامی کردار کا ہونا واقعی ملک کے متفق علیہ امور ہیں۔

اس سلسلے میں کیا ہی اچھا ہوتا اگر صدر یحییٰ خان اسلام کے ان ۲۲ دستوری اصولوں کے جزو آئین بنائے جانے کا اعلان بھی کر دیتے۔ جن پر ملک کے تمام مذہبی فرقے اور علماء و مسلمان عوام گذشتہ ۱۸ سال سے متفق چلے آرہے ہیں۔

بہرحال مجھے امید ہے کہ صدر محترم کے اس اعلان سے ملک کی سیاسی صورت حال میں انقلابی تبدیلیاں آنی شروع ہو جائیں گی۔ عوام کی مایوسیوں کا خاتمہ ہوگا۔ بے اطمینانی دور ہوگی۔ اضطراب رفع ہو جائے گا۔ اور صدر مملکت غور فرما کر جلد ہی ایوب عہد کے شرمناک مخالف اسلام قوانین، عائلی قانون و منصوبہ بندی وغیرہ کو بھی منسوخ کرنے کا اعلان کر کے اور ۲۲ اسلامی نکات کو جزو آئین بنانے کا اصول نافذ کر کے ملت اسلامیہ پاکستان کے شکریہ کے مستحق بنیں گے اور ایک بہترین و ہمیشہ یاد رہنے والا تاریخی کردار انجام دیئے جائیں گے

بہرکیف صدر محترم کے اس اعلان کے بعد سیاسی اعتبار سے ملک۔۔ جذبات سے نکل کر تعمیر کے مرحلہ میں آگیا ہے۔ اور سب گروہ و افراد آئندہ اس جذبہ کے ساتھ کام کریں

---

پاکستانی کو اس پر دکھ ہے۔ اور مجھے یہ معلوم کر کے بڑا ہی افسوس ہوا ہے کہ ابھی تک ان کے واجبات ادا نہیں کئے گئے۔ اور نہ ہی ان سے کئے گئے وعدے ابھی تک پورے کئے ہیں۔ درحقیقت یہ ذمہ داری کنونشن لیگ کی تھی۔ جس کے دور اقتدار میں یہ اخبار اس کا ترجمان بنا ہوا تھا۔

بہرحال کوہستان کے عملہ کے نہ صرف تمام واجبات ہی فوراً ادا کئے جائیں۔ بلکہ ان کی تمام شکایات کا ازالہ کیا جانا چاہیئے۔ اور ملک کے اس قدیم اخبار کو زندہ رکھنے کی کوشش میں کمی نہیں آنے دینی چاہیئے۔ کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کو کوہستان کے عملہ کے ساتھ مکمل ہمدردی ہے، اور وہ ان کے مطالبات کی تائید و حمائت کرتی ہے۔

---

نعیم آسی سیالکوٹ

# علماء کے بائیس ۲۲ نکات اور سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا طرزِ عمل

(۴)

۱۲؍ مارچ کو گول میز کانفرنس کا اجلاس پھر ہوا۔ یہ تری دن ہے جس دن فوج کے دو کمانڈر گول میز کانفرنس میں ٹکرا گئے تھے۔ یعنی ایئر مارشل اصغر خاں اور ریٹائرڈ ایڈمرل ایس۔ ایم احسن۔ ... جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے آج کے دن دو اپوزیشن لیڈروں نے تقریریں کیں۔ مقررین میں حمید الحق چوہدری (قومی جمہوری محاذ) اور سردار شوکت حیات (کونسل لیگ) شامل تھے۔ حمید الحق چوہدری نے دو متفقہ مطالبات کے علاوہ اس بات پر زور دیا کہ دیگر معاملات بھی کانفرنس میں طے کئے جائیں"۔

سردار شوکت حیات نے کہا کہ چھوٹے علاقوں اور مشرقی پاکستان کے عوام کے مطالبات تسلیم کر لئے جائیں اور ون یونٹ توڑ دیا جائے۔ نئی اسمبلی فی الحال آبادی کی بنیاد پر بالغ رائے دہی کے اصول پر منتخب کی جائے"۔

(امروز ۱۳؍ مارچ ۱۹۶۹ء)

## نتیجہ کیا نکلا؟

۱۳؍ مارچ کو صدر مملکت ایوب خاں نے تقریر کی۔ جمہوری مجلس عمل کے دو متفقہ مطالبات (۱) بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست انتخابات (۲) وفاقی پارلیمانی نظام حکومت تسلیم کر لئے۔ اور بقایا کو نئی اسمبلی کی صوابدید پر چھوڑ دیا۔ ایوب خاں کی تقریر سے فوراً بعد اٹھ کر نوابزادہ نصر اللہ خاں، چوہدری محمد علی، سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اٹھ کر ایوب کے فیصلے کا خیر مقدم کیا جبکہ مجیب الرحمٰن اور نورالامین نے مخالفانہ رائے دی۔

۱۴؍ مارچ کو اپوزیشن لیڈروں نے جن میں سید ابوالاعلیٰ مودودی بھی شریک تھے صدر پاکستان سے الوداعی ملاقات کی۔ ایوب خاں نے یقین دلایا کہ آئندہ الیکشن آزادانہ اور منصفانہ کرانے کی ہر ممکن کوشش کی جائیگی۔

۲۵؍ مارچ کو ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ جو اب تک قائم ہے۔

## گول میز کانفرنس کے بعد کیا ہوا؟

جمہوری مجلس عمل میں آٹھ جماعتیں شامل تھیں، جن میں پانچ وہ تھیں جو پہلے ہی تحریک جمہوریت پاکستان نامی بلاک میں شامل تھیں۔ ان آٹھ کے نام یہ ہیں:-

(۱) قومی جمہوری محاذ
(۲) پاکستان مسلم لیگ (کونسل)
(۳) مودودی جماعت
(۴) عوامی لیگ (نصر اللہ گروپ)
(۵) نظام اسلام پارٹی

} رکن پاکستان تحریک جمہوریت

(۶) نیشنل عوامی پارٹی (ولی خان گروپ)
(۷) عوامی لیگ (مجیب گروپ)
(۸) جمعیۃ علماء اسلام

لوگوں کو نظام اسلام پارٹی اور مودودی جماعت سے بالعموم اور سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب سے بالخصوص یہ توقع تھی کہ یہ مولانا مفتی محمود صاحب کے مطالبہ کی تائید کریں گے۔ اس توقع کے تین سبب تھے:

(۱) ان جماعتوں نے اپنے نام کے ساتھ "اسلام" اور "اسلامی" کا لفظ چسپاں کیا ہوا تھا۔

(۲) سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے مفتی محمود کے پیش کردہ بائیس نکات کی تائید میں ۱۹۵۱ء میں دستخط ثبت کئے تھے۔

(۳) اور یہی نہیں کہ فقط دستخط ہی کئے تھے بلکہ ۱۹۵۱ء سے لے کر اوائل جنوری ۱۹۶۹ء تک مسلسل سولہ سترہ برس ان کے حق میں پروپیگنڈہ بھی کرتے کراتے رہے اور نفاذ پر زور بھی دیتے دلاتے رہے۔

لیکن جب یہ خبر آئی کہ ان دونوں جماعتوں اور خاص کر جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے بھی اس مطالبہ کی تائید نہیں کی، تو لوگوں میں حیرت و استعجاب کی ایک لہر دوڑ گئی۔ طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ اکثریت کا خیال تھا کہ:-

"چونکہ سید صاحب اور مفتی صاحب کی گاڑھی چھنتی ہے چنانچہ سید صاحب نے تائید نہیں کی"۔

لیکن اس دلیل کا جو مقام ہے یا جو وزن ہے وہ ظاہر ہے یہ بالکل بچوں کی سی بات تھی۔ جو کسی سنجیدہ ذہن کو اپیل نہیں کر سکتی تھی۔ اس عقدے کو حل کرانے کے لئے سید صاحب کی "بارگاہ" میں کئی خطوط لکھے گئے۔ کہ وجہ بیان کریں کہ گول میز کانفرنس میں آپ نے اسلامی نظام کے نفاذ کے مطالبہ کی تائید کیوں نہ کی؟ خطوط کی تعداد بڑھتے بڑھتے بہت زیادہ ہو گئی۔ بالآخر عوامی مطالبہ کی شدت سے گھبرا کر "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے مصداق ۴؍ اپریل ۶۹ء کے "ایشیا" میں سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا ایک خط بعنوان "ایک تہمت اور اس کا جواب" میں گول میز کانفرنس میں اسلام کو نزاعی مطالبات کی سطح پر رکھنا پسند نہیں کرتا تھا" شائع کیا گیا۔ اس میں سید صاحب لکھتے ہیں:

آپ نے جس معاملے کے متعلق مجھ سے استفسار کیا ہے۔ اس کے بارے میں اصل صورت حال میں آپ کے سامنے رکھے دیتا ہوں۔ اس کے بعد رائے قائم کرنا آپ کا اپنا کام ہے۔ "تحریک جمہوریت" کی پانچ جماعتوں کے ساتھ جب جمعیۃ علماء اسلام، نیشنل عوامی پارٹی (ولی خاں گروپ) اور چھ نکات کی حامی عوامی لیگ نے متحد ہو کر جمہوری مجلس عمل بنائی تھی۔ اس وقت یہ طے ہوا تھا کہ آٹھوں جماعتیں اس وقت تک انتخابات کا بائیکاٹ کریں گی۔ جب تک ان کا مرتب کردہ آٹھ نکاتی مطالبہ تسلیم نہ کر لیا جائے۔ (وہ آٹھ نکات یہ ہیں:-)

(۱) وفاقی نظام حکومت کی بحالی۔
(۲) بالغ رائے دہی
(۳) ہنگامی حالات کا خاتمہ
(۴) شہری آزادیوں کی بحالی اور کالے قوانین کی منسوخی۔
(۵) تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی
(۶) مزدوروں کا حق ہڑتال بحال کیا جائے۔
(۷) اخبارات پر سے تمام پابندیوں کا خاتمہ
(۸) پروگریسو پیپرز لمیٹڈ اصلی مالکان کے سپرد کی جائے

(بحوالہ نوائے وقت ۱۹؍ فروری ۶۹ء)

پھر اس مجلس عمل نے اپنے مطالبات کے حق میں ایک ملک گیر تحریک چلائی اور اس کو اتنی زبردست عوامی تائید حاصل ہوئی۔ کہ حکومت آٹھ میں سے چھ مطالبات تو پہلے ہی پورے کرنے پر مجبور ہو گئی (گستاخی معاف! کیا پروگریسو لمیٹڈ اصل مالکان کے سپرد کر دی گئی؟ کیا اخبارات پر سے تمام پابندیوں کا خاتمہ ہو گیا؟ کیا مزدوروں کا حق ہڑتال بحال ہو گیا؟ کیا شہری آزادیوں کی بحالی اور کالے قوانین کی منسوخی ہو گئی؟ کیا تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی ہو گئی؟ اگر تو یہ سب کچھ ہو گیا تھا۔ پھر تو آپ کا یہ کہنا بجا کہ آٹھ میں سے چھ مطالبات تو پہلے ہی پورے کرنے پر مجبور ہو گئی"۔ اور اگر یہ سب کچھ نہیں ہوا (یقیناً نہیں ہوا) تو پھر آپ کا کہا کیسے درست ہے؟ آسی) اور بقیہ دو مطالبات کے لئے اس نے جمہوری مجلس عمل کو دعوت دی تاکہ گول میز کانفرنس میں بیٹھ کر صدر صاحب اور ان کی سرکاری پارٹی کے ساتھ بات چیت کی جائے

وہ دو مطالبات یہ تھے:-

(باقی آئندہ)

مولانا بشیر احمد صاحب حصاری

# پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کی جد وجہد

## اور

## مودودی صاحب

(۵)

آیئے! اب یہ دیکھیں کہ یہ جتھا جسے منظم اور مضبوط کرنے کے لئے ناموس اسلاف تک کو اس کی بھینٹ چڑھا دیا گیا اور اس مقصد کے لئے قائد تحریک کی طرف سے دین کا حلیہ بدل دینا بھی ضروری سمجھا گیا۔ آیا یہ جتھا زبوں حالی ملت کا کچھ مداوا بھی کر سکا ہے؟

اس لحاظ سے جب ہم اس گروہ کی مساعی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ متوقع اندیشہ بالآخر حقیقت بن کے رہا۔ یعنی طریق سلف کو نظر انداز کر کے جو جتھا منظم کیا گیا تھا۔ اس کا ہر قدم صراط مستقیم کی مخالف سمت میں پڑتا رہا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ علماء نے اس گروہ کے متعلق اپنی خوش گمانی کو آخری حد تک قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن کب تک؟

یہ واضح رہے کہ حکومت کے متعلق علماء کا موقف حکومت دشمنی پر مبنی کبھی نہیں رہا۔ مسلم لیگ سے علماء کرام کے جس گروہ کو اختلاف تھا بھی سہی تو وہ اس بنیاد پر نہیں تھا کہ تم آزادی کیوں مانگتے ہو بلکہ اختلاف اس امر میں تھا کہ حصول آزادی کے نتیجہ میں قومی مسائل کا جو حل تمہارے پیش نظر ہے ہمارا طریقہ اس سے زیادہ مفید رہے گا۔ اسے یوں کہہ لیں کہ اختلاف مقصد میں نہیں لائحہ عمل میں تھا۔ اور یہ اختلاف موجود الوقت سیاسی جماعتوں کا بھی آپس میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آزادی مسلم لیگ کے لائحہ عمل پر حاصل ہوئی اور اختلاف کرنے والے علماء کا مقصد بھی آزادی ہی تھا، جو حاصل ہو چکا۔ ان کے طریق سے نہ سہی دوسروں کے طریق سے سہی، تو وجۂ اختلاف باقی نہ رہی۔ چنانچہ احرار نے چھیالیس ہی میں مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کر کے اپنے لائحہ عمل سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا۔ ایسے ہی حضرت شیخ العرب مولانا حسین احمد صاحب مدنی رح نے اپنے تمام متوسلین کو یہ ہدایت کی "آزادی ہمارا مقصود تھی۔ وہ جس صورت میں بھی حاصل ہوئی، اب اس کی حفاظت و حمایت ہمارا فرض ہے، لہٰذا پاکستان میں رہنے والے حضرات اس کی ترقی و بقا میں کوشاں ہوں اور اس سلسلے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں" اور حضرت علامہ عثمانی رح کے حامی علماء پہلے ہی مسلم لیگ کے ساتھ تھے۔

### مودودی صاحب کا سیاسی موقف اور تحریک آزادی

لیکن سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی پوزیشن اس سے قطعی مختلف تھی۔ انگریزی دور میں ان کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے اور اسی کی انہوں نے تبلیغ و تلقین کی، کہ ہماری دعوت عالمگیر ہے کسی خاص ملک کی قوم اور ہنگامی و وقتی مسئلے یا حادثے سے خواہ وہ کتنا ہی عظیم اور اہم کیوں نہ ہو، ہمیں کچھ سروکار نہیں ہوگا۔ چنانچہ جزوی مسائل کے سلسلے میں وہ فرماتے ہیں:۔

"یہ چھوٹے چھوٹے ضمنی مسائل جن میں آج دنیا کی مختلف قومیں اور جماعتیں الجھ رہی ہیں خلاً یورپ میں ہٹلر کا طغیان، اٹلی یا حبش میں اٹلی کا فساد یا چین میں جاپان کا ظلم یا ایشیا و افریقہ میں برطانیہ کی قیصریت اسلام کی نگاہ میں ان کی اور ایسے تمام مسائل کی کوئی اہمیت نہیں"۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش سوم ص ۱۲۲)

"ساری دنیا کے بوجھ بجھکڑ اپنی نظریں صرف ان خارجی علامات ہی پر جمائے ہوئے ہیں جو اندرونی خرابی کی وجہ سے سطح پر نمایاں ہوتی ہیں اور ہر ایک کو سطح پر جو پھوڑا سب سے زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ اسی پر انگلی رکھ کر کہہ دیتا ہے کہ بس اس کا آپریشن کر دو پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ کوئی کہتا ہے۔ جس کی گانٹھ ڈکٹیٹر شپ ہے۔ اسی کو کاٹ دو۔ کوئی کہتا ہے کہ ساری خرابی امپیریلزم کی وجہ سے ہے اسے ہٹا دو، کوئی کہتا ہے کہ سرمایہ داری نے دنیا کو جہنم بنا رکھا ہے اس کا خاتمہ کر دو۔ ان نادانوں کی عقل کہاں گم ہو گئی ہے؟ یہ شاخوں کو جڑ سمجھ رہے ہیں"۔ (کشمکش سوم ص ۱۱۲)

ایسے ہی وہ آزادی کے دھندے کو بھی محض غلط اور کوششوں کا زیاں سمجھتے ہیں۔ پھر وہ آزادی کی تحریکوں پر صرف نکیر فرما کر ہی نہیں رہ جاتے بلکہ انگریز سامراج کو امر الٰہی اور سنت اللہ کا تقاضا قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مئی ۱۹۴۷ء تک انگریز کی خوبیوں، اعلیٰ صلاحیتوں اعلیٰ انسانی اقدار اور مقامی باشندوں (ہندو، سکھ، مسلمان) پر اس کی اخلاقی برتری میں وہ رطب اللسان ہیں، اور ملکی باشندوں (ہندو، سکھ، مسلمان) کی اخلاقی پستی انسانی اقدار سے تہی دامنی اور خوبیٔ کردار سے محرومی پر سخت بیزار ہیں۔ ان کے نزدیک یہ اصول ہی غلط ہے کہ باہر سے آئی ہوئی قوم آپ کے ملک پر حکمرانی کا حق نہیں رکھتی۔ چنانچہ وہ انگریزی حکومت کو برحق ثابت کرتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"خدا کے قانون نے پھر ایک مرتبہ انسانوں کے اس من مانے اصول کو توڑ دیا۔ جو انہوں نے بغیر کسی حق کے بنا رکھا ہے کہ "ہر ملک خود ملکیوں کے لئے خواہ وہ اسے بنائیں یا بگاڑیں"۔ اس نے تاریخ کے اٹل فیصلے سے ثابت کیا کہ نہیں ملک تو خدا کا ہے وہی یہ طے کرنے کا حق رکھتا ہے کہ اس کا انتظام کس کے سپرد کرے"۔

(بناؤ بگاڑ ص ۱۳)

تو جب یہ انتظام حکومت جسے سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب "انگریز امپیریلزم" کے نام سے موسوم فرماتے ہیں ملک و قوم کی بھلائی کے لئے امر الٰہی ٹھہرا تو ظاہر ہے کہ اس کی مخالفت کم از کم ایک مسلمان کے لئے زیبا نہیں، اور ایسے ہی آزادی کا کوئی سا مطالبہ یا اقدام بھی جائز اور معقول نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے نزدیک یہ امر بھی کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا کہ ہندوستان کو "انگریزی امپیریلزم" سے آزاد کرایا جائے

(کشمکش سوم ص ۱۲۷)

"ایک گروہ (مسلم لیگ۔) کے سر پر ہندو کا ہوّا سوار ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ "ہندو امپیریلزم" سے بچ نکلنے کا نام نجات ہے، دوسرے گروہ (جمعیتہ علماء) کے سر پر "انگریز کا بھوت" مسلط ہے اور وہ "انگریزی امپیریلزم" کے جال سے بچ نکلنے کو نجات سمجھ رہا ہے۔ ان میں کسی کی نظر بھی مسلمان کی نظر نہیں۔ ورنہ یہ دیکھنے کہ اصلی شیطان نہ یہ (ہندو) ہے نہ وہ (انگریز)۔ (کشمکش سوم ص ۱۲۵)

"حضرت عیسٰی نے جن کی قوم رومیوں کی غلام ہو چکی تھی بنی اسرائیل اور آس پاس کی قوموں کو رومن امپیریلزم کے خلاف جنگ آزادی کے جھنڈے کی طرف دعوت نہیں دی"

(کشمکش سوم ص ۱۳۰)

(باقی)

## مدرسہ عربیہ جامع العلوم بھکر

مدرسہ عربیہ جامع العلوم عیدگاہ شمالی بھکر یکم جون ۱۹۵۶ء سے باقاعدہ زیر سرپرستی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ العالی دین کی تعلیمی و تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے اور تعلیمی لحاظ سے علاقہ بھر میں نمایاں حیثیت حاصل کر چکا ہے۔

مدرسہ ہذا میں قرآن مجید حفظ و ناظرہ کے علاوہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، نحو، منطق، علم معانی، ادب عربی، صرف وغیرہ علوم پڑھائے جاتے ہیں۔

### عملہ اسماء مدرسین حضرات

ہمیشہ مدرسہ ہذا کو مخلص ولائق مدرسین کی خدمات حاصل رہی ہیں۔ امسال بھی ماہر التدریس حضرت مولانا میرباز خاں صاحب تبوی فاضل دیوبند صدر مدرس، حضرت مولانا محمد رمضان صاحب فاضل دیوبند مہتمم، مولانا حافظ اللہ بخش صاحب (شعبہ قرآن) بخوبی مصروف تدریس ہیں۔ مولانا محمد بختاور صاحب فاضل قاسم العلوم ملتان ناظم مدرسہ ہذا ہیں۔ اور ایک باورچی مطبخ مدرسہ کے لئے مقرر ہے۔

### اپیل

مدرسہ ہذا میں مقامی طلبہ کے علاوہ تیس مسافر طلبہ جن کے قیام و طعام و کتب وغیرہ ضروریات کا مدرسہ ہذا کفیل ہے، جو کہ دیندار مخیر حضرات کے تعاون سے پورا ہوتا ہے کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔ مہربانی فرما کر عشر، زکوٰۃ، چرم ہائے قربانی، صدقات واجبہ اور نافلہ سے مدرسہ ہذا کی معاونت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(المشتہر)۔ خدایار ہاشمی رکن مدرسہ جامع العلوم شمالی عیدگاہ بھکر
ٹیلیفون نمبر ۸۳ —— سرپرست ہاشمی دواخانہ

## لائل پور کی قدیم و عظیم دینی درسگاہ

مدرسہ اشرف المدارس محلہ فریدگنج لائل پور میں داخلہ یکم شوال سے ۲۵ شوال تک جاری رہے گا۔ قابل اور ماہر ترین اساتذہ اور عمدہ انتظام مدرسہ کی خصوصیت ہے دورۂ حدیث شریف کے لئے دارالعلوم دیوبند اور خیر المدارس ملتان کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ جمال الدین صاحب مدظلہ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

(نوٹ) دورۂ حدیث کے طلباء کے لئے خصوصی مراعات۔ داخلہ کے خواہشمند طلباء مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کریں۔

مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی مہتمم مدرسہ اشرف المدارس محلہ فرید گنج ــ لائلپور

## مدرسہ جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ کا داخلہ شروع ہے

جامعہ اشرفیہ میں درجہ کتب اور حفظ دونوں درجوں کے طلباء کیلئے داخلہ شروع ہے۔ درجہ کتب میں حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب فاضل جامعہ رشیدیہ و خیر المدارس بہترین معلم ہیں اور درجہ حفظ میں حضرت مولانا حافظ قاری محمد شریف صاحب قدیمی بڑی محنت سے کام کرتے ہیں۔ بیرونی نادار طلباء کے لئے تمام، طعام، ملبوسات کتب، ادویات وغیرہ کا مدرسہ ہی کفیل ہے

الداعی۔ عبداللطیف انور جالندھری
مہتمم جامعہ اشرفیہ ــ شاہ کوٹ

## پرانے پیچیدہ امراض

زنانہ، مردانہ اور دیگر ہر قسم کی بیماری کا علاج کامیابی سے کرانے کے لئے آزمائش کریں دور دراز سے خط و کتابت کے ذریعہ بھی علاج کیا جاتا ہے۔

ایچ نور خاں ایچ، ڈی (انگلینڈ)
گوروبازار میانوالی شہر

## نیا سال نیا پروگرام

امسال مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا نے جن بزرگوں کی خدمات حاصل کی ہیں وہ حسب ذیل ہیں، جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا قطب الدین صاحب مدظلہ۔ شیخ الادب حضرت مولانا غلام رسول صاحب دادوی۔ حضرت مولانا قاضی غلام میرام صاحب سابق مدرس تعلیم القرآن۔ حافظ مولانا نذیر احمد مخدوم کی تقرری ہوئی ہے۔ طالبان علوم عربیہ کو بہت سہولت دی جائیگی۔ المعلن حاجی محمد اشرف ناظم مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا

## ہر قسم کی ادویات و ٹیکہ جات خریدنے کیلئے

# ملت میڈیکل ہال میانوالی

پر

تشریف لائیں

## چنیوٹ میں

# کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس

مورخہ ۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر ۶۹ء بروز ہفتہ، اتوار، پیر نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہی ہے جس میں ملک بھر کے جید علماء کرام و مشائخ عظام شرکت فرما رہے ہیں۔ تمام مسلمانوں سے شرکت کی پرزور درخواست ہے۔

عزیز الرحمٰن ناظم دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان

## دارالعلوم مدنیہ نسبت روڈ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

### بیادگار شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ

دارالعلوم مدنیہ ضلع سیالکوٹ کی واحد دینی درسگاہ ہے۔ جس میں تمام عربیہ، فقہ و حدیث، فلسفہ، منطق، عقاید، ادب، تاریخ و دیگر عربی مدارس کے مروجہ مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے

دارالعلوم ۱۲ سال سے نہایت عمدہ طریق سے کام کر رہا ہے اور اہل خیر حضرات کے تعاون سے روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

دارالعلوم میں ۲۵۰ تک طلبہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ بیرونی طلبا ۴۵ تک دارالعلوم میں قیام پذیر ہوتے ہیں۔ جن کی جملہ ضروریات دارالعلوم ادا کرتا ہے۔

### لہٰذا

اہل خیر حضرات سے درخواست کی جاتی ہے کہ دارالعلوم کی اعانت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ دارالعلوم کا اکثر حصہ ابھی تک زیر تکمیل ہے۔

(نوٹ) دارالعلوم میں داخلہ ۱۵ شوال سے شروع ہو رہا ہے، ایک مشہور عالم دین کی خدمات خصوصی طور پر حاصل کی گئی ہیں۔

(المشتہر): محمد فیروز خاں فاضل دیوبند
مہتمم دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

# پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور اس کا اثر

سفیدی ہے"

یہ بات سن کر وہ عورت رونے پیٹنے لگی کہ شاید اس کے شوہر کی آنکھوں میں کوئی ایسا عیب ہے جس کا اسے علم نہیں ہوا۔ اس پر آپ نے اسے کہا کہ:

"بھئی ہر انسان کی دونوں آنکھوں میں پتلی کے گرد سفیدی ہوتی ہے"

۳۔ ایک شخص نے خدمتِ اقدس میں آکر عرض کی کہ مجھ کو کوئی سواری عنایت ہو۔ ارشاد ہوا کہ:

"میں تم کو اونٹنی کا بچہ دوں گا"

انہوں نے کہا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ آپ نے فرمایا کہ:

"کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو"

## آپؐ کی تواضع

قارئین کرام:

ان چند مثالوں سے آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ جس طرح پیش آتے تھے، ان کے ساتھ جیسا سلوک فرماتے تھے۔ یہ سلوک ایک بزرگ نبی، ایک متواضع اور محبوب قائد، ایک عظیم انسان کا سلوک تھا جس کی عظمت کا سبب نہ اس کا دبدبہ تھا اور نہ فرمانروائی بلکہ اس کی عظمت کا سبب وہ خصوصیتیں تھیں جن کا ذکر ہم ان صفحات میں کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور سیرت ہمیں اس قدر درخشاں، اس لیے نظر آتی ہے کہ آپ ہمیشہ ایک متواضع اور خلیق انسان کی حیثیت سے رہے ہیں۔ آپ کی رسالت کے مختلف مراحل میں آپ کی تواضع اور حلم ایسا ہی تھا جیسا کہ اولو العزم انبیاء کا ہوتا ہے۔ اس وقت بھی جب آپ کو تکلیفیں پہنچائی جا رہی تھیں اور اس وقت بھی جب کہ آپ غالب و فتح یاب تھے۔ اس وقت بھی جب آپ تنہا تھے اور اس وقت بھی جب آپ کامیابی اور مجد کے آسمان پر تھے۔ آپ کی تواضع اور انکساری کا عالم ایک ہی تھا۔ عظماء کی تاریخ ہمیں اس کی نظیر کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہ کہ عظیم تھے بلکہ آپ اللہ کے رسول بھی تھے۔

جس دن اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کی نعمت عطا فرمائی اور وہ سرکش اور باغی قریش جنہوں نے بیس سال تک آپ کے ساتھ عداوت رکھی اور برسرِ پیکار رہے۔ آپ کے جیشِ جرار سے شکست کھا گئے۔ آپ اونٹ پر سوار مکہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں سر جھکا ہوا ہے۔ سب خوف زدہ ہیں اور آپ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔ ان میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو خوف و دہشت سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ آپ اسے فرماتے ہیں:

"گھبراؤ نہیں! میں تو ایک ایسی قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک کیا ہوا گوشت کھاتی تھی"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غلاموں، بوڑھی عورتوں، بیواؤں اور مساکین کی باتیں توجہ سے سنا کرتے تھے جو شخص بھی آپ کو راستہ چلتے روکتا۔ آپ اس کے لیے رک جاتے تھے اور جو بھی ملنے والا آپ سے مصافحہ کرتا آپ اس کا ہاتھ اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک کہ وہ شخص آپ کا ہاتھ خود ہی نہ چھوڑ دیتا۔

اصحاب میں سے اگر کوئی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو آپ اس کے متعلق دریافت فرماتے۔ مریضوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ جنازوں میں شرکت فرماتے۔ اصحاب کی مشکلات کو توجہ کے ساتھ سنتے اور انہیں اپنی خوشیوں اور غموں میں شریک فرماتے تھے۔

## آپؐ کا رحم اور شفقت فرمانا

بچوں، عورتوں اور ضعیفوں پر آپ بڑی شفقت فرماتے تھے:

۱۔ نماز میں اگر آپ کسی بچے کی رونے کی آواز سنتے تو نماز ہلکی پڑھاتے تاکہ اس بچے کی ماں کے خشوع میں جو آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہی ہے فرق نہ آ جائے۔

۲۔ ایک مرتبہ ایک لڑائی کے خاتمہ کے بعد آپ ایک مقتولہ کی لاش پر گزرے تو سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا:

"کیا میں نے تم کو عورتوں کے قتل کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟ یہ لڑ تو نہیں سکتی تھی پھر تم نے اسے کیوں قتل کیا؟"

آپ حیوانوں پر بھی بڑی شفقت فرماتے تھے:

۱۔ ایک بلی کے لیے جو پانی پینا چاہتی تھی، آپ نے برتن ٹیڑھا کیا تاکہ پانی پی سکے۔

۲۔ ایک مرغ آپ کے گھر میں بیمار ہو گیا تو آپ نے خود اس کی تیمارداری کی۔

۳۔ ایک دبلا اونٹ دیکھا تو فرمایا کہ:

"ان چوپاؤں کے بارے میں خدا کا خوف کرو۔ اسے اچھا کھلاؤ اور اس پر صحیح طریقہ سے سواری کرو"

غلاموں کے ساتھ آپ کا سلوک اور ان کے بارے میں نیک سلوک کی ہدایت کرنا آپ کا اس حد تک تھا کہ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

(باقی آئندہ)

***

M. 6771 সাপ্তাহিক

WEEKLY

REGD. L. No. 7132

তরজুমানেইসলাম

TARJUMAN E ISLAM

LAHORE

লাহোর

إن الدين عند الله الإسلام

پاکستان میں حفاظت اسلام کا علمبردار

ہفت روزہ

# ترجمان اسلام

لاہور
پاکستان

العلماء ورثة الانبياء

قوانینِ شریعت کے سب سے بڑے مرتب، یکتائے روزگار فقیہ، امام اجل

# نعمان بن ثابت اور علماء کوفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مدظلہٗ، خلیفہ مجاز حضرت شیخ الاسلام و امیر جامعہ مدنیہ لاہور نے بخاری شریف کا سبق شروع کرانے سے قبل بعض طلبہ کی درخواست پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حالات و مناقب بیان فرمائے۔ احقر نے ان حالات کو تحریر میں لانے کی مقدور بھر سعی کی جو کچھ قلمبند ہو سکا وہ قسط وار "ترجمان اسلام" کے پیش خدمت ہے۔ حبیب الرحمٰن اشرف

## کوفہ

آپ کے شوق کے پیش نظر بخاری شریف سے پہلے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے حالات بیان کیے دیتا ہوں۔ آپ نے چونکہ بیشتر تعلیم کوفہ میں پائی، اس لیے پہلے کوفہ کے حالات سے باخبر ہونا ضروری ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ھ میں کوفے کے علاقہ میں صحابہ کرام کو زمینیں الاٹ کیں جن حضرات نے عراق کی جنگوں میں حصہ لیا تھا وہ صحابہ کرام وہاں آباد کر دیے گئے اور قبائل عرب میں جو فصیح اور خالص عربی النسل قبیلے تھے انہیں بھی یہاں آباد کیا اور البدایہ والنہایہ میں ہے کہ ان کے زمانہ میں اس کی آبادی ایک لاکھ تھی پھر ان کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دینے کی غرض سے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو کوفہ بھیجا اور فرمایا:

"اٰثَرْتُکُمْ بِعَبْدِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ"

یعنی میں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمہارے پاس بھیج کر اپنے آپ پر تم کو ترجیح دی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود بہت بڑے عالم اور جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے متعلق فرمایا کرتے تھے:

کُنَیْفٌ مُلِیَٔ فِقْھًا (فقہ سے بھری ہوئی گٹھڑی ہیں)

ایک روایت میں:

مُلِیَٔ عِلْمًا (علم سے بھری ہوئی) کے الفاظ ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَضِیْتُ لِاُمَّتِیْ مَا رَضِیَ لَھَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ

میں اپنی امت کے لیے اس چیز پر خوش ہوں جس پر امت کے لیے ابن مسعود خوش ہوں۔

اور ارشاد فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّقْرَأَ الْقُرْاٰنَ غَضًّا کَمَا اُنْزِلَ فَلْیَقْرَأْ عَلٰی قِرَاءَۃِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ

جو یہ چاہے کہ قرآن پاک کو اس طرح ترو تازہ حالت میں پڑھے کہ جیسے نازل کیا گیا ہے تو اسے ابن مسعود کی قرأت سے پڑھنا چاہیے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

تَمَسَّکُوْا بِعَھْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

ابن مسعود کے فرمان کو مضبوطی سے پکڑو۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَۃٍ

قرآن پاک کی تعلیم میرے چار (صحابہ) سے حاصل کرو۔ اور پھر حضرت ابن مسعود کو سب سے پہلے ذکر فرمایا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صاحب سر رسول اللہ ہیں، حضرت عبداللہ ابن مسعود کے متعلق فرماتے تھے:

کَانَ اَقْرَبَ النَّاسِ ھَدْیًا وَّدَلًّا وَّسَمْتًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَتّٰی یَتَوَارٰی مِنَّا فِیْ بَیْتِہٖ وَلَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوْظُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنَّ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ ھُوَ اَقْرَبُھُمْ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی

سیرت میں، اداؤں میں اور ہیئت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب (مشابہ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے، حتیٰ کہ وہ ہم سے اپنے گھر میں چھپتے اور حضرات صحابہ کرام محفوظ حضرات یقیناً جانتے ہیں کہ ابن مسعود ہی درجہ میں ان سب میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں۔

تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاروق اعظمؓ کے ارشاد کے مطابق وہاں (کوفہ) تشریف لے گئے اور اہل کوفہ کو تعلیم دی۔ انہیں فقہ سکھلائی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری دور تک اہل کوفہ کو تعلیم دیتے رہے۔ اور اتنی بہترین تعلیم دی کہ کوفہ بہت جلد قراء، فقہاء اور محدثین سے بھر گیا۔ علم کے لحاظ سے کوفہ دوسرے بلاد (شہروں) سے بہت آگے بڑھ گیا۔ بعض حضرات نے حضرت عبداللہ ابن مسعود کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگردوں کو چار ہزار تک شمار کیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود کے علاوہ حضرت سعد بن مالک (ابن ابی وقاص)، حضرت حذیفہ، حضرت عمار، حضرت سلمان، حضرت ابوموسیٰ وغیرہ رضی اللہ عنہم بھی اسی زمانہ میں کوفہ میں موجود رہے اور ان کے تعلیمی کام میں امداد دیتے رہے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو فقہاء کوفہ کی کثرت سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

رَحِمَ اللّٰہُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ قَدْ مَلَأَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃَ عِلْمًا۔

اللہ تعالیٰ ابن مسعود پر رحمت فرمائے انہوں نے اس شہر کو علم سے بھر دیا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ:

اَصْحَابُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سُرُجُ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ

ابن مسعود کے شاگرد اس شہر کے چراغ ہیں۔

حضرت علیؓ کے زمانہ میں جو مسائل پیش آتے ان میں خود حضرت علیؓ اور ان کے ساتھ تمام صحابہ کرام کے فتاویٰ اہل کوفہ نے محفوظ رکھے۔ گویا کوفہ اس وقت علوم اسلامیہ کا بہت بڑا مرکز تھا۔ فقہاء، محدثین اور علوم قرآن کے واقف اور ماہرین لغت اتنے تھے کہ اس قدر بڑی تعداد میں علماء و فقہاء دوسری کسی جگہ نہیں پائے گئے۔ اس لیے قاموس وغیرہ میں اسے "قبۃ الاسلام" جیسے عظیم لقب سے ذکر کیا گیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ "مصر" (جو ایک بڑا ملک ہے) میں صرف "تین سو" صحابہ کرام کا نام ملتا ہے جو وہاں تشریف لے گئے تھے اور ادھر کوفہ میں (جو ایک شہر ہے) عجلی کے قول کے مطابق صحابہ کرام کی تعداد پندرہ سو تھی۔ ان صحابہ میں تقریباً ستر حضرات اہل بدر میں سے تھے۔ یہ تعداد (پندرہ سو) ان صحابہ کے علاوہ ہے جو وہاں کچھ رہے اور پھر چلے گئے۔ کوفہ سے کچھ فاصلے پر "قرقیسیا" نام ایک جگہ ہے۔ فیض الباری میں ہے کہ "وہاں بھی چھ سو صحابہ کرام رہائش پذیر تھے" یہ حال ملک عراق کے ایک شہر "کوفہ" کا ہے عراق کے باقی شہروں کا ذکر یہاں نہیں کیا جا رہا۔ اہل عراق کے بارے میں جو سخت کلمات امام مالکؒ اور ربیعہؒ سے منقول ہیں، سنداً ان کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں۔

اب اگر صرف حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعود کے بڑے بڑے فقیہ ساتھیوں کا ذکر بھی تفصیل سے ذکر کیا جائے تو بھی وسیع جلد تیار ہو جائے گی۔

حضرت مسروق ابن اجدع (جو بہت بڑے تابعی ہیں) فرماتے تھے:

وَجَدْتُ عِلْمَ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ یَنْتَھِیْ اِلٰی سِتَّۃٍ اِلٰی عَلِیٍّ وَّعَبْدِ اللّٰہِ وَعُمَرَ وَزَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ وَاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ

میں نے یہ دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا علم ان چھ حضرات کو پہنچتا ہے۔ علی، عبداللہ، عمر، زید بن ثابت، ابوالدرداء اور ابی بن کعب (رضی اللہ عنہم اجمعین)

ابن جریر کہتے ہیں:

لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ لَّہٗ اَصْحَابٌ مَعْرُوْفُوْنَ حَرَّرُوْا فُتْیَاہُ وَمَذْھَبَہٗ فِی الْفِقْہِ غَیْرَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَکَانَ یَتْرُکُ مَذْھَبَہٗ وَقَوْلَہٗ لِقَوْلِ عُمَرَ وَکَانَ لَا یَکَادُ یُخَالِفُہٗ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ مَّذَاھِبِہٖ وَیَرْجِعُ مِنْ قَوْلِہٖ اِلٰی قَوْلِہٖ۔

یعنی صحابہ کرامؓ میں کسی صحابی کے بھی ایسے معروف ساتھی (شاگرد) نہ تھے، جنہوں نے صحابی کے فتوے اور فقہی مذہب کو لکھا ہو، سوائے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اور وہ اپنا مذہب اور قول حضرت عمرؓ کے قول کے مقابلہ میں چھوڑ دیا کرتے تھے۔ ان کے مذاہب میں سے تقریباً کسی سے بھی مخالفت نہیں کیا کرتے تھے اور اپنے قول سے ان کے قول کی طرف رجوع کر لیا کرتے تھے۔

اور بعض دوسرے صحابہ کرام نے جو دیگر مقامات پر تھے، اپنے شاگردوں کو یہ وصیت کی ہے کہ کوفہ میں حضرت ابن مسعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ **ترجمان اسلام** لاہور

سرپرست: مولانا عبید اللہ انور صاحب

| جلد ۱۲ | جمعہ ۱۳ جون ۱۹۶۹ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۲۳ |
|---|---|---|

# شذرات

احمد حسین کمال

## موجودہ سیاسی بھاگ دوڑ اور دینی طبقے

سیاسی افراد اور سیاسی زعماء کی دوڑ دھوپ جاری ہے۔ وہ باہم ایک دوسرے کے ساتھ مل رہے ہیں مستقبل کے لئے گروپ بندیاں کر رہے ہیں اور اپنے سیاسی عزائم کے منصوبے تشکیل دے رہے ہیں ظاہر ہے کہ اس تمام تگ و دو کے پیچھے اپنے اور اپنی اپنی جماعتوں کے لئے حصول اقتدار کی راہ ہموار کرنے کا ہی جذبہ کارفرما ہے۔

موجودہ صدر کے اعلانات سیاسی اعتبار سے حوصلہ افزا ہیں۔ اس لئے بھی، اس میدان کی سرگرمیاں تیز تر ہو رہی ہیں۔

یہ صورت حال ملک کے سیاسی مستقبل کے لئے خوش آئند اور امید افزا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں سب سے بڑا المیہ اور مایوس کن صورت یہ ہے کہ دینی حلقے اور دینی جماعتیں بالکل الگ تھلگ اور خاموش سی ہیں۔ اور ان کی یہ خاموشی، مستقبل کی متوقع سیاسی تبدیلیوں کے لئے دینی اعتبار سے زبردست مضرت کا باعث ثابت ہو سکتی ہے۔

اس وقت سیاسی محاذ پر تنہا جمعیۃ علماء اسلام ہی دین اور دینی حلقوں کی نمایندگی کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ لیکن سیاسی غرضمندوں اور سیاسی ابن الوقتوں کا ایک بڑا گروہ اسے راستے سے ہٹا دینے کا زور لگا رہا ہے۔ اور اس کی جدوجہد کے راستے میں روڑے اٹکاتا چلا جا رہا ہے تاکہ میدان خالی پاکر اسلام کے نام سے وہ اپنے من مانے مقاصد، عزائم اور اغراض کو پورا کر سکے۔

اس گروہ نے بڑی ہی ہوشیاری کے ساتھ دوسرے دینی حلقوں و شخصیتوں کو مبینہ سوشلزم کے ساتھ جنگ میں الجھا دیا ہے اور ان کی تمام توجہ تبدیل ہونے والے سیاسی مسائل سے علیحدہ کر کے سوشلزم کی نام نہاد نظریاتی جنگ کی طرف پھیر دی ہے۔

اس طرح یہ گروہ ملک کے بیشتر علماء، دینی حلقوں اور دینی طبقوں کو تو نظریات کی اس جنگ میں مصروف اور گم کر دینے کی کوشش کر رہا ہے۔

اور خود سیاسی تبدیلیوں پر اثر انداز ہو کر اپنے لئے جگہ بنانے میں خاموشی کے ساتھ مصروف عمل ہے حالانکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ اگر سیاسی محاذ پر دولتانہ، نصر اللہ خاں، عطاء الرحمٰن، مجیب الرحمٰن عبد القیوم، بھٹو، اصغر خان وغیرہ وغیرہ اپنی سیاسی اغراض کے لئے سرگرم کار ہیں، تو جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ مل کر تمام دینی حلقوں و شخصیتوں کو بھی دینی مقاصد کے حصول کے لئے سرگرم ہو جانا چاہیئے تھا۔

تاکہ جہاں دوسرے علاقائی و گروہی مقاصد اپنے لئے حاصل کرتے وہاں کم از کم اسلام کے بنیادی مقاصد کا حصول بھی ممکن ہو جاتا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ حال ہی میں جبکہ مفتی محمود صاحب نے گول میز کانفرنس میں ۳۱ علماء کے متفقہ اسلامی نکات کا مطالبہ کیا تھا، اور مودودی صاحب وغیرہ کی طرف سے اس کی تائید نہ ہونے کی وجہ سے صفائی کی جو بحث مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے افراد نے اٹھائی تھی۔ اس میں ایک صاحب صدیق الحسن گیلانی نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ۳۱ علماء کا ۲۲ اسلامی نکات کا مطالبہ ختم ہو چکا ہے۔ اور وہ جمہوری پارلیمانی نظام سے مطابقت نہیں رکھتا ہے (دیکھئے ہفت روزہ "ایشیا" ۸ مئی ۱۹۶۹ء، صدیق الحسن گیلانی کا مضمون)

ظاہر ہے کہ اس نقطۂ نظر میں اصل چیز، ان صاحب نے جمہوری پارلیمانی نظام کو قرار دیا ہے۔ اور ان کے نزدیک اس کی مطابقت میں اسلامی نظام قائم ہونا چاہیئے۔

اس طرح موجودہ سیاسی دوڑ دھوپ میں صرف یہ کہ ۳۱ علماء کے پیش کردہ ۲۲ اسلامی نکات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے بلکہ اسلام کے کسی بھی اصول و ضابطہ کو دستوری و آئینی حیثیت سے قطعاً سامنے نہیں لایا جا رہا ہے۔

علماء و دین دار طبقوں کے سامنے سوشلزم کا مبینہ خوف رکھ کر ان کو پوری طرح ادھر مصروف کر دیا گیا ہے۔ اور سیاسی زندگی کی بحالی و آئین و دستور کے مسائل کی ترتیب و تدوین سے انہیں اس حیلہ کے ساتھ قطعی علیحدہ و دور کر ڈالا ہے۔

ساتھ ہی ۳۱ علماء کے ۲۲ اسلامی نکات کو بھی آئندہ کے سیاسی نظام سے پارلیمانی جمہوریت کی خاطر خارج کر دیا ہے۔

ان حالات میں اسلام کا مسئلہ یقیناً معرض خطر میں پڑ گیا ہے اور ضرورت ہے کہ علماء کرام، غلط نظریاتی مباحث میں خود کو الجھنے نہ دیں۔ اور جرأت مندی کے ساتھ آگے بڑھ کر سیاسی تبدیلیوں کی موجودہ دوڑ دھوپ میں دوسرے زعماء کے ہم پلہ بلکہ ان سے بھی آگے نکل کر اپنے فرائض کا حصہ ادا کریں۔

ورنہ یاد رکھیں کہ آپ ادھر نظریات کی غیر ضروری بحث میں الجھے رہیں گے (ادھر... سیاسی شاطر اسلام کو پس پشت ڈال کر اپنی سیاسی اغراض کا تصفیہ کرا لینگے۔

اصل کام اسلام کو مثبت طور پر اصل الاصول بنا کر پورے سیاسی نظام پر غالب لانے کا ہے اور یہ کام اس مرحلہ پر ہی انجام پا سکتا ہے۔

اگر اس طرح اسلام کو غالب لانے کی کوشش کامیاب ہو جاتی ہے تو اس کے بعد سامراجیت و اشتراکیت دونوں ہی اپنی موت آپ مر جائیں گی۔ ورنہ علماء اور دینی طبقے تو نظریاتی جنگ کے محاذ پہ مصروف رہیں گے۔ اور سیاست دان باہمی جوڑ توڑ سمجھوتوں اور بھاگ دوڑ کے ذریعہ اپنی سیاسی اغراض حاصل کر لیں گے۔

اس کے بعد اسلام کے لئے گنجائش نکلنا مشکل تر ہو جائے گا۔ اور اسلام آج جس مقام پر ہے۔ کل بھی اسی مقام پر نظر آئے گا۔

اس وقت اظہار حسرت و مایوسی سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔

اس لئے ضروری ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے ہمنوا اور ہمدم بن کر تمام دینی حلقے اس موقع پر اپنی طاقت کا وزن اسلامی نظام کو غالب لانے کے لئے صرف کر دیں۔

## مشرق بعید اور مشرق وسطیٰ کے تازہ حالات پر ایک نظر

امریکہ نے شمالی ویت نام پر بمباری بند کر دی ہے اور اس طرح مشرق بعید کے اس علاقہ میں اپنی سیاسی اور فوجی ناکامی کا بالواسطہ اعتراف کر لیا ہے۔

شمالی ویت نام پر بمباری بند کرنے کے متعدد اسباب و محرکات بیان کئے جا سکتے ہیں۔ جن میں امریکہ کا گذشتہ صدارتی انتخاب بھی شامل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے

(ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا۔ مرتب و انچارج: محمد حنیف سہانپوری

کہ امریکہ کی یہ پسپائی اپنے مابعد اثرات کی وجہ سے خواہ دیگر اسباب و محرکات سے بھی وابستہ کی جاسکتی ہے۔ مگر اس کی سب سے بڑی وجہ یورپ کی وہ تازہ ترین سیاسی و فوجی صورت حال ہے جو چیکوسلاویکیہ کے حالات سے پیدا ہوئی ہے

شمالی ویت نام کی جغرافیائی حیثیت اور چین و روس کی سرحدات کے ساتھ اس کا براہ راست وابستہ ہونا اس امر کی ضمانت کے لئے کافی تھا کہ جب تک روس اور چین کو کسی کھلے میدان میں فوجی شکست نہیں دے دی جاتی، اس وقت تک شمالی ویت نام کو فوجی و ہوائی حملوں کے ذریعے فتح نہیں کیا جاسکتا تھا۔

شمالی ویت نام پر امریکہ کی ناعاقبت اندیشانہ بمباری کے اقدام پر اگر روس اور چین بھی جنوبی ویت نام پر بمباری کا جوابی اقدام کر گذرتے تو غالباً تیسری عالمگیر جنگ کا آغاز ہوسکتا تھا۔ اور روس و چین کے ساتھ امریکہ اور روس کے اتحادیوں کی براہ راست جنگ شروع ہوجاتی۔

امریکہ اور یورپ کے جنگ بازوں نے شمالی ویتنام پر بمباری کا آغاز کرتے وقت اسی مقصد کو پیش نظر رکھا تھا۔ اور اسی کی خاطر ہی سابق امریکی صدر مسٹر کینیڈی کو قتل کرا کے جانسن کو بلا انتخاب کینیڈی کی جگہ منصب صدارت پر لایا گیا تھا۔

روس اور چین کے ساتھ براہ راست جنگ کرنے کا عزم امریکہ کے بعض جنگ بازوں میں کافی مدت سے موجود تھا۔ کوریا کی لڑائی کے دوران جنرل میک آرتھر کی مشرق بعید سے برطرفی کا واقعہ شاید ابھی کچھ لوگوں کو یاد ہو۔ اس نزاع و اختلاف کی اصل وجہ بھی یہ ہی تھی کہ اس وقت بھی امریکہ کے بعض جنگ باز چین پر براہ راست ایٹمی حملہ کرنے پر زور دے رہے تھے۔ جس کی اگرچہ پذیرائی نہ ہوسکی، اور جنرل میک آرتھر کو مشرق بعید کی فوجی کمان سے علیحدہ ہونا پڑا۔ تاہم جنگ بازوں کا یہ رجحان قائم رہا۔ اور اسے بروئے کار لانے کے لئے انہوں نے شمالی ویت نام پر بمباری کا راستہ نکالا۔

روس و چین نے اس خطرہ کو ٹالنے کے لئے براہ راست جوابی فوجی اقدام سے گریز کر کے شمالی ویت نام کی بھرپور امداد کے ساتھ بالواسطہ جوابی اقدام پر اکتفا کیا۔ جس نے امریکہ کی پوزیشن کو نہایت مضحکہ خیز اور نامراد بنا کر رکھ دیا

روس نے یہ بات بہت دیر بعد سمجھی کہ ایشیا میں امریکی پالیسی کا جارحانہ رخ اس وقت تک آگے بڑھنے سے نہیں روکا جاسکتا، جب تک یورپ کے مسائل پر سرد مہری کا کہر طاری ہے۔

علاوہ ازیں یورپ کے محاذ پر سیاسی خاموشی کا نتیجہ مشرقی یورپ سے روس کے اثرات کے خاتمہ کی صورت میں نمودار ہونے کا بھی سخت اندیشہ تھا۔ جس کے آثار چیکوسلاویکیہ کی سیاسی سطح پر نمایاں ہونا شروع ہوگئے تھے

یورپ میں سیاسی ہلچل اور تغیرات کا پیدا ہونا بہرحال امریکہ اور روس کے اتحادیوں کے لئے سخت نقصان کا پیش خیمہ ہے۔ اور اس طرف سے غفلت ان کے وجود تک کے لئے چیلنج پیدا کرسکتی ہے۔

اس صورت میں یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے بقاء و تحفظ کے لئے یورپ میں اپنی پوزیشن کو مستحکم کریں۔

شمالی ویت نام پر امریکہ کی مسلسل اور بے نتیجہ بمباری نے نہ صرف دنیا بھر میں امریکہ کے وقار کو سخت صدمہ پہنچایا۔ بلکہ امریکہ کے اتحادیوں کے لئے بھی گوناگوں مشکلات پیدا کردی تھیں۔ اور دوسری عالمی جنگ کے بعد یورپ میں روس اور کمیونزم کے فروغ کو روکنے کے لئے جو منصوبہ تیار کیا گیا تھا وہ ختم ہوتا جارہا تھا۔

ایشیا میں بھی امریکہ کے اس جارحانہ اور ناعاقبت اندیشانہ طرز عمل کی وجہ سے کمیونزم کو روز بروز فروغ مل رہا تھا جبکہ شمالی ویت نام پر فوجی کامیابی کا دور دور تک کوئی امکان نظر نہیں آتا تھا۔

بالآخر اندرونی و بیرونی دباؤ سے مجبور ہو کر اور یورپ میں اپنی پوزیشن کو کمزور پا کر امریکہ کو بمباری بند کرنے کے اعلان کی پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ جس کے دور رس نتائج نمودار ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

مشرق بعید میں امریکہ کے اثرات کا آغاز ۱۸۹۸ء سے شروع ہوا۔ جبکہ اسپین اور امریکہ کے درمیان جنگ کا خاتمہ ہوا تھا۔ اور ۲۰ ملین ڈالر کے عوض امریکہ نے فلپائن کا علاقہ اسپین سے حاصل کیا تھا۔

دوسری جنگ میں جاپان کی شکست کے بعد امریکہ کے اثرات جاپان تک وسیع ہوگئے۔ اور جب فرانس نے انڈو چائنا سے جس کا ایک حصہ ویت نام بھی تھا، اپنا اقتدار اٹھایا، تو امریکہ اس علاقہ میں بھی آ دھمکا اور اس طرح ویت نام سے لاؤس تک امریکی سامراج اور مقامی حریت طلبوں کے درمیان کشمکش اور جنگ برپا ہوگئی جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

چین میں عوامی انقلاب کے بعد فارموسا کے علاقہ کو بھی امریکہ نے اپنی تحویل میں لے لیا اور اس طرح مشرق بعید کا یہ تمام علاقہ امریکی سامراج کے اس تسلط کے خلاف حصول آزادی کی جدوجہد اور کشمکش کا وسیع میدان بن گیا جس کی پشتیبانی نہایت کامیابی کے ساتھ روس کرتا رہا

امریکہ نے مشرق بعید میں اپنے غلط طرز عمل سے کمیونزم کو مضبوط ہونے کا موقعہ بہم پہنچایا اور اب اس خطہ سے اس کے اثرات کے خاتمہ کا آغاز ہوگیا ہے۔

## مشرق وسطیٰ

مشرق بعید میں امریکہ کی پالیسی جس انجام سے دوچار ہوئی ہے مشرق وسطیٰ میں بھی یہ ہی انجام اس کے انتظار میں ہے۔

بلاشبہ مشرق وسطیٰ کا معاملہ مشرق بعید اور ویت نام سے بہت بڑی حد تک مختلف اور بہت زیادہ سنگین ہے۔ لیکن اسی اعتبار اور مناسبت سے وہاں امریکی پالیسی کا انجام بد بھی نہایت سخت نکلنے والا ہے

گذشتہ اسرائیلی جارحیت کو امریکہ نے جن حربوں، نیا ذریعوں اور براہ راست مداخلتوں سے کامیاب بنوایا ہے۔ اس نے عرب ملکوں اور مسلمان ملت میں امریکہ پر اعتماد کا کوئی جواز باقی نہیں رہنے دیا ہے اور عرب و مسلم عوام ہر جگہ امریکہ کی پالیسی سے شدید بیزار و متنفر ہوچکے ہیں

عربوں بالخصوص مصر و شام کے لئے بھی نہایت آسان تھا کہ وہ شمالی ویت نام کی طرح اشتراکیت قبول کر کے روس کی براہ راست امداد حاصل کرلیتے۔ اور اسرائیل کے خلاف زبردست محاذ کھول کر مشرق وسطیٰ میں امریکہ کے عزائم کو ناکام بنانا شروع کردیتے لیکن چونکہ وہ اشتراکیت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور اپنی اسلامی حیثیت کو قائم رکھتے ہوئے وہ اپنے قومی، وطنی، ملی، اقتصادی، معاشی و فوجی معاملات درست اور مضبوط بنانے کی راہ پر گامزن ہیں۔ نیز اسرائیل کے خلاف اور امریکی و مغربی سامراج کے اثرات کے خاتمہ کے لئے وہ صرف اپنے بل بوتے پر کامیاب ہونا چاہتے ہیں، روس وغیرہ کو براہ راست مداخلت و شرکت کا موقعہ نہیں دینا چاہتے، اس لئے ان کی آزادانہ جدوجہد کو کٹھن، طویل اور صبر آزما مرحلے درپیش ہیں۔

وہ ہر چہار طرف سے امریکی و برطانوی فوجی اڈوں کے درمیان گھبرے ہوئے ہیں۔ ان کے سمندری ساحل امریکی و برطانوی فوج کے بحری بیڑوں کی زد میں ہیں۔

ان کی ہمسایہ سلطنتیں امریکہ و برطانیہ کی وظیفہ خوار اور وفادار ہیں۔ ان کی معدنیات، تیل کی پیداوار اور تجارت پر امریکہ و برطانیہ کا قبضہ ہے۔ ان کے بیشتر حکمران ابھی تک سیاسی، فوجی اور اقتصادی اعتبار سے امریکہ و برطانیہ سے وابستہ ہیں۔ اور ان کے سامنے کھلے میدان، صحرا کے علاوہ محاذ جنگ کا کوئی حصہ خفیہ پناہ گاہ کی صورت میں موجود نہیں ہے۔

ایسے نامساعد حالات میں مصر و شام کو اسرائیل اور امریکی سامراج کے خلاف جنگ لڑنی پڑ رہی ہے۔ اور یہ ان کی عظیم اور بیش بہا کارگذاریوں کا کامیاب ترین اور روشن ترین پہلو ہے کہ انہوں نے دشمن کے مقابلہ میں ابھی تک ہار نہیں مانی ہے۔ ان کے عزائم اور حوصلے نہایت بلند ہیں۔ وہ اسرائیل کی گذشتہ جارحیت اور امریکی سامراج کے فریب کے بعد از سر نو اپنی اہمیت کا لوہا منوانے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور آج بھی مشرق وسطیٰ میں اسرائیل اور مغربی سامراج کا سب سے بڑا حریف مصر ہی ہے۔

شمالی ویت نام، جس کی قدرتی حفاظت بے شمار دریاؤں، وسیع ترین گھنے جنگلوں اور متعدد پہاڑی سلسلوں سے ہو رہی ہے۔ اور جسے اپنی ملحقہ سرحدات کے راستے چین اور روس کی براہ راست و فوری اعانت حاصل ہے اس کا امریکہ کے جارحانہ حملوں کے مقابلہ میں ڈٹا رہنا اگرچہ قابل ستائش ہے۔ لیکن قابل تعجب نہیں۔ البتہ مصر و شام اور ناصر کا کھلے صحراؤں میں باوجود چاروں طرف سے امریکی و برطانوی فوجی اڈوں میں گھرے ہونے کے تمام

(باقی صفحہ ۵ پر)

# مغربی سامراج کیساتھ فکری قربت و عملی اتحاد

یہ عجیب بات ہے کہ بعض شخصیتوں اور گروہوں نے اپنے آپ کو اسلام کا قائم مقام قرار دے رکھا ہے ان کے نزدیک اسلام نام ہے، ان کی حمایت تائید اور تابعداری کا۔

اور اگر ان کے کسی غلط رویہ یا فکر سے کسی نے اظہار اختلاف کیا تو ان کے نزدیک یہ اسلام کی مخالفت ہے

ظاہر ہے کہ یہ نقطۂ نظر سراسر برخود غلط ذہنیت کا پیدا کردہ ہے اور کسی بھی معقول و سنجیدہ آدمی کو اس سے اتفاق نہیں ہوسکتا۔

لیکن "آئین" کے اداریہ نگار صاحب نے ۳۱ مئی کی اشاعت میں دھڑلے سے یہ تاثر دینے کی کوشش فرمائی ہے۔

ایک جماعت جو اسلام کے بلند بانگ دعووں کے باوجود، اس گمراہ کن رویہ کی حامل ہے کہ جب کبھی اور جہاں کہیں دنیا میں مسلمانوں کو اپنے ازلی دشمن سامراج سے معرکہ پیش آیا۔ اس جماعت نے ہمیشہ ہی ان مسلمانوں کی مخالفت کی مہم چلائی۔

اب وہ جماعت چاہتی ہے کہ اسے اسلام کی کسوٹی اور معیار مانا و تسلیم کیا جائے

ماضی کی باتیں تو چھوڑیئے۔ گذشتہ دس پندرہ سال کے عرصہ میں ہی دو موقعوں پر جو عالم اسلام کے لئے نازک ترین اور پرخطر موقعہ تھے۔ اس جماعت نے سامراج کے ساتھ فکری قربت اور عملی اتحاد کا ایسا بین ثبوت پیش کیا، جس کی کوئی توجیہہ بھی نہیں کی جاسکتی۔

پہلا موقعہ ۱۹۵۶ء میں نہر سویز کے معرکہ کا تھا جب اسرائیل، فرانس اور برطانیہ متحدہ طاقت کے ساتھ مصر پر حملہ آور ہوئے، اور جس سے سارا عالم اسلام اور مشرقی دنیا تڑپ اٹھے۔ لیکن اس جماعت کے رسائل و جرائد اور کرتا دھرتا لوگ مصر اور مصر کے صدر ناصر کے خلاف زور و شور کے ساتھ مہم میں لگے پڑے۔

باہر سے سامراج مصر پر حملہ آور تھا، اور اندر سے یہ حضرات مصر کے خلاف مہم میں سرگرم تھے۔ دیکھئے اس زمانہ کے ان کے اخبارات، رسائل و جرائد وغیرہ۔

دوسرا موقعہ جون ۱۹۶۷ء میں آیا۔ جبکہ امریکہ و برطانیہ کے ایماء اور بھرپور مدد کے ساتھ اسرائیل نے شام، مصر و اردن پر حملہ کیا۔

اس موقعہ پر بھی عربوں و مصر کے خلاف اس جماعت کے بزرگوں و خوردوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی

ان معاہم واقعات کے علاوہ سامراج کے ساتھ ان کی فکری قربت و عملی اتحاد کی اور بھی کتنی ہی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

امریکی سامراج نے اگر انڈونیشیا اور اس کے سابق صدر سوئیکارنو کے خلاف پروپیگنڈا مہم شروع کی، تو اس جماعت کے حلقوں و گروہوں میں بھی اس کی صدائے بازگشت گونجنے لگی۔

شام و الجزائر کے خلاف آواز اٹھی تو ادھر سے بھی اس کی ہمنوائی کی گئی۔

حتیٰ کہ شمالی ویٹ نام پر امریکہ کی بمباری کے خلاف ساری دنیا احتجاج کر رہی تھی۔ لیکن اس جماعت کے ایک مقتدر اہل قلم ویت نام کے سلسلہ میں امریکہ کی پالیسی کی علانیہ حمایت فرما رہے تھے۔

یہ وہ طرز عمل ہے۔ جس نے نہ صرف یہ کہ سامراج کے ساتھ اس جماعت کی فکری قربت و عملی اتحاد کے شواہد مہیا کئے ہیں بلکہ سامراج کے ساتھ خفیہ گٹھ جوڑ کے شبہات کو بھی ہوا دی ہے۔

اسلامی اتحاد جیسا مقدس کاز مسلمانوں کے لئے کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر امریکہ کا سابق صدر آئزن ہاور، شاہ سعود کو اس اتحاد کی مہم چلانے کا مشورہ، ناصر کو عالم اسلام و عرب دنیا میں فیل کرنے کے لئے دے۔ جیسا کہ اس نے اپنی یادداشتوں میں تحریر کیا ہے۔ تو مسلمان اس قسم کے اسلامی اتحاد کی مہم کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھنے میں حق بجانب سمجھے جائیں گے ——

اسلام کا نام اگر صرف اسلام کے لئے لیا جاتا ہے تو یقیناً ہر مسلمان کے لئے ایمان و یقین کی بات ہے۔

لیکن اگر اسلام کا نام اپنی شخصیت کو ابھارنے، اپنی جماعت کو سربلند کرنے، اپنے دوستوں کی خدمات انجام دینے، اپنے سے اختلاف کرنے والوں سے انتقام لینے اور اپنے ظاہر و خفیہ مقاصد کی تکمیل کرنے کے لئے لیا جاتا ہے تو یہ سراسر دھوکا اور فراڈ ہے۔

اسلام کا مقدس نام ہرگز اس لئے استعمال نہیں کیا جانے دیا جاسکتا کہ اس کے سہارے مرتا اور ڈوبتا ہوا مغربی سامراج جس نے اندلس سے دہلی تک مسلمانوں کی سلطنتیں تباہ کر ڈالیں۔ ان کے لاکھوں خاندان برباد کر دیئے۔ انہیں سیاسی، اقتصادی و معاشرتی زوال میں دھکیل دیا۔ حتیٰ کہ ان کے دین و ایمان اور تہذیب و تمدن تک کو زخمی اور نیست و نابود کر دیا۔ اور ان کے مذہب کو مسخ و محرف کر ڈالنے کی جسارت تک کی۔ وہ سامراج پھر سے اپنی زندگی کو بچائے اور جو گروہ و افراد کسی وجہ سے یہ مقصد انجام دے رہے ہیں۔ وہ اسلام کی گردن پر چھری پھیرنے کے مرتکب ہو رہے ہیں

---

## بقیہ شذرات

وسائل و ذرائع پر مغربی سامراج کے تصرف و غلبے کے متعدد عرب حکومتوں و ہمسایہ سلطنتوں کا امریکہ و برطانیہ کے ساتھ فوجی، سیاسی و اقتصادی معاہدوں میں جکڑا ہوا ہونے کے، اور امریکہ و برطانیہ کی طرف سے اسرائیل کی علانیہ پشت پناہی کرنے کے اپنا کامیاب دفاع کر لینا دشمن کے تمام منصوبے ناکام بنا دینا اور دشمن کے تازہ حملوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے ہر وقت تیار رہنا ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے۔ جس پر عرب دنیا اور عالم اسلام بجا طور پر فخر کا اظہار کر سکتے ہیں۔ اگر عربوں اور مسلمانوں کی تمام حکومتیں اپنا پورا پورا تعاون انہیں مہیا کر دیں اور امریکہ و برطانیہ کی غلامی و دوستی کا قلادہ اپنی گردن سے اتار کر ان کے ساتھ ایک صف میں جا کھڑے ہوں تو مصر و شام کے لئے اسرائیل سمیت امریکی و برطانوی سامراج کو شکست فاش دے دینا اور مشرق وسطیٰ، اسلامی دنیا اور سالیت [illegible] و اخوت سے مار بھگانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔

---

نیرنگِ خیال

# خرکارِ اعظم

آج کل اخبارات میں خرکاروں کے کیمپ اور انسانوں پر مظالم کے قصے پھر آنے لگے ہیں کہا جاتا ہے کہ بعض خرکار چھوٹے بچوں کو اغوا کر کے نامعلوم مقامات پر لے جا کر ان سے سخت ترین کام لیتے رہتے ہیں۔ ان کو خرکار اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گدھے رکھتے اور ان پر مال و اسباب ڈھوتے ہیں۔ ان کا ایک بڑا ہوتا ہے۔ یوں سمجھیں کہ وہ شمس الخراں ہوتا ہے ہمارے نزدیک ان خرکاروں سے بڑے ظالم وہ خرکار ہیں۔ جو اسلام اسلام کے نعرے لگا کر دین سے ناواقف مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔ یہ خرکار اپنے شکار کو ہدایت دیتے ہیں کہ علماء سے دور رہو۔ ان کی بات نہ سنو۔ یہ خرکار پیغمبروں پر تنقید کرتے ہیں، صحابہ کی شان میں بکواس کرتے ہیں۔ اسلامی اقدار کو بدلنے کی اجازت دیتے ہیں اور ایک نئے من گھڑت اسلام کی دعوت کا ڈھنڈورہ پیٹتے اور عوام کو الو بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان خرکاروں میں ایک شمس الخراں ہوتا ہے۔ آپ اس کو خرکارِ اعظم بھی کہہ سکتے ہیں یہ اردو کی چھوٹی بڑی کتابوں کا بڑا بوجھ لادے ہوئے دوسرے خرکاروں کا راستہ صاف کرتا رہتا ہے۔ خدا جانے فری میسن یا امریکی سی، آئی، اے نے ان خرکاروں کا ایمان ڈالروں کے عوض خرید لیا ہے یا یہ بیچارے یوں ہی اتنا بارگراں اٹھائے پھرتے ہیں۔

ان خرکاروں کا ایک کام یہ ہوتا ہے کہ یہ اسلام اسلام کی رٹ لگا کر اور سوشلزم کمیونزم کا شیطانی اور جھوٹا الزام علماء پر صراحتہً یا اشارۃً عائد کر کے اپنے کسی بڑا خرکار کے ذریعہ پیٹ پوجا کا انتظام کیا کرتے ہیں۔ یہ بڑا خرکار بڑا عیار ہوتا ہے۔ جب اپنے کسی چھوٹے خرکار سے اپنی تصویر اتروا تا ہے تو اس کی آنکھیں صاف غمازی کرتی ہیں کہ گویا وہ اپنے فن میں کامیاب ہو گیا ہے۔ ان خرکاروں کو سامراجی خرکار کہنا غلط نہ ہوگا۔ یہاں ہمارا روئے سخن کسی خاص جماعت یا خاص خرکارِ اعظم کی طرف نہیں ہے۔ صرف جسمانی خرکاروں کی طرح روحانی خرکاروں سے بچنے کے لئے ممکن صورتوں اور تدبیروں پر غور کرنے کی یہ دعوت ہے۔ ان خرکاروں کی مختلف قسمیں اور جنسیں ہیں۔ جن میں سے کچھ تو صاف صاف پہچاننے میں آ جاتی ہیں لیکن کچھ کو بڑی دقت سے پہچانا جاتا ہے۔ بہرحال اب ان کی روک تھام کا وقت آ گیا ہے

---

## ضروری ہدایت

# صوبائی جمعیۃ کی تمام شاخیں متوجہ ہوں

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی ڈویژنل و اضلاعی شاخوں کے عہدہ داروں سے التماس ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے ضلعوں کے تمام حلقوں کی تفصیلی رپورٹ، تعداد ارکان، ارکان کے اسماء گرامی، عہدہ داران، شاخوں کے دفاتر کے پتے وغیرہ تحریر فرما کر بھیجدیں تاکہ صوبائی دفتر میں ان کا ریکارڈ مرتب کر کے رکھا جا سکے۔

اور مرکزی جمعیۃ اپنی سالانہ رپورٹ میں یہ تفصیل شائع کر سکے

یہی گذارش جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان سے بھی ہے کہ وہ یہ تمام تفصیلات مرکزی دفتر ملتان کے پتہ پر بھیجدیں۔

مغربی پاکستان کی شاخیں، صوبائی دفتر لاہور کے پتہ پر تفصیلات بھیجیں۔

مولوی فضل اللہ ایم اے
ناظم دفتر
صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان
چوک رنگ محل لاہور

# مولانا عبید اللہ سندھی قدس سرہٗ

(مولانا محمد صدیقؒ ولی اللّٰہی)

قبلہ مولانا عبید اللہ سندھی کو اس دار فانی سے دار البقاء کو رحلت فرمائے ہوئے آج چوبیس سال ہو گئے۔ ان کی وفات حسرت آیات سے جو خلا برصغیر کے مذہبی اور سیاسی حلقوں میں پیدا ہوا ہے۔ اس کو مناسب طور پر بھرنا تقریباً ناممکن ہے مولانا صاحب مرحوم کی شخصیت متعدد پہلو رکھتی تھی۔ وہ نہ صرف ایک مذہبی عالم تھے بلکہ زمانہ حاضرہ کی ضروریات کو مدنظر رکھنے والے ایک معلم بھی تھے۔ وہ نہ صرف اپنے طالب علموں کو مذہبی تعلیم دیا کرتے تھے بلکہ ان کو میدان سیاست میں قدم رکھنے کے لئے تیار کرتے تھے۔ وہ نہ صرف دنیا کی سیاست حاضرہ کو اچھی طرح سمجھتے تھے بلکہ دنیا کے مستقبل کو بھی اپنی دور اندیشی کی وجہ سے سمجھنے کے قابل تھے تعلیمی میدان میں انہوں نے کالج کے پڑھے ہوئے نوجوانوں کو جن پر اس زمانے میں قوم کی بہبودی اور اس کا مستقبل منحصر ہے مذہبی تعلیم دینا اپنا شعار بنا رکھا تھا۔

ایسے نوجوانوں کے دلوں میں مغربی تعلیم یا عیسائی علماء اور پادریوں کی غلط بیانوں اور پروپیگنڈے سے جو شکوک و شبہات اسلام کے متعلق پیدا ہو سکتے ہیں انہیں ان نوجوانوں کے لئے قابل فہم الفاظ میں اسلامی اصولوں کو واضح کر کے دور کر دیا کرتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے تاتاری عالم موسیٰ جار اللہ مرحوم جیسے جید علماء اسلام کے شکوک کو جو بعض اسلامی مسائل کے بارے میں ان کے دل میں تھے رفع کئے۔ موسیٰ جار اللہ مرحوم اشتراکی روس سے بھاگ کر آئے تھے ان کی نجی زندگی نہایت ہی سادہ تھی۔ وہ کبھی روپے پیسے کی پرواہ نہ کیا کرتے تھے۔ انہیں جب کبھی کوئی بڑی رقم ملی تو انہوں نے اسے سب سے پہلے اپنے مذہبی اور سیاسی مقصد پر صرف کیا۔ ذاتی ضروریات کا پورا کرنا ان کے لئے دوسرے درجہ پر تھا۔ لیکن وہ اپنی ذاتی عزت اور اپنا شخصی وقار ہمیشہ بلند رکھتے تھے۔ اور سخت تنگدستی کی حالت میں بھی اپنی ذاتی ضروریات کے لئے کسی سے کچھ طلب نہ فرماتے تھے۔ وہ یکسر صبر و تحمل اور قناعت مجسم تھے۔ خدا پر بے حد توکل اور بھروسہ رکھتے تھے۔ وہ سخت ترین مشکلات اور تنگدستی کی حالت میں بھی اس کی رحمت سے مایوس نہ ہوتے تھے۔ خدائے کریم نے بھی کبھی اپنے کرم اور احسان سے محروم نہیں فرمایا۔ اور ان کے لئے ہمیشہ ایسے وقت میں اسباب اور وسائل پیدا کر دیئے۔ جبکہ کسی کو ان کا گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

## مولانا کی سیاسی زندگی

مولانا سندھی مرحوم نے میدان سیاست میں وہ کارنامے دکھائے جنہیں سرانجام دینا دور حاضر میں کسی عالم کو نصیب نہیں ہوا۔ انہوں نے ۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۹ء کے درمیانی عرصہ میں کابل میں کچھ ایسا فرمایا بادشاہ افغانستان امان اللہ خان کو انگریزوں سے لڑا دیا۔ اور انگریز کی مشرق وسطیٰ کی سیاست کو بالکل ناکام بنا دیا۔ حالانکہ اس سے قبل ہندی، جرمن اور ترکی مشن امیر حبیب اللہ خان کے زمانے میں اس کام میں بالکل ناکام رہ چکا تھا۔ اگر آج افغانستان آزاد قوموں میں داخل ہے تو اس میں مولانا صاحب مرحوم کی سیاست کا بہت بڑا دخل ہے۔ انہوں نے روس میں رہ کر کمیونزم کا مطالعہ کیا اور اپنے ملک کو اس آفت سے بچانے اور اسلام کو کمیونسٹوں کے حملے سے محفوظ رکھنے کے طریقے سوچے اور اس سلسلے میں برعظیم (ایشیا) کی تحریک آزادی کے لئے جو پروگرام بنایا اس میں ایسے ایسے اصول داخل کئے جن سے مسلمان کمیونزم کے پروپیگنڈے سے محفوظ رہ سکیں۔

انہوں نے اٹلی میں رہتے ہوئے فسطائزم کا بھی مطالعہ کیا اور اسے اپنے اور قوم کے لئے . . . . . بھی مضر بتا۔

مکہ معظمہ میں رہتے ہوئے انہوں نے عالم اسلام کی ناگفتہ بہ حالت کو درست کرنے کے طریقے سوچے مولانا مرحوم نے اس سلسلے میں جو سیاسی پروگرام برعظیم (ایشیا) کی آزادی کے لئے ۱۹۲۴ء میں استنبول میں لکھا تھا۔ اس میں برعظیم کے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن حاصل کرنے کا خیال مندرج ہے۔ اگرچہ مولانا صاحب برعظیم میں ایک فیڈرل ری پبلک (وفاقی متحدہ ملکت) بنانے کے حامی تھے۔ لیکن ان صوبوں کو جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ فیڈرل انڈین ری پبلک کے اندر داخلاً کامل خود مختار حیثیت دینا چاہتے تھے۔ تاکہ وہاں کے باشندے پھر اسلامی تمدن کو زندہ کر سکیں: اور اپنی زندگی کو اسلامی اصولوں پر منظم بنا سکیں۔

یہ پروگرام ۱۹۲۵ء میں خفیہ طور پر ہند بھیجا گیا تھا۔

تاریخی طور پر اس میں شک نہیں کہ برعظیم کے مسلمانوں کے لئے علیحدہ ہستی پیدا کرنے اور ایک جدا حکومت بنانے کا خیال سب سے پہلے مولانا سندھی مرحوم ہی نے آقا سرائے استنبول سے ۱۹۲۴ء میں پیش کیا تھا۔ افسوس ہے کہ اب تک مولانا مرحوم کی زندگی اور سیاسی کارناموں کے بارے میں کوئی تحقیق اور ریسرچ نہیں کی گئی ہے مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ یونیورسٹی آف سندھ کے پروفیسر شیخ محمد حاجن کو اس پروگرام پر مقرر کیا گیا ہے۔

اس پروگرام میں مولانا مرحوم نے اپنی قوم کو کمیونزم کے سبز باغوں سے بچانے کے لئے جو سیاسی اور اقتصادی اصول تجویز کئے تھے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) قانون ساز مجلس پارلیمنٹ میں ہر پیشے کے لوگ مثلاً کسان، مزدور، زمیندار، کارخانہ دار، تاجر اور تعلیم یافتہ اپنی تعداد کے مطابق اپنے نمائندے صرف اپنے لوگوں میں چنیں گے۔ اس طرح پر غریب لوگوں کو اس مجلس میں اکثریت حاصل ہوگی۔ اور وہ اپنی بہبود کے لئے خود قوانین بنا سکیں گے۔

(۲) زمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کے مطابق قومی ملکیت جانی جائے گی، اور مزارعت امام ابو حنیفہؒ کے فیصلے کے مطابق ختم کر دی جائے گی۔ ہر ایک کاشتکار خاندان کو اتنی زمین کا حق انتفاع دیا جائے گا۔ جتنی وہ خود کاشت کر سکے۔

(۳) مزدوروں کو کارخانوں کے نفع میں سے حصہ دیا جائے گا اور انہیں کارخانوں کے انتظام میں رائے دینے کا حق ہوگا۔

(۴) انفرادی ملکیت محدود کر دی جائے گی، اور کمترین درجہ ملکیت برائے انتخاب مجلس قانون ساز کی طرف سے مقرر کی جائے۔

افسوس ہے کہ مولانا صاحب مرحوم اپنے اس پروگرام کو عملی جامہ پہنائے بغیر وصال پا گئے۔ تاہم ان کے افکار اب تک زندہ ہیں اور پرورش پا رہے ہیں۔

### عدل بین الناس

"جن لوگوں کی سیاست کفر کی بنیادوں پر استوار ہوتی ہے وہ اس دنیا میں حیوانی شہوات کی تکمیل کے سوا کچھ نہیں کر سکتے اور جو اصحاب فہم و دانش اور راسخ فی العلم ہوتے ہیں وہ اس قسم کی باطل سیاست کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کو رد کر کے "عدل بین الناس" کا قیام عمل میں لاتے ہیں بخلاف پہلے لوگوں کے کہ وہ اپنی باطل سیاست کے ذریعہ مال و دولت جمع کرتے ہیں۔ منکرات و فواحش کو فروغ دیتے ہیں اور شہوات کے سمندر میں غرق ہو جاتے ہیں۔" (از امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ)

(بحوالہ الہام الرحمٰن جلد ۱ صفحہ ۴ مصنفہ امام انقلاب)

( قسط (۱) )

# موجودہ معاشی بحران ــــ اور ــــ اس کے رفع ک...

## اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

از مولانا محمد ادریس صاحب

ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون (روم ع ۴)

(ترجمہ) انسان کی بداعمالیوں کی وجہ سے بحر و بر میں فساد چھا گیا ہے۔ تاکہ خدا ان کی کچھ بداعمالیوں کا مزا ان کو چکھائے، شاید وہ باز آجائیں۔

یہ حقیقت ہے کہ انسانی معاشرہ کو تباہ و برباد اور نظام معیشت کو درہم و برہم کردینے والی تمام تر خرابیوں اور بدکاریوں کی جڑ قومی معیشت میں ہوس زر اور اس کے نتیجہ میں پروان چڑھنے والی "زراندوزی" ہے جس کو معاشیات میں "اکتناز زر اور انجماد دولت" کہتے ہیں۔

اسلام نے اس اکتناز زر اور انجماد دولت کی بیخ کنی کرنے اور دولت کو چند ہاتھوں میں سمٹنے سے بچانے کی یعنی سرمایہ کو متحرک رکھنے کی اور سمٹی ہوئی دولت اور منجمد سرمایہ کو گردش میں لانے کی تین تدبیریں تجویز کی ہیں۔

(۱) انفاق

(۲) زکوٰۃ و صدقات و اوقاف

(۳) توریث و وصیت

اور زراندوزی کو جنم دینے اور پروان چڑھانے والے تین حرام ذرائع (۱) سود اور سودی کاروبار یعنی بینکاری (۲) جوا، سٹہ اور بیمہ کاری (۳) بیوع فاسدہ یعنی ناجائز معاملات کو قطعاً حرام اور حرام قرار دیا ہے۔ ہم اول مذکورہ بالا تدابیر پر قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں تفصیلی بحث کریں گے۔ اس کے بعد زراندوزی کو جنم دینے والے حرام ذرائع پر مفصل بحث کریں گے، اور قومی معیشت میں ان کے متبادل صحیح طریق کار بتلائیں گے انشاء اللہ العزیز تاکہ مکمل طور پر اسلام کا اقتصادی نظام سامنے آجائے۔

### (۱) انفاق

**منجمد سرمایہ اور زراندوز طبقہ**

قرآن حکیم کا ارشاد ہے:۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون (توبہ ع ۵)

(ترجمہ) اور جو لوگ سونے چاندی کو دبا کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (اے نبی تم) ان کو بشارت دے دو دردناک عذاب کی جس دن اس سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو پہلوؤں کو اور پشتوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ وہی سونا چاندی تو ہے جو تم نے اپنے لئے دبا کر رکھا تھا۔ پس اب چکھو اس کو دبا کر رکھنے کا مزا۔

یہ آیت کریمہ اس امر کی تصریح کرتی ہے کہ جو بھی سونا چاندی یعنی سرمایہ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ نہ کیا جائے۔ یعنی ایک یا چند ہاتھوں میں جمع ہو کر جام ہو جائے وہ کنز ہے اور اس کا اکتناز حرام اور موجب عذاب شدید ہے۔ لیکن جو سرمایہ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کیا جاتا رہے۔ یعنی مختلف ہاتھوں میں گشت کرتا رہے، آتا رہے جاتا رہے۔ وہ خواہ کتنا ہی وافر کیوں نہ ہو، اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے۔ جس کا شکر اللہ کے حکم کے مطابق اس کا اظہار یعنی خرچ کرنا ہی ہے۔ ارشاد ہے:۔

واما بنعمۃ ربک فحدث اور ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق وہ اکتساب خیرات و حسنات کے لئے بہترین معاون ہے۔ ارشاد ہے، نعم المعون المال الحلال (الحدیث) اسلام، حکومت کو بھی اکتناز زر کی اجازت[۱] نہیں دیتا۔

(۱) اس کے برعکس عہد حاضر کی نام نہاد عوامی حکومتوں یعنی سوشلسٹ اور کمیونسٹ حکومتوں کی تو بنیاد ہی اس پر قائم ہے کہ "قومیانے" کے پرفریب نام سے ملک کا تمام سرمایہ اسٹیٹ کے پاس سمٹ آئے اور وہ خود واحد سرمایہ دار اسٹیٹ بن جائے اور طاقت و قوت کی پشت پناہی سے انجماد دولت اس طرح محکم طور پر کر دیا جائے کہ اس جام سرمایہ اور منجمد دولت کو حرکت میں لانا ہی ممکن نہ ہو۔ اس لحاظ سے یہ عوامی حکومتیں سرمایہ داری کی دشمن نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی سرمایہ دار اور سرمایہ پرست سامراجی حکومتیں ہیں)

چنانچہ محاربات میں حاصل شدہ دشمنوں کے اموال مال غنیمت کو بھی۔ جو بظاہر خالص حکومت کی آمدنیاں ہیں۔ دوسرے عام انفاقات کی طرح غانمین اور فقراء و مساکین وغیرہ پر تقسیم کر دینے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن عزیز کا حکم ہے:۔

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل (انفال ع ۵)

(ترجمہ) اور یاد رکھو! جو کچھ بھی تم کو مال غنیمت ملے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے ہے۔ رسول کے واسطے اور رسول کے قرابت داروں کے واسطے، اور یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کے واسطے۔

چنانچہ کل مال غنیمت کے چار حصے غانمین، شریک جنگ مجاہدین کے ہوتے ہیں اور پانچواں حصہ مذکورہ بالا مدات میں تقسیم[۲] کیا جاتا ہے۔

(حاشیہ ۲) یہی وجہ ہے کہ عہد رسالت میں تو بیت المال سرکاری خزانہ۔ کی قسم کی کسی چیز کا وجود ہی نہ تھا، حالانکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، خصوصاً آخری عہد نبوت میں غزوات و فتوحات کا سلسلہ شروع ہو جانے کے بعد وعدۂ خداوندی:۔

وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا۔

(ترجمہ: اللہ نے تم سے بہت سے اموال غنیمت کا وعدہ کیا ہے جن کو تم لوگے (اور مالک بنوگے)

کے تحت بے شمار اموال مختلف مدات۔ زکوٰۃ صدقات، اموال غنیمت و فے، جزیہ و خراج میں شب و روز آتے تھے۔ مگر رات ہونے سے پہلے مستحقین کو تقسیم کر دیئے جاتے تھے۔ غیر منقسم مال پر آپ کے پاس شب نہیں گذرتی تھی۔ اسی لئے جب کبھی غزوہ کے لئے اموال کی ضرورت پیش آتی آپ اس کے لئے حرب و دفاع کی مدمیں مسلمانوں کو انفاق کا حکم دیتے۔ ہر شخص اپنی مالی وسعت کے مطابق۔ اغنیا ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اور قلیل المایہ سے جو بن پڑتا۔ پیش کر دیتا، کوئی نقد کی صورت میں کوئی ضروریات و سامان جنگ کی صورت میں اور ساتھ کے ساتھ مصارف جنگ کی مدات میں خرچ کر دیا جاتا۔

آپ کی وفات کے بعد خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ڈھائی سالہ عہد خلافت میں بھی یہی صورت حال قائم رہی۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسلامی حکومت کا دائرہ جزیرۃ العرب کے علاوہ ایران و عراق و شام جیسے عظیم ممالک تک وسیع ہو گیا اور فتوحات کا سلسلہ برابر جاری رہا تو حرب و دفاع اور رفاہ عامہ کی مدمیں اخراجات بہت بڑھ گئے۔ لہذا حضرت عمر فاروق نے دیوان جند ملٹری ڈپارٹمنٹ اور اسی کے ساتھ بیت المال۔ سرکاری خزانہ۔ کی بنا ڈالی مگر شان اس سرکاری خزانہ کی بھی وہی رہی کہ ادھر اموال آئے اور ادھر خرچ ہوئے۔

بہرحال اسلام کے زریں عہد یعنی خلفاء راشدین کے عہد میں بیت المال کے اندر اموال جمع ہوتے تھے خرچ کرنے کے لئے اسی لئے بارہا ایسی نوبتیں آتی تھیں کہ بیت المال میں ایک پیسہ بھی نہیں رہتا تھا۔ اور تمام اخراجات عامۃ المسلمین کے انفاقات سے پورے کئے جاتے تھے۔ تاریخ اس کی شاہد ہے اور یہ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ اسلامی معاشرہ کا پورا معاشی نظام انفاقات پر قائم تھا۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انفاق کا دائرہ کتنا وسیع ہے۔ ایسی صورت میں اکتناز زر اور انجماد دولت کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہتا۔ یہی مطلب ہے ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ کا۔

اور نہ ہی چند دولت مندوں کو مزید دولت مند بنانے کا اختیار دیتا ہے۔ چنانچہ مال فئ۔ بغیر جنگ کئے دشمنوں سے حاصل شدہ اموال۔ کو مستحقین پر تقسیم کرنے کے حکم کے ذیل میں انجماد دولت کے خطرہ سے قرآن عظیم نے ذیل کے الفاظ میں متنبہ فرمایا ہے:۔

(حاشیہ ۳) سرمایہ داروں اور سامراجی حکومتوں کی بنیاد اسی پر قائم ہے کہ معاشی استحصال کے ذریعہ ملک کا تمام سرمایہ چند سرمایہ داروں ہاتھوں میں سمٹ آئے اور سرمایہ کے تمام منافع انہی چند افراد یا خاندانوں کے لئے مخصوص و محصور ہو جائیں اور نتیجہ کے اعتبار سے اکتناز زر کی راہ ہموار ہو جائے۔ فرق صرف یہ ہے کہ سوشلسٹ اور کمیونسٹ حکومتیں طاقت کے ذریعہ ملک کے تمام سرمایہ پر قبضہ کرتی ہیں۔ اور سرمایہ دار حکومتیں بینکاری اور بیمہ کاری کے نظام کو ملک پر مسلط کر کے اسلامی معاشی نظام ان دونوں لعنتوں سے پاک ہے)

وما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (الحشر ع)

(ترجمہ) اور جو مال اللہ نے بستی والوں سے (بغیر جنگ کئے) اپنے رسول کو پہنچایا پس وہ اللہ کے واسطے رسول کے واسطے اس کے قرابت داروں کے واسطے ہے، اور یتیموں کے، محتاجوں کے، مسافروں کے واسطے ہے۔ تاکہ مال تم میں سے (صرف) دولت مندوں کے درمیان ہی آنے جانے والا نہ ہو جائے

**انفاق کے دو مرتبے** اس انفاق فی سبیل اللہ

(قسط ۶)

# بحران ___ اور ___ اس کے رفع کرنے کی تدابیر

## اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

از مولانا محمد ادریس صاحب — ماخوذ — بینات، کراچی

محتاجوں اور مسافروں کے واسطے۔
چنانچہ کل مال غنیمت کے، چار حصے غانمین، شریک جنگ مجاہدین کے ہوتے ہیں اور پانچواں حصہ مذکورہ بالا مدات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔
(حاشیہ ؎) یہی وجہ ہے کہ عہد رسالت میں بیت المال سرکاری خزانہ۔ کی قسم کی کسی چیز کا وجود ہی نہ تھا۔ حالانکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، خصوصاً آخری عہد نبوت میں غزوات و فتوحات کا سلسلہ شروع ہو جانے کے بعد وعدہ خداوندی:-

وعدکم الله مغانم کثیرة تاخذ ونہا۔

(ترجمہ: اللہ نے تم سے بہت سے اموال غنیمت کا وعدہ کیا ہے جن کو تم لو گے (اور مالک ہو گے)

کے تحت بے شمار اموال مختلف مدات۔ زکوٰۃ صدقات، اموال غنیمت و فئے، جزیہ و خراج میں شب و روز آتے رہتے۔ مگر رات ہونے سے پہلے مستحقین کو تقسیم کر دیئے جاتے تھے۔ غیر منقسم مال پر آپ کے پاس شب نہیں گذرتی تھی۔ اسی لئے جب کبھی غزوہ کے لئے اموال کی ضرورت پیش آتی آپ اس کے لئے حرب و دفاع کی مد میں مسلمانوں کو انفاق کا حکم دیتے۔ ہر شخص اپنی مالی وسعت کے مطابق۔ اغنیا ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اور قلیل المایہ سے جو بن پڑتا۔ پیش کر دیتا، کوئی نقد کی صورت میں کوئی ضروریات و سامان جنگ کی صورت میں اور ہاتھ کے ہاتھ مصارف جنگ کی مدات میں خرچ کر دیا جاتا۔

آپ کی وفات کے بعد خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ڈھائی سالہ عہد خلافت میں یہی صورت حال قائم رہی۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسلامی حکومت کا دائرہ جزیرۃ العرب کے علاوہ ایران و عراق و شام جیسے عظیم ممالک تک وسیع ہو گیا اور فتوحات کا سلسلہ برابر جاری رہا تو حرب و دفاع اور رفاہ عامہ کی مد میں اخراجات بہت بڑھ گئے۔ لہٰذا حضرت عمر فاروق نے دیوان جند ملٹری ڈپارٹمنٹ اور اسی کے ساتھ بیت المال۔ سرکاری خزانہ۔ کی بنا ڈالی مگر شان اس سرکاری خزانہ کی بھی وہی رہی کہ ادھر اموال آئے اور ادھر خرچ ہوئے۔

بہرحال اسلام کے زریں عہد یعنی خلفاء راشدین کے عہد میں بیت المال کے اندر اموال جمع ہوتے تھے خرچ کرنے کے لئے اسی لئے بارہا ایسی نوبتیں آتی تھیں کہ بیت المال میں ایک پیسہ بھی نہیں رہتا تھا۔ اور تمام اخراجات عامۃ المسلمین کے انفاقات سے پورے کئے جاتے تھے۔ تاریخ اس کی شاہد ہے اور یہ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ اسلامی معاشرہ کا پورا معاشی نظام انفاقات پر قائم تھا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انفاق کا دائرہ کتنا وسیع ہے۔ ایسی صورت میں اکتناز زر اور اکتناز دولت کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہتا۔ یہی مطلب ہے ولا ینفقونہا فی سبیل الله کا۔

اور نہ ہی چند دولت مندوں کو مزید دولت مند بنانے کا اختیار دیتا ہے۔ چنانچہ مال فی۔ بغیر جنگ کئے دشمنوں سے حاصل شدہ اموال۔ کو مستحقین پر تقسیم کرنے کے حکم کے ذیل میں اکتناز دولت کے خطرہ سے قرآن عظیم نے ذیل کے الفاظ میں متنبہ فرمایا ہے:-

(حاشیہ ؎) سرمایہ داروں اور سامراجی حکومتوں کی بنیاد اسی پر قائم ہے کہ معاشی استحصال کے ذریعہ ملک کا تمام سرمایہ چند سرمایہ دار ہاتھوں میں سمٹ آئے اور سرمایہ کے تمام منافع انہی چند افراد یا خاندانوں کے لئے مخصوص و محصور ہو جائیں اور نتیجہ کے اعتبار سے اکتناز زر کی راہ ہموار ہو جائے۔ فرق صرف یہ ہے کہ سوشلسٹ اور کیمونسٹ حکومتیں طاقت کے ذریعہ ملک کے تمام سرمایہ پر قبضہ کرتی ہیں۔ اور سرمایہ دار حکومتیں بینکاری اور بیمہ کاری کے نظام کو ملک پر مسلط کر کے اسلامی معاشی نظام ان دونوں لعنتوں سے پاک ہے)

وما افاء الله علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (الحشر ع)

(ترجمہ) اور جو مال اللہ نے بستی والوں سے (بغیر جنگ کئے) اپنے رسول کو پہنچایا۔ پس وہ اللہ کے واسطے رسول کے واسطے اس کے قرابت داروں کے واسطے ہے، اور یتیموں کے، محتاجوں کے، مسافروں کے واسطے ہے۔ تاکہ مال تم میں سے (صرف) دولت مندوں کے درمیان ہی آنے جانے والا نہ ہو جائے

**انفاق کے دو مرتبے** اس انفاق فی سبیل اللہ۔ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتے رہنے کے دو درجے ہیں۔ ایک ادنیٰ جس کے بعد جمع شدہ مال شرعاً کنز نہیں رہتا۔ دوسرا اعلیٰ جو عند اللہ مطلوب ہے۔ ادنیٰ درجہ کو حدیث شریف میں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہے:-

کل مال (دی) زکوٰۃ فھو لیس بکنز

(ترمذی ج ۱ ص)

ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی وہ کنز نہیں ہے۔

اس کی تفصیل ہم زکوٰۃ کے ذیل میں بیان کریں گے اعلیٰ مرتبہ کو قرآن حکیم میں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہے

یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو

(البقرہ ع ۲۷ پ ۲)

(اے نبی) وہ تم سے دریافت کرتے ہیں کیا (یعنے کتنا) مال خرچ کریں، تم کہہ دو زائد مال (خرچ کرو)

باتفاق مفسرین صاحب مال کی حاجات اصلیہ سے فاضل مال عفو کا مصداق ہے۔ انسان کی حاجات اصلیہ کی تشخیص بھی قرآن عزیز میں بیان فرمائی ہے۔

### (۱) حد اعتدال میں رہ کر حسب حال جائز زینت و آرائش کا سامان اور حلال و لذیذ غذائیں اور مشروبات

ارشاد ہے:-

(۱) قل من حرم زینۃ الله التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق (الاعراف ع ۴)

(ترجمہ) (اے نبی) تم کہہ دو۔ کس نے حرام کیا ہے اللہ کی (دی ہوئی) زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے اور حلال و عمدہ کھانے (پینے) کی چیزوں کو۔

(۲) یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین

(الاعراف ع ۳)

اے اولاد آدم لے لو اپنی آرائش (کے لباس) کو ہر نماز کے وقت اور کھاؤ پیو اور اس میں بیجا خرچ مت کرو۔ بیشک اللہ پسند نہیں کرتا بے جا خرچ کرنے والوں کو۔

(۳) فکلوا مما رزقکم الله حلالا طیبا واشکروا نعمۃ الله (النحل ع ۱۵)

پس جو حلال و طیب روزی اللہ نے تمہیں دی ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔

### ۲۔ ستر پوشش اور با وقار سردی گرمی سے بچانے والا حسب ضرورت لباس

(۱) یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذالک خیر (الاعراف ع ۳)

اے آدم کی اولاد! ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو چھپائے تمہاری شرمگاہوں کو اور زینت کا لباس اور پرہیزگاری کا لباس تو ۔ ۔ ۔ ۔

(۲) سب سے بہتر ہے۔ اور (اللہ نے) بنا دیئے تمہارے کرتے جو بچاتے ہیں تم کو گرمی و سردی سے اور ایسے کرتے (زرہیں) جو بچاتے ہیں تم کو لڑائی میں۔ اسی طرح اللہ پورا کرتا ہے تم پر اپنا انعام تاکہ تم فرمانبرداری کرو۔

### ۳۔ حسب ضرورت رہنے کے لئے مکان اور اثاث البیت

(۱) والله جعل لکم من بیوتکم سکنا وجعل لکم من جلود الانعام بیوتا تستخفونہا یوم ظعنکم ویوم اقامتکم ومن اصوافہا واوبارہا واشعارہا اثاثا ومتاعا الی حین۔ (نحل ع ۱۱)

اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے گھر تمہارے مسکن اور بنا دیئے چوپایوں کی کھالوں کے گھر (چرمی خیمے) جو تم آسانی سے اٹھا لیتے ہو جب سفر میں ہوتے ہو، اور جب قیام کی حالت میں۔ اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی پشم سے اور بکریوں کے بالوں سے گھروں کا سامان اور استعمال کی چیزیں تا حین حیات

قرآن حکیم کی یہ چند آیات گلے از گلزارے ہم نے انتخاب کی ہے۔ ان آیات میں انسان کی تین مسلمہ بنیادی ضروریات (۱) غذا (۲) لباس (۳) مسکن، مکان۔ اور ان کے لوازمات سے حسب استطاعت استمتاع کا حکم فرمایا ہے۔ بشرطیکہ اس میں اسراف۔ فضول خرچی نہ ہو۔ (باقی آئندہ)

## مصری فوجیں ہر قیمت پر اسرائیل کو شکست دینگی

قاہرہ ۶ اکتوبر۔ مصری افواج کے کمانڈر وزیر دفاع جنرل محمد فوزی نے کہا ہے کہ مصری مسلح افواج نے اس بات کا عزم کر لیا ہے کہ وہ ہر قیمت پر بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی اسرائیل کے خلاف فتح حاصل کریں گی۔ قاہرہ ریڈیو کے مطابق یہ بات انہوں نے عرب اسرائیل جنگ کی دوسری برسی کے موقع پر مسلح افواج کے نام ایک پیغام میں کہی۔

## تعارف کتاب

ح - ندیم

### فری میسن تحریک کی حقیقت

مصنفہ :- مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام کراچی
قیمت :- ۵۰ پیسے علاوہ ڈاک خرچ

فری میسن تحریک کے کچھ اہم کارکنوں نے پاکستان کے مختلف اضلاع لائلپور، ملتان، لاہور، کراچی، راولپنڈی حیدرآباد، سکھر کوئٹہ پشاور وغیرہ کے فری میسن لاجوں سے حال ہی میں استعفے دیئے ہیں۔ اور انہوں نے مستعفی ہونے کے بعد اس تحریک کے اندرونی حالات کو بے نقاب کیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں ۷۰ سے زیادہ فری میسن لاج قائم ہیں۔ اور مختلف ڈگریوں کے کوئی ۵ ہزار اراکان موجود ہیں۔ جن میں تقریباً ۷ فیصد ارکان مسلمان ہیں۔ چنانچہ ایسی تنظیم جس کا نام، کردار، ہیئت ترکیبی اور رسوم صاف صاف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم ہے۔ جو سازش کے تحت قائم ہوئی ہے اور جس کا مقصد دنیا میں یہودی حکومت کا قیام ہے۔

زیر نظر کتابچہ میں فری میسن تحریک اور اس کے سازہائے سربستہ سے پردہ اٹھایا ہے۔ کتابچہ کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول میں فری میسن تحریک کی حقیقت مقاصد، اس کے رموز و اشارات۔ عہدوں وغیرہ کی تقسیم، اور اس تنظیم کے تحت کام کرنے والی دیگر تنظیموں کے بارے میں انکشافات ہیں۔

دوسرے حصے میں مشہور عالم دین اہل قلم جناب نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم کی شہرۂ آفاق فارسی کتاب "دلیل الطالب علی ارجح المطالب" کا اردو ترجمہ درج کیا ہے جس سے اس صیہونی خفیہ تحریک پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اس مقالہ کے شامل کرنے سے اس کتابچہ کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں جنہوں نے یہ کتابچہ لکھ کر ایک اہم فریضہ انجام دیا ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ اس کتابچہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔

ملنے کا پتہ :- مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب مولانا محمد صادق روڈ - کھارادر کراچی۔









### امیر جمعیۃ سلانوالی ڈی سی سرگودھا کی عدالت میں

مولانا سید فضل الرحمان شاہ صاحب امیر جمعیۃ سلانوالی کو ڈی، سی سرگودھا نے ۲۸ مئی کو اپنی عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا جس پر مولانا حاضر ہوئے۔ ڈی سی نے شاہ صاحب کی فائل منگوائی اور شاہ صاحب سے کہا کہ آپ نے کمالیہ میں جو تقریر کی ہے۔ اس میں حکومت پاکستان کے متعلق سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ڈی سی صاحب نے شاہ صاحب سے کہا کہ آپ محتاط ہو کر چلیں۔

(محمد ادریس پانی پتی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی)

#### مشرقی پاکستان

### جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ ۲۹ مئی لشونا تھ دارالعلوم عالیہ مدرسہ میں تقریب ولادت نبوی ایک عظیم الشان سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جلسہ منعقد ہوا۔ قابل ذکر یہ بات ہے کہ اس تقریب میں لشونا تھ کے اطراف میں اس قسم کا عظیم الشان جلسہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس جلسہ کی صدارت سلہٹ ضلع جمعیۃ علما اسلام کے ناظم عمومی حضرت مولانا اشرف علی صاحب مہتمم لشونا تھ دارالعلوم نے کی اور مولانا محمد مقبول احمد و مولانا صادق الرحمٰن صاحب وغیرہ علماء کرام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شعبہ زندگی کے مختلف حالات اور مختلف واقعات پر روشنی ڈالی اور عوام کو حضور کا اسوہ حسنہ اپنانے کی تلقین کی۔ خاص کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مقررین حضرات نے پرزور تقاریر فرمائیں - اور جلسہ کے صدر صاحب نے حضور کی سیاسی زندگی وغیرہ کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا۔

آخر میں صدر صاحب نے دعا کرتے ہوئے جلسہ کو ختم کیا۔

محمد عبدالرب ناظم دفتر سلہٹ ضلع
جمعیۃ علماء اسلام

# انتخاب و اقتباس

## ایک مسلمان کی موت

محترم صدر جمہوریہ کی میت سنیچر (۳ مئی) کی دوپہر سے دوشنبہ (۵ مئی) کے ۴ بجے سہ پہر تک ۵۲، ۵۳ گھنٹے آپ نے اخباروں میں پڑھ لیا ہوگا کہ کہاں رکھی رہی۔

راشٹرپتی بھون (پریسیڈنٹ ہاؤس) کے لق و دق دربار ہال میں اور اتنی دیر مسلسل یہ ہال قرآن خوانی اور کلمہ خوانی سے گونجتا رہا۔ قصر صدارت انگریزوں کے زمانے میں ۱۹۱۱ء میں وائسرائے ہاؤس کی حیثیت سے تعمیر ہوا تھا اور دنیوی تکلفات و تعیشات کا جامع تھا۔ اس ۵۷، ۵۸ سال کی مدت میں جس میں دو دو نسلیں پیدا ہوئیں اور ختم ہو گئیں کبھی اتنی قرآن خوانی درود خوانی کلمہ خوانی اس قصر شاہی کے رقبہ میں ہوئی ہوگی؟ اتنی نہ سہی، اس کی آدھی، چوتھائی اس کا دسواں حصہ، پچاسواں حصہ، سواں حصہ ہزارواں بھی؟ اور منظر کو محض قرآن خوانی وغیرہ ہی تک کیوں محدود رکھئے۔ اس دو روز کی مدت میں نمازوں کے وقت کتنے ہوں گے۔ قاریوں، حافظوں کے اس مجمع نے کتنی بار یہاں نمازیں پڑھی ہوں گی۔ اور تکبیر کے، اذان کے، اقامت کے، قرأت کے زمزموں سے یہ دربار ہال گونج اٹھا ہوگا۔

سترہیں خیر اسی کو کہتے ہیں۔ نہ یہ حادثہ عظیم پیش آتا نہ یہ صورت مسلسل بارش رحمت و نورانیت کی نکلتی، جو قادر مطلق و حکیم برحق دن رات۔ رات سے دن اور دن سے رات پیدا کرتا رہتا ہے، اجالے کو اندھیرے میں اور اندھیرے کو اجالے میں تبدیل کرتا رہتا ہے۔ ہر بے جان کو جان دار اور جاندار کو بے جان بناتا رہتا ہے۔ اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ دیر کو حرم اور بتکدہ کو مسجد کے مرتبہ سے مشرف کردے؟

اور پھر ہزارہا غیر مسلموں کے مجمع نے جس طرح اپنی آنکھ سے ایک مسلم کے جنازہ و تدفین کی سادگی اور عظمت کی شان دیکھ لی۔ اس کا بھی موقع کیسا نادر بہم پہنچ گیا۔ شروع سے آخر تک بجز اللہ کی بڑائی اور کبریائی، توحید پرندرا اور عبدیت کے اظہار کے اور کوئی چیز نہیں۔ نہ کوئی پیچیدہ رسم، نہ کہیں سے کوئی شائبہ شرک کا، نماز جنازہ میں بجز اپنی اور ساری امت کے چھوٹے بڑوں، زندوں، مردوں کی براہ راست اور بغیر کسی کے بھی واسطہ کے اللہ سے دعائے رحمت و مغفرت کے سوا ایک حرف بھی نہیں۔ انگریزی روزناموں نے اس دعا کے ترجمے ایک عجیب و غریب مضمون بناکر شائع کئے اور اسی طرح بے شمار بندوں کو تبلیغ ایمان بہم ہوگئی۔۔۔ واہ مرحوم صدر ذاکر جو اپنی ملت کی جو خدمت اپنی زندگی میں نہ کر سکے وہ اپنی موت سے کر دکھائی۔

(مولانا عبدالماجد دریا بادی)
(مدیر صدق جدید، لکھنؤ)

---

## بلی تھیلے سے باہر آگئی

یہ حالات و واقعات کی کتنی ستم ظریفی ہے کہ دولتانہ صاحب اور اصغر خاں نے ۱۹۵۶ء کے آئین کی بحالی کے مطالبے کے لئے سابق سرحد کے۔۔۔ دوا ہم مقامات ہی منتخب کئے۔ اس کو کہتے ہیں تعلی پر مونگ دلنا کیونکہ سابق سرحد اور دیگر چھوٹے علاقوں کو ہی ۱۹۵۶ء کے آئین سے سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ یہی وہ آئین ہے۔ جو چھوٹے علاقوں اور مشرقی بنگال کے لوگوں کے لئے پریشانی اور اضطراب کا باعث بنا، اور جس کی وجہ سے ملک کے حالات اس حد تک بگڑ گئے تھے کہ ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء نافذ کرنا پڑا تھا۔ اب کچھ سیاسی رہنماؤں کی طرف سے اس آئین کی بحالی کا مطالبہ انتہائی حیرت انگیز اور ذاتی مفادات کے تحفظ کی بدترین مثال ہے۔

ہمیں ایئر مارشل اصغر خاں سے کوئی شکایت نہیں ہے کیونکہ ہمیں ان سے کبھی بھی کوئی حسن ظن نہیں رہا۔ ہم اصولی طور پر اس بات کے قائل ہی نہیں ہیں کہ کوئی شخص ساری عمر سروس میں بسر کرنے اور ملازمت سے سبکدوشی کے بعد عوام کی سیاسی رہنمائی یا خدمت کر سکتا ہے۔ سیاسی میدان میں عوام کی صحیح رہنمائی اور خدمت صرف وہی شخص کر سکتا ہے۔ جو عمر بھر عوام میں ہی رہا ہو۔ عوام کے مسائل کو سمجھتا ہو اور عوام کے اعتماد سے ہی ابھرا ہو۔

اس مختصر اداریے میں ۱۹۵۶ء کے پورے آئین پر تبصرہ تو ممکن نہیں ہے۔ تاہم یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ اس آئین کی اساس دو اہم بنیادی ستونوں پر استوار ہے

(۱) وحدت مغربی پاکستان

(۲) پیریٹی یعنی دونوں صوبوں کی مساوی نمایندگی

یہ ایک حقیقت ہے کہ وحدت مغربی پاکستان کو سابق چھوٹے صوبوں کے لوگوں نے ایک دن کے لئے بھی بہ رضا و رغبت قبول نہیں کیا۔ اسی طرح مشرقی پاکستان کے عوام پیریٹی یعنی دونوں صوبوں کی مساوات کو ہرگز قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ اپنی آبادی کے تناسب سے نمایندگی چاہتے ہیں۔ جو ان کا حق ہے۔

۱۹۵۶ء کے آئین کی بحالی کا مطالبہ انتہائی دیدہ دلیری اور چھوٹے علاقوں اور مشرقی پاکستان کے ساتھ عظیم ناانصافی کے مترادف ہے۔ اور ہم قوم کو بالعموم اور چھوٹے علاقوں کے لوگوں کو بالخصوص بروقت متنبہ کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو ایک بار پھر استحصال کی اجازت نہ دیں۔ جنہوں نے طویل عرصہ تک ملک کو بری طرح لوٹا ہے۔ اور ہمیشہ اپنے مفادات کو ملکی مفادات پر ترجیح دی ہے۔

(بانگ حرم پشاور
۲۳ مئی سنہ ۱۹۶۹ء)

---

## مولانا حسین احمد مدنی روڈ

### بلدیہ سرگودھا کا فیصلہ

سرگودھا۔ بلدیہ سرگودھا نے اپنے حالیہ اجلاس میں جس کی صدارت چیئرمین بلدیہ چوہدری علی محمد نے کی فیصلہ کیا ہے کہ سرگودھا شہر کی تمام سڑکوں اور اہم شاہراہوں کا نام تبدیل کر کے مشاہیر اسلام کے نام پر رکھ دیئے جائیں۔ صوبہ بھر میں غالباً سرگودھا پہلا ایسا شہر ہوگا۔ جس میں تمام مشہور سڑکوں اور آبادیوں کو ملت اسلامیہ کے نامور سپوتوں کے ناموں سے منسوب کیا جائے گا۔ اجلاس میں شہر اور سٹلائٹ ٹاؤن کی اکثر سڑکوں اور آبادیوں کے متبادل ناموں کی فہرست پیش کی گئی۔ جس میں کچہری روڈ کا نام اقبال روڈ کچہری سے سرگودھا بلز تک سڑک کا نام شاہراہ ایم ایم عالم، کاؤن لس سٹینڈ تا ریلوے کراسنگ اسلام پورہ کا موجودہ نام فاطمہ جناح روڈ، اسلام پورہ ریلوے کراسنگ تا لاہور سرگودھا روڈ کا نیا نام شاہراہ محمد علی جناح، سڑک متصل ریلوے کالونی کا متبادل نام سرسید روڈ۔ چھاؤنی تھانہ تا کوٹھی فتح محمد ٹوانہ کا نام کمال اتاترک روڈ، سڑک متصل کوٹھی ایس، ایم شریف کا نام رضا شاہ پہلوی روڈ سڑک متصل گورنمنٹ کالج کا نام بہادر شاہ روڈ، سڑک بالمقابل کمشنر روڈ کا نام سلطان ٹیپو روڈ۔ سڑک کانونٹ سکول کا نام صلاح الدین ایوبی روڈ، سڑک کمشنر ہاؤس تا کوٹھی، عزیز بھٹی روڈ۔ سڑک ملحقہ اڈہ سڑک کا نام مولانا محمد علی روڈ، لنک روڈ سڑک اعظم مارکیٹ کا نام مولانا شوکت علی روڈ۔ سڑک درمیانی روڈ بلاک ۲۷ اور میونسپل گرلز سکول کا نام حالی روڈ، سڑک درمیانی بلاک ۵/۷ بلاک ۱۵/۱۶ کا نام جمال الدین افغانی روڈ۔ سڑک درمیانی بلاک ۱۲/۱۳ کا نام حسین احمد مدنی روڈ، متصل گورنمنٹ کالج کا نام سر آغا خاں روڈ۔ درمیانی سڑک از بلاک ۲۲/۲۰ الف تا بلاک ۱۷/۲۱ کا نام شبلی روڈ۔ سڑک نوری گیٹ تا نہر سلانوالی روڈ کا نام شاہراہ محمد بن قاسم روڈ، سلانوالی روڈ تا مہاجر کیمپ فیکٹری ایریا کا نام خالد بن ولید روڈ، سڑک متصل گرجا نوری گیٹ تا سرگودھا کاٹن فیکٹری کا نام محمد بن طارق روڈ وغیرہ وغیرہ۔

کیا ہی اچھا ہو جو ایک سڑک کا نام فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر بھی رکھ دیا جائے۔ (ادارہ)

---

### بقیہ تعارف چارٹ

کے جواہر پارے پیش کئے گئے ہیں۔ اور اس چارٹ کے مرتب مولانا قاری محمد شریف صاحب قصوری ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام قصور ہیں۔

قیمت فی چارٹ ۳۰ پیسے، ۲۰ سے زائد منگوانے والوں کو فی چارٹ ۲۵ پیسے کے حساب سے بھیجے جائیں گے۔ ملنے کا پتہ قاری محمد شریف قصوری معرفت دفتر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان چوک رنگ محل لاہور

# اخبار و معلومات

## سوڈان کے نئے سربراہ کی طرف سے صدر ناصر کو خراجِ تحسین

### "ہم اشتراکیت کی بجائے سوڈانی سوشلسٹ نظام قائم کرینگے" - جنرل نماری

خرطوم یکم جون - سوڈان کی نئی انقلابی حکومت کے سربراہ میجر جنرل نماری نے ایک عظیم انقلابی کی حیثیت سے متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر ناصر کی تعریف کی ہے۔ میجر جنرل نماری زمام حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد کل اپنی پہلی پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے جنرل نماری نے کہا کہ صدر ناصر ایک عظیم انقلابی ایک عظیم عرب راہنما اور ایک انتہائی مخلص اور دیانتدار مجاہد ہیں۔ ہم ان کا بیحد احترام کرتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔

۴۵ سالہ جنرل نماری نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ ۱۹۵۲ء کے انقلاب مصر سے دیگر عرب ملکوں کی طرح سوڈان بھی متاثر ہوا ہے۔ انہوں نے سوڈان کی نئی انقلابی حکومت کے عزائم کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ مشرق اور مغرب سے مساوی سیاسی اور اقتصادی تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن سوڈان کے مفادات کو ہر حال میں سرفہرست رکھا جائے گا۔

انہوں نے بتایا کہ سوڈان کے حالیہ انقلاب کے نتیجہ میں ۶۴ ممتاز شہریوں اور ۱۳ فوجیوں کو گرفتار کیا گیا ہے تاہم انہوں نے کہا کہ اس قسم کے ہنگامی اقدامات بہت جلد ختم کر دیئے جائیں گے۔

انہوں نے ایک بار پھر اس امر کا اعادہ کیا کہ نئی انقلابی حکومت ملک میں خالص سوڈانی سوشلسٹ نظام قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - انہوں نے اس بات کی سختی سے تردید کی کہ نئی حکومت ملک میں اشتراکی نظام قائم کرنا چاہتی ہے - انہوں نے کہا کہ ہم نے سوڈان میں کمیونسٹ حکومت کے قیام کے بارے میں کبھی سوچا تک بھی نہیں اور اس کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دریں اثنا سوڈان کی نئی انقلابی حکومت کے نافذ کردہ انتہائی سخت حفاظتی قوانین کے تحت نئی حکومت کے مخالفین کے خلاف مقدمات کی سماعت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ خرطوم کی مرکزی فوجداری عدالت میں جو فوجی ٹریبونل قائم کیا گیا ہے۔ اس نے کل موبل آئیل کمپنی کے ایک ملازم عمر الشیخ محمد صالح کے خلاف دائیں بازو کے اسلامی محاذ کا پوسٹر تقسیم کرنے کے الزام میں مقدمہ کی سماعت شروع کی۔ استغاثہ کی طرف سے یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ ملزم ایسے پوسٹر تقسیم کر رہا تھا۔ جن میں یہ پروپیگنڈا کیا گیا تھا کہ فوج نے زمام حکومت کمیونسٹوں کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ پانچ رکنی فوجی ٹریبونل کی صدارت انقلابی کونسل کے سربراہ میجر جنرل جعفر النماری کے دفتر کے ایک اعلیٰ افسر میجر ابوالعاقلہ کر رہے ہیں۔ ملزم صالح نے اقبال جرم سے انکار کر دیا۔

## مقامات مقدسہ کو آزاد کرانے کے لئے عالم اسلام میں اتحاد ضروری ہے

### ابوہشام

پشاور یکم جون - الفتح کے رہنما جناب ابوہشام نے کہا ہے کہ مسلمانوں کے مشترکہ دشمن اسرائیل کو ختم کرنے اور مقامات مقدسہ کو صیہونیوں کے قبضے سے آزاد کرانے کے لئے تمام عالم اسلام کو متحد ہونا چاہیئے۔

انہوں نے آج پشاور یونیورسٹی میں فلسطینی طالب علموں کی یونین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے پاکستان میں قیام کے دوران محسوس کیا ہے کہ پاکستان کے دل میں اپنے فلسطینی بھائیوں کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ اور اسرائیل کے خلاف برسرپیکار مجاہدین کی کامیابی کیلئے دست بدعا ہیں۔ جناب ابوہشام نے کہا کہ ہم حق پر ہیں اس لئے فتح ہماری ہوگی۔

انہوں نے ڈیڑھ گھنٹے تک یونین کے ارکان سے خطاب کیا۔ اس دوران پرجوش تالیوں سے ان کی تائید کی گئی۔ الفتح کے راہنما نے مشرق وسطیٰ کے بارے میں چار بڑی طاقتوں کی بات چیت، عربوں کی شکست اور الفتح کے مشن پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

انہوں نے اعلان کیا کہ فلسطین کے مسئلے کا کوئی حل اگر فلسطینی عوام کی مرضی کے بغیر ان پر ٹھونسا گیا، تو وہ اسے قبول نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ پچھلے بیس برسوں سے بڑی طاقتیں اس مسئلے کو اپنی مصلحتوں کے تحت کھٹائی میں ڈالے ہوئے ہیں - لیکن جب فلسطینی عوام نے ہتھیار سنبھال لئے تو انہوں نے بھی اس کا احساس شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جون ۱۹۶۷ء میں عربوں کو مغربی طاقتوں کی سازش سے شکست ہوئی۔ لیکن اب فلسطینی جوان اپنے ملک اور مقامات مقدسہ کو آزاد کرانے کے لئے کفن باندھ کر میدان میں نکل آئے ہیں۔

جناب ابوہشام نے اسرائیل کو انتباہ کیا کہ اگر انہوں نے الفتح کی کامیابیوں سے بوکھلا کر دریائے اردن کے مشرقی کنارے پر حملہ کرنے کی کوشش کی، تو یہ صیہونیت کے لئے موت کا پیغام ہوگا۔

## عنقریب الفتح کا دفتر کام شروع کر دیگا

راولپنڈی ۵ جون - مجاہدین فلسطین کی تنظیم الفتح کے قائد ابوہشام نے بتایا ہے کہ صدر جنرل آغا محمد یحییٰ خاں نے پاکستان کی جانب سے ہماری پوری امداد کا یقین دلایا ہے ابوہشام پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

ابوہشام نے کہا کہ صدر محمد یحییٰ خاں سے میری بات چیت بہت کامیاب اور حوصلہ افزا رہی ہے - ابوہشام آج صبح صدر یحییٰ سے ملے تھے - انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان کے سامنے چند نکات پیش کئے گئے ہیں - جن پر ہماری تنظیم بات چیت جاری رکھے گی۔

انہوں نے کہا کہ حکومت نے پاکستان میں الفتح کے نمائندے کی حیثیت سے خالد محمد الشیخ کے تقرر کی منظوری دے دی ہے۔ یہ عرب نوجوان اس وقت میرے ہمراہ ہیں اور جلد ہی کراچی میں الفتح کا دفتر قائم کر دیں گے

خالد محمد الشیخ نمائندہ الفتح متعینہ پاکستان نے جو پریس کانفرنس میں موجود تھے کہا کہ جونہی میں کراچی پہنچونگا الفتح کا دفتر کام شروع کر دے گا۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جو پاکستانی رضاکار فلسطینی بھائیوں کے دوش بدوش جہاد میں شریک ہونا چاہیں وہ اس دفتر سے رجوع کریں۔ انہیں ایک فارم پر کرنا ہوگا اور وقت ضرورت انہیں بلا لیا جائے گا الفتح کے دفتر کا پتہ یہ ہے۔

پوسٹ بکس نمبر ۷۷۱، صدر کراچی یا ۵۰۸ بلاک ۲ پی ای سی ایچ ایس کراچی

# درس قرآن

(از حضرت مولانا حافظ الحدیث محمد عبد اللہ صاحب درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک جیسی لاجواب کتاب دنیا والوں کے سامنے پیش کی جس کی ایک سورت کی نظیر پیش کرنے سے تمام مخلوق باوجود چیلنج کے آج تک عاجز ہے۔ جس کی تشریح و توضیح آپ نے اپنے ارشادات اور اپنے مبارک عمل سے کرتے ہوئے کم وبیش بیس لاکھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو اسی رنگ میں رنگ کر اپنا عملی نمونہ بنادیا، جنہوں نے خدائی پیغام کو ایک شوشہ کم وبیش کئے ہوئے دنیا کے اطراف و اکناف تک پہنچانے کا انتظام کرکے خدائی حجت قائم کردی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ان سے وعدہ فرمایا

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

کہ تم کامل ایمان پر قائم رہو تو (دنیا میں بھی) تمہارا بول بالا ہوگا۔

پھر ان کو خوشخبری سنائی

وَعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکننّ لھم دینھم الذین ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا

اللہ تعالےٰ نے تمہارے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان لائے اور اعمال صالح کرتے رہے کہ ان کو زمین کی خلافت دے کے رہے گا۔ جیسے ان سے پہلوں کو دی تھی اور ان کے اس دین کو پکا کردے گا جو ان کے لئے اس نے خود پسند کیا ہے۔ اور خوف وخطر کے بدلے ان کو امن وامان عطا کرے گا۔

اس آیت کریمہ سے چند باتیں صاف طور پر معلوم ہوئیں۔ پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ مسلمان قوم کا مقصد زندگی بادشاہت اور دنیوی اقتدار نہیں ہے۔ مگر یہ ایک انعام ہے جس کا اس نے صحیح مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے جیسے کہ پہلی آیت سے بھی معلوم ہوا۔

مسلمانوں کی زندگی کا اصل مقصد وہ جس میں وہ حصول اقتدار سے پہلے بھی مشغول رہتے ہیں اور حصول اقتدار کے بعد وہ اسی کو لائحہ عمل بناتے ہیں جیسے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

الذین ان مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔

یہ صحابہ (ایسے ہیں کہ) اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخش دیں۔ یہ نمازیں قائم کریں گے۔ زکوٰتیں دیں گے۔ نیکیوں کو (حکماً) جاری کریں گے۔ اور برائیوں کو (حکماً) روک دیں گے۔

پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے اس انعام کے وعدہ کو کیسے پورا کیا۔ اس پر تاریخ شاہد ہے۔ جب مسلمانوں نے قرآن پاک کو اپنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت کو دل میں جگہ دی۔ اسوۂ رسول کو مشعل راہ بنایا۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم جدھر گئے۔ فتح ان کے پاؤں چومتی رہی۔ روم وایران کے عظیم سامراجوں کو انہوں نے اسلام کا لوہا منوایا۔ افریقہ کے مغرب تک جا پہنچے۔ ان کے ایمان وعمل کو دیکھ کر دنیا کی ہزاروں قوموں نے اسلام کو قبول کیا۔ ہمارا ایمان ہے کہ آج بھی ہماری ترقی اور سرخروئی کا راز کتاب وسنت کو اپنانے میں مضمر ہے

## اصل مقصد اقتدار نہیں دین ہے

دوسری بات جو اس آیت کریمہ سے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ مسلمان کی حکومت بادشاہی نہیں ہوتی، نہ آمریت (ڈکٹیٹرشپ) کے مترادف ہوتی ہے بلکہ مسلمان اللہ تعالےٰ کا اقتدار اور حاکمیت اعلیٰ منوانے اور اسی کے احکام جاری کرنے کے لئے خلیفہ اور قائم مقام ہوتا ۴

۴ ہے۔ اسی لئے آیت میں لیستخلفنھم کا لفظ استعمال فرمایا۔

مسلمان امیر کے احکام کی اطاعت اسی لئے واجب ہوتی ہے اور آسان ہوتی ہے کہ وہ اپنے احکام نہیں بلکہ خدائے برتر کے احکام نافذ کرتا ہے۔ اس کے لئے راہ عمل اسلام نے مقرر کردی ہوئی ہے۔ اگر وہ اس صراط مستقیم سے انحراف کرے ہر مسلمان اس کو روک ٹوک سکتا ہے۔ اگر وہ دین میں خرابی پیدا کرے تو اس کو معزول کرنا فرض ہوجاتا ہے۔ چاہے وہ اپنی قوم سے یا اپنے ملک کا رہنے والا ہی کیوں نہ ہو۔

---

## اخلاقیات

شیخ طلعت محمود صدیقی راولپنڈی

# اُسوۂ حسنہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (ترجمہ) تمہارے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک بہترین نمونہ ہے۔ (القرآن)

بیشک قرآن مجید ہی خداوند تعالےٰ کے احکامات اور قوانین کی جامع کتاب ہے، جو اسلامی معاشرہ اور نظام کی حقیقی بنیاد تسلیم کی گئی ہے۔ مگر اس میں کسی کو بھی مجال انکار نہیں کہ کتاب اللہ کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہمیں اس ہادی برحق اور مبلغ اسلام کی عملی زندگی کو بھی ہر لحظہ سامنے رکھنا پڑے گا۔ جنہیں خداوند تعالےٰ نے اپنے اس پیغام کے پہنچانے کے لئے مخصوص فرمایا تھا۔ اسلام کے وہ بنیادی ستون جن کا قرآن کریم میں بارہا ذکر آیا ہے، اور جن پر عمل پیرا ہونے کے لئے ملت اسلامیہ کو تاکید فرمائی گئی۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ان سب کی عملی صورت جس پر اسلامی معاشرے کا گذشتہ چودہ سو سال سے نظام قائم رہا ہے۔ وہی ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ارکان اسلام کی ادائیگی میں اپنے لئے معمول بنا رکھا تھا۔

ملت اسلامیہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تتبع نہ صرف عبادات تک ہی محدود ہے بلکہ زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے انسان کامل تھے۔ کہ جن کی پیروی کے لئے نہ صرف اسلامی انقلابی عقاید کا اقرار کرنا ضروری ہے۔ بلکہ ظاہری وضع قطع میں بھی ہمیں شمائل نبوی کو پوری طرح اختیار کرنا ہے رفتار وگفتار، لباس وغذا روزمرہ کے معمولات میں ہمارے لئے وہی طریقے پسندیدہ قرار دیئے جاچکے ہیں۔ جن کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمونہ تھے

علیٰ ہذا اخلاق وعادات میں بھی خصائل نبوی کی پیروی ہی کے ذریعے ہم اپنے آپ کو مخلص مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ حسن معاملہ، عدل انصاف، جود وسخا، ایثار، مہمان نوازی سادگی، بے تکلفی، مساوات، شرم وحیا، عزم واستقلال، راست گفتاری، ایفائے عہد، شجاعت، عفو وحلم، شفقت، رحم ومحبت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے وہ درخشاں اوصاف ہیں۔ جن سے مزیّن ہوئے بغیر کوئی زندگی اسلامی زندگی نہیں کہلا سکتی۔

خود خداوند تعالےٰ نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی پیروی کی اس طرح تاکید فرمائی ہے کہ وہ ہمارے لئے زندگی کا ایک بہترین نمونہ ہیں۔

---

بحث ونظر

حسین احمد معارفی، فقیر والی بہاولنگر

# سبائیت کا تجزیہ

(۲)

اس طرح اہلسنۃ والجماعۃ کے خلافت میں شورائیت کے اصول کو وہ غلط معنے پہنا دیئے گئے جو صالحیت نے متعین کئے تھے۔ پھر پروپیگنڈہ کے ذریعہ اس قدر تشہیر اور مقابلہ میں اہلسنت کی طرف سے انتہائی سکوت، مودودیت کے اصول شورائیت کے برے اثرات مسلمانوں کے ذہنوں پر ثبت کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اہلسنۃ کے اکابرین اس وقت چونکے۔ جب "صالحیت" کا اصول شورائیت مودودیت کے اصول شورائیت کا لبادہ اوڑھ کر اہلسنۃ کے اصول کے نام سے اپنے سیلاب میں صحابہؓ کی عظیم اکثریت کو بھی بہالے چلا۔ مگر اب تک اکثر لوگ مودودی شورائیت اور اسلامی شورائیت میں فرق نہیں سمجھ رہے۔ اس ساری تفصیل سے میری غرض صرف اتنی ہے کہ مودودیت کا شورائی اصول وعقیدہ وہ نہیں جو اہلسنۃ والجماعۃ کا ہے بلکہ وہ اصول شورائی ہے۔ جس کو مودودیت کے پیش رو "صالحیت" کے علمبردار پیش کر چکے ہیں۔ جس کی اصل الاصول اسلام نے متعین نہیں کی۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ مودودیت کی شورائیت نے جمہوریت مغلبیہ کو اسلام کے خلاف ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور صرف کر ڈالا، مگر جب خود کو ضرورت پڑی تو اسی کافر جمہوریت کو مشرف باسلام کرا کے شورائیت کا حقیقی مدعا ثابت کرنے پر زور صرف کر رہی ہے۔ (حوالہ سابق)

اور مودودی شورائیت کے لئے مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم۔ خلافت وملوکیت وغیرہ کتب میں دیکھا جا سکتا۔ اسی طرح ضرورت تھی تو نظام دکن کی ریاست اسلامی حکومت تھی۔ شاہ سعود جلالۃ الملک کے خطاب اور پاسبان حرم کے القاب کے مستحق تھے۔ مگر وقت کی رفتار نے اسی ملوکیت کو کفر کی دلدل میں پھنسا ہوا دیکھا

(۳) مودودیت نے دین کا معنی اسلامی حکومت کیلئے جو دین کا سراسر غیر اسلامی تصور ہے۔ دین کا یہ معنی نہ حضورؐ نے بیان فرمایا نہ صحابہ سے ثابت ہے اور نہ سلف صالحین میں سے کسی نے یہ معنی کرنے کی جسارت کی۔ البتہ سب سے پہلے ابن سباء نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ دین کا لب لباب حکومت وامامت کا قیام ہے۔ اور اس کے بعد اس کے متبعین میں سے فرقہ امامیہ نے اس کو بنیادی عقائد میں شامل کر لیا۔ اور اسے دین کا سب سے اہم رکن قرار دیا اور فرائض وارکان کی حیثیت وسائط ووسائل کی قرار دی۔ لہٰذا نعمل کے امامیہ فرقہ سے ہی مودودیت کا عقیدہ بعض لفظی ترامیم کے ساتھ من وعن لیا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے فہرست ابن ندیم ص۲۴۳ ملاحظہ فرمائیں۔ نیز خطبہ مودودی وحقیقت اسلام وغیرہ رسائل۔

(۴) عصمت انبیاء کے بارے میں مودودیت نے عجیب مضطربانہ پالیسی پر عمل کیا ہے۔ صاف اور دو ٹوک پالیسی اختیار کرنے سے ہمیشہ گریز کیا ہے۔ اور ہر دفعہ ایسی تاویل وتوجیہہ سے کام لیا گیا جو مزید تشریح وتفسیر کی محتاج ہوتی اور آج تک وہی مضطربانہ حیل وحجت ہی مودودیت کی عملی پالیسی ہے۔ ایک طرف عصمت انبیاء کے عقیدہ پر حملہ اور دوسری طرف امیر کی ذات کو معصوم عن المعصیۃ والخطاء کے اعلیٰ مقام تک پہنچانے کی غرض سے ہی فلسفہ [illegible] عملی وضع کیا گیا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔ بلکہ اس سے قبل غالی روافض کے فرقہ "ہشامیہ" نے اس اصول کو اختیار کیا ہوا ہے۔ ان کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ انبیاء سے معصیت اور گناہ کا صادر ہونا جائز ہے بلکہ ہوتا ہے۔ اور امام (امیر وقت) معصوم عن المعصیت والخطاء ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا ہر عمل عین منشاء خداوندی کے مطابق ہوتا ہے۔

ہشامیہ کے اس عقیدہ کی روشنی میں آپ مودودیت کی قبل تقسیم ہند پالیسی کا جائزہ لیں اور بعد تقسیم کے لائحہ عمل کو دیکھیں۔ وہ بھی عین اسلام کا منشاء تھا اور یہ بھی عین منشاء خداوندی ہے۔ عورت کی صدارت کو حرام قرار دیں یا حلال، امیر وقت کو اختیار ہے۔ حتیٰ کہ امیر وقت کو اصول دین میں ترمیم وتبدیلی کا بھی کلی اختیار ہے۔ اس کا سب سے بڑا مظاہرہ فاطمہ جناح کی صدارت کے وقت ظہور پذیر ہوا۔ (الملل والنحل، فہرست الطوسی فہرست الندیم (ہشامیہ) ہشام بن الحکم)

(۵) ایک عجیب بات یہ ہے کہ تاریخ اسلام کے چودہ سو سالہ دور میں اسلام کو "حرکۃ الاسلامیہ" یا تحریک اسلامی قرار دینے میں سب سے پہلے روافض کے باطنی فرقہ کے بانی حسن بن صباح نے ایک عجیب وغریب فلسفہ حرکہ کائنات ایجاد کیا۔ پھر کہنے لگا کہ جس طرح نفس عقل اور نیچر کے ذریعہ افلاک میں حرکت ہوتی ہے۔ اسی طرح نبی اور امام وصی کے ذریعہ شریعت ومذہب میں حرکت ہوتی ہے۔ چنانچہ حرکۃ الافلاک اور حرکۃ الافلاک اور حرکۃ الشرعیہ الاسلامیہ دو عجیب وغریب فلسفے مرتب کئے۔ اور جس کو بنیاد بنا کر قلعہ قصد الموت میں مرکز قائم کر کے باطنی تحریک کو منظم کیا گیا۔ جس نے اپنی حرکات سے دین کے نام سے لاکھوں فرزندان توحید کو تہہ تیغ کر ڈالا۔ حرکۃ الشرعیہ الاسلامیہ کے اسی عقیدہ کو برصغیر میں تحریک اسلامی کے نام سے مودودیت نے اختیار کر لیا ہے۔ حالات اسی نہج پر چلتے رہے اور مسلمانوں کے اکابر نے چلمن کے پیچھے جھانک کر نہ دیکھا تو "چہرہ" "قصد الموت"

کا دوسرا نام قرار پائے گا۔ اور جو لوگ اسلام کی حفاظت کی خاطر مودودیت سے اتحاد کرنے کے خطوط پر سوچ رہے ہیں۔ وہ قوم کو گمراہی کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اور مستقبل کی مسلمان نسل ان کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

(۶) ہر دور میں دین ودنیا کے امور پر حاوی ایک ایسے گروہ کا وجود ضروری ہے۔ جو امیر کے تحت منظم ہو۔ مودودیت کا یہ عقیدہ، باطنی تحریک روافض سے مستعار لیا گیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ناجی گروہ ان کا ہی گروہ ہے کیونکہ ان کا نام ہر دور میں ایک جماعت کے ساتھ موجود رہتا ہے۔ اور امام اور اس کی جماعت حجت قطعیہ فی الشریعت کا درجہ رکھتے ہیں۔ گو روافض کے فارورڈ بلاک کے ایک النظام نے بھی اسی عقیدہ کو اپنایا تھا اور کم وبیش تمام فرق روافض میں یہ عقیدہ مشترک ہے مگر مودودیت نے باطنی تحریک اسماعیلی ہی سے اس عقیدہ کو مستعار لیا ہے۔ چنانچہ اسی ضمن میں اہل السنۃ کے مسلمہ عقیدہ "خروج مہدیؑ" سے متعلق مودودیت کا استہزاء وانکار زیدیہ فرقہ کے سلیمانیہ گروہ کے عقیدہ کو "صالحیت" کے اصول کے مطابق صحیح کرنے کی خاطر اختیار کیا گیا ہے۔

(۷) اس زہریلی لید اور گوبر کے ڈھیر کو امت مسلمہ گندگی کا ڈھیر قرار دے چکی تھی۔ اس لئے اسے دوبارہ خوراک کا مقام دینے کی خاطر عظیم سائنٹفک طریقے اختیار کرنا ضروری تھا۔ اس مقصد کی خاطر مغرب کے فلسفہ جدید کو رکن شدید قرار دیا گیا۔ اور پھر اس رکن شدید کی سائنٹفکیٹ یافتہ عقل بے قید کی مدد سے جوہر مودودیت تیار کرنے میں بڑی عرق ریزی سے کام لیا گیا۔ اس طرح "مغربیت" کی مشین میں ڈالنے کے بعد سبائیت کا جوہر خالص رہ گیا اور فضلہ سب الگ کر دیا گیا۔ اس طرح دور جدید میں سائنٹفک اسلام کے نعرہ کے ساتھ مودودیت میدان میں آ گئی۔

(باقی آئندہ)

## تعارف چارٹ

(ح۔ ندیم)

### اسلامی تعلیمات کی ایک جھلک

ہم اخلاقی انحطاط کے ایک ایسے نازک دور سے گذر رہے ہیں جس نے ہماری معاشرتی زندگی کا پورا ڈھانچہ بدل کر رکھ دیا ہے اور موجودہ معاشرہ اخلاقی، سماجی اور معاشرتی برائیوں اور جرائم کی آماجگاہ بن کر رہ گیا ہے اور نوجوان طبقہ مذہب وملت سے دور ہو رہا ہے اور ہماری نئی نسل جس تیزی سے اخلاقی پستی، ذہنی آوارگی اور مغرب پرستی کا شکار ہو کر مذہب سے برگشتہ اور اخلاقی وروحانی اقدار سے ناآشنا اور بے خبر ہوتی جا رہی ہے۔ بلاشبہ یہ صورت حال پوری قوم کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔

ان حالات کے پیش نظر عنوان بالا کے تحت ایک بہترین چارٹ شائع کیا گیا۔ جو دفاتر، مدارس، مکانوں، دوکانوں ہوٹلوں اور لائبریریوں میں لٹکانے کے لئے بے حد مفید ہے اس چارٹ میں احادیث نبوی علیہ التحیۃ والتسلیم کے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

کے پاس چلے جاؤ، جیسے کہ حضرت معاذ بن جبل نے اپنے شاگرد حضرت عمرو بن میمون اودیؒ کو وصیت کی تھی کہ وہ ابن مسعود کے پاس کوفہ میں چلے جائیں۔

کوفہ میں حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کے جتنے شاگرد تھے، سب کا بیان تو مشکل ہے۔ البتہ چند ایک بڑے بڑے شاگردوں کے نام یہ ہیں:۔

(۱) حضرت عبیدہ بن عمرو سلمانی (وفات ۷۲ھ)

ان کے بارے میں "رام ہرمزی" نقل کرتے ہیں:۔

کان شریح اذا اشتبہ علیہ الامر فی قضیۃ یرسل الی السلمانی ھذا یستشیرہ

حالانکہ شریح قاضی خود احکام قضا، فقہ اور بیدار مغزی میں معروف ہیں۔ تذکرۃ الحفاظ میں ان کا ذکر بہت بڑے الفاظ سے کیا ہے کہ:۔

الفقیہ العلم کاد ان یکون صحابیا

قریب تھا کہ صحابی ہوتے۔

فتح مکہ کے زمانہ میں وہ یمن میں مسلمان ہوئے۔ حضرت علی اور ابن مسعود سے روایات لیں

شعبی کہتے ہیں کہ:۔

فیصلوں میں شریح قاضی کے ہم پلہ تھے۔ ابن سیرین نے ان سے بہت روایات لی ہیں۔" وہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے کوئی شخص عبیدہ سے زیادہ (گناہ سے) بچنے والا نہیں دیکھا"

(۲) حضرت عمرو بن میمون اودی (وفات [illegible]ھ)

یہ حضرت معاذ کے پرانے شاگردوں میں ہیں۔ معمر ہیں، مخضرم ہیں (یعنی بڑی عمر پائی ہے۔ زمانہ جاہلیت و اسلام دونوں پائے ہیں) یہ یمن کے رہنے والے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں حضرت معاذ کے ساتھ تشریف لائے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود سے روایات لی ہیں۔ سو حج اور عمرے کیے اور یہ حال تھا کہ جب ان پر نظر پڑتی تھی تو دیکھنے والے پر ایسا اثر پڑتا تھا کہ خدا کی یاد میں دل لگ جاتا تھا۔

(۳) حضرت زرؒ بن حبیش (وفات ۸۲ھ)

معمر اور مخضرم ہیں۔ یہی حضرت ابن مسعودؓ کی قرارت کے راوی ہیں۔ انہی سے عاصم نے قرارت لی ہے اور ان سے ابوبکر بن عیاش نے قرارت لی ہے (اس قرارت میں فاتحہ اور معوذتان ہیں۔ یہ واقعتاً ایک قابل توجہ امر ہے کیونکہ بعض لوگ اپنی ناسمجھی سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ معوذتین کے قرآن ہونے کے قائل نہ تھے)۔

ان (حضرت زرؒ) کے بارے میں حافظ ذہبی تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔ حضرت عمر، حضرت ابیؓ حضرت عبداللہ، حضرت علی اور حضرت حذیفہ سے روایات لی اور بیان کی ہیں۔

امام عاصم نے ان سے قرارت سیکھی اور ان کی بہت تعریف کی۔ فرماتے ہیں:۔

کَانَ زِرٌّ مِّنْ اَعْرَبِ النَّاسِ کَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یَسْأَلُهٗ عَنِ الْعَرَبِیَّةِ

یعنی حضرت زرؒ عربیت کے بہترین ماہر تھے۔ حضرت ابن مسعود ان سے عربی زبان کے متعلق سوالات دریافت فرمایا کرتے تھے۔

(۴) حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب سلمی (وفات [illegible]ھ)

عَرَضَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَلِیٍّ وَّهُوَ عُمْدَتُهٗ فِی الْقِرَاءَةِ وَقَدْ فَرَّغَ نَفْسَهٗ لِتَعْلِیْمِ الْقُرْاٰنِ لِاَهْلِ الْکُوْفَةِ بِمَسْجِدِهَا اَرْبَعِیْنَ سَنَةً (کما اخرجہ ابونعیم فی مسندہ)

یعنی انہوں نے حضرت علی کو قرآن کریم سنایا اور یہی حضرت علی کی قرأت کے اعلیٰ ترین راوی ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو چالیس سال تک مسجد کوفہ میں بیٹھ کر تعلیم قرآن کے لیے وقف کیے رکھا۔

تذکرہ میں ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ سے [illegible]ھ تک یا اس کے بعد تک پڑھاتے رہے حتیٰ کہ وفات ہوئی۔

مقدمہ نصب الرایہ میں ہے کہ:۔

"انہی سے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے اپنے والد حضرت علیؓ کے حکم سے علم قرأت حاصل کیا اور حضرت عاصمؒ نے قرأت علیؓ ان سے ہی لی ہے اور یہی وہ قرأت ہے جو قرأت حفص کہلاتی ہے انہوں نے حضرت عثمانؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کو بھی قرآن سنایا تھا"

تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ ابن مسعود کو بھی سنایا تھا اور ان حضرات سے سنا بھی تھا اور حضرت عمر سے بھی سنا تھا۔

(۵) حضرت سوید بن غفلہ۔

ان کی پیدائش عام فیل میں ہوئی ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اور بعد کے خلفاء کی صحبت میں رہے۔ کوفہ میں ۸۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ:۔

جب یہ مدینہ تشریف لائے تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی تدفین سے فارغ ہوئے تھے۔ مسلمان پہلے سے ہو گئے تھے۔ اور جب مدینہ تشریف لائے تو بھی بڑی عمر تھی۔ یہ جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے۔ حضرت ابوبکر، عمر، علی، ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ سے روایت کی ہے۔ ان کی کنیت ابوامیہ تھی۔

کان ثقۃ نبیلا عابدا زاھدا قانعا بالیسیر کبیر الشان رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۶) علقمہ بن قیس نخعی (وفات ۶۲ھ)

ان کے بارے میں خود حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں:۔

لَا اَعْلَمُ شَیْئًا اِلَّا وَعَلْقَمَةُ یَعْلَمُهٗ

یعنی جتنا میں جانتا ہوں وہ سب کچھ علقمہ جانتے ہیں۔

ان ہی کے بارے میں مقدمہ نصب الرایہ میں ایک فضیلت کی چیز یہ بھی لکھی ہے کہ قابوس نے کہا:۔

قُلْتُ لِاَبِیْ کَیْفَ تَاْتِیْ عَلْقَمَةَ وَتَدَعُ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ یٰبُنَیَّ لِاَنَّ اَصْحَابَ النَّبِیِّ یَسْتَفْتُوْنَهٗ وَلَهٗ رِحْلَةٌ اِلٰی اَبِی الدَّرْدَاءِ بِالشَّامِ وَاِلٰی عُمَرَ وَزَیْدٍ وَعَائِشَةَ بِالْمَدِیْنَةِ وَهُوَ مِمَّنْ جَمَعَ عُلُوْمَ الْاَمْصَارِ

یعنی میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ آپ کیسے علقمہ کے پاس جاتے ہیں اور رسول اللہ کے صحابہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔

انہوں نے فرمایا۔ اے بیٹے اس لیے ان کے پاس جاتا ہوں کہ اصحاب نبی منفود ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ اور یہ علم حاصل کرنے کے لیے حضرت ابوالدرداء کے پاس شام گئے اور حضرت عمرؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت عائشہ کے پاس مدینہ شریف جاتے تھے۔ یہ ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے تمام شہروں کے علوم کو جمع کر ڈالا ہے۔

اس روایت کا نصف ابتدائی حصہ حافظ ذہبی نے بھی نقل کیا ہے اور یہ حضرت علقمہ، حضرت ابراہیم بن یزید نخعی کے ماموں تھے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں:۔

"حضرت علقمہ فقیہ تھے، امام تھے، ماہر کامل تھے، قرآن پاک پڑھنے میں بڑی اچھی آواز تھی جو حدیث نقل کرتے تھے وہ تحقیق کے بعد ہوتی تھی۔ صاحب خیر و تقویٰ تھے۔ وہ اپنی سیرت میں اداؤں میں، ہیبت میں اور فضیلت میں ابن مسعود کے مشابہ تھے۔"

پھر لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نے حضرت علقمہ اور بہت سے دیگر متقدمین کی روایات اس کتاب میں ذکر کرنے میں قصداً سستی دکھائی ہے کیونکہ ان [illegible] کتب ستہ میں مشہور ہیں"

[illegible] ذہبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں صحابہ کرام کے ذکر کے بعد سب سے پہلے ان کا ہی اسم گرامی ذکر کیا ہے کہ:

امام ابوشبل نخعی کوفی حضرت ابراہیم نخعی کے ماموں اور حضرت اسود کے چچا تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ کی حیات طیبہ میں پیدا ہوئے زمانۂ جاہلیت پایا۔ حضرت عمر، عثمان، ابن مسعود، حضرت علی اور ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایات سنیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے تجوید سیکھی"

(۷) حضرت مسروق بن اجدع

ان کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ ہمدان کے رہنے والے ہیں۔ معمر اور مخضرم تھے۔ طلب علم میں بہت جگہ سفر کیا۔ ۶۳ھ میں وفات ہوئی۔ آپ کی کنیت ابوعائشہ ہے۔ ان کے والد اپنے زمانہ میں اہل یمن کے سب سے بڑے شہسوار تھے۔ یہ عرب کے معروف پہلوان، بطل کرار، عمرو بن معدیکرب کے بھانجے ہیں۔ حضرت عمر، علی، معاذ، ابن مسعود اور ابیؓ رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔ ابراہیم شعبی، ابوالضحیٰ، ابواسحٰق اور بہت سے لوگ ان کے شاگرد ہیں۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت عائشہ نے انہیں متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا لیا تھا۔"

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ:۔

"ان سے زیادہ علم کی طلب رکھنے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ فتوے میں شریح (قاضی کوفہ) سے زیادہ علم رکھتے تھے شریح ان سے مسائل میں مشورہ لیتے تھے اور مسروق کو شریح (کے مشورہ) کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ انہیں عبادت کا بہت شوق تھا۔ نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں متورم ہو جایا کرتے تھے۔

تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ انہیں یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

(۸) حضرت اسود بن یزید بن قیس نخعی (وفات [illegible]ھ)

معمر و مخضرم ہیں (اسی مرتبہ (حج و عمرہ کی صورت میں) بیت اللہ کی زیارت کی۔ یہ حضرت علقمہ کے بھتیجے ہیں۔

تذکرہ میں ہے کہ یہ خود عالم کوفہ تھے۔ فقیہ زاہد عابد

(باقی آئندہ)

No. 67715 সপ্তাহিক WEEKLY REGD. L. No. 7132
তরজুমানেইসলাম TARJUMAN E ISLAM
লাহোর LAHORE Price ... paisa

# اقوالِ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرسلہ: حافظ خلیل احمد رانا روڈہ ضلع سرگودھا

- جو انسان زیادہ ہنستا ہے، اس کا وقار ختم ہو جاتا ہے۔
- جو دوسروں سے دل لگی زیادہ [illegible] ہے۔
- جو باتیں زیادہ کرتا ہے، وہ لوگوں [illegible] جاتا ہے۔
- جس کا اتقاء یعنی پرہیزگاری اور [illegible] کم ہو جاتا ہے، اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔
- جب کوئی مسلمان بھائی ملے تو اس کو سلام [illegible]
- جب کوئی مسلمان کسی مجمع میں آئے تو اس کے بیٹھنے کے لیے جگہ مہیا کرو۔
- جب کسی مسلمان بھائی کو پکارو تو اس کے پسندیدہ نام سے پکارو۔
- لوگو! یاد رکھو طمع (لالچ) افلاس ہے اور قناعت غنا ہے جب کسی انسان کو کوئی چیز ملے اور وہ اس پر قناعت کرے تو اس کو پھر کسی کی پرواہ نہیں رہتی
- انسان جو گھونٹ پیتا ہے ان میں سب سے بہتر اور پسندیدہ خدا کے نزدیک غصہ کے گھونٹ کو پینا ہے جس کو صبر اور شکر کے ساتھ پینا چاہیے۔
- حکمت و دانائی یہ کوئی عمر کی زیادتی پر ہی منحصر نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے وہ جس کو چاہتا ہے حکمت و دانائی سے حصہ وافر عطا فرما دیتا ہے۔
- توبۃ النصوح یہ ہے کہ انسان ہر قسم کے گناہوں اور بداعمالیوں سے توبہ کرنے کے بعد ان کی طرف رُخ بھی نہ کرے۔
- اللہ تعالیٰ کسی انسان کو جس حالت پر رکھے اور وہ اسی پر قناعت کرلے تو اسی میں قلب اور بدن کی راحت ہے۔
- کسی پیشہ (ملازمت وغیرہ) میں اگرچہ تھوڑی بہت ذلت بھی اٹھانی پڑے تو وہ پیشہ اختیار کرنا بھیک مانگنے سے بہتر ہے۔
- کسی بات کو لکھو تو اس کو لکھنے سے پہلے سمجھنے کی کوشش کرو۔
- مسلمان کے روزہ نماز کو نہ دیکھو بلکہ اس کی سچائی، پرہیزگاری، امانت اور دیانت کو بھی دیکھو۔
- میرے نزدیک وہ مسلمان اچھا ہے جو امانت میں خیانت نہ کرے اور مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ ہوں۔
- بدکاروں کی صحبت سے گریز اختیار کرنا موجب راحت ہے۔
- تمہاری دعا اس وقت تک آسمان پر نہیں پہنچتی جب تک کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجتے۔

## گورنروں کو ہدایات

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کو گورنر مقرر کرتے تو یہ ہدایات ارسال فرمایا کرتے تھے۔

- ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا۔
- باریک کپڑے نہ پہننا۔
- بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھانا۔
- دروازے پر پہریدار نہ بٹھانا۔
- حاجت مندوں، فریادرسوں کے لیے اپنا دروازہ ہر وقت کھلا رکھنا۔

ایک موقعہ پر چند گورنروں کو طلب کر کے فرمایا:

- تم لوگ انسانوں پر افسر اور سخت گیر بنا کر نہیں بھیجے جا رہے ہو بلکہ تم کو امام اور راہنما بنا کر بھیجا جا رہا ہے۔ تاکہ لوگ تم سے ڈرنے کے بجائے ہدایت حاصل کریں اور تمہارے نقش قدم پر چلیں۔
- تم مسلمانوں کے حقوق ادا کرنا۔
- ان کو مار پیٹ کر کے ذلیل نہ کرنا۔
- اگر وہ غلطی کریں تو ان پر اپنے دروازے بند نہ کرنا اور اپنے آپ کو ان سے ممتاز نہ سمجھنا۔ اگر ایسا کروگے تو یہ ان پر ظلم ہوگا۔

# ترجمانِ اسلام

12/6

## مسلمانوں سے خطاب

تم کو آنکھیں دی گئی تھیں تو اس لئے تاکہ تم اس کو دیکھو، اگر تم کو دل دیا گیا تھا تو اس لئے تاکہ صرف اسی کو پیار کرو، اگر تم کو آنسو دیئے گئے تھے تاکہ صرف اسی کی یاد میں بہاؤ، اور اگر تمہاری پیشانی بلند کی گئی تو اسی لئے تاکہ اس کے آگے جھکاؤ، پر آہ تمہاری زبانیں اس کے حمد کے زمزموں سے محروم ہوگئیں، تمہارے دل اس کی محبت کے نہ ہونے سے اُجڑ گئے۔ تمہاری روحوں میں اس کی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں، تمہارے قدم اس کی طرف بڑھنے سے بوجھل ہوگئے اور تمہاری آنکھوں میں اس کے عشق کے درد و غم کے لئے ایک قطرۂ اشک بھی نہ رہا۔

تمہاری مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راست بازیوں کی تڑپتی ہوئی اور مضطرب نمازیں ان کو نصیب ہوں مگر جوانوں اور چارپایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہوجانے کے سوا وہاں اور کچھ نہیں ہوتا، حالانکہ تمہارا خدا تمہارے کھڑے رہنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں۔

اور اگر صرف پاؤں کو کھڑا رکھنا ہی عبادت ہوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رہ سکتے۔

(مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ)

---

۲۶ ذیقعد ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۹۶۹ء :: ۳۰ پیسے جلد ۱۲ شمارہ ۶

# "جمہوریت کے" ساتھ اسلام کا پیوند کیوں ٹھیک ہے؟

## حضرت مولانا احتشام الحق صاحب سے گذارش

(احمد حسین صاحب کمال)

مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کے ایک حالیہ بیان سے جو ۴ر جنوری ۱۹۶۹ء کے روزنامہ جنگ کراچی میں "اسلامی جمہوریت ٹھیک، اسلامی سوشلزم بالکل غلط" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ ان کے قدردانوں اور عقیدتمندوں کو زبردست ٹھیس پہنچی ہے۔

مولانا جیسی شخصیت کی طرف سے اسلام کو جمہوریت کا پیوند بنا کر پیش کرنا یہ افسوسناک تاثر پیدا کرتا ہے کہ حضرت مولانا نے نہ تو جمہوریت کے مختلف مفاہیم کا مطالعہ کیا ہے اور نہ سوشلزم کو سمجھا ہے، بلکہ "اسلامی جمہوریت" کی متضاد ترکیب کو صحیح قرار دینے سے تو یہ شبہ بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ شاید محترم مولانا تھانوی صاحب نے اسلام کے سیاسی پہلوؤں پر غور و تدبر فرمانے کی کبھی زحمت ہی گوارا نہیں فرمائی۔ اور صرف چلتی ہوئی سیاست کو ہی اسلامی سیاست سمجھا ہے۔

جمہوریت کی آج دنیا میں جتنی بھی صورتیں رائج ہیں۔ اور اس کے بارے میں جتنی بھی مختلف "تعریفات" پائی جاتی ہیں۔ ان سب میں یہ ایک بنیادی مفہوم و معنی یکساں طور پر مشترک ہے کہ:۔

"اکثریت کی رائے اور فیصلہ کا حق ہونا"

کوئی بھی بات خواہ وہ کتنی ہی سچی اور حقیقی ہو، جب تک اس کے سچ اور حق ہونے کی توثیق اکثریت کی رائے نہیں کر دیتی، وہ بات جمہوریت کی رو سے قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

"اکثریت کی رائے اور فیصلہ کے حق ہونے" کے لئے جمہوریت کی رو سے ایک اور بنیاد بھی لازمی ہے اور وہ ہے اس کی "لادینی حیثیت"۔ گویا جمہوریت اپنی اصل کے اعتبار سے جو اس کی ہر نوع اور قسم میں پائی جاتی ہے اور جس کے بغیر اس کا مفہوم متحقق ہی نہیں ہو سکتا ہے، وہ اس کی "لادینیت" اور "اکثریت کی رائے کا فیصلہ کن" ہونا ہے۔ تھانوی صاحب ان دو عنصروں سے خالی جمہوریت کی کوئی قسم اور کوئی نمونہ و مثال نہیں ڈھونڈ سکتے، اور ان دو عنصروں کے بغیر جمہوریت کا وجود تک متحقق نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد مولانا تھانوی صاحب خود فرمائیں کہ وہ اسلام کا پیوند جمہوریت کے ساتھ کس طرح لگاتے ہیں؟

اگر وہ جمہوریت کے لادینی مزاج اور اکثریت کی رائے کے فیصلہ کن ہونے کے باوجود اس کے ساتھ "اسلامی" کا پیوند لگا سکتے ہیں تو جس اصول کے ساتھ یہ پیوند وہ لگائیں گے اسی اصول کے مطابق سوشلزم پر "اسلامیت" کا پیوند لگانا بھی غلط کہا جا سکتا۔

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے جس بیان پر گرفت فرماتے ہوئے مولانا تھانوی صاحب نے یہ بیان دیا ہے۔ اس میں مولانا ہزاروی صاحب نے تو نہایت احتیاط سے یہ حقیقت واضح فرما دی ہے کہ سوشلزم کی ایسی کوئی بات جو اسلام کے خلاف ہو ہرگز تسلیم نہیں کی جائے گی اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اسلام کا لفظ اگر مغربی جمہوریت کے ساتھ چسپاں کیا جا سکتا ہے تو غیر اسلامی اجزاء سے پاک سوشلزم کے ساتھ بھی اس کا استعمال ممکن ہے ورنہ دونوں کے ساتھ اسلام کا استعمال نہیں ہونا چاہیئے پھر یہ مولانا ہزاروی کا اخلاص اور دیانت ہے کہ انہوں نے شروع میں ہی یہ بات صاف کر دی کہ انہوں نے سوشلزم کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔

لیکن مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی اور دوسرے مغربی جمہوریت پسند حضرات جنہوں نے حضرت مولانا ہزاروی کے اس بیان پر اخباری اعتراض کا موقعہ حاصل کیا ہے وہ مغربی جمہوریت کی لادینیت، اور اکثریتی حاکمیت کے خالص غیر اسلامی پہلوؤں بلکہ روح و مزاج کے باوجود اس کے ساتھ اسلام کا پیوند لگا رہے ہیں اور اسلام کو اس کا تابع قرار دے رہے ہیں۔ جبکہ سوشلزم کے سیاسی اور نظریاتی پہلوؤں کا سرے سے یہاں کوئی قائل ہی نہیں ہے حتیٰ کہ پاکستان میں خالص سوشلسٹ بھی ان کو تسلیم نہیں کرتے اور صرف اس کے معاشی پہلو پر ہی سب کی نظر ہے جس کے بارے میں خود مولانا احتشام الحق صاحب اپنے اس بیان میں اسلام کے ساتھ مشابہ ہونے کا اعتراف فرما رہے ہیں

سوشلزم کے جو اجزاء اسلام کے معاشی نظام سے مشابہت رکھتے ہیں، جس مشابہت کا اقرار خود مولانا تھانوی کو بھی ہے اس کو یہاں لوگ اسلامی سوشلزم سے تعبیر کر رہے۔ آخر اسی قسم کی جزوی مشابہت کی بنیاد پر ہی تو آپ "اسلامی جمہوریت" کو برطانوی جمہوریت، روسی جمہوریت، اشتراکی جمہوریت وغیرہ (جن کا آپ نے اپنے اس بیان میں ذکر فرمایا ہے) سے متمیز کریں گے، ورنہ مکمل برطانوی، روسی، اشتراکی جمہوریت کو آپ اسلامی جمہوریت قرار دیں گے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جمہوریت کے تمام لادینی اجزاء بھی آپ قبول کر رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپ کا یہ بیان مہمل بن جاتا ہے یا محض جانبدارانہ ہے۔

آخر جمہوریت، لادینیت اور غیر اسلامیت کے باوجود کیوں اسلامی؟ اور سوشلزم کیوں اسلامی نہیں؟

حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کی نظر سے یہ امر پوشیدہ نہیں رہنا چاہیئے کہ موجودہ نظام جمہوریت جسے آپ اپنے ملک میں رائج کرنا چاہتے ہیں، دینی اصل کے اعتبار سے متعدد "لادینی اور غیر اسلامی" اجزاء کا حامل ہے۔ ایسے ان اجزاء سے علیحدہ کر کے ہی آپ اور دوسرے دین پسند حضرات یہاں اسے رائج و نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ یہی وہ جنگ ہے جو آپ اور دوسرے دین پسند قیام پاکستان کے وقت سے ارباب اقتدار کے خلاف لڑتے چلے آ رہے ہیں۔ ورنہ خالص اور مکمل مغربی جمہوریت کے نفاذ سے انہیں کب انکار تھا۔ دستور کے بننے میں دس سال کی تاخیر کا اصل سبب یہی تو تھا کہ آپ نظام جمہوریت کو لادینیت سے پاک کر کے رائج کرانا چاہتے تھے۔

بعینہٖ یہی صورت "سوشلزم" کی ہے۔ جس کے معاشی اجزاء اسلام کے معاشی نظام کے اجزاء سے بقول آپ کے ہی مشابہت رکھتے ہیں۔ اگر انہیں بھی جمہوریت کی طرح ہی بعض لوگ اسلام کے مطابق بنا کر اسلامی سوشلزم کا نام دے دیتے ہیں تو کم از کم آپ جیسے بزرگ اور مشہور عالم دین کو تو ان امریکی نواز جمہوریت پسندوں کی طرح جیں بجبیں نہیں ہونا چاہیئے۔ جن کا مقصد ہی اسلام کے نام سامراجی و مغربی سرمایہ داریت کا تحفظ ہے۔ حقیقت ورنہ وہی ہے۔ جو مولانا ہزاروی نے فرمائی ہے کہ اسلام کا اضافہ نہ جمہوریت کے ساتھ ہو نہ سوشلزم کے ساتھ۔

---

## اظہار تشکر

ہم ان تمام علماء کرام، صوفیاء عظام، کارکنان جمعیۃ علماء اسلام و دیگر مسلمانوں کا جنہوں نے حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ سرپرست جمعیۃ علماء اسلام ضلع اٹک کی وفات حسرت آیات پر خود تشریف لا کر یا خطوط وغیرہ کے ذریعہ اظہار تعزیت کیا۔ دل کی گہرائیوں کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہیں۔ حضرت شیخ نہ صرف ہمارے بلکہ سب مسلمانوں کے روحانی مربی تھے اور ان کا دل عالم اسلام کے لئے برابر دھڑکتا تھا۔ عام مسلمان عموماً اور علاقہ کے مسلمان خصوصاً ایک ولی کامل کے وجود باوجود سے محروم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

(مولانا) رکن الدین (مولانا) فخر الدین و دیگر ابناء شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ غورغشتی ضلع اٹک۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

جاری کردہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ

سرپرست

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگرانِ اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

نگران

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

ایڈیٹر

احمد حسین صاحب کمال

معاون ایڈیٹر

حافظ عزیز الرحمٰن خورشید جہلمی

جمعہ

۱۴ فروری ۱۹۶۹ء

مطابق

۲۶ ذیقعد ۱۳۸۸ھ

شمارہ ــــ ۶

جلد ــــ ۱۲

قیمت فی پرچہ

۳۰ پیسے

## صدرِ مملکت کی دعوتِ مفاہمت

یکم فروری ۱۹۶۹ء کو پاکستان کے عوام نے جن امیدوں اور جس بے تابی سے صدر مملکت کی ماہانہ نشری تقریر کا انتظار کیا۔ اسے سننے کے بعد ان کی امیدوں کے چراغ روشن نہ ہوسکے۔

صدر نے اگرچہ اپنی تقریر میں یہ اعلان کیا ہے کہ وہ دستور میں مناسب تبدیلی کے لئے بعض سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سے گفتگو کریں گے، اور انہیں ملک و ملت کا مفاد نہایت عزیز ہے۔ لیکن صرف اتنا اعلان ہی کافی اور تسلی بخش نہیں ہوسکتا۔

سیاسی جماعتوں کے رہنما صدر کی اس تقریر پر اپنے کیا تاثرات ظاہر کرتے ہیں اور صدر کی دعوت گفت و شنید کا کیا جواب دیتے ہیں۔ اس سے قطع نظر جہاں تک عوام کے جذبات اور مطالبات کا تعلق ہے، صدر کا یہ اعلان مسائل کا حل ثابت نہیں ہوسکتا۔

اس طرح نہ صرف یہ کہ معاملات طول پکڑیں گے بلکہ چند سیاسی جماعتوں کے چند رہنماؤں کی صوابدید پر عوام کے مطالبات کو گفت و شنید کی وادی میں پہنچا دینا عوام کے گوہرِ مقصود کو گم کردینے کا موجب بن سکتا ہے۔

سوال کسی مسئلہ پر گفت و شنید اور بین بین مفاہمت کا نہیں بلکہ صرف یہ ہے کہ:-

* پاکستان کے عوام کو مکمل اور براہ راست حق حاکمیت و بالادستی دیا جاتا ہے یا نہیں؟
* پاکستان کے مسلمان عوام کی دیرینہ خواہش کے مطابق اسلام کو اس ملک کا نظامِ حیات بنایا جاتا ہے یا نہیں؟
* اور یہ کہ مجلس عمل نے اس مقصد کے حصول کے لئے جو آٹھ مطالبات پیش کئے ہیں انہیں تسلیم و منظور کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

صدر کی طرف سے ان تینوں امور پر واضح و مثبت اعلان کے بعد ہی عوام کو اطمینان نصیب ہوسکتا تھا اور سیاسی جماعتوں وان کے رہنماؤں سے ان امور کی تکمیل کے طریقوں پر گفت و شنید کی دعوت عوام کے لئے تسلی بخش ثابت ہو سکتی تھی۔

صدر اس بات سے بے خبر نہیں ہوسکتے کہ موجودہ عوامی تحریک ہرگز کسی پارٹی یا اس کے رہنما کی مرہونِ منت نہیں ہے۔

سب سے پہلے عوام کے دینی جذبات نے اظہار کی راہ نکالی۔ اور گذشتہ کئی سالوں سے موجودہ حکومت کی بعض غیر اسلامی باتوں پر مسلمان عوام دل گرفتہ ہو کر احتجاج پر مجبور ہوتے رہے۔

مذہبی محرومیوں کے اس عام احساس کے ساتھ ہی ملک کے طلباء کے لئے تعلیمی مشکلات اور ان پر عائد پابندیاں ناقابل برداشت ہوگئیں۔ جس نے ان کے اندر بھی شدید بے چینی پیدا کردی۔

نیز پاکستان کے غریب عوام ذکر شاہی اور سرمایہ دار کی جبر و ... لوٹ کھسوٹ اور جبر و عذاب میں مبتلا کردیئے گئے ہیں۔ اس نے پوری قوم کو سراپا احتجاج و فریاد بنا کر میدان میں لا کھڑا کیا ہے۔

اندر ہی اندر خود بخود لاوے کی طرح پک کر پھوٹ پڑنے والی موجودہ عوامی تحریک نے سیاسی جماعتوں اور ان کے رہنماؤں کو مجبور کیا ہے کہ وہ عوام کی اس جدوجہد میں شریک ہوں۔

اس لئے عوام کے مطالبات کے تصفیہ کے لئے عوام سے بالا ہی بالا گفت و شنید کو عوام ہرگز قابل اطمینان نہیں سمجھ سکتے۔ اور ان کے پیش کردہ آٹھ مطالبات سے کم ہو۔ موجودہ دستور اور موجودہ نظام کو باقی رکھ کر کوئی تصفیہ کرنا عوام کے جذبات اور مطالبات سے انحراف کرنا ہوگا۔

صدر کے لئے یہ بات مشکل نہیں تھی کہ وہ عوام کے بنیادی مطالبات کی منظوری کا اعلان کرکے عوامی رہنماؤں کو بلا امتیاز اور وسیع تر بنیادوں پر دعوتِ گفت و شنید دیتے۔

سیاسی جماعتوں اور ان کے رہنماؤں کو بھی یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ ملک کے عوام اب کسی بھی سیاسی ہیر پھیر اور ایسے تصفیہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ جس کا مقصد محض سیاسی جماعتوں، ان کے رہنماؤں اور موجودہ اقتدار کے درمیان "لو اور دو" کے طریقہ پر ہو۔

عوام جس طرح موجودہ نظام سے نالاں ہیں، اسی طرح ان سیاسی شخصیتوں سے نالاں رہے ہیں جو موجودہ اقتدار سے قبل برسر اقتدار تھے۔

پاکستان کے قیام کے بائیس سال بعد بھی عوام اگر مکمل سیاسی حقوق دینی نظام اور اقتصادی ہمواری کے حصول اور ملوکیت شاہی کے جبر و تغلب سے نجات حاصل کرنے میں اس لئے ناکام ہو جاتے ہیں کہ سیاسی جماعتوں کے رہنما کسی ادنیٰ تر بات چیت پر مفاہمت کے لئے آمادہ ہوگئے تو یہ اس قوم و ملت کے لئے تاریخ کا سب سے بڑا سانحہ ثابت ہوگا۔ اور ملک و ملت کے مستقبل کے لئے ہرگز نیک فال ثابت نہیں ہوگا۔

عوام یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ صدر جن مطالبات کو براہ راست منظور کرنے کا اعلان کرسکتے تھے۔ ان کو انہوں نے کیوں نظر انداز کیا؟ اور بعض غیر متعین سیاسی جماعتوں و رہنماؤں کا معززانہ ذکر کرکے معاملات کو گفت و شنید کے پیچیدہ سلسلے کی طرف کیوں لے جانا چاہتے ہیں؟

اگر صدر تمام سیاسی قیدیوں کی غیر مشروط رہائی، پریس پر عائد پابندیوں کے خاتمہ، مراعات یافتہ طبقوں کی مراعاتوں

(بقیہ آئندہ)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

کی سعی اور استعماریہ سے اختیارات کو محدود کر دینے کا اعلان کرتے اور ساتھ ہی براہ راست بالغ حق رائے دہی کی اساس پر پاکستان کے عوام کی مکمل نمائندگی پر مشتمل با اختیار ادارے کے قیام کا اعلان کر دیتے تو نہ صرف یہ ان کی نیک نامی جاوید کا باعث ہوتا بلکہ اس ملک کے عوام کی گذشتہ بائیس سالہ محرومیوں کے ازالہ کا آغاز بھی ہو جاتا اور کسی طبقہ کے لئے اپنے مفادات کے تحفظ کی اساس پر مفاہمت کا موقعہ باقی نہ رہتا۔ اور ہمیشہ کے لئے تمام سیاسی ہیجانوں کا خاتمہ ہو جاتا۔

(کمال)

## خیر مقدم

کراچی ۳ فروری۔ مولانا احتشام الحق تھانوی نے آج یہاں مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے اس بیان کا خیر مقدم کیا جس میں انہوں نے سوشلزم کی حمایت اور اسلام کے ساتھ سوشلزم کی پیوندکاری کی تردید کی ہے۔ آپ نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ ان کے ایک بیان کو جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف باہمی سیاسی رقابت کے طور پر استعمال کیا گیا۔ مولانا تھانوی نے زور دیا کہ اس وقت تمام سیاسی اور دینی جماعتوں کو متحد ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

(نوائے وقت لاہور ۳ فروری ۱۹۶۹ء)

راولپنڈی ۵ فروری (سٹاف رپورٹر) جمعیۃ اتحاد العلماء راولپنڈی کے ناظم اعلیٰ حکیم محمود احمد نے مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے اس بیان کا خیر مقدم کیا ہے۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ کہ مولانا غلام غوث ہزاروی نے کبھی اسلام کے علاوہ سوشلزم یا کسی اور ازم کی حمایت نہیں کی۔ حکیم محمود احمد نے کہا ہے کہ مولانا ہزاروی کی کانفرنس سے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں وہ اس بیان نے رفع کر دی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ حضرت مولانا جیسے عالم دین کی طرف سے سوشلزم کی حمایت میں اشتہارات کا نکلنا ناقابل فہم اور باعث تکلیف تھی اور مولانا کے تردیدی بیان سے عام لوگوں نے اطمینان محسوس کیا ہے۔

(تعمیر راولپنڈی ۶ فروری ۱۹۶۹ء)

لاہور (نامہ نگار) جماعت اسلامی کے سیکرٹری مولانا عبدالغنی نے مولانا غلام غوث ہزاروی کے اس بیان کا خیر مقدم کیا ہے جس میں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور اس کے ساتھ کسی بھی ازم کی ضرورت نہیں نیز یہ کہ وہ سوشلزم، کمیونزم، مارکسزم یا لینن ازم کے قائل نہیں۔ ناظم اتحاد العلماء کراچی، مولانا عبدالحق ہزاروی نے بھی مولانا غلام غوث ہزاروی کے بیان کا خیر مقدم کیا ہے۔

(تعمیر راولپنڈی ۶ فروری ۱۹۶۹ء)

خط و کتابت کرتے وقت
اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولئے

# حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کا
## مدیر معاون کے نام ایک وضاحتی خط

محترم معاون مدیر صاحب ترجمان اسلام لاہور

السلام علیکم!

گذشتہ شمارہ ۳۱ جنوری ۱۹۶۹ء میں صفحہ ۶ پر پہلے کالم میں میری پریس کانفرنس شائع ہوئی ہے۔ اس کے اندر یہ جملہ (پاکستان میں زمین کے مالک کاشتکاروں سے جس طرح بٹائی لیتے ہیں وہ غلط اور غیر اسلامی ہے۔ اسلام کے مطابق ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق زمین خود رکھ کر باقی زمین دوسرے مسلمان بھائیوں میں تقسیم کر دیتا ہے) اس جملے میں دو تین باتیں خلط ملط کر دی گئی ہیں۔ ایک حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول کہ زمین کو بٹائی پر دینا عقد فاسد ہے۔ جس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اپنی ضرورت سے زیادہ زمین کوئی اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ بٹائی پر دینا دوسرے اماموں کے ہاں جائز ہے تو پھر اس کو غیر اسلامی نہیں کہا جا سکتا۔ یہ رپورٹنگ غلط ہے

دوسری حدیث شریف کا مضمون ہے کہ جس کے پاس زمین ہو۔ اس کو کاشت کرے اور جو کاشت نہ کر سکے وہ اپنے مسلمان بھائی کو (بلا معاوضہ) دے دے۔ اس میں بھی مالک، مالک ہی رہے گا۔ دوسروں پر تقسیم کرنے والی بات نہیں کہی گئی۔ یہ بھی رپورٹر کی غلطی ہے۔ حدیث اور امام صاحب کے قول کو خلط ملط کر دیا گیا ہے۔

تیسری بات جو چند سطروں کے بعد درج کی ہے کہ جس طرح اسلامی جمہوریت ہو سکتی ہے۔ اسلامی سوشلزم بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بھی غلط اندراج ہے۔ سوشلزم جو ایک طرز حکومت یا طرز زندگی ہے۔ جس کی بنیاد دین اور اسلام پر نہیں ہے وہ اسلامی نہیں ہو سکتا۔ کسی نظام حکومت یا کسی ملک کی کوئی بات جزوی طور سے اگر مفید ہو اور اسلام کے خلاف نہ ہو۔ اس کو علماء حق کے مشورہ سے اپنا لینا اور بات ہے اور سوشلزم کو اسلامی کہنا اور بات ہے۔ جمہوریت اور اکثریت کا فیصلہ بھی اگر قرآن کے خلاف ہو۔ وہ بھی رد ہوگا۔ اور شریعت کے خلاف نہ ہونے کی شکل میں اس کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بہرحال میں نے چند احادیث اور روایات کو علماء حق کے غور و فکر کے لئے پیش کیا ہے تاکہ کمیونسٹوں کے نعروں کے مقابلہ میں موجودہ معاشی مسائل کا اسلامی حل کر کے مزدوروں اور کسانوں کو مطمئن کر کے کمیونسٹوں کے پروپیگنڈے سے بچایا جائے۔ جو کہتے ہیں کہ اسلام میں معاشی نظام نہیں۔ یا علماء دین موجودہ مسائل کو حل نہیں کر سکتے۔

(غلام غوث ہزاروی)

## ایک اٹل کھلا جھوٹ

### مولانا تاج الدین بسمل ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع نواب شاہ کا بیان

نواب شاہ۔ ۱۷ جنوری ۱۹۶۹ء کو صدر تحریک جمہوریت و سیکرٹری تحریک جمہوریت نواب شاہ نے اپنے دفتر سے ایک پریس نوٹ سائیکلو سٹائل کرا کے شہر میں جگہ جگہ تقسیم کرایا، جس میں یہ تحریر ہے کہ جمہوری مجلس عمل نواب شاہ کے جلوس میں نیشنل عوامی پارٹی کے ایک کارکن نے کلمہ طیبہ کی توہین کی۔ جس کی وجہ سے عوام میں اشتعال پیدا ہوا۔ جس کی وجہ سے ہم اس جلوس کا بائیکاٹ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

یہ ایک سوچا سمجھا کھلا اٹل جھوٹ ہے۔ جس کا ثبوت دینے سے جماعت اسلامی یا تحریک جمہوریت قاصر ہے۔ نامعلوم یہ لوگ اس قسم کے کھلے جھوٹ بنا کر عوام میں مذہبی ہراس کیوں پھیلا رہے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے کراچی میں ایئر مارشل اصغر خان کے استقبال کے موقع پر بھی اسلام مردہ باد کا نعرہ سنا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مودودی پارٹی موقع پا کر جمہوری مجلس عمل سے راہ فرار اختیار کر کے سرکاری کورس میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میں ابتدا تا اختتام جلوس کے ساتھ رہا سب نعروں کا عوام کے ساتھ مل کر جواب دیتا رہا، نہ کسی نے کلمہ طیبہ کی توہین کی اور نہ ہی کسی نے توہین آمیز نعرہ لگایا۔ ہاں جئے سندھ کا نعرہ لگایا جس سے یہ لوگ ناراض ہو کر خاموشی سے جلوس سے فرار ہو گئے۔ ان کے فرار ہونے کی خبر بھی عوام کو نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی اشتعال ہوا۔ جلوس بدستور پر امن طریقہ پر اپنی جگہ پر اختتام پذیر ہوا۔ جہاں نیشنل پارٹی، عوامی لیگ، پیپلز پارٹی، جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں نے ہزارہا لوگوں سے خطاب کیا۔ کسی ایک نے بھی کلمہ طیبہ کی توہین نہ سنی۔ میں آپ سے پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ آپ کیسے مسلمان ہیں کہ کلمہ طیبہ کی توہین سن کر گھر چلے گئے۔ مسلمان کے سامنے کلمہ طیبہ کی کوئی توہین کرے۔ پھر مسلمان اسے برداشت کر کے گھر چلا جائے معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ طیبہ کی توہین کسی نے نہیں کی بلکہ بہتان تراشی کر کے فرار ہونے کا راستہ نکالا گیا۔

میں نے اسی جلسہ میں حالات حاضرہ پر تقریباً پون گھنٹہ تقریر کی۔ عوام جوش و خروش کے ساتھ اختتام جلسہ تک تقریر سنتے رہے اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

۱۴ فروری ۱۹۶۹ء

# جماعت اسلامی عوامی جدوجہد کو ناکام بنانا چاہتی ہے

## اسلام کے نام پر انتشار و تصادم برپا کرنے کی کاروائیاں

جمہوری مجلس عمل کو بنے ہوئے ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہوئے ہیں کہ مودودی صاحب کے وابستگان جماعت اس کو سبوتاژ کرنے پر اتر آئے۔ اور انہیں اب اس امر سے بھی گریز نہیں رہا ہے کہ عوامی جدوجہد کی موجودہ یکجہتی میں رخنے ڈال دیں۔

ایک اخباری اطلاع کے مطابق (امروز ملتان ۲۹ر جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۶) جماعت اسلامی کے غیر مناسب رویہ سے تنگ آکر سرگودھا میں نیپ اور جمعیۃ علماء اسلام کو مجلس عمل کے جلوس سے علیحدہ ہونا پڑا۔

اس سے قبل کراچی کی جماعت اسلامی کے امیر نے ایئر مارشل اصغر خاں کے خلاف جو بیان اخبارات میں شائع کرایا، وہ عوامی جدوجہد کو ناکام بنانے کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی تھا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اس بیان کی جماعت نے کلیتہً تردید نہیں کی بلکہ اسے صرف غیر محتاط قرار دیا۔

اس سے بھی قبل کراچی میں ہی آزاد سیاست دانوں کے بارے میں جن غیر مناسب خیالات کا اظہار جماعت اسلامی پاکستان کے قائم مقام امیر صاحب میاں محمد طفیل نے کیا تھا، اس کا چرچا بھی اخبارات میں ہو چکا ہے۔

مودودی صاحب نے لندن یاترا سے واپس پہنچتے ہی جو بیان اسلام کے نام پر اپنے مبینہ سوشلزم کے خلاف دیا تھا۔ وہ بیک وقت مسٹر بھٹو کی جماعت پر حملہ بھی تھا۔ دو ماہ کی کامیاب اور متحدہ عوامی جدوجہد پر ضرب شدید بھی تھا، اور اپنے جماعتی کارکنوں کو انتشار خیزی اور نزاع کاری پر اکسانے کی ہدایت بھی تھا۔

واقفانِ حال اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ نوتشکیل اپوزیشن "جمہوری مجلس عمل" میں مودودی صاحب کی جماعت کن مجبور کن حالات کے پیش نظر شامل ہوئی۔

اس کے لئے یہ بات بڑی ہی حوصلہ شکن تھی کہ سابق اپوزیشن پی، ڈی، ایم پر جس طرح وہ حاوی رہی۔ جمہوری مجلس عمل پر اس طرح حاوی رہنے کا اس کے لئے موقعہ باقی نہیں رہا۔

اب اس نے جلسوں اور جلوسوں میں گڑبڑ و انتشار پھیلانے کی کوششوں کے ذریعہ اپنی اس محرومی کی تلافی کرنے کا طرز عمل اختیار کیا ہے۔

صدیق الحسن گیلانی جیسے لوگ جن کا اصل روپ تو مودودی جماعت کا ہے۔ لیکن اسے پس پردہ رکھ کر عوام کے سامنے سابقہ تحریک جمہوریت کے عہدہ داران کے روپ میں نمودار ہوا کرتے ہیں۔ اب جمہوری مجلس عمل کو بھی اپنے جماعتی مقاصد و تعصبات کے لئے جا و بیجا استعمال کرنے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔

رحیم یار خاں میں جمہوری مجلس عمل کے جلسہ میں ان صاحب نے اس ۱۹۵۶ء کے دستور کی جزوی حمایت اپنی تقریر میں کی جسے مجلس عمل نے اپنے مشترکہ مطالبات سے خارج کر دیا ہے۔

صادق آباد میں جمہوری مجلس عمل کے جلسہ میں جسے یہ ہی مذکورہ گیلانی صاحب دوسرے دو حضرات کے ساتھ خطاب کرنے تشریف لائے تھے۔ جماعت اسلامی کی سربراہی میں ان کی پروردہ جمعیۃ طلباء نے جس طرح چند دوسرے طلبہ کو جو مسٹر بھٹو کے متعلق سوالات کر رہے تھے خوفزدہ کرنے اور ہڑبونگ مچانے کی کوشش کی۔ اس سے شخص نے یہ ہی تاثر لیا کہ جماعت جمہوری مجلس عمل کو بھی یا تو اپنا آلۂ کار بنانا چاہتی ہے یا پھر اسے دربردہ ناکام بنانے پر تلی ہوئی ہے ان سب باتوں کی مزید تصدیق سرگودھا کے مندرجہ بالا واقعہ نے کر دی ہے۔

جماعت اسلامی کے بہت سے مخفی پہلو جو اسلام کے لیبل کی آڑ میں لوگوں کی نظروں سے نہاں تھے اب نمایاں ہو چکے ہیں۔

کم از کم دو باتیں ایسی ہیں جنہیں عوام اچھی طرح جان گئے ہیں۔ ایک یہ کہ جماعت صرف اسی سیاسی تبدیلی اور جمہوریت کی روادار ہے جس میں اسے سب پر حکمرانی کا موقعہ حاصل ہو، اور جس میں موجودہ سرمایہ دارانہ نظام مسلط رہے۔

دوسرے یہ کہ اس کے نزدیک وہی اسلام معتبر ہے جو مودودی صاحب کا ساختہ اور تعبیر پرداختہ ہے۔

حزب اقتدار کے کسی شخص نے گذشتہ دنوں ایک نجی مجلس میں کہا تھا کہ جمہوری مجلس عمل ہمارے لئے زیادہ دیر تک چیلنج ثابت نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ اس کا ایک جزو جماعت اسلامی بھی ہے۔ جو اپنی فطرت کے اعتبار سے جمہوری مجلس عمل کے فیصلوں اور پروگراموں کو سبوتاژ کرنے سے باز نہیں رہ سکتی۔

چنانچہ مذکورہ بالا ان چند واقعات سے اس امر کی بخوبی تصدیق ہو جاتی ہے۔

جماعت نے اپنے پروردہ دونوں بازوؤں، نام نہاد "اتحاد العلماء" اور جمعیۃ طلباء کو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ جس جس محاذ پر وہ مصلحتاً کچھ نہیں کر سکتی وہاں یہ دونوں پیرو کار گروہ عوام کی جدوجہد پر ضرب لگاتے رہیں۔

اول الذکر دینی حلقوں میں انتشار پھیلائے اور ثانی الذکر طلباء کے درمیان۔ چنانچہ یہ دونوں اپنی اپنی مہم میں مصروف ہو چکے ہیں اور ان کے بد نتائج کا اظہار ہوتا جا رہا ہے۔

یقیناً برسر اقتدار طبقہ کے لئے جماعت کا یہ دو طرفہ عمل اطمینان اور ممنونیت کا باعث ثابت ہوا ہے۔ وہ لگاتار خاموشی کے بعد اب عوامی جدوجہد کو سختی دبا دینا آسان سمجھ رہی ہے۔

کیا واقعی جمہوری مجلس عمل میں شامل دوسری جماعتیں موجودہ عوامی تحریک کو جماعت اسلامی کے خفیہ ہاتھوں کے ذریعہ ناکامی سے دوچار ہونے دینگی؟ اس کا فیصلہ آیندہ کے واقعات پر منحصر ہے۔ لیکن یہ بات بالکل عیاں ہوتی جا رہی ہے کہ جماعت ہوا کا رخ پھیرنے میں موجودہ اقتدار کی بالواسطہ معاون بنتی جا رہی ہے

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

(کمال)

---

## حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری کی صحت

دینی حلقوں میں یہ خبر بے پایاں مسرت کا باعث ہوگی کہ مولانا محمد علی صاحب جالندھری مدظلہٗ امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نشتر ہسپتال سے فارغ ہو کر دفتر مرکزیہ ملتان تشریف لے آئے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ روبصحت ہیں ہسپتال سے فراغت کے بعد آپ نے درج ذیل تحریری بیان دیا ہے:-

"رب العزت کا بے حد و بے حساب احسان ہے کہ میں ہسپتال سے صحت یاب ہو کر دفتر مرکزیہ ملتان آ گیا ہوں میں ان سب بزرگوں اور عزیزوں کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں جنہوں نے میری صحت کے لئے متواتر دعائیں کی ہیں اور میری مرض کے باعث متفکر رہے۔ میری صحت کی بحالی صرف احباب کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ میں نشتر ہسپتال کے عملہ اور بالخصوص جناب پروفیسر سرجن ڈاکٹر رشید احمد صاحب قریشی کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے میرے علاج میں پوری کوشش فرمائی اور ایک سچے مسلمان کا سا اخلاقی برتاؤ کیا۔ حق تعالیٰ جل مجدہٗ ان سب حضرات کو اجر جزیل عطا فرمائیں۔

اطلاعاً تحریر ہے کہ آخر ذی قعدہ میں گھر جا رہا ہوں۔ انشاء اللہ نصف ذی الحجہ کے بعد واپسی ہوگی۔ بنابریں ذی الحجہ تک تبلیغی اسفار بالکل ملتوی ہیں۔ آئندہ ایک سال تک صرف بذریعہ ریل ہی سفر کر سکوں گا۔ احباب نوٹ فرمالیں"۔

(مولانا) محمد علی جالندھری (مدظلہٗ) امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت - ملتان

## مولانا محمد عبد اللہ صاحب لدھیانوی کو صدمہ

یہ خبر انتہائی اندوہناک ہے کہ مولانا محمد عبد اللہ صاحب لدھیانوی ناظم نشر و اشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے جوان سال بھائی بتقاضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حق تعالیٰ مرحوم کو مغفرت اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائیں۔

(محمد شریف جالندھری ناظم دفتر مرکزیہ ختم نبوت ملتان)

# حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے خلاف سوشلزم کے پروپیگنڈے کی تردید

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے ۱۹ر جنوری ۱۹۶۹ء کو راولپنڈی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ جس میں سوال و جواب کے دوران آپ نے سرمایہ دارانہ نظام پر تنقید کی۔ جس پر سامراجی لیڈروں اور سامراجی مولویوں نے امریکی سامراج کو خوش کرنے کے لئے مولانا کے خلاف بیانوں کا ایک طویل سلسلہ شروع کر دیا۔ چونکہ مولانا نے بیان پریس کانفرنس میں دیا تھا، اور ہر ایک اخبار نے اپنے مطلب کی بات لے لی اور باقی چھوڑ دی۔

یہ اس بیان کی وضاحت ہے۔ اس وضاحت کے بعد بھی اگر سامراج دوست عناصر کی تسلی نہ ہو تو ہم سمجھیں گے کہ وہ عادت سے مجبور ہیں۔ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ٥ (خورشید)

میں نے ۱۹ر جنوری ۱۹۶۹ء کو راولپنڈی میں ایک پریس کانفرنس کی۔ اس میں ایک پریس نمائندے کے استفسار کے جواب میں میں نے کہا کہ اسلام خود کامل و مکمل دین ہے۔ اس میں کسی سوشلزم یا کمیونزم یا کیپٹل ازم (سرمایہ دارانہ نظام) کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے راولپنڈی میں مسٹر بھٹو سے مل کر اپنا تبلیغی فرض ادا کر دیا تھا کہ جب اسلام خود کامل دین اور ہماری تمام مشکلات کو حل کرنے کا ضامن ہے تو آپ کیوں کسی ازم کا نام لیتے ہیں۔ اسلامی طرزِ حکومت اور اسلامی طرزِ حیات کے بعد اگر کوئی جزوی بات صحیح کہیں بھی نظر آئے اور وہ اسلام کے خلاف نہ ہو تو قبول کی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر مبشر صاحب نے جو اس وقت موجود تھے کہا کہ ہمارا یہی مقصد ہے اس کے بعد لاہور کے ہوائی اڈے پر مسٹر حنیف رامے نے مجھ سے کہا۔ جب ہم اسلام کو اپنا دین مانتے ہیں تو اس کے بعد جو بات بھی اسلام کے خلاف ہو وہ ناقابل قبول ہوگی۔ میں نے کہا تھا کہ بنابریں علماء کرام کا فرض ہے کہ وہ کافر بنانے کی بجائے ان لوگوں کو سمجھائیں۔ اور جن مسائل کی خاطر یہ سوشلزم کا نعرہ لگاتے ہیں۔ ان کو اسلامی شریعت کی روشنی میں حل کر کے کمیونسٹوں کے پروپیگنڈے کو ختم کیا جائے کہ اسلام میں معاشی مسائل کا حل نہیں ہے۔ اور اس طرح وہ مزدوروں اور کسانوں کو متاثر کرتے ہیں۔ میں نے نہ سوشلزم کی حمایت کی ہے۔ نہ اسلامی سوشلزم کے لقب کی تحسین کی ہے۔ میرا اور جمعیۃ علماء اسلام کا یہ عقیدہ ہے اور جمعیۃ کے دستورِ اساسی میں درج ہے کہ ہم مغرب کی سرمایہ دارانہ حکومتوں اور مشرق کے ملحدانہ نظاموں کے مقابلہ میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ میں نے علماء کے غور و فکر کے لئے حضرت امام ابوحنیفہ کا قول پیش کیا کہ زمین کو بٹائی پر دینا عقد فاسد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی نقل کیا کہ بنجر زمین جس نے آباد کی۔ وہ اسی کی ہے۔ اور یہ ارشاد بھی کہ جس کے پاس زمین ہو، اس کو کاشت کرے۔ اور اگر نہ کر سکے تو اپنے مسلمان بھائی کو مفت کاشت کے لئے دیدے میں نے یہ نہیں کہا کہ زائد زمین کوئی شخص اپنے پاس نہیں رکھ سکتا یا اس کو اجارے پر نہیں دے سکتا۔ میں نے علماء دین کو متوجہ کیا ہے کہ صرف جاگیرداری اور سرمایہ داری کے خلاف نعرہ لگانے سے ہم کمیونسٹوں کی روک تھام نہیں کر سکتے۔ ہمیں اسلام کی روشنی میں موجودہ مسائل کا حل کرنا ہوگا۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ ہمیں سوشلسٹ حل تلاش کرنا چاہیئے۔

پریس کانفرنس کر کے اکثر اوقات وزیروں اور بڑے لیڈروں کو بھی وضاحت کرنی پڑتی ہے۔ مجھ پر سوشلزم کی حمایت کرنے کا پروپیگنڈا یا تو وہ لوگ کرتے ہیں جن کا ذہن خود اسی قسم کا ہے۔ یا جمعیۃ علماء اسلام کے مخالف دھاسے اور امریکہ کے چمچے کرتے ہیں۔ کیونکہ میں امریکی سامراج کو پاکستان اور عربوں بلکہ اسلام کا دشمن سمجھتا ہوں۔ پھر یا حکومت کے آلہ کار یہ مزے لیتے ہیں۔ باقی رہے مولانا بدایونی کراچی، تو وہ حکومت سے ہزاروں روپے تنخواہ لیتے ہیں اور کبھی انہوں نے ایوب خان کو توبہ کے لئے نہیں کہا۔ کراچی کے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور مولانا احتشام الحق صاحب اگر اخبارات کی غلط اطلاعات سے متاثر ہوئے ہیں تو وہ معذور ہیں۔ مگر جب صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ لاہور (بتاریخ ۲۲ر جنوری ۶۹ء) زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب نے اس جھوٹے پروپیگنڈے کے خلاف قرارداد پاس کی جو اخبارات میں بھی آئی۔ پھر حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب ناظم ڈویژنل جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی کی مفصل تردید اخبارات "تعمیر" اور "نوائے وقت" میں آ چکی ہے۔

اس کے ساتھ خود میرا مفصل بیان اخبار امروز مورخہ ۲۹ر جنوری (لاہور میں) چھپ چکا ہے۔ پھر بار بار کسی جمعیۃ کے نام سے جو مودودی پارٹی ہے یا کسی غیر معروف مولوی کے نام سے اس الزام کو دوہرا دوہرا کر اس کی تردید کی جاتی ہے۔ تو مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

میں عوام اور علماء کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ اخبارات میں یہ اطلاع چھپی ہے کہ محکمہ اوقاف نے دس کروڑ روپیہ حکومت سے طلب کیا ہے۔ اس خبر سے بہت سے ضمیر فروشوں اور سرکاری چمچوں کے منہ میں پانی بھر آیا ہوگا۔ سب کو ان لوگوں کے عزائم سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ امریکی چمچوں پر میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں امریکی سامراج کے ایجنٹوں کی دال گلنے نہ دی جائے گی، جس نے کل ہندوؤں سے لاہور پر حملہ کرایا۔ پھر یہودیوں سے عربوں پر حملہ کرایا۔ اور آج تک وہ اسلامی مقدس مقامات کے خلاف یہودیوں کی پیٹھ ٹھونک رہا ہے۔

اسی طرح اس ملک میں اسلامی نظام کے مقابلہ میں کسی ملحدانہ نظام کی جدوجہد کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے گا بہرحال یہ ملک اسلام کے نام سے بنا ہے اور مسلمانوں کے لئے بنا ہے۔ نہ یہ امریکہ مارکہ اسلام کے لئے بنا ہے نہ لینن مارکہ دین کے لئے۔

میں نے جو کچھ کہا ہے اور پھر کہتا ہوں کہ اکابر علماء امت کو اسلام اور صرف اسلام کی روشنی میں ان مسائل کا قابل عمل حل کر کے پیش کرنا چاہیئے تاکہ ہمارے دین سے ناواقف بھائی سوشلزم یا کمیونزم کی طرف نہ دیکھیں۔ پھر جو شخص کتاب و سنت اور مجتہدین کی تحقیقات کی روشنی میں علماء کرام کے فیصلے کو نہ مانے وہ اپنا سر کھائے۔ ہمیں بہرحال اسلامی حدود کے اندر ہی رہنا ہے۔

آخر میں ایک بات اور عرض کرتا ہوں کہ میرے بلکے میں سوشلزم کا پروپیگنڈہ کرنے والے سوشلسٹوں کی بھی امداد کر رہے ہیں کہ گویا بعض علماء ان کے حق میں ہیں حالانکہ ان کو سختی سے یہ کہنا چاہیئے تھا کہ یہ بات متفق علیہ ہے کہ ہماری حکومت اور زندگی کی اساس صرف اسلام ہے خاص کر میری تردید کے بعد یہ ان کا فرض ہو جاتا ہے ورنہ علماء حق میں اختلاف کا چرچا کرنے سے سوشلسٹوں کے ہاتھ مضبوط ہو سکتے ہیں۔ جس کی ذمہ داری انہی پر عائد ہوگی میں ان علماء دین کی حق گوئی کی قدر کرتا ہوں۔ جنہوں نے غلط اطلاعات پر یقین کرنے کی وجہ سے میری مخالفت کی علماء دیوبند کا یہی شیوہ رہا ہے۔ اس میں وہ کسی کی رعایت نہیں کر سکتے۔ مگر میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اکابر کے نقش قدم سے ہی وابستہ ہوں۔

(غلام غوث ہزاروی بقلم خود)

## معذرت

ترجمان اسلام کا گذشتہ شمارہ لاہور میں کرفیو کے نفاذ کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکا۔ جس پر ہم قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

| | | |
|---|---|---|
| علام جیلانی بن غلام نبی | ۲۸۳ | ادنیٰ |
| امیر یحییٰ بن محمد اشرف گل | ۳۰۵ | وسطیٰ |
| سردار محمد بن فضل احمد | ۳۲۷ | " |
| احسان الحق بن مولوی غلام اللہ | ۳۲۶ | " |
| میر محمد بن فقیر محمد | ۳۳۱ | " |
| محمد عبدالرحمٰن بن محمد عبدالحفیظ | ۲۷۳ | ادنیٰ |
| جمال الدین بن جمعہ خان | ۳۰۴ | وسطیٰ |
| منیب الرحمٰن بن ملا خاقان | ۵۰ | منتہی سال ششم |

## سراج العلوم سرگودھا

| | | |
|---|---|---|
| عبدالجبار شاہ بن مولوی غلام فرید | ۲۷۳ | ادنیٰ |
| عبدالمجید بن فتح محمد | ۲۴۸ | " |
| عبدالرؤف بن رحیم بخش | ۲۸۷ | " |
| خیر محمد بن محمد حیات | ۲۹۰ | " |
| محمد صدیق بن گلزاری | ۲۴۸ | " |
| علی احمد بن عمر دراز | ۲۴۳ | " |
| شیخ محمود بن فضل احمد | ۳۰۴ | وسطیٰ |
| حاجی محمد افضل بن محمد یوسف | ۳۱۸ | " |

## معراج العلوم بنوں

| | | |
|---|---|---|
| لشتہ میر بن قاضی صاحب | ۲۵۱ | ادنیٰ |
| عبدالستار بن گل وہاب | ۲۵۷ | " |
| محمد نسیم جان بن محمد نعیم خان | ۲۴۰ | " |
| سلیمان شاہ بن حکیم شاہ | ۲۵۲ | " |
| محمد یعقوب بن عبدالسلام | ۲۵۱ | " |
| میر رحمان بن نور علی شاہ | ۲۵۰ | " |
| گل محمد بن میر داد | ۲۷۱ | " |
| گل سرور بن دتہ خیل | ۲۴۷ | " |
| گلا مدار بن محمد جانداد | ۲۴۳ | " |
| حبیب الرحمٰن بن غلام ربانی | ۲۷۴ | " |
| گل احمد شاہ بن میر بادشاہ | ۲۵۲ | " |

## دارالعلوم سرحد پشاور

| | | |
|---|---|---|
| فیروز شاہ بن کریم اللہ | ۲۴۰ | ادنیٰ |
| وزیر محمد بن روزالدین | ۲۵۳ | " |
| رحیم گل بن نعیم خان | ۲۸۰ | " |
| عبدالغفور بن ضیاءالدین | ۲۴۵ | " |
| لعل محمد بن گل احمد | ۳۰۱ | وسطیٰ |
| فضل الرحمٰن بن عبدالرحمٰن | ۲۹۰ | ادنیٰ |
| دوست محمد بن محمود جان | ۲۸۵ | " |
| عبدالقدیر بن قربان محمد | ۳۴۷ | وسطیٰ |
| امام الحق بن غلام داؤد | ۲۹۱ | ادنیٰ |
| تاج محمد بن محمد بشیر | ۲۵۲ | " |
| گل منان بن محمد ظریف | ۴۰ | ضمنی سال ششم |
| لعل گل بن تازہ گل | ۲۵۳ | ادنیٰ |
| سید قمر بن عجیب گل | ۳۰۴ | وسطیٰ |
| سید رحمان بن زرین جان | غیر حاضر | |

# جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا کی طرف سے حضرت مولانا عبیداللہ انور اور آغا شورش کاشمیری کو استقبالیہ

جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا کی دعوت پر ۲۹ جنوری کو جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور اور فدائے ختم نبوت جناب آغا شورش کاشمیری تشریف لے گئے۔ آغا شورش سینیٹ سے فارغ ہو کر بذریعہ ریل گیارہ بجے سرگودھا پہنچے۔ سرگودھا ریلوے اسٹیشن پر سرگودھا کے غیور شہریوں نے آغا شورش کا شایانِ شان طریقہ سے استقبال کیا۔ اور آغا صاحب کو جلوس کی شکل میں دفتر جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا میں لے جایا گیا۔ اسٹیشن سے لے کر دفتر جمعیۃ تک راستے میں مختلف جگہوں پر لوگوں نے آغا شورش کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ چھتوں پر کھڑے لوگوں نے آپ پر پھولوں کی پتیاں برسائیں۔

سرگودھا کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اتنا بڑا استقبال آج تک ہم نے نہیں دیکھا۔

آغا شورش کاشمیری نے دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں پہنچ کر عوام کے ایک بہت بڑے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے اہلیان سرگودھا کا شکریہ ادا کیا۔

آپ نے کہا کہ اس وقت ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہے۔

آپ نے کہا کہ ہم سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے آغا شورش نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ "لاٹھی اور گولی سے عوام پر حکومت نہیں چل سکتی۔ قوم بیدار ہو چکی ہے۔ اب قوم اپنے مطالبات منوانے کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ اس تحریک کو کسی طرح بھی نہیں دبایا جا سکتا۔

آپ نے طلباء کے مطالبات کا ذکر کرتے ہوئے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ ان کے مطالبات مان لے۔ انہوں نے کہا کہ طلباء پر تشدد برداشت نہیں کیا جائے گا۔ آپ نے انتظامیہ سے کہا کہ ان بچوں سے وہی سلوک کرو جو اپنے بچوں کے ساتھ کرتے ہو۔

آپ نے سرگودھا، سلانوالی اور دوسری جگہوں پر پولیس کی طرف سے چھوٹے بچوں پر کئے گئے تشدد کی مذمت کی۔ آپ نے آخر میں تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی صفوں میں انتشار نہ پیدا ہونے دیں

## استقبالیہ

جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا نے مورخہ ۲۹ جنوری کو سرگودھا کے سب سے بڑے ہوٹل "ملبرد" میں ایک استقبالیہ ترتیب دیا۔ استقبالیہ میں مہمان خصوصی حضرت مولانا عبیداللہ انور اور آغا شورش کاشمیری کے علاوہ شہر کے علماء، وکلاء اور معززین شہر نے شرکت کی۔ دونوں حضرات کو الگ الگ سپاسنامے پیش کئے گئے۔

جانشین شیخ التفسیر کی خدمت میں صدر استقبالیہ مولانا قاری عبدالسمیع صاحب اور آغا شورش کاشمیری کی خدمت میں مولانا سعید احمد صاحب خلف الرشید حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائپوری نے پیش کیا۔

استقبالیہ میں تقریر کرتے ہوئے حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب نے آغا شورش کاشمیری کو خراج عقیدت پیش کیا آپ نے فرمایا کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو قیامت قائم رہے گا۔ اس میں کسی قسم کا ردوبدل ناممکن ہے۔ آپ نے کہا کہ اس ملک کی فلاح اسی میں ہے کہ جس مقصد کے لئے یہ ملک بنایا گیا تھا۔ وہ مقصد پورا کیا جائے۔

مولانا نے کہا کہ ہم ملک کے غدار نہیں بلکہ ہمیشہ کے وفادار ہیں۔ لیکن ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھ سکتے۔ جب تک یہاں صحیح اسلامی آئین کا نفاذ نہ ہو جائے۔ آپ نے کہا کہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہم ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔

آپ کے بعد آغا شورش کاشمیری نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ تحریک کسی لیڈر کی پیدا کردہ نہیں بلکہ یہ عوامی تحریک ہے اور قوم کی اپنی پیدا کی ہوئی تحریک ہے۔

شورش صاحب نے کہا کہ آج کسی لیڈر کو یہ ہمت نہیں کہ وہ انفرادی طور پر ارباب اقتدار سے کوئی گفتگو کر سکے انہوں نے کہا کہ مشرقی اور مغربی پاکستان میں ماؤں کے بچوں نے جو خون بہایا ہے وہ کسی لیڈر کو اقتدار دلانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے حقوق منوانے کے لئے۔

بی، ڈی نظام پر تبصرہ کرتے ہوئے آغا صاحب نے کہا کہ یہ آمریت کی مکروہ صورت ہے۔ اس کو ختم کرنا چاہیئے۔ آپ نے قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبروں سے مطالبہ کیا کہ وہ ان حالات میں جبکہ پوری قوم اضطراب کا شکار ہے احتجاجاً مستعفی ہو جائیں اور عوام کے دوش بدوش عوام کے حقوق کی بحالی کے لئے جنگ لڑیں۔

آپ نے مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح وطن کی حدود کی حفاظت شرعاً، قانوناً اور اخلاقاً ضروری ہے اسی طرح مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت بھی ضروری ہے اس ملک کی سالمیت اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ آپ نے ملک میں مسئلہ ختم نبوت، قانونی بالادستی، عوام کو ووٹ کا حق دینے ڈیفنس آف پاکستان سیفٹی ایکٹ، ہنگامی حالات ختم کرنے۔ بنیادی حقوق کی بحالی۔ پریس آرڈیننس اور یونیورسٹی آرڈیننس کو ختم کرنے کے مطالبات کیا دونوں رہنماؤں نے سرگودھا بار ایسوسی ایشن، جمہوری مجلس عمل

| | | |
|---|---|---|
| عبدالصمد بن عبدالقادر | ۲۷۷ | ادنیٰ |
| غلام خان بن شمروز خان | ۲۴۰ | " |
| عبدالکریم بن فضل رحیم | ۲۸۸ | " |
| عبدالحمید بن سلیمان | ۲۹۳ | " |

# یہ تحریک جو چلائی جا رہی ہے اس سے ہمارا مقصد ملک اور اسلام کی سلامتی ہے

## قاسم باغ ملتان میں جمعیۃ کے عظیم اجتماع سے قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کا خطاب

(رپورٹ: محمد حنیف سہارن پوری)

ملتان۔ جمہوری مجلس عمل ملتان کے اعلان کے مطابق نماز جمعہ کا انتظام قاسم باغ میں کیا گیا۔ مختلف جماعتوں کے نمائندے، اراکین اور رضاکار ۱۲ بجے سے ہی باغ میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ چنانچہ جمعہ کی نماز سے قبل قائد جمعیۃ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام نے اس عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج ہم یہاں جمعہ کی نماز پڑھنے اکٹھے ہوئے ہیں، باوجودیکہ جمعہ کی نماز عام طور پر سب مساجد میں پڑھتے ہیں۔

یہاں پر جمعہ کی نماز پڑھنے کا مقصد یہ ہے، جیسا کہ آپ حضرات کو بخوبی معلوم ہے کہ ان دنوں پاکستان کے متعدد مقامات ڈھاکہ، راولپنڈی، حیدرآباد، لاہور، ملتان وغیرہ میں طلباء کے جو احتجاجی جلوس اپنے مطالبات کی حمایت میں نکل رہے ہیں۔ ان پر پولیس بے جا تشدد اور اندھا دھند لاٹھی چارج کر رہی ہے۔ طلباء اس ملک کے شہریوں کا ایک اہم حصہ ہیں۔ اور یہی طلباء مستقبل قریب میں اس ملک کے بست و کشاد کے مالک ہوں گے۔ طلباء ملک کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ لیکن حکومت ان پر بے جا تشدد کرا رہی ہے۔ میں پاکستان کے ایک شہری کی حیثیت سے پاکستان کے موجودہ ارباب حل و عقد کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت طلباء پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ حکومت کے اس غلط رویہ سے پاکستان کا کوئی شہری بھی خوش نہیں اور یہ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اور آج اسی وجہ سے پورے ملک میں جمہوری مجلس عمل کی طرف سے طلباء کی حمایت میں احتجاجی جلوس نکالے جا رہے ہیں۔ چنانچہ اسی سلسلے میں آج ہم قاسم باغ میں اکٹھے ہوئے ہیں۔

میرے محترم دوستو!

ملک کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ ہم ایک پاکستانی کی حیثیت سے جب ملکی حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو انتہائی افسوس ہوتا ہے۔ اس وقت ملک انتہائی نازک دور سے گذر رہا ہے ہم نے یہ ملک اس لئے حاصل کیا تھا کہ یہاں اسلام کی حکومت ہوگی۔ کتاب و سنت کا قانون جاری ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ ملک ہمیں صرف اسلام ہی کے صدقے میں حاصل ہوا تھا۔ لیکن آج اس ملک میں اسلام کے ان یقینی اور بدیہی مسائل میں بھی تحریف کا سلسلہ جاری ہے۔ اسلام کا نظام ہمیں پاکستان میں کہیں نظر نہیں آتا۔ آمریت اور ڈکٹیٹر شپ کے ذریعے عوام کی ضمیر کشی یہ پاکستان میں ایک عادت بن چکی ہے۔ سیاسی طور پر ایک گھٹن سی محسوس ہوتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک آزاد ملک کی بجائے ایک بہت بڑے جیل خانے میں آباد ہیں۔ بلکہ ملک کے ان چھوٹے چھوٹے جیل خانوں میں جا کر انسان باہر کی طرح طرح کی پابندیوں میں جکڑی ہوئی زندگی سے بے فکر ہو جاتا ہے۔ وہاں بھی اتنی پابندیاں نہیں ہوں گی جتنی اس بہت بڑے جیل خانے میں یہاں کے غریب عوام پر پابندیاں عائد ہیں

ہمارا یہ ملک پاکستان کسی ایک شخص کی جاگیر نہیں اور نہ یہاں کے بارہ کروڑ باشندے کسی ایک شخص کی غلامی کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ ہم اپنے ملک میں یہاں کے عوام کی آزادی بحال کرا کے رہیں گے۔

عوام کی آزادی کے دن قریب آ چکے ہیں۔ شب کی تاریکی چھٹنے لگی ہے۔ صبح طلوع ہونے والی ہے۔ انشاءاللہ وہ دن دور نہیں کہ یہاں کے عوام آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہوں گے۔ یہ تحریک جو چلائی جا رہی ہے۔ اس سے ہمارا مقصد ملک اور اسلام کی سلامتی ہے۔

### انتخابات کے بائیکاٹ کا فیصلہ

آپ نے کہا کہ جمہوری مجلس عمل کے فیصلہ کے تحت ہم آنے والے انتخابات کا مکمل طور پر بائیکاٹ کریں گے۔ انتخابات خواہ بی، ڈی کے ہوں تحصیل یا ڈسٹرکٹ کونسل کے ہوں، صوبائی یا قومی اسمبلیوں کے ہوں۔ خواہ کسی قسم کے ہوں ہم ان کے لئے رکاوٹ بنیں گے۔ کیونکہ عوام کے بنیادی حقوق کے حصول کے لئے موجودہ حکومت کو بدلنے کا راستہ بی، ڈی سسٹم نہیں اور نہ اس سے صحیح معنی میں عوام کی نمائندہ حکومت قائم ہو سکتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ:۔

ہر نئے الیکشن کے موقعہ پر نئے حلقے بنتے ہیں اور یہ صرف بڑے بڑے خود غرض لیڈروں کو آگے لانے کے لئے ان کی مرضی کے مطابق بنائے جاتے ہیں۔ اور جو شخص ان کا یا ارباب اقتدار کا مخالف ہوتا ہے اس کا نام ہی فہرست سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ نئے حلقوں کے جواز کے لئے یوں بھی کیا گیا ہے کہ ممبران کی تعداد اسی ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ بیس ہزار تک بڑھا دی ہے۔ اگر حکمران طبقہ یہ کہے کہ یہ بھی جمہوریت کی طرف ایک قدم ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ ملک کے بارہ کروڑ عوام کو یہ حق کیوں نہیں دیا جاتا۔ اور اس وقت جو فہرستیں تیار کی گئی ہیں، اور ان پر جو اعتراضات ہیں ان کی شنوائی نہیں ہوتی۔ اور ان فہرستوں میں سے ایسے لوگوں کے نام کاٹ دیئے ہیں جو موجودہ نظام کے مخالف ہیں۔ یہ انتخابات نہیں، یہ تو ایک ڈھونگ ہے۔ ہمارے قبائلی علاقوں میں الیکشن نہیں ہوتا۔ اس علاقہ میں دس ہزار ممبر ڈی، سی نامزد کرتا ہے۔ سپیشل ایریا ان کا بنا ہوا ہوتا ہے اور ان سے قسم لی جاتی ہے کہ تم حکومت کو ووٹ دو۔ ہمارے علاقے کے ایک شخص جن کا ہم سے تعلق تھا۔ پہلے تو اس کو نامزد کر دیا۔ اور جب معلوم ہوا کہ ان کا تعلق ان سے ہے تو اس کا نام فہرست سے علیحدہ کر دیا۔

موجودہ حالات میں ملک کے اندر سب سے بڑی جماعت پولیس فورس ہے۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے انتخابات میں حصہ لینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسی وجہ سے جمہوری مجلس عمل نے الیکشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ہے۔

### الیکشن اور کنونشن لیگ

سردار اسلم جلوانہ سیکرٹری کنونشن لیگ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ الیکشن کے بائیکاٹ سے ہمیں فائدہ ہو گیا ہے اور ہمارے لئے راستہ صاف ہو گیا ہے۔ یہ اس کی خوش فہمی ہے۔ میں اس کو بتلا دینا چاہتا ہوں کہ ہم تمہیں آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔ الیکشن میں تعطل پیدا کریں گے اور اس کے راستہ میں سنگ گراں ثابت ہوں گے۔

### قومی املاک کا نقصان

آخر میں آپ نے پھر کہا کہ طلباء پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں ان سے پاکستان کا کوئی شہری خوش نہیں ہے۔ ملک میں طلباء کے جلوس کے دوران جو توڑ پھوڑ اور قومی ملکیت کو نقصان پہنچ رہا ہے وہ واقعی قابل مذمت ہے اور میں اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ لیکن طلباء کے لیڈروں نے یہ بیان دیا ہے کہ قومی ملکیت کو جو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس میں طلباء کا کوئی ہاتھ نہیں۔ یہ سب شرپسندوں کی حرکت ہے۔ طلباء اور عوام کے درمیان اختلاف پیدا کرنے اور عوام کو ہراساں کرنے کے لئے شرپسند لوگ توڑ پھوڑ کر کے قومی ملکیت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ میں طلباء سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایسے شرپسندوں سے ہوشیار رہیں اور ان پر کنٹرول کریں۔

بعد ازاں حضرت قائد جمعیۃ نے خطبہ مسنونہ کے بعد نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر جلوس ترتیب دیا گیا اور ان کو مناسب ہدایتیں دیں۔ جلوس اڑھائی بجے قاسم باغ سے حضرت قائد جمعیۃ کی قیادت میں روانہ ہوا۔ قاری نور الحق صاحب ناظم عمومی ڈویژنل جمعیۃ علماء اسلام ملتان پاکستان کا قومی پرچم اٹھائے ہوئے تھے۔ جلوس گھنٹہ گھر حسین آگاہی چوک بازار، حرم گیٹ سے ہوتا ہوا بیرون بوہڑ گیٹ پہنچا اور وہاں مقامی لیڈروں قاری نور الحق، عرفان انصاری، خواجہ عبدالغفور صاحب اور دوسرے حضرات نے خطاب کیا۔ چار بجے بعد دعا یہ جلوس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

সাপ্তাহিক WEEKLY

তরজুমানে ইসলাম TARJUMAN E ISLAM

লাহোর LAHORE

مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے


سہ روزہ

# آئینِ شریعت کانفرنس

بتاریخ ۱۷، ۱۸، ۱۹، ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

مطابق

۷، ۸، ۹، مارچ ۱۹۶۹ء

زیرِ اہتمام

## جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن بمقام ڈیرہ اسماعیل خاں شہر

جسمیں

مشرقی اور مغربی پاکستان کے

## مقتدر علماء و زعماء ملت

شرکت فرما رہے ہیں، اہل اسلام سے استدعا کی جاتی ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت فرما کر اپنی دین دوستی کا ثبوت دیں۔ مفصل پروگرام بعد میں دیا جائے گا۔

الداعیان

ارکین مجلس استقبالیہ آئینِ شریعت کانفرنس

ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

## اِیَّاکَ نَعۡبُدُ
## وَ
## اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ

اسلام کا اساس اولین اصول توحید ہے وہ سکھاتا ہے کہ صرف خدا کو مانو، اور صرف خدا کے آگے جھکو، اسی سے مدد مانگنی چاہیئے اور اسی کی اعانت پر اعتماد کرنا چاہیے

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ

جس طرح خدا کی ذات کو ایک ماننا توحید میں داخل ہے اسی طرح اس کی صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا جزوِ توحید ہے۔

پس خدا کے سوا کوئی نہیں جس کا حکم انتہائی حکم ہو۔ کوئی نہیں جو عاجزی و تذلل کا مستحق ہو، کوئی نہیں جس کی ضرورت و عظمت کے آگے چون و چرا کی گنجائش نہ ہو اور کوئی نہیں جو ڈرنے اور خوف کرنے کے لائق ہستی ہو ——————

(مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ)

۱۴ر مارچ ۱۹۶۹ء مطابق ۲۵ر ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ قیمت ۳۰ پیسے۔ شمارہ ۱۰

جمعہ

# سوشلسٹ اور اسلامی سوشلزم کے حامی

(احمد حسین صفا کمال)

ڈھاکہ کے مولانا راغب احسن صاحب مشرقی پاکستان کی معروف شخصیت ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل اور کچھ عرصہ بعد تک وہ اس جمعیۃ علماء کے اعلیٰ عہدہ داروں میں بھی رہے ہیں۔ جو حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مرحوم کی زیر قیادت آل انڈیا مسلم لیگ سے وابستہ تھی۔

اس کے بعد مولانا راغب احسن صاحب مشرقی پاکستان کی نظام اسلام پارٹی کے ساتھ وابستہ رہے ہیں۔

مولانا موصوف تحریک پاکستان کے اس عنصر کے نمایاں ترین فرد تھے۔ جو عنصر قیام پاکستان کا مقصد ہی اسلامی نظام کا قیام قرار دیتا تھا۔

مولانا کا ایک مضمون روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲۰ فروری ۱۹۶۹ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان ہے "اسلام، انفرادیت اور اجتماعیت کا حسین و متوازی نظام"۔

اس کا آغاز انہوں نے "م۔ ش" صاحب کی ایک تحریر کے اقتباس سے کیا ہے۔ جو نوائے وقت ۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ اور جس کی اشاعت کے بعد سنا گیا ہے کہ "م۔ ش" صاحب جماعت اسلامی کی نجی مجلسوں میں "م۔ حسین" کے نام سے یاد کئے جانے لگے ہیں۔

"م۔ ش" صاحب نے اپنی اس تحریر میں دعوے کیا ہے کہ "سوشلزم اسلام کے آفاقی نظام کی ایک برانچ ہے"۔

مولانا راغب احسن صاحب اپنے محولہ بالا مضمون میں "م۔ ش" صاحب کے اس قول کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سوشلزم جس کا صحیح نام اجتماعیت ہے اسلام کے آفاقی نظام کی ایک برانچ ہی نہیں بلکہ ایک ضروری پہلو ہے"۔

اور آگے چل کر مولانا محترم یہاں تک لکھتے ہیں کہ:

"سوشلزم اور اسلامی اجتماعیت سے صرف وہی بدک سکتے ہیں۔ جو یا تو سرمایہ دار ہیں۔ سامراج کے حامی و حلیف ہیں۔ یا اس شدید غلط فہمی و عصبیت کا شکار ہیں۔ جو مسلسل یک طرفہ سامراجی سرمایہ دارانہ پروپیگنڈے نے عام و خاص میں پیدا کر رکھی ہے"۔

اور پھر یہ سارا مضمون سوشلزم کی حمایت اور اسلام کے ساتھ اس کی مطابقت میں آخر تک پھیلتا چلا گیا ہے۔

سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کی تائید میں جتنا کچھ کہا جا سکتا ہے مولانا موصوف نے اسے پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

یہ تحریک ایک ایسے شخص کی ہے جس کا کبھی کوئی تعلق نہ تو نام نہاد بائیں بازو سے رہا ہے اور جو پاکستان کے نظریہ اسلام کا حامی بلکہ اس کے لئے پیش پیش کام کرتا رہا ہے۔

ظاہر ہے کہ مولانا غلام غوث صاحب اور جمعیۃ علماء اسلام کے قائدین نے کبھی بھی سوشلزم کی ایسی حمایت نہیں کی اور نہ کبھی انہوں نے سوشلزم کو اسلامی کہنے سے اتفاق کیا۔

البتہ ان کا ہمیشہ یہ موقف رہا کہ اگر کوئی بات اسلام کے اصول و تعلیمات کی مخالف نہ ہو اور موجودہ سیاسی و معاشی تبدیلیوں کے لئے اسے اختیار کرنا ناگزیر ہوتا ہو۔ تو قرآن و سنت کی روشنی میں اس پر غور کیا جا سکتا ہے اور اس سے کام لیا جا سکتا ہے۔

جمہوریت، سوشلزم، عمرانیات، اقتصادیات اور تمام جدید مغربی علوم و فنون کے بارے میں ان کا یہی مسلک و رویہ ہے۔

لیکن اس کے باوجود ان کے بارے میں ایک گروہ کا شدید مخالفانہ پروپیگنڈا اور انہیں بازو و سوشلزم کا حامی ثابت کرنے کی شبانہ روز کوشش، کیا مولانا راغب احسن صاحب کے الفاظ میں یہ ظاہر نہیں کر رہی؟ کہ ایسے لوگ "یا تو سرمایہ دار ہیں یا سامراج کے حامی و حلیف"۔

مولانا راغب احسن صاحب اس سے قبل بھی نوائے وقت میں اشارۃً سوشلزم کی حمایت کر چکے ہیں۔ لیکن اس مضمون میں تو انہوں نے خوب کھل کر تائید کی ہے۔

اور جہاں تک اسلامی اشتراکیت کی اصطلاح اور خیالات کا تعلق ہے تو اسے اخوان المسلمین جیسی جماعت کے رہنماؤں تک نے آزادی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ بلکہ سید قطب نے تو اسلام کی تعبیر ہی اسلامی اشتراکیت کے تصورات کے مطابق کی ہے جیسا کہ ان کی کتاب "الاسلام والرأس المالیۃ" سے ظاہر ہے۔

لیکن وہ گروہ و افراد جو سوشلزم کا "سٹنٹ" جمعیۃ علماء اسلام اور مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب کے خلاف استعمال کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے نہ تو آج تک اخوان المسلمین اور اس کے رہنماؤں کے خلاف اس سلسلہ میں ایک لفظ کہا۔ اور نہ مولانا راغب احسن وغیرہ افراد جو سوشلزم کو اسلام کا ضروری پہلو و برانچ لکھتے رہتے ہیں ان کے خلاف کوئی مہم اٹھائی۔

یہ بات جاننا شاید پڑھنے والوں کے لئے دلچسپی کا موجب ہو کہ مودودی صاحب نے اسلامی ریاست کی حیثیت اور اس کے اختیارات کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے کہ

اس نوعیت کا اسٹیٹ ظاہر ہے کہ اپنے عمل کے حدود کو محدود نہیں کر سکتا۔ یہ ہمہ گیر اسٹیٹ ہے۔ اس کا دائرہ عمل پوری انسانی زندگی پر محیط ہے۔ یہ تمدن کے ہر شعبہ کو اپنے مخصوص اخلاقی نظریہ اور اصلاحی پروگرام کے مطابق ڈھالنا چاہتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی شخص اپنے کسی معاملہ کو پرائیویٹ اور شخصی نہیں کہہ سکتا۔ اس لحاظ سے یہ اسٹیٹ فاشسی اور اشتراکی حکومتوں سے یک گونہ مماثلت رکھتا ہے۔

(کتابچہ "اسلام کا نظریہ سیاسی")

جماعتی اور اصول اسٹیٹ کے ذیلی عنوان کے تحت ایک طویل عبارت لکھنے کے بعد یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ:

"یہاں بھی اسلامی اسٹیٹ اور کمیونسٹ اسٹیٹ میں یک گونہ مماثلت پائی جاتی ہے"۔ (کتابچہ اسلام کا نظریہ سیاسی)

اس کتابچہ میں ایک جگہ "اجتماعیت" کے نظریہ سے متعلق اسلام کے نقطۂ نظر کی توضیح کرتے ہوئے مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ:

"ایک طرف اسلام نے یہ کمال درجہ کی جمہوریت قائم کی ہے دوسری طرف ایسی انفرادیت کا سد باب کر دیا ہے جو اجتماعیت کی نفی کرتی ہو"۔

اور یہاں اجتماعیت کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے بریکٹ میں انگریزی حروف میں "سوشلزم" کا لفظ لکھا ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ان کے نزدیک سوشلزم بمعنی اجتماعیت اسلام کا بھی مقصد ہے اور اس کے خلاف نہیں ہے۔

غرضیکہ سوشلزم کی اس طرح کی جزوی موافقت اور اسلام کے ساتھ اس کی مشابہت کا دعویٰ کہیں کہیں مودودی صاحب کی تحریروں میں بھی موجود ہے۔ لیکن وہاں کسی کو بھی اختلاف کا ہوش نہیں آتا۔

اور سارا شور و شغب صرف جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف ہے یا ان افراد و جماعتوں کے خلاف ہے، جو اپنے ملک کے غریب و خستہ حال عوام، کسان، مزدور، چھوٹے تاجر پیشہ افراد اور ادنیٰ ملازمت پیشہ لوگوں کو سرمایہ دارانہ و جاگیردارانہ تغلب سے نجات دلانے اور ملک کی دولت میں انہیں بھی شریک و حقدار بنانے کے لئے سوشلزم کا نام لیتے ہیں سے

"ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا"

---

## اطلاع

بندہ ۲۴؍۱؍۶۹ کو پاکپتن سے جلال ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ ملتان میں سوار ہو کر جا رہا تھا کہ ایک صاحب پاکپتن اور عارف والہ کے درمیان کسی جگہ سے اسی لاری میں سوار ہوئے۔ لیکن لاری میں بیٹھنے کی جگہ نہ ملنے کی وجہ سے اپنا قیمتی کمبل میری جھولی میں رکھ کر خود کھڑا ہو گیا۔ خدا جانے کمبل چھوڑ کر کہاں اتر گیا۔ ان کا کمبل بطور امانت پڑا ہے رنگ اور نشان بتا کر اس پتہ سے وہ صاحب اپنا کمبل آ کر لے جائیں۔

(محمد امین مدرس مدرسہ تعلیم القرآن ملکہ ہانس تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

جاری کردہ
حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ
سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب
نگران
حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

ایڈیٹر: احمد حسین کمال - معاون ایڈیٹر: حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی

جلد ۱۲ | جمعہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۹ء مطابق ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ - قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۹

# عالمِ اسلام اور امریکی ایجنٹ

آج عالم اسلام جس دور ابتلاء سے گذر رہا ہے وہ انتہائی خطرناک دور ہے - صدیوں کی غلامی کے بعد افریقہ اور ایشیا کے مسلم ممالک کی مغربی سامراجیوں کی غلامی کی لعنت سے گلوخلاصی ہوئی تو انہوں نے ان مسلم ممالک میں عیاری اور مکاری کے ہتھیاروں سے ان کو دوبارہ سیاسی اور اقتصادی غلامی میں جکڑنے کی کوشش کی - اس سلسلہ میں روس چین انگلینڈ اور امریکہ کی مسابقت اور گھڑدوڑ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

ان بڑی سلطنتوں نے مسلم ممالک کو مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے - ان میں امریکہ اور انگلستان کا مقصد مثبت ہے یعنی وہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح ان ممالک کو اپنی اقتصادی یا سیاسی غلامی میں جکڑ دیں تاکہ ان کو اپنے منحوس و مشؤم مقاصد کی خاطر روس اور چین کے خلاف استعمال کر سکیں - یہ چاہتے ہیں کہ تحریص و تخویف ، لالچ اور دباؤ کے ذریعہ ان ممالک کو اپنا خیمہ بردار بنائے رکھیں - یہ ہماری تجارتی منڈیاں بنی رہیں اور جس کے ہم مخالف ہوں ، یہ بھی مخالف ہوں - اور جو ہمارا پٹھو ہو یہ بھی اس کے گن گائیں - روس اور چین کا کردار منفی ہے - یعنی یہ دونوں چاہتے ہیں کہ مغربی سامراجی ممالک کو ان مسلم ممالک میں اپنا منصوبہ کامیاب کرنے کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کی جائیں - اس سے ان کا مقصد اسلام یا مسلمانوں کی حمایت نہیں بلکہ صرف اپنے دشمن کے اثر و رسوخ بڑھانے اور دھڑے کو مضبوط بنانے کے خلاف اعصابی جنگ کرنی ہے۔

ان بڑی سلطنتوں کی باہمی رقابت و عداوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل اسلام کے لئے رحمت ہے - اسی کی طرف قرآن پاک میں اشارہ ہے -

| وَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ | اور ہم نے ان کے درمیان بغض و عداوت کی آگ قیامت تک کے لئے بڑھا دی ہے |
|---|---|

ان کی اس باہمی رسہ کشی سے فائدہ اٹھا کر اپنی پوزیشن مضبوط کرنے کی کوشش نہ کرنا انتہائی بڑی غلطی ہو سکتی ہے -

اس سلسلہ میں سب سے مکروہ اور رکیک کردار امریکہ کا ہے کہ اس نے پہلے پاکستان سے دفاعی معاہدہ کیا اور اندر اندر اسلحہ کی امداد بھارت کو دیتا رہا - اور جب عوامی دباؤ کے تحت پاکستان گورنمنٹ نے امریکہ کی منافقت دیکھتے ہوئے چین اور روس سے بھی کسی نہ کسی درجہ میں تعلقات قائم کرنے شروع کئے - جیسے کہ ہر آزاد حکومت کا حق ہے کہ جس سے چاہے اپنے مفاد کی خاطر معاہدات و تعلقات قائم کرے تو امریکہ برداشت نہ کر سکا - اس نے بھارت سے پاکستان پر حملہ کرا دیا - اور اسکیم یہ تھی کہ صبح کا ناشتہ بھارتی سورما لاہور میں کریں -

اس طرح وہ چاہتا تھا کہ پاکستان پر دباؤ ڈال کر بھارت سے دفاعی معاہدہ چین کے خلاف کرایا جا سکے - مگر اس اسکیم میں اس کو منہ کی کھانی پڑی - پھر اس نے یہودیوں سے عربوں پر حملہ کرا کر عرب ممالک کو عظیم نقصان پہنچایا - اس وقت تمام مسلمان قبلہ اول کے سقوط اور مسلمانوں کے نقصانات پر خون کے آنسو رو رہے تھے - ایک مودودی فرقہ تھا جو عربوں کی بد اخلاقی کا چرچا اور یہودیوں کے بلند کردار کے گن گا رہا تھا - اور بجائے اس کے کہ وہ امریکہ کی اسلام دشمنی کا چرچا ساری دنیا میں کر کے اس کے خلاف محاذ قائم کریں - انہوں نے روس کی غداری کا پروپیگنڈا شروع کر دیا - اس پر بہت سے مقامات میں مسلمانوں کو ان کو امریکہ کا ایجنٹ سمجھ کر خوب پٹائی کی - مگر یہ تنخواہ دار اپنے وطیرے سے باز نہ آئے۔

اب تقریباً دو سال کا عرصہ ہو گیا کہ روس نے عرب ممالک کو اسلحہ دے دے کر اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا - اگر اس وقت عربوں میں جان نہ ہوتی تو یہود نامسعود کے عزائم اور آئے دن کے حملوں سے صاف یہ نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے کہ وہ اب تک اپنے سرپرست امریکی سامراج کے تعاون سے عرب ممالک کو تر نوالہ سمجھ کر نگل جاتا - مگر مودودی فرقہ نے اب تک اپنی غلطی تسلیم نہیں کی - گذشتہ جنگ بھارت میں چین نے کھلم کھلا ہماری مدد کی - اس لئے اس پڑوسی ملک سے معاہدات و تعلقات بھارتی سیاست اور جنگی تیاریوں کے مقابلہ میں یقیناً مفید ہے - اگرچہ چینی اشتراکیت اور لینن وغیرہ کے کافرانہ اقوال و طریق کار کے خلاف تبلیغ کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے - جو جمعیۃ علماء اسلام اول دن سے کرتی چلی آئی ہے - مگر یہ کام محض امریکہ کو خوش کرنے یا اس کی امداد حلال کی خاطر کرنے کو کوئی شریف انسان صحیح نہیں کہہ سکتا - ہم کو ہر غیر اسلامی نظام کی مخالفت محض رضائے الٰہی کے لئے کرنی چاہیئے - اور پھر اس عقیدہ کے ساتھ کہ ہماری تمام مشکلات کا علاج اسلام اور صرف اسلام میں ہے -

## پاکستانی بحران

اس وقت پاکستان میں حکومت مسلطہ کی غلط کاریوں اور صدر کو گھیرے میں رکھنے والے مرتدوں اور بے دینوں کی مہلک اور مسلم کش بدخواہیوں کی وجہ سے سخت بحرانی کیفیت پیدا ہو گئی ہے - اور رائے عامہ کے دباؤ کے سامنے بارہ سال کی تاب یافتہ آمریت کو جھکنا پڑا ہے اور ملک کے مستقبل کے بارہ میں قوم کے سیاسی اور مذہبی راہنما سر جوڑ کر سوچ رہے ہیں - مودودی پارٹی اپنے خبیث طرز عمل سے اب بھی باز نہیں آتی - وہ ہر اس شخص کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہے - جو اینگلو امریکی سامراج اور اس کی اسلام دشمن پالیسیوں کے خلاف ہے

ہم مودودیوں سے پوچھتے ہیں کہ اس وقت اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکی سفارتخانہ کے بنک سے ڈیڑھ کروڑ روپیہ پاکستانی سیاسیات میں حصہ لینے کے لئے برآمد کیا ہے اور اسی طرح ایک شخص نے ۲ کروڑ روپیہ برآمد کرنے کی خبر دی ہے -

( ورق الٹیے )

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

اگر آپ امریکہ کے تنخواہ دار نہیں ہیں اور امریکی سامراج کے اشارے سے یہاں کام نہیں کرتے اور اگر آپ اسلام کے خیر خواہ ہیں تو اس وقت جبکہ امریکہ نے ڈیڑھ سو بڑے ٹینک یہودیوں کو دینے کا اعلان کیا ہے۔ آپ کو کیوں سانپ سونگھ گیا ہے۔ آپ کی قلمی جنگ امریکہ کے خلاف کیوں شروع نہیں ہو جاتی۔ آپ سے تعلق رکھنے والے افراد اخبارات میں یہ تو لکھتے ہیں کہ پاکستان سوشلسٹوں کا قبرستان بنے گا اور یہ کہہ کر طارق علی جیسوں کو جوابی نعروں پر اکسا کر ملک کو خونریزی کے حوالہ کرنے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ جب اس ملک میں جمعیۃ علماء اسلام اور دیندار مسلمان زندہ ہیں۔ اسلام کے خلاف کوئی نظام قائم نہیں کیا جا سکتا اور نہ مسلمان اسلام کے خلاف کوئی نظام ماننے کے لئے تیار ہیں اور جو خطرہ عملی صورت میں ظاہر آ گیا ہے یہودیوں کی پشت پناہی کر کے امریکہ تمام مقامات مقدسہ اور اسلام کے اصل گہوارے مشرق وسطیٰ کو خطرہ میں ڈال رہا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھے ہیں۔ پھر بی بی سی لندن کی طرح آپ کے لیڈر بار بار ملک میں مارشل لاء کے نفاذ کا خطرہ ظاہر کر کے ایک طرح مارشل لاء کے لئے اکسا کر بدترین طریق کار اختیار کر رہے ہیں۔

پہلے تو مسلمان مودودی صاحب کے اس بد دینی پر چیں بجبیں تھے کہ انہوں نے تاریخ کی غلط روایات کی آڑ لیکر قرآن و حدیث کے بالکل خلاف بعض صحابہ کو جھوٹا بعض کو خود غرض بعض کو راشی اور بعض کو خائن ثابت کیا اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر تنقید کر کے کروڑوں مسلمانوں کے قلوب کو زخمی کیا۔ مگر اب مندرجہ بالا طرز عمل نے اگر مسلمانوں کو مجبور کر دیا کہ وہ آپ کو امریکی ایجنٹ کہیں تو کیا اس کی ذمہ داری خود آپ کے عمل پر نہ ہوگی؟ (غلام غوث)

## صدر ایوب خاں صاحب سے
# یہ ظالمانہ و قاتلانہ غنڈہ گردی کیوں؟

(از مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی)

میں یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں کہ صدر پاکستان اور جمہوری مجلس عمل کا جو مشترکہ خیال تھا اور جس کا اعلان اخبارات میں آ گیا تھا کہ ملک میں امن و امان اور سازگار فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ مجلس عمل کی شرکاء جماعتوں نے اعلانات کر کے اپنا فرض پورا کر دیا۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ صدر صاحب کے پرستاروں نے اس کے بعد مختلف جگہوں میں جلوس نکالے فسادات کئے۔ اور راولپنڈی میں ان غنڈوں نے تو حد ہی کر دی۔ ۷ مارچ کو یہ لوگ مسلح ہو کر آئے۔ لاریوں پر چکر لگایا نعرے لگاتے رہے جس کے نتیجہ میں جا بجا فسادات ہوئے ان غنڈوں نے گولیاں چلائیں۔ عورتوں تک کو مارا۔ صدر ایوب خاں نے جہاں ملک کی بہی خواہی کے لئے ایک تاریخی اعلان کر کے ملک کی فضا کو بڑی حد تک طوفان سے بچا لیا ہے، وہاں یہ حرکات کنونشن لیگ، اور اس کے صدر کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں کیا اس کا یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ صدر صاحب نے اپوزیشن پارٹیوں کو مذاکرات کی دعوت دیکر دنیا والوں کو اپنی نیک نیتی کا تصور دیا

(باقی کالم آخری میں)

دینے کی کوشش کی ہے۔ دوسری طرف وہ یا اس کے چند پرستار غنڈہ گردی اور تشدد کے ذریعہ عوام پر رعب ڈال کر عوامی تحریک کو دبانا چاہتے ہیں

اگر یہ بات نہیں ہے تو وہ پولیس جو طلبہ کے اجتماع پر گولیاں چلاتی رہی، علما کو پیٹتی رہی۔ آنسو گیس پھینکتی رہی۔ اب کیا کرتی رہی کہ اس کی موجودگی میں یہ سب شرارتیں شہر بھر میں ہوتی رہیں۔ میں حکومت پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عوام بھی اس قسم کے بدمعاشوں کے حملوں سے بچنے کے لئے اپنی دفاعی تدابیر اختیار کریں۔ جس کے نتیجہ میں ملک خانہ جنگی اور خونریزی کا شکار ہو۔ اس ہولناک فساد اور بدمعاشی پر انسان خون کے آنسو روئے گا اور اس کو صدر صاحب کے خاتمہ خدا۔

# اسلام کے نام پر ہلڑ بازی کا سلسلہ

مودودی صاحب، خدا معلوم لندن سے کیا پروگرام لے کر واپس تشریف لائے ہیں کہ اس وقت سے ان کی جماعت کے پرجوش افراد برابر ایسی حرکات کا ارتکاب کئے جا رہے ہیں۔ جن سے ملک کی موجودہ فضا ناہموار ہوتی جا رہی ہے

ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی پیپلز پارٹی کے ساتھ جماعت اسلامی والوں کی حریفانہ چشمک نے کئی جگہ سنگین نزاع کی صورت اختیار کر لی ہے اور یہ خطرہ بڑھ رہا ہے کہ کہیں یہ نزاع مستقل تصادم بن کر ملک میں جمہوریت کی بحالی کی امیدوں کو چکنا چور نہ کر ڈالے

جماعت اسلامی کی یہ دست درازی، صرف بھٹو صاحب اور ان کی پارٹی تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ وہ اب ملک کی ہر جماعت اور ہر سیاسی و سماجی کارکن کو اپنا حریف تصور کرنے لگی ہے۔

نماز عید الاضحیٰ کے موقعہ پر خانپور کی عیدگاہ میں جو ہلڑ بازی ان لوگوں نے کی۔ اس سے ہر شریف انسان کا سر شرم سے جھک گیا۔ اب انہیں اس بات سے بھی گریز نہیں رہا ہے کہ وہ "علماء اسلام مردہ باد" کے نعرے لگاتے پھریں۔

ان کے لئے اب یہ ناقابل برداشت بن گیا ہے کہ وہ کسی خالص دینی مسئلہ کو بھی صبر و اطمینان سے سن سکیں۔ اگر اس مسئلہ کے بیان سے ان کے مزعومات پر زد پڑتی ہے۔

رحیم یار خاں ریلوے سٹیشن پر مسٹر بھٹو کے گذرتے وقت جو کچھ ان کے پروردہ بچگان نے کیا۔ اس کی تلخ اور رسواکن یاد ایک مدت تک رحیم یار خاں کے باشندوں کو شرمندہ کئے رکھے گی۔

مودودی صاحب جنہوں نے اپنی ایک کتاب "اسلام کا نظام حیات" میں یہاں تک لکھا ہے کہ اسلامی ریاست میں "ذمی" (کافر) اسلام پر بھی تنقید کر سکتا ہے"۔ ان کی جماعت کے افراد ان مسلمانوں کو بھی زبان کھولنے سے باز رکھنے پر متشددانہ طور پر تلے ہوئے ہیں۔ جو ان سے سیاسی اقتصادی اور مذہبی معاملات میں جائز اختلاف رکھتے ہیں۔

ملک میں کسی گروہ نے بھی ابھی تک سوشلزم کو "مارکس" "لینن" اور "ماؤ" کے سوشلزم کی حیثیت سے پیش نہیں کیا ہے سب اسے محض پاکستان کے شدید سرمایہ دارانہ نظام کی اصلاح کے طور پر اپنے ملک و ملت کے حالات کے مطابق بنا کر پیش کرتے ہیں۔ وہ ابھی تک اسے اسلام کا مدمقابل بنا کر نہیں لائے ہیں بلکہ صرف سرمایہ داری اور جاگیرداری کے مخالف کی صورت میں اس اصطلاح کا استعمال کر رہے ہیں

اور یہ جرم صرف پیپلز پارٹی کا ہی نہیں ہے بلکہ کونسل مسلم لیگ نے بھی اپنے منشور میں اسلامی سوشلزم کا ذکر کیا ہے۔ عوامی لیگ کے دونوں گروپوں کے منشور میں اسلامی سوشلزم کا ذکر موجود ہے۔ نیشنل عوامی پارٹی کے دونوں حصے سوشلزم کا نام لیتے ہیں۔ کنونشن مسلم لیگ میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔

لیکن اس سلسلے میں مسٹر بھٹو اور پیپلز پارٹی کے خلاف جو شدت جماعت اسلامی نے اختیار کر رکھی ہے وہ حیران کن ہے۔

جو لوگ موجودہ معاشی و اقتصادی معاملات کا حل سوشلزم میں بتاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ سرمایہ داری و جاگیرداری کا خاتمہ اس کے سوا ممکن نہیں ہے۔ اگر ان کا یہ قول درست نہیں ہے تو اس کا صحیح رد اور جواب یہ تو ہو سکتا ہے کہ انہیں قرآن و حدیث و فقہ اسلامی کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ موجودہ اقتصادی و معاشی مسائل کا حل بتا دیا جائے اور سمجھا دیا جائے کہ قرآن، حدیث و فقہ اسلامی کی فلاں فلاں نص و دلیل سے جاگیرداری اور سرمایہ داری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس کے بعد سوشلزم کا محل آپ ہی آپ زمین بوس ہو جائے گا۔ لیکن ہلڑ بازی۔ ہنگامہ آرائی اور متشددانہ حرکات تو اس کا جواب اور حل نہیں بن سکتیں

یہ نئی ٹیکنیک اگر لندن کی دین نہیں ہے اور اس کی ڈور نیویارک و واشنگٹن کے ساتھ جڑی ہوئی نہیں تو پھر اسے حریفانہ احساس کمتری کہا جا سکتا ہے۔

مسائل افہام و تفہیم سے ہی حل ہو سکتے ہیں اور سمجھنے سمجھانے سے ہی غلط فہمیاں رفع ہوا کرتی ہیں۔ نہ یہ کہ اپنی ہی ملت کے ایک طبقہ کو ملحد و بے دین بنا کر گھر کے اندر خانہ جنگی کا بیج بو دیا جائے۔

یاد رکھیئے اس بیج سے کبھی بھی جمہوریت کا پودا نہیں اگ سکتا اور نہ اس طرح اسلام غالب لایا جا سکتا ہے۔

اسلام اور ملت کے بہترین مفادات کا تقاضا صرف یہ ہے کہ ملک کے مسلمان عوام کو اتحاد و اتفاق کے رشتہ میں مضبوطی سے بندھا رہنے دیا جائے اور ان کے سیاسی و معاشی مسائل کا ان کے مفادات کے مطابق حل تلاش کر لیا جائے۔ ورنہ اگر یہ موقع ہاتھ سے نکل گیا تو مدت دراز تک جمہوریت کا خواب بھی دیکھنا مشکل ہو جائے گا اسلام کا معاملہ تو پھر اس سے دور ہے۔

از: مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ——— تلخیص و ترتیب: زاہد الراشدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

(قسط نمبر ۳)

قرآنی نصوص اور ان کی مؤید احادیث رسول اور ان سے مستنبط فقہی احکام یہ واضح کرتے ہیں کہ "حق معیشت کی مساوات" کا یہ نظریہ منشاء الٰہی کے خلاف نہیں بلکہ عین منشائے الٰہی کے مطابق ہے اور یہ جدید نظریہ نہیں ہے کہ مارکسزم کی حمایت یا اس سے مرعوبیت کی بنا پر احکام اسلامی کی نوکھی تعبیر کے ذریعہ وجود میں آیا ہو۔ بلکہ اسلام کا وہ بنیادی اور اساسی حکم ہے جو اپنے وجود سے آج تک غیر متبدل و غیر متزلزل رہا ہے۔ اور اگر ہم نے اس کو سمجھنے کی کبھی کوئی کوشش نہیں کی یا دوسرے انسانوں کے اختراعی معاشی نظاموں سے مرعوب ہو کر ہم نے "اسلامی معاشی نظام" کو یکسر بھلا دیا تو اس میں اپنا قصور ہے نہ کہ اسلامی نظام کے بیان کرنے والے اور اس کی اصل حقیقت سے روشناس کرانے والے کا اور یہ بھی سخت گمراہی ہے کہ ہم یہ یقین کر بیٹھے ہیں کہ غربت و امارت کا یہ نامناسب تفاوت اور ظالمانہ امتیاز جو آج ہم کو کائنات پر چھایا ہوا نظر آتا ہے خدا کا بنایا ہوا ہے بلکہ یہ فاسد نظام ہائے معاش کے ثمرات و نتائج ہیں اور خدا کی مرضی یہ ہے کہ اس قسم کے تمام نظام ہائے فاسد کو یک قلم منسوخ ہو جانا چاہیئے۔

## درجات معیشت

اگرچہ حق معیشت میں سب مساوی ہیں لیکن درجات معیشت میں مساوی نہیں ہیں اور معیشت میں درجات کا تفاوت ایک حد تک فطری ہے۔ یعنی یہ ضروری نہیں کہ سب کے لئے سامان معیشت ایک ہی طرح کا ہو۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر سب کے لئے۔ مگر درجات کا یہ تفاوت ایسے اعتدال پر قائم ہے کہ کسی حالت میں بھی وہ لوگوں کے درمیان وجہ ظلم نہ بن سکے یعنی تفاوت، درجات تو ہو، لیکن نہ ایسا کہ "معیشت" انسانوں کو دو طبقوں میں اس طرح تقسیم کر دے کہ ایک کی ترقی دوسرے کے فقر و افلاس کا سبب بنے اور دوسرا پہلے کے معاشی اغراض کا آلۂ کار بن کر رہ جائے۔ درجات کا یہ تفاوت جماعت کے دوسرے افراد کو محروم المعیشت بنانے اور ذاتی اغراض کی خاطر معاشی دستبرد کرنے کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں دولت و سرمایہ کا مقصد زیادہ سے زیادہ نفع بازی نہیں بلکہ انفرادی حاجات و ضروریات کے ساتھ ساتھ اجتماعی حاجات و ضروریات کی تکمیل ہے۔

## احتکار و اکتناز کی حرمت

دولت اور سرمایہ داری کے وہ اصول قطعاً ناقابل تسلیم ہیں، جن میں احتکار اور اکتناز کی کوئی صورت بھی بن سکے۔ اور ان سے دولت و کنز پھیلنے اور تقسیم ہونے کی بجائے خاص حلقوں اور مخصوص طبقوں میں محدود ہو جائے۔ اور اس طرح عام انسانی زندگی کو مفلوک الحال بنا دے۔ اکتناز و احتکار کی حرمت کے لئے (قرآن کریم میں بہت سی) آیات قابل توجہ ہیں۔ ان آیات میں ادائے زکوٰۃ و صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم میں ایک بہت بڑا ذخیرہ ان ہی احکام کی ترغیب و ترھیب ان سے متعلق احکام اور تفصیلات پر مبنی ہے اور ان سب کی روح یہ ہے کہ دولت و ثروت جمع و ذخیرہ کے لئے نہیں ہے بلکہ صرف و خرچ کے لئے ہے۔ اور اس کا مصرف ذاتی و انفرادی تعیش کی بجائے انفرادی و اجتماعی ضروریات کی کفالت ہے۔ اسی لئے ان آیات کی تفسیر میں جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جس مال سے زکوٰۃ اور دوسرے مالی فرائض ادا نہ کئے گئے ہوں تو وہ مال احتکار و اکتناز کی فہرست میں شامل اور "کنز" سے متعلق وعید کا مصداق ہے اور اسی قسم کی دولت و ثروت کا نام سرمایہ داری ہے۔ اور یہ حرام اور باطل ہے اور تباہ کر دینے کے قابل ہے۔ اور اپنی ضروریات اور اہل و عیال کی حاجات اصلیہ اور مالی فرائض و واجبات کی ادا کے بعد بھی دولت بچے تو اس کا پس انداز کرنا اگرچہ جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے کیونکہ اب اس مال پر اجتماعی حقوق عائد ہو چکے ہیں۔ اور اب اس کو اجتماعی حاجات میں صرف ہونا چاہیئے۔ اور ان آیات زکوٰۃ و صدقات اور منع اکتناز و احتکار کے علاوہ آیات میراث اور قانون وراثت بھی اسی حکمت پر مبنی ہے کہ دولت و ثروت جمع و ذخیرہ کے لئے نہیں ہے بلکہ تقسیم اور پھیلنے کے لئے ہے تاکہ اس کا استفادہ زیادہ سے زیادہ عام ہو سکے۔

## فاسد نظام معیشت کا انسداد اور سرمایہ و محنت میں عادلانہ توازن

خرید و فروخت اور لین دین کے معاملات میں کوئی ایسا معاملہ جائز نہیں ہے جس سے فاسد نظام معیشت بروئے کار آئے یا اس کو کسی بھی قسم کی اعانت پہنچے یا محنت اور معیشت کے لئے جائز جدوجہد بے حقیقت ہو کر رہ جائے۔ اور اس طرح محنت و سرمایہ کے درمیان اعتدال و توازن باقی نہ رہے۔ اسی لئے اس نے ربوٰ (سود) کے ہر قسم کے تجارتی کاروبار قمار (جوا) کی تمام ظاہر و خفی اقسام و اصناف، احتکار و اکتناز کی تمام اشکال اور اسی طرح کے عقود فاسدہ کی دوسری تمام صورتوں کو ناجائز اور مردود قرار دیا اور معاملات کے کسی شعبہ میں بھی عدل و انصاف ہی کو اساس و بنیاد قرار دیا ہے۔

یہاں مارکسزم (اشتمالیت) کی طرح مذہبی انکار کی بھی نہیں ہے اور طبقاتی جنگ بھی موجود نہیں بلکہ ایک عالمگیر اخوت و ہمدردی کا غیر فانی اعلان ہے۔ اور سرمایہ دارانہ نظام کی طرح دولت سمیٹ کر مخصوص طبقہ کے حوالہ کرنا بھی حرام قرار دیا گیا ہے تاکہ باطل اور ظلم کی بنیادیں کسی حالت میں بھی قدم نہ جما سکیں اور دنیائے انسانی کے کسی ایک فرد کو بھی اپنی معاشی حاجات میں، انسانوں کے ہاتھوں ضیق اور تنگی پیدا نہ ہو۔

## انفرادی معیشت

"اسلام کے معاشی نظام" میں فرد سے متعلق احکام معیشت کیا ہیں؟ سو ہمیں نظر ڈالنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں تین چیزیں فطری طور پر سامنے آتی ہیں (۱) کیا کمائیں (۲) کیا خرچ کریں (۳) کس پر خرچ کریں؟ یعنی وہ کون سی آمدنی ہے۔ جس کو جائز آمدنی کہا جا سکتا ہے اور اس آمدنی میں سے خرچ کیا کرنا چاہیئے؟ اور کس پر خرچ کرنا چاہیئے؟ چنانچہ اسلام نے ان تینوں فطری سوالات کو حل کرنے کے لئے "انفرادی معیشت" کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ پہلے حصہ میں انسان کو جدوجہد کی ترغیب اور کسب معاش کے لئے حرکت کی دعوت دی ہے اور یہ بتایا ہے کہ انسان کو اپنی معاش خود اپنے ہاتھوں کی محنت سے کمانا چاہیئے۔ کیونکہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر پیر توڑ کر بیٹھ جانے کی زندگی موت کے مرادف اور اس کو حیات کہنا بے معنی ہے اور نہ اس طریق زندگی کی "توکل" کی زندگی کہا جا سکتا ہے۔

انفرادی مسائل معیشت میں سب سے پہلی منزل "کسب معیشت" اور "ابتغاء رزق" کی منزل ہے۔ قرآن عزیز کہتا ہے کہ ہر انسان کو اپنی استعداد کے مطابق معیشت کے لئے جدوجہد کرنا ضروری ہے۔ دنیا میدان عمل ہے۔ یہاں جمود و خمود موت کے مرادف ہے۔ اس کارگاہ ہستی میں خدائے تعالیٰ نے سامان رزق کے ذخیرے جمع کر دیئے ہیں۔ مگر تلاش و سعی شرط ہے۔

## کسب معاش کے اساسی اصول

آیات و احادیث اور احکام اسلامی کے پیش نظر جب ایک شخص کسب معاش کے لئے قدم اٹھائے تو کیا اس کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی معیشت کے حصول میں جو طریقہ بھی چاہے اختیار کرے؟ نہیں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس انفرادی جدوجہد میں اس کو چند ایسے اصول کا پابند بنایا گیا ہے۔ جو نظام معیشت کو فاسد ہونے سے بچاتے اور صاحب معیشت کی زندگی کو معاشی رفاہیت کے ساتھ دینی اور اخلاقی رفعت عطا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی انفرادی معیشت میں ہمیشہ دو اصول پیش نظر رکھے۔ ایک یہ کہ جو حاصل کیا جائے وہ "حلال" ہو اور دوسرے یہ کہ جن طریقوں سے حاصل کیا جائے وہ "طیب" ہوں

مراد یہ ہے کہ کھانے پینے پہننے اور اشیاء کے استعمال کرنے میں نیز تمام وسائل آمدنی میں "نظام معیشت" کی روح یہ ہے کہ ایک مسلم کو ایسی تمام چیزوں سے بچنا چاہیئے جن کی ترکیب ان عناصر سے کی گئی ہو۔ جو جسمانی امراض کا باعث بنتے اور اس کو فاسد کرنے میں "سمیت" کا کام کرتے ہوں اور یا قوائے حیوانی کو برانگیختہ کر کے ان کو اعتدال طبعی سے

کا اِل گو امراض روحانی و اخلاقی کا باعث ہوتے ہوں اور ان اشیاء سے بھی احتراز ضروری ہے جو غرور، خودنمائی، بیجا تعیش اور جابرانہ نخوت کا سبب بن کر مساوات، اخوت اور مواساتِ باہمی کے رشتوں کو قطع کرتے اور خودغرضی ظلم اور بد اخلاقی کی دعوت دیتے ہوں۔ پس اگر ہمارا کسب و اکتساب ان نجس اوصاف سے پاک ہے تو وہ "حلال" ہے۔

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ جو شئے اپنی معیشت کے لئے حاصل کی گئی ہے وہ اپنی ذات میں بھی اور حصول کے طریقوں میں بھی نفس کو پاک رکھتی اور خبائث سے بچاتی ہو، نیز اس سے دوسرے افرادِ امت کے لئے معاشی ضیق نہ پیدا ہوتی ہو اور ظلم و سرکشی اور معاشی دستبرد کے وہ جراثیم نہ پھیلتے ہوں کہ جن سے مذموم سرمایہ داری فروغ پاتی ہے اور عالمِ انسانی دنیا کو فلاکت و مسکنت کے قعرِ ہلاکت میں ڈالتی ہو۔ پس اگر آمدنی اور وسائلِ آمدنی میں ان امور کا پورا لحاظ رکھا گیا تو اس کو اسلامی نقطۂ نظر سے "طیب" کہا جاتا ہے۔

بہرحال کسبِ معاش میں اسلامی نظامِ معیشت یہ ضروری قرار دیتا ہے کہ حاصل کردہ شئے "حلال" ہو "حرام" نہ ہو۔ اور "طیب" ہو "خبیث" نہ ہو۔

## مصارف کے بنیادی اصول

کسبِ معاش کے بعد دوسرا مسئلہ صرف و خرچ کا ہے۔ اور اس باب میں تین مسائل زیرِ بحث ہیں۔ ایک یہ کہ کیا خرچ کیا جائے؟ دوسرا یہ کہ کس قدر خرچ کیا جائے اور تیسرا یہ کہ کن پر خرچ کیا جائے۔ کیا خرچ کیا جائے؟ اس کا جواب تو ابھی کسبِ معاش کی بحث میں دیا جا چکا ہے۔ یعنی ایک شخص نے "حلال" اور "طیب" سے جو کچھ کمایا ہے وہی اس کا سرمایۂ معیشت ہے اور وہی اس قابل ہے کہ زندگی کی نشو و نما میں کام آئے اور کس قدر خرچ کیا جائے؟ اس دوسرے سوال کا جواب دو حصوں پر تقسیم ہے۔ ایک کا تعلق انفرادی زندگی سے ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ نصوصِ قرآنی اور حدیثی "معیشت" میں صرف و خرچ کے متعلق یہ چند باتیں بنیادی طور پر ضروری قرار دیتی ہیں۔

(۱) صرفِ مال میں نہ "اسراف" درست ہے نہ "تبذیر" اور نہ "تقتیر" اسلامی اصطلاح میں کمیت یعنی مقدارِ خرچ میں حد سے تجاوز کرنا اسراف ہے اور کیفیت یعنی مواقعِ صرف و خرچ میں حد سے تجاوز کا نام "تبذیر" ہے۔

(۲) میانہ روی (اقتصاد) ہی معیشت کی عادلانہ راہ ہے اور صالح اجتماعی نظامِ معیشت کے لئے ایک ذریعہ ہے۔

(۳) فرد چونکہ جسمِ جماعت کا ایک عضو ہے۔ اس لئے اس کی انفرادی آمدنی پر اجتماعی معیشت کے حقوق بھی عائد ہیں اور جس قدر وہ کماتا ہے اسی نسبت سے یہ حقوق اس پر زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور اسلامی اصطلاح میں اس کا نام "انفاق فی سبیل اللّٰہ" ہے۔

(۴) انفرادی معیشت میں اپنی اور اپنے اہل و عیال کی قوتِ لایموت اور ساترِ عورت لباس اور ضرورتِ رہائش کے مطابق مکان تمام حقوق سے مقدم اور فرضِ اولیں ہے اور اس کے بعد وہ تفاصیل ہیں جن کی اجمالی فہرست یہ ہے:

(الف) اگر وہ صاحبِ نصاب ہے تو سب سے پہلے صدقاتِ واجبہ زکوٰۃ وغیرہ کا ادا کرنا اس کے ذمہ فرض ہے۔ گویا اس صورت میں اجتماعی حق، انفرادی حق پر مقدم ہے۔

(ب) صدقاتِ واجبہ کو ادا کے باوجود "انفرادی مال" پر کچھ اور بھی اجتماعی حقوق عائد ہیں۔ اسی لئے حضرت عبداللّٰہ بن عمرؓ کا ارشاد ہے: "وفی المال حق سوی الزکوٰۃ" مثلاً اگر بیت المال کا خزانہ ہر شخص کی انفرادی معیشت کے لئے پورا نہ ہو سکے تو "خلیفہ" بہ جبر اہلِ دولت سے مال حاصل کر کے اس کمی کو پورا کر سکتا ہے۔ اگرچہ وہ اربابِ دولت صدقاتِ واجبہ کی ادا سے سبکدوش ہو چکے ہوں۔

(ج) عام انسانی حالات میں صدقاتِ نافلہ یعنی حقوقِ ثانوی ایسی حالت میں ادا کئے جائیں کہ اپنے اور اہل و عیال کے لئے مال کا ایک حصہ محفوظ رہے تاکہ وہ "مفلس و قلاش" ہو کر نہ رہ جائیں۔ اس کی تعبیر یوں کی جا سکتی ہے کہ اس کو مستقبل کے لئے اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ پس انداز رکھنا مناسب ہے۔

(د) خاص حالاتِ انسانی میں "ایثار علی النفس" اولیٰ اور افضل ہے۔ یعنی اگر انسانی نفوس، ضبطِ نفس اور صبر کے درجۂ کمال پر فائز ہیں تو "انفاق فی سبیل اللّٰہ" میں تمام مال کو صرف کر دینا محبوب ہے۔

اگر اس شرح کے دائرہ کو زیادہ تنگ کرنا ہو تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ انفرادی معیشت میں اقتصاد (میانہ روی) مطلوب اور "اکتناز" (اجتماعی حقوق کو نظرانداز کر کے دولت کو خزانہ کرنا) اور "احتکار" (ناجائز وسائلِ معیشت سے مال اکٹھا کرنا) حرام اور مردود ہے اور انفرادی دولت جماعتی دولت کے لئے ایک ذریعہ ہے نہ کہ اس کے لئے سنگِ راہ۔

## اجتماعی نظامِ معیشت

"صرفِ مال" کا دوسرا حصہ اجتماعی معیشت سے متعلق ہے۔ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ "اجتماعی نظامِ معاشی" اور "نظامِ حکومت" کے درمیان چولی دامن کا سا تعلق ہے کیونکہ کسی بھی اقتصادی نظام کے صالح اور فاسد ہونے کا حال اس سے وابستہ سوسائٹی کے نظام اور نظامِ حکومت سے بخوبی آشکارا ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر کسی جماعت یا سوسائٹی میں مذموم سرمایہ دارانہ روح کارفرما ہے تو اس کے نظامِ حکومت میں ایسا معاشی نظام عالمِ وجود میں آئے گا جس کے ذریعہ سرمایہ دارانہ اصولوں کی سربلندی حوصلہ افزائی اور قانونی ذرائع سے ان اصولوں کے لئے ہر قسم کی سہولت کا وجود پذیر ہو سکے۔ اور اگر جماعتی زندگی میں اشتراکِ عمومی (مارکسزم) کا نظریہ جاری و ساری ہے تو بلاشبہ اس نظامِ حکومت میں وہ معاشی نظام منصۂ شہود پر آئے گا جس میں آمدنی و ذرائعِ آمدنی میں انفرادی ملکیت کا سدباب کیا گیا ہو۔ اور اگر کسی سوسائٹی کے نظامِ اجتماعی میں صرف حیاتِ دنیا اور حصولِ لذات دماہی زندگی کا مقصدِ وحید قرار پا گیا ہو، تو اس کے نظامِ سلطنت میں "معاشی نظام" کا سنگِ بنیاد ایسے فلسفہ پر مبنی ہو گا جس میں "خدا" "مذہب" اور "معاد" کے لئے کوئی گنجائش نہ ہو اور بلاشبہ اس معاشی نظام میں طبقاتی جنگ ایک ضروری شئے قرار پائے گی اور اگر جماعت کے نظامِ اجتماعی کی نہاد، معاش و معاد دونوں سے وابستہ ہے بلکہ وہ صالح معاشی نظام کی ضرورت ہی اس نظریہ کے ماتحت سمجھتی ہے کہ اس کے بغیر انسان نہ خدا کا سچا فرمانبردار بن سکتا ہے اور نہ مخلوقِ خدا کا ہمدرد، اور نہ ایسی حالت میں وہ "وحدتِ عام" کا داعی ہو سکتا ہے۔ تو یقیناً اس کے نظامِ حکومت میں ایسا معاشی نظام بروئے کار آئے گا۔ جو فلسفیانہ موشگافیوں، خوبصورت معاشی نظریوں اور عملی نظام میں بڑے بڑے دفاتر اور محکموں اور بجٹ اور اعداد و شمار کی فراوانیوں کی بجائے اپنے اندر مخلوقِ خدا کی عام خوشحالی، باہمی اخوت و ہمدردی، طبقاتی کشمکش سے گوخلاصی اور اخلاقِ کریمانہ کی سربلندی رکھتا اور ان کا کفیل و ضامن بنتا ہو۔

پس اسلام نے جس اجتماعی نظام کی بنیاد ڈالی ہے۔ وہ ایسے اصولوں پر مبنی ہے۔ جس میں حکومت، سیاست، اور معیشت کو ایک طرف خداپرستی اور مذہب کے ساتھ جوڑا گیا اور دوسری جانب معاشیات میں اس روح کو داخل کیا گیا جس سے خوشحالی، عام اخوت و ہمدردی اور مساوات و مواساتِ باہمی کارفرما ہو جائے۔ اس نے کہا۔ تمام کائنات ذی روح حقِ معیشت میں مساوی ہے اور وہ تمام معاشی طریقے ناجائز و مردود ہیں جن کی بدولت مذموم سرمایہ داری نشو و نما پاتی ہے۔ یعنی ایسے طریقے جو دولت کو مخصوص طبقوں میں سمیٹ کر جمع کر دیتے اور عام مخلوقِ خدا کے افلاس اور فقر و فاقہ کے موجب بنتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ دیجئے کہ اس نے اکتناز و احتکار کو حرام قرار دے کر تمام ذرائع کا سدباب کر دیا جو حقِ معیشت میں رخنہ انداز ہو سکیں۔

نیز اس نے اعلان کیا کہ درجاتِ معیشت میں فطری تفاوت اور انفرادی ملکیت کا انکار بھی غلط اصول پر مبنی ہے۔ کیونکہ قانونِ قدرت (فطرتِ الٰہی) کی جانب سے اس کارگاہِ ہستی میں جو تنوع پایا جاتا اور قوائے علم و عمل میں جو تفاوت نظر آتا ہے اس کا میدانِ معیشت کی جدوجہد پر اثر انداز ہونا فطری اور قدرتی امر ہے۔ تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے ثمرات و نتائج میں تفاوت نہ ہو۔ پس یہی وہ تفاوت اور تنوع ہے جو شعبۂ معیشت میں تفاوتِ درجات کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تفاوتِ درجات کا انکار اس لئے بھی غیر فطری شعور ہے کہ یہ کائناتِ انسان کا قوائے عمل میں بڑی حد تک تعطل اور جمود و خمود پیدا کر دینے کا باعث بن جاتا ہے۔ رہا یہ خطرہ کہ ایسی صورت میں پھر تفاوتِ درجات کے مذموم اور غیر فطری نظام کے بروئے کار آ جانے کا اندیشہ بلکہ قوی امکان پیدا ہو جاتا ہے یہ اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اگر فطری درجاتِ تفاوت کے تسلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی نظامِ معاشی کی تمام حدود و قیود کارفرما ہیں تو ناممکن اور محال ہے کہ غیر فطری تفاوت اور غربت و امارت کا مذموم سماجی تنوع کسی حالت میں بھی وجود پذیر ہو سکے

(باقی آئندہ)

# وقت کا نازک ترین مسئلہ اور جمعیۃ علماء اسلام کا لائحہ عمل

تحریک پاکستان برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی مولی تحریک تھی۔ اس کا پہلا اور بنیادی مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے علیحدہ خطۂ زمین کا حصول تھا۔ اس مقصد کے حاصل ہوجانے یعنی پاکستان قائم ہوجانے کے بعد یہاں کا اولین اور بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک کا انتظام و انصرام اس ملک کے مسلمان عوام کے براہ راست ہاتھوں میں پہنچے اور وہ اپنی سیاست، اپنی معیشت اور اپنی ہیئت حاکمہ و انتظامیہ کے لئے اپنی پسند کے مطابق نظام قائم کرسکیں۔

افسوس ہے کہ گذشتہ بائیس سال یعنی قیام پاکستان کے بعد سے اب تک یہ ہی ایک بنیادی معاملہ ہے۔ جسے پورا کرنے سے گریز کیا جاتا رہا ہے۔ اور آج پھر ہر پھر کر بات اس مقام پر آپہنچی ہے۔

پاکستان کے وجود سے اس بائیس سال کے عرصہ میں سب سے بڑا فائدہ اس انتظامیہ نے اٹھایا۔ جو انگریزوں کے عہد حکومت سے عوام پر مسلط چلی آرہی ہے۔ چنانچہ خالص "بیوروکریسی" کی من مانی حاکمیت یہاں چلتی رہی جس میں ایک مرحلہ پر فوج بھی آن شامل ہوئی۔

اس کے بعد انتظامیہ ہی کی سرپرستی و تحفظ میں مفاد پرستوں کے ایک گروہ نے ملک کی زرعی زمینوں، صنعتوں کارخانوں اور تجارتی و کاروباری اداروں پر اپنا اجارہ دارانہ تسلط قائم کرکے زیادہ سے زیادہ مفاد سمیٹا۔

اور انتظامیہ کے ہی سہاروں پر یہاں مسلمان عوام کے دین و مذہب کے خلاف مختلف کھیل کھیلے جاتے رہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں کی جرأت یہاں تک بڑھی کہ اسلام میں تغیر و تحریف کے اقدامات پر اتر آئے۔

اور اس انتظامیہ کے بل پر غیر ملکی طاقتوں بالخصوص امریکی سامراج نے اس ملک کے در و بست میں اتنے پیر پھیلائے کہ ایک وقت سارا ملک امریکہ کے گھڑے کی مچھلی بن کر رہ گیا اور اسلامی نظام کا قیام رفتہ رفتہ ایک بعید تر شے بنتا چلا گیا۔

چنانچہ گذشتہ بائیس سال کے مختلف حالات کا تجزیہ کرنے کے بعد ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ:-

جب تک پاکستان کے مسلمان عوام کو ملک کی سیاست معیشت اور انتظامیہ میں براہ راست اور موثر ترین دخل حاصل نہیں ہوجاتا کسی بھی تبدیلی کا امکان پیدا نہیں ہوسکتا۔ پاکستانی عوام کی مؤثر مداخلت سے ہی یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ پاکستان کا سیاسی، معاشی اور انتظامی نظام، اسلام اور عوام کے مفاد کے مطابق تبدیل ہوسکے۔

وحدت ملکی کا تشکیلی ڈھانچہ خواہ ون یونٹ قائم رکھ کر اور مغربی و مشرقی پاکستان کو مساوی الحیثیت بناکر قائم رکھا جائے۔ خواہ ون یونٹ توڑ کر اور مشرقی و مغربی تمام صوبوں کو یکساں مکمل داخلی و علاقائی خود مختاری کا حامل بناکر قائم کیا جائے جب تک عوام کو ملکی معاملات میں مؤثر ترین براہ راست مداخلت کا حق حاصل نہیں ہوجاتا ملک میں استحکام اور بنیادی مقاصد کا حصول ممکن ہی نہیں ہے۔

صرف اسی ایک نکتہ پر ہی ملک کی آئندہ تمام تبدیلیوں تعمیری سیاست اور حقیقی اسلامی نظام کے قیام کا انحصار ہے یہی وہ محفوظ طریقہ ہے جس سے تمام اختلافات سمیٹے جاسکتے ہیں۔

اسلامی نظام کو مکمل طور پر اس ملک میں غالب لانے کا بھی طریق کار اب صرف یہ ہی رہ گیا ہے۔

اس لئے کہ اسلامی نظام نہ ان لوگوں نے اس ملک میں نافذ کرنے کی کوئی کوشش کی، جن کے ہاتھوں ہی پاکستان قائم ہونے کے بعد زمام اقتدار آئی۔

نہ صدر ایوب خاں نے اپنی ہمہ مقتدری کے عہد سے یہ سعادت حاصل کرنے کا زریں موقعہ حاصل کیا۔

مارشل لاء سے پہلے دور میں برا عنوں کو یہ موقعہ حاصل تھا کہ اسلامی نظام نافذ کردیں۔ لیکن انہوں نے اس سے نہ صرف غفلت کی بلکہ گریز و فرار کی راہیں اختیار کیں۔

مارشل لاء کے بعد ایوب خان کو یہ موقعہ میسر آیا لیکن وہ بھی اس کو نہ صرف نظر انداز کر گئے بلکہ بعض اسلام کے مخالف قوانین بہ جبر نافذ کر ڈالے۔

ان دو تجربوں کے بعد اسلامی نظام کے نفاذ کا معاملہ بھی براہ راست مسلمانان پاکستان کے ہاتھوں میں ہی آجانا چاہیئے۔ اور اس کی واحد یہ ہی ہے کہ عوام کو ملک کے ہر نظام میں مؤثر مداخلت کا موقعہ دیا جائے۔ اور ووٹ علاوہ اتنی با اثر، اتنی ہمہ گیر اور اتنی متعدد بنیادی جائے کہ اسلامی نظام کے قیام کے مقصد سے کوئی شخص بھی پہلو تہی نہ کرسکے اس لئے وقت کا سب سے اہم مسئلہ جو طے کیا جانا چاہیئے۔ وہ سیاست معیشت اور انتظام ملکی میں عوام کی مکمل بالادستی کا ہے:

اگر صدر ایوب خاں کے ساتھ مذاکرات میں عوامی نمائندے یہ مقصد حاصل کرکے اٹھتے ہیں تو وہ ملک کے مستقبل کے لئے بہتر مواقع حاصل کرکے اٹھیں گے۔ اگر وہ اس سے کمتر اور فروتر درجے میں چند مفاہمتوں پر راضی ہوکر آجاتے ہیں تو نہ صرف وہ خدا اور پاکستانی عوام کے مجرم ہوں گے، بلکہ ملک و ملت کے لئے ایک ایسے بحران کو جنم دینے والے بن جائیں گے جس کا ازالہ شاید ہی ہوسکے۔

لیکن جمعیۃ کے کارکنان کو عوامی میدان میں اپنی جدوجہد کو سست نہیں پڑنے دینا چاہیئے۔

انہیں عوام کے زیادہ سے زیادہ قریب کرتے رہنا چاہیئے۔ اور عوام میں اسلام کے مقصد کے لئے جو طاقتیں موجود ہیں انہیں اپنے سے قریب تر کرتے رہنا چاہیئے۔ اور عوامی مسائل پر کڑی نظر رکھنا چاہیئے۔

عوامی مسائل کے علم بردار بن کر ہی آپ اسلام کو بھی غالب لاسکتے ہیں اور عوام کو بھی اسلام سے وابستہ رکھ سکتے ہیں اسلام اور سوشلزم کی بحث چھیڑ کر یہاں امریکی سامراج کے دوست اور بے دین طاقتیں ایک ایسا ذہنی خلفشار برپا کرنا چاہتی ہیں جس سے نہ تو حقیقی اسلام بروئے کار آسکے اور نہ عوام کو مکمل حق بالادستی مل سکے۔

اس موقعہ پر ایک نہایت متوازن طرز عمل اختیار کرکے اور عوامی مسائل پر مثبت رویہ اختیار کرکے ہی مستقبل قریب کی سیاسی جنگ میں اسلام کو غالب لایا جاسکتا ہے۔

اور یہ کام اس وقت صرف جمعیۃ علماء اسلام ہی انجام دے سکتی ہے۔ جس کے لئے اس کے کارکنوں اور ارکان کو پوری تن دہی، تدبر، حوصلہ اور وسیع النظری کے ساتھ ابھی سے زور شور کے ساتھ کام جاری کردینا چاہیئے

(کمال)

## سانحۂ ارتحال

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سبی کے ناظم اور مدرسہ مفتاح العلوم کے ناظم اعلیٰ مولانا حاجی نور محمد ۲۳ جنوری نماز فجر کے بعد درس قرآن دیتے ہوئے حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال کرگئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مدرسہ کی انتظامیہ نے ایک تعزیتی اجلاس میں مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کی ہے۔

ادارہ اس غم میں حاجی صاحب کے لواحقین کے ساتھ برابر شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

# خطبۂ صدارت

## آئین شریعت کانفرنس ڈیرہ اسماعیل خاں

### منعقدہ ۷، ۸، ۹ مارچ ۱۹۶۹ء

یہ خطبہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب نائب امیر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام نے آئین شریعت کانفرنس ڈیرہ اسماعیل خاں میں پڑھا

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

ترجمہ:- یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے

بزرگانِ محترم و برادران عزیز!

سب سے پہلے جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں کے رہنماؤں اور کارپردازوں کو بالخصوص اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے غیور وجسور مسلمانوں کو بالعموم صدق دل سے اس امر پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس نازک دور میں جبکہ ملکی حالات ایک نہایت اہم موڑ پر ہیں اور ملک کے مستقبل کو سنوارنے کے لئے آئینی اصول طے کئے جا رہے ہیں۔ اور اس کے دستوری خاکوں میں رنگ بھرنے کے لئے رہنمایانِ قوم پر تول رہے ہیں "آئین شریعت کانفرنس" کے انعقاد کا روح پرور اور ایمان افروز فریضہ ادا کیا ہے۔ اور اس طرح ملک بھر سے علماء امت اور زعمائے ملت کو اکٹھا کر کے شریعت کی آواز کو اجتماعی طور پر بلند کرنے اور دین پسندوں کی قوت کا مظاہرہ کرنے میں اہالیانِ ڈیرہ سارے ملک سے بازی لے گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اہالیانِ ڈیرہ کے اس مخلصانہ جذبے اور مبارک اقدام کو قبولیت سے نوازے اور کانفرنس کا اہتمام کرنیوالوں اور اس میں حصہ لینے والوں کو اجر جزیل عطا فرمائے آمین!

عزیزان محترم!

سب حضرات جانتے ہیں کہ پاکستان دنیا کے نقشہ پر اسلام کے نام پہ عالم وجود میں آیا تھا اور اس کے قیام کے وقت قوم کو فقط ایک ہی نعرہ دیا گیا تھا۔ "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ"۔ جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ پاکستان میں حاکمیت فقط اللہ تعالےٰ کی تسلیم کی جائے گی اور اس مملکت خداداد میں شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مکمل نفاذ ہوگا۔ چنانچہ یہ ایک زندہ و تابندہ حقیقت ہے کہ دنیا کا یہی وہ واحد ملک ہے جس کی تشکیل کے لئے ایک پوری قوم نے جغرافیائی سرحدوں پر نظریاتی سرحدوں کو ترجیح دی ہے اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو ملک کے قیام کے لئے بنیاد بنایا ہے۔ پس اگر یہاں مسلمانوں کو اسلامی اصول کے مطابق زندگی بسر کرنے کا موقع نہ ملے اور اس ملک میں کتاب و سنت کے مطابق قوانین نافذ نہ کئے جائیں تو ایسا کرنا نہ صرف اسلام سے بغاوت کے مترادف ہوگا بلکہ نظریۂ پاکستان سے غداری ہوگی۔ سب سے بے نیازی بے اعتنائی برتی گئی اور اس تمام عرصہ میں حکمران طبقہ دینِ اسلام سے اس طرح کا معاملہ کر رہا ہے جیسے کوئی دشمنِ اسلام طاقت "اسلام" سے دیرینہ انتقام لینے کے درپے ہو۔ بہرحال اللہ تعالےٰ کا نظام ہے۔ جن لوگوں نے دین خداوندی سے دشمنی کی۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں ذلیل و رسوا کیا اور بالآخر وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے۔

اس حکومت نے بھی اسلام پر کچھ کرم فرمائی نہیں کی۔ بلکہ اس کے دور میں دین اسلام کے تمام شعبوں کی تباہی و بربادی ہوئی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ "آئین شریعت" ان کی چیرہ دستیوں کے باعث اللہ کے حضور فریاد کناں اور نالہ سنج ہے۔ ملک میں فیملی لاز آرڈی نَنس (عائلی قوانین) نافذ کر دیا گیا۔ خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر نسل کشی کی مہم چلائی گئی اور اس بیہودہ منصوبہ پر ملک و قوم کے کروڑوں روپے ضائع کر کے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی شانِ رزاقیت کو چیلنج کیا گیا اور فحاشی و بدمعاشی کو فروغ دینے میں سرگرم حصہ لیا گیا۔ ادارہ تحقیقات اسلامیہ کے نام سے اسلام میں تحریفات کا دروازہ کھولا گیا، اور اسلامی عقائد و نظریات کو سبوتاژ کرنے کی بھرپور سازش کی گئی۔ مرزائیت کو بال و پر مہیا کئے گئے۔ پریس پر پابندیاں عائد کی گئیں اور اس طرح ملک میں لامذہبیت اور الحاد کی کے لئے راہ ہموار کر دی گئی۔ یہ تمام پابندیاں عاید کرنے کے بعد ارباب اقتدار نے خیال یہ کیا کہ عوام کی طاقت کو کچل دیا گیا ہے اور اس ملک میں کوئی ایسا فرد نہیں جو حکومت کے جاہ و جلال کے سامنے دم مارنے کی جرأت کر سکے لیکن یہ سب تصورات باطل ثابت ہوئے اور ان کی حقیقت ایک سہانے خواب سے آگے نہ بڑھ سکی۔ لاوا اندر ہی اندر پکتا رہا، اضطراب میں اضافہ ہوتا گیا اور بالآخر جب جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے اس تیرہ و تاریک فضا اور ایک اضطراب انگیز سیاسی گھٹن سے نجات پانے کے لئے مئی ۱۹۶۸ء کو لاہور میں سہ روزہ ایک عظیم الشان کانفرنس کے موقع پر پانچ ہزار کے لگ بھگ علماء کا فقید المثال جلوس نکالا۔ یہ لاوا ملک کے دونوں صوبوں کے نامور و شعلہ بیاں علماء کرام کی تقاریر اور آغا شورش کاشمیری کے معرکتہ الآرا و خطاب کی صورت میں پھوٹ کر بہہ نکلا۔ اور اس نے ملک کی فضا کو شعلہ جوالہ بنا کر رکھ دیا۔

علماء کرام جو پہلے ہی خاموش نہ تھے۔ ملک کے کونے کونے میں تیز ہوا کی طرح پھیل گئے۔ ان کے بعد وکلا میدان عمل میں آ گئے اور اس کے ساتھ طلباء عزیز آندھی کی طرح محاذ پر چھا گئے۔ چنانچہ اس جمود کے ٹوٹنے پر عوام کے ہر طبقہ نے اسلامی قوانین کے نفاذ اور بحالی جمہوریت کے لئے تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اب عالم یہ ہے کہ ملک کا بچہ بچہ اور ہر فرد موجودہ اقتدار کے خلاف اپنے اپنے محاذ پہ صف آرا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ طاقت سرنگوں ہو چکی ہے۔ اور صداقت مسکرا کر کہہ رہی ہے کہ نشۂ اقتدار میں مست دینِ خداوندی سے غفلت و اعراض اور نافرمانی کی تمام سنتیں تازہ کرنے والے حکمرانو! اب بھی وقت ہے ہوش میں آؤ اور خدا کی غیرت کا مزید آزمانے کی کوشش نہ کرو۔

دیکھو! توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اپنے گناہوں پر ندامت محسوس کرو۔ طاقت کو بھول کر صداقت کی آغوش میں آ جاؤ۔ اسلام کی بارگاہ میں کی گئی گستاخیوں پر قادرِ مطلق سے معافی مانگو۔ مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی بجائے خالق کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو۔ اور آئین شریعت کے نفاذ کا منصوبہ تیار کر کے اپنی سابقہ بے عملیوں کا کفارہ ادا کرو۔

عزیزانِ گرامی قدر!

میں حکومت ہی سے نہیں اپوزیشن رہنماؤں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ سابقہ حکمرانوں کے حشر سے عبرت پکڑیں اور اسلام کے دامنِ رحمت و عافیت میں پناہ لیں۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر ہرگز نہیں ہے۔ اس کی لاٹھی بے آواز ہے۔ مگر جب وہ گرفت کرتا ہے تو اس کی شانِ قہاری و جباری کے سامنے بڑے بڑے فراعنہ و نمارده کا زہرہ آب ہو جاتا ہے۔ ان کا غرور خاک میں مل جاتا ہے۔ اور اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ کی صداؤں کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا ہے۔ اس لئے سب پر لازم ہے کہ وہ اپنا سرِ نیاز خدائے بزرگ و برتر و بالا اور قادر مطلق و بے نیاز کے آگے جھکا دیں۔ اسی کے قانون کو اپنائیں اور پیغمبر آخر الزماں کی لائی ہوئی شریعت کو اللہ کی زمین پر نافذ کر کے خدائے رحیم و کریم کے سامنے سرخرو ہوں اور نظریہ پاکستان سے وفاداری کا ثبوت دیں۔ اس طرح ہم دنیا کو بھی جنت ارضی بنانے کا ذریعہ بنیں گے اور آخرت میں بھی جنات نعیم کے مستحق ٹھہریں گے۔

محترم حضرات! جمعیۃ علماء اسلام شروع ہی سے اس امر کی داعی ہے کہ اس ملک میں اللہ کا قانون اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا مکمل نفاذ ہو ہمارے اکابر اسی نظریہ کی نشر و اشاعت کرتے ہوئے دنیا سے سدھار رہے ہیں اور ہم بھی بحمد اللہ تعالیٰ نظام شریعت کے قیام کے لئے ساعی ہیں اور ساعی رہیں گے اور جب تک آئین شریعت کا نفاذ نہیں ہو جاتا۔ ایک پل چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا

شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے پہلے صدر تھے۔ انہی کی دوڑ دھوپ اور مساعی جمیلہ سے لیاقت علی خاں مرحوم نے دستور ساز اسمبلی سے قرارداد مقاصد پاس کرائی تھی۔ چنانچہ یہی جماعت قرارداد مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوشاں رہی اور اب یہی جماعت آئین شریعت کا پھریرا لے کر میدان میں نکلی ہے اور انشاء اللہ یہ جماعت ہر محاذ پر اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھے گی۔ اور اسلام پر تن من دھن قربان کرنے سے کبھی گریز نہیں کرے گی۔

## اسلام کے معنی

لغت کی ورق گردانی کیجئے تو سونپنا، تفویض کرنا، اپنے کو کسی کے سپرد کرنا اور کسی کے حوالے کر کے اس کے آگے گردن ڈال دینا، اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور احکام کی بجا آوری کے لئے سر جھکا دینا یہ سب معانی لفظ اسلام کے نظر آئیں گے۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کے مذہب کو بھی اسلام اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کامل طور پر اللہ کے فرمانبردار اور اطاعت شعار ہوتے ہیں اور ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ غرض مسلمان وہ ہے اور اسلام کا تابعدار وہی کہلا سکتا ہے جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے اپنا سر جھکا دے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ لفظ اسلام کا مادہ سلم سے ہے سلم کے معنی صلح، سلامتی اور انکسار کے ہیں۔ چونکہ تعلیم الاسلام کا اصلی اور براہ راست تعلق امن اور صلح سے ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اسلام کے نام سے سرفراز فرمایا ہے۔ اگر دین اسلام کی ذاتی حیثیت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس مذہب کی ابتدا اور انتہا صرف تین جملوں میں سما جاتی ہے۔

(۱) زندگی بسر کرنے کا بہتر سے بہتر قانون اسلام کی علمی حیثیت ہے۔

(۲) اس قانون کی تکمیل اور تبلیغ۔ یہ اسلام عملی منزل ہے

(۳) بہترین دنیا اور آخرت کا حاصل ہو جانا۔ یہ تعمیل و تبلیغ اسلام کا نتیجہ ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ چند باطل پرست لوگ کرۂ ارض کی آسائش و آرائش پر قابض تھے۔ آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے اسلام کو پیش کیا۔ باطل پرستوں نے اسلام کے خدوخال پر نظر ڈالتے ہی اس امر کا اندازہ کر لیا تھا کہ:

(۱) اگر تبلیغ اسلام جاری رہی تو ہمارے تمام پیرو مسلمان ہو جائیں گے۔

(۲) اور اگر انہوں نے احکام اسلامی یعنی آئین شریعت کی پیروی کی تو پھر وہ دنیا کے مالک بھی ہو جائیں گے۔

اس خیال کے ساتھ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ خواہ کچھ ہی ہو۔ ہم نہ تو مسلمانوں کو احکام اسلام پر عمل پیرا ہونے کی اجازت دیں گے۔ اور نہ تبلیغ و اشاعت کی اجازت دیں گے۔ انہوں نے مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم توڑے۔ انہیں گھروں سے نکالا۔ جائدادوں سے محروم کر دیا۔ اور ان تمام تر مزاحمتوں کے باوجود جب اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور تعمیل اطاعت کا سلسلہ نہ رکا تو یہ باطل پرست لوگ تلواریں ہاتھ میں لے کر مسلمانوں کے سامنے آ کھڑے ہوئے لیکن پھر بھی منہ کی کھائی اور اللہ کا دین نافذ ہو کر رہا۔ (باقی آئندہ)

# ہائیکورٹ نے ڈی ایس پی چیمہ کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے

## رجسٹرار ہائیکورٹ کے روبرو ۲۰ ہزار روپے کا ضمانت نامہ داخل کرنے کا حکم

مغربی پاکستان ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس شیخ شوکت علی نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر محمد شریف چیمہ کے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کا حکم دیا ہے اور انہیں ہدایت کی ہے کہ وہ ہائیکورٹ کے ڈپٹی رجسٹرار کے اطمینان کے مطابق بیس ہزار روپے کا ضمانت نامہ داخل کریں۔

فاضل جج نے یہ حکم جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے امیر مولانا عبید اللہ انور کے دائر کردہ استغاثہ کے سلسلہ میں دیا۔ فاضل جج نے اپنے حکم میں لکھا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور مسٹر الیف کے بندیال اور سٹی مجسٹریٹ لاہور سید ناصر علی شاہ کے خلاف بادی النظر میں جرم نہیں پایا جاتا اس لئے ان کے خلاف استغاثہ مسترد کیا جاتا ہے۔

استغاثہ کی ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۰۲ کے تحت ابتدائی سماعت سیشن جج لاہور مسٹر سلیم مظہر نے کی اور اپنی رپورٹ ہائیکورٹ کو ارسال کی۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ مسٹر محمد شریف چیمہ کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعات ۳۰۷ - ۳۲۵ - ۳۲۳ - ۵۰۴ - ۲۹۶ اور ۲۹۸ کے تحت بلاشبہ جرم کا ارتکاب موجود ہے۔ کیونکہ مستغیث اور استغاثہ کے گواہ دینی رہنما ہیں۔ اس لئے ان کی شہادت جھٹلانے کے لئے ان کے پاس کوئی معقول وجہ نہیں

مسٹر جسٹس شیخ شوکت علی نے مولانا عبید اللہ انور کو ہدایت کی ہے کہ وہ استغاثہ کے گواہوں کی فہرست تاریخ وار پیش کریں۔ اس کے بعد فاضل جج نے استغاثہ کی سماعت ۲۔ اپریل پر ملتوی کر دی۔

سیشن جج لاہور مسٹر سلیم مظہر نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۰۲ کے تحت تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ ہائیکورٹ کو ارسال کی جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ مولانا عبید اللہ انور جو ایک مذہبی رہنما ہیں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور اور سٹی مجسٹریٹ لاہور کے علاوہ ڈی ایس پی مسٹر محمد شریف چیمہ کے خلاف ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں تعزیرات پاکستان کی دفعات ۳۰۷، ۳۲۵، ۳۲۳، ۵۰۴، ۲۹۶ اور ۲۹۸ کے تحت استغاثہ دائر کیا۔ اور ساتھ ہی ہائیکورٹ میں استغاثہ کی سماعت منتقل کرنے کی درخواست دائر کی۔ مسٹر جسٹس شیخ شوکت علی نے استغاثہ کی سماعت منتقل کرنے کی ہدایت کی۔

مسٹر سلیم مظہر نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ استغاثہ میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے گذشتہ سال ۲۰ دسمبر کو جمعہ کی نماز کے بعد پرامن احتجاجی جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا۔ اور مولانا عبید اللہ انور نے اس روز جمعہ کی نماز میں امامت کے فرائض انجام دیئے نماز کے بعد ابھی کچھ لوگ نفل پڑھنے میں مصروف تھے کہ مرزا غلام نبی جانباز نے ایک کتبہ جس پر پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ لکھا تھا اٹھایا اور دوسرے تیرہ چودہ علماء کرام کو جو اس مظاہرہ میں شرکت کر رہے تھے۔ بلایا اور انہیں کہا کہ وہ دو دو کی قطار میں فاصلہ قائم رکھ کر پرامن رہ کر جلوس نکالیں۔ فاضل سیشن جج نے اپنی رپورٹ میں مزید لکھا کہ استغاثہ میں یہ بھی الزام عائد کیا گیا ہے کہ وہ ابھی مظاہرہ کرنے کے لئے سڑک پر آنے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ پولیس کی ایک کثیر تعداد اچانک نمازیوں پر جھپٹ پڑی۔ مولانا عبید اللہ انور نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ اس وقت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور اور سٹی مجسٹریٹ لاہور بھی موقع پر موجود تھے اور پولیس نے یہ کارروائی ان کے حکم کے تحت کی تھی۔ پولیس نے ڈی ایس پی مسٹر محمد شریف چیمہ کی سرکردگی میں بے گناہ نمازیوں پر شدید لاٹھی چارج کیا اور اس کے علاوہ ڈی ایس پی نے مولانا عبید اللہ انور کو بید سے مارا اور ان کے پیٹ میں پاؤں سے ٹھوکریں ماریں۔ جس سے مولانا عبید اللہ انور بیہوش ہو گئے۔ وہ اس تشدد کے باعث اس قدر مضروب ہوئے کہ ان کا ہسپتال میں داخل ہونا ضروری ہو گیا

فاضل سیشن جج نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مولانا عبید اللہ انور اور استغاثہ کے گواہ دینی اور پرہیزگار لوگ ہیں اور ان کے پاس ان لوگوں کی شہادت کو درست نہ سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں۔ انہوں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سٹی مجسٹریٹ کے بارے میں کوئی الزام عائد نہیں کیا۔ لیکن ڈی ایس پی مسٹر محمد شریف چیمہ اور دوسرے پولیس عالمان جن کی شناخت سماعت کے دوران ہو جائے گی وہ بلاشبہ جرم کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں۔

مولانا عبید اللہ انور کی طرف سے ایم انور بار ایٹ لاء قاضی ایم سلیم، مسٹر رضی عباس بخاری اور مسٹر فاروق بیدار ایڈووکیٹ اور عدالت کی معاونت کے لئے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل میاں اسلم ریاض حسین ایڈووکیٹ نے وکالت کے فرائض انجام دیئے۔

# اسلام میں نہ سوشلزم کی گنجائش ہے اور نہ ہی سرمایہ داری کی

## بنجر اور بے آباد زمینوں کے مالک زمیندار نہیں کاشتکار ہیں

### اسلام محض عبادات کا مجموعہ نہیں مکمل اور جامع نظام حیات ہے

## علماء متحد ہو کر قوم کو اقتصادی نظام دیں

### مارکس اور لینن صحابہؓ کی قائم کردہ مساوات کی نظیر پیش نہیں کر سکتے

لاہور میں نماز جمعہ کے اجتماع سے مولانا مفتی محمود کا خطاب

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود نے جامعہ رحمانیہ لاہور میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہا کہ اگر اسلامی تعلیمات پر صحیح معنوں میں عمل کیا جائے تو پاکستان کے مسلمان عوام کے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور انہیں سوشلزم اور کمیونزم کے ملحدانہ نظام میں پناہ ڈھونڈنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ مفتی صاحب نے کہا کہ اسلام سرمایہ داری کا محافظ نہیں ہے۔ خلافت راشدہ کا مثالی دور اس حقیقت کا گواہ ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر اسلامی نظام حکومت رائج ہو تو ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ صنعتوں اور کارخانوں میں مزدوروں کے جائز حقوق متعین کئے جا سکتے ہیں۔

مفتی صاحب نے کہا کہ اسلام میں جاگیرداری نظام کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام میں بنجر اور بے آباد زمین کا صرف وہی شخص مالک ہو سکتا ہے جو اسے قابل کاشت بناتا ہے۔ مفتی صاحب نے علماء پر زور دیا کہ وہ وقت کی نزاکت کا احساس کریں کیونکہ آج ملک اور قوم ۲۱ سال بعد پھر اس دوراہے پر کھڑے ہیں کہ انہیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ پاکستان میں اسلام کی حکمرانی ہوگی یا سوشلزم اور کمیونزم کی۔ مفتی صاحب نے خبردار کیا کہ محض نعروں اور اسلام کے ساتھ وابستگی کا واسطہ دینے سے عوام کو اسلام کے قریب نہیں رکھا جا سکتا۔ بلکہ معاشرے میں اسلام کی صحیح تعلیمات کا شعور عام کرنے اور لوگوں کو یہ احساس دلا کر کہ اسلام ان کے حقوق و مفادات کا ضامن ہے اسلامی نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔

مفتی صاحب نے کہا کہ اسلام سوشلزم کا اس قدر مخالف نہیں ہے جس قدر سرمایہ دارانہ نظام کا۔ مفتی صاحب نے کہا کہ غیر ملکی امداد اور قرضوں سے جو کارخانے لگائے گئے ہیں اور جن کا سارا بوجھ پوری قوم پر پڑتا ہے۔ قوم انہیں اپنی ملکیت میں لینے کی بجا طور پر حق دار ہے۔ مفتی صاحب نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ اسلام اور سوشلزم کے حامیوں کو آپس میں لڑایا جا رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ اس سے سوشلزم کے حامیوں کو یہ تاثر دینے کا موقع ملے گا کہ اسلام غریبوں کا محافظ نہیں سرمایہ داروں کا محافظ ہے حالانکہ یہ تاثر سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر اس ملک میں کوئی لڑائی ہوتی ہے تو وہ اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام میں ہوگی ہے۔ کیونکہ پاکستان میں گذشتہ ۲۱ سال کے دوران اسلام کو سب سے زیادہ نقصان سرمایہ داری سے ہوا ہے۔

> دیہات میں مزارعین بڑے زمینداروں کے زیر سایہ جس طرح وقت گذار رہے ہیں۔ اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مزارعین اور کاشتکار بڑے زمینداروں کے کتوں کو جو دودھ اور مکھن کھلاتے ہیں خود اس سے محروم ہیں۔ اس معاشرے میں زمیندار کے کتوں کو تو دودھ مل جاتا ہے لیکن کاشتکار لسی کے لئے ترستا ہے حالانکہ اس کی شب و روز کی محنت و مشقت کے بل بوتے پر زمینداروں کو عیاشی کے مواقع ملتے ہیں۔

مفتی صاحب نے کہا کہ اسلام ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام صرف چند عبادات کا مجموعہ ہے۔ اسلامی سوشلزم اور اسلامی جمہوریت کے نعرے لگانے والے اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اسلام صرف چند عبادات کا نام ہے۔ اور معاشی، سیاسی اور سماجی ضروریات کے لئے جمہوریت یا سوشلزم کا سہارا لینا اور ان میں اسلام کا پیوند لگانا ضروری ہے۔ آپ نے کہا اسلام میں بنی نوع انسان کے تمام مسائل کا حل موجود ہے اور اس مقصد کے لئے سوشلزم یا مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کی طرف جھکنے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ نے کہا۔ مغربی جمہوریت میں فیصلہ کن حیثیت عوام کو حاصل ہوتی ہے اور اسمبلی جو فیصلہ کرے وہ غیر متبدل ہوتا ہے۔ لیکن اسلام میں حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ عوامی رائے کا احترام ضرور کیا جاتا ہے اور انہیں مشاورت میں شریک کیا جاتا ہے۔ لیکن خالق کائنات نے جو نظام طے کر دیا ہے اسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

> زمیندار مزارعین کے خون پسینہ کی کمائی پر جس طرح عیش کرتے ہیں اس سے انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔

مفتی صاحب نے کہا کہ اسلام زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے اور اس میں ہر شخص کے حقوق کی پوری ضمانت موجود ہے خلافت راشدہ میں علماء کرام اور خلفاء نے مساوات کا جو نمونہ پیش کیا ہے۔ مارکس، لینن اور سٹالن اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ مفتی صاحب نے کہا۔ آج ملک جس مایوسی میں مبتلا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں گذشتہ ۲۱ سال کے دوران اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کیا گیا۔ برسر اقتدار لوگ اسلام کا نام ضرور لیتے رہے لیکن انہوں نے جو کام کئے ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ برسر اقتدار لوگوں کی اپنی زندگیاں اسلام سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی تھیں۔

آپ نے کہا کہ پاکستان میں ۲۱ برسوں سے جس غیر اسلامی اقتصادی نظام پر عمل کیا جا رہا ہے۔ اس نے لوگوں میں یہ تاثر پیدا کر دیا ہے کہ شاید اسلام میں سرمایہ داری کی گنجائش موجود ہے۔ حالانکہ ان اقتصادی نظاموں کا جو ملک میں رائج رہے اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

آپ نے کہا آج قوم مایوسی کا شکار ہے اور بعض لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ شاید اسلام میں بھوک اور افلاس کا کوئی علاج نہیں ہے اور اس بنا پر یہ لوگ سوشلزم یا کمیونزم کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ آپ نے کہا قوم میں یہ مایوسی ہماری بے عملی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔

مفتی صاحب نے کہا کہ اسلام سرمایہ داری کا مخالف ہے خود پاکستان میں اسلام کو سب سے زیادہ نقصان سرمایہ داروں نے پہنچایا ہے۔ کیونکہ چند خاندانوں میں دولت جمع ہو جانے سے غریب عوام میں مایوسی اور بددلی پیدا ہوئی۔ اور اس طرح اسلام کے مخالف نظریات کو راہ پانے کا موقع ملا۔

مفتی صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے اسلاف نے مساوات کی جو شاندار مثال قائم کی ہے کمیونزم اور سوشلزم میں اس کی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ آپ نے کہا۔ مسلمان قوم کے قائدین تو وہ تھے جو فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے اور جن کے گھروں میں دو دو ماہ آگ نہیں جلتی تھی اور وہ کھجور اور پانی پر قناعت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہیں عوام کی مشکلات کا نہ صرف علم بلکہ پورا احساس تھا۔ آپ نے کہا۔ اسلامی حکومت کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ ہر شخص کی ضروریات کی کفالت کرے اور اس کی فرمانروائی میں کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔

(باقی آئندہ)

۴ ار مارچ

# مجلس عمل کے مطالبات منظور ہونے کے بعد جمعیۃ علماء اسلام

## الیکشن میں ہر اس جماعت سے تعاون کریگی جو اس ملک میں اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے جدوجہد کرے گی

جمعیۃ علماء اسلام گارڈن ویسٹ کراچی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے کہا کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس میں زندگی کے تمام شعبوں کے لئے ہدایت موجود ہے۔

آپ نے جنگ آزادی میں علماء کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ علماء ہی نے ۱۸۵۷ء میں انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا۔ جس کی پاداش میں ایک دن کے اندر پانچ صد جید علماء کو تختہ دار پہ لٹکا دیا۔ ہزاروں کو قید و بند کی سزائیں دی گئیں۔ حضرت شیخ الہند اور آپ کے ساتھیوں کو کالے پانی کی سزا بھگتنا پڑی۔ آخر علماء کی یہ قربانیاں رنگ لائیں اور انگریز کو یہ ملک چھوڑ کر جانا پڑا۔

آپ نے کہا کہ انگریز کے جانے کے بعد پاکستان بنا جس کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ پر رکھی گئی تھی۔ لیکن آج تک وہ بنیادی بات نافذ نہ کی گئی۔

مولانا ہزاروی نے کہا کہ اس ملک کا سیاسی تجزیہ میں بھی علماء کا ہاتھ ہے۔ آپ نے کہا کہ جمعیۃ نے ایسے وقت میں جبکہ ملک کا ہر طبقہ ہراساں تھا۔ لاہور میں تین روزہ کانفرنس کر کے اور پانچ میل خالص علماء کا جلوس نکال کر اس خوف کو لوگوں کے دلوں سے نکالا۔

آپ نے جمہوری مجلس عمل کے مطالبات کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ مطالبات منظور ہونے کے بعد جمعیۃ علماء اسلام الیکشن میں ہر اس جماعت سے تعاون کرے گی۔ جو اس ملک میں اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے جدوجہد کرے گی۔

آپ نے کہا۔ ہمیں ایسی جمہوریت کی ضرورت نہیں جو محض اکثریت کے فیصلوں کو قانون بنائے۔

مولانا نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ میری جماعت ہر اس قانون کی مخالفت کرے گی، جو قرآن و حدیث کے منافی ہوگا۔ آپ نے ملحدانہ نظام پر جو پرویز، فضل الرحمٰن اور جعفر شاہ پھلواری کی طرف سے رائج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس ملک میں سوائے اسلام کے اور کسی نظام کو نہیں چلنے دیں گے۔ چاہے اس کے لئے ہم کو کتنی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

آپ نے ذخیرہ اندوزی اور سرمایہ داری کی مذمت کرتے ہوئے عوام کو اسی کے خلاف جہاد کرنے کا مشورہ دیا۔ مولانا نے ملک میں اسلامی آئین کے نفاذ، عائلی قوانین خاندانی منصوبہ بندی کے خاتمہ، طلباء، مزدوروں، کسانوں کے مطالبات، پریس کی آزادی اور یونیورسٹی آرڈیننس کی تنسیخ کا مطالبہ کیا۔ آپ نے آخر میں پھر اس بات پر زور دیا کہ اس ملک کا استحکام صرف اسلامی آئین کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے

آپ نے عوام سے اپیل کی کہ وہ متحد ہو کر اسلامی آئین کے نفاذ کے لئے جمعیۃ علماء اسلام کا ساتھ دیں۔



## آداب القرآن

مصنف حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب مدظلہٗ

ناشر:۔ مکتبہ اشاعت اسلام اردو بازار لاہور صفحات ۲۲۰۔ سائز کتابی۔ طباعت کتابت، جلد معیاری، ٹائٹیل خوبصورت۔ قیمت ۴ روپے۔

حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب مدظلہٗ ملک کے جانے پہچانے اور ہر دلعزیز خطیب ہیں اور نہ صرف رہوار خطابت کے شہسوار ہیں بلکہ میدان عمل کے بے لوث مجاہد اور انتھک ورکر اور اقلیم زبان و قلم کے بے تاج بادشاہ بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر جمعیۃ علماء اسلام نے آپ کو صوبائی ناظم جیسے اہم منصب پر فائز کر کے "حق بحقدار رسید" کے مقولہ کو نہایت خوبصورت اور موزوں انداز میں عملی جامہ پہنایا ہے۔

ترجمان اسلام کے اولین دور کے قارئین حضرت مولانا موصوف کی خطیبانہ للکار کے ساتھ ساتھ ان کی تحریری یلغار کے بھی یکساں قائل و معترف ہیں۔ معلوم نہیں اب کافی مدت سے موصوف نے قارئین ترجمان اسلام کو اپنی نگارشات سے کیوں محروم کر رکھا ہے؟

کافی عرصہ کے بعد آپ کے قلم حقیقت رقم سے ایک علمی و ادبی شہ پارہ "آداب القرآن" کے نام سے منظر عام پر آیا ہے جس میں قرآن کریم کی تلاوت کتابت، طباعت اور حفاظت کے آداب کے موضوع پر ائمہ کرام اور سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحقیقات کا نچوڑ پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب پر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اور بابائے جمعیۃ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور دوسرے اکابر کی تصدیقات ثبت ہیں ان اکابرین کے ارشادات اور تاثرات کے بعد کتاب پر تبصرہ کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

ہماری رائے میں ہر مسلمان اور خصوصاً ہر حافظ قرآن عالم دین اور قرآن کریم کی کتابت و طباعت کے فرائض سرانجام دینے والوں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ از حد ضروری ہے

## زمینداری، جاگیرداری اور اسلام

مصنف علامہ رحمت اللہ طارق

ناشر۔ مکتبہ البیان چوک انارکلی لاہور

قیمت ۵/- روپے

سرمایہ داری اور جاگیرداری کے مروجہ ملعون نظام نے اقتصادی اور معاشی میدان میں جو تباہی اور انارکی پھیلائی ہے۔ اس کا احساس اب رفتہ رفتہ قوم کو اس دور لے کی طرف لے جا رہا ہے۔ جہاں اس ملعون نظام کو خیرباد کہہ کر کوئی نئی راہ اختیار کرنے پر قوم مجبور ہو جائے گی۔ اس مزعومہ بلکہ متیقنہ صورت حال کے پیش نظر آئندہ کے لئے اقتصادی و معاشی نظام کے تعین کے سلسلہ میں مختلف آراء سامنے آ رہی ہیں۔ ایک طبقہ اسی مروجہ نظام کو اسی کی تمام تر لعنتوں سمیت برقرار رکھنے اور برائے نام چند ایک ترامیم کر دینے کے حق میں ہے۔ دوسرا طبقہ "اسلامی سوشلزم" کے نام سے ایک ایسا نظام رائج کرنا چاہتا ہے جو اس کے خیال میں اسلام کی ہدایات کے مطابق ہے اور قرآن و سنت کے کسی اصول سے نہیں ٹکراتا تیسرا طبقہ جو چند محروم العقل والفہم افراد پر مشتمل ہے۔ قرآن و سنت کی واضح رہنمائی کی بجائے اشتراکیت کو اپنی پناہ گاہ سمجھتا ہے اور چوتھا طبقہ علماء کرام کا ہے۔ جن کی سب سے بڑی اور نمائندہ تنظیم جمعیۃ علماء اسلام اس سلسلہ میں غور و خوض کر رہی ہے اور کچھ عرصہ کے بعد قرآن و سنت کی روشنی میں اپنا اقتصادی پروگرام شائع کرے گی۔

پہلے طبقہ کی طرف سے اپنے موقف پر کافی لٹریچر قوم کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ جن میں سے جماعت اسلامی کے امیر سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی کی تشریحات خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ دوسرے طبقہ کی طرف سے غالباً یہ پہلی علمی اور فکری کاوش ہے۔ جو اپنے موقف کے حق میں زیر تبصرہ کتاب کی صورت میں پیش کی گئی ہے۔ کتاب کا لہجہ علمی ہے اور کافی حد تک سنجیدگی کے ساتھ اپنے موقف کی حمایت اور طبقہ اولیٰ کے موقف کے رد میں دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ کتاب کے بعض مندرجات اور مباحث سے اختلاف رائے کے باوجود ہمارے نزدیک مصنف نے کافی عرق ریزی اور محنت سے اپنا موقف واضح کیا ہے اور اس پر وہ داد کے مستحق ہیں۔ ہم اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں

(زاہد الراشدی)

# اِنتخاباتِ جمعیتہ

## جمعیتہ علماء اسلام ملتان کی سرگرمیاں

جمعیتہ علماء اسلام ملتان ڈویژن کے مبلغ مولانا غلام سرور نے ڈویژن کے مختلف قصبات اور دیہات کا دورہ کیا۔ آپ نے لوگوں کو جمعیتہ علماء اسلام کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا۔ مندرجہ ذیل مقامات پر آپ نے جمعیتہ کی شاخیں قائم کر کے انتخاب کرائے۔

### موضع کلر والی کا انتخاب

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا محمد عبد اللہ صاحب |
| نائب امیر ۱ | مولانا غلام مصطفٰے صاحب |
| نائب امیر ۲ | مولانا عبد الرحمٰن صاحب بلال |
| ناظم اعلیٰ | حافظ غلام فرید صاحب |
| نائب ناظم | مولوی جلال دین صاحب |
| خازن | مولانا عبد الرحمٰن صاحب |
| سالار | میاں پناہ علی صاحب |

### جلال پور پیر والہ

| | |
|---|---|
| سرپرست | مولانا غلام محمد صاحب |
| امیر | قاضی محمد احسن صاحب |
| نائب امیر | محمد قاسم صاحب |
| ناظم اعلیٰ | قاری محمد یعقوب صاحب |
| ناظم | میاں محمد صاحب |
| خازن | مولانا نور محمد صاحب |

### کچا کھوہ چک ۲۵ این۔ آر

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا خادم حسین صاحب |
| نائب امیر | صوفی اللہ دتہ صاحب |
| ناظم اعلیٰ | محمد سلیمان صاحب |
| ناظم | محمد یونس صاحب |
| خازن | محمد بخش صاحب |

### کچا کھوہ چک ۲۶

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا امان اللہ صاحب |
| ناظم | صوفی نور محمد صاحب |
| خازن | محمد اجمل خاں صاحب |

### کچا کھوہ چک ۳۳ این۔ آر

| | |
|---|---|
| امیر | ملک قاسم خاں صاحب |
| نائب امیر | صوفی نذیر احمد صاحب |
| ناظم اعلیٰ | سید حبیب الرحمٰن صاحب |
| ناظم | صوفی رب نواز صاحب |
| خازن | ملک مشتاق احمد صاحب |

## پنڈاری بھٹیاں میں جمعیتہ کا قیام

| | |
|---|---|
| سرپرست | مولانا خدا بخش صاحب |
| امیر | چوہدری امیر الدین صاحب |
| ناظم اعلیٰ | غلام محمد فاروقی " |
| نائب ناظم | صوفی اللہ بخش صدیقی |
| ناظم نشریات | ماسٹر محمد شریف صاحب |
| خازن | قاری محمد حیات " |

## جمعیتہ علماء اسلام حلقہ بائزی مشرقی

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا صوفی فضل اللہ صاحب |
| نائب امیر | مولانا عبد السبحان صاحب کھوٹی برمول |
| ناظم اعلیٰ | مولوی فضل غنی صاحب |
| نائب ناظم | مولانا محمد اسماعیل صاحب پیپل |
| خازن | مولانا محمد عبد الحلیم صاحب کھوٹی برمول |

## جمعیتہ علماء اسلام حلقہ مغربی بائزی

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا محمد علیم صاحب خطیب شیر گڑھ اڈہ |
| نائب | مولانا دوست محمد صاحب پیر سدی |
| نائب امیر | مولانا غلام یونس صاحب |
| ناظم اعلیٰ | ڈاکٹر غلام قادر قادری ہاتھیاں |
| نائب ناظم | عطاء الحق صاحب لونڈخور |
| ناظم نشر و اشاعت | میرزا گل شیر گڑھ |

## میرے شاہ

| | |
|---|---|
| سرپرست | حضرت مولانا محمد عثمان صاحب |
| امیر | جناب اللہ بخش صاحب |
| نائب امیر | احمد بخش صاحب |
| ناظم | مولانا محمد سعدی صاحب |
| نائب ناظم | مولانا غلام قادر صاحب |
| خزانچی | جناب غلام حیدر صاحب |
| سالار | جناب عبد الحق صاحب |



## انتخاب جمعیتہ طلباء اسلام قاسم العلوم ملتان

| | |
|---|---|
| صدر | حضرت مولانا جلیل احمد صاحب ڈیروی |
| نائب صدر | " عبد اللطیف صاحب علی پوری |
| ناظم اعلیٰ | " سمیع اللہ صاحب قریشی |
| خازن | اللہ دتہ خان صاحب ڈیروی |
| ناظم شعبہ نشر و اشاعت | عبد الرؤف صاحب بھٹی جتوئی |

## جمعیتہ الطلباء اسلام دار العلوم نعمانیہ

### ڈیرہ اسماعیل خاں کا نیا انتخاب

| | |
|---|---|
| صدر | مولانا عبد الکریم صاحب پناقی |
| نائب صدر | مولانا محمد رمضان صاحب ثاقب |
| ناظم اعلیٰ | مولانا سید شبیر احمد صاحب ناوک |

## مولانا مجاہد الحسینی کے لئے دعائے صحت

ادارہ صوت الاسلام لائلپور کے ناظم مجاہد الحسینی صاحب دل کے شدید مرض میں ۲۶ جنوری سے صاحب فراش ہیں۔ بلڈ پریشر اور دل کے متواتر کئی دورے پڑتے رہے ہیں۔ خدا کے فضل وکرم سے دو روز سے طبیعت روبہ اصلاح ہے۔ بزرگانِ دین اور احباب ان کی بحالی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد شفاء کاملہ عطا فرمائے۔ آمین! (صوبعی کاشمیری لائلپور)

## دعائے صحت کی اپیل

میرے جد امجد حافظ غلام یٰسین صاحب تقریباً تین ہفتہ سے بستر علالت پر ہیں۔ آپ کا پیشاب غدود بڑھ جانے کی وجہ سے رک گیا تھا۔ علاج کے لئے سرگودھا سول ہسپتال میں داخل ہیں۔ اکابرین جمعیتہ، احباب اور قارئین سے ان کی صحت کے لئے خصوصی التجا ہے۔

نیازمند

(خورشید بھیروی معاون مدیر
ترجمان اسلام لاہور)

## ماتحت شاخیں توجہ کریں

جمعیتہ علماء اسلام کا دستور اساسی۔ حصول چندہ کی رسیدات اور فارم رکنیت کی کاپیاں دفتر جمعیتہ رنگ محل لاہور میں آگئی ہیں۔ مغربی پاکستان کی شاخیں حسب دستور بذریعہ خط آگاہ کریں۔

| | |
|---|---|
| دستور اساسی فی کاپی | ۸ آنے |
| فارم رکنیت فی کاپی | ۳ روپے |
| رسیدات زرد، کاپی | ۲ روپے |

آپ کا آرڈر آنے کی صورت میں بذریعہ وی، پی روانہ کی جائیں گی۔

خورشید
ناظم دفتر جمعیتہ مغربی پاکستان

# دینی مدارس کے طلباء احساس کمتری کا شکار نہ ہوں

## اور قومی زندگی میں اپنا کردار انجام دینے کے لئے متحد ہوجائیں

### طلباء کے اتحاد کیلئے میں وفاق المدارس کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہوں

### طلباء مدارس دینیہ سے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ کا خطاب

جمعیۃ طلباء کی مدارس عربیہ کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عزیز الرحمان صاحب دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز قاری نذیر محمد کی تلاوت اور سید اسرار الحق شاہ کی نعتیہ کلام سے ہوا۔ ان کے بعد قائد جمعیۃ علماء اسلام علامہ مفتی محمود صاحب نے مختلف مدارس طلبہ پر مشتمل اجتماع سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے از حد خوشی ہوئی کہ مدارس عربیہ کے طلباء میں اتحاد کے جذبات ابھر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علوم قرآنیہ اور علوم حدیث کا حصول مسلمانوں کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ موجودہ دور کے لوگ اپنی زیادہ تر توجہ انگریزی تعلیم کی طرف جو صرف پیٹ پالنے کا ذریعہ بن سکتا ہے مبذول کرتے ہیں جس کا اندازہ ہم ہر سکول و کالج میں پڑھنے والے طلباء کی تعداد سے لگا سکتے ہیں۔ اس کے برعکس ہمارے دینی مدارس کے بڑے سے بڑے مدرسہ میں بمشکل ڈھائی سو طلباء مرجع ہوجاتے ہیں جو ملک کے مختلف علاقوں کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ موجودہ زمانے کے مسلمانوں کا دینی تعلق کی کمزوری ہے۔ حالانکہ اپنی توجہ کو صرف پیٹ اور دنیاوی اغراض کی طرف مبذول کرنا حماقت رادف ہے۔ اگرچہ یہ دینی طلباء کی خوش قسمتی ہے کہ وہ حصول دین کے لئے جمع ہیں۔ لیکن ان کا سیاست کے میدان میں پیچھے رہنا ان میں بڑی کمی ہے۔ جس طرح کہ انگریزی تعلیم کے فارغ کو سیاست میں پوری دسترس حاصل ہوتی ہے لیکن اسلامی معیشت اور زلیست کے اطوار و قواعد سے وہ بالکل ناآشنا ہوتے ہیں۔ اسی طرح دینی مدارس کے طلباء فراغت عربیت کے بعد دینی میدان کے بہترین شہسوار بن سکتے ہیں۔ لیکن سیاست اور اس وقت کی فضا کے مطابق قدم اٹھانے کی تدبیر سے ناواقفیت ان کے علم دین کے لئے پردہ بن جاتا ہے۔ اور اسی طرح وہ احساس کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں۔ انگریزی تمدن کے طلباء کی زندگیوں سے دینی طلباء کی غربت کی وہ زندگی بدرجہا بہتر ہے جو حصول دین کے حصول کے لئے وقف ہے۔ لیکن اگر وہ بھی ملک کے حالات کے پیش نظر سوچ سمجھ کر قدم رکھیں گے تو دنیا کی کوئی ایسی طاقت نہیں جو ان کے مطالبات کو نظر انداز کر سکے۔ یا آپ کی مراعات کو غصب کر سکے۔ بشرطیکہ آپ منظم اور متحد ہوکر کام کریں۔

آخر میں انہوں نے فرمایا کہ میں سب کو بحیثیت ناظم اعلیٰ وفاق المدارس یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ متحد ہوکر کام کریں گے تو میں آپ کے اس مشن اور تحریک کی توسیع کے سلسلہ میں وفاق المدارس کے علاوہ باقی مدارس سے الحاق کی اپیل کروں گا۔

مولانا مفتی محمود صاحب کے علاوہ جمعیۃ طلباء اور مدارس عربیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالبر صاحب ہزاروی نے اتفاق و اتحاد کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر میں مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔

(۱) ایک قرارداد کے ذریعہ شہداء کی قربانیوں کو سراہا گیا اور شیخ رشید کی رہائی کا خیر مقدم کیا گیا

(۲) ایک اور قرارداد میں گول میز کانفرنس کے شرکاء سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ملک میں اسلامی نظام کی ترویج اور نفاذ کا مطالبہ اپنے مطالبات میں سرفہرست رکھیں۔ نیز کالج کے طلبہ کی طرح مدارس دینیہ کے طلباء کو بھی مراعات دینے کا مطالبہ کریں۔

## عید الضحیٰ کے اجتماعات میں مطالبات

مرکزی ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود کی ہدایت کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام کی تمام شاخوں نے عید کے دن غیر اسلامی قوانین، عائلی قوانین اور خاندانی منصوبہ بندی کی منسوخی اور اسلامی آئین کے نفاذ کے مطالبات کئے۔

اس کے علاوہ مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ، پریس کی آزادی، طلباء کے مطالبات کی حمایت، مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کے تحفظ کے سلسلہ میں قراردادیں منظور کی گئیں۔

## جمعیۃ علماء اسلام کی شوریٰ کا اجلاس

۶ مارچ ۱۹۶۹ء سے لاہور میں جمہوری مجلس عمل کے اجلاس شروع ہوئے۔ مختلف پارٹیوں نے اپنے اپنے اجلاس بھی رکھے۔ صوبائی جمعیۃ علماء اسلام کے ارکان حضرت مفتی محمود صاحب کے حکم پر لاہور پہنچ گئے۔ اور ۹ مارچ کو دفتر جمعیۃ میں اجلاس ہوا۔ جس میں حضرت مفتی صاحب نے مجلس عمل کی تمام کارروائی کی رپورٹ سنائی۔ اور ارکان جمعیۃ نے اپنے موقف کا تعین کیا۔

# امریکی ایجنٹ جمعیۃ علماء اسلام کو بدنام کر رہے ہیں

## جمعیۃ نے اشتراکی سوشلزم کی کبھی حمایت نہیں کی

— مولانا غلام غوث ہزاروی

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم عمومی مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ امریکی ایجنٹ اور سرکاری مشینری اپنے مستقبل سے گھبرا کر تبلیغ اور جمعیۃ اور جمعیۃ کے قائدین کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں۔ لیکن میں خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ امریکی ایجنٹوں اور سرمایہ دارانہ ذہنیت رکھنے والوں کی مذموم کوششوں کو کبھی بار آور نہیں ہونے دیا جائے گا۔

آپ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ مولانا مودودی اور جناب محمد انور نے ۱۹۵۶ء کے آئین کی تائید کی ہے حالانکہ مسلمانوں کے لئے یہ آئین اس حالت میں قابل قبول نہیں ہوگا۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ ۱۹۵۶ء کے آئین میں مسلمانوں اور کافروں کے حقوق برابر رکھے گئے ہیں، اور اس کے علاوہ متعدد ایسی باتیں اس آئین میں موجود ہیں جسے مسلمان کبھی منظور نہیں کریں گے۔ مولانا نے بیان میں کہا ہے کہ ۱۹۵۶ء کا آئین اس وقت قبول کیا جا سکتا ہے جبکہ جمعیۃ علماء اسلام کی پیش کردہ ترامیم کے مطابق بنایا جائے

مولانا ہزاروی نے کہا ہے کہ جمعیۃ کے ذمہ دار عہدیدار کی حیثیت سے اعلان کرتا ہوں کہ ہم اس ملک میں صرف اسلامی نظام چاہتے ہیں اور ہم نے مغربی جمہوریت اور اشتراکی سوشلزم کی ہمیشہ مخالفت کی ہے۔ مولانا نے کہا ہے کہ سوشلزم کی حمایت کے بارے میں ان کے جو بیانات شائع ہوئے ہیں وہ غلط ہیں اور وہ اس بات کی کئی مرتبہ تردید کر چکے ہیں۔ لیکن ان تردیدوں کے باوجود امریکی ایجنٹوں نے میرے خلاف طوفان برپا کیا۔ میں ان مفتیوں اور امریکی چیلوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر تم سوشلزم کی مخالفت محض تنخواہ کے لئے یا سرمایہ داروں سے روپیہ لینے کے لئے نہیں کر رہے تو چوہدری محمد علی صاحب نے اپنی کتاب موسومہ (پاکستان کے لئے لائحہ عمل) کے اخیر میں اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کو مسٹر محمد علی قائد اعظم کی طرف منسوب کیا تو ان دونوں کے بارہ میں آپ کو گونگا شیطان نہیں بننا چاہیئے۔ اور پھر علی الاعلان سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگانے والے بھٹو، بھاشانی، مجیب، خان قلات، راغب احسن وغیرہ ...... اور کالج کے لڑکوں اور تمام پیپلز پارٹی پر کفر کا فتویٰ لگانے میں آپ کو تامل نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر ایمان ہے تو اس کا تقاضا یہی ہے۔

# اخبار جمعیۃ

## جمعیۃ علماء اسلام لاہور شہر کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام لاہور کی شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان دفتر چوک رنگ محل میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مولانا محمد اکرم صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام کی جمہوری مجلس عمل میں شرکت اور صدر مملکت سے مذاکرات شروع ہونے تک کے تفصیلی حالات بیان کئے۔

اجلاس میں تمام دین پسند جماعتوں سے اپیل کی گئی کہ وہ پاکستان میں اسلامی آئین کی بحالی کے لئے جمعیۃ سے بھرپور تعاون کریں۔ کیونکہ قیام پاکستان کے بعد سے آج تک کے غیر اسلامی دور سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اسلامی آئین کے بغیر اس ملک کی فلاح و بقا ناممکنات میں سے ہے۔ بائیس سال کے تجربات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ غیر اسلامی نظام کی بدولت ملک اخلاقی، اقتصادی اور معاشی طور پر تباہی کے کنارے پر پہنچ گیا ہے۔ اگر اسی تجربہ کو پھر دوہرایا گیا، تو اس سے بڑھ کر اس ملک کی بدقسمتی کیا ہوگی۔

اس اجلاس میں تحریک آزادی کی جدوجہد میں شہید ہونے والے طلباء اور شہریوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ نیز طلباء سے اپیل کی گئی کہ جس طرح انہوں نے موجودہ غیر اسلامی نظام کی اصلاح کے لئے جدوجہد اور قربانی سے کام لیا ہے۔ اسی طرح وہ اسلامی نظام کے قیام کے لئے جمعیۃ علماء اسلام سے تعاون کرتے ہوئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔

آخر میں اس بات کا اظہار کیا گیا کہ جمعیۃ اسلامی آئین کی بحالی کے لئے جمہوری مجلس عمل سے پورا پورا تعاون کرے گی صاحب صدر کے علاوہ حضرت مولانا حامد میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ۔ مولانا محمد اکرم صاحب صوبائی ناظم۔ مولانا محمد اجمل صاحب صوبائی ناظم۔ مولانا منظور الحق صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب اور دیگر علمائے کرام اور اراکین جمعیۃ شریک اجلاس ہوئے۔

## ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام منڈی مریدکے کا مطالبہ

منڈی مریدکے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالحق تارڑ نے ایک بیان میں محکمہ پولیس مغربی پاکستان کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ ۱۴ / فروری کو ملک گیر ہڑتال کے موقعہ پر ہائی سکول کے طلباء نے ایک جلوس نکالا جس میں بعض شرپسند عناصر بھی شامل ہو گئے اور انہوں نے توڑ پھوڑ شروع کر دی۔ پولیس کی بروقت مداخلت پر شرپسند عناصر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ پولیس پر امن شہریوں اور مزدوروں کو پکڑ کر تھانہ مریدکے لے گئی۔ جہاں ان پر بیجا تشدد کیا گیا۔ ان کو چھڑیوں، مکوں اور بوٹ کی ٹھوکروں سے زدوکوب کیا گیا۔ اس کے علاوہ ان کو اتنی ذلیل اور گندی گالیاں دی گئیں۔ جو ایک شریف انسان سن نہیں سکتا

آپ نے بیان میں محکمہ پولیس کے افسروں سے مطالبہ کیا ہے کہ ان افسران کو جن کی قیادت میں یہ تشدد ہوا ہے قرار واقعی سزا دی جائے۔

## منڈی مریدکے میں جمعیۃ علماء اسلام کے دفتر کا افتتاح

منڈی مریدکے ۸ / مارچ۔ مریدکے کی جماعت نے گذشتہ روز اپنے دفتر کا افتتاح کرایا۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے مولانا محمد رمضان صاحب امیر جمعیۃ ضلع میانوالی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس ملک میں بغیر اسلامی نظام کے اور کوئی چیز نہیں چل سکتی۔ آپ نے کہا کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس میں ہر قسم کے مسائل کا حل موجود ہے۔ انہوں نے کہا کہ روٹی کا مسئلہ حل کرنے کے لئے ہمیں کسی اور ازم کی ضرورت نہیں

اس موقع پر سرگودھا جمعیۃ کے رہنما مولانا قاری عبدالسمیع نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام حقیقت میں نظریہ پاکستان کی محافظ ہے۔ آپ نے کہا۔ اس ملک میں عوام کی صحیح نمائندہ جماعت جمعیۃ ہے۔ آپ نے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ جمعیۃ میں شامل ہو کر ملک میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کریں۔

جلسہ میں میاں عبدالحفیظ نے ایک قرارداد کے ذریعہ انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ حالیہ سیاسی ہنگاموں میں گرفتار شدہ لیڈروں، کارکنوں اور طلباء کو رہا کیا جائے۔ ان پر بنائے گئے مقدمات واپس لئے جائیں اور شہید ہونے والے طلباء اور شہریوں کے پسماندگان کو معاوضہ دیا جائے۔

میاں صاحب نے پولیس ٹرسٹ کو ختم کرنے اور اخبارات کو اصل مالکان کے حوالے کرنے نیز پریس آرڈیننس کے خاتمہ کا بھی مطالبہ کیا۔ انہوں نے طلباء کے مطالبات کی حمایت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ حکومت ان کے مطالبات فوراً تسلیم کر کے تعلیمی ادارے کھولنے کا راستہ ہموار کرے۔



## مکتوب مشرقی پاکستان

۱۴ / فروری کو پورے مشرقی پاکستان میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ ہر قسم کا کاروبار مکمل بند رہا۔ بسیں، ریل گاڑیاں اور ہوائی سروس سارا دن بند رہی۔

مشرقی پاکستان کی جمعیۃ نے اس موقعہ پر جمہوری مجلس عمل کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ جگہ جگہ جلوس نکالے گئے جن میں اسلامی حکومت قائم کرو۔ غیر اسلامی قوانین منسوخ کرو، پریس کی آزادی، طلباء کے مطالبات پورے کرو، ختم نبوت زندہ باد، جمہوری مجلس عمل کے آٹھ مطالبات تسلیم کرو۔

نماز جمعہ کے اجتماعات میں جمعیۃ کے عہدہ داروں اور کارکنوں نے ان مطالبات کی پر زور حمایت کی اور نماز جمعہ کے بعد مشترکہ جلسوں سے خطاب کئے۔

## جمعیۃ علماء اسلام ضلع سلہٹ کے زیر اہتمام کانفرنس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع کی مجلس شوریٰ نے سلہٹ میں ضلعی کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کانفرنس کی تاریخیں ۲۸، ۲۹ / ذی الحجہ ۱۸، ۱۹ / مارچ بروز منگل مقرر کی گئی ہیں کانفرنس کے انتظامات کے لئے ایک استقبالیہ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ صدر استقبالیہ حضرت مولانا الحاج شیخ عبدالکریم صاحب ناظم مولانا عبدالنور صاحب اور خازن حافظ مجاہد الدین صاحب کو منتخب کیا گیا ہے۔ ان کے عہدہ داروں کے علاوہ ضلع کے مختلف علاقوں سے چالیس ممبران استقبالیہ نامزد کئے گئے ہیں کانفرنس میں مغربی اور مشرقی پاکستان کے جن حضرات کو خصوصی دعوت نامے بھیجے گئے ہیں۔ ان میں امیر مرکزیہ حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی۔ مرکزی ناظم عمومی مولانا مفتی محمود صاحب۔ ناظم عمومی مغربی پاکستان مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی۔ نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبید اللہ انور۔ نائب امیر مغربی پاکستان جمعیۃ مولانا سید گل بادشاہ صاحب۔ ناظم مغربی پاکستان مولانا محمد اجمل صاحب۔ فدائے ختم نبوت آغا شورش کاشمیری۔ مولانا عبدالحکیم راولپنڈی مولانا پیر محسن الدین صاحب امیر جمعیۃ مشرقی پاکستان۔ مولانا شمس الدین صاحب قاسمی ناظم عمومی مشرقی پاکستان۔ مولانا محی الدین خان صاحب ایڈیٹر ماہنامہ مدینہ۔ مولانا عارف ربانی صاحب مومن شاہی۔ مولانا برہان الدین صاحب مومن شاہی۔ مولانا لطف الرحمٰن صاحب سلہٹ۔ مولانا بشیر احمد صاحب نائب امیر مشرقی پاکستان کے نام قابل ذکر ہیں۔ صدر استقبالیہ نے جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے عہدہ داروں اور کارکنوں سے اپیل کی ہے کہ وہ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے پوری جدوجہد کریں

## سلہٹ میں مدارس عربیہ کے طلباء کی جمعیۃ کا قیام

صدر حافظ بدر الدین۔ نائب صدر مولوی عبدالصمد صاحب ناظم عمومی مولوی ملک الرحمٰن صاحب، ناظم مولوی عبدالرحمٰن صاحب ناظم مولوی حبیب الرحمٰن صاحب۔

از: مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ
ساہیوال ضلع سرگودھا

# مسئلہ عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

(٦)

اسی طرح اگر کسی وقت نبی سے حفاظت اٹھالی جائے تو کیا اس وقت وہ نبی معیار حق رہ سکتا ہے۔ بلکہ کیا اس وقت وہ نبی رہ سکتا ہے۔ اب غور کیجئے کہ حضرت الشیخؒ کی تنقید تجزیہ کا دوسرا جزء (ب) "کیونکہ ایسی صورت میں نہ کوئی نبی نبی معیار حق رہ سکتا ہے اور نہ اس پر اعتماد ہو سکتا ہے۔ الخ" بھی درست ہے یا نہیں؟ جب حضرت الشیخ مدنیؒ کی تنقید کے یہ دونوں جزء درست ہوئے تو پھر آپ کے تجزیہ کے تیسرے جزء (ج) "اس بنا پر یہ اختلاف اصولی ہے نہ کہ فروعی الخ" (علمی جائزہ ص۶۷) کے صحیح اور درست ہونے میں کیا شبہ رہا۔ اس حقیقت کے معلوم کر لینے کے بعد امید ہے کہ اب آپ کی وہ حیرت اور دماغی چکر سب جاتا رہے گا۔ جو آپ کو حضرت الشیخ جیسے محقق اور متبحر عالم کا ہی یہ مقام تھا کہ ان کی زبان قلم سے یہ مختصر مگر جامع اور معنی خیز الفاظ نکلیں۔ لیکن ان کے سمجھنے کے لئے قابلیت اور استعداد بھی ہر شخص کو عطا نہیں کی گئی۔ یہ بھی خدا کی توفیق اور اس کی دین ہے کہ ایسے محقق اور متبحر شیخ وقت کے کلام کا سمجھنا اللہ تعالیٰ کسی پر سہل اور آسان فرما دیں۔

تفہیمات کی عبارت کے تجزیہ کا دوسرا جزء (ب) "یہ عصمت انبیاء کی ذات کے ساتھ لازم نہیں ہے بلکہ نبوت اور رسالت کے لوازمات میں سے ہے"۔ (علمی جائزہ ص۶۷) مؤلف نے اس شق کی دلیل میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ایک حالت قبل البعثت ہے اور دوسری حالت بعد البعثت ہے۔ اب اگر عصمت ان کی ذات کے لئے لازم مان لی جائے تو ضروری ہے کہ عصمت دونوں حالتوں میں یکساں طور پر بالاتفاق ثابت ہو۔ حالانکہ اکثر اہل السنت انبیاء علیہم السلام کو قبل از بعثت معصوم نہیں مانتے"۔ (علمی جائزہ ص۶۷) مؤلف کا علی الاطلاق یہ کہہ دینا غلط ہے کہ اکثر اہل السنت قبل از بعثت عصمت انبیاء کے قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ عصمت کی اپنے متعلقات کے اعتبار سے مختلف قسمیں ہیں۔ ایک قسم عصمت عن الکفر (کفر سے عصمت) بھی ہے اور اس عصمت کے بارہ میں امت کا اجماع ہے کہ یہ عصمت قبل از بعثت بھی انبیاء علیہم السلام کے لئے ثابت ہے۔ نبوت سے قبل اور بعد کی دونوں حالتوں میں انبیاء علیہم السلام کفر سے معصوم ہوتے ہیں۔ بلکہ کفر سے عصمت شرط نبوت ہے۔

دلیل - مسامرہ میں ہے۔ "شرطہا ایضاً العصمۃ من الکفر قبل النبوۃ وبعدہا بالاجماع"۔ (ص۲۷۷)

نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد کفر سے معصوم ہونا نبوت کے لئے اجماعی شرط ہے۔

الشیخ قاسم بن قطلوبغا تلمیذ ابن الہمام فرماتے ہیں "اتفق جمہور المسلمین علی ان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصومون عن الکفر قبل الوحی وبعدہ"۔ (مسامرہ ص۲۲۵)

جمہور مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کفر سے معصوم ہیں۔ وحی سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی۔ اور جمہور کے نزدیک کفر کی طرح دوسرے کبائر سے بھی انبیاء علیہم السلام بعثت سے قبل اور بعد کی دونوں حالتوں میں معصوم ہوتے ہیں۔

دلیل۔ شرح عقائد نسفی میں ہے۔ "وفی عصمتہم عن سائر الذنوب تفصیل وھو انہم معصومون عن الکفر قبل الوحی وبعدہ بالاجماع اھ وکذا عن تعمد الکبائر عند الجمہور خلافاً للحشویۃ (ص۹۸)

"اور باقی گناہوں سے معصوم ہونے میں تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ کفر سے تو انبیاء وحی آنے سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی بالاجماع معصوم ہوتے ہیں اور اسی طرح جمہور کے نزدیک عمداً کبائر (بڑے گناہوں) سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ حشویہ کا اس میں خلاف ہے"۔

اور محققین کا مذہب یہی ہے کہ بعثت کے بعد کی حالت کی طرح بعثت سے قبل بھی انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ مؤلف نے بھی اس کو دبی زبان سے بعض کا مذہب بتلایا ہے

دلیل:۔ ملا علی القاریؒ فرماتے ہیں "ثم ہذہ العصمۃ ثابتۃ للانبیاء قبل النبوۃ وبعدہا علی الاصح" (شرح فقہ اکبر ص۶۸) پھر یہ عصمت انبیاء کے لئے ثابت ہے نبوت سے پہلے بھی اور بعد بھی اصح قول پر۔ اور علامہ ابو المنتہی نیز اکابر دیوبند میں سے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی عبارتیں بھی اوپر گذر چکی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے گناہوں سے بعثت سے قبل اور بعد کی دونوں حالتوں میں معصوم ہوتے ہیں

## مؤلف سے ایک سوال

اگر آپ عقیدہ، مسلک اور مذہب میں اپنے شیوخ اور اکابر دیوبند رحمہم اللہ کے ساتھ متفق ہیں۔ اس لئے اپنے کو دیوبندی بھی کہتے ہیں (علمی جائزہ ص۱۹ ملخصاً) تو پھر آپ اس مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام میں اپنے شیوخ اور اکابر دیوبند رحمہم اللہ کے مسلک سے کیوں متفق نہیں ہوتے۔ اور اکابر دیوبند رحمہم اللہ کی طرح انبیاء علیہم السلام کو ہر قسم کے گناہوں سے ہر حالت میں معصوم ہونا کیوں تسلیم نہیں کرتے۔ اکابر اہل سنت کی ان مذکورہ تصریحات سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عصمت انبیاء علیہم السلام کے لئے ان کی نبوت کے لوازم ذاتیہ سے ہے۔

مولانا مودودی نے جو یہ لکھا ہے کہ "عصمت دراصل انبیاء علیہم السلام کے لوازم ذات سے نہیں ہے"۔ اس سے ان کی کیا مراد ہے۔ کیا عصمت عن الکفر اور عصمت عن الکبائر بھی انبیاء علیہم السلام کے لوازم ذات سے نہیں ہے؟ عصمت عن الکفر کا لوازم ذات سے نہ ہونا تو پوری امت کے اجماع اور اتفاق کے خلاف ہے اور عصمت عن الکبائر کا لوازم ذات سے نہ ہونا بھی جمہور اہل سنت کے مخالف ہے۔

تنبیہہ ـــ مؤلف نے عصمت عن الکفر والکذب کے تحت جو یہ لکھا ہے کہ بعد از بعثت انبیاء علیہم السلام کفر اور جھوٹ سے بالاتفاق معصوم ہیں۔ خواہ تعمداً ہو یا سہواً (علمی جائزہ ص۲۶) بعد از بعثت کی قید سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبل از بعثت انبیاء علیہم السلام کی عصمت عن الکفر (کفر سے عصمت) کے بھی مؤلف قائل نہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ ایک سخت غلطی اور خطرناک حد تک گمراہی ہے۔

تفہیمات کی عبارت کا تیسرا جزء مؤلف نے یہ قرار دیا ہے (ج) "یہ عصمت عطائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی نے عطا فرمائی ہے۔ اگر ان سے تھوڑی دیر کے لئے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اٹھ جائے۔ تو عام انسانوں کی طرح ان سے بھی بھول چوک اور لغزش ہو سکتی ہے"۔ (علمی جائزہ ص۶۸)

مؤلف نے اس کے تبصرہ میں لکھا ہے کہ "جب نبوت عطائی نعمت قرار پائی تو کیوں نہ یہ تسلیم کیا جائے کہ عصمت بھی اپنے ملزوم کی طرح اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی صفت ہے جو انبیاء کو من جانب اللہ نصیب ہوتی ہے"۔ (علمی جائزہ ص۶۹) یہ تو درست ہے کہ نبوت کی طرح عصمت بھی عطائی نعمت اور وہبی صفت ہے جو انبیاء علیہم السلام کو من جانب اللہ نصیب ہوتی ہے "اور اگر تھوڑی دیر کے لئے ان سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اٹھ جائے تو ان سے لغزشوں کا سرزد ہونا کوئی بعید از امکان امر نہیں ہے (علمی جائزہ ص۷۰) مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھالی ہے۔ جیسا کہ تفہیمات کی اس عبارت میں کہا گیا ہے۔ اس لئے کہ ملزوم سے اس کا لازم منفک اور جدا نہیں ہو سکتا اور عصمت نبی کے لئے لازم ہے۔ جس کا اقرار مؤلف نے اسی مذکورہ عبارت کے فقرہ "عصمت بھی اپنے ملزوم کی طرح" میں ہی کر دیا ہے۔ تو پھر یہ عصمت نبی سے کسی وقت بھی کیسے جدا ہو سکتی ہے۔ اس حقیقت کی طرف درج ذیل آیات سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے (۱) ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئاً قلیلا۔ اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا (اور معصوم نہ کیا ہوتا جو کہ لازم نبوت ہے) تو ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے (پ۱۵)۔ (باقی آئندہ)

সাপ্তাহিক

WEEKLY

তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM

লাহোর LAHORE

مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے

# اسلام کا نظامِ عمل ——— پانچ عالمگیر صداقتیں

سب سے پہلے میں مسند امام احمدؒ کی ایک روایت نقل کروں گا۔ جس میں بالترتیب اسلام کا نظامِ عمل بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

یعنی فرمایا۔ میں تم کو پانچ باتوں کے لئے حکم دیتا ہوں جن کا حکم اللہ نے دیا ہے جماعت، سمع، طاعت، ہجرت اور اللہ کی راہ میں جہاد۔ یقین کرو کہ جو مسلمان جماعت سے ایک بالشت بھر بھی باہر ہوا تو اس نے اسلام کی جماعتی زندگی کی جگہ جاہلیت کی بے قیدی کی طرف بلایا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کیا ایسا شخص جہنمی ہوگا۔ اگرچہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو؟ فرمایا اگرچہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور اپنے زعم میں اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو

(اخرجہ احمد والحاکم من حدیث) الحارث الاشعری علی شرط الصحیحین۔ قال ابن کثیر ھٰذا حدیث حسن ولہ الشواہد

اس حدیث میں پانچ باتیں تبلائی ہیں:۔

(۱) پہلی چیز "جماعت" ہے۔ یعنی تمام امت کو ایک خلیفہ و امام پر جمع ہو کر اور اپنے مرکز قومی سے جڑ کر رہنا چاہیئے۔ الگ الگ نہیں رہنا چاہیئے۔ آگے چل کر کثرت کے ساتھ وہ حدیثیں ملیں گی۔ جن سے معلوم ہوگا کہ جماعت سے الگ ہو کر رہنے کو، یا ایسی منتشر زندگی کو جو ایک بندھی اور سمٹی ہوئی جماعت کی شکل نہ رکھتی ہو اور کسی امیر کے تابع نہ ہو۔ اسلام نے غیر اسلامی اور ابلیسی قرار دیا ہے۔ انفرادی زندگی کو وہ زندگی ہی نہیں مانتا۔ اسلامی زندگی "جماعت" ہے۔

جماعت سے مقصود افراد کا ایک ایسا مجموعہ ہے۔ جس میں اتحاد، ائتلاف امتزاج اور نظم ہو۔

"اتحاد" سے مقصود یہ ہے کہ اپنے اعمالِ حیات منتشر نہ ہوں، ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اور ان کے تمام اعمال مل جل کر انجام پا جائیں۔ کسی گوشۂ عمل میں بھی پھوٹ اور بیگانگی نہ ہو۔

"ائتلاف" کا مرتبہ "اتحاد" سے بلند تر ہے۔ "اتحاد" صرف باہم مل جانا ہے ضروری نہیں کہ کسی تناسب کے ساتھ ترکیب ہوئی ہو۔ لیکن ائتلاف سے مقصود ایسا اتحاد ہے جو محض اتحاد ہی نہ ہو بلکہ ایک صحیح و مناسب ترکیب کے ساتھ اتحاد ہو یعنی منتشر افراد اس طرح باہم ملے ہوں کہ جس فرد کو اس کی صلاحیت و قوت کے مطابق جو جگہ ملنی چاہیئے وہی جگہ اسے ملی ہو اور ہر فرد کی انفرادی قوت کو جماعتی ترکیب میں اتنا ہی دخل دیا جائے۔ جتنی مقدار میں دخل پانے کی اس میں استعداد ہو۔ ایسا نہ ہو کہ زید کو سردار ہونا چاہیئے۔ اور اس سے چاکری کا کام لیا جائے اور عمر کی قابلیت کا عنصر صرف چھٹانک بھر جزو جماعت ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اس کو بھی سیر بھر قرار دے دیا جائے۔

"امتزاج" ترکیب کا تیسرا مرتبہ ہے۔ اس میں کمیت سے زیادہ کیفیت کا اتحاد ہونا چاہیئے۔ یعنی مختلف افراد کو باہم اس طرح ملایا جائے کہ جس فرد کا اجتماعی مزاج جس قسم کے مزاج کے ساتھ مل کر ایک متحدہ کیفیت حاصل کر سکتا ہے ویسا ہی مزاج اس کے ساتھ ملایا جائے۔ یہ نہ ہو کہ دو ایسے آدمیوں کو ملا دیا گیا۔ جن کی طبیعت و خصلت اور استعداد و صلاحیت باہم دگر میل نہیں کھا سکتی اور اس لئے خواہ کتنا ہی دونوں کو ملاؤ، لیکن تیل اور پانی کی طرح ہمیشہ الگ الگ ہی نظر آئیں۔ باہم مل کر ایک جان نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح عناصر کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ باہم دگر مل کر ایک نئے مرکب وجود میں متشکل ہوں۔ اسی طرح افراد انسانی کو بھی اس لئے پیدا کیا تاکہ ان کے باہم ملنے سے جماعت پیدا ہو۔ "جماعت" ایک مرکب وجود ہے۔ افراد اس کے عناصر ہیں۔ فرد بجائے خود کوئی کامل وجود نہیں رکھتا۔ محض ایک ٹکڑا ہے اور جب تک اپنے بقیہ ٹکڑوں سے نہ مل جائے کامل وجود نہیں پا سکتا۔ لیکن یہ باہم ملنا "امتزاج" کے ساتھ ہونا چاہیئے تاکہ ہر ٹکڑا اپنے صحیح و مناسب ٹکڑے کے ساتھ مل کر اس طرح جڑ جائے کہ معلوم ہو، یہ نگینہ اسی انگشتری کے لئے تھا۔

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

## استقبالِ رمضان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (بقرہ)

ترجمہ: ماہِ رمضان وہ ہے، جس میں قرآن اترا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے، جو ہدایت و تمیزِ حق و باطل کی نشانی ہے۔ پس جو اس مہینے میں زندہ موجود ہو، وہ روزے رکھے، جو بیمار یا مسافر ہو، وہ ان کے بدلے اور دنوں میں روزے رکھ لے، خدا تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا، تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور روزے کیوں فرض ہوئے؟ اس لیے کہ تم خدا کی ہدایت پر اس کی بڑائی کرو اور شکر ادا کرو۔

---

ہم کو صاف بتا دیا گیا کہ مفروضیتِ صیامِ رمضان صرف اس لیے ہے کہ ہم اس عطائے فرقان وہدیٰ (قرآن) پر خدا کا شکر بجا لائیں اور اس کے نام کی تقدیس کریں۔ پس کون مسلم ہے، جو خدا کے اس احسانِ اکبر اور نعمتِ عظیمہ کے شکر کے لیے تیار نہیں؟ اور اس کی تقدیس کے لیے آمادہ نہیں۔ اس کی تقدیس اور تحمید میں خود کو فراموش کرو، اس کے کلام کی عظمت کو یاد کرو، جس نے تم جیسی زار و نزار و کمزور قوم کو اپنی تسلی سے قوی کیا، جو پھر کبھی کمزور نہ ہوگی، جس نے ۱۳۴۴ برس ہوئے کہ توحید کی آگ تمہارے سینوں میں روشن کی، جو پھر کبھی نہ بجھے گی، جس نے تمہارے سر پر تاجِ خیر الامم رکھا جو کبھی نہیں اتر سکتا۔

(مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ)

۱۳۸۹ھ

رمضان المبارک کی آمد اور

# حق کی پکار

احمد حسین کمال

○ رمضان المبارک کی پہلی شب اپنے جلو میں رحمتوں اور برکتوں کے لازوال و بے شمار سامان لیئے ہوئے آگئی ہے۔

○ یہ شب مسلمانان عالم کے لیے امیدوں اور مرادوں کے مہینے کی پہلی رات ہے۔

○ اسی رات کے مہینے میں اللہ جل شانہٗ نے اپنا کلام مقدس اپنی مخلوقات میں سے سب۔ زیادہ برگزیدہ اور محترم ہستی پر نازل فرمانا شروع کیا۔

○ اسی رات کے مہینہ میں ایک اور رات ایسی بھی آتی ہے جو ہزار مہینوں سے زیادہ افضل اور خیر و برکت کی رات ہے

○ اسی رات کے مہینہ میں آج سے چودہ سو سال قبل اللہ کے آخری رسول، آخری نبیؐ، آخری پیام بر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفر و اسلام کے اولین معرکۂ کارزار "بدر" کے لیے کوچ فرمایا۔

○ اسی رات کے مہینہ میں اللہ کے محبوب رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کی قوتوں پر غلبہ حاصل کیا اور مکہ کی فتح مبین سے فائز المرام ہوئے۔

○ اس رات سے جو مہینہ شروع ہوتا ہے۔ وہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان بلا واسطہ تعلق قائم کرنے کا مہینہ ہے

○ اس رات سے اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان رازو نیاز کا براہ راست دور شروع ہوجاتا ہے۔

○ اس رات سے شروع ہونے والے مہینہ کا ہر دن حق سے ملاقات کی خوشیوں کا دن ہے اور ہر رات حق سے عرض مدعا فریاد اور وصل کی رات ہے۔

○ اس رات بندہ کی ہر پکار کا جواب اس کے رب کی طرف سے فوراً اور براہِ راست ملتا ہے۔

○ اس رات سے تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ہر مسلمان اپنے دل کے تمام دروازے کھول لیتا تاکہ حق کی تجلیات اس کے گوشہ گوشہ میں سما جائیں۔

○ اس رات سے اپنی کمزوریوں، اپنی خطا کاریوں اور اپنی ناہمواریوں کا محاسبہ شروع کر دینا چاہیئے تھا۔ ندامت سے عرق آلود پیشانی اور آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کے ساتھ طلب مغفرت کے لیے سربسجود ہو جانا چاہیئے تھا۔

○ عبدیت کا وہ پیمان جو ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں اپنے معبودِ حقیقی کے ساتھ قائم رکھنا چاہیئے۔ اسے پورا کیے بغیر ہرگز ممکن نہیں ہے کہ ہم شیطنت کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔

○ صوم و صلوٰۃ، ذکر و فکر، جذب و سرور سوز و گداز اور یاد و وصل کے مہینے کی یہ پہلی رات جو اپنی تمام محرومیوں اور نامرادیوں سے نجات پالینے اور حق کی کامل پناہ میں آجانے کی رات ہے۔

کیسے لکھوں ——————

—————— کن الفاظ میں لکھوں ——————

—————— اور کس قلم سے لکھوں۔ کہ اس رات کو بھی پاکستان کی مسلم مملکت کے مسلم شہریوں کی دلچسپی کا محور، بازاروں، کلبوں، اور سینماؤں کی سیاہ رونقیں بنی ہوئی ہیں۔

○ ہوٹلوں پر ریڈیو بج رہے ہیں

○ سینماؤں میں پردۂ سیمیں پر رنگ و رامش کی تصویریں دکھائی جارہی ہیں۔ سڑکوں اور بازاروں میں عریانی کی چہل پہل موجود ہے۔

○ ایک طرف فلسطین کی سرزمین پر عرب مسلمانوں کا خون بہایا جارہا ہے دوسری طرف بھارت کی سڑکوں کو خون سے، رنگین بنایا جارہا ہے۔ تیسری طرف کشمیر کی وادی مسلمانان کشمیر کے لیے آگ و خون کا جہنم بنادی گئی ہے

○ چوتھی طرف برطانیہ اور امریکہ کا سامراجی عفریت، عرب کے مسلمانوں کے وجود و بقا کو چیلنج کئے ہوئے ہے۔

○ اور ہمارا یہ عزیز وطن پاکستان بھارت کی ہندو سامراجیت کی زد میں آیا ہوا ہے۔

○ ایسے میں حق کی نصرت کے بغیر ان خطرات سے ہرگز نہیں نمٹا جا سکتا ہے،

○ اور حق کی نصرت کا مہینہ آگیا۔ لیکن اس کی پہلی رات کا خیر مقدم یاد حق کے بجائے حق کے استہزا کے ساتھ کیا جارہا ہے۔

○ کیا ہم فساد عمل کے چنگل میں اتنے بے بس ہوکر رہ گئے ہیں۔ کہ اس مہینہ میں بھی اپنی بدمستیوں اور غفلتوں پر قابو نہیں پا سکتے؟

○ کیا مسلمانوں کا یہ قتل عام اور ان کے خون کی یہ ارزانی بھی ہماری رنگ رلیوں کے لیے وجہ تنذیر نہیں بن سکتی؟

○ کیا دنیا کی محبت ہم پر اس درجہ غالب آچکی ہے کہ ہم اس کی خاطر ذلت کی زندگی اور ملت کی اجتماعی موت کو بھی گوارا کرنے کے لیے تیار ہیں؟

○ کیا ہماری بیداری کے لیے اب صور اسرافیل کی ہی ضرورت پیش آئے گی؟ اگر ایسا ہی ہے تو سن لو۔

○ یہ با برکت مہینہ اپنی رحمتوں کو سمیٹتے ہوئے نکل جائے گا اور تمہاری محرومیوں کا بوجھ اور ماتم تمہارے لیے چھوڑ جائے گا۔

خدا کو چھوڑ کر ——————

—————— خدا کی یاد سے غافل رہ کر ——

—————— اور

اس مہینہ کے احترام کو پامال کرکے ——————

—————— تم جو کچھ پانا چاہتے ہو۔ اس سے بہت زیادہ، نہیں بلکہ اپنا سب کچھ کھو بیٹھو گے

○ یہ ہی ایک سہارا،

○ آخری اور واحد سہارا،

○ اللہ کی رحمت و نصرت کا سہارا،

○ جو تمہارے سامنے موجود ہے

○ جو تمہیں اپنی آغوش میں لے لینے کیلئے پکار رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

۱۴ر رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

مطابق

جمعہ - ۱۴ر نومبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۲

شمارہ ۴۴

قیمت ۳۰ پیسے

فون نمبر ——— ۶۷۷۱۵



سرپرست

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

مرتب و انچارج

حافظ محمد حنیف سہارنپوری

احمد حسین کمال

## مشرق وسطیٰ کے تازہ ترین حالات

حکومت لبنان اور مجاہدین کے درمیان برپا ہونے والی چپقلش، صدر ناصر کی مدبرانہ اور بروقت مداخلت کے نتیجہ میں ختم ہو گئی ہے اور دونوں فریقوں کے درمیان تصفیہ طے پا گیا ہے۔

یہ امر اس لئے خوش آیند ہے کہ اس چپقلش کو بہانہ بنا کر امریکہ لبنان میں مداخلت کا جو پروگرام بنا رہا تھا وہ ناکام ہو گیا ہے اور اسرائیل لبنان کے کچھ علاقہ پر قبضہ جمانے کا جو خواب دیکھ رہا تھا، وہ بھی شرمندۂ تکمیل ہونے سے رہ گیا ہے

امریکہ کے لئے تو ایک مشکل روس کا وہ انتباہ بھی بن گیا تھا جو اس نے لبنان کی اس گڑبڑ پر بیرونی مداخلت کی کوششوں کے سلسلے میں دیا تھا اور امریکہ کی مداخلت و حمایت کے بغیر اسرائیل کے لئے عرب سرزمین کے کسی علاقہ پر تسلط جمانے کا تصور بھی مشکل ہے۔

صدر جمال عبد الناصر نے اس صورت حال سے عرب مفاد کے لئے فائدہ اٹھانے میں بڑے ہی تدبر کا ثبوت دیا ہے

اس پس منظر میں صدر ناصر کی حالیہ تقریر جو انہوں نے ۶ر نومبر ۱۹۶۹ء کی شام کو قاہرہ سے نشر کی، نہایت اہمیت رکھتی ہے۔

اس تقریر میں انہوں نے اپنے اور عربوں کے اس عزم کا پھر اعادہ کیا ہے کہ

"جنگ ناگزیر ہو چکی ہے"۔

"امن کے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے ہیں"۔

"اور ہمارے پاس اب کوئی متبادل طریقہ باقی نہیں رہ گیا ہے"۔

"لیکن تمام مقبوضہ عرب علاقہ آزاد کرایا جائیگا"۔

"خواہ اس کے لئے آگ و خون کے سمندر سے گذر کر ہمیں کیسی ہی قربانیاں دینی پڑیں"۔

"اور سب سے پہلے "بیت المقدس" کو آزاد کرایا جائیگا"

"اور یہ جنگ ہماری زندگی و موت کے لئے فیصلہ کن ہوگی"۔

صدر ناصر نے صاف صاف کہا کہ

"امریکی سامراج ہی نے اسرائیل کو عرب دنیا کے خلاف جارحانہ طاقت بنایا ہے"۔

شاید مشرق وسطیٰ کے حالات اب ایک نیا موڑ لینے والے ہیں

## ڈھاکہ کا المیہ

ڈھاکہ میں شرو فساد کا جو نیا دور شروع ہوا ہے وہ ہر پاکستانی اور ہر مسلمان کے لئے سخت تشویشناک ہے لیکن اسے خلاف توقع نہیں کہا جا سکتا۔

ملک میں اس وقت جس قسم کا سیاسی خلفشار برپا ہے اور ہر گروہ اور فرد اپنی جدا جدا بولی بولنے میں لگا ہوا ہے اس کا نتیجہ سوائے اس قسم کے المناک حالات کے اور کیا رونما ہو سکتا ہے۔

مارشل لاء حکومت نے غیر جانبدار رہ کر اپنے آپ کو ایک امتحان میں ڈالا ہوا ہے۔

اس کی یہ توقع بظاہر پوری ہوتی نظر نہیں آ رہی کہ ملک کی تمام سیاسی جماعتیں کسی ایسے سیاسی فارمولہ پر متفق ہو جائیں گی، جو ملک کے مسائل کا آئینی و سیاسی حل بن جائے گا۔ اور انتخابات کرائے جا کر اقتدار پاکستان کے عوام کو منتقل کر دیا جائے گا۔

عوام کے بارے میں اب یہ سوچنا غلط ہوگا کہ وہ رفتہ رفتہ سیاسی جمود کا شکار بن جائیں گے، کشمکش صرف اوپر کی سیاسی سطح تک محدود رہ جائے گی، اور اس طرح ایسا وقت آ جائے گا کہ معاملات کو اوپر کی سطح پر گفت و شنید کے ذریعہ حل کر لیا جائے گا۔ یہاں بعض باتیں ایسی ہیں جو بالکل متفق علیہ ہیں۔ مثلاً

(۱) وہ ۲۲ اسلامی اصول جنہیں ۱۸ سال قبل ہر مکتب خیال کے علماء نے مرتب کر کے ملک کے دستور کی اساس کے طور پر پیش کیا تھا۔

(۲) ون یونٹ کا خاتمہ اور نئے صوبوں کا قیام

(۳) آبادی کی بنیاد پر حق نمائندگی

(۴) وفاقی طرز حکومت۔

ان چار نکات پر مشتمل سیاسی ڈھانچہ قائم کر کے فوری طور پر انتخابات کے پروگرام کا اعلان کیا جا سکتا ہے، اور اقتدار عوام کو منتقل کیا جا سکتا ہے۔

صرف اس طرح ہی ان مشکلات پر قابو پایا جا سکتا ہے جن کا اظہار ڈھاکہ کے حالیہ سنگین حالات کی صورت میں ہوا۔

ورنہ عوام کے اضطراب و مایوسی میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا اور خود غرض عناصر معمولی معمولی واقعات کو عوام میں انتشار و تصادم برپا کرانے کا ذریعہ بناتے رہیں گے۔

ملک و ملت کو اب زیادہ دیر تک آزمائشوں کے دور میں رکھنا مفید نہیں ہوگا۔

اور اس قسم کے واقعات پر ایک دوسرے کو ملزم گردانتے رہنے سے بھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

نیز اس ملک کو سامراجی مفادات اور اشتراکی نظریات کی آویزش کا گڑھ بھی نہیں بننے دینا چاہیئے۔

بلکہ جلد از جلد انتخابات کے ذریعہ عوام کے مسائل عوام کے سپرد کر دینے چاہئیں۔

اگرچہ غنیمت ہے کہ اب ڈھاکہ کے حالات پرسکون ہیں۔ لیکن ایسے انتظام کی ضرورت ہے کہ پھر ایسے حالات کا اعادہ نہ ہو۔

## جمعیتہ علماء اسلام کیساتھ مسلمان عوام کی وابستگی

جمعیتہ علماء اسلام کے رہنما بالخصوص حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مغربی پاکستان کا ہنگامی دورہ جو پشاور اور

(باقی صفحہ ۵ پر)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

(سلسلے کے لئے یکم نومبر ۱۹۶۹ء کا ترجمان اسلام ملاحظہ فرمائیں)

احمد حسین کمال

# اشتراکیت کے الزام کی حقیقت

—— (۲) ——

ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کا ترجمان اسلام کے ساتھ باقاعدہ تعلق کا آغاز ۱۹۶۲ء سے ہوا، لیکن اس سے کئی سال قبل اس نے اشتراکیت سے متعلق ایک سلسلہ مضامین لکھا، جو ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ میں شائع ہوتا رہا۔

چنانچہ اس سلسلہ مضامین کا ایک اقتباس ذیل میں نقل کیا جاتا ہے، جو آج سے دس سال قبل ربیع الاول ۱۳۸۰ھ کے "الفرقان" میں شائع ہوا، اور اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اشتراکیت کے بارے میں ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کی اول دن سے کیا رائے رہی ہے۔

## اشتراکی فتنے کا مقابلہ

(از جناب ڈاکٹر احمد حسین کمال، مدرسہ خدام القرآن میر سنا پچاونیو)

" صفر کے الفرقان میں اشتراکیت کے خطرات پر مولانا محمد اسحٰق صاحب کا جو مضمون شائع ہوا ہے۔ وہ وقت کے ایک ایسے اہم مسئلہ سے متعلق ہے جس کی خطرناکیاں بہت دور دور تک سرایت کئے ہوئے ہیں۔ الفرقان جو ایک خالص دینی دعوت کا پرچہ ہے یقیناً اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ دنیا کے اس سب سے بڑے کفر والحاد کے بارے میں مسلمانوں کو پیش آنے والے خطرات سے آگاہ کرے اور اس سے دفاع و تحفظ کی صحیح راہ بتائے۔ لیکن یہ مسئلہ جس گہرائی کے ساتھ تجزیہ کرنے کا مستحق ہے۔ مذکورہ مضمون میں اس کا حق ادا نہیں ہو سکا ہے۔ یہ مسئلہ جو اب فکر و نظر کے میدانوں کا ہی مسئلہ نہیں رہ گیا ہے بلکہ عملی زندگی کے قریب و بعید گوشوں میں دور دور تک سرایت کر چکا ہے اور جس کی زد میں پورا عالم انسانیت ہے۔ اس کا تجزیہ جذبات سے بلند ہو کر نہایت تحمل و سکون سے کیا جانا چاہیئے اور اس سے تحفظ و دفاع کے لئے جو منصوبہ بھی تیار کیا جائے وہ نظریت سے زیادہ عملیت کا حامل ہونا چاہیئے۔

" تاریخ کا طالب علم یہ بات ماننے سے معذور ہے کہ اشتراکیت کا موجودہ فروغ و بقا محض جبر و تسلط کا رہین منت ہے۔ جبر و تسلط اس کے بقا و قیام کا ایک بڑا ذریعہ ضرور ہے لیکن اس کے بڑھنے اور پھیلنے کے عوامل اس سے کہیں زیادہ گہرے اور گزشتہ صدیوں کے تاریخی و علمی تغیرات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یورپ میں علوم جدیدہ اور تہذیب نو کا آغاز جن اندوہناک حالات میں ہوا اور اسی کے ساتھ ساتھ وہاں جس جس نوع کے سیاسی تغیرات یکے بعد دیگرے ظہور میں آتے رہے۔ اس کا لازمی نتیجہ فکر و نظر کا وہ سرکشانہ اور ملحدانہ زاویہ تھا جس پر آئندہ کے تمام تمدنی اور علمی افکار کی بنیاد پڑی۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے دوران جب انسانی زندگی کے مسائل ایک نیا موڑ لے رہے تھے تو افسوس ہے کہ اس موقعہ پر اُن کی روحانی اور اخلاقی رہنمائی کا کوئی مؤثر ذریعہ موجود نہیں تھا۔ حالانکہ اس زمانہ میں فیصلہ کن طاقت مذہب کے ہاتھوں میں ہی تھی "۔

" اشتراکیت کا ابتدائی ظہور، اُن مخصوص مفادات کے خلاف ایک چیلنج کی حیثیت سے ہوا تھا جو ایک خاص اور مختصر سے گروہ نے عام انسانوں کے مقابلے میں اپنے لئے قائم کر لئے تھے۔ اس وقت کی بیشتر مذہبی، اخلاقی و تمدنی تعلیمات ایک خاص گروہ کی پشت پناہ بن کر رہ گئی تھیں، صدیوں ہر ایسی چیز کی مخالفت مذہب و اخلاق کے نام پر کی جاتی رہی۔ جو کسی نہ کسی طرح عام انسانوں کے کام آنے والی تھی۔ اس صورت حال نے عام انسان کو جس بغاوت پر مجبور کیا۔ اس کا ایک نمونہ منجملہ اور چیزوں کے یہ اشتراکیت بھی ہے۔ اوّل اوّل ذہنی بغاوت شروع ہوئی۔ علم و فن کے دائروں میں نئے نئے اصول و نظریات قائم کئے جانے لگے مسلمہ علمی و اخلاقی اقدار کو تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی۔ تمام حیاتیاتی اور تمدنی علوم و افکار کی بنیاد مادی تعبیرات پر رکھی جانے لگی۔ حتیٰ کہ مذہب ہی نہیں، بلکہ خدا کی ذات بھی قابل بحث بنا لی گئی۔ انسانی علو و برتری کا کھوج اس کے یقین و عمل کی بلندیوں کے بجائے مصر کے اہرام، اجنتا و ایلورا کے غار اور تاج محل جیسی عمارات میں لگایا جانے لگا۔ آج بھی تمام علوم جدیدہ کی الف، بے ڈارون کے نظریۂ ارتقاء سے شروع ہو کر مارکس کی مادیت پر ختم ہو جاتی ہے اور یہ تمام باتیں اشتراکی ملکوں اور غیر اشتراکی ملکوں سب ہی میں یکساں طور پر پائی جاتی ہیں۔ آخر وہ کون سے تمدنی، اخلاقی اور سیاسی نظریات ہیں۔ جو اپنی حقیقت کے اعتبار سے اشتراکی اور غیر اشتراکی حلقوں میں مختلف فیہ ہیں، لے دے کے عقائد کی ایک نازک سی دنیا ہے، جس کی پشت پر عمل کی کوئی بے داغ طاقت موجود نہیں ہے۔ ہاں صرف عالمی اقتدار کی ایک جنگ ہے، جسے ہر فریق اپنی اپنی آرزوؤں کے مطابق جیتنا چاہتا ہے۔ اس جنگ میں اگر ایک فریق مذہب کا قطعی انکاری ہے تو دوسرا فریق بھی اپنے مقاصد کے حصول تک ہی مذہب کو زندہ رہنے کا حق دیتا ہے اس طرح ہمیں سوچنا ہوگا کہ کفر و نفاق کی اس آویزش میں اسلام کا کیا مقام ہے"۔

" اسلام کی تیرہ صدیوں کی تاریخ کو اگرچہ بہت سے مد و جزر کا سامنا کرنا پڑا اور بے شمار داخلی و خارجی فتنوں سے عہدہ برآ ہونا پڑا، لیکن اس کے اندر کے کسی گروہ یا فرد کو کبھی یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ اسلام کے خلاف علانیہ بغاوت کا مرتکب ہوتا اور اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے صریحاً انکار کر دیتا۔ آج بھی اگر کچھ افراد اشتراکیت وغیرہ کی طرف مائل ہو گئے ہیں تو وہ بھی اپنی مسلمانیت سے علانیہ دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہونگے گزشتہ صدیوں میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا کہ جب کبھی دین و مذہب کے بارے میں بعض برخود غلط عقلاء و مفکرین نے کوئی غلط بات کہی تو بروقت اسلام کے حامیوں نے اس کا مکمل رد کیا اور فکراً و عملاً اسلام کی حقیقت صحیح ثابت کر دکھائی۔ چنانچہ ایسی بروقت تردیدوں اور فکر و عمل کی ہم آہنگیوں نے بارہا ان فتنوں کا منہ پھیر دیا۔ جن سے اسلام کو کسی قسم کا بھی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا لیکن چودھویں صدی کے دور انحطاط میں پہلی بار یہ سب سے بڑی کمزوری نمودار ہوئی۔ کہ جدید اعتراضات و شبہات کا رد نسبتاً ناپختہ افراد کے ذریعہ شروع ہوا اور فکر و عمل کی ہم آہنگی سے خالی رہا۔ دوسرے یہ کہ تعلیمی میدانوں میں فکری تبدیلیوں کی تاریخ کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا۔ آج کا تعلیم یافتہ مسلمان خواہ وہ قدیم گروہ سے تعلق رکھتا ہو یا جدید گروہ سے نہ اس بات سے باخبر ہے کہ خود اس کے مذہب میں جو فکری و علمی ارتقاء ہوا ہے اس کی سابقہ رفتار کیا تھی اور موجودہ رفتار کیا ہے اور اس سے مسلمانوں کے ذہن و فکر پر کیا کیا اثرات مرتب ہوئے اور نہ اسے یہ علم ہے کہ وہ کیا کیا علمی و فکری تبدیلیاں اور ذہنی کشمکش مشرق و مغرب میں برپا رہی ہیں جن کے نتیجہ میں دنیا میں بڑے بڑے سیاسی تغیرات ہوئے۔ اشتراکیت وغیرہ قسم کے نظام وجود میں آئے اور انسانی تاریخ خطرات کے موجودہ دور میں داخل ہو گئی۔ نیز علم و فکر کی بنیادوں میں وہ کیا حد فاصل ہے .... ؟ جو اُسے روحانیت سے ہٹا کر خالص مادی بنا دیتی ہے۔ چنانچہ یہ ہمارے شعور کی وہ خامیاں ہیں جن کی وجہ سے ایک پڑھے لکھے مسلمان کے واسطے آج "رد و قبول" کا کوئی واضح معیار باقی نہیں رہا۔ اس کی مذہبی تعلیم چند مسائل کے اندر محدود ہو کر رہ گئی ہے اور اس کی دنیاوی تعلیم اس پس منظر سے خالی ہو گئی ہے جس کے نتیجہ میں کشمکش افکار کا یہ ہنگامہ برپا ہے"۔

" چنانچہ جن لوگوں کو اشتراکیت کے مفاسد و خطرات کا احساس ہے انہیں خالص مثبت اور ٹھوس بنیادوں پر کام کرنا چاہیئے۔ جذباتی پکار جو خطرات کی نشاندہی سے تو بھرپور ہو۔ لیکن ان خطرات کے ازالہ کے لئے کوئی مؤثر اور واضح پروگرام اپنے ساتھ

نہ رکھتی ہو، اس سے تھوڑی دیر کے لئے ہل چل تو مچ سکتی ہے لیکن انجام کار وہ مایوسی پیدا کرنے کا باعث بن جاتی ہے پھر کسی خطرہ پر نظر آنا تو کجا خود اس سے تحفظ و دفاع محال ہو جاتا ہے۔ اسی احساس کے پیش نظر ذیل میں عام اہل الرائے مسلمانوں کے غور و توجہ کے لئے چند گذارشات رقم کر رہا ہوں۔ شاید اس باب میں مفید ثابت ہوں میرے نزدیک اس سلسلہ میں کرنے کے کام یہ ہیں:۔

● اولاً وہ تمام اہل علم جو مختلف علوم و فنون میں اچھی دستگاہ رکھتے ہوں آگے آئیں اور ان تمدنوں کے تمام جدید افکار و آراء کا بالتفصیل گہرا تنقیدی جائزہ لیں اور جہاں جہاں ان میں الحاد و ضلالت کے جراثیم چھپے نظر آئیں ان کی بالوضاحت نشاندہی کریں۔ اس کے پہلو بہ پہلو اسلام کے مثبت افکار کو پرزور طریقے پر نمایاں کرتے چلے جائیں۔

● ثانیاً دینی افکار پر از سر نو علوم و فنون ضروریہ کی بنیاد رکھیں اور ایسی تعبیرات اختیار کریں جن کا رخ ہر حال میں ایمان کی طرف ہو۔

● ثالثاً یہ کہ بعض باتیں خالصتاً دینی ہیں اور بعض باتیں خالصتاً دنیاوی ہیں، ان کی یہ علیحدگی قطعاً دین و دنیا کی تفریق کے مترادف نہیں، یہ نرا تکلف ہے کہ ایسی دو جدا جدا چیزوں میں اسلام کے نام پر یکجائی پیدا کرنے کا تصنع پیدا کیا جائے۔ اس قسم کا التباس نکتہ آفرینی تو ہو سکتا ہے لیکن کوئی مفید چیز نہیں بن سکتا۔ بلکہ یہ چیز بہت سے فتنوں کا موجب بن جاتی ہے اور بن چکی ہے ان حدود کا خیال رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔

● رابعاً یہ خیال قطعی طور پر دل سے نکال پھینکیں کہ اسلام اور مسلمانوں کو کسی دوسری طاقت کا تابع مہمل بنا کر اشتراکیت پر غالب کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے مسلمانوں کو خود مرکزی نقطہ بننے کی کوشش کرنا ہو گی اگر دوسری قومیں اشتراکیت کی دستبرد سے محفوظ رہنے کے لئے اس مرکز کے ساتھ الحاق کرنا چاہیں تو انہیں اسلام کا تعاون پیش کیا جا سکتا ہے۔

● خامساً یہ کہ اشتراکیت کا اسلام کے ساتھ ابھی براہ راست تصادم شروع نہیں ہوا ہے۔ اگر دعوت کا کام کسی احسن طریق پر جہاں تک پھیلایا جا سکتا ہے، تو اس سے غفلت ہرگز نہیں کرنی چاہیئے اور ان پہلوؤں کو تلاش کرنا چاہیئے جہاں ٹکراؤ کے مواقع نہ ہوں اور وہاں سے اپنی دعوت کے کام کو آگے بڑھایا جا سکے۔

● سادساً یہ کہ آج سماج اور فرد کا باہمی تعلق نہ صرف نازک ترین ہو گیا ہے بلکہ اکثر و بیشتر مواقع پر ان دونوں کے درمیان تصادم ہو رہا ہے۔ اس کے اسباب و علل کا گہرا تجزیہ کیا جانا ضروری ہے اور مذکورہ کی تمام کامیابیوں کے لئے اولین شرط یہ ہے کہ فرد اور سماج کے درمیان اعتماد بحال ہو یہی ایک ایسا خطرناک شگاف ہے جس کی راہ سے اشتراکیت بآسانی نفوذ کر رہی ہے۔

● سابعاً یہ کہ کسی محدود نظریہ رکھنے والی جماعت یا کمزور سی مذہبیت کی آڑ میں بیٹھ کر اشتراکیت کا مقابلہ درست نہیں ہو گا۔ جائز حدود میں جتنی بھی وسعت و آفاقیت اپنے کاموں میں رہنا ممکن ہو سے دی جائے تاکہ کسی فرد کے لئے یہ ممکن نہ رہے کہ وہ اشتراکیت کی وسعت فریبیوں میں مبتلا ہو سکے۔

انسانی نفسیات کا آج یہ عالم ہے کہ کسی کام میں ذرا سی شدت و تنگی بھی اختیار کی گئی تو وہ اس کو کھٹکنا شروع ہو جاتی ہے اور جہاں ضرورت سے زیادہ کچھ وسعت حاصل ہوئی تو اس کے ذہن و فکر کی باگ یکسر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر رہ جاتی ہے۔ یہ دونوں حالتیں نہایت درجہ خطرناک ہیں اور ضلالت کے لئے معاون بن جاتی ہیں۔ اور ان دونوں حالتوں کے درمیان اعتدال کی راہ تلاش کرنا ہی اس پیچیدہ و پراضطراب عصر کا سب سے بڑا کارنامہ ہے"۔ (الفرقان ربیع الاول ۱۳۸۰ھ)

(جاری ہے)

## بقیہ — صفحہ ۳ اداریہ

ڈیرہ اسماعیل خاں سے لے کر کراچی تک کیا ہے ختم کر کے ماہ رمضان گذارنے کے لئے اپنے اپنے گھروں کو تشریف لے گئے ہیں۔

اس دورہ میں جمعیۃ کے ان قائدین کا ہر جگہ جس جوش و خروش سے خیر مقدم کیا گیا اور ہزارہا سامعین نے ان کے فرمودات سنے اور اپنے اتفاق و حمایت کا سرگرم اظہار کیا، اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ الحمدللہ ملک کے عوام جمعیۃ کے ساتھ ہیں۔

حضرت مفتی صاحب اور حضرت مولانا ہزاروی صاحب کے علاوہ مولانا ضیاء القاسمی صاحب، مولانا محمد لقمان صاحب، مولانا قاری نور الحق صاحب ایڈووکیٹ نیز دوسرے علماء حضرات نے ملک میں جو طوفانی دورے کئے ہیں۔ ان کے نتائج سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پاکستان کے مسلمان عوام کے قلوب جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ ہیں۔

آج ملک کے سامنے جو راستے ہیں، ان میں سب سے زیادہ صاف، واضح اور اسلام کے عین مطابق راستہ وہی ہے جسے جمعیۃ علماء اسلام نے پیش کیا ہے۔

جمعیۃ نے اپنے منشور کے ذریعہ یہ بتا دیا ہے کہ کہ ملک میں وہ کیا کیا تبدیلیاں لانا ناگزیر ہے، جن کے ذریعہ یہ ملک اسلام کے نظام کے سایہ میں مستحکم مضبوط اور ناقابل شکست بن سکتا ہے۔



## مراسلہ

۲۹ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز بدھ مرکزی جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے صدر مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ العالی سوشلزم کے خلاف علم اسلام لہراتے ہوئے یہاں بہاولپور بھی تشریف لائے۔ تھانوی صاحب ایک خاص مجلس میں اپنے ساتھ یہاں کے چند حسن ظن رکھنے والے بزرگوں کو (جنہوں نے میرے خیال میں ترجمان اسلام کو کبھی چھوا تک بھی نہ ہو) فرما رہے تھے۔ "ہفت روزہ ترجمان اسلام میں اب پوری طرح سوشلزم کی اشاعت ہو رہی ہے۔ احمد حسین کمال کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پکا کمیونسٹ ہے" اور یہاں تک عبارت گھڑ دی کہ ترجمان اسلام میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ "دین اسلام عین سوشلزم ہے۔" لیکن بدقسمتی سے شمارہ نمبر یاد نہیں تھا۔ شمارہ نمبر دریافت کرنے پر تھانوی صاحب نے فرمایا۔ پرچہ میرے ہاں موجود ہے مگر اب نمبر یاد نہیں۔ ادھر مودودیے بیٹھے بغلیں بجا رہے تھے کہ ہماری جھوٹ سازی اور کذب پردازی کا شکار یہ بزرگ بھی ہو گئے۔ تھانوی صاحب سے عرض یہ ہے کہ

سوشلزم کا نزلہ جمعیۃ علماء اسلام اور خصوصاً ہزاروی صاحب پر زبردستی کیوں گرایا جا رہا ہے جبکہ ہزار بار وہ اس پر لعنت بھیج چکے ہیں!

اور وہ کونسا پرچہ ہے جس میں یہ عبارت ہے "دین اسلام عین سوشلزم ہے"۔ کیا ان مضامین سے چند ایک کی نشاندہی فرما سکتے ہیں۔ جن کی وجہ سے کمال صاحب کو کمیونسٹ سمجھا جا سکے۔

اور کیا مرکزی جمعیۃ میں شریک کرنے کی غرض سے بزرگوں کو دھوکا دینا جائز ہے؟

اور کیا ایسی باتیں علماء کو زیب دیتی ہیں؟

اور یہ کہاں تک دین کی خدمت ہے کہ عالم ہوتے ہوئے الزام تراشیاں کرنا؟

کیا اس سے جو دین کو نقصان ہو گا اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہو گی؟

خدارا ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں اور خواہ مخواہ علماء کے وقار اور مقام سے گری ہوئی باتوں کو نہ اپنائیں۔ بلکہ یہ کذب بیانی بند کریں۔

(حافظ عبدالرحیم بی ماڈل ٹاؤن بہاولپور)

جمعیۃ طلباء اسلام کی آئینی کانفرنس کی کارروائی آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

**اچھڑے کے چھڑے**

ندیم رنگپوری

# جب چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں!

## کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا؟

## وہ بھی مرا ہوا

سب کہتے ہیں کہ جو شخص جھوٹ برتنے کا عادی ہو جاتا ہے تو کبھی کبھار اس کی زبان سے سچ بھی نکل ہی جاتا ہے۔ یہی حال مودودی صاحب کا ہے۔ جب سے مودودی صاحب نے اپنی جماعت کی بنیاد رکھی ہے، آں دم تا ایں دم اسلام، اسلام لکھ لکھ کر دفتر کے دفتر سیاہ کر دیئے ہیں چیخ چیخ کر گلے پھول گئے۔ پروپیگنڈا اتنا کہ آسمان سر پہ اٹھا لیا۔ نتیجہ، کھودا پہاڑ نکلا چوہا! وہ بھی مردہ۔ آخر مودودی صاحب کی زبان سے سچ نکل ہی گیا۔ فرمایا کہ :-

"جماعت اسلامی ہر اس جماعت سے تعاون کرنے کو تیار ہے جو ملک میں اسلامی نظام کی قائل بے شک نہ ہو لیکن جمہوریت کی قائل ہو"

(ندائے ملت ۲۲، اگست ۱۹۶۹ء صدا کالم ۳ مقامی ایڈیشن)

یہ ہے اسلام اسلام کی اصل حقیقت اور یہ ہے پتہ۔ اب پھر وہی سلسلہ شروع ہے کہ ہم تو اسلام چاہتے ہیں۔

کوئی ان سے پوچھے :-

کہ جناب والا کون سا اسلام چاہتے ہیں۔ آیئے، بائیں، شائیں
کیا صحابہ کرامؓ کا؟ — نہیں — وہ تو کنبہ پروری کرتے تھے۔ معاذ اللہ۔ جب وہ اسلامی بیت المال کو اپنے رشتہ داروں پر لٹا دیتے تھے، ان سے اسلام کی توقع۔

این خیال است و محال است و جنوں

اچھا، عمرؒ بن عبدالعزیز کا اسلام؟ ان کو تو امت مجدد مانتی ہے۔

توبہ، توبہ، ہزار بار توبہ — ان کا اسلام ہم کیسے مان سکتے ہیں!

وہ تو اس عظیم منصب پر فائز ہی نہیں ہو سکے۔

### آخر کون سا اسلام؟

کیا ائمہ اربعہؒ، امام ابن تیمیہؒ، امام غزالیؒ، مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کا؟ جواب یہی ہوگا۔ نہیں۔
ارے ہم ان کا اسلام کیسے مانیں، ہمارا جماعتی دستور پڑھو۔

دفعہ ٦ — "رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے، کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو"

ہم کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہونے کے لئے تیار نہیں اور نہ ہم حنفیت اور شافعیت کے قائل ہیں۔ ہم پڑھے لکھے ہیں اور پڑھے لکھے آدمی کے لئے تقلید گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے، یہ جو شخصیتیں ہیں، ان میں بڑی بڑی خامیاں تھیں، کسی کا تصوف اور فلسفے کی طرف میلان تھا کسی کے گھر میں زمانۂ جاہلیت کی رسمیں تھیں۔ غرض ان سب میں خامیاں اور غلطیاں تھیں۔ ہم تو صرف اسلام اور صرف اسلام چاہتے ہیں۔

تو پھر علماء دیوبند جس اسلام پر عمل پیرا تھے غالباً آپ بھی اس پر عمل پیرا ہیں۔ یعنی میاں جی نور محمد جھنجھانوی، حاجی امداد اللہؒ، مولانا نانوتویؒ، مولانا گنگوہیؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ صاحب، مولانا مدنیؒ، مولانا رائے پوریؒ، مولانا تھانویؒ، مولانا عثمانیؒ وغیرہ وغیرہ وغیرہ کے اسلام پر۔۔۔۔

توبہ۔۔۔۔ توبہ۔۔۔۔ توبہ۔۔۔۔۔ ہمارا مقصد ایک عظیم مقصد ہے اور ہمارا مشن اعلیٰ ترین مشن ہے۔ ہم اسلاف کے تقویٰ و تقدس کے پیرہن کو تار تار کرنا چاہتے ہیں، تم ان دیوبندیوں کی بات کرتے ہو؟ یہ تو کانگریسی اور اشتراکی مولوی ہیں مجھے تو ان کا نام لیتے ہوئے بھی ڈر لگ رہا ہے، بدحواسی طاری ہے۔ چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اونہہ اصل میں کن مولویوں کا نام لے لیا۔ تمہیں معلوم ہے، جب انگریز نے متحدہ ہندوستان میں اسلام پر رکیک اور بے بنیاد حملے شروع کئے اور یہ منصوبہ بنایا کہ کسی نہ کسی طرح یہ عیسائی ہو جائیں، اگر ایسا ناممکن ہو تو پھر کم از کم مسلمان تو نہ رہیں۔ تو اس وقت یہ مولوی میدان میں اتر آئے اور انہوں نے جگہ جگہ مکاتیب اور مدارس جاری کر دیئے جو انگریز کے منصوبوں کو خاک میں ملاتے رہے۔ اور سارے کئے کرائے پہ پانی پھر گیا۔ سمجھ گئے۔ یہ ہے اشتراکیت۔ یہ پاکستان کے مولوی ان ہی کے نام لیوا ہیں، یہ بھی اشتراکی ہیں اور اسلام کے دشمن ہیں۔ یہ انہی خطوط پر چل رہے ہیں، جن پر بڑے چلتے رہے۔ اور یہ لوگ مغربی سامراج کے لئے کھلا خطرہ ہیں، اور یہی ان کے اشتراکی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ہمارے دل بیٹھے رہے ہیں کہ مزدور بھی ان کے ساتھ ہو لئے۔ بڑے سادہ لوگ ہیں یہ مزدور۔ بھلا ان اشتراکی مولویوں کے پاس کیا رکھا ہے۔ اصل چیز جمہوریت ہے۔ جو امریکہ کے سوا باقی تمام دنیا میں نایاب ہے۔ وہاں جمہوریت تھی تو چاند پر پہنچ گئے۔

اے مزدورو! چھوڑو ان مولویوں کو، یہ اشتراکی ہیں، روس و چین سے یہ مولوی کیا دلوا سکتے ہیں، روٹی، کپڑا اور مکان جمہوریت میں مل سکتا ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو امریکہ کے ایک صدارتی امیدوار کا منشور پڑھ لو، جو گذشتہ سال مئی میں ہم نے ہفت روزہ "ایشیا" کے صفحہ اول پر شائع کرایا تھا۔ پھر دیکھو کہ تمہیں بہتر حقوق ملتے ہیں یا نہیں۔ اگر ہمارے ملک میں مغربی جمہوریت آ جائے تو پھر ہم ایک چھلانگ میں چاند کیا سورج سے دو سے قدم نہیں رکھیں گے۔ مغربی جمہوریت کے راستے میں یہ اشتراکی مولوی رکاوٹ ہیں۔ اسی وجہ سے میں نے فتویٰ دیا تھا کہ ان قرآن و حدیث پڑھانے والے اشتراکی مدرسوں کے چندے بند کر دو۔ پھر دیکھیں یہ قرآن و حدیث کیسے پڑھاتے ہیں۔ لیکن کیا کریں اس فتوے کا کوئی بھی اثر نہیں ہوا، اور اب تو میں نے ان مولویوں کو بدنام کرنے کے لئے سپیشل ایک پرچہ بھی جاری کرا دیا ہے اور منتظمین کو ہدایت کر دی ہے کہ ان علماء کو بدنام کرنے کے لئے وہی طریقہ اختیار کرو جو ہمارے آقایان مغرب نے اختیار کیا تھا۔

اب یہ نسخہ کیمیا بھی آزما لیا گیا۔ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے اس پرچے کا نام ہی گندگی رکھ دیا۔ اب کیا کریں، کہاں جائیں۔ کبھی کبھی تنگ آ کر خیال آتا ہے کہ لندن چلا جاؤں اور زندگی کے آخری لمحات پورے کروں۔ پھر خیال آتا ہے کہ پہلے بغرض علاج لندن گیا تو لوگوں نے میرے بارے میں کیا رائے قائم کی۔ اب اگر مستقل چلا گیا تو نہ جانے میرا حشر کیا ہوگا۔

بس جب تک یہ مولوی ہیں میری دکان چلنے نہیں دینگے۔ اس لئے ان مولویوں کو بدنام کرنا چاہیئے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

لیکن میں تو سوچ سوچ کر تھک گیا۔ اندرون اور بیرون ملک بڑے بڑے مفکروں سے مشورے بھی کئے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کو بدنام کرنے کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ ہم نے یہاں تک بھی لکھا کہ راولپنڈی کے ایک مدرسے میں ماؤزے تنگ کی کتابیں پڑھائی جانے لگیں اور اشتراکی پروفیسروں کی مفت خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ لیکن کوئی شنوائی نہیں ہو رہی۔ اب میں عنقریب ایک زبردست اعلان کرنے والا ہوں — وہ کیا حضور بتایئے تو سہی — ابھی نہیں بتلاتا — ویسے میاں طفیل صاحب کچھ کچھ اشارہ کرنے لگ گئے ہیں — آخر کچھ تو روشنی ڈالیں

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

# جمعیۃ علماء اسلام اس ملک میں صرف اسلام چاہتی ہے

(مولانا غلام غوث)

# نوجوانوں کو اسلام کی حفاظت کیلئے علماء حق سے مل کر کام کرنا چاہیئے

(مولانا ضیاء القاسمی)

## غلام محمد آباد میں کم و بیش پندرہ بیس ہزار کا اجتماع

## اور مقامی شاخ کے دفتر کا افتتاح

لائلپور۔ گذشتہ جمعہ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان حضرت مولانا ضیاء القاسمی کی دعوت پر لائلپور تشریف لے گئے۔ جہاں غلام محمد آباد میں مولانا قاسمی صاحب کی مسجد میں تقریباً پندرہ بیس ہزار کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام اس ملک میں کتاب و سنت پر مبنی صحیح اسلامی نظام حیات کا نفاذ چاہتی ہے۔ یہ کہنا نہ صرف غلط ہے بلکہ حقیقت پر پردہ ڈالنے کی ایک کوشش ہے کہ علماء کرام اس ملک میں اسلام کے بجائے سوشلزم یا کمیونزم کا نفاذ چاہتے ہیں۔ یہ کتنی زیادتی ہے کہ علماء حق بار بار تردید کر چکے ہیں، لیکن اس کے باوجود بھی برابر ان پر سوشلسٹ اور کمیونسٹ ہونے کا الزام عائد کیا جا رہا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ بھی الزام عائد کیا جاتا ہے کہ مساجد میں سوشلزم کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ میں نے کراچی سے لے کر پشاور تک اور ڈھاکہ سے چاٹگام اور سلہٹ کی پہاڑیوں تک دورہ کیا۔ مجھے کسی مسجد کا کوئی امام اور خطیب سوشلسٹ نظر نہیں آیا۔ یہ سب مودودیے اپنے غلط مقاصد کے حصول کے لئے پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ جب سے جمعیۃ علماء اسلام نے مزدوروں سے اتحاد کیا ہے، اس وقت سے سامراج کے ایجنٹ بوکھلا کر علماء حق کو بدنام کر رہے ہیں۔ مولانا نے واشگاف الفاظ میں کہا۔ جمعیۃ علماء اسلام نے مزدوروں اور غریب کاشتکاروں کو مغربی سامراج کے مسلط کردہ ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام سے نجات دلانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ مزدوروں کا مظلوم طبقہ روٹی، کپڑا، مکان اور اپنے بچوں کے لئے تعلیمی سہولتوں کا جائز مطالبہ کرے، اور یہ لوگ خواہ مخواہ ان پر کافر کمیونسٹ اور سوشلسٹ ہونے کا فتویٰ عائد کریں۔

آپ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ مزدوروں کے حقوق کا خود بھی تحفظ فرمایا کرتے تھے، اور دوسروں کو بھی فرمایا کرتے تھے کہ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کی جائے۔

آپ نے واضح کیا کہ جمعیۃ علماء اسلام نہ ۱۹۵۶ء کے دستور کو صحیح سمجھتی ہے اور نہ ہی ۱۹۶۲ء کے آئین کو صحیح سمجھتی ہے۔ جمعیۃ کے نزدیک دونوں دستور غلط ہیں۔ جس دستور میں مسلمانوں کے مرتد ہونے کی اجازت ہو، وہ کسی بھی مسلمان کے لئے ناقابل قبول ہے۔ ہمیں وہ آئین چاہیئے، جس میں عوام کو ان کے بنیادی حقوق دیئے جائیں اور وہ صرف اسلام ہے اور اسلام ہی میں پاکستان کے استحکام اور یہاں کے عوام کی خوشحالی کی ضمانت ہے۔

جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد غلام محمد آباد میں مقامی جمعیۃ کے دفتر اور دارالمطالعہ کے افتتاح کی تقریب ہوئی۔ جس میں مقامی علماء کا رکنان جمعیۃ اور سینکڑوں کی تعداد میں غلام محمد آباد کے غیور نوجوانوں نے شرکت کی۔ اس تقریب میں سب سے پہلے ملک کے مشہور اور مایہ ناز خطیب حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب نے افتتاحی تقریر فرمائی۔

آپ نے فرمایا کہ علماء حق نے ہمیشہ اپنا خون دے کر اسلام کی آبیاری کی ہے اور اپنے دور کی ہر طاغوتی طاقت خواہ وہ بیرونی ہو یا اندرونی اس کو للکارنے والے علماء حق ہی تھے۔ انہی علماء حق کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ انگریز جیسی جابر اور ظالم حکومت اس سرزمین سے اپنا بوریا بستر اٹھا کر نکل جانے پر مجبور ہو گئی۔ نوجوانوں کو اسلام کی حفاظت کے لئے علماء حق سے مل کر جدوجہد کرنی چاہیئے۔

آخر میں مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد پر مفصل تقریر فرمائی اور نوجوانوں کو مفید مشورے اور پند و نصائح سے نوازا۔ بعد ازاں حضرت نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دفتر جمعیۃ پر جھنڈا لہرایا اور فضا نعرۂ تکبیر، اسلام زندہ باد، پاکستان زندہ باد اور جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔

## جماعتی احباب اور بزرگوں سے درخواست

محترم المقام حضرت مولانا محمد الطاف صاحب حافظ آبادی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن نے راقم الحروف کو حکم دیا ہے کہ بطور نائب ناظم جمعیۃ لاہور ڈویژن ان کی معاونت کروں۔ حضرت مولانا موصوف کے حکم کی تعمیل میں اس امید پر یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں اور اکابر جمعیۃ علماء اسلام اور خصوصاً مرشدی و مولائی حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی بزرگانہ شفقت اور نیم شبانہ دعائیں مجھ عاجز کے لئے میری نااہلی کے باوجود ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

زاہد الراشدی
نائب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گوجرانوالہ
و نائب ناظم جمعیۃ لاہور ڈویژن

## ڈاکٹر عبدالحق تارڑ کی پریس کانفرنس

منڈی مریدکے (نامہ نگار) جمعیۃ علماء اسلام منڈی مریدکے کے ناظم عمومی ڈاکٹر عبدالحق تارڑ نے آج ایک پریس کانفرنس میں کارخانہ داروں پر الزام عائد کیا کہ وہ تالابندی کے حق کا ناجائز اور بے دھڑک استعمال کر کے بے روزگاروں اور مزدوروں میں خوف و ہراس پیدا کر رہے ہیں۔ خصوصاً فردوس ٹیکسٹائل ورکرز یونین، کوہ نور ربان ورکرز یونین، کوہ نور آئل ملز ایمپلائز یونین کو پریشان کیا جا رہا ہے۔ اور ان کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور مستقل ورکرز کو نکال کر کام ٹھیکوں پر دیا جا رہا ہے۔ جس سے مستقل ملازمین کو پریشانی اٹھانا پڑتی ہے۔ آپ نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ حکومت نے نئی لیبر پالیسی کے تحت کارخانہ داروں کو جو تالہ بندی کا حق دیا ہے۔ بعض کارخانہ دار اسے غلط طور پر استعمال کر رہے ہیں اور مزدوروں کی بے دھڑک چھانٹی کی جا رہی ہے اور روزانہ نئے مزدور بھرتی کر کے پرانے ورکروں کو گریجوٹی بونس اور نوٹس کے حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں حکومت کی عبوری امداد کی پالیسی بھی ناکام ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحق تارڑ نے گورنر مغربی پاکستان جناب نور خان سے اپیل کی کہ ہزاروں مزدور گھرانوں کی بدحالی اور فاقہ کشی سے بچانے کے لئے فوری طور پر کوئی موثر کارروائی کریں۔

## جمعیۃ علماء اسلام نوجوانان کا قیام

حیدرآباد: شہر جھانی سومرہ ضلع حیدرآباد میں نوجوانوں کا ایک عظیم اجتماع ہوا اور مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔ امیر: مولانا محمد صاحب سومرہ۔ نائب امیر: حاجی جان محمد صاحب سومرہ۔ ناظم اعلیٰ: مولانا غلام محمد صاحب خالد۔ نائب ناظم محمد خان سومرہ۔ خزانچی: سیٹھ محمد یوسف صاحب۔

(حکیم نواب دین نائب ناظم جمعیۃ حیدرآباد ڈویژن)

نعیم آسی سیالکوٹ

# علماء کے بائیس ۲۲ نکات
# اور
# سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا طرزِ عمل!

(۲)

## دعوتِ مذاکرات

یکم فروری کے وعدہ کے مطابق ۵ فروری کو ایوب خاں نے اپوزیشن کو دعوت دے دی کہ "۱۷ فروری کو مذاکرات کے لئے راولپنڈی میں آجائیں"۔ دعوت نامہ جمہوری مجلس عمل کے ایک رہنما نوابزادہ نصراللہ خاں (سابق جنرل سیکرٹری مجلس علماء اسلام) کو بذریعہ افسر تعلقات عامہ پہنچا دیا گیا، اور ساتھ ہی یہ بھی کہلا بھیجا کہ "آپ جن سیاسی لیڈروں کو چاہیں شرکت کی دعوت دے دیں"۔ ادھر دعوت نامہ نوابزادہ نصراللہ خاں کو پہنچا، ادھر جمہوری مجلس عمل کا اجلاس ڈھاکہ میں ہو رہا تھا۔ نوابزادہ صاحب نے ڈھاکہ جانے سے قبل اخباری نمایندوں کو بتایا کہ:

"وہ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ڈھاکہ جارہے ہیں، جہاں وہ جمہوری عمل کے مشرقی پاکستان کے رہنماسے بات چیت کریں گے۔ بات چیت کے بعد مرکزی جمہوری عمل کا اجلاس بلانے کے بارے میں تاریخ اور مقام کا اعلان کر دیا جائے گا۔ جس کے بعد ہی سیاسی مذاکرات کے بارے میں جماعتی طور پر صدر مملکت کی پیشکش کا ردِ عمل ظاہر کیا جا سکے گا"۔

(بحوالہ "نوائے وقت" ۶ فروری ۱۹۶۹ء)

## دعوت پہنچنے پر اپوزیشن کا ردِ عمل

ڈھاکہ پہنچ کر (۷ فروری کو) نوابزادہ صاحب نے اخباری نمایندوں کو بتایا کہ "ملک کی موجودہ سیاسی صورت حال اور صدر ایوب کے ساتھ مخالف رہنماؤں کے معاملے میں طور و خوض کرنے کے لئے مرکزی جمہوری مجلس عمل کا اجلاس ۹ فروری کو ڈھاکہ میں ہوگا"۔

(بحوالہ نوائے وقت ۸ فروری ۱۹۶۹ء)

## جمہوری مجلس عمل کے اجلاس

۹ فروری کو جمہوری مجلس عمل کا اجلاس شروع ہوگیا (یہ وہی اجلاس ہے جس کے متعلق جناب الطاف حسن قریشی نے "اردو ڈائجسٹ" بابت ماہ اگست ۱۹۶۹ء میں لکھا ہے کہ اس میں جمعیۃ علماء اسلام کا ۲۶ رکنی وفد شریک ہوا تھا۔ اس کے بذریعہ ایروپلین جانے کا کرایہ مبلغ دس ہزار روپیہ جناب میاں محمود علی قصوری نے ادا کیا تھا اور یہ کہ مفتی صاحب نے اجلاس شروع ہوتے ہی کہا تھا کہ میاں محمود علی قصوری کو اجلاس ہذا کا صدر بنایا جائے یہ دو وہ بے بنیاد بہتان ہیں، جن کے معاملے میں آخرت کے دن دربارِ خداوندی میں رِٹ دائر کی جائے گی اور حق و باطل کھل کر سب کے سامنے آ جائے گا۔ ویسے مفتی صاحب اور میاں صاحب ہر دو حضرات نے اس جھوٹ کی قلعی کھول دی ہے۔ آسی)

۱۰ فروری کو نوابزادہ نصراللہ خاں نے ایوانِ صدر پہنچ کر صدر ایوب سے سیاسی صورتِ حال اور مذاکرات کی دعوت کے سلسلہ میں بعض ابتدائی مسائل پر بات چیت کی۔ اسی شام جمہوری مجلس عمل نے سیاسی مذاکرات کے لئے تین ابتدائی شرائط پیش کیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) ہنگامی حالات ختم کئے جائیں۔

(۲) سیاسی قیدیوں اور حالیہ واقعات کے دوران گرفتار ہونے والے دوسرے لوگوں کو رہا کیا جائے۔

(۳) شہری آزادیاں بحال کی جائیں

(بحوالہ نوائے وقت ۱۱ فروری ۱۹۶۹ء)

۱۱ فروری کو نوابزادہ نصراللہ خاں نے لاہور پہنچ کر کہا کہ "صدر ایوب کی مجوزہ گول میز کانفرنس میں جمہوری مجلس عمل کی شرکت یا عدم شرکت کا فیصلہ ۱۵ فروری کو لاہور میں کیا جائے گا"۔

(بحوالہ نوائے وقت ۱۱ فروری ۱۹۶۹ء)

## قبولیت دعوت کا اعلان اور انعقاد کانفرنس

۱۴ فروری کو مرکزی جمہوری مجلس عمل نے گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کا اعلان کر دیا۔

۱۷ فروری کو کانفرنس شروع ہونی تھی، لیکن چند مجبوریاں پیش آگئیں۔ جن کی بنا پر کانفرنس وقت مقررہ پر نہ ہو سکی۔

۲۱ فروری کو صدر ایوب نے آئندہ الیکشن نہ لڑنے کا اعلان کر دیا اور

۲۲ فروری کو اگرتلہ سازش کیس (جس میں شیخ مجیب الرحمٰن سربراہ عوامی لیگ ملوث تھے) واپس لے لیا۔ نوابزادہ نصراللہ خاں نے اس اقدام کا خیر مقدم کیا۔

۲۶ فروری کو گول میز کانفرنس کا پہلا اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔ ایوب خاں نے کہا:

"کانفرنس تمام اہم قومی مسائل کا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گی"۔

جواباً نوابزادہ نصراللہ خاں نے کہا۔ مجلس عمل کے ارکان ایسا حل تلاش کرنے میں امداد دینے کے لئے ہی کانفرنس میں شریک ہوئے ہیں۔ اب کانفرنس کچھ روز کے لئے ملتوی ہو گئی۔

۴ مارچ کو نوابزادہ نصراللہ خاں نے مطالبہ کیا کہ آئندہ انتخابات کا نگران کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جس پر عوام کو اعتماد ہو۔

۸ مارچ کو مشرقی پاکستان کی جمہوری مجلس عمل کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں جمہوری مجلس عمل کی مرکزی کمیٹی کے لئے پانچ سفارشات منظور کی گئیں۔

(۱) بالغ رائے دہی کی بنیاد پر انتخابات

(۲) وفاقی پارلیمانی نظام حکومت کا قیام

(۳) مکمل صوبائی خود مختاری

(۴) آبادی کی بنیاد پر نمائندگی۔

(۵) ایک یونٹ کا خاتمہ۔

یہ اجلاس مسٹر مشتاق احمد کھنڈکر کی زیر صدارت ہوا۔ جس میں (جماعت اسلامی سمیت) تمام دوسری جماعتوں کے نمائندوں کے علاوہ مشرقی پاکستان کے دوسرے لیڈر بھی شریک ہوئے۔

(بحوالہ نوائے وقت ۱۰ مارچ ۱۹۶۹ء)

۹ مارچ کو جمہوری مجلس عمل مرکزی کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ کئی نکات زیر بحث آئے۔ اور یہ حالے پانچ تو خاص طور پر بحث و تمحیص کا مرکز بنے رہے۔ شیخ مجیب الرحمٰن وغیرہ اپنے مطالبات میں بڑی شدت اختیار کئے ہوئے تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما مفتی محمود نے اجلاس ہذا میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مغربی پاکستان والوں کے بھی بعض مخصوص مطالبات ہیں۔ لیکن فی الحال ہم ان سے صرفِ نظر کر رہے ہیں اس کے حوالے میں آپ نے "ختم نبوت" کے تحفظ کا مسئلہ اور "قوانین اسلامی" کا نفاذ کا مسئلہ پیش کیا۔ اور کہا کہ ابھی ہمیں "آزادی بالغ رائے دہی" کے تحت منصفانہ انتخابات کا مسئلہ ہی منوانا چاہیئے۔ اس کے بعد پھر ہر جماعت کو اپنے اپنے نظریات قوم کے سامنے پیش کرنے کی کھلی چھٹی ہوگی اور قوم جسے تسلیم کرلے۔ وہ جماعت پھر قوم کے مطالبات قومی و صوبائی اسمبلی میں پیش کر کے ریفرنڈم کروائے اور یوں ان موجودہ مسائل کو حل کیا جائے۔ بعد میں سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے مفتی صاحب کے بیان کی تائید کی۔

(۱۰ مارچ کے اخبارات)

(باقی)

# احکام رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

منجانب دارالعلوم دیوبند یو، پی

## ماہ رمضان کی فضیلت و عظمت

رمضان شریف اسلام میں ایک نہایت ہی مقدس اور برگزیدہ مہینہ ہے۔ اس کی سب سے بڑی اور بنیادی عبادت روزہ ہے جو نفس کو مانجھنے اور صاف کرنے میں خاص اثر رکھتا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا ہو جاتا ہے۔

رمضان شریف کا خاص مشغلہ تلاوتِ قرآن حکیم اور اپنے اوقات کو یاد خداوندی سے بھرپور رکھنا ہے۔ روزے میں جھوٹ، غیبت، چغل خوری وغیرہ معاصی روزہ کو کالعدم اور روزہ دار کو قریب بہلاک کر دیتے ہیں۔ جس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

## روزے میں نیّت کی ضرورت

روزے میں نیّت شرط ہے (نیت کے معنی دل کے ارادہ کے ہیں) اگر روزے کا ارادہ نہیں کیا، اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ ادا نہیں ہوگا۔ رمضان کے روزے کی نیت نصف دن سے پہلے تک کر سکتا ہے بشرطیکہ صبح صادق ہونے کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو اور کوئی کام جو روزے کا مفسد ہو، نہ کیا ہو۔ اس کے بعد اگر نیت کرے گا تو معتبر نہ ہوگی۔ زبان سے نیت کرنی فرض نہیں۔ لیکن بہتر اور مستحب یہ ہے کہ سحر کا کھانا کھا کر اس طرح نیت کر لیا کرے۔ بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

اگر افطار کے وقت ہی اگلے روز کی نیت کر لی تب بھی جائز ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نیت کے بعد کھانا پینا جائز نہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے تک کھانا پینا وغیرہ بلاشبہ درست ہے نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

## جن چیزوں سے روزہ نہیں جاتا

بھول کر کھانا پینا روزہ کو نہیں توڑتا۔ بلا اختیار حلق میں گرد و غبار یا مکھی یا مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، آٹا پیسنے والے اور تمباکو کوٹنے والے کے حلق میں جو آٹا وغیرہ اڑ کر جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کان میں پانی چلا جائے یا خود قے آ جائے یا خواب میں غسل کی حاجت ہو جائے یا قے آ کر خود بخود لوٹ جائے۔ ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا اور کچھ خلل نہیں، آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں جاتا۔ خوشبو سونگھنے سے کچھ خلل نہیں آتا۔ بلغم یا تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر قصداً قے کی مگر تھوڑی سی (یعنی منہ بھر سے کم) تو روزہ نہیں جاتا۔ تھوڑی سی قے آئی اور قصداً لوٹا کر نگل گیا تو اس میں اختلاف ہے۔ اگر روزہ میں کوئی بھول کر کچھ کھا پی رہا ہے اور قوی و تندرست ہے تو اس کو یاد دلا دینا ضروری ہے۔ اگر ضعیف و ناتوان ہے تو نہ یاد دلانا درست ہے، اگر خود بخود یا مسواک وغیرہ کرنے سے دانتوں سے خون نکلے لیکن حلق میں نہ جائے تو روزے میں خلل نہیں آتا۔ اگر خواب میں یا صحبت کرنے سے رات کو غسل کی حاجت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہ کیا تو روزے میں خلل نہیں آتا۔ اگر دن کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہو گئی تو روزے میں ذرا بھی نقصان نہیں آتا۔ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن دماغ اور معدہ میں اگر براہ راست کوئی دوا وغیرہ پہنچائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

## جن چیزوں سے قضا واجب ہوتی ہے

کان میں یا ناک میں دوا ڈالنا، قصداً منہ بھر قے کرنا، منہ بھر قے آئی تھی اس کو نگل جانا۔ کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا، یہ سب چیزیں روزے کو توڑنے والی ہیں۔ مگر صرف قضا آئے گی کفارہ واجب نہیں۔ کنکر یا لوہے، تانبے وغیرہ کو نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا واجب آئے گی کفارہ نہیں۔ رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھائی تو اس روزہ کی قضا واجب ہوگی۔ دن باقی تھا، غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا روزہ کھول لیا تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ جان بوجھ کر بغیر بھولے کے صحبت کرنا، کھانا، پینا، روزہ کو توڑتا ہے، اور قضا بھی آتی ہے اور کفارہ بھی۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے۔ اس کی طاقت نہ ہو، تو متواتر ساٹھ روزے رکھنا۔ اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا (مفصل حال کسی عالم سے دریافت کر لو)

## جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے اور جن سے مکروہ نہیں ہوتا

بلا ضرورت کسی شے کو چبانا یا نمک وغیرہ کا ذائقہ چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے، قصداً منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا مکروہ ہے۔ تمام دن ناپاک رہنا سخت گناہ ہے اور روزہ مکروہ ہو جاتا ہے، فصد کرانا، پچھنے لگوانا روزہ میں مکروہ ہے، غیبت، بدگوئی لڑائی جھگڑا روزہ کو مکروہ کر دیتے ہیں اور ثواب بہت کم رہ جاتا ہے۔ مسواک کرنا، سر یا مونچھوں پر تیل لگانا مکروہ نہیں، سرمہ لگانے یا سرمہ لگا کر سو جانے سے روزے میں خلل نہیں آتا۔ ناواقف لوگ جو مکروہ سمجھتے ہیں بالکل غلط ہے۔ خوشبو سونگھنا مکروہ نہیں۔ اگر بیوی کو اپنے خاوند، نوکر کو اپنے آقا کے غصہ کا اندیشہ ہو تو کھانے کا نمک چکھ کر تھوک دینا مکروہ نہیں۔ آنکھ میں دوا ڈالنا مکروہ نہیں۔

## روزہ نہ رکھنے کی اجازت

اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو، تو رمضان میں روزہ نہ رکھے، تندرستی کے وقت قضا کرے۔ اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے زیادہ ہو جانے کا خوف ہو۔ تب بھی روزہ چھوڑ دینا جائز ہے پھر قضا رکھے، حاملہ کو اگر بچے یا جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا اور پھر قضا کر لینا جائز ہے اپنے یا غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے ضرر ہو، تو قضا کر لینا جائز ہے۔ ہمارے نواح کے چھتیس کوس یعنی اڑتالیس میل (۷۷½ کیلومیٹر) کا سفر یا اس سے زیادہ ہو، وہ سفر سفرِ شرعی کہلاتا ہے یعنی ایسے سفر میں مسافر کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے واپس آنے کے بعد قضا کرے۔ اگر کوئی مسافر دوپہر سے پہلے اپنے وطن پہنچ گیا اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں۔ تو اس پر واجب ہے کہ روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اب سفر کا عذر باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی شخص کسی تیز سواری یا ریل میں دو تین گھنٹے میں ۷۷½ کلومیٹر پہنچ جائے گا تو اس کے لئے بھی سفر کی رخصت یعنی نماز کا قصر اور افطار کی اجازت حاصل ہو جائے گی۔ بہت بوڑھا ضعیف جس کو روزہ میں نہایت شدید تکلیف ہوتی ہے روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر (بوزن انگریزی) یا ایک کیلو ۶۳۳ گرام گندم ایک مسکین کو دے۔ لیکن اگر پھر کبھی طاقت آ جائے گی تو قضا رکھنی ضروری ہوگی۔ عورت کو اپنے عذر یعنی حیض کے ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ اسی طرح پیدائش کے بعد جتنے روز نفاس کا خون آئے۔ جب خون بند ہو جائے روزہ رکھنا چاہیئے اور رمضان شریف کے بعد ان دنوں کے روزوں کی قضا ضروری ہے، جن دنوں میں یہ عذر رہا ہے۔ جن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے ان کو بلا تکلف سب کے سامنے کھانا پینا نہیں چاہیئے بلکہ تعظیم رمضان المبارک لازم ہے۔

## روزہ کا توڑنا اور اس کی قضا

فرض روزے کو بلا کسی شدید تکلیف اور قوی عذر کے توڑنا جائز نہیں۔ پس اگر ایسا سخت بیمار ہو گیا، کہ روزہ نہ توڑے تو جان کا اندیشہ غالب ہے یا بیماری

(باقی صـــ۱۱ پر)

مولانا بشیر احمد صاحب حصاری

# پاکستان میں اسلامی نظامِ حکومت کی جدوجہد اور مودودی صاحب

(۳)

چند بڑی شخصیتوں کو چھوڑ کر جن کے صبر و تقویٰ سے آراستہ عزم و ہمت پہ اس طرح کے حادثات اثر انداز نہیں ہوا کرتے۔ عام حالت یہ ہوگئی کہ جیسے ہر فرد خود اعتمادی کی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھا ہو۔ ہر شخص یَتَلَاوَمُوْنَ (باہم دگر ملامت) کا مصداق بن کے رہ گیا۔ احساسِ شکست کا اثر اس حد تک پہنچ گیا کہ دوسروں کی تنظیم، دوسروں کی دانشمندی، دوسروں کی فرض شناسی، اپنی بے تدبیری، تقاضائے وقت سے بے خبری۔ ہوشمندی سے تہی دامنی اور جوش و جذبات سے مغلوبیت کے چرچے ہر مجلس میں اور ہر زبان پر عام ہو گئے۔ ہر شخص ایک مستقل لائحہ عمل گرہ میں باندھے پھرتا تھا جس کی جزئیات تک واضح اور غیر مبہم تھیں۔ اگر دوسرے لوگ اسے من و عن اپنالیں، تو سارے دلدر دور ہو جائیں اور پھر سے ہم اپنی رفعتِ رفتہ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ہر شخص دوسروں کی سرد مہری اور بے حسی کا شکوہ سنج، مایوسی کا یہ عالم کہ ہر شخص اپنے حلقۂ تعلق سے بیزار، انتشار ایسا کہ ہر شخص کا رخ دوسرے سے مختلف۔

اس پر مستزاد یہ کہ علمی و دینی درسگاہیں جو علماء ربانی کا نشیمن تھیں اور تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے مستقبل کے لئے امید کی کرن وہ سب کی سب ہندوستان میں رہ گئیں۔ ساتھ ہی علماء کی اکثریت بھی ادھر ہی رہ گئی صفِ اول کے علماء میں سے بہت قلیل تعداد پاکستان کے حصے میں آئی۔ پھر یہ بھی کئی حصوں میں تقسیم تھے۔ جن میں بڑے حلقے یہ تین تھے۔ ایک حلقہ حضرت تھانوی مرحوم کا تھا، جو سیاسیات میں غیر جانبدار رہا تھا اور نظریاتی طور پر لیگ کا حامی تھا۔ دوسرا حلقہ حضرت مدنی مرحوم کا تھا۔ جو جنگ آزادی کا ہیرو اور میدانِ سیاست کا شہسوار رہ چکا تھا۔ تیسرا حلقہ حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ جو خالص علمی اور تحقیقی اور محدثانہ ذوق سے بہرہ مند تھا۔ یہ تینوں حلقے ایک دوسرے سے مختلف اندازِ فکر اور الگ دائرہ کار رکھتے تھے۔

ان کے علاوہ بہت سے دیگر حلقے بھی تھے جو اپنے دائرہ کار کے لحاظ سے جداگانہ حیثیتوں کے حامل تھے۔ جیسے حضرت مولانا حسین علی مرحوم کا حلقہ اور احرار اسلام وغیرہ۔ اہلحدیث حضرات کا حلقہ بھی دینی حلقوں میں ایک وقیع مقام رکھتا تھا۔ اس پر اس احساسِ شکست کا مزید اضافہ کر لیجئے جس نے اس اختلاف کو ایک ایسے انتشار کی شکل میں بدل دیا جس سے دینی حلقے کا شیرازہ بکھر گیا، اور ان کی ساکھ کو بے حد نقصان پہنچا جس سے کہ خود ان کا وجود ہی خطرے کی زد میں آگیا۔ شیطان کے لئے ان پر ضرب کاری لگانے کا اس سے زیادہ بہتر موقع اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس سلسلے میں ذکی الحسی اور احساسِ فرض کا صحیح ثبوت بہم پہنچاتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو کسی ادنیٰ کوتاہی سے کام لئے بغیر اس کام کے لئے وقف کر دیا۔ حکومت ہو کہ پبلک، غریب ہو کہ امیر، لیڈرانِ قوم ہوں کہ سرکاری افسران، حتیٰ کہ قادیانیوں سے لے کر جماعت مودودی تک سبھی اس کارِ خیر میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں فکر مند دکھائی دینے لگے۔

بایں ہمہ جہاں ان کے اس اختلاف کو غلط رنگ دینے کی کوششیں بار آور ہوتی رہیں وہاں یہ عجیب کارنامہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ انتہائی بے سر و سامانی اور تہی دستی کے عالم میں عربی درسگاہوں کا آغاز ہوتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک مختصر سے عرصے میں عربی نظامِ تعلیم وسائل و معاشکار سے محروم نصیبی کے باوجود اپنا وجود برقرار رکھنے میں ہی نہیں بلکہ اپنا مقام پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

انتشار انتشار کے شور سے کان ضرور پکے جاتے ہیں، لیکن تجربہ و مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ اختلاف کی نوعیت افتراق و تشتت کی صورت اختیار نہیں کر سکی۔ جو نتیجہ ہوتی ہے کم نگاہی اور تنگ مزاجی کا۔ جیسا کہ پروپیگنڈا سے مشہور کیا گیا۔ بلکہ یہ اختلاف ثمرہ ہے اس ذوقِ تحقیق کا جو ساتذہ دیوبند کی زیرِ تربیت پروان چڑھا تھا جس سے درحقیقت باطل قوتیں خائف ہیں، اس لئے اسے بے اثر بنانے کے لئے غلط رنگ دے دیا گیا ہے۔ اور پروپیگنڈے کا ایک طوفان ہے جو تھمنے میں نہیں آتا۔

اس موضوع پر تفصیل سے کچھ عرض کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔ اس وقت جو مجھے عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ ان عوارضات کے ہوتے ہوئے جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ دینی حلقوں کی طرف سے تعلیم و تبلیغ دین کے سلسلے میں جو کام کیا گیا وہ یقیناً توقع سے بڑھ کر ہے، جبکہ صورتِ حال ایسی ہو کہ مطلق اپنے وجود کا برقرار رکھ لینا ہی بڑی بات تھی۔

اس وضاحت کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات آپ سے آپ واضح ہو جاتی ہے کہ علماء دین نے پارٹیشن کے بعد سے جمعیۃ علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ تک جو ملکی معاملات میں کسی مؤثر مستقل اور فیصلہ کن اقدام کا ثبوت بہم نہیں پہنچایا، بلکہ ایک لاتعلقی اور غیر جانبداری کی سی روش اختیار کئے رکھی تو اس کی حقیقی وجوہات کیا تھیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ جزوی طور پر سیاست میں دخل دیا بھی گیا ہے اور کتنے ہی موقعوں پہ قوم کو غلط موڑ جانے سے بچانے کے لئے اپنی کوششوں کو بروئے کار لایا جاتا رہا لیکن بحیثیت مجموعی جماعتِ اسلامی کی مساعی کو مستحسن نظروں سے دیکھتے ہوئے اپنی سیاسی کارروائیوں کو ان کی تائید و حمایت میں محدود رکھنے پہ اکتفا کیا گیا۔

## جماعتِ مودودی

آیئے اب جماعتِ مودودی کی مساعی جمیلہ کا جائزہ لیں تاکہ صورتِ حال کا صحیح نقشہ واضح ہو کر سامنے آسکے۔

جماعتِ اسلامی کو مسلم لیگ اور دینی حلقے کے مقابلے میں کئی ایک امتیازات حاصل تھے۔

آزادی سے پہلے کے بیس سال یہ وہ عرصہ ہے جس میں پوری کی پوری قوم آزادی کی جنگ لڑنے کے لئے میدان میں نکل آئی تھی۔ ہر فرد نے اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں ہر طبقے اور گروہ نے اپنے تمام وسائل اور ساری کوششیں اس راہ میں جھونک دی تھیں۔ قوم کا ہر فرد اس کارِ جہاد میں اس قدر مصروف ہے کہ جیسے کہا کرتے ہیں سر کھجانے کی فرصت نہیں۔ آپ انہیں گالیاں دیتے رہیں، جواب دینے کے لئے وقت نہیں۔ ملامت کریں، سننے کی فرصت نہیں۔ ان کے موقف کو غلط ثابت کریں، بھرپور تنقید کریں۔ لوگوں کو ان سے برگشتہ کرنے کی مہم چلائیں۔ لیکن ان کی طرف سے دفاع کئے جانے کی صورت نہیں۔ وہ میدان میں ہیں اور بُیُوْتُھُمْ عَوْرَۃٌ ان کے گھر غیر محفوظ ہیں۔ آپ جاہیں تو لوٹ لیں۔ آپ کے راستے میں حائل ہونے والا کوئی نہیں۔ آپ کی پیٹھ میں خنجر بھونک دیں، آپ کی طرف مڑ کے دیکھنے والا کوئی نہیں۔ ایسے میں سید ابو الاعلیٰ مودودی آتے ہیں اس ماحول کو اپنے لئے نہایت موزوں اور سازگار پاتے ہیں اور ایک زیرک اور نہایت ہوشیار انسان کی طرح ابھرتے ہیں، سنبھلتے ہیں، پنپتے ہیں۔ اور جب نصف صدی کی شدید اور ہمت شکن کشمکش کے بعد معرکۂ حریت سر کر کے یہ تھکا ہارا لشکر اپنا کمربند کھول رہا تھا، تو سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کی قیادت میں ایک عسکر تازہ دم نئے عزائم، نئے دعووں اور فلاح پاکبازو عہد دیں پاکیزگی سیرت اور پختگی کردار کے مظاہروں، تقوے پارسائی زندگی کی نمائش اور جوان حوصلوں کے ساتھ آمادۂ یلغار تھا

(جاری ہے)

# مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے سالانہ اجتماع میں رہنمایان جمعیۃ کی تقریریں

## حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ کا خطاب

جہلم ۱۱۔ اکتوبر۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان نے مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے سالانہ جلسہ کی آخری نشست سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مغربی سامراج بھارت میں مسلمانوں پر جبر و تشدد اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں پر بھارتی تسلط کا ذمہ دار ہے مغربی سامراج نے پوری ملت اسلامیہ میں سازشوں کے جال پھیلا رکھے ہیں۔ اب اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ پوری ملت اسلامیہ سامراج کے خلاف صف آرا ہو اور جہاد کا اعلان کرے میں اپنے آپ کو سب سے پہلے پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولانا درخواستی نے تقریباً دس ہزار افراد کے جم غفیر سے ہاتھ کھڑے کروائے اور اس بات کا عہد لیا کہ وہ اسرائیل کے عزائم اور سامراجی سازشوں کے تار و پود بکھیرنے کے لئے جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ مل کر کام کرینگے

حضرت درخواستی نے مزید کہا کہ بڑی طاقتیں ہمارے مسائل قطعاً حل نہیں ہونے دیتیں۔ انہوں نے الفتح کے حریت پسندوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ فلسطین کو آزاد کرالیں۔

انہوں نے جمعیۃ علماء اسلام پر لگائے گئے الزامات کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام نہ سوشلزم چاہتی ہے نہ سرمایہ داری اور نہ مغربی جمہوریت بلکہ وہ اس ملک میں قرآن و سنت پر مبنی خالص اسلامی نظام کی خواہاں ہے۔

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی ممالک کو مل کر اسرائیل سے مقابلہ کے لئے اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم کرنی چاہئیں۔ مغربی سامراج مسلسل اسلحہ اور جنگی ساز و سامان اسرائیل کو دے رہا ہے اور دفاعی لحاظ سے اسے مضبوط بنا رہا ہے۔ محض کھوکھلے نعروں سے کشمیر فلسطین اور اریٹیریا کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ یہ تمام مسئلے چاہے وہ ویت نام میں ہوں یا کشمیر میں چاہے وہ فلسطین میں ہوں یا اریٹیریا میں مغربی سامراج کے ہی پیدا کردہ ہیں۔ اسلامی ممالک کو دفاعی و اقتصادی لحاظ سے خود کفیل بننا چاہیئے۔ تب ہی مغربی سامراج کی ریشہ دوانیوں اور اسرائیل کے ناپاک عزائم کو ناکام بنایا جا سکتا ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ مغربی سامراج مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے جس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے امریکہ نے اپنے بے پناہ سرمائے کے بل بوتے پر اپنے گماشتوں کی مدد سے دنیا بھر میں فتنہ و فساد برپا کر کے امن عالم کو خطرہ میں ڈال رکھا ہے۔ اس نے عربوں میں اسرائیل کے ناسور کو جنم دیا۔ پھر بیت المقدس کے احترام و حرمت کو پس پشت ڈال کر یہودیوں سے آگ لگوائی۔ اریٹیریا کے

مسلمانوں پر ظلم و ستم کا ذمہ دار بھی مغربی سامراج ہے کشمیر کا مسئلہ اور ہندوستان کے مسلمانوں پر ظلم و تشدد امریکہ کی شہ پر ہو رہا ہے۔ چاند پر امن کا پیغام پہنچانے والوں کو زمین پر ظلم و تشدد نظر نہیں آتا؟

مولانا ہزاروی نے اعلان کیا کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے عوام کو سامراجیت کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرتی رہے گی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر نے خطاب کرتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا کہ پاکستان اسلام کی خاطر حاصل کیا گیا تھا۔ اس میں اسلام ہی کا بول بالا ہوگا۔ خلاف اسلام نظریات کو یہاں پنپنے نہیں دیا جائیگا اور اسلام کے راستہ میں آڑے آنے والی ہر رکاوٹ کو راستہ سے ہٹا کر رکھ دیا جائے گا۔ انشاء اللہ جمعیۃ اس مقصد میں کامیاب ہو کر رہے گی۔

مولانا عبدالحکیم صاحب نے مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے سالانہ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں جاگیرداروں سرمایہ داروں ۔۔۔۔۔۔ اور مودودی جماعت کو تنبیہ کرتا ہوں کہ شیش محل میں بیٹھ کر غریبوں پر کنکریاں پھینکنے کا شغل ترک کر دیں۔

مولانا نے فرمایا کہ معاشی حقوق کا مطالبہ کرنے والوں پر کفر کے فتوی عائد کرنا کہاں کی اسلام دوستی ہے؟

مولانا محمد رمضان صاحب امیر جمعیۃ سرگودھا ڈویژن نے جلسہ کی آخری نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں۔ ان کا تحفظ و بقاء اسلام کی بقا ہے۔ تحریک آزادی ہند میں ان مدارس نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہیں سے وہ بوریا نشین اٹھے جنہوں نے انگریزی سامراج کی جابر حکومت سے ٹکر لی، اور اسے ہندوستان سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔

شیر اسلام حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب نے جلسہ کے دوسرے روز پانچویں نشست سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک میں سوشلزم کی راہیں ہموار کرنے کی تمام تر ذمہ داری مودودی صاحب اور ان کے عناصر پر عائد ہوتی ہے۔ جو بیس سال خاموشی سے دیکھتے رہے اور ایک کلمہ بھی زبان سے ان کے خلاف نہ نکالا۔ مودودی صاحب نے انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام پر اپنی کتب میں تنقید کر کے ملک میں یہ ذہن بنا دیا ہے کہ ان کا احترام اور پاس نہ کیا جائے۔ آپ ہی بتائیں کہ جب ان شخصیات کا احترام دلوں میں باقی نہ رہے تو دین کی عمارت کیسے قائم رہ سکتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بزرگان دین اور ملت اسلامیہ کی مایہ ناز شخصیتوں کا احترام دلوں سے نکال کر مودودی صاحب کس قسم کے اسلام کو اس ملک میں لانا چاہتے ہیں۔

## جمعیۃ علماء اسلام چنیوٹ کا اجلاس

مورخہ ۳۰ اکتوبر بعد از نماز عشاء جمعیۃ علماء اسلام چنیوٹ کا ایک اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا محمد حسین صاحب امیر جمعیۃ منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیۃ کے اغراض و مقاصد اور حالیہ شائع شدہ منشور کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کے علاوہ جمعیۃ کے مالی استحکام پر بھی غور و خوض کیا گیا اور متفقہ طے پایا کہ جمعیۃ سے وابستہ مقامی علماء کرام میں سے ہر عالم ہر ماہ میں دو دن جمعیۃ کو دو دن بیرون شہر تبلیغی پروگرام کے لئے دے۔ لہذا بذریعہ بیان ہذا جمعیۃ کی ضلعی اور ڈویژنل شاخوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اب آئندہ جو بھی تبلیغی پروگرام جمعیۃ کا ترتیب دیں اس میں چنیوٹ کے علماء کرام کو بذریعہ دفتر جمعیۃ چنیوٹ مدعو فرمایا کریں۔

(۱) حضرت مولانا محمد حسین صاحب امیر جمعیۃ (۲) حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی نائب امیر (۳) مولانا محمد عبدالوارث صاحب ناظم (۴) مولانا عبدالکریم صاحب (۵) حضرت مولانا غلام رسول صاحب

نیز اس اجلاس میں ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں کے ہولناک قتل عام پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا ہے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہند مسلم کش پالیسی کے پیش نظر اور ہندوستان کے بہیمانہ رویہ کے خلاف کوئی ایسا ٹھوس اور جامع پروگرام مرتب کیا جائے۔ جس سے ۶ کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو محفوظ رہ سکے۔

ضلع سرگودھا کا ہماری جمعیۃ کا دورہ نہایت کامیاب رہا۔ وہاں کے لوگوں نے مالی تعاون کے ساتھ ساتھ جمعیۃ کے اغراض و مقاصد سے اتفاق کرتے ہوئے ان کو اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا۔

(۱) منڈی شاہ جیونہ - مولانا بشیر احمد صاحب۔ چوہدری محمد حنیف صاحب
(۲) چک نمبر ۱۳۱ جنوبی۔ حافظ عبدالغفار صاحب۔ صوفی علاؤالدین
(۳) چک نمبر ۱۲۵ جنوبی۔ مولانا سید حیدر علی شاہ۔ حافظ ظفر احمد
(۴) چک نمبر ۱۳۲ ،، حافظ محمد رمضان۔ حافظ یحییٰ خاں، منیر احمد (۵) چک نمبر ۱۳۱ شمالی۔ صوفی عبدالحمید۔ محمد بشیر،
(۶) چک مدداسس۔ مولوی خلیل الرحمٰن۔ حافظ سید قاسم شاہ
(۷) شاہ روقہ - مولانا محمد عبداللہ۔ صوفی عبدالسلام

## جمعیۃ علماء اسلام لیہ کا انتخاب

امیر - مولانا محمد حسین صاحب خطیب موتی مسجد چوبارہ روڈ
نائب امیر — صوفی منظور احمد صاحب
ناظم اعلیٰ — رشید احمد انصاری
خازن — صوفی اللہ دتہ صاحب منظور آئرن سٹور
پروپیگنڈہ سیکرٹری — صوفی عبدالغنی صاحب

# خبرنامہ جمعیۃ علماء اسلام

## قصبہ مردوال (سرگودھا) میں جلسہ و تشکیل

مردوال۔ اواخر اکتوبر میں جمعیۃ کے صوبائی راہنما مولانا محمد اجمل صاحب ناظم صوبائی جمعیۃ مولانا محمد ابراہیم صاحب خازن صوبائی جمعیۃ کے علاوہ مولانا عبدالستار راولپنڈی مولانا قاضی الہ یار صاحب قصبہ مردوال (وادیٔ سون) کے علاقے میں تشریف لے گئے۔ دو دن جلسہ رہا۔ جس میں جمعیۃ کے اغراض و مقاصد پر تقریریں ہوئیں۔ بعد ازاں جمعیۃ کا مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا محمد دین صاحب خطیب جامع مسجد مردوال |
| نائب امیر | مولوی شیر باز خاں صاحب |
| ناظم اعلیٰ | مولانا شیر محمد صاحب |
| ناظم | جناب محمد افضل صاحب |

کافی تعداد میں جمعیۃ کے رضا کار بھی بھرتی ہوئے جن کے سالار مولوی شیر باز خاں مقرر ہوئے۔

## جمعیۃ علماء اسلام منڈی مریدکے کا اجلاس

منڈی مریدکے (نامہ نگار) مورخہ ۱۹ اکتوبر جمعیۃ علماء اسلام منڈی مریدکے کا اجلاس زیر صدارت قاری محمد اکبر خطیب جامع مسجد غلہ منڈی مقامی دفتر واقع چاندنی چوک میں ہوا

## جلسہ

کنڈہ کوٹ۔ مورخہ ۱۲ و ۱۳ اکتوبر جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام جامع مسجد دارالعیون میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں درج ذیل حضرات علماء کرام نے تقاریر کیں۔ (۱) حضرت مولانا مفتی محمود (۲) مولانا محمد علی صاحب جالندھری (۳) مولانا عبدالکریم صاحب بیر (۴) مولانا عزیز احمد صاحب اور دیگر علماء کرام نے عوام سے خطاب کیا۔ (محمد اعظم الحسینی کنڈہ کوٹ)

## دفتر کا افتتاح اور پرچم کشائی

۳۰ اکتوبر نماز جمعہ کے بعد جمعیۃ علماء اسلام حلقہ غلام محمد آباد لائلپور کے دفتر واقع صدر بازار کا افتتاح حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے کیا اور پرچم کشائی فرمائی۔ مولانا نے افتتاح کے موقعہ پر فرمایا کہ ہم پاکستان میں کسی ازم کو نہیں چلنے دیں گے۔ ہم صرف اور صرف اسلام چاہتے ہیں۔ ہمارا منشور شائع ہو چکا ہے۔ جس میں اسلام کی روشنی میں تمام مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔ اس موقعہ پر مولانا ضیاء القاسمی نے بھی عوام سے اپیل کی کہ جمعیۃ کے ساتھ تعاون کریں۔ افتتاح کے موقعہ پر جمعیۃ کے سالار کثیر تعداد میں موجود تھے۔

## شمولیت

شہر قصور کے مشہور سیاسی و سماجی رہنما جناب حکیم غلام حیدر سہیل اپنے احباب سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو گئے ہیں۔ انہوں نے ملکی و ملی اور دینی خدمات پر مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کو نہایت خراج تحسین پیش کیا ہے۔ آپ نے اپنے دیگر احباب سے بھی اپیل کی ہے کہ ملک میں دینی انقلاب برپا کرنے کے لئے جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو جائیں۔

(قاری محمد شریف ناظم جمعیۃ قصور شہر)

## اعلان

ضلعی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان کبیر والا سے خانیوال منتقل کر دیا گیا۔ تمام شائقین آئندہ خط و کتابت ضلعی دفتر جمعیۃ علماء اسلام خانیوال کچہری بازار بلاک گلی ۲ سے کریں۔

## بہاولپور میں ڈویژنل دفتر کا افتتاح

بہاولپور ۸ ر شعبان المعظم کو حضرت مولانا خان محمد صاحب آف کندیاں شریف صبح نو بجے دفتر جمعیۃ واقع چوک بانسار تشریف لائے۔ اس موقعہ پر شہر کے سیاسی اور مذہبی اکابر بھی جمع ہو گئے۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے ڈویژنل دفتر کا بورڈ آویزاں کیا۔ آپ کے ساتھ ڈویژن کے ناظم اعلیٰ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب اور مولانا جمیل الدین صاحب سابق انسپکٹر عربی مدارس نے بھی بورڈ لگانے میں شرکت کی۔ بعد ازاں حضرت نے جمعیۃ کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی اور حضرت کے حکم سے مولانا جمیل الدین صاحب نے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا

## اظہار تعزیت

جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کے امیر مولانا مفتی محمد یوسف الحسینی اور نائب امیر محمد اختر صدیقی نے لائلپور کے معروف تاجر حاجی محمد الدین اور جمعیۃ علماء اسلام حلقہ غلام محمد آباد کے امیر حافظ احمد دین صاحب کے بھائی میاں جان محمد کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔

محمد اکرم الحق صدیقی ناظم دفتر جمعیۃ ضلع لائلپور

## سینما کی تعمیر روکی جائے

لیہ۔ جمعیۃ علماء اسلام لیہ کا ہنگامی اجلاس مورخہ ۱۰/۱۰/۶۹ دفتر جمعیۃ میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت امیر مولانا محمد حسین صاحب نے کی۔ متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی:۔ جمعیۃ علماء اسلام لیہ کا یہ اجلاس وارڈ نمبر ۱ میں واقع ایک مسجد کے مینار اور محراب کو گرائے جانے پر شدید احتجاج کرتا ہے۔ مسجد مذکور سالہا سال سے یہاں موجود ہے۔ مسجد کے بالکل متصل سینما تعمیر کیا جا رہا ہے۔ متعلقہ اشخاص کے اس اقدام سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ جس سے مسلمانوں کے جذبات کو انتہائی ٹھیس پہنچی ہے۔

ہم اراکین جمعیۃ حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مسجد کے ساتھ سینما تعمیر کرنے کا اجازت نامہ منسوخ کیا جائے تاکہ مسجد کا تقدس قائم رہے۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا قرارداد مندرجہ ذیل مساجد میں اہالیان لیہ کی طرف سے بھی پاس کی گئی۔

(۱) جامع مسجد کرنال والی
(۲) " " محلہ پیلے والی
(۳) " " موتی چوبارہ روڈ
(۴) " " ٹبہ مرجانے والی
(۵) " " محلہ حافظ آباد
(۶) " " چاہ وادو والی

جمعیۃ علماء اسلام لیہ کی طرف سے ایک تار اس سلسلہ میں ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کو ارسال کیا گیا۔

(رشید احمد انصاری ناظم اعلیٰ جمعیۃ لیہ)

## ترجمان اسلام میں شائع ہونیوالے مضامین
## چند ضروری گذارشات

مضامین اور مراسلے بھیجنے والے حضرات مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں:۔

(۱) مضامین و مراسلے خوشخط، کاغذ کے ایک طرف اور سطروں کے درمیان کافی فاصلہ رکھ کر تحریر فرمائیں۔

(۲) اپنا نام و پتہ مکمل اور صاف لکھیں۔ خواہ ان کا اظہار مطلوب نہ ہو۔

(۳) مراسلوں اور مضامین کی صحت و افکار کی ذمہ داری مراسلے لکھنے والوں اور مضامین نگار حضرات پر ہوگی۔

ترجمان اسلام کا ان کے ساتھ اتفاق ضروری نہیں ہے

(۴) جن مضامین کو نامناسب سمجھا جائے گا، ان کی اشاعت روک دی جائے گی۔ اور مضامین تلف کر دیئے جائیں گے۔ ان کی واپسی کی ذمہ داری نہ ہوگی۔

## چک ۷۹/۱-۷ ہاکڑہ میں

### جمعیۃ علماء اسلام کا قیام

مورخہ ۱۲ / شعبان ۱۳۸۹ھ مولانا محمد اسلم صاحب شاکر ناظم جمعیۃ فقیروالی نے چک نمبر ۷۹/۱۱، ۷۹/۱۱ وغیرہ میں ایک طوفانی دورہ کیا۔ آپ نے تمام مواضعات میں جمعیۃ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور چک ۷۹/۱-۷ میں باقاعدہ جمعیۃ کا قیام عمل میں آیا۔ مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا قطب الدین صاحب |
| نائب امیر ۱ | ملک عبدالحکیم صاحب |
| " ۲ | ملک عبدالغفار صاحب |
| ناظم اعلیٰ | مولوی عبدالحق صاحب |
| نائب ناظم | ملک عبدالقیوم صاحب |
| " | مولوی عبدالرحمٰن صاحب |
| خازن | ملک محمد ابراہیم صاحب |

(محمد شریف صابر فقیروالی)

---

## چوہدری محمد علی صاحب کو صدمہ

سرگودھا ۲۰ / اکتوبر۔ جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا کے مخلص کارکن جناب چوہدری محمد علی صاحب کے دادا جناب حاجی نجیب الدین صاحب انبالوی اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ مرحوم نہایت ہی نیک دل بزرگ تھے۔ علماء کا بے حد احترام فرمایا کرتے تھے۔

مرحوم کی نماز جنازہ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب جانشین حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

ادارہ ترجمان اسلام چوہدری محمد علی صاحب اور ان کے دیگر پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

قارئین ترجمان اسلام سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت فرمائیں۔

(ادارہ)

---

## بقیہ — اچھرہ کے چھپّے

اسے کیا بتاؤں، میری خواہش ہے کہ کسی طرح مزدوروں کی ہمدردیاں حاصل کروں۔ میں نے ایک مزدوروں کی تنظیم بھی بنادی ہے، لیکن وہ کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی، تو پھر مزدوروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی صورت کیا ہوگی؟

یہ میں ابھی ظاہر نہیں کرتا۔ ویسے میرا خیال ہے، کہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی بھی کھلے بندوں مذمت شروع کردی جائے (اور اپنے ہمدردوں کو اندرونی معاملہ کی نوعیت سے آگاہ کردیا جائے) انگریز نے اور ایوب خاں نے جن کو جاگیریں اور مربعے دیئے ہیں۔ ان کے متعلق اعلان کیا جائے کہ وہ چھین لی جائیں گی۔ پھر مزدوروں اور کسانوں کی حمایت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہ کچھ اس طرح ہوگا کہ

باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

## بقیہ — احکام رمضان المبارک

بڑھ جانے کا احتمال قوی ہے، یا ایسی شدید پیاس لگی ہے کہ مر جائے گا تو روزہ توڑ ڈالنا جائز بلکہ واجب ہے۔ اگر کسی عذر سے روزے قضا ہو گئے ہوں تو جب عذر جاتا رہے جلد ادا کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہیں کیا خبر موت آ جائے اور فرض ذمہ رہے۔ مثلاً بیمار کو مرض سے صحت پانے کے بعد اور مسافر کو سفر سے آنے کے بعد جلد ادا کر لینا چاہیئے قضا رکھنے میں اختیار ہے کہ متواتر (یعنی لگاتار) رکھے یا جدا جدا متفرق۔ اگر قضا رکھنے کا وقت پایا لیکن بغیر ادا کئے مر گیا تو مناسب ہے کہ وارث ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر (ایک کیلو ۶۳۳ گرام) گندم صدقہ کریں۔ اور اگر مال چھوڑ گیا ہے اور روزے کی وصیت کر گیا ہے تو ادا کرنا لازم اور واجب ہے۔

### سحری کھانے کا بیان اور فضیلت

روزے کے لئے سحری کھانا مسنون ہے اور باعث ثواب ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "سحر کھایا کرو کہ اس میں بڑی برکت ہوتی ہے"۔ یہ ضروری نہیں کہ پیٹ بھر کر کھائے، بلکہ ایک دو لقمہ یا چھوہارے کا ٹکڑا یا دو چار دانے چبالے گا تب بھی ثواب پائیگا، افضل اور بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصہ میں صبح صادق ہونے سے پہلے کھا لے۔ اور اگر دیر ہو گئی اور گمان غالب یہ ہے کہ صبح ہو گئی (اور کچھ کھا لیا) تو شام تک رکنا اور پھر قضا رکھنا لازم ہے۔ اور اگر کسی مؤذن یا مرغ نے صبح صادق سے پہلے اذان دے دی تو سحر کھانے کی ممانعت نہیں۔ جب تک کہ صبح صادق نہ ہو جائے، بلا تکلف کھاؤ پیو۔

**افطار** آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہ کرنی چاہیئے، البتہ جس روز ابر ہو، احتیاط کے لئے دیر کرنا بہتر ہے۔ کھجور یا خرما سے افطار کرنا مسنون اور باعث ثواب ہے اور یہ نہ ہوں تو پانی بہتر ہے، آگ کی پکی ہوئی چیز مثلاً روٹی، چاول، شیرینی وغیرہ سے افطار کرنے سے ہرگز کراہت اور نقصان روزہ میں نہیں آتا، البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی پھل وغیرہ دوسری چیز ہو، اور خرما و کھجور سب سے افضل ہے۔ اگر کسی دوسرے کی دی ہوئی چیز سے روزہ افطار کرو گے تو تمہارا ثواب ہرگز کم نہ ہوگا۔ اس کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے ثواب عطا فرمائے گا۔ پھر تم اس کو واپس کر کے کیوں بخیل کہلاتے ہو۔ البتہ یہ مال حرام یا مشتبہ ہو تو ہرگز قبول نہ کرو۔ یہ حدیث و فقہ سے ثابت ہے۔ اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے کی وجہ سے مغرب کی نماز جماعت میں غروب کے بعد دس پانچ منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اور افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا کافی ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ اور افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھ لے۔ ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

## بقیہ — حق کی پکار

جو ماہ رمضان المبارک کی صورت میں منتقل ہو گیا ہے، جس کا ایک ایک دن، ایک ایک رات، ایک ایک لمحہ، ایک ایک گھڑی اور جس کی ہر سحر، ہر شام رب کی نصرتوں اور خزینوں کے دریچے ہیں، اور جو دریچے اب تمہارے لئے کھل گئے ہیں خدا کے لئے ان دریچوں کے آگے بیٹھ جاؤ! اپنی بد کوشیوں سے باز آ جاؤ! اپنے رب کے حضور توبہ و استغفار کی فریادیں پیش کرو۔ تسبیح و تہلیل کے ترانے پڑھو، راتوں کا قیام اور دنوں کا ذکر زیادہ کرو۔ اپنے نفس کے تزکیہ میں لگ پڑو، اپنے ماحول کو پاک و صاف بنا ڈالو! ہر برائی سے ہاتھ اٹھا لو! اور اپنے غریب، نادار اور مظلوم بھائیوں کے لئے اپنا آغوش اور اپنے سینے کھول دو۔

دل، زبان، آنکھ، کان، ہاتھ، پیر کسی کو بھی یہ موقعہ نہ دو کہ وہ تمہیں حق سے دور اور باطل میں مصروف رکھنے کی کوشش کر سکے۔

- حق و صداقت اور رحمت و رافت کے اس آستانہ پہ اگر تم اس طرح جھک گئے
- — کہ تمہارے اندر عشق الٰہی کا شعلہ بھڑک اٹھے
- — اور تم دنیا کی محبت اور موت کے خوف پر غالب آ جاؤ،
- تو پھر کون سی طاقت ہے جو تمہیں شکست دے سکتی ہے
- پھر تو تم خود اللہ کی طاقت بن جاؤ گے۔
- اور اللہ کی طاقت کو کون شکست دے سکتا ہے
- اسرائیل کے یہودی اور بھارت کے ہندو کیا چیز ہیں، ساری دنیا مل کر بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔
- تم جس پیغام حق کے امین ہو، اس پیغام کا حق ادا کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ!
- یہ مقدس مہینہ تمہیں اس کی تیاری کرانے کے لئے ہی آیا ہے۔
- اور خدا کی طرف سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

---

**تراویح اور وتر** عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت تراویح باجماعت مسنون ہے اگر حافظ بلا معاوضہ پڑھنے والا مل جائے تو تمام رمضان میں ایک قرآن مجید ختم کر دینا چاہیئے۔ اس قدر زیادہ پڑھنا مکروہ ہے جس سے اکثر مقتدیوں کو تکلیف ہو، اور تین دن سے کم میں ختم کرنا اچھا نہیں۔ اگر تراویح میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور پوری چار پڑھ کر سلام پھیرا، تو ان چاروں کو دو کی جگہ شمار کرنا چاہیئے۔ چار نہ سمجھے۔ جس شخص کی دو چار رکعت تراویح رہ گئیں وہ امام کے ہمراہ با جماعت وتر پڑھ لے اور پھر اپنی باقی تراویح ادا کرے تو درست ہے جس شخص کو عشاء کے فرض با جماعت نہیں ملے، وہ وتر کو امام کے ساتھ با جماعت پڑھ سکتا ہے۔ جو حافظ روپے کے لئے قرآن مجید سنائے اس سے وہ بہتر ہے جو الم ترکیف سے پڑھ لے۔

# نقشہ سحر و افطار رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ (برائے لاہور شہر)

| نام ایام | تاریخ رمضان | تاریخ نومبر | انتہائے سحر ۵ بجکر | انتہائے سحر منٹ | ابتدائے افطار ۵ بجکر | ابتدائے افطار منٹ |
|---|---|---|---|---|---|---|
| بدھ | ۱ | ۱۲ | 〃 | ۳ | 〃 | ۱۱ |
| جمعرات | ۲ | ۱۳ | 〃 | ۴ | 〃 | ۱۰ |
| جمعہ | ۳ | ۱۴ | 〃 | ۵ | 〃 | ۱۰ |
| ہفتہ | ۴ | ۱۵ | 〃 | ۵ | 〃 | ۹ |
| اتوار | ۵ | ۱۶ | 〃 | ۶ | 〃 | ۹ |
| پیر | ۶ | ۱۷ | 〃 | ۷ | 〃 | ۸ |
| منگل | ۷ | ۱۸ | 〃 | ۸ | 〃 | ۸ |
| بدھ | ۸ | ۱۹ | 〃 | ۹ | 〃 | ۷ |
| جمعرات | ۹ | ۲۰ | 〃 | ۱۰ | 〃 | ۷ |
| جمعہ | ۱۰ | ۲۱ | 〃 | ۱۰ | 〃 | ۶ |
| ہفتہ | ۱۱ | ۲۲ | 〃 | ۱۱ | 〃 | ۶ |
| اتوار | ۱۲ | ۲۳ | 〃 | ۱۲ | 〃 | ۵ |
| پیر | ۱۳ | ۲۴ | 〃 | ۱۳ | 〃 | ۵ |
| منگل | ۱۴ | ۲۵ | 〃 | ۱۳ | 〃 | ۵ |
| بدھ | ۱۵ | ۲۶ | 〃 | ۱۴ | 〃 | ۴ |
| جمعرات | ۱۶ | ۲۷ | 〃 | ۱۵ | 〃 | ۵ |
| جمعہ | ۱۷ | ۲۸ | 〃 | ۱۵ | 〃 | ۴ |
| ہفتہ | ۱۸ | ۲۹ | 〃 | ۱۶ | 〃 | ۴ |
| اتوار | ۱۹ | ۳۰ | 〃 | ۱۷ | 〃 | ۴ |
| پیر | ۲۰ | دسمبر | 〃 | ۱۸ | 〃 | ۴ |
| منگل | ۲۱ | ۲ | 〃 | ۱۹ | 〃 | ۴ |
| بدھ | ۲۲ | ۳ | 〃 | ۲۰ | 〃 | ۴ |
| جمعرات | ۲۳ | ۴ | 〃 | ۲۰ | 〃 | ۴ |
| جمعہ | ۲۴ | ۵ | 〃 | ۲۱ | 〃 | ۴ |
| ہفتہ | ۲۵ | ۶ | 〃 | ۲۲ | 〃 | ۴ |
| اتوار | ۲۶ | ۷ | 〃 | ۲۳ | 〃 | ۴ |
| پیر | ۲۷ | ۸ | 〃 | ۲۳ | 〃 | ۴ |
| منگل | ۲۸ | ۹ | 〃 | ۲۴ | 〃 | ۴ |
| بدھ | ۲۹ | ۱۰ | 〃 | ۲۴ | 〃 | ۴ |
| جمعرات | ۳۰ | ۱۱ | 〃 | ۲۵ | 〃 | ۴ |

## روزہ رکھنے کی نیت

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ط

ترجمہ: اور میں نے ماہِ رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی۔

## روزہ کھولنے کی نیت

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ط

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

## ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحری و افطاری کے لیے لاہور کے اوقات میں مندرجہ ذیل منٹ جمع اور منفی کرکے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ جمع سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت میں جمع (+) کر دیا جائے ـــــ

۲۔ منفی سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت سے منفی (-) کر دیا جائے ـــــ

## ـــــ نوٹ ـــــ

جو حضرات ان خاص شہروں میں نہیں رہتے بلکہ ان کے قریب قریب کہیں اور جگہ رہائش رکھتے ہیں تو وہ اپنے علاقہ کے شہر (ضلع وغیرہ) پر ہی عمل کریں کیونکہ زیادہ سے زیادہ ایک دو منٹ کا ہی فرق واقع ہوگا اور ویسے بھی احتیاطاً اصلی وقت سے دو تین منٹ بعد وقت کو شمار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں مگر زیادہ تاخیر بالکل نامناسب ہے ـــــ

حق تعالیٰ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائیں میرے اور میرے والدین اور اہل و عیال کے لیے صدقہ جاریہ اور گناہوں کا کفارہ بنائیں آمین ثم آمین و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

(غلام قادر اظہر)

## ارشاد باری تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (پ۲۔ع۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے ایسے ہی فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

## مغربی پاکستان کے شہروں کے اوقات کا فرق

| نام شہر | فرق از لاہور |
|---|---|
| ایبٹ آباد | + ۴ منٹ |
| بنوں | + ۱۶ 〃 |
| بہاولپور۔ درگئی | + ۱۴ 〃 |
| پشاور۔ کوہاٹ | + ۱۳ 〃 |
| جہلم | + ۲ 〃 |
| جمرود۔ مظفر نگر | + ۱۲ 〃 |
| جموں | + ۲ 〃 |
| جھنگ صدر۔ خوشاب | + ۸ 〃 |
| جیکب آباد۔ لاڑکانہ | + ۲۴ 〃 |
| حیدر آباد سندھ | + ۲۳ 〃 |
| ڈیرہ اسماعیل خاں | + ۱۵ 〃 |
| ڈیرہ غازی خاں | + ۱۴ 〃 |
| راولپنڈی سرگودھا ساہیوال | + ۱۵ 〃 |
| سکھر | − ۱۸ 〃 |
| سیالکوٹ | − ۲ 〃 |
| شیخوپورہ | + ۱ 〃 |
| کراچی۔ کوئٹہ۔ بلوچستان | + ۲۹ 〃 |
| کوہ مری۔ گوجرانوالہ | + ۴ 〃 |
| کیمبل پور | + ۹ 〃 |
| لائل پور | + ۹ 〃 |
| لورالائی | + ۲۳ 〃 |
| مظفر گڑھ | + ۱۲ 〃 |
| ملتان | + ۱۰ 〃 |
| میانوالی۔ چترال | + ۱۱ 〃 |
| پنڈ دادن خاں | + ۳ 〃 |
| پارا چنار | + ۱۸ 〃 |
| ہری پور | + ۷ 〃 |
| شکار پور | + ۱۷ 〃 |
| گلگت | + ۳ 〃 |
| لداخ | − ۱۶ 〃 |
| میراں شاہ | + ۱۷ 〃 |
| گجرات | + ۲ 〃 |
| لیہ | ۱۳ 〃 |

مرتبہ: حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب دامت برکاتہم مہتمم جامعہ مدنیہ ○ کریم پارک راوی روڈ لاہور

সাপ্তাহিক WEEKLY REGD.L. No. 7152
তরজুমানে ইসলাম TARJUMAN E ISLAM
লাহোর LAHORE

اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے

## جمعیۃ علماءِ اسلام کی دل کھول کر امداد کیجئے!

مخیر اور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مرد وزن کے اختلاط کے زہریلے جراثیم شریعت سے پھیل رہے ہیں۔ معاشی نظام سود کی بنیاد پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ علماءِ کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

**اسی لیے**

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پُر زور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم زکوٰۃ و عطیات مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقم کی تعیین فرما دیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے

محمد عبداللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام (خانپور) محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام (ملتان)

رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون بوہڑ گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرما دیں۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

پاکستان میں تحفظ اسلام کا علمبردار

ہفت روزہ

# ترجمان اسلام

لاہور

العلماء ورثۃ الانبیاء

مولوی رضوان صاحب مبادہ بھنگوی متعلم دارالعلوم دیوبند

# مسلمانوں کی باہمی زندگی کا نقشہ

مسلمانوں کی تمدنی زندگی کے دو سِرے ہیں۔ ایک سِرے کا تعلق ہے غیر مسلموں سے اور دوسرے سِرے کا تعلق ہے خود اس کے اپنے آپ سے۔ دونوں سِروں کے متعلق قرآن و حدیث میں مفصل اور واضح ہدایتیں آئی ہیں۔

جہاں تک پہلے سِرے کا تعلق ہے، اس کے بارے میں جو ہدایتیں ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مسلم افراد کے ساتھ سلوک و تعلق عام انسانی اخلاقیات (مثلاً عدل و انصاف، دیانت و امانت، رحم و شفقت، راست بازی اور ایفائے عہد وغیرہ) کے مطابق رکھا جائے اور ہرگز اس کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔

رہا معاملہ دوسرے سِرے کا یعنی مسلمانوں کی باہمی زندگی کا جو ہمارا موضوع سخن ہے، تو اس سلسلہ میں جو ہدایتیں[1] ہیں، ان کے بعض گوشے کو ہم آنے والی سطور میں اجاگر کرنے کی کوشش کریں گے اور آخر میں ان کا چند لفظوں میں خلاصہ بھی پیش کر دیں گے۔

## اخوت و محبت

قرآن و حدیث نے خون اور نسب کے رشتوں کی طرح ایمان اور اسلام کو بھی ایک اہم اور مقدس روحانی رشتہ قرار دیا ہے اور اس اشتراک کی وجہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی بتایا ہے اور اسلامی بھائی چارگی ایسی ہے جو ہر مادی، مالی، نسبی، نسلی تفریق و امتیاز سے بالاتر ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ[2] (الحجرات)

سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

المسلم اخو المسلم (مسلم)

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔

کیسا ہی بڑے سے بڑا کافر اسلام اور مسلمانوں کا سخت سے سخت دشمن ہو، جس وقت اس نے کلمۂ شہادت پڑھا وہ دفعۃً اسی رشتۂ اخوت میں داخل ہو گیا۔

قرآن پاک میں ہے:-

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ (توبہ)

ترجمہ: اگر یہ لوگ کفر سے توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں گے۔

غلام بھی اگر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے تو وہ اسلام کے رشتہ میں داخل ہو گیا۔ اگر اس کے باپ کا نام و نسب معلوم نہیں تو کوئی حرج نہیں۔ وہ دین اور اسلام کے رشتہ سے ہر مسلمان کا بھائی ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ (احزاب)

ترجمہ: اور اگر تم کو ان کے آباء کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے جب بھی وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔

عملی طور پر یہ بھائی چارگی کیسی ہونی چاہیے؟ اس کی وضاحت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے والے ارشادات سے ہوگی۔

قرآن مجید نے ایک جگہ اہل ایمان کی شان یہ بتائی ہے کہ ان میں باہم شفقت اور ترحم اور آپس میں ان کا معاملہ نرمی اور فروتنی کا ہو۔ ہر ایک دوسرے کا خیر خواہ، خدمت گزار اور نیاز مند ہو۔

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (فتح)

ترجمہ: وہ آپس میں ترحم اور شفقت کا معاملہ کرنے والے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:-

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (مائدہ)

ترجمہ: برادرانِ ایمان کے سامنے وہ نیازمند اور نیچا رہنے والے ہیں۔

برادرانہ الفت و محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جو وہ اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرے۔

ارشاد نبوی ہے:-

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه

ترجمہ: تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند نہ کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت اسلامیہ کی بڑی دلکش اور مؤثر تصویر کشی کی ہے۔ الفاظ یہ ہیں:-

مثل المومنین فی توادهم وتراحمهم وتعاطفهم کمثل الجسد اذا اشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمی (بخاری)

ترجمہ: باہم لطف و کرم اور انس و محبت میں مسلمانوں کا حال ایک جسم کا سا ہے کہ جب ایک عضو کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو بدن کا ایک ایک عضو بے خوابی اور بخار کے ذریعہ اس کا شریک غم بن جاتا ہے۔

کنزالاعمال کی ایک روایت ہے:-

ان حقا علی المومنین ان یتوجع بعضهم لبعض کما یالم الجسد للراس

ترجمہ: مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کے لیے ایسے دردمند ہوں جیسے سر درد میں باقی اعضائے بدن دکھ اور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

مقصود یہ ہے کہ امت مسلمہ ایک جسم ہے اور اس کے سارے افراد اس کے اعضاء ہیں۔ بدن کے ایک عضو میں بھی اگر کوئی تکلیف اور دکھ درد ہو تو سارے اعضاء اس تکلیف کو محسوس کرتے ہیں اور اس دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ یہی مسلمانوں کا حال ہونا چاہیے کہ ان میں سے ایک کو بھی تکلیف پہنچے تو سارے مسلمانوں کو وہ تکلیف ہونی چاہیے۔

اسی طرح آپ نے ایک مومن اور دوسرے مومن کے درمیان تعاون و توافق کی ایک اور لطیف اور معنی خیز تصویر کھینچی ہے۔

المومن للمومن کالبنیان یشد بعضه بعضا (مسلم)

ترجمہ: مومن ایک دوسرے کے لیے عمارت (کی اینٹوں) کی مانند ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو تھامے اور سنبھالے رہتی ہے۔

(بقیہ بر صفحہ ۱۵)

---

[1] واضح رہے کہ ان ہدایتوں میں آپ کو کچھ ایسی ہدایتیں بھی ملیں گی جو مسلم و غیر مسلم دونوں سے متعلق ہیں لیکن اس سے ہمارے اصل مقصد بیان میں کچھ فرق نہیں آتا۔

[2] نکتہ: اخ بمعنی بھائی، جمع اس کی "اخوۃ" اور "اخوان" دونوں آتی ہے۔ اخ کی جمع اخوۃ حقیقی بھائی کے لیے ہے اور اخ کی جمع "اخوان" رشتے ناتے کے بھائیوں کے لیے۔ قرآن نے یہاں اخوۃ لا کر گویا بتا دیا کہ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے تعلق و رشتہ بالکل حقیقی بھائیوں کا ہے (تفسیر کبیر ج ۷، ص ۵۹۸)

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور
سرپرست :۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور
مرتب و انچارج :۔ حافظ محمد حنیف سہارنپوری
جلد ۱۲ | جمعہ ۱۵؍ اگست ۱۹۶۹ء مطابق ۳۰؍ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۳۱

احمد حسین کمال

# صدرِ مملکت کے ارشادات

۲۸؍ جولائی ۱۹۶۹ء کو صدر مملکت جناب آغا محمد یحییٰ خاں نے قوم کے نام جو تقریر نشر کی ہے وہ پاکستان کے سیاسی معاملات کے سلئے ایک نئے موڑ کا آغاز ہے۔

صدر نے اپنی تقریر میں بجا طور پر اسلامی اصولوں، نظریۂ پاکستان اور سالمیت پاکستان کو مملکت کے وجود کی اساس قرار دے کر اس سلسلے میں کسی بھی مخالفانہ نقطۂ نظر اور پروپیگنڈا کو ناقابل برداشت قرار دے دیا ہے۔

چنانچہ ۳۰؍ جولائی کو جاری کردہ مارشل لاء کے ایک ضابطہ کی رو سے اسلام، قائد اعظم، صوبوں، علاقوں اور فرقوں کے خلاف بیانات اور تحریروں کی اشاعت ممنوع قرار دے دی گئی ہے اور اس ضابطہ کی خلاف ورزی پر سات سال قید بامشقت تک کی سزا دی جا سکے گی۔

اس کے ساتھ ہی باقاعدہ سیاسی زندگی کے آغاز کے لئے چہار دیواریوں میں سیاسی جلسے اجازت لئے بغیر منعقد ..... کئے جا سکیں گے۔ اس کے لئے بھی مارشل لاء کی طرف سے ضابطہ نمبر ۶۱ کو از سر نو وضع کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ اب سیاسی جماعتوں کی ورکنگ کمیٹیوں اور کونسلوں کے اجلاس اور کنونشن چہار دیواریوں کے اندر اجازت لئے بغیر منعقد ہو سکتے ہیں۔ اور محدود پیمانہ پر ملک میں سیاسی زندگی کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔

موجودہ مارشل لاء سے پہلے ایوب خاں کی آمرانہ حکومت کے خلاف ہمہ گیر احتجاجات نے جو افراتفری پیدا کر دی تھی۔ وہ دس سالہ سیاسی استبداد کا ایک قدرتی نتیجہ تھا جسے ملک کے موجودہ سیاسی رہنما روکنے میں قطعی ناکام رہ گئے تھے۔

تاہم اس عوامی احتجاج نے یہ بات واضح کر دی تھی۔ کہ ہمارے ملک کے عوام کیا چاہتے ہیں اور کیا نہیں چاہتے ہیں اسلام کے بارے میں عوام نے صاف صاف بتا دیا تھا کہ وہ ختم نبوت، سنت رسول اور اعتماد صحابہ و سلف کے اصولوں پر مبنی اسلام کے نفاذ کے خواہاں ہیں، اور اس مطالبہ سے وہ ہرگز دست بردار نہیں ہو سکتے۔

علماء کے متفقہ ۲۲ مطالبات جنہیں مفتی محمود صاحب نے گول میز کانفرنس میں بھی پیش کیا تھا، اسلام کے ان بنیادی اصولوں کی نشان دہی کرتے ہیں۔ جن کو اس ملک میں اسلام کی اساس سمجھا جاتا ہے۔

صدر محترم نے مجرد اسلام کے نام کے بجائے اسلام کے اصولوں کا ذکر کر کے اسلام کے بارے میں ہر کس و ناکس کی تعبیرات اور ابہامات کو بھی رفع کر دیا ہے! اسلئے کہ اسلام کے اصولوں سے مراد وہی ۲۲ مطالبات ہو سکتے ہیں۔ جنہیں شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث وغیرہ تمام مکاتب فکر کے علماء نے ۱۹۵۲ء میں متفقہ طور سے مرتب کر کے پیش کر دیا تھا اور جن کے نفاذ کا مطالبہ ابھی تک جمعیۃ علماء اسلام کرتی چلی آ رہی ہے۔

اسلام اور اس کے ان اصولوں کے نفاذ سے ملک کی کسی بھی سیاسی و غیر سیاسی جماعت کو انکار نہیں ہے اور اس سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا ہے۔

مارشل لاء کے حالیہ ضابطہ اور صدر محترم کی تقریر نے آیندہ کے لئے بھی اس سے انکار و مخالفت کے امکان کو مسدود کر دیا ہے۔

پاکستان کی سالمیت و استحکام بھی ایک ایسا امر ہے جس سے اختلاف کی کسی کو گنجائش نہیں ہو سکتی۔

جمعیۃ علماء اسلام ان دو باتوں کو پاکستان کی نظریاتی اساس اور پاکستان کی ہر جماعت کا نصب العین قرار دینے کے لئے ہمیشہ سے زور دیتی چلی آ رہی ہے۔

قائد اعظم کی شخصیت بانی پاکستان کی حیثیت سے نکتہ چینی کی ہدف نہیں بنائی جانی چاہیئے! اگر علامہ اقبال کی شخصیت کو بھی اس زمرہ میں شامل کر لیا جاتا تو اور بہتر ہوتا۔

یہاں ہم ایک عرض کئے بغیر نہیں رہیں گے کہ جس طرح پاکستان کی سالمیت کا یہ تقاضا ہے کہ قائد اعظم کی ذات کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ اسی طرح اسلام کی عظمت اور اس کی عالمگیر صداقت کا بھی یہ تقاضا ہے کہ محمد رسول اللہ والذین معہٗ، یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیتوں کو بھی قانوناً تنقید سے بالاتر قرار دینا نہایت ضروری ہے۔

یہ چیز نہ صرف اسلام کے بقاء و تحفظ کے لئے ہی ضروری ہے۔ بلکہ استحکام و سالمیت پاکستان کا بھی تقاضا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی تنقید و نکتہ چینی جرم قرار پائے۔

امید ہے کہ صدر محترم اس طرف بھی توجہ فرما کر اس رخنے کو بھی ہمیشہ کے لئے بند کر دینے کا شرف حاصل کریں گے۔

دراصل اسلام کے خلاف، قرآن کے خلاف، رسول کے خلاف تو کسی کو بھی تنقید کی جرأت نہیں ہو سکتی! اسلام کی اساس کو کمزور کرنے کے صرف دو ہی راستے ہیں۔

ایک تو ختم نبوت اور سنت نبوی کے عقیدہ کو کمزور بنایا جائے اور دوسرے صحابۂ کرام کی عظمت و عدالت اور اعتماد و معیار کو مجروح کر دیا جائے۔ کچھ عرصہ سے دوسری صورت کو وسیع پیمانے پر عام کیا جا رہا ہے۔

بہرحال صدر محترم نے اسلام اور سالمیت پاکستان کے تحفظ کے لئے ایک زبردست تاریخی اقدام سے کام لیا ہے۔

ریاستوں کا ادغام بھی ایک اہم کارنامہ ہے۔ جسے پاکستان کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔

امید ہے کہ اس طرح کے بقیہ الحاقی علاقے بھی جلد ہی مدغم کر لئے جائیں گے۔

ملک کے سیاسی اختلافات پر صدر نے اپنی غیر جانبدار پوزیشن کا اعلان کر کے عوام میں اپنے اعتماد کو مزید مستحکم بنا لیا ہے۔ اور یہ ان کی دور اندیشی اور سیاسی تدبر کی اعلیٰ مثال ہے کہ انہوں نے سخت اختلافی و نزاعی مسائل کو الیکشن سے قبل حل کرنے کی ضرورت کا صاف صاف اظہار کر دیا ہے۔

اور یہ امر واقعہ ہے کہ اگر ان مسائل کو حل کئے بغیر الیکشن کرایا جاتا ہے تو یہی مسائل الیکشن کا مسئلہ بن کر سامنے آئیں گے۔ اور عوام میں زبردست انتشار پیدا کرنے کا موجب بن جائیں گے۔ اگر اس انتشار کو روکنے کے لئے مارشل لاء حکومت سخت رویہ اختیار کرے گی۔ تو یہ تہمت اس پر جانبداری کا الزام تھوپنے سے باز نہیں رہیں گے۔

بدقسمتی سے بعض گروہ ان مسائل کا رشتہ، اسلام اور سالمیت پاکستان سے باندھ رہے ہیں۔ اس طرح عوامی جذبات کا رخ سنگین صورت حال کی طرف پھر سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے قائدین اور جماعتیں ایک دوسرے پر الزام تراشی میں تو بہت دور تک جا رہی ہیں لیکن ان مسائل کو باہم مل کر حل کرنے کی طرف توجہ دینے سے کتراتی رہتی ہیں۔

(وقت اسٹیٹ)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

صدر کا یہ موقف بالکل صحیح ہے کہ سیاسی جماعتیں اور ان کے قائدین ان گراں مسائل پر ایک قابل عمل سمجھوتہ کرلیں ورنہ پھر وہ خود عوام کے سامنے ان مسائل کے حل کے لئے جائیں گے۔

دستور کا مسئلہ، ون یونٹ کا مسئلہ، آبادی کی بنیاد پر نمائندگی کا مسئلہ، علاقائی خود مختاری کا مسئلہ، کسی ایک فریق کی خواہش کے مطابق حل کرنا، پاکستان کو خطرات میں مبتلا کر دینا ہے۔

اس کے لئے اگر عوام سے رجوع کرلیا جاتا ہے، جو بہرحال جمہوریت کی سب سے اعلیٰ شکل ہے تو اس سے نہ صرف یہ کہ مسائل حل ہو جائیں گے بلکہ کسی فریق کو شکایت اور احتجاج کا موقعہ بھی باقی نہیں رہے گا۔

صدر کے اس موقف اور عوام سے براہ راست فیصلہ حاصل کرنے کی تجویز پر مودودی صاحب کا یہ کہنا کہ:-

"ملک کی عظیم اکثریت ابھی اتنی تعلیم یافتہ بھی نہیں ہے کہ دستور کی ایک پوری کتاب پڑھ اور سمجھ کر اس پر رائے دے سکے"

(ندائے ملت - ۳۰ جولائی ۱۹۶۹ء)

نہ صرف جمہوریت کے معروف اصولوں سے گریز ہے بلکہ پاکستان کے عوام کو نا اہل قرار دینے اور ان پر اعتماد نہ کرنے کے مترادف ہے۔

اگر سیاست دان ان بنیادی امور پر متفق نہیں ہوتے اگر سیاسی جماعتیں ایک مشترکہ فارمولا وضع نہیں کرسکتیں تو صدر مملکت کا بجائے اس کے کہ سابق حکمرانوں کی طرح خود کوئی فیصلہ کرکے نافذ کردیں۔ عوام کے فیصلہ کو اساس قرار دینا جمہوریت اور حقیقت پسندی کے عین مطابق ہے۔

لیکن مودودی صاحب کا عوام کے تعلیم یافتہ نہ ہونے کے عذر کے ساتھ عوام کو فیصلہ دینے کے نا اہل قرار دینا ان کی جمہوریت پسندی کے دعووں کو بے نقاب کررہا ہے شاید اسی لئے ۱۹۵۶ء کے دستور پران حضرات کو اصرار ہے کہ یہ عوام کے براہ راست منتخب کئے ہوئے نمائندوں کے بجائے ملک غلام محمد کے نامزد کرائے افراد کے ذریعہ تیار کیا گیا تھا۔ اور اس میں عوام کی حیثیت صرف ایک ووٹر سے زیادہ نہیں ہے۔

بہرحال صدر مملکت کا یہ موقف و رائے، اس وقت تک ناقابل تنسیخ ہے۔ جب تک خود یہ حضرات ان امور کے حل پر متفق نہیں ہو جاتے۔

ہمارے نزدیک ان مسائل کا ایک حل اور بھی ہے جب اسلام کے اصول اس مملکت کی اساس ہیں اور ان سے کسی کو اختلاف نہیں ہے تو مجرد ان اصولوں پر مبنی ایک دستور وضع کرکے نافذ کر دیا جائے۔

اس کو بنیاد بنا کر اور پاکستان کی سالمیت کا سب سے مضبوط رشتہ قرار دے کر ملک کی ۹۵ فیصد اکثریت یعنی کسانوں، مزدوروں وغیرہ کی آبادی و نمائندگی کی بنیاد پر الیکشن کرائے جائیں۔

اس طرح منتخب شدہ افراد ملک کے بقیہ امور کے لئے ایسا فیصلہ کرسکتے ہیں جو اسلام اور استحکام پاکستان کے تقاضوں کے عین مطابق ہوگا۔ اور آج جس شدید اختلاف کا اظہار ملک کے سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور امیروں کی قلیل اقلیت کے درمیان ہورہا ہے۔ جسے وہ اسلام اور عوام کا نام دے کر اپنے اپنے مقاصد کی تکمیل کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ اس سے بھی نجات حاصل ہو جائے گی۔

اور جن عوام کی قسمت کے سیاسی فیصلے یہ خود کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے بجائے

خود عوام ہی اپنے سیاسی مستقبل کا فیصلہ کرلینگے۔

## امریکہ کی ذہنی غلامی کیوں؟

امریکہ کے خلا نورد چاند کی سطح پر پہنچے تو ان کے لئے یہ خوشی کے اظہار کی بات تھی۔ یورپ کی مادہ پرست قومیں اگر اس پر فتح کے شادیانے بجا رہی ہیں تو یہ ان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس خوشی میں اگر روس وغیرہ اشتراکی ممالک بھی ان کے ہمنوا ہیں، تو وہ بھی سائنس کی اس دوڑ میں ان کے ہم سفر ہیں۔

مسلمان اس واقعہ کو ایک سائنسی تجربہ کی حیثیت سے قابل قدر کہہ سکتے ہیں۔ اور انہوں نے اسی نقطۂ نظر سے اس واقعہ پر اپنے ردعمل کا اظہار کیا۔

لیکن ہمارے ہاں امریکہ پرستی کی یہ المناک مثال بھی دیکھنے میں آئی کہ ایسے بہت سے اخبار و جرائد جن کی زبانیں اور قلم اسلام کا نام لیتے نہیں تھکتے، امریکہ کی اس مہم کی کامیابی پر ایسے خوش ہیں جیسے کہ یہ مہم خود انہوں نے سر کی ہے یا امریکہ نے اس مہم میں ان کو بھی اپنا حصہ دار بنا رکھا ہے۔ خاص ایڈیشن ہی نہیں شائع کئے گئے بلکہ بعض نے دبے لفظوں میں یہاں تک مطالبہ کیا ہے کہ امریکہ کی اس کامیابی پر ہمیں بھی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور امریکہ کو فاتح قمر سمجھ کر اس کی مدح کے قصیدے پڑھے جانے چاہئیں۔

اگر کسی نے ایسا نہیں کیا، تو اسے سوشلسٹ قرار دیکر خارج از اسلام سمجھا جائے گا۔

امریکی سامراج کی ذہنی غلامی اور اس سے مرعوبیت کی اس سے زیادہ دردناک مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔

جو سامراج اسرائیل کے ہاتھوں مسلمان عربوں کو ذلیل و خوار کرنے کے درپے ہے۔ جس کی شہ پا کر ہندو سامراج نے اپنی سرزمین پر مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا ہے۔ اور کشمیر کے مسلمانوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ جس کے سہارے ایشیا و افریقہ کے مفاد پرست طبقے غریب عوام کا خون چوس رہے ہیں۔ اور اس سرزمین مشرق کو لہو سے لالہ زار بنائے ہوئے ہیں خود جو سامراج اپنے ملک میں کروڑہا سیاہ فام باشندوں کو استبداد میں جکڑے ہوئے ہے۔ اور ان کی زبانیں بند رکھنے کے لئے گولیوں اور سنگینوں کا بے دریغ استعمال کررہا ہے۔

چاند کی سطح پر اس سامراج کے خلا نوردوں کے پہنچنے پر کیا وہ اس قابل بن جاتا ہے کہ اس کی تمام اسلام اور مشرق دشمنی کو بھول جایا جائے اور اس کی مدح و ثنا کے قصیدے شروع کر دیئے جائیں۔

جو حضرات آج اپنی قوم و ملت کو اس ذہنی ذلت کے راستے پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ ان پاک و مقدس روحوں سے غداری کر رہے ہیں۔ جو اسلام اور حریت کی خاطر گذشتہ دو صدیوں سے مغربی سامراج کا مقابلہ کرتے ہوئے آگ و خون اور قید و بند سے گذر کر شہادت کی منزل تک پہنچیں۔

امریکہ اپنی اس سائنسی مہم سے جو عالمی سیاسی مفادات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مسلمان ملت اس کے لئے آلۂ کار نہیں بن سکتی۔

اسلام کا نام لیتے ہوئے جو لوگ امریکہ کے ان عزائم کی تکمیل کا واسطہ بننا چاہتے ہیں۔ انہیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کے تصور سے شرمسار ہونا چاہیئے۔ عزت دین کو ہاتھ سے دیئے بغیر کوئی شخص ان باتوں پر امریکہ، روس یا برطانیہ وغیرہ کی مدح سرائی پر نہیں اتر سکتا۔

فرعون کے جادوگر بھی ایسے کرشمے دکھا کر داد تحسین حاصل کیا کرتے تھے۔

مسلمان کے لئے صرف اسلام کی سربلندی ہی وہ کارنامہ ہے جس سے کائنات کی تسخیر کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔

اور اسے وہ امریکہ یا روس کی مدح سرائی اور ذہنی غلامی سے نہیں بلکہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے حاصل کرسکتا ہے

"انتم الاعلون ان کنتم مومنین"

## عربوں پر یہودیوں کو ترجیح دینے کا فتنہ

عراق اور عرب ملکوں کے خلاف سوشلزم کے الزام کے ساتھ پروپیگنڈے کی جو خطرناک مہم چل رہی ہے اس کے بارے میں ہم نے ان کالموں میں یہ اظہار خیال کیا تھا کہ اس کے پس پردہ یہ شرارت کام کر رہی ہے کہ مسلمانوں کے ذہنوں کو عربوں کے مقابلہ میں اسرائیل و امریکی سامراج کو ترجیح دینے کا رجحان پیدا ہو جائے

ہمارا یہ گمان غلط نہیں نکلا۔ ان دنوں کوئی صاحب عراق سے ایک عالم کی حیثیت سے پاکستان کے مختلف مقامات پر اجتماعات سے خطاب کے لئے بلائے جا رہے تھے۔

انہوں نے نمائندہ جنگ کی اطلاع کے مطابق ایک پریس کانفرنس میں فرمایا کہ

"شام کی حکومت یہودیوں سے بھی زیادہ ظالم ہے"

(روزنامہ جنگ، کراچی ۲ اگست ۱۹۶۹ء)

عرب حکومتوں کے بارے میں یہودیوں سے بھی زیادہ ظالم ہونے کا تصور، جن مضمرات اور خطرناک عواقب کا حامل ہے۔ اسے سمجھنا چنداں مشکل نہیں ہے۔

اس وقت امریکہ اور اسرائیل کا یہی منشا ہے کہ عرب ملکوں کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کرا کے اور انہیں یہودیوں سے زیادہ ظالم ثابت کر کے دنیا بھر کے بالخصوص پاک و ہند کے مسلمانوں کو ان سے بیزار و متنفر بنا دیا جائے اب اگر اس کے بعد اسرائیل پورے عرب و حجاز پر بھی غلبہ حاصل کر لے تو مسلمان اسے قسمت کی مجبوری سمجھ کر قبول کر لیں گے۔ اور شکر ادا کریں گے کہ یہودیوں سے زیادہ ظالم حکومتوں سے تو نجات مل گئی۔ یہود اور امریکہ آخر خدا کو تو ماننے والے ہیں، جمہوریت پسند ہیں۔ اور ظلم و ستم میں ان جیسے سوشلسٹوں سے کم ہیں۔

یقیناً امت مسلمہ کو مغرب کے شاطروں نے ایک زبردست مخمصہ اور امتحان میں ڈال دیا ہے۔

وہ سوشلسٹ ملکوں کو ان کے سامنے خالص سفاک ملکوں کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

عرب حکومتوں کو وہ نہایت ظالم، بدکار اور بے دین قوتوں کے رنگ میں ظاہر کر رہے ہیں۔

اور اب یہ تقابل بھی کرانے لگے ہیں کہ عرب حکومتیں شام وغیرہ، یہودیوں سے بھی زیادہ ظالم ہیں۔

ایسی صورت میں مسلمان کیا کریں؟ اگر وہ اس سارے پروپیگنڈے کو درست باور کر لیتے ہیں تو ان کے سامنے اس کے سوا اور کیا چارہ کار رہ جاتا ہے کہ وہ سوشلسٹوں کی مبینہ اسلام دشمنی سے محفوظ رہنے کے لئے اور بے دین عرب حکومتوں شام وغیرہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہودیوں اور امریکی سامراجیوں کو ترجیح دیں۔

یا اگر وہ یہود اور امریکہ کے غلبہ کو پسند نہ کریں، تو علانیہ اسلام سے باغی ہو کر اشتراکیت کے حصار میں چلے جائیں۔

افسوس کہ جو لوگ اسلام کے نام سے مسلمانوں کو اس مشکل پوزیشن میں ڈال رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں اور اسلام کی تو کوئی خدمت انجام نہیں دے رہے۔ البتہ یہودیوں اور امریکی سامراج کی وہ عظیم خدمت انجام دے رہے ہیں جسے خود وہ کبھی بھی انجام نہیں دے سکتے تھے۔

ہمیں یہ بات کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ اگر کل کو مسلمانانِ عالم اور عرب دنیا یہود و سامراج کے ہاتھوں پھر کوئی بڑا نقصان اٹھاتے ہیں تو اس کی ذمہ داری سے یہ لوگ بھی بری نہیں، ایسے لوگ اگر اس دنیا میں سامراجی غلبہ کی وجہ سے بازپرس سے بچ گئے۔ .... تو حشر میں خدا و رسول کی مسئولیت سے ہرگز نہیں بچ سکتے۔

کتنا وحشت ناک اور پرخطر جملہ ہے کہ

"شام کی حکومت یہودیوں سے بھی زیادہ ظالم ہے"!

کیا یہ جملہ کسی بھی مسلمان اور عربوں سے ہمدردی رکھنے والے کا تخیل ہو سکتا ہے؟

اس کے پیچھے صاف صاف یہودیوں اور سامراجیوں کا ذہن کام کرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اگر اب بھی یہ کسی کو نظر نہ آئے تو اسے سوائے کور چشمی کے اور کیا کہا جائے گا۔

سید امین گیلانی شیخوپورہ

(خاص ترجمان اسلام کے لئے)

# چارہ گر خود مجھے بیمار نظر آتے ہیں

ان کی نظروں میں کچھ اسرار نظر آتے ہیں
یہ جنوں والے، جو دو چار نظر آتے ہیں

کوئے قاتل کا پتہ پوچھ رہے ہیں کچھ لوگ
زندگانی سے یہ بیزار نظر آتے ہیں

ہم نے دیکھا ہے کہ ہر دور میں کچھ دل والے
موت سے برسرِ پیکار نظر آتے ہیں

کیا یہ انصاف ہے دو چار جنوں والے ہی
اہلِ دانش کو خطا کار نظر آتے ہیں

ایسے طائر جو در و بام تک اڑ سکتے ہوں
دستِ طفلاں میں گرفتار نظر آتے ہیں

طے کیا تھا جنہیں سو بار جنوں میں ہم نے
اب وہی مرحلے دشوار نظر آتے ہیں

کیا کریں گے یہ مداوا مرے دردِ دل کا
چارہ گر خود مجھے بیمار نظر آتے ہیں

میرِ محفل نے یہ کیا سحر کیا محفل پہ
آدمی نقش بہ دیوار نظر آتے ہیں

پھر نشیمن کی بنا رکھ کے طیورِ گلشن
برق سوزاں کے طلبگار نظر آتے ہیں

وجہ پوچھی جو اسیری کی تو ظالم نے کہا
آپ تو دار کے حقدار نظر آتے ہیں

پی کے تھوڑی سی انہیں توڑ دیئے پیمانے
کتنے کم ظرف یہ میخوار نظر آتے ہیں

## مراسلات

# دیوان سنگھ مفتون کی کتاب "ناقابل فراموش" کا ایک اقتباس اور اشتراکیت کا الزام

مکرمی! سلام مسنون۔

دہلی سے ایک اخبار ہفت روزہ "ریاست" نکلا کرتا تھا اس کے ایڈیٹر تھے ایک صاحب دیوان سنگھ مفتون۔ انہوں نے اپنی یادداشتوں کا ایک مجموعہ "ناقابل فراموش" کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کو پاکستان میں ادارۂ "نوائے وقت" نے شائع کیا ہے۔

اس کتاب میں ایک جگہ لکھا ہے کہ:۔

"فاروقی صاحب ایک سال تک میرا پیچھا کرتے رہے اور مایوس ہونے کے بعد بھی ان کو یہ امید تھی کہ میں ان کا چیلا بن جاؤں گا۔ چنانچہ بھوپال کے ایک مستعد اور خوبصورت نوجوان مسٹر کامل یا کمال کو بھی انہوں نے میرے ہاں بھیجنا شروع کر دیا۔ یہ لڑکا ایم۔ اے تک تعلیم یافتہ تھا اور بھوپال کے کسی اچھے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ بھی مجھے کمیونزم کا درس دیا کرتا، اور میں اس پر رحم کھاتے ہوئے کہا کرتا کہ اپنی زندگی تباہ نہ کرو۔۔۔۔۔ تا آخر"

("ناقابل فراموش" طبع ثانی ص ۴۵۳)

جماعت اسلامی کے افراد یہ عبارت دکھلا کر لوگوں سے کہتے ہیں کہ "ترجمان اسلام" کا ایڈیٹر احمد حسین کمال ہی وہ شخص ہے جس کا ذکر دیوان سنگھ مفتون نے اپنی اس عبارت میں کیا ہے۔

حضرت مفتی محمود صاحب گذشتہ اپریل میں جب کراچی تشریف لے گئے اور دو ہفتہ وہاں مقیم رہے تو بعض لوگوں نے کتاب مذکور کے اس حوالہ سے انہیں بھی یہ سمجھانا چاہا کہ آپ (ایڈیٹر ترجمان اسلام) پرانے کمیونسٹ ہیں۔

حال ہی میں حضرت مفتی محمود صاحب ڈھاکہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی ان کے علم میں یہ لایا گیا کہ مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی نے اپنے حالیہ دورۂ مشرقی پاکستان کے موقعہ پر اس کتاب کے حوالہ کے ذکر سے ایڈیٹر ترجمان اسلام کے کمیونسٹ ہونے کا کئی مقامات پر چرچا کیا اور جمعیۃ علماء اسلام پر سوشلسٹ ہو جانے کا الزام عائد کیا۔

کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ اس معاملہ پر روشنی ڈال کر اس پروپیگنڈے کی قلعی کھول دیں؟ آپ کو جاننے والے تو اس کا شکار نہیں بن سکتے۔ لیکن ناواقف لوگوں کو گمراہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مولانا تھانوی جیسے بلند پایہ عالم تک کو متاثر کر دیا گیا۔ — والسلام

(نوابزادہ) حمید اللہ خاں خاکوانی ٹبہ سلطان (ملتان)

محترم! وعلیکم السلام۔

دیوان سنگھ صاحب مفتون کی مذکورہ عبارت میں "کمال" کا لفظ ہی ایک ایسا لفظ ہے، جس پر اس جھوٹ کی تعمیر کی گئی ہے۔ اور یہ لفظ میرا نام نہیں بلکہ تخلص ہے۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ایم۔ اے تک تعلیم یافتہ ہونا تو کجا، ایف۔ اے کے امتحان میں بھی کبھی نہیں بیٹھا حتیٰ کہ کسی یونیورسٹی، کالج یا ہائی سکول میں داخلہ تک کبھی نہیں لیا۔

میری تعلیم بھی مودودی صاحب کی طرح گھر پر ہی ہوئی ہے۔ اور جو کچھ مجھے حاصل ہے۔ وہ بیشتر نجی مطالعہ کی بدولت ہے۔

بھوپال میں ہمارا کوئی خاندان نہیں بستا تھا۔ دہلی سے والد صاحب بھوپال میں جا کر مقیم ہو گئے تھے اور ایک نہایت معمولی سے تجارتی کاروبار پر گذر بسر کرتے اب پاکستان آ کر صادق آباد کے قریب شہباز پور میں ۱۹۵۷ء میں آباد ہوئے۔

البتہ والد صاحب اور ان کے جد امجد سید احمد شہیدؒ مولانا اسماعیل شہیدؒ کی تحریک جہاد سے وابستہ رہے۔

انگریزی تعلیم کے وہ شدید مخالف تھے۔ مولانا ابوالکلامؒ کے قریبی لوگوں میں سے تھے۔ اور زندگی بھر وہ اسی نقطۂ نظر کے حامل رہے۔ میں بھی الحمد للہ ان کے فکر و نظر کا پیرو رہا، اور مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے ساتھ ہمیشہ قلبی وابستگی رہی۔ ساری عمر سوائے مولانا حسرت موہانی کے کسی کمیونسٹ لیڈر سے نہیں ملا، دیوان سنگھ صاحب سے بھی کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ بلکہ مسلمان ریاستوں بالخصوص ریاست بھوپال کے متعلق ان صاحب کا جو معاندانہ رویہ تھا۔ اس کی بنا پر دل ہمیشہ بیزار و مکدر رہا۔

دینی تعلیم کے لئے والد صاحب نے دیوبند بھیجا۔ وہاں معاشی ماخلہ نہ ملنے کی وجہ سے مدرسہ رحمانیہ دہلی میں اور کچھ عرصہ مدرسہ فتح پوری دہلی میں تعلیم حاصل کی۔

منشی کامل اور ادیب فاضل کے امتحانات پرائیویٹ دیئے۔ میٹرک کا بھی پرائیویٹ امتحان دیا۔ بھوپال کے مدرسہ طبیہ اور گوالیار کے ایلوپیتھی سکول میں اور جامعہ طبیہ دہلی میں طب کی تعلیم پائی۔

تحریک آزادی سے دلچسپی رہی۔ اور زیادہ تر کانگرس جمعیۃ علماء اور۔۔۔۔ احرار وغیرہ کی طرف رجحان رہا۔

پاکستان آنے کے بعد ۱۹۵۷ء تک جماعت اسلامی کے ساتھ کم و بیش وابستگی رہی۔ جیسا کہ اس خط و کتابت سے ظاہر ہے۔ جو مودودی صاحب کے ساتھ ہوئی جس کا کچھ حصہ مودودی صاحب نے دسمبر ۱۹۵۶ء کے ترجمان القرآن میں شائع کر دیا تھا اور جو ۱۹۶۸ء میں "ترجمان اسلام" میں تقریباً مکمل اور بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوئی۔

جماعت اسلامی کے موقف و پالیسی سے غیر مطمئن ہو جانے کے بعد جمعیۃ علماء اسلام سے رابطہ پیدا ہوا، اور اکابر جمعیۃ کے طلب فرمانے پر اسی وقت سے ہی ترجمان اسلام کی قلمی خدمت انجام دے رہا ہوں۔

پاکستان میں بھی کسی اشتراکی خیال کی جماعت یا لیڈر سے کبھی کوئی رابطہ قائم نہیں ہوا۔

میری زندگی کے حالات کے اس پس منظر میں صرف لفظ "کمال" کو لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ دیوان سنگھ کا ذکر کردہ فرد میں ہی ہوں، ایک پوچ و لچر سی بات ہے اگر صرف لفظی مشابہت اس کی دلیل بن سکتی ہے تو دیوان سنگھ نے اس مضمون میں ایک "فاروقی" صاحب کا بھی ذکر کیا ہے۔ بلکہ اصل ذکر ان کا ہی ہے۔ اور دیوان سنگھ صاحب کو کیمونزم کی طرف مائل کرنے کی کوشش وہی کر رہے تھے۔ تو "فاروقی" کے لفظ سے جماعت اسلامی کے دو "فاروقی" صاحبان جن میں سے ایک مغربی پاکستان کی گذشتہ صوبائی اسمبلی کے، جماعت کی طرف سے رکن تھے۔ اور دوسرے ایک صاحب قلم ہیں، کیوں نہ مراد لئے جائیں، اور انہیں ہی کیوں نہ سابق کیمونسٹ قرار دیا جائے نیز کمال نام کے کئی اشخاص جماعت اسلامی میں بھی مل سکتے ہیں۔

میں اگر کیمونسٹ رہا ہوتا، تو مجھے اس کے اقرار میں کوئی تردد و تامل کی ضرورت نہیں تھی۔ جس طرح مجھے اپنے سابقہ کانگرسی، جمعیتی و احراری رجحانات کے بارے میں کوئی انکار نہیں ہے۔

ہمارے یہاں مولانا حسرت موہانی جیسے حضرات علانیہ کیمونسٹ تھے، بلکہ مولانا موصوف نے ہی سب سے پہلے کیمونسٹ پارٹی کی کانفرنس ۱۹۲۷ء یا ۱۹۲۸ء میں بلائی تھی اور اپنے کیمونسٹ ہونے کا اعلان کیا تھا۔ کون ہے، جو انہیں اس بنا پر اسلام سے خارج، غدار اور ملت و وطن کا دشمن قرار دے سکتا ہے۔

آزادی سے قبل تحریک آزادی کے دوران نیشنلسٹ یا سوشلسٹ ہونا قومی نقطۂ نگاہ سے کوئی جرم نہیں تھا اور بڑے بڑے مسلمان علماء و قائدین خود اس کے مدعی تھے یا ایسے افراد سے راہ و رسم رکھتے تھے۔ مولانا حسرت موہانیؒ۔ مولانا ابوالکلامؒ۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ اور بہت سے دوسرے زعماء و رہنما رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا یہ رویہ رہا۔

لیکن ان کے نیشنلسٹ یا سوشلسٹ خیالات یا نیشنلسٹوں وسوشلسٹوں کے ساتھ ربط و ضبط کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج یا دین و ملت کے دشمن نہیں کہے جا سکتے۔

چنانچہ اگر واقعی میں کسی وقت کیمونزم سے متاثر ہوا ہوتا تو مجھے اس کے اعتراف میں ہرگز تامل نہیں ہوتا۔

اس کے برعکس تقسیم سے قبل اخبار "مدینہ" بجنور اور

"ہلال" بمبئی اور ماہنامہ "الصدیق" دہلی میں سوشلسٹ نظریات کے خلاف میرے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد الفرقان لکھنؤ میں کمیونزم کے خلاف میں نے متعدد مضامین لکھے ہیں۔

"ترجمان اسلام" کے صفحات پر بھی بارہا میں نے اشتراکیت کی تردید کی ہے۔

البتہ میرا اختلاف و تردید اپنے دین اور اپنی آزادی کے تحفظ و بچاؤ تک محدود رہا ہے۔ اسے میں نے اتنا شدید نہیں بنایا کہ اس کا سارا مفاد امریکی سامراج اور اس کے دوستوں کے حق میں چلا جائے۔

یہی رویہ ہمارے بزرگ رہنماؤں کا رہا۔ مولانا محمد علیؒ مولانا ظفر علی خانؒ، مولانا ابوالکلامؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ مولانا داؤد غزنویؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا کفایت اللہؒ علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ جیسے اکابر و اعاظم کی یہی روش تھی۔ جو ان کی تحریروں و تقریروں سے ظاہر ہے۔

انہوں نے نہایت احتیاط کے ساتھ ..........

...... اصل نقطۂ نگاہ پر تنقید سے آگے ایسی شدید مخالفت کا رویہ اختیار نہیں کیا۔ جس سے برطانوی سامراج اور امریکی سامراج کو فائدہ پہنچے۔ اور انہیں مسلمان ملکوں و ایشیا اور افریقہ میں پاؤں جمائے رکھنے کا موقعہ حاصل ہے

میں الحمدللہ ان بزرگوں کے نقش قدم پر قائم ہوں، ضروری حد تک اشتراکیت کی مخالفت کرتا ہوں۔ غیر ضروری اور سامراجیت کو نفع پہنچانے والی مخالفت سے باز رہتا ہوں۔ اور میرا یقین ہے کہ اگر مغربی سامراج کے اثرات سے آزاد ہو کر اسلامی نظام قائم کر دیا جائے تو اشتراکیت کا ازالہ خود بخود ہو جائے گا۔

جماعت اسلامی کے افراد کی طرف سے میرے خلاف یہ پروپیگنڈا غیر متوقع نہیں ہے۔

جب میں جماعت کے افکار اور پالیسی پر تنقید کرتا ہوں تو جواب میں وہ یہ حربہ اختیار کر سکتے ہیں۔ اور وہ عرصہ سے ایسا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ میں نے اسے کبھی کوئی اہمیت نہیں دی۔ اس لئے کہ مودودی صاحب نے تو ایک جگہ یہ تک لکھا ہے کہ:۔

"عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں۔ جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اس کے وجوب کا فتویٰ دیا گیا ہے"
(ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۸ء)

پس اگر جماعت کے افراد میرے بارے میں اس جھوٹ سے کام لے رہے ہیں تو وہ اپنے محترم امیر کے فتوے اور اجازت پر ہی عمل کر کے دین و ملت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اور مجھے اس سلسلے میں ان سے کوئی گلہ نہیں ہے

البتہ مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی جیسے بلندپایہ عالم کا اس جھوٹ کو قبول کر کے مشرقی پاکستان کے ناواقف مسلمانوں میں عام کرنا افسوسناک ہے۔

دراصل مولانا صاحب کو جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے اکابر سے جو خلش ہے۔ اس کی بنا پر وہ بلاتحقیق اس جھوٹ کو مان لینے پر آمادہ ہو گئے۔

ورنہ میری شخصیت کونسی اہم اور قابل ذکر تھی جس کے تذکرہ کے لئے مولانا موصوف ہر رطب و یابس کو قبول فرما لیتے۔

اللہ تعالیٰ اس سوء ظن پر انہیں معاف فرمائے۔

والسلام

احمد حسین کمال

ان سطور کے لکھنے کے بعد ایک اور مراسلہ مجھے موصول ہوا، جو درج ذیل ہے:۔

مکرمی محترمی جناب ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج عالی بخیر ہوں گے۔

جماعت اسلامی کے حلقوں میں آپ کی طرف سے اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی دامت برکاتہم کی وجہ سے جو بوکھلاہٹ ہے۔ اس سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ اور اس کا نتیجہ ہے کہ وہ مولانا محترم اور آپ کے خلاف سب سے زیادہ پروپیگنڈا کرتے ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد اپنی زندگی کا کچھ عرصہ لندن میں گذارا۔ اور وہاں پر آپ کو کمیونسٹوں نے بھیجا تھا۔ اور عرصہ تک حصول تعلیم کے بعد کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سیکرٹری رہے۔ اس کے بعد آپ کو قاہرہ میں عربی علوم کے حصول کیلئے بھیجا۔ جب آپ نے عربی علوم سے فراغت حاصل کر لی۔ تو پھر آپ کو پاکستان میں اس غرض سے کمیونسٹوں نے بھیجا کہ آپ وہاں پر جماعت اسلامی میں انتشار پیدا کریں۔

جو کچھ ترجمان اسلام میں مودودی صاحب سے خط و کتابت کے سلسلہ میں تحریر ہوا تھا۔ وہ کہانی ساری اسی سلسلہ کی ایک کڑی بتاتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ یہ شخص اتنی جلدی جماعت کی رکنیت کیوں حاصل کرنے کا خواہشمند ہے۔ اس پر جماعت اسلامی کو شبہ ہوا تو انہوں نے آپ کی سابقہ زندگی معلوم کی۔ تو معلوم ہوا۔ آپ لندن سے قاہرہ اور پھر پاکستان کے لئے آئے۔

دوسری روایت انہی حلقوں کی طرف سے یہ ہے کہ آپ ایام جوانی میں سردار دیوان سنگھ مفتون کے پاس جایا کرتے تھے۔ تو انہوں نے تذکرہ کیا کہ میرے پاس چند نوجوان آتے ہیں۔ جن کا کمیونسٹوں سے تعلق ہے۔ ان میں ایک لڑکا کمال ہے۔ جو کہ نہایت ہی شریف ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ آپ اس معاملہ میں غور کریں۔ کیونکہ یہ سارا پروپیگنڈا ان کی طرف سے پریس میں ان کے پرچوں میں آیا ہوگا۔ اور آپ علماء کرام کی جماعت کے مرکزی ناظم دفتر اور ترجمان اسلام کے ایڈیٹر ہیں۔ امید ہے کہ آپ میری گذارشات پر غور فرمائیں گے۔

فقط والسلام

عبدالحلیم بورے والہ

اس مراسلہ میں جس بے سروپا پروپیگنڈا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے سوائے احساس کمتری کے اور کیا ظاہر ہوتا ہے کاش مجھے قاہرہ جانے اور وہاں عربی تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ ملا ہوتا۔ لندن جانے کی ہوس تو الحمدللہ آج بھی دل میں نہیں ہے۔ کمیونسٹ پارٹی کیا میں تو آج تک کسی بھی پارٹی کا جنرل سیکرٹری نہیں رہا ہوں۔ یہ تمام ثبوت تو انہیں ہی مہیا کرنے چاہئیں کہ وہ کون سے کمیونسٹ تھے۔ جنہوں نے مجھے لندن، قاہرہ وغیرہ بھیجا۔ اور وہ کہاں کی کمیونسٹ پارٹی تھی، جس کا میں جنرل سیکرٹری رہا۔

جماعت اسلامی کے طریق رکن سازی سے جو لوگ واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کے یہاں جماعت کا رکن بننے سے قبل ہمدرد و رفیق کے دور سے گذارا جاتا ہے۔ آخر مجھے کیوں ان ادوار سے گذارے بغیر رکن جماعت بنانے کی پیشکش کی گئی۔ اور جب مجھے یہ اعزاز دیا جانے لگا تو میں نے کیا کہہ کر انکار کر دیا تھا؟ مجھ پر اگر ایسا ہی شبہ تھا تو مودودی صاحب نے اپنے جوابات میں کیوں اس کا اظہار نہیں کیا؟

مشکل یہ ہے کہ وہ یہ تمام پروپیگنڈا زبانی اڑایا کرتے ہیں۔ تحریر میں نہیں لاتے

ورنہ جماعت کے متعدد سرکردہ افراد مجھے عرصہ سے جانتے ہیں اور انہیں علم ہے کہ یہ سب باتیں غلط ہیں۔

لندن، امریکہ اور یورپ جماعت کے افراد علانیہ جاتے آتے رہتے ہیں۔ مودودی صاحب کے ایک صاحبزادہ گذشتہ کئی سال سے امریکہ میں مقیم ہیں اور تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ پروفیسر خورشید صاحب (کراچی) چوہدری غلام محمد صاحب وغیرہ کتنے ہی جماعت کے سرکردہ افراد ہیں۔ جو لندن، واشنگٹن گئے اور آئے اور وہاں تعلیم حاصل کی۔ خود مودودی صاحب کئی ماہ لندن میں بغرض علاج مقیم رہ کر آئے ہیں۔

اب اگر میرے خلاف پروپیگنڈے کے لئے لندن و قاہرہ وغیرہ کے جھوٹے فسانے تراش کر کڑیاں بنائی جا سکتی ہیں تو لندن سے واشنگٹن تک جماعت کے افراد کی آمد و رفت اور وہاں قیام و تربیت کے واقعات تو حقائق ہیں۔ جو سب کے سامنے موجود ہیں۔ اگر انہیں سامراجی طاقتوں کے ساتھ سازباز کے سلسلہ کی کڑیاں سمجھ لیا جائے۔ تو یہ زیادہ صحیح اور واقعات کے عین مطابق ہیں۔

آپ جھوٹے پروپیگنڈے کا اندازہ ندائے ملت کی اس تحریر سے کیجئے۔ جس میں مجھے مفتی محمود صاحب کا داماد لکھا گیا تھا۔ اگرچہ اخبار مذکور نے بعد میں اس پر معذرت شائع کی۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ کوئی سہو نہیں تھا بلکہ جان بوجھ کر شرارت کی گئی تھی۔ بس اسی طرح کی یہ دوسری باتیں بھی ہیں۔ جو لوگ صحابہ کرام پر الزام تراشی سے نہ چوکتے ہوں، وہ مجھ جیسے ناچیز آدمی پر جو کچھ بھی عنایت کر ڈالیں کم ہے۔ لیکن چونکہ یہ سب باتیں جھوٹ ہیں اس لئے ان میں تضاد بھی ہے اور یا ناری بھی ہے۔

میں جھوٹ کے ان حملوں پر صبر کرنا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔ شاید یہ چیز میری عاقبت سنوارنے میں کام آ جائے۔

والسلام۔

(کمال)

---

# اسرائیل سے پہنچنے والی ایک دل ہلا دینے والی

## عرب مسلمانوں پر امریکی سامراج کی سرپرستی میں اسرائیلی جلادوں کے خوفنا

اسرائیل کی جیلوں میں عرب قیدی بدترین ظلم و بربریت کا شکار ہیں، انسانیت سوز درندگی و وحشت کی کوئی قسم ایسی نہیں جس سے یہ قیدی دوچار نہ ہوتے ہوں۔ ان کو تکلیف پہنچانے کے لئے وہ ہولناک طریقے اختیار کئے ہیں جن کی تفصیل جان کر ہر باضمیر انسان کا دل ان مظلوموں کی بے کسی پر بے چین ہو جاتا ہے اور مغرور ظالموں کے خلاف غصہ سے خون کھولنے لگتا ہے۔

اسرائیل کے ایک جیل خانہ سے خفیہ ذرائع سے ایک خفیہ رپورٹ موصول ہوئی ہے جس میں ان روح فرسا خونیں المیوں کو بے نقاب کیا گیا ہے، جو رات دن اسرائیلی جیلوں کی بلند دیواروں کے پیچھے پیش آتے ہیں۔

اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جیلوں کے عرب قیدیوں کے جسموں میں بجلی کا کرنٹ دوڑایا جاتا ہے۔ خاردار تاروں پر لٹایا جاتا ہے اور دہکتے ہوئے کوئلوں پر چلایا جاتا ہے۔ سانپوں اور وحشی بلیوں اور بھوکے کتوں کے سامنے چھوڑ دیا جاتا ہے جو ان کے جسموں کو لہولہان کر کے ادھ مرا کر دیتے ہیں۔

بربریت آمیز ایذا رسانی کے بیس سے زیادہ طریقے ہیں۔ جن سے رات دن عرب قیدیوں کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان میں سے ہر طریقہ کو انتہائی دل دوز اور اپنی سنگینی و قساوت کے اعتبار سے دوسرے پر فوقیت رکھتا ہے۔ سفاکی و درندگی کے یہ لرزہ خیز طریقے اسرائیل کے جن قید خانوں میں رائج ہیں۔ ان میں سے سات کے جائے وقوع وغیرہ کی بھی اس رپورٹ میں نشاندہی کی گئی ہے، ان میں ایسے ۸۰ قیدی ہیں جن کے ساتھ ظلم کئے گئے، اور ان کی ظلم دہی کی تفصیلات کا علم ہو چکا ہے۔ اس رپورٹ میں ان قیدیوں پر کئے گئے لرزہ خیز مظالم کی داستان بیان کی گئی ہے اس میں ان قیدیوں کے مکمل نام تک موجود ہیں۔ جس کے بعد اس کے صحیح ہونے میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

اس داستان کو پڑھ لینے کے بعد نازیوں کے جرائم اور دنیا کی تمام مشہور سنگدل سفاکوں کے سیاہ کارنامے، ہیچ نظر آنے لگتے ہیں۔

اسیران جد و جہد آزادی کو ان قید خانوں میں جن وحشیانہ طریقوں سے سزائیں دی جاتی ہیں۔ ذیل میں اس کا اجمالی طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

● — خاردار تاروں سے لپٹے ہوئے لکڑی کے تختوں پر ننگا کر کے ڈال دیا جاتا ہے اور اس حالت میں اوپر سے انتہائی سنگدلی کے ساتھ کوڑے برسائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیدی کے جسم سے خون بہنے لگتا ہے اور اس پر بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

● — قیدی کو مادر زاد ننگا کر کے ابھرے ہوئے کانٹوں والی زنجیر کی لکڑیوں پر ڈال دیا جاتا ہے۔ اوپر سے ہنٹروں والے جلاد پورے وزن کے ساتھ کوڑے برسا کر زیادہ سے زیادہ تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے جسم سے خون رسنے لگتا ہے اور اسی حالت کرب میں وہ ہوش کھو بیٹھتا ہے۔

● — قیدی کے ہاتھ پاؤں لوہے کی زنجیروں سے مضبوطی کے ساتھ باندھ دیئے جاتے ہیں اور ایک ایک ہفتہ تک اس کو اسی طرح کھانا پینا پڑتا ہے اور اسی حالت میں اس کو اپنی طبعی ضروریات سے فارغ ہونا پڑتا ہے جس کے نتیجہ میں نفسیاتی طور پر وہ انتہائی کرب انگیز کیفیت کا شکار ہو جاتا ہے۔

● — تحقیقات کے کمروں کی زمین کو آگ سے تپاتے ہیں اور اس پر قیدی کو ننگے پاؤں زبردستی چلایا جاتا ہے جس سے اس کے پیر جھلنے لگتے ہیں اور شدید قسم کی اعصابی تکلیف سے بلبلا اٹھتا ہے۔

● — سزاؤں کے مخصوص کمروں کو انسانی براز کی آلائش (پاخانہ) سے بھر دیا جاتا ہے اور اس پر قیدی کو ننگے پاؤں چلنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد میں اس طرح کی آلائشوں سے اٹے ہوئے ایک گڑھے میں تھوڑی دیر تک اس کو بیٹھنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

● — چھوٹے حوض میں جس کا پانی انتہائی درجہ پر ٹھنڈا کیا ہوا ہوتا ہے، قیدی کو اس میں ڈبو دیا جاتا ہے جس کی برودت و خنکی اس کا جسم برداشت نہیں کر پاتا اور اس کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔

● — تحقیقات کے کمرہ میں ملزم کے ہاتھ ہینڈل سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ جس میں بجلی کا کرنٹ لگا ہوا ہوتا ہے پھر سختی کے ساتھ دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں کرنٹ کی پوری مقدار ملزم کے بازو میں پہنچ جاتی ہے اور بسا اوقات اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بازو شانہ سے الگ ہو جاتا ہے۔

● — نفسیاتی طور پر تکلیف پہنچانے کی کچھ صورتیں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ مثلاً قیدیوں کو دھمکی دی جاتی ہے کہ ان کے مکانات تباہ کر دیئے جائیں گے اور تحقیقات کے سلسلے میں ان کی بیویوں کو بھی جیل میں لا کر سزا دی جائے گی ان کے سروں کے اوپر سے تیز رفتار ماقشقوں سے فائر کرتے ہوئے ان کو دھمکایا جاتا ہے کہ اگر سوالات کے تشفی بخش جوابات نہ دیئے تو ان کے سروں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔

● — دونوں ہاتھ باندھ کر اوپر لٹکا دیا جاتا ہے اور زمین سے اوپر اٹھا کر فضا میں جھولتا ہوا چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے بازوؤں کے جوڑ کھل جاتے ہیں۔

● — بھوکے کتوں کو قیدیوں کی کوٹھڑیوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جو انتہائی ہولناک طریقہ سے ان کے جسموں کی تکا بوٹی کر ڈالتے ہیں۔

● — قیدیوں کو ایک طویل عرصہ تک سونے سے روک کر بھوکا رکھا جاتا ہے، پھر نمک چڑھی ہوئی مچھلی کھانے پر مجبور کیا جاتا ہے اور پانی پر بندش بدستور رکھی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جب پیاس کی شدت سے بے تاب ہوتے ہیں تو ان کو پیشاب پلا دیا جاتا ہے۔

● — ناخنوں کو جڑوں سے اکھاڑ دیا جاتا ہے۔ ننگے جسم پر کبریت (آتشگیر مادہ) رکھ کر اوپر سے ضربیں لگائی جاتی ہیں۔ جس سے شعلے اٹھتے ہیں اور جگہ جگہ سے جسم جھلس جاتا ہے۔

● — قیدی کے زیریں (پاخانہ کے راستہ) سے پائپ کے ذریعہ پانی بھرا جاتا ہے اور جب پانی کی کثرت سے پیٹ پھول جاتا ہے تو سزا کے کام پر متعین یہ آدم خور اسرائیلی درندے اس کے پیٹ کو زور سے دباتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناک اور منہ سے پانی نکلنے لگتا ہے

● — قیدیوں کے بیرکوں میں سانپ چھوڑ دیئے جاتے ہیں جو ان کو ڈستے ہیں اور خوفزدہ کر دیتے ہیں۔

● — قیدی کو کمرہ میں بٹھا کر اس کا سر اوپر کی طرف کر دیا جاتا ہے اور ایک برتن جس میں معمولی سوراخ ہوتا ہے ٹھنڈے پانی سے بھر کر اس کے اوپر رکھ دیا جاتا ہے اس میں سے ایک ایک قطرہ اس کی پیشانی پر ٹپکتا رہتا ہے۔

● — کپڑا وغیرہ ٹھونس کر قیدی کے منہ کو بند کر دیا جاتا ہے اور پھر خوب پٹائی کی جاتی ہے اور کئی کئی گھنٹے تک ہاتھ اٹھائے ہوئے کھڑے رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

● — ماچس کی تیلیوں سے جسم جلایا جاتا ہے اور جلتے ہوئے سگرٹ جسموں پر رکھ کر ایذا پہنچائی جاتی ہے۔

● — قیدی کے سامنے پھٹ پڑنے والا آتشیں مادہ ڈال دیا جاتا ہے اور عائد شدہ الزام نہ قبول کرنے کی صورت میں اس کے اوپر چلنے پر مجبور کیا جاتا ہے

● — مشتبہ ملزم کی بے پناہ پٹائی کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بیہوش ہو جاتا ہے۔ تب اس کو اس کے بال بچوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھر قید کر لیا جاتا ہے اور پھر اسی طرح اقبال جرم کے لئے مجبور کئے جانے کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔

● — قیدیوں کو کچھ دیر کے لئے سخت گرم پانی سے بھرے ہوئے حوضوں میں رکھا جاتا ہے۔ پھر ان سے نکال کر اسی لمحہ ان پر برف کا ٹھنڈا پانی ڈالا جاتا ہے۔

● — دروازہ کے کواڑ پر ہتھیلی رکھ کر دوسرا کواڑ سختی سے بند کر دیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ہتھیلی ٹوٹ جاتی ہے یا بری طرح کچل کر ہمیشہ کے لئے بیکار ہو جاتی ہے

● — قیدی کو قتل کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے اور کسی وحشت ناک مقام پر قبر بنا کر زندہ درگور کر دینے کا ڈراوا دیا جاتا ہے۔

### قید خانے

اسرائیل میں بے شمار بڑے بڑے قید خانے ہیں۔ جن کی بلند بالا دیواروں کے پس پردہ سینکڑوں مظلوم اسیران آزادئ وطن بدترین مظالم اور ہولناک سزاؤں سے دوچار ہیں۔ ان جیلوں کے لئے ایسی جگہوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ جہاں پر تہذیب و تمدن کے دور میں انسانیت کے خلاف کئے جانے والے ان وحشیانہ جرائم کو مکمل طور پر پوری دنیا سے پوشیدہ رکھا جا سکے۔ اس طرح کی جیلوں کی صحیح تعداد کیا ہے۔ اس کے بارے میں کچھ مشکل ہے۔ لیکن ان میں سے سات جیلیں دریافت کر لی گئی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

### صرفند جیل

یہ سخت سزاؤں کے لئے خاص ہے۔ اس میں تقریباً دس بیرکیں ہیں۔ ان میں سے کسی بیرک کا طول و عرض ایک مربع میٹر سے زیادہ نہیں۔ ہر بیرک کے ایک کونے میں لوہے کی ایک زنجیر ہے۔ جس میں قیدی کو باندھ دیا جاتا ہے تاکہ وہ حرکت نہ کر سکے۔ اور برتن رکھا رہتا ہے جس کی ایک ایک ہفتہ تک صفائی نہیں کی جاتی

### بیت لید جیل

یہ ناتانیا کالونی کے قریب واقع ہے۔ اس میں زمین دوز بیرکیں بنائی گئی ہیں۔ جن میں لوہے کی بھاری زنجیروں کا انتظام ہے۔ جن کے ذریعہ قیدیوں کو ہولناک سزائیں دی جاتی ہیں۔ اس کے اندر ایک انتہائی تنگ کمرہ ہے۔ جس میں ہوا کا گذر نہیں ہے اور اس کے اندر سے نالیاں بہتی ہیں۔

### بیر سبع جیل

یہ باشقت قیدیوں کے لئے خاص ہے اور اس میں ان قیدیوں کو رکھا جاتا ہے جن سے سخت محنت کے کام لئے جاتے ہیں۔

### نابلس کی سنٹرل جیل

یہ صوبہ نابلس کے قیدیوں سے بھری ہوئی ہے۔ اس میں قیدیوں کو اتنی خوفناک سزائیں دی جاتی ہیں کہ قریہ محلہ کے باشندے زیادہ کرب سے بلبلا کر چیخنے والے مردوں عورتوں اور بچوں کی آوازیں سن سکتے ہیں

### عاقر جیل

اس میں قیدیوں کو مخصوص قسم کی انتہائی ہولناک سزائیں

# سے پہنچنے والی ایک دل ہلا دینے والی رپورٹ

## یکی سامراج کی سرپرستی میں اسرائیلی جلادوں کے خوفناک وحشیانہ مظالم

اسرائیل کی جیلوں میں عرب قیدی بدترین ظلم و بربریت کا شکار ہیں، انسانیت سوز درندگی و وحشت کی کوئی قسم ایسی نہیں جس سے یہ قیدی دوچار نہ ہوئے ہوں۔ ان کو تکلیف پہنچانے کے لئے وہ ہولناک طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جن کی تفصیل جان کر ہر باضمیر انسان کا دل ان مظلوموں کی بے کسی پر بے چین ہو جاتا ہے اور مغرور ظالموں کے خلاف غصہ سے خون کھولنے لگتا ہے۔

اسرائیل کے ایک جیل خانہ سے خفیہ ذرائع سے ایک خفیہ رپورٹ موصول ہوئی ہے جس میں ان روح فرسا خونیں المیوں کو بے نقاب کیا گیا ہے جو رات دن اسرائیلی جیلوں کی بلند دیواروں کے پیچھے پیش آتے ہیں۔

اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جیلوں کے عرب قیدیوں کے جسموں میں بجلی کا کرنٹ دوڑایا جاتا ہے۔ خاردار تاروں پر لٹایا جاتا ہے اور دہکتے ہوئے کوئلوں پر چلایا جاتا ہے۔ سانپوں اور وحشی بلیوں اور بھوکے کتوں کے سامنے چھوڑ دیا جاتا ہے جو ان کے جسموں کو لہولہان کر کے ادھ مرا کر دیتے ہیں۔

بربریت آمیز ایذا رسانی کے بیس سے زیادہ طریقے ہیں۔ جن سے رات دن عرب قیدیوں کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان میں سے ہر طریقہ انتہائی دل دوز اور سنگدلی و قساوت کے اعتبار سے دوسرے پر فوقیت رکھتا ہے۔ سفاکی و درندگی کے یہ لرزہ خیز طریقے اسرائیل کے جن قید خانوں میں رائج ہیں۔ ان میں سے سات کے جائے وقوع وغیرہ کی بھی اس رپورٹ میں نشاندہی کی گئی ہے۔ اور ایسے ۸ قیدی ہیں جن کے ساتھ ظلم کئے گئے۔ اور ان کی ظلم و زیادتی کی تفصیلات کا علم ہو چکا ہے۔ اس رپورٹ میں ان قیدیوں پر کئے گئے لرزہ خیز مظالم کی داستان بیان کی گئی ہے اس میں ان قیدیوں کے مکمل نام تک موجود ہیں۔ جس کے بعد اس کے صحیح ہونے میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

اس داستان کو پڑھ لینے کے بعد نازیوں کے جرائم اور دنیا کی تمام مشہور سنگدل سفاکوں کے سیاہ کارنامے، ہیچ نظر آنے لگتے ہیں۔

اسیران جدوجہد آزادی کو ان قید خانوں میں جن وحشیانہ طریقوں سے سزائیں دی جاتی ہیں۔ ذیل میں اس کا اجمالی طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔

● — قیدیوں کو کچھ دیر کے لئے سخت گرم پانی سے بھرے ہوئے حوضوں میں رکھا جاتا ہے۔ پھر ان سے نکال کر اسی لمحہ ان پر برف کا ٹھنڈا پانی ڈالا جاتا ہے۔

● — دروازہ کے کواڑ پر ہتھیلی رکھ کر دوسرا کواڑ سختی سے بند کر دیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ہتھیلی ٹوٹ جاتی ہے یا بری طرح کچل کر ہمیشہ کے لئے بیکار ہو جاتی ہے

● — قیدی کو قتل کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے اور کسی وحشت ناک مقام پر قبر بنا کر زندہ درگور کر دینے کا ڈراوا دیا جاتا ہے۔

### قید خانے

اسرائیل میں بے شمار بڑے بڑے قید خانے ہیں۔ جن کی بلند بالا دیواروں کے پس پردہ سینکڑوں مظلوم اسیران آزادی وطن بدترین مظالم اور ہولناک سزاؤں سے دوچار ہیں۔ ان جیلوں کے لئے ایسی جگہوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ جہاں پر تہذیب و تمدن کے دور میں انسانیت کے خلاف کئے جانے والے ان وحشیانہ جرائم کو مکمل طور پر دنیا سے پوشیدہ رکھا جا سکے۔ اس طرح کی جیلوں کی صحیح تعداد کیا ہے۔ اس کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے۔ لیکن ان میں سے سات جیلیں دریافت کرلی گئی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

### صرفند جیل

یہ سخت سزاؤں کے لئے خاص ہے۔ اس میں تقریباً دس بیرکیں ہیں۔ ان میں سے کسی بیرک کا طول و عرض ایک مربع میٹر سے زیادہ نہیں۔ ہر بیرک کے ایک کونے میں لوہے کی ایک زنجیر ہے جس میں قیدی کو باندھ دیا جاتا ہے تاکہ وہ حرکت نہ کر سکے۔ اور برتن رکھا رہتا ہے جس کی ایک ایک ہفتہ تک صفائی نہیں کی جاتی

### بیت لید جیل

یہ ناتانیا کالونی کے قریب واقع ہے۔ اس میں تین دوز بیرکیں بنائی گئی ہیں۔ جن میں لوہے کی بھاری زنجیروں کا انتظام ہے۔ جن کے ذریعہ قیدیوں کو ہولناک سزائیں دی جاتی ہیں۔ اس کے اندر ایک انتہائی تنگ کمرہ ہے۔ جس میں ہوا کا گذر نہیں ہے اور اس کے اندر سے نالیاں بہتی ہیں۔

### بیر سبع جیل

یہ بامشقت قیدیوں کے لئے خاص ہے اور اس میں ان قیدیوں کو رکھا جاتا ہے جن سے سخت محنت کے کام لئے جاتے ہیں۔

### نابلس کی سنٹرل جیل

یہ صوبہ نابلس کے قیدیوں سے بھری ہوئی ہے۔ اس میں قیدیوں کو اتنی خوفناک سزائیں دی جاتی ہیں کہ قریبی محلوں کے باشندے زیادہ کرب سے بلبلا کر چیخنے والے مردوں عورتوں اور بچوں کی آوازیں سن سکتے ہیں

### عاقر جیل

اس میں قیدیوں کو مخصوص قسم کی انتہائی ہولناک سزائیں دی جاتی ہیں۔

### بنی صالح جیل

یہ دوسری بیرکوں والی ہی طرز پر ہے۔

### مسکوبیہ جیل

اس میں تین چھوٹے کمرے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک میں اٹھارہ قیدی سما سکتے ہیں۔ ان کے دو کمرے بڑے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک میں اٹھارہ قیدی رکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن قیدیوں کی تعداد بڑھ جانے پر دوگنی سے زیادہ تعداد کو انہیں کمروں میں بھر دیا جاتا ہے۔ ان کمروں کے سامنے میدان ہے جس کی وسعت تین سو مربع میٹر ہے۔ اس کو میدان عذاب کہا جاتا ہے۔ جس میں انتہائی ہولناک سزائیں دی جاتی ہیں۔

### چند بے نصیب قیدی

ذیل میں چند قیدیوں کے نام درج کئے جاتے ہیں اور ان کے سامنے مختصر طور پر ان زیادتیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن سے ان کو مختلف قید خانوں کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں دوچار ہونا پڑا۔ ان میں سے بعض کے خود اپنے بیان کردہ حالات بیان کئے ہیں اور بعض وہ ہیں جو وحشیانہ زیادتیوں کا شکار ہو کر جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔

### احمد ابو سرور

اپنا حال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ بجلی کا ننگا تار میری پنڈلی پر لپیٹ کر بار بار کرنٹ دوڑایا گیا۔ میرے کانوں میں لوہے کی سلائیں گھسائی گئیں۔ میری بغلوں میں ابلے ہوئے انڈے رکھ کر ہاتھوں کو زور سے دبایا گیا اور اس کے بعد ۴۰ دن تک بغیر کپڑوں کے ننگے جسم کے ساتھ رکھا گیا۔

### سلیمان خلف

مجاہد مذکور کی احمد ابو سرور کے ساتھ گرفتاری عمل میں آئی اور ساتھ ہی ساتھ سزائیں دی گئیں۔ وہ اس وقت بھی الخلیل جیل میں موت و حیات کی کشمکش سے دوچار ہے۔

### حسین اشرف

اس مجاہد کے پیٹ کو پہلے پانی سے بھرا گیا اور پھر اس کے اوپر کود کود کر اس پانی کو ناک اور منہ کے راستہ خارج کیا گیا۔

### سلیمان برغش الشواہین

اس کی کوکھ کی ہڈیوں کو توڑا گیا اور ننگے کر کے ایک بڑے تھیلے میں بہت سی بلیوں کے ساتھ بند کر دیا گیا اور پھر اوپر سے ڈنڈے برسائے گئے، نتیجہ کے طور پر ہر طرف سے بلیوں نے کاٹ کاٹ کر اور پنجوں سے گھسیٹ کر پورے جسم کو بری طرح لہولہان بنا دیا۔ اس قیدی کے ساتھ کی گئی زیادتیوں سے ریڈ کراس کو مطلع کر دیا گیا ہے۔

### قاسم ابو عکر قیسی

ایک موٹی لکڑی کے ساتھ صبح آٹھ بجے سے رات گیارہ بجے تک مسلسل بے رحمی کے ساتھ پیٹا گیا۔ پھر یروشلم جیل کے کمرہ نمبر ۳ میں بند کر دیا گیا۔ جس سے دوسرے دن صبح اس کی لاش برآمد ہوئی۔

### محمد عبدالقادر مصری

۳۰ سال کی عمر تھی۔ پیرانہ سالی کے باعث مظالم کی تاب نہ لا کر الخلیل جیل میں شام شہادت نوش کیا۔

### انور جابر

اس مجاہد کی سرزنش کے لئے جسم میں بجلی کے کرنٹ دوڑانے، ہاتھ پیر باندھ کر لٹکانے، پیٹ چھونے اور مختلف ہتھیاروں سے زدوکوب کرنے اور ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹنے کے انسانیت سوز طریقے اختیار کئے گئے۔

### یعقوب عبیدی

ابتداءً مسکوبیہ جیل میں بند کیا گیا بعد میں وہاں سے صرفند جیل کو منتقل کر دیا گیا۔ جہاں پر ان کی ایذا رسانی کے لئے جسم کو جلانے اور کانٹوں پر ننگے پیر چلانے کے علاوہ اور مختلف طریقوں سے سزائیں دی گئیں۔

### راغب ابو راس

رام اللہ، رملہ، صرفند اور نابلس کی جیلوں میں تیرہ مہینے تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آگ کے ذریعہ جگہ جگہ سے جسم کو داغا اور جسم کو مختلف طریقوں سے لٹکانے کھینچنے اور پھیلانے کی سزائیں دی گئیں۔ وہ اس وقت اپنے خاندان کے ساتھ زندگی گذار رہا ہے۔ لیکن اس کی شکل بگڑ کر انتہائی ہیبتناک بن چکی ہے۔

### احمد خریج مسعود

نابلس جیل میں قید و بند کی مصیبتوں کے دوران اس پر شدید قسم کے ایک مرض کا حملہ ہوا۔ لیکن اس کا کوئی علاج نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد اس کو وہاں سے رملہ جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں سزاؤں کے دوران اس کا ہاتھ توڑ دیا گیا۔

### عصام حجاوی

بیت لید کی جیل میں بند ہے۔ مختلف قسم کی سنگین سزاؤں سے دوچار ہو چکا ہے۔

### شریف علی سحرور

پہلے اس کا گھر زمین کے برابر کیا گیا اور جیل میں بند کر کے سخت ترین سزائیں دی گئیں۔ اس سے یہ ہوشربا سزائیں برداشت نہ ہو سکیں اور نتیجہ کے طور پر وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا۔ آج کل رملہ جیل میں موجود ہے۔

### منیر حجازی

شروع میں شطا جیل میں بند کیا گیا۔ مختلف قسم کی دہشت پسندانہ ایذائیں دی گئیں۔ بعد میں کسی بیماری میں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

## امریکہ کے نام

# لاہور میں نکسن کی آمد پر

(نسیم لیہ)

خرد کی شعبدہ کاری خلا شگاف سہی
نظر کو مہ نوردی کا اعتراف سہی
فلک زمین کا اک نیلگوں غلاف سہی
مگر بہ ایں ہمہ یہ ارتقائے بوقلموں
امینِ عظمتِ آدم نہیں تو کچھ بھی نہیں
جوازِ راحتِ عالم نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ارتقا تو ہر اک دور کا اثاثہ ہے
یہ ارتقا تو ہر اک دور کی امانت ہے
ہر اک دور میں انساں کا جوہر ادراک
بلندیوں کے تجسس سے ہمکنار رہا۔
ہر ایک دور بلندی کا شاہکار رہا
حکیم ابنِ مقنع کی فکرِ موزوں نے
اِک ایسا چاند تراشا "زمینِ نخشب" سے
کہ فیلسوفِ زمانہ بھی ہو گئے مرعوب
وہ ارتقا "مہ نخشب" سے ہو گیا منسوب

تم اہتمام سے تسخیرِ ماہتاب کرو
زمیں کو چھوڑ کے گردوں کا انتخاب کرو
مگر یہ ٹھوس حقیقت بھی آشکار رہے
ابھی زمیں پہ تمہارے ستم کا شہرہ ہے
ابھی زمیں پہ تمہارے لہو کے دھبے ہیں
خلا کے شہرِ خموشاں میں گھومنے والو
کبھی زمین کی مخلوق سے بھی پیار کرو
زمیں پہ ظلم کی یلغار تابکے آخر؟
یہ رنگ و نسل کی پیکار تابکے آخر؟
کمند ڈالنے والو فصیلِ گردوں پر
بجا کہ سینۂ مہتاب پر بصد تگ و دو
تم اپنے امن کا پرچم تو نصب کر آئے
مزا تو جب تھا کہ "ویتنام" کا لہو لیکر
ذرا سا چہرۂ مہتاب پر بھی مل آتے
نئی حیات کے ماتھے پہ کچھ تو مل آتے

بہ ایں مہم اگر انسانیت بلند نہیں
تو ارتقا کو تنزل کا ہمرکاب کہو
فسوں گری کو نہ تسخیرِ ماہتاب کہو

(خاص برائے "ترجمان اسلام")

## عراق میں کسی عالم کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی گئی

### وزیر خارجہ کی طرف سے عراقی علماء پر مبینہ مظالم کی تردید

اسلام آباد ۵۔ اگست۔ عراق نے علماء پر مبینہ مظالم کی داستان کو قطعی بے بنیاد قرار دیا ہے اور پاکستان کو یقین دلایا ہے کہ عراق میں علماء کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں کی گئی اور نہ آئندہ کسی عالم دین کو نشانہ ستم بنایا جائے گا۔

دفتر خارجہ کے ترجمان نے آج یہاں بتایا کہ گذشتہ ہفتہ بغداد میں پاکستانی سفیر سے ایک ملاقات میں عراق کے وزیر خارجہ نے عراقی علماء پر مبینہ مظالم کی تردید کرتے ہوئے یقین دلایا کہ عراقی علماء کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں کی گئی۔ اور نہ آئندہ اس کا کوئی امکان ہے۔

دریں اثناء پاکستان میں عراقی سفارت خانہ کے ایک خط میں کہا گیا ہے کہ عراق میں کسی عالم پر تشدد کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ البتہ نقصان دہ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے اور لوگوں کو ہنگامے اور تشدد پر اکسانے کے نتیجے میں ایک یا دو افراد عراقی حکومت کو پوچھ گچھ کے لئے مطلوب ہیں۔ کوئی دیانتدار شخص اس معاملے کو علماء پر تشدد قرار نہیں دے سکتا۔ خط میں جو روزنامہ ڈان کراچی میں شائع ہوا ہے۔ اس امر پر بہت افسوس ظاہر کیا گیا کہ پاکستان میں سیاسی مذہبی اور دیگر شعبوں کے بعض ممتاز افراد نے بھی حقائق کی چھان بین کئے بغیر عراق کے خلاف تشدد کے محض فرضی واقعات پر احتجاج کرنا مناسب سمجھا۔ اس سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ سوشلزم کی مخالفت کرنے والوں نے عراق پر نکتہ چینی کو اپنے داخلی سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔

خط میں مزید کہا گیا کہ جو لوگ اسلامی اقدار کی حفاظت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ عراق بیت المقدس اور فلسطین کے متعلق صیہونیوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لا رہا ہے اور وہ ہر قسم کے گھناؤنے پروپیگنڈے سے بے پروا ہو کر اسلام اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کرنے کا فرض ادا کرتا رہے گا۔

### مولانا محمد رمضان صاحب کا خطاب

میانوالی۔ حضرت مولانا محمد رمضان صاحب خطیب جامع موتی مسجد نے بروز جمعہ خطاب فرمایا کہ آج انسانوں نے اپنی کامیابی مغربی تہذیب کے اپنانے میں سمجھی ہے۔ یاد رکھو، قرآن و حدیث کو چھوڑ کر کامیابی حاصل کرنے والے دین نبویؐ بلکہ پاکستان کے استحکام کے لئے نقصان دہ ہے سوشلزم اور اسلام کی جنگ کو ہوا دینے والے دراصل یہودیت نواز پالیسی پر عمل کر رہے ہیں۔ ہفتہ بھر لوگ کوشش ہو...

## اشارات

عزیز القاسمی

ہر قلابازی ہے اس کی مصلحت کا پیرہن ... دیدنی ہے عصر نو کے اس مفکر کا چلن

افترا و جھوٹ ہے جس کی سیاست میں دخیل ... اللہ، اللہ خرقۂ سالوس جس کے زیب تن

آ گئی ہے گل کھلانے کے لئے میمین من ... ہے بزعم خویش یہ اسلام کی تازہ کرن

اپنے آقائے ولی نعمت کی خاطر رات دن ... جھوٹ کی نشر و اشاعت کر رہے ہیں مرد و زن

الحذر اس فعل بد سے صد ہزاراں الحذر ... خود مسلماں اور مسلمانوں پہ ہوں یہ خندہ زن

مالکِ اشتر[1] کا شیدا ابن سودا[2] کا اسیر ... غیر کی سیاست کا پرتو اپنی خاطر پر فتن

ژاژ خائی ہرزہ گوئی محترم اسلافؓ پر ... پردۂ اسلام میں کیوں شعبدے بازی کا فن

خود پرست و خود نما و خود نگر ... ننگِ آدم ننگِ دیں ننگِ وطن

طائفہ اک ژلہ خواروں کا بہ رنگ رہنما ... جن کی محفل میں صہیونی طرز کا ہے بانکپن

ہر نیا بہروپ ہم نے قاسمی پہچان کر
رکھ دیا ہے سامنے حضرتؒ کا سارا مکر و فن

[1] مالک اشتر نخعی قاتلانِ عثمان غنیؓ میں
[2] ابن سبا کی دوسری کنیت

میں مبتلا ہیں کہ امریکہ چاند پر پہنچ گیا۔ اب کیا ہو گا۔ تو میں کہتا ہوں کہ ان کا کیا کمال ہے۔ یہ تو ہمارے قرآن کی تصدیق ہو رہی ہے۔ یہی بدمعاش معراج کا انکار کرتے تھے کہ اتنی بلندی پر انسان کا جانا اور اتنی تیزی سے۔ یہ محال ہے لیکن سائنس نے اس کو ثابت کر دیا ہے۔ برق (بجلی) کتنی تیز رفتار ہے۔ بٹن دبائیے فوراً ہزاروں میلوں تک ایک سیکنڈ میں پہنچ جاتی ہے۔ تو حضورؐ کی سواری جس کا نام براق ہے اس کا ایک ایک قدم حد نگاہ کا تھا۔ آج سے پانچ ہزار برس پہلے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کوہ صفا پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف لوگوں کو بلایا تو ان کی آواز کو تمام آنے والی روحوں نے سنا اور لبیک کہا۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ دور دور سے بیت اللہ کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ تو وہاں کونسا ریڈیو یا ٹیلی ویژن تھا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ چاند پر پہنچ جانا کوئی کمال نہیں ہے۔ حضورؐ کی بعثت سے پہلے جن و شیاطین بھی جاتے تھے۔ حتیٰ کہ آسمانوں کو ہاتھ لگاتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ انہیں کے درجہ کے ہوں گے بلکہ ان سے کم نہیں ہوں گے۔ دوستو ہماری کامیابی حضورؐ کی اطاعت میں مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیبؐ کی اطاعت نصیب فرمائے۔

(محمد یعقوب ناظم مدرسہ تبلیغ الاسلام موتی مسجد میانوالی)

### دعائے صحت کی اپیل

—— شاعر ملت جناب مولانا الحاج سید امین گیلانی شیخوپورہ اور مدرسہ دارالقرأۃ ماڈل ٹاؤن لاہور کے استاذ قاری محمد شریف صاحب عرصہ دراز سے علیل ہیں تمام مسلمانوں سے خصوصاً جمعیۃ کے کارکنوں سے دعا کی اپیل ہے (ادارہ)

—— امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ جناب صوفی علی محمد صاحب دو ماہ سے بیمار ہیں۔ تمام متعلقین جمعیۃ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ موصوف کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (محمد یٰسین ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر)

### ضروری تصحیح

گذشتہ شمارہ کے آخری صفحہ پر جو مضمون شائع ہوا ہے اس کا عنوان غلط لگ گیا۔ اس کو اس طرح پڑھا جائے۔

"پیغمبر اسلام اور ان کے صحابہ کرامؓ کا لائحہ عمل"

ادارہ اس غلطی پر اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہے

(ادارہ)

## بقیہ ۔ اسرائیلی جیلوں میں مظالم

مبتلا ہو جانے کی وجہ سے یروشلم جیل میں منتقل کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن وہ راستہ ہی میں تھا کہ جیل کے ایک محافظ نے بغیر کسی سبب کے قتل کر دیا۔

### نادر العصفوری

سخت قسم کی ہولناک سزاؤں نے اس کے جسم کو شل و ناکارہ بنا دیا ہے اور وہ آج کل نابلس جیل کی کوٹھڑی نمبر ۴ میں موجود ہے۔

### عبداللہ خالد نابلسی

سنگین سزاؤں کے نتیجہ میں اس کی دونوں پنڈلیاں مفلوج ہو چکی ہیں اور قوت گویائی ختم ہو گئی ہے۔

### عبداللہ ہلال طعمہ

بینائی اور نطق و کلام کی قوت سے محروم ہو چکا ہے جسم کے بیشتر حصہ شدت تعذیب و تکلیف سے مفلوج ہو گئے ہیں۔

### محمد الہسہ یار

اس کو بھی جیل کی ہولناک سختیوں نے قوت گویائی سے محروم بنا دیا ہے۔ آج کل انتہائی کس مپرسی کے ساتھ رملہ جیل میں قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہا ہے۔

### احسان حمدان سلام

اس کے جسم سے بہت کافی مقدار میں خون نکال لیا گیا ہے اور آج کل مرگ و زیست کی کشمکش میں زندگی کے آخری سانس لے رہا ہے۔

### مؤید عثمان بحشی

نابلس کے ایک مدرسہ کا طالب علم ہے۔ تقریباً ایک سال سے جیل کی کوٹھڑی نمبر ۴ میں قید ہے۔ اس کا داہنا ہاتھ شل ہو چکا ہے اور داہنی آنکھ کی بینائی ختم ہو چکی ہے۔ اور تقریباً جسم کے تمام نازک حصے معطل و ناکارہ ہو گئے ہیں۔

### ہیرک نمبر ۴ سے ایک دستاویزی خط

نابلس جیل کی کوٹھڑی نمبر ۴ سے ایڈووکیٹ جمیل شلہوب کے نام لکھا گیا ایک خط دستیاب ہوا ہے۔ جس میں مؤید عثمان بحشی نے اپنی سزاؤں کا مختصر حال بیان کیا ہے خط کا مضمون درج ذیل ہے:۔

"مجھے سزائیں دینے والوں میں سے ایک شخص مجھ سے ملنے کے لئے آیا۔ یہ شخص اسرائیل کی قابض فوج کا ایک افسر ہے اور ابو شہ نام ہے اس نے مجھ سے کہا کہ صرفند کی جنگی جیل میں دونوں مرتبہ مجھ پر جو گذری وہ میں لکھ کر اس کو دے دوں، چنانچہ میں مندرجہ ذیل سطریں لکھ کر دے رہا ہوں"۔

"مجھے نابلس جیل سے منتقل کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ میری آنکھیں باندھ دی گئیں اور میرے ہاتھوں پیروں میں زنجیر ڈال کر کمرہ میں باندھ دیا گیا۔ اور اس طرح مجھے صرفند کی فوجی جیل میں پہنچا دیا گیا"۔

"ان میں سے ایک کے حکم پر مجھے ایک کمرہ میں پہنچا دیا گیا۔ اور یہاں پر میری آنکھوں سے پٹی کھول گئی۔ یہاں پر میری آنکھوں سے پٹی کھولی گئی، میرے سامنے ایک بھاری بھرکم عظیم الجثہ فوجی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے ٹوٹی پھوٹی عربی زبان میں سوال کیا۔

"کیا تم فتح سے تعلق رکھتے ہو"؟

میں نے کہا، نہیں!

اس نے دوبارہ پوچھا۔ تمہارا کس تنظیم سے تعلق ہے؟

میں نے جواب دیا۔ میں کسی تنظیم سے وابستہ نہیں ہوں

اس کے بعد مجھے انتہائی خوفناک سزائیں دی گئیں،

دوسرے دن ایک دوسرے فوجی نے میرا نام دریافت کیا میں نے اپنا نام بتلا دیا۔ اس کے بعد پھر مجھے طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں"۔

یہ خط مقبوضہ علاقوں میں واقع تنظیم آزادی فلسطین کے دفتر کو دستیاب ہوا ہے۔ یہ خط اور مظالم کی مکمل رپورٹ فلسطینی تنظیم آزادی نے عرب لیگ کے مرکزی دفتر کو پیش کر دی ہے۔ انسانی حقوق کی بین الاقوامی کمیٹی کے سامنے اس رپورٹ کو ایک دستاویز کی حیثیت حاصل ہو گی۔ اور اس دستاویز سے اسرائیلی پروپیگنڈا کی تمام دروغ بیانیوں کی اصل حقیقت سامنے آ جائے گی۔ اور دنیا پر یہ بات اچھی طرح آشکارا ہو جائے گی کہ نازیوں کے ظلم و تشدد پر واویلا کر کے اپنے کو مظلوم ٹھہرانے والے خود نازی ازم کے کتنے بڑے علمبردار ہیں۔ (العرب)

## مشرقی پاکستان کے علماء کرام کی آمد

ڈھاکہ کے نواب باڑی جامع مسجد کے خطیب اور مشرقی پاکستان کے ایک بلند پایہ عالم دین حضرت مولانا خواجہ انیس اللہ صاحب دامت برکاتہم ۶ر اگست بروز منگل فارسٹ فلائٹ کے ذریعہ لاہور پہنچے۔ ہوائی اڈے پر ان کے استقبال کے لئے مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان۔ مولانا محمد اکرم صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان، مولانا مجاہد الحسینی صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین و دیگر علماء کرام موجود تھے۔ خواجہ صاحب مغربی پاکستان کے چند شہروں کا دورہ کریں گے اور جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر سے مشورے کریں گے۔

ماہنامہ "مدینہ" ڈھاکہ اور ہفت روزہ "نیا زمانہ" ڈھاکہ کے مدیر جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما حضرت مولانا محی الدین خاں صاحب مدظلہم ۱۸ یا ۱۹ر اگست کو لاہور پہنچ رہے ہیں۔ جہاں وہ مولانا عبید اللہ انور، مفتی محمود صاحب، مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور دیگر رہنمایان جمعیۃ سے اہم مشورے کریں گے۔ اور موجودہ حالات پر تبادلہ خیال کریں گے۔ خیال ہے کہ وہ اس کے لئے بعض مقامات کا دورہ بھی کریں گے۔

خط و کتابت کرتے وقت
اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں
ورنہ تعمیل ارشاد میں تاخیر کا امکان ہو سکتا ہے

## آئین شریعت نمبر سے پہلے پہلے

جیسے کہ ادارہ ترجمان اسلام نے آئین شریعت نمبر نکالنے کا اعلان کیا ہے۔ اسی مناسبت سے مکتبہ الجمعیۃ نے کتاب "اسمبلیوں کے اندر عالمانہ اور مجاہدانہ تقریریں" کی قیمت میں خصوصی رعایت کا فیصلہ کیا ہے۔ ۵۰ کتابیں اکٹھی منگوانے پر ۴۰ روپیہ فی سینکڑہ کے حساب سے دی جائینگی یہ رعایت صرف "ترجمان اسلام" کے آئین شریعت نمبر کی اشاعت تک ہے۔ (مکتبہ الجمعیۃ)

چوک رنگ محل ۔ لاہور

## احتجاج

۲۹/۷/۶۹ کو جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ کے ناظم اعلیٰ مولانا سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب نے سرگودھا ڈویژن کے مارشل لاء حکام کی خدمت میں پرزور مطالبہ کیا ہے کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن شاہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی پر سے مارشل لا ریگولیشن ۱۶ جھنگ، کمالیہ ضلع جھنگ و سرگودھا کیسوں کو واپس لے کر سرگودھا ڈویژن کے لاکھوں مسلمانوں کو شکریہ کا موقعہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ ایک عالم، خطیب، ملک و ملت کی حفاظت کے لئے سینہ سپر شخصیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ صاحب کو رہا کیا جائے۔

(محمد یٰسین ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر)

—— مورخہ ۲۵ر جولائی جمعۃ المبارک بوقت خطبہ جمعہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب مہتمم مدرسہ انوار الاسلام لہار کے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ نے حکومت پاکستان سے پرزور احتجاج کیا اور سینکڑوں کے مجمع عام نے متفقہ قرارداد منظور کی کہ حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ بھارت پر زور دے کہ جو مساجد دہلی میں شہید کی گئی ہیں۔ انہیں جلد از جلد تعمیر کرائے۔ اور جن مسلمانوں کو قید میں ڈال رکھا ہے جلد رہا کیا جائے، قبرستان کو مسلمانوں کے حوالے کیا جائے ورنہ نتائج سنگین ہوں گے۔

## جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کا اجلاس

حسب الحکم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ ضلعی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس ۱۷ر اگست ۱۹۶۹ء بروز اتوار صبح نو بجے جامع مسجد شیرانوالہ گوجرانوالہ میں ہوگا جس میں موجودہ ملکی صورت حال، جماعتی تنظیم اور دیگر اہم امور پر غور کیا جائے گا۔

تمام ارکان کے نام دعوت نامے بھیج دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے رکن تک دعوت نامہ نہ پہنچ سکے، تو اس اعلان کو دعوت نامہ سمجھ کر تشریف لے آئیں۔

(احمد سعید ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ)

# ہائیکورٹ نے مولانا عبیداللہ انور کے خلاف مقدمات کی سماعت روک دی

## مولانا کی درخواست پر مزید کارروائی مسٹر جسٹس شوکت علی کریں گے

مغربی پاکستان ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس محمد افضل چیمہ نے ہدایت کی ہے کہ مولانا عبیداللہ انور کے خلاف مقامی مجسٹریٹ مسٹر النصر بصیر کی عدالت میں تحفظ امن عامہ آرڈیننس کی دفعہ نمبر ۲۶ اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۵۳، ۳۲۲ وغیرہ کے تحت جو دو مقدمات دائر ہیں، ان کی سماعت سردست روک دی جائے۔ فاضل جج نے یہ حکم مولانا عبیداللہ انور کی جانب سے دائر کردہ درخواستوں کی سماعت کے بعد جاری کیا ہے۔ مولانا عبیداللہ انور کی دونوں درخواستوں میں استدعا کی گئی تھی کہ ان کے خلاف یہ مقدمات انتقامی کارروائی اور بدنیتی کی بنا پر دائر کئے گئے ہیں۔ اس لئے انہیں ہائیکورٹ میں سماعت کے لئے منتقل کیا جائے اور پھر انہیں کالعدم قرار دیا جائے۔

مسٹر جسٹس محمد افضل چیمہ نے یہ دونوں درخواستیں برائے سماعت منظور کر کے حکومت کے نام نوٹس جاری کر دیا ہے اور دریں اثنا متذکرہ حکم امتناعی جاری کیا ہے۔

فاضل جج نے اپنے حکم میں مزید لکھا ہے کہ مولانا عبیداللہ انور کی آج کی دونوں درخواستوں پر مزید کارروائی مسٹر جسٹس شیخ شوکت علی کریں گے۔ مولانا عبیداللہ انور نے اپنی درخواستوں میں بیان کیا کہ بیس دسمبر ۱۹۶۸ء کو کی گیٹ پولیس نے میرے اور ستائیس دوسرے افراد کے خلاف تحفظ امن عامہ آرڈیننس کی دفعہ ۱۶ کے تحت اس الزام میں مقدمہ درج کیا کہ میں نے جمعۃ الوداع کے موقع پر قابل اعتراض تقریر کی جس سے امن عامہ کے لئے خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں پولیس نے ایک اور مقدمہ بھی درج کیا اور ایک مقدمہ لاؤڈ اسپیکر آرڈیننس کے تحت درج کیا گیا۔

درخواست دہندہ نے بیان کیا کہ در اصل میں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور سٹی مجسٹریٹ اور ڈپٹی ایس پی مسٹر محمد شریف چیمہ کے خلاف ایک مقدمہ دائر کر رکھا ہے جو اب ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے۔ میرے اور ستائیس دوسرے افراد کے خلاف متذکرہ مقدمات محض انتقامی کارروائی اور بدنیتی کی بنا پر دائر کئے گئے ہیں۔ حکومت کی نیت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگرچہ گذشتہ ہنگاموں کے سلسلہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے تمام مقدمات واپس لے لئے ہیں۔ لیکن میرے خلاف مقدمات واپس نہیں لئے گئے۔ اس صورت میں استدعا ہے کہ یہ مقدمات ہائیکورٹ میں منتقل کئے جائیں اور پھر انہیں کالعدم قرار دیا جائے۔ فاضل جج نے اس پر متذکرہ حکم جاری کیا ہے۔ اور درخواست دہندہ کی جانب سے قاضی محمد سلیم نے وکالت کے فرائض انجام دیئے۔

---

# لیبر پارٹی اور کرشک سرامک پارٹی میں تعاون پر سمجھوتہ ہو گیا

## قرارداد لاہور کے مطابق سیاسی مسائل حل کرنے کا عزم

لاہور ۵ اگست۔ پاکستان لیبر پارٹی اور پاکستان کرشک سرامک پارٹی نے ملک سے جاگیرداری سرمایہ داری کو ختم کرنے محنت کش عوام کو معاشی اور سماجی انصاف دلانے اسلامی اصولوں کی روشنی میں انصاف و مساوات پر مبنی معاشرہ تعمیر کرنے اور ملکی سالمیت کو برقرار رکھنے کی غرض سے ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کرشک سرامک پارٹی کے جنرل سیکرٹری مسٹر اے، ایس سلیمان نے کہا کہ صوبائی خود مختاری آبادی کی بنیاد پر نمائندگی ایک یونٹ اور اس قسم کے دوسرے تمام سیاسی مسائل قرارداد لاہور کو اپنا کر حل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ سیاسی مسائل محض اس قرارداد کو نظر انداز کرنے کی وجہ ہے۔

اس سلسلے میں آج ایک سادہ اور پر وقار تقریب میں دونوں جماعتوں کے مابین ایک معاہدے پر دستخط ہوئے۔ کرشک سرامک پارٹی کی طرف سے پارٹی کے جنرل سیکرٹری مسٹر اے۔ ایس سلیمان اور مسٹر بشیر احمد بختیار نے پاکستان لیبر پارٹی کی طرف سے اس پر دستخط کئے۔ اس تقریب میں جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے امیر مولانا عبیداللہ انور بھی موجود تھے۔ معاہدے کے تحت دونوں جماعتیں ۱۹۴۰ء کی تاریخی قرارداد لاہور پر عملدرآمد کرانے کے لئے جدوجہد کریں گی۔

مسٹر اے ایس سلیمان نے کہا کہ پاکستان جمہوریت کی بنیاد پر قائم ہوا تھا اور صرف جمہوریت، اقتصادی اور سماجی انصاف کے ذریعہ ہی قائم رہ سکتا ہے۔ ہم دائیں یا بائیں بازو کی ڈکٹیٹر شپ کے خلاف ہیں۔ ہم بی ڈی نظام اور ایوب خاں کے دور کو جمہوری نہیں سمجھتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ محض دو پارٹیوں کا اتحاد نہیں بلکہ دونوں صوبوں کے مزدوروں اور کسانوں کا اتحاد ہے۔ مشرقی صوبے کے عوام اس صوبے کے لوگوں سے گہری محبت رکھتے ہیں۔ ہمارے درمیان اختلافات کے من گھڑت واقعات بعض مفاد پرست سیاستدانوں کی اختراع ہیں۔

مسٹر اے ایس سلیمان نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ بائیس برس کا طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود اپنا قومی لباس مقرر نہیں کر سکے۔ انہوں نے مشرقی پاکستان کے کسانوں کو ہندو جاگیرداروں اور مہاجنوں کے چنگل سے نجات دلانے کے سلسلے میں مولانا فضل الحق کی خدمات پر بھی روشنی ڈالی۔

### دولت کی غلط تقسیم

مولانا عبیداللہ انور نے کہا کہ ملک میں سرمایہ کے عدم توازن اور دولت کی غلط تقسیم نے بہت سے مسائل پیدا کئے ہیں جس سے ملک کے اتحاد و یکجہتی کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ پاکستان جاگیرداروں خان بہادروں کی کوششوں سے معرض وجود میں نہیں آیا۔ انگریز نے برصغیر میں اسلام کو ختم کرنے کی سرتوڑ کوشش کی۔ لیکن جیالے عوام کی جدوجہد کے سامنے انگریز کو سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ انہوں نے کہا کہ یہ ملک غربت ظلم کا خاتمہ کرنے اور اسلامی عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے قائم ہوا تھا۔ انہوں نے بعض حلقوں کے ان بیانات کی تردید کی کہ مشرقی صوبے کے عوام اسلام سے دور ہٹتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا قیام اس صوبے کی اسلام دوستی کی سب سے اہم دلیل ہے۔

لیبر پارٹی کے لیڈر بشیر احمد بختیار نے کہا کہ پارٹی کی بنیاد اس وقت رکھی گئی تھی۔ جبکہ کچھ لوگ ایوب خاں کے ساتھ سودے بازی میں مصروف تھے۔ ہم نے میدان میں نکل کر یہ نعرہ لگایا کہ سودے بازی نہیں چلے گی۔ اور بالآخر ہماری آواز کامیاب ہوئی۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان لیبر پارٹی اور پاکستان کرشک سرامک پارٹی کے منشور یکساں ہیں۔ لیکن ان کو ضم کرنے کے بارے میں فیصلہ نہیں ہوا اور یہ طے ہوا کہ ایک دوسرے کے تعاون سے اپنی اپنی جگہ کام کرتی رہیں گی۔ انہوں نے کہا کہ علمائے حق کی قیادت میں دونوں صوبوں کے مزدوروں اور کسانوں کے اس اتحاد سے سامراجی ایجنٹوں میں صف ماتم بچھ جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مودودی کا خود ساختہ اسلام اب زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکے گا۔ بلکہ محنت کش عوام جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو عملی جامہ پہنا کر رہیں گے۔

### دائرہ اسلام تنگ ہو رہا ہے

پیر محل ۶ اگست۔ مسجد میں ہنگامے اور افسوسناک واقعات مسلمانوں کی تاریخ میں بہت موجود ہیں، مگر باشعور مسلمانوں نے ہمیشہ اس سے گریز کیا۔ تاہم اب "عوام کو بے شعور" کہنے والے راہنما کے ایک مداح نے جو مقامی مسجد میں خطیب ہیں بعض افراد کو کافر اور بعض اخبارات پر "کفر لکھنے اور چھاپنے" کا الزام لگاتے ہوئے انتہائی قابل اعتراض زبان استعمال کی۔ کفر کے فتوے کی مہر جمعیۃ علماء اسلام اور ترجمان اسلام پر بھی لگ گئی۔ اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے۔ جس سے اشتعال پھیلنے کا آغاز ہو چکا ہے۔ عوامی حلقوں میں مسجد کے اس استعمال پر تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

محمد نعیم الحق عاصی سیالکوٹ

# سید ابوالاعلیٰ مودودی اور سنیماٹوگرافی ؟

(۲)

اس باب میں اتنی حدیثیں ہیں کہ اگر ان سب کو یکجا کیا جائے تو یقیناً کافی بڑی کتاب بن سکتی ہے۔ میں نے نہایت اختصار کیا ہے۔ لیکن پھر بھی جو حدیثیں فخر موجودات سرورِ کائناتؐ کی زینتِ قرطاس ہو گئی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ قارئین حضرات کی طبعِ نازک اس بار کو زیادہ محسوس نہیں کرے گی۔

لیکن مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ خیال ظاہر کر چکا ہوں کہ سنیما بجائے خود جائز ہے البتہ اس کا ناجائز استعمال اس کو ناجائز کر دیتا ہے۔ (ہفت روزہ "ایشیا" بابت ماہ ۱۰ اپریل ۶۹ء و ترجمان القرآن اگست ۵۲ء و رسائل و مسائل جلد دوم)

سوال:۔ اسلامی حکومت قومی کردار تباہ کرنے والے اداروں مثلاً سنیما، فلمیں، ٹیلی ویژن، ریڈیو وغیرہ کو بند کر دے گی یا ان سے فائدہ اٹھانا ممکن ہوگا؟ (ملخص)

جواب:۔ مودودی صاحب، سنیما، فلم، ٹیلی ویژن اور ریڈیو وغیرہ تو خدا کی پیدا کردہ طاقتیں ہیں۔ جن میں بجائے خود کوئی خرابی نہیں۔ خرابی ان کے استعمال میں ہے جو انسان اخلاق کو تباہ کرنے والا ہے۔ اسلامی حکومت کا کام یہی ہے کہ وہ ان ذرائع کو انسانیت کی فلاح کے لئے استعمال کرے اور اخلاقی فساد کے لئے استعمال کرنے اور اخلاقی فساد کے لئے استعمال ہونے کا دروازہ بند کر دے (ترجمان القرآن بابت ماہ جنوری ۱۹۶۳ء ص ۲۵۱ و "اسلام بیسویں صدی میں" ص ۲۷)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مودودی صاحب سنیما وغیرہ کو اسلام کی حدود کے اندر رہتے ہوئے کیسے استعمال کر سکتے ہیں؟ جواب سنیئے!

"میرا جواب یہ ہے کہ ڈرامے کے سوا دوسری بہت سی چیزیں بھی ہیں جو فلم میں دکھائی جا سکتی ہیں اور وہ ڈرامے کی بہ نسبت بہت زیادہ مفید ہیں مثلاً:۔

ہم جغرافیائی فلموں کے ذریعے سے اپنے عوام کو زمین اور اس کے مختلف حصوں کے حالات سے اتنی وسیع واقفیت بہم پہنچا سکتے ہیں کہ گویا وہ دنیا بھر کی سیاحت کر آئے ہیں۔ اس طرح ہم (مختلف) قوموں اور ملکوں کے بیشمار پہلو ان دکھا سکتے ہیں۔ جن سے ان کو بہت سے سبق بھی حاصل ہوں گے اور ان کا نقطۂ نظر بھی وسیع ہوگا

ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

ہم علم ہیئت کے حیرت انگیز حقائق اور مشاہدات ایسے دلچسپ طریقوں سے پیش کر سکتے ہیں کہ لوگ شہوانی فلموں کی دلچسپیاں بھول جائیں۔ اور پھر یہ فلم اتنے سبق آموز بھی ہو سکتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں پر توحید اور اللہ کی ہیبت کا سکہ بیٹھ جائے (ربحان الدعامی)

تھوڑا سا آگے چل کر اپنی زبان کو یوں جنبش دیتے ہیں:۔ "ہم دنیا کی ترقی یافتہ قوموں (انگریز، جرمن وغیرہ عاصی) کے مفید نمونے بھی لوگوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ تاکہ وہ ان (انگریزوں، جرمنوں، روسیوں اور امریکیوں (عاصی) کے مطابق اپنے گھروں اپنی بستیوں اور اپنی اجتماعی زندگی درست کرنے کی طرف متوجہ ہوں (کیا کہنے اس بصیرت اور بصارت کے) ہفت روزہ "ایشیا" ۱۰ اپریل ۱۹۶۹ء و "ترجمان" اگست ۵۲ء و رسائل و مسائل جلد دوم)

یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ ایسی صورت میں (جیسی مودودی صاحب نے) ہم جغرافیائی فلموں الخ میں بیان فرمائی ہے۔ سنیما کی سکرین پر جو فوٹو آئے گی اس کا حکم کیا ہوگا؟

مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔

سنیما کے پردے پر جو تصویر نظر آتی ہے وہ دراصل تصویر نہیں پرچھائیں ہے۔ جس طرح آئینے میں نظر آیا کرتی ہے، اس لئے وہ حرام نہیں۔ بظاہر یہ استدلال کس قدر قوی معلوم ہوتا ہے کہ آئینہ کی پرچھائیں تو حرام نہیں ہے پھر سکرین پر جو پرچھائیں آتی ہے وہ حرام کیوں ہوئی؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دلیل تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کچی ہے دیکھئے آدمی جب آئینے کے سامنے ہوتا ہے تو عکس نظر آتا ہے۔ جب آدمی ہٹ جاتا ہے تو اس کا عکس بھی معدوم ہو جاتا ہے۔ لیکن فلم کے کا عکس بھی معدوم ہو جاتا ہے لیکن فلم کے اندر کا عکس بھی کسی صورت غائب نہیں ہوتا یعنی نیگیٹو کی شکل کسی صورت بھی معدوم نہیں ہوتی سنیما کی سکرین پر جو پرچھائیں آتی ہیں وہ عکس کا عکس ہے۔ (حقیقت کا عکس نہیں ہے) اب مودودی صاحب غور فرمائیں کہ عکس کا عکس تو غائب ہو گیا لیکن حقیقت کا عکس (نیگیٹو) تو موجود ہے؟ اور فرامین نبوی بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ میں پیچھے مختصر طور پر تحریر کر چکا ہوں۔

(ایشیا ص۵۔ ۱۰ اپریل ۶۹ء و ترجمان اگست ۵۲ء و رسائل و مسائل جلد دوم)

اب یہاں ایک اور سوال پیدا ہوگا کہ مودودی صاحب کے نزدیک فوٹو کا اطلاق کس چیز پر ہوتا ہے؟ مودودی صاحب جواب دیتے ہیں۔

وہ عکس جو فلم کے اندر ہوتا ہے وہ جب تک کاغذ یا کسی دوسری چیز پر چھاپ نہ لیا جائے (اس وقت تک عاصی) اس پر تصویر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (ایشیا بابت ۱۰ اپریل ۶۹ء ص۵ و ترجمان اگست ۵۲ء و رسائل و مسائل حصہ دوم) ان دلائل کی بنا پر مودودی صاحب اپنا آخری فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ ان وجوہ سے میرے نزدیک سنیما بجائے خود مباح ہے (ایضاً ص۵) اور پانچ سطور بعد یہ تحریر فرماتے ہیں:۔

یہ ایک بدقسمتی ہوگی کہ شیطان کے بندے تو اسے شیطانی کاموں کے لئے خوب خوب استعمال کریں اور خدا کے بندے اسے خیر کے کاموں میں استعمال کرنے سے پرہیز کرتے ہیں (ایضاً ص۵)

اب ان دلائل کی حقیقت دیکھئے کتنی ہے؟

جو اصحاب فلم انڈسٹری سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ جب کسی فلم کا شارٹ لیا جاتا ہے تو پھر اس شارٹ کے رش پرنٹ حاصل کئے جاتے ہیں کیوں؟ اس واسطے کہ آدمی کے نقوش کو دیکھا جا سکے کہ واضح ہیں یا نہیں؟

اگر رش پرنٹ کا نام فوٹو نہیں تو پھر کس چیز کا نام فوٹو ہے؟ مجھے امید ہے کہ وہ لوگ جو اس مسئلہ میں پھسل چکے ہیں اپنی دنیا و آخرت کو عزیز رکھتے ہوئے اس سے رجوع کریں گے۔ رجوع سے کسی کی شان میں کمی ہرگز واقع نہیں ہوتی بلکہ عزت میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ آخر حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے بھی تو رجوع ثابت ہے۔ جن کے متعلق بڑے بڑے علماء فقہاء کا فیصلہ ہے کہ وہ الامام اعظم فقیہہ العراق، امام متورع، عالم، عامل اور کبیر الشان تھے (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۵۸ از علامہ ذہبی) امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں۔ ہم نے فقہ میں امام ابوحنیفہؒ جیسا اور کوئی نہیں دیکھا۔ اور امام یحییٰ بن القطانؒ فرماتے ہیں۔ ہم خدائے قدوس کی تکذیب نہیں کرتے۔ ہم نے امام موصوف سے بہتر رائے اور بات کسی کی نہیں سنی (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۴۹ از حافظ ابن حجرؒ) اور امام شافعیؒ جو بذات خود بہت بڑے فقیہہ اور ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں) فرماتے ہیں کہ تمام فقہ میں امام ابوحنیفہ کے عیال اور خوشہ چین ہیں (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۶ از علامہ ابی بکر الخطیب البغدادیؒ و تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۴۹ از حافظ ابن حجرؒ)

وما علینا الا البلاغ

(بشکریہ ماہنامہ تبصرہ لاہور)

## قارئین اور ایجنٹ حضرات سے ضروری مشورہ

ترجمانِ اسلام کے بعض قارئین کا تقاضا ہے کہ اب ترجمانِ اسلام کے صفحات سولہ کی بجائے ۲۴ کر دیئے جائیں اور اس کی قیمت بجائے تیس پیسے کے چالیس پیسے کر دی جائے۔

اس سلسلہ میں ہم اپنے قارئین اور ایجنٹ حضرات سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنی قیمتی آراء سے ادارہ ترجمانِ اسلام کو مطلع فرمائیں تاکہ فوری طور پر صفحات زیادہ کر دیئے ہیں (محمد حنیف سہارنپوری)

## بقیہ مسلمانوں کی باہمی زندگی کا نقشہ

بخاری شریف میں ہے کہ:۔

"آپ نے تشبیک اصابع کی یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا کہ کیسے ایک حصے سے دوسرا حصہ سہارا پاتا ہے اور مضبوط ہوتا ہے"

آپ کی اس تمثیل کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دیوار کی ایک اینٹ دوسری اینٹ سے مل کر مضبوط ہو کر ناقابلِ تسخیر حصن و حصار بن جاتی ہے اسی طرح جماعتِ مسلمین ایک قلعہ ہے جس کی ایک ایک اینٹ مسلمان ہے۔ یہ قلعہ اس وقت تک محفوظ ہے جب تک ایک ایک اینٹ دوسری اینٹ سے ملی ہوئی ہے۔ جب یہ اینٹیں اپنی جگہ سے کھسک جائیں گی تو پوری دیوار دھم سے زمین پر آ جائے گی

حقیقت یہ ہے کہ یہی باہمی اتفاق و اتحاد ملتِ اسلامیہ کی عمارت کا ستون ہے، دوسرے لفظوں میں مسلمانوں کی قومی زندگی کی سب سے بڑی بنیاد ہے۔ اس لیے اس ستون اور بنیاد کو مضبوط بنانے اور قائم رکھنے پر مختلف پیرایہ سے زور دیا گیا ہے۔

قرآن حکیم نے اتفاق اور اتحاد کو اللہ کی جانب سے سب سے بڑی رحمت و نعمت قرار دیا ہے اور اس کو "اعتصام بحبل اللہ" اور اسی طرح کی تعبیراتِ عظیمہ سے موسوم کیا ہے۔ اہل عرب کو مخاطب کر کے اور پھر تمام عرب و عجم سے فرمایا۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا (آل عمران)

ترجمہ: تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور باہم نااتفاقی میں مت پڑو اور تم پر جو اس کا انعام و اکرام ہے۔ اسے یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم سب اس کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

مسلمانوں کے اس باہمی میل ملاپ اور محبت کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل ظاہر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:۔

"اگر کوئی روئے زمین کا سارا خزانہ بھی لٹا دیتا تو ان دشمنوں کو باہم ملا کر ایک نہیں کر سکتا تھا"

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (انفال)

ترجمہ: اور اس نے یعنی اللہ نے ان کے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا۔ اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کر ڈالتے جب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ نے ان میں اتفاق پیدا کر دیا۔ بے شک وہ بڑا قدرت والا، بڑا حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس خاص فضل کی قدر اس طرح ہونی چاہیے کہ سب مسلمان مل جل کر اس کے دین کی رسی کو جو ان کی یگانگت کا اصل رشتہ ہے مضبوط پکڑ لیں اور باہم اختلاف پیدا کر کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں کیونکہ اس رسی کی مضبوطی اس وقت تک ہے۔ جب تک سب مل کر اس کو پکڑے رہیں فرمایا:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (انفال)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو اور آپس میں جھگڑا مت کرو، ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مختلف ارشادات میں جماعتی زندگی پر زور دے کر اسی اتفاق و اتحاد کی طرف دعوت دی ہے۔ ایک جگہ آپ نے جماعت سے علیحدگی کی موت کو "موت جاہلیت" سے تعبیر فرمایا ہے۔

من فارق الجماعة و مات ميتته جاهلية او كما قال عليه السلام

ترجمہ: جس شخص نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہا اپنے خطبے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:۔

عليكم بالجماعة فان الشيطان مع الفذة و هو من الاثنين ابعد

دوسری روایت میں ہے:۔

فان الشيطان مع الواحد

یعنی جماعت سے الگ نہ ہو، ہمیشہ جماعت بن کر رہو۔ کیونکہ جب کوئی تنہا اور الگ ہوا تو شیطان اس کا ساتھی ہو گیا۔ دو انسان بھی مل کر رہیں تو شیطان ان سے دور رہے گا

اسی طرح حدیث متواتر بالمعنیٰ:۔

عليكم بالسواد الاعظم

اور دوسری حدیث:۔

فانه من شذ شذ فی النار

ایک اور حدیث:۔

يد الله على الجماعة

ایک اور ارشاد ہے:۔

لا يجمع الله امتی علی الضلالة ابدا

کما قال علیہ السلام۔

اور خطبۂ امیر کے الفاظ:۔

واياكم و التفرقة فان الشاذ من الناس للشيطان كما ان الشاذ من الغنم للذئب الخ

اس بارے میں معلوم و مشہور ہیں۔ آخری قول دیگر روایتوں میں بطریق مرفوع بھی منقول ہے۔

- خلاصہ ان سب کا یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو جو جماعت سے الگ ہوا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔
- افراد تباہ ہو سکتے ہیں مگر ایک صالح جماعت تباہ نہیں ہو سکتی۔
- جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔
- وہ کبھی ایسا نہ ہونے دے گا کہ پوری امت گمراہی پر جمع ہو جائے۔

الغرض ملتِ اسلامیہ کی جماعت کا ہر فرد دوسرے کے ساتھ اتحاد و اتفاق سے رہے اور آپس میں ایسی محبت کرے جیسی خود اپنے ساتھ کرتا ہے۔ اس کا نفع اپنا نفع اور اس کا نقصان اپنا نقصان سمجھے۔

ابو داؤد میں ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

"مسلمان، مسلمان کا آئینہ ہے اور مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اس کے نقصان کو دور کرتا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے"

## جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ضروری ہے۔ اس کا حکم مختلف پیرائے سے دیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

سباب المسلم فسوق و قتاله كفر (بخاری)

ترجمہ: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس پر حملہ کرنا کفر ہے۔

كل المسلم على المسلم حرام دمه وعرضه وماله (بخاری)

ترجمہ: ایک مسلمان کا سب کچھ دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس کا خون، اس کی عزت و آبرو اور اس کا مال۔

الا لا ترجعن بعدی كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض (ترمذی)

ترجمہ۔ دیکھو میرے بعد کافروں کی طرح نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

من ظلم من الارض شيئا طوقه من سبع ارضين۔ (بخاری)

ترجمہ۔ جو شخص کسی کی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی غصب کرے گا۔ زمین کے ساتوں طبق سے اتنا حصہ نکال کر اس کے گلے کا طوق بنایا جائے گا۔

من اقتطع مال امرئ مسلم لقی الله عز وجل وهو عليه غضبان (مسند امام احمد۔ حدیث نمبر ۳۹۴۶)

ترجمہ۔ جو شخص کسی مسلمان کا مال بلا استحقاق دبا بیٹھے وہ اللہ کے حضور اس حال میں جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر بہت غضبناک ہوں گے۔

قرآن پاک کا اعلان ہے:۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (النساء)

ترجمہ۔ جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر خدا کا غضب اور لعنت نازل ہوگی اور اس کے لیے خدا تعالیٰ نے بڑا عذاب مہیا کیا ہے۔

সাপ্তাহিক WEEKLY REGD L. No. 7158
তরজুমানেইসলাম TARJUMAN E ISLAM
লাহোর LAHORE

# اسلامی مطالبات

وہ ۲۲ نکات جنہیں بیس سال قبل، پاکستان کے ہر فرقہ (سنی، شیعہ، دیوبندی، اہل حدیث، بریلوی) کے جید و نمائندہ علماء نے مرتب کر کے پاکستان کے دستور کو اسلامی بنانے کے لیے پیش کیا اور حضرت مفتی محمود صاحب نے گول میز کانفرنس میں ان کو تسلیم کرانے پر زور دیا۔ پاکستان کے مجوزہ دستور میں جمعیۃ علماء اسلام ان نکات کی شمولیت کا مطالبہ کرتی ہے۔

۱۔ اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جا سکے گا، جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

(تشریحی نوٹ) اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیے جائیں گے۔

۳۔ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ اس اصول اور مقاصد پر مبنی ہو گی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطۂ حیات ہے۔

۴۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ کتاب و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلام کے احیاء و اعلاء اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لیے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۵۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رشتۂ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶۔ مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ، اور تعلیم کی کفیل ہوگی۔ جو اکتسابِ رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگار ہوں۔ بیماری، یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعیٔ اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷۔ باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کیے ہیں۔ یعنی حدودِ قانون کے اندر تحفظِ جان و مال و آبرو، آزادیٔ مذہب و مسلک، آزادیٔ عبادت، آزادیٔ ذات، آزادیٔ اظہار رائے، آزادیٔ نقل و حرکت، آزادیٔ اجتماع، آزادیٔ اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارات سے استفادہ کا حق۔

۸۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سندِ جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی و فیصلۂ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹۔ مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدودِ قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہیں کے قاضی یہ فیصلے کریں گے۔

۱۰۔ غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدودِ قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱۔ غیر مسلم باشندگانِ مملکت سے حدودِ شریعت کے اندر جو معاہدات کیے گئے ہیں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوقِ شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے۔ ان میں غیر مسلم باشندگانِ ملک اور مسلم باشندگانِ ملک برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲۔ رئیسِ مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳۔ رئیسِ مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

۱۴۔ رئیسِ مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب نمائندگانِ جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض سرانجام دے گا۔

۱۵۔ رئیسِ مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶۔ جو جماعت رئیسِ مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی۔ وہ کثرتِ آراء سے اسے معزول کرنے کی مجاز ہوگی۔

۱۷۔ رئیسِ مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مؤاخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

۱۸۔ ارکان و عمالِ حکومت اور عام شہریوں کے لیے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

۱۹۔ محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئت انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

۲۰۔ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکتِ اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

۲۱۔ ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی، جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۲۲۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

# ترجمانِ اسلام

لاہور

آپ کے کمرہ میں جو کیلنڈر لٹک رہا ہے، اس پر ۲۰۶۹ کا سنہ لکھا ہوا نظر آئے تو اس کے لئے آپ کو پوری ایک صدی تک انتظار کرنا پڑے گا۔ خانہ ساز کیلنڈر پر اپنے ہاتھ سے آپ جو ہندسہ چاہیں لکھ دیں۔ مگر وہ کیلنڈر جس کو دنیا بھی کیلنڈر تسلیم کرے۔ اس پر ۲۰۶۹ کا ہندسہ دیکھنے کے لئے سَو سالہ انتظار کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

ایسا ہی کچھ حال قومی تعمیر کا بھی ہے۔ نعروں اور جوشیلی تقریروں میں ملّت کا مستقبل دیکھنا ہو تو کسی بھی صبح و شام لفظوں کا سیلاب بہا کر اس کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ مگر حقیقی مستقبل کی تعمیر طویل جدوجہد کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ملّت کی تعمیر کرنا گویا شاہ بلوط (OAK) کا درخت اُگانا ہے جس کا بیج بونے کے بعد اس کو مکمل درخت کی شکل میں دیکھنے کے لئے ایک صدی تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔

ہم اگر اپنی ملت کو طاقت ور اور مستحکم قوم کی شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں طویل جدوجہد کا حوصلہ پیدا کرنا ہوگا۔ جو لوگ طویل جدوجہد کے بغیر "آناً فاناً" منزل تک پہنچنا چاہتے ہیں، انہیں جاننا چاہیئے کہ ایسی جست کا انجام صرف موت ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

۱۶ مئی سنہ ۱۹۶۹ء مطابق ۲۸ صفر المظفر سنہ ۱۳۸۹ھ - قیمت ۲۵ پیسے - جلد ۱۲ - شمارہ ۱۹

(قسط اول)

زاہد الراشدی

# خلافت اسلامیہ اور اس کی حدود و شرائط

ترجمانِ اسلام کے مدیر محترم جناب ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال دام مجدہم نے ۱۸ اپریل ۱۹۶۹ء کے شمارہ میں "اسلامی شورائیت مغربی جمہوریت سے جدا چیز ہے" کے عنوان کے تحت ارشاد فرمایا ہے کہ "یہ صورت حال مسلمانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ اور دعوتِ تدبر ہے۔ اسلام کا طریق شورائیت صرف نظام خلافت کے ذریعہ ہی قائم ہوسکتا ہے کیا اب اس کی شدید ضرورت رونما نہیں ہوگئی ہے کہ بجائے "جمہوریت" کے سایہ میں جانے کے جو کبھی نہ کبھی اشتراکیت کی طرف ہی لے جانے والی ثابت ہوگی مسلمان سیاسی طور پر نظام خلافت برپا کرنے کی طرف توجہ دیں۔ نظام خلافت کا احیاء جس میں اسلام کا سیاسی طریق شورائیت پوری طرح موجود ہے، جمہوریت کے لاحاصل اور (نتنا انگیز) تجربوں سے بھی مسلمانوں کو محفوظ رکھ سکتا ہے اور اشتراکیت کے خطرات سے بھی انہیں بچائے جاسکتا ہے، علماء دین اور قائدین ملتِ اسلامیہ کو اس معاملہ کی طرف فوری توجہ دینا چاہیئے۔"

مدیر محترم کا یہ ارشاد واقعی علماء کرام اور قائدین ملت کے لئے ایک لمحہ فکریہ اور دعوتِ تدبر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس دعوتِ تدبر کی مناسبت سے "نظام خلافت" کے بارے میں ائمہ اہل السنۃ والجماعۃ کے ارشادات اور مسلک اہل السنۃ میں متعین کردہ خلافت کی حدود و شرائط کا مختصر سا خاکہ پیش کررہا ہوں ——— (زاہد الراشدی)

## خلافت کا مفہوم

عقائد اہل السنۃ کے نامور شارح علامہ سید شریفؒ خلافت کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ:-

اقامت دین اور ملت اسلامیہ کے اجتماعی امور کی نگرانی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت اس حیثیت سے کرنا کہ اس کی اتباع پوری امت کے لئے واجب ہو۔

(شرح مواقف باب الامامہ)

امام ابن خلدونؒ فرماتے ہیں کہ:-

حفاظت دین اور دنیاوی امور کی نگرانی میں صاحب شریعت کی نیابت کا نام خلافت ہے اور اسی کو امامت بھی کہا جاتا ہے۔ (ابن خلدون ج۱ ص۲۳۹)

علامہ ابن ہمامؒ کا ارشاد ہے کہ:-

ملت اسلامیہ پر تصرف عام کے استحقاق کا نام امامت و خلافت ہے۔ (المسامرہ ص۲۹۵)

علامہ تفتازانیؒ کا فرمان ہے کہ:-

مسلمانوں میں ایک ایسے امام اور خلیفہ کا ہونا ضروری ہے جو ان میں اسلامی احکام کا نفاذ کرسکے۔ جو حدود قائم کرے۔ اسلامی لشکروں کو جہاد کے لئے تیار کرے، مسلمانوں سے صدقات وغیرہ وصول کرے۔ ڈاکوؤں، چوروں اور غنڈوں کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ جمعہ اور عید کے اجتماعات کا انتظام کرے۔ لوگوں کے درمیان رونما ہونے والے جھگڑوں کو رفع کرے۔ لوگوں کو ان کے حقوق دلوانے کے لئے شہادتیں سنے۔ بے سہارا بچوں کی کفالت کرے۔ اور غنیمت کے اموال کی تقسیم کرے

(شرح عقائد ص۱۱۰)

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے خلافت کی تعریف یوں فرمائی ہے کہ:-

خلافت اس ریاست عامہ کا نام ہے، جس میں احیاء علوم اسلامیہ، اقامت ارکان اسلام، قیام بالجہاد لشکروں کی ترتیب، مال غنیمت کی تقسیم، اسلامی نظام عدالت کے قیام، اقامت حدود، رفع مظالم، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کرتے ہوئے اقامتِ دین کا فریضہ سرانجام دیا جائے۔ (ازالۃ الخفاء ص۲)

علامہ شیخ خضری بکؒ خلافت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

لوگوں میں ایک ایسے امام کا ہونا ضروری ہے، جو ان کو دین حق کی اتباع پر ابھارتا رہے تاکہ ہر شخص شریعت کی قائم کردہ حدود کے اندر پابند رہے اور کمزور اور طاقتور اور شریف رذیل اس کے سامنے برابر ہوں، یہی امام حفاظت دین اور دنیاوی امور کی نگرانی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب اور خلیفہ ہے۔

(اتمام الوفاء ص۶)

## نظام خلافت قائم کرنا واجب ہے

خلافت اسلامیہ کا یہ نظام جس کی تشریح ائمہ کرامؒ کے ارشادات کی روشنی میں کی گئی ہے اور جس کا مختصر ترین اور جامع و مانع خلاصہ علامہ سید شریفؒ کے الفاظ میں بیان ہوچکا ہے۔ اس نظام کا قیام امت اسلامیہ پر واجب ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اہل اسلام نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ "خلیفہ" کا مقرر کرنا واجب ہے

(شرح نووی علی مسلم ج۲ ص۱۲۴)

حافظ ابن الہمامؒ کا ارشاد ہے کہ:-

خلافت کے وجوب پر مسلمانوں کے صدر اول کا اجماع متحقق ہوچکا ہے بل صدر اول کے مسلمانوں نے اسے اہم ترین واجب کی حیثیت دی ہے۔ حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے سے پہلے اس معاملہ کو طے کرنا ضروری سمجھا ہے۔ (المسامرہ ص۲۹۹)

امام ابن حجر الہیتمیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ نبوت کا زمانہ گذر جانے کے بعد خلافت کا قائم کرنا واجب ہے بلکہ صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے اسے اہم الواجبات کی حیثیت دی ہے (الصواعق المحرقۃ ص۱۷)

امام ابو منصور تمیمیؒ فرماتے ہیں کہ:-

ہمارے جمہور متکلمین اور فقہا اور اس کے علاوہ شیعہ خوارج اور بعض معتزلہ کہتے ہیں کہ خلافت کا قیام واجب ہے اور خلافت کے منصب پر فائز شخص کی اتباع ضروری ہے اور یہ کہ مسلمانوں میں ایک ایسے امام کی موجودگی ناگزیر ہے جو اسلامی احکام نافذ کرے۔ حدود قائم کرے لشکروں کو جہاد کے لئے تیار کرے۔ یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کرے اور مال فئی تقسیم کرے۔

(اصول الدین ص۲۷۱)

علامہ تفتازانیؒ کا ارشاد ہے کہ:-

امت اسلامیہ نے خلافت کو سب مقاصد سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین سے بھی اس فریضہ کی ادائیگی کو مقدم کیا ہے۔ (شرح عقائد ص۱۱۰)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ:-

مسلمانوں پر ہمیشہ کے لئے یہ واجب بالکفایہ ہے کہ خلافت کی شرطوں پر پورا اترنے والے شخص کو اپنے اوپر خلیفہ مقرر کریں۔

(ازالۃ الخفاء ص۱)

یعنی کائنات ارضی کی وسعتوں میں پھیلی ہوئی دنیائے اسلام پر یہ واجب ہے کہ اس کے کسی نہ کسی حصہ اور خطہ میں نظام خلافت موجود ہو۔ اگر کسی جگہ بھی یہ نظام موجود نہ ہو تو ساری دنیائے اسلام گنہگار ہوگی۔

علامہ شیخ خضری بکؒ مصری فرماتے ہیں کہ:-

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امت اسلامیہ کا خلافت کے قیام پر اجماع متحقق ہوچکا ہے۔

(اتمام الوفاء ص۱)

ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات سے واضح ہوا کہ ملت اسلامیہ کے دینی معاملات اور دنیاوی امور کی نگرانی اور قرآن و سنت کے سیاسی، اقتصادی، معاشی عدالتی، معاشرتی نظام کے عمل نفاذ کے لئے نظام خلافت کا قیام اور خلیفہ اور امام کا تقرر امت پر واجب ہے۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

جمعہ ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء ۲۸ صفر ۱۳۸۹ھ

جاری کردہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ

سرپرست

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگرانِ اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

نگران

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

ایڈیٹر

احمد حسین کمال

معاون ایڈیٹر

حافظ عزیز الرحمٰن خورشید جہلمی

جلد ۱۲

شمارہ ۱۹

فی پرچہ

۲۵ پیسے


## اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بھارت کے پہلے مسلمان صدر جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ذاکر صاحب کی موت کے ساتھ اس دَور اور نسل کا خاتمہ ہوگیا جو برطانوی ہند میں قدیم و جدید کے بہترین امتزاج، اعلیٰ اقدار اور مشرقی اسلامی خصوصیات کا حامل تھا۔

ذاکر صاحب اگرچہ سیاسی نظریہ کے اعتبار سے کانگرسی خیالات کے آدمی تھے۔ لیکن اپنی علمی حیثیت میں ہندوستان کے تمام فرقوں اور ہندوؤں و مسلمانوں میں یکساں طور پر قابل احترام تھے۔

جامعہ ملیہ دہلی کے سربراہ کی حیثیت سے تو وہ مسلم لیگی اور غیر مسلم لیگی سب ہی مسلمانوں کا مشترکہ سرمایہ تھے۔

یہ ان ہی کی شخصیت تھی کہ سنہ ۱۹۴۶ء میں جامعہ کی سلور جوبلی کے موقعہ پر مولانا ابوالکلام آزاد، نواب حمید اللہ خان آف بھوپال، قائد اعظم محمد علی جناح اور مہاتما گاندھی کو ایک ہی وقت میں ایک جگہ جمع کر دیا تھا۔

وہ سنہ ۱۹۴۷ء تک خالص تعلیمی سرگرمیوں میں جن میں سرفہرست جامعہ ملیہ دہلی کی خدمت و نگرانی تھی، منہمک رہے۔ اور نہایت قلیل کفاف پر جو ابتدا میں شاید صرف ساٹھ روپیہ تھا اکتفا کرتے رہے۔

حالانکہ وہ دنیا کے چند گنے چنے ماہرین تعلیم اور ماہرین معاشیات میں سے تھے۔ اور اس زمانہ میں بھی برطانیہ و امریکہ جیسے ملکوں کی تعلیم گاہوں میں ہزاروں روپیہ کی پیشکش پر ان کی طلب رہی۔ لیکن انہوں نے نہایت قلیل معاوضہ پر جامعہ ملیہ دہلی کی خدمت کو ہی اپنا مقصد حیات بنائے رکھا۔

ذاتی حیثیت سے ان کا کردار بالکل بے داغ اور اسلامی حسن اخلاق و تواضع کا بے مثال نمونہ تھا۔

دین سے اور علماء دین سے گہرا تعلق و عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہٗ نے جامعہ ملیہ کی بنیاد رکھی تھی اور ذاکر صاحب پر خصوصی شفقت کی نظر فرمائی تھی۔

مولانا محمد علی جوہر، علامہ اقبال، حکیم اجمل خاں اور ڈاکٹر انصاری وغیرہ مسلمان اکابر کو ان پر کامل اعتماد تھا۔

تحریک خلافت اور تحریک آزادی سے پوری طرح وابستہ رہے۔ اور ملک و ملت کی بے لوث و بے غرض خدمت ان کا نصب العین رہا۔

آزادی کے بعد جب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ پر خطرات کے بادل امنڈ امنڈ کر آنا شروع ہوئے۔ اور نواب اسماعیل خاں آف میرٹھ نے مولانا ابوالکلام سے جنہوں نے ان کو آزادی کے بعد علیگڈھ یونیورسٹی کا وائس چانسلر بہ اصرار مقرر کیا تھا۔ اپنی مشکلات کا ذکر کیا اور اس منصب سے علیحدہ ہونا چاہا، تو نظر انتخاب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب پر پڑی۔

ملک کے بدلے ہوئے حالات اور ہندو فرقہ پرستوں کی سازشوں و یورشوں کے درمیان ذاکر صاحب نے جس طرح یونیورسٹی کا تحفظ کیا اور اس کے تعلیمی معیار کی ساکھ قائم کی۔ اسے بھلایا نہیں جا سکتا۔

بعد میں وہ ایسے نازک وقت پر بہار کے گورنر مقرر کئے گئے۔ جبکہ بہار و بنگال کے درمیان علاقائی تنازعہ نے سر اٹھانا شروع کیا تھا۔ اور ذاکر صاحب نے تدبر اور حسن اخلاق سے اس نزاع کو اپنی جگہ ایسا ختم کیا کہ ماہر دالوں کو ہوا بھی نہیں لگی اس کے بعد وہ بھارت کے پہلے مسلمان صدر منتخب ہوئے۔

نائب صدر کی حیثیت سے بھارت کے قانون ساز ایوان بالا (راجیہ سبھا) کی صدارت کا کام انہیں انجام دینا پڑتا تھا۔ ایک مکمل جمہوری ملک میں ایوان بالا کی ذمہ داریاں نہایت پیچیدہ ہوتی ہیں۔ مختلف نمایندوں کی اس اعلیٰ مجلس کی صدارت بہترین قانونی دماغ کی طالب ہے۔

اس اعتبار سے بھی ذاکر صاحب نے اپنا سکہ ایسا جما دیا تھا کہ آیندہ بھارت کے صدارتی انتخاب میں وہ نامزد ہوئے اور اپنے ایسے ہندو حریف کے مقابلہ میں نمایاں ترین کامیابی حاصل کی۔ جو بھارت کی عدالت عالیہ (سپریم کورٹ) کے سابق چیف جسٹس و اعلیٰ قانون دان کی حیثیت سے معروف و مشہور تھے۔

انتخابی مقابلہ میں فریق مخالف نے ہندوؤں میں جذباتی اشتعال پیدا کرنے کے لئے یہ تک پروپیگنڈا کیا کہ ذاکر حسین کٹر قسم کے متعصب مسلمان ہیں۔ انہوں نے اپنی نواسی کی شادی کی اجازت ایک غیر مسلم لڑکے سے اس وقت تک نہیں دی جب تک اس لڑکے کو مسلمان نہیں بنا لیا۔

یہ ایک خطرناک پروپیگنڈا تھا، لیکن بے اثر رہا۔ حالانکہ ذاکر حسین صاحب کا یہ فعل اسلام کے تقاضوں کے مطابق تھا۔ اور یہ اسلام ہی ہے کہ جب اس کے آغوش میں کوئی شخص آجائے تو اس کا رشتہ ذاکر حسین جیسے اونچے اشخاص و مسلم گھرانوں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔

ذاکر حسین صاحب نے ایک نومسلم سے اپنی نواسی کی شادی کی اجازت دے کر اعلیٰ اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کیا تھا۔ جیسے

(ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

بھارت کے ہندو فرقہ پرست سمجھ ہی نہیں سکتے تھے، اور وہ اسے جبری اسلام بنانے اور تعصب برتنے پر محمول کرنے لگے۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ برصغیر پاک وہند کے بعض نامور مسلمان لیڈروں کی لڑکیوں نے غیر مسلموں کے ساتھ شادیاں کیں اور ان غیر مسلموں نے اسلام قبول نہیں کیا۔

لیکن یہ ذاکر حسین صاحب کی ہی مثال ہے کہ انہوں نے ایک غیر مسلم لڑکے کو اسلام قبول کرنے کے سالہا سال بعد اپنی نواسی کے ساتھ شادی کی اجازت دی۔

پاکستان کے خلاف ہندوستان کے معاندانہ رویہ کی وجہ سے ہمارے نزدیک ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے منصب صدارت کی سیاسی حیثیت قابل ذکر نہیں۔

اور بھارت کے مسلمانوں پہ ہندو اکثریت کے مظالم کے سلسلہ میں بھی ان کے منصب صدارت کی سیاسی بے اثری کا ہمیں علم ہے۔

ویسے بھی ایک جمہوری ملک میں وہاں کا صدر محض آئینی سربراہ ہوتا ہے۔

اس حیثیت میں نہ وہ کچھ کرنے کے قابل تھے، نہ ان سے پیشتر کے صدر رادھاکرشنن و راجندر پرشاد ہی کچھ کر سکتے تھے بلکہ راجندر پرشاد نے تو بارہا اپنی بے بسی و پابندیوں کا ذکر کیا تھا۔

دراصل اپنی شخصی، سیاسی و منصبی حیثیت میں نہ صدر وہاں کچھ کر سکتا ہے اور نہ وزراء، جب تک پارلیمنٹ کسی بات کی اجازت نہیں دے دیتی۔ پالیسی کا تعین پارلیمنٹ کی اجازت سے ہی ہو سکتا ہے اور یہ اکثریت کے قبضہ کی چیز ہے۔

البتہ ذاکر صاحب اپنی ذاتی، علمی اور انسانی حیثیت میں ایک بلند پایہ انسان و مسلمان تھے۔ اور اپنی مسلمانیت کی علامت نماز کو انہوں نے ایوان صدر میں بھی نہیں چھوڑا۔

ایوان صدر میں انہوں نے نماز کے لئے ایک مخصوص جگہ بنوائی۔ ہندو فرقہ پرستوں نے اس پہ بڑا واویلا مچایا لیکن وہ نماز کے لئے جگہ خاص کرانے میں کامیاب رہے۔ جہاں ان کی زندگی کے آخری لمحے تک اذان اور مختصر جماعت کے ساتھ پنجگانہ نمازیں ادا ہوتی رہیں اور ان کی وفات کے اڑتالیس گھنٹے بعد تک بکثرت قرآن خوانی کا سلسلہ جاری رہا۔

بھارت کے موجودہ حالات میں اس سے زیادہ کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔

یہ تو دراصل ہم پاکستان والوں کی ذمہ داری ہے کہ ایک مرتبہ اپنے ایوان صدر سے لیکر چھوٹی سے چھوٹی جگہ تک اسلام اور نماز کو مکمل طور پہ نافذ و رائج کر دیں تا کہ دوسروں سے بھی اس حق کا باقاعدہ مطالبہ کر سکیں اور دنیائے اسلام و مسلمانان عالم کے لئے ایک نمونہ اور ایک طاقتور سہارا ثابت ہو سکیں۔ ذاکر صاحب کے لئے ہم اب دعاء مغفرت ہی کر سکتے ہیں۔ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔ (کمال)

# انتقال پُرملال

الحاج شیخ محمد اسماعیل صاحب جالندھری مہاجر مدینہ منورہ کی اہلیہ کا ۹ رصفر المظفر ۱۳۸۹ھ / ۲۷ راپریل ۱۹۶۹ء مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ صاحب کا اصلی وطن جالندھر ہے تقسیم ملک سے دو ماہ قبل ہی ہجرت کر کے آپ حجاز مقدس چلے گئے۔ کوئی ۲ سال مکہ مکرمہ رہے۔ پھر مدینہ منورہ جا کر قیام کیا۔ تب سے اب تک وہیں ہیں۔ شیخ صاحب کا سارا خاندان (شیخ غلام رسول صاحب شیخ محمد یعقوب صاحب۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب وغیرہ) ہمیشہ مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہا ہے۔ علماء کرام سے ان لوگوں کو والہانہ عقیدت ہے۔ خدمات کے سلسلہ میں یہ لوگ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ تقسیم ملک کے بعد ٹوٹی تسبیح کے دانوں کی طرح سارا قبیلہ (پشاور، راولپنڈی، لاہور، لائلپور، ساہیوال، سرگودھا وغیرہ) میں بکھر گیا۔ شیخ محمد اسماعیل صاحب مدینہ منورہ میں بھی اپنی قدیمی روایات کو نہ بھولے۔ مدینہ منورہ میں ان کے مکان باب مجیدی کے متصل ہیں۔ پاک وہند کے جید علماء کرام و صلحاء عظام جب دیار رسول میں حاضری دیتے ہیں تو اکثر قیام شیخ صاحب کے ہاں ہی کرتے ہیں۔ شیخ صاحب کی اہلیہ مرحومہ معزز مہمانوں کی خدمت بڑھ چڑھ کر کرتی تھیں۔ مرحومہ خانگی امور کے علاوہ صوم و صلوٰۃ، تہجد، تلاوت قرآن عزیز اور وظائف و اوراد کی سخت پابند تھیں۔ ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتی تھیں یا اللہ میری موت دیار رسول میں ہو۔ میرا خاوند میری تجہیز و تکفین خود کرے۔ مجھے کسی کا محتاج نہ کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۸ سالہ قیام مدینہ منورہ میں صرف دو دفعہ حج کے لئے مکہ مکرمہ گئیں۔ جبکہ شیخ صاحب تقریباً ہر سال ہی جایا کرتے ہیں یاد وطن اور یاد اعزا و اقارب مرحومہ کو ضرور ستاتی تھی۔ لیکن سب کو دیار رسول کی حاضری پہ قربان کئے رکھا کہتی تھیں کہیں مدینہ منورہ سے نکلوں اور موت آ جائے تو میری زندگی کی محنت رائیگاں چلی جائے گی۔ وفات سے دو روز قبل طبیعت سخت خراب ہوئی۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں بھی قضا ہو گئیں۔ ۸ صفر شام کے بعد قدرے افاقہ ہوا تو قضا نمازیں لیٹے لیٹے پڑھیں۔ لیکن آخری تلاوت قرآن عزیز اور وظائف کے غم ساتھ ہی لے گئیں۔ عشاء کے بعد پھر طبیعت بگڑ گئی۔ چند منٹوں میں ہی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ رات و رات ہی شریعت کے حکم کے مطابق شیخ صاحب نے تجہیز و تکفین کی۔ تہجد کے وقت حرم نبوی میں لے گئے۔ جماعت فجر کے بعد نماز جنازہ جوار رسول میں پڑھی گئی۔ طلوع آفتاب کے ساتھ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جوار میں دفن کر دی گئیں۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو اپنی محنت کا پھل دنیا میں ہی مل جائے۔ مرحومہ کو جنت البقیع میں دفن ہونے کی خواہش تھی۔ خدا نے وہ پوری کر دی۔ مرحومہ کے تین لڑکے (الحاج عبدالہادی، الحاج عبدالباری پاکستان میں ہیں۔ چھوٹے الحاج عبدالجلیل) اور تین بچیاں مدینہ منورہ میں ہی ہیں۔ عبدالہادی موت سے بیس روز قبل سات ماہ کے قیام مدینہ کے بعد آئے۔ تب مرحومہ بالکل ٹھیک تھیں۔ لیکن موت کا کس کو علم ہے۔ دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(مولانا) محمد رمضان علوی خطیب جامع مسجد گلشن آباد (راولپنڈی)

# ایجنٹ حضرات!

## فوراً توجہ فرمائیں

ایجنٹ حضرات سے بارہا درخواست کی گئی ہے کہ وہ ماہ بہ ماہ بلوں کی رقم ادا کر دیا کریں ترجمان اسلام کے اخراجات صرف خریداروں اور ایجنسیوں کے بلوں کی ادائیگی سے پورے ہوتے ہیں۔ اشتہارات وغیرہ کی کوئی آمدنی اسے نہیں ہے۔ ایجنسیوں کی طرف سے رقوم کی ادائیگی میں تاخیر ترجمانِ اسلام کو ایسی مشکلات میں ڈال دیتی ہے کہ اس کی عدم اشاعت کا اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے۔

چنانچہ بعض ایجنسیوں کی طرف کئی ماہ کے بلوں کی رقم ادا نہ ہو جانے کی وجہ سے ترجمانِ اسلام پھر مالی مشکلات میں پھنس گیا ہے، اور اس کا سلسلہ اشاعت خطرہ میں پڑ جانے کا سخت اندیشہ ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو اس کی ذمہ داری عنداللہ وعنداللہ ان ایجنسیوں پر ہوگی جنہوں نے بار بار لکھنے کے باوجود بلوں کی ادائیگی نہیں کی ہے۔ ان ایجنٹ حضرات سے آخری مرتبہ گذارش ہے کہ براہ کرم فوراً اپنے بقایا جات روانہ فرمائیں۔

**اگر** ایجنٹ حضرات نے بلوں کی ادائیگی کی طرف فوری توجہ فرمائی تو انشاء اللہ ترجمانِ اسلام کے صفحات بھی زیادہ کر دیئے جائیں گے اور ٹائیٹل آفسیٹ پر خوبصورت اور رنگین شائع کیا جائے گا۔

احقر۔ محمد حنیف سہارنپوری

# سامراجی حلال خور

(حضرت مولانا) غلام غوث ہزاروی

حلال خور بعض علاقوں میں بھنگی کو کہتے ہیں۔ مگر حاشا و کلا یہاں ہمارا مقصد قطعاً یہ نہیں ہے بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ سامراجی ایجنٹ ہیں وہ جمعیۃ علماء اسلام اور علماء حق کی مخالفت کر کے امریکی ڈالروں کو حلال کر کے کھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کا دستور العمل موجود ہے۔ اس میں ہر شخص پڑھ سکتا ہے کہ جمعیۃ کے اغراض و مقاصد کیا ہیں۔ پھر جمعیۃ علماء اسلام کے ارکان اور علماء حق نے بار بار اعلان کیا ہے کہ ہم نہ سوشلزم چاہتے ہیں نہ اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کے موجد ہیں اور نہ ہی یہ اصطلاح ہم رائج کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اس قسم کے ذلیل اور کذاب افراد بار بار یہ لکھ کر کہ جمعیۃ علماء اسلام یا اس کے عہدہ دار سوشلسٹ یا اس کے حامی ہیں۔ اپنے آقائے ولی نعمت امریکہ کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ دیکھو ہم ہی آپ کے اصلی نمک خور اور وفادار ہیں جو اتنے علماء کا تنہا مقابلہ کر رہے ہیں ممکن ہے اس طرح ان کی امداد میں اضافہ ہو جائے اور ان کے کاسہ ہائے امریکی دست غیب سے برکات سے مالا مال ہو جائیں۔

مودودی جماعت کی تو ہم بات نہیں کرتے۔ اس کے امیر المومنین سکہ بند صالحین کے پیر و مرشد لندن میں اس ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں۔ جہاں بڑے بڑے سرمایہ دار اور بادشاہ ٹھہرا کرتے ہیں۔ اور سنا ہے کہ اس ہوٹل میں پلنے کا خرچ کم از کم پانچ پونڈ فی کس ہے۔ یہاں بھی کوٹھی، موٹریں اور آفسٹ پر سینکڑوں کتابوں کی چھپائی اور لاکھوں اشتہارات اور بہت سے ہفتہ واروں کو لاکھوں کی تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کرنا وغیرہ وغیرہ باتیں ایسی ہیں کہ ہر شخص کو ان کے بارہ میں سوچنا پڑتا ہے۔ وزراء حکومت اور ہوم سیکرٹری تک اس کو ملوث کرتے ہیں۔

ہم یہ سارا معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہیں، مگر ان سامراجی حلال خوروں کی پوزیشن ہماری سمجھ میں نہیں آتی جو برساتی کیڑوں کی طرح نکل کر سوشلزم سوشلزم کی رٹ لگا کر اور خوب ٹرا کر امریکہ کو خوش کرتے ہیں۔ اگر ان کا مقصد یہ نہ ہوتا، تو یہ مینڈک علماء حق پر یہ الزام دھر کر یا ان کی طرف اشارہ کر کے کسی ملحق، زندیق کو خوش اور اینگلو امریکن سامراج کو مطمئن نہ کرتے۔

اس وقت یہود اور امریکی سامراج کے ہتھکنڈوں کو فیل کرانا اور عالمی رائے کو ان کے خلاف بنانے کی سعی کرنا اسلام کی صحیح خدمت اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ مسلمان کسی بھی نظریہ کو اسلام کے سوا قبول کریں، مگر یہ کیا غضب ہے کہ ان کا نام بھی نہ لیا جائے۔ جو اس وقت عربوں سے برسر پیکار ہیں اور سارا زور اس پر لگایا جائے کہ ان علماء حق کو بدنام کیا جائے۔ جو امریکی سامراج کے مخالف ہیں۔

ہم ایک مشکل کا جواب بھی چاہتے ہیں۔ مودودی کا یار غار چوہدری محمد علی ہے۔ چوہدری صاحب نے اپنی کتاب (پاکستان کے لئے لائحہ عمل) کے آخر میں اسلامی سوشلزم کی اصطلاح قائد اعظم محمد علی جناح کی طرف منسوب کی ہے۔ اور پھر ایک اور رسالہ میں یہ لکھ دیا ہے کہ

حکم اللہ کا
حکومت عوام کی
زمین کاشتکار کی
کارخانہ کاریگر کا

کتاب میں گول مول باتیں لکھ کر اس کا خلاصہ مندرجہ بالا جملوں میں نقل کیا ہے۔ کیا ان ہر دو باتوں پر مودودی صاحب یا اس کے وظیفہ خور اور اس کے نام کا ڈنکا بجانے والوں نے کبھی نوٹس لیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی تنقیص کرنے اور انبیاء علیہم السلام پر تنقید کرنے کے بعد تم کونسا اسلامی نظام قائم کرنا چاہتے ہو۔

کیا ہم اس نعرہ بازی کو ماڈرن اسلام کی دعوت سے تعبیر نہ کریں۔ تم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ تم اسلام میں رخنہ پیدا کر کے ہزار بار اسلام اسلام کرو، تم قوم کی نظروں میں کبھی عزت نہیں پا سکتے چہ جائیکہ تم اسلام کے داعد ٹھیکہ دار

---

## خصوصی اجلاس

عشاء کے وقت امیر محکمہ (تحصیل) مولانا حبیب الرحمٰن کی صدارت میں علماء علاقہ کا خصوصی اجلاس مولانا حضرت قاری عبدالسمیع صاحب کی تلاوت سے شروع ہوا۔ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی نے تقریباً ایک گھنٹہ علماء دین سے خطاب فرمایا۔ آپ کے بعد مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے جمیعۃ کی ضرورت اور علماء کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔ پھر تحصیل کی جمیعۃ میں مزید ممبران کا اضافہ ہوا۔ اور مندرجہ ذیل تشکیل مکمل ہوئی۔

۱۔ حضرت مولانا شیخ حبیب الرحمٰن صاحب رائپوری امیر
۲۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب اندلیشری نائب امیر
۳۔ حضرت مولانا شیخ عبداللطیف صاحب نالی ہری " "
۴۔ حضرت مولانا سراج الحق صاحب مولوی بازار ناظم اعلیٰ
۵۔ حضرت مولانا نور الحق صاحب گورنگا وکس مدرسہ ناظم
۶۔ حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب بردلی "

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

# مشرقی پاکستان

(گذشتہ سے پیوستہ)

## تحصیل مولوی بازار میں جلسہ عام

۲۱ مارچ کو قصبہ مولوی بازار میں جلسہ عام کا اعلان تھا چنانچہ مغربی پاکستان کے تمام علماء حضرات سلہٹ سے روانہ ہو کر ۱۲ بجے یہاں پہنچے۔ نماز جمعہ کے بعد جو قصبہ کی جامع مسجد میں ادا کی گئی۔ جمعیۃ علماء اسلام کا ایک جلوس نکلا۔ جو بازار سے ہوتا ہوا جلسہ گاہ میں پہنچا۔ جلوس میں مقاصد جمعیۃ کے مختلف بینرز اور موٹو موجود تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد اور علماء کرام زندہ باد کے نعرے لگ رہے تھے۔ جلسہ مدرسہ دار العلوم مولوی بازار کے ہال میں تین بجے زیر صدارت حضرت مولانا شیخ حبیب الرحمٰن صاحب رائے پوری خلیفہ حضرت شیخ الاسلام مدنی منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کے بعد حضرت مولانا قاری عبدالسمیع صاحب سرگودھا نے تقریر فرمائی۔ جن کے بعد صوبائی ناظم حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی نے تقریر کی۔ آپ نے جمعیۃ کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور اس کی کامیابیاں ذکر کیں۔ پھر عصر کی نماز ہوئی عظیم اجتماع اسی طرح موجود تھا۔ جلسہ شیخ رائے پوری مولانا حبیب الرحمٰن صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام تحصیل (محکمہ) مولوی بازار کی ہی صدارت میں شروع ہوا۔ پہلے مولانا محمد اجمل صاحب لاہور نے خطاب فرمایا۔ جن کے بعد حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے تقریر کی۔ آپ نے موجودہ کامیابیوں میں جمعیۃ کے کردار کا ذکر فرمایا اور بتایا، کہ اسلامی نظام کے قیام اور اسلامی اقدار کی خاطر جمعیۃ علماء اسلام سے اشتراک لازم ہے۔ گول میز کانفرنس نے آئندہ کے آئین و قانون کی ذمہ داری اب عوام پر ڈال دی ہے اب آپ لوگوں کے امتحان کا وقت ہے۔ اگر آپ نے آنے والی پارلیمنٹ کے لئے جمعیۃ علماء اسلام سے تعاون کر کے اس کے آدمی کامیاب بنائے تو اسلام کا قانون بن سکے گا۔ ورنہ ساری ذمہ داری قوم پر ہوگی۔

مولانا نے اس امر پر افسوس ظاہر کیا کہ گول میز کانفرنس میں صرف جمعیۃ کے نمائندوں نے اسلامی آئین کا مطالبہ کیا۔ اسلامی جماعت کے مودودی صاحب اور نظام اسلام کے چوہدری محمد علی صاحب نے صرف وہی دو مطالبے پیش کئے۔ جو پہلے سے ہی متفقہ طور پر پیش کر دیئے گئے تھے۔ انہوں نے اسلامی مطالبہ پیش کیا نہ حضرت مفتی صاحب کی تائید کی۔

آپ نے حاضرین سے جمعیۃ کے ساتھ تعاون کا وعدہ لیا۔ آپ کے بعد حضرت مولانا محی الدین خان صاحب مدیر اخبار مدینہ ڈھاکہ نے بنگلہ زبان میں تقریر کر کے تمام مسائل پر روشنی ڈالی۔ مغرب کے وقت حضرت مولانا حبیب اللہ انور صاحب کی دعا پر اجلاس برخاست ہوا

(باقی کالم کے نیچے)

# جمعیۃ علماء اسلام کا واحد مقصد ملک میں اسلامی نظامِ حیات کا نفاذ ہے

## اکابر جمعیۃ کی تحریروں کے چند اقتباسات

(محمد حنیف سہارنپوری)

سامراجی گروہ چند دنوں سے جمعیۃ علماء اسلام پر طرح طرح کے الزامات لگا کر اس کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔۔۔۔ سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ وہ اسلام کے بجائے اشتراکیت کی علمبردار ہے حقیقت یہ ہے کہ جمعیۃ اور اکابرین جمعیۃ کا اول و آخر مقصد اس ملک میں کتاب وسنت پر مبنی اسلام کے نظامِ حیات کا نفاذ اور غیر اسلامی قوانین ونظریات کا خاتمہ ہے اور وہ کسی نئے ازم اور نظریہ کے قطعاً حامی نہیں۔ اس سلسلہ میں اکابرین جمعیۃ کی چند سابقہ تحریروں کے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ (م - س)

### جمعیۃ علماء اسلام کا نصب العین

قرآن مجید و احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں نظامِ حیات کے تمام شعبوں (سیاسی، مذہبی، اقتصادی، معاشی اور ملکی معاملات) میں مسلمانوں کی راہنمائی اور اس کے موافق عملی جد وجہد کرنا۔

—— (دستور اساسی ص ۶)

### واضح مؤقف

جمعیۃ علماء اسلام اپنے عزیز وطن پاکستان میں اسلام کو سربلند وسرفراز دیکھنا چاہتی ہے۔ اس کی حکومت سے اگر جنگ ہے تو صرف اس بات پہ کہ وہ ملک میں کتاب وسنت پر مبنی صحیح اسلام نافذ کرنے میں پس وپیش کرتی ہے اگر کسی جماعت کے ساتھ اختلاف ہے تو صرف اس لئے کہ وہ کتاب وسنت کی اس تعبیر کو کھل کر تسلیم نہیں کرتی جو سلف صالحین سے منتقل ہوتی چلی آرہی ہے۔

—— (تعارف جمعیۃ ص ۱۳)

### سب امور کی اساس

جمعیۃ کے نزدیک ہر قسم کے سیاسی اور غیر سیاسی حل کا مدار علیہ اسلام ہے اور صرف اسلام ہے۔ وہ ہرگز ہرگز اس کی قائل نہیں کہ پہلے کوئی اور سیاسی نظام قائم ہو پھر اسلام۔ یا پہلے معاشرہ مکمل اسلامی بنے، پھر حدود وشرعیہ کا نفاذ عمل میں آئے۔ گویا بتدریج نظام شریعت قائم کیا جائے۔ جمعیۃ کے نزدیک تو پہلی اور بنیادی چیز اور سب امور کی اساس اسلام ہے

—— (تعارف ص ۱۸)

### کل پاکستان کانفرنس کا مطالبہ

اسلام، اہل اسلام اور مملکت پاکستان کے بقا و استحکام کے لئے یہ ضروری ہے کہ ملک کے ہر دو حصوں میں مکمل اتحاد و اتفاق اور یکجہتی کے لئے قومی اتحاد کی بنیاد اسلامی اقدار پر قائم کی جائے۔

(الف) ملک کے دونوں حصوں میں پچانوے فیصد رعایا کے مذہبی جذبات، عقائد وخیالات کا احترام کیا جائے

(ب) اقلیتوں کو مسلمانوں پر مسلط نہ کیا جائے۔

(ج) انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور بزرگان دین کے ناموس کا قانونی تحفظ ہو۔

(د) ملکی آئین و قوانین اسلامی ہوں

(ھ) بجائے چنگ ورباب، گانے، بجانے رقص وسرود، فحاشی وعریانی کے ساری قوم کو مجاہد بنانے کے وسائل اختیار کئے جائیں۔

—— (ترجمان اسلام ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ)

### اسلام سے غفلت کا نتیجہ

اگر اب بھی پاکستان کی نظریاتی اساس قرآن وسنت کو قرار دے کر نظام اسلامی کے عملی نفاذ و اجراء سے غفلت برتی گئی تو اس خطرہ کا وقوع غیر یقینی نہ سمجھا جائے کہ یہاں آئندہ الحاد کا دور دورہ ہوگا۔ فحاشی اور عریانی کا سیلاب ہر گھر تک پہنچ جائے گا۔

—— (ترجمان اسلام ۹ رجب ۱۳۸۸ھ)

### مکمل ضابطۂ حیات

آپ جانتے ہیں کہ دین اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے زندگی سے متعلق اس میں جامع اصول ہیں۔ الیوم اکملت لکم دینکم کے اعلان پر امت اسلامیہ کو ناز ہے چنانچہ اسلام نے روحانیات والٰہیات سے لے کر عمرانیات معاشیات، اقتصادیات اور سیاسیات تک انسانیت کو ایک ایسی جامع تعلیم دی ہے کہ زمانہ کے مختلف ادوار اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ امیر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان (خطبہ صدارت کل پاکستان تاریخی کانفرنس لاہور

### ترقی کا واحد راستہ

ملک اس وقت تک ترقی کے راستہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ جب تک ہم ملک کے اقتصادی اور معاشی مسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل نہیں کریں گے ملک کی ترقی کا واحد راستہ ملک میں اسلامی نظام حیات کا نفاذ ہے۔

(قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ناظم عمومی مرکزی کی گوجرانوالہ میں تقریر)
ترجمان اسلام ۹ رجب ۱۳۸۸ھ)

### جمعیۃ کا اول، آخر مقصد

جمعیۃ کا اول و آخر مقصد تو یہی ہے کہ ملت کے ہر شعبۂ زندگی میں اسلام کو بالادستی حاصل ہو۔ حکومت کا نظام اسلام کے مطابق ہو اور عوامی معاشرہ اسلام کی بنیاد پر تعمیر کیا جائے ۔۔۔۔۔ الحمد للہ جمعیۃ اپنے نصب العین اور مقصد کی طرف برابر گامزن ہے۔

(مفکر اسلام قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی) وفاق جمعیۃ نمبر

### کسی نظریہ کی گنجائش نہیں

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن عزیز خدا کی آخری کتاب ہے صاحب کتاب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور اسلام خاتم ادیان ہے۔ آمنہ کے لال کے بعد کوئی نبی تشریعی یا غیر تشریعی نہیں آئے گا۔ قرآن حکیم کے بعد کوئی آسمانی کتاب یا صحیفہ نازل نہیں ہوگا اور اسلام کے بعد کسی دین یا نظریۂ حیات کی دنیا میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (جانشین قطب عالم حضرت لاہوری مولانا عبیداللہ انور صاحب امیر جمعیۃ مغربی پاکستان)

### منظم جد وجہد کا عہد

ہم اقامت دین اور اشاعت اسلام کے لئے منظم جد وجہد کریں گے اور پاکستان میں صحیح اسلامی حکومت کے قیام اور اسلامی نظام حیات کو عملی طور پر نافذ و رائج کرنے کی سعی جاری رکھیں گے۔ نیز کوئی ایسا قانون نہیں بننے دیں گے۔ جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔

(حضرت مولانا ہزاروی مدظلہ کا پیغام) (تذکرہ جمعیۃ علماء اسلام)

# پاکستان اور اسلام

## کیا پاکستان اشتراکیت کیلئے حاصل کیا گیا ہے؟ یا سامراجیت کے لئے؟

### اسلام کی حکومت

ہم اس ملک میں اسلام کی حکومت چاہتے ہیں، انڈلو کی حکومت نہیں چاہتے۔ جو اسلام کی خدمت کرے گا ہم اس سے ملنے کے لئے تیار ہیں۔ جو اسلام کے لئے ہلا اساتھ نہیں دے گا، ہم اس سے ملنے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں

(مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی گوجرانوالہ میں تقریر) ترجمان اسلام ۹ رجب ۸۸ھ

### صرف اور صرف اسلام

اسلام ایک سچا مذہب ہے جس میں امن، انصاف، عدل صرف اور صرف اسلام میں مل سکتا ہے۔ جس شخص نے اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب اور راستہ تلاش کیا اور اس کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کی کوشش کی وہ مردود ہے۔ اس کو ہرگز ہرگز نہیں چلنے دیا جائے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور ان کا قانون صرف اسلام ہے ...... حقیقی انسانیت صرف اسلام میں مل سکتی ہے ... حقیقی انسان اگر بننا چاہتے ہو تو اسلام کے دامن رحمت میں آکر پناہ لے لو۔

(ضیغم اسلام حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب کی چکوال میں تقریر) ترجمان اسلام ۸ شعبان ۸۸ھ)

### جمعیۃ کا فیصلہ

جمعیۃ اسلام کا مقصد اولیں ملک میں ہر برائی کا خاتمہ ہے۔ جس کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا .... جمعیۃ علماء اسلام اس بات کا فیصلہ کر چکی ہے، کہ وہ پاکستان میں اسلامی نظام حیات کے نفاذ .... کے لئے آخری دم تک جدو جہد جاری رکھے گی۔

(دھر میپورہ میں صوبائی ناظم جمعیۃ مولانا محمد اکرم صاحب کی تقریر) ترجمان اسلام ۱۶ شعبان ۸۸ھ

### دین فطرت اور روشن پیغام

اسلام تو نہ آج تک کبھی انسانوں کی اصلاح سے عاجز رہا ہے نہ زمانہ حال میں عاجز ہے۔ اس لئے کہ وہ دین فطرت ہے۔ آج کی بیسویں صدی کی دنیا کے لئے بھی وہ ویسا ہی نیا، تازہ اور مناسب حال ہے، جیسا چھٹی صدی مسیحی دنیا کے لئے۔ یہ وہی پیغام ہے، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے دیا تھا، یہ ایک بڑا طاقتور واضح اور روشن پیغام ہے۔ جس سے زیادہ منصفانہ بلند و برتر اور مبارک پیغام اس پورے عرصہ میں دنیا نے کسی کی زبان سے نہیں سنا۔

(حضرت مولانا محمد اجمل صاحب ناظم صوبائی جمعیۃ)

(وفاق جمعیۃ نمبر)

*

ایک سچے مسلمان کے نزدیک اس سوال کا واضح اور دوٹوک جواب یہ ہے کہ:۔

"پاکستان اشتراکیت و سامراجیت کسی کے لئے بھی حاصل نہیں کیا گیا۔ وہ صرف اسلام کے لئے حاصل کیا گیا ہے"۔

اور

اسلام اس سرزمین پر اس لئے قائم نہیں رہا تھا اور اب تک قائم نہیں ہو سکا ہے کہ برطانوی مغربی سامراج نے اپنے طویل عہد حکومت میں اسلام کو ہر شعبۂ حیات سے ہٹا کر اس کی جگہ اپنا کافرانہ سامراجی نظام رائج کیا۔ جو ابھی تک سیاسی، سماجی، تعلیمی، اخلاقی، تہذیبی اور معاشی دوائر میں قائم ہے اور پہلے سے طاقتور بنتا جا رہا ہے۔

چنانچہ اس سرزمین پر اسلام کو غالب لانے کے لئے، اب بھی اسلام کی براہ راست لڑائی اس برطانوی امریکی نظریہ و نظام حیات سے ہی جاری ہے جس سے ہمارا گرد و پیش داغ داغ ہو رہا ہے۔

اس کو ہٹا کر اور ختم کر کے ہی یہاں اسلام کو غالب لایا جا سکتا ہے۔ اس وقت ہمارے دو مقابلے ہیں۔ ایک نظریہ سوشلزم اور کمیونزم سے۔ دوسرا مقابلہ یہود اور یہود نواز امریکہ یا اینگلو امریکہ گروپ سے۔

اور سچی بات یہ ہے کہ اس وقت تمام عالم اسلام اور خاص کر عرب ممالک امریکی ریشہ دوانیوں اور یہودی خرمستیوں سے خطرناک حد تک پریشان ہیں۔ ہمارے قبلہ اوّل پر یہود کا قبضہ ہو چکا ہے اور وہ دوسرے مقامات کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی دھمکی دے رہا ہے۔ ان سے مسلمانوں کا جہاد بالسیف جاری ہے۔ جو لوگ جمعیۃ علماء اسلام یا اس کے ارکان کو اشتراکی یا سوشلسٹ کہتے ہیں۔ ہم بار بار تردید کے بعد ان کی ان حرکات کو محض امریکہ کے روپے حلال کرنے کی کوشش سمجھتے ہیں ہماری نظریاتی جنگ اول دن سے سوشلزم اور کمیونزم سے ہے۔ جبکہ ہم صرف اسلامی نظام چاہتے اور اس کے لئے مصروف عمل ہیں۔ مگر امریکہ گروپ سے ہماری جنگ نظریاتی بھی ہے اور تلوار کی بھی۔ اب جو لوگ امریکی سامراج کو چھوڑ کر صرف سوشلزم کے پیچھے پڑے ہیں وہ دانستہ یا نادانستہ امریکہ کا یہ مقصد پورا کر رہے ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں کمیونزم کے خلاف اسلام اور مسلمانوں کو استعمال کیا جائے۔ جس کے لئے وہ کروڑوں ڈالر خرچ کرتا ہے۔ ہم دونوں نظریات کے مخالف ہیں مگر اس وقت امریکہ اور یہود سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانا سامراج پرستی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

پاکستان دراصل اسلام کے لئے حاصل کیا گیا ہے۔ نہ اشتراکیت کے لئے نہ سامراجیوں یا سامراجی ایجنٹوں کی شرارتوں کے لئے۔ یہ اس لئے نہیں حاصل کیا گیا کہ ہم امریکہ کی طرف سے ہر وقت بھونکنا شروع کر دیں۔ اور ساری قوم کو دشمن کی جارحانہ جنگ اور مقامات مقدسہ کی آزادی سے غافل بنا دیں:

اگر ذہن و فکر کے پیچھے کچھ اور محرکات کارفرما نہ ہوں، اور پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مقاصد کا تقاضا اصرار نہ کر رہا ہو۔ تو یہ امر بالکل واضح اور صاف ہے کہ اپنے گرد و پیش ماحول اور سیاسی، سماجی، تعلیمی، اخلاقی تہذیبی، اقتصادی و معاشی شعبہ جات سے مغربی سامراجیت کے اثرات کو جو اسلام کی راہ میں ابھی تک رکاوٹ بنے ہوئے ہیں دور کر کے اور ان کی جگہ قرآن و سنت و طریق صحابہ و سلف کے مطابق، اسلام قائم کرنے کی کوشش کیجئے۔

اس کی کامیابی کے نتیجے میں پاکستان کے حاصل کرنے کا حقیقی اسلامی مقصد بھی پورا ہو سکتا ہے اور اشتراکیت کا راستہ بھی بڑی آسانی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے روکا جا سکتا ہے۔

لیکن اس صحیح، راست اور مستقیم فکر کو بھی اشتراکی کہنا اور اس فکر کے پیش کرنے والوں کو اشتراکی بنانا حقیقت سے منہ موڑنے اور مخصوص عزائم کی پردہ پوشی کرنے کے مترادف ہے

اس ذہنیت کے ساتھ کسی بھی سچے مسلمان کی ہمدردی نہیں ہو سکتی اور عوام کو کون روک سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کو سامراجی مولوی یا سامراجی لیڈر کہنا شروع کر دیں۔

---

### احباب توجہ فرمائیں

جمعیۃ اتحاد القراء پاکستان کے اراکین حضرات اور دیگر جمیع احباب کرام پتہ ذیل پر رابطہ قائم فرمائیں

قاری محمد شریف قصوری معرفت
حافظ نور محمد انور دفتر خدام الدین
شیرانوالہ ۔ لاہور

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

# طوفان کا سامنا اور غیبی امداد کا ظہور

## قدرت نمائی کی عجیب شان

۱۹ مارچ ۱۹۶۹ء کو سلہٹ کانفرنس عصر کو ختم ہوئی۔ جس کے بعد رات کو آٹھ بجے یہاں سے روانہ ہو کر سنام گنج کے لئے جانا تھا۔ جہاں بیس مارچ کو عظیم جلسہ کا انتظام تھا۔ یہاں سے ریل کے ذریعہ جانا تھا اور نو بجے اتر کر ایک دریا کو لانچ کے ذریعہ عبور کر کے پار سنام گنج میں پہنچنا تھا۔ لانچ (یعنی دریائی کشتی جو انجن سے چلتی ہے) ریزرو کر دی گئی تھی۔ جو اس دریا میں تین گھنٹہ مسلسل سفر کر کے ہم سب کو بارہ بجے سنام گنج پہنچاتی۔

ریل کے اس راستہ کے سوا موٹر بسوں کا راستہ بھی تھا۔ مگر اس میں مندرجہ بالا دریا تک پہنچنے سے پہلے ایک اور دریا کو بھی عبور کرنا پڑتا تھا۔ جس کا نام سُرمہ تھا۔ یہ بھی بڑا دریا تھا اور اس میں بڑی کشتیاں چلتی تھیں۔ جن کو دو بڑی کشتیوں کو ملا کر اور انجن لگا کر بنایا جاتا ہے۔

### تقدیر کا لکھا

خدا کی شان کہ سلہٹ سے جب مقامی اور مہمان علماء کا قافلہ سٹیشن پہنچا، تو گاڑی چل پڑی اور ہم سوار نہ ہو سکے۔ ناچار واپس اپنی قیامگاہ محترم سلیمان خاں صاحب کے گھر آنا پڑا۔ آسمان میں چمک گرج تھی۔ مگر اسلام کے کام کے لئے ایک پروگرام بنا تھا اور اگر ہم لوگ نہ پہنچے تو تحصیل سنام گنج کے اجتماع کو بہت بڑی مایوسی اور کارکنوں کو مشکلات کا سامنا ہوتا۔ مگر تقدیر ہماری تدبیر پر ہنس رہی تھی۔

بہرحال باوجود چمک گرج اور موسمیاتی اعلان کے کہ آج بھی کل کی طرح چالیس پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے رات کو طوفان آنے والا ہے۔ ہم لوگ موٹر کے ذریعہ سنام گنج کے سفر پر رات کے ۸½ روانہ ہو گئے چنانچہ آدھ گھنٹہ کے اندر اندر ہماری موٹر دریائے سرمہ پہنچ گئی۔ اور انجن والی کشتی پر موٹر سمیت سوار ہو کر کچی سڑک پر سفر کرنے کے لئے اُس پار جا پہنچے۔ اب بارہ میل کچی سڑک کا سفر کر کے ہم کو اس دریا پر پہنچنا تھا جس پر لانچ کے ذریعہ ۳ گھنٹہ سفر کر کے پار سنام گنج جانا تھا۔

### موٹر پھنس گئی

مگر خدا کی شان کہ کچی سڑک میں دو میل ہی چلے تھے کہ موٹر پھنس گئی۔ یہاں بارشوں کا موسم ابھی ابھی شروع ہوا تھا اور کچی سڑک خاصی خراب تھی۔ اب موٹر کو نکال کر آگے بڑھانے کی کوششیں تھیں بے کار ہو گئیں تو اتر کر دس میل پیدل چل کر سنام گنج پہنچنے پر غور کیا۔ مگر سڑک کچی تھی۔ اندھیرا گھپ تھا۔ بارش شروع ہو چکی تھی۔ آگے دریا پر لانچ کا خطرناک سفر تھا۔ ان حالات میں جنگل میں چل کر بھٹکنے اور طوفان کے خطرے سے دوچار ہونا صحیح نہ سمجھا گیا۔

### واپسی

آخر کار پورا زور لگا کر موٹر کو پیچھے کی طرف دھکیل کر گڑھے سے نکالا گیا اور ہم سب سلہٹ کی جانب واپس ہوئے۔ جب دریائے سرمہ پر پہنچے تو کشتی انجن والی تیار کھڑی تھی۔ ایک جیپ اس پر چڑھی ہوئی تھی ہماری موٹر بھی سوار ہو گئی اور ہم لوگ اپنی موٹر میں جا بیٹھے

### طوفان کی لپیٹ میں

خدا کی شان کہ ہمارا بیڑی پر چڑھنا تھا کہ طوفان آ پہنچا اب نیچے دریا ہے۔ اس پر کشتی چلتی ہے۔ اس پر موٹریں ہیں۔ موٹروں میں ہم مغربی پاکستان کے مہمان بمعہ مولانا محی الدین خاں صاحب ڈھاکہ مولانا اشرف علی صاحب سلہٹ وغیرہ سوار ہیں۔ طوفان آیا اور پوری قوت سے آیا۔ عین اسی وقت میں نے مولانا محی الدین خاں صاحب کو آواز دی کہ ہم کشتی سے خشکی پر اتر جائیں۔ جو میرے خیال میں ابھی کنارے پر ہی کھڑی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ طوفان کے تھپیڑے ہم خشکی پر ہی گذار دیں اور دریائی خطرہ مول نہ لیں۔ مگر سوچنے کا وقت گزر چکا تھا۔ مولانا محی الدین صاحب نے کہا کہ کشتی تو دریا میں ہے۔ یعنی طوفان نے کشتی کو دھکیل کر کنارے سے دریا کے اندر کر دیا ہے، خشکی کہاں ہے اب ہمیں احساس ہوا کہ ہم سب موت کے سو فیصدی خطرے سے دوچار ہیں۔

### خطرناک حالت

اب کشتی طوفان کے حوالے تھی انجن فیل ہو چکا تھا۔ کشتی کی چھت ہوا کے زور سے اڑ چکی تھی اور گر کر اس نے موٹر کا ایک شیشہ بھی توڑ دیا تھا جس سے طوفانی ہوا اندر آ رہی تھی۔ پیچھے کی طرف سے موٹر کا تختہ ہٹ چکا تھا۔ جہاں سے ہوا داخل ہو کر موٹر کو ایک لمحہ میں دریا میں پھینک سکتی تھی، جس پر ہم سب سوار تھے، ملاح بے بس تھے۔ ہم حیران تھے۔ اسی حالت میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ کشتی دریا کے دوسرے کنارے پر ایک پہاڑ سے ٹکرا کر کھڑی ہے۔ اس سے بھی حیرانی لاحق ہوئی۔ اب سامنے پہاڑ ہے۔ نیچے اور پیچھے دریا ہے اوپر سے طوفان ہے۔ طوفان چالیس پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا اور کشتی کو ڈانواں ڈول کر رہا ہے دریا کی موجیں اٹھتی اور کشتی سے ٹکرا رہی ہیں۔ شب تاریک بیم موج اور طوفانی ہوا اور بارش نے جس میں کبھی کبھار بجلی بھی چمک اٹھتی ہے۔ ایسا مہیب سماں پیدا کر رکھا ہے کہ سبکساران ساحل نہیں بلکہ وہی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جو اس ابتلاء سے دوچار ہیں۔ موٹر ڈرائیور پر کپکپی طاری ہے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی اور حضرت مولانا محی الدین خاں صاحب ہوا کو موٹر کے اندر آنے سے روکنے کے لئے مصروف عمل ہیں۔ ہم ایک طرف آیۃ الکرسی پڑھتے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف توبہ و استغفار اور ادعیہ ماثورہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے انس قائم کرنے اور حسنِ خاتمہ اور تجدید ایمان کی فکر کر رہے ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے سے دنیا کے تمام دھندے اور باقی سارے کام اوجھل ہو چکے تھے۔ یا موہوم بچاؤ کے لئے دعائیں تھیں یا سفر آخرت کی کامیابی اور حسنِ خاتمہ کی التجائیں و بس۔ رفقاء میں سے ایک بزرگ ایسے بھی تھے۔ جن کے قلب پر غرق و ہلاکت کا کوئی اثر و تصور نہ تھا۔ بعض طوفان سے لرز رہے تھے۔ باقی اللہ تعالیٰ سے لو لگائے ہوئے تھے۔

### امید کی کرن

تقریباً پون گھنٹے کی اس کشمکش کے بعد طوفان کا زور گھٹنے لگا۔ اور گھٹتے گھٹتے ختم ہو گیا۔ ڈرائیوروں نے اطمینان کا سانس لیا۔ موٹر کی بجلی روشن کی۔ دور کے ملاحوں کو پکارا گیا۔ چنانچہ دو ملاح آ پہنچے اور انہوں نے وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دس روپے معاوضہ مانگا۔ جو مولانا محی الدین خاں صاحب نے تسلیم کر لیا۔ انہوں نے پہلے کشتی کو کنارے سے دریا کے اندر کیا۔ پہاڑ سے ہٹایا اس کنارے پر بھی پانی تقریباً تیس فٹ گہرا تھا۔ دریا کنارہ کرنے کے بعد پہاڑ پر کنارے کنارے چلتے ہوئے ملاحوں نے رسیوں سے کشتی کو کھینچنا شروع کیا اور یہیں زندگی کی امید پیدا ہو گئی۔ اتنے میں اس ساحل کا پلیٹ فارم آ پہنچا تختے ڈال دیئے گئے۔ جن پر سے موٹریں اتر کر پار پختہ سڑک پر جا پہنچیں۔ اب ہم اپنی کامیابی اور نجات پر فرحاں و شاداں تھے اور ہر ایک قلب و زبان سے اپنے مہربان خدا کا شاکر و ثناخواں تھا۔ اب موٹر سلہٹ کی سڑک پر جا رہی ہے۔ طوفان نے تھوڑی دیر میں سڑک کے درخت اکھاڑ پھینکے ہیں اور کائنات کے ذرات کون و فساد کے اثرات بیان کر رہے تھے۔

### حفاظت کے قدرتی انتظامات

اب ہمیں سوچنے کا موقعہ ملا۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ قدرت نے مہربانی کر کے ہمارے بچاؤ کے سارے انتظامات کر رکھے تھے۔ پہلی بات تو یہ ہوئی کہ ہم سے سلہٹ میں

ریل گاڑی چھوٹ گئی - اگر اس میں ہم سوار ہو جاتے تو واقعہ کے دریائے سرمہ سے تو ہم ریل کے ذریعہ پار چلے جاتے اور اگلے دریا پر پہنچ کر نو بجے ہی لانچ پر سوار ہو کر تین گھنٹے کے دریائی سفر پر روانہ ہو جاتے - اور یہ طوفان دریا کے اندر خطرناک مقامات پر اپنے تھپیڑوں سے ہمیں دریائی مچھلیوں کے حوالہ کر دیتا - خدا کی شان تھی کہ ریل چل پڑی - جب کہ ہم اسٹیشن پر بھی پہنچ چکے تھے -

دوسری بات یہ ہوئی کہ اگلے دریا تک پہنچنے سے پہلے پہل ہماری موٹر کچی سڑک میں پھنس گئی - جس کی وجہ سے ہمیں واپس آ کر اسی پہلے دریائے سرمہ کو عبور کر کے سلہٹ پہنچنے کی سکیم بنانی پڑی -

تیسری بات یہ ہوئی کہ ہم سمجھتے ہی نہ تھے کہ طوفان نے ہماری کشتی کو ساحل سے تیزی کے ساتھ دوسرے ساحل جا پہنچایا اور وہاں پہاڑ کی آڑ میں کھڑا کر دیا - اور طوفان کے تھپیڑے صرف ایک جانب سے آتے رہے - سامنے سے ہم محفوظ ہو چکے تھے -

چوتھی بات یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں پہاڑ کے ساتھ کشتی کو کھڑا کیا - یہاں پہاڑ سامنے سے آ کر ایک طرف مڑ گیا تھا - یعنی ہمارا بچاؤ گویا دو طرف سے کر دیا گیا - اور اس سارے طوفان میں ان دونوں طرفوں سے ہم محفوظ رہے

پانچویں بات یہ ہوئی کہ طوفان نے عادت کے مطابق چاروں طرف سے دھکے مار مار کر ہماری کشتی کو دوبارہ دریا کے گرداب میں نہیں ڈالا -

## حکمت و رحمت

انسان غیب کیا جانے - اگر ہمیں یقین ہوتا کہ ہم محفوظ رہیں گے تو ان ابتلاؤں سے ہمارے گناہوں کا کفارہ کیسے ہوتا ہمیں یہ انابت الی اللہ کیسے نصیب ہوتی جو موت کے یقینی تصور کے وقت ہو سکتی ہے -

ریل کا نکل جانا - موٹر کا پھنس جانا، پھر طوفان میں گھر جانا اور تقریباً تین گھنٹہ ان ابتلاؤں سے دوچار ہو جانا یہ ایسی ابتلائیں ہیں - جن میں صحیح معنوں میں ایسی انابت ایسی توبہ اور ایسے کفارات ذنوب حاصل ہو سکتے ہیں - جو بڑی بڑی ریاضتوں میں بھی میسر نہیں ہو سکتے -

بارش کا یہ سلسلہ اگلے دن بھی جاری رہا جس کی وجہ سے اس تحصیل سنام گنج کا جلسہ یوں بھی نہ ہو سکا جس کے لئے ہم نے پہنچنے کی سعی کرتے ہوئے رات کی تاریکی، باد و باراں اور طوفان کے خطرہ کی کوئی پرواہ نہ کی تھی -

## کرامت اور قبولِ دعا

اس خطرناک سفر پہ روانگی کے وقت خدا کی شان تھی کہ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہٗ کو سلہٹ ہی میں آرام کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا - جبکہ وہ کسی دورہ میں علیحدہ نہیں رہے -

پھر رخصت کرتے وقت انہوں نے اپنی مبارک عادت کے مطابق جو دعائیں کیں - اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول فرما لیا - اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمیں رخصت کر کے حضرت مولانا طوفان کے آنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گئے کہ اے اللہ میرے ساتھیوں پر رحم فرما - میں تنہا مغربی پاکستان جا کر دوستوں سے کیا کہوں گا -

اللہ اکبر - سارے عناصر اور تمام اسباب اسی خالق عناصر و اسباب کے قابو میں ہیں - جیسے چاہے کرے - جس کی چاہے جان لے - جس کو چاہے عزت و حفاظت عطا کرے -

**واپسی** جب ہم خیریت سے واپس سلہٹ پہنچے سب نے اور حضرت مولانا موصوف نے اور صاحب خانہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا - اگلے روز سے ہم نے باقی پروگرام کے لئے دورہ شروع کر دیا - والحمد للہ والحمد فی الاولیٰ والآخرہ

# ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام کا دورہ مشرقی پاکستان

## خطرناک طوفان کی مختصر رپورٹ

۲ مئی بروز جمعہ ہوائی جہاز پر حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی روانہ ہو کر عصر کو ڈھاکہ پہنچے - جہاں دوست احباب استقبال کے لئے موجود تھے - آپ اسی رات کو ۱۱ بجے ریل گاڑی پر حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب امیر صوبائی حضرت مولانا شمس الدین صاحب ناظم صوبائی - حضرت مولانا عبد الجبار صاحب صدر مقامی جمعیۃ ڈھاکہ کے ہمراہ سعید پور ضلع رنگ پور کے مدرسہ کے سالانہ جلسے پر چلے گئے -

۴ مئی کو واپس آئے - آپ نے ساڑھے بارہ ہزار روپے کی رقم مقامی ارکان جمعیۃ کے حوالہ کر دی، مقامی جمعیۃ علماء اسلام نے طوفان زدگان کی جو خدمات انجام دی ہیں اور ابھی تک دے رہے ہیں ان کی تمام مسلمان داد دے رہے ہیں - اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے - آمین!

خود ارکان جمعیۃ بمعہ رضاکاروں کے طوفان زدوں کے پاس پہنچے - جن کی قابل رحم حالت دیکھی نہیں جا سکتی - ان تک کپڑے پہنچائے - کھانے کے انتظامات کئے - برتن دیئے - مسلمانان ڈھاکہ نے فراخدلی اور بڑی ہمدردی کا ثبوت دیا -

طوفان کیا تھا - عذاب الٰہی تھا - جس نے ایک منٹ کے اندر اندر کچے اور پختہ مکانوں کو پیوند زمین کر دیا سات سات من وزنی لوہوں کو اٹھا دیا - انسانوں کو اٹھا کر دو میل دور عضو عضو جدا کر کے پھینک دیا - کسی نے دیوار کی پناہ لی تو دیوار گر گئی اور وہ نیچے دب گیا - یہ طوفان نہ سمندری تھا، نہ دریائی - یہ ہوا کا طوفان تھا - جو چار سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا - اور ڈھاکہ دوسرے مقامات کے علاوہ ڈیمرا بھدائی کا کارخانہ تباہ کر کے رکھ دیا اور ضلع کومیلا میں جہاں سے گزرا وہاں مکانات، مساجد و مدارس کا نام و نشان تک مٹا دیئے - یہ طوفان تقریباً آدھ میل کی چوڑائی میں بگولوں کی شکل میں آیا - اس میں بجلی اور آگ بھی تھی - یہاں کا منظر عاد و ثمود کی بستیوں کا سا تھا - خاویۃ علیٰ عروشہا کا نمونہ تھا -

۵ مئی کو ارکان جمعیۃ کی میٹنگ دفتر واقعہ شوکت علی روڈ میں ہوئی - اسلامی مدارس، طوفان زدہ افراد مکانات کی تعمیر وغیرہ خدمت کے لئے راستے مقرر کی گئیں - کام پہلے سے ہو رہا ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اگر وہ ان طوفان زدوں کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو جمعیۃ علماء اسلام کی معرفت ہر طرح مدد دے سکتے ہیں -

۵ مئی ۱۹۶۹ء کو دن کے وقت حضرت مولانا ہزاروی صاحب نے بمعیت حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب و حضرت مولانا محی الدین خاں صاحب کے طوفان زدہ علاقہ کا دورہ کیا -

یہ طوفان قیامت کا نمونہ اور قہری تجلی کا پرتو تھا جس سے چشم زدن میں کروڑوں کا نقصان اور ہزاروں انسانی جانوں کا ضیاع ہوا - جمعیۃ کے علماء نے ان میں پسماندگان کو توبہ کی نصیحت کی - نماز کی تاکید کی الحمد للہ تعالیٰ ان کا بہترین اثر ہوا -

## اظہار تشکر

میری اہلیہ مرحومہ کے انتقال پر پاکستان سے بے شمار عزیز و اقارب اور احباب نے تعزیت کے تار اور خطوط بھیجے ہیں - میں فرداً فرداً سب کو جواب دینے سے معذور ہوں - لہٰذا رسالہ ترجمان اسلام کے ذریعہ میں ان تمام عزیزوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں - جنہوں نے اس حادثہ فاجعہ میں میرے ساتھ ہمدردی کی ہے - نیز درخواست کرتا ہوں کہ مرحومہ کو پھر بھی ایصال ثواب میں یاد رکھیں - کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے - اور میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو دیار رسولؐ کی حاضری کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے -

دعاگو

شیخ محمد اسماعیل جالندھری مہاجر مدینہ منورہ
متصل باب مجیدی ص - ب ۲۲۲ سعودی عرب

# اب صرف دینی رہنمائی کی ضرورت ہے

(احمد حسین کمال)

مغربی سامراج کے حلقۂ استبداد و استعمار سے ملتِ اسلامیہ کو نجات دلانے کے لئے سوڈان و الجزائر سے لے کر پاک و ہند تک علماء دین نے جو عظیم جدوجہد جاری رکھی وہ تاریخ اسلام اور تاریخ حریت کا منفرد و بے مثال باب ہے۔ اور کم و بیش دو سو سال کی مدت پر پھیلا ہوا ہے۔

ان علماء حق کے سامنے اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں تھا کہ اسلام کا غلبہ قائم ہو۔ اور اسلام کی دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رہے۔

ان کے نزدیک اسلام کی وہی تعبیر صحیح تھی جسے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے متبعین اسلاف کرام رحمہم اللہ علیہم نے اختیار فرمائے رکھا۔

اور ان کی تمنا تھی کہ اسلام ایک بار پھر اسی تعبیر کے مطابق عملاً قائم کر دیا جائے۔

لیکن فرنگی سیاست کی کرشمہ کاریوں نے علماء حق کی جاری کردہ جدوجہد کو سبوتاژ کرنے کے لئے مختلف پہلوؤں سے نقب لگایا

- اولاً عقلیت و سائنس کے نام پر مسلمانوں کو اسلام سے مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش کی،
- ثانیاً جدید تعلیم و تہذیب کے ذریعہ ان کے دماغوں سے دین کے اثرات زائل کرنے کا دام رنگیں پھیلایا۔
- ثالثاً۔ اسلام کے نام سے ہی ان کے اجماعی عقاید و مسائل کو چیلنج کیا۔
- رابعاً ان کی ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ختم نبوت کے تاریخی عقیدہ کو کمزور کرنے کا راستہ نکالا۔
- خامساً۔ حریت طلبی کے مقاصد کو وقتی مسائل کے ساتھ خاص کرا کر اسلام کی منزل مقصود تک پہنچنے سے انہیں باز رکھنے کا جتن کیا۔
- سادساً۔ مقامی غیر مسلم طاقتوں کو شہ دے کر ان کا حریف بنا کر کھڑا کیا۔
- سابعاً مسلمان ملت کی راہنمائی کا رشتہ، وقتی مسائل کھڑے کر کے علماء کے بجائے غیر علماء افراد کے ہاتھوں تک پہنچایا۔

اور اس طرح عملاً دین سے اور دینی رہنمائی سے مسلمانوں کو کاٹ کر ایک ایسے مقام پر پہنچا دیا۔ جہاں حصولِ آزادی کے بعد اسلام سے مقدم دوسرے مسائل بن گئے۔

اور جن کی پیچیدگیاں آئے دن بڑھتی چلی گئیں۔

— عرب کے مسلمان کو یہودیت کی زد میں دے دیا۔

— پاکستان کے مسلمان کو ہند بھارت کا نشانہ بنا دیا

— اور کشمیر سے قبرص تک، انڈونیشیا سے مراقش تک مسلمانوں کے گروہ بیش گوناگوں متعارض و متضاد مسائل کا ایسا درپیچ جال تن دیا۔ جن کی وجہ سے ان کے لئے نہ صرف وحدتِ اسلامیہ کی طرف قدم بڑھانا ممکن نہیں رہا بلکہ مقامی طور پر وحدتِ ملی کا حصول بھی دور تر ہو گیا اور سامراجی طاقتوں بالخصوص امریکہ کی اقتصادی و معاشی محتاجی سب پر مسلط ہوتی چلی گئی۔

ظاہر ہے کہ سامراجی طاقتوں کے اس پھیلائے ہوئے پُر فن جال کو توڑے بغیر نا ممکن ہے کہ وحدت اسلامی کی اساس پر مبنی ملتِ اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کا دور واپس آسکے۔

اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکے گا۔ جبکہ مسلمان ملت کی راہ نمائی کا سرا مجموعی طور پر علماء دین کے ہاتھوں میں چلا جائے۔

اصحاب اقتدار سے لے کر ایک عامی مسلمان تک اور ایک مسلمان فرد سے لے کر سیاسی اور غیر سیاسی جماعتوں تک سب ہی یہ طے کر لیں کہ ان کے مقاصد اور پروگرام دین کے جاننے والوں اور اسلام کا کماحقہٗ علم رکھنے والوں کی راہنمائی اور نگرانی میں انجام پائیں گے۔

دنیا اس وقت دو کیمپوں میں تقسیم ہے۔
سامراجی کیمپ اور اشتراکی کیمپ

سامراجیت اسلام اور مسلمانوں سے کسی نہ کسی صورت میں ۱۴ صدیوں تک نبرد آزما رہی ہے۔ لیکن ہمہ گیر غلبہ و تسلط حاصل کر لینے کے باوجود اور ہر طرح کے حربے استعمال کرنے کے بعد بھی وہ اسلام کو مٹانے، مسخ کرنے اور امت مسلمہ کو نیست و نابود کر دینے میں ناکام رہی۔

اور اب یہ اس کی فطری خواہش ہے کہ ابھرتی ہوئی اسلامی طاقت اشتراکی کیمپ سے ٹکرا کر مزید ابھرنے کے قابل نہ رہے۔ اور اس کی ابتدائی صلاحیتیں اپنے آپ کو مضبوط بنانے اور سامراجیت کے اثرات کا قلع قمع کرنے کی تیاریاں کرنے کے بجائے موجودہ خام حالت میں ہی اشتراکیت کی زد کے سامنے آجائیں

برطانیہ نے یہ کھیل متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں کو کھڑا کر کے کھیلا۔

اور مشرق وسطیٰ میں یہودیوں کو منظم کر کے مسلمان عربوں کو ان کی زد کے حوالہ کیا۔

ان دونوں صورتوں کے سنگین نتائج سب کے سامنے موجود ہیں۔

اب عالمی پیمانہ پر مغربی سامراج اس کھیل کا آغاز انڈونیشیا و پاکستان سے لے کر ترکی و الجزائر تک کرنا چاہتا ہے۔

اور وہ مسلمانوں کے اندر بھی ایسے دو گروپ تشکیل دینے کی خفیہ سرگرمیوں میں مصروف ہے جو اشتراکیت کے سوال پر باہم ٹکرا جائیں۔

اس نازک صورت حال سے نجات حاصل کرنے، سامراجی سازشوں کو ناکام بنانے اور اشتراکیت کے خطرے سے محفوظ رہنے کا واحد چارہ کار یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کی رہنمائی تمام و کمال، دینی اساس پر قائم کی جائے اور ثقہ اصحاب دین کے ذریعہ راہ عمل کا تعین کیا جائے۔

صرف اور صرف اس طرح ہی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے۔

علماء حق کی ہمہ گیر اور بے لوث رہنمائی ہی ملت اسلامیہ کو موجودہ گرداب سے نکالنے کا قابل اعتماد و مضبوط ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔ جس طرح ماضی میں فرنگی استعمار کے خوفناک منصوبوں کے اثرات سے علماء کی طویل جدوجہد و قربانیوں نے اسلام اور ملت اسلامیہ کی حفاظت کی اس کے سوا ہر تدبیر مزید خطرات کو دعوت دینے کا موجب بنے گی۔ (کمال)

## بقیہ - مشرقی پاکستان

۷۔ حضرت مولانا سید لطف الرحمٰن صاحب مولوی بازار خازن
۸۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کلیر گاؤں سالار
۹۔ حضرت مولانا رئیس الدین صاحب مہتمم مدرسہ رائے پور رکن شوریٰ
۱۰۔ حضرت مولانا عبدالمعید صاحب گھیاس پور ،،
۱۱۔ حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ دارالعلوم مولوی بازار ،،
۱۲۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب ،،
۱۳۔ حضرت قاری محمد طیب صاحب دلپ پور ،،
۱۴۔ جناب محمد مسلم خاں صاحب ،،
۱۵۔ حضرت مولانا شناور علی صاحب بلئے پور ،،
۱۶۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مہتمم مدرسہ بصیر محل ،،
۱۷۔ جناب امین الدین صاحب رحمانیہ بسکٹ فیکٹری مولوی بازار ،،
۱۸۔ حضرت مولانا عبدالنور صاحب جگن ناتھ پور ،،
۱۹۔ حضرت مولانا شیخ محمد علی صاحب لولورام پور ،،
۲۰۔ حضرت مولانا بشیر الدین صاحب گور کمن ،،
۲۱۔ حضرت مولانا مدثر علی صاحب بوڑولیکھا ،،

سلہٹ کانفرنس - مولوی بازار اور حبیب گنج کے عظیم اجلاسوں میں بڑی اہم قرار دادیں پاس ہوئیں جن کی اشاعت اب بعد از وقت ہے۔

# علم و دانش کی شمع بجھ گئی

تقسیم ہند کے بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد اور جناب ڈاکٹر ذاکر حسین رحمہم اللہ ہندوستان کے مسلمانوں کا آخری سہارا تھے۔ حضرت مدنی رح، مولانا حفظ الرحمن اور مولانا آزاد رحمہم اللہ کے اس دار فانی سے کوچ کرنے کے بعد ہندی مسلمانوں کا آخری سہارا ڈاکٹر ذاکر حسین تھے۔ وہ بھی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

وفات سے برصغیر ایک ممتاز ماہر تعلیم سے محروم ہو گیا اور سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ بھارت کے پانچ کروڑ سے زیادہ مسلمان ایک بہت بڑے سہارے سے محروم ہو گئے۔

ہندوستان کی سیاسی تحریک سے ان کی وابستگی تحریک خلافت کے دور سے تھی۔ تحریک خلافت کے دور میں انہوں نے ترک موالات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کا شمار ہندوستان کے گنے چنے تعلیمی ماہرین میں ہوتا تھا ۱۹۲۵ء میں برلن سے واپس آکر آپ جامعہ ملیہ سے وابستہ ہو گئے۔ جامعہ ملیہ وہ عظیم درسگاہ ہے۔ جس کا سنگ بنیاد اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا تھا۔ جامعہ کے پہلے امیر حکیم اجمل خاں مرحوم تھے۔ ان کے بعد یہ منصب مولانا محمد علی جوہر، ڈاکٹر انصاری اور خواجہ عبدالمجید کے پاس رہا۔ ڈاکٹر صاحب شیخ الجامعہ مقرر ہوئے۔ اور آپ اس منصب پر ۱۹۴۸ء تک کام کرتے رہے۔ جامعہ کی ترقی میں ڈاکٹر صاحب نے نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۸ء کے بعد آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی میں وائس چانسلر کی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا۔ ڈاکٹر صاحب کا شمار ملک کے بہترین ماہرین اقتصادیات میں ہوتا تھا۔ حقیقت میں آپ کا اصل میدان تعلیم ہی تھا۔ انہوں نے تعلیم سے متعلق متعدد بین الاقوامی اجتماعات میں بھارت کی نمائندگی کی۔

ہندوستان کی تاریخ میں ڈاکٹر ذاکر حسین ایک شخصیت سے زیادہ ماہر تعلیم کی حیثیت سے یاد کئے جائیں گے۔ آپ نے متعدد کتابیں اردو اور انگریزی میں تعلیم کے موضوع پر لکھیں۔

مئی ۱۹۶۲ء میں آپ بھارت کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ اور مئی ۱۹۶۷ء میں آپ بھارت کے صدر منتخب ہوئے آپ ہندوستان کے پہلے آئینی صدر تھے۔ ان کی بے نیازی کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، کہ جب صدارتی الیکشن کے موقع پر صدارتی انتخاب کے نتائج کا انتظار بھارت کے ہر شہر میں ہر ایک شخص کو تھا جسے سیاسیات میں ذرہ بھر بھی دلچسپی تھی۔ لیکن اس موقع پر بھارت کا منتخب ہونے والا صدر نتائج سے قطعی لاپرواہ تھا۔ جب انہیں فون پر صدارتی انتخاب میں کامیاب ہونے کی اطلاع کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب بڑے آرام سے سو رہے ہیں۔ یقیناً وہ ایک باکردار انسان تھے۔ ان کی دیانتداری، سچائی اور خلوص کا رہتی دنیا تک چرچا رہے گا۔ ان کی ہمہ گیر شخصیت میں قدرت نے بیک وقت وہ نادر خوبیاں ودیعت کی تھیں جو شاذ و نادر ہی کسی شخصیت میں جمع ہوتی ہیں۔ ان کا بے لگاؤ، بے پناہ خلوص، حصول مقصد کی لگن اور مرنجاں مرنج پیاری شخصیت بلا امتیاز نسل و مذہب ہر ایک سے خراج تحسین حاصل کر لیتی تھی۔ وہ ایک باکردار اور سچے مسلمان تھے۔ ان کی وفات پر ساری دنیا نوحہ کناں ہے۔

اس نازک دور میں ان کی وفات ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ڈاکٹر صاحب مرحوم جیسی شخصیت کا پیدا ہونا مشکل ہے۔ اس موقع پر آپ کی جدائی ایک انتہائی قابل، مخلص اور عظیم شخصیت سے محرومی ہے۔ ہم اس عظیم حادثہ پر ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنی مخلصانہ تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان بے سہاروں کی خود حفاظت فرمائے اور ان کو ڈاکٹر صاحب کا نعم البدل عطا فرمائے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

(خورشید بھیروی)

---

موت العالِم، موت العالَم

## اک دیا اور بجھا اور بڑھی تاریکی

اوکاڑہ شہر کے مجاہد خطیب، سیوہارہ کے علمی خاندان کے چشم و چراغ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مرحوم و مغفور (امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال) گذشتہ ہفتہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رح کے تلمیذ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید با صفا تھے اور دارالعلوم دیوبند کے فرزند کبیر عرصہ چالیس سال سے تقریباً اوکاڑہ میں اسلام و دین، ملک و ملت کے بے لوث و مخلصانہ خدمات سرانجام دیتے چلے آرہے تھے استخلاص وطن اور جنگ آزادی میں آپ نے جمعیۃ علماء کے نظام کے مطابق خوب مجاہدانہ کام کیا۔

آپ کے صدقات جاریہ و ساریہ ہیں۔ منجملہ ان کے جامع مسجد عیدگاہ۔ جامعہ محمودیہ۔ مدرسہ بیت الصالحات وغیرہ اور مختلف دینی مدارس اسلامی مکاتب اور چوک میں بہت سی مساجد ہیں۔

(غالباً) یوم وصال اپنے استاذ علامہ سید انور شاہ کشمیری محدث کبیر رح ۲ صفر المظفر پایا۔ آپ کے جنازے میں ہزارہا سوگوار مسلمانوں نے شرکت کی۔ جس میں مختلف مکاتیب فکر سے متعلق لوگ تھے۔

جمعیۃ علماء اسلام اوکاڑہ کے زیر اہتمام تعزیتی اجلاس، مدرسہ بیت الصالحات کے چوک میں بصدارت سید امیر حسین شاہ صاحب گیلانی ناظم جامعہ مدنیہ بصدارت الحاج شیخ ظہور احمد صاحب منعقد ہوا۔ متعدد شعراء نے منظوم کلام پڑھا۔ مولانا معین الدین ناظم جامعہ محمدیہ اور فاضل حبیب اللہ جالندھری ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال نے مولانا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے تعزیتی قرارداد اور مولانا کے سوانح و اوصاف بیان کئے۔ مولوی برکت علی صاحب نے مرثیہ پڑھا۔

(فاضل حبیب اللہ ناظم اعلیٰ جامعہ رشیدیہ ساہیوال مغربی پاکستان)

---

## مولانا محمد اکرم صاحب کو صدمہ

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم مولانا محمد اکرم صاحب کے برادر اکبر صوفی محمد اسلم صاحب گذشتہ جمعرات کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت دیندار اور متقی مسلمان تھے علماء اور مشائخ کی خدمت ان کا شیوہ تھا۔ زندگی کا اکثر حصہ تبلیغی جماعت کے ساتھ گذرا۔ ان کی موت مولانا محمد اکرم صاحب اور مرحوم کی اولاد کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محترم صوفی صاحب کی لغزشوں کو معاف فرمائے ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی اولاد کی خدا خود حفاظت فرمائے۔ (ادارہ)

## جانباز مرزا کی اہلیہ انتقال کر گئیں

ماہنامہ تبصرہ کے مدیر اور ممتاز شاعر مرزا غلام نبی جانباز کی اہلیہ ۶۹/۵/۶ بروز منگل ایک ماہ کی علالت کے بعد اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!

مرحومہ پابند صوم و صلوٰۃ اور نہایت نیک خاتون تھیں۔ جنازہ میں مجلس احرار اسلام، جمعیۃ علماء اسلام کے لیڈروں اور ورکروں کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ مولانا سید ابوذر بخاری نے پڑھائی۔ ہم اس غم میں مرزا صاحب اور مرحومہ کے لواحقین کے ساتھ برابر کے شریک ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔ (ادارہ)

## مرزا غلام نبی جانباز کی خدمت میں ہدیہ تبریک

ماہنامہ تبصرہ لاہور کے مدیر اعلیٰ اور تحریک آزادی کے مشہور کارکن محترم مرزا غلام نبی جانباز کے فرزند اکبر مرزا خالد جانباز کی شادی خانہ آبادی گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام سکنڈ کے امیر مولانا محمد شریف صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ بخیر و خوبی سرانجام پائی۔

ہم اس تقریب سعید کے سلسلہ میں محترم مرزا صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ دونوں خاندانوں میں اتحاد و اتفاق کی دولت سے نوازے۔ آمین! (ادارہ)

সাপ্তাহিক WEEKLY
তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۲۲ پیسے

# عمل کی ضرورت

ذیل میں زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت علامہ قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم کی ایک تقریر ہے جو حضرت مدظلہ نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں ارشاد فرمائی تھی درج ذیل ہے۔ اس تقریر کو حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قاسمی مدظلہ نے قلمبند فرمایا۔ اسے ہم حضرت قاری صاحب مدظلہ سے نظرثانی کرائے بغیر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہے ہیں ...... (ادارہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا۔ میرے محترم بزرگو!

میں نے اس وقت حضرت مولانا کی خدمت میں معذرت پیش کی تھی۔ کہ آج تقریر سے معاف فرمایا جائے۔ کیونکہ مسلسل پانچ چھ روز سے سفر رہا ہے۔ تعب اور تھکان تھی مگر چونکہ اعلان ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کا احترام باقی رکھنا مقصود ہے۔ تقریر کے لئے طول لازم نہیں بلکہ نصیحت ایک منٹ کی بھی مفید ہوتی ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا۔ عظنی یا رسول اللہ واوجز۔ کیونکہ حضرات صحابہ کرام کو علم کا زیادہ شوق تھا بلکہ عمل کی خواہش ہوتی تھی۔ اس لئے کہ ان کی زندگی محض عمل تھی۔ آپ نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا اور وعظ کو طول بھی نہیں دیا۔ صل صلوٰۃ مودع کہ نماز ایسی پڑھو کہ جیسے شاید یہ آخری نماز ہو۔ یعنی انتہائی خضوع و خشوع ہو۔ دیکھیے وعظ ایک سیکنڈ کا تھا۔ اس حدیث میں غور کیا جائے تو بہت سے مواعظ اس میں مضمر ہیں۔ کیونکہ یہ کلام پیغمبر ہے۔ پیغمبر بھی وہ جن کو علمی معجزہ دیا گیا جامع ترین عبادت کی تلقین کی گئی اور اس کے اوصاف اور آداب (خضوع و خشوع) کی تاکید کی گئی۔ اس میں ایک اور چیز کی نصیحت بھی ہے کہ جب آخری نماز سمجھ کر پڑھے گا، تو پانچوں وقت تذکر موت بھی ہو جائے گا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز میں دایاں سلام پھیر کر امید نہیں ہوتی کہ بایاں سلام پھیر سکوں گا یا نہیں۔ الحاصل اس میں جہاں نماز کی تاکید ہے وہاں تذکرہ بالموت کی ہدایت کی گئی۔ کیونکہ یہ بھی مجاہدہ ہے حدیث شریف میں ہے۔ اکثروا ذکر ھاذم اللذات الموت۔ جو امیدوں کا محل انسان تیار کرتا ہے۔ مراقبہ موت اسی کو منہدم کر دیتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ روزانہ پانچ وقت قبر اس کو پکارتی ہے۔

ان پانچ اوقات میں قبر بھی موت کو یاد دلاتی ہے۔ یہ تکوینی طور پر داخلی تذکر ہے۔ وہاں اختیاری طور پر تھی۔ تذکر کی ہدایت کی گئی۔ اس لئے کہ موت کی یاد آخرت کی یاد ہے۔ گویا عالم آخرت کی طرف توجہ دلائی گئی کہ اس زندگی میں اتنا منہمک نہ ہو جائے۔ کہ دوسرے عالم کی فکر بھی نہ رہے۔ ذرا سی حدیث میں دنیا کی بے ثباتی کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا کہ راحت اور مصیبت دنیا کی سب ختم ہونے والی ہیں۔ آخرت کی راحت اور مصیبت فانی نہیں۔ اس حدیث میں بھی اتنی چیزیں آگئیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم کا بڑھاتے رہنا پسندیدہ نہیں جب تک علم کے ساتھ عمل نہ ہو۔ شرعاً محض اور تفکر و تدبر مقصود نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ علمنا غرائب العلم الحدیث۔ آپ نے فرمایا:۔ ھل عرفت راس العلم۔

اس نے کہا۔ ماشاء اللہ۔ آپ نے فرمایا ھل عرفت راس العلم قال ماشاء اللہ۔ فرمایا:۔ ھل عرفت الموت قال ماشاء اللہ۔

فرمایا جب تجھے یہ دو علم حاصل ہیں۔ پہلے ان دو کا حق ادا کر کے آ۔ پھر ہم تجھے اور بتائیں گے۔ معلوم ہوا کہ محض معلومات میں اضافہ کرنا کوئی مقصود نہیں ہے۔ جب تک عمل کا اس کے ساتھ تعلق نہ ہو۔ ایک آدمی بیٹھا باتیں کر رہا تھا لوگ اس کے گرد جمع تھے۔ آپ کے دریافت کرنے پر لوگوں نے کہا کہ ایک بڑا علامہ ہے۔ جو انساب اور اشعار کا حافظ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ علم لاینفع بہ جہل ولا انما العلم ایاتہ محکمۃ لسنۃ قائمۃ فریضۃ عادلۃ۔ بہرحال آپ نے اس طرف رہنمائی فرمائی۔ کہ جس علم کے ساتھ عمل متعلق نہ ہو۔ وہ کوئی مقصود نہیں اور زیبا نہیں۔

قرآن مجید میں ہے یسئلونک عن الروح۔ اسلوب حکیم پر جواب دیا گیا۔ قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کیونکہ حقیقت روح معلوم ہونے پر کوئی عمل اس سے متعلق نہیں۔

اور جگہ ہے:۔ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا فیم انت من ذکرٰھا۔ بہرحال ایسا علم جس سے عمل کا تعلق نہ ہو۔ شریعت اس کو پسند نہیں کرتی۔ حدیث شریف میں ہے۔ اوصنی یا رسول اللہ واوجز قال اللہ ولا ایاک والغضب۔ غصہ پر قابو پانے کی وجہ سے انسان زندگی کے آدھے فتنوں پر قابو پالیتا ہے۔

الغرض میں معذرت بیان کر رہا تھا کہ تعب کی وجہ سے بیان کا خیال نہیں تھا۔ طبائع کا شرع نے بھی لحاظ رکھا ہے۔ وضو کا خلیفہ تیمم اسی لئے مقرر کیا گیا بیمار آنے کی چیز چھوڑی رہتی ہو، تو نماز توڑ دو۔ حکومت کے قانون رد کھے ہوتے ہیں۔ شریعت کے قانون میں رحمت ہوتی ہے۔ (باقی آئندہ)

# جمعیۃ علماء اسلام کا لائحہ عمل

(یہ قرارداد جمعیۃ کی مرکزی جنرل کونسل کے اجلاس منعقدہ ۴۔ جنوری ۱۹۶۹ء بمقام ڈھاکہ منظور کی گئی)

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مجلس عمومی کا یہ اجلاس اس اعلان کی تجدید کرتا ہے کہ پاکستان اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا تھا، اور اسی بنیاد پر ہی پاکستان ترقی کرسکتا ہے

جمعیۃ علماء اسلام تمام مساعی صرف اس لئے بروئے کار لاتی ہے کہ:-

مستقبل میں پاکستان کے آئین کو خالص اسلامی اور جمہوری بنایا جائے

اسلام کا سیاسی، معاشی، معاشرتی نظام ملک میں نافذ ہو۔

غیر اسلامی قوانین کی تنسیخ اور اسلامی قوانین کی تدوین و اجراء کا کام جلدی تکمیل پذیر ہو۔

اس عظیم مقصد سے ذرہ بھر انحراف جمعیۃ کے لئے ممکن نہیں

اس مقصد پر اگر جمعیۃ کے ساتھ کوئی بھی جماعت اشتراک عمل اور تعاون کرتی ہے تو جمعیۃ اس کا خیر مقدم کرے گی۔

لیکن اس مقصد کو نظر انداز کر کے جمعیۃ کسی جماعت سے اشتراک نہیں کرے گی

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مجلس عمومی کا یہ اجلاس بی، ڈی سسٹم اور بنیادی جمہوریت کے طریق کار کو قطعاً غیر جمہوری سمجھتا ہے، اور اس یقین کا اظہار کرتا ہے کہ بی، ڈی سسٹم کے ذریعہ اچھی حکومت قائم کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے جمعیۃ دوسری سیاسی جماعتوں کو بھی دعوت دیتی ہے کہ وہ اس طریق انتخاب کے سلسلہ میں متحدہ طور پر کوئی قدم اٹھانے پر غور کریں۔

---

# جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کی کانفرنس منعقدہ ۴، ۵ جنوری ۱۹۶۹ء کیلئے

# جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کا پیغام

جانشین شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان جو جمعۃ الوداع کے دن پولیس کے تشدد کے سبب سے شدید زخمی ہونے کے باعث میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں کا تحریری پیغام جو مشرقی پاکستان کی عظیم الشان کانفرنس میں مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے پڑھ کر سنایا۔

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم الایۃ۔ انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

جناب صدر گرامی قدر معزز و محترم بزرگانِ دین علماء کرام و حاضرینِ مجلس! جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کی عظیم الشان تاریخی کانفرنس کی مجلس استقبالیہ نے بڑے اصرار کے ساتھ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی تھی۔ اور خود میرا بھی بے حد اشتیاق تھا کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی اس عظیم تاریخی کانفرنس میں آپ دوستوں اور بھائیوں سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتا۔ لیکن اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ بات منظور نہ تھی۔ اس لئے بستر علالت سے آپ بھائیوں کی خدمت میں یہ ہدیۂ مسنونہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے ساتھ چند گذارشات لکھ رہا ہوں لاہور میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر جمعیۃ علماء اسلام کے جلوس کے ساتھ جس کی قیادت کا بار اکابر نے میرے ضعیف کندھوں پر ڈال دیا تھا۔ حکام کے ایماء پر پولیس نے جو ظالمانہ سلوک کیا۔ اس کی تفصیلات سے میرے بزرگ دوست واقف ہوں گے۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے ہر طبقہ کے لوگوں نے اس پر رنج و غم کا اظہار کیا ہے لیکن مجھے اس پر ایک گونہ مسرت اور خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بزرگانِ دین اور اکابر جمعیۃ علماء اسلام کے حکم کی تعمیل میں اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے ہمیں امتحان کی خاطر چنا اور اس آزمائش میں ثابت قدمی کی توفیق دی۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مزید ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔

بزرگانِ محترم! آج پورے ملک کا باشعور دینی و سیاسی طبقہ آپ کے شہر ڈھاکہ میں قوم کے مستقبل پر غور کرنے اور قومی زندگی کی اکیس سالہ ناکامیوں کی وجوہات تلاش کرنے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھا ہے۔ اپوزیشن پارٹیاں اپنے اپنے اجتماعات کر کے قومی مسائل پر اظہار خیال کر رہی ہیں اور علماء حق کی سب سے ذمہ دار تنظیم جمعیۃ علماء اسلام بھی قوم کی قیادت کے فرض سے غافل نہیں اور اس کے راہنما بھی آج پاکستان کی قومی زندگی کے بارہ میں اہم فیصلے کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علماء حق کی اس جماعت کو ملکی امور میں صحیح فیصلے کرنے کی توفیق دے اور ان فیصلوں میں ملک و ملت کی بہتری کے لئے برکتیں ڈالے۔

بزرگو اور دوستو!

میرا یہ یقین ہے کہ ہمیں اندرونی یا بیرونی طور پر جس قدر مسائل کا سامنا ہے۔ ان سب کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ ہم نے خدا اور اس کے دین کا دامن چھوڑ دیا ہے ہم اپنی بری بھلی محدود زندگی پر قانع ہو کر قومی تقاضوں کو نظر انداز کر چکے ہیں۔ ہمارے پڑوس میں ہندوستان کے کروڑوں مسلمان بھائی ہندوؤں کی درندگی کا شکار ہیں کشمیر آج تک بھارت کے قبضہ میں ہے۔ قبرص پر یونانیوں کے مظالم ہم روزانہ سنتے ہیں۔ ہمارے قبلہ اول بیت المقدس کو یہودیوں کے ناپاک قدم روند رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ہم سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، اخباروں میں پڑھتے ہیں۔ مگر ہماری غیرت و حمیت میں کوئی جوش نہیں آتا۔ آج سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہماری وہ قومی زندگی کہاں گئی جس پر ہم ناز کیا کرتے تھے۔ وہ ابوبکرؓ کی صداقت، عمرؓ کی عدالت عثمانؓ کی حیا اور علیؓ کی شجاعت کہاں گئی؟ آخر یہ ہماری زندگی کا ہی ایک حصہ تھا۔

بزرگو اور دوستو!

آؤ آج ہم عہد کریں کہ ہم اس پاک ملک کو صحیح معنوں میں پاکستان بنانے کی جد و جہد کو آگے بڑھائیں گے اسلامی قوانین کے نفاذ اور غیر اسلامی قوانین کی تنسیخ کی مہم کو آگے بڑھائیں گے اور جب تک نظریہ پاکستان کی تکمیل کر کے پاکستان کو علمی عملی اور نظریاتی طور پر پوری دنیا کے مسلمانوں کی امیدوں اور تمناؤں کا صحیح مرکز و محور نہیں بنا لیں گے ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے آج بیت الحکم سے بیت المقدس تک مسلم قوم اور غریب عوام ظلم و تشدد کی چکی میں بری طرح پس رہے ہیں۔ ہم نے ان کو اس ظلم و تشدد سے نجات دلا کر ایک سچے مومن کی امن و سلامتی سے بھرپور زندگی سے آشنا کرنا ہے۔ ہماری ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں اور ہمارے کندھے بہت نازک ہیں آؤ اس بارگاہ سے امداد و توفیق کی درخواست کریں۔ جو مانگنے والوں کو کبھی خالی نہیں لوٹاتا اور چاہنے والوں کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔

اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم کمزور و ناتواں ہیں۔ تیری طاقت و قوت لازوال ہے۔ ہم بے کس ہیں تو قدیر ہے۔ ہم بے بس ہیں تو حکیم ہے۔ ہم کچھ بھی نہیں تو سب کچھ ہے۔

اے اللہ! اپنے حبیب سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں اپنے دین کی سربلندی کی جد و جہد کے لئے قبول فرما۔ ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم پاکستان کو تیری مرضی اور تیرے حبیب علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ایک اسلامی ریاست بنا سکیں۔ ہمیں ساری دنیا کے مسلمانوں کی عزت و آبرو کا محافظ بننے کی توفیق دے ہمارے بازوؤں میں وہ قوت دے کہ ہم کشمیر، قبرص، فلسطین اور دوسرے علاقوں کو غاصبوں کے قبضہ سے چھڑا سکیں۔

آج ہمارا سب سے بڑا مسئلہ دین اسلام کا تحفظ اور پاکستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ اور غیر اسلامی قوانین کی تنسیخ ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، اور حصول پاکستان کی جد و جہد میں بڑے زور و شور سے یہ نعرہ لگایا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ اسی نعرہ پر برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے اپنا سب کچھ قربان کر کے اس مقصد کو حاصل کیا تھا۔ ہزاروں لاکھوں نوجوان اور بچے اس مقصد کی خاطر قربان کئے گئے تھے۔ اور ہزاروں مسلم دوشیزائیں آج بھی اس نعرہ کی عزت و آبرو پر اپنی عزت و آبرو کو قربان کر کے ہندوؤں اور سکھوں کے گھروں میں ان کے بچوں کو جنم دے رہی ہیں۔ مسلمان تو رہے ایک طرف، غیر مسلموں حتیٰ کہ عیسائیوں نے بھی لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ سن کر پاکستان کی جد و جہد میں شرکت اختیار کی تھی۔ جیسا کہ ایک مشہور مسیحی لیڈر جوشوا فضل دین نے اس حقیقت کا اعتراف ان لفظوں سے کیا ہے کہ "مسیحی اقلیت نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان کو اس لئے پسند کیا تھا کہ اس اسلامی مملکت میں قرآنی تعلیم کے مطابق مومن کے بعد مسیحی کا رتبہ ہوگا۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور یہاں قرآن و سنت کے مطابق قوانین نافذ کئے جانے چاہئیں"۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام لاہور

ایڈیٹر احمد حسین کمال ۔ مدیر معاون ، حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیری

جاری کردہ
حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگرانِ اعلیٰ
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

نگران
حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

جلد ۱۲ | جمعہ ۲۷ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۶۹ء ۔ قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۳

# مشرق وسطیٰ میں جنگ کے خطرات

(حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی)

اس حقیقت سے سب واقف ہیں کہ امریکہ دنیا میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے اس نے بھارت سے پاکستان پر حملہ کرایا۔ پھر یہود نامسعود سے عربوں پر حملہ کرایا، اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ لیبیا کے اپنے ہوائی اڈے سے مصری فوج کے عقب میں صحرائے سینا پر بم برسا کر تمام مواصلات کو تباہ کرکے یہودی قبضہ کا سبب بنا۔ اور اس وقت سے اب تک مسلسل یہودیوں کی پشت پناہی کرتا اور ان کو اسلحہ دیتا ہے۔

حال میں ایک خبر یہ آئی ہے کہ یہودیوں نے ایٹم بم تیار کر لیا۔ اگر اس خبر میں صداقت ہے تو امریکہ کے اس بچھو کی تیاریوں سے مصر اور امریکہ کے دوسرے رقیب بے خبر نہیں رہ سکتے۔ یہودیوں نے نہر سویز کے مغربی کنارے (مصری علاقہ) پر چند دفعہ جارحانہ حملے کئے مگر منہ کی کھائی۔ اسی طرح دریائے اردن کو پار کرنے کی دوبارہ کوشش کی۔ مگر ہر دفعہ ذلیل ہونا پڑا۔ مگر اس کی دیدہ دلیری اور ڈھیٹ پن قابل تعریف ہے کہ وہ اپنی ذلیل حرکات سے باز نہیں آتا۔ حال میں اس نے لبنان کے ہوائی اڈے پر اچانک حملہ کرکے مسافر ہوائی جہاز تباہ کرکے تمام عرب ممالک کو مشتعل کر دیا ہے۔ جس کے بعد عرب سربراہوں کی کانفرنس کے انعقاد کی مساعی تیز تر ہو گئی ہیں۔

اسی اثنا میں فرانس کی دلیر گورنمنٹ نے امریکہ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ یہودیوں کو کسی قسم کا فوجی سامان اور ہتھیار نہ دیئے جائیں گے اور جو پہلا آرڈر ہے اس کی رقم واپس کر دی جائے گی۔ فرانس کے اس رویہ سے یہودی بچہ سٹپٹایا اور اس نے [illegible] سے تعلقات منقطع کر لئے۔

دوسری طرف مصر کے نمائندے نے یوگوسلاویہ کے مارشل ٹیٹو سے ملاقات کی جو جنگی حالات کی غمازی کرتی ہے۔ اب یہود کے وزیر دفاع دایان نے اعلان کیا کہ آئندہ جنگ کا سارا زور مصر کے علاقہ میں ہوگا۔ مصر بھی اس سے غافل نہیں۔ اس نے سیاسی جوڑ توڑ کے ذریعہ امریکہ کے رقیبوں سے فائدہ اٹھایا۔ اور مودودی پارٹی جس نے عربوں کی شکست کے بعد روس کے خلاف اور خود عربوں کے اخلاق کے خلاف پروپیگنڈا کی مہم شروع کر رکھی تھی اب خاموش ہے۔ اس لئے کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ روس ہی نے تمام عرب ممالک کو جدید ترین اسلحہ سے مسلح کرکے دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل کر دیا اگرچہ امداد و نصرت صرف اللہ تعالیٰ و تبارک کی طرف سے ہوتی ہے۔ مگر سامان و اسباب بھی اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ اور ہم کو حکم ہے کہ اسباب کی دنیا میں اسباب کی تلاش کریں۔ عرب یہود جنگ کے بعد جو تبدیلیاں آئیں۔ ان کی مختصر فہرست یہ ہے۔

(۱) عدن اور جنوبی یمن نے اشتعال کھا کر بہت جلد انگریزوں کو باہر نکال پھینکا اور چاہے امریکی سامراج کے ایجنٹ چیں بہ جبیں ہوں۔ مگر امریکی گروپ کے مقابلہ میں سوائے اس کے کیا چارہ تھا کہ روسی گروپ سے ہتھیار حاصل کئے جائیں۔ چنانچہ جنوبی یمن نے اپنی پوزیشن مضبوط کر لی ہے اور افریقہ کا چکر کاٹ کر روسی بحری جہاز بھی خیر سگالی کے دورے پر وہاں پہنچ گئے۔

اور جنوبی یمن نے آزاد ہو کر شمالی یمن کی یمن جمہوریہ کی حمایت کا اعلان کر کے امریکہ اور انگریز کے لئے یہ مشکل پیدا کر دی کہ وہ جمہوریہ یمن کے خلاف سعودی حکومت کی طاقت استعمال کرا سکیں۔

(۲) دوسری تبدیلی یہ ہوئی کہ بحیرہ روم میں جہاں صدیوں سے روسی جہازوں کا داخلہ ناممکن تھا۔ اور عرصہ سے امریکی چھٹے بحری بیڑے نے اس کو باپ دادا کی جھیل سمجھ کر تمام ساحلی ممالک کو پریشان کر رکھا تھا۔ اب وہاں روس کا بحری بیڑہ موجود ہے۔ اب اگر یہود و عرب کی جنگ ہوئی تو امریکی بحری بیڑہ منافقتی کر کے یہودیوں کی امداد نہ کر سکیگا ورنہ عالمگیر جنگ چھڑ جانے کا امکان زیادہ زیادہ روشن ہو جائے گا۔

(۳) تیسری تبدیلی یہ ہوئی کہ امریکہ جو اب تک اردن اور سعودی عرب کا سرپرست بنا ہوا تھا۔ اب اس کی سرپرستی رو بہ زوال ہے۔ اب لبنان و کویت سمیت ان ملکوں کو فرانس اسلحہ مہیا کرے گا۔

(۴) چوتھی تبدیلی یہ ہوئی ہے کہ دنیا کی رائے عامہ اب امریکی اور یہودی جارحیت کے حق میں نہیں رہی۔

اب جتنے دن گذر رہے ہیں بقول صدر ناصر کے ایک ایک منٹ عربوں کے لئے مفید تر ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ جہاد کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اس پوزیشن کو یہودی بھی سمجھ رہے ہیں۔ اسی لئے اب وہ کسی نہ طرح جنگ شروع کر دینے کے لئے اشتعال انگیزیاں کرتے چلے جا رہے ہیں۔

عرب جان بوجھ کر ٹال رہے ہیں۔ مقامی طور پر تو یہودیوں کے دانت کھٹے کر دیتے ہیں، مگر عالمگیر نفیر عام اور جہاد کا اعلان نہیں کرتے۔ وہ یہودی مصلحت کے مطابق نہیں بلکہ اپنی مصلحت اور اپنے صحیح وقت پر جنگ کا آغاز کرینگے۔

بہرحال مشرق وسطیٰ میں جنگ کے خطرات بہت بڑھ گئے ہیں مگر یہ جنگ اب محدود نہ رہے گی بلکہ زیادہ امکان ہے کہ ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ اللہ تعالیٰ سے تمام مسلمانوں اور تمام علماء کرام کو دعائیں مانگنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کا بول بالا کرے اور مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین پر فتح مبین عطا فرمائے۔ آمین!

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا۔

# جمہوری مجلسِ عمل کا قیام اور اس کے پروگرام کا خاکہ

ہم تمام نمایندگان جن کا تعلق عوامی لیگ (مجیب الرحمٰن گروپ) نیشنل عوامی پارٹی (ولی قصوری گروپ) عوامی لیگ (نوابزادہ گروپ) قومی جمہوری محاذ۔ نظام اسلام پارٹی۔ پاکستان کونسل مسلم لیگ اور جماعت اسلامی سے ہے اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ اس وقت ملک میں آمریت قائم ہو چکی ہے۔ فرد واحد مطلق العنان ہے۔ تشدد اور آمرانہ نظام حکومت کی بدولت نہ صرف ملک کا وقار کم ہوا ہے بلکہ ملک میں تباہی پھیل گئی ہے جس سے قومی زندگی کا ہر پہلو متاثر ہوا ہے۔ بالخصوص موجودہ نظام حکومت نے جان بوجھ کر اور مسلسل اسلامی نظام حیات سے روگردانی کی ہے۔ اور جمہوریت کو مکمل طور پر تباہ کیا ہے۔ عوام کی حاکمیت کو ختم کر دیا گیا ہے۔ تمام بنیادی حقوق اور آزادیاں چھین لی گئی ہیں۔ موجودہ حکومت عوام کے تمام طبقوں کو مجرمانہ طور پر دبانے اور ان پر تشدد کرنے کی مرتکب ہوئی ہے۔ خاص طور پر طلبہ، محنت کش طبقہ اور کسان اس تشدد کا نشانہ بنے ہیں۔ موجودہ غیر جمہوری حکومت نے ایک ایسی سوچی سمجھی پالیسی پر عمل کیا ہے جس کی وجہ سے ملک کی دولت چند خاندانوں میں مرتکز ہو کر رہ گئی ہے۔ ملک رشوت کا زور ہے۔ حکمران خاندان، ملک کا متمول طبقہ اور صاحب اختیار طبقہ نیز انتظامیہ کے اکثر شعبے حکومت کے ساتھ برابر کے شریک ہیں لے دے کے یہی حکومت کا وطیرہ ہے۔ موجودہ آمریت اپنے آپ کو صرف اس طرح قائم رکھے ہوئے ہے کہ وسیع پیمانے پر سیاسی راہ نماؤں کو پکڑ کر جیل خانوں میں ٹھونس دیا گیا ہے۔ غیر منصفانہ طور پر ملک میں ہنگامی حالات برقرار رکھے گئے ہیں۔ حالانکہ اب ان کا کوئی جواز نہیں۔ ملک میں آمرانہ قوانین کے نفاذ میں روز بروز اضافہ کیا جا رہا ہے شہری آزادیاں اور بنیادی حقوق چھین لئے گئے ہیں۔ ان حالات میں نہ صرف مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان اقتصادی عدم مساوات کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے بلکہ بین الاضلاعی اور بین العلاقائی عدم مساوات بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ افرادِ معاشرہ کے درمیان اقتصادی ناہمواریاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ عوام ناقابلِ برداشت حد تک افراطِ زر کا شکار ... یا رو مددگار ہو کر رہ گئے ہیں۔ اشیائے صرف کی بڑھتی ہوئی قیمتیں عوام کے لئے ناقابلِ برداشت ہو چکی ہیں۔ مزید براں حکومت فوجی طاقت میں اضافہ اور وطن کے دفاع کے خاطر خواہ انتظام سے بری طرح ناکام ہو گئی ہے بالخصوص مشرقی پاکستان کے دفاع اور فوج کی تعداد میں اضافہ میں حکومت کو ناکامی ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہر جگہ بالخصوص مشرقی پاکستان کے عوام میں یہ احساس جڑ پکڑ گیا ہے کہ انہیں کسی معاملہ میں شریک نہیں کیا جاتا اور انہیں کوئی اختیار حاصل نہیں یوں وہ اپنے معاملات اور منزل تک سے بےخبر ہیں۔ اس مایوس کن قومی صورتِ حال کے پیش نظر ان برائیوں کے خاتمہ اور اصلاح کی خاطر جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے اور ان نظریات اور اغراض و مقاصد کے لئے جن کی خاطر پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا مندرجہ بالا سیاسی جماعتوں کے زعماء کرام غیر مشروط طور پر عزم راسخ کا اعلان کرتے ہیں کہ وہ ملک میں مکمل جمہوریت بحال کر کے دم لیں گے۔ اور ہر قیمت پر عوام کی حاکمیت کا حق بحال کرائیں گے۔ یہ سیاسی زعماء کرام مزید اس ارادے کا اظہار کرتے ہیں کہ

(۱) ملک میں پارلیمانی نظام حکومت بحال کیا جائے

(۲) حق بالغ رائے دہی کی بنیادوں پر بلاواسطہ انتخابات کرائے جائیں۔

(۳) ہنگامی حالات فوری طور پر ختم کئے جائیں۔

(۴) شہری آزادیاں مکمل طور پر بحال کی جائیں۔ تمام کالے قوانین ختم کئے جائیں۔ خاص طور پر یونیورسٹی آرڈیننس ختم کیا جائے اور ایسے قوانین ختم کئے جائیں جن کے تحت بغیر مقدمہ چلائے کسی کو گرفتار کیا جا سکتا ہے۔

(۵) تمام سیاسی قیدیوں اور نظر بندوں کو رہا کیا جائے۔ تمام گرفتار شدہ طلبہ، سیاسی کارکنوں، صحافیوں بشمول شیخ مجیب الرحمٰن خان عبدالولی خان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو رہا کیا جائے۔ عدالتوں اور خاص ٹربیونلوں کے سامنے جو مقدمات پیش ہیں واپس لئے جائیں۔ سیاسی مقدمات میں جاری کئے گئے وارنٹ واپس لئے جائیں۔

(۶) دفعہ ۱۴۴ اور اس کے تحت تمام احکام واپس لئے جائیں۔

(۷) محنت کش طبقہ کا ہڑتال کا حق بحال کیا جائے۔

(۸) اخبارات پر سے تمام پابندیاں ہٹالی جائیں۔ نئے اخبارات کے لئے اجازت نامے دیئے جائیں۔ جو اخبارات رسائل و جرائد ضبط کئے گئے ہیں ان کی اشاعتیں بحال کی جائیں۔ جن کے اجازت نامے منسوخ کئے گئے ہیں (بشمول اتفاق ڈھاکہ و چٹان لاہور) ان کے اجازت نامے بحال کئے جائیں۔ پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کو ان کے اصل مالکان کو واپس کیا جائے۔

ہم سیاسی جماعتوں کے زعماء اس آخری فیصلہ پر اس پختہ ارادے کے ساتھ دستخط کرتے ہیں کہ جب تک مکمل اور آزادانہ جمہوری نظام کے قیام کے لئے مندرجہ بالا شرائط پوری نہیں کی جاتیں اس وقت تک موجودہ غیر جمہوری نظام کے تحت ہر قسم کا انتخاب عوام کے ساتھ ایک فراڈ ہوگا۔ بنا بریں ہم نے آئندہ انتخابات میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ کیا ہے اور ہم عوام پر زور دیتے ہیں کہ وہ بھی آئندہ انتخابات کا بائیکاٹ کریں۔ اس وقت پوری قوم کے اندر جو ہلچل پیدا ہوئی ہے۔ بلاشبہ اس سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ عوام موجودہ آمرانہ نظام حکومت کو مکمل طور پر مسترد کر چکے ہیں۔ جیسا کہ ہم عزم بالجزم کر چکے ہیں ہمیں اس امر کا پورا یقین ہے کہ بحالیٔ جمہوریت کی تحریک جو اس وقت پورے ملک میں پھیل چکی ہے پورے جوش و خروش سے جاری رہے گی۔ یہاں تک کہ تمام آمرانہ اور تشدد والے قوانین اس کے سامنے دم توڑ دیں گی۔ ہم تمام راہ نما اپنی اپنی جماعتوں کی طرف سے اور اپنی طرف سے یہ حلف اٹھاتے ہیں کہ ہم اس تاریخی اور حب الوطنی کے تقاضے یعنی عوام کی سیاسی حاکمیت کی بحالی کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور اپنی پُرامن اور انتھک جدوجہد جاری رکھیں گے۔ عوام کی منظم تحریک کو آگے بڑھائیں گے۔ تاکہ ... از جلد پوری طرح وہ مقاصد حاصل ہوں۔ جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

(۱) امیر حسین شاہ ایکٹنگ پریذیڈنٹ نیشنل عوامی پارٹی پاکستان۔

(۲) محمد علی صدر نظام اسلام پارٹی پاکستان۔

(۳) مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام۔ پاکستان۔

(۴) ممتاز محمد خاں دولتانہ۔ صدر پاکستان مسلم لیگ کونسل پاکستان۔

(۵) نصر اللہ خاں۔ صدر پاکستان عوامی لیگ۔ پاکستان

(۶) نذرالاسلام قائم مقام صدر عوامی لیگ (مشرقی لیگ)

(۷) نورالامین۔ صدر قومی جمہوری محاذ۔ پاکستان۔

(۸) طفیل محمد۔ قائم مقام امیر جماعت اسلامی۔ پاکستان۔

---

**نوٹ:**۔ جمہوری مجلس عمل کے پروگرام کو بعض حضرات نے بڑے عجیب انداز میں پیش کر کے عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس بیان سے عوام کے اذہان میں جو غلط فہمیاں پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے مجلس عمل اس اصل انگریزی دستاویز جو میٹنگ میں مرتب کی گئی تھی کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ (خورشید)

## ضلع سرگودھا میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام احتجاج

سرگودھا سے ناظم دفتر مولانا محمد صادق صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ مجلس شوریٰ کے فیصلے کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام نے پورے ضلع میں ۳ جنوری کو احتجاج کیا۔ سرگودھا شہر کی جامع مسجد میں مولانا احمد سعید صاحب نے اور دوسری تمام مساجد کے خطباء نے جمعۃ الوداع والے دن پولیس کے تشدد کی مذمت کی۔

علاوہ ازیں خوشاب، مٹھہ ٹوانہ، شاہ پور صدر روڈ وجھ، مچھاوریاں، کوٹ کمبوہ، گھنکوال، بھیرہ، سیلال، لیانی، اترا۔ چک ۲۳، چک ۸۳، چک ۱۳۱، چک ۵۲، چک ۴۶، شاہ نکڈر اور گنیال میں علماء خطباء نے اپنی اپنی مساجد میں مذمت کی قرارداد پاس کرائیں۔

## جمعیۃ علماء اسلام قصور کے زیر اہتمام جلسۂ عام

۱۷ جنوری بروز جمعہ مسجد سید مبارک شاہ مرحوم کوٹ مراد خان قصور میں حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری اور حضرت مولانا جمیل احمد صاحب میرانی جلسۂ عام سے خطاب فرمائیں گے۔ بعد نماز مغرب مجلس ذکر بھی ہوگا۔ (حبیب اللہ قادری قصور)

# اضطراب — و — اضطراب — و — اضطراب

لاہور میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر جمعیۃ علماء اسلام کے جلوس پر تشدد کے خلاف ملک گیر احتجاج کا سلسلہ ہنوز جاری ہے ملک کا ہر قابلِ ذکر طبقہ اس واقعہ کی عدالتی تحقیقات کراکے مجرموں کو سزا دینے کا مطالبہ کر چکا ہے۔ ذیل میں اس ہمہ گیر احتجاج کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں (ن ۔ گ)

— کشور گنج مشرقی پاکستان میں عید الفطر کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس واقعہ کو ناقابلِ برداشت قرار دیا گیا۔

— میراچر ضلع سلہٹ میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیرِ اہتمام ایک احتجاجی جلسہ میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

— دولیوالہ ضلع میانوالی میں عید الفطر کے اجتماع میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کرا کے مجرموں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا

— ایبٹ آباد میں عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔ نیز جمعیۃ علماء اسلام کے ایک ہنگامی اجلاس میں بھی ایک قرارداد کے ذریعہ اس واقعہ کی مذمت کی گئی۔

— مانکی ضلع مردان میں جمعیۃ علماء اسلام کے ماہانہ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے اسے انتہائی ظالمانہ کارروائی قرار دیا گیا۔

— پائمزی ضلع مردان میں جمعیۃ علماء اسلام کے ہنگامی اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے اسے انتہائی ظالمانہ کارروائی قرار دیا گیا۔

— چوک منڈا ضلع مظفر گڑھ میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر یوم احتجاج منایا گیا اور عید الفطر کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

— بستی موند ضلع مظفر گڑھ میں عید الفطر کے اجتماع میں ایک قرارداد کے ذریعہ لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

— مری ضلع راولپنڈی میں جمعۃ الوداع کے اجتماع میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کرا کے مجرموں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

— لیہ ضلع مظفر گڑھ میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیرِ اہتمام پر امن جلوس نکالا گیا اور عید کے اجتماع میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

— ٹھوہوالی ضلع کیمل پور میں مولانا نور محمد کے زیرِ اہتمام ایک پرجوش مظاہرہ کیا گیا اور عید کے اجتماعات میں لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

— جبیشی کے ضلع سیالکوٹ میں عید الفطر کے اجتماع میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

— پڈعیدن میں عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔ نیز مولانا تاج الدین بسمل کی زیرِ قیادت پرجوش مظاہرہ کیا گیا۔

— شنڈو جان محمد ضلع تھرپارکر میں عید کے اجتماعات میں المیہ لاہور کی مذمت کی گئی۔

— بھیرہ ضلع سرگودھا میں عید الفطر کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

— لاہور کے ایک اجتماع میں لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا

— میرپور ضلع سکھر میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر مولانا محمد طیب کی قیادت میں نکالا گیا۔

— خیرپور ٹامیوالی میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر مولانا سید عباس علی شاہ ہمدانی کی قیادت میں احتجاجی جلوس نکالا گیا اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی۔

— شاہ نکڈر ضلع سرگودھا میں ایک اجتماع میں لاہور کے واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

— درابن کلاں ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں میں جمعۃ الوداع کے موقع پر مولانا قاضی خادم محمد و مولانا قاضی امیر گل کی قیادت میں احتجاجی جلوس نکالا گیا اور عید کے اجتماع میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

— لائل پور میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیرِ اہتمام ایک احتجاجی جلوس مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی مولانا مفتی محمد یوسف الحسینی، مولانا تاج محمود اور مولانا ضیاء القاسمی کی قیادت میں نکلا جس میں لائلپور، سمندری، کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور گردونواح کے تقریباً ایک سو سے زائد علماء شریک ہوئے۔ جلوس کچہری بازار سے شروع ہوا۔ جھنگ بازار سرکلر روڈ بیرون لکڑ منڈی سے ہوتا ہوا ریل بازار میں داخل ہوا۔ یہاں سے گول چوک، بھوانہ بازار اور امین پور بازار سے ہوتا ہوا جامع مسجد میں ختم ہو گیا۔ نیز عید کے اجتماعات میں لاہور کے المیہ کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

— لوسر شرفو وراد میں جمعیۃ علماء اسلام کے ایک احتجاجی اجلاس میں المیۂ لاہور کی مذمت کی گئی۔

— میاں خان ضلع مردان میں جمعۃ الوداع کے موقع پر ایک احتجاجی جلوس نکالا گیا اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

— خان پور میں ۱۳ جنوری کو جمعیۃ کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق یوم احتجاج منایا گیا اور جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا

— حاصل پور میں ۱۳ جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا اور جمعہ کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

— جہلم اور اس کے گردونواح ٹالیانوالہ، کالا گوجراں سنگھوئی، دینہ، ڈومیلی اور سرائے عالمگیر میں ۳ جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا اور لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔ جامع مسجد گنبد والی جہلم میں حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب نے ملکی حالات پر روشنی ڈالی اور شاعر ختم نبوت الحاج سید امین گیلانی نے ایک ولولہ انگیز نظم پڑھی۔

— لائل پور میں ۳ جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا۔ اور جامع مسجد جناح کالونی، جامعہ قاسمیہ غلام محمد آباد جامع مسجد اشرف المدارس مسجد مبارک فیکٹری ایریا اور دیگر مساجد میں احتجاجی قراردادیں پاس کی گئیں۔

— سکھر میں ۳ جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا اور مولانا عزیز المدر، مولانا فضل اللہ ایم اے اور مولانا بشیر احمد کی قیادت میں ایک احتجاجی جلوس نکلا جس میں پیپلز پارٹی نے بھی شرکت کی۔ نیز جمعہ کے اجتماعات میں احتجاجی قراردادیں پاس کی گئیں۔

— لاہور میں ۳ جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا۔ جامع مسجد قلعہ گوجر سنگھ، جامع مسجد سبزانوالہ، جامع مسجد رحمان پورہ، جامع مسجد پٹولیاں، جامع مسجد انارکلی جامع مسجد شادباغ۔ جامع مسجد باغبانپورہ اور دیگر متعدد مساجد کے اجتماعات میں احتجاجی قراردادیں منظور کی گئیں۔ جامع مسجد قلعہ گوجر سنگھ میں مولانا سعید الرحمٰن علوی نے ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے عوامی مطالبات تسلیم کرنے کا [illegible] کیا۔ نیز قراردادوں میں لاٹھی چارج کے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کرا کے مجرموں کو قرارِ واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا۔

— گوجرانوالہ میں ۳ جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا

جامع مسجد شیرانوالہ جامع مسجد مدرسہ نصرۃ العلوم جامع مسجد محمدی۔ جامع مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن اور دیگر مساجد میں احتجاجی قرار دادیں منظور کی گئیں ۔ جامع مسجد گکھڑ میں فاتح قادیان مولانا محمد حیات نے تقریر فرمائی اور لاہور کے واقعہ کی مذمت کی قرار داد پاس کی گئی ۔

—— بہاولنگر میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا۔ جمعیۃ علماء اسلام نے پیپلز پارٹی کے اشتراک سے ایک جلوس نکالا۔ جو بڑی بڑی سڑکوں پر مارچ کرتا ہؤا دفتر جمعیۃ پر ختم ہوگیا ۔ نیز لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

—— جھاوریاں ضلع سرگودھا میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا۔ جمعۃ الوداع کے اجتماع میں امیر ضلعی جمعیۃ مولانا مولابخش صاحب نے لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی اور ایک قرار داد کے ذریعہ واقعہ کی عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

—— فورٹ سنڈیمن میں جمعیۃ کے ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت امیر ضلعی جمعیۃ مولانا سید میرک شاہ صاحب منعقد ہؤا جس میں ایک قرارداد کے ذریعہ لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

—— کلورکوٹ ضلع میانوالی میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا اور جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا ۔

—— کندیاں ضلع میانوالی میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا اور جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی گئی ۔

—— لاڑکانہ میں جمعیۃ علماء اسلام کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہؤا۔ جس میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

—— شجاع آباد ضلع ملتان میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام احتجاجی جلسہ ۳ر جنوری کو منعقد ہؤا۔ جس میں مجلس احرار، مجلس تحفظ ختم نبوت اور تحریک جمہوریت کے ارکان نے بھی شرکت کی۔ جلسہ عام میں ایک قرار داد کے ذریعہ لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی ۔

—— ڈیرہ غازی خاں میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا۔ جمعہ کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی اور عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا ۔

—— بیہ ضلع مظفر گڑھ میں ۳ر جنوری کو جمعیۃ کا احتجاجی جلوس مولانا محمد عبدالجلیل، مولانا عطاء اللہ اور چوہدری شوکت علی کی قیادت میں نکلا۔ جلوس کے اختتام پر ایک قرار داد کے ذریعہ لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا ۔

—— پنڈ عیدان میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا اور جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا

—— حیدر آباد میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا اور لاہور کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا ۔

—— جمعیۃ علماء اسلام آزاد کشمیر کے ناظم نشریات مولانا محمد اسحاق نے علماء کی قربانیوں پر انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے اور ان پر کئے گئے تشدد کی سخت مذمت کی ہے ۔

—— ڈسٹرکٹ نظام اسلام پارٹی سیالکوٹ کے نائب صدر ڈاکٹر ادریس بٹ نے ایک بیان میں علماء پر کئے گئے تشدد کی شدید مذمت کی ہے ۔

—— جمعیۃ اتحاد العلماء ہزارہ کے ناظم اعلیٰ حکیم محمد حیات نے لاہور کے واقعات پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا ہے ۔

—— مجلس احرار اسلام پاکستان کی مجلس عاملہ نے ایک ہنگامی اجلاس میں المیہ لاہور کی پرزور مذمت کی اور ذمہ دار افراد کو معطل کرنے کا شدید مطالبہ کیا ۔

—— جمعیۃ علماء پاکستان کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس میں جو مولانا عبدالغفور ہزاروی کی صدارت میں ہؤا ان تمام واقعات کو افسوسناک قرار دیا ۔ اور ذمہ دار افراد کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا ہے ۔

—— مولوی نصیر الدین ناظم اتحاد العلماء ضلع کیمل پور نے ایک بیان میں علماء پر کئے گئے تشدد کی شدید مذمت کی ۔

—— انجمن فدایانِ اسلام مغربی پاکستان کے صدر حافظ خلیل الرحمٰن ضیاء نے جماعت کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے علماء پر کئے گئے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی اور علماء کی قربانیوں کو سراہتے ہوئے ان کی ناقابل فراموش خدمات کو خراج تحسین پیش کیا

—— کل جماعتی مجلس مشاورت لائل پور نے جس میں ہر مکتب فکر کے علماء اکٹھے ہوئے ۔ ایک اجلاس میں المیہ لاہور کی شدید مذمت کی گئی اور عدالت عالیہ کے جج سے تحقیقات کا مطالبہ کیا ۔

—— مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مولانا عبیداللہ احرار نے ایک بیان میں علماء پر کئے گئے تشدد کی سخت مذمت کی ۔ فوری تحقیقات کا مطالبہ کیا اور ذمہ دار افسروں کو معطل کرنے کا مطالبہ کیا ۔

—— جھنگ کے مشہور سماجی کارکن حاجی عبدالستار لدھیانوی نے واقعہ لاہور کی شدید مذمت کی ہے اور اسی وجہ سے پاکستان مسلم لیگ سے علیحدگی اختیار کرلی ہے انہوں نے جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو کر علماء کی قیادت میں کام کرنے کا عزم کیا ہے ۔

—— شیعہ علماء پاکستان کی مجلس عمل کا ایک اجلاس مولانا سید محمد دہلوی کی صدارت میں ہؤا ۔ جس میں جمعۃ الوداع کے روز علماء کرام پر پولیس کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی اور اس ناگوار سلوک کو انتہائی ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ۔ قرار داد میں کہا گیا کہ علماء کی توہین دینی مفاد اور ملکی سالمیت کے لئے مضر ہے ۔

—— تحریک جمہوریت کیمل پور کے ایک راہنما ایوب بخاری نے ایک جلسہ عام میں علماء پر کئے گئے تشدد کی شدید مذمت کی ۔ اور کلمہ طیبہ کی توہین کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا ۔

اسی طرح جہلم کے صدر تحریک چوہدری الطاف حسین اور جنرل سیکرٹری صدیق مرزا نے مشترکہ بیان میں لاٹھی چارج کی مذمت کی ہے ۔

—— سوہدرہ کی جماعت اہلحدیث نے اپنے اجلاس میں تشدد کی شدید مذمت کی ہے ۔

—— ینگ ویلفیئر سوسائٹی مناسہ آزاد کشمیر نے ایک اجلاس میں لاہور کے واقعات کی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے ۔ اور اسلامی آئین کے لئے ہر طرح کی حمایت کا یقین دلایا ہے

—— نواں کوٹ لاہور میں تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ کے اجلاس میں ایک قرار داد کے ذریعہ لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا ہے ۔

—— بفہ ضلع ہزارہ میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا ۔ اور جمعیۃ کے ایک ہنگامی اجلاس میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے ایک قرار داد کے ذریعہ عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا ۔

—— موسیٰ خیل ضلع میانوالی میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا ۔ جمعہ کے بعد احتجاجی جلوس نکالا گیا اور قرار داد کے ذریعہ لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی ۔

—— شیر پاؤ میں یوم احتجاج منایا گیا ۔ مولانا غلام سرور کی قیادت میں احتجاجی جلوس نکالا گیا ۔ اور عید کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی ۔

—— دادو سندھ میں جمعیۃ کے ایک اجلاس میں قرار داد کے ذریعہ لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا ۔

—— ڈھوک منگال راولپنڈی میں ایک جلسہ میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا

—— کوہاٹ میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا اور جمعہ کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی ۔

—— صادق آباد میں عید الفطر اور جمعہ کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی ۔

—— سرائے عالمگیر ضلع گجرات میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا اور لاہور میں پولیس کے تشدد کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا ۔

—— محمد نگر بوریوالہ میں جمعیۃ طلبہ اسلامی کے زیر اہتمام ۵ر جنوری کو جلسہ عام ہوا جس میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا ۔

—— لاجپت نگر لاہور میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا ۔ اور لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی ۔

—— بنوں میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا اور جمعیۃ کے ایک ہنگامی اجلاس میں لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی ۔

—— راولپنڈی میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا ۔ شہر کی بڑی بڑی مساجد میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت اور عدالتی تحقیقات کے مطالبہ کی قرار دادیں پاس کی گئیں ۔

—— کندہ کوٹ ضلع جیکب آباد میں ۳ر جنوری کو یوم احتجاج منایا گیا اور جمعہ کے اجتماعات میں لاہور کے لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی ۔

# لاہور میں دفعہ ۱۴۴ اُٹھنے کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام باغ بیرون موچی دروازہ میں عظیم الشّان جلسۂ عام

## "عوام جمہوری حکومت کے قیام کے لئے جمہوری مجلس سے تعاون کریں" — مولانا غلام غوث ہزاروی

## "کیا روزہ داروں پر تشدد، عورتوں کی بے حرمتی اور علماء کی داڑھیوں کو نوچنا امن و تہذیب کی علامات ہیں"؟ شورش

### مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے فرمایا:۔

- کر خواہ کتنا ہی تشدد کیوں نہ ہو مگر علماء کو ختم نہیں کیا جا سکتا
- بنیادی جمہوریتوں کے ذریعہ کوئی منصفانہ و عادلانہ حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔
- امریکی سامراج یہودیوں کی پشت پناہی کر رہا ہے ہم امریکی اور برطانوی سامراج پر لعنت بھیجتے ہیں

گذشتہ جمعہ جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام باغ بیرون موچی دروازہ لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جلسہ حقیقتاً فدائے ختم نبوت جناب آغا شورش کاشمیری کے اعزاز میں منعقد کیا گیا ہے آپ نے آغا صاحب کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور فرمایا کہ آغا شورش کو اسی جگہ ایک تقریر کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ آپ نے حکومت سے ان الزامات کے بارے میں اپنی پوزیشن واضح کرنے کا مطالبہ کیا۔ جن کی پاداش میں آغا شورش کو گرفتار کیا گیا تھا۔

آپ نے علماء طلباء وکلاء اور مزدوروں پر کئے گئے تشدد کی مذمت کرتے ہوئے ان افسروں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا جو اس تشدد میں ملوث ہیں۔

آپ نے عوام سے اپیل کی کہ وہ عوامی حکومت کے قیام کے لئے جمہوری مجلس عمل سے تعاون کریں۔ آپ نے صدارت کی طرف سے تین قرار دادیں پیش کیں۔ پہلی قرارداد میں آغا شورش کاشمیری کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

دوسری قرار داد میں حکومت کی متشددانہ پالیسی کی مذمت کی گئی اور تیسری قرار داد میں طلباء کے مطالبات ماننے کا مطالبہ کیا گیا۔

آپ کے بعد فدائے ختم نبوت جناب آغا شورش کاشمیری نے اللہ اکبر اور ختم نبوت زندہ باد کے نعروں کے ساتھ اپنی تقریر کا آغاز کیا۔ شورش صاحب جو ۵۶ دن بھوک ہڑتال کی وجہ سے کافی کمزور نظر آ رہے تھے۔ کھڑے ہوتے ہی اپنی خطابت کے جوہر دکھائے۔ رہائی کے بعد آپ کی یہ پہلی تقریر تھی،

رپورٹ و ترتیب:— خورشید بھیروی مدیر معاون

اجلاس کی صدارت قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ نے فرمائی

### آغا صاحب نے مطالبہ کیا:۔

(۱) جمعۃ الوداع کے موقعہ پر مولانا عبید اللہ انور کی توہین اور علماء کرام پر لاٹھی چارج کی تحقیقات ہائیکورٹ کے جج سے کرائی جائے
(۲) گرفتار شدہ طلباء کو فوراً رہا کیا جائے۔
(۳) ذوالفقار علی بھٹو کو فوراً رہا کیا جائے۔

آپ نے کہا کہ گذشتہ مئی میں میں ایک ادھوری تقریر چھوڑ کر سو گیا تھا۔ اور آج جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ جنوری کا مہینہ ہے۔

آپ نے جمعۃ الوداع کے دن جمعیۃ علماء اسلام کے پرامن جلوس پر لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے کہا۔ کہ بھوک ہڑتال میں قبر کے کنارے پر جب میں نے یہ خبر سنی کہ لاہور میں علماء پر لاٹھیاں برسائی گئی ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کا پرچم پھاڑ اگیا ہے تو مجھ پر ایک قیامت ٹوٹ پڑی۔ آپ نے کہا کہ حکمران امن و تہذیب کا درس دیتے ہیں۔ لیکن کیا جمعۃ الوداع والے دن روزہ داروں پر تشدد، عورتوں کے خیموں میں مداخلت اور علماء کی داڑھیوں کو نوچنا امن و تہذیب کی علامات ہیں؟ آپ نے گرجدار آواز میں کہا کہ مفسر قرآن مولانا مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کے سینے پر لاٹھیاں نہیں ماری گئیں بلکہ قرآن کے اوراق کو چاک کیا گیا ہے اس پر بھی صدر ایوب کہتے ہیں کہ وہ علماء کا احترام کرتے ہیں۔ اگر ان کا یہ کہنا ہے تو آج تک لاہور میں وہ افسر کیوں موجود ہیں جنہوں نے یہ تشدد کیا تھا۔ آپ نے کہا کہ میں بھوک ہڑتال کی وجہ سے موت کے کنارے کھڑا تھا اور علماء کی دعائیں میرے تعاقب میں میرے پیچھے تھیں آپ نے حکمرانوں کو متنبہ کیا کہ اگر علماء پر اسی طرح تشدد ہوتا رہا جمہوریت کے علمبرداروں کو کچلا جاتا رہا اور طلباء پر لاٹھیاں اور گولیاں برسائی جاتی رہیں تو عوام کی طرف سے جوابی کارروائی کا اندیشہ ہے۔

آپ نے کہا کہ امن و سلامتی کا درس دینے والوں کو یہ جان لینا چاہیئے کہ ظلم و تشدد سے حق کی آواز کو نہیں دبایا جا سکتا۔ آپ نے بنیادی جمہوریت کے نظام پر کڑی نکتہ چینی کی۔

مسٹر بھٹو کا ذکر کرتے ہوئے شورش صاحب نے کہا عجیب بات ہے کہ آج اس شخص کو ڈیفنس آف پاکستان کے تحت جیل میں بند کیا گیا ہے۔ جس نے یو، این، او میں ڈیفنس آف پاکستان کیا تھا۔ اور جس کو تم نے خود ہلال پاکستان کا خطاب دیا تھا۔

آپ نے کہا طلباء کو جو ہمارے مستقبل کا سرمایہ ہیں ان کو ہراساں کر کے تم کے لئے جیلوں میں بند کیا گیا ہے جبکہ وہ اپنے سیدھے سادے مطالبات کے لئے جدوجہد کرنے میں مشغول ہیں۔ آپ نے کہا کہ طلباء اور دوسرے لوگ اس وقت تک توڑ پھوڑ نہیں کرتے۔ جب تک ان پر تشدد نہ کیا جائے۔ تم ان پر گولیاں چلا کر قیمتی جانوں کو ضائع کرو اور پھر ان کو پرامن رہنے کی تلقین کرتے ہو

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

### مولانا عبد الحکیم صاحب نے فرمایا:۔

- یہ ملک علماء حق کی قربانیوں کی وجہ سے معرض وجود میں آیا ہے۔
- اس ملک میں بغیر اسلام کے کوئی قانون برداشت نہیں کیا جائیگا
- ہم اسلامی انقلاب کر کے دم لیں گے۔

### آغا شورش کاشمیری نے کہا:۔

- بچپن ہی سے لکھی تھی مقدر میں اسیری ماں باپ کہا کرتے تھے دل بند جگر بند
- میں موت کے دروازے پر کھڑا تھا اور علماء حق کی دعائیں میرے تعاقب میں میرے پیچھے تھیں۔
- تم نے عبید اللہ انور کے سینے پر لاٹھیاں نہیں ماریں بلکہ قرآن کے اوراق کو پھاڑا ہے۔
- جیل جانا مجھے مہنگا نہیں پڑا بلکہ میرے بعد میری بیوی اور میری بیٹیاں مجاہد بن گئی ہیں۔

# مشرقی پاکستان میں ہزاروں علماء کا اجتماع

## علماءِ دین کی شان

کوئی شخص بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ اسلام نے علماء دین کو بڑی اہمیت دی ہے اور ان پر امت کی اصلاح و ترقی اور جہاد و اعلاء کلمۃ اللہ کی عظیم ذمہ داریاں عاید کی ہیں، اور اگرچہ ہر زمانہ میں دوسرے طبقات کی طرح بعض علماء کہلانے والے بھی خود غرضی۔ حکام پرستی کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ مگر ایسا کوئی زمانہ نہیں جس میں علماء حق نے ظالم و جابر حکومتوں کے سامنے نازک و خطرناک ترین حالات میں کلمۂ حق کہہ کر اپنا فرض ادا نہ کیا ہو۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلویؒ۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند۔ حضرت ... شیخ الہند محمود الحسن صاحبؒ۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ اور حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کی چند مثالیں ہی اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہیں۔ حال ہی قطب وقت حضرت لاہوریؒ کے ولی فرزند حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہٗ کی قربانی (جو کئی ہفتے لاہور کے میو ہسپتال میں زیر علاج رہے) تمام مسلمان قوم اور علماء دین کی زندگی میں تازگی کا سبب بن چکی ہے۔ بہرحال اسلامی دنیا میں اسلام کو باقی رکھنے یا دوسروں میں اسلام کی اشاعت کرنے میں علماء دین کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور جن فرعونی اور ابلیسی طاقتوں نے علماء اسلام کو مٹانا چاہا وہ خود مٹ کر تباہ و برباد یا خوار و ذلیل ہوگئے۔ آج بھی پاکستان میں اسلام کی سربلندی اور دین کی رونق بفضلہ تعالیٰ انہی کے دم قدم سے ہے کہیں حضرتؒ کے ... اسلام کی خاطر آگ میں کود رہے ہیں کہیں حضرت تھانویؒ کے متوسلین علوم دین کا علم بلند کئے ہوئے ہیں۔ کہیں حضرت لاہوریؒ۔ حضرت رائے پوریؒ حضرت ہالیجی شریف اور دیگر بزرگان دین کے متوسلین رزمگاہ کفر و اسلام میں صف بستہ کھڑے ہیں۔

## جمعیتہ علماءِ اسلام

ان مبارک جماعتوں میں سے جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے دونوں حصوں مغربی اور مشرقی پاکستان میں پہلے حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کی قیادت میں اور اب حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ صاحب درخواستی مدظلہٗ کی رہنمائی میں علماء ربانیین کا یہ قافلہ منزل بمنزل مقصود کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔

اس قافلے کو حضرت لاہوریؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث۔ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب خلیفہ حضرت رائے پوری قدس سرہ اور حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین ... سراجیہ کندیاں شریف ضلع میانوالی اور دیگر اکابر شریعت و طریقت کی سرپرستی کا فخر و شرف حاصل ہے۔

## جمعیتہ علماء اسلام کی مساعی اور ان کا نتیجہ

جمعیتہ علماء اسلام نے قادیانیت، الحاد اور عام بے دینیوں کے خلاف جہاد شروع کیا۔ انبیاء علیہم السلام۔ صحابۂ کرامؓ اور بزرگان دین کی تنقیص و تنقید کرنے والوں کا راستہ بند کیا۔ جمعیتہ کے معزز ارکان نے گرفتاریوں کو قبول کیا مگر ناچ رنگ، خاندانی منصوبہ بندی، شراب، جوا اور پرویزیوں اور فضل الرحمٰن والوں، حکومت کے جبر و تشدد اور تمام غیر اسلامی اور غیر جمہوری پابندیوں کے خلاف زوردار آواز اٹھائی۔ ایسا کوئی ضلع نہیں جہاں جمعیتہ علماء اسلام کے علماء کے داخلہ، خارجہ یا ناطقہ پر پابندی نہ لگائی گئی ہو اور جہاں محراب و منبر اور لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو ممنوع قرار نہ دیا گیا ہو۔ مگر جمعیتہ علماء اسلام نے پورے ملک میں اپنا کام جاری رکھا اور آج آپ اس کا نتیجہ دیکھ رہے ہیں۔

الحمد اللہ تعالیٰ علماء اسلام نے اپنے کل پاکستان جمعیتہ علماء اسلام کانفرنس منعقدہ لاہور میں ۵ رمئی ۱۹۶۸ء کو بعض اخبارات کے تخمینے کے مطابق پانچ ہزار علماء کا جلوس پھر راولپنڈی ہی میں اکتوبر ۱۹۶۸ء میں جلوس نکال کر اسی طرح ایبٹ آباد میں احقر کی گرفتاری پہ جلوس نکال کر ہر طرح کے خوف و ہراس کو ختم کرکے اصلاح حالات کی خاطر جد و جہد کا راستہ صاف کر دیا۔ اور بیس دسمبر کو جمعیتہ علماء اسلام کے جمعۃ الوداع کے جلوس پر جو درندگی عمال حکومت نے دکھائی اس سے کہیں بڑھ کر استقامت اور ثابت قدمی علماء، وکلاء، طلبہ اور جمعیتہ علماء اسلام کے کارکنوں نے دکھائی۔ یہاں تک کہ پولیس نے مار مار کر ہاتھ کی ہڈیاں توڑ دیں۔ مگر علم نبوی کے نوسنے کا جمیعتی جھنڈا انہیں چھوڑنا۔ جس سے بوکھلا کر حکومت پاکستان نے اعلان کیا کہ

۱۔ آج حکومت نے اعلان کیا ہے کہ مغربی پاکستان میں شراب بند کی جائے گی۔

۲۔ جشنوں میں رقاصاؤں کو نہیں بلایا جائے گا۔

۳۔ جوا قطعاً نہ ہوگا۔

۴۔ بہت سے مرزائی افسر تبدیل کر دیئے گئے۔

۵۔ صدر نے علماء سے معذرت کی۔

وغیرہ وغیرہ مگر جمعیتہ علماء اسلام اس ملک میں مکمل اسلامی نظام چاہتی ہے اور ہر عاقل بالغ کی رائے سے عوامی حکومت قائم کرا کر اور اس کے ذریعہ تمام اسلامی قدروں کے احیاء اور عوامی حقوق کی بحالی نیز کسان، مزدور اور طلبہ کے تمام مطالبات پورے کرنے کی حامی ہے۔

الغرض اس وقت ملک میں جو اسلامی رونق ہے وہ جمعیتہ علماء اسلام کے دم خم سے ہے جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نصرت غیبی کا نتیجہ ہے۔

> ڈھاکہ میں علماً مغربی پاکستان نے جمعہ والے دن مساجد میں عظیم اجتماعات سے خطاب کیا۔
> مختلف اوقات میں مختلف مساجد میں درس قرآن و حدیث دیا۔ عوام کو جمعیتہ علماء اسلام کے پروگرام سے آگاہ کیا۔

> **انتخاب جمعیتہ علماء اسلام مشرقی پاکستان**
>
> سرپرست:۔ حضرت الشیخ عبد الکریم صاحب مدظلہٗ
> امیر:۔ حضرت مولانا پیر محسن الدین شاہ صاحب ایم۔ این۔ اے۔
> نائب امیر:۔ حضرت مولانا ابو الحسن صاحب۔
> ناظم اعلیٰ:۔ حضرت مولانا شمس الدین صاحب۔
> ناظم:۔ حضرت مولانا شوکت علی صاحب۔

## راہ کی مشکلات

اس اثنا میں حکومت نے بعض لوگوں کی خدمات خریدیں بعضوں کو ممنون احسان کیا۔ بعضوں کے سروں پر ہاتھ پھیرا۔ اور انہوں نے مختلف طریقوں سے جمعیتہ علماء اسلام کو دوسرے کاموں میں الجھانا چاہا۔ مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔

## پی۔ ڈی۔ ایم اور جمعیتہ علماءِ اسلام

چند سالوں سے پی ڈی ایم یعنی تحریک جمہوریت کے صدر نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب نے جمعیتہ کو ساتھ ملانے کی کوشش کی مگر جمعیت کا یہ اصرار رہا کہ وہ اپنے آٹھ نکاتی پروگرام میں نواں نکتہ یہ اضافہ کریں کہ ہمارا مقصد اس ملک میں مکمل اسلامی نظام کا قیام ہے۔ اور ۱۹۵۶ء کے دستور میں (جس میں مرتد یعنی مرزائی اور عیسائی ہونے کا دروازہ کھلا ہے اور بہت سی دفعات خلاف اسلام ہیں) وہ ترمیمیں کر دیں جو جمعیتہ علماء اسلام نے پاس کرکے کتابی شکل میں شائع کر رکھی ہیں۔

بہرحال جمعیت پی ڈی ایم (تحریک احیاء جمہوریت) میں ان وجوہ سے شامل نہیں ہوسکی۔ مگر ملک کے بدلتے ہوئے حالات میں جبکہ موجودہ غیر اسلامی اور غیر جمہوری اقتدار و اقتدار کو ختم کرنے اور صحیح اسلامی اور جمہوری اقتدار کو لانے کے لئے ملک کی آٹھ متحدہ سیاسی جماعتوں نے سر جوڑ کر بیٹھنے اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کا منصوبہ بنایا۔ تو جمعیت کا اس صورت میں الگ تھلگ رہنا کسی صورت مناسب نہ تھا۔

(پی۔ ڈی۔ ایم یعنی تحریک جمہوریت کی پانچ جماعتیں) اور ان کے سوا جمعیتہ علماء اسلام کل پاکستان۔ نیشنل عوامی پارٹی (ولی خان و قصوری گروپ) اور عوامی لیگ (مجیب الرحمٰن گروپ) کے نمائندوں نے ۳ر جنوری سے ۸ر جنوری ۱۹۶۹ء تک خوب غور و خوض کرکے ایک پروگرام پر اتفاق کیا جو اس کتابچہ میں درج ہے۔ الحمد اللہ تعالیٰ کہ جمعیت کا شمول اس اجتماع میں اسلام کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔

# جمعیتہ علماء اسلام کی مساعی کے خوش آئند نتائج

## حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی تقریر

چار جنوری ۱۹۶۹ء کو رات کے وقت آٹھوں جماعتوں کے نمائندوں کے سامنے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیتہ علماء اسلام پاکستان نے ملک کے تمام سیاسی حالات پر بسیط تبصرہ فرماتے ہوئے زبردست تقریر فرمائی جو آئندہ کے تمام مباحث کے لئے بنیاد ثابت ہوئی اور جس کا اثر تمام حاضرین نے قبول کیا۔

> جمعیتہ علماء اسلام نے قادیانیت، الحاد اور عام بے دینیوں کے خلاف جہاد کیا۔
> انبیاء علیہم السلام، صحابۂ کرام اور بزرگان دین کی تنقیص و تنقید کرنے والوں کا راستہ بند کیا۔

## متفقہ فیصلہ

فیصلہ یہ تھا کہ آخری فیصلے اور آٹھوں جماعتوں کے نمائندوں کے دستخط سے پہلے کوئی بیان پریس کو نہ دیا جائے چنانچہ جمعیت نے اس کی پابندی کی۔ لیکن بعض اخبارات اور بعض حضرات کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ فیصلے پی ڈی ایم نے کئے یا یہ پروگرام احیاء تحریک جمہوریت والوں نے مرتب کیا۔ یا یہ کہ جمعیتہ علماء اسلام تحریک جمہوریت (پی ڈی ایم) میں شامل ہوگئی۔ حالانکہ یہ پروگرام آٹھوں جماعتوں کے نمائندوں نے مل کر بنایا اور ان جماعتوں نے مل کر اپنا نام ڈ۔ ڈی۔ اے۔ سی (ڈیموکریٹک ایکشن کمیٹی) رکھا۔ جس کا اردو ترجمہ جمہوری مجلس عمل ہے۔ اب سارا پروگرام جمہوری مجلس عمل کو تیار کرنا ہے اور اس میں شامل آٹھوں جماعتوں کو اس پر عمل کرنا ہے۔

دوستوں کو معلوم ہونا چاہئے ہمارے اسلامی اور جمہوری مقاصد و اقدار کو رائج کرنے کی راہ میں وہ زبردست رکاوٹیں ہیں جن کے دور کرنے کے لئے مندرجہ ذیل مطالبات رکھے گئے ہیں۔

## مرکزی اور صوبائی جمعیتہ علماء اسلام کے اجلاس

اس کتابچہ میں مختصر طریقہ سے ڈھاکہ مشرقی پاکستان میں جمعیت کی سرگرمیوں سے آپ کا مختصر سا تعارف کرانا ہے

> حضرت سیدی مرشدی مولانا خان محمد صاحب مدظلہٗ۔ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں شریف
> کی ہزاروں افراد نے بیعت کی۔

مرکزی جمعیتہ کے اعلان کے مطابق ۵ر جنوری سے ڈھاکہ میں مجلس عمومی (جنرل کونسل) کا اجلاس منعقد ہوا ساتھ ہی جمعیتہ علماء اسلام مشرقی پاکستان نے صوبائی کانفرنس اور صوبائی کونسل کے اجلاس کا بھی اعلان کر دیا۔ اجلاس کے لئے مجلس استقبالیہ مرتب کی۔ جس کے صدر مولانا پیر محسن الدین صاحب اور ناظم مولانا محی الدین خاں صاحب تھے۔ مرکزی اور صوبائی اجلاسوں کی کامیابی کا سہرا انہی حضرات اور مجلس استقبالیہ پر ہے۔ جس نے مغربی پاکستان کے نمائندگان کے لئے نورانی ہوٹل نزد موتی جھیل کی خدمات حاصل کی تھیں۔ جہاں نماز کے لئے بہترین انتظام تھا۔ علیحدہ علیحدہ کمروں میں مہمانوں کو ٹھہرایا گیا تھا جن کے لئے ہر طرح کی سہولتیں مہیا تھیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ وہ تمام ہنگاموں اور شور و شغب سے خالی تھا۔ اور اکابر جمعیت مع رفقاء کے لال باغ میں خواجہ عبد الرحمٰن خاں صاحب کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ صوبائی کانفرنس اور صوبائی اجلاسوں نیز پانچ سو صوبائی ممبران (کونسلروں) کے لئے قیام و طعام کا انتظام بھی ایڈن ہوٹل کے میدان اور وسیع کمروں میں کیا گیا۔

## صوبائی مجلس عمومی کا اجلاس

جمعیتہ علماء اسلام مشرقی پاکستان کی صوبائی مجلس

> اختتامی تقریر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیتہ علماء اسلام
> آخری تقریر مرکز کے امیر حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہٗ نے فرمائی

# رقی پاکستان میں ہزاروں علماء کا اجتماع

## جمعیتہ علماء اسلام کی مساعی کے خوش آئند نتائج

احیاء اور عوامی حقوق کی بحالی نیز کسان و مزدور اور طلبہ کے تمام مطالبات پورے کرنے کی حامی ہے۔

الغرض اس وقت ملک میں جو اسلامی رونق ہے وہ جمعیتہ علماء اسلام کے دم خم سے ہے جو محض اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور نصرت غیبی کا نتیجہ ہے۔

### انتخاب جمعیتہ علماء اسلام مشرقی پاکستان

سرپرست :۔ حضرت الشیخ عبدالکریم صاحب مدظلہٗ
امیر :۔ حضرت مولانا پیر محسن الدین شاہ صاحب ایم۔ این۔ اے۔
نائب امیر :۔ حضرت مولانا ابوالحسن صاحب۔
ناظم علیٰ :۔ حضرت مولانا شمس الدین صاحب۔
ناظم :۔ حضرت مولانا شوکت علی صاحب۔

### راہ کی مشکلات

اس اثنا میں حکومت نے بعض لوگوں کی خدمات خریدیں بعضوں کو ممنون احسان کیا۔ بعضوں کے سروں پر ہاتھ پھیرا۔ اور انہوں نے مختلف طریقوں سے جمعیتہ علماء اسلام کو دوسرے کاموں میں الجھانا چاہا۔ مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔

### پی۔ ڈی۔ ایم اور جمعیتہ علماء اسلام

چند سالوں سے پی ڈی ایم یعنی تحریک جمہوریت کے صدر نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب نے جمعیتہ کو ساتھ ملانے کی کوشش کی مگر جمعیت کا یہ اصرار رہا کہ وہ اپنے آٹھ نکاتی پروگرام میں نواں نکتہ یہ اضافہ کریں کہ ہمارا مقصد اس ملک میں مکمل اسلامی نظام کا قیام ہے۔ اور ۱۹۶۲ء کے دستور میں (جس میں مرتد یعنی مرزائی اور عیسائی ہونے کا دروازہ کھلا ہے اور بہت سی دفعات خلاف اسلام ہیں) وہ ترمیمیں کر دیں جو جمعیتہ علماء اسلام نے پاس کر کے کتابی شکل میں شائع کر رکھی ہیں۔

بہر حال جمعیت پی ڈی ایم (تحریک احیاء جمہوریت) میں ان وجوہ سے شامل نہیں ہو سکی۔ مگر ملک کے بدلتے ہوئے حالات میں جبکہ موجودہ غیر اسلامی اور غیر جمہوری اقتدار و اقتدار کو ختم کر کے اور صحیح اسلامی اور جمہوری اقتدار کو لانے کے لئے ملک کی آٹھ متفقہ سیاسی جماعتوں نے

مربوط کر بیٹھنے اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کا منصوبہ بنایا۔ تو جمعیت کا اس صورت میں الگ تھلگ رہنا کسی صورت مناسب نہ تھا۔

(پی۔ ڈی۔ ایم یعنی تحریک جمہوریت کی پانچ جماعتیں اور ان کے سوا جمعیتہ علماء اسلام کل پاکستان۔ نیشنل عوامی پارٹی (ولی خان و مظفر ی گروپ) اور عوامی لیگ (مجیب الرحمٰن گروپ) کے نمائندوں نے ۳ر جنوری سے ۸ر جنوری ۱۹۶۹ء تک خوب غور وخوض کرکے ایک پروگرام پر اتفاق کیا جو اس کتابچہ میں درج ہے۔ الحمد للہ تعالےٰ کہ جمعیت کا شمول اس اجتماع میں اسلام کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔

### حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی تقریر

چار جنوری ۱۹۶۹ء کو رات کے وقت آٹھوں جماعتوں کے نمائندوں کے سامنے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیتہ علماء اسلام پاکستان نے ملک کے تمام سیاسی حالات پر بسیط تبصرہ فرماتے ہوئے زبردست تقریر فرمائی جو آئندہ کے تمام مباحث کے لئے بنیاد ثابت ہوئی اور جس کا اثر تمام حاضرین نے قبول کیا۔

> جمعیتہ علماء اسلام نے قادیانیت، الحاد اور عام بے دینیوں کے خلاف جہاد کیا۔
> انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور بزرگان دین کی تنقیص وتنقید کرنے والوں کا راستہ بند کیا۔

### متفقہ فیصلہ

فیصلہ یہ تھا کہ آخری فیصلے اور آٹھوں جماعتوں کے نمائندوں کے دستخط سے پہلے کوئی بیان پریس کو نہ دیا جائے چنانچہ جمعیت نے اس کی پابندی کی۔ لیکن بعض اخبارات اور بعض حضرات کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ فیصلے پی ڈی ایم نے کئے یا یہ پروگرام احیاء تحریک جمہوریت والوں نے مرتب کیا۔ یا یہ کہ جمعیتہ علماء اسلام تحریک جمہوریت (پی ڈی ایم) میں شامل ہو گئی۔ حالانکہ یہ پروگرام آٹھوں جماعتوں کے نمائندوں نے مل کر بنایا اور ان جماعتوں نے مل کر اپنا نام (ڈی۔ اے۔ سی) ڈیموکریٹک ایکشن کمیٹی رکھا۔ جس کا اردو ترجمہ جمہوری مجلس عمل ہے۔ اب سارا پروگرام جمہوری

مجلس عمل کو تیار کرنا ہے اور اس میں شامل آٹھوں جماعتوں کو اس پر عمل کرنا ہے۔

دوستوں کو معلوم ہونا چاہئے ہمارے اسلامی اور جمہوری مقاصد واقتدار کو رائج کرنے کی راہ میں وہ زبردست رکاوٹیں ہیں جن کے دور کرنے کے لئے مندرجہ ذیل مطالبات کئے گئے ہیں۔

### مرکزی اور صوبائی جمعیتہ علماء اسلام کے اجلاس

اس کتابچہ میں مختصر طریقہ سے ڈھاکہ مشرقی پاکستان میں جمعیت کی سرگرمیوں سے آپ کا مختصر سا تعارف کرانا ہے

> حضرت سیدی مرشدی مولانا خان محمد صاحب مدظلہٗ۔ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں شریف
> کی ہزاروں افراد نے بیعت کی۔

مرکزی جمعیتہ کے اعلان کے مطابق ۳ر جنوری سے ڈھاکہ میں مجلس عمومی (جنرل کونسل) کا اجلاس منعقد ہوا ساتھ ہی جمعیتہ علماء اسلام مشرقی پاکستان نے صوبائی کانفرنس اور صوبائی کونسل کے اجلاس کا بھی اعلان کر دیا۔ اور اس کے لئے مجلس استقبالیہ مرتب کی۔ جس کے صدر مولانا پیر محسن الدین صاحب اور ناظم مولانا محی الدین خاں صاحب تھے۔ مرکزی اور صوبائی اجلاسوں کی کامیابی کا سہرا انہی حضرات اور مجلس استقبالیہ پر ہے۔ جس نے مغربی پاکستان کے نمائندگان کے لئے نورانی ہوٹل دنزد موتی جھیل کی خدمات حاصل کی تھیں۔ جہاں نماز کے لئے بہتر انتظام تھا۔ علیحدہ علیحدہ کمروں میں مہمانوں کو ٹھہرایا گیا تھا جن کے لئے ہر طرح کی سہولتیں مہیا تھیں۔ اور بفضلہ تعالےٰ وہ تمام ہنگاموں اور شور وشغب سے خالی تھا۔ اور اکابر جمعیت مع رفقاء کے لال باغ میں خواجہ عبدالرحمٰن خاں صاحب کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ صوبائی کانفرنس اور صوبائی اجلاسوں نیز پانچ سو صوبائی ممبران (کونسلرں) کے لئے قیام وطعام کا انتظام بھی ایڈن ہوٹل کے میدان اور وسیع کمروں میں کیا گیا۔

### صوبائی مجلس عمومی کا اجلاس

جمعیتہ علماء اسلام مشرقی پاکستان کی صوبائی مجلس

> افتتاحی تقریر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیتہ علماء اسلام
> آخری تقریر مرکزی امیر حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہٗ نے فرمائی

> جمعیتہ علماء اسلام اس ملک میں مکمل اسلامی نظام چاہتی ہے۔ اور ہر عاقل بالغ کی رائے سے عوامی حکومت قائم کرکے اس کے ذریعہ اسلامی قدروں کے احیاء اور عوامی حقوق کی بحالی نیز کسان، مزدور اور طلبہ کے تمام مطالبات پورے کرنے کی حامی ہے۔

عمومی (پراونشل کونسل) کا اجلاس میں سو حاضر ارکان کی موجودگی میں زیر صدارت حضرت مولانا شیخ عبدالکریم صاحب سلہٹی خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ منعقد ہوا۔ اس اجلاس کو حضرت مولانا شیخ بشیر احمد صاحب خلیفہ اعظم حضرت مدنیؒ نائب امیر مرکزی نے اپنی شمولیت سے عزت بخشی۔ نئے انتخاب میں حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب امیر صوبائی اور حضرت مولانا شیخ عبدالکریم صاحب سرپرست قرار پائے۔ ناظم عمومی حسب سابق مولانا شمس الدین صاحب رہے۔

ایک صوبائی اجلاس میں مشرقی پاکستان کے تمام اضلاع میں جمعیتہ علماء اسلام کے پروگرام کو پہنچانے اور اس کی تنظیم کو عام کرنے کے لئے پروگرام بنایا گیا۔ صوبائی علماء مشرقی پاکستان نے اپنی زندگی دینداری اور مہمان نوازی کا پورا ثبوت دیا۔ مجلس عمومی کا اجلاس اور کانفرنس ہر طرح کامیاب رہی جس میں تین ہزار علماء نے شرکت فرمائی۔ اور اگر دفعہ ۱۴۴ نہ ہوتی تو دس ہزار علماء کرام کی توقع تھی۔ مرکزی جمعیتہ علماء اسلام کی مجلس عمومی نے آٹھ جماعتوں یعنی جمہوری مجلس عمل کے فیصلے کی تصدیق کی اور مندرجہ ذیل تجاویز بالاتفاق پاس کیں۔

### عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق قرارداد

اور۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نوٹ:۔ باقی قراردادیں سرورق اور آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمادیں۔

### آئین شریعت کانفرنس
#### ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن

جس میں مرکزی اور صوبائی عہدہ داروں کے علاوہ مغربی پاکستان کے تمام ڈویژنوں کے امراء شرکت فرما رہے ہیں۔

جس میں اکابر علماء کے علاوہ مشہور سیاسی رہناؤں کو دعوت دی جا رہی ہے۔ جس میں ڈویژن ہذا کے ایک ہزار علماء ومشائخ کو شریک کیا جا رہا ہے۔

جس میں ڈویژن ہذا کے مختلف شاخوں کے سٹریپ لگائے جا رہے ہیں جس کے لئے دس ہزار کا بجٹ منظور کیا گیا ہے۔ جو کہ ۷۔ ۸۔ ۹ مارچ کو ڈیرہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس کانفرنس کو کامیاب کرانا آپ کا شرعی فریضہ ہے۔

## بقیہ: آغا شورش کی تقریر صفحہ ۷ سے آگے

کیا نوجوانوں کے خون کی تمہارے نزدیک کوئی قیمت نہیں ہے؟ شورش صاحب نے اپنی تقریر کے آخر میں مندرجہ ذیل مطالبات رکھے۔ جن کی تائید عوام نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر کی۔

اجلاس کی صدارت مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے کی۔ نماز جمعہ بھی بیرون موچی دروازہ میں ادا کی گئی۔ امامت اور خطابت کے فرائض حضرت مفتی صاحب نے انجام دیئے۔

نماز جمعہ سے قبل حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ملک علماء حق کی قربانیوں کی وجہ سے معرض وجود میں آیا تھا۔ آپ نے ملک میں اسلامی آئین کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔

جلسہ میں شاعر انقلاب جناب جانباز مرزا اور الحاج سید امین گیلانی نے اپنے اپنے کلام پیش کئے۔

جلسہ گاہ میں جگہ بہ جگہ جمعیۃ علماء اسلام کے سیاہ وسفید دھاریوں والے پرچم لہرا رہے تھے۔ چاروں طرف مختلف قسم کے بینر لگے ہوئے تھے۔ جن پر پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ، ملک میں اسلامی آئین نافذ کرو۔ ارتداد کی روک تھام کرو۔ ..... غیر مسلم اقلیت قرار دو۔ اسلام زندہ باد۔ ختم نبوت زندہ باد۔ طلباء کے مطالبات پورے کرو۔ شہید طلباء کا خون رنگ لائے گا اور دیگر کتبے آویزاں تھے۔

چار بجے یہ تاریخی اجلاس صدر جلسہ کی دعا پر برخواست ہوا اور وہیں عصر کی نماز ادا کی گئی۔

جلسہ میں مندرجہ ذیل قرار دادیں اتفاق رائے سے پاس کی گئیں۔

(۱) جمعیۃ علماء اسلام لاہور کا یہ عظیم الشان جلسہ آغا شورش کاشمیری کی رہائی پر ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو الحاد وارتداد کے خلاف بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

نیز یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مئی ۱۹۷۴ء کو لاہور میں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس میں محترم آغا صاحب نے حکومت کی مرزائیت نوازی کے جو سنگین الزامات عائد کئے تھے ان کے بارہ میں اپنی پوزیشن واضح کرے۔ اگر وہ الزامات صحیح ہیں تو قوم اس کو ہرگز برداشت کرنے کو تیار نہیں اور حکومت کی اس پالیسی پر آیندہ نسلیں بھی نفرین کریں گی۔ اور اگر یہ الزامات غلط ہیں تو گورنمنٹ قابل اعتماد طریقہ سے اپنی پوزیشن صاف کرکے قوم کو مطمئن کرے۔

(۲) جمعیۃ علماء اسلام کا یہ عظیم الشان جلسہ حکومت کی اس غیر جمہوری اور غیر اسلامی پالیسی کی شدید مذمت کرتا ہے جس کے تحت ہر طرح کی آزادیاں سلب کرلی گئی ہیں۔ حتیٰ کہ منبر و محراب کو پابند کرنے کے اقدامات کئے اور ایسا کوئی ضلع باقی نہیں رہا۔ جہاں علماء دین اور خاص کر ارکان جمعیۃ علماء اسلام کے داخلہ یا خارجہ یا ناطقہ پر پابندی نہ لگا دی ہو۔ یہ اجلاس حکومت کے اس طرز عمل کو اس کی دیگر غیر اسلامی حرکات کی طرح انٹی اسلام قرار دیتا ہے۔ جس کے تحت اس نے لاہور میں علماء دین کو گرفتار کرنے کے لئے اختیار کیا تھا۔ اور اسی لئے قطب زمان حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے جانشین ولی ابن ولی حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب پر انتہائی کمینگی اور درندگی سے حملہ کرکے ان کو موت کے خطرہ سے دوچار کر دیا تھا۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کی تحقیق ہائیکورٹ کے کسی جج سے کروائی جائے اور اس میں ملوث افسروں کو سزا دی جائے۔

یہ اجلاس حکومت پر واضح کرتا ہے کہ وہ اہل ملک کو اپنے مطالبات پیش کرنے کے آئینی طریقوں سے روک کر غیر آئینی طریقوں پر مجبور نہ کرے۔ جیسے کہ اس کے غیر مآل اندیش حکام اب تک کرتے رہے۔ اور جس کے نتیجہ میں سارا ملک بے چینی اور اضطراب کا شکار ہو گیا۔

(۳) یہ اجلاس طالب علموں پر ملک بھر میں حکومت کی متشددانہ پالیسی کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ حکام کو اس وحشیانہ پالیسی سے باز آجانے کا حکم دے۔ ورنہ قوم اپنے نونہالوں کے ساتھ اس سلوک کو برداشت نہ کرے گی۔

یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بہت جلد طالب علموں کے مطالبات پورے کرکے قوم کو مطمئن کرے۔

نیز یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ سابق ڈی سی راولپنڈی میجر اشرف پر مقدمہ چلائے اور اس ذمہ دار افسر کو سزائے موت دے۔ جس نے گولی چلا کر ایک طالب علم کو شہید کیا اور بہت سی اموات کا سبب بنا۔

---

## دین محمدی کے نفاذ کی کوشش میں ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں ——— مولانا محمد اکرام

عیدالفطر کے خطبہ میں مولانا محمد اکرام صاحب خطیب عیدگاہ گوالمنڈی راولپنڈی نے اپنی تقریر میں علماء کرام کے مقام کی طرف حکومت کو توجہ دلائی اور لاہور میں حضرت مولانا عبیداللہ انور اور ان کے رفقاء پر پولیس کے تشدد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے اختلاف محراب کے ہیں اور وہ فروعی نوعیت کے ہیں۔ اسلام کی حفاظت اور دین محمدی علیٰ صاحبہا السلام کے نفاذ کی کوشش میں ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حکومت نے علماء کرام پر ہاتھ اٹھا کر کوئی خدمت نہیں کی بلکہ یہ ایسا کارنامہ ہے کہ شاید اس میں اولیت کا شرف اسی دور ایوبی کو حاصل ہو۔ انگریز نے بھی اپنے دور میں علماء اور روحانی پیشواؤں کے احترام اور ان کے مقام کو ہمیشہ ملحوظ رکھا۔ حد ہے کہ حضرت آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے علماء اور زہاد پر ہاتھ اٹھانے کی سخت ممانعت فرمائی۔ لیکن یہ حکومت جو ان کا نام لے کر اپنا سکہ منوانے کی کوشش کر رہی ہے نے اس امر کا خیال نہیں کیا کہ علماء اور مشائخ کا شریعت میں کیا مرتبہ ہے۔ اس فعل قبیح سے ہی حکومت کے بلند بانگ دعاوی اسلام اور خدمت اسلام کا پول کھل رہا ہے۔

---

## تمام ماتحت جماعتیں مجلس عمل کے فیصلے کے مطابق ۱۷ر جنوری کو جلسوں اور جلوسوں میں شرکت کریں ——— مولانا محمد اکرم

صوبائی جمعیۃ کے ناظم مولانا محمد اکرم نے ایک بیان میں تمام ماتحت جماعتوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ۱۷ر جنوری کو جمہوری مجلس عمل کی طرف سے ہونے والے جلسوں اور جلوسوں میں دوسری جماعتوں کے ساتھ مکمل تعاون کریں۔

---

## جمعیۃ علماء اسلام شاہ کوٹ کے زیر اہتمام جلسہ عام

جمعیۃ علماء اسلام شاہ کوٹ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۶ر جنوری بروز اتوار دس بجے دن ایک جلسہ عام منعقد ہوگا۔ جس میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب اور مولوی حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی کا خطاب ہوگا۔

(حبیب الرحمٰن اختر شاہ کوٹ)

---

## معذرت

بعض اہم اور ضروری مضامین کی وجہ سے فدائے ختم نبوت آغا شورش کاشمیری کے استقبال کی رپورٹ از کراچی تا لاہور شامل اشاعت نہیں ہو سکی۔ جس پر ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ آئندہ اشاعت میں پوری رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

(خورشید)

## مسائل و افکار

# بیروت کے ہوائی اڈے پر اسرائیل کا حملہ

(احمد حسین صاحب کمال)

بیروت کے ہوائی اڈے پر اسرائیل کے حملے کو صرف ایک شدید جارحیت کہہ کر نہیں ٹالا جا سکتا۔ اور بین الاقوامی سیاسیات میں کسی طاقت کی "مذمت" کر دینا کبھی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوا۔

کیا اسرائیل بیروت کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر محض اپنی طفلانہ ترکتازیوں اور شوخیوں کے بوتے پر یہ حملہ کر سکتا تھا؟

یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔

اسرائیل تو تنہا اپنی طاقت کے بل پر اپنے مقبوضہ عرب علاقے کے حریت پسند عوام کو بھی ہزیمت نہیں دے سکتا تھا۔

دن دہاڑے جس اطمینان کے ساتھ بغیر کسی مزاحمت کے بیروت کے ہوائی اڈے پر ایک گھنٹہ کے قریب محض ہیلی کاپٹروں سے اتر کر اسرائیلی حملہ آوروں نے تاخت و تاراج کی اور پھر بڑے اطمینان سے واپس چلے گئے یہ عمل کسی بڑے بین الاقوامی سہارے اور بیروت کے بعض داخلی عناصر کی سازش کے بغیر عمل میں آ ہی نہیں سکتا تھا۔

بہرحال ادھر اسرائیل نے بیروت کے ہوائی اڈے کو تاخت و تاراج کیا اور ادھر دوسرے ہی دن امریکہ کے چھٹے بحری بیڑے کی سرگرمیاں بحر روم کے مشرقی ساحل پر عرب ملکوں کی سرحدوں کے نزدیک تیز تر ہو گئیں

گذشتہ جون ۶۷ء کی اسرائیلی جارحیت کے بعد سے بحر روم کے مشرقی ساحلوں اور عرب ملکوں کی بحری سرحدات کے قریب امریکہ کے چھٹے بحری بیڑے کی سرگرمیاں کم ہو چکی تھیں اور یہ بیڑہ بحر روم کے اندر مشرقی ساحل سے بہت دور جا چکا تھا۔ جبکہ روس کا بحری بیڑہ بعض عرب ملکوں کی بحری سرحدات کے بہت قریب لنگر انداز ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اور بے شمار سامان حرب ان عرب ملکوں کو سپلائی کیا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی نہایت خاموشی کے ساتھ سرحدات پر فوجی استحکام اور جنگی تربیت کے منصوبے زیر تکمیل تھے۔

یہ صورت حال بہرحال اینگلو امریکی بلاک کے لئے سخت تشویشناک تھی اور بجا طور پر ان کے مفادات کا مستقبل خطرے کی زد میں آتا جا رہا تھا۔ نیز یہ کہ اسرائیل کے وجود کو بھی اندیشہ پیدا ہونے لگا تھا۔

ابھی دو تین ماہ ہی ہوئے ہیں۔ اینگلو امریکی بلاک "نیٹو" کے وزرائے خارجہ کا ایک اہم اور ہنگامی اجلاس یورپ میں منعقد ہوا تھا جس میں صراحتاً بحر روم اور مشرق وسطیٰ میں روس کی مداخلت کو اپنے سامراجی مقاصد کے لئے خطرہ بتا کر اظہار تشویش کیا گیا تھا۔

اور یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ اس وقت جبکہ خلیج فارس، جنوبی عرب، جنوب مشرقی ایشیا اور مشرق وسطیٰ کے مختلف و متعدد فوجی اڈوں کو خالی کر کے برطانوی افواج واپس جا رہی ہیں۔ کم از کم بحر روم کے مشرقی کنارے پر جس کا تعلق ان مذکورہ مقامات کی شاہراہوں سے ہے، امریکہ کے براہ راست اثر میں ہونا چاہیئے اور امریکہ کے بحری بیڑہ کو بحر روم کے مشرقی ساحل کے عرب ممالک کی بحری سرحدات کے زیادہ قریب آ جانا چاہیئے۔

لیکن اس کے لئے کسی اہم اور غیر معمولی واقعہ کا بہانہ بنایا جانا نہایت ضروری تھا۔ اور یہ بہانہ اسرائیل ہی مہیا کر سکتا تھا۔ چنانچہ بیروت کے ہوائی اڈہ پر حالیہ تاخت و تاراج سے امریکہ کے لئے اس نے یہ بہانہ مہیا کر دیا ہے۔ اور تازہ اطلاعات کے مطابق امریکہ کا چھٹا بحری بیڑہ بحر روم کے مشرقی ساحلوں کے بہت قریب آ چکا ہے اس کے ساتھ ہی دیگر سرگرمیاں بھی تیز تر کر دی گئی ہیں۔

بیروت کے بین الاقوامی ہوائی اڈہ پر اسرائیل کے تازہ ترین حملے اور جارحیت کے یہ ہیں اصل مضمرات جن پر سلامتی کونسل کی قرارداد مذمت اور امریکہ و برطانیہ کی اسرائیل پر اظہار ناراضگی کے ذریعہ پردہ ڈالا جا رہا ہے۔

روس نے غلط نہیں کہا کہ
"امریکہ کی انگیخت کے بغیر اسرائیل یہ جرأت کر ہی نہیں سکتا تھا۔"

---

## سپاس تشکر

میں اپنے تمام اکابر، بزرگوں، دوستوں، ساتھیوں اور اپنی صحافی برادری کا خاص طور پر شکر گذار ہوں جنہوں نے اپنی نیک تمناؤں اور دعاؤں سے نوازا، اور جن بھائیوں نے تار، خطوط اور ٹیلیفون سے یاد فرمایا۔ علی الخصوص ان بزرگوں اور بھائیوں کے لئے سراپا سپاس ہوں کہ جنہوں نے بار بار ہسپتال تشریف لا کر عیادت فرماتے ہوئے اخلاق نبوی کا مظاہرہ فرمایا ہے اور جیسا کہ جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ (ترجمہ) جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا گویا خدا تعالیٰ کا ناشکر گذار ہے)

مجھ پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ اپنے مشفق معالجوں اور ہسپتال کے دیگر فرض شناس عملہ نے مجھ سیاہ کار کے ساتھ جو جو عنایات فرمائی ہیں ان کا شکریہ ادا کروں۔ نیز دعا گو ہوں کہ اللہ کریم ان کی بہتر خدمات کا انہیں اجر عظیم عطا فرمائیں۔

علاوہ ازیں پاکستانی مسیحی برادری کے واجب التعظیم لیڈر جناب بوشو فضل دین صاحب نے اپنی فراخ حوصلگی اور وسیع القلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھ گنہگار کے ساتھ جو اظہار ہمدردی فرمایا ہے اور ایک اخباری بیان میں اسلام کے ساتھ جس والہانہ عقیدت اور نیک جذبات کا اظہار بدیں الفاظ کیا ہے کہ "پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور یہاں قرآن و سنت کے مطابق قوانین نافذ کئے جائیں پاکستان کے مسیحی باشندے علماء کی پرزور حمایت کرتے ہیں، کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ قرآنی نظام میں ہی ہمارے حقوق کا پورا پورا تحفظ ہوگا"۔ علیٰ ہذا القیاس پورا بیان اسی طرح کا حامل ہے جس سے ان کی اسلام دوستی کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی بخوبی ثبوت مہیا ہو جاتا ہے کہ پاکستان کی اقلیتیں بھی اسلام کے سوا کسی دوسرے دستور کو ماننے کے لئے نہ تیار ہیں نہ ہوں گی۔ ان کے ان عالی ظرفانہ جذبات کی جتنی بھی تحسین و آفریں کی جائے کم ہے۔

(مولانا) عبید اللہ انور امیر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان لاہور

۱۵ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ

---

## کوٹ رادھا کشن میں جمعیۃ کا قیام

۱۳ دسمبر ۱۹۶۸ء کو کوٹ رادھا کشن میں جمعیۃ علماء اسلام کا قیام عمل میں لایا گیا عہدیداروں کی تفصیل یہ ہے:۔

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا عبید الرحمٰن صاحب |
| نائب امیر | حافظ عبد العلی صاحب |
| ناظم اعلیٰ | جناب محمد شفیع صاحب |
| ناظم | " عبد الحمید صاحب |
| ناظم نشریات | " عبد الغنی ندیم |
| خازن | " محمد صدیق " |

(عبد الغنی ندیم
ناظم نشریات)

# مشرقی پاکستان میں جمعیتہ علماء اسلام کی رفتارِ ترقی

یہ بیان حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی مغربی پاکستان جمعیت علماء اسلام نے ایک پریس کانفرنس میں پڑھ کر سنایا جو ۹ جنوری ۶۹ء بروز جمعرات شام ۴ بجے صوبائی دفتر واقع چوک رنگ محل میں منعقد پذیر ہوئی۔ (ادارہ)

## مرکزی اجلاس

جمعیتہ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی (جنرل کونسل) کا اجلاس ۳ جنوری ۶۹ء کو ڈھاکہ میں امیر مرکزیہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مشرقی پاکستان سے بیس ارکان مجلس عمومی نے اور مغربی پاکستان کے بیس ارکان اور چند اعزازی مدعوین نے شرکت کی خصوصیت سے مولانا محمد یوسف بنوری کراچی اور مولانا خان محمد کندیاں کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اجلاس کی تین طویل نشستوں میں ملک کی مذہبی و سیاسی صورت حال پر غور کیا گیا اور اہم تجاویز طے ہوئیں۔

## پیر محسن الدین ایم این اے کی جمعیتہ میں شمولیت

مولانا پیر محسن الدین ایم۔ این۔ اے ڈھاکہ کے مشہور مذہبی خاندان کے چشم و چراغ اور ملک میں دینداری کی وجہ سے ہر دلعزیز ہیں۔ آپ نے جمعیتہ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان فرمایا ہے۔ ڈھاکہ میں جمعیتہ کی صوبائی کانفرنس میں مجلس استقبالیہ کے صدر آپ ہی تھے۔ اب مشرقی پاکستان کی صوبائی جمعیتہ کی جنرل کونسل نے آپ کو جمعیتہ کا صوبائی امیر منتخب کر لیا ہے۔

## مرکزی اجلاس کا اہم کام

جمعیتہ کے مرکزی ارکان کے سامنے سب سے اہم کام یہ تھا کہ ڈھاکہ میں اپوزیشن پارٹیوں کے نمائندہ اجلاس میں ملکی صورت حال پر غور کیا جائے اور سوچا جائے کہ کونسے طریق کار سے اپنا ملک تباہی سے بچ سکتا ہے۔ یہ مسئلہ انتہائی نازک تھا اور علماء کرام کسی طرح اس معاملہ سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتے تھے۔ ضروری تھا کہ ہمارے مقاصد میں اسلامی نظام و اقتدار کی بحالی و برتری پیش نظر رہے چنانچہ خدا کے فضل و کرم سے جمعیتہ کے نمائندے مشترکہ میٹنگوں میں اپنا فرض پوری طرح ادا کرتے رہے اور مرکزی جنرل کونسل بھی مسلسل اپنے نمائندوں سے تعاون کرتی رہی مشترکہ میٹنگوں میں جمعیتہ کی نمائندگی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا محمد اکرم صاحب نے کی اور مولانا محمد اجمل صاحب لاہور۔ مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی اور مولانا محی الدین صاحب ڈھاکہ نے ان کی معاونت کی۔ اپوزیشن جماعتوں کے جلسوں کے نتیجہ میں آٹھ پارٹیوں کی نمائندہ جمہوری مجلس عمل کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ اور مجلس عمل کی طرف سے الیکشن بائیکاٹ موجودہ آئین پر عدم اعتماد کا اظہار اور جمہوری اقدار کی بحالی کے مطالبات پر مشتمل بیان اخبارات میں آچکا ہے۔

یہ مطالبات عوامی آزادی اور آزادانہ انتخابات کے لئے راستہ ہموار کرنے کی خاطر ضروری ہیں تاکہ اسلامی نظام حکومت اور جمہوری اقدار کو بروئے کار لانا آسان ہو سکے۔

## جمعیتہ کا اقتصادی پروگرام

اس کے علاوہ جمعیتہ کی جنرل کونسل کے موجودہ معاشی و اقتصادی مسائل کا قرآن و سنت کی روشنی میں حل تلاش کرے اور اس سلسلہ میں جماعتی مؤقف متعین کرنے کے لئے مولانا مفتی محمود کی سرکردگی میں ایک کمیٹی قائم کر کے ہدایت کی ہے کہ جلد از جلد اپنا کام مکمل کر کے رپورٹ پیش کی جائے کمیٹی میں ملک کے جلیل القدر اور مستند علماء کرام شامل ہیں۔

## دو غلط فہمیوں کا ازالہ

بعض اخبارات کی رپورٹوں سے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ کہ انتخابات کے بائیکاٹ وغیرہ کے فیصلے تحریک جمہوریت پاکستان (پی۔ ڈی۔ ایم) نے کئے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں بلکہ یہ فیصلے آٹھ جماعتوں کے مشترکہ اجلاس میں کئے گئے ہیں جن کی توثیق پی۔ ڈی۔ ایم نے اپنے اجلاس میں کی ہے۔ نیز جمعیتہ علماء اسلام نے پی۔ ڈی۔ ایم میں شمولیت اختیار نہیں کی بلکہ آٹھ جماعتوں کی اس مجلس میں شرکت کی ہے جس میں جمعیتہ علماء اسلام کے علاوہ عوامی لیگ (مجیب گروپ) نیشنل عوامی پارٹی (قصوری گروپ) اور پی۔ ڈی۔ ایم میں شامل پانچ جماعتیں شامل ہیں۔ دوسری غلط فہمی بعض اخبارات کی شہ سرخیوں کے ساتھ اس خبر سے پیدا ہوئی ہے کہ جمعیتہ علماء اسلام نے ۱۹۵۶ء کے آئین کی بحالی کا مطالبہ کیا ہے۔ حالانکہ پی ڈی۔ ایم میں جمعیتہ کی شمولیت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہی ۱۹۵۶ء کے آئین پر پی۔ ڈی۔ ایم کا اصرار ہے۔ اس آئین میں مرزائیت و عیسائیت کو قبول کرنے اور تبلیغ کی اجازت و آزادی کے علاوہ متعدد غیر اسلامی دفعات شامل ہیں۔ اور اس سلسلہ میں جمعیتہ کی طرف سے ترمیمات شروع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ مشرقی پاکستان جمعیتہ کی صوبائی جنرل کونسل کا اجلاس ایڈن ہوٹل میں ہوا جس میں صوبائی عہدیداروں کا انتخاب ہوا۔ اور اسی ہوٹل کے سامنے وسیع میدان میں صوبائی کانفرنس ہوئی۔ جس میں دونوں صوبوں کے جلیل القدر علماء کرام نے بصیرت افروز تقاریر کیں۔ اور لاکھوں عوام شریک ہوئے۔

---

# علماء دین کے خلاف پروپیگنڈے کا افسوسناک طریقہ

حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب خطیب جامع مسجد عیدگاہ شیخوپورہ کے خلاف پچھلے دنوں نہایت مکروہ الزام تراشی کی گئی جو کسی مقدس بزرگ کے لئے انتہائی خطرناک اور تباہ کن ہوتی ہے۔ میں نے جب اس بہتان کے ساتھ اور الزامات کی فہرست اخبارات میں پڑھی تو اسی وقت سمجھا کہ یہ طوفان حسد اور ذاتی مخالفت کا نتیجہ ہے جو زمانہ سے چلی آرہی ہے دیگر مسلمانوں اور خاص کر علماء کرام نے بھی یہی اندازہ لگایا۔ بعد میں عدالتی فیصلہ اور تمام حالات نے بتا دیا کہ قاری صاحب موصوف کے خلاف یہ سب کچھ صرف بہتان اور الزام تراشی ہی تھا۔ کاش کہ مسلمان یہ سوچ سکتے کہ وہ اس طرح صرف علماء کو بدنام نہیں کرتے بلکہ دین سے بیزاری کا سبب بنتے ہیں۔ ورنہ اس قسم کی باتوں کی اشاعت شریعت میں کیسے روا رکھی جا سکتی ہے

بہرحال کچھ دنوں کے بعد میں خود شیخوپورہ حاضر ہوا۔ اور علماء کرام اور دیگر حضرات سے مل کر تبادلہ خیالات کیا۔ جس میں یہ حقائق منکشف ہوئے۔

(۱) محترم جناب عبدالرحمن صاحب صدر منتظمہ کمیٹی مسجد مذکور نے صاف طور پر تحریری بیان مجھے لکھ کر دے دیا کہ میری مراد اور مطلب کو غلط طور پر اخبار میں شائع کیا گیا۔

(۲) حضرت مولانا سید امین الحق صاحب خطیب جامع مسجد شیخوپورہ نے ارشاد فرمایا کہ اخبار میں جو مضمون میری طرف منسوب کیا گیا ہے۔ نہ وہ میرے کہنے سے بھیجا گیا نہ مجھے اس مضمون کا علم ہے نہ مجھ سے اجازت لی گئی نہ پوچھا گیا۔

(۳) اور اس بات نے تو رپورٹ اور کہانی کے زمنی ہونے پر مہر لگا دی کہ پولیس نے جس بیوی خاوند کے بیانات حضرت قاری صاحب کے خلاف دلوائے تھے انہی بیوی خاوند نے ہائیکورٹ میں حلفی بیان دے دیا کہ پولیس نے زد و کوب کر کے اور جبراً ہم سے یہ بیان دلوایا۔ ہم نے ڈر کے مارے کہا جو کہا۔ چنانچہ اب سارا معاملہ ختم اور صاف ہو چکا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ شیخوپورہ سے واپسی کے بعد مجھے پورا ایک مہینہ بخار رہا۔ پھر کمزوری رہی، اور میں یہ بیان جلد شائع نہ کر سکا۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ جب میں نے ایک بار یہ لکھ کر دفتر اخبار کو دیا۔ اور وہ نہ چھپا۔ تو میں نے حیرانی سے تفتیش کی۔ وہ مضمون ہی ندارد۔ خدا جانے یہاں بھی کوئی منجم آپہنچا یا کیا ہوا۔

میں تمام مسلمانوں سے باادب عرض کرتا ہوں کہ مخالفت کرنی ہو تو بھی شریفانہ کریں۔ اور ایسی کریں جس سے خواہ مخواہ اسلام یا دین کے خلاف بہانہ جو طبائع کو موقعہ نہ ملے۔

(غلام غوث ہزاروی
ناظم عمومی جمعیتہ علماء اسلام
مغربی پاکستان)

# ارکانِ جمعیۃ علماء اسلام کے نام

( از حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی )

آج کل آپ حضرات نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ فلاں جگہ میں مودودی پارٹی اور پیپلز پارٹی کے آدمیوں کے درمیان تصادم ہوا۔ چند آدمی زخمی ہوئے۔ کبھی یہ مضمون آجاتا ہے کہ کراچی میں ایئر مارشل اصغر خاں کے جلوس میں کسی نے اسلام مردہ باد کا نعرہ لگا دیا۔ پھر اس پر عام مسلمانوں کو اشتعال دیا جاتا ہے۔ مضمون لکھے جاتے ہیں۔ اور یہ بات سوشلسٹ پارٹی یا پیپلز پارٹی اور بھٹو گروپ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

میں صاف صاف اعلان کرتا ہوں کہ ہم اس ملک میں اسلامی نظام کے سوا کسی نظام کو برداشت نہیں کرینگے۔ نہ کمیونزم آنے دیں گے نہ سامراجیوں کو یہاں عیاریوں کا موقعہ دیں گے۔ لیکن جو لوگ دین اسلام کو قبول کرتے اور اس کا اعلان کرتے ہیں۔ صرف زمیندار اور کسان نیز سرمایہ دار اور مزدور کے حقوق متعین کرنے کے لئے ایک خاص حل پیش کرتے اور اس کو اسلام کے عین مطابق قرار دیتے ہیں۔ جیسے کہ مغربی جمہوریت کو اسلامی جمہوریت کہہ کر سب قبول کر رہے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام نے ان ہر دو مسائل کے شرعی فیصلے اور حل کو بغرض جائزہ علماء دین کی مجلس کے حوالہ کر دیا ہے۔ اس کا انتظار کرنا چاہئے بہرحال مغربی سرمایہ داری کے مہلک اثرات اور مزارع و مزدور کی تکالیف کا احساس سبھی کو ہے اور اس کے حل کو سبھی سوچ رہے ہیں۔

دوسری بات اسلام مردہ باد پر اشتعال اور فساد یا لڑائی تو ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا اور جیسا کہ بعض اخبارات میں ہے کہ یہ کہنا کہ یہ نعرہ لگایا گیا ہے حالانکہ شریک جلوس مسلمانوں کی توہین ہے۔ جو ایسا کفریہ اور اشتعال انگیز نعرہ سن کر بھی ٹس سے مس نہ ہوئے۔ فرض کیجئے کہ کوئی ہندو یا کمیونسٹ ایسا بھی ہو، لیکن کیا وہ دو لاکھ مسلمانوں میں ایسی جرأت کر سکتا ہے۔

پھر جب جے۔ اے رحیم صاحب پیپلز پارٹی کے لیڈر نے اس کی تردید کر دی ہے کہ یہ نعرہ کسی نے نہیں لگایا تو یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ ہم بار بار ایسے مکروہ لفظ کو زبان یا قلم کی نوک پر لا کر محض کسی پارٹی کو بدنام کریں اگر امریکی سامراج کے ایجنٹوں نے یہ جھوٹ بنا کر پیپلز پارٹی کو بدنام کرنے کی سازش کی تو ہم کو بہر اور زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

میں جمعیۃ علماء اسلام کے تمام کارکنوں سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اسلام کے نام سے دھوکہ کھا کر اس تنازعہ اور لڑائی میں قطعاً شریک نہ ہوں اور نہ خود مکمل تحقیق کئے بغیر کسی امریکی یا سرکاری چمچے کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوں

## مرکزی جنرل کونسل کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کا تاریخی اجلاس ۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء کو ڈھاکہ میں منعقد ہوا اور جس میں زعماء جمعیۃ نے ایک بار پھر اپنے اس عزم کو دہرایا کہ وہ اس ملک میں بغیر اسلام کے کسی اور قانون کو نہیں برداشت کرینگے۔ اور ملک میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے آخر دم تک پر امن جدوجہد کرتے رہیں گے۔

اس تاریخی اجلاس میں ملک کے دونوں حصوں سے بیالیس علماء نے شرکت کی۔ ان میں ممبران مجلس عمومی کے علاوہ چند حضرات کو مرکزی امیر حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ نے خصوصی طور پر شمولیت کی دعوت دی تھی اور کچھ حضرات کو امیر صاحب کی اجازت سے اجلاس میں بٹھایا گیا۔ (خورشید)

اسماء گرامی شرکاء اجلاس مجلس عمومی مغربی پاکستان

حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ مدظلہ
حضرت مولانا خان محمد صاحب کندیاں شریف
" " محمد یوسف صاحب بنوری کراچی
" " غلام غوث صاحب ہزاروی
" " مفتی محمود صاحب
" " عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک
" " مفتی محمد عبداللہ صاحب ملتان
" " محبوب الٰہی صاحب لاہور
" " عبدالکریم صاحب لاڑکانہ
" " قاری عبدالسمیع صاحب سرگودھا
" " محمد شریف صاحب منچن آباد ضلع بہاولنگر
" " حافظ محمد اسمٰعیل صاحب کراچی
" " قاضی عبدالکریم صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خاں
" " ابوالزاہد محمد سرفراز صاحب گوجرانوالہ

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

ادارہ نشر و اشاعت ملتان

کا

مختصر تعارف - خدمات اور مقاصد

بحمداللہ تعالیٰ یہ ادارہ تقریباً دس سال سے خاموشی کے ساتھ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں تصنیف و تحریر اور تدریس و تعلیم کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔

تحریری شعبہ:۔ اس شعبہ کے تحت بیس کے قریب کتابیں اور رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

| | قیمت |
| --- | --- |
| (۱) معین القضاۃ والمفتین | ۱—۰ |
| (۲) شرعی ضابطہ دیوانی | ۳— |
| (۳) زاد الطالبین | ۱—۵۰ |
| (۴) فضائل صدقات اول | ۴—۰ |
| (۵) فضائل صدقات دوم | ۴—۵۰ |
| (۶) اسلامی زندگی | ۱—۵۰ |
| (۷) شیعہ سنی نزاع کا قرآنی فیصلہ | —۹۴ |
| (۸) مہاجرین انصار اور ہم | —۵۶ |
| (۹) پندرہ سو جنتی | —۳۱ |
| (۱۰) تعلیمات حضرت علیؓ | —۷۵ |
| (۱۱) رہبر قاری | —۲۷ |
| (۱۲) تسہیل المبتدی | —۴۴ |

نوٹ:۔ یہ ادارہ وقف ہے کسی کی ذاتی ملکیت نہیں۔ اس کے تجارتی شعبہ کا نفع تمام مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت پر صرف کیا جاتا ہے تمام اسلام پسند دوستوں سے درخواست ہے کہ ادارہ ہٰذا کی مطبوعات خرید کر اس کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

شعبۂ تبلیغ:۔ اس کی تفصیل ہمارے پروگرام اور فہرست میں درج ہے۔ فی الحال بوجہ قلت سرمایہ کے مبلغین کا تقرر نہیں کیا گیا۔ حالات کی سازگاری پر شروع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ

تعلیمی شعبہ:۔ اس شعبہ میں مسلمان بچوں اور بڑی عمر کے لوگوں کو قرآن پاک اور بقدر ضرورت اردو تعلیم دی جاتی ہے۔

سہ سالہ عربی نصاب:۔ کم فرصت مسلمان جو کسی وجہ سے مکمل عربی تعلیم حاصل نہیں کر سکتے اور چاہتے ہیں کہ مختصر وقت میں عربی زبان سیکھ کر قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی سے روشناس ہو کر عملی زندگی کے کسی شعبہ میں کام کریں (تجارت زراعت، ملازمت وغیرہ) اور جائز کسب معاش کے ساتھ دین اسلام کی ممکنہ خدمات بھی کر سکیں۔ ایسے لوگوں کی سہولت کے پیش نظر "سہ سالہ عربی نصاب" جاری کیا جا رہا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کے فضل و کرم سے توقع ہے کہ اس نصاب کو سمجھ کر پڑھنے سے عربی صرف و نحو میں متوسط درجہ کی استعداد پیدا ہو گی۔ محنتی اور ذہین استعداد والے طالب علم اس کے پڑھنے سے قرآن و حدیث اور فقہ و اصول فقہ کی کتابیں بصیرت کے ساتھ پڑھ سکیں گے۔ انشاء اللہ ** 

** بنیاد:۔ مولانا تھانوی نے کم فرصت مسلمانوں کے لئے سہ سالہ عربی نصاب تجویز فرمایا تھا۔ اس کی رہنمائی میں بطور تجربہ یہ قدم اٹھایا جا رہا ہے۔

(نوٹ) داخلہ ختم ہے۔

ناظم ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات
مقبول روڈ۔ بیرون خونی برج نزد
خیر المدارس ملتان۔

## پشاور میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام

### عظیم الشان جلوس

### جلوس میں علاقہ کے جیّد علماء اور دوسری پارٹیوں کے کارکنوں نے شرکت کی۔

### جابجا جلوس پر گل پاشی کی گئی۔

پشاور۔ گذشتہ دنوں جمعیت علمائے اسلام کے زیر اہتمام پشاور میں ایک جلوس نکالا گیا۔ جلوس کی قیادت صوبہ سرحد کے مشہور مذہبی اور سیاسی رہنما مولانا سید گل بادشاہ صاحب کے علاوہ مفتی عبدالقیوم صاحب پوپلزئی اور دوسرے اکابر علماء نے کی۔

یہ جلوس پشاور کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا واحد جلوس تھا۔

جلوس میں علاقہ کے جیّد علماء اور دوسری پارٹیوں کے کارکنوں نے شرکت کی۔

فرزندانِ اسلام جن راستوں سے گزرے چھتوں پہ کھڑے لوگوں نے ان پر گل پاشی کی۔

کارکنوں نے جو کتبے اٹھا رکھے تھے ان میں سے یہ کتبے قابل ذکر ہیں۔

— خدائی فیصلوں میں رد و بدل، عائلی قوانین اور خاندانی منصوبہ بندی کا فرانہ بغاوت ہے۔

— پاکستان کا قیام، استحکام اور دوام اسلام سے وابستہ ہے

— علماء اسلام پر پابندیاں اور کفر و ارتداد کی آزادیاں نظریہ پاکستان سے فراڈ ہے۔

— طالب علموں کے مطالبات منظور کرو۔

— پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔

— دس [illegible] ترقی واپس لو۔

— علماء و طلباء پر تشدد بند کرو۔

— یونیورسٹی آرڈیننس تعلیمی پھانسی ہے۔

— ہم اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر آخری دم تک لڑیں گے۔

— جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور امیر مغربی پاکستان کا خون رنگ لا کر رہے گا۔

— ختم نبوت زندہ باد۔ اسلام زندہ باد۔

— جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد۔

— مسٹر بھٹو اور عبدالولی خاں زندہ باد کے نعرے لگائے گئے

## افسوسناک پروپیگنڈا

خدا جانے ڈھاکہ سے کس کذاب نے یہ خبر بعض اخبارات کو بھیجی کہ جمعیۃ علماء اسلام نے ۱۹۵۶ء کے آئین کا مطالبہ کیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ جمعیت مکمل اسلامی نظام کی حامی ہے۔ اور کسی ایسے آئین کو صحیح نہیں سمجھتی جس میں تحفظ ختم نبوت اور اسلامی کی ضمانت نہ دی گئی ہو۔ چنانچہ اسی پرچہ میں آپ کو جمعیۃ کی سرگرمی کے سلسلہ میں پورا پورا پتہ لگ جائے گا۔ اگر یہ حرکات سیاسی پارٹیاں کرتی ہیں تو اور زیادہ قابل افسوس ہے۔

---

## ڈھاکہ پہنچنے پر جمعیۃ علماء اسلام کے زعماء کا استقبال

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے زعماء بالترتیب ۱/۱۱ اور ۱/۱۲ کو بذریعہ طیارہ مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس اور صوبائی کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اول الذکر وفد کی قیادت جمعیت علماء اسلام کے صوبائی ناظم حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور ثانی الذکر کی قیادت مرکزی امیر حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے فرمائی۔

ڈھاکہ ائیرپورٹ پر جمعیت علماء اسلام مشرقی پاکستان کے اکابرین ڈھاکہ۔ چٹاگانگ۔ سلہٹ۔ فرید پور اور دوسری جگہ سے آئے ہوئے سینکڑوں علماء اور ہزاروں کارکنوں نے اکابرین جمعیت کا خیر مقدم کیا۔

جب یہ حضرات طیارہ سے باہر نکلے تو ائیرپورٹ پر موجود کارکنوں نے جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد، علماء مغربی پاکستان زندہ باد، اسلامی قوانین نافذ کرو۔ علماء پر ظلم بند کرو۔ عائلی قوانین اور دیگر غیر اسلامی قوانین ختم کرو۔ ختم نبوت زندہ باد۔ طلباء کے مطالبات پورے کرو۔ پریس آرڈیننس اور یونیورسٹی آرڈیننس واپس لو اور اسی قسم کے دیگر نعرے لگاتے ہوئے ان حضرات کو جلوس کی شکل میں ان کی قیام گاہ تک لے جایا گیا۔

## بقیہ: مرکزی جنرل کونسل

حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مردان

〃 〃 محمد اجمل صاحب لاہور

〃 〃 محمد اکرم صاحب لاہور

〃 〃 محمد رمضان صاحب میانوالی

جناب سردار غلام قادر خاں صاحب رحیم یار خاں

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب خانپور ضلع رحیم یار خاں

〃 〃 سمیع الحق صاحب اکوڑہ خٹک

〃 〃 عبدالحکیم صاحب راولپنڈی

〃 〃 حافظ نصر اللہ خاں خاکوانی بہاولنگر

جناب حافظ محمد اسحاق صاحب خاکوانی 〃

جناب میر عالم خاں صاحب لغاری رحیم یار خاں

### شرکاء اجلاس مشرقی پاکستان

حضرت مولانا الشیخ عبدالکریم صاحب سرپرست جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان۔ حضرت مولانا شفیق الحق صاحب اختر سلہٹ۔ حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب ایم این اے۔ حضرت مولانا امانت الدین صاحب سلہٹ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب سلہٹ۔ حضرت مولانا امین الحق صاحب کشور گنج۔ حضرت مولانا عبدالجبار صاحب ڈھاکہ۔ حضرت مولانا سید محمد طٰہٰ میاں صاحب کشور گنج۔ حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی ڈھاکہ۔ حضرت مولانا شوکت علی صاحب کھلنا۔ حضرت مولانا ریاست علی صاحب سلہٹ امیر ضلع حضرت مولانا معتصم باللہ کھلنا۔ حضرت مولانا محی الدین خاں صاحب ڈھاکہ۔ حضرت مولانا محمد حسین احمد صاحب سلہٹ، حضرت مولانا عبدالخالق صاحب کھلنا۔ حضرت مولانا امداد الحق صاحب سلہٹ

حضرت مولانا محمد افضل صاحب سلہٹ

---

## ضروری ہدایات

### ناظم عمومی غلام غوث ہزاروی

سب ارکان جمعیۃ جانتے ہیں کہ روزنامہ "وفاق" لاہور کو جمعیت سے پوری دلچسپی ہے۔ وہ اگرچہ اپنے نظم و ضبط اور پالیسی میں آزاد ہے۔ مگر اسلامی خبروں اور جمعیتی پروگراموں کو نشر کرنے میں ہمارے ساتھ پورا تعاون کر رہا ہے۔

سب دوستوں کا مطالبہ ہے کہ اس کے صفحات چھ کر دیئے جائیں مگر یہ کام سرمایہ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ بہت کچھ سوچنے اور حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ سے مشورہ کے بعد یہ قرار پایا کہ ہر ضلع میں مخیر حضرات کو اس کا خریدار بنایا جائے۔ اگر ہم بیس اضلاع میں دس دس خریدار بھی پیدا کر دیں تو کونسی بڑی بات ہے۔ صرف محنت کی ضرورت ہے۔ یہ جمعیت۔ جمعیت او[illegible] کا مسئلہ ہے۔ تمام دوست اس پر خاص توجہ فرما کر مرکز کو یا صوبہ کو اپنی کارگزاری سے اطلاع دیتے رہیں۔

فقط غلام غوث بقلم خود

---

## انصار الاسلام گوجرانوالہ نے قائد جمعیّت کو سلامی دی

## نوجوان اپنے آپ کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں

(مولانا مفتی محمود مدظلہٗ)

گوجرانوالہ۔ انصار الاسلام کا دستہ جو آغا شورش کاشمیری کے استقبال کے سلسلہ میں لاہور آیا تھا اس نے گذشتہ جمعہ کو شام کے وقت دفتر جمعیت علماء اسلام چوک رنگ محل کے سامنے قائد جمعیت علماء اسلام مولانا مفتی محمود صاحب کو سلامی دی۔ اس موقع پر ان نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ آپ نوجوان ہیں۔ آپ لوگ مستقبل کا سرمایہ ہیں۔

آپ نے نوجوانوں کو تلقین کی کہ وہ اپنے آپ کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں۔

آپ نے کہا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ ہم اس ملک میں ہر حال میں اسلامی اقدار کا تحفظ کریں گے۔ چاہے ہم کو کتنی مصائب کا سامنا کرنا پڑے۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ اس وقت مذہب [illegible] کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہم آئینی حدود کے اندر رہ کر اس ملک میں اسلامی انقلاب برپا کریں گے۔

مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا

# مسئلہ عصمتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

(۴)

اس لئے عمل اور ارادہ میں ان سے ہر قسم کی برائی اور بدی کا ظہور محال ہے۔ اور کسی بھی چھوٹے یا بڑے گناہ کا سرزد ہونا اور معصیت اور نافرمانی کا ارادہ اور قصد کے ساتھ انبیاء علیہم السلام سے قطعاً متصور نہیں ہے۔

## معصیت کے معنی

معصیت اس مخالفت کو کہتے ہیں۔ جو ارادہ اور قصد کے ساتھ ہو۔ بوجہ غلطی اور نسیان کے نہ ہو۔ اس معنی کی رُو سے انبیاء علیہم السلام سے چھوٹی یا بڑی کسی بھی قسم کی معصیت کا صادر ہونا ممکن نہیں ہے۔ البتہ بشریت اور انسانیت سے متصف ہونے کی بنا پر سہو و نسیان اور لغزش کا امکان انبیاء علیہم السلام میں بھی رہتا ہے۔ اور کبھی کبھی عملی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے۔ مگر فوراً ہی اس پر متنبہ کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ اس سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔

## زلت اور لغزش

زلت بمعنی لغزش فتح زاء کے ساتھ ہے۔ اس کے معنی ارادہ اور اختیار کے بغیر قدم پھسل جانے کے ہیں یعنی ارادہ تو تھا اطاعت کرنے اور فرمانبرداری کا۔ مگر بے اختیار قدم دوسری طرف جا پڑا۔ اس معنی پر زلت کی حقیقت یہ ہوئی کہ اس کے اندر نہ تو عمل اور کردار میں تمرد اور سرکشی کو دخل ہوتا ہے۔ اور نہ ہی قصد اور ارادہ کے ساتھ حکم کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ اور پھر ساتھ ہی وہ عمل جو بطور لغزش کے سرزد ہوا ہے اپنی حقیقت اور ماہیت کے اعتبار سے قبیح اور بد اور شر بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی ذات میں اباحت اور جواز کا درجہ رکھتا ہے۔ مگر کرنے والے کی ہستی کے شایان شان نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے عظیم مرتبہ اور عالی رتبہ کے سامنے نازل، پست اور ہلکا ہوتا ہے۔ بایں ہمہ اس لئے عمل میں آگیا کہ کرنے والے کی نگاہ میں اس کا اس طرح کرنا خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہیں تھا۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کی عظمتِ شان اور بلندیٔ مقام کے لحاظ سے ایسے عمل پر بھی ان کو فوراً انتباہ اور آگاہ کر دیا جاتا ہے کہ یہ عمل آپ حضرات کے علوِ شان اور رفعتِ مقام کے شایانِ شان نہیں ہے یہ بھی یاد رکھیئے۔ کہ اگر انبیاء علیہم السلام سے کسی وقت بتقاضائے بشریت کوئی لغزش بطور سہو و نسیان صادر ہوتی بھی ہے تو وہ باہر سے آتی ہے اندر سے نہیں آتی جیسے آبِ گرم میں حرارت خارجی رخ سے آتی ہے۔ اور اس کے اندر مادۂ حرارت کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا پانی کی طبیعت میں چونکہ سوا برودت کے اور کچھ نہیں ہوتا

اس لئے پانی خواہ کتنا ہی گرم کیوں نہ ہو۔ اگر اس کو آگ پر ڈال دیا جائے تو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کا باطن مادۂ معصیت نفس و شیطان کی مداخلت سے بالکل پاک ہوتا ہے۔ البتہ کبھی خارجی اثر سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے لیکن فوراً ہی دستِ قدرت اس باہر سے آئے ہوئے غبار کو چہرۂ عصمت سے صاف کر دیتا ہے۔ اس کے بعد چہرۂ نبوت پہلے سے بھی زیادہ صاف اور روشن ہو جاتا ہے۔

زلت کی مندرجہ بالا حقیقت کے معلوم ہو جانے کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ چونکہ اس کے صدور میں فاعل کے ارادہ اور مقصد کا دخل نہیں ہوتا یعنی فاعل اس کو قصداً اور ارادہ سے عمل میں نہیں لاتا اور اپنی ذات میں وہ عمل درجۂ اباحت اور حدِ جواز میں بھی ہوتا ہے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام زلات اور لغزشات سے معصوم نہیں ہوتے بلکہ ان کے افعال میں زلات اور لغزشوں کا صدور ان کی عصمت کے خلاف اور اس پر اثر انداز بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ عصمت و حفاظت کا تعلق تو معاصی سے ہے اور زلات بوجہ نہ پائے جانے قصد اور ارادہ کے سرے سے معاصی میں داخل ہی نہیں ہیں، تو پھر ان کا صدور انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر کیسے اثر انداز ہو سکتا ہے اور زلات اور لغزشوں سے عصمت کا تعلق کیسے ہو سکتا ہے۔

## عصمت کی تقسیم میں مؤلف کی غلطی

اس جگہ مؤلف کی یہ غلطی بھی واضح ہو گئی۔ جو انہوں نے عصمت کی تقسیم کرتے ہوئے عصمت کی ایک قسم عصمت عن الزلات (لغزشوں سے عصمت) بیان کی ہے (دیکھو علمی جائزہ ص۵۲) جب مؤلف کو خود بھی یہ تسلیم ہے کہ تقریباً تمام اہلسنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ زلات اور لغزشوں سے انبیاء علیہم السلام معصوم اور محفوظ نہیں ہیں"۔ (علمی جائزہ ص۵۲) اور مؤلف نے خود ہی غایۃ التحقیق سے بھی یہ نقل کیا ہے۔ "وان لم یعصموا عن الزلات"۔ زلات سے تو بالاتفاق معصوم نہیں ہیں (ص۵۲) تو پھر نا معلوم مؤلف کا عصمت کی دو قسمیں عصمت عن المعاصی اور عصمت عن الزلات بنانے اور اس لکھنے سے کیا مقصد ہے کہ:۔

"جن چیزوں کے ساتھ عصمت کو تعلق ہے وہ چونکہ دو قسموں پر منقسم ہیں۔ ایک معاصی ہیں اور دوسری زلات یعنی لغزشیں۔ اس لئے ان کے اعتبار سے عصمت کی بھی دو قسمیں ہیں (علمی جائزہ ص۵۲) سوال یہ ہے کہ جب زلات اور لغزشوں سے انبیاء علیہم السلام معصوم اور محفوظ ہی نہیں ہیں۔ تو پھر عصمت کا تعلق زلات اور لغزشوں کے ساتھ کیونکر ہو گیا۔ اور عصمت کی ایک قسم عصمت عن الزلات آپ نے کس مقصد کے لئے ایجاد کی ہے؟

عصمت کی یہ ایک نئی قسم عصمت عن الزلات کیا آپ نے اس مقصد کے لئے ایجاد کی ہے کہ اس طرح مولانا مودودی کے بیان کردہ اس لطیف نکتہ کی آپ حفاظت کر سکیں جو انہوں نے بیان کیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں سرزد ہونے دیں"۔

کیونکہ جب یہ ثابت ہے کہ زلات اور لغزشوں سے انبیاء علیہم السلام معصوم اور محفوظ نہیں ہیں اور مؤلف کی ایجاد کے موافق عصمت کی ایک نئی قسم عصمت عن الزلات بھی ثابت ہو جائے تو آپ مولانا مودودی کا مذکورہ "لطیف نکتہ" درست ہو جاتا ہے اور قابل اعتراض نہیں رہتا اس لئے کہ عصمت عن الزلات تو انبیاء علیہم السلام کے لئے کسی کے نزدیک بھی ثابت نہیں ہے۔ تو پھر اس عصمت کا ہر نبی سے کسی وقت اٹھا لینے کا عقیدہ جس کا ذکر "لطیف نکتہ" میں کیا گیا ہے محل اعتراض نہیں رہتا۔ کیا اس کے سوا کوئی اور غرض بھی اس نئی قسم عصمت عن الزلات کے ایجاد کرنے کی مؤلف صاحب بتلا سکتے ہیں؟

## تفہیمات کی عبارت

اب ہم ناظرین کے سامنے تفہیمات کی وہ عبارت مؤلف کے حوالہ سے ہی پیش کرتے ہیں۔ جس میں مولانا مودودی نے یہ مذکورہ "نکتہ" بیان کیا ہے۔ اس کے مؤلف نے جو اس عبارت کا "غیر متعصبانہ ذہنیت سے تجزیہ کیا ہے۔ اس کا جائزہ لیا جائے گا۔

مؤلف لکھتے ہیں:۔ "مولانا مودودی نے تفہیمات ج ۲ ص۴۳ میں سیدنا داؤد علیہ السلام کے قصہ کے متعلق علماء وقت کی کئی توجیہات بیان کرتے ہوئے اپنی طرف سے بھی ایک توجیہ ذکر کی ہے۔ جس میں انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں ضمناً اس بات کا ذکر آ گیا ہے کہ ان سے بعض لغزشیں سرزد ہوئیں"۔ تفہیمات کی پوری عبارت یہ ہے:۔

"لیکن ان حضرات نے شاید اس امر پر غور نہیں کیا ہے کہ عصمت دراصل انبیاء علیہم السلام کے لوازمِ ذات سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منصبِ نبوت کی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرنے کے لئے مصلحتاً خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ فرمایا ہے۔ ورنہ اگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت تھوڑی دیر کے لئے بھی ان سے منفک ہو جائے تو جس طرح عام انسانوں سے بھول چوک اور غلطی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انبیاء سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں سرزد ہونے دی ہیں، تاکہ انبیاء کو خدا نہ سمجھیں اور جان لیں کہ یہ بشر ہیں خدا نہیں ہیں"۔ انتہی (علمی جائزہ ص۴۳)

(باقی آئندہ)

# حکومت کی تبدیلی کی آئینی کوشش

یہ قرارداد مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس منعقدہ ۴ - ۵ / جنوری ۱۹۶۹ء ڈھاکہ میں پاس کی گئی :-

ہرگاہ کہ موجودہ پاکستانی حکومت اور حکومتی پارٹی نے عائلی قوانین کے ذریعہ شرعی احکام میں تبدیلی کی، مرزائی ارتداد، پرویزی اور فضل الرحمانی الحاد کی سرپرستی کی۔ عریانی، بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دیا۔ سود، جوا شراب، ناچ گانے کو عام کر دیا۔ اس کے طرز عمل سے رشوت، چور بازاری اور غریب کشی کا طوفان امنڈ آیا وہ کسان، مزدور کے مسائل حل کرنے میں قطعاً ناکام رہی۔ یونیورسٹی آرڈیننس کے ذریعہ اس نے ملک کے نونہالوں کے حقوق تباہ کئے، اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے والوں پر گولیاں چلائیں، جمہوریت کا خاتمہ کر کے بی، ڈی کے ذریعہ عوامی رائے سے عوامی حکومت بنانے کا راستہ مسدود کر دیا۔ بے رحم ڈپٹی کمشنروں اور افسروں سے مسلمانوں اور لخت جگر طالب علموں کا خون بہایا۔ علماء دین اور منبر و محراب کی تقدیس کے ختم کرنے کی کوشش کی، رعایا کے لئے ضروریات زندگی مہیا کرنے سے قاصر رہی ہے اور باوجود تنبیہ کے وہ کرسی اقتدار سے چمٹے رہنے کیلئے بضد ہے بنابریں یہ اجلاس پوری ذمہ داری سے شرعی روشنی میں فیصلہ کرتا ہے کہ موجودہ حکومت کو تبدیل کرنا ضروری ہے قوم کا فرض ہے کہ وہ تمام آئینی ذرائع کو کام میں لا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو۔

اور ساتھ ہی حکومت کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ پُرامن رعایا کے پُرامن جلوسوں پر لاٹھیاں اور گولیاں نہ چلائے اور دفعہ ۱۴۴ وغیرہ کے لئے پُرامن ذرائع کو مسدود کر کے قوم کو غیر آئینی وسائل اختیار کرنے کی تحریک نہ کرے۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

12/
175

ہفت روزہ

# ترجمان اسلام

لاہور
پاکستان

العُلماء ورثة الأنبياء الحدیث

مسئلہ خلافت وحکومت کی تحقیق وتوضیح اور مودودی صاحب کے صحابہ کرامؓ پر

# بے بنیاد و رکیک الزامات کا مدلل جواب

از علامہ محمد عبد الستار صاحب تونسوی

۹— اور جس وقت حضرت سیدنا عثمانؓ نے جیش العسرۃ جس کو قرآن میں سَاعَةِ الْعُسْرَةِ (سخت مشکل اور تنگی کا وقت) فرمایا گیا ہے، غزوۂ تبوک کے موقع پر سینکڑوں اونٹ اور گھوڑے مع ساز و سامان اور ہزاروں درہم و دینار حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمکتا تھا اور آپ بار بار فرماتے تھے:۔

| | |
|---|---|
| ما علی عثمان ما عمل بعد | اس کے بعد عثمانؓ جو عمل کریں گے |
| ھذا ماضر عثمان ما عمل | اس کی باز پرس نہیں۔ آج کے |
| بعد ھذا الیوم | بعد عثمانؓ جو بھی عمل کریں گے وہ |
| (ازالۃ الخفاء ص ۲۴۹-۲۹۱) | انہیں نقصان نہیں دے گا |

## مودودی صاحب اور مودودیوں کا ظلم عظیم

تو ایسے جلیل القدر عظیم الشان خلیفہ راشد، داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ذوالنورین جس سے خود حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے تک حیا کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ایسے اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ کا مستحق قرار دیں کہ آج کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی ایسا کام نہ ہوگا جو نقصان دہ اور باز پرس کا موجب ہو۔

اس عظیم المرتبت شخص کے متعلق اس قسم کے نظریات وخیالات پھیلانا کہ ان کی پالیسی غلط تھی اور ان کی غلط پالیسی کو ضرور غلط کہنا ہوگا اور ان کی غلط پالیسی سے اسلام میں جاہلیت (کفریہ امور) کو گھس آنے کا موقع مل گیا ہے اور اسلامی خلافت کو غیر اسلامی ملوکیت کی طرف لے جانے والے، تغیر کا آغاز انہی کی غلط پالیسی سے ہوا۔ جس سے خلافتِ راشدہ کا نظام چھوٹ گیا۔

آخر یہ کون سی دینی یا علمی خدمت ہے۔ حتیٰ کہ ہر کوہ مہ بازاری غنڈے تک ایسے جلیل القدر عظیم الشان خلیفہ راشد کو ہدفِ تنقید اور نشانہ ملامت بنائے ہوئے ہیں فاعتبروا یا اولی الالباب

حالانکہ خلافتِ راشدہ موعودہ قرآنیہ تیس سال میں وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ کے وعدہ کے مطابق عند اللہ پسندیدہ دینی امور مضبوط و متمکن رہے ہیں اور خلافت و رحمت اور رشد و ہدایت کا ظہور اور عموم و شیوع رہا ہے۔ خواہ اس خلیفہ کے خلاف بعض غلط کار لوگوں نے فتنے کھڑے کیے یا اس پر غلط سلط الزامات لگائے۔ یا باہم جنگ و جدل اور بغاوت و مخالفت اور خون ریزی کے واقعات رونما ہوئے، ہر حال میں خلیفۂ راشد امت میں افضل ترین اور بہترین ہستی تھا۔ اس کا ہر کام اور ہر حکم اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی اور نیکی و بھلائی کے لیے تھا۔ اس کے ارادہ و عمل میں کبھی دینِ حق کے مفاد کے خلاف کوئی معمولی سا بھی گوشہ و شوشہ نہ ملے گا۔

## امام مظلوم کے خلاف سبائی اعتراضات اور ان کے جوابات

سیدنا عثمانؓ کے خلاف جو الزامات اس وقت سبائی باغیوں نے لگائے تھے وہ سب غلط اور بے بنیاد افترا و بہتان تھے۔ جن کی تردید جلیل القدر صحابہ کرامؓ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت ابوہریرہؓ وغیرہم نے بخوبی کر دی۔ بالخصوص سیدنا علیؓ نے ایک ایک الزام کا جواب دے کر سیدنا حضرت عثمان کی پوزیشن کو صاف کیا جس کا خود مودودی صاحب نے "خلافت و ملوکیت" میں اقرار کیا ہے۔

مگر تعجب تو اس امر پر ہے کہ حضرت سیدنا عثمانؓ اور حضرت سیدنا علیؓ کے وقت جتنے اعتراض یا الزام تھے وہ سب غلط تھے اور ان کی پوری صفائی حضرت علیؓ فرما گئے۔ اب اپنی آزادانہ تحقیق "خلافت و ملوکیت" میں مودودی صاحب نے جو الزامات لگائے ہیں، اور حضرت عثمان کی غلط پالیسی دکھائی ہے، یہ وہی ہے جس کی صفائی حضرت علی کر چکے ہیں یا یہ الزامات اس وقت کسی نے نہ لگائے تھے۔ اب یہ الزامات کی جدید فہرست اپنے جدید اجتہاد سے تیار کی گئی ہے!

اقربا کو مال دینے کے الزام کی صفائی خود سیدنا عثمانؓ نے فرما دی تھی کہ میں اپنے ذاتی مال سے دیتا ہوں۔ حتیٰ کہ یہاں تک فرمایا کہ:۔

"میں اپنا خرچ بھی اپنے ذاتی مال سے کرتا ہوں۔ بیت المال سے اپنے لیے یا اپنے اقربا کے لیے ایک پیسہ تک نہیں لیتا۔ یہ ملحد لوگ بہتان اور غلط الزام لگاتے ہیں۔" (طبری، ج ۳، ص ۳۸۵)

غور فرمایئے، جو چیز ملحد و بے دین لوگ بطور بہتان حضرت عثمانؓ کے خلاف کہتے تھے۔ اور اس کی تردید و صفائی بھی خود سیدنا عثمانؓ نے اس وقت کر دی تھی اسی کو آج کے محقق و جدید مجتہد قوم کے سامنے اس طور سے پیش کرتے ہیں کہ گویا یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو تواتر و توارث سے ثابت شدہ ہے اور قرآن مجید کی طرح ناقابلِ انکار۔ سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ

اسی طرح یہ بات کہ حضرت عثمان نے اپنے اقربا کو عہدے دیئے، یہ بھی ایک بے جا اور واہی اعتراض ہے۔ کیونکہ سیدنا عثمانؓ کے عمال و عہدے داروں کی تعداد پچیس تیس کے درمیان ہے جن میں سے صرف دو تین عامل ہی آپ کے رشتہ دار ہیں باقی سارے دوسرے خاندانوں کے ہیں۔

حضرت عثمان کے عاملوں کی فہرست حسب ذیل ہے:

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ | عبداللہ بن الحضرمی | عامل مکہ |
| ۲۔ | یعلیٰ بن امیہ تیمی | یمن |
| ۳۔ | قاسم بن ربیعہ | طائف |
| ۴۔ | ابوالاعور بن سفیان سلمی | اردن |

باقی بر صفحہ ۱۵

سرپرست
حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مرتب و انچارج
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲ | جمعہ ۴ر شعبان المکرم ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۹ء - قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۴۰

احمد حسین کمال

# جمعیۃ علماء اسلام کا منشور اور ملّی اتحاد

گزشتہ شمارہ میں آپ نے جمعیۃ علماء اسلام کا منشور ملاحظہ فرما لیا ہوگا۔ یہ منشور متفقہ طور پر جمعیۃ کی مرکزی مجلس عمومی نے منظور کیا۔ اس منشور پر مشرقی اور مغربی پاکستان کے ڈیڑھ سو سے زیادہ جید علماء کرام نے غور و خوض فرمایا اور اس کی ایک ایک دفعہ پر انہوں نے طویل گفتگوئیں اور بحثیں کیں اور پوری طرح تجزیہ کر کے اس کی منظوری دی۔

اگر انصاف اور غیر جانبداری کی نظر سے اس منشور کو پڑھا گیا تو ملک کے موجودہ مسائل میں یہ منشور ایک ایسا نقطۂ اعتدال پیش کرتا ہے۔ جس کے ذریعہ تمام نزاعات و اختلافات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

جن تلخیوں نے آج ملک کی سیاسی زندگی کو گھیر رکھا ہے وہ نہ صرف تشویشناک بلکہ اضطراب انگیز ہیں، اور ان کی تہ میں خطرناک طوفان اور بحران پرورش پا رہے ہیں اس منشور کے ذریعہ ان تلخیوں پر بہت حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔

یہ امر ملک کی سالمیت، استحکام اور اسلام کے مستقبل کے لئے خطرات کا دروازہ کھول دینے کے مترادف ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کو مستقلاً دائیں اور بائیں بازوؤں میں تقسیم کر دیا جائے۔

یہ نہ صرف خانہ جنگی کو دعوت دیتا ہے بلکہ اپنے دشمنوں کے لئے راستہ ہموار کر دیتا ہے۔

اظہار اختلاف کے موجودہ طریقوں کو ختم کر کے تمام جماعتوں کو مشترکہ نکات پر اب جمع ہو جانا چاہیئے۔

— سرمایہ داری کے بارے میں پورے ملک کا نقطۂ نگاہ اب ایک ہو چکا ہے اور کوئی گروہ اور فرد اس "ازم" کے حق میں نہیں رہا ہے۔ سب سرمایہ داری کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں۔

— جاگیرداری کے بارے میں بھی سب محسوس کر رہے ہیں کہ قرون وسطی کے اس معاشی نظام کو زیادہ دیر تک مسلط نہیں رہنا چاہیئے۔

— تمام مسلمان فرقے، مکاتبِ فکر اور حلقے اور ان کے نمائندگان علی الاعلان سرمایہ دارانہ نظام کی مخالفت کر رہے ہیں۔

— نظامِ حکومت کے بارے میں بھی سب تسلیم کر رہے ہیں کہ وہ وفاقی ہو، جمہوری ہو، تناسب آبادی کے مطابق نمائندگی پر مبنی ہو۔ صوبوں و علاقوں کی زیادہ سے زیادہ داخلی خود مختاری کا حامل ہو۔

— اس طرح بہت سے وہ وجوہ... اختلاف آپ ہی ختم ہو گئے ہیں۔ جن سے سیاسی نزاعات کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔

ان حالات میں بے اعتمادی کی فضا کو زیادہ دیر تک ہوا دیتے رہنا ملک کے حق میں مفید نہیں ہو سکتا۔ اور ضرورت ہے کہ مکدر فضا کو صاف بنایا جائے اور ملک کے مسائل کا حل نکالا جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام نے اپنا منشور پیش کر کے ملکی مسائل کے حل کی طرف ایک قدم اٹھا دیا ہے۔

اس منشور میں سب سے پہلے اس اساس کو اولیت اور اہمیت دی گئی ہے، جو پاکستان کے لئے شہ رگ کا درجہ رکھتی ہے۔

یعنی اسلام اور خالص اسلام۔ جو متفقہ ۲۲۔ اسلامی نکات پر مبنی ہے۔ اور پھر اس اساس کی مطابقت میں ملک کے پورے نظام کے لئے ان تبدیلیوں کا خاکہ پیش کیا گیا ہے جس کے ذریعہ ملک کی سیاست، ملک کی حکومت، ملک کی معیشت، ملک کی خارجہ پالیسی، ملک کا دفاع، ملک کا نظامِ حیات اور ملکی نظم و نسق کے دوسرے گوشے ان تمام خرابیوں سے پاک و صاف کئے جا سکتے ہیں۔ جو انگریزوں و مغربی سامراج کی بدولت جسم ملت میں سرایت کر چکے ہیں اور اوپر سے نیچے تک صاف و ستھرا نظام جو ہر ظلم اور ناانصافی سے کلیتہً پاک ہو۔ قائم کیا جا سکتا ہے۔

اس منشور کے ذریعہ اسلام کی حدود میں رہتے ہوئے سامراجیت و سرمایہ داری کے مفاسد کو بھی دور کیا جا سکتا ہے اور کمیونزم کے خطرے کو بھی ٹالا جا سکتا ہے۔

فرد کی اسلامی حیثیت اور شہری آزادی کو جماعت کے اسلامی و قومی تقاضوں کے ساتھ اس طرح ہم آہنگ کر دیا گیا ہے کہ کسی گوشہ سے بھی مغربی ذہنیت راہ نہیں پا سکتی۔ اور نہ کمیونزم نقب لگا سکتا ہے۔

منشور پر تفصیلی گفتگو کا آغاز تو ہم انشاء اللہ آئندہ کسی اشاعت میں کریں گے۔

یہاں ہم تمام جماعتوں کو پوری دردمندی اور خلوص کے ساتھ توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس منشور پر پوری طرح غور کریں۔

ملک و ملت کو سوشلزم کی حمایت و مخالفت کے موجودہ نزاع سے نجات دلائیں محض ضد اور ہٹ دھرمی میں اتنا آگے نہ نکل جائیں کہ ملک و ملت کے مفادات یکسر پامال ہو کر رہ جائیں۔ ملک کو باہمی تصادم کے گڑھے میں نہ دھکیلیں۔

جمعیۃ کے منشور میں بیان کردہ نکات پر اپنی اپنی پالیسیاں مرتب کرنے کی طرف توجہ کریں۔

اور اسلام کو اس ملک کے نظامِ حیات کی اساس بنا کر اپنے تمام نزاعات کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔

جمعیۃ اس منشور کے بارہ میں ایسے مشوروں پر اپنے اجلاس میں غور کرنے کیلئے تیار ہو گی جو اسلامی اعتبار سے اور پاکستان کے عوام کی بہبودی کے اعتبار سے ضروری ہوں گی اور جنہیں علماء حق اور ماہرین پیش فرمائیں گے

ملی اتحاد قائم کرنے کا یہ ایک اور موقعہ ہاتھ آیا ہے اسے گنوائیے نہیں۔

> "منشور" جلد ہی بہترین کتابت و طباعت سے آراستہ اعلیٰ کاغذ پر شائع ہو رہا ہے۔ قیمت کا اعلان جلد ہی کر دیا جائے گا۔ مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام بیرون لوہاری دروازہ ملتان کے پتہ پر اپنے مطلوبہ نسخوں کی تعداد رجسٹر کرالیں۔

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

# جماعتوں کی بنیاد پر انتخاب کا نظام

## جمعیۃ علماء اسلام کے منشور کی ایک دفعہ کی وضاحت

جمعیۃ علماء اسلام کے منشور میں ملک کے آئندہ نظام و انتظام کے لئے بہت سی اہم تبدیلیوں کا اعلان کیا گیا ہے۔

ان تبدیلیوں میں سے ہر تبدیلی کے لئے ایک تفصیلی جائزہ کی ضرورت ہے۔

تاہم انتخابی طریق کے متعلق جس تبدیلی کا منشور میں اعلان کیا گیا ہے، وہ ہمارے ملک کے سیاسی حلقوں اور سیاسی تاریخ کے لئے ہنوز اجنبی ہے۔

چنانچہ سب سے پہلے ہم اس کے بارے میں ہی تفصیلی گفتگو کریں گے۔

موجودہ جمہوری و اشتراکی نظام جن کی پسند و ناپسند کے چرچے پاکستان میں بھی عام ہیں کسی نہ کسی طریق انتخاب پر مبنی ہوتے ہیں۔

پاکستان بہ شمول بھارت ایک صدی تک انگریزوں کی حکمرانی میں رہا ہے۔ اس لئے یہاں جمہوریت اور انتخاب کی وہی شکل و صورت عام ہوئی جو انگریزوں کے ملک میں رائج ہے۔

اور انگریز قوم کی یہ خوش نصیبی ہے کہ جس کے نظام حیات اور نظام حکومت کے خلاف مسلمانان پاک و ہند نے مسلسل سو سال تک جانی، مالی، قلمی اور لسانی جہاد جاری رکھا۔ اب پاکستان میں انگریزوں کے اسی نظام جمہوریت و طریق انتخاب کو بعض مدعیان اسلام افراد و گروہوں کی بدولت "اسلامی نظام"۔ "اسلامی جمہوریت" اور "اسلامی انتخاب" کی سند کے ساتھ قبول اور تسلیم کرنے کی جدوجہد کی جا رہی ہے۔

اور چونکہ "سوشلزم کے ہوّے" سے خوفزدہ کرنے کا حربہ ہاتھ آ گیا ہے، اس لئے جو بھی اس خالص "غیر اسلامیت" و "انگریزیت" کی طرف توجہ دلاتا ہے اشتراکیت کے الزام سے متہم کر کے اس کا منہ بند کرنے کی مہم چلا دی جاتی ہے۔

لیکن بہرحال یہ حقیقت ہے کہ جو جمہوریت اور جو طریق انتخاب یہاں رائج کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے، وہ سو فیصد انگلستانی، انگریزی اور برطانوی ہے اور وہیں سے درآمد ہو کر ہر جگہ پہنچا ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ نظام جمہوریت اور یہ طریق انتخاب انگلستان میں تین چار سو سال کے تاریخی عمل اور برطانیہ کے عالمی استعماری غلبہ کی بدولت عوامی نمایندگی اور عوامی مفادات کا حامل بن سکا ہے۔ لیکن جن ملکوں کو اس کے تجربہ اور تبدیلیوں کی نہ اتنی طویل مدت نصیب ہوئی ہو، اور نہ عالمی غلبہ اور استحصال کے ایسے مواقع ہاتھ آئے ہوں وہاں اس کی کامیابی یقیناً مشکوک ہے۔

یہی وجہ ہے کہ برطانیہ کے سوا یورپ اور امریکہ کے دوسرے ملکوں میں اس کے لئے گنجائش نہیں نکل سکی۔ اور ایشیا و افریقہ میں ہر جگہ اس کا تجربہ ناکام ہی نہیں بلکہ تباہ کن ثابت ہوا ہے۔

جمہوریت اور انتخاب کا یہ نظام دراصل "سرمایہ" کی کثرت پر مبنی ہے۔ چنانچہ اس میں نمائندہ طاقت ہمیشہ سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں رہتی ہے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ کا سرمایہ دار اسی نظام اور طریق انتخاب کو پسند کرتا ہے۔

اس طریق انتخاب کا یہ طرفہ تماشا عام ہے، کہ ایک حلقہ سے ایک امیدوار ۱۰ ہزار ووٹ حاصل کرتا ہے، دوسرا نو ہزار ووٹ، تیسرا آٹھ ہزار ووٹ چوتھا سات ہزار ووٹ، تو پہلا امیدوار جس نے ۱۰ ہزار ووٹ حاصل کئے ہیں کامیاب قرار دے دیا جاتا ہے، حالانکہ وہ اس حلقہ کی صرف اقلیت کا پسندیدہ ہے۔ جبکہ اکثریت جس نے ۲۴ ہزار ووٹ تین امیدواروں کو علی الترتیب دیئے ہیں۔ نمایندگی سے محروم رہ جاتی ہے۔

برطانوی طریق انتخاب کا یہ نقص بالکل عیاں ہے

چنانچہ اسی وجہ سے فرانس میں اسے اس ترمیم کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے کہ کامیاب ہونے کے لئے امیدوار، حلقہ کے نصف سے زیادہ ووٹ حاصل کرے۔ اور اگر کسی حلقہ میں ایسا نہ ہو سکے تو سب سے زیادہ ووٹ لینے والے دو امیدواروں کا دوبارہ پولنگ کرایا جاتا ہے۔ اس طرح جس امیدوار کو قطعی اکثریت حاصل ہو جاتی ہے، اسے منتخب قرار دے دیا جاتا ہے۔

لیکن اس طرح سیاسی عدم استحکام کے خطرہ کے علاوہ جس سے فرانس کی سیاسی تاریخ لبریز ہے، وقت روپیہ اور قوت کا بے شمار ضیاع ہوتا رہتا ہے۔

بعض ملکوں میں "ترجیحی ووٹ" کے نظام کے ذریعہ اس مشکل کو حل کیا گیا ہے۔

یعنی ایک ہی پولنگ کے موقعہ پر یہ انتظام کیا جاتا ہے کہ ووٹ دینے والا ووٹ کی پرچی پر ایک ہی امیدوار کے لئے "ہاں" یا "نہیں" کا نشان لگانے کے بجائے متعدد امیدواروں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ امیدوار کو نمبر ایک دے دیتا ہے۔ اس سے کم پسندیدہ کو نمبر ۲ اور اس سے بھی کم کو نمبر ۳، علیٰ ہذا القیاس۔ اس طرح اگر پہلی گنتی میں ہی امیدوار کو ووٹوں کے نمبروں کی مطلوبہ اکثریت حاصل ہو گئی تو فبہا، ورنہ سب سے کم ترجیحی ووٹ حاصل کرنے والے کو جو ترجیحی ووٹ یا نمبر ملا ہے، اسے ان کے حصہ میں شامل کر کے دوبارہ یا سہ بارہ شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح مطلوبہ اکثریت حاصل کرنے والوں کو کامیاب قرار دے دیا جاتا ہے۔

ان سب تدبیروں کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ یہ ہو جاتا ہے کہ حلقہ کی اکثریت کی نمایندگی ہو جاتی ہے لیکن یہاں حلقہ کی اقلیت مستقلاً نمائندگی سے محروم رہتی چلی جاتی ہے۔

یعنی برطانوی طریق انتخاب میں سرمایہ کے بل پر ایسے نمایندے کامیاب ہو جاتے ہیں جو مقابلہ میں تو زیادہ ووٹ حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر اپنے حلقہ میں انہیں صرف اقلیت کے ووٹ ملے ہوئے ہوتے ہیں۔

فرانسیسی طریق انتخاب اور ترجیحی ووٹ کے نظام میں اگرچہ حلقہ کی اکثریت کی نمائندگی ہو جاتی ہے لیکن حلقہ کی اقلیت ہمیشہ نمایندگی سے محروم رہتی ہے۔

ظاہر ہے کہ اس طرح تشکیل پانے والا ایوان نمایندگان حقیقتاً مکمل جمہوری نہیں ہوتا، اسلامی ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کے مقابلہ میں نمائندگی کا ایک نظام طبقاتی بنیادوں پر ہے۔

اس میں اگرچہ نمایندگی مکمل ہو جاتی ہے، لیکن طبقاتی کشمکش کے خطرات ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ ان سے بچنا بھی ضروری ہے۔ پھر اس میں بھی کسی طبقہ کا ایک حصہ نمایندگی سے محروم رہ سکتا ہے۔

مکمل نمائندگی کے لئے ضروری ہے کہ ایسا طریق انتخاب اختیار کیا جائے۔ جس کے ذریعہ ہر حلقہ اور پورے ملک کے عوام کی مکمل نمایندگی ہو جائے۔

قرآن حکیم نے "وامرھم شوریٰ بینھم" کا جو اصول دیا ہے۔ اس کا تقاضا بھی یہ ہے کہ نمایندگی پوری پوری ہو۔

اور یہ نمائندگی صرف "جماعتی نظام انتخاب" کے ذریعہ ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔

جس کا اعلان جمعیۃ علماء اسلام نے اپنے منشور میں کیا ہے۔

اس نظام انتخاب میں

— شخصیتوں کا شخصیتوں سے مقابلہ نہیں ہوگا۔
— امیدوار کی دولت کوئی اثر پیدا نہیں کر سکے گی۔
— برادریوں سے وابستگی کے عوامل کام نہیں کر پائیں گے۔
— ذاتی دشمنیاں سر نہیں اٹھا سکیں گی۔

بلکہ اس طریق انتخاب میں،

- صرف اصولوں کی جنگ ہو گی۔
- جماعتوں کے منشوروں کو مقابلہ پر لایا جائے گا
- مسائل اور ان کے حل فیصلہ کن اثرات ڈالیں گے
- عوام کا سیاسی شعور بلند تر ہوگا۔

- ووٹروں کا کوئی حصہ نمایندگی سے محروم نہ رہ سکے گا۔
- چھوٹی سے چھوٹی پارٹی کو بھی اس کے تناسب کے مطابق نمایندگی مل جائے گی۔
- اور اس طرح ملک میں پرامن منصفانہ، آزاد اور مکمل نمائندگی کے حامل انتخابات ممکن ہوسکیں گے

یک صد نمائندگان کے ایوان میں اگر ۵ پارٹیاں انتخاب میں حصہ لیتی ہیں اور انہیں درج ذیل تناسب سے ووٹ ملتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| ایک پارٹی کو | ۶۰ فیصد |
| دوسری پارٹی کو | ۱۵ 〃 |
| تیسری پارٹی کو | ۱۰ 〃 |
| چوتھی پارٹی کو | ۸ 〃 |
| پانچویں پارٹی کو | ۷ 〃 |

تو ان میں سے ہر پارٹی اپنے اپنے تناسب کے ساتھ ایوان نمائندگان میں پہنچ جائے گی اور ووٹروں کا کوئی حلقہ اور حلقہ کی کوئی اقلیت نمایندگی سے محروم نہیں رہے گی۔

اس طرح برطانوی طرز انتخاب کے تمام مفاسد کا بھی ازالہ ہو جائے گا۔ طبقاتی طرز انتخاب کے فوائد بھی حاصل ہوسکیں گے اور طبقاتی کشمکش کے مضرات پیدا نہیں ہوں گے۔ نیز شورائیت کے لئے عوام کی سو فیصد نمائندگی برقرار رہے گی۔

اس طریق انتخاب پر چند اعتراضات کئے جاسکتے ہیں مثلاً یہ کہ

—— پارٹیوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ جانے کی صورت میں مضبوط حکومت کی تشکیل مشکل ہو جائے گی۔

—— یا یہ کہ قابل شخصیتیں جب تک پارٹیوں کے ساتھ پوری طرح وابستہ نہ ہوں اور پارٹی میں پسندیدہ نہ ہوں، امیدوار ہو کر ایوان حکومت میں نہیں پہنچ سکیں گی۔

لیکن غور کیا جائے تو یہ دونوں اعتراضات کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

—— جب انتخابات پارٹی اور منشور کی بنیاد پر ہونگے تو شخصی نزاعات اور لیڈرشپ کے اختلافات تو کلیۃً ختم ہو جائیں گے اور دولت کا اثر و رسوخ بھی کام نہیں کر سکے گا۔ اس لئے اصول مقاصد اور ملک و ملت کے مفاد پر زیادہ سے زیادہ اتفاق کے امکانات ابھر آئیں گے۔ اس طرح ایک بااصول حکومت کا قیام زیادہ آسان ہو جائے گا، اور ظاہر ہے کہ ایسی حکومت نہ صرف مستحکم تر ہوگی بلکہ ملک و ملت کے لئے مفید تر بھی ہوگی۔

—— قابل شخصیتوں سے ایوان حکومت کی محرومی کا اندیشہ بھی صحیح نہیں ہے۔ بلکہ جماعتی بنیاد پر ہونے والے انتخابات میں جماعتیں ایسے ہی اشخاص کو امیدوار نامزد کریں گی۔ جو قابل ترین ہوں گے اور عوامی جماعتوں میں اوپر آنے کا بہت زیادہ انحصار قابلیت و اہلیت پر ہوتا ہے۔

اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ سوائے اس طریق انتخاب کے ایوان حکومت و قانون سازی میں ایسے افراد کا اکثریت کے ساتھ پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے، جو کتاب و سنت و قانون شریعت کے ماہر ہوں، اور ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کر سکیں اور اسے چلا سکیں۔

اسلامی نظام کے قیام اور اس کے اجراء کا بجائے خود یہ تقاضا ہے کہ برطانوی طرز انتخاب کے بجائے مذکورہ بالا طریق انتخاب رائج کیا جائے، جس میں دولت، شخصیت، حکومت، برادری، ذاتیات کے اثرات بالکل کام نہ کر سکیں اور صرف مقصد و نصب العین پر انتخاب کے لئے اپیل کی جاسکے۔

اور صاف ظاہر ہے کہ اسلام کے مقصد و نصب العین سے ملت کی رائے عامہ کو منحرف نہیں کیا جاسکتا۔

نیز اس طریق انتخاب سے شورائیت کا مکمل انتظام ہو جاتا ہے، اور عوام کی پوری پوری نمایندگی حاصل کر لی جاتی ہے۔

یہ طریق انتخاب کسی قدر کمی بیشی کے ساتھ آج بھی بعض ممالک میں کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔

سوئٹزرلینڈ، بلجیم، جرمنی اور ہالینڈ میں شخصیتوں کے بجائے پارٹیوں کی اساس پر ہی انتخاب لڑے جاتے ہیں اور سیاسی اصطلاح میں اسے "متناسب نمایندگی" Proportional Representation کہا جاتا ہے۔

جرمنی میں اس کا ڈبل سسٹم رائج ہے۔ یعنی نصف نمائندے پارٹیوں کی بنیاد پر منتخب ہوتے ہیں، اور نصف حلقہ وار امیدواری کی بنیاد پر۔

ہر ووٹر دو ووٹ استعمال کرتا ہے۔ ایک اپنی پسندیدہ پارٹی کے لئے اور ایک اپنے حلقہ کے پسندیدہ امیدوار کے لئے۔

اس کے ساتھ ہی ۵ فیصد سے کم ووٹ حاصل کرنے والی پارٹی کو نمایندگی نہیں دی جاتی۔ ظاہر ہے کہ اس طرح عوام کی ایک چھوٹی سی اقلیت نمائندگی سے محروم رہ جاتی ہے۔

سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ اور بلجیم میں یہ طریقہ کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ جمعیۃ نے اپنے منشور میں جماعتوں کے اسلامی تصور کے مطابق اس کی نشاندہی کی ہے اور اسے پوری عوامی نمائندگی حاصل کرنے کے ذریعہ کے طور پر پیش کیا ہے۔

جن ملکوں کی مثالیں بیان کی گئی ہیں وہ صرف اس لئے کہ اس طریق انتخاب کے متعلق یہ اعتراض نہ کیا جاسکے کہ اس کی کوئی عملی مثال موجود نہیں ہے اور یہ محض تصوراتی بات ہے۔

ورنہ جماعتی بنیاد پر انتخاب کا جو نظریہ منشور میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد۔ "وامرھم شوریٰ بینھم" کی قرآنی ہدایت کو سامنے رکھ کر اس کی مکمل تعمیل کا بہتر ذریعہ نکالنا ہے۔

اور موجودہ طریق انتخاب کی قباحتوں و تباہ کن مفاسد کو رفع کرنے کا انتظام کرنا ہے۔

اہل علم اس پر غور کر کے اس کو زیادہ سے زیادہ بہتر اور اسلامی نہج پر ترتیب دے سکتے ہیں۔

ورنہ ہمارے لئے یہ کتنی بڑی بدبختی کی بات ہے کہ ہم سیاست کے میدان میں اس انگریز کے مقلد و تابع بنتے جا رہے ہیں، جس کی اسلام دشمنی بالکل ظاہر و باہر ہے۔ اور جس کا سیاسی، معاشرتی، اقتصادی تعلیمی و اخلاقی نظام تمام تر اسلامی نظام حیات کو مٹا کر اس کی مخالفت کے نظریہ پر وجود میں آیا ہے۔

اور پھر یہ بدبختی اس اعتبار سے بدترین لعنت ہے کہ ہم انگریز کے سیاسی نظام کو اسلامی نظام کے نام سے اپنائیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اسلام کے نام سے ہم اس کے معاشرتی، اقتصادی و تعلیمی نظام کو بھی اختیار کر لیں۔

مزید برآں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ مغرب کا یہ سیاسی نظام جن ملکوں میں ناکام ہوا، ان ملکوں میں کمیونزم کو راہ پانے کا آسان ترین موقعہ ملا ہے۔

چین میں چیانگ کائی شیک سربراہی میں برطانوی طرز کا سیاسی نظام و طریق انتخاب ہی رائج تھا جس کی پیہم ناکامیوں نے بالآخر پورے چین کو اشتراکیت کی آغوش میں ڈال دیا۔

یورپ کے جو ملک آج کمیونزم کی گود میں چلے گئے ہیں۔ وہاں بھی برطانوی طرز کی جمہوریت اور طریق انتخاب رائج تھے۔

اس کے برعکس بلجیم، ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ جیسے چھوٹے چھوٹے ملک اشتراکیت کے تغلب سے محفوظ رہے اور محفوظ ہیں۔

صرف اس لئے کہ انہوں نے اندھا دھند برطانوی سیاسی نظام کی تقلید نہیں کی۔ بلکہ اپنے اپنے ملکوں میں بھرپور عوامی نمایندگی کے طریقے رائج کئے۔

پاکستان کو اگر مغربی سامراج کے تغلب سے نجات دلانا اور اشتراکیت کے ممکنہ خطرات سے بچانا مقصود ہے تو برطانیہ کے سیاسی نظام کی تقلید کا قلادہ گردن سے نکال کر پھینکنا ہوگا، اور اسلام کی اساس پر مسلمان عوام کی مکمل نمائندگی کا حامل سیاسی و سماجی نظام قائم کرنا پڑے گا

چنانچہ اس کی پوری پوری نشاندہی جمعیۃ علماء اسلام نے اپنے منشور میں کر دی ہے۔

اس کے سوا نجات و تحفظ کا کوئی اور چارۂ کار نہیں ہے۔

اور یہ

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

(کمال)

# نیا دور، نیا خون

## ملتان ڈویژن جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ

## مولانا نور الحق قریشی سے

## ایک ملاقات

(بشکریہ اخبار جہاں کراچی)

**انڈونیشیا میں فوجی انقلاب آیا تو مولانا مودودی نے اس کے خلاف کوئی بیان کیوں نہیں دیا تھا؟**

"میں اسلام کی خاطر جان دینے والے لوگوں میں سے ہوں۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ مگر یہاں کچھ لوگوں نے اسلام کو صرف اپنے ذاتی اقتدار اور سیاسی مفادات کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔"

نورالحق قریشی پورے اعتماد اور جوش و جذبے بھری آواز میں اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ وہ ملتان ڈویژن میں جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ ہیں، ایڈووکیٹ بھی ہیں۔ جوان سال ہیں اور اپنے نظریات کے بارے میں پُراعتماد وہ کہنے لگے "سوشلزم کی مخالفت اس ملک میں قطعی غلط طریقے سے ہو رہی ہے اور اصل محنت کش اور مزدور طبقہ طلباء کے دوش بدوش اقتصادی انصاف کے حصول کا نعرہ لگا رہا ہے۔ ان لوگوں نے ان کو سوشلزم سے ملوث کر کے پاکستان میں بدنام کرنا شروع کر دیا ہے۔ چونکہ پاکستان میں پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد کم ہے لہٰذا یہ نعرہ یہ فراڈ ان پڑھے لکھے لوگوں میں زیادہ مقبول نہیں ہے اس کے برعکس پاکستان کے معصوم محنت کش اس بات کا شکار ہو گئے ہیں۔ اور وہ ان پارٹیوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ سوچنے لگے ہیں کہ ان کے مذہب کو ختم کرنے کی کوئی چال چلی جا رہی ہے۔ مگر اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی پاکستانی بھی اسلام کے خلاف کام کرنے کو تیار نہیں۔ وہ تو صرف روٹی، کپڑا اور دیگر اقتصادی انصاف کا خواہاں ہے۔"

نورالحق قریشی یہاں تک پہنچ کر تھوڑی سی دیر کے لئے رکے اور پھر گویا ہوئے کہ "جناب ان پارٹیوں پر اور خاص کر جماعت اسلامی پر رونا آتا ہے کہ یہ غیرملکیوں کے اشاروں پر اس قدر خطرناک کام کر رہے ہیں کہ اگر ان پر توجہ نہ دی گئی تو سارا ملک تباہی کے کنارے آ کھڑا ہو گا اور دنیا کے دوسرے علاقوں کے مسلمانوں کے ہم دوست بھی نہیں رہ سکیں گے۔"

میں نے کہا "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

بولے "بھائی بات صاف ہے۔ جب انڈونیشیا میں فوجی انقلاب سوہارتو لے کر گئے تو مولانا مودودی نے کوئی بیان اس انقلاب کے خلاف جاری نہیں کیا، مگر جب سوڈان میں فوجی انقلاب آیا تو مولانا مودودی اور ان کی جماعت نے سوڈان کے اس انقلاب کے خلاف باقاعدہ ایک مہم جاری کر دی۔ لیبیا کے انقلاب کے سلسلے میں بھی ان کا ردعمل یہی ہے۔ بھائی اگر ہم ایسی حرکتیں کرتے رہے تو ہم مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کو یقیناً ناراض کر دیں گے مشرق وسطیٰ میں جتنے بھی انقلاب اب تک آئے ہیں وہ سب کے سب مسلمانوں کے ہاتھوں ہوئے ہیں۔ انہوں نے بس مطلق العنان حکمرانوں اور مختلف شہنشاہوں کے شخصی نظام کو ختم کر کے مشرق وسطیٰ کے عوام کے ساتھ ایک سوشل انصاف کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ مگر اس مخصوص گروہ نے ان کو مسلمان تسلیم کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے اور ان کو بدنام کرنے کی مہم ایک ایسے وقت میں جاری کی گئی ہے۔ جبکہ مشرق وسطیٰ کے مسلمان اسی اسرائیل سے نبرد آزما ہیں۔"

میرے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا "ملک میں صحیح مکمل اور جامع نظام اسلامی فوری طور پر نافذ کر دیا جائے۔ اس کا نفاذ مارشل لاء ریگولیشن کے تحت فوری طور پر عمل میں آنا چاہیئے۔ عوام سے استصواب کی ضرورت نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بانی پاکستان قائد اعظم، خان لیاقت علی خانؒ اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنے خطبات اور بیانات میں اس حقیقت کا اظہار کر چکے ہیں کہ پاکستان کا قیام صرف اس نکتہ کی بنیاد پر عمل میں لانا جا رہا ہے کہ یہاں کے عوام اسلام کے عادلانہ نظام کے مطابق اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ اس نظام کے نافذ ہونے سے پاکستانی عوام کو نہ صرف یہ کہ اخلاقی و روحانی سکون اور طمانیت حاصل ہو گی بلکہ پیٹ کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ کیونکہ ایک اسلامی مملکت میں ہر شہری کا یہ حق ہے کہ وہ روٹی، کپڑا اور مکان کا مطالبہ کرے اور اسلامی حکومت بلاکسی معاوضے کے ہر شہری کو یہ چیزیں مہیا کرے۔ اسلامی نظام کے قیام سے ہر قسم کا سماجی انصاف قطعی ممکن ہے۔ معاشرے میں مساوات اسلامی کا دور دورہ ہو گا۔ ہر شہری کو ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوں گے۔ غرض قیام حکومت اسلامیہ کی بدولت تمام اخلاقی، مادی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی مسائل جن سے ہمارا معاشرہ دوچار ہے ختم ہو جائیں گے۔ اسلامی نظام کے قیام پر ملک کی تمام جماعتیں بھی متفق ہیں، البتہ تعبیر و تفسیر میں اختلاف ضرور ہے ........

..........................

..........................

مشرقی اور مغربی پاکستان کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے سلسلے میں انہوں نے ہمارے سوال کے جواب میں کہا:

"جناب! یہ وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان اختلافات کی خلیج وسیع کر رکھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں آبادی کے تناسب کے لحاظ سے اگر مشرقی پاکستان کے ساتھ انتخابات اور دیگر اقتصادی امور میں انصاف کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہاں کسی قسم کا انتشار پھیل سکے۔ ..................

..........................

..........................

پاکستان کے لوگ آپ سے پوری پوری ہمدردی رکھتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم انتہائی سنجیدگی سے دونوں حصوں کے مسائل سامنے رکھ کر ان کا کوئی یقینی حل تلاش کر لیں اور اگر عوام اس قسم کا نعرہ لگانے والوں کے ساتھ رہے تو یقیناً ایک نہ ایک دن یہ ملک دو حصوں میں تقسیم ہو کر کمزور ہو جائے گا۔ اور اس طرح سے ہمارا مشترکہ دشمن یہیں...

..........................

اس دوران میں چائے کا دور چل پڑا اور بات جب پھر اقتصادی مسئلے کی چھڑی۔ میں نے پوچھا "بھائی! عوام اقتصادی پریشانی کا شکار ہیں۔ جب تک کوئی واضح نظام ہمارے سامنے نہیں آتا اس وقت تک ہم لوگوں سے اقتصادی انصاف کیسے کریں۔"

"عوام کی اقتصادی پریشانی کا فوری حل یہ ہے کہ دولت کو مساوی انداز سے تقسیم کیا جائے۔ جاگیریں ضبط کرے۔ تمام ایسی صنعتوں، کارخانوں اور فیکٹریوں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

# کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

## مودودی صاحب کو کھل کر امریکہ سے سفارتی تعلقات قطع کرنے کی مہم چلانی چاہیئے

(از حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی)

عرصہ دراز سے مودودی صاحب پر امریکہ سے گٹھ جوڑ کا الزام لگ رہا ہے ۱۹۵۵ء میں حضرت قطب زماں مولانا احمد علی صاحب لاہوری نے خواجہ نذیر احمد کے انکوائری کورٹ کے بیان کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ مودودی صاحب کو امریکہ سے روپے ملتے ہیں۔ اس کے بعد ۱۹۶۳ء میں مغربی پاکستان گورنمنٹ کے ہوم سیکرٹری نے ایک پریس نوٹ میں تصریح کی کہ اسلامی جماعت کو باہر سے روپے ملتے ہیں اور یہ باہر کے اشاروں سے کام کر رہی ہے۔ اب یہ الزام زبان زد خاص و عام ہے۔

میں نے مودودی صاحب کو للکارا تھا کہ مسجد اقصیٰ کے واقعہ کے بعد تو مودودی صاحب سامنے آکر امریکی سامراج سے تجارتی تعلقات منقطع کرنے کی مہم چلائیں یا تقریریں کریں مودودی صاحب کا ایک بیان بعض اخبارات نے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو امریکہ کو اپنے وطن سے نکال دینا چاہیئے۔ یا یہ کہ اس کا بائیکاٹ کیا جائے۔

مودودی صاحب کا یہ بیان اگر تردید کا شکار نہ ہوگیا تو بھی غنیمت۔ اور کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے کا مصداق ہے مگر امریکہ ہمارے ملک میں نہیں ہے۔ اس کے نکالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مودودی صاحب نے جس طرح صدر ناصر کے خلاف مہم چلائی تھی۔ اسی طرح ہمارا مطالبہ ہے کہ مودودی صاحب امریکہ سے سفارتی و تجارتی تعلقات منقطع کرنے کی تحریک شروع کریں یا قرارداد پاس کریں تاکہ ہم اس کو عالم اسلام میں منتشر کر کے یہود نواز امریکی سامراج پر ضرب لگا سکیں۔ اگر مودودی صاحب ایسا کرنے لگیں، تو امریکی ایجنٹ ہونے کا الزام بڑی حد تک کمزور ہو جائیگا۔ پھر علماء حق کی ناراضگی صرف کافرانہ تحریروں اور اہلسنت والجماعت کے خلاف عقائد کی وجہ سے باقی رہ جائے گی اور وہ ان خرافات سے بھی مفتی محمد شفیع صاحب کے دست حق پرست پر توبہ کر دیں تو پھر اسلامی نظام کے قیام کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے گا۔ اور وہ سر پھٹول ختم ہو جائے گا جو مودودی صاحب کی تحریرات سے پیدا ہوتا ہے۔ جن کو علماء حق کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے۔

مجھے امید ہے کہ اگر مودودی صاحب بیرون ملک سے یہ تعلیم حاصل کر کے نہیں آئے کہ تم سرخ سامراج کی تیز مخالفت کرتے ہوئے دو چار گالیاں سفید سامراج کو بھی دے دیا کرو تو امید ہے کہ اور کھل جائیںگے دو چار ملاقاتوں میں۔ اس طرح وہ بالکل صفائی سے عربوں کی حمایت میں امریکی سامراج کی مخالفت شروع کر دیںگے۔

---

### مولانا شمس الدین صاحب قاسمی

### ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کا وضاحتی بیان

جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے ناظم عمومی حضرت مولانا شمس الدین صاحب القاسمی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ میرا لائلپور کا انٹرویو لاہور کے ایک روزنامہ میں شائع ہوا ہے۔ جس میں میری طرف منسوب کیا گیا ہے کہ میں نے کہا کہ "مولانا بھاشانی نے اسلام اور ملک کی جس قدر خدمت کی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے"۔ یہ الفاظ میں نے نہیں کہے اور نہ ہی ان کی خدمات کا کوئی سوال ہوا تھا۔ دراصل مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ کیا مشرقی پاکستان کے علماء بھاشانی کو ملحد اور مرتد سمجھتے ہیں" تو میں نے جواب دیا کہ "ابھی تک مشرقی پاکستان کے کسی بھی مفتی نے ان کو ملحد یا مرتد نہیں کہا" اور اس کے ساتھ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کے علماء اور دیندار طبقہ کو بھاشانی صاحب کی سوشلزم سے اختلاف ہے

### جمعیۃ علماء اسلام کا تبلیغی جلسہ

موضع مردوال تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے مدرسہ تدریس القرآن جامع مسجد میں ۲۰، ۲۱ اکتوبر کو عظیم الشان کانفرنس منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب، مولانا لطف اللہ مولانا محمد اجمل صاحب لاہور، مولانا محمد ابراہیم لاہور، مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی اور حضرت مولانا محمد دین صاحب خطیب ربع ال خطاب فرمائینگے۔





### جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا کنونشن

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا کنونشن مورخہ ۱۸، ۱۹، ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء لاہور میں ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں جمعیۃ کا منشور مرتب کیا جائے گا اور صوبائی سطح پر انتخاب ہوگا۔ تمام شاخوں کو دعوت نامے بھیجے گئے ہیں۔ اگر کہیں نہ پہنچا ہو تو محمد اسلوب قریشی معرفت قریشی موٹرز جنرل بس اسٹینڈ بادامی باغ لاہور فون نمبر ۵۴۱۳۴ سے رابطہ قائم کریں۔


### بدل اشتراک

| | |
|---|---|
| سالانہ | ۱۵ روپیے |
| ششماہی | ۸ روپیے |
| سہ ماہی | ۴ " |

قیمت ۴۰ پیسے

بشکریہ ماہنامہ عالمی ڈائجسٹ کراچی
اکتوبر ١٩٦٩ء

# حضرت مولانا غلام ...

# ایک اہم ...

## جمعیۃ علماء اسلام

پاکستان کے دو ممتاز رہنما حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحبان پچھلے دنوں ایک مختصر سے دورے پر کراچی تشریف لائے تھے، میں ان دونوں حضرات کا انٹرویو لینا چاہتا تھا۔ لیکن ان کی شدید ترین مصروفیات کے پیش نظر میری یہ خواہش پوری ہوتی کچھ مشکل نظر آ رہی تھی۔ بہرکیف قسمت آزمائی کے ارادے سے میں دوسرے روز بغیر کسی قسم کی اطلاع کئے نیو ٹاؤن کی جامع مسجد جہاں یہ دونوں حضرات قیام فرما تھے، جا پہنچا مسجد کے دروازے پر ہی مجھے ایک صاحب مل گئے، جو مجھے اس کمرے کی طرف لے گئے جہاں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی تشریف فرما تھے۔ کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا، اور باہر بہت سے حضرات جمع تھے۔ ان میں غالباً کچھ جمعیۃ کے کارکن تھے اور کچھ ملاقاتی۔ اس وقت مولانا ایک اور مقامی صحافی کو انٹرویو دینے میں مصروف تھے۔ میں نے بھی اپنا کارڈ اندر بھجوا دیا۔ اور میری یہ خوش قسمتی تھی کہ مجھے فوراً ہی اندر بلوا لیا گیا۔ اس سے پہلے مجھے پہلے کبھی مولانا سے ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوا تھا گزشتہ دنوں اخبارات وغیرہ میں ان کے چھپنے والے بیانات اور گھن گرج جس سے ان کے مخالفین کا سکون غارت ہو چکا ہے۔ اور نام کے ساتھ ہزاروی کی نسبت سے میں نے اپنے ذہن میں ان کی شخصیت کا جو خاکہ بنا رکھا تھا وہ کچھ اس قسم کا تھا۔ دراز قد، وجیہہ، توانا اور ادھیڑ عمر کے عالم دین۔ لیکن کمرے میں داخل ہونے کے بعد میری نظریں جن بزرگ پر پڑیں وہ ایک، دبلے پتلے منحنی قسم کے شخص تھے جو بڑے دھیمے نرم اور صاف لہجے میں گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے بے حد سادہ لباس پہن رکھا تھا۔ استری اور کلف سے بے نیاز کرتا اور شلوار اور سر پر کلے اور طرے سے آزاد دیہاتی پنجابیوں کے سے انداز میں باندھی ہوئی پگڑی۔ یہ تھے مولانا غلام غوث ہزاروی۔ جنہیں مجاہد ملت، بطل حریت اور دین کے ایک بڑے مجاہد کی حیثیت سے بھی جانا جاتا ہے۔ میں بھی دوسرے چند حضرات کی طرح مولانا کے قریب ہی فرش پر بچھی ہوئی چاندنی پر ایک طرف بیٹھ گیا۔ مولانا چونکہ انٹرویو دے رہے تھے، اس لئے میری طرف مخاطب نہ ہوئے۔ باہر ملاقاتیوں کا ہجوم۔ دن بھر کی مصروفیات اور پھر ایک انٹرویو کے بعد ہی فوراً دوسرا انٹرویو۔ میں سوچ رہا تھا کہ شاید مولانا مجھے انکار کر دیں۔ ایک پچھتر سالہ بزرگ سے اسی قسم کی توقع غلط نہ تھی۔ لیکن میری توقعات کے برعکس تھوڑی ہی دیر بعد اس صحافی کو فارغ کرتے ہوئے مولانا میری طرف متوجہ ہوئے۔

"ہاں صاحب کیا پوچھنا ہے آپ کو۔ پوچھئے"؛

ان کی آواز یا چہرے سے کسی قسم کی تکان کا اظہار نہ ہوتا تھا۔

میں نے گفتگو کا آغاز کرنے کے لئے ایک تمہیدی سوال کر ڈالا۔

"قبلہ! آپ کی جماعت کے اغراض و مقاصد کیا ہیں اور آپ انہیں کیسے عملی جامہ پہنائیں گے"؟

"ہماری جماعت کا نام جمعیۃ علما اسلام پاکستان ہے اور اگر ایک جملے میں آپ اس کا مقصد معلوم کرنا چاہیں، تو وہ ہے قرآنی آئین کا نفاذ جس کی تفصیل یہ ہے، کہ پاکستان میں اسلامی اقدار کا نفاذ، مغربی تہذیب کا اخراج، ملکی استحکام، احیائے دین کے لئے کوشش، مسلم ممالک کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم کرنے کے لئے جدوجہد اور ملک کی داخلہ و خارجہ پالیسیوں کو صرف ملکی اور اسلامی مفادات کے عین مطابق بنانا۔ اپنے ان مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم سارے ملک کا دورہ کرتے رہے ہیں اور ہم نے ہر ضلع میں جمعیۃ کی شاخیں اور دفاتر قائم کئے ہوئے ہیں۔ بعض اضلاع میں جمعیۃ کی دو سو کے قریب شاخیں ہیں۔ ہم نے ایک مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کی بھی تشکیل کی ہے۔ جس کے امیر حضرت حافظ الحدیث مولنا محمد عبداللہ درخواستی ہیں اور ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود ہیں۔ اس کے تحت ہر دو صوبوں میں صوبائی جمعیتیں بھی قائم کی گئی ہیں۔ ہم سارے ملک میں تبلیغی جلسوں، جلوسوں اور دوروں کے ذریعے تمام مسلمانوں کو اسلامی مقاصد کی خاطر اپنے ساتھ ملانے کی سعی کرتے ہیں بلکہ ١٩٥٦ء سے ہم نے ایک ہفتہ وار آرگن "ترجمان اسلام" لاہور سے جاری کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ جمعیۃ مختلف رسالوں اور مبلغوں کے ذریعے بھی اپنے اغراض و مقاصد کی اشاعت کرتی رہتی ہے۔ اپنے انہی مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم آئندہ انتخابات میں حصہ لینے کے حامی ہیں"۔

ہمارے ملک کے چند علماء اسلام میں جاگیرداری اور سرمایہ داری کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت مولانا کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے لئے میں نے ایک سوال کیا۔

"حضرت کیا اسلام میں جاگیرداری اور سرمایہ داری جائز ہے"؟

انہوں نے نہایت سکون سے فرمایا۔

"اسلام ایک دین کامل ہے۔ اور اس میں تمام انسانوں، تمام قوموں اور تمام ملکوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ایسی جاگیریں اور مربعے جو کہ ناجائز طور پر انگریزوں کی نوکری خدمات کے صلے میں یا کسی اور غیر اسلامی خدمت کے عوض میں کسی کو دیئے گئے ہوں ان کا ضبط کرنا اور انہیں قومی مفاد میں استعمال کرنا شریعت کے عین مطابق ہے لیکن ایسا ہو سکتا ہے کہ ضرورت کے تحت کسی کو کوئی جائداد ہبہ کر دی جائے۔ یا کوئی شخص بڑی مقدار کی زمین اپنے قبضے میں رکھ لے۔ مگر ایسے حالات میں جبکہ ملک کے کروڑوں مسلمانوں کا سوشلزم کی طرف مائل ہونے، فقر و فاقہ یا نادانی سے اسلام کو ترک کرنے پر آمادگی کا خطرہ درپیش ہو تو امت کے جلیل القدر علماء کو چار مذاہب کے اندر قرآن و حدیث کی روشنی میں فتوے دینے اور مسلمان امت کو مزدوروں اور کسانوں کی خاطر مختلف اصلاحی اقدام کرنے کی اجازت ہوتی ہے تاکہ وہ کسی قسم کے استحصال اور جبر کے بغیر اطمینان اور سکون کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ یہ تو ہے جاگیرداری اور زمینداری کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر، اور جہاں تک سرمایہ داری کا تعلق ہے۔ اسلام فرد کے مفاد کے بجائے جماعتی مفاد کو مقدم قرار دیتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ انفرادی ملکیت سے بھی انکار نہیں کرتا۔ اور یہی وجہ ہے، کہ مسلمانوں میں زکوٰۃ اور وراثت کا قانون جاری ہے۔ اسلام نہ تو ایسے سوشلزم کی تعلیم دیتا ہے جس میں تمام ذاتی ملکیتوں کو ختم کر کے حکومت اپنے قبضے میں کر لے اور نہ ہی وہ مغربی قسم کی سرمایہ داری کو برداشت کرتا ہے جس کے تحت سودی کاروبار، عوام کی تباہی اور ملک کی ساری دولت پر چند خاندانوں کے قابض ہونے کی لعنت پیدا ہوتی ہے"۔

گفتگو بڑے دلچسپ موڑ پر آ گئی تھی۔ مولانا عامیانہ انداز میں بنیادی مسائل پر اظہار خیال فرما رہے تھے۔ کہ میں نے ان سے ایک اور سوال کیا۔

"آپ کے خیال میں اس وقت عالم اسلام کا سب سے بڑا دشمن کون ہے"؟

"گزشتہ تیرہ سو سال سے اسلام کا سب سے بڑا دشمن مغربی سامراج رہا ہے اور صلیبی جنگیں اس کی شاہد ہیں

> **حیرت کی بات کہ تسخیر ماہتاب کا عظیم کارنامہ امریکہ کے کتنے بڑے اخلاقی تنزل کے ساتھ ملا جلا ہے**

بختیار ملک

# ...وث صاحب ہزاروی دامت برکاتہم سے ...سم انٹرویو

**مولانا نے کہا: جماعت اسلامی نہیں، ہم اسے مودودی فرقہ کہتے ہیں**
**وہ دجل و فریب کے ذریعے مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں**

ہیں۔ امریکہ آج تمام مغربی سامراج کا سرغنہ بنا ہوا ہے اس نے ۱۹۶۵ء میں ہندوستان سے پاکستان پر حملہ کرایا اور پاکستان کے ساتھ دفاعی معاہدات کے باوجود ہندوستان کی ہر طرح سے مدد کی۔ جیسے ایک حرامی مرغی کڑکڑ تو ایک گھر میں کرے اور انڈے دوسرے گھر میں دے دنیا کا یہ اتنا بڑا ملک دھوکے اور فریب سے دوست کو تباہ کرنے میں کبھی نہیں چوکتا۔ حیرت کی بات ہے کہ تسخیر ماہتاب کا عظیم کارنامہ امریکہ کے کتنے بڑے اخلاقی تنزل کے ساتھ ملا جلا ہے۔ اس کے بعد امریکہ نے ۱۹۶۷ء میں یہودیوں سے عربوں پر حملہ کرایا۔ دراصل یہ جنگ یہودیوں نے نہیں بلکہ اینگلو امریکی سامراجیوں نے لڑی اور عربوں کو عظیم نقصان پہنچا کر صلیبی جنگوں کا بدلہ لینے کی کوشش کی۔ اور اب جبکہ اس کے پٹھو اور پالتو یہودیوں نے مسلمانوں کے قبلہ اول کی بے حرمتی کر کے اسے نذر آتش کرتے ہوئے ستر کروڑ مسلمانان عالم کے دلوں کو شدید مجروح کیا۔ عین اسی وقت انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ امریکہ نے یہودیوں کو ایک سو پچاس جنگی ہوائی جہاز دے کر مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی ہے۔ اس طرح اس دشمنِ خدا نے ایک طرف تو عربوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کی اور دوسری طرف یہودیوں کو ان کی اس مذموم حرکت پر انعام دیا۔ اس وقت مسلمانان عالم کی غیرت کا تقاضا ہے کہ وہ امریکہ اور یہودیوں کی تمام سرپرست حکومتوں سے اپنے سفارتی تجارتی اور سیاسی تعلقات منقطع کر دیں۔ اس سلسلے میں، میں نے مودودی صاحب کو جن کی پارٹی میرے خلاف سوشلسٹ ہونے کا جھوٹا پروپیگنڈا کرتی رہتی ہے۔ چیلنج کیا ہے کہ وہ آئیں اور میرے ساتھ مل کر تقریریں کریں۔ اگر میں سوشلزم کے خلاف تقریر نہ کروں تو مجھے سوشلسٹ سمجھا جائے۔ اور اگر وہ امریکی سامراج کے ساتھ سفارتی، سیاسی اور تجارتی تعلقات منقطع کرنے کے لئے نہ کہیں تو انہیں امریکی ایجنٹ تصور کر لیا جائے۔"

"کیا آپ کا یہ چیلنج مودودی نے قبول نہیں کیا؟"

مولانا ہزاروی صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ وہ غالباً کبھی بھی یہ چیلنج قبول نہ کریں گے۔ اس لئے کہ وہ امریکہ کے خلاف اس قسم کا بیان دے کر اپنے آپ کو تمام سامراجیوں اور سامراج دوست مل مالکوں اور جاگیرداروں کی سرپرستی سے محروم نہیں کروانا چاہتے۔ اگر مودودی صاحب میرا چیلنج قبول کر لیں تو نہ مجھے کوئی سوشلسٹ کہہ سکے گا اور نہ ہی کوئی انہیں امریکی پٹھو کہہ کر پکارے گا۔ اس کے علاوہ انہیں اپنی تمام سنگین مذہبی غلطیوں، فاسد عقائد، صحابہ دشمنی پر مبنی تحریرات اور انبیاء علیہم السلام کی تنقیص شان پر بھی سچے دل سے توبہ کرنا ہو گی۔ اس کے بعد ممکن ہے کہ مشترک سیاسی مقاصد کے لئے کوئی راستہ کھل سکے

اسلام کے بدترین دشمن امریکی سامراج کو زیر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جنگ کے دونوں محاذوں پر کام کیا جائے۔ ایک محاذ امریکی پروپیگنڈا ہے جو شدت کے ساتھ عرب ممالک اور ان علماء کے خلاف جاری ہے جو امریکہ کو واقعی اسلام کا دشمن سمجھتے ہیں اور دوسرا محاذ مسلح جنگ ہے۔ پہلے محاذ پر جمعیۃ علماء اسلام بڑی بے جگری کے ساتھ مقابلہ کر رہی ہے اور اپنی بے بضاعتی کے باوجود اس نے سالح الجمیلی جیسے امریکی ایجنٹوں اور فن کار مودودیوں کے پروپیگنڈے کو خاک میں ملا دیا ہے اور اب مسلمان یہ سمجھ چکے ہیں کہ عرب ممالک کے خلاف مہم دراصل عرب، یہود جنگ سے لوگوں کو غافل کرنے مودودی عقائد کو چھپانے اور محنت کشوں کے حقوق کو ہڑپ کرنے کے لئے شروع کی گئی ہے۔"

دوسرے محاذ پر کامیابی کے ساتھ لڑنے کے لئے سب سے پہلے متعلقہ عرب حکومتوں کا اتحاد ضروری ہے۔ اس کے بعد دور دراز کی عرب مملکتوں، مسلم دول اور تمام مظلوم دوست امن پسند ممالک کی ہمدردیاں اور تعاون حاصل ہونا بھی ضروری ہے۔ عربوں کے اتحاد کے خلاف ایک جماعت نے جان بوجھ کر یہ پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے کہ قومیت کے نام پر کیا جانے والا یہ اتحاد غیر اسلامی ہے حالانکہ یہ اتحاد ایک قدرتی اور طبعی امر ہے اور یہی وجہ ہے کہ عراق، مصر اور شام اور اردن کے سربراہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے آپس میں مشورے کرتے ہیں، اور اگر اللہ کی مشیت سے قرب قیامت کا وقت نہیں آ گیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ مسلمان یہودی سازشوں اور ان کے توسیع پسندی کے عزائم کو خاک میں ملا دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

بعض سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ پچھلے کچھ عرصہ سے مولانا مودودی، مولانا احتشام الحق تھانوی اور اس قسم کے دوسرے عناصر نے مذہبی تبلیغ کے بجائے اپنی تمامتر قوت سوشلزم کی مخالفت میں صرف کر رکھی ہے۔ اسی پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب نے فرمایا۔

"مودودی صاحب کے بارے میں عام مسلمانوں کا خیال یہ ہے کہ وہ سوشلزم سوشلزم کا شور مچا کر اپنے فاسد خیالات و عقائد کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں اور عرب دشمنی کا جو مظاہرہ وہ پہلے کر چکے ہیں اسی کے تحت اس شور و غل اور ہنگامہ آرائی سے مسلمانوں کو عرب یہود جنگ سے غافل کر دینا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ارضِ شام کے امریکی ایجنٹ سالح الجمیلی کو درآمد کیا گیا۔ جس نے بڑی بے حیائی کے ساتھ عرب حکومتوں کو کافر کہہ کر ان کے ساتھ یہاں کے مسلمانوں کی ہمدردیاں قطع کرنا چاہیں۔ یہ سب کچھ امریکی سامراجیوں کے اشارے پر ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ چند خاندانوں کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے ملک میں اس وقت جو عوامی بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ اور مزدور، کاشتکار چھوٹے صنعت کار، عام تاجر، وکلا، علماء اور طلباء نے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے جو جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔ مودودی صاحب اسے سوشلزم کا نام دے کر ناکام بنا دینا چاہتے ہیں۔ مودودی صاحب کے بارے میں میرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ نہ وہ پہلے کبھی اسلامی نظام چاہتے تھے اور نہ اب چاہتے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ ۱۹۵۱ء میں اسلامی نظام کے مطالبے کے لئے اکتیس علماء کراچی میں اکٹھے ہوئے اور بقول مولانا محمد علی صاحب جالندھری، مودودی صاحب نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس حکومت سے اسلامی نظام کا مطالبہ نہیں کرنا چاہتے اور وہ کانفرنس سے اٹھ کر جانے لگے۔ اس ڈر سے کہ حکومت کا یہ اعتراض درست ثابت نہ ہو جائے کہ علماء کے اندر اتفاق نہیں ہے انہیں بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر بٹھایا اور وعدہ کیا کہ حکومت سے اس قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اور اس کے بجائے اسلامی حکومت کا صرف خاکہ مرتب کیا جائے گا یہ تھی ابتدا، اور انتہا یہ ہوئی کہ سیاسی لیڈروں کی گول میز کانفرنس میں جب شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے بائیس نکات کے مطابق اسلامی نظام کا مطالبہ کیا تو اس خود ساختہ مجتہد عصر نے منہ میں گھنگنیاں ڈال لیں۔ اور بعد میں کہا کہ چونکہ ایوب خان کا موڈ خراب تھا، اس لئے اس قسم کا مطالبہ پیش کرنا مناسب نہ تھا۔ پھر انہوں نے ایسی خرافات لکھیں، کہ عام مسلمان تو [illegible]، اور علماء میں سر پھٹول ہو گیا۔ کوئی بھی مسلمان جو اپنے سینے میں اسلامی نظام کا درد رکھتا ہو، بلا ضرورت ایسے مسائل سپرد قلم نہیں کر سکتا۔ جن کا فائدہ تو کچھ نہ ہو

اور نقصان اتنا عظیم ہو کر امت کا شیرازہ پارہ پارہ ہو جائے جہاں تک مولانا احتشام الحق تھانوی کا تعلق ہے۔ یہ بات آپ انہی سے پوچھیں کہ وہ آج کل امریکی سامراج کی مخالفت کے بجائے سوشلزم کی مخالفت پر زیادہ زور کیوں دے رہے ہیں اور اس وقت ہم پر سرمایہ داری مسلط ہے یا سوشلزم؟ اور یہ کہ اس وقت مسجد اقصیٰ کو جلانے والے یہود اور ان کے سرپرست امریکہ کے خلاف مہم چلانا زیادہ ضروری ہے یا سوشلزم کے خلاف۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ سوشلزم کی مخالفت نہ کریں۔ لیکن خدا کے لئے وہ مظلوم عربوں کی حمایت میں امریکی سامراج کے خلاف صف آرا ہو کر اپنی شایانِ شان خدمات سرانجام دیں۔

"آپ کو مولانا مودودی سے بنیادی اختلافات کیا ہیں"؟

"مودودی صاحب سے ہمارے اختلافات کچھ سیاسی ہیں اور کچھ مذہبی۔ مذہبی اختلافات کی چند مثالیں یہ ہیں:۔

(۱) وہ دو جڑواں بہنوں کا نکاح ایک مرد کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں جو کہ قطعاً حرام ہے۔

(۲) وہ انبیاء علیہ السلام کے نبوت سے پہلے کے ذرائع علم اور عام لوگوں کے ذرائع علم میں کوئی فرق قرار نہیں دیتے۔

(۳) انہوں نے انبیاء علیہ السلام کی توحید کو کسبی قرار دیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ وہ غور کرتے کرتے توحید تک پہنچے ہیں۔ حالانکہ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء بچپن ہی سے موحد اور مومن ہوتے ہیں۔

(۴) انہوں نے نماز، زکوٰۃ اور حج نہ کرنے والوں کو اسلام سے خارج بتایا ہے جو کہ خارجیوں کا عقیدہ ہے۔

(۵) انہوں نے صحابہ کرامؓ کے خلاف جھوٹی روایات کی آڑ لے کر خرافات لکھی ہیں۔ بعض صحابہ کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ بعض کو رشوت دینے والے اور بعض کو کتاب و سنت کا صریح مخالف۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنانا۔ ان سے محبت کرنا مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور ان سے بغض رکھنا مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ہے۔

(۶) انہوں نے حضرت یونسؑ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے فریضہ تبلیغ رسالت میں کوتاہیاں کیں۔ مودودی صاحب نے رسائل و مسائل حصہ اول میں حضرت موسیٰؑ کے بارے میں ایک جگہ لکھا ہے کہ نبوت سے پہلے ان سے ایک گناہِ کبیرہ سرزد ہوا تھا۔ حالانکہ انبیاء علیہ السلام گناہ سے قطعی پاک ہوتے ہیں۔ یہ انبیاء کی شان میں بے ادبی اور گستاخی ہے۔

(۷) انہوں نے سجدہ تلاوت کو بے وضو پڑھنا جائز قرار دیا ہے۔

(۸) انہوں نے خلع لی ہوئی عورت کی عدت ایک حیض بتلائی ہے۔ جبکہ چاروں امام تین حیض بتلاتے ہیں۔

(۹) انہوں نے ذی علم لوگوں کے لئے تقلید کو گناہ سے بھی شدید تر چیز قرار دیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کفر۔ حالانکہ خواجہ اجمیریؒ، پیرانِ پیر امام ربانی مجدد الف ثانی مقلد تھے اور یہ بزرگ ذی علم ہو کر مقلد ہوتے تھے۔

(۱۰) انہوں نے صحابہ کرام پر کیچڑ اچھالا اور امام ابن تیمیہ، شاہ عبدالعزیز دہلوی اور حضرت ابن حجر مکیؒ کی تصانیف کو اس قابل قرار نہیں دیا ہے کہ ان سے کوئی دلیل پکڑی جا سکے۔ اور ان کو صحابہ کا وکیل قرار دیا ہے۔ اب جو روایات کو لقتے بڑے بزرگ غلط قرار دیتے ہیں یہ انہیں صحیح قرار دے کر صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں۔

(۱۱) انہوں نے تصوّف کو چنیا بیگم یعنی افیون قرار دیا ہے۔

(۱۲) انہوں نے ایک موقع پر جمہوریت کو لعنت قرار دیا تھا اور اب جمہوریت کا ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں۔

(۱۳) ان مذہبی اختلافات کے علاوہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے طریق کار سے امریکہ اور یہودیوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ امریکی سامراجیوں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے لئے یہ جماعت ایک مفید مطلب ادارہ ہے۔"

میں نے کہا۔ "قبلہ قطع کلامی معاف! اس جماعت سے کیا آپ کی مراد جماعت اسلامی ہے"؟

مولانا کسی قدر جذباتی انداز میں کہا۔

"جماعت اسلامی نہیں ہم اسے مودودی فرقہ کہتے ہیں عام مسلمانوں اور علماء کو ان سے شدید اختلافات ہیں۔ مودودی فرقہ مرزائیت سے بھی زیادہ خطرناک فتنہ ہے وہ ننگے کافر ہیں اور یہ دجل و فریب کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں"۔

"بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مولانا مودودی اور دوسرے چند عناصر نے ملک میں تشدد، نفرت اور تفریق کی ایک مہم چلا رکھی ہے۔ اگر اسے نہ روکا گیا تو ملک میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ اس بارے میں آپ کا خیال کیا ہے"

"مودودی صاحب کی مہم تو اس سوال کے عین مطابق معلوم ہوتی ہے۔ اور پچھلے ہنگاموں میں ان کی پارٹی نے اس کا ثبوت بھی فراہم کیا ہے۔ خدا گنجے کو ناخن نہ دے اگر ان کا بس چلے تو یہ علماء حق کا تخم ختم کر ڈالیں مسجدوں سے علماء کو بے دخل کر دیں اور کرسیٔ اقتدار پر بلا شرکتِ غیرے قبضہ کر لیں۔ مگر اب سارا فاش ہو جانے کے بعد امریکی امداد کے بل بوتے پر بھی یہ اپنے منحوس ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ امریکہ بے چارہ تو ویت نام میں بری طرح پٹ چکا ہے اب انہیں کیسے پروان چڑھائے گا مودودی صاحب کے اشتعال انگیز بیانات جن میں اپنے مخالفین کی گدی سے زبانیں کھینچ لینے تک کے الفاظ پائے جاتے ہیں، کا پہلا اثر ڈھاکہ میں ایک طالب علم کی جان ضائع ہونے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ہم نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس واقعہ کی مکمل تحقیقات کر کے عوام کو آگاہ کرے کہ اس ضمن میں پہل کس نے کی ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ بیانات سے متعلقہ پارٹیوں میں اشتعال بڑھتا ہے اور وہ اس قسم کے بزدلانہ واقعات کا موجب بن سکتے ہیں۔ مودودی پارٹی نے عبدالمالک کے واقعہ کو اچھال کر سارے ملک میں امن کے خلاف ایک طرح کی مہم شروع کر دی، لیکن اب چونکہ عوام انہیں اچھی طرح پہچان چکے ہیں۔ اس لئے ان کی یہ مہم بھی گذشتہ تمام مہمات کی طرح ناکام ثابت ہوئی۔ اگر اس قسم کے چیلنجوں، اشتعال انگیزیوں اور غنڈہ گردیوں کا فوری سد باب نہ کیا گیا تو ملک میں خانہ جنگی کا شدید خطرہ پیدا ہو جائے گا"۔

اب میں نے حضرت مولانا کی رائے ایک اہم اور بنیادی مسئلے کے بارے میں دریافت کرنا چاہی میں نے عرض کیا:۔

"آپ کے خیال میں پاکستان کے لئے کون سا طرز حکومت موزوں ہو گا"؟

"موجودہ نظام ہائے حکومت میں وحدانی، وفاقی، صدارتی، پارلیمانی، جمہوری اور شخصی وغیرہ کی بحث جاری ہے۔ اسلام نے ان طرزوں میں سے کسی پر کوئی خاص قدغن نہیں لگائی ہے اور نہ ہی کسی خاص پر زور دیا ہے۔ البتہ اس نے دو باتیں لازم قرار دی ہیں۔ اول یہ کہ اسلامی حکومت اللہ کی نائب ہوتی ہے اور وہ اللہ کے احکام سے انحراف نہیں کر سکتی۔ دوم یہ کہ اسلامی حکومت میں مشورہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم اسلامی حکومت کو شورائی حکومت کہتے ہیں"۔

"اگر ون یونٹ توڑ دیا جائے تو صوبوں کی تشکیل کس بنیاد پر ہو گی اور کراچی کی حیثیت کیا ہو گی"؟

"ون یونٹ بننے سے پہلے صوبوں کی جو حیثیت تھی انہیں بحال کر دیا جائے اور کراچی کو یا تو سندھ کے ساتھ ملا دیا جائے یا ایک الگ صوبہ بنا دیا جائے۔ اس کا دارو مدار انتظام کی سہولت پر ہے۔ لیکن اسے قطعی فرقہ دارانہ یا طبقاتی مسئلہ نہ بنایا جائے۔ کراچی کو کسی حالت میں بھی کمشنری صوبہ نہ بنایا جائے۔ یہ اقدام غیر جمہوری اور غیر آئینی ہو گا"۔

"پاکستان کے لسانی مسئلے کا حل آپ کے پاس کیا ہے"؟

"پاکستان کے لئے اگر بائیس سال تک انگریزی زبان لازمی قرار دی جا سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہاں عربی زبان کو لازمی زبان قرار نہ دیا جا سکے۔ اردو اور بنگلہ کو قومی زبانیں قرار دینے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس کے علاوہ علاقائی زبانوں کی اہمیت کو بھی تسلیم کر لینا چاہیئے بچوں کو ابتدائی تعلیم ان کو اپنی زبان میں نہ دینا ان کے دماغوں پر ایک غیر ضروری بوجھ ڈالنا ہے"۔

"تعلیمی پالیسی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے"؟

"اس میں بہت سی باتیں اچھی ہیں۔ میٹرک تک کی

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

حماد سواتی

# قصہ ۵۶ء کے دستور کا

نام نہاد جماعت اسلامی اور اس کی سرکردگی میں بعض دیگر سیاسی تنظیموں نے خالص اسلامی نظام کے مطالبہ سے کنی کتراتے ہوئے ۵۶ء کے دستور کو صحیفہ آسمانی قرار دینے کی مہم شروع کر رکھی ہے اور اس دستور کی غیر اسلامی پوزیشن پر جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں کی ٹھوس اور بجا تنقید پر بوکھلا کر اب ان لوگوں نے مختلف حیلوں بہانوں سے جمعیۃ علماء اسلام کو بھی سابق میں اس دستور کی حمایت کے جرم میں ملوث دکھانے کی مذموم حرکتیں شروع کر دی ہیں۔ حالانکہ جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے حق پرست اکابر شروع سے ہی اس دستور کو غیر اسلامی سمجھتے اور قرار دیتے چلے آ رہے ہیں۔ اور ان کا جو موقف آج ہے وہی ۵۸ء کے مارشل لاء سے قبل تھا۔ چنانچہ جمعیۃ کے آرگن سہ روزہ ترجمان اسلام کے مارشل لاء ۵۸ء سے قبل کے چند پرچوں سے بعض اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام نہ صرف یہ کہ ۵۶ء کے دستور کو غیر اسلامی سمجھتی تھی بلکہ جمعیۃ کی جد و جہد کا محور ہی اس دستور کو تبدیل کر کے خالص شرعی آئین نافذ کرنا تھا۔ حتیٰ کہ قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہٗ کے ارشاد کی روشنی میں جمعیۃ کا وجود اس غیر اسلامی دستور کو ختم کر کے اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے قائم ہوا تھا۔ اور آپ نے اگست ۵۸ء کے آخری عشرہ میں ملتان میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی زیر صدارت جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے یہ اعلان فرما دیا تھا۔ کہ اگر برسر اقتدار لوگ صحیح اسلامی نظام رائج کر دیں تو جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم ختم کر دی جائے گی"۔

نیز فرمایا تھا "علماء کرام اقتدار کے بھوکے نہیں وہ ملک میں اسلامی شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں"۔

(بحوالہ سہ روزہ ترجمان اسلام ص۱۔ ۳۰ اگست ۵۸ء)

(۱) جمعیۃ علماء اسلام کے میدان عمل میں آنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یکم دسمبر ۵۷ء کو جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے مرکزی اجلاس نے حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب کی زیر صدارت یہ قرارداد منظور کی تھی:۔

"جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کا یہ مرکزی اجلاس پاکستان کے دستور کو الفاظ کی بھول بھلیوں میں اصل مقاصد سے فرار کے مترادف اور اسلامی نقطۂ نظر سے قطعاً ناکافی ہی نہیں بلکہ مضر سمجھتا ہے۔ اس میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کا تسلیم کر کے آخری فیصلہ اسمبلی کی اکثریت کے حوالہ کیا گیا ہے۔ اس میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہ بنے گا۔ لیکن اس دستور میں جن دفعات کو قطعی شکل دی گئی ہے وہ خود قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ مثلاً صدر جمہوریہ کے لئے مسلمان ہونے کی شرط کے باوجود اس میں مرزائی کا صدر بن سکنا اور مرزائی، عیسائی اور ہندوؤں تک کے لئے وزارت عظمیٰ اور محکمہ قضاء کے ہر عہدہ پر فائز ہونے کا جواز، ارتداد اور کفر کی تبلیغ کی اجازت وغیرہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ دستور مرتب کرنے والوں کی نگاہ کے سامنے قرآن و سنت کا وہ مفہوم نہیں ہے جو چودہ سو سال سے امت مسلمہ کے ہاں مسلم رہا ہے۔ یہ اجلاس اس سلسلہ میں موجودہ ارباب اقتدار سے مایوس ہو کر عامۃ المسلمین کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ مل کر اس دستور کو بدلنے اور صحیح اسلامی دستور بنانے اور اس کو نافذ کرنے کی خاطر جد و جہد میں شریک ہوں"۔

(بحوالہ سہ روزہ ترجمان اسلام ۹ دسمبر ۵۷ء)

(۲) مرکزی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۱۶ ر ۱۷ جون ۵۸ء بمقام لاہور میں یہ فیصلہ ہوا کہ ملکی دستور پر غور کرنے اس میں خلاف اسلام دفعات کی نشان دہی کرنے اور متبادل تجاویز پیش کرنے کے لئے ایک کمیٹی ترتیب دی جائے۔ جو جلد از جلد مردان کی ضلعی کانفرنس منعقدہ ۲۱ ر ۲۲ جون ۵۸ء کے موقع پر اپنی رپورٹ مرتب کر کے پیش کرے۔ اس کمیٹی میں حضرت مولانا شمس الحق افغانی مدظلہ، شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اور حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ کو شامل کیا گیا۔ اس کمیٹی نے پورے دستور کو اول سے آخر تک بالاستیعاب پڑھ کر اپنی رپورٹ مرتب کی جو حسب پروگرام مردان کانفرنس میں پیش کر دی گئی۔ یہ رپورٹ شائع ہو کر ملک میں عام ہو چکی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اس رپورٹ کے ابتدائیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"اراکین کمیٹی نے احقر کو حکم دیا کہ بطور دیباچہ دستور کے پس منظر اور ان تلبیسات کو وضاحت سے قلمبند کر کے پیش کر دوں، جسے اس دستور میں برتا گیا ہے تاکہ یہ بات کھل کر سامنے آ جائے کہ اسلام کے خوشنما لفظ اور کتاب و سنت کے جاذب ناموں کو کس طرح استعمال کر کے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی گئی ہے"۔

(بحوالہ سہ روزہ ترجمان اسلام یکم اکتوبر ۵۸ء)

(۳) جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے جولائی ۵۸ء میں ملتان جمعیۃ کے ایک ہفت روزہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"پاکستان کا دستور قطعی طور پر اسلام کا دستور کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ جن لوگوں نے یہ دستور مرتب کیا ہے انہوں نے دستور کی ترتیب میں اسلام کا مقدس نام استعمال کرنے کا نہایت ہی اوچھا اور نامناسب طریقہ اختیار کیا ہے۔ پاکستان کے موجودہ دستور میں رائے عامہ کے دباؤ سے چند مجمل سی باتیں درج کر کے اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اس دستور کو مکمل اسلامی دستور کا نام دے دیا جائے۔

آپ نے کہا۔ اسلامی دفعات کے آخر میں خاص نوٹ دے کر ہر دفعہ کو لادینی اور غیر اہم قرار دے دیا گیا ہے۔ آپ نے مثال پیش کرتے ہوئے کہا کہ دستور میں اس بات کی ضمانت دی گئی ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ اس دفعہ کے آخر میں نوٹ یہ دیا گیا ہے۔

"بشرطیکہ یہ قانون دستور پاکستان کی کسی دفعہ کو متاثر نہ کرتا ہو"۔ ادھر دستور میں ایسی دفعات رکھی گئی ہیں، جو بالکل غیر اسلامی ہیں۔ ہر اسلامی قانون کو دستور کے مطابق رکھنے کی شرط سے اکثر اسلامی مسائل قانون کی حیثیت اختیار نہ کر سکیں گے۔

مفتی صاحب نے اعلان کیا کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے موجودہ غیر اسلامی دستور میں ترامیم کرانے کے لئے جد و جہد کر رہی ہے اور اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے وہ رائے عامہ کو ہموار کرے گی تاکہ اسمبلیوں میں ایسے نمائندے منتخب کر کے بھیجے جائیں جو غیر اسلامی دستور کو اسلامی دستور بنا سکیں"۔

(بحوالہ سہ روزہ ترجمان اسلام ۱۷ جولائی ۵۸ء)

اکابر جمعیۃ علماء اسلام کے یہ اعلانات اس وقت کے ہیں، جب سنہ ۵۶ء کا دستور ملک میں نافذ و رائج تھا۔ اور جمعیۃ علماء اسلام اسے غیر اسلامی قرار دے کر اسے بدلنے کے لئے مہم چلا رہی ہے۔ جب یہ آئین منسوخ ہو گیا اور اس کی جگہ مارشل لاء نے لے لی۔ اس وقت بھی اکابر جمعیۃ نے اسی رائے کا اظہار کیا جو وہ پہلے واضح کر چکے تھے۔ چنانچہ بابائے جمعیۃ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ سہ روزہ ترجمان اسلام ۱۸ دسمبر ۵۸ء کے اداریہ میں یوں رقمطراز ہیں کہ:۔

پرانی حکومت نے یا یوں کہئے۔ چوہدری محمد علی کی حکومت نے پاکستان کا آئین تیار کیا تھا۔ کیا یہ آئین اسلامی یا قابل مبارکباد تھا؟ اس کا پورا علم صرف ان حضرات کو ہو سکتا ہے۔ جنہوں نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان اور استاذ العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی سابق وزیر معارف قلات کی ان تنقیدات کو پڑھا ہوگا۔ جو اس دستور پر کی گئی تھیں اور جن سے پتہ لگ سکتا ہے، کہ وساوس شیطنی کا شکار اور اسلام کے حقیقی مسائل اور اس کے تقاضوں سے تنگ آئی ہوئی مخلوق کس طرح

(باقی صفحہ ۱۲)

## ناظم عمومی (صوبائی) کا دورہ مغربی پاکستان

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ کے دورہ کا پروگرام درج ذیل ہے

| تاریخ | مقام |
|---|---|
| ۱۶ اکتوبر ۶۹ء | حیدر آباد اور پھر وہاں سے آگے |
| ۱۷ " " | جھنگ صدر |
| ۱۸ " " | کہروڑ پکا ضلع ملتان |
| ۱۹ " " | عبدالحکیم و میاں چنوں |
| ۲۰ " " | لاہور |
| ۲۱ " " | منڈی وار برٹن |
| ۲۲ " " | کالاگوجراں ضلع جہلم |
| ۲۳ " " | مانکی ضلع مردان |
| ۲۴ " " جمعہ | راولپنڈی |
| ۲۵ " " | ٹانک ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان |
| ۲۶ " " | بنوں |
| ۲۷ " " | مینگورہ (سوات) |
| ۲۸ " " | " |
| ۲۹ " " | " |
| ۳۰ " " | روانگی راولپنڈی |
| ۳۱ " " | (دن کو) لائلپور (رات کو) ساہیوال |
| یکم نومبر " | عارف والا۔ ہارون آباد |
| ۲ " " | بہاولنگر |
| ۳ " " | چشتیاں |
| ۴ " " | کراچی |
| ۵ " " | " |
| ۶ " " | " |
| ۷ " " | " |
| ۸ " " | " |
| ۹ " " | واپسی راولپنڈی |
| ۱۰ " " | " |

## آٹھویں سالانہ دو روزہ سیرت النبی کانفرنس
### دھرمپورہ لاہور

زیر صدارت حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب انور امیر انجمن خدام الدین ۱۷، ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد بالمقابل ٹکر منڈی دھرمپورہ زیر اہتمام جمعیۃ علماء اسلام حلقہ دھرمپورہ منعقد ہو رہی ہے مفکر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، حضرت مولانا محمد اجمل صاحب۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی حضرت مولانا محمد صاحب توحیدی لاہور، حضرت مولانا قاری عبدالحی صاحب عابد۔ قاری غلام فرید شیرانوالہ لاہور حضرت مولانا محمد فضل اللہ صاحب ایم اے سندھی، حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب فاضل دیوبند لاہور باغبانپورہ ودیگر علماء ربانی خطاب فرمائینگے (محمد ابراہیم ناظم جمعیۃ حلقہ دھرمپورہ لاہور)

## بقیہ۔ قصہ ۵۶ء کے دستور کا

اپنے بے دینی کو دینی عنوانات اور الفاظ کے ہیر پھیر میں چھپانے کی کوشش کرتی ہے۔ سنا جاتا ہے کہ مودودی صاحب اور چوہدری صاحب کی پرانی آشنائی تھی۔ اگر صرف اس بنا پر مودودی صاحب نے اس دستور کو قابل مبارکباد سمجھا تھا تو ہو سکتا ہے۔ مگر اس دستور کی بیسیوں خطرناک اغلاط کا صرف ایک نمونہ یہ ہے کہ اس کا اول یہ تھا کہ اقتدار اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور آخر یہ تھا، کہ آخری فیصلہ اسمبلی کی اکثریت کا ہے۔ اور اسمبلی کے فیصلہ کو کسی عدالت میں چیلنج کرنے کا حق نہ تھا۔

الغرض ۵۶ء کا دستور جب نافذ تھا اور جب منسوخ ہوا۔ اور آج جبکہ دوبارہ اس مردے کو بعض پارٹیاں ملک پر مسلط کرنے کے لئے کندھے پر اٹھائے ہائے ۵۶ء ہائے ۵۶ء کی دہائی دے رہی ہیں جمعیۃ علماء اسلام کا ایک اور دو ٹوک موقف رہا ہے کہ یہ دستور غیر اسلامی ہے اور اسے غیر اسلامی دفعات کی تنسیخ کے بغیر قبول نہیں کیا جا سکتا اور یہ موقف بالکل بجا اور درست ہے۔ جب ملک کے ہر فرقہ کے علماء جمع ہو کر ۲۲ نکاتی دستوری فارمولہ قوم کو دے چکے ہیں تو جمعیۃ علماء اسلام اس اجتماعی فارمولہ کو نظر انداز کر کے اور اس کے برعکس ۵۶ء کے غیر اسلامی دستور کو تسلیم کر کے علماء کے متفقہ فیصلہ سے غداری کیسے کر سکتی ہے۔

## کالاگوجراں میں مولانا ہزاروی کی آمد

مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز بدھ بوقت ظہر مجاہد ملت ضیغم اسلام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کالاگوجراں میں تشریف لا رہے ہیں جہاں وہ ۴ بجے پریس کانفرنس سے خطاب کریں گے۔ اور رات بعد از نماز عشاء جلسہ عام سے خطاب کرینگے جلسہ میں حضرت مولانا الحاج عبداللطیف صاحب خطیب جامع مسجد گنبد والی جہلم اور شاعر اسلام سید امین گیلانی بھی شرکت کریں گے۔ (المعلن ۔ ارشد)

## (مرکزی) ناظم عمومی کا دورہ مغربی پاکستان

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام ۶ اکتوبر ۱۹۶۹ء سے ۹ نومبر ۱۹۶۹ء تک جمعیۃ کے تنظیمی سلسلے میں مندرجہ ذیل مقامات پر تشریف لے جائیں گے۔

| تاریخ | مقام |
|---|---|
| ۶ اکتوبر ۱۹۶۹ء | میانوالی |
| ۷ " " | ٹانک |
| ۸ " " | کلاچی |
| ۹ " " | ڈیرہ اسماعیل خاں |
| ۱۰ " " | بھکر |
| ۱۱ " " | کوہاٹ |
| ۱۲ " " | کنہ کوٹ (سندھ) |
| ۱۳ " " | لاڑکانہ ودادو |
| ۱۴، ۱۵ " " | حیدر آباد و سجاول |
| ۱۶، ۱۷ " " | میرپور خاص و ٹنڈوالہ یار |
| ۱۸ " " | خان پور ضلع رحیم یار خاں |
| ۱۹ | کہروڑ پکا |
| ۲۰ " " | لاہور |
| ۲۱ " " | راولپنڈی |
| ۲۲ " " | مانکی ضلع مردان |
| ۲۳ " " | مردان |
| ۲۴ " " | ٹانک |
| ۲۵ " " | مردان |
| ۲۶ " " | دیر |
| ۲۷ " " | چترال |
| ۲۸، ۲۹ " " | سوات |
| ۳۰ " " | ساہیوال |
| ۳۱ " " | بہاولنگر |
| یکم نومبر ۱۹۶۹ء | ہارون آباد |
| ۲ " " | کراچی روانگی |
| ۳ تا ۸ نومبر | کراچی |
| ۹ نومبر | ملتان |

۱۰ رمضان گھر پر گذاریں گے۔

(مرکزی دفتر سے جاری کیا گیا)

# خبر نامہ جمعیت علماء اسلام

## دینہ میں جمعیتہ کے اکابر کی تقریریں

۱۸ ستمبر۔ اشرف المدارس و جامع مسجد مہاجرین دینہ ضلع جہلم کا جلسہ دستار بندی زیر صدارت مولانا حکیم سیدن شاہ صاحب نائب امیر جمعیتہ جہلم منعقد ہوا۔ اجلاس میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی۔ مولانا سید گل بادشاہ صاحب، حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی، مولانا زاہد الراشدی صاحب گوجرانوالہ۔ صاحبزادہ قاری خبیب احمد صاحب جہلم، حافظ محمد اکرم صاحب زاہد صدر انجمن نوجوانان اسلام جہلم نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ، مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کے حصول ۱۹۵۶ء کے آئین کی غیر اسلامی دفعات، مسجد اقصیٰ کی بےحرمتی اور عرب ممالک کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈا کی مذمت وغیرہ موضوعات پر خطاب فرمایا۔ جلسہ میں امریکی و یہودی مال کی ضبطی، سفارتی و تجارتی تعلقات منقطع کرنے مجاہدین قدس کی تربیت دے کر فلسطین بھیجنے کے متعلق قرار دادیں پاس ہوئیں۔ پانچ حفاظ کی دستار بندی ہوئی۔ مودودی صاحب کے حامی ایک اسکول ماسٹر نے ہنگامہ کرنے کی کوشش کی مگر غریب کی پٹائی ہو گئی۔

## مدرسہ مظہر العلوم منزل گاہ سکھر

مدرسہ مظہر العلوم مسجد منزل گاہ سکھر میں سہ روزہ عظیم الشان کانفرنس ہوئی۔ جس میں حضرت درخواستی حضرت مفتی صاحب، حضرت ہزاروی صاحب، حضرت مولانا عبدالکریم صاحب قریشی امیر جمعیتہ خیرپور ڈویژن مولانا عزیز اللہ صاحب مبلغ جمعیتہ خیرپور ڈویژن، مولانا محمد امین صاحب مدرسہ دار الہدیٰ ٹھیڑی شریف۔ مولانا سلطان احمد صاحب رتو دیرو، مولانا عبدالواحد صاحب ناظم مرکزی جمعیتہ علماء اسلام پاکستان و دیگر علماء کرام و مشائخ عظام نے تعلیم، علماء کی قربانیوں، جمعیتہ علماء اسلام کی تاریخ، مسجد اقصیٰ کے سانحہ و دیگر موضوعات پر تقریریں کیں۔

کانفرنس میں منزل گاہ میں مودودی جماعت کی طرف سے گرلز کالج کے قیام کو روکنے اور سارا پلاٹ مدرسہ مظہر العلوم کی تعمیر کے لئے دینے کا پرزور مطالبہ کیا گیا۔

## جھنڈا بھٹہ تحصیل خانپور

سہ روزہ کانفرنس میں مولانا فداء الرحمان صاحب درخواستی ناظم اعلیٰ جمعیتہ خان پور۔ مولانا عبدالرحیم صاحب درخواستی امیر جمعیتہ خان پور و دیگر علماء کرام نے جہاد پر تقریریں کیں۔ رضاکاروں نے اپنے نام مجاہدین قدس میں لکھوائے۔

## ڈھبدرہ تحصیل خان پور

جمعیتہ کا عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا۔ مولانا عبید الصبور ناظم جمعیتہ علماء اسلام خانپور نے خطاب فرمایا۔ عوام نے بڑی تعداد میں جمعیتہ کی رکنیت کے فارم پر کئے۔

## ڈکابو تحصیل خان پور

دو روزہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا عبداللہ سندھی۔ مولانا محمد مکی۔ مولانا شفیق الرحمن صاحب مولانا عبدالصبور صاحب اور مولانا فداء الرحمن صاحب نے خطاب فرمایا۔ جمعیتہ کی تشکیل عمل میں آئی اور ملک میں خالص اسلامی نظام کے قیام غیر اسلامی قوانین کی منسوخی۔ رباط کانفرنس میں یحییٰ خاں کے موقف کی حمایت۔ ہندوستان میں مسلمانوں پر مظالم اور قتل عام پر اظہار تشویش، امریکی سامراجی ایجنٹوں کی مخالفین کے اجلاسوں میں ہنگاموں کی مذمت۔ مدرسہ مظہر العلوم منزل گاہ کے قریب مودودی گرلز کالج کے قیام کی اجازت نہ دینے، بہاولپور ٹیکسٹائل ملز کے علیحدہ کردہ مزدوروں کی بحالی کے مطالبات کئے گئے اور قرار دادیں پاس کی گئیں۔ مودودی کی بدنام زمانہ کتاب خلافت و ملوکیت کی ضبطی کا مطالبہ کیا گیا۔

## حیدرآباد سندھ

جمعیتہ علماء اسلام حیدرآباد کی طرف سے گھاس منڈی مدرسہ مفتاح العلوم میں ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا جس میں کل پاکستان جمعیتہ علماء اسلام کے امیر حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نے جمعیتہ علماء اسلام کے قیام کے مقاصد لیبر پارٹی سے معاہدہ کی ضرورت مسجد اقصیٰ کے سانحہ اور ہندوستان میں مسلمانوں کے قتل عام کے پس منظر پر روشنی ڈالی اور مجاہدین قدس کی بھرتی پر زور دیا

## سکھر میں دورہ رد مرزائیت

مدرسہ مظہر العلوم مسجد منزل گاہ سکھر میں ۴ شعبان سے یکم رمضان المبارک تک مولانا محمد حیات صاحب فاتح قادیان فرقہ مرزائیت کے متعلق خصوصی دورہ پڑھا رہے ہیں۔ جس میں طلباء کو داخلہ لینے کے لئے شرعی وضع قطع اور کم از کم ترجمہ قرآن و کافیہ تک کی تعلیم لازمی ہے

## جمعیتہ علماء اسلام خویشگی کا احتجاجی جلسہ

۳۰ ستمبر۔ مسجد اقصیٰ کی بےحرمتی کے سلسلہ میں مسجد حاجی فتح خان خویشگی میں جمعیتہ علماء اسلام کا احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ جس سے جمعیتہ پشاور کے مبلغ مولانا ڈاکٹر فدا حسین صاحب اور مولانا عبدالرحمان صاحب نوشہرہ صدر نے خطاب کیا اور شاہ عبدالودود صاحب نے صدارت کی۔

اجلاس میں اسرائیل کی مذمت، امریکہ و اسرائیل سے مکمل بائیکاٹ، ہندوستان میں مسلمانوں کے قتل عام کی مذمت، صدر یحییٰ کے رباط کانفرنس میں جرأت مندانہ اقدام کی تحسین۔ مجاہدین قدس کو ٹریننگ دینے اور بیت المقدس بھیجنے سے متعلق قرار دادیں پاس ہوئیں۔

## حضرت مولانا سید وہب اللہ شاہ آف پیر جھنڈا کی جمعیتہ میں شمولیت

۲۰ ستمبر۔ سندھ کے مشہور بزرگ اور درگاہ پیر جھنڈا کے سجادہ نشین۔ حضرت مولانا سید وہب اللہ شاہ صاحب نے کل پاکستان جمعیتہ علماء اسلام کے امیر حضرت درخواستی مدظلہ کی اپیل پر اپنے لاکھوں مریدوں سمیت جمعیتہ علماء میں شمولیت کا اعلان کر دیا ہے۔ پیر صاحب کو علاقہ کا امیر منتخب کیا گیا ہے۔

## ضلع میانوالی میں

### بابائے جمعیتہ کا دورہ

بابائے جمعیتہ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کا ضلع میانوالی کا دو روزہ دورہ نہایت کامیابی سے ختم ہو گیا۔

۲۹ ستمبر کو جامع مسجد قدیمی کوریا خاں میں مولانا غلام رسول کی زیر صدارت عظیم الشان جلسہ ہوا حضرت مولانا ہزاروی صاحب کے ساتھ مولانا محمد عبداللہ صاحب ناظم جمعیتہ سرگودھا ڈویژن نے بھی خطاب کیا۔

۳۰ ستمبر وسیا خاں کی مقامی جمعیتہ کا انتخاب اور دفتر کا افتتاح ہوا۔ مولانا نے خصوصی اجلاس سے خطاب فرمایا۔

دن کو پپل تحصیل بھکر میں جمعیتہ علماء اسلام کا عظیم الشان اجلاس سے خطاب فرمایا۔ رات کو لوٹک کی جامع مسجد میں خطاب فرمایا۔

## دعائے صحت

حضرت مولانا فضل حق صاحب خطیب جامع مسجد اچھر دیال تقریباً چار ماہ سے بیمار ہیں۔ احباب دعا کریں۔

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ قاسم العلوم گھوٹکی عرصہ دراز سے بیمار ہیں صحت کی دعا کے لیے قارئین سے درخواست ہے۔

# تنظیم و تشکیل

## جمعیۃ علماء اسلام دریا خاں

امیر — حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب
ناظم عمومی — حاجی محمد رفیق صاحب خطیب جامع مسجد
خازن — حاجی محمد اسحاق صاحب

## شورکوٹ روڈ

امیر — غازی عبدالحق صاحب
نائب امیر — لئیق احمد صاحب شیروانی
ناظم عمومی — مولانا قاری نظام الدین صاحب
ناظم — ملک سردار محمد خاں صاحب
خازن — حافظ عبداللطیف صاحب
ناظم نشریات — شبیر احمد صاحب شبر

## کوٹ بہادر شاہ

امیر — حاجی پیر بخش صاحب
نائب امیر — مولانا عبدالرحیم صاحب خطیب
ناظم عمومی — مہر شیر علی شاہ صاحب
ناظم — مہر محمد اقبال صاحب
خازن — ولی داد خاں صاحب

## بستی سیالکوٹ

امیر — مولانا عبدالکریم صاحب خطیب
نائب امیر — حافظ عبداللطیف صاحب
ناظم عمومی — حافظ غلام محمد صاحب کھوکھر
ناظم — خان محمد صاحب
خازن — خدا بخش صاحب کھوکھر

## خویشگی

امیر — امیر جہاں
نائب امیر — پرویز پروانہ
ناظم عمومی — گوہر علی گوہر
ناظم — نور اسلام ۔
ناظم نشر و اشاعت — نور محمد
خازن — گلنار احمد ۔

## جھنگ صدر جمعیۃ کے وفد کا دورہ

۳۰ ستمبر، جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر کے ایک وفد نے مولانا قاری غلام محمد صاحب امیر جمعیۃ کی زیر قیادت تحصیل شورکوٹ کے مختلف مقامات کا تنظیمی دورہ کیا۔ وفد کے ارکان میں مولانا دوست محمد صاحب مولانا صدیق صاحب ہوشیارپوری، مولانا قاری نور محمد صاحب صوفی عبدالرحیم صاحب ایوبی بھی شامل تھے۔ عوام نے جمعیۃ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے باقاعدہ رکنیت اختیار کی۔ شورکوٹ۔ کوٹ بہادر شاہ، بستی سیالکوٹ میں باقاعدہ شاخیں قائم ہوئیں۔

## ٹنڈو الہ یار سندھ

جمعیۃ علماء اسلام کی دعوت پر امیر جمعیۃ حضرت درخواستی صاحب ٹنڈو الہ یار تشریف لے گئے جہاں دفتر جمعیۃ کا افتتاح کیا۔
ٹنڈو الہ یار کے ایک رئیس جناب نور نبی صاحب نے جمعیۃ کے لئے مالی و جانی قربانی کا وعدہ کیا اور بر وقت دفتر کی امداد کی۔ حضرت درخواستی شام کو سات بجے تیزگام کے ذریعے ملتان تشریف لے گئے۔

---

## بقیہ ۔ مولانا نورالحق قریشی سے ایک ملاقات

کو توڑ دیا جائے۔ جن سے مزدوروں اور محنت کشوں کے مفاد ٹکراتے ہیں اور ان کارخانوں میں مزدوروں کو منافع میں حصہ دار بنایا جائے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ۲۰ خاندانوں میں سمٹی ہوئی دولت سارے پاکستانی عوام تک پھیل جائے گی۔ دولت کا یہ پھیلاؤ یقیناً پاکستان کے عوام کو ایک اچھا اقتصادی سکون عطا کرے گا۔ دوسرے اس ضمن میں اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ جب نئی صنعتیں مساوی بنیادوں پر قائم کی جائیں تو ان کو بجائے بڑے بڑے شہروں کے دیہات میں بھی نصب کیا جائے تاکہ پاکستان کی دیہاتی آبادی جس کا تناسب ۸۰ فیصد ہے۔ اپنے اپنے گاؤں میں ہی برسر روزگار ہو جائے۔ اور اس طرح بڑے شہر آبادی کے پھیلاؤ سے پیدا ہونے والے تمام مسائل سے بچے اور محفوظ رہیں گے۔

ہمارے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے تعلیم کے مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ملک میں تعلیم انتہائی سستی ہونی چاہیئے۔ ان طالب علموں کے لئے ذریعہ معاش میں خود کفیل ہونے کے لئے ملازمتوں کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ زیادہ سے زیادہ توجہ فنی تعلیم پر دینی چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کا دور سائنسی دور ہے اور اس میں سائنسی علوم کی اہمیت کافی حد تک واضح ہو چکی ہے۔

ملک میں بیوروکریسی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ بیوروکریسی کا جال سارے ملک میں اس طرح پھیلایا گیا ہے کہ عوام ملکی نظام سے غیر متعلق ہو کر رہ گئے ہیں۔

"ان بیوروکریٹس نے اپنے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے ایسے ایسے ہتھکنڈے استعمال کئے کہ سارا ملک بے چینی اور بے اطمینانی کا شکار ہو کر رہ گیا۔ اور اس طرح لوگ سماجی انصاف نہ حاصل کر سکے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ مارشل لاء کے تحت ان بیوروکریٹس کی باقاعدہ اسکریننگ کی جائے۔ تاکہ ملک پھر اس قسم کے ہنگاموں سے دوچار نہ ہو"۔

---

## بقیہ ۔ مولانا ہزاروی سے ایک اہم انٹرویو

دینی اور دنیاوی تعلیم کے بعد جیسے بعض لڑکے انجینئرنگ میڈیکل اور زراعتی کالجوں میں داخلے لیتے ہیں۔ اسی طرح وکالت اور جج وغیرہ کے خواہش مند طالب علموں کو فوقانی عربی مدارس میں داخلہ لینا چاہیئے۔ ان فوقانی عربی مدارس کو اسلامی کالج کا درجہ دیا جائے اور ان میں کسی قسم کی مداخلت کئے بغیر انہیں تسلیم کر کے وہاں کے فارغ التحصیل حضرات کو دوسرے کالجوں کی طرح گریڈ دیئے جائیں"۔

"مجوزہ لیبر پالیسی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے"؟ یہ میرا آخری سوال تھا۔

"ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مزدوروں کو ان کے تمام پیدائشی حقوق ملنے چاہئیں۔ اگر ان کے تمام جائز حقوق تسلیم کر لئے جائیں تو مسائل پیدا نہیں ہو سکتے۔ اس پالیسی کو آخری شکل دیتے وقت مزدوروں کی رائے کو زیادہ اہمیت دینا چاہیئے"۔

"اور کوئی سوال"؟ مولانا نے میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بہت بہت شکریہ مولانا! آپ نے شدید ترین مصروفیات کے باوجود اپنا قیمتی وقت میرے لئے وقف کیا۔ جس کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں"۔

گو کہ انٹرویو ختم ہو چکا تھا، لیکن حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب کے یہ الفاظ کہ "اسلام فرد کے مفاد کے بجائے جماعتی مفاد کو مقدم قرار دیتا ہے"۔ دیر تک میرے کانوں میں گونجتے رہے۔

---

## تنظیم مجاہدین قدس

### ضروری ہدایات

(۱) جمعیۃ علماء اسلام کے ہر ڈویژن کے امیر جلد از جلد اپنے ڈویژن کے اضلاع کا دورہ کر کے ضلعی جمعیۃ کے مشورہ سے ہر ضلع میں ایک سالار ضلع اور نائب سالار کو با اعتماد دوستوں سے مقرر کرے۔ اگر کوئی ریٹائرڈ فوجی افسر ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

(۲) ہر ضلع کے اندر شہروں میں ہر پندرہ مجاہدوں پر ایک سالار اور زیادہ سے زیادہ ہر دس سالاروں پر ایک سر سالار اور پورے شہر اور بستی کے لئے یا چند قریبی بستیوں کو جمع کر کے سالار شہر اور نائب سالار شہر مقرر کریں۔

(۳) ہر ضلع کی جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عاملہ (عہدہ داران) سالار ضلع کی امداد اور تنظیم کی نگرانی کرے۔

(۴) جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی جہاد فنڈ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی دفتر کی خصوصی رسیدات کے سوا ہرگز جمع نہ کیا جائے اور یہ رسیدات جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی دفتروں سے طلب کریں

(مولانا) عبدالواحد
ناظم مرکزی جمعیۃ علماء اسلام

# بقیہ مُدلل جواب

| | | |
|---|---|---|
| ۵۔ | ابوموسیٰ اشعری صحابیؓ | کوفہ |
| ۶۔ | حبیش | ماسبذان |
| ۷۔ | حبیب بن مسلمہ فہری | قنسرین |
| ۸۔ | جریر بن عبداللہ بجلی صحابیؓ | قرقیسیا |
| ۹۔ | حکیم بن سلامہ الخزامی | موصل |
| ۱۰۔ | سعید بن قیس | رے |
| ۱۱۔ | سائب بن اقرع | اصفہان |
| ۱۲۔ | اشعث بن قیس الکندی صحابیؓ | آذربائیجان |
| ۱۳۔ | عبداللہ بن ربیعہ العنزی | الجند |
| ۱۴۔ | عبدالرحمٰن بن خالدؓ بن ولید | حمص |
| ۱۵۔ | علقمہ بن حکیم کنعانی | فلسطین |
| ۱۶۔ | قیس بن الہناس | حلوان |
| ۱۷۔ | عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ | مصر |
| ۱۸۔ | عبداللہ بن عامر بن کریز اموی ؓ | بصرہ |
| ۱۹۔ | حضرت معاویہؓ اموی | شام |
| ۲۰۔ | مالک بن حبیب الیربوعی | ماہ |
| ۲۱۔ | النسیر | ہمدان |

ان عاملوں کے علاوہ دوسرے عہدیدار

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ | ابوالدرداء صحابیؓ | قاضی دمشق |
| ۲۔ | جابر المزنی | برخراج سواد |
| ۳۔ | زیدؓ بن ثابت صحابیؓ | قاضی مدینہ منورہ |
| ۴۔ | سماک انصاری | برخراج سواد |
| ۵۔ | القعقاعؓ بن عمرو صحابی | امیر افواج کوفہ |
| ۶۔ | عقبہ بن عمرو | محافظ بیت المال |
| ۷۔ | مروان بن الحکم اموی | کاتب |

اس ساری فہرست میں بنوامیہ کے صرف تین آدمی ہیں۔

جن میں سے حضرت معاویہؓ کو حضرت عمرؓ نے عامل بنایا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے تو بنوامیہ کے صرف دو آدمی رکھے تھے۔ باقی تمام عامل و عہدے دار دوسرے قبائل کے تھے ان دو حضرات کے علاوہ بنوامیہ میں سے سعید بن العاص اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہما کو عامل بنا کر لوگوں کی جائز یا ناجائز شکایت کی بنا پر حضرت عثمانؓ نے خود معزول فرما دیا تھا۔ صرف ایک رشتہ دار عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو بنوامیہ سے تو نہیں، ہاں حضرت عثمانؓ کے مادری بھائی تھے، ان کو برقرار رکھا۔ کیونکہ وہ بڑے بہادر اور امور سلطنت میں انتظامی صلاحیتوں کے مالک تھے اور بری و بحری لڑائیوں میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کر چکے تھے جن کے باعث ان کو برقرار رکھا گیا۔

یہ بات بھی مخفی نہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے عہد کے اکثر و بیشتر عمال ایسے تھے جو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم یا صدیق اکبرؓ یا فاروق اعظمؓ کے مقرر کردہ اور کسی نہ کسی عمل پر مامور و تعینات کردہ تھے جن کو حضرت عثمانؓ نے ہٹا دینا موزوں نہ سمجھا، بلکہ ان کو باقی و برقرار رکھنا باعث سعادت جانا کیونکہ ان لوگوں کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کے باعث صحابہ کرامؓ مہاجرین اولین اور انصار مدینہ کو ان عہدے داروں اور عاملوں کے خلاف کوئی شکایت یا اعتراض و ناراضگی نہ تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ انہی حضرات سابقین و انصار کی موجودگی میں ان کے سامنے خود حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اموی نوجوان کو مکہ معظمہ کا عامل بنایا ہوا تھا اپنی وفات تک عمر بھر اسی عہدہ پر رکھا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبرؓ نے بھی ان کو برقرار رکھا۔

اسی طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انصار و مہاجرین سابقین اولین پر اُسامہؓ بن زیدؓ کو جو غلام آزاد شدہ کے بیٹے اور کم عمر نوجوان تھے، امیر لشکر بنا دیا۔ تو صحابہ کرامؓ پر یہ تہمت ہے کہ وہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والوں کی امارت و حکومت کو ناپسند یا ناجائز سمجھتے تھے کیونکہ جب ان حضرات کے سامنے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب و حضرت اسامہ کو عامل و امیر بنایا تھا پھر وہ کیسے اس کو ناجائز کہتے یا ناپسند کر کے اعتراض و شکایت کرتے۔

## شورش کا اصل سبب

بہرحال یہ حقیقت بالکل بے حقیقت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے اقربا کو بکثرت عہدے دیئے جس سے صحابہ کرام ناراض ہوئے اور یہ بات بھی بالکل لغو و لایعنی ہے کہ حضرت عثمانؓ مروان وغیرہ رشتہ داروں کے کہنے پر چلتے تھے جس کے باعث شورش و فتنہ ہوا۔ شورش و فتنہ کا سبب نہ عہدے تھے نہ عطیے اور نہ امورِ سلطنت کو مروان وغیرہ رشتہ داروں کے کہنے پر چلنا چلانا تھا بلکہ شورش کا سبب حاسدین و منافقین کی اسلام دشمنی تھی۔

## فتنہ ابن سبا

جن کا سرغنہ عبداللہ بن سبا یہودی الاصل تھا جو منافقانہ طور پر مسلمان ہو کر اپنے کو بڑا زاہد و عابد اور لوگوں کا ہمدرد و خیر خواہ دکھاتا تھا۔ مگر دل میں اسلام اور اہل اسلام کی فتوحات و ترقی سے حسد کی آگ میں جلتا رہتا تھا۔ ظاہر ہو کر کھلم کھلا اہل اسلام کا مقابلہ کرنے کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ اس لیے اس دشمن اسلام نے خفیہ طور پر مصر، بصرہ، کوفہ کے دوسرے حاسدین و مفسدین کا ایک گروہ تیار کیا۔ جو حضرت سیدنا عثمانؓ اور ان کے عاملوں کے خلاف بہتانات اور جھوٹے الزامات تراش کر ہر ممکن طریقے سے شرارتیں، مخالفتیں کرتے رہتے تھے۔

چونکہ سیدنا عثمانؓ میں انتہائی حلم و حیا، رحم دلی، نرمی، عفو و درگزر، کریم النفسی و فیاضی کا غلبہ تھا۔ حضرت سیدنا عمرؓ اور حضرت معاویہ کی طرح سخت گیری اور جکڑ بند کرنے کی بجائے حضرت سیدنا عثمانؓ ان شریر لوگوں کو نصیحت و فہمائش کر کے اپنی رحم دلی و نرمی کے باعث معافی دینے کے ساتھ ساتھ حسن سلوک اور احسان و اکرام سے مطمئن کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ جس سے وہ لوگ دن بدن اپنا جتھا بڑھاتے اور اپنی پارٹی مضبوط کرتے گئے اور اس شورشی گروہ اور سبائی پارٹی میں مصر اور بصرہ، کوفہ سے باہم خط و کتابت اور آمد و رفت کا سلسلہ رہتا تھا۔

آخر کار ان لوگوں نے باہم مشورہ سے طے کیا کہ سیدنا عثمان کے عاملوں کے خلاف ظلم، تشدد، ناانصافی اور بدعملی و بدکرداری کا پروپیگنڈہ کیا جائے۔ چنانچہ وہ مفسد لوگ اس قسم کی شکایات اور الزامات کی فہرست تیار کر کے حضرت عثمان کی خدمت میں آئے۔ جس کی تحقیقات کے لیے سیدنا عثمان نے باقاعدہ صحابہ کرامؓ کا ایک وفد بھیجا اس وفد کو بھیجنے اور اس کے بعد کے تمام واقعات "مقدمہ ابن خلدون" میں یوں مرقوم ہیں۔

باقی آئندہ

তরজুমানে ইসলাম Weekly TARJUMANE ISL[AM] LAHORE
সাপ্তাহিক লাহোর
REGD. L. No. 7[illegible]
ترجمان تنظیم

## اسلامی نظام کے خواہاں حضرات سے

# ہمدردانہ اپیل

مخیر اور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیتہ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے، ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں۔ معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مرد وزن کے اختلاط کے زہریلے جراثیم سرعت سے پھیل رہے ہیں۔ معاشی نظام سود کی بنیاد پر ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیتہ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ علماء کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

### اس لیے

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیتہ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمعیتہ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم زکوٰۃ وعطیات مرکزی دفتر جمعیتہ علماء اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقم کی تعیین فرمادیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے ——

محمد عبداللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیتہ علماء اسلام —— (خانپور)

محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی —— (ملتان)

رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیتہ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ماجور ہوں۔

# ترجمانِ اسلام

## تعاونوا علی البر والتقوی

مسلمان دنیا میں صلح و امن کا پیام ہیں۔ انہوں نے تلوار بھی اٹھائی ہے تو صلح کی حمائت میں، پس فتنہ و فساد اگر اوروں کے لئے معیوب و جرم ہے تو ان کے لئے معصیت اور فسق ہے۔ دنیا میں جن قوموں نے فتنہ و فساد اختیار کیا وہ قہر الٰہی سے مغضوب و مردود ہو گئیں۔

مسلمان دنیا میں اس امر کے ذمہ دار ہیں کہ نیکی کی حفاظت کریں، اور فساد کو روکیں۔ پس ہر اچھی بات کرنے والوں کے وہ ذمہ دار ہوں۔

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

---

جمعہ ۱۸۔ اپریل سنہ ۱۹۶۹ء مطابق ۳۰۔ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۹ھ قیمت ۲۵ پیسے جلد ۱۲ شمارہ ۱۵

بشکریہ: تعمیر مولانا عبدالقیم صاحب

# اسلامی زندگی کا ابتدائی دور

حضرت عثمان رضؓ کو اللہ تعالیٰ نے دولت و ثروت سے نوازا تھا اور انہوں نے ناز و نعمت کے گہوارے میں پرورش پائی تھی۔ لیکن ان کا بھی یہ حال تھا۔ کہ کبھی صرف زیب و زینت کے خیال سے کوئی چیز استعمال نہیں فرمائی۔ ایک قسم کا رومی کپڑا جسے قز کہتے تھے۔ اہل عرب کا پسندیدہ لباس تھا۔ لیکن حضرت عثمان رضؓ نے اسے کبھی بھی استعمال نہیں فرمایا۔ نہ اپنی بیویوں کو پہنایا۔ زمانۂ خلافت میں بھی آپ کی یہ سادگی قائم رہی۔ مسجد میں چادر سر کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے۔ اٹھتے تو بدن میں کنکریوں کے چبھنے کے نشانات نظر آتے۔ لوگ دیکھتے تو کہتے یہ امیر المؤمنین ہیں۔ (اسوۂ صحابہ)

آپ نے عمر بھر کبھی پاجامہ نہیں پہنا۔ صرف شہادت کے وقت ستر پوشی کے خیال سے پہن لیا تھا۔ عموماً تہبند پہنتے تھے۔ ایک تابعی روایت کرتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے روز حضرت عثمان رضؓ کو منبر پر دیکھا تو جو موٹا تہبند پہنے ہوئے تھے۔ اس کی قیمت ۵ درہم (ایک روپے سے زیادہ نہ تھی) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ دنیا کی نمود و نمائش اور راحت و آسائش سے دور رہے۔ خلافت کے زمانہ میں بھی آپ کے طرز زندگی میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ زہد و ورع کا یہ حال تھا کہ اپنے لئے کبھی اینٹ پر اینٹ اور شہتیر پر شہتیر نہیں رکھا۔ یعنی اپنے رہنے کے لئے مکان نہیں بنایا۔ بیت المال میں جو کچھ آتا۔ اس کو اسی وقت تقسیم کر دیتے اور کہتے:

"اے دنیا مجھے فریفتہ نہ کر"۔

لباس نہایت سادہ پہنتے تھے۔ ایک شخص نے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک پھٹی پرانی قمیص ہے۔ جب آستین کھینچی جاتی ہے تو ناخن تک پہنچ جاتی ہے اور چھوڑ دی جاتی ہے تو سکڑ کر آدھی کلائی تک آ جاتی ہے۔ اسی سادہ لباس میں فرائض خلافت انجام دینے کے لئے بازاروں میں پھرا کرتے تھے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا، حضرت علی رضؓ گاڑھے کا تہبند باندھے ہوئے اور گاڑھے کی چادر اوڑھے ہوئے بازار میں پھر رہے ہیں۔ ہاتھ میں درہ ہے اور لوگوں کو سچائی اور حسن معاملہ کا حکم دے رہے ہیں۔ لیکن بعض اوقات یہ سادہ لباس بھی بمشکل میسر ہوتا تھا۔

ایک دن منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ میری تلوار کون خریدتا ہے؟ اگر میرے پاس تہبند کے دام ہوتے تو میں اس کو فروخت نہ کرتا۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا "ہم آپ کو تہبند کی قیمت قرض دیتے ہیں"۔

سادگی اور خاکساری اتنی محبوب تھی کہ بازار سے سودا سلف خرید کر خود لاتے تھے۔ ایک دن بازار میں کھجوریں خریدیں اور خود اٹھا کر لے چلے۔ ایک آدمی نے کہا۔ "یا امیر المؤمنین لائیے میں پہنچا دوں"؟

آپ نے فرمایا۔ "نہیں یہ جن بچوں کے لئے ہے ان کا باپ ہی ان کے اٹھانے کا زیادہ مستحق ہے"۔

دربان اور پہرہ دار کا جھگڑا نہیں رکھا تھا۔ تنہا اٹھتے اور مسجد کو چلے جاتے (اسوۂ صحابہ رضؓ ج ۲)

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ قریش کے نہایت معزز خاندان تعلق رکھتے تھے۔ بارگاہ رسالت مآب سے آپ کو امین الامت کا خطاب عطا ہوا تھا۔ جہادِ شام کے سپہ سالار اعظم تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضؓ حضرت یزید بن ابوسفیان رضؓ حضرت عمرو بن العاص رضؓ اکابر قریش آپ کے ماتحت سپہ سالار کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ آپ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص آپ کے گھر آیا۔ دیکھا کہ آپ زار و قطار رو رہے ہیں۔ اس نے متعجب ہو کر پوچھا "خیریت تو ہے آپ اس قدر کیوں رو رہے ہیں"؟

آپ نے فرمایا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے آئندہ و تمول کا ذکر کرتے ہوئے شام کا تذکرہ فرمایا اور کہا:

"ابوعبیدہ! اگر اس وقت تمہاری عمر وفا کرے، تو تمہارے لئے صرف تین خادم کافی ہوں گے۔ ایک خاص تمہاری ذات کے لئے، ایک تمہارے اہل و عیال کے لئے اور ایک سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے۔ اسی طرح سواری کے تین جانور کافی ہوں گے۔ ایک تمہارے لئے، ایک غلام کے لئے اور ایک اسباب و سامان کے لئے لیکن اب دیکھتا ہوں تو میرا گھر غلاموں سے اور اصطبل گھوڑوں سے بھرا ہوا ہے۔ آہ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ حضور اقدس نے فرمایا، کہ میرے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہوگا جو اسی حال میں مجھ سے ملے گا۔ جس حال میں اسے چھوڑ جاؤں گا"۔ (مہاجرین ج ۱)

ایک بار رومی سفیر اسلامی لشکرگاہ میں آیا۔ تو اسے حضرت عبیدہ تک پہنچنے میں سخت دشواری پیش آئی۔ اس نے اپنے سپہ سالار اعظم کو جس شان و شوکت سے دیکھا تھا۔ وہ اسی کو یہاں بھی تلاش کر رہا تھا لیکن اسے یہاں ہر چیز میں یک رنگی و یکسانگی نظر آ رہی تھی۔ بالآخر اس نے حیران ہو کر مسلمانوں سے پوچھا۔ "تمہارے سردار کہاں ہیں"؟

حضرت ابوعبیدہ رضؓ سامنے ہی زمین پر بیٹھے تھے۔ کندھے پر کمان لٹک رہی تھی۔ اور ہاتھ میں تیر تھا، جسے آپ الٹ پلٹ کر رہے تھے۔ مسلمانوں نے کہا "یہ بیٹھے ہیں"۔

آپ کو اس معمولی حالت میں دیکھ کر اسے یقین نہ آیا۔ اس نے آپ سے پوچھا "کیا واقعی آپ ہی سپہ سالار اعظم ہیں"؟ حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے فرمایا "ہاں"۔

سفیر نے کہا "کیا آپ کا خیال ہے کہ اگر آپ قالین پر بیٹھیں تو خدا آپ سے ناخوش ہو جائے گا اور آپ کو اپنے فضل و کرم سے محروم کر دے گا"؟

حضرت امین الامت نے جواب دیا "میرے پاس قالین اور مال و دولت کہاں؟ اسلحہ جنگ کے سوا میرے پاس کچھ نہیں۔ کل مجھے ایک ضرورت پیش آئی تو میرے پاس ایک حبہ نہ تھا۔ مجبوراً مجھے اس بھائی (حضرت معاذ رضؓ) سے قرض لینا پڑا"۔ (الفاروق)

آپ کو جب کبھی مال ملتا تھا آپ راہِ خدا میں صرف کر ڈالتے تھے۔ ایک بار حضرت عمر فاروق رضؓ نے آپ کی خدمت میں چار سو دینار اور چار ہزار درہم بطور انعام بھیجے انہوں نے تمام رقم فوج میں تقسیم کر دی اور اپنے لئے ایک حبہ بھی نہ چھوڑا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا، تو فرمایا۔ "الحمد للہ کہ اسلام میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں"۔ (سیرت المہاجرین)

بیت المقدس کی فتح کے موقعہ پر شہر کے عیسائی علماء و اکابر نے اسلامی سپہ سالار سے درخواست کی کہ خلیفۂ اسلام تشریف لائیں۔ ان کی موجودگی میں معاہدہ لکھا جائے۔ اور ہم شہر کو مسلمانوں کے سپرد کر دیں عیسائیوں کی اس درخواست کے بموجب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے۔ شہر کی حوالگی کے بعد افسرانِ اسلام نے باری باری حضرت عمر رضؓ کو اپنے اپنے خیموں میں مدعو کیا اور ان کی خاطر اور دل دہی کے خیال سے آپ سب کے ہاں تشریف لے گئے۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ نے آپ کی دعوت نہیں کی۔ چنانچہ آپ نے ایک روز ان سے کہا "تمام افسروں نے میری دعوت کی لیکن آپ نے مجھے مدعو نہیں کیا"۔

حضرت ابوعبیدہ نے جواب دیا "میں نے اس خیال سے آپ کی دعوت نہیں کی کہ شاید آپ کو میرے ہاں آنسو بہانے پڑیں"۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "نہیں ایک روز اپنے یہاں میری دعوت کیجئے"۔

چنانچہ آپ نے ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے یہاں مدعو کیا۔ فاروق اعظم رضؓ فاتح شام کے خیمہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ گھر میں گھوڑے کے نمدے کے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔ یہی نمدہ ان کا بستر تھا اور گھوڑے کا زین تکیہ۔ ایک طاق میں روٹی کے کچھ ٹکڑے پڑے تھے۔ فاتح شام نے وہی ٹکڑے، تھوڑا سا نمک اور مٹی کے گلاس میں پانی لا کر آپ کے سامنے زمین پر رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضؓ کو بے اختیار رونا آ گیا۔ آپ حضرت ابوعبیدہ رضؓ کو سینہ سے لگا کر کہنے لگے۔ "تم ہی میرے بھائی ہو۔ تمہارے سوا میرے ساتھیوں میں ایسا کوئی نہیں جس پر دنیا نے اپنا کچھ نہ کچھ جادو نہ

(باقی صفحہ [illegible] پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

جاری کردہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ

سرپرست

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگرانِ اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

نگران

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

ایڈیٹر

احمد حسین کمال

معاون ایڈیٹر

حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی

بروز جمعہ ۱۸ اپریل ۱۹۶۹ء

جلد ـــــ ۱۲

شمارہ ـــــ ۱۵

قیمت ـــــ ۲۵ پیسے

# اسلام ہی مسائل کا واحد حل ہے

(احمد حسین کمال)

مارشل لاء کے نفاذ نے حالات کو ایک گونہ پرسکون بنا دیا ہے، اور وہ اضطراب و ہیجان دب گیا ہے، جو گزشتہ ۵ ماہ تک ملک و ملت کو اپنی لپیٹ میں لئے رہا۔ امید ہے کہ ہنگاموں اور شورشوں کے نتیجہ میں پہنچنے والے نقصانات کی تلافی اور انتظامات کی مکمل بحالی بھی جلدی ممکن ہو جائے گی اور ملک کے حالات معمول کے مطابق رفتار اختیار کر لیں گے۔

گزشتہ سیاسی ہنگاموں میں جس لاقانونیت کا وسیع ترین مظاہرہ ہوا، وہ ہر سوچنے والے شخص کے لئے لمحۂ فکریہ ہے اور آئندہ اس صورت حال کے اعادہ کے امکانات کو روکنے کے ذرائع تلاش کرنا ہر محب وطن کا فرض ہے۔

سیاسی تبدیلیاں ایک ناگزیر امر ہے۔ لیکن ان تبدیلیوں کے لئے ہیجان انگیزی کا ایسا ماحول پیدا ہو جانا جس سے ملک کا انتظامی ڈھانچہ مفلوج ہو کر رہ جائے اور شہریوں کی جان و مال کو خطرات پیش آ جائیں بدترین سیاسی بدنصیبی ہے جس کی آرزو کسی بھی فرد کو نہیں ہو سکتی۔

ایسا کیوں ہوا؟ اور کیوں ہوتا رہا؟ اس سوال پر موجودہ پرسکون اور غیر جانبدار فضا میں غور کر کے اگر معقول جواب تلاش کر لیا جاتا ہے اور جواب کے مطابق مستقل حل و تدابیر اختیار کر لی جاتی ہیں، تو آئندہ سیاسی تبدیلیوں کے وقت ایسے ناگوار حالات رونما نہیں ہوں گے۔ جن سے موجودہ وقت میں اور ۱۹۵۸ء میں ملت کو سابقہ پیش آیا اور جن کے ازالہ کے لئے مارشل لاء کے نفاذ کے بغیر کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہ گیا کہ

”زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی“

اس امر سے تو ہر وہ شخص واقف ہے، جس کی نظر نصف صدی کے سیاسی حالات و رفتار پر اور ایشیائی، افریقی و مسلمان ممالک کے سیاسی تغیرات پر ہے کہ ملک و ملت کے انتظام کو درہم برہم کر دینے والے ہنگاموں اور شورشوں کے پیچھے مغربی سامراج کا ہاتھ کارفرما رہا کرتا ہے۔ اور سامراجی مفادات کے تقاضے مسلمان ملکوں کی سیاسی رفتار پر اثر انداز ہو کر اسے ہنگاموں اور شورشوں میں تبدیل کرنے کا خفیہ عمل کیا کرتے ہیں۔

تاہم ان کی دخل اندازی کو راہ پانے کا موقعہ، ان داخلی حالات کی وجہ سے ملتا ہے۔ جنہیں مقامی مفادات کے حامل بااثر طبقے حل نہیں ہونے دیتے۔

پاکستان میں مسلمان ملت کا ایک ہی بنیادی مسئلہ ہے۔ اور وہ ہے ”اسلامی نظام کا نفاذ“۔

”اسلام“ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی ایک ایسی بنیادی ضرورت ہے، جس کے بغیر ان کا ملی وجود قائم ہی نہیں رہ سکتا ہے۔

اس سرزمین پر مسلمانوں کی تاریخ کا آغاز ہی اسلام سے ہوتا ہے۔ اور ان کی قومیت و اجتماعی حیثیت کی تشکیل تمام تر اسلام کی اساس پر ہوئی ہے۔ تحریک پاکستان کا بنیادی سوال ہی یہ تھا کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمان، وطنی اشتراک پر مبنی قومیت قبول کرتے ہیں یا اسلامی رشتے کی اساس پر اپنی علیحدہ قومیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

مسلمان عوام نے دوسرے پہلو پر اپنی رائے عامہ سے صاد کیا۔ اور پاکستان وجود میں آیا

پاکستان اپنے دونوں حصوں کے جغرافیائی بُعد کے باوجود اور ایک ہی حصہ کے مقامی فرق و اختلافات کے باوصف اسلام کے نام پر ہی ایک متحدہ ملک اور قوم کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر قائم ہے۔

اس تمام صورت حال کا قدرتی اور منطقی تقاضا ہے کہ اسلام کو ہر مسئلہ پر اولیت دی جائے۔

چنانچہ ملک و ملت کے مسائل میں واقع ہونے والی پیچیدگیوں کا اصل سبب اگر غور کیجئے تو صرف یہی ہے کہ اسلام پر دوسرے مسائل کو فوقیت دی گئی اور اسلام کو مؤخر کیا گیا یا پس پشت ڈال دیا گیا۔

اسلام، پاکستان کے لئے ایک ایسا کلمۂ مشترکہ ہے جو مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کو بھی ایک دوسرے سے وابستہ کر دیتا ہے۔ اور مغربی پاکستان میں بھی سندھ، بلوچستان، بہاولپور، پنجاب، سرحد وغیرہ علاقوں کے درمیان مضبوط رشتہ قائم کر دیتا ہے۔

اسلامی نظام کے نفاذ سے ملک کے مسائل ایک ایسے رخ پر پڑ جاتے ہیں۔ جنہیں باہمی اشتراک، باہمی تعاون اور باہمی افہام و تفہیم سے بآسانی حل کیا جا سکتا ہے۔

پس اگر گزشتہ تلخ سیاسی تجربات اور مارشل لاء کے نفاذ کے بعد، یہ سبق حاصل کر لیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے پورے ملک میں بغیر ذہنی تحفظ اور من مانی تعبیرات کے ٹھیک ٹھیک اس اسلام کو نافذ کرنے کی متحدہ اور مشترکہ کوشش کی

(ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

جائے گی، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... ہوتا ہوا علماء و سلف و خلف کے ذریعہ اس دور تک پہنچا ہے۔ تو یقیناً یہ بھی بہت کچھ کھو کر سب کچھ حاصل کر لینے کے مترادف ہے۔

گذشتہ تمام تلخیوں کو خیرباد کہہ کر اور تمام اختلافات و نزاعات کو بالائے طاق رکھ کر مارشل لاء کی پُرسکون فضا میں ذہنوں کو اس پر ہموار کر لیا جاتا ہے کہ سب سے پہلا اور اہم کام اس ملک میں اسلام کو من کل الوجوہ قائم کرنا ہے۔ اور پھر اسلام کی روشنی ہی میں ہی دوسرے سیاسی اور غیر سیاسی مسائل حل کئے جائیں گے تو یہ بہت بڑی اور بے مثال کامیابی ہوگی۔ جو گذشتہ بائیس سال کی پیہم ناکامیوں کے بعد حصہ میں آ سکتی ہے۔

اسلام نے ہمیں سیاست، معاشرت، معیشت اور انتظام و انصرام کے اعلیٰ ترین و مکمل عادلانہ اصول عطا کئے ہیں۔

قطعی ضروری نہیں ہے کہ ہم سیاست کے لئے برطانوی جمہوریت کی طرف ہاتھ پھیلائیں۔ معاشرت کے لئے امریکہ وغیرہ سے بھیک مانگیں۔ معیشت کے لئے روس اور چین کی طرف دیکھیں۔ اور انتظام و انصرام کے لئے مغربی ملکوں کے ایڈمنسٹریشن کی نقل کریں۔

ہمیں اب ان تمام سہاروں کو چھوڑ کر اور ان سب سے اپنی توقعات ختم کر کے صرف اسلام کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

ہم نے بائیس سال کا طویل عرصہ مختلف وادیوں میں بھٹک بھٹک کر ضائع کر دیا ہے۔ اور ہر بار سیاسی انتشار کے ایسے مرحلہ پر آ گئے ہیں کہ ملک کا تحفظ مارشل لاء کے بغیر ممکن نہیں رہا۔

اس روایت کا بار بار دہرایا جانا رہنا اچھی شگون نہیں کہا جا سکتا۔ ہمیں اب اس فیصلہ پر یقیناً پہنچ جانا چاہیئے کہ ہماری پہلی ضرورت اسلامی نظام کا براہ راست نفاذ ہے۔

اللہ کی کتاب اور اس کے آخری رسول ﷺ کی سنت کو اب ہمیں اپنا مستقل آئین و دستور مقرر کر لینا چاہیئے جس کی تنسیخ کی نہ کبھی ضرورت پڑے گی اور نہ کبھی ایسا مرحلہ رونما ہو سکے۔

قرآن و سنت کے دستور کی بالادستی اور نفاذ کے بعد اس کی روشنی میں ہم اپنی سیاست و معیشت کی راہیں اپنے حالات کے تقاضوں کے مطابق خود متعین کر لیں گے اور ان تقاضوں ہی کے مطابق ہم اپنے ملک کا سیاسی و انتظامی ڈھانچہ بھی مرتب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

مارشل لاء کی یہ مہلت ایک انعام ہے جس کے دوران ملک کے دانشور حضرات یکسوئی اور غیر جذباتی طور پر اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں۔

مارشل لاء کے حکام اعلیٰ سے بھی ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ ملک کے بگڑتے ہوئے حالات کو سنبھالنے کے لئے انہوں نے جس غیر معمولی اور جرأت مندانہ اقدام کو اپنایا ہے

زاہد الراشدی

# اسلام کے اقتصادی نظام میں صنعتی مزدوروں کی حیثیت کیا ہے؟

## اہلِ علم و اجتہاد سے ایک اہم سوال

صنعتی مزدور کو پیش آمدہ مسائل اور معاشی تحفظ کے فقدان کو دور کرنے کے لئے مختلف حضرات اور پارٹیاں اپنے اپنے پروگرام پیش کر رہی ہیں اور صنعتی مزدور کے لئے مختلف مراعات اور سہولتوں کا اعلان کر رہی ہیں۔ دین پسند عوام اور علماء حق کی نمائندہ تنظیم "جمعیۃ علماء اسلام" کے مرکزی قائدین بھی اس سلسلہ میں کسی نتیجہ پر پہنچنے کے لئے سوچ بچار کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ سوال اٹھانے کا مناسب اٹھانے کا مناسب وقت یہی ہے کہ اسلام نے اپنے اقتصادی اور معاشی نظام میں صنعتی مزدور کو کیا حیثیت دی ہے؟ کیونکہ جب تک اس حیثیت کی وضاحت اور تعین نہیں ہوتا۔ صرف چند ایک مراعات اور سہولتوں سے مزدور کے مسائل وقتی طور پر دب تو سکتے ہیں مستقل طور پر حل نہیں ہو سکتے۔ اسی خیال کے پیش نظر علماء کرام اور اہل اجتہاد کی توجہ اس طرف مبذول کرا رہا ہوں کہ اس سلسلہ میں جلد از جلد قوم کی رہنمائی فرمائیں۔

(۱) بعض لوگوں نے مزدور کو کارخانہ کی ملکیت کے حقوق میں حصہ دار قرار دیا ہے۔ اس صورت میں یہ مسئلہ "شرکتِ عقد" کی صورت اختیار کر جائے گا اور مزدور کارخانہ کی ملکیت اور منافع دونوں میں حصہ دار اور شریک ہوگا۔ کیا یہ صورت کسی بھی جہت سے درست ہے؟

(۲) بعض حضرات "صنعتی مزدور" کو "اجیرِ محض" کی حیثیت دے کر کارخانہ دار اور مزدور کے مابین طے پا جانے والے معاوضہ کو ہی اس کا حقِ محنت قرار دیتے ہیں۔ اس صورت میں یہ مسئلہ "باب الاجارہ" سے متعلق ہوگا اور مزدور اس طے شدہ معاوضہ کے علاوہ قانونی طور پر کسی اور چیز کا مستحق نہیں ہوگا۔ کیا یہ صورت درست ہے؟ اور اس صورت میں یہ اشکال بھی سامنے آتا ہے کہ کیا اجیر (مزدور) کی محنت سے حاصل ہونے والا منافع اس مسئلہ کو "باب الاجارہ" سے متعلق رہنے بھی دیتا ہے یا نہیں؟ اور کیا "باب الاجارہ" میں کوئی ایسی شکل بھی ہے کہ اجیر کی محنت کاروبار (صنعت) کی شکل اختیار کر کے منافع پر منتج ہو؟

(۳) کچھ بزرگوں کا خیال ہے کہ صنعتی مزدور کو فقہی اصطلاح میں "مضارب" قرار دے کر منافع میں حصہ دار ٹھہرایا جائے اس صورت میں کارخانہ دار (رب المال) اور مزدور (مضارب) کے مابین طے پانے والا معاہدہ "مضاربۃ" بن جائے گا اور مزدور نصف ثلث ربع یا کسی بھی نسبت سے منافع کا حصہ پائیں گے۔ لیکن اس صورت میں "اجرت" اور "معاوضۂ خدمت" کا سوال ختم ہو جاتا ہے تو کیا اگر کارخانہ دار کو رب المال اور کارخانہ میں کام کرنے والے مزدوروں اور کارکنوں کی مجموعی حیثیت کو "مضارب" اور ان کے مابین عقد کو "مضاربۃ" قرار دے دیا جاتا، تو اس میں کوئی مضائقہ ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے؟

---

اس جرأت مندی کے ساتھ وہ ملت کے رُخ کو اس کی گم کردہ منزل، اسلام کی طرف بھی پھیر دیں۔

اس ملت کے مرض کہن کا صرف یہی علاج ہے جو رہ رہ کر ایک علاج سے اس کے تمام عناصر دور ہو سکتے ہیں۔ جن کی بحرانی کیفیت نے اس کے وجود کو بار بار چیلنج کیا۔

---

(قسط نمبر ۱)

# سوشلزم کیا ہے؟

(احمد حسین صاحب کمال)

گذشتہ دنوں اسلام اور سوشلزم کے نام سے ملک میں جس نزاعی مہم کا سلسلہ چل نکلا تھا۔ مارشل لاء کے بروقت نفاذ نے ملت کو اس کے بدلتائج سے بچا لیا ہے۔

یہ نزاع اس وقت خالصتاً سیاسی مقاصد کا حامل تھا، اسی لئے جذباتی اشتعال کی فضا میں مسئلہ کے حقیقی پہلوؤں پر کسی نے توجہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

حالانکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ پہلے "سوشلزم" کی حقیقت کو سمجھا جاتا اور اس کے تمام پہلوؤں کا تاریخی حیثیت سے جائزہ لے کر فیصلہ کیا جاتا کہ کیا واقعی وہ اسلام کا حریف اور مدمقابل بن بھی سکتا ہے؟

اسلام دشمنی کا جہاں تک تعلق ہے، مغربی قوموں کا خواہ وہ جمہوری ہوں یا فسطائی اور اشتراکی مشترکہ کاز ہے۔

برطانیہ دنیا میں جمہوریت کا سب سے بڑا علمبردار ہے لیکن اسلام دشمنی میں بھی یہ سب سے آگے اور سب پر فائق ہے۔ کروڑوں مسلمانوں کی ہلاکت و بربادی اور بیسیوں مسلمان ملکوں کی پامالی کا برطانیہ مرتکب ہوا ہے۔ ہزارہا کتب ہیں اسلام کے خلاف اس نے لکھی ہیں، اور اب بھی برطانیہ و امریکہ کے رسائل و اخبارات گاہے بگاہے پیغمبر اسلام اور خانوادۂ رسالت و اصحاب رسولؐ کے بارے میں توہین آمیز مضامین شائع کرتے رہتے ہیں۔

اس کے باوجود برطانوی پارلیمانی جمہوریت کو ہمارے بیشتر اکابر و اصاغر نے رد نہیں کیا اور اپنے ملک کی سیاست میں اختیار کرنے پر اب بھی آمادہ نظر آتے ہیں۔

اشتراکی ملکوں کی اسلام دشمنی بہر حال برطانیہ کے مقابلہ میں ہزار درجہ کم ہی ہوگی اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی برطانیہ کی طرف سے مسلمانوں پر ڈھائے ہوئے سنگین مظالم کے مقابلہ میں دس ہزارویں حصہ کے برابر بھی نہیں کی ہوگی۔ نیز برطانوی طرز جمہوریت براہ راست اسلام کے نظام خلافت و سیاست پر اثر انداز ہونے والی چیز ہے۔ اگر ان سب باتوں کے باوجود جمہوریت کا اختیار کرنا نادرا نہیں ہے تو سوشلزم کا مطالعہ کیوں نادرا ہو۔ سوشلزم اپنی اصل کے اعتبار سے محض ایک اقتصادی فارمولا ہے۔ جو موجودہ زمانہ کی معاشی ضروریات کا پیدا شدہ ہے۔

اس کا صحیح مطالعہ اس حیثیت میں کیا جانا چاہئے

بلاشبہ اسلام اپنی معاشیات کے لئے سوشلزم کا محتاج نہیں ہے۔ لیکن اس کے لئے یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ سرمایہ داری اور سوشلزم کی جنگ میں خواہ مخواہ ایک کا حریف اور دوسرے کا حلیف بن کر خود کو ان میں سے کسی کے ساتھ وابستہ کرلے۔ دو باطلوں کی اس جنگ میں اسلام کو وقار کے ساتھ علیحدہ رہ کر اپنی تعلیم اور ہدایات دونوں کے سامنے پیش کرتے رہنا چاہیئے۔

ذیل کی سطور میں سوشلزم کا مطالعہ اس کی اصل حیثیت کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔

اور مستند ماخذ سے اس کا تاریخی پس منظر بیان کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی معاشیات و اقتصادیات سے متعلق قرآن حکیم کی وہ چند بنیادی ہدایات بھی ذکر کر دی گئی ہیں۔ جن کو پیش نظر رکھ کر سرمایہ داری کی وہ چند بنیادی ہدایات بھی ذکر کر دی گئی ہیں، جن کو پیش نظر رکھ کر سرمایہ داری اور اشتراکیت کے مقابلہ میں اسلام کا معاشی و اقتصادی نظام مرتب کیا جا سکتا ہے۔

## سوشلزم کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

انگریزی زبان کی مستند "ڈکشنریوں" اور "انسائیکلو پیڈیاز" میں سوشلزم کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے۔

"سوشلزم وہ سیاسی اقتصادی نظریہ ہے جو تجویز کرتا ہے کہ پیداوار کے وسائل، ان کی تقسیم اور تبادلہ، قومی ملکیت میں ہو اور تقسیم دولت منصفانہ طور پر کی جائے نیز سب کو یکساں طور پر مواقع و تحفظات حاصل ہوں"۔

(پینگوئن انگلش ڈکشنری مطبوعہ ۱۹۶۵ء ص ۱۹۵)

"سوشلزم ایک ایسا سیاسی و اقتصادی نظریہ ہے، جس کے مطابق پیداوار کے ذرائع، تقسیم اور تبادلہ عوام کے کنٹرول اور اختیار میں ہونا چاہیئے۔ ہر فرد کو اپنی صلاحیتیں بڑھانے کے یکساں مواقع ملنا چاہئیں، اور عوام کی دولت، عوام کے درمیان منصفانہ طور پر تقسیم کی جانا چاہیئے"۔

(ڈکشنری آف پالٹیکس پینگوئن ص ۳۹۳)

## سوشلزم کے لفظ کا پہلا استعمال

پیرسن انسائیکلو پیڈیا مطبوعہ ۶۷-۱۹۶۶ء کے مطابق سوشلزم کا لفظ اصطلاحی طور پر پہلی مرتبہ اس بستی پر بولا گیا جسے سنہ ۱۸۲۳ء میں "رابرٹ اوون" نے امداد باہمی کے طریقہ پر شہر "نیو لانارک" کے قریب بسائی تھی۔

انیسویں صدی کے وسط میں پادری "چارلس کنگزلے" اور اس کے بعض ساتھیوں نے "کرسچین سوشلزم" کے نام سے مذہبی بنیاد پر معاشی مساوات کی تحریک چلائی۔

اسی زمانہ میں "ولیم موریس" اور "جان برنس" وغیرہ نے مل کر "سوشلسٹ لیگ" کے نام سے جماعت بنائی۔

یعنی سوشلزم کا لفظ اور اصطلاح خالص معاشی معنی میں کارل مارکس اور عالمی سوشلسٹ و کمیونسٹ تحریکات سے بہت قبل رائج ہو چکے تھے اور سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے مقابلہ میں غیر سرمایہ دارانہ مساواتی نظام معیشت کا مفہوم اس اصطلاح کے لئے کافی پہلے متعین ہو چکا تھا۔

## سوشلزم کا فکری و تاریخی پس منظر

دولت و سرمایہ کی پیدا کردہ طبقاتی تقسیم و معاشرتی تفریق کو کم کرنے و مٹانے کا تصور، بہت قدیم سے چلا آرہا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سیکڑوں سال قبل دنیا کے مختلف معاشروں میں دولت مندی اور سرمایہ داری کے خلاف جذبات پیدا ہو چکے تھے۔

مختلف قدیم مذاہب کی تعلیمات میں بھی دولت اور دولت مندی کی مذمت و برائی جا بجا پائی جاتی ہے اور حرص و آز سے کنارہ کشی کرنے کی ہدایات بکثرت ملتی ہیں۔

یونان کے مفکروں اور فلسفیوں کے خیالات میں بھی دولت و سرمایہ پر پابندی عائد کرنے کا نظریہ مختلف صورتوں میں پایا جاتا ہے۔

افلاطون نے اپنی کتاب "ری پبلک" میں قریب قریب معاشی و معاشرتی مساوات پر مبنی ریاست کا خاکہ پیش کیا ہے اور اپنی آخری کتاب "دی لاز" میں تو اس نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:۔

"ملکیت کوئی ذاتی حق نہیں ہے۔ دولت چند خاندانوں میں ہرگز جمع نہ ہونے دی جائے"۔

تاہم جدید سرمایہ داری کے دور سے پہلے دنیا میں معاشی و اقتصادی صورت حال نے ایسی یک طرفہ اور پرخطر شکل اختیار نہیں کی تھی کہ اس میں زبردست تبدیلی اور مکمل انقلاب کی ضرورت لاحق ہوتی۔ اس لئے چند خاص پابندیوں اور ہدایات کو ہی اس کی اصلاح کے لئے کافی سمجھا جاتا رہا۔

ویسے بھی عالمی تجارتی اور مشینی صنعتی سرمایہ داری کے دور سے پہلے زمین کی پیداوار اور مصنوعات کی تیاری میں اولیت براہ راست انسانی محنت کو ہی حاصل تھی۔ اس لئے غریبی اور امیری کے درمیان ایک حد تک معاشی توازن برقرار رہا کرتا تھا۔

باقی صفحہ ۸ پر

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ
ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

مودودی صاحب نے گول میز کانفرنس میں میرے دو اہم مطالبات سے صرف نظر کر کے صرف ایک سیاسی مطالبہ پر انحصار کرنے کا جو موقف اختیار کیا اس سے بحیثیت ایک اسلامی نمائندہ کے ان کی پوزیشن انتہائی کمزور ہو گئی

# کیا مودودی صاحب جو ۲۱ سال سے اسلام اسلام پکار رہے ہیں

## قوم نے ان کو یقین دلا دیا تھا کہ اس مسئلہ میں کوئی نزاع نہیں ہوگا

### گول میز کانفرنس کے متعلق مودودی صاحب کی غلط بیانی کا جواب

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے کسی سائل کے خط کے جواب میں جمہوری مجلس عمل اور گول میز کانفرنس میں میری تقریر کو تدبر کے منافی قرار دیا ہے۔
( ملاحظہ ہو ایشیا ، آئین )

**حقیقت یہ ہے کہ .....**

سائل نے اپنے خط میں بددیانتی سے کام لیا ہے اور میرے متعلق یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے خلاف اپنے خطابات اور خصوصی مجالس میں یہ پروپیگنڈا شروع کیا ہے کہ انہوں نے میرے پیش کردہ اسلامی مطالبات کی تائید نہیں کی حالانکہ میرے خلاف یہ الزام محض جھوٹ ہے۔

**واقعہ یہ ہے کہ.....**

کچھ دوسرے حضرات نے تو اس طرح کے بیانات ضرور دیئے ہیں لیکن میں بہرحال چشم پوشی اور اغماض سے کام لیتا رہا۔ اب مودودی صاحب کے اس قسم کے بیانات کے بعد میں مجبور ہوا کہ صورت حال کی کچھ وضاحت کروں۔

جمہوری مجلس عمل کی ابتدائی تشکیل کے موقعہ پر جب ڈھاکہ میں مقصد اور طریق کار کا تعین کیا جا رہا تھا، میں نے اسلامی نظام حیات کو مطالبات میں شامل کرنے پر زور دیا، تو اس وقت بعض جماعتیں اسلامی نظام کے مطالبہ کو جمہوری مجلس عمل کے مطالبات میں شامل کرنے پر تیار نہیں تھیں۔ مختلف مجالس میں تین دن مسلسل اسی پر بحث رہی آخر طے یہ ہوا کہ :۔

"یہ اشتراک و اتحاد صرف آزاد الیکشن اور با اختیار پارلیمنٹ بنانے تک محدود رہے، ہر ایک جماعت کا اپنا اپنا پروگرام محفوظ ہوگا، اور ہر جماعت اپنے پروگرام کو قوم کے سامنے پیش کرنے میں آزاد ہوگی - ہماری مشترک مساعی اور عوامی تحریک صرف اس ایک نقطہ تک محدود ہوگی کہ ہم موجودہ طریق انتخاب کو بدل کر بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست انتخابات اور صدارتی نظام کے بجائے وفاقی پارلیمانی نظام کے قیام کے لئے دستور میں ترامیم کرائیں اور بس۔

جمہوری مجلس عمل کے باقی نکات درحقیقت صرف آزاد انتخابات کے لئے فضا سازگار بنانے سے متعلق تھے۔ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست انتخابات کے ذریعہ سے وفاقی پارلیمانی نظام کے قیام کا حق جس وقت حاصل کر لیا جائے۔ اس کے بعد ہر ایک جماعت نے اپنے جماعتی پروگرام کے تحت قوم کے سامنے اپنا اپنا منشور پیش کرنا ہوگا۔ جمہوری مجلس عمل کا یہ اشتراک آئندہ الیکشن اور انتخابات کے لئے ہرگز نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ ہر ایک جماعت کا مقصد اور پروگرام دوسری جماعت سے مختلف قسم کا ہے۔

میں نے ڈھاکہ کے اس پہلے اجلاس میں یہ واضح کر دیا تھا کہ اگر اس ایک محدود مطالبہ کے سوا کوئی اور مطالبہ رکھا جاتا ہے تو سب سے پہلے اسلامی نظام حیات کا مطالبہ رکھنا ہوگا۔ مجلس عمل کے تمام ممبر گواہ ہیں کہ میں نے ابتدائی تشکیل کے موقعہ پر تین دن اکیلے اس پر لڑائی لڑی۔ جبکہ اس وقت بھی کچھ جماعتیں دوسرے مطالبات پیش کرنے پر مصر تھیں۔

الحمد للہ کہ اس وقت میں کامیاب رہا اور اعلان ڈھاکہ میں یہ واضح کردیا گیا کہ یہ آٹھ مطالبات فوری ہیں۔ صرف الیکشن اور اس کی آزادی سے متعلق ہیں اور یہ ذریعہ ہیں اسلامی نظام کے قیام اور پاکستان کے بنیادی نظریہ کو بروئے کار لانے کے لئے۔

اس کے بعد مجلس عمل مختلف ادوار سے گذرتی گئی۔ آخر میں گول میز کانفرنس کے لئے متفقہ فارمولا کی ترتیب کے موقعہ پر جب لاہور میں ۶، ۷، ۸، ۹ مارچ کو آخری اجلاس ہوئے تو وہی صورت حال پھر پیش آئی جو ابتدا میں تھی۔ بعض ممبروں نے ان مطالبات کے علاوہ دوسرے مطالبات بھی پیش کرنے چاہے۔ مثلاً یہ کہ ون یونٹ کو توڑ دیا جائے۔ مرکزی فیڈریشن میں نمائندگی آبادی کے تناسب پر ہو۔ صوبائی خود مختاری اور انتہائی کمزور مرکز وغیرہ وغیرہ۔

جب مجلس عمل نے ان مطالبات پر بھی غور کرنا شروع کیا اور متفقہ فارمولا کے ایجنڈا میں ان امور کو بھی شامل کرانا چاہا اور اس کے لئے ایک سب کمیٹی بنی جو نو افراد پر مشتمل تھی، میں بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا۔ چنانچہ آٹھ مارچ کو سارا دن کمیٹی کا اجلاس جاری رہا۔ تو میں نے کمیٹی کے اجلاس میں اپنے سابق مؤقف کے مطابق یہ دو اسلامی مطالبات ایجنڈا میں شامل کرائے:

(الف) کہ ان بائیس اصول کو دستور میں شامل کیا جائے، جسے مختلف فرقوں کے اکتیس علماء نے ۱۹۵۱ء میں دستوری دفعات کی حیثیت سے مرتب فرمایا تھا تاکہ دستور مکمل اسلامی بن سکے۔

(ب) کہ دستور میں ایک دفعہ شامل کی جائے جس میں مسلمان کی ایسی جامع مانع تعریف ہو کہ اس کے بعد مسلم اور غیر مسلم کی ایسی تمیز ہوجائے کہ کوئی غیر مسلم اپنے کو مسلمان کہہ کر ملک کا سربراہ بننے کے لئے بطور امیدوار کے نہ کھڑا ہوسکے۔

ان مطالبات میں کمیٹی کے ارکان کا کوئی اختلاف نہیں تھا اور نہ یہ نزاعی مسئلہ تھا نہ کسی مسلمان کے لئے یہ نزاعی مسئلہ بن سکتا تھا۔

میں نے جب ۹ مارچ کی صبح کو لاہور میں جمہوری مجلس عمل کے سامنے اپنے یہ دو مطالبات رکھے اور اس پر تقریر کی، جس کا ملخص خود مولانا مودودی نے اپنے جواب میں پیش کیا ہے، تو اس کے فوراً بعد مودودی صاحب نے ہی میری تقریر کی کامل اور حرف بحرف تائید فرمائی۔ جس کے تمام ممبر گواہ ہیں۔ اب مودودی صاحب کا یہ بیان دینا کہ میرا مؤقف اصولاً بھی صحیح نہ تھا اور تدبّر کے لحاظ سے بھی غلط تھا کتنا تعجب انگیز ہے۔ اور کیا مودودی صاحب جو اکیس سال سے اسلام اسلام پکار رہے ہیں، قوم نے ان کو اطمینان دلادیا تھا کہ اس مسئلہ میں کوئی نزاع نہیں ہوگا۔

## میں حلفاً یہ بیان کرتا ہوں کہ......

مودودی صاحب نے جمہوری مجلس عمل کی ۹ مارچ کی میٹنگ میں میری تقریر کی تائید میرا نام لے کر میری تقریر کا حوالہ دے کر کی۔ اگر یہ تقریر بقول مولانا مودودی کے تدبّر کے لحاظ سے غلط اور اصولاً غیر صحیح تھی تو وہاں کیوں تائید کی اور گول میز کانفرنس میں کیوں خاموش ہوئے۔

کیا مولانا مودودی صاحب بھی حلفاً بیان دے سکتے ہیں کہ انہوں نے مجلس عمل کے اجلاس میں میری تقریر کی تائید نہیں کی تھی۔

درحقیقت یہ اسلامی مطالبہ کوئی نزاعی مطالبہ نہیں تھا۔ خود مودودی صاحب اور ان کے ہمنواؤں نے اس کو نظرانداز کر کے نزاعی مسئلہ بنادیا۔ ان کے احساس کمتری نے اسلام کے مطالبات کو نقصان پہنچایا کتنے تعجب کی بات ہے کہ اس عظیم تحریک کے نتیجہ میں جب حکومت اور عوام کے درمیان عظیم فیصلے ہو رہے تھے اسلامی مطالبہ کو بالکل نظرانداز کر دیا جائے۔ جبکہ دوسرے سیاسی مطالبے پیش ہو رہے تھے۔ کم از کم میری اور کسی مسلمان کی غیرت ایمانی پاکستان کے بنیادی نظریہ اسلام کو اس طرح پس پشت ڈالنے کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

عام مسلمانوں نے اور خود مودودی صاحب کی جماعت کے بہت سے لوگوں نے مجھ سے اور دوسرے ممبران جمہوری مجلس عمل سے باصرار مطالبہ کیا کہ اسلامی مطالبات کو ضرور پیش کیا جائے۔ ہزاروں تار اور محضر نامے مجھے موصول ہوئے۔ میں نے جن اسلامی دو مطالبات کو گول میز کانفرنس میں پیش کیا مجھے ان کے پیش کرنے پر فخر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائدشدہ فریضہ کو سرانجام دیا اور قوم کے عظیم مطالبہ کو پیش کر کے عوامی جذبات و احساسات کا احترام کرنے کی عظیم سعادت حاصل کی۔

مودودی صاحب نے گول میز کانفرنس میں میرے دو اہم مطالبات سے صرف نظر کر کے ...... صرف ایک سیاسی مطالبہ پر انحصار کرنے کا جو موقف اختیار کیا اس سے بحیثیت ایک اسلامی نمائندہ کے ان کی پوزیشن انتہائی کمزور ہوگئی۔

گویا اب وہ قوم کی نظروں میں دوسرے محض سیاسی قسم کے افراد کی سطح پر آگئے ہیں۔ اس لئے لوگوں کے دلوں میں لازماً یہ اعتراض پیدا ہوا (باقی صفحہ پر)

"اس زمانہ میں سرمایہ داری کے دور سے پہلے، زمین کی پیداوار اور مصنوعات کی تیاری میں اولیت براہ راست انسانی محنت کو ہی حاصل تھی۔ اس لئے غریبی اور امیری کے درمیان ایک حد تک معاشی توازن برقرار رہا کرتا تھا۔

اس زمانہ میں سرمایہ داری صرف جمع مال اور بخل کا نام تھا، اور چونکہ سماج و مذہب دونوں میں ان دونوں باتوں کو سخت معیوب اور شدید گناہ گردانا جاتا تھا۔ اس لئے عام طور پر امراء و دولت مند، سخاوت فیاضی اور داد و دہش کو ضروری سمجھا کرتے تھے۔

اس زمانہ میں کرنسی کا موجودہ ہمہ گیر اور ہر چیز پر حاوی نظام بھی موجود نہیں تھا۔ سونے، چاندی کے سکے رواج پذیر تھے۔ اور ان سے انسانی محنت کا استحصال بہت بڑے پیمانہ پر نہیں کیا جا سکتا تھا۔

## جدید سرمایہ داری کا دور

لیکن جدید سرمایہ داری کا دور جو یورپین قوموں کے عروج و بالادستی سے شروع ہوا۔ اس نے قدیم دور کی اقتصادی و معاشی صورت حال کو باقی نہیں رہنے دیا، اور ایک خوفناک ہمہ گیر سرمایہ پرستی کا دور شروع ہو گیا۔ جس میں رفتہ رفتہ ہر چیز پر دولت حاوی ہوتی چلی گئی۔

یہ دور پندرھویں صدی کے خاتمہ سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں پیش پیش برطانیہ، فرانس اور ہالینڈ ہوئے۔ اور اس کا آغاز "مرکنٹائل ازم" کے نظریہ سے ہوا۔ یعنی:۔

"ایک ملک کے طاقتور اور خوشحال بننے کے لئے زیادہ سے زیادہ روپے، بحری جہازوں کے بیڑے اور کارکن افراد کی ضرورت ہے"

(پینگوئن انسائیکلو پیڈیا صفحہ ۳۸۱)

چنانچہ ان ملکوں میں زراعت اور کان کنی کی طرف تاجروں کی توجہ کم ہوتی چلی گئی اور انہوں نے زیادہ سے زیادہ "سونے" کی فراہمی، جہازوں کی تیاری اور کارکن افراد کی بہم رسانی کی جد و جہد تیز تر کر دی۔ تاکہ مختلف ملکوں سے تجارت کے لئے اشیاء و اجناس خریدی جا سکیں۔ انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ دور دراز مقامات تک لے جایا جا سکے۔ اور تربیت یافتہ کارکنوں کا عملہ تن دہی و ہوشیاری کے ساتھ یہ کام انجام دے سکے۔

اٹھارویں صدی کے خاتمہ تک "مرکنٹائل ازم" پر مبنی سرمایہ دارانہ معاشی و اقتصادی نظام جاری رہا۔

ان دو سو سالوں میں یورپ میں بین الاقوامی تاجروں کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا تھا۔ جس کی تمام اقتصادی منصوبہ بندیاں صرف "دولت و سرمایہ" کی وسعت و ہمہ گیری پر قائم تھیں۔

اس وقت یورپ میں شدت کے ساتھ صنعتی انقلاب رونما ہو رہا تھا۔ جس نے تاریخ انسانی میں پہلی بار مشینی صنعت کی صورت اختیار کر کے انسانی محنت کو ثانوی حیثیت دے دی تھی اور صنعت کا یہ نیا دور بھی صرف "دولت و سرمایہ" کا خواہاں تھا۔

"تنہا دولت و سرمایہ، سرمایہ دارانہ معیشت و معاش کی اساس بن رہے تھے۔ اور بڑے بڑے تاجر سرمایہ دار اپنے اپنے ملکوں میں عائد تجارتی پابندیوں کو اب گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔

ایک موقعہ پر معاشیات کے ایک عالم "آدم سمتھ" متوفی ۱۷۹۰ء نے معاشیات پر ایک اہم کتاب "ویلتھ آف نیشنز" لکھی۔ جس میں دو سو سال کے رائج نظام اقتصادیات "مرکنٹائل ازم" کو فرسودہ اور نقصان دہ قرار دے کر "فری ٹریڈ ازم" کا نظریہ پیش کیا۔ اور "دولت" کو معاشی و اقتصادی نظام کی اصل جڑ ثابت کر کے تجویز کیا کہ تجارت اور سرمایہ داری پر سے تمام پابندیاں ہٹا دی جائیں۔ حتیٰ کہ "آدم سمتھ" نے مذہب و اخلاق کو بھی دولت و سرمایہ داری کا محافظ و پشت پناہ بنایا۔

اس طرح انیسویں صدی کے آغاز سے "غیر پابند" "لامحدود" اور ہمہ گیر "سرمایہ داریت" کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس کے سیاسی، قومی، مذہبی و اخلاقی جواز کی سند اور ضرورت آدم سمتھ کی مذکورہ کتاب نے فراہم کر دی تھی۔ اور جس کی تحسین و تائید کیں۔ "ہیوم" "برک" "ریکارڈو" اور "اسٹیوارٹ" جیسے اس زمانہ کے برطانوی مشاہیر نے کی۔

سرمایہ کی بے روک ٹوک افزائش اور مشینی صنعت کے فروغ نے جلد ہی "کیپٹل ازم" کا نظریہ پیدا کر لیا۔ جس نے رفتہ رفتہ "کرنسی" کے جدید نظام کی صورت اختیار کر لی اور اقتصادیات و معاشیات میں "دولت"، "سرمایہ" اور "سکہ" ہی حقیقی بنیاد بن گئے۔

"زمین اور اس کی پیداوار"۔ "کارخانے اور ان کی مصنوعات"۔ "معدنیات اور ان کے ذخائر"۔ "تجارت اور اس کی درآمدات و برآمدات"۔ "افراد اور ان کی محنتیں" تمام کے تمام دولت اور سرمایہ کے تابع ہو گئے اور امریکہ و برطانیہ، جرمنی و فرانس کی کرنسیاں معاشیات و اقتصادیات کا رکن اعظم بنتی چلی گئیں۔

اس کا نتیجہ خود ان ملکوں میں یہ نکلا کہ معدودے چند افراد تو دولت و سرمایہ کی ریل پیل سے امیر تر اور خوشحال تر ہوتے چلے گئے۔ لیکن لاتعداد مخلوق مفلس، محتاج اور سرمایہ دار کی مجبور رعایا و غلام بن کر رہ گئی۔

انگلستان کے غریب عوام کی حالت نہایت ابتر تھی آئرلینڈ میں خوراک کی قلت کی وجہ سے اتنا شدید قحط پڑا کہ ۱۸۴۷ء میں وہاں کی ایک تہائی آبادی ہلاک ہو گئی اور خاص انگلینڈ میں خوراک کی کمیابی اور گرانی کی وجہ سے ۱۸۴۷ء میں سستی خوراک مہیا کرو کے مطالبہ کی عوامی تحریک جاری ہو گئی۔

اس صورت حال سے متاثر ہو کر وہاں کے متعدد لوگوں نے یہ آواز بلند کی کہ سرمایہ، ذرائع پیداوار اور زمین کی ملکیت عوام میں مشترک اور ریاست کے کنٹرول میں ہونا چاہیئے۔

فرانس میں "روسو" اور "بیباف" اٹھارویں صدی کے دوران ہی نجی ملکیت کے نظام پر سخت نکتہ چینی کر چکے تھے۔

انیسویں صدی کے آغاز میں "سینٹ سائمن" اور "شیلے" نے غیر سرمایہ دارانہ اور غیر طبقاتی سماج کے قیام کا مطالبہ کیا انگلینڈ میں "چارلس کنگزلے" نے "کرسچین سوشلزم" کے نام سے معاشی مساوات کے مذہبی نظریہ کی بنیاد پر عیسائیت کی تعبیر و توضیح کی۔

"ولیم موریس" وغیرہ نے "سوشلسٹ لیگ" بنائی انگلینڈ میں ہی "چارٹزم" کے داعیوں اور "فرگس کونر" نے مساوی اشتراک اور باہمی امداد پر مبنی سوسائٹیاں تشکیل کیں۔

غرضیکہ انگلینڈ، فرانس، جرمنی اور امریکہ وغیرہ ملکوں میں انیسویں صدی کے آغاز میں ہی اشتراک و امداد باہمی کی اساس کے نظریہ پر مبنی معاشی و اقتصادی نظام، سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلہ اور مخالفت میں پیش کیا جانے لگا تھا۔ جس کے داعی مذہبی حلقے بھی تھے اور غیر مذہبی حلقے بھی، اور اس کو سب نے "سوشلزم" کا نام دے دیا تھا۔

اس وقت تک نہ "مارکس" اور "اینجلز" منظر عام پر آئے تھے اور نہ ان کا فلسفۂ اشتراکیت وجود میں آیا تھا۔ مذہبی عقائد اور تہذیبی روایات میں دخل دیئے بغیر سرمایہ داری کے رائج الوقت بھیانک تغلب سے نجات حاصل کرنے کے لئے متعدد معاشی و اقتصادی منصوبے جنہیں "سوشلزم" کا اصطلاحی نام دے دیا گیا تھا۔ مارکس، اینجلز اور ان کے فلسفۂ اشتراک سے بہت پہلے یورپ اور امریکہ میں فروغ پا چکے تھے۔

لیکن "سوشلزم" کی یہ سادہ سکیمیں اس لئے کامیاب نہیں ہو سکیں کہ سرمایہ داریت، "آدم سمتھ" کے وضع کردہ جن اقتصادی نظریات پر اب قائم اور مضبوط ہو چکی تھی ان کا کوئی علمی، فنی اور نظریاتی توڑ موجود نہیں تھا۔

سرمایہ داری کے ہمہ گیر تسلط اور تغلب نے اقتصادیات و معاشیات کے بے شمار اور سخت پیچیدہ مسائل پیدا کر دیئے تھے۔

"پیداوار"، "سامان و اشیاء"۔ "زر اور سکہ"۔ "سرمایہ" "اشیاء پیداوار کی قدر ہائے تبادلہ"۔ "قدر ہائے استعمال" "قدر ہائے زائد"۔ "فراہمی سرمایہ"۔ "گردش سرمایہ"، "سرمایہ کے مختلف تغیرات اور انتقالات"۔ "منافع"۔ "منافع کی پیدائش"، "منافع کا معیار"۔ "منافع کی بڑھوتری"۔ "ابتدائی سودی اور اضافی لفع"۔ "نفع کی تقسیم"، "زر کا اجارہ داری میں انتقال"، "آمدنیاں اور ان کے ذرائع"، "صلاحیت کا نفع"، "محنت کا نفع"، "تجارت کے مختلف مراحل" وغیرہ وغیرہ معاشیات و اقتصادیات کے سینکڑوں فنی و پیچیدہ مسائل تھے جو جدید سرمایہ داری کا جزو بنے ہوئے تھے۔ اور جب تک سوشلزم میں ان کا فنی حل مہیا نہیں کر لیا جاتا۔ سرمایہ داریت کی جگہ غیر سرمایہ داریت کا لانا سخت دشوار بلکہ ناممکن تھا۔ (باقی آئندہ)

# صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف

حضرت سدیؒ نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (تم بہترین امت تھے جس کو لوگوں کے لئے نکال کر لایا گیا) کے متعلق بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالٰے چاہتے تو بہترین امت بنتے کے بجائے بہترین امت ہیں بھی کہہ سکتے تھے۔ مگر اس صورت میں قیامت تک آنے والے سارے ہی مسلمان بہترین امت میں شمار ہو جاتے۔ اس لئے اللہ تعالٰی نے لفظ کنتم اختیار کیا۔ لہذا اب اس سے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یا جو لوگ ان جیسی زندگی گذاریں مراد ہوں گے۔ یعنی بہترین امت جن کو لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا وہی تھے۔

(ابن جریر)

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کنتم امۃ اخرجت للناس پڑھی اور فرمایا جس کو اس آیت میں شامل ہونے کی تمنا ہو۔ اسے چاہیئے کہ اللہ کی شرطوں کو پورا کرے۔ (کنز العمال ج ۱ صـ۲۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے تمام بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی۔ اور پیغمبری کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا اور آپ کو اپنے علوم اور رسالت دے کر بھیجدیا۔ پھر اللہ نے ایک بار بندوں کے قلوب کا جائزہ لیا۔ تو آپ کے صحابہ کا انتخاب فرمایا۔ اور ان کو اپنے دین کا علمبردار اس کا معاون اور رسول کا وزیر بنایا۔ لہذا پہلے حضور اور ان کے بعد صحابہ ہی امت کے بہترین افراد ہیں۔ لہذا جس چیز کو یہ مومنین اچھا سمجھیں وہ اچھی ہے۔ اور جس کو یہ برا سمجھیں وہ بری ہے۔ یہ حدیث علامہ ابن عبدالبر نے حضرت ابن مسعود سے نقل کی ہے۔ لیکن اس میں آخری ٹکڑہ (جس کو یہ مومنین اچھا سمجھیں ....) نہیں ہے۔ (استیعاب ج ۱ صـ۶)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ جو شخص کسی طریقے کی پیروی کرنا چاہے۔ بہتر ہے کہ جو لوگ گذر چکے ہیں۔ ان میں سے کسی کے طریقے کو اختیار کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی زندگیاں تمہاری نظروں کے سامنے ہیں۔ امت کے بہترین افراد یہی لوگ تھے۔ یہ انتہائی نیک دل پاک طینت تھے علم و معرفت میں کوئی ان کا ثانی نہ تھا۔ بناوٹ اور تصنع سے پاک تھے (حدیہ ہے کہ) اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت کے لئے انہیں کو منتخب کیا اور انہیں کے ذریعہ سارے عالم میں اسلام پھیلا حضرت ابن عمرؓ نے مزید ارشاد فرمایا۔ تم لوگ بھی عادات، اطوار، اخلاق و صفات اور زندگی کے تمام شعبوں میں ان کی پیروی کرو۔ ان جیسا بننے کی کوشش کرو۔ اور میں بیت اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں سارے صحابہ رضوان اللہ علیہم بالکل راہ راست پر تھے۔

(الحلیہ ج صـ۳۰۵)

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ لوگو تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ سے زیادہ روزے رکھتے ہو۔ ان سے زیادہ نمازیں پڑھتے ہو۔ ان سے زیادہ مجاہدے اور ریاضتیں کرتے ہو۔ مگر پھر بھی وہی لوگ برتر ہیں۔ وہی افضل ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ ابو عبدالرحمان بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ حضرت ابن مسعود نے جواب دیا۔ وجہ یہ ہے۔ صحابہ دنیا و ما فیہا سے جس قدر بیگانہ اور بے پرواہ تھے۔ تم اتنے بے پرواہ نہیں ہو۔ ان کو آخرت کی جیسی دھن اور لگن تھی تم لوگ اس سے خالی ہو۔

(الحلیہ ج ۱ صـ۱۳۶)

## دعائے صحت کی اپیل

ملتان شہر کے مقتدر عالم دین اور شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کے شیدائی حضرت مولانا خدا بخش صاحب ملتانی شدید علالت کی وجہ سے ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ تازہ اطلاع کے مطابق حضرت مولانا موصوف زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں اور زبان بند ہو چکی ہے۔

جمیع علماء کرام، قراء حضرات اور مدارس عربیہ کے طلباء سے بالخصوص اور عامۃ المسلمین سے بالعموم حضرت موصوف کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی خصوصی اپیل ہے۔

(قاری محمد شریف قصوری)

## استاذ العلماء حضرت مولانا سید محمد ایوب شاہ کیمبلپوری وفات پا گئے

حضرت مولانا تیس سال سے پشاور دروازہ گنج میں رہتے تھے اور موصوف حضرت مولانا گنگوہیؒ کے دو واسطوں سے شاگرد تھے۔ آپ فقہ حنفی اور معقولات و منقولات میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ حضرت مرحوم کو اپنے آبائی وطن علاقہ چھچھ بمقام موسے ضلع کیمبلپور میں دفن کیا گیا آپ کی وفات جمعرات شب بتاریخ ۲۴ کو ہوئی اور آپ حضرتؒ کے حقیقی ماموں تھے۔ اللہ تعالٰے حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

(قاری محمد الیاس غفرلہٗ تاجک)

## محکمہ ڈاک کے حکام توجہ فرمائیں

ہفت روزہ ترجمان اسلام کے سلسلہ میں ہمیں یہ مسلسل شکایات موصول ہوئی ہیں کہ پرچہ نہیں ملتا یا پرچہ بالکل وقت پر نہیں پہنچتا۔ دونوں صورتوں میں ادارہ کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

ترجمان اسلام منگل یا بدھ کو سپرد ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے جمعہ تک ہر جگہ پہنچنا چاہیئے۔ ہم محکمہ ڈاک کے حکام کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس سلسلہ میں توجہ فرمائیں کہ پرچہ گم کیوں ہو جاتا ہے یا بالکل وقت پر کیوں نہیں پہنچتے۔ امید ہے کہ اس سلسلہ میں حکام بالخصوص توجہ کر کے ہماری اس دیرینہ پریشانی کو دور کریں گے۔ (ادارہ)

## حکیم سید مہر علی شاہ صاحب مرحوم

جو پٹیالہ طبیہ کالج کے مستند اور بورڈ آف یونانی اینڈ آیورویدک سسٹم آف میڈیسن کے درجہ اول کے رجسٹرڈ حکیم تھے، پچھلے دنوں وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم ضلع جالندھر کے مہاجر تھے۔ حضرت مدنیؒ و حضرت بخاریؒ کی جماعت کے سرگرم رکن تھے، آزادی کی جدوجہد میں قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں۔

ہوشیارپور و جالندھر کے مضافات میں حضرت بخاریؒ کے ہمراہ سلسلہ تبلیغ جاری کیا۔ آپ کے جریدہ کی وساطت سے بزرگان دین، صوفیاء کرام و دیگر احباب سے دعاء مغفرت و بلندی درجات کی استدعا ہے۔

حکیم سید حفیظ اللہ حسنی کوٹ ہرا بادہ
قادر آباد کالونی۔ ضلع گوجرانوالہ

ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالٰی ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

## ناظم جمعیۃ نوشہرہ کو صدمہ

کرامت اللہ ناظم نوشہرہ جمعیۃ کے والد بزرگوار بروز جمعہ بوقت فجر وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم رحیم اللہ صاحب کافی عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ عین اذان کے وقت داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ تمام احباب سے ان کی مغفرت اور پسماندگان کے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔ (عبدالشکور الله)

ادارہ اس غم میں مرحوم کے لواحقین کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔

# اسلامی شورائیت

احمد حسین کمال

## مغربی جمہوریت جدا چیز ہے

بعض بزرگوں نے اسلام کے "اصول شورائیت" اور مغرب کے "طریق جمہوریت" کو ایک ہی جیسی چیز سمجھ کر مغربی جمہوریت کو اسلام کے مطابق قرار دیا ہے اور یہ سمجھا ہے کہ "جمہوریت" میں "شورائیت" کا اصول کام کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔

"جمہوریت" اپنے ہر نقطۂ نظر کے مطابق اور اپنے تمام معانی، مفاہیم و مقاصد کے اعتبار سے "جمہور" اور "اکثریت" کی "پسند" کا نام ہے۔ "شورائیت" کا اس میں سرے سے کوئی دخل ہی نہیں ہوتا۔

"شورائیت" "کسی معاملہ" اور "امر" کے حسن و قبح کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر باہمی مشورہ سے صائب رائے کے مطابق اس کو طے کرنے کا نام ہے۔ شوریٰ میں فیصلہ کن رائے متعلقہ معاملہ اور امر کے ماہرین و واقف کاروں کی ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات اس میں سو کے مقابلہ میں ایک کی رائے صائب سمجھی جا کر اختیار کر لی جاتی ہے۔

"شوریٰ" میں سارا زور متعلقہ امر یا معاملہ کی مکمل واقفیت اور اس پر مبنی استدلال برہان و ثبوت پر دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح شوریٰ سے ایک امر طے پاتا ہے لیکن جمہوریت میں سرے سے نہ واقفیت و مہارت کی ضرورت ہے نہ استدلال و برہان کی حاجت ہے۔ صرف ایک بات کو اس حد تک مقبول عام بنانا پڑتا ہے کہ اس کے لئے جمہور کی کثرت رائے حاصل کر لی جائے۔

جمہوریت کی اساس محض پروپیگنڈا ہے۔ جبکہ شورائیت کی اساس علم، واقفیت، مہارت، دلیل اور برہان ہے۔

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں شورائیت سے جتنے بھی معاملات طے پاتے۔ ان میں پروپیگنڈے کے بجائے علم و دلیل کی سوح ہی کام کر رہی تھی۔ ایک بھی معاملہ محض جمہور کی پسند اور اکثریت کی رائے پر طے نہیں کر لیا گیا تھا۔

قرآن کی آیات "امرھم شوریٰ بینھم اور شاورھم فی الامر" کا مفہوم و مدعا صرف یہ ہے، اور اسے جمہوریت سے دور کی بھی نسبت نہیں ہے۔

البتہ جمہوریت ازمانہ کے سیاسی ارتقاء کا ایک مرحلہ ہے اور اسے صرف اسی حیثیت سے اختیار کرنا چاہیئے۔ خواہ مخواہ اسلام کی سند غلط کر کے اسے مقدس بنانا کسی صورت میں بھی درست نہیں ہے۔

باقی رہا "لادینیت" کا تعلق، تو وہ سوشلزم اور جمہوریت دونوں میں ہی پائی جاتی ہے بلکہ جمہوریت کا تو لادینیت ایک لازمی حصہ اور عنصر ہے۔ جسے اگر اس سے جدا کر دیا جائے تو جمہوریت اپنے معنی یعنی اکثریت کی آزاد رائے اور جمہور کی غیر پابند پسند کے فیصلہ کن ہونے کے اعتبار سے وہ قائم ہی نہیں رہ سکتی۔ جبکہ لادینیت سوشلزم پر ایک اضافہ ہے۔ جسے اگر علیحدہ بھی کر دیا جائے۔ تب بھی اس میں "معیشی اجتماعیت" کا اصل مدعا برقرار رہتا ہے۔

علاوہ ازیں جمہوریت، سیاسی اشتراکیت کا ہی دوسرا نام ہے۔ جس کا منطقی نتیجہ معاشرتی، معیشتی اور معاشی اشتراکیت ہے۔ اور جمہوریتی قوموں و ملکوں کو ایک نہ ایک دن جمہوریت اس منزل پر لے جانے والی ہے۔ جو قومیں اس منزل تک نہیں پہنچنا چاہیں گی انہیں اپنی جمہوریت کو خیر باد کہہ کر فسطائیت کو اپنانا پڑے گا۔ یورپ کے متعدد جمہوری ملکوں کو یہ راہ اختیار کرنی پڑی ہے۔

گزشتہ عالمی جنگ سے قبل اٹلی، جرمنی، اسپین پرتگال وغیرہ ملکوں میں فسطائیت صرف اس لئے لائی گئی تھی۔ ان ملکوں میں جمہوریت انہیں اشتراکیت کی منزل کی طرف لے جا رہی تھی۔

آج بھی ایشیا، افریقہ، یورپ اور لاطینی امریکہ کے ان ملکوں کے حالات کا اگر تجزیہ کر کے دیکھا جائے۔ جہاں جمہوریت کے تختے الٹے اور آمریت مسلط ہوئی۔ تو یہی سراغ ملے گا کہ وہاں جمہوریت، اشتراکیت کی منزل کی طرف جا رہی تھی۔ اسے اس منزل پر پہنچنے سے روکنے کے لئے یہ انقلابات آمریت برپا کرنے پڑے۔

برطانیہ میں بھی گزشتہ تیس سال کے اندر اشتراکی نقطۂ نظر کے مطابق متعدد تبدیلیاں، جمہوریت کے سایہ میں آ چکی ہیں، اور وہاں کی لیبر پارٹی نیم اشتراکی جماعت ہے۔

یہ صورت حال مسلمانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ اور دعوت تدبر ہے۔ اسلام کا طریق شورائیت صرف نظام خلافت کے ذریعہ ہی قائم ہو سکتا ہے۔ کیا اب اس کی شدید ضرورت رونما نہیں ہو گئی ہے کہ بجائے "جمہوریت" کے سایہ میں [illegible] جو کبھی نہ کبھی اشتراکیت کی طرف ہی لے جانے والی ثابت ہوگی، مسلمان سیاسی طور پر نظام خلافت برپا کرنے کی طرف توجہ دیں۔ ۴

۴ نظام خلافت کا احیاء جس میں اسلام کا سیاسی طریق شورائیت پوری طرح موجود ہے۔ جمہوریت کے لاحاصل اور انتشار انگیز تجربوں سے بھی مسلمانوں کو محفوظ کر سکتا ہے اور اشتراکیت کے خطرات سے بھی انہیں بچائے جا سکتا ہے علماء دین اور قائدین ملت اسلامیہ کو اس معاملہ کی طرف فوری توجہ دینا چاہیئے۔

# بقیہ۔ مولانا مفتی محمود کا جواب

کہ مودودی صاحب نے اسلامی مطالبات کی تائید کیوں نہیں کی، اسلامی مطالبات کے بارے میں مودودی صاحب کی بے اعتنائی اور انتہائی کمزور موقف کا ردعمل تھا جو ظاہر ہوا۔ اس میں میں کیا کر سکتا ہوں۔ اب اس کمزوری کو چھپانے کے لئے مودودی صاحب کا جس طرح جی چاہے تاویلیں کریں، لیکن ان تاویلات سے واقعات و حقائق تبدیل نہیں ہو سکتے۔

آخر میں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر مستقبل میں ضرورت محسوس ہوئی تو میں نہایت ہی تفصیل کے ساتھ قوم کے سامنے سارے حالات پیش کروں گا۔

اس وقت میں نے صرف اپنے اوپر لگائے ہوئے الزام کی تردید میں مختصراً یہ بیان دیا، میں بالکل نہیں چاہتا کہ کسی قسم کا خلفشار پیدا ہو اور اس طرح کی بحثوں میں عوام کو الجھایا جائے۔

(محمود عفا اللہ)

از مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی ؒ — تلخیص و ترتیب زاہد الراشدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

(۸)

(۵) وہ معاملہ جس میں دھوکا اور فریب مضمر ہو۔ مثلاً ایک شے کی خرید یا فروخت منظور ہے۔ مگر خاص غرض کے ماتحت معاملہ میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا اور ایک دوسری شے کے ضمن میں اس کو لے لیا گیا ہے۔ اس طرح اگر ضمنی شے جو بہت ناقص ہے یا سب سے بہتر ہے اس معاملہ کے اندر شامل ہو گئی تو معاملہ کر لیا۔ ورنہ معاملہ کی تمام شرائط مکمل ہو جانے کے بعد معاملہ سے انکار کر دیا۔

اسلام کے اقتصادی نظام میں ایسے تمام تجارتی کاروبار کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ جن میں یا قمار کی صورت بن جاتی ہو یا سود اور اگر یہ دونوں امور نہ ہوں تو پھر وہ نزاع اور مناقشہ کی شکلیں پیدا کرنے کا باعث اور سبب بنتے ہوں۔ جن سے تعاون باہمی اور ہر دو جانب میں جائز نفع کا فقدان لازم آتا ہو۔ اور بے جا نفع خوری کے لئے راہیں پیدا ہوتی ہوں۔

## تجارت و صنعت کے عملی وسائل

مادی ترقی کے اس دور میں تجارت و صنعت کی ترقی و کامیابی میں دو چیزوں کا بہت دخل ہے (۱) شرح تبادلہ۔ (۲) محصولات درآمد و برآمد اسلامی اقتصادی نظام کے دور اول میں پہلی چیز کا وجود نہیں تھا۔ اس لئے کہ اس زمانہ کی تجارت بیشتر اشیاء کے بدلہ میں اشیاء ہی کے ذریعہ ہوا کرتی تھی اور کہیں کہیں ٹکسالی سکہ اور چاندی سونے کی غیر مسکوک ڈلیوں کے ذریعہ بھی لین دین ہو جایا کرتا تھا۔ اس لئے تبادلۂ سکہ جات کے جو اثرات آج کل کی تجارت پر پڑتے ہیں اور اقتصادی فلاح و بہبود یا تباہی و بربادی لاتے ہیں۔ اس زمانہ میں اس کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ البتہ دوسری چیز یعنی درآمد و برآمد پر محصول اس زمانہ میں بھی رائج تھا۔ ایک قومی و ملکی حکومت اپنا فرض سمجھتی ہے کہ وہ اپنے ملک اور اپنی قوم کی تجارتی ترقی کے لئے شرح مبادلہ اور محصولات کو اس طرح قائم کرے جس سے نقصان کی بجائے فائدہ اور ناکامی کی جگہ کامیابی کے ساتھ مالا مال ہو جائے۔ چاہے دوسرے ممالک کو اور دوسری اقوام کو اس کی وجہ سے کتنا ہی نقصان کیوں نہ اٹھانا پڑے۔ لیکن چونکہ اسلام عالمگیر پیغام ہے اور وہ اخوت عالم کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں وہ ایسے ترجیحی سلوک کا قائل نہیں ہے۔ اس نے فطری تقاضا کے مطابق یہی فیصلہ دیا ہے کہ "تجارت" معاشی ذرائع میں سے ایک بہترین ذریعہ ہے۔ لہٰذا اس کو اپنے اور پرائے کا فرق کئے بغیر ٹیکسوں اور محاصل سے معاف رکھا جائے۔ اسلام کے معاشی نظام نے تجارت کے بارے میں یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ تجارت و صنعت اصولاً محاصل کی پابندی سے آزاد ہوں ورنہ کم از کم سخت پابندیوں سخت ڈیوٹیوں اور سخت محصولات سے آزاد ہونی چاہیئے۔

## دار الضرب یا ٹکسال

تجارتی کاروبار اور تمام قسم کے لین دین میں "سکہ" بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ابتدائی دور تمدن میں چیزوں کا لین دین عموماً چیزوں ہی کے ذریعہ سے ہوا کرتا تھا۔ اس کے بعد سونا چاندی تانبہ قسم کی دھاتوں کے ٹکڑوں کے ذریعہ ہونے لگا اور تیسرے دور ترقی میں "سکہ" نے ان دونوں کی جگہ لے لی۔ سکہ کے وجود میں آنے کے بعد ترقی کا ایک درجہ یہ آیا کہ دار الضرب کا مطبوعہ کاغذ "نوٹ" کے نام سے دھات کے سکہ کے قائمقام ہو گیا اور اب یہ بحث چھڑ گئی کہ کسی ملک کی اقتصادی ساکھ جب قائم رہ سکتی ہے کہ اس کے دار الضرب میں وہ دھات جو سکہ کا معیاری قرار دی گئی ہے۔ اتنی مقدار میں موجود ہو۔ جس مقدار میں نوٹ جاری کئے گئے ہیں۔ لیکن اس ترقی کے نتائج جس قدر تباہ کن ثابت ہوئے۔ وہ آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ کیونکہ یہ ایجاد تو ایک ایسا حربہ ہے کہ محض محکوم اقوام کی اقتصادی حالت کو ہی برباد نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ رقیب حکومتیں ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے لئے ان دو حربوں سے کام لیتی رہتی ہیں۔ جو شرح مبادلہ اور کاغذی سکہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اس لئے اسلامی اقتصادی نظام ایسے "کاغذ" کو سند تو تسلیم کر سکتا ہے لیکن سکہ تسلیم نہیں کر سکتا۔ تاکہ کسی وقت بھی اس کاغذ کا مالک کاغذ کی اصل سے محروم نہ رہ جائے۔ اسلامی اقتصادی نظام میں دار الضرب (ٹکسال) کو یہ حیثیت دی گئی ہے کہ چونکہ سکہ عوام کی کاروباری زندگی کی سہولت کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے اس کے دار الضرب کا مقصد نفع عوام ہے نہ کہ حکومت کا مخصوص شعبہ آمدنی۔ اس لئے اس کو صرف حکومت کے خزانہ ہی کے لئے مخصوص نہ ہونا چاہیئے بلکہ عوام کو یہ سہولت ہونی چاہیئے کہ اگر وہ اپنی مملوکہ دھات سے مروجہ سکہ کو مسکوک کرانا چاہیں تو ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ نیز شرح مبادلہ "امام" اور اس کی "مجلس شوریٰ" کی رائے پر موقوف ہے کہ وہ عام اقتصادی ترقی کے لئے جو صورت بھی مفید سمجھیں اختیار کریں۔

## تجارتی بدعنوانیوں کا انسداد

اسلام کا اقتصادی نظام ان تمام بدعنوانیوں کا سد باب کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے۔ جو درحقیقت اقتصادی نظام کے مقصد نفع اور نصب العین کو تباہ و برباد کرنے کا باعث بنتی ہیں اور تجارت کے نام سے عام بدحالی اور قابل نفرت سرمایہ داری کو فروغ دیتی ہیں۔ اقتصادی نظام کو برباد کرنے اور اس کو کھوکھلا بنانے میں بدعنوانیوں کی جس قدر بھی تفصیلات اور جزئیات ہو سکتی ہیں۔ وہ صرف دو بنیادوں پر قائم ہیں۔ اسلام نے اپنی اصطلاح میں ان کو دو خصوصی نام سے موسوم کیا ہے (۱) احتکار (۲) اکتناز۔ احتکار سے مراد یہ ہے کہ دولت سمٹ کر کسی ایک ہی طبقہ میں محصور ہو جائے اور اکتناز کے معنی یہ ہیں کہ دولت کے عظیم الشان خزانے افراد کے پاس جمع ہو جائیں اور ان کے پھیلاؤ اور تقسیم کی کوئی راہ باقی نہ رہے۔ اسلام نہ اس کو منظور کرتا ہے اور نہ اس کو وہ ہر معاشی و اقتصادی شعبہ میں ان دونوں کے خلاف قانون سازی کے ذریعہ جہاد کرتا اور ان دونوں طرح کی راہوں کو بند کرتا ہے۔ فقہ میں احتکار سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص "غلہ" وغیرہ کو بہت بڑی مقدار میں اس لئے خرید لے کہ بازار گراں ہو جائے اور پبلک میں اس چیز کی مانگ کا مرکز صرف وہی بن جائے اور پبلک اس کے مقررہ نرخ پر مجبور ہو جائے۔ احتکار کی دوسری جزئی "قمار" ہے۔ اس سے ہماری مراد صرف "جوئے" کی وہ عام شکل ہی نہیں ہے۔ جو نقد کے ذریعہ کھیلا جاتا ہے۔ بلکہ وہ تمام صورتیں اس میں شامل ہیں، جو تجارت کے نام سے کی جاتی ہیں۔ لیکن حقیقت میں قمار ہی کی قسمیں کہلاتی ہیں۔ یا ان کی تہ میں مالی ترقی کا وہی جذبہ کارفرما ہے۔ جو "قمار" میں پایا جاتا ہے۔

## سود

احتکار کی سب سے ملعون قسم "سودی لین دین" ہے جس اقتصادی نظام میں اس کا عمل دخل ہے وہ یکسر تباہ و برباد ہے۔ یہ کروڑوں انسانوں کو مفلس و محتاج بنا کر ایک مخصوص طبقہ میں دولت کو سمیٹتا اور ان کو اس کا ذاتی اجارہ دار بنا دیتا ہے۔

## بینک

ان تمام جزئیات میں سے جن کو اسلامی شریعت نے سود میں داخل کیا ہے۔ اہم اور موجودہ دور ترقی میں شائع و ذائع جزئی "بینک کا قیام" ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بڑی بڑی تجارتوں کی آسانی دولت و ثروت کے ذخیروں کی حفاظت اور ان سے مزید زر کشی کے لئے اس ترقی یافتہ زمانہ میں "بینکوں کا وجود" از بس ضروری ہے۔ لیکن اس خوشنما رنگ و روپ میں جو "مار سیاہ" پوشیدہ ہے اور اس کی ظاہر نگینی میں جو "زہر قاتل" مستور ہے

(باقی آئندہ)

সাপ্তাহিক
তরজুমানে ইসলাম
লাহোর
WEEKLY
TARJUMAN E ISLAM
LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے

مولانا ابوالکلام آزادؒ

# مسلمانوں کا عالمگیر تنزّل

## اور

# اس کا اسلامی حل

صدیوں سے مسلمانوں پر جو انحطاط قوا و جذبات پر طاری ہے۔ اس نے ان جذبات مقدسہ سے تقریباً انہیں محروم کر دیا ہے۔ اسلام پرستی و ملت خواہی کے وہ جذبات جنہوں نے بدر و حنین سے لے کر جنگ صلیبی تک مسلمانوں کی قوت و حکومت کو برقرار رکھا اور فتنۂ تاتار جیسی مہیب بربادیوں کے بعد بھی ممالک اسلامیہ کے طول و عرض کو سمٹنے نہ دیا۔ اب صرف تاریخ عالم کی سرگذشتوں کا ایک حصہ بن کر رہ گئے ہیں۔

اور صدیوں سے حفظ ملت و دفاع اسلام کا فرض افراد و اقوام کی جگہ صرف حکومتوں اور ان کی فوجوں کی روبہ تنزل قوت کے اعتماد پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ حالانکہ اسلام کے نظام اجتماع کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے حفظ ملت کے فرض کو ہر فرد ملت پر فرض کر دیا تھا۔ اور اسی کو دین قویم کا ایک بہت بڑا فرض باسم "جہاد" قرار دیا تھا۔ اگر امت مرحومہ کوئی جسم واحد ہے تو اس کی ریڑھ کی ہڈی یہی اصول دینی تھی، پر افسوس کہ دست تغیر نے سب سے پہلے اسی کو زخمی کیا اور اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ لیکن اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ جذبات معدوم ہو گئے ہیں اور طبیعۃ اسلامیہ اب اپنے خواص فطریہ کو بالکل کھو چکی ہے دین الٰہی کی پیدا کی ہوئی قوت تعلیمی ایسی ہی ضعیف کمزور اگر ہوتی تو وہ اتنی عمر نہ پاتا جتنی عمر کے ساتھ باوجود صدہا صدمات مہلکہ کے آج موجود ہے۔ اصل یہ ہے کہ انسان اپنے تمام جذبات و قوائے کے ظہور کے لئے خارجی محرکات و موثرات کا محتاج ہے اور یہی احتیاج طبیعی ہے۔ جس کو قرآن کریم نے "تقدیر" اور "اذن الٰہی" سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے بغیر دنیا کا ایک ذرہ بھی متحرک نہیں ہو سکتا۔ اسلام پر چند سات صدیوں سے عالمگیر تنزل قلبی و دماغی طاری ہے۔ اور وہ تمام محرکات و موثرات اور اسباب گرد و پیش مفقود ہو گئے ہیں۔ جو طبیعۃ اسلامیہ کے اصلی خواص کو نمایاں کرتے۔ حیات مسلم و مومن کے الٰہی و قدسی جوہروں کو چمکاتے تھے۔ ان قوتوں کے ظہور و حرکت کے لئے سنین اولیٰ کے سے حالات و اسباب پچھلی صدیوں میں بھی اگر میسر آجاتے اور اسلام کا حقیقی نظام اجتماعی و دینی قائم رہتا، تو یقین کیجئے کہ آج بھی اس کی سرزمین وہ لعل و جواہر اگل سکتی تھی۔ جن کی درخشندگی سے چشم عالم خیرہ ہے ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

اسلام نے اپنے پیروؤں کو سب سے بڑی چیز جو دی ہے وہ راہ حق و عدالت میں جاں فروشی کا سبق ہے۔ اسلام کا پہلا پیکر قدسی جو خطاب "مسلم" سے متصف ہوا وہ تھا کہ جس سے کہا گیا، کہ "اَسْلِمْ" (مسلمان ہو جاؤ) تو اس نے جواب میں سر جھکا دیا کہ: "اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"۔ "میں مسلم ہوا تمام جہانوں کے پروردگار کے سامنے"

ان الدین عند اللہ الاسلام

# ترجمانِ اسلام

العلماء ورثة الانبیاء

# اسلامی مساوات

[illegible]

حدیث پاک میں آتا ہے:۔

کلکم بنو آدم و آدم من تراب

(مسلم ابو داؤد)

تم سب آدم کی نسل سے ہو اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔

## آقا اور غلام کا غلط رشتہ

آقا اپنے غلاموں کو دردناک سزائیں اور قتل کر ڈالنے کا پورا پورا اختیار رکھتے تھے کیونکہ وہ اپنے آپ کو غلاموں کی نوع سے علیحدہ نوع تصور کرتے تھے۔ اس کی بھی اسلام نے تردید کی اور غلاموں کو آزاد کرنے کا درس دیا اور قوانین وضوابط میں یکساں قرار پائے۔

قرآن پاک میں ہے:۔

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ
اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا
فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ
لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ
مُّؤْمِنَةٍ وَّاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ
مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ
مُّؤْمِنَةٍ (النساء)

ترجمہ: جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے، اور مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کرے۔ الّا یہ کہ وہ خون بہا معاف کرے۔ لیکن اگر وہ مسلمان مقتول کسی ایسی قوم سے تھا جس سے تمہاری دشمنی ہو تو اس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے اور اگر وہ کسی ایسی غیر مسلم قوم کا فرد تھا جس سے تمہارا معاہدہ ہو تو اس کے وارثوں کو خون بہا دیا جائے گا اور مومن غلام کو آزاد کرنا ہوگا۔

یہ آیت تو تھی غلاموں کی آزادی کے سلسلے میں۔ اب سنیے ان کی سزا اور قتل سے متعلق جس کو دورِ جہالت کے آقا روا اور جائز سمجھتے تھے۔ حدیث پاک میں ہے:۔

من قتل عبدہ قتلناہ ومن
جدع عبدہ جدعناہ ومن
اخصی عبدہ اخصیناہ (بخاری۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

ترجمہ: جو اپنے غلام کو قتل کرے گا، اسے ہم قتل کر دیں گے جو اس کی ناک تراشے گا، اس کی ناک تراشی جائے گی اور جو اسے خصی کرے گا ہم اسے خصی کر دیں گے۔

اسی پر اکتفا نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں غلام کو حقوق دیئے۔ سنیے

ایک صحابی نے اپنے غلام کو مارا تو آپؐ نے فرمایا:

"یہ تمہارے بھائی ہیں جن کو خدا نے
تمہارے ہاتھ میں دیا ہے جو خود کھاؤ، وہ
ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو، ان کو بھی پہناؤ"

قربان جائیے اسلام کی تعلیم پر کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کا غلام بیت المقدس کی طرف سفر کر رہے تھے۔ باری باری اونٹ پر سوار ہوتے جب شہر کے قریب پہنچے تو غلام کی باری تھی۔ غلام نے کہا شہر آ گیا ہے اور لوگ آپ کی شان اور عظمت کو دیکھنے کے لیے آئے ہوئے ہیں آپ سوار ہو جائیے۔ بہت اصرار کیا، نہ مانے اور خود اونٹ کی مہار پکڑ لی اور اونٹ پر غلام کو سوار کیا۔

داعئ اسلام کی جوتیوں کی خاک پر قربان کر آپ نے اپنے لیے لفظ "آقا" سننا پسند نہ فرمایا۔

ایک صحابی نے عرض کیا "آقائے من"۔ آپ نے فرمایا آقا مت کہو، خدا ہی آقا ہے۔

اور نہ ہی آپ نے کبھی غلام کو "غلام" کہہ کر خطاب کیا بلکہ احادیث میں "اخی" یعنی بھائی کا لفظ آتا ہے۔

## اعلیٰ وادنیٰ کی بحث

اگر بادشاہ یا دیگر افرادِ حکومت کسی جرم کا ارتکاب کرتے تو نظر انداز کر دیا جاتا تھا اور عدالت میں حاضر نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کے برعکس اسی جرم کا مرتکب کوئی عام آدمی ہوتا تو فوراً طلب کر لیا جاتا۔ اس تفریق کے انسداد کے لیے داعئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

انما اھلك الذین قبلکم انھم
کانوا اذا سرق فیھم الشریف
ترکوہ واذا سرق فیھم الوضیع
اقاموا علیه الحدود ایم الله
لو ان فاطمة بنت محمد سرقت
لقطعت یدھا (بخاری)

ترجمہ: اے لوگو! تم سے پہلی قومیں اس لیے ہلاک ہو گئیں کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو لوگ اس کو چھوڑ دیتے۔ پھر جب کوئی عام آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ لیکن خدا کی قسم اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی ضرور کاٹے جاتے۔ (ابو الکلام)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں ذرہ کے معاملہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک غیر مسلم کے درمیان نزاع پیش ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "ابوالحسن" تو آپ کے چہرہ اقدس پر ناراضگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ جب فیصلہ حضرت علی کے حق میں نہ ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

"کیا آپ نے ایک غیر مسلم کے ساتھ کھڑے ہونے میں عار محسوس کی تھی؟"

فرمایا:۔

"نہیں، آپ نے مجھے علی کی بجائے ابوالحسن کہا۔ اس میں میری برتری ثابت ہو رہی تھی اور یہ اسلامی عدالت کے خلاف ہے۔"

اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات نے امیر کے لیے ایک متوسط آدمی کے اخراجات کے لحاظ سے تنخواہ کا انتظام کیا جب امراء وسلاطین ۹۰ لاکھ تک تنخواہ لیتے تھے اور آج بھی امریکہ کے صدر کی تنخواہ شاید اتنی ہی ہے۔

اب ذرا خلیفۂ اسلام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصارف ملاحظہ فرمائیے:۔

"میں خود بتاتا ہوں کہ بیت المال سے مجھے کتنا لینا جائز ہے؟ دو جوڑے کپڑے ایک جاڑے کے لیے، ایک گرمی کے لیے اور ایک سواری جس پر حج اور عمرہ کروں، اور قریش کے ایک متوسط الحال آدمی کے لحاظ سے طعام کے برابر اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے اخراجاتِ طعام۔ اس کے بعد میں ایک ادنیٰ مسلمان ہوں جو ان کا حال ہے، وہی میرا حال ہے۔" (ابن سعد جزو ۳ ص ۱۹۸)

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بلند پایہ صحابی ہیں فرماتے ہیں:۔

"ہمارا خلیفہ ہم میں سے ایک فرد ہے اگر ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیمبر کے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اس کو اپنا خلیفہ باقی رکھیں ورنہ اس کو معزول کر دیں۔ اگر وہ سرقہ کرے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں۔ اگر زنا کرے تو اس کو سنگسار کر دیں اگر وہ کسی کو گالی دے (ہم میں سے) تو وہ بھی برابر کی گالی دے۔ اگر وہ کسی کو زخمی کرے تو اس بدلہ دینا پڑے۔ وہ ہم سے چھپ کر قصر وایوان میں نہیں بیٹھتا۔ وہ ہم سے غرور وتکبر

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور
جلد ۱۲ مورخہ ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۶۹ء شمارہ ۲۷
سرپرست مولانا عبید اللہ صاحب انور
ایڈیٹر احمد حسین کمال

—— شذرات ——

احمد حسین کمال

# سامراج اور سوشلزم

پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۹۱۸) کے خاتمہ تک جبکہ ترکی کی خلافت اسلامیہ کو شکست ہوئی، اور روئے زمین پر کوئی مسلمان حکومت و مملکت مکمل آزاد باقی نہ رہی۔ برطانیہ، یورپ اور امریکہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ اسلام بنا رہا۔

ان کے لئے کسی تحریک و تنظیم میں اسلام کا نام لینا زبردست خطرات پیدا کرنے کا موجب تھا۔

۱۹۱۸ء تک انہوں نے یہ کوشش کی کہ یا تو مسلمان کسی نئے مصنوعی اسلام اور نئے جعلی نبی کے پیرو بن کر اصلی و قدیم محمدی اسلام کٹ کر برطانیہ و یورپ کی سرپرستی قبول کر لیں، یا مغربی تہذیب کی بے دینی و بد اخلاقی کو اختیار کر لیں۔ یا اسلام کو پوجا پاٹ اور معاشرتی و سماجی روابط تک محدود کر دیں۔

ترکی کی عثمانی خلافت مسلمانانِ عالم کے لئے ایک مرکزی روحانی نقطہ بنی ہوئی تھی۔ یہ خطرہ بھی ترکوں کی شکست کے بعد ختم ہو گیا۔

۱۹۱۸ء کے بعد احیاء خلافت کی جو ہمہ گیر تحریک مسلمانانِ ہند میں شروع ہوئی۔ اس نے انگریزوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ اس ملت کی راکھ کے ڈھیر میں ابھی ایسی چنگاری موجود ہے جو اسے اصل اسلام اور اس کی روحِ جہاد کی طرف موڑ سکتی ہے اور اس کے ازالہ کے لئے اب اسلام کے نام کو ایک ایسا نیا تحریکی رنگ دینے کی ضرورت ہے جس میں جذباتی حد تک تو اسلام کا نام قدم قدم پر موجود ہو۔ لیکن اس کا سیاسی، اقتصادی و سماجی ڈھانچہ مغربی اقدار کے مطابق ہو۔ اور پہلی عالمی جنگ کے بعد سامراجی یورپ کے بطن سے ہی اس کا جو قاتل حریف سوشلزم پیدا ہوا ہے وہ مسلمانوں کو اسلام کا مدمقابل اور دشمن نظر آنے لگے۔

ان لائنوں پر کام کا آغاز کر دیا گیا۔ اسلامی حکومت، اسلامی قومیت اور اسلامی نظام کے ایسے دعوے ابھرنے شروع ہو گئے۔ جن کی کوئی ٹکر برطانوی غلبہ، برطانوی طرز سیاست اور برطانوی اقتصادی نظام سے نہیں تھی۔

اس کے ساتھ ہی یورپ میں سامراجیت کی نو پیدا شدہ حریف طاقت سوشلزم کے متعلق اسلام کی مخالف قوت ہونے کی حیثیت سے پروپیگنڈا بھی شروع کر دیا گیا۔

۱۹۲۱ء میں برطانوی حکومت کے ایماء پر صوبہ پنجاب کے ایک اعلیٰ عہدہ دار خان بہادر عبد العزیز نے جو محکمہ اطلاعات کے ڈائرکٹر تھے۔ ایک کتابچہ سوشلزم کے متعلق لکھا اور مسلمانوں میں اسے پھیلا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ سوشلزم کا اصل ہدف اسلام اور مسلمان ہیں۔

اسی طرح کی ایک کوشش ۱۹۳۰ اور ۱۹۳۱ء میں کسی محمد ایوب صاحب کے نام سے کی گئی۔

۱۹۳۵ء میں دہلی کے ایک خان بہادر محمد یوسف پائی کی طرف سے سوشلزم کے خلاف ایک کتابچہ شائع کر کے وسیع پیمانہ پر ملک بھر میں تقسیم کرایا گیا۔

لیکن برصغیر پاک و ہند کے مسلمان زعماء نے اس قسم کی تمام کوششوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور کوئی توجہ نہیں کی۔ حالانکہ اس وقت مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی مولانا ابو الکلام، علامہ اقبال، مسٹر جناح، مولانا ظفر علی خاں۔ مولانا سلیمان ندوی مولانا حسین احمد مدنی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا سید انور شاہ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری مولانا کفایت اللہ، مولانا عبد الماجد بدایونی، مولانا عبد الباری فرنگی محلی، مولانا حمید الدین فراہی

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

احمد حسین کمال

# اسلام اور سوشلزم کی بحث اور مشرق وسطیٰ کا مسئلہ

اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مشرق وسطیٰ کے وہ تمام ممالک اور خطے جہاں سے تیل نکل رہا ہے، سیاسی اور اقتصادی اعتبار سے مغربی سامراج بالخصوص برطانیہ و امریکہ کے زیر اثر ہیں۔

اور یہ بھی ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ ان ملکوں پر برطانوی سامراج کا غلبہ کم و بیش سو سال سے چلا آ رہا ہے۔

نیز اس سے بھی کوئی شخص منکر نہیں ہو سکتا کہ مشرق وسطیٰ پر اپنا اقتصادی اور سیاسی گرفت قائم و مضبوط رکھنے کے لئے برطانیہ اور امریکہ کی گہری سازش اور ملی بھگت سے عرب ریاستوں کے عین قلب میں یہودی ریاست کا خنجر پیوست کیا گیا تھا۔ اور اس کا علانیہ تحفظ برطانیہ و امریکہ کر رہے ہیں۔

آج دنیا بھر میں مشرق وسطیٰ کے مسلمان ملک ہی وہ خطہ رہ گئے ہیں۔ جن کے ساتھ امریکہ و برطانیہ کے دور رس مفادات گہرے طور پر وابستہ ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ایک اور حقیقت بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ جب برطانیہ نے عالم اسلام کے تمام حصوں پر براہ راست یا بالواسطہ قبضہ کر لیا۔ تو اس نے مسلمانوں کے ساتھ مسلسل اور براہ راست جنگی مقابلہ جاری رکھنے کے بجائے اس ڈپلومیسی کو مفید سمجھا کہ اسلام کے تصورات اور نظریات میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی جائے جس سے مسلمان سیاسی و اقتصادی اعتبار سے سامراج کے مدمقابل فریق و حریف نہ رہیں۔

مسلمانوں میں جعلی اور جھوٹی نبوتوں کے ادعا سے اس پالیسی کا آغاز کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی جدید نظریات کی آمیزش اسلامی تصورات میں کی جانے لگی۔

اس ترکیب سے جو اسلام تیار ہوا اور جو طبقہ اس کا حامل بنا۔ ان کے ساتھ نہ صرف برطانیہ نے مفاہمت کا رویہ جاری رکھا۔ بلکہ ان کی سرپرستی کی اور انہیں وسیع مواقع مہیا کئے۔ حتیٰ کہ اس طرز کے تیار شدہ اسلام کے مدعیوں نے جب حکومت الٰہیہ تک کا نعرہ بلند کیا۔ اور تمام حاکمیتوں کے مقابلہ میں اللہ کی حاکمیت کا تصور پیش کیا، تو انگریزی حکومت نے اس سے ذرہ برابر بھی تعرض نہیں کیا۔

لیکن اسلام کا وہ تصور جو انگریز کی حاکمیت و سیاست کو براہ راست چیلنج کرنے والا تھا، اور اس کے نظام معیشت و معاشرت کا حریف و مدمقابل تھا۔ اسے انگریزی اقتدار نے ایک لمحہ کے لئے بھی متشددانہ اقدامات جاری رکھے اور اپنے سیاسی و شرعی گماشتوں کے ذریعہ بھی ان کے اثر و رسوخ کو مسلمان عوام میں کم اور ختم کرنے کی کوشش جاری رکھی۔

برطانوی دور حکومت کے پورے عرصہ میں یہ فرق واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ اسلام کی وہ تعبیر جو برطانوی سیاست اور سامراجی اقتصادیات کے خلاف نہ جاتی ہو، پھر خواہ وہ تبلیغی ہو، تعلیمی ہو، نظریاتی ہو، اخلاقی ہو، آفاقی ہو۔ برطانیہ کے لئے نہ صرف قابل برداشت رہی بلکہ اس کے زیادہ سے زیادہ فروغ کو اس نے اپنے لئے مفید سمجھا۔

چنانچہ برطانوی سامراج کی اس پالیسی کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ مسلمانوں میں بکثرت ایسے گروہ و ادارے فروغ پاتے رہے۔ جن کا سیاسی سماجی اور اقتصادی نظریہ مغربی سامراج کے نظریات کا مخالف نہیں تھا۔

(ورق الٹیے)

مرتب و انچارج حافظ محمد حنیف سہارنپوری —— سالانہ پندرہ روپے ششماہی آٹھ روپے

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

سیاست کا پارلیمانی یا صدارتی جمہوری نظریہ اور غیر محدود انفرادی ملکیت کا سرمایہ دارانہ اقتصادی نظریہ، برطانوی امریکی سامراج کے نقطۂ نگاہ کے عین مطابق تھا۔ اسلام اور حکومت الٰہیہ کے عنوان سے جب اس کی وکالت و حمایت کی گئی تو یہ سیکولر و لادینی عنوان سے کی گئی وکالت و حمایت سے زیادہ برطانوی امریکی سامراج کو اپنے لئے مفید نظر آیا۔

اسی طرح برطانوی دور حکومت میں آزادانہ پرورش پانے والے اس قسم کے مصنوعی اسلامی تصورات جو جعلی نبوت سے لے کر حکومت الٰہیہ کے قیام کے دعووں تک بڑھتے ہوئے آگئے تھے۔ دوسری عالمی جنگ اور برصغیر کی آزادی کے بعد جبکہ امریکی برطانوی سامراج کے مقابلہ میں اشتراکی روس اور چین ایک حریف و مدمقابل طاقت کی صورت میں سامنے آرہے تھے۔ بین الاقوامی سطح پر بھی یہ نام نہاد اسلامی تصورات مغربی سامراج کو اپنے بہترین نظریاتی حلیف نظر آئے۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد سے ہی امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی پالیسی یہ مقرر ہو چکی تھی کہ اشتراکی اثرات کو یورپ میں بھی روکا جائے اور ایشیا و افریقہ میں بھی انہیں فروغ نہ پانے دیا جائے۔

ایشیا و افریقہ میں برطانیہ نے مختلف مذاہب کو ایسے تصور کا حامل بنا دیا تھا جس میں سیاسی و اقتصادی اعتبار سے برطانوی امریکی نقطۂ نظر کی مخالفت موجود نہیں تھی۔

ہندوازم، بدھ ازم، عیسائی ازم وغیرہ مذاہب نہ صرف اس تصور کے حامل بن چکے تھے، بلکہ ان کو نظریاتی اساس بنا کر قائم ہونے والے ادارے وگروہ علانیہ امریکی و برطانوی بلاک کے حامی بن گئے تھے۔

خالص اسلام جو انیسویں صدی کے آغاز سے ہی یورپ کے مغربی سامراج کا حریف و مدمقابل بن کر سامنے آیا تھا۔ ڈیڑھ سو سال کی برطانوی مساعی و سازش کی بدولت رفتہ رفتہ ایسے مصنوعی اسلامی تصورات کے پروپیگنڈے میں دبتا چلا گیا۔ جن کی رو سے مغربی سامراج کے سیاسی و اقتصادی نظریے خلاف اسلام نہیں تھے۔

۱۹۴۷ء کے بعد تو تحریک آزادی تک کو ان تصورات کے حاملین و مدعیانِ اسلام نے اسلام کے خلاف قرار دے دیا تھا۔ (ملاحظہ فرمایئے مودودی صاحب کی کتاب سیاسی کشمکش کے تینوں حصے)

انیسویں صدی کے آخر میں جعلی نبوت کے ذریعہ جہاد (آزادی) کو غیر اسلامی قرار دینے کا آغاز کر کے برطانوی ڈپلومیسی کے منظور نظر تصورات اسلام کے نام سے پھیلانے کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ وہ بیسویں صدی کے وسط تک اس نقطہ پر آپہنچا تھا۔ کہ اسلام ہی نہیں بلکہ حکومت الٰہیہ کے نام سے انگریز ہی سے آزادی حاصل کرنے کی تحریک غیر اسلامی قرار دے دی گئی تھی۔

چنانچہ دوسری عالمی جنگ کے بعد ہی مصنوعی اسلام کو سامنے رکھ کر امریکی و برطانوی بلاک نے اشتراکی روس و چین کے بڑھتے ہوئے اثرات کا مقابلہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔

مغربی سامراج کے صدیوں کے غلام ملکوں کے سامنے حصول آزادی کی جدوجہد کی خاطر یہی راستہ تھا کہ وہ مغربی سامراج کی مخالف طاقت سے امداد حاصل کریں، جو صرف اشتراکی روس و چین تھے۔ اور آزادی کے حصول کے بعد آزادی کو برقرار رکھنے اپنے وطن کی آزادانہ تعمیر نو کا آغاز کرنے اور اپنے علاقہ سے صدیوں کے غاصبانہ سامراجیت کے اثرات مٹانے کے لئے بھی یہی واحد راستہ تھا کہ سامراج کی مخالف قوت سے مدد و اعانت حاصل کی جائے۔

عربوں کے سامنے تو اس سے زیادہ اور سنگین مشکلات موجود تھیں۔

- انہیں اپنے لئے سیاسی آزادی بھی حاصل کرنا تھی۔
- تیل پر قابض سامراجی قوت کی اقتصادی گرفت بھی توڑنی تھی۔
- سامراجی طبقوں کی گرفت سے اپنے وسائل معیشت بھی آزاد کرانا تھے۔
- اور یہودیت کا جو خنجر ان کے سینہ میں برطانیہ و امریکہ نے پیوست کر دیا تھا۔ اس سے بھی چھٹکارا حاصل کرنا تھا۔

چنانچہ ان مقاصد کے حصول کے لئے وہ اور بھی زیادہ اس امر کے لئے مجبور تھے کہ مغربی سامراج کی مخالف قوت سے اعانت حاصل کریں۔

اور اشتراکی روس کے سوا کوئی طاقت ایسی نہیں تھی، جس کی طرف وہ رجوع کر سکتے۔

لیکن سامراجی شاطروں نے فوراً ہی اسلام اور اشتراکیت کا سوال کھڑا کر دیا۔ ان کے ساتھ وہ مسلمان افراد وگروہ پہلے سے ہی موجود تھے جو ڈیڑھ صدی کی تربیت کے بعد اسلام کے نام سے ایک ایسے تصور کے حامل بن چکے تھے، جو سیاسی و اقتصادی نظریات کے اعتبار سے برطانوی امریکی نظریات کے موافق تھا۔

اور اسی طرح اسلام اور سوشلزم کی مصنوعی اعصابی جنگ پورے مشرق وسطیٰ سے چھیڑ دی گئی۔

مشرق وسطیٰ کا مسئلہ تو یہ تھا کہ

— مغربی سامراج سے سیاسی آزادی کس طرح حاصل کی جائے؟
— برطانیہ و امریکہ کی اقتصادی گرفت کو کس طرح توڑا جائے؟
— یہودی ریاست کے تسلط سے سرزمین عرب کو کس طرح نجات دلائی جائے؟
— اور ان مقاصد کے حصول کے لئے اسلحہ، سامان اور فنی اعانت کس سے حاصل کی جائے؟

لیکن وہاں مسئلہ اسلام اور اشتراکیت کی نظریاتی و اعصابی جنگ کا چھیڑ دیا گیا۔

اور کسی نے جرأت کر کے ان مسائل کے حل کے لئے اشتراکی روس سے اسلحہ، سامان و امداد حاصل کی یا حاصل کرنے کی کوشش کی تو اسے اشتراکیت کے الحادی کیمپ میں پہنچا دینے کی کوششیں کی گئیں۔

اسی طرح سوشلزم کی بحث در اصل اول دن سے صرف اس لئے چھیڑی گئی ہے کہ مشرق وسطیٰ کے حقیقی مسائل سے توجہ ہٹا دی جائے۔

اور چونکہ گزشتہ عرب اسرائیل جنگ کے بعد سے اس کی ضرورت اور زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لئے یہ مسئلہ اب اور شدت کے ساتھ چھیڑ دیا گیا ہے۔

ان تاریخی اور واقعاتی حقائق کی موجودگی میں جب مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی یہ فرماتے ہیں کہ:

"اسلام اور سوشلزم کی بحث مشرق وسطیٰ سے توجہ ہٹانے کے لئے چھیڑی گئی ہے۔"

تو ایک بین حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔

بے شک اس بات سے ان حضرات کی ناگواری غیر متوقع نہیں ہے، جن کے شخصی، گروہی و حلقہ جاتی مفاد سوشلزم کی اس قسم کی مخالفت کے دائرے سے وابستہ ہیں

ورنہ جہاں تک سوشلزم کو اسلام کی جگہ لانے کا تعلق ہے، مولانا غلام غوث صاحب اور جمعیۃ علماء اسلام سے زیادہ شاید ہی کوئی دوسرا اس کا مخالف ہوگا۔

مولانا اور جمعیۃ علماء اسلام کی تو دعوت ہی یہ ہے کہ اسلام کو اس کی کامل و مکمل شکل میں نافذ کر دیجئے۔ سوشلزم کو اس ملک میں آنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔

اسلام کے نفاذ و قیام کی راہ میں اس وقت سوشلزم روڑہ نہیں بنا ہوا ہے بلکہ سامراجیت اور سرمایہ داری رکاوٹ بنی ہوئی ہے اور گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے بنی چلی آرہی ہے۔

اسے ہٹائے بغیر اور اسلام کو قائم کئے بغیر سوشلزم کے خلاف اسلام کے نام سے محاذ آرائی نہ صرف مشرق وسطیٰ سے توجہ ہٹانے کی کوشش ہے بلکہ مسئلہ کشمیر سے ملک میں آزادانہ انتخابات سے، اسلام کے براہ راست نفاذ سے اور اسلامی نظام کے قیام کی کوششوں سے توجہ ہٹانے کا حربہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی لڑائی سے مشرق وسطیٰ میں بھی اور پاکستان میں بھی صرف سامراجیت، یہودیت اور سرمایہ داریت کو ہی فائدہ پہنچتا ہے، اور یہ بالکل صحیح کہا گیا ہے کہ

"افسوسناک پہلو یہ ہے کہ سوشلزم سے ہمارے ملک کا فائدہ تو سرمایہ داروں کو پہنچ رہا ہے اور ان کے اعمال کا نقصان ہمیں ہو رہا ہے۔"

(ہفت روزہ چٹان لاہور، ۳۰ جون ۱۹۶۹ء)

نیز یہ کہ

"اسلام کے خلاف بغاوت پیدا کرنے کے ذمہ دار یہی سرمایہ دار، جاگیردار، صنعت کار اور ان کے شرعی و سیاسی گماشتے ہیں۔"

(چٹان لاہور ۳۰ جون ۱۹۶۹ء)

ان دو جملوں سے ہی مشرق وسطیٰ سے پاکستان تک کے حالات کی صحیح تصویر کشی ہو جاتی ہے، اور وہ تمام چہرے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ جو اس کھیل کے بڑے بڑے اداکار ہیں۔

# اسلام کا نام اور اسلامی نعرے و کتبے

ایوب خاں کے عہد حکومت میں جب پہلی حزب اختلاف قائم ہوئی، سی، او، پی کے نام سے اس کی تشکیل ہوئی تو اس میں وہ نیشنل عوامی پارٹی، جماعت اسلامی کے ہمرکاب تھی، جس کے سربراہ مولانا بھاشانی، محمود علی قصوری اور خان عبدالغفار خاں تھے اور پہلی مرتبہ ایک ایسا محاذ قائم ہوا تھا جس میں سے اسلام کا نام، اسلام کے نعرے اور اسلامی کتبے سیاسی سرگرمیوں سے خارج کر دیئے گئے تھے۔

اس محاذ نے اسی صورت میں ۱۹۶۵ء کا صدارتی الیکشن اس سے پہلے بنیادی جمہوریتوں کا الیکشن اور اس کے بعد اسمبلیوں کے الیکشن لڑے۔

پھر جب ۱۹۶۷ء میں تحریک جمہوریت یعنی پی ڈی ایم بنی تو اگرچہ اس میں نیشنل عوامی پارٹی شامل نہیں ہوئی لیکن لیکن جماعت اسلامی سمیت جن پارٹیوں نے اسے تشکیل دیا۔ انہوں نے بھی اسلام کے نام، اسلام کے نعروں اور کتبوں کو اس کے پروگرام سے خارج کر دیا۔

اس طرح ملک میں ایک ایسی سیاسی روائت کی بنیاد سی، او، پی اور پی، ڈی، ایم نے رکھی۔ جس میں اشتراک کی اساس اسلام نہیں تھا، اور سیاسی پروگراموں سے اسلام کے نعرے و کتبے خارج کر دیئے گئے تھے۔

جمہوری مجلس عمل کی تشکیل کے وقت سی، او، پی اور پی، ڈی، ایم کی یہ ہی سیاسی روایت تھی، جو اسلام کو سرفہرست لانے میں جمعیۃ علماء اسلام کے آڑے آگئی۔ اور آگے چل کر اسی روایت نے اسلامی نعروں اور کتبوں کے مسئلہ کو موضوع بحث بنایا۔

تاہم جمعیۃ علماء اسلام جس طرح مجلس عمل کے اعلان میں پاکستان کے قیام کے مقصد کو اسلام سے متعلق کرانے میں کامیاب ہوئی، اس طرح وہ جلسوں اور جلوسوں کے وقت اسلامی نعروں و کتبوں کو پیش پیش لانے میں بھی کامیاب رہی۔

حقیقت یہ ہے کہ سی، او، پی اور اس کے بعد پی، ڈی ایم کے طرز عمل نے تو اسلام کو پاکستان کی سیاست سے علیحدہ کر دیا تھا، اور صرف جمہوریت ہی سب کا مقصود بنی ہوئی تھی۔ لیکن یہ جمعیۃ علماء اسلام تھی جو ان کے مختلف الزامات و اتہامات کے علی الرغم گذشتہ دس سال سے اسلام کا نام بلند کئے چلی آ رہی تھی، اور پھر یہ اس کی ہی مساعی کا نتیجہ تھا کہ مئی ۱۹۶۸ء میں اس نے لاہور میں ایک عظیم الشان اور ملک گیر دینی و سیاسی کانفرنس کا اہتمام کیا اور پانچ ہزار سے زیادہ ملک بھر کے علماء دین پر مشتمل تاریخی جلوس نکالا۔ جس نے نہ صرف ایوبی آمریت کے سنگھاسن کو ہلا کر رکھ دیا بلکہ از سر نو ملک کی سیاست کو اسلامی زاویہ عطا کیا اور تمام سیاسی پارٹیوں کو اسلام کا نام لینے پر آمادہ کر دیا۔

اب الحمد للہ ملک میں اسلام کا نام گونجنے لگا ہے اور جمہوریت کش و سامراج دوست طبقے بھی اسلام، اسلام پکار رہے ہیں۔ لیکن گذشتہ سیاسی سرگرمیوں سے اسلام کی علیحدگی اور اسلامی نعروں و کتبوں پر پابندی کی ذمہ داری حزب اختلاف کی ان جماعتوں پر ہی عائد ہوتی ہے، جنہوں نے اپنے اشتراک و محاذ بندی سے اسلام کے نام و نکتہ کو خارج رکھا۔

## بقیہ سامراج اور سوشلزم

اور مولانا حسرت موہانی ایک نئے اسلامی عہد کی تعمیر ایک نئی اسلامی حکومت کے قیام اور ایک نئے اسلامی نظام حیات کی پیدائش کی دعویدار تھیں۔

اور چونکہ اسلام کا یہ جدید نظریاتی پہلو برطانوی امریکی سامراج کے لئے خطرے کا کوئی عنصر اپنے اندر نہیں رکھتا تھا بلکہ اینگلو امریکی سیاسی و اقتصادی نظام کی مخالف طاقتوں کے مقابلہ میں اس کا حلیف و رفیق ثابت ہو سکتا تھا۔ اس لئے اسلام کے اس جدید خود ساختہ نظریہ و تعبیر کے ساتھ مغربی سامراج نے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ موافقت کی، جس طرح اس نے انیسویں صدی کے آخر میں جعلی نبوت کے کاروبار کی حمایت و معاونت کی تھی۔

آج صورت حال یہ ہے کہ اسلام کی ایک تعبیر تو یہ ہے کہ اسلام کے تمام اصول و احکام کے افراد کے ساتھ اسلامی نظام حیات کے نام سے مغرب کے سیاسی جمہوری نظام اور اقتصادی و معاشی تنظیم کو معمولی اور سطحی تغیر و تبدل کے ساتھ قبول کر کے سوشلزم کے مخالف نظریہ کی صورت میں قائم و نافذ رہنے دیا جائے

اس تعبیر پر امریکہ اور برطانیہ اور اس کے حلیف ملکوں کو کوئی اعتراض نہیں اور وہ یہ نقطۂ نظر رکھنے والے مسلمان ملکوں، مسلمان اداروں اور مسلمان تنظیموں کے ہمدرد و حامی ہیں اور انہیں تمام مسلمان ملکوں اور عرب ممالک میں اسے کامیاب و غالب دیکھنا چاہتے ہیں۔

اور اسلام کی دوسری تعبیر یہ ہے کہ سنت رسولؐ و ختم نبوت کے مستحکم عقیدے اور صحابۂ کرام و اسلاف امت کے طریق فہم و عمل کے ساتھ اسے قائم کیا جائے اور مغرب کے سیاسی جمہوری نظام و اقتصادی معاشی تنظیم جس کا اس وقت مسلمان ملکوں پر بہ استثنائے قلیل، صد فی صد غلبہ ہے، رد کر کے اس کی جگہ کسی بھی ازم کی پیشگی حمایت و مخالفت سے بلند و بالا رہ کر خالص اسلامی نظام حیات کو نافذ و رائج کر دیا جائے۔

اسلام کی یہ تعبیر چونکہ مغربی ملکوں کے سینکڑوں سال کے ان سیاسی، اقتصادی و ثقافتی مفادات کو ختم کر دیتی ہے۔ جنہیں اپنی حاکمیت کے دور میں انہوں نے پوری دنیا اور مسلمان ملکوں میں قائم کئے۔ اور اس تعبیر سے ان کے پروردہ طبقے کے مفادات بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ جسے اپنا آلہ کار اور واسطہ بنا کر اور بے جا مراعات دے کر مغربی ممالک مسلمان ملکوں کی دولت اور عوام کی محنت کا استحصال کرتے رہے ہیں۔

اور چونکہ اسلام کی یہ تعبیر ایک درجہ میں مغربی سامراج کے مخالف نظاموں، سوشلزم وغیرہ سے براہ راست فی الوقت کوئی تعرض نہیں کرتی بلکہ سامراجی گرفت کو دنیا کے مظلوم عوام پر سے ختم کرنے میں ایک دوسرے کا سہارا ثابت ہو سکتی ہے اور آگے چل کر اسلام کی یہ تعبیر غیر سامراجی ملکوں کے عوام کو اپنی طرف مائل بھی کر سکتی ہے اس لئے اسلام کی یہ تعبیر مغربی سامراج اور اس کے دوستوں کے لئے تمام دنیا میں سخت خطرے کا سبب ہے۔

ان کی پہلی اور زبردست کوشش مسلمان ملکوں اور مسلمان عوام میں پروپیگنڈے اور مختلف حربوں کے ذریعہ یہ ہے کہ اسلام کی اس تعبیر سے عوام بے خبر رہیں۔ اس کے بارے میں بدگمانیوں کا شکار بنیں اور اس تعبیر کی حامل مسلمان جماعتوں سے بدظن ہو جائیں۔

سوشلزم و کمیونزم کی داعی جماعتوں سے پہلے بھی پہلے وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی اس تعبیر کی حامل جماعتوں کو بے اثر بنا دیں۔ اور اسلام کی اس تعبیر کو مقبول عوام بنا دیں۔ جو مغربی سامراج کے سیاسی و اقتصادی نظام کی موافقت اور سوشلزم کی مخالفت کرتی ہو۔

پاکستان میں سامراج پسند گروہوں کی طرف سے جمعیۃ علماء اسلام جیسی جماعتوں کی مخالفت کا اصل راز اور اصلیت صرف یہ ہے۔

## مجاہد ملت حضرت مولانا ضیا قاسمی صاحب

## قابل توجہ حکومت پاکستان

تمام دینی حلقے اس بات کو سختی سے محسوس کر رہے ہیں کہ حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب لائل پور میں جمعہ کی تقریر پر گرفتار کر لئے گئے۔ جبکہ ہماری معلومات کی حد تک آج تک لائلپور میں تقریری پابندیوں کے باوجود جمعہ کی تقریر پر کوئی دار و گیر نہیں ہوئی۔

سنا ہے کہ لائلپور کے بعض افسروں نے علماء کی ایک جماعت کو سخت نامناسب الفاظ سے خطاب کیا۔ جس پر محترم قاسمی صاحب نے احتجاج کیا۔ کہا جاتا ہے کہ عام معمول کے خلاف یہ گرفتاری اسی کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو ہم مارشل لاء گورنمنٹ اور مارشل لاء افسروں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ سول افسروں کی نگرانی کریں۔ ایسا نہ ہو کہ بعض افسروں کی ذاتی رجحانات یا اقدامات کو ان کی طرف منسوب کیا جائے۔ بہت سی جگہوں میں بعض افسروں کا رویہ اسی قسم کا ہے۔ ہم یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ علماء دین کے بارے میں موجودہ گورنمنٹ کا رویہ علماء کرام کے شایان شان ہونا چاہیئے۔ آخر وہ بھی اپنی ذمہ داریوں کے تحت بیان اسلام اور اعلان حق کے لئے مجبور ہیں۔

اور یہ کہ حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب مدظلہ کے کیس پر نظر ثانی کر کے تمام دینی طبقوں کو مطمئن کریں۔

## مسائل و افکار

# اسلامی جمہوریت کی اصطلاح معناً بھی صحیح نہیں ہے

نوابزادہ حمید اللہ خان خاکوانی ٹبہ سلطان ضلع ملتان

حال ہی میں کراچی کے ایک ماہنامہ میں مندرجہ ذیل سطور نظر سے گذری ہیں:"اسلامی جمہوریت" کی اصطلاح بالکل ایسی ہی ہے جیسے "اسلامی بنکاری" کی اصطلاح۔ موجودہ بنکاری کا سارا نظام سود پر چل رہا ہے۔ اس لئے یہ نظام بلاشبہ غیر اسلامی ہے۔ لیکن اگر اس نظام سے سود کی گندگی کو خارج کرکے اسے مضاربت کے اصولوں پر چلایا جائے۔ تو یہی نظام اسلام کے مطابق ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص ایسے نظام کا نام "اسلامی بنکاری" رکھ دے تو اس کی اصطلاح پر تو اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ لیکن معنویت کے لحاظ سے اس کی بات غلط نہیں ہے"۔

(البلاغ ربیع الثانی ۱۹۶۹ء)

دراصل یہ مذکورہ بالا ماہنامہ کا اداریہ ہے جسے "اسلام، جمہوریت اور سوشلزم" کے عنوان سے پیپلز پارٹی کے فارمولے کی تردید میں لکھا گیا ہے۔ جس میں اس نے کہا ہے کہ "اسلام ہمارا مذہب ہے"۔ "جمہوریت ہماری سیاست ہے"۔ اور "سوشلزم ہماری معیشت ہے"۔

اداریہ میں فاضل مدیر نے یہ بات ثابت کرنی چاہی ہے کہ اس فارمولے میں اصل چیز "سوشلزم" ہے اور "جمہوریت" و "اسلام" کا نعرہ محض نمائشی ہے۔

اور پھر اس سلسلہ میں فاضل اداریہ نگار نے "اسلامی جمہوریت" اور "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح پر گفتگو کرتے ہوئے "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح کو لفظاً بھی اور معناً بھی غلط ثابت کیا ہے۔ جبکہ "اسلامی جمہوریت" کی اصطلاح کو لفظاً غلط لیکن معناً صحیح قرار دیا ہے۔

اسی رد و اثبات کے سلسلہ میں ہی وہ سطور رسالہ کے محترم مدیر نے تحریر فرمائی ہیں۔ جنہیں ہم نے ابتدا میں نقل کیا ہے۔

جہاں تک "اسلام" کے ساتھ "جمہوریت" اور "سوشلزم" کے الفاظ چسپاں اور اضافہ کرنے کا تعلق ہے، ان کے غلط ہونے کے نہ صرف ہم قائل رہے ہیں بلکہ ہمیشہ اس طرف توجہ دلاتے رہے ہیں کہ "اسلام" کے نام کو ان الفاظ کے اضافہ سے آلودہ نہ کیا جائے۔

ہمارے نزدیک "اسلامی جمہوریت" کی اصطلاح بھی اسی طرح لفظاً و معناً غلط ہے۔ جس طرح "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح۔

لیکن البلاغ کے فاضل مدیر نے اس زیر نظر اداریہ میں "اسلامی جمہوریت" کی اصطلاح کو لفظاً غلط مگر معناً صحیح قرار دیا ہے اور اس کے لئے مثال بنکاری کے نظام کی دی ہے کہ اگر اس میں سے سود کو نکال دیا جائے تو اسے "اسلامی بنکاری" سے تعبیر کرنا معناً غلط نہیں ہوگا۔

ظاہر ہے کہ یہ دونوں باتیں یا تو "جمہوریت" اور "بنکاری" دونوں کے تفصیلی عدم مطالعہ کی بنا پر مغالطہ سے کہی گئی ہیں۔ یا پھر دونوں کو جان بوجھ کر درست ثابت کرنے کے لئے یہ طرز استدلال اختیار کیا گیا ہے حالانکہ جہاں تک "جمہوریت" کی معنویت کا تعلق ہے وہ صرف عوام کی اکثریت کی آزادانہ صوابدید کا نام ہے اور خالص عوام کی حاکمیت کے بغیر اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

"جمہوریت" میں "شورائیت" کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ شورائیت کا مفہوم اگر "مشورہ" ہے تو "ووٹ کی اکثریت" پر اس کا کسی طرح بھی اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔

اسی لئے علامہ اقبال نے صاف صاف کہا تھا کہ

> دیو استبداد جمہوری قبا میں پائکوب
> تو سمجھتا ہے کہ آزادی کی ہے یہ نیلم پری

"جمہوریت" کے موجودہ سب سے بڑے شیدائی جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب آج سے تیس سال قبل لکھا تھا کہ:

> "جمہوریت تو فلسفیانہ نقطہ نظر سے نام ہی اس طرز حکومت کا ہے، جس میں ملک کے عام باشندوں کو حاکمیت اعلیٰ حاصل ہو انہی کی رائے سے قوانین بنیں اور انہی کی رائے سے قوانین میں تغیر و تبدل ہو۔ جس قانون کو وہ چاہیں نافذ ہو اور جسے وہ نہ چاہیں وہ کتاب آئین سے محو کر دیا جائے۔ یہ بات اسلام میں نہیں ہے"

(کتابچہ اسلام کا نظریہ سیاسی از مودودی صاحب)

آگے چل کر اس کتابچہ میں مودودی صاحب نے یہاں تک تحریر فرمایا ہے کہ:

> "یہ مغرب کی نام نہاد ڈیموکریسی جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس میں عمومی حاکمیت (Popular Sovereignty) ہوتی ہے۔ اس کا ذرا تجزیہ کرکے دیکھئے۔ جن لوگوں سے مل کر کوئی اسٹیٹ بنتا ہے وہ سب کے سب نہ تو خود قانون بناتے ہیں اور نہ خود اس کو نافذ کرتے ہیں۔ انہیں اپنی حاکمیت چند مخصوص لوگوں کے سپرد کرنی پڑتی ہے۔ تاکہ ان کی طرف سے وہ قانون بنائیں اور اسے نافذ کریں۔ اسی غرض سے انتخاب کا ایک نظام مقرر کیا جاتا ہے۔ لیکن اس انتخاب میں زیادہ تر وہ لوگ کامیاب ہوتے ہیں۔ جو عوام کو اپنی دولت، اپنے علم، اپنی چالاکی اور اپنے جھوٹے پروپیگنڈے کے زور سے بیوقوف بنا سکتے ہیں۔ پھر یہ خود عوام کے ووٹ ہی سے ان کے "الٰہ" بن جاتے ہیں عوام کے فائدے کے لئے نہیں بلکہ اپنے شخصی اور طبقاتی فائدے کے لئے قوانین بناتے ہیں اور اسی طاقت سے جو عوام نے ان کو دی ہے، ان قوانین کو عوام پر نافذ کرتے ہیں۔ یہ ہی مصیبت امریکہ میں ہے یہی انگلستان میں ہے اور یہی ان سب ممالک میں ہے۔ جن کو "جمہوریت کی جنت" ہونے کا دعویٰ ہے"۔

(کتابچہ "اسلام کا نظریہ سیاسی" از مودودی صاحب)

حتیٰ کہ "جمہوریت" کو غیر اسلامی بتاتے ہوئے اسی مذکورہ بالا کتابچہ میں اسلامی ریاست کے بارے میں مودودی صاحب نے یہ تک تصور دیا ہے کہ:

> "اس لحاظ سے یہ اسٹیٹ فاشستی اور اشتراکی حکومتوں سے یک گونہ مماثلت رکھتا ہے"۔

(کتابچہ مذکورہ بالا از مودودی صاحب)

اور ایک اصولی ریاست ہونے کے اعتبار سے مودودی صاحب نے کمیونسٹ ریاست سے اسلامی ریاست کی مماثلت درج ذیل الفاظ میں بتائی ہے کہ:

> "یہاں بھی اسلامی اسٹیٹ اور کمیونسٹ اسٹیٹ میں یک گونہ مماثلت پائی جاتی ہے"

(کتابچہ مذکورہ بالا از مودودی صاحب)

غرضیکہ جمہوریت اپنی معنویت کے اعتبار سے ہی اسلام کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں رکھتی اور اسلام کی شورائیت کا ادنیٰ سا اطلاق بھی جمہوریت کی معنویت کے کسی حصہ پر نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ "اسلامی جمہوریت" کی اصطلاح نہ لفظاً صحیح ہے اور نہ معناً درست ہے۔

شورائی حکومت، تقسیم اختیارات، آزادی اظہار رائے اور عوام کے سامنے حکومت کی جواب دہی

ہر اچھے نظام حکومت کے اجزاء ہیں، اس کی کوئی خصوصیت جمہوریت کے ساتھ نہیں ہے۔

کتنے ہی ملوک کی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ جن کے دور حکومت میں یہ تمام صورتیں موجود تھیں۔

وہ مشورہ سے حکومت کرتے تھے۔ ان کے زمانے میں اختیارات تقسیم تھے۔ اظہار رائے کی آزادی حاصل تھی اور ان کی حکومت عوام کے سامنے جوابدہی سے نہیں کتراتی تھی۔

مسلمانوں میں ہی کتنے بادشاہوں کی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً صلاح الدین ایوبی، نورالدین زنگی اور اورنگ زیب عالمگیر وغیرہ ایسے بادشاہ گذرے ہیں۔ جن کے عہد حکومت کی ان خوبیوں کا عشر عشیر بھی بڑی سے بڑی موجودہ جمہوریت میں نہیں ہے۔

یہ تمام چیزیں صرف اسلام کی دین ہیں، اور ایک صحیح اسلامی نظام میں ہی صحیح طور پر میسر آ سکتی ہیں۔

بہرحال جیسا کہ عرض کیا گیا۔ اسلامی جمہوریت کی اصطلاح نہ لفظاً صحیح ہے اور نہ معناً، اور اس کے معناً درست ہونے کی وکالت ایک خالص اسلامی ماہنامہ کے فاضل مدیر کی طرف سے نہ سمجھ میں آنے والی بات ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مغربی جمہوریت کے شیدائیوں اور اسلامی جمہوریت کی اصطلاح کے مصنفین نے ہی اس ملک میں سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کے نعرے اور اصطلاح کے لئے گنجائش پیدا کی۔

اور جب تک اس بنیادی غلطی سے رجوع نہیں کیا جاتا ہے اور جمہوریت یا اسلامی جمہوریت کی اصطلاحات کو درست ثابت کرنے کی تاویلات سے ہاتھ نہیں کھینچا جاتا۔ اس وقت تک سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کی تردید بے معنیٰ ہے بلکہ اس سے بالواسطہ مغرب کی لادینی جمہوریت کے ہاتھ مضبوط ہوتے ہیں۔

خود البلاغ کے اس اداریے سے واضح ہو رہا ہے کہ اصل مقصود لادینی جمہوریت اور سوشلزم دونوں سے بے تعلق ہو کر صرف اسلام کے لئے خاص ہونے کے بجائے سوشلزم اور سوشلسٹ حکومتوں کی تردید و مذمت پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے، حتیٰ کہ

اس سلسلہ میں نہایت بے رحمی کے ساتھ اور بالکل نارو اعربوں اور مصر تک پر تنقید کر ڈالی گئی ہے۔

اس مضمون میں یہ تو کہا گیا ہے کہ

"ہم اپنے سینوں میں قرآن رکھتے ہوئے بھی کارل مارکس اور ماؤزے تنگ سے بھیک مانگنے پر مجبور ہیں"۔

لیکن اس بھیک کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جو جمہوریت کے شیدائی گلیڈ اسٹون، بالڈون، چرچل وغیرہ جمہوری لیڈروں کے افکار سے حاصل کر رہے ہیں۔

اسی طرح یہ تو کہا گیا ہے کہ

"کہ مسجد میں پہنچ کر تو آپ بیت اللہ کی طرف رخ کر دیں اور دفتر و بازار میں پہنچ کر ماسکو اور پیکنگ کو اپنا قبلہ و کعبہ بنا لیں"۔

اور یہاں ان لوگوں کی طرف اشارہ کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔ جن کا قبلہ و کعبہ لندن و واشنگٹن ہے حالانکہ ایک خالص دینی ماہنامہ سے یہ توقع تھی کہ وہ نہایت غیر جانبداری کے ساتھ دونوں مرغوبات کا تجزیہ کرے گا، اور دونوں کو ہی رد کر کے صرف اسلام پر دونوں گروہوں کو جمع ہونے کی دعوت دے گا۔

نہ یہ کہ جمہوریت کے پرستاروں کے لئے "جمہوریت کے معناً اسلامی ہونے کا فتویٰ دے کر مغربی جمہوریت کے جواز کا راستہ کھول دے گا۔

اور سوشلزم کو لفظاً و معناً غیر اسلامی بنا کر اپنی جانب داری کا ثبوت دے گا۔

اس مرحلہ پر کم از کم دینی حلقوں کی طرف سے تو سیاسی کشاکش اور معاشی استحصال کرنے والے طبقوں کی مساعی سے بلند و بالا رہ کر جمہوریت اور سوشلزم دونوں کو رد کرتے ہوئے خالص اسلام کی آواز آنی چاہیئے۔ اور اس میں اتنی لچک نہیں چھوڑ دینی چاہیئے جس سے مغربی جمہوریت کے داعی اپنے لئے راہ ہموار کرنے کی کوشش کر سکیں۔ اور ان کی دیکھا دیکھی سوشلزم کے حامی بھی اپنے لئے راہ نکالنے لگیں۔

البلاغ کے فاضل مدیر سے خالص اسلام کے طلبگار حلقوں کو یہ توقع تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ زیر نظر اداریہ نے ان کی یہ توقع پاش پاش کر دی۔

فاضل مدیر نے سوشلزم پر جو بحث کی ہے۔ اس میں بھی اس کے بنیادی نکتہ کو انہوں نے موضوع سخن نہیں بنایا۔

میں یہاں مودودی صاحب کا ہی ایک اقتباس نقل کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہو سکے گا کہ سوشلزم کیا چیز ہے۔ اگر فاضل مدیر اس اقتباس کو سامنے رکھ کر خالص اسلامی نقطہ نظر سے غیر جانبدارانہ بحث فرمائینگے تو اس سے شاید بہت سے مسلمان نوجوانوں کو راہنمائی حاصل ہو جائے گا۔ مودودی صاحب کہتے ہیں کہ:-

"سوشلزم کے اصل معنیٰ ہیں۔ "اجتماعیت" اور یہ اصطلاح اس انفرادیت (انڈیویجوئلزم) کے مقابلہ میں بنائی گئی تھی۔ جس پر جدید سرمایہ داری کا نظام تعمیر ہوا تھا۔ اس نظام کے تحت بہت سے مختلف نظریے اور مسلک کارل مارکس سے پہلے پیش کئے جانے شروع ہو گئے تھے۔ جن کا مشترک مقصد یہ تھا کہ کوئی ایسا نظام زندگی بنایا جائے۔ جس میں بحیثیت مجموعی پورے اجتماع کی فلاح ہو۔

(جدید معاشی نظریات صفحہ ۷۵)

اور یہ بات بھی "اسلام کے نظریۂ سیاسی" نامی کتابچہ میں مودودی صاحب کہہ چکے ہیں کہ اسلام نے

"ایسی انفرادیت کا سدباب کر دیا ہے جو اجتماعیت کی نفی کرتی ہو"۔

اور اس عبارت میں لفظ اجتماعیت کی وضاحت بریکٹ کے اندر انگریزی حروف میں سوشلزم لکھ کر کی ہے

اگر اپنی معنویت کے اعتبار سے سوشلزم مودودی صاحب کی مندرجہ بالا تحریر کے مطابق "اجتماعیت اور اجتماع کی فلاح" کا مفہوم رکھتا ہے۔ تو سوشلزم کو اسلامی قرار دینے کی ذمہ داری سے مودودی صاحب بھی بری نہیں رہ سکتے۔

البلاغ کے فاضل مدیر کو سوشلزم کے اس مفہوم و معنیٰ کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے اور مودودی صاحب کی ان عبارتوں پر بھی نظر ڈال لینی چاہیئے۔

بینکاری کا نظام بھی مدیر محترم کی نگاہ سے غالباً سرسری طور پر ہی گذرا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اس میں صرف "سود" کی شمولیت کو غیر اسلامی قرار دے رہے ہیں حالانکہ "بینکنگ" کا نظام بجائے خود ایک ایسا وسیع استحصالی نظام ہے۔ جس کے مختلف شعبے بجائے خود اسلام کے متعدد معاشی و اقتصادی اصول حرام و حلال سے تجاوز کر جاتے ہیں۔

یہ نظام صرف سود پر ہی مبنی نہیں ہے، سود تو اس کا ایک شعبہ ہے۔ سود کے علاوہ اس کا کاروبار محض ایسا ہے جس سے عوام کی دولت، ایک خاص طبقہ کے مفاد میں استعمال ہوتی رہتی ہے اور دولت کا بہاؤ ایک محدود طبقہ کی طرف ہوتا رہتا ہے۔

اس لئے یہ نظام یا تو اول تا آخر تبدیل ہو یا اسے بالکل ختم کر کے اسلام کے اصول معاشیات پر اسے از سر نو قائم کیا جائے۔

# اسلام کا نام لے کر بہت سی مدعی اسلام جماعتوں نے برطانوی سامراج کی بال

## اسلام کا نعرہ لگانے والی جماعتوں سے اشتراک کرنے سے قبل یہ اطمینان کرنا ضرور

## مسائل میں مغربی سامراج اور سرمایہ دارانہ نظام کو چیلنج کرتی ہیں یا نہیں

### قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سے ایک اہم انٹرویو

۱۱ر جولائی ۱۹۶۹ء کی شام کو عصر کی نماز کے بعد ملتان کے صحافی حضرات کا ایک وفد جس میں "جنگ" "نوائے وقت"، "امروز"، "پاکستان ٹائمز" وغیرہ کے نمائندے شامل تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام سے ملاقات کرنے اور "انٹرویو" لینے کے لئے آیا۔

حضرت مولانا مفتی صاحب کے علمی، "تدریسی" اور "تبلیغی" مشاغل ہی اتنے گراں بار اور بے شمار ہیں، جن سے بہت کم وقت فارغ ہو پاتا ہے۔ پھر موسم گرما کی شدت علیحدہ سخت تھکا دینے والی ہے۔ علاوہ ازیں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے دفتری و تنظیمی امور کی نگرانی ان سب پر مستزاد ہے۔ شب و روز کی ان مسلسل مصروفیتوں کے دوران صرف عصر سے مغرب تک کا وقت ہی مفتی صاحب کے لئے ایسا وقت ہے، جس میں وہ دن بھر کی دماغی تھکن مٹانے کے لئے حاجی شیخ یعقوب صاحب کے احاطے میں آ کر تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔ جہاں قریبی احباب کے ساتھ ہلکی پھلکی باتوں میں یہ وقت گذار دیتے ہیں۔ صحافی حضرات کا متذکرہ بالا وفد بھی اسی مختصر وقت میں مفتی صاحب سے ملاقات کے لئے پہنچا۔

ظاہر ہے کہ عصر سے مغرب تک کا یہ قلیل وقفہ صحافی حضرات کے سوالات کے تفصیلی جوابات دینے، گذری ہوئی سیاسی باتوں کی روداد پر روشنی ڈالنے اور موجودہ سیاسی و غیر سیاسی معاملات پر اپنا اور جمعیۃ کا جمعیۃ کا نقطۂ نگاہ بیان کرنے کیلئے قطعی ناکافی تھا اس کے باوجود مفتی صاحب نے اس مختصر وقفہ میں جو کچھ فرمایا اور صحافی حضرات کے مختلف استفسارات کے جوابات دیئے وہ اپنی حقیقت افروزی کے اعتبار سے نہایت اہم تھا۔ اس سے گذشتہ اور موجودہ سیاسی معاملات کے بہت سے مخفی اور مبہم گوشے نمایاں ہو جاتے ہیں۔ لیکن ڈیڑھ گھنٹہ کی اس نشست میں مفتی صاحب نے جو کچھ فرمایا، اس کی جو روداد اخبار "جنگ" اور "نوائے وقت" میں شائع ہوئی۔ وہ نہ صرف بالکل مختصر اور چند سطری کر دی گئی بلکہ تمام تر اسے مسخ کر دیا ہے۔

ہم اسے از سر نو مرتب کر کے ترجمان اسلام کے صفحات پر شائع کر رہے ہیں۔

#### نئی تعلیمی پالیسی پر اظہار رائے

صحافی حضرات نے سوالات کا آغاز مارشل لا حکومت کی طرف سے اعلان کردہ نئی تعلیمی پالیسی کے بارے میں استفسار سے کیا

مفتی صاحب نے مختصر طور پر مروجہ دینی مدارس اور ان کے تعلیمی نظام کا پس منظر بیان کیا اور بتایا کہ پاکستان اور ہندوستان میں دینی تعلیم کا نظام تمام تر مسلمان عوام کی براہ راست امداد کے ساتھ چل رہا ہے۔

جبکہ جامعہ ازہر مصر اور مدینہ یونیورسٹی وہاں کی حکومتوں کی سرپرستی میں اپنے تعلیمی فرائض انجام دیتی ہیں پاکستان میں دینی تعلیم کے نظام پر نئی تعلیمی پالیسی کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا مسلمان عوام و غرباء کے براہ راست تعاون سے یہ نظام سابق و حال کی طرح آئندہ بھی اپنا کام انجام دیتا رہے گا۔

دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا امتزاج، تفوق دینی کا جذبہ نہیں ابھارتا۔ پہلے بھی اس قسم کی کوششیں کی جا چکی ہیں اور رائیگاں چلی گئی ہیں۔

#### فنی و صنعتی علوم کا درس نظامی سے اخراج

ایک اور سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے بتایا کہ درس نظامی سے طب وغیرہ فنی و صنعتی علوم اس سے خارج کر دیئے گئے ہیں کہ اب ان کا خاطر خواہ انتظام حکومت کی طرف سے کر دیا جاتا ہے۔

نیز یہ کہ دینی علوم کا اپنا ایک خاص اور مقررہ نہج ہے جسے حالات کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

جبکہ فنی اور صنعتی علوم کا نہج اور زاویہ بدلتا رہتا ہے نئے سائنسی حالات میں یہ تبدیلیاں تیز تر ہو چکی ہیں۔

لیکن دینی علوم جتنے زیادہ قدیم انداز و نہج پر قائم رہیں گے اتنے ہی زیادہ وہ اصل حقیقت سے قریب ہوں گے۔

مشرقی اور مغربی پاکستان کے دینی مدارس سے ۶/۵ سو کے لگ بھگ طلباء ہر سال فارغ ہوتے ہیں اور یہ تعداد بمشکل ملک کے دینی مدارس و مساجد کی ضروریات کو ہی پوری کرتی ہے۔ چنانچہ دینی تعلیم کی تکمیل کے اس مرحلہ تک اقتصادی و معاشی علوم و فنون سے ان کی بیگانگی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔

تعلیم کے اس مرحلہ کے بعد البتہ انہیں ان علوم و فنون کے مطالعہ کا موقعہ ملتا ہے۔ اور ان میں سے جن کو مواقع میسر آ جاتے ہیں وہ اس طرف متوجہ ہو جاتے ہیں علاوہ ازیں ہم دنیوی علوم کے واقفین و ماہرین کو اگر قرآن و حدیث کی تعلیم سے ضروری حد تک روشناس

کرا دیں تو دین و دنیا کا یہ بعد بڑی حد تک دور ہو سکتا ہے اور امتزاج کی غلط کوششوں سے یہ طریقہ زیادہ بہتر اور مفید ہے۔

چنانچہ دینی مدارس کے علیحدہ نظام کو باقی رکھنا نہایت ضروری ہے۔

#### اسلام پسند لوگوں کا اتحاد

اسلام پسند لوگوں کے اتحاد سے متعلق متعدد و مختلف سوالات کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب نے وضاحت فرمائی کہ اسلامی نظام حیات برپا کرنے کے لئے اتحاد اسلامی کا قیام بے شک ایک بڑی اور اہم ضرورت ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام، دینی جماعتوں کے اتحاد کے لئے کوشاں ہے۔ تحفظ ختم نبوت اور تنظیم اہلسنت کے ساتھ اس کا اشتراک ہو رہا ہے۔ دوسری دینی جماعتوں کو بھی وہ اس طرف متوجہ کر رہی ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ بلا لحاظ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، سنی، شیعہ وغیرہ اسلامی نظام حیات برپا کرنے کے خواہاں عناصر اس مقصد کے حصول کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔

لیکن خالص اسلامی جماعتوں کے ساتھ اتحاد و اشتراک کا معاملہ بڑی احتیاط کا متقاضی ہے۔ بالخصوص جو سیاسی جماعتیں اسلام کا نام بھی لیتی ہیں لیکن اپنے دعوائے اسلام کی کوئی متعین تعبیر پیش نہیں کرتیں یا اپنی خود ساختہ تعبیر پیش کرتی ہیں۔

جو جماعتیں محض سیاسی یا اقتصادی پروگرام رکھتی ہیں ان کے بارے میں تو صرف اتنا دیکھنا کافی ہو جاتا ہے کہ ان کے پروگرام میں اسلام کے خلاف تو کوئی بات نہیں ہے۔ اور وہ پاکستان کی سالمیت اور پاکستان کے مسلمان عوام کی اجتماعی بالادستی کے قائل ہوں۔

ایسی جماعتوں کے ساتھ محدود مقاصد کے لئے ہی اشتراک ہوتا ہے اور اصل نظریات و نصب العین کو کوئی گزند نہیں پہنچتا۔

لیکن جو سیاسی جماعتیں اسلام کے نام کو بھی استعمال کرتی ہیں۔ ان کے ساتھ اشتراک سے قبل یہ اطمینان کرنا ضروری ہے کہ وہ اسلام کے عقائد، اسلام کی تعبیر، قرآن کی تفہیم، سنت رسول کی حیثیت ختم نبوت کی اساس صحابہ کرام کی معیاریت اور علماء و سلف پر اعتماد کے بارے میں ان کا رویہ کیا ہے۔

ان جماعتوں کی طرف سے ان عقائد و ایمانیات کے بارے میں یہ وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے ملک کی برطانوی دور کی تاریخ کے ایسے شواہد موجود ہیں کہ اسلام کا نام لے کر بہت سی مدعی دین و اسلام جماعتوں و فرقوں نے برطانوی سامراج کی علانیہ اور بالواسطہ خدمات انجام دی ہیں۔

علاوہ ازیں چونکہ اس وقت عالمی سطح پر کسی ملک کی سیاست بین الاقوامی سیاست کے اثرات سے علیحدہ اور محفوظ نہیں رہی ہے۔ اس لئے ہر سیاسی جماعت کی پالیسی میں یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ موجودہ عالمی سیاسی معاملات مثلاً مشرق وسطیٰ، یہودی ریاست، کشمیر، ویٹنام اور ایشیاء و افریقہ میں پھیلے ہوئے اینگلو امریکی اقتصادی، سیاسی و فوجی مفادات کے بارے میں ان کا رجحان کیا ہے؟ آیا یہ جماعتیں ان تمام مسائل اور میدانوں میں مغربی سامراج اور سرمایہ دارانہ

نظام کو چیلنج کرتی ہیں یا نہیں؟

مثال کے طور پر پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی جو ا[...] چند اصحاب کے اشتراک سے وجود میں آئی ہے۔ اسلام کا [...] بھی دھڑلے سے نام لے رہی ہے اور پاکستان کی سالمیت [...] و استحکام کا بھی دعویٰ کر رہی ہے

یہ دونوں باتیں تجزیہ طلب ہیں اور یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اسلام کا نام لے کر وہ کس قسم کا اسلام چاہتی ہے؟

کیا اس کے اسلام میں ختم نبوت کا عقیدہ شامل ہے؟ کیا اس کی نظر میں ختم نبوت کا انکار کرنے والے اور کسی جعلی نبی کے قائلین اسلام سے خارج ہیں؟ وہ سنت رسول کو قانونی حیثیت دیتی ہے؟ صحابہ کرام کو معیار حق مانتی ہے؟ علماء سلف و خلف پر اس کا اعتماد ہے؟ اس کے قائدین اسلام کے ان بنیادی ایمانی عقائد پر قائم ہیں؟ ان سب امور کی باقاعدہ وضاحت اور اعلان کے بغیر ان کا اسلا[...]

# ...انوی سامراج کی بالواسطہ خدمات انجام دی ہیں

## ...سے قبل یہ اطمینان کرنا ضروری ہے کہ وہ ملکی اور بین الاقوامی ...سرمایہ دارانہ نظام کو چیلنج کرتی ہیں یا نہیں؟

### مولانا مفتی محمود صاحب سے ایک اہم انٹرویو

...ی حضرات کا ایک وفد جس میں "جنگ"، "نوائے وقت"، "امروز" "پاکستان ...احب ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام سے ملاقات کرنے اور

...لات ہی اتنے گراں بار اور بے شمار ہیں، جن سے بہت کم وقت ...نے والی ہے۔ علاوہ ازیں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے دفتری و تنظیمی ...سل مصروفیتوں کے دوران صرف عصر سے مغرب تک کا وقت ہی مفتی ...ھکن مٹانے کے لئے حاجی شیخ یعقوب صاحب کے احاطے میں آکر ...لکی باتوں میں یہ وقت گذار دیتے ہیں۔ صحافی حضرات کا متذکرہ بالا ...ہنچا۔

...ضرات کے سوالات کے تفصیلی جوابات دینے، گذری ہوئی سیاسی باتوں ...معاملات پر اپنا اور جمعیۃ کا جمعیۃ کا نقطۂ نگاہ بیان کرنے کیلئے قطعی ناکافی تھا ...رایا اور صحافی حضرات کے مختلف استفسارات کے جوابات دیئے وہ اپنی ...نے اور موجودہ سیاسی معاملات کے بہت سے مخفی اور مبہم گوشے نمایاں ...ب نے جو کچھ فرمایا، اس کی جو روداد اخبار "جنگ" اور "نوائے وقت" ...ئی بلکہ تمام تر اسے مسخ کر دیا ہے۔

...ات یہ شائع کر رہے ہیں۔

نظام کو چیلنج کرتی ہیں یا نہیں؟

مثال کے طور پر پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی جو ابھی چند اصحاب کے اشتراک سے وجود میں آئی ہے۔ اسلام کا بھی دھڑلے سے نام لے رہی ہے اور پاکستان کی سالمیت واستحکام کا بھی دعویٰ کر رہی ہے

یہ دونوں باتیں تجزیہ طلب ہیں اور یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اسلام کا نام لے کر وہ کس قسم کا اسلام چاہتی ہے؟

کیا اس کے اسلام میں ختم نبوت کا عقیدہ شامل ہے کیا اس کی نظر میں ختم نبوت کا انکار کرنے والے اور کسی جعلی نبی کے قائلین اسلام سے خارج ہیں؟ وہ سنت رسول کو قانونی حیثیت دیتی ہے؟ صحابہ کرام کو معیار حق مانتی ہے؟ علماء سلف وخلف پر اس کا اعتماد ہے؟ اس کے قائدین اسلام کے ان بنیادی ایمانی عقائد پر قائم ہیں؟ ان سب امور کی باقاعدہ وضاحت اور اعلان کے بغیر ان کا اسلام کا دعویٰ بے معنی اور فریب ناک بن جاتا ہے۔

اگر وہ ان بنیادی امور کو بھی مبہم رکھنا چاہتے ہیں، تو انہیں اسلام کا نام نہیں لینا چاہیئے۔ اور ان کا پارٹی پروگرام وقت کی سیاسی و اقتصادی ضروریات تک محدود رہنا چاہیئے۔ اس صورت میں صرف اتنا ہی دیکھنا کافی ہوگا کہ ان میں کوئی خلاف اسلام بات تو نہیں ہے؟ اور ان کا رجحان مغربی سامراج کے حق میں تو نہیں جاتا۔

لیکن ان دونوں پہلوؤں کی عدم وضاحت کی وجہ سے اس جماعت کی پالیسی اور سیاست شک وشبہ سے بالا نہیں رہی ہے حتیٰ کہ اصغر خاں صاحب جیسے شخص کے لئے کہا جا رہا ہے کہ وہ مرزائی عقاید رکھتے ہیں اس قسم کی مشکوک صورت حال کی موجودگی میں جمعیۃ علماء اسلام کے لئے ناممکن ہے کہ وہ محض اسلام کے نام اور پاکستان کی سالمیت کے مجرد دعوے پر ہی اشتراک کے لئے آمادہ ہو جائے۔

اسی طرح مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا معاملہ ہے۔

اسلام کے وہ بھی مدعی ہیں اور بہت بڑے مدعی ہیں۔ لیکن اسلام کی ان کی اپنی الگ علیٰحدہ تعبیر ہے اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق انبیا علیہم السلام، صحابہ کرام اور اسلاف کے بارے میں ان کے افکار وخیالات سخت گمراہ کن ہیں۔

انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ انہیں نبوت سے قبل شرک کی مختلف منزلوں سے گذرنا پڑا ہے۔

انہوں نے اسلامی نظام سے انحراف کا الزام بہت سے اصحاب رسول پر عائد کیا ہے۔

وہ اپنے ان افکار پر اتنے مصر ہیں کہ اخباری اطلاع کے مطابق انہوں نے مولانا عبدالستار صاحب نیازی کے جواب میں اپنی تحریروں سے ایسے قابل اعتراض مقامات خارج کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے

ان امور کو آپ علمی اور فروعی اختلاف کا نام نہیں دے سکتے۔ یہ امور دین کی بنیاد ہیں۔

ان میں تحریف وتاویل، دین کے انکار سے زیادہ شدید امر ہے

ختم نبوت کے انکار اور ایک جعلی نبوت کے ادعاء نے مسلمانان ہند کو جتنا زبردست نقصان پہنچایا ہے اتنا نقصان ایک صدی کی بے دینی کے فروغ سے نہیں پہنچا۔ تفصیلات بیان کرنے کا وقت نہیں ہے۔

یہی صورت حال مودودی صاحب کے افکار ونظریات سے رونما ہو رہی ہے۔ اسلام کے نام سے ایک نیا دین اور نیا فرقہ وجود میں آرہا ہے۔ اور مسلمانوں کے متفقہ واجماعی عقائد ونظریات پر ضرب پڑ رہی ہے۔ اس کا نقصان سوشلزم سے پہنچنے والے نقصان کے خطرے سے کہیں زیادہ ہے۔ اول اول یہ نقصان "دام ہمرنگ زمین" ہونے کی بنا پر محسوس نہیں ہوتا۔

#### پاکستان میں اشتراکیت کا معاملہ

"سوشلزم" اور "اشتراکیت" سے متعلق سوالات کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ:

پاکستان میں خالص کمیونسٹ جماعت تو موجود ہے نہیں اور عملاً مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام ہی یہاں چھایا ہوا ہے۔ سوشلزم کی آوازیں اس کی ہی مخالفت میں اٹھتی ہیں۔

اس صورت میں اولین ضرورت اس امر کی ہے کہ چھائے ہوئے اس سرمایہ دارانہ نظام کو ختم کر دیئے اور اس کی جگہ خالص اسلامی نظام قائم کر دیا جائے۔ اس کے بعد اشتراکیت کے فروغ وقیام کے لئے کوئی گنجائش اور وجۂ جواز ہی باقی نہیں رہ جائے گی۔ اور بہ یک وقت سامراجیت واشتراکیت دونوں سے ہی نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

لیکن یہ عجیب وغریب بات ہے کہ مسلمانان عالم پر اقتصادی، معاشی، اخلاقی، فکری، سیاسی حتیٰ کہ فوجی غلبہ تو اینگلو امریکی سامراج اور اس کی پروردہ طاقتوں کا ہے۔ لیکن اسلام کے نام سے لڑائی اشتراکیت کے خلاف لڑنے پر زور دیا جا رہا ہے۔

وہ برطانوی مغربی سامراج جس کے بوجھ تلے سارا عالم اسلام دو صدیوں سے کراہتا چلا آیا، اور امریکی سامراجیت کے روپ میں اب بھی مسلمان ملکوں کی اقتصادی شہ رگ پر اس کا مضبوط چنگل موجود ہے اس کے نظام سرمایہ داری کے خلاف آج تک کسی کو کفر کا فتویٰ عائد کرنے کا خیال نہیں آیا اور اس کے خلاف پروپیگنڈا سوشلزم کے خلاف پروپیگنڈے کے عشر عشیر کے برابر بھی نہیں کیا جاتا۔

اس اندازِ نظر کو جمعیۃ علماء اسلام صحیح نہیں سمجھتی۔ اس کے نزدیک سوشلزم کی اس طرح کی مخالفت کا فائدہ سامراجی طاقتوں اور سرمایہ دارانہ نظام کو ہی پہنچ سکتا ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

بات صرف سوشلزم کو کفر قرار دینے پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اینگلو امریکی سامراج کو اس سے جو اقتصادی، سیاسی اور فوجی فائدے حاصل ہوتے ہیں اور دنیا میں ان کی پوزیشن مضبوط و مستحکم ہوتی ہے۔ اس سے پیدا ہونیوالے اسلام کش نتائج پر بھی نظر رکھنا ضروری ہے۔

عملی سیاست میں نتائج صرف نظریات کے تابع نہیں ہوا کرتے۔ عالم اسلام اور مسلمانوں کو پہلے اس طاقت کے اثرات سے نجات دلایئے۔ جو واقعتاً مسلط ہے اور مسلمان ملکوں میں کھلے بندوں اپنے ایجنٹ رکھنے اور سازشیں کرنے پر قادر ہے۔

مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا سارا زور سوشلزم کے خلاف ہوا بنانے پر صرف ہو رہا ہے۔

اس کے ساتھ ہی مشرق وسطیٰ و عربوں کے مسئلہ میں ان کا رویہ مصر، شام اور عراق کے خلاف ہے۔

وہ سوشلزم کی مخالفت پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ روس اور چین کی علانیہ سیاسی مخالفت کرتے ہیں۔

ویٹ نام کے مسئلہ پر ان کا رجحان شمالی ویٹ نام کے خلاف ہے۔

ان تمام حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ان جماعتوں کے ساتھ اشتراک کا معاملہ صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ اسلام اور جمہوریت کے حصول کے لئے یہ اتفاق کی صورت ہے۔ بلکہ اس کا مطلب ہے اسلام کے نام پر ان کے غلط نظریات کی حمایت یا ان پر خاموشی اور جمہوریت کے نام پر، ان کے امریکی بلاک کی طرف مائل رجحانات کی تائید۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ:۔

مصر و ناصر کے خلاف پروپیگنڈے کا مفاد اسرائیل اور مغربی سامراج کو پہنچ رہا ہے۔ چین و روس کی مخالفت سے کشمیر کا کیس کمزور ہو رہا ہے۔ بھارت کا حوصلہ بلند ہوا ہے اور اینگلو امریکی بلاک کا رسوخ ملک میں مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے۔

سوشلزم کی اتنی خدمت گذشتہ بیس سال میں سوشلزم کے حامیوں نے بھی انجام نہیں دی ہوگی جتنی خدمت گذشتہ چند ماہ میں، سوشلزم کے ان نادان مخالفوں نے انجام دے دی ہے۔ آج سوشلزم کا نام دور دراز دیہات تک پہنچ گیا ہے اور وہ لوگ بھی اس کے بارے میں استفسار کرنے لگے ہیں۔ جو ابھی تک اس کے نام سے بھی واقف نہیں تھے۔

ان چند ماہ کے اندر سوشلزم کے لٹریچر کے فروغ اور سوشلزم کے حامی اخبارات کی اشاعت میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔

سامراج کی موجودگی میں سوشلزم کی اسلام کے نام سے مخالفت سامراج کے ہاتھ مضبوط کرے گی۔ نوجوان نسل کو دین سے مایوس بنائے گی اور سوشلزم کے ہی زیادہ فروغ کا باعث بنے گی۔

اسلام کے ساتھ اگر یہ فریب نہیں تو نادان دوستی کا تباہ کن عمل ہے۔ اس وقت ہماری تحریک کا رخ مغربی سامراج کو ختم کرکے اس کی جگہ اسلامی نظام حیات برپا کرنے کی طرف ہونا چاہیئے۔ اس طرح سوشلزم سمیت تمام خطرات کا سدباب ہو جاتا ہے۔

## "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح بھی "جماعت اسلامی" کی اصطلاح کے ہم ردیف ہے

ایک مرحلہ پر ایک صاحب نے "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح کا ذکر کیا۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ جہاں تک اصطلاح کا تعلق ہے۔ "اسلامی سوشلزم" کا لفظ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ "جماعت اسلامی" کا لفظ۔ "جماعت اسلامی" کے لفظ میں بھی جماعت کے ساتھ اسلامی کا لفظ اس مقصد سے ہی بڑھایا گیا ہے کہ اسے غیر اسلامی جماعتوں کے مقابلہ میں علیحدہ اور ممتاز کیا جا سکے۔ سوشلزم کے ساتھ اسلامی کا لفظ لگانے والے بھی یہ ہی مقصد بتلاتے ہیں کہ اس سے ان خیالات کی نفی کر دی جائے جو سوشلزم کے غیر اسلامی مفہوم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر ایسا کرنا غلط ہے تو "جماعت اسلامی" اور "اسلامی سوشلزم" دونوں ہی اصطلاحیں غلط ٹھہرتی ہیں۔

علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام پر تنقید کرنے والی جماعت کو تو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ خود کو جماعت اسلامی کہے۔

## گول میز کانفرنس اور جمہوری مجلس عمل کی باتیں

ایک سوال یہ کیا گیا کہ جمہوری مجلس عمل کی تشکیل کے وقت اسلامی مطالبات کی شمولیت کی مخالفت کن لوگوں نے کی۔

مفتی صاحب نے بتایا کہ جمہوری مجلس عمل میں "نیپ" کا "بھاشانی گروپ" اور بھٹو صاحب کی "پیپلز پارٹی" نے تو شمولیت ہی نہیں کی تھی۔ جو جماعتیں شامل ہوئیں ان میں جمعیۃ کے سوا بقیہ سات جماعتیں بشمول "جماعت اسلامی"، "نظام اسلام پارٹی"، "نصر اللہ عوامی لیگ"، "کونسل لیگ" وغیرہ ... تھیں۔ جو جمہوری مجلس عمل کی تشکیل سے پہلے ۲ مرتبہ حزب اختلاف کی تشکیل میں اپنے پروگرام سے اسلام کو خارج کر چکی تھیں ۱۹۶۵ء کے انتخاب کے موقعہ پر یہ سب جماعتیں جن میں بھاشانی صاحب اور ان کا گروپ بھی شامل تھا۔ اسلامی مطالبات سے خالی صرف جمہوریت کے پروگرام پر اکٹھی ہوئی تھیں

بعد میں پی، ڈی، ایم کے نام سے جو اشتراک عمل آیا۔ وہ بھی اسلام کو علیحدہ رکھ کر صرف جمہوریت کی بحالی کی خاطر ہوا تھا۔

اس پس منظر میں جب جمہوری مجلس عمل کی تشکیل ہونے لگی۔ اور میں نے اسلامی مطالبات کی شمولیت کا مطالبہ اٹھایا تو بقیہ ساتوں جماعتوں میں سے کسی نے بھی حمایت نہیں کی بلکہ مجھ پر ہر جماعت کی طرف سے زور دیا جانے لگا کہ فی الوقت اسلامی مطالبات کی شمولیت پر میں اصرار نہ کروں

نذر الاسلام صاحب نے جب یہ دیکھا کہ کوئی جماعت بھی میرے اس مطالبہ کی تائید و حمایت نہیں کر رہی، تو انہوں نے علانیہ میرے مطالبہ کی مخالفت کی۔

مگر بہرحال میں مصر رہا تو پھر یہ تجویز پیش کی گئی کہ جمعیۃ علماء اسلام کے نام کے ساتھ علیحدہ یہ نوٹ دے دیا جائے کہ وہ اسلامی نظام کے قیام کا بھی مطالبہ کرتی ہے۔

اس تجویز پر جماعت اسلامی کے نمائندے نے درخواست کی کہ ہماری جماعت کا نام بھی علیحدہ نوٹ میں شامل کیا جائے۔ لیکن دوسری بقیہ جماعتوں نے اس مرحلہ پر بھی تائید و حمایت نہیں کی۔

میں نے محسوس کیا کہ معاملہ بڑا سنگین ہے اگر ملک کے اور دنیا کے سامنے یہ بات آئی کہ آٹھ جماعتوں کے مشترکہ محاذ میں اسلام کی خواہاں صرف ایک یا دو جماعتیں ہیں تو اس سے یہ تاثر پیدا ہو سکتا یا پیدا کیا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں اور ان کی جماعتوں کی اکثریت اسلامی نظام کی خواہاں نہیں ہے۔ یہ چیز اسلام کے دشمنوں کے لئے ایک حربہ کا کام دے گی۔

چنانچہ میں نے کہا کہ بجائے اس کے کہ صرف اس جماعت کے لئے علیحدہ نوٹ لکھئے جو اسلامی نظام کے مطالبہ سے انکار کرتی ہے۔

اس پر سب خاموش ہو گئے۔ تاہم اب بھی سب نے اسلامی مطالبات کی شمولیت کے مطالبہ سے لاتعلقی اختیار کئے رکھی

بالآخر میں نے ہی کہا کہ اگر آپ "ایوب خاں کی آمریت" کے خاتمہ کی جدوجہد تک ہی اپنے اشتراک کو محدود رکھنا چاہتے ہیں تو پھر صرف اس ایک مطالبہ پر اکتفا کیجئے۔ کہ موجودہ حکومت ہنگامی حالات کو ختم کر کے اور شہری آزادیاں بحال کر کے بالغ رائے دہی کی اساس پر ایک خود مختار پارلیمنٹ منتخب کرنے کا انتظام کرے۔ اس مطالبہ کی تکمیل کے لئے متحدہ جدوجہد کی جائے اور انتخابات اپنے اپنے منشور و پروگرام کے مطابق ہر جماعت اپنے طور پر لڑے البتہ مشترکہ بیان میں یہ واضح کر دیا جائے کہ پاکستان کے قیام کا مقصد اسلامی نظریۂ حیات کو قائم کرنا ہے چنانچہ اس فارمولے پر سب کا اتفاق ہو گیا اور جمہوری مجلس عمل وجود میں آگئی۔

گول میز کانفرنس کے موقعہ پر جب مجیب صاحب ...... رہا ہو کر آئے تو انہوں نے اپنے جداگانہ مطالبات کا مسئلہ اٹھا دیا۔

اس پر جمہوری مجلس عمل میں اختلاف رونما ہوا جب ایک ہی مطالبہ تک محدود رہنے پر اتفاق باقی رہتا نظر نہیں آیا۔ تو میں نے بھی اسلامی مطالبات کا سوال اٹھا دیا۔ اور ۹ مارچ کے جمہوری مجلس عمل

کے اجلاس میں جو آخری گفتگو ہونے والی تھی جس میں وہ امور طے کرنا تھے، جنہیں گول میز کانفرنس میں پیش کرنا تھا۔ اس کے ایجنڈے میں میرے اسلامی مطالبات کے مطالبہ کو بھی شامل کر لیا گیا۔

۹ مارچ کے اجلاس میں میں نے یہ مطالبات پیش کئے اور مودودی صاحب نے ان کی خوب کھل کر تائید وحمایت کی۔

گویا اس کارروائی کے بعد یہ طے ہو گیا کہ گول میز کانفرنس میں مشترکہ مطالبہ کے علاوہ بھی پارٹیاں اپنے مطالبات پیش کریں گی اور اسلامی مطالبات بھی پیش کئے جائیں گے۔

چنانچہ گول میز کانفرنس منعقد ہوئی۔ میں نے مسلمان کی تعریف اور ۲۲ اسلامی نکات کا مطالبہ پیش کر دیا۔

لیکن مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ سوائے جناب جسٹس مرشد صاحب کے نہ مودودی صاحب نے اور نہ نظام اسلام پارٹی اور دوسری اسلام پسند جماعتوں کے نمایندگان نے ایک لفظ بھی حمایت و تائید میں نہ کہا۔

میرا خیال ہے کہ گول میز کانفرنس میں اگر تمام نمایندے جسٹس مرشد صاحب کی طرح اسلامی مطالبات کی تائید و وکالت کر دیتے تو مجیب صاحب کا اختلافی موقف بھی کمزور پڑ جاتا۔ اور اللہ کی مدد شامل حال ہو جاتی تو گول میز کانفرنس کے نتائج ناکامی کی طرف نہ لے جاتے۔

## ۱۹۵۶ کا آئین

اب گفتگو کا رخ ۱۹۵۶ء کے آئین کی طرف پھر گیا مفتی صاحب نے فرمایا کہ اس آئین میں اسلام کی کوئی قابل ذکر حیثیت نہیں ہے۔

مسلمان کی تعریف پر یہ آئین خاموش ہے۔ اسلام کی تعبیر پر اس میں ایسا ایک لفظ نہیں، جس سے یہ متعین ہو سکے کہ پاکستان میں کن نظریات و عقائد پر مبنی اسلام غالب ہوگا۔ اسلامی قوانین اور احکام حرام وحلال کے نفاذ کے بارے میں وہ کوئی مثبت رویہ اختیار نہیں کرتا۔

اب صرف اس لئے تو اسے اسلامی قرار نہیں دیا جا سکتا کہ اس میں چند مقامات پر اسلام کا نام اور اسلام کے نام سے چند سفارشات آ گئی ہیں۔

اسلام کے قیام کے لئے اس میں واضح اور مثبت ترمیمات کی ضرورت ہے۔ ورنہ بصورت موجودہ یہ دستور مسلمانوں میں ارتداد کا دروازہ کھلا رہنے دیتا ہے، اور اسلام کے نام سے ان گروہوں کو غالب آنے کا موقعہ فراہم کرتا ہے۔ جو محض برطانوی حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے خود کو زبردستی مسلمانوں میں شامل کئے رہے۔ ورنہ وہ امت کے اجتماعی فیصلہ کی رو سے اسلام سے خارج ہیں۔

علاوہ ازیں اس دستور کو مشرقی پاکستان بھی رد کر رہا ہے اور مغربی پاکستان کے چھوٹے علاقوں کے رہنے والے بھی۔

نیز اس میں نمایندگی اور طریق انتخاب کا مسئلہ بھی واضح نہیں ہے۔ اس صورت میں واضح ترمیمات کے بغیر دستور کا کامیاب ہونا مشکل ہے۔ اس لئے یا تو اس میں ترمیموں کی پیشگی ضمانت باہمی افہام وتفہیم سے طے کر لی جائے۔ یا پھر بالغ رائے دہی کی اساس پر ایک پارلیمنٹ کا انتخاب عمل میں لے آیا جائے۔ جو ۶ ماہ کے اندر دستور تیار کرنے کی پابند ہو۔

رہا اختلافات پیدا ہونے کا اندیشہ تو ایک آزاد اور ذمہ دارانہ فضا میں باہمی گفت وشنید سے اختلافات حل ہو جایا کرتے ہیں۔ اور اختلافات سے ڈرنا ہے تو پھر سیاست سے کنارہ کشی کر لینا چاہیئے۔

## "نیپ" اور "پیپلز پارٹی" کے ساتھ اشتراک

پوچھا گیا کہ کیا آپ ولی خاں، بھٹو صاحب اور بھاشانی صاحب کے ساتھ اشتراک کر لیں گے۔ مفتی صاحب نے جواب میں فرمایا کہ ان سب کے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ بھی ہمارے اشتراک کی اولین شرط یہ ہے کہ وہ ہمارے موقف اور پروگرام کی حمایت کرتی ہیں۔ اگر ایسا ہو، تو ہمیں اشتراک سے کیا انکار ہو سکتا ہے۔

البتہ اسلام سے انحراف کرنے والی کسی بھی جماعت یا شخصیت سے ہمارا اشتراک نہیں ہو سکتا۔

ہماری اپنی دینی جدوجہد کی ایک طویل تاریخ ہے اس کی روشنی میں ہماری جدوجہد تنہا بھی جاری رہے گی اور ہم خود بھی اس روشنی میں مکمل اسلامی دستور مرتب کر سکتے ہیں

## آبادی کے تناسب سے صدارتی نمائندگی کا مسئلہ

آبادی کی بنیاد پر نمایندگی دینے کے مشرقی پاکستان کے مطالبہ کے سلسلہ میں مفتی صاحب نے کہا کہ اسلام کسی کی حق تلفی نہیں کرتا۔ مشرقی پاکستان کو نہ صرف آبادی کے مطابق نمایندگی ملنا چاہیئے بلکہ اس کی دوسری شکایات کا بھی ازالہ ہونا چاہیئے۔ کسی بھی علاقہ کے لوگوں میں یہ احساس نہیں پیدا ہونے دینا چاہیئے کہ وہ کسی دوسرے علاقہ کے لوگوں کے زیردست یا ماتحت ہیں۔ اسلام اس قسم کے امتیاز کی قطعی اجازت نہیں دیتا۔ اور جو لوگ اسلام سے زیادہ جمہوریت کے شیدائی ہیں۔ انہیں محسوس کرنا چاہیئے کہ سچی جمہوریت کا بھی یہی تقاضا ہے۔

بلکہ پورے ملک کی آبادی میں ہر طبقے کو اس کی تعداد کے تناسب سے پارلیمنٹ میں نمایندگی ملنی چاہیئے اس کا حق ہمارے ملک کے کسانوں اور مزدوروں کو بھی ہے

## دوسری جماعتوں کے ساتھ گفت وشنید کا سلسلہ

پوچھا گیا کہ کیا آپ کی طرف سے، دوسری جماعتوں کے ساتھ گفت وشنید کا سلسلہ چل رہا ہے۔ مفتی صاحب نے بتایا کہ میری دولتانہ صاحب سے ایک سرسری ملاقات ہوئی تھی

## حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کا پروگرام

| تاریخ | | | پروگرام |
|---|---|---|---|
| ۱۸ | ، | جمعہ | راولپنڈی |
| ۱۹ | ، | | دورہ مری ضلع راولپنڈی جامعہ مدنیہ فیسکرمی |
| ۲۰ | ، | | واپسی راولپنڈی |
| ۲۱ | ، | | دورہ ضلع ہزارہ ہمراہ مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی |
| ۲۲ | ، | | |
| ۲۳ | ، | | |
| ۲۴ | ، | | |
| ۲۵ | ، | | روانگی برائے سکھر |
| ۲۶ | ، | | سکھر و خیر پور ڈویژن |
| ۲۷ | ، | | |
| ۲۸ | ، | | |
| ۲۹ | ، | | روانگی برائے بھیرہ ضلع سرگودھا |
| ۳۰ | ، | | بھیرہ بشرط اطلاع |
| ۳۱ | ، | | راولپنڈی |
| یکم اگست | | | ، |
| ۲ | ، | | ، |
| ۳ | ، | | ، |
| ۴ | ، | | تا ۱۱ ایبٹ آباد |
| ۱۲ اگست | | | قصور جامعہ قاسمیہ |

---

لیکن دوسرے حضرات سے گول میز کانفرنس کے بعد سے اب تک کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ نہ باقاعدہ طور پر کسی جماعت سے گفت وشنید کا سلسلہ جاری ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اشتراک کس مقصد کے لئے کیا جائے؟

اسلام کے لئے اگر اشتراک مطلوب ہے تو ہماری شرائط موجود ہیں۔ ان کے مطابق جو جماعت بھی چاہے سلسلہ گفت وشنید شروع کر سکتی ہے۔ ہم بھی اسلامی مقاصد کی خاطر اشتراک کی دعوت دیتے ہیں۔

لیکن اسلام کو نظرانداز کر کے اور مغربی سامراج کے تسلط کو باقی رکھتے ہوئے اشتراک کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے

ایک واضح اور دو ٹوک پالیسی جس میں اسلامی نظام کے بہ تمام و کمال نفاذ اور غیر ملکی و غیر اسلامی اثرات سے نجات نیز مغربی سامراج کی اقتصادی، سیاسی، اخلاقی فکری و تہذیبی گرفت سے آزاد ہونے کے پروگرام کے ساتھ تو جمعیۃ علماء اسلام کا اشتراک ممکن ہے اس کیلئے

ہماری طرف سے گفت وشنید کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ ہم ہر اتفاق کرنے والے کو خوش آمدید کہیں گے

---

مولانا محمد اختر صدیقی نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام لائلپور

# امامِ عادل

## امت مسلمہ کے لئے دعوتِ فکر و عمل

(قسط نمبر ۲)

کہ تو اپنی تاریخ کو دوہرا لے اور دنیا کی طلب اور منشاء خداوندی پورا کرے۔ یہ کام تیرے اور تیرے نظام کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ تیری مقدس کتاب عدل و مساوات کے درس سے لبریز ہے۔ سورہ نحل، نساء اور سورہ انعام خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ خدائے قدوس نے تول، کتابت ناپ تول، معاشرت، ازدواجی زندگی اور زندگی ہر شعبہ میں عدل و انصاف کا مطالبہ کیا ہے۔ تیرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان مصاحبین کرام علیہم الرضوان کی پوری زندگی ایک معیار اور کسوٹی کا کام دیتی ہے۔ جس وقت تو اس منصب امامت کو پورا کرتے ہوئے عدل و انصاف کے بازار کو گرمائے گا تو تیرے لئے اسی محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تیرے لئے خوشخبری کا پیغام دیتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

جس دن کہ ماسوائے ظل عرش کوئی سایہ نہ ہوگا۔ سات قسم کے لوگ عرش کے سایہ تلے ہوں گے۔ جن میں سرفہرست امام عادل ہے۔

نیز فرمان ہے کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ نزدیک اور عمدہ مجلس والا شخص امام عادل ہوگا اور اگر عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور فرائض سے کوتاہی کی تو جیسے زندہ قومیں ایسے حاکم کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ اس کا مقام تختہ دار سمجھتی ہیں۔ ایسے ہی تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں تصریح ہے کہ سب سے زیادہ معذب وہ شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکومت میں شریک کیا اور اس نے اپنے عدل میں ظلم کی ملاوٹ کی۔ نیز فرمایا کہ سب سے زیادہ عذاب میں مبتلا امام ظالم ہوگا۔ لیے مسلم امام پیشوا کو کہتے ہیں جیسے امام صلوٰۃ کے لئے متقی ہونا ضروری ہے ایسے ہی امام الناس کے لئے بھی متقی بلکہ اتقیٰ ہونا لازمی ہے جیسے امام صلوٰۃ کی ایک لغزش پوری جماعت کی نماز فاسد کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اسی طرح امام الناس (حکمران) کی ایک معمولی لغزش قوموں کی تباہی پر منتج ہوتی ہے۔ جس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اس کی بدنیتی کا زہر پوری قوم کے مزاج کو مسموم کر دیتا ہے۔ نوشیرواں دوران شکار ساتھیوں سے جدا ہو کر پیاس سے آزردہ ایک باغ میں پہنچتا ہے۔ وہاں موجود لڑکی سے پانی طلب کرتا ہے۔ لڑکی آب انار کے پیالہ سے تواضع کرتی ہے۔ بادشاہ پوچھتا ہے۔ یہ پانی کتنے اناروں سے حاصل ہوا۔ لڑکی کہتی ہے ایک انار سے۔ بادشاہ دل میں سوچتا ہے کہ جس باغ کی اتنی پیداوار ہے۔ اس پر ضرور ٹیکس لگنا چاہئے۔ اسی سفر میں یہاں دوبارہ آنے کا اتفاق ہوتا ہے پانی مانگتا ہے۔ لڑکی پانی دیر سے لاتی ہے۔ بادشاہ دیری کا سبب پوچھتا ہے۔ لڑکی کہتی ہے کہ پیالہ کئی اناروں کے پانی سے بھرا ہے۔ اس لئے دیر ہوئی ہے۔ بادشاہ اس کا سبب پوچھتا ہے۔ کہ ہم نے اپنے بڑے لوگوں سے سنا ہے کہ بادشاہ کی نیت جب رعایا کے متعلق خراب ہو تو پھلوں کے کیف و کم دونوں متاثر ہوتے ہیں۔ اگر کم متاثر نہ ہوں تو بھی کیف ضرور متاثر ہوتا ہے اس لئے کہ بدنیتی ایک کیف ہے۔ بادشاہ حیران ہوتا ہے اور اپنی نیت درست کرتا ہے اور اسی وقت دوسرا پیالہ منگواتا ہے، تو پھر ایک انار سے لبریز ہوتا ہے۔ غرضیکہ امام کی بدنیتی پوری قوم کے فساد کا سبب بنتی ہے اس لئے اسے سب سے زیادہ محتاط ہونا پڑے گا۔

اسی طرح اسے اپنے ماتحت افسروں کی بھی مکمل نگرانی کرنی ہوگی۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ظلم کی چکی میں عوام کو پیستے رہیں۔ اگر اس نے اس کی نگرانی میں تساہل برتا، تو ان کا ظلم اس کی طرف سمجھا جائے گا۔

امام کے فرائض کیا ہیں۔ اسے اپنے متعلق کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ ایک بات ہے۔ اسی لئے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے وقت کے مشہور شیخ حضرت حسن بصریؒ کو خط لکھا۔ جس میں امام عادل کی صفات پوچھی تھیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین خدائے قدوس نے عادل حکمران کو اس لئے مقرر کیا ہے تاکہ وہ ہر ٹیڑھے کو سیدھا ہر ظالم و فتنہ پرور کو درست کرے۔ ہر ضعیف کی ڈھارس، مظلوم کے لئے منصف مصیبت زدہ کے لئے پناہ بنے۔ اے امیر المومنین عادل حکمران رعایا کے لئے ایسا ہے۔ جیسے چرواہا کہ وہ اپنے مواشی پر مہربان و شفیق ہوتا ہے۔ اور ان کے لئے عمدہ سے عمدہ چراگاہ کی تلاش میں رہتا ہے اور ہر نقصان دہ چیز، گرمی، سردی، درندوں سے حفاظت کرتا ہے۔ اے امیر المومنین! امام عادل شفیق والد کی طرح ہے جو ان کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرتا ہے۔ اُن کو مہذب بنانے اخلاق سکھانے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ زندگی میں ان کو کما کر کھلاتا ہے اور مرتے وقت میراث کا ذخیرہ چھوڑ جاتا ہے۔ اے امیر المومنین! امام عادل ماں کی طرح ہے جو اپنی اولاد پر شفیق و نرم دل ہوتی ہے۔ جس نے شفقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا، مشقت سے جنا اور اس کی طفولیت میں اس کی تربیت کی کہ اس کے جاگنے سے جاگتی ہے اور اس کے سکون سے سکون پاتی ہے۔ کبھی دودھ پلاتی ہے اور کبھی دودھ چھڑاتی ہے اس کی خیر و عافیت سے خوش اور اس کی تکلیف سے غمگین ہوتی ہے۔

اے امیر المومنین! امام عادل یتامیٰ کا وارث مساکین کا خزانچی ہے۔ جو بچپن میں ان کی تربیت کرتا ہے اور جب وہ جوان ہوتے ہیں تو ان کی حفاظت کرتا ہے۔ اے امیر المومنین! امام عادل پسلیوں کے درمیان دل کی طرح ہے کہ دل کے تندرست رہنے سے پسلیاں تندرست ہیں اور اس کے فساد سے فاسد۔ اے امیر المومنین! امام عادل بندوں اور خدا کے درمیان واسطہ ہوتا ہے کہ خدا کی کلام سنتا ہے اور لوگوں کو سناتا ہے۔ خدا کی طرف دیکھتا ہے اور لوگوں کو دکھاتا ہے۔ خدا کے لئے جھکتا ہے اور لوگوں کو جھکاتا ہے۔

اے امیر المومنین! آپ اپنے زیر تصرف اشیاء میں اس غلام جیسے نہ ہوں۔ جس کو اس کے مالک نے اپنے مال کا امین و محافظ بنایا اور اس نے اس کے مال کو ضائع اور اور عیال کو بدحال اور مفلس کر دیا۔ اے امیر المومنین! اس بات کو خوب اچھی طرح جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے حدود اس لئے اتاری ہیں کہ ان کے ذریعہ سے فواحش کو روکا جاسکے۔ جب حاکم خود اس کا مرتکب ہوتا ہے تو دوسروں کو کیسے روکے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قتل کے قصاص کا حکم فرمایا جس میں رعایا کے لئے ایک طرح کی حیات ہے اور اس وقت کیا حال ہوگا۔ جبکہ خود حاکم قتل کا بازار گرم کرے۔ اے امیر المومنین! موت اور اس کے بعد کے واقعات کو یاد کیجئے۔ جبکہ آپ کی فوج اور مددگار آپ کے کوئی کام نہ آسکے گی۔ اس لئے موت اور حساب کتاب کے لئے تیاری کرو۔ اے امیر المومنین! خوب سمجھ لو کہ اس گھر کے ماسوا بھی تمہارا ایک ٹھکانہ ہے۔ جہاں آپ نے طویل مدت گذارنی ہوگی۔ جہاں احباب و اقارب جدا ہو جائیں گے اور تجھے اکیلے گڑھے میں چھوڑ آئیں گے۔

اے امیر المومنین! اس کے لئے سامان بنائیے جبکہ باپ، بھائی، ماں باپ، اولاد، بیوی سب دور ہو جائیں گے۔ اے امیر المومنین! اس وقت کو یاد کیجئے۔ جب قبروں کے مکینوں کو اٹھایا جائے گا۔ جب سب راز اگلوا لئے جائیں گے اور نامۂ اعمال ہر چھوٹے بڑے عمل پر محیط ہوگا۔

اے امیر المومنین موت کے آنے اور امید کے ختم ہونے سے پہلے آپ کو مہلت ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیے۔ کبھی جاہلوں کا سا فیصلہ نہ کیجئے۔ ظالموں جیسا برتاؤ نہ کیجئے اور

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

حضرت مولانا سید محمد ازہر شاہ صاحب قیصر

# عورتوں کے حلقہ میں بھی نبوت کا شوق

(قسط نمبر ۳)

اور دن رات اسی ادھیڑ بن میں لگا رہتا تھا کہ کسی طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے شمع ایزد افروز کے سامنے اس کا چراغ بھی جل جائے۔ مسیلمہ نے آنحضرتؐ کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ یہ سودا اسے آنحضرتؐ کی موجودگی میں بھی لاحق تھا۔ چنانچہ تاریخ میں مذکور ہے کہ:۔

"وہ اسی قسم کے خیالات لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا بھی تھا اور ایک دفعہ اس نے خط لکھ کر یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ مجھے اپنا شریک حال اور رفیق کار بنا لیا جائے اور نصف حصۂ زمین کی خدمت میرے سپرد ہو اور نصف کی قریش کو، گو نبی کریمؐ نے جواب میں اس سے فرمایا تھا اور سچ فرمایا تھا کہ:۔

"تمام زمین کا مالک (صرف) خدا تعالیٰ ہے وہ بندوں میں سے جس کو چاہے دے اور مبارک انجام متقیوں کے لئے ہے"۔

سجاح اتنے بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ یمامہ میں آ گئی تو مسیلمہ کو سخت فکر ہوا۔ اس لئے کہ اس کی نبوت کے کے فتنۂ عظیم کو کچلنے کے لئے براہ راست اسلام کے دربار خلافت سے مؤثر مساعی جاری تھیں اور ہر لحمہ اس کا خطرہ تھا کہ اسلام کے سرفروش طبقۂ مجاہدین سے اس کا تصادم نہ ہو۔ چنانچہ اسی زمانے میں مسلمان اس پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اور بڑی ذلّت و رسوائی کے ساتھ یمامہ میں ہی مسلمانوں کے ہاتھوں اپنے کیفر کردار کو پہنچا تھا۔ مسیلمہ نے ان مصالح کی بنا پر یہی مناسب سمجھا کہ سجاح کی طرف دست مصالحت بڑھا دیا جائے اور اسے راضی کر کے متحدہ قوت سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے۔ اس نے سجاح سے کہا کہ نصف زمین پر منجانب اللہ میری حکومت مقدر ہے اور نصف پر قریش کی۔ لیکن بوجہ ناانصافی قریش نے نصف پر قناعت نہیں کی۔ اور وہ بڑھتے بڑھتے میرے حصے پر قابض ہو گئے ہیں۔ اس لئے آج سے قریش کا نصف حصہ تم کو دیا جاتا ہے"۔ اس کے بعد سجاح کو نکاح کا پیام دیا۔ جس پر سجاح رضامند ہو گئی۔ اور نکاح ہوا۔ سجاح کے متبعین کو جو مسیلمہ سے شوق جنگ میں اپنے گھر بار کو چھوڑ کر اور اپنے کاروبار سے منہ موڑ کر یمامہ سے دور دراز کے ایک مقام پر پڑے ہوئے تھے۔ جب یہ نیا قصہ معلوم ہوا تو وہ بے عقل یہ دور کی کوڑی لائے کہ مسیلمہ نے سجاح کو مہر میں کچھ نہیں دیا اور یہ ہماری سخت ہتک ہے۔ اس پر مسیلمہ نے سجاح سے کہا، کہ "میں تمہارے مہر میں منجملہ ان پانچ نمازوں کے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرض کی تھیں، صبح اور رات کی نماز معاف کرتا ہوں"

یہ ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کے اکاذیب و اباطیل تھے جو خود ان کی بدنامی و رسوائی کا باعث بنے اور جن سے ان کے متبعین کے حلقہ میں ان کی بے عقلی و حماقت کا شہرہ عام ہو گیا۔

چنانچہ سجاح کے ساتھ جتنے لوگ ایک وقتی اور فوری جوش میں جمع ہو گئے تھے۔ انہیں ان احمقانہ باتوں سے عقل آ گئی اور وہ سب سجاح کو بھی چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کو بھاگ گئے۔ سجاح اکیلی رہ گئی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے دماغ سے نبوت کا یہ سودائے خام نکل گیا۔

ابن اثیر اور طبرانی وغیرہ نے لکھا ہے کہ آخر میں یہ پکی اور سچی مسلمان ہو گئی تھی اور دنیا سے حالت ایمان و اسلام میں رخصت ہوئی۔

جس طرح سجاح کا اٹھایا ہوا یہ فتنہ زندگی کے گنے چنے چند سانس لے کر آغوشِ مرگ میں جا سویا۔ اسی طرح مسیلمہ، طلیحہ اسدی بھی اپنی اپنی جگہ پر ناکام ہوئے اور ارتداد کے آتشکدہ پر مسلمانوں کے حسن تدبیر اور اسلام کی صداقت نے قابو پا لیا کہ باطل کا زور و شور بہرحال چند روزہ اور اس کی زندگی غیر اعتباری ہے۔ بہتر انجام ہمیشہ کے لئے اور حق کا ساتھ دینے والوں کے لئے ہوتا ہے۔

---

## نیرنگِ خیال

# خرکارِ اعظم نے گھاس کھانی شروع کر دی

بعض اخباروں میں ایک بیل اور گدھے کا قصہ لکھا ہے کہ دونوں ایک مالک کے تھے۔ ایک دن بیل نے گدھے سے شکایت کی کہ روز ہل چلا چلا کر مر گیا، مجھ پر بڑا ظلم ہے۔ گدھے نے اس کو نجات کی ترکیب بتائی کہ گھاس کھانا چھوڑ دو، مالک سمجھے گا بیل بیمار ہے، تم کو ہل میں نہ جوتے گا۔

مالک دونوں کی زبان جانتا اور سن رہا تھا چنانچہ دوسرے دن بیل نے گھاس نہ کھائی۔ مالک نے گدھے کو ہل میں جوت دیا۔ اب گدھے کو قدر عافیت معلوم ہوئی۔ رات کو بیل سے کہنے لگا۔ آج طبیعت پریشان ہے۔ بیل نے وجہ دریافت کی۔ کہا کہ مالک نے فیصلہ کیا ہے کہ کل تم کو قصاب کے ہاتھ بیچ دے گا۔ بیل کو جان کے لالے پڑ گئے، اور اس نے فوراً گھاس کھانی شروع کر دی۔

ہمیں یہ پڑھ کر خرکارِ اعظم کا قصہ یاد آ گیا۔ ہمارا خرکارِ اعظم کبھی خود خرِ اعظم کا روپ دھار لیتا ہے۔ ایسی ہی حالت میں اس نے ایک دن گھاس کھلانے والے سرمایہ دار کو دولتی رسید کر دی۔ مگر جب قصاب کا چھرا نہ سہی، پیٹ کے جہنم کے لئے ایندھن کی کمی محسوس کی۔ جو ظالم بچہ کش اور ایمان فروش خرکار کے لئے قصاب کے چھرے سے کسی طرح کم نہ تھی، فوراً سرمایہ داری کی گھاس کھانی شروع کر دی۔ اور قوم کے بچوں پر ظلم کرنے کی جو مار پڑی تو یہ بھی اس کو تمیز نہ رہی کہ جو گھاس مجھے کھلائی جا رہی ہے یہ سامراجی پیشاب سے ناپاک شدہ گھاس اور امریکی چوہوں کا پس خوردہ ہے۔ آہ! اگر یہ خرکار قوم کے بچوں پر ظلم نہ کرتا اور اپنی منثور و منظوم گیتوں سے سادہ بچوں کا دل لبھا کر ان پر اخلاقی ڈاکے نہ ڈالتا اور اپنے پاس دوسرے بچوں کو ورغلانے اور شکار کرنے کے لئے ایک رسیلا بچہ بطور بلارے بٹیرے کے نہ رکھتا، تو اس کی رسوائی اس حد تک نہ پہنچتی۔ جب گورد گھنٹال کی بیوی اور لڑکیاں ریڈیو کو شیطان سمجھ کر بھی رسیا گانا سننے کے لئے بیتاب ہوں تو بیچارے چیلے اپنی بنات طاہرات کا مظاہرہ بازاروں میں کیوں کرتے نہ پھریں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ خرکارِ اعظم کو جس نے خرکاری کی تعلیم دی ہے یہ سب وبال اسی کا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ قوم کو خرکارِ اعظم اور ان کے ناپاک اڈے کا سراغ لگ گیا ہے۔ وہ اب دھوکا میں نہیں آ سکتی۔ اگر خرکار اپنی کرتوتوں اور بچہ کشی اور بچہ فروشی سے لکھ پتی کیا کروڑ پتی بھی ہو جائے تو ایک سرمایہ دار یہودی سے زیادہ عزت حاصل نہیں کر سکتا، اور نہ قومی بچوں کو اغوا کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

---

## مشرقی پاکستان میں جمعیۃ کا اخبار "نیا زمانہ"

جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کی زیر نگرانی میں ۱۸/ جولائی سے بنگلہ زبان میں ہفت روزہ "نیا زمانہ" کا اجرا ہو رہا ہے۔ جس کی ادارت کے فرائض صوبائی جمعیۃ کے رہنما حضرت محی الدین صاحب انجام دینگے۔ بڑی مدت سے جماعتی سرگرمیوں کی اشاعت کے لئے بنگلہ اخبار کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا سامان مہیا فرما دیا۔

## بقیہ : — امام عادل

متکبروں اور جابر لوگوں کو غریبوں پر مسلط نہ فرمایئے اس لئے کہ انہیں مومنوں کے بارہ میں کسی قانون اور معاہدہ کا احترام نہیں ہوتا۔ وہ لوگ تیرے لئے بوجھ بنیں گے۔ ان کا ظلم تیرا متصور ہوگا۔ سرمایہ دار اور کھاتے پیتے لوگ تجھے راہ راست سے نہ ہٹادیں۔ وہ لوگ تیری آخرت بگاڑ کر اپنی دنیا سنوارنا چاہتے ہیں۔ آپ آج کی قدرت و طاقت کو نہ دیکھئے۔ کل جبکہ آپ موت کی رسیوں میں گرفتار ہوں گے۔ اس وقت کی قدرت کا اندازہ لگایئے۔ آپ اس وقت کا فکر کیجئے۔ جب آپ انبیاء، رسل اور ملائکہ کے مجمع میں خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے اور سب لوگ خدائے قدوس کے عظمت و جلال کے سامنے بے تاب ہوں گے۔

اے امیر المومنین! میں آپ کو وہ نصیحت نہ کرسکا، جو مجھ سے پہلے صاحب فراست لوگوں نے کی۔ میں نے سب کچھ آپ کے فائدہ کے لئے لکھا ہے۔ اس لئے اپنے خیرخواہ اور دوست کی طرف سے یہ کڑوی دوائی ہی پی لیں۔ اسی کے لئے اس کا انجام بہتر ہوگا اور اس میں آپ کی آخرت کی بھلائی ہے۔ اور سلام ہے امیر المومنین۔

---

## مودودیت سے بیزاری کا اعلان

پچھلے دنوں مولانا عبدالرشید نے جامع مسجد جعفر خاں میں نماز جمعہ کے بعد مودودیت سے بیزاری کا اعلان کیا اور اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کے بعد میرا جماعت اسلامی سے کوئی تعلق نہیں اور میں نے جماعت اسلامی کی جو چار پانچ سال تک خدمت کی ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ جماعت اسلامی اپنی کتابوں کے ذریعہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ جماعت اسلامی کا مقصد اقامت دین ہے اور میں بھی چونکہ دین اسلام پر ایمان رکھتا ہوں اور میری کوشش یہ ہے کہ اسلامی نظام ملک میں قائم ہو۔ اس لئے میں نے حسن ظن سے کام لیا اور اس جماعت میں شامل ہوگیا۔ لیکن جب گول میز کانفرنس میں مودودی صاحب نے ۳۱ علماء کے متفقہ بائیس اصولوں کی حمایت سے انکار کردیا جس پر خود مودودی صاحب کے دستخط ثبت تھے تو میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ میں ان مولویوں کی بات نہیں مان سکتا تو مجھے پھر ہوش آیا اور یقین پیدا ہوگیا کہ مودودی صاحب کے قول و فعل میں تضاد ہے اور جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر جو کچھ اس جماعت کے متعلق کہتے ہیں وہ صحیح ہے۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ صرف اور صرف جمعیۃ علماء اسلام ہی ایک حق جماعت ہے۔ اور میں بھی اپنی خدمات جمعیۃ علماء اسلام کو پیش کرنا دنیا و آخرت کے لئے سعادت مندی سمجھتا ہوں۔ فقط والسلام!

(بندہ۔ عبدالرشید بقلم خود)

---

## جامعہ نقشبندیہ معارف القرآن پڈعیدن کی طرف سے ایک اہم اعلان

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ اس سال مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے مناظر اسلام حضرت مولانا محمد حیات صاحب فاتح قادیان کی خدمات سندھ کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ نقشبندیہ معارف القرآن احرار نگر پڈعیدن کی دیرینہ آرزو کو پورا کرکے درخواست قبول فرمائی ہے۔ حضرت مولانا موصوف درس قرآن و حدیث مع مسئلہ ختم نبوت و حیات مسیح علیہ السلام مناظرانہ طرز پہ بیان فرمائیں گے۔ درس ۲ رجمادی الاولیٰ سے ۲ رجمادی الثانی تک یعنی ایک ماہ کا کورس ہوگا۔ لہٰذا علماء کرام و طلباء عظام سے پرزور اپیل ہے کہ اس کورس قرآن و حدیث میں داخل ہوکر اسلام دوستی کا ثبوت پیش کریں۔ داخل ہونے والوں کے لئے خوراک و رہائش قلم دوات کاغذ بذمہ مدرسہ ہوگی۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ تمام اطلاعیں بپتہ ذیل پہ آنی چاہئیں۔

احقر الناس تاج الدین خان بسمل نقشبندی
مہتمم جامعہ نقشبندیہ معارف القرآن احرار نگر پڈعیدن
ضلع نواب شاہ، ناظم عمومی جمعیۃ ضلعی نواب شاہ

(نوٹ) آنے والے حضرات سٹیشن پڈعیدن اتریں عیدگاہ احرار نگر یاد رکھیں۔

---

## جنڈانوالہ ضلع میانوالی میں

ترجمان اسلام شیخ نیوز ایجنسی سے حاصل کریں اس کے بغیر کسی کو پرچہ تقسیم کرنے کی اجازت نہیں۔

---

## آئندہ شمارہ
## شیخ الحدیث نمبر
## ہوگا

صفحات — ۲۴

قیمت — ۴۵ پیسے

**ایجنٹ حضرات**

**مطلوبہ تعداد سے جلد مطلع فرمائیں**

---

## حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلم

کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ مرض کا شدید دورہ ہوا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ افاقہ ہے۔ لیکن طبیعت کی بحالی میں کافی دن لگیں گے۔ حضرت مولانا نے جلسوں کے لئے جو تاریخیں دے رکھی ہیں تا صحت وہ جلسوں میں شریک نہیں ہوسکیں گے ان کے تمام پروگرام ملتوی سمجھیں اور ان کی صحت یابی کے لئے تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(خالد محمود مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم)

## جمعیۃ علماء اسلام کراچی کا دفتر لیاری میں منتقل ہوگیا

جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کا دفتر مدرسہ لیاری منتقل ہوگیا ہے۔ دفتر کے اوقات صبح آٹھ بجے سے ۱۰ بجے تک شام ۳ بجے سے ۷ بجے تک اتوار صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک روزانہ ہوں گے۔ دفتر میں جمعیۃ کی طرف سے ایک دارالمطالعہ بھی قائم کیا گیا ہے۔ جس میں ہر قسم کی مذہبی سیاسی کتابوں کے علاوہ اخبارات رسائل وغیرہ رکھے گئے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے جمعیۃ کے ارکان اور تمام مسلمانوں سے درخواست کی ہے کہ وہ اسلام کی سربلندی اور اس ملک میں اسلامی قوانین کو رائج کرنے کی جدوجہد برابر جاری رکھیں۔

(عبدالستار بروہی ناظم دفتر)

---

## تصحیح

گزشتہ شمارہ میں مولانا محمد اختر صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام لائلپور کے متعلق ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ جس میں مولانا کے متعلق لکھا تھا کہ ان کو ڈی سی صاحب کی عدالت میں طلب کیا گیا۔ دراصل وہ ڈی سی صاحب کی عدالت میں نہیں بلکہ اے ڈی سی صاحب کی عدالت میں طلب کیا گیا تھا۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

---

## بقیہ اسلامی مساوات

نہیں کرتا۔ وہ تقسیم غنیمت میں پنے کو ہم پر ترجیح نہیں
دیتا۔ وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا رتبہ رکھتا ہے۔
ادبیں ۔۔۔ (فتوح الشام ازدی صفحہ ۱۰۵)

### کالے اور گورے کا نزاع

آپؐ نے اس تمیز کی بھی اپنے خطبے میں تنسیخ فرما دی اور
جاہل قوم آج بھی ریڈ انڈین نسل کو مٹانے کی کوشش میں مصروف
ہے۔ کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی
فضیلت نہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مقدسہ
آپ کے سامنے ہے۔

### عربی و عجمی کا امتیاز

اس امتیاز کو بھی اسلام نے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ فرمایا۔
"کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی
فضیلت نہیں۔"

### ذات پات کی تمیز

دورِ جہالت میں یہ مرض بدرجہ اتم موجود تھا اور آج بھی
ہندوؤں میں پایا جاتا ہے لیکن اسلام نے اسے ناپسند فرمایا اور
حسب نسب فخر کی تردید کی۔

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر
و انثی و جعلنکم شعوبا و قبائل
لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ
اتقکم (الحجرات)

اے انسانو! ہم نے تم کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا
کیا اور پھر تمہیں مختلف گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا تاکہ ایک
دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں بہتر وہی لوگ
ہیں جو زیادہ تقوے شعار ہیں۔ (ابوالکلامؒ)

### صنفِ نازک سے متعلق مذموم تصورات

اسلام سے قبل صنفِ نازک کے مرتبہ و مقام اور حقوق و
مراعات کی پامالی سرفہرست تھی۔ اس سے سنگدلانہ اور وحشیانہ
سلوک کیا جاتا تھا۔ عورت کی اصل کو مرد سے علیحدہ سمجھا جاتا تھا۔ اگر
خاوند طلاق دے دیتا تو جب بھی عورت کو قبضہ میں رکھ سکتا تھا۔
والد کی وفات کے بعد بڑا بیٹا سوتیلی والدہ کا خاوند بن جاتا تھا۔
یا مہر وصول کر کے چھوٹے بھائی یا کسی دوسرے کے ساتھ نکاح
کر دیتا۔ یتیم بچیوں کے مال کو غصب کرنے کے لیے متولی اپنے
ہی حبالۂ عقد میں لڑکی کو باندھ لیتا یا زندہ درگور کر دیتا تھا۔
جانوروں سے بدتر عورت کی ذات تھی۔ عرب سے باہر بعض
اقوام میں بہن سے نکاح جائز تھا۔
لیکن اسلام صنفِ نازک کے مرتبہ و مقام اور حقوق و
مراعات کا ایک انقلاب آفریں اعلان تھا جس نے عورت
اور مرد کے درمیان عدل و مساوات کی تعلیم دی۔ مرد و زن
کی اصل کے ایک ہونے کا درس دیا اور کہا کہ عورت مرد کی مملوکہ
نہیں۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ان رشتوں کا تعین کر دیا جن سے نکاح
جائز ہے۔

لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی ممانعت فرمائی۔ یتیم بچیوں
کے متولیوں کو متنبہ کیا کہ وہ مال کی ہوس میں انصاف کو نظر انداز
نہ کریں۔ عورتوں کو اسلام نے وراثت میں بھی شریک کیا۔

القصہ عورت سے متعلق جتنے بھی مذموم تصورات تھے،
اسلام نے ان کی بیخ کنی کی ہے بلکہ ایک سورۃ کا نام ہی سورۃ
النساء یعنی عورتوں کی سورت رکھ دیا۔ سورۃ النساء کا محور
صنفِ لطیف کی دادرسی ہے۔ یہ سورت بے کس اور غم زدہ عورت
کی انیس و غم گسار بن کر آئی اور مونس و دمساز ہو کر رہی۔

اَتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کا رد

جیسا کہ ابتدا میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ بادشاہوں اور مختلف
قبیلوں کے امرا و سلاطین نے اپنی حکومت کو قائم رکھنے کے
لیے یہ دعاوی کیے تھے۔ لیکن اسلام نے اس پراسرار طلسم کو
بھی توڑ دیا اور فرمایا۔

تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم
الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا
ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ

آؤ! ایک بات جو اصولاً و عقلاً ہم میں تم میں متفق علیہ
ہے۔ اس کو عملاً بھی تسلیم کر لیں یعنی خدا کے سوا کسی کی پرستش
نہ کریں۔ نہ اس کی خدائی میں کسی کو شریک ٹھیرائیں اور نہ ہم
خدا کے سوا ایک دوسرے کو اپنا خداوند آقا بنائیں۔ (ابوالکلامؒ)
یہ اسلامی مساوات کے چند خدوخال تھے۔ ان مختصر
اوراق میں اتنی ہی جھلک دکھائی جا سکتی تھی۔ امید ہے کہ قارئین
کرام سمجھ گئے ہوں گے کہ اسلام نے جو مساوات قائم کی ہے۔ اس
کی مثال کرۂ ارض پر کہیں بھی نہیں ملتی

وما علینا الا البلاغ

---

# دو ایمان افروز واقعے

ابن الانور سید ازہر شاہ صاحب قیصر

### [illegible]

امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فتنۂ خلق قرآن کے
سلسلے میں گرفتار ہوئے۔ امیر وقت اس فتنہ انگیز عقیدہ کی
پشت پناہی کرتا تھا۔ اور اس عقیدہ کے انکار کا مطلب تھا،
سلطنت کی عظیم طاقتوں سے مقابلہ۔ امیر المومنین کے حاکمانہ
اختیارات کو چیلنج، دار و رسن اور طوق و سلاسل کی غم ناک
زندگی کو دعوت۔ اسیری و گرفتاری کے شدائد و مصائب
کا خیر مقدم اور اپنی پوری زندگی کو آزمائش و امتحان کی بھرپور
بھٹی میں ڈال دینا اور اس طرح ڈال دینا کہ ڈالنے والے
کو یہ بھٹی سرتاسر تختۂ گل، صحنِ چمن، وادیٔ بہار اور رنگ
و نکہت کا جمال افروز منظر معلوم ہو۔
احمد بن حنبلؒ پابجولاں جب قید خانہ کی طرف چلے
تو ملک کے ایک مشہور اور خوفناک ڈاکو سامنے آیا جس
کے جرائم کی فہرست بہت طویل اور سزاؤں کی تعداد غیر
معمولی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنا ٹوٹا ہوا ہاتھ امام صاحب
کو دکھایا اور کہا کہ

"میں نے گناہ جرم اور معصیت کے رشتے
کو ان سزاؤں کے باوجود نہیں چھوڑا۔ تم حق
کی حمایت اور سچائی کی حفاظت کے لیے آگے
بڑھ رہے ہو۔ دیکھو! ایسا نہ ہو کہ قدم ڈگمگا
جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ حمایت حق کا حق نہ ادا کر
سکو۔ ایسا نہ ہو کہ طبیعت کی کمزوری اور مصلحت
اندیشی تمہارے علم و فضل کے فرض منصبی پر
غالب آجائے۔"

امامؒ نے اپنی مدت اسارت اور ایام مصیبت میں
ڈاکو کی نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھا۔ ان پر تکلیفوں اور اذیتوں
کی انتہا کر دی گئی۔ مار پیٹ، بھوک، پیاس، تنہائی اور
بے کسی مدت تک ان کی ساتھی بنی رہی مگر صبر و استقامت
کے اس پہاڑ کو ذرا بھی لغزش نہیں ہوئی۔

### عالمانہ استغنا

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ
اس دورِ آخر میں نمونۂ سلف اور اپنے علم و کمال کے لحاظ
سے فخرِ خلف تھے۔ چاہتے تو اپنے اثر و رسوخ سے زر
و مال کے ڈھیر کے ڈھیر جمع کر لیتے مگر دارالعلوم دیوبند
میں معمولی مشاہرہ پر حدیث اور علوم دینیہ کی خدمت میں
ساری عمر گزار دی۔
نظام حیدر آباد نے بڑی کوشش سے ایک دفعہ
آپ کو اپنے یہاں بلایا۔ بجبر و اکراہ نظام کے یہاں گئے۔
خود نظام سے بھی گفتگو اپنے عالمانہ وقار اور صوفیانہ
استغنا کے ساتھ کی۔ نظام کے یہاں سے واپسی پر ایک
اخبار نے حضرت علامہ اور نظام حیدر آباد کی ملاقات کی خبر
شائع کی۔ خبر کی سرخی یہ تھی:۔
"حضرت علامہ انور شاہ حضور نظام کی بارگاہِ
خسروی میں"
اتفاقاً یہ اخبار حضرت مرحوم کی نظر سے بھی گزرا۔ آپ
نے اخبار کے ایڈیٹر کو بلا کر فرمایا کہ اس ملاقات کی خبر کی اشاعت
کی کیا ضرورت تھی اور اگر خبر شائع ہی کی تھی تو یہ عنوان کیا کہ:۔
"حضرت علامہ انور شاہ حضور نظام کی بارگاہِ
خسروی میں"
میاں سیدھی بات لکھنی تھی کہ:۔
"انور شاہ اور نظام حیدر آباد کی ملاقات"
یہ علم صحیح اور عمل صالح کا اثر ہے۔ یہ دونوں نعمتیں
جب قدرت کی سخاوت سے کسی کو مل جاتی ہیں تو اس کے لیے
مال و دولت کے انباروں، رئیسوں کی تجوریوں اور شاہی
خزانوں میں کیا کشش رہ جاتی ہے۔

সাপ্তাহিক
তরজুমানে ইসলাম
লাহোর
WEEKLY
TARJUMANE ISLAM
LAHORE

قرآن کی روشنی میں

# جمعیت علماء اسلام کی دعوت

قاری محمد شریف صاحب قصوری فاضل دارالعلوم عثمانیہ راولپنڈی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ○

اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے طور پر اور نہ پیچھے لگو شیطان کے قدموں کے بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

○

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے

○

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○

اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو تم مگر اسلام کی حالت میں۔

○

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ○

اے ایمان والو! کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں دی ہیں اور شکر کرو اللہ تعالیٰ کا اگر تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو۔

○

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ

اے ایمان والو! نہ کھاؤ تم اپنے مالوں کو آپس میں ناحق مگر اس صورت میں کہ تجارت ہو باہمی رضامندی سے۔

○

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ

اور چھوڑ دو ظاہری اور باطنی گناہ کو۔

○

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○

بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے انصاف کا اور نیکی کا اور رشتہ داروں کو دینے کا اور روکتا ہے بے حیائی سے، منکرات سے اور بغاوت سے تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

# ترجمان اسلام

لاہور

پاکستان

العلماء ورثۃ الانبیاء

مسئلہ خلافت وحکومت کی تحقیق وتوضیح اور مودودی صاحب کے صحابہ کرامؓ پر

از علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی

# بے بنیاد و رکیک الزامات کا مدلل جواب

عن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رایت عمودا من نور خرج من تحت راسی ساطعا حتی استقر بالشام (مشکوٰۃ ص۵۱۳)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا، میں نے اپنے سر کے نیچے نور کا ایک عمود (ستون) بلند ہوتے دیکھا جو چڑھتے اور بڑھتے ہوئے شام میں جاکر ٹھیرا (تو یہ نور خلافۂ اسلام وحکومت اسلامی کا ہے)

عن الدرداء قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تعالیٰ یقول انا الله لا اله الا انا مالک الملوک وملک الملوک قلوب الملوک فی یدی الخ (مشکوٰۃ ص۳۲۳)

حضرت ابوالدرداءؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں تمام ملوک وشاہوں کا مالک ہوں اور تمام ملوک کا ملک وبادشاہ ہوں اور تمام ملوک کے دل میرے قبضہ میں ہیں۔

جس طرح اس حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ملک الملوک فرمایا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کی سورہ فاتحہ میں قراءۃ متواترہ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ دونوں طرح ہے یعنی "یوم دین" قیامت کا ملک وبادشاہ اللہ تعالیٰ ہے۔

تو مذکورہ بالا آیات واحادیث سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ لفظ "ملک" یا لفظ ملوک" و "ملک" کے کسی پر اطلاق کرنے سے ہرگز ہرگز یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کی حکومت خلاف اسلام یا غیر دینی حکومت ہے کیونکہ لفظ "ملک" و "خلیفہ" کا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام تک پر اطلاق کیے گئے ہیں۔ داؤد علیہ السلام کے متعلق ہے۔

قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ

داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ملک داؤد علیہ السلام کو دے دیا۔

اور دوسری جگہ قرآن مجید میں فرمایا:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً

اے داؤد علیہ السلام ہم نے تجھے خلیفہ بنایا۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا:

يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ

اے قوم اللہ تعالیٰ کی نعمت جو تم پر ہوئی اس کو یاد کرو جب کہ تم

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّ اٰتٰكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ

میں انبیاء علیہم السلام بنائے اور ایسی ایسی چیزیں جو دوسروں کو نہ دیں۔

اور حدیث شریف میں صاف گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل کی سیاست وحکومت انبیاء علیہم السلام کرتے تھے تو انہی انبیاء علیہم السلام کو "ملوک" فرمایا گیا ہے۔

مذکورہ بالا احادیث میں جس طرح تیس سالہ خلافت کے بعد ملک ہو جانے کی خبر دی گئی ہے۔ اسی طرح بارہ خلفاء قریش کی بھی خبر دی گئی ہے جن کے دور میں اسلام غالب وباعزت ہوگا۔ نیز بہت سے کثیر خلفاء کے ہونے کی بھی خبر دی گئی ہے جو کہ امت مسلمہ میں انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی طرح سیاست وحکومت پر قابض ومتصرف ہوں گے۔

اسی طرح خلافت ورحمت کے بعد سلطان ورحمت اور ملک ورحمت کی بھی خبر دی گئی ہے اور میزان وترازو والی حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ حضرت سیدنا عثمانؓ تک تو خلافتِ نبوت ہوگی، پھر ملک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا دے گا تو کیا اس حدیث کی وجہ سے کوئی شخص حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو غیر دینی ملوکیت کہنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دورِ حکومت بھی اسی ملک میں ہے کیا ان پر بھی لفظ "ملک" کے اطلاق سے غیر دینی ملوکیت کہی جائے گی اور چونکہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو بھی انتخابی شوریٰ کے ذریعہ حکومت نہیں ملی بلکہ سلیمان بن عبدالملک نے ان کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیا جس سے وہ تختِ حکومت پر متمکن ہوئے اور یہ بات تو سراسر غلط ہے کہ ان کی خلافت انتخابی یا شورائی تھی۔ اگرچہ انھوں نے خلافت ملنے کے بعد ایک تقریر اس قسم کی فرمائی تھی مگر وہ تقریر محض دارالخلافہ کے چند لوگوں میں تھی جو ان کے اپنے خیر خواہ اور خاندان کے آدمی تھے اور پہلے سے انہی کو چاہتے تھے لیکن جس طرح آج کل کے جدید مجتہد حضرات خلافت وملوکیت کے امتیاز وفرق کے متعلق اسلامی جمہوریت اور انتخابی خلافت کے دعوے دار ہیں۔ اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ خود مستعفی ہو جاتے اور پھر اہل مدینہ، اہل مکہ، اہل شام، اہل عراق، اہل مصر وغیرہ کے ارباب حل وعقد کو جمع کر کے شوریٰ کے ذریعہ کسی خلیفہ کا انتخاب کراتے۔ جب وہ سب آپ کو یا دوسرے کو منتخب کرتے تب شورائی انتخابی خلافت بنتی۔ مگر ایسا تو نہیں کیا گیا اور پھر اس کے کچھ عرصہ بعد جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی ایک خارجی سے بحث ہوئی اور اس نے آخری سوال کیا کہ ایک عادل آدمی گوارا کر سکتا ہے کہ اس کا جانشین ایک ظالم ہو؟ جواب میں کہا کہ نہیں تو خارجی نے کہا، کیا آپ اپنے بعد یزید بن عبدالملک کے حوالے یہ خلافت کر جائیں گے؟ انھوں نے کہا اس کے لیے تو میرا پیش رو سلیمان بن عبدالملک ...... ولی عہدی کی بیعت لے چکا ہے اب

(باقی بر ص۱۵)

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

سرپرست :۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور
مرتب و انچارج :۔ حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲ | جمعہ ۶، رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹، ستمبر ۱۹۶۹ء ۔ قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۳۶

احمد حسین کمال

# نظریۂ پاکستان کا تحفظ

" نظریۂ پاکستان " سے مقصود اگر اسلام ہے ۔ خدا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام، صحابہ کرام و سلف صالحین کا اسلام، تو یقیناً بلاشبہ اس اسلام کو متعدد خطرات درپیش ہیں۔ اور اسے یہ خطرات تین اطراف سے پیش آرہے ہیں ۔

۱۔ مغربی سامراج اور اس کے حلیف گروہوں کی طرف سے جو اسلام کو ایک ایسی سیاسی شکل میں ڈھال دینا چاہتے ہیں، جس کے نتیجہ میں اسلام، مغربی طرز جمہوریت کی کاپی بن جائے ،

۲ ۔ ان چھوٹے چھوٹے گروہوں کی طرف سے جن کی اپنی اپنی حلقہ بندیاں اسلام کے کسی بنیادی عقیدہ سے انحراف یعنی انکار سنت، انکار سلف، انکار ختم نبوت وغیرہ پر قائم ہیں۔

۳ ۔ ان اشتراکیت پسند رجحانات کی طرف سے جن کا تقاضا تنہا مادیت کو معاشرہ کی اساس بنانا ہے ۔

ان میں سے اول الذکر دونوں قسم کے خطرات کافی عرصہ سے امت مسلمہ پر مسلط ہیں، اور ملت اسلامیہ قدم قدم ان دونوں قسم کے خطرات سے دوچار ہوتی چلی آرہی ہے ۔

تیسرا خطرہ اس گھات میں ہے کہ کب مسلمان قوم کی قوت مقاومت مذکورہ بالا دونوں خطرات کے سامنے ماند پڑتی ہے تاکہ اس کے ردعمل سے وہ اپنے نفوذ و گمراہی کا راستہ ہموار کر سکے ۔ اگر مسلمان قوم ان ہر دو خطرات سے نجات حاصل کرنے میں ناکام ہوجاتی ہے ۔ اور خدانخواستہ مغربی سامراجیت اسلام کے نام سے اپنے پیر مضبوطی کے ساتھ جما لیتی ہے یا چھوٹے چھوٹے محدود گروہ اپنے نظریات کا دباؤ مسلمان عوام پر جاری کرتے چلے جاتے ہیں تو اس کا نتیجہ سوائے اشتراکیت کے غلبہ یا مکمل قومی و ملی انتشار کے، اور کچھ نہیں نکل سکتا ۔

ان خطرات سے محفوظ رہنے اور نہ صرف بچنے بلکہ ان پر مکمل قابو پاکر اسلام کو غالب لانے اور پاکستان کو مستحکم بنانے کا طریقہ کیا ہوسکتا ہے ؟ اس سوال پر غور کرنا نہایت ضروری ہے ۔

مغربی سامراجیت، محدود گروہیت اور لادینی اشتراکیت سے نمٹنے کی موثر تدابیر معلوم کرنے کے لئے ہمیں برصغیر میں ماضی قریب کی اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور یہ کھوج نکالنا چاہیئے کہ وہ اصل طاقت کیا ہے ۔ جس نے ابھی تک ہماری " اسلامیت " کا تحفظ کیا ہے ۔ ہر چند کہ ہمارا ملی زوال

(باقی صفحہ ۴ پر)

احمد حسین کمال

# ۶، ستمبر ۱۹۶۵ء کا یادگار دن

پاکستان کی تاریخ میں ۶، ستمبر ۱۹۶۵ء کا دن ایک ایسی آزمائش بن کر آیا تھا۔ جس نے ملت پاکستان کو موت و حیات کا چیلنج دیا تھا۔

اس دن کے آتے ہی اس ملت کو یہ ثابت کرنا پڑا کہ اس کے ثبات و قیام کی حقیقت و حیثیت کیا ہے ۔

یہ ہی وہ دن تھا، جب تمام دنیا کو معلوم ہوا کہ پاکستان کا وجود ایک ناقابل انکار حقیقت ہے

اور اسی دن دنیا نے یہ جانا کہ مسلمان نام کی قوم اپنے ملی وجود اور اپنی مذہبی حیثیت کو کتنی عظیم قربانیاں دے کر قائم و باقی رکھنے کا حوصلہ رکھتی ہے ۔

اسی دن اہل پاکستان پر بھی یہ حقیقت روشن ہوئی کہ پاکستان کی اصل طاقت یہاں کے وہ مسلمان عوام ہیں جنہیں کسانوں، مزدوروں اور محنت کاروں کا جاہل و پسماندہ طبقہ سمجھا جاتا رہا ہے۔

یہ ہی عوام ۶، ستمبر کو اپنے سروں پر کفن باندھے اپنے ملک، اپنی ملت اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے میدان کارزار میں نکل پڑے تھے۔ ان عوام ۔ نے دن اور رات کا امتیاز ختم کر کے ہر گوشہ میں دفاع ملت کا کارنامہ سرانجام دیا۔

یہ عوام محاذ جنگ پر لڑنے والی اپنی بہادر افواج کے پیچھے گاؤں، گاؤں، شہر شہر اور قریہ قریہ مقامی مورچے قائم کر کے تیار کھڑے ہوگئے ۔

ان عوام نے اپنے گھروں کی تمام پونجی اور اثاثہ نکال کر قومی دفاع کے لئے پیش کر دیا۔

محاذ جنگ پر لڑنے والی بہادر افواج کی معاونت میں پچھلی صفوں پر رضاکارانہ کام کرتے رہے۔

اور اس دن یہ بھی ثابت ہو گیا تھا کہ عوام کی صفوں میں پاکستان کا کوئی غدار موجود نہیں ہے ۔

اس دن ماضی کے تمام اختلافات ختم ہوگئے تھے ۔ اس دن اپنے لہو کا نذرانہ لے کر لیگی، احراری، جمعیتی، سنی، شیعہ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث سب ہی مادر وطن اور ملت اسلامیہ کی حفاظت کے لئے آگے آگئے تھے ۔

ایک ایسی بنیان مرصوص شمال سے جنوب تک کھڑی ہو گئی تھی، جسے جنبش تک دینا دشمن کے لئے ناممکن ہو گیا تھا یقیناً مسلمان عوام کی طرف سے یہ سرفروشانہ کردار پاکستان

اور نظریۂ پاکستان کے تحفظ کے لئے تھا۔
اور تیئیس دن کی مسلسل جدوجہد اور قربانیوں سے یہ

(باقی صفحہ ۵ پر)

احمد حسین کمال

# ہوچی منہہ کی وفات

شمالی ویت نام کے صدر ڈاکٹر ہوچی منہہ کی وفات جنوب مشرقی ایشیا کے حریت پسندوں کا بہت بڑا نقصان ہے۔

جس طرح مغربی سامراج کو مشرق وسطیٰ میں جمال عبدالناصر نے للکارا، اور دریائے فرات سے صحرائے الجزائر تک، حریت طلبی کی آگ لگا کر مشرق وسطیٰ و افریقہ کے محکوم عوام کو طلب آزادی کے لئے کھڑا کر دیا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر ہوچی منہہ نے جنوب مشرقی ایشیا میں آزادی کی لگن و تڑپ پیدا کی اور مسلسل جدوجہد کے ذریعہ فرانسیسی سامراج کو ہند چینی کے علاقہ سے نکل جانے پر مجبور کر دیا۔

اس وقت مغربی سامراج اسرائیل کے کندھے پر بندوق رکھ کر مشرق وسطیٰ کی جدوجہد کو ناکام بنانے پر تلا ہوا ہے اور اس کا مقابلہ جمال عبدالناصر اور اس کے رفقاء مردانہ وار کر رہے ہیں۔ اسی طرح جنوبی ویت نام کی کٹھ پتلی حکومت کی آڑ لیکر یہ ہی امریکی سامراج جنوب ایشیا سے آزادی کی تحریکوں کو مٹا دینا چاہتا ہے ۔ اور اس کا بھی نہایت دلیرانہ اور طویل مقابلہ ڈاکٹر ہوچی منہہ اور ان کے جان نثار ساتھی کر رہے ہیں یہ جدوجہد دونوں جگہ جاری ہے اور اب فیصلہ کن مرحلوں میں داخل ہوتی جارہی ہے۔

مشرق وسطیٰ میں صدر ناصر نے اور ویت نام میں ڈاکٹر ہوچی منہہ نے آزادی کی جدوجہد کو عوامی جدوجہد میں تبدیل کر دیا ہے ۔ اسی لئے اگرچہ ذاتی طور پر ہوچی منہہ کی وفات ایک زبردست نقصان ہے۔ لیکن عوامی جدوجہد اس سے متاثر ہونے والی نہیں۔ یہ اس وقت تک جاری رہے گی۔ جب تک مغربی سامراج کا استیصال نہیں ہو جاتا۔

مشرق وسطیٰ میں بھی اس جدوجہد کا خاتمہ نہیں ہو سکتا اس کے لئے اب عراق سے لیبیا و الجزائر تک کے عوام حرکت و عمل میں آچکے ہیں۔

جنوب مشرق کی تاریخ آزادی سے ڈاکٹر احمد سوئیکارنو اور ڈاکٹر ہوچی منہہ کا نام محو نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح مشرق وسطیٰ کی تاریخ آزادی سے جمال عبدالناصر کا نام نہیں مٹایا جاسکتا۔ ورنہ "موت" سے کس کو رستگاری ہے "!

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

## بقیہ:— نظریہ پاکستان کا تحفظ

دو صدیوں سے اوپر تک کا عرصہ گذر چکا ہے۔ وہی طاقت آج بھی اسلام کا تحفظ کر سکتی ہے۔

برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں اسلام کی سربلندی کے لئے کشمکش کا آغاز حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے وقت سے ہوا۔ اور اسے ایک انقلابی قوت و تحریک کا درجہ شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ نے دیا۔

ان ہر دو بزرگ ترین افراد نے "اعلاء دین" کے لئے بادشاہ اور امراء، رؤسا پر تکیہ کرنے کے بجائے علماء دین کو اپنے ساتھ لیا اور براہ راست عوام کو یہ دعوتِ اصلاح و انقلاب دی۔

اٹھارویں صدی عیسوی کے آخر میں برصغیر کے اندر مسلمانوں کا سیاسی زوال انتہا کو پہنچ رہا تھا۔ خواص اور امراء اپنے مفادات کے تحفظ میں مشغول تھے۔ اور اسلام و ملت اسلامیہ کے عمومی مفادات سے بے پرواہ ہو کر وہ صرف اپنے شخصی مفادات کے حصول میں لگے ہوئے تھے۔

مسلمانوں کے مقابلہ میں تین طاقتیں اپنی اپنی جگہ منظم ہو کر پورے ہندوستان پر چھا جانے کی تگ و دو میں مصروف تھیں۔

انگریز جو مشرق سے جنوب تک اپنی عملداری پھیلا چکے تھے۔

مرہٹے جو جنوب اور وسط ہند سے شمال کی طرف بڑھ رہے تھے۔

سکھ جن کی جولانگاہ شمالی ہند بنا ہوا تھا۔

مرہٹوں کا استیصال جب احمد شاہ ابدالی نے دہلی پہنچ کر دیا، تو اس خلا کا سارا فائدہ انگریزوں نے اٹھایا۔ دہلی کی مسلم سلطنت بالکل کمزور پڑ گئی اور شمالی ہند پر ہزارہ تک سکھ غالب آ گئے۔

اس نازک مرحلہ پر مسلمان امیروں اور رئیسوں نے تو اپنی امارتوں اور ریاستوں کے تحفظ کے لئے سکھوں اور انگریزوں کے ساتھ روابط بڑھانے شروع کر دیئے اور ان کی آقائیت کو تسلیم کرنے پر رضامند ہونے لگے۔

لیکن مسلمان عوام دکن میں سلطان فتح علی ٹیپو شہید کے جھنڈے تلے انگریز کی طاقت سے ٹکر لینے کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

اور مشرقی ہند بنگال میں علماء کی زیر قیادت ایک عوامی تحریک کی داغ بیل پڑنے لگی۔

اسی طرح ادھر سے شمالی ہند تک علماء کی ہی رہنمائی میں ایک اور ہمہ گیر جہاد کی تحریک مسلمان عوام کی جوق در جوق شمولیت کے ساتھ منظم ہونے لگی۔

۱۷۸۰ء سے ۱۸۴۰ء تک کی ساٹھ سالہ مدت میں اسلام کے تحفظ و بقا کے لئے دکن میں، سرحد میں اور بنگال میں خالص مسلمان عوام پر مشتمل تین تحریکوں نے بھرپور حصہ لیا۔

دکن میں سلطان ٹیپو نے اس کی قیادت کی اور جام شہادت نوش کیا۔

سرحد میں سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا اسمٰعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ کی رہنمائی میں علم جہاد بلند کیا گیا، اور شہادت کے درجاتِ عظیم حاصل کئے گئے۔

بنگال میں مولانا شریعت اللہ اور نثار میاں کی قیادت میں تکبیر حق بلند ہوئی۔ اور تختۂ دار پر سنت شہادت کی رسم ادا کر گئی۔

ان تینوں تحریکوں میں علماء اور مسلمان عوام ہی پیش پیش نظر آتے ہیں اور ان کا خون ہی پانی کی طرح بہہ کر اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرتا نظر آتا ہے۔

پھر ۱۸۵۷ء کی ہمہ گیر جدوجہد آزادی کا مرحلہ آتا ہے اور اس موقع پر بھی ہزارہا علماء دین اور لاکھوں عوام سروں سے کفن باندھ کر نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اپنے خون سے آزادی کی تاریخ لکھ کر سرخرو ہو جاتے ہیں۔

اس طرح سو سالہ کی منظم اور عوامی جدوجہد میں ایک طرف علماء دین اور مسلمان عوام ہیں جو ہر نازک مرحلہ پر اسلام کے دشمنوں سے نبرد آزما ہو رہے ہیں۔

اور دوسری طرف امراء، رؤسا اور دولت مند افراد کا طبقہ ہے۔ جو جوڑ توڑ میں مصروف ہے۔ مسلمان دشمن قوتوں سے سازباز کر رہا ہے۔ اور اپنے مفادات کے تحفظ کے مقصد پر اس کی دوستی و دشمنی کی اساس ہے۔

۱۸۵۷ء کے بعد جبکہ پورے برصغیر پر انگریزوں کا تسلط قائم ہو جاتا ہے تو دین کے تحفظ اور حصول آزادی کی جدوجہد کے لئے پھر علماء اور مسلمان عوام ہی سامنے آتے ہیں وہ جگہ جگہ دینی مکاتب و مدارس قائم کر کے علوم دین ارکانِ اسلام اور تہذیب مسلم کے تحفظ کا سامان کرتے ہیں۔

اور ساتھ ہی انگریزوں کی حاکمیت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مختلف ظاہر و خفیہ تدبیروں میں مشغول رہتے ہیں جبکہ امراء و رؤسا کا گروہ "سر" اور "خان بہادر" کے خطابات انگریزوں سے حاصل کرنے اور مختلف مراعات کے حصول کے لئے علانیہ برطانوی حکومت کا پشت پناہ و یار وفادار بن جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب ترکی پر انگریز اور مغربی طاقتیں تسلط جما لیتے ہیں اور حرمین شریفین تک اپنا اثر و نفوذ قائم کر لیتے ہیں تو اس وقت بھی علماء اور مسلمان عوام ہی میدان عمل میں کود تے ہیں اور عوامی احتجاجات کی تحریکوں کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ تحریک خلافت اور تحریک ہجرت میں بھی یہی لوگ پیش پیش ہوتے ہیں۔

تحریک آزادی اور تحریک پاکستان دونوں میں یا علماء ہیں یا مسلمان عوام۔ امراء اور خواص کا طبقہ آخر تک انگریزی حکومت کا دوست و حامی بنا رہا تا آنکہ آزادی اور قیام پاکستان کا امکان صاف صاف نظر آنے لگا۔ تو پھر یہ طبقہ پیشقدمی کر کے آزادی اور پاکستان دونوں کا مالک بن گیا۔

حصول آزادی اور قیام پاکستان کے بعد خواص اور امراء کے طبقہ نے پاکستان کے بندوبست پر اپنا تسلط جما لیا۔ ہر طرح کے حیلوں سے علماء اور مسلمان عوام کو سیاست و معیشت کے معاملات سے کلیتہً دور رکھا۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ نہ صرف ملک مغربی طاقتوں اور غیر اسلامی نظریات کا آماجگاہ بن گیا بلکہ اسلام میں تحریف کے فتنے سر اٹھانے لگے۔ ملحد گروہ اپنے اثر و غلبہ کو بڑھانے لگے۔ ملک میں مغربی سامراج کا نفوذ بڑھتا چلا گیا اور اس کے ردعمل میں اشتراکیت کی صدائیں سنائی دینے لگیں۔

امراء اور خواص کا وہی طبقہ جو برطانوی دور حکومت میں برطانیہ کا دوست، وفادار اور حامی تھا۔ اب پاکستان کی سیاست، اقتدار اور معیشت کا بھی مالک بن گیا اور پاکستان کے اقتصادی و معاشی وسائل پر اس طرح قابض ہو گیا کہ زرعی زمینیں، صنعتیں، تجارت وغیرہ سب کچھ بالواسطہ اور بلاواسطہ اس کے قبضہ و تصرف میں آ گئے۔ اور انجام کار بجائے اسلامی و عوامی نظام کے ملک پر آمریت کی گرفت قائم ہو گئی۔

پس ماضی و حال کی تاریخ کا یہ تجزیہ اور مطالعہ واضح کر دیتا ہے کہ اس سرزمین پر اسلام کو باقی و قائم رکھنے والی طاقت ......... علماء حق اور مسلمان عوام کی ہے۔

اس طاقت نے ہی اس وقت مل کر مقابلہ کیا۔ جب مرہٹے سکھ اور انگریز مسلمان سلطنت کو پامال کر کے اپنا اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتے تھے۔

اس طاقت نے ہی مل کر حصول آزادی اور اعلاء اسلام کے لئے متعدد جہاد کی تحریکیں برپا کیں۔

اس طاقت نے ہی مل کر حصول آزادی اور قیام پاکستان کے لئے سعی و کاوش کی۔

پاکستان میں بھی اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ یہ ہی طاقت کرتی رہی۔

اور گذشتہ سال دس سالہ آمریت کو شکست فاش دینے والی بھی یہ ہی طاقت تھی۔

اس لئے اس ملک میں اسلام اور نظریۂ پاکستان کا تحفظ اگر کیا جا سکتا ہے تو صرف علماء اور مسلمان عوام کی طاقت کو مستحکم بنا کر ہی کیا جا سکتا ہے۔

مسلمان عوام ہی آج بھی پاکستان کی حفاظت اور اسلام کے تحفظ کا سرفروشانہ جذبہ رکھتے ہیں اور اپنی جان نثاریوں سے ملک و ملت اور دین و مذہب کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

یہ مسلمان عوام جو ملک کی گیارہ کروڑ آبادی ہے سرحدی محاذ سے لے کر مشینوں کے سایہ اور کھیتوں کی مٹیروں تلے اب بھی تعمیر و تحفظ وطن کی عظیم خدمت میں مشغول ہیں۔ لیکن ان کی خدمات کو چند مٹھی بھر خواص جس طرح چاہتے ہیں سبوتاژ کر دیتے ہیں اور پاکستان و اسلام کے لئے خطرات پیدا کرتے رہتے ہیں۔

چنانچہ ان تمام خطروں اور اندیشوں کا کارگر علاج یہ ہے کہ پاکستان کے مسلمان عوام یعنی کسانوں، مزدوروں اور کارکن افراد کے ہاتھوں میں ملک کی زمام اقتدار دے دی جائے۔

اسلام، پاکستان اور جمہوریت تینوں کے تحفظ و استحکام کا یہ ہی تقاضا ہے۔

اس کا نام قطعی طبقاتی تقسیم اور نمائندگی نہیں ہے یہ ملک کی غالب ترین اکثریت جو ۹۹ فیصد ہے۔ اس کا اسلامی سیاسی، جمہوری اور اخلاقی حق ہے۔ مزدور، کاشتکار، غریب اور متوسط الحال مسلمان عوام ان خواص سے کہیں زیادہ بہتر طور پر اپنے ملک کی خدمت کر سکتے ہیں اور نظام حکومت چلانے کا سب سے زیادہ جمہوری و اسلامی استحقاق رکھتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۵ پر)

یہی طبقہ علماء حق کی رہنمائی کو دل سے قبول کرنے والا ہے اور صرف اسی طرح نظریۂ پاکستان کا تحفظ ہو سکتا ہے۔ اگر اس راہ صحیح اسلام اور مسلمان ملت ہے۔

وہ جو لوگ نام تو نظریۂ پاکستان کا لیتے ہیں۔ لیکن اپنی سیاسی تخت سے علماء دین کو خارج کر دیتے ہیں۔ اور اپنے سیاسی نظام سے کسان، مزدور اور غریب مسلمان عوام کو علیحدہ رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ ہرگز نظریۂ پاکستان کے دعوے اور اسلامیت کے ادعا میں مخلص نہیں ہو سکتے بلکہ یہ لوگ لادینیت، سامراجیت اور اشتراکیت کے چھپے ہوئے مبلغ ہیں جو ملک کی سیاست سے اصل طاقت کو دور رکھ کر محلاتی سازشوں کو پروان چڑھنے کا موقعہ فراہم کرتے ہیں۔

ان سازشوں کے ذریعہ پہلے مرحلہ پر سامراجیت پھر لادینیت اور اس کے بعد اشتراکیت اپنا اپنا راستہ بناتی ہیں۔

چنانچہ اس کا ازالہ صرف ایسے عوامی، جمہوری نظام حکومت سے ہی ممکن ہے۔ جس میں مسلمان عوام، کسانوں اور مزدوروں کو ان کی آبادی کے تناسب سے نمائندگی حاصل ہو۔ اور ان کی دینی رہنمائی کے لئے علماء دین ان کے ساتھ ہوں۔

صرف اسی طرح ہی نظریہ پاکستان کا تحفظ کیا جا سکتا ہے

## بقیہ: ۔۔۔۔ ۶ ستمبر کا دن

ظاہر ہو گیا تھا کہ فکر و نظر کے ہزار اختلافات کے باوجود اپنے وطن اور اپنے ملی نظریہ کی حفاظت کے لئے سب ایک جان تھیں اس تحفظ کی راہ میں اس وقت نہ کوئی مذہبی اختلاف آڑے آیا اور نہ کسی ازم کی پسندیدگی و ناپسندیدگی سد راہ بنی۔

جب معاملہ مسلمان عوام کے ہاتھوں میں چلا جائے، تو پھر کوئی طاقت انہیں اپنے وطن اور اپنے دین کی عظمت کو قائم رکھنے سے روک نہیں سکتی۔

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کے دن نے یہ واضح کر دیا تھا کہ پاکستان کے بقاء اور قیام کا انحصار مسلمان عوام اور صرف عوام کے پیش پیش آجانے پر ہے۔

آج سیاسی اغراض کے بھیانک سایہ نے ملک کو جس خطرناک مرحلہ پر پہنچا دیا۔ اور مختلف گروہوں کی آویزش نے جو نازک صورت حال پیدا کر دی ہے۔ اس سے بھی نجات صرف اسی طرح حاصل کی جا سکتی ہے۔ کہ تمام معاملات کی باگ ڈور انہیں مسلمان عوام ۔ کسانوں، مزدوروں، محنت کاروں اور غریب و متوسط الحال عوام کے ہاتھوں میں دے دی جائے۔ جن کے بے مثال عزم و اتحاد اور ولولۂ ثبات نے ستمبر ۱۹۶۵ء میں دشمن کے بے پناہ حملوں اور بے شمار جنگی ساز و سامان کو شکست دے دی تھی

صرف مسلمان عوام ہی پاکستان اور نظریہ پاکستان کا تحفظ کر سکتے ہیں۔

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کا تاریخی دن ہمیں یہ سبق دیتا ہے۔ اس سبق سے چشم پوشی کرنا عوام کو نظر انداز کر دینا اور انہیں ان کی تعداد اور طاقت کے تناسب سے نظام سیاست و حکومت میں شامل نہ کرنا ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کے سبق کو فراموش کر دینا ہے اور پاکستان و نظریۂ پاکستان کو خطرات میں ڈال دینا ہے۔

---

احمد حسین کمال

# مودودی صاحب کی جماعت کا بے دینوں اور اشتراکیوں کے ساتھ اشتراک

روزنامہ "جنگ" کراچی کی اشاعت ۳ ستمبر ۱۹۶۹ء کے صفحہ اول پر "ون یونٹ سے عوام خوش نہیں ہیں۔ اسے جلد از جلد توڑ دیا جائے" کے عنوان سے ایک کانفرنس کی خبر شائع ہوئی ہے۔ جس کی صدارت شیخ عبدالمجید صاحب سندھی نے کی۔

کانفرنس سے خطاب کرنے والوں میں جی۔ ایم سید صاحب غلام محمد لغاری صاحب، حیدر بخش جتوئی صاحب اور میر رسول بخش صاحب تالپور بھی تھے، جن کے بارے میں مودودی صاحب کی جماعت اور ان کے حامیوں کا فتویٰ منکر اسلام، اشتراکیت نواز، روس و چین کے نظریاتی ایجنٹ اور وطن و ملت کے دشمن ہونے کا ہے۔ اور خود ون یونٹ توڑنے کا مطالبہ مودودی صاحب کے بعض جدید حامیوں کے نزدیک غداری سے کم درجہ نہیں رکھتا۔

لیکن اس کے باوجود اخبار کی اطلاع کے مطابق اس کانفرنس میں مذکورہ بالا تمام مبینہ بے دینوں، اشتراکیوں ملحدوں اور غداروں کے ساتھ ساتھ مودودی جماعت حلقہ سندھ کے امیر جان محمد صاحب عباسی۔ مودودی جماعت کراچی کے صابر حسین صاحب شرفی اور حیدر آباد وغیرہ مقامات کے مودودی جماعت کے ارکان و عہدہ داران نے بھی شرکت فرمائی، بلکہ حلقہ سندھ کے امیر نے صاف صاف تقریر کرتے ہوئے ون یونٹ کو توڑ دینے کا مطالبہ کیا اور کراچی کے صابر حسین شرفی صاحب نے بھی اس مطالبہ کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ اسے عوام پر زبردستی مسلط نہیں کیا جا سکتا۔

ظاہر ہے کہ مودودی جماعت کے یہ ذمہ دار عہدیداران اپنے مرکزی امیر اعلیٰ کی اجازت کے بغیر کانفرنس میں شامل نہیں ہو سکتے تھے اور نہ ان لوگوں کے ساتھ مل جل کر بیٹھ سکتے تھے جنہیں وہ ملحد، بے دین، اشتراکی اور وطن و ملت کے غدار قرار دیتے رہتے ہیں۔

اب اگر ایسا ہی معاملہ جمعیۃ علماء اسلام کے بارے میں پیش آجاتا۔ جی، ایم سید، عبدالمجید سندھی، حیدر بخش جتوئی غلام محمد لغاری وغیرہ میں سے کسی کے ساتھ جمعیۃ کا کوئی آدمی ملاقات کر لیتا۔ کسی ایسی کانفرنس میں شامل ہو جاتا جس کا مقصد ون یونٹ توڑنے کے مطالبہ کا ہوتا تو آپ دیکھتے کہ مودودی جماعت کے اخبارات و رسائل اور اس کے جدید و قدیم حامی اہل قلم، جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے اکابر کے خلاف کتنا زبردست شور برپا کرتے، واویلا مچاتے، اداریئے لکھتے اور اشتراکیت نوازی، الحاد پروری، وطن و ملت سے غداری کے کیسے کیسے افسانے تراش کر پھیلاتے۔

لیکن یہاں کوئی ایسی بات کہنے کی ضرورت لاحق نہیں ہے۔ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے افراد ایسے افراد سے ملیں تو عین اسلام۔ ان کے مطالبات کی موافقت کریں تو عین دین۔ اور اگر جمعیۃ علماء اسلام ایسے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے انہیں اپنے سے قریب کرے تو یہ کفر نوازی اور الحاد پروری بن جائے۔

اور جمعیۃ کے بڑے بڑے قدیم و جدید کرم فرما، قلم کے لمبے لمبے تیر و نشتر لے کر اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں عجیب ماجرا ہے کہ ان جغادری اہل قلم حضرات کے نزدیک اگر مفتی محمود صاحب گول میز کانفرنس میں اسلامی نکات کا مطالبہ پیش کریں تو یہ اسلام نہیں اور مودودی صاحب اس پر خاموشی اختیار فرماتے رہیں تو عین اسلام۔

اگر جمعیۃ کسانوں اور مزدوروں کی جماعتوں کو اسلام سے قریب تر رکھنے کے لئے انہیں اپنے ساتھ لے لے تو اسلام کے خلاف اور اشتراکیت دوستی کا ثبوت نیز تاشقند، سمرقند بخارا اور سنکیانگ کے مبینہ اشتراکی خطرات پیش آجانے کا سخت اندیشہ۔ لیکن اشتراکیوں کے اٹھائے ہوئے مطالبات ون یونٹ وغیرہ توڑنے کی مودودی جماعت کی طرف سے حمایت اور ان کے ساتھ ایسی کانفرنسوں میں شرکت عین اسلام کے مطابق۔

اس متضاد رویہ کو دیکھتے ہوئے کیا اب بھی یہ سمجھنا غلط ہوگا کہ جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے اکابر کے خلاف قلمی محاذ قائم کرنے کے پس پردہ کچھ اور ہی عوامل کار فرما ہیں۔

حیرت ہے کہ ۱۹۵۶ء کے دستور کی حمایت کرنے والے اب آبادی کی بنیاد پر نمائندگی اور ون یونٹ توڑنے کے مطالبہ کی حمایت تک آپہنچے ہیں اور ۵۶ء کے دستور میں ان ترمیموں پر رضامند ہیں۔ لیکن جمعیۃ علماء اسلام کا یہ مطالبہ کہ دستور میں ۲۲ اسلامی نکات کو شامل کیا جائے اور غیر مشروط تبدیلی مذہب کی آزادی کی دفعہ کو منسوخ کیا جائے۔ اس کے لئے نہ جماعت مودودی ہی آمادہ ہے اور نہ یہ ناقدین جمعیۃ ہی خامہ فرسائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

ون یونٹ کے خاتمہ اور دونوں صوبوں کی وحدات کے اختتام کے بعد ۵۶ء کے دستور کی تمام روح ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ۵۶ء دستور کی حمایت کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہے کہ ۲۲ اسلامی نکات اور آزادانہ تبدیلی مذہب کی تنسیخ سے دامن کو بچایا جائے۔

البتہ رائے عامہ کو گمراہ کرنے کے لئے اسلام، اسلام کا نعرہ بھی بلند کیا جاتا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام پر الزام تراشیاں بھی کی جاتی رہیں اور غیر اسلامی عناصر سے میل جول بھی بڑھایا جاتا رہے۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

دراصل غور کیجئے تو اس تمام کارروائی کے پیچھے دو مقاصد کارفرما ہیں۔ ایک یہ کہ اسلام اس صورت میں نافذ نہ ہو، جس صورت میں صحابہ کرام کے دور میں نافذ تھا اور جس کی تعبیر و وضاحت سلف صالحین کرتے چلے آرہے ہیں

دوسرے یہ کہ ملک میں سیاسی نظام کا ڈھانچہ اس طرح کا تشکیل نہ پا جائے، جس میں ملک کے غریب عوام، مزدور، کسان وغیرہ اپنی ۹۰ فیصد آبادی کے تناسب سے اقتدار میں حصہ دار بن سکتے ہیں۔

انہیں اپنا من مانا اسلام اور من مانی جمہوریت چاہیئے جس کا نمونہ سرمایہ دار اور اسلام دشمن ملکوں، برطانیہ و امریکہ میں پایا جاتا ہے۔ ایسا اسلام جس میں سب کچھ کرنے کی آزادی ہو، اور جسے تبدیل کرنے یا تحریف کرنے پر کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ اور ایسی جمہوریت جس میں ۴ ۔ ۵ سال بعد ہر بالغ کو ووٹ دینے کا حق تو حاصل رہے۔ لیکن اقتدار کی زمام کار ہمیشہ چند سربرآوردہ اہل سرمایہ افراد کے ہاتھوں میں رہے، ان کا مقصود ہے، اور اس کے لئے وہ اشتراکی و الحادی عناصر، علاقائی خود مختاری کے حامی افراد، ون یونٹ کے مخالف گروہوں اور بدنام زمانہ سیاست دانوں کے ساتھ مل بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا کانفرنس کے شرکاء کے ناموں کی فہرست میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ایک ہی سٹیج پر جی، ایم سید، غلام محمود لغاری حیدر بخش جتوئی، ایوب کھوڑو۔ زیڈ، اے کے لاری۔ رسول بخش تالپور وغیرہ کے ساتھ ساتھ جان محمد عباسی امیر جماعت مودودی سندھ۔ صابر حسین شرفی عہدہ دار جماعت مودودی کراچی وغیرہم کو دیکھا جا سکتا ہے ؎

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

---

احمد حسین کمال

# امریکہ کا اسلام کُش اور عرب دشمن رویہ

مسجد اقصیٰ میں آتش زدگی کے ذریعہ مسلمانان عالم کے قلوب کو چھلنی کر دینے کے بعد "امریکہ" نے اسرائیل کو "فینٹم" طیارے بھیجنا شروع کر دیئے، اور اس دھمکی و اعلان کے ساتھ بھلی کھیپ بھیجی گئی ہے کہ

"امریکہ نے اسرائیل کی حفاظت کا جو وعدہ کر رکھا ہے، امریکہ اس کی پابندی کرے گا، اور اس وقت تک اسرائیل کو فوجی ساز و سامان فراہم کرتا رہے گا۔ جب تک روس کی طرف سے عرب ملکوں کو فوجی ساز و سامان کی فراہمی جاری رہے گی"۔ (۸ ستمبر ۶۹ء کے اخبارات)

امریکہ کے اس اعلانیہ طرز عمل اور دھمکی کے بعد بھی اگر کسی کو یہ خوش فہمی ہے کہ اسرائیل کی پشت پناہی امریکی سامراج نہیں کر رہا تو یا تو وہ شخص عقل و دانش سے بالکل ہی کورا ہے یا پھر امریکی سامراج کے ساتھ اس کی وابستگی میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

مسجد اقصیٰ کی آتشزدگی کے سانحہ کے فوراً بعد اسرائیل کو "فینٹم" طیارے دینا اور مذکورہ بالا دھمکی کا اعلان کرنا نہ صرف عربوں کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کرنا ہے بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو پامال کر ڈالنے کا خطرناک اقدام ہے

امریکہ اور برطانیہ نے اول دن سے نوآزاد مسلمان ملکوں کے لئے ایسی مشکلات پیدا کر دی ہیں کہ وہ فوجی و اقتصادی اعتبار سے یا تو ان دونوں اسلام و عوام دشمن طاقتوں کے رحم و کرم پر جیئیں، یا پھر انقلابی طریقوں سے کام لے کر ان کے چنگل سے نجات حاصل کریں اور اپنے تحفظ کے لئے اشتراکی قوتوں کا سہارا لیں۔

امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ ترکی، سعودی عرب اور ایران کی قدیم و پائدار دوستی کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے کہ آج تک ان ملکوں میں ایسی صنعت قائم نہیں ہونے دی گئی۔ جو انہیں فوجی ساز و سامان کے سلسلے میں خود کفیل بنا دیتی۔ حتیٰ کہ ان ملکوں میں فولاد تک کا کارخانہ نہیں قائم ہونے دیا گیا۔ پاکستان کی اپنی مثال بھی اس المیہ کی ایک بین شہادت ہے کہ ۱۹۵۴ء سے لے کر ۱۹۶۵ء تک پاکستان امریکہ کے ساتھ فوجی معاہدہ میں بندھا رہا۔ لیکن پاکستان کو بھی فولاد کے کارخانہ اور فوجی ضرورت کا بھاری سامان تیار کرنے کی صنعت سے محروم رکھنے کی کوشش کی جاتی رہی

مسلمان ملکوں میں صرف مصر ہی ایک ایسا ملک ہے جس نے امریکی برطانوی حلقۂ اثر سے نکل کر فولاد کا ایک کارخانہ قائم کیا، اور تھوڑا بہت فضائی فوجی سامان تیار کرنے لگا۔

لیکن مقامی طور پر مسلمان ملک جن قریبی خطرات سے دوچار ہیں، اور آزادی حاصل ہونے کے بعد سالہا سال تک مغربی بلاک کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے فوجی ساز و سامان کی جس زبردست کمی اور اقتصادی پسماندگی کا شکار بن گئے ہیں۔ اس کی تلافی مصر کیا ابھی تو تمام مسلمان ممالک مل کر بھی نہیں کر سکتے۔

اسرائیل کو فوجی اعتبار سے ۱۹۲۰ء سے مسلح کیا جا رہا ہے اور انہیں اقتصادی اعتبار سے مضبوط تر بنایا جاتا رہا ہے۔ جبکہ عرب ملکوں کو ۱۹۵۲ء تک برطانیہ و فرانس کے فوجی تغلب و اثر میں رہنا پڑا۔

ظاہر ہے کہ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۵۳ء تک تینتیس سال کے طویل عرصہ کی تربیت و تیاری نے اسرائیل کو عرب دنیا کے مقابلہ میں فوجی اعتبار سے جتنا مضبوط و مستحکم بنا دیا اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تنہا مصر کی دس سالہ تیاریاں کیا کر سکتی تھیں جبکہ ۱۹۵۳ء کے بعد مزید ۱۴ سال تک امریکہ، برطانیہ، فرانس اور پورے مغربی بلاک کی طرف سے اسرائیل کو ہر طرح کا جنگی ساز و سامان مہیا کیا جاتا رہا۔ پورے یورپ و امریکہ کی فوجی تربیت گاہوں میں انہیں بڑی سے بڑی تربیت دی جاتی رہی۔

مزید برآں لیبیا سے عدن اور بحرین تک مصر و شام وغیرہ عرب ملکوں کے ہر چہار طرف جو چالیس سے زیادہ امریکہ و برطانیہ کے فوجی و ہوائی اڈے پھیلے ہوئے تھے، اور بحر روم میں امریکہ و برطانیہ کے دو سو سے زیادہ جنگی جہازوں پر مشتمل بحری بیڑے عرب ساحلوں کے قریب لنگر ڈالے کھڑے ہوئے تھے۔ یہ سب کے سب اسرائیل کی براہ راست اور بالواسطہ مدد و حفاظت پر مامور تھے۔ اور ابھی تک مامور ہیں۔

اس پر مستزاد امریکی برطانوی سازشوں کے وہ جال جو خلیج فارس سے نہر سویز کے آخری سرے تک عرب دنیا میں مصروف عمل رہے اور داخلی کشمکش برپا کرنے پر متعین کئے گئے تھے۔ اپنی سرگرمیوں سے نوآزاد عرب ریاستوں بالخصوص مغربی سامراج کے مخالف عرب ملکوں کے لئے ہمیشہ داخلی چیلنج کھڑے کرتے رہے۔

عرب سے باہر کے مسلمان ممالک جن میں پاکستان کی اہمیت سب سے زیادہ ہے کشمیر اور سرحدی معاملات میں بھارت کے خطرہ سے ہر وقت دوچار رکھا گیا۔

ان حالات کو پیدا کرنے کے بعد عرب و مسلمان ملکوں روس و چین سے مدد نہ لیں۔ جیسا کہ امریکہ نے اپنی اس تازہ ترین دھمکی میں عربوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"امریکہ اس وقت تک اسرائیل کو فوجی ساز و سامان فراہم کرتا رہے گا۔ جب تک روس کی طرف سے عرب ملکوں کو فوجی ساز و سامان کی فراہمی جاری رہے گی"۔

عربوں اور مسلمان ملکوں کی ان مشکلات اور بے بسی کو سامنے رکھیئے اور پھر ان عناصر کے رویہ پر غور کیجئے جو ان عرب ملکوں کے خلاف لعن و طعن برپا کرتے رہتے ہیں۔ جن عرب ملکوں نے امریکہ کی ان دھمکیوں کے علی الرغم اپنے اپنے ملکوں سے امریکی برطانوی غلبہ کا خاتمہ کیا۔ اپنی اقتصادیات کو ان دونوں سامراجی طاقتوں کے چنگل سے آزاد کرایا۔ اور اپنے دفاع کے لئے روس وغیرہ اشتراکی ملکوں سے سامان جنگ اور دوسری ضرورت کا سامان حاصل کیا۔

وہ لوگ جو منکر خدا سوشلسٹ روس و چین سے تعلقات منقطع کرنے کا عربوں کو مشورہ دیتے رہتے ہیں کیا خدا پرست امریکہ و برطانیہ سے یہ یقین دلا سکتے ہیں کہ ان کے ایسا کرتے ہی امریکہ و برطانیہ عرب سرزمین سے اسرائیل کی غاصبانہ حکومت ہٹا دیں گے۔ یا کم از کم ان عرب علاقوں سے اسرائیل کو ہٹنے پر مجبور کر دینگے جن پر اس نے گذشتہ بیس سال میں دھوکے، ظلم اور امریکہ و برطانیہ کی شہ و حمایت سے قبضہ جمایا ہے۔

اسی طرح پاکستان کے مقابلہ میں بھارت کو جارحانہ

(باقی صفحہ ۷ پر)

## بقیہ — امریکہ کا اسلام اور عرب دشمن رویہ

رویہ رکھنے اور کشمیر کو آزاد کرنے پر امریکہ و برطانیہ آمادہ کر دینگے یقیناً یہ لوگ امریکہ و برطانیہ سے ایسی کوئی یقین دہانی نہیں کرا سکتے۔ انہوں نے تو آج تک ان امریکی و برطانوی فوجی اڈوں کے خلاف اور عرب سرزمین سے نکلنے والے تیل پر ان ملکوں کے یہودی سرمایہ داروں کی اجارہ داری کے بارے میں آج تک کوئی کلمۂ احتجاج بلند نہیں کیا۔ حتیٰ کہ عرب دنیا کے حالات پر اپنی لمبی چوڑی تنقیدوں میں ہمیشہ اس امر پر پردہ ڈالا، کہ عرب سرزمین پر کہاں کہاں اور کتنے بڑے فوجی و ہوائی اڈے امریکہ و برطانیہ نے قائم کر رکھے ہیں اور عرب ملکوں کے تیل وغیرہ پر کون کون سی یہودی سرمایہ داروں کی کمپنیاں قابض ہیں۔ بلکہ جب لوگوں نے ان حقائق پر سے پردہ اٹھایا، انہیں مورد طعن بنا کر سوشلسٹ قرار دینے کی کوشش کی گئی۔ اور اس طرح اسرائیل و امریکی برطانوی سامراج کے خلاف عربوں و مسلمانوں کی جد و جہد کو کمزور تر کیا۔ اور ان کے اس رویہ نے ہی اشتراکی رجحانات کو فروغ کے مواقع بہم پہنچائے۔

امریکہ کے اس تازہ ترین اسرائیل دوست رویہ اور دھمکی نے واضح کر دیا ہے کہ آج بھی مسلمانوں کا سب سے بڑا اور واحد دشمن امریکی و برطانوی سامراج ہے۔ وہ مسلمانان عالم کو بیک وقت بجائے اسرائیل سے اور سوشلسٹ طاقتوں سے بھڑا کر اپنے غلبہ و اثر کی راہ ہموار کرنا چاہتا ہے۔

امریکہ کی یہ دھمکی واضح کر رہی ہے کہ عربوں اور مسلمانوں کو امریکہ کے رحم و کرم پر رہ کر جینا چاہیئے۔ ورنہ وہ اسرائیل کو طاقتور بناتا رہے گا۔ اس کی حفاظت کرتا رہے گا۔ یعنی بہ الفاظ صحیح عربوں کو کمزور تر کرتے رہنے کی پالیسی پر عمل پیرا رہے گا۔

امریکہ کے اس اعلان و دھمکی کے بعد ان عرب مسلمان ملکوں کو جن کے سیاسی و اقتصادی روابط امریکہ یا برطانیہ سے ہیں، اپنے ان روابط پر نظر ثانی کرنا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ کیا اب بھی ان روابط کو قائم رکھنے کی کوئی وجہ جواز باقی رہ گئی ہے؟ کیا اب بھی وہ وقت نہیں آ گیا کہ کم از کم اتنی پابندی تو عائد کر لی جائے کہ ان کو عرب سرزمین میں اقتصادی فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ دی جائے؟

اسی طرح ان عناصر کو بھی اپنے رویہ پر نظر ثانی کرنی چاہیئے جو اٹھتے بیٹھتے عربوں پر ہی نیے وار کرتے رہتے ہیں۔

امریکہ کے موجودہ رویہ اور دھمکی نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہر طرح اسرائیل کو عربوں پر غالب لانا چاہتا ہے۔

مسجد اقصیٰ کی آتش زدگی پر مودودی صاحب کا ایک بیان میں جو یہ کہا گیا تھا۔ کہ "اسرائیل ابھی تک مسجد اقصیٰ کو مسمار کرنے سے اس لئے باز رہا ہے کہ غالباً اس کے سب سے بڑے سرپرست امریکہ نے اسے ایسا کرنے سے روک رکھا ہے"۔ اگر کہا قائل۔ تو یہ ان کی محض خوش فہمی اور امریکہ کے سر سے مسجد اقصیٰ کی آتش زدگی کی ذمہ داری کو دور کرنے کی سعی لاحاصل تھی۔

امریکہ کا اسرائیل کو فینٹم طیارے دینا اور عربوں کو دھمکی سنانا یہ بتاتا ہے کہ مسجد اقصیٰ میں آتش زدگی کی ناپاک جسارت بھی امریکہ کے اشارے پر کی گئی۔

تلخ حقائق کا تقاضا ہے کہ بھائی، اسرائیلی اور سامراجی فتنوں سے نمٹنے اور اسلام و مسلمان ملت کی حفاظت کرنے کے لئے ایسے رویہ سے باز رہا جائے۔ جن سے عربوں و مسلمانوں کے لئے مشکلات پیدا ہوں۔ وہ مغربی سامراج کی ریشہ دوانیوں کی زد میں آتے رہیں، یا دونوں بلاکوں کی چکی میں پس کر رہ جائیں۔

مغربی سامراج کے چنگل سے رہا ہو کر ہی عرب و مسلمان ملکوں کو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کا موقعہ مل سکتا ہے اور اسی طرح وہ سامراجی و اشتراکی طاقتوں کے مقابلہ میں اپنی تیسری طاقت کا لوہا منوا سکتے ہیں۔

امریکہ کی حالیہ دھمکی نے اس بنیادی حقیقت کو واضح تر کر دیا ہے

---

# امریکہ کی اسلام دشمن ناپاک جسارت

## رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ فلمانے کا شرمناک اقدام

(احمد حسین کمال)

ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ "ہالی وڈ" کی ایک امریکی فلم کمپنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ کے بارے میں ایک فلم بنانے کی ناپاک جسارت کر رہی ہے۔

امریکہ کے اخبارات و رسالوں میں آئے دن کوئی نہ کوئی مضمون اور تصویر ایسی شائع ہوتی رہتی ہے۔ جس میں بانی اسلام ازواج مطہرات اور تاریخ اسلام کی بلند پایہ شخصیتوں کا دل آزار تذکرہ یا عکاسی کی جاتی ہے اور اس پر کئے دن احتجاجات بھی ہوتے رہتے ہیں۔

لیکن مسلمان ملکوں کے بعض عناصر کی مسلسل امریکہ دوستی اور سامراج پسندی نے اب امریکہ کو اتنی گستاخانہ جرأت بہم پہنچا دی ہے کہ حضرت خاتم النبیین کی ذات مقدسہ کو بھی اپنی شوخ چشمی کا نشانہ بنانے پر اتر آیا ہے۔

حالانکہ وہ مسلمانوں کے نازک جذبات و احساسات سے بے خبر نہیں ہے۔

مسجد اقصیٰ کی آتش زدگی، اسرائیل کو بمبار طیاروں کی فراہمی، عربوں کو مرعوب کرنے کی دھمکی کے اعلان کے بعد یہ چوتھا مسلم آزار قدم ہے۔ جو امریکہ نے اس قلیل عرصہ میں اٹھایا ہے۔

ایک صاحب نے مصر اور چند دوسرے عرب ملکوں کے بعض افراد کو فلم بندی کے اس شرمناک اقدام میں ملوث بنا کر امریکہ کے جرم کو ہلکا بنانے کی خدمت انجام دی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کے اس قسم کے اہانت اسلام کے اقدامات کا اصل سبب وہ عناصر ہیں جو مغربی سامراج کے حق میں کام کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور جو مسلمان ملکوں میں ہر اس تبدیلی کی مخالفت کرتے ہیں۔ جس سے امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ ان کا تعلق ختم ہو کر وہ آزادانہ اپنی پالیسی تشکیل دینے کے قابل بن جاتے ہیں۔

امریکہ جب یہ دیکھ رہا ہے کہ اس کے تمام اسلام دشمن و عرب کش اقدامات کے باوجود ایسے عناصر مسلمان ملکوں میں سرگرم ہیں جو مخالف سامراج طاقتوں کو سوشلسٹ قرار دے کر گردن زدنی ٹھیرا رہے ہیں۔ اور بالواسطہ امریکہ کے عزائم کی تکمیل کر رہے ہیں تو اسے ایسے اقدامات کی جرأت ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ فلم بنانے کا یہ تازہ اقدام وہ کرنا چاہتا ہے۔

حیرانی ہے کہ مصر کو سوشلسٹ ملک بھی کہا جاتا ہے اور اشتراکی طاقتوں کا آلۂ کار بھی بتایا جاتا ہے۔ اس صورت میں ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ کوئی مصری ایسی گستاخی کسی سوشلسٹ ملک کی فلم کمپنی کے ایماء پر کرتا، اور جن کو خدا اور رسول کی توہین کرنے کا ہمیشہ ملزم گردانا جاتا رہتا ہے وہ ایسی ناپاک جسارت کرتے۔ لیکن ان ملحدین کی طرف سے تو آج تک ایسا کوئی توہین اسلام کا اقدام سننے و دیکھنے میں نہیں آیا۔ البتہ خدا پرست امریکہ پہلے بھی ایسے کئی ایک اقدام کر چکا ہے اور اب اس کی ایک فلم کمپنی یہ ناپاک اقدام کر رہی ہے۔ تو اس میں شریک اس مصر کا کوئی شخص بتایا جا رہا ہے، جس کا سرے سے کوئی ثقافتی رابطہ ہی امریکہ کے ساتھ نہیں۔ حتیٰ کہ سیاسی و سفارتی رابطہ بھی جامد ہے اور جسے صبح و شام سوشلسٹ اور سوشلسٹ ملکوں کا حلیف کہا جاتا رہتا ہے۔ لیکن اس واقعہ میں شاید اس ضرورت کے تحت کہ تنہا امریکہ جیسے خدا دوست ملک پر الزام نہ رہے، قریب مصر اور بعض عرب ملکوں کو بھی شامل کرنے کا شوشہ تراش لیا گیا ہے۔

حقیقت خواہ کچھ بھی ہو، اس کی اصل ذمہ داری امریکہ پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اور اس نے ممکن ہے کسی ایسے عرب و مصری کو بھی شامل کر لیا ہو، جو در پردہ عرب کاز سے غداری کرنے والا ہو۔ کیونکہ ایسے غداران دین و ملت کا ملجا و ماویٰ امریکی و برطانوی سامراج ہی ہوتا ہے، اس لئے امریکہ کے اس شر انگیز مسلم آزار اقدام پر سخت احتجاج کرنا چاہیئے، اور اس کو نہ صرف اس فلم کی تیاری سے روک دینا چاہیئے بلکہ ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے کہ وہ آئندہ کسی بھی ایسے اقدام کی جرأت نہ کر سکے۔ جس سے اسلام کی توہین اور مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہو۔

---

## درخواست دعاء مغفرت

حافظ محمد ابراہیم صاحب کشمیری مدرس مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئی ہیں۔ قارئین ترجمان اسلام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

# جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مقاصد اور پروگرام

## اسلامی نظام حیات کیلئے منظم جدوجہد کرنے کا عزم

### مورخہ ۱۰ ستمبر کو پریس کانفرنس میں جناب محمد اسلوب صاحب قریشی ناظم اعلیٰ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے پریس کانفرنس میں یہ بیان پڑھ کر سنایا

مورخہ ۱۰ ستمبر بروز بدھ۔ جمعیۃ طلباء اسلام کی پریس کانفرنس چار بجے اوریئنٹ ہوٹل میں منعقد ہوئی۔ جس جمعیۃ کے مختلف راہنما مولانا منظور احمد صاحب صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان، جناب حافظ عزیز الرحمٰن صاحب جناب محمد عارف صاحب جناب محمد یٰسین صاحب جناب مطلوب احمد صاحب وغیرہ تقریباً یکصد نمائندوں نے شرکت کی۔ پریس کانفرنس کی کارروائی جناب حافظ محمد عبید صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔

ماضی قریب کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ برطانوی سامراج نے متحدہ ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی دین وملت کی بنیادوں اور اسلامی قدروں کو پامال کرنا شروع کردیا تھا۔ یوں تو اسلام کی کشتی روز اول سے ہی چند در چند مخالفتوں کے تلاطم خیز بحر کے طوفانی تھپیڑوں سے دوچار رہی ہے۔ لیکن برطانوی سامراج کی اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کی وجہ سے اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ بلاشبہ یہ دور مسلمانوں کے لئے ایک آزمائشی دور تھا۔ انگریزی دور میں یہاں کیا کچھ ہوا؟ اس سے تاریخ سے تھوڑی بہت واقفیت رکھنے والا کوئی انسان بے خبر نہیں ہے۔

ایک طرف تو مسلمانوں کا عیسائی پادریوں کی طوفانی چیرہ دستیوں نے ناک میں دم کر رکھا تھا اور دوسری طرف ملاحدہ و زنادقہ کی کینہ توزیاں شجر اسلام کو بیخ وبن سے اکھاڑنے میں مصروف تھیں۔ لیکن مسلمانوں نے اندرونی اور بیرونی حملوں کو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اور باطل کے افکار و نظریات سے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔

### علماء حق کی خدمات کا اعتراف

اس سلسلہ میں علماء حق کی قربانی جنہوں نے تحریفات و تاویلات کا پردہ چاک کر کے دین خالص کو اجاگر کیا اور برطانوی سامراج کے ناپاک عزائم اور غلط منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ تاریخ میں سنہری حروف میں لکھی جائے گی۔

یہ علماء حق ہی تھے جنہوں نے پھانسی کے تختوں کو اپنے خون سے رنگین کیا، اور جب تحریک آزادی کا دور آیا تو یہ علماء حق ہی تھے۔ جو انقلاب و آزادی کے داعی اول رہے، لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب برطانوی سامراج نے یہاں سے بھاگنے کی تیاری شروع کی تو ہر چہار طرف مسلمانوں کی ذہنی فکری اور سیاسی راہنمائی کے لئے کچھ ایسے افراد اٹھ کھڑے ہوئے یا کھڑے کر دیئے گئے جو انگریز کے پروردہ اور حاشیہ نشین تھے۔ بعض انگریزی تہذیب کے ساختہ و پرداختہ تھے۔

بہرحال تحریک پاکستان شروع ہوئی اور بے پناہ جدوجہد کے بعد مسلمانان ہندوستان ایک علیحدہ مسلم مملکت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ جو آپ کے سامنے ہے۔

### قیام پاکستان کا اصل مقصد

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پاکستان کا وجود اسلام کی خاطر عمل میں آیا اور ان تمام عوامل کو رد کر کے، جس کا تعلق جغرافیائی، علاقائی، لسانی محدود معاشرتی اور عام معاشی و اقتصادی مسائل و معاملات سے تھا۔ اور اسلام کا واحد رشتہ پاکستان کے وجود کی اساس بنا۔ پاکستان بن جانے کے بعد اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ یہاں فوری طور پر کتاب وسنت پر مبنی صحیح اسلامی نظام حیات کو نافذ و جاری کر دیا جاتا۔ کیونکہ جس ملک کی بنیاد ہی اسلام کے نام پر رکھی گئی ہو۔ اس کی آئندہ بقاء و استحکام کا حقیقی انحصار بھی صرف اور صرف اسلام کے سہارے ہو سکتا ہے۔

### اسلامی نظام سے پہلوتہی

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان کو قائم ہوئے بائیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن یہاں اسلامی نظام حیات کو مسلسل نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ اس میں سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ عصر حاضر کے بعض نام نہاد مجتہد اور اقامت دین کے بلند بانگ مدعی اسلام اسلام کی رٹ لگا کر غلط ملط عقائد و نظریات کا پرچار کرتے رہے۔ جس سے بہت سی خلاف اسلام باتوں کو راہ پانے کا موقعہ مل گیا

### موجودہ صورت حال

اس وقت ملک کی جو حالت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک طویل مدت تک فرنگی سامراج کے زیر سایہ جو ہماری ذہنی نشوونما ہوئی۔ اس نے اسلامی اخلاق اور اسلامی تہذیب وتمدن کو مفلوج کر دیا۔ فرنگی نے جو نظام تعلیم ہمیں بخشا۔ اس نے رہی سہی کسر نکال دی اور لارڈ میکالے کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہو گیا۔ جو اس نے نظام تعلیم ترتیب دیتے وقت دیکھا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے دل و دماغ سے دینی سپرٹ کا خاتمہ کر دیا جائے۔ قیام پاکستان تو قوم کا ضمیر ملا ہی تھا۔ لیکن عام طور پر خیال یہی کیا جاتا تھا کہ آزادی کے بعد ہم اسلامی تہذیب وتمدن کے مطابق زندگی گذاریں گے لیکن ہمارا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ نظام تعلیم میں کوئی قابل قدر تبدیلی نہیں کی گئی۔ جس کی وجہ سے تمام معاشرہ بگڑ گیا۔ اسلام کے ساتھ مذاق ہونے لگا۔ ہمارے قابل قدر نوجوانوں کا گرم خون ساحر فرنگ کا صید زبوں ہو کر رہ گیا۔

ان حالات میں ہم نے اپنی اس زبوں حالی کا مشاہدہ کیا اور غور و فکر کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ معاشرہ کو برائیوں سے پاک کرنے، طلبہ میں دینی قدروں کو فروغ دینے اور اسلامی نظام حیات کی جدوجہد کرنے کے لئے ایک تنظیم قائم کی جائے چنانچہ اسلامی جذبے سے سرشار نوجوانوں نے متحد ہو کر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی بنیاد رکھی ہے۔

### جمعیۃ طلباء اسلام کی خصوصیت

ملک میں اور بھی بہت سی طالب علم تنظیمیں موجود و قائم ہیں۔ لیکن جمعیۃ طلباء اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس جماعت میں دینی مدارس کے طلباء کو بھی شامل کیا گیا ہے اور اس طرح فرنگی کی پیدا کردہ ملا اور مسٹر کی تمیز کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بحمد اللہ دینی مدارس کے طلباء تنظیم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ ان دونوں طبقوں کے درمیان جو وسیع خلیج حائل ہے۔ ہم اس کو پاٹنے کی انشاء اللہ العزیز پوری پوری کوشش کریں گے۔

### جمعیۃ کے عقائد و عزائم

(۱) اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کی تبلیغ و اشاعت کرنا اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا۔

(۲) طلبہ کے تعلیمی مسائل کو آئین وقانون اور ضابطۂ اخلاق کی حدود میں رہتے ہوئے حل کرنے کی کوشش کرنا

(۳) اسلامی معاشرہ کے قیام اور اسلامی نظام کی ترویج کے لئے طلبہ کو منظم و متحد کرنا۔

(۴) نادار طلبہ کی مالی اعانت کرنا نیز طلبہ کی اخلاقی تربیت اور فکری اصلاح کے لئے جدوجہد کرنا

(۵) مسلم طلبہ میں جہاد اسلامی کا جذبہ پیدا کرنا اور انہیں ملکی دفاع اور ملی تربیت کے لئے تیار کرنا۔

(۶) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معیار حق و صداقت سمجھنا اور ان کی عظیم دینی خدمات، سوانح حیات اور تاریخ اسلام سے طلبہ کو واقف کرانا۔

(۷) اسلام کے خلاف مستشرقین یورپ کے گمراہ کن پروپیگنڈہ اور الحاد و ارتداد اور بے دینی کی تحریکوں (اشتراکیت، امپیریلزم، یہودیت، عیسائیت) کا سدباب کرنا اور اسلام کی عظمت و فوقیت ثابت کرنا۔

(۸) جمعیۃ طلباء اسلام کے نزدیک مغربی سامراج کا مسلط کردہ سرمایہ دارانہ نظام اور لینن و مارکس کی الحاد آفرین اشتراکیت ہر دو غلط ہیں۔ جمعیۃ ایسے نظام حیات کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھے گی جو کتاب وسنت پر مبنی اور صحابہ کرامؓ، سلف صالحینؒ اور علماء حق کی تعبیرات و تشریحات کے مطابق ہو۔

(باقی صفحہ ۹ پر)

# امریکی سامراج اسلام کا بدترین دشمن ہے

## سانحہ اقصیٰ کے بعد ہمیں داخلی اختلافات ختم کر کے متحد ہو جانا چاہیئے

### عالمِ اسلام کے خلاف سامراجی مسلسل جنگ میں مصروف ہیں (مولانا غلام غوث)

گوجرانوالہ ۴ ستمبر۔ جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما اور ممتاز عالم دین مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے کہا ہے کہ مسجد اقصیٰ میں آتشزدگی کی وجہ سے مشرق وسطیٰ میں متوقع جنگ کے پیش نظر ہمیں اپنے اختلافات کو ختم کر کے ان سامراجی قوتوں کے خلاف سینہ سپر ہو جانا چاہیئے، جو اسلام اور عالم اسلام پر براہ راست حملہ آور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سامراج ننگا ہو کر سامنے آگیا ہے۔ اس لئے ہمیں شک و شبہ میں پڑنے کی بجائے اپنے حقیقی دشمن پر کاری ضرب لگانی چاہیئے۔

انہوں نے امریکی سامراج کو اسلام کا بدترین دشمن قرار دیتے ہوئے ان سیاسی پارٹیوں اور شخصیتوں کی پرزور مذمت کی جو بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر امریکی سامراج کی ممد و معاون ہیں۔ مولانا نے ان خیالات کا اظہار جامع مسجد نور نزد گھنٹہ گھر میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ مولانا غلام غوث ہزاروی نے عالمی اور ملکی سیاسی صورت حال پر بالتفصیل روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ سامراج صدیوں سے اسلام کو مٹانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ ہر دور میں وہ نئے طریقے اور نئے روپ سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ وہ کبھی صلیبی جنگوں کے نام پر مسلمانوں کی قوت کو للکارتا ہے اور کبھی دوسرے ہتھکنڈوں سے استعمال کرتا ہے۔ اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سامراج کی یہ قابل نفرت دشمنی اور مسلسل جنگ جاری ہے۔ جس کا ثبوت مشرق وسطیٰ کے حالیہ واقعات ہیں انہوں نے مسجد اقصیٰ کی جزوی شہادت اور دوسرے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے افسوسناک واقعات کو موضوع تقریر بناتے ہوئے کہا کہ اب داخلی اور فروعی اختلافات کو دور کر کے یہودی اور امریکی سامراج کے خلاف میدانِ جنگ میں اترنے کا وقت آگیا ہے دشمن کی جنگی قوت اور مادی وسائل کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے روحانی اور مادی وسائل کو بروئے کار لا کر استحکام ایمان مسلسل جدوجہد اور جوشِ شہادت سے سرشار ہو کر آگے بڑھنا چاہیئے یہی اوصاف تھے، جن کی وجہ سے ماضی میں ہمارا دشمن ہمارے ہاتھوں ذلیل ہوتا رہا۔ اور انہی کے ذریعہ ہم موجودہ فیصلہ کن حالات میں سرخرو رہ سکتے ہیں۔

مولانا ہزاروی نے کہا کہ گذشتہ چند صدیوں کے واقعات کا اگر تاریخی تجزیہ کیا جائے اور مسلمانوں کی سیاسی انحطاط اور سامراج کے عروج کی وجوہات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ عالم اسلام اور اسلام کو دشمنوں کی بجائے اپنوں نے زیادہ نقصان پہنچایا اور ان کی مہربانیوں سے ہمیں غیروں کی سیاسی اور اقتصادی غلامی کا شکار ہونا پڑا۔ انہوں نے اس بات پر بہت افسوس کا اظہار کیا کہ ماضی کے وہی حالات آج بھی درپیش ہیں۔ آج یہودی سامراج اپنے اینگلو امریکی آقاؤں کی بخشی ہوئی فوجی قوت اور مادی وسائل کے بل بوتے پر بیت المقدس، مسجد اقصیٰ اور دوسرے مقامات مقدسہ پر نہ صرف قابض ہے بلکہ ان کی توہین کرنے میں بھی مصروف ہے۔ اس موقع پر چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرتے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ ہماری صفوں میں وہ لوگ بھی بھیس بدل کر شامل ہیں۔ جو در پردہ سامراج کے مذموم ارادوں کی تکمیل کا ذمہ قبول کر چکے ہیں۔ لیکن اب خوشی کی بات یہ ہے کہ سامراج کے ان زرخرید گماشتوں کے چہرے سے نقاب اُٹھ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مصر اور اسرائیل کی ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بعد پاکستان میں مصر اور یہودیوں کا نشانہ بننے والے دوسرے عرب ممالک کے خلاف پروپیگنڈا کی ایک منظم تحریک شروع کی گئی اور اسلامی ممالک کے سربراہوں کے خلاف کفر کے فتوے دیئے گئے۔ من گھڑت افسانوں اور فرضی داستانوں کے ذریعے یہود اور سامراج دشمن عرب ممالک کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے ذلیل سے ذلیل تر حربے استعمال کئے گئے۔

مولانا ہزاروی نے براہ راست مودودی پارٹی اور اس کے سربراہ کو ہدف ملامت بناتے ہوئے کہا کہ یہ پارٹی اسلام کے مقدس نام پر امریکی سامراج اور یہودی سامراج کے مفادات کے تحفظ میں مصروف ہے۔ انہوں نے بعض مثالیں پیش کرتے ہوئے کہا، کہ مودودی پارٹی کی نظر میں وہی سیاسی جماعت، وہی شخصیت اور وہی ملک اسلام دشمن قرار پاتا ہے جو امریکی سامراج کی ڈٹ کر مخالفت کرتا ہے۔ اور وہ اسلام دشمن نام نہاد مسلمان جو اسلام کے لئے حقیقی خطرہ کا باعث ہیں۔ ان کے خلاف اس جماعت کی زبان سے ایک لفظ نہیں نکلتا۔

مولانا غلام غوث ہزاروی نے عوام پر زور دیا کہ ملک میں اسلامی آئین کے نفاذ کے لئے جمعیۃ علماء اسلام سے تعاون کریں اور مودودی پارٹی کے ہتھکنڈوں سے ہوشیار رہیں جلسہ کی صدارت جمعیت کے مرکزی ناظم مولانا مفتی عبدالواحد نے کی ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا احمد سعید اور شہری ناظم اعلیٰ علامہ محمد احمد لدھیانوی کے علاوہ مجلس احرار اسلام کے سابق صوبائی صدر مولانا حکیم عبدالرحمٰن صاحب ڈکٹیٹر نے بھی خطاب کیا ایک قرارداد میں مسجد اقصیٰ کی شہادت پر رنج اور غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ یہودیوں اور یہود نوازوں کی مذمت کی گئی۔ حکومت سے امریکہ وغیرہ سے سفارتی و تجارتی تعلقات ختم کرنے اور مجاہدین قدس میں بھرتی ہوں۔ اور جہاد قدس فنڈ میں زیادہ سے زیادہ چندہ دیں تاکہ عرب بھائیوں کی عملی امداد ہو۔ (رپورٹ اکرم شاہد)

## جمعیۃ طلباء اسلام کا پروگرام۔ بقیہ صفحہ ۵

**جمعیۃ طلباء کا پروگرام** طلبہ میں دینی شعور پیدا کرنے کے لئے ہفتہ وار اجتماعات، دور حاضر کے مسائل پر لٹریچر، تبلیغ اسلام کے لئے جلسے اور مذاکرات، دارالمطالعہ اور نادار طلبہ کی امداد کے لئے بیت المال کا قیام جمعیت کے پروگرام میں داخل ہے۔

**جمعیۃ کا مطالبہ** جمعیۃ کا مطالبہ یہ ہے کہ ملک میں ایسا نظام تعلیم جاری کیا جائے جو ہماری دنیوی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ دینی رجحانات کا حامل ہو، اور جس سے ان کی دینی اور اخلاقی تربیت بھی ہو جائے۔

الحمدللہ جمعیۃ کی شاخیں ملک کے بڑے بڑے شہروں مثلاً گوجرانوالہ، لاہور، جہلم، راولپنڈی، پشاور، مردان، نوشہرہ ملتان، سرگودھا، لائلپور، ڈیرہ اسماعیل خاں وغیرہ میں قائم ہو چکی ہیں اور حسن و خوبی سے کام سرانجام دے رہی ہیں۔ مشرقی پاکستان میں کام کا سلسلہ عنقریب شروع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد لاہور میں جمعیۃ طلباء اسلام کا کل پاکستان کنونشن منعقد ہوگا۔ جس میں اہم امور طے کئے جائیں گے۔

یہ ہے ہماری دعوت، پروگرام اور مقاصد، جو طالب علم کتاب و سنت، صحابہ کرام، سلف صالحین اور علماء حق کی تعبیرات و تشریحات کے مطابق صحیح اسلامی نظام حیات مغربی سامراج کا مسلط کردہ ظالمانہ، سرمایہ دارانہ نظام لینن اور مارکسی الحاد آفرین اشتراکیت کے خلاف کام کرنے کا جذبہ رکھتا ہو اس کے لئے جمعیت کے دروازے کھلے ہیں۔ وہ ہم سے مل کر کام کر سکتا ہے۔ (منجانب: جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان)

## کوہاٹ میں جمعیۃ طلباء اسلام کا قیام

کوہاٹ میں جاوید ابراہیم صاحب پراچہ کی قیادت میں جمعیۃ طلباء اسلام کا اجلاس ہوا۔ جس میں بہادر بیگ پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن و دیگر طالب علم تنظیموں نے شرکت کی اجلاس سے نثار خاں شنواری، صدر سٹوڈنٹس یونین کوہاٹ کالج نظام الدین جنرل سیکرٹری یونین کوہاٹ کالج۔ اقبال خٹک۔ مطیع اللہ شاہ نے خطاب کیا۔ اجلاس میں نہایت اہم امور پر غور و خوض کے بعد انتخاب عمل میں لایا گیا۔ چنانچہ متفقہ طور پر سعید الرحمٰن کو جمعیۃ طلباء اسلام کا امیر منتخب کیا گیا۔ آخر میں جاوید ابراہیم پراچہ نے طلباء کو اتفاق و اتحاد کی تلقین کی اور اجلاس بخیر و خوبی ختم ہو گیا۔

## جامعہ صدیقیہ مزنگ کا سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۱ ستمبر بروز اتوار جامعہ صدیقیہ مزنگ لاہور کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد مزنگ بین بانساں رفاہ عامہ کے ہال میں ہو رہا ہے۔ جس میں (۱) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ — مولانا عبیداللہ انور صاحب۔ مولانا علامہ خالد محمود، مولانا سید حامد میاں — مولانا رسول خان صاحب مدظلہ تشریف لا رہے ہیں۔

احقر۔ قاری محمد عبدالقیوم ناظم جامعہ صدیقیہ مزنگ لاہور

# طبقاتی نمائندگی کا مسئلہ

(احمد حسین کمال)

تمام مسائل کا آسان، بے ضرر، نہ دتر اور پائیدار حل صرف یہ ہے کہ نظام حکومت میں نمایندگی کا ایسا انتظام کیا جائے جس سے عوام کا کوئی طبقہ محروم نہ رہنے پائے۔

عوام کے جو طبقات ملک کی ۹۵ فیصد آبادی ہیں۔ اگر انہیں نمایندگی حاصل نہیں ہوتی اور پورے ملک کی نمایندگی صرف ۵ فیصد آبادی سے تعلق رکھنے والے افراد کے قبضہ میں رہتی ہے تو ملک کا کوئی مسئلہ کبھی بھی حل نہیں ہو سکتا۔ کبھی بھی ملک کو ظالمانہ جاگیرداری و سرمایہ داری کی لعنت سے نجات نہیں مل سکتی۔ کبھی بھی یہ ملک غیر ملکی سازشوں و اثرات سے محفوظ نہیں رکھا جا سکتا۔ کبھی بھی یہاں وہ اسلامی نظام بار نہیں پا سکتا۔ جس کی بنیاد کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے احکام اور صحابہ و سلف صالحین کے معیار و نمونہ پر ہے۔ اور نہ کبھی یہ ملک خصوصی مفاد رکھنے والے افراد کی مصلحتوں کے جال سے باہر آ سکتا ہے۔

موجودہ طریق انتخاب جو سراسر برطانوی طرز انتخاب کی نقل ہے، محض ان افراد اور جماعتوں کو ہی کامیاب بناتا ہے، جو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ انتخابات پر خرچ کر سکتے ہیں۔ ایک اہل، لیکن غریب آدمی اور جماعت کے مقابلہ پر ایک نا اہل مگر بے شمار دولت خرچ کر دینے والا فرد یا گروہ آسانی کے ساتھ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور انتخابات کا حریفانہ مقابلہ صرف دولت مند طبقہ کے افراد کے درمیان محدود رہتا ہے۔ عوام بیچارے ان حریف کیمپوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اور دباؤ، دھونس، دھاندلی یا دلفریب پروپیگنڈے کے زیر اثر ووٹ دے کر، ۵ سال تک کے لئے بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔

موجودہ برطانوی طرز کے انتخابات کے نتائج کی یہ تلخ حقیقت ہمیشہ اور ہر جگہ سامنے آتی رہی ہے۔

برطانیہ میں بھی جب جمہوری نظام رائج ہوا تھا تو وہاں عوام کی نمایندگی خواص سے علیحدہ کر دی گئی تھی۔ خواص کے لئے دارالامراء (ہاؤس آف لارڈز) خاص کر دیا گیا تھا۔ اور عوام کے لئے دارالعوام (ہاؤس آف کامنز) قائم کیا گیا تھا جس میں ملک کے اکثریتی طبقے تاجروں و صنعت کاروں کو نمایندگی دی گئی۔ قانون سازی کا حق دیا گیا اور نظام حکومت چلانے کا اختیار سونپا گیا۔ چونکہ انگلستان میں اکثریتی طبقہ تاجروں اور صنعت کاروں کا تھا۔ اس لئے اسی بنیاد پر عوامی پارٹیاں تشکیل پاتی چلی گئیں۔ "کنزرویٹو" جس میں زیادہ تاجر طبقہ کے لوگ شامل تھے اور "لیبر پارٹی" جس میں صنعتی مزدور شامل ہوئے اسی انداز پر حلقہ ہائے انتخاب بنائے گئے اور کم و بیش سو سال کے اس انتخابی عمل سے آج وہاں عوامی نمایندگی عوامی سطح پر آ سکی ہے۔ لیکن اس کے باوجود رسماً اب بھی دارالامراء کا وجود موجود ہے۔ اور عوام کی نمایندگی کا دائرہ دارالعوام علیحدہ ہے۔ اگر برطانیہ میں بھی ابتدا میں ایسا نہیں کیا جاتا تو آج تک "امراء" ہی حکومت اور سیاست پر قابض رہتے، اور اپنی من مانی کرنے میں آزاد ہوتے۔

لیکن حیرانی ہے کہ برطانوی طرز انتخاب کے یہ نقال وغیرہ، اس کے مفید پہلو سے گریز کر کے صرف اس صورت کو رائج کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں چند سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا فائدہ ہے۔

عوامی نمایندگی کے مطالبہ کو طبقاتی جد و جہد و کشمکش سے تعبیر کرنا بھی فریب ناکی یا جہالت ہے۔ ملک کی ۹۵ فیصد آبادی کو بھرپور نمایندگی مل جانے سے تو طبقاتی کشمکش کا خود بخود خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ورنہ ۹۵ فیصد آبادی کو نمایندگی سے محروم رکھنا طبقاتی کشمکش کے لئے میدان کھلا چھوڑ دینا ہے۔

یہ عجیب و غریب منطق ہے کہ اگر کسانوں، مزدوروں، چھوٹے تاجروں اور ملازموں وغیرہ کو مکمل نمایندگی ملے گی تو طبقاتی کشمکش شروع ہو جائے گی۔ لیکن ایک مختصر سے دولت مندوں کے گروہ کے ہاتھوں میں پورے ملک و عوام کی نمایندگی کی باگ ڈور چلے جانے سے طبقاتی کشمکش باقی نہیں رہے گی۔ حالانکہ دنیا میں ہر تنازع اور ہر کشمکش کو کم و ختم کرنے کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ جس کا جتنا حق ہو، اسے اتنا دے دیا جائے۔ لیکن یہاں ۹۵ فیصد آبادی کو اس کے حق نمایندگی کے تعین سے محروم رکھا جا رہا ہے اور اس کا نام جمہوریت کاملہ و عادلہ بھی ہے اور بعض اسلام کے مدعیوں کے نزدیک یہ عین اسلامی نظام بھی ہے۔

بہرحال حقائق سے کتنا ہی گریز و فرار اختیار کیا جائے اور ملک کی اصل و واقعی ضرورت پر سوشلزم وغیرہ کی طعنہ زنی کے کتنے ہی پردے ڈال دیئے جائیں۔ اگر ملک کی سلامتی منظور ہے، پاکستان کا استحکام مطلوب ہے، یہاں صحیح اسلامی نظام کا قیام مقصود ہے اور ملک کو بار بار سیاسی بحرانوں اور مارشل لاء کے علاجوں سے محفوظ رکھنا گوارا ہے تو یہاں ایک ایسا سیاسی نظام قائم کرنا ہی پڑے گا۔ جس میں دولت کی ریل پیل اور حاکمیت کے اثر و رسوخ سے کوئی فرد و گروہ سیاسی و انتخابی فائدہ نہ اٹھا سکے اور جس میں عوام کے ہر طبقہ کو خواہ وہ مزدور ہوں، کسان ہوں، ملازم پیشہ ہوں تاجر ہوں، سپاہی اور فوجی ہوں، علماء و دانشور ہوں مکمل نمایندگی حاصل ہو جائے۔ کسی بھی طبقہ کو احساس محرومی نہ رہے۔

اس کے بغیر ملک کبھی بھی عوامی اتحاد، صحیح اسلامی جمہوریت اور عادلانہ نظام حکومت سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔

---

خط و کتابت
کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں

مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کا

## پروگرام

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۳ ستمبر ۱۹۶۹ء | | | شجاع آباد |
| ۱۴ | ″ | ″ | سکھر |
| ۱۵ | ″ | ″ | ٹھل ضلع جیکب آباد |
| ۱۶ | ″ | ″ | صادق آباد |
| ۱۷ | ″ | ″ | کبیر والا |
| ۱۸ | ″ | ″ | دینہ ضلع جہلم |
| ۱۹ | ″ | ″ | راولپنڈی |
| ۲۰ | ″ | ″ | مخدوم پور پہوڑاں |
| ۲۱ | ″ | ″ | سلانوالی شہر |
| ۲۲ | ″ | ″ | راولپنڈی |
| ۲۳ | ″ | ″ | ″ |
| ۲۴ | ″ | ″ | اچھڑیاں ضلع ہزارہ |
| ۲۵ | ″ | ″ | راولپنڈی |
| ۲۶ | ″ | ″ | شہر سرگودھا۔ مرکزی اجلاس |

## جلسہ دستار بندی

گذشتہ کی طرح امسال بھی مدرسہ شریفیہ متصل پنوعاقل ضلع سکھر سندھ میں اعلیٰ پیمانہ پر ایک جلسہ عام مورخہ ۱۲، ۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ منعقد کیا جا رہا ہے۔ جس میں ملک و ملت کے متعدد راہنما شرکت فرما رہے ہیں۔ جلسہ میں مدرسہ سے امسال دورہ حدیث سے فارغ شدہ علماء کرام کی رسم دستار بندی بھی ہوگی۔

(عزیز اللہ خادم جمعیۃ علماء اسلام)

# ضمیر فروش صحافی

ابنِ مکرم

قلم فروش بڑے بے ضمیر ہوتے ہیں
کسی صحیفے کے یہ بھی مدیر ہوتے ہیں

چلن میں شاہی محلے کو مات دیتے ہیں
فریب دینے میں بھی بے نظیر ہوتے ہیں

انہیں یہ حق ہے کہ دیں گالیاں شریفوں کو
محل شاہی کے یہ بھی سفیر ہوتے ہیں

کبھی ربیعہ و شمشاد بھینٹ کرتے ہیں
گورنروں کے کبھی یہ مشیر ہوتے ہیں

نہ اعتماد کرو، ان پہ اعتماد نہیں
یہ نیتوں کے بڑے بدضمیر ہوتے ہیں

وہ عصمتوں کی دکانیں لگائے بیٹھے ہیں
سنبھلنا ان سے بڑے راہگیر ہوتے ہیں

نمود و نام کی خاطر حصول زر کے لئے
حکومتوں کے بھی گاہے اسیر ہوتے ہیں

عبث ہے ان سے وفاؤں کی آرزو کرنا
برائے زر یہ کبھی جو امیر ہوتے ہیں

یہ اپنے خانۂ دل میں تو روسیہ ٹھہرے
مگر عوام میں بھگتو کبیر ہوتے ہیں

یہ مرزا جاٹ کو غفلت میں مات دیتے ہیں
کہ صاحباں کے یہ بھائی شمیر ہوتے ہیں

## ...... باتوں سے نہیں مانتے

مسعود منور

اے سیاسی مجمع بازوں کی ریاست کے اچھوت
لہجۂ مدّاد میں قرطاسِ ابیض پر نہ موت
ریش کی پاکیزگی یہ چبھتی ہے کرزن زاد کو
اک مداری کا جمورا وہ برہمن کا کپوت
شورش و فتنہ گری اور جائے خانوں کا خروش
کم سنوں کے قہقہوں پر مست میخانے کا بھوت
"تفسدو فی الارض" کا قائد بنام ساحری
یا لغت کی ہیرا پھیری کا امام بے ثبوت
چند ترکیبیں پرانی چند لفظی شعبدے
ہجوِ لا یعنی کی مسند پر صحافی میگھ دوت
"کون ہیں تیرے اب و جد کس قبیلے سے ہے تو"
اختر و کوثر نے پھر مانگا ہے دیرینہ ثبوت
میرزا سودا کا غنچہ کاتبِ طنز و ہزل
وہ تناور زاغ کو ہی جس کا قلمی نام اوت
ڈالروں کا ڈھیر لگ کر بن گیا اونچی چٹان
لیکن اس تعمیر پر لازم ہے بے پایاں سکوت

## طلاق نامہ

مسعود منور

حلقۂ رنداں، چھوارے اور حلوے کا طباق
پھر اٹھا پاگل کے معدے میں وہ دردِ لایطاق
غوث کے فکر و عمل میں چین کی سرخی نہ سونگھ
وہ ہے فاروقی مجاہد اے رئیسِ افتراق
کر نہ ہر ہر فرد کو تو اپنے باطن پر قیاس
آئینے میں دیکھ کر خود اپنے سینے کا نفاق
دینِ مودودی میں جائز ہے عبادت سام کی
کیا کبھی گذرے ہیں یہ سجدے ترے باطن پہ شاق؟
شیر و شاہینانِ گلشن کو اکٹھا دیکھ کر
سوجھتا ہے عقل کے اندھے کو یہ کیسا مذاق
ریش سے زلفوں کے رشتے جوڑتا ہے مسخرہ
شعبدہ بازی کا ماہر ہے وہ عیاری میں طاق
جس کی راتیں چھن چھنا چھن جس کے دن خوراک و خواب
اب وہ ہے دیدہ وریِ ملت زِ حسنِ اتفاق
از شعوبِ ما نہیں ہرگز نہیں تیرا وجود
اس لئے دیتے ہیں دیوانے تجھے رسمی طلاق

احمد حسین کمال

# ۲۲ اسلامی نکات اور عوام کے حق نمائندگی کے مطالبہ سے انکار کیوں؟

یہ امر انتہائی معنی خیز ہے کہ جب ملک کے دستور کے سلسلے میں یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس میں ان ۲۲ نکات کو بنیادی طور پر شامل کیا جائے، جنہیں آج سے ۱۸ سال قبل ملک کے مقتدر علماء دین نے مرتب کیا تھا اور جس پر پاکستان کے تمام دینی حلقے و فرقے، ماسوائے ختم نبوت اور سنت کے عقیدہ سے انکار کرنے والوں کے متفق تھے، اور جنہیں پوری مسلمان ملت کی پرجوش منظوری حاصل ہو گئی تھی، تو فوراً بعض عناصر کی طرف سے جن میں پیش پیش مودودی صاحب کی جماعت اور ان سے اتفاق رکھنے والے ہیں، ۱۹۵۶ء کے ناکام دستور کو نافذ کرنے کا غلغلہ بلند ہونے لگتا ہے اور مذکورہ ۲۲ اسلامی نکات کا مطالبہ کرنے والوں کو سوشلسٹ ہونے کا طعنہ دیا جانے لگتا ہے۔

اسی طرح جب عوام کی نمائندگی اور انتخاب کے بارے میں یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ملک کے ۹۵ فیصد عوام کو نمائندگی کا حق دیا جائے، اور ان کی نمائندگی کو یقینی بنانے کے لئے کسانوں، مزدوروں، محنت کاروں، طالب علموں، استادوں اور علماء و دانشوروں کے لئے جو ملک کا ۹۵ فیصد حصہ ہیں، نشستیں مخصوص کر دی جائیں اور حلقہ ہائے انتخاب ان پر مشتمل بنائے جائیں، تو فوراً متذکرۃ الصدر عناصر کی طرف سے اس کی بھی بھرپور مخالفت کی جانے لگتی ہے۔

۹۵ فیصد آبادی کے لئے نمائندگی کے حق اور تعین کے مطالبہ کو طبقاتی تقسیم اور طبقاتی کشمکش بتا کر رد کرنے کی کوشش نہ صرف جمہوریت بلکہ اسلامی عدل و مساوات کے مقدس اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ لیکن ان دونوں امور کی اسلام کے نام پر اور جمہوریت کے نام پر مخالفت کی جاتی ہے اس مخالفت کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ملک کو ایسے اسلامی نظام سے محروم رکھا جائے۔ جس کی اساس کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، معیاریت، صحابہ کرام اور اعتماد سلف صالحین پر ہو۔ اور جس میں اسلام کے بنیادی عقائد، توحید، ختم نبوت اور عدالت صحابہ کے تحفظ کا سامان فراہم کر دیا گیا ہو۔

نیز اس مخالفت کا مقصود، محض ووٹ ڈالنے کا حق دے کر عوام کے اکثریتی طبقوں کو نظام حکومت میں نمائندگی حاصل کرنے کے مواقع سے محروم کر دینا بھی ہے۔

۱۹۵۶ء کا دستور اپنی موجودہ شکل میں ان دونوں مقاصد کو پورا کرتا ہے۔ اس لئے ان عناصر کا زور اس کے نفاذ کے مطالبہ پر لگا ہوا ہے۔ یہ عناصر اس کے لئے تو آمادہ ہیں، اس کے لئے اعلانات بھی کر رہے ہیں۔ اور حال ہی میں حیدرآباد میں منعقدہ ایک ایسے اجتماع میں جس میں مسٹر جی۔ ایم سید، مسٹر غلام محمد لغاری اور مسٹر حیدر بخش جتوئی جیسے حضرات شریک تھے۔ شامل ہو کر اس پر اتفاق بھی ثبت کر چکے ہیں کہ ۱۹۵۶ء کے دستور سے ون یونٹ اور مساوات کے دونوں اصول خارج کر کے ان کی جگہ آبادی کی بنیاد پر نمائندگی اور مغربی پاکستان میں علاقائی صوبے قائم کر دیئے جائیں۔ لیکن اگر انہیں شدت کے ساتھ انکار ہے، تو اس مطالبہ سے کہ ۲۲ اسلامی نکات کو دستور کی اساس بنایا جائے۔ اور کسانوں، مزدوروں، عالموں، دانشوروں اور طالب علموں و متوسط الحال طبقوں کو حق نمائندگی دیا جائے

یہ عناصر خالصتاً برطانوی طرز کے انتخابات و پارلیمانی نظام حکومت کو ہی حرف آخر اور اسلامی نظام بتاتے ہیں اور اس معاشی و اقتصادی نظام کو برقرار رکھنے پر مصر ہیں۔ جس میں ملک کی ۹۵ فیصد آبادی کی محنتوں کا استحصال ۵ فیصد افراد کرتے رہتے ہیں۔ ان کی مناسبت سے برطانوی طرز کے انتخابات اور پارلیمانی نظام حکومت ۹۵ فیصد عوام کے ووٹ حاصل کر کے معاشی استحصال کرنے والے ۵ فیصد افراد کو سیاسی اقتدار کا موقعہ دیتے رہنے کا آزمودہ ذریعہ ہیں۔

اور چونکہ اس نظام کے ڈانڈے برطانیہ سے لیکر امریکہ تک اور ایشیا میں ملائشیا سے لے کر بھارت تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے جوں ہی ۱۹۵۶ء کے دستور کے جلو میں یہ نظام سیاسی پاکستان میں جاری ہوتا ہے۔ پاکستان بھی امریکہ، برطانیہ اور بھارت کے سیاسی و سماجی سلسلے میں منسلک ہو جاتا ہے۔

اس طرح یہ شبہ کرنا غلط نہیں ہوگا کہ ۲۲ اسلامی نکات اور کسانوں و مزدوروں کے حق نمائندگی کے عوامی مطالبہ کی مخالفت کرنے والے عناصر کو کوئی خفیہ ہاتھ تھپکی دے رہا ہے، اور اس "کار خاص" کی خدمت انجام دینا ان کی موجودہ سیاست کا اصل مدعا ہے۔

ورنہ اگر واقعتاً اسلامی نظام اور عوامی اقتدار مطلوب ہو، تو ۲۲ اسلامی نکات اور نظام حکومت میں عوامی طبقوں کو ان کی تعداد کی بنیاد پر حق نمائندگی دینے کے مطالبہ کی مخالفت کا سرے سے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہ دونوں مطلبے عین اسلامی اور جمہوری ہیں اور اسلام کے نظریہ مساوات و نظام شورائیت کی عکاسی کرتے اور ان کے ذریعہ ایسی اجتماعیت قائم ہو جاتی ہے۔ جس کے سنگین حصار میں نہ مغربی سامراجیت دخل پا سکتی ہے اور نہ اشتراکیت و فسطائیت کو راہ مل سکتی ہے۔

لیکن اس واضح حقیقت کے باوجود مسلسل یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ان دونوں مطالبوں کو پورا نہ ہونے دیا جائے خواہ اس کے نتیجہ میں ایسے فرقے سر اٹھالیں، جن کو اسلام کے بعض بنیادی عقائد اور اسلام کے چودہ سو سالہ تاریخی عمل سے انکار و انحراف ہے۔ خواہ ملک میں مغربی طرز زندگی چھا جائے۔ خواہ عوام کا اقتصادی و معاشی استحصال ہوتا رہے۔ خواہ ملک کی سالمیت و استحکام کو ہر وقت چیلنج کا سامنا کرنا پڑے۔ خواہ نظریۂ پاکستان ہر گروہ و فرقے کی من مانی تعبیر کا کھلونا بنا رہے۔ خواہ ملت اسلامیہ پاکستان پیہم فکری و سیاسی انتشار میں مبتلا رہے اور خواہ ان سب باتوں کے نتیجہ میں یہ ملک ایک دن اشتراکیت کے آغوش میں چلا جائے نگران عناصر کو پاکستان کے دستور میں ۲۲ اسلامی نکات کی شمولیت اور ۹۵ فیصد عوام کی نمائندگی کی تخصیص و تعین کا حق گوارا نہیں۔

اس کے باوجود وہ اسلام دوست اور جمہوریت پسند اور ان دونوں باتوں کا مطالبہ کرنے والے وطن دشمن، اشتراکیت زدہ اور اسلام سے دور، یا للعجب، شاید اسی کو کہتے ہیں ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے ان کی سیاست کرشمہ ساز کرے

---

## جنڈانوالہ میں مولانا ہزاروی کا خطاب

جنڈانوالہ۔ مدنی مسجد مہاجرین میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے موجودہ حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آج نظام حکومت کے بارہ میں جھگڑا ہے کہ کون سا نظام بہتر ہے۔ کوئی کہتا ہے جمہوریت بہتر ہے کوئی امریکی سامراجیت کو، کوئی آمریت کو، کوئی سوشلزم کو، کوئی کمیونزم کو، کوئی وفاقی حکومت کو، کوئی وحدانی حکومت کو، کوئی صدارتی حکومت کو اور کوئی آئینی حکومت کو بہتر کہتا ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ سب غلط ہے۔ فقط نظام اسلام ہی بہتر ہے۔ جو اللہ تعالے کا بنایا ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا ہے۔

سیاست دانوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آج جو اپنے دو گز کے جسم پر اسلام جاری نہیں کر سکتا وہ ساری قوم پر اسلام کیسے جاری کر سکے گا۔

مودودی صاحب کے بارہ میں فرمایا کہ جو انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتا ہو۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھتا ہو کہ انہوں نے مصلحت کی خاطر شرعی حکم کو بدل دیا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بارہ میں تحریر کرتا ہو کہ وہ زبان دراز تھیں۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتا ہو کہ نبوت سے قبل ان سے بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا، اور جو شرعی سزاؤں کو ظلم کہتا ہو، وہ اسلام کا حامی کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں سوشلزم کا حامی ہوں۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ مودودی صاحب میرے ساتھ مل کر تقریریں کریں۔ میں سوشلزم کے خلاف تقریر کروں گا اور مودودی صاحب امریکہ کے خلاف تقریر کریں کہ ان سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ اگر میں ایسا نہ کروں تو میں جھوٹا اور اگر مودودی صاحب ایسا نہ کریں تو مودودی صاحب جھوٹے۔

(محمد یوسف فیروز پوری جنڈانوالہ ضلع میانوالی)

## سوات، ملاکنڈ ڈویژن میں جمعیۃ کا قیام

مینگورہ۔ جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن کے حسب فیصلہ امیر مولانا سید گل بادشاہ کی زیر سرکردگی صاحبزادہ عبدالباری ناظم اعلیٰ۔ مولانا عزیز الرحمٰن امیر ضلع پشاور، پیر مبارک شاہ ناظم پشاور ڈویژن، مولانا عبدالواحد رکن جمعیۃ و مہتمم دارالعلوم تجرات پر مشتمل جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن کا وفد حسب پروگرام مینگورہ پہنچا۔ جبکہ پہلے سے سوات کے سرکردہ علماء، دین پسند مسلمان وفد کے منتظر تھے۔ ضلع سوات کے مشہور دینی اور سیاسی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مینگورہ نے بمشورہ حاجی عبدالغفار صاحب، حاجی عبدالستار صاحب اور حاجی عبدالقادر صاحب وفد کے لئے ایک پروگرام تیار کیا تھا۔ اس پروگرام کے مطابق پہلے پروگرام میں وفد نے سوات کے مقتدر علماء کرام اور سوات کی اہم شخصیتوں سے مختلف ملاقاتیں کیں۔ اور ملکی حالات پر تبادلہ خیال کیا وفد کی طرف سے انفرادی ملاقاتوں میں مولانا سید گل بادشاہ صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام کے اغراض و مقاصد نصب العین اور پروگرام سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ عام اجتماعات میں مولانا سید گل بادشاہ صاحب ملک کے دینی اور سیاسی حالات پر تبصرہ کیا۔ اور واضح طور پر کہا کہ آج ملک میں اہم مسئلہ اسلامی آئین اور اسلامی قانون کے نفاذ کا ہے۔ جس میں پاکستان کا استحکام مضمر ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام عوام کی تائید سے ملک میں صحیح شرعی نظام کے نفاذ کے لئے کوشاں ہے۔ سوات کے تمام اطراف سے آئے ہوئے علماء کرام اور دیندار مسلمانوں کا ایک اہم اجتماع زیر صدارت مولانا سراج العلوم منعقد ہوا اجتماع میں جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم پر غور و خوض ہوا۔ اور مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

| | | |
|---|---|---|
| امیر | مولانا عبدالرحمٰن صاحب | برتانہ علاقہ خمیری |
| نائب امیر | مولانا حافظ حبیب گل | کلیانی ،، نبیر |
| ،، ،، | مولانا خیر محمد صاحب | بحرین |
| ناظم اعلیٰ | حاجی عبدالستار صاحب | مینگورہ |
| ناظم | مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب | ایلے بنیر |
| ،، | مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب | خونہ خیلہ |

پینتیس ارکان پر مشتمل مجلس شوریٰ کی تشکیل ہوگی۔ اس کے علاوہ ملاکنڈ ڈویژن کے لئے متفقہ طور پر مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کو کنوینر مقرر کیا گیا۔

## درس قرآن حکیم

دینہ ضلع جہلم میں مجاہد ملت حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب گوجرانوالہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعرات بعد از نماز عشاء جامع مسجد مہاجرین دینہ میں درس قرآن حکیم دیں گے ان کے ساتھ جناب صاحبزادہ زاہد الراشدی بھی ہوں گے

منجانب:۔ محمد صادق صدیقی

خطیب و مہتمم مدرسہ اشرف المدارس دینہ

ضلع جہلم

## مولانا ضیاء القاسمی صاحب کے اعزاز میں استقبالیہ

مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب کو رہائی کے بعد ٹوبہ و علاقہ ٹوبہ چک ۲۵۶ جھلور کی جمعیۃ و انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے علی الترتیب عصرانہ و استقبالیہ، عشائیہ دیا گیا جملہ مقامات پر سپاسنامے پیش کئے گئے۔ جس میں مجاہدین اسلام اکابرین امت، مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ شاہ اسماعیل شہیدؒ، علامہ عبیداللہ سندھیؒ، حضرت مدنیؒ و دیگر حریت پسند علماء کی خدمات جلیلہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ اب موجودہ دور میں ان کے جانشین اکابرین جمعیۃ علماء اسلام حضرت درخواستی مدظلہٗ۔ قائد جمعیۃ مفتی محمود صاحب، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی اسلامی نظام کے سلسلہ میں کوششوں کو سراہا گیا۔ محترم ضیاء القاسمی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا حضرت مجدد الف ثانیؒ سے لے کر حضرت لاہوریؒ تک مجاہد علماء و صلحا کا ایک کارواں تھا جس نے اس برصغیر میں اسلام کی اشاعت کے عظیم فریضہ کو احسن طریق سے سرانجام دے کر ہمارے لئے مشعل راہ کا عظیم ذخیرہ ورثہ میں چھوڑا۔ جبکہ طاغوتی طاقتوں نے مختلف اقسام کی ناپاک سازشیں کر کے ان کو جادہ حق سے دور رکھنے کی مذموم کوشش کی۔

آج جمعیۃ علماء اسلام کے مجاہد علماء، کسانوں، محنت کشوں مزدوروں کے مسائل کتاب و سنت کی روشنی میں حل کرنے کا داعیہ لے کر میدان عمل میں کود پڑے ہیں۔ ان کا مزدوروں کی تنظیم پارٹی کے ساتھ اسلامی اصولوں کی روشنی میں اشتراک اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ ان حالات میں امریکی ایجنٹ اور یہود نواز ہوشے وایان کر عجب ان علماء حقانی کے خلاف سامراجیوں کے اشارے پر مذموم پروپیگنڈہ کر کے سامراجی ایجنٹ ہونے کا ثبوت مہیا کر رہا ہے۔

مولانا قاسمی نے ولولہ انگیز لہجہ میں فرمایا کہ میں ان امریکی بچھوؤں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جیسے تمہارے سفید آقا انگریز کو ہمارے علماء و سلف نے شکست فاش دے کر اسلام، قرآن عقیدہ ختم نبوت، عظمت صحابہؓ کا تحفظ کرتے ہوئے ملک کو آزادی کی لازوال دولت سے نوازا تھا۔ اسی طرح آج بھی اکابرین جمعیۃ سے ٹکرانے والی ہر باطل طاقت پاش پاش ہوگی اور یہ مجاہد علماء اسوۂ نبوی کے مطابق آخر کار اپنی منزل کو پا لیں گے۔

آخر میں قاسمی صاحب نے قبلہ اول کی پامالی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اب تمام عالم اسلام کو اتحاد و اتفاق کی دولت سے مالا مال ہو کر جہاد کا اعلان کرتے ہوئے یہودی درندوں کے خلاف اعلان جنگ کر دینا چاہیئے۔ اور اسرائیل کے ناپاک وجود کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہیئے۔

(ابو حفص محمد عمر لدھیانوی ناظم جمعیۃ علماء اسلام تحصیل ٹوبہ
یکم ستمبر ۶۹ء ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ)

# خبرنامہ جمعیۃ علماء اسلام

## مسجد اقصیٰ کے واقعہ پر وزیرستان میں غم و غصہ کا اظہار

بنوں ۲ ستمبر۔ مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کے واقعہ سے شمالی وزیرستان میں غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی۔ لاکھوں قبائیلیوں نے اسلام کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کی پیشکش کر دی۔ شمالی وزیرستان کے قبائلیوں نے بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کے واقعہ کی شدید مذمت کی ہے۔ اور اس واقعہ سے سارے قبائلی علاقہ میں اسرائیل کے خلاف غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی ہے۔ آج یہاں قاری حضرت گل جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام بنوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ شمالی وزیرستان ایجنسی کی جمعیۃ علماء اسلام نے جمعیۃ کی اپیل پر ہزاروں کی تعداد میں رضاکاروں کو پیش کر دیا اور کہا ہے کہ جب بھی جمعیۃ کو ہماری ضرورت ہو اور جہاں بھی بھیجنا چاہیں ہم بالکل تیار کھڑے ہیں اور ہم اسلام کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار کھڑے ہیں۔

## جمعیۃ علماء اسلام ضلع جیکب آباد کی تمام ابتدائی شاخیں متوجہ ہوں

(۱) مجاہدین قدس میں رضاکاروں کی جلد بھرتی کر کے ان کی تعداد ضلعی دفتر کندہ کوٹ کو مطلع کریں۔

(۲) عربوں کی امداد کے لئے مالی امداد کی مہم تیز کر دیں اور اپنے حلقوں میں خصوصی کمیٹی قائم کریں۔

(۳) اپنے حلقہ جات کی خدمات سے ضلعی دفتر کو ہر وقت آگاہ کریں۔

(۴) ترجمان اسلام کے لئے زیادہ سے زیادہ خریدار پیدا کریں۔

(محمد اعظم الحسینی خادم دفتر
جمعیۃ علماء اسلام کندہ کوٹ ضلع جیکب آباد)

## "خلائی تسخیر اور اسلام" کتابچہ

جمعیۃ علماء اسلام حلقہ کلری کراچی کی جانب سے مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ کا مرتبہ کتابچہ جس میں اسلام کی روشنی میں خلائی تسخیر کی وضاحت کی گئی ہے اشاعت فنڈ کے لئے صرف ۲۰ پیسے کے ٹکٹ بھیج کر فوری طلب فرمائیں۔

حافظ عبدالستار بھٹی ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام جھنڈا منزل نزد غریب شاہ نیو کمہار واڑہ کراچی ۲

(حافظ محسن شاہ ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام کراچی)

## جامعہ مدنیہ کا سالانہ جلسہ

ملک کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ مدنیہ لاہور کا سالانہ جلسہ ۲۰، ۲۱، ۲۲ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۳، ۴، ۵، اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ ہفتہ، اتوار منعقد ہوگا۔ اس میں حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک، حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی، حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری، حضرت مولانا عبدالقادر آزاد، جناب سید امین گیلانی اور دیگر بہت سے علماء و شعراء شریک ہوں گے۔ (مولانا) محمد ظہور الحق

### فورٹ سنڈیمن

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی اپیل پر جمعیۃ علماء اسلام فورٹ سنڈیمن کی تمام مساجد میں یوم احتجاج منایا گیا۔ وہاں کے غیور باشندوں نے عرب بھائیوں کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا اور اسرائیل و امریکی اموال و املاک کی ضبطی کا مطالبہ کیا گیا۔ جمعیۃ کی طرف سے جلسہ عام بھی ہوا۔ جس میں قاری محمد دین صاحب مولانا محمد یعقوب، مولانا آغا محمد صاحب، مولانا عبدالحی صاحب، مولانا حافظ غلام احمد صاحب واعظ تونسوی اور فخر بلوچستان مجاہد ملت مولانا غلام حید رصاحب فاضل دیوبند مہتمم مدرسہ ناصر العلوم نے تقریریں کیں۔

### ڈیرہ اسماعیل خاں

ڈیرہ میں یوم احتجاج کے موقعہ پر عظیم اجتماع ہوا جس کی صدارت مولانا غلام اکبر امیر جمعیۃ ڈیرہ نے کی۔ اجتماع میں مسجد اقصیٰ کی آتشزدگی پر غم و غصہ کا اظہار کیا۔ نیز علماء نے مجاہدین قدس کی بھرتی کا اعلان کیا اور یہودی مال کے بائیکاٹ کا مطالبہ بھی کیا گیا۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ عربوں کی ہر طرح امداد کریں۔

### جمعیۃ علماء اسلام آزاد کشمیر کی طرف سے دس ہزار رضاکاروں کی پیشکش

بلندری آزاد کشمیر۔ مولانا محمد اسحاق صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام آزاد کشمیر کی طرف سے دس ہزار رضاکار فلسطین کے محاذ پر بھیجنے کا اعلان کیا۔ اس سلسلہ میں جہاد کمیٹی بھی قائم کر دی گئی ہے۔ جس کے صدر مولانا محمد اسحاق صاحب اور سیکرٹری مقامی ایڈووکیٹ اور منجھے ہوئے سیاستدان سردار اشفاق احمد خاں ہیں۔ مولانا نے رضاکاروں کی بھرتی کی اپیل کی۔ دن بھر نام لکھوانے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ جہاد کمیٹی کے منتظم نائب صوبیدار محمد شریف خاں مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

### گھوٹکی (سکھر)

گھوٹکی شہر میں جمعیۃ کی اپیل پر ہڑتال ہوئی اور جامع مسجد گھوٹکی، قمریہ مسجد، مسجد پرانا تھانہ، باغ والی مسجد، کالونی مسجد، پیراج کالونی مسجد، مسجد اسٹیشن، جامع مسجد قادر پور، ماچھی مسجد، بھٹہ مسجد، مسجد صادق گوٹھ۔ بالتھید عادل پور۔ گھوٹڑا۔ جامع مسجد سیناں وغیرہ اسرائیلی جارحیت کے خلاف قرار دادیں پاس ہوئیں۔

### دلیوالہ (میانوالی)

میں یوم احتجاج منایا گیا اور مولانا عبدالعزیز صاحب امیر جمعیۃ دلیوالہ نے احتجاجی تقریر کی اور قرار دادیں پاس کیں۔

## بیت المقدس کو آزاد کرنے کی جہادی تحریک

سلہٹ۔ ۳۱ اگست۔ بمقام جامع مسجد ڈھاکہ دکھن گولاپ گنج تھانہ جمعیۃ علماء اسلام کی کوشش سے ایک عظیم الشان جلسہ عام زیر صدارت حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب مہتمم مدرسۃ العلوم حسینیہ عربیہ ڈھاکہ دکھن منعقد ہوا جس میں مجاہدین و تاجران ڈھاکہ دکھن بازار کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء، آفیسر اور مقامی مدرسہ عربیہ، کالج اور ہائی اسکول کے طلباء و اساتذہ کرام نے شرکت کی۔ جلسہ ہذا میں تھانہ جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مولانا مفضل علی صاحب کے علاوہ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ حسینیہ ڈھاکہ دکھن، ڈاکٹر ابوسعید جدوبا اور ہائی اسکول کے طلبہ لیڈروں میں سے محمد شہاب الدین، بشیر الدین احمد وغیرہم بحیثیت مقرر قابل ذکر ہیں۔

تمام مقرروں نے اپنے اپنے بیان میں اسرائیلیوں کے ہاتھوں مسجد اقصیٰ میں آگ لگا کر جلا ڈالنے اور مجاہدین عرب کے قیدیوں پر طرح طرح کے انسانیت سوز مظالم ڈھانے کی سخت مذمت کی اور اس پر نہایت شدید غم و غصہ کا اظہار کیا۔ آخر میں حضرت مولانا مفضل علی صاحب (امیر جمعیۃ) نے تمام حاضرین جلسہ سے بیت المقدس کو اسرائیلیوں کے پنجہ استبداد سے آزاد کرنے کے لئے تمام مسلمانوں کے جان و مال قربان کر دینے اور مسلسل جہادی تحریک جاری رکھنے کا پختہ وعدہ اور مضبوط عہد و پیمان لیا ہے۔

جلسہ میں اسرائیلی جارحیت کے خلاف مختلف قرار دادیں پاس ہوئیں۔

## جھنگ میں ایک اور سانحہ

۴ ستمبر کی رات حکیم محمد صدیق کو نہایت گہری سازش سے ۲ بجے ان کے مکان میں گھس کر شہید کر دیا گیا ہے۔ جھنگ کے سنی مسلمانوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس سازش میں جتنے بھی شریک ہیں اور جو قاتل کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

## عثمانیہ کالج رحیم یار خاں

### ضروری اطلاع

شہر میں دینی حلقہ کے معروف جدید تعلیمی ادارہ "عثمانیہ کالج" کے ناظم جناب ارشاد احمد صاحب علوی ایم، اے نے اطلاع دی ہے کہ کالج اپنی موجودہ عمارت واقع شاہی روڈ سے کسی دوسری جگہ پر منتقل کیا جا رہا ہے۔ نئی جگہ کے بارہ میں آخری فیصلہ کر کے بہت جلد انشاء اللہ اعلان کر دیا جائیگا۔ عارضی طور پر تعلیم اور داخلے وغیرہ دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں جاری رہیں گے۔

واضح رہے کہ کالج میں شام کے وقت ایف، اے و بی، اے اور صبح کے وقت جماعت ششم و ہفتم کی تعلیم ہوتی ہے۔

(سعید احمد ناظم خبر جمعیۃ علماء اسلام رحیم یار خاں)

# بقیہ مدلل جواب

میں کیا کر سکتا ہوں ........ اس پر عمر بن عبدالعزیزؒ لاجواب ہو گئے اور بار بار کہتے رہے کہ یزید کے معاملہ نے مجھے مار ڈالا (خلافت و ملوکیت ص۱۹۱) تو اس ساری بحث میں عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ تو نہ فرمایا کہ میں اب خلافت کو مسلمانوں کے شوریٰ و انتخاب پر چھوڑوں گا۔ علاوہ ازیں اپنے بعد انتخاب وغیرہ کی کوئی وصیت بھی نہ کی، بلکہ حکومت اسی یزید بن عبدالملک کے سپرد کر گئے۔

جب عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے دین دار و متقی کو جن کے دورِ خلافت کو جناب مودودی صاحب نے بھی "خلافت و ملوکیت" میں مبارک دور لکھا ہے۔ آزادانہ انتخاب اور جمہوری انتخاب کے بغیر خلافت راشدہ کے تیس[30] سالہ دور کے بعد ملک آ جانے والے دور میں ہونے کے باعث کسی طرح موجبِ طعن و مستحق قدح قرار نہیں دیا جا سکتا تو اسی طرح دوسرے خلفاء و ملوکِ اسلام بھی اس لفظ ملک و ملوک کی وجہ سے یقیناً غیر دینی سیاست لانے اور شریعت کی حدیں توڑ دینے وغیرہ کے ملزم و مجرم نہیں قرار دیے جا سکتے۔

تو جس طرح لفظ ملک حضرت سیدنا علیؓ کی خلافت پر بعض روایات میں اور حضرت سیدنا حسنؓ کی خلافت پر وارد ہونے سے اور عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کا دور ملک عضوض میں ہونے سے ان حضرات کے مبارک ادوار کو غیر دینی یا غیر اسلامی کہنا غلط ہے اسی طرح دوسرے مسلمان خلفاء و امراء کو محض بوجہ لفظ ملک و ملوک کے اطلاق سے ان کی حکومت کو ملوکیت اور غیر اسلامی حکومت اور حلال و حرام کی تمیز نہ کرنے والی حکومت اور شریعت کی حدیں توڑنے والی حکومت سیاست کو دین پر بالا رکھنے والی حکومت قرار دینا بھی ہرگز صحیح نہیں "(خلافت و ملوکیت ص۱۰۳)

## خلافت کی دو قسمیں

اب یہ سوال ضرور سامنے آئے گا کہ جب خلافت راشدہ کے تیس سالہ دور کے بعد بھی خلافت اور خلفاء کا اطلاق احادیث میں بعد والے ملوک پر ہوا اور ہوتا رہا اور اس کا انکار ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ خلفاء بنی امیہ اور خلفاء بنی عباس کی حکومت کو اور مصطفےٰ کمال سے پہلے ترکوں کی حکومت کو تمام مسلمان "خلافت" کہتے لکھتے رہے۔ تو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا کیا مقصد ہے کہ:

"خلافت تیس سال ہے پھر ملک ہوگا، ملک و رحمت ہوگا، ملک عضوض ہوگا، ملک جبریہ ہوگا اور پھر خلافت منہاج نبوت پر ہوگی وغیرہ وغیرہ"

تو اس کے متعلق حقیقت یہ ہے کہ یہ اخبارِ غیب ہیں جو قیامت تک کے متعلق ہیں جن کی تعیینِ اشخاص و اوقات اجتہادی و ظنی ہے۔ منصوص و قطعی ہے ان ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد ہمارے سلف صالحین عقائد کی کتابوں میں اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ازالۃ الخفاء میں یہ نقل کیا ہے کہ خلافت دو قسم کی ہے۔ ایک خلافتِ عامہ ملکیہ اور ایک خلافتِ خاصہ موعودہ۔ خلافتِ خاصہ موعودہ صرف تیس سال تک ہے جو مظلوم صحابہؓ سابقین اولین کے گروہ کے ساتھ مخصوص ہے جو بعد میں کبھی کسی صحابی و غیر صحابی کے لیے نہیں ہوگی اور وہ خلافت موعودہ ان ہی موعودہ لہم صحابہ کرام سابقین اولین کے لیے صرف تیس سال تک ہوگی۔ پھر خلافت عامہ ملکیہ ہوگی۔ جو عام قانون قدرت اور سنت اللہ کے مطابق (وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ) (اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں ملک و حکومت عطا کرتے ہیں) صحابی و غیر صحابی، افضل مفضول، عادل صالح اور ظالم و فاسق وغیرہ جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا دے گا۔ لیکن وہ موعود خلافت صرف ان مخصوص مظلوم صحابہ مہاجرین اولین کی ہوگی جو بس تیس سال ہوگی وہ منہاج نبوت پر ہوگی۔

## خلافتِ خاصہ کی خصوصیات

اس خلافتِ موعودہ خاصہ علی منہاج النبوۃ کی علامات اور خصوصیات میں یہ ضروری ہے کہ خلیفہ افضل اہل زمان ہو جس کی فضیلت خود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف ارشادات میں مذکور ہو۔ دوسرے اس خلیفہ کا مغفور و جنتی ہونا اور دائمی رضاءِ الٰہی کا مستحق ہونا بھی نصوص و احادیث سے ثابت ہو۔ کیونکہ نبی افضل اہل زمان اور قطعی جنتی اور رضاءِ الٰہی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتا ہے۔ منہاجِ نبوت پر جو خلیفہ ہوگا اس میں یہ امور شرعی دلائل سے ضرور ثابت ہوں گے۔ اسی لیے خلفاءِ اربعہ کی خلافت یقینی طور پر منہاج نبوت پر خلافت ثابت ہوتی ہے۔ ان حضرات کے علاوہ باقی سب لوگوں کی حکومت خلافتِ عامہ ملکیہ سلطان و رحمت، ملک و رحمت، ملکِ عضوض، ملکِ جبریہ وغیرہ میں علی حسب الاعمال والاحوال والنیات داخل و شمار ہوگی۔ جیسے بعد والے عام نیکوکار مسلمان صحابہ کرامؓ اور خلفاءِ راشدینؓ کے مقام و مرتبہ کو نہیں پا سکتے۔ اسی طرح بعد والے خلفاء و امراء بھی ان حضرات کی خصوصیات تک نہیں پہونچ سکتے۔ تیس سالہ خلافتِ موعودہ صرف ان سعادت مند حضرات کے لیے تھی جن پر کفار مکہ نے طرح طرح کے ایسے وحشیانہ مظالم ڈھائے کہ جن کی نظیر و مثال تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی جس کے باعث وہ حضرات گھر بار چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کر کے چلے گئے۔ انہی مظلوم و بے کس صحابہ کرام کے مقام رفیع اور مقبولیت عند اللہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں اطمینان و سکون اور خلافت و حکومت عطا کرنے کی بشارت سنا دی۔ فرمایا:

| | |
|---|---|
| وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ | وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم (صحابہ کرام) میں سے ایمان لا چکے ہیں اور عمل صالح کیے ہیں کہ ضرور بر ضرور ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسے کہ ان سے پہلے والے ایمان دار لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور ضرور بالضرور مضبوط کر دے گا ان کے لیے اپنے پسندیدہ دین کو اور ضرور بالضرور ان کو بدل دے گا ان کے اس خوف و خطرہ کے بعد امن و اطمینان کی حالت۔ وہ میری عبادت کرتے رہیں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ جو شخص اس کے بعد کفر کرے پس وہی لوگ فاسق ہیں۔ |

(پ۱۸، سورہ نور)

(باقی آئندہ)

সাপ্তাহিক
তরজুমানে ইসলাম
লাহোর
WEEKLY
TARJUMANE ISLAM
LAHORE

اسلامی نظام کے خواہاں حضرات سے

# ہمدردانہ اپیل

مخیر اور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے، ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں۔ معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مرد و زن کے اختلاط کے ذریعے جرائیم سرعت سے پھیل رہے ہیں۔ معاشی نظام سود کی بنیاد پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ علماء کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

## اس لیے

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم زکوٰۃ و عطیات مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقم کی تعیین فرما دیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے۔

محمد عبداللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام — (خانپور)

مفتی محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی — (ملتان)

رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ماجور ہوں۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰهِ الإِسلَام

پاکستان میں حفاظت اسلام کا علمبردار

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور
پاکستان

العُلماءُ ورثۃُ الانبیاء (الحدیث)

# اسلام اور لباس

مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیری استاذ تفسیر دار العلوم دیوبند

خدا جانے اس حقیقت کو، دنیا نے تو کیا خود اپنے کو مسلمان کہنے والوں نے سمجھا یا نہیں کہ چودہ سو سال قبل اپنی کامل مکمل صورت میں عرب نثراد اور ایک مقدس و مطہر انسان، آقائے کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو دین اسلام کے نام سے پھیلا، پھیلتا ہی چلا گیا اور جس کی قسمت میں ازل سے بجائے سکڑنے کے دنیا و جہاں کی وسعتیں مقدر کردی گئیں، قسام ازلی ہی کا تو ارشاد ہے کہ:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا

جس نے بھیجا اپنا رسول راہ پر اور سچے دین پر کہ اوپر رکھے اس کو ہر دین سے اور بس ہے اللہ حق ثابت کرنے والا۔

چودہ سو سال کی پوری تاریخ اس فیصلہ کی شہادت ہے، ایک انسان نے خدا کے اس پسندیدہ و برگزیدہ دین کا نام لیا۔ ایک سے بڑھ کر کروڑہا کروڑ کی تعداد اسی دین سے عمل و عقیدہ کے اعتبار سے پیوست ہوتی چلی گئی صرف مکہ کی زمین پر دین کا نام بلند ہوا اور پھر مکہ کی حدود سے نکل کر اقصائے عالم کے گوشے گوشہ میں پہونچ گیا، اور برابر پہنچ رہا ہے۔ اس سیل رواں کی راہ میں سنگ گراں کتنے آئے کس طرح آئے، لیکن تاریخ بتا سکتی ہے کہ دوڑتے بھاگتے سیل بیکراں نے ہر ہی رکاوٹ کو اپنی راہ سے ہٹا دیا۔ سب کچھ ہوا، سب کچھ ہوتا رہے گا اور قیامت تک یہ دین دنیا میں انشاء اللہ قائم رہے گا۔ لیکن خوش فہمیوں کے عنکبوتی گھروندے سے باہر نکل کر جب کبھی سوچتا ہوں تو سوائے حسرت و یاس کے کوئی اور چیز دل و دماغ کے دریچہ میں نظر نہیں آتی۔

حسرت اسی کی ہے کہ اسلام کے متعلق دنیا تو کیا خود مسلمان کو بھی یہ علم و یقین غالباً نہیں کہ چودہ سو سال پہلے کا یہ دین اپنی ہدایت اور راہنمائی کے اعتبار سے کسی ایک گوشے اور کونے میں پھنسا پھنسایا دین نہیں ہے بلکہ اس کی راہنمائی اور تربیت زندگی بلکہ بالعد الموت کے احوال و عالم سے بھی دور کا نہیں، قریب ہی کا تعلق رکھتی ہے۔

یہ دین صرف عقائد کے باب ہی میں کوئی تہلکہ مچا دینے کے لیے نہیں آیا۔ اعمال اور اقوال کی کائنات بھی اس نے برہم کر کے رکھ دی۔ کھانا، پینا، سونا، اٹھنا، پہننا، اوڑھنا، بچپن، جوانی، بڑھاپا، بچوں کے ساتھ، بیوی کا معاملہ، اعزہ و اقارب، اپنے، غیر، دوست، دشمن، گھر باہر، پڑوس اور دور، انفرادی، اجتماعی، غربت، امارت، تجارت، معیشت، مزدوری، ملازمت زندگی کا کونسا وہ جزء یا حصہ ہے؟ جہاں اسلام ایک راہنما، قرآن ایک رہبر حدیث ایک ہدایت کی شکل اختیار نہیں کرتی۔ گویا کہ مسلمان کی تو ساری زندگی دین کی جکڑبندیوں میں اس طرح کسی ہوئی ہے کہ آزادی کا تصور ہی ممکن نہیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ اس پابندی پر ہزار ہا آزادیاں قربان اور اس غلامی پر حریت کے عالم کے عالم بے تکلف نثار کیے جا سکتے ہیں۔ گویا کہ غلامی میں آزادی، آزادی میں پابندی اسلام کا سارا سرمایہ اور پھیلے ہوئے دین کا نچوڑ و خلاصہ ہے۔ مگر اس حقیقت پر غیر تو درکنار خود مسلمان ہی کس حد تک واقف ہیں۔ صورت حال کا یہی پہلو اپنے اندر ناکام حسرتوں کا بھیانک چہرہ چھپائے ہوئے ہے۔ دنیا میں وہ قومیں بھی ہیں جنہوں نے اپنی مذہبی تعلیمات کو حصے بخرے کر کے رکھ دیا۔ بعض اجزاء میں اس کو امام اور دوسرے بعض حصوں میں بے تکلف مقتدی بنا لیا۔

کیا عرض کیا جائے، مسلمان بھی خواہی نخواہی اس ہالہ سے دوچار ہوئے بغیر بچ نہ سکے۔ پس کام کرنے والوں کے لیے تو ابتدائی بلکہ بنیادی کام یہیں سے شروع ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دماغوں سے سب سے پہلے اسی تصور و تخیل کو کھرچ کر نکالیں کہ اسلام کی تعلیم و ہدایت ان کی زندگی کے کسی خاص عہد و گوشہ سے تعلق رکھتی ہے۔ دماغوں کی راہ سے دل میں اس حقیقت کو انڈیل دینے کی سب سے بڑی ضرورت سامنے آکھڑی ہوئی کہ اسلام پوری زندگی پر حاوی اور حقیقی دین ملت، مذہب اور طریقہ ہے۔ گویا کہ علت العلل یا بیماریوں کی اس طرح جڑ ہی کو جب تک نہ کاٹا جائے گا، علاج و معالجہ بس اسی مغربی طریق پر ہوگا کہ اصل علت کو چھوڑ کر عوارض کے علاج میں وقت صرف کیا جائے۔ جس کے نتیجہ میں ایک مرض سے رہائی دوسری بیماری پیش خیمہ اور دوسری علت کا انقطاع کسی نئے عارضہ کی تمہید بنتا چلا جاتا ہے۔

خدا کرے کہ عالم اسلامی میں پھیلے ہوئے کام کرنے والوں کے ذہن میں یہ بات اتر جائے تو سمجھتا ہوں کہ مضبوط اور مؤثر، مفید اور بار آور کام کی راہیں یقیناً کھل جائیں گی۔

بہر حال اس وقت تو یہ عرض کر رہا تھا کہ عریانی اور بے حجابی، بے پردگی اور برہنگی جو یورپ کے ذہنی تسلط کی وجہ سے تمام ہی دنیا میں ایک وبائی مرض کی طرح پھیل گئی اور سادہ لباس سے جس طرح جسم کو آزاد کیا جا رہا ہے۔ خالص ایک شیطانی عمل اور اسی ابلیس کی ایک جنبش ہے جس نے ازل سے انسانوں کے باپ اور ماں کو اپنے اغواء جنت میں برہنہ کیا تھا گویا کہ آدم اور حوا کو برہنہ کر کے جنت سے نکال لینے والا یہ کامیاب شاطر آج آدم کی اولاد کو اس دنیا میں رہتے ہوئے جنت سے محروم کیے دے رہا ہے اور حیرت ہے کہ آدم و حوا کی اولاد بازیگر کے اس تمام معاندانہ طرز پر آج تک واقف نہیں۔

جو کچھ کہنا چاہتا ہوں بنیاد اس کی قرآن کریم کی ان آیات پر ہے:

فوسوس لهما الشیطن لیبدی لهما ما وری عنهما من سوآتهما وقال ما نهکما ربکما عن هذه الشجرة الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخلدین وقاسمهما انی لکما لمن الناصحین فدلهما بغرور فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوآتهما وطفقا یخصفن علیهما من ورق الجنة وناداهما ربهما الم انهکما عن تلکما الشجرة واقل لکما ان الشیطن لکما عدو مبین (اعراف)

پھر بہکایا ان کو شیطان نے تاکہ کھولے ان پر جو ڈھکے تھے ان کے ان سے عیب اور وہ بولا تم کو جو منع کیا ہے رب تمہارے نے اس درخت سے مگر یہ کہ کبھی ہو جاؤ فرشتے یا ہو ہمیشہ جینے والے اور ان کے پاس قسم کھائی کہ میں تمہارا دوست ہوں پھر ڈالا ان کو فریب سے۔ پھر جب چکھا دونوں نے درخت، کھل گئے ان پر عیب ان کے اور لگے جوڑنے اپنے اوپر پتے بہشت کے اور پکارا ان کو ان کے رب نے کیا میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے اور کہا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن صاف ہے۔

کچھ سمجھے آپ؟ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے الہامی ترجمے میں "تاکہ کھولے ان پر ان کے عیب جو ڈھکے تھے" کا پہلو روشن کرتے ہوئے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ پوشاک انسان کے ظاہری و باطنی تمام عیوب کے لیے پردہ ہے اور ابلیس لعین انسان کے انہیں کھلے اور چھپے ہوئے عیوب کے انکشاف کی کوشش میں مصروف تھا۔

یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیے کہ آدم و حوا علیہما السلام کے جسم اطہر سے پوشاک و لباس کے علاوہ کوئی اور چیز اتری تھی۔ اگر ایسا ہوتا تو "ورق الجنۃ" سے جسم کو ڈھانکنے اور چھپانے کی جو اطلاع قرآن کریم نے اسی واقعہ میں دی ہے پھر اس کا مطلب کیا ہوگا؟ اس لیے تسلیم کرنا ہوگا کہ گندم کے استعمال سے دونوں کے نورانی کا حجاب ہی چاک ہو کر گر پڑا تھا۔

عجب نہیں کہ ابلیس کو اس پر واقفیت و اطلاع ہو کہ انسان سے معصیتوں کا ارتکاب اس وقت تک ممکن نہیں تا وقتیکہ اس کے جسم سے ساتر اور چھپانے والے لباس ہی کو نہ اتار لیا جائے۔

دنیا کیا آج اس کا انکار کر سکتی ہے کہ جدید تہذیب کے ذوق عصیاں کی اس وقت تک تشنگی بجھ نہ سکی تا وقتیکہ خود مستی کے خوگروں کو عریاں اور برہنہ نہ کر لیا۔

بھڑکیلے لباس سے بھی جب ہیجان نفس اور جذبات کی بہیمیت و درندگی کے تلاطم کے نشانے پورے نہ ہوئے تو جسم کے وہ حصے صاف کھلوا دیے گئے جن کا انکشاف جذبات میں ہیجان پیدا کر سکتا تھا۔

پس میں تو یہی یقین رکھتا ہوں کہ آدم و حوا علیہما السلام کو

---

عہ یہ الزام سے صفائی کے طریق کا جب پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے کائنات کے مقدس ترین گروہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی پہونچ رہے تھے۔ یہودیوں میں سے کسی نے اس پر خندہ حقارت سے اعتراض جڑا تھا کہ یہ کیا مذہب ہے کہ جو استنجا کے طور و طریق بھی اپنے اتباعیوں کو تعلیم دے رہا ہے۔

آہ! یہودیت کے یہ اعتراضی تیر خود آج اسلام نما یہود ذہنیت کے دل و دماغ میں اس طرح پیوست ہیں کہ ان کو نکالنا مشکل اور دو بھر ہو گیا۔ منہ

عہ رہی یہ بات کہ گندم کا درخت کھانے پر یہ پوشاک کس طرح اتر گئی۔ کیا گندم کی یہ خاصیت و تغییر تھی یا اس کی تاثیر و خاصیت کے بغیر محض خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا نتیجہ تھا؟ مفسرین دونوں ہی جانب گئے ہیں۔ الخ

بقیہ بر صفحہ ۱۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاری کردہ بحکم قطب زماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

هفت روزہ **ترجمانِ اسلام** لاہور

سرپرست: حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

جلد ۱۲ | جمعہ ۲۰ جون ۱۹۶۹ء مطابق ۴ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ | شمارہ ۲۳

# شذرات

## آہ! بیچارہ اسلام

بیچارہ "اسلام" اس زمانہ میں لاوارث ہو کر رہ گیا ہے اور اس کو مالِ غنیمت سمجھ کر جس کا جیسے چاہتا ہے استعمال کر لیتا ہے۔ تحریک پاکستان میں اس کا سہارا لے کر یہ خطۂ زمین حاصل کیا گیا اور قیام پاکستان کے بعد اس "مظلوم" کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ انتہائی شرمناک ہے۔ "خلافت اسلامیہ" کے نظام کو توڑ موڑ کر "برطانوی جمہوریت" کے سانچہ میں فٹ کرنے والے مودودی صاحب نے اس مظلوم کا ایسے حلیہ بگاڑا کہ "اسلام" سے "اسلامی جمہوریت" بنا ڈالا۔ "سیکولرازم" (لادینی نظام) کے داعی نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب نے بیچارے "اسلام" کو "لادینیت" کا ہم زاد بنا کر "اسلامی سیکولرازم" کا نعرہ لگا دیا اور "نظام اسلام" کے نام سے قومی سیاست میں حصہ لینے والے چوہدری محمد علی صاحب نے یہ منظر دیکھا تو انہوں نے سوچا کہ میں کیوں کسی سے پیچھے رہوں۔ چنانچہ انہوں نے "سوشلزم" کے ساتھ اسلام کا رشتہ جوڑ کر "اسلامی سوشلزم" کو اپنی پناہ گاہ بنا لیا۔ اور بیچارہ اسلام جمہوریت، سیکولرازم اور سوشلزم کے آہنی شکنجوں میں کسا ہوا انصاف و شرافت کی دہائی دے رہا ہے

اور ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ "اسلام" کو "مغربی جمہوریت"۔ سیکولرازم اور سوشلزم کا دم چھلہ بنا دینے والے یہ لوگ ان علماءِ حق کو "سوشلسٹ"، "نیشنلسٹ" اور نہ جانے کن کن خطابات سے نوازتے ہیں، جن کی تمام تر جد و جہد کا محور ہر دور میں صرف اور صرف اسلام رہا ہے۔ اور انہوں نے صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین سے نقل ہونے والے اسلام کے سوا کسی "ازم"، اور چیز کو آج تک اپنے مقاصد میں شامل نہیں کیا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

## اس کی تحقیقات ہونی چاہیئے

۱۹۶۲ء کے آئین کے تحت قائم ہونے والی پہلی قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد سردار بہادر خاں نے یہ انکشاف کیا تھا۔ کہ پاکستان میں اب تک جتنی حکومتیں بھی تبدیل ہوئیں۔ ان کے پس منظر میں امریکہ کا ہاتھ تھا۔ اس کے بعد سابق مرکزی وزیر داخلہ خان حبیب اللہ خاں سابق صوبائی وزیر داخلہ قاضی فضل اللہ اور ہوم سیکرٹری مسٹر اے، بی اعوان نے مختلف اوقات میں پاکستانی سیاست میں غیر ملکی ہاتھ کی کارفرمائی کی طرف اشارہ کیا۔ اور اب روزنامہ نوائے وقت ۱۰ جون ۱۹۶۹ء کی اطلاع کے مطابق ممتاز مسلم لیگی راہنما خان عبد القیوم خاں نے بڑے وثوق اور یقین کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان کی بعض سیاسی جماعتوں اور لیڈروں کو غیر ملکی طاقتیں استعمال کرتی ہیں۔ اور حالیہ تحریک میں ان جماعتوں کی وساطت سے بے حساب غیر ملکی سرمایہ خرچ ہوا ہے

یہ حضرات ذمہ دارانہ حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے یہ ارشادات اس قابل نہیں کہ انہیں یکسر نظر انداز کر دیا جائے۔ پاکستان میں رہ کر اور پھر سیاسی زندگی اختیار کر کے غیر ملکی طاقت کے اشاروں پر چلنا کوئی معمولی جرم نہیں ہے۔ بلکہ قومی مفاد کے ساتھ انتہائی شرمناک غداری ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ ان لیڈروں اور جماعتوں کو عوام کے سامنے بے نقاب کیا جانا چاہیئے جنہوں نے امریکہ کے اشارے پر سابقہ حکومتوں کی تبدیلی میں حصہ لیا اور جو کسی بھی غیر ملکی طاقت کو پاکستانی سیاست میں بالواسطہ دخل اندازہونے کا راستہ مہیا کر رہے ہیں اور ایسے تمام لیڈروں اور جماعتوں کے خلاف تحقیقات کرا کے پاکستانی سیاسیات کو ایسے ناپاک عنصر سے پاک کرنا چاہیئے۔

## ڈیموکریٹک یوتھ فورس

ایک اخباری اطلاع کے مطابق مودودی جماعت نے "ڈیموکریٹک یوتھ فورس" کے نام سے جمہوریت کے پروانوں کی ایک نیم فوجی طرز کی تنظیم قائم کی ہے اور اپنی مخصوص تکنیک کے مطابق "جمہوریت کے پروانوں" کو "اسلام" کی خاطر مر مٹنے کے لئے رائفل وغیرہ کی ٹریننگ دینے کا اعلان کیا ہے۔ اسے کہتے ہیں ایک تیر سے دو شکار تنظیم کے نام سے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ "جمہوریت" کے پروانوں کو ایک جگہ جمع کیا جا رہا ہے اور جمہوریت کے عنوان کے تحت "اسلام کی سربلندی" کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا گیا۔ اب معلوم نہیں کہ اصل مقصد جمہوریت ہے یا اسلام یا دونوں سے تیار کی ہوئی معجون مرکب "اسلامی جمہوریت" اس پر تو مودودی جماعت کے کوئی ذمہ دار لیڈر ہی روشنی ڈال سکتے ہیں۔ اس بات سے قطع نظر ہم صرف یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں، کہ جمعیۃ علماء اسلام کی "انصار الاسلام" مجلس احرار اسلام کی "رضاکار کور" اور خاکساروں کے جیش کو جو قانون نیم فوجی حیثیت برقرار رکھنے کی گنجائش نہیں دیتا۔ اس میں "ڈیموکریٹک یوتھ فورس" کی نیم فوجی سرگرمیوں کی کیا حیثیت ہو گی؟

## قصہ انجمن حمایت اسلام کے پروفیسرں کا

انجمن حمایت اسلام مسلمانانِ لاہور کا ایک قابل قدر رفاہی ادارہ ہے۔ اس ادارہ نے بیش بہا تعلیمی خدمات سرانجام دی ہیں اور اب بھی مقدور بھر جد و جہد میں مصروف ہے ایک زمانہ میں قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ بھی اس ادارہ سے وابستہ رہے ہیں اور ان کی یہ وابستگی تا دمِ زیست قائم رہی۔ آج کل یہ انجمن اخبارات میں موضوعِ بحث بنی ہوئی ہے۔ دروں خانہ کا تو ہمیں علم نہیں اخباری اطلاعات یہ بتاتی ہیں کہ انجمن حمایت اسلام کے ایک کالج کے پروفیسروں کو انجمن نے اس جرم میں برطرف کر دیا ہے کہ انہوں نے اسلام نبی اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخیاں کی ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو ہم انجمن کے اس اقدام کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ لیکن اگر واقعات کا رخ دوسری طرف ہے۔ جیسے کہ اخبارات میں بیشتر حضرات کی طرف سے شبہات کئے جا رہے ہیں کہ ایک مخصوص پارٹی کے اشارے پر یہ ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔ تو ہم اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جماعتی سیاست کو تعلیمی اور رفاہی اداروں میں گھسیٹنے کا یہ رجحان انتہائی خطرناک عواقب کا حامل ہو سکتا ہے۔ اسلام نبی اکرمؐ

(باقی صفحہ ۷ پر)

مرتب وانچارج: حافظ محمد حنیف سہارنپوری | بدل اشتراک: سالانہ پندرہ روپے، ششماہی آٹھ روپے، فی پرچہ ۲۰ پیسے

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

# شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم

## کا

# مفتی سیاح الدین کاکاخیل کو جواب

(بلا تبصرہ)

. . . . . . . . . . . . .

کچھ عرصہ قبل آپ کا ایک اور طویل مکتوب بھی وصول ہوا تھا جس میں آپ نے جمعیۃ علماء اسلام کے طرز عمل اور وقت کی بعض تحریکوں سے متعلق ان کے موقف اور پھر اس بارے میں میری خاموشی پر سخت تنقید کی تھی۔ اس خط کا جو جواب میں نے فوری طور پر پیش کیا تھا۔ اس میں میں نے اس بات کی وضاحت کر دی تھی کہ جمعیۃ علماء کے ساتھ میرا کوئی رسمی تعلق نہیں ہے البتہ میری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں اور میں ان کو ان کے موقف اور عمل میں مخلص ضرور سمجھتا ہوں۔

آپ کا یہ خط دراصل میرے محترم دوست مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے اس بیان سے متعلق تھا۔ جو انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں دیا تھا، اور اخبارات کے غلط تصرف کی وجہ سے اس کا مفہوم بظاہر وہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ جو کہ اس بیان سے مولانا موصوف کی مراد ہو سکتا تھا۔ جس وقت میں آپ کے اس خط کا جواب لکھ رہا تھا۔ مولانا موصوف کا تردیدی بیان ابھی اخبارات میں شائع نہیں ہوا تھا، تاہم مولانا کے تقویٰ، تدین، خلوص اور مجاہدانہ زندگی کے پیش نظر جس کا ہمیں ذاتی طور پر اچھی طرح علم ہے۔ میں نے از خود مولانا کی طرف سے دفاع اور ان کے قول کو اچھے محل پر حمل کرنا اپنا فریضہ سمجھا۔ اور غالباً اس خط میں آپ کے اس رویہ پر ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا کہ آپ ایک شخص کے ساتھ مخالفت ہونے کی وجہ سے اس کی پوری زندگی اور اعمال کو نظر انداز کر کے اس کے متعلق اس قسم کی بے باکانہ رائے قائم کر لیتے ہیں۔ اور جن کے ساتھ آپ کا قلبی تعلق اور محبت ہے ان کے وہ مساوی بھی محاسن نظر آتے ہیں۔ جن کے خلاف ملک بھر کے علماء کا اجماع ہو چکا ہے۔

بہرحال آپ کے گذشتہ عتاب اور موجودہ حوصلہ افزائی کے پیش نظر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ کسی شخص یا جماعت یا کسی نظریہ کی تائید یا تردید میں کچھ میرے قلم یا زبان سے نکلتا ہے وہ محض مذہبی نقطہ نگاہ سے ہوتا ہے، سیاسیات سے میرا کوئی تعلق یا لگاؤ نہیں اور اس لئے میرے جملہ بیانات ہر قسم کی سیاسی مصالح سے ہمیشہ بالاتر ہوتے ہیں۔

مجھے متعدد بار مصر اور بعض دوسرے عرب ممالک میں جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے اپنے علم و فراست کے مطابق وہاں کے حالات کا جو جائزہ لیا وہ بالکل آزادانہ طور پر سپرد قلم کیا۔ میں نے جیسا کہ ناصر کی اشتراکیت نوازی اور عرب قومیت کی علمبرداری پر تنقید کی۔ ایسے ہی اس کی سامراج دشمنی اور اس کے غیور و شجاع اور کیرکٹر کے مضبوط ہونے پر اس کی تعریف کی اور اس کی بعض اسلامی خدمات کو سراہا بھی۔ کوئی سیاست مجھے اس غلط بیانی پر آمادہ نہ کر سکی کہ میں اس کو خواہ مخواہ یہودیوں کے ایجنٹ اور اسلام کے بدترین دشمن کی شکل میں ظاہر کروں۔ ایسے ہی حال ہی میں جب ملک میں سوشلزم اور کمیونزم زندہ باد کے نعرے بلند ہونے لگے، جو کہ دراصل اس ملعون سرمایہ دارانہ نظام کا ردعمل تھا۔ جو کہ مغربی سامراج نے زمانہ دراز سے ان بلاد پر مسلط کر رکھا ہے اور اس بات کا خطرہ محسوس ہونے لگا کہ ملک کے عوام جو کہ اس سامراجی نظام کی پیدا کردہ معاشی مشکلات سے بری طرح دوچار ہیں کہیں اپنی مشکلات کے حل کے طور پر اس قسم کی لادینی تحریکوں اور محض مادی بنیادوں پر استوار نظام حیات کو قبول کرنا شروع نہ کر دیں، تو میں نے ان فتن سے عوام کو آگاہ کرنا اور یہ بتلانا اپنا فریضہ سمجھا کہ ان کی مشکلات کا حل اسلام میں، جو ہر اعتبار سے جامع ترین دین ہے بطریق احسن موجود ہے یہاں بھی میری یہ تنقید خالص دینی جذبہ کے تحت تھی یمین و یسار کی کشمکش میں کسی ایک طرف جھکاؤ کبھی میری طبیعت کا تقاضا نہیں رہا۔ مغربی سامراج نے جو نقصان اسلام اور مسلمانوں کو پہنچایا ہے وہ میرے نزدیک اس نقصان سے کسی درجہ میں بھی کم نہیں جو روس اور چین کے ہاتھوں مسلمانوں کو پہنچا ہے۔

الغرض امریکہ اور چین کی اس موجودہ جنگ میں ملک کی سیاسی جماعتوں کا موقف مختلف ہے۔ بعض مذہبی سیاسی جماعتیں کمیونزم اور سوشلزم کو شکست دینے کے لئے امریکی اور برطانوی سامراج کو تقویت دینے اور ان کا آلہ کار بننے سے دریغ نہیں کرتی ہیں جبکہ بعض دوسری جماعتیں مغربی سامراج کی بیخ کنی کے لئے اس کے ساتھ برسرپیکار تمام طاقتوں کے حق میں قدرے نرمی برتنے کو مصلحت کا تقاضا سمجھتی ہیں۔ اور میں چونکہ کسی بھی سیاسی مکتب فکر سے وابستہ نہیں۔ اس لئے تمام باطل قوتوں پر بے لاگ اور آزادانہ نکیر کرنے میں مجھے کوئی جھجک اور تردد نہیں ہو سکتا۔ لیکن اپنے اس آزادانہ موقف کے باوجود میں یہ گوارا نہیں کروں گا کہ میرے اس قسم کے بیانات کو آپ یا آپ کی جماعت اپنی بعض حریف جماعتوں کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دیں۔[1]

([1] یعنی اس بیان کو "جمعیۃ علماء اسلام" کے اس موقف کے خلاف بطور حجت پیش کرنا کہ روس اور چین کے متوقع خطرات کے سدباب کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے بھی پہلے امریکہ اور برطانیہ کی بالفعل مسلط کردہ لعنتوں کا خاتمہ از حد ضروری ہے)

میں اگرچہ جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ رسمی طور پر وابستہ نہیں ہوں اور نہ ہی اپنے مشاغل کی بنا پر ان سے کوئی خاطر خواہ تعاون کر سکتا ہوں۔ لیکن باوجود اس کے میری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں اور میرے نزدیک یہ جماعت ہی وہ صحیح المسلک مذہبی سیاسی جماعت ہے۔ جس سے مسلمانوں کو خیر کی توقعات وابستہ کر کے اس کو تقویت پہنچانا چاہیئے۔ جمعیۃ کے زعماء کو میں قریب سے جانتا ہوں، ان کا سیاسی موقف کچھ سہی۔ لیکن ان کے متعلق اس بات کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ اسلام کے مقابلہ میں سوشلزم یا کسی اور باطل نظام کو ایک لمحہ کے لئے قبول کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔ ان کا ماضی اس پر شاہد ہے کہ انہوں نے ہمیشہ سلف صالح اور اہلسنت والجماعت کے مسلک سے دفاع کیا ہے اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر کسی قسم کی قربانی اور جہاد سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ چنانچہ اس وقت بھی اسلامی تعلیمات کے تحت ملک کے معاشی مسائل کا حل تلاش کرنے میں جمعیۃ مصروف ہے۔ (ماخوذ بینات کراچی)

---

## ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کا انتقال پُرملال

### مرحوم وفات سے قبل تین دن جلسہ میں کام کرتے رہے

میاں چنوں ۱۰ جون - ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان میاں محمد علی صاحب رات اچانک انتقال فرما گئے۔ دن ساڑھے دس بجے حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب کے پاس مدرسہ عربیہ میں رہے۔ اس کے بعد گھر آئے۔ پانی پیا۔ طبیعت خراب ہوئی اور آناً فاناً اللہ کو پیارے ہو گئے۔

مرحوم بڑے فعال اور باہمت کارکن تھے۔ سن شعور ہی سے سیاسی تحریکوں میں حصہ لینا شروع کیا اور ہمیشہ علماء حق کا ساتھ دیا۔ عقیدہ کے بڑے پکے اور اپنے موقف پر مضبوطی اور دلائل سے جمے رہنے والے انسان تھے۔ اور اس بارے میں ذرا لچک نہیں پائی جاتی تھی دور و نزدیک کہیں بھی اکابر جمعیۃ کی تشریف آوری ہو آپ کئی ساتھیوں کو ساتھ لے کر ضرور پہنچتے۔ میاں چنوں جمعیۃ کے قیام میں آپ کا بڑا حصہ تھا۔ گذشتہ جمعہ ہفتہ انوار تلمبہ ضلع ملتان میں حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ گیلانی کا سالانہ جلسہ تھا حضرت درخواستی اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی تشریف لے گئے تھے۔ مرحوم تین دن جلسے میں رہے اور اگلے دن اللہ کو پیارے ہو گئے۔ قارئین سے استدعا ہے کہ وہ آپ کے لئے دعائے مغفرت کریں (ارشد)

ادارہ ترجمان اسلام میاں صاحب کے غم میں ان کے متوسلین و لواحقین کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں بلند مقام عطا فرمائے۔

بحث و نظر

# علماء اسلام کو مودودی صاحب سے شکوہ کیوں؟

از
(حضرت مولانا عبدالکریم صاحب صدر مدرس جامعہ مدنیہ کیمپور)

بعض ہمارے سادہ مسلمان بھائیوں کا یہ خیال ہے کہ علماء کرام نے مودودی صاحب سے بے جا قسم کا اختلاف چھیڑ کر مسلمانوں کو تشویش و تفرقہ کا نشان بنا دیا ہے۔ حاشا و کلا! حقیقتِ حال اس کے برعکس ہے عصر اول سے امت میں علماء دین کا یہ فرضِ منصبی چلا آرہا ہے کہ دین اور دینی اقدار کو بے دینی سے الیاصاف ستھرا اور ممتاز کرتے چلے آئیں، جیسے مکھن کو لسی سے اور خالص کو غش سے نکالا جاتا ہے۔ اسی بنا پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کرام کو اپنے قول مبارک العلماء ورثۃ الانبیاء میں اپنا جانشین بتلایا ورنہ کثرت عبادات و اذکار میں تو جاہل و عالم کا کوئی امتیاز نہیں۔ بلکہ جاہل بسا اوقات سبقت بھی لے جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے دو بھائیوں کا ذکر فرمایا کہ ایک جاہل تھا جو صبح و شام عبادات میں مشغول رہتا اور دوسرا عالم کہ فرائض کی ادائیگی کے بعد علم دین سکھانے میں مشغول ہو جاتا۔ فرمایا ان ہر دو میں اس عالم کی فضیلت جاہل عابد پر ایسی ہے۔ جیسے میری فضیلت تم میں کے ادنیٰ پر۔

## علماء حق کا وجود

اگر خداوند قدوس دین کی حفاظت کے لئے حق گو اور بیباک علماء ایسے کہ اعزۃ علی الکفرین۔ اذلۃٍ علی المومنین، اور ولا یخافون لومۃ لائم وقتاً فوقتاً پیدا نہ فرماتے رہتے تو اللہ کا یہ آخری دین عمومی اور مستمر الیٰ یوم القیامہ کیسے بن جاتا۔ جبکہ ادیانِ سابقہ بھی تو دیکھتے ہی کہ اہل کتاب کے اپنے ہی ہاتھوں ضائع ہوگئے۔ یہی ایک راز ہے جو لازم ہے ختم نبوت سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ۔ اور یہ ایک بڑا اور خصوصی معجزہ ہے خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا

## اغماض جرم عظیم ہے

اسی وجہ سے مداہنت اور اغماض کو قرآن کریم نے (ودّوا لو تدھن فیدھنون) جرم قرار دیا۔ ویسے تو اس ملک میں جس شخص نے بھی قوم کی راہنمائی کے لئے قدم اٹھایا، اپنی تحریک میں اسلام کو اس نے سرفہرست رکھا۔ اس یقین پر کہ میرے مشن کی کامیابی اس لعل کے بغیر ممکن نہیں۔ لیکن مودودی صاحب کی شخصیت ان لیڈرانِ قوم میں ایک سرخیل کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے کہ یہ تو اپنی تحریک کے لئے قوتِ محرکہ و منبعہ نظام اسلام اپنی جدوجہد کو احیائے دین اور اقوال و افعال کو جو اسی طریقہ نبویہ بتلاتے ہیں۔ اب یہ ایک انتہائی نازک مرحلہ ہے۔ جس میں ایسے شخص کی معمولی سی خطا سے دین کا حلیہ بگڑ جانے کا خدشہ ہوتا ہے اس لئے کہ وہ نہ صرف خود بلکہ اپنے مقتدیوں کو بھی ضلالت کے گڑھے میں لے ڈوبتا ہے ؏

خود تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے

## قائد و رہنما کی خصوصیات

ایسے شخص کے لئے دو چیزوں کا ہونا از بس ضروری ہے۔ علم اور اخلاص، اگر ان دو میں سے ایک بھی مفقود ہو جائے۔ تو اس شخص کی اقتدا دوسروں کے حق میں بجائے فوز و فلاح کے غضب الٰہی کا موجب بن جاتی ہے۔ علماء عصر کا اولین فریضہ تھا کہ وہ اس شخص کے علم و اخلاص کو جانچیں۔ اس کی تحریک پرکھیں۔ وقت پر اس کی گرفت کریں اور امتِ مسلمہ کو اس کی خامیوں سے آگاہ کریں۔ ورنہ ان کے ذرا سے تغافل سے ساری قوم کی گمراہی ان کے سر ہوگی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! علماء امت اور اکابرین ملت اس سے عہدہ برآ ہوئے۔ انہوں نے اس کے علم و اخلاص کا محاسبہ کر کے واضح کر دیا کہ یہ شخص ہر دو وصف سے عاری اور تہی دامن ہے۔ وہ اپنے تئیں مفکر اسلام سمجھ بیٹھے تو یہ اس کی خوش فہمی ہے

## مودودی صاحب کا علم

مودودی صاحب کی علمی حیثیت قرآن کے نظریات اور اجتہادی مسائل سے واشگاف ہو جاتی ہے۔ عصمت انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کی تعدیل، ان کو ہر حیثیت سے قابل اعتماد سمجھنا اور ان کے آپس کے مشاجرات میں خاموشی اختیار کرنا امت مرحومہ کا اجماعی مسئلہ ہے۔ لیکن مودودی صاحب کی نادانی، علم و کم فہمی کی بنا پر ان کے قلم سے اس اجماعی مسئلہ کے ہر جزء کو جو نقصان پہنچا ہے۔ شاید ہی کسی مدعی اسلام کے کسی اقدام سے پہنچا ہو۔ انبیاء علیہم السلام کو تبلیغ الٰہی میں کوتاہی اور گناہ کبیرہ کا مرتکب بنا کر اور ان کے قول و حکایت میں غلطی کا احتمال پیدا کر کے سارے دین کو ناقابل اعتماد بنا دیا ہے

احادیث رسول کے متعلق مودودی صاحب کا یہ قول کہ "احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی آئی ہیں۔ جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے نہ کہ علم الیقین"

اگر ایک طرف فتنہ انکار حدیث کی راہ ہموار کر کے ذخیرہ حدیث کی بیخ کنی کی ہے تو دوسری طرف اصطلاح محدثین سے اس کی کمال لاعلمی پر دال ہے

صحابہ کرام کو نفس پرستی کا شکار بنا کر امت مسلمہ کو ان کے بارے میں جو تصور دیا ہے۔ اس سے تو وہ ہرگز اس قابل نہیں رہ جاتے کہ امت کے لئے اسوہ حسنہ بن سکیں۔ دین کے معاملہ میں اسلاف سے وابستگی کو قطع کر کے الحاد کا دروازہ کھول دیا ہے

## تحریر کا فتنہ

اس مضمون نویسی اور حسن تحریر کی بنا پر سادہ لوح اور ناواقف قسم کے لوگ مغالطہ میں پڑ کر اس کو ممتاز عالم سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ حسن تحریر اور مضمون نگاری اگرچہ ایک فنی مہارت تو ضرور ہے۔ لیکن علم دین سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتی۔ اگر یہ چیز علم دین ہوتی تو اول درجے کے مضمون نویس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ کیونکہ ان سے بڑھ کر کوئی عالم دین نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن کریم آپؐ کو امی کا لقب عطا نہ کرتا، کتابت وحی دوسروں سے نہ کرواتے۔ خطوط الی الملوک صحابہ کرامؓ اور صلح حدیبیہ کا معاہدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نہ لکھواتے۔ حضرت ابوبکر صدیق اعلم الصحابہ نہ ہوتے جبکہ مضمون نویس اور موجود ہیں۔ محض مطالعہ کتب سے علم دین حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک بموجب قول باری تعالیٰ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین (الآیہ) گھر بار کو چھوڑا نہ جائے۔ علماء سے شرف تلمذ حاصل نہ کیا جائے اور طالب علم کی مشقیں برداشت نہ کی جائیں۔

## مودودی صاحب کا اخلاص

اخلاص نام اس وصف کا ہے کہ جو صاحب وصف کو یہ سبق دیتا ہے کہ اپنی رائے پر فخر نہ کیا جائے۔ اپنے قول و فعل کو معیار صواب نہ بنایا جائے اور اپنے کردار کو بالاتر از اصلاح نہ سمجھا جائے۔ چنانچہ مسلمانوں میں اس وصف کو پیدا کرنے کے لئے اللہ پاک نے اپنے رسول کو وشاورھم فی الامر فرما کر ایک دوسرے سے صلاح لینے کی ترغیب دلائی۔ مگر اس کے برعکس مودودی صاحب کی سرشت میں ایسی انانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے کہ انہیں اپنے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ یہاں تک کہ سلف صالحین سے بھی اعتماد اٹھ چکا ہے۔ بلکہ ان پر اعتماد کرنا موصوف کے نزدیک گناہ کبیرہ سے بھی بدتر ہے۔ اپنے آپ کو بمنزلہ ایک جج کے بنا رکھا ہے اور آئمہ مجتہدین اس کے ارد گرد بمنزلہ وکیلوں کے اپنے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

# موجودہ معاشی بحران اور اس کے رفع کرنے کی تدابیر

## اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

قسط نمبر ۲

ماخوذ بینات کراچی

(از:- مولانا محمد ادریس صاحب)

### عفو و فاضل مال کی تعریف

قرآن و حدیث کی تفصیلی تعلیمات کی روشنی میں علماء نے فرمایا ہے کہ ہر شخص کے عرف، معاشی مشغلہ اور منصب کے اعتبار سے حد اعتدال میں رہ کر مذکورہ بالا ہر سہ ضروریات اور ان کے لوازمات ہر شخص کی حوائج اصلیہ[1] ہیں۔ حال ومآل کے اعتبار سے . . . . . . . . . .

(حاشیہ ۱) یاقوت حموی شرح اشباہ ونظائر میں ص۱ پر لکھتے ہیں:-

فی فتح القدیر ههنا خمس مراتب ضرورة[1] وحاجة[2] ومنفعة[3] وزينة[4] وفضول[5]

(۱) فالضرورة بلوغه حدا ان لم يتناول الممنوع هلك او قارب الهلاك وهذا ايبيح تناول الحرام

(۲) والحاجة كالجائع الذى لو لم يجد ما ياكله لم يهلك غير انه يكون فى جهد ومشقة وهذا لايبيح الحرام ويبيح الفطر فى الصوم۔

(۳) والمنفعة كالذى يشتهى خبز البر ولحم الغنم والطعام الدسم

(۴) والزينة كالمشتهى بحلوى والسكر

(۵) والفضول التوسع باكل الحرام والشبهة

(ترجمہ) فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس مقام پر پانچ درجے ہیں (۱) ضرورت (۲) حاجت (۳) منفعت (۴) زینت (۵) اور فضول (بیکار یا بے جا) ضرورت تو یہ ہے کہ اگر ممنوع (اور حرام) چیز سے انتفاع نہ کرے تو ہلاک ہو جائے یا ہلاکت کے قریب پہنچ جائے۔ اس صورت میں ممنوع چیز سے انتفاع کی اجازت ہے۔ حاجت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بھوکا آدمی جسے اگر کھانے کے لئے کچھ نہ ملے تب بھی ہلاک تو نہ ہو۔ ہاں تکلیف ومشقت اٹھانی پڑے۔ اس صورت میں حرام چیز مباح نہ ہوگی۔ روزے کو افطار کر سکتا ہے۔ منفعت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی گیہوں کی روٹی، بکری کا گوشت اور مرغن غذا کھانا پسند کرے اور زینت کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی شخص غذا میں میٹھا کھانا پسند کرے اور فضول کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو کھانے پینے میں حرام و حلال کی پرواہ نہ کرے اور سب کچھ جائز سمجھے۔

عہد حاضر کے علماء معاشیات انسانی حوائج کی اول تین قسمیں کرتے ہیں (۱) ضروریات (۲) آسائشات (۳) تعیشات۔ پھر ضروریات کی تین قسمیں کرتے ہیں (۱) ضروریات (۲) آسائشات (۳) تعیشات۔ پھر ضروریات کی تین قسمیں کرتے ہیں (۱) ضروریات برائے زندگی:- وہ اشیاء جو انسان کے بقا کے لئے ضروری ہوں (۲) ضروریات برائے کارکردگی:- وہ اشیاء جو انسان کو چاق و چوبند اور کام کرنے کے قابل رکھیں (۳) ضروریات رسمی:- وہ غیر فطری ضروریات زندگی جن کا انسان عادی ہو چکا ہو۔ (۴) آسائشات:- وہ اشیاء جو کارکردگی میں اضافہ توکریں۔ مگر ان پر خرچ کارکردگی کے اضافہ کی بہ نسبت زیادہ ہو (۵) تعیشات:- وہ اشیاء جن کا صرف غیر ضروری بھی ہو اور کارکردگی میں اضافہ بھی مطلق نہ ہو بلکہ مضر ہو۔

فرق صرف یہ ہے کہ علماء اسلام نے حرام، حلال اور مباح کے اصول کو سامنے رکھ کر تقسیم کی ہے اور علماء معاشیات نے منفعت ومضرت کو سامنے رکھا ہے

---

. . . . . . جس قدر مال ان کے لئے ضروری ہو، اس سے جو مال و دولت فاضل ہو۔ وہ عفو کا مصداق ہے۔ اس کو اللہ جل جلالہ کے تجویز کردہ مصارف و مدات میں خرچ کرتے رہنا۔ انفاق فی سبیل اللہ کا اعلیٰ مرتبہ اور عند اللہ مطلوب ہے۔ اسی کے ذریعہ نظام معیشت اکتناز زر کے خطرہ سے قطعی طور پر محفوظ و مامون رہتا ہے۔

صحیح مسلم میں حدیث قدسی میں آیا ہے:-

قال الله تعالىٰ ابن آدم انفق انفق عليك وقال يمين الله ملاىٰ سحاء لا يغيضها شئ الليل والنهار (مسلم ج ۱ ص۳۲۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- اے آدم کی اولاد تو جو میں نے دیا ہے خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا ہاتھ بھرا ہے رات دن برس رہا ہے

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو وصیت فرماتے ہیں:-

انفقى ولا تحصى فيحصى الله عليك ولا توعى فيوعى الله عليك (مسلم ج ۱ ص۳۳۲)

تم خرچ کئے جاؤ اور شمار نہ کرو کہ اللہ تم پر شمار کرنے لگے اور تھیلیوں میں جمع کر کے مت رکھو کہ اللہ بھی اپنی تھیلی کا منہ بند کر دے۔

### مصارف ومدات انفاق

قرآن حکیم نے اس انفاق کے مصارف ومدات بھی تجویز فرما دی ہیں۔ مگر یہ مصارف انفاق یقیناً مصارف زکوٰۃ کے علاوہ ہیں۔ اس لئے کہ مصارف زکوٰۃ و صدقات تو انما الصدقات کے عنوان سے قرآن حکیم نے مستقل طور پر بیان فرمائے ہیں۔ وجوہ فرق زکوٰۃ کی بحث میں آتے ہیں۔

### ماں باپ[1]، قرابت دار[2]، یتیم[3]، مسکین[4]، مسافر[5] عام مصارف خیر[6]

مقدار انفاق اور مصارف انفاق کے ذیل میں ارشاد ہے:-

يسئلونك ماذا ينفقون؟ قل:- ما انفقتم من خير فللوالدين والاقربين، واليتامىٰ والمساكين وابن السبيل وما تفعلوا من خير فان الله به عليم (البقرہ ع ۲۶)

وہ تم سے دریافت کرتے ہیں۔ ہم کیا خرچ کریں؟ تم ان سے کہدو۔ جو مال بھی تم خرچ کرو تو وہ ماں باپ کے لئے اور قریب ترر شتہ داروں کے لئے، یتیموں محتاجوں، مسافروں کے لئے (خرچ کرو) اور جو بھی نیک کام تم کرتے ہو۔ اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

### سائل[7]، غیر مستطیع[8] مدیوں

انواع بر کے ذیل میں ارشاد ہے:-

واٰتى المال على حبه ذوى القربىٰ واليتامىٰ والمساكين وابن السبيل والسائلين وفى الرقاب (البقرہ ع ۲۲)

اور مال دے اس کی محبت کے باوجود رشتہ داروں کو یتیموں کو محتاجوں کو مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں۔

واضح ہو کہ اس آیت کریمہ میں یہ انفاق، زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔ اس لئے کہ اداء زکوٰۃ کا ذکر تو اسی آیت میں مستقل عنوان واٰتى الزكوٰة کے تحت فرمایا ہے

(باقی آئندہ)

# ہم اسلامی نظام کے راستے میں رکاوٹ بننے والی ہر قوت کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہیں گے

## گوجرانوالہ میں
## بابائے جمعیۃ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی پریس کانفرنس

گوجرانوالہ ۷ رجون ۔ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہٗ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان دوپہر کو بذریعہ کوئٹہ ایکسپریس گوجرانوالہ تشریف لائے ۔ ریلوے سٹیشن پر جماعتی کارکنوں نے آپ کا خیر مقدم کیا ۔ دوپہر کا کھانا آپ نے مدرسہ نصرۃ العلوم میں جمعیۃ کے ضلعی امیر اور مدرسہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر کے ہمراہ تناول فرمایا ۔ اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی اور حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی سے جماعتی امور پر گفتگو ہوئی ۔ نماز ظہر کے بعد آپ نے مقامی کارکنوں سے بات چیت کی ۔ ۴ بجے مقامی جمعیۃ کی طرف سے اخباری نمائندوں کے ساتھ آپ کی ملاقات کا پروگرام تھا ۔ جس میں آپ نے حسب ذیل بیان قلمبند فرمایا اور مختلف سوالوں کے جواب دیئے ۔

### مارشل لاء اور سیاسی سرگرمیاں

موجودہ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد ملک کے سیاسی راہنماؤں کو ملک کے مستقبل کے بارے میں ٹھنڈے دل سے غور کرنے کا موقعہ ملا ہے ۔ صدر پاکستان آغا جنرل محمد یحییٰ خاں صاحب نے بھی مختلف لیڈروں سے بات چیت کے دوران پوری متانت سنجیدگی اور ذمہ داری کے ساتھ استحکام پاکستان اور اسلامی نظریات کے تحفظ پر زور دیا ہے ۔ ظاہر بات ہے کہ پاکستان بن جانے کے بعد یہاں ٹھوس پروگرام صرف یہی ہو سکتا ہے کہ اس ملک کے استحکام اور اس میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کی جائے ۔ جمعیۃ علماء اسلام کے اغراض و مقاصد انہی دو امور کے گرد گھومتے ہیں

### صدر پاکستان کی اہم ترین ذمہ داری

صدر پاکستان کے سامنے سب سے اہم بات ملک میں اور خاص طور پر انتخابات کے موقع پر امن و امان کو بحال رکھنا ہے ۔ مگر یہ بات حکومت اور ہر درد مند پاکستانی کے لئے قابل غور ہے کہ بعض اخباری اطلاعات کے مطابق اس ملک میں مودودی پارٹی کی طرف سے "ڈیموکریٹک یوتھ موومنٹ" کے نام سے ایک تنظیم فوجی طرز پر بنائی گئی ہے جس کے عہدہ داروں کے نام بھی "سیکٹر کمانڈر" کی طرح کے ہیں ۔ حالانکہ ملک میں فوجی طرز کی تمام تنظیموں پر سخت پابندی عائد ہے ۔ ایک عرصہ پہلے مرزائی جماعت نے "فرقان بٹالین" کے نام سے خود پاکستانی فوج کے اندر ایک علیحدہ فورس بنائی تھی ۔ جو بالآخر سخت عوامی احتجاج کے بعد انگریز کمانڈر انچیف کے حکم سے توڑ دی گئی تھی ۔ میں حکومت پاکستان اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی خدمت میں کروڑوں مسلمانوں کے اس مطالبہ کو پیش کرتا ہوں کہ وہ خود چاہیں تو ملکی مفادات کی خاطر امریکہ روس ، چین ، ایران ، افغانستان اور ترکی یا کسی بھی ملک سے سمجھوتے یا معاہدے کریں ۔ لیکن ملک کے اندر کسی بھی جماعت جماعت یا ادارہ یا فرد کو اس کی اجازت نہ ہونی چاہیئے کہ وہ اپنی حکومت سے بالا بالا کسی بیرونی حکومت سے سازباز کرے یا مالی امداد حاصل کرے اور نہ ہی اس کی اجازت ہونی چاہیئے ۔ کہ وہ کسی نام سے کوئی فوجی قسم کی فورس تیار کرے ۔ خاص کر ایسی جماعتیں جن پر پہلے سے بیرونی ممالک سے تعلقات کے شبہات کئے جا رہے ہیں ۔

### ہمارا مطالبہ صرف اور صرف اسلام ہے

جمعیۃ علماء اسلام نہ سوشلزم اور نہ کمیونزم کی حامی ہے اور نہ کیپٹل ازم امریکی سامراج یا مغربی جمہوریت کو ملک کی نجات کا ضامن سمجھتی ہے ۔ ہمارے سامنے اسلام اور صرف اسلام ہے ۔ اور مذکورہ ازموں سے ہمارا شدید تر نظریاتی اختلاف ہے ۔ لیکن اس نظریاتی اختلاف کے علاوہ اس وقت بالفعل یہودی اور امریکی پالیسی کی جنگ تمام عرب ممالک کے خلاف جاری ہے اور مسلمانوں کے قبلہ اول پر یہود نامسعود کا قبضہ ہو چکا ہے ۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بارے میں یہود مردود تمام ہے کر مسلسل مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج دے رہے ہیں ان حالات میں تمام علماء اور اہل ملک کا فرض ہے کہ وہ اہل باطل سے نظریاتی جنگ کے ساتھ ساتھ اس جاری جہاد میں زیادہ دلچسپی لے کر قوم کو عرب چھاپہ ماروں کی امداد اور یہود کے خلاف ہر طرح کی مؤثر کارروائیوں کے لئے تیار کریں ۔ اس مقصد سے توجہ ہٹانے والی کوئی کوشش بھی قابل تعریف نہیں کہلا سکتی ۔

### مفتی اعظم پاکستان کی خدمت میں

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ اوالی کراچی نے بعض اخباری اطلاعات کے مطابق مودودی پارٹی اور جمعیۃ علماء اسلام کے درمیان مصالحت کرانے یا اختلاف کم کرانے کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا ہے ۔ حضرت مفتی صاحب کے بارے میں یہ بدگمانی تو کوئی بھی نہیں کر سکتا کہ وہ سامراجی مفادات کی خاطر مودودیوں کو سہولتیں بہم پہنچانے میں مصروف ہیں ۔ اس لئے میں ان کی نیک نیتی کی قدر کرتے ہوئے درخواست کرتا ہوں کہ وہ پہلے مودودی صاحب کو خدا کے پیغمبروں پر تنقید کرنے ، صحابہ کرام کی شان میں گستاخیاں کرنے اور مخلوط سوسائٹی میں اسلامی سزائیں کو ظلم کہنے کے کافرانہ الفاظ سے توبہ کرنے کی نصیحت فرمائیں ۔ اگر مودودی صاحب ایسا نہیں کرتے تو ان کے اسلامی نظام کے نعرے کو ادفریبی کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے ؟ اگر حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ مودودی صاحب سے توبہ کرا لیں تو یہ ان کی بہت بڑی اسلامی خدمت ہوگی ۔ ورنہ پڑھے لکھے نوجوانوں اور دین سے ناواقف حضرات کے مودودی صاحب کے دام تزویر میں پھنس کر صحابہ کرامؓ سے بدگمان ہو جانے کی ساری ذمہ داری خود حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ پر ہوگی ۔

### کمیونزم کفر ہے

کمیونزم کا ساتھ دینا کفر کے مترادف ہے ۔ اور کمیونزم ایک کفریہ ہے
(باقی صلا پر)

## بقیہ — شذرات

اور صحابہ کرامؓ کی عزت و حرمت ہر چیز پر مقدم ہے ۔ اور ہم تو وہ دن دیکھنے کے لئے بے تابی سے ترس رہے ہیں ۔ جب ہمارے تعلیمی اداروں میں تعلیمی اور انتظامی فیصلوں کا مدار اسلام اور اکابر اسلام کی حرمت و عزت کے سوال کو بنایا جائے گا ۔ اس سے بڑھ کر ہمارے لئے اور خوشی کا باعث کیا ہو سکتا ہے ۔ اگر واقعات یہی ہیں تو ہم انجمن حمایت اسلام اور دوسرے تعلیمی اداروں سے یہ اپیل کرنے میں تامل نہیں کریں گے کہ یہ مبارک رجحان صرف ایک ادارہ اور وہ بھی چند ملازمین تک محدود نہیں رہنا چاہیئے ۔ بلکہ وسیع پیمانے پر تعلیمی اداروں میں سے ایسے عناصر کی تطہیر کی جانی چاہیئے ۔ جو قرآن و سنت پر یقین نہیں رکھتے ۔ حدیث کا انکار کرتے ہیں ۔ صحابہ کرامؓ کے اسلام میں شک رکھتے ہیں ۔ اکابر صحابہ اور حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما و عنہم اجمعین جیسے جلیل القدر اکابر است پر خیانت اور تحریف دین جیسے الزامات لگاتے اور نئی نسل کو انبیاء کرام علیہم السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین سے بدظن کر رہے ہیں ۔ اگر اس مبارک سمت میں قدم اٹھایا گیا ہے تو اس قدم کو روک لینے کا کوئی معنیٰ نہیں — لیکن کیا ایسے ہوگا ؟

(زاہد الراشدی)

اسرار الحق بخاری بھکر

# جہادِ آزادی میں علماء

ہر دور اور ہر زمانہ میں علماء کرام نے دعوتِ اسلامی کی ترویج۔ اشاعت اور دین کی سربلندی کے لئے بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔ یہ توحید الٰہی کے نشہ میں سرشار علماء حق ہی تھے، جو برصغیر میں دعوتِ اسلامی کو درپیش مخالفتوں اور مخاصمتوں کے طوفانوں سے ٹکراتے رہے۔ اور قوت باطلہ ان کے ناقابل تسخیر عزائم کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتی رہی۔ ان کی راہ میں حائل مزاحمتیں ان کے عزائم کو نئی زندگی اور حصولِ منزل کی لگن کو اور تیز کرتی رہیں۔ ان کی صفوں میں ہدفِ انتشار کی کوشش ان کی شیرازہ بندی کا موجب بنتی رہی۔ حالات و حوادث کی آندھیاں، انگریز سامراج کی ریشہ دوانیاں اور ہندو سیادت کی طوفان خیزیاں ان علماء حق کے قافلے کی راہ نہ روک سکیں۔ یوں تو سترھویں صدی ہی میں اسلامیانِ ہند دینی اور روحانی انحطاط کا شکار ہو چکے تھے۔ لیکن اٹھارویں صدی میں انتشار و اختلال، باہمی نفاق و تنفر اور انجماد و انقباض کے گہرے اثرات پھیل کر تمام اسلامی زندگی اور روح پر چھا گئے تھے۔ دورِ عالمگیری میں ان عناصر کو ابھرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ لیکن اس کے بعد اسلامی بساطِ سیاست اور تہذیب و تمدن پوری طرح ذہنی اور روحانی زوائد و سخالف کی آماجگاہ بن گئی۔ اور اسلامی معاشرہ پر تاریکیوں کے مہیب بادل ڈیڑھ سو سال تک سایہ فگن رہے۔ ان تاریک حالات میں شاہ ولی اللہؒ کی عظیم تر شخصیت شعاعِ امید کے روپ میں جلوہ گر ہوئی۔۔

۔۔۔۔۔ مجاہد اول کی دوررس نگاہوں نے دیکھ لیا تھا کہ اگر مسلمانانِ برصغیر اسی طرح انحطاط کا شکار رہے تو دعوت اسلامی کو سخت ابتلاء و آزمائش کی بھٹی سے گذرنا ہوگا۔

شاہ ولی اللہؒ نے نہ صرف دعوتِ اسلامی کے فروغ کے لئے کوشش کی، بلکہ مسلمانانِ برصغیر کی گردن سے غلامی کا طوق اتار پھینکنے کے لئے تربیتی مراکز کا عظیم الشان نظام قائم کیا۔ جو منزلِ آزادی کی طرف پہلا قدم تھا مسلمانانِ ہند کے دلوں میں شاہ ولی اللہؒ نے جذبہ حریت کی جو چنگاری روشن کی تھی، شاہ عبدالعزیزؒ کی شخصیت اور فیض تربیت سے شعلہ بن کر بھڑک اٹھی جس نے انگریزی اقتدار کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

شاہ عبدالعزیزؒ نے اس تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے علماء برصغیر کو متحد کیا۔ اور یہ فدایانِ دین و ملت راستوں کی صعوبتوں اور مزاحمتوں کی پرواہ کئے بغیر دیوانہ وار منزلِ آزادی کی طرف بڑھتے گئے۔ سنسناتی ہوئی گولیاں، قدم قدم پر دار و رسن کی آزمائش ان کی راہ نہ روک سکی۔

شاہ عبدالعزیزؒ کے بعد سید احمد شہیدؒ کی ولولہ انگیز قیادت میں اس فکری تحریک نے بھرپور انگڑائی لی۔ راس کماری سے ہمالہ کے دامن اور دکن سے وادیٔ بنگال تک زندگی کا طوفان امنڈ آیا اور اسلامیانِ ہند پکار اٹھے ؎

دنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے
یا تختہ مقامِ آزادی کا یا تختہ مقامِ آزادی کا

۱۸۳۱ء میں سرفروشانِ دین و ملت سید احمد شہیدؒ کا مرہ ہیو میر طوفان بن کر اٹھا۔ اور انگریزی اقتدار کی کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ انگریز اس صورت حال سے گھبرا اٹھا۔ اس نے مسلمانوں کے جذبہ حریت کو کچلنے کے لئے حتی المقدور کوششیں کیں۔ لیکن جس شمع آزادی کو علماء حق اپنے خون سے فروزاں رکھے ہوئے تھے ظلم و استبداد کی آندھیاں اسے کیسے گل کر سکتی تھیں ؎

نورِ حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

تاریخ عالم شاہد ہے کہ یہ بوریا نشین جب بھی دین و ملت کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہوئے۔ قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو گیا۔ اور اب ہندوستان کے یہ بوریا نشین سابقہ روایات کی عملی تفسیر پیش کر رہے تھے اور قوتِ باطلہ نے پوری طرح محسوس کر لیا تھا کہ ذرائع و وسائل کی فراوانی راہروانِ حق کے راستے میں مزاحم نہیں ہو سکتے۔ ۱۸۵۷ء کے قیامت خیز واقعات اور علماء کرام کی قربانیوں نے قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کر دی۔ آزادی کے لئے اٹھنے والی ہر تحریک کی قیادت و رہنمائی کے فرائض علماء ہی نے سرانجام دیئے۔ یوں تو ہر مکتب فکر کے علماء نے وقت کے تقاضوں کو محسوس کیا۔ لیکن ان تحریکات میں علماء دیوبند کا کردار بلاشبہ زبردست اہمیت کا حامل رہا ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں سرفروشانِ وطن کی امارت حضرت حاجی امداد اللہؒ نے کی۔ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ سالار بنائے گئے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کو قاضی مقرر کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد منیرؒ حضرت مولانا مظہرؒ۔ حضرت مولانا رحمتؒ نے معاونین کے فرائض کی انجام دہی کی۔ اور پورے برصغیر میں انگریز سامراج کے خلاف جگہ جگہ محاذ کھول دیئے گئے اور اس آگ نے پورے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

حضرت مولانا سرفراز رحؒ جنرل بخت کی رہنمائی فرما رہے تھے۔ پٹنہ میں حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی اپنے خون سے اسلامیان ہند کے چہروں پر لگے ہوئے غلامی کے داغ دھو رہے تھے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی علماء کی معیت میں مختلف مقامات پر قافلہ آزادی کی راہیں ہموار کر رہے تھے۔ حضرت مولانا لیاقت علی الٰہ آباد میں انگریزی قوت پر ضرب کاری لگا رہے تھے ان شمع توحید کے پروانوں نے قدم قدم پر انگریز سامراج کو للکارا ؎

اِدھر آ ستم گر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

اس آگ کو بجھانے اور اس طوفان بلا خیز کو روکنے کے لئے انگریز نے مقدور بھر کوشش کی۔ ہزاروں فرزندانِ اسلام دار و رسن کی آزمائش سے گذرے، ہزاروں کو پابند سلاسل کر دیا گیا۔ لیکن خدا کے یہ برگزیدہ بندے پھانسی کے پھندوں کو یوں محسوس کر رہے تھے۔ جیسے ان کی کامیابی پر انہیں پھولوں کے ہار پہنائے جا رہے ہوں۔ سنسناتی ہوئی گولیاں انہیں یوں محسوس ہو رہی تھیں جیسے ان پر پھولوں کی بارش ہو رہی ہو۔ برسوں پکنے والا لاوہ آج پھوٹ نکلا تھا آگ اور خون کی بارش ہو رہی تھی۔ وہ جبینیں جو بارگاہ ایزدی میں جھکی رہا کرتی تھیں۔ آج خاک و خون میں غلطان غیرت کی ٹھوکروں میں تھیں۔ جن کے سینے کی ہر دھڑکن سے اللہ ہو کی صدائیں بلند ہوا کرتی تھیں۔ دشمن کی گولیوں سے داغدار تھے۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا تھا؟ یہ قربانیاں کیوں دی جا رہی تھیں۔ کیا یہ ہوس اقتدار کا نتیجہ تھا کیا یہ سب کچھ ذاتی اغراض کے لئے تھا۔ نہیں نہیں، اس میں ذاتی اغراض کا کوئی دخل نہیں تھا۔ یہ قربانیاں یہ تکالیف، یہ آزمائشیں رضائے الٰہی اور دین کی سربلندی کے لئے تھیں۔ یہ سب کچھ ذاتی اغراض و مفاد سے بلند تر ہو کر کیا جا رہا تھا۔ علماء نے اپنے کردار و عمل سے اس مفروضے کو جھٹلا دیا تھا کہ علماء کی حیثیت مساجد کے حجروں اور مساجد کی چٹائیوں تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ اس سے باہر بھی ان کی حیثیت مسلمہ ہے۔

اور یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ جو قوم اپنی معلومات و اقدار سے منحرف ہو جائے۔ جو اپنی زندگی کے ارفع و اعلیٰ مقاصد کو فراموش کر دے۔ جو اپنی تہذیب و تمدن کو کھو بیٹھے۔ اسے ناگفتہ بہ حالات سے ضرور سابقہ پڑتا ہے۔ اور یہ دراصل مسلمانوں کا اپنی تہذیب و روایات سے انحراف کا نتیجہ تھا۔ جس کا خمیازہ انتہائی بھیانک انداز میں بھگتنا پڑا۔ اور یہ قانونِ فطرت ہے کہ گم گشتہ راہی آسانی سے اپنی منزل نہیں پا سکتا۔ منزل اس سے عظیم ترین قربانیاں چاہتی ہے۔ علماء کرام نے اسلامیانِ ہند میں ان کی بے راہروی کا احساس پیدا کر دیا تھا۔ اور وہ حصول منزل کے لئے اپنی جان و مال سب کچھ نثار کرنے پر تیار تھے۔ لیکن شاید ابھی آزمائش کا دور ختم نہیں ہوا تھا۔ ایک بھیانک سحر مسلمانوں کی ناکامی کا پیغام بن کر طلوع ہوئی۔ لیکن یہ ناکامی دراصل کامیابی کا پیش خیمہ تھی۔

علماء کرام نے اپنے لہو سے شمع آزادی کو فروزاں رکھا۔ اور اپنی قوت ایمانی سے مسلمانوں کے جذبہ حریت کو تقویت بخشی۔ ۱۹۰۵ء میں دیوبند سے ریشمی رومال کی تحریک اٹھی۔ جس کی قیادت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ فرما رہے تھے۔ تحریک نے برصغیر کو انگریز سامراج سے پاک کرنے کے لئے ممالک اسلامیہ سے رابطہ قائم کیا۔ ترکی اور افغانستان سے خفیہ معاہدات کئے۔

# ...ق کا اہم کردار

## جب حالات و حوادث کی آندھیاں، انگریز سامراج کی ریشہ دوانیاں اور ہندو سیادت کی طوفان خیزیاں علماء حق کے قافلے کی راہ نہ روک سکیں

اور یہ پروگرام یوں استوار کیا گیا۔ کہ ممالک اسلامیہ سرحدا سے حملہ آور ہوں۔ اور تحریک برصغیر میں گوریلا جنگ کا آغاز کرے۔ اور اس طرح برصغیر میں دوبارہ اسلامی سطوت و جبروت کا پرچم لہرایا جائے۔ اور اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے۔ حضرت شیخ الہند مکہ معظمہ کے گورنر حجاز غالب پاشا سے خفیہ بات چیت کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ والیٔ افغانستان سے ملاقات کرنے اور تحریک سے تعاون پر آمادہ کرنے افغانستان تشریف لے گئے۔ علماء کی شب و روز جانفشانی اور مکمل انتظامات کے بعد بالآخر اس مبارک ساعت کی آمد ہوئی۔ لیکن عین اس موقعہ پر جبکہ انگریزی اقتدار کا سورج غروب ہوا چاہتا تھا۔ افغانستان کے حبیب اللہ خاں کی منافقانہ فطرت رنگ لائی۔ ۱۹۱۶ء میں تحریک کا راز فاش ہو گیا۔ اللہ ظلم و استبداد و غلامی کی سیاہ رات اور گہری ہو گئی۔ ۱۹۵۰ء کے واقعات پھر تازہ ہوئے۔ اس داستانِ سب و شتم کا ایک ایک لفظ علماء کے خون سے لکھا گیا۔ برصغیر کے کوچہ و بازار علماء کے خون سے رنگے گئے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ۔ حضرت مولانا وحید احمدؒ۔ حضرت مولانا نصرت حسینؒ۔ حضرت مولانا عزیز گلؒ کو پابند سلاسل کر دیا گیا۔ اور یہ دین و ملت کے دیوانے، شمع آزادی کے فرزانے جزیرہ مالٹا میں نظربند کر دیئے گئے حالات نے بھیانک کروٹ لی۔ ہر صبح طلوع ہونے والا سورج ایک نئی قیامت کا منتظر دیکھ رہا تھا۔ لیکن حالات و حوادث کی یہ آندھیاں اس آتش شوق کو نہ بجھا سکیں جو علماء نے مسلمانانِ برصغیر کے سینوں میں روشن کر دی تھی

اور یہ زندہ حقیقت ہے کہ یہ راستہ علماء کرام ہی کا متعین کردہ تھا۔ جس پر گامزن ہو کر اسلامیان ہند منزل آزادی سے ہمکنار ہوئے۔

---

# وہ ......... سوتے رہے

وحید الدین خاں صاحب

مرغ نے بانگ دی۔ سپیدۂ صبح سے پوری فضا روشن ہو گئی۔ مسجدوں کے میناروں سے بھی اذان کی آوازیں بلند ہوئیں، مگر جو سو رہے تھے وہ اب بھی سوتے رہے کوئی بے خبر پڑا رہا۔ کوئی کان میں پڑنے والی آواز کو سمع خراشی کہہ کر بڑبڑایا کسی نے انگڑائی لی اور پھر کروٹ بدل کر دوسری جانب لیٹ گیا۔

یہ ایک نئے آنے والے دن کا اعلان تھا۔ مگر دن کے مواقع میں وہی لوگ حصہ دار بنتے ہیں جو بروقت اٹھ کر اس کی تیاری میں لگ گئے ہوں۔ ہر رات کے بعد ایک دن آتا ہے اور ہر دن سے پہلے آواز دینے والے آواز دے کر لوگوں کو بیدار کرتے ہیں۔ یہ دن اپنے امکانات کے ساتھ ہمارے لئے بھی مقدر تھا۔ مگر ہم نیند کے متوالے رات گذرنے کے بعد بھی سوتے رہے، اور جب دن کا آفتاب اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ ہر پست و بلند کو روشن کر رہا ہے، اس وقت بھی بے خبر پڑے ہوئے ہیں آہ! وہ قوم جو اس وقت بھی بیدار نہ ہوئی جب بیدار ہونے کا آخری وقت آچکا تھا۔

---

# سبائیت کا تجزیہ

حسین احمد عارفی فقیر والی بہاولنگر

(آخری قسط)

یہ جوہر زہریلا تھا مسلمان اس سے واقف تھے مسلمانوں کے حلق سے اس زہر کو نیچے کرنے کی غرض سے اہلسنۃ والجماعۃ کے عقائد و جزئیات کی شکر میں اس زہر کو اس ہشیاری اور چالاکی سے بند کیا گیا کہ اب تک بے شمار مسلمان اس زہر کو شکر کی ظاہری صورت سے دھوکہ کھا کر بدستور نگلتے جا رہے ہیں۔ شکر چڑھانے کا یہ طریقہ بھی مودودیت کو ورثہ میں ملا ہے۔ چنانچہ روافض کے زیدی فرقہ کے اکثر گروہ اپنے آپ کو امام ابوحنیفہؒ کے مقلدین ظاہر کرتے ہیں تاکہ عام مسلمان ان کی اصلیت کا کھوج لگانے کی نہ سوچنے لگیں۔ زیدی لوگ بعض مسائل میں امام شافعیؒ کے بھی مقلد ہیں — یہاں پہنچ کر مجھے بانی مودودیت کی اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کا اعتراف کرنے میں ذرا باک نہیں کہ انہوں نے جس طرح زہریلے جوہر کو عقائد اہلسنۃ کی شکر چڑھا کر اہل السنۃ ہی کے افراد کو کھلانے میں جس ہشیاری اور چالاکی سے کام لیا ہے۔ یہ انہی کا حصہ ہے۔ اور اپنی اس مہارت میں وہ بجا طور پر "مبارکباد" کے مستحق ہیں یہ بھی سن لیں ؎

؎ قیصر بتا کہ خود کو چھپائے گا کس طرح
اب تو تیری نظر سے تجھے دیکھتا ہوں میں

اور آخر میں مجھے یہ کہنے میں جھجک محسوس نہیں ہوتی کہ بعض اچھے اچھے لوگ سبائیت کے "داعی" بن کر لوگوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں۔ یا تو ان کو خوف خدا اور جواب آخرت کا ذرہ برابر احساس نہیں اور یا ان کے سامنے ابھی تک مودودیت کا اصلی چہرہ نقاب الٹ کر نہیں آیا۔ اور ابھی وہ جہالت کی وادیوں میں سرگرداں ہیں۔ اور بعض لوگ ہیں جو بیک زبان یوں کہتے سنے گئے ہیں۔ یہ لوگ (یعنی مودودیت اور ان کے متبعین) اہلسنۃ والجماعۃ میں سے ہیں۔ مگر ساتھ ہی میں مسلمانوں کو ان کی کتابیں پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ ان کو پڑھنے کے بعد سلف صالحین سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ کیا عجیب منطق ہے۔ اور بعض لوگ ہیں، جو خون سے رنگین ماضی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے بھی ہیں اور خونی ڈراموں کا سب سے بڑا مجرم سبائیت کو ہی قرار دیتے ہیں۔ مگر پھر سبائیت کی طرف اپنی حفاظت کی خاطر دست تعاون بڑھانے کے مشورے دیتے ہیں مگر پھر سبائیت کی طرف اپنی حفاظت کی خاطر دست تعاون بڑھانے کے مشورے دیتے ہیں۔ کیا سبائیت

(ورق الٹیے)

کے ہاتھوں سابقہ زخم مندمل ہو گئے کہ اب نئے زخموں کی ضرورت محسوس ہونے لگی ہے؟ میں اول الذکر لوگوں کو صرف اتنا ہی کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اتقوا اللہ اور ثانی الذکر لوگوں کو صرف اتنا ہی کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر مستقبل کی مسلمان پود کو صحیح اسلام پہنچانا ہے اور اپنے آپ کو خالص اسلام کا خادم قرار دینا ہے اور اسلام کو ملاوٹ سے بچانا ہے تو گومگو کی پالیسی کو ترک کر کے دوٹوک پالیسی کو اختیار کرنا ہوگا۔ ورنہ ذاتی مصلحتوں کا خیال رکھنے والوں کو ہم نے ایسے مقام پر فائز دیکھا ہے۔ جہاں ان کی صورت اور نام دیکھ کر ہی لوگ لاحول پڑھنے لگتے ہیں۔ تاریخ مذہب مصلحت اندیشوں کو کبھی معاف نہیں کرے گی اور موخر الذکر حضرات کی خدمت میں مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ؎

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں

اس ضمن میں مجھے سادہ لوح مسلمانوں کو یہ بات بھی ذہن نشین کرانا ہے کہ وہ لوگ سبائیت کے اس پروپیگنڈہ سے متاثر نہ ہوں کہ ان کے ساتھ حضرت مدنیؒ اور حضرت کشمیریؒ کے بعض شاگردان رشید بھی انہی عقائد کے مؤید ہیں۔ جن کا پرچار مودودیت کر رہی ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کے نزدیک نعوذ باللہ حضورؐ کے شاگرد جن کو اللہ نے خاص تربیت کے ساتھ تیار کیا تھا اور جن کو آخر میں رضی اللہ عنہم کا سرٹیفکیٹ بھی خود عطا فرمایا تھا۔ حضورؐ کے آنکھیں بند کرتے ہی آپ کے چھوڑے ہوئے دین اور حکومت کو مال یرغمال سمجھ کر من مانیاں کرنے میں مصروف ہو گئے اور اپنے سرٹیفکیٹوں اور اپنے استاذ کے عقاید، اصول اور وصیتوں کی کوئی پرواہ نہ کی۔ تو اگر کچھ ایسے لوگ جو بہ نسبت اس استاد کے انتہائی کم درجہ کے تھے اور پھر ان کے شاگرد اپنے استاد کے بتائے ہوئے طریقوں سے بھٹک گئے تو کونسی بڑی بات ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ پیغمبر کے شاگرد نہیں گمراہ ہوئے اور نہ انہوں نے بے اعتدالیاں کیں۔ بلکہ گمراہ وہ لوگ ہوئے ہیں۔ جو پیغمبر کے شاگردوں کی طرف واہیات باتیں منسوب کرنیوالوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ کیا اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں کسی معنت کے مفتی کی باتوں کو کچھ بھی مقام دیا جا سکتا ہے؟

آخر میں اپنی معلومات کی حد تک چند کتب کے نام درج کرتا ہوں۔ جو صاحب تحقیق حضرات کو فائدہ دے سکتی ہیں سبائیت قدیمہ کے لئے۔ الفرق بین الفرق للبغدادی (عربی) الفرق المفترقہ لعثمان الحنفی (عربی) التبصیر فی الدین للاسفرائینی (عربی) ہدیۃ الشیعہ۔ تحفہ اثنا عشریہ۔ فرق الشیعہ وغیرہ دستیاب ہیں۔

اسی طرح لسان المیزان لابن حجر الکامل۔ لابن الاثیر بھی کافی ممد ہو سکتی ہیں۔ مودودیت کے عقاید۔ دستور جماعت۔ تجدید و احیاء دین۔ خلافت و ملوکیت، تفہیمات رسائل و مسائل۔ اس کے علاوہ امین احسن اصلاحی کی دعوت دین اور اس کا طریق کار، تنقیدات۔ مودودی کی سیاسی کشمکش تینوں حصے۔ تحریک اسلامی کا آیندہ لائحہ عمل وغیرہ کتب سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تفہیم القرآن کا دیکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ اور جو صاحب اس کام کو مکمل طور پر کرنا چاہیں۔ ان کو مودودیت کے مختلف ادوار کا جائزہ لینے کی خاطر صرف منتخب مضامین پر مشتمل کتب پر اکتفا نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ ترجمان القرآن اور چراغ راہ کے ادارئیے مکمل دیکھنے چاہئیں اسی طرح مختلف اوقات میں انتخابی لٹریچر شائع ہوا اس سے بھی صرف نظر نہ کرنی چاہیئے۔ ان الفاظ پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں

محمد الیاس بنوی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

# عدالت صحابہ رضی اللہ عنہم

(۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کیا میں نے اپنے رب سے میرے اصحاب کے میرے بعد اختلاف کے بارے میں، پس وحی کی گئی میری طرف کہ اے محمد تیرے اصحاب میرے ہاں بمنزلہ ستارے ہیں آسمان میں بعض ان میں سے بعض سے قوی ہیں سب کے سب نور ہیں۔ پس جس نے اس راستہ کو اختیار کیا جس میں ان کا اختلاف تھا۔ وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ (ثلاثیات مسند احمد ص ۲۲/۲۲)

اللہ تعالیٰ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نجوم (ستارے) کی صفت کے ساتھ متصف کرتے ہیں۔ لیکن ایک ایسا گمراہ کن گروہ بھی ہے۔ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اللہ جل جلالہ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعدیل کو نظر انداز کر کے ان کے دامن پاک کو داغدار بنانے کے لئے ان کے حق میں "خائن" "اقربا پرور" تک کے القاب دے دیتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) صحابہ کرام کو ان القاب سے نوازنے والا قطعاً اہلسنۃ والجماعۃ میں سے نہیں ہے بلکہ وہ "سجدہ سبائیت" ہے

## عدالت صحابہ اہلسنۃ والجماعۃ کی نظر میں

صحابہ کے بارے میں اہلسنۃ والجماعۃ کا عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیں:۔ محقق ابی المنتہیٰ اپنی کتاب شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:۔

یعنی اہلسنۃ والجماعۃ کا یہ عقیدہ ہے کہ تزکیہ بیان کرنا ان کا اور ثنا کرنا ان پر جیسا کہ ثناء کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اور جو کہ گذرا حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان وہ اجتہاد پر مبنی تھا (شرح فقہ اکبر ص ۵۲)

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں صاحب "اصابہ" لکھتے ہیں:۔

تیسری فصل صحابہ کے حالات کے بیان میں اہلسنۃ کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام سب کے سب عادل ہیں اور مخالفت نہیں کی اس بات میں۔ مگر بعض بدعتیوں نے اور خطیبؒ نے "کفایہ" میں لکھا ہے کہ صحابہؓ کی عدالت ثابت ہے معلوم ہے ساتھ تعدیل اللہ تعالیٰ کے ان کے لئے اور ساتھ خبر دینے اللہ تعالیٰ کے ان کی طہارت کے بارے میں اور ساتھ اختیار کرنے ان کو (اپنے نبی کے واسطے) (الاجابہ ص ۱۱)

اور محقق کمال بن شریف تحریر فرماتے ہیں:۔

اور اہلسنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ کو پاک سمجھا جائے ساتھ ثابت ہونے عدالت کے ان میں سے ہر ایک کے لئے اور رکنا ان میں طعن کرنے سے اور ثنا کرنا ان پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ثنا کی۔ (المسامرہ ص ۳۱۳)

صحابہ رضوان اللہ علیہم کے عدالت کے بارے میں مشہور ترین کتاب "الصواعق المحرقہ" میں امام احمد حجر الہیتمی کا ارشاد ہے:۔

بیشک اجماع ہے اہلسنۃ والجماعۃ کا اس بات پر کہ واجب ہے ہر مسلمان پر تزکیہ بیان کرنا تمام صحابہؓ کا ساتھ ثابت ہونے عدالت کے ان کے لئے اور رکنا ان میں طعن کرنے سے اور ثناء کرنا ان پر (ص ۲۰۰)

حضرت علامہ مولانا ابن اثیر جزری رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

صحابہ کی عدالت ثابت ہے معلوم ہے ساتھ تعدیل اللہ تعالیٰ کے ان کے لئے اور ساتھ خبر دینے اللہ تعالیٰ کے ان کی طہارت کے بارے میں اور ساتھ اختیار کرنے اللہ تعالیٰ کے ان کو نص قرآنی میں۔ (العواصم من القواصم ص ۲۲۰)

اور علامہ صاحب اپنی دوسری کتاب "اسد الغابہ" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اور صحابہ کرام جرح و تعدیل کے معاملہ میں دوسرے راویوں سے ممتاز ہیں کیونکہ وہ سب کے سب عادل ہیں۔ (اسد الغابہ ج ۱ ص ۲)

اس کے علاوہ اور بھی کئی مشہور کتب میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عدالت کے بارے میں مذکور ہے۔ یہاں صرف انہی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا حوالے صحابہ کرام کے مقام کی نزاکت کے بارے میں اہلسنۃ والجماعۃ کے متفقہ عقیدہ کی وضاحت کر رہے ہیں اور ان مندرجہ بالا حوالوں سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کی تعدیل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور ان کی شان میں کوئی ایسی بات کہنا یا لکھنا جس سے ان کے دامن پاک پر حرف آتا ہو، حرام ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان پر سب و شتم کرنے والوں کو ہدایت فرمائے۔ آمین! ثم آمین!! وما علینا الا البلاغ

## سنت رسول اللہ کی توہین کے مرتکب کا منہ کالا کر کے بازاروں میں پھرایا

گزشتہ روز مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۶۹ء کو یونین کونسل سہجہ کے چیئرمین نے ایک درخواست پر فیصلہ دیا۔ درخواست یہ تھی کہ ایک شخص مسمی عبداللہ نے منظور احمد نیوز ایجنٹ سہجہ کی داڑھی پکڑ کر نوچی تھی جس پر منظور احمد صاحب نے یونین کونسل کے چیئرمین حاجی احمد بخش کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ چیئرمین صاحب نے تاریخ پیشی ۲۱ مئی مقرر کی۔ علاقہ میں اس واقعہ کو سن کر عوام میں ہیجان پیدا ہو گیا علاقہ سہجہ کے بااثر افراد بھی ملزم عبداللہ کے ساتھ مل کر منظور احمد کو طرح طرح کی دھمکیاں دینے لگے۔ اور منظور احمد کو کہا کہ اس معاملہ سے باز آ جائے اور اپنی درخواست واپس لے لے ورنہ اس کی خیر نہ ہوگی۔ لیکن منظور احمد نے عزم ہمت اور استقلال کو نہ چھوڑا۔ مدعی موصوف نے کہا۔ اگر تم مجھے جان سے مار دیتے یا ہلاک کر دیتے یہ بات میرے لئے قابل برداشت تھی۔ لیکن ملزم نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔ اس کو میں قطعاً برداشت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ علاقہ کے بااثر افراد نے ملزم سے ہر طرح کے تعاون کے باوجود چیئرمین صاحب نے ۲۱ مئی کی پیشی پر اپنا فیصلہ باقی ممبران کی رائے کے مطابق تحریر کیا کہ آج اگر اسلامی آئین کا نفاذ ہوتا، تو پھر اسلامی طریقے پر اس کو سزا دی جاتی لیکن چونکہ ملزم نے سنت نبوی کی توہین کی ہے۔ اس لئے اس کا منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھا کر سہجہ کے بازار میں پھرایا جائے۔ چنانچہ ملزم عبداللہ کا منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھا کر سہجہ کے بازار میں پھرایا گیا۔ چیئرمین صاحب موصوف کے فیصلہ کو علاقہ کے اسلام پسند حضرات نے خراج تحسین پیش کیا ہے۔

(محمد عبدالصبور ناظم دفتر خان پور)





## نرخنامہ اشتہارات

ایک کالم فی انچ (اندر کے صفحات میں) ۰/ ۳
" آخری صفحہ پر ۵/
مسلسل دس اشاعت یا اس سے زیادہ کے لئے رعایت دی جائے گی۔ خط و کتابت سے معاملہ طے کر لیں
دو سطری اعلان کیلئے ۱/ مدارس کے مختصر اعلان کے لئے ۵/ جلسوں وغیرہ کے مختصر اعلان کے لئے ۱۰/ روپے
رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے۔



## تیرے جنون شوق کے ماروں کی خیر ہو

شاعر جمعیۃ جناب مرزا غلام نبی صاحب جانباز
(مدیر تبصرہ لاہور)

یارب! میرے چمن کی بہاروں کی خیر ہو
طوفان بڑھ رہے ہیں کناروں کی خیر ہو

بے ربط آندھیوں نے بہاریں اجاڑ دیں
بے آسرا جہاں کے سہاروں کی خیر ہو

سورج کے بعد چاند ستاروں پہ ابر ہے
اس دھندلکے میں راہ گذاروں کی خیر ہو

ڈھلنے لگے ہیں یاس کے سانچے نئے نئے
وطن عزیز تیرے معماروں کی خیر ہو

پرواز آدمی کی خلا تک پہنچ گئی
ایسے میں تیرے چاند ستاروں کی خیر ہو

آتشکدۂ کفر کے شعلے بلند ہیں
تیرے کلام، تیرے سپاروں کی خیر ہو

بے ننگ و نام عقل کے سانچے میں ڈھل گئے
تیرے جنون شوق کے ماروں کی خیر ہو

## مولانا محمد شریف صاحب (سکرنڈ) کی علالت

حضرت مولانا محمد شریف صاحب خطیب جامع مسجد مدینہ سکرنڈ بلڈ پریشر کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ قارئین ترجمان اسلام اور بزرگان دین مولانا کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (احمد ۔ ناظم جمعیۃ سکرنڈ ضلع نوابشاہ)

## بقیہ :- پریس کانفرنس

"شیوعیت" کہا جاتا ہے۔ متحدہ عرب جمہوریہ میں صدر جمال عبدالناصر نے خلاف قانون قرار دیا ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس میں اسلام کے برخلاف خدا کے وجود اور انفرادی ملکیت کی نفی ہے۔ جبکہ اسلام خود خدا کا دین ہے، اور انفرادی ملکیت کا اعتراف کرتا ہے۔ میرے بارے میں سوشلزم یا کمیونزم کی حمایت کا جو پرچار مودودی پارٹی نے کیا ہے۔ وہ جمعیۃ علماء اسلام اور مجھ کو بدنام کرنے کی مکروہ سازش ہے۔ پچھلے دنوں ایبٹ آباد کیس کے سلسلہ میں شہادت کا مفاد فراہم کرنے کے لئے لاہور میں ڈاکٹر مبشر حسن سے ملا، تو مودودیوں نے شور مچا دیا کہ ڈاکٹر مبشر نے مجھ کو شاندار دعوت دی ہے اور جمعیۃ علماء اسلام اور پیپلز پارٹی کے درمیان اتحاد ہو گیا ہے۔ اس پر جمعیۃ کے آرگن "ترجمان اسلام" نے ان کو چیلنج کیا کہ اگر تم میں ایمان کی رتی بھی موجود ہے تو اس دعوت کو سچ ثابت کرو۔ یاد رہے کہ یہ کیس میرے خلاف مودودیوں نے قائم کر رکھا ہے اور میں نے اس سلسلہ میں سابق مرکزی وزیر داخلہ سابق صوبائی وزیر داخلہ اور ہوم سیکرٹری سمیت چھتیس گواہوں کی فہرست داخل کر دی ہے۔

### ہم اسلام کے سوا کوئی نظام قبول نہیں کر سکتے

گزشتہ صدارتی انتخاب کے موقعہ پر مودودی پارٹی نے کمیونسٹوں سوشلسٹوں اور ان تمام پارٹیوں اور لوگوں کے ساتھ مل کر متحدہ محاذ بنایا تھا جن کو آج وہ بے دین قرار دیتی ہے۔ لیکن ہم اس ملک میں اسلام کے سوا کسی نظام کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اور نہ کوئی نظام قبول کر سکتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ العزیز اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ بننے والی قوتوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرتے رہیں گے۔ آج ہر پارٹی اسلام کا نام لیتی ہے لیکن جمعیۃ علماء اسلام صرف اس پارٹی سے تعاون کر سکتی ہے جو صحیح معنوں میں قرآن و سنت کا سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی نظام اس ملک میں نافذ کرنے کی خلوص دل سے خواہاں ہو گی۔

نماز مغرب کے بعد حضرت مولانا غلام غوث صاحب مدظلہ جامع مسجد شیرانوالہ تشریف لے گئے۔ جہاں ناظم مرکزی جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا عبدالواحد صاحب سے ملاقات اور گفتگو کی۔ اور نماز عشاء کے بعد بذریعہ بس لاہور روانہ ہو گئے۔

(زاہد الراشدی)

### مجلس ذکر

۴ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۰ جون ۱۹۶۹ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسجد حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ کوٹ مراد خاں قصور میں حضرت مولانا جمیل احمد میواتی خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری قدس سرہٗ مجلس ذکر کرائیں گے۔ قصور شہر و گرد و نواح کے حضرات اس نورانی مجلس میں شرکت فرما کر ثواب حاصل کریں۔

(حبیب اللہ قادری خادم مدرسہ جامعہ قاسمیہ قصور)

## اکوڑہ خٹک میں اکابرین جمعیۃ کی تشریف آوری اور تقریریں

اکوڑہ خٹک - پچھلے ہفتہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ممتاز زعماء کی آمد ہوئی۔ ان کی تشریف آوری پر طلبہ اور اساتذہ نے نہایت گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا بروز جمعہ مورخہ ۳۰ مئی ۹ بجے قائد جمعیۃ علماء اسلام مفکر ملت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ دارالعلوم پہنچے، حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ اور اساتذہ دارالعلوم کے ساتھ دیر تک مختلف مسائل پر گفتگو رہی۔ بعد میں دارالحدیث ہال میں جو اہل علم اور طلبہ سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے اسلام کے معاشی نظام پر جمعیۃ علماء اسلام کے زیر تجویز خاکہ کی روشنی میں نہایت عالمانہ خطاب فرمایا۔

۳۱ مئی بروز ہفتہ امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب مدظلہ کی آمد ہوئی۔ آپ کے ساتھ حضرت مولانا گل بادشاہ صاحب امیر سرحد حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری، حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلم، مولانا حافظ غلام محمد صاحب مری۔ مولانا پیر مبارک شاہ صاحب مردان اور دیگر عمائدین جمعیۃ بھی تھے۔ حضرت درخواستی مدظلہ نے بعد نماز ظہر دارالعلوم کی وسیع اور شاندار مسجد میں نہایت رقت انگیز خطاب فرمایا۔ ہر دو حضرات نے طلبہ دین اور علماء حق کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی اور موجودہ حالات میں دین کے لئے جدوجہد کی اہمیت واضح فرمائی۔ ان تمام اکابر نے دارالعلوم حقانیہ کو اپنے اکابر کی یادگار اور پاکستان کا عظیم اور قابل فخر مثالی دارالعلوم قرار دیا۔ اور اس کے تمام تعلیمی اور انتظامی شعبوں کی حسب سابق معائنہ فرما کر ترقیات ظاہری و معنوی کی دعائیں کیں۔ حضرت قائد جمعیۃ مفتی محمود اور حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ کے خطاب سے پہلے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نے احقاق حق اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ان اکابر اور جمعیۃ علماء اسلام کی بے لوث مساعی کو سراہا۔ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے جمعیۃ کی بارآوری کی دعا فرمائی۔

(محمود قمر ناظم نشریات دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

### مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر

مغربی پاکستان کی مشہور مذہبی دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۷، ۲۸، ۲۹ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۰، ۱۱، ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہونا قرار پایا ہے احباب کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ اس جلسہ میں دامے درمے سخنے دعائے شرکت فرما کر ثواب حاصل فرمائیں۔ یہ درسگاہ عرصہ ۴۲ سال سے قائم ہے اس وقت اس میں چھ سو طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ سترہ اساتذہ کرام تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دو سو طلبہ کو مدرسہ کی جانب سے مفت خوراک دی جاتی ہے۔ زکوٰۃ خیرات تقسیم کرتے وقت اس دینی درسگاہ کو مد نظر رکھیں (محمد شفیع مہتمم مدرسہ ہذا)

## بقیہ :- شکوہ کیوں؟

دلائل پیش کرتے ہیں۔ فاضل جج کو جس کی جو دلیل پسند آئی، اس کا ساتھ دیا ورنہ رد کر دی۔

### باعث نزاع

مودودی صاحب کی نوک قلم سے ایک دفعہ جو بات نکل جائے۔ پھر ہزار دانشور ہیچ و پکار کریں، واویلا کیوں نہ مچائیں یہ جناب ہیں کہ رجوع کرنا اور خطا و نسیان کا اقرار تک نصیب نہیں ( زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد ) اور ادھر اپنی ڈکٹیٹرشپانہ تحریک کی وجہ سے اپنے معتقدین کو ایسا بے ضمیر بنا دیا ہے کہ وہ ان کی ہر بات کو معیار حق بنا کر تنقید سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ اور ظلم یہ کہ مودودی صاحب کی کسی بات کو دلیل پر پرکھنے کی بجائے دلیل کو ان کی بات پر پرکھتے ہیں فیا للعجب ویا للاسف۔ یہاں تک کہ اس کی بات ان کے ہاں حجج شرعیہ میں سے ایک مستقل حجت بن گئی ہے۔ اگر مودودی صاحب کی طبیعت میں یہ انانیت نہ ہوتی تو نزاع کا دامن اتنا وسیع کیونکر ہوتا۔

### حضرت مفتی صاحب کا فرمان

حضرت مفتی صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ میں نے ملتان جیل میں مودودی صاحب سے کہا کہ اگر آپ مسلمانوں کو انتشار کا شکار نہیں بنانا چاہتے اور واقعی نظام اسلام کے لئے زمین ہموار کرنے میں کوشاں ہیں تو آپ اپنے نظریات سے کم از کم وقتی مصالح کی بنا پر تو باز آجائیں اگرچہ میں ایک کٹر حنفی ہوں۔ مفتی صاحب نے فرمایا، لیکن اگر مجھے مصلحت مالکیت یا شافعیت میں نظر آئے جس کی بنا پر قوم کو انتشار سے بچانے کا راستہ مہیا ہو سکتا ہو۔ تو میں حنفیت کو چھوڑ کر مالکیت یا شافعیت میں قوم کا ساتھ دوں گا۔ مگر مودودی صاحب بالمقابل نے بے باکانہ کہا "میری زبان کو کون بند کر سکتا ہے" گویا مودودی صاحب بے لگام رہ کر اپنے پیچھے ایک گروہ بنانا چاہتے ہیں۔ چاہے قوم پارہ پارہ کیوں نہ ہو جائے۔ اور نظام اسلام کے راستوں میں کانٹے کیوں نہ بچھ جائیں۔ ان کو اس سے کیا غرض!

یہ ہے رویہ سب سے بڑے اسلامی نظام کے داعی کا۔ اور اسی رویہ (کہ وہ دوسرے کے پیچھے نہیں چلنا چاہتے) نے ان کو گول میز کانفرنس میں اسلامی نظام کے مطالبے کی تائید کرنے سے خاموش رکھا

چہ کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

### علماء کیوں خاموش رہیں؟

اب ایک منصف مزاج شخص یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ اس شخص کے فکر و نظر اور علم و عمل سے علماء کرام تغافل یا چشم پوشی کرتے خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہیں اور ملت بندوں جو وہ چاہے گل کھلاتے دیں اور کم از کم ناراضگی کا اظہار بھی نہ فرمائیں۔ اگر علماء کو یہ حق حاصل ہے اور یقیناً حاصل ہے تو پھر اختلاف و انتشار کو علماء کرام کے سر تھوپنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

## معرکۂ حق و باطل

زاہد الراشدی

# علماء حق کی سامراج دشمن تحریک کو بحق اشتراکیت ثابت کرنے کی مذموم کوشش

## سامراج کے ایجنٹ علماء کو بدنام کر کے امریکن برانڈ اسلام کے لئے راستہ ہموار کر رہے ہیں

برصغیر میں تقسیم سے قبل اور بعد مغربی سامراج کے مفادات کو جس قدر نقصان علماء دیوبند کی سامراج دشمن جدوجہد نے پہنچایا ہے شاید ہی کسی اور تحریک نے سامراجی مفادات پر ایسی کاری ضرب لگائی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان بن جانے کے بعد اس سامراج دشمن اور حق پرست گروہ کے خلاف سامراجی نظارت نشریات نے طرح طرح کے بیہودہ اور بے سروپا الزامات گھڑے اور خالص اسلامی نظام کے نفاذ اور سرمایہ دارانہ و جاگیردارانہ نظام کے خاتمہ کے سلسلہ میں علماء حق کی مجاہدانہ جدوجہد کو غیر موثر بنانے کے لئے ان کی "سامراج دشمن" تحریک کو "بحق اشتراکیت" ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کا آغاز کیا تاکہ علماء حق کی بے لوث مساعی اور سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے بے نیاز "امریکن برانڈ اسلام" کے لئے راستہ ہموار کیا جا سکے۔ چنانچہ یہ شوشہ سب سے پہلے مودودی جماعت کے ترجمان ہفت روزہ "ایشیا" نے ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں ان الفاظ سے چھوڑا کہ:-

"ہندو پاکستان کی سیاسی تاریخ میں علماء کا جو کردار رہا ہے وہ یقیناً ناقابل فراموش ہے اور منصف مؤرخ اسے نظرانداز نہیں کر سکتا۔ لیکن علماء نے سیاسیات میں جس قدر محنت کی اس کا فائدہ اسلام کو پہنچنے کی بجائے نیشنلزم، کمیونزم اور سوشلزم کو پہنچا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نیشنلسٹ علماء میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو دینی اعتبار سے مخلص اور اچھے لوگ ہیں۔ دیوبند سے نکل کر انہوں نے دین کی اچھی خدمت کی ہے لیکن سیاسی اور معاشی اعتبار سے انہوں نے اسلام کی کوئی مستقل تصویر سامنے لانے کی بجائے کمیونزم اور سوشلزم کی حمایت کی ہے"۔

یہ شوشہ چھوڑنے کے بعد باوجودیکہ علماء حق کی طرف سے اس الزام کی تردید کی گئی اور واضح طور پر کہا گیا کہ اسلام کے سوا کوئی "ازم" نہ ہمارا مطمح نظر ہے اور نہ ہم کسی "ازم" کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر بھی سامراج پرست حلقوں نے اپنے اس "نو زائیدہ" اور "ناجائز" بچے کی پرورش جاری رکھی اور وقتاً فوقتاً کبھی "سوشلسٹ مولویوں کا گروہ" کبھی "پاکستان میں اشتراکی علماء" اور نہ جانے کیسے کیسے دل فریب عنوانوں سے اسے قوم کے سامنے لایا جاتا رہا ہے۔

### علماء اشتراکیت کے مخالف ہیں

اب پھر علماء حق کی سب سے مضبوط تنظیم "جمعیۃ علماء اسلام" کو اشتراکیت نوازی کے "جرم" میں ملوث دکھانے کے لئے بڑے بڑے شہسواران رہوار قلم میدان میں کود پڑے ہیں۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس عنوان پر قائدین جمعیۃ علماء اسلام کی سابقہ تصریحات کو ایک بار پھر قوم کے سامنے لایا جائے تاکہ عوام کے سامنے یہ حقیقت واضح ہو سکے کہ صحیح اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے علماء حق کی مخلصانہ جدوجہد، سامراج و سامراجیت کے خلاف ان کی مجاہدانہ یلغار اور "امریکن برانڈ اسلام" کی سر بازار رسوائی و ناکامی سے سامراج پرستوں کے پیٹ میں مروڑ کیوں اٹھ رہے ہیں؟

(۱) حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہٗ امیر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

"آپ پوچھتے ہیں کہ جمعیۃ کیا چاہتی ہے؟ ہم کچھ نہیں چاہتے سوائے اس کے کہ فرنگی نظام کو ختم کر کے محمدی نظام رائج کیا جائے روسی اور امریکی سیاست سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں، لیکن قرآنی اور محمدی سیاست کو نہ ہمارے بڑوں نے چھوڑا نہ ہم چھوڑیں گے اگر قیام پاکستان کے سلسلہ میں کئے گئے وعدوں کا ایفاء نہ کیا گیا تو ہم حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے جائیں گے"۔

(۹ فروری ۱۹۶۶ء گوجرانوالہ میں عام اجتماع سے خطاب)

—"جمعیۃ علماء اسلام ملک انتشار نہیں پیدا کرنا چاہتی اور نہ ہی یہ ملک کی غدار ہے۔ بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے قوانین کو پاکستان میں رائج کرنا چاہتی ہے اور جب تک اس کا مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ یہ اپنی جدوجہد جاری رکھے گی"۔

(۱۳ مئی ۱۹۶۶ء کو جھنگ میں جلسہ عام سے خطاب)

—"وہ لوگ غلطی پر ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم صرف تبلیغ دین میں حصہ لیں گے۔ لیکن ملکی سیاسیات میں ہم کوئی حصہ نہیں لیں گے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم سب مل کر جدوجہد کریں کہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم ہو جائے۔ اور بے دینی کا خاتمہ ہو"۔

(۱۲ اگست ۱۹۶۳ء کو علی پور میں جلسۂ عام سے خطاب)

(۲) قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ ناظم اعلیٰ کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

جغرافیائی لحاظ سے مسلمان کو بڑی اہمیت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ آئے دن اپنے مفاد کے لئے امریکہ اسلامی ممالک میں ریشہ دوانیاں کرتا رہتا ہے۔ اگر مسلمان سامراج سے آزاد ہو کر اقامت دین کے لئے متحد ہو جائیں۔ تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جن مسلم ممالک نے ان سازشوں کو بھانپ لیا۔ انہوں نے اپنے ملک سے اسے نکال باہر کیا۔ اللہ تعالیٰ پر یقین شریعت پر عمل کر کے اور دشمن کی چالاکیوں سے خبردار ہو کر آزاد زندگی بسر کرنا مسلمان کی شان ہے۔ ورنہ اسلام قرآن اور دین کو چھوڑنے سے انسانیت نہیں آ سکتی۔ اسلام کے نام پر حاصل کئے ہوئے اس پاکستان میں اٹھارہ سال سے اسلام کے ساتھ جو مذاق ہو رہا ہے شرعی احکام کی جس شدت سے مخالفت کی جا رہی ہے کوئی قلب سلیم اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ آج معاشرہ میں جس قدر خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ قرآن و سنت میں ان کا پورا پورا علاج موجود ہے۔ اگر ہم لوگ پورے خلوص و ایمان کے ساتھ قدم اٹھائیں۔ تو معاشرہ کی اصلاح بہت جلد ہو سکتی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام اسی مقصد کی تکمیل کے لئے معرض وجود میں آئی ہے۔ اگر آپ لوگ جمعیۃ کے پروگرام سے مخلصانہ تعاون کریں تو وہ دن دور نہیں۔ جب پاکستان صحیح معنوں میں پاکستان ہوگا۔

(۱۳ مئی ۱۹۶۶ء کو ملتان میں جمعیۃ کے ضلعی اجتماع سے خطاب)

ہمارے لئے بس ایک ہی راستہ ہے کہ اپنی پوری زندگی اس خلاف اسلام نظام کو بدلنے کی جدوجہد میں صرف کر دیں۔ اس زمانہ میں ہماری پوری زندگی اور زندگی کا پورا اثاثہ اقامت دین کی جدوجہد میں صرف ہو جائے تو ہم یہ سمجھیں گے کہ معاملہ بہت سستا ہے۔

(۲۸ مئی ۶۸ء کو لاہور میں متحدہ اسلامی محاذ کے کنونشن

(جاری)

# اخبار و معلومات

## سوکارنو کے بعد انڈونیشیا میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی مہم شروع کردیگئی

لاہور ۷ جون ۔ انڈونیشیا میں ڈاکٹر سوکارنو کے زوال کے بعد عیسائی مبلغین کی سرگرمیوں میں تشویشناک اضافہ ہوگیا ہے۔ انہوں نے ملک کی آبادی کو بتدریج عیسائی بنانے کے لئے مغربی ملکوں کی امداد سے زبردست مہم شروع کر رکھی ہے۔ ۲۵ لاکھ انڈونیشی مسلمان گذشتہ چند برسوں میں عیسائیت قبول کرچکے ہیں جبکہ اتنی تعداد کو اپنا دین ترک کرنے کی تربیت دی جارہی ہے

یہ انکشافات موتمر عالم اسلامی کے انگریزی ہفت روزہ "دی مسلم ورلڈ" کراچی کے حالیہ شمارے میں انڈونیشیا کی موجودہ صورت حال کے متعلق ایک طویل سروے رپورٹ میں کئے گئے ہیں۔ یہ رپورٹ ہفت روزے کے دو نامہ نگاروں کی خبروں سے مرتب شدہ ہے۔ جسے مسلم ورلڈ نے انڈونیشیا میں مقدس جنگ کے عنوان کے تحت اس امید کے ساتھ شائع کیا ہے کہ دنیا بھر کی مسلمان حکومتیں تنظیمیں اور عوام انڈونیشیا میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کا سنجیدگی سے نوٹس لیں گے۔

سروے رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ عیسائیوں نے بیس سال میں جاوا اور پچاس سال میں باقی انڈونیشیا کی آبادی کو مسیحیت کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے نہایت جامع قسم کا پروگرام تیار کر رکھا ہے۔

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۶۲ء میں سرایا (جاوا) میں منعقد ہونے والی مسیحی کانفرنس میں اس منصوبے پر غور کیا گیا۔ کانفرنس میں بحث کے دوران فلپائن کی مثال پیش کی گئی۔ جہاں کسی زمانے میں مسلمانوں کی غالب اکثریت تھی۔ مگر آج وہاں کے مسلمان اقلیت میں ہیں۔ رپورٹ کے مطابق عیسائی مشنری یہ کہہ کر یورپ اور امریکہ سے امداد حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ انڈونیشیا قدرتی وسائل کی دولت سے مالامال ہے۔ جسے ابھی کام میں نہیں لایا گیا۔ چنانچہ اس ملک کو عیسائی بنانے سے مغربی دنیا کو فائدہ پہنچے گا۔

رپورٹ کے مطابق انڈونیشیا میں عیسائی مشنریوں کو خاص طور پر ۱۹۶۵ء سے برابر مادی امداد مل رہی ہے ملک کے اندرونی حصوں میں ابتر معاشی حالات سے فائدہ اٹھا کر عیسائیوں نے جنگ شروع کر دی ہے۔ جس میں خوراک، کپڑوں، دواؤں اور روزگار کی سہولتوں کو بطور ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ مشنریوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں ۱۹۶۷ء میں منظر عام پر آئیں جبکہ امریکی جریدہ "ٹائم" نے انڈونیشیا میں لوگوں کو عیسائی بنانے کی مہم کی زبردست کامیابی کے متعلق خبریں شائع کیں۔

## استنبول اور انقرہ

### امریکی فوجی ہیڈکوارٹر پر پتھراؤ

استنبول ۔ ۱۱ جون ۔ پولیس اور ترک طلباء کے درمیان کل کی جھڑپوں کے بعد فوج نے استنبول یونیورسٹی کا کنٹرول پولیس کی بجائے خود سنبھال لیا ہے۔ طلباء نے پولیس پر سنگ باری کی اور مالوٹوف بم پھینکے۔ جس سے سو سے زیادہ افراد زخمی ہوگئے

طالب علموں نے استنبول یونیورسٹی پر پولیس کے قبضہ کے خلاف احتجاج کے طور پر مظاہرے کئے تھے۔ پولیس نے سابقہ فسادات کے پیش نظر سالانہ امتحانات کے سلسلہ میں یونیورسٹی کی عمارت پر قبضہ کرلیا تھا۔ تاکہ مظاہرہ کرنے والے طالب علم امتحان دینے والے طلباء کے کام میں مخل نہ ہوں۔ کل کے ہنگاموں میں ایک طالب علم اور پولیس والا مارا گیا۔ طالب علموں نے ایک ٹیکنیکل کالج کی عمارت پر قبضہ کرلیا۔ صورت حال پر قابو پانے کے لئے پولیس طلب کرلی گئی ہے۔

انقرہ میں ترک طالب علموں نے کالجوں اور تعلیمی شعبوں کی تقریباً ایک درجن عمارتوں پر قبضہ کر رکھا ہے

اس سے پہلے انقرہ میں تین امریکی فوجیوں کی سٹیشن ویگن کو مظاہرہ کرنے والے ترک طلباء نے گھیرے میں لے لیا اور اس کی کھڑکیاں توڑ کر گاڑی کے نیچے کئی مالوٹوف بم پھینکے۔ امریکی فوجی بال بال بچ گئے یہ طلباء اپنے ان ساتھیوں کی حمایت میں مظاہرے کر رہے تھے۔ جو کل پولیس کے ساتھ تصادم میں زخمی ہوگئے تھے۔ طلباء نے ترکی میں امریکی فوج کے ہیڈکوارٹر کی عمارت پر پتھراؤ اور مالوٹوف بم پھینکے اور ایک امریکی گاڑی کو تباہ کر دیا۔ طالب علموں نے کئی جلوس نکالے۔ لیکن جب پولیس نے ہر طرف سے ان کا راستہ روک دیا، تو اسٹیشن ویگن میں سوار تین امریکی فوجیوں اور سٹیشن ویگن کے ترک ڈرائیور کی جانیں سخت خطرہ میں پڑگئی تھیں اور مالوٹوف بم سٹیشن ویگن کے نیچے چلنے لگے تھے۔ لیکن ترک ڈرائیور کسی نہ کسی طرح گاڑی کو نکال کرلے گیا۔

## اظہار تعزیت

لائلپور۔ جمعیۃ علماء اسلام لائل پور کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب جالندھری اور اراکین جمعیۃ علماء اسلام نے حضرت مولانا محمد اکرم صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے برادر اکبر صوفی محمد اسلم صاحب مرحوم اور شاعر جمعیۃ جناب مرزا غلام نبی جانباز مدیر تبصرہ لاہور کی اہلیہ محترمہ کا انتقال پر اظہار تعزیت اور ہر دو کیلئے دعاء مغفرت کی ہے

## جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ کا داخلہ شروع ہے

- جامعہ اشرفیہ نے حضرت مولانا حافظ غلام مصطفےٰ اور حضرت مولانا غلام رسول صاحبان فاضلان جامعہ رشیدیہ ساہیوال خیر المدارس ملتان کی خدمات حاصل کرلی ہیں۔
- جامعہ اشرفیہ میں مروجہ نصاب درس نظامی شروع کر دیا گیا ہے۔ جس میں علم تفسیر و حدیث فقہ اصول فقہ۔ علم ریاضی، صرف، نحو عربی فارسی، تاریخ اسلامی منطق وغیرہ کے تمام اسلامی مذہبی فنون کی تعلیم دی جاتی ہے
- درجہ اوّل طلبہ کے شعبہ میں دو مدرس کام کرتے ہیں۔ تجوید و قرأت کے شعبہ میں جامعہ کے قدیم ماہر استاد حضرت مولانا حافظ قاری محمد شریف صاحب لدھیانوی اور چار حافظہ قاریہ استانیاں درجہ حفظ و ناظرہ میں مصروف تعلیم ہیں

(نوٹ) جامعہ کا کوئی سفیر نہیں ہے۔ اس لئے جامعہ اشرفیہ کے نام پر کسی کو چندہ نہ دیں۔ جو حضرات جانتے ہیں کہ مدرسہ قرآن و حدیث کی خدمت کر رہا ہے وہ امدادی رقوم یا گندم خود مدرسہ میں پہنچائیں یا مدرسہ کو اطلاع کریں۔

المشتہر: عبداللطیف انور مہتمم جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ

## سرزمینِ پاک میں یہ ترجمان"

کاوشؔ بخاری بہاولنگر

اس کے بانی حضرتِ احمد علیؒ<br>
مشغلہ جن کا تھا تبلیغِ قرآن<br>
دینِ حق کی سربلندی کے لئے<br>
سو چٹانوں کی بنا ہے اک چٹان<br>
ہمنوائی اُن کی وہ کیسے کرے؟<br>
جو کہ ذوالنورین سے ہو وہ بدگمان<br>
فکرِ اسلامی کا یہ واحد نقیب<br>
گلِ جرائد میں ہے اونچی اس کی شا

از حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب

# نعمان بن ثابت اور علماء کوفہ

قسط ۲

اور عالم تھے۔ عبدالرحمٰن بن یزید کے بھائی اور ابراہیم نخعی کے ماموں تھے۔

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ:۔

"حضرت معاذ، حضرت ابن مسعود، اور حضرت حذیفہ اور بلال اور دوسرے بڑے حضرات سے علم حاصل کیا۔ آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن، ابراہیم اور ابواسحٰق وغیرہ شاگرد تھے۔"

پھر لکھتے ہیں کہ:۔

"ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ہر دن سات سو رکعات نماز پڑھا کرتے تھے اور لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ اپنے گھرانے میں سب سے کم عبادت کرتے ہیں اور حضرت اسود کو لوگ کہا کرتے تھے کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔"

بخاری شریف میں ص۲۲ پر ہے کہ اسود رحمہ اللہ سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے (جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں) دریافت کیا کہ حضرت عائشہ آپ سے بہت سی باتیں سرّاً بیان فرمایا کرتی تھیں تو یہ بتلایئے کہ کعبۃ اللہ کی عمارت کے سلسلہ میں انہوں نے آپ سے کیا بات کی تھی۔ الحدیث

بخاری شریف کی اس حدیث سے ان کی بلندی کا اندازہ فرمالیجئے۔

(۹) حضرت شریح بن حارث کندی۔

معمر اور مخضرم ہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوفہ کے قاضی بنائے گئے اور ۶۲ سال قاضی رہے۔ ۸۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت علیؓ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا:

قم یا شریح فانت اقضی العرب

یعنی شاباش شریح تم عرب کے سب سے اچھے قاضی ہو۔ حضرت علیؓ کا یہ جملہ بہت ہی بڑی بات ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ میرے صحابہ میں سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں۔

تذکرہ میں ہے کہ یہ شریح بن حارث بن قیس ہیں۔ کنیت ابو [illegible] ہے۔ انہیں شریح بن شرحبیل بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مخضرمین میں سے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کوفہ کا قاضی بنایا۔ پھر حضرت علیؓ نے قاضی رکھا اور ان کے بعد بھی۔ ان کے اساتذہ میں عمرؓ، علیؓ خود ذکر کیے ہیں۔

(۱۰) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ الامام

کنیت ابوعیسیٰ ہے۔ کوفی ہیں، فقیہ ہیں اور قاضی محمد کے والد ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خفین پر مسح کرتے دیکھا۔ حضرت عثمانؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ، ابوذر اور دیگر صحابہ کرام سے روایات لی ہیں۔ ان کی ولادت دورِ خلافتِ فاروقی میں مدینہ میں ہوئی۔

باقی آئندہ

# درسِ قرآن

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب۔ فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اس میں اور خونریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے۔

تشریح: اور جس وقت آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا تاکہ وہ اپنی رائے ظاہر کریں، ورنہ اللہ تعالیٰ تو باطن کو بھی جانتے ہیں اور حقیقت میں ان کو مشورہ لینا نہ تھا، اس کی حاجت ہی کیا ہے بلکہ اس کا تو احتمال بھی محال ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ضرور بناؤں گا زمین میں نائب۔ یعنی وہ میرا نائب ہوگا کہ اپنے احکام شرعیہ کے نفاذ و اجراء کی خدمت اس کے سپرد کروں گا۔ فرشتے کہنے لگے کہ کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اس میں اور خونریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے ہیں بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی۔

مطلب یہ کہ ہم تو سب کے سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور ان میں کوئی کوئی مفسد و سفاک بھی ہوگا، سو اگر یہ کام ہمارے سپرد کیا جائے تو ہم سب لگ لپٹ کر اس کو انجام دیں گے اور وہ لوگ سب اس کام کے نہ ہوں گے البتہ جو مطیع ہوں گے وہ تو جان و دل سے اس میں لگ جائیں گے مگر جو مفسد و ظالم ہوں گے ان سے کیا امید ہے کہ وہ اس کو انجام دیں۔

خلاصہ یہ کہ جب کام کرنے والوں کا ایک گروہ موجود ہے، تو ایک نئی مخلوق کو جن میں کسی کام کا نہ ہوگا، اس خدمت کے لیے تجویز فرمانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بطور اعتراض نہیں کہا۔ نہ اپنا استحقاق جتلایا جو ان خدمت گزاروں پر شبہات پیدا ہوں۔ بلکہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ کوئی حاکم کوئی نیا کام تجویز کرکے اس کے لیے ایک مستقل عملہ بڑھانا چاہے اور اپنے قدیمی عملہ سے اس کا اظہار کرے۔

وہ لوگ اپنی جاں نثاری کی راہ میں عرض کریں کہ:۔

"حضور! جو لوگ اس نئے کام کے لیے تجویز ہوئے ہیں ہم کو کسی طرح یہ تحقیق ہوا ہے کہ بعض بعض تو اس کو بخوبی انجام دے سکیں گے اور بعض بالکل کام کو بگاڑ دیں گے جس سے حضور کا مزاج ناخوش ہوگا۔ آخر ہم کس مرض کی دوا ہیں۔ ہر وقت حضور پر جان دینے کو تیار ہیں اور حضور کی جان و مال کو دعا دیتے رہتے ہیں۔ کیسا ہی کام ہو حضور کے اقبال سے اس کو انجام دے نکلتے ہیں۔ کبھی کسی خدمت میں ہم غلاموں نے عذر نہیں کیا۔ اگر وہ نئی خدمت بھی ہم کو عنایت ہوگی تو ہم کو کیا عذر ہوسکتا ہے۔ حضور کی مرضی کے موافق اس کو انجام دیں گے۔"

اسی طرح سے فرشتوں کی عرض معروض اظہار نیاز کے واسطے تھی اور یہ بات ان کو کسی طرح اللہ تعالیٰ نے معلوم کرادی ہوگی کہ بنی آدم میں بھلے برے سب طرح کے ہوں گے۔

بقیہ ص۲

بے لباس کرکے جنت سماوی سے محروم کرنے والا یہ صاف دشمن اس زمین پر رہتے ہوئے خود کو جنت کا مستحق بنانے والے اعمال سے پھر ایک بار آدم و حوا کی اولاد کو روک رہا ہے۔ عریانی، برہنگی، اس کے بعد آزادانہ اختلاط، مرد و عورت کا بے باکانہ میل جول یہ تمام معصیت کے زینے ہیں جن کے نتیجہ میں خدا فراموش اور معصیت کوش زندگی کا دورخ کھلتا ہے جس کے بعد جنت کہاں جہنم اور اس کے ہولناک گڑھے ہی گرے ہوئے انسان کا مستقر ہوسکتے ہیں۔

خیر! غیروں کا تو کیا رونا، افسوس تو اس امت پر ہے جس کے امام دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ:۔

"حیا ایمان کا ایک تقاضہ ہے"

بے حیائی کے تمام ہی شعبوں کو بند کرنا چاہا تھا۔ آج انہیں کی امت بے حجابی و عریانی، برہنگی و برہنہ جسمی کے شرمناک مظاہرے کر رہی ہے وہی پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جنھوں نے اسماءؓ رضی اللہ عنہا کو باریک لباس میں دیکھ کر اپنے چہرۂ انور پر رومال ڈال لیا تھا اور فرمایا تھا کہ:۔

"رب کاسیات عاریات"

یعنی بہت عورتیں پہننے اوڑھنے کے باوجود برہنہ اور عریاں رہتی ہیں۔ یعنی ایسی پوشاک پہنتی ہیں جن سے نہ پردہ ہوتا ہے اور نہ مطلوب ستر۔ اسی امت کی بیٹیاں اسی عریاں اور کھلے لباس میں مصروف خرام ہیں۔

عرض یہی کر رہا تھا کہ پیشوائے اعظم فداہ امی وابی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کا باب لباس تک بھی پھیلا ہوا ہے، لباس کیسا ہونا چاہیے، کتنا ہونا چاہیے، عورت کا لباس کیسا ہو اور مردوں کے لیے پوشاک کی کونسی صورت پسندیدہ ہے۔

حدیث و فقہ کے مختلف ابواب میں یہ سارے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ قسط میں انہیں چیزوں کو خاص ترتیب کے ساتھ پیش کرنے کا ارادہ ہے۔

واللہ ھو الموفق

No. 6726 সপ্তাহিক WEEKLY REGD.L. No. 7136
তরজমানেইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE

# جمعیۃ علماءِ اسلام کیا چاہتی ہے؟

جمعیۃ مُلک میں قرآن وسُنّت کی بنیادوں پر خالص اِسلامی نظام برپا کرنا چاہتی ہے۔

وہ مُلک میں بے دینی قدروں کے علی الرغم، دینی اقدار کے تحفظ کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔

وہ چاہتی ہے کہ دین اور علماءِ دین کا وقار قائم ہو۔

وہ چاہتی ہے کہ موجودہ معاشرہ میں اسلام سربلند ہو۔

وہ چاہتی ہے کہ آپ کی زندگی شعوری ہو۔

وہ چاہتی ہے کہ آپ قرآن اور صاحبِ قرآن سے باخبر ہوں۔

وہ چاہتی ہے کہ اسلام ماننے والوں میں جاننے والوں کا توازن قائم ہو۔

وہ چاہتی ہے کہ اس بے دین ماحول میں دین کی بات قدر و منزلت سے سنی جائے۔

وہ چاہتی ہے کہ مغربی تہذیب کی جگہ محمّدی تہذیب اپنا لی جائے۔

وہ چاہتی ہے کہ الحاد و زندقہ پھیلانے والے لوگوں پر قدغن لگائی جائے۔

وہ چاہتی ہے کہ اسلامی ماحول، ایمانی اقدار، اور قرآنی آداب کا قیام ہو۔

وہ چاہتی ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام جاری و ساری ہو۔

ان پاکیزہ اور نیک مقاصد کے لیے جمعیۃ کے ساتھ تعاون کرنا **کونوا مع الصادقین** کا صحیح مصداق ہے۔

آئیے! اِس مُلک میں اسلام کی حفاظت کے لیے "جمعیۃ علماءِ اسلام" کا ساتھ دیجیے

# ترجمان اسلام


## مسلمانوں سے خطاب

بہت کچھ ہوگا، اب بھی چھوڑ دو، آہ بہت سو چکے اب بھی چونک اٹھو، بہت گم ہو چکے اب بھی اپنے کو پالو۔ خدا نے تم کو وہ مہلت دی ہے جس سے بڑھ کر آج تک زمین کی کسی مخلوق کو بھی مہلت نہ دی گئی پھر نہ ہو کہ وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے اور تمہاری جگہ کسی اور کو اپنی چاہتوں کی شہنشاہی اور اپنی محبت کا تاج و تخت دے دے جیساکہ اُس نے ہمیشہ کیا ہے۔

"اور تمہارا پروردگار بے پرواہ اور فیاض ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے گا، اور تمہارے بعد کسی دوسری جماعت کو کھڑا کر دے گا جس طرح کہ تم کو دوسروں میں سے اُس نے منتخب کیا تھا۔"

القرآن

(مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ)

---


جمعہ ۴ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۹۶۹ء قیمت ۳۰ پیسے جلد ۱۲ شمارہ ۷

از مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی — تلخیص و ترتیب :- زاہد الراشدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

(قسط نمبر ۱)

ترجمان اسلام کے جمعۃ الوداع کے شمارہ میں مسٹر بھٹو کے "اسلامی سوشلزم" کا تجزیہ کرتے ہوئے راقم الحروف نے قارئین کرام کو حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند کی معرکۃ الآرا تصنیف "اسلام کا اقتصادی نظام" کے مطالعہ کا مشورہ دیا تھا۔ اس پر بعض جماعتی بزرگوں اور احباب نے ارشاد فرمایا کہ اس کتاب کا ایک مختصر سا خلاصہ "ترجمان اسلام" میں شائع ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ جو لوگ کسی وجہ سے کتاب سے استفادہ نہیں کر سکتے کم از کم اس کتاب کے بنیادی مؤقف اور روح سے ضرور واقف ہو جائیں۔ تعمیل حکم میں "اسلام کا اقتصادی نظام" کی تلخیص کا سلسلہ شروع کر رہا ہوں اور اس وضاحت کا اعادہ کرنا مناسب اور ضروری خیال کرتا ہوں کہ اقتصادی معاملات اور دیگر امور میں جمعیۃ علماء اسلام کا جماعتی موقف صرف اور صرف وہی ہوگا جسے اکابر جمعیۃ باہمی مشورہ سے طے فرمائیں گے۔ اس لئے درج ذیل اقتباسات کو جماعتی موقف کی حیثیت دینے کی بجائے مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کی قائم کردہ خاص کمیٹی کے اعلان کا انتظار فرمایا جائے۔

(زاہد الراشدی)

کائنات ہست و بود میں ایک "صالح معاشی نظام" کی اس لئے ضرورت پیش آتی ہے کہ ہر انسان میں یہ فطری جذبہ موجود ہے کہ اس کو خدائے تعالیٰ کی بخشی ہوئی زندگی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ مگر یہ انفرادی جذبہ جب زندگی کی کشمکش اور وسائل حیات کی کشاکش میں ایک دوسرے سے ٹکراتا ہے، تو قانونِ فطرت جو کہ خدائے تعالیٰ کی جانب سے تمام کائنات پر حاوی ہے ہر ایک انسان کو اجتماعی زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ لیکن یہ حیات اجتماعی بغیر کسی ایسے نظام کے متصور نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسانوں کے درمیان ایسا تعاون و اشتراک موجود نہ ہو جس کی بنیاد عدل و انصاف اور حق معیشت کی مساوات پر ہو۔ تاکہ وہ صالح معاشی نظام کے لئے کلید بن سکے۔ اور اس قسم کا تعاون و اشتراک جب ہی عالم وجود میں آ سکتا ہے کہ نظام معاشیات میں حسب ذیل اصول کار فرما ہوں۔

(۱) وہ نظام ہر متعلقہ فرد کی معاشی زندگی کا کفیل ہو اور اپنے دائرہ عمل میں کسی بھی فرد کو معاشی زندگی سے محروم نہ رکھتا ہو۔

(۲) ایسے اسباب و وسائل کا قلع قمع کرتا ہو جو معاشی دستبرد کا موقع مہیا کر کے افرادِ انسانی کے درمیان ظلم و استبداد کی راہیں کھولتے اور معاشی نظام کے فساد کا موجب بنتے ہوں۔

(۳) دولت اور اسباب دولت کو کسی خاص فرد یا جماعت کے اندر سمٹ آنے اور اس فرد یا جماعت کو نظام معیشت پر قابض و مسلط ہونے سے باز رکھتا ہو۔ تاکہ معاشی نظام تمام کائناتِ انسانی کی فلاح کی بجائے مخصوص طبقوں کے اغراض کا آلۂ کار بن کر نہ رہ جائے۔

(۴) محنت اور سرمایہ کے درمیان صحیح توازن قائم کرتا اور ایک کو دوسرے کی حدود پر غاصبانہ دستبرد سے بچاتا ہو۔

دنیا کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ قدیم و جدید تمام نظام ہائے حکومت میں ایک بھی ایسا نظام نہیں بتایا جا سکتا جس کے اقتصادی نظام نے انسانی دنیا کے اندر رفاہیت و خوش عیشی اور عدل و انصاف دونوں کو باہم ملا کر امن و سلامتی کا علم بند کیا ہو۔ اور یہ تو وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ ان کے پیش کردہ نظریوں اور عملی تجربوں نے دنیوی سربلندیوں کے ساتھ ساتھ انسانی حیات کے مقصد وحید یعنی اللہ اور اس کے بندوں کے درمیانی رشتہ کو مضبوط کرنے اور اخلاق کریمانہ کی رفعتوں تک پہنچانے کی خدمت سرانجام دی ہو۔

افلاطون اپنی شہرہ آفاق کتاب "جمہوریہ" میں اقتصادی حیثیت سے انسانوں کے آزاد اور غلام دو طبقے ضروری قرار دیتا ہے اور اس طرح خدا کی آقائی کی جگہ بندوں کی آقائی کی دعوت دینا اور زیردستوں پر زبردستوں کی قہرمانیت کے لئے دروازہ کھولتا ہے۔ اور جنسی تعلقات میں انارکی پیدا کر کے معاشرتی نظام کو برباد کر دینے کے علاوہ معاشیات میں عوام و خواص کی تقسیم کو بڑی حد تک باقی رکھتا ہے۔ یورپ کی جمہوریت کا نظام بھی اسی دیوِ استبداد کی قبا اوڑھے ہوئے اور عام رفاہیت و خوش عیشی کی بجائے مخصوص اور مالدار طبقوں کی کفالت کرتا نظر آتا ہے۔ اور اس لئے عدل و انصاف کے حقیقی معنی کو بھی مسخ کر دیا گیا ہے۔ اور ظلم و استبداد کو عدل و انصاف کا نام دیا جا رہا ہے۔ اور حقیقت بین نگاہیں یہ دیکھ رہی ہیں کہ نہ صرف معاشی نظام بلکہ پورا نظام حکومت محض ایک چھوٹی سی جماعت کے اغراض کو پورا کرتا اور جمہور کو ان مقاصد کے لئے آلۂ کار بناتا اور حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے اس کا نام جمہوریت (Democracy) رکھتا ہے۔

روما اور فارس کا پُرشوکت تمدن اور اس کی خوش آیندہ ادارت دنیائے انسانی کو مطمئن تو کیا کرتے خود اپنی قوم اور اپنے ہم مذہب افراد کے لئے بھی دعوتِ عدل اور پیغام رفاہیت نہ دے سکے۔ اور جو کچھ بھی کیا وہ سب طبقۂ امراء و سلاطین تک ہی محدود رہا۔ خصوصاً فارس کا وہ نظام تو قابلِ ذکر بھی نہیں جو مزدک کی تعلیم سے بہرہ اندوز ہوا۔ موجودہ ڈکٹیٹرشپ بھی امن و سلامتی کی جگہ قہر و غلبہ کی اور عام رفاہیت کی جگہ دنیائے انسانی کو محکوم بنانے کی ہنگامہ آرائی کے سوا دنیا کو کچھ نہ دے سکی۔

اشتراکیت اور اشتمالیت نے اگرچہ عام خوشحالی اور رفاہیت کا پیغامبر بننے کی بہت کوشش کی۔ مگر ایک طرف خدا سے بغاوت کر کے خدا اور اس کے بندوں کے درمیان انارکی کا باعث بنی اور دوسری جانب طبقاتی جنگ کے مراحل میں الجھ کر رہ گئی اور عالمگیر پیامِ امن بننے کی بجائے وہ بھی ایک طبقہ کی مخصوص حکمرانی کی قائل نظر آنے لگی۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ وہ سرمایہ داروں کا نہیں مزدوروں کا طبقہ ہے بہرحال دنیا کے تمام نظامہائے حکومت اور دنیا والوں کی ہر قسم کی جدوجہد ہمیشہ اس مرحلہ میں ناکام رہی۔

موجودہ دنیا کے جس قدر بھی نظام ہائے اقتصادی ہیں۔ وہ عموماً انسانوں کے خود ساختہ اور ایسے فلسفہ پر مبنی ہیں جن میں روحانیت اور مذہب کو یا سرے سے نظر انداز کر دیا گیا ہے اور یا اس کی نام نہاد روحانیت اور مذہب کی مخالفت پر قائم کر کے اس کو فلسفیانہ رنگ میں ڈال دیا ہے۔

اس کے برعکس "اسلام کا معاشی نظام" ایک ایسے ہمہ گیر فلسفہ پر قائم ہے جس کا نام اسلام ہے جو عالمگیر دعوت اور ہمہ گیر انقلاب کا داعی ہے اور دنیائے انسانی کی صرف "معاشی صلاح و فلاح" کا ہی خواہشمند نہیں بلکہ روحانی، مذہبی، اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی غرض ہر قسم کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود اور رشد و ہدایت کا علمبردار ہے اور اس طرح ایک وسیع اور مکمل نظام کائنات کا مدعی ہے وہ کہتا ہے۔ کہ انسان کا منتہائے مقصود صرف دنیوی ترقی و کمال ہی نہیں ہے بلکہ سعادتِ ابدی اور رضائے الٰہی اس کی حیات کا کعبۂ مقصود ہے۔ اس لئے وہ ہر شعبۂ زندگی کے لئے ایک "صالح نظام اجتماعی" کا طالب ہے اور ان ہی شعبہ ہائے زندگی کا ایک شعبہ "صالح معاشی نظام" بھی ہے۔ دنیا میں کوئی کام بغیر کسی منشاء اور محرک کے وجود پذیر نہیں ہوتا۔ اور ہر عمل کی پشت پر ایک خاص ذہنیت کار فرما ہوتی ہے۔ پس کسی "معاشی نظام" کے صالح اور فاسد ہونے کا معیار بھی اس کے محرکات اور اس کے منشاء کے صالح اور فاسد ہونے پر موقوف ہے۔ سو اگر اس کی پشت پر فاسد ذہنیت کام کر رہی ہے اور اس کے محرکات سرتاسر فاسد ہیں، تو بلاشبہ وہ "نظام فاسد نظام" ہے اور اگر اس کی پشت پناہی ایک صالح ذہنیت کر رہی ہے اور اس کے تمام تر محرکات صالح اور اس کا منشاء خیر ہی خیر ہے تو اس نظام کے صالح ہونے میں پھر کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اس اصول کے پیش نظر جب ہم "معاشی نظام" پر گہری نظر ڈالتے اور فکر عمیق سے کام لے کر جانچتے ہیں تو اس کے محرکات و منشاء یا اس سے متعلق ذہنیت کو صرف دو صورتوں میں محدود پاتے ہیں۔ ایک یہ کہ "معاشی نظام" کو اس لئے قائم کیا جائے کہ اس کے ذریعہ سے زیادہ سے زیادہ نفع کمایا جائے اور اس کو لین دین اور سودے کی سپرٹ میں رکھ جائے تاکہ "ھل من مزید" کا نعرہ نفع اندوزی اور فائدہ طلبی کسی حد پر بھی جا کر ختم نہ ہو سکے۔ یہ نظریہ "سرمایہ دارانہ نظام" کا بانی اور مؤسس ہے اور اسی کے زیر اثر یہ نظام پھلتا پھولتا ہے۔ فورڈ کمپنی تو کروڑ پتی اور ارب پتی ہونے کے باوجود بھی مارکیٹ میں ترقی و اضافہ کا متوقع تخمینہ ہی رکھتا ہے۔

(باقی آیندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور**

جاری کردہ — حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ

سرپرست — حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگرانِ اعلیٰ — حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

نگران — حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

ایڈیٹر:- احمد حسین کمال ـ معاون ایڈیٹر:- حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی

جلد ۱۲ | جمعہ ۲۱ فروری ۱۹۶۹ء مطابق ۳ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ ـ قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۷

# جمعیۃ علماء اسلام اور موجودہ جدوجہد

ملک کے حالات ایک نئے موڑ پر آچکے ہیں۔ صدر ایوب خاں اور جمہوری مجلس عمل کے قائدین کے درمیان مفاہمت کی گفتگو ہوتی ہے یا نہیں اور اگر یہ گفتگو ہوتی ہے تو کامیاب بھی ہوتی ہے یا نہیں؟ نیز اس گفتگو کے مفاہمت میں دوسری مخالف جماعتیں بھی اشتراک کرتی ہیں یا نہیں۔ ان تمام باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے

یہ اب بالکل سامنے کی بات نظر آرہی ہے کہ ملک تبدیلی کے موڑ پر آپہنچا ہے۔

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس تبدیلی کے لئے ملک میں پہلی مرتبہ ملک بھر کے عوام ہتھیلیوں پر اپنی جانیں رکھ کر میدان عمل میں نکل آئے ہیں

نیز یہ کہ عوام یہ تبدیلی اب صرف کسی ایک دائرے میں ہی نہیں چاہتے ہیں بلکہ ہر دائرے میں وہ مکمل تبدیلیوں کے شدت سے خواہاں ہیں۔

موجودہ آمرانہ نظام حکومت کو تو وہ عوامی نظام حکومت میں بدلنا چاہتے ہی ہیں۔

لیکن اس کے علاوہ تعلیم، معاش، اقتصاد، تجارت وغیرہ تمام شعبہ جات میں بھی اب وہ ایسی تبدیلیاں چاہتے ہیں۔ جن سے خصوصی مراعات کا خاتمہ ہو۔ اور عوام کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ فرد کو ان سے یکساں طور پر متمتع ہونے کا موقع حاصل رہے۔

اس کے ساتھ ہی سب سے مقدم دفائق وہ یہ ہمہ گیر تبدیلی بھی چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام کا مکمل اور مثالی نظام غالب لایا جائے تاکہ وہ دنیا کے سامنے خاتم النبیین حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حیثیت سے کلمۂ حق اور خدا و محمدؐ کا نام بلند کرسکیں

عوام ان تمام تبدیلیوں کے حصول کے لئے کسی قائد، رہنما اور جماعت کی جدوجہد کا انتظار کئے بغیر خود میدانِ عمل میں نکل آئے، اور اپنا ایک مطالبہ اس زور و شور کے ساتھ پیش کیا کہ یہ آواز پاکستان کی سرحدوں کو پار کرکے چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ اور اس کے لئے قوم کے نوجوان سپوتوں نے اپنے خون کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔

یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور یقیناً اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک قوم و ملت کی تمام آرزوؤں کی تکمیل نہیں ہوجاتی۔

قوم کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اگر صدر ایوب خاں خود فوری طور پر ان تبدیلیوں کو بروئے کار لے آتے، تو یقیناً وہ پاکستان کی تاریخ میں ہی نہیں بلکہ امت مسلمہ کی تاریخ میں ایک ایسا اہم کام سرانجام دے جاتے جو انہیں ہمیشہ کے لئے نیک نام بنا جاتا۔

لیکن انہوں نے قوم کی ان متفقہ خواہشات و مطالبات کو خود براہ راست پورا کرنے کے بجائے "مذاکرات" کا طویل سلسلہ جاری کرنے کا راستہ اختیار کیا۔ فی الحال یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے اس طرح قومی مطالبات کو ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ قومی خدمت کے اس نادر تاریخی موقعہ کو وہ ہاتھ سے کھو رہے ہیں ورنہ قوم کے مطالبات کی فوری تکمیل سے وہ ۱۹۵۸ء کے مصنوعی انقلاب کے بجائے ایک حقیقی انقلاب کے بانی بن سکتے تھے۔ لیکن سچ کہا گیا ہے کہ ؎ این سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بہرحال اب یہ ذمہ داری جمہوری مجلس عمل اور مخالف جماعتوں کے رہنماؤں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ ہمہ جہتی تبدیلیوں کے عوامی مطالبات کی تکمیل کے مسئلہ کو مذاکرات کی میز پر چائے کی پیالیوں کی نذر نہ کر بیٹھیں، اور اگر مطالبات کی تکمیل کی کوئی صورت واضح ہو کر سامنے نہ آرہی ہو، تو عوام میں بددلی اور مایوسی نہ پھیلنے دیں۔ وہ بنیادی تبدیلی جو تمام تبدیلیوں کا پیش خیمہ ہے اور جس پر آئندہ کی صحت مندانہ صورت حال کا انحصار ہے وہ:-

"مکمل شہری آزادیوں کے ساتھ بالغ رائے دہی کی [illegible] پر عوام کا براہ راست منتخب کردہ با اختیار ادارہ ہے"۔

جو موجودہ فاسد نظام کی جگہ لے اور ملک و ملت کے مستقبل کی راہیں متعین کرے۔ وہی ادارہ اس کا مجاز ہونا چاہیئے کہ وہ یاتو:-

- موجودہ دستور کو ہی اس قابل بنائے جس سے عوام کے تمام اسلامی و عمومی مطالبات کی تکمیل ہوجائے
- یا اس دستور کو ختم کرکے اس کی جگہ قوم کی خواہشات و مطالبات کے عین مطابق ایک نیا اسلامی و عوامی دستور مرتب کرے۔
- یا عوام کے مطالبات و خواہشات کی روشنی میں کسی سابقہ دستور کو ترمیم کرکے ملک میں نافذ کرے

ایسے ادارے کا قیام ہی وہ حل ہے جو ملک بھر کے عوام اور تمام جماعتوں کے لئے قابل قبول ہوسکتا ہے۔ اور جس کے ذریعہ یہ اطمینان کیا جاسکتا ہے کہ عوام کے مطالبات کی تکمیل ہوجائے گی۔

نیز یہی ادارہ پرامن تبدیلی اقتدار کا واحد ذریعہ بھی ہے۔

اس ادارہ کے قیام سے اس خلفشار کے خطرات کا بھی سدباب کیا جاسکتا ہے جو اس وقت اسلام اور سوشلزم کی نام نہاد کشمکش کی صورت میں رونما ہو رہے ہیں۔

عوام کے براہ راست انتخاب کے ذریعہ قائم شدہ یہ ادارہ اس امر کا بھی ضامن بن سکتا ہے کہ آئندہ دستور سازی صرف اسلام کے خطوط پر ہو۔

چنانچہ جمہوری مجلس عمل کے پہلے مطالبہ "وفاقی پارلیمانی نظام" کی اصل روح یہی ہے۔ اور اس کی تکمیل دوسرے مطالبہ "بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست انتخاب" کے ذریعہ ہی ممکن ہے جو بقیہ چھ مطالبات یعنی "ہنگامی حالات کی تنسیخ"، "شہری آزادیوں کی مکمل بحالی" "کالے قوانین و یونیورسٹی آرڈیننس کا خاتمہ"، "تمام سیاسی قیدیوں و نظربندوں کی رہائی اور مقدمات کی واپسی"، "دفعہ ۱۴۴ کی معطلی"، "مزدوروں کے حق ہڑتال کی بحالی" اور "پریس پر عائد تمام پابندیوں کے خاتمہ" کے پورا ہونے پر منحصر ہے

حقیقت یہ ہے کہ اس طرح آنیوالی تبدیلی میں سب سے زیادہ سازگار فضا دینی جماعتوں اور اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں اداروں کے لئے پیدا ہوجاتی ہے۔ بشرطیکہ دینی شخصیتیں، جماعتیں و ادارے پوری قوت کے ساتھ موجودہ عوامی جدوجہد کو اپنی راہنمائی میں لے لیں اور ان تبدیلیوں کے لئے بنیادی عامل کی حیثیت سے پیش پیش آکر کام کریں تاکہ عوام کے براہ راست انتخاب سے قائم ہونے والے پہلے قومی ادارے

[illegible] جمعیۃ علماء اسلام [illegible] — (کمال)

# جماعت اسلامی کیا چاہتی ہے؟

( احمد حسین صاحب کمال )

نواب شاہ سے ایک صاحب نے ایک اشتہار بھیجا ہے جسے وہاں کی جماعت اسلامی نے سائیکلو اسٹائل پر طبع کر کے بہت بڑی تعداد میں تقسیم کیا ہے۔

یہ ایک ورقی اشتہار دونوں طرف طبع شدہ ہے۔ اس کے ایک طرف "اسلام" اور "سوشلزم" کا تقابل کر کے کفر و ایمان کا فرق واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور دوسری طرف "جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی سربراہ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی" کے نام سے، ان کے بارے میں بعض حضرات کے ان بیانات کے اقتباسات درج کئے ہیں۔ جن سے حضرت مولانا مدظلہ پر "سوشلزم" کی حمایت کی عائد کردہ تازہ تہمت کی تائید ہوتی ہے۔ اور جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف یہ الزام تراشی فروغ پاتی ہے۔

یہ بات تو نہیں کہی جا سکتی کہ جن لوگوں نے مختلف اخبارات سے بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ حضرت مولانا ہزاروی اور جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف تاثرات عام کرنے کے لئے یہ مواد جمع کیا۔ ان کی نظر سے حضرت مولانا ہزاروی کا اصل بیان اور پھر ان کی طرف سے متعدد وضاحتیں نظر سے نہیں گذری ہونگی۔

لیکن اس کے باوجود جماعت اسلامی کے حلقوں کی یہ کوشش جمعیۃ دشمنی اور مولانا ہزاروی سے عناد کے سوا اور کس جذبہ صادق پر محمول کی جا سکتی ہے۔

آغا شورش کاشمیری رہا ہو کر جب کراچی سے لاہور جا رہے تھے تو متعدد مقامات پر خیر مقدم کے لئے جمع ہونیوالے ہجوموں میں آغا صاحب کی وہ تحریر جو کبھی انہوں نے حضرت مولانا غلام غوث صاحب سے اختلاف کرتے ہوئے لکھی تھی۔ پمفلٹ کی صورت میں طبع کرا کے جماعت نے بعض مقامات پر تقسیم کی۔

یہ شکایت بھی متعدد مقامات سے سننے میں آئی ہے کہ جہاں جہاں جمہوری مجلس عمل کی مقامی شاخوں کے داعی کی حیثیت سے جماعت اسلامی کے کارکن گئے ہیں وہاں وہاں جمعیۃ کے متعلق غلط تاثرات پھیلانے کے مرتکب ہوئے ہیں اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ جمہوری مجلس عمل دراصل پی، ڈی، ایم ہی ہے اور جمعیۃ اسی میں شامل ہوئی ہے، اور پی، ڈی، ایم کے مطالبات ہی اپوزیشن کے مطالبات ہیں کئی جگہ جمہوری مجلس عمل کے اسٹیج پر بھی ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی کا نعرہ ان حضرات نے بلند کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل حضرت مولانا غلام غوث صاحب اور جمعیۃ علماء اسلام کے لئے اتنا ضرر رساں نہیں ہے جتنا کہ اس ملی اشتراک و تعاون کے لئے ہے جو آٹھ جماعتوں کے اتفاق سے عمل میں آیا ہے اور جس کا واحد مقصد ملک میں آمریت کا خاتمہ اور عوام کی حکومت کا قیام ہے۔

جماعت اسلامی اس طرح جو "ڈبل گیم" کھیلنے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ اس کے لئے بھی انجام کار نقصان کا باعث ثابت ہوگا۔

علاوہ ازیں اس مرحلہ پر جماعت کے غلط طرز عمل سے اسلام کے مقدس کاز کو جو نقصان پہنچ جائے گا۔ اس کی تلافی عرصہ دراز تک ممکن نہیں ہو سکے گی۔

موجودہ پر اضطراب و ہنگامہ خیز حالات میں ملک کے اندر بین الاقوامی نظریاتی نزاع و جدل کا دروازہ کھولنا ایک ایسی خطرناک صورت حال کو جنم دیتا ہے۔ جس کے عواقب سخت افسوسناک نکل سکتے ہیں۔ اور جو جدوجہد عوامی حقوق کی بازیابی کے لئے جاری ہے خطرہ ہے کہ وہ بعض طبقات کے مابین براہ راست تصادم میں تبدیل نہ ہو جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے قائدین کو سوشلزم کی حمایت کا ملزم گردانتا اور موجودہ نظام زمینداری و سرمایہ داری جو تمام تر انگریزوں کے دور حکومت کا پیدا کردہ ہے اس کے خلاف اٹھنے والی آوازوں کو سوشلزم باور کرانا ملت میں افتراق کی خلیج پیدا کرنے کے مترادف ہے۔

جماعت والے اگر یہ توقع کرتے ہیں کہ اس طرح وہ موجودہ سیاسی بحران میں اپنی راہ پیدا کر کے سب کو مات دے دیں گے تو وہ ایک خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں۔

اور اگر وہ واقعتاً ایسا سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ اسلام کے تحفظ کی خدمت انجام دے رہے ہیں تو خدارا انہیں حالات کا نہایت گہرائی اور سنجیدگی سے مطالعہ و تجزیہ کرنا چاہیئے۔

انہیں سوچنا چاہیئے کہ وہ آج کس مقام پر کھڑے ہیں؟ اور قومی جدوجہد کے ہر دور میں ان کا کیا کردار رہا ہے؟

جب برصغیر پاک و ہند کے عوام انگریز کی دشمن دین ظالمانہ حاکمیت سے نجات حاصل کرنے کے لئے سخت صبر آزما جنگ لڑ رہے تھے تو جماعت اور اس کے محترم امیر کا اسلام کے نام پر کیا کردار رہا؟

جب مسلمانان برصغیر اپنے لئے علیحدہ وطن پاکستان کی ہمہ گیر تحریک کا بگل بجا رہے تھے تو اس وقت جماعت اور امیر جماعت کی اسلام کے نام سے کیا آواز تھی؟

جب قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی، قانون سازی میں مصروف تھی تو اس وقت جماعت ... اسلام کے نام سے کیا مطالبہ کر رہی تھی؟

جب کشمیر کی آزادی کے لئے کشمیری اور پاکستانی مسلمان علم جہاد بلند کر کے آگے بڑھ رہے تھے تو اس وقت جماعت اور امیر جماعت کا فتویٰ کیا تھا؟

جب پنجاب کے مسلمان عقیدۂ ختم نبوت کو پاکستان کے دستور کی بنیادی شق قرار دلوانے کے لئے خاک و خون میں نہا رہے تھے تو اس وقت جماعت اور امیر جماعت نے اپنے عدالتی بیان میں کیا موقف اختیار کیا تھا؟

جب پاکستان امریکی فوجی معاہدہ اور اقتصادی امداد کے جال میں جکڑا جا کر امریکی سامراج کے گھوڑے کی پچھلی بن گیا تھا اس وقت امریکی سامراج کے خلاف نعرہ بلند کرنے کے بجائے اشتراکیت کے موہوم خطرے کے خلاف تحریری مہم جماعت نے کیوں چلانا شروع کی تھی؟

جب مارشل لاء کے سیاہ سائے ملک پر پھیل گئے تو کئی سال تک جماعت نے خاموشی اختیار کئے رکھنا کیوں مناسب سمجھا تھا؟

جب ایوب خاں نے اپنا دستور و نظام ملک پر مسلط کیا اور اس وقت کے بعض زعماء سیاست نے یہ چاہا۔ کہ پہلے مرحلہ پر ہی اس دستور و نظام کو ناکام بنا دیا جائے اور اس کے تحت نہ جماعتوں کو ابھی زندہ کیا جائے اور نہ اس نظام کی بقاء کے لئے اس کے قائم کردہ اداروں بی، ڈی سسٹم و صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے انتخاب لڑے جائیں تو اس وقت کیوں جماعت نے اس رائے کے علی الرغم موجودہ دستور کی رعایتوں سے فائدہ اٹھایا؟ جماعتی تنظیم بحال کی۔ اور ہر سطح پر انتخاب لڑنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا؟

اور پھر آج جبکہ موجودہ آمرانہ نظام کو کلیتہً ہٹانے اور اس کی جگہ عوامی اقتدار بحال کرنے کی جدوجہد پر تمام مخالف جماعتیں اتفاق کر چکی ہیں۔ اور ہمہ گیر جدوجہد اس رخ پر جاری ہے تو جماعت کیوں ضروری سمجھتی ہے کہ انگریزی دور کے نظام زمینداری اور امریکہ سے درآمد نظام سرمایہ داری کے خلاف آواز بلند کرنے کو سوشلزم کا حامی قرار دے کر عوام کی اس متفقہ جدوجہد کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دے؟ اور اسلام کے نام پر مسلمان عوام کے مختلف طبقات میں ایک ختم نہ ہونے والی جنگ کا سلسلہ چل نکلے۔ جماعت کے موجودہ رویہ پر یہ تمام سوالات اٹھ جانا قدرتی ہے

یقیناً یہ ملک اسلام کے لئے بنا ہے۔ اور اس ملک کے غیور مسلمان اسلام کے سوا کسی دوسرے نظام حیات کو یہاں ہرگز غالب نہیں دیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ یہاں اسلام کے نام سے کسی فرد یا جماعت کو یہ موقعہ بھی نہیں حاصل ہونے دیا جائے گا۔ کہ وہ اپنا ساختہ اسلام یہاں رائج و نافذ کرے۔ خواہ وہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت ہی کیوں نہ ہو فضل الرحمٰن پرویز اور سرسید کا اسلام ہی کیوں نہ ہو۔ اس ملک کے مسلمان عوام نے تو انگریز کی پچاس سالہ ترغیب و ترہیب کے باوجود غلام احمد قادیانی کا اسلام بھی کامیاب نہیں ہونے دیا تھا۔

یہاں صرف محمد عربی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اسلام نافذ و رائج ہو سکتا ہے۔

اسلام کی ایسی تعبیر جس سے انگریزی حکومت کے دور کا بدترین نظام معاشی، اسلامی نظام بن کر پاکستان کے مسلمان عوام پر مسلط رہے۔ پاکستان کے مسلمان عوام کو زیادہ دیر تک فریب میں مبتلا نہیں رکھ سکتی۔ سوشلزم

(باقی صفحہ ۹ پر)

# علماء کرام، دینی جماعتوں اور دینی طبقوں سے ایک ضروری گذارش

(احمد حسین صاحب کمال)

جمعیۃ علماء اسلام اور بعض دوسری سیاسی جماعتوں کی مساعی سے وسیع تر بنیادوں پر "جمہوری مجلس عمل" کے نام سے جس نئی مشترکہ حزب اختلاف کا وجود عمل میں آیا ہے اس پر ملک بھر میں عام طور پر بڑے اطمینان کا اظہار کیا گیا اور کم و بیش تمام حلقوں کی طرف سے اس کا گرم جوشی سے خیر مقدم ہُوا۔

جمہوری مجلس عمل نے اپنے مقصد و پروگرام پر مشتمل ڈھاکہ سے جو مشترکہ اعلان و منشور جاری کیا۔ اسے بھی ملک کے تمام عوام نے جوش و خروش سے لبیک کہا اور اسے اپنے جذبات کا ترجمان اور اپنے دل کی آواز قرار دیا۔

تاہم چند قابل احترام بزرگوں اور دوستوں نے اسے پوری طرح تسلی بخش نہیں محسوس فرمایا۔

ان کے نزدیک اس اعلان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا ذکر و مطالبہ جس صراحت اور زور کے ساتھ ہونا چاہیئے تھا وہ نہیں ہے۔ اس لئے انہیں اس اعلان پر مکمل انشراح خاطر حاصل نہیں ہُوا۔

ظاہر ہے کہ ان بزرگوں اور دوستوں کا یہ جذبہ خلوص اور اسلام کے ساتھ دردمندی پر مبنی ہے اور اسے ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

درحقیقت غلط فہمی اس خیال سے پیدا ہوئی ہے کہ اس "مشترکہ اعلان ڈھاکہ" کو موجودہ اقتدار و نظام حکومت کی جگہ لینے والا ایک دستور و نظام سمجھ لیا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسا سمجھنے کے بعد ہر مخلص اور دردمند مسلمان کو تشویش پیدا ہو جانی چاہیئے۔ اگر موجودہ اقتدار و نظام کے ہٹنے کے بعد بھی اسلام کے لئے جگہ نہیں نکلتی تو کم از کم اسلام کے لئے جدوجہد کرنے والوں کو کیوں کر اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ "اعلان ڈھاکہ" موجودہ اقتدار و نظام کی جگہ لینے والا دستور و نظام نہیں ہے بلکہ موجودہ اقتدار سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور اس ذریعہ کو بروئے کار لانے کے لئے اس اعلان میں صاف صاف یہ تصریح کرا لی گئی ہے کہ موجودہ اقتدار سے اختلاف کی اولین بنیادی وجہ "اسلامی نظام و طرز حیات سے اس کا پے در پے انحراف ہے"۔ اس تصریح کے ساتھ یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ قیام پاکستان کا اصل مقصد اسلام ہے، جسے اس اعلان میں سب نے تسلیم کر لیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی اعلان کے آخری حصہ میں پھر یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ "جن مقاصد و اقدار کی خاطر پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تھا" اس کی تکمیل کے لئے ہی "پاکستانی عوام کی سیاسی بالادستی اور کامل جمہوریت کا قیام عمل میں لانے کی جدوجہد جاری رکھی جائے گی"۔

ظاہر ہے کہ ایک ایسا اعلان جو برسر اقتدار طبقہ و نظام کو علیحدہ ہو جانے کا چیلنج دے رہا ہو۔ اس میں حکومت سے کئے گئے مطالبات کی فہرست میں صرف وہی امور آسکتے ہیں جنہیں علیحدہ کئے جانے والا اقتدار و نظام پورا کر سکتا ہے اس سے ایسا کوئی مطالبہ کرنا جس کے بہانے وہ اپنے اقتدار کی عمر دراز کرنے کا موقعہ نکالنے کی کوشش کرنے لگے، صحیح نہیں ہو سکتا۔

موجودہ اقتدار سے جب سب سے بڑی شکایت ہی یہ ہے کہ اس نے اسلامی نظام کے نفاذ سے غفلت و لاپرائی برتی بلکہ صریحاً خلاف اسلام بعض قوانین نافذ کئے تو اب اس اقتدار سے ہی پھر اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کرنا "آزمودہ را آزمودن جہل است" کے مصداق ہے اور موجودہ عوامی جدوجہد کے منافی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس اعلان میں صرف ان امور کو ہی مطالبات بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ جن کی تکمیل سے موجودہ اقتدار و نظام علیحدہ کیا جا سکتا ہے اور اس کی جگہ مکمل عوامی نمائندگی کا نظام قائم ہو سکتا ہے اور جس کے ذریعے اسلامی نظام کے نفاذ کو ممکن العمل بنایا جا سکتا ہے

اس کے ساتھ ہی اس اعلان میں اس امر کی بھی پیش بندی کر دی گئی ہے کہ کوئی مخصوص گروہ اپنے مخصوص نظریات کو غالب لانے کی کوئی کوشش اس مشترکہ جدوجہد میں نہ کر سکے۔

مغربی جمہوریت کے حامی اسلامی ترامیم کے بغیر ۱۹۵۶ء کے دستور کو غالب لانے کی جو کوشش گذشتہ چند سالوں سے کرتے چلے آرہے تھے۔ اسے بھی اس اعلان میں شامل نہیں ہونے دیا گیا ہے۔

سوشلزم کے داعی سوشلزم کو ملک کی اساس بنانے کے خواہاں ہیں۔ اسے بھی اس اعلان میں شامل نہیں کیا گیا۔

نیز یہ کہ "برطانوی جمہوریت"، "امریکی جمہوریت"، "روسی یا چینی اشتراکیت" غرضیکہ ہر قسم کے نظاموں کو خارج کر کے موجودہ اقتدار کی جگہ صرف ایک ایسے مکمل و بااختیار ادارے کے قیام کا مطالبہ کیا گیا ہے جسے پاکستان کے عوام آزادانہ اور براہ راست انتخاب کے ذریعہ منتخب کریں، اور جو وفاقی پارلیمانی نظام کی شکل اختیار کر لے۔ تاکہ عوام کا منتخب کردہ یہ ادارہ جو بہرصورت پاکستان کے مسلمان عوام کے مسلمان نمائندوں کی کثرت پر ہی مشتمل ہوگا مغربی جمہوریت، اور سوشلزم دونوں سے بے تعلق ہو کر اسلامی نظام کو نافذ کرنے کا کام انجام دے سکے۔ جسے ڈھاکہ کے اس مشترکہ اعلان میں پاکستان کے قیام کا مقصد قرار دے دیا گیا ہے۔

غور کیجئے تو پاکستان کے موجودہ حالات میں اس سے زیادہ جامع اور محتاط اعلان کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

اس اعلان نے پاکستان کی حالیہ سیاست و عوامی تحریک کو ان تمام پروگراموں، افکار، نظریات اور مقاصد سے علیحدہ اور صاف کر لیا ہے۔ جو گذشتہ بیس بائیس سال سے مختلف طبقوں و گروہوں کے مفادات کی صورت میں گرد و غبار بن کر چھائے ہوئے تھے، اور اس ایک بات پر پورا ملک اور تمام جماعتیں متفق ہو چکی ہیں کہ اقتدار، بالادستی، حق حاکمیت بلا تحدید اور غیر مشروط عوام کے ہاتھوں میں ایک بار دے دیئے جائیں۔ تاکہ وہ کسی فرد، جماعت، نظریہ اور نظام کے پابند و محکوم ہوئے بغیر اپنے لئے اپنا نظام حیات منتخب کر لیں۔

پاکستان کی تاریخ میں جمعیۃ علماء اسلام کی سیاسی کامیابی کا یہ ایسا پہلو ہے۔ جس نے دینی طبقوں، اداروں، جماعتوں اور شخصیتوں کے لئے وسیع ترین موقعہ مہیا کر دیا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر عوام کی موجودہ جدوجہد کو قائدانہ طور پر سنبھال لیں۔ اور جدید تبدیلی کے وقت متحدہ و مشترکہ عوامی کوششوں سے قائم ہونے والے نظام کو اسلامی نظام کی صورت دے دیں۔

عوامی جدوجہد سے علیحدہ رہ کر اور یہ تصور کرتے ہوئے کہ ان مطالبات میں اسلامی نظام کا تو بظاہر مطالبہ شامل ہی نہیں ہے، خاموشی یا مخالفت اختیار کرنا خود موقعہ کھونا ہے۔ اور دوسرے گروہوں و نظریات کو یہ موقعہ بہم پہنچانا ہے کہ وہ اس عوامی جدوجہد کو اپنے مقاصد کی طرف موڑتے چلے جائیں۔

یہ بات بسا غنیمت ہے کہ موجودہ عوامی و سیاسی جدوجہد اور اشتراک کا محضر ایسے تمام اثرات سے پاک ہے۔ جن پر برطانوی، امریکی، روسی، چینی وغیرہ نظاموں کے نقش ہوں۔

سادہ سے چند عام مطالبات ہیں۔ جن کی تکمیل سے اقتدار پاکستان کے مسلمان عوام کی طرف منتقل ہو سکتا ہے اور علماء و دیندار حضرات ان مطالبات کا علم بلند کر کے اور عوام کی بروقت قیادت سنبھال کر اسلامی نظام کو اس ملک میں کامیاب بنا سکتے ہیں۔ جس کا بہترین موقعہ پاکستان کی گذشتہ بائیس سالہ تاریخ میں پہلی بار ڈھاکہ کے اس اعلان نے مہیا کر دیا ہے۔ اور قدرت نے موجودہ سیاسی جدوجہد میں علماء و دین کے لئے سب سے آگے آجانے کا راستہ صاف کر دیا ہے۔

---

# امریکی چمچوں کا کردار اور بزدلی

دین اسلام کے خلاف جو عقیدہ یا نظام ہو وہ مسلمانوں کے لیئے ناقابل قبول ہے۔ کفر ایک ہی ملت ہے چاہے امریکنوں کا ہو، چاہے روسیوں کا۔ لہٰذا اس شخص سے بڑھ کر کون احمق ہو سکتا ہے جو دو غیر مسلم طاقتوں میں سے ایک کی گیت گائے جو اسلام و اہل اسلام کو بیخ کنی کے درپے ہو۔ ہم حیران ہیں کہ اس وقت امریکہ کا رویہ بالکل سامنے ہے۔ اس نے ہندوؤں سے پاکستان پر حملہ کرایا اور اگر خدانخواستہ وہ کامیاب ہو جاتے تو پاکستان کے ۱۲ کروڑ مسلمانوں کا سیاسی مستقبل کیا ہوتا۔ پھر اسی امریکہ نے یہودیوں سے عربوں پر حملہ کرا کر تباہی کرائی اور اب تک یہودیوں کی پیٹھ ٹھونک رہا ہے۔ ان نازک حالات میں چین اور روس دو طاقتیں ہیں۔ جو مسلم سیاست کے لئے مفید ثابت ہوئی ہیں۔ روس نے تمام عرب ممالک کے نقصانات ہی پورے نہیں کر دیئے بلکہ فوجی اور اسلحہ کی امداد سے ان کو پہلے سے زیادہ طاقتور بنا دیا۔ اسی طرح چین نے نازک وقت میں پاکستان کی وہ مدد کی جس کی قدر نہ کرنا حماقت ہے۔ ظاہر ہے کہ بھارت کی طاقت کو چین کے مقابلہ میں روس و امریکہ دونوں ہی زیادہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان حالات میں ہماری خارجہ سیاست کے لئے چین بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

مگر پاکستان کے اندر امریکی چمچوں کا کردار بھی عجیب ہے ان کے بال انگریزی اور نیچے ٹھوڈی پر چھوٹی سی داڑھی ہوتی ہے۔ کتابوں کا بوجھ بھی بعضوں پر لدا ہوتا ہے۔ یہ تاک میں رہتے ہیں کہ ذرا سا موقعہ ملے۔ تو امریکی سامراج کے مخالفین کے خلاف بکواس شروع کر دیں۔ امریکی پالیسیوں کی تعریف کریں۔ امریکی سامراج کے مخالفوں کو بدنام کریں۔ چنانچہ ساری دنیا کی رائے کے خلاف مودودی جماعت کے ایک ذمہ دار لیڈر نے ویٹ نام میں امریکی موقف کی تعریف میں بیان چھپوایا دوسروں نے چین کے خلاف پروپیگنڈا کیا اور کرایا۔ یہاں تک کہ بعض جلوسوں میں سنا ہے کہ انہوں نے چینی چوہے مردہ باد کے نعرے لگائے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے امور ہمارے سیاسی تعلقات پر برا اثر ڈال سکتے ہیں۔

پچھلے دنوں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے پریس کانفرنس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اسلام مستقل نظام حیات ہے اور یہ کہ دیر مسٹر بھٹو کو بھی کہا تھا کہ دوسرے ازموں کا نعرہ لگانے کی بجائے اسلامی نظام کا نعرہ لگائیں۔ جو جامع اور کامل و مکمل ہے اور اس کے بعد کوئی بات جہاد کی ملے جو اسلام سے متصادم ہو۔ ہم اس کو اپنا سکتے ہیں۔ مگر ہمارے نظام کی بنیاد صرف اسلام پر ہو۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ بھٹو وغیرہ کو کفر بکنے کی بجائے علماء کو ان مسائل کو اسلامی روشنی میں حل کر کے کمیونسٹوں کے پروپیگنڈے کو روکنا اور مزدور و کسان کو مطمئن کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں مولانا نے بعض احادیث اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کا حوالہ بھی دیا تھا۔ مولانا کے اس بیان کو غلط ملط کر دیا گیا۔ ہر کسی نے اپنے رنگ اور اپنی ذہنیت کے مطابق لکھا اور اخبارات کے بیانات آپس میں بھی مخالف رہے۔ اگرچہ بعض حق پرست علماء دین نے بھی ان اخباری اطلاعات پر یقین کر کے حضرت ہزاروی کے خلاف بیان دیئے۔ مگر امریکی چمچوں اور خاص کر دو دو دی زدہ افراد اور نام نہاد اتحاد العلماء نے حضرت مولانا کے خلاف پروپیگنڈے میں کمال کر دکھایا۔ برساتی کیڑوں کی طرح سامنے آ گئے۔ ممکن ہے بعض امریکی چمچوں کی تنخواہ میں بھی اضافہ ہوا ہو۔ بہرحال اس حلقے کے لوگوں نے اس بہانے حضرت مولانا کے خلاف خوب بھڑاس نکالی۔ ایمان و اسلام کا تقاضا تھا کہ حضرت ہزاروی کی تردید اور وضاحتی بیان کے بعد وہ معذرت اور افسوس کرتے۔ مگر شرم چہ کتیاست کہ پیش مردم بیاید۔

انہوں نے حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کے بیان کو بھی خوب اچھالا۔ مگر اب وضاحت اور تردید کے بعد ان کا بیان بھی جمعیۃ علماء اسلام کے حق میں آگیا، اور انہوں نے ان لوگوں کے منہ پر چپت رسید کر دی۔ جنہوں نے ان کے بیان کو جماعتی تعصب اور حسد سے اچھالا اور مولانا کے خلاف پروپیگنڈا کیا۔ اخبار حریت کراچی ۳ فروری ۱۹۶۹ء میں انہوں نے اپنے خیال سے رجوع فرما کر حضرت ہزاروی کی وضاحت پر اظہار مسرت کیا ہے۔ مگر امریکی چمچے آئین وغیرہ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ دراصل یہ بھی پاکستان کی عجیب مخلوق ہے۔

آخر میں ان امریکی چمچوں یا سرکاری کاسہ لیسوں سے کہتا ہوں کہ مولانا کے خلاف وضاحت کے بعد تو تمہاری امیدوں پر پانی پھر گیا ہوگا۔ لیکن اگر تم سچے، نیک اور ایمانی قوت رکھتے ہو۔ تو اس بزدلی کے مظاہرے کا کیا مطلب ہے کہ اسلام مردہ باد کے جھوٹے پروپیگنڈے سے مسلمانوں کو اشتعال دلاتے ہو۔ مگر مسٹر بھٹو۔ آغا شورش کاشمیری پر فتویٰ نہیں لگاتے۔ جو یہ نعرہ لگا رہے ہیں۔ اسی طرح ان کے پیروکار کالجوں اور سکولوں کے نوجوانوں اور پیپلز پارٹی کے ممبروں کو کیوں اسلام کا مخالف نہیں کہتے۔ ذرا جرأت کر کے ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر دیکھو۔

(سیکرٹری انجمن حفاظت اسلام راولپنڈی)

---

## انجمن درس قرآن و حدیث

### باڑی چم مردان کا پروگرام

باڑی چم مردان میں انجمن درس قرآن و حدیث کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس میں حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب

## جمعیۃ علماء اسلام بحالی جمہوریت اور اسلامی نظام کے سلسلہ میں اچھا کردار ادا کر رہی ہے

—— مولانا احتشام الحق تھانوی

کراچی۔ مولانا احتشام الحق تھانوی نے مندرجہ ذیل بیان جاری کیا ہے:۔

یکم فروری کے اخبارات میں مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کا وہ وضاحتی بیان پڑھ کر خوشی ہوئی جس میں انہوں نے سوشلزم اور اسلام کے ساتھ پیوند کاری کی تردید کی ہے مولانا ہزاروی کی طرف منسوب سابقہ بیان کے بعد تین چار روز تک میں نے تردید کا نہ صرف انتظار کیا بلکہ مفتی محمود صاحب سے ملتان کے ٹیلیفون پر بھی تردید کی درخواست کی۔ مجھے یقین ہے کہ اسلام پسند اور دینی حلقوں میں اس تردید کے بعد کوئی غلط فہمی نہیں رہنی چاہیئے اور جنہوں نے میرے بیان کو جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف جماعتی سیاست اور باہمی رقابت کے طور پر استعمال کیا ہے۔ انہوں نے اخلاص کا اچھا ثبوت نہیں دیا۔ میری نظر میں جمعیۃ علماء اسلام بحالی جمہوریت اور اسلامی نظام کے سلسلہ میں اس وقت اچھا کردار ادا کر رہی ہے۔

(روزنامہ حریت کراچی مورخہ ۳ فروری ۱۹۶۹ء صہ ۲)

## ہفت روزہ چٹان کا اجرا

آغا شورش کاشمیری نے اعلان کیا ہے کہ ہفت روزہ چٹان آئندہ ہفتہ شائع ہونا شروع ہو جائے گا۔ اور جب تک چٹان پریس بحال نہیں کیا جاتا اس وقت تک مسعود پرنٹرز سے شائع ہوگا۔

چٹان گذشتہ سال اپریل میں ڈیفنس رولز آف پاکستان کے تحت بند کیا گیا تھا۔ اور اب ساڑھے نو ماہ کے بعد اپنی اشاعت شروع کر رہا ہے۔

(خواجہ صادق کاشمیری نائب مدیر ہفت روزہ چٹان لاہور)

ہم چٹان کی دوبارہ اشاعت پر آغا شورش کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو باطل کی سرکوبی کے لیئے مزید ہمت فرمائے۔ (ادارہ)

امیر جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن ہر شب جمعہ بعد از عشا مندرجہ ذیل پروگرام کے ساتھ درس دیتے ہیں۔

درس قرآن ½ گھنٹہ درس حدیث ½ گھنٹہ

عربی ½ گھنٹہ

اسلامی نظام حیات پر تقریر ½ گھنٹہ

درس میں بی۔ اے۔ ایف اے میٹرک نوجوان تعلیم یافتہ حضرات شریک ہیں۔

مسلمان نوجوان اس درس سے بہت دلچسپی لیتے ہیں شریک درس حضرات مندرجہ رجسٹر ایک سو دس ہیں

(حنیف اللہ سیکرٹری

باڑی چم مردان)

# ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی کا مطالبہ غیر معقول اور بے معنی ہے

(احمد حسین کمال)

مارشل لاء کے اٹھنے کے فوراً بعد ہی ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی کا مطالبہ کیا جاتا، تو یہ سیاسی تحریکات کے تقاضوں کے مطابق مناسب تھا۔ اور یہ مطالبہ کچھ معقول اور قابل فہم و تسلیم ہو سکتی تھی۔

لیکن مارشل لاء کے بعد نافذ ہونے والے آئینی ڈھانچہ کو عملاً قبول کر لینے اور پھر دوسرے انتخابی مرحلے میں بھرپور حصہ لینے کے بعد اب ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی کا مطالبہ بہت بے وقت بات ہے۔

مارشل لاء کے بعد جب موجودہ دستور نافذ کیا گیا اور اس کے تحت سیاسی جماعتوں کی بحالی کی اجازت عطا ہوئی، تو اس وقت دو واضح راستے سامنے موجود تھے۔

ایک یہ کہ اس دستور کو یکسر مسترد کر دیا جائے۔ سیاسی جماعتوں کو بحال نہ کیا جائے اور مکمل جمہوریت یا ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی کے مطالبہ اٹھایا جائے۔

یہ راستہ بعض مشکلات سے بھرپور ضرور تھا لیکن ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی کے مطالبہ کا صحیح راستہ اور صحیح وقت وہی تھا۔ لیکن اس راستہ کو اختیار نہیں کیا گیا۔

دوسرا راستہ یہ تھا کہ نافذ شدہ نئے دستور کی رو سے فائدہ اٹھا کر جماعتیں بحال کر لی جائیں۔ اور آئینی طریقوں سے جمہوریت کی بحالی کے مطالبہ کی مہم شروع کی جائے۔

بیشتر سیاسی جماعتوں نے مذکورہ بالا دوسرا راستہ اختیار کیا، جن میں سب سے آگے مودودی صاحب کی جماعت تھی۔ جس نے اس دستور کے تحت اپنی فوری اور بلا تاخیر بحالی کا تحریری اعلان کیا۔ بلکہ اس جماعت کی طرف سے بحالی کے اعلان نے ہی دوسری جماعتوں کو بھی بحال ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ ورنہ اس سلسلہ میں سہروردی مرحوم جیسے رہنما کی مخالفانہ رائے کا علم تمام سیاسی حلقوں کو ہے۔

نئے نافذ شدہ دستور کے ساتھ اتنے ہی تعاون پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس دستور میں مناسب ترمیمات کے مطالبہ کی مہم اور اس دستور کے تحت نچلی سطح سے بالائی سطح تک کے انتخابات میں عملی حصہ لینے کی صورت میں بھی موجودہ دستور کو کامیاب بنانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی گئی۔

دستور کے لئے پہلے ترمیمی بل کی پرزور موافقت حزب اختلاف کی تمام جماعتوں نے کی جس میں مودودی صاحب کی جماعت سے متعلق ممبران قومی اسمبلی پوری طرح پیش پیش تھے۔

۱۹۶۲ء کے انتخابات میں بی۔ ڈی کی سطح سے لے کر صدارتی سطح تک موجودہ دستور کے تحت مودودی صاحب کی جماعت نے بقول تمام مخالف جماعتوں کے بھرپور حصہ لیا۔ بڑی شدت سے عملی حصہ لینے میں بھرپور کوشش انجام دی۔ اور اپنے اس طرز عمل سے یہ بات واضح کر دی کہ موجودہ دستور کو ہی ترمیم کے ذریعہ جمہوری اور پارلیمانی بنانے کی کوشش کی جائے۔

دو سالہ طویل مدت کے اس انتخابی سیاسی پس منظر کے ساتھ ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی کا مطالبہ ایک ایسی الٹی زقند لگانے کے مترادف ہے۔ جسے محض بعد از جنگ ہی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

۱۹۵۶ء کے دستور کی خواہ کتنی ہی ثنا خوانی کی جائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس دستور کی بے شمار کمزوریوں اور ابہام نے ہی سکندر مرزا کو دستور و آئین کے خاتمہ اور ملک بھر میں مارشل لاء کے نفاذ کا آسان و بے خطر موقعہ فراہم کیا تھا۔

جس دستور کے لئے دو سال تک یہ طے نہ کیا جا سکا کہ اس کے تحت ہونے والے انتخابات کا طریق (جداگانہ یا مخلوط) کیا ہوگا؟ اس دستور کی بے بسی کا اندازہ مشکل نہیں ہے۔

پھر ۱۹۵۶ء کا دستور، جس دستور ساز اسمبلی نے منظور کیا (مرتب نہیں کیا۔ اس لئے کہ دراصل اس دستور کو ترتیب دینے کے لئے دو انگریز ماہرین برطانیہ سے بلائے گئے تھے جنہوں نے ۱۹۳۵ء کے برطانوی انڈیا ایکٹ کو سامنے رکھ کر بعض تغیرات کے ساتھ اس کا خاکہ ترتیب دیا تھا، اور اس خاکے کے مطابق اس دستور کو جناب چوہدری محمد علی صاحب نے اپنے چند اضافوں کے ساتھ مذکورہ دستور ساز اسمبلی میں پیش فرمایا تھا) وہ اس ملک کے عوام کی براہ راست منتخب کردہ نہیں تھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ پہلی دستور ساز اسمبلی بھی جو ۱۹۴۶ء کے انتخاب کے مطابق تقسیم ہو کر پاکستان کے حصہ میں آئی تھی۔ اور جسے بعد میں گورنر جنرل پاکستان غلام محمد نے توڑ دیا تھا، پاکستان کے مسلمان عوام کی براہ راست منتخب کردہ نہیں تھی۔

اس لئے مکمل جمہوریت اور عوامی حاکمیت کے قیام کے مطالبہ کے ساتھ ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی کا مطالبہ کوئی صحیح مناسبت نہیں رکھتا۔

رہی یہ بات کہ اس میں یہ شق موجود تھی کہ:۔

"کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائیگا"

اور اس طرح وہ اسلامی نظام کے قیام کا ضامن دستور تھا۔ تو اس طرح کی شق موجودہ دستور میں بھی موجود ہے لیکن اس کے عملی اطلاق کا حال سب کو معلوم ہے۔ بلکہ اس طرح کی شق تو ملکہ وکٹوریہ کے اس اعلان میں بھی موجود تھی۔ جب ۱۸۵۸ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد ملک ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت قائم ہوئی۔ اور حکومت انگلستان کی طرف سے مذکورہ بالا اعلان جاری کیا گیا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ باشندگان ہند کے مذہبی معاملات و عقائد کے خلاف کوئی قانون انگریزی ہندوستان میں نافذ نہیں کیا جائے گا۔

درحقیقت اسلامی نظام کے قیام کی ضمانت صرف وہی دستور دے سکتا ہے، جو خود اپنی ابتدائی ترتیب میں قرآن و سنت کا آئینہ دار ہو۔ جس میں قانونوں کی تشکیل کا سرچشمہ قرآن و سنت کو قرار دیا گیا ہو۔ اور جس میں قرآن و سنت کے علم و عمل کو قانون سازی اور قانونوں کا اجراء کرنے والے افراد کی لازمی اہلیت شمار کیا گیا ہو۔

اس واضح ضمانت کے بغیر کسی دستور کو بھی اسلامی دستور یا اسلامی نظام کے قیام کا ضامن دستور بنانا محض جہالت اور فریب خوردگی ہے۔

اور اس اعتبار سے بھی ۱۹۵۶ء کا دستور لائق اعتنا نہیں۔ ان واضح خامیوں کے باوجود جب بار بار ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی کے کبھی کہیں سے نعرے و اصرار سننے میں آتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان طبقات کے مختلف مفادات کی باہمی موافقت کو خاص طور پر ۱۹۵۶ء کے دستور میں محفوظ رکھا گیا تھا۔ اور اس کا مخفی آئینی رشتہ اینگلو امریکی بلاک کے بین الاقوامی معاملات کے ساتھ جوڑ دیا گیا تھا۔ اس سب کو ضائع نہ ہونے دینے کی خواہش پس پردہ کارفرما ہے۔ چنانچہ یہی خواہش ہے۔ جو اسلامی نظام کے تمام دعووں کے ساتھ ایسے لوگوں کی زبان سے یہ جملہ بھی ادا کروا رہی ہے کہ:۔

"ہمارے ملک کے لئے پارلیمانی طرز حکومت ہی موزوں ہے"۔

ورنہ جو لوگ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ:۔

"اس دستور کے اندر بھی کچھ خرابیاں موجود تھیں"

اور اس کے لئے بھی ترمیمیں لازمی ہیں۔ تو انہیں کیا امر مانع ہے۔ جو وہ ایک ایسی دستور ساز اسمبلی کا قیام نہیں چاہتے۔ جو عوام کی براہ راست منتخب کردہ ہو۔ اور وہ اسلامی نظام کے حامل ایک جمہوری دستور کی ترتیب کے لئے ۱۰۔۱۵ سال کا عرصہ درکار ہونے کا اندیشہ کیوں ظاہر کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کا ذخیرہ موجود ہے اور اس کی اساس پر صرف ۲ ماہ کے اندر دستور کی تدوین اور نئے نظام کا نفاذ ہو سکتا ہے۔ طویل عرصہ تو صرف اس وقت درکار ہوا کرتا ہے۔ جب مختلف طبقات کے مختلف مفادات کو ایک دوسرے کے لئے قابل قبول بنانا ہوتا ہے اور اسلام و جمہوریت کے ناموں کو عوام فریبی کی خاطر نمایاں کرنے کے لئے مختلف جال اس دستور کے اردگرد بننے پڑتے ہیں۔

ہر قسم کے ذہنی تحفظات سے خالی اور ہر قسم کے طبقاتی مفادات کی رو رعایت سے [illegible] ایک خالص اسلامی اور جمہوری دستور و نظام پاکستان کے مسلمان عوام کی حقیقی آرزو اور مطالبہ ہے اور اسی کے حصول کو ہی اصل منزل مقصود قرار دیا جانا چاہیے۔

# اخبار جمعیۃ

## جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن کا ڈویژنل اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان منعقد ہوا۔ جس میں صدر اجلاس نے حالات حاضرہ پر خطاب کیا۔ اجلاس میں ڈویژن کے نمایندوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔

اس اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں اور ورکروں کو خراج تحسین پیش کیا۔ جو شب و روز ملک میں اسلامی آئین کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں۔

ایک قرارداد کے ذریعہ راولپنڈی اور دوسری جگہوں پر طلباء پر پولیس کے تشدد کی مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ ہائیکورٹ کے ججوں سے تحقیقات کرائی جائے۔ اور ان افسروں کو جن کی قیادت میں یہ تشدد ہوا ہے۔ ان کو فوراً معطل کیا جائے۔

اجلاس میں مشرقی پاکستان کے مختلف شہروں میں پولیس کے تشدد کی مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ گورنر عبدالمنعم کو فوراً معطل کیا جائے۔ ایک اور قرارداد میں مدرسہ فرقانیہ مدنیہ اور اس کے طلباء کو نشانہ بنانے کی مذمت کی گئی۔

## جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا (ملتان)

جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا کا اجلاس زیر صدارت مولانا محمد سعید صاحب امیر جمعیۃ [illegible] جس میں حاضرین نے اپنے مرکزی اکابر پر پورے اعتماد کا اظہار کیا۔ اجلاس میں ملتان ڈویژن کے ناظم قاری نور الحق صاحب کے ضلع بہاولنگر میں داخلہ پر پابندی کی مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ اس پابندی کو واپس لیا جائے۔

## جمعیۃ علماء اسلام ضلع کیملپور کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع کیمل پور کی مجلس شوریٰ کا اجلاس مدنی مسجد حضرو میں زیر صدارت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب امیر ضلع منعقد ہوا۔ جس میں ضلع کے اندر تنظیم کو اور زیادہ وسیع کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔

اجلاس میں فدائے ختم نبوت آغا شورش کاشمیری کی رہائی کو حق و صداقت کی فتح قرار دیا اور ان کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ایک قرارداد میں آغا صاحب سے اپیل کی گئی کہ وہ علماء حق سے وابستہ ہو کر ملت اسلامیہ کی دلی آرزوؤں کو پورا کریں۔

## جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کے رہنماؤں کا بیان

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے مولانا عبدالقیوم صاحب۔ مولانا محمد الطاف صاحب۔ علامہ محمد احمد صاحب اور دیگر رہنماؤں نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں پاکستان کے مختلف حصوں میں تشدد کی مذمت کرتے ہوئے عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے طلباء، اساتذہ، ڈاکٹروں، انجنیروں، مزدوروں اور کسانوں کے مطالبات کو تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا۔ گوجرانوالہ کی تمام مساجد میں جمعیۃ علماء اسلام کی تحریک پر پولیس کے حالیہ تشدد کی مذمت اور طلباء کی حمایت میں قراردادیں منظور کی گئیں۔

## جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ کی جنرل کونسل کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ کی جنرل کونسل کا اجلاس کوٹ ادو میں منعقد ہوا۔ پہلے اجلاس کی صدارت پیر سید عبدالرزاق صاحب امیر ضلع مظفر گڑھ اور دوسرے اجلاس کی صدارت مولانا محمد لقمان صاحب نے ملکی حالات پر تبصرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ آئینی حدود میں رہ کر ہم نے اس ملک کا نظام تبدیل کرنا ہے۔

اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ ضلع کی ہر تحصیل میں تربیتی کیمپ لگا کر ورکروں کو تربیت دی جائے۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ جمعۃ الوداع والے دن لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے پرامن جلوس پر تشدد کی مذمت کی گئی اور مجرموں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

ایک اور قرارداد کے ذریعہ جمہوری مجلس عمل کے آٹھ نکات کی تائید کی گئی۔

ایک قرارداد میں پاکستان کے دونوں حصوں میں پولیس کے تشدد کی مذمت کی گئی۔

## جمعیۃ علماء اسلام کلاچی

جمعیۃ علماء اسلام کا اجلاس زیر صدارت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد صاحب صدر نے ملکی حالات پر تبصرہ کیا۔ آپ نے زعماء جمعیۃ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ملک کے عوام اب بیدار ہو چکے ہیں۔ اب ان کو گولیوں اور لاٹھیوں سے نہیں دبایا جا سکتا۔

اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ طلباء اور عوام پر اس وقت جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ ان کو فوراً بند کیا جائے۔ ایک قرارداد کے ذریعہ انتظامیہ کے ایسے افسروں کو معطل کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ جو طلباء اور پرامن شہریوں پر تشدد کر رہے ہیں۔

ایک اور قرارداد کے ذریعہ مجلس عمل اور طلباء کے مطالبات کی حمایت کی گئی اور انہیں پورا کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ اجلاس میں ڈیرہ اسماعیل خاں کے حکام سے مطالبہ کیا گیا کہ شہر کلاچی میں محصول چونگی کی شرح کم کی جائے۔ نیز اہالیان کلاچی کو پانی کے سلسلہ میں جن تکالیف کا سامنا ہے۔ ان کو دور کیا جائے۔

## جمعیۃ علماء اسلام سیالکوٹ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب جامع مسجد پسرور میں منعقد ہوا۔ ضلعی ناظم مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے سابقہ کارگزاری سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ بعد ازاں ضلع میں کام کو وسیع کرنے کے لئے تحصیل وار کمیٹیاں بنائی گئیں۔

تحصیل سیالکوٹ:۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹ۔ مولانا محمد علی اکبر صاحب سیالکوٹ۔ مولانا سلطان محمود صاحب سیالکوٹ۔ حافظ عبدالرحمٰن صاحب چنوں موم۔

تحصیل ڈسکہ:۔ مولانا فیروز خاں صاحب بمبڑیالی۔ مولانا محمود الحسن صاحب مرہانہ۔ مولانا عبداللہ صاحب جیسٹی کے۔

تحصیل نارووال:۔ مولانا محمد عبدالقادر صاحب۔ حاجی محمد صدیق صاحب نارووال۔ مولانا نذیر احمد سنکھترہ۔

تحصیل پسرور:۔ مولانا بشیر احمد صاحب پسرور۔ مولانا غلام حسن صاحب لوہارکے۔ مولانا محمد رفیق صاحب گودھا۔ مولانا محمد اشرف صاحب

تحصیل شکرگڑھ:۔ مولانا عبدالرحیم صاحب شکرگڑھ۔ مولانا محمد یٰسین صاحب شکرگڑھ۔ مولانا محمد یوسف صاحب شکرگڑھ۔ مولانا محمد مغفور صاحب گھٹالہ۔

اجلاس میں جمہوری مجلس عمل کے مطالبات کی تائید کی گئی۔ ایک قرارداد کے ذریعہ طلباء اور عوام پر پولیس کے تشدد کی مذمت کی گئی۔ اور طلباء کے مطالبات پورے کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی علماء اور طلباء پر پابندیوں کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا

مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق آغا شورش کاشمیری کو سیالکوٹ آنے کی دعوت دی گئی ہے۔

## انتخاب جمعیۃ خانیوال

| | |
|---|---|
| امیر | حضرت مولانا محمد حسن صاحب |
| نائب امیر | الحاج علی شیر صاحب |
| ناظم | مولانا محمد عباس صاحب اختر |
| ناظم | محمد رفیق صاحب |
| خازن | الحاج محمد عبداللہ صاحب |

## دائرہ دین پناہ (مظفر گڑھ)

| | |
|---|---|
| امیر | قاری محمد اجمل صاحب |
| نائب امیر | قاری عبدالشکور صاحب |
| ناظم اعلیٰ | مولانا نصیر محمد صاحب |
| ناظم | شیخ غلام مصطفیٰ صاحب صدیقی |
| خازن | حافظ صادق احمد صاحب |

# محبّ وطن اور غدّار

گزشتہ دنوں کنونشن لیگ کے کچھ لوگوں نے ڈھاکہ میں صدر ایوب کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے ملاقات کریں لیکن نوابزادہ نصراللہ وغیرہ سے نہ کریں۔ کیونکہ نوابزادہ صاحب مجلس احرار کے سیکرٹری رہے ہیں۔ گویا کہ ان مشیروں کے نزدیک لارڈ ماؤنٹ بیٹن جیسا غدار آدمی تو اس قابل ہے کہ صدر سے ملاقات کرے اور نوابزادہ صاحب نے چونکہ انگریز سے آزادیٔ ہند کے لئے لڑائی لڑی ہے، اس لئے وہ غدار ہیں۔

اس پر مزید تبصرہ کرنے کے بجائے روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ فروری ۱۹۶۹ء کا اداریہ روزنامہ جنگ کے شکریہ کے ساتھ ہم ترجمان اسلام . . . . . میں قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

پاکستان میں گزشتہ ۱۷ سال کے دوران محب وطن اور غدار کی بات بار بار سیاسی پلیٹ فارموں اور اخباروں میں زیر بحث آئی ہے اور اب پاکستان مسلم لیگ کونسل کے جلسے میں پھر محب وطن اور غدار کی بات زبانوں پر آئی ہے۔ محب وطن اور غدار ہونے کا یہ مسئلہ کیوں بار بار زیر بحث آتا ہے۔ اور یہ الزامات کس لئے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سوال پر اب بہتر ہے کہ ذرا تفصیل سے سوچا جائے تاکہ اس بحث کی نوعیت سمجھی جا سکے۔ صورت حال یہ ہے کہ جمہوری ملکوں میں ہر سیاسی پارٹی اپنی مخالف پارٹیوں پر نت نئے الزامات لگایا کرتی ہے تاکہ اسے بدنام کرکے اپنی مقبولیت کے لئے راہ ہموار کرے۔ یہ بالکل قابل فہم طریقہ ہے۔ جو ہر جمہوری ملک میں دیکھنے میں آتا ہے۔ لہٰذا اگر پاکستان کی کوئی سیاسی پارٹی اپنے مخالفوں کو اس طرح بدنام کرتی ہے تو اس پر حیرت نہ ہونی چاہیئے۔ لیکن یہاں اس الزام کے ساتھ ایک بات اور بھی ہوتی رہی ہے۔ جس کی وجہ سے اس رنگ میں معاملے کی نوعیت مختلف ہوگئی ہے۔ پاکستان میں یہ عام رجحان ہے کہ ہر وہ پارٹی جو حکومت میں آتی ہے اپنے مخالفوں کو غدار اور خود کو محب وطن کا واحد ٹھیکہ دار ظاہر کرنے لگتی ہے۔ چلئے اس میں بھی قباحت نہ ہو کہ بہرحال ہر سیاسی پارٹی کو اپنے مخالفوں پر الزام لگانے کا حق پہنچتا ہے۔ مگر معاملہ ایک اسی نقطے پر تو نہیں رکتا۔ حکمران پارٹی اپنے مخالفوں کو غدار قرار دے کر انہیں جیلوں میں بھی تو ڈالتی ہے۔ اور ان پر مظالم بھی کرتی ہے گویا پاکستان میں محب وطن اور غدار کے اعلان اور الزام کا دائرہ سیاسی نعرہ بازی تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ یہ ایک طریقہ ہے۔ حکومت کی مخالفت دبانے کا اور اسی نقطے سے اسی قسم کی الزام تراشی انتہائی قابل اعتراض بن جاتی ہے۔ یعنی یہ الزام تراشی صرف مخالف پارٹی کو عوام میں نامقبول بنانے کے لئے ہی نہیں کی جاتی بلکہ حکمران پارٹی کی طرف سے مخالفت اور نکتہ چینی دبانے کے لئے بھی کی جاتی ہے۔ گویا اس قسم کے نعرے جمہوری حقوق غصب کرنے کے لئے لگائے جاتے ہیں۔ ملک کے تحفظ کے لئے نہیں۔ پھر ذرا اس مسئلے کے دوسرے پہلو پر توجہ کیجئے۔ صورت حال یہ ہے کہ حب وطن اور غداری کا نہ تو کسی کے پاس پیمانہ ہے اور نہ کسی شخص کو اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ وہ حب وطن اور وفاداریٔ ملک کا ٹھیکہ خود لے لے۔ یعنی یہ کیسے جائز ہوگا کہ ہر وہ شخص جو حکمرانوں سے مختلف نقطہ نظر رکھے۔ وہ غدار ہے۔ جبکہ کوئی ان کی تائید کرے۔ تو اسے محب وطن قرار دیا جائے۔ صرف حکومت چلانے والے تو حب وطن کی اجارہ داری نہیں رکھتے۔ حقیقت یہ ہے۔ اب کہ ہم اس ملک میں تمام جمہوری اصولوں کو نافذ کرنے کا عزم رکھتے ہیں تو اس قسم کی صورت حال کو ہمیشہ کے لئے ختم ہو جانا چاہیئے حب وطن اور غداری کو بانٹنے کی ذہنیت جمہوری اصولوں کے ساتھ نہیں چل سکتی۔ ملک کے حکمران نظام حکومت وسماج کے لئے جو نظریہ رکھتے ہیں۔ انہیں وہ نظریہ رکھنے کا پورا حق رکھتے ہیں۔ انہیں وہ نظریہ رکھنے کا پورا حق حاصل ہے۔ لیکن اس کے برعکس جو لوگ ان کے خلاف نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔ اور حکومتی بندوبست یا سماجی ساخت میں تبدیلیاں چاہتے ہیں۔ انہیں بھی تو اپنی رائے ظاہر کرنے کا اسی طرح حق حاصل ہے جس طرح حکمران پارٹی کو۔ پاکستان کی بہتری اور ترقی کے لئے مختلف انداز سے منصوبے بنائے جا سکتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس ملک کے سیاسی وسماجی ڈھانچے کی بابت جو رائے حکمران رکھتے ہوں۔ صرف اسی کو حب وطن سمجھا جائے اور ان سے مختلف جو رائے ہو، اسے غداری سے تعبیر کیا جائے۔ یاد رکھیئے اگر اس ملک میں حقیقی جمہوریت لانی ہے اور آمریت کے خطرے سے بچنا ہے۔ تو پھر ہر شخص کو خیال اور رائے کے اظہار کی آزادی دینا ہوگی۔ اور ان تمام پابندیوں کو ہٹانا ہوگا۔ جو اختلاف رائے کے اظہار پر لگی ہوئی ہیں۔ قوم کے ذہن کو پابند سلاسل نہ کیجئے۔ کہ یہ راستہ قومی ترقی کا نہیں ہے۔ یہ تباہی کا راستہ ہے۔ ذہنوں کی کھڑکیاں کھلی رہنے دیجئے تاکہ تازہ ہوا آتی رہے اور خیالات کا ذخیرہ پابندیوں کی وجہ سے ٹھٹھر کر نہ رہ جائے۔ خیالات اور آراء سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان میں اختلاف موجود ہو تو مسائل کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔ اور بہتر رائے قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ جبکہ اختلاف رائے کو دبا دیا جائے تو قوم کی ذہنی صلاحیتیں مرجھا جاتی ہیں اور ترقی کے راستے مسدود ہوکر رہ جاتے ہیں۔ گزشتہ چند ہفتوں کے تجربات کا صرف ایک ہی سبق ہے۔ اور وہ سبق یہ ہے کہ ہر رائے کو ظاہر ہونے کی آزادی ہونی چاہیئے اور نقطۂ نظر کو دبانے کی غلطی کسی حال میں نہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ معاشرہ مضبوط اساس پر قائم نہ ہوگا۔ بلکہ ہر وقت سنگین انقلابوں کا خطرہ لاحق رہے گا حقیقی استحکام رائے اور خیال کی آزادی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے دبانے سے نہیں۔ اس لئے کہ خیال و رائے کا حق دبا نہیں کرتا۔ کبھی نہ کبھی ابھرتا ہے۔ اور جب دب کر ابھرتا ہے تو پھر انقلاب کی شکل میں۔ لہٰذا امن یہی ہے کہ اسے ابھرنے کی سہولت ہر حال مہیا کی جائے ورنہ خطرناک حالات کے مقابلہ کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

## بقیہ: جماعت اسلامی کیا چاہتی ہے

سوچا سمجھا کر کے اس مسئلہ کے حل کو ٹالا نہیں جا سکتا۔

اسلام کے مقرر کردہ جائز طریقوں سے حاصل کردہ زمین، جائداد اور مال وزر سے کسی شخص کو محروم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ یہاں کوئی مسلمان سوشلزم کے نام سے مارکس، لینن اور ماؤزے تنگ وغیرہ کے افکار قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ جس طرح جمہوریت کے نام سے کوئی مسلمان گلیڈسٹون، لائڈ جارج اور چرچل وغیرہ کے نظریات تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔

پاکستان کے معاشی واقتصادی وسائل پر چند افراد اور ایک خاص طبقہ کی اجارہ داری اگر اسلام کی رو سے جائز ہے تو جماعت کو کھل کر یہ اعلان کرنا چاہیئے اور کتاب وسنت سے اس کی دلیل پیش کرنا چاہیئے۔ محض سوشلزم کا سرخ خطرہ دکھلا کر اصل معاملہ کو کھٹائی میں ڈالنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیئے۔

اگر یہ بات صحیح ہے کہ اس وقت ملک کے معاشی و اقتصادی وسائل عوام کے حقوق تلف کرکے اور غیر منصفانہ طور پر ایک خاص طبقہ کی اجارہ داری میں دے دیئے گئے ہیں تو معاشی انصاف کے حصول کی جدوجہد بھی جمہوریت کے حصول کی جدوجہد کے ساتھ شامل رکھنا نہایت ضروری ہے یہ کام اول تو جماعت کو کرنا چاہیئے تھا جو اسلام کی سب سے بڑی مدعی بنتی ہے۔ لیکن جمعیۃ [illegible] اسلام یا اور دوسری دینی جماعتیں یہ کام انجام دینا چاہتی ہیں۔ تو یہ امر موجب اطمینان ہونا چاہیئے۔ کہ اقتصادی اور معاشی مسئلہ کے حل کی جدوجہد دینی دائرے کے اثرات میں جاری ہو رہی ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ بے دینی کے نفوذ سے محفوظ رہے گا۔ اور اسی بات کو غنیمت سمجھنا چاہیئے کہ وہ افراد اور گروہ جو اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اقتصادی ومعاشی مسائل کے حل کو اسلام کے دائرہ سے خارج سمجھ کر سوشلزم کا سہارا لے رہے ہیں، وہ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، حضرت مفتی محمود صاحب جیسے بلند پایہ علماء دین اور جمعیۃ علماء اسلام کی تبلیغ و وضاحت سے یہ تسلیم کرنے لگے کہ سوشلزم کی وہ تمام باتیں جو اسلامی اصول ونظریات کے خلاف ہیں۔ وہ انہیں خارج کر دیں گے۔ اگر یہ طبقہ جسے جماعت آج تک اپنا بھی نہ منوا سکی تھی۔ اگر مذکورہ بالا بات مان لیتا ہے تو کیا عجب ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس سے بقیہ امور بھی منوا لئے جائیں۔ نہ یہ کہ انہیں "الحاد ودہریت" کے طعنے دے دے کر اسلام سے مزید دور اور بدظن بنا دیا جائے۔

ابھی تک ملک میں سوشلزم کی داعی کسی جماعت کو بھی یہ جرأت نہیں ہوئی ہے کہ وہ اپنے تحریکی . . دین ومذہب

(ورق الٹیے)

کی مخالفت کو بھی شامل کرے ، نہ ان میں سے کسی گروہ و فرد نے کوئی ایسا سوشلسٹ پروگرام ہی پیش کیا ہے جس سے دینی اقدار کی نفی ہوتی ہو۔

مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کی بحالی اور دولت و وسائل معاش کی منصفانہ تقسیم تک یہ پروگرام ہیں۔

اگر دینی جماعتیں یہ پروگرام اپنے ہاتھوں میں لے لیتی ہیں تو سوشلزم کا تمام شور و شغب آپ ہی آپ ختم ہو کر رہ جائے گا۔ شاید چند ازلی بدبخت قسم کے لوگ رہ جائیں گے جو معاشی مساوات کا اسلامی پروگرام سامنے آجانے کے باوجود مارکس، لینن اور ماؤزے تنگ کے سوشلزم سے وابستہ رہنا چاہیں گے۔

لیکن اگر جماعت اسلامی کا موجودہ رویہ برقرار رہا۔ اور وہ محض اپنے گروہی مقاصد کے لئے جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے قائدین کے خلاف سوشلزم کا بے بنیاد اتہام عائد کرتی رہی اسلام کے نام کو سرمایہ داری کے تحفظ کی خاطر سوشلزم کی مخالفت میں استعمال کرنے سے باز نہ آئی، تو نہ صرف آمریت سے گلوخلاصی حاصل کرنے کی موجودہ جدوجہد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا دے گی بلکہ آئندہ اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں ناقابل عبور مشکلات کھڑی کر دے گی۔

اس مرحلہ پر جماعت اسلامی سے دردمندانہ گذارش ہی کی جا سکتی ہے کہ وہ وقت کے تقاضوں کو سمجھے اور اسلام کے لئے کام کرنے کے واسطے مل بیٹھنے کا جو موقعہ حاصل ہو گیا ہے اسے گنوانے کی کوشش نہ کرے۔ عوامی مسائل پر مثبت رویہ اختیار کرے۔ اور خواہ مخواہ اسلام کو سوشلزم کا مدمقابل بنا کر اس ملک کے مسلمان عوام کو ایک تباہ کن کشمکش کا شکار نہ بننے دے۔ ورنہ اس سے ملک کے اندر اور ملک کے باہر کی سامراجی طاقتیں ہی فائدہ اٹھائیں گی۔

## اپیل

جیسا کہ میں نے اس سے قبل بھی ترجمان اسلام کے ذریعہ ماتحت شاخوں سے صوبائی فنڈ کے سلسلہ میں اپیل کی ہے اب پھر دوبارہ یاد دہانی کے لئے عرض کرتا ہوں کہ لاہور میں مقدمات کے اور دوسرے امور کے اخراجات کے لئے سرمایہ کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا جن دوستوں نے اپنے اپنے اضلاع کی طرف سے ۲۶ دسمبر ۱۹۶۸ء کی میٹنگ میں رقومات کا وعدہ کیا تھا۔ وہ فوراً رقم پہنچائیں

(مولانا) عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام
مغربی پاکستان

# حق و صداقت کی فتح

"الحمد للہ" کے عنوان سے ایک اداریہ شائع اشاعت کرنے کی پاداش میں آج سے تقریباً ایک سال قبل ہفت روزہ چٹان اور چٹان پریس سرکار کی زد میں آگئے۔ ہم نے انتظامیہ کی اس روش پر اس وقت بھی ترجمان اسلام کے کالموں میں صدائے احتجاج بلند کیا تھا۔ اور جمعیۃ علماء اسلام کی تاریخی کانفرنس منعقدہ مئی ۱۹۶۸ء میں بھی مغربی پاکستان جمعیۃ کے ناظم عمومی مولانا غلام غوث ہزاروی نے انتظامیہ کے اس رویہ کی مذمت کی۔ چٹان اور چٹان پریس کو واگذار کرنے کا مطالبہ کیا۔ ہفت روزہ چٹان کے مالکان نے جب عدالت عالیہ کی طرف رجوع کیا تو عدالت نے چٹان کی اشاعت جائز قرار دے دی۔ عدالت عالیہ کے اس فیصلہ سے پتہ چلتا ہے کہ چٹان کے بارے میں انتظامیہ کا یہ قدم بالکل غیر قانونی تھا۔

چٹان پریس کے سربمہر ہونے کی وجہ سے قانونی الجھن پیش آئی۔ انتظامیہ نے لیت و لعل سے کام لے کر ایک دفعہ پھر صحافت کے اس درخشندہ ستارے کو تعطل میں ڈال دیا تھا۔ عدالت عالیہ کے فیصلہ کے بعد انتظامیہ کا چٹان کے ساتھ یہ رویہ سراسر بے انصافی پر مبنی تھا۔ اس بے انصافی کے خلاف چٹان کی انتظامیہ نے پھر عدالت عالیہ کی طرف رجوع کیا۔ درخواست سماعت کے لئے باقاعدہ منظور ہو گئی اور ابھی تک سماعت کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا۔ کہ انتظامیہ نے پریس کی منتقلی کی منظوری دے دی۔ انتظامیہ کی طرف سے اس بیجا تاخیر کی وجہ...... ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔

بہرحال چٹان کی دوبارہ اشاعت پر ہم فدائے ختم نبوت جناب آغا شورش کاشمیری کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آغا صاحب کو چٹان کے روز آغاز کے اس ثابت قدمی سے مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کی ہمت نصیب فرمائے۔ آمین!

(خورشید)

## ایک ضروری تصحیح

مورخہ ۲۴ جنوری کے شمارہ میں ص ۹ پر سانگھڑ جمعیۃ کی ایک خبر میں "جمعیۃ علماء اسلام بیرونی شاخ سانگھڑ" چھپ گیا تھا۔ قارئین اس میں "بیرونی" کو "بیرانی" پڑھیں۔ اسی طرح اس خبر میں ہنگامی قوانین اور غیر اسلامی قوانین کی تنسیخ کے بجائے [illegible] لفظ درج ہو گیا ہے۔ اس کی تصحیح کریں۔

(خورشید معاون مدیر)

## اعلان

میں اعلان کرتا ہوں کہ میرا جماعت اسلامی اور اتحاد العلماء سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا عقیدہ و مسلک علماء دیوبند سے وابستہ ہے۔ جماعت اسلامی کے سلسلہ میں میرا وہی نظریہ ہے جو میرے شیخ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل میں جماعت اسلامی کا متفق اور اتحاد العلماء حلقہ بلوچستان کا ناظم اعلیٰ رہا۔ لیکن اب میرا ان ہر دو پارٹیوں سے کوئی تعلق نہیں۔

(محمد عبد القادر ڈیروی بانی و مہتمم ادارہ معاصت القرآن کوئٹہ)

# اسلامی مشن پاکستان بہاول پور پر

## پولیس کے چھاپہ کی مذہبی اور سیاسی جماعتوں کی طرف سے مذمت

بہاولپور۔ مولانا عبد القادر آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن پاکستان بہاولپور نے ایک اخباری بیان کے ذریعہ جو انہوں نے اسلامی مشن پر پولیس کے چھاپہ کے سلسلہ میں وضاحتی طور پر جاری کرتے ہوئے دیا ہے بتایا کہ اسلامی مشن پاکستان بہاولپور کا انعقاد ۱۲ اپریل ۱۹۶۲ء کو ہوا۔ اسلامی مشن قطعاً ایک غیر سیاسی ادارہ ہے۔ اس کے اراکین کو سیاسی طور پر مختلف مسلک رکھنے کی مکمل اجازت ہے۔ ادارہ رجسٹرڈ ہے اور اس کے انکم ٹیکس ریونیو بورڈ نے معاف کیا ہوا ہے۔ ہر سال اس کے حسابات کو گورنمنٹ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ چیک کرتے ہیں۔ ایک مجلس مشاورت ہر سال اس کے اخراجات کی منظوری بعوضت دیتی ہے۔ اور جملہ رقوم بنک میں جمع کرائی جاتی ہیں۔ ان کے نکلوانے کے لئے چیک تین آدمیوں (صدر، جنرل سیکرٹری اور خزانچی) کے دستخط ضروری ہیں۔ خورد برد کی کوئی شکل بحمد اللہ اسلامی مشن پاکستان بہاول پور میں نہ موجود ہے اور نہ اس کی کوئی گنجائش ہے۔

مولانا نے کہا کہ میں نے بحیثیت ایک عالم اور پاکستان کے آزاد شہری کے عید پر حضرت مولانا عبید اللہ انور پر لاٹھی چارج اور منکرین ختم نبوت کے عرب میں حج کے داخلہ پر گورنمنٹ پر جو تنقید کی تھی اور آغا شورش کاشمیری کے استقبال کے سلسلہ میں کی گئی تقریر جس میں عقیدہ تحفظ ختم نبوت اور نفاذ قوانین اسلامی کا مطالبہ کیا تھا کی بنا پر سیاسی انتقام لینے اور مجھے ہراساں کرنے کے لئے انتظامیہ نے یہ اقدام کیا کہ اپنے ایک گماشتہ ادارہ کے ملازم سے اسلامی مشن اور میرے خلاف درخواست دلا کر ایک مقدس دینی ادارہ جو کہ ہزاروں دینی پمفلٹ شائع کر چکا ہے۔ جس نے پورے ملک میں ارتداد کے خلاف مسلمانوں میں صحیح جذبہ پیدا کیا۔ اور جس کی مساعی جمیلہ سے سینکڑوں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا کو بدنام کرنے کا غلط پروگرام بنایا۔ مولانا نے کہا کہ اگر انتظامیہ کی نیت صحیح چیکنگ کی تھی تو بجائے ریکارڈ لے جانے کے اسلامی مشن کے دفتر میں ہمارے روبرو بھی چیک کرایا جا سکتا تھا۔ لیکن ایسا نہ کیا گیا میرے نزدیک نوجوان ڈپٹی کمشنر کا یہ جذباتی قدم سوائے اس کے کہ علماء اور حکومت میں تنفر بڑھ جانے کا سبب بننے اور زیادہ سودمند نہ ہوگا۔ بہاولپور کی دینی جماعتوں جمعیۃ علماء اسلام، تنظیم اہلسنت و تحفظ ختم نبوت و مجلس تحقیق طب اسلامی مجلس فروغ قراۃ و چیمبر آف کامرس بہاولپور اور دیگر ملکی تنظیموں نے بھی اسلامی مشن کے ریکارڈ پر قبضہ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اس واقعہ کو علماء اور دینی اداروں کی توہین قرار دیتے ہوئے حکومت سے ضلعی انتظامیہ کے اس واقعہ کے ذمہ دار افسر کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے

---

# آئینِ شریعت کانفرنس

## بتاریخ ۱۷، ۱۸، ۱۹، ذو الحجہ ۱۳۸۸ھ

مطابق

## ۷، ۸، ۹، مارچ ۱۹۶۹ء

زیرِ اہتمام جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن بمقام ڈیرہ اسماعیل خاں شہر۔ جس میں مغربی اور مشرقی پاکستان کے مقتدر علماء و زعماء ملّت شرکت فرما رہے ہیں۔ اہلِ اسلام سے استدعا کی جاتی ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت فرما کر اپنی دین دوستی کا ثبوت دیں۔ مفصل پروگرام بعد میں دیا جائے گا۔

الداعیان :- اراکین مجلس استقبالیہ

آئینِ شریعت کانفرنس ڈیرہ اسمٰعیلخاں ڈویژن

---

زیرِ سرپرستی :- شیخ الاسلام حضرت العلامہ شمس الحق صاحب افغانی دامت برکاتہم

و مجاہد اعظم حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— لاہور

برائے ایصال ثواب — حضرت الحاج عبد الحکیم صاحب نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ

## دیندار حضرات کے لئے عظیم الشان خوشخبری

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اسی کی توفیق سے مکتبہ حکمتِ اسلامیہ نوشہرہ صدر ضلع پشاور اپنا اشاعتی و تبلیغی پروگرام آپ دین پسند مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے! امید ہے کہ آپ پوری طرح سرپرستی فرما کر عند اللہ ماجور ہونگے انشاء اللہ۔ اشاعتی سلسلے درج ذیل تین ہونگے

**(۱) فیوضاتِ حضرت افغانی مد ظلہ** محقق اعظم شیخ الاسلام حضرت العلامہ شمس الحق افغانی مد ظلہٗ شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے گرانقدر علمی و اصلاحی مقالات و مضامین کا سلسلہ مبارکہ ہوگا۔ فی الحال سب سے پہلے اسی ماہ رواں میں کیمونزم اور اسلام شائع ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ

**(۲) دعواتِ حق** شیخ الحدیث استاد العلماء حضرت العلامہ عبد الحق مد ظلہٗ مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے خطبات جمعۃ المبارک و دیگر اہم تقاریر کا مجموعہ ہوگا جس کے کئی حصے ہوں گے۔ پہلا حصہ قریباً اڑھائی صد صفحات پر مشتمل انشاء اللہ فروری ۱۹۶۹ء میں منظرِ عام پر آجائے گا۔

**(۳) مواعظِ حسنہ** انجمن خدام الدین رجسٹرڈ نوشہرہ کے زیر اہتمام ہر سال سیرت کانفرنس و دیگر اجتماعات میں اجلہ علماء و اکابر کی تقاریر و ارشادات کا مجموعہ ہوگا۔ جو انشاء اللہ کئی حصوں میں شائع ہوگا۔ پہلے حصہ میں امام الاولیاء صدیق دوران قطب زمان حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ الحدیث حضرت درخواستی دامت برکاتہم کے ارشادات مبارکہ اور دوسرے حصے میں جانشین حضرت شیخ التفسیر مجاہد اعظم امام الاتقیاء حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی تقاریر دلپذیر شائع ہو رہی ہیں۔

(ضروری نوٹ) یہ سب کتب آفسٹ طباعت اور عمدہ کتابت و کاغذ کے ساتھ قریباً ہر ڈیڑھ دو ماہ کے بعد انشاء اللہ شائع ہوتی رہیں گی۔ ان کا سرورق سہ رنگا بلاک پرنٹ ہوگا۔ یعنی یہ کتب ظاہری باطنی دلآویزیوں کا مجموعہ ہوں گی — انشاء اللہ

**آپ کا تعاون و سرپرستی :-** آپ ان مختلف اسلامی و تبلیغی کتب کو مستقل حاصل کرنے کے لئے آج ہی دس روپے منی آرڈر فرما کر معاون بن جائیں۔ آپ کو سالِ رواں ۱۹۶۹ء میں شائع ہونے والی جملہ کتب بروقت پہنچتی رہیں گی۔ آپ کے ساتھ یہ خصوصی رعایت ہوگی کہ آپ سے محصول ڈاک نہیں لیا جائے گا۔ آپ کو سال رواں میں دس روپے کی کتب مل جائیں گی اور ان کا محصول ڈاک بذمہ مکتبہ ہوگا۔ اور اس طرح سے آپ ایک مذہبی و اسلامی ادارے کے معاون بن کر دین و دنیا کی سرخروئی حاصل کر سکیں گے انشاء اللہ۔

ہندوستانی حضرات مبلغ ۱۱/- روپے جناب ناظم ادارہ اشاعت دینیات بستی حضرت نظام الدین نیو دہلی ۱۳ کو بھیج کر ڈاکخانہ کی ابتدائی رسید ہمیں بھیج دیں۔

——— (ایجنسی کے خواہشمند حضرات فوری رجوع فرماویں) ———

خط و کتابت اور منی آرڈر بھیجنے کا پتہ :-

**مولانا احمد عبد الرحمٰن صدیقی مکتبہ حکمتِ اسلامیہ نوشہرہ صدر ضلع پشاور**

সাপ্তাহিক
WEEKLY
তরজমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے

# تعاونوا علی البر والتقوی

## اسلامی انقلاب کے خواہاں حضرات سے

# پرزور اپیل

جمعیۃ علماء اسلام ملک میں اسلام کے تحفظ، اسلامی آئین کے نفاذ اور جمہوریت کی بحالی کیلئے شب و روز کوشاں ہے، ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتوں کا مقابلہ جمعیۃ علماء کر رہی ہے۔

- بے حیائی، فحاشی، عریانی کے زہریلے جراثیم بڑی تیزی سے معاشرہ میں پھیل رہے ہیں۔
- تعلیمی، عدالتی اور قانونی نظام اب تک فرنگی کے نظام کے مطابق چل رہا ہے۔
- معاشی نظام کی بنیادیں سود پر قائم ہیں۔

ان تمام خرابیوں کا انسداد اور ملک میں اسلامی آئین کا نفاذ جمعیۃ علماء اسلام کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے **بیت المال** کو مستحکم کرنا ضروری ہے۔ **اسلئے** ہم تمام اسلام پسند اور اسلامی آئین کے خواہاں حضرات سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ عید قربان کے مبارک موقع پر

## قربانی کی کھالیں

جمعیۃ علماء اسلام کو دے کر بیت المال کو مضبوط بنائیں

نوٹ) آپ اپنے مقام پر مقامی جماعت کو کھال دیکر باقاعدہ رسید حاصل کریں

(حضرت مولانا) محمد عبد اللہ درخواستی (صاحب) امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

(حضرت مولانا) مفتی محمود (صاحب) ناظم عمومی " " "

کھالہائے قربانی کی رقم ناظم عمومی کے نام مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ کریں

# ترجمانِ اسلام

ہفت روزہ لاہور

## اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہِ

لیکن مومن و مسلم ہستی وہ ہے جو صرف ایک ہی محکوم ہے اس کے گلے میں محکومی کی ایک بوجھل زنجیر ضرور ہے، پر مختلف سمتوں میں کھینچنے والی بہت سی ہلکی زنجیریں نہیں ہیں۔ وہ ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے، کیونکہ اس کے ایک ہی حاکم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ دوستوں سے محبت رکھتا ہے کیونکہ اسے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھ سچے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے، وہ اپنے سے ہر بزرگ اور ہر بڑے کا ادب ملحوظ رکھتا ہے کیونکہ اس کے ادب آموز حقیقی نے اسے ایسا ہی بتایا ہے وہ بادشاہوں اور حاکموں کا حکم بھی مانتا ہے کیونکہ حاکموں کے ایسے حکموں کے ماننے سے اسے نہیں روکا گیا ہے جو اس کے حاکم حقیقی کے حکموں کے خلاف نہ ہوں۔ وہ دنیا کے ایسے بادشاہوں کی بھی اطاعت کرتا ہے جو اس کی آسمانی بادشاہت کی اطاعت کرتے ہیں کیونکہ اسے تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرے، لیکن یہ سب کچھ جو وہ کرتا ہے تو اس لئے نہیں کرتا کہ ان سب کے اندر کوئی حکم ماننا اور ان کو جھکنے کی جگہ سمجھتا ہے بلکہ اس لئے کہ اطاعت صرف ایک ہی کے لئے ہے اور حکم صرف ایک ہی کا ہے۔ جب اس ایک ہی حکم دینے والے نے ان سب باتوں کا حکم دے دیا تو ضرور ہے کہ خدا کے لئے ان سب بندوں کو بھی مانا جائے اور اللہ کی اطاعت کی خاطر وہ اس کے بندوں کا بھی مطیع ہو جائے

(مولانا ابوالکلام آزادؒ)

---

جمعہ ۱۲؍ مارچ ۱۹۶۹ء مطابق ۲۴ محرم الحرام ۸۹ھ قیمت ۳۰ پیسے شمارہ ۱۰ جلد ۱۲

# خطبۂ استقبالیہ

## آئین شریعت کانفرنس ڈیرہ اسماعیل خاں

منجانب صاحبزادہ عبدالحکیم شیرانی صدر مجلس استقبالیہ

۷ مارچ ۱۹۶۹ء کو جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن کے زیر اہتمام میونسپل پارک ڈیرہ میں آئین شریعت کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کے سامنے یہ خطبہ استقبالیہ صدر مجلس کی طرف سے خواجہ محمد زاہد صاحب نے پڑھ کر سنایا

---

محترم قائدین جمعیۃ علماء اسلام، معزز نمایندگانِ جمعیۃ ڈیرہ ڈویژن! قابل صد احترام برادرانِ اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں مجلس استقبالیہ آئین شریعت کانفرنس جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن کی طرف سے آپ سب بزرگوں اور احباب کا شکر گذار ہوں کہ گیا گہمی کے اس بحرانی دور میں بھی آپ حضرات نے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر ہماری دعوت کو شرف قبولیت بخشا اور کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

برادرانِ اسلام!

اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد اس امر کا جائزہ لینا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے عنوان سے حاصل کئے گئے ملک میں اکیس برس کا طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود ہم لا الہ الا اللہ کی بیش بہا برکتوں اور نعمتوں سے کیوں محروم ہیں؟ آج ہم یہ سوچنے اور غور کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ آج سے اکیس برس پہلے ہم نے جو سہانے خواب دیکھے تھے اور انہیں شرمندۂ تعبیر کرنے کے لئے ہزاروں نوجوانوں کا خون اور بیشمار دوشیزاؤں کی عصمت وعفت اس کی بھینٹ چڑھ دی تھی آج ان حسین خوابوں کی تعبیر ہماری نگاہوں سے کیوں اوجھل ہوتی جا رہی ہے؟

برادرانِ محترم! یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ پاکستان کے نام سے یہ خطۂ زمین ہم نے صرف اور صرف اسلامی شریعت کے احیاء ونفاذ کے لئے حاصل کیا تھا۔ تحریک پاکستان کے رہنماؤں نے بھی یہی نعرہ لگایا تھا اور ان کے پرچم تلے کروڑوں مسلمانوں نے بھی اسی لئے سر دھڑ کی بازی لگائی تھی کہ پاکستان میں قرآن وسنت کی حکمرانی ہوگی۔ لیکن پاکستان بن جانے کے بعد اب تک ہمارے حکمرانوں نے اور بحیثیت ایک قوم کے ہم سب نے کیا کردار ادا کیا؟ اور قرآن وسنت کی حکمرانی عمل میں لانے کے لئے کونسا قدم اٹھایا؟ اگر چند گنے چنے دیوانوں کی بکھری ہوئی مساعی کو درمیان سے نکال دیا جائے تو یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کہ نظریۂ پاکستان کی تکمیل اور قرآن وسنت کی حکمرانی کو ہم نے کبھی سنجیدگی سے اپنی جد وجہد کا ہدف نہیں بنایا نہ ہمارے حکمرانوں نے اور نہ بحیثیت قوم کے ہم سب نے!

برادرانِ اسلام! اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت اسلامیہ ہمارے تمام مسائل کا واحد حل ہے اور قرآن وسنت زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں اور یہ قرآن وسنت سے انحراف ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ہماری انفرادی واجتماعی زندگی کا ہر شعبہ بحران واضطراب کا شکار ہے۔

ہماری سیاست چند خود غرضوں اور مفاد پرستوں کے ہاتھوں کا کھلونا بن چکی ہے۔ جب چاہتے ہیں اور جس طرف چاہتے ہیں اس کا رخ موڑ دیتے ہیں۔ سیاست کو ان خود غرضوں کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے آج پوری کی پوری قوم کیا بوڑھے اور کیا جوان بازاروں میں نکل آئے ہیں۔ علماء وکلا طلباء، ادیب، سیاست دان اور ہر باشعور طبقہ قومی سیاست کو ان مفاد پرستوں کے پنجہ سے چھڑانے کے لئے متحد ہو چکا ہے۔

ہماری معیشت پر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی ایک مختصر سی ٹولی قابض ومتصرف ہے۔ قوم کی دولت کا بیشتر حصہ چند افراد کی تجوریوں میں پڑا متعفن ہو رہا ہے۔ غریب عوام مزدور کسان ملازمین اور نچلے درجے کے افسران معاشی چکی کی چکی میں بری طرح پس رہے ہیں۔ اور ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ ہماری صحافت حکمرانوں کی ناز برداری اور ان کی بداعمالی کی پردہ پوشی کے روز افزوں تقاضوں کو پورا کرنے کی ہمت نہ رکھتے ہوئے انتہائی بے بسی کے عالم میں دم توڑتی دکھائی دے رہی ہے۔ پریس آرڈیننس کا مہیب اژدھا ہماری صحافت پر مسلط ہو کر اسے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا کئے ہوئے ہے۔

ہماری تعلیم ذہنی ونظریاتی تحفظ کے خواہشمند ایک مخصوص گروہ کی ستم ظریفی کا شکار ہو چکی ہے۔ پڑھانے والے اساتذہ اور پڑھنے والے طلباء دونوں اس تعلیمی نظام سے نالاں اور عملاً اس کا بائیکاٹ کئے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمارے ارباب اختیار اس فرسودہ نظام تعلیم کو جونک کی طرح ہماری رگِ حیات سے چمٹائے رکھنے پر مصر ہیں۔

اور ہماری بدبختی کی انتہا یہ ہے کہ نظریات وعقائد کا وہ شعبہ بھی جو ایک مسلم قوم کی حیثیت سے ہماری زندگی کا محفوظ ترین شعبہ ہے غاصبانہ دست درازیوں سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ مرزائیوں کو مسلمان قرار دینا عائلی قوانین اور خاندانی منصوبہ بندی کو اسلام کے مطابق بتانا اور قرآن وحدیث کو دستور وقوانین کا سرچشمہ سمجھنے کی بجائے پند ونصائح اور اخلاقی مواعظ کے مجموعے قرار دینا وغیر ذالک من الخرافات یہ سب ہمارے شعبہ ایمانیات واعتقادات پر ایسے ناپاک حملے ہیں جو ہر لحاظ سے ناقابل برداشت ہیں۔

یہ ایک اجمالی خاکہ ہے اس ہمہ گیر بحران وافتراق کا جو ہماری انفرادی واجتماعی زندگی کے ہر شعبہ میں جاری وساری ہے۔ اور یہ بلاشبہ شریعت اسلامیہ سے انحراف اور قرآن وسنت سے روگردانی کا نتیجہ ہے۔

برادرانِ اسلام!

علماء حق نے ہر دور میں شریعت اسلامیہ کی حفاظت اور اس کے احیاء ونفاذ کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ گوالیار کا قلعہ ہو یا دہلی کی جامع مسجد۔ بالاکوٹ کی وادی ہو یا شاملی کا میدانِ کارزار، جزائر انڈیمان ہوں یا مالٹا کا مختصر سا جزیرہ افغانستان کی جنگ آزادی ہو یا احمد نگر کا قلعۂ اسیری، علماء حق نے ہر دور میں اور ہر مقام پر شریعت حقہ کی حفاظت واشاعت کے لئے بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام بھی انہی علماء حق کی نام لیوا اور وارث جماعت ہے اور انہی علماء حق کے مقدس مشن کی تکمیل اور ان کی جد وجہد کو آگے بڑھانا جمعیۃ کا مقصد وحید ہے۔

قابل صد احترام بزرگانِ دین!

آج قومی جسم کا ہر ہر عضو زخمی ہے اور قوم درد وکرب کے عالم میں انتہائی آرزوؤں اور تمناؤں کے ساتھ آپ کے آگے بڑھنے کا انتظار کر رہی ہے۔ قوم کو یقین ہے کہ صرف قرآن وسنت کی مرہم ہی اس کے زخموں کو مندمل کر سکتی ہے اور اسے یہ بھی یقین ہے کہ یہ مرہم صرف آپ لوگوں کے پاس ہے۔ آئیے آج ہم یہ عہد کریں کہ جب تک قوم لا الہ الا اللہ کی برکتوں اور شریعت حقہ ومطہرہ کی نعمتوں سے بہرہ ور نہیں ہو جاتی، ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

میں مجلس استقبالیہ کی طرف سے کانفرنس کے لائق صد احترام صدر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت فیوضہم امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان، جمعیۃ کے دیگر معزز نمائندوں اور قومی راہنماؤں سے درخواست کرتا ہوں کہ موجودہ قومی مسائل کے سلسلہ میں قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے ارشادات اور شرعی دستور کی تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی گراں قدر تجاویز وآراء سے ہماری راہنمائی فرمائیں۔

برادرانِ اسلام!

آیئے ہم خداوندِ ذوالجلال کے حضور میں یہ عہد کریں۔ کہ ہم اسلامی دستور کے نفاذ کی جد وجہد جاری رکھیں گے اور اس مقدس جد وجہد کی راہ میں جو تکلیف ومصیبت بھی آئے گی خندہ پیشانی سے اسے برداشت کریں گے۔ اے پروردگار ہمیں اس پاکیزہ جد وجہد کو آگے بڑھانے اور اپنے عزم پر قائم ودائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا الہ العالمین!

میں ایک بار پھر آپ سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے کانفرنس میں شریک ہو کر اس مقدس جد وجہد کے سلسلہ میں ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
# ترجمانِ اسلام لاہور

جاری کردہ
حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ
سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب
نگران
حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

ایڈیٹر:- احمد حسین کمال معاون ایڈیٹر:- حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی

جلد ۱۲ || جمعہ ۲۱ مارچ ۱۹۶۹ء مطابق ۳ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ — قیمت ۳۰ پیسے || شمارہ ۱۰

# شذرات

## مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ

قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود نے گول میز کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے مسلمانانِ پاکستان کے جذبات کی جس انداز سے ترجمانی کی ہے۔ اس پر تمام دین پسند افراد و جماعتوں نے آپ کی تائید کی ہے۔ اور امید ہے کہ مفتی صاحب کی اس تقریر سے جس میں مسلمان کی صحیح تعریف اور دیگر اسلامی دفعات کا ذکر ہے وہ حضرات بھی مطمئن ہو گئے ہوں گے۔ جو یہ کہتے تھے کہ اس موقع پر جمعیۃ اپنے موقف سے ہٹ گئی ہے۔ جمعیۃ کے رہنماؤں اور کارکنوں نے نہ اس سے قبل اصولوں کو قربان کیا ہے اور نہ ہی آئندہ کریں گے۔ ان کا مقصد صرف اس ملک میں اسلامی نظام حیات کا احیاء ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔

یہ ایک بہت ہی افسوسناک واقعہ ہے کہ اس موقعہ پر جبکہ صدر کے سامنے بعض مسائل جمہوری مجلس عمل میں شریک آٹھ جماعتوں نے متفقہ طور پر پیش کئے۔ لیکن اسلامی دستور کے مطالبہ میں اتفاق نہ ہو سکا۔

بہرحال مفتی صاحب نے گول میز کانفرنس میں یہ بیان دے کر حجت پوری کر دی۔ اس ملک کی بے چینی اور بدامنی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ یہ ملک ایک خاص نظریہ کے تحت حاصل کیا گیا تھا اور اس نظریہ کی وجہ سے ماؤں نے اپنے بچوں کی قربانیاں دیں۔ بیٹیوں کی عصمتیں لوٹیں۔ بچے یتیم ہوئے۔ کتنا افسوس ہے کہ اتنی بڑی قربانیاں دے کر حاصل کئے ہوئے ملک میں آئینِ اسلامی کے نفاذ کے لئے قانونی اور غیر قانونی رکاوٹیں پیدا کر کے مسلم عوام کی دل آزاری کی جائے۔

آئندہ اقتدار کے خواہاں لوگوں کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ اس ملک کے عوام کا سب سے بڑا مطالبہ اسلامی آئین کا نفاذ ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری غربت و افلاس کا حل سوائے اسلام کسی اور ازم میں نہیں۔

آج جو لوگ اس تحریک کا ساتھ نہیں دیں گے جو تحریک اس ملک میں اس اسلام کے نفاذ کے لئے کوشاں ہے۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم کو دیا ہے۔ جو مخالفت کرے گا مستقبل میں یہ عوام خود اس کا محاسبہ کریں گے۔

ہم ان کالموں کے ذریعہ جمعیۃ علماء اسلام کے عظیم رہنما مولانا مفتی محمود کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ اس موقعہ پر جبکہ ہمارا ملک ایک عجیب افراتفری کا شکار ہے۔ انہوں نے اسلامیانِ پاکستان کے دلوں کی آواز کو حکمرانوں اور جمہوری مجلس عمل کے رہنماؤں کے سامنے رکھا۔

## صدر ایوب کا فیصلہ اور حزبِ اختلاف کے رہنماؤں کا فریضہ

صدر ایوب کے اس اعلان پر جس میں انہوں نے وفاقی پارلیمانی نظام اور بالغ رائے دہی کے مطالبات کو تسلیم کیا ہے پورے ملک میں دلی مسرت اور اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہ وہ مطالبات ایسے تھے جن پر ملک میں عمومی اتفاق پایا جاتا تھا۔ اور ان مطالبات کی منظوری کا مطلب یہ ہے کہ عوام کی حاکمیت کا اصول تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ایک آزاد ملک میں کسی حکمران کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اکثریت کے جذبات کو ٹھکرا کر اپنی من مانی کارروائی کرے کیا ہی اچھا ہوتا کہ صدر مملکت یہ مطالبات اسی وقت مان لیتے جب قوم نے منظم ہو کر ان کے سامنے رکھے تھے۔ اگر ابتدا میں ہی یہ مطالبات تسلیم کر لئے جاتے تو سینکڑوں جانیں جو ان مطالبات کے حصول کے لئے تلف ہوئیں وہ بچ جاتیں اور یہ ملک افراتفری اور انتشار کا شکار ہونے سے بچ جاتا۔

گول میز کانفرنس میں شریک حزب اختلاف کے لیڈر اگر قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کی طرف سے پیش کئے جانے والے بائیس نکات کی حمایت کر دیتے تو یہ مسئلہ بھی اسی وقت حل ہو جاتا۔ اس موقعہ پر بعض پارٹیوں کی طرف سے مفتی صاحب کی حمایت نہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ پارٹیاں اس ملک میں اسلامی نظام کی خواہاں نہیں

حزب اختلاف کے تمام رہنماؤں کا فرض ہے کہ وہ کھل کر اب اپنا اپنا منشور قوم کے سامنے رکھیں تاکہ قوم یہ فیصلہ کرے کہ آئندہ ملک میں وہ کس قسم کا نظام چاہتی ہے۔

پاکستان میں اگر بائیس سال کے بعد بھی اسلامی نظام حیات کا نفاذ نہ ہوگا تو یہ بڑی بدقسمتی ہوگی۔ اب اسلامی آئین کے نفاذ کا راستہ ہموار ہو گیا ہے۔ علماء اور دین پسند جماعتیں جو اس ملک میں وہ اسلام لانا چاہتی ہیں جو صحابہ کرام کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ مل کر اس کے سٹیج کو مضبوط کریں تاکہ آئندہ دستور ساز اسمبلی کے لئے زیادہ سے زیادہ نمائندے جا سکیں۔ اب اس موقعہ پر جو جماعت غلط کار لوگوں کے ساتھ تعاون کر کے اسلامی آئین کے نفاذ کے راستے میں روڑے اٹکانے کی کوشش کرے گی۔ وہ ملک کی غدار ہوگی

## یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں ہنود

گذشتہ چند روز سے اسلام اور قرآن کے نام پر ملک میں ایک طبقہ بڑی عجیب قسم کی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ لاہور میں مولانا بھاشانی کے جلسہ میں گڑبڑ پیدا کرنے والے لوگوں کو یہ خیال نہ آیا کہ اس کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے یہ نہ سوچا کہ اس سے وہ ملک جو اس وقت ایک عجیب و غریب کشمکش میں مبتلا ہے خانہ جنگی کا شکار ہو جائے گا۔ مولانا بھاشانی کے جلسہ میں گڑبڑ کے بعد ان کے حامیوں یا دوسرے لوگوں نے انتقامی جذبہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

# علماء متحد ہوکر قوم کو اسلام کا اقتصادی نظام دیں

## لاہور میں جمعہ کے اجتماع سے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کا خطاب

(قسط نمبر ۲)

آپ نے کہا جس قوم کا قائد ریل کے درجہ اول میں سفر کرتا ہے اسے یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ تیسرے درجہ میں سفر کرنے والوں کو کیا مشکلات پیش آتی ہیں۔

مفتی صاحب نے کہا کہ اسلامی نظام میں آقا و بندہ کی کوئی تمیز روا نہیں رکھی جاتی اور خلیفہ وقت اپنی جائز ضرورت سے ایک پیسہ زائد وصول نہیں کرتا۔ اسلام نے عدل و مساوات کا ایسا شاندار نمونہ قائم کیا ہے کہ دنیا کا کوئی نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسلام کا مزاج سرمایہ داری کے خلاف ہے اسلام معاشرے کی اصلاح کا علمبردار ہے۔ وہ ایسا معاشرہ قائم کرتا ہے۔ جس میں کوئی شخص اس حالت میں مومن نہیں ہو سکتا کہ اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور وہ پیٹ بھر کر سو رہے اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کے حقوق سلب کر سکتا ہے۔

آپ نے کہا اسلام اپنے پیروکاروں کو ایثار کا سبق دیتا ہے اور خود غرضی اور ذاتی مفادات کا استیصال کرتا ہے۔ اگر صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ اور اسلامی نظام حکومت قائم ہو تو وہ خرابیاں ختم کی جا سکتی ہیں جو سرمایہ دارانہ نظام کی پیداوار ہیں۔ جن کی ذمہ داری ان حکومتوں پر عائد ہوتی ہے جو ملک کے غریب عوام کے مسائل حل نہیں کر سکیں۔

مفتی صاحب نے خبردار کیا کہ گذشتہ حکومتوں کی غلط اقتصادی پالیسیوں کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہو چکے ہیں اور غربت و افلاس میں جو اضافہ ہوا ہے۔ انہیں ختم کئے بغیر عوام کو مطمئن نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے کہا عوام کو محض نعروں سے یا اسلام کے ساتھ وابستگی کا واسطہ دے کر مطمئن نہیں رکھا جا سکتا۔

آپ نے کہا۔ ملک کے ۸۰ فیصد غریب عوام معاشی مشکلات کا شکار ہیں۔ ملک کے ۷ کروڑ افراد کی آبادی حیوانوں سے بدتر زندگی بسر کر رہی ہے۔ انہیں اسی صورت میں مطمئن کیا جا سکتا ہے۔ جب اسلام کے اصولوں کی روشنی میں ان کی تکالیف کا ازالہ کیا جائے۔ آپ نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ دیہات میں غریب مزارعین بڑے زمینداروں کے زیر سایہ جس طرح وقت گزار رہے ہیں۔ ان کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مزارعین اور کاشتکار بڑے زمینداروں کے کتوں کو جو دودھ اور مکھن کھلاتے ہیں۔ خود اس سے محروم ہیں۔ اس معاشرے میں زمیندار کے کتوں کو تو دودھ اور مکھن مل جاتا ہے لیکن کاشتکار لسی کے لئے ترستا ہے۔ حالانکہ اس کی شب و روز کی محنت و مشقت کے بل بوتے پر زمینداروں کو عیاشی کے مواقع ملتے ہیں۔

مفتی صاحب نے کہا کہ دیہات کی آبادی کا ایک بڑا حصہ اس حالت میں زندگی بسر کر رہا ہے کہ سردی و گرمی کی شدت کے باوجود بیلوں کے ساتھ کھیتوں میں کام کرتا ہے۔ لیکن نہ اس کی بنیادی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور نہ ہی اس کی بیٹی، بہو، بیوی اور بہن کی زمیندار کے ہاتھوں عزت و عصمت محفوظ ہے۔

آپ نے کہا زمیندار مزارعین کے خون پسینہ کی کمائی پر جس طرح عیش کرتے ہیں۔ اس پر انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ اگر اسلام نے ان کی بھوک، بے چارگی اور بے بسی کا موثر علاج نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ وہ سوشلزم اور کمیونزم کی گود میں چلے جائیں گے۔ کیونکہ ان کے ذہنوں کو یہ کہہ کر گمراہ کیا جا رہا ہے۔ کہ اسلام سرمایہ داری کا محافظ ہے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ علماء کا فرض ہے کہ وہ وقت کے تقاضوں کا احساس کریں اور عوام کی اقتصادی الجھنوں کے حل کے لئے کتاب و سنت کی روشنی میں ٹھوس خاکہ پیش کریں۔

مفتی صاحب نے کہا کہ اسلام ایک جامع نظام ہے جو بنی نوع انسان کے تمام معاملات پر حاوی ہے۔ اسلام ظلم کا مخالف ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں نہ سوشلزم کی گنجائش ہے اور نہ سرمایہ داری کی۔ مفتی صاحب نے سوشلزم کو جبر و تشدد، توڑ پھوڑ، تخریب اور زبردستی کا نظام قرار دیتے ہوئے کہا کہ اسلام جس اخلاقی بلندی کا علمبردار ہے۔ وہ نہ سرمایہ دارانہ نظام میں موجود ہے اور نہ سوشلزم میں۔

مفتی صاحب نے افسوس ظاہر کیا کہ ملک میں اسلام اور سوشلزم کو لڑایا جا رہا ہے۔ ہر قصبہ و شہر میں اختلافات پیدا ہو رہے ہیں۔ کوئی زندہ باد اور کوئی مردہ باد کے نعرے لگا رہا ہے۔ لڑائی اور پٹائی ہو رہی ہے۔ پتھر برسائے جا رہے ہیں۔ آپس میں لاٹھی چارج کیا جا رہا ہے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ اس صورت حال سے سوشلزم کے حامی فائدہ اٹھائیں گے اور غریبوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کریں گے کہ اسلام سرمایہ داری کا حامی ہے۔ حالانکہ اسلام سرمایہ داری کا مخالف ہے۔ اگر اسلام کی کسی سے لڑائی ہے تو سرمایہ داری سے ہے۔ آپ نے کہا کہ اسلام سوشلزم کے خلاف ہے لیکن اس سے دوگنا تین گنا بلکہ دس گنا سرمایہ داری کا مخالف ہے۔ کیونکہ سرمایہ داروں نے ہی گذشتہ ۲۱ سال کے دوران اسلام کو نقصان پہنچایا ہے

مفتی صاحب نے علماء پر زور دیا کہ وہ منظم ہو کر اور سر جوڑ کر بیٹھیں تاکہ اقتصادی مسائل حل کئے جا سکیں۔ علماء کا فرض ہے کہ زمیندار و مزارع کے تعلقات اور کارخانہ دار اور مزدوروں کے حقوق و فرائض متعین کر کے ایک ٹھوس خاکہ قوم کے سامنے پیش کریں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اسلامی نظام حکومت میں سرمایہ داری کا خاتمہ کیسے ہوگا۔ اور غریب کاشت کار اور مزارعین کے حقوق کی کس طرح حفاظت کی جائے گی۔

مفتی صاحب نے اس یقین کا اظہار کیا کہ اگر علماء کتاب و سنت کی روشنی میں اسلام کا اقتصادی پروگرام قوم کے سامنے پیش کریں تو ایک شخص بھی سوشلزم کی طرف رجوع نہیں کرے گا۔ کیونکہ مسلمان خدا اور رسول کو چھوڑ کر کسی نظام کو اختیار نہیں کر سکتا اور جب اسے یہ معلوم ہو گا کہ اسلام نے اس کی تمام اقتصادی مشکلات کا حل کر دیا ہے تو کوئی مسلمان خدا کی موجودگی کا منکر لادینی نظام کی طرف رجوع نہیں کرے گا۔

مفتی صاحب نے کہا۔ اگر خدانخواستہ غریب آبادی سوشلزم کی گود میں چلی گئی اور بے دین ہو گئی تو اس کی تمام تر ذمہ داری ان علماء پر عائد ہو گی۔ جنہوں نے مسلمانوں کو اسلام کا معاشی نظام نہ سمجھایا۔

آپ نے کہا کہ اسلام میں جاگیردارانہ نظام کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ انگریزوں نے اپنے دور حکومت میں جو جاگیریں اور زمینداریاں اپنے کاسہ لیسوں کو دی تھیں۔ وہ سب کی سب واپس لے لینی چاہئیں۔ انگریز کی خدمت کے عوض جو جاگیریں بخشی گئی تھیں۔ انہیں برقرار رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ ایسی تمام جاگیریں واپس لے لینی چاہئیں۔

آپ نے کہا۔ اسلام کی رو سے بنجر اور غیر آباد اراضی کا مالک صرف وہ شخص ہے جو اسے قابل کاشت بناتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا یہی مسلک ہے۔ جب اسلام میں یہ چیز موجود ہے اور کاشتکاروں کے حقوق کا پورا تحفظ کیا گیا ہے تو انہیں کسی اور نظام کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں

مفتی صاحب نے کہا کہ گدو بیراج، سکھر بیراج اور غلام محمد بیراج میں جو زمینیں اب آباد ہوئی ہیں۔ اس کے اصل مالک وہ کاشتکار ہیں جنہوں نے اسے قابل کاشت بنایا۔ امام ابو حنیفہؒ کے ارشاد کے مطابق زمین بٹائی پر دینا جائز نہیں

آپ نے کہا۔ سوشلزم کے حامی کاشتکاروں کو دھوکہ دینے کے لئے انہیں یہ سبز باغ دکھاتے ہیں کہ سوشلزم میں وہ زمینوں کے مالک بن جائیں گے۔ حالانکہ سوشلزم میں زمین کے مالک کاشتکار نہیں حکومت ہو گی۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا نظام ہے جو کاشتکاروں کو یہ ضمانت دیتا ہے کہ وہ جس بنجر اور بے آباد زمین کو قابل کاشت بناتا ہے۔ اس کی ملکیت کا وہ حقدار ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جس کے پاس زمین ہو اسے وہ خود کاشت کرے ورنہ پھر دوسرے بھائی کو بطور عطیہ دے دے کہ تم اسے اپنے لئے کاشت کر لو۔

صنعتی اداروں کو قومی ملکیت میں لینے کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا کہ اگر کوئی کارخانہ ناجائز اور مشتبہ ذرائع سے بنایا گیا ہو تو اسے قومی ملکیت میں لیا جا سکتا ہے۔ آپ نے کہا امریکہ یا کسی دوسرے ملک سے قرضہ قوم لیتی ہے اور اس کا تمام بوجھ پوری قوم پر پڑتا ہے لیکن اس سے فائدہ صرف چند صنعت کار اٹھاتے ہیں۔ غیر ملکی امداد یا قرضوں سے قائم ہونے والے کارخانے کارخانہ داروں سے واپس لے لینے چاہئیں۔ ایسے کارخانوں پر پوری قوم کا حق ہے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

از مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمہ اللہ

تلخیص و ترتیب :- زاہد الراشدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

(۴)

"اسلامی حکومت" کا مختصر خاکہ یہ ہے کہ وہ خلافت و نیابت الٰہیہ کے نام سے قائم ہوتی اور جماعت کے نظام اجتماعی کے مذہبی سیاسی، معاشرتی اور معاشی حقوق و فرائض میں راعی اور رعیت یا امیر اور مامور غرض جماعت کے ہر فرد کو "مساواتِ عدل" کی ترازو میں وزن کرتی ہے اور اسی اساس میں ایسے "اقتصادی اور معاشی نظام" کو بروئے کار لاتی ہے۔ جو "صالح" ہونے کے بدولت جماعت کے ہر فرد کے خوشحال ہونے اور مطمئن زندگی بسر کرنے میں ہر قسم کی مدد دیتا ہے اور اس کے برعکس اس نظام حکومت کو اسلام "ملعون" قرار دیتا ہے جو انسانوں کے درمیان اس لئے بروئے کار لایا جائے کہ اس کے ذریعہ صرف شخص واحد یا کسی پارٹی اور جماعت کی جابرانہ اغراض کو پورا کیا جاتا ہو اور اس کی وجہ سے خدا کی مخلوق کے مابین اخوت و مواسات اور باہمی ہمدردی کے بجائے ظالم اور مظلوم کا تعلق قائم ہوتا اور ایک دوسرے کے خلاف معاشی دستبرد یا جماعتی رقابت و طبقاتی جنگ کے نمایاں ہونے میں مدد ملتی ہو۔ اسلام نے نظام حکومت کا جو نقشہ تیار کیا ہے۔ اس میں نہ مذموم سرمایہ داری کا گذر ہو سکتا ہے اور نہ طبقاتی جنگ کا امکان ہے۔ اس کا معاشی نظام نہ افراد کے انفرادی حقوق کے سلب کر کے تعطل و جمود پیدا کرتا ہے اور نہ افراد کو جماعتی زندگی سے کاٹ کر بالکل آزاد چھوڑتا ہے اور بلاشبہ اس کا معاشی نظام نفع بازی کی بنیادوں پر نہیں بلکہ انسانوں . . . باہمت روادانی کی اساس پر قائم ہے۔

اسلام نے "اجتماعی معاشی نظام" کا جو خاکہ پیش کیا ہے اگرچہ اس کا تعلق بہ ہر صورت حکومت (خلافت) کے ساتھ ہے اور خلافت ہی کا اس پر کنٹرول ہے۔ تاہم اپنی تفصیلات کے اعتبار سے اس کو دو حصوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ حصہ جس کا تعلق براہِ راست "خلافت" کے ساتھ ہے اور دوسرا وہ حصہ جو پبلک اور جماعت کے اعمال کے واسطہ سے "خلافت" سے متعلق ہے جس حصہ کا تعلق براہ راست خلافت سے ہے۔ اس کے شعبہ حسب ذیل ہیں :-

## بیت المال کا قیام

اسلام کے معاشی نظام کو بروئے کار لانے کے لئے حکومت ربانی "خلافت اسلامی" کے لئے خزانہ سرکاری کا وجود ضروری ہے اور اس خزانہ کے محفوظ مقام کو "بیت المال" کہتے ہیں اور اگرچہ کبھی کبھی بیت المال کا اطلاق وسعت کے ساتھ پورے مالی نظام پر بھی کر دیا جاتا ہے۔ تاہم عام اصطلاح کے مطابق مرکزی خزانہ کے محفوظ مقام ہی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے مرکزی بیت المال کی صوبہ وار اور ضلع وار شاخیں بھی ہوتی ہیں اور ان سے مقامی ضروریات کی کفالت مرکز کے احکام کے مطابق انجام پاتی ہے۔ بیت المال قلمرو خلافت کی ان تمام ضروریات کا حامل ہوتا ہے۔ جو اسلامی احکام کے مطابق خزانہ سرکاری میں داخل ہونی چاہئیں اور اسی طرح وہ ان تمام مصارف کا بھی کفیل ہے جو حاجات، ضروریات اجتماعی و انفرادی کو پورا کرنے کے لئے ضروری قرار دیئے جائیں۔ اسی لئے بیت المال "آمدنی" اور اس کے مصارف کے اصولوں کو اسلامی نظام حکومت میں متعین کر دیا گیا ہے۔ البتہ ان کی تفصیلات اور اصول کے ماتحت جزئیات کا انطباق خلیفہ اور اس کی مجلس شوریٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اصولی طور پر ان مدات کی فہرست اس طرح دی جا سکتی ہے۔

## مداتِ آمدنی

(الف) عشر۔ اگر کوئی قوم مسلمان ہو جائے تو ان کی زراعتی زمین، عرب کی زمین، مجاہدین اور غانمین کے حصہ میں آئی ہوئی زمین وہ افتادہ زمین جو کسی مسلمان نے آباد کی ہو، اور لاوارث ذمی کی موت پر مسلمان کے قبضہ میں آئی ہوئی زمین "عشری زمین" کہلاتی ہے۔ اور "عشر" اس حصہ مقررہ کا نام ہے۔ جو زکوٰۃ کی طرح زمین کی پیداوار پر واجب ہوتا اور پیداوار ہی میں لیا جاتا ہے پس اگر عشری زمین ندی، تالاب اور دریا سے سیراب شدہ ہے یا بارانی ہے۔ یعنی صرف بارش کے ذریعہ پیداوار ہوتی ہے تو اس زمین کی پیداوار سے دسواں حصہ لیا جاتا ہے اور اگر چاہی ہے یعنی کنوئیں کھود کر پانی دیا گیا ہے تو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جاتا ہے۔

(ب) خراج :- اور جن ممالک پر اسلام کا غلبہ ہو گیا اور خلیفہ نے وہاں کی زمینیں مفتوحین ہی کے قبضہ میں باقی رہنے دیں اور جن غیر مسلموں سے صلح ہو گئی اور وہ حکومت اسلامی کے ذمہ اور عہد میں داخل ہو کر ذمی بن گئے۔ ان کی زمین خراجی کہلاتی ہے اور "خلیفہ" ان زمینوں پر جو محصول (مالگذاری) مقرر کرتا ہے اس کو "خراج" کہا جاتا ہے۔

(ج) جزیہ :- اہل کتاب اور مشرکین اگر مغلوب و مقہور ہو کر اسلامی اقتدار کو تسلیم کر لیں اور سالانہ تھوڑا سا ٹیکس ادا کر کے اس شرط پر اسلامی حکومت کے زیر اقتدار آ جائیں کہ حکومت ان کے جان و مال اور آبرو کی محافظ رہے تو ایسے ٹیکس کو "جزیہ" کہتے ہیں

(د) زکوٰۃ :- ساڑھے باون تولہ چاندی۔ ساڑھے سات تولہ سونا، مال تجارت اور مکانوں کے تجارتی کاروبار پر اگر ایک سال پورا گذر جائے تو اس مال میں سے چالیسواں حصہ نکال کر خدا تعالیٰ کی راہ میں دینا "زکوٰۃ" کہلاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں پر یہ ٹیکس بہت اہم فریضہ ہے اور ارکانِ اسلام میں سے اہم رکن ہے۔ چنانچہ قرآن عزیز میں ادائے زکوٰۃ اور فریضۂ زکوٰۃ کے احکام کو باسیار وضاحت بیان کیا گیا ہے۔ کہیں ایمان باللہ کے ساتھ اس کا ذکر ہے۔ کہیں آخرت کے ذکر کے ساتھ، اور کہیں مستقل اس کو قانونی دفعہ بنایا گیا ہے۔

اگرچہ چوپایوں کے ریوڑ جیسا کہ جنگلوں میں چر رہے ہیں تو ان چوپایوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اسلامی شریعت نے ان کا نصاب جدا جدا مقرر کیا ہے۔ ریوڑ کی زکوٰۃ میں اونٹوں کے ریوڑ میں پانچ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے اور گائے بھینس کے ریوڑ میں تیس سے کم پر اور بھیڑ بکری کے گلہ میں چالیس سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسلامی حکومت میں زکوٰۃ کو انفرادی طور پر صرف نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کا بیت المال میں داخل کرانا ضروری ہے۔

(س) صدقات :- زکوٰۃ کے علاوہ کچھ اور بھی اجتماعی حقوق ہیں۔ اسلام جن کے ادا کرنے اور اس سلسلہ میں مالی امداد دینے کی ترغیب دیتا ہے۔ اور بعض حالات میں ان کو واجب قرار دیتا ہے اور بعض حالات میں مستحسن و مستحب بتلاتا ہے۔ سو اس قسم کی مالی امداد کا نام "صدقہ" ہے۔ اور اپنی مختلف انواع کے اعتبار سے وہ "صدقات" کہلاتے ہیں۔ ان کے ادا کی دو شکلیں ہیں۔ ایک انفرادی یعنی خیرات کرنے والا خود اپنے ہاتھ سے صدقہ کرے اور دوسری اجتماعی یعنی "مال صدقہ" کو خلیفہ یا نائب خلیفہ کے سپرد کر دے۔ اور بیت المال میں داخل کر کے مستحقین پر صرف کرے۔ نفلی صدقات کی اداء تو انفرادی بھی درست ہے۔ مگر صدقات واجبہ بیت المال کا حق ہے۔

(ص) فئی :- اگر مسلمانوں کے لشکر سے کفار مغلوب و مرعوب ہو کر بغیر جنگ کئے مال چھوڑ کر بھاگیں یا جنگ کے بعد ان کی زمینوں کو مقررہ ٹیکس پر ان ہی کو مقبوضہ رہنے دیا جائے یا ان پر خراج اور جزیہ مقرر کیا جائے تو ان سب صورتوں میں اس حاصل شدہ مال کو "فئی" کہا جاتا ہے اور اس لحاظ سے خراج اور جزیہ بھی "فئی" کی اقسام بن جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات میں "فئی" کے مال کو "بیت المال" کا حق بتایا گیا ہے اور اس کے غانمین اور مجاہدین کے درمیان تقسیم نہیں کیا جاتا۔ اس لئے کہ وہ بغیر جنگ کے حاصل ہوا ہے۔

(ض) خمس :- مال غنیمت کی تقسیم اور "معادن" دفینہ اور کانوں سے نکلے ہوئے سونے چاندی وغیرہ) سے نفع حاصل کرنے سے پہلے ان میں سے پانچواں حصہ نکالنا ضروری ہے اور یہ حکومت کے بیت المال (سرکاری خزانہ) کا حق ہے۔ اس کو "خمس" کہتے ہیں

(ل) ضرائب :- زمانہ جنگ، قحط سالی، رفاہِ عام اور عوام کی بیروزگاری دور کرنے کے لئے زکوٰۃ اور صدقات کے علاوہ جو ٹیکس (مالی امداد) اغنیاء اور اہل ثروت پر حکومت کی طرف سے عائد کئے جاتے ہیں۔ ان کا نام "ضرائب" ہے۔ ٹیکسوں کا وہ مفہوم جو زمانہ موجودہ کے طرز حکومت میں رائج ہے اسلامی نظام حکومت میں ناپید ہے۔ اس لئے کہ آج کل جو ٹیکس پبلک پر لگائے جاتے ہیں۔ وہ عموماً عدل و انصاف کے خلاف اور حکومت اور ارکان حکومت کے ان مفادات کی خاطر لگائے جاتے ہیں جن کا پبلک کے مفاد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ (باقی آئندہ)

# جماعت اسلامی نے علماء اسلام کے بائیس آئینی نکات کی تائید نہیں کی

## مفتی محمود سے مودودی صاحب کے عدم تعاون پر اظہار افسوس

لاہور ۱۴ر مارچ۔ مسجد وزیر خاں کے خطیب مولانا امین الحسنات سید خلیل احمد قادری نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ گول میز کانفرنس میں جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ مفتی محمود نے آئین کے بارے میں علماء اسلام کے بائیس نکات پر مشتمل جو یادداشت پیش کی جماعت اسلامی کے مندوبین نے ان کی تائید نہیں کی۔

مولانا مسجد وزیر خاں میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ یاد رہے کہ مجلس عمل علماء و اہلسنت کی طرف سے اعلان کیا گیا تھا کہ تمام علماء اہلسنت نماز جمعہ گول باغ میں ادا کریں گے۔ لیکن نصف درجن کے سوا باقی تمام علماء نے نماز جمعہ اپنی اپنی مساجد میں پڑھائی۔ مولانا نے کہا کہ جماعت اسلامی نے بھی ان مشترکہ بائیس نکات پر دستخط کئے تھے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اسلام کے نام پر پرورش پانے والی جماعت کی اس حرکت سے اسلامی آئین بنانے کا مسئلہ پھر معرض التوا میں پڑ گیا ہے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ اس قسم کے اسلام دشمن عناصر سے ہوشیار رہیں اور آئین اسلامی کے لئے متحد ہو کر متحد ہو کر جدوجہد کریں۔

—— محاذ رائے شماری کے دو رہنماؤں نے کہا ہے کہ گول میز کانفرنس میں .... مودودی نے اسلامی آئین کے مطالبہ کی حمایت نہ کرنے سے جماعت اسلامی کے اسلام دوستی کے دعووں کی حقیقت کھول دی ہے۔

—— محاذ رائے شماری کے اسسٹنٹ سیکرٹری ایم، اے کیانی اور مرکزی مجلس عاملہ کے رکن پیرزادہ عبدالحفیظ نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مولانا مفتی محمود نے گول میز کانفرنس میں اسلامی آئین کے نفاذ کا پرزور مطالبہ کر کے پاکستانی عوام کے جذبات کی ترجمانی کرنے کا حق ادا کر دیا۔ لیکن جماعت اسلامی کے امیر .... مودودی نے مفتی محمود کے مطالبہ کی حمایت کرنے سے گریز کیا۔ اس کے علاوہ حالیہ اندوہناک واقعات میں جماعت اسلامی کے کردار سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اسلام کو نقصان پہنچانے میں مصروف ہے۔ بیان میں لاہور اور ملتان کے افسوسناک واقعات پر رنج و غم ظاہر کرتے ہوئے انہوں نے عوام کو یاد دلایا کہ اس نوعیت کے واقعات مقبوضہ کشمیر اور بھارت کے کروڑوں مسلمانوں کی حوصلہ شکنی اور پریشانی کا موجب بن سکتے ہیں۔

—— گول میز کانفرنس میں علماء کے متفقہ بائیس نکات کی حمایت نہ کرنے پر مغربی پاکستان کے دینی حلقوں نے جماعت اسلامی کی مذمت کی ہے۔ ان حلقوں نے ... مودودی کے اس بیان پر بھی افسوس کا اظہار کیا ہے۔ جس میں انہوں نے سوشلزم کا نعرہ لگانے والوں پر تشدد کا حکم دیا ہے۔ ان حلقوں نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ جماعت اسلامی کے فریب میں نہ آئیں انہوں نے الزام لگایا کہ جماعت اسلامی اسلام کے نام پر سیاسی اقتدار کے حصول میں کوشاں ہے اور غیر ملکی طاقت کے اشارے پر ملک میں فساد کی آگ بھڑکانا چاہتی ہے۔

مختلف الخیال تنظیموں کے ایک نمائندہ اجلاس میں جو انجمن نصرت الاسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد عبداللہ آفاقی کی زیر صدارت منعقد ہوا موجودہ ملکی صورت حال پر غور کیا گیا۔ اجلاس میں غازی عبدالرحمٰن چنیوٹ، مولانا محمد طیب مولانا شاہ محمد، حکیم مختار احمد، حکیم اعظم بیگ، ظہور الدین، حمید اصغر چوہدری۔ خان عبداللہ خاں صدر انجمن نوجوانان اسلام لوہاری دروازہ، حکیم ذوالقرنین سابق جنرل سیکرٹری مجلس احرار، زاہد الراشدی گوجرانوالہ۔ مولانا محمد شفیع جہلم۔ منیر اقبال صدر انجمن نصرت الاسلام۔ محمد اکرم زاہد صدر انجمن نوجوانان اسلام جہلم۔ قاری حبیب احمد سیکرٹری انجمن نوجوانان اسلام گوجرانوالہ عبدالغفور سیکرٹری انجمن نوجوانان اسلام سرگودھا۔ ڈاکٹر عبدالحق مریدکے۔ علامہ زہیر مصری صدر پاک متحدہ عرب دوستی۔ نثار احمد عباسی۔ ارشد محمود چوہدری راولپنڈی نے شرکت کی۔

مقررین نے جماعت اسلامی کے کردار پر کڑی نکتہ چینی کی کہ جماعت اسلامی بزعم خود اسلام کی علمبردار بنتی ہے لیکن اس کا طرز عمل اسلام کی رسوائی کا باعث بن رہا ہے۔ مفتی محمود نے گول میز کانفرنس میں ۲۲ نکات پیش کئے، اور مطالبہ کیا کہ پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تشریح کی جائے تاکہ کوئی منکر ختم نبوت پاکستان کا سربراہ نہ بن سکے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ مودودی صاحب اور دوسرے رہنماؤں نے اس مطالبہ کی تائید نہیں کی۔ جس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ وہ لوگ اپنے سیاسی اقتدار کے لئے اسلام کا نام لیتے ہیں ورنہ ان کو اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں۔ مقررین نے امین الحسنات مولانا سید خلیل احمد قادری کے بیان کا خیر مقدم کیا اور قرار دیا کہ مولانا نے مودودی صاحب کی سازش کے تار و پود بکھیر دیئے ہیں۔ امید ہے دوسرے علماء دین بھی جماعت اسلامی کے فریب کا پردہ چاک کریں گے اور اسلامی دستور کے نفاذ کی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

مقررین نے .... مودودی کے اس بیان کو اشتعال انگیز قرار دیا جس میں انہوں نے اپنے حاشیہ برداروں کو محلہ وار کمیٹیاں بنا کر سوشلزم زندہ باد کا نعرہ لگانے والوں کی سرکوبی کا حکم دیا۔ مقررین کا کہنا تھا کہ مودودی صاحب جیسے ذمہ دار رہنما کو تشدد کی تلقین زیب نہیں دیتی۔ ہمارے نزدیک موجودہ لڑائی سوشلزم اور اسلام کی نہیں بلکہ ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام اور غریب، بیکس، مفلوک الحال لوگوں، مظلوم کسانوں اور مزدوروں کی لڑائی ہے۔ اسلام ہر حال میں مظلوم کا ساتھ دینے کی تعلیم دیتا ہے۔

اجلاس میں طے پایا کہ پورے ملک میں محلہ وار کمیٹیاں بنائی جائیں۔ جو تمام مسلمانوں کے تعاون سے اتحاد و اتفاق کی تلقین کریں اور مسلمانوں کو باہم لڑنے سے روکیں۔

مقررین نے روزنامہ امروز کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ یہ اخبار اسلامیان پاکستان کا نڈر ترجمان ہے جو مغربی سامراج کے گماشتوں کے لئے کھلا چیلنج ہے۔ امروز کے صحافیوں کے قلم کو کوئی سامراجی طاقت نہیں خرید سکتی۔ مقررین نے اس جرأت پر امروز کو مبارکباد دی اور کہا کہ اخبار نے حق گوئی اور بے باکی کی جو روش اختیار کر رکھی ہے۔ اس سے امریکہ کی پالتو جماعت اسلامی بوکھلا گئی ہے اور اس نے امروز کے بائیکاٹ کی مہم شروع کر دی ہے۔

—— جمعیۃ اتحاد القراء پاکستان کے جنرل سیکرٹری قاری محمد شریف قصوری نے اسلامی نظام کے نفاذ پر زور دیا ہے اور تمام عناصر کو آئین اسلامی کے لئے متحد ہو کر جدوجہد کرنے کی تلقین کی ہے انہوں نے جماعت اسلامی کے طرز عمل پر افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ گول میز کانفرنس میں مولانا مفتی محمود کو اسلامی آئین کے بارے میں یادداشت پیش کی تو جماعت اسلامی کے امیر .... مودودی اور نظام اسلام کے رہنما چوہدری محمد علی اور مولوی فرید احمد نے بھی حمایت نہیں کی جو قابل مذمت ہے۔

—— مشہور رہنما غازی عبدالرحمٰن، جناب محمد عمر ایم، اے اور مولانا شہاب الدین نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے، کہ گول میز کانفرنس میں مودودی صاحب، چوہدری محمد علی اور مولوی فرید احمد کے رویہ پر اہالیان چنیوٹ کو انتہائی افسوس ہوا ہے کہ اسلام کے ان علمبرداروں نے مفتی محمود صاحب کے مطالبہ کی قطعی تائید و حمایت نہ کر کے اسلام دشمنی کا ثبوت دیا ہے اور ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ لوگ محض اپنی سیاسی اغراض اور حصول اقتدار کے لئے اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں اور .... مودودی تو جمہوری حکومت میں جگہ لینے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ ان رہنماؤں نے مولانا مفتی محمود کو ان کی کوششوں پر خراج تحسین پیش کیا ہے اور انہیں ملک میں اسلامی آئین کے نفاذ کی جدوجہد میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا ہے۔

—— انجمن تحفظ پاکستان کے صدر صاحبزادہ محمد اسلم چشتی قادری سجادہ نشین قصور اور جنرل سیکرٹری محمد عمر خیال نے ایک بیان میں .... مودودی کے اس بیان کی مذمت کی ہے جس میں انہوں نے اپنے کارکنوں سے کہا ہے کہ انہیں طاقت کے بل پر اس ملک پر قبضہ کر لینا چاہیئے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی اپنے ان عزائم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے غیر ملکی طاقتوں کی شہ پر تشدد کی پالیسی پر عمل پیرا ہو گئی ہے۔

—— تنظیم رضا کاران گوجرانوالہ کے سالار اعلیٰ خان محمد اکرم خان، سالار شہر جناب محمد آصف بٹ، سالار محلہ محمد سلیمان کھوکھر اور سالار خارجہ محمد مشتاق نے ایک بیان میں کہا ہے کہ گول میز کانفرنس میں جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی مولانا مفتی محمود نے اسلامی آئین کے نفاذ کے لئے جو ۲۲ نکات پیش کئے تھے۔ وہ تمام پاکستانیوں کی دلی آواز ہیں۔ گول میز کانفرنس میں .... مودودی نے اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ جمہوریت کی بحالی کے لئے اپنا وقت ضائع کرتے رہے

# پی ڈبلیو ڈی ورکشاپ مزدور یونین جام شورو حیدرآباد کے

## سیکرٹری کا خط قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جمہوری مجلس عمل نے جو نکات پیش کرنے کا خیال ظاہر کیا ہے۔ اس میں مزدور کے لئے صرف ہڑتال کا حق بحال کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ حالانکہ مزدور جو ملک کی صنعت میں اپنا ایک مقام رکھتا ہے اس کے کئی ایسے مسائل ہیں جو نظرانداز نہیں کئے جا سکتے۔ مثلاً (۱) یونین سازی کا حق (۲) رجسٹرار یونین کے غلط اختیارات کی منسوخی (۳) محکمہ پولیس کو ناجائز مداخلت سے روکنا (۴) مزدور اور اس کے خاندان کو طبی سہولیات فراہم کرنا (۵) فری رہائش کی آسانیاں فراہم کرنا (۶) سستے اناج کی دکانیں قائم کرنا۔ اس قسم کے بہت سے حقوق ایسے ہیں جو ملک کے سربراہ و سیاسی لیڈروں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

خصوصاً میں آپ کی توجہ صوبائی حکومت کے تحت پی ڈبلیو ڈی اریگیشن سکھر ریجن کی طرف دلانا چاہتا ہوں

(۱) جہاں محنت کش مزدور دن رات جنگلوں میں خون پسینہ ایک کر کے زندگی کا بہترین حصہ ۲۰، ۲۰ سال گذار چکا ہے مگر اب تک ورک چارج ہے۔

(۲) جہاں چارج مین، فورمین تین سو ساڑھے تین سو پانے کے باوجود خراب خستہ حالت میں ہیں۔ مگر افسر صاحبان صرف تین سو روپے پاتے ہوئے کار، بنگلے اور زمینوں کے مالک ہیں۔ بنگلوں پہ ملازمین کی قطار ہوتی ہے۔

(۳) جہاں قلی۔ اسکیل قلی۔ خلاصی۔ بیلدار۔ ای سا ٹھ ستر روپے ماہوار پر جھیا کیا جاتا ہے۔ جبکہ صوبائی وزیر محنت غیر ہنرمند کے لئے ۳/۴ روپے یومیہ مقرر کرتے ہیں۔

(۴) جہاں افسران ۱۰/۱۲ سالہ ملازمین کو کان پکڑ کر نکال دیتے ہیں۔ کوئی پراویڈنٹ فنڈ یا گریجوٹی نہیں دیتے۔

(۵) جہاں ملازمین کو رہائشی سہولیات فراہم نہیں کی جاتی۔ رائٹ بنک بیراج کالونی کی چھتیں تین تین سال سے غائب ہیں۔

(۶) جہاں بجلی کا نرخ شہر سے زیادہ وصول کیا جاتا ہے

(۷) جہاں سالوں کوارٹروں کو بجلی سے محروم رکھا جاتا ہے

(۸) جب کوئی مزدور قانون نافذ کیا جاتا ہے تو مرکزی وصوبائی حکومت کے تحت کام کرنے والے ملازمین کو مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔

(۹) ۱۹۶۳ء میں ۱۰ فیصدی کے اعلان کے باوجود ہم لوگ آج تک محروم ہیں۔

(۱۰) ابھی صوبائی حکومت نے جو عارضی اضافے کا اعلان کیا ہے جس کو دیگر محکمے تسلیم کر چکے ہیں مگر اس جگہ خاموشی ہے۔

(۱۱) اس جگہ کے ملازمین آج تک مستقل آباد نہ ہو سکے، نہ ان کا سروے کیا گیا۔ فقط

کاپی برائے غور

(۱) جناب فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب صدر کنونشن مسلم لیگ

(۲) مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب جماعت اسلامی

(۳) چوہدری محمد علی صاحب نظام اسلام

(۴) جناب عبدالولی خان صاحب نیشنل عوامی

(۵) جناب مفتی محمود صاحب جمعیۃ علماء اسلام

(۶) جناب ممتاز دولتانہ صاحب کونسل مسلم لیگ۔

اجنرل سیکرٹری پی، ڈبلیو، ڈی ورکشاپ

مزدور یونین جام شورو حیدرآباد)

---

## مودودی صاحب اسلامی قانون کی بجائے پارلیمانی نظام کے لئے کوشش کرتے رہے

لاہور۔ جامع مسجد حنفیہ فاروقیہ ریلوے روڈ کے خطیب قاری عبدالعزیز جلالی نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ گول میز کانفرنس میں مولانا مودودی پارلیمانی نظام حکومت کے لئے لڑتے رہے جبکہ جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندے تن تنہا اسلامی آئین کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ قاری صاحب نے کہا ہے کہ مولانا مودودی کہتے ہیں کہ نئی اسمبلی ہی اسلامی قانون نافذ کریگی قاری صاحب نے مولانا مودودی سے دریافت کیا ہے کہ وہ ۴۴

۴۴ یہ کس طرح ضمانت دے سکتے ہیں کہ نئی اسمبلی میں ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے جو قرآن وسنت کے شناسا ہوں گے قاری صاحب نے صدر ایوب کو ان کا وعدہ بھی یاد دلایا ہے کہ اگر علماء کرام متحدہ طور پران کے سامنے اسلامی قانون کا مسودہ پیش کریں تو وہ آنکھیں موند کر اس پر دستخط کر دینگے قاری صاحب نے کہا ہے کہ یہ مسودہ مفتی محمود نے گول میز کانفرنس میں پیش کر دیا تھا۔

---

# قرآن کریم کی حرمت کو سیاسی مقاصد کا آلہ کار بنانا مذموم حرکت ہے،

## واقعات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرا کر ذمہ دار افراد کیخلاف سخت کاروائی کی جائے

### جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کا مشترکہ بیان

راولپنڈی ۱۳ مارچ۔ جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ قرآن کریم کی حرمت کو سیاسی مقاصد کا آلہ کار بنانا مذموم حرکت ہے۔ مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ اس نازک دور میں جبکہ جذبات نے نفع اور نقصان کا توازن ختم کر دیا ہے۔ ذاتی اور سرکاری جائیدادوں کو نذر آتش کرنے کے بعد اب جماعتی دفتروں اور کتب خانوں پر حملے شروع کر دیئے گئے ہیں۔ مشترکہ بیان میں اس بات پر افسوس کا اظہار کیا گیا کہ قرآن کریم کی حرمت کو سیاسی مقاصد کا آلہ کار بنا کر اسلام اور اس کی مقدس کتاب کی دانستہ یا نادانستہ توہین کی جا رہی ہے۔ انہوں نے بیان میں تمام لوگوں سے شرافت کے نام سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی مذموم اغراض کی خاطر قرآن کریم کو بازیچہ اطفال نہ بنائیں۔

انہوں نے کہا کہ اس بات سے قطع نظر کہ آیا واقعی قرآن کریم کی بے حرمتی کی گئی ہے یا نہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ بیرونی ممالک جن کی اسلام دشمنی کے خلاف ہم احتجاج کرتے رہے ہیں وہ کیا کہیں گے کہ اب مسلمان خود اپنے قرآن کو جلا رہے ہیں مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ان واقعات کی جلد از جلد غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے اور ثبوت مہیا ہونے پر ذمہ دار افراد کے خلاف خواہ وہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں سخت کاروائی کی جائے۔

---

## جمعیۃ علماء اسلام مریدکے کی مجلس عاملہ کی تشکیل

مریدکے میں جمعیۃ علماء اسلام کا ایک اجلاس ہوا۔ جس میں مجلس عاملہ کی تشکیل کی گئی۔ مندرجہ ذیل اراکین منتخب ہوئے۔

جناب شیخ نذیر احمد صاحب۔ ڈاکٹر عبدالحق تارڑ

میاں عبدالحفیظ صاحب ــ صوفی مفیض اللہ صاحب

مولوی ثناء اللہ صاحب لائبریرے۔ مولوی غلام سرور صاحب

چوہدری محمد افضل صاحب

عبدالحق تارڑ

ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام

مریدکے ضلع شیخوپورہ)

## غنڈہ گردی اور تشدد کی مذمت

لاہور ۱۶ مارچ۔ آج جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے ایک اجلاس میں جو مولانا محمد ابراہیم صاحب خازن جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس نے چٹان کے دفتر پر پتھراؤ۔ مولانا احسان الٰہی ظہیر مدیر الاعتصام کے ساتھ بدسلوکی، مولانا عبدالحمید بھاشانی پر قاتلانہ حملہ، مختلف سیاسی پارٹیوں کے دفاتر نیز قومی و نجی املاک کی توڑ پھوڑ اور آتش زنی اور قرآن حکیم کو سیاسی اغراض کے لئے آلہ کار بنانے کی شدید مذمت کی ہے اور ملک میں تشدد اور غنڈہ گردی کی راہ پر گامزن ہونے والے تمام افراد کو متنبہ کیا گیا کہ ان کی یہ کاروائیاں ملک وملت کے لئے کھلا ہوا چیلنج ہیں اور جمعیۃ علماء اسلام ان تمام کارروائیوں کو نفرت اور غم وغصہ کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ جمعیۃ کے اس اجلاس نے اپنے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ تشدد کی تمام کاروائیوں سے اجتناب کریں اور امن و آشتی کی راہ ہموار کریں۔

# غیر اسلامی قوانین منسوخ کئے جائیں

## تھانہ قریشی

مورخہ ۷/۲/۶۹ بروز جمعہ مقامی جمعیۃ علماء چوک تھانہ قریشی تحصیل و ضلع مظفرگڑھ ۱۲ بجے قبل از نماز جمعہ منعقد ہوا۔ عائلی قوانین اور منصوبہ بندی کے خلاف محضر ناموں پر دستخط کئے گئے اور جمعہ کے اجتماع عام میں باتفاق رائے یہ قرارداد پاس کی گئی۔

چوک تھانہ قریشی ضلع مظفرگڑھ میں جمعہ کا یہ عظیم اجتماع جمہوری عمل اور صدر ایوب سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ عائلی قوانین اور منصوبہ بندی جیسے غیر اسلامی قوانین منسوخ کر کے اسلامی قوانین جاری کئے جائیں۔

(عبدالغفور امیر جمعیۃ علماء اسلام تھانہ قریشی)

## دوآبہ ضلع میانوالی

جمعہ ۷ مارچ کو جامع مسجد دوآبہ ضلع میانوالی میں قبل نماز جمعہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام دوآبہ کی تقریر کے دوران مندرجہ ذیل قراردادیں پاس ہوئیں

(۱) مسلمانان دوآبہ کا یہ عظیم اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ عائلی قوانین، ارتداد کی تبلیغ، خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ تمام خلاف اسلام قوانین و منصوبوں سے ملک کو پاک کیا جائے۔

(۲) نیز یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جس مقصد کے لئے یہ ملک بنا وہ مقصد پورا کرتے ہوئے ملک پاکستان میں کتاب و سنت کے مطابق اسلامی آئین نافذ کیا جائے۔

(ڈاکٹر محمد امیر ناظم جمعیۃ علماء اسلام دوآبہ)

## کلاچی

۲۷/۲/۶۹ کو حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ ڈویژن نے عید کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ملک میں بے اطمینانی اور انتشار کے اسباب کا خاکہ پیش کرتے ہوئے مندرجہ ذیل قراردادیں پیش کیں جسے ہزاروں کے اجتماع نے پرزور تائید سے پاس کیا۔

(۱) مسلمانان کلاچی کا یہ عظیم اجتماع ملک میں موجودہ بے اطمینانی اور انتشار کو بیحد تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس اجتماع کی نظر میں اس کا واحد سبب ملک میں غیر اسلامی قوانین کا اجراء، مساوات اسلام سے روگردانی، اقربا نوازی، زرانددوزی اور انتظامیہ کی بدعنوانی ہے۔ اس لئے مذکورہ چیزوں کو فی الفور ختم کر کے انتشار کا خاتمہ کیا جائے۔

(۳) اس اجتماع کا مطالبہ ہے کہ مذاکرات کانفرنس میں مختلف المسلک ۳۱ علماء کے مرتب کردہ ۲۲ بنیادی اصول پر حکومت کے دستور کی بنا رکھی جائے تاکہ یہ ملک صحیح طور پر اسلامی ملک کہلانے کا مستحق ہو۔

(۴) اس اجتماع کی نظر میں اگر ان وسیع مذاکرات میں آئین اسلامی کو سرورق نہ رکھا گیا اور عائلی قوانین جیسے مردود اور خلاف شریعت قوانین کو منسوخ نہ کیا گیا تو موجودہ نفرت اور انتشار و تشویش ہرگز ختم نہیں ہوں گے

محمد زمان

(ناظم جمعیۃ علماء اسلام کلاچی)

## بقیہ :- شذرات

کے تحت ایک جلوس کی شکل میں نیلہ گنبد جا کر جماعت اسلامی حلقہ لاہور کے دفتر کو آگ لگا دی جس سے دوسرے نقصان کے علاوہ بعض اخبارات کے مطابق تفہیم القرآن کا ایک نسخہ بھی آگ کی نذر ہو گیا۔ جمعیۃ علماء اسلام اور ترجمان اسلام نے ہمیشہ اس توڑ پھوڑ اور سیاسی جلسوں میں ہنگامہ آرائی کی مذمت کی ہے۔ آج ان کالموں میں ہم بہرحال واقعات کی مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور خاص کر قرآن کریم کا اس موقعہ پر نام استعمال کرنا گویا کہ مسلم عوام کے جذبات کو ابھارنا ہے۔ لاہور کے اس افسوسناک واقعہ کے دوسرے روز اخبارات نے خبر دی کہ ملتان میں جماعت اسلامی اور اسلامی جمعیۃ طلباء نے لاہور میں جماعت اسلامی کے دفتر پر حملہ کرنے اور اس کو آگ لگانے کا بدلہ لینے کے لئے مقامی پی، پی، پی کے دفتر پر پتھراؤ کیا اور پارٹی کے پرچم کو نذر آتش کر دیا۔ جلوس نے آگے جا کر حسین آگاہی میں نیشنل عوامی پارٹی کے ایک لیڈر کے مکتبہ کو آگ لگا دی۔ جس میں مولانا عبیداللہ سندھی کی تفسیر حضرت شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ اور قرآن کریم کی متعدد جلدوں کو آگ لگا دی

انا للہ و انا الیہ راجعون

سیاسیات میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کے لئے اپنے آپ کو مذہب کا علمبردار کہنے والوں نے قرآن کو درمیان میں لا کر کھڑا کر دیا اور اسلامی مملکت میں قرآن کی اس قدر بے حرمتی خدا کی پناہ۔

بالفرض اگر مان بھی لیا جائے کہ لاہور میں سوشلزم کا نعرہ لگانے والوں نے مودودی صاحب کی تفسیر کو آگ لگائی اور بقول ان کے وہ بے دین اور کمیونسٹ ہیں۔ لیکن جماعت اسلامی اور اسلامی جمعیۃ طلباء کے ورکروں نے کون سے اسلام کی رو سے ملتان میں ایک مکتبہ پر جس میں قرآن کریم اور تفاسیر کی کتب تھیں حملہ کر کے اس کو آگ لگائی جس کے نتیجہ میں دوسری کتب کے علاوہ قرآن کریم کے نسخے بھی آگ کی لپیٹ میں آ گئے۔

اس موقعہ پر ہم ان جماعتوں کے رہنماؤں سے جن کے کارکن یہ کارروائیاں کر رہے ہیں گذارش کریں گے کہ وہ اپنی جماعتوں کو ایسے عناصر سے پاک کریں۔ اور اگر خدانخواستہ ان رہنماؤں کی ہدایت پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو پھر ہم اتنا عرض کریں گے کہ وہ رہنما اس ملک میں خانہ جنگی کرا کر انڈونیشیا والے حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کالموں کے ذریعہ لاہور اور ملتان میں ہونے والے ان واقعات کی مذمت کرتے ہیں اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات کے سلسلہ میں ہائیکورٹ کے کسی جج کے ذریعہ تحقیقات کرائی جائے اور ان واقعات میں ملوث افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

(خورشید بھیروی)

## بقیہ :- مفتی محمود صاحب کا خطاب

مفتی صاحب نے کہا کہ ایوب خاں کی حکومت نے بیرونی ملکوں سے جو قرضے لئے۔ وہ چند صنعت کاروں کے حوالے کر دیئے گئے اور ان کا بوجھ پوری قوم کو برداشت کرنا پڑا

آپ نے کہا کہ اگر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں خلیفہ کی بیوی کے زیورات قومی ملکیت میں لئے جا سکتے ہیں۔ تو ناجائز ذرائع سے قائم کردہ صنعت کاروں کی ملیں بھی قومی ملکیت میں لی جا سکتی ہیں۔ اگر کوئی کارخانہ انفرادی ملکیت میں ہو تو مزدوروں کے حقوق متعین کئے جا سکتے ہیں مفتی محمود نے علماء پر زور دیا کہ کتاب و سنت کی روشنی میں جلد از جلد معاشی پروگرام قوم کے سامنے پیش کریں

آپ نے کہا آج ملک دوراہے پر کھڑا ہے۔ یہ ملک اسلام کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا۔ آج اسے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اسے اسلام کی طرف جانا ہے کہ سوشلزم کی طرف مفتی صاحب نے کہا۔ پاکستان اسلام کی بنیاد پر بنا ہے اور اسے اسلام ہی کی اساس پر زندہ رہنا چاہئے۔ اور ایسے تمام ذرائع اختیار کرنے چاہئیں جس سے پاکستان کی یہ بنیاد مضبوط و مستحکم ہو۔

مفتی صاحب نے نوائے وقت میں عثمان بھٹی کے شائع ہونے والے اشتہار پر جس میں اسلام کا بھی ذکر کیا گیا ہے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اب مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا وقت گذر چکا ہے۔ یہ صنعت کار اب اپنے مفاد کی خاطر اسلام کی پناہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ لیکن یہ عوام کو دھوکہ دینے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

## مذہب کے نام پر تشدد قابل مذمت ہے

### حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کا بیان

ملتان ۱۶ مارچ۔ جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی مولانا مفتی محمود نے مولانا بھاشانی پر مبینہ حملے کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ پاکستان اسلام کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور اسلام کے لئے ہی قائم رہے گا۔ لیکن جو لوگ مذہب کا نام لیکر تشدد کی تلقین کر رہے ہیں۔ وہ اسلام کی توہین کر رہے ہیں نظریات میں اختلاف کی بنا پر مولانا بھاشانی کے ساتھ جو ناروا سلوک ہوا ہے وہ پاکستان دشمن افراد ہی کو زیب دیتا ہے۔ اگر اس رجحان کو بڑھنے دیا گیا۔ تو جمہوری اقدار پامال ہو جائیں گی اور جمہوریت کی بحالی کی حالیہ جدوجہد پر بھی پانی پھر جائے گا۔

## جمعیۃ علماء اسلام ٹبل

جمعیۃ علماء اسلام ٹبل ضلع ہزارہ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد یوسف صاحب نے آج جامع مسجد ٹبل میں جمعہ کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم اپنا ایک مکمل ضابطہ حیات رکھتے ہیں۔ ہم اسلام کے بغیر کسی دوسرے نظریے کو اس ملک میں چلنے نہیں دیں گے۔

(ناظم جمعیۃ علماء اسلام ٹبل)

# خطبۂ صدارت

## آئین شریعت کانفرنس ڈیرہ اسماعیل خاں

منعقدہ ۷ ، ۸ ، ۹ ، مارچ ۱۹۶۹ء

(۲)

لیکن آج کس قدر بدبختی کا مقام ہے کہ اسلام کا راستہ کافر نہیں بلکہ نام نہاد مسلمان اور اسلامی نام رکھنے والے ہی روک رہے ہیں۔ کہیں مولوی پر پھبتی کسی جارہی ہے۔ کہیں اسلام کو فرسودہ نظام قرار دیا جارہا ہے۔ کہیں اسلام میں طرح طرح کے غیر اسلامی نظریات و عقائد داخل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور کہیں اس پاکیزہ نام کے ساتھ مختلف "ازموں" اور نظام ہائے کفر کی پیوندکاریاں کرکے اس جامع و اکمل اور ابدی آئین و دستور کو ناقص ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی جارہی ہے۔

### اسلام یا آئین شریعت مکمل ضابطۂ حیات اور جامع دستور زندگی ہے

برادران عزیز! اچھی طرح جان لیجئے کہ اسلام محض رسوم و رواج اور نماز روزہ و عبادت کا ہی نام نہیں۔ یہ ایک جامع و مانع نظام حیات ہے۔ ایک مکمل اور منظم دستور زندگی ہے۔ انسانیت کے ہر ہر گوشہ اور ہر ہر شعبہ پر یہ حاوی ہے اور انسانی اعمال کا کوئی مناقشہ ایسا نہیں جس کے لئے یہ حکم اور قول فیصل نہ رکھتا ہو۔ یہ اپنی توحید تعلیم میں انتہائی غیور ہے اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی چوکھٹ پر جھکنے والے کسی دوسرے دروازے کے سائل بنیں۔ مسلمانوں کی اخلاقی زندگی ہو یا عملی۔ سیاسی ہو یا معاشرتی۔ دینی ہو یا دنیاوی۔ حاکمانہ ہو یا محکومانہ۔ وہ ہر زندگی کے لئے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکھتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ آخری اور عالمگیر مذہب نہ ہوتا

خوب یاد رکھئے! یہ نہیں ہوسکتا اور یہ اسلام کے مزاج کے خلاف ہے کہ ایک شخص توحید تو اسلام سے لے، لیکن عبادت کے لئے مسجد، مندر اور کلیسا کو یکساں سمجھے یا رسالت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ایمان لے آئے لیکن معاشیات کے قاعدے کارل مارکس سے، دستور مملکت کے رموز ناخدایان مغرب سے اور اخلاق کے ضابطے گوتم بدھ سے سیکھنے جائے۔ معاملات۔ معاشیات، اخلاقیات، اجتماعیات اسلام کے سب اپنے ہیں کسی اور دین کسی اور نظریے کی پیوندکاری اس کے ساتھ نبھ ہی نہیں سکتی۔

### اسلامی جمہوریت اور اسلامی سوشلزم وغیرہ

عزیزان گرامی!

آج کل ان اصطلاحات پر بڑی بڑی بحثیں ہو رہی ہیں۔ اور اخبارات کے کالم کے کالم سیاہ ہو رہے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں اصطلاحیں اسلام کے مزاج کے خلاف ہیں۔ جو شخص اسلامی جمہوریت کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ وہ بھی اسلام کو ناقص تصور کرتا ہے اور جو اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کو رواج دینے کے غم میں گھلا جارہا ہے وہ بھی اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات نہیں سمجھتا

اس سلسلہ میں بڑا فریب یہ دیا جاتا ہے کہ ان ازموں اور طرز ہائے زندگی میں شامل سب کچھ اسلام میں ہے اور یہ نظریہ اسلام کے خلاف نہیں۔ ان حضرات کی خدمت میں بڑے ادب سے گذارش کرتے ہیں کہ بھائی! اگر یہ سب کچھ اسلام میں ہے اور اسلام کے خلاف یہ نظریہ نہیں تو پھر اس کا نام جمہوریت یا سوشلزم رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسے صرف اسلام ہی کیوں نہ کہہ دیا جائے۔ اسلامی جمہوریت یا اسلامی سوشلزم کی پیوندکاری سے کیا حاصل ہے؟ اور ریشم کے پاکیزہ و صاف کپڑے میں یہ ٹاٹ کا پیوند کیوں لگانا چاہتے ہو۔

صاف اور سیدھی بات یہی ہے کہ نہ اسلام کا مزاج مغربی جمہوریت سے لگا کھاتا ہے اور نہ ہی کمیونزم کو اسلام سے سروکار ہے۔ اسلام فقط اللہ عز اسمہ جل مجدہٗ کی حاکمیت کا قائل ہے۔ اس کا اعلان ان الحکم الا اللہ۔ ہے

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

اسلام میں سربراہ مملکت کا کام نیابت و خلافت ہے اس کا پیغمبر بھی قانون خداوندی ہی کا نفاذ کراتا ہے اور اپنی خواہشات کے پیچھے کسی کو نہیں چلاتا۔ اسی لئے ان کا معاشی نظام کسی فنی اور طبقاتی تقسیم کی نفرت پر مبنی نہیں بلکہ توحید کے فطری اصول پر قائم ہے۔ اسلام نہ اشتراکی آمریت کا حامی ہے اور نہ یورپ کے سرمایہ دارانہ نظام کا موید ہے۔ اسلام شخصی ملکیت کے بنیادی حق کو تسلیم کرتے ہوئے کسی کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ دوسروں کے حقوق کا استحصال کرسکے۔

### آئین شریعت بے مثل ہے

برادران اسلام! آئین شریعت ہر اعتبار سے منفرد اور بے مثل ہے۔ دنیا کا کوئی آئین اور دستور اس کی ہمسری نہیں کرسکتا۔ دنیا کی حکومتوں کے قوانین و دساتیر چند انسانوں کے باہمی صلاح و مشورے کے مرہون منت ہیں اور ظاہر ہے کہ انسانوں کا بنایا ہوا کوئی قانون نقائص سے پاک نہیں ہوسکتا اس لئے کہ انسان خود ناقص اور اخلاقی کمزوریوں کا حامل ہے نیز اس کی عقل بھی محدود ہے۔

عزیزان محترم! یہ شرف صرف آئین اسلامی ہی کو حاصل ہے کہ وہ اس ذات بے ہمتا کا بنایا ہوا ہے جس کا علم زمین و آسمان کے ذرے ذرے پر حاوی ہے اور جو ہر انسان کی فطری اور طبعی ضروریات سے بخوبی واقف ہے۔ اس لئے اس کا بنایا ہوا قانون ہی ہر زمانہ میں ساری دنیا کے تمام انسانوں کی ضروریات کا ضامن اور کفیل ہوسکتا ہے۔

خوش نصیب ہیں آپ حضرات کہ قانون الٰہی کے وارث ہیں اور یہ آپ کے پاس محفوظ ہے۔ لیکن انتہائی بدقسمتی ہے کہ اسے عملی زندگی میں نہ اتارا جائے۔

### آزما کر دیکھئے

معزز حضرات! آئین شریعت کی پکار سنو اور اس پر کان دھرو۔ اگر تمہیں کسی قسم کا شک و اشتباہ ہے کہ یہ قانون کس طرح ایک قوم کے لئے زندگی بخش ہوسکتا ہے اور محض دستور اسلامی پر کیسے حیات قومی کا انحصار ہے تو اپنے ماضی کو دیکھ لو۔ قرون اولیٰ کی شاندار روایات آپ کے سامنے ہیں اور اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز کا دور حکومت آئینہ تاریخ میں آج تک پوری آب و تاب سے جگمگا رہا ہے۔ پھر اس کا موازنہ موجودہ مغربی قوانین سے کیجئے اور دیکھئے کہ کوئی دور کی نسبت بھی ایسے اس قانون سے ہے؟ اپنے ہی ملک کے قانون کو دیکھ لیجئے اس کی دھجیاں بکھیری جارہی ہیں اور دنیا جانتی ہے کہ انسان کا بنایا ہوا کوئی قانون اٹل اور غیر متبدل نہیں۔

آئیے! ہم سب مل کر جو آئین شریعت کانفرنس میں شریک ہیں یہ عہد کریں کہ ہم اس ملک میں آئین و قوانین شریعت نافذ کرکے دم لیں گے اور اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی سے بھی ہرگز دریغ نہیں کریں گے۔ کیونکہ اسی میں ملک کے استحکام و سالمیت کی ضمانت ہے۔

حضرات محترم!

اس اعلان کے بعد اب مجھے اجازت دیجئے کہ موجودہ حالات اور آئندہ طریق عمل کی نسبت اپنی ناچیز رائے آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

آپ سب جانتے ہیں کہ ہمارا یہ اجتماع جس کے انعقاد پر آپ کو خطبہ شروع کرنے سے قبل میں مبارکباد پیش کرچکا ہوں۔ ایک جماعتی عمل ہے۔ ہم سب جمع ہوئے ہیں کہ آئین شریعت کے نفاذ کی راہیں سوچیں اور اپنے گم کردہ مقصد کی جستجو کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ حکمت الٰہی نے تمام اعمال کی کامیابی کے لئے جو شرائط مقرر کردی ہیں وہ اس عمل کی کامیابی کے لئے بھی ضروری سمجھیں۔ چنانچہ ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ مقصد کی جستجو سے پہلے خود اپنے اندر ان شرائط کی جستجو کرلیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قوتیں عطا فرمائی ہیں۔ دماغ دیا ہے جو ارادہ کرتا ہے اور اعضاء و جوارح دیئے ہیں جو اس ارادے کو عمل میں لاتے ہیں۔ پس ہر انسانی عمل کی کامیابی کے لئے قدرتی طور پر دو باتیں ضروری ہیں۔ ارادہ کا صحیح ہونا اور فعل کا صحیح ہونا اور منصوبہ بندی سے انجام پانا دنیا کا کوئی عمل نہیں جو ان دو شرطوں کے بغیر وجود میں آسکے لہٰذا اس راہ کی سب سے پہلی شرط نیت کا اخلاص ہے یعنی جو کام کیا جائے اس سے مقصود صرف رضائے الٰہی اور

اور ادائے فرض ہو۔ غرض یہ ہے کہ نفس اور ذات کی خواہشوں اور آلودگیوں کو اس میں کوئی دخل نہ ہو۔ بلا شبہ ہمارا مقصد نہایت عظیم ہے اور ہم نے ادائے فرض اور خدمت انسانی کی ایک ایسی راہ منتخب کی ہے۔ جس سے بڑھ کر ذمہ داری کی انسان کے لئے کوئی راہ نہیں ہو سکتی۔ ہمارے کاندھوں پر اللہ کے رسولوں اور نبیوں کی نیابت کا مقدس بوجھ ہے اور ہمارے سامنے حق کی شہادت اور امت مرحوم کے احیاء و تجدید کا عظیم الشان کام ہے۔ پس اگر ایسے مقدس اور اعلیٰ و ارفع کام کے لئے بھی ہم خلوص نیت نہ رکھ سکیں اور اغراض و اہواء کی کدورتیں ہمارے دلوں کو ملوث کرتی رہیں تو ہمارے لئے یہ مقام شرم و ندامت ہے۔ اس راہ کی دوسری شرط کام کی صحیح منصوبہ بندی اور صحت و صلاحیت عمل ہے۔ جب ارادہ و اعتماد صحیح ہو گیا تو اب اس کو فعل میں لانے کے لئے جو طریقے اختیار کئے جائیں وہ نہج حق و صواب پر ہوں۔ ہر طرح کی گمراہی، کجروی اور کمزوری و نقائص سے محفوظ ہوں۔ اس بارے میں قرآن حکیم نے ہمیں بتایا ہے کہ تمام برکاتِ عمل کا اصلی مبداء اور سرچشمہ سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

پس اے عزیزانِ گرامی! یہی دو شرطیں ہیں جن کی تکمیل پر ہمارے تمام اعمال کی کامیابی موقوف ہے۔ اور اس سلسلہ میں خلافت راشدہ کا نظام اور اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاں بازیاں اور سرفروشیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اور انہیں کے طریق پر چل کر ہم اپنی منزل کو سر کر سکتے ہیں۔

حضرات علماء کرام و ارکان جمعیۃ!

اس وقت بہت بڑی آزمائش ہمارے طریق کار کے لئے درپیش ہے۔ لیکن آزمائشوں سے گزرنا ہماری روایت اور اسلاف کی سنت ہے۔ علماء حق نے گذشتہ چودہ صدیوں میں جس طرح اپنا فرض منصبی انجام دیا ہے اور دعوت و اعلانِ حق کی راہ میں جس طرح قربانیاں اور سرفروشیاں کی ہیں دنیا کی کسی قوم کی تاریخ حق پرستی کی ایسی درخشندہ مثالیں نہیں دکھا سکتی۔

وہ دیکھئے! امام دار الہجرۃ حضرت مالک بن انس مدینہ کی گلیوں میں جا رہے ہیں۔ ان کی مشکیں اس قدر سے کس دی گئی ہیں کہ دونوں بازو اکھڑ گئے ہیں اور اوپر سے پیہم تازیانے کی ضربیں پڑ رہی ہیں۔ اس عالم میں بھی جب زبان کھلتی ہے تو اسی مسئلہ کا اعلان کرتے ہیں جسے حق سمجھتے ہیں۔ لیکن وقت کی حکومت اسے بزور طاقت روکنا چاہتی ہے۔

وہ دیکھئے! گورنر مدینہ مسلمانوں کے اس امام اور عاشق خیر الانام کو تشہیر و تذلیل کے لئے اونٹ کی برہنہ پیٹھ پر سوار کرا کے گشت کرا رہا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ جب کوئی بازار یا مجمع ان کے سامنے آتا ہے تو عین ضرب تازیانہ کی حالت میں کھڑے ہو جاتے اور پکار کر کہتے ہیں۔ من عرفنی و من لم یعرفنی فانا مالک بن انس اقول ان الطلاق المکرہ لیس بشئی ہو۔

اب امام ابن حنبل رحمۃ اللہ کو دیکھئے! معتصم باللہ جیسے قاہر و جابر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہیں۔ تو جلاد یکے بعد دیگرے تازیانے لگا رہے ہیں۔ پیٹھ زخموں سے لہولہان ہو گئی ہے۔ تمام جسم خون سے رنگین ہو چکا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ جس مسئلہ کو وہ کتاب و سنت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس کا ایک مرتبہ اقرار کر لیں۔ لیکن اس پیکر عزیمت، مجسمۂ کتاب و سنت اور صابر و شاکر کی زبانِ صدق ترجمان سے یہی صدا بلند ہو رہی ہے۔

اعطونی شیئًا من کتاب اللہ و سنۃ رسولہٖ

امامنا الاعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھئے قید خانۂ بغداد میں اسیر ہیں۔ لیکن اس کے باوجود منصور عباسی جیسے قاہر و سفاح بادشاہ کے حکم کے سامنے ان کا سر نہیں جھکتا۔

دور نہ جایئے! اسی برصغیر پاک و ہند میں حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس چہرہ پر نظر دوڑایئے۔ قلعہ گوالیار میں قید ہیں۔ مگر جہانگیر کے آگے اس سر کو جھکانے کے لئے تیار نہیں جس کو اللہ نے صرف اپنے ہی آگے جھکنے کے لئے بنایا ہے۔

پھر اس سے بھی قریب آ جایئے۔ وہ دیکھئے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ عین جوارِ حرم میں گرفتار کئے جا رہے ہیں۔ ستر برس کی عمر ہے اور جب ان کا قد ان کے دل کی طرح اللہ کے آگے جھک چکا ہے۔ اپنے شاگرد باصفا اور ہمارے مخدوم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے جان نثاروں کے جلو میں اسارتِ مالٹا کے پانچ سال گذارنے کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور یہ مصیبت انہیں صرف اس لئے برداشت کرنا پڑ رہی ہے کہ اسلام کی تباہی و بربادی پر ان کا خدا پرست دل ہرگز صبر نہیں کر سکتا۔ اور انہوں نے اعداء حق کی مرضیات و اہواء کی تسلیم و اطاعت سے مردانہ وار انکار کر دیا ہے۔

اب ان کے بعد حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز اور حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قافلہ آتا ہے اور وہ دیکھئے یہ اصحاب عزیمت و استقامت جیل کی کال کوٹھڑیوں کو قال اللہ اور قال الرسول کی دلنواز صداؤں سے زندہ کر رہے ہیں۔ ان کا مشن یہ ہے کہ جان چلی جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آن باقی رہ جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختم المرسلینی میں سرمو فرق نہ آنے پائے۔

وہ غور فرمایئے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کی بسیط فضاؤں میں سرگرم نظر آ رہے ہیں۔ اور اور ارباب پاکستان سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ پاکستان جس اساس اور نظریہ کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا اس کی تکمیل کرو۔ ان کی روح پکار پکار کر کہ رہی ہے کہ مجھ سے بے وفائی نہ کرو۔ میری انتھک کوششوں سے پیش کردہ قرار داد مقاصد کو فراموش نہ کر دینا اور اس ملک میں آئین شریعت نافذ کر کے رہنا۔

دیکھو! اگر تم نے اس ملک میں اسلام کو نافذ نہ کیا تو مجھے قیامت کے دن خدا اور رسول اور اپنے ان معاصر علماء کے سامنے جن سے میں نے پاکستان کے بارے میں اختلاف کیا تھا شرمندہ ہونا پڑے گا۔

ذرا سوچو تو سہی کہ اگر آپ اسلام کو پس پشت ڈال کر پاکستان میں اور کوئی نظام رائج کر لیتے ہیں تو پھر حصول پاکستان کا اور اس راستے میں دی گئی قربانیوں کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔

حضرات! اب میں نہایت ہی تھوڑے سے وقفہ کے نوٹس پر جو کچھ سپرد قلم کر سکا ہوں۔ اسی پر اکتفا کرتے ہوئے آخر میں صرف اس قدر گذارش کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اراکین جمعیۃ اور ملک کے تمام دین پسند باشندوں کو آئین شریعت کے نفاذ کے لئے اپنی مساعی تیز سے تیز تر کر دینی چاہئیں۔ ورنہ حشر کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہمارے گریبانوں میں ہوگا اور وہ سوال کر رہے ہوں گے کہ تم نے میری امانت کو جو کتاب و سنت کی شکل میں آپ کے پاس چھوڑ آیا تھا کیوں پس پشت ڈال دیا اور تم نے میرے پیغام سے مسلسل اعراض و اغماض کیوں روا رکھا؟

اراکین جمعیۃ اور حضرات علماء کرام!

موجودہ حالات میں میری رائے کے مطابق ہمارے لئے ضروری اور لازم ہے کہ ہم آئین شریعت کے نفاذ کی آواز کو موثر اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے کم از کم مندرجہ ذیل مقاصد کو فوری طور پر اپنائیں۔

(۱) ملک کے دین پسند حلقوں میں اتحاد و اتفاق کی پوری کوشش کریں (۲) طلباء جو مستقبل کے معمار اور قوم کا بہترین سرمایہ ہیں ان کی ذہنی و فکری اور علمی و اخلاقی تربیت کی طرف فوری توجہ دیں اور ان میں دینی اقدار کو اجاگر کرنے کے لئے جامع منصوبے بنائیں

(۳) ملک کی مزدور جماعتوں کی تنظیم کریں کیونکہ ان سے بے نیاز رہ کر ہم آئندہ کوئی کام نہیں کر سکتے۔

(۴) زندگی کے ہر گوشے میں تحریر و تقریر کے ذریعہ عوام کی مکمل رہنمائی کریں اور اپنے اخلاق و عمل اور دلائل و براہین کے زور سے ان کے دلوں اور دماغوں میں یہ حقیقت راسخ کر دیں کہ اسلامی نظام اور آئینی شریعت دیگر تمام ادیان اور ازموں سے کہیں اعلیٰ و برتر ہے

(۵) عوام کی مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی اصلاح و ترقی کے لئے ایسی تعلیم گاہوں کا اجراء کرنا چاہئے۔ جہاں مرتب و مسلسل لیکچروں کے ذریعہ اس طرح تعلیم دی جائے کہ ہر مہینے کا ایک معین کورس ہو اور اس میں ایک خاص مقدار کی مفید اور ضروری معلومات موجود ہوں

(۶) کوشش کریں کہ جمعہ کے خطبات کی اصلاح ہو اور ان کے ذریعہ ضروری اور مفید معلومات سامعین کو ہفتہ وار مل سکیں چنانچہ اس پروگرام کے نفاذ کے لئے لیکچروں کی ترتیب و اشاعت ضروری ہے اور اس کا خود جمعیۃ علماء اسلام کو دین پسندوں کے تعاون سے انتظام کرنا چاہئے۔

حضرات! آخر میں ان معروضات کے بعد میں اللہ تعالیٰ سے توفیق عمل کے لئے دست بدعا ہوں اور صرف اس قدر کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اگر ہماری نیتیں اخلاص سے اور ہمارے قلوب ایمان کی حلاوت سے خالی نہیں ہیں تو ہمیں راہ کی مشکلات پر نہیں بلکہ رہنمائے حق کی دستگیری پر نظر رکھنی چاہئے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اہالیانِ ڈیرہ اسماعیل خاں اور جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ کے قابل فخر رہنماؤں اور اراکین کو اس کانفرنس کے بروقت انعقاد پر ایک مرتبہ پھر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان کانفرنس کو آئین شریعت کے نفاذ کے لئے سنگ میل

از: مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ
ساہیوال ضلع سرگودھا

# مسئلہ عصمتِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۷)

(۲) ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لہمت طائفۃ منھم ان یضلوک۔ اگر آپ پر خدا کا فضل اور رحمت نہ ہو (جو کہ ہمیشہ آپ پر رہتا ہے) تو ان میں سے ایک گروہ نے تو یہ ارادہ کر ہی لیا تھا کہ آپ کو غلطی میں ڈال دیں (پ۵)

ان آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہر وقت شامل حال ہے۔ جس کے لئے عصمت و حفاظت کا دوام ضروری اور لازم ہے۔ بلکہ پہلی آیت میں تو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنزیہہ اور عصمت کے ثابت کرنے میں کمال مبالغہ فرمایا گیا ہے۔ اور آپ کی معصومیت کو نہایت ہی زوردار طریقہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ رکون (جھکنے) کے پہلے درجہ جو کہ ایک خفیف اور ہلکا امر اور وسوسہ کا مرتبہ ہے اور قطعاً مذموم نہیں ہے۔ اس کے قرب کی بھی آپ سے نفی فرما دی گئی ہے۔ یعنی آپ عصمت کے اس قدر اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہیں کہ آپ کو نہ یہ کہ صرف رکونِ قلیل (کچھ جھکنے) سے ہی بچایا گیا بلکہ اس کے قرب سے بھی بچایا گیا ہے۔ منکرین عصمت انبیاء کے اس آیت سے استدلال کرنے کا ذکر امام رازی نے بھی کیا ہے۔ اور اس کا جواب اس طرح دیا ہے کہ ان کلمۃ لولا تفید انتفاء الشئ لثبوت غیرہ فقول لولا علی لہلک عمر فکذالک ھٰھنا قولہ ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم معناہ انہ حصل تثبیت اللہ تعالیٰ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فکان حصول ذالک التثبیت مانعا من حصول ذالک الرکون (کبیر ص۲۲۶ ج۵)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آیت میں حرف لولا ہے جو جملہ ثانیہ کے امتناع بوجہ وجود جملہ اولیٰ کے لئے آتا ہے جیسے لولا علی لہلک عمر (یہ مثال تو مؤلف نے ہدایۃ النحو میں بھی پڑھی ہوگی) تو آیت کا معنی یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ ثباتِ قدمی حاصل ہے اس لئے آپ کا کفار کی طرف جھکنا تو کیا جھکنے کے قریب ہونا بھی محال ہے۔ واقعی فضل خداوندی اور رحمت الٰہی کے ہمہ وقت شامل حال رہتے ہوئے رکونِ قلیل کا قرب بھی کیسے ہو سکتا ہے اور یقیناً انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہمیشہ اور دائمی طور پر فضل خداوندی اور رحمت الٰہی شامل حال ہیں۔ چنانچہ اسی آیت کے سیاق میں ان فضلہ کان علیک کبیراً (بے شک آپ پر اس کا بڑا فضل ہے) میں بھی آپ کے ساتھ ہمہ وقت فضل الٰہی کے ہونے پر دلالت ہے۔ اس لئے کہ اس میں جملہ کانَ کے ساتھ (جو کہ استمرار پر دلالت کرتا ہے) آپ پر فضل الٰہی کے دائم اور مستمر ہونے کو ثابت کیا گیا ہے)

مؤلف نے متذکرہ بالا دونوں آیات کو جو یہ ثابت کرنے کے لئے پیش کیا ہے کہ عصمت اللہ تعالیٰ کی عطائی ہوئی صفت ہے۔ اس میں کسی کو کلام نہیں ہے کہ نبوت و رسالت اسی طرح عصمت وغیرہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہی انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوئی ہیں۔ اور انہیں نے ان کو اپنے فضل و کرم سے نوازا ہے۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ صفتِ عصمت دائمی ہے یا اس کو کسی وقت اٹھا بھی لیا جاتا ہے تو ان آیات اور اسی قسم کی دوسری آیات سے تو انبیاء علیہم السلام پر ہمہ وقت فضل ربانی اور رحمت یزدانی کے شامل رہنے کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے لئے یہ صفتِ عصمت دائمی طور پر ثابت اور ہمہ وقت لازم ہے کیا مؤلف کے نزدیک بھی منکرین عصمت کی طرح جن کا ذکر امام رازیؒ نے کیا ہے۔ ان آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے کسی وقت حفاظت اٹھالی جاتی ہے؟ اور یہ حفاظت و عصمت ان کے لئے دائمی اور لازمی نہیں ہے؟ اور علامہ سید آلوسی نے جو یہ فرمایا ہے والجواب الصحیح عندی انہ قبل ان عصمۃ الانبیاء لیس لامر طبعی فیھم بل بمحض توفیق اللہ ایاھم وتفضلہ علیھم الخ

اسی طرح بیضاوی میں ہے۔ فیہ دلیل علی ان عصمۃ الانبیاء بتوفیق اللہ وحفظہ تعالیٰ ایاھم (ص۳۱۹)

اور تفسیر ابو السعود میں ہے۔ وفیہ دلیل علی ان عصمۃ الانبیاء علیہم السلام بتوفیق اللہ تعالیٰ (کبیر ص۳۵ ج۵)

(انبیاء علیہم السلام کی عصمت ان کی طبعی نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق محض اور اس کے فضل و احسان اور اسی کی حفاظت سے ان کو یہ عصمت حاصل ہے۔" یہ بعینہٖ وہی مضمون ہے جو اوپر آیات سے ثابت کیا جا چکا ہے اور ان عبارات کا صاف اور واضح مطلب یہی ہے کہ عصمت ایسی صفت نہیں ہے جو کہ امور طبعیہ کی طرح انبیاء کے لئے ثابت ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ان کی حفاظت و نگرانی کرتے ہیں اور ان کو توفیق عطا فرماتے ہیں جس سے وہ معصوم رہتے ہیں۔ تو انبیاء کا معصوم ہونا اللہ تعالیٰ کی حفاظت و نگرانی اور اس کی توفیق کے سبب سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن عصمت کے عطاء الٰہی ہونے سے مؤلف نے یہ کیسے فرض کر لیا کہ کسی حالت میں اس کا منفک اور جدا ہونا بھی ممکن ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا انبیاء علیہم السلام کے لئے ہمہ وقت شامل حال رہنا آیات سے ثابت ہے اور خود مؤلف نے بھی "فیا" میں یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ "عصمت انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے لوازمات میں سے ہے"۔ تو لازم کا اپنے ملزوم سے منفک اور جدا ہونا ممکن ہوتا ہے یا ممتنع ہوتا ہے اور پھر بعد از بعثت تو مؤلف کے نزدیک بھی عصمت لازم ہے۔ اور زیر بحث حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ قصہ بھی بعثت کے بعد کا ہی ہے۔ اب اس قصہ میں عصمت کا منفک ہونا کیسے ممکن ہے۔ اور اس جگہ اس بحث کا کیا موقع ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت ذاتی پیدائشی ہے یا عطائی اس لئے مؤلف کی یہ تمام بحث بالکل فضول اور [illegible] مقام سے غیر متعلق ہے۔

مؤلف نے "شق الف" میں تو یہ لکھا تھا کہ تفہیمات کی عبارت میں عصمت عن المعاصی کا سرے سے ذکر ہی نہیں اب آیات قرآنیہ اور روح المعانی سے مؤلف کونسی عصمت کے عطائی ہونے کو ثابت کر رہے ہیں۔ اگر یہ عصمت عن الزلات ہے تو اس کو کب کسی نے لازم ذات کیا تھا۔ اگر یہ تمام بحث عصمت عن المعاصی کی ہی ہے۔ تو پھر تفہیمات میں عصمت عن المعاصی کے ذکر کا انکار کیوں کیا جاتا ہے۔ اگر روح المعانی وغیرہ میں تو عصمت عن المعاصی کا ذکر ہو۔ اور تفہیمات میں عصمت عن الزلات کا، تو دعویٰ اور دلیل میں مطابقت کی کیا صورت ہوگی؟

## مؤلف سے ایک سوال

مؤلف کو جب یہ تسلیم ہے کہ عصمت کی طرح نبوت بھی عطائی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ "جب نبوت عطائی نعمت قرار پائی تو کیوں یہ تسلیم نہ کیا جائے۔ کہ عصمت بھی اپنے ملزوم کی طرح اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی صفت ہے"۔ (علمی جائزہ ص۲۸) تو کیا وہ عصمت کی طرح نبوت کے بھی کسی وقت (نعوذ باللہ) اٹھا لینے کے قائل ہوں گے۔ اور جس طرح عصمت کے عطائی ہونے سے انہوں نے یہ فرض کر لیا ہے کہ "اگر اللہ تعالیٰ ان سے تھوڑی دیر کے لئے اپنی حفاظت کو اٹھالے تو ہو سکتا ہے کہ ان سے کوئی لغزش سرزد ہو جائے"۔ (علمی جائزہ ص۲۸) تو کیا نبوت کے عطائی ہونے سے یہ بھی فرض کریں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان سے تھوڑی دیر کے لئے اپنی نبوت کو اٹھالے تو ہو سکتا ہے کہ وہ نبی نہ رہیں (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ)

عصمت کے عطائی ہونے سے مؤلف صاحب اس کے کسی نہ کسی وقت اٹھ جانے کے قائل ہو گئے۔ تو کیا وہ نبوت کے عطائی ہونے سے اس کے بھی کسی وقت اٹھ جانے کو تسلیم کر لیں گے؟

اب تفہیمات کی عبارت میں تجزیہ کے جوتھے اور آخری جز "د" پر بحث ہے۔ کسی نہ کسی وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں سرزد ہونے دی ہیں" (علمی جائزہ ص۲۸) کو اگر گذشتہ معروضات کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس کا غلط ہونا خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

তরজুমানে ইসলাম লাহোর
WEEKLY REGD. L No. 732
TARJUMAN E ISLAM
LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۶ پیسے

# اسلام کا نظامِ عمل ——— پانچ عالمگیر صداقتیں

(۲)

"نظم" سے مقصود جماعت کی وہ ترتیبی و تکریمی حالت ہے۔ جب اس کے تمام افراد اپنی جگہوں میں قائم اپنے اپنے دائرہ میں محدود اور اپنے فرائض و اعمال کے انجام دینے میں سرگرم ہوں۔

اجتماع کے یہ خواص و اوصاف نہ تو حاصل ہو سکتے ہیں، نہ قائم رہ سکتے ہیں جب تک کوئی بالاتر فعال و مدبر طاقت وجود میں نہ آئے اور وہ منتشر افراد ایک متحد مرتبط، ممتزوج اور منظم جماعت کی شکل میں قائم نہ رکھے۔ پس ایک "امام" کا وجود ناگزیر ہوا، اور اسی لئے ضروری ہوا کہ سب سے پہلے تمام افراد ایک ایسے وجود کو اپنا امام و مرجع تسلیم کرلیں جو بکھرے ہوئے اجزاء کو اتحاد و ائتلاف، اور امتزاج و نظم کے ساتھ جوڑ دینے اور اڑتے ہوئے ذروں سے ایک حی و قائم جماعتی وجود پیدا کر دینے کی قابلیت رکھتا ہو۔ اصل مرکز اس طاقت کا امام اعظم یعنی خلیفہ ہے۔ اور پھر ہر ملک ہر آبادی، ہر گروہ میں اس کے ماتحت امامِ جماعت ہونے چاہئیں مسلمانوں کے کسی چھوٹے سے چھوٹے گروہ کے لئے بھی شرعاً جائز نہیں کہ بلا قیامِ امام کے زندگی بسر کریں حتیٰ کہ اگر صرف تین مسلمان بھی ہوں تو چاہیئے کہ ایک ان میں سے امام تسلیم کرلیا جائے۔

اذا کان ثلاثۃ فی سفر فلیؤمروا احدھم

پانچ وقت کی جماعت نماز میں جماعتی نظام کا پورا پورا نمونہ مسلمانوں کو دکھلا دیا گیا ہے۔ کیونکہ نماز ہی وہ عمل عظیم ہے۔ جو اسلام کے تمام عقائد و اعمال کا جامع ترین نمونہ ہے۔ کس طرح سینکڑوں ہزاروں منتشر افراد مختلف مقاموں، مختلف جہتوں، مختلف شکلوں اور مختلف لباسوں میں آتے ہیں۔ لیکن یکایک صدائے تکبیر سب کے انتشار کو ایک کامل اتحادی جسم میں تبدیل کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ ہزاروں اجزاء کا یہ منتشر مواد بالکل ایک ہی جسم واحد کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ سب کے وجود ایک ہی صف میں جڑے ہوئے سب کے کاندھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے، سب کے قدم ایک ہی سیدھ میں سب کے چہرے ایک ہی جانب، قیام کی حالت ہے تو سب ایک جسم واحد کی طرح کھڑے ہیں جھکا دے تو تمام صفیں بیک وقت جھکی ہوئی ہیں۔ ظاہر کے ساتھ باطن بھی یکسر متحد و ممزوج، سب کے دل ایک ہی یاد میں محو، سب کی زبانیں ایک ہی ذکر میں مترنم۔ پھر دیکھو سب کے آگے صرف ایک ہی وجود امام کا نظر آتا ہے۔ جس کے اختیار میں جماعت کے تمام اعمال و افعال کی باگ ہوتی ہے۔ جب چاہے سب کو جھکا دے۔ جب چاہے سب کو اٹھا دے۔

اسلام کی زبان میں "جماعت" سے مقصود ایسا اجتماع ہے۔ انبوہ اور بھیڑ کا نام جماعت نہیں ہے۔

جماعت کے جن اوصاف و خواص کا اوپر ذکر کیا گیا۔ وہ تمام تر قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں۔ لیکن شواہد کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

(۲) دوسری چیز "السمع" ہے۔ یعنی امام جو احکام دے اس کا سننا اور اس سے تعلیم و ارشاد حاصل کرنا۔ السمع کے لفظ میں قبولیت احکام و طلب تعلیم دونوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور امام کی معلمانہ حیثیت کو نمایاں کیا ہے۔

(۳) تیسری چیز "اطاعت" ہے۔ یعنی امام کی کامل درجہ اطاعت و فرمانبرداری اور اپنی تمام عملی قوتوں کو اس کے سپرد کر دینا اور اس کے ہر حکم کی بلاچون و چرا تعمیل کرنا۔ البتہ طاعت معروف میں ہے نہ کہ معصیت میں۔ انما الطاعۃ فی المعروف۔

(۴) چوتھی بات "ہجرت" ہے۔ "ہجرت" "ہجر" سے ہے۔ جس کے معنی ترک کر دینے اور چھوڑ دینے کے ہیں۔ الھجر والھجران مفارقۃ الانسان غیرہ اما بالبدن او باللسان او بالقلب والمھاجرۃ مصارمۃ الغیر و متارکۃ۔ اسلام کی اصطلاح میں کبھی کوئی فرد یا جماعت سعادت و صداقت کے کسی مقصد اعلیٰ کے لئے اپنی دنیوی محبوبات و مالوفات ترک کر دے۔ مثلاً دولت کو، آرام و راحت کو، عزیز و اقربا کے قرب کو، وطن و مکان کو، تو اس کا نام ہجرت الی اللہ اور ذہاب الی اللہ ہے۔ خدا کے ہر رسول اور ان کے پیرووں کو قیامِ حق کی راہ میں یہ منزل طے کرنی پڑی۔ "انی مھاجر الی ربی اور انی ذاھب الی ربی" چونکہ وطن و مکان کا علاقہ ایک ایسا علاقہ ہے۔ جس کے ترک کرنے میں اہل و عیال مال و متاع۔ دوست و احباب ہر طرح کے علاقوں کو ترک کر دینا پڑتا ہے اور اس کی الفت و محبت کی زنجیر ساری زنجیروں سے بھاری ہے۔

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

جمعیۃ علماء اسلام کی

## دعوت

اسلام ایک عالمگیر عقیدہ و دستور العمل ہے جو انسانیت کی سربلندی اور نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ اس کی دعوت تمام زمانوں پر حاوی ہے۔ جملہ انسانوں کے لیے ایسا ہی قوی نظام ہے جو فکر و عمل کی دنیا میں تحقیقی و تعمیری انقلاب برپا کر دینے والا ہے۔ وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا

آیئے ہم اسلام کی دعوت کا فریضہ انجام دے کر انسانی برادری کو حق کے قریب لائے اور اس خسارہ دنیا و آخرت سے بچانے کی جدوجہد کریں جس میں وہ آج مبتلا و گرفتار ہے۔

آیئے ہم حق و صداقت سے معمور اور صبر و تحمل سے مالا مال زندگیاں ایک دوسرے کے تعاون کے لیے پیش کریں تاکہ فساد و شر سے محفوظ ہو کر اس دنیا میں رحمت و خیر کا دور دورہ ہو اور انسان دنیوی و اخروی نجات کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

---

**کیا آپ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر کان دھریں گے؟**

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ

---

### آپ کے ضمیر سے ایک سوال

- کیا آپ تک جمعیۃ علماء اسلام کی دعوتِ حق پہنچی ہے؟
- پھر آپ نے اس دعوت کے جواب میں کیا

— کیا ہے؟

مسئلہ خلافت و ملوکیت کی تحقیق و توضیح اور مودودی صاحب کے

# صحابہ کرامؓ پر بے بنیاد و رکیک الزامات کا مدلل جواب

## حضرت معاویہؓ اور حضرت حسنؓ کی مصالحت کی بشارتِ نبویہ

حضرت معاویہؓ کی خلافت پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے برسرِ منبر خطبہ میں اپنی رضا و خوشنودی کے اظہار کے ساتھ ساتھ حضرت سیدنا حسنؓ کو اس مصالحت کے باعث سیادت و نیک کرداری کا مبارک خطاب دیا۔ بخاری شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوبکرہ سے روایت ہے جو مشکوٰۃ کے صفحہ ۵۶۹ پر منقول ہے:

| | |
|---|---|
| عن ابی بکرۃ قال | ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ میں |
| رایت رسول اللہ | نے منبر پر جناب رسول اللہ صلی |
| صلی اللہ علیہ وسلم | اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حسن بن علیؓ |
| وھو علی المنبر و | (جو اس وقت چھوٹے سے بچے تھے) |
| الحسن بن علی الی | آپ کے پاس منبر پر تھے آپ |
| جنبہ وھو یقبل علی | لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور |
| الناس مرۃ و علیہ | کبھی بچے [illegible] طرف اور فرماتے کہ |
| اخری ویقول ان | میرا یہ بیٹا سید اور بہت نیک ہے |
| ابنی ھذا سید ولعل | ضرور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ |
| اللہ ان یصلح بہ بین | مسلمانوں کی دو بڑی عظیم الشان |
| فئتین عظیمتین من | جماعتوں میں صلح و اصلاح فرما |
| المسلمین | دیں گے |

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت حسنؓ اور جناب امیر معاویہؓ کے درمیان صلح اور امرِ خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دینے کو جناب حسنؓ کی سیادت و شرافت کا نشان اور اصلاح مسلمین بیان فرما کر اپنی رضا و خوشنودی کا منبر پر اعلان فرما دیں مگر اس دور کے جدید طرز کے مجتہد و لیڈر ان کو شریعت کی حدیں توڑنے والا اور قواعد شریعت کو بدل دینے والا قرار دیں۔ چنانچہ خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۵۱ پر لکھا جاتا ہے:

"ملوکیت کا آغاز اسی قاعدہ کی تبدیلی سے ہوا۔ حضرت معاویہؓ کی خلافت اس نوعیت کی خلافت نہ تھی کہ مسلمانوں کے بنانے سے وہ خلیفہ بنے ہوں۔"

گویا خلافت و ملوکیت کے فاضل مصنف کے نزدیک شاید سیدنا حسنؓ نہ مسلمانوں کے خلیفہ و امیر تھے اور نہ مسلمانوں میں کوئی مقام و شان رکھتے تھے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مصنف مذکور کے نزدیک حضرت سیدنا حسنؓ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان بھی نہ تھے۔ اگر واقعی مسلمان اور مسلمانوں کے امام و امیر تھے تو پھر جس طرح حضرت صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا تھا، اور مسلمانوں نے بخوشی قبول کر لیا تھا۔ اسی طرح حضرت حسنؓ نے خلیفہ بنایا اور خود مع سیدنا حضرت حسینؓ بیعت کی اور دیگر صحابہ و تابعین سب مسلمانوں نے بخوشی اس کو پسند کر کے اس کا نام عام الجماعۃ (مسلمانوں

میں تفرق کے بعد اتفاق اور ایک جماعت ہونے کا سال) رکھا۔ تو اس سے زیادہ صحتِ خلافت کی سند اور کیا ہو سکتی ہے۔

واقعی حضرت صدیقؓ کا انتخاب بھی نہایت موزوں اور برمحل تھا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب اور سربلند فرمایا اور سیدنا حسنؓ کا انتخاب بھی نہایت بہترین اور بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوا کہ مسلمانوں میں باہمی اختلاف و نزاع ختم ہو گیا اور پراگندہ و منتشر طاقت پھر مجتمع ہو گئی اور اسلامی فتوحات کا دروازہ جو اختلاف کے باعث بند ہو گیا تھا۔ پھر از سرِ نو پہلے کی طرح کھل گیا۔ حتیٰ کہ جناب سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنیؓ کی فتوحات کی مثل حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں فتوحات ہوئیں۔

## حضرت معاویہؓ کا کمال

اگر نظرِ انصاف سے دیکھا جائے تو حضرت امیر معاویہ نے جو کام امت میں اختلاف و فتنہ پڑ جانے کے بعد کر دکھایا وہ ان کے کمال ایمان اور کمال تدبر پر بخوبی دلالت کرتا ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے وقت صحابہ کرامؓ شاگردان و تربیت یافتگان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثریت تھی اور امت میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ اس وقت نظام کو سنبھالنا اور کفار سے جہاد و مقابلہ کرنا اتنا کٹھن اور مشکل نہ تھا۔ جتنا کہ سیدنا علیؓ اور سیدنا امیر معاویہ کے لیے باہمی اختلاف پڑ جانے کے بعد مشکل و حوصلہ شکن ہو گیا تھا۔ باہمی جنگ و جدل اور خون ریزی و فرقہ بازی کے بعد مفسدین و شورش پسند لوگوں کے فساد و شورش کو مٹا دینا کر مسلمانوں میں اتحاد و یک جہتی کی فضا پیدا کر کے فتوحات اسلامیہ کا سلسلہ جاری کرنا یہ ایک ایسا کمال ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی کیونکہ حضرت معاویہؓ کے وقت صرف صحابہ کرام کی مطیع و فرمانبردار اور خدا و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفادار جماعت سے زیادہ دوسرے لوگوں مملکتِ اسلامی میں کثرت سے موجود تھے جن میں خارجی اور سبائی وغیرہ مفسدین بھی کافی پائے جاتے تھے۔ ان سب مفسدین کا قلع قمع اور بیخ کنی کر کے اسلام کی سربلندی کا جو کام حضرت معاویہؓ نے کیا وہ قابلِ رشک اور لائق ہزار آفرین ہے۔

لیکن سبائی ذہن آج تک حضرت معاویہؓ کی اس دینی خدمت کے باعث ہمیشہ ان کو مطعون کرتا چلا آ رہا ہے۔ جس کا صریح مقصد یہ ہے کہ اسلامی حکومت میں جو مفسد و شریر جس طرح امت میں فتنہ و فساد اور شرارت و خون ریزی کے منصوبے اور خفیہ تدابیر و سازشیں کرے اس کے خلاف تادیبی و تعزیری کارروائی اور سیاسی و انتظامی تدبیر کرنے والا خلیفہ بس شریعت کی حدیں توڑنے والا اور سیاست کو دین پر بالا رکھنے والا ہے اور اسلامی خلافت کو مٹا کر غیر اسلامی ملوکیت قائم کرنے کا ملزم و مجرم ہے۔ معاذ اللہ۔

(باقی بر صفحہ [illegible])

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هفت روزہ ترجمانِ اسلام لاهور

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ
جمعہ
۲۱ نومبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۲
شمارہ ۴۵
قیمت ۳۰ پیسے

فون نمبر ۶۷۷۱۵



سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مرتب و انچارج
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

احمد حسین کمال

# ہڑتالوں کا نیا تشویشناک سلسلہ

مغربی پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں مختلف کارخانوں کے مزدوروں نے صنعت کاروں کے رویہ سے تنگ آکر ہڑتالوں کا آغاز کر دیا ہے اور جواب میں کارخانوں کے مالکوں نے تیزی کے ساتھ تالہ بندی شروع کر دی ہے۔

یہ صورت حال ہر پہلو سے تشویشناک ہے۔ اس سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ مزدوروں میں بے اطمینانی اور اضطراب بھرپور موجود ہے۔ اور کارخانوں کے مالکان مزدوروں کے ساتھ ہمدردی کے جذبہ سے خالی ہیں،

خیال تھا کہ گذشتہ سال کے افسوسناک واقعات سے ملک کے اصحاب ثروت نے سبق حاصل کر لیا ہوگا، اور اب وہ مزدوروں کے ساتھ باعزت و قابل قبول مفاہمت کر کے ملک کے اتحاد و ترقی کو آئندہ گزند نہیں پہنچنے دینگے

گذشتہ سال کے ہنگاموں نے یہ بات واضح کر دی تھی کہ ملک کا سیاسی و آئینی ڈھانچہ خواہ کوئی سا بھی ہو، ملک کے مستقبل کا تحفظ اب دو باتوں پر مبنی ہے۔

ایک یہ کہ ملک کے کروڑہا بے زمین کسانوں کو معقول گذارے کے لئے زمینیں فراہم کر دی جائیں اور انہیں صدیوں کی پسماندگی۔ بے بسی و ظلم و ستم کے تلے پستے رہنے سے نجات دلا دی جائے۔

دوسرے یہ کہ ملک کے کروڑہا مزدوروں کو باعزت و آسودہ زندگی گذارنے کے مواقع فراہم کئے جائیں اور انہیں اپنے حال و مستقبل کی طرف سے مطمئن کر دیا جائے۔

اور چونکہ نئی مارشل لاء حکومت نے ابتداء سے ہی غیر جانبداری کا رویہ اختیار کیا ہے۔ اس لئے ان دونوں امور کی تکمیل کا انحصار جاگیردار و سرمایہ دار طبقوں کی طرف سے رضاکارانہ رویہ پر تھا۔

اگر ملک کے بڑے بڑے جاگیردار اور زمیندار از خود اپنی ضرورت سے زیادہ فاضل زمینیں اپنے قرب و جوار کے بے زمین کسانوں کو تقسیم کر دیتے۔ ملک کے بڑے بڑے سرمایہ دار اپنی فاضل دولت غرباء کے لئے وقف کر دیتے اور ملک کے بڑے بڑے کارخانہ دار اپنے کارخانوں کی بے تحاشا آمدنیوں میں مزدوروں کو بھی حصہ دار بنا لیتے،

تو اس سے نہ صرف یہ کہ ملک اقتصادی بنیاد پر کشمکش و نزاع سے محفوظ ہو جاتا، بلکہ اسلامی اخوت کا یہ مظاہرہ ملک کو لادینیت و اشتراکیت کے نفوذ سے بھی ہمیشہ کے لئے بچا لیتا۔

لیکن حالات کی نزاکت و سنگینی کو امراء کے طبقہ نے ابھی تک قطعی محسوس نہیں کیا ہے اور وہ ہنوز تغلب و استحصال کی راہ پر گامزن ہیں جبکہ حالات آئے دن نازک تر و سنگین تر ہوتے جا رہے ہیں۔

اصل معاملات سے واقف لوگ یہ جانتے ہیں کہ امراء میں عوام دوستی اور غریب نوازی کے صالح رجحان کی پیدائش میں رکاوٹ امریکہ اور مغربی ملکوں کے اقتصادی مفادات ہیں جو قدم قدم پر ہمارے ملک کی صنعت و تجارت میں غالب حصہ دار و دخیل چلے آ رہے ہیں۔

انہوں نے مزدوروں، کسانوں اور غریب عوام کے مطالبات کو پس پشت ڈالنے کے لئے سیاسی و گروہی افتراق اور نظریاتی کشمکش کے حربوں کا سہارا لیا ہے۔ اور وہ امید کر رہے ہیں کہ "اشتراکیت" کے ساتھ "اسلام" کی مبینہ جنگ کا نعرہ بلند کرا کے اپنے مفادات، سرمایوں اور بے پناہ منافع کے ذرائع کو محفوظ کر لیں گے۔

لیکن حقیقت سے آنکھیں چرانے سے حقیقت بدل نہیں سکتی..... اس ملک میں غریب عوام، کسانوں اور مزدوروں کے مسائل موجود ہیں۔ اور ملک میں زیادہ سے زیادہ نفع خوری و گرانی کے طرز عمل نے ان مسائل میں شدید اضافہ کر دیا ہے۔

مزدور موجودہ اقتصادی دباؤ سے سخت پریشان ہو چکے ہیں اور کارخانوں کی سرمایہ دارانہ انتظامیہ کا شکنجہ ان کے لئے ناقابل برداشت بن چکا ہے۔

ضروریات زندگی کی شدید گرانی نے انہیں بالکل بدحال بنا ڈالا ہے۔

چنانچہ موجودہ ہڑتالیں اسی پریشان حالی کا مظہر ہیں۔ اور یہ صورت حال ملک کے لئے کسی وقت بھی کسی شدید بحران کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ اس طرف فوراً توجہ دی جائے۔

مزدوروں کو بہرصورت مطمئن کیا جائے۔ حکومت بھی اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرے اور سرمایہ داروں و صنعت کاروں کو بھی مفاہمت و فراخدلی کا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔

یہ مسئلہ ملک و ملت کی بقاء و استحکام اور اس ملک میں اسلام کے مستقبل کا بھی ہے۔ کروڑہا مزدوروں کسانوں و غریب عوام کو مضطرب، بے چین، بدحال اور قانون کے نام پر طاقت کے دباؤ میں رکھ کر، نہ ملک کو دشمنوں سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ نہ ملک کو ترقی و استحکام کی راہ پر ڈالا جا سکتا ہے اور نہ ملک میں اسلام کو

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

احمد حسین کمال

# اشتراکیت کے الزام کی حقیقت

(۳)

ترجمان اسلام سے وابستہ ہونے کے بعد اشتراکیت سے متعلق ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) نے جو کچھ لکھا، وہ اگر سب کا سب جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ ذیل میں چند مضامین کے اقتباسات اور چند کی فہرست دی جاتی ہے تاکہ اس شر انگیز اور جھوٹے پروپیگنڈے کی قلعی کھل جائے کہ ترجمان اسلام میں اشتراکیت کی تردید میں کچھ نہیں لکھا گیا اور ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) اشتراکی ہے۔ اس لئے وہ ترجمان اسلام میں اشتراکیت کے خلاف کچھ نہیں لکھتا۔

۱۹۶۳ء میں جب حکومت پاکستان امریکہ کی "دوستانہ عنایات" سے بددل ہو کر چین و روس کے ساتھ دوستی کے تعلقات قائم کرنے کی پالیسی بنا رہی تھی اور ملک کا عام رجحان اس کی موافقت میں تیار کیا جا رہا تھا، تو اس وقت ۲۴ مئی ۱۹۶۳ء کے ترجمان اسلام میں "دوستی کی نئی راہ سوچ سمجھ کر اختیار کیجئے" کے عنوان سے ایڈیٹر ترجمان نے اداریہ میں لکھا کہ:

—" امریکہ کا موجودہ رویہ یقیناً قابل مذمت ہے۔ امریکہ کے ساتھ تعلقات کے بارے میں نہ صرف نظر ثانی کی ضرورت ہے بلکہ ان تعلقات میں انقلابی تبدیلیاں لانا بھی لازمی ہیں۔ آج سے دس سال پہلے دنیا کے جو سیاسی حالات تھے بالخصوص مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید میں جو سیاسی صورت حال موجود تھی وہ اب یکسر بدل چکی ہے۔ امریکہ کے ساتھ تعلقات کی اس شکل کا جواز تو اس وقت بھی بمشکل ہی دیا جا سکتا تھا۔ لیکن اب تو اتنا تغیر و انقلاب ہو چکا ہے کہ معمولی دانش و بینش رکھنے والا انسان بھی اس پر مطمئن نہیں ہو سکتا۔

لیکن وہ لوگ جو اس ناخوشگوار صورت حال سے مایوس ہو کر عجلت میں یہ فیصلہ کر لینا چاہتے ہیں کہ دوستی کا رخ امریکہ سے موڑ کر روس اور چین کی طرف کر دینا چاہیئے وہ پھر دوسری بھیانک غلطی کرنا چاہتے ہیں۔

..... "امریکہ کی دوستی آپ کے لئے لائق اعتماد نہیں رہی ہے۔ اس کے اثرات بد اب علانیہ ظاہر ہونے لگے ہیں۔ اس دوستی کے لئے آپ نے اپنے ہمسایہ اور مسلم ملکوں کی ناراضگی مول لی۔ روس کے اشتراکی دیو کو اپنا مخالف بنایا۔ اخلاقی اعتبار سے اپنی نئی نسل کو امریکن کلچر اور بے حیائی کی گرفت میں دیا۔ اس سرمایہ دارانہ نظام کے امتیازات کو اپنے ملک میں رائج کیا جو یورپ میں دم توڑ رہا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود جب حقیقی صورت حال سامنے آئی تو معلوم ہوا کہ ـــ

ہم کو اس سے وفا کی تھی امید
جو نہیں جانتا وفا کیا ہے

بلکہ آج غیر کے ساتھ وہ ہمارے خلاف شریک سازش بنا ہوا ہے ؎

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

اس کا ردعمل ایک صحت مندانہ سیاسی تبدیلی کی صورت میں اگر ہوا، تو وہ وطن عزیز کے مستقبل کے لئے اور ملت اسلامیہ پاکستان کے حق میں مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ وگرنہ محض تبدیلی کی خاطر عاجلانہ اقدام اور ایک طرف سے کٹ کر فوراً ہی دوسری طرف جڑ جانے کی روش پہلے سے بھی زیادہ بھیانک غلطی کا باعث ہو گی۔"

اگر ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) بقول ان بزرگوں کے پکا کیمونسٹ اور انٹرنیشنل کیمونسٹ ہے تو پھر تو اسے اس موقعہ پر حکومت پاکستان کو مبارکباد دینا چاہیئے تھی اور مشورہ دینا چاہیئے تھا کہ چین و روس کے ساتھ خوب گہرے تعلقات قائم کرے۔

۲ اگست ۱۹۶۳ء کے ترجمان اسلام میں ــ "اشتراکیت، الحاد اور بے دینی نے مسلمانوں کے اندر گھس آنے کی راہ کن گوشوں سے نکالی"۔ کے عنوان سے ایک مستقل مضمون، اشتراکیت سے متعلق ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) نے لکھا۔

۱۶ اگست ۱۹۶۳ء کو "اشتراکی کیمپ کے اختلافات" کے عنوان سے ایک ادارتی نوٹ یوں لکھا۔

—" اشتراکی قوت بھی ایک عرصہ سے اس بات کے درپے ہے کہ دنیا کی یہ عظیم ترین مسلم قوم جو جوش یقین و ولولۂ عمل کی زبردست تاریخ رکھتی ہے کسی طرح نئے تاریخی رد و بدل میں اس کی رفیق و معاون بن جائے۔

خود مسلمانوں کے اندر ایسے خوش فہموں کی تعداد کم نہیں ہے جو کل تک یورپ و امریکہ کی تقلید و اتباع میں مسلمانوں کی نجات سمجھتے تھے تو آج چین اور روس کی پیروی و متابعت میں ان کے شاندار مستقبل کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

ان گوناگوں حالات میں نہایت ضروری ہے کہ اسلام کی بالادستی کا تصور مجروح نہ ہونے پائے۔

کسی ایسے بین الاقوامی سوال کی اہمیت میں اسلام کی دعوت و قیام کے مقصد کو گم نہ ہونے دیا جائے جسے وقت کے تقاضے اولیت دے دیں۔

یاد رکھئے اسلام اور مسلمانوں کا دوست نہ یورپ و امریکہ کا عیسائی و یہودی سرمایہ دار ہے اور نہ روس و چین کا آشفتہ سر مزدکانہ۔ اسلام کا کلمہ بلند کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وقت کے کسی بھی سیاسی نظریہ سے متاثر نہ ہوا جائے اور اپنے اصول و نصب العین کو پیش نظر رکھا جائے۔ اور اسی کے حصول کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دی جائے"۔

چین کے ساتھ دوستی کا سوال جب سامنے آیا تو مودودی جماعت کے بارے میں بعض لوگوں نے کہا کہ وہ اس دوستی کی مخالف ہے۔ یہ سوال مسٹر زیڈ اے سلہری نے ۱۲ اگست ۱۹۶۳ء کے "نوائے وقت" میں اٹھایا تھا اس کے جواب اور جواب الجواب میں میاں طفیل محمد صاحب سابق قیم مودودی جماعت نے تردید شائع کی اور کہا کہ ہماری طرف جو الزام منسوب کیا جا رہا ہے وہ غلط ہے۔ اس موقعہ پر ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) نے ان دونوں حضرات کے نقطۂ نظر پر تبصرہ کرتے ہوئے ۲۳ اگست ۱۹۶۳ء کے ترجمان اسلام میں "اشتراکیت آپ کے دروازے پر دستک دے رہی ہے" کے عنوان سے لکھا کہ:

ـــ سب سے زیادہ... افسوس اس بات پر ہے کہ ملک کا وہ عنصر جو دس سال تک امریکہ دوستی کی حمایت میں پیش پیش رہا ہے اور اس دوستی پر نکتہ چینی کرنے والے ہر شخص کو غدار و اشتراکی قرار دیتا رہا ہے۔ آج اس کا رجحان یہ ہے کہ اشتراکی چین کے ساتھ مضبوط ترین تعلقات قائم کر لینے چاہئیں۔ وہ قوم جس نے امریکہ کے ساتھ مضبوط ترین تعلقات قائم کر کے اپنا مذہبی اور ملی معاشرہ کو تیزی سے ترک کرنا شروع کر دیا تھا امریکن طرز زندگی جادو کے ساتھ اختیار کرتی چلی جا رہی تھی۔ اپنی وضع و قطع میں کتنی ہی امریکن تبدیلیاں لا چکی تھی اور جو اپنے معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی نظام کو امریکہ کے معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی نظام سے مشابہت و مطابقت دینے لگی تھی اگر اشتراکی چین سے اس کے مضبوط ترین تعلقات قائم ہو جاتے ہیں تو کیا وہ اتنی ہی تیزی کے ساتھ اشتراکی نظریۂ حیات سے بھی متاثر نہیں ہو جائے گی؟ جو لوگ چین کے ساتھ گہری دوستی پر مصر ہیں۔ انہیں یہ خطرہ بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

اس سلسلہ میں ان گروہوں کی خاموشی معنی خیز ہے جو دینی اور لادینی کے امتیاز پر کیمونزم کے شدید مخالف تھے، اور کسی حال میں بھی اس سے سمجھوتے کے قائل نہیں تھے جب تک امریکہ کی دوستی مرغوب و مطلوب رہی، اشتراکی دور میں چین کے ۵ کروڑ مسلمانوں پر کیا گزر گئی؟ اس کا مطالبہ ہمیشہ ان کی طرف سے کیا جاتا رہا اور روس کے مسلم اکثریت کے علاقوں میں اسلام جس طرح اجنبی بن کر رہ گیا۔ اس کا چرچا بھی ہمیشہ ان کی طرف سے ہوتا رہا۔ لیکن دفعتاً ملک میں سیاسی رجحانات کی جو تبدیلی واقع ہوئی ہے، اس نے ان کی زبانوں پر مہر سکوت ثبت کر دی ہے۔ اگر ایک شخص ان کی طرف یہ بات منسوب کرتا ہے کہ وہ چین سے دہریہ ملک ہونے کی وجہ سے دوستی ناجائز سمجھتے ہیں، تو بجائے اس کے کہ جرأت کے ساتھ وہ اس کا اعلان کرتے کہ ہاں ہماری دین پسندی اور حقیقی اسلام دوستی کا یہی تقاضا ہے کہ

ہم کسی بھی دہریہ اور ملحد گروہ سے تعلق استوار نہیں کر سکتے اب انٹی یہ صفائی پیش کر رہے ہیں کہ ہماری طرف جو بات منسوب کی گئی ہے۔ وہ غلط ہے بلکہ یہ بات منسوب کرنے والے سے سوال کیا جاتا ہے کہ ان کو ہمارے اس موقف کی اطلاع کہاں سے ہوئی ؟ گویا کہ بالفاظ دیگر ہم بھی پالیسی کی اس تبدیلی پر پوری طرح راضی ہیں کہ اشتراکی چین کے ساتھ تعلقات مضبوط تر کئے جائیں۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

شاید حکمت عملی کا یہ بھی ایک جزو ہو کہ اگر حالات اشتراکیت کے زیر حمایت چلے جانے کے متقاضی ہوں تو اس کی سرپرستی قبول کر کے نظام اسلامی کے نفاذ کی جد و جہد کی جائے ، جس طرح کہ سابق میں امریکہ دوستی کے سایہ میں اس کا جواز نکالا گیا تھا"۔

۳۰ر اگست ۱۹۶۲ء کو ایک ادارتی نوٹ " چین کے ساتھ دوستی کا مطلب اشتراکیت کے ساتھ مفاہمت نہیں ہونا چاہیئے "۔۔۔۔ کے عنوان سے لکھا۔

۶ر ستمبر ۱۹۶۳ء کے ترجمان اسلام میں " الحاد و اشتراکیت کے لئے چور دروازہ کون فراہم کر رہا ہے "۔۔ کے عنوان سے ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) نے مندرجہ ذیل خیالات رقم کئے۔

"یہ صحیح ہے کہ اشتراکیت اس معاشرہ میں دبے پاؤں داخل ہو سکتی ہے جس میں افلاس عسرت اور غیر متوازن معاشی امتیازات و سیاسی انتشار کا دور دورہ ہو ، لیکن انہاں اسباب کی بنا پر آج تک کہیں بھی اشتراکیت غالب نہیں آئی۔

در اصل اشتراکیت کے اثر و نفوذ کا تمام تر فلسفہ اس نظریہ پر مبنی ہے کہ انسان کسی بھی روحانی نظام کا پابند نہیں ہے۔ اشتراکیت کے مبلغین نے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ کمیونزم تو محض دنیا کے معاشی و سماجی عدم توازن اور شخصی و گروہی اقتدار سے پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کا ایک حل ہے۔ وہ اشتراکیت کی تاریخ کو یورپ کے صنعتی دور سے شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ اشتراکیت کا نظریہ و نظام تو اس فکری الحاد اور عملی بے قیدی کی ایک منظم و مربوط شکل ہے جو انسانی تاریخ کی ابتداء سے وقتاً فوقتاً دین و اخلاق کے مقابلہ میں سر اٹھاتی رہی ہے۔ مارکس نے اس کا فلسفہ ترتیب دیا۔ لینن نے اس فلسفہ پر مبنی ایک نظام عملاً سرزمین روس پر قائم کر دیا اور اسٹالن کے متشددانہ رویہ نے اسے مضبوط و مستحکم بنا دیا۔ اب خروشچیف اسے ایک اخلاقی قوت بنا دینے کی تگ و دو میں مصروف ہے۔ تاہم اس کا غیر فطری پن ہنوز اس کے اندر موجود ہے اور مقابلہ میں ایک بھرپور و ہمہ گیر روحانی قوت موجود نہ ہونے کی بنا پر زندہ ہے۔

اشتراکیت کا مقابلہ کرنے کے لئے امریکہ اور یورپ کے پاس دعوت و تحریک کی حیثیت سے دنیا کو دینے کے لئے کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ اس کے برعکس ان کی عملی زندگیوں اور قومی پالیسیوں نے اشتراکیت کے فروغ و شیوع میں در پردہ بڑی مدد دی ہے۔

اسلام ہی اس درد کا واحد مداوا ہے اور دنیا بجا طور پر اس سے مستقبل کی امیدیں قائم کر سکتی ہے ، لیکن خود اہل اسلام کا کیا حال ہے وہ کس حد تک اشتراکیت کے مقابلہ میں اسلام کی فکر ، اسلام کے نظریہ اور اسلام کی دعوت کو آگے بڑھا سکتے ہیں اور عملاً و مقابلتہً مضبوط تر اسلامی نظام قائم کر سکتے ہیں یہ ایک قابل غور بات ہے ورنہ دعووں اور باتوں کے اعتبار سے یہاں کوئی کمی نہیں پائی جاتی"۔

اشتراکیت کے بارے میں ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کی تحریروں کا یہ مواد تو ترجمان اسلام کے پرانے فائلوں سے پیش کیا گیا۔ اب حال ہی کے دو سالوں کے فائلوں کا بھی جائزہ لیجئے تو اشتراکیت کے بارے میں متنبہ کرنے والے متعدد مضامین ملیں گے۔

۲ر فروری ۱۹۶۸ء کے ترجمان اسلام میں " بھٹو صاحب کا سوشلزم " کے عنوان سے تحریر کیا کہ

۔۔۔ " بھٹو صاحب سوشلزم کے نعرے کے ساتھ میدان میں اترے ہیں۔ حکومتی پارٹی کے افراد بھی کبھی کبھی اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگا دیتے ہیں اور متحدہ حزب اختلاف کی بعض جماعتیں و لیڈر صاحبان بھی اسلامی سوشلزم کی اصطلاح استعمال کر لیا کرتے ہیں۔

مگر بھٹو صاحب نے سوشلزم کے لفظ و نعرہ کو اپنے پروگرام کا خاص جزو بنا لیا ہے۔

اگر ملک میں ایک گروہ امریکی و برطانوی طرز جمہوریت و سرمایہ داری کا حامی و موید ہے اور اسے خواہ عوامی حقوق کے نام سے اور خواہ اسلام کے نام سے پاکستان کے مسلمانوں پر مسلط کرنا چاہتا ہے تو پھر دوسرے فریق کو بھی اس سے نہیں روکا جا سکتا کہ وہ سوشلزم کا نعرہ بلند کرے اور اسے بھی عوامی حقوق اور اسلام کے نام کا لبادہ پہنائے۔

لیکن وہ اسلام جسے خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں قائم فرمایا اور جسے ان کے اولین جانشین خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے روم و ایران کی آخری حدود تک پہنچایا۔

وہ اپنی کسی حیثیت میں بھی نہ مغرب کے موجودہ نام نہاد جمہوری نظام اور سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام سے کوئی ادنیٰ سی مطابقت رکھتا ہے اور نہ اسے کوئی ادنیٰ سا واسطہ اس سوشلزم و کمیونزم سے ہے جو روس و چین میں جاری ہے۔

اس لئے جو فریق بھی .... ان نظاموں کے ساتھ اسلام کا نام وابستہ کرتا ہے وہ یا تو خود فریب میں مبتلا ہے یا دوسروں کو فریب دے رہا ہے"۔

۳۰ر اگست ۱۹۶۸ء کے ترجمان اسلام میں " اشتراکیت کا خطرہ " کے عنوان سے ایک مضمون لکھا اور اسی شمارہ میں " انسانیت کی نجات کا واحد راستہ " کے عنوان سے تحریر کیا کہ :۔

۔۔۔ " کیا مغربی جمہوریت یا اشتراکیت اس پیغمبرانہ و صحابیانہ پاک معاشرہ کا بدل ثابت ہو سکتی ہے ؟

اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔

اس لئے کہ مغربی جمہوریت نے امریکہ سے برطانیہ تک اپنی سینکڑوں سال کی تاریخ میں جس معاشرہ کو تشکیل دیا ہے وہ ساری دنیا کے سامنے موجود ہے۔ اور بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس معاشرہ میں " انسانیت " جس طرح تباہ و برباد ہوئی ہے اور ہوتی چلی جا رہی ہے اس نے انسانی عظمت اور فلاح و بہبود کا کوئی اخلاقی و معاشرتی تصور تک باقی نہیں رہنے دیا ہے"۔

" اور اشتراکیت ، جس کا تجربہ گذشتہ نصف صدی کے اندر روس سے چین تک کیا گیا اور کیا جا رہا ہے ، ایک ایسا ناکام تجربہ ہے جس کے نتیجہ میں انسان کا مستقبل من حیث الانسانیت کسی پُر امید روشنی کا حامل نہیں بنا فرد کو ریاست کے شکنجے میں اس طرح جکڑ دیا گیا ہے کہ وہ ایک آزاد اجتماعیت کا مساوی المرتبہ فرد ہونے کے بجائے ریاست کی مشین کا ایسا پرزہ بن کر رہ گیا ہے ، کہ جب بھی ایسی ریاست کا وجود متزلزل ہوگا ، فرد نہ اپنی ذات کے لئے مفید رہ سکے گا اور نہ اپنے قریبی ماحول کی اجتماعیت کے لئے کار آمد بن سکے گا۔ بلکہ ڈر ہے کہ اشتراکیت کا موجودہ نظام اپنے آخری ارتقاء کے مرحلہ پر مغربی سرمایہ داریت کی موجودہ شکل میں تبدیل ہو کر نہ رہ جائے ، جس میں سب سے بڑی سرمایہ دار قوت خود ریاست کی بن جائے گی۔

انسان کی مکمل نجات کا راستہ سوائے پیغمبرانہ و صحابیانہ معاشرت " کے قیام کے اور کسی معاشرتی نظام میں نہیں ہے۔ اور آج دنیا کو صرف اسی معاشرت کے قیام کی ضرورت ہے"۔

غرضیکہ آپ ترجمان اسلام کے ہر سال کے فائل ملاحظہ کرتے چلے جائیے ، ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کے بیسیوں مضامین اشتراکیت کے خلاف ملیں گے حال کے دو سالوں کے ایسے مضامین میں سے چند کی فہرست درج ذیل ہے۔

۸ر دسمبر ۱۹۶۷ء کا اداریہ۔ " اسلام ، مغربی جمہوریت اور سوشلزم کے نرغے میں "۔

۱۹ر جنوری ۱۹۶۸ء کا اداریہ " نئی نسل کو اشتراکیت کے آغوش میں جانے سے بچائیے "۔

۲۶ر جنوری ۱۹۶۸ء کا اداریہ " مذہب اور سامراجی طاقتیں "

۲ر فروری ۱۹۶۸ء " بھٹو صاحب کا سوشلزم "۔

۱۶ر فروری " ۔ " سوشلزم "

۲۳ر فروری " ۔ " اسلام کے مقدس نام کا استعمال "

۲۹ر جولائی " ۔ " ملکی سیاست کے زاویئے۔ آخری صفحہ

۲ر اگست " ۔ " سرخ و سفید سامراج "

۳۰ر اگست " ۔ " اشتراکیت کا خطرہ "

۶ر ستمبر " ۔ " حالات کی سنگینیاں اور وقت کے تقاضے "

۳ر جنوری ۱۹۶۹ء مضمون " فیصلہ کن گھڑی " ابتدائی حصہ

" " " " حزب اختلاف کی ذمہ داری " آخری حصہ

۲۴ر جنوری ۱۹۶۹ء ۔ " عالیہ افسوسناک تصادم "۔

| | | |
|---|---|---|
| ۲ مئی ۱۹۶۹ء | | "اداریہ" |
| ۱۶ مئی | " | "اب صرف دینی رہنمائی کی ضرورت ہے" |
| ۳۰ مئی | " | "کیا کرنا چاہیئے" |
| ۴ جولائی | " | "برائے ریاست اسلامی نظام کے قیام سے گریز کیوں"۔ |

مذکورہ بالا تفصیل جو ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کی گذشتہ دس سالہ تحریروں سے سرسری طور پر اخذ کر کے پیش کر دی گئی ہے، اس امر کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس نے اشتراکیت کی کبھی حمایت نہیں کی بلکہ اس پر خصوصی علمی و تاریخی حیثیت سے تنقیدیں بھی کی ہیں

لیکن اس کے باوجود ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کو مودودی جماعت اور بعض دوسرے اس کے ہمنوا کیوں "اشتراکی" ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

تو اس کی وجہ ذرا سے غور و تامل سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔ اشتراکیت کی ایک مخالفت تو وہ ہے جس سے مقصود اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ ہے

ایڈیٹر ترجمان اسلام نے اپنے ان مضامین میں اپنی اہلیت کے مطابق جتنا حق ادا ہو سکتا تھا ادا کیا۔

لیکن اشتراکیت کی ایک بلند بانگ مخالفت وہ ہے جس سے امریکی و مغربی سامراج اپنے اقتصادی و سیاسی نظام کے بقاء و استحکام کے لئے اور دنیا بھر پر اپنا اثر و رسوخ قائم رکھنے کے لئے فائدہ اٹھاتا ہے اور ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) نے اپنے ان مضامین یا ایسے مضامین میں اسے یہ فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں دیا۔

ظاہر ہے کہ جب اشتراکیت کی اس مخالفت سے امریکی سامراج کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا تو اس کو اور اس کے ہواخواہوں کو ایسی مخالفت بھی اشتراکیت کی تائید و حمایت ہی نظر آئے گی۔

برطانوی دور حکومت میں جب تحریک آزادی چل رہی تھی اور انگریز مفاہمت کی بات چیت پر آمادہ ہو گیا تھا تو اس وقت مفاہمت کے لئے بیشتر صرف کانگرس اور مسلم لیگ کے نمائندے ہی مدعو کئے جاتے تھے۔ علماء کی جماعتوں کے نمائندوں کو نہیں بلایا جاتا تھا۔

کسی نے یہ سوال ایک انگریز سیاستدان سے کیا، تو اس نے جواب دیا کہ:۔

"ان دونوں جماعتوں کے ساتھ آزادی کے تصفیہ میں برطانوی، جمہوری و اقتصادی نظام بہرحال اس سرزمین پر قائم رہے گا۔ لیکن مولوی لوگ آزادی کا مطالبہ اس لئے کرتے ہیں کہ سرے سے ایسے نظام کو ختم کر کے قرآنی نظام قائم کریں"۔

حالانکہ تحریک آزادی کی ڈیڑھ سو سالہ تاریخ میں پیش پیش صرف علماء دین رہے۔

ٹھیک اسی طرح "اشتراکیت" کی مخالفت کا معاملہ ہے ایڈیٹر ترجمان اسلام جب اشتراکیت کے خلاف لکھتا ہے تو ساتھ ہی وہ مغربی سامراج اور اس کے ہواخواہوں کے لئے بھی فائدہ اٹھانے کی گنجائش نہیں چھوڑتا ایسی صورت میں وہ ان کی آنکھوں میں اشتراکیت سے زیادہ کھٹکنے لگتا ہے

وہ موجودہ نظام کو ختم کر کے خالص کتاب و سنت کا نظام قائم کرنے اور علماء کے ہاتھوں میں قیادت دینے کا مطالبہ کرتا ہے، تو جمہوریت کا لادینی کیمپ "ملا" اٹھتا ہے اور یہ ہی وہ قصور ہے، جس کی بنا پر اس کے خلاف ہمہ گیر قسم کا پروپیگنڈا جاری ہے۔

مودودی جماعت کے ایک پیروکار نے اپنی کتاب "پاکستان میں سوشلزم" میں "سوشلسٹ مولوی" کے ذیلی عنوان سے جو خرافات و اکاذیب لکھی ہیں۔ ان میں ایڈیٹر ترجمان اسلام کو "علماء دیوبند کی بھرپور خوشامد" کرنے والا کہا ہے۔

چنانچہ اس کا یہ ہی وہ جرم ہے جو اسے اشتراکیت کا ملزم گردانے کے لئے بہانہ بنایا گیا ہے۔

ورنہ یہ حضرات باوجود اس الزام طرازی کے آج تک ترجمان اسلام سے یا ایڈیٹر ترجمان اسلام کی ... تحریروں سے کوئی ایسا مضمون تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ جو اشتراکیت کی حمایت و تائید میں لکھا گیا ہو

لیکن اشتراکیت کی ایسی مخالفت جس کا نتیجہ مغرب کے سیاسی و اقتصادی نظام کے بقاء و استحکام کی صورت میں نکلے اور علانیہ مغربی جمہوریت کو عین اسلام ثابت کرے، تو اس کے ساتھ اگر امریکہ و برطانیہ وغیرہ کی بھی مخالفت کر دی جائے، تب بھی مغربی سامراج کو ناگوار نہیں گذریگی اور "ہم خرما و ہم ثواب" کے مصداق سامراجی اور جمہوری لادینی حلقوں کے لئے قابل قبول ہو گی، بلکہ ایسا اسلام بھی ان کے لئے قابل تحسین بن جائے گا۔

ادھر ایک تیر سے دو شکار کر لئے جائیں گے۔

اشتراکیت کی ساری جارحانہ مخالفت اور کتاب و سنت کے قوانین و نظام کے قیام کا مطالبہ کرنے والے علماء کو ... اشتراکی قرار دے کر لادینی جمہوریت کے لئے راستہ صاف ...... اس مقصد کے لئے اگر ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کو انٹرنیشنل کمیونسٹ بنایا جائے تو یہ ضرر رساں جھوٹ نہیں ہے۔ بلکہ "حکمت عملی" کے فلسفہ کے عین مطابق ہے۔

بہرحال ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) بدو شعور سے یہ یقین رکھتا چلا آ رہا ہے کہ دنیا و آخرت میں کامیابی و نجات کا ضامن صرف "اسلام" ہے اور اسلام ایک مکمل دین ہے، جس پر عمل کرنے سے ہی "انسانیت" کو فلاح نصیب ہو سکتی ہے۔

نیز وہ اسلام کی صرف اس تعبیر پر ہی یقین رکھتا ہے، جو صحابہ کرامؓ، ائمہ و محدثینؒ اور علماء حق سے عہد بعہد نقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔

اس کے نزدیک آج بھی حقیقی اسلامی نظام کا قیام صرف علماء حق کی قیادت میں ہی ممکن ہے۔

اسی وجہ سے مودودی جماعت کے ایک شخص نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں اسے ایڈیٹر ترجمان اسلام کو "علماء دیوبند کے خوشامدی" ہونے کا طعنہ دیا۔ چنانچہ

آج بھی اگر اسلامی نظام کے قیام کے لئے مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب اور مفتی محمد شفیع صاحب جیسے حضرات، نواب زادوں اور دولت مندوں کے مقابلہ میں انتخاب لڑنے کھڑے ہوتے ہیں تو اس (ایڈیٹر ترجمان اسلام) کا ووٹ ان کے لئے ہی ہو گا۔

لیکن اگر اسلام کے نام کی آڑ میں نواب زادے رئیس زادے، سرمایہ دار و جاگیردار مغربی جمہوریت کے نمائندے بن کر انتخاب لڑنے کے لئے سامنے آتے ہیں تو پھر یہ "ووٹ" صرف غریب عوام کے نمائندے کے لئے ہی وقف رہے گا۔

اسی طرح مودودی صاحب اگر عالمی لیڈر شپ کے لئے "نکسن"، "ولسن" اور "موشے دایان" کے مقابلہ میں امیدوار کھڑے ہوں، تو یقیناً اس (ایڈیٹر ترجمان اسلام) کا ووٹ مودودی صاحب کے لئے ہو گا۔ لیکن اگر وہ "نکسن" "ولسن" اور "موشے دایان" کے ساتھ "ناصر" کے مقابلہ میں کھڑے ہوتے ہیں۔

اور اس پالیسی کے مطابق جس کا ذکر پروفیسر خورشید احمد صاحب نے ماہنامہ چراغ راہ کراچی کے "نظریہ پاکستان نمبر" دسمبر ۱۹۶۰ء میں بہ انداز شکوہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ:۔

> "اس طرح اشتراکیت کے خلاف جو تعاون عالم اسلام اور مغرب میں ہو سکتا ہے، اسے خود مغرب کی اس کوتاہ نظری کی وجہ سے سخت صدمہ پہنچتا ہے اور اگر مغرب عالم اسلام سے حقیقی دوستی اور تعاون کا خواہاں ہے، تو اسے اس پالیسی کو بدلنا پڑے گا"۔

اسلام کے نام پر اشتراکیت کی مخالفت کا نعرہ بلند کرتے ہیں تو انہیں ناصر پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

پس جب تک پاکستان کے ساتھ چین کی بے غرضانہ معاونت قائم ہے اور اسرائیل و امریکی برطانوی سامراج سے مقابلہ کرنے کے لئے عرب ملکوں کو چین، روس و اشتراکی ملکوں سے حمایت و اعانت حاصل ہو رہی ہے، اس وقت تک اشتراکی ملکوں اور ان کے نظام کی ایسی مخالفت جس سے عربوں کے کاز کو نقصان پہنچے، اسرائیل کے قدم مضبوط ہوں، امریکی برطانوی سامراج کے اثر و غلبہ میں اضافہ ہو، نیز دنیا کے غریب اور مظلوم عوام اپنے مساوی حق انسانیت و معیشت سے محروم رکھے جا سکیں، ایشیا و افریقہ کے عوام حقیقی آزادی خوشحالی اور امن و سکون سے دور رہیں اور مشرق میں شر و فساد و لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رہے، کسی بھی اسلام اور مسلمانوں کے بہی خواہ کے لئے صحیح نہیں ہو سکتی۔

البتہ اشتراکیت کی ایسی علمی و نظری مخالفت جیسی کہ حولہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے۔ ترجمان اسلام کے صفحات پر اول دن سے جاری ہے۔ اور جاری رہے گی

اشتراکیت کے بارے میں یہ ہی موقف ہے، جو جمال الدین افغانیؒ سے لے کر شیخ الہندؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ۔ مولانا مدنیؒ اور مولانا عثمانیؒ تک کے علماء حق کا رہا ہے۔

اور یہ ہی موقف ہے جو مولانا حسرت موہانی، مولانا محمد علی جوہر، علامہ اقبال

اور قائد اعظم تک کے برصغیر کے بلند پایہ مسلمان لیڈروں رہنماؤں و دانشوروں کا بھی رہا ہے۔

(میں معذرت خواہ ہوں کہ ترجمان اسلام کے کئی صفحات ان گذارشات کی نذر ہو گئے۔ لیکن چونکہ اس بارے میں بہت سے بزرگوں و دوستوں کے استفسارات اس کثرت سے موصول ہوئے کہ پروپیگنڈے کے گرد و غبار کو صاف کرنے کے لئے یہ تفصیل عرض کئے بغیر چارہ نہیں رہا تھا۔ "وہابیت"۔ "کانگریسیت" اور "اشتراکیت" کی الزام تراشیاں ایک ہی قسم کے ذہن کی قدیم اختراع کا سلسلہ ہیں۔

جن علماء نے اسلام اور مسلمانوں کی بالادستی کے لئے جہاد بالسیف سے کام لیا، انہیں اور ان کے متبعین کو وہابیت کے الزام سے نوازا گیا تھا۔

پھر جن علماء نے حصول آزادی کے لئے انگریزی حکومت کے خلاف سیاسی سرگرمیوں کو زندہ و قائم رکھا انہیں کانگریسیت کے الزام سے مشرف کیا گیا تھا۔

اور اب جو علماء و دیگر افراد، عالمی سطح پر برطانوی امریکی سامراج کے خاتمہ، اور ہندو سامراج کے خطرہ کے دفعیہ کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان پر اشتراکیت کا الزام عائد کیا جا رہا ہے۔

اور یہ سب کچھ پہلے بھی اسلام کی آڑ لے کر ہی کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔ لیکن جس طرح پہلے کی دونوں الزام تراشیاں عبث ثابت ہوئیں، اور برطانوی سامراج کا غلبہ مسلمان ملکوں سے ختم ہو کر رہا۔ اسی طرح یہ انشاء اللہ، یہ تیسری الزام تراشی بھی رائیگاں چلی جائے گی۔ اور بالآخر سامراجیت کو اپنے آخری انجام تک پہنچنا ہوگا۔

(کمال)

---

نظر باز گشت

راہرو کے قلم سے

# مودودی صاحب کی ایک اور لندن یاترا کا حال

جناب مودودی صاحب کے لئے اب لندن آنا جانا ایک معمولی سی بات بن گئی ہے اور لندن جا کر انٹرویو دینا تو بہرحال ایک سیاسی فریضہ ہے، جسے ترک کیا ہی نہیں جا سکتا۔

چنانچہ موصوف "رباط" کی دعوت سے فارغ ہو کر لندن تشریف لے گئے تو برمنگھم برطانیہ کے اردو ہفت روزہ "ایشیا" کو آپ نے ایک انٹرویو قلم بند کرایا۔ جس کے چند اقتباسات روزنامہ جنگ کراچی، ۳۰ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کے شمارہ میں شائع ہوئے ہیں۔

اس انٹرویو کے سوالات کے جواب میں آپ نے جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں ان کے بیشتر حصہ سے تو براہ راست ہمارا کوئی واسطہ نہیں، اور اس کا جواب موصوف کے ذکر فرمودہ متعلق افراد و گروہ ہی دے سکتے ہیں۔ یہاں ہم محترم کے اس جواب کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جو آپ نے سوال نمبر ۴ کے ضمن میں دیا، اور جس میں بکمال مہربانی جمعیۃ علماء اسلام کے ہزاروی گروپ کا نام لیا ہے۔

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے بایں ہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

(غالب کی روح سے معذرت کیساتھ)

سوال کیا گیا تھا کہ

"شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنے حالیہ بیان میں اسے تاریخ کا دلچسپ مذاق قرار دیا ہے کہ اس وقت نظریہ پاکستان کی محافظت کا دعویٰ وہ لوگ کر رہے ہیں جو دو قومی نظریہ کے مخالف تھے اور قائد اعظم کو کافر کہتے ہیں۔ آپ کا ردعمل کیا ہے"؟

اب محترم مودودی صاحب کا ردعمل ملاحظہ فرمایئے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ جو قائد اعظم کو کافر قرار دیتے تھے اور اکھنڈ ہندوستان کے حامی تھے، شیخ مجیب الرحمٰن کی پارٹی کو انہی لوگوں کا تعاون حاصل ہے، میری مراد جمعیۃ علماء اسلام کے ہزاروی گروپ سے ہے"۔

سب سے پہلے تو اس "تیکنیک" کو ملاحظہ فرمایئے کہ اپنے اوپر عائد ہونے والے الزام سے نپٹنے کے لئے جمعیۃ علماء اسلام کے ہزاروی گروپ کے نام کو آگے لے آئے اور اس کی آڑ لے کر اصل سوال کا جواب گول کر گئے۔

"جمعیۃ علماء اسلام کا ہزاروی گروپ" موصوف کو کیسے مستعمر پر یاد آیا۔ یہاں جناب کو حقیقت واقعہ کی اس دیانتدارانہ حیثیت کا ذرا بھی پاس نہ رہا کہ شیخ مجیب الرحمٰن کی پارٹی کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام کا سرے سے ابھی تک کوئی ربط و تعلق ہی قائم نہیں ہوا ہے۔ تعاون کی بات تو بہت دور چلی جاتی ہے۔

لیکن یہ تو لندنی سیاست کے کرشمہ کارانہ اثرات کا آغاز ہے، اگر آنے جانے کا یہ سلسلہ قائم رہا اور موصوف کا آئندہ ہر سفر "بابا لندن" بنتا رہا تو امید ہے کہ گلیڈسٹون "لائڈ جارج" اور چرچل کے سیاسی پینتروں کی اچھی خاصی مشق ہو جائے گی اور ظاہر ہے کہ ان "پینتروں" کا پہلا ہدف جمعیۃ علماء اسلام ہی بنا کرے گی کہ یہی تو وہ "تلخ گولی" ہے جو موصوف کے حلق میں پھنسی ہوئی ہے۔ ورنہ بڑے بڑے جغادری "علماء" ان کے آستانہ پر حاضری کو فخر محسوس کرنے لگے ہیں اور علماء دین پر اپنا تفوق قائم کرنے کی جو مہم موصوف نے ۱۹۳۷ء سے شروع کی تھی۔ اب اس راہ کا آخری سنگ گراں جمعیۃ علماء اسلام کا ہزاروی گروپ ہی رہ گیا ہے۔ لیکن خلاف توقع ایسا سخت جان اور وسیع الاثر واقعہ ہوا ہے کہ باوجود اشتراکیت کے اتہامات و پروپیگنڈا کے اور متوازی جمعیۃ کھڑی کر دینے کے ہنوز مشرق سے مغرب تک علماء سلف و خلف کے اسلام کا ترجمان بن کر ڈٹا کھڑا ہے

چنانچہ اس کی یہ ناقابل شکست حیثیت ہی ہے جس کے احساس کے پیچ و تاب نے موصوف کا پیچھا لندن تک نہیں چھوڑا، اور بالآخر "لندنی ایشیا" کے نمائندے کے ایک سوال کے جواب میں دل کی یہ جلن ظاہر کر کے ہی رہے۔ لیکن شاطرانہ کمال یہ ہے کہ اسے بطور ڈھال کے ذکر کر کے اپنے اوپر عائد ہونے والے الزام کا رخ بھی اس کی طرف پھیر دینے کی کوشش فرمائی۔

حالانکہ جمعیۃ علماء اسلام کے کسی بھی گروپ میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے۔ جس نے قائد اعظم کو کبھی کافر کہا ہو اور اکھنڈ ہندوستان کا وہ حامی رہا ہو، لیکن

جو چاہے ان کا حسن کرشمہ ساز کرے

لندن کی "کایا کلپ" انسان کو خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ سب سے پہلے "جمہوری" (اسے "جمہورا" کا مونث نہ سمجھا جائے) بناتی ہے۔ ایسی "جمہوری" جو ہمیشہ "اشتراکیت" سے لرزاں و ترساں رہتی ہے۔ اور اب وہ دنیا بھر میں اپنے تحفظ کا یہ انتظام کر رہی ہے کہ بھارت میں وہ "ہندو" کا نقاب اوڑھ رہی ہے۔ یورپ کے بعض ملکوں و امریکہ میں "عیسائی" کا لبادہ پہن رہی ہے۔ جاپان، جنوبی ویتنام کوریا وغیرہ میں "بدھ" کا زیور جسم پر ڈال رہی ہے اور پاکستان و مسلمان ملکوں میں "اسلامی" کا لباس پہن کر زندہ رہنا چاہتی ہے اس مقصد کے لئے اسے موصوف سے یقیناً بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

وہ دن بھی کتنا عجیب و غریب دن ہوگا۔ جب لندن و واشنگٹن کی جمہوریت کا شوطی بھارت میں

(باقی کالم اول میں)

جن سنگھ اور مہاسبھا کے زیر سایہ "ہندو جمہوریت" کے نام سے ویت نام سے لاؤس تک .... "بدھ جمہوریت" کے نام سے یورپ و امریکہ میں .... "عیسائی جمہوریت" کے نام سے پاکستان میں مودودی صاحب اور ان کے دوستوں کی زیر قیادت "اسلامی جمہوریت" کے نام سے اور آسٹریلیا سے مغربی جرمنی تک "کافرانہ جمہوریت" کے نام سے بدل رہا ہوگا۔

"لندنی جمہوریت" کیا واقعی مجوبہ روزگار چیز نہیں ہے کہ اس کے لئے بیک وقت "کافرانہ، مشرکانہ، اور اسلامیت" کے آغوش کھولنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں

اور کیا اسے مستقبل کا جمہوری مورخ "جمہوریت کا عظیم کارنامہ" قرار دے گا کہ "اسلام پسندوں" کے گروہ نے جناب مودودی صاحب کی رہنمائی میں غریب اسلام کو بھی کفر و شرک کے پہلو بہ پہلو "لندنی جمہوریت" کا قلعہ اور فرودگاہ بنا دیا۔ "کافرانہ جمہوریت" "مشرکانہ جمہوریت" اور "اسلامی جمہوریت" کا سنگم بننے میں اب آخری اور سب سے بڑی رکاوٹ جمعیۃ علماء اسلام کا ہزاروی گروپ ہی رہ گیا ہے اور اس رکاوٹ کو "سوشلزم" کے الزام کی "چٹان" سے ٹکرا کر شاید "نذر گنگ" سے محروم کیا جا سکے۔ اسی امید پر لاہور سے لندن تک اسے مشق ستم بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے مگر

"پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا"

# قافلۂ اسلام • منزل بہ منزل
## جمعیۃ علماء اسلام کی سرگرمیاں

### انتخاب جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یارخان

امیر — حضرت مولانا غلام ربانی صاحب خطیب رحیم یارخان
نائب امیر — مولانا عطاء اللہ صاحب
〃 — مولانا عبدالرحیم صاحب درخواستی
ناظم عمومی — مولانا بشیر احمد صاحب حامد
نائب ناظم — مولانا محمد مکی صاحب حجازی
〃 — مولانا غلام مصطفٰے صاحب امین آباد
خزانچی — صوفی محمد حسین صاحب
سالار اعلیٰ — مولانا سلیم الرحمان صاحب

### احمد پور شرقیہ میں جمعیۃ کا قیام

گزشتہ ہفتے ایک اجلاس اہالیان احمد پور شرقیہ کا دفتر انجمن تبلیغ الاسلام میں ہوا جس میں جمعیۃ علماء اسلام کی شاخ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

امیر — ڈاکٹر افضال احمد صاحب
نائب امیر — غلام محی الدین صاحب
ناظم اعلیٰ — مولوی محمد احمد صاحب
ناظم — صوفی عبدالکریم صاحب
خازن — مرزا محمد عبداللہ بیگ

اور مندرجہ ذیل پانچ ارکان پر مجلس شوریٰ تشکیل دی گئی (۱) ڈاکٹر اقبال احمد صاحب (۲) صوفی غلام رسول صاحب (۳) حکیم شمس الدین (۴) حافظ عبدالواحد صاحب (۵) حاجی محمد یعقوب صاحب۔ یہ انتخاب ۱۵ اکتوبر کے امروز میں آچکا ہے۔

(ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام احمد پور شرقیہ)

### انڈسٹریل ایریا لانڈھی کراچی میں جمعیۃ کی تشکیل

۱۰ اکتوبر۔ مولانا محمد فاضل ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام حلقہ کورنگی نے جمعیۃ علماء اسلام کے دفتر میں کارکنوں سے خطاب فرمایا اور مندرجہ ذیل تشکیل عمل میں آئی۔

امیر — مولانا غلام صمدانی صاحب
نائب امیر — مولانا عبدالصمد صاحب، مولانا حضرت امیر صاحب
ناظم اعلیٰ — مولانا بشیر احمد صاحب
نائب ناظم — مولانا محمد حنیف صاحب
ناظم نشر و اشاعت — مولانا عبدالخالق صاحب
خازن — محمد سرفراز خان صاحب
سالار — محمد حسن صاحب

### ارشد پایاں میں جمعیۃ کا انتخاب

امیر — مولانا خلیل الرحمان صاحب
نائب امیر اوّل — مولانا عبدالجلیل صاحب
〃 〃 دوئم — محمد زمان صاحب
ناظم اعلیٰ — حبیب خان صاحب
ناظم — نواب خان صاحب
خازن — ڈاکٹر محمد قسیم صاحب۔ سالار — عرب گل صاحب

### انتخاب جمعیۃ علماء اسلام ٹانڈہ

امیر — حضرت مولانا امیر زمان صاحب خطیب ٹانڈہ
نائب امیر — حضرت مولانا سیف الرحمان صاحب
ناظم اعلیٰ — حاجی گلاب خان صاحب
نائب ناظم اوّل — محمد عجب خان صاحب
〃 〃 دوم — جناب مطیع الرحمٰن صاحب
خزانچی — 〃 حاجی سلیمان خان 〃
محتسب — 〃 حاجی گوہر الزمان صاحب

#### مجلس شوریٰ

(۱) جناب غازی خان صاحب (۲) جناب اسلم خان صاحب (۳) محمد ایوب خان صاحب (۴) فضل الٰہی صاحب (۵) محمد افضل صاحب (۶) حاجی خوائیداد صاحب (۷) حاجی علم خان صاحب (۸) نوبت خان صاحب (۹) سائیں صاحب (۱۰) مولانا عبدالحی صاحب۔ (۱۱) منظور حسین صاحب۔

### شہری جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی کا انتخاب

امیر — الحاج مولانا قاری محمد امین صاحب

> **عرب و مسجد اقصیٰ فنڈ**
>
> چوک منڈا ضلع مظفر گڑھ سے مولانا محمد عبدالحمید صاحب جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام کی معرفت عرب و مسجد اقصیٰ فنڈ میں مبلغ دو ہزار تین سو نوے ۲۳۹۰/۰ روپے وصول ہوئے جو جلد ہی مذکورہ مقصد کیلئے روانہ کئے جا رہے ہیں۔

نائب امیر اوّل — مولانا حبیب الرحمٰن صاحب
〃 〃 دوم — مولانا غلام حیدر صاحب
ناظم اعلیٰ — ایم غلام صادق صاحب
ناظم — مولانا حکیم محمد ایوب صاحب
خازن — شیخ محمد شفیق صاحب

#### مجلس شوریٰ

(۱) مولانا محمد شفیع صاحب (۲) مولانا علی اللہ صاحب (۳) مولانا عبدالحنان صاحب (۴) حافظ امان اللہ صاحب (۵) حافظ عبدالرشید صاحب (۶) مولانا حبیب اللہ صاحب (۷) مولانا عبدالودود صاحب (۸) مولانا عبدالحق صاحب حقانی (۹) مولانا سعید الرحمٰن صاحب (۱۰) مولانا فضل حق صاحب (۱۱) مولانا عبدالعزیز صاحب (۱۲) مولانا محمود شاہ صاحب (۱۳) محترم خوشحال خان صاحب (۱۴) شیخ محمد یوسف صاحب (۱۵) شیخ شمس الحق صاحب (۱۶) ملک عبدالغنی صاحب (۱۷) قاری محمد فرید صاحب (۱۸) مولانا عبدالرزاق صاحب

بقیہ مجلس شوریٰ کا انتخاب بعد میں کیا جائے گا۔

### جلسہ

دارالعلوم مجددیہ مانکی تحصیل صوابی سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۲-۲۳ اکتوبر کے موقعہ پر درج ذیل حضرات نے تقریریں فرمائیں۔

(۱) حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ خانقاہ سراجیہ کندیاں (۲) حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب درویش ہری پور ہزارہ (۳) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان ملتان (۴) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان (۵) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن (۶) حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع پشاور (۷) حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن۔ (۸) حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک (۹) حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحب خطیب جامع مسجد نوشہرہ ضلع پشاور

### جمعیۃ طلباء اسلام لیہ

لیہ میں طلباء کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں گورنمنٹ انٹر کالج لیہ، گورنمنٹ کمرشل کالج ایم بی ہائی سکول۔ گورنمنٹ ہائی سکول کے طلباء نے شرکت کی۔ اجلاس سے مولانا فقیر محمد صاحب مبلغ جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ نے خطاب فرمایا۔ متفقہ طور پر جمعیۃ طلباء اسلام لیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

امیر — محمد ہاشم صاحب فسٹ ایئر میڈیکل گروپ انٹر کالج لیہ
نائب امیر — احمد حسن 〃 〃 آرٹس 〃 〃
ناظم اعلیٰ — مہر سعید احمد 〃 〃 〃 〃 〃
خزانچی — غلام محمد 〃 〃 〃 〃 〃

رشید احمد انصاری ناظم اعلیٰ
جمعیۃ علماء اسلام لیہ

### "زروبی" میں جمعیۃ کی تشکیل

امیر — حضرت مولانا سید میرک شاہ صاحب خطیب نورشاہ 〃
نائب — مولوی محمد عیسیٰ صاحب خطیب مسجد نئی آبادی 〃
ناظم عمومی — عبدالغفور حنفی
نائب ناظم — مولوی عبدالرحمٰن صاحب خطیب جامع 〃 〃
خازن — حاجی احمد گل صاحب



### غلام محمد آباد (لائل پور) میں جمعیۃ کی تشکیل

گزشتہ روز نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد گول چوک غلام محمد آباد میں جمعیۃ علماء اسلام حلقہ غلام محمد آباد کے ارکان کا ایک اجلاس جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کے نائب امیر مولانا محمد اختر صدیقی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ خطیب لائلپور مولانا ضیاء القاسمی نے اجلاس سے خطاب کیا۔ مندرجہ ذیل انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔

امیر — حافظ احمد دین صاحب
نائب امیر — جناب نور محمد صاحب
ناظم اعلیٰ — مولانا محمد اکرم صاحب فاضل خیر المدارس
پبلسٹی سیکرٹری — جناب فقیر محمد صاحب

### انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام شورکوٹ شہر کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد ڈاکخانہ والی منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل انتخاب اتفاق رائے سے عمل میں لایا گیا۔

امیر — حضرت مولانا بشیر احمد خطیب جامع مسجد ڈاکخانہ والی
نائب — چوہدری صوفی خوشی محمد جنرل مرچنٹ
ناظم اعلیٰ — سید مقصود علی شاہ صاحب
نائب ناظم — جناب عباس احمد زرگر
خازن — 〃 محمد یعقوب صاحب

(محمد فاروق ناظم جمعیۃ جھنگ صدر)

### مولانا فضل حق صاحب کا انتقال

حضرت مولانا حاجی فضل حق صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد اچھڑیاں کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پا چکے ہیں۔ مولانا کی نماز جنازہ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے پڑھائی۔ جنازہ میں علاقہ بھر کے مذہبی اور سیاسی لوگوں اور ہزاروں کی تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ قارئین مولانا کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔

(عبدالقیوم ناظم دفتر جمعیۃ مانسہرہ)

### جمعیۃ علماء اسلام جھنگ کا انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام جھنگ شہر کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا غلام مصطفٰے شاہ صاحب ناظم اعلیٰ ضلع جمعیۃ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا مفتی عبدالکریم صاحب، مولانا محمد یٰسین صاحب، اور قاری غلام محمد صاحب نے خطاب کیا۔ مندرجہ ذیل انتخاب اتفاق رائے سے عمل میں لایا گیا۔

امیر — صوفی عبدالرحیم صاحب خطیب جامع مسجد سنگھا والی جھنگ
نائب امیر — شیخ عبدالکریم صاحب جھنگ
ناظم اعلیٰ — قاری عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ عربیہ ناصر العلوم
نائب ناظم — صوفی محمد انور صاحب
خازن — جناب عمر حیات صاحب
ناظم نشر و اشاعت — جناب محمد اصغر صاحب

(محمد صدیق ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام جھنگ)

### عارف والا میں جمعیۃ کا انتخاب

مولانا عبدالرحیم اشعر کی صدارت میں مقامی جمعیۃ کا انتخاب ہوا: امیر — مولانا بشیر حسین صاحب
نائب امیر — مولانا عبداللطیف صاحب
ناظم اعلیٰ — حافظ محمد حسین عارفی
ناظم — صوفی عبدالحمید صاحب۔ خزانچی — محمد امین صاحب
پروپیگنڈا سیکرٹری — حافظ ریاض احمد صاحب

> **ضروری اطلاع**
>
> ہمیں افسوس ہے کہ کتابت نہ ہوسکنے کی وجہ سے "اسلامی نظام حکومت کی جدوجہد اور مودودی صاحب" اور "علماء کے ۲۲ نکات اور سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا طرز عمل" کی رودادیں قسطیں اس شمارہ میں نہیں دی جاسکیں۔ آئندہ ملاحظہ فرمائیے۔

### رستم ضلع سکھر میں جمعیۃ کی تشکیل و انتخاب

امیر — مولوی محمد یعقوب صاحب
ناظم اعلیٰ — مولوی عبدالحق صاحب
نائب ناظم — جناب غلام ہادی خان
خازن — میاں دین محمد صاحب

#### مجلس شوریٰ

(۱) جناب حافظ عبدالمجید صاحب (۲) مولوی محمد بخش صاحب (۳) مولوی قمر الدین صاحب (۴) مولوی حافظ عبدالفتاح صاحب (۵) مولوی ہدایت اللہ صاحب (۶) مولوی عبدالفتاح صاحب ملک (۷) میاں حبیب اللہ صاحب (۸) محمد داؤد صاحب (۹) حاجی بہادر صاحب (۱۰) عبدالعزیز صاحب (۱۱) جناب بشیر محمد خان (۱۲) حاجی اللہ دتہ صاحب (۱۳) فتح محمد صاحب (۱۴) میانجی جام خان صاحب (۱۵) محمد صالح صاحب۔

احقر عبدالحق مہتمم مدرسہ
دارالفیوض رستم)

# قافلۂ اسلام ۔ منزل بہ منزل

## جمعیۃ علماء اسلام کی سرگرمیاں

### جلسہ

دارالعلوم مجددیہ مانکی تحصیل صوابی سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۲-۲۳-۲۴ اکتوبر کے موقعہ پر درج ذیل حضرات نے تقریریں فرمائیں۔

(۱) حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ خانقاہ سراجیہ کندیاں (۲) حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب درویش ہری پور ہزارہ (۳) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان ملتان (۴) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان (۵) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن (۶) حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع پشاور (۷) حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن۔ (۸) حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالحق صاحب مدظلہ اکوڑہ خٹک (۹) حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحب خطیب جامع مسجد نوشہرہ ضلع پشاور

### جمعیۃ طلباء اسلام لیہ

لیہ میں طلباء کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں گورنمنٹ انٹر کالج لیہ، گورنمنٹ کمرشل کالج، ایم بی ہائی سکول، گورنمنٹ ہائی سکول کے طلباء نے شرکت کی۔ اجلاس سے مولانا فقیر محمد صاحب مبلغ جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ نے خطاب فرمایا۔ متفقہ طور پر جمعیۃ طلباء اسلام لیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

| | |
|---|---|
| امیر | محمد ناظم صاحب فسٹ ایر میڈیکل گروپ انٹر کالج لیہ |
| نائب امیر | احمد حسن 〃 〃 تھرڈ ایئر 〃 〃 〃 |
| ناظم اعلیٰ | مہر سعید احمد 〃 〃 〃 〃 〃 〃 |
| خزانچی | غلام محمد 〃 〃 〃 〃 〃 〃 |

(رشید احمد انصاری ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام لیہ)

### "ژوب" میں جمعیۃ کی تشکیل

| | |
|---|---|
| امیر | حضرت مولانا سید میرک شاہ صاحب خطیب فورٹ سنڈیمن |
| نائب | مولانا محمد عیسیٰ صاحب خطیب مسجد نئی آبادی 〃 |
| ناظم عمومی | عبدالغفور حنفی |
| نائب ناظم | مولوی عبدالرحمٰن صاحب خطیب جیل روڈ 〃 〃 |
| خازن | حاجی احمد گل صاحب |



### غلام محمد آباد (لائل پور) میں جمعیۃ کی تشکیل

گزشتہ روز نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد گول چوک غلام محمد آباد میں جمعیۃ علماء اسلام حلقہ غلام محمد آباد کے ارکان کا ایک اجلاس جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کے نائب امیر مولانا محمد اختر صدیقی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ خطیب لائلپور مولانا ضیاء القاسمی نے اجلاس سے خطاب کیا۔ مندرجہ ذیل انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔

| | |
|---|---|
| امیر | حافظ احمد دین صاحب |
| نائب امیر | جناب نور محمد صاحب |
| ناظم اعلیٰ | مولانا محمد اکرم صاحب فاضل خیر المدارس |
| پبلسٹی سیکرٹری | جناب فقیر محمد صاحب |

### انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام شورکوٹ شہر کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد اکاں والی منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل انتخاب باتفاق رائے سے عمل میں لایا گیا۔

| | |
|---|---|
| امیر | حضرت مولانا بشیر احمد خطیب جامع مسجد اکاں والی |
| نائب | چوہدری صوفی خوشی محمد جنرل مرچنٹ |
| ناظم اعلیٰ | سید مقصود علی شاہ صاحب |
| نائب ناظم | جناب عباس احمد زرگر |
| خازن | 〃 محمد یعقوب صاحب |

(محمد فاروقی ناظم جمعیۃ جھنگ صدر)

### مولانا فضل حق صاحب مرحوم کا انتقال

حضرت مولانا حاجی فضل حق صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد ایچی پلاں کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پا چکے ہیں۔ مولانا کی نماز جنازہ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے پڑھائی۔ جنازہ میں علاقہ بھر کے مذہبی اور سیاسی لوگوں اور ہزاروں کی تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ قارئین مولانا کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔

(عبدالقیوم ناظم دفتر جمعیۃ مانسہرہ)

### جمعیۃ علماء اسلام جھنگ کا انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام جھنگ شہر کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ناظم اعلیٰ ضلع جمعیۃ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا مفتی عبدالحلیم صاحب، مولانا محمد یٰسین صاحب، اور قاری غلام محمد صاحب نے خطاب کیا۔ مندرجہ ذیل انتخاب اتفاق رائے سے عمل میں لایا گیا۔

| | |
|---|---|
| امیر | صوفی عبدالرحیم صاحب خطیب جامع مسجد منٹگمری والی جھنگ |
| نائب امیر | شیخ عبدالکریم صاحب جھنگ |
| ناظم اعلیٰ | قاری عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ عزیز القرآن |
| نائب ناظم | صوفی محمد انور صاحب |
| خازن | جناب عمر حیات صاحب |
| ناظم نشر و اشاعت | جناب محمد اصغر صاحب |

(محمد صدیق ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام جھنگ)

### عارف والا میں جمعیۃ کا انتخاب

مولانا عبدالرحیم اشعر کی صدارت میں مقامی جمعیۃ کا انتخاب ہوا۔

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا بشیر حسین صاحب |
| نائب امیر | مولانا عبداللطیف صاحب |
| ناظم اعلیٰ | حافظ محمد حسین عارفی |
| ناظم | صوفی عبدالمجید صاحب ۔ خزانچی محمد امین صاحب |
| پروپیگنڈا سیکرٹری | حافظ ریاض احمد صاحب |

> **ضروری اطلاع**
>
> ہمیں افسوس ہے کہ کتابت نہ ہوسکنے کی وجہ سے "اسلامی نظام حکومت کی جدوجہد اور مودودی صاحب" اور "علماء کے ۲۲ نکات اور سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا طرز عمل" کی رواں قسطیں اس شمارہ میں نہیں دی جاسکیں۔ آئندہ ملاحظہ فرمائیے۔

### رستم ضلع سکھر میں جمعیۃ کی تشکیل و انتخاب

| | |
|---|---|
| امیر | مولوی محمد یعقوب صاحب |
| ناظم اعلیٰ | مولوی عبدالحق صاحب |
| نائب ناظم | جناب غلام ہادی خان |
| خازن | میاں دین محمد صاحب |

#### مجلس شوریٰ

(۱) جناب حافظ عبدالمجید صاحب (۲) مولوی محسن بخش صاحب (۳) مولوی قمرالدین صاحب (۴) مولوی حافظ عبدالفتاح صاحب (۵) مولوی ہدایت اللہ صاحب (۶) مولوی عبدالفتاح صاحب ملک (۷) میاں حبیب اللہ صاحب (۸) محمد داؤد صاحب (۹) حاجی بہادر صاحب (۱۰) عبدالعزیز صاحب (۱۱) جناب بشیر محمد خان (۱۲) حاجی اللہ دتہ صاحب (۱۳) شیخ محمد صاحب (۱۴) میانجی جانڑ خان صاحب (۱۵) محمد صالح صاحب۔

(احقر عبدالحق مہتمم مدرسہ دارالفیوض رستم)

### جمعیۃ میں شمولیت

خان پور کے ممتاز کارکن جناب نور دین ممبر یونین کمیٹی ڈی نے اپنی برادری کے بہت سے ارکان سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔

(عبدالصبور)

### سلانوالی میں سینما گھر کی تعمیر پر احتجاج

ضلع سرگودھا میں سلانوالی ایک اہم قصبہ ہے۔ تقریباً بیس ہزار کی آبادی ہے۔ یہ شہر اب تک سینما گھر سے محفوظ ہے۔ سلانوالی میں غریب اور مزدوروں کی اکثریت ہے یہاں پر ۱۹۶۸ء میں ایک سینما تعمیر کیا گیا تھا جس پر شہر کے تمام خطیبوں، معززین اور اکثریت عوام کی طرف سے کمشنر، ڈپٹی کمشنر، تحصیلدار، مقامی تھانہ، ٹاؤن کمیٹی، ضلعی حکام اور صوبائی حکومت کو احتجاجی درخواستیں بھیجی گئیں۔ حکام نے اہل شہر کے ساتھ ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔ میاں مشتاق احمد صاحب چیئرمین سلانوالی نے ۲۴ گھنٹے الٹی میٹم جاری کر دیا۔ مدت ختم ہونے پر میاں صاحب نے اپنے عملے کے ہمراہ شہریوں کے روحی بدوش سینما کی تعمیر شدہ مکمل عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ چند لوگ پھر سے سینما گھر بنانے کی کوشش میں ہیں۔ اہل شہر اپنے ضلعی حکام سے احتجاج کرتے ہیں، کہ اس کوشش کو فوراً روکا جائے تاکہ شہری امن برباد نہ ہو۔

(حافظ محمد ادریس پانی پتی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی ضلع سرگودھا)

### سرائے نورنگ

جمعیۃ علماء اسلام حلقہ سرائے نورنگ کا اجلاس $\frac{8}{69}$ ۸ کو بمقام مسجد میناری بازار میں منعقد ہوا۔ ڈویژنل امیر مولانا عبدالکریم صاحب کلاچوی نے شرکت کی۔ منظور کردہ قراردادوں میں عرب ممالک کو مکمل حمایت کا یقین دلایا گیا۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مجاہدین قدس کو فوجی ٹریننگ دے کر مسجد اقصیٰ کو آزاد کرانے کے لئے بھیجنے کا انتظام کرائے۔

یہودیوں کی املاک ضبط کر کے اس سے عرب کی امداد کی جائے اور امریکہ سے سفارتی تعلقات ختم کرے۔

نیز کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے ذمہ دار اکابرین پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ جامع اور مانع منشور کو پیش کرنے پر مبارکباد دی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس منشور کو بروئے کار لائے اور جمعیۃ کے جماعتی انتخاب کی تجویز کو ملک میں رائج کر کے اسمبلی کو حقیقی نمائندہ بنائے۔

حاجی غلام محمد
ناظم جمعیۃ علماء اسلام حلقہ سرائے نورنگ
(ضلع بنوں)

## سپاسنامہ

سرحد یونائیٹڈ فرنٹ کے معزز ارکان ڈیرہ ڈویژن کے دورہ کے دوران مورخہ ۱۱/۲۹ م کو کلاچی میں جمعیۃ علماء اسلام کے اراکین سے ملاقات اور تبادلۂ خیالات کے لئے تشریف لائے۔ جمعیۃ علماء اسلام ڈویژن کے امیر حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب نے سپاسنامہ پیش فرمایا جس میں آپ نے معزز مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ۔

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کا مقصد اور نصب العین واضح اور قطعی ہے اور وہ یہ کہ جمعیۃ علماء اسلام صرف اسلام اور مکمل اسلام چاہتی ہے۔ وہ اسلام جس کے اصول قرآن و سنت اجماع امت اور ائمہ مجتہدین کے صحیح استنباط پر مبنی ہوں۔ جمعیۃ علماء اسلام اس میں نہ کسی ترمیم کی روادار ہے اور نہ اس میں کسی بیجا اضافہ کو برداشت کرسکتی ہے۔ طریق کار یہ ہے کہ اندرونی مضبوط شورائی تنظیم کے علاوہ یہ ہر ملکی جماعت کے اس مطالبہ اور جمہور کی ہر اس آواز کی نہ صرف تائید کرتی ہے بلکہ عملاً آئینی طور پر ان کا تعاون بھی ضروری سمجھتی ہے۔ جو مطالبہ شرعی نقطہ نگاہ سے ناجائز نہ ہو اور اس جماعت کے غیر شرعی ملحدانہ عقائد اور نظریات کے پرچار کا باعث نہ بنے۔ ون یونٹ ایک خالص انتظامی معاملہ ہے اور جبکہ ملک کی غالب اکثریت اسے انتظامی لحاظ سے نقصان دہ سمجھتی ہے تو جمعیۃ علماء اسلام کا اس آواز کی حمایت میں کوئی تردد نہیں ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے منشور میں اس کی صراحت موجود ہے کہ :-

(۱) ون یونٹ کو ختم کرکے صوبوں کو از سر نو قائم کیا جائے گا۔

(۲) اسمبلیوں اور قومی اداروں میں نمایندگی تناسب آبادی کے مطابق مقرر کی جائے گی۔

(۳) امور خارجہ، دفاع کرنسی، بین الصوبائی معاملات اور بیرونی تجارت کے محکمے مرکز کے پاس رہیں گے، اور بقیہ معاملات میں صوبوں کو خود مختاری حاصل رہے گی بہر حال ہم اپنے مرکزی اعلان کے منشاء کے عین مطابق ان مطالبات میں آپ کی پرزور حمایت کرتے ہوئے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں گے۔ کتنی خوشی ہو اگر سرحد یونائیٹڈ فرنٹ اپنے ان ملکی مطالبات میں یہ اہم اور بنیادی مطالبات بھی شامل کرے کہ

۱۔ ملک کے آئندہ دستور کو، اسلامی مملکت کے ان ۲۲ بنیادی اصولوں پر مرتب کیا جائے جو ۱۹۵۱ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے متفقہ طور پر تسلیم کر لئے تھے۔

(۲) مسلمان کی واضح تعریف کرلی جائے

(۳) بنیادی حقوق میں سے اجازت ارتداد جیسے کفریہ دفعات کو نکال دیا جائے۔

محمد زمان

ناظم جمعیۃ علماء اسلام

کلاچی )

## ضلعی جمعیۃ کا اجلاس اور کارروائی

۲۷ رشعبان المعظم ۱۳۸۹ھ کو زیر صدارت حضرت مولانا الحاج میاں سراج احمد صاحب دین پوری امیر ڈویژنل جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور ضلع رحیم یار خاں کی جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندہ دکارکناں واراکین کا اجتماع بمقام جامعہ معارف اسلامیہ رحیم یار خاں میں منعقد ہوا۔

افتتاحی خطاب مولانا غلام ربانی صاحب نے کیا مولانا بشیر احمد صاحب حامد نے کارکنان جمعیۃ علماء اسلام سے مودودیت کے فتنہ سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی اور مودودیت عقائد کو چاک چاک کیا۔ اس کے بعد ضلعی انتخاب ہوا اور مندرجہ ذیل امور پر قرار دادیں پاس ہوئیں :-

(۱) حکومت پاکستان سے مطالبہ کہ ملک میں "پارلی سسٹم" کی بنیاد پر جلد از جلد انتخابات کرانے کے لئے حتمی تاریخ کا اعلان کیا جائے۔ اور بائیس نکاتی پروگرام جو کہ علماء کرام نے ترتیب دیئے۔ ان کو دستور میں فی الفور شامل کیا جائے۔

(۲) بہاولپور ٹیکسٹائل ملز خانپور کے مالکان اور انتظامیہ کی طرف سے مزدوروں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں اور بے ضابطگیوں پر اظہار تشویش و ناپسندیدگی اور ضلع کے ذمہ دار حکام سے مطالبہ کہ "ملز انتظامیہ" اور مزدوروں کے درمیان ہونے والے معاہدہ پر مکمل عملدرآمد کرانے کی کوشش کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی ملز نے پچاس فوم ختم کرکے مزدوروں کو بیروزگار کرنے کا جو غیر قانونی قدم اٹھایا ہے۔ اس کے متعلق حکومت کے عائد کردہ صنعتی قوانین و ضوابط کے تحت باز پرس اور تعزیری کارروائی کی جائے۔

(۳) حکومت سے مطالبہ کہ حال ہی میں "آبیانہ" کی شرح میں اضافہ سے متوسط اور چھوٹے درجہ کے زراعت پیشہ لوگوں کے لئے پریشانی و مالی طور پر زیر بار ہونے کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔ اس طرح ان کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ جس کا اثر مجموعی پیداوار پر پڑنے کا اندیشہ ہے۔

(۴) حکومت مغربی پاکستان سے مطالبہ کہ گنے کے فی من نرخ میں اضافہ کیا جائے اور یہ شرح کم از کم مشرقی پاکستان میں رائج شرح کے مطابق ہونی چاہیئے

(۵) ڈویژنل حکام سے مطالبہ کہ حمی سنز شوگر ملز خانپور کی مقرر کردہ حدود میں گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مشکلات اور مسائل کے حل کے لئے پورے طور پر توجہ کی جائے۔ کاشتکاروں کو ان کے گنے کی قیمت ایک ہفتہ کے اندر ادا کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ اور "روڈ سس" کی مد میں جمع ہونے والی رقوم مقررہ حدود کے اندر سڑکوں کو پختہ کرنے کے لئے صرف کی جائے۔

(۶) حکومت پاکستان سے مطالبہ کہ واپڈا کی طرف سے زرعی ٹیوب ویل فی کلو واٹ کے حساب سے عائد کردہ ٹیکس کو واپس لیا جائے۔ کیونکہ یہ ٹیکس بڑے زمینداروں کے لئے تو صحیح ہوسکتا ہے۔ لیکن متوسط اور چھوٹے درجہ کے زمینداروں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

(۷) ضلعی حکام سے مطالبہ کہ بلدیاتی اداروں میں کام کرنے والے درجہ چہارم کے ملازمین (مثلاً خاکروب ماشکی، محرر چونگیاں، چپڑاسی وغیرہ) کے ملازمین کے حالات کار اور شرائط ملازمت بہتر بنائے جائیں اور ان کے تمام جائز مطالبات تسلیم کئے جائیں اور انہیں تمام قسم کی مراعات اور سہولتیں مہیا کی جائیں۔ جو حکومت کے رائج الوقت قوانین انہیں دیتے ہیں۔

(۸) حکومت پاکستان سے مطالبہ کہ ملک میں عرب رہنماؤں اور عرب ممالک کے خلاف ہونے والے گمراہ کن اور مذموم پروپیگنڈا ختم کرنے کے لئے موثر قدم اٹھایا جائے۔ کیونکہ اس طرح امریکی اسرائیلی سامراج کے مفادات کی نگہداشت ہورہی ہے اور اس سے عرب ممالک کے ساتھ تعلقات متاثر ہونے کا اندیشہ ہے

(۹) حکومت پاکستان سے مطالبہ کہ صحابہ کرام کے متعلق توہین آمیز لٹریچر کی اشاعت پر پابندی عائد کی جائے اور شائع شدہ کو ضبط کیا جائے۔

(۱۰) زرعی انسٹی ٹیوٹ کالج کو رحیم یار خاں سے تبدیل نہ کیا جائے۔ ( عبدالغفور ناظم دفتر جمعیۃ خانپور)

## بقیہ — اداریہ

سربلند و بالا کیا جاسکتا ہے۔

اسلام، انسانیت اور سچی جمہوریت سب کا یہ تقاضا ہے کہ مزدوروں، کسانوں اور غریب عوام کو باعزت آسودہ اور مطمئن زندگی گذارنے کے مواقع جلد از جلد مہیا کر دیئے جائیں اور ملک میں ایسی اقتصادی تبدیلیاں لے آئی جائیں۔ جن سے آئندہ غریب عوام مزدوروں و کسانوں وغیرہ کے استحصال کا کوئی موقعہ باقی نہ رہے جمعیۃ علماء اسلام نے اپنے منشور میں جو تجاویز پیش کی ہیں۔ وہ ان تمام مشکلات و پیچیدگیوں کا بہترین حل ہیں۔ اور جمعیۃ اس پوزیشن میں ہے کہ اپنے عوامی اثر و رسوخ سے الحمد للہ اس صورت حال کو تبدیل کرسکتی ہے بشرطیکہ سرمایہ دار، کارخانہ دار، جاگیردار اور حکومت وقت کی نزاکتوں کو سامنے رکھ کر جمعیۃ کے منشور کی روشنی میں مسائل حل کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

---

## شورکوٹ میں دفتر جمعیۃ کا افتتاح

۱۱/۶۹ ۸ کو جامع مسجد اکاں والی میں بعد نماز عشاء جامع عثمانیہ کے زیر اہتمام جلسہ عام منعقد ہوا۔ قاری نذیر احمد صاحب کی تلاوت کے بعد مولانا محمد عبداللہ صاحب ناظم جمعیۃ سرگودھا ڈویژن نے خطاب فرمایا۔

آپ کے بعد حضرت مولانا نیاز احمد شاہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان نے خطاب کیا۔ پھر خطیب پاکستان حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب نے اپنے دلکش انداز میں حاضرین کو ارشادات سے نوازا۔ ۸ بجے صبح معزز مہمانوں نے جمعیۃ علماء اسلام شورکوٹ کے دفتر کا افتتاح فرمایا۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے دفتر پر پرچم لہرایا۔

(محمد فاروق ناظم جمعیۃ جھنگ صدر)

# مطالعہ و تبصرہ

احمد حسین کمال

## سرمایہ دارانہ و اشتراکی نظام
## کا
## اسلامی معاشی نظام سے موازنہ

تصنیف :- حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی دامت برکاتہم
ناشر :- مولانا احمد عبدالرحمن صاحب صدیقی
پتہ :- مکتبہ حکمت اسلامیہ نوشہرہ صدر ضلع پشاور
قیمت :- سفید کاغذ ۴/۵۰ سادہ کاغذ ۲/۵۰

حضرت علامہ شمس الحق صاحب افغانی کی یہ کتاب مولانا احمد عبدالرحمن صاحب صدیقی نے بالکل ہی جدید انداز میں شائع کر کے وقت کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی ہے اور ایک قابل تحسین و لائق شکریہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ یہ کتاب کس قدر قیمت کی حامل ہے۔ اس کے لئے یہاں وہ پیش لفظ نقل کر دینا کافی ہوگا جو اس کے آغاز میں حضرت مفتی محمود صاحب نے رقم فرمایا ہے۔

"یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اسلام بجائے خود ایک مکمل نظام حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام معاملات پر حاوی ہے اور کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے۔ جس کے لئے اسلام نے جامع و مانع ہدایات و اصول نہ دیئے ہوں۔

مسلمان گذشتہ دو سو سال سے مغربی طاقتوں کے غلبہ و اثر کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ ان طاقتوں نے اپنی مسلسل جدوجہد سے مسلمان ملکوں کے تمام معاملات و شعبہ ہائے حیات کو اسلامی ہدایات سے جدا کر کے اپنے مفادات کے مطابق سانچوں میں ڈھال دیا ہے۔ یہ سانچے سیاسی بھی ہیں سماجی بھی ہیں، اخلاقی بھی ہیں، تمدنی بھی ہیں، تعلیمی بھی ہیں اور معیشتی بھی ہیں۔

اسلام کے نظام حیات کو کاملاً قائم و جاری کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاً ان تمام مغربی سانچوں کو توڑا جائے اور ان کی جگہ پر اسلامی اصول و ہدایات کے مطابق نظام جاری کیا جائے۔ آزادی و خود مختاری کے حصول کے بعد مسلمانان ملت کے سامنے اولین مہم یہی تھی لیکن مغربی طاقتوں کے اپنے تغیر پذیر سیاسی سماجی و اقتصادی حالات کے رد عمل نے خود ان کے اندر سے ان کا ایک مخالف نظام پیدا کر دیا۔ جو اشتراکیت کے نام سے وجود میں آیا اور اب نصف یورپ سے لے کر چین سمیت ایشیا کے دو ملک نفوذ کر گیا ہے۔ یہ نظام اس جد و جہد میں مصروف ہے کہ مغربی سامراج کی جگہ خود کو قائم کرے۔ اس طرح مسلمانوں کے سامنے سامراجی طاقتوں کے پہلو بہ پہلو یہ نیا چیلنج بھی نمودار ہو گیا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ خالص و مکمل اسلامی نظام حیات قائم کرنے کے لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ مغربی سامراج کے اثرات و غلبہ کا قلع قمع کیا جائے۔ وہاں پر یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ اشتراکیت کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ وہ سامراج کے خاتمہ سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کرنے کے لئے آگے بڑھ آئے بلکہ اس کی جگہ اسلامی نظام حیات ہی آئے۔

چنانچہ اس نئے چیلنج سے خبردار رہنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان اس کی حقیقت سے بھی واقف ہو جائیں سامراجیت کیا ہے؟ اور وہ مسلمان ملت پر کس طرح اثر انداز ہو رہی ہے۔ اس سے تقریباً ہر مسلمان واقف ہے لیکن اشتراکیت کیا ہے اور اسلام و مسلمانوں کو اس سے کیا خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ اس امر کو ابھی تک بہ تمام و کمال نہیں سمجھا گیا ہے۔

زیر نظر کتاب حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ نے اس مقصد کے لئے ہی ترتیب دی ہے کہ مسلمان اس نئے چیلنج سے بھی واقف ہو جائیں اور وقت آنے پر اس کے سدباب کے لئے تیار بھی رہیں۔ حضرت مولانا ممدوح نے یہ کتاب سرسری انداز میں ہی تحریر فرمائی ہے اور ان قریبی امور کو ہی زیر بحث لائے ہیں جو عام طور پر پیش آ رہے ہیں یا آ سکتے ہیں۔ اس اعتبار سے عام مسلمانوں کے لئے اس کی افادیت عیاں ہے۔

اس کے ساتھ ہی ضرورت ہے کہ سرمایہ داریت و اشتراکیت کے ان تمام فنی و فکری پہلوؤں پر بھی جامع و مانع تنقیدی نظر ڈالی جائے۔ جن کا تعلق دنیا کے موجودہ اقتصادی و معاشی مسائل سے ہے۔ اشتراکیت کے قدیم و جدید داعیوں کے افکار، نظریات و منصوبے ان کے اصل ماخذ سے نقل کر کے ان کی غلطیوں اور پیچیدگیوں کو نمایاں کیا جائے۔ اور ان پر اسلامی اصول و ہدایات کی برتری و ہمہ گیری کو واضح کر کے بتایا جائے۔ تاکہ اشتراکیت نے جس حیثیت سے مسائل حاضرہ کو چیلنج کر رکھا ہے، ان کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائے۔ اور سرمایہ داری و اشتراکیت کی موجودہ جنگ میں اسلام کا علیحدہ موقف بھی کھل کر سب کے سامنے آ جائے۔ یہ کام بھی دراصل علامہ ممدوح ہی اپنے وسیع علم و مطالعہ کی وجہ سے بخوبی انجام دے سکتے ہیں، اور زیر نظر کتاب کے بعد اس کی اشد ضرورت ہے۔

موجودہ کتاب بہت بڑی حد تک اشتراکیت کے خدوخال کو نمایاں کر دیتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے بڑی حد تک جدید مسلمان نسل اشتراکیت کے فکری اثرات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے میں کامیاب رہے گی۔

فقط:- (محمود عفا اللہ)"

## بیس بڑے مسلمان

پتہ مکتبہ رشیدیہ ۲۲ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور
قیمت ۲۵/۰ روپے
صفحات ۴۹۸ - مجلد، کاغذ سفید اعلیٰ - طباعت بہترین۔

یہ ضخیم کتاب مولوی عبدالرشید ارشد صاحب نے مرتب فرما کر شائع کی ہے اور اپنے موضوع پر نہ صرف منفرد ہے، بلکہ اسے شاہکار کہنا غلط نہ ہوگا۔

بیس بڑے مسلمانوں میں انہوں نے جن عظیم شخصیتوں کا انتخاب کیا ہے۔ وہ یقیناً عظیم ترین تھیں۔ اور اس انتخاب میں ارشد صاحب نے اولیت شخصیتوں کی مذہبی اور علمی حیثیت کو دی ہے۔ سیاسی اور دوسری حیثیتیں ثانوی رکھی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بیس بڑی شخصیتوں کے انتخاب میں وہ شخصیتیں نہیں آ سکیں جو اصلاً سیاسی یا کسی دوسرے فن و پیشہ کے لحاظ سے بڑی ہیں۔

انتخاب کا یہ انداز نظریہ پاکستان کے عین مطابق اور اسلامی اقدار کا مکمل رجحان رکھنے والا ہے۔

آج پاکستان میں نئی نسل کے لئے ایسی ہی شخصیتوں کا اسوہ سامنے آنا ضروری ہے۔ جن کو دین اور دینی علوم اور دینی خدمات میں خصوصی امتیاز کا شرف حاصل تھا نظریہ پاکستان طلب اگر وہ اسلام ہے جو کتاب و سنت اور صحابہ و سلف کا اسلام ہے تو اس کا تحفظ دینی عظمت رکھنے والی شخصیتوں کے اسوہ کو سامنے رکھ کر ہی کیا جا سکتا ہے

بیسوی صدی عیسوی کا نصف اول اگرچہ عالم اسلام کے ابتلاء اور مسلمانوں کے ہمہ گیر زوال کا عہد تھا۔ لیکن اس عہد زوال میں خدا کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے مسلمانان عالم کی زبردست ..... دستگیری و امداد اس طرح ہوئی کہ ان کے اندر بے مثال اور عظیم ترین شخصیتیں پیدا کر دیں، جن کی عظمت کا لوہا دوست و دشمن سب نے مانا اور جن کی استقامت کے آگے پہاڑ بھی ہیچ نظر آتے ہیں۔

ارشد صاحب نے "بیس بڑے مسلمان" نامی اس کتاب میں ان شخصیتوں کے سراپا محفوظ کر کے یقیناً اسلامیان پاکستان کی زبردست ذہنی خدمت انجام دی ہے جو عرصہ دراز تک نئی مسلمان نسل کے سینوں کو اسلام کی آگ سے گرماتی رہے گی۔

ہر شخصیت عظیم ہے اور آفتاب کی طرح ہر سو چھائی ہوئی ہے۔ یقیناً اس قوم کے مستقبل سے ہرگز مایوس نہیں ہوا جا سکتا، جس میں ایسی بے مثال شخصیتیں زوال کے حالیہ عہد میں پیدا ہوئیں اور اپنے نہ مٹنے والے نقوش چھوڑ گئیں۔

"بیس بڑے مسلمان" نامی کتاب ہر مسلمان کے مطالعہ میں آنی چاہیئے۔

## مودودیت اور موجودہ سیاسی کشمکش

مصنف		محمد صفدر میر
ناشر		البیان چوک انارکلی لاہور
قیمت		۳/۰ روپے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

## بقیہ — مطالعہ و تبصرہ

مودودی صاحب کے ذہن و فکر اور ان کے عزائم کو سمجھنے کے لئے ان کی ان کتابوں کا مطالعہ نہایت ضروری ہے:

ایک — "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں"

دوم — "سیاسی کشمکش کے تینوں حصے بالخصوص تیسرا حصہ (جواب مارکیٹ سے غائب ہوگیا ہے)"

سوم — "تجدید و احیاء دین"

چہارم — "خلافت و ملوکیت"

دراصل چوتھی کتاب، تیسری کا ہی تتمہ و تکملہ سمجھنا چاہیئے مودودی صاحب کی یہ چاروں کتابیں بغور پڑھ لینے کے بعد ایک صاحب مطالعہ اور فکر و فہم رکھنے والے شخص کے لئے ان کے افکار کی تہ اور محرکات کو سمجھنا مشکل نہیں رہتا پہلی کتاب کے ذریعہ انہوں نے دین (اسلام) کی تعبیر کو اپنے مخصوص افکار کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی فرمائی ہے۔

اس کتاب پر بھرپور تنقید، ان کے حلقے کے ہی ایک رکن رکین جو دس سال سے زیادہ تک بھارت کی مودودی جماعت کے عہدیدار و رکن اعظم رہے ہیں۔ وحید الدین خاں صاحب نے "تعبیر کی غلطی" کے نام سے ایک کتاب کے ذریعہ کر دی ہے۔

"تجدید و احیاء دین" پر مختلف مکاتب فکر کے لوگوں نے متفرق مضامین کی صورت میں تنقیدیں لکھی ہیں۔ جنہیں یکجا کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ از سر نو تاریخ اسلام کی روشنی میں مفصل تجزیہ کی بھی ضرورت ہے۔

"خلافت و ملوکیت" پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور لکھا جا رہا ہے۔ "سیاسی کشمکش" کے مضامین ابھی تک تشنۂ تنقید چلے آرہے ہیں۔ اگرچہ بعض ناقدین نے ان پر چلتے چلاتے تھوڑی بہت تنقیدیں کبھی کبھار ضرور کر دی ہیں۔

زیر نظر کتاب میں بھی "سیاسی کشمکش" پر تفصیل اور گہری تنقید تو نہیں کی گئی ہے تاہم یہ پہلی کتاب ہے جس میں پہلی بار مودودی صاحب کی اس کتاب کے بعض مندرجات کو بالخصوص زیر بحث لاکر، اور ان کی بعض دوسری کتابوں و مضامین کے بعض اقتباسات دے کر مودودی صاحب کے سیاسی رجحانات و عزائم کو نمایاں کیا گیا ہے۔

مصنف کتاب کا اپنا ایک خاص رجحان ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ان کی تنقید اسی رجحان کے تابع رہتی چلی گئی ہے جس طرح کہ مودودی صاحب کا بھی اپنا ایک رجحان ہے اور ان کی تمام تحریریں اس رجحان کے تابع بنتی چلی جاتی ہیں مصنف کتاب کے اس رجحان کے ساتھ اتفاق و اختلاف سے قطع نظر ملک کے موجودہ سیاسی حالات میں مودودی صاحب کے سیاسی افکار و عزائم کو واضح کر دینا بجائے خود ایک اہم سیاسی ضرورت ہے جسے مصنف کتاب نے بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے۔

اسے ہم محض ایک آغاز ہی کہیں گے اور یہ آغاز آئندہ کے لئے ایک بڑی تفصیل کا حامل بن سکتا ہے۔

چنانچہ ہر وہ شخص جو موجودہ سیاسی حالات اور ان میں مختلف جماعتوں و شخصیتوں کے رد و کد کے ساتھ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے کردار کو سمجھنا چاہتا ہے۔ اسے یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

## بارگاہِ رسالت اور بزرگانِ دیوبند

تالیف:- مولانا محمد عبداللہ صاحب مہتمم مدرسہ دار الہدیٰ بھکر

پتہ:- ادارہ اسلامیہ بھکر ضلع میانوالی

قیمت:- پچاس پیسے

کتابت و طباعت اعلیٰ۔ ٹائیٹل خوشنما و دیدہ زیب

یہ چھوٹا سا کتابچہ اپنی صوری و معنوی خوبیوں کے اعتبار سے "بقامت کہتر و بقیمت بہتر" کا صحیح مصداق۔ اہل دل اور ارباب حال کے لئے متاع زیست ہے اور ہر مسلمان کے دل کے لئے ذریعہ اطمینان۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق علماء دیوبند کے لئے روح حیات کا درجہ رکھتا ہے اور اس کے کوائف کی مکمل جھلک اس کتابچہ میں پہلی مرتبہ دی گئی ہے اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ کتاب بالکل نئی اور ہر مسلمان کے لئے پڑھنے کی چیز ہے۔ روح کی آسودگی کے لئے اس سے بہتر کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

## بقیہ مراسلات

# جھوٹ بولنے کا سامراجی سلیقہ

## ہفت روزہ "زندگی" لاہور کے مدیر صاحب کا مراسلہ

ہفت روزہ "زندگی" لاہور کے مدیر صاحب کا یہ مراسلہ جو ہمیں موصول ہوا ہے، قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش ہے۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ یہ حضرات کس قسم کی بازاری زبان اور لہجہ استعمال کرتے ہیں کسی بات کی تردید مناسب الفاظ میں بھی کی جاسکتی تھی، جسے ہم شائع کرنے سے ہرگز گریز نہیں کرتے لیکن پہلے سے ہی یہ فرض کرکے کہ ترجمان اسلام اسے شائع نہیں کرے گا، جو کچھ علماء کے بارے میں ان صاحب نے لکھا ہے وہ اس مراسلہ سے ظاہر ہے۔ یہاں ہم ان صاحب سے یہ سوال بھی ضرور کریں گے کہ آپ کے ہفت روزہ "زندگی" میں "سرگودھا چند لمحے علماء کے حمام میں" کے عنوان سے جو کچھ لکھا گیا کیا اس کی تصدیق آپ نے جمعیۃ علماء کے کارکنان سے کرلی تھی؟ اور کیا وہ ساری رپورٹ جھوٹ کا شاہکار نہیں تھی؟ یہاں تو ایک مضمون نگار کا مضمون تھا جو شائع کیا گیا اور جس سے اتفاق و اختلاف اور جس کی تائید و تردید کی جاسکتی ہے۔

غالباً "زندگی" کے لئے ہر طرح کے جھوٹ شائع کرنا قرآن کی وعید لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ذیل میں نہیں آتا۔ اور شاید اپنے سامراجی حلیفوں سے سیکھنے کا اعلیٰ ترین "سلیقہ" آپ نے سیکھ لیا ہے۔

مورخہ یکم نومبر ۱۹۶۹ء

مکرمی! السلام علیکم ورحمتہ اللہ!

"ترجمان اسلام" کے ۳۱ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کے شمارے میں "ڈیلدار پارک کے تالاب میں" کے زیر عنوان ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ آپ خود کو دین حق کا "علمبردار" اور اسلام کا "سچا ترجمان" سمجھتے ہیں۔ اس لئے آپ کی توجہ اس طرف اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جھوٹوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اگر آپ نے کبھی قرآن کریم پڑھنے کی زحمت فرمائی ہو، تو آپ کی نظر سے یہ آیت بھی گذری ہوگی۔ سوچ لیجیے۔ آپ خدا کے حضور کیا جواب دیں گے؟ "ترجمان اسلام" کے زیر نظر شمارے میں ہی آپ کی جمعیۃ علماء اسلام کے ایک رہنما نے اپنی ایک مخالف جماعت کو "مسیلمہ کذاب" کی جانشین قرار دیا ہے۔ مجھے خدشہ ہے اگر آپ نے اپنی موجودہ روش جاری رکھی، تو یہ "پھبتی" آپ پر ہی لوٹ آئے گی۔

آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ جب مولانا مودودی حج کے لئے روانہ ہوئے تو میں دفتر جماعت اسلامی میں موجود نہیں تھا۔ اور تو اور خود میاں طفیل محمد صاحب لاہور میں تھے ہی نہیں۔ اخبارات اس بات کے گواہ ہیں۔ ندائے ملت کے پورے عملۂ ادارت کی موجودگی بھی خوب ہے۔ میرے بزرگو! جھوٹ ہی بولنا ہے تو اپنے اشتراکی حلیفوں سے مشورہ تو کرلیا کرو، وہ شاید اس کا سلیقہ سکھادیں۔

اگر آپ میں ذرا سی بھی اخلاقی جرأت ہے تو میرے اس خط کو اپنے پرچے میں شائع کر دیجئے۔ مجھے امید تو نہیں کہ آپ آئندہ اس قسم کے "افکار عالیہ" چھاپنے سے باز آجائیں، ویسے بھی "آزادی تحریر و تقریر" پر ہر آدمی کا حق ہے، تاہم اتنی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کچھ سچ بولنے کا بھی اہتمام کرلیں تو یقین جانیے آپ کی "مولانائیت" میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ والسلام

بخدمت مدیر ترجمان اسلام

لاہور (مجیب الرحمٰن شامی)

مدیر

ہفت روزہ "زندگی" لاہور

امید ہے کہ اس مراسلہ کی اشاعت کے بعد "زندگی" کے مدیر صاحب اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھنے کے بھی قابل ہوجائیں گے انہیں یاد ہوگا کہ کبھی انہوں نے "اخبار جہاں" میں مولانا احتشام الحق صاحب کا "انٹرویو" لے کر شائع کیا تھا اور مولانا موصوف نے اس کے "مندرجات" کی تکذیب "چٹان" میں ایک "وضاحتی مکتوب" کے ذریعہ فرمائی تھی۔ جھوٹ لکھنے کا یہ "سامراجی سلیقہ" مدیر موصوف کا ہی فن ہے

اب دیکھئے آنجناب اخلاقی اور ایمانی جرأت تو بڑی بات ہے، صرف صحافتی آداب کا ہی پاس رکھ کر مولانا تھانوی کے انٹرویو کو غلط رپورٹ کرنے اور "سرگودھا میں چند لمحے علماء کے حمام میں" کے جھوٹ کا گھروندہ تیار کرنے کی معذرت کب شائع فرماتے ہیں یا گریز کی کوئی راہ تراشتے ہیں۔

---

## بقیہ - مطالعہ وتبصرہ

### تعلیمات مجددیہ

تالیف: ملک حسن علی بی اے جامعی ایم - بی

قیمت: دس روپے

انجمن اشاعت التوحید والسنۃ [illegible]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے جو فیوض و برکات جاری ہوئے، ان کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

برصغیر پاک وہند میں اسلام کے احیاء و تجدید کے کام کی جو ابتدا، حضرت قدس سرہ کی ذات سے ہوئی وہ ابھی تک اپنی اثر آفرینیوں کے ساتھ قائم و دائم ہے۔

حضرت کی تعلیمات کا نچوڑ آپ کے مکتوبات ہیں جن میں شریعت، طریقت، معرفت اور سیاست کے بے شمار اسرار و رموز موجود ہیں۔

اسلام کے عقائد حقہ بھی ان مکتوبات میں ایسا واضح ملتا ہے جس سے شک و شبہ کی ہر الجھن ختم ہوجاتی ہے اور رفض و بدعت کا قلع قمع ہوجاتا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں اس پہلو کو مدنظر رکھ کر فاضل مؤلف نے حضرت مجددؒ کے مکتوبات سے توحید اور عقائد صحیحہ کی تعلیمات اخذ کرکے جمع کردی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی عبادات اور دیگر امور دینیہ و تصوف و سلاسل تصوف کے بارے میں بھی حضرتؒ کے ارشادات کے اقتباسات دے کر ان کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

مزید برآں حضرتؒ کی سوانح اور حالات کو بھی جمع کردیا ہے۔ البتہ شروع سے آخر تک فاضل مؤلف کا اپنا نقطہ نظر بھی غالب رہا ہے۔ کتاب نہایت معلومات آفریں اور افادیت سے بھرپور ہے ہر مسلمان کے مطالعہ کی چیز ہے۔

### انوار محمدی حصہ اوّل

مولانا الشیخ علی احمد صاحب مرحوم

صفحات: ۱۴۶

قیمت: ۲/۰ روپے

پتہ: مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم وحید آباد نزد فاروق آباد۔ بہاولنگر

یہ کتاب جناب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت و بشریت کے مسئلہ پر علمی مباحث پر مشتمل ہے۔ کتاب میں قدماء کی تحریروں کے حوالہ سے مصنف مرحوم نے اس مسئلہ کو نہایت واضح اور عیاں کردیا ہے اور اس سلسلہ میں اپنے مسلک کی بہت اچھی طرح وضاحت فرمادی ہے۔

امید ہے کہ ان مباحث سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس علمی کتاب سے بیش از بیش فائدہ اٹھائیں گے۔ طباعت گوارا ہے اور قیمت بھی نہایت مناسب ہے۔

# جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی آئین کانفرنس

(رپورٹ عبدالحفیظ علوی لاہور)

جمعیۃ طلباء پاکستان کی کانفرنس ۱۸-۱۹، اور ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور منعقد ہوئی جس میں پاکستان کے مختلف حصوں سے تقریباً ایک سو سے زائد مندوبین اور مبصرین نے شرکت کی۔ کانفرنس کی کارروائی کی رپورٹ درج ذیل ہے۔

آئین کانفرنس کا افتتاحی اجلاس مورخہ ۱۸ اکتوبر بعد از نماز ظہر زیر صدارت حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب رائے پوری ہوا۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد سید سلمان گیلانی صاحب مندوب شیخوپورہ نے ایک نظم سنا کر حاضرین پر وجد کی سی کیفیت طاری کر دی۔ بعد ازاں حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب نے طلباء سے خطاب فرمایا۔

۱۸ اکتوبر کو بعد نماز عشاء دوسرا اجلاس جناب شمشیر علی صاحب صدر جمعیۃ طلباء اسلام مالاکنڈ ڈویژن کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ چونکہ یہ ایک خصوصی نشست تھی اس لئے اجلاس میں سب شرکاء حضرات سے اسلام اور جمعیۃ سے محبت اور وفاداری کا حلف لیا گیا۔ افتتاحی تقریر میں جناب حافظ عزیز الرحمٰن صاحب صدر جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ نے جمعیۃ کے قیام اور اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد آئین کمیٹی کے صدر جناب محمد اسلوب صاحب قریشی نے آئین کا مسودہ پیش کیا اور اس پر بحث کو آئندہ اجلاس کے لئے مناسب سمجھا۔

دوسرے روز تیسرا اجلاس ساڑھے آٹھ بجے صبح سید افضال احمد صاحب ناظم جمعیۃ طلباء اسلام راولپنڈی کی صدارت میں شروع ہوا اور نوشہرہ کے مندوب جناب احمد عبداللہ جان کی تلاوت ہوئی۔ مجوزہ دستور پر مندوبین نے کافی بحث و تمحیص کے بعد دس دفعات منظور کیں۔

بعد نماز ظہر چوتھے اجلاس کا آغاز ہوا اور ۵ بج کر ۳۰ منٹ پر ختم ہوا۔ صدارت کے فرائض جناب جاوید ابراہیم پراچہ صدر جمعیۃ طلباء اسلام بہاولپور نے انجام دیئے۔ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کے طالب علم جناب عبدالسلام ہمدانی نے تلاوت کلام پاک کی۔ مندوبین نے پرجوش اور گرما گرم مگر پرخلوص بحث کے بعد دستور کی تین اور دفعات منظور کیں۔

پانچواں اجلاس بعد از نماز عشاء شروع ہوا۔ صدارت کے فرائض جناب محمد اسلوب صاحب قریشی ناظم اعلیٰ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے انجام دیئے۔ حافظ ریاض محمد نے تلاوت قرآن حکیم کی۔ آپ نے نوشہرہ کے مندوب کی حیثیت سے شرکت کی اور آپ مندوبین میں سب سے کم عمر تھے۔ دستور کی ایک ایک دفعہ پر کافی لمبی چوڑی بحث کے بعد اور باہمی افہام و تفہیم سے کچھ ترامیم کی گئیں اور اس طرح باقی ماندہ دستور کی ساری دفعات منظور ہو گئیں۔ مگر ہم نے جب گھڑی کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دستور رات کے ان لمحات میں طے ہوا ہے۔ جن لمحات میں لوگ اللہ تعالیٰ کا زیادہ قرب حاصل کرتے ہیں واقعی جمعیۃ نے بھی ان مبارک لمحات میں اسلام کی سربلندی اور اپنے نیک عزائم کی خاطر اپنے پروگرام کو طریق کار وضع کیا۔ یعنی اس وقت صبح کے چار بج چکے تھے اور اکثر شرکاء اجلاس نے سونا مناسب نہ سمجھا، کیونکہ فجر کی اذان ہونے والی تھی۔

چھٹا اجلاس بعد از نماز ظہر ہوا۔ اس خصوصی نشست کی صدارت کے لئے جناب حافظ عزیز الرحمٰن صاحب گوجرانوالہ کا اسم گرامی تجویز ہوا

اس میں باقاعدہ انتخابات کے لئے جمعیۃ کے تنظیمی امور زیر بحث رہے۔ انتخابات کے لئے جناب محمد اسلوب صاحب قریشی کو جمعیۃ کا چیف آرگنائزر مقرر کیا گیا۔ جو آئندہ چھ ماہ کے دوران طے شدہ دستور کے مطابق انتخابات کرائیں گے۔

علاوہ ازیں یہ بھی طے کیا گیا کہ ڈویژنل کنوینرز مقرر کئے جائیں۔ جو مرکز سے رابطہ رکھیں اور اپنے اپنے علاقہ میں ضلعی اور ابتدائی جمعیتوں کو از سر نو تشکیل دیں، اور آئندہ پروگرام سے متعلق مندوبین کو مختلف تنظیمی ہدایات بھی دی گئیں۔

چونکہ یہ آخری خصوصی اجلاس تھا۔ اس لئے جناب محمد اسلوب صاحب نے مندوبین اور مبصرین سے خطاب کیا اور تین قراردادیں منظور کی گئیں۔ ان میں سے ایک قرارداد میں پاکستان کے طلبہ کی طرف سے مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس اور دیگر مقبوضہ عرب علاقوں کی بازیابی کے لئے اپنے عرب بھائیوں کو بھرپور تعاون پیش کیا گیا۔

ایک اور قرارداد میں بھارت کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ظلم و تشدد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی اور حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ کوئی موثر اور سخت قدم اٹھائے۔

ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان میں اسلامی تعلیمی نظام نافذ کیا جائے۔ جو ملی اور اسلامی تقاضوں کو پورا کرے۔ اور اس مقصد کے لئے جید علماء اور غیر جانبدار ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔

ان قراردادوں کے بعد اجلاس کا اختتام ہوا۔

## پریس کانفرنس

بعد نماز عصر ایک پریس کانفرنس بلائی گئی۔ کانفرنس سے منتخب چیف آرگنائزر جناب محمد اسلوب صاحب قریشی نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں جناب سید افضال احمد صاحب مندوب راولپنڈی۔ جناب محمد عارف صاحب مندوب گوجرانوالہ۔ جناب حافظ عزیز الرحمٰن صاحب مندوب گوجرانوالہ۔ جناب منظور الاسلام مندوب لاہور جناب شمشیر علی صاحب مندوب سوات (مالاکنڈ ڈویژن) جناب جاوید ابراہیم صاحب پراچہ مندوب بہاولپور جناب انوار ربانی صاحب مندوب رحیم یار خاں نے بھی شرکت کی

مختلف خصوصی اجلاسوں کے دوران حضرت مولانا عبدالواحد صاحب گوجرانوالہ، حضرت مولانا شوکت علی صاحب کھلنا مشرقی پاکستان، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے خصوصی خطابات کئے۔

ساتواں اجلاس۔ یہ تیسرا دن اور پوری کانفرنس کا آخری دن تھا، اور یہ ایک عام اجلاس تھا جس کا بعد نماز عشاء آغاز کیا گیا۔ اس اجلاس کی صدارت جمعیۃ کے چیف آرگنائزر جناب محمد اسلوب صاحب قریشی نے فرمائی۔ اجلاس کی ابتدا جناب عبدالسلام صاحب ہمدانی کی تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ اس کے بعد جناب قاری اظہار احمد صاحب تھانوی نے تلاوت فرمائی۔

سید سلمان گیلانی مندوب شیخوپورہ خلف الرشید شاعر ختم نبوت جناب سید امین گیلانی نے اپنے مخصوص انداز میں جمعیۃ کے منشور اور مقاصد کو منظوم انداز میں پیش کیا۔ اس اجلاس میں سید امین گیلانی کی موجودگی جمعیۃ کے لئے باعث رحمت تھی۔ آپ نے بھی ایک نظم سنا کر سامعین پر وجد کی سی کیفیت طاری کر دی۔

صدر جلسہ جناب اسلوب صاحب قریشی نے خطبہ صدارت میں جمعیۃ کے پروگرام کی وضاحت کی۔

اس کے بعد جناب انوار ربانی مندوب رحیم یار خاں جاوید ابراہیم پراچہ صاحب مندوب بہاولپور نے بھی تقاریر کیں۔

مولانا شوکت علی خطیب کھلنا مشرقی پاکستان نے بھی جلسے سے خطاب کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ العالی نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے طلباء کو عصری سیاست سے باز رہنے اور خالص اسلام اختیار کرنے کی تلقین کی، اور انہوں نے طلبا کو مبارکباد دی کہ وہ نیک مقصد کے لئے میدان میں آئے ہیں۔ ان کا یہ مقصد نہایت ارفع اور اعلیٰ ہے کہ وہ اسلام کا بول بالا چاہتے ہیں۔

بعد ازاں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب نے تقریر کی اور طلبہ کو نصیحت کی کہ وہ اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو بھی جاری رکھیں۔ تعلیم کی اہمیت پر انہوں نے بہت زور دیا اور اسے ایک لازمی مضمون کی حیثیت دی۔

# قرآتِ سبعہ کا تواتر

قاری احمد دین مدرس
مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور

## قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا

ہر رسول اپنی قومی زبان میں بھیجا گیا، تاکہ مخاطبین اس کی باتوں کو اور جو کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر نازل ہوا اس کو سمجھ سکیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ

ترجمہ: ہم نے ہر رسول کو اس کی قومی زبان میں بھیجا۔

اور فرمایا گیا ہے:

فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِکَ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ

ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالخصوص عرب کے لیے اور بالعموم تمام دنیا کے انسانوں کے لیے مبعوث ہوئے۔ آپ کی بعثت کا زمانہ تاریخ کا وہ مشہور دور ہے کہ عرب قوم کو اپنی فصاحت و بلاغت پر بے حد ناز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ایسی عظیم الشان فصیح و بلیغ زبان عربی میں نازل فرمایا کہ شاعروں کی فصاحت و بلاغت کے دعوے دھرے رہ گئے۔ قرآن نے فصاحت و بلاغت کے بھرے بازار میں زوردار چیلنج کر دیا کہ اگر یہ کلام اللہ نہیں ہے تو تمام بلغاء عرب جمع ہو کر قرآن جیسی کوئی چھوٹی سی سورت پیش کر دیں۔ مگر اس چیلنج کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا، عاجز رہ گئے۔ مگر ساتھ ہی ان پر اتمام حجت بھی ہو گیا۔ اس چیلنج کے جواب میں کچھ وہ خوش نصیب تھے جو اس کلام پاک پر ایمان لائے اور کچھ اپنے ضلال و گمراہی پر اڑ کر صفحۂ ہستی سے ناپید ہو گئے۔

قرآن کی بلاغت و تاثیر، اس کے نہایت قوی دلائل اور اس کی زبان کی عظیم مقناطیسی کشش، معجزات کی دنیا میں سب سے بڑھ کر معجزہ تھا، آیات اللہ اہلِ زبان عرب کے قلوب کی گہرائیوں میں ایسی جاگزیں اور پیوست ہوئیں کہ کروڑوں انسانوں نے اسلام کی حقانیت کو دل سے قبول کیا اور قرآن کے لائے ہوئے پیغام کو عام کرنے کے لیے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔

انبیاء علیہم السلام کے معجزاتِ کبریٰ کی یہی شان رہی ہے کہ مبعوث قوم میں جو وصف امتیازی شان و شوکت پایا جاتا تھا، معجزات اسی رنگ میں ظہور پذیر ہوئے اور بڑے بڑے گردن کشوں کو ان کے ممتاز اوصاف میں عاجز و بے بس کر دیا گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے اژدہا بن کر جب جادوگروں کے بنائے ہوئے تمام کھیل تماشا کو نگل لیا تو جادوگروں سے اپنی تگ سنبھالا نہ گیا اور فوراً ربِّ موسیٰ کو سجدہ کرنے کو جھک گئے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مادر زاد اندھے کو بینا، ابروص کو شفاء کامل دی اور مردے کو زندہ کیا تو بامر الٰہی ان معجزات کا ظہور، طب کی ترقی یافتہ دنیا میں سخت حیرانی کا موجب بن گیا اور بڑے بڑے معالج اس اعجاز کی کوئی توجیہ نہ کر سکے۔

## قرآتِ سبعہ کا نزول

صحیح طرق و اسانید کے ساتھ صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے یہ بات نہ صرف مشہور ہے بلکہ متواتر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ۔

ترجمہ: یہ قرآن سات قرأتوں پر نازل ہوا ہے جو تمہارے لیے آسان ہو وہ پڑھ لو۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے ہشام بن حکیمؓ سے سورۃ الفرقان سنی مگر ہشام کی قرأت میں کتنے ہی ایسے حروف مختلف تھے جو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھائے تھے، جی تو چاہتا تھا کہ نماز میں ہی ہشام سے گتھم گتھا ہو جاؤں کہ تم یہ اللہ کی کتاب کا حلیہ کیوں بگاڑتے ہو تاہم سلام پھیرنے تک صبر کیا ہشام نے سلام پھیرا تو میں نے ہشام کے گلے میں اپنی چادر ڈال کر قابو کر لیا۔ میں نے کہا۔ تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی انہوں نے فرمایا، مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی۔ میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو، مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں پڑھائی۔ پھر میں ان کو چادر سے کھینچتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا اور عرض کی یا رسول اللہ! ہشام سورۃ الفرقان کو اس طرح پڑھتا ہے کہ جو آپ نے مجھے پڑھائی ہے، اس سے کافی مختلف ہے۔ ارشاد ہوا:

"ہشام کو چھوڑ دو اور ہشام سے فرمایا کہ پڑھو۔ ہشام نے سورۃ الفرقان پڑھی تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ سورت اس طرح بھی نازل ہوئی۔ بات درحقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن سات لغتوں پر نازل ہوا ہے۔ اس میں سے جو تمہارے لیے آسان ہو اسی میں پڑھ لو۔"

( باقی آئندہ )

সাপ্তাহিক WEEKLY
তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE

اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے

# جمعیۃ علماء اسلام کی دل کھول کر امداد کیجیے!

... اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی و مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ ملک [illegible]

[illegible]

[illegible]

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ علماء کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات ... ہو جاتے ہیں۔

## اسی لیے

... اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات، زکوۃ و عطیات مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

بھیجتے وقت زکوۃ کی رقم کی تعیین فرما دیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے

... امیر مرکزی پاکستان جمعیۃ علماء اسلام ... محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام — ملتان

رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرما دیں۔

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

جمعیۃ علماء اسلام کی

# دعوت

اسلام ایک عالمگیر عقیدہ و دستور العمل ہے جو انسانیت کی سربلندی اور نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ اس کی دعوت تمام زمانوں پر حاوی ہے عام انسانوں کے لیے ایک ایسی نوید عام ہے جو فکر و عمل کی دنیا میں حقیقی و تعمیری انقلاب برپا کر دینے والی ہے۔ وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا؟ آیئے ہم اسلام کی دعوت کا فریضہ انجام دے کر انسانی برادری کو حق کے قریب اور اسے اس خسارۂ دنیا و آخرت سے بچانے کی جدوجہد و سعی کریں جس میں وہ آج مبتلا و گرفتار ہے۔ آیئے ہم حق و صداقت سے بھرپور اور صبر و تحمل سے مالا مال زندگیاں ایک دوسرے کے تعاون کے لیے پیش کریں، تاکہ فساد و شر سے گھری ہوئی اس دنیا میں رحمت و خیر کا بول بالا ہو اور انسان دنیوی و اخروی نجات کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

---

## کیا آپ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر کان دھریں گے؟

فَبَشِّرْ عِبَادِیَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ

---

## آپ کے ضمیر سے ایک سوال

- کیا آپ تک جمعیۃ علماء اسلام کی دعوت حق پہنچی ہے!
- پھر آپ نے اس دعوت کے جواب میں کیا کیا ہے؟

مسئلہ خلافت و ملوکیت کی تحقیق و توضیح اور مودودی صاحب کے

# صحابۂ کرامؓ پر بے بنیاد و رکیک الزامات کا مدلل جواب

## حضرتِ معاویہؓ اور حضرتِ حسنؓ کی مُصالحت کی بشارتِ نبویہ

حضرت معاویہؓ کی خلافت پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے برسرِ منبر خطبہ میں اپنی رضا و خوشنودی کے اظہار کے ساتھ ساتھ حضرت سیدنا حسنؓ کو اس مصالحت کے باعث سیادت و نیک کرداری کا مبارک خطاب دیا۔ بخاری شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوبکرہؓ سے روایت ہے جو مشکوٰۃ کے ص۵۶۹ پر منقول ہے۔

| | |
|---|---|
| عن ابی بکرۃ قال | ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ میں |
| رایت رسول اللّٰہ | نے منبر پر جناب رسول اللہ صلی |
| صلی اللّٰہ علیہ وسلم | اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حسن بن علیؓ |
| وھو علی المنبر و | جو اس وقت چھوٹے سے بچے تھے، |
| الحسن بن علی الی | آپ کے پاس منبر پر تھے۔ آپ |
| جنبہ و ھو یقبل علی | لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور |
| الناس مرۃ و علیہ | کبھی بچے کی طرف اور فرماتے کہ |
| اخری و یقول ان | میرا یہ بچہ سید اور بہت نیک ہے۔ |
| ابنی ھذا سید لعل | ضرور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ |
| اللّٰہ ان یصلح بہ بین | مسلمانوں کی دو بڑی عظیم الشان |
| فئتین عظیمتین من | جماعتوں میں صلح و اصلاح فرما |
| المسلمین | دیں گے۔ |

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت حسنؓ اور جناب امیر معاویہؓ کے درمیان صلح اور امرِ خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دینے کو جناب حسنؓ کی سیادت و شرافت کا نشان اور اصلاحِ مسلمین بیان فرما کر اپنی رضا و خوشنودی کا منبر پر اعلان فرما دیں مگر اس دور کے جدید طرز کے مجتہد و لیڈر ان کو شریعت کی حدیں توڑنے والا اور قواعدِ شریعت کو بدل دینے والا قرار دیں چنانچہ خلافت و ملوکیت ص۱۵۱ پر لکھا جاتا ہے:

"ملوکیت کا آغاز اسی قاعدہ کی تبدیلی سے ہوا۔ حضرت معاویہؓ کی خلافت اس نوعیت کی خلافت نہ تھی کہ مسلمانوں کے بنانے سے وہ خلیفہ بنے ہوں"

گویا خلافت و ملوکیت کے فاضل مصنف کے نزدیک شاید سیدنا حسنؓ نہ مسلمانوں کے خلیفہ و امیر تھے اور نہ مسلمانوں میں کوئی مقام و شان رکھتے تھے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مصنف مذکور کے نزدیک حضرت سیدنا حسنؓ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان بھی نہ تھے، اگر واقعی مسلمان اور مسلمانوں کے امام و امیر تھے تو پھر جس طرح حضرت صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا تھا، اور مسلمانوں نے بخوشی قبول کر لیا تھا۔ اسی طرح حضرت حسنؓ نے خلیفہ بنایا اور خود مع سیدنا حضرت حسینؓ بیعت کی اور دیگر صحابہؓ تابعین سب مسلمانوں نے بخوشی اس کو پسند کر کے اس کا نام "عام الجماعۃ" (مسلمانوں میں تفرقہ کے بعد اتفاق اور ایک جماعت ہونے کا سال) رکھا۔ تو اس سے زیادہ صحتِ خلافت کی سند اور کیا ہو سکتی ہے۔

واقعی حضرت صدیقؓ کا انتخاب بھی نہایت موزوں اور برمحل تھا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب اور سربلند فرمایا اور سیدنا حسنؓ کا انتخاب بھی نہایت بہترین اور بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوا کہ مسلمانوں میں باہمی اختلاف و نزاع ختم ہو گیا اور پراگندہ و منتشر طاقت پھر مجتمع ہو گئی اور اسلامی فتوحات کا دروازہ جو اختلاف کے باعث بند ہو گیا تھا، پھر از سرِ نو پہلے کی طرح کھل گیا۔ حتیٰ کہ جناب سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمان غنیؓ کی فتوحات کی مثل حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں فتوحات ہوئیں۔

## حضرت معاویہؓ کا کمال

اگر نظرِ انصاف سے دیکھا جائے تو حضرت امیر معاویہ نے جو کام امت میں اختلاف و فتنہ پڑ جانے کے بعد کر دکھایا وہ ان کے کمالِ ایمان اور کمالِ تدبر پر بخوبی دلالت کرتا ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے وقت صحابۂ کرامؓ شاگردان و تربیت یافتگان رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثریت تھی اور امت میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ اس وقت نظام کو سنبھالنا اور کفار سے جہاد و مقابلہ کرنا اتنا کٹھن اور مشکل نہ تھا۔ جتنا کہ سیدنا علی اور سیدنا امیر معاویہ کے لیے باہمی اختلاف پڑ جانے کے بعد مشکل و حوصلہ شکن ہو گیا تھا۔ باہمی جنگ و جدل اور خون ریزی و فرقہ بازی کے بعد مفسدین و شورش پسند لوگوں کے فساد و شورش کو مٹا دبا کر مسلمانوں میں اتحاد و یک جہتی کی فضا پیدا کر کے فتوحاتِ اسلامی کا سلسلہ جاری کرنا یہ ایک ایسا کمال ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی کیونکہ حضرت معاویہؓ کے وقت صرف صحابۂ کرام کی مطیع و فرمانبردار اور خدا و رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفادار جماعت سے زیادہ دوسرے لوگوں مملکتِ اسلامی میں کثرت سے موجود تھے جن میں خارجی اور سبائی وغیرہ مفسدین بھی کافی پائے جاتے تھے۔ ان سب مفسدین کا قلع قمع اور بیخ کنی کر کے اسلام کی سربلندی کا جو کام حضرت معاویہؓ نے کیا وہ قابلِ رشک اور لائق ہزار آفرین ہے۔

لیکن سبائی ذہن آج تک حضرت معاویہؓ کی اس دینی خدمت کے باعث ہمیشہ ان کو مطعون کرتا چلا آ رہا ہے جس کا صریح مقصد یہ ہے کہ اسلامی حکومت میں جو مفسد و شریر جس طرح امت میں فتنہ و فساد اور شرارت و خون ریزی کے منصوبے اور خفیہ تدابیر و سازشیں کرے اس کے خلاف تادیبی و تعزیری کارروائی اور سیاسی و انتظامی تدبیر کرنے والا خلیفہ بس شریعت کی حدیں توڑنے والا اور سیاست کو دین پر بالا رکھنے والا ہے اور اسلامی خلافت کو مٹا کر غیر اسلامی ملوکیت قائم کرنے کا ملزم و مجرم ہے۔ معاذ اللہ۔

(باقی برص۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ
جمعہ
۲۱ نومبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۲
شمارہ ۴۵
قیمت ۳۰ پیسے

فون نمبر ۶۷۷۱۵

بدلِ اشتراک
یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے
سالانہ ۲۰/- روپے
ششماہی ۱۱/- ”
سہ ماہی ۶/- ”
فی پرچہ ...... ۴۰ پیسے
صفحات ۲۴

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مرتب و انچارج
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

احمد حسین کمال

# ہڑتالوں کا نیا تشویشناک سلسلہ

مغربی پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں مختلف کارخانوں کے مزدوروں نے صنعت کاروں کے رویہ سے تنگ آکر ہڑتالوں کا آغاز کر دیا ہے اور جواب میں کارخانوں کے مالکوں نے تیزی کے ساتھ ”تالہ بندی“ شروع کر دی ہے۔

یہ صورت حال ہر پہلو سے تشویشناک ہے۔ اس سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ مزدوروں میں بے اطمینانی اور اضطراب بھرپور موجود ہے۔ اور کارخانوں کے مالکان مزدوروں کے ساتھ ہمدردی کے جذبہ سے خالی ہیں، خیال تھا کہ گذشتہ سال کے افسوسناک واقعات سے ملک کے اصحاب ثروت نے سبق حاصل کر لیا ہوگا، اور اب وہ مزدوروں کے ساتھ باعزت و قابل قبول مفاہمت کر کے ملک کے اتحاد و ترقی کو آئندہ گزند نہیں پہنچنے دینگے

گذشتہ سال کے ہنگاموں نے یہ بات واضح کر دی تھی کہ ملک کا سیاسی و آئینی ڈھانچہ خواہ کوئی سا بھی ہو ملک کے مستقبل کا تحفظ اب دو باتوں پر مبنی ہے۔

ایک یہ کہ ملک کے کروڑہا بے زمین کسانوں کو معقول گذارے کے لئے زمینیں فراہم کر دی جائیں اور انہیں صدیوں کی پسماندگی، بے بسی و ظلم و ستم کے تلے پستے رہنے سے نجات دلا دی جائے۔

دوسرے یہ کہ ملک کے کروڑہا مزدوروں کو باعزت و آسودہ زندگی گذارنے کے مواقع فراہم کئے جائیں اور انہیں اپنے حال و مستقبل کی طرف سے مطمئن کر دیا جائے۔

اور چونکہ نئی مارشل لاء حکومت نے ابتدا سے ہی غیر جانبداری کا رویہ اختیار کیا ہے۔ اس لئے ان دونوں امور کی تکمیل کا انحصار جاگیردار و سرمایہ دار طبقوں کی طرف سے رضاکارانہ رویہ پر تھا۔

اگر ملک کے بڑے بڑے جاگیردار اور زمیندار از خود اپنی ضرورت سے زیادہ فاضل زمینیں اپنے قرب و جوار کے بے زمین کسانوں کو تقسیم کر دیتے۔ ملک کے بڑے بڑے سرمایہ دار اپنی فاضل دولت غرباء کے لئے وقف کر دیتے اور ملک کے بڑے بڑے کارخانہ دار اپنے کارخانوں کی بے تحاشا آمدنیوں میں مزدوروں کو بھی حصہ دار بنا لیتے۔

تو اس سے نہ صرف یہ کہ ملک اقتصادی بنیاد پر کشمکش و نزاع سے محفوظ ہو جاتا، بلکہ اسلامی اخوت کا یہ مظاہرہ ملک کو لادینیت و اشتراکیت کے نفوذ سے بھی ہمیشہ کے لئے بچا لیتا۔

لیکن حالات کی نزاکت و سنگینی کو امراء کے طبقہ نے ابھی تک قطعی محسوس نہیں کیا ہے اور وہ ہنوز تغلب و استحصال کی راہ پر گامزن ہیں جبکہ حالات آئے دن نازک تر و سنگین تر ہوتے جا رہے ہیں۔

اصل معاملات سے واقف لوگ یہ جانتے ہیں کہ امراء میں عوام دوستی اور غریب نوازی کے صالح رجحان کی پیدائش میں رکاوٹ امریکہ اور مغربی ملکوں کے اقتصادی مفادات ہیں جو قدم قدم پر ہمارے ملک کی صنعت و تجارت میں غالب حصہ دار و دخیل چلے آ رہے ہیں۔

انہوں نے مزدوروں، کسانوں اور غریب عوام کے مطالبات کو پس پشت ڈالنے کے لئے سیاسی و گروہی افتراق اور نظریاتی کشمکش کے حربوں کا سہارا لیا ہے۔ اور وہ امید کر رہے ہیں کہ ”اشتراکیت“ کے ساتھ ”اسلام“ کی مبینہ جنگ کا نعرہ بلند کرا کے اپنے مفادات، سرمایوں اور بے پناہ منافع کے ذرائع کو محفوظ کر لیں گے۔

لیکن حقیقت سے آنکھیں چرانے سے حقیقت بدل نہیں سکتی..... اس ملک میں غریب عوام، کسانوں اور مزدوروں کے مسائل موجود ہیں۔ اور ملک میں زیادہ سے زیادہ نفع خوری و گرانی کے طرز عمل نے ان مسائل میں شدید اضافہ کر دیا ہے۔

مزدور موجودہ اقتصادی دباؤ سے سخت پریشان ہو چکے ہیں اور کارخانوں کی سرمایہ دارانہ انتظامیہ کا شکنجہ ان کے لئے ناقابل برداشت بن چکا ہے۔

ضروریات زندگی کی شدید گرانی نے انہیں بالکل بدحال بنا ڈالا ہے۔

چنانچہ موجودہ ہڑتالیں اسی پریشان حالی کا مظہر ہیں۔ اور یہ صورت حال ملک کے لئے کسی وقت بھی کسی نئے بحران کو باعث بن سکتی ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ اس طرف فوراً توجہ دی جائے۔

مزدوروں کو بہرصورت مطمئن کیا جائے۔ حکومت بھی اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرے اور سرمایہ داروں و صنعت کاروں کو بھی مفاہمت و فراخدلی کا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔

یہ مسئلہ ملک و ملت کی بقا و استحکام اور اس ملک میں اسلام کے مستقبل کا بھی ہے۔ کروڑہا مزدوروں کسانوں و غریب عوام کو مضطرب، بے چین، بدحال اور قانون کے نام پر طاقت کے دباؤ میں رکھ کر، نہ ملک کو دشمنوں سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ نہ ملک کو ترقی و استحکام کی راہ پر ڈالا جا سکتا ہے اور نہ ملک میں اسلام کو

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

احمد حسین کمال

# اشتراکیت کے الزام کی حقیقت

(۳)

ترجمان اسلام سے وابستہ ہونے کے بعد اشتراکیت سے متعلق ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) نے جو کچھ لکھا، وہ اگر سب کا سب جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ ذیل میں چند مضامین کے اقتباسات اور چند کی فہرست دی جاتی ہے تاکہ اس شر انگیز اور جھوٹے پروپیگنڈے کی قلعی کھل جائے کہ ترجمان اسلام میں اشتراکیت کی تردید میں کچھ نہیں لکھا گیا اور ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) اشتراکی ہے، اس لئے وہ ترجمان اسلام میں اشتراکیت کے خلاف کچھ نہیں لکھتا۔

۱۹۶۳ء میں جب حکومت پاکستان امریکہ کی "دوستانہ عنایات" سے بددل ہو کر چین و روس کے ساتھ دوستی کے تعلقات قائم کرنے کی پالیسی بنا رہی تھی اور ملک کا عام رجحان اس کی موافقت میں تیار کیا جا رہا تھا، تو اس وقت ۲۶ مئی ۱۹۶۳ء کے ترجمان اسلام میں "دوستی کی نئی راہ سوچ سمجھ کر اختیار کیجئے" کے عنوان سے ایڈیٹر ترجمان نے اداریہ میں لکھا کہ:۔

—"امریکہ کا موجودہ رویہ یقیناً قابل مذمت ہے۔ امریکہ کے ساتھ تعلقات کے بارے میں نہ صرف نظر ثانی کی ضرورت ہے بلکہ ان تعلقات میں انقلابی تبدیلیاں لانا بھی لازمی ہیں۔ آج سے دس سال پہلے دنیا کے جو سیاسی حالات تھے بالخصوص مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید میں جو سیاسی صورت حال موجود تھی وہ اب یکسر بدل چکی ہے۔ امریکہ کے ساتھ تعلقات کی اس شکل کا جواز تو اس وقت بھی بمشکل ہی دیا جا سکتا تھا۔ لیکن اب تو اتنا تغیر و انقلاب ہو چکا ہے کہ معمولی دانش و بینش رکھنے والا انسان بھی اس پر مطمئن نہیں ہو سکتا۔

لیکن وہ لوگ جو اس ناخوشگوار صورت حال سے مایوس ہو کر عجلت میں یہ فیصلہ کر لینا چاہتے ہیں کہ دوستی کا رخ امریکہ سے موڑ کر روس اور چین کی طرف کر دینا چاہیئے وہ پھر دوسری بھیانک غلطی کرنا چاہتے ہیں۔

...... "امریکہ کی دوستی آپ کے لئے لائق اعتماد نہیں رہی ہے۔ اس کے اثرات بد اب علانیہ ظاہر ہونے لگے ہیں۔ اس دوستی کے لئے آپ نے اپنے ہمسایہ اور مسلم ملکوں کی ناراضگی مول لی۔ روس کے اشتراکی دیو کو اپنا مخالف بنایا۔ اخلاقی اعتبار سے اپنی نئی نسل کو امریکن کلچر اور بے حیائی کی گرفت میں دیا۔ اس سرمایہ دارانہ نظام کے امتیازات کو اپنے ملک میں رائج کیا جو یورپ میں دم توڑ رہا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود جب حقیقی صورت حال سامنے آئی تو معلوم ہوا کہ:—

ہم کو اس سے وفا کی تھی امید
جو نہیں جانتا وفا کیا ہے

بلکہ آج غیر کے ساتھ وہ ہمارے خلاف شریک سازش بنا ہوا ہے۔

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

اس کا رد عمل ایک صحت مندانہ سیاسی تبدیلی کی صورت میں اگر ہوا، تو وہ وطن عزیز کے مستقبل کے لئے اور ملت اسلامیہ پاکستان کے حق میں مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر نہ محض تبدیلی کی خاطر عاجلانہ اقدام اور ایک طرف سے کٹ کر فوراً ہی دوسری طرف جڑ جانے کی روش پہلے سے بھی زیادہ بھیانک غلطی کا باعث ہوگی۔"

اگر ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) بقول ان بزرگوں کے پکا کمیونسٹ اور انٹرنیشنل کمیونسٹ ہے تو پھر تو اسے اس موقعہ پر حکومت پاکستان کو مبارکباد دینا چاہیئے تھی اور مشورہ دینا چاہیئے تھا کہ چین و روس کے ساتھ خوب گہرے تعلقات قائم کرے۔

۲ اگست ۱۹۶۳ء کے ترجمان اسلام میں —"اشتراکیت، الحاد اور بے دینی نے مسلمانوں کے اندر گھس آنے کی راہ کن گوشوں سے نکالی"۔ کے عنوان سے ایک مستقل مضمون، اشتراکیت سے متعلق ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) نے لکھا۔

۱۶ اگست ۱۹۶۳ء کو "اشتراکی کیمپ کے اختلافات" کے عنوان سے ایک اداریتی نوٹ میں لکھا۔

—"اشتراکی قوت بھی ایک عرصہ سے اس بات کے در پے ہے کہ دنیا کی یہ عظیم ترین مسلم قوم جو جوشِ یقین و ولولۂ عمل کی زبردست تاریخ رکھتی ہے کسی طرح نئے تاریخی رد و بدل میں اس کی رفیق و معاون بن جائے۔

خود مسلمانوں کے اندر ایسے خوش فہموں کی تعداد کم نہیں ہے جو کل تک یورپ و امریکہ کی تقلید و اتباع میں مسلمانوں کی نجات سمجھتے تھے تو آج چین اور روس کی پیروی و تابعت میں ان کے شاندار مستقبل کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

ان گوناگوں حالات میں نہایت ضروری ہے کہ اسلام کی بالادستی کا تصور مجروح نہ ہونے پائے۔

کسی ایسے بین الاقوامی سوال کی اہمیت میں اسلام کی دعوت و قیام کے مقصد کو گم نہ ہونے دیا جائے جسے وقت کے تقاضے اولیت دے دیں۔

یاد رکھئے اسلام اور مسلمانوں کا دوست نہ یورپ و امریکہ کا عیسائی و یہودی سرمایہ دار ہے اور نہ روس و چین کا آشفتہ سر ملحد۔ اسلام کا کلمہ بلند کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وقت کے کسی بھی سیاسی تغیر سے متاثر نہ ہوا جائے اور اپنے اصول و نصب العین کو ہمیشہ پیش رکھا جائے۔ اور اسی کے حصول کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دی جائے"۔

چین کے ساتھ دوستی کا سوال جب سامنے آیا تو مودودی جماعت کے بارے میں بعض لوگوں نے کہا کہ وہ اس دوستی کی مخالف ہے۔ یہ سوال مسٹر زیڈ، اے سہری نے ۱۲ اگست ۱۹۶۳ء کے "نوائے وقت" میں اٹھایا تھا۔ اس کے جواب اور جواب الجواب میں میاں طفیل محمد صاحب سابق قیم مودودی جماعت نے تردید شائع کی اور کہا کہ ہماری طرف جو الزام منسوب کیا جا رہا ہے وہ غلط ہے۔ اس موقعہ پر ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) نے ان دونوں حضرات کے نقطۂ نظر پر تبصرہ کرتے ہوئے ۳۰ اگست ۱۹۶۳ء کے ترجمان اسلام میں "اشتراکیت آپ کے دروازے پر دستک دے رہی ہے" کے عنوان سے لکھا کہ:۔

—"سب سے زیادہ... افسوس اس بات پر ہے کہ ملک کا وہ عنصر جو دس سال تک امریکہ دوستی کی حمایت میں پیش پیش رہا ہے اور اس دوستی پر نکتہ چینی کرنے والے ہر شخص کو غدار و اشتراکی قرار دیتا رہا ہے۔ آج اس کا رجحان یہ ہے کہ اشتراکی چین کے ساتھ مضبوط ترین تعلقات قائم کر لینے چاہئیں۔ وہ قوم جس نے امریکہ کے ساتھ مضبوط ترین تعلقات قائم کر کے اپنا مذہبی اور ملی روایات کو تیزی سے ترک کرنا شروع کر دیا تھا امریکن طرز زندگی بڑی چاؤ کے ساتھ اختیار کرتی چلی جا رہی تھی۔ اپنی وضع و قطع میں کتنی ہی امریکن تبدیلیاں لا چکی تھی اور جو اپنے معاشرتی ثقافتی اور سیاسی نظام کو امریکہ کے معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی نظام سے مشابہت و مطابقت دینے لگی تھی اگر اشتراکی چین سے اس کے مضبوط ترین تعلقات قائم ہو جاتے ہیں تو کیا وہ اتنی ہی تیزی کے ساتھ اشتراکی نظریۂ حیات سے بھی متاثر نہیں ہو جائے گی، جو لوگ چین کے ساتھ گہری دوستی پر مصر ہیں۔ انہیں یہ خطرہ بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

اس سلسلہ میں ان گروہوں کی خاموشی معنی خیز ہے جو دینی اور لادینی کے امتیاز پر کمیونزم کے شدید مخالف تھے، اور کسی حال میں بھی اس سے سمجھوتے کے قائل نہیں تھے جب تک امریکہ کی دوستی مرغوب و مطلوب رہی، اشتراکی دور میں چین کے ۵ کروڑ مسلمانوں پر کیا گزر رہی ہے؟ اس کا مطالبہ ہمیشہ ان کی طرف سے کیا جاتا رہا اور روس کے مسلم اکثریت کے علاقوں میں اسلام جس طرح اجنبی بن کر رہ گیا۔ اس کا چرچا بھی ہمیشہ ان کی طرف سے ہوتا رہا۔ لیکن دفعتاً ملک میں سیاسی رجحانات کی جو تبدیلی واقع ہوئی ہے، اس نے ان کی زبانوں کو بھی تالے ڈال دیئے ہیں۔ اگر ایک شخص ان کی طرف یہ بات منسوب کرتا ہے کہ وہ چین سے دہریہ ملک ہونے کی وجہ سے دوستی ناجائز سمجھتے ہیں، تو بجائے اس کے کہ جرأت کے ساتھ وہ اس کا اعلان کرتے کہ ہاں ہماری دین پسندی اور حقیقی اسلام دوستی کا یہی تقاضا ہے کہ

ہم کسی بھی دہریہ اور ملحد گروہ سے تعلق استوار نہیں کر سکتے اب انٹی یہ صفائی پیش کر رہے ہیں کہ ہماری طرف جو بات منسوب کی گئی ہے۔ وہ غلط ہے بلکہ یہ بات منسوب کرنے والے سے سوال کیا جاتا ہے کہ ان کو ہمارے اس موقف کی اطلاع کہاں سے ہوئی؟ گویا کہ بالفاظ دیگر ہم بھی پالیسی کی اس تبدیلی پر پوری طرح راضی ہیں کہ اشتراکی چین کے ساتھ تعلقات مضبوط تر کئے جائیں۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

شاید حکمت عملی کا یہ بھی ایک جزو ہو کہ اگر حالات اشتراکیت کے زیر حمایت چلے جانے کے متقاضی ہوں تو اس کی سرپرستی قبول کر کے نظام اسلامی کے نفاذ کی جد وجہد کی جائے جس طرح کہ سابق میں امریکہ دوستی کے سایہ میں اس کا جواز نکالا گیا تھا"۔

۳۰ر اگست ۱۹۶۳ء کو ایک ادارتی نوٹ "چین کے ساتھ دوستی کا مطلب اشتراکیت کے ساتھ مفاہمت نہیں ہونا چاہیئے"۔۔۔۔ کے عنوان سے لکھا۔

۶ر ستمبر ۱۹۶۳ء کے ترجمان اسلام میں "الحاد و اشتراکیت کے لئے چور دروازہ کون فراہم کر رہا ہے"۔۔ کے عنوان سے ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) نے مندرجہ ذیل خیالات رقم کئے۔

"یہ صحیح ہے کہ اشتراکیت اس معاشرہ میں دبے پاؤں داخل ہو سکتی ہے جس میں افلاس عسرت اور غیر متوازن معاشی امتیازات و سیاسی انتشار کا دور دورہ ہو، لیکن تنہا ان اسباب کی بنا پر آج تک کہیں بھی اشتراکیت غالب نہیں آئی۔

دراصل اشتراکیت کے اثر و نفوذ کا تمام تر فلسفہ اس نظریہ پر مبنی ہے کہ انسان کسی بھی روحانی نظام کا پابند نہیں ہے۔ اشتراکیت کے مبلغین نے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ کمیونزم تو محض دنیا کے معاشی و سماجی عدم توازن اور شخصی و گروہی اقتدار سے پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کا ایک حل ہے۔ وہ اشتراکیت کی تاریخ کو یورپ کے صنعتی دور سے شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ اشتراکیت کا نظریہ و نظام تو اس فکری الحاد اور عملی بے قیدی کی ایک منظم و مربوط شکل ہے جو انسانی تاریخ کی ابتداء سے وقتاً فوقتاً دین و اخلاق کے مقابلہ میں سر اٹھاتی رہی ہے۔ مارکس نے اس کا فلسفہ ترتیب دیا، لینن نے اس فلسفہ پر مبنی ایک نظام عملاً سرزمین روس پر قائم کر دیا اور اسٹالن کے متشددانہ رویہ نے اسے مضبوط و مستحکم بنا دیا۔ اب خروشیف اسے ایک اخلاقی قوت بنا دینے کی تگ و دو میں مصروف ہے۔ تاہم اس کا غیر فطری پن ہنوز اس کے اندر موجود ہے اور مقابلہ میں ایک بھرپور و ہمہ گیر روحانی قوت موجود نہ ہونے کی بنا پر زندہ ہے۔

اشتراکیت کا مقابلہ کرنے کے لئے امریکہ اور یورپ کے پاس دعوت و تحریک کی حیثیت سے دنیا کو دینے کے لئے کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ اس کے برعکس ان کی عملی زندگیوں اور قومی پالیسیوں نے اشتراکیت کے فروغ و شیوع میں در پردہ بڑی مدد دی ہے۔

اسلام ہی اس درد کا واحد مداوا ہے اور دنیا بجا طور پر اس سے مستقبل کی امیدیں قائم کر سکتی ہے، لیکن خود اہل اسلام کا کیا حال ہے وہ کس حد تک اشتراکیت کے مقابلہ میں اسلام کی فکر، اسلام کے نظریہ اور اسلام کی دعوت کو آگے بڑھا سکتے ہیں اور عملاً و مقابلتہً مضبوط تر اسلامی نظام قائم کر سکتے ہیں یہ ایک قابل غور بات ہے ورنہ دعووں اور باتوں کے اعتبار سے یہاں کوئی کمی نہیں پائی جاتی"۔

اشتراکیت کے بارے میں ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کی تحریروں کا یہ مواد تو ترجمان اسلام کے پرانے فائلوں سے پیش کیا گیا۔ اب حال ہی کے دو سالوں کے فائلوں کا بھی جائزہ لیجئے تو اشتراکیت کے بارے میں متنبہ کرنے والے متعدد مضامین ملیں گے۔

۲ر فروری ۱۹۶۸ء کے ترجمان اسلام میں "بھٹو صاحب کا سوشلزم" کے عنوان سے تحریر کیا کہ

۔۔۔ "بھٹو صاحب سوشلزم کے نعرے کے ساتھ میدان میں اترے ہیں، حکومتی پارٹی کے افراد بھی کبھی کبھی اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگا دیتے ہیں اور متحدہ حزب اختلاف کی بعض جماعتیں و لیڈر صاحبان بھی اسلامی سوشلزم کی اصطلاح استعمال کر لیا کرتے ہیں۔

مگر بھٹو صاحب نے سوشلزم کے لفظ و نعرہ کو اپنے پروگرام کا خاص جزو بنا لیا ہے۔

اگر ملک میں ایک گروہ امریکی و برطانوی طرز جمہوریت و سرمایہ داری کا حامی و مؤید ہے اور اسے خواہ عوامی حقوق کے نام سے اور خواہ اسلام کے نام سے پاکستان کے مسلمانوں پر مسلط کرنا چاہتا ہے تو پھر دوسرے فریق کو بھی اس سے نہیں روکا جا سکتا کہ وہ سوشلزم کا نعرہ بلند کرے اور اسے بھی عوامی حقوق اور اسلام کے نام کا لبادہ پہنائے۔

لیکن وہ اسلام جسے خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں قائم فرمایا اور جسے ان کے اولین جانشین خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے روم و ایران کی آخری حدوں تک پہنچایا۔

وہ اپنی کسی حیثیت میں بھی نہ مغرب کے موجودہ نام نہاد جمہوری نظام اور سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام سے کوئی ادنیٰ سی مطابقت رکھتا ہے اور نہ اسے کوئی ادنیٰ سا واسطہ اس سوشلزم و کمیونزم سے ہے جو روس و چین میں جاری ہے۔

اس لئے جو فریق بھی .... ان نظاموں کے ساتھ اسلام کا نام وابستہ کرتا ہے وہ یا تو خود فریب میں مبتلا ہے یا دوسروں کو فریب دے رہا ہے"۔

۳۰ر اگست ۱۹۶۸ء کے ترجمان اسلام میں۔ "اشتراکیت کا خطرہ" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا اور اسی شمارہ میں "انسانیت کی نجات کا واحد راستہ" کے عنوان سے تحریر کیا کہ:

۔۔۔ "کیا مغربی جمہوریت" یا "اشتراکیت" اس پیغمبرانہ و صحابیانہ پاک معاشرہ کا بدل ثابت ہو سکتی ہے؟

اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔

اس لئے کہ مغربی جمہوریت نے امریکہ سے برطانیہ تک اپنی سینکڑوں سال کی تاریخ میں جس معاشرہ کو تشکیل دیا ہے وہ ساری دنیا کے سامنے موجود ہے۔ اور بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس معاشرہ میں "انسانیت" جس طرح تباہ و برباد ہوئی ہے اور ہوتی چلی جا رہی ہے اس نے انسانی عظمت اور فلاح و بہبود کا کوئی اخلاقی و معاشرتی تصور تک باقی نہیں رہنے دیا ہے"۔

"اور اشتراکیت، جس کا تجربہ گذشتہ نصف صدی کے اندر روس سے چین تک کیا گیا اور کیا جا رہا ہے، ایک ایسا ناکام تجربہ ہے جس کے نتیجہ میں انسان کا مستقبل من حیث الانسانیت کسی پُر امید روشنی کا حامل نہیں بنا فرد کو ریاست کے شکنجے میں اس طرح جکڑ دیا گیا ہے کہ وہ ایک آزاد اجتماعیت کا مساوی المرتبہ فرد ہونے کے بجائے ریاست کی مشین کا ایسا پرزہ بن کر رہ گیا ہے، کہ جب بھی ایسی ریاست کا وجود متزلزل ہوگا، فرد نہ اپنی ذات کے لئے مفید رہ سکے گا اور نہ اپنے قریبی ماحول کی اجتماعیت کے لئے کار آمد بن سکے گا۔ بلکہ ڈر ہے کہ اشتراکیت کا موجودہ نظام اپنے آخری ارتقاء کے مرحلہ پر مغربی سرمایہ داریت کی موجودہ شکل میں تبدیل ہو کر نہ رہ جائے، جس میں سب سے بڑی سرمایہ دار قوت خود ریاست کی بن جائے گی۔

انسان کی مکمل نجات کا راستہ سوائے پیغمبرانہ و صحابیانہ معاشرت کے قیام کے اور کسی معاشرتی نظام میں نہیں ہے ۔۔ اور آج دنیا کو صرف اسی معاشرت کے قیام کی ضرورت ہے"۔

غرضیکہ آپ ترجمان اسلام کے ہر سال کے فائل ملاحظہ کرتے چلے جایئے، ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کے بیسیوں مضامین اشتراکیت کے خلاف ملیں گے حال کے دو سالوں کے ایسے مضامین میں سے چند کی فہرست درج ذیل ہے۔

۸ر دسمبر ۱۹۶۷ء کا اداریہ۔ "اسلام، مغربی جمہوریت اور سوشلزم کے نرغے میں"۔

۱۹ر جنوری ۱۹۶۸ء کا اداریہ "نئی نسل کو اشتراکیت کے آغوش میں جانے سے بچایئے"۔

۲۶ر جنوری ۱۹۶۸ء کا اداریہ "مذہب اور سامراجی طاقتیں"

۲ر فروری ۱۹۶۸ء ۔۔ "بھٹو صاحب کا سوشلزم"۔

۱۶ر فروری " ۔۔ "سوشلزم"

۲۳ر فروری " ۔۔ "اسلام کے مقدس نام کا استعمال"

۲۹ر جولائی " ۔۔ "ملکی سیاست کے زاویے۔ آخری صفحہ"

۲ر اگست " ۔۔ "سرخ و سفید سامراج"

۳۰ر اگست " ۔۔ "اشتراکیت کا خطرہ"

۶ر ستمبر " ۔۔ "حالات کی سنگینیاں اور وقت کے تقاضے"

۱۳ر جنوری ۶۹ء مضمون "فیصلہ کن گھڑی" ابتدائی حصہ

" " " "حزب اختلاف کی ذمہ داری" آخری حصہ

۲۴ر جنوری ۱۹۶۹ء ۔ "حالیہ افسوسناک تصادم"۔

۹ مئی ۱۹۶۹ء "اداریہ"
۱۶ مئی " "اب صرف مذہبی رہنمائی کی ضرورت ہے"
۳۰ مئی " "کیا کرنا چاہیئے"
۴ جولائی " "براہ راست اسلامی نظام کے قیام سے گریز کیوں"

مذکورہ بالا تفصیل جو ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کی گزشتہ دس سالہ تحریروں سے سرسری طور پر اخذ کرکے پیش کردی گئی ہے ، اس امر کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس نے اشتراکیت کی کبھی حمایت نہیں کی بلکہ اس پر ٹھوس علمی و تاریخی حیثیت سے تنقیدیں بھی کی ہیں۔

لیکن اس کے باوجود ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کو مودودی جماعت اور بعض دوسرے اس کے مخالفین "اشتراکی" ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

تو اس کی وجہ ذرا سے غور و تامل سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ اشتراکیت کی ایک مخالفت تو وہ ہے جس سے مقصود اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ ہے

ایڈیٹر ترجمان اسلام نے اپنے ان مضامین میں اہلیت کے مطابق جتنا حق ادا ہو سکتا تھا ادا کیا۔

لیکن اشتراکیت کی ایک بلند بانگ مخالفت وہ ہے جس سے امریکی و مغربی سامراج اپنے اقتصادی و سیاسی نظام کے بقاء و استحکام کے لئے اور دنیا بھر پر اپنا اثر و رسوخ قائم رکھنے کے لئے فائدہ اٹھاتا ہے اور ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) نے اپنے ان مضامین یا اپنے ذہن میں اسے یہ فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہیں دیا۔ ظاہر ہے کہ جب اشتراکیت کی اس مخالفت سے امریکی سامراج کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا تو اس کو اور اس کے ہمنواؤں کو ایسی مخالفت بھی اشتراکیت کی تائید و حمایت ہی نظر آئے گی۔

برطانوی دور حکومت میں جب تحریک آزادی چل رہی تھی اور انگریز مفاہمت کی بات چیت پر آمادہ ہوگیا تھا تو اس وقت مفاہمت کے لئے بیشتر صرف کانگرس اور مسلم لیگ کے نمائندے ہی مدعو کئے جاتے تھے۔ علماء کی جماعتوں کے نمائندوں کو نہیں بلایا جاتا تھا۔

کسی نے یہ سوال ایک انگریز سیاستدان سے کیا ، تو اس نے جواب دیا کہ :

"ان دونوں جماعتوں کے ساتھ آزادی کے تصفیہ میں برطانوی ، جمہوری و اقتصادی نظام بہرحال اس سرزمین پر قائم رہے گا۔ لیکن مولوی لوگ آزادی کا مطالبہ اس لئے کرتے ہیں کہ سرے سے ہمارے نظام کو ختم کرکے قرآنی نظام قائم کیا جائے"

حالانکہ تحریک آزادی کی ڈیڑھ سو سالہ تاریخ میں ہمیشہ صف اول میں علماء دین رہے۔

ٹھیک اسی طرح "اشتراکیت" کی مخالفت کا معاملہ ہے کہ ایڈیٹر ترجمان اسلام جب اشتراکیت کے خلاف لکھتا ہے ساتھ ہی وہ مغربی سامراج اور اس کے ہوا خواہوں کو بھی فائدہ اٹھانے کی گنجائش نہیں چھوڑتا ایسی صورت میں ان کی آنکھوں میں اشتراکیت سے زیادہ کھٹکنے لگتا ہے۔

وہ موجودہ نظام کو ختم کرکے خالص کتاب و سنت کا نظام قائم کرنے اور علماء کے ہاتھوں میں قیادت دینے کا مطالبہ کرتا ہے ، تو جمہوریت کا لادینی کیمپ کھلا اٹھتا ہے اور یہی وہ قصور ہے ، جس کی بنا پر اس کے خلاف ہمہ گیر قسم کا پروپیگنڈا جاری ہے۔

مودودی جماعت کے ایک پیروکار نے اپنی کتاب "پاکستان میں سوشلزم" میں "سوشلسٹ مولوی" کے ذیل عنوان سے جو خرافات و اکاذیب لکھی ہیں۔ ان میں ایڈیٹر ترجمان اسلام کو "علماء دیوبند کی بھرپور خوشامد" کرنے والا کہا ہے۔

چنانچہ اس کا یہی وہ جرم ہے جو اسے اشتراکیت کا ملزم گرداننے کے لئے بہانہ بنایا گیا ہے۔

ورنہ یہ حضرات باوجود اس الزام طرازی کہ آج تک ترجمان اسلام سے یا ایڈیٹر ترجمان اسلام کی ..... تحریروں سے کوئی ایسا مضمون تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ جو اشتراکیت کی حمایت و تائید میں لکھا گیا ہو

لیکن اشتراکیت کی ایسی مخالفت جس کا نتیجہ مغرب کے سیاسی و اقتصادی نظام کے بقاء و استحکام کی صورت میں نکلے اور علانیہ مغربی جمہوریت کو عین اسلام ثابت کرے ، تو اس کے ساتھ اگر امریکہ و برطانیہ وغیرہ کی بھی مخالفت کردی جائے ، تب بھی مغربی سامراج کو ناگوار نہیں گذریگی اور "ہم خرما و ہم ثواب" کے مصداق سامراجی اور جمہوری لادینی حلقوں کے لئے قابل قبول ہوگی ، بلکہ ایسا اسلام بھی ان کے لئے قابل تحسین بن جائے گا۔

ادھر ایک تیر سے دو شکار کرلئے جائیں گے۔

اشتراکیت کی سامراجانہ مخالفت اور کتاب و سنت کے قوانین و نظام کے قیام کا مطالبہ کرنے والے علماء کو ..... اشتراکی قرار دے کر لادینی جمہوریت کے لئے راستہ صاف ..... اس مقصد کے لئے اگر ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کو انٹرنیشنل کمیونسٹ بنایا جائے تو یہ صرف رسال جھوٹ نہیں ہے بلکہ "حکمت عملی" کے فلسفہ کے عین مطابق ہے۔

بہرحال ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) بدو شعور سے یہ یقین رکھتا چلا آرہا ہے کہ دنیا و آخرت میں کامیابی و نجات کا ضامن صرف "اسلام" ہے اور اسلام ایک مکمل دین ہے ، جس پر عمل کرنے سے ہی انسانیت کو فلاح نصیب ہوسکتی ہے۔

نیز وہ اسلام کی صرف اس تعبیر پر ہی یقین رکھتا ہے ، جو صحابہ کرامؓ ، ائمہ و محدثینؒ اور علماء حق سے عہد بعہد نقل ہوتی چلی آرہی ہے۔

اس کے نزدیک آج بھی حقیقی اسلامی نظام کا قیام صرف علماء حق کی قیادت میں ہی ممکن ہے۔

اسی وجہ سے مودودی جماعت کے ایک شخص نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں اسے ایڈیٹر ترجمان اسلام کو علماء دیوبند کے "خوشامدی" ہونے کا طعنہ دیا۔ چنانچہ

آج بھی اگر اسلامی نظام کے قیام کے لئے مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب اور مفتی محمد شفیع صاحب جیسے حضرات ، نواب زادوں اور دولت مندوں کے مقابلہ میں انتخاب لڑنے کھڑے ہوتے ہیں تو اس (ایڈیٹر ترجمان اسلام) کا ووٹ ان کے لئے مشتری ہوگا۔

لیکن اگر اسلام کے نام کی آڑ میں نواب زادے ، رئیس زادے ، سرمایہ دار و جاگیردار مغربی جمہوریت کے نمائندے بن کر انتخاب لڑنے کے لئے سامنے آتے ہیں تو پھر یہ "ووٹ" صرف غریب عوام کے نمائندے کے لئے ہی وقف رہے گا۔

اسی طرح مودودی صاحب اگر عالمی لیڈرشپ کے لئے "نکسن" ، "ولسن" اور "موشے دایان" کے مقابلہ میں امیدوار کھڑے ہوں ، تو یقیناً اس (ایڈیٹر ترجمان اسلام) کا ووٹ مودودی صاحب کے لئے ہوگا۔ لیکن اگر وہ "نکسن" "ولسن" اور "موشے دایان" کے ساتھ "ناصر" کے مقابلہ میں کھڑے ہوتے ہیں۔

اور اس پیشکش کے مطابق جس کا ذکر پروفیسر خورشید احمد صاحب نے ماہنامہ چراغ راہ کراچی کے "نظریہ پاکستان نمبر" دسمبر ۱۹۶۰ء میں بہ انداز شکوہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ :-

"اس طرح اشتراکیت کے خلاف جو تعاون عالم اسلام اور مغرب میں ہو سکتا ہے ، اسے خود مغرب کی اس کوتاہ نظری کی وجہ سے سخت صدمہ پہنچتا ہے اور اگر مغرب عالم اسلام سے حقیقی دوستی اور تعاون کا خواہاں ہے ، تو اسے اس پالیسی کو بدلنا پڑے گا۔"

اسلام کے نام پر اشتراکیت کی مخالفت کا نعرہ بلند کرتے ہیں تو انہیں ناصر پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔

پس جب تک پاکستان کے ساتھ چین کی بے غرضانہ معاونت قائم ہے اور اسرائیل و امریکی برطانوی سامراج سے مقابلہ کرنے کے لئے عرب ملکوں کو چین ، روس و اشتراکی ملکوں سے حمایت و اعانت حاصل ہورہی ہے ، اس وقت تک اشتراکی ملکوں اور ان کے نظام کی ایسی مخالفت جس سے عربوں کے محاذ کو نقصان پہنچے ، اسرائیل کے قدم مضبوط ہوں ، امریکی برطانوی سامراج کے اثر و غلبہ میں اضافہ ہو ، نیز دنیا کے غریب اور مظلوم عوام اپنے مساوی حق انسانیت و معیشت سے محروم رکھے جاسکیں ، ایشیا و افریقہ کے عوام حقیقی آزادی خوشحالی اور امن و سکون سے دور رہیں اور مشرق میں شر و فساد و لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رہے۔ کسی بھی اسلام اور مسلمانوں کے بہی خواہ کے لئے صحیح نہیں ہوسکتی۔

البتہ اشتراکیت کی ایسی علمی و نظری مخالفت جیسی کہ محولہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے۔ ترجمان اسلام کے صفحات پر اول دن سے جاری ہے۔ اور جاری رہے گی

اشتراکیت کے بارے میں یہی موقف ہے ، جو جمال الدین افغانیؒ سے لے کر شیخ الہندؒ ، مولانا ابوالکلام آزادؒ ، مولانا مدنیؒ اور مولانا عثمانیؒ تک کے علماء حق کا رہا ہے۔

اور یہی موقف ہے جو مولانا حسرت موہانی ، مولانا محمد علی جوہر ، علامہ اقبال

اور قائدِ اعظم تک کے برصغیر کے بلند پایہ مسلمان لیڈروں رہنماؤں و دانشوروں کا بھی رہا ہے۔

(میں معذرت خواہ ہوں کہ ترجمان اسلام کے کئی صفحات ان گذارشات کی نذر ہو گئے۔ لیکن چونکہ اس بارے میں بہت سے بزرگوں و دوستوں کے استفسارات اس کثرت سے موصول ہوئے کہ پروپیگنڈے کے گرد و غبار کو صاف کرنے کے لئے یہ تفصیل عرض کئے بغیر چارہ نہیں رہا تھا۔ "وہابیت" ۔ "کانگریسیت" اور "اشتراکیت" کی الزام تراشیاں ایک ہی قسم کے ذہن کی قدیم اختراعات کا سلسلہ ہیں۔

جن علماء نے اسلام اور مسلمانوں کی بالادستی کے لئے جہاد بالسیف سے کام لیا، انہیں اور اُن کے متبعین کو "وہابیت" کے الزام سے نوازا گیا تھا۔

پھر جن علماء نے حصول آزادی کے لئے انگریز کی حکومت کے خلاف سیاسی سرگرمیوں کو زندہ و قائم رکھا انہیں "کانگریسیت" کے الزام سے مشرف کیا گیا تھا۔

اور اب جو علماء و دیگر افراد، عالمی سطح پر برطانوی امریکی سامراج کے خاتمہ، اور ہندو سامراج کے خطرہ کے دفعیہ کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان پر "اشتراکیت" کا الزام عائد کیا جا رہا ہے۔

اور یہ سب کچھ پہلے بھی اسلام کی آڑ لے کر ہی کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔ لیکن جس طرح پہلے کی دونوں الزام تراشیاں عبث ثابت ہوئیں، اور برطانوی سامراج کا غلبہ مسلمان ملکوں سے ختم ہو کر رہا۔ اسی طرح یہ انشاء اللہ، یہ تیسری الزام تراشی بھی رائیگاں چلی جائے گی۔ اور بالآخر "سامراجیت" کو اپنے آخری انجام تک پہنچنا ہوگا۔

(کمال)

---

"مہاسبھا کے زیر سایہ "ہندو جمہوریت" کے نام سے
ویت نام سے لاؤس تک ۔ ۔ ۔ "بدھ جمہوریت" کے نام سے
یورپ و امریکہ میں ۔ ۔ ۔ ۔ "عیسائی جمہوریت" کے نام سے
پاکستان میں مودودی صاحب اور ان کے دوستوں کی زیر کمان
"اسلامی جمہوریت" کے نام سے اور آسٹریلیا سے مغربی جرمنی
تک "کافرانہ جمہوریت" کے نام سے بول رہا ہوگا۔

"لندنی جمہوریت" کیا واقعی عجوبہ روزگار چیز نہیں ہے کہ اس کے لئے بہ یک وقت "کافرانہ، مشرکانہ، اور "اسلامیت" کے آغوش کھولنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں

اور کیا اسے مستقبل کا جمہوری مورخ، جمہوریت کا عظیم کارنامہ نہیں قرار دے گا کہ "اسلام پسندوں" کے گروہ نے جناب مودودی صاحب کی رہنمائی میں غریب اسلام کو بھی کفر و شرک کے پہلو بہ پہلو "لندنی جمہوریت" کا قلعہ اور فرودگاہ بنا دیا ۔ "کافرانہ جمہوریت" "مشرکانہ جمہوریت" اور "اسلامی جمہوریت" کا سنگم بننے میں اب آخری اور سب سے بڑی رکاوٹ جمعیۃ علماء اسلام کا ہزاروی گروپ ہی رہ گیا ہے اور اس رکاوٹ کو "سوشلزم کے الزام" کی "چٹان" سے ٹکرا کر شاید "زندگی" سے محروم کیا جا سکے ۔ اسی امید پر لاہور سے لندن تک اپنے مشق ستم بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے مگر
"پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا"

نظرِ بازگشت

راہرو کے قلم سے

# مودودی صاحب کی ایک اور لندن یاترا کا حال

جناب مودودی صاحب کے لئے اب لندن آنا جانا ایک معمول سی بات بن گئی ہے اور لندن جا کر انٹرویو دینا تو بہرحال ایک سیاسی فریضہ ہے، جسے ترک کیا ہی نہیں جا سکتا۔

چنانچہ موصوف "ترہاڈ" کی دعوت سے فارغ ہو کر لندن تشریف لے گئے تو برمنگھم برطانیہ کے اردو ہفت روزہ "ایشیا" کو آپ نے ایک انٹرویو قلم بند کرایا۔ جس کے چند اقتباسات روزنامہ جنگ کراچی، ۳۰ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کے شمارہ میں شائع ہوئے ہیں۔

اس انٹرویو کے سوالات کے جواب میں آپ نے جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں ان کے بیشتر حصہ سے تو براہ راست ہمارا کوئی واسطہ نہیں، اور اس کا جواب موصوف کے ذکر فرمودہ متعلق افراد و گروہ ہی دے سکتے ہیں۔ یہاں ہم محترم کے اس جواب کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جو آپ نے سوال نمبر ۴ کے ضمن میں دیا، اور جس میں بکمال مہربانی جمعیۃ علماء اسلام کے ہزاروی گروپ کا نام لیا ہے۔

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے بایں ہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے
(غالب کی روح سے معذرت کیساتھ)

سوال کیا گیا تھا کہ ۔ ۔

"شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنے حالیہ بیان میں اسے تاریخ کا دلچسپ مذاق قرار دیا ہے کہ اس وقت نظریہ پاکستان کی محافظت کا دعویٰ وہ لوگ کر رہے ہیں جو دو قومی نظریہ کے مخالف تھے اور قائدِ اعظم کو کافر کہتے ہیں۔ آپ کا ردِ عمل کیا ہے"؟

اب محترم مودودی صاحب کا ردِ عمل ملاحظہ فرمائیے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ جو قائدِ اعظم کو کافر قرار دیتے تھے اور اکھنڈ ہندوستان کے حامی تھے، شیخ مجیب الرحمٰن کی پارٹی کو انہی لوگوں کا تعاون حاصل ہے، میری مراد جمعیۃ علماء اسلام کے ہزاروی گروپ سے ہے"۔

سب سے پہلے تو اس "تیکنیک" کو ملاحظہ فرمائیے کہ اپنے اوپر عائد ہونے والے الزام سے نپٹنے کے لئے جمعیۃ علماء اسلام کے ہزاروی گروپ کے نام کو آگے لے آئے اور اس کی آڑ لے کر اصل سوال کا جواب گول کر گئے۔

"جمعیۃ علماء اسلام کا ہزاروی گروپ" موصوف کے کیسے مقصد پر باد آیا۔ یہاں جناب کو حقیقت واقعہ کی اس دیانتدارانہ حیثیت کا ذرا بھی پاس نہ رہا کہ شیخ مجیب الرحمٰن کی پارٹی کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام کا سرے سے ابھی تک کوئی ربط و تعلق ہی قائم نہیں ہوا ہے۔ تعاون کی بات تو بہت دور چلی جاتی ہے۔

لیکن یہ تو لندنی سیاست کے کرشمہ کارانہ اثرات کا آغاز ہے، اگر آنے جانے کا یہ سلسلہ قائم رہا اور موصوف کا آئندہ ہر سفر "مایا لندن" ہوتا رہا تو امید ہے کہ "گلیڈسٹون" "لائیڈ جارج" اور چرچل کے سیاسی ہتھکنڈوں کی اچھی خاصی مشق ہو جائے گی اور ظاہر ہے کہ ان "ہتھکنڈوں" کا پہلا ہدف جمعیۃ علماء اسلام ہی بنا کرے گی کہ یہ ہی تو وہ "تلخ گولی" ہے جو موصوف کے حلق میں پھنسی ہوئی ہے۔ ورنہ بڑے بڑے جغادری "علماء" ان کے آستانہ پر حاضری کو فخر محسوس کرنے لگے ہیں اور علماء دین پر اپنا تفوق قائم کرنے کی جو مہم موصوف نے ۱۹۳۷ء سے شروع کی تھی۔ اب اس راہ کا آخری سنگ گراں جمعیۃ علماء اسلام کا ہزاروی گروپ ہی رہ گیا ہے۔ لیکن خلاف توقع ایسا سخت جان اور وسیع الاثر واقعہ ہوا ہے کہ باوجود "اشتراکیت" کے اتہامات و پروپیگنڈا کے اور متوازی جمعیۃ کھڑی کر دینے کے ہنوز مشرق سے مغرب تک علماء سلف و خلف کے اسلام کا ترجمان بن کر ڈٹا کھڑا ہے

چنانچہ اس کی یہ ناقابل شکست حیثیت ہی ہے جس کے احساس کے پیچ و تاب نے موصوف کا پیچھا لندن تک نہیں چھوڑا، اور بالآخر "لندنی ایشیا" کے نمائندے کے ایک سوال کے جواب میں دل کی یہ جلن ظاہر کر کے ہی رہے۔

لیکن شاطرانہ کمال یہ ہے کہ اسے بطور ڈھال کے ذکر کر کے اپنے اوپر عائد ہونے والے الزام کا رخ بھی اس کی طرف پھیر دینے کی کوشش فرمائی۔

حالانکہ جمعیۃ علماء اسلام کے کسی بھی گروپ میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے۔ جس نے قائدِ اعظم کو کبھی کافر کہا ہو اور اکھنڈ ہندوستان کا وہ حامی رہا ہو، لیکن

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

لندن کی "کایا کلپ" انسان کو خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو، سب سے پہلے "جمہوری" (اسے "جمہوریا" کا مونث نہ سمجھا جائے) بنا دیتی ہے۔ ایسی "جمہوری" جو ہمیشہ "اشتراکیت" سے لرزاں و ترساں رہتی ہے۔ اور اب وہ دنیا بھر میں اپنے تحفظ کا یہ انتظام کر رہی ہے کہ بھارت میں وہ "ہندو" کا نقاب اوڑھے رہی ہے۔ یورپ کے بعض ملکوں و امریکہ میں "عیسائی" کا لبادہ پہن رہی ہے۔ جاپان، جنوبی ویتنام کوریا وغیرہ میں "بدھ" کا زیور سے جسم پہ ڈال رہی ہے اور پاکستان و مسلمان ملکوں میں "اسلامی" کا لباس پہن کر زندہ رہنا چاہتی ہے اس مقصد کے لئے اسے موصوف سے یقیناً بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

وہ دن بھی کتنا عجیب و غریب دن ہوگا۔ جب لندن و واشنگٹن کی جمہوریت کا طوطی بھارت میں ...

(م م (باقی کالم اول میں)

# قافلۂ اسلام ● منزل بہ منزل

## جمعیۃ علماء اسلام کی سرگرمیاں

### انتخاب جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خاں

امیر — حضرت مولانا غلام ربانی صاحب خطیب رحیم یار خان
نائب امیر — مولانا عطاء اللہ صاحب
〃 — مولانا عبدالرحیم صاحب درخواستی
ناظم عمومی — مولانا بشیر احمد صاحب حامد
نائب ناظم — مولانا محمد مکی صاحب حجازی
〃 — مولانا غلام مصطفیٰ صاحب صادق آباد
خزانچی — صوفی محمد حسین صاحب
سالار اعلیٰ — مولانا سلیم الرحمان صاحب

### احمد پور شرقیہ میں جمعیۃ کا قیام

گزشتہ ہفتے ایک اجلاس اہالیان احمد پور شرقیہ کا دفتر انجمن تبلیغ الاسلام میں ہوا جس میں جمعیۃ علماء اسلام کی شاخ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

امیر — ڈاکٹر افضال احمد صاحب
نائب امیر — غلام محی الدین صاحب
ناظم اعلیٰ — مولوی محمد احمد صاحب
ناظم — صوفی عبدالکریم صاحب
خازن — مرزا محمد عبداللہ بیگ

اور مندرجہ ذیل پانچ ارکان پر مجلس شوریٰ تشکیل دی گئی
(۱) ڈاکٹر اقبال احمد صاحب (۲) صوفی غلام رسول صاحب (۳) حکیم شمس الدین (۴) حافظ عبدالواحد صاحب (۵) حاجی محمد یعقوب صاحب ۔ یہ انتخاب ۱۵ اکتوبر کے امروز میں آچکا ہے۔

(ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام احمد پور شرقیہ)

### انڈسٹریل ایریا لانڈھی کراچی میں جمعیۃ کی تشکیل

۷ اکتوبر۔ مولانا محمد فاضل ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام حلقہ کورنگی نے جمعیۃ علماء اسلام کے دفتر میں کارکنوں سے خطاب فرمایا اور مندرجہ ذیل تشکیل عمل میں آئی۔

امیر — مولانا غلام صمدانی صاحب
نائب امیر — مولانا عبدالصمد صاحب ، مولانا حضرت ایوب صاحب
ناظم اعلیٰ — مولانا بشیر احمد صاحب
نائب ناظم — مولانا محمد حنیف صاحب
ناظم نشر و اشاعت — مولانا عبدالخالق صاحب
خازن — محمد سرفراز خاں صاحب
سالار — محمد حسن صاحب

### ارمڑ پایاں میں جمعیۃ کا انتخاب

امیر — مولانا خلیل الرحمان صاحب
نائب امیر اول — مولانا عبدالجلیل صاحب
〃 دوم — محمد زمان صاحب
ناظم اعلیٰ — حبیب خاں صاحب
ناظم — نواب خاں صاحب
خازن ڈاکٹر محمد نسیم صاحب سالار عرب گل صاحب

### انتخاب جمعیۃ علماء اسلام ٹانڈہ

امیر — حضرت مولانا امیر زمان صاحب خطیب ٹانڈہ
نائب امیر حضرت مولانا سیف الرحمان صاحب
ناظم اعلیٰ — حاجی گلاب خان صاحب
نائب ناظم اول — محمد عجب خان صاحب
〃 〃 دوم — جناب مطیع الرحمٰن صاحب
خزانچی — 〃 حاجی سلیمان خان 〃
محتسب — 〃 حاجی گوہر الزمان صاحب

#### مجلس شوریٰ

(۱) جناب غازی خان صاحب (۲) جناب اسلم خان صاحب (۳) محمد ایوب خان صاحب (۴) فضل الٰہی صاحب (۵) محمد افضل صاحب (۶) حاجی خوشیدار صاحب (۷) حاجی علم خان صاحب (۸) نوبت خان صاحب (۹) سائیں صاحب (۱۰) مولانا عبدالحی صاحب۔ (۱۱) منظور حسین صاحب۔

### شہری جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی کا انتخاب

امیر — الحاج مولانا قاری محمد امین صاحب

> **عرب و مسجد اقصیٰ فنڈ**
>
> چوک منڈا ضلع مظفر گڑھ سے مولانا محمد عبدالحمید صاحب جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام کی معرفت عرب و مسجد اقصیٰ فنڈ میں مبلغ دو ہزار تین سو نوے ۲۳۹۰/۰ روپے وصول ہوئے جو جلد ہی مذکورہ مقصد کیلئے روانہ کئے جا رہے ہیں۔

نائب امیر اول — مولانا حبیب الرحمٰن صاحب
〃 〃 دوم — مولانا غلام حیدر صاحب
ناظم اعلیٰ — ایم غلام صادق صاحب
ناظم — مولانا حکیم محمد ایوب صاحب
خازن — شیخ محمد شفیق صاحب

#### مجلس شوریٰ

(۱) مولانا محمد شفیع صاحب (۲) مولانا علی اللہ صاحب (۳) مولانا عبدالحنان صاحب (۴) حافظ امان اللہ صاحب (۵) حافظ عبدالرشید صاحب (۶) مولانا حبیب اللہ صاحب (۷) مولانا عبدالودود صاحب (۸) مولانا عبدالحق صاحب حقانی (۹) مولانا سعید الرحمٰن صاحب (۱۰) مولانا فضل حق صاحب (۱۱) مولانا عبدالعزیز صاحب (۱۲) مولانا محمد شاہ صاحب (۱۳) محترم خوشحال خان صاحب (۱۴) شیخ محمد مصطفےٰ صاحب (۱۵) شیخ شمس الحق صاحب (۱۶) ملک عبدالغنی صاحب (۱۷) قاری محمد زرین صاحب (۱۸) مولانا عبدالرزاق صاحب

بقیہ مجلس شوریٰ کا انتخاب بعد میں کیا جائے گا۔

### جلسہ

دارالعلوم مجددیہ مانکی تحصیل صوابی سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۲-۲۳ اکتوبر کے موقعہ پر درج ذیل حضرات نے تقریریں فرمائیں۔

(۱) حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ خانقاہ سراجیہ کندیاں (۲) حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب درویش ہری پور ہزارہ (۳) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان ملتان (۴) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان (۵) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن (۶) حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع پشاور (۷) حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن۔ (۸) حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک (۹) حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحب خطیب جامع مسجد نوشہرہ ضلع پشاور

### جمعیۃ طلباء اسلام لیہ

لیہ میں طلباء کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں گورنمنٹ انٹر کالج لیہ، گورنمنٹ کمرشل کالج ایم بی ای سکول۔ گورنمنٹ ہائی سکول کے طلباء نے شرکت کی۔ اجلاس سے مولانا فقیر محمد صاحب مبلغ جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ نے خطاب فرمایا۔ متفقہ طور پر جمعیۃ طلباء اسلام لیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

امیر — محمد ناظم صاحب فسٹ ایئر میڈیکل گروپ انٹر کالج لیہ
نائب امیر — احمد حسن 〃 〃 کامرس 〃 〃 〃
ناظم اعلیٰ — مہر سعید احمد 〃 〃 〃 〃 〃 〃
خزانچی — غلام محمد 〃 〃 〃 〃 〃

رشید احمد انصاری ناظم اعلیٰ
جمعیۃ علماء اسلام لیہ

### "ژوب" میں جمعیۃ کی تشکیل

امیر — حضرت مولانا سید میرک شاہ صاحب خطیب نوشہرہ
نائب — مولوی محمد عیسیٰ صاحب خطیب مسجد نئی آبادی 〃
ناظم عمومی — عبدالغفور حنفی
نائب ناظم — مولوی عبدالرحمٰن صاحب خطیب جیل روڈ 〃 〃
خازن — حاجی احمد گل صاحب

### متفرقات

شوریٰ کی کاپی پریس میں ہے اور ان شاء اللہ جلد ہی فروخت عام کے لئے پیش کر دی جائے گی قیمت فی کاپی ایک روپیہ پچاس پیسے
[illegible]

### غلام محمد آباد (لائل پور) میں جمعیۃ کی تشکیل

گزشتہ روز نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد گول چوک غلام محمد آباد میں جمعیۃ علماء اسلام حلقہ غلام محمد آباد کے ارکان کا ایک اجلاس جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کے نائب امیر مولانا محمد اختر صدیقی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ خطیب لائلپور مولانا ضیاء القاسمی نے اجلاس سے خطاب کیا۔ مندرجہ ذیل انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔

امیر — حافظ احمد دین صاحب
نائب امیر — جناب نور محمد صاحب
ناظم اعلیٰ — مولانا محمد اکرم صاحب فاضل خیر المدارس
پبلسٹی سیکرٹری — جناب فقیر محمد صاحب

### انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام شورکوٹ شہر کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد اکاں والی منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل انتخاب اتفاق رائے سے عمل میں لایا گیا۔

امیر — حضرت مولانا بشیر احمد خطیب جامع مسجد اکاں والی
نائب — چوہدری صوفی خوشی محمد جنرل مرچنٹ
ناظم اعلیٰ — سید مقصود علی شاہ صاحب
نائب ناظم — جناب عباس احمد زرگر
خازن — 〃 محمد یعقوب صاحب

محمد فاروق ناظم جمعیۃ جھنگ صدر

### مولانا فضل حق صاحب کا انتقال

حضرت مولانا حاجی فضل حق صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد اچھڑیاں کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پا چکے ہیں۔ مولانا کی نماز جنازہ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے پڑھائی۔ جنازہ میں علاقہ بھر کے مذہبی اور سیاسی لوگوں اور ہزاروں کی تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ قارئین مولانا کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔

(عبدالقیوم ناظم دفتر جمعیۃ النہر)

### جمعیۃ علماء اسلام جھنگ کا انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام جھنگ شہر کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ناظم اعلیٰ ضلع جمعیۃ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا

# قافلۂ اسلام • منزل بہ منزل

## جمعیۃ علماء اسلام کی سرگرمیاں

### جلسہ

دارالعلوم مجددیہ مانکی تحصیل صوابی سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۲-۲۳-اکتوبر کے موقعہ پر درج ذیل حضرات نے تقریریں فرمائیں۔

(۱) حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ خانقاہ سراجیہ کندیاں (۲) حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب درویش ہری پور ہزارہ (۳) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان ملتان (۴) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان (۵) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن (۶) حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع پشاور (۷) حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن۔ (۸) حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک (۹) حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحب خطیب جامع مسجد نوشہرہ ضلع پشاور

### جمعیۃ طلباء اسلام لیہ

لیہ میں طلباء کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں گورنمنٹ انٹر کالج لیہ، گورنمنٹ کمرشل کالج ایم بی ای سکول۔ گورنمنٹ ہائی سکول کے طلباء نے شرکت کی۔ اجلاس سے مولانا فقیر محمد صاحب مبلغ جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ نے خطاب فرمایا۔ متفقہ طور پر جمعیۃ طلباء اسلام لیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

| | |
|---|---|
| امیر | محمد ناظم صاحب فسٹ ایئر میڈیکل گروپ انٹر کالج لیہ |
| نائب امیر | احمد حسن " " کامرس " " " |
| ناظم اعلیٰ | مہر سعید احمد " " " " " " |
| خزانچی | غلام محمد " " " " |

(رشید احمد انصاری ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام لیہ)

### "ژوب" میں جمعیۃ کی تشکیل

| | |
|---|---|
| امیر | حضرت مولانا سید میرک شاہ صاحب خطیب ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر |
| نائب | مولوی محمد عیسیٰ صاحب خطیب مسجد نئی آبادی " |
| ناظم عمومی | عبدالغفور حنفی |
| نائب ناظم | مولوی عبدالرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد " " |
| خازن | حاجی احمد گل صاحب |



### غلام محمد آباد (لائل پور) میں جمعیۃ کی تشکیل

گزشتہ روز نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد گول چوک غلام محمد آباد میں جمعیۃ علماء اسلام حلقہ غلام محمد آباد کے ارکان کا ایک اجلاس جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کے نائب امیر مولانا محمد اختر صدیقی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ خطیب لائلپور مولانا ضیاء القاسمی نے اجلاس سے خطاب کیا۔ مندرجہ ذیل انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔

| | |
|---|---|
| امیر | حافظ احمد دین صاحب |
| نائب امیر | جناب نور محمد صاحب |
| ناظم اعلیٰ | مولانا محمد اکرم صاحب فاضل خیر المدارس |
| پبلسٹی سیکرٹری | جناب فقیر محمد صاحب |

### انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام شورکوٹ شہر کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد اکاں والی منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل انتخاب اتفاق رائے سے عمل میں لایا گیا۔

| | |
|---|---|
| امیر | حضرت مولانا بشیر احمد خطیب جامع مسجد اکاں والی |
| نائب | چوہدری صوفی خوشی محمد جنرل مرچنٹ |
| ناظم اعلیٰ | سید مقصود علی شاہ صاحب |
| نائب ناظم | جناب عباس احمد زرگر |
| خازن | " محمد یعقوب صاحب |

(محمد فاروق ناظم جمعیۃ جھنگ صدر)

### مولانا فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال

حضرت مولانا حاجی فضل حق صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد اچھڑیاں کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پا چکے ہیں۔ مولانا کی نماز جنازہ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے پڑھائی۔ جنازہ میں علاقہ بھر کے مذہبی اور سیاسی لوگوں اور ہزاروں کی تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ قارئین مولانا کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔

(عبدالقیوم ناظم دفتر جمعیۃ مانسہرہ)

### جمعیۃ علماء اسلام جھنگ کا انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام جھنگ شہر کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ناظم اعلیٰ ضلع جمعیۃ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا مفتی عبدالکریم صاحب، مولانا محمد یٰسین صاحب اور قاری غلام محمد صاحب نے خطاب کیا۔ مندرجہ ذیل انتخاب اتفاق رائے سے عمل میں لایا گیا۔

| | |
|---|---|
| امیر | صوفی عبدالرحیم صاحب خطیب جامع مسجد منگھیانہ والی جھنگ |
| نائب امیر | شیخ عبدالکریم صاحب جھنگ |
| ناظم اعلیٰ | قاری عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ عزیزیہ القرآن |
| نائب ناظم | صوفی محمد انور صاحب |
| خازن | جناب عمر حیات صاحب |
| ناظم نشر و اشاعت | جناب محمد اصغر صاحب |

(محمد صدیق ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام جھنگ)

### عارف والا میں جمعیۃ کا انتخاب

مولانا عبدالرحیم اشعر کی صدارت میں مقامی جمعیۃ کا انتخاب ہوا۔ امیر مولانا بشیر حسین صاحب
نائب امیر۔ مولانا عبداللطیف صاحب
ناظم اعلیٰ حافظ محمد حسین عارفی
ناظم۔ صوفی عبدالحمید صاحب۔ خزانچی محمد امین صاحب
پروپیگنڈا سیکرٹری حافظ ریاض احمد صاحب

> **ضروری اطلاع**
>
> ہمیں افسوس ہے کہ کتابت نہ ہو سکنے کی وجہ سے "اسلامی نظام حکومت کی جدوجہد اور مودودی صاحب" اور "علماء کے ۲۲ نکات اور سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا طرز عمل" کی رواں قسطیں اس شمارہ میں نہیں دی جا سکیں۔ آئندہ ملاحظہ فرمائیے۔

### رستم ضلع سکھر میں جمعیۃ کی تشکیل و انتخاب

| | |
|---|---|
| امیر | مولوی محمد یعقوب صاحب |
| ناظم اعلیٰ | مولوی عبدالحق صاحب |
| نائب ناظم | جناب غلام قادر خاں |
| خازن | میاں دین محمد صاحب |

**مجلس شوریٰ**

(۱) جناب حافظ عبدالمجید صاحب (۲) مولوی غنی بخش صاحب (۳) مولوی قمر الدین صاحب (۴) مولوی حافظ عبدالفتاح صاحب (۵) مولوی ہدایت اللہ صاحب (۶) مولوی عبدالفتاح صاحب ملک (۷) میاں حبیب اللہ صاحب (۸) محمد داؤد صاحب (۹) حاجی بہادر صاحب (۱۰) عبدالعزیز صاحب (۱۱) جناب شیر محمد خان (۱۲) حاجی اللہ دتہ صاحب (۱۳) فتح محمد صاحب (۱۴) میانجی جام خان صاحب (۱۵) محمد صالح صاحب۔

(احقر عبدالحق مہتمم مدرسہ دارالفیوض رستم)

### جمعیۃ میں شمولیت

خان پور کے ممتاز کارکن جناب نور دین ممبر یونین کمیٹی "ڈی" نے اپنی برادری کے بہت سے ارکان سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔

(عبدالصبور)

### سلانوالی میں سینما گھر کی تعمیر پر احتجاج

ضلع سرگودھا میں سلانوالی ایک اہم قصبہ ہے۔ تقریباً بیس ہزار کی آبادی ہے۔ یہ شہر اب تک سینما گھر سے محفوظ ہے۔ سلانوالی میں غریب اور مزدوروں کی اکثریت ہے یہاں پر ۱۹۶۹ء میں ایک سینما تعمیر کیا گیا تھا جس پر شہر کے تمام خطیبوں، معززین اور باغیرت عوام کی طرف سے کمشنر، ڈپٹی کمشنر، تحصیلدار، مقامی تھانہ، ٹاؤن کمیٹی، ضلعی حکام اور صوبائی حکومت کو احتجاجی درخواستیں بھیجی گئیں۔ حکام نے اہل شہر کے ساتھ ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔ میاں مشتاق احمد صاحب چیئرمین سلانوالی نے ۲۴ گھنٹے کا نوٹس جاری کر دیا۔ مدت ختم ہونے پر یہاں طلباء نے اپنے محلے کے ہمراہ شہریوں کے دوش بدوش سینما کی تعمیر شدہ مکمل عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ چند لوگ پھر سینما گھر بنانے کی کوشش میں ہیں۔ اہل شہر اپنے ضلعی حکام سے احتجاج کرتے ہیں کہ اس کوشش کو فوراً روکا جائے تاکہ شہری امن برباد نہ ہو۔

(حافظ محمد ادریس پانی پتی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی ضلع سرگودھا)

### سرائے نورنگ

جمعیۃ علماء اسلام حلقہ سرائے نورنگ کا اجلاس ۸/۹ کو بمقام مسجد میناری بازار میں منعقد ہوا۔ ڈویژنل امیر مولانا عبدالکریم صاحب کلاچوی نے شرکت کی۔ منظور کردہ قراردادوں میں عرب ممالک کو مکمل حمایت کا یقین دلایا گیا حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مجاہدین قدس کو فوجی ٹریننگ دے کر مسجد اقصیٰ کو آزاد کرانے کے لئے پہنچانے کا انتظام کرائے۔

یہودیوں کی املاک ضبط کر کے اس سے عرب کی امداد کی جائے اور امریکہ سے سفارتی تعلقات ختم کرے۔

نیز کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے ذمہ دار اکابرین پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ جامع اور صالح منشور کو پیش کرنے پر مبارکباد دی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس منشور کو بروئے کار لائے اور جمعیۃ کے جماعتی انتخاب کی تجویز کو ملک میں رائج کر کے اسمبلی کو حقیقی نمائندہ بنائے۔

(حاجی غلام محمد
ناظم جمعیۃ علماء اسلام حلقہ سرائے نورنگ
ضلع بنوں)

# سپاسنامہ

سرحد یونائیٹڈ فرنٹ کے معزز ارکان ڈیرہ ڈویژن کے دورہ کے دوران مورخہ ۳/۱۱ ۶۹ کو کلاچی میں جمعیۃ علماء اسلام کے اراکین سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کے لئے تشریف لائے۔ جمعیۃ علماء اسلام ڈویژن کے امیر حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب نے سپاسنامہ پیش فرمایا جس میں آپ نے معزز مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ:

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کا مقصد اور نصب العین واضح اور قطعی ہے اور وہ یہ کہ جمعیۃ علماء اسلام صرف اسلام اور مکمل اسلام چاہتی ہے۔ وہ اسلام جس کے اصول قرآن و سنت اجماع امت اور ائمہ مجتہدین کے صحیح استنباط پر مبنی ہوں۔ جمعیۃ علماء اسلام اس میں نہ کسی ترمیم کی روادار ہے اور نہ اس میں کسی بیجا اضافہ کو برداشت کر سکتی ہے۔ طریق کار یہ ہے کہ اندرونی مضبوط شورائی تنظیم کے علاوہ یہ ہر ملکی جماعت کے اس مطالبہ اور جمہور کی ہر اس آواز کی نہ صرف تائید کرتی ہے بلکہ عملاً تائیدی طور پر ان کا تعاون بھی ضروری سمجھتی ہے۔ جو مطالبہ شرعی نقطہ نگاہ سے ناجائز نہ ہو، اور اس جماعت کے غیر شرعی ملحدانہ عقائد اور نظریات کے پرچار کا باعث نہ بنے۔ ون یونٹ ایک خالص انتظامی معاملہ ہے اور جبکہ ملک کی غالب اکثریت اسے انتظامی لحاظ سے نقصان دہ سمجھتی ہے تو جمعیۃ علماء اسلام کو اس آواز کی حمایت میں کوئی تردد نہیں ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے منشور میں اس کی صراحت موجود ہے کہ:۔

(۱) ون یونٹ کو ختم کر کے صوبوں کو از سر نو قائم کیا جائے گا۔

(۲) اسمبلیوں اور قومی اداروں میں نمائندگی تناسب آبادی کے مطابق مقرر کی جائے گی۔

(۳) امور خارجہ۔ دفاع کرنسی بین الصوبائی مواصلات اور بیرونی تجارت کے محکمے مرکز کے پاس رہیں گے، اور بقیہ معاملات میں صوبوں کو خود مختاری حاصل رہے گی بہرحال ہم اپنے مرکزی اعلان کے منشاء کے عین مطابق ان مطالبات میں آپ کی پر زور حمایت کرتے ہوئے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں گے۔ کتنی خوشی ہو، اگر سرحد یونائیٹڈ فرنٹ اپنے ان ملکی مطالبات میں یہ اہم اور بنیادی مطالبات بھی شامل کرے کہ

۱۔ ملک کے آئندہ دستور کو، اسلامی مملکت کے ان ۲۲ بنیادی اصولوں پر مرتب کیا جائے جو ۱۹۵۱ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے متفقہ طور پر تسلیم کر لئے تھے۔

(۲) مسلمان کی واضح تعریف کر لی جائے۔

(۳) بنیادی حقوق میں سے اجازت ارتداد جیسے کفریہ دفعات کو نکال دیا جائے۔

محمد زمان
ناظم جمعیۃ علماء اسلام
کلاچی )

# ضلعی جمعیۃ کا اجلاس اور کارروائی

۷ شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ کو زیر صدارت حضرت مولانا الحاج میاں سراج احمد صاحب دین پوری امیر ڈویژنل جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور ضلع رحیم یار خان کی جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندہ و کارکنان واراکین کا اجتماع بمقام جامعہ معارف اسلامیہ رحیم یار خان میں منعقد ہوا۔

افتتاحی خطاب مولانا غلام ربانی صاحب نے کیا مولانا بشیر احمد صاحب حامد نے کارکنان جمعیۃ علماء اسلام سے مودودیت کے فتنہ سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی اور مودودیت عقائد کو چاک چاک کیا۔ اس کے بعد ضلعی انتخاب ہوا اور مندرجہ ذیل امور پر قرار دادیں پاس ہوئیں:۔

(۱) حکومت پاکستان سے مطالبہ کہ ملک میں پارلیمانی سسٹم کی بنیاد پر جلد از جلد انتخابات کرانے کے لئے حتمی تاریخ کا اعلان کیا جائے۔ اور بائیس نکاتی پروگرام جو کہ علماء کرام نے ترتیب دیئے۔ ان کو دستور میں فی الفور شامل کیا جائے۔

(۲) بہاولپور ٹیکسٹائل ملز خانپور کے مالکان اور انتظامیہ کی طرف سے مزدوروں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں اور بے ضابطگیوں پر اظہار تشویش و ناپسندیدگی اور ضلع کے ذمہ دار حکام سے مطالبہ کہ ملز انتظامیہ اور مزدوروں کے درمیان ہونے والے معاہدہ پر مکمل عملدرآمد کرانے کی کوشش کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی ملز نے پچاس فیصد ختم کر کے مزدوروں کو بیروزگار کرنے کا جو غیر قانونی قدم اٹھایا ہے۔ اس کے متعلق حکومت کے عائد کردہ صنعتی قوانین و ضوابط کے تحت باز پرس اور تعزیری کارروائی کی جائے۔

(۳) حکومت سے مطالبہ کہ حال ہی میں آبیانہ کی شرح میں اضافہ سے متوسط اور چھوٹے درجہ کے زراعت پیشہ لوگوں کے لئے پریشانی و مالی طور پر زیر بار ہونے کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔ اس طرح ان کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ جس کا اثر مجموعی پیداوار پر پڑنے کا اندیشہ ہے۔

(۴) حکومت مغربی پاکستان سے مطالبہ کہ گنے کے فی من نرخ میں اضافہ کیا جائے اور یہ شرح کم از کم مشرقی پاکستان میں رائج شرح کے مطابق ہونی چاہیئے

(۵) ڈویژنل حکام سے مطالبہ کہ جی سنز شوگر ملز خانپور کی مقرر کردہ حدود میں گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مشکلات اور مسائل کے حل کے لئے پورے طور پر توجہ کی جائے۔ کاشتکاروں کو ان کے گنے کی قیمت ایک ہفتہ کے اندر ادا کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ اور "روڈ سیس" کی مد میں جمع ہونے والی رقوم مقررہ حدود کے اندر سڑکوں کو پختہ کرنے کے لئے صرف کی جائے۔

(۶) حکومت پاکستان سے مطالبہ کہ واپڈا کی طرف سے زرعی ٹیوب ویل فی کلوواٹ کے حساب سے عائد کردہ ٹیکس کو واپس لیا جائے۔ کیونکہ یہ ٹیکس بڑے زمینداروں کے لئے تو صحیح ہو سکتا ہے۔ لیکن متوسط

# بقیہ — اداریہ

سر بلند و بالا کیا جا سکتا ہے۔

اسلام انسانیت اور کی جمہوریت سب کا یہ تقاضا ہے کہ مزدوروں، کسانوں اور غریب عوام کو باعزت آسودہ اور مطمئن زندگی گزارنے کے مواقع جلد از جلد مہیا کر دیئے جائیں اور ملک میں ایسی اقتصادی تبدیلیاں لائی جائیں۔ جن سے آئندہ غریب عوام مزدوروں و کسانوں وغیرہ کے استحصال کا کوئی موقعہ باقی نہ رہے

جمعیۃ علماء اسلام نے اپنے منشور میں جو تجاویز پیش کی ہیں۔ وہ ان تمام مشکلات و بے چینیوں کا بہترین حل ہیں۔ اور جمعیۃ اس پوزیشن میں ہے کہ اپنے عوامی پروگرام سے الحمد للہ اس صورت حال کو تبدیل کر سکتی ہے بشرطیکہ سرمایہ دار، کارخانہ دار، جاگیردار اور حکومت وقت کی نزاکتوں کو سامنے رکھ کر جمعیۃ کے منشور کی روشنی میں مسائل حل کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

---

اور چھوٹے درجہ کے زمینداروں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

(۷) ضلعی حکام سے مطالبہ کہ بلدیاتی اداروں میں کام کرنے والے درجہ چہارم کے ملازمین (مثلاً خاکروب ماشکی، محرر چونگیاں، چپڑاسی وغیرہ) کے ملازمین کے حالات کار اور شرائط ملازمت بہتر بنائے جائیں اور ان کے تمام جائز مطالبات تسلیم کئے جائیں اور انہیں تمام قسم کی مراعات اور سہولتیں مہیا کی جائیں۔ جو حکومت کے رائج الوقت قوانین انہیں دیتے ہیں۔

(۸) حکومت پاکستان سے مطالبہ کہ ملک میں عرب رہنماؤں اور عرب ممالک کے خلاف ہونے والے گمراہ کن اور مذموم پروپیگنڈا ختم کرنے کے لئے موثر قدم اٹھایا جائے۔ کیونکہ اس طرح امریکی اسرائیلی سامراج کے مفادات کی نگہداشت ہو رہی ہے اور اس سے عرب ممالک کے ساتھ تعلقات متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۹) حکومت پاکستان سے مطالبہ کہ صحابہ کرام کے متعلق توہین آمیز لٹریچر کی اشاعت پر پابندی عائد کی جائے اور شائع شدہ کو ضبط کیا جائے۔

(۱۰) زرعی انسٹی ٹیوٹ کالج کو رحیم یار خان سے تبدیل نہ کیا جائے۔ (عبدالصبور ناظم دفتر جمعیۃ خانپور)

# شورکوٹ میں دفتر جمعیۃ کا افتتاح

۱۱/۶۹ کو جامع مسجد اکاں والی میں بعد نماز عشاء و جامع عثمانیہ کے زیر اہتمام جلسہ عام منعقد ہوا قاری نذیر احمد صاحب کی تلاوت کے بعد مولانا محمد عبداللہ صاحب ناظم جمعیۃ سرگودھا ڈویژن نے خطاب فرمایا۔

آپ کے بعد حضرت مولانا نیاز احمد شاہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان نے خطاب کیا۔ پھر خطیب پاکستان حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب نے اپنے دلکش انداز میں حاضرین کو ارشادات سے نوازا۔ ۸ بجے صبح معزز مہمانوں نے جمعیۃ علماء اسلام شورکوٹ کے دفتر کا افتتاح فرمایا۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے دفتر پر پرچم لہرایا۔
(محمد فاروق ناظم جمعیۃ جھنگ صدر)

# مطالعہ و تبصرہ

احمد حسین کمال

## سرمایہ دارانہ و اشتراکی نظام
## کا
## اسلامی معاشی نظام سے موازنہ

تصنیف :۔ حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی دامت برکاتہم
ناشر :۔ مولانا احمد عبدالرحمٰن صاحب صدیقی
پتہ :۔ مکتبہ حکمت اسلامیہ نوشہرہ صدر ضلع پشاور
قیمت :۔ سفید کاغذ ۳/۵۰ سادہ کاغذ ۲/۵۰

حضرت علامہ شمس الحق صاحب افغانی کی یہ کتاب مولانا احمد عبدالرحمٰن صاحب صدیقی نے بالکل ہی جدید انداز میں شائع کر کے وقت کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی ہے اور ایک قابل تحسین و لائق شکریہ کارنامہ انجام دیا۔ یہ کتاب کس قدر قیمت کی حامل ہے۔ اس کے لئے یہاں وہ پیش لفظ نقل کر دینا کافی ہوگا جو اس کے آغاز میں حضرت مفتی محمود صاحب نے رقم فرمایا ہے۔۔

”یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اسلام بجائے خود ایک مکمل نظام حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام معاملات پر حاوی ہے اور کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے۔ جس کے لئے اسلام نے جامع و مانع ہدایات و اصول نہ دیئے ہوں۔

مسلمان گذشتہ دو سو سال سے مغربی طاقتوں کے غلبہ و اثر کا نشانہ بنے ہوئے ہے۔ ان طاقتوں نے اپنی مسلسل جد و جہد سے مسلمان ملکوں کے تمام معاملات و شعبہ ہائے حیات کو اسلامی ہدایات سے جدا کر کے اپنے مفادات کے مطابق سانچوں میں ڈال دیا ہے۔ یہ سانچے سیاسی بھی ہیں سماجی بھی ہیں، اخلاقی بھی ہیں، تمدنی بھی ہیں۔ تعلیمی بھی ہیں اور معیشتی بھی ہیں۔

اسلام کے نظام حیات کو کاملاً قائم و جاری کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اوّلاً ان تمام مغربی سانچوں کو توڑا جائے اور ان کی جگہ پر اسلامی اصول و ہدایات کے مطابق نظام جاری کیا جائے۔ آزادی و خود مختاری کے حصول کے بعد مسلمانان ملت کے سامنے اولین مہم یہی تھی لیکن مغربی طاقتوں کے اپنے تغیر پذیر سیاسی سماجی و اقتصادی حالات کے رد عمل نے خود ان کے اندر سے ان کا ایک مخالف نظام پیدا کر دیا۔ جو اشتراکیت کے نام سے وجود میں آیا اور اب نصف یورپ سے لے کر چین سمیت ایشیا کے وسط تک نفوذ کر گیا ہے۔ یہ نظام اس جد و جہد میں مصروف ہے کہ مغربی سامراج کی جگہ خود کو قائم کرے۔ اس طرح مسلمانوں کے سامنے سامراجی طاقتوں کے پہلو بہ پہلو یہ نیا چیلنج بھی نمودار ہو گیا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ خالص و مکمل اسلامی نظام حیات قائم کرنے کے لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ مغربی سامراج کے اثرات و غلبہ کا قلع قمع کیا جائے۔ وہاں پر یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ اشتراکیت کو یہ موقع نہ دیا جائے۔ کہ وہ سامراج کے خاتمہ سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کرنے کے لئے آگے بڑھ آئے بلکہ اس کی جگہ اسلامی نظام حیات ہی آئے۔

چنانچہ اس نئے چیلنج سے خبردار رہنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان اس کی حقیقت سے بھی واقف ہو جائیں سامراجیت کیا ہے؟ اور وہ مسلمان ملت پر کس طرح اثر انداز ہو رہی ہے۔ اس سے تقریباً ہر مسلمان واقف ہے لیکن اشتراکیت کیا ہے اور اسلام و مسلمانوں کو اس سے کیا خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ اس امر کو ابھی تک بہ تمام و کمال نہیں سمجھا گیا ہے۔

زیر نظر کتاب حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ نے اس مقصد کے لئے ہی ترتیب دی ہے کہ مسلمان اس نئے چیلنج سے بھی واقف ہو جائیں اور وقت آنے پر اس کے سد باب کے لئے تیار بھی رہیں۔ حضرت مولانا ممدوح نے یہ کتاب سرسری انداز میں ہی تحریر فرمائی ہے اور ان قریبی امور کو ہی زیر بحث لائے ہیں جو عام طور پر پیش آ رہے ہیں یا آ سکتے ہیں۔ اس اعتبار سے عام مسلمانوں کے لئے اس کی افادیت عیاں ہے۔

اس کے ساتھ ہی ضرورت ہے کہ سرمایہ داریت و اشتراکیت کے ان تمام فنی و فکری پہلوؤں پر بھی جامع و مانع تنقیدی نظر ڈالی جائے۔ جن کا تعلق دنیا کے موجودہ اقتصادی و معاشی مسائل سے ہے۔ اشتراکیت کے قدیم و جدید داعیوں کے افکار، نظریات و منصوبے ان کے اصل ماخذ سے نقل کر کے ان کی غلطیوں اور پیچیدگیوں کو نمایاں کیا جائے۔ اور ان پر اسلامی اصول و ہدایات کی برتری و ہمہ گیری کو واضح کر کے بتایا جائے۔ تاکہ اشتراکیت نے جس حیثیت سے مسائل حاضرہ کو چیلنج کر رکھا ہے، ان کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائے۔ اور سرمایہ داری و اشتراکیت کی موجودہ جنگ میں اسلام کا علیحدہ موقف بھی کھل کر سب کے سامنے آ جائے۔ یہ کام بھی در اصل علامہ ممدوح ہی اپنے وسیع علم و مطالعہ کی وجہ سے بخوبی انجام دے سکتے ہیں، اور زیر نظر کتاب کے بعد اس کی اشد ضرورت ہے۔

موجودہ کتاب بہت بڑی حد تک اشتراکیت کے خدو خال کو نمایاں کر دیتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے بڑی حد تک جدید مسلمان نسل اشتراکیت کے فکری اثرات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے میں کامیاب رہے گی۔

فقط: (محمود عفا اللہ)“

## بیس بڑے مسلمان

پتہ مکتبہ رشیدیہ ۳۲ لے شاہ عالم مارکیٹ لاہور
قیمت ۲۵/۰ روپے
صفحات ۹۸۴۔ مجلد، کاغذ سفید اعلیٰ۔ طباعت بہترین۔

یہ ضخیم کتاب مولوی عبدالرشید ارشد صاحب نے مرتب فرما کر شائع کی ہے اور اپنے موضوع پر نہ صرف منفرد ہے۔ بلکہ اسے شاہکار کہنا غلط نہ ہوگا۔

بیس بڑے مسلمانوں میں انہوں نے جن عظیم شخصیتوں کا انتخاب کیا ہے۔ وہ یقیناً عظیم ترین تھیں۔ اور اس انتخاب میں ارشد صاحب نے اولیت شخصیتوں کی مذہبی اور علمی حیثیت کو دی ہے۔ سیاسی اور دوسری حیثیتیں ثانوی رکھی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بیس بڑی شخصیتوں کے انتخاب میں وہ شخصیتیں نہیں آ سکیں جو اصلاً سیاسی یا کسی دوسرے فن و پیشہ کے لحاظ سے بڑی ہیں۔

انتخاب کا یہ انداز نظریہ پاکستان کے عین مطابق اور اسلامی اقدار کا مکمل رجحان رکھنے والا ہے۔

آج پاکستان میں نئی نسل کے لئے ایسی ہی شخصیتوں کا اسوہ سامنے آنا ضروری ہے۔ جن کو دین اور دینی علوم اور دینی خدمات میں خصوصی امتیاز کا شرف حاصل تھا

نظریہ پاکستان کا مطلب اگر وہ اسلام ہے جو کتاب و سنت اور صحابہ و سلف کا اسلام ہے تو اس کا تحفظ دینی عظمت رکھنے والی شخصیتوں کے اسوہ کو سامنے رکھ کر ہی کیا جا سکتا ہے

بیسویں صدی عیسوی کا نصف اول اگرچہ عالم اسلام کے ابتلاء اور مسلمانوں کے ہمہ گیر زوال کا عہد تھا۔ لیکن اس عہد زوال میں خدا کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے مسلمانان عالم کی زبردست۔۔۔۔۔۔ غیبی دست گیری و امداد اس طرح ہوئی کہ ان کے اندر بے مثال اور عظیم ترین شخصیتیں پیدا کر دیں۔ جن کی عظمت کا لوہا دوست و دشمن سب نے مانا اور جن کی استقامت کے آگے پہاڑ بھی ہیچ نظر آتے ہیں۔

ارشد صاحب نے ”بیس بڑے مسلمان“ نامی اس کتاب میں ان شخصیتوں کے سراپا محفوظ کر کے یقیناً اسلامیان پاکستان کی زبردست ذہنی خدمت انجام دی ہے جو عرصہ دراز تک نئی مسلمان نسل کے سینوں کو اسلام کی آگ سے گرماتی رہے گی۔

ہر شخصیت عظیم ہے اور آفتاب کی طرح ہر سو چھائی ہوئی ہے۔ یقیناً اس قوم کے مستقبل سے ہرگز مایوس نہیں ہوا جا سکتا، جس میں ایسی بے مثال شخصیتیں زوال کے حالیہ عہد میں پیدا ہوئیں اور اپنے نہ مٹنے والے نقوش چھوڑ گئیں۔

”بیس بڑے مسلمان“ نامی کتاب ہر مسلمان کے مطالعہ میں آنی چاہیئے۔

## مودودیت اور موجودہ سیاسی کشمکش

مصنف: محمد صفدر میر
ناشر: البیان چوک انارکلی لاہور
قیمت: ۳/۰ روپے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

## بقیہ ـــــ مطالعہ و تبصرہ

مودودی صاحب کے ذہن و فکر اور ان کے عزائم کو سمجھنے کے لئے ان کی ہم کتابوں کا مطالعہ نہایت ضروری ہے

ایک ـ " قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں"

دوم ـ "سیاسی کشمکش کے تینوں حصے بالخصوص تیسرا حصہ (جواب مارکیٹ سے غائب ہوگیا ہے)"

سوم ـ "تجدید و احیاء دین"

چہارم ـ " خلافت و ملوکیت"

دراصل چوتھی کتاب ، تیسری کا ہی تتمہ و تکملہ سمجھنا چاہیئے مودودی صاحب کی یہ چاروں کتابیں بغور پڑھ لینے کے بعد ایک صاحب مطالعہ اور فکر و فہم رکھنے والے شخص کے لئے ان کے افکار کی تہ اور محرکات کو سمجھنا مشکل نہیں رہتا پہلی کتاب کے ذریعہ انہوں نے دین (اسلام) کی تعبیر کو اپنے مخصوص افکار کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی فرمائی ہے۔

اس کتاب پر بھرپور تنقید ، ان کے حلقے کے ہی ایک رکن رکین جو دس سال سے زیادہ تک بھارت کی مودودی جماعت کے عہدیدار اور رکن اعظم رہے ہیں۔ وحید الدین خاں صاحب نے "تعبیر کی غلطی" کے نام سے ایک کتاب کے ذریعہ کر دی ہے۔

" تجدید و احیاء دین" پر مختلف مکاتب فکر کے لوگوں نے متفرق مضامین کی صورت میں تنقیدیں لکھی ہیں جنہیں یکجا کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ از سر نو تاریخ اسلام کی روشنی میں مفصل تجزیہ کی بھی ضرورت ہے۔

" خلافت و ملوکیت" پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور لکھا جا رہا ہے۔ "سیاسی کشمکش" کے مضامین ابھی تک تشنۂ تنقید چلے آرہے ہیں۔ اگرچہ بعض ناقدین نے ان پر چلتے چلاتے تھوڑی بہت تنقیدیں کبھی کبھار ضرور کر دی ہیں۔

زیر نظر کتاب میں بھی "سیاسی کشمکش" پر تفصیل اور نکھری تنقید تو نہیں کی گئی ہے تاہم یہ پہلی کتاب ہے جس میں پہلی بار مودودی صاحب کی اس کتاب کے بعض مندرجات کو بالخصوص فوٹو کٹ لاکر، اور ان کی بعض دوسری کتابوں و مضامین کے بعض اقتباسات دے کر مودودی صاحب کے سیاسی رجحانات و عزائم کو نمایاں کیا گیا ہے۔

مصنف کتاب کا اپنا ایک خاص رجحان ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ان کی تنقید اسی رجحان کے تابع رہتی چلی گئی ہے جس طرح کہ مودودی صاحب کا بھی اپنا ایک رجحان ہے اور ان کی تمام تحریریں اس رجحان کے تابع بنتی چلی جاتی ہیں مصنف کتاب کے اس رجحان کے ساتھ اتفاق و اختلاف سے قطع نظر ملک کے موجودہ سیاسی حالات میں مودودی صاحب کے سیاسی افکار و عزائم کو واضح کر دینا بجائے خود ایک اہم سیاسی ضرورت ہے جسے مصنف کتاب نے بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے۔

اسے ہم محض ایک آغاز ہی کہیں گے اور یہ آغاز آئندہ کے لئے ایک بڑی تفصیل کا حامل بن سکتا ہے۔

چنانچہ ہر وہ شخص جو موجودہ سیاسی حالات اور ان میں مختلف جماعتوں و شخصیتوں کے رول کے ساتھ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے کردار کو سمجھنا چاہتا ہے۔ اسے یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

## بارگاہِ رسالت اور بزرگانِ دیوبند

تالیف :- مولانا محمد عبداللہ صاحب مہتمم مدرسہ دار الہدیٰ بھکر

پتہ :- ادارہ اسلامیہ بھکر ضلع میانوالی

قیمت :- پچاس پیسے

کتابت و طباعت اعلیٰ ۔ ٹائیٹل خوشنما و دیدہ زیب

یہ چھوٹا سا کتابچہ اپنی صوری و معنوی خوبیوں کے اعتبار سے "بقامت کہتر و بقیمت بہتر" کا صحیح مصداق۔ اہل دل اور اصحاب حال کے لئے متاع زیست ہے اور ہر مسلمان کے دل کے لئے ذریعہ اطمینان۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق علماء دیوبند کے لئے روح حیات کا درجہ رکھتا ہے اور اس کے کوائف کی مکمل جھلک اس کتابچہ میں پہلی مرتبہ دی گئی ہے اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ کتاب بالکل نئی اور ہر مسلمان کے لئے پڑھنے کی چیز ہے۔ روح کی آسودگی کے لئے اس سے بہتر کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

## بہرۂ مراسلات

# جھوٹ بولنے کا "سامراجی سلیقہ"

## ہفت روزہ "زندگی" لاہور کے مدیر صاحب کا مراسلہ

ہفت روزہ "زندگی" لاہور کے مدیر صاحب کا یہ مراسلہ جو ہمیں موصول ہوا ہے، قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش ہے۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ یہ حضرات کس قسم کی پیاری زبان اور لہجہ استعمال کرتے ہیں کسی بات کی تردید مناسب الفاظ میں بھی کی جا سکتی تھی، جسے ہم شائع کرنے سے ہرگز گریز نہیں کرتے لیکن پہلے سے ہی یہ فرض کرکے کہ ترجمان اسلام اسے شائع نہیں کرے گا، جو کچھ علماء کے بارے میں ان صاحب نے لکھا ہے وہ اس مراسلہ سے ظاہر ہے۔ یہاں ہم ان صاحب سے یہ سوال بھی ضرور کریں گے کہ آپ کے ہفت روزہ "زندگی" میں "سرگودھا چند لمحے علماء کے حرم میں" کے عنوان سے جو کچھ لکھا گیا ہے کیا اس کی تصدیق آپ نے جمعیۃ علماء کے کارکنان سے کرلی تھی؟ اور کیا وہ ساری رپورٹ جھوٹ کا شاہکار نہیں تھی؟ یہاں تو ایک مضمون نگار کا مضمون تھا جو شائع کیا گیا اور جس سے اتفاق و اختلاف اور جس کی تائید و تردید کی جا سکتی ہے۔

غالباً "زندگی" کے لئے ہر طرح کے جھوٹ شائع کرنا قرآن کی وعید لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ذیل میں نہیں آتا۔ اور شاید اپنے سامراجی حلیفوں سے سیکھنے کا اعلیٰ ترین "سلیقہ" آپ نے سیکھ لیا ہے۔

مورخہ یکم نومبر ۱۹۶۹ء

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

"ترجمان اسلام" کے ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء کے شمارے میں "ذیلدار پارک کے تالاب میں" کے زیر عنوان ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ آپ خود کو دین حق کا علمبردار اور اسلام کا "سچا ترجمان" سمجھتے ہیں۔ اس لئے آپ کی توجہ اس طرف اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جھوٹوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اگر آپ نے کبھی قرآن کریم پڑھنے کی زحمت فرمائی ہو، تو آپ کی نظر سے یہ آیت بھی گزری ہوگی۔ سوچ لیجئے! آپ خدا کے حضور کیا جواب دیں گے؟ "ترجمان اسلام" کے زیر نظر شمارے میں ہی آپ کی جمعیۃ علماء اسلام کے ایک رہنما نے اپنی ایک مخالف جماعت کو "مسیلمہ کذاب" کی جانشین قرار دیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے اگر آپ نے اپنی موجودہ روش جاری رکھی، تو یہ "پھبتی" آپ پر ہی لوٹ آئے گی۔

آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ جب مولانا مودودی حج کے لئے روانہ ہوئے تو میں دفتر جماعت اسلامی میں موجود نہیں تھا۔ اور تو اور خود میاں طفیل محمد صاحب لاہور میں تھے ہی نہیں۔ اخبارات اس بات کے گواہ ہیں۔ "نوائے وقت" کے پورے عملۂ ادارت کی موجودگی بھی خوب ہے۔ میرے بزرگو! جھوٹ ہی بولنا ہے تو اپنے اشتراکی حلیفوں سے مشورہ تو کر لیا کرو، وہ شاید اس کا سلیقہ سکھا دیں۔

اگر آپ میں ذرا سی بھی اخلاقی جرأت ہے تو میرے اس خط کو اپنے پرچے میں شائع کر دیجئے۔ مجھے امید تو نہیں کہ آپ آئندہ اس قسم کے "افکار عالیہ" چھاپنے سے باز آجائیں، ویسے بھی "آزادی تحریر و تقریر" پر ہر آدمی کا حق ہے، تاہم اتنی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کچھ سچ بولنے کا بھی اہتمام کرلیں تو یقین جانیئے آپ کی "مولانائیت" میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ والسلام

بخدمت مدیر ترجمان اسلام

لاہور

(مجیب الرحمن شامی)

مدیر

ہفت روزہ "زندگی" لاہور

امید ہے کہ اس مراسلہ کی اشاعت کے بعد "زندگی" کے مدیر صاحب اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھنے کے بھی قابل ہو جائیں گے انہیں یاد ہوگا کہ کبھی انہوں نے "اخبار جہاں" میں مولانا احتشام الحق صاحب کا "انٹرویو" گھڑ کر شائع کیا تھا اور مولانا موصوف نے اس کے "مندرجات" کی تکذیب "مکتوب" میں ایک "وضاحتی مکتوب" کے ذریعہ فرمائی تھی۔ جھوٹ لکھنے کا یہ "سامراجی سلیقہ" مدیر موصوف کا ہی فن ہے

اب دیکھئے آنجناب اخلاقی اور ایمانی جرأت تو بڑی بات ہے، صرف صحافتی آداب کو ہی پاس رکھ کر مولانا تھانوی کے انٹرویو کو غلط رپورٹ کرنے اور "سرگودھا میں چند لمحے علماء کے حرم میں" کے جھوٹ کا گھروندہ تیار کرنے کی معذرت کب شائع فرماتے ہیں یا گریز کی کوئی راہ تراشتے ہیں۔

---

## بقیہ ۔ مطالعہ و تبصرہ

### تعلیماتِ مجددیہ

تالیف :۔ ملک حسن علی بی اے جامعی۔ ترجمہ ...

قیمت دس روپے

انجمن اشاعۃ التوحید والسنۃ ... سرگودھا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے جو فیوض و برکات جاری ہوئے۔ ان کا سلسلہ ... جاری ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کے احیاء و تجدید کے کام کی جو ابتدا حضرت قدس سرہٗ کی ذات سے ہوئی وہ ... تک اپنی اثر آفرینیوں کے ساتھ قائم و دائم ہے۔

حضرت کی تعلیمات کا نچوڑ آپ کے مکتوبات ہیں جن میں شریعت، طریقت، معرفت اور سیاست کے بے شمار رموز و غوامض موجود ہیں۔

اسلام کے عقائد حقہ پر بھی ان مکتوبات میں ایسا ... ہے جس سے شک و شبہ کی ہر الجھن ختم ہو جاتی اور رفض و بدعت کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں اس پہلو کو مدنظر رکھ کر فاضل ... نے حضرت مجددؒ کے مکتوبات سے توحید اور عقائد صحیحہ ... تعلیمات اخذ کرکے جمع کر دی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی عبادات اور دیگر امور شرعیہ و ... و سلاسل تصوف کے بارے میں بھی حضرتؒ کے ارشاد کے اقتباسات دے کر ان کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

مزید برآں حضرتؒ کی سوانح اور حالات کو بھی جمع کیا ہے۔ البتہ شروع سے آخر تک فاضل مؤلف کا اپنا نقطہ ... بھی غالب رہا ہے۔ کتاب نہایت معلومات آفریں ا... وافادیت سے بھرپور ہے ہر مسلمان کے مطالعہ کی چیز ہے

### انوار محمدی حصہ اوّل

مولانا الشیخ علی احمد صاحب مرحوم

صفحات :۔ ۱۴۶

قیمت :۔ ۲/۰۰ روپے

پتہ :۔ مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم وحید آباد نزد فاروق آباد ۔ بہاولنگر

یہ کتاب جناب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت و بشریت کے مسئلہ پر علمی مباحث پر مشتمل ہے۔ کتاب میں قدماء کی تحریروں کے حوالے سے مصنف مرحوم نے اس مسئلہ کو نہایت واضح اور عیاں کر دیا ہے اور اس سلسلہ میں اپنے مسلک کی بہت اچھی طرح وضاحت فرما دی ہے۔

امید ہے کہ ان مباحث سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس اچھی کتاب سے بیش از بیش فائدہ اٹھائیں گے۔ طباعت گوارا ہے اور قیمت بھی مناسب ہے۔

---

# جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی آئین کانفرنس

(رپورٹ عبدالحفیظ علوی لاہور)

جمعیۃ طلباء پاکستان کی کانفرنس ۱۸۔ ۱۹ اور ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور منعقد ہوئی جس میں ملک کے مختلف حصوں سے تقریباً ایک سو سے زائد مندوبین بھرین نے شرکت کی۔ کانفرنس کی کارروائی کی رپورٹ ذیل ہے۔

آئین کانفرنس کا افتتاحی اجلاس مورخہ ۱۸ اکتوبر بعد نماز ظہر زیر صدارت حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب پوری ہوا۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد سید سلمان گیلانی مندوب شیخوپورہ نے ایک نظم سنا کر حاضرین پر وجد کیفیت طاری کر دی۔ بعدازاں حضرت مولانا علامہ محمود صاحب نے طلبا سے خطاب فرمایا۔

۱۸ اکتوبر کو بعد نماز عشاء دوسرا اجلاس جناب پیر علی صاحب صدر جمعیۃ طلباء اسلام مالاکنڈ ڈویژن زیر صدارت منعقد ہوا۔ چونکہ یہ ایک خصوصی نشست تھی اجلاس میں سب شرکا حضرات سے اسلام اور جمعیۃ بیعت اور وفاداری کا حلف لیا گیا۔ افتتاحی تقریریں حافظ عزیز الرحمٰن صاحب صدر جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ نے جمعیۃ کے قیام اور اغراض و مقاصد پر روشنی ۔ اس کے بعد آئین کمیٹی کے صدر جناب محمد اسلوب صاحب ی نے آئین کا مسودہ پیش کیا اور اس پر بحث کو آئندہ س کے لئے مناسب سمجھا۔

دوسرے روز تیسرا اجلاس ساڑھے آٹھ بجے صبح فضال احمد صاحب ناظم جمعیۃ طلباء اسلام راولپنڈی صدارت میں شروع ہوا اور نوشہرہ کے مندوب جناب عبداللہ جان کی تلاوت ہوئی۔ مجوزہ دستور پر مندوبین کی بحث و تمحیص کے بعد دس دفعات منظور کیں۔

بعد نماز ظہر چوتھے اجلاس کا آغاز ہوا اور ۵ بج کر منٹ پر ختم ہوا۔ صدارت کے فرائض جناب جاوید ہیم پراچہ صدر جمعیۃ طلباء اسلام بہاولپور نے دیئے۔ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کے علم جناب عبدالسلام ہمدانی نے تلاوت کلام پاک کی بین نے پرجوش اور گرما گرم مگر پرخلوص بحث کے ستور کی تین اور دفعات منظور کیں۔

پانچواں اجلاس بعد از نماز عشاء شروع ہوا۔ ت کے فرائض جناب محمد اسلوب صاحب قریشی علی جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے انجام دیئے۔ حافظ محمد نے تلاوت قرآن حکیم کی۔ آپ نے نوشہرہ کے مندوب بت سے شرکت کی اور آپ مندوبین میں سب سے رتھے۔ دستور کی ایک ایک دفعہ پر خاصی لمبی چوڑی کے بعد اور باہمی افہام و تفہیم سے کچھ ترامیم کی گئیں س طرح باقی ماندہ دستور کی ساری دفعات منظور ہو مگر ہم نے جب گھڑی کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ فہ رات کے ان لمحات میں طے ہوا ہے۔ جن لمحات میں لوگ اللہ تعالے کا زیادہ قرب حاصل کرتے ہیں۔ واقعی جمعیۃ نے بھی ان مبارک لمحات میں اسلام کی سربلندی اور اپنے نیک عزائم کی خاطر اپنے پروگرام کا طریق کار وضع کیا۔ یعنی اس وقت صبح کے چار بج چکے تھے اور اکثر شرکاء اجلاس نے سونا مناسب نہ سمجھا، کیونکہ فجر کی اذان ہونے والی تھی۔

چھٹا اجلاس بعد از نماز ظہر ہوا۔ اس خصوصی نشست کی صدارت کے لئے جناب حافظ عزیز الرحمٰن صاحب گوجرانوالہ کا اسم گرامی تجویز ہوا

اس میں باقاعدہ انتخابات کے لئے جمعیۃ کے تنظیمی امور زیر بحث رہے۔ انتخابات کے لئے جناب محمد اسلوب صاحب قریشی کو جمعیۃ کا چیف آرگنائزر مقرر کیا گیا۔ جو آئندہ چھ ماہ کے دوران طے شدہ دستور کے مطابق انتخابات کرائیں گے۔

علاوہ ازیں یہ بھی طے کیا گیا کہ ڈویژنل کنوینرز مقرر کئے جائیں۔ جو مرکز سے رابطہ رکھیں اور اپنے اپنے علاقہ میں ضلعی اور ابتدائی جمعیتوں کو از سر نو تشکیل دیں، اور آئندہ پروگرام سے متعلق مندوبین کو مختلف تنظیمی ہدایات بھی دی گئیں۔

چونکہ یہ آخری خصوصی اجلاس تھا۔ اس لئے جناب محمد اسلوب صاحب نے مندوبین اور مبصرین سے خطاب کیا اور تین قراردادیں منظور کی گئیں۔ ان میں سے ایک قرارداد میں پاکستان کے طلبہ کی طرف سے مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس اور دیگر مقبوضہ عرب علاقوں کی بازیابی کے لئے اپنے عرب بھائیوں کو بھرپور تعاون پیش کیا گیا۔

ایک اور قرارداد میں بھارت کے مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و تشدد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی اور حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ کوئی موثر اور سخت قدم اٹھائے۔

ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان میں اسلامی تعلیمی نظام نافذ کیا جائے۔ جو ملی اور اسلامی تقاضوں کو پورا کرے۔ اور اس مقصد کے لئے جید علماء اور غیر جانبدار ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔

ان قراردادوں کے بعد اجلاس کا اختتام ہوا۔

## پریس کانفرنس

بعد نماز عصر ایک پریس کانفرنس بلائی گئی۔ کانفرنس سے منتخب چیف آرگنائزر جناب محمد اسلوب صاحب قریشی نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں جناب سید افضال احمد صاحب مندوب راولپنڈی۔ جناب محمد عارف صاحب مندوب گوجرانوالہ۔ جناب حافظ عزیز الرحمٰن صاحب مندوب گوجرانوالہ۔ جناب منظور الاسلام مندوب لاہور جناب شمشیر علی صاحب مندوب سوات (مالاکنڈ ڈویژن) جناب جاوید ابراہیم صاحب پراچہ مندوب بہاولپور جناب انوار ربانی صاحب مندوب رحیم یار خان نے بھی شرکت کی

مختلف خصوصی اجلاسوں کے دوران حضرت مولانا عبدالواحد صاحب گوجرانوالہ، حضرت مولانا شوکت علی صاحب کھلنا مشرقی پاکستان، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے خصوصی خطابات کئے۔

ساتواں اجلاس۔ یہ تیسرا دن اور پوری کانفرنس کا آخری دن تھا، اور یہ ایک عام اجلاس تھا جس کا بعد نماز عشاء آغاز کیا گیا۔ اس اجلاس کی صدارت جمعیۃ کے چیف آرگنائزر جناب محمد اسلوب صاحب قریشی نے فرمائی۔ اجلاس کی ابتدا جناب عبدالسلام صاحب ہمدانی کی تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ اس کے بعد جناب قاری اظہار احمد صاحب تھانوی نے تلاوت فرمائی۔

سید سلمان گیلانی مندوب شیخوپورہ خلف الرشید شاعر ختم نبوت جناب سید امین گیلانی نے اپنے مخصوص انداز میں جمعیۃ کے منشور اور مقاصد کو منظوم انداز میں پیش کیا۔ اس اجلاس میں سید امین گیلانی کی موجودگی جمعیۃ کے لئے باعث رحمت تھی۔ آپ نے بھی ایک نظم سنا کر سامعین پر وجد کی سی کیفیت طاری کر دی۔

صدر جلسہ جناب اسلوب صاحب قریشی نے خطبہ صدارت میں جمعیۃ کے پروگرام کی وضاحت کی۔

اس کے بعد جناب انوار ربانی مندوب رحیم یار خان جاوید ابراہیم پراچہ صاحب مندوب بہاولپور نے بھی تقاریر کیں۔

مولانا شوکت علی خطیب کھلنا مشرقی پاکستان نے بھی جلسے سے خطاب کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ العالی نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے طلباء کو عصری سیاست سے باز رہنے اور خالص اسلام اختیار کرنے کی تلقین کی، اور انہوں نے طلبا کو مبارکباد دی کہ وہ نیک مقصد کے لئے میدان میں آئے ہیں۔ ان کا یہ مقصد نہایت ارفع اور اعلیٰ ہے کہ وہ اسلام کا بول بالا چاہتے ہیں۔

بعد ازاں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب نے تقریر کی اور طلبہ کو نصیحت کی کہ وہ اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو بھی جاری رکھیں۔ تعلیم کی اہمیت پر انہوں نے بہت زور دیا اور اسے ایک لازمی مضمون کی حیثیت دی۔

# قرآتِ سبعہ کا تواتر

قاری احمد دین مدرس
مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور

## قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا

ہر رسول اپنی قومی میں بھیجا گیا، تاکہ مخاطبین اس کی باتوں کو اور جو کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر نازل ہوا اس کو سمجھ سکیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ

ترجمہ: ہم نے ہر رسول کو اس کی قومی زبان میں بھیجا۔

اور فرمایا گیا ہے:

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ

ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالخصوص عرب کے لیے اور بالعموم تمام دنیا کے انسانوں کے لیے مبعوث ہوئے۔ آپ کی بعثت کا زمانہ تاریخ کا وہ مشہور دور ہے کہ عرب قوم کو اپنی فصاحت و بلاغت پر بے حد ناز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ایسی عظیم الشان فصیح و بلیغ زبان عربی میں نازل فرمایا کہ عربوں کی فصاحت و بلاغت کے دعوے دھرے رہ گئے۔ قرآن نے فصاحت و بلاغت کے بھرے بازار میں زور دار چیلنج کر دیا کہ اگر یہ کلام اللہ نہیں ہے تو تمام بلغاء عرب جمع ہو کر قرآن جیسی کوئی چھوٹی سی سورت پیش کر دیں۔ مگر اس چیلنج کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا، عاجز رہ گئے۔ مگر ساتھ ہی ان پر اتمام حجت بھی ہو گیا۔ اس چیلنج کے جواب میں کچھ وہ خوش نصیب تھے جو اس کلام پاک پر ایمان لائے اور کچھ اپنے ضلال و گمراہی پر اڑ کر صفحۂ ہستی سے ناپید ہو گئے۔

قرآن کی بلاغت و تاثیر، اس کے نہایت قوی دلائل اور اس کی زبان کی عظیم مقناطیسی کشش، معجزات کی دنیا میں سب سے بڑھ کر معجزہ تھا، آیات اللہ اہل زبان عرب کے قلوب کی گہرائیوں میں ایسی جاگزیں اور پیوست ہوئیں کہ کروڑوں انسانوں نے اسلام کی حقانیت کو دل سے قبول کیا اور قرآن کے لائے ہوئے پیغام کو عام کرنے کے لیے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔

انبیاء علیہم السلام کے معجزات کبریٰ کی یہی شان رہی ہے کہ مبعوث قوم میں جو وصف امتیازی شان و شوکت پایا جاتا تھا، معجزات اسی رنگ میں ظہور پذیر ہوئے اور بڑے بڑے گردن کشوں کو ان کے ممتاز اوصاف میں عاجز و بے بس کر دیا گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے اژدہا بن کر جب جادوگروں کے بنائے ہوئے تمام کھیل تماشا کو نگل لیا تو جادوگروں سے اپنی جگہ سنبھالا نہ گیا اور فوراً ربِّ موسیٰ کو سجدہ کرنے کو جھک گئے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مادر زاد اندھے کو بینا، مبروص کو شفاء کاملہ دی اور مردے کو زندہ کیا تو بامر الٰہی ان معجزات کا ظہور، طب کی ترقی یافتہ دنیا میں سخت حیرانی کا موجب بن گیا اور بڑے بڑے معالج اس اعجاز کی کوئی توجیہ نہ کر سکے۔

## قرآتِ سبعہ کا نزول

صحیح طرق و اسانید کے ساتھ صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے یہ بات نہ صرف مشہور ہے بلکہ متواتر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

ترجمہ: یہ قرآن سات قرآتوں پر نازل ہوا ہے جو تمہارے لیے آسان ہو وہ پڑھ لو۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے ہشام بن حکیمؓ سے سورۃ الفرقان سنی مگر ہشام کی قرآت میں کتنے ہی ایسے حروف مختلف تھے جو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھائے تھے، جی تو چاہتا تھا کہ نماز میں ہی ہشام سے گتھم گتھا ہو جاؤں کہ تم یہ اللہ کی کتاب کا حلیہ کیوں بگاڑتے ہو تاہم سلام پھیرنے تک صبر کیا ہشام نے سلام پھیرا تو میں نے ہشام کے گلے میں اپنی چادر ڈال کر قابو کر لیا۔ میں نے کہا، تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی؟ انہوں نے فرمایا، مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی۔ میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو، مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں پڑھائی۔ پھر میں ان کو چادر سے کھینچتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا اور عرض کی یا رسول اللہ! ہشام سورۃ الفرقان کو اس طرح پڑھتا ہے کہ جو آپ نے مجھے پڑھائی ہے، اس سے کافی مختلف ہے۔ ارشاد ہوا:

"ہشام کو چھوڑ دو اور ہشام سے فرمایا کہ پڑھو۔ ہشام نے سورۃ الفرقان پڑھی تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ سورت اس طرح بھی نازل ہوئی۔ بات درحقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن سات لغتوں پر نازل ہوا ہے۔ اس میں سے جو تمہارے لیے آسان ہو اسی میں پڑھ لو۔"

(باقی آئندہ)



شرح تبادلہ
جنوری ۱۹۷۰ء سے

| | |
|---|---|
| سالانہ: | ۲۰ روپے |
| ششماہی: | ۱۰ 〃 |
| فی پرچہ: | ۴۰ پیسے |

اجرتِ اشتہارات

| | |
|---|---|
| ٹائیٹل کا اندرونی صفحہ فی اشاعت | ۱۵۰ روپے |
| نصف صفحہ فی اشاعت | ۸۰ روپے |
| چوتھائی 〃 〃 | ۵۰ 〃 |
| اندرونی صفحہ پر فی انچ فی کالم | ۵ 〃 |

مزید تفصیلات
بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں

ترسیل زر کا پتہ

مینجر ہفت روزہ "ترجمان اسلام"
چوک رنگ محل ○ لاہور

সপ্তাহিক WEEKLY
তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE

اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے

## جمیعۃ علماء اسلام کی دل کھول کر امداد کیجئے!

اور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمیعۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ ملک میں موجودہ الحاد آفرین قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مرد وزن کے اختلاط کے زہریلے جراثیم سُرعت سے پھیل رہے ہیں۔ معاشی نظام سُود کی بنیاد پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمیعۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصُول کے لیے عظیم جدّوجہد کی ضرورت ہے۔ عُلماء کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

**اسی لیے**

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ جمیعۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمیعۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم زکوٰۃ وعطیات مرکزی دفتر جمیعۃ علماء اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقم کی تعیین فرمادیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے۔

المشتہر: درخواستی امیر کل پاکستان جمیعۃ علماء اسلام (خانپور)۔ محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی کل پاکستان جمیعۃ علماء اسلام (ملتان)

رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمیعۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرماویں۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

# ترجمان اسلام

لاہور

پاکستان

العلماء ورثۃ الانبیاء

# اقتباساتِ خطبۂ جمعہ

سنہ ۱۹۶۹ (۱۱ جولائی)

حضرت مولانا ظہور احمد صاحب مدظلہ مدرس جامعہ مدنیہ وخطیب جامع مسجد پتھر والی لاہور

مرتب : مولوی عبدالکریم آزاد کشمیری متعلم جامعہ مدنیہ لاہور۔

دنیا میں کوئی مصنوع اپنے صانع کا ابدی محتاج نہیں ہوتا۔ مثلاً بڑھئی نے ایک دروازہ تیار کر لیا۔ اب اس دروازہ کو اپنے بنانے والے بڑھئی کی احتیاج باقی نہیں رہی۔ لوہار نے لوہے کا کوئی اوزار بنایا۔ بن جانے کے بعد تعلق منقطع ہو گیا۔ وہ اوزار وجود میں آجانے کے بعد لوہار کا محتاج نہیں رہا۔ ایسا ہی کسی بھی کاریگر اور صانع نے کوئی چیز تیار کی۔ تیار کرنے کے بعد تعلق ختم ہو جاتا ہے بن جانے کے بعد وہ چیز اپنی بقا کے لیے اپنے صانع کی محتاج نہیں ہوتی۔ بلکہ بسا اوقات بنانے والا فنا ہو جاتا ہے مگر اس کی بنائی ہوئی چیز باقی رہتی ہے۔

مگر حق تعالیٰ کا معاملہ اپنی مخلوق سے جداگانہ ہے۔ اس نے جتنی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں۔ وہ جس طرح پیدا ہونے کے وقت اس کی محتاج تھیں۔ اسی طرح وجود میں آجانے کے بعد بھی اس سے مستغنی نہیں ہوتیں۔ ہر مخلوق اپنی بقا کے لیے ہر لمحہ و ہر آن خالق کائنات کی طرف محتاج ہے۔ مخلوق کی یہ احتیاج ابدی اور دائمی ہے۔ دنیا میں جو چیز نظر آتی ہے، سب اس کی مخلوق اور اسی کی محتاج ہے۔ اسی نے ہی سب کو وجود بخشا ہے اور وہی سب کا مالک اور روزی رساں ہے۔ تمام کی حاجتیں وہی پوری کرتا ہے اور کوئی بھی چیز اس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں ہے:

چاند پر جانا واقعی ایک بہت بڑا کمال ہے۔ ہمارے لیے خوشی کا مقام ہے کہ وہ لوگ جو معراج کو افسانہ قرار دیتے تھے تمسخر اور ٹھٹھا کرتے تھے اور کہتے کہ :

"انسان بیک وقت زمین سے دونوں پاؤں بھی نہیں اٹھا سکتا چہ جائیکہ آسمانوں تک چلا جائے"

آج وہی لوگ چاند تک جانے کی سعی کر رہے ہیں۔ اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب تم مادی طاقت سے چاند تک پہنچ سکتے ہو تو کیا کائنات کا رسول اپنی روحانی طاقت سے آسمانوں کو عبور نہیں کر سکتے؟

یہی لوگ مسلمانوں پر یہ اعتراض بھی کرتے تھے کہ :

"تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت کے روز ہاتھ پاؤں انسان کے خلاف گواہی دیں گے حالانکہ یہ چیزیں زبان نہیں رکھتیں تو گواہی کس طرح دیں گی"

آج خدا نے انہی کے ہاتھوں ٹیپ ریکارڈر وغیرہ ایجاد کرا کر ثابت کر دیا کہ جس طرح یہ آلات بغیر زبان کے بول سکتے ہیں۔ اسی طرح خالق کل ہاتھوں پاؤں کو بھی بغیر زبان کے گفتگو پہ قدرت بخش سکتے ہیں۔

یہ اعتراض بھی کیا جاتا تھا کہ :

"مسلمان کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے حالانکہ اعمال اجسام نہیں ہے۔ تو جب ان کا جسم ہی نہیں تو تولے کس طرح جائیں گے ؟"

مگر آج انہوں نے خود تھرمامیٹر اور دوسرے ایسے آلات ایجاد کر لیے ہیں جو نہ دکھنے والی چیزوں کو تول لیتے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ تھرمامیٹر کے ذریعہ بخار کا پتہ چل جاتا ہے حالانکہ بخار کا ظاہر میں کوئی جسم نہیں

ایسے ہی اسلام کے اور بہت سے نظریات کو یہ لوگ اپنی کم عقلی اور ناسمجھی کی بنا پر جھٹلاتے اور مذاق کرتے مگر آج خود یہی لوگ اپنے اعتراضات کا جواب مہیا کر رہے ہیں۔ فللہ الحمد

آج کل بعض بھولے بھالے لوگ نہایت استعجاب کے عالم میں دریافت کرتے ہیں کہ کیا چاند پر پہنچنا ممکن ہے ؟ کیا امریکیوں کا یہ دعویٰ صحیح ہے ؟ سوال کرنے والوں کا خیال غالباً یہ ہے کہ اسلام اس چیز کا مخالف ہو گا حالانکہ یہ خیال درست نہیں۔

اسلام انسان کے چاند پر پہنچنے کا مخالف نہیں۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے چاند پر جانا ناممکن نہیں ہے۔ اسلامی نظریات سے اس کا کوئی تصادم نہیں۔ کسی بھی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ انسان چاند پر نہیں جا سکتا بلکہ اسلامی روایات و واقعات کو دیکھ کر امید بندھتی ہے کہ پہنچ جائیں گے۔

• قرآن کریم میں ہے کہ جنات آسمانوں تک جایا کرتے تھے۔

• ہم سب مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے رسول رات کے قلیل حصہ میں آسمانوں کو عبور کرتے ہوئے عرش تک تشریف لے گئے

• جبریل علیہ السلام کا پیغمبروں کے پاس آنا جانا بھی ہم مانتے ہیں

• اب بھی ہر روز صبح اور عصر کے وقت فرشتوں کی ٹولیاں نیکیاں اور برائیاں لکھنے کے لیے آتی ہیں اور واپس جاتی ہیں۔

تو مسلمان کے ہاں تو آسمان تک بھی آنا جانا ثابت ہے چہ جائیکہ چاند تک۔ یہ تو راستے کی ایک منزل ہے۔ یہ تو آسمان کے نیچے ہے۔

امریکہ کیا جو ملک بھی چاہے وسائل پیدا کر کے جا سکتا ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت و سخر لکم الشمس و القمر سے بھی امید پیدا ہوتی ہے۔

میرا اس بیان سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ انسان چاہے تو آسمان اور عرش تک بھی جا سکتا ہے بلکہ مقصد صرف اس قدر ہے کہ چاند پر پہنچنے کا کوئی مخالف نہیں ہے۔ ہاں آسمان کے بارے میں حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ :

"آسمان کے دروازے ہیں۔ فرشتے پہرہ دے رہے ہیں اور جنات کے مارنے کے لیے شہاب ثاقب کا انتظام ہے۔"

چاند کے متعلق ایسی کسی رکاوٹ کا ذکر نہیں ہے۔

واضح رہے کہ چاند کا مشاہدہ و معائنہ کرنے کے باوجود بھی اگر یہ لوگ چاند بنانے والی ذات کا صحیح تصور قائم نہ کر سکے۔ انہیں اس کی وحدانیت، عظمت اور قدرت کا یقین نہ آیا۔ اس قدر عظیم کرشمۂ قدرت کا تماشا دیکھ کر بھی اگر انہیں اس کے بنانے والے پر ایمان لانا نصیب نہ ہوا جب کہ کائنات کی معمولی سے معمولی چیز بھی خالق تعالیٰ کے وجود اور وحدت پر زبان حال سے گواہی دے رہی ہے۔

و فی کل شیٔ لہ اٰیۃ تدل علی انہ واحد

تو یہ انتہائی افسوسناک امر ہو گا ذلک ھو الخسران المبین

اگر چاند پر جانے کی کوششیں اس لیے ہو رہی ہیں کہ وہاں سے خزانے حاصل کریں گے یا وہاں تباہ کن جنگی اڈے تعمیر کریں تو یہ ایک غیر دانشمندانہ اور افسوسناک امر ہے۔

اور اگر یہ کوششیں اس لیے ہو رہی ہیں کہ خدا کی مخلوق کا زیادہ سے زیادہ مشاہدہ کر لیں تاکہ اس پر یقین آجائے اور ہدایت نصیب ہو تو یہ صحیح معنوں میں کامیابی اور عقلمندی ہے ذلک ھو الفوز العظیم۔ اسلامی نقطہ نظر سے تفکر فی خلق اللہ اس نیت سے کہ خالق کی پہچان اور معرفت حاصل ہو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور ضروری ہے۔

کاش یہ لوگ جتنی دوڑ دھوپ دنیا کے لیے کر رہے ہیں۔ اتنی اگر حصول ہدایت کے لیے کرتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ انہوں نے دنیاوی لحاظ سے تو بہت ترقی کی مگر عقبیٰ کے لیے کچھ بھی نہ کیا۔ قرآن پاک میں ہے۔

یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا
وھم عن الاخرۃ ھم غافلون

ترجمہ : یہ لوگ دنیاوی زندگی سے تو واقف ہیں مگر آخرت سے یکسر غافل ہیں۔

ان کی ساری کوششیں اس مادی کائنات اور اس کے آئین و اصول تک محدود ہیں۔ اس سے آگے کے لیے غور و فکر نہیں کرتے

یاد رکھو ! اسلام نے جن چیزوں کو ناممکن قرار دیا ہے تمام مخلوقات مل کر بھی اسے ممکن نہیں بنا سکتے۔ اسلام نے جو بات بتلائی ہے وہ ٹھوس اور مبنی برحقیقت ہے۔ کسی زمانہ میں بھی وہ غلط ثابت نہیں ہو سکتی۔ سائنس کا اسلام سے کوئی تصادم نہیں سائنس کی ترقی سے اسلامی نظریات اور مبرہن و مدلل ہوتے جا رہے ہیں۔

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

سرپرست :۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور
مرتب و انچارج حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲ | جمعہ ۔ ۷ رجمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۲۔ اگست ۱۹۶۹ء قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۳۲

احمد حسین کمال

# کذب و افتراء کا پردہ چاک ہوتا ہے

## حضرت مفتی محمود صاحب سے کئے گئے چند سوالات کا جواب

کچھ عرصہ سے ایک مخصوص گروہ اور ایک خاص جماعت کے افراد جمعیۃ علماء اسلام اور اکابر جمعیۃ کے خلاف کذب و افتراء سے مملو اور شرانگیز پروپیگنڈا مہم اخبارات میں چلا رہے ہیں۔

ان عناصر کی نام نہاد عوام دوستی اور اسلامیت کے دعووں کا پردہ گذشتہ گول میز کانفرنس کے وقت سے جس بری طرح سے فاش ہوا ہے، اسے چھپانے کے لئے ان کے پاس اس کے سوا کوئی حربہ نہیں رہ گیا ہے کہ جمعیۃ اور اکابر جمعیۃ کے خلاف مسلسل جھوٹ پھیلاتے چلے جائیں۔

اس سلسلے میں حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ العالی کے متعلق جو گمراہ کن غلط بیانیاں کی گئی ہیں۔ ان کے بارے میں ہم نے مفتی صاحب سے براہ راست استفسار کیا۔ تاکہ نام نہاد سیاسی و مذہبی صالحین کے کذب ہائے ذہنی کی قلعی کھل جائے، اور عوام مسلمان خبردار ہو سکیں کہ اسلام کا نام لیکر حق و صداقت کی مٹی کس کس طرح پلید کی جا رہی ہے۔

ذیل میں وہ چند سوالات اور ان کے جوابات درج ہیں، جو حضرت مفتی صاحب سے کئے گئے۔

**سوال نمبر ۱** ۔ کیا آپ نے ۱۹۴۴ء میں کوئی ایسا فتویٰ دیا تھا۔ جس کی رو سے مسلمان لڑکی کا نکاح کسی مسلم لیگی سے تو ہو نہیں سکتا تھا، البتہ ہندوستان کی باقی دوسری قوموں سے کیا جا سکتا تھا۔ جیسا کہ اخبار کوہستان ملتان میں، اخبار آزاد ۱۹۴۴ء اور نوائے وقت کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔

**جواب نمبر ۱** ۔ ہرگز نہیں۔ میں نے کبھی بھی ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ بلکہ کوئی باشعور مسلمان اس طرح کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ۱۹۴۴ء میں تو میں اپنے وطن میں مقیم تھا۔ اس وقت نہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان کی بنیاد رکھی گئی تھی، نہ میں فتویٰ نویسی کا باقاعدہ کام کرتا تھا۔ مجھ پر یہ الزام ایک ایسا شاہکار جھوٹ ہے، جسے جھوٹ کی فہرست میں اول درجہ پر رکھا جانا چاہیئے۔

جمعیۃ علماء اسلام کی سیاسی عوامی قوت کے مظاہرہ نے ان عناصر کو بری طرح بوکھلا دیا ہے اور وہ ایسے سیاہ جھوٹ تراشنے پر اتر آئے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا اس پر اور کیا کہا جا سکتا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

**سوال نمبر ۲** ۔ لاہور سے نکلنے والا ماہنامہ "اردو ڈائجسٹ" کے حالیہ شمارہ میں تحریر ہے کہ جب گذشتہ جنوری میں جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کا ڈھاکہ میں اجلاس تھا، اور اس میں شرکت کے لئے مغربی پاکستان سے جمعیۃ علماء اسلام کا جو وفد ڈھاکہ گیا تھا جبکہ اسی وقت وہاں ملک کی دوسری سیاسی جماعتوں کا بھی مشترکہ اجلاس ہونے والا تھا، تو اس وفد کے ارکان کا آمد و رفت کا خرچ دس ہزار روپیہ جناب محمود علی صاحب قصوری نے ذاتی طور پر برداشت کیا تھا۔ اس بات میں کہاں تک صداقت ہے؟

**جواب نمبر ۲** ۔ یہ جھوٹ پہلے جھوٹ سے بھی بازی لے گیا ہے جس میں سچ کا شائبہ تک موجود نہیں ہے۔ محمود علی قصوری صاحب سے بھی اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

جمعیۃ کے وفد کے ارکان یا اپنے ذاتی خرچ پر گئے یا خود ہی آپس میں ایک دوسرے کی معاونت سے گئے۔ اور اس بارے میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی نے خصوصی توجہ اور کوشش فرمائی تھی جمعیۃ سے باہر کے کسی فرد یا جماعت سے نہ تو اس موقعہ پر اور نہ اس سے قبل یا بعد کبھی بھی کوئی مالی مدد جمعیۃ نے حاصل نہیں کی اس سلسلے میں اس کا کوئی تعلق کسی باہر کے فرد یا جماعت سے جوڑنا کھلا کھلا افتراء باندھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مواخذہ سے بے پرواہ ہو کر الزام تراشی کرنا ہے۔

**سوال نمبر ۳** ۔ کیا ڈھاکہ میں مجلس عمل کی تشکیل کے موقعہ پر پہلے مشترکہ اجلاس کی صدارت کے لئے آپ نے محمود علی قصوری صاحب کا نام پیش کیا تھا؟

**جواب نمبر ۳** ۔ یہ بھی محض جھوٹ ہے۔ میں نے نام پیش نہیں کیا تھا کسی اور صاحب نے پیش کیا تھا۔ لیکن اگر میں ہی نام پیش کر دیتا، تو یہ کیوں جرم قرار پاتا۔ جتنے بھی حضرات اس اجلاس میں شریک ہوئے تھے۔ ان میں سے ہر فرد صدارت کا نام پیش کئے جانے کا استحقاق رکھتا تھا یہ تو پرلے درجہ کی منافقت ہے کہ لوگوں کو ایک اشتراک و اتحاد کے دائرے میں شامل ہونے کی دعوت دی جائے، لیکن اندر ہی اندر ان میں سے بعض کے بارے میں یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ انہیں صدر نہیں بننے دیا جائے گا۔

قصوری صاحب نے باحسن وجوہ صدارت کے فرائض انجام دیئے اور کسی نے کوئی شکایت نہیں کی۔

افتراء پردازی کا کمال ہے کہ اس رسمی سی بات کو بھی ان عناصر نے میری فرد جرم کا حصہ بنانے کی کوشش فرما ڈالی

**سوال نمبر ۴** ۔ یہ بھی پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے درمیان شدید اختلافات رونما ہو گئے ہیں اور مختلف گروپ بن گئے ہیں۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

**جواب نمبر ۴** ۔ الحمد للہ جمعیۃ علماء اسلام میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جمعیۃ بنیان مرصوص کی طرح امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالی کی رہنمائی میں سرگرمی کے ساتھ دینی و ملی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ میرے اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے درمیان بھی مکمل اتفاق رائے ہے اور پوری جماعت کو جمعیۃ کے رہنماؤں پر اعتماد کلی ہے۔

اس قسم کی تمام خبریں محض من گھڑت ہوتی ہیں جیسی کہ حضرت مولانا عبد الہادی صاحب دین پوری مدظلہ العالی اور مولانا بشیر احمد صاحب الہ آبادی نے بھی قطعی تردید کر دی ہے۔

تاہم اس جھوٹ کا سلسلہ جاری ہے۔ اور یہ بیچارے مجبور ہیں کہ اسے جاری رکھیں۔

**سوال نمبر ۵** ۔ ماہ رواں کے "اردو ڈائجسٹ" میں جمہوری مجلس عمل اور گول میز کانفرنس کے بارے میں جو باتیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں یہ تاثر دینے کی کوشش

(ورق الٹیے)

ملک نور الہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

کی گئی ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام اور آپ "نیپ" کے لیڈروں کے ایماء پر کام کر رہے تھے۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب نمبر ۵۔ جب ان حضرات نے جھوٹ بولنے پر کمر باندھ رکھی ہے، تو یہ جو کچھ چاہتے ہیں کہتے رہتے ہیں، ان کے نزدیک اسلام اور پاکستان کی خدمت اس طرح کے جھوٹ گھڑنے میں ہی ہے۔

جس طرح یہ بات غلط ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے ۲۷ ارکان محمود علی قصوری صاحب کے خرچ پر گئے تھے، اسی طرح یہ بھی سراسر غلط ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام نے اور میں نے "نیپ" یا کسی جماعت کے ایماء پر کام کیا ہو۔

گذشتہ دس سال کی سیاست پر جس کی نظر ہوگی وہ یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ "نیپ" وغیرہ سے ہمارا تعلق ذرا سا بھی نہیں رہا۔ بھاشانی اور مجیب سے تو براہ راست یا بالواسطہ جمعیۃ کے اکابر کی سرے سے کوئی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔

اس کے برعکس مودودی جماعت، نواب زادہ صاحب کی عوامی لیگ وغیرہ جماعتیں ہیں جنہوں نے ۱۹۶۵ء میں "نیپ" کے ساتھ، بھاشانی کے ساتھ، مجیب کے ساتھ باقاعدہ اتحاد کیا۔

جمہوری مجلس عمل کی تشکیل سے قبل و بعد تک مودودی صاحب، نوابزادہ صاحب اور دولتانہ صاحب وغیرہ کی قصوری صاحب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں باہمی اتحاد کے منصوبے بنتے رہے۔

جماعتوں کے اتحاد کے لئے نواب زادہ نے مجھے اور جمعیۃ کو دعوت دی، جنوری میں مشرقی پاکستان کی جمعیۃ نے صوبائی کانفرنس بلائی ہوئی تھی۔ جس کے اعلانات دو ماہ پیشتر سے شائع ہو رہے تھے۔ جنوری کے آغاز میں جمعیۃ کے ارکان کانفرنس میں شمولیت کے لئے گئے۔ اور محض نوابزادہ صاحب کی دعوت پر ہم جماعتوں کی مشترکہ میٹنگ میں شریک ہوئے۔ اس دوران قصوری صاحب اور "نیپ" کے دوسرے لیڈروں سے ہمارا ربط، نواب زادہ اور مودودی صاحب کے ربط کے سوویں حصہ کے برابر بھی قائم نہیں ہوا تھا۔

اس حقیقت کے باوجود اگر یہ لوگ ایسے بے بنیاد الزامات عائد کرتے ہیں تو اسے سوائے ان کے شکست خوردگی کے احساس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

جمہوری مجلس عمل سے گول میز کانفرنس تک ان حضرات نے مختلف حیلوں سے اسلام کے مسئلہ کو ٹالنے کی کوشش کی لیکن جب میں بار بار اسے سامنے لاتا رہا حتیٰ کہ گول میز کانفرنس میں بھی اسے پیش کرنے سے باز نہیں رہا۔ اور ان حضرات نے برابر خاموشی جاری رکھی۔ اس کا جو اثر مسلمان عوام پر ہوا وہ فطری تھا۔ ہر طرف سے احتجاج کی آوازیں بلند ہونے لگیں تو اپنی خفت اور دو رخی پالیسی کے جواز کے لئے انہوں نے عذر گھڑنے شروع کر دیئے۔ مودودی صاحب نے اسلام کے مطالبات پیش کرنے کو "تدبر" کے منافی بتایا۔ اور جب اس سے بھی کام نہ چلا، تو جمہوری مجلس عمل کی کارروائیوں کو من مانا لباس پہنا کر اور گول میز کانفرنس کی من مانی وضاحت کر کے اپنی ناکام پالیسی پر پردہ ڈالنا شروع کر دیا۔ اور جب بات اس طرح بھی نہیں بنی تو مجھے اور جمعیۃ علماء اسلام کو مورد الزام بنانے پر اتر آئے۔

نئی نئی الزام تراشیاں کرنے لگے۔ جمعیۃ پر اور جمعیۃ کے رہنماؤں پر اشتراکیت کے اتہامات تھوپے۔

غرضیکہ اپنے دامن کے داغ دھونے کے لئے جمعیۃ کے خلاف ہر حربہ، ہر فریب اختیار کیا جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ لیکن انشاء اللہ یہ سب ہباءً منثورا ثابت ہوگا۔

جمعیۃ علماء اسلام کا اسلامی نصب العین بالکل واضح اور دو ٹوک ہے۔ جسے یہ لوگ بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ ان کی موجودہ کارروائیاں اسے دھندلا نہیں سکتیں۔

ہم انشاء اللہ تعالیٰ مکمل، خالص، بے داغ اور کتاب و سنت و سلف صالحین کے اختیار کردہ اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد کو ان لوگوں کے الزامات کے تیر و نشتر سے بے پرواہ ہو کر جاری رکھے ہوئے ہیں اور جاری رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کا اور اپنے دین کے سچے و مخلص خادموں کا محافظ و کارساز ہے۔

# مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی پر مودودی پارٹی کے حملے

ہفت روزہ "ایشیا" لاہور کی اشاعت ۲۱ جولائی ۱۹۶۹ء میں چودھری رحمت الٰہی مودودیہ نے پاکستان کے مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب پر رکیک حملے کر کے اپنی بوکھلاہٹ کا ثبوت دیا ہے۔ دراصل اب اجلۂ علماء حق کے بالاتفاق مودودی کو گمراہ سمجھنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ان کی تردید کرنے سے ان غلط فہمیوں کے بادل چھٹ گئے ہیں۔ جو بعض مسلم حلقوں یا افراد میں پائی جاتی تھیں کہ مودودی شاید اسلامی نظام کے لئے کام کر رہا ہے، مودودیے رحمت الٰہی کے پیٹ میں اس لئے مروڑ اٹھا ہے کہ حضرت مفتی صاحب موصوف نے دو باتوں بلکہ دو حقیقتوں کا اظہار فرما دیا۔ پہلی بات یہ کہ مودودی پارٹی اپنے مزاج و ذوق کی وجہ سے کسی جماعت سے مل کر کام نہیں کر سکتی۔ دوسرے یہ کہ مودودی جماعت میں تشویشناک حد تک برائیاں پائی جاتی ہیں۔ رحمت الٰہی کیا تمام مودودیوں کے سینے پر سانپ لوٹ گیا۔ جبکہ مفتی اعظم نے مودودی کی برائیوں کو تشویشناک بتایا۔

رحمت الٰہی بر خود غلط ہیں جو علماء حق سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کی کافرانہ باتوں پر خاموش بیٹھے رہیں ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ تمہاری گمراہی پر مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب دہلوی علماء دہلی، علماء دیوبند، علماء سہارنپور، علماء بریلوی، علماء ہند و پاکستان پہلے سے مہر لگا چکے ہیں۔ خود حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب موصوف نے بہت پہلے فرمایا کہ مودودی کتابیں نہ دیکھنی چاہئیں۔ یہ بھی فرمایا کہ مودودی عالم نہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مودودی کی تنقید تنقیص ہوتی ہے۔

رحمت الٰہی نے طعن کیا ہے کہ اب جبکہ الحاد پسندوں کی بوچھاڑ مودودیوں پر جاری ہے۔ کیا یہی وقت مناسب تھا۔ کہ مفتی صاحب بھی ایک تیر مار دیتے۔ اے مودودیو! کیا صحابہ کرام کے خلاف بکواس چھاپنے کا یہی وقت تھا جب بھارت پاکستان پر حملہ کر رہا تھا۔ اور کیا خدا کے برگزیدہ پیغمبروں کے کاموں میں کیڑے اسی وقت نکالنے تھے جبکہ مسلمان قومیں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ اور کیا شرعی سزا کو ظلم کہنا ضروری تھا اور قرآن پاک کے خلاف دو حقیقی بچوں کا بہنوں کا نکاح ایک مرد سے جائز بتا کر مسلمانوں میں ہر پھیل پیدا کرنے کا یہی وقت تھا۔ اور کیا صدر ناصر اور عراق گورنمنٹ کے خلاف بکواس کرنے کا یہی وقت تھا جبکہ امریکی سامراج کی سرپرستی میں یہودی عربوں کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔

رحمت الٰہی نے اس امر پر بڑا غصہ ظاہر کیا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام مودودی کے گھر کی خواتین تک کو بھرے جلسوں میں اپنی بدگوئیوں کا نشانہ بناتی اور مودودی پارٹی کو امریکہ کا ایجنٹ کہتی ہے۔ رحمت الٰہی صاحب! آپ کے بارہ میں یہ خیال بیسیوں اخباروں میں چھپ رہا ہے۔ صرف جمعیۃ ہی کیوں گردن زدنی ہے۔ جبکہ وہ صرف وہ بات کہتی ہے جو ہوم سیکرٹری نے ۱۹۶۴ء میں پریس نوٹ میں کہی تھی۔

باقی رہی مودودی خواتین کی بات تو آپ کو شرم آنی چاہیئے اور آپ کے گرو گھنٹال مودودی کو چلو بھر پانی میں ڈوب جانا چاہیئے کہ اس نے "ایشیا" کے اندر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر تنقید کرتے ہوئے یہاں تک بک دیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض اور حضرت حفصہ رض زبان دراز ہو گئی تھیں۔ ہم امہات المومنین کے [illegible] ال کے برابر مودودی جیسے گمراہ کی لاکھوں لڑکیوں کو بھی پشہ کے برابر نہیں سمجھتے۔ مودودی نے تو ازواج مطہرات کے بارہ میں جھوٹ کہا۔ لیکن کیا وہ مودودی کی لڑکی اور بیوی کے بارہ میں ان الزامات کی تردید کر سکتے ہیں۔ پھر کیا مودودی نے حضرت عثمان رض کو خائن ثابت کرنے کی سعی نہیں کی۔ پھر کیا اس نے وحی سے پہلے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرائع علم اور عام انسانوں کے ذرائع علم کو برابر نہیں لکھا۔ تم کہتے ہو کہ حضرت مفتی صاحب نے خامیوں کی نشاندہی کیوں نہیں کی۔ کیا تمہاری خرافات کوئی چھپی ہوئی چیزیں ہیں۔ کیا مودودی کی کافرانہ باتیں بیسیوں کتابوں میں نہیں چھپیں؟ باقی جمعیۃ پر کمیونسٹوں سے اطمینان حاصل کرنے یا ان کو سوشلسٹ بتانے کے بارہ میں اتنا کافی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین! ایسا کہہ کر اب امریکی سامراج کو خوش کرتے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اب ملک میں آپ کو سب نے پہچان

## فرنگی غیظ و غضب کے دو شکار

# علماء اور محنت کش

(حماد سواتی)

"صاحب بہادر" نے برصغیر کی پاک سرزمین پر اپنا ناپاک قدم رکھا، تو اسے اپنے عزائم و مقاصد کی تکمیل میں ہندی عوام کے دو نمایاں طبقے رکاوٹ بنتے دکھائی دیئے، پہلا طبقہ "علماء" کا تھا، جن کے ہاتھ میں ملک کی حقیقی سیاسی مذہبی اور فکری سیادت تھی اور ملک میں اسی طبقہ کا ترتیب دیا ہوا "الفتاوی العالمگیریہ" قانون و آئین کے طور پر نافذ و رائج تھا۔ دوسرا طبقہ "محنت کشوں" کا تھا۔ جو صنعتی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح بنیادی حیثیت رکھتا تھا خصوصاً کپڑے کی صنعت سے تعلق رکھنے والے کاریگر اور مزدور کیونکہ اس وقت پارچہ بافی کی صنعت ہند میں عروج پر تھی۔ "صاحب بہادر" نے برصغیر پر تسلط اور اس وسیع و عریض اور زرخیز و شاداب سرزمین کو برطانیہ کی تجارتی منڈی اور نوآبادی بنانے کے خواب کی تعبیر ان دو طبقوں کے ہاتھوں پریشان ہوتے دیکھی۔

سیاسی اور فکری محاذ پر "علماء" کی طاقت اور اقتصادی محاذ پر مزدور و کسان کی قوت "صاحب بہادر" کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے "صاحب بہادر" نے دو فیصلہ کن قدم اٹھائے۔

(۱) فکر و سیاست پر علماء کا تسلط کمزور بلکہ ختم کرنے کے لئے تہذیب و ترقی کے نام پر ملک کے تعلیمی اور فکری نظام کو ہی تبدیل کر دیا گیا تا کہ ؎

وہ شاخ ہی نہ رہے جس پہ آشیانہ تھا

وہ تعلیمی نظام جو قومی اور دینی ذہن کی نشو و نما کرتا تھا سرکاری طور پر شجر ممنوعہ قرار دے دیا گیا، اور اس کی جگہ نیا تعلیمی ڈھانچہ تیار کرنے کے لئے لارڈ میکالے صاحب کی خدمات سے استفادہ کیا گیا۔ "صاحب بہادر" کے اس فیصلہ کن اقدام نے "علماء" کی سیاسی و فکری قوت کی سب سے مضبوط بنیاد کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا۔ اور اس "نئے تعلیمی نظام" کی کوکھ نے جس نئی نسل کو جنم دیا۔ وہ علماء کی قیادت کو تسلیم کرنا تو کجا معاشرہ میں اس طبقہ کی ضرورت تک محسوس کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔

اس کے ساتھ ہی "صاحب بہادر" کی نگاہ سیاست نے "علماء" پر دوسرا فیصلہ کن وار کیا کہ ہزاروں کی تعداد میں علماء کو "غدر" کے الزام میں پھانسی، جزائر انڈیمان میں جلا وطنی اور طویل قید و بند کے چکر میں پھانس کر ان کی فی الوقت موجود قوت کی کمر توڑ دی۔ نتیجۃً انگریز کی سیاسی اور فکری قیادت کو جارحانہ انداز میں چیلنج کرنے والے علماء حق "مدافعانہ جنگ" لڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اور بندوق اور تلوار لے کر میدان جنگ میں سینہ سپر ہونے والے مجاہدین کو اپنی علمی و فکری پوزیشن بچانے کی فکر لاحق ہو گئی۔ دارالعلوم دیوبند کا قیام اسی مدافعانہ جنگ کا سب سے پہلا اور مضبوط قلعہ تھا۔

"صاحب بہادر" کے ترکش سے "علماء" کے خلاف تیسرا اور آخری تیر ہو نکلا، اس نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی اس تیر نے "علماء" کو قوم کے دوسرے طبقوں سے کاٹنے اور ان کے اثرات سے "قوم کو بچانے" کے لئے "علماء" کے گرد نفرت و استحقار اور تمسخر و استہزاء کا ایک مضبوط حصار قائم کر دیا۔ علماء کی طرف سے وقتی طور پر مدافعانہ لڑائی اور فکری پونجی بچانے کے لئے محدود اقدامات سے "نفسیاتی پروپیگنڈا" کے خفیہ ہاتھ نے خوب خوب ناجائز فائدہ کمایا۔ اور علماء کا دائرہ کار قوم کے دوسرے طبقوں کے نزدیک "مسجد و خانقاہ" کی چار دیواری تک محصور ہو کر رہ گیا۔ نئی نسل کو علماء ترقی و تعمیر کی راہ میں رکاوٹ نظر آئے۔ اور اس رکاوٹ کے خلاف نئی پود کے ذہن و قلب میں رفتہ رفتہ نفرت کا مواد پکتا رہا۔ اور "صاحب بہادر" کی پروپیگنڈہ مشینری نے اس کے لئے مزید حرارت مہیا کی۔

یہ تھے وہ تین اقدامات جن کے ذریعہ صاحب بہادر نے علماء کی سیاسی و فکری قیادت کا خاتمہ کر کے میدان اپنے لئے ہموار کیا۔

فکری اور سیاسی محاذ پر پیشقدمی کے ساتھ ساتھ صاحب بہادر نے اقتصادی محاذ کو بھی پوری طرح نظر التفات سے نوازا۔ اور محنت کشوں، کاریگروں کو اپنی راہ سے ہٹانے کے لئے حملے جاری رکھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی اقتصادی لوٹ مار ہندوستان کے خام مال اور ذخائر کی انگلستان منتقلی، ہندوستان کو بتدریج مشینی صنعت کے لئے تیار کئے بغیر یک لخت مشینی صنعت ملک پر مسلط کر کے کروڑوں کاریگروں کو روزگار سے محروم کر دینے کا ظالمانہ اقدام ہندوستان سے انگلستان جانے والے مال کی حیرت انگیز ارزانی اور انگلستان سے ہندوستان آنے والے مال کی ہوشربا گرانی، خام مال اور تیار مال کی قیمتوں میں ناقابل اعتبار حد تک خوفناک تفاوت، اور سرمایہ کی کشش ثقل کی برطانیہ میں منتقلی جیسے انتہائی غاصبانہ اور استحصالانہ اقدامات نے زرخیز و شاداب ہند کو دیوالیہ کر کے رکھ دیا

زرعی محاذ پر "صاحب بہادر" سے عقیدت و وفاداری کا دم بھرنے والے غداران وطن کو وسیع و عریض جاگیریں دے کر کسانوں کو حقوق ملکیت سے محروم کر کے اور پورے ملک کی زمینوں کو جاگیروں میں تقسیم کرنے کے بعد جاگیرداروں کو کسانوں پر ہر قسم کا ظلم و تشدد اور جبر و استحصال روا رکھنے کی کھلی چھٹی دے کر کروڑوں کسانوں چند مٹھی بھر جاگیرداروں کا غلام بنا دیا گیا۔ صنعتی کاریگر بے روزگاری جیسی لعنت کا شکار ہو کر اونے پونے داموں مشینی صنعت کاروں کے ہاتھوں بکنے پر مجبور ہو گئے۔ نتیجۃً سرمایہ دارانہ و جاگیردارانہ نظام اپنی بدترین شکل میں اور مہلک ترین ہتھیاروں سے لیس ہو کر برصغیر کے باسیوں پر مسلط ہو گیا۔ جس تسلط کی پشت پناہی کا فریضہ "برطانیہ عظمیٰ" کی سیاسی اور انتظامی قوت نے سرانجام دیا۔

اور جب آپ "ملا" اور "جولاہا" کے دو مظلوم لفظوں کے ساتھ ہمہ گیر تمسخر و استہزاء کے پس منظر میں جھانک کر دیکھیں گے، تو شاید آپ کو یہ حقیقت سمجھنے میں دقت نہ ہو کہ "صاحب بہادر" نے برصغیر میں صرف دو طبقوں کے خلاف جنگ لڑ کر اس "سونے کی چڑیا" کو اپنے قبضہ میں لیا تھا۔ ایک طبقہ "علماء" کا جس کی سیاسی و فکری قیادت پر پوری قوم کو اعتماد تھا، اور دوسرا طبقہ "محنت کشوں" کا تھا۔ جس کی شب و روز کی محنت نہ صرف ملکی ضروریات کی کفیل تھی۔ بلکہ دوسرے ممالک کے لئے بھی تھوڑا بہت حصہ نکال لیتی تھی، اور اس طبقہ کا نمایاں ترین حصہ پارچہ بافوں یعنی "جولاہوں" پر مشتمل تھا۔ اسی لئے "ملا" اور "جولاہا" سب سے زیادہ فرنگی غیظ و غضب کا نشانہ بنے۔

---

## ضلعی جمعیتوں کو
## حضرت ناظم مرکزیہ کی ہدایت

جمعیۃ علماء اسلام کی تمام ضلعی جماعتوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جہاد فلسطین کے لئے جمعیۃ علماء اسلام کی پیشکش کے مطابق بارہ ہزار رضاکار مہیا کرنے کے لئے

## "مجاہدین قدس"

کے نام سے بھرتی کے دفاتر قائم کر کے رضاکار بھرتی کریں۔ اور جلد از جلد رضاکاروں کی گنتی سے مرکزی دفتر کو آگاہ کریں۔

عبدالواحد
ناظم کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ

---

## جمعیۃ علماء اسلام دلیوالہ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام دلیوالہ ضلع میانوالی کا اجلاس زیر صدارت امیر جمعیۃ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب منعقد ہوا حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا ڈویژن نے خطاب فرمایا۔ مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور ہوئیں

(۱) جمعیۃ علماء اسلام دلیوالہ کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ۳۱ علماء کے مرتب کردہ ۲۲ اصول کی بنیاد پر ملک کے جید علماء کرام سے صحیح اسلامی دستور مرتب کرا کر ملک میں نافذ کیا جائے۔

(۲) یہ اجلاس جمعیۃ علماء اسلام اور لیبر پارٹی کے اتحاد پر مسرت و اطمینان کا اظہار کرتا ہے۔ مزدور اور کسان طبقہ کی زبوں حالی اور ان کے حقوق کی پامالی اس بات کی متقاضی ہے کہ اسلام کی روشنی میں ان مسائل کو حل کیا جائے (نیاز الدین ناظم اعلیٰ جمعیۃ دلیوالہ)

# اے مفتیٔ اعظم

یہ نظم حضرت قائدِ جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب جب فورٹ سنڈیمن تشریف لائے تو جناب عبدالغفور حنفی ناظم جمعیۃ علماء اسلام فورٹ سنڈیمن نے مفتی صاحب کی عقیدت میں پیش کی۔

جو قوم کے غم میں نہیں ہوتے کبھی مدغم
کہتے ہیں کہ حالات کا کرتے رہو ماتم
طاری ہے تیرے ملک پہ اک نزع کا عالم
اس فکر میں ہر دیدۂ بیدار ہے پُرنم
——— اے مفتیٔ اعظم

اسلام نے دنیا کو دیا درسِ مساوات
مغرب کے حلیفوں نے بتائی ہیں یہ بات
دہقان کو مزدور کو دیتے رہو شربات
یورپ کے کمالات نے الجھائے خیالات
——— اے واقفِ حالات

اس قوم کو اب چاہیئے آئینِ شریعت
تسلیم کرائیں گے یہاں ختمِ نبوت
کچھ لوگ جدا دین سے کرتے ہیں سیاست
ہم خوش ہیں میسر ہے ہمیں تیری قیادت
——— اے میرِ جمعیۃ

طاری ہے تیرے ملک پہ اک نزع کا عالم اس فکر میں ہر دیدۂ بیدار ہے پُرنم
——— اے مفتیٔ اعظم

## مجاہدِ اعظم حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کا دورۂ حیدرآباد

مورخہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۶۹ء کو حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، مولانا غلام مصطفیٰ صاحب بہاولپوری اور مولانا عزیز اللہ صاحب سندھی کے ہمراہ بذریعہ شاہین ایکسپریس ساڑھے گیارہ بجے دن جب حیدرآباد پہنچے تو اسٹیشن پر امیر جمعیۃ علماء اسلام حیدرآباد مولانا پیر عبدالقدوس صاحب کے علاوہ کارکنان جمعیۃ اور شہریوں نے استقبال کیا۔

شام کو پانچ بجے حضرت ہزاروی مدظلہ مولانا نور محمد صاحب، مولانا غلام مصطفیٰ صاحب، مولانا عزیز اللہ صاحب اور معززین شہریوں کے ہمراہ حیدرآباد شہر کی پہلی دینی اسلامی درسگاہ دارالعلوم قوۃ الاسلام کی منہدم شدہ عمارت (جو کہ گذشتہ دنوں عبدالغفار ایگزیکٹو آفیسر کنٹونمنٹ بورڈ کی طرف سے گرادی گئی ہے) کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ چنانچہ حضرت موصوف نے رات نو بجے تک مدرسہ میں قیام فرمایا۔ اور مدرسہ کے حالات وغیرہ دیکھ کر اپنے تاثرات مدرسہ کی کتاب الآراء میں قلمبند فرمائے (آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

### رات کو جلسہ عام سے خطاب

حضرت مدظلہ کی تقریر کا انتظام حیدرآباد شہر کے دوسرے مدرسے مفتاح العلوم میں کیا گیا۔ چنانچہ بعد نماز عشاء آپ نے جلسہ عام سے خطاب فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں اسلام اور صرف اسلامی نظام کا نفاذ چاہتی ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام کا لائحہ عمل بالکل واضح ہے کہ وہ اسلام کی روشنی میں مزدوروں، کسانوں اور محنت کش طبقہ کے مسائل حل کرنا چاہتی ہے۔ اور وہ سوشلزم کمیونزم سمیت تمام ازموں کو غلط سمجھتی ہے انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں ان تمام ازموں کو (جو یورپ کے ناقص ذہن کی پیداوار ہیں) اپنانے کے بجائے اسلامی قوانین و احکام کو اپنانا چاہیئے، جس میں ہر ایک کے لئے بھلائی مضمر ہے۔ اور اس کا مقابلہ کوئی دوسرا ازم نہیں کرسکتا۔ تب ہی تو قرآن پکار پکار کر کہتا ہے۔ ہاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

مولانا نے فرمایا کہ آج ملک میں پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ ناصر کمیونسٹ سوشلسٹ ہے۔ حالانکہ مصر میں کمیونزم خلاف قانون ہے۔ اس کی کوئی تبلیغ نہیں کرسکتا نیز اس کے خلاف قانون ہونے کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اس کی بنیاد خدا سے انکار ہے۔

### مودودی پارٹی سے اشتراک کی شرط

آپ نے کہا کہ مودودی صاحب اپنی تصانیف میں سے ہر وہ بات نکال دیں جس سے صحابہ کرامؓ اور انبیاء علیہم السلام کی توہین ہوتی ہے (جس کی بناء پر علماء حق نے گمراہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے) تو جمعیۃ علماء اسلام سے اسلامی بنیاد پر ان کا بھی اشتراک ہوسکتا ہے۔

مولانا ہزاروی نے فرمایا کہ بعض امریکی ایجنٹوں نے حضرت دین پوری حضرت درخواستی اور میرے مابین اختلاف کی [illegible] شائع کی جو کہ بالکل جھوٹ پر مبنی ہے۔

### ترجمانِ اسلام

مولانا نے فرمایا کہ ملک کے بعض اخبارات و رسائل جو کہ سامراجی ایجنٹوں کا ہاتھ بٹاتے ہوئے جمعیۃ کے خلاف لکھتے ہیں ان کی بات اس وقت تک غلط سمجھی جائے۔ جب تک کہ ترجمان اسلام میں نہ شائع ہو۔ اس لئے لوگوں کو چاہیئے کہ جمعیۃ علماء اسلام کا ہفت روزہ آرگن "ترجمان اسلام" ضرور پڑھیں۔ جس میں سیاسی مضامین کے علاوہ دینی اسلامی مضامین بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کا مطالعہ موجودہ دور میں از حد ضروری ہے۔ چنانچہ اسی کے ذریعہ آپ جمعیۃ علماء اسلام کا موقف و مسلک وغیرہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

آپ نے عوام کو متنبہ کیا کہ آپ لوگوں کو مودودی دایاں گروپ جو کہ اسلام کے مقدس نام سے ملک میں

# متحدہ عرب جمہوریہ کی ہمہ گیر اقتصادی ترقی

صدر ناصر نے انقلاب مصر کی اہمیت خصوصیت اور عظمت کے بارے میں ایک بار کہا تھا کہ انقلاب مسلسل عمل ہے جو ہمیشہ جاری و ساری رہتا ہے اور وقت کے تقاضوں اور حالات کی دھڑکنوں کے ہم آہنگ ہونے کے ناطے سے تقاضائے وقت کے متعلق نئی قوتوں اور طاقتوں کو ہی جنم نہیں دیتا بلکہ فکر و عمل کے دھارے کو بھی انقلابی بناکر کے رکھ دیتا ہے۔ سفر زندگی کی طرح سفر انقلاب کسی خاص مقام پر رک نہیں جاتا بلکہ حرکت اور قوت میں ہی اپنی عظمت حیات پنہاں تصور کرتا ہے۔

جنگی دشواریوں اور مشکلوں اور دوسری دقتوں کے باوجود انقلابی فکر و عمل نے ۷۰-۱۹۶۹ء کے لئے جو بجٹ نافذ کیا ہے وہ نہ صرف عوام کا معیار حیات اور بلند کر دیگا بلکہ انہیں نئی خوشحالی اور سرخرو زندگی بسر کرنے کے لئے بیش بہا مواقع فراہم کرے گا۔

اس بجٹ میں اڑھائی سو ملین مصری پونڈ کی بچت دکھائی گئی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہی نہیں۔ ملک میں ترقیاتی سرگرمیاں زور شور سے جاری ہیں اور حکومت اور عوام کی انتھک محنت اور گہرے ربط ضبط کی بدولت ملک کا اقتصادی ڈھانچہ بدلنے کے لئے نئے نئے انقلابی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

حلوان کے عظیم صنعتی مرکز میں فولاد کی نئی رولنگ مل کا افتتاح اس ترقی کا روشن ثبوت ہے۔ دراصل یہ اسٹیل رولنگ منصوبہ فولادی کارخانوں کے اس جال کی شروعات ہے، جو حکومت یہاں تعمیر کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اس مل کو دس ہزار مزدوروں کی عرق ریزی کے ۷۰ ملین مصری پونڈ کی لاگت سے مکمل کیا گیا ہے۔ نئے کارخانے سے دس لاکھ ٹن فولاد مزید پیدا ہونے لگے گا۔ اور ہر بین الاقوامی معیار کے مطابق یہ مثالی صنعتی مرکز بھی ثابت ہوگا۔

یہ کارخانہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ مصر کے عوام جنگی مجبوریوں اور دشواریوں کے سامنے سرنگوں ہونے کے بجائے اپنے عزم و ارادے سے مستقبل کو خوشحال اور تابندہ و تابناک بنانا چاہتے ہیں۔

صدر ناصر نے اس سٹیل رولنگ مل کی رسم افتتاح کرتے ہوئے متحدہ عرب جمہوریہ کی ہمہ گیر ترقی کے متعلق اعداد و شمار پیش کئے تھے۔ جو جولائی ۱۹۶۸ء سے مارچ ۱۹۶۹ء تک کے ۹ مہینہ کے عرصہ کی ترقی اور تعمیر کی دلخوش کن تصویر پیش کرتے ہیں اور مستقبل کے متعلق مصری عوام کے اعتماد اور استقلال کی آئینہ داری کرتے ہیں۔

ملک کی استعداد، وسائل اور ذرائع کا خاطر خواہ خیال رکھنے کے بعد فیصلہ کیا گیا تھا کہ ملکی پیداوار میں ۱۲ فیصد اضافہ کرنے کی سعی کی جائے۔ یہ امر حیرت انگیز اور نیا اعتماد پیدا کرنے والا ہے۔ یہ نشانہ پورا کر لیا گیا ہے اور پیداوار اس سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ موجودہ برس میں پیداوار میں مزید ۱۴ فیصدی اضافہ کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

صدر ناصر نے یکم مئی کو مزدوروں کے دن تقریر کرتے ہوئے ملکی ترقی کے متعلق جو اعداد و شمار پیش کئے۔ ان میں چیدہ چیدہ اعداد و شمار حسب ذیل ہیں:۔

پارچہ بافی میں ۷،۴۰ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ خوراک کی پیداوار میں گیارہ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔ کیمیکل انڈسٹریز میں انیس فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ انجنیئرنگ کا سامان بنانے والے کارخانوں کی پیداوار ۲۲،۲۳ بڑھ گئی ہے۔ دھاتیں بنانے والے کارخانوں میں ۹ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ سیمنٹ وغیرہ کے کارخانوں میں ۱۹،۸ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ کان کنی میں ۳،۵ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ ان کے علاوہ پرائیویٹ سیکٹر کے کارخانوں میں ۱۲،۵ فیصدی اضافہ ہوا ہے اور اس سے متعلقہ اشیاء کی پیداوار ۱۴ فیصدی بڑھ گئی ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ ملک نے ۱۲ فیصدی پیداوار کا جو نشانہ مقرر کیا تھا۔ وہ نہ صرف پورا کر لیا گیا ہے بلکہ نشانہ سے کہیں زیادہ ترقی حاصل کی گئی ہے۔

صنعتی پیداوار کے ساتھ ساتھ مصر کے محنت کش کسانوں کی عرق ریزی کی بدولت ملکی پیداوار میں بہت ہی اضافہ ہوا ہے اور پیداوار کے نئے نئے نشانہ حاصل کئے گئے ہیں۔ مثلاً ملک میں ملکی پیداوار ملکی ضرورتوں سے کہیں کم ہو جاتی تھی لیکن اس مرتبہ (باقی صفحہ ۲۰ پر)

(عبدالغفور حنفی ناظم جمعیۃ علماء اسلام فورٹ سنڈیمن)

## خرکار اعظم

خرکار کی مستی نے کیا ناک میں دم ہے — سوچے تو ذرا اس کو ربیعہ کی قسم ہے
آیا ہے کبھی یاد دبستان بخاریؒ — حیراں ہوں احساس سے تو کیوں ہوا عاری
دو روز بھی مسلک پہ تو رہتا نہیں قائم — گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے تو دائم
ہم لوگ سمجھتے ہیں ترا اندر و باہر — احساس مروت کو کچل دیتے ہیں "ڈالر"
اسلام جمع ازم بہت دور کی سوجھی — اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی
تو اپنے تصور میں ہے بیباک صحافی — یہ مکر ہے تو ہے بڑا چالاک صحافی
فی الحال ہم بات بڑھانا نہیں چاہتے — تجھ کو تیرا آئینہ دکھانا نہیں چاہتے

کیا رنگ بدلنے میں تجھے دیر لگے گی
موقع ہے سنہری تجھے کچھ دیر لگے گی

## آں غزل......

اپنے گورو کے کام میں چیلا ہے مگن — یہ بھی کوئی جہاد ہے یاران انجمن
وہ زیر و بم عجیب ہے یہ پیچ و خم عجیب — کس کے خلاف آج اکٹھے ہیں بیا ہمن
بے ریش و بے برت ربیعہ سے ہمکلام — پیر جواں کی گود میں بلّوبہ کا بدن
اس مرحلے میں زہد کے احکام ناروا — موجود جب ہیں صوفہ و قالین گلبدن
مشکل کشا کے حکم سے سب کچھ روا ہوا — ہیں صالحین میر شریعت پہ خندہ زن
خدمت ہے سامراج کی اسلام آڑ ہے — یہ بھی ہے نازنین سیاست کا پیرہن
ہے دیوبند درس نظامی کا طائفہ — احسان بھول جاتے ہیں دنیا میں بد چلن

اے روح بوالکلامؒ ذرا تو انہیں بتا
ثمرہ ہے کس کے خون کا آزادیٔ وطن

# پاکستان میں اسلام کی پوزیشن

حافظ محمد حنیف سہارنپوری

## علماء اور مزدور اتحاد کے

مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی عجیب وغریب طبیعت ہے۔ جب وہ کسی کے ساتھ اتحاد کرتے ہیں تو وہ عین اسلام ہو جاتا ہے اور جب دوسری کوئی جماعت اتحاد کر لیتی ہے تو اس پر کفر کا فتویٰ صادر کر دیا جاتا ہے۔ گزشتہ الیکشن کے موقعہ پر جب ایوب خاں کے مقابلہ میں محترمہ فاطمہ جناح کو لایا گیا تو اس وقت نیشنل عوامی پارٹی کے ساتھ مودودی صاحب کی جماعت نے اشتراک کیا تھا۔ جب ان سے کہا جاتا کہ تم نے کمیونسٹوں کے ساتھ کیوں اتحاد کیا ہے، تو کہہ دیا جاتا کہ ہم نے ایک آمر مطلق کو ہٹانے کے لئے اتحاد کیا ہے۔ اور یہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت تھی گویا کہ وہ اتحاد تو عین اسلام ہو گیا۔ اور اب جبکہ علماء اسلام کی سب سے بڑی تنظیم جمعیۃ علماء اسلام اور ملک کے مظلوم ومفلوک الحال اور بے کس مزدوروں اور کسانوں کی تنظیم پاکستان لیبر پارٹی کے مابین سمجھوتہ قرار پا گیا ہے اور ان دونوں نے اسلام اور استحکام پاکستان کے لئے باہمی تعاون سے کام کرنے کا عہد کیا ہے، تو اس سمجھوتہ سے یہ لوگ بوکھلا اٹھے ہیں۔ اور انہوں نے علماء اور اسلام پسند مزدوروں کے خلاف کمیونسٹ ہونے کا بے بنیاد پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔

اس طرح ملک کے ۹۰ فیصد مزدوروں اور کسانوں پر نہ صرف غیر ملکی ایجنٹ ہونے کا الزام ہی عائد کیا جا رہا ہے بلکہ ان کو اسلام سے خارج کرنے کی سعی مذموم بھی کی جا رہی ہے۔

اگر ان لوگوں کو اس اتحاد سے اختلاف تھا تو اس کو اختلاف کی حد تک رکھا جاتا اور خواہ مخواہ کفر کے فتوے جاری کرنے کا مشغلہ جاری نہ کرتے۔ کیونکہ اس قسم کے غلط پروپیگنڈے سے ملک کے ان غریب عوام میں غلط تاثرات پیدا ہونے کا امکان ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ملک کے یہ غریب عوام اسلام کے ان اجارہ داروں کی اس غلط روش کی وجہ سے یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ جب اسلام کے مدعیوں کی یہ حالت ہے کہ وہ کروڑوں مزدوروں اور کسانوں کو اسلام سے خارج کرنے کی سعی مذموم کر رہے ہیں، تو ان لوگوں کی اس غلط حرکت کی بنا پر وہ اسلام سے ہی برگشتہ ہو جائیں گے اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو اس کی ذمہ داری اسلام کے ان ٹھیکیداروں پر عائد ہو گی، جو اسلام اور کروڑوں مزدوروں وکسانوں کو ظالم سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی بھینٹ چڑھانے کا منصوبہ تیار کر رہے ہیں۔

### مزدوروں کی طاقت

آج یہ لوگ مزدوروں اور کسانوں کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں، حالانکہ ان لوگوں نے اس حقیقت سے آنکھیں موند رکھی ہیں کہ مزدور اور کسان کسی بھی ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ملک میں کوئی بھی منصوبہ اس وقت تک تکمیل پذیر نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ملک کے مزدور اور کسان کی جدوجہد اور اس کی محنت شامل و شامل نہ ہو۔

کارخانوں کا قیام، سربفلک عمارتوں کی تعمیر، سڑکوں اور نہروں کا بچھا ہوا لامحدود جال، لہلہاتی کھیتیاں، سرسبز وشاداب باغات انہی کی محنت اور جدوجہد سے قائم ہیں۔ ضروریات زندگی ان مزدوروں اور کسانوں کی کوششوں سے میسر آتی ہیں۔ لیکن آج ملک کا یہی غریب اور محنت کش طبقہ ضروریات زندگی کا محتاج ہے۔ ایرکنڈیشنڈ کوٹھیاں یہ لوگ اپنے خون پسینے سے تعمیر کرتے ہیں لیکن خود ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے بھی ان کو میسر نہیں۔ اور پھر سب سے زیادہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ جو کوٹھیاں یہ اپنا خون پسینہ ایک کر کے تعمیر کرتے ہیں۔ آج انہی کوٹھیوں میں تکفیر کی مشینیں نصب ہیں۔ اور ان کا رخ انہی مظلوم محنت کش عوام کی طرف کیا ہوا ہے۔

### محنت کش عوام کی اسلامی پوزیشن

آج مزدوروں اور کسانوں کی اسلامی پوزیشن کے بارے میں جن شکوک وشبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور ان کی اسلامی پوزیشن کو جس طرح داغدار اور مجروح کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اسلامی پوزیشن کے بارے میں کچھ روشنی ڈالی جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ مزدوروں اور کسانوں کو خدا ورسول کتاب وسنت، اسلام اور اپنے مذہب سے بہت زیادہ تعلق ہے۔ ایرکنڈیشنڈ کوٹھیوں میں بیٹھنے والوں کو ان کی مذہبی حیثیت کیسے نظر آ سکتی ہے۔ جن کو ان لوگوں سے کبھی واسطہ ہی نہیں پڑتا۔ اگر وہ لوگ ان کی مذہبی حیثیت کو معلوم کرنا چاہتے ہیں تو مساجد کا رخ کریں اور دیکھیں کہ مساجد کن لوگوں سے آباد ہیں۔ قرآن کی تلاوت میں حاں کون مصروف ہیں۔ ذکر اللہ کی صدائیں کن کی زبانوں سے بلند ہو رہی ہیں۔

ان میں اکثریت انہی لوگوں کی نظر آئے گی جو محنت اور مزدوری کر کے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتے ہیں اور اس میں سے ہی وقت نکال کر اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ بس میں سفر کیجئے یا ریل میں، کھیتوں میں کسان کام کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اور بعض ایسے بھی نظر آئیں گے جو قیام، رکوع اور سجود کی حالت میں اللہ کی یاد میں مصروف ہوں گے۔ اس قسم کے واقعات اس بات کی بین شہادت ہیں اور مخالفین اور معترضین کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں کہ اس طبقے میں اسلام کی محبت بہت زیادہ ہے۔

مجھے یہ کہنے میں بالکل باک نہیں ہے کہ اگر دین کا صحیح جذبہ، صحیح تڑپ اور محبت کسی کے دل میں کثرت کے ساتھ موجود ہے تو وہ ملک کا یہی محنت کش طبقہ ہے اگرچہ کچھ سرمایہ دار بھی ایسے خال خال دیکھے جا سکتے ہیں جن میں دین کی محبت ہے۔ اور وہ مزدوروں اور کسانوں پر ظلم بھی نہیں کرتے۔ لیکن موجودہ دور میں کثرت ایسے ظالمین کی موجود ہے۔ جو ان پر ظلم بھی کرتے ہیں اور اپنے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعہ ان لوگوں پر فتویٰ بھی لگواتے رہتے ہیں۔

### حضورؐ کے نزدیک مزدور کا مقام

سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مزدور کا بہت بلند مقام ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔

اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ ؕ مزدور خدا کا دوست ہے۔ دیکھئے حضورؐ نے ایک مختصر سے جملے میں محنت کشوں کے متعلق کتنے پیارے الفاظ استعمال فرمائے۔ یہ انہی کے متعلق ہے، جن کو آج معاشرہ میں کوئی اہمیت نہیں دی جا رہی ہے۔ اور جن کو معاشرہ میں بالکل کم تر درجہ کا خیال کیا جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ حضورؐ نے اپنے متعلق یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ ؕ

"اے اللہ مجھے مسکین ہی بنا کر زندہ رکھ، اور مجھے حالت مسکینی میں موت دیجیو، اور قیامت کے دن مجھے مسکینوں کے ساتھ اٹھانا"

یہ دونوں حدیثیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ مزدوروں یا محنت کشوں میں اسلام کی محبت اور خدا سے لگاؤ زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے حضورؐ نے انہی لوگوں کی حالت میں رہنے کی دعا فرمائی۔

### علماء اور مزدوروں کا اتحاد وقت کا تقاضا ہے

علماء اور اسلام پسند مزدوروں کا جو اتحاد رونما ہوا ہے۔ اس کی ایک اہم وجہ ہے اور وہ یہ کہ مزدوروں اور کسانوں سے جن لوگوں کو شب و روز واسطہ پڑتا ہے اور ان کی خستہ حالی اور تنگدستی دیکھنے کا جن کو موقع ملتا

# اور مودودی صاحب کا کردار

## لاف غلط پروپیگنڈا

ہے، وہ زیادہ تر علماء کرام ہیں۔ ان لوگوں کو اس مظلوم طبقہ کی خستہ حالی کیسے نظر آسکتی ہے۔ جو ایرکنڈیشنڈ بلڈنگوں میں اقامت پذیر ہیں، اور عمدہ قسم کی کاروں کے بغیر ایک فرلانگ تک پیدل چلنے کی زحمت گوارا نہیں کرسکتے۔ علماء کرام جو عرصہ دراز سے مغربی سامراج کی مخالفت کی وجہ سے زیر عتاب چلے آرہے ہیں، جنہوں نے جہاد آزادی میں حصہ لینے کی وجہ سے اپنی جائیدادیں ضبط کرالیں، مکانات چھنوا دیئے، اور جو اب تک سامراجی ایجنٹوں کے مشق ستم بنے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے ہمیشہ حق کا ساتھ دیا ہے۔ جو کسی سرمایہ دار اور جاگیردار کے گھر کا طواف نہیں کرتے، جن کو کبھی خریدا نہیں جاسکا، اور جن کی زندگی مزدوروں کی سی زندگی ہے۔ جو بوریہ نشین ہیں۔ جن کا اوڑھنا بچھونا، رہن سہن کے طریقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا پرتو ہیں۔ جو الفقر فخری کے نبویؐ فرمان پر عمل کر رہے ہیں۔

یہی علماء ہیں جو حضورؐ کی حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء کا صحیح مصداق ہیں۔ ایسے ہی علماء ہو سکتے ہیں، جن کو اس مزدور طبقہ کی مفلوک الحالی کی فکر ہو سکتی ہے، چنانچہ علماء نے آواز دی اور مزدوروں نے اسلامی حمیت، ایمانی غیرت اور دینی جذبہ کے تحت اس آواز پر لبیک کہی۔ جس کے نتیجہ میں یہ اتحاد عمل میں آگیا۔ اب اگر اس اتحاد کے خلاف سامراجی ایجنٹ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے دریوزہ گر، غیر ملکی اشاروں پر ناچنے والے افراد و گروہ پروپیگنڈا کرتے ہیں تو کرتے رہیں پاکستان کے عوام ان ٹٹ پونجیوں کو پہچان چکے ہیں اور اب ان کو اسلام کے نام پر کوئی دھوکہ اور فریب نہیں دے سکتا۔ اگر علماء اور مزدور مل جل کر جدوجہد کرینگے تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں، جب مزدور اور کسان اپنے حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائینگے۔

### معترضین اپنی پوزیشن صاف کریں

جو لوگ علماء اور مزدوروں بلکہ اساتذہ کرام کے خلاف الزام تراشیوں کی مہم جاری رکھے ہوئے ہیں وہ دوسروں پر الزام تراشیوں سے پہلے اپنی پوزیشن صاف کریں۔ خصوصاً مودودی صاحب اور ان کی جماعت جو الزام تراشیوں میں پیش پیش ہے، ان کو قطعاً یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ الزامات عائد کریں۔ کیونکہ ان کی پوزیشن عوام میں مشکوک ہے۔

جب بھی ملک میں اسلامی مطالبات کو منوانے یا پیش کرنے کا موقعہ آیا، تو مودودی صاحب اس سے کنی کترا گئے۔ یہ تو ابھی چند ہی ماہ کی بات ہے، جب مولانا مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان نے گول میز کانفرنس میں علماء کے متفقہ ۲۲ نکات کا مطالبہ پیش کیا۔ تو وہاں مودودی صاحب نے خاموش تماشائی کا کردار ادا کیا اور سوائے جسٹس محبوب مرشد کے کسی نے بھی تائید نہ کی۔ دیگر سیاسی لیڈروں سے تو گلہ فضول ہے کیونکہ وہ مودودی صاحب کی طرح اسلام کے مدعی نہیں ہیں۔ لیکن مودودی صاحب جو عرصہ دراز سے اسلام اسلام کی رٹ لگا رہے ہیں۔ ان سے ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے کہ وہ کیوں وہاں خاموش بیٹھے رہے اور وہ کونسی زبردست طاقت تھی جس کی وجہ سے آپ کی زبان بند رہی جبکہ آپ نے لاہور میں جمہوری مجلس عمل کے اجلاس میں یہ کہا تھا کہ ہم مفتی صاحب کی تائید کرینگے۔ کیا آپ کی اس خاموشی میں کسی غیر ملکی طاقت کا ہاتھ تو نہیں تھا؟

### مودودی صاحب اسلامی دستور نہیں چاہتے

گول میز کانفرنس سے پہلے مودودی صاحب کی جماعت علماء کے متفقہ ۲۲ نکات کی حمایت کرتی رہی بلکہ ان کو اپنے رسالوں میں شائع کیا، اور مودودی صاحب کا نام سرفہرست تحریر کیا۔ لیکن جب مفتی صاحب نے پہل کرکے ان کو پیش کر دیا، تو مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے یکدم پینترا بدلا اور ۲۲ نکات کی بھی مخالفت شروع کر دی۔ اور یہاں تک بھی کہا گیا کہ اس میں جمہوریت نہیں بلکہ یہ ڈکٹیٹرانہ نظام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ مطالبات تسلیم کر لئے جاتے اور ان ۲۲ نکات کو دستور پاکستان کا جزو بنا دیا جاتا تو صبح یہ خبر شائع کرا دی جاتی کہ مودودی صاحب نے اسلام کے ۲۲ نکات تسلیم کرلئے۔ لیکن چونکہ وہ مفتی صاحب نے پیش کئے تھے، اس لئے اب یہ جماعت ان کو خلاف اسلام ہی ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے

میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس اندرونی حقیقت سے بھی پردہ اٹھاتا جاؤں۔ جس کی وجہ سے مودودی صاحب گول میز کانفرنس میں خاموشی اختیار کرنے پر مجبور ہوئے وجہ یہ ہے کہ قائد ملت لیاقت علی مرحوم نے ایک دفعہ پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ علماء مطالبہ کرتے ہیں کہ میں دستور اسلامی بناؤں مجھے بتلائیں کہ میں کونسا دستور اسلامی بناؤں۔ دیو بندی، بریلوی، اہلحدیث، شیعہ، جب لیاقت علی مرحوم نے یہ کہا تو مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی نے علماء کی میٹنگ بلائی اور اس میں تمام مکتب فکر کے سرکردہ علماء کو دعوت دی۔ آگے جو کچھ ہوا۔ وہ مولانا محمد علی صاحب جالندھری کی زبانی ملاحظہ فرمایئے۔

"جب مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی نے جواب دینے کے لئے علماء کی میٹنگ کے دعوت نامے جاری کئے۔ تو پہلے مودودی صاحب نے شمولیت سے ہی انکار کر دیا اور مفتی محمد شفیع صاحب کراچی والے میٹنگ سے قبل مودودی صاحب کے پاس گئے اور منت سماجت کرکے ان کو میٹنگ میں آنے پر آمادہ کیا۔ آخرکار مودودی صاحب بھی میٹنگ میں آگئے۔ میٹنگ میں دیوبندیوں سے علامہ سید سلیمان ندوی مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی۔ مفتی محمد شفیع صاحب مولانا شمس الحق افغانی۔ مولانا خیر محمد صاحب مولانا احمد علی صاحب لاہوری وغیرہ۔ اہلحدیث سے مولانا داؤد غزنوی۔ مولوی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ وغیرہ۔ بریلویوں سے مولانا عبدالحامد بدایونی مولانا ابوالحسنات۔ شیعہ میں سے کفایت حسین صاحب اور مولوی جعفر گوجرانوالہ وغیرہ شریک ہوئے۔ جن کی مجموعی تعداد اکتیس تھی۔ اجلاس کی کارروائی مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی نے شروع کی اور دو تجویزیں پیش کیں۔

(۱) ایک یہ کہ اجلاس ہر روز ایک ہوگا یا دو

(۲) دوسری یہ کہ صدر جلسہ ہر جلسہ میں تبدیل ہوگا یا ایک ہی ہوگا۔ ابھی کوئی نہیں بولا تھا کہ مودودی صاحب فوراً بولے کہ میں آ تو گیا ہوں۔ مگر پہلے انکار کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ لیکن میں جماعت اسلامی کی پوزیشن آپ کو بتلادوں وہ حکومت پاکستان کو تسلیم ہی نہیں کرتی ہے اور آپ اس حکومت سے ہی دستور اسلامی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں آپ اس میں شریک نہ سمجھیں۔

یہ سن کر سب پریشان ہو گئے۔ کہ اگر مودودی صاحب اٹھ کر چلے گئے تو صبح اخبارات کی پہلی سرخی یہ ہوگی کہ اکتیس علماء کی جنرل میٹنگ میں پہلے ہی دن پھوٹ پڑ گئی اور لیاقت علی خاں کی بات سچی ہو جائے گی۔ سوچا کہ یہ صورت پیدا نہ ہونے دی جائے اور مودودی صاحب سے کہا کہ آپ شریک ہو جایئے ہم آپ کو شریک کرنے کی خاطر دستور اسلامی کا مطالبہ نہیں کرتے۔ صرف اسلامی اصولوں پر بحث کرکے یہ اعلان کر دیں گے کہ اگر دنیا کے کسی خطہ پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو، تو وہ ایسا قانون بنائے۔

مودودی صاحب نے فرمایا کہ پھر میں شریک ہوتا ہوں، حوالہ کے لئے مولانا تھانوی کا رجسٹر دیکھئے تو مودودی صاحب کی وجہ سے اکتیس علماء کے بورڈ نے حکومت پاکستان سے براہ راست دستور اسلامی کا مطالبہ نہیں کیا۔"

(ترجمان اسلام ۱۲ جنوری ۱۹۶۸ء)

مولانا محمد علی کی تقریر

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

# نوکروڑ غریب مزدور اور کسان اگر سوشلزم یا کمیونزم کی گود میں چلے گئے تو اس کی ذمہ داری حجرہ نشین مولوی پر عائد ہوگی

## آج کل کے جاگیردار اور سرمایہ دار جس وقت انگریز کے گھوڑوں کی مالش اور جوتوں پر پالش کر رہے تھے علماء اس وقت انہیں مسلمان باقی رکھنے کی فکر میں تھے

### فورٹ سنڈیمن کے عظیم اجتماع سے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کا خطاب

(مرتبہ: عبدالغفور حنفی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام فورٹ سنڈیمن)

فورٹ سنڈیمن۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے جماعت کے اراکین اور ایک عام خطاب میں فرمایا۔

کیا وجہ ہے کہ ہم پریشان ہیں اور تمام ملک میں گاؤں گاؤں کے لوگوں سے اپیل کرتے پھر رہے ہیں کہ آئیں اور متفقہ طور پر ایک عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں۔ یہ ایک درد ہے جس سے ہم بیتاب ہیں۔ کیونکہ پاکستان کو بائیس سال ہو گئے ہیں لیکن اس کی نظریاتی اساس پر کوئی کام نہیں کیا گیا۔ پاکستان اسلام کے جذبے کے تحت وجود میں آیا۔ ہم کسی کی نیت پر شبہ نہیں کرتے، تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ برصغیر کے دس کروڑ مسلمان اسلام کی حکومت کے لئے جمع ہوئے تاکہ وہ دینی زندگی اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق بسر کر سکیں۔ مجھے نہایت دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ان بائیس سالوں میں خاص قسم کی ثقافتی ترقی کے سوا کچھ نہیں ہوا۔ سب سے بڑا المیہ یہ ہے، کہ ہم نے اپنا اصلی مقصد نظر انداز کر کے اس کی مخالف سمت اپنا سفر اختیار کر چکے ہیں۔

## ۴۷ء تا ۶۹ء کے حالات

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان بنا تو اتنی بے حیائی، فحاشی عریانی، اختلاط مرد و زن، کلب ناچ، سینما وغیرہ خرافات نہیں تھے۔ اس کے بعد ۱۹۵۷ء تک بھی حالت اتنی خراب نہیں تھی، ۱۹۵۸ء کے بعد تو وہ طوفان بدتمیزی برپا ہوا کہ ایک شریف اور حساس مسلمان کو پناہ نہیں ملتی۔ گذشتہ غلطیوں کی تلافی کے بجائے نوکر شاہی کو چھٹی دے دی گئی۔ بددیانتی، رشوت چور بازاری، سیاسی اور معاشی استحصال عام ہو گیا۔ برسر اقتدار طبقہ کے فکر و عمل کا مرکز کرسی کا تحفظ اور بقا بن گیا اور غریب عوام کو غربت و افلاس کے غاروں میں دھکیل دیا گیا۔ اب اگر یہ غریب مزدور اپنا حق مانگتے ہیں تو سامراج کے حلیف چلانے لگتے ہیں اور اسے سوشلزم اور کمیونزم کا نام دینے لگتے ہیں۔ سرمایہ داری کا کوئی ردعمل تو ضروری ہے۔ اور وہ سوشلزم ہے۔ سوشلزم کے مقابلہ میں ہمیں اسلامی معاشی نظام پیش کرنا ہے اور لوگوں کو یقین دلانا ہے کہ یہ نظام سوشلزم سے کہیں بہتر ہے۔ میں علماء کرام اور خصوصاً حجرہ نشین مولویوں سے کہتا ہوں کہ وہ میدان میں اتریں اور سیاست کو شجر ممنوعہ نہ سمجھیں۔ اگر انہوں نے آج غریب مزدوروں اور کسانوں کو سوشلزم یا کمیونزم سے نہ بچایا تو نو کروڑ غریب مسلمانوں کے سوشلسٹ یا کمیونسٹ ہونے کی تمام تر ذمہ داری حجرہ نشین مولویوں پر عائد ہوگی

## ہمارا فریضہ

ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم صرف پاکستان میں نہیں، عالم اسلام بلکہ ساری دنیا میں قرآن اور سنت کی حکومت قائم کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔ اگر ہم صحیح معنوں میں مسلمان ہیں تو ہمیں اس کی کوئی فکر نہیں ہونی چاہیئے کہ اس عظیم مقصد کے حصول میں ہمیں کیا قربانی دینا ہوگی۔ مومن کو موت و حیات سے بے نیاز ہو کر یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ اگر میری زندگی اسلام کی سربلندی کے لئے مفید ہے تو زندہ رہوں۔ اگر میرا مرجانا اسلام کے لئے کارآمد ثابت ہو سکے تو میں مرجاؤں۔

## علماء اور پاکستان

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ علماء نے پاکستان نہیں بنایا، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر علماء کی صد سالہ جدوجہد نہ ہوتی تو پاکستان کبھی نہ بن سکتا تھا۔ انگریزی دور کے تشدد میں ڈیڑھ صدی تک اسلام کو کس نے زندہ رکھا۔ مولوی اس وقت مسلمانوں کو مسلمان باقی رکھنے کی فکر میں تھا اور بھیک مانگ کر طلبہ دین کو تربیت دے رہا تھا۔ جبکہ آج کل کے جاگیردار اور سرمایہ دار انگریز کے جوتوں کی پالش اور گھوڑوں کی مالش کر رہے تھے، جس کے صلے میں انہیں جاگیریں ملیں۔ اور وہ خان بہادر، سردار اور جاگیردار بنے یہی لوگ انگریز کی خدمت رہے۔ جب پاکستان بنا تو یہ سیاست کو اپنی وراثت سمجھنے لگے۔ اور آج کہتے ہیں کہ مولوی کا سیاست سے کیا کام ہے۔ وہ مسجد اور حجرے میں اپنے مشاغل جاری رکھے۔ جب مولوی فرنگی سامراج کے خلاف برسر پیکار تھا۔ یہ اس کے خدمت گذار تھے۔ آج بھی وہ دین و سیاست کی جدائی کے تصور کی حمایت کر رہے ہیں۔ اگر مولوی چاہتا تو وہ بھی جاگیردار بن سکتا تھا۔ لیکن اس نے انتہائی نازک دور میں بھی اسلام کی خدمت جاری رکھی۔ اسے برسر عام تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ عمر قید کی سزائیں دی گئیں۔ گوناگوں ظلم و ستم ڈھائے گئے۔ لیکن وہ اللہ کے دین کی عظمت کے لئے سر سے کفن باندھ کر جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہا۔ اسلام کی مخالفت جعفر و صادق نے نہیں کی بلکہ یہ سعادت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ کی قسمت میں تھی۔ اگر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی یہ مساعی مشکور جاری نہ رہتیں تو وہ لوگ جنہوں نے اسلام کے نام پر مسلمانوں کو جمع کیا اور پاکستان بنانے میں کامیاب ہوئے، ہرگز کامیاب نہ ہوتے۔ اسلام کا یہ جذبہ مسلمانوں کے دل میں کس نے باقی رکھا؟ آپ خود فیصلہ کریں کہ پاکستان کی بنیاد میں علماء کا کتنا حصہ ہے؟

## نظریۂ پاکستان کی تکمیل

جب پاکستان کے حصول کے لئے اسلام کا نعرہ بلند کیا گیا، تو اللہ اور رسولؐ کے مقدس نام پر مسلمانوں نے جان مال اور آبرو لٹا کر پاکستان بنایا۔ لیکن کتاب و سنت کی حکومت کا جو وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کو طاق نسیاں پر رکھ دیا گیا۔ بائیس سال ہو گئے لیکن اسلام کا قانون نافذ نہیں ہوا آج بھی بعض لوگ حصول اقتدار کے لئے پھر اسلام کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ ان کے جعلی اسلام سے ہوشیار رہیں، اور ان کے فریب میں ہرگز نہ آئیں ؎

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دھوکا دیتے ہیں یہ بازی گر کھلا

حال ہی میں ڈیموکریٹک پارٹی بنی ہے اور اسلام اور پاکستان کے استحکام پر نعرے لگاتی ہے۔ اس قسم کی پارٹی بنانے والوں کے اعصاب پر مغرب کا جنون اس حد تک سوار ہے اور امریکی سامراج سے اس حد تک متاثر ہیں کہ وہاں کی پارٹیوں کے نام سے جماعتیں بناتے ہیں۔ کسی زمانہ میں یہاں ایک ری پبلکن پارٹی بھی بنی تھی

جس کا حشر آپ نے دیکھا۔

## مغربی جمہوریت اور اسلام

ڈیموکریٹک پارٹی اور اس کی حلیف جماعتیں جمہوریت کو اپنا نصب العین سمجھتی ہیں۔ مغربی جمہوریت میں اکثریت کا فیصلہ ہر حال میں تسلیم کرنا ہوتا ہے۔ اگر اکثریت کا فیصلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہوا تو ہم جمہوریت کے نام پر اسے تسلیم کر سکتے ہیں؟ مثلاً اگر قاتل کے ورثا مقتول کو معاف کر دیں تو ہائیکورٹ اسے معاف نہیں کرتی۔ زنا جو رضامندی سے کیا ہو، کوئی جرم نہیں۔ کیا یہ اسلام کے خلاف سازش نہیں؟ ہماری جمہوریت تو یہ ہے کہ جو اختیار اللہ نے اپنے بندوں کو دیئے ہیں۔ ان پر شورہ کر کے فیصلہ کریں۔ جو اس کے خلاف ہو، وہ قابل قبول نہیں۔ اخبارات میں اسلامی حکومت کا اعلان کرنے والے اسلام پر خود عمل پیرا نہیں ہوتے۔ جب وہ اپنی ذات پر جو ایک معمولی سا ملک ہے، اسلام نافذ نہیں کر سکتے تو کل برسر اقتدار آ کر ایک بڑے ملک میں اسلامی قانون کس طرح نافذ کریں گے۔

## آمریت اور اسلام

اسلام کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے اسلام قیامت تک قائم رہے گا۔ بڑے بڑے آمر اور جابر جنہوں نے اسلام کے خلاف محاذ بنایا خود تباہ ہو گئے، اسلام باقی ہے۔ پاکستان میں سکندر مرزا، ایوب خاں ختم ہو گئے لیکن اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری حقیر مساعی کو اللہ تعالیٰ قبول فرمالے تو اس کا احسان ہوگا، اور ہمارے لئے ذریعہ نجات ہوگا۔ اگر ہم یہ کام نہ کریں تو کسی دوسرے سے یہ کام لیا جائے گا۔ آپ اپنی وسعت کے مطابق اسلام کی خدمت کریں تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ آمریت سے بالکل خائف نہ ہوں کہ حق ہمیشہ غالب رہے گا۔

## مودودی، اسلام اور سامراج

گول میز کانفرنس کے موقع پر جب میں نے ایوب کے سامنے ۱۹۵۱ء کے علماء کرام کے متفقہ ۲۲ اصولوں کے تحت آئین بنانے اور مسلمان کی تعریف کا مطالبہ پیش کیا تو اس وقت مودودی اور ان کے تمام حواری خاموش رہے۔ جو یہاں اسلام اسلام کی رٹ لگا رہے ہیں۔ مودودی صاحب نے اسلام کو ایک نئے رنگ میں پیش کیا ہے۔ جس پر وہ بڑا فخر کرتے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ انبیاء اور اصحاب رسول کے متعلق ان کے کیا خیالات ہیں۔ اور وقت آنے پر وہ اسلام کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ یہ سب ڈھونگ ہے۔ جس شخص کا منتہائے مقصود کرسی ہو، اس نے اسلام کی کیا خدمت کرنی ہے۔ اس کے علاوہ امریکی ہو یا یہودی، ان کے معاون ہیں مودودی صاحب نائیجیریا، انڈونیشیا، متحدہ عرب جمہوریہ اور دوسرے عرب ممالک پر مغربی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے خلاف تو جہاد نہیں کرتے بلکہ انہیں بدنام کرنے کے لئے سید قطب قسم کے آدمیوں پر ظلم و ستم کے مفروضے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ قطب اسلام کا دشمن تھا۔ اپنی

ایک کتاب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ:۔ "اسلامی تاریخ کا وہ منحوس دن تھا جس دن حضرت عثمان خلافت پر متمکن ہوئے"۔ مودودی کی خلافت وملوکیت بھی اسی کا چربہ ہے۔ قطب نے جمال عبدالناصر کے خلاف سازش کی۔ ایک دفعہ اسے معاف کر دیا گیا۔ دوسری بار وہ غداری کے الزام میں سزائے موت کا مستحق ٹھہرایا گیا اور اسے پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ چونکہ وہ مودودی کا حلیف تھا۔ اس لئے مودودی کو بڑی تکلیف ہوئی۔ اور اس نے جمال عبدالناصر پر کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا

انڈونیشیا کے سوئیکارنو نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں پاکستان کے لئے کیا کچھ نہیں کیا؟ لیکن مودودی جماعت اس کی مخالفت کرتی رہی اور اسے گن گن کر گالیوں سے نوازا گیا۔

نائیجیریا میں الحاج ابوبکر اور احمد دبیلو کو شہید کر دیا گیا۔ الحاج ابوبکر نے سات لاکھ عیسائیوں کو مسلمان کیا۔ آقا کی ناراضگی کے خوف سے مودودی نے کبھی ان کے حق میں کلمۂ خیر نہیں کہا۔ آج اگر وہ عرب دشمن پالیسی کو ترک کر دیں۔ امریکی اور یہودی سامراج کا بالواسطہ تحفظ چھوڑ دیں۔ ویت نام پر امریکی پالیسی کی مکمل مخالفت شروع کر دیں، تو میں ان سے اختلاف کرنا چھوڑ دوں گا۔ اتنی طویل بحث سے میری مراد آپ حضرات پر پاکستان اور اس کے نظریے کی حفاظت کے علمبرداروں کا پول کھولنا تھا، تاکہ آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔ میں یہاں پہلی بار آیا ہوں۔ یہاں کے ذہن عجیب وغریب ہیں اہم مسائل پر علماء کرام کو پوری طرح متوجہ ہونا چاہیئے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور خلفائے راشدین کی زندگی کا مطالعہ کریں کہ انہوں نے کس طرح دین وسیاست کا رابطہ قائم رکھا۔ اس کے علاوہ سب بیکار باتیں ہیں۔ کسی ایک شق کو مکمل اسلام سمجھنا بالکل خود فریبی ہے۔

## چاند

تسخیر قمر کے بارے میں کسی نے سوال کیا، تو آپ نے فرمایا، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں مسلمان اس قدر ترقی کر جائیں جتنی کہ غیر مسلموں نے کی۔ اور آپ چاند پر انسان کی رسائی کے متعلق مذبذب ہیں۔ ہم نے تو چودہ سو سال کی جنگ جیت لی۔ اسلام نے تسخیر کائنات کا تصور پیش کیا۔ اسلامی نظریے کے مطابق انسان جسم کے ساتھ آسمان پر جا سکتا تھا۔ لیکن غیر مسلموں نے اس کی پر زور تردید کی۔ آج ہم نے ان کا نظریہ قبول کر لیا ہے اور وہ ہمارے تصور کے قائل ہو گئے۔ ایسی چہ بوالعجبیست ان باتوں میں الجھنے کی کوشش نہ کریں۔ تسخیر قمر کوئی قرآن وحدیث کے خلاف نہیں۔ انسان اسباب کے بل بوتے پر وہاں پہنچ سکتا ہے۔

## دعوتِ عمل

میں علماء کرام اور تمام مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اس ملک میں کتاب وسنت کی حکومت قائم کرنے کے لئے ہمارے ساتھ جدوجہد کریں اور اسلام کے نام پر اقتدار کی ہوس رکھنے والوں کی حوصلہ شکنی کریں۔ اگر ہماری انتہائی کوشش کے باوجود اسلام کا نظام حیات قائم نہ ہوا، تو ہم اسے حکمت الٰہی سمجھیں گے۔ ہم عمل پر مکلف ہیں۔ نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔ اس مشن کی تکمیل کے لئے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت اختیار کریں۔ کیونکہ یہ جماعت ملک میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلامی آئین کے نفاذ کی علمبردار ہے

## قرارداد

جمعیۃ علماء اسلام فورٹ سنڈیمن کا یہ اجلاس مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کی دینی، ملی اور ملکی خدمات کو دل سے خراج تحسین پیش کرتا ہے، اور ملک میں اسلامی نظام کو رائج کرنے کے سلسلے میں ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتا ہے۔ ملک میں اسلامی معاشی نظام کو پیش کرنے میں ان حضرات کی علمی کاوشوں کا بیحد ممنون ہے اور اپیل کرتا ہے کہ جلد از جلد مفصل طور پر شائع کرنے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت سے نجات ملے۔

یہ اجلاس سامراجی ایجنٹوں اور اتحادی مولویوں کے اس گھناؤنے جھوٹے پروپیگنڈوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جو بلا وجہ اکابر علماء کو بدنام کرنے کی سعی مشکور کر رہے ہیں۔

## صدر یحییٰ خاں کے نام پر ناظم مرکزیہ کا تار

گذشتہ دنوں امریکہ کے صدر رچرڈ ایم نکسن کی پاکستان میں آمد کے موقع پر جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ نے درج ذیل تار روانہ کیا:۔

"آپ امریکہ کے صدر کو ہمارے جذبات سے آگاہ فرما دیں کہ ہم امریکہ کی یہود نوازی اور عرب دشمنی کی شدید مذمت کرتے ہیں"

عبدالواحد

(ناظم کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ)

## مولانا ہزاروی کا دورہ گوجرانوالہ

گوجرانوالہ۔ جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ ۲۶ اگست بروز منگل شام کو سرگودھا سے گوجرانوالہ تشریف لائیں گے ۲۷ اگست بروز بدھ دن کو گوجرانوالہ قیام فرمائیں گے بعد ازاں رات کو جلسہ عام میں تقریر کریں گے۔ ۲۸ اگست شام تک راولپنڈی پہنچیں گے۔

اکرم شاہد ناظم نشریات۔

# سوڈانی حکومت کو کمیونسٹ کہہ کر مذہبی تنازعہ بھڑکانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں

## صدر ناصر عربوں کی جدید انقلابی تحریک کے عظیم قائد ہیں

## نئی حکومت کمیونسٹ نہیں ہے، وزیر اعظم عوامن اللہ کا بیان

بیروت ۔ ۹۔ اگست ۔ سوڈان کے وزیر اعظم جناب ابابکر عوامن اللہ نے ہفت روزہ "السیاد" میں شائع ہونے والے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ سوڈان کی نئی حکومت کمیونسٹ نہیں ہے ۔

سوڈان کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ حکومت کو کمیونسٹ کہنے والے لوگ یہ تاثر دے کر کہ ہم لامذہب ہیں، مذہبی تنازعہ بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ ۲۵ مئی کے انقلاب میں کمیونسٹوں نے کوئی حصہ نہیں لیا اور نہ ہی پہلے سے یہ معاہدہ تھا کہ دو کمیونسٹ وزیر حکومت میں شامل کئے جائیں گے ۔ ان دونوں کو ان کی قابلیت اور حب الوطنی کی وجہ سے کابینہ میں شامل کیا گیا ہے ۔

انہوں نے کہا کہ امہ پارٹی دائیں بازو کی جماعتوں کے ساتھ مل کر حکومت کے خلاف کام کر رہی ہے ۔ حکومت کا تختہ الٹنے کی بھی سازش کی گئی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انقلاب دشمن سازشیوں نے اسلحہ کے ذخیرے کیوں جمع کئے تھے ۔ انہوں نے بتایا کہ اکثر سازشی گرفتار کر لئے گئے ہیں اور ان پر مقدمہ چلایا جائے گا ۔

مسٹر عوامن نے مزید کہا کہ امریکہ اور دوسری سامراجی طاقتیں اس سازش کے پیچھے ہیں ۔

سوڈانی وزیر اعظم نے کہا کہ ایک قومی ترقی پسند محاذ قائم کرنے کے لئے زبردست کامیابی ہوئی ہے ۔ متحدہ عرب جمہوریہ سے سوڈان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک دوسرے کی مساوی طور پر ضرورت ہے ۔ انہوں نے صدر ناصر کو عربوں کی جدید انقلابی تحریک کی عظیم شخصیت قرار دیا ۔

## ہم اپنے علاقے دشمن سے آزاد کرا کے رہیں گے

### ۔۔۔۔ قاہرہ ریڈیو

قاہرہ ۔ ۹۔ اگست ۔ قاہرہ ریڈیو نے کل ایک نشریہ میں کہا ہے کہ اسرائیل کو ۵۰ فینٹم طیارے فراہم کرنے کے امریکی فیصلے سے عربوں کو مرعوب کر کے جھکنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ۔

طیاروں کی فراہمی کے منصوبے کی اطلاع قاہرہ کے روزنامہ الجمہوریہ میں شائع ہوئی ہے ۔ لیکن واشنگٹن نے تا حال اس کی تصدیق نہیں کی ۔ اس اطلاع سے مشرق وسطیٰ میں امریکہ کے خلاف شدید غیظ و غضب کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔ ریڈیو قاہرہ نے متنبہ کیا ہے کہ اگر فینٹم طیارے اس خیال سے فراہم کئے جا رہے ہیں کہ عرب اپنے مقبوضہ علاقوں کو دشمن سے آزاد کرانے سے باز آ جائیں گے تو یہ امریکہ کی بھول ہے ۔

ریڈیو نے مزید کہا ہے کہ امریکہ میں ۱۰۰ اسرائیلی ہوا بازوں کی تربیت اس بات کا مزید ثبوت ہے کہ امریکہ مشرق وسطیٰ میں جنگی سرگرمیوں کو تیز کرنے کی مساعی کی حمایت کر رہا ہے ۔

## عبد المنان ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ زراعت پشاور

## ڈویژن کی نازیبا گفتگو پر مسلمانان بفہ و پکھلی

## کی طرف سے برطرفی کا مطالبہ

مسلمانان بفہ علاقہ پکھلی حکومت کی توجہ عبد المنان ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ زراعت پشاور ڈویژن کو گذشتہ ہفتہ ٹاؤن سینٹ ہال میں مولانا محمد ابراہیم صاحب خطیب جامع مسجد انارکلی لاہور پر حملہ کرنے اور وہاں مولانا محمد ابراہیم صاحب کی بے عزتی کرتے ہوئے مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر حکومت مارشل لاء سے اور پشاور ڈویژن کے کمشنر صاحب کی توجہ دلاتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ عبد المنان مذکور کے خلاف تحقیق کر کے اس کو ملازمت سے فوراً برطرف کیا جائے کیونکہ اس نے اپنے سرکاری دوروں میں مودودی جماعت کا پروپیگنڈا کرتے ہوئے علماء اسلام جو مودودی کے غیر اسلامی تحریروں کے مخالف ہیں، ان کو جگہ جگہ گالیاں دیتا ہے ۔ اور یہ سرکاری دوروں میں T.A وصول کر کے زراعت اور کاشتکاروں کے مفاد کے خلاف مودودی جماعت کا پروپیگنڈا کرتا ہے ۔ اس وجہ سے اس کو سرکاری ملازمت سے برطرف کیا جائے ۔ اور ایک عالم دین پر حملہ آور ہو کر اس کو بے عزت کرنے کے متعلق مقدمہ چلایا جائے کہ اس نے سرکاری حیثیت کو غلط اور خلاف قانون استعمال کیا ۔

یہ تجویز یا مطالبہ جامع کلاں بفہ میں میاں عبد القیوم کی جانب سے اور بفہ خورد میں مولانا عبد الودود خطیب جامع مسجد بفہ خورد نے پڑھ کر سنائی، جس پر عام لوگوں نے بہت جوش و خروش سے تائید کر کے حکومت کی توجہ دلانے پر زور دیا ۔

(میاں عبد القیوم بفہ ضلع ہزارہ)

## سیالکوٹ میں

ترجمان اسلام و خدام الدین کا تازہ پرچہ حافظ عبد الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام جنڈیل موم سے حاصل کریں۔

## بقیہ ۔۔۔ مودودی صاحب کا کردار

حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب اس وقت بھی اسلام کے معاملہ میں سچے نہ تھے اور نہ اب سچے ہیں ۔ گول میز کانفرنس میں مودودی صاحب سے اسلام کی توقع رکھنا خام خیالی ہے ۔ اب پاکستان کے اسلام پسند عوام، مزدور، کسان سب پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مودودی صاحب کی پالیسی بالکل مغربی طرز کی ہے ۔ اور اب اس کو چھپانے کے لئے اپنے مخالفین پر الزامات تراشیوں اور فتویٰ بازیوں کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے ۔

## بقیہ ۔ متحدہ عرب جمہوریہ کی اقتصادی ترقی

اس کی جنس کی پیداوار اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ملکی ضرورتیں پوری ہونے کے علاوہ ملک اب اس پوزیشن میں ہے کہ مال برآمد کرے ۔ اس طرح سے چاول کی پیداوار میں حیرت انگیز اضافہ کیا گیا ہے اور ملکی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد ملک کے پاس ...... ٹن چاول برآمد کیا جائیگا اسی طرح ملک میں سائٹرس پھلوں (سنگترہ، موسمی، مالٹے اور لیموں وغیرہ) کی پیداوار میں ۱۰۰ ہزار ٹن زیادہ پیداوار ہوئی ہے ۔ اس طرح سبزی کی پیداوار میں ملکی پیداوار میں کہیں زیادہ پیداوار حاصل ہوئی ہے

قومی معیشت پر غیر معمولی دباؤ پڑنے کے باوجود ہنگامی حالات کے ہوتے ہوئے پیداوار میں اس قدر اضافہ حاصل کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ ملک کے لوگوں نے اس بات کا فیصلہ کر رکھا ہے، جہاں وہ لوگ میدان جنگ میں شکست تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ۔ وہاں وہ دشمن سے مقبوضہ علاقہ خالی کرانے کا عزم محکم کئے ہوئے ہیں اور اساسی نشانہ کے حصول کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے اور زیادہ سے زیادہ عرق ریزی کرنے کے لئے سینہ سپر ہیں ۔ حق تو یہ ہے کہ ملک نے صنعتی اور زراعتی پیداوار میں ہمہ گیر ترقی کر کے ان افراد کے دعووں کو مٹی میں ملا کر رکھ دیا ۔ جو افراد ۱۹۶۷ء کی شکست کے بعد یہ کہنے لگے تھے کہ جون ۱۹۶۷ء کی جنگ نے متحدہ عرب جمہوریہ کی نہ صرف کمر توڑ کر رکھ دی ہے بلکہ اقتصادی، فوجی اور سیاسی طور پر ملک کو اس قدر لاغر اور ناتواں بنا کر رکھ دیا ہے کہ اب اس کے زندہ رہنے کی کوئی امید نہیں رہی ۔ یہ بحران کی وجہ سے دم توڑ دیگا ملک کی معاشی صورت حالات اس قدر ابتر ہو گئی کہ متحدہ عرب جمہوریہ کو کارخانے بند کرنے پڑیں گے ۔ اور اس بات کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ ملک صنعتی یا زراعتی شعبوں میں کوئی ترقی کر سکے ۔ جس کی زندگی پر شکست ہو، جس کی آئندہ سانسوں کے متعلق کوئی امید نہیں تھی، اس ملک کی طرف سے اس قدر ہمہ گیر ترقی کرنا اس بات کی علامت ہے کہ متحدہ عرب جمہوریہ کی صالح اور انقلابی حکومت کی زیر سرکردگی ملک کسی بھی شکست اور مشکل کے سامنے سرنگوں ہونے کے لئے تیار نہیں ۔ بلکہ اس نے فقید المثال قوت عمل، عرق ریزی اور جانفشانی کر کے نئے مستقبل کو تراش لیا ہے ۔ (بشکریہ مدینہ بجنور)

# ملتان کے شب و روز

گذشتہ دنوں میں بڑی گرما گرمی رہی۔ مولانا ضیاء القاسمی ضمانت پر رہا ہو کر پہلی بار ایک دن کے لئے ملتان تشریف لائے تو ان کے اعزاز میں استقبالیہ تقریبات کا سلسلہ چلا۔

ارجنٹائن میں رہنے والے ایک سابق عراقی صاحب تشریف لائے تو انہوں نے موجودہ عرب حکومتوں کے خلاف خوب خوب زہر اگلا۔ اس سلسلہ میں شہر بھر میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور یہ شبہ کیا جانے لگا کہ یہ صاحب کہیں کسی عرب دشمن طاقت کے ہاتھوں میں تو نہیں کھیل رہے۔

غرضیکہ ملتان کی یہ سرگرمیاں سیاسی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کی ایک اجمالی رپورٹ ملتان کے اخبارات سے اور بعض سیاسی کارکنوں کی تحریروں سے اخذ کر کے ذیل میں دی جا رہی ہیں۔

(رانا وکیل احمد ناصر)

---

ملتان ۱۰ اگست۔ جمیعۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ مفتی محمود نے کہا ہے کہ جب تک ملک کے ۹۵ فیصد عوام کا اقتصادی معاشی اور مذہبی استحصال جاری رہے گا، پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ملک کے ۹۵ فیصد محنت کشوں کو منظم کر کے ان کے حقوق دلائے جائیں اور اسلامی آئین کے نفاذ کی جنگ ان گیارہ کروڑ عوام کی مدد سے لڑی جائے۔

مفتی صاحب آج صبح مدرسہ قاسم العلوم میں مولانا ضیاء القاسمی کے اعزاز میں ترتیب دی جانے والی ایک دعوت استقبالیہ سے خطاب کر رہے تھے۔ اس تقریب میں تحفظ ختم نبوت اور بزم ضیاء کے ارکان شہر کے مشہور علماء اور معززین نے شرکت کی۔ مفتی محمود نے کہا کہ آج ملک کی ایک عظیم اکثریت زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے۔ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں نے ان سے احساس وطنیت کو بھی چھین لیا ہے۔ وہ ان کے ظلم و تشدد کی چکی میں پستے ہیں اور اپنے وطن میں ہی خود کو بے یار و مددگار محسوس کرتے ہیں۔ ان کی بات پوچھنے والا کوئی نہیں۔ ظالم جاگیرداروں کے ہاتھوں مظلوم کسانوں کی نہ عزت محفوظ ہے اور نہ جان و مال، وہ جو چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں۔

مفتی صاحب نے کہا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج نام نہاد مذہبی رہنما اور خود ساختہ لیڈر مٹھی بھر سرمایہ داروں کے ایجنٹ عوام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ جیسے بھی کوئی آواز عوام کے مفاد میں اٹھتی ہے اور مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ملک کی اکثریت کو اسلام کے مطابق ان کے حقوق دو، اور ملک میں اسلامی مساوات رائج کرو، تو ان نام نہاد رہنماؤں اور مذہبی ٹھیکیداروں کا اسلام خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ دوسری طرف ۲۲ سال سے ملک میں سرمایہ دار عوام کا خون چوس رہا ہے اور ہر قسم کی بے دینی کو فروغ دے رہا ہے۔ لیکن ان رہنماؤں کی آنکھوں پر پٹی بندھی رہی۔ اور انہوں نے اس ظلم کے خلاف کبھی آواز بلند نہ کی۔

مفتی صاحب نے کہا کہ پاکستان میں سرمایہ داروں کی سازشیں ناکام ہو کر رہیں گی۔ اور اسلامی مساوات کا نظام قائم ہو کر رہے گا۔ ان سے قبل مولانا ضیاء القاسمی نے کہا کہ اس وقت علماء حق کا اولین فریضہ یہ ہے کہ وہ سامراج کے ایجنٹوں کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں اور اسرائیلی گماشتوں کی سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔ انہوں نے اس امر پر گہرے افسوس کا اظہار کیا کہ امریکہ کے بھیجے ہوئے لوگ پاکستان میں عربوں کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ایسے لوگوں کا محاسبہ کیا جائے اور تحقیقات کی جائے کہ یہ لوگ ایسے حالات میں پاکستان کیوں آتے ہیں جبکہ عالم عرب اسرائیل کے خلاف فیصلہ کن جنگ لڑ رہا ہے اور عالم عرب کو قدم قدم پر پاکستانی اور دیگر ممالک کے مسلمانوں کی حمایت کی ضرورت ہے۔ آخر میں آزادی کشمیر و فلسطین اور عالم اسلام کی فتح و نصرت کے لئے دعا مانگی گئی۔

(امروز ملتان)

---

ملتان ۸ اگست۔ آج ملتان کی قریباً ایک سو مساجد میں یوم فلسطین اور یوم دعا منایا گیا۔ نماز جمعہ کے خطبات میں اسرائیل کے خلاف عربوں کی حمایت کی گئی اور عوام پر زور دیا گیا کہ وہ فلسطین کی آزادی کے لئے عربوں سے پر خلوص تعاون کریں۔ اس موقع پر قرار دادیں بھی منظور کی گئیں۔ جن میں مقبوضہ عرب علاقوں سے اسرائیل کے انخلاء کا پرزور مطالبہ کیا گیا اور عربوں کو پوری حمایت کا یقین دلایا گیا۔

قرار دادوں میں ان عناصر کی مذمت کی گئی۔ جو عربوں کے خلاف نفرت پھیلا رہے ہیں۔ نیز حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ عربوں کی پرزور امداد کرے۔

مفتی محمود نے یوم فلسطین کے سلسلہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سامراجی طاقتوں نے اسرائیل کا ناسور قائم کیا اور سامراجی طاقتوں نے عربوں پر حملہ کے دوران اسرائیل کی امداد کی۔ انہوں نے کہا کہ اب بھی اسرائیل فلسطینی مہاجرین کے کیمپوں پر اندھا دھند بمباری کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیت المقدس صرف دس کروڑ عربوں کی میراث نہیں، بلکہ ۷۰ کروڑ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے۔ اس لئے بیت المقدس اور دیگر مقبوضہ عرب علاقوں کو آزاد کرانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو رضا کار مشرق وسطیٰ جا کر یہود کا مقابلہ کرنا چاہیں۔ انہیں سفر کی اجازت اور سہولت دی جائے انہوں نے کہا کہ عربوں کے خلاف پروپیگنڈا بند کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان اسلامی نظریہ حیات کے لئے وجود میں آیا تھا۔ اس لئے ملک میں اسلامی اقدار رائج کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔ (امروز ملتان)

---

ملتان ۹ اگست۔ جن علماء حق کی کوششوں سے برطانوی سامراج کا دیو استبداد کچلا گیا اور وطن عزیز کو آزادی ملی۔ آج انہی علماء ربانی کی جد و جہد اور کاوشوں سے پاکستان میں سرمایہ داری اور جاگیرداری کا سفینہ ڈوبے گا اور گیارہ کروڑ محنت کش عوام اسلامی مساوات و اخوت کی حقیقی روح سے آشنا ہو کر عزت کی زندگی گذاریں گے۔ اور پاکستان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا دور پلٹ آئے گا۔ یہ بات تنظیم اہلسنت والجماعت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد ضیاء القاسمی نے کہی۔ مولانا قاسمی آج شام بزم ضیاء کے عصرانہ کی تقریب میں تقریر کر رہے تھے۔ جو ان کے اعزاز میں ترتیب دی گئی تھی۔ پیر رفیع الدین شاہ ایڈووکیٹ نے سپاسنامہ پیش کیا۔ جس کے جواب میں مولانا قاسمی نے کہا کہ برطانوی سامراج کے خلاف جنگ آزادی میں علماء امت نے جو قربانیاں پیش کیں۔ ان کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ علماء امت نے آزادی وطن کے گلستان کو اپنے خون سے سینچا۔ اور برطانوی سامراج ان کی مساعی کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ اور وطن عزیز کو اس کے چنگل سے آزادی ملی۔

مولانا قاسمی نے کہا کہ آج بھی وطن عزیز کی خدمت کے لئے علماء حق سربکف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج علماء اور محنت کشوں کے اتحاد سے سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور سامراج کے ایجنٹوں کے محل لرز اٹھے ہیں اور وہ لرزہ براندام ہیں۔ یہ علماء حق کے خلاف الزام تراشی اور دشنام طرازی کی مذموم مہم چلا رہے ہیں۔ لیکن ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ اب علماء کرام کی کاوشوں سے سرمایہ داری اور جاگیرداری کا سفینہ غرق ہو گا۔ اور پاکستان کے بارہ کروڑ عوام کو صحیح معنوں میں آزادی نصیب ہو گی۔

مولانا نے جمیعۃ علماء اسلام کے موقف کی پرزور تائید کرتے ہوئے کہا کہ میں جمیعۃ کا ایک ادنیٰ کارکن ہونے کی حیثیت سے مفتی محمود، جمیعۃ علماء اسلام کے اکابر کی قیادت میں اسلام کی سربلندی اور عوام کے حقوق کے لئے جد و جہد کرنا باعث افتخار سمجھتا ہوں۔ تقریب کے صدر مفتی محمود نے کہا۔ کہ ۲۲ سال سے ہمارے ملک کے کروڑوں محنت کشوں کے جذبات سے کھیلا جا رہا ہے۔ اور آج ملک کی عظیم اکثریت کو مذہب کے نام پر لوٹا جا رہا ہے۔ سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور سامراج کے گماشتوں نے ملی بھگت سے کروڑوں محنت کشوں کی زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم کر رکھا ہے لیکن یہ مذاق اب زیادہ دیر تک برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

مفتی صاحب نے کہا کہ جمیعۃ علماء اسلام نے غریب عوام کے حقوق کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور وہ اسلامی اصولوں کے نفاذ اور ملک میں اسلامی مساوات و اخوت کے قیام کی جد و جہد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گی۔

مفتی صاحب نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ سرمایہ داروں کے خریدے ہوئے چند خود ساختہ لیڈر اور مذہبی رہنما جمیعۃ کے خلاف الزام تراشیوں میں مصروف ہیں اور وہ جمیعۃ کے اکابر کو کمیونزم کا طعنہ دیتے ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ اگر غریب عوام کے حقوق کے لئے جد و جہد کرنا اور اسلامی اصولوں کے مطابق محنت کشوں کو ان کا حق دینا اور حق کا مطالبہ کرنا

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

کمیونزم ہے تو پھر کوئی بھی اس الزام سے نہیں بچ سکتا، اور جمعیۃ کے اکابر اس الزام سے انکار کے اظہار کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ آج اسرائیلی ایجنٹ پاکستان میں عربوں کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے میں معروف ہیں اور عربوں کے خلاف ایسے وقت میں شور مچا رہے ہیں۔ جبکہ وہ براہ راست سامراج سے ٹکر لے رہے ہیں۔ اسرائیلی جارحیت سے برسرپیکار ہیں۔ ایسے وقت میں مصر، شام، عراق، فلسطین اردن، الجزائر اور یہاں کی مجاہد تنظیموں الفتح اور العاصفہ کے خلاف الزام تراشی کی مہم سے صرف اسرائیل ہی کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ اسرائیلی ایجنٹ چاہتے ہیں کہ مسلمانانِ عالم کی توجہ اسرائیلی مظالم سے ہٹا دی جائے اور عربوں کو دوسرے مسلمانوں کی ہمدردیوں سے محروم کر دیا جائے

مفتی صاحب نے کہا کہ اب پاکستان کے عوام سامراج کے ان ایجنٹوں سے باخبر ہو چکے ہیں اور وہ ان کے ہتھکنڈوں میں نہیں آئیں گے۔ مفتی صاحب نے امریکہ سے آئے ہوئے ایک "عراقی" عالم کے مدیہ کی بھی مذمت کی۔ اور کہا کہ وہ عربوں کے فرضی مظالم کی داستانیں سنا کر پاکستانیوں اور عربوں کے درمیان نفرت کے بیج بو رہے ہیں۔ اور یہ بات پاکستان اور عربوں کے تعلقات پر براہ راست اثر انداز ہوگی۔ مفتی صاحب نے ایسے عناصر کے فوری محاسبہ کا مطالبہ کیا۔

مفتی صاحب نے لائل پور کے ان سرکاری افسروں کی بھی مذمت کی جنہوں نے گذشتہ دنوں علماء کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا اس سے قبل آج صبح مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مولانا قاسمی کے اعزاز میں عصرانہ ترتیب دیا گیا۔ جس میں ممتاز علماء نے شرکت کی۔ (امروز ملتان)

## شیخ یعقوب کی رپورٹ

اخبار صوت الاسلام ارجنٹائن کے مدیر ساطع الجمیلی ملتان آئے ہوئے تھے۔ جو کہ خواجہ مظفر محمود صاحب اور ان کے صاحبزادے خواجہ مسعود نے جمعیۃ علماء اسلام کے قائد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو خاص دعوت دی۔ حضرت مفتی صاحب نے مہمان کی دلجوئی کے پیش نظر ملاقات کا وعدہ کر لیا۔ لیکن بعد میں مختلف اخبارات میں جمیلی صاحب کی تقاریر پڑھیں تو معلوم ہوا کہ جمیلی صاحب تو عربوں کو بدنام کرنے کی مہم پر درآمد کئے گئے ہیں۔ اس لئے مفتی صاحب نے شامل ہونے سے معذرت فرما دی۔

ساطع الجمیلی صاحب نے شام کو ایک اجتماع سے خطاب کیا جس کے جماعت اسلامی کے منتظم خصوصی بنے ہوئے تھے جمیلی صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز ہی متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر جمال عبدالناصر کے خلاف دشنام طرازی سے کیا۔ اور شام و عراق کے ایسے واقعات بیان کئے۔ جو نہایت گمراہ کن اور بے بنیاد تھے۔ اس کا اثر حاضرین پر یہ ہوا کہ ہر شخص نے محسوس کیا کہ عربوں پر خود عرب حکمران بے حد ظلم کر رہے ہیں۔

اس اجلاس میں مجلس اصلاح معاشرہ کے صدر حکیم سید انور علی شاہ صاحب بھی موجود تھے۔ انہوں نے اجلاس کے بعد خواجہ مظفر محمود اور ان کے صاحبزادے کو بتایا کہ جمیلی صاحب نے ایک رخ پیش کیا ہے۔ ضرورت ہے کہ وہ لوگ جو مصر وغیرہ کا دورہ کر چکے ہیں۔ ان کے روبرو کوئی مجلس مذاکرہ منعقد ہو۔ مولانا ضیاء القاسمی صاحب اپنی حالیہ گرفتاری کے بعد ملتان تشریف لائے تو ان کے اعزاز میں مجلس تحفظ ختم نبوت اور بزم ضیاء نے دعوتوں کا بندوبست کیا تھا۔ جمعیۃ علماء اسلام ملتان شہر نے بھی ان کے اعزاز میں ایک ناشتہ کی دعوت ترتیب دی۔ اس دعوت میں حکیم صاحب موصوف بھی تشریف لائے اور انہوں نے مجلس میں ہی یہ تجویز رکھی۔ کہ جمیلی صاحب سے مذاکرہ کیا جائے۔ ان کے بیانات سے عربوں کے خلاف یقیناً غلط فہمیوں کی فضا قائم ہوئی ہے مفتی صاحب چونکہ عرب ممالک کا دورہ کر چکے ہیں اور بہت سے واقعات ان کے علم میں ہیں۔ اُدھر جمیلی صاحب کو بھی عرب ہونے کا دعویٰ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک مجلس مذاکرہ منعقد کی جائے۔

ڈاکٹر احمد حسین کمال نے کہا کہ اگر تو مقصود مناظرہ ہے تو اس کا فائدہ نہیں اور اگر حقیقت حال معلوم کرنا مطلوب ہے تو اس کی صورت یہ ہونی چاہیئے کہ ۱۰ آدمی جمعیۃ علماء اسلام کے اور ۱۰ دوسرے شہریوں کی موجودگی میں مجلس مذاکرہ منعقد ہو تاکہ بات اطمینان اور تسلی سے ہو سکے۔ حکیم صاحب نے یہ تجویز مان لی اور جمیلی صاحب کے میزبان خواجہ مظفر محمود صاحب سے رابطہ قائم کر کے ان کے سامنے مجلس مذاکرہ کی تجویز رکھی اور بہت کوشش فرمائی کہ جمیلی صاحب مجلس مذاکرہ میں شریک ہوں۔ مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا اس کے بعد جمیلی صاحب ملتان سے روانہ ہو گئے مگر جاتے وقت جمیلی صاحب مباہلہ کی دعوت دے گئے جسے مفتی صاحب نے تسلیم کر لیا ہے۔ اب جمیلی صاحب کا فرض ہے کہ وہ مباہلہ کے لئے ملتان آئیں۔ اگر وہ عربوں کو بدنام کرنے کے لئے سفر کی صعوبت برداشت کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ عربوں کے متعلق صحیح حالات کا تجزیہ کرنے اور پاکستان کے ۱۲ کروڑ مسلمانوں کے اطمینان کے لئے ایسی مجلس مذاکرہ یا مجلس مباہلہ میں شریک ہوں۔

اگر انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا تو پاکستان کے ۱۲ کروڑ عوام یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ جمیلی صاحب امریکہ کی طرف سے پاکستان آئے تھے تاکہ عربوں کو بدنام کیا جائے۔ اور پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں میں اپنے مظلوم عرب بھائیوں کے لئے جو بے پناہ ہمدردی اور اخوت کا جذبہ موجزن ہے اُسے ٹھنڈا کیا جا سکے۔

# ساطع الجمیلی کے دورۂ پاکستان کا خرچ کون برداشت کر رہا ہے؟

## پاکستان میں عربوں کے خلاف نفرت انگیز مہم

## الجمیلی کے گمراہ کن رویہ کے سبب مفتی محمود نے ان سے ملاقات نہ کی

## مفتی محمود نے الجمیلی کی دعوت مباہلہ قبول کر لی

ملتان ۱۲ اگست۔ جمعیۃ علماء اسلام ملتان کے ناظم عمومی مولانا محمد یعقوب نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ ارجنٹائن کے رسالہ صوت الاسلام کے ایڈیٹر مسٹر ساطع الجمیلی نے پاکستان میں عربوں کے خلاف نفرت انگیز مہم شروع کر رکھی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مولانا مفتی محمود نے ان سے ملاقات نہیں کی۔ مولانا یعقوب نے کہا ہے کہ ساطع الجمیلی پاکستان میں گمراہ پروپیگنڈے ہیں اور مفتی محمود صاحب کے بارے میں غلط بیانی کر رہے ہیں

انہوں نے کہا کہ خواجہ مظفر محمود کے بار بار اصرار کے باوجود مفتی صاحب نے اجلاس میں جو من گھڑت اور فرضی داستان بیان کی جس سے ملتان کے لوگ اور خاص طور پر علماء کرام کو گمراہ ہونے سے بچا لیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مجلس اصلاح معاشرہ ملتان کے صدر حکیم سید انور شاہ کی تجویز پر ۱۰ اگست کو مفتی صاحب نے دینی جماعتوں کے نمائندوں کی موجودگی میں مذاکرات کی پیشکش قبول کر لی تھی۔ لیکن حکیم صاحب نے جب الجمیلی صاحب سے رابطہ قائم کیا تو جمیلی صاحب نے مجوزہ مذاکرات سے انکار کر دیا۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ جمیلی صاحب نے مفتی صاحب پر الزام لگایا ہے کہ انہوں نے اپنی خدمات کے صلہ میں حکومت مصر یا کسی اشتراکی ملک سے رقم یا معاوضہ حاصل کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مفتی صاحب نے دعوت مباہلہ قبول کر لی ہے۔ کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ مفتی صاحب نے حکومت مصر یا کسی اشتراکی ملک سے کوئی معاوضہ حاصل کیا ہے۔ مفتی صاحب ... صرف اسلام اور امت مسلمہ کی بے لوث خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جمعیۃ کی طرف سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ جمیلی صاحب بتائیں کہ وہ کس کے خرچ پر پاکستان کا دورہ کر رہے ہیں اور عربوں کے بارہ میں معاندانہ پروپیگنڈا کرتے پھر رہے ہیں اور ارجنٹائن میں وہ کس خدمات پر مامور ہیں؟ صوت الاسلام اخبار کس کی مدد سے چلا رہے ہیں؟ جب تک یہ بزرگ اپنی پوزیشن واضح نہیں کرتے ان کے بیانات کسی عرب دشمن طاقت کے اشارے کے سوا اور کیا سمجھے جا سکتے ہیں؟

# مسلمانوںؓ کی باہمی زندگی کا نقشہ

## قسط ۲

حفاظت کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جامع ارشاد ہے :۔

"مسلمان وہ ہے جس ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں"

یہ صحیح بخاری کی ایک روایت ہے دوسری میں ہے کہ لوگوں نے دریافت کیا کہ اللہ کے رسول! سب سے اچھا مسلمان کون ہے؟ فرمایا :۔

"جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں"

یعنی جو مسلمان اپنے ہاتھ اور زبان سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہیں پہنچاتا وہی سب سے بہتر مسلمان ہے۔

### حقوق

حقوق کے بارے میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :۔

"ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ جب اس سے ملو تو سلام کرو۔ جب مدد کے لیے پکارے تو لبیک کہو۔ جب تم سے خیر خواہی کا طالب ہو تو اس کی خیر خواہی کرو۔ جب چھینکے اور چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہو۔ جب بیمار پڑے تو اس کی بیمار پرسی کرو اور جب وفات پا جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو جاؤ" (مسلم)

پڑوسیوں کے ساتھ خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، ایک مسلمان کو جس طرح پیش آنا چاہیے اس کی وضاحت کے لیے چار حدیثیں کافی ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں :۔

ما زال جبریل یوصینی حتی ظننت انه سیورثه (بخاری)

ترجمہ: جبریل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں برابر وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہو چلا کہ وہ اسے وارث بنا دیں گے

لا یدخل الجنة من لا یامن جاره بوائقه (مسلم)

ترجمہ: جس شخص کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے محفوظ نہ ہو، وہ جنت میں نہ جائے گا۔

لیس المومن بالذی یشبع وجاره جائع الی جنبه (مشکوٰۃ)

ترجمہ: یہ بات ایمان کے منافی ہے کہ کوئی شخص پیٹ بھر کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوک سے کروٹیں بدل رہا ہو۔

ایک حدیث میں پڑوسی کے حق کے متعلق پوری تفصیلات پیش کی گئی ہیں، فرمایا :۔

"کیا تم جانتے ہو پڑوسی کا کیا حق ہے؟ اگر تم سے مدد چاہے تو اس کی مدد کرو۔ اگر تم سے قرض مانگے تو قرض دو۔ اگر محتاج ہے تو اس کو سامان بہم پہنچاؤ۔ مریض ہے تو اس کی عیادت کرو۔ مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔ اسے کوئی اعزاز ملے تو مبارکباد دو۔ مبتلائے مصیبت ہو تو ہمدردی کرو۔ اپنی عمارت کو اس قدر اونچا نہ بناؤ کہ اس کے مکان کی ہوا رک جائے مگر ہاں اس کی اجازت سے۔ اس کو تکلیف نہ دو۔ پھل خریدو، تو اس کو ہدیۃً بھیجو۔ اگر ایسا نہ کر سکو، تو چھپا کر لاؤ۔ لیکن تمہارے بچے اس کو لے کر باہر نہ نکلیں کہ اس (پڑوسی) کی اولاد کو رنج و تکلیف پہنچے گی"

پھر آپ نے فرمایا :۔

"تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ پڑوسی کے حق کو پورا پورا وہی ادا کر سکتا ہے جس پر اللہ مہربان ہو"

مسلمانوں کے باہمی حقوق کے سلسلہ میں ایک رہنمائی یہ بھی کی گئی ہے کہ ہر مسلمان اپنی اچھی دعاؤں میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو شریک کر لیا کرے۔ قرآن مجید کی تعلیم فرمائی ہوئی اکثر دعاؤں میں جمع کے صیغوں کے استعمال کا یہ بھی ایک سبب ہے۔ قرآن مجید میں ایسی دعائیں بہت سی ہیں جن میں سے ایک درج ہے۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار (آمین)

# جذباتِ صادقہ

مولانا محمد الیاس صاحب خطیب مسجد پٹولیاں لاہور

یہ رو کر میں نے اک دن التجا کی    خداوندا! تیری رحمت کہاں ہے؟

مسلماں اس قدر مظلوم کیوں ہیں؟    روا کیوں ان پہ جورِ آسماں ہے؟

پریشاں حال ہیں پیر و جواں سب    یہ کیا ان پہ بلائے ناگہاں ہے؟

سکوں ان کا تو عنقا ہو چکا تھا    مگر اب زندگی بار گراں ہے؟

اُداسی شام بن کر چھا گئی ہے،    وہ امید وں کا دن ان کا کہاں ہے؟

کہاں گلشن میں نغمہ ریزیاں ہیں    زباں پہ اب تو بس آہ و فغاں ہے؟

جسے دیکھو وہی ہے کشتۂ غم!    نہ کوئی خوش ہے نہ کوئی شادماں ہے؟

مصائب کی ہزاروں بجلیاں ہیں    مگر خرمن بس ان کا ہی مکاں ہے؟

ادھر قبرص میں بھی ہے قافیہ تنگ    ادھر کشمیر بھی ننگِ جہاں ہے،

فلسطینی مہاجر دل گجریاں،    یہاں بھارت میں مسلم نوحہ خواں ہے

بہار ان پر نہیں آتی کہیں سے،    مسلط ہو چکی ان پہ خزاں سب ہے،

خداوندا تو ان پر رحم کر دے    ترا دریائے رحمت بیکراں ہے،

ہے ارفع وہم کی پرواز سے تو    مگر پھر بھی ہر اک شے میں عیاں ہے

# ندا

ندا آئی کہ پہنچی تیری آواز    کہ اس میں سوز و سازِ دل نہاں ہے

مرے بندے میری رحمت تو ہے عام    مگر اب لینے والا ہی کہاں ہے؟

میرا قرآں ہے بہ نذرِ طاقِ نسیاں    حدیث و فقہ اک بارِ گراں ہے

تلاوت کی جگہ اخبار نے لی    بس اب ناول ہی تو وردِ زباں ہے

مساجد سے کہاں ہے اب تعلق    سینما پر ہجوم عاشقاں ہے

ثقافت نے نئی راہیں سجھائیں    کہ بھنگڑا ناچ اب قومی نشاں ہے

صلوٰۃ و صوم کا تو ذکر ہی کیا    تصورِ دین کا ہی بس گراں ہے

ہے مذہب آج کا ڈیموکریسی    مخالف لاکھ گو اس کا قرآں ہے

بظاہر نام تو اسلام کا ہے    ولیکن عشقِ امریکہ نہاں ہے

ہے تحریری دعا و مکر ایسا    کہ اس کے سامنے روئی چیاں ہے

عطاء اللہ کے غداروں سے یاری    زمین و آسماں حسرت کناں ہے

نہ صدیقیؓ صداقت اب ہے باقی    نہ فاروقیؓ عدالت کا نشاں ہے

کہاں پر اب حیا و شرمِ عثمانؓ    شجاعت حیدریؓ بھی اب کہاں ہے؟

بلالؓ و جعفرؓ و خالدؓ کا ساولہ    مسلمانوں کے سینوں میں کہاں ہے؟

کہاں میرے پیمبر کے صحابہؓ؟    کہاں یہ آج کل کا نوجواں ہے

بزرگوں سے نہ مذہب سے ہے الفت
نہ شوقِ دین نہ فکر آسماں ہے

সাপ্তাহিক
তরজুমানেই ইসলাম
লাহোর
WEEKLY REGD. L. No. 7152
TARJUMAN E ISLAM
LAHORE

# مدرسہ مظہر العلوم (حمادیہ) منزل گاہ سکھر (رجسٹرڈ) کی نئی عمارت کا

# سنگِ بنیاد اور سہ روزہ کانفرنس

مورخہ: ۲۹، ۳۰ جمادی الثانی و یکم رجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۲، ۱۳، ۱۴ ستمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار بمقام مدرسہ ہذا

جس میں

- حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی
- حضرت مولانا مفتی محمود صاحب (امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام)
- حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی (ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام)
- حضرت مولانا خواجہ انیس اللہ صاحب خطیب جامع مسجد نواب باڑی ڈھاکہ مشرقی پاکستان (متوقع) (ناظم عمومی مغربی پاکستان جمعیۃ علماء اسلام)
- استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد علی المدنی مدرسہ اشرف العلوم شکار پور (سندھ)
- حضرت مولانا حافظ محمود اسعد صاحب سجادہ نشین درگاہ امروٹ شریف
- حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری سرپرست مدرسہ ہذا
- حضرت مولانا عبد الکریم صاحب قریشی (بیر شریف خلیفہ حضرت امروٹی) امیر جمعیۃ علماء اسلام خیرپور ڈویژن (سندھ)

کے علاوہ دیگر مشاہیر علماء کرام، مشائخ عظام و رہنمایان جمعیۃ کثیر تعداد میں شرکت فرمائیں گے۔

نوٹ: کانفرنس جمعہ کی نماز سے شروع ہو کر انشاء اللہ تین رات مسلسل جاری رہے گی۔

## اراکینِ مدرسہ مظہر العلوم (حمادیہ) منزل گاہ سکھر

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

## خیر اُمت

مسلمان اِس لئے ہے کہ اپنی خدمات اور قربانیوں سے تمام انسانوں اور مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچائے، اور عدل و انصاف کے قوانین نافذ کرانے میں جدوجہد کرے، فسق و فجور اور ظلم و تعدی کی جڑیں اکھاڑ پھینکے

چنانچہ ارشاد ربانی ہے :-

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ

---

تم سب سے بہتر جماعت ہو، تم انسانوں کے نفع کے لئے پیدا کئے گئے ہو، اچھی باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور خدا پر ایمان و یقین رکھتے ہو۔

نیز خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے :- إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ

(یعنی) اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم کرتا ہے اور رشتہ داروں کی امداد کا حکم کرتا ہے اور بری باتوں سے منع کرتا ہے۔

(از حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

جمعہ، ۲۳ مئی ۱۹۶۹ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ۔ قیمت ۲۵ پیسے جلد ۱۲ شمارہ ۱۹

# درسِ قرآن

(از قطب زمان حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

برادرانِ اسلام! اکثر مسلمان خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ مگر کما حقہٗ پہچانتے نہیں۔ اسی لئے جو تعلق اللہ تعالےٰ سے بندے کو رکھنا چاہیئے دوسروں سے بھی رکھ لیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عقیدۂ توحید میں شرک مل جاتا ہے۔ حالانکہ نجات آخرت کے لئے عقیدۂ توحید کا خالص ہونا ضروری ہے۔ اب اللہ تعالےٰ کی چند صفات عرض کر دیتا ہوں۔ جن کا تسلیم کرنا ایک مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے۔

## اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے

قولہ تعالیٰ۔ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (سورہ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸)

ترجمہ:۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا۔

## اللہ تعالیٰ سارے جہان کا مالک ہے

قولہ تعالیٰ:۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ (سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶)

ترجمہ:۔ اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

## نفع اور نقصان فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

قولہ تعالیٰ:۔ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ (سورہ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچا دے تو اس کے سوا اسے پھیرنے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔

## رزق کی کشادگی اور تنگی فقط اللہ کے اختیار میں ہے

قولہ تعالیٰ:۔ اَللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ (سورۃ رعد رکوع ۳ ۔ پارہ ۱۳)

ترجمہ:۔ اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے

## بیمار کو اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے

قولہ تعالیٰ:۔ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ۔ (سورۃ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹)

ترجمہ:۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

## اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اولاد نہیں دے سکتا

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ (سورۃ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵)

(ترجمہ) آسمانوں اور زمین میں اللہ کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

# درسِ حدیث

مولانا محمد عبداللہ صاحب بھکر

## حکایات و روایات

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نے حکایات و روایات کے عنوان سے یہ دو واقعے روانہ فرمائے ہیں۔ اگر مولانا اس سلسلہ کو جاری رکھ سکیں تو قارئین کے لئے بہت مفید ہوگا۔ (ادارہ)

ایک آدمی راستہ چلا جا رہا تھا۔ اُسے سخت پیاس لگی۔ چلتے چلتے اُسے ایک کنواں ملا، وہ اس کے اندر اترا اور پانی پی کر باہر نکل آیا۔ کنوئیں کے اندر سے نکل کر اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہے، جس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور پیاس کی شدت سے وہ کیچڑ کھا رہا ہے۔ اس آدمی نے دل میں کہا کہ اس کتے کو بھی پیاس کی ایسی ہی تکلیف ہے جیسی کہ مجھے تھی، اور وہ اس کتے پر رحم کھا کر پھر اس کنوئیں میں اترا اور اپنے چمڑے کے موزے میں پانی بھر کر اس نے اس کو منہ سے تھاما، اور کنوئیں سے نکل آیا۔ اور اس کتے کو اس نے وہ پانی پلا دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی اس رحمدلی اور محنت کی قدر فرمائی اور اسی عمل پر اس کی اس رحمدلی اور اس محنت کی قدر فرمائی اور اسی عمل پر اس کی بخشش کا فیصلہ فرما دیا۔ بعض صحابہ نے حضورؐ سے یہ واقعہ سن کر دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جانوروں کی تکلیف دور کرنے میں بھی ہمارے لئے اجر و ثواب ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں! ہر زندہ اور تر جگر رکھنے والے جانور (کی تکلیف دور کرنے) میں ثواب ہے۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ (بخاری و مسلم)

---

حضرت بکر بن عبداللہ المزنیؒ فرماتے ہیں کہ ایک قصاب تھا، جو اپنے ہمسایہ کی کنیز پر عاشق تھا۔ ایک دفعہ وہ لونڈی کسی کام کی غرض سے دیہقانی کے ہاں جا رہی تھی کہ وہ بھی اس کے کھیت میں گیا اور جا کر اُس سے لپٹ گیا۔ اس کنیز نے کہا۔ کہ میں تجھ کو نہایت پسند کرتی ہوں اور تم سے بڑھ کر تمہاری محبت رکھتی ہوں۔ لیکن حق تعالےٰ سے ڈرتی ہوں۔ اس نے کہا۔ جب تو خدا سے ڈرتی ہے تو میں کیوں نہ ڈروں۔ اس قصاب نے توبہ کی اور واپس آگیا۔ راہ میں اس پر پیاس اس قدر غالب ہوئی کہ اسے ہلاک ہو جانے کا خطرہ تھا۔ ایک شخص جو پیغمبر وقت کا قاصد تھا اور کسی کام کو جا رہا تھا۔ اثنائے راہ میں اسی قصاب سے ملا اور پوچھا کہ تجھ پر آفت آئی ہے۔ قصاب نے جواب دیا۔ پیاس سے بیتاب ہوا جاتا ہوں۔ اس قاصد نے کہا کہ آؤ میں اور تم دعا کریں کہ جب تک ہم شہر میں پہنچیں۔ ابر ہم پر سایہ کئے رہے۔ قصاب نے کہا کہ میں تو عابد نہیں ہوں کہ میری دعا قبول ہو، البتہ تم دعا کرو میں آمین کہتا ہوں۔ الغرض اس قاصد نے دعا کہنی شروع کی اور قصاب آمین کہنے لگا۔ دعا مانگتے ہی بادل آگیا اور ان کے سروں پر سایہ کیا۔ یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ پہنچے۔ جہاں ان دونوں نے آپس میں جدا ہونا تھا۔ بادل قصاب کے ساتھ چلنے لگا اور وہ قاصد آفتاب کی تمازت میں مبتلا ہوا۔ اس نے قصاب سے کہا کہ اے جوان تو تو کہتا تھا کہ میں عابد نہیں۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ بادل تیرے ہی لئے تھا۔ اپنا حال مجھ سے بیان کر۔ قصاب نے کہا کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں سوائے اس کے کہ جو توبہ میں نے کی۔ اور وہ بھی اسی لونڈی کے کہنے سے۔ اس قاصد پیغمبر نے کہا۔ بیشک ایسا ہی ہے۔ حق تعالےٰ کے نزدیک جو مقبولیت تائب کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

جمعہ ۲۳ رمئی ۱۹۶۹ء ۵ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

جاری کردہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ

سرپرست

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگرانِ اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

نگران

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

ایڈیٹر

احمد حسین کمال

مرتب و انچارج

حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲

شمارہ ۱۹

فی پرچہ

۲۵ پیسے

## بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم اور مشہور دینی درسگاہ جامعہ حمیدیہ سرائے مغل لاہور کے صدر مولانا محمد اکرم صاحب کے برادر اکبر الحاج صوفی محمد اسلم صاحب سلطان فونڈری والے ۸ رمئی بروز جمعرات بعد نماز مغرب اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

صبح تہجد کی نماز کے وقت آپ کو دل کی تکلیف لاحق ہوئی، جو آخر جان لیوا ثابت ہوئی۔ مرحوم سرگرم دینی و سماجی کارکن، با اخلاق و نیک سیرت اور دینی درد رکھنے والے متدین بزرگ تھے۔ دینی خدمات اور تبلیغی تحریکات میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ اور زندگی کا بیشتر حصہ انہی سرگرمیوں میں گذرا۔ اسی لئے حضرت صوفی صاحب مرحوم کے ملک کے دینی و تبلیغی حلقوں سے گہرے مراسم، قریبی تعلقات اور مضبوط روابط تھے۔ اکابر علماء دیوبند سے آپ کو والہانہ عشق اور لگاؤ تھا۔ چنانچہ شیخ الطریقت حضرت مولانا رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور ملک و ملت کے دیگر ممتاز علماء کرام و مشائخ عظام کا جب بھی لاہور میں ورود مسعود ہوتا تو ان کی میزبانی کا شرف اکثر آپ ہی کے حصہ میں آتا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

صوفی صاحب مرحوم کی پیدائش ۱۹۱۴ء امرتسر میں ہوئی۔ آپ کے والد مرحوم نے ۱۹۲۰ء میں بٹالہ ضلع گورداسپور میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ تقسیم ملک تک وہیں قیام رہا۔ اس دوران مجلس احرار اور ختم نبوت کی تحریکوں میں شرکت فرماتے رہے۔ جب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت جہاد لی، جس میں لاکھوں فرزندانِ توحید شریک ہوئے، اس میں صوفی محمد اسلم صاحب مرحوم بھی شریک تھے۔ امیر شریعتؒ، قاضی احسان احمد صاحب، مولانا محمد علی صاحب اور دیگر اکابرین سے اسی زمانہ سے تعلق تھا جسے آخر تک نبھایا۔

آپ نے اپنی زندگی میں جس طرح دینی و تبلیغی خدمات سرانجام دینے میں مثالی کردار کا مظاہرہ کیا، اسی طرح قومی فلاح و بہبود اور سماجی امور میں بھی آپ نے ہمیشہ بھرپور حصہ لیا۔ مفلس و نادار، غریب مردوں و عورتوں، یتیم بچوں اور معاشرہ کے دیگر معذور افراد کی امداد و اعانت اور خبر گیری آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔

آپ کی پوری زندگی زہد و تقویٰ اور امانت و دیانت کے سنہری اصولوں کا عملی نمونہ تھی۔ اور بلا مبالغہ پاکیزگی، اخلاق اور بلند ترکردار کے اعتبار سے آپ کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے داغِ مفارقت سے ملک کے دینی و تبلیغی حلقوں میں ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل سوگوار ہے۔ زندگی میں دو تین مرتبہ آپ کو دیارِ حبیب کی زیارت اور حج مبارک کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو والہانہ محبت تھی۔

اس کا اندازہ اس واقعہ سے فرمایئے کہ ۱۹۴۴ء میں صوفی صاحب مرحوم کے والد محترم اور برادر اصغر مولانا محمد اکرم صاحب فریضہ حج کی ادائیگی کے سلسلہ میں عرب تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ میں ریاض الجنۃ کے قریب ایک جگہ بنی ہوئی ہے، جہاں تلاوت کرنے والوں کے لئے کافی تعداد میں قرآن کریم رکھے رہتے ہیں۔ آپ کے والد (مرحوم) نے دیکھا کہ قرآن کریم اٹھانے والوں کے ہجوم سے گر جاتے ہیں۔ چنانچہ حج مبارک سے واپسی پر آپ کے والد مرحوم نے ایک بہترین مضبوط اور عمدہ قسم کا جنگلہ تیار کرنے کا حکم دیا، اور یہ سعادت مولانا محمد اکرم صاحب ہی کو نصیب ہوئی۔ آپ نے شب و روز کی محنت شاقہ کے بعد ایک بہترین اور نفیس پیتل کا جنگلہ تیار کیا۔ چنانچہ اگلے سال ۱۹۴۷ء میں حضرت صوفی صاحب مرحوم راستے کی مشکلات اور مختلف رکاوٹوں کے باوجود اسے مدینہ منورہ پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔

حکومت حجاز کی طرف سے اجازت حاصل ہونے میں بہت سی مشکلات درپیش آئیں۔ لیکن تائید ایزدی سے تمام مراحل طے ہو گئے۔ بلکہ حکومت کی طرف سے اشراک اور ظہر کے درمیان اہتمام سے ریاض الجنۃ کو خالی کرا دیا۔۔۔ اور پولیس کے حلقہ میں جنگلہ کی تنصیب کا کام شروع کیا گیا۔ روضۂ حبیب اور ریاض الجنۃ میں زیادہ سے زیادہ لمحات گذارنے کے لئے آپ نے گھنٹوں کا کام دنوں میں اور دنوں کا کام ہفتوں میں ختم کیا۔ اس طرح آپ کو ایک ماہ کے قریب دیارِ حبیب کے صبح و شام کے مناظر سے لطف اندوز ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

من از ذوقِ حضوری طول دادم داستانے را

آپ کی وفات پر تعزیت کرنے والوں میں ملک کی مختلف سیاسی، سماجی اور دینی جماعتوں اور تنظیموں کے تمام راہنما شامل ہیں جو دور دراز علاقوں سے اظہارِ تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ امیر جمعیۃ حضرت درخواستی مدظلہ خانپور۔ ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ملتان۔ مولانا عبید اللہ انور صاحب۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں۔ مولانا مفتی زین العابدین صاحب لائلپور۔ مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب ملتان۔ (باقی صفحہ ۹ پر)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

احمد حسین کمال

# مودودی صاحب نے گول میز کانفرنس میں اسلامی مطالبات کی حمایت کیوں نہیں کی؟

## عذرہائے لنگ کے سلسلے میں ایک اور عذر کا اضافہ

یاد ہش بخیر، گول میز کانفرنس میں مودودی صاحب نے مفتی صاحب کے پیش کردہ اسلامی مطالبات کی حمایت و تائید سے جو گریز کیا تھا۔ اس کی صفائی کے سلسلے میں ایک اور عذر ہفت روزہ آئین کی ۸ مئی ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں پیش کیا گیا ہے۔

مودودی صاحب نے اپنے صفائی کے بیان میں تو یہ عذر فرماتے تھے کہ وہ :-

اسلام کے مطالبات کو، دوسرے نزاعی مسائل کی سطح پر نہیں لانا چاہتے تھے۔

اور یہ کہ ان کے رد کر دیئے جانے کے اندیشہ کی وجہ سے ان کا یعنی اسلامی مطالبات کا پیش کرنا، ان کے نزدیک تدبر کے خلاف تھا۔

اس کے بعد ۲۰ اپریل کے "ایشیا" میں ایک صاحب نے اس عذر کا اضافہ کیا کہ، نوعیت کے اختلاف سے اسلام کا مطالبہ پیش کرنا تدبر کے خلاف ہے۔

یعنی :-

— اگر نزاعی مسائل موجود ہوں، تو اسلام کی بات نہیں کرنا چاہیئے۔

— اگر اسلامی مطالبات رد کرنے کا اندیشہ موجود ہو، تو اسلامی مطالبات پیش نہیں کرنا چاہیئے۔

— اگر نوعیت مختلف ہو گئی ہو، تو پھر بھی اسلامی مطالبات کو زبان پر نہیں لانا چاہیئے۔

لیکن

اب آئین کی تازہ اشاعت میں ایک صاحب نے یہ سراغ لگایا ہے کہ :-

۳۱ علماء کے منظور کردہ ۲۲ نکات، وفاقی اور پارلیمانی نظام کے مطالبہ کی نفی کرتے تھے۔

اور چونکہ ان صاحب کے نزدیک "مودودی صاحب سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے اسلام کے کسی معاملہ کو بھی سیاسی اسٹنٹ کے طور پر استعمال کرنا، بدترین قسم کی بددیانتی بلکہ بے ایمانی سمجھتے ہیں، وہ خوب سوچ سمجھ کر رائے قائم کرنے اور کسی خوف و لالچ کے بغیر اس کا اظہار کرنے کے عادی ہیں، انہیں اسلام کے لئے کارکردگی دکھا کر پیشہ ورانہ ضرورت پیدا نہیں کرنا تھی"۔

اس لئے انہوں نے مفتی صاحب کے پیش کردہ ۲۲ اسلامی نکات کی حمایت و تائید نہیں کی۔

یہ عذر کس حد تک مودودی صاحب کے بدنام زمانہ موقف کے حق میں جاتا ہے، اس کا اندازہ تو قارئین کرام ہی کر سکتے ہیں، ہمیں تو یہاں ایک بالکل ہی نیا انکشاف ہاتھ لگا ہے۔ اور اب معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ بارہ تیرہ سال سے کیوں مودودی صاحب اور ان کی جماعت مغربی جمہوریت کو ہی اسلام قرار دینے کے لئے کوشاں ہیں۔

جیسا کہ "آئین" کے قلمکار موصوف نے فرمایا ہے اور ۲۲ نکات کی چند دفعات کا حوالہ دے کر بتایا ہے کہ یہ مطالبات صدارتی اور وحدانی طرز حکومت کا رجحان رکھتے تھے، اس لئے انہیں ہمیشہ کے لئے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے مودودی صاحب نے ان کی حمایت و تائید نہیں کی۔

"آئین" کے یہ کالم نگار صاحب اور ان کے بقول مودودی صاحب، علماء کرام کے وقار کے بڑے حامی ہیں۔ اس لئے مودودی صاحب نے مفتی صاحب کی "دانشمندی" پر خاموشی کا پردہ ڈال دیا تھا۔

یعنی اصل میں تو مودودی صاحب، گول میز کانفرنس میں مفتی صاحب کے ان مطالبات کے جواب میں یہ فرمانے والے تھے۔ کہ ۳۱ علماء نے جو ۲۲ اسلامی نکات مرتب کئے تھے۔ وہ مغربی جمہوریت کی روح کے خلاف جاتے ہیں اور ہم یہاں گول میز کانفرنس میں، اس لیلائے جمہوریت کے مجنوں بن کر پہنچے ہیں۔ اس لئے ان نکات کے پیش کرنے کا یہ ہرگز موقعہ نہیں ہے۔

لیکن محض علماء کرام کے وقار کی خاطر مودودی صاحب خاموش رہے۔

۳۱ علماء میں سے بہت سے تو اب تک اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ لیکن ان میں سے حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کراچی اور چند ایک دوسرے جید علماء کرام اب بھی بفضلہ بقید حیات ہیں۔

وہی روشنی ڈال سکتے ہیں کہ آئین کے کالم نگار صاحب کا یہ فرمانا کس حد تک درست ہے کہ اب علماء نے ان ۲۲ اسلامی نکات کے بارے میں رائے بدل لی ہے اور پاکستان کے دستور کے لئے اب ان کی ضرورت نہیں رہی ہے۔

اب خالص برطانوی طرز کی پارلیمانی جمہوریت ہی اسلام کا سیاسی و حاکمانہ نظام قرار دے لیا گیا ہے۔

کالم نگار کو یہ بھی دعویٰ ہے کہ مفتی صاحب نے ان ۲۲ نکات کو پڑھا ہی نہیں۔ اگر پڑھا ہے تو سمجھا ہی نہیں ... ... ... ... ورنہ جس طرح ان صاحب نے پڑھا اور سمجھا ہے۔ اور پھر اسے رد و فرسودہ قرار دیا ہے۔ شاید اسی طرح مفتی صاحب بھی ان سے ہاتھ اٹھا لیتے۔ لیکن چونکہ مفتی صاحب نے ایسا نہیں کیا۔ اب اگر وہ انہیں پڑھنے اور سمجھنے کے مدعی بنتے ہیں۔ تو آئین کے ان قلمکار صاحب اور ان کی امت کے نزدیک ان کا مقام یہ ہے کہ :-

"وہ وہی پرانا کھیل کھیل رہے تھے۔ جو اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کر بیٹھ کر انہوں نے اسمبلی میں ایوب خاں کی حمایت کر کے کھیلا تھا!"

یہ ہے دراصل، ان کالم نگار صاحب کا آخری حربہ اور چونکہ خیر سے یہ صاحب جماعت اسلامی کے شعبہ پارلیمانی امور کے ناظم بھی ہیں۔ اس لئے، مودودی صاحب کی صفائی میں یہ پارلیمانی حربہ ہی استعمال کرنا چاہتے ہیں لیکن شاید وہ یہ بات بھول رہے ہیں کہ ایوب خاں کی حمایت کا احمقانہ سلسلہ شروع کرنے والی دراصل ان کی اپنی جماعت ہے،

جس نے قومی اسمبلی کے پہلے ترمیمی بل کی حمایت کرا کر ایوب خاں کے آئین اور اختیارات کی توثیق کی، اور اس کے ساتھ پاکستان میں اس ترمیمی بل کے ذریعہ غیر اسلامی مذاہب اور قرآن و حدیث کے خلاف اسلام کی تحریف کا قانونی دروازہ کھولا۔

جبکہ مفتی صاحب نے دوسرے ترمیمی بل کے حق میں، اپنی جماعت کی ہدایت پر ووٹ ڈال کر ملک کو ایک ایسے قائمقام صدر کے اقتدار و تسلط سے محفوظ و مصئون رکھنے کی سعی کی جو غیر مسلم اور اسلام دشمن ہو سکتا تھا۔

اگر مفتی صاحب کے ووٹ سے ایوب خاں کی حمایت کا کوئی پہلو نکلتا تھا، تو یہ اس خطرہ کے مقابلہ میں کہیں زیادہ بہتر تھا کہ :-

جس سے پاکستان پر کسی وقت ایسے قائمقام صدر کے مسلط ہو جانے کا امکان تھا۔ جس کے لئے مسلمان ہونے کی ہی شرط نہیں تھی۔

پھر اس ترمیمی بل سے ایوب خاں نے کوئی فائدہ اٹھایا ہی نہیں۔ اور میعاد گذرنے سے قبل ہی یعنی مارچ سے پہلے جنوری ۱۹۶۵ء میں صدارتی انتخاب کرائے گئے۔

جبکہ پہلے ترمیمی بل کی وجہ سے جس کی حمایت میں مودودی صاحب کے افراد پیش پیش تھے۔ ملک میں آج تک اسلام کے مخالف فرقوں اور لادینیت کے حامیوں کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے۔

جو چیز معاذ اللہ اسلام اور نظریہ پاکستان کی آزادانہ بیخ کنی کا موجب بنی۔ اس کا تو سرے سے ذکر نہیں۔

اور جس چیز پر سرے سے عمل ہی نہیں ہوا اور جو محض ایک پارلیمانی نکتہ تک محدود رہ گئی۔ اس پر یہ طومار۔

(باقی صفحہ ۹ پر، کالم ۱)

## حالات و واقعات

## ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے

# کیا علماء اسلام اشتراکیت اور سوشلزم کے حامی ہیں؟

## سامراجیوں کا غلط پروپیگنڈا اور اس کی حقیقت

(محمد حنیف سہارنپوری)

علماء اسلام کے نزدیک اسلام کے سوا نہ پہلے کوئی مقصد تھا اور نہ اب ہے ۱۸۱۸ء کے بعد سے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک اور پھر تحریک خلافت تک مغربی سامراج کو اس سرزمین میں جو غلبہ و اقتدار حاصل رہا ہے، اسے چیلنج کرنے والے یہی بوریہ نشین علماء تھے، جنھوں نے اسلام، وطن اور عوام کی آزادی کے لئے سب کچھ قربان کیا۔ مصائب و مشکلات سے گزرے، قید و بند کی تو حقیقت ہی کچھ نہیں وہ ہنستے مسکراتے ہوئے تختہ دار تک جا پہنچے۔

مغربی سامراج ان علماء حق کو کیسے برداشت کر سکتا تھا، اس نے ان کے خلاف باقاعدہ مہم چلائی، اور اس نے مخالفت ان لوگوں سے کرائی جو ایک طرف اسلام کا بلند بانگ دعویٰ بھی کرتے تھے اور دوسری طرف وہ اپنے مغربی آقاؤں کے ہاتھ بک چکے تھے۔ ان کے اشارۂ ابرو پر ناچتے تھے۔ لیکن الحمدللہ نہ مغربی سامراج اپنے ارادوں میں کامیاب ہو سکا اور نہ ہی اس کے حاشیہ بردار اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہوسکے۔ علماء آج بھی موجود ہیں اور انشاء اللہ رہتی دنیا تک موجود رہیں گے لیکن ان بوریہ نشین علماء حق نے آقایانِ فرنگ کو بیک بینی و دوگوش اس ملک سے نکال دیا۔ ان کی جدوجہد رنگ لائی اور یہ سرزمین مغربی سامراج کے ناپاک قدم سے پاک ہو گئی۔

### سامراجی کیمپ کی تازہ مہم

کچھ دنوں سے سامراجی مولویوں، کفش برداروں نے علماء اسلام کے خلاف نئی مہم شروع کردی ہے۔ اس نئی مہم کا نشانہ انہی علماء کو بنایا گیا، جن کے اکابر نے ایک طویل عرصہ تک جہاد آزادی لڑا اور مغربی سامراج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کو للکارا۔ اور جو آج بھی ان کی جانشینی کا صحیح حق ادا کر رہے ہیں۔

سامراجی کوچہ گردوں کے جب تمام حربے ناکام ہو چکے تو آخری حربہ علماء اسلام کے خلاف یہ ہاتھ آیا کہ یہ علماء جو قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں۔ جن کی زبانیں رات کو ذکر اللہ اور دن کو قال اللہ و قال الرسول کے نغموں سے تر رہتی ہیں۔ اشتراکی ہیں اور اشتراکیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔

علماء کی مخالفت ہر دور میں کسی نہ کسی گروہ کی طرف سے نت نئے نئے طریقے سے ہوتی رہی ہے، لیکن پاکستان میں مودودی صاحب اور ان کی جماعت بڑی شد و مد سے اس مخالفت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔ اس جماعت کے تمام رسائل و جرائد علماء اسلام کی مخالفت کے لئے وقف ہو چکے ہیں۔

علماء کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ سامراج اور ان کی تہذیب کے مخالف ہیں۔ اسی جرم کی پاداش میں سامراجی مولویوں کی طرف سے ان کو اشتراکیت کا طعنہ دیا جاتا ہے۔

### جمعیۃ علماء اسلام کا واضح مقصد

جمعیۃ علماء اسلام کا واضح اور بنیادی مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور کتاب و سنت پر مبنی اسلام کا قانون ہی اس ملک کی سلامتی کا ضامن ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی سامراجی کوچہ گرد غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے اکابرین جمعیۃ پر یہ الزام عائد کرتا ہے کہ یہ علماء اشتراکی ہیں اور اشتراکیت کی تبلیغ کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کے متعلق تو قرآن پاک کی یہ آیت پڑھ دینا ہی کافی ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین

البتہ بعض سادہ لوح مسلمان بھی اس غلط پروپیگنڈہ کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ان کی تسلی کے لئے اکابرین جمعیۃ کی تحریروں کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ ان کی تسلی کیلئے اکابرین جمعیۃ کی تحریروں سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

### اشتراکیت نہیں اسلام

پاکستان میں صحیح حکومت اسلامیہ برپا کرنا اور اسلامی عادلانہ نظام کے لئے ایسی کوشش کرنا جس سے باشندگانِ پاکستان ایک طرف انسانیت کش سرمایہ داری اور دوسری طرف الحاد آفریں اشتراکیت کے مضر اثرات سے محفوظ رہ کر فطری معاشرتی نظام کی برکتوں سے مستفید ہوسکیں۔

(دستور اساسی جمعیۃ علماء اسلام صلا)

### مشورہ

اگر آپ ملک کے موجودہ سیاسی حالات میں تبدیلی لانے کی غرض سے جمہوری نظام کے قیام کو ناگزیر سمجھتے ہیں تو اسے محض "جمہوریت" کے نام سے ہی قائم کیجئے، اسلامی کا اضافہ کرکے التباس پیدا نہ کیجئے۔ اسی طرح اگر آپ ملک کی معیشت پر غالب برطانوی امریکی سرمایہ دارانہ نظام کو سوشلزم کے اقتصادی طریق کے مطابق بدلنا چاہتے ہیں تو اسے بھی صرف سوشلزم کے نام سے تبدیل کیجئے، اس پر اسلامی کا اضافہ نہ کیجئے تاکہ التباس پیدا نہ ہو، اور ہر دو صورتوں میں یہ واضح رہے کہ اسلام کیا ہے؟ جمہوریت کیا ہے، سوشلزم کیا ہے؟

(اسلام، سوشلزم اور جمہوریت ص۹)

### جمہوریت، سوشلزم، دونوں غلط

جمہوریت اور سوشلزم دونوں ہی اصطلاحیں اسلام پر چسپاں کرنا کسی اعتبار سے درست نہیں۔ اسلام صرف اسلام ہے نہ وہ جمہوریت ہے نہ سوشلزم۔ اس لئے کہ اسلام میں مساوات و حقوق کا نظریہ خواہ سیاسی بنیادوں پر ہو یا معاشی بنیادوں پر، جمہوریت و سوشلزم کے نظریات سے قطعی مختلف ہے۔ اسلام میں انسانی مساوات کا تصور "خدائے واحد کی بندگی کے عقیدہ" پر اور معاشی حقوق کا تصور "خدائے رزاق کی ملکیت ارض و سما کے عقیدہ پر ہے۔

لیکن نہ جمہوریت ہی "خدائے واحد کی بندگی کا عقیدہ" رکھتی ہے اور نہ سوشلزم ہی "خدائے رزاق کی ملکیت ارض و سما" کے عقیدہ کا حامل ہے۔

(ترجمانِ اسلام ۲۹، ۲۹ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ ۲۹ مارچ ۱۹۶۹ء)

### اشتراکیت۔ ناکام تجربہ

اشتراکیت، جس کا تجربہ گزشتہ نصف صدی سے اندر روس سے چین تک کیا گیا اور کیا جا رہا ہے ایک ایسا ناکام تجربہ ہے، جس کے نتیجہ میں انسان کا مستقبل من حیث الانسانیت کسی پر امید روشنی کا حامل نہیں بنا فرد کو ریاست کے شکنجے میں اس طرح جکڑ دیا گیا ہے کہ وہ ایک آزاد اجتماعیت کا مساوی المرتبہ فرد ہونے کے بجائے ریاست کی مشین کا ایسا پرزہ بن کر رہ گیا ہے کہ جب کبھی ایسی ریاست کا وجود متزلزل ہوگا۔ فرد نہ اپنی ذات کے لئے مفید رہ سکے گا اور نہ اپنے قریبی ماحول کی اجتماعیت کے لئے کارآمد بن سکے گا۔ بلکہ ڈر ہے کہ اشتراکیت کا موجودہ نظام اپنے آخری ارتقاء کے مرحلہ پر مغربی سرمایہ داریت کی موجودہ شکل میں تبدیل ہوکر نہ رہ جائے، جس میں سب سے بڑی سرمایہ دار قوت خود ریاست کی بن جائیگی

(باقی آئندہ)

## معرکۂ حق و باطل

# پاکستان میں اسلام

## ماضی سے حال

(احمد حسین

مارشل لاء کے نفاذ نے ایک بار پھر یہ موقعہ مہیا کر دیا ہے کہ ماضی کی سیاست پر خود تنقیدی کی نظر ڈال کر یہ سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ اس مملکتِ خداداد پاکستان کو جو برصغیر کے مسلمان عوام کی اسلامی آرزوؤں کو بنیاد بنا کر معرضِ وجود میں آئی، کن اسباب و علل نے اسلام کی منزل سے دور تر کیا؟ اور اس کا سیاسی پیش منظر کیوں غبار آلود ہونے سے کیوں محفوظ نہ رہ سکا؟

اس راز پر سے تو مسلم لیگ کے دیرینہ قائدین ہی پردہ اٹھا سکتے ہیں کہ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی مملکت پاکستان میں اس کے قیام کے بعد وہ کیا موانع پیش آ گئے تھے، جن کی وجہ سے یہاں اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان نہیں کیا گیا۔

یہ بات نہیں تھی کہ یہاں اللہ کی کتاب قرآنِ حکیم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، احادیث صحیحہ و فقہ اسلامی موجود نہیں تھے کہ جن کے دستور و آئین ہونے کا اعلان کرنے میں تاخیر پیش آتی۔

نہ پاکستان کے مسلم عوام میں بھی کوئی ایسی طاقت موجود تھی کہ جو اسلامی نظام کے نفاذ کی علی الاعلان مخالف ہوتی۔

مسلمان عوام تو پاکستان کے وجود میں آنے کے اول دن ہی سے گوش برآواز اور چشم براہ ہو گئے تھے کہ مملکت کے اقتدارِ اعلیٰ کی طرف سے، اسلام کی بالادستی کا اعلان ہو، اور اس کے نفاذ و اجراء کے مناظر سامنے آئیں۔

لیکن سالہا سال تک مسلمان عوام کا یہ انتظار رائیگاں جاتا رہا۔ اور بالآخر وہ اسلام کے بارے میں اضطراب و مایوسی کا شکار بنتے چلے گئے۔

اس کے برعکس ملک کے انتظامی و سیاسی معاملات روز بروز ابتر ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ ملک سیاسی اداکاریوں اور اقتدار طلبی کی جوڑ توڑ کا تماشاگاہ بن کر رہ گیا جس کے پس پردہ ایک عنصر نے ملک بھر کے وسائل معاش و اقتصاد پر اجارہ دارانہ تصرف شروع کر رکھا، اور اس کے سرے لندن پیرس و واشنگٹن تک دراز ہو گئے۔

ایسا کیوں ہوا؟ اور اسلام کو، ارباب اقتدار و نمایندگانِ سیاست سے کیوں بعید تر اور تاریک تر پس منظر میں پھینک دیا؟ اس کی اصلیت کا انکشاف مسلم لیگ، کے ان دیرینہ رہنماؤں کی ذمہ داری ہے جو ان حالات کے اندر کھڑے تھے یا ان کے قریب ترین تماشائی تھے۔

تاہم قیام پاکستان کے بعد ہی علماء کے ہر طبقہ خیال کے افراد، خواہ وہ تحریک پاکستان سے متفق تھے یا نہیں پاکستان میں کسی نئے سیاسی نزاع کو چھیڑے بغیر اس مطالبہ میں ہم آواز ہو گئے تھے، کہ موجودہ ارباب اقتدار ہی پاکستان میں فی الفور اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کر دیں۔ اور کم از کم پاکستان کی دستور سازی کا اولین و بنیادی ماخذ قرآن و سنت کو تسلیم کر کے، ان خطوط پر قانون سازی کا کام جاری کر دیں۔

اس موقعہ پر مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی طرف سے اسلام کے نام پر ہی یہ علیحدہ آواز بلند ہوئی کہ موجودہ دستور ساز اسمبلی کو ختم کر کے نئی دستور ساز اسمبلی کا انتخاب عمل میں لایا جائے۔

(دیکھئے ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰ء کے مودودی صاحب کی جماعت کی کارگزاریاں اور ان کے رسائل و اخبارات)

اس طرح پاکستان میں دینی و سیاسی سطح پر ایک مختلف نقطۂ نگاہ کا آغاز ہوا۔

اسی دوران کشمیر کا نزاع تیز تر ہو گیا اور ہندوستان کے جارحانہ عمل نے پاکستان کو کشمیر میں پیش قدمی پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جہاد کشمیر کی آواز بلند ہو گئی اور تمام عناصر و دینی حلقے اس جہاد پر متفق ہو گئے۔

لیکن اس موقعہ پر بھی مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی طرف سے یہ آواز بلند ہوئی کہ کشمیر کی جنگ جہاد نہیں ہے۔ اور اس مسئلہ نے اتنا طول اختیار کیا کہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو مودودی صاحب سے خط و کتابت کرنا پڑی۔

اسی طرح پالیسی کی سطح پر بھی اختلافی نقطۂ نگاہ کا سلسلہ چل نکلا۔

چنانچہ ان واقعاتی شواہد کی موجودگی میں یہ بات بلا تامل کہی جا سکتی ہے کہ قیام پاکستان کے بعد دینی، سیاسی و پالیسی کی سطح پر اختلاف کی ابتداء مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے کی۔

علماء دین کے تمام طبقے، حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی سربراہی میں اس پر متفق تھے اور اس کے خواہاں تھے کہ موجودہ سیاسی صورت حال کی موجودگی میں اس کے ذریعہ ہی اسلامی نظام کے قیام و نفاذ کا دستوری اعلان کرا لیا جائے جبکہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا مطالبہ تھا کہ موجودہ دستور ساز اسمبلی کو توڑ دیا جائے اور نئی دستور ساز اسمبلی قائم کی جائے۔ نیز تمام دینی و مذہبی طبقے اس خیال کے حامل تھے کہ آزادی کشمیر کی جنگ "جہاد" ہے۔ مگر مودودی صاحب کی رائے تھی کہ اسے "جہاد" نہیں کہا جا سکتا۔

اس ابتدائی اور محدود اختلاف نے اسلام کی تعبیر و تشریح اور سیاسی پالیسی کے وسیع تر اختلاف کا دروازہ کھول دیا۔

تاہم علماء اور دینی طبقوں کی طرف سے، اختلاف کو کم کرنے کی ہی کوشش کی جاتی رہی۔

حضرت علامہ عثمانی مرحوم اپنی شب و روز کی کوششوں سے پاکستان کی پہلی دستور ساز اور صاحب اقتدار جماعت مسلم لیگ سے، اسلام سے متعلق ایک قرارداد مقاصد تسلیم و منظور کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

اور حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کی مساعی سے مسلمانانِ پاکستان کے تمام دینی طبقوں و فرقوں نے متفقہ طور پر ایک بائیس نکاتی اسلامی مطالبہ بھی پاکستان کی دستور سازی کے لئے پیش کر دیا تھا۔

چونکہ اسلام کی تعبیر کے سلسلہ میں سب سے بڑی الجھن یہ پیش آ گئی تھی کہ متعدد گروہ، سنت رسول کو، آخری و حتمی ماخذ و مبنیٰ ماننے سے منکر تھے۔ حالانکہ ایک ملک کے خالص اسلامی ملک بننے کے لئے نہایت ضروری تھا کہ پہلے مرحلہ پر ہی قانوناً یہ طے کرا لیا جاتا کہ محمد رسول اللہ، اللہ کے آخری و کامل نبی ہیں اور ان کی سنت ہی اس ملک کی اسلامیت کے لئے فیصلہ کن سند کا درجہ رکھتی ہے۔

چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے "تحفظ ختم نبوت" کی مہم چلائی گئی۔ لیکن ۲۲ نکاتی اسلامی مطالبہ کی تشکیل اور تحفظ ختم نبوت کی مہم کے وقت بھی مودودی صاحب نے جس رد و کد کا طرزِ عمل اختیار کیا۔ اس کی شہادت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی، مولانا محمد علی صاحب جالندھری، ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری اور دوسرے بہت سے حضرات جو ان دونوں امور سے براہ راست متعلق تھے، دیں گے۔

اس عرصہ میں یہ ناگوار حقیقت بھی کھل کر سامنے آ چکی تھی کہ ارباب اقتدار اور سیاسی جماعتوں میں ایک بہت بڑا عنصر اسلام کو بالادستی دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے اصحاب دین نے یہ محسوس کیا کہ اسلام کے نفاذ کے لئے دینی طبقوں کی جداگانہ مستقل اور بے آمیز مہم جاری ہونی چاہیئے ملک کا سیاسی منظر تبدیل ہو چکا تھا۔ جنگ اقتدار جاری ہو چکی تھی، اور شدت پکڑ گئی تھی۔ سیاسی گروہوں کے پاس جوڑ توڑ کے سوا کوئی اور مشغلہ نہ تھا۔

اس صورت حال کا بھی یہی تقاضا تھا کہ دین کے لئے خالص اور جداگانہ مہم کو جاری رکھا جائے۔

چنانچہ علماء نے اس مقصد کے لئے جدوجہد کا آغاز کر دیا۔

...ار رہا ہے ازل سے تا امروز
...صطفوی سے شرارِ بولہبی

# ...لئے جدوجہد

# ...جائزہ

...ل)

لیکن اب مودودی صاحب نے دوسری سیاسی جماعتوں سے ربط وضبط پیدا کرنے کا راستہ اختیار کرلیا جس نے خود ان کی جماعت میں تہلکہ مچادیا۔

بیشتر پرانے افراد، جن میں تسنیم کے ایڈیٹر سعید ملک صاحب اور معروف عالم دین مولانا امین احسن اصلاحی صاحب جیسے حضرات شامل تھے۔ مودودی صاحب اور ان کی جماعت سے علیحدہ ہوگئے۔

اور ایک خطرناک خلفشار کے بعد مودودی صاحب نے صاف صاف برطانوی پارلیمانی جمہوریت پسندی کی سیاسی پالیسی اختیار کرلی اور اس بنیاد پر ہر جماعت کے ساتھ تعاون کے لئے اپنے آغوش وا کر دیئے۔

یہ صورت حال ایک طرف ان لوگوں کے لئے چیلنج بن گئی۔ جو اسلام کو اس ملک میں براہ راست اور مکمل طور پر نافذ کرانا چاہتے تھے۔

اور دوسری طرف ان لوگوں کو جو اس ملک میں لادینیت و اشتراکیت وغیرہ رائج کرنے کے خواہاں تھے برطانوی پارلیمانی جمہوریت کے مطالبہ کی سیاسی کمین گاہ میسر آگئی۔

مودودی صاحب کی جماعت جو اس ملک میں خود کو اسلام کے سب سے بڑے مدعی کی حیثیت سے نمایاں کرتی چلی آرہی تھی۔ اس کے پہلو بہ پہلو سہروردی صاحب کی لادینی عوامی لیگ، بھاشانی صاحب کی اشتراکی، نیپ اور مسلم لیگ کے پرانے سیاسی بازیگر آکھڑے ہوئے۔

پہلے مارشل لاء کے بعد، جب پہلے صدارتی انتخاب کا موقعہ آیا۔ تو ملک کے تمام اشتراکی ولادینی عناصر مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے ہم نوالہ وہم پیالہ بن چکے تھے۔ دوروں اور جلسوں کے ساتھی تھے اور مقاصد میں ہم آہنگ تھے۔

حتیٰ کہ مرزائی حضرات نے بھی مودودی صاحب کے قریب آنے میں جھجک محسوس نہیں کی اور مودودی صاحب نے بھی انہیں خوش آمدید کہنے سے گریز نہیں کیا جس کی مختصر روداد جناب چوہدری محمد احمد خاں صاحب نے ۱۵ر نومبر ۱۹۶۳ء کے ہفت روزہ "شہاب" لاہور دیا ہے کہ اس وقت شہاب اور اس کے مدیر، مودودی صاحب کے قریب ترین رفیق، ان کی جماعت کی مجلس شوریٰ کے ملت در رکن اور جماعت کے اعلیٰ عہدہ داران میں سے تھے) مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر کی تھی۔

"چنیوٹ سے گاڑی روانہ ہوکر ربوہ پہنچی تو مولانا اور ان کے ساتھی کھانا تناول کر رہے تھے۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی۔ مولانا کی سیٹ والا شیشہ اٹھایا تو ایک طرف مولوی ابوالعطاء اللہ دتہ جالندھری صاحب نے مولانا کو سلام کیا اور دوسری طرف تعلیم الاسلام کالج کے بہت سے طالب علموں نے مولانا کو خوش آمدید کہا۔ مولوی ابوالعطاء صاحب نے مولانا سے دریافت کیا۔ کیا آپ ربوہ تشریف نہیں لائیں گے؛ مولانا نے جواباً کہا۔ اگر آپ بلائیں گے تو کیوں نہیں آؤں گا واضح رہے کہ ابوالعطا صاحب اور مولانا مودودی صاحب کے پرانے مراسم ہیں۔

طلباء نے مولانا سے شکایت کی کہ ہم نے آپ کو اپنے فنکشن کے لئے دعوت نامہ بھیجا تھا۔ لیکن ہمیں ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ مولانا نے فرمایا۔ مجھے آپ کا کوئی دعوت نامہ نہیں ملا۔ اگر ملتا تو میں حاضر ہوتا۔ یا اپنی معذوری ظاہر کر دیتا۔ طلباء نے کہا۔ اب ہم دوبارہ آپ کو دعوت نامہ بھجوائیں گے۔ اور ہماری درخواست ہے کہ آپ ضرور ہمارے کالج میں تشریف لائیں"

(شہاب لاہور ۱۵ر نومبر ۱۹۶۳ء، مضمون چوہدری محمد احمد خاں صفحہ ۹)

چنانچہ ایک طرف اسلام اور اسلامی نظام کے پرزور دعووں کے ساتھ، مودودی صاحب اور ان کی جماعت پارلیمانی برطانوی طرز جمہوریت کے قیام کے لئے لادینی، اشتراکی عناصر کے ہمسفر ہوکر اور مرزائی مبلغ وعالم ابوالعطاء اللہ دتہ جالندھری کے ساتھ پرانے مراسم کی بدولت ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں کی خوش آمدید کی پذیرائی فرماکر ان علماء و دینی جماعتوں کو ناقابل اعتماد ٹھہرانے کی کوشش کر رہے تھے، جو اسلام کے براہ راست نفاذ کے لئے سرگرم تھے۔ اور دوسری طرف مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی آڑ میں اور ان کی رفاقت سے فیض اٹھا کر ۱۹۶۵ء کے صدارتی الیکشن کے ہنگاموں میں لادینی جمہوریت واشتراکیت کے داعیوں نے اپنی آواز ہر پاکستانی مسلمان کے گھر تک پہنچادی۔

اور خالص اسلام کے محاذ پر علماء کی وہ جماعت رہ گئی۔ جو مرزائیوں، منکرین سنت اور دین میں تحریف کرنے والوں سمیت مودودی صاحب اور ان کی حلیف لادینی واشتراکی جماعتوں کی یکساں طور پر مطعون بنی ہوئی تھی۔

حتیٰ کہ مودودی صاحب نے اس وقت بعض حضرات کے استفسار پر یہ تک کہا اور لکھا کہ۔

"جمعیۃ علماء اسلام کے کھڑے کئے ہوئے فرشتہ کے مقابلہ میں حزب اختلاف کے غنڈے کو ترجیح دی جائے گی" وغیرہ وغیرہ

اس طرح کم وبیش بیس سال کے اس طرز عمل نے ملک میں اسلام کے معاملہ کو سب سے آخر کر دیا اور دوسری باتوں کو اولیت دے دی۔

جب اسلام کی سب سے بڑی مدعی شخصیت وجماعت کی جانب سے اسلام کے متعلق یہ طرز عمل اختیار کیا جائے۔ اور وہ سیاسی مقاصد کی خاطر اسلام کو مؤخر کر کے سالہا سال تک لادینی واشتراکی عناصر سے گٹھ جوڑ کئے رہیں تو اس کے نتائج موجودہ صورت حال کے سوا اور کیا نکل سکتے تھے۔

جمعیۃ علماء اسلام بدرجۂ آخر اور بدرجہ مجبوری ایک ایسے اقتدار کو ہٹانے کے لئے جس نے عائلی اور خاندانی منصوبہ بندی جیسے مخالف دین قوانین نافذ کر کے اور محرّفین دین ومنکرین ختم نبوت کی حوصلہ افزائی کر کے اسلام کی جڑوں پر کلہاڑا اٹھا رکھا تھا مختلف سیاسی جماعتوں کے ایسے محاذ اشتراک کی جو اسلام کی نفی کرنے والا نہیں تھا اور اس اقتدار کو ہٹا کر مسلم عوام کے اقتدار کے لئے راہ ہموار کرنے والا تھا مجلس کے قیام میں حصہ لیا۔ تاہم کسی مرحلہ پر بھی انہوں نے اسلام کو مؤخر نہیں ہونے دیا۔

مجلس عمل کے اجلاسوں میں بھی اسلامی مطالبات کی آواز جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے بلند ہوتی رہی، اور گول میز کانفرنس کے فیصلہ کن موقعہ پر بھی اسلامی مطالبات کو پیش کرنے سے اس نے غفلت نہیں کی

نیز ایسے موقعہ پر جبکہ ملک میں اقتصادی مسئلہ کی کشمکش نے دو انتہا پسند نظریے سامنے رکھ دیئے تھے سرمایہ داریت نے سر اٹھا لیا تھا اور اشتراکیت نے اپنا چہرہ نمایاں کر دیا تھا۔ اور ان ہر دو طاقتوں نے اپنی پشت کے لئے اسلام کے نام کا بھی سہارا لے لیا تھا۔

تو جمعیۃ علماء اسلام نے ہی واضح طور پر اسلام کے اقتصادی ومعاشی نظام کی طرف مسلمان عوام کی توجہ مبذول کرائی۔ اور صاف صاف کہا کہ نہ مغربی جمہوریت وسرمایہ داریت اسلام ہے اور نہ اشتراکیت اسلام ہے۔

اس جائزہ کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ ابھی تک صرف علماء کی جماعت ہی اسلام کے مقدمہ کا جداگانہ محاذ سنبھالے ہوئے ہے۔

اور الحمد للہ اس محاذ پر ہر طبقہ خیال کے علماء موجود ہیں۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث نیز دینی مدارس ومشائخ کے حلقے اور تمام دینی جماعتیں سب کے سب اس محاذ کو سرگرم رکھے ہوئے ہیں اور جمعیۃ علماء اسلام

میں بھی اسلام کی آواز کو مدھم نہیں پڑنے دیا ہے۔

لیکن اس تلخ حقیقت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ کہ اسلام کے مقصد کو گزند اس وقت سے پہنچنا شروع ہوا۔ جب علماء کے حلقے سے علیحدہ رہ کر بعض افراد و جماعتوں نے اسلام کے نام سے اپنے مختلف نقطۂ نگاہ اور جداگانہ پالیسی پر اصرار کرنا شروع کیا۔

نیز اسلام کو مؤخر کر کے ان گروہوں وجماعتوں کے ساتھ سیاسی اشتراک کیا۔ جن کے بارے میں خود ان کی طرف سے یہ الزام عائد کیا جاتا تھا کہ وہ لادینی و اشتراکی عناصر ہیں۔

اور ابھی تک انہیں اصرار ہے کہ اسلام کو ملک کے دوسرے مسائل کے پہلو بہ پہلو نفاذ کے لئے نہ لایا جائے۔ بلکہ نزاعی مسائل کو مقدم کر دیا جائے، اور اسلام کو مؤخر۔

نیز ان کے نزدیک برطانوی پارلیمانی جمہوری نظام کو ہی اسلام کے سیاسی نظام کی حیثیت سے قبول و تسلیم کر لینا چاہیئے۔

اس کے ساتھ ہی ان کا زیادہ زور اس امر پر بھی ہے کہ خواہ ملک میں جمہوریت بحال ہو یا نہ ہو۔ خواہ ملک سے مغربی سرمایہ داری کا نظام ختم ہو یا نہ ہو۔ اور خواہ اسلامی احکام، قوانین و نظام کا نفاذ ملک میں کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ سب سے پہلے اسلام کے نام سے اس ملک کے مسلمان عوام کے درمیان اشتراکیت کے خلاف جنگ کا اکھاڑہ جما دیا جائے۔

کیا اس قسم کے حالات پیدا کر دینے کا نتیجہ پھر یہ ہی نمودار نہیں ہوگا کہ اسلام کے نعرے تو بلند کئے جاتے رہیں گے۔ لیکن عملاً اسلام کو ٹالا جاتا رہے گا۔

اسلام کے نام سے اشتراکیت کے خلاف جنگ تو چھیڑ دی جائے گی۔ لیکن نظام برطانوی جمہوریت اور مغربی سرمایہ داریت کا ہی قائم رکھنے کی سعی کی جائے گی۔

اس صورت حال سے بچنے کا راستہ آج بھی یہ ہی ہے کہ اسلام کے مسئلہ کو تمام مسائل پر مقدم کر دیا جائے اور علماء کی راہنمائی میں مسلمانوں کے متفقہ و مشترکہ کاز کی حیثیت سے اسے سامنے لایا جائے۔

اور سب سے پہلے اس امر کی کوشش کی جائے کہ فرنگیت، برطانویت و امریکیت کے تمام اثرات ختم کر کے اسلام کو کاملاً نافذ کرایا جائے۔

تاکہ اس کے بعد سوشلزم وغیرہ کے لئے سامنے آنے کی کوئی گنجائش ہی نہ رہ جائے۔

مغربی سامراجیت و سرمایہ داریت کا خاتمہ اور قرآن و سنت کے احکام اوامر و نواہی کا نفاذ، ملک میں خانہ جنگی اور تصادم کی صورت پیدا کئے بغیر اشتراکیت کی آواز کو نیست و نابود کر دینے کے لئے کافی ہے۔

جو لوگ اس سہل، سادہ، معقول اور حقیقی علاج کو اختیار کرنے سے گریز کر کے نزاعی مسائل و اختلافات کا ذکر کرتے ہیں اور پھر اسلام کے بھی سب سے بڑے مدعی بنتے ہیں۔ وہ خود اپنے اس طرز عمل سے یہ ظاہر کر دیتے ہیں کہ ان کے مقاصد و عزائم کچھ اور رہیں۔

# فری میسن تنظیم کا پس منظر

احمد حسین صاحب کمال

ایشیائی و افریقی ملکوں میں جہاں جہاں برطانوی حکومت کا اقتدار قائم تھا، فری میسن کی پُراسرار تنظیم بھی وہاں قائم ہوئی۔

"فری میسن" تنظیم پر سب سے پہلے ۱۹۵۵ء میں مصر کی انقلابی حکومت اور صدر ناصر نے بہائیوں اور مرزائیوں کی تنظیمات سمیت پابندی عائد کی تھی۔

اور تینوں کو اس امر کا موجب بتایا تھا کہ وہ برطانوی سامراج کے مقاصد کے لئے خفیہ کارروائیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

چنانچہ ایشیائی و افریقی قوموں اور مسلمانوں کو عام طور پر سب سے پہلے فری میسن کی اصل حقیقت کے بارے میں علم مصر کی اس کارروائی کے بعد ہی ہوا۔

برطانوی انسائیکلو پیڈیا کے مطابق ۱۷۱۷ عیسوی میں فری میسن تنظیم انگلینڈ میں قائم کی گئی۔ اور ۱۷۲۵ء میں فرانس میں اور ۱۷۳۲ء میں جرمنی میں قائم ہوئی۔

انگلستان کے سوا، یورپ کے دوسرے ملکوں میں ان پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ یہ خفیہ طریقے سے سیاسی معاملات پر اثر انداز ہوتے۔

عیسائیوں کے رومن کیتھولک چرچ نے اسے ممنوع قرار دے دیا۔ اور اپنے ماننے والوں کو اس میں شامل ہونے سے روکنے کا حکم جاری کیا۔

لیکن انگلستان کے پروٹسٹنٹ چرچ کی اس پر نظر شفقت رہی اور اونچے درجہ کے انگریز، اس کے ارکان و سرپرست بنے۔

آج بھی دنیا میں فری میسن کا سب سے بڑا مرکز انگلستان میں ہی ہے اور اس کے بیشتر اعلیٰ کارکن بڑے بڑے لارڈ قسم کے انگریز ہیں۔

"فری میسن" کے اصطلاحی الفاظ و ارشادات بھی کم و بیش تمام کے تمام انگریزی زبان سے ماخوذ ہیں۔

اس قسم کے شواہد کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ فری میسن اور برطانوی سامراج کے درمیان گہرا اور قدیم تعلق ہے، اور اس کا قیام و تنظیم برطانیہ کے ہی کسی خفیہ ایماء سے عمل میں آئی ہے۔

جو سہولتیں اور آزادیاں اسے برطانوی حکومت کے اندر اور اس کی نوآبادیوں میں حاصل رہی ہیں اور اب بھی حاصل ہے۔ اس سے بھی یہ ظاہر ہے کہ یہ برطانیہ کی ہی پیدا کردہ تنظیم ہے۔

برطانیہ نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے دنیا میں جو مختلف منصوبے بنائے اور پھیلائے، ان کی ہی ایک خفیہ کڑی فری میسن کی تنظیم ہے۔

اس کا تصور غالباً معماروں کی انجمنوں کے اداروں سے لیا گیا ہے جو عہد وسطیٰ میں قائم تھیں۔

عمارات کی تعمیر کرنے والے اس زمانہ میں اپنی جداگانہ سوسائٹی بنا کر دنیا کے مختلف حصوں میں گھومتے رہتے تھے اور تعمیرات کے خواہشمندوں کا کام انجام دیا کرتے تھے۔

سولھویں صدی کے بعد اس پیشہ والوں نے مقامی سکونتیں اختیار کر لیں۔

اور انگریز شاطر نے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے ان کے نام پر اٹھارویں صدی کے اوائل میں فری میسن کے نام سے خفیہ تنظیم قائم کر دی۔

یہودی اپنے زوال کے بعد سے دنیا میں ایک ایسی قوم رہی ہے، جسے مختلف طاقتوں نے اپنے عزائم کا آلہ کار بنایا ہے۔

انگریزوں نے بھی اپنے عہد عروج میں اس قوم کو اپنے مقصد برآری کے لئے تاڑا، اور اسے یورپ و ایشیاء میں اپنا آلہ کار بنا کر کھینچنا شروع کیا۔

دنیا کی دو بڑی عالمگیر جنگوں، سیاسی و فوجی تغیرات اور سرزمین فلسطین پر یہودی ریاست کے قیام تک اکثر واقعات کے پیچھے، برطانیہ کے اشارے پر یہودیوں کی خفیہ کارگزاریاں تلاش کی جا سکتی ہیں۔

انگریزوں کی اس سرپرستی و ضرورت سے یہودیوں نے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور کر رہے ہیں۔

دنیا بھر کی اقتصادیات پر انہوں نے غلبہ حاصل کر رکھا ہے اور بہت سے عالمی اداروں پر چھائے ہوئے ہیں۔

فری میسن تنظیم میں بھی انگریزوں نے یہودیوں کو آگے بڑھایا۔

اور یہودیوں نے اس کا رخ اپنے دیرینہ مقاصد کی تکمیل کی طرف موڑ دیا۔

شاید اب برطانیہ کو اس تنظیم کی زیادہ ضرورت باقی نہیں رہ گئی ہے۔

اس لئے اس کی رسوائی کا سامنا کرا رہی ہے۔ امید ہے کہ پاکستان میں اس سے بغاوت کے واقعات دوسرے مسلمان ملکوں کے عوام کی آنکھیں بھی کھول دیں گے۔

مصر میں اور اشتراکی ملکوں میں تو یہ پہلے سے ہی ممنوع ہے۔

یہ صورت حال صرف فری میسن تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ روٹری کلب، لائنز کلب، گرل گائیڈ، بوائے گائیڈ، ریڈ کراس، اسکاؤٹ وغیرہ کے نام سے جتنی بھی ایسی تنظیمات و تحریکات ملک میں جاری ہیں، جن کے مراکز یورپ و امریکہ میں ہیں۔ ان سب کا جائزہ لینا اور ان پر پابندیاں عائد کرنا نہایت ضروری ہے۔

اگر ان میں کوئی تنظیم، عوام کے فائدے سے تعلق رکھتی ہو۔ تو اسے مقامی طور پر از سر نو منظم کرنا چاہیئے۔ اور آئندہ ایسی عوامی مفاد کی تنظیمات، مسلمان ملکوں کے عوام کے اشتراک سے قائم کرنی چاہئیں۔

بہرکیف۔ اس تازہ ترین "عذر" سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت اب سرے سے، ان ۲۲ نکات کے قائل و حامی ہی نہیں رہے ہیں۔ جنہیں ۱۹۵۱ء میں ۳۱ علماء نے مرتب کیا تھا۔

رہا یہ کہ وہ ۲۲ نکات، صدارتی نظام کے لئے تھے یا انہیں پارلیمانی وغیرہ نظاموں میں بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ اس پر گفتگو کو آئندہ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اصل مسئلہ تو اب ان ۲۲ نکات کا آگیا ہے۔ کہ کیا واقعی انہیں علماء نے بھی مسترد کر دیا ہے۔

جماعت اسلامی تو انہیں ترک کر چکی ہے۔ جیسا کہ آئین کے ۸ رمئی ۱۹۶۹ء کے زیر بحث مضمون سے ظاہر ہے اور جو، جماعت کے شعبہ پارلیمانی امور کے ناظم کی تحریر ہے۔

تو یہ ہے اصل وجہ، جس کا اب اظہار ہوا ہے کہ کیوں مودودی صاحب نے گول میز کانفرنس میں اسلامی مطالبات کے سلسلے میں مفتی محمود صاحب کی تائید نہیں کی۔

آہ! بیچارا اسلام!

کہ جب مسلمان قوم و ملت کی جدوجہد آزادی کا مرحلہ درپیش ہو، تو اس کی زد میں تحریک پاکستان تک لے آئی جاتی ہے۔ اور آزادی کی تمام جدوجہد، ایک شیطانی کاروبار قرار دے دی جاتی ہے۔

لیکن جب ایک آزاد مسلمان قوم و ملت کے لئے آئین و نظام کا سوال سامنے آتا ہے، تو اسلام کا پیش کرنا سستی شہرت، سیاسی اسٹنٹ اور پیشہ ورانہ ضرورت بن جاتا ہے اس کے باوجود، دعوئ اسلام اور اسلامی نظام کا ہے لادینیت اور اشتراکیت کی بیخ کنی کا ہے۔

اسے اگر اسلام فروشیوں کے اس پرانے کھیل سے تعبیر نہ کیا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ جس کے ذریعہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک، مسلم لیگ، تحریک پاکستان، احرار، خاکسار، جمعیۃ اور کانگریس کے مسلمان رہنماؤں، علماء و قائدین پر یکساں طور پر مسلسل تبرا کیا۔ اور جن کے تیر و نشتر سے، ان کے اپنے پرانے ساتھی علماء مولانا امین احسن اصلاحی۔ مولانا عبدالرحیم اشرف اور مولانا عبدالغفار حسن و سعید ملک صاحب وغیرہ وغیرہ افراد تک نہ بچ سکے۔

جماعت اسلامی کے شعبہ پارلیمانی امور کے ناظم فرماتے ہیں کہ علماء کے ۲۲ مطالبات تو ۱۹۶۰ء میں ہی متروک قرار دے دیئے گئے تھے۔ لیکن مودودی صاحب کی معاون اتحاد العلماء کے منشور میں یہ ۲۲ نکات سر فہرست ہیں۔ اب اگر اسے کوئی فریب و منافقت کہہ دے تو گردن زدنی ہوگا



## اظہار تعزیت

جمعیۃ علماء اسلام قصور کے اراکین و عہدہ داران نے گذشتہ روز اپنے بیان میں جمعیۃ کے صوبائی ناظم حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مالک ہلال انجینئرنگ کمپنی ملتان روڈ لاہور کے برادر اکبر صوفی محمد اسلم صاحب جیسے متدین، سنجیدہ اور درد رکھنے والے بزرگ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ بیان میں مولانا محمد اکرم صاحب اور مرحوم کے دیگر جمیع پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا گیا، اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

(شریک غم۔ قاری محمد شریف قصوری ناظم جمعیۃ قصور)

ــــ سرگودھا کے ضلعی امیر جمعیۃ مولانا مولا بخش صاحب اور شہری جمعیۃ کے امیر مولانا صالح محمد صاحب و دیگر مختلف اراکین جمعیۃ نے ایک مشترکہ بیان میں مولانا محمد اکرم صاحب ناظم جمعیۃ مغربی پاکستان کے برادر اکبر حضرت صوفی محمد اسلم صاحب مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

(محمد صادق ناظم دفتر)

## بقیہ اداریہ

حضرت مولانا سید عطاء المنعم صاحب۔ حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب۔ قاری عبدالسمیع صاحب سرگودھا حافظ محمد صادق صاحب سرگودھا۔

سیاسی و دیگر اہم شخصیتوں میں سے نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب۔ میاں ممتاز محمد خاں صاحب دولتانہ۔ میاں محمود علی صاحب قصوری۔ جسٹس مولوی مشتاق صاحب میاں طفیل محمد صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(قاری) محمد شریف صاحب قصوری)
ضلعی ناظم نشر و اشاعت لاہور)

ادارہ ترجمان اسلام بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صوفی صاحب مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور متوسلین، برادران و پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

## مدرسہ عربیہ حنفیہ امداد العلوم رجسٹرڈ محمود کوٹ شہر کا

سالانہ جلسہ ۳۰-۳۱ رمئی و یکم جون ۱۹۶۹ء بروز جمعہ ہفتہ، اتوار کو اپنی روایتی آب و تاب کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے جس میں پاکستان کے جلیل القدر علماء تشریف لا رہے ہیں۔ جو اپنے مخصوص انداز میں دین کے مختلف پہلوؤں پر ایمان افروز خطاب فرمائیں گے۔

تشریف لانے والے علماء میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، مولانا محمد علی صاحب جالندھری، مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی قابل ذکر ہیں۔

(حکیم عبدالحق مہتمم مدرسہ عربیہ ہذا)

## قارئین ترجمان اسلام کو خوشخبری

ماہ جون کے پہلے شمارہ سے ترجمان اسلام بارہ صفحات کے بجائے سولہ صفحات پر شائع ہوا کرے گا اور ٹائٹیل کی طباعت آفیسٹ پر ہوا کرے گی۔

قارئین ترجمان اسلام نے اس سے قبل جو کمزوری محسوس کی تھی آئندہ انشاء اللہ العزیز اس کو ہر ممکن دور کرنے کی کوشش کی جائے گی بشرطیکہ ہمارے قارئین اور جمعیۃ سے منسلک حضرات اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر اپنے حلقہ میں زیادہ سے زیادہ خریدار مہیا کرنے کی کوشش فرمائیں۔

بعض مقامات سے پرچہ دیر سے پہنچنے کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ اس کی وجہ طباعت میں تاخیر ہے جس کی ذمہ داری ان ایجنٹ حضرات پر ہے جنہوں نے کئی ماہ سے بل ادا نہیں کئے اور اب بھی وہ ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں۔ جس سے پرچہ کی طباعت اور ترسیل میں تاخیر واقع ہو جاتی ہے اور پرچہ دیر سے پہنچتا ہے

ہم ان حضرات کی خدمت میں بھی گذارش کرتے ہیں کہ آپ کے ذمہ جو بقایا رقم چلی آرہی ہے۔ وہ جلد از جلد بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں۔ آپ کی یہ تاخیر ادارہ کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ (ادارہ)

## مولانا عبیداللہ انور کا استغاثہ ۳۰ رمئی پر ملتوی

لاہور ۱۶ رمئی۔ مغربی پاکستان ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس شیخ شوکت علی کی عدالت میں سابق ڈی ایس پی مسٹر محمد شریف چیمہ کے خلاف مولانا عبیداللہ انور کے استغاثہ کے بارے میں کارروائی ایڈوکیٹ جنرل کے پیش نہ ہونے کی وجہ سے ۳۰ رمئی پر ملتوی کر دی گئی۔ دو روز قبل فاضل جج نے بعض اہم قانونی نکات کی وضاحت کے لئے حکم دیا تھا کہ ایڈوکیٹ جنرل کے نام نوٹس جاری کیا جائے۔ فاضل جج کے اس حکم کی تعمیل میں نوٹس تو جاری کر دیا گیا۔ لیکن مختصر وقت میں ایڈوکیٹ جنرل سے تعمیل نہ کرائی جاسکی۔ اس لئے وہ پیش نہ ہو سکے اور کارروائی ملتوی کر دی گئی۔

# چیدہ خبریں

## مولانا عبید اللہ انور اور ان کے ساتھیوں کے خلاف مقدمات

### وکیل صفائی کے اعتراض پر سماعت ۲۴ مئی تک ملتوی

لاہور ۱۲ مئی ۔ مقامی مجسٹریٹ رانا رفیق نے جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مولانا عبید اللہ انور اور ان کے رفقاء کے خلاف مقدمات کی سماعت وکیل صفائی کے قانونی اعتراض کے بعد ۲۴ مئی تک ملتوی کر دی ۔ وکیل صفائی نے اعتراض کیا تھا کہ مارشل لاء کے ضابطہ نمبر ۱۳ کے تحت عدالت کو اس مقدمہ کی سماعت کا اختیار حاصل نہیں ۔

مولانا عبید اللہ انور اور ان کے ساتھیوں کے خلاف یکی دروازہ پولیس نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے دوران پولیس کو زدوکوب کرنے اور لاؤڈ اسپیکر آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں تین مقدمات قائم کئے تھے۔ مولانا عبید اللہ انور اور ان کے تمام ساتھی آج عدالت میں موجود تھے ۔

وکیل صفائی قاضی محمد سلیم نے سماعت شروع ہوتے ہی اعتراض کیا کہ مارشل لاء کے ضابطہ نمبر ۱۳ کی ذیلی دفعہ ج میں اس بات کی پوری طرح وضاحت کی گئی ہے کہ وہ مقدمات جو گذشتہ ہنگاموں کے دوران قائم کئے گئے ان کی سماعت کرنے کا عام عدالت کو اختیار نہیں ہے ۔ اس لئے قانونی طور پر یہ عدالت بھی اس مقدمہ کی سماعت کرنے کی مجاز نہیں ہے ۔ عام عدالت ایسے مقدمات کی سماعت اسی صورت میں کر سکتی ہے جبکہ یہ مقدمات مارشل لاء حکام کی طرف سے بھیجے جائیں ۔ عدالت نے اس قانونی نقطہ پر بحث کے لئے ۲۴ مئی کی تاریخ مقرر کر دی ہے اور سرکار کے نام نوٹس جاری کر دیا ہے ۔

## سویز کے محاذ پر گھمسان کی جنگ اسرائیلی حملہ آوروں کو پسپا کر دیا گیا

تل ابیب ۱۵ مئی ۔ توپوں کی گھن گرج اور بموں کے دھماکوں کے ساتھ آج سامراجی تخلیق اسرائیل کی اکیسویں سالگرہ منائی گئی ۔ صبح کا اجالا پھیلتے پھیلتے ہر محاذ پر آتش و آہن کی بارش ہو رہی تھی اور اسرائیلی حملہ آوروں سے عرب مجاہدین نبرد آزما تھے ۔

رات گئے سویز کے محاذ پر اسرائیلی توپ خانے نے آگ اگلنا شروع کی ۔ ساتھ ہی اسرائیلی طیارے پورٹ سعید اور اردن کی بستیوں پر منڈلانے لگے ۔ اسرائیلی توپ خانہ گھنٹوں پورٹ سعید پر گولے برساتا رہا جس سے کئی مکان راکھ کا ڈھیر بن گئے ۔ مصری فوج نے جوابی کارروائی کی اور اس کی بھاری توپوں نے گولہ باری کر کے اسرائیلی توپ خانے کو خاموش کر دیا ۔ ادھر مصری لڑاکا طیارے حرکت میں آ گئے اور اس سے پہلے کہ اسرائیلی طیارے بم برسائے انہیں بھگا دیا ۔

## کوالالمپور میں فوج اور بلوائیوں کے درمیان دست بدست جنگ

کوالالمپور ۱۵ مئی ۔ آج صبح کرفیو اٹھتے ہی چینی اور ملائی نسل کے لوگوں کے درمیان پھر بلوے شروع ہو گئے ۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پچاس افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا بلوائیوں نے کئی مساجد کو شہید اور مندروں اور مکانوں کو نذر آتش کر دیا ۔ سارے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا ہے ۔ خیال ہے کہ بہت جلد ملائشیا میں مارشل لا لگا دیا جائے گا ۔

دو دن کے بلووں کے بعد آج صبح جب دو گھنٹے کے لئے کرفیو اٹھایا گیا تو لوگ ہزاروں کی تعداد میں باہر نکل آئے اور بلوے شروع ہو گئے ۔ چینی اور ملائی نسل کے بلوائی چاقوؤں ، لاٹھیوں ، دستی بموں اور بندوقوں سے مسلح تھے ۔ انہوں نے ہجوم کی زیادتی کا فائدہ اٹھا کر خنجر زنی کی وارداتیں شروع کر دیں اور تھوڑے سے وقفہ میں پچاس سے زائد افراد ہلاک کر دیئے گئے ۔

## ملائشیا میں اخبارات کی اشاعت پر پابندی

کوالالمپور ۱۵ مئی ۔ حکومت ملائشیا نے وسیع تر اختیارات سنبھالنے کے بعد سارے ملک میں اخبارات کی اشاعت پر پابندی لگا دی ہے ۔ اس حکم کے اطلاق کے بعد بارہ روزانہ اخبارات کی اشاعت رک گئی ہے ۔ ملائشیا کی حکومت نے اخبارات کے مالکان سے کہا ہے کہ ملائشیا کے موجودہ نسلی فسادات کے باعث تا اطلاع ثانی کوئی اخبار شائع نہ کریں ۔

## مستقل عنوانات

آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کی جائیگی کہ مندرجہ مستقل عنوانات قارئین ترجمان اسلام کے سامنے پیش کئے جائیں

بساطِ عالم —— ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے

مسائل و افکار —— جہان تازہ کی افکار تازہ سے ہے نمود

نامہ و پیام —— مشورے ، شکایات ، استفسارات

دید و شنید —— اخبارات کے اقتباسات

حالات و واقعات —— ہمارا نقطۂ نظریہ ہے

دعوتِ حق —— قرآن کریم ، ارشاد رسول ، فرمودات صحابہ ، اقوال سلف

ماضی کی داستان —— عبرۃ لاولی الالباب

معرکۂ حق و باطل ، معلومات عامہ ، شذرات

گھر کی دنیا —— مسلمان بچے ، مسلمان خاتون

(مرتب و انچارج)

## عریاں تصاویر اور فحش کتابوں کی بھرمار

کراچی شہر کے بازاروں میں ان دنوں عورتوں کی عریاں تصاویر اور فحش جنسی لٹریچر کثرت سے فروخت ہو رہا ہے ۔ ملک میں اس قسم کے فحش لٹریچر اور تصاویر کی درآمد پر چونکہ پابندی ہے ۔ اس لئے یہ لٹریچر جہازوں اور طیاروں کے ملازمین اور عملہ کے توسط سے آتا ہے ۔ جس کے بعد یہ لٹریچر خفیہ طور پر صدر اور سوسائٹی کے چھوٹے چھوٹے دکانداروں کو پہنچایا جاتا ہے جہاں اسے کہیں خفیہ طریقے سے اور کہیں کھلے بندوں فروخت کیا جاتا ہے ، پڑھنے کے لئے دیا جاتا ہے اور تصاویر دکھائی جاتی ہیں ۔ پروجیکٹر پر فلمیں بھی دکھائی جاتی ہیں ۔ فحش کتابوں کی قیمتیں ۲۵ روپے سے لیکر دو تین سو تک وصول کی جاتی ہیں ۔ جبکہ ان کے پڑھنے کا کرایہ ایک روپے روز سے کر ایک روپیہ فی گھنٹہ تک ہوتا ہے ۔ اس قسم کی فلمیں دکھانے کے لئے پہلے بیس پچیس افراد کا ایک گروپ جمع کیا جاتا ہے اور پھر ان سے فلم دکھانے کے دس روپے سے پچیس روپے فی کس تک لئے جاتے ہیں ۔ غیر ملکی لٹریچر کے علاوہ تو ہی ونا فوی کی مکتبہ شباب لکھنؤ کے نام سے شائع ہونے والی اردو میں فحش کتابیں بھی مارکیٹ میں موجود ہیں ۔ (نوائے وقت)

## خدا کو عدالت میں حاضر ہونے کا حکم

سانتا روسا (کیلی فورنیا) ۱۵ مئی ۔ مقامی وکلاء نے اپنے خدا کو عدالت میں حاضر ہونے اور ان الزامات کا جواب دینے کے لئے طلب کر لیا ہے کہ اس نے ایک مکان پر بجلی گرا دی جس سے مکان کو شدید نقصان پہنچا ۔ قانونی سیکرٹری بیٹی بین رور نے اپنے مکان کو ہونے والے نقصان پر خدا سے ایک لاکھ ڈالر ہرجانہ طلب کیا ہے ۔ نو سال قبل اریزونا میں اس مکان پر بجلی گری تھی ۔ اس نے عدالت میں خدا کے خلاف جو دعویٰ دائر کیا ہے ۔ اس میں الزام لگایا گیا ہے کہ خدا نے موسم کا انتظام اس لاپرواہی سے کیا ۔ کہ مدعی کے مکان کو نقصان پہنچا ۔ مقامی عدالت کے کلرک مسٹر یوجین ولیم نے خدا کے نام سمن جاری کر دیا ہے جس میں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عدالت میں حاضر ہو کر ان الزامات کا جواب دیں ۔ مسٹر یوجین ولیم نے وکلاء کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس سمن کی تعمیل کرائیں ۔ مسٹر شینسی کا کہنا ہے کہ یہ زیادہ مشکل نہیں ہے کیونکہ اگر خدا مقررہ تاریخ پر عدالت میں حاضر نہ ہوا تو وہ عدالت سے یک طرفہ فیصلہ کا مطالبہ کریں گے ۔ (جنگ کراچی)

# خلیفۂ اوّل سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام

## حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی، تو آپ تشریف لائے اور جس مکان میں آپ کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ اس کے دروازہ پر کھڑے ہو کر فی البدیہہ یہ خطبہ دیا۔ جس میں ان کی پوری زندگی پر تبصرہ کیا۔ ان کے اوصاف باطنی اور ظاہری اور ان کے فضائل و مراتب کے ہر پہلو کو نمایاں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جو کردار انہوں نے ادا کیا اس پر بھی روشنی ڈالی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو محبت و ارادت حضرت ابوبکرؓ کو تھی اس کا بھی اظہار کیا۔ ہم جستہ جستہ ان کے خطبہ کا اقتباس یہاں لکھتے ہیں۔

### عہد نبوت کے کردار

اے ابوبکرؓ! تم پر خدا کی رحمت ہو، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے، مونس تھے، وجہ نشاط تھے، معتمد تھے۔ رازدار تھے، مشیر تھے۔

تم مسلمانوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ تمہارا ایمان سب سے زیادہ خلوص کا حامل تھا۔ اور تمہارا یقین سب سے زیادہ قوی تھا۔ تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ اور اللہ کے دین کے بارے میں تم سب سے زیادہ توجہ رکھنے والے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب سے زیادہ حاضر باش تھے، اور اسلام پر سب سے زیادہ شفیق تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لئے سب سے زیادہ بابرکت اور رفاقت۔

اللہ تعالیٰ تم کو اسلام کی جانب سے جزائے خیر دے، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بمنزلہ سمع اور بصر کے تھے۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی اور سچا مانا۔ جب سب نے آپ کو جھٹلایا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام صدیق رکھا۔ اور فرمایا اور وہ جو سچ کو لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی۔ صداقت لانے والے محمد ہیں اور تصدیق کرنے والے ابوبکر ہیں۔

ابوبکر! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت غمخواری کی۔ جب اوروں نے بخل کیا جب لوگوں نے مصائب کے وقت مدد سے گھٹنے ٹیک دیئے تو آپ نے پوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کی سختی کی حالت میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین رفاقت کی۔ تم دو میں کے ایک تھے اور غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق تھے۔

### ایمانی جذبہ

السیّد جمال عبدالناصر

ہماری طرف سے بارہا یہ اعلان کیا جاچکا ہے اور اب بھی میں واشگاف طور پر اعلان کرتا ہوں کہ:۔

* اسرائیل اور اس کے حامیوں و سرپرستوں سے متعلق ہماری پالیسیوں میں ذرہ برابر بھی تبدیلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
* اسرائیل کا وجود تسلیم کرنا تو بہت دور کی بات ہے، اسرائیل سے کسی قسم کی بات چیت، صلح و معاہدہ ہی ہمارے نزدیک خارج از بحث ہے
* بالخصوص فلسطین کے مسئلہ، مہاجرین فلسطین کے حقوق اور سرزمین عرب کے استحکام و سالمیت کے مفادات کو نظر انداز کر کے اسرائیل کے ساتھ کسی قسم کے سمجھوتہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
* ہم اپنی سرزمین (عرب) کا ایک ایک انچ دشمن کے قبضہ سے آزاد کرائیں گے۔
* ہم دشمن سے ان عرب علاقوں کو انشاء اللہ طاقت کے ذریعہ واپس لیں گے جو اس نے طاقت اور سامراج پرستوں کی بھرپور مدد کے بل پر ہتھیا لئے ہیں
* ہم اپنے داخلی استحکام، عزم و ایمان اور وسیع تیاریوں کے ساتھ ہی دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ الحمد للہ ہمارے اندر اس عزم و ایمان کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ہم حق و صداقت اور عدل و انصاف پر قائم ہیں۔ اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے، اور اس طرح ہم تمام رکاوٹوں کے باوجود انجام کار اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہیں گے انشاء اللہ! (ایک تقریر)

### عہد نبوت کے بعد کے کردار

جب لوگ مرتد ہو گئے تھے تو تم نے بہترین خلافت کی اور امر خداوندی کی تم نے ایسی حفاظت کی، جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہیں کی۔ جب تمہارے ساتھی لوگ سستی کرنے لگے تو تم اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ جب وہ دب گئے تو تم دلیر بن کر نکلے۔ اور جب وہ کمزور ہو گئے تو تم قوی ہو گئے جب لوگوں کے قدم متزلزل ہو گئے تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے چمٹے رہے۔

منافقین کے ناپاک جذبہ اور کفار کے رنج و کبیدگی اور حاسدین کی ناپسندیدگی و کراہت اور باغیوں کے غیظ و غضب کے باوجود تم بلانزاع اور بلا تفرقہ خلیفہ برحق رہے۔ جب لوگ بزدل ہو گئے تھے تم دین الٰہی پر قائم رہے اور جب لوگ گھبرا اٹھے۔ تو تم ثابت قدم رہے۔ جب لوگ رک گئے اور ٹھہر گئے تو تم اللہ کی روشنی میں چلتے رہے۔ پھر انہوں نے تمہاری پیروی کی تو منزل پر پہنچ گئے۔

تم دین کے معاملہ میں آگے تھے۔ جب لوگ مخالف تھے اور سب سے پیچھے تھے جب لوگ دین پر جھک پڑے تھے تم مسلمانوں کے مہربان باپ تھے۔ اور لوگ تمہاری اولاد تھے۔ جن بوجھوں کو وہ نہ اٹھا سکے تم نے اٹھا لیا۔ اور جو انہوں نے فروگذاشت کی اس کی نگہداشت کی۔ اور جس کو انہوں نے کھویا، تم نے اس کی حفاظت کی، اور جس سے وہ جاہل رہے۔ تم نے اس کی تعلیم دی۔ اور جب وہ عاجز ہو گئے، تو تم جان پر کھیل کر نکلے۔ اور جب وہ گھبرا گئے تو تم ثابت قدم رہے۔ تم نے فریاد یوں کی دادرسی کی جب انہوں نے دادخواہی کی۔ وہ اپنی رہنمائی کے لئے تمہاری رائے کی جانب رجوع ہوئے تو کامیاب ہوئے تمہارے ذریعہ ان کو وہ کچھ ملا جس کا ان کو گمان نہ تھا۔ تم کافروں کے لئے بارش اور آگ کے عذاب تھے۔

تمہارا نفس کبھی بزدل نہیں ہوا اور تمہارا دل کج نہ ہوا۔ تم اس پہاڑ کی طرح تھے جس کو نہ تو شدائد ہلا سکے نہ ہوا کے طوفان ہٹا سکے۔ تم بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفاقت اور مال میں سب سے زیادہ محسن تھے۔ اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آپ بدن کے اعتبار سے ضعیف تھے۔ اور اللہ کے معاملہ میں قوی تھے، خود اپنے ذہن میں ناچیز۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گرامی قدر تھے۔ انسانوں کی نگاہوں میں باجلال تھے۔ اور ان کے دلوں میں عالی مرتبہ تھے۔ تمہاری نسبت کسی کو آنکھ مارنے کی مجال نہ تھی اور نہ کوئی طعن کا موقع پا سکتا تھا کسی کے لئے نہ تو تم میں طمع تھی اور نہ تم میں کسی کی بے جا رعایت کرنے والے تھے۔

No. ... সাপ্তাহিক WEEKLY REGD. L. No. 7132

তরজুমানে ইসলাম TARJUMAN E ISLAM

লাহোর LAHORE

مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے

ٹیلیفون نمبر ۶۷۰۱۵ رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۱۷۲

زاہد الراشدی

قسط ۲

# خلافتِ اسلامیہ اور اس کی حدود و شرائط

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرمان کی روشنی میں دنیا میں ہمیشہ کے لئے کوئی نہ کوئی خطہ زمین ایسا ہونا ضروری ہے جہاں نظامِ خلافت اپنی حدود و شرائط کے ساتھ پوری طرح نافذ ہو ورنہ پوری امت گنہگار ہوگی۔ اور خلافت کو معطل رکھنے کا گناہ امت کے ہر فرد پر ہوگا۔

## منصب خلافت کے لئے شرائط

منصب خلافت پر فائز ہونے کے لئے مسلمان ہونے کے علاوہ پانچ شرطیں ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ مرد ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ متقی اور پرہیزگار ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ صاحب علم ہو۔ چوتھی شرط یہ کہ امور مملکت چلانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ پانچویں شرط یہ کہ نسب کے لحاظ سے قریشی ہو۔ (المسامرہ ص ۳۱۹)

صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ:۔

خلیفہ کا مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ اور امور مملکت کو چلانے کی قدرت رکھنے والا ہونا اور قریشی ہونا شرط قرار دیا گیا ہے۔ (درمختار ج ۱ ص ۵۳)

علامہ ابن خلدونؒ فرماتے ہیں کہ:۔

منصبِ خلافت کی شرائط چار ہیں۔ علم، عدالت، اہلیت اور اس کے حواس اور اعضاء کا کسی ایسی بیماری سے محفوظ ہونا جو اس کی رائے اور عمل پر اثر انداز ہو سکے اور پانچویں شرط یعنی اس کے قریشی ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔
(ابن خلدون ج ۱ ص ۲۴۲)

امام غزالی فرماتے ہیں کہ:۔

خلافت کی شرائط خلیفہ کے مسلمان اور مکلف ہونے کے بعد پانچ ہیں۔ مرد ہونا، متقی ہونا، صاحب علم ہونا، امور مملکت چلانے کا اہل ہونا اور نسبًا قریشی ہونا۔
(احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۰۰)

علامہ تفتازانیؒ کا ارشاد ہے کہ:۔

خلیفہ کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو، آزاد ہو، عاقل ہو، بالغ ہو۔ اس لئے کہ کافر کے لئے مسلمان پر حکومت کا حق اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا۔ غلام آقا کی خدمت میں مشغول رہتا ہے۔ اور لوگوں کی نگاہیں اس کو حقارت سے دیکھتی ہیں عورتیں دین اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں اور بچہ اور مجنون امور مملکت کی تدبیر اور جمہور کے معاملات میں تصرف سے قاصر ہوتے ہیں اور یہ بھی اس کے لئے شرط ہے کہ وہ سیاسی بصیرت رکھتا ہو۔ یعنی اپنی قوت رائے منضبط کردار، گرفت کی سختی اور جلال و شوکت کی وجہ سے امور مملکت میں تصرف کرنے کا اہل ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ حکومت چلانے پر قادر ہو۔ اپنے علم، عدل، اہلیت اور شجاعت کے ساتھ احکام اسلامیہ کا نفاذ کر سکے۔ دارالاسلام کی سرحدوں کی حفاظت کر سکتا ہو۔ مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلا سکتا ہو۔ کیونکہ ان امور میں سے کسی امر میں کمی سے "خلافت" کے مقصد میں خلل پڑتا ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ نسب کے لحاظ سے قریشی ہو۔ (شرح عقائد ص ۱۱۲)

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:۔

خلافت کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ خلیفہ مسلمان ہو، کیونکہ مسلمانوں کی ریاست میں مسلمان کا اقتدار ہی زیب دیتا ہے۔ اور ان شرائط میں سے یہ ہے کہ عاقل اور بالغ ہو۔ اس لئے کہ مجنون، بے وقوف اور بچہ کو تصرفات شرع سے روک دیا ہے ان شرائط میں سے یہ ہے کہ خلیفہ مرد ہو نہ کہ عورت۔ اس لئے کہ بخاری کی حدیث میں آتا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے امر اقتدار کا والی عورت کو بنایا۔ ان شرائط میں سے یہ ہے کہ آزاد ہو، اس لئے کہ غلام کی شہادت خصومات میں قبول نہیں ہوتی۔ ان شرائط میں یہ ہے کہ وہ قوت تکلم، قوت سماعت اور قوت بصارت کے لحاظ سے صحیح اور تندرست ہو۔ اس لئے کہ خلیفہ پر حکم کرنا اس انداز سے لازم ہے کہ اس سے کوئی اشتباہ پیدا نہ ہو۔ ان شرائط میں سے یہ ہے کہ شجاع ہو، اس لئے کہ بہادر اور صاحب رائے شخص ہی لڑائی اور صلح کے امور میں صحیح راہنمائی کر سکتا ہے ان شرائط میں سے یہ ہے کہ عادل ہو۔ یعنی کبیرہ گناہوں سے بچنے والا اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرنے والا ہو۔ ان شرائط میں سے یہ ہے کہ مجتہد ہو، اس لئے کہ خلیفہ کو قضاء، احیاء علوم دینیہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے فرائض سر انجام دینا پڑتے ہیں اور یہ اس کے مجتہد ہوئے بغیر ممکن نہیں۔ ان شرائط میں سے یہ ہے کہ باپ کی طرف سے نسب کے اعتبار سے قریشی ہو۔ اس لئے کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے انصار مدینہ کو خلافت سے باز رکھنے کے لئے یہ حدیث پیش کی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام قریش میں سے ہوں گے۔ اور اس شرط میں اختلاف کیا گیا ہے کہ وہ لکھنا پڑھنا بھی جانتا ہو۔ بعض نے یہ خیال کر کے کہ بہت سے دینی امور کتابت کے جاننے پر موقوف ہیں اور احکام کا جاری کرنا بھی اسی پر موقوف ہے۔ اس کو شرط قرار دیا ہے اور بعض نے یہ کہہ کر اس کو رد کر دیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "امی" تھے اور حق بات یہ ہے کہ اس معاملہ میں کسی بھی دوسرے شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا درست نہیں بلکہ اس زمانہ میں معرفت دین بلکہ بہت سی مصالح لکھنا پڑھنا جاننے پر موقوف ہیں پس جس شخص میں یہ سب شرائط پائی گئیں وہ منصبِ خلافت کا مستحق ہوگا۔ (ازالۃ الخفاء ص ۲۳)

(باقی آئندہ)

# ترجمانِ اسلام

## امراء و ارکانِ دولت سے خطاب

اے امیرو! دیکھو کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے، دنیا کی فانی لذتوں میں تم ڈوبے جا رہے ہو، اور جن لوگوں کی نگرانی تمہارے سپرد ہوئی ہے ان کو تم نے چھوڑ دیا ہے، تاکہ ان میں بعض بعض کو کھاتے اور نگلتے رہیں ۔۔ کیا تم علانیہ شرابیں نہیں پیتے ؟ اور پھر اپنے اس فعل کو تم برا بھی نہیں سمجھتے۔ تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ بہت سے لوگوں نے اونچے اونچے محل اس لئے تعمیر کئے ہیں کہ ان میں زناکاری کی جائے اور شرابیں ڈھالی جائیں، جوا کھیلا جائے لیکن تم اس میں دخل نہیں دیتے اور اس حال کو نہیں بدلتے۔ کیا حال ہے ان بڑے بڑے شہروں کا، جن میں چھ سو سال سے کسی پر حد شرعی نہیں جاری ہوئی۔ جب کوئی کمزور مل جاتا ہے تو اُسے پکڑ لیتے ہو، اور جب قوی ہوتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو۔ تمہاری ساری ذہنی توتیں اس پر صرف ہو رہی ہیں کہ لذیذ کھانوں کی قسمیں پکواتے رہو، اور نرم و گداز جسم والی عورتوں سے لطف اٹھاتے رہو۔ اچھے کپڑوں اور اونچے مکانات کے سوا تمہاری توجہ اور کسی طرف منعطف نہیں ہوتی۔ کیا تم اپنے سر کبھی اللہ کے سامنے جھکائے ؟ خدا کا نام تمہارے پاس صرف اس لئے رہ گیا ہے کہ اپنے تذکروں اور قصے کہانیوں میں اس نام کو استعمال کرو۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے لفظ سے تمہاری مراد زمانہ کا انقلاب ہے۔ کیونکہ تم اکثر بولتے ہو کہ خدا قادر ہے کہ ایسا کر دے۔ یعنی زمانے کے انقلاب کی یہ تعبیر ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

---

۴ ذیقعد سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۶۹ء قیمت ۳۰ پیسے جلد ۱۲ - شمارہ ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# سپاسنامہ

## بخدمت جناب آغا شورش کاشمیری مدیر چٹان لاہور

بتاریخ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۲؍جنوری ۱۹۶۹ء ــــــــــ بمقام پارک لگژری ہوٹل لاہور

جو مورخہ ۱۲؍جنوری کو پارک لگژری ہوٹل میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور نے پڑھا۔ جانشین شیخ التفسیر کو مختلف مذہبی اور سماجی تنظیموں نے فدائے ختم نبوت جناب آغا عبدالکریم شورش کاشمیری کی دعوت استقبالیہ کے سلسلہ میں صدر استقبالیہ منتخب کیا تھا۔ آپ ۱۲؍جنوری کو ۳ بجے میو ہسپتال سے فارغ ہو کر سیدھے پارک لگژری ہوٹل تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے یہ سپاسنامہ پڑھا ــــــــــ (خورشید)

### آغائے محترم!

صوبائی دارالحکومت کی دینی، سیاسی اور سماجی تنظیموں اور جماعتوں کے قائدین و اراکین اور لاہور کے غیور و بہادر شہریوں کو اس امر پہ بے پناہ مسرت و انبساط حاصل ہے کہ ۲۳۲ دن تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد آپ رہا ہو کر آج پھر ہمارے درمیان موجود ہیں۔ آپ کی شخصیت سے لاہور کے شہریوں کی محبت و عقیدت کا اظہار اس والہانہ، پرجوش و پرتپاک استقبال سے ہوتا ہے جس کا مظاہرہ انہوں نے آپ کی تشریف آوری کے مبارک و مسعود موقع پر کیا۔

### فدائے ختم المرسلین!

دینِ حق کی سربلندی، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، جمہوریت کی بحالی اور عدلیہ کے وقار جیسے اعلیٰ و ارفع مقاصد کے لئے آپ نے جو بے مثال و مردانہ وار جنگ لڑی ہے وہ وطنِ عزیز کے ہر با غیرت، باضمیر اور با ایمان شہری کے دل پر نقش ہے۔ کون ہے جو اس حقیقت کو بھول جائے کہ رسولِ عربی ؐ کے عشق نے آپ کے دل و دماغ کو ڈیرہ اسمٰعیل خان جیل کی پھانسی کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں نورِ ایمان و یقین سے منور و درخشاں کئے رکھا اور کراچی کے سول ہسپتال میں موت کے دروازہ تک پہنچنے کے باوجود آپ کے پایۂ ثبات میں لغزش نہ آئی۔

آپ نے ان دور و دراز مقامات پر جیل کی کٹھن صعوبتیں مردانہ وار برداشت کیں جو آپ کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ اس لئے کہ اس سے پہلے بھی آپ فرنگی کے جبر و استبداد سے ٹکراتے رہے اور خود اپنوں کے ظلم و جور کا ہدف بنتے رہے تھے۔ مگر اس دفعہ حالات مختلف تھے۔ آپ نہ صرف عمر کی اس منزل میں ہیں جہاں آرام و راحت ضروری ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہ آپ بیمار تھے اور کئی مہلک و موذی امراض نے نظر بندی کے ایام میں آپ کو آ گھیرا تھا۔ ان اندوہناک اور تکلیف دہ حالات کے باوجود آپ کی حرارتِ ایمانی، غیرتِ اسلامی اور عشقِ رسول ؐ پہ کوئی آنچ نہ آسکی۔

گلوئے عشق کو دار و رسن پہنچ نہ سکے
تو لوٹ آئے سربلند کیا کرتے

### فخرِ لاہور!

ہمارے لئے یہ امر موجبِ افتخار و باعثِ فخر ہے کہ آپ جیسی غیر متزلزل و عزمِ صمیم کی مظہر شخصیت آج پھر ہمارے درمیان موجود ہے۔ ملک کے باشعور لوگ عموماً اور لاہور کے غیور شہری خصوصاً یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کی گرفتاری کی کوئی وجۂ جواز موجود نہ تھی۔ انہیں خبر ہے کہ آپ کو پابندِ سلاسل کرنے میں ایوانِ اقتدار کے ناعاقبت اندیشوں کے ساتھ . . . . . . . . ملی بھگت کو دخل تھا۔ یہ سب کچھ سمجھتے ہوئے ہمیں حسرت رہ گئی کہ کاش عدالتِ عالیہ کو آپ کے مقدمہ کا فیصلہ کرنے کا موقع دیا جاتا

### جاں نثارِ حریت!

نظربندی کے دوران آپ سے جو ناانصافیاں، دھاندلیاں اور زیادتیاں روا رکھی گئیں وہ بھی روزِ روشن کی مانند سب پر عیاں ہیں۔ آپ کے لئے حصولِ انصاف میں رکاوٹیں کھڑی کرنے اور تاخیری حربے استعمال کرنے سے سب آگاہ ہیں۔ انہی ہتھکنڈوں سے مجبور ہو کر آپ کو آٹھ ماہ کی نظربندی کے دوران چار بار بھوک ہڑتال کرنا پڑی۔ یہ حقائق جہاں ایک بے گناہ شہری اور ادیب و خطیب و شاعر و صحافی کو بے جواز طوق و سلاسل پہنانے والی انتظامیہ کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں وہیں یہ آپ جیسے مردِ مجاہد کے لئے باعثِ صد فخر و ناز بھی ہیں کہ مصائب و ابتلا کے یہ پہاڑ ٹوٹ پڑنے پر بھی آپ کے پایۂ ثبات میں کوئی لغزش نہ آنے پائی اور آپ نے ان اندوہناک و دل دوز حالات کو بھی خندہ پیشانی سے قبول کر کے یہ ثابت کر دیا کہ شمعِ رسالت کے پروانے حق و انصاف کی جنگ میں چٹانوں کی طرح مستحکم اور ثابت قدم ہوتے ہیں ؎

گریزد از صفِ ما ہر کہ مردِ غوغا نیست
کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست

### خطیبِ شعلہ نوا!

ہمیں آپ کا وہ پیغام نہیں بھول سکا جو آپ نے جیل سے عزیزی خواجہ صادق کاشمیری کی وساطت سے بھجوایا تھا کہ تین باتیں یاد رکھو اور انہیں اپنا ایمان بنالو۔

اوّلاً۔ پاکستان ملتِ اسلامیہ کا مقدس وطن ہے۔
ثانیاً۔ پاکستان کی سالمیت و استحکام پر ہماری جانیں بھی قربان ہیں اور
ثالثاً۔ حضور نبی کریم ؐ کے ناموسِ نبوت پر ہمارا سب کچھ قربان ہے۔

### بقولِ حکیم امت!

"صدیق ؓ کے لئے خدا کا رسول بس"

آپ کے اس پیغام نے جہاں ہمارے دلوں میں جوشِ ایمانی و غیرتِ اسلامی ایک نئی روح پھونکی وہاں ہمارے سر یہ جان کر فخر و ناز سے بلند ہو گئے کہ ختمِ نبوت کا مجاہدِ بے باک اور سرزمینِ لاہور کا فرزندِ نامور عشقِ رسول ؐ اور ملک و ملت سے محبت کا پرچم بدستور اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہے۔ اور آلام و مصائب اسے راہِ حق سے سرِ مو نہیں ہٹا سکے۔

### ادیبِ شہیر و صحافیِ بے نظیر!

ہمارے لئے یہ امر باعثِ افسوس و تشویش ہے کہ آپ کا ہفت روزہ "چٹان" اور چٹان پرنٹنگ پریس گذشتہ نو ماہ سے بند ہیں۔ حالانکہ عدالتِ عالیہ نے "چٹان" کا ڈیکلریشن بحال کر دیا تھا۔ مگر انتظامی مشینری نے پھر بھی حیلوں و بہانوں سے اسے شائع ہونے کی اجازت نہ دی۔ جس سے نہ صرف آپ کو معاشی لحاظ سے زیر بار ہونا پڑ رہا ہے۔ بلکہ قوم کو بھی بے باکی و حق گوئی کے مظہر افکار و خیالات سے محروم ہونا پڑ رہا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاری کردہ
حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ
سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

# ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

ایڈیٹر: احمد حسین کمال - مدیر معاون: حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب
نگران
حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

جلد ۱۲ | جمعہ ۴؍ ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۴؍ جنوری ۱۹۶۹ء —— قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۴


# ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) کا آٹھ جماعتی فیصلہ

## جمعیۃ علماء اسلام کی کامیاب سیاست کا مظہر

(احمد حسین کمال)

جمہوری مجلس عمل (ڈیموکریٹک ایکشن کمیٹی D · A · C) کے نام سے پاکستان کی آٹھ تنظیموں کے نمایندوں پر مشتمل ڈھاکہ میں آٹھ جنوری ۱۹۶۹ء کو جو فیصلے کئے گئے ہیں وہ پاکستان کی سیاست میں تاریخی اہمیت کے حامل ہیں اور اپوزیشن کے بالکل ہی نئے دور کا آغاز ہیں - ان فیصلوں کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم اجمالاً وہ صورت حال بھی پیش نظر رہے۔ جسے اس ملک کی گذشتہ دس سال کی جمود پرور یاس انگیز اور مستبدانہ سیاست نے پیدا کیا ہے

یہ امر واقعہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پاکستان کا وجود اسلام کی خاطر عمل میں آیا اور ان تمام عوامل کو رد کر کے آیا، جن کا تعلق جغرافیائی، علاقائی، لسانی، محدود معاشرتی اور عام اقتصادی مسائل و معاملات سے تھا اور صرف اسلام کا واحد رشتہ پاکستان کے وجود کی اساس بنا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد اس اساس کو فوری طور پر مضبوط بنا دینا اس لئے ضروری تھا کہ پاکستان کے آیندہ بقا اور استحکام کا حقیقی انحصار صرف اسلام کے سہارے ہی ممکن ہو سکتا تھا، لیکن

یہ بات کسی طرح بھی متوقع نہیں ہو سکتی تھی کہ پاکستان کے قیام کے بعد بھی عوام کے روزمرہ کے مسائل، جن کا تعلق ان کے معاشی، اقتصادی، سیاسی، معاشرتی، لسانی اور علاقائی معاملات سے ہے نہیں ابھریں گے۔ اور ان کے حل کے مطالبات سامنے آئیں گے۔ آخر ایک قوم سے جو بہرحال زندہ افراد پر مشتمل ہوتی ہے یہ کیسے توقع کر لی جائے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اپنے روزمرہ کے مسائل سے بے پرواہ رہ کر صرف نظر کرتی رہے گی۔

آئندہ کسی نہ کسی مرحلہ پر ان مسائل کا پیدا ہونا ایک ناگزیر فطری امر تھا اور دانشمندی کا تقاضا یہ ہی تھا کہ ان کے ابھرنے اور پھیلنے سے پہلے پہلے اسلام کی بنیادیں جو بہرحال اس مملکت کی [illegible] و تحریکی اساس ہیں مستحکم کر دی جائیں تاکہ آئندہ جتنے اور جس نوع کے مسائل بھی پیدا ہوں، وہ اسلام کے نقطہ نظر سے ہٹ کر پیدا نہ ہوں۔ اس حالت میں عوام اگر سیاسی تبدیلیوں کے طالب ہوتے تو اسلام کے دائرہ میں رہ کر اقتصادی تبدیلیوں کے خواہاں ہوتے، تو اسلام ہی کے نظریہ کے مطابق علاقائی حالات کو درست کرنا چاہتے تو اسلام کو برقرار رکھ کر، غرضیکہ ہر اعتبار سے اور ہر پہلو سے ہر نئے پیدا ہونے والے مسئلے کا حل اسلام کی بنیادی اور مشترکہ قدر سے علیحدہ نہ رکھا جا سکتا اور اس سے انحراف کی کوئی صورت پیدا ہی نہ ہوتی۔

لیکن پاکستان کے اولین ذمہ داروں نے افسوس ہے کہ معاملہ کے اس پہلو کو محسوس نہیں کیا۔ اور اسلام کو مملکت کی اساس بنانے میں وہ مختلف عذرات کے سہارے گریز، تاخیر، تردد، تامل اور غفلت سے کام لیتے رہے۔

اس اہم ترین معاملے کے حل نہ کر دیئے جانے نے جلد ہی مفاد پرست طبقوں و عناصر کو نئی مملکت کے جدید حالات سے اپنی خواہشات کے مطابق فائدہ اٹھانے کا موقعہ مہیا کر دیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے اس سول سروس (انتظامیہ) نے ہاتھ بڑھائے جو انگریزی عہد حکومت میں عوام پر تسلط و استبداد قائم رکھنے کا واحد ذریعہ تھی۔

اس نے جلد ہی پاکستان کے سیاسی اقتدار کی طرف بڑھنا شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ ملک کی پوری سیاست میں دخیل ہوتی چلی گئی۔ سول سروس کی سیاسی بالادستی، یہاں کے اقلیتی فرقوں اور معاشی استحصال کرنے والوں کے لئے اپنا غلبہ و اثر بڑھانے کا بہترین ذریعہ تھی۔ چنانچہ در پردہ یہ عناصر اس کے نزدیک ہو گئے۔ حتیٰ کہ ملک انتہائی سیاسی ابتری کے درجہ تک چلا گیا۔ اس صورت حال کو فوج کا اعلیٰ ترین طبقہ خاموشی کے ساتھ نہ دیکھ سکا اور جیسے ہی سول سروس نے اپنے مکمل سیاسی غلبہ کا ملک پر آخری وار کیا۔ فوج نے مداخلت کر کے ملک کا تمام در و بست اپنے قبضے میں لے لیا۔ فوجی حکمرانی کا یہ دور ابتداء میں عوام کے لئے اس واسطے خوش آیند بن گیا۔ کہ شاید گذشتہ دس سال کی کوتاہیوں کا ازالہ ہو جائے۔ اور قیام پاکستان کے وہ حقیقی مقاصد جو دس سال سے سیاسی ہیرا پھیری کی نذر ہو رہے تھے اب ایک ہی جست میں بروئے کار لے آئے جائیں۔

لیکن جلد ہی اندازہ ہونے لگا کہ یہ فوجی اقتدار بھی اسلام اور عوام کے لئے اہم اور بنیادی تبدیلیوں کا روادار نہیں ہوگا اور جو امیدیں فوجی تغیر سے قبل کے دس سالہ دور میں صرف کمزور پڑی تھیں وہ اب پاش پاش ہونا شروع ہو گئیں۔

عوام اب سول سروس کے ساتھ ملٹری سروس کی گرفت میں بھی جکڑے گئے اور اس دوہری اقتدار نے ان کے تمام راستے بند کر دیئے۔ نئے اقتدار نے صرف اقتدار حاصل کر لینے [illegible] کر لیا اور اسلام کو غالب لانے سے ہی گریز نہیں کیا، بلکہ اسلام کے بعض بنیادی [illegible] اسلامی معاشرت کے اہم ترین شعبے نکاح و ازدواج کے احکام کو عائلی قوانین کے نام سے تبدیل کر ڈالنے کی جسارت بھی کر ڈالی اور ایسے اداروں و اشخاص کو ابھارا جانے کے مواقع فراہم کر دیئے۔ جو اسلام کے نظریات و عقائد میں خود ساختہ اور من مانی تحریفات پر دلیر تھے۔ اسلام سے انحراف اور دین میں تحریف کے اقدامات کے ساتھ ساتھ ملک کے اقتصادی وسائل کو صنعتی و دیگر ترقیات کے نام پر ایک محدود طبقے بلکہ چند مخصوص خاندانوں کے قبضہ و اجارہ داری میں دے ڈالا۔ اور ملک کے کروڑوں افراد نہایت ہی پس ماندہ معاشی صورت حال کا شکار ہوتے چلے گئے کسانوں مزدوروں، چھوٹے دکانداروں، معمولی ملازم پیشہ لوگوں کے لئے زندگی گذارنا جوئے شیر لانے سے بھی مشکل تر مسئلہ بن گیا۔ ظاہر ہے کہ اس بدترین صورت حال کو برداشت کرنا ممکن نہیں تھا، مسلمان عوام نہ تو اپنے دین میں تحریف اور دین سے انحراف کو خاموشی کے ساتھ دیکھ سکتے تھے اور نہ عوام مسلسل

(ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

سرمایہ دارانہ استحصال و تغلب پر چپ رہ سکتے تھے۔

ان اندیشوں کے پیش نظر ملک میں دفعہ ۱۴۴ - ہمہ گیر ڈیفنس آف پاکستان رولز کے جابرانہ قوانین کا ہمہ گیر نفاذ کر دیا گیا۔ یونیورسٹی آرڈیننس کے ذریعہ طلباء کو نرے سے زبان بند کر دینے کی کوشش کی گئی، بلکہ ان کے لئے اعلیٰ تعلیم کا حصول ضمیر کی خودکشی کے مترادف بنا دیا گیا۔

اظہار رائے کی آزادی کا گلا صحافت پر مستقل پابندی اور پریس ٹرسٹ کے روپ میں ایک غلام صحافت کی پیدائش کے ذریعہ گھونٹ ڈالا گیا۔ ایک فرد کی حکمرانی کی اساس پر سیاسی استحصال کا ایک نیا جال بی، ڈی سسٹم کی صورت میں قائم کیا گیا جس نے آزاد سیاست کا دروازہ مکمل طور پر بند کر دیا گیا اور عوام کو چھوٹے سے چھوٹے دائرے میں بھی تقسیم رکھنے کے ایک مؤثر حربہ کے طور پر کام میں لایا جانے لگا۔

ایک خاص نام نہاد فرقے کو ایسی کھلی چھٹی دی گئی کہ اس نے بہت سے اہم ترین دوائر میں اپنے اثر و رسوخ کے بے شمار قلعے تعمیر کر لئے اور پاکستان کے وہ مسلمان عوام جنہوں نے لاکھوں انسانوں کی مالی و جانی قربانی اور کروڑوں مسلمانوں کی سیاسی بھینٹ دے کر جن دینی و دنیوی مقاصد کے لئے اپنی جداگانہ مملکت کی تشکیل کی تھی وہ دینی اعتبار سے بھی محروم ہو گئے اور دنیاوی اعتبار سے بھی نامرادی کا شکار بن گئے اور ان کے راستے میں جبر و استبداد و آمریت کی سخت گیر رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں۔ وہ جس سیاسی نظام، جس طریق انتخاب، جن ہنگامی قوانین، قید و بند کے جن خطرات، شہری آزادی کی جن محرومیوں اور تحریر و تقریر کی جن پابندیوں میں مبتلا کر دیئے گئے، ان کے ہوتے ہوئے یہ ممکن ہی نہیں رہا کہ وہ اسلامی نظام کے نفاذ کی کوئی براہ راست سعی کر سکیں۔

چنانچہ یہ مسائل مسلمان عوام پر تہ بہ تہ زنجیروں کی صورت میں حاوی ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان سے چھٹکارا حاصل کئے بغیر اب ان کے لئے اسلامی نظام کے نفاذ کی منزل کی طرف بڑھنا ناممکن بن کر رہ گیا ہے۔ یہ ہے وہ سنگین صورت حال جو غیر دینی سیاسی افراد و جماعتوں کے لئے تو صرف اس حد تک ہی پُر خطر ہے کہ اس میں آزاد سیاست کی گنجائش نہیں۔ لیکن دینی افراد اور جمعیۃ علماء اسلام جیسی دینی جماعتوں کے لئے اس کی سنگینی آزاد سیاست کی گنجائش نہ ہونے کی حد سے کہیں زیادہ پُر خطر بن چکی ہے۔

اگر ایک اقتدار اپنے آمرانہ تسلط کے بل پر دین میں تحریف کا روادار بن جاتا ہے تو اس آمریت کا استیصال جو بے دین سیاست دانوں کے لئے محض سیاسی معاملہ ہے اہل دین کے لئے ایک زبردست دینی ضرورت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اگر ایک اقتدار اپنے من مانے سیاسی نظام و طریق انتخاب کے ذریعہ عوام کو ایسے آزاد نمائندے منتخب کرنے کی پوزیشن میں آنے دیتا جو ان کی پسند و آرزو کے مطابق ملک میں دینی اقدار کے قانونی نفاذ کی تکمیل کر سکیں تو اس سیاسی نظام کی تبدیلی جو سیاست دانوں کے نزدیک صرف آزاد سیاست کے قیام کی ایک ضرورت ہے اہل دین کے نزدیک دینی نظام کے قیام کی ایک ناگزیر ضرورت بن جاتی ہے۔ جب ایک طاقت اپنی بے پناہ آمریت کے بل پر ایسے قوانین نافذ کر دیتی ہے جس سے شہری آزادیاں سلب ہو جاتی ہیں، صحافت آزاد نہیں رہتی اظہار رائے کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں تو ان قوانین کے خاتمہ کا مطالبہ سیاسی زعماء کے لئے شاید سیاسی حقوق کی بازیابی کا ہی مسئلہ ہو۔ لیکن دین کو غالب لانے والوں کے لئے ان قوانین کا خاتمہ اس لئے بھی نہایت ضروری ہو جاتا ہے کہ ان کے ذریعہ دین حق کے نفاذ کے مطالبہ کی آواز کو دبایا جاتا ہے۔ موجودہ اقتدار کے آمرانہ حربے اور سیاسی و اقتصادی تفوق کا خاتمہ اس لئے اولین اور اہم ترین ضرورت ہے کہ اس کے ختم ہونے کے بعد ہی ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کہ مسلمان عوام جن پر کوئی سیاسی، معاشی و انتظامی دباؤ نہ ہو پورے اطمینان و آزادی کے ساتھ اپنے قابل اعتماد منتخب نمائندوں کے ذریعہ وہ اسلامی اقدار و طریق حیات کو اپنے محبوب وطن میں غالب لا سکیں۔

اس واضح پروگرام اور مقصد کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام نے آج سے آٹھ ماہ پیشتر مئی ۱۹۶۸ء میں لاہور میں منعقدہ کانفرنس کے وقت سے اپنی جد و جہد کا آغاز کیا۔ ملک بھر میں دینی مطالبات پر مبنی جلسوں، جلوسوں اور مظاہروں کا سلسلہ پھیلایا۔ اگرچہ ملک میں مختلف جماعتوں کی ایک تنظیم موجود تھی اور وہ بھی موجودہ اقتدار کی مخالفت کا پروگرام رکھتی تھی۔ لیکن اس کا پروگرام جن آٹھ نکات پر مشتمل تھا، ان میں نہ تو ان رکاوٹوں کے انسداد کا کوئی واضح مطالبہ موجود تھا جس سے سیاسی تبدیلی کے مطالبات کا حقیقی مدعا و منشاء "اسلامی طرز حیات" کا نفاذ ظاہر ہوتا ہے۔ ۱۹۵۶ء کے دستور کی بحالی کا مطالبہ جس میں اسلام کی حیثیت محض ذیلی بن کر رہ جاتی ہے اس سے جب جمعیۃ علماء اسلام نے ۱۹۵۶ء میں ہی اتفاق نہیں کیا تھا اور متعدد ترمیمات کا مطالبہ کر رکھا تھا تو اس کی اساس پر وہ اب کیسے مطمئن ہو سکتی تھی کہ اسلام کا مقصد و مدعا اس سے حاصل کر لیا جائے گا۔ چنانچہ مخالف جماعتوں کی تنظیم اور جمعیۃ علماء اسلام کے درمیان اتحاد و تعاون کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیز جمعیۃ کسی ایسے "اتحاد" کی بھی پابند نہیں رہ سکتی تھی۔ جو اسے اس کے جداگانہ دینی پروگراموں کے اجراء بلا واسطہ رابطہ کے حق سے محروم کر دینے والا ہو۔ پھر یہ کہ وہ محض حصول اقتدار کے مقصد کو وجہ اختلاف بنانے کی بھی روادار نہیں ہے۔ اور اس وجہ سے وہ موجودہ دستور و نظام کے تحت انتخابی جد و جہد کو عبث سمجھتی رہی ہے اور جب ایک نظام باطل و ناپسندیدہ ہے تو اس کے مطابق سیاسی جد و جہد کرنا کس طرح مفید منصور ہو سکتا ہے؟ صحیح صورت تو اس کا بائیکاٹ کر دینا ہی ہے۔ جمعیۃ گذشتہ آٹھ ماہ سے جس پامردی و استقلال کے ساتھ موجودہ استبداد کے خلاف جد و جہد میں مصروف ہے۔ اس کے نتیجہ خیز اثرات کو مخالف جماعتوں نے بھی محسوس کیا اور ایک نئے دائرہ عمل کی تشکیل کی ضرورت کو وہ سمجھ گئے۔ چنانچہ پی، ڈی، ایم (پاکستان تحریک جمہوریت) نے ڈھاکہ کے اپنے اجتماع میں شرکت کی دعوت ان جماعتوں کو بھی دی۔ جو پی ڈی ایم میں شامل نہیں تھیں۔ اور اس طرح جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندے بھی ڈھاکہ کے اس اجتماع میں شریک ہوئے۔ آٹھ جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل اس اجتماع نے ملک کے حالات کا نئے سرے سے جائزہ لیا اور جیسا کہ جمعیۃ علماء اسلام کی ملتے تھی اس امر پر اتفاق کیا کہ آئندہ انتخابات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اس لئے کہ موجودہ نظام میں نہ تو حقیقی و آزادانہ انتخابات ہو سکتے ہیں اور نہ اس کے ذریعہ موجودہ حکومت کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس فارمولے کی اساس پر آٹھ جماعتوں کے مقرر کردہ نمائندوں پر مشتمل جمہوری مجلس عمل (ڈیموکریٹک ایکشن کمیٹی) کے نام سے ایک جدید دائرہ عمل کے اعلان میں بھی پہلی بات یہی کی گئی، کہ "موجودہ آمریت" نے "اسلامی نظریہ حیات و طرز حیات کو تباہ کر دیا ہے"، اور پھر قومی زندگی کے ان تمام پہلوؤں کی بھی نشان دہی کر رہی ہے جنہیں موجودہ حکومت نے ختم کر ڈالا ہے۔ اور آخر میں پھر اس امر کا اعادہ کر رہی ہے۔ کہ پاکستان جن مقاصد کی خاطر وجود میں آیا ہے۔ جن میں سب سے اعلیٰ مقصد، "اسلامی طرز حیات" کا نفاذ ہے۔ انہیں حاصل کرنے تک جد و جہد جاری رکھی جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح اب یہ بات پورے اعتماد و وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ جمہوری مجلس عمل کی تشکیل میں جس نئی اپوزیشن کا وجود سامنے آیا ہے اور جن مقاصد و پروگرام کے ساتھ اس کا آغاز ہوا ہے۔ اس کا رُخ صحیح منزل کی طرف ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام کی اہمیت اور اولیت کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور عوام پر سے موجودہ آمریت کی سیاسی و اقتصادی گرفت کو ختم کرنے کے عزم و پروگرام کا اعلان کیا گیا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے نقطہ نگاہ سے یہ ہی دو باتیں مطلوب تھیں اور الحمدللہ ڈھاکہ کے اس اجتماع نے مخالف جماعتوں کا سیاسی و تحریکی رُخ ان دونوں باتوں کی طرف موڑ دیا ہے۔ یقیناً یہ چیز پاکستان کی موجودہ سیاسی صورت حال میں ایک اہم موڑ اور سنگِ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جمہوری مجلس عمل پی، ڈی، ایم سے بالکل مختلف اور جداگانہ چیز ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کی اس میں شرکت کا کوئی تعلق پی، ڈی، ایم کے ساتھ اتحاد کا نہیں ہے اور نہ اسے پی، ڈی، ایم میں شامل پارٹی جماعتوں کے آٹھ نکات سے کوئی تعلق ہے۔ نہ پی، ڈی، ایم کے اندر یا باہر کی جماعتوں کے نظریات مغربی جمہوریت یا سوشلزم وغیرہ سے اس کا کوئی واسطہ ہے۔ وہ نہ اسلامی ترمیمات کے بغیر ۱۹۵۶ء کے دستور کی حامی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام نے اسلامی طرز حیات کو جسے پاکستان میں قریب قریب ترک کر دیا گیا ہے قائم و بحال کرنے کی خاطر ایک وسیع تر دائرہ عمل کی شکل میں جمع لیا ہے۔ جس میں شامل جماعتوں نے اسلامی طرز حیات کی بحالی کے مقصد سے اتفاق کیا ہے۔ موجودہ آمریت کی مسلط کردہ ان سیاسی اقتصادی، انتخابی، انتظامی و دستوری رکاوٹوں کے خاتمہ کی مہم میں اشتراک کیا ہے۔ جس کے ذریعہ اسلامی طرز حیات و اقدار کا خاتمہ ہوا اور جو اسلامی طرز حیات و اقدار کی بحالی میں سب سے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ اس طرح جمہوری مجلس عمل ایک واضح مقصد اور پروگرام کے ساتھ عوامی تحریک کے علماء کے میدان سیاست میں آئی ہے اور اب بجا طور پر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ان رکاوٹوں کے دور ہو جانے کے بعد جن کے خاتمہ کے لئے جمہوری مجلس عمل نے ایک نیا آٹھ نکاتی تحریکی پروگرام ترتیب دیا ہے۔ پاکستان کے مسلمان عوام اس پوزیشن میں آ جائیں گے کہ اپنی آزاد مرضی کے ساتھ منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ اسلامی نظام کا نفاذ بروئے کار لا سکیں اور قیام پاکستان کے اصل مقصد کی تکمیل ہو سکے

# آٹھ جماعتوں کا مشترکہ اعلانِ ڈھاکہ

ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال

زیر نظر مقالہ علیحدہ پمفلٹ کی شکل میں مرکزی جمعیۃ علماء اسلام نے شائع کرا دیا ہے۔ یہ اصل میں اس انگریزی قرارداد کا ترجمہ ہے جو ڈھاکہ میں آٹھ جماعتوں کے مشترکہ اجلاس میں پاس کی گئی تھی۔ اس قرارداد میں جمعیۃ کے اصل مطالبہ اسلامی آئین کا نفاذ صراحت کے ساتھ موجود ہے (مدیر معاون)

ہم عوامی لیگ (مجیب الرحمٰن گروپ)، جمعیۃ علماء اسلام، پاکستان نیشنل عوامی پارٹی (ولی قصوری گروپ) کے نمائندگان اور پاکستان عوامی لیگ، پاکستان نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ (قومی جمہوری محاذ) پاکستان نظام اسلام پارٹی و جماعت اسلامی پاکستان پر مشتمل پی۔ ڈی۔ ایم و پاکستان تحریک جمہوریت) کے نمائندگان کا متفقہ طور پر یہ پختہ یقین ہے کہ:-

## انحطاط اور تباہی

پاکستان میں موجودہ نوکرشاہی اور فرد واحد کی مستبدانہ آمریت نے ہماری قومی زندگی کے تمام شعبوں کو انحطاط اور تباہی کے آخری کنارے تک پہنچا دیا ہے۔

## قیام پاکستان کے اسلامی و عوامی مقاصد سے انحراف

اس آمریت نے خاص طور پر اسلامی نظام حیات سے جان بوجھ کر اور پے در پے انحراف کیا ہے اور کلیۃً عوام کے حق بالادستی، جمہوریت اور بنیادی حقوق و آزادیوں کو سلب کر لیا ہے

## جابرانہ طرز عمل

یہ آمریت ملت کے ہر طبقہ کو تشدد دانہ طور پر دبانے کی صریحاً مجرم ہے۔ بالخصوص ہمارے طلباء، ہمارے مزدور بھائی، ہمارے کسان اور محنت کش اس آمریت کی ستم گاریوں کا افسوسناک ہدف بنے ہوئے ہیں۔

## معاشی تغلب

جمہوریت کی غاصب موجودہ حکومت نے جان بوجھ کر ایک منصوبہ کے تحت ملک کی دولت کو چند خاندانوں کی تحویل و قبضہ تک محدود کر دیا ہے، اور اکثریتی عام آبادی کو معاشی و اقتصادی محرومیوں میں مبتلا کر ڈالا ہے۔

## بدعنوانیوں کا فروغ

اور ساتھ ہی برسر اقتدار ٹولہ نے بدعنوانیوں کو وسیع پیمانے پر پھیلا دیا ہے۔ یہ بدعنوانیاں دفتری حکومت اور انتظامیہ کے مختلف شعبوں اور درجوں کا مستقل طرز عمل اور طرۂ امتیاز بن گئی ہیں۔

## استبداد

موجودہ جابرانہ حکومت مستبدانہ قوت سے کام لے رہی ہے۔ اور اس نے کُل ظالمانہ طور پر "ہنگامی حالات" کا قانون مسلط کر رکھا ہے۔ وہ بنیادی حقوق و شہری آزادیوں کو سخت گیر کالے قوانین کے ذریعہ سلب کر کے سیاسی رہنماؤں و کارکنوں کو مسلسل قید و بند میں ڈالے جا رہی ہے۔

## سیاسی و معاشی خلیج و تفاوت

اس حکومت نے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان اور ملک کے دوسرے حصوں کے درمیان معیشتی عدم توازن و عدم یکسانیت روز افزوں ہے۔ اقتصادی عدم مساوات روز بروز اضافہ پذیر ہے۔ اور غریب عوام ناقابل برداشت گرانی و استحصال کا قابل رحم و بےبس شکار بن کر رہ گئے ہیں۔

## دفاعی و فوجی استحکامات سے غفلت

مزید برآں یہ حکومت ملک کے دفاع اور فوجی استحکامات کا ملکی ضرورت کے تقاضوں کے مطابق انتظام کرنے میں بھی ناکام رہی ہے بالخصوص مشرقی پاکستان کی دفاعی و فوجی صلاحیت و طاقت کو مکمل و خود کفیل بنانے میں اس حکومت نے مسلسل تغافل برتا ہے۔

## عوام میں بے تعلقی اور عدم اعتماد کا احساس

نیز یہ کہ اس حکومت نے اپنے من مانے طرز عمل سے ہر جگہ کے عوام خاص طور پر مشرقی پاکستان کے عوام میں اپنے معاملات کی تشکیل و بست و کشاد اور اپنی منزل مقصود کے تعین میں حصہ دار نہ ہونے اور بے تعلق اور بےبس رہنے کا تلخ اور مایوس کن احساس پیدا کیا ہے۔

## قیام پاکستان کے مقاصد (اسلامی نظام حیات کا نفاذ) کے حصول کی راہ میں حائل موانعات کے ازالہ کی

## تدبیر اور جدو جہد

چنانچہ ملک کے موجودہ تباہ کن حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اوپر بیان کی ہوئی تمام خرابیوں کے تدارک و اصلاح نیز ان مقاصد و اقدار کے حصول کے لئے (جن میں اسلامی نظام حیات کا نفاذ جس کا ذکر اس اعلان کی ابتداء میں کیا گیا ہے اولین اہمیت رکھتا ہے) اور جن کی خاطر پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تھا ——

ہم مذکورۃ الصدر جماعتوں کے نمائندگان اپنے اس غیر متزلزل عزم و ارادہ کا اعلان کرتے ہیں کہ پاکستان میں مکمل جمہوریت اور پاکستانی عوام کی کامل سیاسی بالادستی کا قیام حاصل کر کے رہیں گے۔

## مطالبات۔ جن کی تکمیل کے بغیر اسلامی نظام حیات کی فضا بحال نہیں ہو سکتی ہے

اس کے لئے ہمارے سیاسی زعماء کے فوری مطالبات یہ ہیں کہ

(۱) وفاقی پارلیمانی نظام کا قیام (جو موجودہ آمرانہ نظام کی جگہ لے سکے)

(ورق الٹیے)

## "پی، ڈی، ایم" جمعیۃ علماء اسلام اور "جمہوری مجلس عمل"

بعض حلقوں میں یہ بات پھیل گئی ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام نے تحریک جمہوریت میں مکمل شمولیت اختیار کر لی ہے، اس کی وضاحت کے لئے محترم ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال کے ایک حالیہ مضمون (جو پمفلٹ کی شکل میں مرکزی جمعیۃ نے شائع کیا ہے) کا آخری حصہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے (ادارہ)

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ:-

- جمہوری مجلس عمل "پی ڈی ایم" سے بالکل مختلف اور جداگانہ چیز ہے
- جمعیۃ علماء اسلام کی اس میں شرکت کا کوئی تعلق پی، ڈی، ایم کے ساتھ اتحاد کا نہیں ہے۔
- اور نہ اسے پی، ڈی، ایم میں شامل جماعتوں کے آٹھ نکات سے کوئی تعلق ہے
- نہ پی، ڈی، ایم کے اندر یا باہر جماعتوں کے نظریات مغربی جمہوریت یا سوشلزم وغیرہ سے اس کا کوئی واسطہ ہے
- وہ نہ اسلامی ترمیمات کے بغیر ۱۹۵۶ء کے دستور کی حامی ہے
- بلکہ جمعیۃ علماء اسلام نے اسلامی طرز حیات کو جسے پاکستان میں قریب قریب مٹا کر رکھ دیا گیا ہے قائم و بحال کرنے کی خاطر ایک وسیع تر دائرۂ عمل کی تشکیل میں حصہ لیا ہے
- جس میں شامل جماعتوں نے اسلامی طرز حیات کی بحالی کے مقصد سے اتفاق کیا ہے
- اور موجودہ آمریت کی پیدا کردہ ان سیاسی، اقتصادی، انتخابی انتظامی و دستوری رکاوٹوں کے خاتمہ کی مہم میں اشتراک کیا ہے۔

(۲) بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست انتخابات (جن کے ذریعہ ایسے نمایندے منتخب کئے جا سکیں جو اسلامی نظام کے نفاذ کو ملک کا دستور بنا سکیں)

(۳) ہنگامی حالات کے نفاذ کی فوری تنسیخ

(۴) شہری آزادیوں کی مکمل بحالی۔

اور کالے قوانین بالخصوص جن کے ذریعہ بغیر مقدمہ چلائے قید و بند میں ڈالا اور رکھا جاتا ہے۔

سیفٹی یونیورسٹی آرڈیننس۔ ان سب کی فوری تنسیخ۔

(۵) تمام سیاسی نظربندوں، قیدیوں، طلباء، مزدور، صحافی بشمول شیخ مجیب الرحمٰن، خان عبدالولی خاں اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سب کی فوری رہائی۔

تمام سیاسی مقدمات جو عدالتوں اور ٹریبونلوں کے سامنے پیش ہیں۔ اور سیاسی مقدمات کے سلسلے میں جاری کردہ وارنٹوں کی فوری تنسیخ

(۶) دفعہ ۱۴۴ [illegible] جاری کردہ تمام احکامات کی فوری تنسیخ۔

(۷) مزدوروں کے حق ہڑتال کی فوری بحالی۔

(۸) پریس پر عائد شدہ پابندیوں کا خاتمہ، جن میں نئے ڈیکلریشنوں کی اجازت، ضبط کردہ اخبارات، رسائل، مطابع اور معطل کردہ ڈیکلریشنوں کی بحالی اور "اتفاق" "چٹان" اور پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کی ان کے اصل مالکان کی واگذاری بھی شامل ہے۔

## بائیکاٹ کا فیصلہ

اس اعلان پر دستخط کرنے والی جماعتوں کا یہ طے کردہ حتمی فیصلہ ہے کہ:-

جب تک آزادی کے حامل مکمل جمہوری حالات کے قیام کے لئے مندرجہ بالا شرائط و مطالبات کی تکمیل نہیں ہو جاتی۔

موجودہ جابرانہ و غیر جمہوری نظام کے تحت انتخابات سو ڈھونگ پاکستان کے عوام کے ساتھ محض فریب کاری (فراڈ) ہے

اس لئے

ہم نے آنیوالے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے اور عوام سے بھی ہماری پرزور اپیل ہے کہ وہ ان انتخابات کا بائیکاٹ کر دیں۔

موجودہ ہمہ گیر عوامی ہیجان و اضطراب نے اب اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں رہنے دیا ہے کہ پاکستان کے عوام اس آمرانہ نظام سے بیزار ہیں اور اس کو قطعی طور پر رد کر چکے ہیں

## عوام کی بیزاری اور رد عمل

ہمیں پورا وثوق اور یقین ہے کہ موجودہ عوامی تحریک جو ملک کے گوشے گوشے میں پھیل چکی ہے۔ اس وقت تک جاری اور تیز تر رہے گی۔ جب تک استبداد اور نوکر شاہی کی تمام قوتوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔

## عہد و اعلان

ہم اپنی اپنی جماعتوں کی طرف سے اس عہد کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم اور ہماری جماعتیں پاکستانی عوام کے سیاسی حق حاکمیت کی کامل بحالی کے عظیم، تاریخی اور مقدس قومی فریضہ کی ادائیگی میں کسی قسم کی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

مندرجہ بالا مقاصد کے فوری اور جلد تر حصول و تکمیل کے لئے (جن میں اہم ترین و بنیادی مقصد اسلامی نظام حیات کا نفاذ ہے) ہم ٹھوس اور پرامن جدوجہد ان تھک سرگرمی کے ساتھ جاری رکھیں گے۔ اور عوامی تحریک کو مضبوط تر بناتے رہیں گے۔

## آٹھ جماعتوں کے نمائندگان کے دستخط

(۱) امیر حسین شاہ قائمقام صدر نیشنل عوامی پارٹی

(۲) محمد علی، صدر نظام اسلام پارٹی (پی، ڈی، ایم)

(۳) (مفتی) محمود، ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

(۴) ممتاز محمد خاں دولتانہ صدر پاکستان مسلم لیگ (پی، ڈی، ایم)

(۵) نصر اللہ خاں صدر پاکستان عوامی لیگ (پی، ڈی، ایم)

(۶) سید نذر الاسلام قائم مقام صدر عوامی لیگ

(۷) نور الامین صدر نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ (پی، ڈی، ایم)

(۸) طفیل محمد قائم مقام امیر جماعت اسلامی (پی، ڈی، ایم)

(انگریزی سے ترجمہ — احمد حسین کمال)

# اپوزیشن پارٹیاں موجودہ آئین کے تحت انتخابات نہیں ہونے دینگی

## "عوام اپوزیشن کا کھل کر ساتھ دیں" — سردار شوکت [illegible]

مورخہ ۱۶ جنوری ۳ بجے بعد دوپہر دفتر جمعیۃ علماء اسلام چوک رنگ محل میں جمہوری مجلس عمل کی رابطہ کمیٹی کا پہلا باضابطہ اجلاس زیر صدارت مولانا محمد اکرم صاحب ناظم صوبائی جمعیۃ مغربی پاکستان منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت کی

مولانا محمد اکرم صاحب (جمعیۃ علماء اسلام) سردار شوکت حیات (کونسل لیگ) خان غلام محمد لونڈ خور (عوامی لیگ) قاضی فیض محمد (عوامی لیگ چھ نکاتی) سید صابر جعفری (نظام اسلام) میاں محمود علی قصوری شیخ رفیق احمد (این، اے، پی قصوری گروپ) بشیر انصاری (قومی جمہوری محاذ) چوہدری غلام جیلانی (جماعت اسلامی) آٹھوں جماعتوں کے نمایندوں نے عارضی کنوینر رابطہ کمیٹی سردار شوکت حیات کو مقرر کیا

اس موقع پر سردار صاحب نے اجلاس کے فوراً بعد جو بیان پریس کانفرنس میں دیا وہ درج ذیل ہے:- (خورشید)

لاہور۔ آٹھ اپوزیشن پارٹیوں پر مشتمل جمہوری مجلس عمل کی قائم کردہ مغربی پاکستان رابطہ کمیٹی کے کنوینر سردار شوکت حیات نے جمعیۃ علماء اسلام کے دفتر میں ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا ہے کہ آٹھ اپوزیشن پارٹیاں صدر ایوب خاں کے آئین اور نظم حکومت کو مسترد کر چکی ہیں، اور انہوں نے یہ عزم کر لیا ہے کہ موجودہ آئین کے تحت ملک میں انتخابات منعقد نہیں ہونے دیئے جائیں گے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ اس عزم کو کامیاب بنانے کے لئے اپوزیشن کا کھل کر ساتھ دیں۔ مغربی پاکستان رابطہ کمیٹی کے پہلے اجلاس کے فوراً بعد انہوں نے اخبارات کے نمایندوں سے گفتگو کرتے ہوئے جمہوری مجلس عمل کے فیصلوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ الیکشن کے بائیکاٹ کے اہم فیصلہ کا ذکر کرتے ہوئے سردار شوکت حیات نے کہا کہ الیکشن کے بائیکاٹ کے فیصلہ میں حکومت کے ڈر کا کوئی دخل نہ تھا بلکہ اس آئین کے تحت گذشتہ عام انتخابات کے تلخ تجربے نے یہ ثابت کر دیا ہے

کہ موجودہ طریق انتخاب کے تحت اپوزیشن کے امیدوار کی کامیابی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ فاطمہ جناح جیسی شخصیت، قبائلی علاقوں کے نامزد بی ڈی ارکان اور دھن دھونس اور دھاندلی کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکیں۔ اب آئندہ انتخابات کی بنیاد ہی ناانصافی پر رکھی جارہی ہے۔ مرضی کی انتخابی حلقہ بندی اور جعلی ووٹوں کے اندراج کی وجہ سے بی ڈی کے ارکان حکومت کے اپنے لوگ منتخب ہوں گے۔ علاوہ ازیں صدر مملکت نے اعلان کر دیا ہے کہ کنونشن مسلم لیگ اپنے ہم خیال بی ڈی ارکان کو ہر جائز کوشش کرے گی۔ سردار شوکت حیات نے کہا کہ ڈھاکہ میں کئے جانے والے بائیکاٹ کے فیصلہ سے پہلے تحریک جمہوریت میں شامل پانچ پارٹیوں کے علاوہ نیشنل عوامی پارٹی (قصوری گروپ) نیشنل عوامی پارٹی (بھاشانی گروپ) عوامی لیگ (چھ نکاتی) اور جمعیۃ علماء اسلام نے بھی بائیکاٹ کے حق میں فیصلہ دیا تھا۔ اور اب اس فیصلہ کو [illegible] کی بیشتر اپوزیشن پارٹیوں کی حمایت حاصل ہے۔ سردار شوکت حیات نے کہا کہ مشرقی پاکستان کی سیاسی پارٹیوں نے بائیکاٹ کے حق میں فیصلہ دے کر ایک بہت بڑی قربانی بھی دی ہے۔ کیونکہ عام طور پر یہی خیال پایا جاتا تھا کہ اپوزیشن کا صدارتی امیدوار مشرقی پاکستان سے ہوگا۔ لیکن مغربی پاکستان کے عوام کی طرف سے موجودہ حکومت (باقی صفحہ پر)

## "اسلام مردہ باد" کا نعرہ کسی نے نہیں لگایا

پریس کانفرنس کے دوران جب ایک پریس رپورٹر نے سردار شوکت حیات اور دیگر لیڈروں سے "اسلام مردہ باد" کے نعرہ کے متعلق دریافت کیا تو خواجہ رفیق احمد صاحب نے جواب دیا کہ جب بھٹو صاحب کی جماعت کی اعلیٰ قیادت اس نعرہ کی تردید کر رہی ہے۔ اور ہماری اپنی تحقیق کے مطابق بھی یہ نعرہ نہیں لگایا گیا تو اس کو خواہ مخواہ ہوا دینا ٹھیک نہیں۔

اس موقع پر جماعت اسلامی کے رکن چوہدری غلام جیلانی نے کہا کہ:-

"خدا کرے یہ پروپیگنڈا غلط ہو۔"

# جو ہاتھ ارباب اقتدار سے مصافحہ کے لئے بڑھے گا وہ ہاتھ قلم کر دیا جائیگا

## نوجوانوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا

### لاہور کی دعوت استقبالیہ میں مدیر چٹان آغا شورش کاشمیری کی تقریر

آغا شورش نے کہا ٥ میرا سب کچھ اسلام کے لئے ہے۔
٥ ہم نے آزادی کے مزے غلامی میں اور غلامی کے مزے آزادی میں لوٹے۔
٥ جب موت میرا تعاقب کر رہی تھی تو حضرت دین پوری مدظلہ، حضرت درخواستی مدظلہ، مولانا عبیداللہ انور اور دوسرے ولی اللہ لوگ میرے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ ان بزرگوں کی دعاؤں اور موت کے درمیان ایک کشمکش تھی۔ آخر کار موت کو شکست کھانی پڑی۔
٥ کراچی یا کسی دوسری جگہ اسلام مردہ باد کا نعرہ نہیں لگایا گیا۔
٥ کیا ماؤں کے جگر گوشوں کے خون سے تمہاری کاڑیوں کے شیشے زیادہ قیمتی ہیں۔
٥ پاکستان میں اسلام پر اتنا نازک وقت اس سے پہلے نہیں آیا جتنا اب ہے۔

قائد ختم نبوت آغا شورش کاشمیری نے لاہور کے ایک ہوٹل میں دی گئی دعوت استقبالیہ میں تقریر کر رہے تھے یہ دعوت استقبالیہ تمام مذہبی، دینی، سیاسی اور سماجی تنظیموں کی طرف سے آغا صاحب کی رہائی کے بعد ان کے اعزاز میں دیا گیا تھا۔ استقبالیہ میں تمام جماعتوں اعلیٰ لیڈروں اور نمائندوں نے شرکت کی۔

اس موقع پر سپاسنامہ کے جواب میں جو صوبائی جمعیتہ کے امیر حضرت مولانا عبیداللہ انور نے استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے پیش کیا تھا تقریر کرتے ہوئے آغا شورش نے کہا کہ میری اب تک ایک سربستہ راز ہے۔ مجھ سے جو سلوک کیا گیا اس کے بارے میں صرف یہی کہوں گا کہ ہم نے آزادی کے مزے غلامی کے دور میں لوٹے۔ اور اب آزادی میں غلامی کا مزہ بھی چکھ لیا۔ لیکن دردناک حالات کے باوجود جو لذت سرور کائنات ؐ کے عشق میں ہے اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا اور مجھے یہ لذت حاصل رہی آخری بھوک ہڑتال کے موقعہ پر میں یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اگر موت اسی طرح لکھی ہے تو کوئی پرواہ نہیں۔ اس سے اتنا تو ہوگا کہ دس سالہ دور ترقی کے جشن میں خون کے چند چھینٹے بھی شامل ہو جائیں۔ میرے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہے کہ کسی شخص کو مقدمہ چلائے بغیر جیل ڈال دیا جائے۔ یہ ایک ایسا جرم ہے جس کی کوئی بھی تائید نہیں کر سکتا۔ بہرحال قید و بند سے رہائی پانے کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ انقلاب پوری توانائی سے دروازے پر دستک دے رہا ہے نوجوانوں نے بڑی جرات سے تشدد برداشت کیا اور اپنا خون بہایا ہے۔ لیکن یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ حزب مخالف میں ایسے رہنما بھی ہیں جو اسی خون کو رائیگاں کر دینا چاہتے ہیں۔ سیاسی اکابرین کو یہ جان لینا چاہئے کہ اگر انہوں نے اپنی صفوں میں انتشار اور تفرقہ کو ختم نہ کیا تو یہ ایک ایسا حادثہ ہوگا جس کی تلافی نہیں ہو سکتی قوم جاگ اٹھی ہے اور وہ دیکھنا چاہتی ہے کہ ان کی لیڈر شپ بھی متحد ہوتی ہے یا نہیں؟ لوگوں کا دلی مطالبہ ہے کہ یہ حکومت تبدیل ہو۔ ان کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے اور انہیں متصادم کرنے کے لئے طلبہ اور نوجوانوں کو خریدا جا رہا ہے۔ مگر اب یہ قافلہ جو بڑھ رہا ہے۔ کبھی نہ رُکے گا۔

انہوں نے کہا کہ سیاست جمہوری اصولوں پر قائم ہونا چاہئے اور یہ اصول قوم کو واپس لوٹانا چاہئے۔ ہم بنیادی جمہوریتوں کے کے نظام کے خواہاں نہیں جو نہ آمریت اور نہ جمہوریت ــــ یہ ضمیر و ایمان کے سودوں کا نظام ہے اور اس کے تحت کوئی بڑی سے بڑی شخصیت بھی کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتی"۔ ان حالات میں حزب مخالف کی آٹھ جماعتوں نے انتخابات کے بائیکاٹ کا جو فیصلہ کیا ہے وہ قطعی درست ہے لیکن انہیں صرف بائیکاٹ کر کے بیٹھ نہیں رہنا چاہئے۔ بلکہ اس سے آگے قدم بڑھانا چاہئے اور کوشش کرنا چاہئے کہ ملک کا کوئی فرد انتخاب میں حصہ نہ لے۔

## مطالبات شورش

- انتخابات بالغ رائے دہی پر کرائے جائیں۔
- ٥ صوبائی اور مرکزی اسمبلیاں بااختیار ہوں۔
- ٥ کسی آدمی کو مقدمہ چلائے بغیر جیل میں بند نہ کیا جائے۔
- ٥ بھٹو اور دیگر سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔
- ٥ عدلیہ آزاد کی جائے۔
- ٥ پریس کو آزاد کیا جائے اور پریس ٹرسٹ کو ختم کیا جائے۔
- ٥ ڈیفنس آف پاکستان رولز کو ختم کیا جائے۔
- ٥ طلباء کے مطالبات پورے کئے جائیں۔

حکومت کو بدلنے کے لئے قوم نے اپنا سب کچھ پیش کر دیا ہے اور وہ میدان عمل میں کود پڑی ہے۔ جمہوریت کی خدمت کے لئے میرا تعاون حاضر ہے اور میں یہ بھی پیش کش کرتا ہوں کہ حصول مقصد کے لئے پچاس ہزار نوجوان رضاکار فراہم کرنے کو تیار ہوں جو ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں گے۔ انہوں نے سوشلزم کے نعرے کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ قرآن اور مساوات محمدی میں ہر دکھ کا مداوا موجود ہے اور ہمیں اس سے باہر جانے کی ضرورت نہیں۔

انہوں نے کہا کہ میرے پاس صرف جذبہ صادق ہے۔ قوم کو جب بھی ضرورت ہوتی ہے یہ خود بخود ابھر تا ہے اور میں میدان عمل میں آ جاتا ہوں۔ ورنہ نہ میں کوئی سیاسی لیڈر ہوں اور نہ میں کسی سیاسی جماعت کا رکن۔ اس کے باوجود میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ صدر ایوب کو اب رخصت ہو جانا چاہئے۔

شورش صاحب نے کہا، کہ اس سرزمین میں اسلام پر اتنا نازک وقت کبھی نہیں آیا تھا جتنا اب آیا ہے۔ نظریہ پاکستان اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ یہاں اسلام اور اسلام کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔ اس کے برعکس ملک میں اسلام کے ساتھ جو مذاق ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے جن لوگوں کی وجہ سے یہ حالات پیدا ہوئے ہیں۔ ان سے ملک کو نجات دلانا بہت بڑی خدمت ہے۔

انہوں نے مطالبہ کیا کہ انتخابات بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہوں صوبائی اور مرکزی اسمبلیاں بااختیار ہوں۔ عدلیہ آزاد کی جائے اور اخبارات سے پابندیاں ختم کی جائیں اور عوام کو ایک معینہ مدت کے بعد انتخاب کرنے کا حق حاصل ہو۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ ڈیفنس رولز ختم کئے جائیں۔ اگر مخالف رہنماؤں نے ان مطالبات کے لئے جنگ لڑی تو قوم ان کا پوری طرح ساتھ دے گی۔ لیکن اگر انہوں نے بند کمروں میں اجلاس کر کے کوئی سمجھوتہ کیا تو قوم انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

انہوں نے سیاسی رہنماؤں اور علماء سے اپیل کی کہ وہ اپنے اختلافات کو فراموش کر کے متحد ہو جائیں۔ کیونکہ ان کا اتحاد ان کے پیروکاروں کے لئے بھی مثال ہوگا۔

انہوں نے رہنماؤں سے استدعا کی کہ وہ اصولوں سے کسی صورت انحراف نہ کریں۔ آمریت کے ساتھ اس لڑائی میں قوم ان کے ساتھ ہوگی اور جمہوریت کی بحالی میں ہر شخص ان کا حامی ہوگا۔ انہوں نے یہ مشورہ بھی دیا کہ وہ قوم کے سامنے کوئی معاشی پروگرام پیش کریں کیونکہ معاشی پروگرام نہ دیا گیا تو نئی پود آپ سے بغاوت کر دے گی۔ اور آپ کسی صورت اسے ساتھ لے کر آگے نہ چل سکیں گے۔

معاشی پروگرام کے بارے میں انہوں نے یاد دلایا کہ مسلمانوں کو ملوکیت و سرمایہ داری نے ہمیشہ تباہ کیا ہے اور یہ بات معاشی پروگرام کے لئے یاد رکھنی چاہئے۔ ایک سوال کے جواب میں آغا صاحب نے کہا کہ اسلام میں مساوات موجود ہے اور اگر اس ملک میں اسلامی مساوات نافذ نہیں تو اس کے لئے جوابدہ حکمران طبقہ ہے۔

انہوں نے طلبہ کے مطالبات کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے کہا: کہ ان نوجوانوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ شہیدوں کا خون ضرور رنگ لائے گا۔

## اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

آغا شورش کاشمیری نے تقریر کرتے ہوئے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ بعض لوگ ختم نبوت کے مسئلہ کو معمولی قسم کا مذہبی مسئلہ تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بنیادی اور اصولی مسئلہ ہے۔ اور اگر جمہوریت کی بحالی کے لئے جدوجہد کی جاتی ہے۔ غیر جمہوری قوانین کی منسوخی کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس ملک جو اسلام کے نام پر بنایا گیا تحفظ ختم نبوت کے مسئلہ کو کیونکر نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے پر جوش نعروں کی گونج میں علامہ اقبال ؒ کا یہ مصرعہ پڑھا کہ ؎

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

# اخبارِ جمعیۃ

## جمعیۃ علماء اسلام کے اجلاس میں سیاسی صورتحال پر غور

### پشاور ڈویژن میں جلسوں کے پروگراموں کا اعلان کر دیا گیا

جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن کا اہم خصوصی اجلاس زیر صدارت مولانا سید گل بادشاہ امیر جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن منعقد ہوا۔ جس میں موجودہ ملکی و ملی اور سیاسی حالات کا جائزہ لیا گیا۔ متفقہ طور پر مندرجہ ذیل تجاویز منظور ہوئیں:۔

(۱) یہ اجلاس ناظم اعلیٰ صاحبزادہ عبدالباری کی والدہ مرحومہ و صدر نیشنل عوامی پارٹی سرحد کے بھائی مقرب خان آف ہوتی کی وفات حسرت آیات پر گہرے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحومین کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

(۲) یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ پشاور ڈویژن میں آیندہ فروری سے تمام ڈویژن کے اضلاعوں میں رابطہ کی مہم چلانے کے لئے پروگرام مرتب کئے جائیں۔ اضلاعی میٹنگوں میں ڈویژن کے زعماء کے لئے پروگرام جلد از جلد طے کئے جائیں۔ ضلع کوہاٹ کے لئے فروری کا پہلا پندرھواڑہ اور ضلع ہزارہ کے لئے مارچ کے آخری پندرھواڑے میں ضلع کے اہم مرکزوں میں سہ روزہ جلسہ عام یا اجلاس ہائے خصوصی کا پروگرام طے کیا جائے۔

(۳) یہ اجلاس ڈھاکہ میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی کامیاب مرکزی کانفرنس کے انعقاد پر جمعیۃ کے مرکزی رہنماؤں کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور مشرقی پاکستان کے جمعیۃ علماء اسلام کی نئی تنظیم پر اطمینان کا اظہار کرتا ہے۔ نیز ڈھاکہ میں اپوزیشن جماعتوں کے اجلاسوں میں مرکزی جمعیۃ کی طرف سے مفتی محمود کے بہترین کردار پر بھی اظہار تحسین کرتا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن کا یہ اہم خصوصی اجلاس مرکزی جمہوری مجلس عمل کو یقین دلاتا ہے کہ ان کے پروگرام کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ اور جمعیۃ علماء اسلام کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

### جمعیۃ علماء اسلام کراچی کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

کراچی۔ جمعیۃ علماء اسلام کراچی کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب منعقد ہوا جس میں موجودہ صورت حال پر غور کیا گیا۔

حافظ محمد اسماعیل صاحب نے ڈھاکہ میں ہونیوالے مرکزی اجلاس کے سلسلہ میں حاضرین کو آگاہ کیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ مرکزی جمعیۃ کے اس فیصلہ پر اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ اور مرکز کو یہ یقین دلایا گیا کہ جس طرح بھی حکم دیا جائے گا۔ ہم کریں گے۔

ایک اور قرارداد میں علماء، طلباء، وکلاء اور عام شہریوں پر کئے گئے تشدد کی مذمت کی گئی۔

### امیر جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی پر پابندی

مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی ضلع سرگودھا کا داخلہ تین ماہ کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ملتان نے ضلع ملتان میں بند کر دیا ہے۔

یاد رہے کہ شاہ صاحب موصوف پر اس سے قبل متعدد اضلاع میں داخلہ کی پابندی لگ چکی ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام سلانوالی نے ایک قرارداد میں ڈپٹی کمشنر ملتان کے اس رویہ کی مذمت کرتے ہوئے پابندی کے احکامات واپس لینے کا مطالبہ کیا۔

### کمالیہ میں جمعیۃ علماء اسلام کا جلسہ

جمعیۃ علماء اسلام کمالیہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ عام ہوا۔ جس میں مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ صاحب امیر جمعیۃ سلانوالی اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ ڈھاکہ میں مرکزی جنرل کونسل کے فیصلوں کو سراہا گیا۔ ایک اور قرارداد میں علماء، طلباء، وکلاء، مزدوروں اور عام شہریوں پر تشدد کی مذمت کی گئی۔ دفعہ ۱۴۴ کے خاتمہ کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک اور قرارداد میں آغا شورش کاشمیری کو ان کی رہائی پر مبارکباد دی گئی۔

### انتخاب جمعیۃ علماء اسلام چک ۱۲۸/۱۵ ایل تحصیل خانیوال

| | |
|---|---|
| امیر | میاں صدر دین صاحب |
| نائب امیر | ماسٹر عنایت اللہ صاحب |
| ناظم اعلیٰ | مولانا بشیر احمد صاحب |
| ناظم | صوفی محمد طاہر صاحب |
| خزانچی | محمد اسلم صاحب |

### جمعیۃ علماء اسلام بیرول شاخ سانگھڑ کا ماہانہ اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام بیرول شاخ سانگھڑ کا ماہانہ اجلاس زیر صدارت قاری عبدالرشید صاحب منعقد ہوا۔ جس میں موجودہ صورت حال پر غور کیا گیا اور مندرجہ ذیل قراردادیں پاس کی گئیں

جمعۃ الوداع والے دن جمعیۃ کے پرامن جلوس پر لاٹھی چارج کی مذمت۔ علماء پر عائد شدہ پابندیاں واپس لینے کا مطالبہ، ہنگامی قوانین اور غیر اسلامی قوانین کے نفاذ کا مطالبہ۔

### جمعیۃ علماء اسلام ٹنڈو آدم کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ٹنڈو آدم کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حالات حاضرہ پر غور کیا گیا۔ ایک قرارداد کے ذریعہ لاہور میں علماء پر کئے گئے تشدد کی مذمت کی گئی۔ ایک اور قرارداد میں آغا شورش کاشمیری کی رہائی پر ان کو ہدیۂ تبریک پیش کیا گیا۔

### جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس زیر صدارت مولانا عبد[illegible] صاحب منعقد ہوا۔ جس میں ایک قرارداد کے ذریعہ قاری نورالحق ایڈوکیٹ کے ضلع بہاولنگر میں داخلہ پر پابندی کی مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ اس پابندی کو فوراً ختم کیا جائے۔

ایک اور قرارداد کے ذریعہ ساہیوال اور اوکاڑہ میں شورش کاشمیری کے استقبال کرنے والے پرامن عوام پر لاٹھی چارج کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔

### جمعیۃ علماء اسلام بالاکوٹ کے زیر اہتمام جلسہ عام

مولانا محمد یوسف صاحب ناظم ضلع ہزارہ نے جامع مسجد بالاکوٹ میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے حکومت کے موجودہ رویہ پر تنقید کی۔ آپ نے کہا کہ اسلامی ملک میں علماء پر لاٹھی چارج، حج پر پابندی لگانا اور دیگر غیر اسلامی قوانین قوم پر لاگو کرنا مذہب اور ملک کی توہین ہے۔

مولانا نے ایک قرارداد کے ذریعہ لاہور میں علماء پر لاٹھی چارج اور کلمہ طیبہ کے بینر کو پھاڑنے کی مذمت کی۔ اور ان واقعات کی عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ ایک اور قرارداد میں آپ نے ملک میں اسلامی آئین کے نفاذ اور حج پر پابندی ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔

ایک اور قرارداد میں آپ نے جامع مسجد بالاکوٹ کی جامع مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی لگانے کی مذمت کرتے ہوئے اس حکم کو واپس لینے کا مطالبہ کیا۔

# اضطراب، اضطراب، اضطراب

**پشاور** - مشہور شیعہ رہنما مولانا نجم الحسن کراروی نے ایک بیان میں جمعۃ الوداع والے دن علماء پر لاٹھی چارج کی پرزور مذمت کرتے ہوئے اس واقعہ کی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

**وزیر آباد** - صدر جمعیت علماء پاکستان مولانا عبدالغفور ہزاروی نے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کے مختلف شہروں میں طلباء اور علماء پر پولیس کے لاٹھی چارج کی مذمت کی۔ آپ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ لاہور میں علماء کے جلوس پر لاٹھی چارج کرنے والے پولیس افسروں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

**راولپنڈی** - گورنمنٹ کالج کی سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر عبدالرشید شیخ نے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے علماء اور طلباء پر کئے گئے تشدد کی مذمت کی۔ مسٹر شیخ نے کہا کہ لاہور میں مولانا عبیداللہ انور اور دوسرے علماء اور کارکنوں پر لاٹھی چارج کر کے ارباب اقتدار نے ہمارے جذبات کو مجروح کیا ہے اور اب یہ تحریک صرف ہماری نہیں بلکہ اس میں ہمارے بزرگ بھی شامل ہیں۔ ہم اس نظام کو بدل کر دم لیں گے۔

**جہلم** - مجلس احرار اسلام جہلم نے اپنے ایک اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ لاہور اور دیگر جگہوں پر علماء اور طلباء پر کئے گئے تشدد کی مذمت کی۔ اجلاس کے شرکاء نے لاہور میں نمازیوں اور دیگر پرامن شہریوں پر لاٹھی چارج کی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

**بٹگرام (ہزارہ)** جامعہ اسلامیہ بٹگرام میں مولانا قاضی محمد سرور صاحب کی صدارت میں اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں لاہور میں علماء پر لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔ اور اس واقعہ کی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک اور قرارداد کے ذریعہ طلباء پر کئے گئے تشدد کی مذمت کی گئی۔

**بالاکوٹ** - بالاکوٹ کے مرکزی خطیب قاضی خلیل احمد صاحب نے ایک جمعہ کے موقعہ پر ایک قرارداد کے ذریعہ لاہور میں علماء پر لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے اس واقعہ کی ہائیکورٹ کے کسی جج سے تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

**دھیر کوٹ** - جمعہ کے خطبہ میں قاری طالب الرحمٰن صاحب نے لاہور میں علماء پر کئے گئے تشدد کی پرزور مذمت کرتے ہوئے تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

**حلقہ راجہ رام** - جمعیت علماء اسلام حلقہ راجہ رام کا اجلاس زیر صدارت مولانا شبیر احمد منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عبیداللہ انور اور دوسرے کارکنوں، طلباء اور وکلاء پر تشدد کی مذمت کی گئی۔ ایک قرارداد میں سیاسی لیڈروں کی رہائی اور طلباء کے مطالبات منظور کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

**حسن ابدال** - مقامی جمعیت کے رکن مولانا عبدالقادر قاسمی نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے مختلف شہروں میں علماء، طلباء، وکلاء اور مزدوروں پر لاٹھی چارج کی مذمت کی۔ آپ نے لاہور میں علماء کے جلوس پر انتظامیہ کی طرف سے انسداد مذہبی کی مذمت کرتے ہوئے ہائی کورٹ کے کسی جج سے اس واقعہ کی تحقیق کا مطالبہ کیا۔

مولانا عبدالحامد اور علاقہ کے دیگر علماء نے بھی لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

**کلر سیداں** - مقامی خطیب مولانا محمد عبداللہ نے خطاب کرتے ہوئے لاہور میں جمعۃ الوداع والے دن علماء کے پرامن جلوس پر لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے اعلیٰ سطح پر اس کی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

**کمالیہ** - جمعیت علماء اسلام کے ایک اجلاس میں عبیداللہ انور اور دیگر علماء اور کارکنوں اور نمازیوں پر لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

**گوجرانوالہ** - گوجرانوالہ کی تمام مساجد میں جمعہ والے دن لاہور میں علماء پر لاٹھی چارج اور کلمہ طیبہ کا بینر پھاڑنے اور کلمہ طیبہ کی توہین کرنے کی شدید مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا۔ لاٹھی چارج میں ملوث افسروں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

**شہر سلطان** - مولانا محمد عبداللہ صاحب نے جامع مسجد میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے لاہور میں علماء پر کئے گئے تشدد کی مذمت کرتے ہوئے اس واقعہ کی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

**کوٹ ادو** - جمعیت علماء اسلام کوٹ ادو نے اپنے ایک اجلاس میں لاہور، کوٹ ادو، سرگودھا اور دیگر جگہوں پر علماء پر کئے گئے تشدد کی مذمت کرتے ہوئے۔ پولیس کے اس ناروا رویہ کے خلاف احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ مختلف جگہوں پر انتظامیہ کے جن افسروں کی قیادت میں یہ تشدد ہوا ہے ان افسروں کو فوراً معطل کر کے ان کو سزا دی جائے۔

**سلانوالی** - مولانا حکیم شریف الدین صاحب ناظم عمومی ضلع سرگودھا نے جمعہ کے اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے لاہور میں مولانا عبیداللہ انور اور دیگر علماء اور سیاسی کارکنوں پر پولیس کے تشدد کی مذمت کی۔ آپ نے ایک قرارداد کے ذریعہ پورے ملک میں علماء، طلباء، وکلاء، مزدوروں اور پرامن شہریوں پر پولیس کے ناروا رویہ کی مذمت کی۔

**پھنول موم** - جامع مسجد پھنول موم میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام کے پرامن جلوس پر پولیس کے تشدد کی مذمت کرتے ہوئے تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

**لورالائی** - مولانا عبدالکریم صاحب ناظم اعلیٰ لورالائی اور مولانا غلام حیدر صاحب نائب امیر لورالائی نے لاہور میں علماء پر کئے گئے تشدد کی مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ اس قسم کے افسروں کو فوراً معطل کر دیا جائے۔

---

## ایک اور چراغ بجھا

دیوبند - ۱۲ - جنوری گزشتہ کے انیسے ہندوستان کے مشہور شیخ القراء حضرت مولانا قاری حفظ الرحمٰن صاحب استاذ اعلیٰ تجوید و قرأت دارالعلوم دیوبند نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قاری صاحب کو فن تجوید و قرأت میں کمال حاصل تھا۔ آپ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ اور اس وقت تنہا اپنے اپنے باکمال استاد کی یادگار رہ گئے تھے۔ قاری صاحب نے اپنی تعلیم کی تکمیل دارالعلوم دیوبند میں کی تھی اور ۱۳۵۰ھ سے ۱۳۸۸ھ تک ۳۸ سال دارالعلوم دیوبند میں تجوید قرأت کی تعلیم و تدریس میں مصروف رہے برسوں سے آپ دارالعلوم میں درجہ تجوید کے صدر المدرسین تھے۔ ہندو پاک میں آپ کے ہزاروں شاگرد ہیں۔ اکثر مشہور قراء کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

قاری صاحب مرنجاں مرنج طبیعت کے انسان تھے۔ فن قرأت کے ساتھ آپ کو والہانہ شغف تھا۔ جس نے آپ کو ہر چیز سے یکسو بنا دیا تھا۔ ۱۹۵۱ء میں جب حضرت مولانا ابوالکلام آزاد دارالعلوم میں تشریف لائے تو قاری صاحب سے ایک رکوع سننے کی فرمائش کی۔ قاری صاحب نے سورۂ ملک کا پہلا رکوع پڑھا۔ اور مولانا آزاد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب رکوع ختم ہوا تو مولانا آزاد نے فرمایا۔ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن المجید جزاک اللہ۔

دارالعلوم میں آپ کے انتقال پر کلمہ طیبہ کا ختم کرا کر ایصال ثواب کیا گیا اور دارالعلوم میں تعطیل کر دی گئی۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ختم کے بعد حضرت قاری صاحب کے حالات زندگی ان کی خدمات اور موت و حیات پر روشنی ڈالی۔ اور دعائے مغفرت فرمائی۔

احاطہ مولسری میں نماز جنازہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نے پڑھائی۔ جنازہ میں اکابر دارالعلوم اساتذہ و طلبہ اور کارکنان دارالعلوم کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگ شریک تھے۔ الشیخ قاری صاحب کو قبرستان قاسمی کی ابدی آرام گاہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مولانا محمد عبدالحق
آفس انچارج دارالعلوم دیوبند۔

ادارہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر عطا فرماوے۔ آمین۔

ہم اس غم میں حضرت کے متوسلین اور پسماندگان کے ساتھ برابر شریک ہیں۔

(ادارہ)

# علماء سرمایہ داری اور آمریت کے خلاف جہاد کریں (شورش)

مورخہ ۱۵ر جنوری کو فدائے ختم نبوت جناب آغا شورش کاشمیری جمعیت علماء اسلام کی دعوت پر دفتر جمعیت چوک رنگ محل میں تشریف لائے، جہاں آپ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا گیا۔
اس استقبالیہ میں حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری، صوبائی جمعیت کے امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کے علاوہ صوبائی ناظم مولانا محمد اکرم صاحب، مولانا محمد رحمن صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب اور دیگر کارکنوں نے شرکت کی۔

جمعیت علماء اسلام کی طرف سے دعوت استقبالیہ میں تقریر کرتے ہوئے مدیر چٹان آغا شورش کاشمیری نے کہا کہ علماء سرمایہ داری اور آمریت کے خلاف جہاد کریں۔ آپ نے کہا کہ اسلام کو جتنا نقصان آمریت اور سرمایہ داری سے پہنچا ہے اتنا اور کسی چیز سے نہیں پہنچا۔

آپ نے علماء کی ملی اور دینی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اپیل کی کہ آپ لوگ معاشیات کے مسائل پر توجہ دیں اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کو سہل کر کے نئی پود تک پہنچائیں۔

آپ نے لاہور میں جمعۃ الوداع والے دن ہونے والے جبر و تشدد کا ذکر کرتے ہوئے اس کی پرزور مذمت کی اور کہا کہ یہ لاٹھیاں آمریت کے تابوت میں آخری کیل کے مترادف ہیں۔

آپ نے جمعیت علماء اسلام کے رہنماؤں سے خصوصاً اور دوسرے علماء سے عموماً اپیل کی کہ وہ مخالف رہنماؤں کو ریسر اقتدار طبقہ سے کسی قسم کے سمجھوتہ کی اجازت نہ دیں۔ آپ نے علماء سے کہا کہ جس طرح آپ لوگ شرعی بدعنوانی کا احتساب کرتے ہیں اسی طرح سیاسی بددیانتی کا احتساب بھی کریں۔

آغا صاحب نے مزید کہا کہ آپ ملک کی حقیقی طاقت ہیں۔ آپ کو اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ جس فصل کی نشوونما کے لئے آپ لوگ کام کرتے ہیں جب وہ پک جائے تو کوئی منافق اور غدار اس سے فائدہ حاصل نہ کرے۔

آپ نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ بعض لوگ اپوزیشن کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے اسلام مردہ باد کے نعرے کا پروپیگنڈا کرتے پھرتے ہیں، حالانکہ میری تحقیق کے مطابق یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے اور اگر ایسی بات ہوئی بھی ہے تو یہ کرایہ کے لوگوں نے کی ہے۔

آپ نے کہا کہ اسلام کی اتنی ہم نے حفاظت نہیں کی جتنی خود اسلام نے ہماری حفاظت کی ہے۔

آغا صاحب نے کہا کہ اسلام کو اتنا نقصان کسی دور میں نہیں پہنچا جتنا اس دور میں پہنچا ہے۔

آغا شورش کی تقریر سے قبل صوبائی جمعیۃ کے ناظم مولانا محمد اکرم نے ایک تہنیت نامہ کے ذریعہ آپ کی مذہبی ملکی اور ملی خدمات کا اعتراف کیا۔ مولانا محمد اکرم نے کہا کہ آغا صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام کے تاریخی اجلاس منعقدہ مئی ۱۹۶۹ء میں اپنے جن بلند پایہ خیالات کا اظہار کر کے قوم کو ایک عظیم خطرہ سے آگاہ کیا تھا اور پھر اس کی پاداش میں آپ کو ڈیرہ اسماعیل خاں اور کراچی کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں اور اس موقع پر آپ نے جس ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا ہم اس پر آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔

مولانا نے کہا کہ ہم آغا صاحب سے پھر بھی اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ملک و ملت کے ناموس و وقار کے لئے اس طرح مصروف عمل رہیں گے۔ آپ زبان اور قلم کے ذریعہ کفر و ارتداد کے خلاف جہاد جاری رکھیں گے۔ ہم دعا گو ہیں کہ دین قیم کی خدمت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر زندہ و سلامت رکھے۔

## جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

بحکم امیر حضرت مولانا مفتی البشیر احمد صاحب مدظلکم العالی جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس مورخہ ۱۷ر ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۵ر جنوری ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ بمقام جامع مسجد پسرور ۱۱ بجے دوپہر کو طلب کیا گیا ہے۔ جن ممبران کو دعوت نامہ نہ ملے وہ اس اعلان کو کافی سمجھیں۔

ایجنڈا

۱۔ سابقہ اجلاس میں جس کانفرنس کا فیصلہ کیا تھا کہ ضلع کے مرکزی مقام پر بلائی جاوے اس کے انتظامات پر غور کرنا۔
۲۔ تنظیم کو مضبوط بنانے کے لئے اور ضلع میں تبلیغ کے لئے جامع منصوبہ بنانا۔
۳۔ حالات حاضرہ کے متعلق غور کرنا۔ دیگر امور باجازت امیر۔

حافظ عبد الرحمٰن ناظم عمومی
جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ

## حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری کی صحت

یہ خبر بہت خوشی کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ حضرت مولانا محمد علی کا آپریشن کامیاب ہو چکا ہے اور حضرت مدظلہٗ بحمد اللہ رو بصحت ہیں۔ مگر تاحال ہسپتال میں ہیں۔ انشاء اللہ ایک ہفتہ تک دفتر تشریف لے آئینگے۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ حضرت مدظلہٗ کی صحت کیلئے دعا فرماتے رہا کریں۔

(محمد عبد اللہ لودھراکوی دفتر مرکزیہ ملتان)

## واہ کینٹ میں درس قرآن و حدیث

قاضی زاہد الحسینی صاحب خلیفہ مجاز حضرت لاہوریؒ ہر ماہ کے آخری اتوار باقاعدگی کے ساتھ صبح درس بنگلہ نمبر ۱۵ جامع روڈ واہ کینٹ میں درس قرآن و حدیث دیتے ہیں جو خدام الدین میں چھپتا رہتا ہے۔ گذشتہ ماہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کو حادثہ فاجعہ پیش آیا اس سے متاثر ہو کر یہ درس منسوخ کر دیا گیا۔ اب انشاء اللہ پھر حسب معمول مندرجہ بالا مقام پر ۲۶ر جنوری کو درس ہوگا۔

(المعلن محمد عثمان غنی بی اے
منتظم درس قرآن و حدیث ۱۵/۱۰۲ واہ کینٹ)

## ڈھاکہ میں

## پر امن جلوس پر لاٹھی چارج کی مذمت

### مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیت علماء اسلام کا بیان

ڈھاکہ پولیس نے پر امن شہریوں اور طلبہ کے جلوس پر جو لاٹھی چارج کیا ہے۔ میں جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے اس کی شدید مذمت کرتا ہوں۔

حکومت عوام کی آئینی جد و جہد سے اب بوکھلا گئی ہے۔ اور اب بدمستی کے عالم میں حکومت کی پولیس بڑی بے دردی اور بہیمانہ طور طریقوں سے نہتے شہریوں پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ میں حکومت کے کارپردازوں بالخصوص مشرقی پاکستان کے گورنر پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس طرح کے جبر و استبداد سے حق کی آواز کو ہرگز نہیں دبایا جاسکتا۔

تاریخ عالم شاہد ہے کہ جب ظلم انتہا کو پہونچتا ہے تو وہ ظالم کے آخری دن ہوتے ہیں۔

## حضرت امیر مرکزیہ حرمین شریفین میں

مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہٗ فریضہ حج اور عمرہ کیلئے گذشتہ ہفتہ بیت اللہ شریف روانہ ہوگئے۔

## ایک ضروری تصحیح

ترجمان اسلام کے گذشتہ شمارہ میں ص۳ پر جمہوری مجلس عمل کا قیام اور اس کے پروگرام کا خاکہ" کے عنوان سے دیئے گئے مضمون میں "جمعیت علماء اسلام" کا نام سہواً رہ گیا ہے۔ قارئین کرام ابتدائی سطر کی عبارت پڑھیں: "ہم تمام نمایندگان ۵ جن کا تعلق عوامی لیگ۔ (حبیب الرحمٰن گروپ) جمعیت علماء اسلام نیشنل عوامی پارٹی (ولی قصوری گروپ)

خورشید معاون مدیر

## بقیہ ——— سپاسنامہ

کاش حکومت عوام کی خواہشات کو نہ سہی، تو عدلیہ کے فیصلوں کو ہی محفوظ رکھتی اور چٹان کی اشاعت میں رکاوٹیں کھڑی کرنے سے اجتناب کرتی۔ بہرحال ہمیں یقین ہے کہ ابتلاء کی یہ گھٹا بھی جلد چھٹ جائے گی اور چٹان ایک بار پھر طوفانوں سے ابھر کر ملک و ملت کی خدمت کے لئے میدان میں ہو گا۔

### دانشورِ سیاست!

آپ ایک ایسے وقت میں رہا ہوئے ہیں جب اسلام کی سربلندی، عوام کی حاکمیت اور جمہوریت کی بحالی کے لئے ملک کے بہادر شہری سینہ تان کر میدان میں نکلے ہیں۔ وہ یہاں اسلامی آئین و نظام کے نفاذ کے لئے جہد آزما ہیں انہوں نے عزم کیا ہے کہ وہ اپنے وطن کو اسلامی جمہوری اقدار کا گہوارہ بنا کر دم لیں گے۔ ہم سب کو ان بلند و پاکیزہ مقاصد کے لئے متحد ہو کر کام کرنا ہے اور ہمیں اس امر کا پورا یقین و اعتماد ہے کہ آپ کا تدبر و دانش اس جد و جہد میں عوام کے لئے مشعل راہ ہو گا اور آپ عوامی خواہشات کی تکمیل کے لئے جمہوریت پسند و اسلام دوست عناصر کو متحد و متفق کرنے میں رفیق و معاون ثابت ہوں گے۔ وہ دن ان شاء اللہ ضرور آئے گا۔ جب عوام کی فتح یابی و بالا دستی کا سہرا بھی اسی طرح آپ کے سر ہو گا، جس طرح ملک کے سیاسی جمود و تعطل کو توڑنے کا شرف آپ کو حاصل ہوا ہے۔

### جناب محترم!

ملکی آزادی، اسلام کی سربلندی، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور عوام کی حاکمیت کے لئے آپ کے قلم، زبان اور کردار نے جو بیش بہا، گراں قدر اور مایۂ ناز خدمات انجام دی ہیں۔ وہ سورج کی طرح آشکار ہیں۔ ۱۹۶۵ء میں بھارتی جارحیت کے موقعہ پر آپ بے دریغ

"میرا سب کچھ میرے وطن کا ہے"

کا رجز الاپتے ہوئے آگے بڑھے اور ملتِ اسلامیہ کی پناہ گاہ اس سرزمین کی حفاظت کے لئے عوام میں جوش و ولولہ پیدا کرنے کا مقدس فریضہ سر انجام دیا۔ آپ کے ترانے اور رجزیہ نغمے ریڈیو سٹیشنوں سے گونجتے اور دلوں کو گرماتے رہے۔ اور آپ کو یہ شرف و امتیاز حاصل ہوا کہ اس دور میں آپ نے سب سے زیادہ (تقریباً ایک سو) نظمیں لکھیں۔ ان گنت تقریروں سے عوام کو ابھارا اور خود اگلے مورچوں پر پہنچ کر پاک فوج کے مجاہدوں کو دادِ شجاعت دیتے رہے۔ آپ کی ان خدمات کو سرکار کے ایوانوں میں بھی سراہا گیا۔ لیکن یہ ستم ظریفی ہے کہ آپ کو خراج تحسین و آفرین کی بجائے طوق و سلاسل پہنائے گئے۔

تاہم اقتدار کے پجاریوں کے برعکس قوم آپ کی ممنون و مشکور ہے اور ہم آج یہاں آپ کی ان عظیم خدمات کا اعتراف کرتے اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ لاہور کے غیور و بہادر شہری اس جد و جہد کے ہر مرحلہ میں آپ کے رفیق و معاون ہونے پر فخر محسوس کریں گے جو وطن کی حفاظت، قوم کی بقاء جمہوریت کی سربلندی اور سب سے بڑھ کر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے آپ نے شروع کر رکھی ہے۔

### برادر مکرم!

ہم آپ کی رہائی پر قادرِ مطلق کا شکر بجا لاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی صمیم قلب سے آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے ملک میں آئینِ قرآن کے نفاذ اور سنت نبوی کی تائید کی روایات کو زندہ و پائندہ رکھا۔

آپ کی رہائی پر دلی اور پر خلوص مبارکباد پیش کرتے ہوئے ہم اراکین مجلس استقبالیہ بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہیں کہ وہ آپ کے بے مثال عزم و ہمت اور جرأت و استقامت کو استقلالِ لازوال بخشے اور آپ صحت یاب ہو کر پوری قوت و توانائی سے حسب معمول اسلام اور ملک و ملت کی بھرپور خدمت انجام دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے نیک عزائم میں کامیاب و کامران فرمائے۔ ہماری دعائیں اور نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

پیش کردہ
(مولانا) عبید اللہ انور
صدر استقبالیہ کمیٹی لاہور

---

## ایک ملاقات

### "علماء ملک کی سب سے مؤثر طاقت ہیں" ۔ شورش

آغا شورش کاشمیری نے مولانا عبید اللہ انور کو ایک ملاقات میں یقین دلایا کہ جمعیۃ علماء اسلام کی جد و جہد میں وہ ہر ممکن تعاون کریں گے۔ آغا صاحب نے کہا کہ گذشتہ سال جمعیۃ علماء اسلام کی کانفرنس کے موقع پر ملک میں علماء کی طاقت اور اثر کا صحیح مظاہرہ ہوا۔ آپ نے کہا کہ علماء پر لاٹھی چارج کے خلاف ملک میں جو غم و غصہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس سے ارباب حکومت کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور یہ اندازہ ہو جانا چاہیئے کہ پاکستان کے عوام کے دلوں میں علماء کی کس قدر عزت و احترام ہے۔ آغا صاحب نے کہا کہ مجھے کراچی سے لاہور تک کے سفر کے دوران اس خوشگوار حقیقت کا تجربہ ہوا کہ علماء کا اثر ملک کے دور دراز علاقوں تک وسیع ہے۔ اور لوگ علماء اور ان کے ادنیٰ خادموں کو کس قدر عزت و احترام کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

آغا صاحب نے کہا کہ میرے استقبال کے لئے لوگ نصف شب کو پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ میل کا طویل سفر کر کر کے ریلوے سٹیشنوں پہنچے ہوئے تھے۔ آپ نے اس امر پہ افسوس کا اظہار کیا کہ ساہیوال میں پولیس نے استقبال کرنے والے ہجوم پر لاٹھی چارج کیا۔ اس کے باوجود ریلوے سٹیشن سے چھ میل کے فاصلہ تک لوگوں نے ہجوم در ہجوم ہاتھ ہلا ہلا کر میرا خیر مقدم کیا۔

مولانا عبید اللہ انور نے کہا کہ آغا صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے جو قربانی دی ہے۔ اور طویل قید و بند برداشت کی ہے۔ اس کے پیش نظر علماء اور عوام نے ان کا استقبال کر کے اپنا فرض ادا کیا ہے

آغا صاحب نے مولانا کے ان احساسات کے بعد کہا کہ میری رہائی دراصل علماء کی مخلصانہ دعاؤں کی مرہون منت ہے

آغا شورش کاشمیری جب میو ہسپتال میں مولانا انور کے کمرے میں پہنچے تو مولانا عبید اللہ انور نے آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ اور مولانا احمد علی کا ایک قرآن مجید تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ دونوں رہنماؤں نے تازہ ترین سیاسی صورت حال پر بھی غور کیا۔ آغا شورش کاشمیری نے ڈھاکہ میں آٹھ سیاسی جماعتوں کی طرف سے آئندہ انتخابات کا بائیکاٹ کرنے کے فیصلہ کو سراہا اور اسے ایک دانشمندانہ اور دور رس نتائج کا حامل قرار دیا۔

---

## صحیح اسلامی مملکت قائم کرنے کیلئے

## جمہوری مجلس عمل سے تعاون کریں

### حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کی اپیل

پشاور ۔ ۱۸ ۔ پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ جمہوری مجلس عمل کے گرد جمع ہو جائیں تاکہ ملک میں ایک صحیح اسلامی حکومت قائم کی جا سکے۔ جمعیۃ کے زیر اہتمام جناح پارک میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے حکومت کی غیر اسلامی پالیسیوں پر کڑی تنقید کی اور کہا کہ آمریت اور غیر اسلامی قوانین ملک میں اب زیادہ دیر تک برداشت نہیں کئے جائیں گے۔ مولانا ہزاروی نے ملک کے نوجوانوں کی مکمل حمایت کی اور کہا کہ انہیں اپنے مطالبات پیش کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ کراچی میں ائیر مارشل اصغر خاں کے استقبال کے موقعہ پر نامناسب واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ یہ سامراجی آلہ کاروں کی حرکت تھی۔ آپ نے عوام کو ان سے خبردار رہنے کی ہدایت بھی کی۔

آئندہ انتخابات کا بائیکاٹ کرنے سے متعلق جمہوری مجلس عمل کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے مولانا غلام غوث ہزاروی نے کہا کہ اب انتخابات کے مکمل بائیکاٹ کرنے کے سلسلے میں ہر ممکن کوشش کی جائے۔ کیونکہ اسی طرح ہی ملک میں صحیح اسلامی جمہوری حکومت قائم کی جا سکتی ہے۔ آپ نے انتخابی یونٹوں کی حد بندیوں پر بھی تنقید کی اور اس بات پر زور دیا کہ انتخابات حق بالغ رائے دہی کی بنیاد پر کرائے جائیں۔ آپ نے عدلیہ کی امداد کے لئے ایک رضاکار فورس کے قیام پر بھی زور دیا۔

آخر میں ایک قرارداد کے ذریعے جمہوری مجلس عمل پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ اور آغا شورش کاشمیری کو رہائی پر مبارکباد دی گئی۔ جلسہ عام کی صدارت جمعیۃ علماء اسلام پشاور زون کے سربراہ مولانا گل بادشاہ نے کی۔

# حالیہ افسوسناک تصادم

(احمد حسین کمال)

مودودی صاحب کی جماعت اور بھٹو صاحب کی جماعت کے مابین افسوسناک تصادم کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے، بنظرِ غائر اس کی وجہ دونوں جماعتوں کے متضاد نظریات اور متخالف پروگرام معلوم ہوتے ہیں اور سمجھا جا رہا ہے کہ ایک فریق اس ملک میں سوشلزم کو رائج کرنے کے درپے ہے۔ جبکہ دوسرا فریق اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لیکن جو لوگ ملک کی سیاسی افتاد اور اس کے گذشتہ دس سالہ نشیب و فراز پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ اسے اصل وجہ قرار نہیں دے سکتے۔ سوشلزم زندہ باد کے نعرے اس تصادم سے پہلے بھی لگتے رہے ہیں اور جماعت کی طرف سے سوشلزم مردہ باد کے جوابی نعروں کا سلسلہ بھی بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ مجرد سوشلزم کے حامیوں کے ساتھ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا وہ اتحاد ابھی لوگوں کو بھولا نہیں ہے جو گذشتہ بی، ڈی، صدارتی اور قومی و صوبائی الیکشن کے وقت وقوع میں آیا تھا۔ جس میں بہ یک وقت مشرقی پاکستان، مغربی پاکستان، سرحد، پنجاب، سندھ اور کراچی وغیرہ کے خالص کمیونسٹ خیالات کے حضرات کے ساتھ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے کارکنان ہم قدم اور ہمرکاب تھے۔

شاید یہ مس فاطمہ جناح کی کرامات کا اثر ہو کہ ان کے جھنڈے تلے مودودی صاحب اور کمیونسٹ حضرات شیر و شکر ہو گئے ہوں۔ بہرحال یہ ایک واقعاتی حقیقت ہے کہ یہ اتحاد عمل میں آیا۔ اور اس دوران ان دونوں گروہوں کے درمیان کوئی ناخوشگوار صورت رونما نہیں ہوئی۔ چنانچہ یہ بات بڑی ہی قابل غور ہے کہ خالص کمیونسٹوں کے ساتھ اتحاد و اشتراک کے باوجود کوئی تصادم رونما نہیں ہوا۔ لیکن بھٹو صاحب کی پارٹی کے ساتھ، جس کا سوشلزم صرف جزئی ہے اور اسلام و جمہوریت کے نعروں کے بعد تیسرا نعرہ ہے۔ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا تصادم رونما ہونے لگا؟

گذشتہ الیکشن کے وقت جب خالص کمیونسٹ اور سوشلسٹ مودودی صاحب کی جماعت کے رفیق سفر تھے اس وقت مودودی صاحب نے سوشلزم کے خلاف ایسے تند و تیز بیانات کیوں نہیں دیئے؟ جیسے تند و تیز بیانات لندن سے واپسی پر اب جبکہ ملک میں حصول جمہوریت کی تحریک عوامی حیثیت اختیار کر چکی ہے، مودودی صاحب نے دیئے ہیں۔

غور کیجئے تو جو قریب ترین اصلیت سامنے آتی ہے وہ دراصل نظریوں اور پروگراموں کے تصادم سے زیادہ شخصیتوں کا تصادم ہے۔ مارشل لاء کے بعد سے ملک میں خاص طور پر مغربی پاکستان میں متحدہ حزب اختلاف کی جماعتوں میں منظم ترین، وسیع ترین اور بارسوخ جماعت مودودی صاحب کی جماعت تھی۔ خود جماعت کے افراد کا بھی یہ دعویٰ رہا اور متحدہ حزب اختلاف کی جماعتوں کا بھی یہ اعتراف تھا کہ صدر محمد ایوب خاں تک نے اس کا اقرار کیا کہ مخالف جماعتوں میں صرف مودودی صاحب کی جماعت ہی منظم اور بااثر جماعت ہے۔ پی، ڈی، ایم کی شکل میں جو اپوزیشن وجود میں آئی ہے۔ اس کا نوے فیصد کاروبار مودودی صاحب کی جماعت کے ہاتھوں میں چل رہا تھا۔

—— چنانچہ اس بل بوتے پر مغربی پاکستان میں اپوزیشن کی نمایاں ترین و صدر ایوب کی سب سے بڑی حریف شخصیت مودودی صاحب کو قرار دیا جانے لگا تھا۔ اور کوشش کی جا رہی تھی کہ آئندہ ملک کی سب سے بڑی قائد و حریفِ اقتدار شخصیت کی حیثیت سے مودودی صاحب پیش پیش لے آئے جائیں۔ اور اپوزیشن میں شامل تمام جماعتیں مودودی صاحب کی جماعت کے زیر اثر و تابع بن کر چلیں۔ اس پوزیشن کے خلاف کبھی کبھی کونسل لیگ کی طرف سے احتجاج کا اظہار ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن عملاً مغربی پاکستان میں اپوزیشن کی باگ ڈور مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے ہی ہاتھوں میں ہی تھی۔ اور اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اپنی جماعتی تنظیم اور آمرانہ تحریکی شخصیت کی صورت میں اپوزیشن کی تمام جماعتوں پر، مودودی صاحب اور ان کی جماعت بھاری تھی۔

اور انہیں اور ان کی جماعت کو بڑی امید تھی کہ اپوزیشن پر حاوی رہنے کے بعد رفتہ رفتہ وہ اور ان کی جماعت ہی آئندہ ملک کی قیادت کی مالک بن جائے گی۔

اس صورت حال سے مطمئن ہو کر مودودی صاحب اتنے طویل عرصہ کے لئے لندن جا ٹھہرے تھے۔ لیکن ان کی عدم موجودگی میں بھٹو صاحب کے دورے نے ملک کی بالخصوص مغربی پاکستان کی سیاسی صورت حال کو منقلب کر کے رکھ دیا اور اب اپوزیشن کے طور پر نہ صرف ایک اور طاقتور جماعت نمودار ہو گئی بلکہ مسٹر بھٹو کی شکل میں ایک زور آور شخصیت بھی اقتدار کی حریف بن کر نکل کھڑی ہوئی۔ جس نے بری طرح کراچی سے پشاور تک کی فضا کو متاثر کر ڈالا۔ اگر کل تک مغربی پاکستان میں مودودی صاحب کی شخصیت اپوزیشن کی سب سے بڑی شخصیت تھی اور ان کی جماعت مخالف جماعتوں میں سب سے زیادہ مؤثر جماعت تھی۔ تو اب مسٹر بھٹو کی شخصیت بھی اپوزیشن کی ایک بڑی شخصیت کے طور پر سامنے آ گئی۔ جس نے صدارتی انتخاب میں امیدواری کا پانسہ تک پھینک دیا اور ایک اور فعال جماعت کی حیثیت سے مسٹر بھٹو کی پارٹی بھی حریفِ اپوزیشن بن کر پیشقدمی پر اتر آئی۔ ظاہر ہے کہ مغربی پاکستان کی سیاست میں یہ اچانک تغیر اور اپوزیشن کی طاقت میں توازن کی یہ تبدیلی مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے لئے غیر متوقع بھی تھی اور خشمناک کر دینے والی بھی۔

اور اس سے نمٹنے اور اسے بے دخل کرنے کا واحد سہارا اب صرف وہ اسلام ہی تھا۔ جسے کم از کم گذشتہ بارہ سال سے مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے مغربی جمہوریت کے قیام کی خاطر مؤخر اور ثانوی کر رکھا تھا۔ چنانچہ یہ تکنیک بروئے کار لائی گئی کہ اسلام زندہ باد کو سوشلزم زندہ باد کے حریف نعرے کی حیثیت سے عام کیا جائے تاکہ اس طرح بھٹو اور ان کی پارٹی کی موجودہ پوزیشن کو کمزور تر کر دیا جائے۔ ورنہ بھٹو صاحب کا سوشلزم دنیا کا وہ آخری سوشلزم ہو سکتا ہے۔ جس کی کوئی نظریاتی اور واقعاتی اساس و حقیقت نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اپنے اس سوشلزم کو اسلامی کا نام دے کر یہ لوگ اس کی بے حقیقتی پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ حقیقت بین شخصیت کبھی بھی اس بے معنی سوشلزم کے مقابلہ میں اسلام کو حریف بنا کر لانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن معاملہ اس سے زیادہ گہرا اور حریفانہ درجہ کا تھا۔ اس لئے اس کا ظہور بایں صورت ہوا۔ اور اب نوبت باہمی تصادم تک جا پہنچی ہے۔ اس کا انجام کیا نکلے گا۔ اس کے بارے میں فی الحال کوئی پیشگوئی تو نہیں کی جا سکتی۔ لیکن یہ واضح ہے کہ موجودہ عوامی تحریک کو اس سے زبردست نقصان پہنچے گا۔ جمہوریت کی بحالی کی جدوجہد پر پانی پھر جائے گا۔ اور موجودہ عامرانہ اقتدار کی عمر طویل ہو جائے گی۔

اس نقصان کے علاوہ ملک میں اسلامی نظام کو بروئے کار لانے کی کوششوں کو بھی سخت ضرب پہنچے گی۔ اس لئے کہ ہمارے ملک میں اسلامی نظام کا غلبہ عوام کے درمیان تصادم برپا کر کے ہرگز حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ابھی ہمارے ملک میں برطانوی امریکی افکار و ترجیحات اور مغربی سامراجی اثرات بندھنیں و ریشہ دوانیاں ہی اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ جن لوگوں نے یہاں سوشلزم کی طرف رغبت کی ہے۔ انہوں نے بھی ان افکار و نظریات کے توسط سے ہی باغیانہ ردِ عمل کے طور پر رغبت کی ہے۔

اور جیسے ہی برطانوی، امریکی اثرات کا قلع قمع کر دیا گیا۔ اس کمزور اور نقلی سوشلزم کی دیوار خود بخود گر جائے گی لیکن اگر خدانخواستہ اسلام کو محض شخصی و جماعتی اغراض کی خاطر اس نام نہاد سوشلزم کا حریف بنا کر لایا گیا تو اس خطرہ کا زبردست امکان ہے کہ یہاں مستقل طور پر سوشلزم کی نظریاتی اساس پر کسی عوامی تحریک کی داغ بیل پڑ جائے۔ اور موجودہ اقتدار اسے اپنے بقا کے لئے غنیمت جانتے کہ نئے حریف بلاک کا اور اضافہ ہو جائے۔ جو مختلف گوشوں میں چیلنج کرنے والا ہو۔ مذہبی دوائر میں یہ کھیل کھیلا جا چکا ہے اور غیر مسلم اقلیتی فرقوں اور بعض نام نہاد مسلم اقلیتی فرقوں کو مضبوط تر بننے کے مواقع بہم پہنچائے جا چکے ہیں۔ تاکہ اسلامی نظام کے نفاذ کے مسئلہ کو متنازعہ فیہ بنا دیا جائے۔

یہ صورت حال اگر سوشلزم کی صورت میں بھی پیدا کر دی گئی۔ تو ہمارے ملک کی سیاست کا مستقبل بہت زیادہ خطرناک حالات سے دوچار ہو جائے گا۔

(کمال)

# اسلام کے نام سے سوشلزم کی مخالفت

(احمد حسین صاحب کمال)

یہ امر واقعہ ہے کہ ہمارے ملک میں "سوشلزم" کو مکمل اس حیثیت سے کہ ساتھ جس حیثیت کے ساتھ وہ روس اور چین رائج ہے ۔ شاید سوائے چند معدودے افراد کے کوئی شخص اور گروہ بھی ماننے والا نہیں ہے ۔

ہمارے یہاں "سوشلزم" کے بیشتر حامی اسے اسلام کے مقابلے میں نہیں بلکہ اس برطانوی امریکی سامراج کے مقابلہ میں پسند کرنے لگے ہیں ۔ جس کے شکنجے میں گذشتہ دو سو سال تک ہمارے عوام جکڑے رہے اور جو اب بھی باندازِ دگر عوام پر مسلط ہے ۔

ظاہر ہے کہ سوشلزم کی اس طور پر حمایت ۔ اس حمایت سے قطعی مختلف ہے ۔ جو سوشلزم کو ایک عقیدہ اور نظام حیات تسلیم کر کے کی جاتی ہے ۔

اور یہ حمایت بھی اس لئے زیادہ فروغ پا گئی ہے کہ امریکی و برطانوی سامراج و سرمایہ داریت "سوشلزم" کو اپنا خطرناک حریف قرار دے کر اس کے خلاف عرصے سے جگہ جگہ سرد و گرم محاذ قائم کئے ہوئے ہے اور اس محاذ میں مشرقی قوموں بالخصوص مسلمانوں کو بھی "دین و مذہب" کے نام پر شریک کرنے کے در پے ہے ۔

اس حالت میں جبکہ ہمارے ملک میں نظام حکومت آمریت پر مبنی ہے ، نظام اقتصاد و معاش مغربی سرمایہ داریت و سامراجیت پر قائم ہے ۔ نظام تعلیم و تمدن یورپی افکار و نظریات پر چل رہا ہے ۔ اور روز افزوں مغربی ثقافت فروغ پا رہی ہے ۔ اگر اس کی مخالفت میں سوشلزم کا نعرہ بلند ہوتا ہے اور اسلام کے بعض نادان دوست آگے بڑھ کر اس نعرہ کا حریف اسلام کو بنا کر پیش کرنے لگتے ہیں تو وہ نہ صرف یہ کہ آمریت کے بقاء ، سامراجیت کے تسلط اور مغربیت کے استحکام کا باعث بنتے ہیں بلکہ اپنے اس طرز عمل سے دوسروں کو یہ باور کراتے ہیں کہ اسلام بھی نعوذ باللہ آمریت ، سامراجیت اور مغربیت کا حامی و پشت پناہ ہے ۔

اور اس طرح ہمارے ملک کے نوخیز طبقے کو جس کا غالب و بیشتر حصہ اسلام کی تعلیمات سے ناواقف ہے اور اسلام کے ساتھ زیادہ تر جذباتی وابستگی رکھتا ہے ، یہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ آمریت و سرمایہ داریت و مغربی سامراجیت کے ان ہتھکنڈوں کا اگر اسلام بھی حامی ہے تو پھر کیوں نہ وہ پوری طرح سوشلزم کے آغوش میں چلے جائیں ۔

خود ان کے طرز عمل کا یہ تضاد کہ وہ ایک طرف تو مغربیت کے سیاسی جمہوری نظام کو جس کے بقاء کا انحصار سیکولرزم (لادینیت) پر ہے ، اسلام کے مطابق بتاتے ہیں ۔ اور دوسری طرف سوشلزم کو جو سرمایہ داریت و سامراجیت کی نفی کرتا ہے اسلام کا مخالف ثابت کرنے لگ جاتے ہیں ان کی حمایتِ اسلام اور مخالفتِ سوشلزم روش کو مشکوک بنا دیتا ہے ۔

بلاشبہ سوشلزم کے وہ نظریات جن کی زد دینی عقائد اور اسلامی تعلیم و تہذیب پر پڑتی ہے ، کبھی بھی قابل قبول نہیں ہو سکتے ۔ جس طرح جمہوریت اور پارلیمانی سیاسی نظام کا لادینی (سیکولر) پہلو قابل قبول نہیں ہے ۔ لیکن جب آمریت و ملوکیت کے خاتمہ کے لئے مغربی جمہوریت کے ذریعہ کام لینا روا رکھا جا رہا ہے تو اگر اینگلو امریکی سرمایہ داریت و سامراجیت سوشلزم کے ذریعہ ختم ہوتی ہے ۔ تو آخر اس پر اعتراض کیوں ہے ؟

حیرانی ہوتی ہے کہ جب "امریکی سامراج مردہ باد" کا نعرہ کسی طرف سے بلند ہوتا ہے ۔ تو فوراً ہی "سوشلزم مردہ باد" کا جوابی نعرہ ایک گروہ بلند کر دیتا ہے اور پھر ایک دم "اسلام زندہ باد" کے نعرے میں پناہ لینے لگتا ہے ۔

اگر یہ جنگ امریکی سامراج اور سوشلزم کے درمیان ہے تو اول الذکر کی حمایت کے لئے اسلام کو سپر بنا کر سامنے لانا کسی طرح بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا ۔

اسلام کو کسی بھی ازم کے حریف یا رفیق کی حیثیت سے پیش کرنا یکساں طور پر لائق رد ہے ۔ اور اس کی ذمہ داری سب سے زیادہ اس گروہ پر عائد ہوتی ہے ۔ جو گذشتہ کئی سالوں سے مغربی جمہوریت کو اسلامی جمہوریت کہہ کر پکار رہا ہے اور اپنی تقریروں اور تحریروں میں برابر مغربی جمہوری سیاسی نظام کو اسلام کے مماثل ، اسلام کا مطلوب اور اسلام کا پسندیدہ نظام قرار دے رہا ہے ۔ اس کے اس طرز عمل نے ان لوگوں کو جو پاکستان میں مغربی سامراجیت کی اقتصادی گرفت اور متغلب سرمایہ داریت سے عوام کو نجات دلانے کے خواہاں ہیں ۔ اس کی کامیاب حریف قوت سوشلزم کا سہارا لینے پر آمادہ کر دیا ہے ۔ لیکن جب وہ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو مغربی جمہوریت کا نقیب طبقہ ان پر اسلام سے انحراف کا الزام عائد کرنے لگتا ہے اور اسلام کو سوشلزم کا حریف بنا کر سامنے لے آتا ہے ۔

حالانکہ ملک میں نہ اسلام کا سیاسی نظام رائج ہے ۔ نہ معاشی نظام اور ہر دو دائرہ میں مغربی سرمایہ داری و فسطائیت کا ہی دور دورہ ہے ۔ اس صورت میں سوشلزم کی اسلام کے نام سے مخالفت انجام کار مغربی استعمار کی پشت پناہی بن جاتی ہے اور بجا طور پر عوام کے دلوں میں یہ شبہات پیدا کر دیتی ہے کہ اسلام کے مقدس نام و متن کو اینگلو امریکی مفادات کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے ۔

ایسے لوگوں کو یا تو کھل کر یہ کہنا چاہیئے کہ اسلام اور مغربی سرمایہ داریت باہم متحد ہیں ۔ پھر انہیں حق ہے کہ وہ اسلام کے نام سے سوشلزم کی مخالفت کریں ۔ لیکن اگر وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مغربی ملکوں کا سرمایہ دارانہ نظام اسلام کی رو سے صحیح نہیں ہے اور اسے ختم ہونا چاہیئے تو انہیں سوشلزم اور مغربی سرمایہ داری کی اس جنگ میں اسلام کو سوشلزم کا حریف اور مدمقابل بنا کر نہیں لانا چاہیئے ۔ کہ اس سے اسلام کو تو قطعی کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ۔ بلکہ الٹا اسے نقصان پہنچتا ہے اور مغربی سرمایہ داریت کو اسلام مفت کے مددگار کی حیثیت سے ہاتھ آ جاتا ہے ۔ اس طرح اسلام مغربی قوموں کا آلۂ کار اور مسلمان قومیں ان کے استعمار کا تر نوالہ بن جاتی ہیں ۔

اس کے برعکس ضرورت اس امر کی ہے کہ ان سرمایہ داری اور اشتراکیت کی اس لڑائی میں اسلام کو کسی فریق کا ہوا خواہ بنائے بغیر سب سے پہلے مسلمان ملکوں اور عوام پر سے ان برطانوی امریکی اثرات کا خاتمہ کیا جائے جو کم از کم پاکستان میں اسلام کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے ۔

اور ساتھ ہی لوگوں کے اذہان کو صاف کرنے اور اسلام کی مختلف تعلیمات سے جن کا تعلق سیاست ، معیشت ، اخلاق اور اجتماعیت وغیرہ سے ہے متعارف کرانے کا کام جاری رکھیں ۔

تاکہ جب بھی قوم اور ملک مغربی اثرات سے نجات حاصل کر لے اور آمریت سے چھٹکارا پالے اور اپنی تعمیر نو کا آغاز کرے تو وہ اسلام کی سچی ہدایات کے مطابق ہو ۔

لیکن ایسا ہونے سے پہلے ہی یہاں اسلام اور سوشلزم کی لڑائی کا میدان گرم کر دینے کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ایسے لوگ اسلام کے نام سے رائج الوقت مغربی سیاسی و معاشی سرمایہ پرستانہ نظام کو غالب رکھنا چاہتے ہیں ۔ اس کا نتیجہ عوام میں اسلام سے کبھی مایوسی کی صورت میں نمودار ہوگا ۔ سوشلزم کے فروغ کے امکانات بڑھنے لگیں گے ۔ اور مغربی سامراج کو اپنی گرفت مضبوط کرنے کا موقعہ نصیب ہوتا رہے گا ۔

یہ صورت حال ملک و ملت کے لئے جتنی بھی خطرناک ہو سکتی ہے اس کا اندازہ مشکل نہیں ہے ۔ (کمال)

---

## ملتان میں جمعیۃ علماء اسلام اور اسلام لیگ کے مقامی رہنماؤں اور کارکنوں پر مقدمات

ملتان ۔ مقامی پولیس نے جلوس نکالنے اور دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں زیر دفعہ ۱۸۸ جمعیۃ علماء اسلام اور اسلام لیگ کے مقامی رہنماؤں پر مقدمہ کر دیا ہے سید عباس رضا کی عدالت میں ایک ایک ہزار کی ضمانت پر ان کو رہا کر دیا ۔ جن حضرات پر مقدمات قائم کئے گئے ہیں ۔ وہ حسب ذیل ہیں :۔

مولانا عبدالقاسم صاحب ۔ مولانا محمود اختر صاحب ۔ مولانا عبدالشکور صاحب ۔ مولانا محمد شریف صاحب ۔ مولانا محمود الحق صاحب ۔ مولانا قاضی نور حسن صاحب ۔ مولانا عبدالخالق صاحب مولانا فیض احمد صاحب ۔ مولانا خورشید صاحب ۔ شیخ محمد یعقوب صاحب ۔ مولانا غلام رسول صاحب ۔ مولانا عبدالحکیم صاحب مولانا غلام محمد صاحب ۔

# ملک کے دونوں حصوں میں اتحاد کی جو بنیاد ہے وہ صرف اسلام اور صرف اسلام ہے

## حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا پیغام

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

اور پاکستان بننے کے بعد بھی پاکستان کے ذمہ دار لیڈروں قائد اعظم محمد علی جناح، خان لیاقت علی خاں، میاں افتخار الدین مرحوم نے بھی واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ پاکستان میں قرآن وسنت کا آئین نافذ ہوگا۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اکیس سال کے طویل عرصہ میں ہم اس منزل کی طرف آگے بڑھنے کی بجائے بہت زیادہ پیچھے ہٹ چکے ہیں۔ قرآن وسنت کے قوانین کی بجائے صراحتاً غیر اسلامی قوانین اور قرآن وسنت کی تحریف سے مبنی عائلی قوانین، خاندانی منصوبہ بندی اور دوسر غیر اسلامی قوانین نافذ ہیں۔ دین اسلام کے تحفظ کی بجائے اسلامی اصول اور اسلامی شخصیتوں کے خلاف کھلم کھلا لٹریچر ہمارے ملک میں وسیع پیمانے پر شائع ہو رہا ہے۔ ملک کے اقتصادی نظام میں اسلامی اصولوں کے مطابق بنیادی تبدیلیاں کرنے کی بجائے انگریز کے رائج کردہ ظالمانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کو ہم برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں امیر امیر تر اور غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ ملک کی دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ گئی ہے، اور سرمایہ دارانہ نظام کی یہ انتہا اور غاصبانہ استحصال اور قومی دولت پر چند ہاتھوں کے اس تسلط کا ردعمل ہی میں کمیونزم، سوشلزم اور دوسرے نعروں کے فروغ کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔

اسلام کے معاشرتی نظام کو خیرباد کہہ کر ہم اپنی نئی پود کو مغربی تہذیب و تمدن کے تاریک غاروں میں دھکیل چکے ہیں۔ عریانی، فحاشی، رشوت، بدعنوانی بددیانتی، سودخواری، جوا بازی اور دوسری لعنتیں ہماری زندگی کا جزو بن چکی ہیں۔ ہمارا قانونی نظام بری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ عدالتوں میں مقدمات کی فائلوں کی فائلیں اٹی پڑی ہیں۔ ان کا فیصلہ ہی نہیں ہوپاتا ایک معمولی سے مقدمہ کے فیصلہ کے لئے سالہا سال ضائع ہو جاتے ہیں۔ قانون مجرم پر اپنی گرفت برقرار رکھنے سے قاصر ہے۔ جو مجرم ہے وہ قانون کے کمزور پہلوؤں سے فائدہ اٹھا کر اس کی گرفت سے بچ جاتا ہے، اور اس کی جگہ بے گناہ کو ناکردہ گناہ کی سزا بھگتنا پڑتی ہے۔ جج، مجسٹریٹ، وکیل، قانون دان اور عوام ہر طبقہ اس قانونی نظام سے نالاں اور ناراض ہے۔

ہمارا سیاسی نظام افراتفری کا شکار ہے۔ چند افراد کا ایک مختصر سا گروہ ملک کے سیاہ و سفید کا مالک بن [illegible] ہے۔ ملک پر ایک شخص کی آمریت بری طرح مسلط [illegible] کرام، وکلاء، سیاستدان، سیاسی [illegible] بات حاصل کرنے کے لئے بے قرار ہے۔ لیکن اس کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا غرضیکہ ہماری زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کے بارہ میں ہم یہ کہہ سکیں کہ کم از کم اس شعبہ میں ہم قومی زندگی کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں۔ ہر طرف ذہنی انتشار و افتراق ہے۔ اور یہ سب کچھ اسلامی نظام سے روگردانی کا نتیجہ ہے۔ اگر ہم نے نظریہ پاکستان کے تقاضوں کو پورا کرتے تو نہ یہ اقتصادی لوٹ مار ہوتی۔ نہ مزدور اور کسانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جاتا۔ نہ عدالتوں کا نظام درہم برہم ہوتا نہ یہ رشوت ہوتی نہ سود نہ بددیانتی نہ جوا بازی اور نہ بدعنوانی ہوتی۔ نہ عریانی ہوتی نہ فحاشی۔

اگر ہم قرآن وسنت کو اپنی راہ نمائی کا مرکز قرار دیتے تو کسی گروہ یا فرد کو ملک کے سیاہ و سفید پر مسلط ہونے کا موقع نہ ملتا۔

یہ سب جو کچھ ہو رہا ہے صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم نے قرآن وسنت کو نظرانداز کر کے اپنے انفرادی یا اجتماعی افکار و نظریات کو اپنی زندگی کی بنیاد بنا لیا ہے۔ آج ہمارے حکمران قومی اتحاد اور ملکی سالمیت کا بار بار ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ آخر اس کی بنیاد کیا ہے۔ ملک کے دونوں حصوں میں اتحاد کی جو بنیاد ہے۔ وہ صرف اسلام اور صرف اسلام ہے۔ نہ جغرافیائی حدود ملتی ہیں اور نہ زبان ونسل کا رشتہ ہے حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے سوا کوئی بنیاد ملک کے دونوں حصوں کو مجتمع نہیں رکھ سکتی۔ ہمارے حکمران ایک طرف قومی اتحاد کا رونا روتے ہیں اور دوسری طرف اس بنیاد کو کھوکھلا کرنے کی کوشش میں شبانہ روز مصروف ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب بنیاد ہی نہ ہو تو عمارت کیسے استوار ہوگی۔ پھر اس کے ساتھ ہی چند خودغرض افراد یہ افواہیں پھیلاتے ہیں کہ مشرقی پاکستان علیحدگی چاہتا ہے اور مشرقی پاکستان کے عوام اس کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ پاکستان کا ہر شہری خواہ وہ بنگالی ہو یا سندھی پنجابی ہو یا پٹھان بلوچی ہو یا سواتی۔ اور اس سے بھی آگے مسلمان ہو یا عیسائی یا کوئی بھی ہو۔ وہ پاکستان کی سالمیت اور قومی اتحاد پر پوری طرح ایمان اور یقین رکھتا ہے۔ پاکستان کے کسی علاقہ یا طبقہ کے افراد علیحدگی کے حامی یا داعی نہیں۔ اگر کسی جگہ کوئی پروپیگنڈا اس قسم کا موجود بھی ہے تو وہ صرف حکمرانوں کے چھوڑے ہوئے شوشے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ لوگ قومی اتحاد کی بنیاد کو خود کھوکھلا کر کے بنگالی پنجابی سندھی اور پٹھان کا سوال اٹھا رہے ہیں۔ قومی اتحاد کو اگر کوئی خطرہ ہے تو صرف ان حکمرانوں سے ہے۔ پاکستان کے عوام سے قومی اتحاد کو کوئی خطرہ نہیں۔

---

## ایک وضاحت

بہاولپور و مضافات بہاولپور کے بعض علماء نے مولانا قاری عبدالرشید صاحب بی اے فاضل قرأت عشرہ کے متعلق بعض ذاتی وجوہات کی بنا پر یہ پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے کہ ان کا تعلق غیر مقلدین سے ہے۔ ایسے علماء پر افسوس ہے کہ وہ بغیر تحقیق کے ایک ایسی بات کو شہرت دے رہے ہیں۔ جس میں کسی قسم کی صداقت نہیں۔ قاری صاحب بلاشبہ کافی عرصہ قبل غیر مقلدین سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید احمد حسین صاحب مدنی قدس اللہ سرہ العزیز کے صاحبزادہ حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ العالی سے بیعت کر لیا ہے تو غیر مقلدیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ احقر سمیت حضرت مولانا محمد عثمان صدر مدرس مدرسہ فرقانیہ راولپنڈی، حضرت مولانا محمد رمضان صاحب علوی خطیب جامع مسجد گلشن آباد، حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب مہتمم مدرسہ فرقانیہ مدنیہ، حضرت مولانا سید چراغ دین قادری خطیب جامع مسجد قاضی نظام الدین عیدگاہ روڈ اس امر کے گواہ ہیں کہ پچھلے پانچ چھ سال سے تو ہمیں معلوم ہے کہ قاری صاحب نے کبھی کوئی بات نہیں کی جس سے ہم ان کو کچھ تعلق بھی غیر مقلدیت سے سمجھ سکے ہوں ہم نے ان کی ہر دینی بات کو فقہ حنفی کے مطابق ہی پایا ہے۔ وہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔ تصوف میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ عالیہ سے منسلک ہیں۔ اکابر دیوبند کے غلام ہیں۔ نماز احناف کی تحقیق کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ تراویح بیس پڑھتے ہیں۔ آمین بالجہر کو غیر اولیٰ سمجھتے ہیں۔ تقلید شخصی کو عامی کے لئے واجب سمجھتے ہیں۔ رفع یدین کے ترک کو عدم ترک پر ترجیح دیتے ہیں۔ بنابریں احقر اس بات کی سخت تردید کرتا ہے۔ اور ان کی طرف سے اعلان کرتا ہے کہ وہ پختہ سنی حنفی ہیں۔

احقر الانام حافظ ریاض احمد اشرفی عفا اللہ عنہ خطیب
جامع مسجد المظفر سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی،

তরজুমানেইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے

# اصولِ معاشیات قرآن مجید کی روشنی میں

حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

## حقِ معیشت میں مساوات

معاشیات کے متعلق قرآنِ عزیز نے جن اساسی اصول کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں:۔

(۱) رزق اور معاش کا حقیقی تعلق صرف ذاتِ الٰہی سے وابستہ ہے اور وہی ہر فرد کا کفیل ہے۔ اور اگرچہ اس کی مصلحتِ عام اور حکمتِ تام کا تقاضہ یہ ہے کہ دنیا کے اس متنوع ماحول میں رزق کے اندر تفاوتِ درجات پایا جائے۔ لیکن امارت وغربت کے فطری تنوع کے باوجود یہاں ایک فرد بھی محروم المعیشت نہ رہنے پائے۔ کیونکہ اس نے حقِ معیشت کو سب کے لئے مساوی اور برابر رکھا ہے اور کسی کو بھی اس حق مساوات میں دخل انداز ہونے کا حق عطا نہیں فرمایا۔

اللہ تعالےٰ ہر فرد کی معاشی زندگی کا کفیل ہے۔ اور اس کا وعدہ ہے کہ زمین پر چلنے والے ہر ایک جاندار کی معیشت اس کے ذمہ ہے۔ اس کے لئے حسب ذیل نصوص قابل مطالعہ ہیں:۔

(ترجمہ) اور زمین پر چلنے والے ہر جاندار کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اور تمہارا رزق اور جس شے کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔ آسمان میں (اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں) ہے۔ اور افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالا کرو۔ ہم ہی تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی۔ اور آسمان اور زمین سے تم کو روزی کون پہنچاتا ہے؟ کیا اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بیشک اللہ تعالیٰ ہی روزی دینے والا ہے۔ بڑی مضبوط قوت والا ہے"۔

"ہم نے تمہارے لئے زمین میں معیشت کے سامان بنا دیئے۔ اور ان کے لئے جن کو تم روزی نہیں دیتے۔ وہ (خدا) وہ ذات پاک ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے"۔

ان آیات میں بغیر کسی تخصیص کے ہر فرد بشر کو خطاب ہے۔ اور ان کی روح یہ ہے کہ معیشت و اسبابِ معیشت خدائے تعالےٰ کے خزانۂ عامرہ کی ایسی عطاء و بخشش ہے کہ جس سے فائدہ اٹھانے کا ہر جاندار کو برابر کا حق ہے۔

اور ان آیات کی اس روح کی زیادہ وضاحت و صراحت حسب ذیل آیات کرتی ہیں:۔

"اور رکھے اس زمین میں بوجھل پہاڑ اس (کی پیٹھ) پر اور برکت رکھی اس کے اندر اور چار دن میں اندازہ سے رکھیں۔ اس میں ان کی خوراکیں جو برابر ہیں (بلحاظ طلب معیشت) سب حاجت مندوں کے لئے"۔

"اور اللہ تعالےٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری دی ہے۔ پھر ایسا نہیں ہوتا کہ جس کو زیادہ روزی دی گئی ہے۔ وہ اپنی روزی کو اپنے زیردستوں پر لوٹا دیں کہ اس روزی میں وہ سب کے سب برابر ہو جائیں۔ پھر کیا یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے صریح منکر نہیں ہو رہے ہیں"۔

ان آیات میں حقِ معیشت کی مساوات کا جس قدر صاف اور صریح اعلان ہے وہ آپ اپنی مثال ہے۔ اور اس کا انکار بداہت و صراحت کا انکار ہے ؎

اے کریمی کہ از خزانۂ غیب — گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمناں نظر داری

لیکن اب سوال یہ ہے کہ منشاء الٰہی کے اس مقصد عظیم کو پورا کون کرے اور اس عالم اسباب میں اس کی تکمیل کس کے ذمہ واجب ہے؟ تو اسلام کے نظام کا مکمل نقشہ جن نگاہوں کے سامنے ہے وہ بآسانی یہ جواب دے سکتے ہیں کہ اس "عالم تشریع" میں یہ فریضہ نائب الٰہی "خلیفہ" پر عائد ہوتا ہے کہ قلمروِ اسلامی میں ایک فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ جو حقِ معیشت سے محروم ہو۔ اور نہ کسی کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ حقِ معیشت میں دراندازی کر سکے۔

(باقی آئندہ)

إن الدين عند الله الإسلام

پاکستان میں جماعت اسلامی کا علمبردار

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

پاکستان

العلماء ورثة الأنبياء (الحديث)

جمعیّتِ علماءِ اسلام پر

# الزام تراشیاں اور آپ کا فریضہ

جمعیۃ علماء اسلام، ملک میں جن دینی تبدیلیوں کی آرزومند ہے۔ وہ اس کے دستور، اس کی جدوجہد، اس کی سابقہ تاریخ، اس کے قائدین کی زندگیوں اور اس کے تازہ "منشور" سے ظاہر ہے۔

## سب جانتے ہیں کہ جمعیتِ علماء اسلام پاکستان میں

- کتاب اللہ کا قانون، سنتِ رسول اللہ کا قانون، صحابۂ کرام کے دورِ خلافتِ راشدہ کا قانون اور فقۂ اسلامیہ کا قانون نافذ کرنا چاہتی ہے۔
- جمعیۃ ختمِ نبوت کے عقیدہ کا قانونی تحفظ۔ صحابۂ کرام کی صداقت وعدالت کے نظریہ کا قانونی تحفظ۔ سلف صالحین کے اعتماد و وقار کا قانونی تحفظ کرنا چاہتی ہے۔
- جمعیۃ چاہتی ہے کہ پاکستان بلکہ تمام مسلمان ملکوں بلکہ تمام دنیا سے فرنگیت، مغربیت سامراجیت، امریکیت، استعماریت، لادینیت، سرمایہ داری اور کمیونزم کے غلبہ اور اثر کا کلیتہً خاتمہ ہو جائے۔
- جمعیۃ مسلمانوں کے حال اور مستقبل کو غیر مذاہب کے اثرات، دین سے انحراف کے رجحانات اور ارتداد کے خطرات سے، بالکل محفوظ کر دینا چاہتی ہے۔
- جمعیۃ چاہتی ہے کہ پاکستان دنیا کا مضبوط ترین اسلامی ملک اور مثالی مملکت بن جائے۔
- اور جمعیۃ پاکستان کے مسلمان عوام کو یکساں طور پر، غریبی وامیری کے امتیاز سے بالا، خوش حال، سچا مسلمان، آزاد و باوقار شہری، پاکستان کے نظامِ حکومت اور انتظام میں موثر اور دخیل دیکھنا چاہتی ہے۔

## لیکن جمعیت کے ان مقاصد وعزائم کو ناکام بنانے کے لیے مخالف عناصر

- اسے "کانگریسیت" کے جھوٹے الزام سے ملعون کر رہے ہیں۔
- اس پر "اشتراکیت" کی خود ساختہ جھوٹی تہمت عائد کر رہے ہیں۔
- اس کے بارے میں، جھوٹ اور اتہام کے طوفان گھڑ گھڑ کر پھیلا رہے ہیں

## مگر جمعیت "الحمد للہ" جھوٹ، فریب اور عیاری کے ان سیاہ بادلوں کی پروا کیے بغیر

- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دینِ کامل اور آخری شریعت کو پاکستان میں قائم و نافذ کرنے کا تہیہ کر چکی ہے۔
- اور وہ جھوٹ کے ان طوفانوں کا منہ پھیرتے ہوئے، اپنی منزلِ مقصود، یعنی اللہ کے آخری نبی کے کامل دین کو دنیا بھر میں غالب کر دینے کی منزل کی طرف رواں دواں ہے اور رواں دواں رہے گی۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن!
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

## لیکن، اس معرکۂ حق و باطل کے موقع پر آپ کا فریضہ کیا ہے؟

- کیا آپ بھی جمعیۃ علماء اسلام کی دینی جدوجہد کو ناکام دیکھنا چاہتے ہیں؟
- اس سوال کا جواب یقیناً "نہیں" میں ہے
- تو پھر آپ نے جمعیۃ کے ساتھ تعاون میں کتنا حصہ لیا ہے؟ اپنی ذمہ داری کو کس حد تک پورا کیا ہے؟ مخالفین کے ارادوں اور منصوبوں کو کس حد تک شکست دی ہے!
- اقامتِ دین کے فریضہ کی ادائیگی میں، آپ جمعیت کے ساتھ تعاون کی کتنی اور کیسی تیاری کر رہے ہیں؟ اللہ اور اس کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لیے جمعیۃ کے ساتھ آپ نے وقت اور مال کی کتنی قربانی دینے کا عزم کیا ہے؟
- بلاشبہ اس نازک اور پُرخطر وقت میں جبکہ اسلام کے دشمن، ختمِ نبوت کے مخالف۔ سنتِ رسول کے منحرف، صحابہ کے شاتم، سلف کے منکر اور خادمانِ دین کے حریف چاروں طرف سے ہجوم کر کے جمعیۃ علماء اسلام کو اپنی زبان درازیوں کا ہدف بنائے ہوئے ہیں۔

**دین کی اور اسلام کی سب سے بڑی خدمت اور اپنے وقت اور مال کا سب سے بہترین مصرف**

**جمعیّتِ علماءِ اسلام کی معاونت ہے**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

جلد ۱۲ | جمعہ ۱۲ شعبان المکرم ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۹ء قیمت ۲۰ پیسے | شمارہ ۴۱

# ۱۹۵۶ء کے دستور میں اسلام اور جمہوریت

(احمد حسین کمال)

جن لوگوں نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ رات کو دن ہی کہتے چلے جائیں گے، انہیں لاکھ دلائل و شواہد دیئے جائیں۔ آسمان پر چاند اور ستاروں کا سکنا دکھایا جائے۔ پورے ماحول پر چھائی ہوئی تاریکی کی طرف اشارہ کیا جائے۔ اور بار بار اس سناٹے کی طرف توجہ دلائی جائے جو رات سے پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ لوگ ماننے والے نہیں ہیں۔ اور وہ یہی رٹ لگاتے رہیں گے کہ "نہیں یہ رات نہیں دن ہے"۔ اور رات کہنے والوں کو "مجنون" "سازشی" اور جو بھی الزام سوجھے گا اس سے متہم کرتے رہیں گے۔

۱۹۵۶ء کے دستور کے حامیوں کا معاملہ بھی بالکل اسی قسم کا ہے۔ انہوں نے طے کر لیا ہے کہ اس سلسلے میں ہر معقول اور صحیح بات کو رد کرتے رہیں گے۔

۱۹۵۶ء کا دستور، اسلامی، جمہوری اور انتظامی ہر پہلو سے تحلیل و تجزیہ میں آ چکا ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے ہوں کے توں نفاذ سے نہ تو اسلامی مقاصد کی تکمیل کی جا سکتی ہے، نہ جمہوریت کو قائم و برقرار رکھا جا سکتا ہے اور نہ ملک کے انتظامی امور کی اصلاح و درستگی ہو سکتی ہے۔

یہ دستور جس طرح خود سازشوں اور جوڑ توڑ کے سایہ تلے پیدا ہوا۔ اسی طرح کی سازشیں اور جوڑ توڑ، اس دستور کے سایہ میں پلتی اور پروان چڑھتی رہیں۔

لیکن جن لوگوں نے ہر گذارش و معروض کے لئے ایک "نہیں" کا جواب مقرر کر رکھا ہے۔ ان سے یہ سب کچھ کہنا بے سود اور لاحاصل ہے۔ البتہ جو لوگ غیر جانبداری اور حقیقت پسندی کے ساتھ ۱۹۵۶ء کے دستور کو جاننا اور سمجھنا چاہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں ایک بار پھر اس دستور کے غیر اسلامی اور غیر جمہوری پہلوؤں کو پیش کیا جاتا ہے تاکہ وہ صحیح اور غلط کا اندازہ فرما سکیں۔

## "اسلام" ۱۹۵۶ء کے دستور میں

یہ دستور ایک "تمہید" ۹ "گوشوارے" اور ۲۳۴ "دفعات" پر مشتمل ہے۔

"تمہید" کی کوئی آئینی حیثیت نہیں ہے اور اس میں صرف درج ذیل باتیں اسلام سے متعلق لکھی گئی ہیں۔

(۱) پاکستان کے مسلمانوں کو ان کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگیاں قرآن و سنت کے مطابق ڈھال سکیں۔

(۲) پاکستان میں معاشرتی عدل کے ایسے اصول اختیار کئے جائیں گے۔ جن کی وضاحت اسلام نے کی ہے۔

یہ دونوں باتیں سوائے تمہیدی جملوں کے کوئی قانونی درجہ نہیں رکھتی ہیں۔ انہیں زیادہ سے زیادہ ایک سرسری عہد سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جس کی تعمیل و تکمیل کی کوئی پابندی دستور کی رو سے ارباب اقتدار پر عائد نہیں ہوتی اور جس کے بارے میں کوئی چارہ جوئی عدالت عالیہ میں نہیں کی جا سکتی۔

تمہید کے ان دو سطحی فقروں کے بعد دستور کی ۲۳۴ دفعات میں۔ ذیل کی صرف ۵ دفعات اسلام سے متعلق کہی جا سکتی ہیں۔

## ۱۹۵۶ء کے دستور کی نام نہاد اسلامی دفعات

دفعہ (۱) اس مملکت کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا

دفعہ (۲۴) و (۲۵) (ریاست کے رہنما اصول سے)

(۱) مسلمان ملکوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کی کوشش کرنا (۲) قرآن و سنت کے مطابق (مسلمانوں کے لئے) زندگی گذارنے کے انتظامات کرنا (۳) قرآن و سنت کا مطلب سمجھانے کے لئے آسانیاں فراہم کرنا (۴) قرآن کی تعلیم لازمی کر دینا (۵) اسلامی اخلاقی قدروں کی پابندی کے جذبے کو عام کرنا (۶) زکوٰۃ، صدقات و مساجد کا صحیح انتظام کرنا۔

دفعہ (۳۲) مملکت کے صدر کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمان ہو۔

دفعہ (۱۹۷) و (۱۹۸)

۱۔ صدر اسلامی تحقیق اور اسلامی اعلیٰ تعلیم کا ادارہ قائم کرے گا جس کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ایک خاص قانون کے ذریعہ صرف مسلمانوں سے ٹیکس لیا جائیگا جو وفاقی حکومت کے مجموعی فنڈ کا حصہ نہیں ہوگا۔

۲۔ کوئی ایسا قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو قرآن و سنت کے خلاف ہو

۳۔ موجودہ قوانین کو اسلامی احکامات کے مطابق بنایا جائے گا۔

(لیکن اس دفعہ کی ذیلی دفعہ نمبر میں یہ تصریح کر دی گئی ہے کہ اس قانون سے کہ "قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا" دستور کی دوسری دفعات متاثر نہیں ہوں گی اور مالی پر اس دفعہ کا اطلاق نہیں ہو سکے گا)

۴۔ صدر مملکت، آئین کے اجراء سے ایک سال کے اندر ایک کمیشن قائم کرے گا۔ جو ۵ سال کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔ پھر یہ رپورٹ ۶ ماہ کے اندر قومی اسمبلی کے سامنے رکھی جائے گی۔ پھر قومی اسمبلی اس پر بحث و مباحثہ کر کے رپورٹ کی سفارشات کی روشنی میں (جب تک چاہے) قوانین وضع کرے گی۔

(واضح رہے کہ یہاں جو کمیشن اسلامی احکامات کے مطابق ۵ سال کے طویل عرصہ میں اپنی رپورٹ مرتب کرے گا۔ اس کے ارکان کے لئے اسلامی علوم، عربی زبان اور قرآن و سنت میں ماہر و مستند ہونے کی شرط تو کجا مسلمان ہونے تک کی شرط بھی ضروری قرار نہیں دی گئی ہے)

پورے دستور میں یہ ہیں وہ چند دفعات جنہیں اجمال کر دستور کو عین اسلامی کہا جاتا ہے۔

اب ان دفعات کی حقیقت بھی ملاحظہ فرما لیجئے

## نام نہاد اسلامی دفعات کا تجزیہ

— پہلی دفعہ کا تعلق صرف "نام" کی حد تک ہے اور جب تک اس مقصد کی تکمیل نہیں ہوتی جس کے حصول کے لئے یہ نام رکھا گیا ہے۔ یعنی "اسلامی جمہوریہ پاکستان" اس وقت تک محض نام

"برعکس نہند نام زنگی را کافور" کے مصداق رہے گا

ایک کنواں اگر پانی نہیں دیتا تو وہ صرف گڑھا کہلائے گا اسے کنواں کہنا حقیقت کا منہ چڑانا ہے۔

— بقیہ مذکورہ اسلامی دفعات جو صرف تعداد میں ۵ رہ جاتی ہیں۔ ان کا حال دستور کی دوسری دفعات سے موازنہ کر کے دیکھئے اور خود اندازہ لگا لیجئے کہ ان کی اسلامی حیثیت کتنی باقی رہ جاتی ہے۔

## مذہبی آزادی کے ضمن میں ارتداد کی اجازت

دفعہ (۱۸) میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ

"پاکستان کے ہر شہری کا یہ حق ہے کہ وہ جس مذہب کی چاہے پیروی کرے۔ جو مذہب چاہے اختیار کرے، اس کی تبلیغ کرے اور اپنے مذہبی ادارے قائم کرے۔"

اس دفعہ میں کوئی ایسی پابندی موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو تبدیلیٔ مذہب سے باز رکھا جا سکے۔ اور انہیں ارتداد سے بچایا جا سکے۔ اور تنہا یہ دفعہ ہی اس دستور کے غیر اسلامی ہونے کے لئے کافی ہے۔ بشرطیکہ اسلام مطلوب ہو۔

## مملکت کے کلیدی عہدوں پر غیر مسلموں کے تقرر کی اجازت

دفعہ (۲۷) کے ذریعہ

تمام مرکزی و صوبائی ملازمتوں میں خواہ وہ کلیدی مناصب

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

ہوں، سفارت، عدالت حتیٰ کہ اٹارنی جنرل کے عہدے ہوں غیر مسلم بھی ان سب پر فائز ہو سکتا ہے۔

## مجالس قانون ساز اور وزارتی کابینہ میں غیر مسلم

دفعہ (۱۴۴) کی رو سے مرکزی و صوبائی مجالس قانون ساز کا "ووٹر" یکساں طور پر غیر مسلم بھی ہے۔ علاوہ منتخب ہو کر ان مجالس کا رکن، ڈپٹی اسپیکر اور کابینہ میں وزیر بن سکتا ہے

## غیر مسلم صدر مملکت کی کرسی پر

دفعہ (۳۶) صدر مملکت کا عہدہ خالی ہونے، صدر کے غیر حاضر ہونے، بیمار ہو جانے یا اچانک وفات پا جانے کی صورت میں مرکزی پارلیمنٹ کا اسپیکر صدارت کے عہدے پر فائز ہو جائے گا۔ اور صدر کے تمام اختیارات کا حامل بن جائے گا۔

اور چونکہ دفعہ (۱۴۳) کی رو سے اسپیکر غیر مسلم بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے خاص حالات میں جو کسی سازش کے ذریعہ بھی پیدا کئے جا سکتے ہیں، مملکت کا صدر ایک غیر مسلم بھی بن جائے گا۔ اس طرح صدر کے مسلمان ہونے کی شرط حالات کے ایک دھارے میں بے اثر بنا دی جا سکتی ہے۔

## صدر کے مسلمان ہونے کی شرط میں ابہام

اس کے ساتھ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ صدر کے مسلمان ہونے کی شرط میں یہ بھی وضاحت نہیں ہے کہ وہ کس عقیدہ و مسلک کا مسلمان ہوگا۔ جبکہ بعض عقیدہ و مسلک کے ماننے والے متفقہ طور پر دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ جیسے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار۔ اس صورت میں مسلمان ہونے کی شرط بھی مبہم اور غیر موثر ہو جاتی ہے۔

## غیر مسلموں کو بھی وہی مذہبی حقوق جو مسلمانوں کو دیئے گئے

دفعات (۲۰۴)، (۲۰۵)، (۲۰۶) اور (۲۰۷) میں غیر مسلم اور پسماندہ اقوام کو بھی معاشرتی انصاف کے لئے وہی حقوق دیئے گئے ہیں۔ جو دفعہ (۱۹۶) کے ذریعہ مسلمانوں کو دیئے گئے ہیں۔ دفعہ (۱۹۷) میں یہ بات کہہ کر کہ اسلامی تحقیق کا جو ادارہ قائم کیا جائے گا۔ اس کے اخراجات مرکزی حکومت کے اخراجات کا جزء نہیں ہوں گے بلکہ اس مقصد کے لئے مسلمانوں سے علیحدہ ٹیکس وصول کیا جائے گا۔ واضح کر دیا ہے کہ دستور، مذہبی اعتبار سے غیر جانبدار ہے۔ بلکہ مسلمانوں سے اسلامی اداروں کے لئے علیحدہ ٹیکس وصول کرنے کی شرط نے تو ایک طرح سے ان پر وہ جزیہ عائد کیا ہے۔ جو اسلامی حکومت میں ذمیوں سے وصول کیا جاتا ہے۔

## مسلمان کی تعریف متعین کرنے سے گریز

علاوہ ازیں سب سے زیادہ خطرناک خلا ۱۹۵۶ء کے دستور میں یہ بھی رکھ دیا گیا ہے کہ عقائد کی بنیاد پر مسلمان کی کوئی تعریف متعین نہیں کی گئی ہے۔ اس طرح ان تمام فتنوں کو جو ماضی میں پیدا ہوئے اور حال و مستقبل میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ موقع دے دیا گیا ہے کہ وہ اس دستور کے سایہ میں اسلام کے نام سے اسلام کے حصار میں اپنے لئے چور دروازے پیدا کر لیں اور کمین گاہیں بنا لیں۔

## دستور میں مسلم اور غیر مسلم ایک ہی قوم ہیں

غرضیکہ ۱۹۵۶ء کے دستور نے چند دفعات کے ذریعہ جو کچھ مسلمانوں کو دیا ہے وہی کچھ دوسری دفعات کے ذریعہ غیر مسلموں کو بھی دے دیا ہے اور بنیادی طور پر پاکستان کے مسلمانوں و غیر مسلموں کو ایک قوم و ملت قرار دے دیا ہے

تمہید میں صاف طور پر کہا ہے کہ

"مملکت اپنے اختیارات و اقتدار، عوام کے منتخب ..... نمائندوں کے ذریعہ استعمال کرے گی"

اور "عوام" میں کوئی حد فاصل مسلم و غیر مسلم کی نہیں رکھی گئی ہے۔ سب یکساں طور پر "ووٹر" (ووٹ دینے والے) ہیں۔

## دستور میں طرز انتخاب کا کوئی تصفیہ نہیں ہے

دفعہ (۱۴۵) کی رو سے صوبائی اسمبلیوں کی رائے حاصل کرنے کے بعد مرکزی پارلیمنٹ، طرز انتخاب (یعنی جداگانہ طرز انتخاب یا مخلوط طرز انتخاب) کا فیصلہ کرے گی

اس طرح دستور نے خود انتخاب کے مسئلہ کو بھی معلق کر دیا ہے۔ یہ ایک مختصر سا جائزہ ہے۔ دستور ۱۹۵۶ء کی نام نہاد اسلامی حیثیت کا۔

اب آیئے اس کی جمہوری حیثیت کا بھی مطالعہ کر لیں جس کا ڈھنڈورہ زمین سے تا بہ ثریا پیٹا جا رہا ہے۔

## جمہوریت ۱۹۵۶ء کے دستور میں

—— اولاً تو جس دستور ساز اسمبلی نے یہ دستور تیار کیا تھا۔ وہی سرے سے "جمہوری" نہیں تھی۔

غلام محمد گورنر جنرل نے ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو پہلی دستور ساز اسمبلی بیک جنبش حکم ختم کر ڈالی تھی اور اس کا تیار کردہ مسودۂ آئین اٹھا کر چاک چاک کر ڈالا تھا۔

—— ثانیاً جس دستور ساز اسمبلی نے ۱۹۵۶ء کا دستور ترتیب دیا۔ وہ ایک طرح کی نامزد ارکان پر مشتمل تھی، جسے غلام محمد، اسکندر مرزا، ایوب خاں اور اگر پسند فرمائیں تو چوہدری محمد علی صاحب کی ملی بھگت نے جنم دیا تھا۔

—— ثالثاً۔ جمہوریت کا اولین حق یعنی آبادی کی بنیاد پر نمائندگی کا اصول اس دستور میں کلیۃً ختم کر کے جبری علاقائی وحدت اور جبری صوبائی مساوات کو دستور کی بنیاد بنایا گیا۔

—— رابعاً۔ دستور میں صدر مملکت کو بے پناہ اختیارات دے دیئے گئے ہیں۔ جن کا پہلا مظاہرہ پہلے صدر سکندر مرزا نے اس دستور کو منسوخ کر کے کیا۔

—— خامساً۔ ملکی دولت اور ملکی وسائل معیشت کے لئے کوئی ایسی بنیادی دفعہ نہیں رکھی گئی۔ جس سے ان پر خاص گروہوں و طبقوں کی اجارہ داری قائم نہ ہو سکے۔ اور زیادہ سے زیادہ عوام میں ان کی تقسیم عمل میں آتی ہے

آج پاکستان کی تمام دولت و وسائل معیشت کی اجارہ داری جن تیس چالیس خاندانوں میں مرتکز ہو کر رہ گئی ہے۔ اگر چھان بین کی جائے۔ تو پتہ چل جائے گا کہ اس کا آغاز ۱۹۵۶ء کے دستور کے نفاذ سے ہی شروع ہوا تھا۔ جس کو خوب اور جلد پھلنے پھولنے کا موقعہ ایوبی حکومت نے بہم پہنچا دیا۔

سادساً۔ اس دستور میں دفترشاہی و افسر شاہی کو جو مراعات دی گئیں۔ اس نے ملک میں بدعنوانیوں کا دروازہ چوپٹ کھول دیا۔

## ۱۹۵۶ کے دستور میں ترمیم ناممکن ہے

یہ کہا جاتا ہے کہ ۱۹۵۶ء کے دستور میں اگر کچھ خامیاں اور نقائص ہیں تو انہیں ترامیم کے ذریعہ ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہ دعویٰ بھی سراسر ایک فریب ہے۔ اس لئے کہ جہاں تک اسلامی اعتبار سے ترمیم کرنے کا مسئلہ ہے۔ اس کا دروازہ دفعہ (۱۹۸) کی ذیلی شق تک میں یہ کہہ کر بند کر دیا گیا ہے کہ

"دستور کی دوسری دفعات پر اس کا اطلاق صادق نہیں ہوگا"

علاوہ ازیں دفعہ (۲۱۶) جس میں ترمیم کا طریق کار بیان کیا گیا ہے۔ اس میں صاف صاف کہہ دیا گیا ہے کہ ترمیم کا یہ قاعدہ دستور کی حسب ذیل دفعات پر حاوی نہیں ہوگا۔

—— (۱) دفعہ (۱) پاکستان کے دو صوبے (مشرقی پاکستان و مغربی پاکستان ہونا اور مغربی پاکستان کا ون یونٹ ہونا۔

دفعہ (۳۱) دفاعی ملازمتوں اور نظم و نسق کے شعبہ جات میں دونوں حصوں کی مساوی نمائندگی۔

—— (۲) دفعہ (۳۹) وفاقی مملکت کی انتظامیہ کے متعلق امور جن کا اختیار صدر کو حاصل رہے گا (یہ دفعات صدر کو آمر اور انتظامیہ کو حاکم مطلق بنانے کے لئے کافی ہیں)

—— (۳) دفعہ (۴۴) مرکزی پارلیمنٹ کے ممبران جو تین سو ہوں گے۔ جن کی نصف تعداد مشرقی پاکستان سے اور نصف تعداد مغربی پاکستان سے ہوگی۔ یعنی مساوی نمائندگی"

—— (۴) دفعہ (۷۷) ہر صوبائی اسمبلی ۳ سو ممبروں پر مشتمل ہوگی۔

—— (۵) دفعہ (۱۰۶) وفاقی اور صوبائی فہرست اختیارات سے متعلق قانون سازی

—— (۶) دفعہ (۱۱۸) قومی مالیاتی کمیشن سے متعلق امور

—— (۷) دفعہ (۱۱۹) صوبوں کے درمیان تجارتی معاملات

—— (۸) دفعہ (۱۹۹) قومی معاشی کونسل کے مسائل۔

—— (۹) صوبائی گورنروں، وزراء، ممبران مالی کمیٹی اور صوبائی سیکرٹریٹ وغیرہ سے متعلق مالی و انتظامی امور

—— (۱۰) وفاقی فہرست اختیارات میں مندرج امور۔

مذکورہ بالا دس نمبروں میں بیان کردہ یہ تمام

اموز دفعہ ۲۱۶ میں مذکورہ ترمیم کے طریق یعنی

"قومی اسمبلی کے کل ممبران کی اکثریت نیز اسمبلی میں حاضر اور ووٹ دینے والے ممبران کی کم از کم دو تہائی تعداد اور صدر مملکت ، اسے منظور کریں گے۔ مستثنیٰ ہونگے

—— اول تو ترمیم کا یہ طریق ہی کم پیچیدہ اور مشکل نہیں ہے اسمبلی میں ممبران کی اکثریت حاصل کرنا ، پھر حاضر اور ووٹ دینے والوں کی دو تہائی تعداد کو ترمیم کے حق میں ہموار کرنا ، اس کے بعد صدر صاحب کو ترمیم پر منظوری کے دستخط ثبت کرنے کے لئے آمادہ و راضی کرنا کار سے دارد ہے۔

—— لیکن مندرجہ بالا دس نمبروں میں بیان کردہ امور میں ترمیم کے لئے یہ شرائط پوری کرنا بھی ناکافی ہے۔ بلکہ ان امور میں ترمیم کے لئے ایسی پیچیدہ شرائط عائد کی گئی ہیں۔ جن کا مہیا ہونا جوئے شیر لانے سے بھی زیادہ مشکل ہے

ان امور میں ترمیم کا قاعدہ یہ ہے کہ

—— دفعہ ۲۱۶ کے ترمیمی قاعدہ کے مراحل سے گذر کر جب ترمیمی ایکٹ سلامتی کے ساتھ مرکزی اسمبلی سے پاس ہو کر نکل آئے تو صدر مملکت کی منظوری نفاذ حاصل کرنے سے پہلے اسے ہر صوبائی اسمبلی میں یا جس صوبہ کے معاملہ سے متعلق ہے۔ اس صوبہ کی اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کرنا ہوگا۔ اور جب صوبائی اسمبلیاں یا متعلقہ صوبائی اسمبلی اکثریت کے ساتھ اسے منظور کر لے تو پھر وہ جناب صدر مملکت کے سامنے منظوری اور نفاذ کے لئے رکھا جائیگا آگے پھر ان کی مرضی ہے

● —— یہ ہے وہ جمہوریت جو اس دستور میں روح بن کر دوڑ رہی ہے۔ جس کے مژدہ ہائے جانفزا سے ملک کی سیاسی فضا کو شب و روز معمور کیا جا رہا ہے اور جس میں تبدیلی کا مطالبہ کرنے والوں کو جمہوریت کا دشمن قرار دیا جاتا ہے۔

اس پر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ان پیچیدہ و عسیر الامکان طریقوں سے بھی اسلام کی خاطر ترمیم کی کوئی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ بلکہ وہ واحد اسلامی دفعہ ۱۹۸ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ "کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا" اس کی ذیلی شقوں میں صاف صاف کہہ دیا گیا ہے کہ :-

—— غیر مسلموں سے متعلق دستور کی جملہ دفعات حتمی ہیں

—— ان کو اسلامی کمیشن کی کوئی سفارش نہیں بدل سکتی نہ متاثر کر سکتی ہے۔

—— اور نہ اس دفعہ سے دستور کی دوسری دفعات پر کوئی اثر پڑ سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی دفعہ ۱۹۸ کی جو تشریح آئین میں کی گئی ہے۔ اس کی رو سے مسلمان کہلانے والا ہر فرقہ اپنے مسالک و عقیدہ کے مطابق قرآن و سنت کی تعبیر کرنے کا مجاز ہے۔ نیز آئین میں عقائد کی بنیاد پر مسلمان کی کوئی تعریف متعین نہیں کی گئی ہے۔

چنانچہ دستور میں یہ سب کچھ ہونے کے باوجود دستور کو اسلامی کہنا یا آئندہ اس کے اسلامی بن جانے کا یقین دلانا سوائے ایک دھوکے اور فریب کے کیا رہ جاتا ہے اور جب اس کے ساتھ دستور کی دفعہ ۱۸ کو بھی شامل کر لیا جائے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ

"ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ وہ جو مذہب چاہے قبول کرے۔ اس مذہب کی تبلیغ کرے۔ اس مذہب کے لئے ادارے قائم کرے وغیرہ وغیرہ"۔

تو اس دستور کے غیر اسلامی بلکہ مخالف اسلام ہونے میں کیا شک باقی رہتا ہے کہ اس طرح مسلمانوں کے مرتد ہونے یا مرتد بنانے کا دروازہ بھی پوری طرح کھول دیا گیا ہے۔

۱۹۵۶ کے دستور کے ان خدو خال کو سامنے رکھیئے اور اس کی اصلیت کا مطالعہ کیجئے اور پھر فرما دیجئے کہ یہ دستور کسی زاویہ اور پہلو سے بھی اسلامی اور جمہوری ہے ؟

اور جو لوگ اسکے غیر اسلامی اور غیر جمہوری ہونے کی بات کرتے ہیں۔ وہ کیوں حق بجانب نہیں ہیں ؟

—— جو حضرات دستور کے ان تمام پہلوؤں کو مسلمان عوام کی نظروں سے چھپا کر اس کی اسلامیت و جمہوریت کا ڈھنڈورہ پیٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اشتراکیت کا ہوّا کھڑا کر کے قوم و ملت پر اس دستور کو مسلط کرا دینا چاہتے ہیں۔ کیا خود ان کی اسلام پسندی جمہوریت دوستی اور ملت نوازی کا پردہ فاش نہیں ہو جاتا ہے ؟

اگر وہ دستور کے ان پہلوؤں کو بغیر جانے بوجھے اور بغیر مطالعہ کئے دستور کی حمایت کر رہے ہیں ، تو انہیں پہلے اپنی بے خبری کا علاج کرنا چاہیئے۔ اور قوم کے ساتھ عطائیانہ سلوک سے باز رہنا چاہیئے۔ اس لئے کہ سیاست میں عطائیت قوم کو تباہی میں دھکیل دینے کے سوا کسی اچھے نتیجہ کی حامل نہیں ہوا کرتی۔

اور اگر وہ یہ سب کچھ جانتے بوجھتے اس دستور کی حمایت کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے ضمیر اور عزائم پر رحم فرمائے اور انہیں قوم و ملت کی قسمت سے ایسا کھیل کھیلنے کا موقعہ نہ دے۔ جس کا انجام خدانخواستہ دین و ملت کی مکمل تباہی کی شکل میں نمودار ہو سکتا ہے۔

قوم اس وقت ایک نازک مرحلہ اور فیصلہ کن دوراہے پر کھڑی ہے۔ ایک راہ واضح طور پر یہ ہے کہ ۲۲ اسلامی نکات کو بنیاد بنا کر عوام کی پسند اور مکمل دخل کے مطابق دستور تیار کرنے کا موقعہ نکالا جائے جسے بالغ رائے دہی اور آبادی کی بنیاد پر منتخب اسمبلی ۶ ماہ کے اندر انجام دے سکتی ہے۔ اور موجودہ اقتدار اس کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔

اور دوسری راہ ۱۹۵۶ء کے دستور کی ہے جس کا آغاز سازشوں ، گٹھ جوڑوں ، ملی بھگت ، جبر و دباؤ اور مارشل لاء وغیرہ سے ہوا۔ اور جو قدم قدم پر ان ہی تاریکیوں و خارزاروں سے گذرتی ہوئی کسی بالکل نامعلوم منزل کی طرف لے جاتی ہے۔

پاکستان کو اسلام اور صرف اسلام کی ضرورت ہے۔ جو مسلمان عوام کی براہ راست طاقت ...... ؟
. ............ اعلان کے براہ راست دخل و عمل کے ساتھ قائم ہوا اور قائم رہے۔

اور پاکستان کے تمام ذرائع و وسائل پاکستان کے مسلمان عوام کے براہ راست کنٹرول اور اختیار میں ہوں۔

صرف اور صرف اسی طرح پاکستان کا پاکستان کی سالمیت کا اور پاکستان میں اسلام کا تحفظ کیا جا سکتا ہے۔

اور سرا یہ تحفظ ۱۹۵۶ کے دستور سے ذرہ برابر بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

اس لئے کہ مذکورہ بالا تجزیے ، شواہد و حقائق کی روشنی میں ۱۹۵۶ کا دستور نہ تو اسلامی ہے اور نہ جمہوری۔ البتہ اسے ایک ایسا سیکولر اور نیم آمرانہ دستور سمجھا جا سکتا ہے۔ جس میں اسلام کے سوا دوسرے تمام مذاہب و فرقوں کو مکمل رعائتیں اور تحفظات دیئے گئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی دولت مند طبقوں کو ملکی معیشت پر اجارہ داریاں قائم کرنے کی تمام سہولتیں و مواقع فراہم کر دیئے گئے ہیں۔

پاکستان کے مسلمان عوام یقیناً ایسے ناقص و غیر اسلامی و غیر جمہوری دستور کو ہرگز قبول نہیں کریں گے

## اشاعت القرآن ڈگری کا سالانہ جلسہ

دار العلوم اسلامیہ اشاعت القرآن ڈگری شہر کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ ، اکتوبر ۱۹۶۹ء منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل علماء کرام تشریف لا رہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب۔ مولانا دوست محمد صاحب قریشی۔ مولانا علامہ خالد محمود صاحب سابق خطیب جامع مسجد برمنگھم (لندن) لاہور۔ مولانا امیر الدین صاحب جلال آبادی۔ مولانا محمد شریف صاحب مبلغ ختم نبوت ملتان مولانا سلطان احمد صاحب رتو ڈیرو۔ مولانا عبد الشکور صاحب دین پوری۔ حضرت مولانا محمد لقمان صاحب علی پور مولانا حافظ محمد اقبال صاحب چشتیاں۔ مولانا اختر زمان صاحب غوری بی ، اے فاضل عربی۔ مولانا سلطان احمد صاحب محمد پور سنساراں۔ قاری برہان الدین صاحب حیدر آباد۔

### شعراء

جناب سائیں محمد حیات صاحب پسرور۔ حافظ محمد شریف صاحب منچن آباد

اکرام الحق الخیری اختر
ناظم مدرسہ ہذا

# سرگودھا سیرت کانفرنس اور مودودی صاحب کا جھوٹ نگار

(ابن مکرم)

ہماری جیب میں اگر پیسے ہوں تو ہمیں وہ اس قدر عزیز ہوتے ہیں کہ خرچ کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس معاملے میں ہم بڑے بخیل ہیں۔ آخر حلال کی کمائی جو ٹھہری۔ اگر ہمارے پاس بھی فرنگی دولت کی فراوانی ہوتی تو خدا جانے ہم کیا ہوتے۔

سراپا آرزو ہونے نے بندہ کر دیا ہم کو
وگرنہ ہم خدا تھے اگر دل مدعا ہوتا

اچھا ہی ہوا کہ اس غربت میں ایمان تو محفوظ رہا۔ ورنہ ہم بھی کسی "چٹان" کے سہارے "زندگی" بیچ رہے ہوتے۔

کل شام لوہاری چوک کے بک اسٹال پر کھڑے کھڑے اخبارات پر نظر ڈالتے ہوئے ادبی ڈھنڈورچی ہفت روزہ "زندگی" کو بھی دیکھنے کا موقعہ ملا۔ پرچے کا ظاہری ٹھاٹھ باٹھ خوب ہے۔ کیوں نہ ہو بڑے گھر کی بڑی باتیں ہوتی ہیں۔ اگر ہماری کمائی محنت کی نہ ہوتی تو یہ پرچہ ضرور خریدتے۔

۲۰ اکتوبر کے ہفت روزہ "زندگی" کے صفحہ ۳۰ پر "سرگودھا اور چند لمبے علماء کے حمام میں" کے عنوان سے کسی لطف اللہ خاں نے جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا کی سیرت کانفرنس کے موقعہ پر مجلس شوریٰ پر اپنے ایک طویل مضمون میں تبصرہ کیا۔ اور اس مضمون میں اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے سوا حقیقت کا کہیں ذکر نہیں۔ یہ تو خیر ہونا ہی چاہیئے۔ آخر پیسے جو کمانے ٹھہرے۔ مدیر "زندگی" بنات خود اگر حقیقت سے ماورا ہو کر سوچنے کے عادی ہیں تو ملازموں کو بھی ان سے کہیں بڑا جھوٹ بولنا چاہیئے۔ تاکہ روزی کا ذریعہ قائم رہے۔

سرگودھا سیرت کانفرنس کے اجلاس جس قدر عظیم الشان ہوئے، حریفانِ ختم نبوت، بالخصوص دشمنانِ وطن کے لئے بھی یہ اجتماع بڑے تکلیف دہ رہے۔ اس جلاب نے امریکی ایجنٹوں کو اس قدر پریشان کر دیا ہے کہ اس کے لئے بندے آنے بہانے دل کے پھپھولے پھوڑ رہے ہیں تاکہ آقاان ولی نعمت کو خوش کر سکیں۔ چنانچہ کہیں مولانا مفتی محمود اور مولانا غلام غوث پر کیچڑ اچھالا جاتا ہے تو کہیں مشرقی پاکستان کی جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں کے خلاف جھوٹ کا طومار باندھا جاتا ہے۔ خیر! ہمیں اس سے کوئی پرخاش نہیں۔ قافلے چلتے رہتے ہیں اور سگانِ راہ اپنی بھونڈی آواز سے قافلے کی راہیں روکتے رہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

ہمیں تعجب اس بات پر ہوا کہ ہفت روزہ "زندگی" کے وقائع نگار نے مدیر ماہنامہ "تبصرہ" جانباز مرزا کو بھی اپنے جھوٹ میں لپیٹ لیا۔ لکھتے ہیں:-

"ترجمان اسلام میں مرزا غلام نبی جانباز ابن مکرم اور مسعود کا نقاب اوڑھ کر جو کارروائی کر رہے ہیں، اس پر انہیں مبارکباد دی گئی۔ مرزا صاحب جو آج سے تین چار برس پہلے فلموں میں کام کر کے روزی کماتے تھے اور آج کل جمعیۃ علماء اسلام (ہزاروی گروپ) کی فہرست علماء میں صف اول کے بندگ شمار ہوتے ہیں۔ اس اجتماع (سرگودھا کانفرنس) میں پہلے دو دن وہ کہیں نظر نہیں آئے۔ تاہم اُن کی جوابِ آں غزل کا بڑا چرچا رہا۔"

مدیر "تبصرہ" پر اس جھوٹ نگار نے اپنے اس مضمون میں تین الزام عائد کئے ہیں۔

(۱) ترجمان اسلام میں ابن مکرم اور مسعود کا نقاب اوڑھ کر شورش کے خلاف جوابی نظمیں لکھنے والے دراصل مرزا غلام نبی جانباز ہیں۔

(۲) جانباز مرزا جو آج سے تین چار سال پہلے فلموں میں کام کر کے روزی کماتے تھے آج جمعیۃ علماء اسلام کے صف اول کے رہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں۔

(۳) سرگودھا کانفرنس کے اجتماع میں وہ پہلے دو دن کہیں نظر نہیں آئے۔

جھوٹ نمبر ۱ کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ اسی طرح ہے جیسے کہہ دیا جائے کہ جماعت اسلامی کو پاکستان میں انتشار پھیلانے کے لئے باہر سے امداد ملتی ہے۔ کہاں جانباز مرزا اور کہاں راقم اور کہاں مسعود صاحب! خدا جانے اس جھوٹ نگار کو کس بے وقوف نے کہہ دیا کہ ابن مکرم یا مسعود کا نقاب اوڑھ کر ترجمان اسلام میں شورش کے خلاف نظمیں جانباز مرزا لکھتے ہیں۔ اس جھوٹ نگار سے کوئی پوچھے کہ شورش کہاں کا شاعر اور ادیب ہے کہ جانباز مرزا ایسے عدیم الفرصت آدمی کو اس کے لئے تکلیف دی جائے۔ اس کے لئے تو ہم جانباز مرزا کے خادم ہی کافی ہیں۔ ظفر علی خاں کے قافیے اور مولانا ابوالکلام آزاد کی عبارت کو الٹ پھیر کر کے ادیب بن جانا کونسی مشکل ہے

اپنی تصویر پہ نازاں ہو تمہارا کیا ہے
آنکھ نرگس کی دہن غنچے کا حیرت میری

دوسرا جھوٹ ذرا سلیقے سے نہیں بولا گیا۔ یہ تو حقیقت ہے کہ جانباز مرزا تین چار سال پیشتر فلموں کے ذریعے روزی کماتے تھے۔ لیکن انہوں نے وطنِ عزیز سے غداری تو نہیں کی۔ غیر ملکی روپے سے ملت کے شیرازے کو تو پریشان نہیں کیا۔ فلموں میں کام کرنا اور اس کے ذریعے روزی کمانا حرام بھی تو نہیں؛ جبکہ خود ابوالاعلیٰ مودودی کا یہ فتویٰ موجود ہے کہ فلمیں بنانا کوئی غیر شرعی عیب نہیں۔ اگر عیب نہیں تو پھر اس کے ذریعے روزی کمانا کیسے جرم ہو گیا؟ اور نہ ہی جانباز مرزا کو کراچی نیپئر روڈ اور لاہور کے شاہی محلہ سے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

## بھارت کے بزدل درندے سن لیں

نہتے انسانوں پر گولیاں چلانا بہادری نہیں۔ عورتوں پہ ہاتھ اٹھانا اور قتل کرنا کمینہ پن ہے۔ بچوں کو قتل کرنا اور ان کا فٹ بال بنانا سنگدلی کی انتہا ہے۔ زندہ انسانوں کو آگ میں ڈال کر ناٹیاں بجانا قساوت قلبی کی انتہا ہے۔ پرامن شہریوں کو گھروں سے باہر نکال انصاف کا خون کرنا ہے

### اگر تم باز نہ آئے

تو یاد رکھو! خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔ جب وہ پکڑتا ہے اگلی پچھلی کسر نکل جاتی ہے۔ اے بزدلو! یاد رکھو ایسے مظالم کے بعد ہمیشہ حالات نے پلٹا کھایا ہے مرتا کیا نہ کرتا۔ اگر پاکستان نے مجبور ہو کر اقدام کیا تو یاد رکھو تم صرف قبائلی غازیوں کی تاب نہ لا سکو گے۔ خدا کے قہر و غضب کی بجلی جب چمکے گی۔ تم اپنی موت آپ مر جاؤ گے ہمارے خدا نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے۔

مسلمانو! اگر دس نہ دکھاؤ اور غم نہ کھاؤ۔ تمہارے سچے مومن بننے کی وجہ سے پھر اسلام کا ہی بول بالا ہوگا۔ ماہ رمضان المبارک آ رہا ہے اپنے مہربان مالک سے جو مانگنا ہے مانگو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میری رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ اس کا نام ہی غفور رحیم ہے۔ تم صبر و استقامت سے اپنی جگہ ڈٹے رہو اور اس کو راضی کرنے کے لئے التجائیں کرو۔ یاد رکھو فتح و شکست اسی کے ہاتھ میں ہے ہندو فتنہ تاتاری فتنہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ صرف تمہارے سچے مسلمان اور پختہ کار ہونے کی ضرورت ہے

عبدالغفور حنفی فورٹ سنڈیمن

# ڈالرشاہ اینڈ کمپنی

شاہ تین قسم کے ہیں۔ ایک حسب نسب کے لحاظ سے سید ہیں۔ جیسے برصغیر پاک وہند کے مشاہیر اسلام حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت انورشاہ کشمیری، سید حسین احمد مدنی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور اسی قبیل کے دوسرے اکابرین امت جو اسلام اور حکومت الٰہیہ کے قیام کی کوشش میں گوناگوں مصائب و تکالیف سے دوچار ہوئے۔ بڑی بڑی جابرانہ طاقتوں سے ٹکرائے۔ مگر ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ اور ان کی دوام جریدۂ عالم پر ثبت ہوگئی ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

دوسری قسم حکمرانوں کی ہے، جو اپنے نام کے ساتھ شاہ کا اضافہ کرتے ہیں۔ نادرشاہ، ظاہرشاہ وغیرہ وغیرہ۔

تیسری ایک عجوبۂ روزگار چیز ہے۔ ان کے نام بھی عجیب اور کام بھی انوکھے۔ طوطی شاہ، بلبل شاہ، بودی شاہ، سمندرشاہ، عمرشاہ، ڈالرشاہ۔ انہیں عرف عام میں جعرانی شاہ کہتے ہیں۔ اور یہ "پیشہ ور سید" ہوتے ہیں عمرشاہ خرکار اعلیٰ یا خرکاروں کا سردار اعلیٰ بھی مشہور شخصیت ہے۔ شہرت ضروری نہیں کہ اچھی ہو ؏

بدنام جو ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

خرکاروں کا سردار اعلیٰ عمرشاہ آج کل بچوں کے اغوا اور ان سے جبری بیگار کے جرم میں قید بھگت رہا ہے تفتیش کے دوران کسی پولیس افسر نے پوچھا۔ عمرشاہ! تم سید ہوکر ایسی ذلیل حرکتیں کیوں کرتے ہو۔ جواب دیا، شاہ جی! (پولیس افسر بھی کوئی شاہ ہوگا) میں سید نہیں۔ مجھے تو لوگ خرکاروں کا بادشاہ کہتے ہیں۔

اس قسم کے ایک بڑے شاہ ماہرکا ایک گوشے میں کیمپ لگائے ہوئے ہیں، جو قوم کے نونہالوں کو ذہنی طور پر اغوا کرکے ان سے سامراجی پروپیگنڈے اور دین کے متعلق خودساختہ اور غلط نظریات کی اشاعت و تشہیر کی بیگار لیتے ہیں۔ ان کے مریدان خاص وعام انہیں عالم دین، مفکر اسلام کے طور پر مشہور کرتے رہے۔ گذشتہ دنوں ایک خاص مرید نے انہیں نابغۂ عصر اور عبقری اسلام اور کئی الا بلا کے القاب سے متعارف کرایا ہے پہلے تو انہوں نے اپنی اسلام دوستی اور اقامت دین کے دعوؤں کا رعب جمائے رکھا۔ اب ان کا پول کھل چکا ہے اور عوام انہیں ڈالرشاہ کی حیثیت سے جانتے ہیں اور ملت ہیں ان کا تاریخی نام ڈالرشاہ اینڈ کمپنی ہوگا۔

انہوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ جن کا ۸۰ فیصد افسانوں اور من گھڑت قصوں پر مشتمل ہے۔ یہ سارا دھندا وہ اقامت دین اور حکومت الٰہیہ کے نام سے چلا رہے ہیں ان کتابوں کے تراجم آرمکو ARAMCO کے ذریعے کئی زبانوں میں ہوچکے ہیں۔ افسوس کہ انہیں پہلے کسی نے مشورہ نہ دیا۔ کہ میاں ناول اور افسانے لکھا کرو۔ ایسا کرتے، تو سستی دینی شہرت کی جگہ اچھی شہرت کے مالک ہوتے اور دریائے ہستی پر بلبلے کی طرح نمایاں ہوجاتے جیسے ایک مشہور انگریزی ناول نگار برنارڈ شا، جس کا ایک ناول آرمز اینڈ دی مین خاصا مقبول ہے۔ اس ناول میں مرکزی خیال یہ پیش کیا گیا ہے کہ "انسان کا دل اسلحے کے زور سے نہیں فتح کیا جاسکتا"۔

ڈالرشاہ نے بھی صحابہ کرام کے خلاف ایک کتاب لکھی ہے (جس کا مرکزی خیال یہ ہے کہ امیر معاویہؓ کی خلافت ملوکیت کا بدترین نمونہ تھی۔ جو ہتھیاروں کے بل بوتے پر قائم ہوئی) جو کافی رسوائے زمانہ ہوچکی ہے۔ البتہ جماعتی اخبارات ایک خاص مکتب فکر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ پاکستان کے ایک عالم دین نے صحابہؓ کے خلاف کتاب لکھ کر ہمارے دعوے کی تصدیق کردی ہے کہ صحابہ کرام غاصب و غاصب تھے۔ اس سے بڑی سند اور کیا ہو۔ ہمارے ملک میں اظہار خیال کی مکمل آزادی ہے۔ ۲۵ ستمبر کراچی کے ایک روزنامے کے مطابق ایک صاحب نے نبی ہونے کا دعویٰ کردیا۔ یہاں تو اسلامی نظریات ایک معجون مرکب ہے۔ آئین میں اگر مسلمان کی تعریف کے تعین کا مطالبہ کیا جائے تو ڈالرشاہ اینڈ کمپنی کے نزدیک تدبر اور اصول کے خلاف ہے۔ قرآنی نظام کی جگہ اب ۵۶ء کے آئین نے لے لی ہے۔ اس کے باوجود یہ گروہ صالحین میں شمار ہوتا ہے۔ جس کے سردار اعلیٰ کسی زمانے میں الیکشن میں حصہ لینے کو حرام کہتے رہے۔ ڈالرشاہ اینڈ کمپنی کا آپ مکمل جائزہ لیں۔ ان کے افکار وکردار کی روشنی میں انہیں دیکھیں، تو آپ کو اندازہ ہوسکے گا کہ یہ سام کے حواری اول درجہ کے شاہ پرست، سامراجی طاقتوں کو اثر ونفوذ کو پھیلانے میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں جب کبھی اور جہاں کہیں امریکہ اور کسی بادشاہت کو نقصان پہنچے۔ انہیں ناقابل برداشت صدمہ ہوتا ہے۔ گیدڑ کی طرح چیخ چلاکر سوشلزم، کمیونزم، اسلام دشمنی کے نعروں سے آسمان سر پہ اٹھا لیتے ہیں۔ بادشاہوں کا بوریا بستر... گول ہونے کا انہیں ضرور غم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ خود بھی پاکستان میں اپنی بادشاہت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ جس کا نام حکومت الٰہیہ رکھا جائیگا اقتدار پر قبضہ کرنے کی غرض سے وہ سب کچھ کرنے کو تیار ہیں۔ جھوٹ، فریب، دھوکہ دہی۔ الزام تراشی غرضیکہ ہر مکروہ فعل ان کے نزدیک جائز اور صائب ہے

بشرطیکہ ڈالرشاہ کسی طریقے سے شاہ جہاں بن جائیں افسوس کہ... ڈالرشاہ کے بلند عزائم کے سامنے چند مولوی سدراہ بن گئے ہیں۔ بڑی بڑی چٹانیں پاش پاش ہوگئیں جید علماء ان کے گن گانے لگے۔ یہ مٹھی بھر نام نہاد مولوی ہیں کہ دھرنا مارے بیٹھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈالرشاہ ان کو فتنوں کی فصل کہتے ہیں۔ جسے کاٹنے کی مہم چلائی گئی۔ چچا سام سے امداد طلب کی گئی۔ مگر

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان سے ضرور پوچھے گا کہ تم کیوں ایک عظیم مفکر اسلام کی راہ میں حائل ہوئے۔ خدا جانے یہ وہاں کیا جواب دیں گے؟ یہ تو ان کو علم ہوگا کہ وہ یوم حساب سے ڈرتے ہیں یا نہیں۔ مگر ڈالرشاہ انہیں ہر وقت یوم حساب کا احساس دلاکر اپنے آپ کو نہایت اونچے مقام یعنی مقام انبیاء پر دکھاتے رہتے ہیں۔ انہوں نے راہ حق میں بہت رنج سہے۔ شارک سکن کی اچکن پہنی، قنوج کے عطر لگائے۔ مرادآباد کی گلوریاں چبائیں۔ ایرکنڈیشنڈ کوٹھی میں رہے۔ ہوائی جہاز کے سفر کئے۔ اعلیٰ درجہ کے ہوٹلوں میں ٹھہرے۔ دین کی خدمت میں نماز بے جماعت ادا کی۔ جبکہ مسجد بھی قریب تھی۔ یہ ہے فنافی الاسلام کی تصویر۔

یہاں کے چند نام نہاد مولوی گول میز کانفرنس کے موقعہ پر ڈھاکہ گئے۔ وہاں سیاسی جماعتوں سے صلح مشورہ مقصود تھا، تو ڈالرشاہ اینڈ کمپنی کے ناقوس بول اٹھے۔ دیکھو جی! ان مولویوں نے "نیپ" سے سفر خرچ لیا ہے۔ وہ تو بھلا ہو محمود علی قصوری کا کہ انہوں نے ان کے منہ پر الٹا تھپیڑ رسید کیا۔ ورنہ یہ تردیدیا صفائی کو بالکل تسلیم نہیں کرتے۔ ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے کہ مولانا رسول خاں صاحب نے کئی اخبارات میں تردیدی بیان شائع کرایا۔ مگر ان کی فہرست اختلاف میں ان کا اسم گرامی سر فہرست دیکھا گیا۔

اب پروپیگنڈا یہاں تک پہنچ گیا۔ کہ جو امریکی سامراج کا بہی خواہ نہیں یا ڈالرشاہ اینڈ کمپنی کی حمایت نہیں کرتا وہ کمیونسٹ اور سوشلسٹ ہے۔ یا پھر اسلام کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ یہی لوگ ہیں جو گل کو خوشۂ گندم کہتے ہوئے نہیں شرماتے۔

مولانا مفتی محمود صاحب اور دوسرے اکابرین جمعیۃ بارہا واضح الفاظ میں اعلان کرچکے ہیں کہ ہم اس ملک میں اسلام کے سوا کچھ بھی نہیں چاہتے۔ اس کے بعد بھی انہیں ڈالرشاہ اینڈ کمپنی کا ایک تازہ لیکن خاص مرید اشتراکی علماء کہتا ہے۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ یہ کمپنی اور اس کے شاہ بہتان طرازی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اس کمپنی کا سردار اعلیٰ خود اصحاب رسولؐ امہات المومنینؓ اور انبیاء کرامؑ پر الزام لگانے میں ید طولیٰ رکھتا ہے۔ اور اس گمراہی کو تحقیق کے نام سے بازار میں بیچ رہا ہے۔ باقی کمپنی نے دوسرے لوگوں کو سنبھال رکھا ہے۔ مثلاً کچھ عرصہ پہلے انہوں نے کہا۔ علامہ اقبالؒ نے ڈالرشاہ کو لاہور آنے کی دعوت دی تھی۔ اس ضمن میں

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

# جمیعۃ علماء اسلام نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ ملک میں اسلامی انقلاب برپا کریگی

## ملک کے غریبوں کو اپنی تقدیر خود بدلنی چاہیئے (مفتی محمود)

( مرتبہ عبدالغفور حنفی ناظم عمومی جمیعۃ علماء اسلام فورٹ سنڈیمن )

ڈیرہ اسمٰعیل خاں - ۹ ستمبر - یہاں دارالعلوم نعمانیہ کے سالانہ جلسہ میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی کل پاکستان جمیعۃ علماء اسلام نے فرمایا کہ ملک اس وقت جن حالات سے گذر رہا ہے - ان میں علماء کرام اور آپ کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں - مجھے بہت افسوس ہے کہ ۲۲ سال میں یہاں اسلام کا نظام قائم نہیں ہوسکا - اس ملک کی معاشرت معیشت، اخلاق، کردار کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہا - معاشی نظام سراسر ظلم کی بنیاد پر قائم ہے - پاکستان میں مختلف طبقات سے مختلف قسم کے سلوک روا رکھے جا رہے ہیں - جب تک معاشی نظام متوازن نہیں کیا جاتا طبقاتی جنگ کا خطرہ ہر وقت موجود ہے - قانون آج بھی غیر اسلامی اور انگریزوں کی رکھی ہوئی بنیاد پر قائم ہے یہاں ۲۲ سال میں شاید کوئی ترقی ہوئی ہو - لیکن اسلامی نقطہ نظر سے یہ ملک پہلے سے کہیں دور چلا گیا ہے - دیکھنا یہ ہے کہ اس کا کون مجرم ہے ۔

### ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے ؟

اس مطالبے پر سب متفق ہیں کہ یہاں اسلامی نظام ہونا چاہیئے - لیکن اس کا علاج نہیں سوچا گیا - الیکشن کے موقعہ پر ہر سیاسی لیڈر اسلام کا نام لے کر آپ سے ووٹ لیتا ہے - آج تک جو لوگ حکومت پر قابض رہے - انہوں نے اسلام کے لئے کیا کیا ؟ یہ لوگ آپ کے جذبات سے کھیلتے رہے اور انہوں نے کبھی اسلام کو عملاً یہاں نافذ کرنے کے متعلق سوچا تک نہیں - اس کے علاوہ تمام سیاسی جماعتیں اور برسر اقتدار لوگ ذمہ دار رہے ہیں - لیکن افسوس ہے کہ آپ نے کبھی ان کا محاسبہ نہیں کیا - بلکہ ہر ایک کے زبانی دعووں پر اعتماد کرکے ووٹ دیتے رہے - اب وہ زمانہ نہیں رہا - اب دیکھنا یہ ہے کہ جو شخص آپ سے ووٹ لینے آئے وہ اس قابل ہے کہ یہاں اسلام کا نظام نافذ کرسکے - اگر ایک شخص اپنی ذات اور اپنے گھر میں اسلام نافذ نہیں کرسکتا تو آپ اس کے دعوے پر قطعی یقین نہ کریں، اور اسے مسترد کرتے ہوئے اسے اپنا نمائندہ نہ بنائیں جس شخص کے لباس پر مظلوموں اور غریبوں کے خون کے دھبے ہوں آپ کیسے اس سے عدل و انصاف کی توقع رکھ سکتے ہیں - میں آپ سے یہی کہتا ہوں کہ جہاں سیاسی جماعتیں اور لیڈر اسلامی نظام کو نافذ کرنے میں کوتاہیوں سے کام لیتے رہے - آپ نے محاسبہ نہ کرکے ان کے ہاتھ مضبوط کئے اور وہ من مانیاں کرتے رہے ۔

### پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ

ملک کا اہم ترین مسئلہ معاشیات کا ہے - اس ملک کے دس کروڑ انسان آج بھوک افلاس کی زندگی بسر کر رہے ہیں زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہیں - ملک کے ۹ کروڑ کسانوں کی زندگی کا نقشہ آپ سب کے سامنے ہے کاشتکار ہر جگہ ذلیل و خوار ہیں - تباہ و برباد ہیں - یہاں کے بڑے بڑے سرداروں، نوابوں، جاگیرداروں کے مظالم تلے دب چکے ہیں - اگر کوئی غریب خوددار ہو، تو اسے پیس کر رکھ دیا جاتا ہے - اسے مظالم سے بے بس کرکے اس کی خودداری کو پاش پاش کر دیتا ہے - غریب کسان مکان سے محروم جھونپڑوں میں سرمایہ دار کے رحم و کرم پر جی رہا ہے جس شخص کو روٹی نہ ملے، رہنے کے لئے مکان نہ ہو، تو کیسے اسے باور کرا سکتے ہیں کہ یہ ملک اس کا اپنا ہے اور یہ وہ اس ملک کا باوقار شہری ہے ۔

اس صورت حال کو باقی رکھ کر ہمیں پاکستان کو ختم نہیں کرنا چاہیئے - اس کا یہی علاج ہے کہ پاکستان میں معاشی انقلاب برپا کر دیا جائے اور غریب عوام کو مساوی حقوق اسلام کے مطابق دیئے جائیں - ورنہ جو صورت پیدا ہوگی اس کے ذمہ دار بہر حال سرمایہ دار ہوں گے ۔

### آپ اپنی زبوں حالی کے خود ذمہ دار ہیں یا تقدیر ؟

اگر دس کروڑ عوام یہ طے کرلیں کہ اب سرمائے اور محنت کا استحصال نہیں ہونے دیں گے تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں حصول مساوات و انصاف سے نہیں روک سکتی - بعض مولوی کہتے ہیں کہ غریبوں کو تقدیر پر شاکر ہونا چاہیئے - ان کے مقدر میں غربت لکھی ہے اور امیر کی قسمت میں امارت ۔

بہت افسوس ہے ان مولویوں پر - میں کہتا ہوں کہ تقدیر کا لکھا کس نے دیکھا ہے ؟ کیا ہماری تقدیر میں لکھی ہوئی غربت ظالم امیروں کی طرف نہیں منتقل ہوسکتی - یہ سب سرمائے کو بچانے کی کوششیں ہیں - آپ بدل جائیں، عزت نفس کے تحفظ اور مساوات کے حصول کی خاطر جدوجہد کریں - انشاء اللہ آپ کو حق ملے گا اور یہ تقدیر (غربت والی) ختم ہوجائیگی میں تقدیر کا ان معنوں میں قائل نہیں کہ تقدیر میں صرف غریبی لکھ دی گئی ہے - ہرگز نہیں - تقدیر کے کچھ اور معنی ہیں - بہر حال آپ امیروں اور جاگیرداروں کو ووٹ دے کر اپنی تقدیر میں غربت لکھ دیں تو اس کی ذمہ داری نہ خدا پر ہے نہ سرمایہ دار پر - اس زبوں حالی کی ذمہ داری آپ پر ہے - نہ تقدیر پر نہ کسی دوسرے پر ۔

### جمیعۃ علماء اسلام پر الزامات

لگائے جاتے ہیں کہ وہ کمیونزم اور سوشلزم کی حامی ہے میں نے کئی بار اعلان کیا اور اب بھی کرتا ہوں کہ ہم اسلام کے سوا کسی ازم میں یقین نہیں رکھتے - ہم کفر پر لعنت بھیجتے ہیں، خواہ وہ کسی قسم کا ہو - ہم اسلام کے مطابق تمام مسائل حل کرنا چاہتے ہیں - اسلامی تعلیمات پر عمل کو ذریعہ نجات اور حضور اکرمؐ کی عزت پر قربان ہونا عین سعادت تصور کرتے ہیں - ہم نے اتنا کہا کہ غریبوں کو ان کے حقوق دیئے جائیں - کہ اسلام کا بھی یہی تقاضا ہے - تو سرمایہ داروں نے کرائے کے مولوی ہمارے پیچھے لگا دیئے - لیکن میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایسے مولوی جو سرمایہ داروں کے ایماء پر ہمارے پیچھے لگائے گئے ہوں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے - ان مولویوں سے کراچی میں ہم نے پوچھا کہ آپ کا کیا اعتراض ہے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ سوشلزم کے حامی ہیں - میں نے انہیں پیشکش کی کہ سوشلزم کے خلاف ہر تحریر پر میں بغیر دیکھے دستخط ثبت کرنے کو تیار ہوں - تو اب کیا باقی رہ جاتا ہے بشیر بختیار صاحب سے معاہدہ کی تنسیخ پر زور دیا جاتا ہے - اسے کمیونسٹ اور سوشلسٹ کہا جاتا ہے - حالانکہ انہوں نے جلسہ عام میں اپنے عقیدے کا اعلان کیا - جو بالکل درست اور صحیح ہے - اب اسے ہم کس طرح کافر قرار دیں - جس کے لئے آپ کے پاس کفر کا کوئی ثبوت موجود نہیں - آپ کس طرح اسے کافر کہیں گے - مسلمانوں سے اسلامی نظام پر اسلامی اصولوں کے مطابق اگر معاہدے کئے گئے ہیں تو یہ کیونکر کفر ہے ؟ یہ ساری شرارتیں سرمایہ داروں کی ہیں - جو اپنے سرمایہ کے تحفظ کے لئے عجیب و غریب حرکات کر رہے ہیں ۔

### تیس خاندان

ہمارا موقف یہ ہے کہ تیس خاندان جو ملک کی دولت پر قابض ہیں اور یہاں کا سرمایہ دوسرے ملکوں میں جمع کرا رہے ہیں - یہی کام تو انگریز بھی کر رہا تھا - ان کے خلاف ہمیں بغاوت کی کیا ضرورت تھی - انگریز نے جس طرح ہمیں لوٹا، یہ کالے انگریز بھی اسی طرح لوٹ مار کر رہے ہیں - میں صدر پاکستان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اس قسم کی تمام دولت فوراً ضبط کرے اور جو لوگ استحصال کے مرتکب

ہوئے، انہیں سزا دی جائے۔ اگر خدانخواستہ ہندوستان نے پاکستان پر حملہ کر دیا، تو ہمیں ملکی تحفظ کے لئے سرمایہ کہاں سے ملے گا۔ سود، قمار بازی، سمگلنگ اور دوسرے ناجائز ذلیل ذرائع سے دولت کمائی گئی ہو، اور وہ محفوظ رکھی جائے۔ اسلام اس کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ جتنی حرام دولت ان لوگوں کے گھروں میں ہے سب کی سب ضبط ہونی چاہیئے۔ ہم ذرائع پر کنٹرول کرنے کے حق میں ہیں ہم متنبہ مال، جاگیریں اور دوسرے ذرائع پر فوراً قبضہ کئے بغیر ملک کے مسائل بالکل حل نہیں ہو سکتے۔ خواہ آپ جو کچھ بھی کرتے رہیں۔

جمعیتہ نے اپنے منشور میں قرآن و حدیث اور امام اعظم رح کی فقہ کی روشنی میں تمام مسائل کا حل پیش کر دیا ہے، جو شخص بنجر زمین کو آباد کرے وہ اسی کا حق ہے۔ اس کا مالک اعلیٰ کوئی نہیں ہو سکتا۔ اسلام مالک اعلیٰ کی نفی کرتا ہے۔ اور ہم اسلامی اصولوں کی روشنی میں غریبوں اور مزدوروں کے مسائل کا حل نکالتے ہیں۔ اور ان کے پاس جا کر انہیں مطمئن کرتے ہیں کہ اسلام میں تمام مصائب کا حل موجود ہے تو ہم کمیونسٹ اور سوشلسٹ کیوں ہوں گے۔

## ہم امریکہ کے دشمن ہیں

امریکہ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ جب تک اسلامی ممالک سے اس کے اثرات ختم نہیں ہوتے مسلمان آرام اور چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ کشمیر، مشرق وسطیٰ اور اسی طرح کے تمام مسائل کو امریکہ نے الجھا رکھا ہے۔ یہ ذلیل سامراجی طاقت اپنی ریشہ دوانیوں سے اسلام کو تباہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ لیکن ہم اسے تباہ و برباد کر کے دم لینگے اور اس وقت میدان میں یہی کفر متحارب ہے۔ اگرچہ کفر سب ایک جیسا ہے۔ اس لئے ہم کفر متحارب سے برسرپیکار ہوں گے اور یہی جہاد ہے۔ اس جہاد میں آپ بھی شریک ہوں۔ آپ عہد کریں کہ جب تک امریکہ کے سامراجی عزائم کو ختم نہیں کرلیں گے، دم نہیں لیں گے۔

## عربوں کی غیر مشروط حمایت

ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم عربوں کے غیر مشروط حامی ہیں۔ جو زبان عربوں کے خلاف ہے اسے کاٹ دیں، جو قلم ان کے خلاف لکھے اسے توڑ دیں۔ امریکی ایجنٹوں کی حوصلہ شکنی کریں۔ امریکی جو ہے بالواسطہ اسرائیل کی حمایت کر رہے ہیں جب وہ عربوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں وہ بھی اس وقت جبکہ وہ میدان جہاد میں یہود کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ عربوں میں کوتاہیاں ہیں۔ مگر ہم کوتاہیوں سے مبرا نہیں ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اگر ہم ہندوستان سے لڑنے کے بجائے فوج یا ملک کے سربراہ یا کسی دوسرے شعبے پر تنقید کرنا شروع کر دیتے، تو یقیناً ہم ملک کے غدار ہوتے۔

وہ لوگ جو آج تک اپنے خاص مولویوں کی زبانی اسلام کو سرمائے کا محافظ سمجھتے رہے۔ ان پر بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اسلام سرمایہ داری کا حامی ہے نہ محافظ۔ اب اسلام ان کے سرمایوں کی حفاظت نہیں کرے گا۔ بلکہ غریبوں کے حقوق کی حفاظت کرے گا۔ اور اسلام دنیا میں آیا بھی عدل و مساوات کے فروغ کی خاطر ہے نہ کہ چند خاندانوں کو محفوظ کر کے عیاشیاں اور خرمستیاں کرانے۔ ہم نے معاشی سیاسی معاشرتی انقلاب لانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اسلام کے روشن اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم اس راہ پر گامزن ہو چکے ہیں۔ ہم تیزی سے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اب ہمارے راستے میں کوئی آیا تو ہم اپنا دفاع کرنا بھی جانتے ہیں۔ گو ہم جارحیت کے قائل نہیں۔ لیکن حملہ آور کا دفاع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کوئی طاقت یہ نہ سمجھے کہ وہ ہمیں ڈرا دھمکا کر یا کوئی لالچ دے کر اپنے راستے سے ہٹا دے گی۔ ہمارے اعصاب مضبوط ہیں۔ اور ہمارا تیر نشانے پر لگ چکا ہے۔ جس کے درد و کرب سے سرمایہ دار اور امریکی ایجنٹ تڑپ رہے ہیں۔ ہم انہیں تڑپتا چھوڑ کر اپنی منزل پالیں گے اور انشاء اللہ معروف طریقوں پر پاکستان میں اسلامی انقلاب برپا کر کے رہیں گے۔

# علماء حق کے کارنامے

(مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب خلیفہ حضرت مدنی رح بجنور)

## حضرت سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک جہاد حریت

یہ وہ ہمہ گیر اور انقلابی تحریک تھی کہ جس کی بنیاد شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور ترقی شاہ عبد العزیز صاحب رح نے دی، اور عملی جامہ سید احمد شہید رح صاحب نے پہنایا اور پایہ تکمیل کو تاج ابدال و اقطاب شیخ الاسلام و المسلمین سیدی و مرشدی حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ نے پہنچایا، یہی تحریک مختلف زمانوں میں مختلف اسماء سے یاد کی گئی ہے چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب و مولانا گنگوہی صاحب اور مولانا نانوتوی صاحب کے زمانہ میں انقلاب ۱۸۵۷ء کے نام سے موسوم ہوئی، تو حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رح نے تحریک خلافت اور ریشمی خطوط کے نام سے چلایا، اور حضرت شیخ الاسلام رح نے مکمل آزادی کے نام سے . . . . . .

. . . . . . س تحریک کا اختتام کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء و نور قبورہم۔

حضرت شیخ الاسلام رح نقش حیات میں راقم ہیں:۔

"یہ تحریک محض آزادی وطن کے لئے علماء اور فقراء اور غرباء مسلمانوں نے محض بے سروسامانی کے ساتھ شروع کی تھی۔ جس سے عام لوگوں میں اس قدر جوش اور جذبہ سرفروشی پیدا ہو گیا تھا کہ باوجود ہر قسم کی مشکلات اور ناکامیوں کے آخر زمانہ تک نہیں مٹا۔ فریضہ جہاد کی انجام دہی کا یہ جذبہ ہر چھوٹے بڑے میں پایا جاتا تھا۔ خواہ مرد ہو یا عورت اعلیٰ ہو یا ادنیٰ، شہری ہو یا دیہاتی، عوام ہوں یا خواص مختصر یہ کہ ہر فرد ملت اس نشہ میں سرشار تھا۔ اور اپنی اپنی بساط کے مطابق سرگرم عمل سب ایک ہی دھن میں لگے ہوئے تھے اور حوادث روزگار اور انگریزی مظالم کے آہنی پنجہ سے بے پروا ہو کر جس راہ پر گامزن ہوئے۔ اس سے سر انحراف نہ کیا۔" (الخ نقش حیات ص۲۹ ج ۲)

یہ جوش عمل حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رح کے فتویٰ دار الحرب اور حضرت سید احمد صاحب شہید رح کے تبلیغی اور اصلاحی اور جہادی دوروں کی وجہ سے تھا کہ جس کی وجہ سے ہر فرد نے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خانقاہوں میں بیٹھنے والے علماء بھی حضرت سید صاحب کے شریک تھے۔ چنانچہ جس وقت حضرت سید صاحب دورہ کرتے ہوئے سہارنپور پہنچے تو حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی نے مع اپنے مریدین کے سید صاحب کے دست مبارک پر بیعت جہاد کی اور حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب نے اپنے مرید خاص قاضی حکیم مغیث الدین صاحب سہارنپوری اور حضرت میاں جیون صاحب جھنجھانہ سے بلا کر حضرت سید احمد شہید رح کے دست حق پرست پر بیعت کروا دی۔ کہتے ہیں کہ جس وقت آپ کے پیر و مرشد کا پیغام لے کر ان کا آدمی جھنجھانہ پہنچا، تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی گھوڑی کا دانہ ہاتھ میں لئے اسے پانی پلا رہے تھے۔ یہ پیغام سنتے ہی حضرت پر ایک کیفیت طاری ہوئی اور گھوڑی بھی لوٹ پوٹ ہونے لگی۔ یہاں تک کہ اس کی بری حالت ہونے لگی۔ آپ سہارنپور پہنچے اور اپنے پیر و مرشد کی تقلید اور تعمیل حکم کرتے ہوئے سید صاحب سے بیعت ہو گئے۔

## معرکہ بالاکوٹ

فتح پشاور کے بعد یہ معرکہ ہوا ہے (تاریخ ۲۴۔ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ یا ۶ مئی ۱۸۳۱ء) ان دنوں پنجاب کی ایک قوم نے جن کو سکھ کہا جاتا ہے۔ پانچ ندیوں کی زمین کو مسلمانوں کے خون سے سیراب کر رکھا تھا۔ ہر طرف ظلم اور بدامنی کا دور دورہ تھا۔ مسجدوں میں گھوڑے باندھے جاتے تھے قربانی اور اذان کی ممانعت تھی۔ مسلمان عورتوں کی عصمت کو سر بازار لوٹا جاتا تھا۔ اس وجہ سے ان مجاہدین اسلام کو سکھوں کے خلاف جہاد کرنا پڑا۔

حضرت شیخ الاسلام رح نقش حیات میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ہندوستان کی یہ بہت بڑی بدقسمتی تھی کہ سید صاحب کو مسلمانان پنجاب کی حد درجہ پامالی و زبوں حالی کے باعث مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بالمقابل صف آرا ہونا پڑا، اور آخر معرکہ بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔"

(الخ نقش حیات ص۱۲ جلد ۲)

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

# مودودی اور مولانا احتشام الحق

مودودی جمعیۃ علماء کی جب تشکیل ہونے لگی۔ اس میں بعض مودودیے شریک تھے۔ اور جب کراچی کے مودودیوں کے بڑے کے پاس گفتگو ہونے لگی تو ایک مودودیہ نے کہا کہ ہم نے کم از کم مقابلہ کرا دیا اور دوسری جمعیۃ مقابلہ میں کھڑی ہوگئی۔ اس موقعہ پر مولانا محمد عبد اللہ صاحب نیو ٹاؤن موجود تھے۔ جن کو بعض مودودیے نہیں جانتے تھے جب ان کو بتا دیا گیا تو وہ خاموش ہوگئے اور وہ بحث چھوڑ دی۔ ایک اور موقعہ پر مودودیے گفتگو کر رہے تھے، کہ اب اس جمعیۃ علماء کو چلانا بھی ہمیں پڑے گا۔

بات بھی یہی تھی۔ بڑے اور مرکزی کہلانے والے تین بزرگوں کی تثلیث جہاں بھی پہنچی۔ مودودی پارٹی اور موسٹے وایان گروپ نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ان کو سپاسنامے پیش کئے۔ جن میں جمعیۃ علماء اسلام پر کیچڑ اچھال کر خبث باطن اور مودودیت کا خوب ثبوت دیا گیا۔ مودودیوں کے سوا شیعہ حضرات نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ سید محمد دہلوی (شیعہ) نے ساتھ دیا۔ امام باڑوں اور امامیہ ہال میں جلسے کئے۔ شیعہ مطالبات کمیٹی کے کنونشن راولپنڈی کو اپنایا جس کے آس پاس امریکی سفارت خانے کی گاڑی سی، ڈی ۱۲۷ پھر رہی تھی۔

حتیٰ کہ بعض جگہ مولانا احتشام الحق کی وجہ سے جلدی سے مودودی پارٹی بنائی گئی اور موصوف کو دعوت دی گئی ان اصحاب ثلاثہ نے ہر اس آدمی اور ادارے کی لجاجت کی جو کسی نہ کسی طرح جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم سے علیحدہ تھا۔ بہرحال مودودی جمعیۃ علماء کی حیثیت عوام کو معلوم ہوگئی، چنانچہ بوکھلا کر مولانا احتشام نے بیان دے دیا کہ مودودیے معاہدے کے خلاف کر رہے ہیں۔ وہ اپنا جلسہ کر کے مجھے بلاتے ہیں۔ دوسری طرف مودودی صاحب نے اپنے حواریوں کو ہدایت کردی کہ مولانا احتشام الحق کے جلسوں کا انتظام نہ کریں۔ گویا مودودی نے یہ اعلان کر دیا کہ اب تک سارا انتظام ان کا تھا۔

مولانا احتشام الحق صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے، کہ آپ کے اندر جتنا رس بھی ہے وہ مودودیے چوس کر گٹھلی کو تھوک دینگے۔

پھر آپ کو دوسرے امریکہ پرستوں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اور مودودی کو بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ مفتی شفیع ہوں یا مولانا احتشام الحق یہ سب آپ کو گمراہ کہیں گے ورنہ یہ خود مسلمانوں میں گمراہ سمجھے جائیں گے۔ کیونکہ آپ کی گمراہی علماء دین میں متفق علیہ بات ہے۔

اب دیکھیں۔ امام باڑوں میں گھسنے کے عوض مولانا موصوف کو وزارت یا منسٹر بننے کا شرف حاصل ہوسکتا ہے۔ ہمارے خیال میں حکومت کبھی ایسا دھوکہ نہیں کھا سکتی۔

## بھارت اور امریکہ سے سفارتی تعلقات کا انقطاع

آج ایک طرف بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے۔ اور یہ طوفان سارے بھارت کو بتدریج اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ دو ہزار کلمہ گو تو گجرات کاٹھیاواڑ میں شہید ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف امریکہ یہودیوں کی امداد پر بڑی ڈھٹائی سے ڈٹا ہوا ہے۔ اسلامی دنیا ان مشکلات کے حل کے لئے سوچ رہی ہے۔ کوئی اقوام متحدہ کا سہارا لینے کا مشورہ دے رہے ہیں، کوئی جنگی تیاری کا۔ ہمارے نزدیک صحیح طریقہ وہی ہے جو جمعیۃ علماء اسلام نے اختیار کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ تمام مشکلات کا حل جہاد اور مسلمانوں کا اتحاد ہے۔ مگر اس سے دوسرے درجہ پر پہلے قدم کے طور پر امریکہ اور بھارت سے سیاسی، تجارتی اور سفارتی تعلقات منقطع کرنا ہے۔ اگر پاکستان اور دیگر مسلم ممالک یہ جرأت مندانہ اقدام کر سکیں تو اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔ اور ہماری اسلامی غیرت کا تقاضا بھی یہی ہے۔

اگر ہمارے صدر محترم رباط کانفرنس میں بھارت کا بائیکاٹ کرا سکتے ہیں تو اس سے سفارتی تعلقات منقطع کرنا کون سی بڑی بات ہے۔ مودودی اب امریکہ کے خلاف اظہار خیال کر کے اپنا دامن پاک کرنا چاہتے ہیں۔ مگر سفارتی تعلقات منقطع کر کے امریکی بلاک کی ناراضگی کے نتائج بھگتنے کے لئے وہ تیار نہیں ہو سکتے۔

حالانکہ صدر ناصر امریکیوں کے خلاف وہ عالمگیر مہم چلا چکے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کے اعلان کے مطابق مختلف مقامات میں بھارت اور امریکہ سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے کی تجاویز پاس ہوئیں۔

# علمائے حق ختم ہو جائیں گے مگر امریکہ کا ظالمانہ نظام سرمایہ داری برداشت نہیں کرینگے

## کمالیہ کی دینی درسگاہ عربیہ نعمانیہ میں

## مولانا ضیاء القاسمی کی تقریر

کمالیہ (نامہ نگار) علمائے حق ختم تو ہو سکتے ہیں لیکن ملک میں امریکہ کا سرمایہ دارانہ اور ظالمانہ نظام کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کریں گے۔ اس عزم کا اعلان گذشتہ روز یہاں ............ مولانا محمد ضیاء القاسمی نے کیا۔ آپ مقامی دینی درسگاہ عربیہ نعمانیہ کے اکیسویں سالانہ جلسہ میں تقریر کر رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم ہو کر رہے گا اور اس اسلامی نظام میں رشوت خور سی ایس پی اور پی سی ایس افسروں کو خوراک کی بوریاں اپنے کندھوں پر اٹھا کر عوام کے گھروں تک پہنچانا ہوں گی۔

مولانا محمد ضیاء القاسمی نے کہا کہ موجودہ ظالمانہ اور سرمایہ دارانہ نظام نے ملک کے غریب عوام مزدوروں اور کسانوں کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ اس لئے اشد ضروری ہو گیا ہے کہ ملک کے غریب مزدوروں اور کسانوں کے مسائل حل کرنے کے لئے ہم سب متحد ہو کر اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ اور ملک میں اسلامی نظام لانے کے لئے پوری پوری کوشش سے کام کریں۔ ملک میں اسلامی نظام کے بعد علمائے حق انشاء اللہ تعالےٰ قرآن اور سنت کی روشنی میں ملک کو درپیش تمام مسائل حل کریں گے۔

آپ نے بتایا کہ کتاب و سنت کے قانون کے مقابلہ میں دنیا کے کسی ازم کی کچھ بھی حیثیت نہیں۔ اسلامی نظام دنیا کے ازموں کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے جائے گا۔

مولانا ضیاء القاسمی نے کہا کہ ملک کے موجودہ سی ایس پی اور پی سی ایس افسران اسلامی نظام کی مخالفت کرتے ہیں کہ ان کو حضرت فاروق اعظمؓ کی سنت پر عمل کرنے کے لئے خوراک کی بوریاں خود اپنے کندھوں پر اٹھا کر عوام کے گھروں تک پہنچانا ہوں گی۔ اور محکمہ پولیس کے اعلیٰ افسران کو شہر کی تمام مساجد میں امامت کے فرائض سرانجام دینے پڑیں گے۔ اور ملک کے صدر کو ایوان بالا کی بجائے مسجد میں بیٹھ کر قوم کی تقدیر کے فیصلے کرنے ہوں گے۔ اس موجودہ دور میں ملک کے عام افسران کا دماغ انگریز کا دماغ ہے۔ وہ ہر بات یورپی دماغ سے سوچتے ہیں۔

آپ نے مودودی پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے جو صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ ہم اس کو کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ کیونکہ جو شخص صحابہ کرام کا دشمن ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اور جو محمد رسول اللہ کا دشمن ہے وہ خدا تعالےٰ کا دشمن ہے۔ جو خدا تعالےٰ کا دشمن ہے وہ ہمارا دوست نہیں ہو سکتا۔

آپ نے مودودی گروپ کے اس الزام کو بے بنیاد قرار دیا کہ جمعیۃ علماء اسلام سوشلزم کا ساتھ دے رہی ہے۔ آپ نے کہا کہ ہم ملک میں سوشلزم، کمیونزم اور امپیریل ازم کی بجائے شریعت محمدیہ کا نظام لانا چاہتے ہیں۔ اب ملک میں کسی صورت میں بھی کسی ازم کو برداشت نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی امریکہ کا ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام رائج ہونے دیا جائے گا۔

آپ نے مزید کہا کہ سوشلزم میں مکان، کپڑا اور روٹی ہر شخص کو فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری میں شامل ہے لیکن اسلام میں تو ان سی ایس پی اور پی سی ایس افسران کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر خوراک عوام کے گھروں میں پہنچانی پڑتی ہے۔ اس لئے پاکستان میں سوشلزم سے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔ اگر اسلام کو خطرہ ہے تو مل اونروں اور جاگیرداروں سے ہے۔ کیونکہ اسلام کے نظام کے بعد ان کے عیش و عشرت کے سامان ختم ہو جائیں گے۔

## جمعیۃ کے خلاف مقدمہ میں مولانا عبید اللہ انور کی شہادت ختم ہو گئی

لاہور۔ مغربی پاکستان ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس شوکت علی کی عدالت میں ڈی ایس پی شریف چیمہ کے خلاف مقدمہ میں جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے امیر مولانا عبید اللہ انور کی گواہی ختم ہو گئی۔

مولانا عبید اللہ انور نے شہادت دیتے ہوئے عدالت عالیہ میں بتایا کہ وہ گذشتہ چھ سات برس سے شیرانوالہ مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شیرانوالہ اور مستی گیٹ کے درمیان جس مقام پر لاٹھی چارج ہوا تھا۔ اس جگہ میرے والد مولانا احمد علی صاحب مرحوم پچاس برس تک جمعہ کی نماز پڑھاتے رہے ہیں۔ مولانا عبید اللہ انور نے اس موقع پر اس جگہ کا ایک نقشہ بھی پیش کیا۔

مولانا نے کہا کہ پولیس نے لاٹھی چارج کے بعد چالیس پچاس نمازیوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ جن میں سے تیس کو حوالات لے جایا گیا۔ باقی کو اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ وہ یا تو سرکاری ملازم تھے یا طالب علم۔ مولانا نے بتایا کہ شام کے وقت افطاری اور رات کو سحری میں انہیں کچھ کھانے کے لئے نہیں دیا گیا گرفتار ہونے والے تیس افراد کو ایک ہی کمرے میں بی کلاس میں رکھا گیا۔ شیخ رشید اور شیخ رفیق احمد ایڈووکیٹ کو بھی اسی کمرے میں بند کیا گیا تھا۔

وکیل صفائی کی جرح کے جواب میں مولانا عبید اللہ انور نے بتایا کہ پولیس نے یہ لاٹھی چارج ایوب حکومت کے خلاف عوام کے احتجاج کے اس دور میں وہ راولپنڈی گئے، تو انہیں طلباء نے بتایا کہ ڈپٹی کمشنر راولپنڈی نے ایک طالب علم کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ چنانچہ اس ڈپٹی کمشنر کا طلباء کے احتجاج کے نتیجہ میں حیدرآباد تبادلہ کر دیا گیا۔

مولانا نے کہا کہ اس دور میں نرسوں، ڈاکٹروں، طلباء وکلاء اور علماء نے جلوس نکالے۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی قانون کی خلاف ورزی نہیں کی۔

ایک سوال کے جواب میں مولانا نے بتایا کہ انہوں نے ڈاکٹر کو بتایا تھا کہ زخمی ہونے کے بعد ان کے پیشاب اور پاخانے میں خون آ رہا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر نے یہ دونوں چیزیں تجزیہ کے لئے لیبارٹری بھیج دیں۔

مولانا نے ایک سوال کے جواب میں بتایا۔ کہ لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جلوسوں کی ممانعت کا ایک حکم نافذ کیا تھا اور اس کے ذریعے دو دو یا چار چار کی قطاروں میں بھی جلوس نکالنے کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ مجسٹریٹ نے نعرے لگانے اور کتبے لیکر چلنے کی بھی ممانعت کی تھی۔ مولانا نے کہا کہ جلوس نکالنے کے سلسلے میں وہ جمعیۃ کے فیصلے کے پابند تھے اور کسی ایسے فیصلے کو قبول نہیں کر سکتے تھے جو جمعیۃ کے فیصلے کے خلاف ہو

مولانا عبید اللہ انور نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور کو نہیں جانتے تھے اور نہ انہیں اب تک انہوں نے دیکھا ہے۔ مولانا نے کہا کہ لاٹھی چارج کے بعد ہی انہیں معلوم ہوا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سٹی مجسٹریٹ اور ایس ایس پی لاہور اس وقت موقعہ پر موجود تھے۔ مولانا نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ انہوں نے پولیس اسٹیشن میں نماز مغرب ادا کی۔

### استغاثہ کے گواہوں کے بیانات

دوسرے دن مقدمہ میں استغاثہ کے تین مزید گواہوں کے بیانات قلمبند کئے۔ ان میں اے پی پی کے سینئر رپورٹر مسٹر عزیز جمال روزنامہ نوائے وقت لاہور کے چیف فوٹوگرافر مسٹر فاروق احمد اور سابق پنجاب میڈیکل سول سروس کے ریٹائرڈ ممبر ڈاکٹر ظفر الحق شامل ہیں۔ تینوں گواہوں نے اپنے بیانوں میں کہا ہے کہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۸ء کو مستی گیٹ لاہور کے سامنے پولیس نے جمعیۃ العلماء کے اجتماع پر لاٹھی چارج کرنے سے قبل انہیں منتشر کرنے کے لئے کوئی پیشگی اعلان نہیں کیا تھا۔ انہوں نے اس بات سے بھی انکار کیا کہ انہوں نے اس اجتماع کے ارد گرد کوئی ایسی گاڑی دیکھی تھی جس میں لاؤڈ اسپیکر لگا ہوا تھا۔ ڈاکٹر ظفر الحق نے بتایا کہ وہ پانچویں صف میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب وہ نفل پڑھنے کے لئے رکوع میں تھے کہ پولیس والوں نے انہیں لاٹھیاں ماریں۔ ان کی گرفتاری کے بعد ایک پولیس والے نے انہیں گھسیٹ کر پولیس کے ٹرک میں بٹھا دیا۔ انہوں [illegible]

مراسلات

# آپ کا صفحہ

## ایک تجویز

مکرمی! السلام علیکم

احقر نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اسی وقت سے جمعیۃ علماء اسلام و اکابرین جمعیۃ کا مداح رہا ہے۔ محض قطب الاقطاب حضرت لاہوری رح و ابن حضرت یادگار سلف مولانا ہزاروی زید مجدہم و مفکر اسلام قائد جمعیۃ مفتی اعظم دامت برکاتہم کے اخلاص و مجاہدات کی وجہ سے۔ پھر اس کے بعد جبکہ مفتی اعظم نے گول میز کانفرنس میں اسلام کا علم بلند کر کے گول میز کانفرنس کے ہیرو کا لقب پایا۔ اس وقت سے میں نے قریباً پابندی کے ساتھ ترجمان اسلام کے مبنی برحقائق مضامین سے اور جمعیۃ کی بہترین کارکردگی و اکابرین جمعیۃ کے اخلاص سے میں نے اور میرے چچازاد بھائی مولانا حافظ محمد افضل صاحب نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تا دم زیست خدام اور کارکنوں کی طرح جمعیۃ کا کام کرنا ہے۔ مقامی طور پر جماعتی کام بحمد اللہ شروع کر دیا ہے واللہ الموفق والمستعان۔ اس کے بعد ایک تجویز پیش خدمت ہے کہ کم از کم ایک صفحہ ترجمان اسلام کا مراسلات کے لئے وقف کر دیں تاکہ رفقاء جمعیۃ اپنے اپنے خیالات اپنے ان بھائیوں تک پہنچا سکیں۔ جو ملک کے مختلف شہروں اور قصبوں میں آباد ہیں۔ احقر کا یہ مراسلہ شائع فرما کر مراسلات کے صفحہ کا آغاز فرمائیں۔ احقر کی ایک تجویز یہ بھی ہے کہ اس صفحہ کا نام احباب جمعیۃ رکھیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(محمد طیب ریل بازار بوریوالہ)

تجویز اچھی ہے لیکن مراسلات مختصر اور جامع ہونے چاہئیں۔ (محمد حنیف)

## مودودی اور آغا شورش صاحب

آغا صاحب (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی سے ایک التماس) کے تحت لکھتے ہیں کہ:۔

"بدقسمتی یہ ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی جو اسلامی نظام برپا کرنے کے سیاسی داعی ہیں، ان کے ساتھ ایک بھی دینی پیشوا نہیں۔ وہ اپنا چراغ تنہا جلانا چاہتے ہیں اور علماء و ائمہ ہیں کہ ان کے ساتھ ایک قدم بھی چلنے کو تیار نہیں۔ جو لوگ فہم دین کے معاملہ میں ممتاز تھے اور ان کے ساتھ تھے۔ اب ایک ایک کر کے کٹ چکے ہیں۔ ہمیں اس میں گوناگوں خطرات نظر آ رہے ہیں: جو خود مولانا کی دعوت کے حق میں مفید نہیں ایسا نہ ہو کہ مولانا کی سیاسی شخصیت اپنی دینی تنہائی کا غیر شعوری طور پر ان لوگوں سے انتقام لینے کی دھن میں اپنا وجود کھو بیٹھے، اور نتیجہ اس کا یہ ہو کہ متحدہ محاذ ان کے لئے پورس کا ہاتھی ثابت ہو۔ دینی عناصر پہلے خود پٹ جائیں۔ پھر محاذ ان کا تماشا دیکھے۔

حق یہ ہے کہ مولانا دین کے سوالوں کو دینی لوگوں ہی کی معرفت حل کیا کریں۔ غالباً انہوں نے اپنی شخصیت کی وسعت کے زیر اثر اس پر کبھی غور نہیں کیا کہ وہ دینی جماعتوں اور دینی راہنماؤں سے بلند و بالا ہونے کی کوشش میں اسلام کی اصل طاقت سے محروم ہو گئے۔ جس گروہ کو ساتھ لے کر وہ چل سکتے تھے وہ ان کے ساتھ نہیں۔ اور جس گروہ کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ اس کا ضمیر ان کی دعوت سے مطمئن نہیں بلکہ وہ انہیں سیاسی طور پر استعمال کر رہا ہے"۔

(ہفت روزہ چٹان ۲۴ جون ۱۹۶۲ء)

(ابوخالد شجاع آباد)

## تھل کے باشندوں کو سستا بیج مہیا کیا جائے

علاقہ تھل میں مسلسل تین سال سے نخود کی فصل بوجہ آفات سماوی نہیں ہو رہی۔ اس حقیقت سے سبھی آگاہ ہیں کہ تھل کے باشندوں کی معیشت کا دارومدار نخود کی فصل پر ہے تین سال سے مسلسل فصل نہ ہونے کی وجہ سے تھل کے باسیوں کی حالت نہایت زبوں ہے۔ جس کا اثر تجارت پیشہ حضرات پر بھی پڑتا ہے۔ عوام کی قوت خرید کمزور ہونے کی بنا پر کاروبار ختم ہو کر رہ گئے ہیں۔ کم سرمایہ والے تاجر تو کب کے اپنی دوکان بڑھا چکے۔ لیکن ان سب میں غریب مزارعین کی حالت نہایت قابل رحم اور فوری توجہ کی حامل ہے تھل میں مزارعین کو زمیندار پیشگی رقم (چھک) دے کر زمین کاشت کے لئے دیتے ہیں۔ دیگر شرائط کے علاوہ بیج بھی مزارعہ ہی کے ذمہ ہوتا ہے۔

اس وقت جبکہ نخود کا ریٹ سو روپیہ بوری کے قریب پہنچ چکا ہے۔ مزارعین کے لئے اس قدر مہنگا بیج خرید کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اس صورت حال سے قبل نخود کا بھاؤ ۳۵/۔ روپے بوری تک ہوتا تھا تو مزارعین زمیندار کی بیج ڈالنے والی شرط پوری کرتے تھے۔ مگر اس حالت میں وہ یہ شرط پوری نہیں کر سکیں گے۔ ادھر زمینداروں نے غریب کاشتکاروں پر یہ کڑی شرط عائد کر دی ہے کہ نخود کاشت کرو گے تو زمین کاشت کے لئے ملے گی ورنہ بے دخل کر دیئے جاؤ گے۔ علاقہ تھل کے ہزاروں لاکھوں کاشتکار اس صورت حال سے سخت پریشان ہیں۔

ڈپٹی کمشنر صاحب میانوالی، محکمہ زراعت کو فوراً توجہ فرماتے ہوئے کاشتکاروں کو نخود کا سستا بیج مہیا کرنا چاہیئے۔ ورنہ بصورت دیگر ہزاروں خاندان فاقوں کی زد میں ہوں گے۔ نیز تھل کا وسیع رقبہ بھی کاشت نہ ہو سکیگا جس سے ملکی معیشت بھی متاثر ہوگی۔

(جلیل احمد رانا ناظم جمعیۃ علماء اسلام کلور کوٹ)

# کام کی باتیں

(از امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت مولانا شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ)

فرزندا۔ روز فردا (قیامت) میں کام آنے والی چیز اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صوفیاء کے حال، وجد، علوم معارف، رموز اور اشارات اگر اس متابعت اور اتباع کے موافق ہوں بہت بہتر۔ ورنہ سراسر خرابی اور عذاب ربانی کا سرمایہ ہیں۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رح کو کسی شخص نے خواب میں دیکھا۔ ان کی حالت دریافت کی۔ حضرت جنید نے جواب دیا سارے رموز و اشارات ختم ہو گئے۔ جملہ علوم و معارف بیچ ثابت ہوئے۔ صرف ان چند رکعتوں نے کام دیا جو میں شب میں پڑھ لیا کرتا تھا۔

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین رض کے نقش قدم پر چلنے کو ضروری سمجھو، کیونکہ یہ برکت اور سراسر برکت ہے اور شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے پوری پوری احتیاط برتو، نہ قولاً مخالفت ہو، نہ عملاً نہ اعتقاداً۔ کیونکہ یہ مخالفت سراسر نحوست اور بربادی ہے۔ (مکتوب نمبر ۱۸ ج ۱)

## مدار فضیلت اتباع سنت ہے

اس مبارک اور پسندیدہ متابعت کا ایک ذرہ دنیا کی تمام لذتوں اور آخرت کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے، صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے اور ہر ایک عظمت کی صرف یہی ایک صورت ہے مثلاً قیلولہ (دوپہر کو آرام کرنا) جو متابعت رسول اللہ علیہ وسلم کی نیت سے ہو، ان کروڑوں شب بیداریوں سے افضل ہے۔ جو متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہوں...... اہل ریاضت بہت کچھ مجاہدے کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ شریعت مطہرہ کے مطابق نہ ہوں، تو بیکار ہیں اور بے سود۔ اگر ان اعمال شاقہ پر کوئی اجر مرتب بھی ہوتا ہے تو وہ صرف دنیاوی۔

دنیا کا کوئی نفع تو در کنار ساری دنیا ہی بے حقیقت ہے۔ ایسے لوگوں کی مثال مہتر (بھنگی) جیسی ہے۔ اس کی ریاضت اور محنت سب سے زیادہ، مگر اس کی اجرت سب سے کم۔

شریعت مطہرہ کے پیرو، گویا جوہری اور صراف ہیں۔ کام بہت کم۔ نفع بہت زیادہ۔

راز یہ ہے کہ جو فعل شریعت کے موافق ہوگا، وہ خداوند عالم کو پسند ہے۔ جس کی سند آپ کے پاس موجود ہے۔ اور اس کے ماسوا ناپسند۔

ہر چہ گیرد علتی علت شود
کفر گیرد کاملے ملت شود

مختصر یہ کہ تمام سعادتوں کا سرمایہ اتباع سنت ہے۔ اور جملہ خرابیوں کا ہیولا مخالف شریعت ہے (صفحہ ۱۳۵ ج ا مکتوب ۱۱۴)

(مرتبہ حضرت مولانا محمد میاں صاحب دامت برکاتہم)

# جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے قائدین کا دورۂ مغربی پاکستان

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس اور سیرت کانفرنس سرگودھا منعقدہ ۲۶، ۲۷، ۲۸، ستمبر ۱۹۶۹ء میں شرکت کے بعد جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے معزز علماء کرام نے مغربی پاکستان کے مختلف اضلاع کا دورہ کیا۔ پورے دورہ میں حضرت مولانا محمد عمر صاحب رکن صوبائی مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان اور مولانا محمد اکرام الحق صاحب صدیقی ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور معزز مہمانوں کی راہنمائی کے لئے ساتھ رہے۔ لائلپور، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ حضرت مولانا حافظ محمد حنیف سہارنپوری مدیر معاون ہفت روزہ "ترجمان اسلام" لاہور بھی معزز مہمانوں کے ساتھ گئے۔

۲۹، ستمبر بروز سوموار رات آٹھ بجے جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے معزز راہنما حضرت مولانا علامہ شمس الدین صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان۔ حضرت مولانا اشرف علی لبشو ناکی ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع سلہٹ۔ حضرت مولانا مظہر الحق صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع کومیلا مشرقی پاکستان لائلپور تشریف لائے اور نماز عشاء کے بعد بخاری مسجد جناح کالونی میں مولانا شمس الدین ناظم جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان نے درس قرآن پاک دیا۔ درس میں کافی تعداد میں عوام نے شرکت کی۔

۳۰، ستمبر بروز منگل صبح کو معزز مہمان دفتر جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور میں تشریف لائے اور ضلع کی کارگزاری کا معائنہ کیا۔ اور کارکنان جمعیۃ کو مفید مشورے دیئے۔ اور ہدایات دیں۔ بعدازاں پریس کلب میں اخباری نمایندوں سے مولانا شمس الدین نے خطاب کیا۔ نماز ظہر کے بعد کارکنان جمعیۃ نے معزز مہمانوں کو الوداع کیا اور معزز علماء مشرقی پاکستان جھنگ کو روانہ ہوگئے۔ نماز عصر کے وقت یہ وفد جھنگ صدر پہنچا۔ اڈے پر اراکین جمعیۃ کی ایک بہت بڑی تعداد معزز مہمانانِ مشرقی پاکستان کے استقبال کے لئے موجود تھی۔

نماز مغرب سے فارغ ہوکر پریس کلب میں حضرت مولانا شمس الدین نے تقریر فرمائی۔ مولانا اشرف علی ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع سلہٹ نے بھی عوام سے خطاب کیا۔ اور جمعیۃ کے منشور پر روشنی ڈالی۔ اس سے قبل مولانا محمد علیعت نے معزز مہمانوں کا تعارف کرایا۔ اور مولانا قاری غلام محمد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر نے مہمانان محترم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ عوام نے بڑے جوش و جذبہ کا مظاہرہ کیا۔ اور فضا کو نعرہ ہائے تکبیر سے معمور کر دیا۔

یکم اکتوبر بروز بدھ صبح نو بجے مشرقی پاکستان کے معزز علماء کرام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے روانہ ہوگئے۔ ۱۲ بجے دوپہر حضرت مولانا شمس الدین صاحب نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ نماز ظہر کے بعد ٹوبہ کے شہریوں کی طرف سے معزز مہمانوں کو دعوت استقبالیہ دی گئی۔ جس میں مولانا محمد عمر ناظم جمعیۃ علماء اسلام ٹوبہ نے معزز مہمانوں کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ اور قائد وفد حضرت مولانا شمس الدین صاحب نے مشرقی پاکستان میں جمعیۃ کی کامیابی پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ مشرقی پاکستان میں جمعیۃ کے ارکان کی تعداد باسٹھ لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور خدا کے فضل و کرم سے مشرقی پاکستان کے ہر علاقے اور قصبے میں جمعیۃ علماء اسلام کی شاخیں قائم ہوچکی ہیں۔

بعد از نماز عشاء مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کے دفتر میں شہریوں کے بڑے اجتماع سے مولانا شمس الدین صاحب نے خطاب کیا۔

۲ر اکتوبر بروز جمعرات معزز مہمانان مشرقی پاکستان مشہور دینی درسگاہ جامعہ ربانیہ تشریف لے گئے۔ جامعہ کے اساتذہ کرام اور طلبہ نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ ربانیہ نے معزز مہمانوں کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا اور مولانا شمس الدین صاحب نے اساتذہ کرام اور طلبہ سے خطاب کیا۔ بعدازاں اسی دن ۲ر اکتوبر کو یہ وفد چار بجے شام کمالیہ پہنچا۔ چوہدری ضیاء الدین ایڈووکیٹ رکن جمعیۃ علماء اسلام کے مکان پر ایک اجتماع ہوا۔ جس سے مولانا شمس الدین صاحب نے خطاب کیا۔ بعدازاں پریس کانفرنس سے بھی مولانا شمس الدین صاحب نے خطاب کیا۔ رات بعد از نماز عشاء جامع مسجد نیم والی مدرسہ تعلیم القرآن کمالیہ میں حضرت مولانا شمس الدین صاحب نے درس قرآن پاک دیا۔ جس میں کمالیہ کے اسلام دوست شہریوں نے کثرت سے شرکت کی اور معزز مہمانوں کے خیالات سے مستفید ہوئے۔

۳۔ اکتوبر بروز جمعہ مشرقی پاکستان کے یہ معزز قائدین ساہیوال پہنچے۔ وہاں اڈے پر ساہیوال کے علماء طلبہ اور معزز شہریوں کی بہت بڑی تعداد اپنے مشرقی پاکستان کے مہمانوں کی پذیرائی کے لئے موجود تھی۔ مدرسہ جامعہ رشیدیہ کی جامع مسجد میں جمعہ حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی ناظم جمعیۃ مشرقی پاکستان نے پڑھایا۔ نماز جمعہ کے بعد مولانا شمس الدین صاحب نے ایک پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا۔ اور مجلس طلبہ اسلام ساہیوال کے دفتر کا معائنہ کیا۔ بعدازاں جمعیۃ علماء اسلام ساہیوال کے دفتر میں جمعیۃ کے کارکنوں سے خطاب کیا اسی دن شام کو یہ وفد اوکاڑہ روانہ ہوگیا۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد جامعہ مدنیہ میں حضرت مولانا شمس الدین صاحب نے درس قرآن پاک دیا۔

۴ر اکتوبر بروز ہفتہ۔ صبح کو اوکاڑہ کے اخباری نمائندوں سے مولانا شمس الدین صاحب نے خطاب کیا۔ اسی دن معزز مہمانانِ مشرقی پاکستان لاہور روانہ ہوگئے۔

---

## بقیہ: — علماء حق کے کارنامے

بہرحال اس معرکہ میں سینکڑوں حفاظ علماء اور اولیاء اللہ و مشائخ عظام شریک تھے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی شہیدؒ اور حضرت میاں جیوؒ بھی اس جہاد میں شریک تھے (سوانح محمدی) مگر بعد میں کسی مآل اندیشی اور مصلحت کی وجہ سے آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو واپسی وطن کا حکم دیا اور آپ لوہاری تشریف لے آئے

اسی معرکہ میں حضرت سید شہیدؒ اور حضرت اسماعیل شہیدؒ اور حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب شہیدؒ شہید ہوئے۔ اور ملک و قوم اور اسلام کا حق ادا کر گئے۔

اللہ تعالےٰ کی ہزاراں ہزار رحمت نازل ہوں۔ ان کے مشہد اور ان کی روحوں پر ۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

---

## بقیہ ——— ڈالرشاہ اینڈ کمپنی

علامہ مرحوم کا ایک جعلی خط بھی لاہور کے ایک ہفت روزہ نے شائع کیا۔

کچھ مدت تک یہ جھوٹ خوب چلا۔ بعد تحقیق ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ ان کی افترا پردازی کی دلیل ہے۔ یہ مہارت انہوں نے چاچا سام کی صحبت میں حاصل کی۔ پاکستان کو فاقہستان اور مسلمانوں کی کافرانہ حکومت کہنے والے ڈالرشاہ اس ملک میں اپنا کشکول اور خرقۂ سالوس لے کر کس لئے تشریف لائے۔ ظاہر ہے۔ یہاں فاقوں مرنے تو وہ آئے نہیں ہوں گے بلکہ سام نے انہیں اس کافرانہ حکومت کو حکومت الٰہیہ میں تبدیل کرنے کا ٹھیکہ دیا۔ چنانچہ یہ لوگ اس منافع بخش کاروبار کو پاکستان میں چلا رہے ہیں۔ اسلام کو مغربی جمہوریت کی منی سکرٹ ۵۶ء کے آئین کا فلیٹ ہیٹ پہنا کر یہاں پاکستان کے لوگوں کو دھوکہ بھی دے رہے ہیں اور چاچا سام کا ٹھیکہ بھی چل رہا ہے

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

ڈالرشاہ اینڈ کمپنی کی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہر قدم پر آپ محسوس کریں گے کہ جہاں کہیں اور جب کبھی امریکی مفادات پر ضرب پڑتی ہے یہ بلبلا اٹھتے ہیں کشمیر کا مسئلہ آئے تو ان پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ عرب ممالک میں صدر ناصر سے انہیں دشمنی ہے کیونکہ وہ صیہونیت اور امریکہ کا زبردست مخالف ہے اور اس نے اس کمپنی کی جڑواں بہن اخوان المسلمون کی سازشوں سے تنگ آ کر اسے گھر میں رہنے کا حکم دے رکھا ہے۔

ناصر دشمنی کی وجہ سے فلسطینی مہاجر بھی اس کمپنی کی ہمدردیوں سے محروم ہیں۔ ڈالرشاہ نے آج تک کوئی کلمہ خیر عربوں کے حق میں نہیں کہا۔ اگر وہ ایسا کریں تو چاچا سام خفا ہوتے ہیں۔ کبھی ایسا موقعہ آ بھی جائے کہ انہیں امریکہ کے خلاف بیان دینا پڑ جائے تو بڑی سوچ سمجھ سے کام لیتے ہیں۔

مراکش کے دارالحکومت رباط میں آج کل وہ طوطی شاہ اور بلبل شاہ کی طرح بول چکے ہیں اور امریکہ پر برس چکے ہیں۔

۲۲ ستمبر کراچی کے ایک روزنامے نے اس بلبل ہزار داستان کی ایک "تلخ نوائی" نقل کی ہے:۔

"امریکہ اسرائیل کی حمایت کرتا رہا تو ۷۰ کروڑ مسلمانوں کی دوستی سے محروم ہو جائیگا"

امریکہ اور اس کی ناجائز اولاد اسرائیل کو اس بیان سے کچل ڈالا ہے۔ اسے کہتے ہیں، ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

ڈالرشاہ نے یہ بھانپ لیا کہ اسلامی ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس کا ردعمل یقیناً سامراجی طاقتوں کے خلاف ہوگا۔ ممکن ہے مسلمان کوئی ایسا انتہائی اقدام کریں جو امریکی مفادات کو ایشیا اور افریقہ سے یکسر ختم کرنے والا ہو۔ تو ڈالرشاہ اینڈ کمپنی کی ٹھیکیداری ختم ہو جائے گی۔ اس لئے وہ امریکہ کو متنبہ کرنے لگے کہ ۷۰ کروڑ کی دوستی کا خیال رکھو۔

عالم اسلام کے ۷۰ کروڑ مسلمانوں کا جہاں تک تعلق ہے وہ امریکہ کی دوستی پر لعنت بھیجتے ہیں بلکہ اسے طلاق دے چکے ہیں۔ اور اس کی رفاقت پر دشمنی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ڈالرشاہ اس بازاری عورت کو داشتہ بنا کر رکھیں، یا اس سے متعہ کریں مسلمان بالکل لاتعلق ہیں۔ تعجب ہے کہ ۷۰ کروڑ مسلمانوں نے کب ڈالرشاہ کو اپنا نمائندہ مقرر کیا یا ان کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ خدا کے لئے اپنے چاچا سام کو ہماری دوستی کا واسطہ دے کر اسرائیل پر دباؤ ڈلواؤ۔ ۷۰ کروڑ مسلمان تو قرآن عظیم کے اس فیصلے کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔

"اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ"۔ اب قرآن کے خلاف اگر ڈالرشاہ اپنی ذمہ داری پر حکم لگائیں کہ اے امریکہ والو! ۷۰ کروڑ مسلمانوں سے دوستی نہ توڑو۔ تو مسلمان اس معاملے سے بیزار ہیں۔ اس کمپنی سے بیزار ہیں۔ یہ الہام ڈالرشاہ کو غالباً سی آئی اے کے ذریعہ ہوا ہوگا۔ کہ مسلمان امریکہ کو دوست سمجھتے ہیں کاش کہ وہ مسلمانوں کے جذبات اور قرآن حکیم کے احکامات کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے۔ خودغرضی اور نفس پرستی کی کوئی حد بھی ہونی چاہیئے۔ ایک شخص اپنے نفس کی متابعت میں قرآن کی پرواہ نہ کرے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

کیا ڈالرشاہ سے ہم پوچھ سکتے ہیں کہ کس کی ریشہ دوانیوں کی بدولت ۷۰ کروڑ مسلمان معاشی، سیاسی اور معاشرتی طور پر تباہ ہو رہے ہیں۔ آپ پاکستان میں داد عیش دیتے ہیں اور چاچا سام کے راتب پر پل رہے ہیں۔ تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ تمام مسلمان امریکہ کو دوست سمجھتے ہیں۔ اور آپ کی ذات ۷۰ کروڑ مسلمانوں کی فکر کا محور ہے۔ اسلام کے سینے میں اسرائیل کا خنجر کس نے پیوست کر رکھا ہے۔ مسجد اقصیٰ کی سوختہ سامانیاں کس کی سازش کی شہادت ہیں۔

کس کے اشارے پر کشمیری مسلمان ۲۲ سال سے غلامی کی چکی میں پس رہے ہیں۔ کون ہے جس نے پورس کے ہاتھیوں کو وطن عزیز پر حملہ آور ہونے کی ہمت دلائی بھارتی مسلمان کیوں دیش بھگتوں کے ہاتھوں خون میں نہا رہے ہیں۔ ویت نام کس کے ہاتھوں شعلوں کی لپیٹ میں ہے۔ دنیا میں وہ کونسا ظلم و تشدد ہے جو امریکی نوآبادیاتی نظام کا ایجاد کردہ نہیں۔ اس پر بھی آپ مسلمانوں کو امریکہ کا دوست کہتے ہیں۔

مسٹر ڈالرشاہ! آپ مسلمانوں کو بیوقوف بنانے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آپ اور آپ کی کمپنی امریکہ کے محبوب ہو سکتے ہیں اور امریکہ آپ کا رفیق — ۷۰ کروڑ مسلمانوں کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ آپ اپنے جھوٹ کے پلندے امریکہ کے ہاتھ فروخت کریں (جو اسلامی ملکوں میں مفت تقسیم ہوتے ہیں۔ اور کو کا راز حرم

صوم اب راز نہیں رہا۔ وہ دن دور نہیں۔ جب ڈالرشاہ اینڈ کمپنی کا خرقہ سالوس اتار دیا جائے گا اور سادہ لوح عوام کو حقیقت سے آگاہ ہو جائیں گے کہ آپ کی کمپنی صالحین نہیں بلکہ "حشیشین" کی ٹولی ہے۔ یا ڈالرشاہ اینڈ کمپنی۔

عوام اس بات کو سمجھ رہے ہیں کہ آپ سوشلزم کا ہوا کھڑا کر کے اسلام کی نہیں بلکہ سرمایہ داری کے بت زریں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ آپ کے متوسلین خواہ آپ کو امام احمد حنبل کا رتبہ عطا کریں یا مہدی کا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہاں نبوت کے دعوے بھی کئے گئے۔ مگر اہل حق نے زمانے کو حق و باطل میں تمیز سکھا دی ہے۔ اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔

## بقیہ — جھوٹ نگار

آخری جھوٹ میں تو واقعہ نگار نے اپنے باوا کے بھی کان کتر لئے۔ جانبانہ مرزا سرگودھا جمعیتہ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں بہ اوقات تشریف فرما رہے ہیں کبھی کبھار جانے کے لئے وہ ہمارے ساتھ ضرور جاتے رہے ہیں اس پر جماعت اسلامی کے جھوٹ نگار کا یہ بیان کہ جانبانہ مرزا پہلے دو دن نظر نہیں آئے اپنے باقی جھوٹ کی طرح نظر آتا ہے اور یا پھر انہیں اپنی آنکھوں کے علاج کے لئے ڈسکہ جانا چاہیئے۔ اس ایک عظیم جھوٹ سے قارئین باقی جھوٹ کا اندازہ کر لیں۔

دراصل مودودی جماعت کے اس جھوٹ نگار نے اپنے مضمون کے اس پیرے میں مدیر چٹان کی وکالت کرنے کی کوشش کی ہے ؎

چمن میں لالہ دکھاتا پھرتا ہے داغ اپنا کلی کلی کو
وہ جانتا ہے کہ اس دکھاوے سے دل جلوں کا شمار ہوگا

لیکن یہ اسی طرح غلط اور جھوٹ ہے۔ جس طرح ہفت روزہ "زندگی" کا یہ مضمون ایک افسانے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ مدیر ہفت روزہ "زندگی" اور مذکورہ بالا مضمون نگار کو یقین جاننا چاہیئے کہ شورش صرف شورش ہے اور بس! وہ کسی دوست نہیں۔ اگر ہے تو وہ اپنی دنیوی ضرورت کا اگر اس کی دوستی کسی سے ہو سکتی تھی تو وہ صرف مجلس احرار تھی، اور یا پھر جمعیتہ علماء اسلام جس کے دسترخوان پر اس نے تمام عمر پرورش پائی۔ اگر اس نے ان لوگوں کی دغا کو فریب دیا ہے تو مودودی جماعت اس کی کیا لگتی ہے۔ یہ اس پرندے کی طرح ہے۔ جو ثمر آور درخت دیکھ کر بیٹھتا ہے اور جب اس کے سائے ڈھلنے لگتے ہیں تو وہ دوسری شاخ تلاش کرتا ہے۔

## آئندہ شمارہ میں

رازِ درونِ پردہ ۔ مولانا بشیر احمد حصاری کے قلم سے
جو عرصہ تک مودودی جماعت میں شامل رہ چکے ہیں
علاوہ ازیں ایک اہم مضمون بعنوان "چند لمحے جماعت اسلامی کے حمام میں" بھی آئندہ شمارہ ملاحظہ فرمایئے۔

مسئلہ خلافت و حکومت کی تحقیق و توضیح اور مودودی صاحب کے صحابہ کرام پر

# بے بنیاد و رکیک الزامات کا مدلل جواب

از علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی

"آپ نے سیدنا عثمانؓ نے حالات کے انکشاف کے لیے حضرت ابن عمرؓ، محمد بن سلمہؓ، اسامہ بن زیدؓ وغیرہ کو شہروں میں بھیجا۔ ان بزرگوں نے وہاں جاکر حالات کا جائزہ لیا تو عاملان قریش کی کوئی بے جا بات نہیں دیکھی اور کوئی قابلِ اعتراض بات ان میں نہیں پائی۔ چنانچہ انہوں نے واپس آکر جیسا دیکھا تھا، ویسا ہی کہہ دیا۔ ادھر شہروں کے شرارت پیشہ لوگوں نے اپنی شرارت کو جاری رکھا بلکہ ان کی بد اطواری اور بڑھتی گئی۔ پھر شورش پسندوں اور باغیوں کی ایک بڑی جماعت مدینہ پر چڑھ آئے۔ بظاہر یہ کہتے کہ ہم حضرت عثمانؓ سے انصاف طلب کرنے آئے ہیں حالانکہ در پردہ حضرت عثمانؓ کی قتل کی سازش بنا کر آئے تھے اور ان کے کہنے سننے سے عاملِ مصر معزول کیا گیا۔

باغی مدینہ سے واپس پھرے، مگر پھر لوٹے، اور آپ کے پاس ایک جعلی خط لائے اور دعوے کیا کہ یہ ہم نے حضرت عثمانؓ کے قاصد سے چھینا ہے جو عاملِ مصر کی طرف لے جا رہا تھا اور اس میں درج تھا کہ ان باغیوں کی جماعت کو قتل کر دو۔ حضرت عثمانؓ نے قسم کھا کر اس خط سے قطعی لاعلمی ظاہر کی۔ باغیوں نے پھر مطالبہ کیا کہ اچھا اپنے کاتب مروان کو ہمارے سپرد کر دو۔ مروان نے بھی قسم کھا کر اپنی بریت ظاہر کی۔ حضرت عثمانؓ بولے کہ اس سے زیادہ ثبوت صفائی میں کیا پیش کیا جا سکتا ہے پھر تو کھلم کھلا باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور موقعہ پا کر گھر میں گھس گئے اور آپ کو شہید کر دیا۔" (مقدمہ ابن خلدون ص۱۲۶)

## خط کی سازش

اور یہی حقیقت سیدنا علیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ نے باغیوں کے سامنے بیان فرمائی کہ یہ خط کا افسانہ تم لوگوں نے خود مدینہ میں بیٹھ کر سازشی طور پر بنایا ہے۔ کیونکہ تم لوگ جب مختلف سمتوں میں چلے گئے تھے تو مصریوں کے خط پکڑنے کے باعث تم کوفی بصری سب لوگ ایک وقت میں اکٹھے کیسے پہونچ گئے۔ چنانچہ طبری جلد ۳ ص۳۸۷ پر حضرت سیدنا علیؓ کے یہ الفاظ ہیں:

| | |
|---|---|
| واللہ امر ابرم بالمدینۃ | خدا کی قسم یہ بات تو مدینہ ہی میں تیار کی گئی ہے۔ |

نیز بدایہ نہایہ جلد ۷ ص۱۷۳ پر علامہ ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے باغیوں کو فرمایا:-

| | |
|---|---|
| انما هذا امر اتفقتم عليه | یہ ایک ایسا امر ہے جس پر تم نے متفقہ طور پر سازش کی ہے |

## امام جلیل کا کردار عظیم

خلاصہ یہ کہ ان باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا جس کی مدافعت کے لیے حضرت سیدنا علیؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ وغیرہم صحابہ کرام نے اور حضرت سیدنا عثمانؓ کے سات سو غلاموں نے ہتھیار لگا کر ابا چاہا مگر اس پیکر حلم و حیا نے کسی کو اجازت نہ دی بلکہ اپنے غلاموں کو یہ فرمایا کہ:

"جو تم میں سے ہتھیار رکھ دے، وہ آزاد ہے۔"

چنانچہ ان کو آزاد کر دیا اور فرمایا کہ:

"میں حرم مدینۃ الرسول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں باہم تلوار چلتی دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا۔ اپنی عزت، آبرو، گھر بار، مال و جان، خلافت و حکومت سب کچھ قربان کر سکتا ہوں مگر امت میں خون ریزی نہیں دیکھ سکتا۔"

اس قسم کی قربانی اور استقلال کی مثال حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس زندگیوں میں ملتی ہے۔ تو آپ جیسے مستقل مزاج مقدس انسان کے متعلق کوئی مسلمان یہ خیال کر سکتا ہے کہ مروان وغیرہ اپنے رشتہ داروں کی منشاء و مرضی اور ان کے کہلانے پر چلتے رہتے تھے۔

کیا ایسے صاحبِ عزم و ہمت اور استقلال و ثبات کے پہاڑ کو کوئی رشتہ دار کسی وجہ سے کبھی ہلا سکتا تھا۔ جس نے ایسے خطرناک و مہلک و نازک موقعہ پر کسی کی ایک نہ مانی۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی و رضا جوئی کو مقدم رکھا تو ایسے خلیفۂ راشد اور پاک سیرت انسان کے متعلق یہ بیان کرنا کہ ان کی غلط پالیسی کی وجہ سے فتنہ کھڑا ہوا۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو نہ کتاب اللہ کے موافق ہے اور نہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا کوئی ثبوت ہے۔ بلکہ ہمیشہ فتنہ باز لوگ اپنے خبثِ باطنی کے باعث فتنے فساد کھڑے کرتے رہتے ہیں۔ یہی چیز باعثِ فتنہ تھی۔

دیکھیے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کفار اور منافقین نے کتنے قتل و قتال کے منصوبے بنائے اور کئی بار فتنے کھڑے کیے۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت میں کچھ لوگ مرتد ہو گئے۔ کئی نبوت کے جھوٹے مدعی کھڑے ہو گئے۔ مانعین زکوٰۃ کا فتنہ ہوا تو یہ سب کچھ ان لوگوں کے خبثِ باطنی کا نتیجہ تھا۔ نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صدیق اکبرؓ کے کسی بے جا کام اور غلط پالیسی کا نتیجہ تھا۔ محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی کتاب غنیۃ الطالبین کے ص۱۳۲ پر مرقوم ہے:-

(باقی آئندہ)

সাপ্তাহিক তরজুমানে ইসলাম লাহোর
WEEKLY TARJUMANE ISLAM LAHORE
REGD.L. No. 7132

اسلامی نظام کے خواہاں حضرات سے

# ہمدردانہ اپیل

مخیر اور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے، ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں۔ معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مرد وزن کے اختلاط کے زہریلے جراثیم سرعت سے پھیل رہے ہیں۔ معاشی نظام سود کی بنیاد پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ علماء کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

## اس لیے

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم زکوٰۃ وعطیات مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقم کی تعیین فرما دیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے ــــ

محمد عبد اللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام ــــ (خانپور)
محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی ــــ (ملتان)

رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ماجور ہوں۔

# ترجمان اسلام

12/16


## اِسلام کا مقصدِ اصلی

اسلام کا مقصد اصلی دنیا میں قیام حق وصداقت ہے اور دفع باطل وضلالت ہے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، خواہ وہ کسی صورت اور کسی شکل میں ہو، اور یہ ممکن نہیں جب تک کہ ان تمام باطل پرستیوں اور گمراہیوں کو دور نہ کیا جائے جن کی حق کی ضد حقیقی یعنی قوت شیطانی مختلف مظاہر واشکال میں ہمیشہ پیدا کرتی ہے۔ پس اس بنا پر ہر طرح کی انسانی گمراہیوں کو دور کرنے کے لئے سعی کرنا اور باطل وظلم کے مقابلہ میں حق وعدل کا حامی ہونا عین مقصد اسلام وعلت ظہور رسالت وسبب نزول شریعت ہے اور اسی نصرت حق ودفع باطل کی سعی وکوشش کا نام اصطلاح قرآنی میں جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اس مطلب کو واضح کرنے کیلئے یوں سمجھئے کہ امر بالمعروف اسلام کا مقصد اصلی ہے لیکن امر بالمعروف ہو نہیں سکتا جب تک کہ نہی عن المنکر نہ کیا جائے۔ امر بالمعروف کے معنی ہیں نیکی اور صداقت کی طرف بلانا اور اس کا حکم دینا۔ نہی عن المنکر سے مقصود ہے برائیوں اور گمراہیوں کو روکنا۔ لیکن نیکی اور صداقت تو برائیوں کے دور ہونے ہی کا نام ہے۔

(مولانا ابوالکلام آزادؒ)


۲۵ اپریل ۱۹۶۹ء مطابق ۷ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ قیمت ۲۵ پیسے۔ جلد ۱۲ شمارہ ۱۶

شیخ التفسیر مولانا عبدالقیوم صاحب

# اسلامی زندگی کا ابتدائی دور

(۲)

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے ان کو منصب پر مامور کرنا چاہا تو پہلے انہوں نے اس ذمہ داری کے قبول کرنے سے معذرت چاہی "امیر المومنین! مجھے اس فتنہ میں نہ ڈالئے"۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی معذرت قبول نہیں کی۔ کہا "خدا کی قسم میں تم کو چھوڑ نہیں سکتا، تم لوگوں نے میری گردن میں خلافت کی ذمہ داریوں کا پٹہ ڈال دیا اور خود علیحدہ رہنا چاہتے ہو"۔

مجبوراً آپ نے یہ عہدہ قبول بھی کیا، تو حالت یہ تھی کہ جو تنخواہ ملتی۔ اس میں سے معمولی طور پر کھانے پینے کا سامان خرید لیتے اور باقی تنخواہ خیرات کر دیتے بیوی پوچھتیں کہ تنخواہ کی باقی رقم کیا ہوئی؟ تو کہتے کہ "قرض دے دیا ہے"۔ قرآن مجید نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو قرض حسنہ قرار دیا ہے۔ حضرت سعید بن عامرؓ کی قرض دینے کی یہی مراد تھی۔

آپ کی عسرت اور تنگی کی زندگی کو دیکھ کر ایک دفعہ کچھ لوگ وفد کی شکل میں آپ کے پاس گئے اور کہا کہ "آپ پر آپ کے کنبے اور سسرال، رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں۔ آپ کو ان کا بھی خیال کرنا چاہیئے۔

آپ نے فرمایا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فقراء مومنین دوسرے لوگوں سے ستر سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے"۔

(صفوۃ الصفوۃ)

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے دورے پر تشریف لے گئے۔ حمص پہنچکر وہاں کے سربرآوردہ لوگوں سے ملاقات کی اور شہر کے فقراء اور مساکین کی فہرست تیار کرنے کا حکم دیا۔ فہرست مرتب ہو کر سامنے آئی، تو دیکھا سب سے اوپر حمص کے حاکم حضرت سعید بن عامرؓ کا نام موجود ہے۔ آپ نے از راہِ تعجب دریافت فرمایا کہ "سعید بن عامر کون ہیں"؟ لوگوں نے عرض کیا "ہمارے حاکم"! آپ کو اور بھی تعجب ہوا۔ فرمایا "ان کو سرکاری خزانہ سے تنخواہ ملتی ہے۔ وہ اس فہرست میں کیسے آسکتے ہیں"؟

لوگوں نے عرض کیا "یہ درست ہے۔ لیکن انہیں جو کچھ ملتا ہے وہ دوسرے حاجت مندوں پر خرچ کر دیتے ہیں۔ ان کی فیاضی کچھ باقی نہیں رہنے دیتی"۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے پھر اپنے خط کے ساتھ ایک ہزار دینار حضرت سعید بن عامرؓ کو بھیجے اور قاصد کو کہا "انہیں میری طرف سے سلام کہنا کہ امیر المومنین نے یہ رقم اس لئے بھیجی ہے کہ آپ اسے اپنی ضرورتوں پر خرچ کریں"۔

قاصد نے حضرت سعید بن عامر کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت عمرؓ کے خط کے ساتھ ایک تھیلی پیش کی۔ دیناروں پر نظر پڑی تو بے اختیار زبان سے نکل گیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ آپ کی بیوی کچھ دور تھیں۔ ان کے کان میں یہ آواز پڑی تو گھبرا کر بولیں: "خیریت تو ہے کیا خدانخواستہ امیر المومنین کی وفات ہو گئی"؟

فرمایا "نہیں اس سے بھی بڑا واقعہ ہے"۔

بیوی نے پوچھا۔ "کیا خدا کی کوئی نشانی نمودار ہوئی"؟ فرمایا "اس سے بھی بڑا واقعہ پیش آیا ہے" کہنے لگیں "کیا قیامت کے آثار نمودار ہوئے ہیں"! بولے "نہیں اس سے بھی بڑی بات ہو گئی ہے"۔

انہوں نے کہا "آخر کچھ بتائیے بھی معاملہ کیا ہے"؟

فرمایا "یہ دیکھو میرے پاس دنیا آگئی ہے۔ ہائے میرے گھر میں فتنہ داخل ہو گیا ہے"۔

نیک بخت بیوی نے سمجھایا "آپ اس قدر پریشان کیوں ہوتے ہیں۔ آپ کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہیئے گا اس کو رضائے الٰہی میں صرف کیجئے گا"۔

اس بات سے ذرا دل کو تسلی ہوئی۔ رقم تھیلی میں باندھ کر ایک طرف رکھ دی۔ کچھ دنوں کے بعد ادھر سے مجاہدین کا گذر ہوا۔ تو یہ ساری رقم ان کی ضرورتوں پر خرچ کر دی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی حکومت میں عام طور پر اعلان کر دیا تھا کہ جن لوگوں کو اپنے حاکم سے کوئی شکایت ہو وہ بے تامل میرے سامنے شکایتیں پیش کریں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اہل حمص نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حضرت سعید بن عامرؓ کی شکائتیں پیش کیں جن کی تفصیل یہ تھی :-

(۱) جب تک کافی دن نہیں چڑھ آتا۔ آپ گھر سے باہر نہیں نکلتے۔

(۲) رات کے وقت کوئی آواز دیتا ہے تو جواب نہیں دیتے۔

(۳) مہینے میں ایک روز گھر سے باہر نہیں نکلتے

حضرت سعید بن عامرؓ جیسے فرض شناس، خدا ترس اور خدمت گذار شخص کی نسبت ان شکائتوں کو سن کر حضرت عمرؓ کو بہت تعجب ہوا۔ لیکن حضرت سعید بن عامرؓ سے ان کے متعلق دریافت کرنا ضروری تھا چنانچہ وہ مدینہ منورہ طلب کئے گئے۔ وہ حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ "اے اللہ سعید کے بارے میں میرے نیک گمان کو غلط ثابت نہ کرنا۔ پھر اہل حمص سے کہا کہ وہ اپنی شکائتیں پیش کریں۔ لوگوں نے شکائتیں بیان کیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا :-

"سعید! تمہارے پاس ان شکائتوں کا کیا جواب ہے"؟

حضرت سعید بن عامرؓ نے کہا کہ "خدا کی قسم مجھے ان چیزوں کا تذکرہ پسند نہ تھا، لیکن اب اس کے بغیر چارہ بھی نہیں ہے۔ میں صبح اس لئے دن چڑھے باہر نکلتا ہوں کہ میرے پاس کوئی خادم نہیں ہے جو گھر کے کاموں میں مجھے مدد دے اور میری بیوی تمام خود انجام نہیں دے سکتی۔ اس لئے صبح کے وقت میں اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھتا ہوں۔ پھر خمیر اٹھنے کا انتظار کرتا رہتا ہوں۔ اس کے بعد روٹی پکاتا ہوں۔ پھر ہاتھ منہ دھو کر ان لوگوں کی خدمت کے لئے باہر نکل آتا ہوں"

دوسری شکایت کے جواب میں آپ نے کہا "میں اس بات کو بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر مجبوراً اس کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے دن کو مخلوق خدا کی خدمت کے لئے رکھا ہے اور رات کا وقت اللہ کی عبادت و بندگی کے لئے خاص کر دیا ہے"

تیسری شکایت کے جواب میں انہوں نے کہا، کہ میرے پاس کوئی خادم نہیں جو میرے کپڑے دھویا کرے۔ نہ میرے پاس دوسرے کپڑے ہیں۔ جنہیں میں بدل لیا کروں۔ اس لئے میں مہینے میں ایک بار اپنے میلے کپڑے دھوتا ہوں اور وہ سوکھ جاتے ہیں تو انہیں پہن کر باہر نکلتا ہوں۔ اس طرح دن کا بڑا حصہ گذر جاتا ہے۔ اور میں لوگوں سے نہیں مل سکتا"۔

حضرت سعید بن عامرؓ کا جواب سن کر حضرت عمرؓ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ اور انہوں نے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ "سعید ابن عامرؓ کے متعلق میری بصیرت نے غلطی نہیں کی"۔

حضرت عمرؓ نے حضرت سعید بن عامرؓ کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے اور کہلا دیا کہ ان کو اپنی ضرورتوں میں استعمال کریں۔ بیوی نے یہ رقم دیکھی تو بہت خوش ہوئیں۔ بولیں۔ "اس رقم میں سے ایک غلام خرید لیا جائے تاکہ گھر کے کام کاج میں ہمیں آسانی میسر آجائے"۔ حضرت سعید بن عامرؓ نے فرمایا "میں تمہیں اس سے بھی اچھی بات بتاؤں۔ ہم یہ رقم ان لوگوں کو تقسیم کر دیں۔ جو ہم سے بھی زیادہ محتاج اور پریشان حال ہوں"۔ بیوی بھی اللہ والی تھیں۔ اس بات پر رضامند ہو گئیں۔ حضرت سعید بن عامرؓ نے ایک قابل اعتماد شخص کو بلا کر یہ رقم دی اور حکم دیا کہ جا کر اس رقم کو فلاں فلاں بیوہ یتیم بیمار اور مسکین کو تقسیم کر دو۔ مال تقسیم کرنے پر سونے کا ایک ٹکڑا بچ رہا۔ حضرت سعید بن عامرؓ نے اپنی بیوی سے فرمایا۔ اسے خرچ کر ڈالنا

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام لاہور

— جاری کردہ —

حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ

— سرپرست —

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

— نگرانِ اعلیٰ —

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

— نگران —

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

— ایڈیٹر —

احمد حسین کمال

— معاون ایڈیٹر —

حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی

بروز جمعہ — ۲۵ اپریل ۶۹ء

جلد — ۱۲

شمارہ — ۱۶

قیمت — ۲۵ پیسے

احمد حسین کمال

# گول میز کانفرنس میں اسلام کا مقدمہ اور مودودی صاحب

"گول میز کانفرنس" کا واقعہ اب ایک داستان پارینہ بن چکا ہے۔ چار پانچ ماہ کی ہنگامہ خیز بساط سیاست کو وقت کے ایک ہی جھٹکے نے مکمل طور پر لپیٹ کر رکھ دیا ہے اور اب اس کے ذکر و فکر کا کوئی موقعہ باقی نہیں رہ گیا ہے حالات نے جس انتشار اور افراتفری کی ناگفتہ بہ صورت اختیار کر لی تھی۔ اسے ختم کرنے اور بہتر ماحول پیدا کرنے کے لئے پاکستان کی افواج نے جو قدم اٹھایا ہے۔ اس میں ان کی معاونت کرنا ہر شہری کے لئے بھی ضروری ہے۔

سکون اور ٹھہراؤ کا یہ وقت ایک نئے سفر کا آغاز ہے اور اس موقعہ پر بہت بڑی ذمہ داری ان افراد و جماعتوں پر عائد ہوتی ہے۔ جو اس ملک میں اسلام کو غالب اور بالا دیکھنا چاہتے ہیں۔

انہیں بہت زیادہ سنجیدگی اور گہرائی کے ساتھ حالات و واقعات کا تجزیہ کرنا چاہیئے اور اپنے درمیان پائے جانے والے بعد و افتراق کو جلد سے جلد دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی پاکستان کی ملت اسلامیہ کے تمام افراد و طبقوں کے درمیان اتحاد اور خیر سگالی کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کی طرف توجہ دینا چاہیئے۔

## معذرت

### مدرسہ مخزن العلوم کے طلباء کی گرفتاری

ترجمان اسلام کے شمارہ ۱۲ مورخہ ۲۸ مارچ میں مودودی پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ کے عنوان سے ادارتی نوٹ لکھا گیا تھا۔ وہ خانپور سے ایک آمدہ اطلاع تھی۔ اس سلسلہ میں جماعت کے مقامی حضرات نے اطلاع دی ہے کہ خانپور مدرسہ مخزن العلوم کا کوئی طالب العلم گرفتار نہیں ہوا۔

تاہم گرفتار ہونے والے اصحاب ضمانت پر رہا ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ادارہ اس غلطی کا قارئین سے معذرت خواہاں ہے۔

(ادارہ)

الزام تراشی، استہزاء اور اظہار نفرت کے حربے کلیۃً ترک کر کے ملک کے عوام کو اسلام کے "کلمۂ حق" سے قریب تر کرنے کے طریقے اپنانا چاہیئے۔

جن مسائل پر اختلاف رائے پایا جاتا ہے ان کے بارے میں معاندانہ روش کے بجائے مفاہمانہ انداز اختیار کرنا چاہیئے اور بجائے اس کے کہ ہر وہ بات جو کسی جماعت کے نقطۂ نظر کے مطابق نہیں ہے، اُسے رد کرنے کے لئے وہ جماعت ایک مخاصمانہ رویہ اختیار کرے، حوصلہ مندی اور رواداری کے ساتھ اپنا نقطۂ نظر سمجھانا چاہیئے۔

تاکہ حالات جب عام سیاسی زندگی کے موڑ پر دوبارہ آئیں تو الجھاؤ اور تصادم کی وہ المناک کیفیت پھر سے نمودار نہ ہونے پائے۔ جس سے حال ہی میں پورے پاکستان کو دوچار ہونا پڑ گیا تھا۔

اسلام دوست حلقوں کو چاہیئے کہ "رد و الزام" کی منفی روش کے بجائے وہ تمام امور جنہیں اس ملک میں اسلام کے طور پر رائج کرنا چاہتے ہیں مثبت انداز میں تفصیل کے ساتھ مسلمان عوام کے سامنے پیش کر دیں۔

اگر وہ اس ملک میں اسلام کا سیاسی نظام برپا کرنا چاہتے ہیں تو تفصیل کے ساتھ عوام کو بتادیں کہ دنیا کے رائج الوقت سیاسی نظاموں کے مقابلہ میں اسلام کا سیاسی نظام یہ ہے اور اس تفصیل و اجزاء کے ساتھ ہے۔

(ورق اُلٹیئے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

یا اگر یہ رائج الوقت سیاسی نظاموں میں سے ہی کسی ایک نظام کو اپنے ملک و ملت کے لئے مناسب سمجھ کر اختیار کرنا چاہتے ہیں تو خواہ مخواہ اس پر اسلام کی مہر نہ لگائیں بلکہ اسے اسی حیثیت سے اختیار کریں۔ جس حیثیت و نام سے وہ رائج ہے۔ ورنہ بصورت اول یہ خدا، اسلام اور مسلمان عوام سب سے فریب ہوگا۔

اسی طرح اقتصادی و معاشی نظاموں کا بھی معاملہ ہے یہ بات کہہ دینا کہ فلاں نظام غیر اسلامی ہے۔ اور پھر جب اسلامی نظام کی تفصیلات مہیا کرنے کا موقعہ آئے تو یہ کہنے لگنا کہ :-

"اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ ایک مفصل معاشی نظام اس (اسلام) نے ہر زمانہ کے لئے بنا کر رکھ دیا ہے۔ جس میں معاشی زندگی کے متعلق تمام تفصیلات طے کر دی ہیں، بلکہ دراصل اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس (اسلام) نے ہمیں ایسے بنیادی اصول دیئے ہیں۔ جن کی بنا پر ہم ہر زمانے کے لئے ایک معاشی نظام خود بنا سکتے ہیں۔"

(کتابچہ اسلامی نظم معیشت کے اصول و مقاصد، سید ابو الاعلیٰ مودودی)

یا یہ تاویل کرنے لگنا کہ :-

"جہاں تک سلف سے نظیر لانے کا تعلق ہے تو اس کے متعلق یہ جان لیجئے کہ اس زمانہ میں سرمایہ اور محنت کے وہ مسائل ہی پیدا نہیں ہوئے تھے جن سے ہمیں یورپ کے صنعتی انقلاب کے بعد سابقہ پیش آیا ہے جدید معاشی نظام نے انسانیت پر جو ظلم ڈھائے ہیں۔ اس کا قرن اول میں کوئی نشان نہیں ملتا۔"

("ایشیا" لاہور ۴۔ اپریل ۱۹۶۹ء)

اگر بات یہی ہے کہ اسلام نے ہر زمانہ کے لئے مفصل معاشی نظام بنا کر نہیں رکھ دیا ہے بلکہ ہر زمانہ کے لئے ایک معاشی نظام ہم خود بنا سکتے ہیں۔ اور قرن اول میں سرمایہ و محنت کے وہ مسائل ہی پیدا نہیں ہوئے تھے جن سے آج سابقہ پیش آیا ہے۔

تو پھر اگر کچھ اور لوگ بھی معاشی و معیشی نظام کے لئے جدید طریقوں کی بات کرتے ہیں تو انہیں کیوں مورد الزام اور اسلام کا دشمن قرار دیا جاتا ہے۔

یہ انداز فکر نہ صرف گمراہ کن ہے بلکہ اسلام کے لئے بھی مضر ترین ہے۔

پارلیمانی جمہوریت کو اسلامی جمہوریت کہنے کے لئے یہاں تک تاویل کرلی جاتی ہے کہ :-

"پارلیمانی جمہوریت کا مطلب ہے ایک مجلس شوریٰ ہو۔ جسے جدید اصطلاح میں "پارلیمنٹ" کہتے ہیں"

(ایشیا لاہور ۴۔ اپریل ۱۹۶۹ء)

حالانکہ "جمہوریت" و "شورائیت" دو بالکل جداگانہ چیزیں ہیں۔ اور برطانوی طرز کی "پارلیمنٹ" کا مفہوم و مدعا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ کی "مجلس شوریٰ" کے مقصد و منشاء سے قطعی مختلف ہے۔

"ووٹ" اور "بیعت" کو ایک ہی درجہ اور قسم کی چیز قرار دینا نہ صرف ان کے "لغوی" معانی اور اصطلاحی مفہوم کے قطعی برعکس ہے بلکہ بیعت کا جو منشا قرآن کی ان آیات سے، جن میں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر صحابہ کرام کی بیعت کرنے کا ذکر ہے ظاہر ہوتا ہے، ووٹ کا منشاء اس کے بالکل مخالف ہے۔

بہرحال اسلام کے نام سے اس قسم کی تاویل کاری اور تضاد خیالی کو ترک کرکے اب ایک واضح راستہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

یا تو صاف صاف سیاسی، معاشی اور معیشتی میدانوں میں خالص اسلام پر مبنی مفصل نظام پیش کیجئے اور اس کے لئے کسی تاویل اور ایچ پیچ کو اختیار نہ کیجئے۔ لیکن اگر کہیں تو لفظ شوریٰ کا مغالطہ دے کر پارلیمانی جمہوریت کو اسلامی بنا کر پیش کرنے کا جتن کرنا ہے اور کہیں معاشی نظام کے لئے چند بنیادی اصول کے لئے اسلام کا حوالہ دے کر مفصل معاشی نظام تیار کرنے کا حق خود حاصل کرنا ہے تو پھر واضح طور پر اقرار کیجئے کہ اسلام بس چند بنیادی اصول تو دیتا ہے، باقی تفصیلات خود ہم نے تیار کرنی ہیں اور تھوڑی بہت مناسبت و مماثلت پیدا کرکے یورپ کی پارلیمانی جمہوریت اور معیشت وغیرہ اختیار کرلینی ہیں اور اس کا ہی نام اسلامی بھی رکھ دینا ہے

درحقیقت موجودہ حالات ایک مہلت اور وقفہ ہیں۔ اس مہلت اور وقفہ کے دوران اگر سیاست اور معیشت کے بارے میں اسلام کا مفصل موقف پیش کر دیا جاتا ہے اور طول کاری کی راہ کے بجائے یہ واضح کر دیا جاتا ہے کہ اسلام کی سیاسی، معاشی و تعلیمی و تمدنی حدود یہ ہیں تو آئندہ امید کی جاسکتی ہے کہ کسی مخالف نظریہ کی رکاوٹ کے بغیر اسلام قائم ہو جائے۔

لیکن اگر انداز فکر ایسا ہی رہا تو اسلام کی غلط ترجمانی کا انجام کبھی بھی اسلام کے حق میں نہیں نکل سکتا۔

ان ابتدائی معروضات کے بعد ذیل میں ہفت روزہ "ایشیا" لاہور ۴ر اپریل ۱۹۶۹ء کے اس مضمون کا جائزہ لیا جاتا ہے، جسے معاصر نے "ایک تہمت اور اس کا جواب" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اور شاید ہفت روزہ "آئین" میں بھی یہ شائع ہوا ہے۔

یہ مضمون دراصل مودودی صاحب کے نام کسی سائل کا خط اور مودودی صاحب کی طرف سے اس کا جواب ہے۔

قصہ یہ ہے کہ جنوری ۱۹۶۹ء میں ڈھاکہ میں مختلف سیاسی جماعتوں پر مشتمل ایک مجلس بنائی گئی۔ جس کا نام "جمہوری مجلس عمل" تھا۔ اس مجلس میں شامل آٹھ جماعتوں میں ایک جماعت جمعیۃ علماء اسلام بھی تھی۔

جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندہ محترم حضرت مفتی محمود صاحب نے اس مجلس کی تشکیل کے وقت یہ کوشش فرمائی کہ جن سیاسی مطالبات کے لئے یہ تنظیم وجود میں لائی جارہی ہے۔ ان میں اسلامی نظام کے مطالبہ کو بھی شامل کرلیا جائے۔

لیکن بدقسمتی سے مختلف جماعتوں پر مشتمل سابقہ "تنظیم تحریک جمہوریت" (پی، ڈی، ایم) نے دو سال قبل جب اپنی تشکیل کی اور اپنے ۸ نکات ترتیب دیئے تو ان میں اسلام کا نکتہ شامل نہیں کیا۔ مودودی صاحب کی جماعت اس تنظیم کی رکن رکین تھی۔

یہ ایسی مثال تھی جو جمہوری مجلس عمل کی تشکیل کے وقت مفتی محمود صاحب کی کوششوں کے آڑے آگئی۔

اور کہا گیا کہ اگر اسلامی نکتہ شامل کئے بغیر گذشتہ دو سال سے "تحریک جمہوریت" قائم ہے اور آمریت کے انسداد پر جب اسلام کا قیام بھی منحصر ہے تو سب سے پہلے انسداد آمریت کے مطالبوں تک ہی کیوں نہ محدود رہا جائے۔

تاہم اس کے باوجود مفتی محمود صاحب نے جمہوری مجلس عمل کے اعلان میں یہ وضاحت کرالی کہ پاکستان کے قیام کا مقصد اسلام ہے اور یہ ہمارا نصب العین ہے اور اس کے بعد آمریت کے انسداد و جمہوریت کی بحالی سے متعلق مطالبات کا اعلان کر دیا گیا۔ جن کا مدعا تنہا یہ تھا کہ :-

بالغ رائے دہی کی اساس پر منتخب ایک بااختیار اسمبلی بنائی جائے تاکہ اس کے ذریعہ اسلام کے مطالبہ کی تکمیل کی خواہاں جماعتیں اس مقصد کے لئے زیادہ آزادی کے ساتھ کام کرسکیں۔

جمہوری مجلس عمل کی تشکیل کے بعد جلد ہی حالات نے نہایت تیزی کے ساتھ ایسا رخ اختیار کرلیا کہ سیاسی مطالبات صرف نمائندہ اسمبلی کے قیام تک ہی محدود نہیں رہے بلکہ علاقائی و اقتصادی مسائل نے بھی سر اٹھالیا۔

ایوب خاں نے گول میز کانفرنس اور بات چیت کی پیشکش کرکے بالکل ایسی ہی صورت حال پیدا کردی جیسی کہ برطانوی حکومت نے ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس کی تجویز اور ۱۹۴۵ء میں شملہ کانفرنس کی تجویز پیش کرکے پیدا کر دی تھی۔

اور جس طرح ۱۹۳۱ء کی گول میز کانفرنس نے اور ۱۹۴۵ء کی شملہ کانفرنس نے برطانوی ہند کے رہنماؤں کو باہمی اختلافات کے تحت ابتلا میں مبتلا کر دیا تھا۔ اسی طرح ایوب خاں کی گول میز کانفرنس بین صوبوں نے بھی مجلس عمل میں شامل جماعتوں کے درمیان اختلافات کا راستہ کھول دیا۔

اگر جمہوری عمل کے قائدین بالغ نظری سے کام لیتے تو اس پیشکش کو قبول نہ کرتے۔ اس لئے کہ ان کے مطالبات ایسے مبہم اور غیر واضح نہیں تھے کہ بات چیت کے بغیر سمجھے اور سمجھائے نہیں جاسکتے تھے۔

اور ایوب خاں اس پوزیشن میں تھے کہ وہ بغیر

(باقی صفحہ ۹ پر)

اشتراکیت کے بنیادی افکار پر ایک نظر

# اشتراکیت

عقل اور انسانی فطرت کے خلاف ایک جنگ ہے

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی

## اشتراکی نظام اور انسانی فطرت

اشتراکیت کا پورا نظام چونکہ خالص جذباتی نظام ہے۔ اس لئے یہ نظام سراسر عقل اور انسانی فطرت کے خلاف جنگ ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ غیر فطری امر کو انسان جبر و تشدد کے بغیر قبول نہیں کرتا۔ کمیونسٹ ممالک سے اگر ایک لمحہ کے لئے بھی جبر و تشدد ہٹ جائے تو وہاں کے عوام اس نظام کو توڑ کر اپنی اصلی فطرت پر آجائینگے۔ لہٰذا یہ تحریک قسری و جبری تحریک ہے ۔جس کو تشدد نے عوام پر مسلط کر دیا ہے۔ جس وقت آہنی قلعہ ٹوٹ جائیگا تو یہ تحریک پارہ پارہ ہو جائے گی۔

## اختصاص فطری کے خلاف جنگ

اشتراکی نظام جبری ہے اور اختصاصی نظام فطری ہے۔ یعنی انسانی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ آزاد ہو کر جائز طریقے سے اپنے لئے رزق کمائے اور اس کی کمائی ہوئی دولت مساکین کے حقوق کی ادائیگی کے بعد اس کی ذات اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ سے مختص ہو، یہ اختصاص فطرت انسان میں موجود ہے اور کوئی انسان ایسا نہیں کہ وہ اختصاصی جذبے سے خالی ہو۔ اب اشتراک اس اختصاص فطری کی ضد ہے کہ خاص چیز کو عام اور مشترک قرار دیا جائے۔ اس کی مثال بعینہٖ پانی کی طرح ہے کہ پانی کی فطرت سرد ہونا ہے ۔ اب اگر پانی کو آگ پر رکھا جائے یا دھوپ میں رکھا جائے تو اس میں آگ یا دھوپ نے بالجبر اور فطرت کے خلاف گرمی پیدا کی۔ لہٰذا جب تک آگ یا دھوپ کا تعلق اور تسلط رہے گا۔ پانی اپنی فطرت کے برخلاف سرد رہے گا ۔ لیکن جب پانی پر سے آگ یا دھوپ کا تسلط ختم ہوگا۔ تو پانی بغیر کسی بیرونی سبب کے خود بخود سرد ہو جائے گا۔ اسی طرح کمیونسٹ عوام کی فطرت سے جس وقت اشتراکیت کا تسلط ختم ہو جائے گا، تو فوراً اشتراکیت کی جگہ اختصاصیت آجائے گی جو انسانی فطرت ہے۔

## شخصی آزادی کے خلاف جنگ

انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اکتساب رزق اور مالکانہ اختیارات میں آزاد ہو۔ حیوانات کی طرح دوسروں کا آلہ کار نہ ہو، لیکن اشتراکی نظام اسی فطری جذبے کو ختم کر دیتا ہے۔ ہم نے لینن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اشتراکیت کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اس سے پہلے جانوروں پر سوار ہوتا تھا۔ اب انسانوں پر سوار ہوگا۔ تمام قومیں حق خود اختیاری کو تسلیم کرتی ہیں۔ اور سیاسی آزادی کے لئے لڑ رہی ہیں۔ لیکن اگر سیاسی غلامی کے ساتھ شخصی غلامی بھی شامل ہو تو انسان کا شرف انسانیت ختم ہو جاتا ہے اور وہ ریاست کو کمانے کے لئے ایک جاندار مشین بنتا ہے ۔جس سے اس کا فطری حق اور انسانی اختیارات ختم ہو جاتے ہیں ۔ اشتراکیت اسی فطری جذبہ انسانیت کے خلاف جنگ ہے۔

## انسانی معاشرے کی تنظیم حاجت باہمی پر مبنی ہے اشتراکیت اس کے خلاف جنگ ہے

انسانی معاشرے کا فطری تقاضا یہ ہے کہ افراد معاشرہ میں باہمی ارتباط زیادہ ہو۔ اس لئے فطرت نے انسان کو ایک دوسرے کا محتاج بنا دیا ہے تاکہ معاشرہ مستحکم اور مربوط ہو، اور یہ حاجت فطرت نے دو طرفہ رکھی ہے۔ صاحب مال مزدور کے عمل کا محتاج ہے تاوقتیکہ یہ دو طرفہ حاجت قائم ہو تو افراد معاشرہ باہم دگر مربوط ہوں گے۔ لیکن اگر سب ریاست کے لئے کام کریں تو ارباب ریاست سے ربط ہوگا۔ لیکن آپس میں ارتباط ختم ہو جائے گا۔ قرآن پاک میں لیتخذ بعضہم بعضاً سخریا۔ سب اس کی حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

## اشتراکیت انسانی اخلاق فاضلہ کے خلاف جنگ ہے

انسان کی بلندی اس کے اخلاق فاضلہ سے وابستہ ہے کہ وہ ایک دوسرے پر احسان کرے، ایثار کرے، ہمدردی کرے۔ رحمت و شفقت برتے ۔ لیکن اگر سب یکساں طور پر صرف ریاست کے کارندے ہوں تو یہ فطری شریف اخلاق ختم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ غیر فطری مساوات میں ان اخلاق کے ظہور کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

## اشتراکیت انسان کی فطری تفاوت کے خلاف جنگ ہے

مال کمانے کے لئے فطرت نے انسان کو دو قوتیں دی ہیں فکری قوت جس کے ذریعہ تعلیم یافتہ طبقہ مال کماتا ہے اور جسمانی قوت جس کے ذریعہ مزدور کسان کماتے ہیں۔ فطرت نے انسان کی فکری قوت بھی یکساں نہیں رکھی۔ کوئی ایک وقت میں کمزوری کی وجہ سے کام کرتا ہے۔ کوئی قوت کی وجہ سے زیادہ۔ جب کمانے کے اسباب میں فطری تفاوت موجود ہے تو اس کے نتیجے میں یعنی مال میں بھی تفاوت ہوگا۔ کوئی کم مال دار کوئی زیادہ ہوگا۔ اس لئے اشتراکیت کی مصنوعی مساوات اس فطری تفاوت کے خلاف جنگ ہے۔

## اشتراکیت میلان الی اللہ کے خلاف جنگ ہے

انسان کی فطرت میں اگر جسمانی طور پر کھانے پینے کی طرف میلان موجود ہے تو روحانی طور پر اس کے اندر فطرۃً خدا کی محبت اور میلان بھی موجود ہے اور انسان کی پوری تاریخ اس فطری جذبۂ محبت خداوندی کا مظہر ہے۔ لیکن اشتراکیت اس حقیقی خدا کی محبت کے خلاف جنگ ہے اور انسانوں پر چند کامریڈوں کی خدائی مسلط کرتا ہے ۔

## اشتراکیت کے بنیادی افکار پر تنقید

فکر اشتراکیت کی شریعت میں کارل مارکس کو پیغمبر کی طرح تقدس حاصل ہے۔ اس لئے ہم مارکس فلسفہ کے افکار اس کی ایک کتاب "سرمایہ" سے نقل کر کے اس پہ تنقید کرتے ہیں۔ تاکہ اس کی تضاد بیانی اور افکار کی ژولیدگی ناظرین پر واضح ہو جائے ۔ ہیگل افلاطونی فلسفہ کی طرح افکار و تصورات کو اصل موثر عالم اور حقیقت سمجھتا ہے اور فطرت کائنات اور انسانی "تاریخ" کے واقعات کو اس کا تابع سمجھتا ہے۔ لیکن ہیگل متبع مارکس تصوریت کو خارجیت کا تابع سمجھتا ہے۔ لیکن واقع میں دونوں نظریات کلی رنگ میں غلط اور جذباتی ہیں۔ کیونکہ بعض جگہ تصوریت اصل اور خارجیت تابع ہے ۔ جیسے ایک انجینئر ایک چھاؤنی کا نقشہ ذہن میں تصور کرتا ہے مزید فرض کیا جائے کہ وہ صرف اختراعی ہے اور اس کی نظیر پہلے سے موجود نہیں تو اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ اس تصور کے بعد جب وہ چھاؤنی تعمیر پاتی ہے تو یہاں تصوریت اصل ہے اور چھاؤنی کا خارجی وجود اس کا تابع ہے کہ اس تصوری نقشے کے تحت وہ ظہور میں آیا۔ اس لئے مارکس کا ہر جگہ خارجیت کو اصل اور تصوریت کو تابع قرار دینا غلط ہے۔ لیکن بعض حالات میں خارجیت اصل ہوتی ہے۔ اور تصوریت تابع۔ مثلاً ہم نے ایک بوٹی کو ایک مرض کے لئے بار بار استعمال کیا اور اس مرض میں مفید ثابت ہو کر اس نے مرض کو دور کیا تو اس خارجی عمل سے ایک

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

احمد حسین صاحب کمال

# سوشلزم کیا ہے

(قسط نمبر ۲)

یہ تمام مسائل بالکل جدید اور نو پیدا شدہ تھے، سرمایہ داری اور مشینی صنعت کے انقلاب نے انہیں نہایت سنگین اور عمیق بنا دیا تھا۔ ان کا متبادل حل نیا اور جدید ہی ہو سکتا تھا۔ جس میں مذکورہ بالا تمام اقتصادی مسائل پر فنی تنقید اور ان سے متعلق سرمایہ دارانہ انتظامات کے مقابلہ میں غیر سرمایہ دارانہ انتظامات کے فارمولے موجود ہوں۔

## مارکس اور اینجلز کا کام اور نظریات

چنانچہ "مارکس" اور "اینجلز" نے انیسویں صدی کے وسط کے بعد اپنی تحریروں میں یہ کام انجام دیا۔ مارکس کی کتاب "کیپیٹل" کی تینوں جلدیں مذکورہ بالا اقتصادی مسائل ہی کی بحث سے پُر ہیں۔

اور اس طرح جدید سرمایہ داری جو "مرکنٹائل ازم" سے شروع ہوئی اور "فری ٹریڈ ازم"، "کیپٹل ازم" اور "کرنسی ازم" تک ترقی کرتے کرتے پہنچ گئی ہے۔ اس کے فنی جواب اور توڑ سے مسلح ہو کر انیسویں صدی کے آغاز کا "سادہ سوشلزم" انیسویں صدی کے آخر میں "جوابی فنی سوشلزم" کی صورت میں نمایاں ہو کر سامنے آ گیا ہے۔

## سوشلزم کی اصل حیثیت

چنانچہ اس لغوی، اصطلاحی اور تاریخی پس منظر کی روشنی میں سوشلزم نہ کوئی "نظام حیات" ہے اور نہ "نظام معاشرت" بلکہ محض ایک معاشی و اقتصادی سکیم اور فارمولا ہے۔ جو دنیا سے جدید سرمایہ داری کے غلبہ و تسلط کو ختم کرنے کے "فنی و اجتماعی ذریعہ" کی صورت میں نمایاں ہو کر آیا تھا۔

## سوشلزم اور لادینیت

سوشلزم میں لادینیت اور مذہب دشمنی کا باقاعدہ اضافہ "مارکس اور اینجلز" کے وقت سے ہوا۔ اور اس معاملہ میں بھی پہل سرمایہ دارانہ نظام کے دور سے ہی کی ہے۔

"لادینیت" اور "مذہب بیزاری" یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے وقت سے وہاں کا علمی، فنی، نظریاتی اور عمومی مزاج بن گیا ہے۔

وہاں علم و مذہب کی کشمکش سولہویں صدی میں اس وقت سے شروع ہوئی جب "کاپرنیکس" اور "گلیلیو" نے زمین کے گول ہونے اور سورج کے گرد گردش کرنے کا نظریہ پیش کیا، اور اس پر کلیسا نے سخت گرفت کر کے انہیں کافر قرار دے دیا۔

اس کے بعد عرصہ دراز تک یورپ میں یہ ہوتا رہا۔ کہ جب بھی کسی عالم، مفکر اور سائنسدان نے کوئی نیا علمی فکری و سائنسی نظریہ پیش کیا، کلیسا نے اس پر فوراً کفر کا فتویٰ عائد کر دیا اور بسا اوقات ایسے لوگ چرچ کے کارپردازوں کے ہاتھوں دردناک تعذیب کا شکار بنے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں اولاً تو ہر علم و فن کا دائرہ مذہب سے بے تعلق ہوتا چلا گیا۔ اور جب مذہبی حلقوں کی تنگ نظرانہ مخالفت شدید تر ہو گئی تو ارباب علم و فن نے بھی جواباً مذہب کی تغلیط و تردید شروع کر دی۔

چنانچہ "اسٹراس"، "فیور باخ"، "پروفیسر بور"، "نطشے" "مل"، "اسپنسر" وغیرہ ہر نقطۂ خیال کے علماء و مفکرین نے زور شور کے ساتھ مذہب کا انکار اور رد لکھا اور اجتماعی تحریکوں کے داعیوں نے بھی اپنی تحریکات کو مذہب سے علیحدہ رکھا۔

انجام کار یورپ کا ہر علم و فن اور جدید نظریہ و تحقیق مذہب سے دور ہوتا چلا گیا۔ بلکہ اس کا بیشتر رخ مذہب کے خلاف بھی ہو گیا۔

سوشلزم کے سلسلہ میں تو دوہری مخالفت پیش آئی۔ ایک مذہبی طبقوں کی طرف سے مخالفت۔ دوسری سرمایہ دار طبقے کی طرف سے مخالفت۔

"آدم سمتھ" وغیرہ سرمایہ داری کے حامی مفکرین یہ غضب ڈھا چکے تھے کہ سرمایہ داری کی حمایت کے نظریات میں اخلاق و مذہب کو بھی سرمایہ داری کا حامی اور محافظ بنا بیٹھے تھے۔ چنانچہ "مارکس" اور "سوشلزم" کے بہت پرجوش داعیوں نے بھی جواباً مذہب کو سرمایہ داری کی پیداوار اور افیون وغیرہ قرار دے ڈالا۔

اور مارکس نے اس جواب کی خاطر "ہیگل" کی "ڈائیلیکٹک آئیڈیل ازم" یعنی "تصوراتی جدلیت" کے نظریہ کو "ڈائیلیکٹک میٹریل ازم" یعنی "مادی جدلیت" کے نظریہ میں تبدیل کر دیا۔

اس خلط مبحث نے سوشلزم کے خالص معاشی و اقتصادی فارمولے اور سکیم کو جو جدید سرمایہ داری کے خاتمہ کی غرض سے وجود میں آئی تھی، مذہب و اخلاق کا مدمقابل اور مخالف نظام ہونے کی عام غلط فہمی پیدا کر دی۔ اور اتفاق سے روس میں جو عوامی انقلاب آیا وہ ایسے قائدین کے ہاتھوں آیا جو یورپ کی عام لادینی اور مذہب بیزار ذہنیت کے پیدا شدہ تھے۔ انہوں نے اپنے سوشلسٹ معاشی پروگرام میں مذہب کی مخالفت بھی شامل کر لی۔

روس کے بعد جہاں جہاں اشتراکی انقلابات آئے وہ روس کے کامیاب انقلاب سے متاثر ہو کر آئے۔ اس لئے ان سب مقامات پر بھی روس کی پیروی کرنا ضروری سمجھا گیا۔

ان اشتراکی انقلابات سے مسلمان کا براہ راست کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس لئے اسلام اور سوشلزم کے مقابلہ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن ایک خاص قسم کی تاریخی و سیاسی صورت حال نے اس مقابلہ کا مسئلہ بھی کھڑا کر دیا۔

## اسلام اور سوشلزم کے نزاع کا معاملہ

پہلی جنگ عظیم کے بعد افریقہ، عرب، ہندوستان اور جنوب مشرق تک کے تمام مسلمان ممالک، یورپ بالخصوص برطانیہ و فرانس کی سامراجی صلیبی طاقتوں کے مکمل قبضہ و تسلط میں آ چکے تھے۔

روس میں جب اشتراکی انقلاب کامیاب ہو گیا، تو وسط ایشیا کے مسلمان علاقوں کے ساتھ اس کے قرب و ہمسائیگی نے یورپ و امریکہ کی سرمایہ دار سامراجی قوتوں کو اس اندیشے میں مبتلا کر دیا کہ کہیں اس انقلاب کے اثرات وسط ایشیا کے راستہ سے گذر کر عرب دنیا، مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کے مسلمان ملکوں کے عوام تک نہ پہنچ جائیں اور چونکہ معاشی مساوات کا سوشلسٹ نظریہ اسلام کے انسانی مساوات کے نظریہ سے قریب تر ہے۔ اس لئے خود یہ ملک بھی کہیں اس سرمایہ دارانہ تسلط کے خلاف نہ اٹھ کھڑے ہوں۔ جسے برطانیہ وغیرہ نے اپنی سیاسی حاکمیت اور فوجی طاقت کے بل پر اپنے محکوم مسلمان ملکوں میں قائم کر رکھا ہے۔

سمرقند و بخارا وغیرہ کے بعض ناخوشگوار واقعات نے جن کے پس پردہ مغربی سرمایہ دار طاقتوں کا ہاتھ کام کر رہا تھا۔ یہ موقعہ بہم پہنچا دیا کہ مسلمان ملکوں کے عوام، روسی سوشلزم کی طرف سے خوفزدہ کر دیئے جائیں۔

چنانچہ "ڈان آف سمرقند" جیسی کتابیں لکھ کر اسلامی ملکوں کے خواص و عوام تک پہنچائی گئیں۔

ان تحریروں کی اشاعت و فروغ کے ذریعہ سامراجی کیمپ نے "ایک تیر اور دو شکار" کے مصداق متعدد مقاصد حاصل کرنے کی راہ پیدا کی۔

روس اور اس کے سوشلسٹ نظام کی طرف سے مسلمانوں کو اندیشناک بنانے کی سعی بھی کی اور ساتھ ہی ایسے مسلمان علماء دین اور ملی قائدین کی طرف سے مسلمانوں

کو بدظن اور مشکوک کر دینے کا جتن بھی کیا۔ جو معاشی، اقتصادی اور معاشرتی پروگرام پر مبنی سیاسی و مذہبی تحریکیں مسلمان ملت میں فروغ دینا چاہتے تھے۔

چنانچہ گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں مسلمان ملت کے اندر، خاص طور پر برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے درمیان، اقتصادی اور معاشی اصلاح و تغیر کے پروگرام پر مبنی کوئی تحریک و کوشش پنپ نہیں سکی۔ حتیٰ کہ قرآن و حدیث کی واضح ہدایات اور دینی بنیاد پر بھی جدید سرمایہ داری کے تغلب کے خلاف مسلمانوں میں کوئی محاذ نہ بن سکا۔ مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مخلص عالم و مجاہد اور عظیم ترین مسلمان تک ناکام انتقال کر گئے۔

"ڈان آف سمرقند" کے سلسلہ کی تحریریں مسلمان عوام و خواص میں فروغ دی جاتی رہیں اور ان میں معاشی و اقتصادی تغیر کی داعی و سرمایہ داری کی مخالف تحریکوں اور کارکنوں کے بارے میں شک و شبہ کی تخم ریزی کی جاتی رہی۔

سوشلسٹ ملکوں میں سرکاری پالیسی کے طور پر مذہب کے خلاف جو رویہ اپنایا گیا اور سوشلزم پر لکھنے والوں نے اپنی تحریروں میں مذہب پر جس قسم کی جارحانہ تنقید و نکتہ چینی کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کے یک طرفہ ذکر و حوالوں نے بھی مسلمانوں کو بڑی حد تک بدظن کرنے میں مدد دی۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد یورپ کے متعدد ملک اشتراکیت کا گہوارہ بن گئے۔ اور چین کے اشتراکی انقلاب نے ایشیائی ملکوں کے دروازوں تک سوشلزم کو پہنچا دیا۔

اس سے سرمایہ دار ملکوں بالخصوص امریکہ، برطانیہ اور فرانس وغیرہ کو ایشیا و افریقہ میں نہ صرف اپنے سیاسی مفادات بلکہ تین سو سالہ اقتصادی مفادات بھی خطرہ میں نظر آنے لگے اور چونکہ مشرق وسطیٰ کے مسلمان ملک خاص طور پہ ان کی آماجگاہ تھے۔

اس کے دفعیہ کے لئے اور مسلمانوں کو خوفزدہ رکھنے کے لئے سمرقند کی طرح کا ایک قضیہ سینکیانگ کے عنوان سے پھیلایا گیا۔

سوشلسٹ ملکوں میں مذہب کے خلاف عام تعصب ابھی تک موجود ہے۔ اس لئے نو آزاد مسلمان ملکوں کے بعض مخلص مفکرین و قائدین تک یہ اندیشہ رکھتے ہیں، کہ کہیں یہاں بھی سوشلزم کا فروغ اسلام سے دوری اور بیزاری کا موجب نہ ثابت ہو۔

حالانکہ سوشلزم میں مذہب بیزاری کا اضافہ عیسائیت کے جن مشرکانہ اور اوہام پسندانہ معتقدات کی وجہ سے ہوا، اسلام میں وہ سرے سے پائے ہی نہیں جاتے۔

بہرحال انتہا پسند اشتراکیت کی طرف سے جو اندیشے مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

یہ بات بھی کم قابل توجہ نہیں ہے کہ سوشلزم سے بیگانگی اور شک و شبہ کے باوجود اب مسلمان عوام جدید سرمایہ داری کو اسلام کے خلاف سمجھنے لگے ہیں۔ اور سرمایہ داری کے چنگل سے نجات حاصل کرنے کے لئے اسلامی ہدایات کے متلاشی ہیں۔

## اقتصادیات اور معاشیات سے متعلق اسلام کی ہدایات

اقتصادی و معاشی معاملات سے متعلق اسلام کا جو نقطہ نظر اور رجحان ہے۔ اس کے بارے میں اب سب ہی دینی طبقے یہ تسلیم کرنے لگے ہیں کہ اسلام سرمایہ داری کا حامی نہیں۔ اور دولت، سرمایہ، زمین و ملکیت وغیرہ پر بہت سی پابندیاں عائد کرتا ہے۔

یہ بات بھی سب جانتے اور مانتے ہیں کہ دولت اور حکمرانی کے بل پر کسی فرد یا طبقے کا اپنے آپ کو "بڑا" بنا کر پیش کرنا، اسلام کی نظروں میں سخت مذموم فعل ہے۔ اور قرآن و حدیث میں اس کی بکثرت مذمت بیان کی گئی ہے۔

اس سے بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ "مخلصانہ نیک عملی" کے سوا اسلام انسانوں کے درمیان کسی امتیاز کا قائل نہیں۔

مال و دولت کے بارے میں قرآن حکیم کی یہ تنبیہ و تہدید کہ:۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ
ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم
بعذاب علیم (سورہ توبہ)

(جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اسے اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کر دیتے، انہیں دردناک عذاب سے خبردار کر دیجئے)

یہ اندازہ کرنے کے لئے کافی ہے کہ وہ کس قسم کے اقتصادی نظام کو پسند کرے گا، اور اس کے نظام حیات میں کس قسم کا معاشی نظام فٹ بیٹھ سکتا ہے۔

سونے چاندی کو جمع کرنا جو عہد رسالت کی واحد کرنسی تھی اور اسے اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کرنا، دونوں کی باتوں کی اسلامی نظام حیات میں گنجائش موجود نہیں ہے۔

قرآن حکیم کی ایک اور آیت میں دولت کے بارے میں ایک نہایت ہی اہم اصول بیان کیا گیا ہے۔ جس سے ہر قسم کی سرمایہ داری کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ فرمایا:۔

"کے لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم" (سورہ حشر)

دولت تمہارے دولت مندوں کے طبقہ میں رہنے نہ پائے۔

دولت مند افراد کے پاس جو مال و دولت جمع ہو گیا ہے۔ قرآن حکیم تنہا ان کو ہی اس مال و دولت کا حقدار نہیں قرار دیتا ہے بلکہ صاف صاف کہتا ہے۔

"وفی اموالھم حق للسائل والمحروم" (سورہ ذاریات)

"اور ان کے مالوں میں محتاج اور محروم کا حق ہے۔"

ان تینوں آیات قرآنی سے ہی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام

- سونے چاندی یعنی سرمایہ و دولت کے جمع کرنے کا ہی روادار نہیں۔
- اگر کسی کے پاس یہ جمع بھی ہو جائے اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کر ڈالے تو اسلام اسے لائق تعذیب قرار دیتا ہے۔
- نیز وہ یہ اصول بھی دیتا ہے کہ اغنیا کے درمیان دولت کو رہنے نہ دیا جائے۔
- اور جن لوگوں کے پاس مال و دولت ہے تو اس میں محتاج اور محروم افراد کا حق ہے۔

ان آیتوں میں سونا چاندی اور ہر قسم کے مال و دولت کا ذکر آ گیا ہے۔ اس کی روشنی میں غیر منقولہ جائدادیں اور زمینیں بھی اگر وہ کسی وقت مال و دولت کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں تو ان پر مذکورہ بالا آیتوں کے احکام کا اطلاق لازم آ جائے گا۔

جس اقتصادی اور معاشی نظام میں ان آیات الٰہی کی روح و اصول موجود ہوں گے۔ وہی اسلام کی نظروں میں صحیح ہو سکتا ہے۔ اور اسلام انسانی وحدت و مساوات کا جو عظیم ترین تصور دیتا ہے۔ اس کے ساتھ وہی سیاسی، سماجی، اقتصادی و معاشی نظام مطابقت رکھ سکتا ہے۔ جس میں وحدت و مساوات کی یہ روح موجود ہو۔

## عماد الدین عباسی صاحب کا تعلق دفتر سے نہیں رہا

عرصہ سے مولوی عماد الدین صاحب عباسی دفتر ترجمان اسلام میں کام کرتے رہے مگر اب ان کا تعلق ختم ہو چکا ہے۔ اخبار ترجمان اسلام اور جمعیۃ علماء اسلام سے خط و کتابت ناظم صوبائی جمعیۃ علماء اسلام چوک رنگ محل لاہور کے نام براہ راست ہونی چاہیئے۔ عباسی صاحب مذکور کی جگہ عنقریب دوسرا تقرر کر دیا جائیگا۔

(محمد اکرم صوبائی ناظم جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان)

مولانا انظر شاہ کشمیری استاذ تفسیر دارالعلوم دیوبند

# مصائب کے بعد

دینے والے نے مسلسل اطلاع دی ہے۔ ایک دو بار نہیں بلکہ قرآن حکیم میں جا بجا کبھی صاف اور بے لاگ انداز میں اور کبھی انبیاء علیہم السلام کے واقعات و قصص میں، خبر یہی بار بار دی گئی کہ عسر کے ساتھ یسر اور مشکلات و مصائب ہی میں سہولت اور آسانی کے تمام انتظامات مہیا کئے گئے ہیں۔ مومنین اور انبیاء پر جب کبھی مخالف حالات کا دباؤ غیر معمولی بڑھا اور پریشانیوں کا تاثر ان کے دل و دماغ پر قائم ہوا۔ ٹھیک انہیں حالات میں بتایا گیا کہ زمانہ میں یکساں احوال کبھی نہیں رہتے۔ نہ راحت و سکون کی گھڑیاں ہمیشہ باقی رہ سکتیں اور نہ ہی مصائب و آلام کے لمحات باقی رہنے والے۔ دن اور رات کے لگاتار انقلاب کو بھی ان تغیرات کی ایک بڑی دلیل ٹھیرایا گیا۔ ارشاد ہوا کہ دن ختم ہو جاتا ہے اور رات کے خاموش سناٹے کائنات پر پھیل جاتے ہیں اور تاریکیٔ شب بھی ٹھیرتی نہیں۔ اس کی جگہ دن کا اجالا تیزی سے لے لیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح نہ مصیبتوں کا تاریک سایہ ہمیشہ رہتا اور نہ راحتوں کے اجالے باقی رہتے ہیں۔

پھر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خدا تعالےٰ کا معاملہ عجیب ہے۔ جن مصائب کو ان کے لئے مقدر کر دیا گیا ہے۔ ان سے پہلے روشن مستقبل کی پڑنے والی پرچھائیاں بھی کسی نہ کسی طرح ان کو دکھا دی جاتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام بچپن ہی میں وہ اہم خواب دیکھ لیتے ہیں۔ جس سے ان کو اپنے تابناک مستقبل کا یقین ہوا اور آنے والی مصائب ان کے لئے ہلکی سے ہلکی ہو کر رہ گئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتے جہاں قوم لوط علیہ السلام کی ہلاکت و پامالی کی خبر سناتے ہیں اسی کے پہلو بہ پہلو ایک صالح اور سعید فرزند کی ولادت کی بھی اطلاع ہے۔ اسی دستور و سنت کے مطابق مکہ معظمہ کی زمین پر چند ایمان لانے والے انسانوں کو خود "رسول الامین" صاحب معراج محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ستم و ظلم، تعدی و عدوان کا پیہم تختۂ مشق بنایا جا رہا تھا اور مخالفین کی لگاتار کوششوں کے بعد ترک وطن کی انسانی زندگی کی سب سے بڑی مصیبت اور حادثہ درپیش تھا تعجب کیا ہے اگر سنت الٰہی کے مطابق اس ہجرت سے پہلے روحانی ترقیات کا ایک کامل باب و منظر فداہ ابی و امی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھول دیا جائے اور وہ خود بھی اپنی چشم مبارک سے اس عظیم مستقبل کی جھلک دیکھ لیں۔ جو آفات و حوادث ہی کے جھمیلوں میں آپ کے لئے مقدر کیا گیا۔

قرآن کا مطالعہ کرنے والے اور سیرت کے رازدار خوب جانتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے معراج ہے۔ بلکہ اسی سورہ اسراء میں جہاں عروج و ارتقاء کے اس جسمانی سفر پر جستہ جستہ اشارے دیئے گئے۔ ترک وطن کی بھی خاموش اطلاع سنا دی گئی تھی۔ بلکہ اس اہم مرحلہ میں خدا تعالیٰ کی نصرت اور خاص مدد کے شامل حال ہوئے ہیں۔ جو دعاء آپؐ کو اور آپؐ کے واسطہ سے مومنین کو سکھائی گئی۔ الفاظ اس کے یہی ہیں:-

رب ادخلنی مدخل صدق و
اخرجنی مخرج صدق واجعل لی
من لدنک سلطانًا نصیرًا

اور آپ کہتے رہیئے کہ اے پروردگار مجھے
پہنچائیو پہنچانے کے وقت خوبی کے ساتھ
اور مجھے نکالتے وقت خوبی سے نکالیو اور
مجھے اپنے پاس سے غلبہ کے ساتھ نصرت
کے دیجیو۔

مشہور مفسر ابن جریر نے "مدخل صدق" کی تفسیر مدینہ زادہا اللہ شرفًا اور مخرج صدق کی تفسیر میں مکہ صانہا اللہ عن الفتن ہی کا نام لیا ہے۔ دیکھ لیا جائے کہ اسی سورۂ اسراء کے بعد متصلاً سورۂ کہف ہے جس میں انہیں چند پاکباز اور سعید نوجوانوں کی داستان دہرا دی گئی۔ جنہوں نے ایمان و یقین کی دولت کو محفوظ رکھنے کے لئے ہجرت کی تھی۔ خدا تعالےٰ نے انہیں نوجوانوں کی ہجرت سے پہلے دعائیں نقل کرتے ہوئے سنایا کہ دعا اصحاب کہف کی زبانوں پر گھر اور وطن سے نکلنے سے قبل یہی تھی:-

ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃً
وھیئ لنا من امرنا رشدًا

اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس سے
رحمت و فضل عطا کر اور ہمارے لئے اس
کام میں درستی کا سامان کر دے۔

پھر ان صالحین کو اپنی دعا کی قبولیت کا جو کچھ یقین ہو چلا تھا۔ اسی کی اطلاع دیتے ہوئے انہیں کی زبان سے یہ بھی نقل ہوا کہ:-

ینشر لکم ربکم من رحمتہٖ
ویھیئ لکم من امرکم مرفقًا

تمہارا پروردگار اپنی رحمت پھیلا دے گا
اور تمہارے کام میں تمہاری کامیابی کا سامان
درست کر دے گا۔

صالحین کا یہ یقین اللہ تعالےٰ نے اس طرح پورا فرمایا کہ ایمان و جان کی حفاظت و سلامتی کے لئے سارے ہی مناسب انتظامات قدرتی طور پر جمع کر دیئے گئے ان انتظامات کی پہلی کڑی یہ تھی کہ:-

فضربنا علیٰ اٰذانھم فی الکھف
سنین عددًا

ہم نے انہیں ان کے کانوں پر سالہا
سال تک نیند کا پردہ ڈالے رکھا۔

اور زندگی کے لئے مطلوب چیزوں کا اہتمام اس طرح کہ نیند میں بھی خلل نہ آسکے۔ کڑی اس سلسلہ کی دوسری یہ ہے کہ:-

وتری الشمس اذا طلعت تزاور
عن کھفھم ذات الیمین واذا
غربت تقرضھم ذات الشمال
وھم فی فجوۃ منہ

اور جب دھوپ نکلتی ہے تو تو اسے دیکھے گا
کہ وہ ان کے غار سے داہنی جانب کو بچی
رہتی ہے اور جب وہ چھپتی ہے تو وہ ان
سے کترا جاتی ہے اس جانب اور وہ اس
غار کے کشادہ موقع میں تھے۔

غرضیکہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر برابر وحی کا سلسلہ قائم تھا۔ اس لئے ہجرت سے قبل دعا کی تلقین کی گئی۔ اصحاب کہف پیغمبر نہ تھے۔ اس لئے اس طرح کی دعا ان کے قلوب پر الہام ہی ہو سکتی تھی۔ بلکہ عرض تو یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مکہ معظمہ سے نکلنے کی تمام راہیں جس طرح مسدود کر دی گئی تھیں۔ ان جکڑبندیوں میں ٹھیک ٹھاک طور پر نکل جانا ہی ایک رحمت تھی اور جس اجنبی شہر، اجنبی ماحول، نئے انسانوں اور نئے حالات میں آپؐ تشریف لے جا رہے تھے، وہاں سکون و راحت۔ محبت و مسرت کی دولت نصیب ہونا بڑا مقصد تھا۔ اسی لئے آپؐ کو جس دعا کی تعلیم و تلقین کی گئی وہ ترک وطن کی سہولتوں اور نئے حالات میں جمعیت کی پرمقصد دعاؤں ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ لطفہ خاطر کے طور پر اسے بھی ذہن میں رکھئے کہ مکہ سے آپ اس طرح نکلے کہ بال بیکا نہ ہو سکا اور مدینہ میں انصار کی جانب سے محبت و الفت کے وہ مظاہرے سامنے آئے کہ چشم فلک قیامت تک ایسی مثال دیکھنے سے محروم ہے۔ گویا کہ مخرج و مدخل صدق والی دعا کی واقعاتی قبولیت ٹھیک اس انداز میں جس طرح اصحاب کہف کی مقبول دعاؤں پر مناسب انتظامات۔

بہرحال ترک وطن کی مصیبت اور اس سانحہ کا جانگداز تصور جس کی اطلاع احادیث سے بھی ملتی ہے۔ حدیث ہی میں تو ہے کہ مکہ کو بار بار مڑ کر دیکھنے والے نے کہا تھا کہ:-

"خدا کی قسم اے مکہ تیرا ذرہ ذرہ مجھے محبوب ہے
اگر تیرے باشندے مجھے نکلنے پر مجبور نہ کرتے
تو میں کبھی تجھ سے جدا نہ ہوتا"

(باقی آئندہ)

# بقیہ اداریہ — صفحہ ۴ سے آگے

بات چیت کے بھی انہیں تکمیل تک پہنچا کر سبکدوش ہو جاتے چنانچہ اگر جمہوری مجلس عمل کے معززین گول میز کانفرنس کی دعوت نہ قبول کرتے تو ایوب خاں کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ از خود بالغ رائے دہی کی اساس پر انتخاب کرا کے ایک با اختیار اسمبلی قائم کرتے اور اختیارات اس کے حوالے کر دیتے۔

لیکن جمہوری مجلس عمل کے قائدین نے دور اندیشی سے کام نہیں لیا، اور بعض شرکاء کے اصرار پر دعوت قبول کر لی۔ چنانچہ جب مذاکرات کا وقت آیا تو برطانوی گول میز کانفرنس اور شملہ کانفرنس کے حالات کی تاریخ نے اپنے آپ کو دوہرا دیا، اور اختلافات نمایاں ہو گئے اس موقع پران اختلافات کا حل اسی میں پنہاں تھا کہ اسلام کو پھر ایک مشترکہ مطالبہ بنا لیا جائے۔

چنانچہ لاہور میں جب مجلس عمل کا اجلاس ہوا اور یہ اختلافات سامنے آئے تو مفتی صاحب نے سب کی توجہ اس طرف مبذول کرائی، اور اسلام کے ۲۲۔ مطالبات کا ذکر کیا۔

اس موقع پر مودودی صاحب نے بھی مفتی صاحب کے مؤقف کی تائید وحمایت کی۔ بلکہ بتایا جاتا ہے کہ از راہ لطف مودودی صاحب نے مفتی صاحب کو پان بھی پیش فرمایا۔

اسلام کے ۲۲ مطالبات کے بارے میں کوئی نزاع تو سرے سے پایا ہی نہیں جاتا تھا۔ اور ان سے اختلاف کا اظہار کسی نے بھی نہیں کیا تھا۔ اصل معاملہ صرف تائید وحمایت کا تھا۔ مودودی صاحب ۸ر مارچ کے اجلاس لاہور میں اچھی طرح تائید فرما چکے تھے۔

اور مفتی صاحب کو بجا طور پر امید ہو گئی تھی کہ اگر گول میز کانفرنس میں بھی یہ مطالبہ اٹھایا گیا تو کم از کم مودودی صاحب تو اس کی حمایت وتائید ضرور کریں گے اور دوسرے حضرات کی طرف سے بھی اس پر اختلاف کا اظہار نہیں ہو گا۔ اس طرح اسلام کا مطالبہ سب کا مشترکہ اور متفقہ مطالبہ سمجھا جائے گا۔

بالغ رائے دہی کی اساس پر منتخب ہونے والی اسمبلی کے قیام کے مطالبہ کے ساتھ اسلام کے ۲۲ نکات کا مطالبہ بھی اگر شامل ہو کر تسلیم کر لیا جاتا تو اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ انتخابات میں حصہ لینے والی ہر جماعت اسلام کے ان ۲۲ نکات کی پابند بن جاتی اور پاکستان کی آئندہ سیاست میں سوشلزم وغیرہ کے نظریات داخل ہونے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔

مفتی صاحب کا اس مسئلہ کو اٹھانا نہایت دانشمندانہ امر تھا۔ چنانچہ مفتی صاحب نے گول میز کانفرنس میں یہ مطالبہ پیش کر دیا۔ لیکن افسوس کہ مودودی صاحب نے تائید وحمایت میں زبان کھولنا بھی مناسب نہیں سمجھا اس طرح اسلامی ودینی حلقوں میں شدید مایوسی کی لہر دوڑ گئی۔

اب غالباً مسلمانان پاکستان کے اس ردِ عمل کی اطلاعات نے ۴ر اپریل کے "ایشیا" میں شائع ہونے والے مذکورہ بالا مضمون اور مسائل کے سوالی و مودودی صاحب کے جواب کی اشاعت کی ضرورت پیدا کی۔

اور مودودی صاحب کو اس کے لئے ہی ایک ایسا عذر لنگ تراشنا پڑا ہے۔ جسے معمولی عقل والا آدمی بھی قابل التفات نہیں سمجھ سکتا۔

کتنی عجیب اور طفلانہ بات ہے کہ "عوامی لیگ کے چھ نکات اور نیشنل عوامی پارٹی کے اینٹی ون یونٹ مطالبہ کے ساتھ اسلام کا مطالبہ پیش کر کے اسے بھی انہی کی طرح رد کرا دیا جائے"۔

حالانکہ اسلام کے ۲۲ نکات کے مطالبہ سے جب کسی نے بھی اظہار اختلاف نہیں کیا تو یہ مطالبہ عوامی لیگ کے ۶ نکات اور نیشنل عوامی پارٹی کے اینٹی ون یونٹ کے مطالبہ کی سطح کا کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔

پھر کیا "رد" کر دیئے جانے کے خوف سے اسلام کا مطالبہ نہیں پیش کرنا چاہیئے؟ اور جہاں متعدد دوسرے مطالبات پیش کئے جا رہے ہوں۔ کیا وہاں اسلام کے مطالبہ کی بات نہیں کرنا چاہیئے؟

اگر ایسا ہے تو گذشتہ تیس چالیس سال سے مودودی صاحب ہی کیوں اسلام کا مطالبہ پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس دوران آزادی وطن، قیام پاکستان، دستور سازی اور انتظام وانصرام کے بے شمار اختلافی ونزاعی مسائل وجود میں آتے رہے۔ اگر آپ کی پسند کا معیار یہ ہی ہے کہ "اسلام کو نزاعی مطالبات کی سطح پر نہ رکھا جائے" تو اپنی اس ناپسندی کا بہت زیادہ ارتکاب آپ ہی کرتے چلے آ رہے ہیں۔

حالانکہ ایسے مواقع پر تو اسلام کی آواز زیادہ سے زیادہ بلند کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔

گول میز کانفرنس میں اسلام پر ہے جس وعظ کا حوالہ مودودی صاحب نے دیا ہے۔ اس کی حیثیت ایوب خاں کی اس تقریر سے کچھ بھی زیادہ نہیں جو گول میز کانفرنس میں ایوب خاں نے کی۔ اس میں انہوں نے بھی اسلام کا ذکر کیا ہے۔

جب ایک چیز مطالبہ اور پروگرام کا حصہ نہیں بنائی جاتی۔ تو اس کے دردمندانہ ذکر سے سوائے واہ واہ کے اور کیا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اسلامی مطالبات پیش کئے جانے کے وقت تو آپ خاموش رہے اور ان مطالبات کی تائید وحمایت میں تو ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ البتہ اس طرح اظہار دلسوزی فرما دیا کہ "جس نظریے اور مقصد کے لئے پاکستان بنایا گیا تھا۔ اس پر ایک دن بھی ایمانداری کے ساتھ کام نہیں کیا گیا"۔

کیا اس سے اسلام کے مطالبات کا حق ادا ہو جاتا ہے؟

سائل نے سوال گول میز کانفرنس میں پیش کئے گئے مفتی محمود صاحب کے مطالبات پر مودودی صاحب کی عدم تائید وحمایت کے سلسلے میں کیا ہے۔ لیکن مودودی صاحب نے اس کی کوئی معقول وجہ بتائے بغیر جواب مفتی محمود صاحب کی اس تقریر کا خود تیار کردہ خلاصہ پیش فرمایا ہے۔ جو گول میز کانفرنس سے قبل جمہوری مجلس عمل کے اجلاس لاہور میں کی گئی تھی۔ اس موقعہ پر مودودی صاحب نے مفتی صاحب سے نہ یہ کہا کہ اسلام کے مطالبہ کو، عوامی لیگ کے چھ نکات اور نیشنل عوامی پارٹی کے اینٹی ون یونٹ مطالبہ کے ساتھ پیش کرنا انہی کی طرح اسے بھی رد کرانا ہے۔ شاید اس وقت یہ بات اس لئے مودودی صاحب نے نہ کہی ہو کہ اس طرح عوامی لیگ اور نیشنل عوامی پارٹی کے ناراض ہو جانے کا اندیشہ تھا اور نہ یہ کہا کہ میں اسلام کو نزاعی مطالبات کی سطح پر رکھنا پسند نہیں کرتا۔

حالانکہ اگر آپ ایسا ہی سمجھتے تھے تو اسی وقت اس کا اظہار فرماتے۔

جب آپ نے اجلاس لاہور کے موقعہ پر ایسا عذر پیش نہیں فرمایا۔ تو گول میز کانفرنس میں دینی اعتبار سے یہ آپ کی ذمہ داری تھی کہ مفتی صاحب کے پیش کردہ اسلامی مطالبہ کی تائید وحمایت کرتے۔

اور یقیناً اس ذمہ داری سے آپ نے پہلو تہی کی بے شک آپ کے سامنے اس کی بعض اہم وجوہات ہوں گی۔ جن میں آئندہ الیکشن کے موقعہ پر ان پارٹیوں وجماعتوں کے ساتھ اشتراک واتحاد کا معاملہ سرفہرست ہو سکتا ہے۔ جو اسلام کے سوال کو اشتراک کی بنیاد بنانا نہیں چاہتیں۔ جیسا کہ ان کے ساتھ ماضی میں بھی آپ اسلام کے ماسوا بنیادوں پر الیکشن کے لئے اشتراک کر چکے ہیں۔

لیکن اب چونکہ الیکشن کی بساط الٹ گئی ہے۔ اور مسلمان عوام کے دلوں میں یہ سوال کانٹے کی طرح چبھ رہا ہے کہ مودودی صاحب نے گول میز کانفرنس میں اسلام کے مطالبات کی حمایت کیوں نہیں کی۔ اس سے اس کے ازالہ کے لئے سوال وجواب کا مذکورہ بالا مضمون شائع کیا گیا اور نکتہ بعد الوقوع یا مشتے بعد از جنگ کے طور پر وہ عذر لنگ تراشا جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔

ظاہر ہے کہ اس سے لوگ مطمئن نہیں ہو سکتے البتہ حیلہ جو طبائع کے لئے اس سے یہ بہانہ ہاتھ آ جاتا ہے کہ جب ایسی صورت حال سامنے ہو کہ بعض نزاعی مطالبات پیش کئے جا رہے ہوں تو اسلام کے مطالبہ کو پس پشت ڈال دیا جایا کرے اور جب یہ اندیشہ ہو کہ مطالبہ رد کر دیا جائے گا تو اسلام کا مطالبہ پیش ہی نہ کیا جایا کرے کیا معیاری موقف اور اعلیٰ درجہ کی تدبیر کا فارمولا ہے۔ جسے واقعی مودودی صاحب کا ذہن رسا ہی ایجاد کر سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ۔

(ورق الٹیے)

دنیا میں جب تک نزاعی مطالبات موجود ہیں اور اسلامی مطالبہ کے رد ہونے کا اندیشہ باقی ہے۔ اس وقت تک اسلام کا نام تو ضرور زور دار دعووں کی صورت میں لیتے رہو۔ لیکن اسے قائم کرنے کا مطالبہ پیش نہ کرو۔ حکمت عملی کے فلسفہ میں یہ نیا اضافہ اسلام کو بہ لطائف الحیل ٹالنے والوں کے لئے ایک قیمتی دریافت ثابت ہوگا۔ (ک)

---

## صوبائی جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ صوبائی امیر جمعیۃ نے صوبائی مجلس شوریٰ کے پینتیس ارکان کی تکمیل کے لئے مندرجہ ذیل تین حضرات کی رکنیت کا اعلان کیا ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب ساکن بہبودی چیچہ ضلع کیمبل پور (امیر ضلعی جمعیۃ)

حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب جالندھری مدرس مدرسہ اشرف العلوم لائلپور گورونانک پورہ (نائب امیر ڈویژنل جمعیۃ سرگودھا)

حضرت مولانا محمد عمر صاحب لدھیانوی ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور۔

محمد اکرم صوبائی ناظم جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان)

## ماہنامہ تبصرہ لاہور

### کا مفتی محمود نمبر

گول میز کانفرنس میں اسلام کے واحد نمائندے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمود نے جس تدبر اور فراست کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کے پیش نظر ادارہ ماہنامہ تبصرہ نے فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان کی اس عظیم مذہبی اور سیاسی شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے تبصرہ کا عظیم نمبر شائع کیا جائے

(جانباز مرزا ایڈیٹر تبصرہ لاہور)

## مرقات شرح مشکوٰۃ (عربی)

(از ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ)

کی جلد ہشتم بھی طبع ہو چکی ہے ہدیہ ۲۲/۰ روپے

مجلد پشتہ چرمی ـــــــ ۲۶/۰ "

ـــــ جلد نہم زیر طبع ہے ـــــ

**تبدیلی پتہ:** "مکتبہ امدادیہ" سابقہ مقام سے درج ذیل پتہ پر منتقل ہو گیا ہے لہذا آئندہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائی جائے۔

مکتبہ امدادیہ مقبول روڈ۔ نزد خیر المدارس ملتان مغربی پاکستان

---

# اپیل

## طوفان زدگان کی ہر ممکن امداد کی جائے

مشرقی پاکستان میں طوفان سے ہزاروں انسان متاثر ہوئے ہیں۔ بے شمار قیمتی جانیں تلف ہو گئیں۔ اخبارات کی خبروں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک قیامت برپا ہے۔ نفسا نفسی کا عالم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک بہت بڑی آزمائش ہے جس سے مشرقی پاکستان گذر رہا ہے۔ دنیا کے کسی حصے میں بھی مسلمان پر کوئی غم ٹوٹے تو ہر جگہ ملت اسلامیہ کا فرد بے چین ہو جاتا ہے۔ یہی حال مغربی پاکستان کے عوام کا ہے۔ وہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ تاہم اس وقت ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ اپنے ان دکھی اور آفت زدہ بھائیوں کی دل کھول کر امداد کی جائے۔

گو حکومت بھی اپنے وسائل بروئے کار لا رہی ہے لیکن یہ اس وقت تک ناکافی ہے۔ جب تک کہ عوام اس میں اپنا حصہ نہیں ڈالیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے مغربی پاکستان کے بھائی اپنی سابقہ روایات کے مطابق مظلوم مشرقی پاکستانیوں کی امداد کریں گے۔

بحیثیت ایک مسلمان کے ہم پر یہ فرض بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے دعا مانگیں کہ وہ آفات سماوی اور ارضی سے محفوظ رکھے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے

مشرقی پاکستان کی جماعتیں ہر قسم کا امدادی سامان حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے پاس جمع کرائیں اور مغربی پاکستان کی جماعتیں مرکزی دفتر بیرون لوہاری گیٹ ملتان میں اپنی امدادی رقومات اور دوسری اشیاء جمع کرائیں۔

منجانب

(حضرت مولانا) محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر مرکزیہ

(حضرت مولانا) مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزیہ

**سرخ نشان** اگر آپ کی چٹ پر سرخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے۔ یا تو بذریعہ منی آرڈر فوراً رقم روانہ کریں یا وی، پی کی اجازت دیں اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو، تب بھی اطلاع دیں ورنہ آئندہ پرچہ وی پی بھیجا جائیگا۔ (خورشید۔ معاون مدیر)

---

## بقیہ: ـــ اشتراکیت نا

تصور قانون تعلیل کا پیدا ہوا کہ فلاں بوٹی فلاں مرض کے ازالہ کی علت ہے۔ اسی طرح سائنس کے تمام مادی تجربات کا حال ہے کہ پہلے خارجی وجود میں اشیاء کا تجربہ کیا جاتا ہے پھر ایک قانون کا تصور پیدا ہوتا ہے کہ مثلاً پانی سے بجلی اس طرح پیدا کی جاتی ہے اور اسٹیم اس طرح پیدا ہو کر اس کے ذریعہ گاڑی چلائی جاتی ہے۔ یہاں بھی خارجی تجربات پہلے کئے جاتے ہیں اور ان سے تصوری قانون تعلیل بعد میں پیدا ہوتا ہے کہ ان تمام صورتوں میں خارجیت اصل ہے اور تصوریت تابع ہے لہذا مارکس کا یہ نظریہ غلط ہے کہ تمام صورتوں میں تصوریت تابع اور خارجیت اصل ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں مادی فلسفیوں کو یہ اقرار ہے کہ خارجیت اور تصوریت لازم ملزوم ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ مادہ اور اس کی حرکت کو ازلی مانتے ہیں اور فطرت کائنات کو حرکت مادہ کا نتیجہ تسلیم کرتے ہیں اور یہ کہ نہ خدا کی ضرورت ہے اور نہ فطرت کائنات کے وجود کے لئے ارادہ کی حاجت ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ خارجیت کے ساتھ تصوریت ضروری ہے یا پہلے یا پیچھے۔ تو مادہ اور اس کی حرکت کو جب عالم خارجیات کے لئے خدا کے مقام پر رکھا گیا تو وہ باتفاق فلاسفہ شعور اور علم اور تصوّر سے خالی ہے تو اس میں تصوریت کہاں سے آئے گی۔ یہ تناقض اور تضاد ہے

۲۔ فکر مارکس کہتا ہے کہ مذہب جن اسباب و عوامل سے پیدا ہوا وہ خوف و بیچارگی کا احساس ہے۔ اب فطرت خارجی پر ایک حد تک انسان نے قابو پالیا اس لئے خوف و دہشت باقی نہیں رہی تاکہ مذہب کا سہارا لینے کی ضرورت ہو۔

تنقید مارکس کا یہ فلسفہ بھی سو فیصدی غلط ہے کہ:

۱۔ مذہب خوف سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو اشتراکی مذہب بھی معاشی خوف سے پیدا ہوا۔

۲۔ فطرت خارجی پر قابو پانے سے خوف زائل ہوا جبکہ فطرت پر قابو پالیا گیا ہے۔ کیونکہ اشتراکیت بھی ایک مذہب ہے۔ جیسے ہم نے ثابت کیا ہے اور کیا اس وقت جبکہ فطرت پر قابو پالیا گیا ہے تو خوف پر قابو پانے سے خوف کا دور ہونا بالکل غلط ہے۔ اس کے علاوہ صحیح مذہب کی بنیاد خدا کی توحید پر ہے۔ اگر بقول مارکس اس دور میں توحید ماننے کی ضرورت نہیں کہ فطرت پر قابو پالیا گیا ہے اور اس نے خوف دور کیا تو کیا اس دور میں خدا پر قابو پالیا گیا کہ اس سے خوف نہ کیا جائے۔ یا یہ کہ اس دور میں اس کی قدرت کی وسعت اور زیادہ منکشف ہوئی کہ کائنات میں اس نے نہایت حکیمانہ قوانین و ضوابط رکھے ہیں۔ جن کی وجہ سے سائنس ظہور میں آئی۔ کیونکہ سائنس دراصل تو انہیں قدرت کا نام ہے۔ اور کیا چودہ سو سال قبل جب اسلام نے توحید باری تعالیٰ پھیلائی اور بے شمار معبودان باطل کا خوف زائل کیا، تو اس وقت فطرت پر قابو پایا گیا تھا۔ اگر نہیں تو فطرت

(باقی کالم ۲ میں)

پر قابو پالینے کو ازالہ خوف میں مؤثر سمجھنا غلط ثابت ہوا۔ نیز مادہ اور اس کی حرکت کو ازلی سمجھنا جو مادہ پرستوں کا مذہب ہے یہ کس خوف کا نتیجہ ہے۔ شرکی مذاہب کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے غیر اللہ کے خوف سے شرک اختیار کیا۔ لیکن جب اسلام نے کروڑوں انسانوں کے شرک کو مٹایا، اور صرف اللہ کے خوف کو قائم رکھا تو انہوں نے ازالہ خوف تبلیغ اسلام سے کیا یا فطرت پر قابو پانے سے۔

(بشکریہ وفاق لاہور)

مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

تلخیص و ترتیب زاہد الراشدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

(۹)

اگر اس کی تحلیل کی جائے اور اس کو بے نقاب کیا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ "بینکوں کا وجود" اس لئے ہے کہ بڑے بڑے سرمایہ داروں کی پونجی اور سرمایہ میں بے پناہ اضافہ ہو۔ اور دولت سمٹ سمٹ کر ایک مخصوص طبقہ میں محصور ہو جائے اور تمام تجارتی کاروبار کے نفع و نقصان کی قسمت چند بینکروں کے ہاتھ میں مقید ہو کر رہ جائے۔ پس جبکہ "بینک" کا موجودہ سسٹم بھی "سود" کی طرح کا ایک نظام ہے تو اسلامی نظام اقتصاد میں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

## ہنڈیوں سے لین دین

بینک کا یہ سسٹم تو زمانۂ جدید کا ترقی یافتہ سسٹم ہے۔ لیکن قدیم زمانہ میں یہی کام ہنڈیوں سے لیا جاتا تھا۔ یہ سارا کام بھی سود ہی کے طریقوں پر چلتا تھا جس کو مہاجنوں کی اصطلاح میں "سود بٹہ" کہتے تھے۔ اسلام اپنے اقتصادی نظام میں سود اور سود کی طرح کے دوسرے تمام لین دین کو روا نہیں رکھتا اور مذموم سرمایہ داری کے اس سب سے بڑے "حربہ" کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کرتا بلکہ فنا کر دینا چاہتا ہے۔

## کواپریٹو سوسائٹیاں

بینک کے طریقے کی ایک دوسری چیز ہے جس کو "کواپریٹو سوسائٹی" یعنی مجلس امداد باہمی کہا جاتا ہے۔ یہ اگرچہ غریب کاشتکاروں، مزدوروں اور متوسط طبقوں کو سستے قرض دینے کے اصول پر چلائی جاتی ہیں لیکن یہاں بھی چونکہ سود کی لعنت موجود رہتی ہے۔ اس لئے سرکاری طور پر جس قدر بھی ایسی سوسائٹیاں قائم ہیں وہ نتیجہ میں ان غریب قرض خواہوں کے لئے باعث وبال بن جاتی ہیں۔

## امداد باہمی کے بعض بہتر طریقے

امداد باہمی تو اجتماعی زندگی کا اہم ترین فریضہ ہے جو مذہب، سیاست، معاشرت اور اقتصاد تمام شعبوں کو یکساں حاوی ہے۔ اس لئے اسلام ان شعبوں کے امداد باہمی کے بعض طریقے بھی بیان کرتا ہے۔ مثلاً تجارتی شعبہ میں مضاربۃ، معاوضہ، عنان، وجوہ وغیرہ اور زراعتی شعبہ میں مزارعۃ، معاملہ، مساقاۃ وغیرہ

## مضاربت

مضاربۃ ایسے تجارتی معاملہ کا نام ہے جس میں ایک جانب سے راس المال (سرمایہ) ہوتا ہے اور دوسری جانب سے فقط محنت ہوتی ہے اور منافع مثلاً نصف نصف طے ہو جاتا ہے۔ اقتصادی نقطہ نظر سے سمجھ دار غریبوں اور کاروباری ضرورت مندوں کی ایسی امداد جو غیور اور باحوصلہ افراد کے لئے قابل عمل ہو۔ اس مضاربۃ سے بہتر دوسرے طریقہ سے ناممکن ہے۔

## معاوضہ

معاوضہ ایسے تجارتی کاروبار کا نام ہے جس میں کمپنی کے طور پر چند افراد اپنا اپنا راس المال دے کر شریک بن جاتے ہیں اور نفع و نقصان میں بھی شریک ہوتے اور ایک دوسرے کے لئے وکیل و کفیل اور اس معاملہ کے تمام حالات میں ذمہ دار رہتے ہیں۔ عنان بھی اسی قسم کی ایک خاص شرکت کا نام ہے۔

## شرکت صنائع

شرکت صنائع کمپنی کی طرز پر اس قسم کے کاروبار کو کہتے ہیں جس میں چند ہم پیشہ صاحب صنعت و حرفت اپنے حرفہ کو شرکت کے ساتھ چلاتے اور نفع و نقصان میں شریک ہو جاتے ہیں۔

## شرکت وجوہ

شرکت وجوہ اس تجارت کا نام ہے کہ بغیر "مال" کے چند افراد کے درمیان مساوی عمل و محنت اور کسب و اکتساب پر شرکت ہو جاتی ہے اور خرید و فروخت اور نفع و نقصان میں بھی برابر کی شرکت رہتی ہے۔

## منشیات

تجارتی کاروبار میں "سود" اور دیگر بیان کردہ امور کے علاوہ جس تجارت کو اسلام نے مذموم اور ناجائز قرار دیا ہے وہ "مسکرات کی تجارت" ہے۔ شراب اور اسی قسم کی دوسری منشیات کے استعمال سے جس قدر بداخلاقیاں پیدا ہوتی ہیں وہ ایک بدیہی مسئلہ ہے۔ ان غیر مسلموں کے لئے جن کے یہاں مذہبی رسوم یا غیر مذہبی رسوم میں شراب یا منشیات کا استعمال ضروری یا رواج ہے۔ اسلام نے جوازِ استعمال کو قبول کر کے اپنے قانون اقتصاد میں کچھ مستثنیات بیان کر دی ہیں تاہم اصل قانون میں ان کی خرید و فروخت اور تجارتی کاروبار کو قطعاً ناجائز قرار دیا ہے۔

## انفرادی ملکیت کی تحدید

اسلام لوگوں کو ذاتی ملکیت سے نہیں روکتا اور وہ ایسے "اقتصادی نظام" کو تسلیم نہیں کرتا جس میں اشخاص و افراد کو اشیاء منقولہ کے علاوہ زمین اور ذرائع پیداوار پر کسی حیثیت اور کسی حالت میں بھی حق ملکیت حاصل نہ ہو، اور وہ اس طریق کار کو "غیر فطری" اور ایسے نظام کو ناقص اور "غیر مطمئن نظام" سمجھتا ہے۔

اسلام نے انفرادی ملکیت تسلیم کرنے میں اشیاء منقولہ و غیر منقولہ یا ذرائع پیداوار میں سے کسی کی کوئی تخصیص نہیں کی اور ان میں سے کسی کے درمیان بحیثیت "نفس ملکیت" کوئی فرق بیان نہیں کیا۔ تاہم وہ ذاتی ملکیت کے اصول کو تسلیم کرنے کے باوجود اس کی تحدید ضرور کرنا چاہتا ہے۔ اور اس ملکیت میں اس قسم کی وسعت دینا ہرگز پسند نہیں کرتا۔ جس کی بدولت اس کے اقتصادی نظام کی بیان کردہ اساس و بنیاد پر زد پڑے، اور اس کا مقصد اصلی فوت ہو جائے۔ اسلام نے اپنے نظام میں ہمیشہ کے لئے بعض اشیا کو عام فائدہ کے لئے مباح قرار دیا ہے۔ اور اس لئے وہ اپنے مقام و موقع میں وہ کسی کی بھی ذاتی ملکیت نہیں ہیں۔ اور ہر فرد کو اس سے یکساں طور پر فائدہ اٹھانے کا حق ہے اور ان میں سے وہ اسی مقدار کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ جس قدر اس نے اپنی ذاتی ضرورت کے لئے حاصل کر لیا ہے۔ خلافت (اسٹیٹ) کا حق ہے کہ وہ مفادِ عامہ کو عملاً کامیاب بنانے کے لئے ان کو اپنے ہاتھوں میں لے، ان کی درآمد کا انتظام کرے اور جمہور کی ملکیت کے نام پر ان میں "اقتصادی نظام" کی بہتری کے لئے مناسب تصرف کرے اور ان میں یہ حق کسی کو نہ ہو گا کہ "مفاد عامہ" کے خلاف وہ تنہا یا چند خاص افراد اس کو اس طرح اپنے قبضہ و تصرف میں لائیں کہ حکومت کے مقررہ منافع ادا کرنے کے بعد باقی سب ان کی ملکیت قرار پائے اور اس طرح وہ اس کے اجارہ دار اور مالک بن بیٹھیں۔

## کانیں

اس سلسلہ میں پہلی کڑی معدنیات ہیں کانوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کا مادہ (میٹریل) ظاہر موجود ہو۔ اور اس کے لئے کھودنے اور برآمد کرنے کی محتاج ہوں اور ان کے لئے محنت و سرمایہ خرچ کرنے کی ضرورت ہو۔ پہلی قسم کی کانوں کے بارے میں اسلام اجازت نہیں دیتا کہ کسی حال میں بھی "خلیفہ" ان کو کسی شخص یا مخصوص جماعت کی ملکیت یا اجارہ داری میں دے دے بلکہ وہ لوگوں کی ضروریات کے لئے عام اور بلا معاوضہ افادہ کے لئے چھوڑنا اور ان پر خلافت (اسٹیٹ) کی نگرانی قائم کرنا ہے۔ دوسری قسم کی کانوں میں اگرچہ اجازت کا پہلو نکلتا ہے مگر اس کو بھی خلیفہ اور مجلس شوریٰ کی صوابدید پر موقوف رکھا گیا ہے۔

(باقی آئندہ)

সাপ্তাহিক
তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর
WEEKLY
LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے

مولانا ابوالکلام آزادؒ

# مسلمانوں کا عالمگیر تنزّل ـــــ اور ـــــ اس کا اسلامی حل

(۲)

پس اس نے اپنے ہاتھ میں چھری لی اور ایک پکے جلاد کی طرح اسے پتھر کی چٹان پر تیز کرنے لگا۔ تاکہ اپنی اس محبت ماسوا اللہ کی جو اس کے دل میں فرزند محبوب کی ہے

اور اس فرزند عزیز کی جس کا عشق حقیقت اسلامیہ کی راہ میں آزمائش بن گیا ہے، اللہ کے نام پر قربانی کر دے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ

(۲:۔۱۲۴) سورۂ بقر پارہ اول)

اور جبکہ ابراہیمؑ کو ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور انہوں نے انہیں پورا کر دکھایا۔

جب ایسا ہوا تو حقیقت اسلامیہ درجۂ تکمیل تک پہنچ گئی اور حضرت ابراہیم و اسمٰعیل اس منصب رفیع و جلیل تک مرتفع ہوئے جو اسلام کا اوّلین نتیجہ ہے۔ یعنی دنیا میں خدا کی مادی و معنوی خلافت و نیابت اور اس کے بندوں کی پیشوائی و امامت!

(جب حضرت ابراہیمؑ نے اسلام کی حقیقت کو اپنے اوپر طاری کر لیا، تو خدا نے فرمایا کہ اے ابراہیم! ہم تم کو انسانوں کا امام بنانے والے ہیں۔ اس پر انہوں نے عرض کیا "میری اولاد اور پیروؤں میں سے"۔ فرمایا کہ "ہاں"۔ مگر ہمارے اس اقرار میں وہ داخل نہیں جو نافرمان ہوں اور اسلام کی قربانی سے انکار کریں
(سورہ بقرہ ۱)

پھر یہ سبق تھا جو جبل بوقبیس کی مخفی صحبتوں میں دوہرایا گیا اور فتح بدر و تسخیر مکہ کے کشور کشایانہ مجمعوں میں جس کے نتائج نظر آئے۔

"اے مسلمانو! اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی تمہاری بیویاں، تمہارا خاندان، تمہاری دولت جو تم نے کمائی ہے وہ کاروبار دنیوی جس کے نقصان کا تم کو ہر وقت اندیشہ رہتا اور وہ مکان و جائداد جو تمہیں مطلوب و محبوب ہیں کہ یہ تمام چیزیں تمہیں اللہ اس کے رسول اور اس کی راہ میں صرف جان و مال کرنے سے زیادہ محبوب و عزیز ہیں تو دین الٰہی کو چھوڑ دو خدا تمہارا محتاج نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کو جو کچھ کرنا ہے۔ وہ کر گذرے۔ اللہ کی ہدایت ان کے لئے نہیں ہے۔ جن کے دل میں حقیقت اسلامیہ کی جگہ فسق و نفاق بھرا ہے (۹۔ ۲۴ سورہ توبہ)

یہ سبق مومنین اولین اور مسلمین قانتین کے آگے اسلامی قربانی و الٰہی تعالیٰ کے ایک اسوۂ حسنہ کے ساتھ پیش کیا گیا اور راست باز روحوں نے اسے قبول کیا۔ صدیق اکبرؓ نے اپنا تمام مال لٹا دیا۔ امیر مرتضےٰؓ نے اپنی جان گرامی ہتھیلی پر رکھی۔ مہاجرین نے اپنے وطن محبوب اور تمام عزیز و اقربا سے رشتہ کاٹا تاکہ خدا اور اس کی صداقت سے ان کا رشتہ جڑ جائے۔ انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنی دولت کے نصف حصہ کا مالک سمجھا، تاکہ ان کا خدا ان کو اپنی پوری محبت و خوشنودی کا مالک بنا دے۔ مدینہ کی گلیوں سے ایک عورت نکلی جس نے اپنا شوہر اور اپنی اولاد ایک ایک کر کے حفظ اسلام کے لئے کٹوا دی، اور اُحد کے میدان میں ایک مومنہ مخلصہ نے اپنے سینے کو ڈھال بنا کر تیروں کی بارش کو روکا تاکہ خدا کے داعی برحق کے جسم مطہر کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

پاکستان میں حفاظت اسلام کا علمبردار

ہفت روزہ

# ترجمان اسلام

لاہور

پاکستان

العلماء ورثۃ الانبیاء

ترتیب: حبیب الرحمٰن اشرف

قوانینِ شریعت کے سب سے بڑے مرتب، یکتائے روزگار فقیہ، امام اجل

# حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

آخری قسط

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مدظلہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور، خلیفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رح

## ربیع بن خثیم

"تذکرہ" میں ہے کہ حضرت ابن مسعود اور ابو ایوب انصاری وغیرہ صحابہؓ سے روایات اخذ کی ہیں اور شعبی اور نخعی وغیرہ حضرات ان کے شاگرد ہیں۔

ابن معین فرماتے ہیں کہ:۔

"ان جیسے (بڑے) شخص کے بارے میں پوچھنا بھی نہ چاہیے کہ کیسے تھے؟"

شعبی فرماتے ہیں کہ:۔

"وہ سچائی کی کان تھے"

وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ:۔

"وہ تقوے میں بہت بڑے تھے"

ابو عبیدہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ:۔

"جب یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے تو ان کے پاس کسی اور کو جانے کی اجازت نہ ہوتی تھی حتیٰ کہ وہ فارغ ہوں اور ایک دفعہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ اے ابو یزید! اگر تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو تم سے ضرور محبت کرتے اور میں جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں مجھے اہلِ خشیت یاد آجاتے ہیں"

ان کی وفات یزید بن معاویہ کے دور میں ہوئی۔ (تذکرہ ص۵۹)

## شریح بن ہانی

یہ مخضرم ہیں (یعنی اسلام سے پہلے کا زمانہ بھی پایا ہے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایات لی ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سردارانِ لشکر میں سے تھے۔ ان کی عمر ایک سو بیس سال بتلائی جاتی ہے۔ ۷۸ھ میں سجستان میں شہید ہوئے۔ (تذکرہ ص۵۹)

## ابو وائل شقیق بن سلمہ

کوفہ کے بڑے علماء سے اور مخضرم تھے۔ جلیل المرتبہ تھے حضرت عمر و عثمان و علی، ابن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہؓ سے روایات لی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں مسلمان ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ وصول کرنے والا آیا تھا"

اعمش، منصور، حصین اور دیگر بہت سے علماء کرام نے ان سے روایات لی ہیں۔

انہوں نے دو ماہ میں قرآنِ پاک سیکھا (حفظ کیا) یہ ذکاوت کی انتہا ہے۔ ابراہیم نخعی فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابو وائل ان حضرات میں ہیں کہ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر سے مصائب ہٹاتے ہیں"

۸۲ھ میں وفات ہوئی۔ (تذکرہ ص۶۰)

## قیس بن ابی حازم الامام

محدثِ کوفہ ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری اور شرفِ بیعت حاصل کرنے کے ارادہ سے سفر کیا ہے لیکن سفر ہی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے۔

حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ابو عبیدہ، ابن مسعود اور بڑے بڑے متعدد صحابہؓ سے روایات سنیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہیں بڑی ہمدردی تھی۔ بیان بن بشر، اعمش، اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ نے ان سے روایات لی ہیں۔ ۹۷ھ یا ۹۸ھ میں وفات پائی

## زید بن وہب الجہنی

علوم میں امام ہیں۔ کوفہ کے باشندے ہیں، مخضرم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند روز بعد مدینہ شریف پہنچنا ہوا۔ حضرت عمر، عثمان، علی، ابن مسعود، ابو ذر اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں اور ان کے بہت بڑے بڑے تابعی شاگرد ہیں۔ ثقہ اور کثیر العلوم تھے۔ وفات ۸۳ھ کے لگ بھگ ہوئی ہے۔

## معرور بن سوید

ثقہ تھے۔ بہت عمر پائی، ایک سو بیس سال حیات رہے۔ حضرت عمر، ابو ذر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔ اعمش وغیرہ شاگرد ہیں۔

## مرۃ الطیب

مخضرمین میں ہیں۔ حضرت ابوبکر، عمر، ابو ذر، ابن مسعود اور ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایات لی ہیں اور بیان کی ہیں۔ شاگردوں کا حلقہ وسیع ہے۔ بہت بڑے مفسر و عابد تھے۔ تفسیر میں بصیرت حاصل تھی۔ کہا جاتا ہے کہ کثرتِ سجدہ ریزی سے ان کی پیشانی کا حصہ مٹی نے کھا لیا تھا۔ ۷۶ھ کے قریب وفات ہوئی

## ابو عمرو الشیبانی

ان کا نام سعد ہے۔ کوفہ کے باشندے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس وقت بعثت ہوئی تو میں "کاظمہ" میں اونٹ چرایا کرتا تھا" (اپنی عمر کا اندازہ بتلایا کرتے تھے) اور فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"میں قادسیہ کی جنگ کے وقت چالیس سال کا تھا"

انہوں نے حضرت علی، ابن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔ منصور، اعمش، بلال تیمی وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔ ایک سو بیس سال کی عمر پائی

## ربعی بن حراش الغطفانی

بڑے عالم باعمل تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایات سنی ہیں اور جابیہ میں ان کے ساتھ تھے۔ حضرت علی، حذیفہ، ابو موسیٰ اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایات سنی ہیں۔ ان کے شاگرد منصور جیسے بڑے بڑے تابعی ہیں۔

ان کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور اپنے دل میں یہ عہد کر رکھا تھا کہ اس وقت تک نہ ہنسوں گا کہ جب تک یہ پتہ نہ چلے کہ میں جنت میں جاؤں گا یا (خدانخواستہ) آگ میں۔ دنیا بھر کے محدثین ان کی امانت اور ثقہ ہونے پر متفق ہیں۔ ۱۰۱ھ میں وفات ہوئی ہے۔

ہفت روزہ **ترجمانِ اسلام** لاہور

**شیخ الحدیث غورغشتوی نمبر**

سرپرست ــ حضرت مولانا عبید اللہ انور
چیف ایڈیٹر ــ احمد حسین کمال
مرتب و انچارج ــ حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲ | جمعہ ۲۵ جولائی ۱۹۶۹ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ قیمت ۶۰ پیسے | شمارہ ۲۸

# مصر و شام کے بعد عراق

احمد حسین کمال

عراق کے خلاف بھی پروپیگنڈا کی مہم شروع ہو گئی ہے اور یہ مہم ان عناصر نے ہی شروع کی ہے۔ جو ایک عرصہ سے مصر و شام کے خلاف پروپیگنڈا کرتے چلے آ رہے ہیں۔

"اسرائیل" کے خلاف طاقتور محاذ قائم کرنے والا "تیسرا ملک عراق" ہے۔ عرب دنیا میں مصر، شام، عراق یہ تین ملک ہی ایسے ہیں جن کا اسرائیل کے ساتھ براہ راست تنازعہ قائم ہے۔ اسرائیل کے خلاف اردن کی تمام محاذ آرائی کا دارومدار عراق پر ہے۔ اسی طرح یہودی ریاست کی سرحدوں سے دور ہونے کے باوجود عراق بھی اسرائیل کا براہ راست مدمقابل ہے۔

اسرائیل کو اپنا وجود آئندہ برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس سے متصل یہ تینوں ملک یعنی مصر، شام عراق (اردن کا معاون اول) اس حد تک کمزور اور سیاسی انتشار میں مبتلا ہو جائیں کہ وہ نہ تنہا اسرائیل کے لئے چیلنج بن سکیں اور نہ مشترکہ طور پر کوئی محاذ بنا سکیں۔

اس لئے کہ اسرائیل کو جب بھی شکست ملے گی، ان تینوں ملکوں سے ہی ملے گی۔ یہ تینوں ہی اس کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ اسرائیل کے وجود سے ان تینوں کو ہی براہ راست خطرہ ہے۔ یہ تین ملک ہی اول دن سے اسرائیل کے ساتھ پنجہ آزما چلے آ رہے ہیں۔ انہیں تینوں ملکوں کا حصار ہے۔ جو اسرائیل کو آگے بڑھنے سے روک رہا ہے

ان تین ملکوں کی مدافعانہ پوزیشن نے ہنوز مغربی سامراج کے اس منصوبہ کو پورا نہیں ہونے دیا ہے، جس کی رو سے اسرائیل مشرق وسطیٰ اور مغربی ایشیا سب سے زیادہ طاقتور ملک بن سکتا ہے اور ایشیا و افریقہ کے دور و دراز خطوں تک مغربی سامراج کے مفادات کی حفاظت کا کام انجام دے سکتا ہے

بہر حال مصر و شام کے ساتھ عراق کو کمزور بنانا اور اسے سیاسی عدم استحکام میں مبتلا رکھنا، مغربی سامراج کے ان عزائم کا ایک اہم جزو ہے، جو وہ اس وقت اس بدنصیب خطۂ ایشیا میں پورے کرنا چاہتا ہے اور ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت عراق کے خلاف مسلمان ملکوں اور پاکستان کے مسلمانوں کی رائے عامہ کو ابھارا جا رہا ہے۔

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

# دین اور وطن کی ذمہ داریاں مسلمان عوام کے سپرد کیجئے

احمد حسین کمال

برطانوی حکومت کے عہد میں تحریک آزادی کے دوران حصولِ آزادی کے لئے جب مسلمان، ہندو، سکھ راجپوت، عیسائی وغیرہ متفق ہو گئے اور انگریزوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ رہا کہ ہندوستان سے رخصت ہو جائیں تو یکایک انہوں نے "گول میز کانفرنس" کا دام پھیلایا — اور لندن میں ہندوستان کی مختلف قوموں و جماعتوں کے نمایندوں کو دعوتِ مذاکرات دی۔

برصغیر کی سیاسی تاریخ میں یہ پہلی "گول میز کانفرنس" تھی، اور اس کے ذریعہ ہندوستان کی آزادی چاہنے والوں اور اس کی خاطر سالہا سال سے بے شمار و بے مثال قربانیاں دینے والے رہنماؤں کے درمیان شدید اختلافات کا وہ بیج بو دیا گیا جس کے برگ و بار نے سرزمین ہند کو فرقہ وارانہ تصادم اور ہندو مسلم نزاع کے وسیع تر اور ہولناک ترین انجام تک پہنچایا۔

اگرچہ گول میز کانفرنس نے ہندوستان کو سیاسی حقوق کے حصول کے راستہ پر ڈال دیا تھا، لیکن ان تبدیلیوں کی آمد کو بھی روک دیا۔ جن کے ذریعہ ایک عام آدمی بھی ملک کے اقتصادی، سماجی اور سیاسی ڈھانچہ میں برابر کا حصہ دار بن سکتا تھا۔

برصغیر کی رہنے والی بڑی قوموں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان کبھی نہ ختم ہونے والے خونریز جھگڑوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اور سب نے محض آقاؤں کی تبدیلی والی برطانوی طرز کی جمہوریت پر قناعت کر لیا۔

انگریز نے گول میز کانفرنس کے ذریعہ، برصغیر کی اعلیٰ ترین مسلم ہندو قیادت کو زبردست اخلاقی شکست دی۔

اور آج تک اس سرزمین کے جھگڑے تصفیہ نہ پا سکے یہ واقعہ ۳۸ سال پہلے گذرا۔

اب پاکستان میں بھی کچھ اس قسم کے حالات بانداز دگر رونما ہوئے۔ ایوب خاں کے دورِ آمریت سے نجات حاصل کرنے اور ملک میں عوامی جمہوریت قائم کرنے کے سوال پر تمام گروہ متفق ہو گئے اور زبردست عوامی تحریک نے چند ہی ماہ کے اندر ایوب حکومت کے سامنے فرار و پسپائی کے سوا کوئی راستہ کھلا نہیں رہنے دیا۔

اس فیصلہ کن صورت حال سے نمٹنے کے لئے — ایوب خاں کے بعض شاطر ساتھیوں نے اس موقعہ پر برطانوی دور کے گول میز کانفرنس والے نسخہ کی طرف ایوب خاں کو توجہ دلائی اور سمجھایا کہ ہم سب کے بچ نکلنے کی راہ اب صرف یہ ہی ہے۔

اس سے نہ یہ کہ "ایوب دشمن" عناصر کے درمیان اختلاف کی اتنی شدت برپا ہو سکتی ہے کہ ان گہری تبدیلیوں کا امکان بھی باقی نہ رہے گا۔ جن سے اندیشہ ہے، کہ ایوب دور کے اور گذشتہ بیس سال کے مراعات یافتہ طبقوں کے مفادات ختم ہو جائیں۔ ملک کی حقیقی اکثریت کسان و مزدور غالب آ جائیں اور اس اکثریت کا دین اسلام اپنی صحیح و اصل شکل میں ملک کا نظام قرار پا جائے

چنانچہ یہ نسخہ جیسا کہ گول میز کانفرنس کے واقعات سے ظاہر ہے۔ نہایت کارگر ثابت ہوا۔

اور ایوب گروپ کے وہ تمام مقاصد پورے ہو گئے جو گول میز کانفرنس کے انعقاد کے منصوبہ کے پس پردہ کارفرما تھے۔

آج گول میز کانفرنس میں شریک جماعتوں کے درمیان جو تو تکار ہو رہی ہے، ایک دوسرے پر الزام تراشیاں کی جا رہی ہیں اور ایک دوسرے کو متہم بنایا جا رہا ہے تو یہ تمام گول میز کانفرنس کی برکات کا ہی مظہر ہے۔

اور اسلامی احکام کے اجرا و نفاذ اور ملک کی مسلمان اکثریت کسانوں و مزدوروں کے سیاسی اقتصادی حقوق مسائل سے صرف نظر کر کے صرف برطانوی طرز کی پارلیمانی جمہوریت کے قیام کا جو غلغلہ برپا ہے۔ تو وہ بھی آنجہانی گول میز کانفرنس کا ہی عطیہ ہے۔

نیز ملک کے مسلمان عوام کو اسلامی نظریہ کے نام پر دو مخالف کیمپوں میں جو تقسیم کیا جا رہا ہے۔ تو یہ بھی اسی گول میز کانفرنس کی ہی دین ہے۔

غرضیکہ ردو کد کا ایک طویل سلسلہ چل نکلا ہے اور مارشل لاء کے زیر سایہ سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کے عجیب و غریب داؤ آزمائے جا رہے ہیں۔

مختلف شخصیتوں کے "انٹرویو" شائع کر کر کے ان کے ذریعہ ایسی باتوں اور شکوک و شبہات کو ہوا دی جا رہی ہے

(ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

جن سے ملک کی سیاسی فضا تاریک ترین رہی ہے۔

اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک لگے بندھے اور طے شدہ منصوبہ کے تحت کیا جا رہا ہے جس سے شاید یہ مقصود ہے کہ

یہ ایسی ڈھیلی ڈھالی جمہوریت اس ملک میں قائم ہو جس پر سابق دور کے مراعات یافتہ طبقوں اور سامراجیت و سرمایہ داریت پسند حلقوں کا اثر قائم رہے۔

—— نوکر شاہی اور انتظامیہ کی گرفت مضبوط تر بنی رہے

—— اسلامی شریعت کے حلال و حرام کے قوانین اور امر و نہی کے احکام جاری نہ ہونے پائیں۔

—— ملک کی مسلمان اکثریت کے عقیدہ و مسلک کے مطابق پاکستان کی نظریاتی اساس مستحکم نہ ہو سکے۔

—— نام اسلام کا ہو، لیکن سیکولرازم اور امریکی و برطانوی لادینیت نیز غیر مسلم اقلیتوں اور نام نہاد مسلم اقلیتوں کو غلبہ و فروغ حاصل رہے۔

—— اور مسلمانان پاکستان کی توجہ عرب دنیا میں یہودیوں کی جارحیت مشرق وسطیٰ میں امریکی سامراج کی اقتصادی و سیاسی گرفت اور مسئلہ کشمیر کی سنگینی کی طرف سے اسلام اور سوشلزم کی بحث کے نہ ختم ہونے والے سلسلے کی اوٹ کے ذریعہ ہٹی رہے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ان حلقوں کا اب سارا زور ۱۹۵۶ء کے آئین کی بحالی کے مطالبہ پر آ گیا ہے جس کا صحیح الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ پاکستان کو سکندر مرزا کے رسوا کن دور حکومت کی طرف واپس لے جایا جائے۔ اور اس عہد کو پھر سے زندہ و توانا کر دیا جائے جبکہ اس ملک میں امریکہ کے گہرے اثرات قائم ہو گئے تھے۔ پاکستان پوری دنیا و عالم اسلام سے کٹ کر علیحدہ اور یکہ و تنہا محض امریکہ کے گھڑے کی مچھلی بن کر رہ گیا تھا اور امریکہ کے فوجی و اقتصادی معاہدوں کے اندر جکڑا جا چکا تھا۔

۱۹۵۶ کا آئین اسی سیاسی پس منظر میں مرتب ہوا تھا اور اس میں ایک لفظ بھی اس صورت حال سے نجات پانے اور امریکی سامراجیت کے فوجی، اقتصادی و ثقافتی معاہدوں کی زنجیروں سے آزاد ہونے کا نہیں ملے گا۔

جو ۱۹۵۶ کے دستور کی نوید کے ساتھ ملک و ملت کو ایسی سنگین و خطرناک صورت حال اور ماضی کی طرف واپس لے جانا چاہتے ہیں۔ کیا وہ کسی درجہ میں بھی اسلام اور پاکستان کے عوام کے ساتھ حق دوستی ادا کر رہے ہیں؟

۱۹۵۶ء کے دستور کی ترتیب کے اس امریکی سیاسی پس منظر کو چھپا کر محض برطانوی طرز کی پارلیمانی جمہوریت کی برائے نام بحالی کو اسلام کی عظمت اور پاکستان کی سالمیت کا نام دینا۔

—— اسلام اور پاکستان دونوں کے مستقبل کو مخدوش بنانے کی کوشش کرنا ہے۔

وقت کا تقاضا یہ ہے کہ گول میز کانفرنس سے پیدا شدہ چپقلشوں کو ختم کیا جائے۔

ملک و ملت کو ماضی کے بدنام و تباہ کن پس منظر کی طرف نہ دھکیلا جائے۔

پاکستان کے مسلمان عوام کو جو نوے فیصد سے زیادہ غریب کسانوں اور مزدوروں و اہل حرفہ پر مشتمل ہیں۔ اپنی آبادی کے تناسب سے نمائندگی کے اصول پر آگے لانے کا انتظام کیا جائے، تاکہ یہ مسلمان عوام ملک کی سالمیت کا براہ راست بوجھ اٹھائیں اور اپنے عقیدہ و مسلک کے مطابق اس ملک میں اسلام کا نظام قائم و نافذ کریں۔

صرف اسی طرح اسلامی نظریات کا تحفظ، پاکستان کی سالمیت کا استحکام اور حقیقی جمہوریت کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

اور اسی طرح ہی مشرقی و مغربی پاکستان کے نام نہاد بعد و افتراق اور مغربی پاکستان کے علاقائی و ون یونٹ کے مسائل کو طے کیا جا سکتا ہے۔

مسلمان عوام کو ان کی طاقت لوٹا دیجئے، مسائل اور حالات پر ان کی بالادستی قائم ہونے دیجئے۔ انہیں ان کی آبادی کی اساس پر فیصلہ کن عنصر بننے کا موقعہ دیجئے وہ اپنے دین اپنے وطن کے مفادات و تقاضوں کی روشنی میں اپنے تمام مسائل حل کر لیں گے اور سرمایہ داری و سوشلزم سے بھی نجات حاصل کر لیں گے۔

## اسلام کا معاملہ اور جمہوریت و سوشلزم کی بحث

سوشلزم کے حامیوں اور سوشلزم کے مخالفوں کے درمیان جو طویل سلسلۂ بحث چل رہا ہے۔ اس سے ان لوگوں کا براہ راست تو کوئی تعلق نہیں ہے جو صرف اسلامی نظام حیات کے داعی ہیں۔

البتہ اس اعتبار سے کہ ان میں سے ایک فریق اپنے حق میں اسلام کا نام بھی بڑے زور و شور کے ساتھ استعمال کر رہا ہے اور اس کے جواب میں دوسرا فریق بھی اسلام کو اپنی مدافعت کے لئے استعمال کرنے لگا ہے۔

اس بحث سے تعرض کئے بغیر چارہ نہیں رہتا جھگڑا تو مغربی جمہوریت کے پرستاروں اور اشتراکیت کے حامیوں کے درمیان ہے۔ اور بحث اس امر کی ہے کہ انفرادی مفاد پر مبنی معیشت قائم رہنا چاہیئے یا اسے اجتماعی مفاد میں تبدیل کر دینا چاہیئے۔

لیکن اسلام کے نام کو بھی اس جھگڑے اور بحث کا فریق بنا کر میدان میں لے آیا گیا ہے۔ جس سے بدترین قسم کا خلط مبحث رونما ہو گیا ہے

اس لئے ضرورت ہے کہ اسلام کے دامن کو اس غلط جھگڑے میں ملوث نہ ہونے دیا جائے۔

بلاشبہ مغربی جمہوریت کے شیدائیوں کا یہ طرز عمل کہ اپنے موقف کا اثبات اسلام کے مقدس نام سے کریں، سراسر ناروا اور غیر اسلامی ہے

اور اسی چیز نے سوشلزم کے حامیوں کو بھی یہ موقعہ دیا کہ وہ بھی اپنے مدعا کے حق میں اسلام کا نام لینے لگے ہیں

لیکن اس بحث کے سلسلہ میں سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ سامنے آئی ہے کہ سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کے سکہ بند مخالف حضرات جن میں جناب مودودی صاحب سب سے سرخیل و قائد ہیں۔ کبھی سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کی اصطلاح استعمال کرنے کے مرتکب ہو چکے ہیں اور اس کا اعتراف خود جناب مودودی صاحب نے اپنے سرکاری آرگن ایشیا میں فرما لیا ہے۔

۲۸ جون ۱۹۶۹ء کے "ایشیا" لاہور کے صفحہ ۸ پر تحریر ہے کہ:۔

"ایک سوال پوچھا گیا کہ کیا ترجمان القرآن کے کسی اداریہ میں اسلامی سوشلزم کا عاقعی ذکر آیا ہے"؟

مولانا (مودودی صاحب) نے فرمایا۔ اگر یہ لفظ ترجمان القرآن میں آیا ہے تو یہ وہ زمانہ تھا، جب یہ اصطلاح ما بہ النزاع نہیں تھی اسی طرح علامہ اقبال اور قائد اعظم نے بھی کسی وقت یہ اصطلاح استعمال کی ہے۔"

(ایشیا لاہور ۲۸ رجون ۱۹۶۹ء)

اس اعتراف میں کئی ایک باتیں موجود ہیں۔

(۱) یہ کہ "ترجمان القرآن" جو مودودی صاحب کا ذاتی اور سرکاری ماہنامہ ہے۔ اسلامی سوشلزم کی اصطلاح اس میں استعمال ہوئی

(۲) ایک زمانہ میں یہ اصطلاح ما بہ النزاع نہیں تھی۔ یعنی بالفاظ دیگر غیر اختلافی اصطلاح تھی۔

(۳) علامہ اقبال اور قائد اعظم نے بھی اس اصطلاح کو استعمال کیا ہے۔ اس اعتراف میں مودودی صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:۔

"لیکن اس وقت اس اصطلاح کا ہرگز وہ مفہوم نہیں تھا جو آج لیا جا رہا ہے (حوالہ بالا)

ان اعترافات کے بعد بہت سی باتیں واضح ہو جاتی ہیں اول یہ کہ اسلامی سوشلزم کی اصطلاح ما بہ النزاع نہیں رہی ہے۔ دوسرا اس اصطلاح کا کوئی ایسا مفہوم بھی ہے جس سے مودودی صاحب کو بھی اختلاف نہیں تھا۔ اب اس اصطلاح کے مفہوم میں کوئی ایسا فرق واقع ہوا ہے جس کی بنا پر مودودی صاحب اور ان کے ہمخیال حضرات کو اس سے اختلاف کرنا پڑ گیا ہے۔

یہاں بجا طور پر مودودی صاحب سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ:۔

—— جب اسلامی سوشلزم کی اصطلاح ما بہ النزاع نہیں تھی۔ اس وقت اس کا مفہوم کیا تھا؟

—— اب اس مفہوم میں کیا تغیر واقع ہو گیا ہے؟

—— یہ تغیر و نزاع کس نے پیدا کیا ہے؟

—— اور جو لوگ "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح اس غیر ما بہ النزاع مفہوم میں استعمال کر رہے ہیں۔ جس میں آپ کے رسالہ ترجمان القرآن نے، علامہ اقبال نے،

قائد اعظم نے، مولانا مسعود عالم ندوی نے، شام کے مصطفیٰ سباعی نے استعمال کی ہے، تو وہ لوگ کیوں گردن زدنی قرار دیئے جا رہے ہیں؟

— کیا کسی اصطلاح کے صحیح اور غلط ہونے کا حق یک طرفہ طور پر ایک شخص یا جماعت کو حاصل ہے، کہ وہ جب تک اسے پسند کرے درست، اور جب ناپسند کرنے لگے تو نادرست بن جائے؟

اس طرح یہ بحث ایک طرف عجیب و غریب مراحل اور انکشافات سے گذرتی چلی جا رہی ہے۔ اور دوسری طرف مغربی جمہوریت کے حامی حضرات ہیں۔ جو صاف صاف اپنی جماعتی پالیسیوں میں خالص برطانوی پارلیمانی نظام امریکی معاشرتی آزادی اور ایک ایسے نظام معیشت کی وکالت کر رہے ہیں جو موجودہ صنعتی و تاجرانہ سرمایہ داری پر مبنی ہے۔ اور اپنے ان مقاصد کی حقیقت کی طرف سے مسلمانان پاکستان کی توجہ پھیرے رکھنے کے لئے اسلام اور اسلام کی عظمت کا ذکر بھی کر دیتے ہیں۔

حالانکہ عملاً اسلام کے کسی اصول، حکم، امر، نہی وغیرہ کی نہ تو ان کے دستور میں اور نہ منشور میں کوئی جگہ ہے اور نہ اسلام کے بنیادی عقائد اور مسلمان کی تعریف ہی اس میں شامل کی گئی ہے۔

وہی مطالبات اور وہی معاملات ہے جسے ایک فریق اسلام کے مقدس نام سے تعبیر کر رہا ہے، دوسرا سوشلزم کے نام سے، تیسرا سیکولرازم کے نام سے، چوتھا لادینیت کے نام سے کتنی عجیب اور فریب ناک بات ہے کہ جو پارلیمانی جمہوری نظام ہے۔ جسے برطانیہ میں سیکولرازم کا نام دیا گیا ہے۔ بھارت میں نیشنلزم کے نام سے اپنایا گیا ہے اور پاکستان میں اسے اسلامی جمہوریت کے نام سے قائم کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔

یہی صورت حال سوشلزم کے نام سے بھی پیش آنے کا امکان ہے۔ بحث و نظر کا یہ سارا انداز قطعی گمراہ کن ہے پاکستان میں اگر واقعی سچے دل سے اسلام مطلوب ہے تو اسلام کا نام لینے والے افراد و گروہوں کو ایک بار جمہوریت اور سوشلزم دونوں سے علیحدہ ہو کر دونوں کی بحث سے صرف نظر کر کے دونوں کے اختلافی نکات سے دامن بچا کر دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ اپنا رشتہ قائم کئے بغیر، اور کسی ایک کے حق میں اسلام یا کفر کا فتویٰ جاری کرے بنا

اسلام کی ایسی تعبیر کا اعلان کرنا چاہئے، جس میں مثبت طور پر یہ وضاحت اور اقرار موجود ہو کہ

— مسلمان کسے کہتے ہیں؟

— اسلام کے وہ کون کون سے اصول و احکام ہیں جو اسلامی نظام کی بنیاد قرار دیئے جائیں گے؟

— اور وہ کون سے نظریات و عقائد ہیں جو اسلامی ریاست کی اساس بنیں گے۔

جو جماعتیں اور گروہ ان تینوں امور کی وضاحت نہیں کرتے ہیں، انہیں مبہم رکھتے ہیں اور پھر اسلام یا اسلام کی عظمت کا نام لے کر برطانوی پارلیمانی جمہوریت کو رائج کرانا چاہتے ہیں، یا سوشلزم کو اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، وہ دونوں ہی اسلام سے روگردانی کرنے والے ہیں۔

اس طرح ان کا اسلام کا دعویٰ صریحاً دھوکا بن جاتا ہے اس بحث میں کسی کے حق میں دین کا گھسیٹنا دین کا غلط اور مفاد پرستانہ استعمال ہے۔

پہلے اسلام کے اس عقیدہ و نظریہ کا تعین کرایئے جو اسلامی ریاست کی اساس قرار پاتے۔ پھر ان اصول و احکام کی وضاحت کرایئے۔

جن پر پاکستان کی اسلامی ریاست کا نظام معیشت و دستور مبنی ہو، اور اس کے بعد مسلمان کی اتنی واضح تعریف کیجئے، جس سے یہ فرق قائم ہو سکے کہ اسلامی ریاست اور اس کے باشندوں کی نظری حیثیت کیا ہے؟

ہم مسلمان ہیں، محمد الرسول اللہ کے دین کے پیرو ہیں۔ ان کے اصحاب کے ذریعہ دنیا میں دین پھیلا ہے اور سلف صالحین نے دین کو ان سے لے کر آئندہ نسلوں تک پہنچایا ہے۔

چنانچہ ایک اسلامی ریاست کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ محمد الرسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے کے نظریہ کو، ان کے اصحاب کے قابل اعتماد و قابل احترام ہونے کے عقیدہ کو، اور سلف صالحین کی اسلامی تعبیر کے معیاری ہونے کو اس طرح تسلیم کرے کہ اس ریاست کے کسی گروہ یا فرد کو اس نظریہ، عقیدہ اور معیار کو مجروح کرنے کا موقعہ نہ حاصل ہو سکے۔

اور اسی اساس پر مسلمان کی تعریف کی دستوری وضاحت کر کے ریاست پاکستان کی صحیح نظریاتی اسلامی حیثیت اور اس کے کارکنان کی اس کے نظریہ کے مطابق نظری اہلیت کا تعین کر دیا جائے۔

نیز دستور و آئین میں اسلامی نظام کے وہ تمام خطوط واضح طور پر موجود ہوں، جن سے حلال و حرام، جائز و ناجائز، اوامر و نواہی کا ایسا تعین ہو جائے، جو قرآن و سنت میں ذکر کئے گئے ہیں۔

ان باتوں کو جب تک ایک جماعت اپنے جماعتی دستور منشور و تنظیم میں شامل نہیں کرتی، اس کی طرف سے صرف اسلام کا نام لینا، اور پھر اسلام کے نام سے مروجہ جمہوریت کے طریق کا جواز ثابت کرنا سوائے فریب کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

اگر ایسا نہیں کیا جاتا ہے تو دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ جو گروہ و افراد جمہوریت کے خواہاں ہیں یا جمہوریت کو اسلام پر مقدم رکھنا چاہتے ہیں، اور سوشلزم سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں یہ بحث و نزاع اسلام کا نام لئے بغیر جاری رکھنا چاہیئے۔

اگر اسلام کو اس کی مکمل تعبیر، وضاحت اور صراحت کے ساتھ اپنے جماعتی نظام، جماعتی دستور و منشور میں وہ داخل نہیں کر سکتے، تو یقیناً انہیں جمہوریت اور سوشلزم کی بحث میں اسلام کا نام لینے کا حق نہیں پہنچتا۔

اور یہ بات ان حلقوں کو بھی پوری احتیاط سے ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جو دین کے لئے کام کر رہے ہیں کہ اس بحث و نزاع میں وہ محض ظاہری خوبیوں یا مماثلتوں کو دیکھ کر اسلام کو جمہوریت کا ہمنوا یا سوشلزم کا ہم رنگ نہ بنانے لگیں۔

اس سلسلے میں سب سے زیادہ خطرہ جمہوریت کے پرستاروں کی طرف سے ہے کہ وہ اسلام کے نام کو اپنے سیاسی موقف و مدعا کے لئے استعمال کرتے ہوئے بعض دینی حلقوں کو یہ باور کرا سکے کہ لادینیت کا عنصر اگر جمہوریت سے علیحدہ کر دیا جائے تو وہ اسلام کے مطابق ہو جاتی ہے، اپنی جمہوریت کے لئے تائید و حمایت حاصل کرنے کی کوشش میں کامیاب ہو جائیں۔

حالانکہ لادینیت اور عوامی حاکمیت کے بغیر جمہوریت کا مفہوم و منشا ہی باقی نہیں رہ جاتا۔

ساتھ میں یہ بھی دھوکا دیا جا سکتا ہے کہ اسلامی شورائیت، مروجہ جمہوریت کے مماثل ہے۔ حالانکہ یہ بھی صریحاً غلط ہے۔

جمہوریت میں رائے دہی محض ووٹ ڈالنے یا ہاتھ اٹھانے کا نام ہے۔ جبکہ شورائیت، ارباب حل و عقد کے مشورہ اور رائے کا نام ہے۔ اور دونوں میں جو زمین و آسمان کا فرق ہے وہ ظاہر ہے۔

اس لئے اسلام کے مفاد کا تقاضا یہ ہے کہ کم از کم خالص دینی حلقے جمہوریت اور سوشلزم دونوں کی حقیقت و اصلیت کو سمجھ کر ان کے جھگڑے سے خود کو علیحدہ رکھیں اور صرف خالص اسلام کے لئے اپنی طاقتیں وصلاحیتیں صرف کریں۔

جو جماعتیں مثبت طور پر مسلمان کی مکمل تعریف اور اسلام کے تسلیم شدہ اوامر و نواہی کے نفاذ کے اقرار و اعلان کے ساتھ واضح اور معتبر اسلامیت کو لے کر میدان میں آئیں۔ وہ ہی اس امر کی مستحق ہو سکتی ہیں، جن کی تائید دینی حلقوں کی طرف سے ہو۔

ورنہ جس طرح سوشلزم کو اسلام کے نام سے اس ملک پر مسلط ہو جانے کا موقعہ دینا غلط ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ خطرناک مغربی جمہوریت کو اسلام کے نام سے پاکستان میں جڑ پکڑنے کا موقعہ مہیا کرنا ہے۔

مغربی جمہوریت جس کے ڈانڈے امریکی سامراجیت اور سرمایہ دارانہ معیشت و معاشرت کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اس کے قیام کے بعد اسلام کے قائم و باقی رہنے کی توقع ایک سراب سے زیادہ نہیں۔

جو نظام و معاشرہ دین کے ساتھ دین سے ہزار گنا زیادہ بد دینی، بد اخلاقی اور اقتصادی استحصال کی چھوٹ دیتا ہے، اس میں اسلام کے لئے گنجائش کی توقع رکھنا اول درجہ کی حماقت ہے۔

سوشلزم کی لادینیت سے زیادہ سامراجی جمہوریت کی بد دینیت دین و مذہب کے لئے خطرناک ثابت ہو رہی ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ سوشلزم کی لادینیت سامراجی جمہوریت کی بد دینیت کے سایہ تلے پروان چڑھی ہے۔

خالص اسلام ہی ان دونوں سے نجات حاصل کرنے کا واحد راستہ ہے۔

از مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی
ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

# یاد شیخ الحدیث غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ، استاد العلماء، حامل لوائے شریعت عالم اسرارِ طریقت۔ عالم باعمل، حبر بے بدل، رونق دوراں شفیق اہل زماں، زبدۃ العلماء، سرتاج اولیاء مخدوم جہاں رونقِ دوراں۔ شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولانا العلامہ نصیر الدین صاحب غورغشتی علاقہ چھچھ ضلع کیمبلپور کے مبارک حالات کے بارہ میں مجھ جیسے نادان و ہیچمدان کو کچھ لکھنے کا کیا حوصلہ ہو سکتا ہے۔ ترجمان اسلام جو جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا ترجمان ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں نمبر شائع کر رہا ہے۔ اس کے مدیر کا اصرار ہے کہ میں بھی اس سعادت میں شریک ہو جاؤں۔ بنابریں چند سطور لکھ کر حضرت قدس سرہٗ کے خدام اور نام لیواؤں کی فہرست میں نام درج کرتا ہوں۔

## حضرت شیخ الحدیثؒ سے تعارف

حضرت کا نام نامی و اسم سامی ایسا نہ تھا جس سے اہل ملک نا آشنا ہوں۔ مگر مجھے جو شرف ملاقات اور بالمشافہ فیض مکالمہ نصیب ہوا، وہ جمعیۃ علماء چھچھ کے جلسوں کی برکت سے ہے۔

اس وقت چھچھ، تھا علم کا گہوارہ، عمل کا مظہر، اس علاقہ میں جمعیۃ علماء کے صدر حضرت مولانا محمد عمر صاحب مدظلہ بیسا کیمبلپور اور ناظم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ویسا کیمبلپور تھے۔ باقی تمام علماء چھچھ اس کے مفتی، رکن اور معاون تھے۔ سب کی سرپرستی حضرت مخدوم شیخ مولانا نصیر الدین صاحب فرماتے رہے۔ اور ناممکن تھا کہ علماء کرام کا اجتماع اور جمعیۃ علماء کا اجلاس ہو اور اس میں حضرت شیخ موجود نہ ہوں۔

آج ۱۳۸۹ھ سے تقریباً ۳۵ سال قبل انہی جلسوں میں جانے کی وجہ سے مجھے نادیدہ مخدوم کی زیارت حاصل ہونے لگی۔ وہاں میری تقریریں پشتو زبان میں ہوتی تھیں اور اس وجہ سے حضرتؒ دوہری شفقت و محبت فرمایا کرتے تھے آپ کو یہ بات بڑی پسند تھی کہ پٹھانوں کو پشتو زبان میں خطاب کیا جائے۔ اب مجھ پر حضرتؒ کی نگاہ شفقت زیادہ پڑنے لگی۔ ظاہری الطاف کے سوا باطنی توجہات بھی فرماتے، دعائیں دیتے اور مرزائیت، الحاد نیز انگریزی اقتدار کے خلاف سرگرمیوں کے لئے ہمت افزائی فرماتے۔

ہمارا ذہنی تعلق اور دلی لگاؤ اتنا زیادہ تھا کہ اگر احقر کچھ عرصہ پہلے خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف (ضلع میانوالی) کے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہٗ سے بیعت نہ ہو گیا ہوتا، جو اعلیٰ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان صاحب قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے تو میں حضرت شیخ موصوف سے ضرور بیعت کر لیتا۔ لیکن ان دونوں نہروں کا سرچشمہ ایک ہی تھا۔ دونوں سلسلے ایک جلالی بزرگ حضرت مولانا خواجہ سراج الدین صاحب موسیٰ زئی شریف سے چلتے تھے۔ اور یہ اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان صاحب قدس سرہٗ کے واسطہ سے شیخ سلسلہ حضرت خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قندھاری سے وابستہ تھے۔ ان سب حضرات کے مزارات اسی موسیٰ زئی شریف تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں موجود ہیں۔ بلکہ یہیں حضرت خواجہ احمد سعید صاحب کا تسبیح خانہ بھی موجود ہے۔ جہاں ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی کے بعد آپ دہلی سے ہجرت کر کے کچھ عرصہ کے لئے یہاں ٹھہرے تھے۔ آپ حضرت بانی سلسلہ مجددیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے پوتے ہوتے تھے۔ آپ کا بھی فتویٰ تھا کہ انگریز کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔ اور جب انگریزوں نے آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں اب بھی میرا یہی فتویٰ ہے۔ انگریز دانت پیستا رہا، مگر فوجوں میں بغاوت کے ڈر سے حضرت کو شہید نہ کیا۔ بلکہ نکل جانے کا حکم دیا۔ خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرہٗ کا یہ سلسلۂ فیض عرب و عجم کے دور و دراز ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ مدینہ منورہ (زادھا اللہ شرفاً) کے رہنے والے شیخ طریقت حضرت مولانا عبد الغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں (جو اب وفات پا چکے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون)

ہمارے محترم شیخ غورغشتویؒ حضرت شیخ مولانا حسین علی صاحب قدس سرہٗ (واں بھچراں، ضلع میانوالی) کے مجاز ہیں۔ جو بقول قطب زماں حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہٗ کے پنجاب کے اکابر اولیاء میں سے تھے۔

## حضرت شیخ الحدیثؒ کا جذبۂ جہاد

حضرت شیخ رحؒ ظاہری و باطنی علوم و معارف سے آراستہ تھے۔ عوامی نگاہ میں وہ ایک بہت بڑے عالم تھے۔ تشنگانِ علوم کی نظر میں وہ ایک اعلیٰ مدرس اور بلند پایہ شیخ الحدیث تھے۔ اور ارباب دل ان سے سلسلہ نقشبندیہ کے فیوض و برکات کے آبدار موتیوں سے جھولیاں بھرتے رہے۔ دور دور کے کتنے ہی فارغ التحصیل علماء ان سے وابستہ ہو کر منازل سلوک طے کرتے رہے مگر باوجود ان تمام مشاغل کے آپ پر جذبۂ جہاد غالب تھا۔ جب کبھی باطل کے مقابلہ کا وقت آتا۔ آپ سب سے پہلے میدان میں آ کر سینہ سپر ہو جاتے۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ کی علمبرداری سے ضلع کیمبلپور کے لاتعداد مسلمانوں نے اپنے کو قربانی کے لئے پیش کیا۔ جتنے علماء اس علاقہ چھچھ سے جیل میں گئے۔ اتنے اور کسی علاقہ سے نہیں جا سکے۔ اسی طرح الیکشن میں بھی آپ نے سرمایہ داروں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

جب مودودی فتنہ نے سر اٹھایا۔ آپ نے سب سے پہلے اس کی سرکوبی فرمائی اور مودودی صاحب کو ضال اور مضل یعنی گمراہ اور گمراہ کرنے والا کہہ کر فتویٰ دیا کہ اس کے اور اس کے ہم خیالوں کی اقتداء میں نماز پڑھنی جائز نہیں ہے۔

آپ مودودی کی اس عبارت سے بہت متاثر تھے جو تفہیمات حصہ دوم کے باب تعزیرات اسلامی میں لکھی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کے مخلوط ماحول کے زمانہ میں زنا کی شرعی سزا جاری کرنا بلاشبہ ظلم ہے قرآنی سزا کو ظلم کہنے کو حضرتؒ قطعی کفر فرماتے تھے، اور بات بھی یہی ہے۔ اگر مودودی صاحب کے لئے تاویل کی گنجائش نہ ہوتی تو حضرت مولاناؒ کا فتویٰ صاف تھا۔

ملک میں موجودہ بے دینی کا احساس کر کے بھی حضرت کڑھتے رہتے تھے۔ اور اکثر جمعیۃ علماء اسلام کے مقاصد کی کامیابی کے لئے شرکت و تعاون کے علاوہ دعائیں بھی فرماتے۔

## مسائل میں راہ اعتدال

ملک میں بعض لوگ افراط کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اور بعض تفریط کے۔ اس طرح مسلمانوں میں اکثر فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ حضرت شیخ رحؒ کو اللہ تعالیٰ نے معتدل طبیعت بخشی تھی۔ وہ احادیث شریفہ کی رو سے حیات النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اور قبر مبارک میں قریب سے درود شریف سننے اور جواب دینے کے احادیث کی وجہ سے قائل تھے۔ مگر امت میں انتشار سے بچنے کی خاطر تفاصیل میں جانا پسند نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ اسی طرح کی گفتگو احقر کے ساتھ بالمشافہ بھی ہوئی۔ اس راہ اعتدال کی دوسری مثال مولوی محمد طاہر صاحب پنج پیری کی مخالفت ہے۔ جن کی تغلیظ اور سختی اور علماء کرام پر تنقید یا تنقیص سے علاقہ بھر میں انتشار پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ رحؒ نے اہل حق علماء کرام کو بھی موقع کے مسائل میں نرمی کرنے پر آمادہ کرنا چاہا۔

آپ نے فدیہ اسقاط وغیرہ کے بارہ میں جواز کا فتویٰ دے کر دراصل علماء اہلسنت کو اصلاحی کاموں میں نرمی و سہولت کا سبق دیا۔ ورنہ حضرت شیخ رحؒ کسی بدعت کو جائز اور کسی گمراہی کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ آپ کا مطلب صرف یہ تھا کہ دعائیں یا فدیہ یا حیلہ اسقاط اصل شریعت میں جائز ہیں۔ ان کو مطلقاً برا نہ کہا جائے۔ اور اگر مخصوص طریقے کو برا کہا جائے تو اس میں بھی ایسی شدت اور ایسا طریقہ تبلیغ اختیار نہ کیا جائے۔ جس سے نفع سے نقصان

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

# حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ
## کا
# آخری درس حدیث

(از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ جامعہ مدنیہ کیمبلپور)

برصغیر کے مغربی کونہ پر ایک علاقہ چھچھ کے نام سے مشہور ہے۔ جس کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ہمیشہ سے ان علماء دین سے آباد رہا ہے جو اپنے عمل میں سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ ماضی قریب میں اس چھوٹے سے علاقہ میں جس کو روضۃ العلم کا نام دینا زیادہ مناسب ہے۔ جو علماء اسلام گذرے ہیں۔ ان میں سے مولانا قطب الدین غورغشتوی استاذ محترم مولانا سعد الدین جلالوی۔ مولانا عبد الرحمٰن حمیدی مولانا سید رسول دلیسری۔ مولانا فضل حق۔ مولانا غلام جیلانی شمس آبادی وہ مشہور علماء کرام ہیں جو امت محمدیہ کے دین و ایمان کے لوجہ اللہ محافظ رہے۔ ان بزرگان دین نے سلف صالحین کے طرز عمل پر سادہ بلکہ بعض اوقات عسرت کی زندگی گذاری، لیکن علوم نبوت کی اشاعت میں سرگرم عمل رہے۔ اسی جہاد عظیم کی برکت ہے کہ ان حضرات نے ہمیشہ اعلاء کلمۃ الحق فرمایا۔ اور اس سلسلہ میں کسی دنیاوی رعب سے مرعوب نہ ہوئے نہ کسی لالچ کا شکار ہوئے ہیں اس کا عملی مظہر یہ ہے کہ یہ علاقہ چھچھ ہمیشہ سے دین کے خلاف تمام فتنوں سے محفوظ رہا۔ انگریزی دور کا شجر نحوست جس کو ختم نبوت سے انکار پر اگانے کی کوشش کی گئی تمام برصغیر میں اس کا کچھ نہ کچھ اثر پھیلا۔ مگر صرف یہی علاقہ چھچھ ایک ایسا علاقہ ہے کہ اس میں جوں ہی ۱۹۲۲ء میں ایک سیاہ بخت نے سر اٹھایا، علماء علاقہ نے اس دنیاوی حیثیت کو روندتے ہوئے اس پر یلغار کر دی اور ایک عظیم اجتماع میں فقیہہ عصر مولانا قاضی غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء علاقہ کی نمائندگی میں اس پر کفر کا حکم دیا۔ اس کی عورت کو طلاق قرار دیا۔ وہ اسی وقت بھاگا اور ایران جا کر دم لیا۔ وہیں پیوند خاک ہوا۔ اس کے بعد کسی کو جرأت نہ ہو سکی کہ اس علاقہ میں ارتداد کی اشاعت کی کوشش کرتا۔ اسی قافلہ حاملان علوم نبوت کا آخری حدی خوان (جس نے اپنے آپ کو مسکین نصیر الدین سمجھا) استاذ العلماء شیخ الحدیث کا ممتاز لقب یافتہ یادگار سلف صالحین مولانا نصیر الدین غورغشتوی تھا۔ جو حال ہی میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔

انہوں نے یوں تو تقریباً پچاس سال درس حدیث دیا جس سے ہزارہا انسان فیضیاب ہوئے۔ آپ کا یہ درس حدیث خصوصاً برصغیر کی تقسیم سے پہلے ان طلباء حدیث کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھا۔ جو مدارس کا ذریعہ تعلیم اردو ہونے کی وجہ سے یا مدارس کے نظم و نسق کو اپنے لئے کسی وجہ سے گراں سمجھتے تھے۔ ان متلاشیان علوم نبوت کے لئے آپ کا چشمۂ فیض تقریباً پچاس سال جاری رہا جس کی شاخیں آج بھی اپنے اپنے علاقوں اشاعت علوم نبوت کر رہی ہیں۔

بقول مجاہد جلیل مولانا گل بادشاہ دامت برکاتہم "حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا پختون قوم پر بہت بڑا احسان ہے" جس کی وجہ ظاہر ہے کہ اگر اس وقت حضرت شیخ الحدیث کا یہ درس نہ ہوتا تو ہزارہا علماء تکمیل سے محروم رہ جاتے۔ ان ہزارہا علماء کرام نے غورغشتی کی اس درسگاہ میں نہ صرف تکمیل علوم کی بلکہ ایک ولی کامل سے اسباق طریقت بھی لئے۔ چنانچہ انہی میں سے اکثر علماء حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء طریقت بھی ہیں۔

مگر آپ کی حیات طیبہ کا آخری درس حدیث عجیب برکات کا حامل ہے۔ یہ درس اگرچہ سابقہ درسہائے حدیث سے علیحدہ حیثیت رکھتا ہے کہ سابقہ درس ہائے حدیث میں شرکاء دورۂ حدیث کم از کم دو سال صرف کرتے مگر اس درس حدیث میں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوا۔ سابقہ درس حدیث میں صرف تین خوش بخت شریک ہوئے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ :۔

امسال بھی حسب معمول کیمبلپور میں جب عازمین حج و زیارت کی درخواستوں کی قرعہ اندازی ہوئی تو سب سے پہلے جو درخواست منظور ہو کر ظاہر ہوئی، وہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست تھی۔ چونکہ میں بھی اس کمیٹی کا رکن ہونے کی وجہ سے وہاں موجود تھا۔ اس لئے مجھے اسی وقت پتہ چل گیا۔ چنانچہ مورخہ ۲۲ رشعبان ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۴ر نومبر ۱۹۶۸ء کو حاضر خدمت ہونے کا ارادہ کیا۔ تو دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ جسمانی لحاظ سے کمزور ہیں۔ عمر کا تقاضا بھی نقاہت ظاہر کر رہا ہے۔ حج بیت اللہ دور دراز کا سفر ہے۔ نامعلوم جب انشاء اللہ میرا بیٹا حافظ قاضی محمد ارشد الحسینی (جو اس وقت علوم کی ابتدائی کتب پڑھ رہا ہے) دورۂ حدیث کے قابل ہوگا۔ اس وقت حالات کیا ہوں گے؟ کیوں نہ اس کو بھی ساتھ لے جاؤں، تاکہ حضرت شیخ الحدیث رح اس کو اپنی زبان مبارک سے حدیث پڑھا دیں۔

چنانچہ میں اور میرا بیٹا ارشد الحسینی غورغشتی حاضر خدمت ہوئے۔ پہلے سے قاری سعید الرحمٰن صاحب خلف الصدق حضرت مولانا عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ دست بوسی کے بعد مزاج پرسی کی سعادت حاصل کی۔ سفر حج کی جسمانی کاوش اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بدنی کمزوری کا ذکر ہوا۔ تو فرمایا۔ میں نے ارادہ کر لیا ہے انگلستان سے فخر الدین بھی حج پر آجائے گا (حضرت کے صاحبزادہ مولانا فخر الدین صاحب اس وقت انگلستان تھے۔ جو حضرت کے وصال سے چند گھنٹے بعد غورغشتی آپہنچے) رخصت لینے سے پہلے میں نے اپنی درخواست پیش کر دی جسے خوشی سے قبول فرما لیا۔ اور اپنے دست مبارک سے خود مشکوٰۃ المصابیح تلاش کر کے لے آئے۔ میں بھی اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ چنانچہ ہم تینوں نے مشکوٰۃ المصابیح کی پہلی حدیث حضرت سے پڑھی اور سنی۔ جس کی تشریح آپ نے اپنی زبان ہندکو میں فرمائی۔ اس کا بیان اردو میں درج ذیل ہے :۔

فرمایا "پڑھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لامرئٍ ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ متفق علیہ۔

حضرت عمر سے جو کہ خطاب کے بیٹے ہیں راضی ہو اللہ تعالیٰ حضرت عمر سے، روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا اس کے اور بات نہیں کہ سارے عمل نیت پر موقوف ہیں اور سوائے اس کے اور بات نہیں کہ ملتا ہے ہر آدمی کو جس کی نیت کی ہو۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی۔ اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہوگی تاکہ اس کو حاصل کرے یا کسی عورت کے لئے ہوگی کہ اس کو بیوی بنالے تو اس کی ہجرت ادھر ہی ہوگی جدھر اس نے ہجرت کی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ یعنی اس کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔

ترجمہ کرانے کے بعد اس کی تشریح میں جو فرمایا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی اور مدینہ تشریف لائے۔ تو آپ کے ساتھ اور آپ کے پیچھے ... مکہ مکرمہ سے مخلص صحابہ کرام نے ہجرت کی۔ وہ تو اللہ اور اس کے رسول کے لئے آئے تھے۔ یعنی ان کی نیت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا تھی تاکہ اسلام سیکھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر ان کی خدمت کریں۔ مگر مدینہ منورہ کے اردگرد کے کچھ لوگ بھی اپنے علاقوں کو

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب خطیب جامع مسجد پٹولیاں لاہور

# جن کی باتوں میں ہدایت ربانی کا نور تھا

## حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے چند ملاقاتیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب قدس سرہ العزیز کی عظیم ہستی اور ان کے اوصاف وکمالات بلاشبہ اس امر کے مقتضی ہیں کہ کوئی صاحب اس نادر روزگار شخصیت کی جامع ترین سوانح حیات قلمبند کرکے امت مسلمہ پر احسان فرمائے۔ کیونکہ ایسی جامع ہستیاں بہت ہی کم پیدا ہوتی ہیں اور اپنی حیات مبارکہ میں ان گنت رشد وہدایت کی لازوال مثالیں چھوڑ جاتی ہیں ؎

عمرہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

راقم السطور کو حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک گونہ عقیدت اور محبت کا تعلق رہا ہے اور یہ تعلق ہی ان کے ہاں بکثرت آنے جانے اور زیارت سے مشرف رکھنے کا ذریعہ بنا رہا۔ گو مجھ جیسے ہزارہا آپ کے عقیدت مند اسی طرح ان کے پاس آتے جاتے رہتے۔ بقول عارف رح ؎

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم
جنیدؒ و شبلیؒ و عطارؒ ہم مست

ان ملاقاتوں اور زیارت کے مواقع پر کئی ایک ایسی ہدایات نصیب ہوتی رہیں۔ جنہیں اگر قلمبند کر لیا جاتا تو بقول حضرت لاہوری قدس سرہ العزیز کے کہ یہ وہ موتی ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے ؎

نہ تاج و تخت میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

مگر افسوس کہ لٹانے والے نے تو گوہر نادار بے دریغ لٹا دیئے۔ مگر پانے والے کو اپنے دامن نصیب کی کوتاہ دامنی نے محروم رکھا۔

زیر نظر مضمون میں راقم السطور اپنی حاضریوں اور زیارت کے بعض موقعوں پر کسی قدر حاصل شدہ فیوضات کو پیش کرنے کی سعی ناتمام کر رہا ہے۔

ایک دفعہ آپ کے گاؤں غور غشتی میں حاضری کا شرف نصیب ہوا، تو اثناء گفتگو میں ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے امام مہدی کے ظہور کا اب بہت زیادہ انتظار رہتا ہے۔ اور جب حاجی حرمین کی زیارت سے واپس آتے ہیں تو میں اس خبر کے متعلق خاص طور سے ان سے پوچھتا ہوں میں نے عرض کی کہ حضرت! امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کرنے کا شوق ظاہر فرمایا ہے اور غالباً وجہ یہ تھی ہے کہ اس طرح میں دو پیغمبروں (علیہم الصلوٰۃ والتسلیم) کے درمیان سلام رسانی کا شرف حاصل کر لوں کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو وصیت فرمائی ہے کہ تم میں سے جو اس وقت موجود ہو، وہ میرا سلام عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچا دے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں بھی کہیں دیکھا ہے کہ انہوں نے امام مہدی کی پیدائش کے متعلق فرمایا ہے کہ میری زندگی میں ان کا ظہور ہو جائیگا (غالباً یہ حضرت تھانویؒ کا کشف تھا۔

چونکہ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کو نت نئے دینی فتنوں کے متعلق بہت زیادہ تشویش رہا کرتی تھی اور پیرانہ سالی کے باوجود ان فتنوں کے استیصال میں اپنی ہر ممکنہ سعی و کوشش فرماتے رہتے تھے۔ اس لئے راقم الحروف کو اکثر ملاقاتوں میں اس موضوع پر اپنے گراں قدر ارشادات سے نوازا کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ خاں محترم حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب خلیفہ مجاز حضرت لاہوری قدس سرہ العزیز کے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جانے کا شرف حاصل ہوا۔ بہت دیر تک روحانی وعلمی ارشادات سے نوازتے رہے۔ اسی اثنا میں فرمایا کہ:۔

### کافر اعظم

مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ شخص کافر اعظم ہے۔ اور اس وقت مجھے خیال آیا کہ کافر کے ساتھ اسے اعظم کیوں کہا گیا ہے تو پھر بتایا گیا کہ یہ اس لئے کہ جہاں اس نے شرعی سزاؤں کو ظلم لکھا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ بلاشبہ ظلم ہیں۔ اس بلاشبہ لکھنے کی وجہ سے اسے اعظم کہا گیا ہے۔

اس فرقہ کے متعلق ابتدا میں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نقطۂ نظر عام علماء کی طرح ہی رہا کہ یہ ضال اور مضل گروہ ہے۔ یعنی گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے۔ مگر آخر میں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا تھا کہ اس فرقہ کا بانی کافر ہے۔ ممکن ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہو کہ اس میں حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء کی ہوگی کہ انہوں نے بھی اس شخص کو کافر کہا تھا۔ مگر راقم الحروف کا خیال یہ ہے کہ یہ محض اتباع کی بات نہیں ہے۔ اس میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کی اپنی تحقیق کے علاوہ وہ باطنی راہنمائی شامل ہے۔ جو اوپر کی سطور میں آپ نے ملاحظہ فرمالی ہے۔ جس میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ "مجھے بتایا گیا ہے"۔

### مودودی کوڑے ہوتے ہیں

اللہ والوں کی ہر بات بہت صحیح ہوتی ہے۔ ابتدا میں مودودی فرقہ کے متعلق اکثر حضرت نہایت معصومیت سے فرمایا کرتے کہ یہ لوگ بہت کوڑے ہیں (یعنی جھوٹے ہیں) یہ لفظ بار بار فرماتے اور عجیب اثر پیدا ہوتا۔ ایک دفعہ حضرت کے متعلق مودودیوں نے اپنی تائید میں ایک مضمون چھاپ دیا تھا۔ اس پر تعجب کرتے اور یہ فقرہ فرماتے کہ یہ بہت کوڑے ہیں۔

ایک ملاقات میں فرمایا کہ میرے بارے میں یہ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ میں سادہ ہوں۔ فرمایا۔ بے شک میں دنیاوی معاملات میں سادہ ہوں۔ مگر الحمد للہ دین کے کاموں میں سادہ نہیں ہوں۔ گویا حضرت نے اہل الجنۃ بلہ کا مطلب سمجھا دیا۔ مگر عیار لوگ اس دنیاوی سادگی کو سامنے رکھ کر ان پاکباز نفوس کی دینی ساکھ اور اعتبار کو ساقط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ معاذ اللہ

### تقریب میں شرکت سے انکار

عوام الناس کو دینی فتنوں سے بچانے اور ان کے ایمانوں کو محفوظ رکھنے کے سلسلے میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقام نہایت ارفع و اعلیٰ تھا۔ درج ذیل واقعہ سے آپ اس احتیاط کو ملاحظہ فرمائیں۔

علاقہ چھچھ (حضرت کا گاؤں بھی اسی علاقہ کے مشرقی حصہ میں ہے) ایک ذی علم کے ہاں ایک تقریب تھی جس میں علاقہ کے اکثر علماء و فضلاء کا اجتماع تھا۔ ذاتی تعلقات کی وجہ سے اس تقریب میں وہ نام نہاد مولوی بھی شریک ہوئے۔ جو مودودی فرقہ سے متعلق ہیں۔ تو اس مرد حق آگاہ نے اس تقریب میں شمولیت سے صاف انکار کر دیا اور عدم شرکت کی اس وجہ کو بھی برملا بیان فرما دیا کہ میں ان کی موجودگی کی وجہ سے شریک نہیں ہوتا کہ ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے تھا

حق تو یہ ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ العزیز اور قطب زماں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح شیخ الحدیث حضرت غورغشتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لایخافون لومۃ لائم کے مصداق مجاہدانہ سرگرمیوں نے اس دور کے عظیم ترین فتنہ سے عوام کو بالعموم اور خواص علماء کو بالخصوص بچا لیا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء عن جمیع المسلمین الیٰ یوم الجزاء ورنہ ان گنہگار آنکھوں نے عوام تو کیا بظاہر بڑے بڑے القاب و اعزاز والے خواص کو بھی اس ڈالری قوت کے سیلاب کے آگے خس وخاشاک کی طرح بہتے دیکھا ہے۔

راقم الحروف نے ایک مرتبہ ماہنامہ تعلیم القرآن

کے تفسیری حصہ میں غالباً ویزکیہم کے تحت پڑھا کہ کتاب وسنت کی تعلیم کے علاوہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی ذریعہ تزکیہ نہیں ہے (او کما حررہ) اتفاق سے ان ہی دنوں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضری نصیب ہوئی اور بندہ نے صوفیائے کرام کی مجلس اور تزکیہ باطن کے طریقوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوضات عطا ہونے کی نسبت دریافت کیا۔ تو ارشاد فرمایا کہ ویزکیہم کا منصب صوفیائے کرام نے ہی سنبھال رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیض بتوسط صوفیائے کرام آج بھی جاری ہے۔ کتاب وسنت کی تعلیم تو آیت کے ماقبل خود ذکر ہے یزکیہم کا تعلق تزکیہ باطن سے ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیض آج بھی باقی اور قائم ہے۔ او کما قال رحمہ اللہ

اسی دوران گفتگو یہ بھی فرمایا کہ ان لوگوں کے ساتھ بہت سے مسائل میں مجھے اختلاف ہے۔ اور ان مسائل میں سے بعض کا ذکر بھی فرمایا۔ جو اس وقت خوف طوالت سے چھوڑ رہا ہوں۔ کسی وقت انشاء اللہ ان کی تفصیل قلمبند کروں گا۔

## حیات انبیا علیہم السلام کا عقیدہ حق ہے

ایک بار شرف ملاقات میں ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی کا عقیدہ صحیح اور برحق ہے اور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار طیبہ پر پڑھا جانے والا درود شریف آپ بلا واسطہ سماعت فرماتے ہیں۔ یہ سماع حقیقی ہے۔

موضع تڑتوپہ کے اپنے ایک مرید (جو کہ اس وقت بھی زندہ ہیں) کے اسی نوعیت کے سوال کے جواب میں اس کے کندھے کو پکڑ کر فرمایا کہ اس بدن مبارک کے ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ ہیں (یعنی جسم مثالی نہیں جسد عنصری میں حیات اور زندگی ہے) مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس عقیدہ پر محققانہ کلام فرمایا ہے جس سے مزید روشنی پڑتی ہے۔ اس لئے جو صاحب ان حقائق کو مدلل طریق سے خود ان کی تصنیف میں دیکھنا چاہیں وہ حاشیہ مشکوٰۃ مطبوعہ از شیخ الحدیث غور غشتی میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

## رحمۃ اللہ کے ساتھ تعالیٰ بھی لکھئے

ولی برحق شیخ طریقت حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک تصنیف لطیف بنام تحفۂ ابراہیمیہ کی ثانی طباعت کا النصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم جناب مولانا صوفی عبدالحمید صاحب نے ارادہ فرمایا تو راقم سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ اس کتاب کی نسبت میں تضعیف پیدا کر رہے ہیں کہ یہ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیف نہیں ہے اور اس تضعیف کی وجہ شاید یہ ہے کہ اس کتاب میں مسئلہ توسل کے علاوہ درود شریف کے فضائل میں ان احادیث سے تمسک کیا گیا ہے۔ جو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بطور شواہد پیش کی جاتی ہیں۔ اس لئے بعض طبائع نے گلوخلاصی کے لئے اس تصنیف کی نسبت یقینی پر ہی ہاتھ صاف کر دیا۔ چونکہ شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حسن عقیدت اور اعتماد کا اظہار حضرت صاحب، واں بھچروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جمیع متوسلین کو کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس لئے اگر آپ اس تصنیف کے متعلق تصدیق فرمائیں تو شک وشبہ کی گنجائش ختم ہو سکتی ہے۔

راقم السطور جب لاہور سے اپنے گاؤں آیا تو حضرت رحمۃ اللہ کی خدمت میں بھی حاضری دی اور اس تصنیف کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت نے نہ صرف اس کی تصدیق و توثیق فرمائی۔ بلکہ اس کی وجہ تسمیہ بھی بتائی۔ کہ حضرت واں بھچروی رحمۃ اللہ سے قیام موسیٰ زئی شریف کے دوران صاحبزادہ صاحب حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب نے بعض مسائل تصوف قلمبند کرنے کا شوق ظاہر فرمایا۔ جسے حضرت نے پورا فرما دیا۔ اور اسی نسبت سے اس تصنیف کا نام بھی تحفۂ ابراہیمیہ رکھا۔ اور حضرت کی زندگی میں یہ کتاب حسن طباعت سے مزین بھی ہوئی۔ جس کا ایک نسخہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے مجھے بھی مرحمت فرمایا تھا۔ اور تلاش سے شاید میری کتب میں سے اب بھی وہ نسخہ موجود ہوگا راقم کے عرض کرنے پر اس تصنیف کی نسبت یقینی کے متعلق چند سطور لکھنے کی ہدایت فرمائی۔ جنہیں بندہ نے ہی قلمبند فرمایا۔ اور حضرت نے سن کر اس پر اپنے دستخط ثبت فرمائے۔ یہ تحریر اس عاجز کے پاس اب تک محفوظ ہے۔ لکھنے کے بعد جب تحریر بندہ نے سنائی۔ تو ایک مقام پر رکنے کا اشارہ فرمایا۔ اور ایک لفظ کے اضافے کا حکم دیا۔ یہ وہ بات تھی جو آج تک میرے دل کی گہرائیوں میں اثر انگیز ہے۔ بندہ نے حضرت مولانا حسین علی صاحب کے اسم گرامی کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھا تھا حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا۔ اس پر تعالیٰ کا اضافہ بھی کردو، یعنی اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کا ادب بتلایا کہ مخلوق کے نام کو ادب سے کہا اور لکھا جائے تو خالق کائنات کے اسم گرامی کا ادب کیوں نہ ملحوظ رکھا جائے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس راہنمائی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ

بے ادب محروم ماند از لطف رب

## حیلۂ اسقاط کی شرائط اور مسلک اعتدال

ایک دفعہ کی حاضری میں علاقہ کے بعض لوگوں کی دینی مسائل میں عوام کے ساتھ سختی اور شدت پر ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حیلۂ اسقاط کی شرائط کا میں بھی قائل ہوں۔ مگر یہاں دیہات میں رہنے والے دینی طلباء اور وہ غریب ائمہ کرام کہ جو بغیر ماہانہ تنخواہ وصول کئے ہزارہا مساجد کو آباد کئے ہوئے ہیں۔ ان کی اعانت کس طرح کی جائے۔ لوگوں کو حیلۂ اسقاط کی شرائط پر عملدرآمد کا کہا جائے۔ مگر نفس عمل کی بندش پر ان لوگوں کا زور دینا جو باہر تدریس وخطابت پر مشاہرے پاتے ہیں درست نہیں ہے۔ دینی طلباء اور مساجد کے ائمہ کرام کے ساتھ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے پناہ محبت اور مساجد ومدارس کی رونق و آبادی کا وافر جذبہ اس بات سے کس قدر عیاں ہوتا ہے۔

## زیارت کعبہ مکرمہ کی تیاری میں رب کعبہ سے ملاقات

گذشتہ سال ہجری کے شہر حج میں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیارت حرمین شریفین کی تیاریوں میں تھے اور ہم جیسے مشتاقان دید منتظر تھے کہ کراچی جاتے ہوئے لاہور ریلوے اسٹیشن پر حضرت رح کی زیارت نصیب ہوگی۔ مگر اچانک یہ خبر بجلی بن کر گری کہ حضرت کا وصال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وصال کی تاریخ وہی تھی۔ جس روز گھر سے بارادۂ زیارت بیت اللہ رخصت ہونا تھا۔

مولانا محمد امین صاحب اورکزئی مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی

# ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
# بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سیدی و مولائی حضرت غورغشتوی اعلی اللہ سبحانہ مقامہٗ جو آسمان معرفت کے ایک درخشندہ اور تابندہ ستارے تھے جو غورغشتی کے مطلع سے جلوہ نما ہوئے اور ایسے دور میں جس میں الحاد و زندقہ، شرک و بدعت، جہالت، ضلالت کی نوع بہ نوع ظلمات تہ بہ تہ چھائی ہوئی تھیں تقریباً ساٹھ سال تک رشد و ہدایت اور علم و معرفت کی روشنی پھیلاتے رہے۔ اور آخرکار ۵ ذیقعد کو جبکہ ظاہری سورج طلوع ہو رہا تھا۔ واہ کینٹ کے فوجی ہسپتال میں اس معنوی سورج غروب ہو گیا۔ آپ کی وفات حسرت آیات سے علمی اور روحانی حلقوں میں جو خلا پیدا ہوا، اس کو اکابرین وقت نے شدت کے ساتھ محسوس کیا اور مختلف پیرایوں میں اپنے جذبات غم ظاہر کئے۔ ہم جیسے بے حس لوگوں کو بھی یہ محسوس ہونے لگا کہ تقویٰ و طہارت کے طالبین ایک خضر راہ سے محروم ہو گئے اور خصوصاً سرزمین سرحد یتیم ہو کر رہ گئی۔ "موت العالم موت العالم" کا صحیح اور بہت واضح نقشہ سامنے تھا۔ پاکستان کے ممتاز دینی جریدہ "ترجمان اسلام" نے خاص نمبر شائع کرنے کا عزم ظاہر کیا اور یہی اس سے متوقع بھی تھا۔ کیونکہ اسلاف کے ناموس کا تحفظ اور ان کے اسوۂ حسنہ کی طرف دعوت اس کا مایۂ افتخار نشان ہے۔ بندہ نے بار بار چند سطور لکھنے کا ارادہ کیا۔ مگر سیدی حضرت غورغشتوی کے اعلیٰ و ارفع مقام کو دیکھتے ہوئے حیا مانع ہو رہی تھی کہ مجھ جیسا بے مایہ اور ظلوم و جہول حضرتؒ کی شان میں کچھ لکھے۔ "فاین الثریا من الثریٰ واین الخذف من السمٰی" کسی بھی چیز پر صحیح تبصرہ اسی وقت کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ تبصرہ نگار کو اس کے حدود اربعہ کا علم ہو۔ آخرکار اس خیال سے کہ حق ادا کرنا اگرچہ ناممکن ہے۔ مگر حضرت کے ثناخوانوں کی صف میں صرف جگہ ملنا ہی بڑی غنیمت ہے یہ چند سطور بطور نذرانۂ عقیدت کے حضرتؒ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ حضرتؒ کی مثالی زندگی کا پورا نقشہ تو انشاء اللہ تعالےٰ دیگر اہل علم فضل کے مضامین میں دکھائی دے گا۔ کیونکہ "انما یعرف ذا الفضل من الناس ذووہ"۔ تاہم اپنی بساط کے مطابق چند گذارشات پیش خدمت ہیں۔ شاید رحمت حق کے میلان کا ذریعہ بن جائے۔ "تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین"۔

## حضرت شیخؒ کی زندگی کے مختلف پہلو

حضرت الشیخ رقدح اللہ تعالیٰ روحہ کی زندگی کے مختلف پہلو ہیں اور ہر پہلو اپنے اندر کامل جاذبیت کی شان رکھتا ہے ؎

کس ادا پہ جان و دل تو بتائے چشم یار
ہر طرف کر دیکھتا ہوں حسن کی تصویر ہے

آپؒ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ایک ادارہ تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ذات سے اللہ عزوجل نے وہ کام لیا جو ایک ادارہ تو کیا چند ادارے مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ علمی حیثیت سے دیکھیں تو ایک ہی وقت میں آپ محدث بھی تھے، مفسر بھی، فقیہہ بھی تھے اور ماہر فنون بھی۔ عملی حیثیت سے دیکھیں تو قرونِ اولیٰ کے قافلہ کے ایک راہ رو کا گمان ہو۔ جس کا قول و فعل سنت نبویہ کے رنگ میں رنگا ہوا ہوتا ہے۔ ایک شیخ طریقت کی حیثیت سے دیکھا جائے تو "الذین آمنوا وکانوا یتقون" اور "اذا رؤوا ذکر اللہ" کی عملی تصویر نظر آتے تھے۔ شریعت غراء کے جادۂ مستقیمہ پر ایسی استقامت جس کی مثال تلاش کرنے سے نہ ملے۔ وہ استقامت جو ولی اللہ کی حقیقی کرامت ہوتی ہے۔ جس کے سامنے ہزاروں تکوینی کرامات محض ہیچ ہوتی ہیں۔ اخلاقی لحاظ سے آپ کا مطالعہ کریں تو اعتدال کا ایک نمونہ۔ جس میں جلال و جمال کا حسین امتزاج ہو۔ آپ کی سادگی اور خلوص نیت اور تقویٰ و طہارت۔ زہد عن الدنیا اور اقبال علی الآخرت جیسے خصائل کو دیکھ کر صحابہ کرام کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

الغرض آپ کو اللہ تعالیٰ نے کمالات کا ایک مجموعہ بنایا تھا۔ جن کا احاطہ زبان و بیان سے نہیں ہو سکتا ؎

وعلیٰ تفنن واصفیہ بوصفہ
یفنی الزمان وفیہ مالم یوصف

## حضرت کی شخصیت

واقف حال حضرات جانتے ہیں کہ حضرت مولانا کی شخصیت پاکستان کے شمال مغربی حصہ اور قبائلی علاقہ اور افغانستان کے ایک وسیع خطہ کے لئے تقریباً وہی حیثیت رکھتی ہے۔ جو کہ اہل ہند کے لئے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ہے۔ حضرت مولانا کی ذات بابرکات ہی کی وجہ سے یہ وسیع و عریض علاقہ حدیث نبوی کی روشنی سے روشناس ہوا اور تقریباً ہر اہم قصبہ میں آپ کے فیض یافتہ لوگ پہنچ گئے۔ اس علاقہ پر آپؒ کا یہ وہ عظیم احسان ہے۔ جو صدیوں تک فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

اس کے علاوہ آپ کے روحانی فیض سے لاکھوں عوام متاثر ہوئے اور جاہلانہ رسوم اور بدعات کو خیرباد کہا۔ اور لاتعداد لوگ آپ کے دست حق پرست پر فسق و فجور کی زندگی سے کنارہ کش ہو کر بیعت ہوئے، اور ہزاروں طالبانِ حق وقت کے پیرانِ ضلالت کے مہلک پنجوں سے نجات پا گئے۔ حضرت الشیخ کی اصلاحی جدوجہد کے آثار کو دیکھ کر یہ یقین کئے بغیر چارہ نہیں، کہ مذکورہ بالا خطہ کے لئے آپ کا مقام ایک مجدد کا مقام تھا۔ آپؒ کی وجہ سے بہت ساری سنن کا احیاء اور بہت سی بدعات کا خاتمہ ہوا۔ توحید و سنت کی اشاعت جتنی آپ کی ذات گرامی کی وجہ سے ہوئی۔ اس کا عشر عشیر بھی بعض نام نہاد داعیانِ توحید کی پوری جماعت کے شور و غل سے نہیں ہوا۔ مگر باوجود اس کے انتہائی تعجب ہوتا ہے کہ وقت کے اس عظیم محدث اور جلیل القدر مصلح، جس کی پوری زندگی سنت مصطفویہ کی جیتی جاگتی تصویر تھی کی طرف بھی بعض زبان درازوں نے ابتداع کی نسبت کی۔ یہ شپرہ چشم خودبینی کے نشہ میں مخمور حضرت کے روز روشن کی طرح واضح تجدیدی کام کو دیکھنے سے قاصر رہے۔ "ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور"۔ ان حضرات کے پاس عجیب قسم کی عینکیں ہیں۔ جن کو لگا کر سارے صلحائے امت العیاذ باللہ یا تو مشرک نظر آئیں گے یا کم از کم مبتدع، اور ان حضرات کی وسعت نظر کا یہ حال ہے کہ پورا دین ان کے نزدیک صرف معدودے چند مسائل کا مجموعہ ہے جن کے استحسان اور ابتداع میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بہرحال یہ چند جملے استطراداً درد دل کی وجہ سے تحریر میں آ گئے۔ ورنہ اس قسم کے لوگوں کو معذور سمجھنا ہی انسب ہے۔ خصوصاً جبکہ ان کی حیثیت بھی ایسی نہ ہو کہ ان کی تنقید کی طرف توجہ دی جائے۔ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

جیسا کہ عرض کیا گیا، حضرت غورغشتویؒ کی زندگی کے مختلف حسین پہلو ہیں۔ جن پر تفصیلی گفتگو کرنا نہ ہمارے بس کی بات ہے اور نہ یہاں اس کی گنجائش ہے۔ کسی خوش قسمت کو حضرتؒ کی سوانح حیات لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی تو وہ ان پہلوؤں پر روشنی ڈالے گا۔ اور ہم تو بس اس قدر کہنے پر اکتفا کرتے ہیں ؎

دامانِ نگہ تنگ و گل حسنِ تو بسیار
گلچیں بہارِ تو ز دامان گلہ دار

## کمالات

حضرت الشیخ نور اللہ مرقدہٗ کے کمالات میں سب سے نمایاں وصف جو ہمیں نظر آ رہا ہے وہ خلوص نیت اور

للہیت ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو عبادت کی جان ہے۔ قرآن حکیم نے اس کی اہمیت جا بجا واضح کی۔ ارشاد ہے:۔

وما اُمروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین له الدین اور فرمایا:۔

الا للہ الدین الخالص۔ ارشاد نبوی ہے:۔

انما الاعمال بالنیات۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عبادات کا مدار خلوص نیت پر ہے۔ اس لئے ایک کامل "بندۂ خدا" کی زندگی میں یہ وصف سرفہرست ہونا چاہیئے اور حضرت شیخ رح کے خصائل الخیر میں یہ صفت ہمیں اسی مقام پر نظر آتی ہے۔ جس کا وہ مستحق ہے۔ حضرت رح نے کسی دینی خدمت پر کبھی معاوضہ نہیں لیا اور نہ اس بات کی کبھی کوشش کی کہ آپ کی ذات کی کچھ تشہیر ہو جائے۔ آپ کو جو مقبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ وہ محض من عند اللہ تھی۔ اور ان الذین آمنوا وعملوا الصالحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودا کے وعدہ کی ایفاء کی صورت تھی، آپ کے ساتھ پہلے پہل خواص، اہل دین و اہل علم نے تعلق قائم کیا۔ پھر عوام کے دلوں میں آپ کی محبت پیدا ہوئی۔ اور یہی نشانی ہے کسی شخص کے مقبول عند اللہ ہو جانے کی آپ فارغ التحصیل علماء کی تعداد اتنی ہے کہ بلا مبالغہ مغربی پاکستان کے کسی بھی مدرسہ کے فضلاء کی تعداد اتنی نہ ہوگی۔ مگر اس اہم حقیقت کا ابھی تک بہت کم لوگوں کو علم ہوا۔ آپ کے شبانہ روز جد و جہد سے افغانی قوم کی تعلیمی پالیسی میں انقلاب آیا۔ مگر اس مرد خدا نے اشارہ تک کبھی اس طرف نہیں کیا۔

دوسری خصوصیت جو حضرت الشیخ کو عطا فرمائی گئی۔ وہ علم دین کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہے۔ ایام زندگی کا معتدبہ حصہ اس اہم کام میں صرف ہوا اور تقریباً چالیس سال تک لوجہ اللہ تفسیر و حدیث اور فقہ اسلامی کا درس دیا۔ آپ کے حلقۂ درس میں حاضرین کی تعداد تقریباً اتنی ہوتی تھی۔ جو اس وقت دارالعلوم دیوبند کے مشائخ عظام کے ہاں ہوتی تھی باستثنائے حضرت مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے۔ اور پھر درس بھی اپنی خداداد حدیثی اور فقہی ذوق کے ساتھ اسلاف کے طریقہ پر دیا۔ جس کی بنا پر ایک طرف اگر آپ کے فیض یافتگان کے قلوب میں اتباع سنت اور اجتناب عن البدعۃ کا جذبہ موجزن ہوا، تو دوسری طرف یہ حضرات "بے لگام" بھی نہیں ہوئے۔ بلکہ احترام سلف اور ان کے بیان فرمودہ تشریحات کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا "الا من شذ منھم"۔

حضرت شیخ کی حدیث فہمی اور تفقہ کا کچھ اندازہ آپ کے تحریر فرمودہ حواشی، مشکوٰۃ کے مطالعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح صحیح بخاری پر شیخ الشیوخ حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رح کے حواشی قارئین کو دیگر شروح سے کافی حد تک مستغنی کر دیتے ہیں اسی طرح مشکوٰۃ المصابیح جیسے متداول کتاب کے قارئین کے لئے حضرت شیخ رح کے حواشی کفایت کر دیتے ہیں۔ بندہ کی نظر سے تفسیر بیضاوی کا ایک نسخہ گزرا۔ جس پر کسی صاحب نے حضرت الشیخ کے درسی افادات درج کئے تھے۔ جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ آپ نے کسی تحقیقی انداز اور بصیرت کے ساتھ تفسیر پڑھائی۔

تیسری خصوصیت جو حضرت غورغشتوی قدس اللہ سرہٗ کے صحیفۂ کردار میں نمایاں نظر آ رہی ہے وہ آپ کے تقویٰ و طہارت اور سنۃ نبویہ کی اتباع ہے۔ جن حضرات کا آپ سے قریبی تعلق رہا ہے۔ وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ حضرت نہ صرف یہ کہ عبادات میں طریقۂ مسنونہ کے پابند تھے۔ بلکہ اخلاق و عادات میں بھی سنت نبویہ کا نہایت اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ راہ سنت پر چلنا آپ کا مزاج بن گیا تھا۔ تذکرۃ الرشید میں حضرت گنگوہی رح کے حالات کا مطالعہ کیا تھا۔ اس کے بعد جب بھی حضرت کی قدم بوسی کا موقعہ ملا تو ان حالات کا حسًا مشاہدہ کیا۔

چوتھی امتیازی بات جو حضرت غورغشتوی کی زندگی میں پائی جاتی تھی۔ وہ دین حق کی سربلندی اور حفاظت کے لئے دل میں بے پناہ جذبہ اور تڑپ تھی۔ اعداء دین نے جب بھی کوئی سازش کی تو آپ نے علماء حق کے شانہ بشانہ اس کے خلاف تحریک چلانے میں حصہ لیا۔ ماضی قریب کی مذہبی تحریکوں میں سب سے اہم تحریک سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت کے تحفظ کے لئے چلی۔ جس پر انگریز کے پروردہ بعض لیڈروں نے ڈاکہ ڈالنا چاہا تھا۔ اس تحریک میں حضرت رح نے بھرپور حصہ لیا اور باوجود پیرانہ سالی اور ضعف کے بنفس نفیس مع اپنے صاحبزادہ کے فراعنۂ وقت کے ہاتھوں جیل کی صعوبتیں خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیں۔ اسی طرح جب بھی موقعہ پیش آیا تو آپ نے کلمہ حق بلند کرنے سے گریز نہیں کیا۔ جمعیۃ علماء اسلام جو سیاسی محاذ پر اہل حق کی سب سے با اثر اور نمائندہ جماعت ہے۔ آپ نے ہمیشہ اس کی سرپرستی کی اور متعلقین کو تعاون کی ترغیب دی

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . اور زندگی بھر اس کی حمایت جاری رکھی۔ خود بندہ کے کانوں میں ابھی تک حضرت کی زبان فیض رساں سے نکلے ہوئے یہ کلمات گونج رہے ہیں جو کہ ایک موقعہ پر آپ نے ارشاد فرمائے۔

"میں نے بندوق چلانا اس لئے سیکھ لیا ہے
تاکہ جہاد کے لئے اس کو استعمال کر سکوں"

سرحدی عوام کو گمراہ فرقوں کے شکار ہونے سے بچانے کے لئے آپ کا وجود مسعود اہم ترین ذریعہ تھا۔ آپ ہی کے طفیل ماڈرن سبائیت جو "مودودیت" کی شکل میں نمودار ہوئی ہے۔ سرزمین سرحد میں اپنے قدم نہ جما سکی اور اسی طرح آپ ہی نے جدید خارجیت کا راستہ روک لیا تھا۔ جدال و نزاع سے طبعی نفرت کے باوجود ان فتنوں کے متعلق اپنے خیالات کے اظہار میں کبھی تساہل سے کام نہ لیا۔ بلکہ واضح اور دوٹوک فتویٰ دیا۔ مصلحت وقت کے پجاریوں کی طرح گول مول بات نہیں فرمائی۔ ان تمام ظاہری اشغال کے ساتھ ساتھ حضرت نے تزکیہ و ارشاد کا فریضہ بھی ادا فرمایا، اور اپنے مرشد حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کو عام کر دیا۔ جو وقت کے ایک عظیم مجاہد، توحید و سنت کے داعی اور پاک باطن صوفی تھے۔ شرک و بدعت کے خلاف اس مرد جلیل نے نہایت استقامت کے ساتھ جہاد کیا۔

حضرت غورغشتوی رح کی سیرت پر "حسینی" رنگ پایا کمال اشکار تھا۔ . . . . . . . . حضرت غورغشتوی رح نے اپنے مرشد کے سلسلۂ ارشاد کو زندہ رکھا۔ اور بے شمار لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور بہت سے متوحش قلوب نور معرفت سے منور ہو کر حق تعالیٰ شانہٗ اور اس کے دین سے مانوس ہوئے۔

ظاہری علوم کے درس کا سلسلہ جب ضعف و نقاہت کی وجہ سے موقوف ہوا تو آپ ہمہ تن ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ بتقاضائے

وعدۂ وصل چوں قریب شود
آتش عشق تیز تر گردد

زندگی کے آخری سالوں میں محبوب حقیقی سے جا ملنے کا سخت داعیہ قلب اطہر میں تھا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی درازیٔ عمر کے لئے دعا کرتا تھا تو آپ اظہار خفگی فرماتے تھے۔ اسی جذب و شوق نے چند سالوں سے اپنے معشوق کے در پہ حاضری دینے کے لئے بیتاب کر رکھا تھا۔ مگر گورنمنٹ کی غلط رخ پالیسی راستہ میں رکاوٹ رہی۔ اس سال بعد از انتظار بسیار منظوری ملی مگر رب البیت نے اپنی آثار اور در و دیوار کے بجائے اس نحیف الجسم عاشق کو اپنی لقا سے نوازا۔ من احب لقاء اللہ احب اللہ لقائہٗ انه بعبادہ لرؤف رحیم رحمه اللہ رحمه اللہ رحمۃ واسعۃ وانا علینا من برکاته۔

# بوذرِ عصر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ

## میری نظر میں

( از استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ظہور الحق صاحب مدرس جامعہ مدنیہ لاہور خطیب جامع مسجد پتھراں والی لاہور )

ادارہ ترجمان اسلام نے جب ترجمان اسلام کو شیخ الحدیث نمبر شائع کرنے کا اعلان کیا تو ارادہ ہوا کہ یہ ناچیز بھی حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس و پاکیزہ زندگی کے اس پہلو پر کچھ پیش کرے۔ جو اس جیسے ظاہر بینوں نے آسانی معلوم کیا۔ لیکن بعض عوارض کی بنا پر احقر اپنے اس ارادہ کو بہت سا وقت گذر جانے کے باوجود پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکا۔ جب نمبر کی اشاعت کا وقت قریب تر آ گیا، عزیزم مولوی حبیب الرحمٰن اشرف ڈیروی سلمہ جن کو اللہ جل ذکرہ نے اکابر و اسلاف کے ساتھ قلبی محبت و عقیدت کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے نے اس ارادہ کو مختصر طور پر ہی سہی ادا کرنے پر اصرار کیا۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ حالات میں سے جس قدر قلمبند کر سکا پیش خدمت ہے۔

اس جہانِ رنگ و بو کا ایک بہت بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ لوگ عموماً کسی شخص کے رتبہ اور مقام کو اس شخص کی زندگی میں پہچاننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ لوگ زندہ شخص کی قدر و مرتبت کی شناسائی حاصل کرنے کی طرف توجہ و اعتنا ہی نہیں کرتے۔

عربی کے ایک شاعر نے اپنے ایک شعر میں اسی بات پر نہایت افسوس کا اظہار کیا ہے۔ اس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ انسان جب تک زندہ ہوتا ہے اس کی قدر نہیں کی جاتی، مگر جب یہاں سے چلا جاتا ہے تو اس کے لئے آنسو بہائے جاتے ہیں۔ اور افسوس و غم کا اظہار ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ بھی اس دنیا کے رہنے والوں نے تقریباً ایسا ہی معاملہ برتا۔ شیخ الحدیث جب تک بقیدِ حیات رہے۔ ہم ان کے اصل مقام اور علوِ مرتبت سے نا آشنا رہے۔ مگر اب جبکہ وہ ہم میں نہیں ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ ہم ایک گوہر یکتا گنوا بیٹھے۔ ایک یگانۂ روزگار عالم دین کی معیت سے محروم ہو گئے۔ ایک تواضع پسند اور صالح و پرہیزگار ذات ہم سے چھن گئی۔ ایک حق گو اور راست باز شخصیت ہمیں داغِ مفارقت دے گئی۔ ایک بہت بڑے محدث سے دین سے مستفید ہونے سے محرومی ہوئی کہ جن کی نظیر نہ جانے کب پیدا ہوتی ہے۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اور ایک ایسے بلند پایہ انسان کی وفات کا سانحہ پیش آیا، جس کی موت پورے عالم کی موت کے مترادف ہے۔ مشہور مقولہ ہے۔ موت العالِم موت العالَم۔ و لقد احسن من قاله

ما کان قیس هلکه هلك واحد
ولکن قیس بنیان قوم تهدما

اتنی خوبیوں والے بزرگ اور کامل انسان زمین پر خال خال ہی ہوتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر اقبالؒ کے ؎

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کی آنکھ خزف کو نگیں کرے

حضرت شیخ الحدیث سے حقیر کو اصطلاحی طور پر تو شرف تلمذ حاصل نہ ہو سکا۔ مگر ان کی بزمِ قدسی میں بارہا حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور خوش قسمتی جس کے در و دیوار بھی حضرت کی وجہ سے پیارے اور محبوب تھے متعدد بار جانا ہوا۔ کئی بار درس سننے کا موقع بھی میسر آیا۔

حضرت شیخ الحدیث کی طبیعت میں عجز و انکسار تھا۔ تواضع و فروتنی تھی۔ خود بینی و خود نمائی اور کبر و نخوت کے مرض سے محفوظ تھے۔ دنیاوی زیب و زینت اور تجمل و آرائش کو کبھی درخورِ اعتنا نہ سمجھا۔ سادہ و بے تکلف زندگی گذارتے رہے۔ آپ کی خوش اخلاقی اور بے نفسی نے راقم الحروف کو بہت متاثر کیا۔ آپ ہر آنے والے شخص کے ساتھ اس محبت و اخلاق سے ملتے، جیسے کوئی بڑا صاحبِ کمال آیا ہو۔ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کے سوال کا پوری توجہ سے جواب دیتے۔ اس کی پوری تسلی و تشفی فرماتے۔ عمر کے آخری حصہ میں بھی جبکہ پیرانہ سالی کی وجہ سے ضعف انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ کوئی صاحب حاجت حاضر ہوتا اور کسی عذر کی بناء پر مسجد میں نہ آ سکتا تھا۔ تو آپ خود مسجد سے باہر تشریف لے جا کر اس سے گفتگو فرما لیتے۔ کیسے خوب گفت۔ نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں

علم حدیث خصوصاً صحاح ستہ کی جو خدمت حضرت نے سر انجام دی۔ اس کی نظیر اس دور میں کم ہی ملے گی استفادہ کرنے والے طلبہ کی تعداد ہر سال اتنی ہوتی کہ دارالعلوم دیوبند کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کا بڑے سے بڑا ادارہ بھی ہمسری نہیں کر سکتا ہے۔

ومن ذا الذی لم یستفد من ضیائه

مجھے یقین ہے کہ اگر شیخ الحدیث چاہتے تو بہت سا دنیاوی ساز و سامان اور مال و منال جمع کر لیتے۔ مگر انہوں نے دنیاوی مال و متاع پر کبھی للچائی نظریں نہیں ڈالیں، معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو حرص و آز کی ہوا تک نہیں لگی۔ خود بھی عابر سبیل رہے اور اپنے شاگردوں کو بھی یہی تلقین فرماتے رہتے۔

صحابہ کرامؓ کے متعلق حضرت ابن مسعودؓ فرماتے تھے کہ اقلهم تکلفا۔ اس دور میں حضرت ابن مسعود کے اس مقدس جملے کا مصداق اگر کوئی ہو سکتا ہے تو میں اپنی معلومات کی بنا پر کہوں گا کہ حضرت شیخ الحدیث ہی اس کے صحیح مصداق ہو سکتے ہیں۔

زندگی بھر دینی علوم کی بلا عوض خدمت کرتے رہے بڑے بڑے اداروں نے خطیر مشاہرہ پر آپ کو اپنے یہاں لانے کی سر توڑ کوششیں کیں۔ مگر آپ کی قناعت پسند طبیعت نے اسے کبھی گوارا نہ کیا۔

قدرت نے آپ کو ایک بے باک دل بخشا تھا۔ آپ کے دل میں غیر اللہ کے خوف کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ ہمیشہ سچ کو اپنا وظیفہ بنائے رکھا جس بات کو صحیح سمجھا۔ اس پر دیانتداری کے ساتھ ہمیشہ قائم رہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی لومۃ لائم کو خیال نہ آیا۔ نہ ہی انہیں اس کی پرواہ تھی کہ کوئی ناراض ہو گا کسی فروعی مسئلہ کے متعلق جب آپ سے کہا جاتا کہ فلاں مسئلہ میں آپ کے شیخ حضرت مولانا حسین علیؒ کی رائے تو آپ کی رائے سے مختلف تھی، تو فرماتے۔ بھائی! وہ میرے شیخ تو ہیں مگر مقلد تو میں امام ابوحنیفہؒ کا ہوں، فقہ میں میں اپنے شیخ کا مقلد نہیں۔

حضرت کو جمعیۃ علماء اسلام سے قلبی تعلق تھا آخری وقت تک جمعیۃ کی سرپرستی فرماتے رہے۔ بعض حضرات نے آپ کو جمعیۃ سے متنفر کرنے کی کوشش بھی کی۔ مگر آپ نے ہمیشہ یہ کوشش ناکام بنا دی اور اپنی مومنانہ فراست کی بناء پر ہمیشہ جمعیۃ کے ہمدرد رہے۔ جمعیۃ کے اجلاسوں میں حتی المقدور شمولیت فرماتے۔ اگر کبھی شدید عذر کی بنا پر شرکت نہ فرما سکتے تو اپنے صاحبزادہ مولانا رکن الدین صاحب کو بھیج کر جمعیۃ کے کارکنوں کی حوصلہ افزائی فرماتے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بعد اس ناچیز نے حضرت شیخ الحدیث سے زیادہ کسی کو دینی علوم کے طلبہ اور علماء اسلام سے محبت و شفقت کرنے والا نہیں پایا۔

حضرت مدنیؒ کے بعد آپ طلبۂ علوم اسلامیہ سے جس محبت و پیار سے پیش آتے، ان پر جس قدر شفقت فرماتے۔ ان کی جتنی قدردانی کرتے وہ آپ ہی کا حصہ تھا یہی وجہ ہے کہ نہ صرف ان طلبہ کو جنہیں آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے آپ سے انتہائی عقیدت ہو گئی بلکہ وہ طلبہ بھی جو آپ کے شاگرد نہیں فقط نام سے واقف ہیں آپ سے محبت و ارادت رکھتے ہیں۔ آج بھی طلبہ کرام کے دل حضرت مدنی و حضرت شیخ الحدیث کی ارادت و عقیدت سے سرشار ہیں۔ حالانکہ اس بے قدری کے دور میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بڑی سے بڑی شخصیت کے ساتھ بھی جب تک کہ شاگردی کا تعلق نہ ہو۔ کوئی اس کے شایانِ شان عزت و احترام سے پیش نہیں آتا۔ بلکہ شاگردوں کا بھی یہ حال ہے کہ ادھر کتاب درمیان سے اٹھ گئی ادھر انہوں نے اپنے استاد سے بے اعتنائی کا آغاز کیا۔

مگر حضرت مدنی و شیخ الحدیث سے آج کے طلبہ بھی اتنی ہی محبت رکھتے ہیں۔ جتنی کہ ایک شاگرد اپنے استاد

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

سے ۔ رکھتا۔ ذالک فضل اللہ ۔

حضرت مدنی کا احترام آج کے طلبہ میں بھی اس قدر ہے کہ اگر ان کا اپنا استاد بھی حضرت مدنی کی تنقیص یا ان پر تنقید کرتا ہے تو وہ برداشت نہیں کر سکتے اور فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم پڑھنے آئے ہیں حضرت مدنی پر تنقید سننے نہیں آئے ۔ استاد پر واضح کر دیتے ہیں کہ حضرت مدنی پر تنقید برداشت نہیں کی جا سکتی ۔

یہ دونوں پاکیزہ ہستیاں (حضرت مدنی و شیخ الحدیث) دنیا سے تشریف لے گئے مگر علماء و طلباء کے قلوب میں ان کی عظمت و احترام کی شمعیں آج بھی روشن ہیں اور انشاء اللہ آیندہ بھی روشن رہیں گی ۔

میں نے ابتداء مضمون میں یہ عرض کیا تھا کہ حضرت شیخ الحدیث تصنع اور تکلف سے بیزار اور سادگی پر فدا تھے ۔ آپ کی سادگی کا اندازہ آپ کی شرح مشکوٰۃ سے بھی کیا جا سکتا ہے ۔ آپ نے حاشیہ مشکوٰۃ کو اختصار اور ٹھوس دلائل کے ساتھ اس طرح مزین فرمایا ہے کہ اس کے بعد لمبی لمبی شروحات کی قطعاً ضرورت باقی نہیں رہتی ۔ بندۂ ناچیز کو جب کبھی مشکوٰۃ شریف پڑھانے کا موقع ملتا ہے تو آپ کے حاشیہ کے علاوہ اور کسی شرح کو دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ۔

حضرت کو تمام ملک خصوصاً اپنے علاقہ کی اصلاح کی بہت فکر دامنگیر رہتی ۔ آپ فتوے دینے میں انتہائی محتاط تھے ۔ خوب غور و خوض کے بعد فتویٰ صادر فرماتے آپ ہر کہ و مہ کے فتاویٰ پر اعتماد نہ فرماتے ۔ آج جبکہ اعجاب کل ذی رائے برائیہ کا زمانہ ہے ۔ ہر ایک کے فتویٰ پر اعتماد کرنا قرین دانش ہے بھی نہیں احتیاط لازم ہے ۔

راقم کو اس بات کا فخر ہے کہ بارہا مولانا محمد اسلام صاحب خطیب تربیلا بند اور دیگر حضرات کی موجودگی میں فرمایا کہ میں مفتی محمد عمر صاحب اور آپ (راقم) کے والد صاحب حضرت مولانا عبدالدیان صاحب کے فتوی پر اعتماد کرتا ہوں ۔ مزید فرمایا کہ جب تک آپ کے والد گھر پر ہوتے ہیں ۔ میں بالکل بے فکر ہوتا ہوں ۔

آپ کی حق گوئی اور فتویٰ میں اس قدر محتاط رویے کے سبب علاقہ بھر کے لوگ آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ۔ اس قحط الرجال کے زمانہ میں آپ کی ذات ستودہ صفات فتنوں کے لئے ایک بند دروازہ کی حیثیت رکھتی تھی ۔

اللہ تعالےٰ آپ کو بلند درجات سے نوازے اور پسماندگان کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے

خط و کتابت
کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں

---

سید امین گیلانی صاحب ، مانسہرہ

## قہقہہ دار کے تختے پہ لگایا جائے

چاند کی سیر کو بھی شوق سے جایا جائے
پہلے انسان کو انسان بنایا جائے

کوئی روکے انہیں کچھ لوگ ہیں اس کوشش میں
حشر سے پہلے کوئی حشر اٹھایا جائے

چارہ گر بن کے جو آئے ہیں وہ خود ہیں بیمار
کچھ علاج ان کا ہمیں بھی تو بتایا جائے

گوشہ گیری تو ہے خود موت کو دعوت دینا
زندگی کے لئے میدان میں آیا جائے

جن کی آنکھوں کو برستے ہوئے مدت گذری
ان کے ہونٹوں پہ کوئی پھول کھلایا جائے

بادشاہوں میں بھی جو فقر کی دولت بانٹے
کسی درویش کو مسند پہ بٹھایا جائے

دیکھ لیں ملتی ہے یوں زیست جنوں والوں کو
اہل دانش کو بھی مقتل میں بلایا جائے

ایک حسرت ہے میرے دل میں خدا بر لائے
قہقہہ دار کے تختے پہ لگایا جائے

نقد جاں دے کے بھی سودا ہے یہ منظور امینؔ
مرے عیبوں کو قیامت میں چھپایا جائے

(خاص برائے ترجمان اسلام)

بسلسلہ شذرات

احمد حسین کمال

# اسلامیّت کا دار و مدار

پاکستان میں اسلامیت کا دار و مدار درج ذیل امور پر ہے۔

اوّلاً یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کے دعویٰ ہائے نبوت کی قانوناً نفی کر دی جائے اور اس قسم کے مدعی گروہوں کو اسلام کے دائرے سے خارج قرار دے دیا جائے۔

ثانیاً صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے احترام و اعتماد کو قانوناً تسلیم کیا جائے اور دین میں ان کو سند و معیار مانا جائے۔

ثالثاً، اسلام کی اسی تعبیر کو قانوناً درست سمجھا جائے جو سلف و خلف سے منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے جدید تعبیرات کو قانوناً ناقابل تسلیم قرار دیا جائے۔

رابعاً، اسلام کے نام پر جدید فرقہ بندیوں کو قانوناً ممنوع بنا دیا جائے۔

خامساً، اسلام کے مقابلہ میں کسی دوسرے نظریہ و نظام حیات کو خواہ وہ مغرب کا جمہوری نظام ہو اشتراکی نظام ہو یا کوئی اور نظام، بطور نظریے و نظام زندگی کے ہرگز ہرگز قانوناً فروغ کا موقعہ نہ دیا جائے۔

سادساً، ایک اسلامی ریاست ہونے کی بناء پر پاکستان میں کسی غیر اسلامی فرقہ یا مذہب کو مسلمانوں میں ارتداد پھیلانے کی ہرگز اجازت نہ ہو اور نہ مسلمانوں کو اسلام ترک کرنے کی چھٹی دی جائے۔

سابعاً، دستور و آئین میں اسلامی ریاست کی ایسی واضح تعریف موجود ہو، جو اسلام کے بنیادی عقائد پر مشتمل ہو، اور اسی کی مناسبت سے مسلمان کی بھی ایسی مکمل و واضح تعریف متعین کر دی جائے۔ جس کی رو سے اسلامی عقائد بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت، عقیدۂ احترام و اعتماد صحابہ اور تعلق اسلاف، قائم و برقرار رہیں۔

ثامناً، اسلامی ریاست ہونے کے اعتبار سے پاکستان کا دستوری ڈھانچہ ان ۲۲ نکات سے ترتیب دیا جائے۔ جسے انیس سال قبل سنی، شیعہ، دیوبندی بریلوی، اہلحدیث، وغیرہ تمام مسالک کے چیدہ نمائندہ علماء نے متفقہ طور سے مرتب کر کے پیش کیا تھا، اور جس کے خلاف مودودی صاحب کے حلقے کے سوا آج تک کسی جانب سے کوئی آواز سننے میں نہیں آئی۔

تاسعاً، ایک اسلامی ملک ہونے کی حیثیت سے پاکستان اپنی آزاد پوزیشن کو مکمل طریقہ سے برقرار رکھ کر ان عالمی طاقتوں کے اثرات سے بالکل اپنے آپ کو علیحدہ کر لے، جو بدترین سامراج کی صورت میں دو سو سال سے مسلمان ملکوں اور ان کے وسائل پر مسلط چلے آ رہے ہیں۔

عاشراً، بحیثیت ایک خالص اسلامی ملک ہونے کے پاکستان کے روابط اولاً آزاد عرب اور غیر عرب مسلمان ملکوں کے ساتھ اور پھر دوسرے نیم آزاد مسلمان ملکوں کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ قائم کئے جائیں۔

اور یہودیوں سے فلسطین کی آزادی، ہندوؤں سے مسلمانان کشمیر کی آزادی

اور سامراجی طاقتوں کے سیاسی، فوجی و اقتصادی دباؤ اور گرفت سے انڈونیشیا سے مراکش تک کے مسلمان ملکوں کی آزادی اس کا مقصود و نصب العین ہو۔

یہ ہیں وہ دس امور جن کے حصول کو نصب العین بنائے بغیر کسی بھی فرد و گروہ اور جماعت کا دعوائے اسلام بے معنیٰ بن کر رہ جاتا ہے۔

پاکستان میں جو افراد و جماعتیں، اسلام اور اسلام کی عظمت کا دعویٰ رکھتی ہیں۔ ان کے پروگرام میں اگر یہ دس امور شامل نہیں ہیں، تو ان کے اسلامی دعووں پر کس طرح اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان کو اسلامی ملک بنانے والی ہر مدعی جماعت کو یہ دس امور واضح طور پر اپنانا پڑیں گے ورنہ پاکستان کے مسلمان عوام یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے۔ کہ یہ جماعتیں اسلام کا نام محض اپنے مخفی عزائم پورے کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو فریب دینے کے واسطے لیتی ہیں

برصغیر پاک و ہند کے دس کروڑ مسلمانوں نے پاکستان اس لئے قائم نہیں کیا تھا، اور اس لئے لاکھوں مسلمانوں کی جانیں لاکھوں مسلمان عورتوں کی آبروئیں اور کروڑوں مسلمانوں کی آزادی کو اس واسطے تباہ و برباد نہیں کرایا تھا کہ یہاں اسلام کے نام پر ختم نبوت کے منکر سنت رسول کے باغی، اصحاب رسول کے ناقد، احترام و اعتماد اسلاف کے قاطع اور علماء عصر کے شاتم افراد و گروہ، اس ملک پر حکمرانی کریں۔ اس ملک پر برطانوی طرز کا نظام حکمرانی اسلام کے نام پر قائم کریں اور مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کو مسلمان عوام اور پاکستان کی نوے فیصد مسلمان آبادی کسانوں اور مزدوروں پر مسلط کر کے تمام اقتصادی و معاشی وسائل پر قابض ہو کر بیٹھ جائیں۔

اور ان کو اسلام کا نام لے لے کر مسلسل فریب میں مبتلا کرتے رہیں۔

آج ان کو ملت اسلامیہ کے سامنے برملا یہ بتانا ہوگا۔ اور سیاسی جماعتوں کی طرف سے باقاعدہ اعلان کرنا ہوگا کہ وہ

(۱) اسلام کی اس تعبیر کو درست سمجھتے ہیں، جو صحابہ اور اسلاف سے منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔

(۲) وہ قرآن و سنت کے احکام کے اجراء کو ہی اسلامی نظام سمجھتے اور اس کو ہی جاری کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

(۳) وہ ختم نبوت کے عقیدہ کو پاکستان کی اسلامی حیثیت کی اساس محکم ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور پاکستان کے آئین و دستور میں اس کو شامل کرنے کا وعدہ کرتے ہیں

(۴) وہ علماء حق کے پیش کردہ ۲۲ اسلامی نکات کو پاکستان کے دستور و آئین کی بنیاد بنانے کا اعلان کرتے ہیں۔

(۵) وہ فلسطین اور کشمیر کی آزادی کے لئے جہاد کا اعلان کرتے ہیں۔

(۶) وہ اس ملک میں انبیاء پر تنقید، صحابہ پر نکتہ چینی و الزام سازی اور اسلاف پر تنقیص کو ناقابل برداشت سمجھتے ہیں۔

(۷) وہ انڈونیشیا سے کر افریقہ تک مسلمان ملکوں پر مسلط مغربی سامراج کی سیاسی، فوجی و اقتصادی گرفت سے مسلمان ملکوں اور ان کے ایشیائی افریقی ہمسایوں کی مکمل آزادی چاہتے ہیں۔

(۸) وہ قرآن، حدیث اور فقہ اسلامی کے نظام کے مقابلہ میں مغرب کی جمہوری و اشتراکی دونوں نظاموں کو رد کرتے ہیں اور مغربی سامراج کے اثر و غلبہ کو ہٹا کر اس کی جگہ خالص اسلامی شورائی و خلافتی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں

(۹) وہ اس ملک کا نظام اقتدار، چند افراد کے بجائے اس ملک کی ۹۵ فیصد مسلمان آبادی، کسانوں اور مزدوروں کے براہ راست نمائندوں کے ہاتھوں میں دینے سے اتفاق کرتے ہیں۔

(۱۰) اور وہ اس ملک کی اسلامی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لئے یہاں کسی بھی گروہ کو مسلمانوں میں بے دینی و بد دینی اور اپنے مخصوص نظریات پھیلانے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

ان دس امور پر اشتراک و اتحاد کے ساتھ اس ملک کو اسلام کی منزل مقصود تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

اور جو گروہ بھی ان امور سے انحراف یا اعراض اختیار کرتا ہے۔ اس کا اسلام کا دعویٰ اور پاکستان کی سالمیت و آزادی کا ادعا دونوں ہی غلط اور فریب کارانہ ہیں۔

یہ دس باتیں حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچ دیتی ہیں۔ اور اسلام پسندوں نہیں بلکہ اسلام کے فرزندوں اور اسلام کے سچے ماننے والوں کے لئے ایک مرکزی نقطہ ہیں۔ جس پر جمع ہو کر وہ اسلام کو اس ملک میں بلند و بالا کرنے کی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔

**تبدیلی پروگرام**

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ۲۶ - جولائی کو سندھ کے دورہ پر تشریف لے جا رہے ہیں اور خیرپور ڈویژن کا ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ - جولائی کا دورہ کر کے ۳۰ تاریخ نوابشاہ تشریف لے جائیں گے۔ رات کو خیبر میل پر سوار ہو کر ۳۱ جولائی کو راولپنڈی پہنچیں گے۔ (ادارہ)

مولانا سید محمد طیب ہمدانی نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام قصور

# حضرت شیخ الحدیث رح سے لاہور سنٹرل جیل میں میری ملاقات!

جیل کو دنیا میں دوزخ کہا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ الدنیا سجن المومن۔ اور جب دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے تو ایک وسیع قید خانہ سے کسی خود ساختہ قید خانہ میں بند کیا جانا اس کے لئے نقل مکانی کے سوا اور کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ یہ حقیقت راقم کے لئے شنیدہ نہیں بلکہ دیدہ ہے۔ اور شنیدہ کے شود مانند دیدہ۔

یہ ۱۹۵۳ء کی بات ہے جبکہ سرزمین پاکستان پر وہ لوگ "کوس انا ولا غیری" بجا رہے تھے۔ جواب بارگاہ الٰہی میں پیش ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کر رہے ہیں۔ مجلس عمل ڈائرکٹ ایکشن کے فیصلہ پر عمل کر رہی تھی اور لاہور فوج کے سپرد کیا جا چکا تھا۔ اعظم و ناظم کے مظالم انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ علم برداران ختم نبوت لاہور کی کول تار کی سڑکوں کو اپنے خون شہادت سے لالہ زار بنا رہے تھے۔

قصور شہر اگرچہ ۱۹۱۹ء کے بعد سے عملی طور پر اپنے آپ کو ہر دار و گیر سے محفوظ رکھے ہوئے تھا۔ لیکن مسئلہ ختم نبوت ایک ایسا مسئلہ تھا جس سے قصور جو حقیقت میں پُر قصور ہو چکا تھا، اپنے آپ کو علیحدہ نہ رکھ سکا اور جب مدعیانِ عشقِ رسول اور نام رسول پر بیٹ کے دوزخ کا ایندھن مہیا کرنے والے دم دبا کر اپنے بلوں میں گھس گئے تو علماء حق کا ساتھ دیتے ہوئے ان لوگوں نے جن کے دل میں درحقیقت شمع ایمان روشن تھی اپنے آپ کو ہر قسم کی قربانی کے لئے پیش کر دیا۔

قصور کے ۲۱۔ اشخاص کو نظر بندی اور بیسیوں افراد کو دوسری دفعات میں گرفتاری کے احکام ہوئے راقم الحروف کو بھی پہلے گروپ میں نظر بند کر کے لاہور سنٹرل جیل میں بھیج دیا گیا۔ جیل کی زندگی میں جہاں بیشتر تجربات حاصل ہوئے جو زندگی کے نشیب و فراز میں نشان راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہاں ایک بہت بڑا فائدہ یکسوئی سے مطالعہ کا بھی ہوا۔ اور اس سے بڑھ کر اکابر کی زیارت اور ان سے بلاواسطہ کسب فیض بھی تھا۔

دو تین روز پھانسی کی کوٹھڑی کے قیام کے بعد جب قصور والوں کا تبادلہ احاطہ بم کیس میں ہوا، جس میں بھگت سنگھ وغیرہ کسی زمانہ میں محبوس رہ چکے تھے تو راقم کے پاس ایک دن مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم (گوجرانوالہ) تشریف لائے۔ اور مجھ سے مستدرک حاکم کا ایک جزء طلب کیا اور مطالعہ کرنے بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں مولانا موصوف کتاب وہیں چھوڑ کر ننگے پاؤں وہاں سے بھاگ اٹھے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سیدھے نل پر پہنچے اور ایک فرشتہ صورت معمر بزرگ سے اصرار کرنے لگے۔ کہ مٹی کا مٹکا جس میں وہ نل سے پانی لے رہے تھے۔ انہیں دے دیں تاکہ پانی بھر کر پہنچانے کی خدمت وہ سر انجام دے سکیں۔ ادھر وہ بزرگ ہیں کہ برابر انکار کئے جا رہے ہیں اور اسے تکلف قرار دے رہے ہیں۔ لیکن بالآخر سلفی صاحب منت خوشامد کے بعد مٹکا لینے میں کامیاب ہو گئے کندھے پر رکھا اور ان بزرگ کو قیامگاہ تک پہنچا کر آئے مجھے سلفی صاحب کی یہ خدمت کی ادا بہت پسند آئی۔ جب موصوف واپس آ کر کتاب لیکر میرے پاس پڑھنے بیٹھ گئے تو میں نے سوال کیا کہ یہ کون بزرگ تھے۔ جن کی خدمت کے لئے آپ نے دوڑتے ہوئے جوتا پہننے کا بھی خیال نہیں رکھا۔ موصوف نے بتلایا کہ یہ آپ کے ہم مسلک اکابرین میں سے بڑے سربرآوردہ عالم اور حافظ الحدیث ہیں۔ گذشتہ نصف صدی سے غورغشت ضلع کیمبلپور میں قال اللہ و قال الرسول کی صدا بلند کئے ہوئے ہیں یہ تھا حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتی رحمہ اللہ سے میرا پہلا تعارف۔

پھر میں شوق زیارت سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ انتہائی باریک طباعت کی حمائل لئے تلاوت میں مشغول تھے باوجود کبر سنی کے حضرت کی نظر عینک کے تکلف سے نا آشنا تھی تلاوت سے فراغت کے بعد خیریت دریافت فرمائی اور آمد کا مقصد۔ عرض کیا کہ صرف زیارت مقصود تھی۔ انتہائی انکسار و تواضع سے پیش آتے رہے۔ ظہر کی نماز کے بعد لوگوں سے پوچھتے ہوئے راقم کے کمرہ میں تشریف لے آئے۔ فرمانے لگے کہ عزیز! فارغ بیٹھا رہتا ہوں، وقت ضائع ہوتا رہتا ہے کسی نے بتلایا ہے کہ تمہارے پاس کتابیں ہیں۔ کیا مطالعہ کیلئے کوئی کتاب میسر آ سکے گی؟ میں نے فوراً کتابوں کا بکس کھول کر پیش کر دیا۔ حضرت حدیث کی نایاب کتب ملاحظہ فرما کر بہت مسرور ہوئے۔ مسند احمد بن حنبل (شرح احمد محمد شاکر مطبوعہ) کا پہلا جزء مطالعہ کے لئے لے گئے۔ اب تو میں خوب کھل گیا۔ وقت بے وقت جا دھمکتا اور مطالعہ میں جو اشکالات واقع ہوتے پیش کر دیتا۔ حضرت اپنا مطالعہ ترک فرما کر فوراً توجہ مبذول فرماتے۔ سوال انتہائی اطمینان سے سن کر ایسا جواب ارشاد فرماتے کہ عاقل و دل کا بہترین مصداق ہوتا۔ میری زندگی کا یہ ہفتہ عشرہ انتہائی قیمتی تھا۔ کاش کہ اس کا اختتام کبھی نہ ہوتا۔ دس دنوں کے بعد ہی بصد یاس و غم فرقت کا وقت آ گیا۔ میں نے حضرت شیخ سے اشک آلود آنکھوں کے ساتھ رخصت طلب کی۔ میری اور میرے ساتھیوں کی "چالی" بورسٹل جیل ہو چکی تھی۔ اس ہفتہ عشرہ میں حضرت شیخ کی صحبت فیض اثر سے بہت کچھ حاصل ہوا۔ غورغشتی کا وہ (باقی صفحہ ۲۱ پر)

---

تحریر شیخ محمد ادریس صاحب سکھر

# آہ! حضرت مولانا خلیفہ احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کل نفس ذائقۃ الموت۔ دنیا میں ہر جاندار شئے کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ موت سے کوئی نہیں بچا۔ دنیا میں سینکڑوں اموات واقع ہوتی ہیں۔ مگر ان کا اتنا درد و غم نہیں ہوتا جتنا غم کسی عالم دین کی موت پر ہوتا ہے کیونکہ موت العالم موت العالم۔ عالم کی موت عالم کی موت ہے۔ حضرت مولانا خلیفہ احمد دین صاحب سندھ کی مشہور و معروف ہستی تھی۔ اور آپ کے ذریعے سینکڑوں بندگان خدا سیراب ہو رہے تھے۔ سندھ کا کوئی گاؤں ایسا نہیں ہے۔ جہاں پر حضرت خلیفہ صاحب کے متوسلین موجود نہ ہوں بلکہ پنجاب کے دور دراز علاقوں سے چل کر لوگ حضرت خلیفہ صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے اور اپنا تزکیہ نفس کیا کرتے تھے۔ آج اس ہستی کو کہاں تلاش کریں۔ افسوس ہے بے رحم آسمان نے ان بزرگوں کو بھی نہیں رہنے دیا۔ حضرت خلیفہ صاحب وفات کے روز ضلع جیکب آباد کے ایک گاؤں کریم بخش میں سیرت النبی کے جلسہ میں تقریر فرما رہے تھے۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ حضرت خلیفہ صاحب نے ایسی جامع اور مدلل تقریر فرمائی کہ زندگی میں شاید ہی کوئی ایسی دوسری تقریر کی ہو گی۔ آپ نے لوگوں کو بار بار تلقین کی کہ حضور کے اسوۂ حسنہ کو اپناؤ اور حضور کی سیرت کا عملی نمونہ بن جاؤ۔ اسی میں نجات ہے۔ تقریر کے بعد آپ چارپائی پر لیٹ گئے۔ پانی پیا اور کلمہ شہادت کا ورد کرنے لگے اور کلمہ کا ورد کرتے کرتے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ فوری طور پر حضرت صاحب کی میت کو ان کے آبائی گاؤں جمار پہوڑ (باقی صفحہ ۲۱ پر)

ہندوستان کی سرزمین پر (پاک و ہند) علماء اسلام کا ایک ہی مشن رہا ہے اور وہ یہ کہ یہاں اللہ کا کلمہ بلند رہے۔

اس مقصد کے لئے انہیں غیروں سے زیادہ ان اپنوں کی ستم کوشیوں کا ہدف بننا پڑا، جن کے پیش نظر وقتی مفادات اور وقتی مصلحتیں تھیں۔

انگریز کا دور حکومت، اسلام اور علماء اسلام کے لئے ایک ایسی آزمائش کا دور تھا جس میں ان کا نظریہ حیات ان کا دین حتیٰ کہ ان کا وجود تک خطرے میں پڑ گیا۔

انگریز نے مسلمانوں کو مٹانے اور دین سے ان کو بیگانہ بنانے کے لئے مندرجہ ذیل حربے اختیار کئے۔

(۱) اولاً ان کے بنیادی عقیدہ اور وحدت ملی کو تباہ کرنے کے لئے ایک جعلی نبوت کو پروان چڑھایا، اور نئی نبوت پر یقین رکھنے والوں کو مسلمانوں کے معاملات پر حاوی کرنے کی کوشش کی۔

(۲) ثانیاً مسلمانوں میں جو اقلیتی فرقے تھے، انہیں شہ دے کر مسلمان اکثریت کے مقابلہ میں منظم کر کے کھڑا کر دیا۔

(۳) ثالثاً ملک کے غیر مسلم فرقوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں جداگانہ اور مخالف قوت کی حیثیت سے آگے بڑھایا۔

(۴) رابعاً جدید تعلیمی نظام کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنے اسلاف سے بیگانہ بنایا۔ اسلامی عقائد پر سے اعتماد اٹھوایا اور انگریز دوستی کو لائق مذمت نہیں رہنے دیا۔

(۵) خامساً ایسے عزائم پرست افراد کو مواقع مہیا کئے جو جدید نظریات کے سہارے اسلام کی جدید تعبیر کریں۔ اس تعبیر کے مطابق مسلمانوں میں تنظیمیں قائم کریں اور تحریکیں چلائیں۔

(۶) سادساً ایسے افکار اسلام کے نام سے عام کئے جن سے مغربی طرز زندگی مغربی انداز سیاست مغربی نظام معاشی، اسلام کے زیادہ مخالف نظر نہ آئیں۔

(۷) سابعاً اس خاص انداز فکر کے سوا جو نظریہ و نظام بھی برطانوی امریکی طرز کے سیاسی و اقتصادی نظریہ و نظام کے خلاف ہو۔ اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ تاثر عام کر دیا گیا کہ یہ اسلام کے بھی قطعی مخالف ہے

اس طرح مسلمانوں کو سیاسی و اقتصادی میدان میں ہمیشہ کے لئے اپنا تابع مہمل بنائے رکھنے کا ہمہ گیر انتظام کیا۔

علماء اسلام نے اس صورت حال کو قبول کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔

— انہوں نے نبوت کے جدید دعووں کو بالکلیہ رد کیا۔

— انہوں نے اقلیتی فرقوں کے اشتعال انگیز حملوں کا تحمل کے ساتھ دفاع کیا

— انہوں نے انگریز کی شہ پر تیار کئے ہوئے مسلمانوں کے خلاف غیر مسلموں کے جارحانہ اقدام کے منصوبوں کو بہترین حکمت کے ساتھ ناکام بنایا۔

— انہوں نے جدید تعلیمی نظام کے مقابلہ میں اپنا دینی تعلیمی نظام برپا کر کے دین کا تحفظ کیا اور مسلمانوں کو بے دینی کے سیلاب سے محفوظ رکھنے کی کامیاب کوشش کی۔

— انہوں نے عزائم پرست افراد کے گمراہ کن نظریات اور ان کی قائم کردہ گمراہ تنظیموں اور تحریکوں کے خلاف بروقت بند قائم کئے۔

— انہوں نے مغربی فکر و طرز کے مقابلہ میں علمی و عملی طور پر اسلام کے فکر و طرز کو قائم و باقی رکھا۔

— انہوں نے نہایت دانائی کے ساتھ ان قوتوں سے لڑائی مول لینے سے انکار کر دیا۔ جو انگریزی مغربی سامراج کے خلاف وقتاً فوقتاً ظہور میں آتی رہیں

اس طرح علماء نے ڈیڑھ صدی تک فرنگیت کے ان تمام فتنوں کا کامیاب مقابلہ کیا۔ جو اسلام کے قلعہ اور ملت اسلامیہ کی وحدت کی فصیل میں دراڑیں پیدا کر کے اسے مسمار کر دینا چاہتے تھے۔

بے شک علماء کے ایک طبقہ نے تحریک پاکستان سے اختلاف کیا اور اسی اختلاف میں آخری دور میں شدت بھی آ گئی تھی۔

لیکن اس اختلاف کی کل حقیقت صرف اتنی تھی۔ کہ علماء کا یہ طبقہ اسے ایک ایسی اسلامی تحریک کی شکل میں دیکھنا چاہتا تھا جس کے چلانے والے انگریزوں کے خطاب یافتہ اور مراعات یافتہ نہ ہوں۔

۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک جبکہ قائد اعظم لندن سے واپس آ کر سیاسیات میں مشغول ہوئے تو ان کی سب سے پہلے پذیرائی کرنے والے "احرار" تھے۔ پھر جمعیۃ علماء والے۔

۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے تحت جو انتخابات ہوئے علماء نے مسٹر جناح اور ان کے رفقاء کے ساتھ مل کر متحدہ محاذ بنایا اور انہیں کامیاب کرایا۔

اختلافات کی بنیاد صرف دو امور تھے۔

● — تحریک کی باگ ڈور قومی کارکنوں کے ہاتھ میں ہو یا انگریز دوستوں کے ہاتھوں میں۔

● — تحریک کی اساس قرآن و سنت کے نظام کے قیام کے اعلان پر رکھی جائے یا محض ہندوؤں کے مقابلہ پر۔

اختلاف کرنے والے ہر دو امور میں پہلے نقطۂ نگاہ کے قائل تھے، لیکن مسلم لیگ کی اکثریت دوسرے نقطۂ نگاہ کی طرف چلی گئی۔ اور اس حد تک چلی گئی کہ آخر وقت تک آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے پاکستان کے لئے، قرآن و سنت کا نظام باقاعدہ تجویز و منظور نہیں کرایا جا سکا۔ حتیٰ کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے کراچی کے اجلاس میں نواب بہادر یار جنگ نے پاکستان کے لئے پاکستان قائم ہو جانے کے بعد قرآن و سنت کے دستور و نظام کے قیام کے وعدہ کی تجویز پیش کی۔ لیکن مسترد کر دی گئی

قادیانی فرقہ کی شمولیت نے بھی تحریک کو ان علماء کی نظروں میں مشکوک بنا دیا۔

احمد حسین کمال

# جمعیۃ علماء اسلام کا ذہن ہمیشہ ایک رہا

## اس نے ہمیشہ خالص اسلام کے قیام کو اپنا نصب العین بنائے رکھا

## اسلام کے نام سے مختلف پینترے بدلنے والوں کو وہ ہمیشہ بے نقاب کرتی رہی

## مغربی سامراج کے ہوا خواہوں کیلئے وہ ہمیشہ چیلنج بنی رہی

اس صورت حال میں ان علماء نے محسوس کیا کہ اگر پاکستان میں بھی سیکولر طرز کا جمہوری نظام قائم ہونا ہے قرآن و سنت کے نظام کو برپا نہیں کرنا ہے اور مسلمان اکثریت کے عقائد و نظریات کے تحفظ و غلبہ کا امکان نہیں ہے تو پھر بہتر ہے کہ پورے ملک میں بسنے والے مسلم و غیر مسلم برابر کے معاہدہ پر اور صوبوں کی خود مختاری کے فارمولے پر، جس میں مسلمانوں کا اپنا خود مختار دینی نظام بھی قائم رہے۔ مشترک طور پر انگریز سے آزادی حاصل کر لیں۔ اور مسلمان اسلام کی تبلیغ کے ذریعہ اس ملک میں اپنے مشن کو سابق کی طرح جاری رکھ سکیں۔

ظاہر ہے کہ یہ اختلاف پاکستان کی تحریک سے نہیں تھا، بلکہ پاکستان کی حیثیت متعین کرنے کے بارے میں تھا۔

پاکستان اگر ایک اسلامی ریاست بنتا ہے۔ اس کا نظام و دستور قرآن و سنت کو قرار دیا جاتا ہے اس کا سیاسی رشتہ انگریزی سامراج کے ساتھ نہیں جوڑا جاتا ہے۔ اس کے کارکن اور منصب دار انگریز کے پروردہ و مراعات یافتہ نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے اندر مسلمان اکثریت کے عقائد و نظریات اور ختم نبوت کے نظریہ کی وضاحت کی جاتی ہے۔ تو یہ پاکستان ہزار اختلاف کے باوجود ان علماء کے منشاء و مدعا اور نصب العین کے عین مطابق ہے۔

چنانچہ پاکستان کی ان حیثیتوں کے حقیقی محافظ و خادم وہی علماء ہیں اور آئندہ رہیں گے۔ جن پر یہ الزام دھرا جاتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کی مخالفت کی۔

تحریک پاکستان کے ایسے حامی، جن کے ہاتھ میں پاکستان کا اقتدار آیا۔ اور اس کے تمام وسائل پر وہ بیس سال سے زیادہ سے قابض چلے آ رہے ہیں۔

جب نہ تو اس کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کر سکے، نہ اس میں قرآن و سنت کا دستور و قانون نافذ کر سکے۔

نہ اسے اینگلو امریکی سیاسی و اقتصادی غلبہ سے محفوظ رکھ سکے۔

— نہ اس کے عوام کو خوشحال بنا سکے۔

— نہ غریب عوام (کسانوں و مزدوروں) کو سیاسی بالادستی دلا سکے۔

— نہ ختم نبوت کے عقیدہ کا تحفظ کر سکے۔

— نہ مسلمانوں کو مرتد ہونے سے روک سکے۔

— نہ اسلام کے خلاف تبلیغ پر پابندی عائد کر سکے۔

— نہ مغربی جمہوریت، اشتراکیت اور سرمایہ داری کے مقابلہ میں اسلام کا جداگانہ سیاسی، اقتصادی و معاشی نظام قائم کر سکے۔

کیا ان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ان علماء پر اعتراض کریں۔ جو باوجود تحریک پاکستان سے اختلاف رکھنے کے پاکستان کے بقا اور استحکام کے لئے ان تمام امور کی تکمیل چاہتے ہیں اور اس کے لئے کوشاں ہیں۔

۱۲ جولائی کے "ندائے ملت" میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے خلاف جو طویل مضمون لکھا گیا ہے۔ اس کے تحریر کنندہ کو پاکستان کے بیس سالہ ماضی کے آئینہ میں ان اسلام کش اور ملت فروش کارروائیوں کا جائزہ لینا چاہیئے۔ جو تحریک پاکستان کے حامیوں کے ہاتھوں ان کے عہد اقتدار میں رونما ہوتی رہیں۔

اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور ان کے رفقاء کے ان کارناموں پر نظر ڈالنا چاہیئے۔ جو انہوں نے بالکل ناسازگار حالات میں اسلام کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کو چیلنج کرتے ہوئے انجام دیں۔

جو شخص اور گروہ اس ملک میں ختم نبوت کے عقیدہ کی حفاظت نہیں چاہتا۔

قرآن و سنت کے دستور و نظام پر یقین نہیں رکھتا

خالص اسلامی نظام کو مغربی جمہوریت سے بالاتر نہیں سمجھتا۔

پاکستان کے مسلمان عوام (کسانوں و مزدوروں) کے ہاتھوں میں اقتدار نہیں جانے دینا چاہتا۔

احمد حسین کمال

# جمعیۃ علماء اسلام کا ذہن ہمیشہ ایک رہا

## اس نے ہمیشہ خالص اسلام کے قیام کو اپنا نصب العین بنائے رکھا

## اسلام کے نام سے مختلف پینترے بدلنے والوں کو وہ ہمیشہ بے نقاب کرتی رہی

## مغربی سامراج کے ہوا خواہوں کیلئے وہ ہمیشہ چیلنج بنی رہی

اس صورت حال میں ان علماء نے محسوس کیا کہ اگر پاکستان میں بھی سیکولر طرز کا جمہوری نظام قائم ہونا ہے قرآن و سنت کے نظام کو برپا نہیں کرنا ہے اور مسلمان اکثریت کے عقائد و نظریات کے تحفظ و غلبہ کا امکان نہیں ہے تو پھر بہتر ہے کہ پورے ملک میں بسنے والے مسلم و غیر مسلم برابر کے معاہدہ پر اور صوبوں کی خود مختاری کے فارمولے پر، جس میں مسلمانوں کا اپنا خود مختار دینی نظام بھی قائم رہے، مشترک طور پر انگریز سے آزادی حاصل کرلیں۔ اور مسلمان اسلام کی تبلیغ کے ذریعہ اس ملک میں اپنے مشن کو سابق کی طرح جاری رکھ سکیں۔

ظاہر ہے کہ یہ اختلاف پاکستان کی تحریک سے نہیں تھا، بلکہ پاکستان کی حیثیت متعین کرنے کے بارے میں تھا۔

پاکستان اگر ایک اسلامی ریاست بنتا ہے۔ اس کا نظام و دستور قرآن و سنت کو قرار دیا جاتا ہے اس کا سیاسی رشتہ انگریزی سامراج کے ساتھ نہیں جوڑا جاتا ہے۔ اس کے کارکن اور منصب دار انگریز کے پروردہ و مراعات یافتہ نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے اندر مسلمان اکثریت کے عقائد و نظریات اور ختم نبوت کے نظریہ کی وضاحت کی جاتی ہے۔ تو یہ پاکستان ہزار اختلاف کے باوجود ان علماء کے منشاء و مدعا اور نصب العین کے عین مطابق ہے۔

چنانچہ پاکستان کی ان حیثیتوں کے حقیقی محافظ و خادم وہی علماء ہیں اور آئندہ رہیں گے۔ جن پر یہ الزام دھرا جاتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کی مخالفت کی۔

تحریک پاکستان کے ایسے حامی، جن کے ہاتھ میں پاکستان کا اقتدار آیا۔ اور اس کے تمام وسائل پر وہ بیس سال سے زیادہ سے قابض چلے آرہے ہیں۔

جب نہ تو اس کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کر سکے، نہ اس میں قرآن و سنت کا دستور و قانون نافذ کر سکے۔

نہ اسے اینگلو امریکی سیاسی و اقتصادی غلبہ سے محفوظ رکھ سکے۔

— نہ اس کے عوام کو خوشحال بنا سکے۔

— نہ غریب عوام (کسانوں و مزدوروں) کو سیاسی بالادستی دلا سکے۔

— نہ ختم نبوت کے عقیدہ کا تحفظ کر سکے۔

— نہ مسلمانوں کو مرتد ہونے سے روک سکے۔

— نہ اسلام کے خلاف تبلیغ پر پابندی عائد کر سکے۔

— نہ مغربی جمہوریت، اشتراکیت اور سرمایہ داری کے مقابلہ میں اسلام کا جداگانہ سیاسی، اقتصادی و معاشی نظام قائم کر سکے۔

کیا ان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ان علماء پر اعتراض کریں۔ جو باوجود تحریک پاکستان سے اختلاف رکھنے کے پاکستان کے بقا اور استحکام کے لئے ان تمام امور کی تکمیل چاہتے ہیں اور اس کے لئے کوشاں ہیں۔

۱۲ر جولائی کے "ندائے ملت" میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے خلاف جو طویل مضمون لکھا گیا ہے۔ اس کے تحریر کنندہ کو پاکستان کے بیس سالہ ماضی کے آئینہ میں ان اسلام کش اور ملت فروش کارروائیوں کا جائزہ لینا چاہیئے۔ جو تحریک پاکستان کے حامیوں کے ہاتھوں ان کے عہد اقتدار میں رونما ہوتی رہیں۔

اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور ان کے رفقاء کے ان کارناموں پر نظر ڈالنا چاہیئے۔ جو انہوں نے بالکل نامساعد حالات میں اسلام کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کو چیلنج کرتے ہوئے انجام دیں۔

جو شخص اور گروہ اس ملک میں ختم نبوت کے عقیدہ کی حفاظت نہیں چاہتا۔

قرآن و سنت کے دستور و نظام پر یقین نہیں رکھتا

خالص اسلامی نظام کو مغربی جمہوریت سے بالاتر نہیں سمجھتا۔

پاکستان کے مسلمان عوام (کسانوں و مزدوروں) کے ہاتھوں میں اقتدار نہیں جانے دینا چاہتا۔

پاکستان کو مغربی سامراج کی معاہداتی و اقتصادی گرفت سے آزاد نہیں ہونے دینا چاہتا۔

پاکستان کے روابط مسلمان و عرب ملکوں سے مضبوط و مستحکم ہوتے نہیں دیکھنا چاہتا

وہی شخص اور گروہ بلا کسی ترمیم کے ۱۹۵۶ء کے دستور کا حامی ہو سکتا ہے۔

۱۹۵۶ء کا دستور سکندر مرزا کی سربراہی کے زمانہ میں اور امریکہ کے ساتھ پاکستان کے سیاسی، اقتصادی و فوجی معاہدوں کے سایہ میں ختم نبوت کے عقیدہ اور مسلمانوں کی تعریف کو خارج کر کے ملک کے سرمایہ دار، جاگیردار، نودولتیے اور سامراج دوست طبقوں کے باہمی مفاد پر مبنی جمہوریت پر مرتب کیا گیا تھا۔

چنانچہ اس دستور میں اسلام سے متعلق ایک بھی دفعہ ایسی نہیں بتائی جا سکتی جس سے یہ واضح ہو سکے کہ پاکستان کے مسلمان اکثریت کے عقیدوں کی حفاظت ہوتی ہے۔

ختم نبوت کے عقیدہ کا تحفظ ہوتا ہے۔

مسلمان کی ایسی تعریف متعین ہو جاتی ہے جس سے غیر اسلامی نظریات بالکل خارج ہو جاتے ہیں۔

ارتداد کا دروازہ کلیتہً بند ہو جاتا ہے۔

مسلمان عوام کے ہاتھوں میں اقتدار آ جاتا ہے

دولت، سرمایہ دار اور نوکر شاہی کے بل پر کامیابی کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔

امریکہ سے کئے گئے فوجی، اقتصادی معاہدے باقی نہیں رہتے۔

اور قانون سازی کا ماخذ صرف قرآن، سنت اور آثار صحابہ و سلف قرار پا جاتے ہیں۔

جب ۱۹۵۶ء کے دستور میں مندرجہ بالا باتوں میں سے کوئی بات موجود نہیں ہے۔ تو اس کے نفاذ پر اصرار اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش نہیں تو اور کیا ہے؟

کیا وہ لوگ جنہوں نے انگریزی حکومت کی ساری عمر نوکریاں کیں۔ جاگیریں اور خطابات پائے۔ پاکستان کا اقتدار حاصل کر کے امریکی سامراج کے ساتھ اقتصادی و فوجی سودے کئے۔ سرمایہ داروں کے آلہ کار بنے رہے۔ اور مغرب کی بے دینی کو ملک میں غالب کیا۔

اب اسلام کا نام لے کر نظریہ پاکستان کے اجارہ دار بن سکتے ہیں اور عوام کو دھوکہ دے سکتے ہیں۔

جنت الحمقاء میں بسنے والے ہی یہ امید کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں کے ہاتھوں سے پاکستان کی آزادی و سالمیت کا تحفظ ہو سکتا ہے اور یہاں اسلامی نظام قائم کیا جا سکتا ہے

رہے مودودی صاحب اور ان کی جماعت، تو جب وہ علانیہ برطانیہ کے پارلیمانی جمہوری نظام کے حامی بنے ہوئے ہیں۔ جدید سرمایہ داری کی غیر محدود انفرادی اجارہ داری و ملکیت کے نظام کے مدعی ہیں۔ سامراج کے مخالف مشرق وسطیٰ کے عرب ملکوں کے کھلم کھلا مخالف ہیں، ان کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ وہ اسلامی نظام قائم کریں گے۔ اگر دوسروں کو نہیں تو خود کو فریب میں مبتلا کرنا ہے۔ اس ملک میں اگر۔

قرآن و سنت کا اسلام نافذ ہو سکتا ہے صحابہ کرام اور سلف صالحین کے طریق و تعبیر کے مطابق دین قائم ہو سکتا ہے، سامراجی اثرات سے آزاد نظریہ پاکستان کا تحفظ ہو سکتا ہے۔ سوشلزم کے غلبہ کو روکا جا سکتا ہے۔ اور ختم نبوت کے عقیدہ پر پاکستان کے مسلمانوں کی شیرازہ بندی کی جا سکتی ہے۔

تو جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے بزرگ رہنما حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی جیسے علماء دین کے ذریعہ، جن کے دامن سامراجیت، اشتراکیت، برطانوی جمہوریت اور مصلحت پسندی و حکمت عملی کی تمام نظریاتی و سیاسی آلائشوں سے پاک و صاف ہیں اور جن کی زندگیاں بے داغ اور کھلی کتاب کی طرح سب کے سامنے موجود ہیں جنہوں نے آج تک صرف حق کے لئے ساتھ دیا، اور حق کے لئے ہی مخالفت کی۔

خواہ وہ ایوب سے پہلے کا دور تھا، یا ایوب خاں کے وقت کا دور۔

جمعیۃ علماء اسلام نے سب سے پہلے ہر ایک کو اسلام کی دعوت دی، اور جب اس نے اسلام کو ٹھکرایا تو اس کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ حتیٰ کہ وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا

یہ ہی حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام تک انبیاء علیہم السلام کا اسوۂ حسنہ تھا اور یہ صلحائے امت کا طریق رہا کہ ہر حکمران کو پہلے اسلام کی دعوت دے کر اتمام حجت کیا جائے اور اگر وہ رد کر دے تو اللہ کے لئے اس سے اختلاف کرے۔

جمعیۃ علماء اسلام نے مغربی سیاست کے مطابق ملت کو اپوزیشن اور غیر اپوزیشن میں تقسیم کرنے کے بجائے پیغمبروں کے طریقہ کے مطابق دین کی دعوت ایوب خاں کے سامنے بھی رکھی۔ اور جب ایوب خاں اور ان کے اعوان و انصار نے اسے رد کر دیا۔ تو پھر جمعیۃ علماء اسلام ہی تھی جس نے مئی ۱۹۶۸ء میں لاہور میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کر کے ایوب حکومت کو چیلنج دے دیا اور پورے ملک کی رائے عامہ کو ایوب کے خلاف میدان عمل میں لا کھڑا کیا۔ اور ایک سال سے بھی کم عرصہ کے اندر اندر ایوب خاں اپنے انجام کو پہنچ گئے۔

اور یہ سب کچھ صرف اللہ کی خاص مدد و اعانت سے ہوا۔

ان ٹھوس حقائق سے آنکھیں پھیر کر جمعیۃ علماء اسلام مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور دوسرے کارکن جمعیۃ علماء اسلام پر الزام عائد کر کے صداقت کا رخ نہیں بدلا جا سکتا۔ وہ جس طرح گذشتہ کل ظاہر ہو چکی ہے انشاء اللہ آئندہ کل بھی ظاہر ہوگی۔ جمعیۃ علماء اسلام کی مساعی کامیاب ہو کر رہیں گی۔ پاکستان میں خالص اسلامی نظام نافذ ہو کر رہے گا۔ مغربی سرمایہ داری کی لعنت ملک سے ختم ہوگی اور سوشلزم کے بجائے اسلام کا بول بالا ہوگا۔

# سوشلزم اور اُس کی روک تھام کا واحد راستہ صرف اسلام ہے

(قسط ۱)

(از حضرت مولانا شمس الدین صاحب قاسمی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان)

گذشتہ تحریک سے ملک میں ایک نئے فتنہ نے سر اٹھایا ہے۔ اس سے میرا مطلب سوشلزم کا فتنہ ہے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ سرزمین پاکستان میں کچھ لوگ پہلے سوشلسٹ خیال کے تھے۔ اور یہ لوگ ہمیشہ اس کوشش میں تھے اور اب بھی ہیں کہ ملک میں سوشلزم نظام رائج کیا جائے۔ مگر گذشتہ تحریک کے دوران جبکہ ملک کی آٹھ سیاسی پارٹیاں طلبہ، مزدور اور کسان مل کر آمریت کے خلاف برسرپیکار تھے، تحریک کے عین شباب میں مودودی صاحب نے جو کہ عرصہ سے بیرون ملک میں تھے، ملک میں تشریف لاتے ہی ملکی حالات کا جائزہ لئے بغیر گھن گرج کے ساتھ سوشلزم کے نام لیواؤں کو للکارا۔ جس سے تحریک کو زبردست نقصان پہنچا۔ جو تحریک تین ماہ قبل آمریت کے خلاف تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی۔ مودودی صاحب کی للکار کی وجہ سے تحریک کا رخ بدل گیا اور کارکنان تحریک ایک دوسرے کے خلاف تشدد سے کام لینے لگے۔ نتیجتہً ملک میں فوجی حکومت قائم ہو کر رہی۔

سوشلزم کہیئے یا کیمونزم، کوئی بھی سچا مسلمان ان کو قبول نہیں کر سکتا ...... یہ ملک ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ اس ملک میں گذشتہ بائیس سال سے سرمایہ داریت کا جو نظام رائج ہے جس کی وجہ سے ملک کی ساری دولت سمٹ کر بیس گھرانوں تک محدود ہو گئی۔ اور پوری قوم افلاس اور غربت کا شکار ہو کر رہ گئی۔ اس کے ردعمل میں سوشلزم نے سر اٹھایا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ملک وملت کو سوشلزم سے بچانے کی تدبیر کیا ہے؟ اس سلسلہ میں ایک خاص طبقہ کا خیال یہ ہے کہ تشدد کی پالیسی اختیار کر کے سوشلزم کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کے لئے اگر خانہ جنگی کی ضرورت پیش آئے تو اس سے بھی گریز نہ کیا جائے۔ دوسری طرف سوشلزم و کیمونزم کا منشاء بھی یہی ہے کہ کسی طرح ملک میں کشت وخون پھیلا کر خونی انقلاب کے ذریعہ ملکی اقتدار پر قبضہ جمایا جائے۔

جہاں تک ہم سمجھتے ہیں، تشدد کا راستہ اختیار کر کے سوشلزم کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس سے ملک میں پائیدار خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ جس سے ایک بھائی دوسرے بھائی کے خون کا پیاسہ بن کر مسلمانوں میں باہم قتل وقتال کا سلسلہ شروع کر دے گا۔ ایک دفعہ اگر خانہ جنگی شروع ہو گئی تو اس کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا ہزاروں ایسے نئے مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ جس کا سدھارنا آسان نہیں ہے۔ اور انڈونیشیا کی طرح ملک کی ترقی دفعتہً رک جائے گی۔ وہاں اسی خانہ جنگی کی وجہ سے تقریبًا دس لاکھ انسانوں کا خون بہایا گیا، اور پچیس لاکھ کے قریب مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔ اینگلو امریکی سامراجیت کا اثر وہاں روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ خدانخواستہ ہمارے ملک میں یہ صورت حال پیدا ہو گئی تو ہماری حالت انڈونیشیا سے بھی زیادہ خطرناک ہو جائے گی۔

دوسری طرف ہماری خارجہ پالیسی پر اس کا اثر پڑے گا۔ یہ بات آج کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ اینگلو امریکی سامراج ہمارے بدترین دشمن ہیں۔ پاکستان کے ساتھ سینٹو اور سیٹو جیسے دو معاہدوں میں شامل رہنے کے باوجود ۱۹۶۵ء میں بھارت سے پاکستان پر حملہ کرایا۔ صرف یہ نہیں بلکہ پاکستان کی فوجی امداد بند کر دی اور بھارت کو فوجی امداد زیادہ سے زیادہ دی جانے لگی۔ ہمارے یہاں خانہ جنگی شروع ہونے سے ان سامراجیوں کا اثر ورسوخ بڑھنے کا عظیم خطرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگ امریکہ کے ایماء پر کیمونزم کے خلاف تشدد کی تلقین کرتے پھر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو امریکی ڈالر قوم وملت سے زیادہ عزیز ہے۔ اس کے ساتھ ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ بیرونی ممالک ممالک کی جو عیسائی مشنریاں ہمارے یہاں موجود ہیں یہ بیکار بیٹھی ہوئی نہیں ہیں۔ یقیناً کسی نہ کسی سازش میں مشغول ہیں۔ خانہ جنگی شروع ہونے سے ان مشنریوں کو جو مواقع فراہم ہوں گے۔ اس کا اندازہ آپ انڈونیشیا کے حالات سے لگا سکتے ہیں۔

ادھر چین سمیت تمام اشتراکی ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ جبکہ برطانیہ اور امریکہ کے ایماء پر بھارت نے ہم پر حملہ کیا تھا۔ اس وقت چین ہی ہمارے کام آیا۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ چین کی امداد کے صلہ میں ہم اس کا کفریہ نظام قبول کر لیں۔ بلکہ ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اپنے ...... ملک میں کیوں ایسی حالت پیدا کریں جس سے ہمارے کسی دوست ملک کے ساتھ تعلق خراب ہو جائے جبکہ اس فتنہ کو مٹانے کے لئے ہمارے پاس اس سے بہترین تدبیر بھی موجود ہے۔

یہاں ایک اور بات قابل غور ہے کہ کیمونزم کے موہومہ خطرہ کے مقابلہ کا سوال اٹھا کر قوم کی توجہ قبلۂ اول اور عربوں کے مسائل سے ہٹانے کی ایک سامراجی سازش ہے۔ ادھر ہم موہومہ خطرہ کے مقابلہ کے فکر میں ہیں۔ ادھر مدینہ منورہ اور بیت اللہ شریف پر سامراجی یہودیوں کے ذریعہ قبضہ جمانے کی اسکیمیں تیار کر رہے ہیں۔ ایسی حالت میں ہمیں ہر طرف نظر رکھ کر کوئی اقدام کرنا چاہیئے۔ سوشلزم یا کیمونزم کے مقابلہ کی جو راہ اختیار کرنے کی ہدایت دی جا رہی ہے وہ ہمارے لئے بہت مہنگی پڑے گی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیمونزم کے خاتمہ کی کوئی دوسری صورت پیش کی جائے جو پوری قوم کے لئے قابل قبول بھی ہو۔ اور مذکورہ بالا نقصانات کا اندیشہ بھی نہ ہو۔ اس سلسلہ میں کوئی تجویز پیش کرنے سے قبل بطور تمہید یہ بات سمجھ لیں کہ اس وقت دو معاشی نظاموں کا مقابلہ ہے۔ ایک "سرمایہ داریت" دوسرا "سوشلزم"۔ ہمارے یہاں گذشتہ بائیس سال سے سرمایہ دارانہ نظام رائج ہے۔ جس سے معاشی عدم توازن پیدا ہوا۔ دوسری طرف سوشلزم یا کیمونزم ملک میں اب تک رائج نہیں ہوا۔ البتہ اس کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آخر یہ خطرہ کیوں پیدا ہوا؟ اور اس کا اصل سبب کیا ہے؟ اس کا جواب بالکل روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہمارے یہاں بائیس سال سے جو نظام قائم ہے۔ اور جس سے معاشی عدم توازن پیدا ہوا۔ اور جس کے ردعمل میں سوشلزم یا کیمونزم کا نعرہ بلند ہونے لگا ہے۔ وہ ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ جو سراسر اسلام کے مذاق کے خلاف ہے۔

قرآن حکیم کا صاف اعلان ہے کہ کی لا یکون دولۃً بین الاغنیاء منکم۔ یعنی تقسیم دولت میں ایسا نظام نہ اختیار کیا جائے۔ جس سے دولت چند مالدار گھرانے میں محدود ہو جائے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہمیں یہ بات کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ جس طرح سوشلزم یا کیمونزم کا نظام خلاف اسلام ہے۔ اسی طرح سرمایہ داریت کا نظام

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

# پیغامات ـــــ و ـــــ تعزیتی قراردادیں

## ترجمان اسلام کے شیخ الحدیث نمبر کے لئے مرشد العلماء والصلحاء حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی کا پیغام

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی جانب سے عزیزی محمد عزیز الرحمٰن صاحب خورشید سلمہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں۔ گرامی نامہ حسب الحکم مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ موصول ہؤا۔ بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمان اسلام کے خصوصی نمبر کی اشاعت کے عزم سے مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس عزم کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور اس خصوصی نمبر کو حضرت محدث علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ اور مشاغل دینیہ خصوصاً درس حدیث شریف وتسلیک طلب اور جمعیۃ علماء اسلام سے حضرت مرحوم کی دلچسپیوں کا مرقع بنانے کی توفیق کرامت فرمائیے۔

حضرت مرحوم علماء سلف کا ایک یادگار نمونہ تھے۔ اور اعلان حق کرنے میں بلاخوف لومۃ لائم مدت العمر کوشاں رہے۔ ایسی ہستیاں صفحۂ روزگار پر کلک تقدیر خداوندی کی بے مثال نقوش تصور کی جاتی ہیں جو اپنے عہد میں سلف صالحین، ائمہ حدیث اور علماء مجتہدین کی یاد تازہ کر دیتی ہیں۔ ترویج دین متین اور تبلیغ احکام سید المرسلین علیہ من الصلوٰۃ اتمہا ومن التحیات اکملہا کی جد وجہد میں ہمہ تن مصروفیت کے ایسے کامل نمونے اس دور میں بہت کمیاب ہیں۔

آپ نے فقیر سے ترجمان اسلام کے اس خصوصی نمبر کے لئے کچھ لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ اور آپ کا یہ فرمائش نامہ بحالت سفر موصول ہؤا ہے۔ اس موقعہ پر فقیر کوئی طویل الذیل مضمون لکھنے کی بجائے چند کلمات دعائیہ تحریر کرنے پر اکتفا کرتا ہے۔ بارگاہ خداوندی میں فقیر عاجزانہ دست بدعا ہے کہ مولائے کریم اپنی رحمت شاملہ اور مغفرت کاملہ حضرت خاتم المحدثین فی عہدہ کو نوازے اور ان کے حلقہ تلامذہ ومسترشدین کو توفیق عطا فرمائے کہ ان کے مبارک نقوش قدم اور اسوۂ حسنہ پر گامزن رہتے ہوئے حق گوئی اور جماعت اہل حق کی تائید میں بیش از بیش مساعی رہیں۔

حضرت محدث علیہ الرحمہ کی رحلت سے جمعیۃ علماء اسلام کے مدبرین کی صف میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ ان کی مجموعی مساعی سے پُر ہو جائے۔ اس دور پُر آشوب میں علماء حق کے لئے جو آزمائشی اور ابتلائی صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ جمعیۃ علماء اسلام کے حق گو اور بلاخوف عند السلطان الجائر اعلان حق کرنے والے گروہ میں کامل اتحاد برقرار رکھ کر بلند حوصلگی کے ساتھ تمام لونائیدہ فتنوں کی سرکوبی کی مساعی میں خائز المرام فرمائے اور نظام اسلام کے قیام کے لئے جملہ دین پسند اور اسلام دوست گروہوں کو دولت اخلاص کرامت فرمائے۔ اور اپنے دین قیم کی سربلندی کے لئے حضرت خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ کی تعلیمات کی کامل پیروی کی توفیق بخشے اور ختم نبوت کے متفق علیہ عقیدہ میں تزلزل پیدا کرنے والے گروہ کو خائب وخاسر فرمائے بلکہ صفحہ عالم سے نیست ونابود فرمائے آمین! ثم آمین! یا رب العالمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

## مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کا پیغام

ترجمان اسلام کے سابق مرتب حافظ محمد عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی کی درخواست پر مولانا محمد علی صاحب جالندھری امیر مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہ مختصر کلمات لکھ کر روانہ فرمائے

حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی ان بزرگوں میں سے ہیں جن کی نسبت کہا گیا ہے۔ موت العالم موت العالم۔ آپ پنجاب کی مایہ ناز ہستی تھے۔ حدیث وفقہ میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ راولپنڈی، پشاور، آزاد قبائل کے اکثر علماء کرام ان کے شاگرد ہیں۔ قطب العالم مجدد وقت حضرت گنگوہی قدس سرہٗ سے تلمذ (بالواسطہ) اور حضرت مولانا حسین علی صاحب قدس سرہٗ سے مجاز طریقت کا تعلق آپ کی شخصیت کے لئے سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائیں آمین!

(محمد علی جالندھری)

## تعزیتی قراردادیں

دفتر ترجمان اسلام میں ملک کے گوشہ گوشہ سے پیغامات تعزیت اور قراردادیں موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند خاص خاص مقامات کے نام درج ذیل ہیں۔ زیادہ تر تعزیتی قراردادیں جمعیۃ علماء اسلام کی ضلعی اور مقامی شاخوں کی طرف سے موصول ہوئے تھے۔ مضامین کی کثرت کی بنا پر صرف ان مقامات کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ (ادارہ)

جمعیۃ علماء اسلام لاہور
جمعیۃ علماء اسلام شالامار ٹاؤن لاہور مسلم آباد
جمعیۃ علماء اسلام کوہاٹ۔ انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ
اسلامیہ مشن بہاولپور
مدرسہ نجم المدارس کلاچی
مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن شکرگڑھ
دار العلوم عربیہ حمایت الاسلام ضلع پشاور
دار العلوم عربیہ حمایت الاسلام ضلع پشاور
دار العلوم اسلامیہ عربیہ شیرگڑھ ضلع مردان
جمعیۃ علماء اسلام حضرو
رہنمایان جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ
جمعیۃ علماء اسلام ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخاں
جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفرگڑھ
جمعیۃ علماء اسلام میانوالی
جمعیۃ علماء اسلام بھکر
جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یارخاں
تنظیم القراء ہزارہ
جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا
جمعیۃ علماء اسلام کندہ کوٹ
جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ

## جناب چوہدری محمد علی صاحب سے

جناب عالی چٹان میں آپ کے طویل انٹرویو میں بہت کچھ بلکہ سب کچھ ہے مگر چند باتیں تشنہ رہ گئیں۔ اگر آپ یہ بھی بتا دیں تو مشرقی اور مغربی پاکستان کے بہت سوالوں کا جواب ہو سکے گا۔

(۱) کیا ایم۔ اے فاروقی این۔ اے فاروقی کے بھائی ہیں؟
(۲) کیا آپ اور ایم۔ اے فاروقی ہم زلف ہیں۔ آپ دونوں کے اہل خانہ آپس میں بہنیں ہیں؟
(۳) کیا آپ نے اپنی لخت جگر (لڑکی) کا بیاہ ایم۔ اے فاروقی کے فرزند سے کیا ہے؟
(۴) کیا ایم۔ اے فاروقی اور این۔ اے فاروقی ایک ہی مسلک سے وابستہ ہیں؟
(۵) کیا ان کی بیویوں، چچاؤں، بھائیوں اور رشتہ داروں سب کا مسلک ایک ہی ہے؟
(۶) کیا کبھی ان میں اختلاف یا جھگڑا ہؤا ہے؟
(۷) کیا آپ اس خاندان کے مسلک سے متفق ہیں؟
(۸) کیا آپ کا داماد اپنے خاندان کے مسلک سے متفق ہے؟
(۹) اگر متفق ہے تو آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟
(۱۰) اگر متفق نہیں ہے تو کیا وہ اس کا ایسا اعلان کر سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے باقی مسلمان اس سے بغلگیر ہونے میں عار محسوس نہ کریں۔

# خرکارِ اعظم یا خرکارِ اعلیٰ

بعض آدمیوں نے تجویز پیش کی ہے کہ خرکار اعظم کی اصطلاح سے یہ بہتر ہے کہ خرکار اعلیٰ لکھا جائے مگر ہمارے سامنے بڑی مشکل یہ ہے کہ اگر ہم خرکار اعلیٰ لکھ دیں۔ تو ابوالاعلیٰ پر اس خرکار کے باپ ہونے کا گمان کیا جا سکتا ہے

اگرچہ ہم ابوالاعلیٰ مودودی کو ہزاروں خرکاروں سے جنہوں نے اب تک قوم کو ستایا ہے زیادہ خطرناک اور زیادہ گمراہ سمجھتے ہیں۔ بیچارے دن بھر گدھے لاد لاد کر روزی کماتے ہیں اور بعض نمازیں بھی پڑھ لیتے ہیں۔ ان کی بیویاں ریڈیو پر فرمانہ گیتیں بھی نہیں سنتیں۔ نہ ان کی لڑکیاں یونیورسٹیوں میں لڑکوں کے ساتھ بیٹھ کر اپنی فراخدلی اور وسیع الخیالی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ ہاں ان میں سے جو بچوں کا بیوپار کرتے ہیں۔ وہ انتہائی ذلیل حرکت اور گناہ کبیرہ کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اگر ان کے سامنے کسی صحابی رسول کی شان میں گستاخی کی جائے تو اس کو خبیث سمجھ کر بلکہ شیطان قرار دے کر سر پھوڑ دیں۔ اور اگر کسی پیغمبر کی شان میں بکواس ہو جائے تو جان لینے پر آمادہ ہو جائیں۔ ایسے خرکار باوجود انتہائی گنہگار رہنے کے جاہل مجتہدوں سے بہتر ہیں۔ البتہ ان خرکاروں کا گرو گھنٹال جسے ہم خرکار اعظم کہتے ہیں۔ اس کو ہم کسی طرح اچھا نہیں کہہ سکتے۔ یہ خرکار اعظم اپنے پاس بلا رہے بٹیرے کی طرح ایک بچہ رکھتا پھر اس کے ذریعہ دوسرے بچوں کا شکار کھیلتا ہے۔

اگر کوئی پوچھے کہ اس خرکار اعظم کو رحم بھی نہیں آتا کہ ان چھوٹے بچوں کے باپوں پر کیا گذرتی ہوگی جن کے یہ بچے ان سے جدا ہو کر مبتلائے مصیبت کئے گئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید خرکار اعظم کا اپنا باپ نہ ہوگا۔ جو اس مصیبت کو محسوس کرتا۔ اگر اس کا اپنا باپ ہوتا اور کسی وقت خرکار اعظم کو اپنے باپ سے جدائی کے وقت یہ احساس ہوا ہوتا کہ اس کے باپ کو کتنی تکلیف ہوئی اس کے لئے مارے مارے کراچی تک گیا۔ ہزاروں روپے خرچ کئے۔ تو شاید وہ قوم کے بچوں پر یہ مصیبت نہ ڈھاتا۔ نہ اپنی سریلی نثر اور نظم سے ان کے جسموں پر بلکہ ایمانوں پر ڈاکے ڈالتا اور اگر اس کا باپ ہے اور پھر بھی وہ اس بچہ بازی سے باز نہیں آتا۔ تو اس سے بڑھ کر اور قساوت قلبی کیا ہوگی۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ خرکار اعظم امریکہ سے یہودن لڑکیاں خرید کر اپنا کاروبار نہیں چمکاتا، ورنہ قوم کا بیڑا ہی غرق ہو جاتا۔

---

## بقیہ :- آہ! مولانا خلیفہ احمد دین صاحب رح

پہنچایا گیا اور دن کے دو بجے دفن کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خدا مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تھے۔ زندگی بھر کتاب، سنت کے مطابق اپنی زندگی بسر کی۔ آپ حضرت مولانا شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت حماد اللہ ہالیجوی کے خلیفہ اول تھے۔ پہلے آپ کی بیعت قطب وقت حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ ان حضرت کے وصال کے بعد آپ نے حضرت ہالیجوی رح سے بیعت کی اور زیادہ سلوک کی منزلیں یہاں ہی طے کیں حضرت خلیفہ صاحب سے حضرت ہالیجوی رح کو اتنی محبت تھی کہ اکثر آپ فرمایا کرتے تھے۔ خلیفہ صاحب میرے بعد ہالیجی تشریف آتے رہنا۔ اور حضرت خلیفہ صاحب نے اپنے شیخ کی وصیت کو پورا کیا۔ ایک ماہ میں دس روز ہالیجی شریف گذارتے تھے۔

سنہ ۱۹۵۶ء میں جب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی امارت میں جمعیۃ علماء اسلام کا قیام عمل میں آیا، تو حضرت ہالیجوی رح کے حکم پر حضرت خلیفہ احمد دین صاحب کو پورے سندھ کا امیر مقرر کیا۔ اور اب بھی حضرت خلیفہ صاحب خیرپور ڈویژن کی امارت کا منصب سنبھالے ہوئے تھے اور اپنی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے رہے تھے۔ اور آپ کے ذریعے سے سینکڑوں بھٹکے ہوئے انسان صراط مستقیم پر گامزن ہوگئے۔ حضرت خلیفہ صاحب مسلک دیوبند کے مبلغ تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ مودودی صاحب کی کتابوں کے حوالے اکثر جلسوں میں دیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو کہا کرتے تھے کہ مودودیت اختیار کرنے سے مسلمان کا ایمان جل جاتا ہے۔ آج ایسی ہستیوں سے سندھ محروم ہو چکا ہے۔ اور پورے سندھی عوام یتیم ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ خدا ان کی جگہ پُر کرے اور ہم جیسے غم زدہ انسانوں کو صبر جمیل اور حضرت خلیفہ صاحب کے مشن کو تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین!

## بقیہ : سوشلزم کی روک تھام

بھی خلاف اسلام ہے۔ ملک میں ایک غیر اسلامی معاشی نظام جاری رہنے کی وجہ سے اس کے رد عمل کی صورت میں دوسرا نظام کفر سوشلزم کے نام سے ابھر رہا ہے۔ اب اگر سرمایہ داریت کا نظام جو سراسر خلاف اسلام ہے۔ اس کا خاتمہ کر کے اسی جگہ اسلامی نظام عدل رائج کر دیا جائے۔ تو یقیناً سوشلزم کا خطرہ باقی نہیں رہے گا۔ اسلام نے معاشی عدم توازن کو ایک لمحہ کے لئے بھی روا نہیں رکھا۔ جب اسلامی نظام عدل کے ماتحت ملک سے سرمایہ داریت کا خاتمہ ہو جائے گا تو پورے ملک میں خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔ اور جب معاشی عدم توازن کا خاتمہ ہو جائے گا پیدا شدہ طبقاتی کشمکش بھی ختم ہو جائیگی۔ (باقی آئندہ)

## بقیہ :- میری ملاقات

عظیم محدث، حسن صورت، حسن سیرت کا ایک دلچسپ مرقع اور علم وفضل، حفظ و اتقان حدیث اور تقوی کا ایک روشن مینار تھا۔

جیل میں رہتے ہوئے وہ الدنیا سجن المومن کی زبان حال سے تفسیر کرتے نظر آتے تھے۔ وہ مقام جو عوام کو دوزخ نظر آتا ہے۔ ماوراء حق کے اس سن رسیدہ مجاہد کو وہاں کے شدائد کا احساس ہی نہ تھا۔

اس مختصر صحبت میں جو دیکھا اسے پایا قلم کرا ماہنیں کہ اسے ضبط تحریر میں لا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گلچیں بہار تو ز داماں گلہ دارد . . .

## جمیعۃ علماء اسلام اور پاکستان لیبر پارٹی

## کا

## مشترکہ اعلان

## علماء اور مزدور اسلام اور استحکام پاکستان

## کے لئے مشترکہ جدوجہد کرینگے

پاکستان لیبر پارٹی کے سرکردہ کارکنوں نے جمیعۃ علماء اسلام کے راہنماؤں سے رابطہ قائم کیا اور باہمی افہام وتفہیم کے بعد ملک کے پسماندہ طبقات کی فلاح وبہبود کے لئے اسلامی اصولوں کے مطابق جدوجہد میں اشتراک وتعاون کا عہد کیا۔ جمیعۃ کے راہنماؤں نے لیبر پارٹی کے منشور پر پوری طرح غور کر کے مناسب مشورے دیئے اور منشور کو شرع کے مطابق قرار دیا۔ جمیعۃ کے رہنماؤں نے لیبر پارٹی سے تعاون کا یقین دلایا۔ دونوں جماعتوں نے اس امر پر بھی اتفاق کیا کہ باہمی اشتراک کے سلسلے میں مسائل پر غور کرنے کے لئے دونوں جماعتوں کے کارکن وقتاً فوقتاً مشترکہ اجلاس منعقد کرتے رہیں گے۔ اور دونوں جماعتیں ملک میں ایسا نظام رائج کرنے کے لئے شانہ بشانہ کام کریں گی جس میں ہر پاکستانی کو ہر حال میں زندگی کی تمام سہولیات میسر آسکیں۔ مزدوروں، کسانوں، دانشوروں علماء کرام اور عوام کو ان کا پورا حق ملے اور سرمایہ دارانہ وجاگیردارانہ لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ ہو سکے۔

یہ بھی طے پایا کہ دونوں جماعتیں اسلام اور پاکستان کے تحفظ اور سربلندی کے لئے جدوجہد میں اشتراک کریں گی۔ اور سامراجی قوتوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے باہمی تعاون کریں گی۔

مندرجہ بالا معاہدہ کو جس پر فریقین کے ذمہ دار حضرات نے دستخط کئے ہیں دونوں جماعتیں اپنی مجالس شوریٰ میں آخری منظوری کے لئے پیش کریں گی ۴۴

## قرارداد

سکھر شہر کی مساجد (جامع مسجد اللہ والی مسجد سفید، مسجد موتی، مسجد شہید گنج، مسجد مارکیٹ، مسجد مدینہ وغیرہ) کے اجتماعات وشکارپور کے عظیم الشان اجتماع مورخہ ۲۹-۶-۶۹ کو عبد الغفار ایگزیکٹو افسر کنٹونمنٹ (جو کہ قادیانی ہے) کے حکم سے مدرسہ دار العلوم قوۃ الاسلام حیدرآباد کو مسمار ومنہدم کر دیئے جانے اور قرآن وحدیث پاک کی بے حرمتی پر شدید غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے کہ واقعہ کی تحقیقات کرا کر مجرموں کو سخت سے سخت سزا دے کر پاکستان کے مضطرب مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے اور حکومت مدرسہ کو ازسرنو تعمیر کرے۔

## خالص اسلام ہی امن کا علمبردار ہے

### فضل الٰہی ناظم جمیعۃ طلباء اسلام ڈیرہ اسمٰعیلخاں کا بیان

دنیائے عالم میں کشیدگی کے رجحانات اور امن کی تباہی کے لئے مختلف ممالک میں جو ایٹمی اور جنگی ہتھیاروں کی دوڑ ہو رہی ہے وہ یا تو جمہوریت کا پھل ہے یا ازموں کا نتیجہ ہے۔

دنیائے عالم جو امن کے لئے ترس رہی ہے۔ اس کا مداوا صرف اسلام ہی میں مل سکتا ہے۔ اسلام کی روشن تعلیم زندگی کے ہر شعبۂ حیات میں مشعل ہدایت ہے۔ جس اسلام کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ وہ اتنا مکمل اور اکمل ہے کہ جب کبھی بھی اور جس دور میں بھی اس کو اپنایا گیا ہے کامیابی حاصل ہوئی ہے اس لئے دکھی انسانیت کی فلاح اور جنگ کے محیط خطرات سے نجات حاصل کرنے کے لئے اشد ضروری ہے۔ کہ محسن انسانیت رحمۃ للعالمین کے پیش کردہ اسلام کو مشعل راہ بنایا جائے اور ان تمام فرسودہ نظاموں اور نام نہاد جمہوریتوں وامن کش ازموں کو ترک کر کے خالص اسلام کو اپنانے کے لئے جدوجہد کی جائے۔

---

۴۴ نوٹ۔ (آئندہ اشاعت میں پاکستان لیبر پارٹی کا منشور شائع کیا جائے گا)

دستخط
(مفتی محمود)
برائے جمیعۃ علماء اسلام پاکستان

دستخط
بشیر احمد بختیار
برائے پاکستان لیبر پارٹی

## بقیہ:- یادِ شیخ الحدیث غورغشتوی رحؒ

اگر کوئی شخص کسی مستحب یا مباح کو واجب یا فرض قرار دے اور اس کے تارک کو اس طرح ملامت کرے جیسے تارک فرائض وواجبات کو۔ تو یہ اس کی غلطی ہے۔ اس کو عمدگی سے سمجھایا جائے۔ اور اگر بالفرض مختلف علماء اپنے اپنے مسالک کو نیک نیتی سے صحیح سمجھ کر ان پر قائم ہیں تو بھی ان کی وجہ سے آپس میں سر پھٹول اور اہل علم میں بدمزگی نہ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ وقت بڑا نازک ہے۔ آج نفس اسلام بچانا اچھا خاصا مشکل ہے۔

بہرحال حضرت شیخ رحؒ کو اللہ تعالیٰ نے اعتدال اور تقصدالسبیل کی نعمت بخشی تھی۔ اور اسی لئے تمام علماء صلحاء اور عوام یکساں آپ کی عزت کرتے اور آپ سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

### علماءِ چھچھ اور آپ کا مقام

علاقہ چھچھ سرحد وپنجاب میں علم کا گھر تھا۔ یہاں زمانہ دراز تک مختلف مقامات پر علوم شرعیہ عربیہ کے درس جاری رہے۔ شاید پاکستان وہندوستان کا کوئی خطہ بھی ایسا نہ ہوگا، جو اتنا محدود ہو کر ہزاروں طلباء اور علماء کا مسکن ہو۔ طالبانِ علم کے لئے اس خطہ میں کشش تھی یہاں کے امیر وغریب مسلمان بھی علم دوست اور مہمان نواز تھے۔ میں ناواقفیت کی وجہ سے یہاں کے اجلہ علماء سے کم واقف ہوں۔ مگر غورغشتی کی شہرت تھی۔ یہاں حضرت مولانا قطب الدین صاحبؒ ایک عالم اجل تھے ان کا درس بھی مشہور تھا۔ اور ساتھ ہی حضرت شیخ رحؒ کا درس حدیث تھا۔ جو دورۂ حدیث کے نام سے مشہور تھا۔ کم وبیش ایک سو شائقین کلام نبوی ہر سال یہاں سے سیراب ہوتے تھے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ علم حدیث کا چرچا پٹھانوں کے تمام ملکوں میں آپ ہی کی ذات سے ہوا۔ تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ آپ کا اسم گرامی مولانا نصیر الدین کی جگہ شیخ الحدیث ہی مشہور ہوگیا تھا۔

### حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قدس سرہٗ

چھچھ ہی میں میرے شفیق استاد حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ بھی تھے۔ آپ قصبہ بہودی کے بہت اونچے صاحب علم وکمال تھے اور باوجود علمی وعملی کمالات کے طبیعت نہایت متین اور سادہ پائی تھی۔ بے ضرورت کلام نہ فرماتے آپ کی عمر کا بیشتر حصہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں گذرا۔ جہاں میں نے ایک سال میں آپ سے شرح وقایہ اولین۔ شرح تہذیب اور قطبی پڑھی۔ آپ بعد میں یہاں دورۂ حدیث پڑھاتے رہے۔ آپ کا روحانی تعلق حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحؒ سے تھا۔ جن سے آپ کو خلافت بھی حاصل تھی۔ اس لئے آپ کے دوگونہ فیض شریعت وفیض طریقت سے عوام وعلماء سیراب ہوتے رہے۔ آہ! آج چھچھ میں ان نیک بزرگوں

## بقیہ:- آخری درس حدیث

چھوڑ کر مدینہ آکر آباد ہوگئے۔ اگرچہ ان لوگوں نے بظاہر کلمہ پڑھ لیا تھا مگر ان کی نیت مال حاصل کرنا تھا۔ کیونکہ مدینہ منورہ میں جب مکے کے مہاجر آئے تو مکہ کے لوگوں کی خاطر مدارات ہر طرح سے مدینہ والوں نے کی تو ادھر ادھر کے بعض لوگوں نے بھی اس موقع سے دنیاوی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ اس طرح ایک آدمی جس کا نام خاطب ام قیس مشہور ہے۔ یعنی ام قیس کے ساتھ خطبہ کرنے والا رشتہ کرنے والا۔ وہ اس لئے مدینہ چلا آیا کہ ام قیس سے شادی کروں گا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانوں کو یہ بات سمجھا دی کہ عملوں کا مدار نیتوں پر ہے۔ جو کوئی جس نیت سے آیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اسی نیت کا پھل ملے گا۔ یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ہے۔ جن پر اسلام کے کئی حکم موقوف ہیں اور اس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

درس کے خاتمہ پر ہم سب کے لئے خصوصاً محمد ارشد الحسینی کے لئے دعائے سعادت دارین فرمائی۔ احقر نے وہ کاغذ پیش خدمت کر دیا۔ جو بطور سند سماع الحدیث لکھ کر ساتھ لے گیا تھا تاکہ حضرت اس پر دستخط فرما دیں تو کمال شفقت سے اس کی یوں اصلاح کرنے کا فرمایا۔

میں نے سماع اور روایت لکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ یوں لکھو۔

"میں اسے سماع اور تعلم حدیث قرآن وفقہ کی اجازت دیتا ہوں"۔

اور ساتھ ہی یہ دعائے جامعہ بھی لکھائی۔

"اور اس کے علم وعمل صالح کی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہوں"۔

آپ کی حیات مبارکہ کا یہ درس حدیث اس وقت بھی غنیمت اور نعمت عظمیٰ معلوم ہوتا تھا۔ مگر اب جبکہ حضرت اس عالم ناسوت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئے یہ سیکار اپنے آپ کو بہت بڑا خوش بخت سمجھتا ہے کہ حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے آخری درس حدیث میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ با برکت فرما دے اور حضرت شیخ الحدیث کے علمی اور روحانی برکات سے مجھے اور میری اولاد کو مشرف فرمائے۔ آمین!

---

میں سے کوئی بھی موجود نہیں۔ البتہ ان کی صالح اولاد ان کا صدقہ جاریہ ہے۔ اور ان کے ہزاروں تلامذہ ان کے دینی مشن کو زندہ کئے ہوئے ہیں۔ سچ ہے سہ

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

اللہ تعالیٰ ان بزرگان دین کے طفیل ہم پر رحمت فرمائے اور ہمیں جنت میں ان کی معیت نصیب فرمائے دین کا بول بالا اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد اسی طرح جاری رہے۔ آمین!

## جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا کی تعمیر شروع ہوگئی

جامعہ عربیہ سراج العلوم رجسٹرڈ سرگودھا عرصہ پینتیس ۳۵ سال سے دینی وتعلیمی تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ سراج العلوم حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ کی یادگار ہے۔ حضرت مفتی صاحب مرحوم کی زندگی میں ایک اراضی ۲۷ کنال مدرسہ کے لئے حاصل کی گئی تھی۔ لیکن حضرت مفتی صاحب مرحوم کی زندگی نے وفا نہ کی اور مدرسہ کی تعمیر نہ ہو سکی اب الحمد للہ تعمیر کا کام شروع کیا گیا ہے اور اس وقت سات کمرے مختلف مخیر حضرات نے تعمیر کروا دیئے ہیں مدرسہ کی تعمیر پر تقریباً دس لاکھ روپیہ خرچہ کا اندازہ ہے۔ تمام مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ اس دینی اور تعلیمی درسگاہ کے تعمیری فنڈ میں دل کھول کر عطیات عنایت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(مولانا) صالح محمد ناظم جامعہ عربیہ سراج العلوم رجسٹرڈ
جامع مسجد بلاک ۱ سرگودھا

## بقیہ:- مصر وشام کے بعد عراق

قرائن بتا رہے ہیں کہ آنے والا عرصہ اسرائیل کے لئے بڑا ہی سخت ہے۔ اگر مصر، شام اور عراق مضبوطی کے ساتھ اسرائیل کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو برطانیہ وامریکہ کا یہ حرامی بچہ زیادہ دن سانس نہیں لے سکتا۔

لیکن مغربی سامراج اور اسرائیل کی یہ خوش قسمتی ہے کہ مسلمان ملکوں میں اسلام کے نام سے ان تینوں ملکوں کی مخالفت کرنے والے عناصر اپنی سرگرمیوں میں آزاد ہیں اور اپنی ہرزہ سرائیوں کا محاذ کھولے ہوئے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ابھی عالم اسلام کے لئے سخت آزمائش کے دن باقی ہیں اور مغرب دوست عناصر اسلام کے لبادے میں پوری اسلامی دنیا کو امریکی سامراج کی اقتصادی گرفت میں دے دینے کے لئے بے چین ہیں۔

وہ مصر، شام اور عراق کی مخالفت کا طوفان اٹھا کر ان ملکوں کو اسرائیل کی جارحیت کا شکار دیکھنا چاہتے ہیں اور مسلمان ملکوں کے مابین نفاق وعناد کے بیج بونے میں مشغول ہیں۔

## دعائے صحت کی درخواست

محترم ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال چیف ایڈیٹر ترجمان اسلام وناظم مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے چھوٹے سے بڑے صاحبزادے آفتاب احمد ٹائیفائیڈ کی بیماری میں مبتلا ہیں اکابرین جمعیۃ واراکین جمعیۃ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے آمین!

(محمد حنیف)

چراغ علی انجم ایم اے جھنگ

# شراب کو حلال قرار دینے کی مذموم کوشش

(۳)

شراب پینے سے عقل جاتی رہتی ہے۔ جس سے انسان تمام امور شنیعہ کر گذرتا ہے۔ اور لڑائی قتل وغیرہ طرح طرح کی نوبت آجاتی ہے۔ اور مختلف قسم کے امراض روحانی وجسمانی پیدا ہوتے ہیں۔ جو بسا اوقات ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں۔ عثمان بن عفانؓ سے مروی ہے کہ شراب سے بچتے رہو۔ کیونکہ یہ ساری برائیوں کی جڑ ہے۔ پھر وہ تمثیل کے لئے ایک واقعہ سناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پہلے زمانے میں ایک شخص نہایت پرہیزگار اور عبادت گذار تھا۔ اس پر ایک بدکار عورت کی نظر تھی۔ چنانچہ اس نے ایک دن اپنی خادمہ کو بھیجا کہ ایک گواہی کے بہانے اس کو بلا لائے وہ بیچارہ آگیا۔ جب وہ کسی دروازے کے اندر داخل ہوتا۔ تو باہر سے وہ دروازہ بند کر دیا جاتا۔ یہاں تک کہ وہ اس بدکار عورت کے پاس پہنچایا گیا۔ اس عورت کے پاس ایک بچہ اور قریب ہی شراب کا مٹکا رکھا تھا۔ وہ بدکار اس سے کہنے لگی کہ خدا کی قسم میں نے تجھے کسی گواہی کے لئے نہیں بلایا ہے بلکہ اس لئے کہ یا تو میرے ساتھ رات گذارے یا یہ کہ اس بچے کو قتل کردے یا یہ کہ شراب پیئے۔ اس نیک آدمی نے یہ سمجھا کہ دونوں گناہوں کی نسبت شراب پینا آسان گناہ ہے۔ چنانچہ اس نے شراب پی لی۔ اب وہ جام پہ جام چڑھانے لگا۔ یہاں تک کہ شراب کے نشے میں اس نے اس بچے کو قتل کر دیا اور اس عورت کے ساتھ رات بھی گذاری۔ دیکھا آپ نے شراب پینے سے اس سے کتنے گناہ سرزد ہوئے (تفسیر ابن کثیر)

شراب کے استعمال سے انسان کی روحانی، اخلاقی اور جسمانی صلاحیتیں سلب اور مفلوج ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے شراب کی حرمت وممانعت کا حکم دیا ہے۔ اور اس سے مکمل طور پر بچنے کی باربار تاکید کی ہے اور رسول خدا نے بھی قرآن کے اس حکم کو لوگوں تک پہنچایا اور انہیں اس کے استعمال سے روکا۔ پس ہر مسلمان کا جو کہ اللہ اور رسولؐ، یوم آخر، الہامی کتب، ملائکہ پر یقین رکھتا ہے، فرض عین ہے کہ وہ شراب کے استعمال سے بالکل باز رہے۔ یہی حکم بعد میں صحابۂ کرامؓ، تابعین، ائمہ اور فقہا حضرات نے اجماعاً جاری کیا ہے۔ جس پر استدلال کرنا اور نکتہ چینی کرنا مسلمان کے لئے جائز نہیں

## حلال وحرام

یہ تھا حرمت شراب کا قرآنی پس منظر جس کی احادیث کے ذریعہ توضیح کی گئی ہے۔ آیئے اب دیکھیے کہ عطاء اللہ پالوی صاحب اپنی کتاب "حلال وحرام" میں شراب کے متعلق کیا گوہر افشانیاں فرماتے ہیں۔ پیشتر اس کے کہ ان کی کتاب کے اقتباسات من وعن پیش کئے جائیں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ تاثرات بیان کر دیئے جائیں۔ جو ان کی کتاب پڑھنے سے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔

اول تاثر یہ پیدا ہوتا ہے کہ موصوف کو قرآن وحدیث کا مکمل علم حاصل نہیں اور نہ انہوں نے قرآن وحدیث کو بحیثیت ایک مسلمان کے پوری طرح سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ موصوف نے اپنے دل میں قرآن وحدیث کے خلاف تعصب رکھ کر ان کا مطالعہ کیا ہے۔ اور ان کا اپنی کتاب میں حوالہ دیا ہے۔ ظاہر ہے ان کو قرآن وحدیث میں خامیاں نظر آئی ہوں گی۔ کسی کتاب یا نظریہ کو پڑھنے، سمجھنے اور اپنانے سے پہلے یہ ضروری ہوتا ہے کہ پڑھنے والا اس کتاب یا نظریہ کی صحت، صداقت اور بلاغت پر پورا یقین وایمان رکھتا ہو۔ اس صورت میں اس کتاب یا نظریہ کے تمام اختلافی پہلو واضح ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر دل میں تعصب رکھ کر اس کتاب یا نظریہ کا مطالعہ کیا جائے گا تو پھر شاید اس کتاب یا نظریہ میں کوئی خوبی یا اچھائی نظر نہ آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے قرآن وحدیث کا اسی نظریہ کے تحت مطالعہ کیا ہے اور اپنی کتاب بھی اسی لئے تحریر کی ہے کہ وہ اپنے دل میں پرورش پانے والے باغی نظریات کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کر کے ذہنی سکون حاصل کر سکیں۔ ان کا ذہن اس لئے سے ابل رہا تھا۔ کہ قرآن نے شراب کو مکمل طور پر حرام قرار نہیں دیا ہے (اس کی مثال میں وہ کئی آیات پیش کرتے ہیں۔ جن میں اللہ تعالےٰ نے چار چیزوں کو بار بار حرام قرار دیا ہے۔ اور موصوف کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ ان چار چیزوں میں شراب شامل نہیں ہے اس لئے شراب کی حرمت چہ معنی دارد؟ اس کی تفصیل آگے آئے گی) چنانچہ انہوں نے شرابی مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے اپنی کتاب میں شراب کو حلال قرار دینے کی مذموم کوشش کی ہے۔

دوم تاثر یہ ہے کہ موصوف پالوی صاحب کو احادیث کی صحت وصداقت پر شک وشبہ معلوم ہوتا ہے اور وہ قرآن کے ہوتے ہوئے ان احادیث کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں قرآنی احکام مسلمان اور انسان کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے انہوں نے ان احادیث کو اپنی تنقید کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ انکار حدیث کی تحریک ہمارے ملک میں زوروں پر ہے اور اس کے خلاف بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یہاں اس میں مزید کچھ اضافہ کرنا میرا مقصد نہیں۔ البتہ مضمون کی مناسبت کی وجہ سے موصوف کی خدمت میں مختصر طور پر وہ چند قرآنی آیات پیش کروں۔ جن میں اللہ تعالےٰ رسول کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اور رسولؐ سے اختلاف کرنے والوں کو سخت تنبیہ کی گئی (اس کا کچھ حصہ مضمون کے شروع میں گذر چکا ہے)

> "اور جو کوئی رسول سے اختلاف کرتے ہیں کہ ہدایت اس پہ واضح ہو چکی ہے اور ایمان والوں کی روش چھوڑ کر دوسری راہ چلے۔ اسے ہم اسی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اس کو جہنم میں جھونکیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے"۔ (النساء ۱۱۵)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

> "جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس چیز سے روک دے اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ سخت سزا دینے والا ہے"۔ (الحشر ۔ ۷)

ایک اور آیت میں ارشاد ربانی ہے:-

> "کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو اپنے اس معاملہ میں ان کے لئے کوئی اختیار باقی رہ جائے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔ (الاحزاب ۳۶)

لیکن مسلمانوں نے کیا کیا؟ انہوں نے نہ صرف دیگر مسائل کے متعلق احادیث کو جھٹلایا ہے بلکہ شراب کی حرمت کے بارے میں بھی احادیث پر نکتہ چینی کی ہے۔ جو شراب کی حرمت کے متعلق قرآنی احکام کی وضاحت میں مروی ہیں۔ وہ نہ صرف اطاعت رسولؐ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان پس پشت ڈالتے ہیں۔ بلکہ رسولؐ خدا کی رسالت اور نبوت پر بالواسطہ شک وشبہ کا اظہار کرتے ہیں۔ یہی عطاء اللہ پالوی نے اپنی کتاب میں کہا ہے۔ جو ان کی کتاب کے اقتباسات پڑھ کر بخوبی واضح ہو جائے گا۔

سوم تاثر یہ پیدا ہوتا ہے کہ موصوف ایک ایسے شخص کی روایت پیش کر کے جس کو حلال وحرام کے متعلق ہزاروں من گھڑت حدیثیں لوگوں میں پھیلانے کے جرم میں قتل کر دیا گیا تھا، یا باور کرانا چاہتے ہیں کہ اس کے پیش نظر شراب کی حرمت مشکوک ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے علم حدیث کا مطالعہ بھی سطحی اور دل میں تعصب رکھ کر کیا ہے۔ یا انہوں نے اتنی زحمت گوارا نہیں کی کہ علم حدیث کی تاریخ وترتیب کے متعلق مطالعہ کر لیتے ورنہ وہ یہ جرأت ہرگز نہ کرتے۔ اور ان کو یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ احادیث کی صحت وصداقت کا تعین کافی چھان پھٹک کے بعد کیا جاتا ہے۔ حدیث بیان کرنے والے راوی کے خاندانی کوائف اور اس کی تعلیم وتربیت کے متعلق مکمل چھان بین کی جاتی ہے تب کہیں جا کر ہر حدیث کی پہچان مقرر ہوتی ہے کہ حدیث صحیح ہے۔ (باقی آئندہ)

**باطل کا تعاقب**

(از مولانا قاضی عبدالسلام صاحب خطیب جامع مسجد
امیر جمعیۃ علماء اسلام نوشہرہ صدر)

# مودودی صاحب کے اسلام کی حقیقت

## ان کے بیانات کی روشنی میں

(۲)

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اور حیات طیبہ کے ساتھ آپ کا یہی برتاؤ ہے تو حضرات خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ پر جو آپ نے اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں نارو احملے کئے ہیں۔ بالخصوص حضرت ذی النورینؓ کی ذات پاک پر۔ ان کا کیا رونا رویا جائے۔

آپ نے اپنی کتاب حقوق الزوجین میں علماء کرام کو احکام شرعیہ میں اجتہاد کے نام سے ردوبدل کرنے کی دعوت دی ہے۔ اور ایسا نہ کرنے پر ان کو سزاوار فرما کر لکھتے ہیں کہ:-

"قیامت کے روز حق تعالیٰ کے سامنے ان گنہگاروں کے ساتھ ان کے دینی پیشوا بھی پکڑے ہوئے آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ ہم نے ہر مشکل کا علاج قرآن میں رکھا تھا۔ تم سے یہ کس نے کہا کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اور اپنے لئے انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی سمجھو۔ اس بازپرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنز الدقائق اور ہدایہ اور عالمگیری کے مصنفین کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی۔ البتہ جہلاء کو یہ جواب دہی کا موقعہ ضرور مل جائے گا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا۔ ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیراo اے ہمارے رب ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی۔ تو انہوں نے راہ حق سے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب تو انہیں دوچند عذاب اور ان پر بڑی لعنت فرما۔ (حقوق الزوجین ص۳۲۔ ترجمان القرآن جولائی سنہ ۱۹۴۱ء)

(بعض ایڈیشنوں میں یہ آیت درج ہے اور بعض میں نہیں)

کنز الدقائق، ہدایہ اور عالمگیری تمام علماء امت کے نزدیک شریعت مصطفویہ کی بنیادی کتابیں اور دین حق کی مسلمہ تشریحات اور تفصیلات ہیں۔ اور ان کے مصنفین تمام علماء اور اولیاء امت کی نظروں میں باتفاق امت آئمہ ہدایت ہیں۔ اور مودودی صاحب نے مذکورہ بالا آیت جو اللہ تعالیٰ نے کفار کی نسبت نازل فرمائی ہے۔ ان نفوس قدسیہ پر چسپاں فرمائی۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی حدیث ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ من لعن شیئا لیس لہ اھل رجعت اللعنۃ علیہ (رواہ الترمذی وابوداؤد ۱۲)

جس کسی نے کسی چیز پر لعنت بھیجی۔ جس کا وہ اہل نہ ہو۔ وہ لعنت بھیجنے والے کی طرف واپس آجاتی ہے جب یہ واقعہ ہے کہ باتفاق امت محمدیہ علیہ السلام وہ نفوس قدسیہ ان الفاظ کے قطعاً اور یقیناً اہل نہیں تھے تو بموجب اس حدیث بالا کے یہ لعنت یقیناً مودودی صاحب کی طرف لوٹ آئی۔

یہ ہیں مشت نمونہ۔ باقی جو آپ نے اپنے خیال میں شریعت محمدیہ کے ساتھ جو "احسانات" کئے ہیں۔ ان سے علماء کرام کی تصانیف بھری پڑی ہیں۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی وغیرہ تمام اکابر علماء دین کے فتاوی اور فیصلے شائع ہو چکے ہیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی مدظلہ العالی نے تو موصوف کو منکر حدیث، گمراہ اور مبتدع اور جاہل اجہل لکھا ہے اور جامع شریعت وطریقت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ مودودی صاحب کو کھلے الفاظ میں کافر فرمایا کرتے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب کو اور جناب کے تمام پیروکاروں کو رشد وہدایت کے صراط مستقیم کی طرف آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو کفر اور تمام انواع ضلال اور بری عاقبت سے ان کو حفاظت میں رکھے۔ بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آمین یا رب العالمین۔

---

**مسائل و افکار**

## پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی

۱۰ جولائی کے ندائے ملت میں گلنار خالد صاحب میانوالی سے لکھتے ہیں کہ جماعت اسلامی ضلع میانوالی کی واحد مقبول جماعت ہے۔ موصوف نے اگر دوسرے درجہ میں کسی کو شمار کیا، تو وہ کونسل مسلم لیگ ہے۔ کنونشن لیگ کے دو متحارب گروپوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے یہ تاثر دینے کی سعی کی ہے کہ آئندہ ضلع کی سیاسی سطح پر صرف جماعت اسلامی ہی کامیاب ہو گی ؎

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

ضلع میانوالی کے عوام تو اس صالح دروغ گوئی سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ "منہ پر جھوٹ بولوں تو کیا دے" ؟ کی یہ منہ بولتی مثال ہے۔ ماشاءاللہ کس دیدہ دلیری سے جھوٹ بولا ہے۔ یہ صرف "صالحین" ہی کا حصہ ہو سکتا ہے۔ اس سفید جھوٹ کی قلعی کھولنا یوں بھی ضروری ہے کہ مبادا ضلع سے باہر کے صالحین بھی خوش فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

گذشتہ عوامی جدوجہد کے دور میں میانوالی شہر میں تحریک جمہوریت کی طرف سے بھی جلوس نکالا گیا۔ ظاہر ہے یہ جلوس پانچ پارٹیوں کی طرف سے تھا، لیکن اس جلوس میں ۲۵ تا ۳۰ افراد شامل تھے۔ جن میں غلہ منڈی کے پلہ دار بھی شامل تھے۔ جو مودودی جماعت کے ایک رکن اور کمیشن ایجنٹ پکڑ لائے تھے۔

چند یوم کے بعد اسی شہر میں جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ گلنار خالد صاحب نے بھی حبیب میڈیکل ہال سے دیکھا ہو گا کہ ریلوے سٹیشن تا موتی مسجد انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ تا حد نگاہ جمعیۃ کے پرچم اور بینر نظر آتے تھے۔ اسی طرح کندیاں، پپلاں، عیسیٰ خیل، کلورکوٹ بھکر، جنڈانوالہ غرضیکہ ضلع کے ہر بڑے قصبہ میں جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے جلوس نکالے گئے۔ جن کی نظیر ان شہروں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

جب جمہوری مجلس عمل کی تشکیل ہوئی، تو ضلع کے بڑے شہروں میں مجلس کی طرف سے جلوس نکالے گئے۔ جماعت اسلامی ضلع میانوالی کے امیر مولانا علی محمد مظاہری نے خود یہ فرمایا کہ ہم جہاں بھی جاتے ہیں ہر جگہ جمعیۃ کے ہی کارکن نظر آتے ہیں۔ لیکن ضلع میں جمعیۃ علماء اسلام کا وجود نہیں نظر آیا تو گلنار خالد کو نہیں آیا اور اگر دوسری قابل ذکر جماعت نظر آئی تو وہ کونسل مسلم لیگ!

واقعی کونسل مسلم لیگ قابل ذکر جماعت ہے مگر وہ ضلع میانوالی میں سمٹ سمٹا کر جناب امان اللہ خاں نیازی ایڈووکیٹ میں حلول کر رہی ہے۔ اس طرح نیازی صاحب اپنی ذات میں انجمن ہیں اور ہم نے جمہوری مجلس عمل کی میٹنگوں، جلسوں، جلوسوں میں اس انجمن کو بڑی شان وشوکت سے شمولیت فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ دوسری رہی مودودی جماعت؟ تو ہم نے تجربات سے یہ سمجھ لیا ہے کہ اس جماعت کا عوام سے نہ کبھی تعلق رہا ہے نہ اب ہے البتہ کاغذی پروپیگنڈا اس قدر کہ خدا کی پناہ جس کی ایک مثال یہی میرے سامنے ہے جس پر میں یہ سطور لکھنے پر مجبور ہوا۔ جن عزائم کی حامل یہ جماعت ہے اس کا تعلق آئندہ بھی عوام سے نہیں ہو سکتا۔

(جمیل احمد رانا کلورکوٹ ضلع میانوالی)

جانباز مرزا مدیر تبصرہ لاہور

# سامراجی ایجنٹ

ہے خدا حافظ محمد مصطفےٰ کے نام کا
کفر کے قبضے میں پرچم آگیا اسلام کا

ایشیا میں پرچم افرنگ لہراتا ہے
ہے وہ امریکہ سے طالب اپنے اس انعام کا

کل تلک بنتا رہا جو خادم شاہِ حجاز
آج وہ چمچہ بنا ہے مغربی اقوام کا

جس سے ہونا چاہئے تھا سر بلند اسلام کا
بن گیا وہ استرا برطانوی حجّام کا

صاحبِ ایماں نہیں یہ صاحبِ زر ہے "ندیم"
یہ نہ بندہ ہے خدا کا اور نہ بندہ رام کا

گالیاں دیتا ہے اصحابِ رسول اللہ کو
کاش اس کو خوف ہو دشنام کے انجام کا

اس کو آگے لا رہا ہے ایک خرکارِ عظیم
خود بھی جو ایجنٹ ہے افرنگِ بد فرجام کا

(اضافہ شاعر سے معذرت کے ساتھ)

اس طرح باطل پہ لازم ہے کہ آئیگا زوال
زندگی میں جس طرح آتا ہے صبح و شام کا

بک رہا ہو جو بھرے بازار کے ہر موڑ پر
کیا اثر محفل میں ہے اس مرغِ بے ہنگام کا

منکرِ توحید ہے باغی رسول اللہ کا
یہ تو بندہ ہے فقط جانباز اپنے دام کا

---

## جمعیۃ علماء اسلام اور مفتی محمود صاحب کے موقف کی حمائیت

### ملتان کے چودہ ممتاز وکلا کا مشترکہ بیان

ہم دستخط کنندگان جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی جناب مفتی محمود صاحب کے موقف اور بیانات کی پرزور تائید کرتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے سرمایہ داری کی مذمت اور اسلام کے اقتصادی نظام کی جو وضاحت کی ہے۔ وہ بالکل واضح اور درست ہے۔ جو لوگ سوشلزم کی مخالفت کے پردے میں سامراج اور سرمایہ داروں کی دانستہ یا نادانستہ حمایت کر رہے ہیں۔ یہ لوگ نہ ملک و قوم کے لئے کوئی مفید کام سرانجام دے رہے ہیں اور نہ نظریہ پاکستان اور اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام اور مفتی محمود صاحب کا موقف اور پالیسی بالکل درست اور لائق تبریک ہے۔

دستخط کنندگان

قاری محمد نور الحق قریشی ایڈووکیٹ۔
اشفاق احمد خاں ایڈووکیٹ
صاحبزادہ فاروق علی
اطہر رحمٰن، اے، ڈے قریشی۔ محمود بابر
سلطان احمد۔ قدرت اللہ طارق، پرویز آفتاب
آغا محمود علی۔ چوہدری سلیم احمد۔ سعید احمد خاں
شیخ محمد اختر۔ خان محمد انور خاں یوسف زئی ایڈووکیٹ

## قادیانیت سے توبہ

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔

میں شاہ پور ولد کپور خاں قوم گل خیل سکنہ ہرتی اعلان کرتا ہوں کہ بدقسمتی سے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت میں داخل ہوا تھا۔ اللہ عزّ و جل نے مجھ پر فضل و کرم کر کے مجھے ہدایت کی اور میں مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت سے برأت کا اعلان کرتا ہوں۔ میں مسلمان ہوں سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہوں۔ اسلام کا مکمل عقیدہ، میرا عقیدہ ہے۔ قرآن، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ اسلام پر میرا مکمل ایمان ہے

(شاہ پور خاں بقلم خود)

---

ایجنٹ حضرات و خریداران ترجمان اسلام سے گذارش ہے کہ وہ خط و کتابت اور منی آرڈر ارسال کرتے وقت ایجنسی نمبر اور خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (ادارہ)

# بقیۃ السلف، حجۃ الخلف

## شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

# ایک عہد آفریں تذکرہ

اب انہیں ڈھونڈھ چراغ رخ زیبا لیکر

ترتیب، محمد سعید الرحمٰن علوی جامع مسجد حضرو

> سیرت شیخ کے سلسلہ میں ترتیب دیئے گئے اس مضمون کے ماخذ کے سلسلہ میں وضاحت اخلاقی فرض ہے مولانا قاری سعید الرحمٰن کا مضمون از الحق رجب ۱۳۸۸ھ۔ صاحبزادگان شیخ، مولانا رکن الدین، مولانا فخر الدین، مولانا محمد ابراہیم اور پوتے حافظ محمد حسن کی مہیا کردہ معلومات۔ شاگرد رشید مولانا محمد ایوب مدرس گورنمنٹ ہائی سکول حضرو کا تحریری مسودہ، خادم خصوصی حافظ گل رحمٰن صاحب کے پاس موجود نقلیں۔
> (مرتب)

موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں کل نفس ذائقۃ الموت اور کل شیئٍ ھالک الا وجھہ۔ شاید اسی کا ترجمہ ہے ؎

موت ہے آخر کوئی کتنا ہی ہو صاحب کمال
حی و قیوم اک فقط ہے ذات رب الجلال

اس لئے انبیاء علیہم السلام نے بھی ایک بار تو موت کا مزہ چکھا۔ اگرچہ پردہ قبر میں مستور ہو جانے کے بعد خالق کائنات کی طرف سے انہیں وہ زندگی ملی کہ اس پر دنیا کی لاکھوں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔ اپنی قبور مقدسہ میں نمازیں پڑھنا خالق کائنات سے راز و نیاز کا سلسلہ امتیوں کے ہدیہ ہائے صلوٰۃ و سلام سننا اور جواب دینا اور امت کے اعمال سے بواسطہ ملائکہ آگاہ رہنا ہے۔ یہ وہ مسلمہ حقیقتیں ہیں۔ جن کا انکار بقول حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی محبت نبوی سے خالی دل اور بصیرت ایمانی سے خالی عقل والا تو کر سکتا ہے کوئی صاحب بصیرت و محبت نہیں کر سکتا۔ ان اٹل حقائق کی وجہ سے ہی یہ بات مسلمات دینیہ میں سے ہے کہ انبیاء علیہم السلام جس طرح جیتے جی نبی تھے، ویسے ہی بعد میں بھی نبی ہوتے ہیں۔ کرامیہ جیسا گمراہ فرقہ تو یہ کہہ سکتا ہے کہ پیغمبر قبر میں رسول ہیں مرسل نہیں۔ لیکن اہلسنت والجماعت کا عقیدہ تو یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ انبیاء کار رسالت سے فارغ ہو چکے مگر رسول اور مرسل اب بھی ہیں (التبصیر ص ۱۰۳)

گویا موت محض نقل مکانی کا نام ہے۔ فنائیت کا نام نہیں۔ اس لئے کہ حیات کی طرح وہ بھی اللہ میاں کی تخلیق ہے۔ خلق الموت والحیوٰۃ (الملک) اور والموت صفۃ وجودیۃ خلقت ضد الحیوٰۃ (در مختار) یعنی ذائقہ موت چکھ لینے والا فنا نہیں ہو جاتا کونا بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہو جاتا ہے چنانچہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ذوات مقدسہ پردہ قبر میں مستور ہو جانے کے بعد بھی اپنے ملنے والوں کے لئے پورے پورے فائدہ کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ جیسا کہ زائر مدینہ کے لئے فقہاء نے لکھا کہ زیارت کے بعد عرض کرے۔ ثم یسئل النبی الشفاعۃ یقول یا رسول اللہ اسئالک الشفاعۃ (فتح القدیر ص ۳۳۷ ج ۲، فتاوی رشیدیہ ص ۹۹-۱۰۰ ج ۱)

نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مختلف طبقات پر مشتمل ہے۔ اس میں عابد، زاہد، عالم، قاری، حافظ نیک و بد سبھی موجود ہیں۔ اور اہل علم کا درجہ پوری امت کے باقی درجات سے بہت بلند و بالا ہے۔ نبی رحمتہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے اہل علم کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم (ترمذی)

اور حضرت ابن عباسؓ نے رات کو ایک گھڑی دین کی باتوں کے درس دینے کو رات بھر کی عبادت سے افضل قرار دیا۔ تدارس العلم ساعۃ من اللیل خیر من احیائھا (دارمی)

اور قرآن کریم نے اہل علم کی فضیلت و برتری کو بدیں الفاظ بیان فرمایا۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰٓؤا (فاطر) کیونکہ خدا سے وہی ڈریگا جو اس کے مقام و مرتبہ سے واقف ہو اور بے علم تو بقول عارف ع

بے علم نتواں خدا را شناخت

اور جب شناخت نہیں تو ڈرنا کیسا؟ نیز قرآن نے اہل علم کے لئے رفع درجات کی خوشخبری دی (المجادلہ)

اور نبی امی علیہ السلام نے اہل علم کے دنیا سے اٹھ جانے کو قیامت کی نشانی قرار دیا۔ انہیں اپنا وارث کہا، اور پھر ارشاد ہوا کہ حقیقت میں خدا جس سے بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے (بخاری مسلم عن معاویہؓ) تو اس قسم کی قدسی صفت انسانوں کا وجود باوجود دنیا کے لئے سراپا رحمت اور ان کی موت جہان کی موت نہ ہو تو کیوں کر؟ موت العالِم موت العالَم۔ یہ بندگان خدا سنت الٰہیہ کے تحت ذائقہ موت تو ضرور چکھتے ہیں۔ لیکن اپنے مومنانہ کردار کی وہ روشن مثالیں دنیا میں ترکہ کے طور پر چھوڑ جاتے ہیں۔ جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل ہدایت ثابت ہوتی ہیں۔ نیز ان بندگان خدا کی موت پر تو زمین و آسمان تک آنسو برساتے ہیں (کما صرح مولانا عثمانی فی فوائد سورۃ الدخان)

لیکن کیا دنیا سے پردہ کرنے کے بعد ان سے فیض حاصل نہیں ہوتا؟ نگاہ بصیرت سے بے بہرہ لوگ یہ سوچ سکتے ہیں۔ دین کا شعور رکھنے والے اور مومنانہ فراست کے مالک کا فتویٰ یقیناً اس کے برعکس ہوتا ہے۔

ان زندہ جاوید اور اپنے کردار کی مشعلوں سے عالم مادیت کو منور کرنے والے ارباب دعوت و عزیمت میں ایک بزرگ ہستی جو سراپا خلوص و محبت، عشق نبوت میں ڈوبی ہوئی روح کے مالک، حدیث مصطفوی کا درس العمر جستہ اور درس دینے والے اور تحدیث نعمت کے طور پر یہ فرمانے والے کہ "میری عمر علم پڑھتے پڑھانے کتب بینی اور عبادت میں گذری اور الحمد للہ کہ کبائر کا ارتکاب نہیں ہوا" (رواہ مولانا رکن الدین) کا مبارک و مسعود تذکرہ ان سطور میں پیش کرنا مقصود ہے۔ وہ کون؟ میری مراد سید العلماء والصلحاء بقیۃ السلف حجۃ الخلف مجاہد فی سبیل اللہ شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب غور غشتوی سے ہے جنہیں پٹھانوں کا شاہ ولی اللہؒ کہنا سو فیصد درست ہے۔ کیونکہ جس طرح ہندوستان میں علم حدیث کی مشعل ہدایت جلانے کا سہرا حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ کے سر ہے۔ اسی طرح سرحد اور ملحقات میں فرامین رسالت کی اشاعت کا سہرا اس مرد قلندر کے سر ہے۔

افغان قبیلہ کاکڑ کے چشم و چراغ تھے۔ صدیوں پہلے آپ کے قبیلے کے سردار شیخ محمد اشرف مرحوم کئی ہزار مجاہدین کی معیت میں بغرض جہاد قندھار سے ادھر تشریف لائے۔ پانی پت کرنال وغیرہ میں جہادی معرکوں میں حصہ لینے کے بعد وطن واپس جانے کے بجائے یہ لوگ غورغشتی اور ارد گرد قیام پذیر ہو گئے۔ علم و فضل اور طریقت و مشیخیت اس خاندان کی آبائی چیز ہے۔ اور غورغشتی کا قصبہ ایک زمانہ سے طالبان علوم دینیہ اور تشنگان معرفت خداوندی کی امیدوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ آپ سے پہلے حدیث پاک کی تدریس کا مشغلہ نہ تھا۔ البتہ تفسیر و فقہ اور منطق و فلسفہ کی تدریس کے اعتبار سے یہاں کا مقابلہ مشکل تھا۔ شیخ نے اس کمی کو پورا کیا اور ایسے کہ بس اسی کے ہو کے رہ گئے۔ پچاس

سال سے زائد کے عرصہ میں ہزاروں انسانوں کو قرآن و رسالت کا درس دے کر جریدہ عالم پر اپنا نام سنہری حروف سے لکھوا گئے۔ وہ حقیقت میں اس شعر کا مصداق تھے ؎

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلّا حدیث یار کہ تکرار مے کنیم

اسی مناسبت سے انہیں سرحد و ملحقات کا شاہ ولی اللہ کہا گیا ہے۔ نور اللہ مرقدہٗ

سلسلہ نسب یوں ہے۔ مولانا نصیر الدینؒ ابن مولانا بہاؤ الدینؒ ابن مولانا سعد الدینؒ ابن شیخ محمد موسےؒ ابن اخوند محمد بشارت صاحبؒ۔ حضرتؒ کے والد مولانا بہاؤ الدین جیّد عالم بلند پایہ مدرس اور ایک عظیم شیخ طریقت تھے۔ ان کا تعلق سلسلہ چشتیہ سے تھا اور بقول خود طریقت (الحق) میں ان کا مقام حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے برابر تھا (کما رواہ ابناء شیخ)

آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی زندگی میں تین آدمیوں سے بڑا متاثر ہوا ہوں۔ والد مرحوم! مولانا حسین علیؒ (شیخ طریقت) مولانا قاضی قمر الدین چکڑالہ (استاذ الحدیث) سے آپ کے صاحبزادے روایت کرتے ہیں کہ دورہ حدیث میں قسم کھا کر فرماتے تھے کہ میں باپ کے بغیر کسی کا مرید نہ ہوتا لیکن میری عمر چھوٹی تھی (تقریباً ۱۳، ۱۴ سال) کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ اس لئے افسوس کہ یہ آرزو پوری نہ ہوسکی نیز یہ بھی فرمایا کہ والد مرحوم کے ساتھ مسجد وغیرہ جاتا کبھی بار ایسا ہوا کہ میں نے اپنے عظیم باپ کی عظمت سے متاثر ہوکر کہا کہ خدا جانے میرا کیا ہوگا۔ تو والد مرحوم نے ہر بار یہی جواب دیا کہ انشاء اللہ تمہارا علم میری طرح چمکے گا۔ سبحان اللہ! مرد کامل سے نکلی ہوئی بات کس طرح پوری ہوئی اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

حضرت شیخ اپنے والد مرحوم کے متعلق فرماتے تھے کہ ان کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی تھی۔ عشاء کی نماز کے بعد اور صبح کی نماز سے پہلے اس عظیم انسان نے دنیا کو خیرباد کہا۔ یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹ھ بروز جمعرات حضرتؒ کے والد مرحوم کی تاریخ وفات ہے۔

آپ کے والد مرحوم اپنے ابا ہی کے شاگرد اور مرید تھے اور انہیں خلافت بھی والد مرحوم سے ہی ملی تھی۔ وہ علاقہ میں اخوان صاحب کے نام سے مشہور تھے اور حضرت سوات بابا الحاج عبد الغفورؒ اخوند کے ہمعصر تھے۔ اخوند صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب چھچھ میں اخوان صاحب مولانا سعد الدین موجود ہیں تو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس قسم کے علمی خانوادہ سے شیخ الحدیث پیدا ہوئے پھر ان کی رفعتوں کا کیا ذکر؟ آپ فرمایا کرتے تھے کہ والد مرحوم کے انتقال کے وقت میں ۱۴ سال کا تھا اور چونکہ ان کا سن وفات ۱۳۰۹ھ ہے۔ اس حساب سے سن ولادت ۱۲۹۵ھ بنتا ہے۔

## آپ کی تعلیم

آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے بھائی حضرت مولانا شہاب الدینؒ سے کے پاس ہوئی جو ایک جید عالم اور نامور مدرس تھے۔ ان کے صاحبزادے مولانا قطب الدین شاگرد رشید فقیہ عصر حضرت گنگوہی اور استاذ العلماء تھے (ان کا مختصر تذکرہ دوسری جگہ موجود ہے) اس کے بعد ضلع کیمبلپور کے ایک گاؤں "سروبہ" میں صرف و نحو کی تعلیم حاصل کی۔ یہ جگہ ان فنون کے لئے مشہور تھی۔ بعد ازاں "لمے" (ملتان) تشریف لے گئے اور ماہر اساتذہ کی نگرانی میں صرف و نحو کی اونچی کتابیں پڑھ کر کیمبلپور کے ہی ایک گاؤں "نوتھہ" تشریف لائے۔ یہاں مشہور واعظ مولانا سلطان احمد صاحب کا مدرسہ تھا اور آپ کے والد محترم کے شاگرد رشید مولانا غلام رسول صاحب المعروف بابا انگی والے یہاں مدرس تھے۔ بابا صاحب نے والہانہ خیر مقدم کیا اور استاذ محترم کی نشانی سمجھ کر گھر کا فرد بنا کر رکھا۔ نحو، منطق، معانی وغیرہ کی تکمیل یہیں ہوئی۔ افسوس کہ آج معاشرہ میں استاذ کو کوئی نہیں پوچھتا چہ جائیکہ اس کے لواحقین کو! یہ باتیں آج عنقا ہو چکی ہیں۔ آج صاحب دل نہیں رہے۔ بلکہ تعلیم کے بدلے بل مانگنے والے رہ گئے۔ اناللہ!

باباجی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق فرماتے تھے کہ "مولوی نصیر الدین نہایت ذکی و ذہین ہیں"۔ نوتھہ میں تکمیل کے بعد آپ چکڑالہ ضلع میانوالی تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت مولانا قاضی قمر الدین صاحب مرحوم سے دورہ حدیث پڑھا۔ حضرت قاضی صاحب حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے شاگرد رشید مولانا احمد حسن امروہیؒ کے شاگرد تھے۔ بڑے جیّد عالم اور باخدا انسان تھے۔ حضرتؒ کے خواجہ محمد خان صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ مشہور منکر حدیث احمد دین چکڑالوی قاضی صاحب کا عزیز تھا۔ اور اس کم بخت کو قاضی صاحب کے وقار اور مقام سے چڑ ہو گئی تھی اس لئے اس نے دنیا میں نام پیدا کرنے کے لئے ضلالت کا راستہ اختیار کیا۔ کیونکہ ؎

بدنام ہوئے تو کیا نام نہ ہوگا؟

افسوس کہ نام تو ہوگیا لیکن کئی دوسروں کی گمراہی کا وبال بھی اپنے سر لے ڈوبا۔ مَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ (الحدیث رواہ مسلم)

حضرت قاضی صاحب موسیٰ زئی شریف کے مشہور نقشبندی مجددی بزرگ خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ رحمہ کے مرید تھے اور شیخ پر جی جان سے نثار تھے۔ قاضی صاحب سے متاثر ہوکر شیخ الحدیث صاحب بھی ان سے بیعت ہونا چاہتے تھے۔ لیکن اسی سال حضرت خواجہ صاحبؒ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ ان کے بعد قاضی صاحب نے اپنے پیرزادہ حضرت خواجہ سراج الدین صاحبؒ سے بیعت کی۔ جو بڑے باکمال انسان تھے اور جوانی میں ہی بڑی عظمتوں کے مالک تھے۔ شیخ الحدیثؒ بھی ان سے بیعت ہوئے۔ لیکن حضرت خواجہ بالکل عالم شباب میں (غالباً ۴۲ برس کی عمر میں) دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اس کے بعد آپ کی نگاہ انتخاب حکیم الامت مولانا تھانویؒ اور حضرت رئیس المفسرین مولانا حسین علیؒ پر پڑی (مداہ مولانا رکن الدین) لیکن مولانا تھانوی کے دور ہونے کے سبب مولانا حسین علی صاحبؒ سے بیعت ہوگئے۔ مولانا حسین علی صاحب قاضی صاحب کے مشورہ سے ہی خواجہ محمد عثمانؒ صاحب سے بیعت ہوئے تھے۔ اور خواجہ سراج الدینؒ صاحب ان کے شاگرد تھے۔ لیکن خواجہ دامانی کے انتقال کے بعد استاذ نے شاگرد سے بیعت کی۔ مولانا حسین علی صاحبؒ سال میں دوبار اپنے مرشد سے ملنے جاتے اور کافی قیام فرماتے خواجہ محمد عثمانؒ صاحب کی کتاب فوائد عثمانیہ جو آپ کے ملفوظات، معمولات وغیرہ پر مشتمل ہے۔ مولانا حسین علیؒ صاحب نے اس کی تصحیح بھی کی اور اس میں قابل قدر اضافے بھی کئے۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا حسین علیؒ بڑے بردبار، حلیم الطبع، ملنسار اور کریم انسان تھے۔ اور مسلک اکابر دیوبند پر جی جان سے نثار تھے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ مسئلہ توحید کے معاملہ میں ان پر ایک حال غالب تھا۔ جیسے آج بعض حضرات غلط رنگ دے کر ان کو بدنام کرنے کی مذموم سعی کرتے ہیں۔ تعلیم قرآن میں ان کی خدمات سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں اور اخلاف کے لئے مشعل ہدایت۔

شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ابتداءً واں بھچراں اپنے پیرخانہ میں خاصا قیام کیا اور پھر بقول آپ کے صاحبزادگان کے ۲۵ برس مسلسل حاضری دیتے رہے۔ پیر کامل کو مرید باصفا سے بڑا انس تھا اور یہاں تک فرمایا کہ خدا نے پوچھا کہ اپنے ساتھ کونسا سرمایہ لائے۔ تو نصیر الدین کو پیش کردوں گا۔

## تدریسی خدمات

علوم عقلیہ و نقلیہ سے فراغت کے بعد آپ وطن تشریف لائے۔ اور چند سال یہاں آپ نے صرف و نحو اور معانی وغیرہ کی تدریس میں صرف کئے۔ بقول صاحبزادگان ابتداءً انہی علوم آلیہ کی طرف توجہ تھی اور پڑھانے میں کمال کا ملکہ حاصل تھا۔ لیکن بعد میں صرف حدیث ہی کے ہوکر رہ گئے۔

غورغشتی میں مقیم تھے کہ مولانا سلطان محمد صاحب آف نوتھہ کے توسط سے رنگون تشریف لے گئے اور چند سال وہاں قیام رہا۔ آپ کے صاحبزادگان راوی ہیں کہ فرماتے تھے۔ ایک دن رنگون کے بازار میں جا رہا تھا کہ طبیعت پر عجیب و غریب اثر پڑا طبیعت کا رنگ بدل گیا۔ لیکن چونکہ وہاں کا کتب خانہ ایک مثالی کتب خانہ تھا جس سے میرے علم کو جلا ملی۔ اس لئے پھر بھی کچھ قیام کیا۔ ساتھ ساتھ کچھ مقروض بھی ہوگیا تھا۔ اس لئے اس کی بھی فکر تھی۔ چنانچہ جب قرض سے خدا نے سبکدوشی عطا فرمائی۔ تو حج کے لئے تشریف لے گئے۔ جنگ عظیم اول کا زمانہ تھا۔ حجاز میں سلطان عبدالحمید کی حکومت تھی۔ روس کے مسلمان لٹ پٹ کر حجاز وغیرہ آرہے تھے۔ یہ منظر انتہائی اندوہناک تھا۔

رنگون کے قیام کے زمانہ میں عام طور پر مرکز علمی دار العلوم دیوبند کا تذکرہ سنا کرتے تھے۔ بالخصوص

مجاہد اعظم شیخ الہندؒ مولانا محمود حسن کی عظمت و رفعت کے چرچے تو زبان زد خلائق تھے۔ فرماتے تھے کہ اس کا مجھ پر بڑا اثر تھا۔ دیوبند حاضری کی تمنا رہتی تھی۔ ویسے اس علاقہ میں جب کوئی عالم دیوبند سے پڑھ کر آتا تو بحث سے احتراز فرماتے کہ یہ بڑی جگہ کے پڑھے ہوئے دیوبند کی یہ عظمت خداداد تھی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ بہرحال رنگون سے واپسی پر دیوبند ارے حضرت شیخ الہندؒ نے ترمذی شریف، ہدایہ اخیرین اور توضیح تلویح جیسی کتابوں کا امتحان لیا فرماتے تھے۔ کہ حضرت شیخ کے الفاظ ابھی تک یاد ہیں کہ "طالب علم لائق نظر آتا ہے"۔ چند ہفتے قیام رہا۔ بعد میں خرابی صحت اور بعض دوسری وجوہات کے واپس تشریف لے آئے۔ واپسی پر کچھ دنوں تو تھہ قیام کیا۔ اور پھر مستقل قیام کے ارادہ سے غورغشتی رونق افروز ہوئے (الحق)

## غورغشتی کا دوبارہ قیام

یہی آپ کی زندگی کا وہ مبارک و مسعود دور ہے جب آپ نے درس حدیث کا آغاز کیا اور پھر تقریباً نصف صدی اس مبارک مشغلہ میں مشغول رہے۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ آپ نے اس سارے عرصہ میں حق الخدمت کے طور پر ایک حبہ نہیں لیا۔ جب آپ نے درس حدیث کا آغاز کیا، تو فارسی اور پشتو بولنے والے تشنگان علوم اسلامیہ چاروں طرف سے امڈ پڑے۔ مختلف سالوں میں ساٹھ سے لے کر ڈیڑھ سو دو سو تک طلبہ زیر درس رہے۔ آپ کے اپنے ارشاد کے مطابق کم و بیش پانچ ہزار طلبہ نے براہ راست آپ سے حدیث پڑھی۔ دوران سبق اس قدر انہماک ہوتا تھا کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر رہتے تھے ایک مرتبہ سبق پڑھا رہے تھے کہ گھر سے صاحبزادہ کے انتقال کی اطلاع ملی۔ سبق اسی طرح جاری رہا۔ یہاں تک کہ فراغت کے بعد طلبہ سے فرمایا۔ جنازہ کی تیاری کر لو پوچھا گیا۔ کس کا جنازہ؟ فرمایا میرا لڑکا فوت ہوگیا ہے حدیث پاک میں یہ انہماک واقعی وہ عظیم اور قیمتی سرمایہ ہے۔ جس کی برابری کوئی دوسری چیز نہیں کر سکتی

رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْداً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَهَا وَ اَدَّاهَا الحدیث (احمد، ترمذی)

اور اسی قسم کے حاملان علوم نبویہ کو انبیاء کا وارث قرار دیا۔ ان العلماء ورثۃ الانبیاء (احمد ترمذی) اور اسی قسم کے قدسی صفت انسانوں کے متعلق فرمایا کہ دنیا کی ہر چیز ان کے لئے دعا کرتی ہے۔ ان اللہ وملائکتہ و اھل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر (ترمذی)

پھر کمال یہ ہے کہ بیرونی طالب علموں اور اپنے لڑکوں میں کوئی فرق نہ فرماتے۔ آپ کے صاحبزادگان کہتے ہیں کہ بچپنا تھا۔ ہمیں بسا اوقات یہ محسوس بھی ہوتا تھا کہ آخر ہمیں دوسروں کے برابر کیوں سمجھا جاتا ہے۔

لیکن جب سمجھ بوجھ نصیب ہوئی تو معلوم ہوا کہ حق و صواب یہی تھا جو وہ کرتے تھے۔

انتقال سے چند سال پہلے بوجہ ضعف سلسلہ تدریس موقوف تھا۔ البتہ اپنے پوتے مولوی حافظ محمد حسن صاحب کو آخر تک برابر درس دیتے رہے اور بیماری قلب کے جو مریض آتے ان کی تربیت و اصلاح باطنی میں آخر وقت تک کمی نہیں آئی

## تصنیفی خدمات

آپ نے حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف کا حاشیہ بڑی محنت اور عرق ریزی سے لکھا۔ درحقیقت وہ حاشیہ مدتوں کے مطالعہ کا نچوڑ اور خلاصہ تھا مسلک احناف کا حدیث مبارکہ سے ثبوت اس حاشیہ کا اصلی جوہر ہے۔ لاریب یہ حنفیت کی ایک عظیم خدمت تھی۔ پشاور کے ایک ناشر نے اسے طبع کرا دیا ہے۔ لیکن اس میں اس قدر اغلاط ہیں کہ الامان۔ اس کے علاوہ کتابت و طباعت کی صحت کا بھی کوئی خیال نہیں رکھا گیا۔ آپ کو اس کا قلق تھا اور خواہش تھی کہ یہ احسن طریق سے چھپ جائے تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ افسوس کہ زندگی میں یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ اب بھی کوئی اہل ہمت یہ کام کرے تو انشاء اللہ روح شیخ حد درجہ مسرت محسوس کرے گی۔ ملک کے مختلف کتب خانوں کے باہمت مالکوں سے میری گذارش ہے کہ اس طرف توجہ فرمائیں۔ خصوصاً اپنے استاذ مکرم حضرت مولانا فیض محمد لکھروی مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان و مالک کتب خانہ امدادیہ ملتان سے میری دردمندانہ گذارش ہے کہ آپ نے جس طرح مرقاۃ جیسے قیمتی سرمایہ کو چھپوا کر اہل علم پر عظیم احسان کیا ہے۔ اسی طرح اس طرف بھی توجہ ارزانی فرمائیں۔ ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مشکوٰۃ شریف کے علاوہ ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف پر بھی کچھ قلمی نوشتے ہیں۔

## حضرت شیخ اور تحریک ختم نبوت

۱۹۵۳ء کی مشہور تحریک ختم نبوت میں علاقہ چھچھ کے اہل علم اور عوام کی قربانیاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ حضرت شیخ نے جس استقامت اور پامردی سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر جیل کاٹی۔ وہ انہی کا حصہ تھی۔ کیمل پور اور ساہیوال کی جیلوں میں تقریباً دس کا عرصہ گذارا۔ جس دن چھچھ سے آپ گرفتار ہوئے۔ اس کے بعد بس ایک آگ لگ گئی اور قافلوں کے قافلے سوئے دار چل پڑے۔ گویا جس نبی کے فرامین عمر بھر پڑھاتے تھے زندگی کے آخری سالوں میں اس کے ساتھ سچے عشق کا یوں بھی ثبوت دیا۔

مولانا فخر الدین راوی ہیں کہ میں ملتان جیل سے رہا ہو کر ساہیوال والد محترم سے ملنے گیا۔ خیال تھا کہ خاصے کمزور ہو چکے ہوں گے۔ کیونکہ عمر کا تقاضا یہی تھا لیکن دروازہ پر تشریف لائے۔ تسبیح (مومن کا ہتھیار تھا شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ) ہاتھ میں تھی۔ خوش و خرم تھے۔ فرمانے لگے وہاں درس و تدریس یہاں الحمدللہ نیز فرمایا کہ جیل کا داروغہ روزانہ آکر دعا کراتا ہے۔

## حضرت شیخ الحدیث اور مودودیت

مودودی صاحب کی تحریک سے ہر ذی شعور مسلمان اچھی طرح واقف ہو چکا ہے۔ شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ، مفتی اعظم دہلیؒ، مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور حکیم الامت مولانا تھانویؒ جیسے اکابرین امت جنہیں خدا نے نگاہ بصیرت سے نوازا تھا۔ پہلے ہی دن یہ فرما دیا کہ اس تحریک کا مستقبل یہ ہوگا۔ لیکن اب تو سامراج دوستی اور مسلم دشمنی سامنے کھل کر سامنے آچکی ہے اور انبیاء کی توہین، صحابہ کی تنقیص، شعائر اسلامیہ کی تضحیک وغیرہ چیزوں میں کوئی پردہ باقی نہیں رہ گیا۔ حضرت شیخ اس تحریک کے متعلق بڑے سخت نظریات رکھتے تھے۔ اس موقعہ پر آپ کے دو مکتوب گرامی پیش کئے جا رہے ہیں۔ جو آپ کے خادم حافظ گل رحمٰن صاحب سے دستیاب ہوئے۔

(۱) مودودی کی کتابوں میں کئی مقامات میں الفاظ کفریہ موجود ہیں جس کو شک ہو اس کی کتابوں کو غور کے ساتھ مطالعہ کرے تاکہ اسے معلوم ہو جائے۔ اس واسطے علماء حق نے اور میں نے بھی یہ فتویٰ دیا ہے کہ ایسے عقائد رکھنے والا گمراہ ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی ناجائز ہے اور جو مودودی (مقلد مودودی) یہ کہے کہ ہمارا عقیدہ ایسا نہیں ہے لیکن اس کی جماعت میں شامل ہو، ان کے ساتھ معاونت کرتا ہو، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے مودودیوں کی جماعت کے ساتھ جانی اور مالی امداد نہیں کرنی چاہیئے اور نہ ان کی جماعت میں شامل ہونا چاہیئے

(مسکین نصیر الدین غورغشتوی ۲۴/۱ ۴۰ء)

(۲) از جانب مسکین نصیر الدین بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے واضح ہو کہ آپ کا خط ملا۔ آپ نے مودودی کے عقیدہ کے بارے میں سوال کیا ہے۔ مودودی کی شہرت جب ابتداء زمانہ میں ہوئی تھی تو میں نے اس کی کتاب تفہیمات کوشش کے ساتھ کہیں سے مانگ کر مطالعہ کی تھی۔ میں نے تفہیمات کو ہر ا غور و کوشش اور انصاف کے ساتھ دیکھا۔ لیکن میں خرافات اور اباطیل بہت ہیں (ان الفاظ پر غور کریں۔ کچھ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ وہ سادہ قسم کے لوگ تھے انہوں نے سنی سنائی باتوں پر فتویٰ دیا)

اس کے بعد آپ نے حدود الٰہی کے ظلم کہنے اور کفار کے حق میں اترنے والی آیت اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا الآیہ کو علماء کے حق میں استعمال کرنے کے حوالے دیئے ہیں اور آخر میں فرمایا ہے کہ مزید حوالہ جات دیکھنے ہوں تو اس کی کتابیں دیکھ لیں (لیکن اہل علم عوام نہیں) خود تحقیق ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ مودودی کے متعلق آپ کا فتویٰ

ضالٌّ او مضلٌّ

معروف ہے اور چھپا ہوا ہے۔

## حضرت شیخ الحدیث اور جمعیۃ علماء اسلام

جمعیۃ علماء اسلام سے نہ صرف آپ کو قلبی تعلق تھا بلکہ عملی طور پر اس کے پروگرام میں کوشاں رہتے اور آنے جانے والوں کو اس کی تلقین فرماتے کہ جمعیۃ کے ساتھ مل کر کام کرو۔ ۱۹۳۵ء سے لے کر ۱۹۶۵ء تک باقاعدہ جمعیۃ کی سرپرستی وصدارت کے منصب جلیلہ پر فائز رہ کر اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ سرانجام دیا ۱۹۶۵ء میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو جمعیۃ کا امیر مقرر کیا گیا، اور یہ شیخ کی مرضی سے ہوا۔ سرپرست پھر بھی آپ رہے۔ نیز نیز اسی دوران جمعیۃ کے کام کو وسعت دینے اور اس کے پروگرام کو گھر گھر پہنچانے کے سلسلہ میں بہت دلچسپی لیتے رہے۔

دراصل ان کی خواہش اور تمنا یہ تھی کہ ملک میں اسلامی آئین نافذ ہو اور مسلمان ایک بار پھر خلافت اسلامیہ کی برکتوں سے متمتع ہوں۔

اقامت دین کے اس جذبہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں حاجی محمد امین ترنگ زئی نے مردان میں ایک کانفرنس بلائی جس میں سرحد کے تمام علماء کے علاوہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت شیخ الحدیثؒ بھی موجود تھے۔ حضرت لاہوریؒ نے تقریر فرمائی اور فرمایا کہ الحمد للہ اب تو پاکستان بن گیا۔ اب وہ مقصد پورا ہو جانا چاہیئے جس کے لئے یہ بنا تھا۔ یعنی لا الٰہ الا اللہ کی حکومت کا قیام احکام کا فرض ہے کہ اسلامی آئین نافذ کریں۔ اس پر مولوی بادشاہ گل صاحب اکوڑہ برہم ہوئے اور کہا کہ ہمیں اپنی اصلاح خود کرنی چاہیئے حکومت کو ملامت کرنا غلط ہے۔ شیخ الحدیث یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

مَنْ رَاٰیٔ مِنکُمْ مُنکَراً فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ وَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (الحدیث)

ارشاد پیغمبر ہے۔ بیدہ فریضۂ حکام ہے بلسانہ فریضہ علماء اور بقلبہ فریضۂ عوام!

مسلمان حکومت اقامت دین میں کوتاہی کرے گی تو سخت مجرم ہو گی۔ اس پر ایک پر مغز، پرجوش تقریر فرمائی۔ دلائل کا یہ عالم تھا کہ ما لا مزید علیہ (رواہ مولوی محمد ایوب صاحب یاسین)

احقر کا اپنا مشاہدہ یہ ہے کہ جب بھی جمعیۃ کا اجلاس ہوتا تھا، اپنے صاحبزادے مولانا رکن الدین کو خاص ہدایات اور دعائیں دے کر بھیجتے اور ایک ہی ارشاد ہوتا کہ اقامت دین کے مطالبہ کو منظم خطوط پر پیش کیا جائے جمعۃ الوداع کو جمعیۃ کی طرف سے جو ملک گیر جلوس نکلے تھے۔ اس میں شمولیت کے لئے بھی اپنے گرامی قدر صاحبزادہ کو بھیجا اور دعائیں دیں۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کو تقریر کے لئے بلایا۔ انہوں نے تقریر فرمائی اور جمعیۃ کی طرف سے دستور اسلامی کے مطالبہ کی اہمیت اور اس سلسلہ کی کوششوں کو واضح کیا۔ شیخ اتنے خوش تھے کہ سارا دن اسی تقریر کا تذکرہ فرماتے رہے اور مولانا ہزاروی کو دعائیں دیتے رہے۔

جمعیۃ کے ساتھ ان کا کیا تعلق تھا۔ اس کا اندازہ درج ذیل مکتوب گرامی سے کیا جاسکتا ہے جو آپ نے اپنے ایک خادم کو تحریر فرمایا۔ یہ مکتوب ترجمان اسلام ۲ اکتوبر ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے اور اصل خط بابو چوہدری محمد افضل صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے پاس محفوظ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "جمعیۃ علماء اسلام علماء حق، دیندار اور اچھے لوگوں کی جماعت ہے۔ تمام مسلمان عموماً اور میرے متعلقین ومتوسلین خصوصاً اس میں شریک ہو کر اسلامی نظام کے لئے تعاون کریں"

(مسکین نصیر الدین غورغشتوی ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ)

## شفقت وہمدردی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام کی تعریف میں اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ ارشاد فرمایا ہے اور بلاشبہ صحابہ ہی وہ لوگ ہیں جن کی پیروی و اطاعت کامیابیوں کا زینہ ہے۔ بمصداق حدیث نبویؐ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ اور اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ! اس لئے علماء حق اور دیندار مسلمانوں کا ان صفات محمودہ میں باکمال ہونا کمال ایمان کی نشانی ہے۔ حضرت شیخ جو اپنے وقت کے ایک عظیم انسان تھے۔ ان کی مسلمانوں کے ساتھ شفقت کا یہ عالم تھا کہ جب حج کے موقع پر آپ روس کے مصیبت زدہ مسلمانوں کے قافلے دیکھتے تو بے اختیار رو پڑتے

نیز مولانا محمد ایوب راوی ہیں کہ ہم ۱۹۴۷ء میں ان کے پاس دورہ پڑھتے تھے۔ پنجاب کے مسلمانوں پر سکھوں کے مظالم سن کر آنسو بہاتے اور کہتے۔ اے اللہ تو ہی ان مسلمانوں کا محافظ ہو۔ اور فرماتے کہ اگر یہ دعا منظور نہ ہوئی تو خدا کے پاس ان مظلوموں کا درد اور حسرت لے کر جاؤں گا۔

خاص طور پر علماء اور طلباء سے بہت شفقت فرماتے میں نے اپنی چند ملاقاتوں میں ان کو مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور مولانا مفتی محمود صاحب سے زیادہ کسی پر شفیق نہیں پایا۔ مولانا ہزاروی سے تو اتنا انس تھا کہ ایک مرتبہ ہم نے عرض کیا کہ غورغشتی میں جمعیۃ کی طرف سے جلسہ کا پروگرام ہے۔ پوچھا۔ تقریر کون کرے گا۔ ہم نے مختلف علماء کے نام لئے جو ہمارے پروگرام سے تعلق رکھتے تھے۔ فرمایا نہیں صرف مولانا غلام غوث ہزاروی کو بلاؤ۔ نہ صرف اسی پر بس تھا بلکہ عام متعلقین کو بھی یہی کہتے کہ مولانا ہزاروی کی تقریر کراؤ۔ دراصل مولانا کی مجاہدانہ زندگی کی انہیں بڑی قدر تھی۔ اور اس شفقت کا سبب بھی وہی تھا۔

انسانوں پر ہی کیا بس ہے حیوانوں سے بے پایاں شفقت تھی۔ ایک مرتبہ کا قصہ مولانا محمد ایوب صاحب سناتے ہیں کہ معمول یہ تھا کہ صبح کی نماز کے بعد بخاری شریف کا سبق پڑھاتے۔ اس کے بعد باہر تشریف لے جاتے قضاء حاجت سے فارغ ہو کر پھر آتے اور وضو فرما کر ترمذی شریف کا درس ہوتا۔ ایک مرتبہ قضاء حاجت کو تشریف لے گئے۔ میں بھی ساتھ ہو لیا۔ خربوزوں کا ابتدائی موسم تھا۔ میں دو سیر خربوزے ساتھ لے گیا۔ راستہ میں قبرستان پڑتا تھا۔ وہاں قضاء حاجت سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے۔ میں خربوزہ کاٹ کر گویا آپ کو دیتا جاتا تھا کہ بکریوں کا ریوڑ آ گیا ایک بکری کا بچہ آپ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے سارا خربوزہ اسے کھلا دیا۔ میں نے پوچھا۔ کیا خوش ذائقہ نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ لیکن اس کو اچھا لگتا ہے لہذا اسے کھلا دیا۔

## اعتماد علی اللہ اور شان استغناء

آپ کی زندگی، تقویٰ، خدا خوفی اور اعتماد علی اللہ کی سچی تصویر تھی اور اس حدیث پاک کا آپ صحیح مصداق تھے۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ آپ نے جس طرح بے نفسی اور خلوص سے دین کی خدمت کی۔ اللہ نے اسی طرح آپ کو ہمیشہ فارغ البال رکھا۔ یہ الگ بات ہے کہ کبھی کبھی آزمائش کی بھٹی میں ڈالا گیا تاکہ ایمان مزید نکھرے اور جلا پیدا ہو۔ وَلِیُمَحِّصَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (قرآن)

ارشاد خداوندی ہے کہ آزمائشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لیکن اس سے مقصد مزید جلا اور نکھار ہوتا ہے نیز سچے جھوٹے کی پہچان کما قال فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکَاذِبِیْنَ (عنکبوت)

آپ کو بعض دفعہ مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن یہ مصائب بالآخر زیادتی یقین کا ذریعہ بنیں۔ مولانا محمد ایوب راوی ہیں کہ ایک مرتبہ فرمایا۔ دو ہزار کا مقروض ہو گیا ہوں۔ اور ساتھ ہی اعتماد علی اللہ کے سچے جذبہ کے ساتھ فرمایا کہ دعا مانگنی شروع کر دی ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں گے۔ چند ہی دن گذرے تھے کہ میں پاس بیٹھا تھا۔ ایک صاحب آئے۔ انہوں نے دس دس روپے کے چند نوٹ آپ کی طرف بڑھائے۔ فرمایا۔ یہ کیسے ہیں؟ صدقہ واجبہ یا نذر ہے تو پھر مجھ پر نہیں لگتے کیونکہ میں غنی ہوں۔ کوئی مصرف تلاش کرو۔ اس نے عرض کیا۔ حضرت یہ ہدیہ ہے۔ چنانچہ قبول فرمائے۔

میں نے پوچھا کہ چند دن پہلے آپ دو ہزار قرض کا فرما رہے تھے اب غنی بھی ہو گئے؟ فرمایا۔ افریقہ سے ایک صاحب نے تین ہزار روپیہ بھیجا تھا۔ قرض اتر گیا۔ پیسے بچ بھی گئے۔ الحمد للہ اب غنی ہوں۔ سچ ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق)

اس واقعہ میں اعتماد علی اللہ اور تقویٰ کی کتنی بہتر مثال ہے۔ آگے سنیں۔ تقسیم ملک کے بعد وزیرستانیوں نے پاکستانی علاقوں پر حملے شروع کر دیئے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ شیخ الحدیث سے کہا جائے۔ وہ اعلان کر دیں کہ پاکستان

اسلامی حکومت ہے تو ہم حملوں سے بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ حاجی صاحب ترنگ زئی اور چند سرکاری افسر مبلغ تیس ہزار روپیہ کی خطیر رقم لے کر غورغشتی آئے، مدعا بیان کیا۔ آپ نے ایک حبہ لینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا۔ یہ طالب علموں کے لئے ہے۔ فرمایا، خود بانٹ دو۔ غرض یہ کہ ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اللہ اللہ کس قدر شان بے نیازی ہے۔ مریدوں کی جیب کو تاڑنے والے پیران سوء ذرا خوف خدا سے کام لیں۔ علامہ سید انور شاہ صاحبؒ کے انتقال (۱۹۳۳ء) کے بعد، ڈابھیل کے منتظم حضرات حاضر ہوئے کہ آپ وہاں تشریف لے چلیں۔ اس سال ۹۰ طالب علم شریک دورہ تھے۔ فرمایا ان کا کیا ہوگا؟ وہ کہنے لگے کہ سب کو ساتھ لے چلتے ہیں۔ فرمایا کہ یہاں اب تک حسبۃً اور محض توفیق ایزدی سے حدیث پڑھائی۔ اب تم مجھے کیوں مجبور کرتے ہو۔ الغرض انکار فرما دیا۔ یاد رہے کہ انہوں نے اس دور میں انہوں نے پانچصد روپے ماہانہ کی پیشکش کی تھی،

## شوق جہاد

آپ کے صاحبزادے مولانا فخرالدین راوی ہیں کہ ہند و پاک کی پہلی جنگ میں مجھے دو ابھیجا کہ میرے لئے ایک بندوق لاؤ۔ چنانچہ میں گیا اور بندوق لایا، کچھ وقت نکال کر قبرستان تشریف لے جاتے اور درختوں کے جھنڈ میں بیٹھ کر نشانہ کی مشق کرتے اور فرماتے کہ اگر نفیر عام ہو جائے تو انشاء اللہ جہاد میں شریک ہو کر ثواب جہاد حاصل کرونگا

## اعتدال

آپ اپنے مسلک کے اعتبار سے بڑے اعتدال پسند تھے اور اس سلسلے میں علماء دیوبند کی روایتی شان کے مالک تھے۔ اس موقعہ پر آپ کے بعض فتوے نقل کئے جاتے ہیں۔ جس سے آپ کی اعتدال پسندی کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

(۱) ٹیکہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ زیادہ مجبوری نہ ہو، تو احتیاط برتنی مناسب ہے۔

(۲) سماع اہل قبور کا احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے۔ قبروں کے پاس اگر کوئی شخص جہراً بات کرے تو اہل قبور سنتے ہیں۔

(۳) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس درود شریف پڑھا جائے۔ تو آپ اس کو سنتے ہیں، وہ اپنی قبر میں حیات برزخی کے ساتھ زندہ ہیں۔ قبر کے پاس درود شریف پڑھ جائے تو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں (ایک فتویٰ محررہ ۱/۶۷۔۳۰)

## آپ کے خلفاء

آپ کی بیعت سے متعلق پہلے تفصیلی طور پر عرض کیا جا چکا ہے۔ آپ ایک عظیم انسان اور مربی تھے۔ لاتعداد لوگوں نے آپ سے کسب فیض کیا اور اجڑے دلوں کو بسایا، معروف حضرات جنہیں آپ سے اجازت حاصل ہوئی۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔ مولانا الحاج عبداللہ صاحب افغانستان مولانا سیف الرحمٰن صاحب مہمند۔ الحاج قاری روحانی صاحب بنوں، خلیفہ شہید احمد صاحب خٹک کوہاٹ۔ مولانا محمد حسن صاحب وزیرستان۔ مولانا شمس الدین صاحب کاکڑ بلوچستان۔ مولانا عبدالخلاق صاحب کاکڑ بلوچستان

## اولاد

آپ کی اولاد میں اس وقت پانچ صاحبزادے ہیں سب سے بڑے مولانا رکن الدین صاحب جو آپ ہی کے شاگرد ہیں نہایت مرنجاں مرنج طبیعت ملنسار، نیک فطرت اور صالح ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کی ضلعی مجلس شوریٰ کے ممبر ہیں۔ والد محترم کی ایک عرصہ خدمت کی اور دعائیں لیں۔ گزشتہ سال حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہو چکی ہے۔ ان کے صاحبزادے مولوی حافظ محمد حسن ہمیشہ اپنے دادا محترم کے پاس رہے۔ شیخ انہیں بہت چاہتے تھے۔ دوسرے مولانا فخرالدین نہایت اچھے عالم اور بڑے ذہین وسمجھدار انسان ہیں۔ تیسرے مولانا محمد ابراہیم صاحب، چوتھے صدرالدین صاحب، پانچویں محمد اسماعیل صاحب۔ گویا تین عالم ہیں دو نہیں تینوں عالم اپنے اپنے مقام پر دین حق کی بے لوث خدمت میں مشغول ہیں۔ یہ حضرت شیخ کا قیمتی اور عزیز ترین سرمایہ ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حصول ثواب کا ایک بہترین اور تیر بہدف نسخہ، کیونکہ حضور علیہ السلام نے دنیا سے جانے والے کو تمام چیزوں سے فارغ قرار دیا ماسوائے تین چیزوں کے جن میں سے ایک ولد صالح ہے۔ خداوند قدوس سعادت مند بیٹوں کو خلوص ومحبت اور اتفاق واتحاد سے بہرہ ور فرمائے اور عظیم باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق فرمائے!

## شیخ الحدیث کا سفر آخرت

حضرت شیخ الحدیث غورغشتوی صاحب گذشتہ سال بیت اللہ وبیت الرسولؐ کی زیارت کے لئے تشریف لے جارہے تھے۔ ضلع کیمل پور کی قرعہ اندازی میں سب سے پہلے ان کے نام نامی کا لفافہ نکلا۔ ابتداءً بحری جہاز کے ذریعہ تشریف لے جانے کا پروگرام تھا۔ بعد میں نقاہت اور کمزوری کے سبب ہوائی جہاز کی سیٹ کا انتظام کر لیا گیا اور دیار مقدسہ سے آنکھیں ٹھنڈی کرنے کی کوششیں جاری رہیں۔ اخبارات میں عازمین حج کی فہرست میں متوسلین ومعتقدین نے نام پڑھا تو غورغشتی کی اسی پرانی مسجد میں ایک بار پھر وہی رونقیں نظر آنے لگیں۔ جن کا نظارہ آج سے کچھ سال پہلے دیکھا جاتا تھا۔ لوگ زیارت وملاقات کے شوق میں کھنچے چلے آرہے ہیں۔ اور شیخ ہیں کہ سب سے دعائیں کراتے ہیں۔ کہ خدا مجھے وہیں رکھے۔ کتنی پیاری آرزو ہے؟

۲۸ شوال ۱۳۸۸ھ بروز ہفتہ راولپنڈی سے معلوم ہوا کہ مولانا بیمار ہو کر واہ کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں مجھے یقین نہ آیا۔ کیونکہ ایک دن پہلے ان کے گرامی قدر فرزند مولانا رکن الدین سارا دن ہمارے ساتھ رہے۔ جمعہ ساتھ پڑھا۔ جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام نکلنے والے جلوس میں شرکت کی۔ شیخ کی دعاؤں کا پیغام لائے۔ طبیعت کی بہتری کا مژدہ سنایا۔ اگلے دن اخبارات میں خبر علالت پڑھی۔ دل پر بجلی گری کہ یکایک ۴ ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۶۹ء بروز جمعرات صبح راولپنڈی سے فون پر اطلاع ملی کہ حضرت اقدس رفیق اعلیٰ سے مل چکے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

جمعیۃ علماء اسلام کی صوبائی مجلس شوریٰ کا ہنگامی اجلاس ہونے والا تھا، اکابرین جمعیۃ تشریف لارہے تھے۔ جس نے سنا، دل پکڑ کر بیٹھ گیا۔ خصوصاً مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی کی حالت بڑی عجیب تھی۔ انہیں اتنا صدمہ تھا کہ لکھا نہیں جا سکتا۔ چونکہ اگلے دن یعنی جمعہ کو جنازہ کا اعلان تھا۔ معتقدین کو اطراف واکناف سے بسوں، ٹرکوں ٹیکسیوں موٹروں، تانگوں اور سائیکلوں کے ذریعہ جس کثرت سے غورغشتی جاتے دیکھا اس کی مثال کم ہی ملے گی۔

جنازہ کیا تھا، انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا ایک محتاط اندازے کے مطابق ڈیڑھ لاکھ انسانوں کا مجمع تھا جن میں ہزاروں علماء وصلحاء اکابرین وکارکنان جمعیۃ علماء اسلام موجود تھے۔ نماز جنازہ آپ کے خلف الرشید مولانا رکن الدین رکن مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام اٹک نے پڑھائی۔ جنازہ کی نماز کے بعد اعلان ہو گیا کہ تمام لوگ دورویہ کھڑے ہو جائیں۔ زیارت کا موقعہ مہیا کیا جائیگا آفرین ہے باہمت اور سعادت مند صاحبزادوں اور معتقدین پر جنہوں نے سب کو اس طرح خوش اسلوبی سے آخری بار چہرہ انور دکھانے کے شرف سے مشرف کیا۔

چہرہ اقدس پھول کے گلاب کی طرح کھلا ہوا تھا اور معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی مجاہد انتھک جدوجہد کے بعد خوشی خوشی سو گیا ہے۔ سچ فرمایا رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کا حقیقی تحفہ موت ہے تو ظاہر بات ہے کہ حقیقی تحفہ حاصل کر کے یہی کیفیت ہونی چاہیئے۔

جب اس قیمتی وجود کو لحد میں اتار دیا گیا تو اسی جگہ مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث حقانیہ اکوڑہ نے تقریر فرمائی۔ جس کا ایک ایک حرف آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے ضرورت کے مطابق جس بہتر انداز میں کیفیات خصوصی کو بیان کیا۔ وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

آپ کے بعد مولانا بادشاہ گل اکوڑہ نے مختصر تقریر میں کہا کہ لوگوں کے مسائل علماء کے پاس حل ہو جایا کریں گے۔ علماء کے مسائل کس کے پاس حل ہوں گے؟ آپ نے شیخ الحدیث کی زندگی پر روشنی ڈالی اور ضمن میں چلتے چلتے کرامت بعد الموت کے سلسلہ میں علماء دیوبند کے سرخیل شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے حوالہ سے بعض واقعات نقل کئے

جمعیۃ علماء اسلام کے بوڑھے جرنیل مولانا ہزاروی بھی جنازہ سے بچھڑ گئے۔ اس کا سبب بھی وہ اخباری اعلان تھا (اعلان ۳ بجے کا تھا) لیکن جنازہ وزراء کے پروگرام اور اطلاع کے مطابق ۲ بجے ہوا) اور نہ معلوم کس قدر لوگ اس وجہ سے محروم رہے۔

---

# ایمان افروز واقعات

ابن الانور سید مولانا محمد ازہر شاہ صاحب قیصر

## صرف پیٹ بھرنے کے لیے روٹی

مدائن کے خوبصورت شہر میں وہاں کے لاکھوں باشندے اپنے نئے حاکم کا انتظار کر رہے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پروانۂ گورنری لے کر یہاں آرہے تھے۔ مدائن کے لوگ خیال کرتے تھے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی شان وشوکت سے آئیں گے سینکڑوں فوجی ان کے جلو میں ہوں گے۔ اونٹوں کی ایک قطار اور ہاتھیوں کا ہجوم ہوگا، طبل ونقارہ ہوگا نفیر ودف ہوں گے، حاجب ودربان اور خادم وغلام ساتھ ہوں گے مگر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو بڑی سادگی کے ساتھ نہ فوج ولشکر، نہ سوار وپیادہ، سادہ لباس، سادہ زندگی، تزک واحتشام کے بجائے تقوے کا نور اور شاہانہ سطوت کی جگہ ایمان کی روشنی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان پڑھ کر سنایا۔ فرمان سننے کے بعد پورے مجمع نے بے اختیار کہا کہ:

"آپ جو کچھ ارشاد فرمائیں اس کی تعمیل کے لیے ہم حاضر ہیں جو کچھ ہم سے طلب کریں وہ ہم سے طلب کریں وہ ہم پیش کرنے کے لیے حاضر ہیں"

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

"مجھے کچھ نہیں چاہیے صرف اپنا پیٹ بھرنے کے لیے موٹی سی روٹی اور اپنے گھوڑے کے لیے چارہ"

پھر جتنے دن حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن میں رہے، سادگی کے ساتھ رہے جس شہر میں کسریٰ کی دولت پانی کی طرح بہہ رہی تھی اور سونا چاندی جہاں ہر گھر کی زینت تھی، عیش وعشرت کے سامان بہ افراط موجود تھے اور قدرتی سہولتوں اور راحتوں کی بھی کوئی کمی نہ تھی۔ اس مردِ مومن نے غریبی اور فقر کی زندگی گذاری۔ معمولی غذا کھائی، معمولی لباس پہنا، معمولی سے مکان میں رہے اور اپنے شب وروز خدمتِ خلق میں بسر کیے۔

مدائن سے جب حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرکز مدینہ واپس آئے تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستہ میں چھپ کر کھڑے ہوگئے کہ دیکھیں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے ایک مجاہد کی حیثیت سے واپس آرہے ہیں یا مدائن کے گورنر کی۔ ان کی زندگی میں شاہانہ شان وشوکت ہے یا مجاہدانہ فقر واستغنا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سادگی، فقر اور تنہائی کے ساتھ ہیں تو بے اختیار حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لپٹ کر فرمایا کہ:

"حذیفہ! تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی"

## خوفِ آخرت

ابوبشر صالح ابن بشیرؒ اپنے وقت کے ولیٔ کامل تھے۔ حضرت حسن بصریؒ اور حضرت محمد ابن سیرینؒ جیسے اکابر اولیاء اللہ سے کسبِ فیض کیا، حدیث اور تصوف دونوں میدانوں کے مردِ کامل تھے لیکن علم سے زیادہ ان پر روحانیت کا غلبہ تھا۔ اپنا بڑا وقت یادِ الٰہی، ذکرِ حق، عبادت وریاضت میں بسر فرماتے تھے۔ اس کثرتِ ریاضت کے باوجود آپ پر خوفِ خدا اس قدر غالب تھا کہ اکثر روتے روتے بے ہوش ہو جاتے تھے۔

عفان نے ان کے متعلق کہا ہے:

کان شدید الخوف من اللہ تعالیٰ کثیر البکاء

ان کی ریاضت وعبادت اور مراتب بلند کے باوجود ان کی کثرتِ گریہ پہ ان کے معتقدین بھی تعجب کرتے تھے کہ شیخ کسی فرض خداوندی میں کوتاہی نہیں فرماتے اور پھر روتے اور بے حد فکرمند رہتے ہیں۔

ابوبشر صالحؒ نے ایک اپنے معتقدین سے فرمایا کہ:

"میرے رونے کے بہت سے اسباب ہیں:

ایک سبب تو یہ ہے کہ اپنے گناہوں کا خیال کرتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ جو اعضاء جوارح اور ذہنی وجسمانی صلاحیتیں مجھے عبادتِ الٰہی میں صرف کرنے کے لیے دی گئی تھیں انھیں میں نے فضولیات میں الجھائے رکھا اور اس طرح حق تعالیٰ کی نعمتوں کا کفران کیا تو میرا سینہ خوف سے پھٹنے لگتا ہے۔

پھر قیامت کے دن کی سختی، محاسبۂ اعمال کی پریشانی اور حق تعالیٰ کی گرفت کا خیال آتا ہے تو میرا دل لرز اٹھتا ہے۔

پھر وہ وقت یاد آتا ہے جب انسان اپنے گناہوں کی پاداش میں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ وہاں آگ کی لپٹوں، سانپ اور بچھوؤں کے حملوں اور شدائد ومصائب سے چشم زدن کی بھی مہلت نہیں ملے گی۔ تو میرا سانس خوف کی وجہ سے رکنے لگتا ہے"

یہ فرماتے ہوئے ابوبشرؒ پہ پھر رقت طاری ہوگئی۔ بے اختیار رونے لگے اور اتنے روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ مجمع بھی متاثر ہوا اور چاروں طرف سے گریہ وبکا کا سیلاب امنڈ آیا۔

سچ یہ ہے کہ یہ دنیا بے فکری کی جگہ نہیں۔ جنھیں آخرت کی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔ انھیں اس دنیا میں کہیں چین اور کہاں آرام۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حافظ خلیل احمد اظہر رانا، روڈہ ضلع سرگودھا

- کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈرو۔
- جو تم سے کٹے، اس سے جڑو۔
- جو تمہیں محروم کرے، اسے دو۔
- جو تم پہ زیادتی کرے، اسے معاف کرو۔
- تمہاری خاموشی غور وفکر کی خاموشی ہو۔
- تمہاری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو۔
- تمہاری گفتگو، ذکرِ الٰہی کی گفتگو ہو۔
- نیکی کا حکم دو اور بدی سے روکو۔

No. 67715 সাপ্তাহিক
WEEKLY REGD. L. No. 7132
তরজুমানেইসলাম TARJUMAN E ISLAM
লাহোর LAHORE

# جمعیۃ علماءِ اسلام کے اغراض و مقاصد

جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہوں گے :۔

(۱) (الف) علماءِ اسلام کو ایک مرکز پر مجتمع کرکے اقامتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے لیے منظم جد و جہد کرنا اور اس مقصد کے لیے علماءِ دین کی راہنمائی میں مسلمانوں کی منتشر قوتوں کو جمع کرنا۔

(ب) اسلام، مرکزِ اسلام یعنی حجاز، جزیرۃ العرب اور شعائرِ اسلام کی حفاظت کرنا۔

(۲) قرآن مجید و احادیث نبویہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کی روشنی میں نظامِ حیات کے تمام شعبوں (سیاسی، مذہبی، اقتصادی اور ملکی معاملات) میں مسلمانوں کی راہنمائی اور اس کے موافق عملی جد و جہد کرنا۔

(۳) پاکستان میں صحیح حکومتِ اسلامیہ برپا کرنا اور اسلامی عادلانہ نظام کے لیے ایسی کوشش کرنا کہ جس سے باشندگانِ پاکستان ایک طرف انسانیت کش سرمایہ داری اور دوسری طرف الحاد آفریں اشتراکیت کے مضر اثرات سے محفوظ رہ کر فطری معاشرتی نظام کی برکتوں سے مستفید ہو سکیں۔

(۴) مملکتِ پاکستان میں ایک ایسے جامع اور ہمہ گیر نظامِ تعلیم کی ترویج و ترقی کے لیے سعی کرنا جس سے مسلمانوں میں خشیتِ الٰہی، خوفِ آخرت اور پابندیٔ ارکانِ اسلام کے علاوہ فریضۂ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی انجام دہی کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔

(۵) مسلمانانِ پاکستان کے دلوں میں جذبۂ جہاد فی سبیل اللہ، ملکی دفاع، استحکام اور سالمیت کے لیے جذبۂ ایثار و قربانی پیدا کرنا۔

(۶) مسلمانوں میں مقصدِ حیات کی وحدت، فکر و عمل کی یگانگت اور اخوتِ اسلامیہ کو اس طرح ترقی دینا کہ ان سے صوبائی، علاقائی، لسانی اور نسلی تعصبات دور ہوں۔

(۷) مسلمانانِ عالم سے اقامتِ دین، اعلاءِ کلمۃ اللہ کے سلسلہ میں مستحکم روابط کا قیام۔

(۸) تمام محکوم مسلم ممالک کی حریت و استقلال کے لیے اور غیر مسلم ممالک کی مسلم اقلیتوں کی باعزت اسلامی زندگی کے مواقع پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔

(۹) مختلف اسلامی اداروں مثلاً مساجد، مدارس، کتب خانوں اور دار الیتامیٰ کی اصلاح و ترقی کی کوشش کرنا۔

(۱۰) تحریر، تقریر و دیگر آئینی ذرائع سے باطل فرقوں کی فتنہ انگیزی، مخربِ اخلاق اور مخالفِ اسلام کاروائیوں کی روک تھام کرنا۔

تلک عشرۃ کاملۃ

إن الدين عند الله الإسلام

پاکستان میں حفاظت اسلام کا علمبردار

ہفت روزہ

# ترجمان اسلام

لاہور

پاکستان

العلماء ورثة الانبياء (الحدیث)

# امر بالمعروف و نہی عن المنکر

## سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب قدس سرہٗ

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ

اور تم میں ایک گروہ ایسا ضرور ہونا چاہیئے۔ جو بھلائی کی طرف

بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

لوگوں کو دعوت دیا کریں اور نیک کاموں کا حکم کیا کریں اور بُرے کاموں سے روکا کریں اور ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

اور تم میں مبلغین اور داعیین الی الحق کی ایسی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیئے۔ جو دوسرے لوگوں کو خیر اور بھلائی کی طرف دعوت دیا کریں اور اسی جماعت کے لوگ دوسروں کو بھلے کام کرنے کا حکم دیا کریں۔ اور بُرے کاموں سے ان کو منع کیا کریں۔ اور ایسے ہی لوگ جو تبلیغ کا فریضہ ادا کریں گے۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے والے ہیں۔ ( [illegible] ) خیر سے ہر قسم کی اصلاح مراد ہے۔ خواہ وہ عقائد کی درستی ہو یا اعمال و اخلاق کی ہو یا دین و دنیا دونوں کی اصلاح ہو

ابن مردویہ نے ابوجعفر محمد بن باقر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ خیر سے مراد کتاب اللہ کی اور میری سنت کی پیروی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے۔ کہ خیر سے مراد یہ ہے کہ مصائب و آلام کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اور مسلمانوں کی پریشانی کو رفع کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کریں۔ اس تقدیر پر اس جماعت سے مراد سلحاؔ اور نیک لوگوں کی جماعت مراد ہوگی۔ اور ہو سکتا ہے کہ تبلیغ کی ۲ قسمیں کی جائیں۔ ایک یہ کہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دی جائے اور ان کو مسلمان بنایا جائے۔ اور دوسری قسم یہ کہ مسلمانوں کو بھلے کام کا حکم دیا جائے۔ اور بُرے کام سے روکا جائے۔ بہر حال خیر سے تمام احکام مراد ہیں۔ معروف سے مراد وہ چیزیں ہیں۔ جن کو شرعاً و عقلاً مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ اور منکر سے مراد وہ چیزیں ہیں جو شرعاً و عقلاً بُری سمجھی جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ معروف سے مراد وہ امور ہوں۔ جو کتاب و سنت کے موافق ہوں۔ اور منکر سے وہ چیزیں مراد ہوں۔ جو ان دونوں کے خلاف ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ معروف سے مراد طاعت اور منکر سے مراد معاصی ہوں۔ بہر حال معروف میں، فرض اور واجب، مستحب و مباح وغیرہ سب شامل ہیں۔ اور منکر میں حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، وغیرہ سب شامل ہیں

اگر یہ جماعت امام قائم کرے تب تو امر کے معنی حکم کرنے کے ظاہر ہیں۔ اور اگر خود مسلمان ایسی جماعت بنائیں۔ اور حکومت کی سرپرستی اس کو حاصل نہ ہو تو ظاہر ہے کہ امر کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ اچھی باتوں کو کہیں۔ اور بری باتوں کو سمجھا کر ان سے منع کریں۔ اور چونکہ اس جماعت کے افراد کو ان وجہ فوقیت اور خصوصیت حاصل ہے۔ اس لیے امر کا لفظ ان لوگوں کے لیے قرآن نے استعمال کیا ہے۔ خواہ یہ امام کی طرف سے مامور ہوں یا نہ ہوں۔ مامور نہ ہونے کا یہ مطلب کہ امام غفلت کرے۔ یا بدقسمتی سے امام ہی نہ ہو۔ جیسے ہمارے دور میں امام کا وجود مفقود ہے۔ بہر حال امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو علماء نے فرض کفایہ بتایا ہے۔ اور امۃ کے لفظ سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر کچھ لوگ اس خدمت کو انجام دیتے رہیں۔ تو دوسرے لوگوں سے مواخذہ نہ ہوگا۔ ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔ جس طرح جہاد کا حکم ہے۔

باقی رہا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا التزام انہی لوگوں پر لازم ہوگا۔ جو معروف و منکر سے واقف ہوں۔ یعنی اہل علم ہوں۔ ہمارے زمانے میں غیر اہل علم نے جو وعظ گوئی کا پیشہ اختیار کر لیا ہے اور بعض جاہل میلاد خوانوں کو لوگوں نے عالم سمجھ لیا ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے لیے بجائے نفع کے سخت نقصان دہ ثابت ہو رہے ہیں مسلمانوں میں سے اچھے بُرے کی تمیز جاتی رہی ہے۔ اور وہ خوش گلو گویے کو عالم سمجھنے لگے ہیں۔ اور اسی وجہ سے اسلامی اخلاق کا انحطاط ہو رہا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ امر بالمعروف کے مختلف درجے ہیں۔ جو شخص امر بالمعروف پر قدرت رکھتا ہے۔ تو امور واجبہ میں نصیحت کرنا اس پر واجب ہوگا۔ اور امور مستحبہ میں مستحب ہوگا۔ اور اگر قدرت نہ ہو اور یہ جانتا ہو۔ کہ لوگ مجھ کو نقصان پہنچائیں گے اور میں برداشت نہ کر سکوں گا تو امور واجبہ میں وجوب نہ رہے گا۔ البتہ اگر ہمت کرے تو ثواب کا مستحق ہوگا اور اجر پائے گا۔ پھر قدرت کے بھی مختلف درجے ہیں۔ اگر ہاتھ سے بُری باتوں کو روک سکتا ہے تو منہیات شرعیہ کو ہاتھ سے روکنا واجب ہوگا۔ ورنہ زبان سے کہنا واجب ہوگا اگر اتنی استطاعت بھی نہ ہو اور اہل فسق کا غلبہ ہو تو دل سے ہی نفرت کرنا کافی ہوگا۔ اور بُری بات کو قلب سے بُرا جاننا، فرض ہوگا۔

---

## اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں ایک کام کیا۔ اور اس کی اجازت دے دی۔ لیکن چند حضرات نے اس سے پرہیز کیا۔ جب یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا۔ تو آپ نے خطبہ فرمایا۔ حمد کے بعد فرمایا۔ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ وہ اس چیز سے پرہیز کرتے ہیں۔ جس کو میں کرتا ہوں پس قسم ہے خدا کی۔ میں خدا کی ذات کو ان سے زیادہ جانتا ہوں اور ان سے زیادہ خشیت رکھتا ہوں۔ (بخاری مسلم)

---

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اور اس چیز کی مثال جس کو عطا فرما کر خدا نے مجھ کو بھیجا ہے۔ اس شخص کی سی ہے۔ جو ایک قوم کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا کہ اے قوم میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر کو دیکھا ہے اور میں ایک ڈرانے والا ہوں۔ پس تم کو چاہیئے کہ تم اپنی نجات ڈھونڈو۔ اپنی نجات تلاش کرو۔ پس اس قوم کے ایک گروہ نے تو اس کی اطاعت کر لی اور راتوں رات آہستہ آہستہ نکل گیا۔ اور نجات پائی اور ایک جماعت نے اس کی بات نہ مانی اور وہ اپنے گھروں ہی میں رہی۔ صبح کو لشکر نے آکر اس کو مار ڈالا۔ اور اس کی نسل کا خاتمہ کر دیا۔ پس یہی کیفیت ہے اس شخص کی جس نے میری اطاعت قبول کی۔ اور جو احکام میں لایا ہوں۔ ان کی پیروی کی اور یہی مثال ہے۔ اس کی جس نے میری نافرمانی کی۔ اور جو حق بات میں لیکر آیا ہوں۔ اس کو نہ مانا۔ (بخاری مسلم)

---

جناب عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ ۔ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

(یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری اس میں آیتیں ہیں محکم۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ یہ آیت پڑھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو دیکھے اور مسلم کی روایتوں میں ہے جب تم دیکھو کہ لوگ متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ متشابہ آیتیں وہ ہیں جن کے معنی صرف خدا کو معلوم ہیں۔ ایسی صورت میں کہ وہ لوگ ہیں جن کا نام خدا نے گمراہ یا کجرو رکھا ہے۔ پس ان لوگوں سے بچتے رہو۔

(بخاری و مسلم)

سرپرست
حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مرتب و انچارج
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲ | جمعہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۶۹ء - قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے | شمارہ ۳۷

احمد حسین کمال

# مِلّتِ اسلامیہ کے ابتلاء کی لعنت

## کِس کے سَر پر؟

سوشلزم کے خلاف نعرہ بلند کر کے جو لوگ نکلے تھے، امید تھی کہ وہ واقعی سوشلزم کے اس خطرہ کا تعاقب کریں گے، جس کے افسانہ ہائے خونیں سے انہوں نے قرطاس و بازار بھر دیئے ہیں۔ لیکن ان کا یہ سارا شور و شر اور ہاؤ ہو سمٹ سمٹا کر اُن علماءِ حق کے خلاف آ گیا ہے، جن کا وجود بجائے خود سوشلزم کی روک کے لئے ایک سنگین حصار ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی وہ مغربی سامراج اور سرمایہ داریت کے لئے بھی موت کا پیغام ہے۔

بے شک اس موقعہ پر اگر کوئی فریق خوش ہے تو وہ برطانوی سامراج کے پروردہ جاگیردار اور اسلام کی نئی تعبیر کے علمبردار گروہ ہیں یا امریکی سامراج کی نظر التفات کے ممنون وہ تیس خاندان ہیں جو پاکستان کی وسائلِ معیشت اور انتظامی امور پر اب تک چھائے رہے ہیں۔

نیز اس موقعہ پر وہ امریکی اور برطانوی سامراج بھی خوش ہے جس کے سامراجی پنجے ایران، بحرین، کویت، ابوظہبی و خلیج فارس کے عرب علاقوں اور سعودی عرب و لیبیا وغیرہ مسلم حکومتوں کی سرزمین سے نکلنے والے تیل کی بے پناہ دولت کے اندر گڑے ہوئے ہیں۔

مغربی و امریکی سامراج کے ڈپلومیٹ و لیڈر شاطر ایجنٹوں نے اب علانیہ یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اسلام اور سوشلزم کے نام پر بھڑکائے ہوئے اس نزاع کا انجام کچھ بھی ہو۔ اس میں فائدہ ہمارا ہی ہے۔ جیسے سوشلسٹوں اور اشتراکی مولویوں کے خاتمہ کے بعد اسلام کے نام سے بھی ہمارے ہی غلبہ اور تسلط کا سکہ حسب دستور چلتا رہے گا۔

غور فرمایئے مسئلہ ہے کہ ملک کو سامراج کی پروردہ طاقتوں کے غلبہ سے نجات دلا کر اسلام کے حلقۂ اثر میں کیسے لایا جائے؟ اور اسلام کو نافذ کر کے ہمیشہ کے لئے سوشلزم وغیرہ ہر ازم کو اثر انداز ہونے سے کیسے روک دیا جائے۔ لیکن لڑائی کا محاذ کس کے خلاف قائم کیا جا رہا ہے، اس جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے قائدین کے خلاف جو گزشتہ ۲۰ سال سے مسلسل اسلامی نظامِ حیات حتیٰ کہ اسلامی تعزیرات تک کے فوری نفاذ کا مطالبہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔

جمعیۃ کا قصور کیا ہے؟ صرف یہ کہ وہ قرآن و سنت اور صحابہ و سلف سے منقول دین پر مبنی دستور و نظامِ حکومت کو نافذ کرا کے ملک کو سامراجیت کے خفیہ اشاروں پر برپا کئے جانے والے فساد و نزاع سے محفوظ رکھنے اور اسلام و سوشلزم کے نام پر ویٹ نام، کوریا اور لاؤس جیسی خانہ جنگیاں پاکستان میں بھی برپا کرانے والی امریکی ڈپلومیسی سے ملک کو بچانے کا جتن کر رہی ہے۔

لیکن اس کی ان کوششوں میں آڑے وہ جماعت آ رہی ہے، جس نے اسلامی حکومت کو اپنا بلند بانگ نصب العین قرار دینے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے لے کر تا ایندم ہر مسلمان حکومت، ہر مسلمان رہنما، ہر مسلمان قائد اور ہر مسلمان جماعت کو حتیٰ کہ عام مسلمانوں کو "گندم نما" کا مسلمان اور اسلام کا منحرف و باغی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور پھر اس جماعت کے اسلامی نظام کے دعوے کی انتہا ان انگریزوں کی جمہوریت کے پارلیمانی سسٹم اور ان امریکنوں کے سرمایہ دارانہ انفرادیت کے تسلط کی حمایت پر ہو رہی ہے۔ جن انگریزوں و امریکنوں کے اسلاف نے گذشتہ تیرہ سو سال میں ہزارہا مرتبہ اسلام کا علم گرانے، اسلام کے فرزندوں کو نیست و نابود کرنے، اسلام کی سرزمین پر غاصبانہ قبضہ جمانے اور اسلام کے نظامِ حیات کو تہ و بالا کر دینے کی سر توڑ کوششیں کی ہیں اور جن کے ہاتھوں گذشتہ دو سو سال سے مشرق و مغرب کے اسلامی خطے سیاسی، معاشی، تہذیبی، تعلیمی، فنی، اخلاقی اور دینی حیثیت سے مجروح و پامال ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ جن کی شہادت قلبی اور صقلیہ کی شہادت، اسپین کی تباہ شدہ اور سوختہ مسجدیں، اسلامی کتب خانے اور معصوم بے گناہ و عفت مآب مسلمان بچوں، جوانوں، بوڑھوں، عورتوں و مردوں کی لاکھوں بے گور و کفن لاشیں آج بھی تاریخ کے دریچوں سے جھانک جھانک کر دیکھ رہی ہیں۔ اور جن کے بے پناہ مظالم اور بے رحمیوں کی داستان سسلی، سوڈان، ریاست ہائے بلقان

(ورق الٹیے)

### ترجمانِ اسلام کے ایجنٹ حضرات سے گذارش

ہمارے بعض ایجنٹ حضرات پرچے نافذ کرانے میں ماہر ہیں، لیکن رقم بھیجنے میں بہت سستی اور غفلت سے کام لیتے ہیں، وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کاغذ کا خرچ کیسے پورا ہوگا۔ طباعت اور ہاکر اور ہینڈلنگ کا خرچ کون برداشت کرے گا، ڈاک خرچ اور دیگر متفرق اخراجات کہاں سے پورے کئے جائیں گے۔ ہمارے ایجنٹ حضرات ان تمام اخراجات سے بے پرواہ ہو کر رقم روک لیتے ہیں جس کی وجہ سے ادارہ ترجمان اسلام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ان ایجنٹ حضرات میں بعض ذمہ دار حضرات بھی شامل ہیں، جو ترجمان اسلام کی رقم روکے ہوئے ہیں۔ یہ ایک دینی اور مذہبی جریدے سے سراسر ظلم ہے۔ وہ رقم روک کر جمعیۃ کی خدمت نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ اس طرح حق و صداقت کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں۔

ادھر یہ حالت ہے کہ پرچہ کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے اخراجات بھی برابر بڑھ رہے ہیں۔ اگر ایجنٹ حضرات کی طرف سے یہی صورت حال جاری رہی تو ادارہ پرچہ کی اشاعت میں کمی کرنے پر مجبور ہوگا۔ اور حق و صداقت کی اس آواز کو دبانے کی ذمہ داری ان ایجنٹ حضرات پر عائد ہوگی، جو رقم روک رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان نادہندہ ایجنٹ حضرات کو پھر متنبہ کرتے ہیں کہ خدارا وہ اپنی روش بدلیں اور رقم دس دن کے اندر اندر ارسال کر دیں۔ ورنہ ہم بلا لحاظ شخصیت ان کے نام ترجمان اسلام میں شائع کرنے پر مجبور ہوں گے۔

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

مصر، ہندوستان اور دہلی و الجزائر کی گلیاں کوچے، صحن مساجد، خانقاہیں، بازار و شہر اور در و بام آج بھی سنا رہے ہیں۔

یہ جماعت اسلامی کی تاریخ سے اسلام کے ازلی دشمنوں کے یہ تمام جلادانہ، مکارانہ، بے رحمانہ، سفاکانہ، ظالمانہ، اور مکروہ ترین کارنامے محو کر کے ان کے سیاسی پارلیمانی نظام اور ان کے سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام کو عین اسلام بنا کر مسلمانوں پر مسلط کرنا چاہتی ہے۔ جس کا پہلا مورچہ وہ پاکستان میں قائم کرنے کے درپے ہے اور صرف اور صرف اسی مقصد کی خاطر یہ جماعت سوشلزم کے نام کو بہانہ بنا کر عرب و عجم اور پاک و ہند کی ہر اس طاقت کو اپنے ناپاک ہتھکنڈوں کا نشانہ بنائے ہوئے جو صلیبی اور فرنگی سامراج کو عالم اسلام سے نکال باہر کر کے اس کو اس کے انجام بد تک پہنچا دینا چاہتی ہے ناصر سے انہیں کد ہے تو صرف اس لئے۔ عرب ملکوں سے اسے بیر ہے تو صرف اس مقصد کی خاطر، جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے یہ خلاف ہے تو محض اسی وجہ سے اور حضرت مفتی محمود صاحب و حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اس کی آنکھوں میں کانٹا بن کر کھٹک رہے ہیں تو محض اسی وجہ سے۔

جس جماعت نے کبھی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت مولانا گنگوہی، حضرت مولانا قاسم نانوتوی، حضرت مولانا شیخ الہند، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا محمد الیاس، حضرت رائے پوری، حضرت مولانا احمد علی، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہم اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابر علماء حق کو ہادی، رہنما، رہبر اور عظیم ترین عالم نہ کہا ہو، نہ تسلیم کیا ہو، اور صرف اپنے امیر، قطب و مطلع الجبلی وغیرہ جیسے افراد کو عالم اسلام کے زبردست عالم و فاضل ہونے کا پروپیگنڈا کرتی رہی ہو وہ اب حضرت تھانوی سے نسبت دینے والے چند مولوی صاحبان کو پاکستان کے بڑے عالم کی حیثیت سے روشناس کرا رہی ہے، کیوں؟ صرف اس لئے کہ ان گوشہ نشین حضرات کی خدمات حاصل کر کے وہ جمعیۃ علماء اسلام کے اثر کا خاتمہ کر سکے۔ اور ان سے بھی فرنگیت کے پیدا کردہ سیاسی پارلیمانی و سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام کے اسلامی نظام ہونے کی سند حاصل کر سکے ورنہ جس جماعت نے کبھی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ کے مجددانہ دینی کارناموں کا اعتراف نہ کیا ہو۔ وہ حضرت تھانوی کے ان اصاغر کی تحسین و تعریف میں رطب اللسان ہوتی۔ کاش اس خوشنما و دل فریب جال میں جکڑے جانے والے یہ ثقہ حضرات اتنے سے ہی فرق کو محسوس کر سکتے۔

اس موقعہ پر ہماری ابن الی کے حلقہ کے لوگ بھی فائدہ اٹھانے کے لئے نکل آئے ہیں اور جمعیۃ علماء اسلام و مخالف سامراج عرب رہنماؤں اور حکمرانوں کے خلاف نت نئے تہمت تراشنے کی مہم سرانجام دے رہے ہیں۔

یقیناً اسلام کے لئے اس سے برا وقت اور کیا آئے گا کہ جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ جن افراد و گروہوں کے اشتراک کو اشتراکیت کے ساتھ اتحاد بتایا جا رہا ہے۔ وہ لوگ تو صاف صاف اعلان کر رہے ہیں کہ:-

"ہم اسلام کی روشنی میں اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اسلامی طرز زندگی کو اپنانے کے لئے علماء کی قیادت میں جدوجہد کا راستہ اپنایا ہے۔"

(ملتان میں بشیر بختیار کنوینر لیبر پارٹی کی تقریر، روزنامہ جنگ کراچی ۵ ستمبر ۱۹۶۹ء)

لیکن وہ جماعت جس کے بارے میں دعویٰ ہے کہ اس کا نصب العین ہی "اسلامی حکومت کا قیام ہے" اس کے صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"جماعت اسلامی ہر اس جماعت سے تعاون کرنے کو تیار ہے۔ جو ملک میں اسلامی نظام کی قائل ہے شک نہ ہو۔ لیکن جمہوریت کی قائل ہو۔"

(روزنامہ ندائے ملت ۲۲ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ اول کالم ۳)

اور اس کے باوجود بشیر بختیار لیبر پارٹی اللہ کے دشمن، رسالت کے باغی اور مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا نصب العین اب بھی "اسلامی حکومت کا قیام ہے"!

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنا صحیح کہا تھا جب خوارج کے دعوائے حکومت الٰہیہ کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ:-

کلمۃ حق یرید بھا الباطل۔ دعویٰ تو حق ہے لیکن اس سے مقصود صرف باطل ہے۔ اس کا کتنا صحیح نمونہ ان حضرات کا اسلامی حکومت کے قیام کا یہ بلند بانگ دعویٰ ہے جس کا مقصود انگریزوں کی جمہوریت کے پارلیمانی نظام اور امریکی سرمایہ دارانہ معیشت کا تحفظ و قیام ہے۔ اور جس کی حمایت و تائید اب عصر حاضر کے ایک بزرگ و عالم دین سے منسوب حضرات بھی کرنے پر اتر آئے ہیں۔

تو جمعیۃ علماء اسلام، مفتی محمود صاحب، مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور بشیر بختیار و لیبر پارٹی کے "اشتراک" ہو جانے کی اصل حقیقت صرف یہ ہے جو اوپر بیان ہوئی چونکہ سچائی اور اصل حقیقت کا تو سامنا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے بعض ہفت روزوں کے اداریوں اور بعض ہمسفر مقرروں و مولویوں کے ذریعہ مسلمان عوام کو جمعیۃ علماء اسلام سے بدظن بنانے کے لئے اس قسم کی الزام تراشیاں کی جا رہی ہیں کہ یہ علماء دیوبند کی زبان استعمال نہیں کرتے۔

یہ ایسے ہیں، یہ ویسے ہیں وغیرہ وغیرہ مغربی جمہوریت اور امریکی سامراجیت کے یہ پرستار ۱۹۵۶ء کے دستور کو قرآن کا درجہ دے کر پاکستان کے عوام پر مسلط کرنے کے درپے ہیں۔

اور چونکہ جمعیۃ علماء اسلام اس میں اہم اسلامی تبدیلیاں لانے یا پھر اس کی جگہ مکمل اسلامی دستور تیار کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اس لئے بھی وہ گردن زدنی ہے۔ حالانکہ جمعیۃ کا یہ موقف اس وقت سے ہی چلا آ رہا ہے۔ جب یہ دستور نافذ ہوا تھا۔

چنانچہ جہاں اس دستور کے نفاذ پر علماء کے نام اپنے ایک گشتی مراسلہ میں مفتی محمود صاحب نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ:-

"جمہور المسلمین بالخصوص علماء کرام کی مساعی جمیلہ سے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے یہ طے کر لیا کہ پاکستان میں کوئی بھی قانون ساز ادارہ، کتاب و سنت کے خلاف قانون بنانے کا مجاز نہیں ہوگا۔"

## امریکی سیاست کی ایک اور شکست

سہ پہر کے ساڑھے چار بجے تھے، کراچی پریس کلب میں جمعیۃ علماء اسلام کے مولانا غلام غوث ہزاروی پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ صدر ناصر کے خلاف ایک مخصوص طبقے کی پروپیگنڈہ مہم کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ صدر ناصر کو شکست اپنوں کی وجہ سے ہوئی۔ اس نے بعد میں کہا تھا۔ "ہمیں مشرق سے حملے کا خطرہ تھا اور حملہ مغرب سے ہوا"۔ مولانا نے کہا کہ یہ ناصر کا خلوص ہے کہ اس نے اس عرب ملک کا نام نہیں لیا جو اس کے مغرب میں واقع ہے اور جس کے اڈوں سے امریکی جہاز اڑ اڑ کر آتے رہے۔ اور اب بھی ہمارا مقصد عربوں میں اختلاف پیدا کرنا نہیں ہے۔ اس لئے آپ بھی اس ملک کا نام نہ لکھیں ویسے میں عرض کئے دیتا ہوں۔ یہ لیبیا تھا جس کے امریکی فوجی اڈوں سے دشمن کے جہاز پرواز کرتے رہے۔

شام کے ساڑھے چھ بجے ہوں گے کہ ٹیلی پرنٹر نے اطلاع دی۔ لیبیا میں بادشاہت کا تختہ الٹ دیا گیا ہے۔

(ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی، ۸ ستمبر ۱۹۶۹ء)

وہاں صاف صاف یہ پہلے بھی واضح کر دیا تھا کہ اس دستور کی صورت میں

"اب اس وقت ایک عظیم الشان خطرہ سر پر ہے اور اہل بصیرت کی دوربین نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ یہ خطرہ کسی وقت بھی حقیقت بن کر خرمنِ مراد کو سپرد آتش کر سکتا ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ملک کا بے دین اور مغربیت کا شیدائی طبقہ یہ تہیہ کر چکا ہے کہ کتاب و سنت کے نام سے وہ سب کچھ بروئے کار لایا جائیگا جسے وہ لادینی ریاست بنا کر اس میں نافذ کرنے کے متمنی تھے۔"

اسی خطرہ کے ازالہ کے لئے اس وقت بھی جمعیۃ علماء اسلام نے ترامیم پیش کیں مسلمان کی تعریف متعین کرنے کا مطالبہ کیا اور ختم نبوت کے عقیدہ کو قانونی درجہ دینے پر اصرار کیا وغیرہ وغیرہ۔

آج بارہ سال کے تلخ تجربات نے واضح کر دیا ہے کہ اسلام کے تحفظ اور صحیح اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے دستور کی پوری بنیادوں کو اصل میں سے ہی اسلام کے کمل مطابق ہونا چاہیئے۔ اور مسلمان عوام کی براہ راست و نمائندہ حاکمیت کو اس دستور کی حفاظت کا ضامن بنایا جانا چاہیئے۔

چنانچہ جمعیۃ نے ۲۲۔ اسلامی نکات کو دستور کی بنیاد اور قانون ساز و حاکمیت کے اداروں میں غریب مسلمان عوام و علماء کو مکمل نمایندگی دینے کا مطالبہ کیا ہوا ہے تاکہ کسی قلیل گروہ کو اپنے مفادات کا تحفظ کرنے، قانون ساز اداروں اور حکومت کو من مانے طریقے سے استعمال کرنے، اسلام کے نام سے ہی دین میں تحریف کرنے اور بار بار مارشل لاء کے نفاذ کے سے حالات پیدا کر دینے کا موقعہ حاصل نہ رہے۔

اب سوچئے کہ جو لوگ بڑی ہی پارسائی کے ساتھ جمعیۃ کے اس مطالبہ و طرز عمل کو اشتراکیت کا نام دے رہے ہیں۔ کیا وہ ان عناصر کے ہاتھ میں نہیں کھیل رہے ہیں۔ جو یہاں کتاب و سنت کے قوانین کی حکمرانی نہیں چاہتے ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ صحابۂ رسول اللہ پر اعتماد نہیں رکھتے، اور صرف مغرب کے جمہوری نظام کو ہی اپنی منزل و مراد سمجھتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے ذاتی و محدود اغراض نے ہمیشہ اپنے مفادات کو پاکستان و اسلام کے مفادات پر ترجیح دی۔

یاد ہوگا کہ جب ایوب خاں کے دور امارت میں ۱۹۶۲ء کے دستور میں صدارتی منصب و انتخاب سے متعلق ترمیم کا سوال سامنے آیا تو

ایک طرف یہ صورت تھی کہ دستور میں ترمیم نہ ہونے دی جائے، خواہ صدر کی میعاد عہدہ ختم ہو جانے کے بعد دستور کی رو سے وہ اسپیکر ہی پورے صدارتی اختیارات کے ساتھ قائمقام صدر بن جائے۔ جس کے لئے مسلمان ہونے کی شرط نہیں ہے۔ اور پھر اس دستوری روایت کا انجام ملک کے حق میں خواہ آئندہ کچھ بھی نکلے۔

دوسری طرف یہ صورت تھی کہ اگر ۱۹۶۲ء کا دستور قائم و نافذ رہتا ہے تو سوال ایک ایوب خاں کی صدارت کا نہیں بلکہ پورے ملک کی صدارت اور اس کے ساتھ اس منصب کی دستوری روایت کا ہے۔ جو اگر ایک بار قائم ہو گئی۔ اور پاکستان کی اسلامی مملکت میں غیر مسلم کے صدر مملکت بن جانے کا راستہ کھل گیا، تو اس کے خطرناک عواقب مستقبل میں اس ملک کی اسلامی حیثیت کو تہ و بالا کر کے رکھ سکتے ہیں۔

کسی بھی محب وطن اور اسلام دوست کو کسی بھی حالت میں پہلی صورت منظور نہیں ہو سکتی تھی۔

اسلام، وطن اور ملت کی دوستی کا تقاضا تھا، کہ انتقام، غصہ اور وقتی جذبات سے بلند ہو کر غور کیا جائے یہ بالکل ظاہر تھا کہ اگر دستور میں یہ ترمیم نہ بھی ہو پائے تب بھی دستور میں کوئی ایسی رکاوٹ موجود نہیں تھی کہ صدر اپنے عہدہ کے اختتام سے پہلے ہی صدارتی انتخاب نہ کرالے اور ایوب خاں نے باوجود ترمیم ہو جانے کے یہ ہی طریقہ اختیار کیا کہ صدارتی انتخاب مارچ سے پہلے جبکہ صدارت کی میعاد ختم ہونی تھی، جنوری کے آغاز میں ہی کرا ڈالے۔

چنانچہ اصل مسئلہ یہی تھا کہ اگر ترمیم نہیں ہوتی اور ۱۹۶۲ء کا دستور مسلط رہتا ہے تو آئندہ کسی بھی مرحلہ پر صدر کی علیحدگی کے بعد اسپیکر قائم مقام صدر بن جائے گا اور وہ غیر مسلم بلکہ اسلام دشمن تک ہو سکتا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام نے اس نازک پہلو کو سامنے رکھ کر اپنے نمائندہ مفتی محمود صاحب کو یہ مشورہ دیا، کہ وہ دوسری صورت کا ساتھ دیں کہ اسلام اور وطن کے تحفظ کا یہی تقاضا ہے۔ اور بہرحال وطن و دین کا بقاء و سلامتی ہر بات پر مقدم ہے۔

۱۹۵۶ء کے دستور کا معاملہ بھی آج ایسا ہی ہے۔ اگر اس مرحلہ پر اس میں ۲۲۔ اسلامی نکات، مسلمان عوام کی مکمل نمائندگی اور مسلمان کی تعریف جیسی اہم دفعات شامل نہیں کی گئیں۔ اور اسے من و عن نافذ ہونے دیا گیا، تو یہ دین میں تحریف کرنے والوں کا ایسا آلۂ کار بن کر رہ جائے گا۔ کہ اس کے حامی علماء اگر وہ مخلص ہیں، تو اس وقت سر پکڑ کر روئیں گے۔ اصحاب غرض کی توجہات دوسری ہے۔

بہرحال جو حضرات خواہ وہ مودودی جماعت کے لوگ ہوں، خواہ پرانے ونئے اہل قلم اور صحافی جماعت ہوں، خواہ ان بزرگ علماء کا قافلہ ہو، جو حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا سہارا لے کر ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ ان سب کی حالیہ تحریروں اور تقریروں کو جمع کر کے پڑھ ڈالیئے۔ سوشلزم کی مخالفت کے نام سے وہ جمعیۃ علماء اسلام اور مفتی محمود صاحب و مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے خلاف ہی سرگرم نظر آئیں گی۔ اور اشتراکیت کے وہ وہ الزام ان پر عائد ملیں گے۔ جن کا سرے سے ان کے یہاں وجود ہی نہیں ہے۔

ایسا کیوں ہے، بے شک اس میں بہت کچھ ان حضرات و گروہوں کے احساس کمتری کا بھی دخل ہے۔ لیکن زیادہ تر یہ سب سرگرمی اس منصوبہ بند جدوجہد کا حصہ ہے

جسے برطانوی، امریکی سامراج، اس کے گماشتے اور مقامی مفاد پرست طبقے اپنی تیزی کے ساتھ گرتی ہوئی ساکھ اور اثرات کو بچانے کے لئے عمل میں لا رہے ہیں۔

اس منصوبہ کی تکمیل میں جو لوگ اسلام کا نام لے کر جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف سرگرمی دکھا رہے ہیں وہ دانستہ یا نادانستہ آگ کا ایسا الاؤ جلا رہے ہیں جس میں اسلام کے تحفظ کا نام لے کر اسلام کی ہی ایک ایک چیز جھونک دی جائے گی۔

جو لوگ امریکی اسرائیلی گٹھ جوڑ و جارحیت کے علانیہ مظاہرہ کے بعد بھی جمعیۃ علماء اسلام کے مبنی برحق موقف کو اشتراکیت پسندی کا نام دے رہے ہیں۔ وہ مغربی سامراج کے ساتھ ساتھ اشتراکیت کو بھی اسلام و مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی دعوت دیتے جا رہے ہیں۔ دین و ملت کو اس طرح خطرہ میں ڈال دینے والوں کو خدا اور رسول کبھی بھی معاف نہیں کریں گے۔

اور اگر خدانخواستہ انگریزوں کے بعد عالم اسلام امریکی سامراج کے پنجۂ استعمار میں مکمل طور سے چلا جاتا ہے اور اشتراکیت کے انقلاب کا دروازہ چوپٹ کھل جاتا ہے تو اس وقت ملت اسلامیہ کے ابتلاء اور تباہی کی لعنت کن لوگوں کے سر پر ہوگی؟

یقیناً اس کی سب سے بڑی ذمہ داری ان لوگوں پر ہی عائد ہوگی، جو آج "اسلام اسلام" چلا کر اسلام کی ہی سب سے زیادہ مخلص جماعت جمعیۃ علماء اسلام کو اشتراکیت سے متہم کر کے بے اثر بنا دینا چاہتے ہیں۔

بہرحال جمعیۃ علماء اسلام کا موقف بالکل واضح اور صاف ہے کہ:

ملک کا دستور خواہ کوئی سا بھی ہو اور سیاسی و انتظامی نوعیت کیسی ہی رکھی جائے، اس میں حسب ذیل تین امور کا ہونا بنیادی اور لازمی ہے۔

(۱) پاکستان کی اسلامی حیثیت کے غلبہ و تحفظ کا مکمل انتظام ہو۔ جس کے لئے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ۲۲ اسلامی نکات لازماً پاکستان کے دستور کی اساس بنائے جائیں۔ جنہیں ۱۸ سال پہلے پاکستان کے جید، نامور، ثقہ مستند علماء کی سربراہی میں تمام مسلمان فرقوں کے نمائندہ علماء نے مرتب کیا اور مسلمان ملت نے اس کے ساتھ پورے اتفاق کا اظہار کیا

(۲) ملک کی حاکمیت کے اداروں اور مجالس قانون ساز کی تشکیل و انتخاب اس طرح ہو کہ اس میں علماء دین اور مسلمان غریب عوام جو ملک کی ۹۵ فیصد اکثریت ہے۔ اس کی بھرپور نمائندگی ہو اور یہ نمائندگی ہر طرح کے اقتصادی، معاشی، سیاسی علاقہ داری و آمرانہ اور حاکمانہ دباؤ سے آزاد رہ کر مؤثر اور فیصلہ کن حیثیت حاصل کرے۔

(۳) پاکستان کی داخلی و خارجی پالیسیوں کی تشکیل اس طرح کی جائے کہ پاکستان اور پھر اس کے توسط سے تمام عالم اسلام مغربی استعمار کے اثرات سے نجات

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

# بدنما چہرے سے اُٹھتی ہے نقاب

## اُس بازار کے کپوت

(شاعرِ ترجمان)

ڈالروں پر منحصر ہے جن کی قوّتِ لایموت
ایسے ہی زلّہ ربا، کہلاتے ہیں لاتوں کے بھوت

پَل رہے ہیں ان کے قلموں میں جراثیم عناد
دین و ملّت کے تقدس کے لئے ہیں یہ اچھوت

طعنہ زن اشراف پر ابنِ سبا کی ذرّیت
ایسے ناہنجار ہو سکتے نہیں سچے سپوت

عبقری کی ریش سے، اس مس کی کاکل چھو گئی
ہائے یہ رشتہ بھی نکلا صرف تارِ عنکبوت

چند لُچّوں نے سرِ بازار بیچی آبرو
شاید اُس بازار کے معلوم ہوتے ہیں پوت

اُن کے لچھّن دیکھ کر یہ کہہ رہا تھا اک ظریف
شہر میں اب کیسے کیسے ہو گئے پیدا کپوت

صحنِ مسجد میں تھا کل تجدیدیوں کا تذکرہ
ایک دیوانہ یہ بولا، ہیں یہ سب اقوام لوت[صلے لوط]

اِک جہانِ معنیٰ کی تسخیر چند الفاظ میں
اس سے بڑھ کر لائے تو کوئی فصاحت کا ثبوت

## ملاپ نامہ

کیوں نہ ہو ایسوں سے ایسوں کا ملاپ اور وفاق
مشترک کوششوں سے، جن کو ملتے زر کے طباق

ابنِ سودا نے بچھائی تھی کبھی مسندِ مکر
اسی مسند کی چٹانوں پہ بندھا ہے میثاق

نام اسلام کا، اطوار ہیں اسرائیلی
چاہے، حکمت عملی کہدو، اسے، یا کہ نفاق

بخت سے جب کبھی یک جا ہوں قلم کے دلّال
رشتۂ زر پہ وہ کر لیتے ہیں باہم الحاق

ہیں منافق کی روایات سے سب ہی آگاہ
دین کے نام سے ہے دین کی تخریب میں طاق

ہر قدم پر اسے اسلاف کی عظمت سے ہے چڑ
ہر گھڑی اس کی زباں پر ہے صحابہ کا مذاق

کوڑی کوڑی کے لئے پھرتا ہے دردر مارا
ناخلف تھا کہ بزرگوں نے کیا اس کو عاق

کتخدائی اسے ہم جنس کی ہوئی ہے نصیب
مہر میں طوقِ نحوست ہے، گلوزیب طلاق

اس کے چہرے پہ یبوست کا سبب ڈالر ہے
جیب خالی ہو تو ہر بات ہے پھر اس پر شاق

## متعہ نامہ

عبدالغفور حنفی نورث سنڈیمن

دشمنِ اہلِ عرب سے تو رہا ہے الحاق
طلبِ حق کو کہے مفتریٔ دورِ نفاق

لے گیا ابنِ اُبی مسندِ اسلام کو گھر
کر کے گرجا کے خداؤں سے معاشی میثاق

آپ گھبرائیں نہیں یاد ہے یہ بات ہمیں
متعہ کیا شے ہو جس کے نوشتے میں طلاق

آپ بھی سام کی عادات سے آگاہ نہیں
دین کے نام پہ اسلام سے ہر دم مذاق

ان کو اصحابِ رسالت کی روایات سے بیر
ان میں ہر فرد ہے اسلاف کی توہین پہ طاق

کس کے چہرہ پہ ہے پھٹکار خدا کی شب و روز
کس کا مرود ہے دیمونہ کی تصویرِ نفاق!

بٹ گئے حلقۂ میکلوڈ میں لڈو اس کے
مہر میں اس کے اتار گیا چاندی کا طباق

رشتۂ زلف ہے بے ریش کہن سال کو تھا
حسنِ آوارۂ بازار کو ہرگز نہیں شاق

زر پرستوں کے غم و درد میں شق ہو نہ چٹان
ہو مبارک اسے اب درد میں شامل ہے رفاق

## آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ؟ ! !

# شاتمِ اعظم

مسعود منوّر

قد کاٹھ کا احمق ہے وہ خرکارِ مجسّم — اک شاتمِ اعظم
رہتا ہے وہ اسلاف کی اقدار سے برہم — وہ شاتمِ اعظم
اسلاف کی تقدیس پہ جھپٹا ہے وہ غدّار — بدکار ہے بدکار
ہاتھوں میں ترے حُسن کے بازار کا پرچم — اے شاتمِ اعظم
مکلوڈ کا دلّال ہے دیتا ہے قلم بیچ — یہ راہ ہے پُر پیچ
مکّار کے کردار پہ ہر آنکھ ہے پُرنم — اک شاتمِ اعظم
اُس بھانڈ کے گائے ہوئے اشعار غلط ہیں — اطوار غلط ہیں
رحمٰن کا بندہ ہے وہ باپ اس کا ہے ملجم — وہ شاتمِ اعظم

نکسن سے ہم آغوش ہیں یارانِ دشنگٹن — تعداد میں باون
وہ اپنی لحد کھود چکے ہیں سرِ عالم — اے شاتمِ اعظم
سرخم ہے ترا مسندِ ابلیس کے آگے — ہر سیس کے آگے
دروازۂ اسلام کہاں اور کہاں تم ؟ — اے شاتمِ اعظم
اس خاک کے ذرّے تجھے پھٹکار رہے ہیں — دھتکار رہے ہیں
تاریک ہیولیٰ ہے ترا قاتلِ انجم — اے شاتمِ اعظم
ڈالر کا مزہ چکھ کے شریروں کی زبانیں — گرمی ہیں سنانیں
ناپاک زبانوں پہ یہ کیوں "قائدِ اعظم" — اے شاتمِ اعظم

غیروں نے تجھے مال کے انبار دیئے ہیں — زردار جئے ہیں
اسلام کا دشمن ہے وہ بے دال کا بودم — اک شاتمِ اعظم

---

# سامری

ڈالر کے تیس تیس بکے ہیں یہ سامری
سی، آئی، اے سے جن کے روابط ہیں بیش و کم
اچھرے کے سام کی یہ ہدایت ہے چپ رہو
بچھڑے کے شور و شین سے رہ جائیگا بھرم
رکتی نہیں ہے اس کی زباں لغویات سے
اپنے ضمیر کا اسے کچھ بھی نہیں ہے غم
اس بے ضمیر کا یہ پتہ تھا کہ ایک دن
جوتوں کی خاک ہو کے بکے کا سب و شتم
گردن جو فربہی میں ترقی پذیر ہے
مڑتی نہیں اگر، تو درِ غیر پر ہے خم
چشمِ سیاہ کار کے ایماء پہ بک گیا
اک پیشہ ور صحافیٔ مکّار کا قلم
دونوں جہاں کی عزّ ہیں اسلام پر نثار
ہیں سامراج کے لئے ضربِ کلیم ہم

# سامراجی لطائف

(عبدالغفور حنفی)

اسلام کے خلاف ہیں ظالم ڈٹے ہوئے
دُہرا رہے ہیں سام جی فقرے رٹے ہوئے
بخشا ہے کس نے سام کی مٹی کو افتخار
ہیں گمرہانِ وقت کے چہرے اٹے ہوئے
ہر ایک کیک توڑ کو اس سرزمین میں
مدت ہوئی ہے خوفِ خدا سے ہٹے ہوئے
دراصل اِک فساد ہیں ارکانِ سامراج
امت سے یہ تمام منافق کٹے ہوئے
اچھرے کے ایک منشیٔ ادنیٰ کے سب حلیف
کہنے کو صالحین ہیں لیکن چھٹے ہوئے
خوانِ یہود، دعوتِ اخوانِ مسلمون
اک فتنہ گر بھی لیتا ہے حصّے بٹے ہوئے
اسلام کے خلاف یہ سارے ابولہب
میدانِ جنگ میں ہیں ابھی تک ڈٹے ہوئے

# لاتوں کے بھوت

مانتے لاتوں سے ہیں کب سامری لاتوں کے بھوت
ہے علاجِ مغز خرشام و سحر مفتی کے جوت
درمیانِ تو و آں مردود چنداں فرق نیست
وہ ہے دولت کا مہاجن تو صحافت کا اچھوت
سب حسن ابنِ صباح کی ہے وہ اولادِ خفی
شیخ کہتے ہیں جنہیں اسلام کے غدار پوت
ریشمیں اچکن کی تیاری میں کوئی شک نہیں
سامراجی رِل پہ ہے اسلام کی اَنّی کا سوت
ایں جہانی میزباں کے میرِ صادق میہماں
قامتِ مردار ہے کرگس کی قوتِ لایموت
لاکھ جنبش ہو سیہ کاکل کی لٹ ٹوٹے تو کیوں
جال میں بے ریش کے کیسے ہو تارِ عنکبوت؟
رات مسجد میں ہوا مودودیوں کا تذکرہ
ہر طرف سے یہ صدا آئی کہ ہیں معروف اوت
چند شکر ہے اب بزعمِ خویش ہیں جو صالحین
ان کی بلٹن کے ہراول سامراجی میگھ دوت
ہے یہاں مردود جس کا نام مولانا بھی ہے
ہے کوئی خرکار لیکن بل کے آیا ہے بھبوت
تو نے طاغوتی سبق کو جلد ازبر کرلیا
اس سے بڑھ کر اور کیا تیری حماقت کا ثبوت

محمد نذیر سیالوی لاہور

# جمعیۃ علماء اسلام کیخلاف سامراجی ایجنٹوں کے مذموم پروپیگنڈے کا ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

(۳)

سامراجی ایجنٹوں کو ان حضرات کے باہمی معمولی اختلافات سے ناجائز فائدہ اٹھاکر اپنے عزائم کے حصول کی راہ ہموار کرنے کی کوششیں ترک کردینی چاہئیں۔ کیونکہ ان کے امیر مودودی صاحب کے پیش کردہ نظریات کی نقاب کشائی کرنے والے اب صرف مولانا مفتی محمود اور مولانا ہزاروی ہی نہیں۔ بلکہ مولانا غلام اللہ خاں، سید عنایت اللہ شاہ بخاری

...... قاضی مظہر حسین صاحب۔ مولوی عبداللطیف۔ علامہ دوست محمد صاحب قریشی سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری۔ مولانا ضیاء القاسمی۔ مولانا سرفراز خاں صاحب۔ مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک۔ سید گل بادشاہ صاحب۔ مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ مولانا خیر محمد صاحب خیر المدارس۔ مولانا قاری عبدالسمیع صاحب مولانا عبیداللہ انور صاحب۔ مولانا محمد اجمل صاحب۔ سید عطاء المنعم ابن سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور سب سے بڑھ کر پیر طریقت سجادہ نشین دین پور شریف مولانا عبدالہادی صاحب، حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہم اور ایسے ہزاروں علماء حق پاکستان کے ہر شہر میں محمدی اسلام کی موجودگی میں مودودی صاحب کے باطل نظریات کی بیخ کنی کرکے اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی طرف سے یہ کہنا کہ علماء کا ایک مٹھی بھر گروہ جماعت اسلامی کی مخالفت کر رہا ہے فرعونی نعرے سے کم نہیں۔ اس نے لاکھوں بنو اسرائیلیوں کو "مٹھی بھر" کہا تھا اور آخر کار اسی مغرور پن ہی کی وجہ سے غرق ہو گیا۔ اور جن کو مٹھی بھر سمجھتا تھا۔ وہ کامیاب و کامران ہوئے۔ انشاء اللہ علماء حق بھی اسی طرح کامیابی سے ہمکنار رہوں گے۔ اور یہ مغرور اسی طرح نیست و نابود ہو جائیں گے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں کے خلاف نظریہ پاکستان کے مخالف ہونے کا پروپیگنڈہ کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ اس کے بعد ان اکابرین کے بارے میں لب کشائی کریں۔ ان حضرات کے بارے میں یہ مذموم پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے جو انگریزوں کے خلاف برسر پیکار رہے اور اس مردود کے ہر چیلنج کو خندہ پیشانی سے قبول کیا اسی پاداش میں ان کی مقدس زندگیاں ریلوں اور جیلوں کی نظر ہو گئیں۔ آخر کار برطانوی سامراج کو دم دباکر بھاگنا پڑا۔ اور ان اکابر کی مساعی جمیلہ سے ہی ملک کی تقسیم معرض وجود میں آئی۔ اگر انگریز جیسا ظالم و جابر اور بدقماش حکمران ہندوستان کو چھوڑ کر نہ جاتا، تو ملک تقسیم ہونے کا سرے سے سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ علماء کرام کا اختلاف اس دور کی جماعت سے تھا خطۂ پاکستان سے نہ تھا۔ ہمارے نزدیک پاکستان کو اپنا مقدس وطن تسلیم کرنے والا ہرگز نظریہ پاکستان کا مخالف نہیں ہے۔

ذرا اس نام نہاد اسلام پسند جماعت کے امیر سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے اس نظریہ کے متعلق ارشادات سن لیجئے۔

(۱) "پاکستان جنت الحمقاء اور مسلمانوں کی کافرانہ حکومت

(۲) قائد اعظم جن کی قیادت کی غلطیاں اس سے بہت زیادہ ہیں کہ چند سطروں میں انہیں شمار کیا جا سکے اور گاندھی منزل مقصود سے بہت قریب کردینے والا رہنما"۔

(۱) بحوالہ ترجمان القرآن (۲) ترجمان القرآن جون ۱۹۴۶ء)

جمعیۃ علماء اسلام کی مخالفت میں ان حضرات کی بصارت اور بصیرت میں اس قدر کمی واقع ہو گئی ہے کہ ادھر کا تنکا بھی نظر آ رہا ہے اور اپنے شہتیر بھی نظر نہیں آ رہے۔ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے<br>
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

جمعیۃ علماء اسلام کے عظیم اور محبوب رہنما حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہٗ جن کی قیادت و سیادت سیاسی اور مذہبی بصیرت پر ہر حساس دل رکھنے والے مسلمان کو اعتماد اور فخر ہے۔ ان کے بارے میں مودودی جماعت کے سکہ بند صالحین کو یہ شکایت ہے کہ مولانا کی زبان اور لہجہ عالمانہ نہیں۔ مولانا ہزاروی پر یہ بہتان لگاکر یہ لوگ عوام کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ مولانا ہزاروی اپنی درویشانہ شان اور حق گوئی کی وجہ سے ان لوگوں میں ہدف تنقید بنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ مولانا کا ایک نظریہ ہے۔

بقول شاعر

باطل کا ساتھ دے نہ کسی مرحلے میں بھی<br>
حق بات کائنات میں کھل کر پکار دے

پھر شعلہ زن ہے آتش نمرود ہر طرف<br>
پھر صدق ابراہیم کو اس میں اتار دے

مولانا ہزاروی اس جماعت کے نزدیک اس لئے گردن زدنی ہیں کہ انہوں نے ان کے خود ساختہ مجتہد کے اجتہاد کو محمدی اسلام کی روشنی میں تار تار کرکے رکھ دیا ہے۔ اور مسلمان عوام پر اس کا جادو نہیں چلنے دیا۔ گویا مولانا ہزاروی کی مودودی صاحب پر تنقید کرنے سے مودودیے اس قدر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ مولانا کو بد اخلاق و بد زبان کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ مگر مودودی صاحب نے آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کرام پر جو تنقید کی ہے۔ اس سے ان نام نہاد مسلمانوں کو ذرا غیرت نہیں آتی۔ اور ان کی دینی رگ حمیت نہیں پھڑکتی۔ اس سے تو یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ (معاذ اللہ) ان کے نزدیک مودودی صاحب کا رتبہ حضورؐ کے صحابہؓ سے زیادہ ہے۔

مودودی صاحب کے نظریات میں سے نمونے کے طور پر چند ملاحظہ فرمائیے۔ جن میں تنقیص و تنقید کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ اور ایسے اجتہاد اور تحقیق کی داد دیجئے۔

(۱) اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی رہزنی کے خطرے پیش آئے ہیں۔ (تفہیمات ج ۱ ص ۱۶۱)

گویا مودودی کے نزدیک انبیاء کے نفس بھی شریر ہوتے ہیں

(۲) حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے عہد کی اسرائیلی سوسائٹی کے عام رواج سے متاثر ہوکر اوریا سے طلاق کی درخواست کی تھی۔ (تفہیمات ج ۲ ص ۴۲)

گویا مودودی صاحب کے نزدیک انبیاء بھی غلط سوسائٹی سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ دوسروں پر اثر انداز ہونے اور سوسائٹیاں بدلنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھاکر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں تاکہ لوگ انبیاء کو خدا نہ سمجھیں اور جان لیں کہ یہ بشر ہیں۔ (تفہیمات ج ۲ ص ۵۶)

(۴) حضرت یونسؑ سے فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں۔ (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۳۱۲)

(۵) دجال کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اندیشہ تھا کہ شاید وہ میرے زمانہ میں ہی نہ ظاہر ہو جائے۔ لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو سال کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کردیا کہ حضورؐ کا یہ اندیشہ صحیح نہیں تھا۔

(ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء)

(۶) رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ (دستور جماعت اسلامی ص ۲۴)

(۷) صحابہ کرامؓ بھی بشری کمزوریوں کے غلبہ کی وجہ سے ایک دوسرے پر چوٹیں کر جاتے تھے۔ ابن عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو جھوٹا کہا۔ حضرت حسن بن علیؓ نے ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ کو جھوٹا کہا۔ حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ انس اور ابو سعید خدریؓ کے متعلق فرمایا کہ وہ حدیث رسول اللہ کو کیا جانیں۔ حضرت علیؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو جھوٹا کہا۔ عبادہ بن صامت نے مسعود بن اوس انصاری جو بدری صحابہ میں سے تھے جھوٹ کا الزام لگایا۔ (تفہیمات ج ۱ ص ۲۹۴)

مودودی صاحب کے نزدیک یہ روایات بھی درست ہیں۔ اس لئے انہوں نے صحابہ کا یہ نقشہ کھینچا ہے۔ اس کے پڑھ لینے کے بعد ایک ناواقف آدمی کیا صحابہ کرام کا معتقد رہ سکتا ہے

(باقی آئندہ)

## نذرانۂ عقیدت

# نقشِ حیات

احمد حسین کمال

ملت اسلامیہ کو اپنی زندگی میں جن سخت ادوار سے گذرنا پڑا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ سخت اور بدترین ابتلاء کا دور چودھویں صدی ہجری یعنی انیسویں صدی عیسوی کا نصف آخر اور بیسویں صدی عیسوی کا نصف اول تھا۔

اس دور میں بخت و اتفاق کی بدولت یورپ کی صلیبی طاقتیں مسلمانوں کے سیاسی و معاشرتی اضمحلال سے فائدہ اٹھاکر پورے مشرق اور عالم اسلام پر غالب آگئیں ان کا یہ غلبہ انسانی تاریخ میں ایک ایسے عہد کا آغاز تھا جس میں نہ صرف دین و ملت بلکہ شرافت و انسانیت تک کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

یورپ نے مشینی صنعت کے ذریعہ پوری دنیا پر اپنا اقتصادی اور تجارتی تسلط قائم کیا۔ اور یہ تسلط ماضی کی تمام انسانی اقدار کو پامال کرکے بہالے گیا۔

زمانہ قدیم سے انسانی معیشت جس آزادانہ طریقہ پر رائج چلی آرہی تھی اور دین و مذہب نے جس کو حق و انصاف کی حدود میں محصور کر دیا تھا۔ یورپ کی مشینی صنعت کی گرم بازاری نے ان حدود کو تہ و بالا کر ڈالا اور قارون صفت سرمایہ داری پوری دنیا پر چھا گئی۔ اس قارونی سرمایہ داری کے جلو میں مغرب کی اسلام دشمن صلیبی طاقت برصغیر پاک و ہند سے افریقہ کے ساحل مدغاسکر تک مسلمان ملکوں پر غالب آگئی۔ اور عالم اسلام کی رگوں سے آخری قطرۂ خون تک نچوڑنا شروع کر دیا۔

یورپ کا یہ تغلب اتنا ہمہ گیر اور پُر اذعان تھا، کہ مزاحمت کی تمام قوتیں ۱۸۵۷ء تک پاش پاش ہوکر رہ گئی تھیں اور بحیرہ روم کے ساحل سے بحیرۂ ہند کے کناروں تک ایشیا و افریقہ کی تمام قومیں یورپ بالخصوص برطانیہ اور فرانس کے رحم و کرم کی محتاج بن چکی تھیں۔

یورپ نے اپنے اس تغلب کو محض سیاسی اور اقتصادی لوٹ کھسوٹ تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ اقوام مشرق خاص طور پر مسلمانان عالم کی ذہنیتوں کو اپنے تیار کردہ مغرب پرست غلامی کے سانچے میں ڈھالنے کا سروسامان بھی کرنا شروع کر دیا تھا۔ جدید تعلیم، جدید تہذیب، جدید معاشرت، جدید معیشت، جدید سیاست اور جدید انداز فکر و طرز حیات، آزادی و روشن خیالی کے نام سے مسلمان عوام میں فروغ دینے کی باقاعدہ مہم ہر چہار طرف شروع کر دی گئی حتیٰ کہ اسی انداز کی بعض نام نہاد دینی تحریکات کا آغاز بھی کر دیا گیا۔

کسی قوم و ملت کو اجتماعی طور پر مسخ کر دینے کی یہ سعی غالباً تاریخ انسانی میں اپنے انداز کی اولیں کوشش تھی۔ جسے اکبر الٰہ آبادی نے نہایت لطیف طنزیہ الفاظ میں اس طرح ادا کیا ہے۔ ؎

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
جنہیں پڑھ پڑھ کے بچے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

سیاسی طاقت و تشدد کے زیر سایہ یہ مہم جس کے ساتھ بہتر معیشت کی ترغیبات بھی موجود تھیں اور جدید تعلیم کا فریب ناک حربہ بھی، مسلمان ملت کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے کافی تھا۔ اور اس طوفان کے آگے دین و اخلاق کے وعظ و نصیحت کی معمولی رکاوٹیں ہرگز کارگر ثابت نہیں ہو سکتی تھیں۔ مخلص سے مخلص شخصیت مسلمانوں کو علانیہ یہ درس دے رہی تھی کہ ع

چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

اور یہ ہوا صاف صاف مسلمانوں کو اپنے اسلاف کے اسلام سے توڑ کر بہالے جانے والی تھی۔

اس موقعہ پر جبکہ مسلمانوں کے پاس نہ اعلیٰ درجہ کی سیاسی طاقت باقی رہی تھی۔ نہ ان کی تہذیب و معاشرت کو غلبہ حاصل رہا تھا۔ نہ ان کے فکر و علم کا دنیا میں چلن رہ گیا تھا۔ نہ اقتصادی اور معاشی حالت دوسروں سے بہتر تو کیا مساوی رہی تھی۔ نہ ان کے اندر اخلاق و کردار کے بہتر نمونے باقی رہ گئے تھے۔ نہ وہ اجتماعی طور پر ایک دوسرے کے رفیق و حلیف رہے تھے۔ اس حالت میں ایک دشمن دین و ملت قوم کی ہمہ جہتی غلامی کا جال ان کے وجود ملی کو ختم کر دینے کے لئے بظاہر کافی تھا۔ اور اس خطرہ عظیم کا مقابلہ اب صرف چند ایک ایسی غیر معمولی ہستیوں کے پیہم جہد و عمل سے ہی ممکن تھا۔ جن کا دائرۂ اقدام ان کی شخصی زندگی کے اثر آفریں کردار اور فکر و نظر سے لے کر اجتماعی زندگی کے سیاسی، معاشرتی، تہذیبی، معیشتی، علمی اور اصلاحی پہلوؤں تک وسیع ہو۔ اور جو صرف اپنی شخصیت کی ہمہ گیری کے بل بوتہ پر فرنگی طاقت کو ہر میدان میں چیلنج کر سکیں۔

ایسے ہی مردان حق کے ظہور سے یہ ممکن ہو سکتا تھا کہ بدترین غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی قوم کے تن مردہ میں روح حیات کی لہر دوڑ سکے۔ اور وہ صرف اسلام کو اپنا مقصد حیات قرار دے کر کارگہ زیست میں آزادانہ دوڑ دھوپ کے لئے تگ و دو کر سکے۔

الحمدللہ یہ معجزہ ظہور میں آیا اور اللہ تعالےٰ نے امت مرحومہ میں چند شخصیتوں کو یہ توفیق عطا فرمائی، کہ ان کا علم و عمل، فکر و کردار اور جد و جہد صلیبی قوموں کے تفوق کے لئے ناقابل شکست چیلنج اور ملت اسلامیہ کے لئے بے پایاں جوش عمل کا سرچشمہ ثابت ہوئے۔

ان شخصیتوں میں سب سے زیادہ نمایاں اور موثر ترین شخصیت شیخ الاسلام و شیخ العرب والعجم امام العصر مجاہد اعظم۔ مجدد کبیر سیدنا مولانا حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز کی تھی۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی تاریخ جن شخصیتوں کو سر عنوان بنا کر لکھی جائے گی۔ ان میں ایک بلند پایہ بلکہ شاید سب سے اہم اور جامع شخصیت صرف حضرت الشیخ کی ہی ہوگی انگریزی غلبہ کے مارے ہوئے مسلمان عوام نے آپ کی ذات میں اسلام کے علم و عمل کی وہ جامع جھلک دیکھی جس کے بعد مغربی قوموں کے فکری، تہذیبی و سیاسی غلبہ کی نمود ماند پڑ گئی۔

ایک ایسی شخصیت جو سراپا علم، سراپا عمل، سراپا ایثار سراپا تقویٰ، سراپا یقین، سراپا عزم، سراپا توکل، سراپا جہاد سراپا انکسار، سراپا روحانیت اور اسلاف کے اسلام کا نمونہ تھی۔ اس تنہا شخصیت کی ان حیثیتوں نے انگریزوں کے رعب و تفوق کا ایک ایک نقطہ دلوں سے محو کر دیا، اور جب اللہ کے بندے کی رسائی اس عظیم ترین شخصیت کے دامن تک ہو گئی۔ اس کی نظروں میں غلبۂ افرنگ ہیچ بن کر رہ گیا۔ یوں یورپ کا وہ غلبہ جو مشرق اور عالم اسلام پر ختم نہ ہونے والا سلسلہ نظر آرہا تھا۔ نہتے غلاموں کے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے ہوتا نظر آنے لگا۔

حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے علم نے قرآن و سنت کے علم کو یورپ کے علوم و افکار پر فوقیت دی۔ آپ کے عمل تقویٰ نے یورپ زدہ گمراہیوں کے سدباب کا سامان بہم فرمایا۔ آپ کے حامل شریعت تصوف نے دلوں کے شک و ریب کا قلع قمع کیا۔

آپ کے توکل و قناعت اور زہد و اتقاء نے دنیا طلبی کے حرص و آز سے نجات کا راستہ ہموار کیا۔ آپ کے عمل جہاد اور قید و بند کی زندگی نے مسلمانان پاک و ہند میں حریت طلبی کا وہ زبردست ولولہ اور جوش و خروش پیدا کیا جس سے نہ صرف مسلمانوں نے انگریز کے طوق غلامی سے نجات حاصل کی بلکہ اپنے لئے پاکستان کے نام سے ایک آزاد وطن کی تشکیل بھی کر ڈالی۔

غرضیکہ آپ کی ذات والا صفات نے اس انتہائی مایوس کن دور انگریزی استبداد سے پُر دور میں تجدید دین و ملت کا وہ عظیم کارنامہ انجام دیا جس کی نظیر ماضی و حال کی تاریخ میں نایاب ہے۔

"مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی"

کا آپ عملی نمونہ تھے۔ اور آپ ہی کے عمل کو دیکھ کر عالم اسلام کا ہر فرد باوجود نہتا ہونے کے انگریز کی سلطانی کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔

تمام عمر آپ "زمانہ باتو نہ سازد تو با زمانہ ستیز" کے اصول پر کاربند رہے۔ اور بالآخر زمانہ کا رخ اپنے عزائم کی جانب موڑ دینے میں کامیاب رہے۔

آج حقیقی اسلام کا چرچا اور اس کے لئے مر مٹنے کا جذبہ آپ کے علم و عمل اور تقویٰ و جہاد کی ہی دین ہے اور آپ کا یہ "نقش حیات" قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔

جلالِ عشق مصاف خودی جہاد و ستیز
حسین ما بہ مقام محمدی محکم

---

جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ

# مولانا مفتی محمود صاحب سے ایک ملاقات

(محمود شام)

بشکریہ ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی

پاکستان کا سب سے بنیادی مسئلہ پاکستان میں اس نظام کو قائم کرنا ہے جس کے لئے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے" مفتی صاحب میرے پہلے سوال کا جواب دے رہے تھے۔ ان کی آواز میں اعتماد اور تیقن تھا معتقدین ہمہ تن گوش تھے بعض گردن جھکائے ان کے خیالات قلمبند کرنے میں محو تھے کنکھیوں سے دیکھا تو رہا فن کیمرے کو سنبھالے فلم نہ لینے میں مصروف، اس کی حالت بہت پتلی تھی۔ یمین و یسار ایسے لوگ تھے جن سے کسی بھی لمحے خطرہ تھا کہ وہ اس گستاخی پر کیمرہ ہی نہ چھین لیں۔

میرا قلم پہلے فقرے سے پیوستہ یہ جملہ لکھ رہا تھا "اس لئے کہ پاکستان کا وجود، پاکستان کی سلامتی اور استحکام اسلامی نظام کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ کہا یہ گیا تھا کہ پاکستان بن جانے کے بعد پاکستان میں اسلامی محاکم قائم ہوں گے اور پاکستان کا معاشرہ اسلام کی بنیادوں پر استوار ہوگا۔ یہاں کے مسلمان باشندوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے تمام مواقع فراہم کئے جائیں گے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان کے اندر سیاسی قوت ۲۲ سال تک ایسے لوگوں کے ہاتھ میں رہی ہے جنہوں نے آج تک مسلمانوں کو یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ ایک اسلامی ملک کے آزاد شہری ہیں۔ مسلمان سب سے زیادہ اپنے مذہب سے پیار کرتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کسی ملک کے لوگوں کے مزاج کے خلاف اگر کوئی نظام وہاں قائم ہوگا تو وہ اس ملک کے ضعف اور کمزوری کا سبب ہوگا۔ اس لئے پاکستان میں استحکام کے لئے ضروری ہے کہ یہاں سب سے پہلے اسلامی نظام قائم کرنے کی حقیقی معنوں میں کوشش کی جائے"۔

مفتی صاحب نے ذرا سانس لینے کی کوشش کی تو میں نے فوراً یہ سوال کر دیا۔ "لیکن اسلامی نظام نافذ کیسے کیا جائے؟" کہنے لگے: "یہ واقعی خاصا مشکل سوال ہے کہ اسلامی نظام کیسے نافذ کیا جائے۔ اسلامی نظام کے قیام کے لئے سب سے مقدم بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا سیاسی اور ملی شعور بیدار کرکے انہیں پوری آزادی کے ساتھ اپنے نمائندے منتخب کرنے کا احساس دلایا جائے۔ اور پھر ملک میں ہر قسم کے دباؤ اور اثرات سے آزاد انتخابات کا باقاعدہ انتظام ہو تاکہ پاکستان کا ہر مسلمان شہری لالچ، غرض اور کسی خارجی اثر سے بے نیاز ہو کر نیک و بد نمائندے کی تمیز کرتے ہوئے اپنے نمائندے منتخب کرے۔ وہ لوگ جن کی اپنی زندگیاں اسلام کے منافی ہوتی ہیں وہ اسلامی منشور دے کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم اسلام کے نظام کو قائم کریں گے ان لوگوں کو مایوس ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ جو حضرات اپنے چھوٹے سے ملک دسرے پاؤں تک جو تقریباً چھ فٹ طویل ہے، میں اسلام کو نافذ کو نہیں کر سکتے اور جو اپنے گھر پر مشتمل صرف چند مرلوں کے ملک میں اسلام کے نظام کو نافذ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ وہاں ان کی اپنی مرضی چلتی ہے، وہ اتنے وسیع و عریض پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے روادار کیسے ہو سکتے ہیں؟

ہمارا دوسرا سوال تھا "پاکستان کے لئے کون سا نظام حکومت بہتر ہے" میں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی نظام کا قیام تو برحق، مگر ہمیں آج کے دور کی اصطلاحات پارلیمانی نظام اور صدارتی نظام کے مطابق بتائیے۔ نظام حکومت کی کیا شکل ہوگی؟

مفتی صاحب نے فرمایا۔ "اصل بات سربراہ حکومت کی اہلیت ہے۔ اسلام اس میں خود کوئی اصول وضع نہیں کرتا بلکہ مسلمانوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے ماحول کے مطابق بہتر صورت خود تجویز کریں۔ ایک دلچسپ بات میں آپ کو بتاؤں کہ اسلام میں کسی سربراہ کو معزول کرنے کی

سر پر ایک بڑا سکی رومال، عمامے کا منصب ادا کرتا ہوا گھنی ڈاڑھی قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد دلاتی ہوئی، آنکھوں میں تدبر کی گہرائیاں، چہرے پر گذرے ماہ و سال کے نقوش، کھلا کرتا اور شلوار جسے دیکھ کر کراچی میں پنجاب یاد آجائے۔ آواز میں سنجیدگی اور متانت کا آہنگ۔ نیچے ایک دری پھر پالتی مارے، گاؤ تکیہ کا سہارا لئے مولانا مفتی محمود صاحب کو معتقدین کے سامنے سیاست و مذہب کے اسرار و رموز کھولتے ہوئے دیکھا تو مجھے یاد پڑتا ہے کوئی ایسا سیاسی رہنما یاد نہ پڑا جسے اس درویشی کی حالت میں ایک مسجد کے حجرے میں دیکھا ہو البتہ میرے ذہن کے گوشوں میں تاریخ کے بعض واقعات انگڑائیاں لے کر اٹھے اور میری آنکھوں کے سامنے لہرانے لگے۔ جب مذہب و سیاست ایک جاتے۔ اور مسجد سیاست کا بھی اور مذہب کا بھی مرکز تھی۔ صرف عبادت گاہ ہی نہیں تھی۔ مجھے ایسے دردمندوں سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا ہے جو مذہب اور سیاست کی یکجائی کے قائل ہیں۔ اسلام پسند ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، نظریہ پاکستان کے سب سے بڑے علمبردار بنتے ہیں۔ لیکن ان سے ملاقات یا تو ایرکنڈیشنڈ ہوٹلوں کے کمروں میں ہوئی یا آراستہ پیراستہ بنگلوں میں۔ مسجد میں وہ کبھی نظر نہ آئے۔ مسجد کے حجرے میں ملاقات ویسے بھی خاصی مشکل۔ جوتے باہر اتارو، مؤدب ہو کر بیٹھو۔ چائے، پانی کوئی چیز ہو، مائیں ہاتھ سے پیو۔ مسجد کا ماحول ہی ایسا ہے کہ مسلمان خواہ کتنا ہی آزاد خیال ہو، وہاں وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ مولانا مفتی محمود سے ملنے کے لئے ہمیں نیو ٹاؤن مسجد میں جانا پڑا۔ ان کے گرد معتقدین کا ایک ہجوم تھا۔ کپڑے کی سفید ٹوپیاں۔ ۔۔۔۔ سفید کرتوں، سفید شلواروں اور سیاہ داڑھیوں والے یہ لوگ صرف نماز روزے والے مولوی نہ تھے بلکہ انہیں سیاست، ملکی اور بین الاقوامی مدوں سے خاصی واقفیت تھی۔ اس گفتگو میں اسلام سوشلزم کے تذکرے بھی تھے۔ امریکہ روس کی سیاسی شعبدہ بازیوں کے قصے بھی، عربوں اور اسرائیل کی آویزش کا پس منظر بھی۔

مفتی صاحب آج سے پچاس سال پہلے ۱۹۱۹ء میں پنیالہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ پھر ہائی اسکول تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ دارالعلوم دیوبند میں تحصیل علم کے لئے چلے گئے۔ یہ کوئی ۱۲۵۵ھ اور ۱۹۲۶ء کی بات ہے۔ دیوبند میں ایسے اساتذہ سے تعلیم پائی تھی کہ جو اس وقت میدان سیاست کے شہسوار تھے اور انگریز دشمنی ان کے ایمان میں شامل تھی۔ اس لئے مفتی صاحب نے بھی فارغ التحصیل ہو کر اپنے علاقہ میں انہی خطوط پر کام شروع کر دیا۔ بعد میں وہ جمعیۃ علماء ہند

پاکستان کا وجود استحکام اور سلامتی اسلامی نظام کے بغیر ممکن نہیں ہے

مسعود منوّر

## نوید

آبلہ پا تھے، سوئے شہر سمن آپہنچے
آخرِ کار غزالانِ ختن آپہنچے

ظلمتِ شب میں چراغِ رُخِ محمودؒ لئے
اہلِ دل، اہلِ وفا اہلِ وطن آپہنچے

بزمِ اسلام کے خورشید نظر دیوانے
مشعلِ درد لئے سوئے چمن آپہنچے

اپنے اسلاف کی تابندہ روایات کیساتھ
محفلِ نو میں نیاگانِ کہن آپہنچے

یہ جمعیۃ کے ائمہ یہ فقیرانِ حرم
نعرہ زن، تیغ بکف، ظلم شکن آپہنچے

دعوتِ حق کے پرستار وہ محسنؒ وہ عبیدؒ
روئیں روئیں میں لئے بوئے قرن آپہنچے

مدعا یہ تھا کہ تزئینِ جہاں ہو مسعود
سو سنور بن کے سبھی غنچہ دہن آپہنچے

۱۔ مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزیہ ۲۔ پیر محسن الدین امیر جمعیۃ مشرقی پاکستان ۳۔ مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ مغربی پاکستان ۴۔ حضرت اویس قرنی

گول میز کانفرنس میں مفتی محمود نے ا...

غیر آباد زمین کو آباد کرنے والا شرعاً اس کا مالک ہوتا ہے

اپنے چند ...

پورے ...

گنجائش نہیں ہے۔ لیکن سربراہ ... کی بہت کڑی شرطیں ہیں کہ وہ ... اور فکری اعتبار سے سب سے ... سب اصولوں کو پیش نظر رکھتے ... سربراہ منتخب کیا جائے تو اسے ... کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضر... جیسے سربراہ اگر اب تک یعنی ۱۴۰۰ سال تک ... تو انہیں کون معزول کرتا۔ لیکن ایوب خان ... پہلے دن منتخب کرنا ہی غلطی ہے۔

کیونکہ ہمارے موجودہ حالات کے تحت ... نہیں ہے کہ کسی ایسے شخص میں بہت سے اخ...

اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ ایک عام مسلمان تو پاکستان میں محنت کرنے کے باوجود اپنے بچوں کا پیٹ نہ پال سکے اور بھوک اور فاقے کی ز...

# گول میز کانفرنس میں مفتی محمود نے اسلامی نظام کا نام لیا تو مولانا مودودی کیوں خاموش رہے ؟

کستان کا وجود
اور سلامتی اسلامی نظام
بغیر ممکن نہیں ہے

**غیر آباد زمین کو آباد کرنے والا شرعاً اس کا مالک ہوتا ہے**

## اپنے چند مرلوں کے گھر میں اسلامی نظام نافذ نہ کر سکنے والے پورے پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کا دعویٰ کیسے کرتے ہیں ؟

**عربی کو سرکاری زبان قرار دینے سے مشرقی اور مغربی پاکستان کے عوام قریب آسکتے ہیں**

...کتے ہیں؟
...را دوسرا سوال تھا: "پاکستان کے لئے کون سا ...مت بہتر ہے" میں نے وضاحت کرتے ہوئے ...ی نظام کا قیام تو برحق، مگر ہمیں آج کے دور ...ات پارلیمانی نظام اور صدارتی نظام کے مطابق ...ظام حکومت کی کیا شکل ہوگی؟"
...صاحب نے فرمایا۔ "اصل بات سربراہ حکومت ...ہے۔ اسلام اس میں خود کوئی اصول وضع نہیں ...انوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے ماحول کے ...صورت خود تجویز کریں۔ ایک دلچسپ بات یہیں ...ں کہ اسلام میں کسی سربراہ کو معزول کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن سربراہ کے انتخاب کی بہت کڑی شرطیں ہیں کہ وہ علمی، عملی، دینی اور فکری اعتبار سے سب سے بہتر ہو۔ ان سب اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر سربراہ منتخب کیا جائے تو اسے معزول کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسے سربراہ اگر اب تک یعنی ۱۴۰۰ سال تک زندہ رہتے تو انہیں کون معزول کرتا۔ لیکن ایوب خان جیسے آمر کو تو پہلے دن منتخب کرنا ہی غلطی ہے۔

کیونکہ ہمارے موجودہ حالات کے تحت ایسی کوئی صورت نہیں ہے کہ کسی ایسے شخص میں بہت سے اختیارات اکٹھے کر دئے جائیں۔ جو اس طرح ملک کے لئے مفید ہو سکے۔ ہمارے سامنے ایوب خان کی دس سالہ آمریت کی مثال ہے۔ اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ ان حالات کے تحت وہی نظام بہتر ہوگا جس میں سربراہ کے اختیارات تھوڑے ہوں اور زیادہ اختیارات عوام کے نمائندوں کے ہاتھ میں ہوں"۔

مفتی صاحب نے اپنے اس موقف کی مزید وضاحت کی "ہم محدود جمہوریت کے قائل ہیں جو علی الاطلاق جمہوریت ہے حاکمیت عوام اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق حاکمیت کا حق صرف اللہ رب العزت کو حاصل ہے۔ البتہ عوام کے نمائندوں کا وہ فیصلہ صحیح اور جائز ہوگا جہاں پر اللہ نے ان کو ان معاملات میں فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہوگا۔ لیکن جہاں عوامی نمائندوں کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلوں سے متصادم ہو وہاں عوامی نمائندوں کا فیصلہ حقیقت نہیں رکھے گا"۔

اس مرحلے پر میں نے عرض کیا کہ اس بات کا فیصلہ کون کرے گا کہ عوامی نمائندوں کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے متصادم ہے۔

"اس کے لئے کسی کورٹ سے فیصلہ لیا جائے"۔

مفتی صاحب نے برملا جواب دیا۔ "اور یہ وہ کورٹ ہے۔ جو اسلامی نظام کے تحت قائم کی گئی ہوگی۔ ایک ایسا

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

---

اور اسرائیل کی آویزش کا پس منظر بھی۔

مفتی صاحب آج سے پچاس سال پہلے ۱۹۱۹ء میں پنیالہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ پھر ہائی اسکول تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ دارالعلوم دیوبند میں تحصیل علم کے لئے چلے گئے۔ یہ کوئی ۱۳۵۵ھ اور ۱۹۳۶ء کی بات ہے۔ دیوبند میں ایسے اساتذہ سے تعلیم پائی تھی کہ جو اس وقت میدان سیاست کے شہسوار تھے اور انگریز دشمنی ان کے ایمان میں شامل تھی۔ اس لئے مفتی صاحب نے بھی فارغ التحصیل ہو کر اپنے علاقہ میں انہی خطوط پر کام شروع کر دیا۔ بعد میں وہ جمعیۃ علماء ہند کی مرکزی کونسل کے ممبر بن گئے۔ قیام پاکستان کے بعد شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی دعوت پر جمعیۃ علماء اسلام میں شرکت کی۔ اس وقت سے اب تک اسی سے وابستہ ہیں۔ ان کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ اس وقت وہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے شیخ الحدیث اور مفتی ہیں۔

میں نے اپنے دس سوالات کے بعد الگ سے مفتی صاحب سے پوچھا کہ آپ نے گول میز کانفرنس میں جب اسلامی نظام کے نفاذ کی تجویز پیش کی تھی، تو کس کس نے اس کی تائید کی تھی؟

اس پر مفتی صاحب کہنے لگے۔ "اسلام تو اس یتیم بچے کی سی حیثیت رکھتا ہے کہ اس کی پرورش کے لئے جس کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہیں، اس نے پرورش سے انکار کر دیا"۔

میں نے کہا۔ "مولانا مودودی نے بھی؟"

مفتی صاحب کا جواب تھا۔ "ان کا اسلام سے کیا تعلق۔ وہاں تو صرف نام ہے"

پھر مفتی صاحب نے گول میز کانفرنس کے واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا۔ "میں نے گول میز کانفرنس میں آئین سے متعلقہ ترمیم کے لئے دو مطالبات پیش کئے تھے (۱) ایک تو یہ کہ ان ۲۲ اصولوں کو دستور کا جزو بنایا جائے جنہیں ۱۹۵۱ء میں مختلف فرقوں کے ۳۱ علماء نے وضع فرمایا تھا۔

(۲) مسلمان کی تعریف متعین کی جائے۔

دستور میں جب یہ بات موجود ہے کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا تو مسلمان کی تعریف بھی متعین ہونی چاہیے"۔

صدر ایوب نے میری تقریر میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ "کون نہیں جانتا کہ مسلمان کیا ہوتا ہے"۔

میں نے کہا۔ "بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ اس ملک میں خدا کے منکر ہیں، رسول کے منکر ہیں۔ نبوت کے منکر ہیں۔ ختم نبوت کے منکر ہیں وہ پھر بھی ہم مسلمان کہلاتے ہیں"۔

صدر ایوب نے کہا۔ "کوئی شخص غیر مسلم کو ووٹ نہیں دیگا"۔

مفتی صاحب نے کہا "آپ ایسا کریں کہ دستور سے اس دفعہ کو ہی حذف کر دیں کیونکہ اس صورت میں یقیناً مسلمان ہی صدر منتخب ہوگا۔ اس طرح دستور کی یہ شرط بھی لغو ہو جائے گی"۔

مفتی صاحب نے انکشاف کیا کہ اس شرط پر صرف جسٹس محبوب مرشد نے میری تائید کی اور کہا۔ "اصولاً یہ صحیح بات ہے تعریف لازماً متعین ہونی چاہیے"

میں نے پوچھا "اس کے علاوہ کوئی آواز نہ اٹھی"۔

کہنے لگے "نہیں۔ لیکن اس وقت میں یہ سمجھ رہا تھا کہ ان سب نے خاموشی کے ساتھ میری تائید کر دی ہے۔ لیکن بعد میں چند لوگوں نے مولانا مودودی کو خطوط لکھے۔ اور جب مولانا نے ان کا جواب دیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے خاموش رہ کر میری تائید نہیں کی بلکہ مخالفت کی تھی۔ مودودی صاحب سے لوگوں نے دریافت کیا تھا کہ مفتی صاحب نے جب گول میز کانفرنس میں اسلامی نظام کا نام لیا تھا تو آپ نے اس کی حمایت کیوں نہ کی"۔ مودودی صاحب نے انہیں جواب لکھا۔ "مفتی صاحب کا موقف تدبر کے لحاظ سے بھی غلط تھا۔ اس لئے میں اس کی تائید کیونکر کر سکتا تھا"۔

مفتی صاحب نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ "ایسے لوگ ...ل عام لوگوں کے سامنے تو اسلام کا نام لیتے ہیں لیکن ایسی کانفرنس میں اسلام کا نام نہیں لیتے کہ کہیں انہیں ملاں قرار دے کر یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ وہ قیادت کے قابل نہیں ہیں"۔

---

مسعود منور

## نوید

آبلہ پا تھے، سوئے شہر سمن آپہنچے
آخر کار غزالانِ ختن آپہنچے

ظلمتِ شب میں چراغ رخ محمودؒ لئے
اہلِ دل، اہلِ وفا اہلِ وطن آپہنچے

بزم اسلام کے خورشید نظر دیوانے
مشعلِ درد لئے سوئے چمن آپہنچے

اپنے اسلاف کی تابندہ روایات کیساتھ
محفلِ نو میں نیاگانِ کہن آپہنچے

یہ جمعیۃؒ کے ائمہؒ یہ فقیرانِ حرم
نعرہ زن، تیغ بکف، ظلم شکن آپہنچے

دعوتِ حق کے پرستار وہ محسنؒ وہ عبیدؒ
روئیں روئیں میں لئے بوئے قرن آپہنچے

مدعا یہ تھا کہ تزئینِ جہاں ہو مسعود
سو سنور بن کے سبھی غنچہ دہن آپہنچے

۱۔ مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزیہ ۲۔ پیر محسن الدین امیر جمعیۃ مشرقی پاکستان ۳۔ مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ مغربی پاکستان ۴۔ حضرت اویس قرنیؓ

---

...رنے کے باوجود اپنے بچوں کا پیٹ نہ پال سکے اور بھوک اور فاقے کی زندگی گذارتا رہے جب کہ چند انسان یہاں پر خرمستیاں کرتے پھریں !

## بقیہ ——— مولانا مفتی محمود صاحب سے ایک ملاقات

بورڈ بھی ہونا چاہیئے جو ملک کے جیّد علماء فقیہ النفس فضلاء پر مشتمل ہو۔ اور جسے اسلام کی تعبیر کے بارے میں آخری اختیارات حاصل ہوں۔"

اب ہم تیسرے سوال پر پہنچ چکے تھے کہ مغربی اور مشرقی پاکستان میں یک جہتی اور دونوں بازوؤں کے عوام کو ایک دوسرے کے قریب تر لانے کے لئے سب سے مؤثر اقدام کیا ہو سکتا ہے؟

"میرے خیال میں" مفتی صاحب کہنے لگے۔ "اسلامی اخوت کے جذبات کو اجاگر کرنا ہی مشرقی اور مغربی پاکستان کے دونوں حصوں کے مسلمانوں کو اکٹھا رکھنے میں سب سے زیادہ معاون ثابت ہو سکتا ہے اور یہ کہ دونوں صوبوں کے لوگوں کی ضروریات زندگی مہیا کرنے میں کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہ برتا جائے نیز یہ کہ اقتصادی عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے کوئی موثر قدم اٹھایا جائے۔ زبان کے اختلاف کی وجہ سے جو بُعد دونوں حصوں میں رہا ہے اس کو اس طرح کم کیا جا سکتا ہے کہ عربی زبان کو پاکستان کی سرکاری زبان قرار دیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ پانچ برس کے عرصے میں پاکستان کے لوگ بخوبی عربی زبان بول سکیں گے اور لکھ سکیں گے۔ عربی زبان سے مسلمانوں کو دلی لگاؤ ہے۔ یہ کلام اللہ کی زبان ہے۔ اس کے ساتھ سب مسلمانوں کو عقیدت ہے۔ اس لئے لوگ اس طرف جلد مائل ہوں گے"۔

میں نے عرض کیا "خارجہ پالیسی کن خطوط پر پاکستان کے حق میں بہتر رہ سکتی ہے"؟

جواب تھا: "آزاد اور غیر جانبدار پالیسی ہی پاکستان کے حق میں بہتر ہو سکتی ہے۔ پاکستان کو اپنے مفاد کے پیش نظر اور اسلام کے اصولوں کی روشنی میں ایسی پالیسی اختیار کرنی چاہیئے جس سے پاکستان اسلامی ملکوں کی بھی قیادت کی اہلیت اپنے اندر پیدا کرے اور بین الاقوامی دنیا میں بھی اسے مستحکم پوزیشن حاصل ہو بلاوجہ دوسروں کی جنگ میں کسی ایک کا آلہ کار بن کر دوسروں سے مخاصمت کرنا ملک کے لئے نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ پاکستان کو مغربی ممالک کے ساتھ کئے ہوئے تمام فوجی معاہدوں سے فوراً دستبردار ہو جانا چاہیئے اور عرب ممالک کو یقین دلانا چاہیئے کہ پاکستان ان کے ایک بھائی کی حیثیت سے ہر وقت ان کے ساتھ ہے۔ اسی طرح پاکستان کو اپنے ہمسایہ ملکوں کے ساتھ بھی اچھے روابط قائم کرنے چاہئیں تاکہ خارجی خطرات سے محفوظ رہ کر پاکستان اندرونی ترقی کے لئے آزادی کے ساتھ آگے بڑھ سکے"۔

میں نے اس ضمن میں ان سے اسلامی ملکوں کے درمیان ایک فوجی معاہدے کے امکان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ "اسلامی ملکوں کا بلاک ضرور بننا چاہیئے لیکن یہ نہیں کہ یہ امریکہ وغیرہ کا آلۂ کار بن جائے۔ آج کل اس سلسلے میں جو نعرے لگ رہے ہیں ان میں سے بیشتر اسی قسم کے بلاک کے لئے ہیں۔ لیکن اگر مسلمان ممالک مغربی سامراج کو شکست دینے کے لئے یا امریکی استحصالی طاقت کو مسلم ممالک سے مار بھگانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اسی طرح اشتراکیت کے اثرات سے تمام مسلمان ممالک کو محفوظ رکھنے کے لئے اسلامی ممالک کا اتحاد ہو تو یہ یقیناً ایک نیک فال ہو"۔

اب مسئلہ تھا عوام کی اقتصادی الجھنوں کا۔ ہمارا استفسار تھا کہ "عوام کی اقتصادی پریشانی کا فوری اور واقعی حل چند خاندانوں میں سمٹی ہوئی دولت پورے ملک کے عوام کی خوشحالی کا ذریعہ کیسے بن سکتی ہے"؟

وہ جواب دینے لگے۔ "اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت ملک میں سب سے اہم ملک کی ۹۰ فیصد آبادی یعنی غریب آبادی کے طبقے کے مسائل ہیں۔ جو ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ جنہیں اپنے وطن میں نہ مکان، نہ خوراک، نہ لباس اور نہ زندگی کی اور ضرورتیں مہیا ہیں اور وہ یقیناً حیوانات سے بھی بدتر زندگی گذار رہے ہیں۔ جب تک ان کا مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ اس وقت تک پاکستان میں کسی کو امن وسکون حاصل نہیں ہوگا۔ اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ ایک عام مسلمان تو پاکستان میں محنت کرنے کے باوجود اپنے بچوں کا پیٹ نہ پال سکے اور بھوک اور فاقے کی زندگی گذارتا رہے۔ جبکہ چند انسان یہاں پر عیش و عشرت اور مستیاں کرتے پھریں۔ خلیفہ دوم حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لو مات الکلب جوعاً علیٰ شط
الفرات لکان عمر مسئولاً عنہ
یوم القیامۃ

(اگر ایک کتا دریائے فرات کے کنارے بھوک سے مر جاتا ہے تو قیامت کے دن عمرؓ سے اس کا بھی سوال کیا جائے گا) اسلام کی تو یہ روح ہے۔

جہاں تک سوال کے دوسرے جز کا تعلق ہے۔ اس کے بارے میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے بنیادی طور پر زمینداری اور کارخانوں کے مسائل کا حل کرنا ضروری ہے۔ اسلام میں یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ غیر آباد زمین کو آباد کرنے والا شرعاً اس کا مالک ہوتا ہے۔ اس اصول کے مطابق تمام وہ زمینیں جو عنقریب آباد ہوئی ہیں۔ موجودہ آباد کار مزارعین ان زمینوں کے مالک قرار دیئے جائیں۔ اور قدیم آباد زمینوں سے متعلق یہ تحقیقات کی جائے کہ آیا یہ اراضی کسی جائز طریقے سے حاصل کی گئی تھیں یا انگریز حکومت نے بطور جاگیر کے حق الخدمت میں کسی کو عطا کی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ایسی اراضی کو لازماً واپس لے کر بے زمین لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اگر مزارعین کی مظلومیت اس کے باوجود محسوس ہو تو کوئی بھی اسلامی حکومت ضرورت و مصلحت کے تحت مزارعت کے سسٹم کو ناجائز اور ممنوع قرار دے سکتی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ تینوں امام اس پر متفق ہیں کہ مزارعت کا معاملہ جائز نہیں ہے۔ چونکہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور ائمہ میں اختلافی رہا ہے۔ اس لئے ضرورت کے تحت اس کو ممنوع قرار دینا کسی طرح بھی قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ باقی رہا بڑے بڑے صنعت کاروں کے متعلق۔ سب سے اچھی صورت یہ ہے۔ کہ حکومت لازمی طور پر مزدوروں کی تنخواہوں کو اس حد تک بڑھائے کہ مزدور کو اپنی محنت کا پورا صلہ مل سکے۔ جس سے ان کی گھریلو ضروریات بچوں کی تعلیم اور علاج وغیرہ کی حسن و خوبی کے ساتھ کفالت ہو سکے۔ اس طرح یہ مسئلہ آسانی کے ساتھ حل کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال یہ امر مسلّم ہے کہ جو لوگ دس کروڑ پاکستانی بھوکے عوام کے مسائل کو حل کئے بغیر یہ سمجھتے ہیں کہ چند سرمایہ داروں سے پاکستان بچ

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

## تحریر ٹل سکتی نہیں

شورشِ باطل سے تقدیریں بدل سکتی نہیں
ظلمتیں پنہاں ہیں سینوں میں نکل سکتی نہیں

قوم نے بہروپیوں سے کھائے ہیں دھوکے بہت
لیکن اب کے اور ان کی دال گل سکتی نہیں

جیب و دامن ڈالروں سے رات دن بھرتے رہو
پر مقدر کی ہے جو تحریر ٹل سکتی نہیں

جانتی ہے ملتِ بیضا تمہارے سب فراڈ
مکر کی اب کوئی بھی تدبیر چل سکتی نہیں

ڈوبنے والی ہے کشتی سامراجی چیلوں کی
لاکھ اس کو تم سنبھالو یہ سنبھل سکتی نہیں

نوجواں مسلم اٹھا ہے اپنے حق کے واسطے
تیغ و دم اس کی جرأت کو کچل سکتی نہیں

مسندیں قارونیوں کی ایک دن الٹیں گے ہم
موجِ صرصر ان ارادوں کو بدل سکتی نہیں

## بقیہ — مفتی محمود

امن قائم ہو سکتا ہے وہ جنت الحمقاء میں بستے ہیں۔ غریبوں کے مسائل حل کئے بغیر نہ پاکستان ترقی کر سکتا ہے اور نہ کوئی مسئلہ حل ہو سکتا ہے"۔

مفتی صاحب شاید کچھ تھکن محسوس کر رہے تھے۔ انہوں نے تکیہ اٹھا کر گود میں رکھ لیا۔ پھر اگلے سوال کے لئے میری طرف دیکھنے لگے۔ میں اپنا چھٹا سوال پوچھ رہا تھا۔ "بنیادی طور پر زرعی ملک پاکستان میں زراعت کو ملکی خوشحالی کا سرچشمہ بنانے اور ترقی یافتہ زرعی ملکوں کے برابر جانے کے لئے کیا قدم اٹھایا جانا چاہیئے"۔

مفتی محمود کی اعتماد سے بھرپور آواز آئی۔ "زراعت کو عام کیا جائے۔ غیر آباد علاقوں کو آباد کیا جائے۔ زمینوں کو ناجائز طور پر سیاسی رشوتوں کے لئے الاٹ نہ کیا جائے بے زمین لوگوں میں زمینیں الاٹ ہوں۔ آب پاشی کے ذرائع کی توسیع ہو مشینی آلات کے ذریعہ سے بھی ملکی زراعت کو ترقی دی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ مشینی آلات کے تمام ذرائع اجتماعی طور پر استعمال ہوں۔ ایک شخص کو یہ اختیارات حاصل نہ ہوں۔ اس طرح مزدور اور کسان بے کار ہو جائیں گے"۔

میرے سوال کی نسبت جواب مختصر تھا۔ میں نے بھی ضمنی سوال پوچھنے کی کوشش نہ کی۔ عصر کا وقت قریب تھا مجھے انٹرویو نامکمل رہ جانے کا ڈر تھا۔ اس لئے فوراً میں نے ساتواں سوال کر ڈالا۔ "صرف بڑے بڑے شہروں میں صنعتی تنصیبات نے کیا چھوٹے شہروں، قصبوں اور دیہات کو اقتصادی پسماندگی کا شکار نہیں کر دیا اور معکوس ترقی کو جنم نہیں دیا"۔

مفتی صاحب شاید اس سلسلے میں پہلے ہی بھرے بیٹھے تھے فوراً بول اٹھے۔ "بڑے شہروں میں کارخانوں کے قیام نے دیہات کی ترقی کیا وجود ہی ختم کر دیا ہے۔ غریب لوگ دیہات سے بھاگ رہے ہیں۔ شہروں میں کارخانوں میں ملازمت کرتے ہیں شہروں کے مسائل بھی اس طرح بڑھ جاتے ہیں۔ اس مسئلے کا حل صرف یہ ہے کہ دیہی ترقیات کی اسکیم پر زور دیا جائے اس لئے کہ ہمارے ملک کی غالب اکثریت دیہی آبادی پر مشتمل ہے اس کے بغیر ہمارا ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اور اس روش سے ملک کی زرعی معیشت بھی بہت متاثر ہوتی ہے"۔

اب بادش بخیر ذکر چھڑ گیا بیوروکریسی کا۔ مفتی صاحب نے فرمایا۔ "اس ملک کا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو برا حال ہو رہا ہے وہ بیوروکریسی اور نوکر شاہی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس کا واحد حل ملک میں عوام کی حکومت کا قیام ہے عوامی حکومت جب حقیقی معنوں میں کسی ملک میں قائم ہوتی ہے تو اس میں نوکر شاہی خود بخود کمزور ہو جاتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان کے یوم تاسیس سے لے کر آج تک ایک مرتبہ بھی ملک میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر کوئی عوامی حکومت قائم نہیں ہو سکی ہے۔ اور شاید اس میں بھی بیوروکریسی کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اس لئے جتنی جلدی ممکن ہو۔ عوامی حکومت قائم کی جائے تاکہ ان چند غلط کار افسروں کے مظالم سے قوم کو نجات مل سکے"۔

انٹرویو کے دو سوال باقی رہ گئے تھے اور مسجد سے مؤذن کی صدا بلند ہو رہی تھی۔ "اللہ سب سے بڑا ہے"۔ اب میں نے انٹرویو کو سمیٹنے کی کوشش کو اور تیز کر دیا۔ سوال تھا۔ "کیا تعلیم کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ضروری ہے! ضروری ہے تو اس کے لئے کیا قدم اٹھائے جائیں"۔

"ملک میں تعلیم یقیناً ملک کی ضروریات کو پورا نہیں کرتی" مفتی صاحب کا مشاہدہ یہ تھا اور مشورہ یہ تھا۔ "چاہیئے تھا کہ آج ملک کا ہر شہری تعلیم کی زینت سے آراستہ ہوتا۔ لیکن بدقسمتی سے ابھی تک ملک کی غالب اکثریت ان پڑھوں کی ہے ۲۲ سال کی حکومتوں نے نہ تو اس ملک کے انگریزوں کے مقرر کردہ نصاب تعلیم کو بدلا نہ نظام تعلیم میں کوئی خاص تبدیلی نظر آئی انگریز نے اپنے قومی مفادات کے پیش نظر جس طرح کی تعلیم سے کر یہاں کے لوگوں کی غلامانہ ذہنیت کو مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ اب اسی طرح کی تعلیم ملک میں جاری ہے۔ سب سے مقدم یہ ہے کہ موجودہ نصاب تعلیم کو بنیادی طور پر بدلا جائے۔ نصاب تعلیم اس طرح کا ہو کہ اسے پڑھ لینے کے بعد اس کا فارغ التحصیل فاضل دینی اور دنیوی اعتبار سے کامل انسان کہلانے کا مستحق ہو۔ تعلیم کے نصاب میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ اس کا اثر طالب علم کے عقیدے پر، اس کے خیالات پر، نظریات پر اسلام کے بتلائے ہوئے اصولوں کے مطابق پڑتا جائے۔ اور ہر طرح کے ملحدانہ، غیر اسلامی افکار اور نظریات سے قوم کے نونہالوں کے ذہنوں کو محفوظ رکھا جائے۔ نیز نصاب تعلیم اس طرح کا ہو کہ جس سے ایک طالب یہ محسوس کرے کہ میں ایک آزاد ملک کا باعزت شہری ہوں اور اس کے ذہن میں برتری کا احساس ہو۔ اور وہ کسی غیر ملکی قوم سے اپنی قوم کو کمتر خیال نہ کرے"۔

جماعت تیار ہونے کی خبریں مل رہی تھیں اور میں آخری سوال پوچھ رہا تھا۔ "طلباء اور نوجوانوں میں پھیلے اضطراب کا کیا حل ہے"؟

مفتی صاحب فرمانے لگے۔ "ان کی تعلیم مفت ہو کسی بھی مرحلے پر کوئی قیمت وصول نہ کی جائے۔ اس سے اقتصادی طور پر طلباء مطمئن ہوں گے۔ ادھر ان طلباء کے ذہنوں کو اسلامی تعلیم کے مطابق مطمئن کر دیا جائے تو اضطراب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فکری اعتبار سے اطمینان اسی طور پر ہو سکتا ہے کہ انہیں بہترین اخلاق کی تعلیم دی جائے"۔

میں نے جاتے جاتے ایک اور سوال پوچھ لیا کہ بعض سیاسی جماعتیں طلباء کو استعمال کرتی ہیں۔ اس لئے بھی ہنگامے جنم لیتے ہیں"۔

"طلباء ان سیاسی جماعتوں کا آلہ کار ہو کر اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جو جماعتیں دوسرے ملکوں کے مفادات کے لئے کام کرتی ہیں۔ ان سے طلباء کو خبردار رہنا چاہیئے۔ اگر طالب علموں کے سامنے ملکی استحکام، امن سلامتی اور ملک کے لوگوں کے درمیان صلح و آشتی اہم امور ہوں گے تو پھر یہ خود بخود ہی غیر ملکی ایجنٹوں سے محفوظ رہ سکیں گے"۔ سوالات ختم ہو چکے تھے اور جماعت بھی تیار تھی۔ سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک گئے تھے۔

---

ابن مکرم

## جواب آں غزل

سر پہ چڑھتے جا رہے ہیں آج نکسن کے سپوت
کب اشاروں کو سمجھ سکتے ہیں لاتوں کے بھوت

تو حفاظت کیجیو اے خالق کون و مکاں
گھس گیا ہے لشکر اسلام میں اک میگھدوت

آج دونوں ہیں اکٹھے کفر کے بازار میں
اک واشنگٹن کا برہمن، اک شریعت کا اچھوت

ضرب الا اللہ سے باطل کا بدلے گا مزاج
ٹوٹ جائیگی اشاروں سے یہ تار عنکبوت

کوئی اٹھ کر روک دے، کوئی تو دے منہ میں لگام
بھونکتا ہے بے محابا شاہی بازاروں کا اوت

شیخ کے منہ آ رہا ہے شخص اس بازار کا
جس کے نطفے کا زمانے میں نہیں ملتا ثبوت

تابہ کے وہ چپ رہیں گے محفل اغیار میں
ایک دن ٹوٹے گا آخر اہل باطل کا سکوت

موت ان کی ہے ہمارے ہاتھ سے لکھی ہوئی
جو کہ امریکہ سے منگواتے ہیں قوت لایموت

میری دستار فضیلت یا کہ باطل کا کفن
دیکھئے بنتا ہے کیا اسلام کی انٹی کا سوت

## افکار و خیالات

# مودودیت کا پوسٹ مارٹم

(عبدالغفور حقی فورٹ سنڈیمن)

مودودی صاحب نے برطانیہ کے کوآپریشن (تعاون) سے ایک آپریشن لندن میں کرایا۔ پاکستان کے تمام ماہرین نے یہ عظیم کارنامہ سرانجام دینے سے معذرت ظاہر کی تھی تو مودودی صاحب لندن کے لئے اڑے۔ وہاں ماہرین نے ان کا کامیاب اپریشن کیا۔ سنا ہے انتقال الدم کا مرحلہ درپیش ہوا، تو مودودی صاحب کے حواریوں نے مشورہ دیا حضرت دین کی خدمت کے لئے سب کچھ جائز ہے۔ یہ نام نہاد مولوی کیسا جانیں۔ ویسے بھی مودودی صاحب بزعم خویش مجتہد ہیں اور کسی کی تقلید کو گناہ تصور کرتے ہیں۔ اور موت کے لیمان کے صالحین انہیں مجددی ثابت کرنے کی خاطر ایک جشن عام کی تیاریوں میں ابھی سے مصروف ہیں۔ بہرحال یہ سب کچھ بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔ اور مودودی صاحب لندن سے لوٹے پاکستان کی فضا میں داخل ہوتے ہی ان کا پہلا راگ تھا کہ "زبانیں گدی سے کھینچ لی جائیں گی"۔

پاکستانی عوام کو سخت تعجب ہوا کہ حضرت والا اپریشن کرانے گئے تھے یا آپریشن کرنے کی تربیت حاصل کرنے۔ وہ بھی خاص طور پر زبانیں گدی سے کھینچنے کا آپریشن۔ تھوڑے دنوں کے بعد یہ راز معلوم ہوا کہ دراصل وہاں ہسپتال میں انہیں یہ تربیت دی گئی کہ تمہارے مزاج کے خلاف کھلنے والی ہر زبان محفوظ نہ رہے، تو بات بنے گی، ورنہ تمہاری اور ہماری خیر نہیں۔ پھر چچا سام کی دیا سے تمہارے پاس کس شے کی کمی ہے۔ اسلام کا نعرہ لگاؤ اور خدمت سامراج کی کئے جاؤ۔ پاکستانی کسانوں، مزدوروں اور غریبوں کے گلے نوابزادوں اور چوہدریوں کے ہاتھوں کٹواتے رہو۔ ان ہدایات پر عمل تو مودودی صاحب کے فرائض میں شامل تھا ہی انہوں نے ذرا پاکستانی فضا کو جانچنا چاہا۔ جیسے ان کی عادت قدیمہ ہے۔ ایک بات کہہ کر اس کا ردعمل دیکھ لیتے ہیں۔ اگر لوگوں نے مسترد کر دی تو ع

تاویل سے قرآں کو بنا دیتے ہیں پاژند

چور کی داڑھی میں تنکا ہو یا نہ ہو۔ لیکن وہ خلش اسے ضرور محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ دل کا چور اسے مجبور کرتا ہے کہ داڑھی کو ٹٹول کر دیکھ لو۔ مودودی صاحب کو بھی ہوائی اڈے پر پاکستانی عوام کی آنکھوں میں شہادت کی جھلکیاں نظر آئیں۔ چور ان کے اپنے دل میں تھا۔ شک ہونے لگا۔ انہیں یہ اندیشہ بھی تھا کہ آنکھوں میں شبہات کی "تاریکی" تو کوئی ایسی بات نہیں۔ ہاں اگر کوئی "کالی زبان والا مولوی" میرا حال جان کے اور نقد و جرح کے نشتر چلانا شروع کرے تو کلیجہ کاٹ کے رکھ دیتا تھا۔ گروہ تو پہلے ہی کٹ چکا ہے تاہم ایئرپورٹ پر جو لوگ ان کا استقبال کرنے بلکہ حال دیکھنے آئے تھے۔ وہ بھی طفیلی قسم کے انسان تھے۔ جن کو پاکستانی اصطلاح میں چمچے کہا جاتا ہے۔ کسی زمانے میں عرب طفیلی مشہور تھے۔ آج کل مودودی چمچے۔ جو چچا سام کے دسترخوان پر منڈلاتے رہتے ہیں۔ خیر طفیلیوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور لوگوں کی نظر بد سے بچا لے گئے۔ آج کل مانا جدید ہے، نظر بد سے بچانے کے طریقے بھی۔ اور اسلام کو جدید زمانے میں ڈھالنا بھی تو ان طفیلیوں کے مرشد اعلیٰ کا کارنامہ ہے۔ اسلام کی شکل بگاڑنے کے لئے بھی مودودی صاحب نے ایک خاص طرز عمل اختیار کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی ذات تنقید بلکہ تنقیص سے بالاتر نہیں۔ بس اب کام آسان ہو گیا۔ جب واسطہ ہی کٹ گیا تو دین جس شکل میں دل چاہے پیش کرتے رہو۔ اور اسے اجتہاد کا نام دیتے جاؤ اور ڈالر کے زور سے اس کی نشر و اشاعت کرتے جاؤ۔ برطانیہ کو ایک نبی کی ضرورت پڑی اور امریکہ کو ایک مجتہد یا مجددی کی دونوں نے بزور زر اپنا کام نکال لیا۔

عوام بیچارے سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایسا شخص مسلمان ہی کیوں کر ہوا۔ جو اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر زبان درازی کرے۔ اس کی زبان گدی سے کیوں نہیں کھینچ لی جاتی۔ جب وہ دوسروں کو یہ دھمکیاں دیتا پھر رہا ہے۔ یہ تو مودودی صاحب اور ان کے حواریوں کے لئے اجتہاد کا علمی بصیرت کا درجہ رکھتی ہے۔ یا غالباً تاریخی حقائق سے پردہ اٹھانا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خائن تھے (نعوذ باللہ) اور حضرت معاویہؓ ایک زبردست آمر جو اقتدار کی ہوس میں کیا کیا کرتے رہے۔

ع ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

البلاغ مودودی صاحب کی خائن اور ظالمانہ ذہنیت کا پوسٹ مارٹم کر رہا ہے۔ آج کل تو ایک عجیب و غریب توجیہہ سننے میں آ رہی ہے کہ مودودی کے ایک نمک خوار نے فرمایا ہے کہ جس خلافت و ملوکیت پر تبصرہ ہو رہا ہے وہ سرے سے مودودی نے لکھی نہیں۔ بلکہ ان کے مخالفین نے نئے ایڈیشن چھپوا کر ہمیں بدنام کرنا شروع کر دیا ہے۔ سبحان اللہ کیسی پیاری باتیں میاں مٹھو صاحب کرتے ہیں۔ جھوٹ بولنے میں اپنے استاد محترم سے بھی بازی لے گئے بلکہ ان کی ٹانگ توڑ دی۔ ان سے کوئی پوچھے۔ صاحب! اصل ایڈیشن تو آپ لوگ قبروں میں ساتھ لے جائیں گے۔ کیونکہ وہ تو لکھا ہی اس لئے گیا تھا۔ لیکن یہ مخالفین کے سر میں کب سے درد پڑا ہے کہ تمہاری جہنم میں داخل ہوں۔ اور پھر ان کے پاس چچا سام کا خزانہ تھوڑا ہی ہے کہ وہ اعلیٰ اور سستے ایڈیشن چھپوائیں۔ اور وہ بھی آپ کو بدنام کرنے کی خاطر۔ آپ نیک نام ہی کب تھے کہ اب بدنام ہو رہے ہیں۔

آپ کے مرشد اعلیٰ نے حضرت عثمانؓ پر خیانت کا الزام لگایا دنیا میں اس سے بڑی خیانت کیا ہوگی کہ حضور اکرمؐ کے نامزد اور اصحاب رسولؐ کے گرد ادب و عظمت کی پردے کے بغیر ان پر نقد و جرح کا دروازہ کھول دیا جائے۔ مودودی نے حضرت معاویہؓ پر آمریت کا الزام لگا کر انسانیت کا مذاق اڑایا ہے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

مودودی صاحب تشکیل جماعت (۱۹۴۱ء) سے لیکر آج تک جس نام نہاد جماعت اسلامی عرف عام میں مودودی جماعت کے امیر بنے بیٹھے ہیں۔ اس کا پس منظر کیا ہے۔ کیا یہی وہ جمہوریت ہے۔ جس کے نام پر ۱۹۵۶ء کے آئین کی قرآنی آئین سے بھی زیادہ حمایت کی جا رہی ہے۔ مودودی صاحب نے ۵۶ء کے آئین کی وہ رٹ لگائی کہ چوہدری صاحب خود حیران ہو گئے۔ قانون تو چوہدری صاحب نے بنایا اور نفاذ مودودی صاحب کے ذمہ رہا۔

یہ وہ آئین ہے جس میں ارتداد کا چور دروازہ رکھا گیا ہے۔ لیکن مودودی صاحب کو تو اقتدار سے غرض ہے۔ انہیں ارتداد کی کیا پرواہ، کوئی کچھ ہوتا رہے۔ لیکن ووٹ انہیں دے تو وہ مسلمان ہے۔ اور اگر کوئی اسلام کے لئے زندگی وقف کر دے، دنیا کے مصائب و آلام جھیلے۔ مگر ووٹ مودودی صاحب کو نہ دے یا ۵۶ء کے آئین کی حمایت نہ کرے، تو وہ سوشلسٹ، کافرانہ نظام کا حامی، اور نہ جانے کیا کیا ہے۔ مودودی صاحب نے جب دیکھا کہ ۵۶ء کے آئین کو تو کوئی حمایت عوام کی حاصل نہیں۔ تو اس جمہوریت پسندی کا ثبوت پیش کیا کہ کیونکہ پاکستانی عوام میں آئین پر استصواب کی اہلیت نہیں، ان میں بیشتر جاہل ہیں۔ وہ تو نابغہ عصر اور عبقری اسلام ٹھہرے ان کے طفیلی بھی ماشاء اللہ بے مثال سیاست دان اور علماء جن کے علم و سیاست کو عوام الناس نے بارہا حقارت سے ٹھکرا دیا ہے۔ چونکہ عوام کو مودودی جماعت سے نفرت ہے۔ لہٰذا مودودی کو بھی عوام کی ضرورت نہیں۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو آمریت کا ثبوت

آج کل مودودی صاحب کی نیند حرام ہے کہ کہیں اس کا جدید اسلام اور سامراجی سیاست بھی گول میز کانفرنس کی طرح گول نہ ہو جائے۔ وہ تو مفتی محمود صاحب نے برا کیا کہ ان کے بنے بنائے کام کو مسلمان کی تعریف متعین کرنے کا مطالبہ کر کے بگاڑ دیا۔ ورنہ وہ گول میز کانفرنس میں کوئی اسلام لینے نہیں گئے تھے۔ انہیں تو ۵۶ء کا ۶۲ء کا آئین (ترمیم کے ساتھ) چاہیئے تھا۔ عوام اپنا حق مانگتے ہیں۔ یہ سامراجی دلال انہیں سوشلسٹ کہہ کر حقوق انسانی سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ جو علماء حق اسلام اور عوام کی حمایت کریں تو وہ اشتراکی علماء۔ بلکہ مودودی صاحب نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ اسلامی نظام کی راہ میں چند نام نہاد علماء رکاوٹ بنے ہوئے ہیں

اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اگر انہیں نسیان کی بیماری نہیں تو ذرا ۱۹۵۱ء کو سامنے رکھیں۔ جب اکتیس علماء نے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے بنیادی اصول طے کرنے چاہے تو انہوں نے فرمایا کہ "میں

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

## بقیہ ——— اداریہ

حاصل کرے اور کسی بلاک کی بھی یک طرفہ دوستی و دشمنی کے چکر میں پڑے بغیر اپنا ایک خود مختار، مستحکم، با اثر اور دوسروں کے اثرات کے دباؤ سے آزاد، اسلامی ملک کو وجود میں لایا جا سکے۔

جمعیۃ علماء اسلام اپنے اسی پروگرام و نصب العین پر اول دن سے قائم چلی آ رہی ہے۔ اس نصب العین کے حصول کے لئے اس نے دوسروں کو دعوت اشتراک دی ہے۔ انہیں بنیادوں پر لیبر پارٹی نے اس کے ساتھ اتحاد و اشتراک کیا ہے۔ اور انہیں لائنوں پر اس پارٹی کا منشور ترتیب پایا ہے۔

اگر حق و انصاف کا ذرا سا بھی عنصر ان مخالفین میں باقی رہ گیا ہے۔ تو وہ جمعیۃ کے اس پروگرام و نصب العین اور لیبر پارٹی کے منشور و نکاتِ اشتراک کو سامنے رکھ کر بتائیں کہ ان میں کونسی بات سوشلزم کی ہے اور کہاں اسلام دشمنی کی جا رہی ہے۔

اور اگر ملک و ملت کا کوئی بھی فرد و جماعت جمعیۃ کے اس نصب العین سے اتفاق کا اعلان کرتی ہے تو بتایا جائے کہ وہ کونسی دلیل ہے۔ جس کی بنا پر اسے پھر بھی اسلام دشمن قرار دیا جاتا رہے۔

ورنہ جن پر فریب مغالطوں کے ساتھ وہ مسلمان عوام کو جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے بدظن بنانے کے درپے ہیں۔ اس سے شاید ان کے بعض خصوصی مقاصد تو پورے ہو جائیں اور ان کے دوستوں اور سرپرستوں کا کام نکل جائے۔ لیکن اس طرح دین و ملت کو تباہی کے جس گڑھے کی طرف وہ دھکیل رہے ہیں۔ اس پر انہیں نہ تو مستقبل کی اسلامی تاریخ معاف کرے گی اور نہ خدا و رسول کے سامنے وہ مواخذہ سے بچ سکیں گے۔

بلکہ جس اشتراکیت و سوشلزم کی مخالفت کا نعرہ بلند کر کے وہ جمعیۃ کے خلاف حدودِ صداقت سے گذرے جا رہے ہیں، اسی اشتراکیت و سوشلزم میں اپنے آپ کو گھرا ہوا پائیں گے۔

اسی قسم کے اسلام کے نادان دوست تھے جو اپنے مدرسوں، خانقاہوں اور امراء کی مصاحبت کے حلقوں سے اٹھ کر آگے اور سوشلزم کی مخالفت کا نعرہ بلند کر کے ان علماء حق کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ جو نئی نسل کے مسلمانوں اور نوجوان لیڈروں کو اسلامی نظام حیات کے نفاذ پر متفق کر کے سمرقند و بخارا میں سوشلزم کا نفوذ روکنا چاہتے تھے۔

پھر نہ امراء کی دوستی کام آئی، نہ ان کی مصاحبت اور نہ وہ نعرے، اور علماء حق نے جو عوامی حصار قائم کیا تھا۔ ان کی مخالفت نے اسے توڑا، اور وہاں سوشلزم در آیا۔ جس کی چشم دید المناک داستان موسیٰ جار اللہ مرحوم اور مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا بیان فرمائی۔

جمعیۃ علماء اسلام کا مخالف عنصر اور مفتی محمود صاحب

و مولانا غلام غوث صاحب وغیرہ اکابر جمعیۃ پر لعن طعن کرنے والے لوگ، پاکستان میں بھی اس نادان دوستی کا مظاہرہ کر کے سمرقند، تاشقند اور انڈونیشیا کے سے حالات پیدا کر دینا چاہتے ہیں۔ آہ اقبال مرحوم نے سچ ہی کہا تھا ؎

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے
فقیہہ و صوفی و ملا کی خوش اندیشی

اور غالب نے بھی شاید ایسا ہی کچھ محسوس کر کے کہا تھا کہ ؎

زنہار ازاں قوم نہ باشی کہ فریبند
حق را بہ سجودے و نبی را بہ درودے

اور اب تو پوری ملت اسلامیہ کو فریب دینے کی مساعی کا جال پھیلایا جا رہا ہے۔

لیکن ہمیں اپنے ربِ جلیل سے امید ہے کہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ پورے عالم اسلام میں اسلام اور مسلمانوں کے جلی و خفی دشمن ناکام ہوں گے۔

ملت اسلامیہ ان کی ریشہ دوانیوں سے باوجود ابتلاآت پیش آنے کے محفوظ رہے گی۔

مسلمان غریب عوام ہر جگہ اپنی تقدیر کے مالک بن جائیں گے امراء، خواص اور سامراج دوستوں کو زوال آئے گا۔

سامراجیت و سوشلزم وغیرہ سے مبرا خالص اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اور جمعیۃ علماء اسلام و علماء حق کو ظاہری و معنوی کامیابی حاصل ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

## بقیہ: ـــ مودودیت کا پوسٹ مارٹم

حکومت پاکستان کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ اور آپ اس سے اسلامی آئین کا مطالبہ کرتے ہیں۔ میں اس پروگرام میں شریک نہیں ہونا چاہتا۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ اس کی وضاحت تو مولانا احتشام الحق تھانوی کے ریکارڈ میں ہو گی۔

مودودی صاحب کی متکبرانہ ذہنیت نے اس وقت بھی اسلامی آئین کے مطالبے کو اس لئے مسترد کر دیا کہ وہ علماء کرام کے ساتھ مل کر کام کرنے کے خواہشمند نہیں ہے۔ نفسیات میں یہ "نرگسیت" کہلاتی ہے۔ گول میز کانفرنس میں بھی انہیں اس لئے سانپ سونگھ گیا تھا کہ مفتی صاحب نے سوال اٹھایا کہ مسلمان کی تعریف آئین میں ضرور متعین ہونی چاہیئے۔ تحریک ختم نبوت میں بھی عدالتی بیان میں انہوں نے یہی کہا تھا کہ میرا اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلمانوں کی تمام اجتماعی تحریکوں سے مودودی نے ہمیشہ بیزاری کا اظہار کیا۔ اب عوام کو سوچنا چاہیئے کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ وہ کس کے لئے کام کرنا چاہتے ہیں۔ صرف اور صرف اقتدار کے حصول کی خاطر۔ اسلام، جمہوریت، مساوات یہ سب سوانگ ہیں۔ جو عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ہیں۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

## مودودی شیعہ جمعیۃ العلماء؟

بعض علماء مشرقی پاکستان کی دعوت پر مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ بمعہ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے کراچی گئے۔ مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ اور مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک، کی موجودگی میں مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا اطہر علی صاحب، مولانا احتشام الحق صاحب سے تبادلہ خیالات کیا گیا۔ نتیجۃً ایک تحریر لکھی گئی کہ فلاں فلاں حضرات پر مشتمل کمیٹی ہر دو خیال کے علماء سے گفتگو جاری رکھے۔ اور کوئی فریق دوسرے کے خلاف بیانات نہ دے۔ نیز باہمی احترام کے خلاف کچھ نہ کہے۔

اس پر جمعیۃ علماء اسلام کے بزرگوں مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث صاحب نے اتنا سختی سے عمل کیا کہ اسی دن کراچی میں پریس کانفرنس میں اخباری نمائندوں نے ہر چند اس سلسلہ میں اصرار کر کے بعض باتیں دریافت کیں۔ مگر ان حضرات نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم نے ایک دوسرے کے خلاف کچھ نہ کہنے کا عہد کیا ہے۔

اسی طرح ان حضرات نے معاہدے کا پورا احترام کیا۔ مگر افسوس کہ فوراً ہی بعد جب بڑے کہلانے والے بزرگوں نے کراچی میں پریس کانفرنس کی تو اس میں جمعیۃ علماء اسلام پر کیچڑ اچھالا گیا۔ اس کے بعد لاہور میں بھی مودودیوں کے تعاون سے جو استقبالیہ ہوا، اس میں بھی کیچڑ اچھالا گیا۔

اور بات وہی ہوئی جو ہمارے اکابر نے پہلے کہی تھی کہ مولانا احتشام الحق صاحب کو مودودیوں اور امام باڑوں کے سوا کہیں کام کا صحیح موقعہ نہ مل سکے گا۔ چنانچہ اس کے بعد مولانا احتشام الحق کا امام باڑوں میں جانا اور سید محمد دہلوی (شیعہ لیڈر) سے اشتراک اور مودودیوں کی حمایت و اعانت سے جلسوں کی کوشش کرنا اخبارات میں مسلسل شائع ہوا۔

اور اب ہماری اطلاعات ہیں کہ ہر ہر جگہ مودودیے وغیرہ ان سے تعاون کرتے اور ان کو علماء حق اور جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف استعمال کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اور اب، لوگوں میں اس بات کا عام خیال پیدا ہو رہا ہے کہ حضرت دین پوری مدظلہ، حضرت درخواستی مدظلہ، حضرت ہالیجوی شریف مدظلہ، حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ وغیرہم اکابرین دین کی زیر سرپرستی جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف جو جذبۂ نفرت مولانا احتشام الحق صاحب اور مولانا ظفر احمد صاحب کے دلوں میں موجزن ہے۔ اس نے ان کو مودودیوں اور مخالفین صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر حق کو نقصان پہنچانے پر مجبور کر دیا ہے۔ یہ برخود غلط چند مودودی اپنے کو اصلی

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

## جامعہ مدنیہ لاہور کے سالانہ جلسہ کا

# پروگرام

پاکستان کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ مدنیہ (واقع کریم پارک لاہور) کا سالانہ جلسہ ۲۰، ۲۱، ۲۲ رجب مطابق ۳، ۴، ۵ اکتوبر بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار حسب ذیل پروگرام کے تحت ہو رہا ہے۔

۳ اکتوبر :- تلاوت - قاری رشید احمد سرگودھوی خطبہ جمعہ :- حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری۔

۳ اکتوبر (بعد نماز عشاء) صدارت :- جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ - تلاوت :- قاری محمد صدیق صاحب لاہور - قاری محمد علی صاحب مدنی - نعت :- جناب شاعر اسلام سید امین گیلانی صاحب

تقاریر :- حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری - حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب

۴ اکتوبر :- (بعد نماز عشاء) صدارت :- حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالی

تلاوت :- قاری محمد علی صاحب مدنی - قاری عبدالرشید لاہور

نعت :- جناب مرزا غلام نبی صاحب جانباز مدیر تبصرہ لاہور

تقاریر :- حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری - حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری

۵ اکتوبر :- (صبح ۹ بجے تا ۱۲ بجے) صدارت :- حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ اکوڑہ ... تلاوت :- قاری محمد علی صاحب مدنی، قاری عبدالرحمن صاحب لاہور۔

نعت :- مولوی محب اللہ صاحب برمی - محترم جانباز صاحب

تقاریر :- حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی۔ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب آزاد۔

۵ اکتوبر (بعد ظہر) تقریر :- حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب جامی خطیب بادشاہی مسجد لاہور۔ ..........

۵ اکتوبر (بعد عشاء) صدارت شیخ المحدثین حضرت مولانا رسول خاں صاحب لاہور - تلاوت :- قاری محمد علی صاحب مدنی - مولانا قاری اظہار احمد صاحب تھانوی۔ نظم :- جناب احسان دانش - نعت :- سید امین گیلانی تقاریر حضرت علامہ دوست محمد صاحب قریشی، حضرت مولانا محمد اجمل صاحب حضرت مولانا مجاہد الحسینی صاحب مدیر ہفت روزہ خدام الدین لاہور

## سیالکوٹ میں مجاہدین قدس کی بھرتی

ضلع سیالکوٹ میں پندرہ مقامات پر مجاہدین قدس کی بھرتی شروع کر دی گئی ہے۔ شہر میں حضرت مولانا سلطان محمود صاحب امیر جمعیۃ شہر کے حکم سے بھرتی کے تین دفتر کھولے گئے ہیں۔

(۱) مولانا فقیر محمد صاحب دکاندار ایبٹ روڈ، سیالکوٹ

(۲) حضرت مولانا محمد علی اکبر صاحب مدرسہ آؤٹ سورڈ ریلوے روڈ سیالکوٹ

(۳) مولانا محمد اسماعیل صاحب قاسمی چوک امام صاحب سیالکوٹ

## قرارداد مذمت

جمعۃ المبارک کا یہ عظیم الشان اجتماع جھنگ شہر میں مشہور و معروف سنی لیڈر حکیم محمد صدیق صاحب مرحوم و مغفور کے واقعہ قتل کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا اور اسے نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس پر دلی رنج و الم کا اظہار کرتا ہے۔ نیز یہ اجتماع جناب حکیم صاحب مرحوم کے پسماندگان اور بچوں سے پوری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ان کے اس غم میں برابر کا شریک ہے۔ نیز یہ عظیم الشان اجتماع واضح کرتا ہے کہ حکیم صاحب کا مبینہ قاتل شہر کا بنام غنڈہ اور رسوائے زمانہ بدمعاش اور گذشتہ جھنگ کیس میں ماخوذ اور ضمانت پر رہا بیان کیا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ گذشتہ محرم کے ایام میں حضرت فاروق اعظم کی گستاخی اور شہر میں فساد کا مرتکب یہ بھی تھا۔ اس لئے یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس غنڈے کو نہ صرف قرار واقعی سزا دے بلکہ باقاعدہ اس بااثر گروہ کا سراغ لگا کر کیفر کردار تک پہنچائے۔ (محمد عبدالوارث ناظم جمعیۃ علماء اسلام چنیوٹ ضلع جھنگ)

## جمعیۃ علماء اسلام چنیوٹ کے مبلغ کا دورہ

جمعیۃ علماء اسلام چنیوٹ کے مبلغ حافظ محمد علی صاحب پانی پتی جماعتی پروگرام کے مطابق تحصیل پنڈدادن خاں کے درج ذیل مقامات پر کامیاب دورہ کر چکے ہیں۔

اس دورہ میں جمعیۃ کی پالیسی اور اکابر جمعیۃ کے کارناموں سے علاقہ کے لوگوں کو اچھی طرح شناسا کرایا گیا۔ اور وہاں کے عوام نے جمعیۃ کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔ اور اکابرین جمعیۃ خصوصاً حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی پر اعتماد کا اظہار کیا۔

علاقہ کے لوگوں نے مبلغ جمعیۃ کے ساتھ مالی تعاون بھی کیا۔ درج ذیل حضرات نے خصوصی تعاون فرمایا ہے قاری شاہ دین صاحب - چوہدری عبدالشکور صاحب حافظ غلام محمد صاحب - حافظ کریم الدین صاحب - چوہدری خادم بخش ایم، اے - مولانا غلام یٰسین صاحب۔ خدا تعالیٰ ان حضرات کو مزید دین کی خدمت کی توفیق عطا فرما دیں۔

(محمد عبدالوارث ناظم جمعیۃ علماء اسلام چنیوٹ)

## گوجرانوالہ میں

مذہبی، تبلیغی، ادبی اور اصلاحی جرائد خصوصاً ترجمان اسلام، خدام الدین، ماہنامہ تبصرہ صوفی عبدالعزیز صاحب چوک تھانیوالہ سے حاصل کریں

## بقیہ — مودودی شیعہ جمعیۃ علماء؟

یا مرکزی جمعیۃ علماء کہہ کر دل خوش کرتے ہیں۔ مگر اہل اسلام ان کی جمعیۃ کو مودودی شیعہ جمعیۃ علماء کہنے لگے ہیں۔

اور اگر یہ کھل کر یہ اعلان کر دیں۔ کہ ہم مودودی خرافات اور مخالف صحابہ بکواسوں کو صحیح سمجھتے اور شیعہ سے اتفاق کر کے اچھے کاموں کے لئے ایک محاذ بناتے ہیں، تو ان کو اپنا نام مودودی شیعہ جمعیۃ علماء رکھ دینا چاہیئے۔ پھر اوروں کو اس نام پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

ہاں اگر مفتی محمد شفیع صاحب کی طرح یہ مشینی ذبح کے گوشت کھانے کو حلال یا بیرونی ممالک سے جن میں مسلم ممالک بھی شامل ہیں، سودی لین دین کو جائز یا مودودی خرافات کو اہل سنت کے مطابق کہیں گے تو ان کا دندان شکن جواب دیا جائے گا۔ ان دوسرے لوگوں سے تو ہمیں امید نہیں۔ مگر ہم حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی رائے کا اعلان فرما دیں کہ ان حضرات نے معاہدہ کی کوئی پابندی نہیں کی۔

## اعلان داخلہ

دارالعلوم المدنیہ چنیوٹ میں درس نظامی کے علاوہ سیکنڈری بورڈ کے مجوزہ نصاب کے مطابق ادیب عربی، عالم عربی، فاضل عربی اور میٹرک کے امتحانات کی مکمل تیاری کرائی جاتی ہے۔ بیرونی طلبہ کے قیام و طعام کا انتظام مدرسہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ مدرسہ کا داخلہ شروع ہے۔ چونکہ داخلہ محدود ہے۔ اس لئے شائقین حضرات جلد از جلد رابطہ پیدا کریں۔

(احقر محمد عبدالوارث ناظم دارالعلوم المدنیہ چنیوٹ)

## ضروری تصحیح اور معذرت

گذشتہ سے پیوستہ شمارہ میں تائید و حمایت سے جو مختلف نام شائع کئے ہیں۔ اس میں کچھ کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ قارئین تصحیح فرما لیں۔

ندائے ملت کے متعلق لکھا ہے کہ حیدر آباد کے ۳۱ ارکان کی علیحدگی کی خبر اس نے ہی شائع کی۔ یہ عبارت اس طرح پڑھیں :-

حیدر آباد کے ۳۱ ارکان کی علیحدگی کی خبر جہاں اور اخبارات میں آئی، اس نے بھی شائع کی۔ ادارہ قارئین سے معذرت خواہ ہے۔

(ادارہ)

# سامراج کی اولاد

یہ لوگ سامراج کے فرزندِ ارجمند — اسلام کی جبیں کے لئے وجۂ عار و ننگ
میدانِ اجتہاد ہے پیرِ مغاں کے ہاتھ — مذہب کی ڈور سے چڑھی اغراض کی پتنگ
وہ لوگ حیف ہوگئے ہیں رہنمائے دیں — ہر بند بند جن کا ہے منت کشِ فرنگ
آزادیٔ خیال بھی منڈی کا مال ہے — داماں ہے خونِ بادہ سے گلہائے زنگار رنگ
فکر و قبقہ سنج ہے ڈالر کی پیداوار — محنت کشوں کے خون سے پیتی ہے آب و رنگ
آجائے ایک بار صدارت نکاح میں — خمخانۂ خیال میں ہے ایک ہی اُمنگ
ہے کٹ کھنوں کی فوج کا چاروں طرف حصار — ہیں جس کے پاس افترا کے تیر اور تفنگ
اسلام ان کے خانۂ اغراض کا غلام — ابنِ سبا سے سیکھے سیاست کے چال ڈھنگ

اللہ رے یہ شوقِ شہادت کی مستیاں
شیشہ بھی ان دنوں ہے نبرد آزمائے سنگ

(الہاشمی۔ لاہور)

## مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان کا انیسواں سالانہ جلسہ

زیر صدارت حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالی بتاریخ ۲۰، ۲۱، ۲۲، رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۳، ۴، ۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام ابن قاسم باغ (قلعہ کہنہ) ملتان منعقد ہونا قرار پایا ہے

### اسمائے گرامی علماء کرام و مشائخین عظام

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری
عارف باللہ حضرت مولانا پیر خورشید احمد شاہ صاحب عبدالحکیم
جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور
مجاہد ملت حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری
شیخ الحدیث حضرت مولانا خیر محمد صاحب مہتمم مدرسہ خیر المدارس
شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر
حضرت مولانا قائم الدین صاحب علی پور
حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری
حضرت مولانا سید نیاز محمد شاہ صاحب تکیہ
حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قاسمی ناظم جمعیۃ علماء اسلام ملتان۔
شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی شجاع آباد
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمود صاحب
امام المقررین حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری
فخر احرار حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی
عالم باعمل حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مفتی خیر المدارس
حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب ناظم تنظیم اہلسنت لاہور
حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامع مسجد لاہور
حضرت مولانا محمد لقمان صاحب علی پور
حضرت مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی
حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب رحمانی ملتان
شاعر پنجاب مولوی محمد شریف صاحب ماہی فاضل قاسم العلوم ملتان۔ شاعر اسلام فدا حسین صاحب انقر فاضل پور

## نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا کوئٹہ قلات ڈویژن کا دورہ، جمعیۃ کا پروگرام

۱۱ ستمبر مولانا سید گل بادشاہ صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کوئٹہ پہنچے۔ مولانا عرض محمد صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام کوئٹہ ڈویژن و مہتمم مدرسہ مطلع العلوم کوئٹہ مع رفقاء اسٹیشن پر موجود تھے۔ مولانا سید گل بادشاہ صاحب مطلع العلوم کے سالانہ اجلاس کی دعوت پر تشریف لائے تھے۔

۱۲ ستمبر میں جمعیۃ علماء اسلام کوئٹہ اور قلات ڈویژن کے مشترکہ اجلاس میں ارکان جمعیۃ کو خصوصی خطاب کیا۔ جمعیۃ کے کام میں تیزی اور جمعیۃ کے پروگرام سے مسلمانوں کو روشناس کرنے پر زور دیا۔ مولانا سید گل بادشاہ صاحب نے جمعیۃ کے نصب العین کی وضاحت کی کہ جمعیۃ کا پروگرام نظام اسلامی کا قیام ہے۔ جماعت اسلامی کے متعلق استفسار پر مولانا نے فرمایا کہ ہمارا ان سے مذہبی اختلاف ہے۔ کوئی اہلسنت والجماعت مسلمان مودودیوں کو نہ چندہ دے، نہ خیرات و زکوٰۃ نہ چرم قربانی۔ اور مودودی عقیدہ والے مولوی کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔

## جمعیۃ علماء اسلام اوکاڑہ کا انتخاب

امیر — سید مولانا امیر حسین صاحب گیلانی
نائب امیر — مولانا عبدالکریم صاحب، مولانا برکت علی صاحب
ناظم اعلیٰ — ڈاکٹر شیخ اکرام الحق قاسمی کالونی اوکاڑہ
ناظم — ماسٹر محمد شریف صاحب
خازن — مولانا محمد بشیر صاحب خطیب مسجد جامع
سالار — عبدالحمید صاحب بٹ
ناظم دفتر — مولوی محمد ابراہیم صاحب

ان کے علاوہ اراکین مجلس شوریٰ کا بھی انتخاب ہوا

## سہ روزہ عظیم الشان جلسہ

مدرسہ منبع العلوم نیو سعید آباد کا ایک عظیم الشان جلسہ بتاریخ ۲۹، ۳۰ ستمبر اور یکم اکتوبر مطابق ۱۶، ۱۷، ۱۸ رجب المرجب منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مولانا عبدالقادر صاحب قاسمی مولانا خدا بخش صاحب سندھی۔ شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی و دیگر علماء خطاب فرمائیں گے۔ (عبدالقیوم خاربانی مہتمم مدرسہ منبع العلوم نیو سعید آباد)

## مولانا قاسمی کا مدرسہ قاسم العلوم میں تقرر

حسب فیصلہ مجلس عاملہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان مولانا عبدالقادر صاحب قاسمی کا تقرر دوبارہ مدرسہ میں ہوچکا ہے چنانچہ آپ نے مدرسہ کے مختلف شعبوں میں کام شروع کر دیا ہے۔ (محمد شفیع مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان)

## جمعیۃ کمالیہ کے رہنماؤں کا بیان

جمعیۃ علماء اسلام کمالیہ کے امیر مولانا محمد اقبال صاحب، حاجی غلام رسول صاحب انصاری ناظم اعلیٰ حاجی صابر علی صاحب اور مولانا عبیداللہ صاحب نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ:

عربوں کے خلاف زہرافشانی کرنے والے اسلام اور ملت اسلامیہ کے بدترین دشمن ہیں۔ اور ان حضرات نے نہایت افسوس کے ساتھ کہا کہ صیہونیت اور سامراجیت عالم اسلام پر ظلم ڈھا رہی ہے۔ لیکن نام نہاد مودودی فرقہ اور اس کی ذیلی تنظیموں نے اپنے امیر کے حکم پر پاکستانی مسلمانوں پر سوشلزم اور اسلام کی جنگ مسلط کر رکھی ہے ان حضرات نے عزم کا اظہار کیا ہے کہ عربوں کی حمایت میں اور مقدس مقامات کی آزادی کے لئے ہر قسم کی قربانی دی جائے گی اور سامراجیوں کی ناپاک سازشوں کو ناکام بنا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

## جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا ڈویژن کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

۴ ستمبر۔ جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا ڈویژن کی مجلس شوریٰ کا اجلاس مولانا محمد رمضان صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا تلاوت کے بعد مولانا محمد صادق ناظم دفتر نے سابقہ کارگذاری کی روئیداد پیش کی۔ اس کے بعد اضلاع کے نظماء نے اپنے اپنے اضلاع کی رپورٹیں پیش کیں۔ بعد میں مولانا قاری عبدالسمیع صاحب ناظم عمومی ڈویژنل جمعیۃ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک کی موجودہ سیاسی صورت حال کے پیش نظر کام کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ نے فرمایا۔ اس وقت سامراج کے گماشتے اور ایجنٹ جمعیۃ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے پیش نظر جمعیۃ اور اس کے اکابرین پر طرح طرح کے بے بنیاد اور من گھڑت جھوٹے الزام لگا کر عوام کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں

آپ کے بعد مولانا محمد رمضان صاحب نے اضلاع کی رپورٹوں کو قابل اطمینان قرار دیتے ہوئے اضلاع سے آئے ہوئے تمام نمائندوں کو ان کے کام پر مبارکباد پیش کی اور زیادہ سے زیادہ کام کرنے پر زور دیا۔

اس کے بعد مجلس شوریٰ نے یہ تجویز پاس کی کہ ہر تیسرے ماہ ڈویژن کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا کرے گا۔ مجلس شوریٰ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶ اکتوبر علی الترتیب سرگودھا، لائلپور، جھنگ، میانوالی کا تنظیمی دورہ کیا جائے۔ اس دورہ میں مولانا محمد رمضان صاحب مولانا قاری عبدالسمیع صاحب۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب مولانا محمد لیسین صاحب، مولانا عبدالعلیم صاحب شریک ہوں گے۔ آخر میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

(۱) جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا ڈویژن کا یہ اجلاس ۵۶-۶۲ء کے دونوں دستوروں کو غیر اسلامی سمجھتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں ۳۱ علماء کے پاس کردہ ۲۲۔ اصولوں کی روشنی میں خالص اسلامی آئین نافذ کر کے نظریۂ پاکستان کی تکمیل کرے۔

(۲) یہ اجلاس قائد جمعیۃ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہے کہ انہوں نے ملک کے ۱۲ کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے گول میز کانفرنس میں اسلامی آئین کا مطالبہ پیش فرمایا تھا۔

(۳) یہ اجلاس مسلمانوں کے قبلہ اول پر یہودیوں کی ناپاک اور مذموم حرکت پر اسرائیل اور اس کے سرپرست امریکہ کی شدید مذمت کرتا ہے

(۴) یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسرائیل کے سرپرست امریکہ سے ہر قسم کے سیاسی سفارتی اور تجارتی تعلقات فوراً منقطع کرے۔

(۵) یہ اجلاس تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ یہودیوں کے مال کا مکمل بائیکاٹ کر کے اپنی اسلام دوستی کا ثبوت دیں۔

(۶) یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ جو لوگ اس وقت عرب دنیا کے ہیرو ناصر اور دوسرے عرب راہنماؤں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں ان پر پابندی عائد کرے۔

(۷) یہ اجلاس حضرت مولانا درخواستی، قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا عبیداللہ انور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، مولانا پیر محسن الدین پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔ اور ان لوگوں کی شدید مذمت کرتا ہے۔ جو ان اکابرین ملک وملت کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔

(۸) یہ اجلاس جمعیۃ علماء اسلام اور لیبر پارٹی کے معاہدہ کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اس معاہدہ کو علماء اور محنت کش عوام کی عظیم فتح قرار دیتا ہے۔

(۹) یہ اجلاس ان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی مذمت کرتا ہے جو جمعیۃ علماء اسلام اور لیبر پارٹی کے معاہدہ سے بوکھلا کر غلط اور جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں

(۱۰) یہ اجلاس مودودی جماعت کی شدید مذمت کرتا ہے، جو اس وقت عرب مسلمانوں میں عربوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

(۱۱) یہ اجلاس لیبیا کے موجودہ فوجی انقلاب کا پرجوش خیر مقدم کرتا ہے۔ اس انقلاب سے اسرائیل اور اس کے آقا امریکہ کو جو نقصان پہنچا ہے وہاں عربوں میں اس انقلاب کا نہایت پرجوش خیر مقدم کیا ہے۔ اس وقت جو لوگ لیبیا کے فوجی انقلاب کے خلاف بیان دے رہے ہیں۔ وہ دراصل امریکہ کو خوش کرنا چاہتے ہیں

(۱۲) یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد جمعیۃ علماء اسلام کے رضاکار مجاہدین قدس میں جو بھرتی ہوئے ہیں۔ ان کی ٹریننگ کا فوری انتظام کر کے ان کو مجاہدین فلسطین کے شانہ بشانہ جہاد میں حصہ لینے کے لئے بھیجا جائے۔

## جمعیۃ شاہدرہ کا انتخاب

امیر　قاری عبدالرشید قاسمی خطیب لاجپت نگر شاہدرہ
نائب امیر　حاجی عبدالغفور صاحب چاند بینجس فیکٹری " "
ناظم اعلیٰ　جناب مختار احمد صاحب دہلوی " "
نائب ناظم　حافظ خلیل احمد صاحب ہزاروی
خازن　حافظ قاری مقصود احمد صاحب سیالکوٹی
ناظم نشر واشاعت ۔ مستری سراج الدین صاحب

دیگر ممبران کے نام حسب ذیل ہیں:۔ صوفی تاج دین صاحب۔ صوفی لبشیر احمد صاحب۔ حاجی محمد یامین صاحب چوہدری سیف الرحمٰن صاحب۔ مولوی محمد رفیق صاحب مستری کریم الدین صاحب۔ مولوی عبدالوحید صاحب چوہدری عبدالغفور صاحب۔ چوہدری نذیر احمد صاحب چوہدری ظہور احمد صاحب۔ صوفی جمیل احمد تبلیغی۔ مسٹر محمود احمد صاحب۔ مستری نصیر الدین صاحب۔ مسٹر نور محمد صاحب حافظ محمد رفیق صاحب ڈیرھوی۔ مولوی فضل الحق پنڈدی مولوی عبدالشکور شاکر تاجپوری۔ مولوی محمد اسحٰق صاحب مولوی عبدالقدیر شورش۔ مستری ریاست علی صاحب

(مستری سراج الدین ناظم نشر واشاعت)

## چکوال میں جہاد کی تیاری

چکوال۔ ۲۹ اگست۔ جمعیۃ علماء اسلام کے اعلان کے مطابق مجلس خدام اہلسنت والجماعت کے زیر اہتمام حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم نے "مجاہدین قدس" کی بھرتی کا اعلان کر دیا۔

آپ نے کہا کہ ایک ہزار مجاہدین بھرتی کئے جائیں گے جن میں ۳۱۳ جانباز بھیجے جائیں گے۔ اہلسنت مسلمانوں نے دھڑا دھڑ نام لکھوانے شروع کر دیئے ہیں۔

(منیر اقبال بی اے مدنی جامع مسجد چکوال)

## نارووال میں جمعیۃ کا اجلاس

نارووال میں حافظ عبدالرحمٰن ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ تشریف لائے۔ جامع مسجد حنفیہ قاسمیہ میں جمعیۃ کے کارکنوں کا اجلاس ہوا۔ آپ نے مقامی جمعیۃ کو مجاہدین کی بھرتی تنظیم کو مضبوط بنانے، ترجمان اسلام کی اشاعت کے لئے ضروری ہدایات دیں۔

حافظ صاحب نے کہا کہ فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب ہزاروی ثم پسروری خطیب جامع مسجد حنفیہ قاسمیہ کی علمی بصیرت سے مقامی جمعیۃ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ (محمد علی ناظم نشر واشاعت جمعیۃ علماء اسلام نارووال)

ایجنٹ حضرات کو بل روانہ کر دیئے گئے ہیں جلد از جلد ادائیگی کی کوشش کریں ورنہ بنڈل روک دیئے جائیں گے

# زکوٰۃ

**شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ**

---

### زکوٰۃ کے متعلق شاہنشاہِ حقیقی کا فرمان

(قولہ تعالیٰ) واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین ۝ (البقرہ رکوع نمبر ۵)

ترجمہ :- اور قائم رکھو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ

### دربارِ ختمِ رسالت کا زکوٰۃ کے متعلق اعلان

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی شہادت کے لیے دعوت دو۔ جب وہ اس بات کو مان لیں۔ پھر انہیں اطلاع دیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر پانچ نمازیں روزانہ فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس بات کو مان جائیں پھر انہیں اطلاع دو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے۔ جو ان کے دولت مندوں سے لی جائے گی۔ اور انہیں کے محتاجوں پر بانٹ دی جائے گی۔ انتہیٰ (بخاری شریف باب وجوب الزکوٰۃ)

### تارکِ زکوٰۃ کیلئے شاہنشاہ کیطرف سے سزا کا اعلان

جو لوگ چاندی اور سونا جمع کرکے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ پس انہیں درد دینے والے عذاب کی خوشخبری دے۔ جس دن اس سونے اور چاندی کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان کے ماتھوں اور پیٹھوں کو داغ دیئے جائیں گے۔ (اور ان سے کہا جائیگا) یہ وہ چیز ہے۔ جسے تم اپنی جانوں کے لیے جمع کیا کرتے تھے۔ پس جس چیز کو تم جمع کیا کرتے تھے۔ اس کا مزہ چکھو۔ (القرآن الحکیم)

### سونے اور چاندی کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا

ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا خزانہ (جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو) قیامت کے دن ایک گنجا سانپ ہوگا۔ خزانہ کا مالک اس سے بھاگے گا۔ اور وہ اسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے بھاگے گا۔ یہاں تک کہ وہ مالک اپنی انگلیاں اس کے منہ میں (چبانے کے لیے) دے گا۔ (مسند احمد)

● **خلافتِ راشدہ کا فیصلہ :**

### زکوٰۃ کا منکر مرتد اور واجب القتل ہے

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اور ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ اور عرب میں سے جس نے کافر ہونا تھا ہو گیا اس وقت عمرؓ نے فرمایا۔ آپ لوگوں سے (یعنی زکوٰۃ دینے والوں سے) کیسے لڑ سکتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے لوگوں سے جہاد کی اجازت دی گئی ہے یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں۔ (یعنی ان لوگوں سے لڑ سکتا ہوں، جو کلمہ توحید کے قائل نہ ہوں۔ اور جس شخص نے کلمہ توحید کا اقرار کیا۔ اس نے مجھ سے اپنے مال و جان کو محفوظ کر لیا۔ مگر قانونِ اسلام اپنے کسی حق کی بنا پر اس کی جان لینا چاہے (مثلاً قصاص یا شادی شدہ کے زنا کرنے سے تو وہ اور بات ہے۔ اور کلمہ توحید کے اقرار کرنے والے کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم ہے۔ اگر مجھے بھیڑ کا چھوٹا سا بچہ دینے سے بھی (جو ایک سال تک پہنچی ہو) بھی زکوٰۃ میں کم کر دیں گے۔ جسے وہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ادا کیا کرتے تھے۔ اس کے نہ دینے پر بھی ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم سوائے اس کے نہیں (یعنی یہ زور اس لیے دے رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کے سینہ میں یہ بات ڈالی ہے میں بھی سمجھ گیا۔ یہی بات ٹھیک ہے (بخاری، باب وجوب الزکوٰۃ)

### کس شخص کے ذمہ زکوٰۃ لازم ہے

آزاد، عقلمند، بالغ، مسلمان جب نصاب کا مالک ہو۔ اور اس کی ملکیت میں مال کو ایک سال گزر جائے۔ (یعنی غلام، پاگل، نابالغ اور کافر کے ذمہ زکوٰۃ نہیں ہے)

### کس مال سے زکوٰۃ لی جاتی ہے

اسلامی شریعت میں پانچ قسم کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔

(۱) چوپاؤں سے جو سال کے اکثر حصہ میں جنگل میں چرنے والے ہوں۔
(۲) کھیتی کی اس پیداوار سے جو سال بھر رہ سکتی ہو۔ مثلاً سبزیاں چونکہ خشک کرکے سال بھر رکھی نہیں جاتیں۔ ان پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ اور ہر قسم کے اناج پر ہوگی۔ کیونکہ وہ رکھا جاتا ہے۔
(۳) مالِ تجارت سے۔
(۴) دفن شدہ خزانہ اگر کسی کو مل جائے
(۵) سونے اور چاندی سے خواہ سکے یا زیور کی صورت میں ہوں۔ یا کمروں کی صورتیں

### زکوٰۃ کب وصول کیجاتی ہے

چوپاؤں، مالِ تجارت اور سونے چاندی سے سال گزرنے کے بعد کھیتی کی پیداوار سے جب فصل اٹھائی جائے۔ دفینہ سے جب کسی کو ملے۔

### سونے اور چاندی کا نصاب

چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔ اس سے کم مقدار میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ اور چاندی کی زکوٰۃ یہ ہے کہ ہر ساڑھے باون تولہ میں سے ایک تولہ تین ماشے اور پانچ رتی چاندی دی جائے۔

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے۔ اور زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ دینے کا حکم ہے۔ یعنی ہر ساڑھے سات تولہ میں سے دو ماشے دو رتی سونا دینا چاہیئے۔

### بکریوں کا نصاب

ان بکریوں پر زکوٰۃ ہوگی۔ جو جنگل میں چرنے والی ہوں اور سال گزرنے کے بعد فرض ہوگی۔ چالیس بکریوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ پھر چالیس سے لے کر ایک سو بیس تک ایک بکری ادا کرنی ہوگی۔ ۱۲۱ سے ۲۰۰ تک ۲ بکریاں ہوں گی۔ ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں۔ ۴۰۰ میں چار بکریاں۔ اس کے بعد ہر ایک سَو پر ایک بکری بڑھتی جائے گی۔ بھیڑوں کا بھی یہی حساب ہے۔

### گائے کا نصاب

گایوں کے مال پر زکوٰۃ تب ہوگی۔ جب جنگل میں چرنے والی ہوں۔ ۳۰ سے کم زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور ۳۰ پر جب ایک سال گزر جائے۔ تب ایک سال کا نر یا مادہ زکوٰۃ میں دی جائے۔ ۴۰ سے ۵۹ تک امام ابو یوسف و محمد رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں وہی ۴۰ والی زکوٰۃ رہے گی۔ جب ۶۰ ہو جائیں۔ تب ایک سال کے ۲ نر یا مادہ دی جائیں۔ ۷۰ میں ایک، ایک سال کا اور ایک دو سال کا نر یا مادہ دی جائے۔ ۸۰ میں ۲، ۲ سال کے نر یا مادہ دیئے جائیں۔ ۹۰ میں، تین ایک سال کے نر یا مادہ دی جائیں۔ سو میں ۲ دو ایک ایک سال کے نر یا مادہ اور ایک دو سال کا نر یا مادہ دی جائے۔

সাপ্তাহিক WEEKLY
তরজুমানে ইসলাম TARJUMAN E ISLAM
লাহোর LAHORE

اسلامی نظام کے خواہاں حضرات

# ہمدردانہ اپیل

مخیر اور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے، ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں۔ معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مرد و زن کے اختلاط کے زہریلے جراثیم سرعت سے پھیل رہے ہیں۔ معاشی نظام سُود کی بنیاد پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصُول کے لیے عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ علماء کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

## اس لیے

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم زکوٰۃ و عطیات مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقم کی تعیین فرما دیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے ——

محمد عبداللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام —— (خانپور)

محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی " " " —— (ملتانی)

رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ماجور ہوں۔

ہفت روزہ
# ترجمانِ اسلام
لاہور پاکستان

## ایمان افروز اقوال

از قطبِ ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

- مومن کے لیے دنیا ریاضت کا گھر اور آخرت راحت کا گھر ہے۔
- اللہ والے اطاعتیں کرتے ہیں اور اس پر بھی ان کے دل خوف زدہ رہتے ہیں۔ تم گناہ کرتے ہو، پھر بھی بے خوف ہو۔
- بے ادب خالق و مخلوق دونوں کا معتوب و مغضوب ہے۔
- مستحق سائل خدا کا ہدیہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔
- مساکین کو ناخوش رکھ کر خدا کی خوشنودی کو ناممکن بنانا ہے۔ جو مصیبت تم پر آئے، اس کا علاج مساکین کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔
- تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھ کو برباد کرنے میں۔
- خالق کا مقرب وہی ہے جو مخلوق پر شفقت کرتا ہے۔
- تیری جوانی تجھ کو دھوکہ نہ دے۔ یہ عنقریب تجھ سے لی جائے گی۔
- ہر متقی شخص محمدؐ کی آل ہے۔
- جس کا انجام موت ہے اس کے لیے کونسی خوشی ہے؟
- موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔
- اللہ اپنے بندوں سے قرض طلب کرتا ہے اور اس کے قاصد سائل لوگ ہیں۔
- اہل اللہ کے نزدیک مخلوق بمنزلہ اولاد کے ہے۔
- نامحرم عورتوں اور لڑکوں کے پاس بیٹھنا اور پھر یوں کہنا کہ مجھے ان کی طرف مطلق توجہ نہیں ہوتی، جھوٹ ہے۔
- صالح کی زیارت ہی اس کی حالت کی اطلاع دیتی ہے۔
- مخلوق کی محبت ان کی خیر خواہی کرنا ہے۔

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور اُس کا اثر

حافظ محمد اسماعیل صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن، کھڈہ کراچی

ان چند شالوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کی ذاتِ گرامی میں رحمت و شفقت کے کیا کیا دریا موجزن تھے۔

## ۱۱۔ عوام کے دکھ درد میں آپؐ کا شریک ہونا

۱۔ آنحضرت کی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ نے حضور کی خدمت میں گھر کے کام کاج کی زیادتی میں اپنی مشقت اور تکالیف کی شکایت کی اور درخواست کی کہ انہیں ایک خادم دیا جائے۔ آپ نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کیا اور فرمایا:

"میں تمہیں خادم دوں اور اہلِ صفہ فقراء کی جماعت بھی! کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک کے پیٹ سو جائیں؟" (مسند احمد)

۲۔ ام حکم بنت زبیر اور اس کی بہن فاطمہ یہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ گھر کے کام کاج میں ہمیں کوئی معونت دی جائے۔ آپ نے فرمایا:

"تم سے پہلے بدر کی یتیم لڑکیاں زیادہ مستحق ہیں"

۳۔ ایک مرتبہ آپؐ سیدہ فاطمہؓ کے گھر تک تشریف لے گئے لیکن اندر نہیں گئے اور واپس چلے گئے۔ سیدہ فاطمہؓ نے حضرت علیؓ کو دریافت حال کے لیے بھیجا کہ ملاقات کیے بغیر کیسے واپس تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے گھر کے دروازے پر ایک منقش پردہ دیکھا تھا"

چنانچہ حضرت علی نے واپس آکر سیدہ فاطمہ کو یہ بات بتائی۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ مجھے حضورؐ حکم فرمائیں کہ اس کا کیا کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اسے فلاں گھر والوں کو بھیج دو جنہیں اس کی ضرورت ہے"

۴۔ پھر ایک مرتبہ تشریف لے گئے لیکن اسی طرح بغیر ملاقات کے چلے آئے۔ حضرت فاطمہ نے کسی کو بھیج کر اس کا سبب معلوم کیا۔ آپ نے جواب میں بھیجا:

"مجھے اس کے ہاتھوں میں چاندی کے دو کنگن نظر آئے تھے"

حضرت فاطمہ تک جب یہ بات پہنچی۔ انھوں نے فوراً دونوں کنگن آپ کی خدمت میں بھیج دیئے۔ آپ نے وہ اڑھائی درہم میں فروخت کر دیئے اور وہ رقم فقراء کو صدقہ کر دی۔

اس مقام کی مناسبت سے ہم مشہور عربی ادیب مصطفیٰ صادق الرافعی کی وہ لطیف تعلیق جو انہوں نے اس واقعہ پر لکھی ہے۔ پیش کرتے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں:-

"اے عظیم نبی کی بیٹی! آپ کے والد آپ کے لیے اڑھائی درہم کی قیمت کا معمولی زیور پہننا بھی پسند نہیں فرماتے جب کہ مسلمانوں میں ایسے محتاج لوگ موجود ہوں جن کے پاس اتنا بھی نہیں"

اس روئے زمین پر کوئی ایسا عوامی قائد آپؐ جیسا ہو سکتا ہے جس کے دل میں پوری امت کے لیے ویسی ہی شفقت ہو جیسی باپ کے دل میں اولاد کے لیے ہوتی ہے۔ اور جس میں ہر حال میں وہ اعتماد موجود ہو جو کبھی متزلزل نہ ہوا اور جس میں ایسی مکمل طبیعت ہو کہ جس کے اندر صرف حقیقت ہی حقیقت ہو۔

"اے عظیم نبی کی صاحبزادی! ڈھائی درہم کی زینت حق کی رائے میں زینت نہیں جب کہ اس کا صدقہ کیا جا سکتا ہو۔ کیونکہ اس وقت اس کے معنی ہی اور ہوں گے۔ کیونکہ اس زینت میں فرد کا حق اجتماعی حق پر غالب آ جاتا ہے اور اس میں نفع اندوزی کا پہلو خیرات کے پہلو پر فائق رہتا ہے۔ اس میں ایک غیر ضروری چیز کو ضروری چیز پر اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس میں کاملیت کی کمی آ جاتی ہے۔ چاہے وہ حلال اور حرام ہونے کے حساب سے صحیح ہو لیکن ثواب اور رحمت کے اعتبار سے صحیح نہیں"

آؤ اے سوشلزم چاہنے والو! آؤ اس عظیم نبی کو پہچانو۔ تمہارے سوشلزم میں اسلام کی فضیلتیں اور اس کی تابندہ شریعت نہیں ہے۔ تمہارا یہ سوشلزم ایک ایسے درخت کی طرح ہے جو مرجھا چکا ہے۔ تم اس پر پھلوں کو دھاگوں کے ساتھ باندھ کر لٹکا دیتے ہو۔ روزانہ اسے کھولتے ہو اور باندھتے ہو اور اس میں کوئی حقیقی پھل نہیں ہوتا۔" (وحی القلم ۲/۱۶۹)

اور ہم بھی پوچھتے ہیں۔ بتاؤ اس جدید دور میں کون ایسا سوشلسٹ لیڈر ہے جس کے بارے میں ان واقعات میں سے ایک واقعہ بھی بیان کیا جا سکے۔

## ۱۲۔ دنیاداری اور امارت پسندی سے آپ کا اجتناب

۱۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو ان کو نظر آیا کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ وسلم کے بیت اقدس میں ساز و سامان کی کیا کیفیت ہے! جسم مبارک پر ایک تہبند ہے۔ ایک کھجور کی چٹائی پر آرام فرما رہے تھے۔ چٹائی کے نشانات پہلو مبارک پر پڑ گئے تھے۔ سرہانے ایک تکیہ پڑا ہے، جس میں خرمے کی چھال بھری ہے۔ ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہیں۔ ایک کونے میں پائے مبارک کے پاس کسی جانور کی کھال پڑی ہے۔ کچھ مشکیزہ کی کھالیں سر کے پاس کھونٹی پر لٹک رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ:

"میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے"۔

آنحضرت نے رونے کا سبب دریافت فرمایا، عرض کی:

"یا رسول اللہؐ! میں کیوں نہ روؤں، چارپائی کے بان سے جسم اقدس میں بدھیاں پڑ گئی ہیں۔ یہ آپ کے اسباب کی کوٹھڑی ہے۔ اس میں جو سامان ہے وہ نظر آ رہا ہے۔ قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور آپ خدا کے پیغمبر اور برگزیدہ ہو کر آپ کے سامانِ خانہ کی یہ کیفیت ہو"

ارشاد ہوا:

"اے ابن خطاب! تم کو یہ پسند نہیں کہ وہ دنیا لیں اور ہم آخرت" (صحیح مسلم)

۲۔ ایک مرتبہ ابن مسعودؓ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو اس حال میں دیکھا تو عرض کیا:

"یا رسول! ہم لوگ حضور کے لیے کوئی نرم بچھونا تیار کر دیتے؟"

آپ نے فرمایا:

"مجھے دنیا سے کیا مطلب؟ میں اس طرح ہوں جیسے کسی سوار نے ایک درخت کی چھاؤں سے فائدہ اٹھایا۔ پھر اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے" (سنن ترمذی)

## آپؐ کے صدقات و عطیات

آپ بہت ہی صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔ اندوختہ کبھی نہیں فرمایا اور اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی حاجت مند کی ضرورت آپؐ قرض لے کر پوری فرمایا کرتے تھے۔ آپ اس دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ آپ کے پاس نہ درہم تھے نہ دینار۔ اور غنیمت کے طور پر جو کچھ اراضی آپ کو ملی تھی وہ سب کی سب آپ نے وصیت فرما دی تھی۔ چنانچہ وہ مشہور جو آپ کے خلوصِ رسالت اور صدق پر دال ہے۔ اس کا بین ثبوت ہے۔ اس حدیث میں جو عمیق معانی ہیں وہ بہت کم لوگ جان سکے ہیں۔ ارشاد گرامی ہے:

"ہم انبیاء میراث نہیں چھوڑتے، اور جو کچھ ہم چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے"

ایک مرتبہ کہیں سے بہت سا مال آ گیا۔ وہ سب آپ

باقی بر صفحہ ۱۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ہفت روزہ
# ترجمانِ اسلام
لاہور

۴ شوال المکرم سنہ ۱۳۸۹ھ
مطابق
۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء

جلد ۱۲
شمارہ ۴۹
قیمت ۳۰ پیسے

فون نمبر ۶۷۷۱۵



سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مرتب و انچارج
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

شذرات

احمد حسین کمال

## عوام اور سیاسی جماعتوں کے لئے
## امتحان اور فیصلہ کُن گھڑی

ملک کے حالات اب ایک فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں اور صدر یحییٰ خاں کے اعلان و سیاسی تجاویز نے ملک کو تبدیلی کے موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔

صدر یحییٰ خاں کے اعلان سے خواہ مختلف گروہوں و جماعتوں کی مکمل آرزوئیں پوری نہ ہوتی ہوں اور وہ اپنے اپنے پروگرام و مقاصد کے لحاظ سے اس اعلان کی پیش کردہ تجاویز میں کمی محسوس کرتے ہوں، تاہم اس اعلان نے ملک کو ایک ایسا سیاسی منصوبہ اختیار کرنے کا موقعہ دے دیا ہے جس کے ذریعہ ہر جماعت و گروہ رائے عامہ کی حمایت حاصل کر کے اپنے اپنے پروگراموں کو بروئے کار لانے کی آزادانہ جدوجہد کر سکتا ہے۔ اور انتخابی جمہوری پارلیمانی نظام جو تقریباً ہر جماعت کا مدعا رہا ہے، اس کا آغاز ہو جاتا ہے۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ مجرد لفظ اسلام سے تو کسی بھی شخص یا گروہ کو اختلاف نہیں ہے اور ملک کے مذہبی طبقے مشہور ۲۲۔ اسلامی نکات و اصول پر تقریباً متفق ہی ہیں۔

البتہ اسلام کے عملی و تعبیری اطلاق پر تجدد پسند گروہ ضرور اختلاف رکھتا ہے۔ اور وہی اس امر کے لئے کوشاں ہو سکتا ہے کہ اسلام شاندار الفاظ کی صورت میں تو جزوِ آئین بنا دیا جائے، جیسا کہ ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۲ء کے دستوروں میں بنا لیا گیا تھا، لیکن کتاب و سنت کی اجماعی اور متواتر منقول ہوتی چلی آنے والی تعبیر نیز اسلامی احکام کے عملی نفاذ کی کوئی واضح صورت دستور کا حصہ نہ بننے پائے۔ جیسا کہ ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۲ء کے دستوروں میں یہ مقصد حاصل کر لیا گیا تھا۔

چنانچہ ہونے والی دستور سازی میں اس خطرہ کا تدارک نہایت ضروری ہے اور اب یہ ذمہ داری ووٹ دینے والے مسلمان عوام اور امیدوار کھڑی کرنے والی سیاسی جماعتوں کی ہے کہ اول الذکر آیا دین کو صحیح طور پر جاننے والوں کو ووٹ دیتے ہیں یا اب بھی با اثر اور بے تحاشا مال و دولت خرچ کرنے والے لوگوں کو ووٹ دے دیتے ہیں۔ اور سیاسی جماعتیں اپنے اپنے پلیٹ فارموں سے ایسے امیدوار کھڑی کریں اور ایسے امیدواروں کی حمایت کرتی ہیں۔ جو دین حق کے صحیح طور پر واقف اور اس پر عامل ہیں۔ یا یہ کہ محض اپنی اپنی جماعتوں کے وفادار اور مال و دولت و اثر و رسوخ کے حامل افراد کو امیدوار متعین کرتیں اور ان کی حمایت و تائید کرتی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ہونے والے انتخابات میں اصل معرکہ آرائی ان افراد، طبقوں و گروہوں کی طرف سے بشدت پیش آئے گی۔ جو حسن اتفاق سے پاکستان میں اپنے بڑے بڑے مفادات قائم کر چکے ہیں۔ وسائل، دولت، زمین سرمایہ اور صنعتوں پر قابض ہیں۔ اور جن کے مفادات کا سلسلہ ملک سے باہر دور دور تک پھیلا ہوا ہے، اور یورپ و امریکہ کے بڑے بڑے صنعتکاروں، بینکوں، فرموں، تجارتی اداروں اور سرمایہ داروں سے جڑا ہوا ہے۔

وہ اپنی اس حیثیت کے تحفظ کے لئے سر توڑ کوشش کریں گے۔ کہ منتخب ہونے والی آئین ساز اسمبلی میں زیادہ سے زیادہ ان کے نمایندے ہی منتخب ہو کر جائیں۔ اور اس مقصد کے لئے وہ بے تحاشا مال و دولت بھی خرچ کر ڈالیں گے۔ برادریوں اور خاندانوں کے اثر و رسوخ کو بھی کام میں لائیں گے اور اسلام کے نام کا بھی بے دریغ استعمال کریں گے۔

نیز ان کی کامیابی کے لئے بیرون ملک کی وہ طاقتیں جن کے ساتھ ان کے سرمایہ دارانہ اقتصادی و تجارتی مفادات وابستہ ہیں خفیہ و علانیہ سرگرم رہیں گی۔

اس مرحلہ پر بھی ذمہ داری ووٹ دینے والے عوام اور سیاسی جماعتوں پر عائد ہوتی ہے کہ عوام مفاد پرست طبقہ کے امیدواروں کو باوجود دباؤ، اثر، رسوخ، لالچ اور اسلام کے فریب کارانہ واسطہ و اپیل کو رد کرتے ہوئے صرف ایسے ہی امیدواروں کو ووٹ دیتے ہیں جو اسلام کے صحیح جاننے والے، اسلام پر عمل کرنے والے جانے پہچانے لوگ ہیں۔ اور ان کے حقوق کی واضح حمایت کرنے والے نیز علانیہ مغربی سرمایہ داری، جاگیرداری اجارہ داری اور سامراجیت کے خاتمہ کا پروگرام رکھنے والے ہیں یا مفاد پرست طبقوں کے اثر و رسوخ، دباؤ و تحریص، اور اسلام کے نام کے پُر فریب پروپیگنڈے کے پھانسے میں آ کر ان کو اور ان کے کھڑے کئے ہوئے امیدواروں کو ووٹ دے دیتے ہیں۔

اور سیاسی جماعتیں اپنی اپنی طرف سے ایسے امیدوار کھڑی کرتی یا ایسے امیدواروں کی حمایت کرتی ہیں جو پوری طرح اسلام کو جاننے والے، اس پر عمل کرنے والے اور عوام، کسانوں، مزدوروں، غریب و متوسط

(ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

لوگوں سے ہیں یا وہ بھی مفاد پرست طبقوں کا ساتھ دے کر بڑے بڑے جاگیرداروں، سرمایہ داروں، صنعت کاروں، اجارہ داروں یا ان کے نمایندوں کو بھی اسلام کا نام لے کر کامیاب کرانے کی کوشش کرتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ دین وملت کی اور ملک وعوام کی بھلائی صرف اس میں ہے کہ اسلام سے پوری طرح واقف اسلام کے سچے خادم اور ۹۵ فیصد عوام، کسانوں، مزدوروں، غریبوں اور متوسط الحال لوگوں میں سے نمایندے منتخب ہو کر قومی اسمبلی میں پہنچیں اور ملک و عوام کے لئے ایک ایسا آئین مرتب کر کے دیں جس میں اسلامی احکام کی بالادستی ہو۔ برطانوی دور کی تمام لعنتوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہو۔ یورپ کے سرمایہ دارانہ و سامراجی نظام سے نجات دلا دی گئی ہو۔ اور ملک کے عام وسائل معیشت کا دروازہ یکساں طور پر پاکستان کے ہر شہری کے لئے کھول دیا گیا ہو۔

صرف اس طرح ہی اس ملک میں اسلام کی بالادستی اور عوام کا اقتدار قائم ہو سکتا ہے۔ اور ملک مستقبل کے تمام خطرات، آمریت، طبقہ واریت اور اشتراکیت وغیرہ سے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

اور اس طرح ہی عوام کے اٹوٹ اتحاد، ملک کی سالمیت، بیرونی دشمنوں کی سازشوں، حملوں سے ملک کی حفاظت کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔

تیئیس سال کا ماضی کا تجربہ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے کافی ہونا چاہیئے کہ اسلام اور عوام کے لئے ملک کا جاگیردار و سرمایہ دار طبقہ نہ صرف کچھ نہیں کر سکتا۔ بلکہ سالہا سال اقتدار پر قابض رہنے کے باوجود اس نے سوائے اپنی مفاد پرستی کے نہ اسلام کے لئے کچھ کیا اور نہ عوام کے لئے۔

قیام پاکستان کے وقت تمام اقتدار اس کے ہاتھوں میں تھا۔ اور کم و بیش دس سال تک رہا۔ اس کے بعد ایوبی آمریت کے دور میں بھی اس طبقہ کے ہی بیشتر افراد نے دور ایوبی کا اقتدار بھی حاصل کیا۔ لیکن اسلام کے لئے مثبت کام انجام دینا تو کجا متعدد مخالف اسلام قوانین تک ان لوگوں کی بدولت پاکستان میں رائج ہوئے۔ پاکستان کا وجود اور سالمیت خطرے میں پڑے اور ملک میں انتہا درجہ کی بدعنوانیوں بددیانتیوں، مظالم اور رشوتوں نے فروغ پایا۔ ضروریات زندگی گراں و کمیاب ہوتی چلی گئیں۔ اور غریب عوام۔ کسان، مزدور، چھوٹے درجے کے ملازمین، چھوٹے چھوٹے دکاندار کاروباری بدحال ہو کر رہ گئے۔ صرف چند خاندان اور ان کے گماشتے ملک کے تمام وسائل معیشت و اقتصاد کے اجارہ دار اور ملک کی ۸۰ فی صد دولت و سرمایہ کے مالک بن کر بیٹھ گئے

بلاشبہ ایسے اسلام دشمن اور عوام کش افراد کو اسلام پسند ہونے کے دعوے کی بنا پر پھر اپنا نمائندہ بنا کر کھڑا کر دینا اور اقتدار انہیں سونپ دینا، عوام کا اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی مارنا ہوگا اور اسلام کے ساتھ بدترین غداری کا موجب بنے گا۔

اس لئے اب ذمہ داری تمام تر عوام کی اور سیاسی جماعتوں کی ہے اور ان کی "اسلامیت" و "عوامیت" کے امتحان کا یہ وقت ہے۔

ملک کا مستقبل روشن اور شاندار ہوتا ہے یا تاریک اور اندوہناک۔ ملک میں اسلام کی بالادستی قائم ہوتی ہے یا لادینیت واشتراکیت کو فروغ ملتا ہے۔ ملک کے عوام یکساں طور پر آسودہ حال ہو کر ملت واحدہ بنتے ہیں یا معاشی و اقتصادی مفادات سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اس کا فیصلہ پاکستان کے عوام کے ہاتھوں میں اور ملک کی سیاسی جماعتوں کے آئندہ رویہ پر منحصر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تاریخ کے اس مرحلہ پر اسلام کے حقیقی تقاضوں اور عوام الناس کے حقوق و مفادات کے مطابق بالکل صحیح صحیح فیصلہ کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس وقت کی ذرا سی لغزش ہمیشہ کے لئے محرومی و نامرادی کے تاریک و عمیق غار میں دھکیل دینے والی ثابت ہوگی اور اس وقت کا صحیح قدم پاکستان کو ہمیشہ کے لئے اسلام کی برکات اور ملک و ملت کو استحکام و عظمت نصیب کرنے والا بن جائے گا۔

جمعیۃ علماء اسلام قوم و ملت کو صحیح قدم اٹھانے اور صحیح فیصلہ کرنے کی جدوجہد میں شمولیت کی دعوت دیتی ہے اور اس نے ایک مفصل منشور کی صورت میں ملک و ملت کے مستقبل کی تعمیر کا واضح پروگرام قوم کے سامنے رکھ دیا ہے۔

آیئے! ہم سب جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اور جسد واحد بن کر اس ملک میں خاتم النبیین حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اسلام قائم کرنے کی سرتوڑ کوشش کر ڈالیں اور ملت کے درمیان قائم تمام امتیازات و تفریقات کا خاتمہ کرنے ایک ایسا مستقبل تعمیر کرنے میں لگ جائیں۔ جس میں ہر اعتبار سے مسلمان مسلمان کا بھائی، انسانوں کا غمخوار، ایک دوسرے کا مددگار اور دنیا میں اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے والا بن جائے تاکہ حق تعالیٰ کا یہ فرمان پورا ہو کہ

انتم الاعلون ان کنتم مومنین

## مسلمان ملکوں میں نئی سامراجی چال

مشرق وسطیٰ کے مسلمان و عرب ملکوں اور پاکستان کے موجودہ پریشان کن سیاسی حالات سے یہ شبہ اب یقین میں تبدیل ہوتا جا رہا ہے کہ امریکہ اور مغرب کی سامراجی طاقتیں چاہتی ہیں کہ روس، چین اور اشتراکی ملکوں کے ساتھ مسلمان ملکوں کے تعلقات دوستانہ اور باہم دگر معاونت کی صورت میں قائم نہ رہیں۔

اور جس طرح الجزائر سے انڈونیشیا اور پاکستان تک کے مسلمان عوام امریکہ و مغربی سامراجی ملکوں سے بیزار و متنفر ہو کر ان سے اپنے تعلقات منقطع اور محدود و کم تر کر رہے ہیں۔ اسی طرح وہ روس، چین وغیرہ سے بھی بدظن ہو کر بے تعلق ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ اگر ایسا ہو جائے تو آگے چل کر اس کا فائدہ امریکہ، برطانیہ اور مغربی سامراجی ملکوں کو ہی پہنچے گا۔ اس لئے وہ وقتی طور پر اس کے لئے بھی تیار ہیں کہ روس و چین سے بگاڑ پیدا کرنے کی مہم میں اگر ان کے کارندے امریکہ و برطانیہ کے خلاف بھی لب کشائی کرتے رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے

تقریباً تمام ہی مسلمان ملکوں پر کم و بیش سو سال تک مغربی طاقتوں کا فوجی، اقتصادی، سیاسی، حاکمانہ اور تعلیمی و فنی غلبہ رہا ہے۔ ان مسلمان ملکوں کو آزادی حاصل کرنے کے لئے مغربی سامراجیوں سے ایک صدی تک معرکہ آرائی کرنی پڑی۔ اور چونکہ ان کی معاشی اخلاقی، علمی، فنی، سیاسی و فوجی بربادی کی ذمہ دار مغرب کی سامراجی طاقتیں ہی تھیں۔ اس لئے فطری طور پر ہر جگہ کے مسلمان ان طاقتوں سے کلیتہً بیزار ہو چکے تھے۔ . . . . . . . . . . . اگرچہ آزادی کے بعد بھی ان طاقتوں نے اپنے پروردہ دیسی افراد کے ذریعہ ملکوں پر مسلط رہنے . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن ہر جگہ کے مسلمانوں نے سامراجی طاقتوں کے ساتھ دوستانہ روابط قائم رکھنے سے بیزاری و نفرت کا اظہار کیا اور یکے بعد دیگرے انقلابات و تغیرات کی لہر نے ان دیسی آلہ کار حکمرانوں کو ناکام بنا دیا۔

لیکن نو آزاد مسلمان ملکوں کو اپنے سیاسی، معاشی و اقتصادی استحکام کے لئے ترقی یافتہ ملکوں سے فنی و مالی امداد حاصل کرنے کی ضرورت رہی۔ اور اس وقت دنیا میں دو ہی بلاک ترقی یافتہ ملکوں کے ہیں۔

سامراجی بلاک کے ملک اور اشتراکی بلاک کے ملک۔ سامراجی بلاک کے ملکوں کے تسلط سے آزادی حاصل کرنے اور تعلقات منقطع ہو جانے کے بعد اشتراکی بلاک کے ملکوں سے ہی یہ امداد و معاونت حاصل کی جا سکتی ہے۔

یہ امداد امریکہ کی سخت سیاسی و اقتصادی شرائط کے مقابلہ میں آسانی سے حاصل ہو سکتی تھی۔ اور چونکہ اشتراکی ملکوں میں سرمایہ دارانہ نظام نہیں ہے۔ تجارت و صنعت پر سرمایہ دار طبقہ کی اجارہ داری اور گرفت نہیں ہے۔ اس لئے براہ راست ان ملکوں کی حکومتوں سے معاملہ طے ہو سکتا تھا اور مغربی سامراجی و سرمایہ دار ملکوں کے مقابلہ میں قرض و امداد نسبتاً بلا سود و کم سود پر مل سکتی تھی۔ چنانچہ مصر نے اس امداد کے حصول کی

ابتدا کی، اور اس کی افادیت واضح ہو جانے کے بعد بہت سے مسلمان ملک جن میں ایران، پاکستان اور ترکیہ تک شامل ہیں، کسی نہ کسی اشتراکی ملک روس یا چین یا دونوں اور ان سے متعلق دوسرے کیمونسٹ ملکوں سے امداد حاصل کرنے لگے۔

سامراجی ملکوں کے نقطۂ نظر سے یہ صورت حال نہایت سنگین تھی۔ نوآزاد مسلمان ملکوں اور اشتراکی ملکوں کا یہ قرب و تعلق مستقبل میں کسی وقت بھی برطانیہ سے امریکہ تک کے سامراجی ملکوں کے لئے خطرہ اور چیلنج بن سکتا ہے۔

چنانچہ اس خطرہ کا تدارک صرف اسی طرح ہی ہو سکتا ہے کہ زبردست پروپیگنڈے کے ذریعہ اشتراکی ملکوں کی طرف سے مسلمان ملکوں کے عوام کو بدظن و متنفر بنا دیا جائے اور مصر وغیرہ جن مسلمان ملکوں نے اشتراکی ملکوں سے تعلقات کی بنیاد ڈالی، ان کو اور اس پالیسی پر اصرار کرنے والے دوسرے مسلمان رہنماؤں و جماعتوں کے خلاف ایسا پروپیگنڈا کیا جائے کہ مسلمان عوام ان سے بھی بیزار بلکہ سخت نفرت کرنے لگیں۔

ظاہر ہے کہ اس سلسلہ میں اسلام کے نام کو ہی استعمال کیا جا سکتا تھا۔

چنانچہ یہ پالیسی پوری تیاریوں کے ساتھ ستمبر ۱۹۶۵ء کی بھارت پاکستان جنگ کے بعد اختیار کی گئی اور جون ۱۹۶۷ء کی اسرائیل عرب جنگ کے بعد اسے تیز تر کر دیا گیا اب یہ پالیسی پوری قوت اور دباؤ کے ساتھ جاری ہے اور اس کا سب سے بڑا اظہار پاکستان میں کیا جا رہا ہے حیرت ہے کہ ایشیا و افریقہ کے مسلمان ملکوں کی حد تک ہی اینگلو امریکی سامراج نے یہ پالیسی اختیار کی ہے غیر مسلم ملکوں میں اس پالیسی کو اپنایا نہیں گیا ہے شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ اسلام کے ساتھ مسلمان عوام کی وابستگی بہت گہری اور نہایت جذباتی ہے۔ جبکہ غیر مسلم قوموں کے اندر مذہب سے وابستگی تقریباً ختم ہو چکی ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس پالیسی کے ذریعہ مسلمان قوم کو ابھرنے اور مستحکم بننے سے روکنا مقصود ہے۔

اگر وہ اشتراکیت سے خوف زدہ ہو کر روس و چین سے موجودہ تعلقات ختم کر لیتے ہیں۔ یا خود روس و چین مسلمان ملکوں میں اپنے خلاف نفرت کے مظاہر دیکھ کر بے تعلق ہو جاتے ہیں تو یقیناً ہر مسلمان ملک کا حشر انڈونیشیا کی طرح ہو کر رہ جائے گا۔

امریکہ اور برطانیہ کبھی بھی مسلمان ملکوں کو اس پوزیشن میں نہیں آنے دیں گے کہ وہ اقتصادی، فنی، فوجی حتیٰ کہ غذائی معاملہ میں بھی خود کفیل اور ان کی محتاجی سے نجات حاصل کر سکیں۔ پاکستان کا بیس سالہ تجربہ اس کا شاہد ہے اور ان مسلمان ملکوں کی اقتصادی، فنی، فوجی، صنعتی و غذائی حالت گواہ ہے۔ جن کے امریکہ و برطانیہ کے ساتھ دیرینہ تعلقات چلے آ رہے ہیں۔ اور جو اب صنعتی و فنی امداد کے لئے روس و چین کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

بہرکیف یہ ہے وہ پالیسی جسے امریکہ اور مغربی سامراجی طاقتیں مسلمان ملکوں میں کامیاب بنانے کے لئے کوشاں ہیں اور انہیں اس مقصد کے لئے بہت سے مخلص دست و بازو بھی میسر آ گئے ہیں۔

در حقیقت اس صورت حال کا انکشاف حال ہی میں یورپ و امریکہ سے شائع ہونے والی بعض ایسی کتابوں کے مطالعہ سے ہوا جن میں سی، آئی، اے اور امریکی دفتر خارجہ کی چند ایک ماضی و حال کی کارگذاریوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بالخصوص "ہوا زی ان سی، آئی، اے" اور "دی گیم آف نیشنز" نامی کتابیں۔

فیچر نگار اہل قلم کا ایک قافلہ کا قافلہ اس مہم میں لگ پڑا ہے۔ جو سنسنی خیز، پر اسرار اور حیرت انگیز سیاسی داستانیں تراش کر اخباروں اور رسالوں کے صفحات پر فصلوں کی فصلیں بوئے چلا جا رہا ہے۔ اور اسے یہ مواد امریکہ، برطانیہ اور یورپ کے یہودی صحافی و قلم کار نو بہ نو صورت میں بہم پہنچا رہے ہیں۔

طیاروں کے ذریعہ سفر کر کے صحراؤں کے سلسلوں میں عرب اور مسلمان ملکوں کے حالات سے متعلق جمع کی ہوئی معلومات پر مبنی جو خود ساختہ حقائق مسلمان عوام کے سامنے لائے جائیں گے۔ وہ یقیناً چونکا دینے والے ہی ہوں گے اور ان سے ایسے ذہنوں کی ہی آبیاری ہو سکے گی۔ جسے ہر چہار طرف اشتراکیت کا بھوت ناچتا ہوا دکھائی دے اور ہر مسلمان اشتراکی ایجنٹ نظر آنے لگے۔

اور جو اپنی تعمیر نو سے غافل ہو کر اور اپنے ترقی کے وسائل کے حصول سے محروم رہ کر مزعومہ "اشتراکیت" سے نجات حاصل کرنے کے لئے اپنی ہی ملت کے افراد کا سر پھوڑنے اور گلا کاٹنے میں لگ پڑے۔

امریکی اور برطانوی سامراج کے لئے اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے کہ صدیوں مسلمان ملکوں پر اپنی حکمرانی اور لوٹ کھسوٹ و قتل و غارت گری کا سکہ رواں رکھا۔ اور جب ان ملکوں سے نکلنا پڑا، تو اب ان ملکوں کے مسلمان عوام اپنی عظمت رفتہ کو از سر نو قائم کرنے کا سامان کرنے کے بجائے ایک ایسے خطرہ اور سوال پر باہم دست و گریباں ہو جائیں، جسے سامراجی طاقتوں کے اشارہ پر ہوا دی گئی ہے اور نتیجۃً پھر سامراجی طاقتوں کے دامن میں ہی پناہ لینے پر مجبور ہوں۔

"ایں چنیں دور آسماں کم دیدہ باشد"

## نوخیز مسلمان نسل کے ذہنی دھارے کو تبدیل کرنے کا سامراجی منصوبہ

پاکستان میں اس وقت بڑی تعداد میں "ہفت روزے" "ماہنامے" اور اس قسم کے دوسرے اردو رسائل و جرائد نکل رہے ہیں۔ ان میں سے بیشتر ایک خاص "انداز فکر" کا مسلسل پرچار کر رہے ہیں۔

— ان جرائد و رسائل میں برطانیہ سے امریکہ تک کے سامراجی بلاک کے ملکوں اور ان کے رہنماؤں سے متعلق جو معلومات پیش کی جاتی ہیں۔ ان کے ذریعہ یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ ان ملکوں نے بہت زیادہ ترقی کی ہے ان ملکوں کا سیاسی، سماجی و معاشی نظام بڑا اعلیٰ ہے ہر ایک کے ساتھ انصاف کیا جاتا ہے۔ ہر فرد کو شہری آزادی حاصل ہے۔ ہر قسم کی مذہبی آزادی موجود ہے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا بڑا امکان پایا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور ان ملکوں کے سابق و موجود رہنما و سیاسی جماعتیں بڑی جمہوریت نواز، عوام دوست اور دیانتدار ہیں۔

— ان رسالوں میں دوسری عالمی جنگ سے متعلق جو کہانیاں شائع کی جاتی ہیں۔ ان میں یہودیوں کو بڑا ہی مظلوم ثابت کیا جاتا ہے۔ جن پر ہٹلر نے مظالم کے پہاڑ توڑے۔ اور ان یہودیوں کو سخت نامساعد حالات میں بڑے ہی دلیرانہ اور دانشمندانہ کام کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ تمام فنی، صنعتی و سائنسی ایجادات کا سہرا برطانیہ سے امریکہ تک کے سامراجی ملکوں کے ہی افراد کے سر باندھ کر بتایا جاتا ہے۔

— روس و چین اور اشتراکی ملکوں کے بارے میں جو افسانے و داستانیں ان جرائد و رسائل میں لگاتار شائع کی جاتی رہتی ہیں۔ ان سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ان ملکوں میں سوائے خون خرابہ ظلم و ستم، مذہب دشمنی، اسلام کشی اور بد اخلاقی و بے حیائی کے سوا کچھ ہے ہی نہیں۔ اور کروڑہا انسان محض چند آدمیوں کے ڈنڈے کے نیچے آئے ہوئے ہیں اور یہ چند آدمی بھی ایک دوسرے کے جان لیوا ہیں

— اور ایک خاص بات ان جرائد و رسائل میں بار بار لکھی اور دہرائی جا رہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ گذشتہ ایک صدی کے اندر ترکی سے لے کر مصر و شام، عراق و ایران اور پاکستان، ہندوستان و انڈونیشیا تک انگریزوں اور مغربی ملکوں کے غلبہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے آزادی کی جو تحریکیں چلیں۔ وہ سب اسلام دشمن اور یہودیوں و ہندوؤں کی آلۂ کار تھیں، اور ان کے قائدین و رہنما خواہ وہ کسی بھی مرتبہ کے ہوں، وہ سب کے سب مکار، اقتدار طلب اور حریص و لالچی تھے اور ہیں۔

یہ ہیں وہ خاص "نکات" جو ان جرائد و رسائل میں شائع ہونے والے سیاسی، تاریخی، معلوماتی مضامین اور داستانوں، افسانوں و کہانیوں کا موضوع خاص بنے ہوئے ہیں۔

یعنی

(۱) سامراجی بلاک کے ملکوں کی عظمت نمایاں کی جائے۔ ان کے نظام ہائے سیاسی، اقتصادی، معاشی و انتظامی کو عوام کے لئے نہایت مفید ثابت کیا جائے

اور ان یکسانیت و حال کے رہنماؤں کو دیانتدار، اہل ترین، عظیم تر اور عوام کا خدمت گذار بتایا جائے۔

(۲) یہودیوں کو تاریخ کا مظلوم ترین طبقہ، لیکن مستقل مزاج دانشمند، پختہ کار اور اعلیٰ کردار کا حامل باور کرایا جائے۔

(۳) اشتراکی ملکوں کو ظلم و فساد کا گڑھ، مذہب و انسانیت کے دشمن اور ان کے قائدین رہنماؤں کو ظالم، شقی اور بھیڑیا ثابت کیا جائے۔

(۴) ترکیہ اور الجزائر سے لے کر پاک و ہند و انڈونیشیا تک کے گذشتہ سو سال کے مسلمان رہنماؤں کو نااہل، حریص دوسروں کا آلہ کار اور لائق نفرت و ناقابل اعتبار باور کرایا جائے۔

چنانچہ چند دنوں تک غور سے ان ہفت روزوں اور ماہناموں کا مطالعہ کیجئے۔ اگر آپ اپنے ماضی و حال کی تاریخ سے واقف نہیں اور دنیا کے انقلابات سے متعلق مستند اور مکمل معلومات نہیں رکھتے تو ان جرائد و رسائل کے مضامین کے مسلسل مطالعہ کے بعد آپ یقیناً

—— مسلمان ملکوں کے موجودہ و سابقہ تمام قائدین پر لعنت بھیجیں گے اور گذشتہ سو سال کی اپنی ملت کی تحریکات سیاسیہ سے بالکل بدظن ہو جائیں گے۔

—— اشتراکی ملکوں کے متعلق آپ کے دل میں سخت خوف اور اندیشہ جاں گزیں ہو جائے گا۔

—— یہودیوں کو غاصب و ملعون سمجھتے ہوئے بھی آپ ان کی ہمت، عظمت، دانش، سمجھ بوجھ، اہلیت و صلاحیت کے معترف ہو جائیں گے۔

—— اور برطانیہ سے امریکہ تک کے سامراجی بلاک کے ملکوں کا نظام آپ کی نظروں میں بڑا ہی پسندیدہ بن جائے گا اور ان کے حال و ماضی کے سیاسی قائدین کی عظمت آپ کی نظروں میں بڑھ جائیگی۔

نیز آپ ان سامراجی بلاک کے ملکوں میں اسلام کی کامیابی کے امکانات روشن محسوس کرنے لگیں گے۔

کیا ایسے مضامین، واقعات، معلومات، داستانوں اور افسانوں کے ذریعہ کسی خاص و گہرے منصوبہ کے مطابق، مسلمانانِ عالم بالخصوص مسلمانانِ پاکستان کے ذہن و فکر کو ایک خاص زاویہ میں تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کی جا رہی؟

کیا موجودہ نوخیز نسل ایسے مضامین و افسانوں کے مسلسل مطالعہ کے بعد مستقبل میں ذہنی طور پر مغربی بلاک کے ساتھ منسلک نہیں ہو جائے گی؟

اور کیا ۱۸۴۰ء کے "میکالے" کے تعلیمی منصوبہ کی روشنی میں یہ نیا اور متبادل فکری پرداخت کا منصوبہ نہیں ہے؟ جس کے ذریعہ مستقبل کی مسلمان نسل کو سامراجی بلاک کے ملکوں برطانیہ و امریکہ کا حامی و پیروکار بنایا جا سکے۔

کاش اس طرف بھی اسلام اور مسلمانوں کے ہمدرد توجہ فرما سکتے!

(کمال)

---

تماشائی کے قلم سے

## دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا!

گذشتہ چند ماہ سے جب سے ملک میں عوامی تحریکات کی لہر اٹھی ہے۔ مزدور، کسان، طالب علم اور اسلام کے حقیقی شیدائی میدان عمل میں مکمل کر اسلامی اور عوامی تبدیلیوں کے لئے ہمہ گیر جد و جہد میں لگے ہوئے ہیں

لیکن مودودی جماعت کے لوگوں نے عجیب و غریب رویہ اختیار کر لیا ہے وہ جماعت کے نام کے ساتھ عوام کے سامنے نہیں آئے ہے، بلکہ ان "تنظیموں" کا نقاب منہ پر ڈال کر نمودار ہو رہے ہیں جو تنظیمیں "سائڈ بزنس" کے طور پر جماعت نے قائم کر رکھی ہیں۔

مثلاً ایک صاحب اس کے باوجود کہ پرانے جماعت کے آدمی ہیں، ایک ضلع کے مدت سے امیر چلے آ رہے ہیں مرکزی شوریٰ کے رکن بھی ہیں لیکن اب جب کبھی اخبارات کے صفحات پر چھپیں گے تو کسان بورڈ کے صدر کے نام سے

دوسرے صاحب کم و بیش جماعت کے اندر ایسی ہی حیثیت رکھنے کے باوجود جب اخبارات وغیرہ کے صفحات پر جلوہ گر ہوں گے تو مزدور بورڈ کے صدر کی حیثیت سے۔

تیسرے صاحب اتحاد العلماء کے عہدہ دار کی حیثیت سے نمودار ہوں گے۔

علیٰ ہذا القیاس اوپر سے نیچے تک اپنے جماعتی رشتے و تعلق کو پس منظر میں چھپا کر اکثر جماعت کے ارکان و کارکن اس قسم کے بھیس بدل بدل کر عوام کے سامنے آتے ہیں اور اس امر کو چھپاتے ہیں کہ ان کا اصلی قدیم اور حقیقی تعلق صرف مودودی جماعت کے ساتھ ہے۔

آخر ایسا کیوں ہے؟

کیا اس کی تہ میں کوئی سازش کار فرما ہے؟

یا اصل چہرہ کی حقیقت اب اتنی واشگاف ہو چکی ہے کہ اس سے کامیابی کی توقع باقی نہیں رہی؟

یا یہ اس اخلاقی گراوٹ کا اظہار ہے جو اس تحریک کے طویل تصنع نے ان کے اندر پیدا کر دیا ہے؟

بہرحال اس کی حقیقت پر سے پردہ تو کوئی اندرون خانہ واقف حال ہی اٹھا سکتا ہے۔

لیکن

دیکھنے والے حیران ہیں کہ یہ کس قماش کی اسلامی تحریک ہے۔ جس کے دیرینہ کارکن اپنے اصل روپ کو چھپا رہے ہیں اور دوسرے بہروپوں میں سامنے آتے ہیں۔

شاید

یہ بھی حکمت عملی کے فلسفہ کی کوئی شاخ ہو۔

---

## مجاہد فورس

گوجرانوالہ.... جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا مفتی عبدالواحد اور لاہور ڈویژن کے ناظم مولانا زاہد الراشدی نے آزادیٔ کشمیر کے لئے "مجاہد فورس" کے قیام کا خیر مقدم کرتے ہوئے جمعیۃ کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے۔

جمعیۃ کے ان دونوں رہنماؤں نے کل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر مجاہد اول سردار عبدالقیوم کے نام اپنے علیحدہ علیحدہ خط میں "المجاہد فورس" کے قیام پر مسلم کانفرنس کو ہدیۂ تبریک و تحسین پیش کیا ہے اور جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے جہاد آزادی کشمیر کے سلسلہ میں مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلم کانفرنس کے اس انقلابی فیصلہ میں برکت ڈالے اور تحریک آزادی کشمیر کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔

(محمد اکرم ناظم شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ گوجرانوالہ)

---

## "تین سالہ عربی نصاب" کے لئے داخلہ جاری ہے

جو مسلمان بھائی عربی زبان میں دینی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے اس اہم مقصد کے لئے ۷-۸ سال نہیں دے سکتے۔ ان کی سہولت کے پیش نظر "تین سالہ عربی نصاب" جاری کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز اس نصاب کے پڑھنے سے محنتی طلبہ قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کا بصیرت کے ساتھ مطالعہ کر سکیں گے۔

مستحق طلبہ کی خوراک وغیرہ کے اخراجات مدرسہ کے ذمہ ہوں گے۔ بستر اپنے ہمراہ لائیں۔ داخلہ ۲۹ شوال تک جاری ہے۔

ناظم مکتبہ امدادیہ ٹی، بی ہسپتال روڈ۔ ملتان

---

## داخلہ جامعہ حنفیہ کریمیہ صدر شاہ پور

شائقین علوم نبوت طلباء کرام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس سال مدرسہ ہذا میں بہترین تجربہ کار معلم رکھے گئے ہیں جو درسی کتب دینی کے ساتھ ایک قاری صاحب با تجوید قرآن مجید بھی بچوں کو پڑھائیں گے لہٰذا علاقہ شاہ پور و پاکستان کے طلباء داخلہ حاصل کریں۔ اہل خیر حضرات امداد فرما کر مشکور فرمائیں۔

(محمد عبدالکریم مہتمم جامعہ حنفیہ کریمیہ صدر شاہ پور ضلع سرگودھا)

(ماخوذ عالمی ڈائجسٹ)

بختیار ملک

# حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سے انٹرویو

(قسط نمبر ۲)

قرآن کریم میں مسلمانوں کی تعریف تو یہ ہے کہ وہ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود بھوکے ہوتے ہیں۔ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ وہ خود بھوکا ہے مگر دوسروں کو کھانا کھلائے۔ یہ نہیں کہ دوسروں کی ساری محنت کو اپنے پیٹ میں ڈال لے۔ یہی حال بڑی بڑی صنعتوں کا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ زمینوں کی تقسیم شرعی طریقوں سے ہو۔ شریعت کے مطابق زمینیں مباح مال ہیں۔ ایک شخص جو جنگل سے لکڑیاں یا گھاس کاٹ کر لاتا ہے۔ وہی اس کا مالک ہوتا ہے۔ اس کی اس محنت میں اور کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کچھ چیزیں اللہ تعالےٰ نے ایسی پیدا کی ہیں۔ جن کی ملکیت صرف محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ زمین کو بھی اللہ تعالےٰ نے اسی طرح پیدا کیا۔ زمین کا مالک صرف وہی شخص قرار دیا جا سکتا ہے۔ جو اسے اپنی محنت سے آباد کرتا ہے۔ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص غیر آباد زمین کو آباد کرتا ہے وہی اس کا مالک ہوتا ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ حکومت کسی شخص کو میلوں بنجر زمین الاٹ کر دے جسے مزارعین تو آباد کریں اور ان کا مالک اعلیٰ اس الاٹی کو قرار دیا جائے۔ زمین کی ملکیت اس کی آبادکاری سے آتی ہے۔ اگر ایک شخص سو مربع زمین کو اپنی محنت سے آباد کر لیتا ہے تو وہی اس کا مالک ہوا کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر ایک اسلامی حکومت یہ محسوس کرے کہ ایک شخص کے پاس پہلے سے اتنی زمین ہے۔ کہ اگر وہ مزید زمین خریدتا ہے تو اس سے طبقاتی جنگ کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ تو حکومت اس شخص پر مزید زمین نہ خریدنے کی پابندی عائد کر سکتی ہے۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ اسلام انفرادی حق ملکیت کے خلاف نہیں۔ وہ جائز صورت سے حاصل کی ہوئی زمین کو چھیننے کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن زمین کی ملکیت کا یہ حق صرف اسی شخص کو پہنچے گا۔ جو اسے اپنی محنت سے آباد کرے گا۔ اس وقت ملک میں مزارعت یا بٹائی پر زمین دینے کا جو سسٹم نافذ ہے۔ ہمارے ائمہ کو اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک زمین کو مزارعت یا بٹائی پر دینا ناجائز ہے۔ جبکہ امام یوسفؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام محمدؒ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے لیکن اگر کوئی اسلامی حکومت یہ محسوس کرے کہ مزارعین پر ظلم کو روکنے کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں کہ مزارعت کو قانوناً ممنوع قرار دے دیا جائے تو حکومت کا یہ اقدام جائز اور درست ہوگا۔

مولانا بڑے عالمانہ انداز میں اس اہم مسئلے پر روشنی ڈال رہے تھے۔ اس ضمن میں ایک اور اہم بنیادی مسئلے پر روشنی ڈال رہے تھے۔ اس ضمن میں ایک اور اہم بنیادی مسئلے پر میں نے ان کا نقطہ نظر معلوم کرنا چاہا۔ میں نے عرض کیا

"آپ کے ارشاد کے مطابق اسلام کسی قسم کے استحصال کی اجازت نہیں دیتا۔ سوشلزم میں بھی ہر قسم کا استحصال جرم تصور کیا جاتا ہے۔ آپ کے خیال میں سوشلزم اور اسلام کے معاشی نظام میں بنیادی فرق کیا ہے اور کیا اس بنیادی فرق سے کسی قسم کے تصادم کا خطرہ پیدا ہوتا ہے یا ایک دوسرے کی نفی ہوتی ہے؟"

مولانا مفتی صاحب نے اپنے اسی مخصوص عالمانہ انداز میں فرمایا:۔

"سوشلزم انفرادی حق ملکیت کا قائل نہیں اور اسلام فرد کے اس حق کو تسلیم کرتا ہے۔ دونوں میں یہ ایک بنیادی فرق ہے۔ دراصل سوشلزم ایک معاشی نظام کا نام ہے۔ جس کی بنیاد کسی مذہب پر نہیں ہوتی سوشلزم کسی مذہب سے اخذ نہیں کرتا بلکہ چند لوگ ایک ایسا معاشی نظام مرتب کر لیتے ہیں۔ جس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملک میں مساوات قائم ہو اور طبقاتی کشمکش اور اونچ نیچ کا فرق ختم ہو جائے۔ چنانچہ یہ نظام انسانوں کا مرتب کیا ہوگا ہوتا ہے۔ اس لئے مختلف ممالک میں اس کی عملی صورت مختلف ہوتی ہے۔ چنانچہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سوشلسٹ ممالک میں ان کے اپنے مخصوص حالات کے مطابق سوشلسٹ نظام قائم ہے۔ یہ نظام کسی مذہب کے تابع نہیں ہوتا ہے جو کہ کتاب و سنت میں بتلائے ہوئے اللہ کے اصولوں پر قائم کیا جاتا ہے اب اگر پاکستان کے چند یا سارے مسلمان جو کہ خدا کے وجود پر یقین رکھتے ہوں، توحید کو مانتے ہوں، رسالت پر بھی یقین ہو اور نبوت اور ختم نبوت کا راسخ عقیدہ رکھتے ہوں اور ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کو بھی مانتے ہوں۔ وہ قرآن و حدیث کے مستنبط قسم کے اجتہادات کی اساس پر ایک بہترین قسم کا معاشی نظام مرتب کر لیں اور وہ اسے دنیا کی معروف اصطلاح میں سوشلزم کہہ کر پکاریں تو یہ تعبیری غلطی ہوگی۔ کفر اور گناہ کی بات نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اسلام تعبیرات میں بھی کسی اور مذہب کا پابند نہیں۔ سوشلزم کی تعبیر یا اصطلاح بھی ہمیں اسلام نے نہیں دی۔ ہم اسے غیر اسلامی تعبیر یا اصطلاح تو کہہ سکتے ہیں۔ لیکن کسی سوشلسٹ کو کافر نہیں قرار دے سکتے۔"

ان بنیادی مسائل پر مولانا مفتی محمود صاحب کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے بعد میں نے چند اور اہم مسائل پر ان کی رائے جاننا ضروری سمجھا۔ چنانچہ میں نے پوچھا:۔

"آپ کے خیال میں عالم اسلام کا سب سے بڑا دشمن کون ہے اور اسے کیسے شکست دی جا سکتی ہے"؟

حضرت مولانا نے فرمایا:۔

"گزشتہ چودہ سو سال سے جب سے وحی نازل ہوئی ہے۔ اسلام کی واحد اور سب سے بڑی دشمن صلیبی طاقتیں رہی ہیں۔ اس تمام عرصے میں اجتماعی طور پر مسلمانوں پر کوئی ایسی مصیبت نازل نہیں ہوئی جو مغربی طاقتوں کی پیدا کردہ نہ ہو۔ اس وقت بھی عالم اسلام کے تمام اُلجھے ہوئے مسائل انہی مغربی طاقتوں کی وجہ سے ہیں۔ کشمیر کا مسئلہ ہو یا انڈونیشیا کا۔ مشرق وسطیٰ کا بحران ہو یا افریقہ کا۔ غرض کہ مسلمانوں کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو مغربی سامراجیوں کے گٹھ جوڑ اور سازش کے نتیجے میں پیدا نہ ہوا ہو۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آج دنیا کے ستر کروڑ مسلمان جو مذہب سے ہٹتے جا رہے ہیں یہ بھی انہی مغربی طاقتوں کی وجہ سے ہے۔ اگر ڈیڑھ سو سال تک انگریز ہم پر مسلط نہ رہتا اور مغربی تہذیب کے اثرات ہمارے دماغوں کو ماؤف نہ کرتے تو آج ہم پکے مسلمان ہوتے پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام میں بھی سب سے بڑی رکاوٹ یہی فرنگی تہذیب ہے۔ لارڈ میکالے نے کہا تھا کہ یہاں پر ایک ایسی قوم پیدا کر دی جائے جو رنگ اور نسل کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو۔ لیکن ذہنی طور پر وہ انگریز ہو۔ انگریز اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو گیا۔ اینگلو امریکی سامراج کے خلاف جدوجہد کرنا ایک شعوری مسئلہ ہے۔ اگر ستر کروڑ مسلمان یہ سمجھ جائیں کہ ان کا حقیقی دشمن اینگلو امریکی سامراج ہے تو جنگ نہ صرف واضح ہو جائے گی بلکہ فیصلہ کن صورت بھی اختیار کرے گی۔ اور اس کے برعکس اگر مسلمانوں میں اپنے اصلی دشمن کو پہچاننے کا شعور پیدا نہ ہوا، تو وہ ہمیشہ ان سامراجیوں کے ہاتھوں میں کھیلتے رہیں گے۔ اور ذلیل قسم کی اغراض کی تکمیل میں مصروف رہیں گے۔"

اسلام، سوشلزم اور اینگلو امریکی سامراج کے بارے میں مولانا مفتی محمود صاحب کے خیالات جاننے کے بعد قدرتی طور پر میرے ذہن میں ایک اور سوال پیدا ہوا۔ اور میں نے یہ ضروری سمجھا کہ اس مسئلے پر بھی حضرت مولانا کا نقطۂ نظر معلوم کر لیا جائے چنانچہ میں نے عرض کیا:۔

"بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آج کل مولانا مودودی مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی اور اس قسم کے دوسرے حضرات نے سوشلزم کے خلاف جو مہم جاری کر رکھی ہے، وہ مغربی سامراجیوں اور یہاں کے جاگیرداروں، زمینداروں اور سرمایہ داروں کے اشارے پر لوگوں کی توجہ ان کے بنیادی مسائل سے ہٹانے اور انہیں عرب یہود جنگ سے غافل کرنے کے لئے ہے، آپ کے خیال میں اس مہم کے بنیادی اسباب کیا ہیں"؟

"دراصل بات یہ ہے کہ پاکستان میں مودودی جماعت

(باقی)

مولانا بشیر احمد صاحب حصاروی

# پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کی جدوجہد اور مودودی صاحب

ایسے ہی ان کے نزدیک ہندو اکثریت کے خطرے کے سد باب کے لئے تقسیم ملک کا مطالبہ یا انگریزی ظلم و بربریت کے خاتمہ کے لئے آزادیٔ وطن کی تحریک اور قید غلامی کی ذلت سے نجات پانے کے لئے حریت اور آزادی کی خواہش صرف ناجائز اور نامعقول ہی نہیں بلکہ یہ شیوہ ہے بزدلوں اور ڈرپوکوں کا جو شیر مردوں کے لئے باعث عار ہے۔ سنیئے وہ فرماتے ہیں۔

یہ آزادیٔ وطن کے نعرے اور پنڈت نہرو کے سروں میں امپیریلزم کی مخالفت یہ سب ہمارے لئے بکری کی بولیاں بول کر ہم خود ایک غلط پوزیشن اختیار کر لیتے ہیں اور اپنی پوزیشن اس قدر غلط طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ دنیا ہمیں بکری ہی سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ "ہمارا منصب" "شیر کا منصب ہے" - وہ شیر شیر نہیں ہے جو پنجرے میں بند ہو، تو بکری کی طرح میلانے لگے۔ اور شیر وہ بھی نہیں جو بکریوں کی کثرت تعداد دیکھ کر یا بھیڑیوں کی چیرہ دستی دیکھ کر اپنی شیریت بھول جائے"۔ (ص ۱۳۳ - کشمکش سوم)

لہٰذا ان کے نزدیک تمام تحاریک آزادی غلط اور بر سر باطل ہیں فرماتے ہیں:-

"اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام سے کام کر رہی ہیں اگر فی الواقع اسلام کے معیار پر ان کے نظریات، مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنس کاسد نکلیں گی۔ خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علماء دین اور مفتیان شرع متین دونوں قسم کے راہنما اپنے نظریے اور پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں۔ دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں"۔ (کشمکش سوم ص ۱۲۵)

اور ارشاد ہوتا ہے:-

"مسلم لیگ، احرار، خاکسار، جمعیۃ علماء اور آزاد کانفرنس سب کی اس وقت کی تمام کارروائیاں حرف باطل کی طرح محو کر دینے کے لائق ٹھہرتی ہیں، نہ ہم قومی اقلیت ہیں نہ آبادی کے فیصد تناسب پر ہمارے وزن کا انحصار ہے۔ نہ ہندوؤں سے ہمارا کوئی قومی جھگڑا ہے نہ انگریزوں سے وطنیت کی بنیاد پر ہماری لڑائی ہے — نہ ان ریاستوں سے ہمارا کوئی رشتہ ہے جہاں نام نہاد مسلمان خدا بنے بیٹھے ہیں۔ نہ اقلیت کے تحفظ کی ہمیں ضرورت ہے نہ اکثریت کی بنیاد پر ہمیں قومی حکومت مطلوب ہے"۔ (کشمکش سوم ص ۱۴۷)

—— (۶) ——

موصوف کو اس بات کا بھی شدید اندیشہ ہے کہ مبادا ہماری مخالفت کے نتیجے میں انگریز ہمیں متعصب نہ سمجھ بیٹھے اور اس طرح وہ بیچارہ قبول حق سے کہیں محروم ہی نہ رہ جائے۔ نیز اسلام کو اس کے اس اقدام پر کوئی اعتراض نہیں کہ اس نے سات سمندر پار کر کے ہندوستان کو غلامی کی ذلت میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:-

"اگر ہم میں ہندوستانیت کا تعصب ہوگا تو فطری بات ہے کہ انگریز اور ہر غیر ہندوستانی کے کان ہماری دعوت کے لئے بہرے ہو جائیں گے"۔ (کشمکش سوم ص ۱۴۷)

"اگر ہم تناسب آبادی کے لحاظ سے تقسیم ملک کا مطالبہ کریں تو غیر مسلموں کو ہم میں اور خود اپنے آپ میں سرے سے کوئی فرق ہی محسوس نہیں ہوگا۔ کہ وہ اپنا مقام چھوڑ کر ہماری دعوت پر لبیک کہنے کی کوئی ضرورت سمجھیں"۔ (کشمکش سوم ص ۱۴۸)

"اور پھر یہ انگریز اور ہندوستانی کے درمیان قومی و وطنی عداوت و تعصب کی آگ بھڑکانے میں حصہ لیتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کی دعوت عام کے راستہ میں یہ ایک رکاوٹ ہے۔ اسلام کی نگاہ میں انگریز اور ہندوستانی دونوں انسان ہیں۔ وہ دونوں کو یکساں اپنی دعوت کا مخاطب بناتا ہے۔ اس کا جھگڑا انگریز سے اس بات پر نہیں ہے کہ وہ ایک ملک کا باشندہ ہو کر دوسرے ملک پر حکومت کیوں کرتا ہے"۔ (کشمکش سوم ص ۱۶۲)

وہ یہ بھی محسوس کر رہے ہیں کہ انگریزی استبداد کے زیر سایہ ان کی دعوت کو پھلنے پھولنے کی جو آزادی میسر ہے کسی مسلمان حکومت میں اس کا میسر آنا ممکن نہیں۔

"اس نام نہاد مسلم حکومت (مجوزہ پاکستان) کے انتظار میں اپنا وقت ضائع یا اس کے قیام کی کوشش میں اپنی قوت ضائع کرنے کی حماقت آخر ہم کیوں کریں۔ جس کے متعلق ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ ہمارے مقصد کے لئے نہ صرف غیر مفید ہوگی بلکہ کچھ زیادہ ہی سد راہ ہوگی"۔ (کشمکش سوم ص ۲۲۳)

مسلم لیگ اور اس کے مقاصد و لائحہ عمل پر تنقید فرمانے کے بعد تنبیہ کی بات ارشاد ہوتی ہے

"بلکہ سچ یہ ہے کہ یہ لوگ اس انقلاب (جو موصوف کے پیش نظر ہے) میں مدد دینے کے بجائے الٹی اس کی مزاحمت کریں گے"۔

"یہی نہیں اس سے زیادہ خوفناک حقیقت یہ ہے کہ نام کے مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کفار کی بہ نسبت بہت زیادہ جسارت و بیباکی کے ساتھ ایسی ہر کوشش کو کچلیں گے اور ان کے نام ان کے ظلم کی پردہ پوشی کے لئے کافی ہوں گے۔ جب صورت معاملہ یہ ہے تو کیا وہ شخص نادان نہیں ہے جو اسلامی انقلاب کا نصب العین سامنے رکھ کر ایسی جمہوری حکومت کے قیام کی کوشش کرے۔ جو ہر کافرانہ حکومت سے بڑھ چڑھ کر اس کے مقصد کی راہ میں حائل ہوگی"۔ (کشمکش سوم ص ۱۷۶ تا ۱۷۷)

ایسے وہ بالغ رائے دہی کے اصول اور جمہوریت کو بھی غلط اور خلاف اسلام بلکہ اسلام کی راہ میں زبردست رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"ایک قوم کے تمام افراد کو محض اس وجہ سے کہ وہ نسلاً مسلمان ہیں حقیقی معنی میں مسلمان فرض کر لینا اور یہ امید رکھنا کہ ان کے اجتماع سے جو کام بھی ہوگا اسلامی اصول ہی پر ہوگا۔ پہلی اور بنیادی غلطی ہے .... یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے اس لئے یہ مسلمان ہیں۔ نہ انہوں نے حق کو حق جان کر اسے قبول کیا ہے نہ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیا ہے۔ ان کی کثرت رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستے پر چلے گی، تو اس کی خوش فہمی قابل داد ہے"۔ (کشمکش سوم ص ۱۷۲ تا ۱۷۴)

"ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں حاکمیت کے اصول پر خود مختار حکومت کا قیام آخر کار حاکمیت رب العالمین کے قیام میں مددگار ہو سکتا ہے۔ جیسی مسلم اکثریت اس مجوزہ پاکستان میں ہے ویسی ہی بلکہ عددی حیثیت سے بہت زیادہ زبردست اکثریت افغانستان۔ ایران، عراق، ترکی اور مصر میں موجود ہے۔ اور وہاں اس کو وہ پاکستان حاصل ہے جس کا یہاں مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ پھر کیا وہاں مسلمانوں کی خود مختار حکومت کسی درجہ میں بھی حکومت الٰہیہ کے قیام میں مددگار ہے یا ہوتی نظر آتی ہے؟ مددگار ہونا تو درکنار میں پوچھتا ہوں کیا آپ وہاں حکومت الٰہی کی تبلیغ کر کے پھانسی یا جلا وطنی سے کم کوئی سزا پانے کی امید کر سکتے ہیں"۔ (کشمکش سوم ص ۱۷۵)

(باقی آئندہ)

# جمعۃ الوداع کو ملک بھر میں جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے یوم مسجد اقصیٰ منایا گیا

## عرب مسلمانوں کی مکمل حمایت کا اعلان

### قبلہ اول پر یہودیوں کا قبضہ ہماری زیست و عزت کا مسئلہ ہے

### امریکہ اور برطانیہ کی یہود نواز پالیسی کی مذمت، یوم مسجد اقصیٰ کی قراردادیں

پشاور ۱۰ دسمبر - جمعۃ الوداع کے موقع پر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم عمومی مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی ہدایت کے مطابق ملک کے دوسرے حصوں کی طرح پشاور ڈویژن میں بھی یوم اقصیٰ منایا گیا۔ عربوں کی فتح اور صیہونیت و سامراج کے خاتمہ کے لئے دعائیں کی گئیں۔ اجتماعات میں یہودیوں اور اس کے سرپرستوں کے خلاف قراردادیں منظور کی گئیں اور مسلمانوں کے مقدس مقامات کو یہودیوں کے غاصبانہ قبضے سے آزاد کرانے کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کرنے کا عہد کیا گیا۔ اجتماعات میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام جامع مسجد قاسم علی خاں بازار مسگران قصہ خوانی میں ایک بہت بڑا جلسہ عام ہوا۔ جلسہ کی صدارت مفتی سرحد مولانا عبدالقیوم پوپلزئی نے کی۔ اس عظیم الشان جلسہ میں جمعیۃ علماء اسلام تحصیل نوشہرہ کے امیر مولانا محمد عثمان جمعیۃ علماء اسلام ضلع پشاور کے ناظم اعلیٰ مولانا یعقوب القاسمی پاکستان سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرپرست قاضی محمد انور، مرکزی پاک عرب دوستی انجمن پشاور کے رہنما محمد اسماعیل سیفی، راحت خاں سیال اور غلام عباس ناصر کے علاوہ مہمان خصوصی مولانا سید گل بادشاہ امیر جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن بھی شریک ہوئے۔

بعد میں مولانا یعقوب القاسمی نے ایک قرارداد پیش کی جس میں کہا گیا کہ پاکستان میں عرب ممالک کے خلاف سامراجی ایجنٹوں کا پروپیگنڈا نہایت افسوسناک اور قابل مذمت ہے موجودہ نازک حالات جبکہ بیت المقدس پر یہود قابض ہو چکے ہیں۔ عرب فلسطین کو آزاد کرانے اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں۔ عربوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنا یہود نوازی ہے۔ حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ پاک عرب مضبوط تعلقات کے پیش نظر عربوں کے خلاف پروپیگنڈہ کو خلاف قانون قرار دے۔

ایک دوسری قرارداد میں کہا گیا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام عربوں کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلاتی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے ہزاروں مجاہدین قدس اپنے عرب بھائیوں کے شانہ بشانہ یہودیوں اور سامراج کے خلاف جہاد کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ قرارداد میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مجاہدین قدس کو تربیت دے کر جہاد کے لئے فلسطین بھیجنے کے انتظامات کرے۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرپرست قاضی محمد انور نے کہا کہ فلسطین کا مسئلہ مسلمانوں اور اسلام سے تعلق رکھتا ہے۔ بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول ہے سامراجی طاقتیں مسلمانوں کو ختم کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ یہود اور سامراج کے خاتمہ کے لئے متحد ہو جائیں۔ اور ان کے خلاف مکمل جنگ لڑیں

#### جہاد کی ضرورت

جمعیۃ علماء اسلام ضلع پشاور کے ناظم اعلیٰ مولانا یعقوب القاسمی نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صیہونیت کے خلاف پورے عالم اسلام کو ایک ہو کر جہاد کرنا چاہیئے۔

جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن کے امیر اور ممتاز عالم دین مولانا سید گل بادشاہ نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان دنیائے اسلام کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کہلاتی ہے پاکستان کے عوام و حکام مسلمان ہیں۔ آج جمعۃ الوداع کے مبارک دن ہم اپنی حکومت سے پہلا مطالبہ یہ کرتے ہیں کہ صدر پاکستان نے جس طرح ۱۹۵۶ء کے غیر اسلامی آئین کو رد کرکے کروڑوں مسلمانوں کی ترجمانی کی ہے۔ وہ اسی طرح ملک سے عائلی قوانین اور خاندانی منصوبہ بندی کا بھی خاتمہ کرکے ایوب خاں کے اس ناپاک ورثہ کو ختم کریں اور ملک میں قرآن و سنت کے مطابق اسلامی آئین کا نفاذ کرکے نظریہ پاکستان کی تکمیل کریں۔

مولانا نے کہا کہ تمام عالم اسلام میں سامراجی طاقتیں اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ مختلف سازشیں کر رہی ہیں۔ کشمیر، فلسطین، قبرص اور ویٹ نام وغیرہ کے تمام مسائل سامراج کے پیدا کردہ ہیں سامراجیوں ہی کی شہ پر یہودیوں نے مسلمانوں کے قبلہ اول کی توہین کی ہے اور آج اس پر قابض ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عالم اسلام کا سب سے بڑا دشمن اس وقت اینگلو امریکی سامراج ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ مسلمان متحد ہوں اور دنیا میں امن قائم رہ سکے کیونکہ اس میں امریکی سامراج کو اپنا خاتمہ نظر آتا ہے۔ مولانا سید گل بادشاہ نے کہا کہ یہودیوں نے قبلہ اول کی توہین اور بیت المقدس پر قبضہ کرکے عالم اسلام کو للکارا ہے۔ اس وقت تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج مودودی پارٹی پورے زور شور سے عربوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے میں مصروف ہے اور اس کے اخبارات و رسائل وہی چیز شائع کرتے ہیں جو کہ تل ابیب اور امریکہ میں عربوں کے خلاف شائع ہوئی ہو۔ مولانا سید گل بادشاہ نے کہا کہ عربوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرکے اور یہود کے ہاتھ مضبوط کرنے سے مسلمانوں کے غیظ و غضب سے امریکی سامراج کو نہیں بچایا جا سکتا۔

—— کراچی ۱۰ دسمبر۔ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام کی اپیل پر جمعۃ الوداع کو کراچی کی سینکڑوں مساجد میں یوم مسجد اقصیٰ منایا گیا۔ خطیب حضرات نے مسجد اقصیٰ کی تاریخی اور مذہبی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ متعدد قراردادیں عربوں کی حمایت اور یہودی پروپیگنڈہ کی مذمت میں منظور کی گئیں۔ نیز جمعۃ الوداع کے بعد عربوں کی فتح و نصرت اور کامیابی و کامرانی کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعائیں مانگی گئیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کے ناظم اعلیٰ مولانا حافظ محمد اسماعیل نے جمعۃ الوداع کے عظیم الشان اجتماع سے جامع مسجد کھڈہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے قبلہ اول پر یہودیوں کا ناپاک تسلط عالم اسلام کی غیرت کے لئے ایک کھلا ہوا چیلنج ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہماری زیست اور عزت کا مسئلہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ وہ لوگ قابل مذمت ہیں جو اس نازک اور پرآشوب دور میں بھی عربوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا اور الزام تراشی میں منہمک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسجد اقصیٰ کو یہود نامسعود کے تسلط سے آزاد رہنا چاہیئے یا دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو مٹ جانا چاہیئے تیسری راہ اسلام میں کوئی نہیں۔ انہوں نے امریکہ اور برطانیہ کی اس پالیسی کی شدید مذمت کی۔ جو انہوں نے یہود نوازی کے سلسلہ میں اختیار کر رکھی ہے۔ اجتماع میں مندرجہ ذیل قراردادیں بھی پاس کی گئیں۔ جس میں ایک قرارداد میں کہا گیا ہے۔ کہ یہ اجتماع عربوں کی مکمل حمایت کا اعلان کرتا ہے کہ وہ عربوں کی پوری طرح سے جانی اور مالی امداد فرمائیں۔

ایک اور قرارداد میں کہا گیا کہ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ یہود کے پشت پناہ امریکہ سے سفارتی و تجارتی تعلقات قطع کر لیں۔ قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ جو لوگ عربوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرکے یہود نوازی کا ثبوت دے رہے ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے

ایک اور قرارداد میں تمام مسلمانوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ یہودیوں کے مال اور یہودی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ نماز جمعہ کے بعد عربوں کی فتح و نصرت کے لئے دعا مانگی گئی

## نئی دستوریہ اور ہمارے فرائض

حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن کا بیان

مولانا قاضی عبدالکریم صاحب امیر جمعیۃ ڈیرہ ڈویژن نے صدر یحییٰ خاں کی تقریر سے متعلق بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ طویل عرصہ تک ہمارے ملک کا بے دستور رہنا اگرچہ بہت بڑا سانحہ ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ صدر یحییٰ نے باشندگانِ ملک کی خواہشات کے علی الرغم کوئی ایسا دستور بھی عوام پر نہیں ٹھونس دیا۔ جس پر غیر اسلامی ہونے کے باوجود بعض حلقوں کی جانب سے زبردستی اسلامی ٹھپہ لگا دینے کی مذموم کوشش جاری تھی۔

نئی دستوریہ کا عوام کے ذریعہ منتخب ہونا اور اسے کم از کم مدت میں اپنے کام کو مکمل کرنے کا پابند بنا دینا یقیناً ملک کے لئے نیک فال ہے۔ لیکن یاد رہے کہ دستوریہ کے انتخاب میں اگر نہایت حزم و احتیاط سے کام نہ لیا گیا۔ اور اگر اس دفعہ بھی ہر پاکستانی نے اپنے نجی اغراض، ذاتی مفادات اور پارٹی بازی کے مقابلہ میں ملک کی سالمیت اور اسلام کی حفاظت کو ترجیح نہ دی تو یہ ایسا حادثہ ہوگا جس کی تلافی طویل عرصہ تک ناممکن ہوگی۔ اور آنے والی نسل ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی آج کھلم کھلا بھی اسلامی دستور کے مقابلہ میں کئی غیر اسلامی ازموں کے اعلانات کی گستاخانہ جرأت کی جا رہی ہے اور یارانِ سیاست پس پردہ بھی اسلام کے نام پر کفر کو برقرار رکھنے کا کھیل کھیل رہے ہیں۔

۱۹۵۶ء کے دستور میں حاکمیت خدا کی مگر آخری فیصلہ جمہور کا اور اجازت ارتداد جیسے کفریہ دفعات کے باوجود بھی اس کو اسلام کا نام دینا اسی قسم کی فریب کاریاں تھیں۔ یہ کام اب عوام کا ہے کہ وہ بیدار رہوں اور ملک اور اسلام کے مقابلہ میں ہر قسم کے لالچ کو ٹھکرا دیں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن بفضلہٖ تعالیٰ بستی بستی میں کام پر لگے ہوئے ہیں اور ان مخلص کارکنوں کی ہمت مردانہ سے یہاں بحمداللہ جمعیۃ علماء اسلام اپنے اثر و رسوخ سے اس پوزیشن میں ہے کہ یہاں کے ہر حلقہ پر دستوریہ کے لئے نمائندہ کھڑا کرے۔ جمعیۃ کے کارکنوں سے میری اپیل ہے کہ وہ کوئی محفل ضائع کئے بغیر ڈویژن ہذا کے ہر ہر فرد پر نئی دستوریہ کی اہمیت کو واضح کر دیں اور گھر گھر پہنچ کر ان کو سمجھا دیں کہ اگر صرف دستور ہی نہیں بلکہ اسلامی دستور بنوانا ہے تو پھر ایسے ہی نمائندے منتخب کریں جو اسلام پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ اسلام کو سمجھتے بھی ہوں۔ ورنہ آج کی فریبی دنیا میں اسلام کے نام پر کچھ اور سے کر مدت العمر پچھتانا ہی پڑے گا، خدا اس غلطی سے قوم کو بچائے۔

# اللہ کے نیک بندوں کی نیک صفات

از زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم

(امیر جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان)

قال اللہ تبارک و تعالیٰ والذین لا یدعون مع اللہ الٰھاً آخر و لا یقتلون النفس التی حرّم اللہ الا بالحق ولا یزنون ۰

(پ ۱۹ سورۃ فرقان)

ترجمہ:- وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں پکارتے۔ اور نہیں قتل کرتے کسی نفس کو مگر حق پر اور بدکاری، زنا نہیں کرتے۔

عباد الرحمٰن کے لوازمات میں سے دعا عبادت ہے لہٰذا اس مضمون میں زیادہ تر دعا کو بیان کیا جائے گا۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین ۰

(پ ۲۴ - س مومنون)

ترجمہ:- اور کہا تمہارے رب نے مجھ کو پکارو (دعا مانگو) تاکہ قبول کر لوں تمہاری دعا کو تحقیق جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے البتہ داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر۔

حضرات! اس آیت کے مضمون ہی سے آپ کو سمجھ میں آگیا ہوگا کہ آج کا مقصود بیان تنبیہات متعلقہ دعا ہے آپ کو بھی ضرور احساس ہوگا کہ ہم دعا کو جاننے والے ہیں اور دعا بھی کیا کرتے ہیں۔ پھر ہم کو تنبیہ کیوں کی جاتی ہے حالانکہ تنبیہ تو اس امر میں کی جاتی ہے جو نہ جانتا ہو، اور امر کے بجالانے میں غفلت برتتا ہو۔ سو تنبیہ کی ضرورت اس لئے پڑی کہ آپ دعا کرنے میں غفلت برتتے ہیں۔ اس کے آداب و شعور سے بے پروائی کرتے ہیں

ادعونی یعنی اس جگہ طلب دعا کا امر ہے۔ آگے پھر فرمایا استجب یہ قرینہ کے طور پر فرمایا گیا۔ یعنی مجھ سے مانگو، جو کچھ مانگو استجب یعنی دعا کو میں قبول کروں گا۔ ان الذین یستکبرون عن عبادتی۔ جو لوگ مجھ ہی سے نہیں مانگتے تو پھر ان کو جواب ملتا ہے سیدخلون جہنم داخرین یعنے رب سے نہ مانگنے والوں کو دوزخ میں دھکیلا جائے گا۔

خالص طور پر محض ذات خداوندی کو پکارنا اور اس سے دعا مانگنا ثبوت سچائی کا ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا لہٗ دعوۃ الحق۔ اسی کو پکارنا سچ ہے۔ سچائی سے مانگنے والوں کا حال سنیئے:

حدیث میں یہاں تک بھی آیا ہے کہ اگر جوتی یا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ سے مانگو۔

حضرت یوسف علیہ السلام محض بند تاریک مکان میں جہاں آپ کو ہر طرح سے بے دست و پا کر لیا گیا تھا محض اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے قفل خوردہ دروازوں کی طرف بھاگے اور کوشاں رہے کہ کسی طرح اللہ بچائے تو اللہ نے دروازے کھول دیئے۔ پر امن و امان بچ کر نکلے۔ اگر صدق دل سے طلب ہو تو ملنے کی یقینی امید ہے

گرچہ رخنہ نیست در عالم پدید

خیرہ یوسف وار مے باید دوید

میدان طلب میں دل سے آنا چاہیئے۔ نری سوکھی خشک آرزو سے کام نہیں چلتا۔ طلب ہو تو کوشش بھی ہو۔ ہاں البتہ ایسے امورات میں صحبت شیخ کامل کی ضرورت بھی ہوتی ہے جو مردہ دلوں کے زندہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور ظرف قبولیت دعاء میں موثر ہوتے ہیں اور جنگل کو منگل کر دیتے ہیں۔

اور صحبت وہ چیز ہے کہ دیکھو انڈا ایک معمولی چیز ہے۔ سفیدی اور زردی کے علاوہ اس میں باقی کچھ نہیں ہوتا۔ مگر مرغی کے سینہ میں بے جان کو جان آگئی۔ صحبت کاملین بھی یہی اثر رکھتی ہے۔

### حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر

حضرت ایوب علیہ السلام کو جب یہ معلوم ہوا، کہ اب اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ میں مرض کی شکایت کا اظہار کروں۔ تب فرمایا:- رَبِّ اَنِّی مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔

یہ اظہار بے صبری کی وجہ سے نہ تھا۔ اگر بے صبری ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کی تعریف میں یوں نہ فرماتا۔ انا وجدنٰہ صابرا نعم العبد انہ اواب

دوسری جگہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:-

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ۲ سورۃ البقرہ)

ترجمہ:- اور جب سوال کریں تجھ ہی سے میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں قبول کرتا ہوں میں اس کی دعا کو جو دعا مانگتا ہے۔

اُجیب کا لفظ قرینہ ہے۔ مانگنے والا مانگے تو جواب ملتا ہے اُجیب قبول کرتا ہوں اس کی دعا کو۔ معلوم ہوا کہ دعا سے مانگنے والے کا قرب ضروری ہے۔ بعد ازاں مانگنے والے کا بیان ہوتا ہے۔

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ (پ۲ سورہ البقرہ)

ترجمہ:- اور بعض وہ لوگ ہیں جو بناتے ہیں اللہ کے برابر دوسروں کو شریک۔ محبت ان کی ایسی رکھتے ہیں جس طرح محبت اللہ کی۔ خدا تعالیٰ کی محبت ان کے دلوں میں نہیں ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ۰ اور ایمانداروں کو زیادہ محبت ہے اللہ کی۔ تکلیف ہو یا تندرستی ہو۔ ہر وقت ان کی محبت اللہ کے ساتھ ہے

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فاعبد ربک۔ تم عبادت کرو اپنے رب کی یہ عبادت بدنی کا حکم ہوا ہے۔ اس حکم میں نماز و روزہ وغیرہ تمام عبادات شامل ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ۔

اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا۔ پھر فرمایا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اور نہیں پیدا کیا۔ ہم نے جن اور انس کو مگر عبادت کے لئے ارشاد ہوتا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ۔

اے ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو۔ اور اپنے رب کی عبادت کرو۔

یہ بھی عبادت بدنی کی طرف اشارہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

کہہ دے اے میرے حبیبؐ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا رب العالمین کے لئے ہے

یہاں حضور علیہ السلام کو بلند مقام اور علو مراتب پر فائز المرام کر دیا گیا ہے۔ مشرکین کو جو عبادت بدنی غیر اللہ کو کرتے تھے، صراحتاً رد کر دیا گیا۔

آگے فرمایا۔ لاشریک لہٗ۔ عبادت کے اندر کسی کو شریک نہ کرو بلکہ صدقہ و خیرات اور نذر و نیاز بھی اس ذات بے نیاز کو لائق ہے۔ لہٰذا عبادت مرکب جسم جان اور عبادت مالیہ .......... خالصۃً للہ ہونی کہ جس طرح عبادت مالیہ حج اور طواف اسی ذات کے شایاں ہے۔ طواف کے وقت حکم ہوتا ہے۔ اللھم لبیک لا شریک لک لبیک الخ کہتے رہو۔ اے میرے مولا! تیری درگاہ عالیہ میں حاضر ہوں۔ شاہی تیرے لئے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ تو خالق ہے اور باقی تمام چیزیں تیری مخلوق ہے۔

شرک کی سخت ممانعت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وقال اللہ لا تتخذوا الٰھین اثنین انما ھو الٰہ واحد فایای فارھبون۔

(پ ۱۴ - ع ۱۲)

ترجمہ:- فرمایا اللہ نے نہ اختیار کرو دو خداؤں کو

# اللہ کے نیک بندوں کی نیک صفات

از زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم
(امیر جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان)

میدان طلب میں دل سے آنا چاہیے۔ نری سوکھی خشک آرزو سے کام نہیں چلتا۔ طلب ہو تو کوشش بھی ہو۔ ہاں البتہ ایسے امورات میں صحبت شیخ کامل کی ضرورت بھی ہوتی ہے جو مردہ دلوں کے زندہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور شرف قبولیت دعاء میں موثر ہوتے ہیں اور جنگل کو منگل کر دیتے ہیں۔

اور صحبت وہ چیز ہے کہ دیکھو انڈا ایک معمولی چیز ہے۔ سفیدی اور زردی کے علاوہ اس میں باقی کچھ نہیں ہوتا۔ مگر مرغی کے سینہ میں بے جان کو جان آگئی۔ صحبت کاملین بھی یہی اثر رکھتی ہے۔

## حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر

حضرت ایوب علیہ السلام کو جب یہ معلوم ہوا، کہ اب اللہ تعالےٰ کی مرضی ہے کہ میں مرض کی شکایت کا اظہار کروں۔ تب فرمایا۔ رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

یہ اظہار بے صبری کی وجہ سے نہ تھا۔ اگر بے صبری ہوتی تو اللہ تعالےٰ اس کی تعریف میں یوں نہ فرماتا۔ انا وجدنٰہ صابرا نعم العبد انہ اواب

دوسری جگہ رب تعالےٰ نے ارشاد فرمایا:۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ۲ سورۃ البقرہ)

ترجمہ:۔ اور جب سوال کریں تجھ ہی سے میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں قبول کرتا ہوں میں اس کی دعا کو جو دعا مانگتا ہے۔

اُجیب کا لفظ قرینہ ہے۔ مانگنے والا مانگے تو جواب ملتا ہے اُجیب قبول کرتا ہوں اس کی دعا کو۔ معلوم ہوا کہ دعا سے مانگنے والے کا قرب ضروری ہے۔ بعد ازاں مانگنے والے کا بیان ہوتا ہے۔

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونہم کحب اللہ (پ۲ سورہ البقرہ)

ترجمہ:۔ اور بعض وہ لوگ ہیں جو بناتے ہیں اللہ کے برابر دوسروں کو شریک۔ محبت ان کی ایسی رکھتے ہیں جس طرح محبت اللہ کی۔ خدا تعالےٰ کی محبت ان کے دلوں میں نہیں ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ۰ اور ایمانداروں کو زیادہ محبت ہے اللہ کی۔ تکلیف ہو یا تندرستی ہو۔ ہر وقت ان کی محبت اللہ کے ساتھ ہے۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ فاعبد ربک۔ تم عبادت کرو اپنے رب کی یہ عبادت بدنی کا حکم ہوا ہے۔ اس حکم میں نماز و روزہ و حج تمام عبادات شامل ہیں۔ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے

یٰاَیُّہَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ۔

اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا۔ پھر فرمایا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اور نہیں پیدا کیا۔ ہم نے جن اور انس کو مگر عبادت کے لئے ارشاد ہوتا ہے۔

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ۔

اے ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو۔

یہ بھی عبادت بدنی کی طرف اشارہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

کہہ دے اے میرے حبیبؐ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا رب العالمین کے لئے ہے

یہاں حضور علیہ السلام کو بلند مقام اور علو مراتب پر فائز المرام کر دیا گیا ہے۔ مشرکین کو جو عبادت بغیر اللہ کرتے تھے، صراحتاً رد کر دیا گیا۔

آگے فرمایا۔ لاشریک لہ۔ عبادت کے اندر کسی کو شریک نہ کرو بلکہ صدقہ، خیرات اور نذر و نیاز بھی اس ذات بے نیاز کو لائق ہے۔ لہٰذا عبادت مرکب جسم جان اور عبادت مالیہ ........ خالصۃً للہ ہوئی۔ جس طرح عبادت مالیہ حج اور طواف اسی ذات کے شایاں ہے۔ طواف کے وقت حکم ہوتا ہے۔ اللّٰھم لبیک لا شریک لک لبیک الخ کہتے رہو۔ اے میرے مولا! تیری درگاہ عالیہ میں حاضر ہوں۔ شاہی تیرے لئے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ تو خالق ہے اور باقی تمام چیزیں تیری مخلوق ہے۔

شرک کی سخت ممانعت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وقال اللہ لا تتخذوا الٰھین اثنین انما ھو الٰہ واحد فایای فارھبون۔

(پ ۱۴ ۔ ع ۱۲)

ترجمہ:۔ فرمایا اللہ نے نہ اختیار کرو دو خداؤں کو وہ ایک اللہ ہے بس مجھ سے ڈرو۔ یعنی خدا کے ساتھ دوسرے معبود کو نہ ملاؤ۔

رحمۃ للعلمین کی بعثت سے پہلے مشرکین غیر اللہ کی پرستش کرتے تھے اور ساتھ جھوٹے معبودوں کو خدائے وحدہ لاشریک کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کا پیغام پہنچایا۔ اے مکہ والو! خدا وند لاشریک کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہراؤ، جس نے تم کو پیدا کیا، اس کی پرستش کرو۔ بارگاہ الٰہی سے حضور علیہ الصلوٰۃ کو ساتھ ہی یہ حکم بھی ملا۔ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین (پ۱۴ ع ۵)

ترجمہ:۔ پس سنا دے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا اور پروا نہ کر مشرکین کی۔

پہلے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ صادق اور امین کہتے تھے۔ مگر جب حضورؐ نے پیغام الٰہی مشرکین کے کانوں تک پہنچایا، تو انہوں نے آپ کو کاہن اور خائن کہا۔ حتیٰ کہ جب قرآن پڑھا جاتا تھا تو مکہ کے مشرک جماعت مشرکین کو جمع کر کے شور مچاتے تھے جیسا کہ مذکور ہے:۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِہٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ۔

(پ ۲۴ ع ۱۷)

اور کہنے لگے کافر نہ سنو یہ قرآن اور بیہودہ شور مچاؤ اس میں تاکہ تم غالب ہو جاؤ۔

مشرکین مکہ مجلسیں تیار کر کے شور مچاتے تاکہ ان کے کانوں تک کلام الٰہی کی آواز نہ پہنچے۔ گویا کہ انہوں نے اپنے آپ کو آواز حق سے محروم کر دیا تھا۔

## قوم نوح کی سرکشی اور پیغمبر خدا کی دعوت تبلیغ

بزرگان من! آپ نے سنا ہوگا کہ نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک دعوت الی اللہ کی تبلیغ اپنی قوم کو کرتے رہے اور ہر بار توحید کا درس دیتے رہے۔ رات دن آپ کی یہی تبلیغ قوم کے سامنے رہی۔ مگر قوم نے مانا دربار خداوندی میں نوحؑ نے عرض کیا:۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَہَارًا فَلَمْ یَزِدْہُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ۰

نوح علیہ السلام نے کہا۔ اے میرے رب میں بلاتا رہتا ہوں اپنی قوم کو رات دن پھر میرے بلانے سے وہ اور زیادہ دور بھاگنے لگتے ہیں۔ بلکہ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَہُمْ فِیْۤ اٰذَانِہِمْ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں دبا لیتے ہیں۔ ادھر سے تبلیغ حق دعوت حق کو روکنے کے لئے منعقد کی جاتی تھیں اور کہتے تھے۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِہَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا۔

اور مشرکین نے اپنے ساتھیوں کو کہا۔ ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ود کو اور یعوق اور نسر کو یہ ان کے بت تھے۔ جن کو انہوں نے الگ الگ ہر مقصد کے واسطے بنا رکھا تھا۔ حضرت نوحؑ کی تبلیغ سے مشرکین گریز کرتے تھے۔ طرح طرح کی تکالیف برداشت کرنا یہ حضرت نوحؑ کا جہاد اکبر تھا۔ کیونکہ ارشاد ہے۔ فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَجَاہِدْہُمْ بِہٖ جِہَادًا کَبِیْرًا۔ کفار کی اطاعت نہ کرنا اور آواز حق مخالفین کے سامنے بلند کرنا جہاد اکبر ہے۔

اللہ تعالےٰ کا فرمان

فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۰

پس نصیحت کر میرے قرآن سے اس کو جو ڈرتا ہے میرے عذاب سے۔

تبلیغ توحید کا حکم ہوا۔ اے ... میرے نبی تبلیغ کرتے رہو۔ یہ تمہارا دنوں کا کام نہیں، مہینوں کا کام نہیں، سالوں کا کام نہیں۔ یہ تمہاری ساری زندگی کا کام ہے تکالیف برداشت کرنی ہو تو کرو۔ وطن مالوف چھوڑنا پڑے، تو چھوڑ دو۔ مگر دعوت تبلیغ الی اللہ کو نہ چھوڑو۔ معبود تمہارا ایک اللہ ہے۔ لا الہ الا ھو وہی پرستش کے لائق ہے۔ الرحمن الرحیم ہے۔ قصور ہو جائے تو رزق کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔

غلطی ہو جائے تو اپنے رب کے پاس رجوع کرنے سے، توبہ کرنے سے مغفرت حاصل ہوگی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جب بندے سے غلطی سرزد ہوتی ہے اور بندہ نادم ہو کر معافی کا طلبگار ہوتا ہے۔ تو رب فرماتا ہے کہ میرے بندے نے جان لیا ہے میرا خدا ہے جو میرے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ فَقَدْ غَفَرْتُ لَہٗ۔ خدا فرماتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا ہے۔

---

## قبول اسلام

نارووال ۱۰ دسمبر۔ دو عیسائی نوجوان (۱) جارج مسیح ر (۲) برکت مسیح ساکنان ماڈرن پور نے بدست مولانا محمد یحییٰ صاحب خطیب جامع مسجد نارووال قبول اسلام کیا۔ جن کے اسلامی نام محمد عمر و محمد صدیق رکھے گئے ہیں اور یہ دونوں نوجوان ایک پادری کے گھرانے سے تعلق رکھنے والے تھے۔

(حافظ محمد علی مدرس مدرسہ جامعہ ہذا)

—— رحیم یار خاں۔ دو عیسائیوں نے امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خاں حضرت مولانا غلام ربانی صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

# مراسلات

## مودودی صاحب کے نام کے ساتھ سید ابوالاعلیٰ نہ لکھا جائے

جناب ایڈیٹر صاحب ترجمان اسلام لاہور!
السلام علیکم!

میں ترجمان اسلام کا کافی عرصہ سے بڑی دلچسپی سے مطالعہ کر رہا ہوں اور اپنے دوستوں کو بھی اس کے پڑھنے کی تلقین کرتا ہوں، کیونکہ یہ ہی ایک ایسا رسالہ ہے جو اسلام کا سب سے بڑا علمبردار ہے اور صحیح اسلامی نظام کا خواہش مند ہے۔ اور اس کی تکمیل کے لئے سرمایہ نواز اور سامراج نواز جماعتوں کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کر رہا ہے۔

لیکن مجھے یہ پڑھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو مزدوروں کے جذبات سے کھیلتے ہوئے امریکہ اور سرمایہ داروں کے مفادات کے لئے اسلام کا مقدس نام استعمال کرتا ہے۔ پیغمبروں اور صحابہ پر تنقید یں کرنا اس کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ عربوں کے خلاف پروپیگنڈا کر کے اسرائیل کے ہاتھوں کو مضبوط کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے علماء حق کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہوئے خدا سے نہیں ڈرتا۔ اور جب گول میز کانفرنس میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلئے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب عوامی خواہشات کی ترجمانی کرتے ہیں تو اس کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ ایسے شخص کے نام کے ساتھ ترجمان اسلام میں بھی سید ابوالاعلیٰ لکھا جاتا ہے۔

(خالد حسین بی، اے فائنل کراچی)

## کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز

مکرمی!

حفاظت اسلام کے بلند بانگ دعووں کے حامل بعض اخبارات جب فواحش و منکرات کے اشتہارات شائع کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے۔ اگر یہ لوگ اپنے دعووں میں سچے ہوں تو ان کو چاہیئے کہ ایسے کاروبار کی سیاہ کمائی کی خواہش کو دل سے فوراً جھٹک دیں۔ مگر بجائے اسلام کے ساتھ ہو کر دہی کے جرم سے باز رہنے کے یہ حضرات اس میں مزید ترقی کرتے جا رہے ہیں۔ ان فواحش و منکرات میں جب خدا رسول تک کو لانے سے معاف نہیں کرتے تو ان کی اسلام دوستی پر شرم سے سر جھک جاتا ہے۔

روزنامہ "ندائے ملت" مورخہ ۸ دسمبر صفحہ ۶ برائے اشاعت خاص ڈیرہ غازیخاں اشتہار ملاحظہ ہو۔

خوشخبری اہالیانِ ڈیرہ غازیخاں

وسطی وادی سندھ کے باشندوں کو یہ سن کر یقیناً خوشی ہوگی کہ ضلع ہذا کا صاحب لخت سینما گھر جو کافی عرصہ سے بند پڑا تھا۔

"اب بفضل خدا نو لٹے "عنقریب ملک کے سنجیدہ اور باشعور مالکان کی زیر نگرانی آغاز پذیر ہو رہا ہے۔

اس کو پڑھیئے اور سر دھنیئے اور داد دیجئے حضرت کی اسلام سے عشق بازی کی۔

(احقر مظفر طارق بورے والہ)

## مولانا قاضی فضل اللہ صاحب مہتمم مدرسہ دار الہدیٰ ٹھیڑی وضاحت فرمائیں

مورخہ ۲۳/۱/۶۹ کے سندھی اخبار "نوائے انقلاب" میں مدرسہ دار الہدیٰ ٹھیڑی کے مہتمم مولانا قاضی فضل اللہ صاحب

# آپ کا صفحہ

کی "مودودی جماعت کی اتحاد العلماء میں شمولیت" کا اعلان شائع ہوا ہے۔ اس کے لئے مودودی جماعت اور بعض لوگوں نے روزنامہ "مغربی پاکستان" سکھر اور اخبار "جنگ" کراچی میں مبارکباد دی ہے۔ لہٰذا مولانا موصوف اس سے متعلق وضاحت فرمائیں کہ وہ مودودی جماعت کی "اتحاد العلماء" میں شامل ہوئے ہیں یا کہ یہ جھوٹی خبر ہے۔ اگر جھوٹی خبر دے دی گئی ہے تو جلد تردید فرمائیں۔

امید ہے کہ میری درخواست پر مولانا قاضی فضل اللہ صاحب ضرور وضاحت فرمائیں گے۔

(ناچیز۔ ڈاکٹر امان اللہ شیخ خیرپور)

## "ندائے ملت" کی صریح کذب بیانی

ساہیوال ۱۵/۱۱ کے "ندائے ملت" میں نورشہ (ساہیوال) کے نامہ نگار نے ایک "اسلامی جھوٹ" لکھ مارا کہ فاضل رشیدی جالندہری نے نورشہ کے دینی مدرسہ کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے یوں کہا۔ "اس ملک میں اسلامی نظام نہیں چاہیئے"۔ اور دروغ گو را حافظہ نباشد آخر میں لکھ مارا کہ "فاضل مقرر نے کہا کہ "صحیح اسلامی نظام کی ضرورت ہے"۔

فاضل مقرر ایک ذمہ دار عالم ہیں۔ یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال کا امیر ایسی بات کہے۔

دراصل یوں ہوا کہ فاضل مقرر نے کہا تھا کہ ہم سبھی لوگ اسلامی نظام کا نعرہ لگاتے ہیں مگر ۲۳ سال سے ہمارا مطالبہ پورا نہ ہوا۔ اس کی ذمہ داری تمام وزارتوں، مقتدر لیڈروں اور جملہ مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے اور تمام قوم جوابدہ ہے ........

فاضل مقرر نے کہا کہ اسوۂ رسولؐ، سیرت صحابہؓ اور آپس میں اتحاد سے اسلامی نظام قائم کیا جاسکتا ہے اور ضرورت ہے کہ صحیح اسلامی نظام پاکستان میں قائم کیا جائے۔ اس کے لئے مدارس عربیہ بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مدارس اسلامیہ دین کے حصار ہیں وغیرہ وغیرہ۔

آخر میں لطیفہ ہوا کہ تقریر کے بعد ایک رقعہ آیا کہ آپ نے تقریر تو خوب کی مگر یہ ازم کیمونزم وغیرہ کے الفاظ کیوں استعمال کئے گئے، ایسا نہ کرنا چاہیے تھا۔ نیچے لکھا تھا۔ "پیپلز پارٹی نورشہ و کسان کمیٹی"۔

بہرحال امید ہے کہ اس وضاحت کے بعد نامہ نگار اور اخبار کے جھوٹ کا پول کھل جائے گا۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ فقط والسلام!

(ناظم جمعیۃ علماء اسلام ساہیوال)

## ایک غلط فہمی کا ازالہ

محترم ایڈیٹر صاحب
ہفت روزہ "زندگی" لاہور

السلام علیکم! بعد سلام مسنونہ کے واضح ہو کہ مورخہ ۲۴ نومبر کے پرچہ "زندگی" میں "ایک غلط فہمی کا ازالہ" کے زیر عنوان آپ نے حافظ محمد اسمٰعیل صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کی طرف منسوب بیان کے بارے میں وضاحت کی ہے۔ اس کے لئے عرض ہے کہ جو بیان آپ نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء کے "زندگی" میں حافظ صاحب کی طرف منسوب کیا ہے وہ سراسر دروغ بیانی اور صریحاً کذب و افترا ہے۔ "جنگ" کے رپورٹروں کے بارے میں اس غلط بیانی کی تردید حافظ صاحب نے کراچی کے تمام اخبارات کو برائے اشاعت اس روز دے دی تھی۔ لیکن بدقسمتی سے صرف "آغاز" اخبار کے سوا کسی نے بھی یہ وضاحت شائع نہیں کی نیز حافظ صاحب کا یہ وضاحتی بیان ۷ نومبر ۱۹۶۹ء کو پریس کلب میں حضرت مفتی اعظم مفتی محمود صاحب نے خود تمام رپورٹروں کو دیا تھا۔ لیکن آپ نے بلا تحقیق اتنے سارے الزامات حافظ صاحب پر لگا دیئے۔ کیا آپ پر کوئی بھی صحافتی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ جواب کا منتظر رہوں گا

حافظ عبدالستار بردہی
ناظم صدر دفتر جمعیۃ علماء اسلام حمیدہ منزل
نزد غریب شاہ نیو کمہارواڑہ کراچی نمبر ۱

## مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال کا داخلہ

امسال مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال ضلع جہلم میں جو پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کے زیر اہتمام ہے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب جالندہری تدریس کے فرائض سرانجام دینگے۔ حضرت مولانا زید مجدہم ماشاء اللہ نہایت قابل اور ذہین شخص ہیں طلباء کو ہر طرح سے مطمئن رکھتے ہیں۔ داخلہ ۱۰ شوال سے آخر شوال تک جاری رہے گا۔ طلباء کرام کی خوراک و رہائش وغیرہ اخراجات کا مدرسہ کفیل ہے۔

منیر اقبال بی اے ناظم دفتر مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال

# مسٹر بھٹو پر قاتلانہ حملہ اور مفتی محمود کا احتجاج

## کیا تشدد آمیز واقعات کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے ؟

گذشتہ دنوں پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب ذوالفقار علی بھٹو پر صادق آباد کے قریب ریلوے پھاٹک روک کر مبینہ طور پر جماعت اسلامی کے کارکنوں نے قاتلانہ حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں بھٹو صاحب تو بچ گئے، لیکن ان کے چند ساتھی بری طرح مجروح ہو گئے۔

اس قسم کے تشدد آمیز خطرناک واقعہ کے خلاف پورے ملک میں احتجاج ہوا اور تمام مذہبی و سیاسی رہنماؤں حتیٰ کہ صدر مملکت جنرل آغا محمد یحییٰ نے بھی اس بزدلانہ حرکت کی شدید مذمت کرتے ہوئے بھٹو صاحب سے اظہار ہمدردی کیا اور عوام کو ایسے اقدامات سے دامن بچانے کی تلقین کی۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی شریف اور امن پسند انسان تشدد لوٹ مار اور قتل و غارت گری کی حمایت نہیں کر سکتا۔ کسی انسان کو اگر دوسرے شخص سے نظری و فکری اختلاف ہے تو اسے معقولیت اور شرافت کا دامن تھام کر سلجھے ہوئے طریقے سے اپنا مؤقف اور نظریہ پیش کرنا چاہیئے۔ دوسرے کو زبردستی قائل کرنے، تشدد، دھمکی اور قتل و غارت گری کا راستہ وہی شخص اختیار کیا کرتا ہے۔ جس کا دامن معقولیت اور شرافت سے بالکل خالی ہو جائے جناب بھٹو کے خلاف جماعت اسلامی کا یہ اقدام بھی اسی سلسلہ کی ایک مذموم کڑی ہے اور اس جماعت کے اخبارات و رسائل اس بات کے شاہد ہیں کہ دوسروں کی طرف سے تشدد آمیز خطرناک اقدامات اور قتل و غارت گری کی فرضی کہانیاں وضع کر کے یہ جماعت دراصل اپنے مخالفوں کے خلاف وہ سب کچھ کرنے کا پروگرام تیار کر چکی ہے جس کی بار بار نشاندہی کی جا رہی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ تشدد کی تیاریاں تو پیپلز پارٹی، نیشنل عوامی پارٹی، سوشلسٹ نظریات کی حامل جماعتیں کریں اور اس کی ابتداء جماعت اسلامی کے صالح نوجوانوں کے مبارک ہاتھوں سے ظہور پذیر ہو؟

جناب بھٹو کے خلاف تشدد کے خطرناک اقدام کی اس لئے مذمت کی گئی ہے کیونکہ ہر محب وطن اور امن پسند شہری کو ایسے رجحانات کا سختی کے ساتھ سدباب کرنا چاہیئے۔ لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے ممتاز رہنما اور قومی اسمبلی کے سابق رکن حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے دوسرے قومی و سیاسی رہنماؤں کی ہمنوائی میں ایسے تشدد آمیز خطرناک اقدامات کی مذمت کی تو معاصر عزیز ہفت روزہ "چٹان" نے "مفتی محمود کو صدمہ" کے زیر عنوان اپنے اداریہ نوٹ میں بے نقط گالیاں دے کر اس بات کا احتجاج کیا ہے کہ مفتی محمود نے مسٹر بھٹو کے خلاف قاتلانہ حملہ کی کیوں مذمت کی ہے اور اس تشدد آمیز واقعہ پر مفتی محمود کو کیوں صدمہ پہنچا ہے؟

معاصر عزیز "چٹان" نے جب سے جماعت اسلامی کے ساتھ ناطہ جوڑا اور ہمنوائی کا معاہدہ کیا ہے اس وقت سے علماء کرام خصوصاً جمعیتہ علماء اسلام کے ممتاز رہنماؤں کے خلاف ان کا لب و لہجہ اہانت آمیز اور گستاخانہ ہو گیا ہے اور انہوں نے حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مولانا عبیداللہ انور اور مولانا غلام غوث ہزاروی کی ذوات گرامی پر وہ وہ رکیک حملے کئے ہیں کہ شرافت سر پیٹ کے رہ گئی۔

خدام الدین کا یہ مؤقف نہیں ہے کہ وہ سیاسی محاذ سے گالیوں کی بوچھاڑ کرنے والوں کو بھی اسی لب و لہجہ میں ترکی بہ ترکی جواب دے۔ وہ تو ان سب کے جواب میں صرف ایک ہی بات کہے گا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

باقی رہا یہ سوال کہ معاصر عزیز "چٹان" نے علماء حق کے خلاف اہانت آمیز اور گستاخانہ لب و لہجہ کیوں اختیار کیا ہے؟

ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ "چٹان" جب تک انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور صلحاء عظام کی شان میں اہانت و گستاخی کرنے والے جماعت اسلامی رہنماؤں کے نرغہ اور رفاقت میں رہے گا اس سے اور کوئی توقع رکھنا عبث اور اس کے خلاف احتجاج کرنا ہی فضول ہے۔

(۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء)
(بشکریہ ہفت روزہ خدام الدین)

---

## فتنہ مودودیت پر ایک نیا پمفلٹ

## مودودی ازم

- مودودی کے نئے اسلام کی حیرت انگیز تصویر
- مودودیت کے متعلق علماء امت کے اہم ارشادات
- پیش لفظ۔ خطیب اسلام مولانا محمد ضیاء القاسمی لائلپور

مرتب و ناشر۔ مولانا محمد اکرام الحق صدیقی
رکن مجلس شوریٰ جمعیتہ علماء اسلام سرگودھا ڈویژن

قیمت ۲۰ پیسے — فی سینکڑہ ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ الجمعیتہ دفتر جمعیتہ علماء اسلام گول چنیوٹ بازار — لائلپور

---

## ایجنٹ حضرات متوجہ ہوں

ادارہ ترجمان اسلام نے نادہند ایجنٹ حضرات کو بار بار متوجہ کیا ہے کہ وہ اپنی روش بدلیں اور ترجمان اسلام کی جو رقوم ان کی طرف کافی عرصہ سے بقایا چلی آ رہی ہیں، وہ فوراً ادا کریں۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض ایجنٹ ابھی تک تساہل اور غفلت سے کام لے رہے ہیں جس سے ادارہ کو زبردست مشکلات کا سامنا ہے۔

چونکہ یکم جنوری سے ترجمان اسلام کے صفحات میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اس وجہ سے اخراجات میں بھی اضافہ ہو جائے گا، جو ادارہ کے لئے اور زیادہ مشکلات کا باعث ہو گا۔

ادارہ ترجمان اسلام نادہند ایجنٹ حضرات کو پھر متوجہ کرتا ہے کہ ان کے ذمہ جتنی رقم بقایا چلی آ رہی ہے، وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر ادا کر دیں ورنہ یکم جنوری سے صرف ان ایجنٹ حضرات کے نام ہی پرچہ بھیجا جائے گا جو پابندی سے ہر ماہ بل ادا کرتے ہیں۔ (ادارہ)

---

## مدرسہ انوار الاسلام کیہال ایبٹ آباد

مدرسہ انوار الاسلام کیہال ایبٹ آباد میں شعبہ تجوید کھولا جا چکا ہے۔ اس شعبہ کے لئے مشہور استاذ قاری محمد عمر صاحب مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ تمام شائقین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ داخلہ نہایت محدود اور صرف پندرہ شوال تک ہو گا۔ فوراً متوجہ ہوں۔

یاد رہے اس مدرسہ میں علوم و فنون کی موقوف علیہ تک تمام کتب بھی تین اساتذہ کی نگرانی میں پڑھائی جا رہی ہیں۔ مدرسہ طلباء کی تمام ضروریات کی کفالت کرتا ہے۔ مسلمانوں سے اپیل ہے کہ مدرسہ کے ساتھ تعاون فرما کر اس چشمۂ دین کی حفاظت کریں۔ چونکہ مدرسہ کی کوئی مستقل عمارت نہیں اس لئے اس کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ زمین خریدا جا چکا ہے۔ تعمیری خرچ کا اندازہ ایک لاکھ روپیہ کے لگ بھگ ہے۔ اس کام میں حصہ لے کر ہماری مشکلات کو مدد فرمائیں۔

(مولانا) شفیق الرحمٰن مہتمم مدرسہ ہذا

# اخبار جمعیۃ

## جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان (سلہٹ)

۱۹۔ رمضان المبارک مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار ضلعی جمعیۃ علماء اسلام سلہٹ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا شیخ عبدالکریم بمقام فاضل چشتی محلہ نئی مسجد سلہٹ میں منعقد ہوا۔ اجلاس اول نشست بعد ظہر ۲ بجے سے ۴ بجے تک اور نشست دوم بعد تراویح ۱۰ بجے سے ۳ بجے تک جاری رہا۔ دونوں اجلاسوں میں ضلعی جمعیۃ کی تنظیمی کارروائی اور دیگر متفرق امور پر بات چیت کر کے پروگرام بنایا گیا۔ نیز ضلعی جمعیۃ کے نائب ناظم جناب مولانا مفضل علی صاحب کو ضلعی دفتر کا منتظم اور ضلع کا مبلغ مقرر کیا گیا۔ حسب ذیل تجاویز باتفاق رائے منظور ہوئیں۔

(۱) سلہٹ ضلع جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس حکومت کی طرف سے عام انتخابات کی تاریخ مقرر کرنے، ون یونٹ توڑنے، اور تعداد کے لحاظ سے نمائندہ مقرر کرنے کے مطالبہ کو تسلیم کرنے کی وجہ سے صدر مملکت آغا محمد یحییٰ خاں کو مبارکباد دیتا ہے۔

(۲) چونکہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا اور اسلام ہی اس کی مضبوطی کا دارومدار ہے۔ نیز دونوں پاکستان کے درمیان اتحاد قائم رکھنے کا بھی یہی واحد ذریعہ ہے۔ بنابریں یہ اجلاس صدر مملکت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ جلد از جلد ملک میں مذہبی عنوان سے عام تعلیم نافذ کی جائے۔

(۳) یہ اجلاس گذشتہ ۲۸، ۲۹ ستمبر سرگودھا منعقدہ کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کا کونسل اجلاس کے منظور شدہ منشور کی پوری حمایت کرتا ہے اور اس کو ملک اور باشندگان ملک کی نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہے، لہٰذا ملک کے ہر خیر خواہ بہن کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جمعیۃ کے شائع کردہ منشور پر غور و فکر کریں۔

(۴) جمعیۃ علماء اسلام کی یہ مجلس باتفاق آراء طے کرتی ہے کہ مودودی فرقہ فرقہ ضالہ ہے۔ مسلمانوں کو اس سے اجتناب ضروری ہے بصیرت کے لئے ذیل میں اس جماعت کا عقیدہ اور اس کے بطلان کی دلیل مختصراً ملاحظہ ہو۔

دستور جماعت صفحہ ۵ پر لکھا ہوا ہے کہ رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو، اور رسول خدا سے مراد حضرت محمد صلعم ہیں۔ کیونکہ دستور کے صفحہ ۴ پر یہ نص موجود ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ، عقیدہ ایمان کے خلاف ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام پر ایمان فرض اور واجب ہے۔ ان پر تفریق کرنا جائز نہیں۔ قرآن کریم ناطق ہے آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ الآیہ سورہ نساء میں ہے۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان تفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا اولئک ھم الکفرون حقا۔ پھر تفہیمات جلد ثانی ص ۴۳ میں رقمطراز ہیں،۔ اللہ تعالےٰ نے بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں تاکہ لوگ انبیاء کو خدا نہ سمجھیں اور جان لیں کہ یہ بھی بشر ہیں۔ بتایئے ایسی صورت میں تو کوئی نبی بھی معیار حق نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ جب بھی جو حکم ہوگا اس میں یہ احتمال ہوگا کہ یہ زمانہ حفاظت اٹھ جانے کا نہ ہو لہٰذا یہ عقیدہ ایمان کے خلاف ہے۔ مودودی دستور کی اس دفعہ کے موافق صحابہ کرام بھی قابل تنقید ہیں، اور معیار حق نہیں ہیں۔ حالانکہ انہیں کے ذریعہ امت کو کتاب اللہ بھی پہنچی ہے اور سنت بھی، اس لئے وہ مدار دین ہیں اگر وہ معتمد علیہ نہیں ہیں تو پورے دین کی عمارت کھوکھلی اور ناپائدار ہو جاتی ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تفترق امتی علی ثلث و

# کاروانِ اسلام

سبعین ملة کلھم فی النار الا واحدة قیل من ھم یارسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی اور فرمایا،۔ اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ یوشک ان یاخذہ (رواہ الترمذی)

امام ابو زرعہ نے فرمایا،۔ اذا رایت الرجل ینتقص احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انہ زندیق اصابہ صفحہ ۱۱۔ لہٰذا یہ فرقہ ضالہ ہے۔ مسلمانوں کو ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ اور چونکہ ان کا عقیدہ ایمان کا نہیں ہے اس لئے ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔

(محمد اشرف علی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام سلہٹ)

## تنظیمی و تبلیغی دورہ

حیدرآباد۔ مولانا محمد حسن صاحب نائب امیر جمعیۃ حیدرآباد ڈویژن اور مولانا غلام احمد مرتضیٰ ملکانی صاحب امیر و جناب محمد شفیع صاحب ناظم ڈویژن متعدد مقامات تشریف لے گئے۔ جہاں جمعیۃ کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے۔ مندرجہ ذیل مقامات پر انتخاب عمل میں لایا گیا۔

(۱) شہر میہڑ۔ امیر مولانا ابوالخیر۔ نائب امیر قاری عبدالمجید صاحب۔ ناظم اعلےٰ رشید احمد صاحب۔ ناظم قاری خیر محمد صاحب

(۲) گوٹھ بہاولپور۔ امیر مولانا نثار احمد نائب امیر قومی سردار رئیس حاجی محمد بخش صاحب جمالی۔ ناظم اعلیٰ جیون خاں۔ ناظم محمد سلیمان صاحب۔ خزانچی صغیر احمد صاحب

(۳) پھلجی اسٹیشن۔ امیر مولانا نظام الدین صاحب۔ نائب امیر محمد رفیق صاحب، ناظم اعلیٰ صوفی دین محمد صاحب۔ ناظم عظیم الدین صاحب۔ خزانچی چوہدری فتح محمد صاحب۔

(۴) مخدوم بلاول۔ امیر حکیم مولوی محمد حسن صاحب ناظم اعلیٰ پیرزادہ گل محمد صاحب۔ خزانچی لونگ خاں

(۵) گوٹھ حاجی خاں۔ امیر مولوی عبدالغفور صاحب ناظم اعلیٰ حاجی اللہ اکبر۔ خازن حاجی محمد ہاشم صاحب

(۶) پھلجی دلیج۔ امیر حافظ غلام محمد صاحب۔ ناظم اعلیٰ میاں علی نواز خاں۔ ناظم میاں پنہول خاں۔ خزانچی میاں خان محمد صاحب۔ (حکیم ثواب الدین ناظم جمعیۃ حیدرآباد ڈویژن)

## جمعیۃ کی طرف سے ۲ جنوری جمعہ کے دن ملک بھر میں یوم "اسلامی منشور" منانے کی ہدایت

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا مفتی عبدالواحد نے ہدایت دی ہے کہ جمعیۃ یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے ملک گیر سیاسی مہم کا آغاز کر دے۔ ہر ڈویژن کے صدر مقام پر یکم جنوری کو سیاسی جلسوں کا اہتمام کیا جائے۔

۲ جنوری کو جمعہ کے روز ملک بھر میں "یوم اسلامی منشور" منایا جائے جمعہ کے خطبات اور عام جلسوں میں جمعیۃ کے اسلامی منشور اور تمام مکاتب فکر کے ۳۱ نمائندہ علماء کے منظور کردہ ۲۲ نکاتی دستوری فارمولا پر روشنی ڈالی جائے۔

مولانا مفتی عبدالواحد نے ملک بھر میں تمام جماعتی شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ جماعتی پروگرام کو پوری طرح کامیاب بنائیں اور قانونی دائرہ کے اندر رہ کر پرامن جلسوں وغیرہ کا وسیع تر سلسلہ شروع کر دیں۔

# منزل بہ منزل

## تشدد کے حالیہ واقعات اور مودودی جماعت کا کردار

(مولانا بشیر احمد صاحب حامد سابق رکن جماعت اسلامی کا بیان)

میرے نزدیک یہ بات ہرگز باعث تعجب نہیں، کہ جماعت اسلامی کے حواریوں نے صادق آباد میں غنڈہ گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو پر قاتلانہ حملہ کیا۔ بلکہ ہمارے اندیشے تو اس سلسلہ میں یہ ہیں کہ آئندہ ایسے واقعات منظم منصوبہ کے تحت بڑے پیمانے پر پیش آنے والے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کے متعلق اس سے قبل مودودی صاحب اپنے کارکنوں کے نام حکم جاری کر چکے ہیں کہ:

"انہیں ایسا سبق دیں کہ عمر بھر یاد رکھیں"

ظاہر ہے کہ اس حکم کی تعمیل کا منشاء محض زد و کوب کی صورت میں پورا نہیں ہو سکتا بلکہ عمر بھر کے لئے جو سبق دینا ٹھہرا تو اس کے لئے کشت و خون کے سلسلے میں لینن اور سٹالن کی سنت کو اختیار کرنا پڑے گا اور یا ۱۸۵۷ء میں انگریز غنڈوں کے طرز عمل کو اپنانا پڑے گا۔

مشرقی پاکستان میں عبدالمالک کے قتل کو موصوف محترم نے ایک سنہری موقعہ سمجھا تھا اور عبدالمالک کے قتل کو نیک شگون خیال کرتے ہوئے اسے پوری قوم کے خلاف جہاد کا آغاز قرار دے دیا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ اس سلسلے میں حکومت پر کوئی بھروسہ نہیں کریں گے۔ اور اسے پہلا شہید قرار دے کر اپنے کارکنوں کو یہ آرڈر دیا تھا کہ کشتوں کے پشتے لگا دو، حسب فرمان کارکنوں نے پوزیشن لے بھی لی تھی۔ لیکن مسجد اقصیٰ کے سانحہ نے اس ناپاک منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔ اور کوشش کے باوجود وہ ایسے حالات پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جن کی آڑ لے کر قتل و غارت کا بازار گرم کیا جا سکے۔ پھر اندریں حالات جو کچھ وہ کر سکتے تھے۔ اس میں انہوں نے کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونے دی۔ چنانچہ صادق آباد میں مولانا ہزاروی کے جلسہ کو ناکام کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ مولانا غلام الله خاں صاحب کے جلسے میں گڑبڑ پیدا کی گئی۔ ساہیوال جامعہ رشیدیہ کے جلسہ میں ہنگامہ کرایا گیا۔ مولوی سلیمان صادق آبادی کو بری طرح زد و کوب کیا گیا۔ اور ذلت آمیز طریقے سے ان کی داڑھی نوچ کر سنت نبوی کی توہین کی گئی۔ غرضیکہ اس قسم کی بے شمار وارداتوں کے ذریعے یہ کوشش کی گئی کہ ایسی اشتعال کی کیفیت پیدا ہو، تاکہ ان کے خطرناک منصوبے کو بروئے کار آنے کے اسباب مہیا ہوں۔

لیکن جب دوسری جماعتوں کے تحمل نے ان کی مطلوبہ اشتعال انگیزی کو پیدا نہ ہونے دیا تو محترم مودودی صاحب نے ایک فرمان اور جاری کر دیا کہ جمعیۃ میں شامل علماء کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اور فرمایا۔ یہ علماء سوشلسٹ ہو گئے ہیں۔ انہیں مسجدوں سے نکال دو، ان کے مدرسے اجاڑ دو۔ مزید فرمایا کہ جو سوشلزم کے حامی ہیں ان کی بیویاں کو عدالت میں جا کر طلاق حاصل کرنی چاہیئے۔ اس فرمان کے اگلے ہی روز رحیم یار خاں کی ایک جامع مسجد میں ہنگامہ کرڈالا گیا اور اپنی بے حرمتی کو قرآن کی بے حرمتی کہہ کر فضا کو اشتعال انگیز بنانے کی بھونڈی سازش کی گئی۔

خصوصاً جب مودودی صاحب کہیں باہر سے سیر سپاٹا کر کے واپس تشریف لائیں تو واپسی پر ان کا جو بیان ہوتا ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے بیرون ملک کی خلوتوں میں موصوف محترم یہی ایسا ہی بیان مرتب کرتے رہے ہیں۔ عام لوگ موصوف کا یہ بیان پڑھ کر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنی ایک رائے کا اظہار کر رہے ہیں، اور بس! حالانکہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ یہ آرڈر دینے کا ایک انوکھا طریقہ ہے جو اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ اس سے مطلوب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کو مغالطے میں بھی رکھا جا سکتا ہے۔

ابھی پچھلے ہفتے کی بات ہے۔ جب جمعیۃ طلباء کے ناظم نے اپنی جمعیۃ کے طلباء کو ادائے فرض کا حکم دیتے ہوئے اسی طرح کے الفاظ ادا کئے۔ جو ان کے امیر محترم مودودی صاحب عبدالمالک کے قتل پر فرما چکے تھے۔ اس سے ہم سمجھ گئے تھے کہ مودودی صاحب کا وہ فرمان کہ ملک کو خانہ جنگی میں جھونک دو، اسے بھولا بسرا نہ سمجھو بلکہ ان کے ذہنوں میں یہ ویسے ہی تازہ ہے جیسے کہ روز اول تھا۔ لیکن اس مجوزہ کشت و خون کے لئے جسے وہ مقدس جہاد کا نام دے رہے ہیں ابھی انہیں مواقع میسر نہیں آئے۔ پھر اس کو بھی نہ بھولئے کہ ایوب حکومت کے آخری ایام میں بھٹو صاحب کے سوشلزم کی آڑ لے کر مودودی صاحب نے بڑے پیمانے پر ملک گیر فسادات کا سلسلہ شروع کروا دیا تھا۔ اگر مارشل لاء کے ذریعہ بروقت اس کا تدارک نہ کیا گیا ہوتا تو سوچئے کہ یہ ملک کس انجام سے ہمکنار ہوا ہوتا۔ پھر کیا یہ قرین قیاس نہیں کہ جونہی مارشل لا کی گرفت ڈھیلی پڑے گی یہ اپنے طے شدہ سابق پروگرام پر بلاتاخیر عمل شروع کر دیں گے۔

البتہ ہمیں اس بات پر تعجب ضرور ہے کہ مودودی صاحب اور ان کے حواری پوری قوم کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہوئے یہ کہہ کر حکومت کی قوت کو چیلنج کرتے ہیں کہ یہ جنگ ہم خود لڑیں گے اور حکومت کی طاقت پر بھروسہ نہیں کریں گے۔ لیکن حکومت اس اعلان جنگ کو خاموشی سے سن لیتی ہے اور ٹس سے مس نہیں ہوتی کیا حکومت کے نزدیک قوم کی جان و آبرو اتنی سستی ہے کہ اسے جو چاہے اور جیسے چاہے للکار دے؟

محترم صدر یحییٰ خاں کا تازہ اعلان فی الواقع خوش آئند ہے۔ جس میں انہوں نے مجرموں کے خلاف سخت کارروائی کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے یقیناً غنڈہ گردی اور فسادی عناصر کی حوصلہ شکنی ہو گی۔ اہلیان پاکستان کی جان و آبرو ان کی لیڈری سے یقیناً زیادہ قیمتی ہیں۔ جن کا تحفظ ہر قیمت پر کیا جانا ضروری ہے

## یوم اسلامی منشور

گوجرانوالہ۔ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا مفتی عبدالواحد کی ہدایت پر ۲ جنوری ۱۹۷۰ء کو گوجرانوالہ میں "یوم اسلامی منشور" منایا جا رہا ہے۔ جمعہ کے خطبات میں جمعیۃ کے "اسلامی منشور" اور تمام مکاتب فکر کے ۳۱ نمائندہ علماء کے ۱۹۵۱ء میں منظور کردہ متفقہ اسلامی دستوری خاکہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔ نماز جمعہ کے بعد چوک گھنٹہ گھر میں ایک جلسہ عام زیر صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر امیر ضلعی جمعیۃ منعقد ہوگا۔ جس میں مرکزی ناظم مفتی عبدالواحد ڈویژنل ناظم۔ مولانا محمد الطاف حافظ آبادی اور دیگر جماعتی زعماء خطاب کریں گے۔

(ناظم شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ)

## تصحیح انتخاب عارف والا

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا حافظ شبیر احمد حسینی |
| نائب امیر | مولانا عبداللطیف صاحب |
| ناظم اعلیٰ | مولانا محمد حسین خطیب کلیانہ |
| ناظم | صوفی عبدالحمید |
| خازن | محمد امین |
| ناظم نشر و اشاعت | حافظ ریاض احمد |

(حافظ ریاض احمد ناظم نشر و اشاعت
جمعیۃ علماء اسلام عارف والا)

# دارالعلوم مدنیہ نسبت روڈ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

## بیادگار شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ

دارالعلوم مدنیہ ضلع سیالکوٹ کی واحد دینی درسگاہ ہے، جس میں تمام علوم عربیہ فقہ و حدیث، فلسفہ، منطق، عقائد، ادب، تاریخ و دیگر عربی مدارس کے مروجہ مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دارالعلوم ۱۲ سال سے نہایت عمدہ طریق سے کام کر رہا ہے اور اہل خیر حضرات کے تعاون سے روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

دارالعلوم میں ۲۵۰ تک طلبہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ بیرونی طلبہ ۴۵ تک دارالعلوم میں قیام پذیر ہوتے ہیں جن جملہ ضروریات دارالعلوم ادا کرتا ہے۔

## لہٰذا

اہل خیر حضرات سے درخواست کی جاتی ہے کہ دارالعلوم کی اعانت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ دارالعلوم کا اکثر حصہ ابھی تک زیر تکمیل ہے

(نوٹ) دارالعلوم میں داخلہ ۲۵ رشوال تک جاری رہے گا۔ مشہور عالم دین مولانا قاضی محمد اسلم صاحب ہری پور کی خدمات خصوصی طور پر حاصل کی گئی ہیں۔

المشتہر: محمد فیروز خاں فاضل دیوبند مہتمم دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

# طلباء حدیث کے لئے بشارت

صحاح ستہ میں سے بخاری شریف کی عظمت کی بڑی وجہ تراجم الابواب سے احادیث کے مطابق اور تراجم کی تشریح ہے۔ اس اہم موضوع پر مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی نے جواہر البخاری کو مرتب فرمایا ہے۔ جس پر نظر ثانی مولانا فخر الدین صاحب شیخ الحدیث دیوبند نے فرمائی۔ اکابر علماء محدثین میں سے استاذ العلماء مولانا خیر محمد صاحب نے فرمایا۔

"میری ناقص رائے میں جواہر البخاری کے مضامین قابل اعتماد ہیں معلمین اور متعلمین کے لئے انشاء اللہ نافع ہوں گے"۔

شارح الحدیث محدث کبیر مولانا محمد یوسف بنوری نے ارشاد فرمایا۔

"بقول شیخ الہند رح تراجم کا دین امت کے ذمہ باقی ہے۔ مسرت کا مقام ہے کہ ہمارے محترم جناب مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے بہت خوش اسلوبی کے ساتھ قلم اٹھایا اور ان جواہر ریزوں کو واضح تعبیر سے پیش فرمایا جو طلباء حدیث کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے"

طلبائے دورہ حدیث صرف ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر مفت طلب فرمائیں۔

قاری محمد ارشد الحسینی دار الارشاد کیمبل پور

# داخلہ

مدرسہ عربیہ حدیقۃ الاحسان شاہی مسجد شجاع آباد میں داخلہ ۲۵ رشوال المکرم تک جاری رہے گا۔ امسال مدرسہ ہذا میں درس نظامی، فقہ، صرف و نحو، عربی و فارسی تجوید و قرأت قرآن کریم حفظ و ناظرہ کے علاوہ شعبہ پرائمری مع دینیات کی تعلیم کا بھی انتظام ہے اور قابل، تجربہ کار و محنتی اساتذہ کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ بیرونی طلباء کے قیام و طعام، لباس و رہائش و دیگر ضروری اخراجات کا مدرسہ کفیل ہوگا۔ داخلہ محدود ہے۔ بیرونی طلباء دفتر مدرسہ ہذا سے جلد رابطہ قائم کریں (قاضی عبداللطیف اختر خطیب و متولی شاہی مسجد مہتمم مدرسہ حدیقۃ الاحسان شجاع آباد)

# اعلان داخلہ

مدرسہ عربیہ دار الفیوض کنڈہ کوٹ ضلع جیکب آباد کا نیا داخلہ مورخہ ۵ شوال سے یکم ذیقعدہ تک جاری ہے۔ اس سال مدرسہ کے صدر مدرس کی خدمات حضرت مولانا مظہر الدین صاحب ہالیجوی صاحب استاذ سندھ سرانجام دینگے۔ عربی طلباء جلد داخلہ لیں۔ فارسی اور قرآن شریف کا نیا داخلہ بند ہے۔

المعلن: مولوی عمر الدین نائب مہتمم مدرسہ دار الفیوض کنڈہ کوٹ ضلع جیکب آباد (سندھ)

# طلباء کو بشارت

ہرنولی تحصیل و ضلع میانوالی میں مدرسہ عربیہ اشرف العلوم ہرنولی ۵ رشوال سے جاری کیا جا رہا ہے جس میں حفظ ناظرہ قرآن پاک اور دورہ موقوف تک۔ استاد مولانا قطب اللہ بن سابق مدرس خانقاہ سراجیہ کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ ۵ شوال کو داخلہ شروع ہے۔ ۱۵ شوال کو پڑھائی شروع ہو جائیگی۔ داخل ہونے والے خط و کتابت کریں۔ (محمد یعقوب)

# جامعہ قاسمیہ قصور کا تبلیغی اجتماع

مورخہ ۱۴، ۱۵ رشوال المکرم ۱۳۸۹ھ بمطابق ۲۴، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء بروز بدھ و جمعرات بمقام جامع مسجد گنبد والی کوٹ مراد خاں قصور شہر میں مولانا صاحبزادہ حکیم سید محمد طیب صاحب ہمدانی امیر جمعیۃ علماء اسلام قصور کے زیر صدارت نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوگا۔ جس میں ملک بھر کے نامور علماء و خطیب خصوصاً مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلم، مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری، مولانا ضیاء القاسمی صاحب لائل پور، مولانا عبدالرحمن صاحب جامی اور دیگر علماء کرام شرکت فرما رہے ہیں۔

(قاری محمد شریف قصوری ناظم جلسہ)

# پرانے پیچیدہ امراض

زنانہ و مردانہ اور دیگر ہر قسم کی بیماری کا علاج کامیابی سے کرانے کیلئے آزمائش کریں۔ دور دراز سے خط و کتابت کے ذریعہ بھی علاج کیا جاتا ہے

ایچ ڈاکٹر نور خاں ایچ ڈی (انگلینڈ) گوڑ بازار میانوالی شہر

# تفسیر روح المعانی

(عربی)

از جامع المفسرین، عمدۃ المحققین علامہ شہاب الدین السید محمود الآلوسی البغدادی المتوفی ۱۲۷۰ھ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

—— ہمارے ہاں ——

زیر طبع ہے۔ کاغذ سفید گلیز طباعت عمدہ ٹائپ۔ پوری کتاب کی قیمت دوسو پچاس روپے ۲۵۰/- ۲۹ رشوال ۱۳۸۹ھ تک بیس روپے پیشگی جمع کرانے والے کو صرف دوسو ۲۰۰/- روپے میں دی جائیگی

# مرقاۃ المفاتیح

شرح

# مشکوٰۃ المصابیح

از سلطان العلماء ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نو جلدیں ہمارے ہاں طبع ہو چکی ہیں دسویں جلد زیر تکمیل اور گیارھویں (آخری جلد) زیر طبع ہے۔ کاغذ امی ٹیشن آرٹ۔ طباعت عمدہ ٹائپ — نو جلدوں کی قیمت ۱۹۸/- روپے پوری کتاب کے خریدار کو ۱۲½ فیصد رعایت دی جاتی ہے۔ پوری قیمت پر الگ الگ جلد بھی مل سکتی ہے۔

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ (مقبول روڈ) ملتان پاکستان

# مولانا کوثر نیازی کا بیان

(جو انہوں نے ۱۷ دسمبر کی پریس کانفرنس میں پڑھا)

آج سے دو ڈھائی ماہ قبل مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے اجلاس میں شرکت کرنے کے بعد جماعت اسلامی کے امیر مولانا مودودی پاکستان واپس تشریف لائے تو انہوں نے اپنے اخباری بیانات کے ذریعے بڑے فخر سے اعلان کیا تھا کہ رابطہ نے اپنی ایک قرارداد میں احمد آباد کے مسلم کش فسادات کی مذمت کرتے ہوئے مسلمان ملکوں سے اپیل کی ہے کہ وہ بھارت سے سفارتی تعلقات منقطع کرلیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ عید کے بعد رابطہ کا ایک وفد مسلمانوں کی حالت زار کا جائزہ لینے کے لئے بھارت بھیجا جائے گا۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ رابطہ کے حالیہ اجلاس کے متعلق مولانا مودودی کے یہ بیانات صداقت سے بالکل خالی تھے۔ کیونکہ رابطہ کے ترجمان "العالم اسلامی" کے شمارہ نمبر ۱۵۳ میں اجلاس کی کارروائی اور قرارداد بہ تفصیل سے شائع ہوئی ہے۔ اس سے کچھ اور ہی تصویر سامنے آتی ہے۔ رابطہ کے اس ترجمان اخبار نے بتایا ہے کہ اجلاس میں کل آٹھ قراردادیں منظور کی گئی تھیں۔ جن میں بھارت کے متعلق ایک لفظ تک نہیں کہا گیا۔ نہ بھارت کے دورہ کے لئے کسی وفد کی تجویز کا ذکر ہے۔

یہ افسوسناک تضاد بیانی دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو مولانا مودودی صاحب نے اس معاملے میں سیاسی مقبولیت کی خاطر اپنے اس مشہور فتوے پر عمل کیا ہے کہ کبھی کبھی مصلحت کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہو جاتا ہے۔ یا پھر رابطہ نے قراردادیں منظور ہونے کے بعد بھارت کے سیاسی دباؤ کے تحت ان قراردادوں کو حذف کر دیا ہے۔ اگر یہ صورت ہو، تب بھی مودودی صاحب کو خاموش نہیں رہنا چاہیئے تھا۔ ان کا فرض تھا کہ وہ رابطہ سے محض مالی امداد وصول کرنے کی خاطر چپکے نہ رہیں۔ بلکہ اس سے مستعفی ہو کر پاکستان دوستی کا ثبوت بہم پہنچائیں۔

رابطہ عالم اسلامی کا نام اہل وطن اکثر سنتے رہے ہیں۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس کی اصل حقیقت اور مودودی صاحب سے اس تنظیم کے تعلقات کی نوعیت کو کھول کر بیان کر دیا جائے۔ رابطہ کی یہ تنظیم شاہ سعود نے قائم کی تھی۔ اور اس کا مقصد اسلامی ممالک کا اتحاد اور تبلیغ اسلام قرار دیا گیا تھا۔ شاہ سعود نے اسلامی ممالک کے اتحاد کا منصوبہ امریکہ کے اشارے پر عالم عرب کے اتحاد کو ناکام بنانے کے لئے پیش کیا تھا جیسا کہ صدر آئزن ہاور نے اپنی کتاب MEMORTES میں خود اس کا انکشاف کیا ہے۔

شاہ سعود کی ناصر دشمنی کے باعث تنظیم کی اصل باگ ڈور ان اخوان رہنماؤں کے ہاتھ میں آئی جو مصر سے جلاوطن ہو کر سعودی عرب میں مقیم تھے۔ اس اخوان عنصر نے امریکی سامراج کے اشارے پر چن چن کر مسلمان ملکوں سے ان علماء کو رابطہ کا رکن نامزد کیا جو صدر ناصر کے خلاف پروپیگنڈے کی مہم میں استعمال ہو سکتے تھے چنانچہ رابطہ کی رکنیت کے بعد مودودی صاحب اور ان کی پارٹی نے صدر ناصر کے خلاف جتنا پروپیگنڈا کیا ہے وہ سب شاہ سعود کے سرمائے کا مرہون منت تھا اور یہ اسی سرمایہ کا اعجاز تھا کہ جماعت کے تنخواہ دار کارکنوں اور ہمسفر اخباروں نے صدر ناصر کو یہودیوں کا ایجنٹ مشہور کر دیا۔ رابطہ کی رکنیت سے پہلے مودودی صاحب نے سعودی عرب میں حج کے نظام بیت اللہ شریف کے ماحول تک کے بارے میں ایک۔ کتاب خطبات میں بڑی دل آزارانہ تنقید کی تھی۔ شاہ سعود کے زیر سایہ آنے کے بعد یہ تنقید کتاب کے اگلے ایڈیشن میں تبدیل کر دی گئی۔ مودودی صاحب اور ان کی جماعت شاہ سعود کے زمانہ میں امیر فیصل کی مخالف تھی اور انہیں اسلام میں جدید رجحانات کا علمبردار قرار دے دی تھی اور اس پر جماعت کے اخبارات و جرائد کی فائلیں گواہ ہیں۔ مگر جب شاہ فیصل برسر اقتدار آئے، تو جماعت نے اپنے مفادات کی خاطر ان کے قصیدے پڑھنے شروع کر دیئے۔

رابطہ عالم اسلامی کی رکنیت کے پردے میں مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے جو سرمایہ اکٹھا کیا ہے۔ وہ ایک پراسرار داستان ہے۔ کیونکہ رابطہ اپنے کروڑوں کے فنڈ سے مختلف ملکوں میں تبلیغ اسلام کے لئے امداد دیتی تھی۔ اس لئے مودودی صاحب نے اپنے ایک تنخواہ دار معتمد مقلد مخلص چوہدری غلام محمد کے ذریعے مختلف ملکوں میں اپنے متفقین پر مشتمل ایسی کاغذی اور نام نہاد تنظیمیں قائم کرائیں۔ جنہیں رابطہ سے وقتاً فوقتاً لکھو کھہا روپے بطور امداد دلائے گئے۔ واضح رہے کہ یہ چوہدری غلام محمد ان پڑھ ہونے کے باوجود سال کے نو مہینے مشرق وسطیٰ اور دوسرے ملکوں کا دورہ کرنے میں گذارتے ہیں۔ جن ملکوں میں ان کے متفقین پہلے سے موجود نہ تھے۔ وہاں پاکستان سے تعلیم اور ملازمت کے نام پر اپنے کارکنوں کو برآمد کیا گیا چنانچہ لندن میں اسلامک مشن کے نام سے جو تنظیم قائم ہے وہ جماعت کے اسی طرح کے چند کارکنوں پر مشتمل ہے جو تعلیم کے نام پر لندن میں مقیم ہیں۔ اس تنظیم کی دولت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب پچھلے دنوں مودودی صاحب لندن تشریف لے گئے تو ان کے اعزاز میں لندن کے مشہور ہلٹن ہوٹل میں ایک ضیافت منعقد ہوئی۔ جس پر خرچ ۵ پونڈ فی کس تھا۔ اور اس میں پانچ سو افراد شریک ہوئے تھے۔ لندن کے علاوہ نیروبی، کویت۔ بیروت۔ جنیوا اور جدہ میں بھی مودودی صاحب نے مختلف تنظیموں اور افراد کے نام پر بے شمار دولت جمع کر رکھی ہے۔ کراچی میں ادارہ معارف اسلامی کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے۔ جس کے صدر خود مودودی صاحب ہیں۔ اس کے ذریعہ سے جماعت کے متعدد کارکنوں کو تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ یہ ادارہ بھی رابطہ عالم اسلامی سے بھاری امداد حاصل کرتا ہے۔

علاوہ ازیں ابھی حال ہی میں بیروت میں لاکھوں روپے کے سرمائے سے امریکہ اور اسرائیل کو تقویت پہنچانے کے لئے ایک ایسی بین الاقوامی شراکت قائم کی گئی ہے۔ جو الفتح اور صدر ناصر کے خلاف لٹریچر شائع کرے گی۔ اس شراکت میں مودودی صاحب کے بعض کارکنوں کے باقاعدہ حصص ہیں۔

بیروت اور جدہ کے مراکز میں اقبال سہیل نامی ایک کارکن کو جماعت سے بھاری تنخواہ پر ملازم رکھا ہوا ہے جس کا کام پاکستان کے اخبارات کو عربوں کی تحریک جہاد کے خلاف مکتوب فراہم کرنا ہے۔ لاہور کے ایک مقالی روزنامہ میں گذشتہ چند ماہ میں عربوں کی اسلام دشمنی کے جو چارٹ شائع ہوتے رہے ہیں اور جنہیں جماعت اسلامی نے صدر نکسن کی آمد کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے ہوائی اڈہ پر تقسیم کیا ہے۔ وہ اسی اقبال سہیل کی تصنیف تھے اس پروپیگنڈہ کا شاہکار یہ ہے کہ اس اقبال سہیل کے ایک حالیہ مکتوب بیروت میں جو لاہور کے ایک روزنامہ میں شائع ہوا ہے "الفتح" کی مجاہد تحریک کو کمیونسٹ قرار دیا ہے اور یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اس کے لیڈر حرمین شریفین کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر یہ بات درست ہو تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی کے حرمین شریفین مکہ اور مدینہ میں نہیں بلکہ تل ابیب اور حیفہ میں واقع ہیں۔ کیونکہ الفتح انہیں دو مقامات کو تباہ کرنا چاہتی ہے۔

رابطہ عالم اسلامی میں اپنی کارگذاریوں کے نام پر مودودی صاحب ایک عرصہ میں پاکستان کے لوگوں کو بیوقوف بناتے رہے ہیں۔ لیکن خود مدینہ یونیورسٹی کے غیر جماعتی طالب علم اس بات کے گواہ ہیں کہ جماعت نے رابطہ کی رکنیت کے بعد پاکستان کی خدمت کرنے کی بجائے عرب ملکوں میں پاکستان کے خلاف مصنف اور چھاپنے والے کا نام دیئے بغیر ایسی کتابیں تقسیم کی ہیں جن سے پاکستان کے خلاف نفرت پھیلی ہے۔ اور اس طرح کی بعض کتابیں خود حکومت پاکستان کے ریکارڈ میں شامل ہیں۔

میں پاکستانی عوام سے اپیل کروں گا کہ وہ غیر ملکی سرمائے سے لیبیا، متحدہ عرب جمہوریہ اور دوسرے عرب ملکوں کے خلاف چلنے والی پروپیگنڈے کی اس تحریک کو ناکام بنا دیں اور ہمیشہ یہ معیار سامنے رکھیں کہ جو شخص حریت پسندوں کا مخالف ہے وہ دانستہ یا نادانستہ سامراج کا ایجنٹ ہے۔ دوسری طرف حکومت سے یہ مطالبہ کروں گا کہ وہ سفارتی سطح پر مودودی صاحب کو رابطہ کی تنظیم سے نکلوانے کا انتظام کرے اور اس بیرونی سرمائے کے بارے میں چھان بین کرے۔ جو رابطہ کے واسطہ سے مودودی صاحب نے دوسرے ملکوں میں جمع کر رکھا ہے

# ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کی عوامی عیدگاہ پر مودودیوں کا جبری قبضہ

(رپورٹ:- زاہد الراشدی ناظم جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن)

گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے درمیان "ڈسکہ" ایک قصبہ واقع ہے۔ جہاں کے سر ظفر اللہ خان نے اپنے مخصوص ہتھکنڈوں کے ذریعہ یہاں کے دیندار اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کو عرصہ تک پریشان رکھا۔ اور اب ظفر اللہ کے بیرون ملک چلے جانے کے بعد یہ ذمہ داری مودودی جماعت کے کارندوں نے سنبھال لی ہے۔

امسال "رابطہ عالم اسلامی" کے اجلاس میں شرکت کے لئے جاتے وقت جناب مودودی نے کراچی میں اپنے ورکروں کو علماء حق کے خلاف نفرت انگیز مہم چلانے کا جو "امن پرورانہ؟" آرڈر دیا تھا اس کی تعمیل ڈسکہ کے مودودیوں نے بھی کی۔ چنانچہ انہوں نے عید الفطر کے روز ڈسکہ کی عوامی عیدگاہ میں علماء کے خلاف شاندار عسکری مظاہرہ کیا۔ اور لاٹھیوں، ڈنڈوں، برچھیوں، گنڈاسوں اور ریوالوروں کی مدد سے ایک "پرامن" مہم پایۂ تکمیل تک پہنچائی۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ڈسکہ کی عوامی عیدگاہ عوام کے چندہ سے خریدی گئی تھی اور اس کا انتظام چلانے کے لئے شہر کی مساجد میں سے ہر ہر مسجد سے دو دو افراد لے کر مجلس منتظمہ بنائی گئی تھی۔ جس میں دو افراد دارالعلوم مدنیہ رجسٹرڈ کی جامع مسجد کے بھی شامل تھے۔ (دارالعلوم مدنیہ کے مہتمم، جامع مسجد کے خطیب، مقامی جمعیۃ علماء اسلام کے امیر اور علاقہ کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد فیروز خان صاحب فاضل دیوبند کم و بیش بارہ سال سے عوامی عیدگاہ میں نماز عید پڑھاتے چلے آرہے تھے۔ چونکہ حضرت مولانا موصوف جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ اور علاقہ میں اس کے سرگرم کارکن ہیں۔ اس لئے مودودیوں کی نظر میں برابر کھٹکتے رہتے ہیں۔

امسال عید الفطر سے دو ایک روز قبل عیدگاہ کی مجلس منتظمہ کے نام سے ایک میٹنگ کا ایجنڈا پھرایا گیا جس میں مودودیوں کی مسجد کے سترہ افراد اور باقی پانچ مساجد کے سات افراد کے نام درج تھے۔ اور ان سات میں بھی اکثر وہ جو حج بیت اللہ کے لئے کافی دنوں سے جا چکے ہیں۔ مولانا فیروز خان تک جب ایجنڈا پہنچا، تو انہوں نے میٹنگ کی ہیئت کذائیہ پر اعتراض کرتے ہوئے شرکت سے انکار کر دیا۔ لیکن جب عید کے روز صبح حسب معمول اپنے کارکنوں کو عیدگاہ کا انتظام کرنے کے لئے بھیجا تو وہاں کا منظر ہی کچھ اور تھا۔ مودودی پارٹی کے سرکردہ حضرات نے پہلے سے صفوں اور لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کا انتظام کر رکھا تھا اور اگلی صفوں پر کافی لوگ صبح سے ہی براجمان تھے۔ مولانا فیروز خان کو یہ معلوم ہونے پر بات کچھ کھٹکی۔ مگر پھر بھی وہ اپنے سابقہ معمول کے مطابق عیدگاہ پہنچے۔ وہاں ایک صاحب تقریر کر رہے تھے۔ مولانا موصوف وہاں جا کر قریب بیٹھ گئے۔ جب کافی وقت گذر گیا تو لوگوں کی طرف سے چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ اور مولانا فیروز خان کو وقت دینے کا مطالبہ ہونے لگا۔ اس پر چند غنڈوں نے مقرر کو گھیرے میں لے لیا تاکہ کہیں مولانا فیروز خان آگے بڑھ کر مائیک قبضہ میں نہ لے لیں۔ لیکن مولانا نے انتہائی تحمل سے کام لیتے ہوئے حالات کو مزید بگڑنے سے بچایا۔ عیدگاہ میں شور و غل ہوگیا اور آگ کو مزید بھڑکانے کے لئے مودودی پارٹی کے ایک ذمہ دار مقامی کارکن نے اجتماع پر سنگباری شروع کر دی۔ حالات کو مزید خراب ہونے سے بچانے کے لئے مولانا فیروز خان صاحب نے باوجود عوام کے بیشتر حصہ کے اصرار کے یہ اعلان کیا کہ ہم عید کی نماز دارالعلوم مدنیہ میں جا کر پڑھ لیں گے۔ اس اعلان پر ہزاروں عوام عیدگاہ سے چل پڑے۔ اور دارالعلوم میں پہنچ کر نماز عید ادا کی۔

یہ ہے علماء کے خلاف مودودی صاحب کی ہدایت پر ان کی پارٹی کی "پرامن" نفرت انگیز مہم اور عسکری مظاہرہ کا ایک منظر جس کے لئے سنا گیا ہے کہ ان بیچاروں کو ۵ روپے فی غنڈہ کے حساب سے خریداری بھی کرنا پڑی اور یہ رقم وصول کرنے والوں نے نماز عید کے بعد اسی جگہ جوئے میں اڑا دی۔

مال حرام بود بجائے حرام رفت

### بقیہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت

سے تقسیم کر دیا۔ صرف چند درہم رہ گئے جن کے لیے کوئی سائل نہیں آیا تھا۔ ان دراہم کے بچ رہنے کی وجہ سے آپ ساری رات پریشان رہے اور آرام نہیں فرمایا۔ صبح ہوتے ہی سب خیرات کر ڈالے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے بارے میں یہ قول کہ:

"آپ چلتی ہوئی ہواؤں سے زیادہ فیض رساں تھے"

بالکل حق ہے۔

## ۱۴- آپ کا عدل و انصاف اور حق کے معاملہ میں سختی کرنا

آپ حق بات میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ دوست اور رشتہ دار کی حق کے بارے میں مطلق رعایت نہیں فرماتے تھے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کی شریعت کے سامنے اپنے اعمال کے جواب دہ تھے۔

ایک دفعہ ایک عورت نے جو خاندان بنی مخزوم سے تھی چوری کی۔ قریش کی عزت کے لحاظ سے لوگ چاہتے تھے کہ سزا سے بچ جائے۔ اور معاملہ دب جائے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب خاص تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ سفارش کیجئے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی کی درخواست کی۔ آپ نے غضب آلود ہو کر فرمایا:

"تم اللہ کی مقرر کردہ حدود میں سفارش کرتے ہو"

پھر لوگوں کو جمع فرمایا اور ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ جب کوئی غریب چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے اور جب کوئی معزز چوری کرتا تو اس سے درگزر کرتے تھے۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو محمد اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا"

(صحیح بخاری و مسلم) (باقی آئندہ)



# فَسَادُ الْعَالِمِ فَسَادُ الْعَالَمِ


حضرت مولانا سید عبدالکریم صاحب۔ صدر المدرسین جامعہ مدنیہ کیمبل پور


موجودہ دورِ فتن میں مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی "بدء الاسلام غریبا و سیعود کما بدء" کی تصدیق بلا اختیار دل میں بیٹھ جاتی ہے۔ حق اور اہلِ حق کے خلاف سازشوں کا یہ طومار اور نفرت و عداوت کا یہ سیلاب عظیم غربت اسلام کی بین دلیل ہے۔ ایسے حالات میں ان بعض علمائے کرام کا رویہ اور بھی زیادہ پریشان کن ہے جو اکابرین دیوبند کے زیر سایہ پلے ہوئے، ان کی عرق ریزی سے بنا کردہ مدارس میں پڑھے۔ لیکن آج ایک ایسے شخص کے دُم چھلے بنے ہیں کہ جس کے ناپاک خیالات، درباره رسل و صحابہ اور سلف صالحین کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ جس کے نزدیک عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ، مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہم کی تحریکیں گمراہ کن ہیں۔ تفاسیر اور شروح احادیث کا پرانا ذخیرہ بیکار و بے اعتماد ہے۔ جس کے غیض و غضب کے زہر آلود تیروں کا رُخ بدترین عدو اللہ یہود کی بجائے ان مسلمانوں کی طرف ہے جن کی فتح و شکست سے اسلام کی سربلندی اور پستی وابستہ ہے۔ اور جو موجودہ حالات میں امیر و غریب کی فیصلہ کن جنگ میں چودھریوں اور نوابوں کا ساتھ دے کر زمرۂ مساکین سے لاتعلق ہو چکا ہے۔

ایسے شخص کی اقتدا ان علماء کے لیے اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ ان بے چاروں کو دس سالہ محنت سے حاصل کردہ علومِ نبویہ کی تحصیل پر پوری پوری ندامت ہے یا پھر وہ دیدہ دانستہ محض دنیوی حقیر متاع کے پیچھے آخرت کے خرمن میں آگ بھڑکا رہے ہیں۔ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ۔

کاش وہ اتنا سوچ لیتے کہ یہ نقلی مجدد اپنی خود ساختہ اسلامی تحریک کی کامیابی کے لیے اہلِ حق کے مقابلہ میں ہمیں آلۂ کار بنا کر اپنا اُلو تو سیدھا نہیں کر رہا۔ شاید ان حضرات کی نگاہیں فرمانِ رسول "اِنّ ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم" پر نہیں پڑیں؟ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے اکابر کے حبلِ واثق کو چھوڑ کر غیر کی دریوزہ گری کرتے۔ ان میں سے بعض حضرات تو ایسے ہیں کہ باوجود مضبوط اور مخصوص علمیت رکھنے کے، اس شخص کی محبت نے ان کی نظروں پر جو پردہ ڈال دیا ہے وہ نہایت افسوسناک ہے اور ان کی حالت واقعی قابلِ رحم ہے۔ سچ ہے کہ:

حبّک الشیء یعمی و یصم

دارالعلوم حقانیہ سے دس بارہ سالہ استمتاع کی نمک حلالی کا حق ادا کرنے کے لیے ان سے اخراج کے بعد جو ایک کتابچہ لکھا ہے۔ اس میں مصنف نے اس شخص کے حق میں ایک "مصیب مجتہد اور عالم حقانی" کی عقیدت پیش کی ہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ اس کے تمام باطل نظریات کی تاویلات لکھ کر غیرت علمی کی داد حاصل کی۔

اس وقت یہ سوال بے جا نہ ہوگا کہ اگر وہ واقعی آپ کے ہاں زمانہ کے مجدد اور حقانی ہیں تو اتنی مدت دارالعلوم حقانیہ میں رہ کر کیوں تقیہ کرتے رہے۔ جب کہ دارالعلوم میں اعلیٰ مدرس سے ادنیٰ متعلم تک تمام اس مسلک کے مخالف ہیں، خصوصاً طلبۂ علم کے دلوں میں اس مسلک سے جو نفرت تھی، جو بالآخر رنگ لائی اور آپ کو بستر بوریا باندھنے پر مجبور کر دیا۔

اس وقت اس گروہ کا نشانہ صرف وہ علماء حق ہیں، جن کی ساری زندگیاں اسلام کی سربلندی، علومِ نبویہ کی ترویج اور اعلائے کلمۃ الحق کے لیے وقف ہیں۔ وہ اپنے مقابلہ میں ان کو آج چند شرپسند عناصر کا تختۂ مشق اور نظریۂ پاکستان کے مخالف ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ خوب علم رکھتے ہیں کہ کراچی سے لے کر پشاور تک مدارس دینیہ کا وسیع جال، مساجد و خانقاہیں ان ہی سے مزین ہیں۔ قال اللہ و قال الرسول کے پڑھنے پڑھانے والے، منبر و محراب کو آباد کرنے والے اور ہر باطل کے سامنے سینہ سپر ہونے والے سارے وہی لوگ ہیں جن کے قلوب مولانا مدنی رحمہ اللہ، مولانا تھانوی رحمہ اللہ اور مولانا نانوتوی و گنگوہی کی محبت سے معمور ہیں اور ان سلف کے حقیقی خلف ہیں۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم "یحمل العلم ھذا من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین" کے سچے مصداق ہیں۔ نظام اسلام کے لیے صبح و شام جد و جہد کو اپنا مشغلہ بنا کر نظریۂ پاکستان کے صحیح معنوں میں تحفظ کا سبق دیا ہے۔ چھوٹی سی مسجد سے لے کر ملکی عوامی مجلس شوریٰ، گول میز کانفرنس اور اسمبلیاں تک اس مقصد کو دہراتے رہتے ہیں۔

اولٰئک آبائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

اگر یہ گروہ حقائق سے صرفِ نظر کر کے الزام تراشی کو اپنی غذا بنا کر ایک طرف اپنے آقا کو خوش کرنا چاہتے ہیں تو دوسری طرف اپنے آپ کو امام الانبیاء کے قول مبارک:

"علماء ھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنة و فیھم تعود" کا مصداق بنانا چاہتے ہیں۔ صحابہ کرام اور سلف صالحین کے ناموس پر اپنی بے غیرتی کا ثبوت مہیا کر رہے ہیں اور اکابر دیوبند سے حاصل کردہ فیض اور ان کے مدارس میں سے خورد و نوش کی نمک حلالی کا حق ادا کر رہے ہیں۔

من اضل اللہ کیف ترشدھا

সাপ্তাহিক — WEEKLY

# তরজুমানেইসলাম — TARJUMANE ISLAM

লাহোর — LAHORE

# إن الدين عند الله الإسلام

پاکستان میں حفاظت اسلام کا علمبردار

ہفت روزہ

# ترجمان اسلام

لاہور
پاکستان

## العلماء ورثة الأنبياء

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم

سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنا مسلمان کے ایمان کا جزو ہے۔ کلمۂ شہادت جس کی قلبی تصدیق کا دوسرا نام ایمان ہے اس کے دو جزء ہیں۔ پہلے جزو میں حق تعالیٰ کی معبودیت کا اقرار اور غیر اللہ سے اس کی نفی ہے اور دوسرے جزو میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت اور رسالت کا اعتراف ہے۔ یہی کلمہ ایمان کا تخم ہے جب یہ بیج انسان کے دل میں پڑتا ہے اور قلب کا یقین اسے قبول کر لیتا ہے تو وہی پودا اسلام کا تناور اور سایہ دار درخت بن جاتا ہے جس کے سائے میں انسان کو دنیا اور آخرت کا آرام نصیب ہوتا ہے۔

تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ایمان کا بیج ہے جو ہر مسلمان کے دل میں پڑا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ خدا اور اس کے رسول صلعم کی محبت کے بغیر ایمان کی حلاوت اور اس کی چاشنی نصیب ہی نہیں ہو سکتی۔

ایک حدیث میں خصوصیت سے ارشاد ہے:

لا يؤمن احدكم حتى اكون احب

اليه من والده وولده والناس

اجمعين

(تم میں سے کوئی مومن کہلانے کا مستحق نہیں جب تک کہ میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے نزدیک باپ بیٹے اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب ہوں)

مقصد یہ ہے کہ ایک انسان کو دوسرے انسان سے جو تعلق ہو سکتا ہے ان میں سب سے زیادہ گہرا تعلق وہ ہے جو باپ اور بیٹے کے درمیان ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان ...... سب سے زیادہ ہونی چاہیے ایک امتی کا تعلق اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام انسانی تعلقات سے بالا ہے حتیٰ کہ خون کے رشتہ سے بھی کہیں بلند و برتر ہے۔ اگر ایسا نہیں تو دعویٰ ایمان و اسلام قابل غور ہوگا ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ محبت کے اس تخم کی پرورش کرے ہر وقت اعمالِ صالحہ اور اتباع سنت کے ذریعہ اس محبت میں اضافہ کی کوشش کرتا رہے تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ اس کا دل محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہو۔ یا العیاذ باللہ اس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے لیے کوئی جگہ ہو۔ ایک مسلمان کے بارے میں یہ چیز سوچی ہی نہیں جا سکتی۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ثلث من كن فيه وجد بهن

حلاوة الايمان من كان الله و

رسوله احب اليه مما سواهما

ومن احب عبدا لا يحبه الا لله و

من يكره ان يعود في الكفر بعد ان

انقذه الله كما يكره ان يلقى في

النار۔

(تین چیزیں جس میں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو پا سکتا ہے:

ایک یہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کے ماسوا سے زیادہ ہو۔

دوسرے یہ کہ اس کا تعلق کسی بندے سے صرف اللہ ہی کے لیے ہو۔

تیسری یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹنا اس کے نزدیک اتنا ہی تکلیف دہ ہو جتنا آگ میں ڈالا جانا)

اللہ اور اس کے رسول کی محبت مسلمانوں کی پونجی ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ ضائع ہوئی تو دین و دنیا برباد ہے۔ یہی محبت — انسانیت کے امراض کا علاج ہے۔ اسی محبت کے ذریعہ انسان میں وہ جوہر پیدا ہوتا ہے جو حق تعالیٰ کو مطلوب ہے۔ یہ محبت ایک بھٹی ہے جو انسان کی کھوٹ کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور انسانیت کندن بن کر سامنے آ جاتی ہے۔ جب اس محبت کی آگ دل میں سلگتی ہے تو ہر تن مو سے یہ صدا بلند ہوتی ہے ؎

اے آں کہ زنی دم از محبت

از ہستی خویشتن پرہیز

برخیز و بہ تیغ تیز مشیں!

یا از رہ راہ دوست برخیز

ظاہر ہے کہ محبت ایک قلبی کیفیت ہے۔ اس مادی کائنات میں کوئی ایسا پیمانہ ایجاد نہ ہوا جس میں اس کیفیت کو وزن کیا جا سکے اور نہ کوئی تھرمامیٹر نکلا جس سے محبت کی حرارت کا اندازہ لگایا جا سکے۔ ہاں ایک پرانا پیمانہ:

ان كنتم تحبون الله فاتبعوني

(اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو)

کا موجود ہے۔ اس کے ذریعہ محبت کی مقدار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنے کی کھلی نشانی آپ کے طریقے اور لائے ہوئے دین کی اتباع اور پیروی ہے۔ یہی ایک ذریعہ ہے جس سے ہم خدا اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جذب و بے خودی تو ایک اضطراری کیفیت ہے۔ اس سے گفتگو نہیں۔ اگرچہ یہ بھی اسی وقت قابل لحاظ ہے جب کہ اس کی اتباع و پیروی سے ہوئی ہو۔ لیکن عام حالات میں اور عقل و ہوش کے رہتے ہوئے محبت کو محبوب کی مرضیات کا تابع ہونا چاہیے۔ ہر چیز کو محبوب کی نگاہ سے دیکھنا ہی محبت ہے۔ عاشق وہ ہے جو محبوب کا دوست ہو جس کا دوست محبوب اور محبوب کا دشمن جس کا دشمن ہو۔ اس کی دوستی بھی محبوب کے لیے ہو اور عداوت بھی محبوب کے لیے۔

من احب لله و ابغض لله فقد

استكمل الايمان

(جس نے اللہ کے لیے کسی کو پسند کیا اور اسی کے لیے عداوت کی اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔)

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے راستے سے ہٹ کر محبت کرنا یا تو اصل میں عداوت ہے یا پھر غلط علم اور فریب نفس کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔

جن لوگوں کی تاریخ اسلام پر نظر ہے۔ وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ محبت کے نام سے کیسی کیسی گمراہیاں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں داخل ہوئی ہیں۔ یہ گمراہی زیادہ تر محبت و تعظیم میں غلو اور افراط سے پیدا ہوئیں اور اس لئے پیدا ہوئیں کہ ہم نے محبت و تعظیم میں شریعت اور سنت کو نظر انداز کر دیا۔ ہمارا یہ کہ محبت کے سلسلے میں بھی اعتقادی اور عملی غلو اور افراط کی بیماری سے محفوظ رہنے کی پوری سعی کریں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہر وقت پیش نظر رہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ کسی صحابی رضؓ کی زبان سے نکل گیا:

ماشاء الله و ماشئت

(اللہ چاہے یا آپ چاہیں ————)

سرورِ کائنات نے سخت تنبیہ کی اور فرمایا:

جعلتني لله ندا ماشاء الله وحده

(تم نے مجھے اللہ کے برابر بنا دیا بلکہ یہ کہو جو تنہا خدا چاہے)

اسی طرح دوسرے موقعہ پر آپؐ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

لا يستهوينكم الشيطان انا محمد

بن عبد الله وعبد الله ورسوله

ما احب ان ترفعوني فوق منزلتي

التي انزلني الله۔

(تمہیں شیطان بہکا نہ دے۔ میں عبد اللہ کا بیٹا محمدؐ ہوں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ مجھے اس درجہ سے بلند کرو جس پر خدا نے مجھے رکھا ہے۔)

اس سلسلہ میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر محتاط تھے اور کس طرح آپؐ نے انسان کے ذہن کو افراط اور غلو کی بیماری سے دور رہنے کی تعلیم فرمائی۔

اس کا اندازہ ایک واقعہ سے کیجئے جو احادیث میں مروی ہے:

جس روز آپؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علی ابیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی۔ اسی دن اتفاق سے سورج کو گہن لگ گیا۔ آپ کو خیال ہوا کہیں غلط فہمی نہ پیدا ہو جائے کہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاری کردہ: بحکم قطب زماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

# ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

سرپرست: ——— حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

جلد ۱۲ | جمعہ ۲۷ جون ۱۹۶۹ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ | شمارہ ۲۴

## عالمی سیاست

از
حضرت مولانا
غلام غوث صاحب ہزاروی

### پہلی جنگ عظیم اور برطانیہ

۱۹۱۴ء سے پہلے برطانیہ کو برطانیہ عظمٰی کہا جاتا تھا جیسے کسی بزرگ کی گدی کو شریف کہہ دیا کرتے ہیں اور برطانوی سلطنت برٹش امپائر (برطانوی شہنشاہیت) کہلاتی تھی۔ کوئی یہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ انگریزوں کو زوال ہو گا۔ دنیا کی جمعداری اس کے سپرد تھی۔ اور روس کے سوا سب اس کے ثناخواں اور اس سے تعلقات جوڑنے پر شاداں و فرحاں ہوا کرتے تھے۔ اچانک قیصر جرمنی نے جنگ شروع کر کے ان کا بھرم تباہ کر ڈالا۔ اگرچہ جنگ کے نتائج نہایت ہولناک ہوئے۔ مگر برطانیہ نے ساری دنیا کی طاقت جرمنی کے مقابلہ میں فرانس میں لا کھڑی کر دی۔ بہرحال آخری فتح تازہ بتازہ امریکہ کے جنگ میں کودنے کی وجہ سے برطانوی گروپ کو ہو گئی۔ مگر یہ فتح شکست کے برابر تھی۔ برطانوی رعب کمزور پڑا۔ برطانوی نوآبادیوں میں آزادی کی لہر دوڑ پڑی۔ ہندوستان میں بھی حرکت پیدا ہوئی۔

افغانستان نے لڑ کر آزادی حاصل کر لی۔ روس میں کمیونسٹ انقلاب نے آ کر مستقل مصیبت پیدا کر دی۔ ادھر تباہ شدہ جرمنی نے ہٹلر اور اس کی نازی پارٹی کی قیادت میں بیس سال کے اندر اندر اتنی قوت پیدا کر دی کہ وہ پوری طرح انتقام لینے کے قابل ہو گیا۔

### دوسری جنگ عظیم

چنانچہ ٹھیک بیس سال کے بعد ۱۹۳۹ء میں ہٹلر نے اٹلی کے مسولینی کو ساتھ ملا کر اور جاپان کو بھی جوڑ کر ایسا حملہ کر دیا کہ فرانس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ پیرس پر قبضہ کر لیا۔ بلجیم، ہالینڈ، ڈنمارک، پولینڈ، رومانیہ بلغاریہ وغیرہ سارے یورپ کو روند ڈالا اور لندن پر ہوائی حملے کر کر کے اس کو راکھ کا ڈھیر بنا ڈالا، یورپ کو ختم کر کے افریقہ پر حملہ آور ہوا۔ برطانوی طاقت کو شکست پر شکست دے رہا تھا۔ اس کی موت جو آئی تو کمیونسٹ روس پر بھی ہلہ بول دیا۔ یہاں چوٹ برابر کی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ چند دن کے اندر اندر ماسکو جا پہنچا۔ مگر قدرت نے موسم کی خرابی کے سبب اس کو واپس کر دیا۔ اگلے سال پھر آگے بڑھا۔ اتنے میں امریکی برطانوی متحدہ فوجیں یورپ کے ساحل پر اتر پڑیں۔ ہزاروں گورے جرمنوں کے ہاتھوں مچھلی کی خوراک بنے۔ مگر بالآخر یہ فوجیں آگے بڑھیں اور جرمنی میں گھس گئیں۔ پیچھے سے روس نے پیشقدمی شروع کر دی۔ اٹلی اور جرمنی نیز جاپان کو تاریخی شکست ہوئی۔ یہ فتح دراصل امریکہ اور روس کو ہوئی۔ دونوں نے جرمنی کو بھی تقسیم کر دیا۔ برطانیہ اب ختم ہو گیا۔ جنگ ۱۹۴۴ء میں ختم ہوئی۔

### برطانیہ کا زوال اور چین کا ابھرنا

مگر اب وہ اپنے مقبوضہ ممالک پر قبضہ قائم رکھنے کے قابل نہ تھا اور نہ برطانیہ عظمٰی اب اپنے زندہ رہنے کے لئے بھی امریکہ کا محتاج ہو گیا۔ اب دنیا میں دو ہی طاقتیں تھیں۔ روس اور امریکہ۔ اور ان دونوں کی متوازی طاقت کی وجہ سے چھوٹے ملکوں کو کچھ آرام ملا۔ ہر ایک اپنے دھڑے کو بڑھانے کی فکر میں تھا اتنے میں روسی اشتراکیت کی امداد سے چین میں خطرناک بیداری پیدا ہوئی۔ اور امریکی پٹھو چیانگ کائی شیک بھاگ کر فارموسا جزیرہ میں چلا گیا۔ اب چین دنیا کے بڑے ملکوں میں شمار تھا۔ لیکن جب اس نے امریکہ اور روس کی طرح ایٹم بم کا تجربہ کر ڈالا، تو اب دنیا تین بڑی طاقتوں میں بٹ گئی۔ چین سے روس بھی گھبرایا اور ان میں اب تک سرد جنگ جاری ہے۔ چین کی وجہ سے شمالی ویت نام کمیونسٹ حکومت بن گیا۔ جنوب پر یلغار جاری تھی کہ امریکہ نے گھبرا کر جنوبی ویت نام کی حکومت کی امداد کے لئے فوج بھیج دی۔ مگر چین اور روس کی امداد سے جنوبی ویت نام کے گوریلوں نے الجزائر کے مسلمانوں کی طرح کمال کر دکھایا۔ امریکی قوت کا بھرم مٹا ڈالا۔ اب اسے ذلت سے وہاں سے فوجیں نکالنی پڑ رہی ہیں۔

### امریکہ کی مشرق وسطیٰ میں مداخلت

دوسری طرف امریکہ نے عرب ملکوں پر ڈورے ڈالے۔ مصر کو اسوان بند کے لئے امداد کا وعدہ کیا مگر امریکہ میں یہود کا زور ہے۔ صرف نیویارک شہر میں تیس لاکھ یہودی ہیں۔ حکومت میں ان کا بڑا دخل ہے۔ اس لئے امریکی حکومت کو مصر کی امداد سے انکار کرنا پڑا۔ کیونکہ اس طرح یہود کے مقابلہ میں مصر کی طاقت بڑھ رہی تھی۔ مصر کا ناصر بھی دبنے والا نہ تھا۔ اس نے فوراً روس کی امداد قبول کر لی۔

اب امریکہ نے اردن کو ڈرایا کہ فلسطینی مہاجر ناصر کے حامی ہیں یہ تمہاری شاہی کا تختہ الٹ دینگے۔ اردن بیچارہ ۴ کروڑ ڈالر سالانہ تمام فوجوں اور ملازموں کی تنخواہ کے لئے امریکہ سے لینے لگا۔ اقتصادی امداد اس کے سوا تھی۔

اسی طرح امیر فیصل کو ڈرایا کہ تم کو بھی ناصر کھا جائے گا۔ لیبیا (طرابلس) میں امریکہ نے اپنا پندرہ میل لمبا ہوائی جنگی اڈہ بنا ڈالا۔

ناصر نے انگریزوں کے اقتدار کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کے لئے یمن کے انقلاب میں مدد دی۔ وہاں یمنی جمہوریت قائم ہو گئی۔ امیر فیصل کو اور ڈرایا گیا کہ اب تمہارا نمبر ہے۔

پھر ناصر کی مدد سے عدن میں انگریز کے خلاف تحریک شروع ہوئی۔ بالآخر جنوبی یمن بھی آزاد ہو گیا اب شمالی یمن جمہوریہ کے مقابلہ سے شاہ بدر (امام یمن) کو بھاگنے کے سوا چارہ نہ رہا

### امریکہ کی منافقت اور عربوں کی شکست

امریکہ نے یہود سے عربوں پر حملہ کرا دیا۔ شاہ حسین اس وقت امریکی چالوں کو سمجھا۔ مگر اب وہ بمعہ مصر و شام کے شکست کھا چکا تھا۔ اور اس شکست کی وجہ امریکی ہوائی بمباری تھی۔ جو اس کے جہاز لیبیا سے اڑ اڑ کر کر رہے تھے اور ساتھ ہی غداروں کو بھی تیار کیا ہوا تھا۔ پھر مودودی پارٹی کا ناصر کے اسلام ……… کے خلاف تیز پروپیگنڈا بھی تھا۔ بہرحال

(ورق الٹیے)

مرتب و انچارج: حافظ محمد حنیف سہارنپوری | بدل اشتراک: سالانہ پندرہ روپے، ششماہی آٹھ روپے، فی پرچہ ۳۰ پیسے

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

عربوں کو خطرناک شکست ہوگئی۔ اور امریکہ کو امید ہوگئی کہ اب وہ یہود کے ذریعہ تمام مشرق وسطیٰ (عرب ممالک) کو زیر اثر کر سکے گا۔

## صدر ناصر کی اپنی قوم میں ہردلعزیزی

ناصر نے نہایت جرأت سے نقصانات کی ذمہ داری قبول کر کے استعفا دے دیا۔ مگر ہردلعزیزی کی حد ہوگئی کہ دوسری جنگ عظیم میں لندن کا چرچل جیت کر بھی قوم میں معتوب ہوگیا۔ اور ناصر شکست کھا کر بھی ہردلعزیز رہا۔ یہاں تک کہ لاکھوں لوگوں نے جلوس نکال کر اور عرب حکومتوں نے تار دے کر اس کو صدارت سنبھالنے کے لئے مجبور کیا۔

## امریکی ایجنٹوں کی سازش

امریکہ نے روس سے وعدہ کیا تھا کہ ہم دونوں جنگ میں دخل نہ دیں گے۔ مگر امریکہ نے دھوکا دیا۔ روس، عرب ممالک اور سب نے امریکہ سے دھوکا کھایا۔ اب چاہیئے تھا کہ پروپیگنڈے کا سارا زور یہود و امریکہ کے خلاف ہوتا۔ مگر امریکی ایجنٹوں اور غیر ملکی روٹیوں پر پلنے والوں نے شور مچایا کہ روس بڑا غدار ہے دھوکا دے گیا۔ ناصر غدار ہے تباہ کر گیا۔ اگر اس پروپیگنڈے میں ...... ناصر کو ہلاک کر دیا جاتا، اور اشتراکی ممالک سے قطع تعلق کر لیا جاتا۔ تو امریکہ تو ختم کرنے پر ادھار کھائے بیٹھا تھا تمام عرب ممالک تباہی کے کنارے پہنچ گئے تھے۔ مگر پاکستان کے پروپیگنڈے کا اثر وہاں نہ پہنچا۔ صرف امریکہ کی خوشنودی تک رہا۔ روس اور اشتراکی ممالک نے اسلحہ دے کر اب عرب ممالک اس قابل ہوگئے ہیں کہ وہ یہود کے دانت کھٹے کر سکیں۔

اب عرب چھاپہ ماروں کی جماعت بھی میدان میں آگئی ہے۔ الجزائر تو پہلے سے تھا۔ اردن اور سعودی حکومت کو عوامی رائے کے احترام میں اور عربی خون کی وجہ سے غیرت آئی اور اب وہ متفق ہیں۔ یہودی گھبرائے ہوئے ہیں۔ عرب تیار ہیں۔ امریکہ ویت نام سے فارغ ہو کر آرہا ہے۔ دیکھئے کیا ارادہ ہے۔ فرانس کا ڈیگال جو عربوں کا حامی تھا شکست کھا گیا۔ پاکستان میں ایوب خانی دور کا خاتمہ ہوگیا۔ سوڈان میں انقلاب آگیا اور ناصر کی حامی حکومت برسر اقتدار آگئی۔

ایران نے نازک وقت میں شط العرب (دریا) کا نزاع کھڑا کر دیا ہے۔ روس و امریکہ دونوں بھارت کو مضبوط بنا رہے ہیں۔ چین نے آڑے وقت ہماری مدد کی ہے۔

## دوسری سازش

امریکی ایجنٹوں نے ملک میں سوشلزم کا شور مچا کر یہود و امریکہ سے توجہ ہٹانے کی پلید کوشش شروع کر رکھی ہے۔ حالانکہ پاکستان میں کوئی عالم اور کوئی ادارہ بھی جس کا مذہب سے تعلق ہے یا مذہب سے واقفیت رکھتا ہے۔ اسلام کے خلاف کسی اور نظام کا حامی نہیں ہے عام اہل اسلام اس ملک میں نہ کمیونزم چاہتے ہیں نہ سوشلزم کے نام سے آشنا ہیں اور ساتھ ہی وہ سامراجیت پر بھی لعنت بھیجتے ہیں۔ مگر کراچی کے بعض مفتی سرمایہ داروں کی تھیلیاں ہضم کرنے کے لئے جھوٹ موٹ بعض علماء حق کی نسبت اشتراکیت کی بدگمانی پھیلاتے ہیں۔ تاکہ سرمایہ دار اور کارخانہ دار ان کے دار العلوموں کو اور تھیلیاں دیں۔ ادھر بعض ناعاقبت اندیش مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا چرچا کر کے اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ حالانکہ وہاں بھی کوئی عقلمند اس کے حق میں نہیں ہے۔

## حالات کا نیا موڑ

اب بحیرہ روم میں روسی بحری بیڑہ بھی آپہنچا ہے ٹرکی میں عوام اور حکومت میں تصادم ہوتا رہتا ہے۔ عوام اور طالب علم امریکی اڈوں کے خلاف ہیں اور حکومت ان کے حق میں ہے۔ یہی تصادم جاپان میں بھی ہے پاکستان کی انقلابی حکومت ٹھنڈے دل سے سوچ رہی ہے اور تدریجاً اصلاحی اقدامات کر رہی ہے۔ غالباً وہ آزادانہ انتخاب کرانے اور رشوت ختم کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ موخر الذکر کام اگرچہ بہت کٹھن ہے معاشرہ کو ایوب خانی دور نے تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔

## علماء کی مساعی کا نتیجہ

دنیا بھر کو اور مسلمانان پاکستان کو آٹھ دس ماہ سے بلکہ مئی ۱۹۶۸ء سے پہلی بار یہ احساس ہوا ہے کہ ملک میں علماء دین کا بڑا اثر ہے۔ اور جمعیۃ علماء اسلام کی مساعی کا نتیجہ ہے کہ اب ہر آدمی کے منہ سے اسلام اسلام کی آواز آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اسلام کا بول بالا ہو اور دشمنان اسلام کا منہ کالا۔

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

## امریکہ کی ناکامی

اس لڑائی میں امریکی امداد سے یہود غالب رہا۔ مگر امریکی پالیسی کو شکست فاش ہوگئی۔ تمام عرب ممالک میں اس سے نفرت پھیل گئی۔ اور بعض نے تو سفارتی تعلقات تک منقطع کر لئے۔ اور تقریباً سب نے روس و چین سے تعلقات قائم کر کے اسلحہ خریدنے شروع کر دیئے۔

---

## لائل پور میں

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان ۲۷ جون بروز جمعہ بخاری مسجد جناح کالونی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں گے۔ اہالیان لائلپور سے شرکت کی استدعا ہے

---

## حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کا پروگرام

از ۲۵ جون تا ۱۶ جولائی ۱۹۶۹ء

| تاریخ | | پروگرام |
|---|---|---|
| ۲۵ جون | | منگ آزاد کشمیر |
| ۲۶ | " | روانگی برائے راولپنڈی |
| ۲۷ | " جمعہ | راولپنڈی |
| ۲۷ | " | رات کو ہری پور ہزارہ |
| ۲۸ | " | شنکیاری ضلع ہزارہ |
| ۲۹ | " | بفہ |
| ۲ جولائی | | روانگی بھکر |
| ۳ جولائی | | جلسہ جامعہ رشیدیہ بھکر |
| ۴ | " | جھنگ صدر مومن پورہ جھنگ |
| ۵ | " | جھنگ صدر حسب الحکم امیر ضلع |
| ۶ | " | سمندری افتتاح دفتر جمعیۃ |
| ۷ | " | چنیوٹ جلسہ تعزیت برادرم حبیب احمد مرحوم |
| ۸ | " | دواں جنڈانوالہ ضلع میانوالی |
| ۹ | " | روانگی راولپنڈی |
| ۱۰ | " | قیام راولپنڈی |
| ۱۱ | " | " |
| ۱۲ | " | کوہ مری کشمیری بازار |
| ۱۳ | " | " " " |
| ۱۴ | " | واپسی راولپنڈی |
| ۱۵ | " | جلسہ جمعیۃ علماء اسلام شیخوپورہ |
| ۱۶ | " | " " " |

محمد فضل اللہ سندھی ایم اے
ناظم دفتر صوبائی جمعیۃ لاہور

---

## آئندہ شمارہ میں

(۱) ابو الاعلیٰ مودودی کے آٹھ نکات
——— (مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی)

(۲) سامراجی خیمہ برداروں کی تکنیک کی پردہ دری
——— (ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال)

(۳) براہ راست اسلامی نظام کے مطالبہ سے گریز کیوں؟
——— (ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال)

(۴) اسلامی مساوات
——— شمس القمر صاحب خانیوال متعلم بی اے

(۵) شراب کو حلال کرنے کی مذموم کوشش
——— (چراغ علی انجم جھنگ صدر)

اس کے علاوہ
دیگر سیاسی و دینی مضامین
ملاحظہ فرمائیے

# جمعیتہ علماء اسلام ۱۹۵۶ء کے آئین کی بحالی نہیں چاہتی، اسلام اور سوشلزم کی بحث مشرق وسطیٰ سے

## ——توجہ ہٹانے کے لئے چھیڑی گئی ہے——

## سامراجی دلالوں کا ٹولہ اسلام کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہے

### خانپور میں مولانا غلام غوث ہزاروی کی تقریر

(رپورٹ انیس احمد دین پوری)

خان پور" جمعیتہ علماء اسلام ۱۹۵۶ء کے آئین کی بحالی کے حق میں نہیں ہے۔ اسلام اور سوشلزم کی بحث مشرق وسطیٰ سے توجہ ہٹانے کے لئے چھیڑی گئی ہے، سامراجی دلالوں کا ٹولہ اسلام کا نام لے کر سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہے"۔ ان خیالات کا اظہار جمعیتہ علماء اسلام کے ممتاز رہنما اور معروف عالم دین مولانا غلام غوث ہزاروی نے یہاں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ مولانا ہزاروی نے "اسلامی آئین" کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ان کی جماعت ۱۹۵۶ء کے آئین کو "اسلامی دستور" نہیں مانتی۔ کیونکہ ایوب خاں کے بنائے ہوئے ۱۹۶۲ء کے "آئین" کی طرح چوہدری محمد علی کا بنایا ہوا ۱۹۵۶ء کا آئین بھی غیر اسلامی ہے۔ جو لوگ اسے اسلامی آئین قرار دے رہے ہیں۔ وہ قوم کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ کیونکہ اس آئین کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں مسلمانوں کو مذہب تبدیل کرنے کی آزادی تفویض کی گئی ہے۔ مولانا ہزاروی نے کہا، کہ پاکستان میں "اسلام" اور "سوشلزم" کی بحث سامراجی مفادات کی نگہداشت کے لئے جان بوجھ کر چھیڑی گئی ہے۔ مشرق وسطیٰ میں مٹھی بھر یہودیوں نے اپنے سرمایہ اور امریکہ و برطانیہ کی شہ پر تمام عرب ممالک کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کے قبلۂ اول پر ان کا قبضہ ہے۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر قبضہ کرنے کے ناپاک منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ ادھر سامراجی دلالوں کے ایک ٹولے نے پاکستان میں اسلام اور سوشلزم کی بحث گرم کر رکھی ہے تاکہ پاکستان کے سیدھے سادے مسلمانوں کی توجہ اس طرف بٹی رہے اور انہیں مشرق وسطیٰ کی سنگین صورت حال کی طرف دھیان دینے کی فرصت نہ ملے۔ اس سلسلے میں سامراجی دلالوں کا یہ ٹولہ حق پرست علماء اور خاص طور پر جمعیتہ علماء کے قائدین کو "لادینی نظام" کا حامی ثابت کر کے اپنے آقاؤں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہا ہے کہ پاکستان میں بااثر مذہبی رہنما بھی "سوشلزم" لانے کے حق میں ہیں۔ یہ صرف ہم ہیں جو سوشلزم کا راستہ روکے ہوئے ہیں۔ مولانا ہزاروی نے کہا۔ پی، ڈی، ایم اور جمہوریت کی بحالی کی مدعی دیگر سیاسی جماعتوں کی عوامی حیثیت کچھ بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمہوری مجلس عمل میں جب تک جمعیتہ علماء اسلام شامل نہیں ہوئی اس وقت تک عوامی ردعمل کی مکمل نمائندگی نہیں۔ اور یہ عوامی ردعمل کی بھرپور نمائندگی کا دباؤ تھا جس نے ایوب خاں جیسے آمر مطلق کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ مولانا نے کہا کہ پاکستان میں "بندۂ مزدور" کے حالات بڑے تلخ ہیں

(باقی صفحہ ۶ پر)

## "لیڈر" اور "رہنما"

خان پور۔ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے یہاں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ہاں "لیڈر" بہت زیادہ ہیں۔ انہوں نے لیڈروں کی تعریف کرتے ہوئے بتایا کہ یہ لوگ اپنی کوٹھیوں اور آرام دہ بنگلوں میں بیٹھ کر قومی مسائل پر غور کرتے ہیں۔ اعلیٰ پایہ کے ہوٹلوں میں مذاکرات کرتے ہیں اور ڈرائینگ روموں میں بیٹھ کر سیاسی شطرنج کی بازی چلتے ہیں۔ جب قوم تنگ آ کر سڑکوں پر نکل آتی ہے تو یہ بھی طوعاً و کرہاً اپنے عافیت کدوں سے نکلتے ہیں اور گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر قوم کے آگے ہو جاتے ہیں۔

مولانا ہزاروی نے کہا کہ قوم کو لیڈروں کی نہیں "رہنماؤں" کی ضرورت ہے۔ جو بھاگ کر آگے آنے کی بجائے ہمیشہ آگے رہیں اور قوم اگر غلط راستے پر جانا چاہے تو اسے روک دیں اور "صراط مستقیم" پر لے آئیں۔ اول الذکر لیڈر بننا آسان ہے کہ بھیڑ کو سر پر سامنے آ کر تم بھی نعرہ لگا دو، لیکن رہنما بننا مشکل ہے کہ اگر قوم غلط راستہ پر جا رہی ہو، تو آگے ہو کر ان کا راستہ روک دے اور ان کو صحیح راستہ پر چلنے کا کہے۔ یہ رہنمائی مشکل ہے۔ اس میں بھی گالیاں سننا پڑتی ہیں، کبھی پتھر کھانے پڑتے ہیں اور یہ رہنمائی پیغمبرانہ فریضہ ہے۔ جس کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے وارثوں نے پورا کرنا ہے۔

## "اکاس بیل"

خان پور۔ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے اپنی تقریر میں مودودی جماعت کے بانی اور امیر مودودی صاحب کی تحریروں کو "اکاس بیل" قرار دیا اور کہا۔ کہ "اکاس بیل" جس درخت پر چڑھ جائے اس کا رس چوس کر اسے خشک کر دیتی ہے۔ مودودی صاحب کی تحریریں ناپختہ ذہن اور مذہبی علوم سے ناواقف لوگوں کے لئے اکاس بیل کی طرح ہیں۔ یہ ان کے دماغوں سے ایمان و یقین کا رس چوس کر انہیں ناکارہ کر دیتی ہیں۔ جس طرح اکاس بیل کی جڑیں نہیں ہوتیں۔ اسی طرح مودودی صاحب کی تحریریں بھی جڑ بنیاد نہیں رکھتیں، کیونکہ انہوں نے کسی درسگاہ میں علم حاصل نہیں کیا۔ کسی درسگاہ کا سرٹیفکیٹ تک نہیں رکھتے، مگر اپنی رائے کو حرف آخر قرار دیتے ہیں اپنے آپ کو مجدد سمجھتے ہیں۔ اور شاہ ولی اللہ، مجدد الف ثانی، امام غزالی اور دیگر مستند علماء کی تحقیقات و تعلیمات میں نقص نکال کر اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنے کی بالواسطہ کوشش کرتے ہیں

## خون کس کا تھا؟

خان پور۔ مولانا غلام غوث ہزاروی نے اپنی تقریر میں امیر جماعت اسلامی ...... (ابوالاعلیٰ مودودی) کی لندن یاترا کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے "آپریشن" کے سلسلے میں ایک دلچسپ سوال اٹھایا۔ انہوں نے کہا کہ آپریشن کرتے وقت اکثر مریضوں کو خون دیا جاتا ہے۔ مودودی صاحب نے لندن میں گردے کا آپریشن کرایا تھا۔ پتہ نہیں انہیں خون کی بوتل چڑھائی گئی تھی کہ نہیں۔ اگر چڑھائی گئی تھی۔ تو وہ خون یقیناً انگلستان کے کسی گورے کا ہو سکتا ہے۔ گورے شراب پیتے ہیں اور سؤر کا گوشت کھاتے ہیں۔ اس طرح ان کے خون میں ان ناپاک چیزوں کی آمیزش ہوتی ہے۔ اب اس سوال کا حل تو علماء کرام کریں گے کہ آیا ایسی بوتل خون کی لینا جائز ہے یا نہیں؟ مگر میں اس برخود غلط امیر اسلام سے دریافت کرتا ہوں کہ واقعہ درست ہونے کی شکل میں آپ نے اس خون کو اپنا جزو بدن بنانے کی اجازت کیسے دی؟

# یہودی سبائی اور مودودی

عوام میں یہودی اور مودودی کے بارے میں عجیب عجیب باتیں ہو رہی ہیں۔ یہاں ہم ایک مشکل سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ناظرین جانتے ہیں کہ رسالہ "چٹان" لاہور اچانک پہلے کی طرح مودودی صاحب کا ثنا خواں بن گیا ہے۔ ہمیں اس سے بحث نہیں ہے۔ مودودی فرقہ سے اس کے بہترین اور ذی علم لوگ نکل چکے ہیں اور کوئی تازہ شکار پھنس بھی جاتا ہے۔ کیوں کوئی نکلا اور کیوں پھنسا، یہ بڑی بحث ہے۔ یہاں آپ کو "چٹان" اپریل ۱۹۶۹ء کا ایک مضمون سناتے ہیں۔

## سبائی تحریک

اسلامی تاریخ میں اسلام کی سیاسی مرکزیت کو درہم برہم کرنے اور اسلام کی وحدت فکر و اعتقاد کا شیرازہ بکھیرنے کی پہلی تحریک حضرت عثمانؓ کے عہد میں اٹھی۔ عبداللہ بن سبا اس کا بانی تھا۔ یہ شخص یہودی تھا۔ اور یمن کے شہر صنعا کا رہنے والا تھا اس نے اسلامی معاشرے کو اندر سے ڈائنامیٹ کرنے کے لئے اسلام قبول کر لیا تھا۔ نہایت زیرک ذہین، دور اندیش اور تنظیمی صلاحیتوں کا حامل تھا اس نے مسلمانوں کی بعض کمزوریوں کو بڑی ہنرمندی کے ساتھ ایکسپلائٹ کیا۔ ان کی قبائلی عصبیت کو ابھارا۔ بنو امیہ اور بنو ہاشم کی دیرینہ چشمک اور رقابت کی آگ کو جسے اسلام نے ٹھنڈا کر دیا تھا از سر نو بھڑکایا۔ بصرہ، کوفہ، شام اور مصر کی چھاؤنیوں میں اپنے گماشتے بھیج کر خلافت راشدہ کے خلاف بے چینی اور اضطراب کی تخم ریزی کی اور مسلمانوں کی گردنیں مسلمانوں کے ہاتھ سے کٹوائیں۔ اس کے ساتھ ہی نئے افکار و عقائد گھڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں مراجعت اور ہر نبی کا ایک وصی ہونے کا عقیدہ اسی کے ذہن کی اپج تھا۔

اب حضرات اس مضمون کو اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ حضرت عثمانؓ اور ان کے عمال نیز دیگر صحابہ کرامؓ کے بارہ میں جتنے فتنے رونما ہوئے ان سب کا اصلی سبب یہی منافق عبداللہ بن سبا تھا اور اس نے جھوٹا اور صرف جھوٹا پروپیگنڈا کر کے اودھم مچایا تھا۔ گویا اس حقیقت کو "چٹان" نے بھی تسلیم کر لیا۔

اب آپ ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کی رسوائے عالم کتاب "خلافت و ملوکیت" جو تین سو صفحات سے زائد ہے۔ اس ضخیم کتاب میں خلافت راشدہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ابلیسی کیچڑ اچھالا گیا ہے اس تمام کتاب میں اس مردود عبداللہ بن سبا کا نام تک نہیں ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مودودی اور اس یہودی کا آپس میں کیا رشتہ یا تعلق ہے "چٹان" نے عبداللہ بن سبا کی شرارتوں کا پردہ فاش کر کے مودودی صاحب کی تحقیقات کے منہ پر سخت تھپڑ رسید کر دیا ہے۔ لیکن ہم مودودی صاحب کے طرز عمل کو سمجھنے سے قطعی قاصر ہیں۔

---

## مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی کا جلسہ

مورخہ ۲۷، ۲۸ جون ۱۹۶۹ء مطابق ۱۱-۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ بروز جمعہ، ہفتہ دو روزہ اجلاس سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پرچوک مدنی جامع مسجد میں ہوگا جس میں حضرت مولانا امیر الدین صاحب جلال آبادی، حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب ملتان، حضرت مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ صاحب تقاریر فرمائیں گے۔ خطبہ جمعہ مولانا امیر الدین جلال آبادی دیں گے

(محمد ادریس پانی پتی)

## خانپور میں مولانا غلام غوث ہزاروی کی تقریر

صفحہ سے آگے

کراچی، اسلام آباد، لاہور اور دیگر شہروں میں بنے ہوئے بنگلیں اور عالیشان کوٹھیوں کی بنیادیں غریب عوام کے خون اور ہڈیوں پر رکھی گئی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ حکومت کو ان جماعتوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنی چاہیئے۔ جو اسلام کے نام پر غیر ملکی مفادات کی حفاظت کرنے میں مصروف ہیں۔

مولانا ہزاروی نے اپنی تقریر کے آغاز میں قرآن حکیم کی آیات اور احادیث مقدسہ کی روشنی میں پیغمبر اسلام حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کی اور کہا کہ مودودی جماعت کے بانی اور امیر مودودی صاحب حضور کی عظمت کے بارہ میں بھی عجیب گل افشانی کی ہے ان کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حیثیتیں ہیں۔ ایک عرب کی حیثیت، ایک خاص معاشرہ میں پرورش پانے والے ایک فرد کی حیثیت، ایک انسان کی حیثیت اور ایک نبی کی حیثیت۔ آخری ایک حیثیت کے سوا پہلی تین حیثیتوں میں ان کی بات (نعوذ باللہ) دلیل نہیں ہے۔ پھر ظلم یہ کیا ہے کہ یہ بھی ساتھ لکھ مارا ہے کہ رسول کی حیثیت سے کہی ہوئی بات کا اور دیگر حیثیات سے کہی ہوئی باتوں کا امتیاز بڑا مشکل ہے (تفہیمات حصہ دوم)

مولانا ہزاروی نے کہا کہ اس سے بڑا ستم ظریفی اور ہٹ دھرمی اور کیا ہو سکتی ہے کہ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تو دلیل اور سند نہ ماننے والا اسلام کا سب سے بڑا مدعی بن کر لوگوں کو دھوکہ دے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ پر لگائے گئے جھوٹے، لغو اور بالکل بے بنیاد الزامات کو تاریخی واقعات ثابت کرنے کی کوشش کر کے علمی بددیانتی کی ہے۔

## شیخ الحدیث نمبر

ادارہ ترجمان اسلام نے اپنے قارئین سے شیخ الحدیث علامہ نصیر الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ غور غشتوی کا تذکار نمبر شائع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر بعض سخت مجبوریوں کی وجہ سے اس میں تاخیر ہوگئی تھی۔ اب انشاء اللہ العزیز ۵ جولائی کو شیخ الحدیث نمبر شائع ہوگا۔ ایجنٹ حضرات جلد از جلد اپنے آرڈر بک کروالیں۔ (ادارہ)

انتخاب و اقتباس

# مودودی صاحب اور اُن کے قلم فروش ساتھی اپنی تحریروں کے آئینہ میں

**احرار:۔**
تحفظ ختم نبوت کی آڑ میں خدا اور رسول کے نام سے محض اپنی اغراض کے لئے کھیلنے والا گروہ جس نے مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کیا ہے۔
(مودودی صاحب روزنامہ تسنیم لاہور ۲ رجولائی ۱۹۵۵ء)

**پاکستان:۔**
جنت الحمقاء اور مسلمانوں کی کافرانہ حکومت
(ترجمان القرآن فروری ۴۶ء، صـ ۱۵۴
سیاسی کشمکش حصہ سوم صـ ۱۱۷ طبع اول)

**جمہوری اسمبلیاں اور پارلیمنٹ:۔**
جن کی رکنیت بھی حرام اور ان کے لئے ووٹ دینا بھی حرام۔ (رسائل و مسائل طبع اول صـ ۴۵۷ ستمبر ۱۹۵۱ء)

**جمہوری انتخاب:۔**
زہریلے دودھ کا مکھن۔ (سیاسی کشمکش حصہ سوم صـ ۱۱۷)

**دیوبند:۔**
متحدہ قومیت کے فتنہ کا مرکز
(رسالہ چراغ راہ کراچی تحریک اسلامی نمبر صـ ۶۱)

**سرکاری ملازم:۔**
جن میں ایمان فروشوں کی کوئی کمی نہیں۔
(ترجمان القرآن جلد ۲۹۔ عدد ۱ صـ ۶/۲)

**صحابہ کرامؓ:۔**
اصحاب النبی جو تربیت رسول کے باوجود جہاد فی سبیل اللہ کی اصل سپرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کر جاتے تھے۔
(ترجمان القرآن جلد ۱۲ عدد ۴ صـ ۲۹۱)

**جمال عبدالناصر:۔**
ارض مصر کا نیا فرعون۔ (المنبر ۱۹ رجولائی ۱۹۵۷ء)

**سید عطاء اللہ شاہ بخاری:۔**
امیر شریعت، مخالفوں پر گالیوں کی بوچھاڑ کرنے والے، شاہ جی کبھی لہک لہک کر شعر سناتے اور کبھی ایکٹروں کی طرح تھرک تھرک کر ان کو تھیٹر اور سینما سے بے نیاز کر دیتے بھانڈوں کی مجلس۔ ہیجڑوں کے طائفے، قوال کی ٹولی، سینما کے تماشے اور تھیٹر کے ناٹک کا مزا مہیا کرنے والے پست اخلاق، فساد انگیز اسلوب۔ مداریوں کے سے کرتب۔ عامیانہ انداز خطابت جو تماشہ دکھانے کے لئے ایک بچہ جمہورا ساتھ رکھتے تھے۔
(بحوالہ چٹان ۵ مارچ ۱۹۵۶ء نصر اللہ خان عزیز)

**قائد اعظم:۔**
جن کی قیادت کی غلطیاں اس سے بہت زیادہ ہیں کہ چند سطروں میں انہیں شمار کیا جا سکے۔
(ترجمان القرآن جون ۱۹۴۸ء صـ)

**مسٹر گاندھی:۔**
منزل مقصود سے بہت قریب کر دینے والا رہنما جن کا سیرت مودودی صاحب نے اپنے قلم سے رقم فرمائی۔
(مولانا مودودی اپنی اور دوسروں کی نظر میں صـ ۱۵۸/۴۳)

**مسلم لیگی اکابر:۔**
بازیگروں کی جماعت۔ (پاکستان کے تین اہم مسائل صـ ۳ شعبہ نشر و اشاعت جماعت اسلامی گاڑی کھاتہ حیدر آباد سندھ)

**مسلمان:۔**
وہ انبوہ عظیم جس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔
(سیاسی کشمکش حصہ سوم بار ششم صـ ۱۱۵، ۱۱۶)

**علامہ مشرقی:۔**
ایک منافق جو کھلے دشمنان اسلام سے بھی زیادہ خطرناک ہے
(الفرقان بریلی صفر و ربیع ۱۳۵۹ھ صـ ۸۱)

**مہاجر:۔**
بھگوڑے اور بزدل جنہوں نے قومیت کی جنگ لڑی اور جب سزا بھگتنے کی باری آئی تو راہ فرار اختیار کر لی۔
(نوائے وقت ۴۸/۹ ۲۹ بحوالہ جماعت اسلامی کا رخ کردار صـ ۲۸)

**نوائے وقت:۔**
ایک گھٹیا ذہنیت کا مظاہرہ کرنے والا روزنامہ جس کا ماتم لاہور کی بزم صحافت میں مدت دراز تک کیا جاتا رہے گا۔
(نعیم صدیقی کوثر ۲۱ رجولائی ۱۹۴۸ء صـ ۵)

**مودودی:۔**
داعی حق، اسلام کے ہر مسئلہ میں سند اور دنیائے اسلام میں اسلامی قانون کا سب سے بڑا ماہر جس کا اصل منصب یہ تھا کہ اسے پاکستان کا گورنر جنرل بنا دیا جاتا۔
(قاصد کشمیر نمبر صـ ۱۷ کالم ۲ تسنیم جون ۱۹۴۹ء)

ماخوذ
(ماہنامہ تذکرہ ۔ لاہور)

**درخواست دعا**
حضرت مولانا حافظ ولی محمد صاحب صدر مبلغ مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی ایک ماہ سے ٹیبیریڈ کے موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ احباب مولانا کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔ (محمد قاسم قاسمی ناظم مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی)

## بقیہ — خاتم الانبیا

— سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کی طرح صف بندی کی اجتماعی عبادت دی گئی۔ بیہقی میں ہے فضلت علی الناس بثلاث الی قولہ جعلت صفوفنا کصفوف الملائکۃ۔ یعنی مجھے لوگوں پر تین باتوں میں فضیلت دی گئی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ (نماز میں) صفوف ملائکہ کی طرح ہماری صفیں رکھی گئی ہیں۔

— امت کو ادباً و احتراماً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر پکارنے سے روکا گیا ہے۔ لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔
(ترجمہ) رسول کو اپنے درمیان اس طرح نہ پکارو کہ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو (بے تکلف نام لیکر) بلاتے ہو (بلکہ ادب و احترام کے ساتھ بلاؤ)

— کفار مکہ نے آپ پر ضلالت اور گمراہی کا الزام لگایا۔ تو خود خدا تعالیٰ نے صفائی دی۔ ما ضل صاحبکم وما غویٰ۔ یعنی تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہے نہ کج راہ۔ کفار نے آپ کو بے عقل اور مجنون کہا تو یوں براءۃ فرمائی۔ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون کہ تم اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں سے مجنون نہیں ہو۔
دوسری جگہ ہے۔ ما صاحبکم بمجنون۔ یعنی تمہارا ساتھی مجنون نہیں۔ کفار نے آپ کی وحی کو شاعری کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یوں براءۃ فرمائی۔ وما ھو بقول شاعر یعنی وہ (وحی) شاعر کا قول نہیں دوسرے مقام میں ہے۔ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ یعنی ہم نے حضور کو شاعری نہیں دی اور نہ یہ ان کی شان کے مناسب تھا۔ کفار نے آپ کی باتوں کو کہانت کہا۔ تو صفائی بیان کی گئی۔ وما ھو بقول کاھن یعنی وہ کاہن کا قول نہیں ہے

— حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سینکڑوں معجزات کے ساتھ قرآن کا معجزہ دیا گیا۔ جس نے لوگوں کے قلوب و عقول کو مسخر و مطمئن کر دیا۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ابدی و دائمی معجزہ ہے۔ جو قیامت تک بلکہ بعد از قیامت بھی باقی رہنے والا ہے۔ کیونکہ قرآن صفت باری تعالیٰ ہے۔ جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کتاب دی گئی اس کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کہ ہم ہی نے یہ ذکر (قرآن) اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ اسی لئے یہ کتاب نہ آج تک محرف ہوئی ہے اور نہ قیامت تک محرف ہو سکتی ہے۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

# سیاسی جماعتوں کے ساتھ اشتراک، ۱۹۵۶ء ک

## مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی کل پاک

بہت سے احباب اور وابستگان جمعیتہ نے زبانی اور بکثرت خطوط کے ذریعہ میری توجہ لاہور اور کراچی وغیرہ سے نکلنے والے بعض اخبارات میں وقتاً فوقتاً شائع ہونے والی ان خبروں کی طرف مبذول کرائی ہے۔ جن میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ جمعیتہ علماء اسلام کے نمائندے بھی بعض پارٹیوں کے ساتھ اتحاد و اشتراک کی گفتگو میں حصہ لے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں بالخصوص نیشنل عوامی پارٹی اور پیپلز پارٹی کا اکثر نام لیا گیا ہے میں ان سطور کے ذریعہ یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ گول میز کانفرنس کے خاتمہ کے بعد سے جبکہ جمہوری مجلس عمل کے ختم کر دینے کا اعلان ہوا جمعیتہ علماء اسلام کے کسی ذمہ دار نمائندے یا عہدہ دار نے کسی بھی پارٹی کے ساتھ اتحاد و اشتراک کی کسی باضابطہ... گفتگو میں ابھی تک کوئی حصہ نہیں لیا ہے

الحمد للہ جمعیتہ ملک میں اور مسلمان عوام میں اپنے خالص اسلامی نصب العین، تاریخی حیثیت اور دینی سیاست کے پروگرام کی وجہ سے گہری جڑیں رکھتی ہے اور پاکستان کے دونوں بازوؤں مشرقی و مغربی، نیز مغربی پاکستان کے تمام حصوں سرحد، وزیرستان، پنجاب، سندھ، بہاولپور، بلوچستان اور کراچی وغیرہ میں عامۃ المسلمین کے ساتھ اس کا براہ راست اور وسیع تر ربط ضبط موجود و قائم ہے۔

اس لئے اسے اپنے اسلامی نصب العین کے حصول کے لئے تنہا جد و جہد جاری رکھنے میں کوئی دقت لاحق نہیں۔

کسی پارٹی میں اس کے مدغم ہونے کا تو سوال ہی خارج از بحث ہے۔ اتحاد و اشتراک کے لئے بھی وہ اپنے ساتھ ان جماعتوں کو ہی شامل کر سکتی ہے۔ جو اس کے اسلامی نصب العین و پروگرام سے اختلاف نہ رکھتی ہوں۔

جمعیتہ علماء اسلام کے نصب العین، مقاصد و پروگرام سے پاکستان کے تمام مسلمان اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔

جمعیتہ علماء اسلام، صحابہ کرامؓ و سلف صالحین کی تعبیرات و عقیدۂ ختم نبوت کی اساس پر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ماخوذ اسلامی دستور نظام پاکستان میں نافذ کرانے کی علمبردار ہے۔

اس کے ساتھ ہی عالم اسلام و عرب دنیا سے سامراجی و اسرائیلی تسلط کے خاتمہ اور بھارت کے تسلط سے مسلمانان کشمیر کو آزاد کرانے کے مقصد کی بھی وہ حامی ہے

چنانچہ اس کے مذکورہ بالا نصب العین مقصد پالیسی و پروگرام سے اتفاق کرنے والے لوگ ہی اس کے ساتھ اتحاد و اشتراک کر سکتے ہیں

سامراج دوستی کے علمبردار نام نہاد اسلام پسند عرفوں اور عالم اسلام کے نکتہ چین مدعیان اسلام لادینی اور اشتراکی نظاموں کے پرستار، سرمایہ داروں اور مغربی سیاست کے حامی افراد و گروہوں میں سے کسی کے ساتھ جمعیتہ کے اتحاد کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

یہ بات سوچنا غلط ہوگا کہ جمعیتہ علماء اسلام چونکہ جمہوری مجلس عمل میں مختلف خیالات کی پارٹیوں کے ساتھ اشتراک کر چکی ہے اس لئے آئندہ بھی آسانی کے ساتھ ہر پارٹی کے ساتھ اشتراک کرے گی

جمہوری مجلس عمل میں اس کی شرکت ایک ہنگامی ضرورت کے تحت تھی۔ ملک و ملت کو ایک ایسی شخصی آمریت سے نجات دلانا مقصود تھا، جو نہ صرف مسلمان عوام کے ساتھ شہری و سیاسی حقوق اور آزادیاں غصب کر چکی تھی بلکہ اسلام کے صریح احکام کو بھی تبدیل و مسخ کرنے کی ناپاک جرأت کر رہی تھی

اس قسم کے ہنگامی حالات کی ضرورت کو مستثنیٰ کرکے اسلامی مقاصد کے سوا جن کا اوپر ذکر ہوا، جمعیتہ کا کسی پارٹی کے ساتھ اشتراک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس سلسلہ کی شائع ہونے والی تمام خبریں محض قیاس آرائیاں ہیں۔ جن کی ذمہ داری جمعیتہ پر عائد نہیں ہوتی۔

### ۱۹۵۶ کے آئین کا معاملہ

اس کے ساتھ ہی میں یہاں ۱۹۵۶ کے آئین کے سلسلے میں بھی جمعیتہ علماء اسلام کے موقف کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

دستور خواہ نیا مدوّن کیا جائے خواہ ۱۹۵۶ء کا اپنایا جائے۔ خواہ ۱۹۶۲ کا اختیار کیا جائے

جمعیتہ علماء اسلام اور پاکستان کے مسلمانوں کے لئے وہ اس وقت ہی قابل قبول ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس میں

(۱) مثبت طور پر وہ ۲۲۔ اسلامی نکات شامل ہوں۔ جنہیں بیس سال قبل ہر اسلامی مکتب فکر کے جید و نمایندہ علماء کرام نے ترتیب دے کر ایک اسلامی مملکت کے لئے بنیادی طور پر ضروری قرار دیا ہے۔

(۲) اور دستور میں عقیدۂ ختم نبوت کی اساس پر "مسلمان" کی واضح تعریف کا اندراج بھی ہو تاکہ پاکستان کی اسلامی حیثیت آئندہ مجروح نہ کی جا سکے۔

(۳) نیز مشرقی پاکستان کی نمایندگی کے مسئلہ اور مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں کے باشندگان کی آزادانہ مرضی کے مطابق "ون یونٹ" کے مسئلہ کا تصفیہ بھی دستور میں شامل کر دیا جائے تاکہ آیندہ دستور کے نفاذ میں کوئی ایسی بات رکاوٹ بن کر سامنے نہ آسکے۔ جس کو بہانہ بنا کر ملکی سیاست کو ماضی میں درہم برہم کیا جاتا رہا ہے۔ اور بار بار مارشل لاء کے نفاذ کا راستہ ہموار ہوا ہے۔

### جماعتوں کے لئے ضابطۂ اخلاق کا مسئلہ

میں آخر میں چند جملے سیاسی ضابطۂ اخلاق کی بات کے سلسلے میں بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں جسے مودودی صاحب نے چھیڑا ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ ہنوز ملک کی سیاسی فضا شکوک و شبہات سے لبریز ہے اور جب تک باہمی اعتماد کی فضا ہموار نہیں ہو جاتی۔ مودودی صاحب کی تجویز پر موافق ردعمل کا اظہار نہیں ہو سکتا۔

میرے نزدیک سب سے پہلے اسلام کے تحفظ کے لئے ایک ایسے ضابطۂ اخلاق کی ضرورت ہے۔ جسے اسلام کی مدعی جماعتیں اور شخصیتیں اختیار کریں اور عمل پیرا ہوں

وہ اپنے اوپر لازم کر لیں کہ ایسی تمام تحریروں و تقریروں سے باز رہیں گے۔ جن کے ذریعہ انبیاء علیہم السلام صحابۂ کرامؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین پر تنقید و نکتہ چینی ہوتی ہو۔ نیز جن سے مسلمان اکثریت کے بنیادی عقائد، روایات اور مسلک پر زد پڑتی ہو۔

اس باب میں سب سے زیادہ بے اعتدالی مودودی صاحب کی طرف سے ہی ہوتی رہتی ہے اور ان کی تحریروں کا ہی ایک بڑا ذخیرہ اس قسم کی تنقیدات و نکتہ چینیوں سے بھرا پڑا ہے۔

چنانچہ اس چیز نے ہی ہر کس و ناکس کو اکسا رکھا ہے کہ وہ اسلام کا نام لے کر موجودہ علماء، اسلاف صحابۂ کرام اور انبیاء علیہم السلام پر آزادانہ زبان کھولے اور اجماعی مسائل و عقاید پر غیر ذمہ دارانہ و جاہلانہ گفتگو کرنے لگے۔

اگر دینی معاملات اور اسلامی تاریخ کے سلسلہ میں مودودی صاحب کسی ضابطہ اخلاق پر عمل پیرا ہو سکیں تو ملت مسلمہ کو انتشار و اختلاف کی بہت سی داخلی الجھنوں سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

## ے دستور اور جماعتوں کے لئے ضابطۂ اخلاق کی تجویز پر

## نان جمعیۃ علماء اسلام کا وضاحتی بیان

اور اس کے بعد یہ بھی آسان ہو سکتا ہے۔ کہ تمام دینی جماعتیں متفقہ طور پر تمام سیاسی جماعتوں سے یہ مطالبہ منوالیں کہ وہ اپنی سیاسی سرگرمیوں کو اسلامی حدود سے باہر نہیں جانے دیں گے۔ ورنہ یہ عجیب و غریب بات ہوگی کہ مودودی صاحب اپنے لئے تو تحریر و تقریر کی یہ آزادی چاہیں کہ وہ اسلامی فقہ اسلامی تاریخ، مسائل شریعت اور اصحاب رسولؐ و انبیاء علیہم السلام پر جس قسم کی تنقید چاہیں کرتے رہیں اور دوسروں سے یہ توقع کریں کہ وہ جس بات کو اسلام قرار دیں، اس پر کسی کو اعتراض و نکتہ چینی کا حق نہ ہو، ورنہ اسلام اور نظریہ پاکستان کی مخالفت ہو جائیگی کیا اس صورت میں وہ کسی بھی ضابطۂ اخلاق کو تجویز کرنیکا جواز پیش کر سکتے ہیں؟

## جمعیۃ علماء اسلام کے رہناؤں کی طرف سے تازہ ترین سیاسی

## صورتِ حال پر تبصرہ

## اور جماعتی موقف کی وضاحت

آج مورخہ ۱۲ رجون ۱۹۶۹ء بروز ہفتہ صوبائی دفتر جمعیۃ علماء اسلام چوک رنگ محل لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے حسب ذیل راہناؤں نے غیر رسمی صلاح مشورہ کے بعد تازہ ترین ملکی و سیاسی حالات کے بارے میں جماعتی موقف کی وضاحت کے لئے ایک مفصل بیان جاری کیا۔ جو قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

(۱) حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر مرکزیہ
(۲) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب — ناظم عمومی مرکزیہ
(۳) حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب — امیر صوبائی
(۴) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی — ناظم عمومی صوبائی
(۵) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب — امیر پشاور ڈویژن
(۶) حضرت مولانا محمد رمضان صاحب — امیر سرگودھا ڈویژن
(۷) حضرت مولانا نور محمد صاحب — امیر حیدرآباد ڈویژن
(۸) حضرت مولانا محمد اکرم صاحب — ناظم صوبائی
(۹) حضرت مولانا محمد اجمل صاحب — 〃
(۱۰) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب — خازن صوبائی
(۱۱) حضرت مولانا حامد میاں صاحب — لاہور
(۱۲) حضرت مولانا عبد العلیم صاحب — لائل پور
(۱۳) حضرت مولانا محمد عمر صاحب — ٹوبہ ٹیک سنگھ

### جمعیۃ کا واضح لائحہ عمل

جمعیۃ علماء اسلام کے مطبوعہ دستور العمل کے باوجود بعض لوگ جمعیۃ کے مقاصد کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں حتیٰ کہ بعض ذی علم افراد بھی اپنے مخصوص اغراض و مفادات کی خاطر ارکانِ جمعیۃ پر سوشلزم اور اشتراکیت کا الزام اشارۃً یا صراحۃً لگا دیتے ہیں۔ حالانکہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا مقصدِ وحید یہ ہے کہ ملک میں قرآن و سنت کی بنیادوں پر خالص اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔

ایک ایسا نظام جس میں ہر ایک پاکستانی باعزت مسلمان کی حیثیت سے اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کر سکے۔ جس نظام کے نفاذ کے بعد ملک میں فرنگی کے تمام قوانین لازماً اسلامی قوانین میں تبدیل ہوں اور جملہ محاکم میں شرعی قوانین جاری و ساری ہوں۔

ایسا نظام جس میں تمام معاشرتی مفاسد کی اصلاح اسلامی اخلاق کے ذریعے سے ہو اور لادینی قدروں کا مکمل خاتمہ ہو۔ ایسا نظام جس میں ملک کے کروڑوں کسانوں اور مزدوروں کو لازماً ضروریات زندگی، مکان، خوراک، لباس، تعلیم وغیرہ کی تمام سہولتیں مہیا کی جائیں۔

ایسا نظام جو سیاسی طور پر امریکی و برطانوی سامراج کی مستبدانہ آمریتوں اور اشتراکی اصول و جرائیم سے مکمل آزاد ہو۔ اور خود پاکستان کے عوام اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر آزادی سے اپنی داخلہ اور خارجہ پالیسیاں کو صرف اسلام اور پاکستان کے لئے وضع کر سکیں۔

### دو ٹوک پالیسی

جمعیۃ علماء اسلام اینگلو امریکی سامراج کی جابرانہ پالیسیوں کو مسلمانانِ عالم کے لئے مہلک اور تباہ کن خیال کرتی ہے بلکہ جمعیۃ اس یقین کا اظہار کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ چودہ سو سال میں مسلمانوں کو اجتماعی حیثیت سے جو مصائب کسی خطۂ زمین میں پیش آئے۔ وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ مغربی سامراج کی طرف سے ہی پیش آئے ہیں۔ مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک پر جو قیامت صغریٰ قائم ہے اور قبلہ اول پر یہودیوں کے قبضہ اور حرمین شریفین کو دھمکی دینے کا یہودی منحوس نعرہ بھی یورپ اور امریکہ کی سامراجی قوتوں کا کرشمہ ہے

پاکستان میں معاش کے جملہ ذرائع و وسائل پر چند سرمایہ داروں کے قبضہ اور مزدور و کسان طبقہ کے کروڑوں محنت کشوں کی بھوک اور افلاس کا ذمہ دار بھی یہی مغرب کا دیا ہوا سرمایہ دارانہ نظام ہے:

لہٰذا ہم پاکستانی مسلمانوں کی آگاہی کے لئے اعلان کرتے ہیں کہ امریکی سامراج کے ایجنٹ سوشلزم سوشلزم کا شور مچا کر مسلمانوں کا رخ امریکہ اور یہود کی طرف سے ہٹانے کا منحوس فرض سرانجام دے رہے ہیں جس کے لئے امریکہ کروڑوں ڈالر خرچ کر رہا ہے اور جس سے بہت سے لوگ جھولیاں بھر بھر کر اسلام و سوشلزم کی جنگ کے نام سے اپنی کارگذاری بتاتے ہیں۔ ہم یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام آسمانی قدروں کا پابند کرتا اور انفرادی ملکیت کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں نہ کسی سوشلزم کی گنجائش ہے نہ کمیونزم کی

ہم کو مزدور، کسان اور عوام کے مسائل شرعی روشنی میں حل کر کے ان لوگوں کو کمیونسٹوں کا شکار ہونے سے بچانا ہے۔ ورنہ اگر امریکی سامراج اور یہودی چیرہ دستیوں سے توجہ ہٹا کر ہم قوم کی ساری توجہ سوشلزم کی طرف موڑ دیں۔ تو ایک طرف امریکی سامراج کے ایجنٹوں کی تنخواہوں میں اضافہ ہوگا۔ دوسری طرف مزدور و کسان اہل مذہب اور اسلام کو سرمایہ داری کا محافظ سمجھ کر کمیونزم کی گود میں چلے جانے کے خطرہ میں پڑ جائیں گے

ہماری رائے میں امریکی سامراج اور اشترا کی معدلوں کا صحیح توڑ صرف یہ ہے کہ تمام مسلمان جمعیۃ علماء اسلام سے مل کر محض اسلامی اقدار کے لئے میدان عمل میں آجائیں۔

### جمعیۃ علماء اسلام مکمل قرآنی نظام چاہتی ہے

جمعیۃ علماء اسلام ۱۹۵۶ء کے دستور کو موجودہ صورت میں پاکستان میں ناقابل عمل سمجھتی ہے۔ جمعیۃ نے اس دستور پر غور کرنے کے لئے ایک دستوری کمیٹی تشکیل دی تھی۔ کمیٹی نے جون ۱۹۵۸ء میں اس دستور پر غور کر کے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مسائل و افکار

ڈاکٹر (ہومیو) دین محمد فریدی ہرنولی ضلع میانوالی

# مودودیوں کے ہاں دینی فیصلے مصلحت کی نذر ہو سکتے ہیں

مودودی جماعت کے پارلیمانی امور کے ناظم صدیق الحسن صاحب گیلانی کا مضمون مفتی محمود اور ۳۱ علماء کے ۲۲ نکات ۸ مئی ۱۹۶۸ء کے "آئین" میں نظر سے گذرا اس سے پہلے مودودی صاحب کا جواب بھی پڑھنے کا موقع ملا تھا۔ میں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ جماعت مودودیہ کے پارلیمانی امور کے ناظم ہیں۔ شاید کوئی پتہ کی بات بتائیں۔ ان کے مضمون پر ایک وضاحتی خط لکھا، اور پوچھا تھا کہ اگر ۲۲ نکات کا معاملہ ختم ہو گیا تھا، تو مودودی جماعت کی "بچی" نے اتحاد العلماء کے پردے میں ۲۲ نکات کی مہم شروع کیوں کی۔ اور "آئین" و "ایشیا" میں کیوں اتنے کالم سیاہ کئے گئے اور مولوی گلزار احمد کو بمعہ پارٹی کیوں اتنے ناکام دورے پڑے تو صدیق الحسن گیلانی نے ۵/۶۹/۱۷ کو جواب میں لکھا کہ:۔

"اپریل ۵۱ء کے دوران جب دستوری کمیشن نے سوالنامہ جاری کیا۔ تو لاہور میں ۵، ۶ مئی کو علماء کرام کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مفتی محمد حسن مرحوم مولانا ابوالحسنات قادری۔ مولانا محمد داؤد غزنوی مولانا مفتی محمد شفیع کراچی، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مولانا مفتی محمد حسن نعیمی، مولانا عطاء اللہ حنیف۔ مولانا مفتی سیاح الدین، مولانا عبدالحنان وغیرہ حضرات شامل ہوئے تھے۔ اور سوالنامہ کا جواب مرتب کرتے ہوئے انہوں نے پارلیمانی نظام تجویز کیا تھا۔

"ان بائیس نکات کے دو چار نکات میں یوں سمجھئے کہ ترمیم ہو چکی ہے: باقی تمام اصول اپنی جگہ صحیح اور مسلمہ ہیں۔ اگر اتحاد العلماء نے بھی علماء کرام کی بعد کی رائے کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا تو انہوں نے بھی غلطی کی ہے۔ مولانا گلزار احمد صاحب اور مفتی محمود صاحب دونوں حضرات نہ تو ۱۹۵۱ء کے اجتماع میں شریک تھے اور نہ ہی ۱۹۶۰ء کے اجلاس میں۔ اس لئے ممکن ہے انہیں یاد ہی نہ رہا ہو۔"

میں نے ۵/۶۹/۲۳ کو جواب میں لکھا کہ ٹھیک ہے مفتی محمود صاحب اور گلزار احمد صاحب دونوں اجلاسوں میں شریک نہ تھے۔ مگر مفتی سیاح الدین تو ۱۹۶۰ء کے اجلاس میں شریک تھے۔ جو کہ اتحاد العلماء کے نائب صدر ہیں۔ انہوں نے یہ غلطی کیوں ہونے دی اور مودودی صاحب تو ۱۹۵۱ء، ۱۹۶۰ء کے اجلاسوں میں شامل تھے انہوں نے کیوں نہیں روکا۔ اور آئین و ایشیا میں کیوں ۲۲ نکات کی حمایت کی مہم چلائی گئی۔ اور نیز جبکہ آپ کے لکھنے کے موجب کوئی فرد واحد اتنا پاکباز نہیں تھا کہ پورے ملک کی باگ ڈور اس فرد واحد کے

## مودودیوں کی بوکھلاہٹ

سپرد کی جائے تو پھر صدارت کے لئے محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کیوں کی گئی۔ اور ملک کی باگ ڈور اس فرد واحد کے سپرد کرنے کے لئے آپ اس مہم کے سرگرم رکن کیوں رہے۔ نیز میں نے لکھا کہ چلئے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب شاید مودودی صاحب کی بات تسلیم نہ کرتے، مگر مولوی گلزار احمد صاحب اور "آئین و ایشیا" کا عملہ تو مودودی کی بات کو تسلیم کرتا ہے۔ پھر کیوں مودودی صاحب نے ان کو ۲۲ نکات کی حمایت سے نہ روکا جبکہ ۲۲ نکات کو علماء کی ۱۹۶۰ء کی میٹنگ نے ختم کر دیا تھا۔ لہذا اگر آپ کے نزدیک مفتی صاحب نے غلطی کی ہے تو سب سے زیادہ غلطی مودودی صاحب کی ہے۔

یہ سوالات تھے جو میں نے صدیق الحسن گیلانی پر کئے تھے۔ اس کے جواب میں جناب گیلانی صاحب کا دوسرا اور آخری خط برائے اشاعت بغیر تبصرہ بھیج رہا ہوں۔ اس خط کے آئینہ میں دیندار طبقہ اور عام اہل اسلام خود اندازہ لگائیں گے کہ مودودی صاحبان "مصلحت اور وقت" کے تقاضے کو محسوس کرتے ہوئے اسلام کو کس طرح پس پشت ڈال دینے کو تیار ہو جاتے ہیں

نقل مطابق اصل ہے　　لاہور

باسمہ سبحانہ　　۶۹/۵/۳۰

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خط ملا۔ یاد آوری کا شکریہ

آپ نے جو وضاحت طلب فرمائی تھی۔ وہ میں نے اپنے علم کی حد تک عرض کر دی تھی۔ جو کچھ میں نے لکھا یا کہا ہے۔ اس کے لئے میں دنیا میں بھی جوابدہ ہوں اور آخرت میں بھی۔ لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ "آئین"، "ایشیا" اتحاد العلماء یا مولانا گلزار احمد کی بھی جوابدہی کروں۔

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول جو بائیس نکات میں پیش کئے گئے ہیں بالکل صحیح تھے، صحیح ہیں اور صحیح رہیں گے۔ اس پر کوئی کلام نہیں، معاملہ صرف مصلحت اور وقت کا ہے، جس کی میں نے توضیح کی تھی امید ہے آپ اس معاملے کو ختم سمجھیں گے۔ میں نے مشورہ اس لئے دیا تھا کہ میں خود بھی طبیب ہوں۔ والسلام خادم صدیق الحسن گیلانی

## مودودی اور ناصر کاکا

علاقہ پنج کٹھا (ٹیکسلا) میں ایک بزرگ تھے ناصر کاکا نام تھا (غالباً) ان کی عادت تھی۔ روزانہ افسروں سے ملتے اور جب بھی کسی افسر سے ملنے جاتے۔ راستہ بھر میں بیسیوں آدمیوں سے کہتے جاتے بھئی! نورے کے کام کو جا رہا ہوں۔ آخر ہمارا بچہ ہے۔ خدمتگار ہے کیا کروں۔ اس کے لئے افسر سے سفارش کرنی ہے۔ اس طرح اپنی حکام رسی اور معتبری کا ڈھنڈورا پیٹتا جاتا اور ساتھ ہی نورے پر شفقت کا اظہار کرتا۔ یہ نورا بیچارہ غریب آدمی تھا۔ اس کا ایک کام تھا کسی افسر سے۔ اور ناصر کاکا سے اس نے اس کام کے لئے کہا تھا بس۔ پھر کیا تھا روزانہ ناصر کاکا اوروں کی طرح نورے سے بھی کرایہ وصول کرتا اور افسروں کے پاس جا کر اپنے اور اپنے رشتہ داروں کے کام کراتا بیچارے نورے کا نام تک نہ لیتا۔ لیکن پروپیگنڈے کے لئے نورا تھا۔

ایک دن نورا ساتھ ہی چلا گیا۔ ناصر کاکا بھی کچی گولیاں نہیں کھیلا تھا۔ اس نے نورے کو باہر بٹھا دیا، خود اندر گیا مگر نورا بھی کایاں نکلا۔ اس نے کھڑکی سے کان لگائے رکھا افسر سے ناصر کاکا نے تمام باتیں کیں۔ لیکن نورے کا نام تک نہ لیا۔ جب باہر آیا

نورے نے کہا۔ ناصر کاکا اچھا کام کیا تم نے۔ میرا نام ہی نہیں لیا۔ میں تو کھڑکی سے سب باتیں سنتا تھا۔ تم نے تو اتنے عرصہ تک میری تباہی کرا دی۔

ناصر کاکا معمولی آدمی نہ تھا امریکہ کا ایجنٹ قسم کا آدمی تھا۔ جیسے سی آئی اے ہوتے ہیں۔ بولا۔ ارے نورے برخوردار تم نرے بیوقوف ہو۔ آج میں کس طرح تمہارا نام لیتا۔ آج تو صاحب کا موڈ خراب تھا، نام لیتا، تو آئندہ تمہارا کام خراب ہو جاتا۔

یہی حال منشی مودودی کا ہے۔ بیچارے اپنے نوروں کو یہی کہتا ہے کہ اسلامی نظام لانا ہے، یہی ایک مطالبہ ہے۔ یہی مقصد ہے۔ اس کے لئے چمڑے اتار لئے۔ نوکر رکھ لئے، امدادیں حاصل کر لیں۔ بہت دھوم مچائی، اور جب اسلامی نظام کے مطالبہ کا وقت آیا تو کہہ دیا۔ ایوب خاں کا موڈ خراب تھا۔ کیا کرتا۔ اس وقت اسلامی نظام کا مطالبہ کرنا ہی غلط تھا۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے بھی غلطی کی جو مطالبہ کر دیا۔ صاحب کا موڈ اچھا نہ تھا۔

ذالک المودودی الذی فیہ یمترون

## درخواست دعا

مولانا سلطان محمود صاحب خزاروی خطیب شالامار ٹاؤن کے والد مولانا محمد یحییٰ صاحب خواجگان ہزارہ عرصہ دو سال سے صاحب فراش ہیں، قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

# خصوصیات خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم

از :- مولانا محمد یوسف صاحب فیروز پوری ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام تراں جنڈانوالہ

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء اور رسول بھیجے ہیں۔ وہ سب مرتبہ اور فضیلت میں ایک دوسرے سے بلند مقام رکھتے ہیں

تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض (الآیہ)

(ترجمہ) یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے۔

لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے جو کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوئیں۔ ان خصوصیات کی بنا پر انبیاء علیہم السلام کی صف میں آپ ممتاز اور نمایاں نظر آتے ہیں۔ آپ کی وہ خصوصیات تو بے شمار ہیں۔ لیکن ان میں سے چند خصوصیات کو ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

—— باقی تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کا نام لے کر خطاب فرمایا ہے۔ ...... قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں نام لیکر مخاطب نہیں فرمایا۔ بلکہ کسی نہ کسی صفت کے ساتھ پکارا گیا ہے۔ جیسے صفت نبوت کے ساتھ خطاب یوں فرمایا۔ یاایھا النبی اور صفت رسالت کے ساتھ یوں خطاب فرمایا۔ یاایھا الرسول وغیرہ وغیرہ۔

—— قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عضو اور ایک ایک ادا کا بڑے پیار و محبت سے ذکر فرمایا ہے۔ جیسے آپ کے چہرے کا یوں ذکر فرمایا۔

قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء

(ترجمہ) "ہم دیکھ رہے ہیں تیرا چہرہ گھما گھما کر آسمان کو دیکھنا"۔

آپ کی آنکھ کا اس انداز سے ذکر فرمایا۔

ولا تمدن عینک

(ترجمہ) "اور آنکھیں اٹھا کر نہ دیکھ"۔

—— آپ کے ہاتھ اور گردن کا ذکر اس رنگ میں فرمایا

ولا تجعل یدک مغلولۃ الیٰ عنقک

ترجمہ "اور نہ کر اپنے ہاتھ کو سکڑا ہوا اپنی گردن تک"

آپ کی زبان مبارک کا ذکر یوں فرمایا۔

فانما یسرناہ بلسانک

ترجمہ "بلاشبہ ہم نے (قرآن کو) آسان کر دیا ہے تیری زبان پر"۔

—— آپ کے سینہ مبارک کا ذکر اس طرح فرمایا۔

الم نشرح لک صدرک

(ترجمہ) کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا"۔

—— آپ کے قلب مبارک اور دل کا ذکر اس انداز سے فرمایا۔

نزّلہ علیٰ قلبک (یعنی) "اتارا ہم نے قرآن تمہارے دل پر"۔

حتیٰ کہ آپ کی پوری عمر اور زندگی کا ذکر بھی خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ جس میں آپ کی تمام ادائیں آجاتی ہیں :- لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون

(ترجمہ) تیری زندگی کی قسم یہ (کفار) اپنی (بے عقلی کی) مدہوشیوں میں بھٹک رہے ہیں

—— سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں اور رسولوں کے متبوع تھے۔ لوکان موسیٰ حیًّا ما وسعہ الّا اتباعی (مشکوٰۃ)

(ترجمہ) اگر موسیٰؑ آج زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ کار نہ تھا۔

—— دارمی میں حضرت جابرؓ سے ایک روایت منقول ہے۔ جس میں یہ الفاظ ہیں :- والذی نفس محمد بیدہ لو بدء لکم موسیٰ فاتبعتموہ و ترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولوکان حیًّا وادرک نبوتی لاتبعنی۔

(ترجمہ) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر آج موسیٰؑ آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرنے لگو، تو تم بلاشبہ سیدھے راستہ سے بھٹک جاؤ گے اور اگر آج موسیٰ زندہ ہو کر آجائیں اور میری نبوت کو پالیں تو وہ یقیناً میرا ہی اتباع کریں گے"۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بعد از نزول من السماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اتباع کریں گے

—— حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا ہے۔

جیسے ان الفاظ سے واضح ہے (۱) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (۲) اطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مومنین (۳) براءۃ من اللہ ورسولہ (۴) اذان من اللہ ورسولہ (۵) استجیبوا للہ وللرسول (۶) من یعص اللہ ورسولہ (۷) اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا (۸) من یحادد اللہ ورسولہ (۹) یحاربون اللہ ورسولہ (۱۰) ما حرّم اللہ ورسولہ۔ ان کے علاوہ اور بھی آیات کثیرہ میں اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذکور ہے۔

—— حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال دین سے نوازا گیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم

(ترجمہ) آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا (کہ اب اس میں نہ کمی کی گنجائش ہے نہ زیادتی کی)

—— آنحضرتؐ کو غلبہ دین سے مشرف کیا گیا۔ قرآن پاک میں ہے :- ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

(ترجمہ) وہی وہ ذات ہے جس نے اپنا رسول بھیجا۔ ہدایت و دین دے کر تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔

—— حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دائمی دین دیا گیا۔ جو کسی خاص وقت کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہے

—— حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ایک نیکی کا اجر دس گنا ہے۔ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا کہ جس نے ایک نیکی کی اس کے لئے دس گنا اجر ہے۔

—— دین محمدی میں نفس انسانیت کی رعایت اور پورے عالم بشریت پر شفقت سکھائی گئی ہے۔

الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من یحسن الی عیالہ (مشکوٰۃ) یعنی ساری مخلوق اللہ تعالےٰ کا کنبہ ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ پیارا وہ ہے۔ جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان کے ساتھ پیش آئے

—— حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نماز دس نمازوں کے برابر رکھی گئی۔ گویا پانچ نمازیں پچاس کے برابر ہیں

—— حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے لئے پوری زمین کو مسجد بنا دیا گیا۔ جعلت لی الارض مسجدًا وطھورًا (بخاری و مسلم)

(ترجمہ) میرے لئے ساری زمین کو مسجد اور ذریعۂ پاکی بنا دیا گیا ہے۔

—— سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام اقوام اور جمیع نسل انسانی کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔ بخاری شریف میں ہے :- کان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس کافۃ۔ یعنی ہر نبی خصوصیت سے اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں سارے انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں ، اور قرآن پاک میں ہے۔ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرًا ونذیرًا

(ترجمہ) اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں (اے پیغمبر) مگر سارے انسانوں کے لئے۔

—— حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین (القرآن) یعنی ہم نے آپ کو جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(باقی صفحہ ۷ پر)

## بقیہ صفحہ ۹ ـ وضاحت

اسلام اور جمہوریت کے منافی دفعات پر اپنی ترامیم پیش کی تھیں جو مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔ لیکن اکتوبر ۱۹۵۸ء میں پہلے مارشل لاء کے نفاذ پر اس دستور کو منسوخ کر دیا گیا۔ اور وہ بحث بظاہر ختم ہو گئی۔ اس کے بعد ایوب خانی مارشل لاء گورنمنٹ نے ایک سوالنامہ شائع کیا جس میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ آیا آپ لوگ ان بنیادی حقوق کو قائم رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ جن میں مسلمانوں کو مرتد ہونے کی اجازت دی گئی تھی۔ اس وقت جمعیۃ علماء اسلام نے اس کے خلاف رائے دی۔ مگر بعض مدعیانِ اسلام جماعتوں نے نہ صرف اس کی تائید کی بلکہ ۱۹۶۲ء کے آئین کے پہلے ترمیمی بل میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے ترمیمی نوٹس کی مخالفت کر کے ارتداد کے فروغ کے۔ لئے ایوب خاں کے ہاتھ مضبوط کئے۔ اور اب جبکہ ۱۹۵۶ء کے دستور کے دوبارہ نفاذ کے بارے میں مختلف سیاسی لیڈروں کا مختلف ردعمل سامنے آ رہا ہے، جمعیۃ دوبارہ یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ جب تک جمعیۃ علماء اسلام کی دستوری کمیٹی کی پیش کردہ ترامیم قبول نہ کی جائیں۔ اس وقت تک یہ دستور قطعاً قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ اور نہ مسلمان قوم کسی صورت میں بغیر ان لازمی ترامیم کے اسے قابلِ قبول سمجھ سکتی ہے۔ نیز جمعیۃ یہ سمجھتی ہے کہ کوئی بھی دستور اس وقت تک قابلِ نفاذ نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کی بنیاد اسلام اور ختمِ نبوت پر رکھ کر اتحاد کا راستہ ہموار نہ کر دیا جائے۔ جمعیۃ علماء اسلام کی رائے میں صدر محترم آغا محمد یحییٰ خاں صاحب کا یہ اعلان کہ پاکستان میں صرف اسلام ہو گا قابلِ استحسان ہے۔ جمعیۃ صدر محترم پر یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ ان کا یہ اعلان قوم کے دل کی آواز ہے اور گول میز کانفرنس میں جمعیۃ کے نمائندہ نے مختلف مکاتب فکر ۳۱ علماء کرام کے ۲۲ نکات کا مطالبہ پیش کر کے قوم کی صحیح نمائندگی کی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مودودی صاحب کی طرف سے ان نکات کی تائید نہ ہونے پر ملک کے مسلمانوں نے ان کے خلاف نفرت کا اظہار کیا۔

### دیگر جماعتوں سے اشتراکِ عمل

جمعیۃ علماء اسلام موجودہ حالات میں جماعتوں کے ادغام و اتحاد کے سلسلہ میں یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ جمعیۃ ملک میں اور عامۃ المسلمین میں اپنے خالص اسلامی نصب العین اور دینی سیاست کے پروگرام کی وجہ سے گہری جڑیں رکھتی ہے اور پاکستان کے دونوں بازوؤں مشرقی و مغربی پاکستان نیز مغربی پاکستان میں سرحد، بلوچستان، وزیرستان، پنجاب، سندھ، بہاولپور اور کراچی وغیرہ میں اس کا رابطہ اور براہ راست تعلق مضبوطی سے قائم ہے۔ اس لئے اس جماعت کو اپنے اسلامی نصب العین کے حصول کے لئے تنہا جدوجہد جاری رکھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ جمعیۃ علماء اسلام کا دوسری کسی جماعت میں مدغم ہونے کا سوال ہی خارج از بحث ہے۔ اتحاد و اشتراک کے موضوع پر بھی جمعیۃ صرف ان جماعتوں سے اشتراکِ عمل کر سکتی ہے۔ جو اس کے اسلامی نصب العین اور پروگرام سے اختلاف نہ رکھتی ہوں۔ اگرچہ بعض سیاسی جماعتوں کے لیڈروں نے جمعیۃ کے ذمہ دار حضرات سے غیر رسمی گفتگوئیں ہوئی ہیں۔ لیکن ابھی تک ان مکالمات کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ اور نہ ہی ابھی تک ایسی گفتگوئیں کسی نتیجہ پر پہنچی ہیں۔ بعض اخبارات میں نیشنل عوامی پارٹی، پیپلز پارٹی وغیرہ سے جمعیۃ کی گفتگو کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ صرف ان کے اپنے قیاسات ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام اس میں خوشی محسوس کرے گی کہ کوئی سیاسی جماعت اس کے نصب العین کو اپنائے۔ ایسی حالت میں جمعیۃ کو تعاون کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

## وفات

### حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آہ! آج ہم کو اپنے واجب الاحترام بزرگ اور شفیق سرپرست حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی قدس سرہٗ کی جدائی کا صدمہ سہنا پڑ رہا ہے۔ یہ خدا کا بندہ دیارِ حبیب میں پہنچا تو وہیں کا ہو کے رہ گیا۔ مدینہ منورہ میں مجھ سے بالمشافہ خود ارشاد فرمایا کہ تیس سال تک ہر سال میں نے رمضان مبارک میں مسجد نبوی کے اندر اعتکاف کیا ہے ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست<br>
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت مرحوم نے جس محبت و شفقت سے میری دعوت کی۔ اس کی یاد ابھی تک تازہ ہے۔ آپ نقشبندی خاندان کے بزرگ تھے۔ مجلس ذکر کیا کرتے۔ اور یہ آپ کی کرامت تھی کہ نجدیوں نے آپ کی راہ میں روڑے نہیں ڈالے۔ ورنہ ان کے تشدد اور خشمگیں نظروں سے اوجھل رہنا آسان بات نہیں ہے۔ مولانا کے ایک فرزند حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی شفقت و محبت بھی ہم لوگوں کے ساتھ ایسی ہی تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دینی جذبے کا یہ عالم تھا کہ جب میں صوبائی اسمبلی کا ممبر تھا، حضرت نے اپنے ایک سندھی مرید کو جو ایم پی اے تھے خط لکھا کہ اسمبلی کے اندر جمعیۃ علماء اسلام کا ساتھ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے اور ہم سب لوگوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

(غلام غوث)

### آہ! حبیب احمد مرحوم

کون نہیں جانتا کہ قصبہ چنیوٹ ضلع جھنگ میں برادرِ محترم حبیب احمد صاحب بانی پتی اسلامی خدمات میں سب سے پیش پیش تھے۔ دینی جذبہ ان پر غالب تھا اور نامساعد حالات اور مکروہ اختلافات کے باوجود وہ ارتداد کے مقابلہ میں تبلیغ سے نہیں رکے۔

وہ نوجوانوں کی ایک مخلص جماعت کے سرکردہ تھے۔ خود ایثار پیشہ ہونے کی وجہ سے بہتوں کو آمادۂ ایثار کر دیتے۔ افسوس کہ وہ اچانک فوت ہو گئے۔ اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئے ہیں۔ ہمیں ان کے تمام متعلقین اور خاص کر ان کے بھائی محمد سلیم صاحب سے پوری ہمدردی ہے اور ہم ان کے غم میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب کرے، اور محمد سلیم صاحب کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین!

(غلام غوث)

مدرسہ رحیمیہ جھنگ صدر کا سالانہ جلسہ دستار بندی ۲۶، ۲۷ رجب بروز جمعرات جمعہ منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ۔ مولانا محمد اجمل صاحب قاری نور الحق صاحب ایڈووکیٹ ملتان اور دیگر حضرات شرکت فرما رہے ہیں۔ (محمد فاروق ناظم مدرسہ)

# درسِ قرآن

از جانشین قطب زمانہ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب
امیر جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ
(القمر۔ ۴۱۔ پ ۲۷)

(ترجمہ) اور البتہ ہم نے تو سمجھنے کے لئے قرآن مجید کو آسان کردیا۔ پھر کوئی ہے کہ سمجھے۔

حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کو سمجھنا چاہے تو اس کے معنا بین آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے فہم کے مطابق اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں اور کوئی کتاب ایسی نہیں۔ جس میں یہ حسن اور کمال ہوں۔

برادرانِ اسلام یہ بات ہرگز نہ بھولئے کہ جس طرح اللہ جل شانہ کی ذات بے نظیر ہے۔ اسی طرح سے اس کی صفات بھی بے نظیر ہیں۔ کلام اللہ عز تعالیٰ شانہ کی صفات ہیں سے ایک صفت ہے۔ اس کی بے نظیر ہونے کو کئی طریقوں سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مقدس کتاب بچے، بوڑھے جاہل، عالم، رعایا، راعی، امت اور پیغمبر سب کے لئے یکساں مفید اور ہر ایک کے لئے مکمل دستور العمل ہے۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کی مثال میٹھے پانی کے ایک دریا کی ہے۔ جس میں سے ہر شخص اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔

پس ہمیں چاہیئے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چل کر اس چشمۂ صافی سے پوری طرح فیضیاب ہوں۔ صحابہ کرام کا نصاب تعلیم فقط قرآن کریم تھا۔

محترم حضرات!

آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں باشندگانِ عرب کو امی یعنی "ان پڑھ" کے نام سے ذکر کیا ہے۔ ان ان پڑھوں یا ناخواندہ انسانوں کو فقط قرآن مجید ہی کی تعلیم دی گئی تھی۔ چنانچہ اسی تعلیم کی برکت اور مکتب نبوت کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ ان میں وہ خوبیاں اور کمالات پیدا ہو گئے تھے۔ جن کی نظیر دنیا کی آنکھوں نے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھی تھی۔ اور اس کے بعد آج تک دنیا میں نظر نہیں آئے گی۔ حق تعالیٰ خود ان کے بے نظیر ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ
(آل عمران رکوع ۱۲ پ ۴)

(ترجمہ) تم سب امتوں سے بہتر ہو، جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو، اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ کچھ ان میں سے ایماندار ہیں۔ اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید میں آج بھی وہی تاثیر موجود ہے۔ جو آج سے تقریباً ۱۴ سو سال پہلے موجود تھی۔ اور اس قرآن مجید پر عمل کرنے والوں کے لئے إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ (اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا) کا اعلان واجب الاذعان موجود ہے۔ اگر آج ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح اس پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کی وہی رحمتیں ہم پر نازل ہو سکتی ہیں۔

# درسِ حدیث

عن انسؓ قال وقت لنا فی قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ ان لا نترك اكثر من اربعين ليلة۔ (رواہ مسلم)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے لئے مونچھ کترنے ناخن تراشنے۔ بغل کا بال اکھیڑنے اور بال زیر ناف صاف کرنے کے لئے وقت مقرر کر دیا گیا ہے کہ ہم ان چیزوں کو چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔

تشریح:۔ اس روایت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اکثر مدت ان چیزوں کی چالیس یوم ہے۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔ اور جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ اچھا اور بہتر ہفتہ میں ایک بار صفائی ہے۔ جیسا کہ فقہا نے صراحت کی ہے۔

## ڈاڑھی بڑھانے کا حکم

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب۔ متفق علیہ

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھوں کو پست کراؤ۔

تشریح:۔ داڑھی پر بہت سے رسالے لکھے جا چکے ہیں۔ ان کا مطالعہ فرمایا جائے۔ فقہا لکھتے ہیں کہ داڑھی کا بال ایک مشی سے کم کرنا حرام ہے "قبضہ" کا لفظ فقہاء لکھتے ہیں، البتہ اس سے جو زیادہ ہو اُسے کتروایا جا سکتا ہے بلکہ اسے مستحب کہا ہے۔

داڑھی کتروانا مجوس اور مشرکین کا طریقہ ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں سے کہا ہے کہ تم اپنے کو ان سے ممتاز بناؤ۔ تاکہ ظاہری طور پر بھی تم پہچانے جا سکو۔ اور اس کی صورت یہی ہے کہ وہ مونچھ بڑھاتے اور داڑھی کٹاتے ہیں۔ تم اس کے برعکس مونچھ کٹاؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔ اب داڑھی شعائر اسلام میں داخل ہے۔ مسلمان اس سے غیر مسلموں میں ممتاز نظر آتا ہے۔

پھر داڑھی تمام انبیاء اور صلحاء کا امتیازی شعار رہا ہے۔ جس طرح ہر قوم کا ایک خصوصی شعار ہوتا ہے مسلمانوں کا شعار داڑھی ہے۔ جو لوگ داڑھی کو سنت عادیہ میں شمار کرتے ہیں۔ وہ صحیح نہیں ہے۔

## عورت کی مشابہت کی ممانعت

عن ابن عباسؓ قال لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوهم من بیوتکم۔ رواہ البخاری

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت کی ہے۔ جو عورتوں کے مشابہ بننے کی سعی کرتے ہیں۔ اور ان عورتوں پر بھی لعنت کی ہے۔ جو مرد جیسی بننے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کو اپنے گھروں سے نکال دیا کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ایسے غلط لوگوں کو کسی صالح ماحول میں رہنے نہ دیا جائے۔ ورنہ وہ پورا ماحول بگاڑ ڈالیں گے۔ ایسے زنانہ مرد مردوں کے ماحول کے لئے مضر ثابت ہوں گے۔ اور ایسی مرد نما عورتیں، عورتوں کے ماحول کے لئے زہر ہلاہل ثابت ہوں گی۔

# عشق و محبت کا نرالا انداز

## ایک صحابی کا ایمان افروز واقعہ

صحن مسجد میں مجمع کسی کا منتظر ہے۔ اس لئے کہ مخبر صادق نے جبریلؑ کی زبانی یہ اطلاع دی ہے کہ "اللہ کا مہمان آنے والا ہے"۔ تمام اہل مجلس کی نظریں کبھی دروازے کی طرف اور کبھی خبر دینے والے کے چہرے کی طرف اٹھتی ہیں۔

یکایک ایک نوجوان آتا دکھائی دیا۔ پریشان حال، پریشان بال، اس کی ساری کائنات کمبل کے دو ٹکڑے تھے۔ ایک بدن پوشی کا کام دے رہا تھا اور دوسرا ستر پوشی کا۔ مخبر صادق نے اٹھ کر استقبال کیا اور گلے سے لگایا۔ اس کے بعد وہ چبوترے والوں (اصحاب صفہ) میں داخل ہو گیا۔ کچھ محنت مزدوری کرتا اور باقی سارا وقت دین سیکھنے میں لگا دیتا۔

اس کا باپ مر چکا تھا۔ چچا اس کا ولی تھا اور شقاوت میں ابوجہل سے بھی آگے تھا۔ اس کا ر اثر کہ اس کے چچا کے قبضہ میں تھا۔ اس نوجوان نے کہیں ایک دن یہ کہہ دیا۔ "چچا جان! میں اپنے دل میں فرزند عبداللہ سے ملنے کا اشتیاق کر رہا ہوں"۔ اس شوق کا ظاہر ہونا تھا۔ کہ ظالم چچا نے کھجور کی سونٹی سے خبر لینی شروع کی۔ اتنا مارا کہ بدن پر بدھیاں پڑ گئیں۔ کپڑے چھین لئے۔ اور وہ برہنگی کی حالت میں ماں کے پاس پہنچا۔ اس نے رحم کھا کر ایک کمبل کے دو ٹکڑے جسم پوشی و ستر پوشی کے لئے دے دیئے۔ اسی حالت میں منزلیں طے کرتا ہوا وہ منزل مقصود پر آ گیا اور اصحاب صفہ میں داخل ہو گیا۔

اسے قرآن سے عشق تھا۔ اکثر بلند آواز میں قرآن پڑھا کرتا بعض لوگوں کو یہ ناگوار بھی گذرتا۔ مگر وہ خاموش رہتے۔ فرزند خطاب نے اسے کئی بار سمجھایا کہ صاحبزادے تمہاری قرأت سے دوسروں کو خلل پہنچتا ہے۔ لہٰذا آواز کو ذرا پست رکھا کرو نوخیز نوجوان نے اس نصیحت کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور اپنے ذوق و شوق میں لگا رہا۔

فرزند خطاب کو ایک بار غصہ آیا۔ ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ کسی نے پیچھے سے ہاتھ پکڑ لیا اور آواز آئی۔

"اسے کچھ نہ کہو۔ یہ اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا کر آیا ہے۔ اس دن کے بعد سے ابن خطاب نے اسے کچھ کہنے کی پھر کبھی جرأت نہ کی۔

اس نوخیز نے ایک دن اپنی تمنا کا اظہار یوں کیا۔ "میں اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی آرزو رکھتا ہوں"۔

جواب ملا۔ "اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت سے نکل کھڑے ہو، اور راستے میں کسی وجہ سے موت آ جائے تو یہ بھی عین شہادت کی ہی موت ہو گی"۔

یہ جملے مخبر صادقؐ کی زبان اقدس سے بلاوجہ نہ نکلے تھے۔ جلد ہی تبوک کا معرکہ پیش آ گیا۔ مجاہدین کا قافلہ مدینے سے روانہ ہوا۔ یہ نوجوان راستے ہی میں بیمار ہوا۔ تیز بخار کا حملہ تھا، جانبر نہ ہو سکا۔ مگر یہ عجیب موت تھی کہ زندگیاں اس پر قربان ہو رہی تھیں مقصود کائنات سرہانے موجود تھا۔ مرنے والے کی نظریں چہرۂ اقدس پر جمی ہوئی تھیں۔ ساکنان حریم قدس عالم وجد میں گویا یوں کہہ رہے تھے ؎

به چه ناز رفته باشد ز جهان نیازمندے
که بوقت جاں سپردم بسرش رسیده باشی

موت کی آخری ہچکی سے پہلے اس نے بھرپور نظروں سے چہرۂ انور کو دیکھا اور آنکھوں کے پردے میں تصویر لے کر ہمیشہ کے لئے آنکھیں موند لیں ؎

آ پیارے نین میں پلک توہے موند لوں ناہیں دیکھوں اور کو نا توہے دیکھن دوں

(باقی آئندہ)

# عورتوں کے حلقہ میں بھی نبوت کا شوق

حضرت مولانا سید محمد ازہر شاہ صاحب قیصر (ابن محدث عصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فوراً ہی ارتداد و انکار اسلام کا جو فتنۂ نومولود بادِ سموم کی طرح اسلام کے چمنستان حیات میں پھیلا، اور جس سے ابھی ابھی اگائے ہوئے دین و شریعت کے درختوں اور پودوں کو ایک نقصان شدید پہنچا تھا۔ اسلام کی تاریخ کا غائر نظر سے مطالعہ کرنے والے لوگ، اس سے اس کے اسباب و علل سے اور اس کے اندرونی محرکات سے ناواقف نہیں ہوں گے بغاوت و مخالفت کے اس عام مگر ناکام و بدنام جذبہ کی تہ میں صرف یہ دو چیزیں کام کر رہی تھیں کہ:۔

اسلام کی شوکت و قوت اور اس کی حیرت انگیز جہانگیری اور فتح و نصرت سے مرعوب ہو کر بعض قبائل اور بدوی خاندان ظاہری طور پر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے۔ مگر اسلام کی اصل لذت اور ایمان کی پختگی و درستگی سے انہیں کوئی حصہ نہیں ملا تھا۔ نہ یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ شناس تھے۔ اور نہ پیغام محمدی پر انہوں نے اپنی عاقلانہ توجہات کے ساتھ غور و فکر کیا تھا۔

اسلام مادی حیثیت سے اپنی ابتداء میں ایک جوئے کم آب اور ایک رودِ تنک مایہ تھا۔ لیکن کچھ ہی دنوں میں اسی جوئے کم آب سے ایک سیلاب عظیم اٹھا اور جو ربع مسکون پر پھیل کر رہ گیا۔ بڑی بڑی سلطنتیں تنکے اور گھاس کی حیثیت سے اس سیلاب کے ساتھ بہہ گئیں۔ اور دنیا کے طویل العمر مذاہب اپنی قدیم قوتوں کے باوجود اپنی جگہ سے ہل پڑے۔

"تاریخ کا عالمانہ و محققانہ نظر سے مطالعہ کرنے والے لوگ جانتے ہیں کہ جہاں سچائی، دلی جذبے اور کامل یقین کے ساتھ اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز تھی، وہاں کچھ خاندان اور کچھ قبیلے ایسے بھی تھے۔ جنہوں نے وقتی مصالح کا تقاضا قبول کر کے اپنے آبائی مذہب کو ترک کیا تھا۔ ایسے تمام قبیلے اور ایسے تمام افراد اس فکر میں تھے کہ اسلام کی فلک بوس عمارت میں ذرا کہیں سے رخنہ پڑے تو یہ فوراً اپنے دست و بازو کی قوت سے اس رخنہ اور اس سوراخ کو اپنی رہائی کے لئے ایک کشادہ راستہ بنا لیں اور خود اپنی خود غرضی اور طمع پرستی سے قید و بند کی جو زندگی انہوں نے اختیار کر لی تھی اس سے نجات پا جائیں۔

نفاق کی زندگی گذارنے والے ان افراد کے ساتھ بعض بدوی خاندان اور بعض افراد ایسے بھی تھے جنہیں حقیقی طور پر نہ ایمانی دولت سے فیض اٹھانے کی توفیق حاصل ہوئی تھی۔ اور جنہوں نے اسلام کی اس عالمگیر قوت سے ڈر کر ظاہری طور پر اس کے آگے سپر ڈالی تھی۔ وفات نبوی سے قبل اس خیال کے سب افراد اپنے اسی خیال پر قائم تھے۔ مگر دیکھ چکے تھے کہ ایک نبی کی نبوت نے کتنی شہرت و کامیابی، اور ایک پیغمبر کے پیغام نے کتنی ہر دلعزیزی حاصل کی۔ آنحضرتؐ کی اپنے مقصد میں یہ بے مثال کامیابی ایسے لوگوں کے لئے رشک خیز تھی۔ اور شرق سے تا غرب اسلام کی یہ سلطنت و حکومت ان کے لئے ولولہ خیز۔ اپنی نادانی اور کم فہمی سے یہ لوگ سمجھے کہ جب ہم میں ہی سے ایک شخص بے سروسامانی کے عالم میں کھڑا ہوا اور عزت و شہرت کے فلک الافلاک پر اس نے اپنی جگہ بنا لی اور ہمارے ہی درمیان ایک آدمی نے ایک آواز بلند کی اور دنیا اس کی آواز پر ہمہ تن گوش بن گئی تو پھر اسی راستہ سے انہیں کامیابیوں تک جا پہنچنا ہمارے لئے بھی مشکل نہیں ہو گا

(باقی آئندہ)

# ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حسنہ

از فقیہِ اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے افضل، سب سے اکمل، سب سے اعلیٰ، سب کے ہادی و ملجا خدا کے وہ رسول اور حبیب ہیں جو عرب کے شریف ترین خاندان، قریش کے بہترین گھرانے بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ والدِ محترم کا سایہ ولادت سے پہلے ہی اُٹھ چکا تھا۔ دادا اور دادا کے بعد چچا نے تربیت اور پرورش فرمائی۔

کسی مکتب میں نہیں بیٹھے۔ کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ بچپنے میں حلیمہ سعدیہؓ کے گھران کے بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے میں مشغول رہے۔ ہوش سنبھالا تو گھر والوں کو بتوں کے سامنے سجدہ کرتے، قربانیاں چڑھاتے ہوئے دیکھا۔

کسی اعلیٰ سوسائٹی مہذب کلب، تعلیمی اسکول اور کالج کا عرب میں وجود ہی نہ تھا۔ وہی صنم پرستی، شراب نوشی، قمار بازی، جنگ و جدال، تفاخر کبر و نخوت آپ کے ماحول میں بھی پھیلی ہوئی تھی جو تمام عرب کو محیط تھی۔

اس ماحول و گرد و پیش کے تمام حالات و واقعات کے باوجود خدائے فیاض کی طرف سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اور نفسِ قدسی صفات میں جو کمالات ودیعت رکھے گئے تھے ان کا ظہور اس شان و شوکت کے ساتھ ہوا کہ کائناتِ ارضی و سماوی کا ذرہ ذرہ اس کا شاہد ہے۔

خالق کے ساتھ تعلق اور مقامِ عبدیت کے شیونِ مطہرہ تو بہت طویل ہیں، ہم اس وقت نہایت مختصر طور پر صرف ان مکارمِ اخلاق کے متعلق ذکر کرنا چاہتے ہیں جو معاشرت اور باہمی زندگی گزارنے میں خلقِ خدا کے ساتھ برتے جاتے تھے۔

ان میں سے ایک ایک پر غور و فکر کرو اور دیکھو کہ ایک یتیم بچے کے یہ ملکات فاضلہ اور اوصاف حسنہ راسخہ اگر خلاقِ عالم کے فیضِ محبت و رافت کے عطا کردہ نہ تھے تو کس کالج کے درجۂ تکمیل کے شرمندۂ احسان تھے اور دنیا بھر کے بہترین سے بہترین تعلیم یافتوں اور تہذیب پروروں میں سے کوئی نظیر یا مثل پیش کرو۔

پھر دوسری طرف یہ بھی دیکھو کہ اس مظہرِ صفاتِ قدسیہ کے نام لینے والوں اور کلمہ پڑھنے والوں میں سے کتنے ہیں جو اپنے طرزِ عمل سے ان خصائلِ حمیدہ اور شمائلِ پسندیدہ کا نمونہ پیش کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں۔ سیرتِ مبارک کے دفتروں میں سے ایک چھوٹی سی تاریخ ہے اس پر اپنے اعمال و اخلاق کا جائزہ لو اور خود ہی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر انصاف کرو کہ کہاں تک تم اپنے ہادی، اپنے راہنما، اپنے شفیع، اپنے پیشوا کے نقشِ قدم پر چلتے ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا سے واقف اور ایک ایک اشارہ کے جاننے پہچاننے والے تھے۔ ان سے حضور کی سیرت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

★ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائم البشر

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خندہ رو، کشادہ جبیں رہتے تھے یعنی لوگوں سے ملنے جلنے میں کسی وقت آپ کو چیں بر جبیں، ابروؤں پر بل پڑے ہوتے، تیوری چڑھائے ہوئے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ باوجودیکہ خشیتِ خداوندی اور فکرِ آخرت اور غمِ امت سے حضور دل میں متواصل الاحزان یعنی غمگین و متفکر رہتے تھے مگر خلقِ خدا کے ساتھ ملنے جلنے میں اس دلی رنج و غم کو مطلقاً ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے اور لوگوں کے ساتھ ایسی کشادہ پیشانی اور خندہ پیشانی سے ملتے کہ سوائے مخصوص محرمانِ راز کے کوئی آپ کے وارداتِ قلبیہ سے مطلع نہیں ہوتا تھا۔

★ سہل الخلق لین الجانب

اور نرم خو، نرم طبیعت، مہربان تھے یعنی کشادہ روی کے ساتھ آپ کی عادتِ شریفہ میں نہایت نرمی اور لطف و مہربانی تھی۔ خشونت اور درشتی، ایذا اور سختی کا حضور کے اخلاقِ گرامی میں نام و نشان نہ تھا۔

★ لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخاب ولا فحاش

بدگو، سخت دل، چیخ و پکار کرنا، شور مچانا، زور زور سے باتیں کرکے مخاطب کو سہمانا، حضور کا شیوہ نہ تھا، عملی یا قولی فحش کے قریب بھی نہ جاتے تھے۔

★ ولا عیاب ولا مشاح

نہ حضور کسی کو عیب لگاتے تھے نہ کسی کی عیب جوئی کرتے تھے اور نہ تنگ دلی فرماتے تھے یعنی جو شخص کوئی حاجت پیش کرتا تو اس کی حاجت روائی میں نہایت وسعتِ قلب سے کام لیتے اور کسی قسم کی تنگ دلی یا بخل کو کام میں نہ لاتے۔

★ یتغافل عما لا یشتہی

ناپسندیدہ باتوں سے تغافل اور اعراض فرماتے تھے یعنی اگر کسی خادم، کسی دوست، گھر کے کسی آدمی سے کوئی — ناپسندیدہ کام صادر ہو جاتا تو ایسے تغافل کے ساتھ گزر جاتے کہ گویا آپ کو خبر نہیں ہوئی یا آپ نے دیکھا ہی نہیں۔ یہ عادت نہ تھی کہ لوگوں کی غلطیوں کو اور خطاؤں کو کرید کرید کر بازپرس اور سختی فرمائیں اور ان کو ہر وقت طعن و تشنیع کرتے رہیں۔

★ ولا یأس منہ راجیہ ولا یخیب فیہ

یعنی حضور سے کوئی امیدوار مایوس نہیں ہوتا تھا اور نہ محروم کیا جاتا تھا۔ اگر کوئی امیدوار امید لے کر آتا تو حضور کی جانب سے مایوس نہیں جاتا تھا اگر اس کی مانگی ہوئی چیز نہ بھی ہوتی اور اسے نہ بھی ملتی جب بھی وہ اس بات کا یقین لے کر جاتا کہ حضور نے مجھے اپنی طرف سے مایوس نہیں فرمایا، نہ ہونے کی وجہ سے میں محروم رہا۔ اگر حضور کے پاس یہ چیز ہوتی تو ضرور مجھے عطا فرماتے۔

★ ترک نفسہ من ثلاث المراء والاکثار وما لا یعنیہ

حضور نے اپنے نفس کو تین باتوں سے بالکل علیحدہ اور پاک کر لیا تھا:

۱۔ لوگوں سے جھگڑنا۔

۲۔ زیادہ باتیں کرنا۔

۳۔ لایعنی غیر مفید کاموں میں مشغول ہونا۔

یعنی نہ تو لوگوں سے جھگڑتے تھے اور نہ زیادہ اور فضول باتیں کرتے تھے اور نہ بیکار و لایعنی اور غیر مفید کاموں میں مشغول ہوتے۔ ٹھیک اور سچی اور حق بات نرمی اور ملائمت سے کرتے اور جو بات دنیا یا دین میں مفید ہوتی اتنی ہی بات کرتے اور بیکار کام جس کا دین و دنیا میں کوئی فائدہ نہیں کبھی اختیار نہ کرتے۔

★ وترک الناس من ثلاث لا یذم احدا ولا یعیبہ ولا یطلب عورتہ

اور لوگوں کو اپنی طرف سے تین باتوں سے مامون و مطمئن فرما دیا تھا:

۱۔ کسی کی مذمت نہیں فرماتے تھے۔

۲۔ کسی کی عیب جوئی نہ کرتے تھے۔

۳۔ کسی کے چھپے ہوئے معائب تلاش نہیں کرتے تھے۔

★ ولا یتکلم الا فیما رجا ثوابہ

صرف وہی بات کرتے جس کے ثواب کی حضرتِ حق سے امید ہوتی یعنی جو بات کرتے ثواب کی نیت سے کرتے اور حقیقت یہ ہے کہ جو شخص ہر وقت حضرتِ حق کی حضوری کو پیشِ نظر رکھے اس کی ہر بات اسی نیت اور اسی ارادے سے ہوگی خواہ وہ تبلیغِ دین کے متعلق ہو یا دنیوی اعمال و افعال سے تعلق رکھتی ہو۔

---

بقیہ ص۲: سورج کا گہن آپ کے صاحبزادے کے وصال کی وجہ سے لگا ہے۔ آپ نے اسی وقت منادی کرائی۔ لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور اعلان کیا:

ایتان من آیات اللہ

لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاتہ

آفتاب و ماہتاب اللہ کی بے شمار نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ کسی کی موت اور زندگی سے ان میں گہن نہیں لگتا۔

بہرحال اللہ اور اس کے رسول کی محبت مسلمانوں کی سب سے قیمتی پونجی ہے اللہ تعالیٰ سب کو اس نعمت سے سرفراز کرے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ کی سنت اور آپ کے طریقے پر چلنے کی توفیق دے اور محبت میں غلو کی گمراہی سے بچاتے۔ (آمین)

No. 67715 সাপ্তাহিক WEEKLY REGD.L. No. 7132
তরজুমানেইসলাম TARJUMAN E ISLAM
লাহোর LAHORE price

# جمعیتہ علماءِ اسلام کیا چاہتی ہے؟

جمعیتہ چاہتی ہے کہ یہاں کتاب و سنت کے مطابق اسلامی نظامِ حیات کا قیام عمل میں لایا جائے۔

سرزمینِ پاکستان پر عدل و انصاف، دیانت و امانت، تقویٰ اور پرہیزگاری کا دور دورہ ہو۔

یہاں کے باشندے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور احکاماتِ الٰہیہ کے خود بھی پابند ہوں اور دوسروں کو پابندی کی تلقین و تبلیغ کریں۔

جن چیزوں کے نہ کرنے کا خدا اور اس کے رسول نے حکم دیا ان سے اجتناب کریں۔

یہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت ہو اور ارتداد کی تبلیغ قانوناً اور حکماً جرم ہو۔

لہو و لعب کی مجلسیں اور رقص و سرود کی محفلیں بند ہوں اور شعائر اللہ کا احترام ہو۔

نیکی اور ہر اچھے کام میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا جذبہ پیدا ہو۔

بے حیائی، بدکاری، بدمعاشی، عیاشی خواہ علانیہ ہو یا پوشیدہ قانونی طور پر بند ہو۔

زنا، چوری، ڈکیتی، اغوا وغیرہ خواہ امیر کرے یا غریب جرم ثابت ہونے پر اس کا فیصلہ محمدی شریعت کے مطابق ہو۔

جھوٹ بولنے، جھوٹی گواہی دینے، فریب اور دغابازی کرنے، ایک دوسرے پر تہمت لگانے، کسی کا ناحق مال بٹورنے، ماتحتوں پر ظلم کرنے، یتیم کا مال کھانے، سود اور سودی کاروبار چلانے نیز ہر قسم کی برائیوں سے معاشرہ پاک ہو۔ مزدوروں اور کاشتکاروں کے مسائل حل کیے جائیں اور ان کو ضروریاتِ زندگی سستے داموں مہیا کی جائیں۔

یقیناً یہ آپ سب کے دل کی آواز ہے۔ اگر آپ واقعی اس ملک میں اسلامی نظامِ حیات کا نفاذ چاہتے ہیں تو جمعیتہ علماء اسلام کے ساتھ مل کر بھرپور جدوجہد کیجئے اور سامراجی ایجنٹوں سے ہوشیار رہئے۔

اِس معاملہ میں علماءِ اسلام ہی آپ کی صحیح راہنمائی کر سکتے ہیں۔ (محمد حنیف سہارنپوری)

ترجمان اسلام

# کُل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
کے
# مطالبات

۱ ــــ اسلام، اہل اسلام اور مملکت پاکستان کے بقا و استحکام کیلئے یہ ضروری ہے کہ ملک کے ہر دو حصوں میں مکمل اتفاق و اتحاد اور یک جہتی کے لئے قومی اتحاد کی بنیاد اسلامی اقدار پر قائم کی جائے۔

۲ ــــ الف ــ ملک کے دونوں حصوں میں پچانوے فیصد رعایا کے مذہبی جذبات، عقائد و خیالات کا احترام کیا جائے (ب) اقلیتوں کو مسلمانوں پر مسلّط نہ کیا جائے (ج) انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام اور بزرگان دین کے ناموس کا قانونی تحفظ ہو (د) ملکی آئین و قوانین اسلامی ہوں (ھ) بجائے چنگ و رباب، گانے بجانے، رقص و سرود فحاشی و عریانی کے ساری قوم کو مجاہد بنانے کے وسائل اختیار کئے جائیں۔

۳ ــــ ملکی انتخابات براہِ راست عوامی رائے سے ہوں اور اگر بی ڈی سسٹم کو باقی رکھنا ضروری ہو تو مقامی تعمیر و ترقی تک محدود کر دیا جائے۔

۴ ــــ ملک کے دونوں حصوں کی نمائندگی آبادی کے لحاظ سے مقرر کی جائے۔

۵ ــــ تقسیم اختیارات میں ہر دو حصّوں کو مطمئن کیا جائے۔

۶ ــــ ملک کے دونوں حصوں میں عدم مساوات کو ختم کر دیا جائے اور قومی خزانہ کے مصارف میں پسماندہ علاقوں کا خاص خیال رکھا جائے۔

۷ ــــ ملک کی خارجہ پالیسی بالکل آزاد اور صرف اسلام و پاکستان کے مفادات پر مبنی ہو اور غیر ملکی اڈوں اور جاسوسی عناصر کو فوراً ختم کر دیا جائے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

# قربانی

## خلیلؑ اور ذبیحؑ کی ایک عظیم یادگار

حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بھیروی

ابراہیمؑ پر سلام ہو۔ اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔ (۳۷ / ۱۰۹ — ۱۱۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ اپنے قدسیوں اور محبوبوں کے کسی فعل کو ضائع نہیں کرتا بلکہ اسے دنیا میں ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھتا ہے۔ حضرت خلیلؑ نے خانہ کعبہ کی دیواریں چنیں۔ اسماعیلؑ نے قربان کا طواف کیا۔ ہاجرہ نے صفا و مروہ کی سعی کی۔ خدا کو اپنے پیاروں کی یہ ادائیں ایسی پسند آئیں کہ اس موقع کی ہر حرکت کو محفوظ فرما کر آنے والی نسلوں پر (جو دین حنفی کی پیروکار رہیں) فرض کر دیا۔ ارشاد ربانی ہے:۔

"اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی۔" (۳۷ / ۱۰۸)

ہر سال موسم حج میں عرب و عجم کے لاکھوں انسانوں کے اندر اسوۂ خلیلؑ و ذبیحؑ جلوہ نما ہوتا ہے۔ ہر انسان وہ سب کچھ کرتا ہے جو آج سے پانچ ہزار برس قبل خدا کے دو برگزیدہ بندوں نے بے آب و گیاہ میدان میں کیا تھا۔ یہی مطلب ہے اس بیان الٰہی کا کہ:۔

"ہم نے ابراہیمؑ اور ان کی ذریت کو اپنی رحمت سے بڑا حصہ عطا فرما دیا۔ وہ یہ کہ اعلیٰ و اشرف طریق پر ان کا ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا۔"

سیدنا خلیلؑ کی جملہ یادگاروں میں سے ایک یادگار قربانی ہے جس کا حکم ان کو حضرت حق نے دیا تھا۔ خدا کے حکم کے بعد باپ نے محبت بھری نگاہ سے اپنے اکلوتے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ سعادت مند بیٹے نے سر جھکاتے ہوئے سر تسلیم کیا اور کہا۔ ابا جان آپ کو جو حکم خداوند قدوس کی طرف سے ملا ہے بلا تامل کر گذریئے۔ ان شاء اللہ اس کٹھن ترین امتحان میں صبر کا مظاہرہ کروں گا۔ بیٹے کا جواب سن کر باپ کی آنکھوں میں محبت کے آنسو بھر آئے۔ بیٹے کو نہلا دھلا کر خوشبو سے معطر کیا۔ بغل میں رسی اور چھری دبا کر چل دیئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت ہاجرہ سے ابلیس نے آ کر کہا۔ اے ہاجرہ آج ابراہیمؑ اسماعیلؑ کو ذبح کرنے جا رہے ہیں۔ ہاجرہ نے کہا کہ کوئی باپ اپنے فرزند کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے؟ اس نے کہا ہاں ابراہیمؑ کو خدا کا یہی حکم ملا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے فرمایا۔ پھر اگر اسماعیلؑ جیسے سینکڑوں بھی ہوں تو اس خدا کے حکم پر ذبح کر دو۔ شیطان عزازیل یہاں سے مایوس ہو کر اسماعیلؑ کے سامنے ظاہر ہوا۔ آپ نے ایک خاص ہیئت سے سات کنکریاں اس کو ماریں اور آگے چل دیئے۔ پھر تھوڑی دور چل کر پھر سامنے آیا آپ نے دوبارہ وہی عمل فرمایا۔ آگے جا کر دیکھا تو پھر کھڑا ہے۔ آپ نے پھر اسی طرح کیا۔ اللہ کو حضرت ابراہیمؑ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ ملت ابراہیمیؑ کے پیروکاروں کے لئے تا قیامت اسے ضروری کر دیا، اور فرمایا۔ جو میدان عرفات سے منیٰ میں واپس لوٹے۔ تین دن برابر انہیں یہ عمل کرنا ہوگا ورنہ حج نامکمل رہے گا۔ اب شیطان غائب ہو گیا ذرا آگے جا کر ایک پتھر پر بیٹے کو الٹا لٹا دیا۔ بیٹے نے کہا، ابا جان میرے اعضاء کو مضبوط باندھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ چھری چلتے وقت میں تڑپنے لگوں اور خدا کی ناراضگی کا باعث بنوں۔ آپ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں۔ ہو سکتا ہے کہ شفقت پدری میں آکر آپ کے ہاتھ رک جائیں تو آپ کی قربانی نامکمل رہ جائے۔

حضرت ابراہیمؑ نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر زور سے چھری بیٹے کی گردن پر چلائی۔ چھری تیز ہونے کے باوجود نہ چلی۔ فرشتوں نے یہ ماجرا دیکھ کر آپس میں سرگوشیاں کیں کہ یہ مخلوق واقعی خلافت کے قابل ہے۔ اس واقعہ کو قرآن عزیز میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"پھر جب وہ اس کے ہمراہ چلنے پھرنے لگا۔ کہا اے بیٹے بے شک میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس دیکھو تیری کیا رائے ہے؟ کہا ابا جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجئے۔ آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ پس دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔" (۳۷ / ۱۰۲ — ۱۰۳)

حضرت حق کو خلیلؑ و ذبیحؑ کے عشق کا امتحان مقصود تھا۔ جب وہ امتحان میں پورے اترے۔ تو غیب سے ندا آئی۔ "بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا البتہ یہ صریح آزمائش ہے اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا۔" (۳۷ / ۱۰۵ — ۱۰۷)

قربانی کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ جس کا ثبوت ہر دور میں موجود ہے۔ لیکن اس کی سابقہ صورتیں اسلامی قربانی سے مختلف رہیں۔ مگر اس کا وجود باوجود اختلاف مذاہب کے امم سابقہ میں مسلم ہے۔ آخری مہذب اور شائستہ نظریہ صرف اسلام نے پیش کر کے ہمیشہ کے لئے ایک عظیم شعار قرار دے دیا۔ قرآن کا ارشاد ہے:۔

"اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کر دی تھی تاکہ اللہ نے جو چارپائے انہیں دیئے ہیں، ان پر اللہ کا نام یاد کیا کریں۔ پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہی ہے۔ پس اسی کے فرمانبردار رہو اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔" (۲۲ / ۳۴)

اس دھرتی پر سب سے پہلے قربانی کا وجود ابوالبشر سیدنا آدمؑ کے دو فرزندوں ہابیل و قابیل کے وقت ملتا ہے۔ اس قصہ کو قرآن عزیز نے قیام عدل کے طور پر ذکر فرمایا۔ ارشاد باری ہے: "آپ اہل کتاب کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دیجئے۔ جب ان دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی نہ ہوئی۔"

حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ کی اقوام کے علاوہ دیگر مشرکین یونان و روم جو بت پرستی اور آتش پرستی میں اپنے لئے فلاح و کامیابی کا یقین کرتے تھے۔ انہوں نے بھی مختلف طریقوں سے اوقات مخصوصہ میں قربانی دی۔ جس طرح امم سابقہ کو قربانی کا حکم تھا۔ اسی طرح امت محمدیہ (فداہ ابی و امی) کو ایک معین وقت میں قربانی کا حکم دیا گیا۔ ارشاد ہوا:۔

"اے پیغمبر اعلان فرما دیجئے۔ میرے رب نے مجھے ایک راستہ بتا دیا ہے۔ ایک دین قیم ملت ابراہیمؑ جو ایک ہی طرف کا ہو رہا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ مکرر اعلان فرمایئے۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔" (۶ / ۱۶۲ — ۱۶۳)

پہلی آیت (۲۲ / ۳۴) سے یہ بات ثابت ہو چکی کہ قربانی ہر امت کے لئے ضروری تھی۔ ان اقوام میں قوم خلیلؑ بھی شامل ہے۔ اور ان آیات (۶ / ۱۶۲ — ۱۶۳) سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضورؐ کو ملت ابراہیمؑ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: "پھر ہم نے حکم بھیجا آپ کو کہ چل ابراہیمؑ کے دین پر جو ایک طرف کا تھا" (۱۶ / ۱۲۳) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "بے شک تمہارے لئے ابراہیمؑ ہی اچھا نمونہ ہے" (۶۰ / ۴) اور تیسری جگہ حضرت ابراہیمؑ کی امامت کا ذکر فرمایا۔ "بے شک میں تجھے پیشوا بناؤں گا" (۲ / ۱۲۵)۔ اس ثبوت کے بعد سورۂ کوثر کی طرف رجوع کیا جائے تو اس سے آغاز اسلام سے قربانی کے دوام کا پتہ چلتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: "پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھیئے اور قربانی کیجئے۔" (۱۰۸ / ۲)۔ اس میں صیغہ امر کا استعمال کیا گیا ہے، اور اصول شرعیہ میں اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ کا مستقل باب موجود ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ قربانی ایک دائمی حکم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "اے لوگو ہر گھر والے پر ہر سال میں ایک قربانی واجب ہے"۔ اس ارشاد سے یہ بات ذہن نشین ہوتی ہے کہ شارع علیہ السلام نے بھی ہر سال قربانی کا حکم دیا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں جو مسند احمد میں مذکور ہے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے مدینہ میں دس سالہ قیام کے دوران ہمیشہ قربانی فرمائی۔ اس فرمان نبویؐ سے بات صاف طور پر عیاں ہو گئی کہ قربانی صرف مکہ معظمہ میں جائز نہیں۔ جیسا کہ منکرین وہ غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں بلکہ دنیا کے جس حصہ میں بھی مسلمان موجود ہوں۔ ان پر قربانی واجب ہے۔

قرآن و سنت کے بعد تیسرا درجہ اجماع صحابہؓ کا ہے۔ صحابہ کرامؓ آنحضرتؐ کے افعال و اعمال کے امین ہیں۔ اس مقدس گروہ نے حضورؐ کی بات سنی۔ آپ کو کام کرتے دیکھا۔ امت

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

جاری کردہ
حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگرانِ اعلیٰ
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

نگران
حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

ایڈیٹر: احمد حسین کمال - معاون: ---- حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بمیری

جلد ۱۲ || جمعہ ۲۸ فروری ۱۹۶۹ء مطابق ۱۱ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ - قیمت ۳۰ پیسے || شمارہ ۸

# شذرات

## صحیح اقدام

صدر ایوب خان نے آئندہ انتخابات میں حصہ نہ لینے کا اعلان کر کے ملک کو مزید انتشار سے بچا لیا ہے۔ سیاسی، مذہبی اور عوامی حلقوں میں اس اعلان کا خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ صدر ایوب نے کہا ہے کہ اب ہر گروہ کو "بھول جاؤ اور معاف کر دو" کے جذبے سے کام لے کر آگے قدم بڑھانا چاہیئے۔ صدر کے اعلان کے بعد درحقیقت اسلامیان پاکستان اور مملکت خداداد ایک نئے سفر کا آغاز کر رہی ہے۔ اگر اس آغاز کے وقت ماضی کے تلخ تجربات کو فراموش کر دیا گیا تو یہ ایک سنگین غلطی ہوگی۔ بھول جاؤ اور معاف کر دو کا مطلب صرف یہی لیا جا سکتا ہے کہ باہمی رنجشوں کو مستقبل کے لائحہ عمل کی ترتیب میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے۔ ہمیں اس بات پر بھی کڑی نظر رکھنی ہوگی کہ ہمارے مختلف سیاست دان جن نظریات کے علمبردار بن کر اٹھ رہے ہیں۔ ان کا اپنا کردار کس حد تک ان کے نظریات سے ہم آہنگ ہے۔ اس پہلو کو اگر نظر انداز کر دیا گیا تو مستقبل کا لائحہ عمل مرتب کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ ہماری صحیح رہنمائی کرے اور توفیق دے کہ ہم اس ملک میں کتاب و سنت کا قانون نافذ کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ ہماری اصلی منزل اسلام اور صرف اسلام ہی ہے جس کی طرف قوم و ملک نئے سفر کا آغاز کر رہی ہے۔

## اگرتلہ سازش کیس کی واپسی

حکومت پاکستان نے اگرتلہ سازش کیس کی واپسی، ہنگامی حالات کے خاتمے اور ڈیفنس آف پاکستان رولز کو منسوخ کر کے نہایت مستحسن اقدامات کئے ہیں۔ بھٹو، ولی خان اور مجیب الرحمٰن کی رہائی ملک و قوم کو مزید انتشار سے بچا لے گی۔ اب گول میز کانفرنس میں حائل دشواریاں ختم ہو گئی ہیں۔ ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ تمام سیاسی جماعتوں کے زعماء جلد سے جلد کسی مشترکہ و قابل قبول فارمولے پر پہنچ کر قوم کو ایک ایسا لائحہ عمل دینے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ جو قوم و ملک کی خوشحالی کا ضامن ہو۔ اگر اس مرحلے پر نظریہ پاکستان اور پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کو فراموش کر دیا گیا تو یہ ایک سنگین غلطی ہوگی۔ اس فراموشی کا خمیازہ ہم نے بیس سال تک بھگتا ہے۔

اسلام ہی ایک ایسا رشتہ ہے۔ جس سے اس ملک کے عوام متحد اور خوشحال رہ سکتے ہیں اور پاکستان کے دونوں حصوں کا اتحاد و بقا اسلام کو مکمل طور پر اس ملک میں نافذ کرنے میں مضمر ہے۔

## غیر اسلامی قوانین کی منسوخی

موجودہ حکومت نے جو سب سے سنگین اقدام کئے ہیں۔ ان میں غیر اسلامی قوانین کا نفاذ، عریانی و فحاشی کی سرپرستی اور ارتداد کے دروازے کھولنا قابل ذکر ہیں۔ جن کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ علماء کرام کی زبان بندیاں، گرفتاریاں اور پابندیاں ان قوانین کو باقی رکھنے کے تمام حربے استعمال میں لائے گئے۔ محکمہ اوقاف کے ذریعے علماء کو ہراساں کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ انہیں معمولی معمولی باتوں پر مساجد کی ملازمتوں سے برخاست کیا جاتا رہا اور کیا جا رہا ہے اور ان کی تحقیر کی جاتی رہی۔ وقف جائیدادوں کی آمدنی کو غلط طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک علیحدہ داستان ہے۔ اس وقت ہمارا مدعا یہ ہے کہ صدر موصوف کو ان تمام غیر اسلامی قوانین و اقدامات کو فی الفور منسوخ کر دینا چاہیئے۔ جو اس وقت مذہبی خلفشار و بے چینی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ ہماری مراد بدنام زمانہ عائلی قوانین، خاندانی منصوبہ بندی، محکمہ اوقاف، ثقافت کے نام پر بے حیائی کے پروگرام اور دیگر شراب و سود کی سرپرستی کے قوانین سے ہے۔ جنہیں علماء کرام اور قوم مسترد کر چکی ہے۔ مذہبی حلقے صدر کے اس اعلان کے منتظر ہیں۔

(ع - عباسی)

## "چٹان" - کلمۃ الحق کا پشتیبان ہے

حضرت مولانا مفتی محمود

آغا شورش کاشمیری نے اسلام، پاکستان اور عوام کی ناقابلِ فراموش خدمات انجام دی ہیں۔ وہ سرزمین پاک میں کلمۃ الحق کے پشتیبان ہیں۔ "چٹان" نیا سفر شروع کر رہا ہے۔ اس کو دس ماہ پہلے ایک ایسے جرم میں سزا دی گئی تھی۔ جس کا کوئی جواز نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے آخری وقت تک عدالت کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرنے سے گریز کیا۔ بہرحال "چٹان" ابتلاء کے اس دور میں ثابت قدم نکلا۔ میں آغا شورش کاشمیری کو ان کی قلندرانہ جرأت اور مومنانہ فراست پر سچے دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے اس احساس سے مسرت ہے کہ "چٹان" اسلام کی پیشانی کے لئے نئی صبح درخشاں سے اشاعت کے افق پر طلوع ہو رہا ہے۔

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

از مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی ——— تلخیص و ترتیب :۔ زاہد الراشدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

——— ( قسط نمبر ۲ ) ———

کیونکہ وہ "معاشی نظام" کے جس ماحول میں جد و جہد کر رہا ہے اس کی بنیاد زیادہ سے زیادہ نفع کمانے اور سودے بازی پر قائم ہے اور یہ صرف ارباب دولت و ثروت ہی کو اور زیادہ بلند کرتا اور باقی تمام انسانی آبادی کو افلاس و احتیاج سے دوچار بناتا ہے۔ یہاں رفع حاجات و تکمیل ضروریات کے محرکات کام نہیں کرتے جو عام رفاہیت کا پیغام لائیں اور خوشحالی کو بحال کریں۔ دوسرے یہ کہ "معاشی نظام" کا محرک اور منشا و نفع بازی نہ ہو بلکہ ضروریات زندگی کی تکمیل اور رفع حاجات ہو۔ اور اس کے منصۂ شہود پر لانے کے لئے صرف یہ ذہنیت کام کر رہی ہو کہ انفرادی و اجتماعی احتیاجات کو پورا کیا جائے نہ کہ زیادہ سے زیادہ نفع کو پیش نظر رکھا جائے۔ "معاشی نظام" کے ان ہر دو محرکات یا ہر دو ذہنیتوں میں سے اسلام ایک ایسے "معاشی نظام" کا بانی اور مؤسس ہے کہ جس کی بنیاد صرف کائنات انسانی کی رفع حاجات و ضروریات اور انفرادی و اجتماعی احتیاجات کی تکمیل پر قائم ہے۔ وہ معاشیات کو دولتمندوں کے درمیان نفع کی دوڑ کا میدان نہیں بنانا چاہتا بلکہ رفع حاجات و تکمیل ضروریات کے لئے ایک مفید اور نفع بخش بنا کر اس کی افادیت کو عام کرنا چاہتا ہے۔ "اسلامی معاشی نظام" ایسا بہتر نظام ہے۔ جو اپنے اندر "علم المعیشت" کے قدیم و جدید نظام ہائے مذہبی و عقلی کے تمام محاسن سموئے ہوئے ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ خوبیوں کا مالک ہے۔ اور ان کے معائب و نقائص سے یکسر خالی بلکہ ان کے مذموم اثرات کا بے نظیر تریاق ہے۔ اور ان تمام محاسن کے علاوہ اس کو یہ برتری حاصل ہے کہ وہ انسانوں کے دماغ کی اختراع نہیں ہے کہ جس کی بنیاد انتقام یا طبقاتی منافرت جیسی خام کاریوں پر رکھی گئی ہو۔ بلکہ وہ نظام کائنات کے خالق کا بنایا ہوا نظام ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ نے حجۃ اللہ البالغہ میں "باب ابتغاء الرزق" کے عنوان سے نہایت پرشوکت اور مدلل مضمون تحریر فرمایا ہے۔ جس سے (اسلام کے معاشی) اصول کی ایک جامع اور مبسوط تفصیل سامنے آجاتی ہے (جس کا خلاصہ یہ ہے) یعنی (الف) معیشت میں فطری تفاوت درجات کے باوجود تمام مخلوق برابر اور یکساں ہے اور خدا نے تمام معاشی وسائل میں زمین اور پیداوار زمین کو سب کے لئے مباح الاصل پیدا کیا ہے اور تعیین و تشخیص جائز قبضہ سے ہی وجود میں آتی ہے۔

(ب) اور کسی فرد کو ان اموال مباح میں اسی قدر اور اسی طریق سے قبضہ و تصرف جائز ہے کہ اس سے دوسرے فرد کے لئے معاش حقیقی کے اسباب پیدا نہ ہوں۔

(ج) نیز معاشی معاملات میں "باہمی تعاون و اشتراک عمل" واجب اور ضروری ہے۔

(د) اور یہ تعاون ایسے صحیح اور صالح طریقوں پر مبنی ہونا چاہیئے کہ اس سے نظام تمدن میں ابتری نہ پھیل جائے یعنی ان کے ذریعہ معاشی معاملات میں ایک دوسرے کو مدد ملے نہ کہ ایک کا فائدہ دوسرے کی مضرت پر موقوف ہو۔

(ہ) اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ کائنات میں ایک "صالح معاشی نظام" موجود ہو۔ جو خدائے تعالیٰ کے حکم اور منشاء کو پورا کرتا ہو۔

(و) پس اس "صالح معاشی نظام" میں وہ تمام معاملات ناجائز اور حرام ہیں۔ جن میں باہمی تعاون کا مطلق دخل ہی نہ ہو بلکہ ایک فرد کی تباہی اور مضرت پر دوسرے فرد کی مالی منفعت کا مدار ہو۔ جیسا کہ مثلاً قمار (جوا) خواہ وہ غیر مہذب طریقوں سے عمل میں آئے یا سٹہ اور لاٹری وغیرہ مہذب طریقوں کے تجارت کے ذریعہ سے۔

(ز) اور وہ معاملات بھی ناجائز اور حرام ہیں۔ جن میں بظاہر اگرچہ باہمی رضاء اور تعاون نظر آتا ہو۔ لیکن اس کی تہ میں زبردستی کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ مثلاً ربوٰا (سودی لین دین) اور ایسے تمام اجارات و معاملات جن میں ایک جانب سرمایہ دار کا سرمایہ ہے اور دوسری جانب ایک مفلس و نادار کی اضطراری ضرورت اور سرمایہ دار مفلس کے افلاس اور اس کی اضطراری حاجت سے فائدہ اٹھاتا ہے، اور اجارہ، رہن اور دوسرے معاملات میں اس سے ایسی شرائط منظور کرا لیتا ہے۔ جو انصاف اور عدل کی نگاہ میں کسی طرح جائز نہیں۔ مگر مفلس کے افلاس اور ضرورت مند کی ضرورت نے ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا۔

(ح) پس اس قسم کے تمام معاملات اگرچہ باہمی رضامندی سے بھی طے پا جائیں۔ تب بھی اسلام اور خدائے کائنات کے نزدیک باطل اور ظلم ہیں اور "صالح معاشی نظام" میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ خواہ ان کے ظاہری فائدے کتنے ہی خوشگوار کیوں نہ ہوں۔ اس لئے کہ اس قسم کے کاروبار کا آخری نتیجہ عوام کی فلاکت و افلاس اور ایک مخصوص طبقہ کی مالی اجارہ داری کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے یہاں جہاں سود کا کاروبار بھی ملعون ہے اور سودی بنکوں کا سسٹم بھی مذموم و مطرود اور یہاں متاجروں کے وہ تمام طریقہ ہائے تجارت بھی حرام ہیں۔ جن میں اجیر کے جائز اور عادلانہ اجرت و حقوق کی حق تلفی ہو۔ اور اجیر کی وہ خیانت بھی ناجائز جس سے صاحب سرمایہ کو ناحق نقصان پہنچانے کی سعی کی جائے۔

(ا) ان تفصیلات سے یہ بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ "معاشی نظام" کا جو اساسی مقصد ہے۔ اس کو کامیاب بنانے کے لئے" اسلام کے "اقتصادی نظام" کے علاوہ دوسری کوئی راہ نہیں ہے۔ یہاں مارکسزم (اشتمالیت) کی طرح مذہبی انارکی بھی نہیں ہے اور طبقاتی جنگ بھی موجود نہیں۔ بلکہ ایک عالمگیر اخوت و ہمدردی کا غیر فانی اعلان ہے اور سرمایہ دارانہ نظام کی طرح دولت و وسائل دولت سمیٹ کر مخصوص طبقہ کے حوالہ کرنا بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ باطل اور ظلم کی بنیاد بھی کسی حالت میں بھی قدم نہ جما سکیں اور دنیائے انسانی کے کسی ایک فرد کو بھی اپنی معاشی حیات میں ضیق اور تنگی پیدا نہ ہو۔

قرآن عزیز نے اپنی اساسی روش کے مطابق عبادات معاشرتی معاملات، سیاسیات اور دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح معاشیات میں بھی صرف اساسی اصول اور معجزانہ اختصار کے ساتھ اصول و کلیات کا ہی ذکر کیا ہے اور ان کی تفصیلات و تشریحات کو ارشادات نبوی (احادیث) اور ان سے مستنبط احکام (فقہ) کے حوالہ کر دیا ہے۔ معاشیات سے متعلق قرآن عزیز نے جن اساسی اصول کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں

## حق معیشت میں مساوات

(۱) رزق اور معاش کا حقیقی تعلق صرف ذات الٰہی سے ہے اور وہی ہر فرد کا کفیل ہے۔ اور اگرچہ اس کی مصلحت عام اور حکمت تام کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے متنوع ماحول میں رزق کے اندر تفاوت درجات پایا جائے۔ لیکن امارت و غربت کے فطری تنوع کے باوجود یہاں ایک فرد بھی محروم المعیشت نہ رہنے پائے۔ کیونکہ اس نے حق معیشت کو سب کے لئے مساوی اور برابر رکھا ہے اور کسی کو بھی اس حق مساوات میں دخل انداز ہونے کا حق عطا نہیں فرمایا

درجات معیشت میں فطری حد تک تفاوت کے باوجود حق معیشت میں تمام کائنات انسانی مساوی اور برابر شریک ہے اور کسی صاحب ثروت کی دولت و ثروت، غریبوں کی غربت میں اضافہ کرنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ خدا کی وہ امانت ہے۔ جو اجتماعی نظام کے زیر فرمان غربا و مساکین کی غربت و مسکنت کو فنا کرنے کے لئے استعمال ہونی چاہیئے گویا صاحب ثروت کی ثروت، غربا کی غربت کے لئے رحمت ثابت ہو نہ کہ زحمت۔ اور اگر ارباب ثروت ایسے عادل سسٹم کو منظور نہ کریں اور اس پر عمل پیرا نہ ہوں تو پھر خدا کے نائب (خلیفہ) کا فرض ہے کہ وہ اسلام کے "اجتماعی معاشی نظام" کے مطابق ارباب ثروت کو قانوناً اس پر مجبور کرے۔ اور اگر بیت المال کا مالیہ کافی نہ ہو اور اس سے بھی قلمرو خلافت میں محروم المعیشت انسان موجود رہ جائیں تو اہل دولت کے سرمایہ سے بہ جبر حاصل کر کے "حق معیشت کی مساوات" کو بروئے کار لائے۔ خواہ وہ اہل دولت اپنے مال میں سے تمام عائد شدہ مالی فرائض و "حقوق" ادا کر چکے ہوں۔

(باقی آئندہ)

# ملک میں اتحاد صرف اسلام ہی کے ذریعہ برقرار رکھا جا سکتا ہے

## جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا ہنگامی اجلاس

راولپنڈی ۱۹ فروری۔ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ نے اپنے ایک ہنگامی اجلاس میں اس قطعی رائے کا اظہار کیا ہے کہ شیخ مجیب الرحمٰن اور ان کی جماعت کے بغیر سیاسی مذاکرات میں شرکت نامناسب اور بے نتیجہ ہوگی خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ سیاسی قیدیوں کی رہائی اور عام ملکی فضا کو سازگار بنانے کا وعدہ ابھی تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوا۔ اس کے برعکس دیکھا کہ کراچی اور بعض دوسرے شہروں سے فائرنگ، آتشزدگی اور اندھا دھند گرفتاریوں کی تشویشناک اطلاعات مسلسل سامنے آرہی ہیں کہ ہنگامی حالت ختم ہونے کے بعد جب سیاسی قیدیوں کی رہائی کی صورت پیدا ہوگئی تھی ان میں سے اکثر اصحاب دوسرے کالے قوانین کے تحت از سر نو گرفتار کر لئے گئے ہیں اور دوسری جماعتوں کی طرح اس وقت جمعیۃ علماء اسلام کے ایک سو سے زائد کارکن بھی پابند سلاسل ہیں یا ان پر سیفٹی ایکٹ ایسے قوانین کے تحت مقدمات چل رہے ہیں۔

مجلس شوریٰ نے دوسری قرارداد میں طلبہ کے مطالبات کی بھرپور تائید اسلامی نظام کے قیام اور غیر اسلامی قوانین کی تنسیخ پر زور دیا۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام طلبہ کے مطالبات منظور کرانے کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ پولیس تشدد کے افسوسناک واقعات کی مذمت کرتے ہوئے مجلس شوریٰ نے ایک قرارداد میں کہا ہے کہ پولیس کے بعض اہلکار انتقامی جذبات سے اس حد تک مغلوب دکھائی دیتے ہیں کہ اب ان کے تشدد سے نہ تو مسجدیں محفوظ نہ عدالت عالیہ کا احاطہ نہ معزز شہریوں کے گھر۔ یہ صورت حال حد درجہ افسوسناک ہے اور حکومت سے ان حالات میں یہ مطالبہ از بس ضروری ہے کہ عدالت عالیہ کے کسی فاضل جج کے ذریعے تشدد کے ایسے تمام واقعات کی تحقیقات کرائی جائے۔

شرعی قوانین کی ضرورت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے مجلس شوریٰ نے کہا کہ اس ملک میں اتحاد صرف اسلام ہی کے ذریعے برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ اس لئے اسلامیان پاکستان کا یہ فرض ہے کہ وہ شرعی قوانین کے نفاذ اور دینی اقتدار کے فروغ کے لئے جدوجہد کریں۔ قرارداد میں ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں اور حکمران طبقہ کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے بغیر ہمارے مسائل کسی بھی صورت حل نہیں ہوسکیں گے۔

یہ اجلاس آج جامعہ فرقانیہ مدنیہ راولپنڈی میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مولانا سید گل بادشاہ پشاور، سید پیر مبارک شاہ مردان، مولانا محمد اکرم لاہور، مولانا محمد رمضان میانوالی، مولانا قاری عبدالسمیع سرگودھا، مولانا علاؤ الدین ڈیرہ اسماعیل خاں، مولانا قاضی عبداللطیف ڈیرہ اسماعیل خاں، مولانا عبداللطیف جہلم، سردار امیر عالم خاں لغاری رحیم یار خاں، مولانا محمد قاسم خان پور، مسٹر محمد موسیٰ راولپنڈی نے شرکت کی۔

## کراچی کو دو حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا

### ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کا اعلان

حسب ضرورت سہولت کار کے پیش نظر کراچی شہر و چھاؤنی میں جمعیۃ علماء اسلام کے دو حلقے تشکیل دیئے گئے ہیں۔ مغربی حلقہ کی براہ راست مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب امیر جمعیۃ کراچی ڈویژن سرپرستی فرمائیں گے۔ مشرقی حلقہ کی سرپرستی حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری مدظلہ فرمائیں گے۔ مشرقی حلقہ کراچی کی تشکیل حسب ذیل ہے:۔

امیر — مولانا قاری عبدالحق صاحب

ناظم عمومی — جناب محمد اقبال صاحب ایڈووکیٹ

باقی عہدیداران کے ناموں کا اعلان بعد میں کر دیا جائیگا۔

## مدرسہ عربیہ دار الہدیٰ بھکر ضلع میانوالی کا

### سولہواں سالانہ جلسہ

۱۰، ۱۱، ۱۲ مارچ ۱۹۶۹ء کو منعقد ہوگا۔ جس میں حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب ممبر قومی اسمبلی امیر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور ملک کے دوسرے مشہور علماء کرام شرکت فرمائیں گے۔

(محمد عبد اللہ مدرسہ دار الہدیٰ بھکر)

## پولیس تشدد کی مذمت

لاہور ۱۶ فروری۔ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنماؤں کا سہ رکنی وفد مفتی محمود صاحب رکن جمہوری مجلس عمل۔ مولانا سید گل بادشاہ امیر جمعیۃ سرحد۔ مولانا محمد اکرم ناظم جمعیۃ علماء اسلام صوبائی آغا شورش کاشمیری سے ملا اور جمہوری مجلس عمل کے جلوس پر پولیس کے تشدد کی تفصیلات معلوم کیں بعد میں مفتی محمود صاحب نے ایک بیان میں قومی رہنماؤں پر پولیس کے تشدد کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح حق کی آواز کو دبایا نہیں جا سکتا۔ آغا شورش کے گھر میں گھس کر اور ہائیکورٹ کی حدود میں پولیس نے جو شرمناک اقدامات کئے ہیں اس سے حکومت کا سر ندامت سے جھک جانا چاہیئے۔ انہوں نے مسٹر بھٹو پر قاتلانہ حملہ کی بھی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کے ہتھکنڈوں سے قومی تحریک رک نہیں سکتی۔

## صدر کی نشری تقریر پر

### جمعیۃ علماء اسلام کے حلقوں کا رد عمل

**مفتی محمود**

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود نے صدر ایوب کی نشری تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ امر بہرحال موجب مسرت ہے کہ صدر ایوب نے بالآخر عوامی مشکلات بالخصوص مشرقی پاکستان کی شکایت کو محسوس کیا ہے اور عوامی مطالبات کو تسلیم کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کی ہے۔ خدا کرے کہ صدر ایوب جمہوری مجلس عمل کے رہنماؤں سے مذاکرات کے بعد الجھے ہوئے معاملات کو سلجھا سکیں اور حکومت اور اپوزیشن قومی مسائل کا آخری فیصلہ کر سکیں۔

**مولانا غلام غوث ہزاروی**

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے اپنے بیان میں کہا ہے۔ صدر ایوب کا آئندہ صدارتی انتخاب میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ خلاف توقع نہیں ہے۔ فی الحقیقت موجودہ حالات کا تقاضا یہی تھا۔ آپ نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ اسلام کی سربلندی کی راہ میں جو رکاوٹیں حائل تھیں وہ اب دور ہو جائیں گی۔

## جمعیۃ علماء اسلام چودہوال کا اجلاس

۱۰ فروری کو یانارو والی مسجد میں جمعیۃ علماء اسلام کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عبد المنان صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ منعقد ہوا۔ جس میں جمعیۃ کے امیر حضرت مولانا عبد الحق صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے عوام کی توجہ جمعیۃ علماء اسلام کی طرف مبذول کی۔ آپ نے ملک کے ہنگامی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت عوام کے مطالبات جلد از جلد منظور کر کے ان کی بے چینی رفع کرے۔ آپ کے بعد جمعیۃ کے نائب امیر حضرت مولانا قطب الدین صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے عوام پر پولیس کے بیجا تشدد کی سخت مذمت کی۔

آپ نے فرمایا کہ عوام اب سر پر کفن باندھے نکلے ہیں وہ کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہوں گے۔ بلکہ ہر طاقت سے نڈر ہو کر اپنے مطالبات منوا کر رہیں گے۔ آپ نے شہید طلبا کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائی۔ بعد میں جمعیۃ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبد المنان صاحب کی دعا پر یہ اجلاس برخاست ہو گیا۔

(حافظ سراج الدین ظفر نائب ناظم جمعیۃ علماء اسلام چودہوال)

# جمہوری مجلس عمل کی اپیل پر ملک گیر ہڑتال

## عظیم الشان مظاہروں کی تفصیلات

لاہور ۱۵ فروری جمہوری مجلس عمل کی اپیل پر ۱۴ فروری کو ملک گیر ہڑتال ہوئی۔ ہر جگہ عوام نے موجودہ حکومت کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار، جلسے اور جلوسوں کی صورت میں کیا حتیٰ کہ مشرقی پاکستان میں ریلوے اور پی، آئی، اے کی سروس تک بند رہی۔

اعلان کے مطابق موجودہ حکومت کی غیر جمہوری پالیسیوں اور پولیس کی متشددانہ کارروائیوں کے خلاف احتجاج کے لئے ملک بھر میں عام ہڑتال رہی۔ مغربی پاکستان میں ٹرانسپورٹ، ملیں، کارخانے سرکاری و غیر سرکاری دفاتر، بنک، بازار، منڈیاں بند رہیں اور قریبہ قریبہ مکمل ہڑتال رہی۔

لاہور صوبائی دارالحکومت میں مکمل ہڑتال رہی۔ رنگ محل دفتر جمعیۃ علماء اسلام سے ایک عظیم الشان جلوس مرکزی جمہوری مجلس عمل کے رہنماؤں کی قیادت میں نکالا گیا۔ یہ جلوس شاہ عالمی لوہاری گیٹ، انارکلی، مال روڈ سے ہوتا ہوا اسمبلی ہال پہنچ کر پرامن طور پر منتشر ہو گیا۔ بڑے ڈاک خانے کے قریب پولیس نے سخت لاٹھی چارج اور آنسو گیس پھینکی جس سے تھوڑی دیر کے لئے جلوس کا ایک حصہ منتشر ہو گیا۔ آغا شورش کاشمیری بے ہوش ہو گئے۔ انہیں گھر پہنچا دیا گیا۔ پولیس نے ان کے گھر میں داخل ہو کر توڑ پھوڑ اور گالی گلوچ کی حتیٰ کہ ایچکیسن میں بھی پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔

شاہراہ قائد اعظم پر طلباء پر تین مرتبہ گولی چلائی گئی جس سے دو طالب علم نعیم اللہ اور افراز بیگ شہید ہو گئے۔

کراچی، حیدرآباد ڈویژن، کوئٹہ ریجن، خیرپور ڈویژن، بہاولپور ڈویژن، ملتان، ڈیرہ اسماعیل خاں، میانوالی، سرگودھا، ساہیوال، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، لائلپور، شیخوپورہ، جہلم، راولپنڈی، گجرات، ہزارہ، پشاور، مردان، کوہاٹ، بنوں مکمل ہڑتال رہی۔ چھوٹے بڑے چھوٹے شہروں و قصبات تک میں جلوس نکالے گئے اور جلسے کئے گئے۔

ملتان میں باغ لانگے خاں میں جمہوری مجلس عمل کے زیر اہتمام ایک بہت بڑا جلسہ عام ہوا جس سے جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی مفتی محمود، شیخ نسیم حسن، مولانا محمد شریف نے خطاب کیا۔

— جمہوری مجلس عمل میں شریک آٹھ جماعتوں کے علاوہ مزدور یونینوں، ٹرانسپورٹ و ٹانگہ ورکروں اور خاص کر طلباء نے ملک بھر میں اس ہڑتال میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

ان مقامات کے علاوہ پڈعیدن، پنوعاقل، کنڈکوٹ، گھوٹکی، پپلاں، کوٹ سنجر خاں، کہروڑ پکا، خوشکی بابا ہاں، لکی مروت، حسن ابدال، تھانہ قریشی، وزیرآباد، ڈسکہ، شاہ کوٹ، چنیوٹ، نارووال، لالہ موسیٰ، ونانڈی، جڑانوالہ، بھکر، خانیوال کبیروالا، علی پور، لیہ، کوٹ ادو، کلورکوٹ وغیرہ چھوٹے شہروں سے بھی کارروائیاں موصول ہوئی ہیں جہاں بعض مقامات پر صرف جمعیۃ علماء اسلام اور بعض جگہ دیگر جماعتوں کے تعاون سے جلوس نکالے گئے اور جلسے کئے گئے۔

گذشتہ شمارہ میں جگہ کی کمی کے باعث تفصیلات شائع نہ ہو سکیں۔ یہاں بھی ہم معذرت خواہ ہیں کہ مزید تفصیلات دینا مشکل ہیں۔ اس لئے اسی پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

## اوکاڑہ میں جمعیۃ علماء اسلام کا انتخاب

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا فضل الرحمٰن صاحب |
| نائب امیر | مولانا عبدالکریم صاحب |
| ناظم اعلیٰ | مولوی مقبول احمد صاحب |
| ناظم | قاری فدا محمد صاحب |
| خازن | حاجی [illegible] محمد صاحب |
| سالار | عبدالمجید صاحب |

# جماعت اسلامی کو قربانی کی کھالیں دینا جائز نہیں

## حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ کا فتوےٰ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے علاقہ میں جماعت اسلامی کے کارکن عید الضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کی کھالیں ہم سے وصول کرتے ہیں، لیکن اس جماعت کے جن افراد سے بھی ملاقات کا موقع ملتا ہے۔ وہ حضرات حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں عموماً اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں خصوصاً نہایت سنگین الفاظ استعمال کرتے ہیں جن کو کوئی بھی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا، تو کیا ہمیں اس جماعت کو قربانی کی کھالیں دینا شرعاً درست ہے؟ (الخادم: حافظ عزیزالرحمٰن عزیز محلہ پنڈی گیٹ ختم نبوت جھنگ)

### الجواب

قربانی کی کھال جب کسی ادارہ کو دی جاتی ہے تو ادارے والے اس کی طرف سے فروخت کر کے صحیح طریقہ سے اور صحیح مصرف پر لگانے کے مختار و وکیل ہوتے ہیں اور قربانی کی کھال کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے اس لئے وہ اسی طرح اور انہی مصرفوں پر لگ سکتی ہیں جن پر زکوٰۃ لگ سکتی ہے۔ اس لئے جو لوگ مسائل سے واقف اور دیانتدار ہوں کہ صحیح طریقہ سے صحیح مصرف پر لگائیں صرف ان کو اس کا زکوٰۃ کا فطرہ کا واسطہ بنانا مفید ہو گا ورنہ ادا نہ ہونے کا خطرہ رہیگا

دوسری بات یہ ہے کہ پھر یہ صدقات اگر نیک کام کا ذریعہ بنیں گے تو اس کا الگ اور ثواب ہو گا۔ اگر گناہ کا ذریعہ بنیں گے تو گناہ ہو گا۔

جماعت اسلامی فرض و واجب صدقات کے لئے تملیک یعنی لینے والے کو مالک بنا کر دینا ساری امت کے ماننے کے باوجود اپنی غلط فہمی سے ضروری قرار نہیں دیتی اس لئے وہ بغیر تملیک ہی استعمال کرتی ہے۔ جس سے یہ صدقات ادا نہیں ہوتے اور دینے والوں کے ذمہ ہمیشہ کے لئے باقی رہ جاتے ہیں اور گناہ کی اشاعت کا ذریعہ بننا الگ ہیں واللہ اعلم۔

(دستخط) جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ
مسلم ٹاؤن ——— لاہور ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ

دارالافتاء
جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

# قربانی

## احترام انسانیت — کا — ہمہ گیر درس

مولانا حافظ سعید الرحمن علوی
حضرو

طفیان نازمین کہ جگر گوشۂ رسول
سر زیر تیغ رفت شہیدش نمے کنند

قربانی کی تاریخ اتنی ہی طویل ہے جتنی نسل انسانی کی پیدائش "ہم نے ہر قوم کے لئے قربانی مقرر کی"۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرما کر یہی ارشاد فرمایا ہے۔ پیدائش انسانی اور قربانی کی حدیں بہت ہی قریب آپس میں ملتی ہیں۔ قرآن عزیز نے سب سے پہلے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا ذکر ارشاد فرمایا (اے پیغمبر) ان کے (کفار عرب) سامنے آدم کے دو بیٹوں کا سچا واقعہ پڑھ سنا۔ جب دونوں نے قربانی دی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی مردود (قرآن) ہابیل و قابیل کے واقعہ سے ہر کوئی باخبر ہے۔ ان تب اللہ کی طرف سے منظوری کے انداز اور تھے اور اب اور ہیں۔ اب قبولیت عدم قبولیت کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ ورنہ پہلی اقوام میں عدم قبولیت کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ جاتا تھا یہ مہربانی صرف امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر ہی ہے۔ نیز اس ترقی پسند دور میں بھی عقلاً و نقلاً یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ قوموں کا عروج و زوال بھی ہمیشہ قربانی کا مرہون منت رہا ہے۔ قربانی اور عروج اقوام کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

آج امت مرحومہ جس قربانی کو ہر سال ذی الحجہ کی دس۔ گیارہ اور بارہ تاریخوں میں چار دانگ عالم میں گائے بھینس، بکری، مینڈھا اور اونٹ کی شکل میں اپناتی ہے۔ اس کی تاریخ نفس قربانی سے بھی زیادہ دردناک ہے یہ سب جانتے ہیں کہ یہ سنت ابراہیمی ہے۔ اسی پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو عمل کرنے کا حکم ہوا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کون تھے۔ ذرا ان سے واقفیت بھی ضروری ہے۔

### حضرت ابراہیم

جس گھر میں ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ اس کے در و دیوار انسانی ہاتھوں کے تراشے اور بنائے ہوئے دیوتاؤں سے مزین ہیں۔ جگہ جگہ بندۂ قادر مطلق ہاتھ میں اوزار لئے ہوئے مختلف پتھروں اور دھاتوں سے صبح و شام اپنے مشکل کشا اور حاجت روا تیار کر رہے ہیں۔ عجیب عقل پر پتھر پڑے ہوئے ہیں کہ صانع مصنوع کو سامنے رکھ کر خود سجدہ ریز ہے۔ اس کے علاوہ ستاروں، چاند، سورج کی پرستش ان میں عام ہے اسی پر بس نہیں۔ بادشاہ وقت کو دیوتا کا درجہ دے رکھا ہے ساری قوم اس کی دہلیز پر ایک وقت سجدہ میں ہے۔ جس جبیں کو صرف اس لئے بنایا گیا تھا کہ وہ جھکے تو صرف خدا کے سامنے، آج ہر پتھر ہی نہیں بلکہ آسمان زمین پر نظر آنے والی ہر شے پر جھکی ہوئی ہے۔ قصہ مختصر حضرت ابراہیمؑ کی قوم معبود حقیقی سے کٹ کر پوری طرح گمراہی کے گڑھے میں گر چکی تھی۔ انہیں میں ایک سعید الفطرت انسان ان کی حرکات پر انہیں ٹوکتا بھی ہے اور روکتا بھی ہے۔ تارے، چاند سورج کے طلوع و غروب سے دلیل پکڑ کر کہتا ہے۔ یہ خود مختار نہیں کسی کے ماتحت ہیں۔ صبح کہیں تو شام کہیں۔ ایک جگہ قرار نہیں۔ آخر صاف فرمایا "اگر میرا مالک حقیقی میری رہنمائی نہ کرتا۔ تو میں یقیناً گمراہ قوم سے ہو جاتا ..... اے میری قوم میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں جس نے زمین و آسمان بنائے۔ سب سے کٹ کر اور ہٹ کر میں ایک کا ہوں اور میں مشرک نہیں ہوں" (انعام) قوم اپنے آباء و اجداد کی رسموں کی پابند کہتی ہے۔ "ہم نے اپنے آباء و اجداد کو اسی طرح عبادت کرتے دیکھا ہے" (انبیاء) ابراہیمؑ دلائل حقیقیہ اور تو بہ سے ان کو سمجھاتے ہیں۔ لیکن ماننے والے وہ کب تھے۔ آخر ایک دن ساری قوم اپنے میلے کے لئے تیار ہوئی۔ ابراہیمؑ سے کہا چلو تم بھی۔ انہوں نے ایک معقول عذر کر دیا۔ ساتھ نہ گئے۔ بعد میں جب میدان خالی دیکھا تو ہتھوڑا لیکر بت خانہ میں گھس گئے اور تمام معبودان باطلہ کا حلیہ بگاڑ دیا۔ قوم واپس آئی تو اپنے خداؤں کی یہ درگت دیکھ کر بہت ہی سیخ پا ہوئی۔ آخر سب اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ کارستانی ابراہیمؑ کی ہی ہو سکتی ہے ہم ان کا مخالف وہی معلوم ہوتا ہے۔ آخر دربار نمرودی میں پیشی ہوئی۔ سوال و جواب کے بعد انہیں خاموش کرا کر فرماتے ہیں "پھٹکار ہے تم پر اور تمہارے معبودان باطلہ پر جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے" (انبیاء)

باطل کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ شیطان نے اس کو طاقت استعمال کرنے پر ابھارا۔ نظام باطل کی یہ فطرت ہے دلائل سے ہٹ کر وہ ہمیشہ طاقت کا رعب جماتا ہے۔ یہاں بھی طاغوتی یہی کچھ کرتی ہے۔ ایک میٹنگ میں یہ پاس کیا گیا۔ ابراہیمؑ کو آگ میں جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تم کچھ کر سکتے ہو (انبیاء)

چنانچہ آناً فاناً لاکھوں من ایندھن جمع کر کے ایک الاؤ تیار کیا گیا۔ اسے آگ لگائی گئی۔ آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ ابراہیمؑ راضی برضا کھڑے تھے۔ ایک آدمی کے ختم کرنے کے لئے سارا دربار نمرودی شہر سے باہر آ چکا تھا۔ قدرت ہنس رہی تھی۔ آخر منجنیق پر ابراہیمؑ کو چڑھا کر آگ کے وسط میں پھینک دیا گیا۔ ادھر حضرت حق فوراً جبرئیل امین کو بھیجتے ہیں جاؤ پہنچو میرے ایک بندہ پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آگ تک اس کا وجود پہنچ کر مبتلائے تکلیف نہ ہو جائے جبرائیلؑ امین نے ابراہیمؑ کو اپنے بازوؤں پر لے لیا۔ نمرود کا خیال تھا۔ ہمارے معبودوں کا دشمن آگ میں جل کر راکھ ہو جائے گا۔ اور ان کی خدائی چمک جائے گی۔ لیکن قدرت کچھ اور ہی دکھانا چاہتی تھی۔ ارشاد ہوا "ہم نے کہا اے آگ ابراہیمؑ پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا۔ اور چاہا انہوں نے اس کا برا۔ پھر ہم نے اس کو ہی نقصان میں ڈالا" (انبیاء)

سیدنا ابراہیمؑ عشق حقیقی کا یہ مرحلہ کامیابی کے ساتھ گزار کر معبود حقیقی کا شکر ادا کر رہے تھے۔ لیکن نمرودی دربار والوں میں ماتم تھا۔ بس چلے تو کیا کچھ نہ کر گزرے۔ لیکن جسے خدا رکھے اسے کون چکھے۔

### نمرود سے مناظرہ

اب دربار نمرودی میں ایک مناظرہ ہوا۔ ابراہیمؑ نے کہا میرا رب زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ نمرود نے ایک بے گناہ کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ اور ایک قاتل کو جیل خانہ سے نکال کر آزاد کر دیا۔ ابراہیمؑ سے کہا۔ یہ کام میں بھی کر سکتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا۔ میرا رب سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال کر دکھا۔ اس پر کافر مبہوت و حیران ہو گیا (خلاصہ آیۃ ...) نشہ حکومت کے بل بوتے پر ایک اللہ کے بندے پر مظالم ڈھائے جا رہے تھے۔ خالق حقیقی سے کٹے ہوئے لوگوں کو علم نہ تھا کہ کل ایک اور بھی ناقوس پھونکنے والا ہے۔ آج کس کی حکومت ہے۔ ایک۔ اللہ زبردست کی"۔ (مومن)

اب ابراہیمؑ کے والدین۔ قوم۔ حکومت سب دشمن ہیں۔ وطن کی محبت قدرتی چیز ہے۔ لیکن ہجرت کو ترجیح فرماتے ہیں۔

اسلام کی محبت گر تجھے راس نہ آئے
اے میرے وطن کوئی تجھے آگ لگا دے

چنانچہ سب پر لات مار کر اپنے مالک کا وفادار بندہ معہ اپنی بیوی وطن سے ہجرت کر کے شام کی راہ لیتا ہے۔ راستہ میں بادشاہ مصر کے ہاں ایک اور مصیبت کا خطرہ سامنے آ گیا۔ قریب تھا کہ بے یار و مددگار مسافر کی بیوی کی عصمت لٹ جاتی لیکن قدرت نے نہ صرف وہاں سے بچا ہی لیا بلکہ وہی شاہ مصر اپنی ایک عزیزہ کو خادمہ کی حیثیت سے ساتھ کر دیتا ہے۔ کچھ عرصہ شام کے علاقہ میں موضع خلیل الرحمٰن ٹھہرے۔ پھر بحکم الٰہی بڑی بیوی حضرت سارہؑ کو وہاں چھوڑ کر دوسری بیوی سیدہ ہاجرہؑ کو ساتھ لے کر دو ہزار میل دور ایک بے آب و گیاہ اور بے سبزہ علاقہ میں جہاں کوئی مکان ہے نہ آبادی۔ پانی ہے نہ سبزہ ڈیرہ ڈال دیتے ہیں۔ بیوی کے ایام پورے ہو گئے۔ قدرت نے چاند سا بچہ عطا فرمایا لیکن ساتھ ہی حکم دیا کہ اس نومولود اور اس کی والدہ کو یہیں چھوڑ دو۔ بڑھیا کچھ کہے تو جواب نہ دینا۔ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھنا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ حضرت ہاجرہ نے دو مرتبہ آواز دی۔ کہاں جا رہے ہو۔ ہمیں کس کے سہارے چھوڑے جا رہے ہو۔ تیسری مرتبہ انہوں نے خود کہا۔ اللہ کے حکم سے جا رہے ہو جواباً سر ہلا دیا۔ تو اس خاتون نے کہا کہ وہ ہمیں ضائع نہیں کریگا ابراہیمؑ نے عرض کی "اے ہمارے مالک میں نے اپنی اولاد میں سے ان کو وادی غیر ذی زرع میں تیرے مقدس گھر کے قریب بسایا۔ الخ"۔ چلے گئے۔ مشکیزہ پانی کا اور کچھ اشیاء ... ختم ہو گیا۔ حضرت ہاجرہ پریشانی کے عالم میں ایک پہاڑی پر گئیں

کہ کہیں پانی یا کوئی قافلہ یا کوئی انسان نظر آئے۔ جب کچھ نظر نہ آیا۔ دوسری پر گئیں۔ اسی طرح ان دونوں پہاڑیوں کے سات چکر لگائے اور بچے کو بھی دیکھ رہی ہیں۔ آخر دیکھا کہ جہاں بچہ لیٹا ہوا ہے وہاں ایک چشمہ جاری ہے۔ ادھر اُدھر ایک بند لگا کر پانی زمزم۔ آج ہر حاجی کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح حضرت ہاجرہ نے سات چکر صفا و مروہ کے لگائے تھے اسی طرح وہ بھی لگائے ورنہ حج ہی نہ ہوگا۔ اور وہ چشمہ زمزم آج تک جاری ہے۔ کچھ دنوں بعد بنی جرہم کا خانہ بدوش ایک قبیلہ پانی دیکھ کر وہیں رک گیا۔ حضرت ہاجرہ سے پانی کی اجازت مانگی۔ فرمایا خوب استعمال کرو۔ لیکن ملکیت یہ میری ہی رہے گا۔ اب آبادی شروع ہو گئی۔ ادھر ابراہیمؑ کئی سالوں کے بعد تشریف لائے۔ آبادی دیکھ کر خوش ہوئے۔ بیٹے اور بیوی سے ملے۔ قرآن کا ارشاد اور سنیئے کیا آزمائش ہے۔ "جب وہ بچہ ابراہیمؑ کے ساتھ دوڑنے کے قابل ہو گیا۔ ابراہیمؑ نے کہا۔ میرے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تیری کیا رائے ہے۔

"سعید بیٹا بولا۔ ابا جان جو حکم ہوا ہے کر گذریئے۔ مجھے انشاء اللہ آپ صابروں میں پائیں گے۔ پھر ان دونوں نے گردن اطاعت جھکا دی اور لڑکے کو جبین کے بل لٹا دیا۔ ہم نے آواز دی اے ابراہیمؑ تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا (صافات)

وطن میں نمرود کی طاقت سے مقابلہ تھا۔ یہاں شیطان اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہوا۔ حضرت ہاجرہ سے کہا۔ اری کچھ معلوم بھی ہے ابراہیمؑ بیٹے کو غسل کرا کر نئے کپڑے پہنا کر کہاں لے جا رہا ہے۔ دیکھو چھری ہاتھ میں ہے اور رسی کندھے پر۔ تیرے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے دامن شبیر پہ لے جا رہا ہے۔ ماں نے کہا۔ اللہ کے حکم سے یا خود۔ جھوٹے کے منہ سے سچی بات نکل گئی۔ بولا اللہ کے حکم سے۔ ماں نے کہا تو بس میں بھی اس کے حکم پر راضی ہوں۔ جب یہاں کامیاب نہ ہوا تو حضرت ذبیح کو ورغلانے لگا۔ حضرت ابراہیمؑ مردود کو پہچان گئے۔ فوراً زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں۔ اللہ اکبر کہتے جاتے تھے اور اس مردود کو مارتے جاتے تھے۔ وہاں سے غائب ہوا تو تھوڑی دور جا کر پھر ظاہر ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے پھر وہی کیا۔ ذرا آگے جا کر دیکھا تو پھر کھڑا ہے۔ وہاں سات کنکریاں ماریں۔ پھر مردود نظر نہ آیا۔ اس واقعہ کو بھی سنت ابراہیمی میں شمار کیا گیا۔ تب سے اب تک دستور ہے۔ جو حاجی بھی حج کے لئے جائے مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا سب کے سب ان تین نشانوں کو تین دن تک کنکریاں مارتے ہیں۔ لیکن قدرت کی نشانی دیکھئے۔ لاکھوں حاجی ہر سال ہر جمرہ پہ سات کنکریاں مارتا ہے۔ تین دن یہی حکم ہے۔ بظاہر دیکھنے والا انسان کہہ سکتا ہے کہ وہ تو بہت بڑا پہاڑ بن گیا ہوگا۔ لوگ گذرتے کیسے ہوں گے لیکن نہیں جن لوگوں کو حج کی دولت نصیب ہوئی ہے وہ جانتے ہیں کہ کوئی کنکری وہاں سے دوبارہ اٹھانے کی اجازت بھی نہیں نہ کسی وقت حکومت کی طرف سے اٹھوانے کا انتظام ہے۔ اس کے باوجود دو چار گٹھڑیوں سے زیادہ وہاں کنکریاں نظر نہیں آتیں۔

الغرض ابراہیمؑ نے اپنے لخت جگر کو زمین پر لٹا دیا۔ رسی سے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ بیٹے کی وصیت تھی۔ کہیں چھری چلتے وقت میرا کوئی عضو پھڑک نہ جائے تو میری قربانی مردود نہ ہو جائے۔ باپ سے کہا۔ مجھے الٹا لٹانا۔ کہیں ذبح کرتے وقت شفقت پدری کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں میں لغزش پیدا ہو جائے۔ تو آپ کی قربانی برباد نہ ہو جائے۔ دونوں وفا شعار بندے اپنا کام کر رہے ہیں۔ لیکن چھری اسمٰعیلؑ کی گردن پر چلتی ہی نہیں۔ اس کے برعکس زور سے پتھر پر ماری تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ارشاد باری ہوا۔

"ابراہیمؑ تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ یہ بہت بڑا امتحان و ابتلا تھا۔ دیکھو ابراہیمؑ ہم بہت بڑا ذبیحہ اس کے بدلے میں قربانی دیتے ہیں اور اس رسم کو آنے والی نسلوں میں جاری و ساری رکھیں گے۔ ابراہیمؑ تم پر سلامتی ہو۔ اس موجودہ قربانی کی تاریخ اور حضرت ابراہیم کے اجمالی حالات یہ ہیں۔

ہم اس کو آنے والی نسلوں میں چھوڑیں گے۔ عملی شکل جو آپ ہر سال کرتے ہیں۔ ہزاروں برس گذرنے کے باوجود آج بھی ہر جگہ ۱۰-۱۱-۱۲ ذی الحجہ کو عشاق قطار اندر قطار تکبیرات کا ورد کرتے ہوئے سنت خلیل و ذبیح پر عمل پیرا ہیں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

## بیت اللہ کی تعمیر

اب باپ بیٹے کو ایک اور حکم ملتا ہے۔ یہاں بیت اللہ کی تعمیر کرو۔ طوفان نوح سے پہلے کے آثار ختم ہو چکے تھے حضرت جبرائیل کو حکم ہوا۔ ان کو پہلے آثار بتا دو۔ باپ معمار، بیٹا مزدور، بیت اللہ کی دیواریں چنی جا رہی ہیں اور عرض کر رہے ہیں۔ "اے ہمارے پالنے والے اسے ہم سے قبول فرما لے یقیناً تو سننے والا، جاننے والا ہے۔ اے ہمارے پالن ہار ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد کو بھی اور حج و قربانی کے احکام سکھا اور ہمیں معاف فرما۔ بیشک تو توبہ قبول کرنے اور رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے پالنہار اس خلیل نگر میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان کو تیرے احکامات سنائے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ نفس کرے۔ بیشک آپ غالب حکمت والے ہیں (بقرہ)

ان دعاؤں کے ایک ایک ٹکڑے کو لیجئے۔ بڑے بڑے ظالم ہاتھی لے کر آئے۔ لیکن قدرت نے ابابیلوں جیسے کمزور پرندوں سے ان کو نیچا دکھایا۔ وہ کھائے ہوئے بھس کی طرح ہو گئے۔ دیکھئے سورۃ فیل۔ عرض کیا تھا ان کو امن دینا اور پھلوں کا رزق عطا فرمانا۔ جس کا مظاہرہ آج بھی کیا جا سکتا ہے۔ باپ کا قاتل وہاں سامنے جا رہا ہے۔ لیکن کوئی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ پھلوں کا یہ حال ہے کہ تازہ بتازہ ہر قسم کے پھل دوسرے ملکوں سے ارزاں میسر ہیں۔ مناسک حج کے لئے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں مجذوبانہ انداز میں اس گھر کا طواف کرنے کے لئے پر وسیع اور تنگ و تاریک راستے چیرتے ہوئے پہنچ رہے ہیں۔ عرض کیا تھا ہمیں مسلمان بنا۔ ارشاد ہوا۔ ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمٰکم المسلمین من قبل وفی ھٰذا ایک لاڈلے پیغمبر کے لئے دعا مانگی تو جواب حضرت محمد مصطفیٰؐ کی ذات جس کی تعریف سے عرشی و فرشی عاجز جن کی تعریف سارا قرآن ہے۔

بات سچی ہے بندہ جب اخلاص کے ساتھ اللہ سے مانگتا ہے تو وہاں عنایات میں دیر نہیں ہوتی۔ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی رضا مانگی تو کچھ امتحانات لوگوں کو سکھلانے اور بتلانے کے لئے لئے گئے جب دیکھا میرا بندہ سچے دل سے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے تو خلعت خلت سے نوازا۔ ارشاد ہوا۔ اللہ نے ابراہیمؑ کو دوست بنا لیا۔

## ڈاکٹر عبدالحق تارڑ ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام مریدکے کو گرفتار کر لیا گیا

## تھانے میں پولیس تشدد کر رہی ہے

### مولانا عبیداللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا بیان

لاہور ۱۸ فروری۔ ڈاکٹر عبدالحق تارڑ ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام مریدکے کو پولیس نے بعض بے بنیاد قسم کے الزامات لگا کر وہاں کے ل مالکان کی خواہش پر گرفتار کر لیا ہے۔ ان پر ۱۴ فروری کو مریدکے میں جلوس کے موقع پر توڑ پھوڑ کے بے بنیاد الزامات ہیں۔ حالانکہ وہ جلوس کو پرامن رہنے کی تلقین کرتے رہے۔

مولانا عبیداللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے اپنے ایک بیان میں مریدکے پولیس کے اس رویہ کی سخت مذمت کی ہے۔ جس میں وہ ڈاکٹر صاحب موصوف پر گرفتاری کی حالت بے جا تشدد روا رکھے ہوئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس کو یوم حساب کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اور فی الفور ڈاکٹر صاحب کو باعزت رہا کر دینا چاہیئے۔ انہوں نے شیخوپورہ کے حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کر کے متعلقہ پولیس افسر کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

# غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ

(احمد حسین صاحب کمال)

۱۶، فروری ۱۹۶۹ء کے روزنامہ "وفاق" رحیم یار خاں میں ایک مضمون "سیلاب بلا میرے بعد" کے عنوان سے محترم ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کا شائع ہوا ہے۔

یہ مضمون ڈاکٹر صاحب محترم نے ۹، فروری کے روزنامہ "وفاق" کے ایک اداریہ بعنوان "اسلام کا مقدمہ کون لڑے گا" سے متاثر ہو کر لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی بلند پایہ علمی و ادبی شخصیت ملک کے تمام حلقوں میں ہی احترام سے دیکھی جاتی ہے۔

لیکن اس سے قبل ڈاکٹر صاحب نے "نوائے وقت" میں شائع شدہ اپنے ایک مضمون میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی سے منسوب ایک بیان پر جس انداز میں تبصرہ فرمایا تھا۔ اسے پڑھ کر ان کے بہت سے مداحوں کو صدمہ پہنچا۔

اس لئے کہ اخباری سرخیوں کے علاوہ حضرت مولانا ہزاروی کے بیان میں ایک بھی جملہ ایسا نہیں تھا جسے کسی اعتبار سے بھی قابل اعتراض قرار دیا جا سکتا۔

اور جس بات کو توڑ موڑ کر بعض حلقوں نے حضرت مولانا پر اعتراض وارد کرنے کے لئے راستہ نکالا۔ اسے ڈاکٹر صاحب محترم نے "وفاق" میں شائع شدہ اپنے مضمون میں یہ الفاظ دیگر خود بیان کر دیا ہے۔

مولانا ہزاروی کے جس موقف کو سوشلزم کی حمایت کا نام یار لوگوں نے دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی اسے اختیار کیا ہے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"جو لوگ سوشلزم کے محاذ پر اپنے آپ کو پیش کرنا چاہتے ہیں انہیں سوشلزم کی مدعی جماعتوں کے کوائف سے بھی باخبر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بالکل ممکن ہے کہ ہم اپنی بے خبری کی وجہ سے ایسے لوگوں کو بھی سوشلسٹ کہہ رہے ہوں جن کی سوشلزم سے دلچسپی محض معاشی تنگ دستی کی وجہ سے ہو۔

میری رائے میں کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ سوشلزم کے مدعیوں کے اسی طبقہ کی تسخیر کرنی چاہیئے جو اسلام کا مخالف نہیں مگر موجودہ معاشی بدنظمی کی وجہ سے بددل ہے"

(وفاق، رحیم یار خاں - ۱۶، فروری ۱۹۶۹ء)

کیا حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے اس سے مختلف کوئی بات کہی تھی؟

لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر صاحب نے اس پر "نوائے وقت" میں گرفت کرنا ضروری سمجھا ؎

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو مری قسمت سیاہ میں ہے

جو لوگ ترجمان اسلام پڑھتے ہیں اور جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جمعیۃ نے کبھی اسلام کے ساتھ کسی ایسے اضافے کو پسند نہیں کیا جو جدید یا قدیم دور کے کسی بھی غیر اسلامی ازم و ماحول کا تراشیدہ ہو۔

جو جماعت اور اس کے قائدین "جمہوریت" کی مروجہ اصطلاح کو جیسے بڑے بڑے مدعیان "اسلامی دھڑلے سے "اسلامی جمہوریت" کہتے رہتے ہیں" اسلامی دنیا کہنا درست نہیں سمجھی وہ سوشلزم کو اسلامی کہنے پر کس طرح تیار ہو سکتی تھی۔ لیکن حریفان کم نگاہ و کوتاہ بیں نے اس جماعت کو سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کا حامی قرار دینے کا خوب خوب جتن کیا اور ان کی اس رسوائے زمانہ سعی میں اعانت کی توفیق و سعادت ڈاکٹر صاحب موصوف نے بھی حاصل کرنا ضروری سمجھا۔

اس سلسلے میں یہ لطیفہ یا ستم ظریفی ملاحظہ فرمایئے کہ علماء کے جس طبقے پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ وہ سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کا حامی ہے۔ اس کی تحریروں میں شاید ہی کسی جگہ اشتراکیت یا اسلامی اشتراکیت کا براہ راست ذکر ملے:

اس پر یہ الزام صرف اس لئے عائد کیا جاتا ہے کہ وہ انگریزی یورپی و امریکی سامراج کی رائج کردہ، سرمایہ داری اور معاشی نظام کی مخالفت کرتا ہے اور مغربی سرمایہ داری و اشتراکیت کی باہم حریفانہ جنگ میں اسلام کو اینگلو امریکی سامراج کا حلیف بنائے جانے کی پالیسی کا مخالف ہے۔

لیکن دوسرے گروہ مثلاً مودودی صاحب اور ان کی جماعت اخوان المسلمین اور اس کے قائدین، نیز ان حلقوں کے راج بعض گرامی مرتبت علماء کرام نے نہ صرف اسلام کو اشتراکیت سے مماثل بنایا ہے بلکہ اسلامی اشتراکیت کی اصطلاح ایجاد کی اور اپنے موقف کے طور پر استعمال کی۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشتراکیت کا امام تک لکھا ہے۔

جماعت "اخوان المسلمین" کے بانی و قائد اول حسن البناء نے سب سے پہلے "اسلامی اشتراکیت" کی اصطلاح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی سوانح سے متعلق ایک کتاب کے مقدمہ میں لکھی۔

اسلامی اشتراکیت کے عنوان سے ایک کتابچہ حیدرآباد دکن سے مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی مرحوم کے پیش لفظ کے ساتھ شائع ہوا۔

مذکورہ بالا ابوذر غفاری نامی کتاب میں جس میں حسن البناء مرحوم نے مقدمہ لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشتراکیت کا امام تحریر کیا گیا ہے۔

مودودی صاحب نے اپنے ایک کتابچہ "اسلام کے نظریہ سیاسی" میں اسلام کو اشتراکیت سے دو گونہ مماثلت رکھنے والا نظام بتلایا ہے۔

سید قطب مصری جو جماعت اسلامی وغیرہ گروہوں کی قابل پرستش شخصیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کی تمام کتابیں اشتراکی خیالات سے لبریز ہیں۔ بالخصوص ان کی کتاب "الاسلام والراس المالیۃ"

لیکن اس سب کے باوجود یہ تمام حضرات معصوم عن الخطاء اور حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ، راقم الحروف اور جمعیۃ کے دیگر قائدین رہنما باوجودیکہ وہ کسی بھی ازم کو اسلامی کہنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں اسلامی سوشلزم کی حمایت کے مجرم ملزم۔

صرف اس لئے کہ وہ اینگلو امریکی سرمایہ داری و سامراجیت کے مخالف ہیں۔

مصر اور عربوں کی حمایت کرتے ہیں۔

اور معاشی مسائل کے سلسلہ میں جو مسلمان افراد و جماعتیں سوشلزم کا نام لیتی ہیں۔ انہیں ملحد و بے دین قرار نہیں دیتے ؎

ہو رہا ہوں ہدف ناوک ظلم اصنام
صرف اتنی سی خطا پر کہ مسلمان ہوں میں

ڈاکٹر صاحب محترم نے اپنے اس مضمون میں بھی اصل صورت کو سامنے رکھے بغیر محض بعض قیاسات اور اندازوں پر مبنی اندیشے کا اظہار فرمایا ہے۔ جس طرح کہ "وفاق" کے فاضل مدیر نے اپنے ۹، فروری کے اداریہ "اسلام کا مقدمہ کون لڑے گا" میں اظہار کیا ہے۔

جہاں تک اسلام کے بارے میں درد و احساس کا تعلق ہے۔ وفاق کے فاضل مدیر اور محترم ڈاکٹر صاحب دونوں کے افکار و خیالات نہایت قابل قدر اور ان کے اندیشے خلوص پر مبنی ہیں۔

میں اس سلسلے میں صرف اتنا عرض کرنا کافی سمجھوں گا کہ اسلام کا مقدمہ آئندہ مسلمان عوام لڑیں گے اور جمہوری مجلس عمل کی موجودہ تحریک میں جمعیۃ علماء اسلام کی شمولیت ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے ہوئی ہے۔ جو اسلام کا مقدمہ لڑنے کی راہ میں مسلمان عوام کے سامنے گذشتہ دس سال سے کھڑی ہوئی ہیں۔

جوں ہی یہ رکاوٹیں دور ہوں گی۔ جمعیۃ علماء اسلام تمام دین پسند جماعتوں کے ساتھ مل کر بھی اور تنہا بھی اسلام کا مقدمہ لڑنے کی راہ پر گامزن اور پیش پیش ہوگی۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی ہمارے لئے کم موجب اطمینان نہیں ہے کہ جمہوری مجلس عمل سے باہر مجلس احرار اور اس کے عزیز رہنما صاحبزادہ محترم ابن امیر شریعت حضرت مولانا عطاء المنعم مدظلہ نے بھی اس مقصد کے لئے سعی پیہم شروع کر رکھی ہے۔ جس کے ساتھ ہمیں پوری پوری ہمدردی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے تحریک پاکستان اور تحریک جمہوری مجلس عمل کے ساتھ جس غلطی کی وابستگی کا ذکر فرمایا ہے۔ درحقیقت اس کا کوئی اعلان نہ تو تحریک پاکستان کے ساتھ ہوتا ہے اور نہ موجودہ تحریک جمہوری مجلس عمل کے ساتھ۔

تحریک پاکستان ہندوؤں کے غلبہ کے اندیشے کے پیش نظر مسلمانوں کے لئے جداگانہ خطۂ زمین کے حصول کی تحریک تھی۔

یہی اس تحریک کا حقیقی تاریخی تانا بانا ہے۔ اسلام کا قیام بہر حال اس تحریک کے منزل مقصود پر پہنچ جانے کے بعد مسلمان عوام کی براہ راست کوششوں پر ہی مبنی تھا۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا

# مسئلہ عصمت انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۵)

"یہ عصمت لوازم نبوت و رسالت سے ہے۔ اس لئے ان پر یہ الزام آتا ہے کہ ایک دو لغزشیں سرزد ہوئی ہیں یا زیادہ سوال تو اس عقیدہ پر ہے کہ جو عصمت نبوت و رسالت کے لئے لازم ہے۔ اس کو کسی نہ کسی وقت اٹھا لیا جاتا ہے۔ یہ درست ہے۔ تو تفہیمات کی اس عبارت کے سیاق و سباق میں لغزش کا لفظ مذکور ہے۔ گناہ کا لفظ مذکور نہیں ہے۔ لیکن اگر گناہ کا لفظ مذکور ہوتا تو مؤلف کہتے کہ کبیرہ گناہ کا لفظ نہیں ہے اور اگر ان کی توجہ رسائل و مسائل کی طرف دلائی جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں مولانا مودودی نے لکھا ہے کہ "نبوت سے پہلے تو ان سے ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا" تو شاید مؤلف فرمائیں کہ تفہیمات کی اس عبارت میں گناہ کا ذکر نہیں ہے۔ مگر جب مولانا مودودی نے حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے قصہ کے متعلق دوسری توجیہات کو رد کرتے ہوئے اپنی طرف سے اس توجیہہ کا ذکر کر کے کہ "قصہ اوریا کی بیوی کا ہی تھا"۔ یہ لکھا تھا کہ "اس تاویل کو قبول کرنے میں لوگوں نے صرف اس بنا پر تامل کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف اس قسم کی لغزشوں کا انتساب عصمت انبیاء کے خلاف معلوم ہوتا ہے"۔ تو کیا اس وقت بھی مولانا مودودی کے ذہن میں "لغزشوں" کا وہی مفہوم تھا جو علماء اہل سنت کی اصطلاح ہے۔ اگر لغزشوں سے ان کی مراد اصطلاحی لغزشیں ہی ہیں تو یہ بتلایا جائے کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اس قسم کی اصطلاحی لغزشوں کے انتساب کو بھی عصمت انبیاء کے خلاف سمجھ کر مولانا مودودی کی اس تاویل کے قبول کرنے میں تامل کیا ہے۔ اصطلاحی لغزشوں کے انتساب کو تو کسی نے بھی عصمت انبیاء کے خلاف نہیں سمجھا۔ پھر اس تاویل کو قبول کرنے میں لوگوں کو اس بنا پر تامل کیوں ہوتا کہ اس قسم کی لغزشوں کا انتساب عصمت انبیاء کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

## مؤلف کا لغزش کے لفظ سے غلط فائدہ اٹھانا

تفہیمات کی عبارت میں لغزش کے لفظ سے غلط فائدہ اٹھانے کی یہ انوکھی مثال ہے۔ جو آپ نے یہاں پیش کی ہے حقیقت یہ ہے کہ اس عبارت میں مولانا مودودی کی مراد اصطلاحی لغزش نہیں ہے بلکہ اس سے ان کی مراد گناہ ہے۔ حفاظت و عصمت کے اٹھا لینے کا ذکر بھی اس کا واضح قرینہ ہے کیونکہ عصمت کے خلاف معصیت اور گناہ ہے نہ کہ اصطلاحی لغزش۔ اور عصمت گناہوں سے مانع ہوتی ہے نہ کہ لغزش سے تو عصمت کے اٹھانے کی ضرورت گناہوں کے سرزد ہونے کے لئے ہے۔ حالانکہ لغزشوں کے سرزد ہونے کے لئے اور جس وقت عصمت کا اٹھا لینا فرض کیا جائے تو مانع کے مرتفع ہونے سے اس وقت گناہ سرزد ہوں گے نہ کہ اصطلاحی لغزش۔ مگر یہ مولانا مودودی کی انشاء پردازی کا کمال ہے کہ انہوں نے اس عبارت میں گناہ کے لفظ کے استعمال سے پرہیز کیا ہے اور اس کی جگہ لغزش کا لفظ ذکر کر کے کم فہم لوگوں کو مغالطہ میں ڈال دیا ہے ورنہ مولانا مودودی کی عبارت کے سیاق و سباق میں منصب نبوت کی ذمہ داریوں کے ادا کرنے اور حفاظت کے اٹھا لینے اور اس کے منفک اور جدا ہو جانے کے بعد عام انسانوں کی طرح بھول چوک ہی نہیں بلکہ غلطی کے ہو جانے کا ذکر سب اس بات پر واضح قرائن ہیں کہ اس جگہ لغزش سے مراد سہواً و خطاءً سرزد ہونا ہے یا عمداً سرزد ہونا بالکل فضول اور لغو ہے۔ اس لئے کہ بناء الزام تو اس پر ہے کہ اس عبارت میں انبیاء علیہم السلام سے حفاظت و عصمت کے اٹھا لینے کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور یہ بنا ہر حالت میں اپنی جگہ پر قائم ہے

## حضرت الشیخ مدنی رح کی تنقید

حضرت الشیخ استاذنا و مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے تفہیمات کی اس عبارت پر جو تنقید فرمائی ہے۔ اس کا منشاء بھی یہی ہے کہ حضرت موصوف کے نزدیک ہر نبی سے عصمت و حفاظت کے اٹھا لینے کا عقیدہ اصول عقائد اسلامیہ کے خلاف ہے۔ چنانچہ حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عبارت یہ ہے کہ "مذکورہ بالا عقیدہ کہاں تک اصول و عقائد اسلامیہ کے مطابق ہے۔ جس میں ہر نبی سے عصمت و حفاظت کا اٹھا لینا اور بالارادہ ان سے لغزشیں کرا دینا مانا گیا ہے"۔ (مودودی دستور)

مذکورہ عبارت سے واضح ہو رہا ہے کہ حضرت الشیخ مدنی کی گرفت اس پر ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے کسی وقت عصمت و حفاظت کے اٹھا لینے کا عقیدہ رکھا جائے یہ عقیدہ حضرت الشیخ کے نزدیک بھی تمام اہلسنت کی طرح اصول و عقائد اسلامیہ کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت ان کے لئے دائمی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت الشیخ کی کی عبارت میں اس کی تصریح ہے کہ اسی طرح عصمت ان کی ذاتی ہے۔ کسی وقت ان سے جدا نہیں ہوتی۔ جن امور کو مودودی صاحب لغزشیں شمار کرتے ہوئے عصمت کا اٹھ جانا سمجھتے ہیں۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ بہرحال عصمت انبیاء علیہ السلام کے لئے نبوت کے لوازم ذاتیہ میں سے ہے کبھی ان سے جدا نہیں ہوتی۔ (مودودی دستور صفحہ ۳۰)

حضرت الشیخ نے تو یہ فرمایا ہے کہ عصمت نبوت کے لوازم ذاتیہ میں سے ہے۔ اور نبی کے لئے دائمی طور پر ثابت ہے۔ اس لئے کبھی اور کسی وقت بھی وہ نبی سے جدا نہیں ہوتی بلکہ اس کا جدا ہونا محال ہے۔ اگر عصمت نبی کے لئے دائمی نہ ہو اور کسی وقت ان سے جدا ہو جائے تو نبی معیار حق نہ رہے۔ چنانچہ اس عبارت کی تردید کرتے ہوئے حضرت الشیخ نے الزام فرمایا ہے کہ "جبکہ عصمت، نبوت کے لوازم ذاتیہ میں سے نہیں ہے جیسا کہ جلد ثانی تفہیمات صفحہ ۱۵۷ میں ہے تو پھر کسی نبی سے عصمت کا مفارق ہونا مستحیل نہ ہوگا۔ اور نہ ان میں عصمت کا دوام ہوگا۔ اس لئے کوئی نبی معیار حق نہ ہوگا"۔ (مودودی دستور صفحہ ۲۶)

حضرت الشیخ کے اس ارشاد کی وجہ یہ ہے کہ نبی سے عصمت کے مفارق اور جدا ہونے کی صورت میں لازم آتا ہے کہ اس وقت نبی، نبی ہی نہ رہے۔ لان انتفاء اللازم یستلزم انتفاء الملزوم۔ کیونکہ لازم کے انتفاء سے لازمی طور پر ملزوم منتفی ہو جاتا ہے۔ اور عصمت نبوت کے لوازم ذاتیہ میں سے ہے تو جس وقت عصمت نہ ہوگی لازم آتا ہے کہ نبوت بھی نہ رہے۔ اس وجہ سے حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "حفاظت و عصمت اٹھا لینے کا عقیدہ اصول و عقائد اسلامیہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ سے نبی کی نبوت کا اٹھ جانا لازم آتا ہے مگر مؤلف اپنی خوش فہمی سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ عقائد اور اصول اسلامیہ کے خلاف جو عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ: "عصمت و حفاظت کو اٹھا کر بڑے یا چھوٹے گناہ سرزد ہونے دیئے جائیں"۔ اور اگر عصمت و حفاظت کو اٹھا کر لغزشیں سرزد ہونے دی جائیں"۔ تو یہ عقیدہ مؤلف کے نزدیک تمام اہلسنت کے ہاں متفق علیہ عقیدہ کی حیثیت سے منقول ہوتا چلا آیا ہے (علمی جائزہ صفحہ ۶۹)

کیا مؤلف اہلسنت میں سے کسی بھی معتبر عالم کا یہ عقیدہ دکھلا سکتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سے جو لغزشیں سرزد ہوئی ہیں۔ وہ ان کی عصمت کو اٹھا کر ہوئی ہیں۔ اسی نظریہ کی تردید کے لئے تو حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا کہ "جن امور کو مودودی صاحب لغزشیں شمار کرتے ہوئے عصمت کا اٹھ جانا سمجھتے ہیں۔ یہ ان کی غلطی ہے" (مودودی دستور صفحہ ۳۰) اس لئے کہ لغزشوں سے تو عصمت کا تعلق ہی نہیں ہوتا۔ ان لغزشوں کے صدور سے یہ سمجھ لینا کہ عصمت اٹھ گئی۔ یہ مودودی صاحب کی غلطی ہے۔

بہرحال اہلسنت میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ عصمت اٹھا کر لغزشیں سرزد ہونے دی گئی ہیں۔ جس کا دعویٰ مؤلف نے کیا ہے۔ کیونکہ مصطلح لغزشوں کے صدور کے لئے تو عصمت کے اٹھنے کی ضرورت نہیں اور جس وقت عصمت اٹھ جائے گی تو پھر گناہ کا صدور بھی جائز ہوگا

اب فرمائیے کہ حضرت الشیخ کی تنقید کا جو تجزیہ آپ نے کیا ہے۔ اس کا پہلا جز (الف) ہر نبی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے بالارادہ عصمت و حفاظت اٹھا کر لغزشیں سرزد ہونے دی ہیں۔ عقائد اور اصول اسلامیہ کے مخالف ہے، درست ہے یا نہیں؟

(باقی آئندہ)

# خبرنامہ جمعیۃ علماء اسلام

## موجودہ بےچینی کا واحد حل اسلامی قانون کے نفاذ میں ہے

### جمعیۃ علماء اسلام جہلم کا ہنگامی اجلاس

جہلم ۱۱ فروری۔ گذشتہ رات بعد از نماز عشاء جمعیۃ علماء اسلام شہر جہلم کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عبداللطیف صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام شہر جہلم منعقد ہوا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ لاہور میں پرامن جلوس پر لاٹھی چارج اور مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیری کو لاٹھیوں کا نشانہ بنانے اور ان کے گھر میں داخل ہو کر تشدد کرنے کی شدید مذمت کی گئی۔

ایک دوسری قرارداد میں حکومت پر واضح کیا گیا کہ موجودہ بےچینی و اضطراب کا واحد حل عقیدہ ختم نبوت اور اہلسنت والجماعت کی تشریحات کے مطابق اسلامی قانون کا نفاذ ہے۔ جس کو گذشتہ حکومتوں کی طرح اس حکومت نے بھی پس پشت ڈال رکھا ہے۔ حالانکہ پاکستان کی بنیادی اسلامی قانون کے نفاذ کے لئے رکھی گئی تھی۔

(محمد شریف عابد ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم)

## ڈسکہ میں جمعیۃ علماء اسلام کی تشکیل

ڈسکہ میں ضلعی دفتر جمعیۃ علماء اسلام کی ہدایت کے مطابق جمعیۃ تشکیل دی جاچکی ہے۔ جس کے امیر مولانا محمد فیروز خان ثاقب۔ نائب امیر مولانا عبداللطیف مسعود ناظم سلیم الدین۔ نائب ناظم علی حسن۔ ناظم نشرو اشاعت ڈاکٹر رؤف عابد بھٹی۔ خازن حکیم ثناء اللہ صاحب متفقہ طور پر منتخب کئے گئے۔

(سلیم الدین ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ڈسکہ)

## انتخاب جدید جمعیۃ علماء اسلام نوشہرہ فیروز

| | |
|---|---|
| امیر | حضرت مولانا امیر الدین صاحب پنوی |
| نائب امیر | مولوی محمد صدیق صاحب |
| نائب امیر | مولوی حفیظ اللہ صاحب |
| ناظم اعلیٰ | حافظ رفیق احمد صاحب |
| ناظم | حافظ شفیق احمد صاحب |
| ناظم | قاضی نیک محمد صاحب |
| خازن | حاجی عطا محمد صاحب |
| سالار | عبدالستار میمن |

(رفیق احمد میمن نوشہرہ فیروز)

## جیکب آباد شہر

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا حاجی محمد حسن صاحب |
| نائب امیر | مولانا عبدالقیوم صاحب |
| | مولانا میر محمد صاحب |
| ناظم اعلیٰ | ماسٹر احمد خان صاحب |
| ناظم | مولانا عبدالمجید صاحب |
| ” | حاجی شفیع محمد صاحب |
| خازن | حاجی محمد عثمان صاحب کھوسہ |
| سالار | میاں عبداللطیف صاحب |

## وہاڑی میں جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم

مورخہ ۹ فروری۔ بروز اتوار منڈی وہاڑی میں علماء کرام و معززین شہر کا عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں جمعیۃ علماء اسلام وہاڑی کا انتخاب عمل میں لایا گیا مندرجہ ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے۔

| | |
|---|---|
| سرپرست | الحاج امان اللہ خان صاحب |
| امیر | مولانا محمد غوث صاحب خطیب جامع مسجد وہاڑی |
| نائب امیر | مولانا عبدالستار صاحب خطیب جامع مسجد پاکوانی |
| ناظم اعلیٰ | مولانا ابو معاویہ عبدالرشید امرتسری صاحب خطیب جامع مسجد اہلحدیث وہاڑی |
| ناظم | مولانا قاری عبداللطیف صاحب خطیب جامع مسجد لکڑ منڈی |
| خازن | الحاج محمد علی صاحب |
| ناظم نشرو اشاعت | شیخ محمد صدیق صاحب |

(غلام محبوب جامع مسجد باغ والی وہاڑی)

## درابن کلاں میں عظیم اجتماع

مورخہ ۱۴ فروری بروز جمعہ جامع مسجد درابن کلاں کے عظیم اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے قاضی خادم محمد ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام درابن نے ملک میں موجودہ بےچینی کو انتہائی تشویشناک قرار دیا اور کہا کہ اس بیقراری کی وجوہات صرف موجودہ حکومت کے قوم کے ساتھ کی گئی ناانصافیاں اور متشددانہ اقدامات ہیں جس کے تو ہل تندر افراد شکار ہوئے ہیں۔ ملک میں دینی اور جمہوری حقوق کا مطالبہ کرنے کو مظاہرہ کرنا کسی مذہب میں بھی قابل تشدد جرم نہیں قرار دیا گیا۔ آخر میں درج ذیل قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوئی۔

یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عام مسلمانوں کے دینی اور جمہوری حقوق کو جلد از جلد بحال کر کے ملک سے موجودہ تکدر اور بےچینی کو دور کیا جائے۔ ورنہ اس بےچینی کے جتنے بھی سنگین نتائج برآمد ہوں اس کی ذمہ داری حکمران پارٹی پر عائد ہوتی ہے۔ نیز یہ اجتماع ملک میں مختلف مقامات پر مساجد کی بےحرمتی، نمازیوں کے ساتھ توہین آمیز سلوک اور ملک میں علماء طلباء اور عام مظاہرین کے ساتھ بےدریغ تشدد کو قابل افسوس قرار دیتا ہے۔ اسلامی جمہوری ملک میں اس قسم کے متشددانہ اقدامات انگریزی دور کی مقلدانہ یاد ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ مجلس عمل کے مطالبات تسلیم کر کے ملک کو بےچینی سے نجات دی جائے۔

(حاجی غلام جان ناظم جمعیۃ درابن کلاں)

## کوٹ سبزل ضلع رحیم یار خاں

بہاولپور ڈویژن کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد بشیر اختر نے کہا کہ ہم اس ملک میں اسلامی نظام چاہتے ہیں۔ عائلی قوانین منسوخ کئے جائیں۔ خاندانی منصوبہ بندی ختم کی جائے۔ جمہوری مجلس عمل کے تمام مطالبات تسلیم کئے جائیں۔ مولانا نے مولانا ابوالکلام کے حوالے سے کہا۔ بالغ رائے دہی اور براہ راست انتخاب ہمارا اسلامی حق ہے۔

مولانا نے مزید کہا کہ اگر ایک فرد حکمران کو برطرف ہونے کا اعلان کرے اور پوری ریاست سے کوئی بھی اس اعلان کی مخالفت کرنے والا نہ ہو تو حکمران کو دستبردار ہو جانا چاہیئے آخر میں مولانا نے لاہور میں علماء پر لاٹھی چارج اور طلباء پر تشدد کی مذمت کی۔

مولانا عبدالکریم صدر مدرس مسجد نے اراکین جمعیۃ پر زور دیتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ زیادہ سے زیادہ محنت کریں ہمیشہ سچائی سے باطل قوت نبرد آزما رہی ہے اور باطل ہمیشہ حق کے مقابلہ میں قوت کے بل پر آیا مگر آخر پاش پاش ہوا۔

تحصیل کے ا۔ ناظم مصطفیٰ صاحب نے جمعیۃ کا پروگرام سمجھایا مولانا عزیز احمد صدر مدرس قاسم العلوم نے کہا۔ اس ملک میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ زانی کو سنگسار کیا جائے۔ اسلامی شرعی سزائیں دی جائیں اور کالے قوانین ختم کئے جائیں۔

۱۰ فروری کو کوٹ سنجر خاں اسی وفد نے دورہ کیا اور جمعیۃ کا پروگرام سمجھایا۔ کوٹ سنجر خاں کے چیئرمین سردار محمد علی خاں عباسی نے کہا کہ موجودہ بی ڈی سسٹم نے علاقائی عصبیت اور انتشار کو جنم دیا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کی مخالفت میں خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ اس لعنت کو بلا تاخیر ختم ہونا چاہیئے۔ سردار صاحب نے علاقہ میں پانی کی سخت کمی سے عوام کے متاثر ہونے کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ ہم نے بارہا افسران کو کہا۔ مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ سردار صاحب نے چوری اور رشوت کے گھناؤنے جرائم کا بھی ذکر کیا اور کہا یہ بھی ہمارے لئے ایک مصیبت ہے۔

۱۱ فروری وفد واپس گیا۔ اسلامی نظام کا مطالبہ کیا اور عوام کو اس مطالبے میں شریک ہونے کو کہا۔ نیز ہر جگہ یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ جمہوری مجلس عمل اسلامی نظام کے نفاذ کو فوراً اعلان کرے اور جمعیۃ کو کسی دھوکہ میں نہ رکھے۔ علماء نے مولانا غلام غوث ہزاروی کو خراج عقیدت پیش کیا، اور ہتھیاری پروپیگنڈا کرنے والوں کے رویہ پر اظہار افسوس کیا۔

(عبدالواحد صدیقی ناظم نشرو اشاعت تحصیل صادق آباد)

## صادق آباد

تحصیل صادق آباد کا اجلاس حافظ منورضیا کی تلاوت کلام پاک سے آغاز ہوا۔ مجلس شوریٰ کے ارکان علماء نے مختصر

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

# امام اعظمؒ کے فتوی پر سامراج پرستوں کی بوکھلاہٹ

علماء اسلام کے عظیم رہنما حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ العالی نے اپنی راولپنڈی کی معرکۃ آراء پریس کانفرنس میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوی کا حوالہ دیا تھا کہ مزارعت اور مخابرت یعنی بٹائی پر زمین کاشت پر دینا ناجائز ہے۔ اس پر سامراج پرست اور موجودہ سرمایہ داری اور جاگیرداری کے مذہبی پشت پناہ اس قدر بوکھلا اٹھے کہ ہفت روزہ آئین نے ۱۶ جنوری ۱۹۶۹ء کے شمارہ میں بعض مفتیان کرام کے حوالہ سے امام اعظمؒ کے اس فتوی کا سرے سے انکار کر دیا ہے کہ یہ فتوی کہیں موجود ہی نہیں ہے۔ جاگیرداری اور زمینداری پر مفصل بحث انشاء اللہ ایک مبسوط مقالہ کی شکل میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ سردست ہفت روزہ آئین اور اس کے مفتیوں کی خدمت میں بطور اطلاع یہ گذارش کی جاتی ہے کہ حضور والا! غصہ تھوک کر اور سامراجیت کی عینک اتار کر درج ذیل کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کو نہ صرف امام اعظمؒ بلکہ اسلاف میں سے عکرمہؒ، عطاءؒ، مجاہدؒ، مسروقؒ، شعبیؒ، طاؤسؒ، حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ، قاسم بن محمدؒ، زفرؒ، مالکؒ اور شافعیؒ جیسے جلیل القدر ائمہ کرام کے صریح ارشادات بھی مزارعت کے عدم جواز پر نظر آجائیں گے۔

(۱) بدائع الصنائع صـ ۱۷۵ ج ۶ (۲) شامی صـ ۲۴۴ ج ۵ (۳) بحر الرائق صـ ۱۵۹ ج ۸ (۴) عالمگیری صـ ۲۷ ج ۵ (۵) المرقاۃ ... القدیر صـ ۳۱ ج ۸ (۵) قاضی خان صـ ۲۴۳ ج ۳ (۶) سراجیہ صـ ۱۳۶ (۷) بدایۃ المجتہد صـ ۲۱۴ ج ۲ (۸) المبسوط للسرخسی صـ ۱۷ ج ۲۳ (۹) المحلی لابن حزم صـ ۴۴ ج ۵ (۱۰) نیل الاوطار للشوکانی صـ ۲۹ ج ۵ ("تلک عشرۃ کاملۃ")

(زاہد الراشدی)

# جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے اپنے مطالبات

## جمہوری مجلس عمل کو پیش کر دیئے

لاہور: ۱۸ فروری۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے جنرل سیکرٹری جناب محمد اسلوب قریشی نے آج جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندے مولانا مفتی محمود صاحب کو اپنے مطالبات پیش کئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ جمہوری مجلس عمل کے کنوینر کو یہ مطالبات پیش کر دیں۔ مولانا مفتی محمود صاحب نے کہا کہ وہ حتی الامکان ان مطالبات کو پورا کرنے میں کسی کوشش سے دریغ نہیں کریں گے۔ مطالبات درج ذیل ہیں:

(۱) پولیس تشدد ختم کیا جائے۔ نیز طلباء کے خلاف تمام مقدمات واپس لئے جائیں اور انہیں رہا کیا جائے۔

(۲) شہیدوں کا خون بہا ادا کیا جائے۔

(۳) اسلامی نظام تعلیم رائج کیا جائے اور اسلامیات کو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لازمی مضمون قرار دیا جائے۔

(۴) خواتین کے لئے الگ کالج اور یونیورسٹی قائم کی جائے۔

(۵) میٹرک تک تعلیم مفت دی جائے اور فیسوں میں پچاس فیصد کمی کی جائے۔

(۶) اردو کو لازمی اور انگریزی کو اختیاری مضمون کی حیثیت دی جائے۔

(۷) کراچی اور سندھ یونیورسٹی کی طرح پنجاب یونیورسٹی میں بھی انٹیگریٹڈ سسٹم ختم کیا جائے۔

(۸) ڈگری لیتے ہی روزگار کا بندوبست کیا جائے۔ ورنہ بیروزگاری الاؤنس دیا جائے۔

(۹) آئندہ امتحانات میں کورسوں کی کمی کی جائے۔

(۱۰) ہر یونیورسٹی کو خود مختار ادارہ بنایا جائے۔

(۱۱) انجینئرز اور ڈاکٹروں کو فرسٹ کلاس دی جائے۔ نیز کالج اور انجینئرنگ کالج میں طلباء کے لئے نشستوں میں زیادتی کی جائے۔

(۱۲) سکولوں میں اسلامیات کے لئے مستقل آسامیاں پیدا کی جائیں اور کسی جگہ بھی کسی مرزائی استاد کا تقرر نہ کیا جائے۔

(۱۳) کالجوں اور سکولوں میں ثقافت کے نام سے جتنی بھی عریانی اور فحاشی کو فروغ مل رہا ہے۔ اسے قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔

(۱۴) وفاق المدارس العربیہ کے فارغ التحصیل کی سند کو وہی درجہ دیا جائے جو پنجاب یونیورسٹی کی سند مولوی فاضل اور سیکنڈری بورڈ کی آنرز عربی کی سند دیا جاتا ہے۔ نیز وفاق المدارس عربیہ کے تمام مدارس کو حکومت گرانٹ دے تاکہ وہ طلباء کے لئے جدید طرز کے دار المطالعے قائم کر سکیں۔

(۱۵) گول میز کانفرنس میں طلباء کے نمائندوں کو مدعو کیا جائے۔

(۱۶) طلباء کے مطالبات مان کر تعلیمی ادارے کھولنے کے لئے راہ ہموار کی جائے۔



## بقیہ: — مطالبات

۸ — ملک کی معیشت پر ایک طبقہ کی اجارہ داری کو ختم کر کے امیر و غریب کے اتنے خطرناک امتیاز کو ختم کر دیا جائے جس کا لازمی نتیجہ طبقاتی جنگ اور الحاد آفریں اشتراکیت ہو سکتا ہے۔

۹ — اسلامی اور خاص کر عرب ممالک کے ساتھ ہمدردی کی جائے اور ان کوششوں پر کڑی نگرانی رکھی جائے جو بڑی طاقتوں کی ایماء پر عربوں کو بدنام کرنے کے لئے اور نقصان پہنچانے کے لئے کی جاتی ہیں۔

۱۰ — ہنگامی حالات کو فی الفور ختم کر دیا جائے اور اسلامی و انسانی بنیادی و جمہوری حقوق بحال کئے جائیں۔

(نوٹ) کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام اور اس کی طرف سے منعقدہ تاریخی کانفرنس (۳، ۴، ۵ مئی ۱۹۶۸ء لاہور) نے مسلمانان پاکستان کے سامنے مذکورہ دس مطالبات اور قرارداد پر مشتمل ایک جامع نصب العین رکھ دیا ہے جس کے حصول سے مملکت پاکستان کو دنیا کی عظیم ترین نظریاتی حقیقی، مثالی اسلامی حکومت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اور باشندگان پاکستان سامراجیت یا اشتراکیت کے طفیلی بنے بغیر عوامی خوشحالی اور مادی ترقی کی بلند سے بلند منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔

## نارنگ منڈی میں جمعیۃ علماء اسلام کا قیام

بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ مطابق ۸ فروری ۱۹۶۹ء کو جمعیۃ علماء اسلام نارنگ منڈی کا درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

| | |
|---|---|
| سرپرست | حافظ فضل دین صاحب |
| امیر | قاری محمد سلیمان صاحب |
| نائب امیر | مرزا محمد حسین صاحب |
| ناظم اعلیٰ | حافظ و قاری محمد حنیف صاحب |
| نائب ناظم | مولوی عبد الرشید صاحب |
| سیکرٹری | مولانا عبد الغفور صاحب |
| خزانچی | مرزا عبد الغفار صاحب |



## اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا!

عید الضحیٰ کی خوشی میں ترجمان اسلام کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔ (ادارہ)

## بقیہ خبرنامہ جمعیۃ

(ترجمان اسلام لاہور)

[illegible] اسلام [illegible]

کیا۔ جمعیۃ کی تبلیغ اور [illegible] تحصیل کے امیر مولانا مصطفیٰ خان کی [illegible] کی نشاندہی کی [illegible] کی بے دینی کی [illegible] میں شرکت ہونے کے اسباب پر روشنی [illegible] نے جمعیۃ [illegible] جمہوری مجلس [illegible] ڈالی اور بتایا کہ موجودہ حکومت اسلامی نظام کی جدوجہد میں [illegible] رکاوٹ ہے۔ اجلاس نے اتفاق رائے سے مولانا [illegible] احمد کو ناظم اعلیٰ مولانا رحیم بخش کو نائب ناظم، مولانا [illegible] کو نائب امیر منتخب کیا۔ علی شبیر کو تحصیل [illegible] مقرر کیا گیا۔

حافظ عبدالرحمٰن کو ناظم دفتر چندہ وصول کنندہ مقرر [illegible] اتفاق رائے سے یہ طے ہوا کہ ایجنسی ترجمان آئندہ [illegible] ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام کے نام آیا کرے۔ حساب اور ریکارڈ حافظ عبدالرشید نے سنبھال لیا ہے۔

اسی اجلاس میں دفتر کی تجویز ہوئی۔ جو حاصل کر لیا گیا ہے۔ اجلاس نے توسیعی پروگرام بھی بنایا۔ اجلاس نے درخواست کی ہے کہ اسلامی نظام کے مطالبے کو پس پشت نہ چھوڑا جائے۔

اجلاس نے اسلام میں اقتصادی پروگرام پر غور کرنے والی کمیٹی کی خدمت میں درخواست کی ہے۔ اسلام میں [illegible] ملکرانی اور ووٹ کے مسائل پر بھی غور کیا جا کر اس کی صحیح صورت سمجھائی جائے۔

اجلاس نے منشور کی دفعہ کا اعادہ کرتے ہوئے کہا۔ جمعیۃ کمیونزم اور سرمایہ داری دونوں کی مخالف ہے اجلاس نے مولانا غلام غوث ہزاروی کی خدمات کو سراہا اور اخباری بیان دینے والوں اور بحث کو طول دینے والوں کو کہا کہ وہ اس بحث کو ختم کریں ورنہ اراکین جمعیۃ اس پر پیگنڈا کے خلاف ملک گیر مہم چلائیں گے۔ جبکہ مولانا کئی بار تردید کر چکے ہیں۔ اجلاس دعا پر ختم ہوا۔

(عبدالواحد صدیقی ناظم نشر و اشاعت صادق آباد)

## جمعیۃ علماء اسلام سانگھڑ کا ضلعی اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سانگھڑ کا خصوصی اجلاس مدرسہ مفتاح العلوم شاہ پور چاکر میں زیر صدارت مولانا محمد حسن صاحب امیر جمعیۃ ضلع سانگھڑ منعقد ہوا۔ اجلاس میں ضلع سانگھڑ میں جماعت کو اور زیادہ منظم کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ ضلعی دفتر جو شاہ پور چاکر میں بنایا گیا ہے کی نظامت کے فرائض بالاتفاق حافظ محمد اکبر صاحب کو سونپے گئے

اجلاس میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے پرامن جلوس پر پولیس کے تشدد کی مذمت کی گئی۔ ایک اور قرارداد کے ذریعہ مولانا محمد حسن صاحب [illegible] اور حاجی قطب الدین صاحب کی وفات پر رنج و الم کا اظہار کیا گیا

## جمعیۃ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت مولانا غلام محمد صاحب مظاہری منعقد ہوا اجلاس میں گرد و نواح کے علاقوں میں تنظیمی مہم کا جائزہ لیا گیا۔ ایک

[illegible] کے ذریعہ [illegible] صاحب کے [illegible] میں واقعہ پر پابندی کی مذمت کی گئی۔

ایک اور قرارداد کے ذریعہ مرکزی جمعیۃ کے مجلس شوریٰ کے فیصلہ ڈھاکہ کو سراہا گیا اور اس کا [illegible] پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔

## قرارداد مذمت

جمعیۃ علماء اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ نے اپنے ایک اجلاس میں لاہور اور دوسری جگہوں پر علماء، طلباء اور پرامن شہریوں پر پولیس کے تشدد کی مذمت کی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ نے بھی اپنے ایک اجلاس میں پرامن جلوسوں اور جلسوں میں پولیس کی مداخلت کی مذمت کی۔

## عوام مفاد پرستوں کا آلہ کار نہ بنیں

راولپنڈی ۱۲، فروری۔ جمعیۃ علماء اسلام کے آٹھ لیڈروں نے کراچی میں مسٹر بھٹو کی آمد کے موقع پر دو گروپوں کے درمیان تصادم کی مذمت کی ہے اور عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ مفاد پرستوں کا آلہ کار نہ بنیں۔ ایک مشترکہ بیان میں انہوں نے کہا کہ حکومت کے حامی ایسے تصادم کرانے کے لئے اشتعال دلا رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی الزام لگایا ہے کہ پولیس بھی اس قسم کے واقعات کی ذمہ دار ہے۔ اس واقعہ کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ایک بار پھر دونوں فریقوں کو ایک دوسرے کے خلاف اشتعال دلایا جا رہا ہے۔ ان لیڈروں نے حکومت سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ پولیس اور اپنے حامیوں کو ایسے واقعات میں ملوث ہونے سے منع کرے اس بیان پر مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا سید گل بادشاہ، صاحبزادہ عبدالباری، پیر مبارک شاہ، مولانا عبداللطیف، مولانا علاؤ الدین اور مولانا قاضی شمس الدین کے دستخط ہیں۔

## جمعیۃ علماء اسلام میانوالی

جمعیۃ علماء اسلام میانوالی نے اپنے ایک اجلاس میں جمعیۃ کے اعلان ڈھاکہ کی تائید کرتے ہوئے اکابرین جمعیۃ کو اس موقع پر مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ ڈھاکہ اور دوسرے شہروں میں طلباء، علماء اور پرامن شہریوں پر پولیس کے تشدد کی مذمت کی گئی۔ اور مطالبہ کیا گیا کہ ایسے افسروں کو جن کی قیادت میں یہ تشدد ہوا ہے فوراً معطل کیا جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام بھکر نے بھی اپنے ایک اجلاس میں اس تشدد کی مذمت کی اور تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

## ضلع رحیم یار خاں کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خاں کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالمنان صاحب دین پوری منعقد ہوا۔ اجلاس میں ضلع رحیم یار خاں میں جماعت کی تنظیم کو اور زیادہ وسیع کرنے اور رضاکارانہ نظام کو منظم کرنے کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ رضاکاروں کی تنظیم کے لئے ایک سہ رکنی کمیٹی کو نامزد کیا گیا جس کی قیادت مولانا عبدالمنان کو سونپی گئی۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ گورنر مشرقی پاکستان عبدالمنعم خان کو فوراً معطل کیا جائے۔ ملک میں اسلامی آئین رائج کیا جائے ملک کے دونوں حصوں میں طلباء اور پرامن شہریوں پر تشدد کرانے والے افسروں کو معطل کیا جائے۔

## شیخ مجیب الرحمٰن رہا کر دیئے گئے

۲۲ فروری۔ شیخ مجیب الرحمٰن اور ان کے ۳۳ ساتھیوں کو رہا کر دیا گیا ہے۔ آج حکومت نے اگر تلہ سازش کیس واپس لے لیا ہے۔ اور اس کے بعد فوجداری [illegible] میں ٹریبونل [illegible] کو منسوخ کر دیا [illegible] مختلف حلقوں میں اس فیصلے پر مسرت کا اظہار کیا گیا ہے۔

**خیر مقدم:-**

مولانا ضیاء الدین [illegible] جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے ایک [illegible] شیخ مجیب الرحمٰن کی [illegible] [illegible] پر [illegible] سیاسی خطوط پر [illegible] بات چیت [illegible]

**بھٹو:-**

پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ شیخ مجیب الرحمٰن کی رہائی ایک [illegible] اقدام ہے۔

**بھاشانی:-**

[illegible] مولانا بھاشانی نے شیخ مجیب الرحمٰن کی رہائی [illegible] سازش کیس کی واپسی کو ایک خوش آئند اقدام قرار دیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ [illegible] کو بھی واپس لیا جائے۔

**ایئر مارشل اصغر خان:-**

نے کہا ہے کہ حکومت نے شیخ صاحب کو رہا کر کے اچھا اقدام کیا ہے۔

## مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ نے اپنے ایک ہنگامی اجلاس منعقدہ ۱۵ فروری راولپنڈی میں اس قطعی رائے کا اظہار کیا تھا کہ شیخ مجیب الرحمٰن اور ان کی جماعت کے بغیر سیاسی مذاکرات میں شرکت نامناسب اور بے نتیجہ ہوگی [illegible] کا تقاضا ہے کہ حکومت نے دانشمندی سے کام لے کر شیخ صاحب اور ان کے ساتھیوں کو رہا کر دیا ہے۔ مجلس شوریٰ اس فیصلے کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اور دیگر سیاسی قیدیوں، طلباء، لیڈروں اور سیاسی جماعتوں کے کارکنوں کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتی ہے۔

### دعائے صحت کی اپیل

میرے جد امجد مولانا حافظ غلام یٰسین صاحب ایک ہفتہ سے سخت بیمار ہیں۔ احباب اور قارئین سے درخواست ہے کہ وہ حضرت موصوف کی صحت کے لئے دعا کریں۔

(خورشید بھیروی

حال بھیرہ ضلع سرگودھا)

## بقیہ — غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ

لیکن جہاں تک تحریک کی کامیابی کا تعلق تھا اس کے لئے ضروری تھا کہ وسیع تر بنیادوں پر ہر نقطۂ خیال کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر لیا جاتا۔ اس میں اگر کوئی غلطی ہوئی تھی تو وہ یہ تھی کہ اس تحریک کو جو مسلمانوں کے صرف قومی مفاد سے تعلق رکھنے والی تھی اسلامی بھی قرار دیا جانے لگا جس کا نتیجہ بعد میں وہ رونما ہوا۔ جس کا ذکر ڈاکٹر صاحب اپنے مضمون میں فرما چکے ہیں۔

جمہوری مجلس عمل کی موجودہ تحریک اس غلطی سے منزہ پاک ہے۔ اس کا مقصد اور دائرۂ عمل موجودہ آمرانہ اقتدار کو ہٹا کر مسلمان عوام کے اجتماعی اقتدار کو بروئے کار لانے تک محدود ہے تاکہ مسلمان عوام کے لئے اسلام کا مقدمہ لڑنے کی راہ ہموار ہو جائے، اور اس کے لئے واضح طور پر جمہوری مجلس عمل کے اعلان ڈھاکہ میں یہ صراحت کرا دی گئی ہے کہ

"اس آمریت نے خاص طور پر اسلامی نظام حیات سے جان بوجھ کر اور پے در پے انحراف کیا ہے"۔

ساتھ ہی یہ بھی اقرار کرایا گیا ہے کہ:

جن مقاصد و اقدار کی خاطر پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا۔ ان کے حصول کے لئے ہی مکمل جمہوریت اور عوام کی بالادستی کی مہم چلائی جا رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان مقاصد و اقدار میں سرفہرست بلکہ اساسی چیز اسلامی نظام کا قیام ہی ہے۔

جمہوری مجلس عمل کی تحریک میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ تمام شامل جماعتوں کو ان کے نظریات کے اختلاف سے ہٹا کر صرف ان امور تک محدود کر دیا ہے۔ جن کا تعلق ملک کے مسلمان عوام کے حقوق آزادی سے بلاواسطہ ہے اس طرح اسلام کے مقدمہ کو بروئے کار لانے کا معاملہ جماعتی دائروں کی تنگ نائیوں سے نکال کر پاکستان کے تمام مسلمان عوام کی براہ راست مشترکہ و متحدہ جد و جہد کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔

یقیناً یہ ایک ایسا قیمتی موقعہ ہوگا۔ جو پاکستان کی نہ صرف بلکہ برصغیر پاک و ہند کی گذشتہ پچاس سالہ تاریخ میں نادر ترین ہے۔ جماعتوں کے تنگ نظریاتی و تحریکی حلقوں سے آزاد پاکستان کے مسلمان عوام اسلام کے مقدمہ کے حامل ہوں گے۔

اور اس وقت یقیناً وفاق کے فاضل مدیر محترم جناب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب اور دوسرے اسلام کے شیدائیوں کے لئے بے روک ٹوک یہ موقعہ حاصل ہوگا کہ وہ مسلمان عوام کے ساتھ شامل ہو کر اسلام کے مقدمہ کو بروئے کار لانے کی کوشش کریں۔

جمہوری مجلس عمل کی موجودہ تحریک کو اسلام کا ذمہ دار بنا کر وہی غلطی دوہرائی جائے گی۔ جو تحریک پاکستان کو اسلام کا رنگ دے کر کی گئی تھی۔

اسلام کا مقدمہ جب تک پاکستان کے مسلمان عوام براہ راست نہیں لڑیں گے۔ اس وقت تک جماعتوں کی نظریاتی و تحریکی کشمکش کا اسلام آماجگاہ بنا رہے گا۔

جمہوری مجلس عمل کے ذریعہ پہلی مرتبہ ملک کے تمام معاملات کی باگ ڈور مسلمان عوام کے براہ راست ہاتھوں میں آ جانے کا راستہ متعین ہوا ہے اور ان رکاوٹوں کے دور کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ جو مسلمان عوام کے براہ راست حق انتخاب میں حائل ہیں۔

اور یہ وہ خوش آیند و پر امید صورت حال ہے جس کے ظہور پذیر ہو جانے کے بعد ہر مسلمان شہری کے لئے اسلام کا مقدمہ لڑنا آسان ہو جائے گا۔ اور کسی گروہ کو اسلام کی راہ میں حائل ہونے کا موقعہ نہیں مل سکے گا۔

غلطی یہ نہیں ہے کہ جمہوری مجلس عمل کو چند مخصوص مقاصد کے دائرے سے آگے نکل کر اسلام کا علمبردار نہیں بنایا گیا تاکہ اسلام دوسرے مقاصد کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے۔ غلطی یہ ہوتی بلکہ مہلک ترین غلطی ہوتی۔ اگر جمہوری مجلس عمل م کو ان ابتدائی مقاصد سے آگے بڑھنے کا موقعہ دے دیا جاتا۔ اس طرح اسلام کے مقدمہ کے ساتھ وہی پیش آ جانے کا اندیشہ تھا۔ جو تحریک پاکستان کو اسلامی قرار دینے سے پیش آیا۔ اور اسلام کا مسئلہ پھر الجھ جاتا جو اب نہایت آسانی سے مسلمان عوام کے ذریعہ لڑا جا سکتا ہے

ڈاکٹر صاحب محترم سے آخر میں بادب صرف اتنی سی گذارش کروں گا کہ ؎

نگفتی فروش نہ نالم کہ اصل بازار ست
فغاں! کہ گرمی رفتار باغبانم سوخت

## بقیہ: — قربانی

کے لئے اس کی مزید وضاحت فرمائی۔ نسلاً بعد نسل آج تک امت ان کو محفوظ کئے ہوئے ہے۔ صحابہؓ کرام پر امت کا اعتماد ضروری ہے۔ اگر اس پاکیزہ گروہ پر اعتماد نہ کیا جائے تو اسلام کی دیواریں منہدم ہو جائیں گی۔

مسئلہ قربانی پر بھی تمام صحابہؓ کا اجماع ہے۔ امام محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے قربانیوں کے متعلق دریافت کیا کہ آیا یہ واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا رسول اللہؐ نے قربانی کی اور آپ کے بعد اہل اسلام نے قربانی کی اور اس قربانی کا عمل سنت کے طور پر ہمیشہ کے لئے جاری ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی کی جگہ گائے بکری وغیرہ کی قربانی کا حکم دے کر بنی نوع انسان کو ایک عظیم قربانی کے لئے تیار کرنا مقصود ہے۔ قربانی یہ ہے کہ اگر کوئی شقی مذہب حقہ میں رخنہ اندازی کرے۔ یا ملک کی طرف بری نگاہ سے دیکھے۔ تو وہاں کے مسلمان اس کے مقابلہ کے لئے سینہ سپر ہو جائیں۔ مالی قربانی دراصل جانی قربانی کے لئے آغاز ہے اور مذہب و ملت کے لئے جان دینا اس کا انجام ہے اگر بیج بویا ہی نہ جائے تو اٹھانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اسی طرح اگر ہم مال کی قربانی دینے سے گریز کریں گے تو جان کی قربانی تو بڑی دور کی بات ہے۔ صاحب نصاب ہوتے ہوئے جو لوگ اس عظیم الشان فریضہ سے غفلت برتتے ہیں ان کے متعلق حضرت خاتم النبیینؐ کا ارشاد ہے کہ جسے گنجائش تھی اور اس نے جانور قربان نہ کیا تو وہ ہماری مسجد و عیدگاہ کے نزدیک نہ آئے"۔

قربانی جزو شریعت ہے۔ قربانی سیدنا خلیلؑ و ذبیحؑ کی مقدس یادگار ہے۔ قربانی سید الانبیاءؐ کے دین کا شعار اور بنی نوع انسان کے لئے جاہلیت سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ ہے

## جمعیۃ علماء اسلام منکیرہ ضلع میانوالی کا انتخاب

۵ ار فروری ۱۹۶۹ء کو جمعیۃ علماء اسلام منکیرہ ضلع میانوالی کا اجلاس مولانا محمد عبداللہ صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا ڈویژن کی صدارت میں ہوا جس میں مندرجہ ذیل انتخاب ہوا۔

امیر:- مولانا محمد عبداللہ صاحب خطیب مسجد نواب صاحب نائب ناظم دین محمد صاحب صدیقی۔ خازن ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ناظم ناظم دفتر:- نور محمد صاحب صدیقی۔ (ناظم دفتر جمعیۃ منکیرہ)

# تعاونوا علی البر والتقوٰی

## اسلامی انقلاب کے خواہاں حضرات سے

# پُرزور اپیل

جمعیۃ علماء اسلام ملک میں اسلام کے تحفظ، اسلامی آئین کے نفاذ اور جمہوریت کی بحالی کے لئے شب و روز کوشاں ہے۔ ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتوں کا مقابلہ جمعیۃ علماء اسلام کر رہی ہے۔

- بے حیائی، فحاشی، عریانی کے زہریلے جراثیم بڑی تیزی سے معاشرہ میں پھیل رہے ہیں
- تعلیمی، عدالتی اور قانونی نظام اب تک فرنگی کے نظام کے مطابق چل رہا ہے۔
- معاشی نظام کی بنیادیں سود پر قائم ہیں۔

## ان تمام خرابیوں

کا انسداد اور ملک میں اسلامی آئین کا نفاذ جمعیۃ علماء اسلام کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے **بیت المال** کو مستحکم کرنا ضروری ہے۔

## اس لئے

ہم تمام اسلام پسند اور اسلامی آئین کے خواہاں حضرات سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ عید قربان کے موقع پر

# قربانی کی کھالیں

جمعیۃ علماء اسلام کو دے کر بیت المال کو مضبوط بنائیں

نوٹ :- آپ اپنے مقام پر مقامی جماعت کو کھال دے کر باقاعدہ رسید حاصل کریں

(حضرت مولانا) **محمد عبداللہ درخواستی** (صاحب) امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

(حضرت مولانا) **مفتی محمود** (صاحب)

کھال ہائے قربانی کی رقم ناظم عمومی کے نام مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ کریں

সাপ্তাহিক তরজুমানে ইসলাম লাহোর
WEEKLY TARJUMANE ISLAM LAHORE
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے

# ڈیرہ اسماعیل خاں میں کُل پاکستان

## سہ روزہ

# آئینِ شریعت کانفرنس

## بمقام میونسپل پبلک پارک

## زیر اہتمام جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن

بتاریخ ۱۷، ۱۸، ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۷، ۸، ۹ مارچ ۱۹۶۹ء

جس میں مشرقی، مغربی پاکستان کے منقدر علماء، زعماء ملت شرکت فرما رہے ہیں۔ کانفرنس میں اسلام کے آئین، معاشی، معاشرتی اور اقتصادی پروگرام پر مدلّل بحث کی جائے گی۔

کانفرنس کے موقع پر ڈویژن کی ۷ شاخیں اپنا اپنا مستقل کیمپ لگائیں گی۔ کانفرنس میں باہر سے آنے والے حضرات کے قیام کا خاص انتظام کیمپوں میں ہوگا۔ پانچ وقتہ طعام کا خرچہ صرف تین ۳/ روپیہ ہوگا۔

اہل اسلام سے استدعا کی جاتی ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت فرما کر اپنی دین دوستی کا ثبوت دیں۔

مفصل پروگرام بعد میں شائع کیا جائیگا

## الداعون: ارکین مجلس استقبالیہ

## آئینِ شریعت کانفرنس ڈیرہ اسمٰعیلخان ڈویژن

# ترجمان اسلام

12/12

## صالح فلم سازی یا ماڈرن اسلام

مصوّر لاہور نے "مودودی صاحب کا خاص انٹرویو" کے عنوان کے تحت لکھا ہے :۔

"مولانا مودودی نے ایک خصوصی انٹرویو کے دوران ارشاد فرمایا کہ فلم سازی خلاف اسلام نہیں ہے بشرطیکہ یہ اسلام کی قائم کردہ حدود کے اندر ہو"۔

مولانا نے ایک اور سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ کوئی ضروری نہیں کہ عورتوں کو بھی پردہ فلم پر پیش کیا جائے، لیکن اگر ان کا پیش کیا جانا ناگزیر ہو تو انہیں اس طور پر پیش کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی حدود اس سے متاثر نہ ہوں"۔

——— (مصوّر لاہور یکم مئی ۱۹۶۳ء)

جو اسلام عورتوں کو پردہ کی تعلیم دیتا ہے اور ان کو اذان اور بلند آواز سے قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا، تاکہ غیر محرم ان کی صورت اور آواز کے فتنہ سے بچ جائیں، وہ اسلام ان کو پردۂ فلم پر لانے کی کیوں کر اجازت دے سکتا ہے ؟

—— کیا مودودی صاحب اس بات کی وضاحت فرمائیں گے کہ وہ پاکستان میں کس قسم کا اسلام چاہتے ہیں ؟

۲۸ر مارچ ۱۹۶۹ء مطابق ۹ر محرم الحرام ۱۳۸۹ھ - قیمت ۳۰ پیسے شمارہ ۱۲ جلد ۱۲

جمعہ

از مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ
ساہی وال ضلع سرگودھا

# مسئلہ عصمت انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۸)

کیونکہ اس میں صرف اس چیز کا دعویٰ نہیں کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام سے ایک یا دو لغزشیں سرزد ہوئی ہیں۔ جیسا کہ مؤلف نے اس شق پر تبصرہ کرتے ہوئے مغالطہ دیا ہے۔ بلکہ اس میں جس چیز کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت عصمت اٹھا لی جاتی ہے اور یہ عقیدہ یقیناً اہلسنت والجماعت کے خلاف ہے۔ اس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ اب مؤلف کی سمجھ میں یہ بات بھی آگئی ہوگی کہ مولانا مودودی کو کیوں اہلسنت والجماعت کے دائرہ سے نکالا جارہا ہے۔ وہ یہ بات نہیں ہے کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی طرف لغزشوں کے صدور کی نسبت کی ہے بلکہ وہ بات یہ ہے کہ مولانا مودودی عصمت انبیاء کے اٹھا لئے جانے کے غلط عقیدہ کے قائل ہیں اور مؤلف نے بھی اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ انبیاء سے کسی نہ کسی وقت عصمت اٹھالی جاتی ہے۔ بات تو یہ تھی۔ مگر مؤلف نے اس شق کے تبصرہ میں غلط طور پر یہ سمجھ لیا کہ اس میں انبیاء سے صرف لغزشوں کے سرزد ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے اور پھر ان الفاظ کو اہلسنت کے مسلک کی عین ترجمانی قرار دے دیا۔ اس لئے کہ تمام اہلسنت اس پر متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے افعال میں لغزشیں باقی ہیں۔ اس لئے مؤلف نے دریافت کیا ہے کہ "ان تمام علماء اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ جو ایک دو لغزشوں کے نہیں بلکہ بلا کسی تعداد کے ذکر کرنے کے مطلقاً لغزشوں کے صدور کے قائل رہے ہیں (علمی جائزہ ص۴۳)

لیکن مؤلف کو ان علماء اسلام کے متعلق کسی فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ جو لغزشوں کے صدور کے قائل ہیں کیونکہ یہ تمام علماء اسلام عصمت کو اٹھا کر لغزشوں کے سرزد ہونے کے قائل نہیں رہے ہیں بلکہ وہ تو لغزشوں کو عصمت کے خلاف ہی نہیں سمجھتے کیونکہ لغزشیں کسی قسم کے گناہ صغیرہ یا کبیرہ میں داخل نہیں ہیں۔ مؤلف کو مولانا مودودی کا فکر کرنا چاہیئے کہ وہ اس عصمت کو اٹھا کر لغزشوں کے صدور کے قائل ہیں۔ جو نبوت کی ذمہ داریوں کے ادا کرنے کے لئے نبی کے واسطے لازم ہے۔ بہرحال انبیاء علیہم السلام کی طرف علماء اسلام کا لغزشوں کے صدور کو منسوب کرنا عصمت انبیاء کے خلاف نہیں ہے۔ البتہ مولانا مودودی کا انبیاء علیہم السلام سے کسی نہ کسی وقت عصمت کے اٹھا لئے جانے کا عقیدہ عصمتِ انبیاء کے ضرور خلاف ہے۔

## ایک مغالطہ کا ازالہ

کہ زلّات (لغزشیں) داخل صغائر ہیں۔ مؤلف نے لکھا ہے کہ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ زلّات داخل صغائر ہیں۔ (علمی جائزہ ص۵۷) یہ بالکل غلط ہے۔ زلّات کو ہرگز کسی نے صغائر میں شمار نہیں کیا۔ باقی رہا مؤلف کا اس بات کو صدر الشریعہ کی طرف منسوب کرنا سو یہ ان کی مغالطہ دہی یا غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ ناظرین کے سامنے ہم صدر الشریعہ کی عبارت کسی قدر وضاحت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اور یہ فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ مؤلف اس نسبت میں کہاں تک مصیب ہیں۔ توضیح التوضیح (توضیح کی عبارت کی وضاحت)

صدر الشریعہ نے "توضیح" میں افعال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بحث میں لکھا ہے :-

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال میں بعض افعال وہ ہیں جو قابل اقتداء ہیں وہ مباح مستحب واجب اور فرض ہیں۔ اور جو قابل اقتداء نہیں ہیں وہ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہوں گے اور زلّات ہوں گے۔ اور وہ (زلّات) صغائر میں سے ایسا فعل ہے جو قصد اور ارادہ کے بغیر فاعل سے سرزد ہو جاتا ہے اور ضروری ہے کہ اس پر تنبیہ کی جائے۔ تاکہ اس کا اقتداء نہ کیا جائے"۔

توضیح کی اس عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ زلات داخل صغائر ہیں ہرگز صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ صدر الشریعہ نے اس عبارت میں زلت کے صادر اور واقع ہو جانے کے بعد اس کو صغیرہ میں داخل نہیں فرمایا۔ جس سے مذکورہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح ہوتا بلکہ انہوں نے زلّت کے محل صدور اور اس کی جائے وقوع کو بتلایا ہے کہ زلّت جن افعال میں واقع ہوتی ہے وہ افعال صغائر میں سے ہوتے ہیں۔ چنانچہ زلّت کی تعریف میں ان کا یہ قول کہ "وہ صغائر میں سے کسی فعل کا بغیر قصد اور ارادہ کے سرزد ہو جانا ہے"۔ اس کی واضح دلیل ہے۔

زلّات کے داخل صغائر ہونے (جس کو مؤلف نے صدر الشریعہ کی طرف منسوب کیا ہے) اور صدور صغائر بغیر قصد کے زلّت ہونے میں فرق بالکل واضح ہے۔ زلّت کے داخلِ صغائر ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ خود زلّت کو ہی صغائر میں شمار کر لیا گیا اور زلّت پر ہی صغیرہ ہونے کا حکم لگا دیا گیا ہے اور صدور صغائر بغیر قصد کے زلّت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا فعل جو صغیرہ تھا اس کا بغیر قصد کے صادر ہونا زلّت ہے۔ صدر الشریعۃ نے یہی فرمایا ہے کہ بغیر قصد کے صغیرہ فعل کے سرزد ہو جانے کو زلت کہتے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ خود زلّت ہی صغیرہ میں داخل ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے صرف "زَلَّۃٌ وَهِيَ مِنَ الصَّغَائِرِ" نہیں فرمایا بلکہ "زَلَّۃٌ وَهِيَ فِعْلٌ مِنَ الصَّغَائِرِ يَفْعَلُہٗ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ" فرمایا ہے اور علامہ تفتازانی نے صدر الشریعۃ کی اس عبارت کے تحت "تلویح" میں لکھا ہے۔ "فعلیٰ هذا يصح حصر غير المقتدىٰ به في المخصوص والزّلة اذ لا يجوز منه الكبائر ولا الصّغائر" یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جن افعال کا اقتدا نہیں کیا جاتا صدر الشریعۃ کا ان کو ایسے افعال میں حصر کرنا صحیح ہے جو مخصوص ہوں یا جو زلّت ہوں۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کبائر کا صدور جائز ہے اور نہ صغائر کا۔

اب اگر زلّات داخلِ صغائر ہیں تو لا یجوز منہ الکبائر ولا الصّغائر کا کیا مطلب ہے۔ درآنحالیکہ زلات کا صدور تو انبیاء علیہم السلام سے سب کے نزدیک جائز ہے۔ تو پھر علامہ تفتازانی نے کبائر کے ساتھ صغائر کے عدم جواز کو بھی کیوں بیان کر دیا؟ کیا صاتن اور شارح کی عبارت میں مخالفت ہے؟ کہ صدر الشریعۃ نے تو زلّات کو داخل صغائر مان کر ان کو افعال نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار کر لیا ہو۔ اور شارح نے کبائر کی طرح صغائر کو بھی افعال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خارج کر دیا۔

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ [illegible] تفتازانی کے نزدیک جمہور کی طرح کبائر اور صغائر دونوں کا صدور انبیاء علیہم السلام سے نہیں ہو سکتا اور عدم جواز صغائر میں بھی علامہ تفتازانی جمہور اہلسنت کے موافق ہیں۔ پس شرح عقائد میں جو جمہور کی طرف صدور صغائر کی نسبت کر دی گئی ہے۔ وہ ان کا مذہب نہیں ہے اور جمہور کی طرف یہ نسبت صحیح بھی نہیں ہے [illegible] مفصلاً گذرا۔

اب غور سے دیکھا جائے گا تو واضح ہو جائے گا۔ کہ صدر الشریعۃ نے اس عبارت میں جو کچھ فرمایا ہے وہ صرف یہ ہے کہ زلّات کا محل صدور صغائر ہیں۔ مگر چونکہ زلّت کی حقیقت میں قصد کے بغیر فعل کا سرزد ہونا ہے اور "صدور بغیر قصد" اس کی تعریف میں داخل ہے اور معصیت (خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ) اس کی حقیقت میں قصد و اختیار داخل ہے۔ اس لئے زلّات کسی قسم کی بھی معصیت میں ہرگز داخل نہیں ہیں۔ لہٰذا مؤلف کا اس عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ انبیاء علیہم السلام سے صدر الشریعۃ نے زلّات کو معصیت مان کر انبیاء کی طرف منسوب کیا ہے۔ (علمی جائزہ ص۵۹) بالکل غلط ہے۔ صدر الشریعۃ نے انبیاء علیہم السلام سے نہ تو صغائر کا سرزد ہونا تسلیم کیا ہے اور نہ ہی زلّات کو معصیت مان کر ان کو انبیاء کی طرف منسوب کیا ہے۔

## مؤلف کی تلبیس

مؤلف نے اس جگہ عجیب طریقہ پر تلبیس سے کام لیا ہے اور صدر الشریعہ کی عبارت سے پہلے تو خود ہی یہ غلط نتیجہ نکالا ہے کہ "انبیاء علیہم السلام سے صدر الشریعہ کے نزدیک صغائر سرزد ہو سکتے ہیں"۔ پھر اس کو احناف کے اس مذہب کے خلاف قرار دیا کہ ان کے نزدیک صغائر سے بھی انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ (علمی جائزہ ص۵۹)

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام لاہور

جاری کردہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ

سرپرست

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگرانِ اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

نگران

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

مجلسِ ادارت

ڈاکٹر احمد حسین کمال

عزیز الرحمٰن خورشید

ممتاز کاشمیری

علامہ زبیر مصری

| | |
|---|---|
| زر سالانہ | ۱۵ روپے |
| ششماہی | ۸ " |
| سہ ماہی | ۴ " |
| فی پرچہ | ۳۰ پیسے |
| مشرقی پاکستان | ۴۰ " |

# جمعیۃ علماء اسلام کا معاشی پروگرام

جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی مولانا مفتی محمود نے لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:-

"اسلام اور سوشلزم دونوں کا ہدف سرمایہ داری ہے۔ اسلام میں رائج الوقت سرمایہ داری کی کوئی گنجائش نہیں۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ سرمایہ داری کو کامل شکست دینے کے بعد اس کی جگہ جو معاشی نظام رائج ہو وہ اسلام کا معاشی نظام ہو یا سوشلزم کا؟ ہم بہرحال یہاں اسلام کے معاشی نظام کو رائج کرنا چاہتے ہیں"۔ مزید فرمایا:-

"کہ سرمایہ داری کی بنیاد پہ پاکستان میں رائج الوقت نظام معیشت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں - اسلام ایسی سرمایہ داری کو قطعاً برداشت نہیں کرتا"۔

جمعیۃ علماء اسلام کے معاشی پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ جیسا کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام میں ہمارے ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ اسلام کا معاشی نظام تمام نظاموں سے بہتر ہے۔ اور اس میں کئی ایک خوبیاں ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جمعیۃ کی مرکزی مجلس شوریٰ منعقدہ ڈھاکہ کے فیصلہ کے مطابق ایک کمیٹی ان کی سربراہی میں اسلام کے معاشی نظام کی ترتیب میں مصروف ہے۔ امید ہے کہ کمیٹی کے اواخر تک اپنا کام مکمل کرکے مختلف مکاتیب فکر کے نمائندہ کنونشن میں آخری منظوری کے لئے پیش کرے گی۔ اور اس کنونشن کی منظوری کے بعد جمعیۃ علماء اسلام اسے قوم کے سامنے پیش کریگی۔ انہوں نے بعض نکات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

(۱) بنجر اور غیر آباد اراضی کے آبادکار مزارعین کو مالک قرار دیا جائے گا۔

(۲) فرنگی دور کی جاگیریں، انعامات ومراعات جو حق الخدمت میں دی گئی ہیں وہ سب واپس لے لی جائینگی۔

(۳) وہ کارخانے جو ناجائز ذرائع سے قائم کئے گئے ہیں، قومی ملکیت میں لے لئے جائیں گے۔

(۴) حکومت پاکستان کے ہر شخص کی ضروریاتِ زندگی (روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم) کی کفیل ہوگی اور چھوٹے ملازمین کو لازماً اتنی تنخواہ دی ہوگی جس سے ان کی ضروریات پوری ہو جائیں۔

(۵) حکومت پر لازم ہوگا کہ وہ اشیاء ضرورت کی قیمتیں ایسی سطح پر رکھے جو عوام کی قوتِ خرید سے بالا نہ ہوں۔

بلاشبہ جمعیۃ علماء اسلام کے قائد کا یہ اعلان ایک انقلابی اعلان ہے اور بروقت قوم کی صحیح رہنمائی ہے۔ اس سے ایک طرف تو اس برطانوی سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمے کے لئے راستے کی صحیح راہنمائی ہوگی۔ جو ڈیڑھ دو سو سال سے برصغیر پاک وہند پر مسلط چلا آرہا ہے۔ اور جس نے پوری قوم کی معاشی، تمدنی اور اخلاقی حالت کو برباد کرکے رکھ دیا ہے دوسری طرف ملک میں مذہبی و ذہنی انتشار کا سدِ باب کیا جا سکے گا۔ جو بعض سامراج دوست قوتوں نے اسلام کے خلاف ایک گہری سازش کے تحت برپا کیا ہے۔ آج معاشرہ کا ہر فرد پریشان ہے۔ مملکت پاکستان کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو پریشان کن مسائل سے دوچار نہ ہو۔ ہر طرف ہڑتالیں، مظاہرے، لوٹ مار، آتشزدگی اور ایک ذہنی انتشار برپا ہے۔ پاکستان کا ہر طبقہ اپنے مسائل ومطالبات پیش کر رہا ہے۔

پاکستان اسلام کے لئے حاصل کیا گیا اور اس کا استحکام بھی اسلام کو صحیح معنی میں سلف صالحین کی تعبیر کے مطابق اپنانے میں ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ کا یہ اعلان نہایت بروقت ہے۔ اسلامیانِ پاکستان کو اب یہ فیصلہ کرلینا چاہیئے کہ بائیس سال تک اسلام کو دھوکا دینے والوں اور اسلام اسلام کی رٹ لگانے والے بہروپیوں کا ساتھ دینا ہے یا اسلام کے صحیح بہی خواہوں کا۔

علماء حق نے اور خاص طور پر جمعیۃ کے رہنماؤں نے ہر نازک موقع پر عوام کی صحیح راہنمائی فرما کر اپنا فرض ادا کیا ہے اب وقت آگیا ہے کہ بائیس سال تک اسلام کے نام پر جاگیرداری اور سرمایہ داری کو تحفظ دینے والوں کا قوم محاسبہ کرے جن لوگوں نے گول میز کانفرنس میں اسلام کو اختلافی مسئلہ بنا کر اس کے حق میں کوئی ووٹ نہیں دیا۔ قوم کو چاہیئے کہ وہ ان نام نہاد اسلام کے ٹھیکیداروں سے پوچھے کہ وہ اسلام سے وفاداری کا مظاہرہ کس موقع پر کریں گے؟

(ممتاز کاشمیری)

---

## سیاسی جلسوں میں ہلڑبازی

یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ سیاسی جلسوں میں مارپیٹ اور ہلڑبازی شروع ہو چکی ہے۔ ہر دردمند دل یہ سوچ رہا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں جو اس قسم کا کھیل کھیل رہے ہیں؟ کیا یہ بھی ملک وقوم یا اسلام کی کوئی خدمت ہے؟

قطع نظر اس بات کے کہ اس ہلڑبازی کا محرک کون ہے۔ ہم اس بات پر پورا یقین رکھتے ہیں کہ عوامی تحریک کو موجودہ سیاست جس راہ پر لے جانے کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔ وہ تباہی و بربادی کی طرف ہی جاتی ہے۔ جلسوں میں اشتعال انگیز تقریریں دھمکیاں اور الزام عاید کرنا ملک وقوم کی کوئی خدمت نہیں۔ اس سے نہ جمہوریت رائج ہوگی نہ سوشلزم اور نہ اسلامی نظام کے نفاذ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس لاہور میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

زاہد الراشدی

# لگان اور بٹائی کی شرعی حیثیت

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ العالی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے کچھ عرصہ قبل راولپنڈی میں پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران مزارعۃ (یعنی بٹائی پر زمین کاشت کرانے) کے عدم جواز پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے یہ سوال اٹھایا کہ اس فتویٰ کی علمی بنیاد اور ماخذ کیا ہے؟ اس سوال کا صحیح جواب تو اہل علم ہی دے سکتے ہیں۔ محض آغاز بحث کے طور پر اپنی علمی و عملی کم مائیگی بلکہ بے مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے چند گزارشات پیش خدمت کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ اہل علم کے قلم اور ترجمانِ اسلام کے صفحات اس علمی بحث کو آگے بڑھانے میں بخل نہیں برتیں گے۔ (زاہد الراشدی)

زمانہ قدیم سے یہ رواج چلا آرہا ہے کہ جس شخص کے پاس اپنی قوت کاشت سے زیادہ زمین ہو یا وہ اپنی زمین کو کسی وجہ سے خود کاشت نہ کرتا ہو، تو وہ زمین مناسب معاوضہ پر کسی دوسرے شخص کو کاشت کے لئے دے دیتا ہے۔ یہ معاوضہ عموماً دو صورتوں میں ہوتا ہے۔ ایک صورت میں پیداوار کا ایک متعین حصہ بطور معاوضہ لیا جاتا ہے۔ اسے آج کل کی اصطلاح میں بٹائی اور شرعی اصطلاح میں مزارعۃ، مخابرۃ محاقلۃ اور قراح کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اگر یہ معاملہ باغات میں ہو تو مساقاۃ کہلاتا ہے۔ اور دوسری صورت میں پیداوار سے کوئی سروکار نہیں رکھا جاتا بلکہ ایک معینہ مدت تک کے لئے مقررہ رقم بطور اجرت وصول کی جاتی ہے۔ اس صورت کو آج کل لگان اور ٹھیکہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور شرعی اصطلاح میں اسے "اجارۃ الارض" کہتے ہیں۔ کیا ان دو صورتوں میں زمین کاشت کے لئے دینا جائز ہے؟

اس بارے میں ائمہ کرام سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ بلکہ خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین وسیع اختلاف ہے اور نہ صرف یہ کہ اختلاف ہے بلکہ اس اختلاف کے سلسلے میں مختلف بزرگوں کے مذاہب اضطراب کا شکار ہو چکے ہیں۔ ایک ایک بزرگ سے دو دو تین تین متضاد مذاہب نقل کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی شرح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ:

امام عینیؒ نے لکھا ہے کہ مزارعۃ یعنی حصہ اور بٹائی پر زمین کاشت کے لئے دینا تو جائز ہے۔ یہ مذہب عطاءؒ مجاہدؒ، مسروقؒ، طاؤسؒ، حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ اور قاسم بن محمدؒ کا ہے۔ اور ابوحنیفہؒ، مالکؒ، اور زفرؒ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ اور ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے مزارعۃ کو جائز قرار دیا ہے ان میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، ابن عمرؓ سعدؓ، ابن مسعودؓ، خبابؓ، حذیفہؓ، اور معاذؓ شامل ہیں اور عبدالرحمٰن بن یزید بن موسیٰؒ۔ ابن ابی لیلیٰؒ، اوزاعیؒ۔ ابو یوسفؒ۔ محمد بن حسنؒ اور ابن المنذرؒ نے بھی فتویٰ دیا ہے (التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح ج ۳ ص ۳۶۴)

امام بخاریؒ لکھتے ہیں کہ:-

ابو جعفرؒ سے روایت ہے کہ مدینہ میں مہاجرین کا کوئی ایسا گھر نہیں تھا جس کے رہنے والے تیسرے یا چوتھے حصہ پر مزارعۃ نہ کرتے ہوں۔ حضرت علیؓ، سعد بن مالکؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عمر بن عبدالعزیزؒ، قاسمؒ، عروہؒ، آل ابی بکرؓ، آل عمرؓ، آل علیؓ، ابن سیرینؒ، عبدالرحمٰن بن الاسودؒ اور عبدالرحمٰن بن یزیدؒ بھی مزارعۃ کرتے تھے اور حسنؒ اور زہریؒ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ (بخاری ص ۱۳ ج ۱)

امام ابن حزم ظاہریؒ لکھتے ہیں کہ:-

پس یہ ہیں عطاءؒ، مجاہدؒ، مسروقؒ، شعبیؒ، طاؤسؒ، حسنؒ، ابن سیرینؒ اور قاسم بن محمدؒ جو سب کے سب کرایہ پر زمین دینے کو ناجائز کہتے ہیں۔ درہم و دینار کے عوض بھی اور اس کے علاوہ بھی (لگان اور بٹائی دونوں کو ناجائز کہتے ہیں) (المحلی ص ۲۴۴ ج ۵)

امام ابویوسفؒ لکھتے ہیں کہ:-

اے امیر المؤمنین آپ نے مزارعۃ بالثلث والنصف کے بارے میں سوال فرمایا ہے۔ پس ہمارے اصحاب اہل حجاز اور اہل مدینہ اس کو فاسد قرار دیتے ہیں۔ البتہ مساقاۃ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ اور ہمارے اصحاب اہل کوفہ کا اس میں اختلاف ہے۔ لیکن وہ مساقاۃ اور مزارعۃ میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ ایک فریق مساقاۃ اور مزارعۃ دونوں کو جائز قرار دیتا ہے۔ اور دوسرا فریق دونوں کو ناجائز بتلاتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے اس کو ناجائز کہا ہے۔ اور ابن ابی لیلیٰؒ اس کو جائز کہتے ہیں۔ (کتاب الخراج ص ۸۸)

امام بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ:-

ابن بطالؒ نے کہا ہے کہ مزارعۃ بالثلث والربع کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ پس علیؓ، ابن مسعودؓ، سعدؓ، زبیرؓ، اسامہؓ، ابن عمرؓ، معاذؓ اور خبابؓ نے اسے جائز کہا ہے اور ابن المسیبؒ، طاؤسؒ، ابن ابی لیلیٰؒ، اوزاعیؒ، ثوریؒ، ابویوسفؒ، محمدؒ اور امام احمدؒ کا یہی قول ہے۔ یہ سب مزارعۃ اور مساقاۃ کو جائز کہتے ہیں اور ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، عکرمہؒ اور نخعیؒ فرماتے ہیں کہ جائز نہیں۔ اور مالکؒ، ابوحنیفہؒ، لیثؒ، شافعیؒ اور ابوثورؒ کا یہی قول ہے۔ یہ مزارعۃ کو ناجائز اور مساقاۃ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ لیکن ابوحنیفہؒ اور زفرؒ نے فرمایا ہے کہ مزارعۃ اور مساقاۃ دونوں من کل الوجوہ ناجائز ہیں۔ (عمدۃ القاری ص ۱۶۴ ج ۱۲)

امام عینیؒ فرماتے ہیں کہ:-

امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے کہ مزارعۃ بالثلث والربع باطل ہے۔ یہی قول امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا ہے۔ اور مجاہدؒ نخعیؒ، عکرمہؒ اور حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ (عینی علی الہدایہ ج ۴ ص ۱۰۳)

امام حازمیؒ لکھتے ہیں کہ:-

مزارعۃ کو عقد فاسد قرار دینے والوں میں عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ۔ رافع بن خدیجؓ۔ اسید بن حضیرؓ۔ ابوہریرہؓ اور نافعؒ شامل ہیں۔ اور مالکؒ، شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ نے یہی فتویٰ دیا ہے۔ (کتاب الاعتبار ص ۱۳۴)

ان حوالہ جات پر ایک نظر دوڑانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بزرگانِ دین کے فتاویٰ نقل کرنے میں کس قدر اضطراب اور اختباط پیدا ہو چکا ہے۔ چنانچہ قاضی شوکانیؒ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

اس مسئلہ کے بارے میں مذاہب نقل کرنے میں ایک جماعت اور خصوصاً متاخرین اضطراب اور اختباط کا شکار ہو چکے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک صاحب نے ایک ہی بزرگ سے دو متضاد قول نقل کر دیئے ہیں (جیسا کہ عینیؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے دو متضاد مذہب نقل کئے ہیں) اور بعض نے کسی کا قول نقل کیا ہے تو دوسروں نے اس کی نقیض بیان کر دی ہے (نیل الاوطار ج ۵ ص ۲۹۰)

اس صورت حال کے پیش نظر اختلاف مذاہب کی بحث میں الجھ کر اپنی طرف سے قیاس آرائیاں کرنے کی بجائے زیادہ مناسب بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اصولی طور پر اس مسئلہ سے متعلق چند مذاہب متعین کر کے ان کے دلائل کا جائزہ لیا جائے۔ تاکہ ہر مسلک کی علمی پوزیشن پوری طرح واضح ہو سکے ہمارے ناقص خیال میں اصولی طور پر یہاں تین مذہب مسلّم ہو سکتے ہیں۔

(۱) مزارعۃ بمعہ مساقاۃ اور اجارۃ الارض دونوں جائز ہیں۔ جیسا کہ امام ابویوسفؒ کا مذہب ہے۔

(۲) مزارعۃ بمعہ مساقاۃ ناجائز ہے اور اجارۃ الارض جائز ہے۔ جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک ہے۔

(۳) مزارعۃ مع المساقاۃ اور اجارۃ الارض دونوں ناجائز ہیں۔ جیسا کہ امام ابن حزم ظاہریؒ کا مسلک ہے۔

ان تینوں مذاہب کے دلائل ترتیب وار ملاحظہ فرمایئے

(۱) امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ:-

اس بارے میں ہم نے جو کچھ سنا ہے۔ اس میں بہتر بات یہی ہے کہ مساقاۃ اور مزارعۃ جائز ہیں۔ ہم نے ان احادیث کی اتباع کی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مساقاۃ خیبر کے بارے میں مروی ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک یہ احادیث زیادہ پختہ اور قابل استدلال ہیں۔ (الخراج ص ۸۹)

خیبر میں حضور علیہ السلام نے حصہ پر زمین اور باغات یہود کو دے دیئے تھے۔ یہ بات حدیث کی تمام کتب میں موجود ہے اور بخاری میں یہ روایت یوں آئی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کے ساتھ زمین اور باغات کی پیداوار کے ایک حصہ پر معاملہ کیا۔ آپ ازواج مطہرات کو ایک سو وسق دیا کرتے تھے۔ (باقی آئندہ)

از: مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ——— تلخیص و ترتیب زاہد الراشدی

# اسلام کا اقتصادی نظام

(۵)

اسلام کے دستوری نظام میں خراج، جزیہ، عشور، زکوٰۃ، فئی، عشور، خمس، وقف اور اس قسم کے محاصل اسی غرض سے مقرر کئے گئے ہیں کہ وہ پبلک کی انفرادی اور اجتماعی ضروریات کے کام آئیں۔ اس لئے وہ عام طور پر مزید ٹیکس عائد کرنے کو جائز نہیں سمجھتا۔ البتہ اگر بیت المال کے یہ مسطورہ بالا محاصل ان ضروریات کو کافی نہ ہوں یا ہنگامی اہم اجتماعی ضروریات ان محاصل سے، فاضل آمدنی کے بغیر پوری نہ ہوسکیں تو عدل و انصاف کے ساتھ ہنگامی محاصل اغنیاء اور اہل ثروت پر عائد کئے جاسکتے ہیں۔

(۵) کراء الارض:۔ امام یا خلیفہ (حکومت) کی جن زمینوں کو سالانہ اجرت (لگان) مقرر کرکے کاشت کے لئے دے دیتا ہے۔ ان سے وصول شدہ محاصل کا نام "کراء الارض" ہے۔ اسلامی اصطلاح میں ایسی سرکاری زمینوں کو جن سے نہ عشر لیا جاتا ہے اور نہ خراج بلکہ ان کو اجرت پر کاشت کے لئے دے دیا جاتا ہے۔ ارض المملکۃ یا ارض الحوزہ کہتے ہیں اور یہ زمین یا وہ ہوتی ہے۔ جو لاوارث ہوکر بیت المال کی جانب منتقل ہوجائے، اور یا لشکر کشی سے فتح ہونے کے بعد وقف للمسلمین بن کر اجیروں کو اجرت مقررہ پر دے دی جائے۔

(۵) عشور:۔ کوئی غیر مسلم یا جو مسلمان اور ذمی بھی دارالحرب اور دارالاسلام کے درمیان تجارتی کاروبار کو جاری رکھتے ہیں۔ ان سے جو محصول (کسٹم ڈیوٹی) لیا جائے۔ اس طریقہ سے حاصل شدہ محصول کا نام "عشور" ہے۔ اور یہ محصول مسلمان کے مالِ تجارت میں سے چالیسواں، ذمی کے اسباب تجارت سے بیسواں اور حربی کے مالِ تجارت سے دسواں حصہ لیا جاتا ہے۔

(ی) وقف:۔ جو اشیائے منقولہ یا غیر منقولہ ذاتی ملکیت سے نکال کر فی سبیل اللہ دے دی جائیں وہ اسلامی اصطلاح میں "وقف" کہلاتی ہیں اور اوقاف کی وہ تمام آمدنی جو فی سبیل اللہ دی گئی ہے۔ بیت المال کا حق متصور ہوتی ہے۔

(ے) اموالِ فاضلہ:۔ مسطورہ بالا آمدنی کے طریقوں کے علاوہ جو بھی متفرق آمدنیاں بیت المال کی ملک قرار دی جائیں۔ ان سب کو "اموالِ فاضلہ" کہا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی مسلمان یا ذمی کا انتقال ہوجائے اور وہ لاوارث ہو، تو اس کا مال "بیت المال" کا حق ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ذمی بغاوت کرکے یا کوئی مسلمان العیاذ باللہ مرتد ہوکر دارالحرب کو فرار ہوجائے تو ان کا تمام مال ضبط ہوکر بیت المال کی ملکیت ہو جاتا ہے۔

## مصارف بیت المال

بیت المال کے محاصل کو چار مختلف شعبوں میں تقسیم کرکے چار "بیوت الاموال" قائم کرنے چاہئیں۔ مگر یہ چاروں مرکزی بیت المال کے تحت رہیں گے۔ پہلا شعبہ مالِ غنیمت کنز اور رکاز کے خمس اور صدقات سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا شعبہ زکوٰۃ، عشر اور مسلمان تاجروں سے وصول شدہ عشور سے وابستہ ہے۔ ان دونوں شعبوں کے مصارف یہ ہیں

(۱) فقراء (۲) مساکین (۳) عاملین (۴) مؤلفۃ القلوب (۵) رقاب غارمین (۶) فی سبیل اللہ (۷) ابن سبیل۔

تیسرا شعبہ خراج، جزیہ غیر مسلم تاجروں سے وصول کردہ عشور، فئی، کراء الارض اور ضرائب سے متعلق ہے اس شعبہ کے مصارف ہر قسم کے وظائف اور شعبہ ہائے حکومت کے نظم و انتظام کے اخراجات ہیں اور چوتھا شعبہ اموالِ فاضلہ پر مشتمل ہے۔ جس کے مصارف رفاہِ عامہ (پبلک ورکس)، لاوارث بچوں کی پرورش اور دیگر امور خیر ہیں۔

فقہاء نے یہ بھی تصریح کردی ہے کہ امام (خلیفہ) مصالح خلافت کے پیش نظر بوقت ضرورت ایک شعبہ سے دوسرے شعبہ کے لئے قرض لے سکتا ہے اور جب تک اس دوسرے شعبہ میں وافر آمدنی نہ ہو، دوسرے شعبوں سے اس شعبہ کی کفالت کرسکتا ہے۔

## اعداد و شمار اور ان کی اہمیت

سطحی نظر میں اس مسئلہ کی کچھ زیادہ اہمیت معلوم نہیں ہوتی اور نہ یہ "اسلام کے معاشی نظام" میں بظاہر دخیل نظر آتا ہے۔ لیکن درحاصل معاشی مسائل میں "اعداد و شمار" کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے کہ جب تک کسی ملک کی صحیح مردم شماری نہ کی جائے اور پھر پبلک کی معاشی زندگی کے درجات یعنی برسر روزگار، بے روزگار، تاجر، صناع نیز معذور، فقیر، دائم المریض اور صاحب حاجت افراد کے صحیح اعداد و شمار مرتب نہ ہوں اور زمین، کارخانے، معدنیات یعنی ذرائع پیداوار اور محاصل و مصارف کی قید و تشخیص میں بھی اعداد و شمار کا لحاظ نہ رکھا جائے تو پھر کوئی حکومت نہ اس مقصد کی تکمیل کرسکتی ہے کہ قلمرو حکومت میں ایک فرد بھی محروم المعیشت نہ رہے اور نہ وہ معاشی عدل و انصاف کا حقیقی توازن قائم رکھ سکتی ہے۔

معاشی نظم و انتظام کے لحاظ سے ازبس ضروری ہے کہ "اولی الامر" اپنے قلمرو میں "مردم شماری" کا نظم قائم کرے اور مسلم و غیر مسلم اور ذمی و مستامن کی تفصیلات کو جدا جدا رجسٹروں میں درج کرائے۔ اور برسر روزگار، بے روزگار مریض، معذور اصناف کے اعداد و شمار محفوظ رکھے نیز محاصل و مصارف کی تفصیلات کے لئے علیحدہ رجسٹر رکھے تاکہ ہر شخص اپنے معاشی حقوق کو بآسانی حاصل کرسکے، اور خلافت کا معاشی نظام "صالح نظام" کہلانے کا مستحق ہو۔

## وظائف

اسلامی نظام حکومت میں دو قسم کی رعایا حقوقِ شہری سے مستفید ہوتی ہے۔ ایک "مسلم" یعنی وہ جماعت جس نے اسلام کے مکمل نظام کو قبول کرلیا اور دین الٰہی کے ہر فیصلہ کو اپنا ایمان بنالیا ہے۔ اور دوسری "ذمی" یعنی وہ غیر مسلم جماعت جس نے ایمانیات، عبادات اور اخلاقیات دینی میں آزاد رہ کر اور اسلام سے انحراف کرکے صرف سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی امور میں حکومت اسلامیہ اور اس کے قوانین کی پناہ قبول کرلی اور اسلامی طاقت (خلافت) کا مطیع رہنا منظور کرلیا ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے اس دوسری جماعت پر اس کے مال، اس کی آبرو کی حفاظت کے باوجود نہ مقررہ ٹیکس (خراج و جزیہ) کے علاوہ ان پر کوئی ٹیکس عائد ہوتا ہے اور نہ وہ فوجی خدمات کے لئے مجبور کئے جاسکتے ہیں۔ اور نہ حکومت کی دوسری خدمات ان پر عائد ہوتی ہیں۔ لیکن پہلی جماعت (مسلم) پر یہ سب خدماتِ مالی و جانی عائد ہیں اور وہ ان خدمات کے لئے خاص خاص حالات میں مجبور بھی کی جاسکتی ہے۔ لیکن حکومت (خلافت) اس جماعت کے افراد سے مختلف شعبوں کی خدمت لیتی اور ان کی اور ان کے اہل و عیال کی براہِ راست کفالت کرتی ہے۔ مثلاً جہاد و اعلاء کلمۃ اللہ کی خدمت۔ "وصول صدقات و زکوٰۃ کی خدمات"۔ "تعلیم و تبلیغ کی خدمت"۔ "مختلف محکمہ جات کی خدمت" اور جو افرادِ امت ان خدمات کے قابل نہیں ہیں۔ مثلاً مریض اور معذور یا معاشی وسائل سے قطعاً محروم ہیں۔ مثلاً یتامیٰ و بیوگان، فقراء اور مساکین تو ان کا بارِ کفالت بھی حکومت کے کاندھوں پر ہے تاکہ صالح معاشی نظام کا مقصدِ وحید فوت نہ ہونے پائے۔

وظائف کا یہ نظم مختلف حیثیات کے اعتبار سے متعدد شعبوں پر مشتمل ہے اور ہر ایک شعبہ کے رجسٹر اور فہرستیں جدا جدا رہنا ضروری ہیں۔ پہلا شعبہ ان وظائف سے متعلق ہے جو فوجی خدمات یعنی "جہاد یا لسیف" سے وابستہ ہے۔ اور چونکہ اسلامی نقطہ نظر سے اس کے ہر پیروکے لئے "والنفیر" ہونا ضروری اور جہاد کے لئے آمادہ رہنا واجب ہے۔ اس لئے اس شعبہ کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہیئے۔ ایک وہ فوجی جماعت جو میدان جہاد میں عام طور سے حصہ لیتی اور باقاعدہ فوج میں شامل ہے اور دوسری وہ جماعت جو عام طور پر اپنے کاروبار میں مشغول رہتی ہے۔ مگر وقت پر فوجی خدمت کے لئے حاضر ہوجاتی ہے۔ ایسی جماعت کو "والنفیر مطوعہ" کہا جاتا ہے۔ خلافت اسلامیہ کی جانب سے ان دونوں جماعتوں کے لئے وظائف کا تقرر کیا جاتا ہے۔

دوسرا شعبہ قضاۃ و عمالِ حکومت سے متعلق ہے۔ حکومت کے سسٹم پر قائم نہیں کہ ان کی اساس و بنیاد دماغ اور تعلیمی استعداد کا معیار قائم کرکے مقرر کی جائے۔ اور اس طرح رضاکارانہ خدمت کو تنخواہ دار (پنشن) سسٹم میں ڈھال دیا جائے بلکہ ان کے لئے بھی حکومت کی جانب سے

وظائف مقرر ہوتے ہیں۔ اور ان کے تقرر میں دو باتوں کا لحاظ رکھا جانا ضروری ہے۔ اول یہ کہ وہ اس مقدار میں ضرور ہو کہ ان کی اور ان کے اہل و عیال کی بخوبی کفالت کر سکے اور ان کو مجبوراً رشوت کی جانب مائل نہ ہونا پڑے۔ دوسرے یہ کہ عام طور پر ان میں تقریبی یکسانیت ہو۔ یہ نہ ہو کہ ایک دس پاتا ہے اور دوسرا ایک ہزار اور ان وظائف کے تقرر کا معاملہ امام اور اولی الامر کی صوابدید پر ہے۔

تیسرا شعبہ "تعلیم و تبلیغ" کی خدمات سے متعلق ہے۔ یعنی جو افرادِ امت قرآنِ عزیز، مسائلِ دین کی تعلیم اور تبلیغِ اسلام کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ اسلام نے تعلیم (دینی اور صرف دنیاوی) کو ہر فردِ امت کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ اس لئے وہ تعلیم و تعلم کی عام سہولتیں پہنچانے کے لئے اس سلسلہ میں بھی وظائف کا تقرر ضروری قرار دیتا ہے اور دینی تعلیم میں اگرچہ معلمین کی خدمات لوجہ اللہ اور فی سبیل اللہ ہونی چاہئیں مگر جب وہ اپنے کاروباری وقت کو ان پاک اور اہم مقاصد کے لئے وقف کر چکے ہیں تو حکومت اسلامی کا فرض ہے کہ ان کی اور ان کے اہل و عیال کی کفالت کرے تاکہ ان کو محروم المعیشت ہو کر اس مقدس سعی سے بے تعلق نہ ہو جانا پڑے۔

چوتھا شعبہ فقراء و مساکین اور محروم المعیشت افراد کے وظائف سے تعلق رکھتا ہے۔ اس شعبہ کا مقصد یہ ہے کہ قلمروِ خلافت کا ایک فرد بھی معیشت سے محروم نہ رہے۔ یعنی جو اشخاص مرض، ضعف، پیری، نقص اعضاء، یتیمی و بیوگی یا دوسرے اسباب کی بنا پر کسبِ معیشت سے معذور ہیں وہ افرادِ امت پر بار دوش نہ بن جائیں بلکہ حکومت "بیت المال" سے ان کے وظائف مقرر کر کے ان کے حقِ معیشت کو پورا کرے

## وسائلِ معیشت کی توسیع

علم المعیشۃ کی نگاہ میں معاش کے بنیادی وسائل زراعت تجارت اور صنعت و حرفت ہیں۔ اس لئے علماء معاشین قدیم و جدید نے اسے پیدائش کو جو کہ ترقی معیشت کی عمارت کے ستون ہیں اور زمین، محنت اور اصل میں منحصر سمجھا ہے۔ زمین اور محنت تو مشہور ہیں البتہ "اصل" کی وضاحت ضروری ہے۔

علم معیشت میں "اصل" اور "دولت" حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے ایک ہی شے کے دو نام ہیں۔ مگر طریق استعمال کے لحاظ سے دونوں کے درمیان فرق ہو جاتا ہے اور دو علیحدہ چیزیں شمار ہونے لگتی ہیں۔ پس اگر ہم دولت کو عامل پیدائش بنائیں۔ یعنی اس کو اس طرح کام میں لائیں کہ اس سے مزید دولت پیدا ہو۔ تو وہ علم معیشت کی نگاہ میں "اصل" کہلاتی ہے اور اگر اس کو ثمرۂ پیدائش اور ماحصل سمجھیں اور اس کو اس طرح استعمال کریں کہ بجائے مزید دولت پیدا ہونے کے اس سے ہماری کوئی احتیاج پوری ہوتی ہو تو اس کا نام دولت ہے۔ مثلاً سکونت کا مکان "دولت" ہے۔ اور اگر اس میں کوئی کارخانہ چلایا جائے یا اس کو کرایہ پر دے دیا جائے تو وہ "اصل" بن جائے گا۔ اسی طرح کرایہ پر چلنے والی گاڑی "اصل" کہلاتی ہے اور سیر و تفریح کی گاڑی دولت ہے۔

معیشت کے جدید فنی وسائل اور قدیم سادہ وسائل کے درمیان یہ بہرحال مسلّم ہے کہ معاشی وسائل کی بنیادیں زراعت تجارت اور صنعت پر قائم ہیں۔ اور ان کی ترقی پر ہی معیشت کی فلاح و بہبود کا مدار ہے۔

## زراعت

اگر زمین افرادِ ملک کی ذاتی مملوکہ ہے اور حکومت ان سے اجتماعی حق "سالانہ محصول" لیتی ہے تو اس صورت میں وہ زمین یا عشری ہوگی یا خراجی۔ اگر زمین "عشری" ہے تو اس کی ہر پیداوار "عشر" (دسواں حصہ پیداوار) لیا جائے گا جو کہ سال میں دو یا تین مرتبہ تک ہو سکتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ اور "خراجی" ہے۔ تو اس سے سال میں صرف ایک مرتبہ مقررہ مالگذاری لی جائے گی۔ خواہ پیداوار سال میں دو مرتبہ ہو یا اس سے بھی زیادہ۔ اگر خراجی زمین کو مسلمان خرید لے تو وہ خراجی ہو جائے گی۔ اس لئے کہ غیر مسلم پر عشر (زکوٰۃ) واجب نہیں ہے۔ اور اگر زمین کی مالک حکومت (اسٹیٹ) ہے اور وہ اجارہ پر کاشت کراتی ہے یا کسی فردِ خاص کی ملکیت ہے اور وہ کسی دوسرے شخص سے اجارہ پر کاشت کراتا ہے۔ پس اگر نقد لگان پر زمین کو دیا گیا ہے تو وہ سال میں ایک ہی مرتبہ لیا جائے گا۔ اور اس کو اجارہ یا استکراء الارض کہتے ہیں۔ اور اگر بٹائی پر دیا جائے تو وہ پیداوار کے ساتھ مربوط رہے گا۔ اور اس کو "مزارعۃ" کہا جاتا ہے۔ اور اگر باغ کی پیداوار کا معاملہ ہے تو اس کو "مساقاۃ" کہتے ہیں۔

زراعت کی ان تمام صورتوں میں سے کوئی صورت بھی ہو، اسلام کے معاشی نظام میں مسلم اور کافر کی تفریق کے بغیر یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اکثر حالات میں کاشتکار کی مصالح کو زمیندار اور حکومت کی مصالح پر مقدم رکھا جائے

## خراج اور عشر کا امتیاز

اس قدر واضح کر دینا ضروری ہے کہ عشر خراج کے مقابلہ میں زیادہ گراں ٹیکس ہے اور اس اعتبار سے مسلمانوں کے مقابلہ میں غیر مسلم زیادہ فائدہ میں ہیں۔ مثلاً (۱) عشر پیداوار کا دسواں حصہ ایک مقررشدہ فرض ہے۔ جس میں کمی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن خراج کی گذشتہ تفصیل سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ زمین کی پیداوار کا کم سے کم ٹیکس ہے اور اس کمی کے اصول کے پیش نظر طرفین کی رضامندی سے حالات کی صورت میں ترمیم کی لچک بھی رکھتا ہے۔

(۲) عشر سال کی مختلف فصلوں میں ہر پیداوار کے وقت لازم ہے۔ مگر خراجِ موظف سال میں صرف ایک مرتبہ لیا جاتا ہے۔

(۳) عشر پیداوار کی حالت میں کسی صورت میں معاف نہیں ہو سکتا اور خراج خلیفہ اسلام کی صوابدید پر معاف بھی ہو سکتا ہے۔

## خصوصی حقوق و مراعات

اسلام سے قبل بھی اور اسلام کی صحیح حکومت (خلافت راشدہ) کے بعد بھی یہ ہوتا رہا ہے کہ کاشتکار اپنی حاجت اور ضرورتِ معیشت کی وجہ سے ہمیشہ زمیندار کے مظالم کا شکار بنتا اور اپنی زندگی اس کے رحم و کرم پر گذارتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ عنوانِ بالا کے تحت چند ایسے احکام و جزئیات کو نقل کر دیا جائے۔ جس سے قدیم و جدید مظالم متعلقہ کا سدِّباب ہو سکے۔

(۱) ایرانی اور رومی حکومت کا ایک یہ طریقہ تھا کہ وہ کاشتکاروں کو اپنا محکوم اور غلام سمجھ کر مالگذاری اور لگان کے وصول کرنے میں وحشیانہ سختیاں کرتے اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رکھتے تھے۔ اور حاکموں کے اس رویہ کو دیکھ کر تعلقہ دار اور جاگیردار اور بڑے بڑے زمیندار بھی یہی عمل کرتے اور بجائے عدالت میں نالش کے ذریعہ حق خواہی کے خود ہی زدوکوب کر کے لگان اور مالگذاری وصول کیا کرتے تھے۔ اسلام نے اس جابرانہ رسم کا انسداد کیا۔ قانون کے ذریعہ اس کا خاتمہ کیا۔ اور اس سلسلہ میں جبر و تشدد کو حرام قرار دیا۔

(۲) شاہنشاہیت پسند قدیم و جدید حکومتوں میں یہ رواج عام رہا ہے کہ حکومت عمالِ حکومت تعلقہ دار جاگیردار اور بڑے بڑے زمیندار لگان اور مالگذاری کے علاوہ "رواج" اور "رسوم" کے نام سے مزید رقم وصول کرتے اور اس کو اصل لگان سے زیادہ اہم اور اپنا دائمی حق تصور کرتے اور اس طرح اربابِ زراعت کو تباہ کرتے تھے۔ دورِ جدید میں اگر اس کا مشاہدہ کرنا ہو تو برٹش شہنشاہیت کے زمانہ میں ہندوستان کے تعلقہ داری اور زمینداری سسٹم میں تعلقہ دار زمیندار اور ان کے کارندوں اور ذیلداروں کے عمل میں یہ سب کچھ دیکھا جا سکتا ہے۔ اسلام کے اقتصادی نظام نے اس کو بھی ظلم قرار دیا ہے اور عمالِ حکومت کے لئے اس کو سخت جرم مقرر کیا ہے۔

(۳) ایک طریقہ یہ بھی رائج تھا کہ حکومت تعلقہ داروں جاگیرداروں اور بڑے بڑے زمینداروں سے بیگار لیتی تھی۔ یعنی جو کام لیتی تھی اس کا معاوضہ نہیں دیتی تھی اور تعلقہ دار و زمیندار اپنی جان بچا کر کاشتکاروں کو سامنے کر دیتے تھے اور وہی ظلم کا شکار بنتے تھے۔ اور اس پر بس نہیں۔ بلکہ گھریلو زندگی کی ضروریات میں خود بھی ان سے بیگار لیتے تھے۔ چنانچہ بیگار کا یہ سسٹم شاہنشاہیت پسند حکومتوں میں اب بھی کسی نہ کسی صورت سے رائج ہے۔ اور نہ صرف کاشتکار بلکہ غریب طبقہ عام طریقہ سے اس کا شکار نظر آتا ہے۔ اسلام نے اس ظالمانہ روش کو بھی مٹا ڈالا اور حکومت اور صاحبِ زمین کے لئے حرام قرار دیا کہ وہ کسی کاشتکار یا مزدور سے بغیر مقررہ اجرت اور اس کی رضامندی کے مفت جبریہ کوئی خدمت لے۔

(۴) ایران اور روم کی حکومتوں میں ایک طریقہ یہ بھی رائج تھا کہ اپنے تہواروں میں شادی اور غمی کی رسوم میں اور مکان کو خام سے پختہ بنانے وغیرہ امور میں کاشتکاروں سے بھینٹ لیتے تھے اور اکثر بھینٹ کا یہ تاوان لگان کے مساوی یا اس سے بھی زیادہ ہو جاتا تھا مگر اپنی معاشی مجبوریوں کی وجہ سے وہ اس ظلم کو بہرحال برداشت کرتے تھے۔ (باقی آیندہ)

# اسلام قطعاً یہ نہیں چاہتا کہ پاکستان کے نوّے فیصد عوام حیوانوں جیسی زندگی گذاریں اور چند لوگ عیش کریں

## خانپور میں قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود کا خطاب

(رپورٹ:۔ عبدالصبور۔ خان پور)

۱۵ مارچ ۱۹۶۹ء کو خان پور میں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی مولانا مفتی صاحب نے فرمایا کہ ملک میں مارشل لاء کے بعد ایسی ڈکٹیٹرشپ قائم ہوئی کہ عوام نے شدید گھٹن محسوس کی۔ ان کی تکالیف اور شکایات بیان کرنے پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔ زبانیں مقفل کر دی گئیں۔ جس کا نتیجہ اضطراب اور بے چینی کے ساتھ اچانک ملک میں ایک دم ہنگامے شروع ہو گئے۔

ملک میں جمود توڑنے کا راستہ سب سے پہلے جمعیۃ علماء اسلام نے لاہور کانفرنس ۵ مئی ۱۹۶۸ء میں پانچ ہزار علماء کے مظاہرے کے ذریعے دکھایا۔ بہرحال وہ حکومت جو ایک ماہ قبل یہ دھمکی دے چکی تھی کہ شر پسندوں سے کوئی بات چیت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جونہی آٹھ جماعتوں کا قیام عمل میں آیا فوراً گول میز کانفرنس طلب کرنے پر مجبور ہو گئی۔ بلکہ اس نے ہنگامی حالات اٹھا لئے۔ سیاسی قیدیوں کو غیر مشروط رہا کر دیا۔ شہری آزادیاں بحال کر دیں۔ بلکہ صدر مملکت نے یہ اعلان کیا کہ وہ آئندہ الیکشن نہیں لڑیں گے۔ بلاشبہ یہ بارہ کروڑ عوام کی عظیم فتح ہے۔

ملک میں انتشار کے سبب ملکی امن و امان خطرے میں تھا۔ ملکی استحکام متزلزل ہو رہا تھا۔ اس لئے جمہوری مجلس عمل کے رہنماؤں نے ایک طرف تو ملک کو مزید انتشار اور خرابی سے بچانے اور دوسری طرف ملک کو صحیح سمت لانے کے لئے گول میز کانفرنس میں شرکت کا فیصلہ کر لیا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ ملک کے بیشتر مسائل ہیں اور ان سب کو حل کرنا مجلس کے رہنماؤں کے لئے فوری طور پر بہت مشکل تھا۔ جن میں بعض اختلافی مسائل بھی تھے۔ اس لئے کم از کم مطالبات پر اتفاق کر کے گول میز کانفرنس میں شرکت کی گئی۔ ان مسائل میں (۱) بالغ رائے دہی (۲) پارلیمانی نظام کی بحالی بی ڈی سسٹم کے خاتمہ پر اتفاق رائے ہوا۔

یہ قوم کو اپنے مسائل حل کرنے کا آسان راستہ ہے جن مسائل پر اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ ان کو بھی گول میز کانفرنس میں پیش کیا گیا۔ ہم نے اسلامی نظام کے مطالبہ کو دستور میں شامل کرنے کے لئے علماء کے بائیس نکات کو شامل کرنے اور مسلمان کی جامع و مانع تعریف شامل کرنے کے مطالبے کئے۔ اور دوسرے متفقہ مطالبات کی حمایت کی۔ نیز ملکی بے چینی اور صورت حال پر روشنی ڈالی۔ میرے اسلامی مطالبات کی جمہوری مجلس عمل کے کسی بھی رہنما نے حمایت نہیں کی۔ میں نے صدر کو مرزائیوں کے متعلق تفصیل سے سمجھایا۔ نیز عائلی قوانین کی تنسیخ کے بارے میں کہا۔ تو وزیر قانون نے بتایا کہ علماء کے مشورے سے عنقریب اس میں ترمیم کر دی جائے گی۔ میں نے کہا۔ اسی وعدہ کو سات سال گذر چکے ہیں۔ مجھے تو اب ان وعدوں پر اعتبار نہیں ہے۔

مفتی صاحب نے لاہور اور ملتان میں قرآن پاک کے نسخے کے جلانے کے واقعہ کو ایک سانحہ قرار دیتے ہوئے کہا۔ کہ کوئی بھی مسلمان یا پاکستانی عمداً یہ جرأت نہیں کر سکتا یہ جو کچھ ہوا عمداً نہیں ہوا ہوگا۔ اگرچہ مجھے پوری تفصیلات کا پتہ نہیں تاہم قرآن مجید کو سیاسی مقاصد کے لئے میدان میں لانا جبکہ ملک شدید ذہنی بحران کا شکار ہے۔ ایسے واقعات سے قوم کے جذبات سے کھیلنا ہے۔ قوم کے جذبات قرآن کریم کے بارے میں نہایت نازک ہیں۔ سیاسی بیماروں کو یہ کھیل کھیلنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں دی جا سکتی۔

سوشلزم کا ذکر کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا کہ دراصل یہ کھیل ۔ ۔ ۔ امریکہ کے اشاروں سے کھیلا جا رہا ہے اور اس کے مدمقابل اسلام کو خواہ مخواہ امریکہ پرست حضرات لا رہے ہیں میں کہتا ہوں کہ اسلام سرمایہ داری کے خلاف سوشلزم سے بھی زیادہ سخت ہے۔ آج عوام کو روٹی کے نام پر دھوکہ دے کر اسلام سے دور لے جایا جا رہا ہے۔ لیکن اس میں قصور مذہبی رہنماؤں کا ہے جنہوں نے نہ صرف روٹی کا مسئلہ بتانے سے غفلت کی بلکہ شعوری یا غیر شعوری طور پر سرمایہ داری کو تحفظ دیا۔ ارتکاز زر اور چند ہاتھوں میں دولت سے کھیلنے کا اسلام میں کوئی جواز نہیں۔ اسلام صرف جائز ضرورت کے لئے مال کی اجازت دیتا ہے اور باقی سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دینے کا حکم دیتا ہے ان زمینوں اور جاگیروں پر جو انگریز نے اپنا اقتدار مضبوط کرنے، نہتے عوام پر گولیاں چلانے اور اسلامی ممالک پر حملہ کرنے کے سلسلے میں دی تھیں جاگیرداروں کا کوئی حق نہیں، وہ کارخانے جن کے قرض کا بار تو ساری قوم کے گلے میں لٹک رہا ہے، لیکن فائدہ اٹھانے والے صدیق، ولیکا، سہگل حضرات ہیں۔ ناجائز ذرائع سے کمائی ہوئی دولت اسلام چھین لینا چاہتا ہے اسلام یہ قطعاً نہیں چاہتا کہ پاکستان کے نوّے فیصد عوام حیوانوں جیسی زندگی گذاریں اور صرف چند لوگ عیش کریں۔

مفتی صاحب نے ایک کاشتکار کا واقعہ بیان کیا کہ وہ لکڑیاں بیچ کر کاشتکار ہونے کے باوجود اس لئے گذارہ کرتا تھا کہ اس کو ہندو زمیندار سے قرض نہ ملتا تھا اور ہندو کا مزارعہ اس لئے نہ تھا۔ کہ اس کی عزت محفوظ نہ تھی۔ اس کسان کا بیان ہے کہ آج نہ صرف کسان زمیندار کے ہاتھوں حیوانوں سے بدتر زندگی گذار رہا ہے بلکہ اس کی زمیندار کے ہاتھوں عزت بھی محفوظ نہیں ہے۔

مفتی صاحب نے فرمایا۔ اسلام کا اقتصادی نظام سوشلزم سے زیادہ بہتر ہے۔ سوشلزم والے تو جائداد چھین کر قومی ملکیت میں لینے کے حق میں ہیں، لیکن اسلام انفرادی محدود جائز ضروریات کے لئے ملکیت کے حق میں ہے۔ اسلام ان تمام بیراجوں پر جو زمین غریب آباد کر رہے ہیں، ان غریب آبادکاروں کو دلاتا ہے۔ اصل میں مذہبی لوگوں کی غفلت نے عوام کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اسلام میں روٹی کا مسئلہ نہیں ہے۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

# اسلام میں نجی ملکیّت کی حد متعین کرنے کا کوئی تصوّر نہیں!

## انگریزوں کی دی ہوئی تمام زمینیں ضبط ہونی چاہئیں

### ناجائز ذرائع سے بننے والے کارخانے قومی ملکیت میں لئے جائیں

### ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود کا پریس کانفرنس سے خطاب

(رپورٹ :- ممتاز کاشمیری)

لاہور ۲۴ مارچ ۔ قائد جمعیۃ علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا مفتی محمود صاحب آج بذریعہ ہوائی ایکسپریس ملتان سے لاہور پہنچے ۔ اخبارات میں ان کی آمد کی خبر آ چکی تھی ۔ آج دن بھر دفتر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام میں طلباء، علماء، وکلاء اور صحافیوں کے فون آتے رہے ۔ سب ملاقات کے خواہشمند تھے، اور موجودہ ذہنی انتشار کے باعث ہر آدمی اپنی تسکین ذہنی کے لئے قائد جمعیۃ کے ارشادات سننا چاہتا تھا ۔ چنانچہ دن بھر دفتر میں ملاقات کے خواہشمند حضرات آتے رہے اور خاصی گہما گہمی رہی ۔ ۶ بجے شام ایک پریس کانفرنس کا بھی انتظام کیا گیا ۔ اگرچہ وقت تنگ تھا، لہٰذا فون پر ہی اطلاعات دی گئیں ۔ اس اہم موقع پر جبکہ ملک زبردست ذہنی انتشار کا شکار ہے ۔ قوم کی صحیح رہنمائی کرنا علماء حق کے فرائض میں سے ہو جاتا ہے ۔ ذیل میں حضرت مفتی صاحب کی پریس کانفرنس کے اقتباسات دیئے جاتے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ یہ بروقت اعلانات ملکی سیاست پر اہم نقش ثبت کریں گے ۔ اور مذہبی حلقے اور جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن مطمئن ہو کر اسلام کی سربلندی کے لئے ہمہ تن مصروف ہو جائیں گے ۔

ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان مولانا مفتی محمود نے برطانوی سامراج کا پیدا کردہ جاگیرداری نظام ختم کرنے اور ناجائز ذرائع سے قائم ہونے والی تمام صنعتیں قومی ملکیت بنا دینے کی حمایت کی ہے ۔ انہوں نے کہا ۔ اسلام میں نجی ملکیت کی حد مقرر کرنے کا کوئی تصور نہیں اور نہ اسلام کے نام پر سرمایہ داری کے تحفظ کی کوششیں برداشت کی جا سکتی ہیں ۔

مفتی محمود آج شام ایک پریس کانفرنس میں موجودہ سیاسی و معاشی مسائل کے متعلق اپنی جماعت کا موقف بیان کر رہے تھے ۔ جو جمعیۃ کے صوبائی دفتر واقع رنگ محل میں ہوئی ۔ انہوں نے موجودہ معاشی مسائل کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل کرنے کے لئے اپنی جماعت کے پروگرام کے حسب ذیل نکات بیان کئے ۔

(۱) بنجر اور غیر آباد اراضی کے آباد کار مزارعین کو اس اراضی کا مالک قرار دیا جائے گا ۔

(۲) فرنگی دور کی جاگیریں، نعامات و مراعات جو حق الخدمت میں دی گئی ہیں وہ سب واپس لی جائیں گی ۔

(۳) ناجائز ذرائع سے قائم کردہ کارخانے قومی ملکیت میں لئے جائیں گے ۔

(۴) حکومت پاکستان ہر شخص کی ضروریات زندگی از قسم روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم کی کفیل ہو گی اور چھوٹے ملازمین کو لازماً اتنی تنخواہ دینا ہو گی جس سے ان کی ضروریات زندگی پوری ہو جائیں ۔

(۵) حکومت پر لازم ہو گا کہ وہ اشیاء ضرورت کی قیمتیں ایسی سطح پر رکھے جو عوام کی قوت خرید سے بالا نہ ہو ۔

ایک سوال کے جواب میں مولانا مفتی محمود نے بتایا ۔ کہ گول میز کانفرنس کے شرکاء کے عدم اتفاق کے باعث ان کا پیش کردہ بائیس نکاتی اسلامی منشور کانفرنس میں منظور نہیں ہو سکا ۔

اخباری نمائندوں کے دیگر سوالات کا جواب دیتے ہوئے مفتی محمود نے کہا ۔ اسلام اور سوشلزم دونوں کا ہدف سرمایہ داری ہے ۔ اسلام میں رائج وقت نظام سرمایہ داری کی کوئی گنجائش نہیں ۔ سرمایہ داری کے خاتمہ کے بعد جب یہ سوال پیدا ہو گا ۔ کہ ملک کا آیندہ معاشی نظام کیسا ہونا چاہیئے تو اس وقت ہماری رائے صرف اسلام کے حق میں ہو گی کیونکہ سوشلزم کی بنیاد محض مادی تقاضوں کو پورا کرنے پر ہے ۔ جبکہ اسلام کا معاشی نظام اپنی روحانی بنیاد کے سبب دیگر بے شمار خوبیاں رکھتا ہے ۔

#### جماعتِ اسلامی کا منشور

ان کی توجہ ایک سیاسی جماعت کے تازہ ترین ۔۔۔۔۔۔ منشور کی جانب دلائی گئی ۔ جس میں اراضی کی موجودہ حد ملکیت کم کرنے کی تجویز بھی شامل ہے ۔ مفتی صاحب نے کہا ۔ اسلام میں نجی ملکیت کی حد مقرر کرنے کا کوئی تصور نہیں بلکہ اصل اہمیت لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کو حاصل ہے جو ایک اصولی معاملہ ہے اور وقت کے تقاضوں کے مطابق حل کیا جاتا ہے ۔ انہوں نے کہا ۔ بیرونی ممالک کے قرضوں سے تعمیر کردہ نجی کارخانے چھین کر قومی ملکیت بنا لینے چاہئیں کیونکہ بیرونی قرضوں کا بوجھ قوم کو برداشت کرنا پڑتا ہے ۔ تاہم انہوں نے کارخانوں وغیرہ کو حکومت کے باضابطہ عمل کے ذریعے قومی ملکیت بنانے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مزدوروں کے از خود قبضہ کرنے سے بدنظمی پیدا ہوتی ہے ۔ انہوں نے اسلام کے نام پر سرمایہ داری کے تحفظ کی کوششوں کو مذموم قرار دیتے ہوئے کہا کہ محنت کشوں کی جدوجہد سے خائف ہونے کے بجائے انہیں اسلام کی صحیح معاشی تعلیمات سے آگاہ کرنا چاہیئے ۔

مفتی صاحب نے تجویز پیش کی کہ آیندہ عام انتخابات "پارٹی سسٹم" کی بنیاد پر کرائے جائیں اور اس مقصد سے آئین میں ضروری ترامیم کی جائیں ۔ انہوں نے کہا اس طریق کے نفاذ سے عوام شخصیتوں کی بجائے جماعتی منشور کو ووٹ دیں گے ۔ نیز دولت مندوں کی دھاندلی کا امکان بہت کم رہ جائے گا ۔ انہوں نے بتایا کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشی پروگرام مرتب کرنے کے بعد ملک بھر کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کے کنونشن میں منظوری کے لئے پیش کیا جائیگا ۔ جمعیۃ کی ایک کمیٹی یہ پروگرام مرتب کر رہی ہے ۔ یہ کام مئی کے اواخر تک پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا ۔

#### نامزد گورنر

نامزد گورنروں کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ موجودہ حکومت کے ان پرزوں کو دوسری اہم جگہوں پر فٹ کر دیا گیا ہے ۔ خدا کرے کہ یہ اچھا کام دے سکیں ۔

---

## مولانا محمد رفیع پر تشدد کے خلاف احتجاج

منڈی مرید کے (نامہ نگار) ۱۸ مارچ ۔ ڈاکٹر عبدالحق تارڑ ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام منڈی مرید کے نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ مولانا محمد رفیع کو امامت سے الگ کرنے کے لئے ان کے ساتھ نہایت ظلم و تشدد کیا گیا ہے ۔ ڈاکٹر عبدالحق تارڑ نے فرمایا ۔ مولانا محمد رفیع جو کہ عالم دین کے ساتھ ایم اے ایل ایل بی بھی ہیں ۔ نہایت نیک سیرت انسان ہیں کافی عرصہ سے قلعہ سینا کی جامع مسجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے ۔ کچھ دنوں سے انہوں نے اسلام اور سرمایہ داری کے موضوع پر درس و تدریس شروع کر رکھا تھا ۔ ایک دن سرمایہ دار حلقہ نے چند غنڈوں کو مسجد میں بھیج کر ان کو مسجد میں بند کر کے ۔۔۔ زدوکوب کیا جس کے خلاف نہایت غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔

ڈاکٹر عبدالحق تارڑ نے اس کی پرزور مذمت کی ہے اور کہا کہ یہ سرمایہ دارانہ نظام کی بدترین مثال ہے ۔ جو کہ ظلم کی انتہا ہو چکی ہے ۔

انہوں نے کہا کہ سرمایہ داروں کو اب یوم حساب کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے ۔ انہوں نے مقامی حکام سے اپیل کی ہے کہ ان کی معقول امداد فرما کر غریب عوام کے ساتھ دوستی اور محبت کا ثبوت دیں ۔

# قرآن حکیم کی بے حرمتی

# ایک غیر ملکی سازش

## ملک گیر احتجاج

### شکرگڑھ:-

۱۴ مارچ ۱۹۶۹ء خطبہ جمعہ سے قبل مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن میں جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم نے خطاب کرتے ہوئے ان لوگوں کی پر زور مذمت کی جنہوں نے قرآن کریم کو اپنی سیاسی اغراض کے لئے آلہ کار بنایا۔ انہوں نے انتباہ کیا کہ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے لہٰذا یہاں قرآن کریم پر مبنی دستور نافذ ہو کر رہے گا۔

حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ایسے لوگوں کو شدید سزا دی جائے جو قرآن کریم کی بے حرمتی کا سبب بنے ہیں

(نائب ناظم جمعیۃ علماء اسلام شکرگڑھ)

### جیکب آباد

اراکین جمعیۃ علماء اسلام جیکب آباد نے اس بات پر سخت احتجاج کیا ہے کہ لاہور اور ملتان میں بعض پارٹیوں نے اپنی سیاسی اغراض کے حصول کے لئے قرآن حکیم کی بیحرمتی کی۔ اراکین نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان واقعات کی تحقیقات کر کے مجرموں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے تاکہ آئندہ کسی کو قرآن حکیم کی بے حرمتی کی جرأت نہ ہو سکے۔

### ٹنڈو آدم

جمعیۃ علماء اسلام کے اراکین مولانا قائم الدین صاحب مولانا محمد عرفان قادری صاحب اور حافظ عبدالغفور صاحب جعفری کے ایک مشترکہ بیان میں لاہور و ملتان میں قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان حادثات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کروا کر مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

### لاہور

پاک متحدہ عرب دوستی کے جنرل سیکرٹری علامہ زبیر مصری نے موچی دروازہ کے باہر حرمت قرآن کے سلسلہ میں ہونیوالے جلسہ میں متحدہ عرب جمہوریہ اور شام کی حکومتوں کو ملحد قرار دیئے جانے پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے مولانا محمد عبداللہ درخواستی۔ مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبید اللہ انور اور دیگر علماء کرام و عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ پاکستان میں ان رجحانات کا سد باب کریں۔ کیونکہ اس سے امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کے ہاتھ مضبوط ہوں گے۔ انہوں نے صدر ناصر و نور الدین الاتاسی کی حکومتوں کے بارے میں کی جانے والی الزام تراشیوں کی شدید مذمت کی اور کہا کہ یہ سب کچھ امریکی سامراج کی شہ پر ہو رہا ہے۔

——جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن کے ناظم نشریات حکیم مختار احمد الحسینی، ضلع گوجرانوالہ جمعیۃ کے ناظم نشریات زاہد الراشدی، انجمن نصرت الاسلام لاہور کے جنرل سیکرٹری مولانا عبیداللہ آفاقی، انجمن شہریان گوجرانوالہ کے کنوینر حماد سواتی، جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ کے نائب صدر حافظ عبدالمتین، انجمن نوجوانان اسلام حلقہ لوہاری لاہور کے صدر خان عبداللہ خان، پاک مصر دوستی کی انجمن کے صدر علامہ زبیر مصری اور پاک کشمیر عباسی ایجوکیشنل کانفرنس کے جنرل سکرٹری سردار زبردست خاں نے ایک مشترکہ بیان میں سرمایہ دارانہ نظام کو تمام موجودہ برائیوں کی بنیاد قرار دیتے ہوئے علماء کرام سے اپیل کی ہے کہ وہ اس ملعون نظام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ کیونکہ ظلم و استحصال پر مبنی اس نظام کی موجودگی میں اسلامی نظام کی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔

بیان میں کہا گیا ہے کہ برطانوی سامراج نے ہم پر سرمایہ دارانہ و جاگیردارانہ نظام مسلط کر کے ہماری اجتماعی قوتوں اور قومی صلاحیتوں کو مفلوج کرنے کی سازش کی تھی۔ جسے ناکام بنانے کے لئے علماء حق نے وہ عظیم الشان سامراج دشمن تحریک چلائی جس نے برطانوی سامراج کو برصغیر سے بوریا بستر سمیٹنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن جاتے وقت برطانوی سامراج سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی ایک مختصر سی ٹولی کو اپنا جانشین بنا گیا۔ جس ٹولی نے غاصبانہ استحصال اور ظالمانہ لوٹ کھسوٹ کے ذریعہ کروڑوں عوام کو معاشی بدحالی کے جہنم میں دھکیل دیا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ علماء حق انگریز کی اس معنوی اولاد اور اس کے ظلم و استحصال کے خلاف منظم جدوجہد کر کے قوم کو اس لعنت سے بھی نجات دلائیں۔

بیان میں جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما حضرت مولانا پیر محسن الدین کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا گیا کہ جمعیۃ کی ایک سب کمیٹی اقتصادی امور کا جائزہ لے کر اسلامی اقتصادی نظام ترتیب دے رہی ہے۔ اور اپیل کی گئی کہ یہ پروگرام جلد از جلد منظر عام پر لایا جائے۔

مشترکہ بیان میں سرمایہ دارانہ نظام کی اسلام کے نام پر وکالت کرنے والی مودودی جماعت کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے خبردار کیا گیا ہے کہ اسلام کو سرمایہ دارانہ نظام کے حق میں استعمال کرنے کی سازش کامیاب نہیں ہونے دی جائیگی۔

### شیخوپورہ

شیخوپورہ ۱۶ مارچ۔ گورنمنٹ ڈگری کالج یونین شیخوپورہ کے سیکرٹری مسٹر ممتاز نے حرمت قرآن کے سلسلہ میں لاہور کے احتجاجی جلسہ میں شرکت کے بعد بتایا کہ یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ جلسہ میں سوائے ایک مقرر کے باقی سب نے صرف لاہور، لائل پور اور کراچی کے واقعات کی مذمت کی اور ملتان کے حادثہ کے مرتکب افراد کے خلاف زبان تک نہیں کھولی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جلسہ کا واحد مقصد ایک سیاسی جماعت (مودودی پارٹی) پر لگائے گئے الزامات کی صفائی پیش کرنا تھی۔

### نوشکی

آج بتاریخ $\frac{3}{69}$ / ۱۴ نوشکی ضلع چاغی کی مختلف مساجد میں نماز جمعہ کے بعد قرآن مجید کی بے حرمتی کے خلاف متعدد احتجاجی قراردادیں پاس ہوئیں۔ جن میں مسلمانوں نے اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا کہ پاکستان قرآن پاک اور اسلام کے مقدس نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ مگر اسی ملک میں قرآن مجید کی کھلے بندوں بے حرمتی کی جا رہی ہے اور اسے برسر بازار جلایا جا رہا ہے۔ ہم مسلمانان نوشکی ضلع چاغی اس قسم کی گستاخی اور جسارت کو ناقابل معافی جرم سمجھتے ہیں۔ اس قرارداد کے ذریعہ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ لاہور و ملتان کے واقعات کی تحقیقات کر کے ایسے فتنہ پردازوں کو قرار واقعی سزا دے۔ چاہے وہ لاہور کے سوشلسٹ ہوں۔ یا ملتان کے مودودی۔

### بنوں

مورخہ $\frac{3}{69}$ / ۱۹ کو بوقت دو بجے بعد از نماز ظہر بمقام مسجد جعفر خاں میں جمعیۃ علماء اسلام بنوں کا ایک اجلاس زیر صدارت مولانا غلام حبیب صاحب امیر ضلع بنوں منعقد ہوا۔ تلاوت قاری حضرت گل جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام نے کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا صدر الشہید صاحب نے حالات حاضرہ پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ علماء اس ملک میں صرف اور صرف اسلامی قانون رائج کرانے کے لئے میدان میں آئے ہیں اور یہی ہماری تمام مشکلات کا حل ہے

اجلاس نے قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کو گول میز کانفرنس میں اسلامی آئین کا مطالبہ کرنے پر مبارکباد دی ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی محمود صاحب کی عمر دراز کرے کیونکہ صرف مفتی صاحب ہی ایک آدمی ہیں جنہوں نے حق کی آواز بلند کی اجلاس میں یہ بھی طے ہوا کہ جناح پارک میں ۲۴ مارچ کو ایک جلسہ عام کیا جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام بنوں کے ایک وفد نے علاقہ کیر لسی و نزید ناصی خیل کا دورہ کیا۔ لوگوں نے وفد کو جمعیۃ کے ساتھ بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ نماز ظہر کے بعد حلقہ کیر لسی کا نیا انتخاب ہوا امیر مولانا سلطان محمد صاحب نائب امیر اول مولانا امیر سرور صاحب نائب امیر دوم مولانا معین الدین صاحب۔ ناظم اعلیٰ مولانا عمر دراز صاحب نائب ناظم مولانا امیر دراز صاحب۔ نائب ناظم مولانا نائب گل نشریات مولانا حجت خان صاحب مقرر ہوئے (جنرل سیکرٹری)

# مراسلات

## طلباء اپنی صلاحیتیں اسلام کیلئے وقف کردیں

کبھی اے نوجوان مسلم تدبّر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

قوم کے نونہالو! اپنا رخ مسلمان کے اصل مقصدِ حیات کی طرف موڑدو۔ علماء اسلام کی رہبری میں اپنی قوتوں کو مجتمع اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہوجاؤ۔ مسلمانوں کے اس بنیادی نعرہ کو نہ بھلاؤ۔ پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الا اللہ اپنی طاقتوں کو مغرب زدہ لیڈروں کے جھوٹے وعدوں پر خلافِ اسلام کوششوں میں صرف کرنے کی بجائے اپنے جان و دل سے زیادہ عزیز متاعِ اسلام کی سربلندی کے لئے متحد ہوکر کوشش کریں۔ بے عمل و بے علم لیڈروں کے خلافِ اسلام تحریکوں کو ناکام بناکر رکھ دیں۔ حکومت اور حزب اختلاف کے خلاف اسلام کوششوں کو ناکام بناکر رکھ دیں اور ان سب پر واضح کردیں کہ یہ ملک اسلام کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس میں مغربی سرمایہ داری اور کمیونزم کی یکسر کوئی گنجائش نہیں۔ عزت چاہتے ہو تو خدا اور رسول کی تابعداری میں آجاؤ۔

جو خلافِ اسلام حرکتیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بادشاہی میں رہتے ہوئے بھی ذلیل کردیتے ہیں۔ جیسے فرعون و نمرود کو کیفر۔ اپنے ملک کے موجودہ اقتدار پسندوں کا حشر بھی دیکھ لیں۔ بہرحال ...... جو اسلام کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خداوند کریم کی مضبوط طاقتور قدرت اسے رسوا و ذلیل فرمادیتی ہے۔ آؤ ہم سب مل کر عظمتِ اسلام اور قوانین اسلام کے لئے کوشاں ہوجائیں۔ انشاء اللہ دونوں جہانوں کی کامیابی ملے گی۔

(ابو محمد عبدالاحد ممبر ڈویژنل مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی)

## جماعت اسلامی اور خانہ جنگی

مکرمی! تسلیم

ملک کی صالح جماعت جماعت اسلامی اور اس کے حامیوں نے اسلام کی آڑ میں ملک کو خانہ جنگی کی حدود تک پہنچا دیا ہے۔ ان کا تازہ ہدف ملتان کے چھ غریب کاشتکاروں کو بننا پڑا۔ اس غنڈہ گردی کی ملک کے تمام امن پسند اور اسلام پرست لوگ سخت مذمت کرتے ہیں۔ ہر جگہ اس جماعت سے وابستہ عناصر نے فتنہ فساد برپا کرنے میں پہل کی ہے۔ کراچی میں ایئر مارشل اصغر خاں کے جلسہ میں۔ اس کے بعد نواب اقتدار حسین قریشی اور مولانا بھاشانی کے اجلاس میں بھی انہی لوگوں نے ہلڑبازی کی ابتدا کی تھی۔ لائلپور میں طالب علم راہنما کی آمد پر اور راولپنڈی میں مولانا بھاشانی کی متوقع آمد کے موقعہ پر یہ لوگ منصوبہ کے تحت ڈنڈے لے کر اسٹیشن اور ہوائی اڈہ پر پہنچے۔ جو لوگ اور طلباء اپنے لیڈر کے استقبال کے لئے آئے تھے انہیں بری طرح مارا پیٹا گیا۔ جس کا ثبوت موقع پر لی گئی تصاویر سے بخوبی ملتا ہے۔ اس کے برعکس ملک کی کسی بھی دوسری جماعت کے ارکان نے آج تک جماعت اسلامی کے کسی جلسہ یا جلوس میں ہلڑبازی اور فتنہ و فساد برپا نہیں کیا۔ البتہ ردِعمل کے طور پر ضروری کارروائی کی گئی ہے۔ ملک کے عوام اور علماء کی اکثریت مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے اکثر پیش کردہ نظریات کو ہرگز اسلامی تصور نہیں کرتی بلکہ ان کے نزدیک جاگیرداری اور سرمایہ داری کے خاتمہ سے اسلام کو تقویت ملے گی۔ اسلام پرست اور امن پسند عوام کو جماعت اسلامی جیسی سرمایہ پرست اور اسلام دشمن جماعت کے خلاف جو ملک میں انڈونیشیا جیسے حالات پیدا کرنے کی دھمکیاں بھی دیتی ہے، متفق اور متحد ہوجانا چاہیئے۔ اور علماء سے بھی اپیل ہے کہ وہ مودودی ازم کے چیلنج کو قبول کریں۔

(عبدالحمید گوجر ضلع لائلپور)

## کیا ہم مظلوموں کا پاکستان میں کوئی حق نہیں

مکرمی!

موجودہ زمانے میں جبکہ دنیا ترقی کرچکی ہے۔ علاقہ عبدالخیل تحصیل و ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخاں کے لوگ پانی کی خداداد نعمت سے بھی محروم ہیں۔ یہ علاقہ ایک خشک علاقہ ہے جو کہ صدیوں سے پانی سے محروم ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ حکام بالا نے نہ تو کبھی اس علاقے کا معائنہ کیا اور نہ ہی آج تک کسی نے اس دور افتادہ علاقہ کے لئے آب رسانی کا انتظام کیا۔ یہاں کے لوگ چھ سات میل سے کنستروں میں پانی لاتے ہیں اور اس علاقہ میں پانی قیمتاً فروخت ہوتا ہے۔ یہاں کے لوگ انتہائی مصیبت میں مبتلا ہیں اور پانی جیسی نعمتوں سے عرصہ دراز سے محروم ہیں۔ کیا یہ لوگ پاکستانی شہری نہیں ہیں۔ جو کہ اپنے حکام بالا سے اپنی اس تکلیف کو ان الفاظ سے بیان کریں۔ ہم حکام بالا سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس علاقے کی اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے مناسب اقدام فرمائیں اور اس علاقے کے باشندوں کو پانی کی نعمت سے مزید محروم نہ رہنے دیں۔

(محمد اجمل آف عبدالخیل متعلم مدرسہ سراج العلوم بلاک ۱۰ سرگودھا)

## قابل توجہ جمہوری مجلس عمل

مکرمی!

پاکستان میں آمریت ختم ہوکر آخری سانس لے رہی ہے۔ نیز اب آمریت جمہوری مجلس عمل کے تخیلات کی منتظر ہے اگر مجلس عمل نے وقت کے تقاضہ کی بدلتی ہوئی فضا محسوس نہ کی تو ناکامی معہ شرمساری کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔ لہٰذا جمہوری مجلس عمل صرف ایک مطالبہ خالص نظام اسلام کا کریں، تو امید غالب ہے کہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی جو عوام کا گہری آواز کا مقصود ہے جس میں انتخابی طریقہ کار آپ کے حسب منشا ہوسکے گا۔

ملک و قوم کا خیرخواہ
غلام رسول رحمانی نور پور نورنگا ضلع بہاولپور)

## انجمن شہریانِ گوجرانوالہ کا قیام

گوجرانوالہ ۱۹ مارچ۔ گذشتہ روز یہاں شہریوں کا ایک اجلاس جناب حماد سواتی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں سیاسی اور مذہبی جھگڑوں سے علیحدہ رہتے ہوئے شہری مسائل کے سلسلے میں عوامی مشکلات کے ازالہ اور عوامی نقطۂ نظر کی ترجمانی کے لئے "انجمن شہریانِ گوجرانوالہ" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کا کنوینر جناب حماد سواتی کو منتخب کیا گیا اور انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایک ماہ کے اندر ایک سب کمیٹی مقرر کرکے عام رکن سازی کریں اور باقاعدہ عہدہ داروں کا انتخاب کرائیں۔

(حماد سواتی)

## ایک چراغ اور بجھا

ٹنڈو آدم ۱۸ مارچ۔ یہاں تبلیغی جماعت کے ایک سرگرم سرپرست حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالعزیز شاہ صاحب تھا جو طویل عرصہ کی علالت کے بعد اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر اپنے اکابر بزرگان دین، سلف صالحین سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ادارہ مرحوم کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

## رضاکارانِ گوجرانوالہ متوجہ ہوں

تمام سالارانِ محلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ منگل کے اجلاس میں باقاعدگی سے حاضر ہوا کریں اور روزانہ عشاء کی نماز کے بعد تمام رضاکاروں کو مقامی مسجد میں اکٹھے کرکے انہیں جماعت کا پروگرام سمجھائیں۔ آخر میں پریڈ کرانے کے بعد انہیں رخصت کردیا جائے۔ تمام رضاکاروں کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ وہ تمام توجہ مقررہ مقام پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ہر ایک رضاکار اپنا یہ فرض جان لے کہ اس نے روزانہ ایک رضاکار بنانا ہے۔ نواحی علاقوں کے سالاروں کی خدمت میں بھی یہ گذارش ہے کہ وہ مندرجہ بالا ہدایت پر عمل کریں اور اپنے عمل کو تیز تر کردیں اگر کسی سالار یا رضاکار کو کوئی شکایت ہو تو وہ منگل کے اجلاس اور جمعہ کے اجتماع کے علاوہ سالارِ اعلیٰ خان محمد اسلم خان کے پاس بازار بھابڑیاں سے رجوع کریں۔ (محمد سلیمان کھوکھر)

بقیہ مراسلات

# نظام اسلام اور مودودی پارٹی سے چند سوالات

گول میز کانفرنس راولپنڈی میں مولانا مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام نے ۲۲ نکات پر مشتمل علماء اسلام کی یادداشت پیش کرکے تاریخ کے چہرہ پر سنہری حروف سے اپنی شجاعت حق گوئی دین پسندی اور تدبر کے حسین وجمیل نقش ثبت کئے ہیں۔ مگر جہاں جمعیۃ علماء اسلام کی اسلام دوستی جمعیۃ کے بیباک نڈر ترجمان کی حق گوئی کی داد دینے پر ارض پاکستان کے بارہ کروڑ عوام ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کا ہر فرد رطب اللسان ہے۔ مفتی محمود صاحب کا آئین اسلامی کو پیش کرکے کلمۂ حق کو بلند کرنا اور مودودی صاحب مولوی فرید احمد (نظام اسلام) اور دیگر راہنماؤں کا ذرہ بھر ان کی تائید نہ کرنا ان سب کے اسلام دوستی کے بھرم کو کھول دیتا ہے۔ قوم کو چاہیئے کہ جب یہ عوامی سٹیج پر اسلامی آئین کا تذکرہ کریں تو ان سے پوچھا جائے کہ گول میز کانفرنس میں آپ نے کیا کردار ادا کیا ہے؟ مودودی صاحب اور فرید احمد کی نظام اسلام کا علماء کو اتحاد اتحاد کی دعوت اسلامی آئین کے نفاذ کی آڑ میں دینا ایک ڈھونگ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اور مودودی صاحب اسلام کی آڑ میں ہوس اقتدار کا شکار ہو چکے ہیں اور عوام کو اپنے عیوب سے بے خبر رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر گول میز کانفرنس میں یہ نمائندگان قوم قائد جمعیۃ علماء اسلام کے اسلامی آئین کے مطالبہ کی حمایت کرتے۔ تو آج پاکستان کی سرزمین میں حکومت الٰہیہ کی رحمت باراں برستی اور سسکتی ہوئی انسانیت کے لئے تسکین دل کا سامان ہوتی۔ ہم ان نمائندگان قوم سے پوچھتے ہیں کہ آپ کا دیو بند دارالعلوم اور علماء کے گرد گھوم گھوم کر اسلامی آئین کے نفاذ کی خاطر اتحاد کی دعوت دینا کسی نئی سازش کا پیش خیمہ تو نہیں ہے؟ آپ کے دامن ابھی گول میز کانفرنس میں شریک ہو کر اسلامی آئین کے نفاذ کے مطالبہ میں عدم حمایت سے ملوث ہیں اور آتے ہی اسلام اسلام کرنا شروع کر دیا۔ اس کا جواب دیں؟ پھر اسلامی سوشلزم کے متعلق آپ کے حامیانہ افکار کے تحلیلوں کے منہ آج مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے خلاف کھل چکے ہیں اور آئیں بائیں شائیں اور چوں چرا میں میں کی صدائیں آپ کے سامراجی چہروں سے نکل رہی ہیں۔ جبکہ مولانا ہزاروی کو سوشلزم کی حمایت نودرکنار اسلامی سوشلزم اور اسلامی جمہوریت کی اصطلاح بھی ناگوار ہے۔ کیا مودودی صاحب، چوہدری محمد علی، ممتاز دولتانہ سید قطب، حسن البنا، مولانا راغب حسن، خان قلات، عبدالولی خان، قائد اعظم، علامہ اقبال بھی آپ کی جماعت الیمانی اور دارالافتاء کے نشانہ میں آئیں گے یا نہیں؟

جب یہ تحریریں لکھی جاتی رہی ہیں تو اکیس سال سے یہ رہنمایان قوم کس گم گشتہ وادی میں آرام فرما تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ اسلام کی آڑ میں سیاسی مفاد حاصل کرنے کی کہ وہ کوشش کی جارہی ہے۔ ملک میں اسلامی آئین کے نفاذ کی خاطر جمعیۃ علماء اسلام ہی سرگرم ہے۔ ہم جمعیۃ کے رہنماؤں کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ہر قسم کے تعاون اور حمایت کا یقین دلاتے ہیں۔

(عبدالرحمٰن لاہور۔ حافظ غلام رسول لاہور۔ ظہور الحسن شاہ لاہور۔ عبدالرشید لاہور۔ قاسمی امیرالدین لاہور۔ رشید احمد ارشد لاہور۔ منظور ملتانی لاہور۔ محمد داؤد لاہور)

## جمعیۃ علماء اسلام کندہ کوٹ کا اجلاس

مورخہ ۹ مارچ شام ۶ بجے زیر صدارت مولانا مظہرالدین صاحب صدر مدرس مدرسہ دارالفیوض کندہ کوٹ دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں شہری جمعیۃ علماء اسلام کا اجلاس ہوکر درج ذیل امور پاس کئے گئے۔

(۱) امیر باتفاق اراکین مولانا فقیر محمد صاحب کو منتخب کیا گیا۔ اور باقی عہدہ داران کا انتخاب آئندہ اجلاس میں بمشورہ امیر صاحب ہوگا۔

(۲) دفتر کے لئے مولانا محمد قاسم صاحب کو باتنخواہ ناظم دفتر مقرر کیا گیا ہے۔

(۳) دفتر کے لئے ماہانہ چندہ اور ممبر سازی کے کام کو تیز تر کرنے کے لئے ہر محلہ میں کام شروع کیا جائے۔

(۴) کندہ کوٹ شہر کے چکلہ (زنا کے اڈوں) کو ختم کرنے کے لئے ڈپٹی کلکٹر کندہ کوٹ سے ایک پندرہ رکنی وفد ملے گا اس کاروبار کو بند کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔

## انتخاب جمعیۃ طلباء اسلام

جمعیۃ طلباء اسلام مدرسہ عربیہ احیاء العلوم رجسٹرڈ عیدگاہ مظفرگڑھ مورخہ ۲۰ ذوالحجہ ۸۸ھ بروز جمعہ اقوام مدرسہ عربیہ احیاء العلوم کے طلباء کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا حافظ محمد صدیق صاحب مدرس مدرسہ ہذا ہوا جس میں جمعیۃ طلباء اسلام کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست۔ قاری عطا محمد صاحب مدرس مدرسہ احیاء العلوم

| | |
|---|---|
| امیر | مولوی رحیم بخش صاحب مظفرگڑھی |
| نائب امیر | مولوی نور محمد چراغ تونسوی |
| ناظم اعلیٰ | مولوی حافظ محمد عبداللہ عثمانی محمود کوٹی |
| نائب ناظم | حافظ غلام حسین صاحب واندھی |
| خازن | حافظ محمد صدیق ندیم سانواں |
| ناظم نشرواشاعت | مولوی عاشق محمد گرمانی |

## جمعیۃ علماء اسلام کہروڑپکا کا اجلاس

مورخہ ۱۸ ذی الحجہ بوقت ۷½ بجے صبح بمقام مسجد پیپل والی نزد دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں جمعیۃ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر پاس ہوا کہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے جو اپنے معاشی پروگرام کا اعلان کر کے ملک و قوم کو انتشار سے بچا لیا ہے۔ ہم پرزور حمایت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جلد از جلد اس معاشی پروگرام کو ملک میں نافذ کر کے اسلام دوستی کا ثبوت دے۔

متفقہ طور پر یہ بھی منظور ہوا کہ ہر سینچر کی شب کو کسی ایک مسجد کے اندر جمعیۃ کا پروگرام رکھا جائے تاکہ عوام الناس کو معلوم ہو کہ جمعیۃ کیا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے مندرجہ ذیل مساجد میں پروگرام رکھنے کا فیصلہ ہوا۔

مسجد بخاری چوک۔ مسجد حضرت شاہ والی۔ مسجد اہلحدیث ... مسجد حنیف۔ مسجد قاضی والی۔ شاہی جامع مسجد۔ جامع مسجد جدید لال مسجد۔

جمعیۃ علماء اسلام کہروڑپکا کی طرف سے ایک جلسہ منعقد کرانے کی تجویز منظور کی گئی۔ یہ جلسہ شاہی جامع مسجد میں منعقد ہونا قرار پایا۔

اجلاس کی صدارت مولانا محمد سعید صاحب قریشی امیر جمعیۃ علماء اسلام کہروڑپکا نے کی۔ اجلاس کا آغاز حافظ عبدالرشید صاحب سالار جمعیۃ علماء اسلام کی تلاوت سے ہوا۔ ۹ بجے اجلاس امیر صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

## بقیہ ـــ احتجاج

### کلاچی

جمعہ ۱۴ مارچ کو کلاچی میں حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ ڈویژن خطیب جامع مسجد کلاں اور قاضی عبدالصمد صاحب خطیب جامع مسجد بازار علی اور مولانا محمد ہارون صاحب خطیب جامع مسجد بہلول خیل اور دیگر اہم مساجد میں مندرجہ ذیل قرارداد کو متفقہ طور پر پاس کیا گیا ہے۔

مسلمانان کلاچی کا یہ اجتماع ملتان، لاہور اور دیگر جگہوں پر اسلام اور قرآن حکیم کو سیاسی اغراض کے لئے استعمال کی شدید مذمت کرتے ہوئے یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ اسلام کے خلاف یہاں کوئی سازش برداشت نہیں کی جائے گی۔ اس اجلاس کا پرزور مطالبہ ہے کہ واقعہ کی مکمل تحقیقات کرائی جائے اور مجرمین کو سخت سزا دی جائے تاکہ پھر کسی کو قرآن پاک کی ہتک کی جرأت نہ ہو۔

(محمد زمان ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام کلاچی)

## تشکیل جمعیۃ مسجد ڈیا گاؤں حاجی شہنواز خان

| | |
|---|---|
| امیر | حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب |
| نائب امیر | وڈیرا غلام محمد خاں |
| ناظم | حاجی خان محمد صاحب |
| نائب ناظم | حافظ اللہ دتہ صاحب |
| خزانچی | حافظ محمد یوسف صاحب |

(محمد قاسم ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام کندہ کوٹ)

## بقیہ ــــــ اداریہ

کی راہوں کو ہموار کیا جا سکے گا۔ ملک کے بہی خواہ اور اسلام کے جاں نثار رہنماؤں سے یہ گذارش کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ حالات کو معمول پر لانے اور پر امن ماحول پیدا کرنے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھیں اور ان مسائل کا حل تلاش کریں۔

معلوم یہ ہوا ہے کہ ان تمام کارروائیوں میں وہ عناصر پیش پیش ہیں۔ جن کا کسی سیاسی یا مذہبی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ لوگ حالات کو بد سے بدتر بنانے میں تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ عوامی تحریک، ملکی استحکام اور اسلام کے خلاف ایک کھلی سازش ہے۔ عوام اس سازش کو ناکام بنا دیں اور ان عناصر پہ کڑی نظر رکھیں۔ جو اپنے مذموم مقاصد کے لئے قوم کو تباہی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

## مودودی پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ

پولیس نے مدرسہ مخزن العلوم خانپور کے چند طلباء کو مودودی پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ کے ایماء پر گرفتار کر لیا ہے۔ ان پر الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے جماعت مودودی کے خلاف بعض نعرے دیواروں پر لکھے تھے۔ جن میں "قرآن کس نے جلایا۔ جماعت اسلامی نے" بھی شامل ہے۔

مذکورہ مدرسہ پاکستان کے مشہور عالم دین حضرت مولانا حافظ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کا ہے۔ حضرت مولانا موصوف اس کے مہتمم ہیں۔ ایک اخباری خبر سے بھی معلوم ہوا کہ کنونشن لیگ کے سرکردہ اشخاص اس سلسلہ میں مودودی پارٹی کا تعاون کر رہے ہیں۔ ہم قطعاً یہ تعین نہیں کر سکتے کہ اس مذموم مہم میں جو اس پارٹی نے عرصہ سے ملک کی فضا اور امن عامہ کو نقصان پہنچانے کے سلسلہ میں چلائی ہوئی ہے۔ مذکورہ مدرسہ کے طلباء بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

مقامی جمعیۃ علماء اسلام اور مدرسہ کے ذمہ دار حضرات نے ضمانت کی کوشش کی مگر مودودی پارٹی کی مداخلت سے ان کی ضمانتیں نہیں ہو پائیں۔

مودودی جماعت کے ذمہ دار حضرات سے ہمارا ایک سوال ہے کہ کیا واقعی جماعت کے رہنماؤں و ذمہ داروں نے ملک میں خانہ جنگی کا منصوبہ بنا لیا ہے اور دیانتداری سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی یہ حرکات امن عامہ کو نقصان نہیں پہنچا رہیں؟ یا یہ بھی اسلام کی کوئی خدمت ہے؟ نہ معلوم کنونشن لیگ اور مودودی پارٹی کا گٹھ جوڑ کیا رنگ لائے گا۔

## شاہنواز میڈیکل سٹور اور بندہ مزدور؟

لاہور کے ایک میڈیکل سٹور "شاہنواز" نے بعض ملازمین کو محض اس بنا پر برطرف کر دیا ہے کہ وہ اسٹور کے مالکان کے عقائد و نظریات سے اتفاق نہ رکھتے تھے۔ اور اس کے لئے انہیں دفتری طور پر مجبور کیا جاتا رہا۔ چنانچہ جب انتظامیہ اس میں ناکام رہی تو انہیں بغیر وجہ بتلائے برطرف کر دیا گیا۔ یہ اطلاعات انجمن سابقہ ملازمین شاہنواز میڈیکل سٹور کی طرف سے شائع شدہ ایک اشتہار سے ملی ہیں۔ اگر واقعتاً ایسا ہوا

ہے تو انتہائی قابل مذمت واقعہ ہے۔ ہم حکام بالا سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس واقعہ کی تحقیقات کریں اور مظلومین کی داد رسی کریں۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ میڈیکل سٹور شیزان ہوٹل اور شیزان جوس کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو مرزائیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ امر اور بھی افسوسناک ہو جاتا ہے۔ ملک کا کوئی بھی ذی ہوش انسان یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ مرزائی نواز یا مرزائی زبردستی اپنے عقائد ہم پر ٹھونسیں۔ ہم اس وقت تک اپنے خیالات اس بارے میں محفوظ رکھتے ہیں اور حکام بالا و سٹور کے مالکان سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلے کا فوری جائزہ لیکر برطرف ملازمین کی ملازمتیں بحال کرینگے اور اس مسئلے کو آگے بڑھنے سے روک دیں گے۔

## عظیم رشتۂ اتحاد

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا ایک وفد ۱۰ مارچ کو بذریعہ ہوائی جہاز مشرقی پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی دعوت پر ڈھاکہ پہنچا۔ وفد میں امیر مغربی پاکستان جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا عبید اللہ انور۔ ناظم عمومی مغربی پاکستان حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی۔ حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام اور حضرت مولانا قاری عبد السمیع صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا ڈویژن شامل تھے۔ ۱۷ مارچ تک وفد ڈھاکہ میں رہا۔ ۱۰ مارچ کو سلہٹ پہنچا۔ ہوائی اڈہ سے وفد کو کاروں کے ذریعہ جلوس کی صورت میں ..... لے جایا گیا۔ سلہٹ میں دو روزہ کانفرنس کے علاوہ وفد نے حبیب گنج اور مولوی بازار میں بھی کانفرنس سے خطاب کیا ان ایمان پرور اجتماعات کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں آئے گی۔

وفد ۲۰ مارچ کو لاہور پہنچا اور ۲۰ مارچ بارہ بجے ایک پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا۔ اس کی تفصیل بھی آئندہ شمارہ میں آئے گی۔ ایک بات جو وفد کے اراکین نے خصوصی طور پر بیان کی۔ وہ یہ ہے کہ مشرقی پاکستان کے عوام کو اسلام اور علماء حق سے بے پناہ محبت و عقیدت ہے اور یہی وہ رشتہ ہے۔ جو استحکام پاکستان کے لئے مؤثر ترین ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو قائم و دائم رکھے۔ آمین!

## بیرن گلی میں جمعیۃ کی نئی شاخ

مولانا شفیق الرحمٰن صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام ایبٹ آباد نے بیرن گلی حصہ غربی میں جمعیۃ علماء اسلام کی شاخ کا حسب ذیل انتخاب کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| امیر | مولانا شاہ زمان صاحب |
| نائب امیر | مولوی عبد الغنی صاحب |
| ناظم اعلیٰ | سردار افسر خاں نکروالا |
| سیکرٹری | ماسٹر عبد القیوم صاحب |
| پروپیگنڈا سیکرٹری | کالا خاں |
| خزانچی | مولانا خلیل الرحمٰن صاحب |

(عبد القیوم ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام مانسہرہ)

## اسرائیل نواز فرمیں اور کمپنیاں

عالمی فلاح و بہبود کے پاکستانی اسلامی کونسل کے ادارے کے سیکرٹری جنرل کا ایک مکتوب موصول ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ کراچی میں کونسل نے ایک پبلک میٹنگ میں ان تمام فرموں اور کمپنیوں کے مال کا بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ہے۔ جو ڈائرکٹ یا ان ڈائرکٹ اسرائیل سے تعلق رکھتی ہیں۔ یاد رہے انہوں نے عرب لیگ کی عالمی سنٹرل بائیکاٹ لیگ کی درخواست پر کیا ہے۔ انہوں نے پاکستان میں اسرائیل سے تعلق رکھنے والی بعض کمپنیوں کی نشاندہی کی ہے اور عوام سے درخواست کی ہے کہ وہ ان کمپنیوں اور فرموں کے مال کا بائیکاٹ کریں فرموں کے نام یہ ہیں:-

(۱) میٹل بوکس آف پاکستان لمیٹڈ کراچی

(۲) میٹل بوکس کمپنی چٹاگانگ

(۳) رالی برادر لمیٹڈ۔ رام گلی لاہور

(۴) " " ۔ امریکن لائف انشورنس بلڈنگ ۱۸/۲۰ موتی جھیل کمرشل ایریا ڈھاکہ

(۵) رالی برادر لمیٹڈ رالی سکوائر میکلوڈ روڈ کراچی

(۶) جنرل ٹائر اینڈ ربڑ کمپنی آف پاکستان

(۷) قیصر انجینئرز پاکستان (آئی این سی)

## سالانہ جلسہ

مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ ۵، ۶ اپریل ہو رہا ہے۔ پروگرام حسب ذیل ہے

۵ اپریل - بعد از نماز ظہر۔ خصوصی اجلاس ضلعی شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام سیالکوٹ

رات:- تقریر:- مولانا محمد علی صاحب جالندھری صدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

۶ اپریل - دو اجلاس ہوں گے۔ جن میں حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری خلیفہ مجاز شیخ لاہوریؒ۔ حضرت مولانا عبد القادر صاحب قاسمی۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قاسمی۔ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب کی تقریریں ہوں گی۔

رات:- آخری اجلاس سے بیترسرحد حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان خطاب فرمائیں گے۔

مسلمانان علاقہ و گرد و نواح سے شرکت کی پرزور اپیل ہے۔

المعلن

عبد الرحیم صدیقی ناظم جمعیۃ علماء اسلام شکر گڑھ

## ایجنٹ حضرات متوجہ ہوں

ماہ فروری و مارچ کے بل ارسال کر دیئے ہیں۔ ایجنسی نمبر ۵۰۸ تا ۲۴۳۰ کو ماہ فروری، مارچ کے اکٹھے بل ارسال کئے ہیں۔ براہ کرم ادائیگیاں جلد از جلد کریں بصورت دیگر ان کے نام اخبار میں شائع کر دیئے جائیں گے تاکہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے۔ (مرکزی منیجر)

# مودودی صاحب اور اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد

مودودی جماعت عرصہ دراز سے اس ملک میں اسلامی نظام کے قیام کا بلند بانگ نعرہ لگا رہی ہے اگر حالات و واقعات اور مودودی صاحب اور ان کے متبعین کی سیاسی قلابازیوں کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ مودودی پارٹی نے اس ملک میں سرمایہ داری و جاگیرداری نظام کی سب سے زیادہ پشت پناہی کی ہے۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کا نعرہ وہ محض عوام کو دھوکا دینے کے لئے لگا رہی ہے حقیقتاً اسلام سے اس کو دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس پارٹی نے ہمیشہ اکابر علماء کو دھوکا دیا ہے اور اسلام سے غداری کی ہے۔ گول میز کانفرنس میں جمعیۃ علماء اسلام کے نمایندے مولانا مفتی محمود صاحب نے ۲۲ نکات پر مشتمل دستور کی بنیادی دفعات پیش کیں اور ان کی حمایت میں ولولہ انگیز خطاب کیا تو سوائے جسٹس مرشد صاحب کے کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ اٹھ کر حمایت میں دو الفاظ ادا کرتا۔ پاکستان کے مسلمان مودودی صاحب اور دوسرے نام نہاد اسلام، اسلام کی رٹ لگانے والے حضرات سے یہ پوچھتے ہیں کہ اس بارے میں اپنی پوزیشن واضح کریں۔ ذیل میں اکابر علماء کے ارشادات عالیہ ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں تاکہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی مذہبی حیثیت مسلمانان پاکستان کے سامنے واضح ہو جائے۔ (ع - عباسی)

## حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح

فرمایا۔ کہ میرا دل اس تحریک کو قبول نہیں کرتا"۔ (اشرف السوانح ص۲۲، آخری جلد) حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے یہ اس وقت فرمایا تھا۔ جبکہ جماعتی حیثیت سے مودودی صاحب کی کوئی عام پوزیشن نہ تھی۔

## حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں:۔ "اب تک ہم نے مودودی صاحب اور ان کی جماعت نام نہاد جماعت اسلامی کی اصولی غلطیوں کا ذکر کیا ہے۔ جو انتہائی درجہ میں گمراہی ہیں۔

اب ہم ان کی قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کی کھلی ہوئی مخالفتوں کا ذکر کریں گے۔ جن سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ مودودی صاحب کا کتاب و سنت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے۔ وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں۔ بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں"۔
(مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت ص۲۶)

## حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

مودودی صاحب نے ۱۹۴۸ء میں جہاد کشمیر کے متعلق جب یہ کہا کہ پاکستانی مسلمانوں کے لئے رضاکارانہ طور پر بھی اس میں حصہ لینا جائز نہیں ہے تو علامہ عثمانی نے ان کو تحریر فرمایا

• بعض احباب نے مجھے ترجمان القرآن کا وہ پرچہ دکھایا جس میں آپ نے کسی شخص کے خط کا جواب دیتے ہوئے جنگ کشمیر کے متعلق اپنے خیالات شرعی حیثیت سے ظاہر فرمائے ہیں۔ جنگ کشمیر کے اس نازک مرحلے پر آپ کے قلم سے یہ تحریر دیکھ کر مجھے حیرت بھی ہوئی اور شدید قلق بھی ہوا کیونکہ میرے نزدیک اس معاملہ میں جناب سے ایسی مہلک لغزش ہوئی ہے۔ جس سے مسلمانوں کو عظیم نقصان پہنچنے کا احتمال ہے (روزنامہ احسان لاہور ۱۱ ستمبر ۴۸ء)

## شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رح

قطب زماں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل کتاب "حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب" تحریر فرمائی تھی اس میں ارشاد فرمایا:۔

"برادران اسلام! مودودی صاحب کی تحریک کو بہ نظر غور دیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مودودی صاحب ایک نیا اسلام مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور نعوذ باللہ من ذالک نیا اسلام لوگ تب ہی قبول کریں گے۔ جب پرانے اسلام کی در و دیوار منہدم کر کے دکھا دیئے جائیں اور مسلمانوں کو اس امر کا یقین دلایا جائے کہ ساڑھے تیرہ سو سال کا اسلام جو تم لئے پھرتے ہو۔ وہ ناقابل قبول، ناقابل روایت اور ناقابل عمل ہو گیا ہے۔ اس لئے اس نئے اسلام کو مانو اور اسی پر عمل کرو۔ جو مودودی صاحب پیش فرما رہے ہیں۔ اے اللہ میرے دل کی دعا قبول فرما۔ مودودی صاحب کو ہدایت فرما اور ان کے متبعین کو بھی اس جدید اسلام سے توبہ کی توفیق عطا فرما، اور انہیں اپنا محمدی اسلام پھر نصیب فرما۔ آمین

(۲) خدا جانے مودودی صاحب کو کیا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہر بندے کی توہین اپنی عادت بنا لی ہے اسی لئے تو میں کہتا ہوں اور میرے دل میں اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ مودودی صاحب سے ناراض ہے۔ اسی لئے اللہ کے ہر مقبول بندے کی توہین بڑی دلیری سے کرتے ہیں (ایضاً ص۲۲)

## حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند

صحابہ کے معیار حق ہونے میں فرماتے ہیں:۔

اندریں صورت مودودی صاحب کا دستور جماعت کی بنیادی دفعہ میں عموم و اطلاق کے ساتھ یہ دعویٰ کرنا کہ رسول خدا کے سوا کوئی معیار حق اور تنقید سے بالاتر نہیں جس میں صحابہ سب سے پہلے شامل ہوتے ہیں اور پھر ان پر جرح و تنقید کا عملی پروازہ بھی ڈال دینا حدیث رسول کا محض جادہ ہی نہیں بلکہ ایک حد تک خود اپنے معیار حق ہونے کا ادعا ہے جس پر صحابہ تک کو پرکھنے کی جرأت کر لی گئی۔ گویا جس اصول کو شد و مد سے تحریک کی بنیاد قرار دیا گیا تھا۔ اپنے ہی بارہ میں اسے ہی سب سے پہلے توڑ دیا گیا اور سلف و خلف کے لئے رسولؐ کے سوا خود معیار حق بن بیٹھنے کی کوشش کی جانے لگی"۔ (مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت ص۱۸)

## حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری

"مودودی اور اس کے متبعین کے بعض مسائل خلاف اہلسنت والجماعت کے ہیں۔ سلف صالحین کی اتباع کے منکر ہیں۔ لہذا بندہ ان کو ملحد سمجھتا ہے"۔

## حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی

"مودودی صاحب کی تحریرات پر نگاہ ڈالی۔ موصوف کے متعلق احقر کا تاثر یہ ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام سے مطمئن نہیں۔ اس لئے اس کو اپنے ڈھب پر لانا چاہتے ہیں۔ جس کے لئے اصلی اسلام میں ترمیم ناگزیر ہے۔ لیکن اس کا چھپانا بھی ضروری ہے اس لئے وہ اپنی اس ترمیم کے تخریبی عمل کو انشاء معانی اقامت دین کے نعرہ تل۔ یورپی طرز کے پروپیگنڈا کے پردوں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تخریبی عمل کے محرکات دو ہیں نفسانی تعلّی اور فقدان خشیت اللہ۔ اور عوام میں بھی ان دونوں بیماریوں میں مبتلا افراد کی کمی نہیں۔ یہی باطنی ہم رنگی دائرہ تحریک کی توسیع کا اصلی سامان ہے

## حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غور غشتوی

"مودودی ضال اور مضل" یعنی گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے"۔

## حضرت مولانا عبد الحق صاحب

## دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

"مودودی کے عقاید اہلسنت والجماعت کے خلاف اور گمراہ کن ہیں۔ مسلمان اس فتنے سے بچنے کی کوشش کریں"۔

مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب

# مودودی جماعت کا سیاسی کردار

## جمہوریت — اسلام — فلم سازی

ان دنوں مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کی طرف سے ملک میں یہ مہم چلائی جارہی ہے کہ آئندہ انتخابات بالغ رائے دہندگی کے اصول پر ہوں اور پاکستان میں صحیح جمہوریت رائج ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اس جماعت کی طرف سے اشتہارات اور پمفلٹ شائع ہو رہے ہیں اور اخبارات و رسائل میں بھی جمہوریت کا یہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ بہت سے ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی کوئی اسلامی مہم ہے۔ اس کی تائید و حمایت کرنا ایک اسلامی خدمت ہے۔ حالانکہ یہ سب سیاسی چالبازیاں ہیں۔

### مودودی دین و سیاست

مودودی صاحب اپنی جماعت کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

"جماعت اسلامی یکسر دین کو لیکر اٹھی ہے اور وہ اس میں غیر دین کی ذرہ بھر آمیزش کی بھی روادار نہیں ہے۔ لیکن اس کا دین ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک سیاست ہے اور وہ کہیں بھی سیاست سے الگ نہیں ہوتا۔ دوسرے لفظوں میں وہ ایک ایسی سیاست کی علمبردار ہے۔ جو عین دین ہے اور وہ کہیں سے بھی دین کی تعریف سے خارج نہیں ہوتی"۔ (ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۰ء)

### مودودی صاحب کی دورنگی

نام نہاد جماعت اسلامی کی طرف سے آج کل پاکستان میں جس جمہوریت کی مہم چلائی جارہی ہے۔ اور جس کو اسلامی [illegible] کا ذریعہ سمجھا جارہا ہے۔ مطالبۂ پاکستان کے وقت مودودی صاحب اس کو بیکار بلکہ اسلام کے لئے مضر سمجھتے تھے۔ کیونکہ ووٹ دینے والے مسلمان عموماً صرف نسلی مسلمان ہیں ان کے ذریعہ اسلامی حکومت کسی طرح قائم نہیں ہوسکتی

### نسلی اور اصلی مسلمان

اس زمانہ میں مودودی صاحب نے یہ لکھا تھا:۔

(۱) دراصل اصطلاحاً و نسلاً مسلمان ہونا اور چیز ہے اور نظریہ حیات و مقصد زندگی کا اسلامی ہونا بالکل ایک دوسری چیز۔ جو لوگ روح و اخلاق کے اعتبار سے مسلم نہ ہوں، بلکہ محض اصطلاحی و نسلی حیثیت سے مسلمان ہوں۔ ان کو اگر بیرونی اثر و اقتدار سے کامل آزادی نصیب بھی ہو جائے اور اگر ان کے جمہور کو خود اپنی پسند کے مطابق نظام حکومت قائم کرنے کا پورا اختیار بھی حاصل ہو۔ تب بھی حکومت الٰہی وجود میں نہیں آسکتی۔

(موجودہ مسلمان اور سیاسی کشمکش حصہ سوم ص۱۲۵)

(۲) "جہاں ایسے لوگوں کی اکثریت ہو، وہاں کبھی یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ عام انتخاب میں ان کے ووٹوں سے وہ صالحین منتخب ہوں گے۔ جو منہاج نبوت پر حکومت کرنے والے ہوں۔ جمہوری انتخاب کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے دودھ کو بلوکر مکھن نکالا جاتا ہے۔ اگر دودھ زہریلا ہو تو اس سے جو مکھن نکلے گا قدرتی بات ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ زہریلا ہوگا۔ اسی طرح سوسائٹی اگر بگڑی ہوئی ہو تو اس کے ووٹوں سے وہی لوگ منتخب ہوکر برسر اقتدار آئیں گے جو اس سوسائٹی کی خواہشات نفس سے سند مقبولیت حاصل کرسکیں گے"۔

(ایضاً سیاسی کشمکش حصہ سوم)

(۳) یہاں جس قوم کا نام مسلمان ہے وہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ کیرکٹر کے اعتبار سے جتنے ٹائپ کافر قوموں میں پائے جاتے ہیں۔ اتنے ہی اس قوم میں موجود ہیں۔ رشوت، چوری، زنا، جھوٹ اور دوسرے تمام رذائل اخلاق میں یہ کفار سے کچھ کم نہیں ہیں۔ پیٹ بھرنے اور دولت کمانے کے لئے جو تدبیریں کفار کرتے ہیں۔ وہی اس قوم کے لوگ کرتے ہیں۔ ایک مسلمان وکیل جان بوجھ کر حق کے خلاف اپنے مؤکل کی پیروی کرتے وقت اتنا ہی خدا کے خوف سے خالی ہوتا ہے۔ جتنا ایک غیر مسلم وکیل ہوتا ہے۔ ایک مسلمان رئیس دولت پاکر یا ایک مسلمان عہدہ دار حکومت پاکر وہی سب کچھ کرتا ہے جو غیر مسلم کرتا ہے۔ یہ اخلاقی حالت جس قوم کی ہو، اس کی تمام کالی اور سفید بھیڑوں کو جمع کر کے ایک منظم گلہ بنا دینا اور سیاسی تربیت سے ان کو لومڑی کی ہوشیاری سکھانا، یا فوجی تربیت سے ان میں بھیڑیے کی درندگی پیدا کرنا جنگل کی فرمانروائی حاصل کرنے کے لئے تو ضرور مفید ہو سکتی ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ اس سے اعلائے کلمۃ اللہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ (اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے ص۱۸)

(۴) جمہوری حکومت میں اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں آتا ہے جن کو ووٹروں کی پسندیدگی حاصل ہو۔ ووٹروں میں اگر اسلامی ذہنیت اور اسلامی تفکر نہیں۔ اگر وہ اسلامی کیرکٹر کے عاشق نہیں ہیں۔ اگر وہ اس بے لاگ عدل اور بے لچک اصولوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جن پر اسلامی حکومت چلائی جاتی ہے تو ان کے ووٹوں سے کبھی "مسلمان" قسم کے آدمی منتخب ہوکر پارلیمنٹ یا اسمبلی میں نہیں آسکتے۔ اس ذریعہ سے تو اقتدار ان ہی لوگوں کو ملے گا جو مردم شماری کے رجسٹر میں تو چاہے مسلمان ہوں مگر اپنے نظریات اور طریقہ کار کے اعتبار سے جن کو اسلام کی ہوا بھی نہ لگی ہو"۔ (ایضاً ص۲۱)

### ہمارا سوال

مندرجہ بالا چار حوالجات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک وہ جمہوریت خلاف اسلام ہے۔ جس کے ووٹر صرف نسلی مسلمان ہوں اور ان میں اسلامی ذہنیت اور اسلامی فکر نہ ہو (ب) کیرکٹر کے اعتبار سے جتنے ٹائپ کافر قوموں میں پائے جاتے ہیں۔ اتنے ہی اس قوم میں موجود ہیں (ج) یہ اخلاقی حالت جس قوم کی ہو۔ اس کی تمام کالی اور سفید بھیڑوں کو جمع کرکے ایک منظم گلہ بنا دینا اس سے اعلاء کلمۃ اللہ ہرگز نہیں ہوسکتا (د) زہریلے دودھ سے جو مکھن نکلے گا۔ وہ اس سے بھی زیادہ زہریلا ہوگا۔ تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس وقت پاکستان کی مسلم قوم کے اندر مذکورہ خرابیاں موجود نہیں۔ یقیناً ہیں۔ بلکہ پہلے سے بھی بڑھ کر۔ تو اب مودودی صاحب جمہوریت کا مکھن کس دودھ سے نکالنا چاہتے ہیں؟ اب جمہوریت کے نام سے کالی اور سفید بھیڑوں کا منظم گلہ بنانے کی کیوں کوشش ہو رہی ہے۔ اب خود ساختہ جماعت اسلامی کن لوگوں سے ووٹوں کی بھیک مانگ کر کلمہ اسلام بلند کرنا چاہتی ہے؟

### متفقین کا گروہ

کیا مودودی جماعت کے ارکان سب اصلی مسلمان ہیں؟ کیا متفقین کا گروہ آپ کے مذکورہ اصول کے مطابق ووٹ دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ کیا اس میں زہریلا دودھ تو نہیں ہے؟ مودودی جماعت نے جو یہ اعلان کیا ہے کہ لاہور کانفرنس میں تقریباً چار ہزار نئے مسلمان جماعت کے متفقین میں شامل ہوئے ہیں تو کیا وہ سب اصلی مسلمان ہیں؟ یا کالی اور سفید بھیڑوں کا گلہ منظم کیا گیا ہے۔ جن بالغ مسلمانوں کو آپ ووٹ کا حق دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیا وہ رجسٹر میں درج ہونے اور آپ کا مطالبہ پورا ہونے کی وجہ سے سب اصلی مسلمان بن جائیں گے؟

### یہ فریب کاری کیوں؟

مودودی جماعت اپنے سابقہ مذکورہ اصولوں سے کیوں منحرف ہو رہی ہے۔ کیا یہ قوم کے ساتھ انتہائی مکاری اور فریب کاری نہیں ہے؟

### دوسرا سوال

موجودہ حکومت اسلامی ہے یا غیر اسلامی؟ ظاہر ہے آپ

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

# قرآن وسنت کا قانون ملک میں جلد رائج ہونا چاہیئے

## طلباء، مزدوروں اور کسانوں کے مسائل پر فوری توجہ دینی چاہیئے

جمعیۃ علماء اسلام کراچی کے زیر اہتمام زیر صدارت مولانا محمد اسماعیل صاحب جس میں مولانا عبدالحکیم صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن نے ولولہ انگیز تقریر کرتے ہوئے کہا کہ دنیا سے بدامنی اور فساد صرف اسلام مٹا سکتا ہے آپ نے کہا کہ اسلام سلامتی کی دعوت دیتا ہے۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور صحابہ کرامؓ کی سیرت سے واقعات جن سے اسلام کی سربلندی اور انسان کے لئے امن و امان کے واقعات پر روشنی پڑتی ہے کہا کہ اسلامی سلطنت کی سرحدوں اور اسلام کے عقاید و نظریات کی حفاظت کا راز اسلامی جہاد میں مضمر ہے۔

آپ نے کہا۔ افسوس کا مقام ہے کہ اسلام کے نام پر بنی ہوئی مملکت میں منکرین ختم نبوت جہاد کے حرام ہونے کا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اور حکومت نے اس گروہ کو نہ صرف یہ کہ تحفظ دے رکھا ہے بلکہ اس گروہ کے خلاف اسلام نظریات کی سرپرستی کر رہی ہے۔

آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ یہ ملک اسلام کے لئے بنا ہے۔ اور یہاں پر قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی قانون نافذ کیا جائے جس میں مزدور کسان کو اسلامی عدل و انصاف نصیب ہو اور الحاد و دہریت کی تبلیغ بند ہو سکے

آپ کے بعد مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں اکیس سال سے اسلامی اقتدار کو مٹانے کے لئے جو منصوبے تجویز ہوتے رہے۔ موجودہ حکومت نے اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھ کھیل کر اسلام دشمنی کا ثبوت فراہم کیا۔ خاندانی منصوبہ بندی اور عائلی قوانین سے رسوائے زمانہ قرآن وسنت کے خلاف قوانین نافذ کئے۔ مولانا ہزاروی نے فرمایا کہ موجودہ حکومت سے کوئی بھی طبقہ خوش نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا۔ ۱۴ فروری کی ملک گیر ہڑتال اور جلوس اس ناراضگی کا ثبوت ہے۔ آپ نے کہا کہ ملک کے طلباء مستقبل کا عظیم سرمایہ ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ ایوب خاں کی حکومت میں طلباء کے جائز مطالبات کا جواب گولی سے دیا جاتا ہے۔ آپ نے کہا کہ موجودہ حکومت کی دس سالہ ترقی کا راز اب کھل رہا ہے۔ آپ نے کہا۔ ملک کے استحکام اور ترقی کا دار و مدار رعایا کے اطمینان اور اعتماد ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کے عوام پریشان ہیں اور موجودہ حکومت کے لئے مناسب ہے کہ وہ عوام کا مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے کرسی خالی کرے۔

آپ نے مجاہدانہ لہجہ میں فرمایا کہ یہ ملک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر بنا ہے۔ ہم یہاں کسی کذاب و دجال کی حکومت چلنے نہیں دینگے۔ مولانا نے فرمایا کہ ہم اس ملک میں قرآن و سنت پر مبنی نظام اسلام قائم کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور یہی ہماری جماعت کا نصب العین ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام اسی مقصد کے لئے باقی جماعتوں کے ساتھ موجودہ مشترکہ تحریک اور عوامی جد و جہد کو تقویت دینے کے لئے آگے آئی ہے آپ نے فرمایا کہ پاکستان میں گیارہ کروڑ پاکستانیوں کا دخل ہونا چاہیئے۔ ہم کسی بیرونی طاقت کا اثر و رسوخ اور مداخلت برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ نے موجودہ تحریک کو نونہالان وطن کی قربانیوں، مزدوروں، کسانوں اور علماء کرام کے بے باکانہ خطابات کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

آپ نے فرمایا کہ طلباء اور مزدوروں کے مطالبات جب تک کامل و مکمل طور پر پورے نہ ہو جائیں۔ عوامی جد و جہد جاری رہے گی۔ آپ نے فرمایا کہ جن افسروں نے طلباء پر گولیاں چلائی ہیں وقت آنے پر ان سے قصاص طلب کیا جائے گا۔

مولانا ہزاروی کی تقریر تقریباً بارہ بجے تک جاری رہی۔

(عبدالستار بروہی ناظم جمعیۃ علماء اسلام کراچی)

---

هم ح کہا کہ وہ باقی درپیش اختلافی مسائل پر سنجیدگی سے غور کریں۔ اور جن اختلافی مسائل کو اپنے اپنے خیالات کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔ ان کا حل اسلامی بنیادوں پر ہونا چاہیئے ورنہ ملک کو شدید نقصان پہنچے گا۔ مشترکہ بیان میں اس بات پر افسوس کا اظہار کیا گیا کہ جماعت اسلامی والے بعض مقامات پر جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ وہ ون یونٹ توڑنے اور علاقائی خود مختاری کے حامی ہیں حالانکہ جمعیۃ کے اکابرین نے اس مسئلہ کو عوام کی مرضی پر چھوڑا ہے لیکن تعجب کی بات ہے کہ جماعت اسلامی مشرقی پاکستان کے امیر مولانا عبدالرحیم صاحب، پروفیسر غلام اعظم صاحب اور خود میاں محمد طفیل صاحب قائمقام امیر مرکزیہ ون یونٹ کے توڑنے اور علاقائی خود مختاری کی پرزور تائید و مطالبہ کرتے ہیں۔ البتہ ان کے امام الوقت خود ساختہ مجدد جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے ابھی تک روزہ افطار نہیں کیا۔ دیکھیں ان کا نظریہ کیا ہے۔

مشترکہ بیان میں قائد جمعیۃ مفتی محمود صاحب و مولانا پیر محسن الدین صاحب و دیگر اکابرین جمعیۃ پر پورے پورے اعتماد کا اظہار کیا گیا۔

## جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کرلیں

### سندھیوں سے سندھیوں کی اپیل

حیدرآباد۔ سندھی زبان کے گیارہ نمایاں ادیبوں اور شاعروں نے ایک اخباری بیان میں اہل سندھ سے اپیل کی ہے کہ وہ جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کرلیں کیونکہ جماعت اسلامی اب اصلی روپ میں ظاہر ہو گئی ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ سکھر میں شاہ عبداللطیف بھٹائی کے رسالہ کو جلانے کے واقعہ کے بعد یہ ضروری ہو گیا ہے کہ سندھ کی تمام علمی اور ادبی جماعتیں اس واقعہ کی کھل کر مذمت کریں۔

## ملک گیر مطالبات

### قرآن وسنت کا قانون رائج کیا جائے

### کنڈا کوٹ:۔

مورخہ ۷ مارچ ۱۹۶۹ء بشب سنیچر بمقام مدرسہ دارالقرآن نزد نیشنل بنک کنڈہ کوٹ میں جمعیۃ علماء اسلام کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں درج ذیل حضرات نے خطاب کیا (۱) مولوی محمد اعظم ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام ضلع جیکب آباد (۲) مولوی فاروق احمد صاحب۔ درج ذیل قراردادیں پاس ہوئیں۔

(۱) یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک کے اندر جلد از جلد عائلی قوانین ختم کر کے اسلامی آئین جاری کریں

(۲) علماء اسلام اور دیگر معززین رہنماؤں نے جو چودہ نکاتی فارمولا تیار کیا ہے اس پر اظہار اعتماد کرتا ہے۔

(۳) کشمور سے شکارپور تک جو سڑک ہے وہ بالکل خراب ہو چکی ہے۔ اس کی جلد از جلد مرمت کی جائے۔

(محمد قاسم ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام کنڈہ کوٹ)

### منگیرہ:۔

مورخہ ۷ مارچ ۱۹۶۹ء بعد از نماز جمعہ مولوی محمد شید اللہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام منگیرہ ضلع میانوالی کی صدارت میں اجلاس ہوا۔ درس قرآن مجید کے بعد ملک کے سیاسی حالات پر تبصرہ کیا گیا اور جمعیۃ کے اغراض و مقاصد بیان کئے گئے اور مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئی۔

جمعیۃ علماء اسلام منگیرہ کا یہ اجلاس سیاسی رہنماؤں علماء کرام اور تمام آزاد راہنماؤں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے کہ صدر مملکت کے آئندہ صدارتی انتخاب میں حصہ نہ لینے کے اعلان سے تمام تر بوجھ آپ کے کندھوں پر ہے اور عوام کی ساری جد و جہد کی ذمہ داری آپ کے سر پر ہے۔ اب ایسا وقت آگیا ہے کہ متحد ہو کر خوب غور و تدبر سے عوام کی آرزوؤں کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ اس لئے تمام رہنماؤں کو متفقہ طور پر ایک ایسا جامع نظام پیش کرنا چاہیئے جس سے ہر فریق و جماعت اور ہر مذہب کے حقوق کا لحاظ ہو، ہر انسان کی ضروریات زندگی پوری ہو سکیں۔ عدل و انصاف قائم ہو ظلم و ستم کی جڑ کٹ جائے۔ آمریت و شخصی حکومت پارہ پارہ ہو جائے۔ یہ بات ہر ایک کے سامنے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ایسا جامع نظام فقط اسلامی نظام ہے جس کی داد غیروں نے بھی دی اور جس کو غیروں نے اپنا کر اپنی قوم کو سکون و راحت کی زندگی پر گامزن کیا۔ اس لئے جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس آپ سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ تمام غیر اسلامی قوانین مثلاً خاندانی منصوبہ بندی، عائلی قوانین وغیرہ کو ختم کر کے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کردیں۔ (نور محمد ناظم دفتر جمعیۃ منگیرہ)

### منڈی آدم:۔

جمعیۃ علماء اسلام کے اراکین مولانا قائم الدین، مولانا محمد عرفان قادری، حافظ عبدالغفور صاحب جعفری نے ایک مشترکہ بیان میں گول میز کانفرنس سے بیسے کا نتیجہ ...

(باقی کالم ۲ میں)

# اسلام چند خاندانوں کو دولت سمیٹنے کی اجازت نہیں دیتا

## تمام مسائل کا حل اسلام میں موجود ہے، امیر جمعیۃ علماء اسلام لائل پور

لائلپور ۔ ۱۸ مارچ ۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے ۔ اس ملک میں رہنے والے اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرسکتے ہیں ۔ یہ الفاظ گذشتہ روز مفتی محمد یوسف الحسینی امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور نے کہے ۔ انہوں نے کہا ۔ ہم میں سے کچھ عاقبت نااندیش لوگوں نے قرآن پاک جلاکر اپنی تباہی کو آواز دی ہے اور پوری قوم اس احمقانہ حرکت پر نادم ہے ۔

انہوں نے کہا سوشلزم ایک نامکمل نظریہ ہے ۔ اس کے مقابلہ میں اسلام ایک عالمگیر اور قابل عمل اور مکمل نظریہ حیات ہے ۔ اسلام میں معاشی ناہمواری اور اقتصادی مشکلات کا حل موجود ہے ۔ اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ چند خاندان یا با اختیار طبقہ ملک کی دولت سمیٹ کر عوام کو نان شبینہ کا محتاج کردے ۔ مفتی محمد یوسف نے کہا ۔ ہمیں پاکستان میں صحیح معنوں میں اسلامی انقلاب لانا چاہیئے ۔ اور اپنی تمام مشکلات کا حل اسلام میں تلاش کرنا چاہیئے

امیر جمعیۃ علماء اسلام نے مطالبہ کیا ہے کہ قرآن پاک کو جلانے والے افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جائے ۔ انہوں نے دائیں اور بائیں بازو کی جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے سیاسی کارکنوں کو معقولیت اختیار کرنے کی تلقین کریں ۔ انہوں نے کہا ۔ ہمیں اتحاد برقرار رکھنا چاہیئے اور اتحاد و اتفاق کی فضا صرف اسلام کی بنیاد پر قائم کی جاسکتی ہے ۔ انہوں نے مذہبی جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ نظریاتی آویزش کے اس نازک دور میں عوام کی رہنمائی کے لئے میدان میں نکل آئیں تاکہ اسلام دشمن طاقتیں اس ملک میں خانہ جنگی کی فضا پیدا نہ کرسکیں

## نظام اسلام پارٹی مشرقی پاکستان کے صدر توجہ فرمائیں

گوجرانوالہ ۱۹ ، مارچ ۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے ناظم نشریات زاہد الراشدی نے مشرقی پاکستان نظام اسلام پارٹی کے صدر مولانا محمد صدیق سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی پوزیشن واضح کریں ۔ کیونکہ جب سے وہ مغربی پاکستان کے دورہ پر آئے ہیں ۔ اخبارات میں انہیں جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے صدر کی حیثیت سے متعارف کرایا جارہا ہے ۔ اور آج ایک اخبار نے انہیں نظام اسلام پارٹی مشرقی پاکستان اور جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان دونوں پارٹیوں کا صدر لکھ دیا ہے ۔ جس سے عوام میں غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے کیونکہ جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے امیر مولانا پیر محسن الدین ایم ، این ، اے ہیں اور جمعیۃ کا نظام اسلام پارٹی سے کوئی ایسا اشتراک عمل بھی نہیں کہ ایک پارٹی کا صدر دوسری پارٹی کی صدارت بھی سنبھال سکے ۔ اس لئے میں مولانا محمد صدیق سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی پوزیشن جلد از جلد واضح کریں ۔

## کھلنا (مشرقی پاکستان) میں عظیم الشان جلسۂ عام

۲۷ ، ۲۸ ، مارچ جمعرات و جمعہ دو روزہ جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان کانفرنس ہورہی ہے جس میں مغربی پاکستان سے حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان ، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان سے جناب پیر محسن الدین احمد (ایم این اے) امیر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان ، مولانا شمس الدین قاسمی ناظم جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان شرکت فرمائیں گے ۔

## مولانا بشیر احمد حامد کی جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت

رحیم یار خاں ۔ جامعہ معارف اسلام رحیم یار خاں کے مہتمم مولانا بشیر احمد حامد نے جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہونے کا اعلان کردیا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ میں نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت اپنا فرض سمجھ کر اختیار کی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے خلاف گوناگوں فتنے اٹھ کھڑے ہونے کی وجہ سے جو صورت حال پیدا ہوچکی ہے ۔ اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے میں نے یہ سمجھا ہے کہ جمعیۃ اس سلسلے میں مفید کام کرسکتی ہے ۔

## مصری طیارہ تباہ ہوگیا

قاہرہ ۲۰ ، مارچ ۔ متحدہ عرب جمہوریہ کا ایک طیارہ جس میں ۱۰۱ حاجی سوار تھے اسوان بند کے ہوائی اڈے کے قریب تباہ ہوگیا ۔ جہاز کے اس حادثے میں ۹۱ حاجی جاں بحق اور ۱۰ زخمی ہوگئے ۔ تین کی حالت نازک ہے (ر ۔ پ)

---

# سرمایہ دار اور صنعت کار ، مساوات اور معاشی انصاف کے اسلامی اصولوں کو اختیار کریں !

## انتخابات میں رکاوٹ ڈالی گئی تو ملک پر پھر آمریت مسلط ہوجائے گی

### جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے امیر پیر محسن الدین کی پریس کانفرنس

لاہور ۱۸ ، مارچ ۔ جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے امیر پیر محسن الدین نے صنعت کاروں اور امیر طبقہ سے کہا ہے کہ وہ بدلتے ہوئے حالات کو تسلیم کریں اور مساوات و معاشی انصاف جیسے اسلامی اصولوں کو اپنائیں ۔ یہ بات انہوں نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہی ۔

پیر محسن الدین نے کہا ہے کہ ان کی جماعت زائد دولت کو ضرورت مند افراد میں اسلامی طریقہ سے تقسیم کرنے کی حامی ہے ۔ اور چاہتی ہے کہ نئی حکومت دشوار حالات میں بھی دولت کو منصفانہ طریقہ سے تقسیم کرے ۔ انہوں نے کہا کہ ان کی جماعت کے دروازے صرف علماء کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر شخص کے لئے کھلے ہیں ۔ ہر فرد جمعیۃ علماء اسلام کا رکن بن سکتا ہے ۔ پیر محسن الدین نے مزید کہا کہ ان کی جماعت آیندہ انتخابات میں اسلام کے معاشی پروگرام اور مساوات کی بنیاد پر حصہ لیگی اور کسی شخص کو اس بات کی اجازت نہیں دے گی کہ وہ پاکستان کے سادہ لوح عوام کو لوٹنے کی کوشش کرے ۔ انہوں نے کہا کہ ان کی جماعت ہر اس فرد کی مخالفت کریگی جو پاکستانی عوام سے جمہوریت چھیننے کی کوشش کرے گا ۔ پاکستانی عوام نے دس سال کی جدوجہد کے بعد آمریت سے نجات حاصل کرکے جمہوریت واپس لی ہے ۔

پیر محسن الدین نے کہا کہ ان کی جماعت آئندہ انتخابات کو ناکام بنانے کی ہر کوشش کو ناکام بنائے گی ۔ اس لئے کہ انتخابات ہی کے ذریعہ ملک میں جمہوریت بحال ہوسکتی ہے ۔ اگر ملک میں جمہوریت بحال نہ ہوسکی ۔ تو یہاں یا تو کمیونزم آئے گا اور یا پھر آمریت دوبارہ قائم ہوگی ۔ اور جمعیۃ ان دونوں کی سخت مخالف ہے

انہوں نے کہا کہ ان کی جماعت کو پاکستان تحریک جمہوریت میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی ہے ۔ تاہم جمعیۃ اپنے اجلاس کے بعد ہی اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کرے گی ۔ اور یہ اجلاس آئندہ ماہ منعقد ہوگا ۔

انہوں نے مزید کہا کہ اگر ان کی جماعت تحریک جمہوریت میں شامل ہوگئی تو وہ اسلامی نظام کے قیام پر سب سے زیادہ زور دے گی ۔ جمعیۃ کی سب کمیٹی کے اجلاس میں جس کے کنوینر مفتی محمود ہیں ملک کے اقتصادی ، سماجی اور تعلیمی مسائل سے متعلق رپورٹ کو آخری شکل دے دی جائے گی ۔ اور جون تک اسے عوام کے لئے شائع کردیا جائے گا ۔ جمعیۃ کی طرف سے ایک کانفرنس آج سلہٹ میں منعقد ہوئی ۔ جس میں ملک کی سیاسی صورت حال پر غور کیا گیا اور آئندہ لائحہ عمل مرتب کیا گیا ۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ان کی جماعت کا جماعت اسلامی ۔ پیپلز پارٹی یا کسی اور جماعت کے ساتھ اشتراک صرف اسی صورت میں ممکن ہوگا کہ ان کی جماعت کے مطالبات تسلیم کرلئے جائیں ۔ ان مطالبات میں سماجی اور معاشی انصاف کی بنیاد پر اسلامی نظام حکومت قائم کرنا شامل ہیں ۔

## یہ انداز گفتگو.....

بلا تبصرہ

# مودودی صاحب کی صالح زبان

ترتیب :- علامہ زبیر مصری

"سکہ بند صالحین" اکثر دوسروں کو اخلاق کا درس دیتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ ان دنوں کو بیچارے زیادہ ہی اخلاقی اقدار پر زور دے رہے ہیں اور ساتھ ہی علماء کو سوشلزم اور اشتراکیت کا ہوا دکھا کر اتحاد کا وعظ بھی فرماتے ہیں۔ بعض سادہ لوح بزرگ اور عوام اس تلبیسی پرچار سے متاثر بھی ہو جاتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ ان سادہ دل بندوں کو مودودی صاحب کے بے لگام اور گستاخ قلم سے نکلے ہوئے وہ تیر و نشتر کیوں یاد نہیں رہتے۔ جو انہوں نے معصوم انبیاء علیہ السلام، صحابہ کرام، ائمہ ملت اور علماء اسلام کے تقدس پر برسائے ہیں اور ایک عرصہ سے قرآن و حدیث اور تاریخ کو مسخ کرنے کے شوق بے پایاں میں مصروف ہیں۔

خدانخواستہ اگر ہمارے وہ بزرگ مودودی صاحب کے گمراہانہ افکار و نظریات سے واقفیت کے باوجود اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے تو غیرت دینی سے یہ دوری توبہ ! پھر ہم یہ معاملہ خدا کے حضور چھوڑتے ہیں۔ ہم یہاں مودودی صاحب کے کچھ "فرمودات" نقل کر رہے ہیں تاکہ سند رہے اور معلوم ہو جائے کہ دین کے یہ علمبردار دین اور علماء دین کی رسوائی کا سبب بن رہے ہیں۔ خدارا ان نظریات کو پڑھیں اور فیصلہ دیں کہ کونسی طاقت اسلام کے لئے مہلک جراثیم کی پرورش کر رہی ہے اور شعائر اسلامی کی توہین کا ارتکاب کون کر رہا ہے۔

---

### آپ کی داڑھی زبردستی نہیں مونڈھی جائیگی

"اس آ[illegible] بردانے کو لیکر جو مولوی صاحب پشاور سے مدراس تک اس لینڈ کی تبلیغ کرتے پھرتے رہے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ پروانہ آپ کو ذاتی آزادی ضرور دیتا ہے۔ قال اللہ و قال الرسول میں مشغول رہیں آپ کی داڑھی یقیناً زبردستی نہیں مونڈھی جائیگی نہ آپ کی عبا ضبط کی جائے گی نہ آپ کی تسبیح چھینی جائے گی ، البتہ اس امر کی ضمانت نہیں کہ آپ کی نسل سے دوسری پشت میں کوئی آذر تراشنا اور تیسری پشت میں کوئی دیو کا پرستار نہ ہوگی"۔

(ترجمان القرآن جمادی الاول ۱۳۵۷ھ)

### یہ علمائے دیوبند و سہارنپور

### عیسائی ذہنیت فاسدہ کا شکار

"اب یہ علماء (علمائے دیوبند و سہارنپور) اس مقام سے گذر چکے ہیں۔ جہاں ان سے خطاب کیا جاسکتا"۔

ترجمان القرآن ص ۳۱)

یہ کبھی اس جگہ پر تھے ہی نہیں۔ جہاں ان سے خطاب کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ پہلے ہی عیسائی ذہنیت فاسدہ کا شکار ہو چکے تھے۔ اور میں اپنے رفقاء کو سالہا سال قبل منع کر چکا تھا کہ ان کے آستانوں کے قریب تک نہ پھٹکیں" (ص ۲۲)

"الحمد للہ میں خوش ہوں کہ یہ فتنہ پسند گروہ قریب آنے کے بجائے دور جا رہا ہے"۔

"اللہ تعالے ان لوگوں کو یہ توفیق ہی نہیں دینا چاہتا کہ یہ اس کے دین کی کوئی خدمت کریں۔ اللہ کا غالباً یہ فیصلہ ہے کہ ان ہی فتنوں کی انہیں توفیق عطا فرماتا ہے

(ترجمان القرآن ربیع الاول تا جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ ص ۲۶۸ ، ۲۷۲)

### "ظالم ہے ، غاصب ہے ، باغی ہے"

### "ان کو زمین میں جینے کا حق بھی نہیں ہے"

اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ زمین کا مالک اللہ ہے اس کی زمین پر رہنے اور اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے اور اس کی ملکیت میں تصرف کرنے کا حق صرف ان کو پہنچتا ہے۔ جو اس کا مطیع فرمان ہو۔ اور اس کے قانون فطری و شرعی کا اتباع کرے۔ جو ایسا نہیں کرتا۔ وہ ظالم ہے۔ غاصب ہے ، باغی ہے۔ اس کی یہ نافرمانی صرف خلاف حق ہی نہیں بلکہ زمین کے انتظام میں فساد اور اہل زمین کے لئے فتنہ کی موجب بھی ہے۔ لہذا حق تو یہ ہے کہ جو لوگ خدا سے پھرے ہوئے ہیں اور اس کے قانون شرعی و فطری سے منحرف ہیں۔ ان کو زمین میں جینے کا حق بھی نہیں ہے۔ (از سید ابوالاعلیٰ ترجمان القرآن جلد ۲۱ عدد ۳ ، ۴ ، ۵ ص ۲۴۱)

کیا پاکستان کا سرمایہ دار و جاگیر دار قانون شرعی و فطری کا پابند ہے ؟

اور اگر ان ہی نظریات کا پرچار کسی دوسرے پلیٹ فارم سے ہوتا ہے تو پھر وہ کیوں غیر اسلامی تصورات خیال کیئے جاتے ہیں اور انہیں اشتراکیت و سوشلزم کا علمبردار کہا جاتا ہے ؟

---

## ضروری یادداشت

### (جو گول میز کانفرنس کے اجلاس کے موقع پر پیش کی گئی)

بخدمت جناب صدر پاکستان محمد ایوب خان صاحب و نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب کنوینر جمہوری مجلس و تمام معزز شرکائے گول میز کانفرنس !

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اس انقلابی فیصلہ کن وقت میں آپ کی توجہ ادھر مبذول کرانا ضروری ہے کہ :

(۱) قوم پاکستان میں اسلامی نظام حکومت اور شرعی احکام کا نفاذ چاہتی ہے۔

(۲) ہزاروں شہدائے تحریک ختم نبوت کا خون آپ سے مطالبہ کرتا ہے کہ اہل اسلام اس خبر کے سننے کے لئے بے چین ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دے کر ان کو کلیدی آسامیوں سے محروم کر دیں۔ تاکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے علاوہ انگریزی سامراج کی ریشہ دوانیاں بھی ختم ہو جائیں۔

(۳) عائلی قوانین کی منسوخی کا فوری اعلان کر دیں تاکہ آپ خدا تعالے کے سامنے سرخرو ہوں اور آپ کو ملک و ملت کے لئے بہتر جینے کی توفیق نصیب ہو

امید ہے کہ آپ بحیثیت درد مند مسلمان ہونے کے ان بنیادی امور کو نظر انداز نہ فرمائیں گے۔ جو کہ ہماری تمام مشکلات اور درد دل کا مداوا ہیں۔ اور پوری قوم کا یہ مطالبہ ہے۔

آپ کا خیر اندیش

(مولانا) عبدالحکیم خطیب و مہتمم جامعہ فرقانیہ مدنیہ و ناظم عمومی ڈویژنل جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی)

### سید احمد شاہ صاحب کی وفات

مولانا سید احمد شاہ صاحب چوکیرہ ضلع سرگودھا ۲۳ مارچ کو رات گئے فالج کے شدید حملہ کے باعث وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ادارہ ترجمان اسلام ان کے غم میں برابر کا شریک ہے

(ادارہ)

## بقیہ ـــــ مفتی محمود کا خطاب

### سوشلزم کی طرف دوڑنے والے بھی مسلمان ہی ہیں، مگر وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

مفتی صاحب نے صدر صاحب کے کانفرنس کے بیان کے متعلق فرمایا کہ صدر صاحب کے آخری جملے کہ پاکستان میں سیاسی معاشی مسائل کو اسلام کے اصولوں میں تلاش کرنا چاہیئے ۔ ا پاکستان کا مقصد ہی اسلامی مملکت کا قیام ہے یہ جملے میں نے بیان میں شامل کرائے تھے۔
اس جلسے سے مولانا عبیداللہ انور خطاب کرنے والے تھے مولانا صاحب تو اس لئے نہ پہنچ سکے کہ ڈھاکہ کا پندرہ روزہ پروگرام صوبائی ناظم بنا چکے تھے۔ اس لئے موصوف کو ڈھاکہ روانہ ہونا پڑا۔ اور مفتی صاحب کو خان پور روانہ کیا۔ جلسہ میں درگاہ عالیہ دین پور شریف کے سجادہ نشین وقت کے ممتاز عارف باللہ اور پاکستان کی سلامتی کے لئے ہمہ وقت دعاگو اور اسلامی نظام کے اجراء و احیاء کے لئے بے چین حضرت مولانا عبدالہادی صاحب بھی تشریف لائے ۔ اور یوں جلسہ کے ہزاروں سامعین کو زیارت سے نوازا اور جلسہ کی صدارت فرمائی ۔

جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی جو ابھی فریضہ حج اور زیارت حرمین سے واپس آئے ہیں نے بھی جلسہ کو خطاب فرمایا۔ آپ نے مطلع کیا کہ حرمین میں اس دفعہ بھی مرزائی حج کے لئے گئے ہیں اور ہر جگہاں کے بڑے بڑے افسر موجود ہیں ۔ مولانا نے امت مسلمہ کے لئے اس کو سانحہ عظیم قرار دیا۔ مولانا نے حج پر سے پابندیاں ہٹانے کا بھی مطالبہ کیا۔

مولانا نے فرمایا۔ ہمارا نصب العین ختم نبوت کی حفاظت اور اسلامی نظام کا اجراء ہے۔ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھ سکتے۔ جب تک اسلام اس ملک میں مکمل طور پر رائج نہیں ہو جاتا اور اسلام کو پوری حفاظت نہیں مل جاتی آپ نے فرمایا۔ آئندہ اسلام کو لانے کا راستہ صاف ہوگیا ہے۔ اب آپ کے سامنے کوئی عذر نہیں۔ اس لئے اسلام کی حمایت کرو۔ مولانا نے اعلان کیا۔ ہم فرنگی نظام کی ہر ہر داغ کو مٹا کر رہیں گے۔ اور محمدی نظام ہر صورت میں اس ملک میں لائیں گے۔ اسی سے ملک سلامت اور مستحکم اور خوشحال ہو سکتا ہے۔ مولانا نے آخر میں مسلمانوں اور پاکستان سب کے لئے نہایت سوز و درد سے دعا کی ۔

اس سے قبل مفتی محمود بہت بڑے جلوس کی شکل میں سٹیشن سے جلسہ گاہ تک لایا گیا۔ فضا نعرۂ تکبیر، ختم نبوت، اسلام زندہ باد، اسلامی نظام رائج کرو کے نعروں سے معمور تھی ۔

## شاہ صاحب کو صدمہ

جمعیۃ علماء اسلام شہر قصور کے امیر اور جامع مسجد کوٹ مراد خاں کے خطیب مولانا سید محمد طیب ہمدانی کے چھوٹے بھائی ایک عرصہ بیمار رہنے کے بعد انتقال فرما گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم انتہائی نیکدل اور مخلص آدمی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیوہ اور چار بچے چھوڑے ہیں ۔ (ادارہ)

## بقیہ ـــ جماعت اسلامی کا سیاسی کردار

اسلامی حکومت نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس کے بعد اقتدار میں اسلامی آئین جاری نہیں کیا گیا۔ اور ان کے جاری کردہ عائلی قوانین بھی کتاب و سنت کے خلاف ہیں تو کیا غیر اسلامی حکومت کی ملازمت مودودی صالحین کے لئے جائز ہے؟

### یہ دو رنگی کیوں ؟

جب تک قرارداد مقاصد پاس نہیں ہوئی تھی مودودی صاحب کا فتویٰ یہ تھا کہ حکومت پاکستان کی ملازمت جائز نہیں ۔ بالخصوص فوجی ملازمت حرام ہے ۔ (ملاحظہ ہو نوائے وقت ۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۸ء) لیکن قرارداد مقاصد پاس ہونے کے بعد یہ فتویٰ باقی نہ رہا ۔ اب مودودی صالحین ملازمت کو جائز سمجھتے ہیں ۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا کاغذ پر قرارداد پاس ہونے سے پاکستانی حکومت اسلامی بن گئی۔ جبکہ اسلامی قانون اب تک جاری نہیں ہو سکا ۔ اگر محض کاغذ پہ اسلام کا نقشہ بنانے سے اس کو اصلی اسلام آپ تسلیم کر رہے ہیں تو ایک مسلمان اگر زبان سے کلمہ اسلام ادا کرے اور اس کی زندگی اس کے خلاف ہو تو اس کو آپ اصلی مسلمان کیوں نہیں سمجھتے ۔

### مودودی فلم سازی

ایک فلمی رسالہ مصور میں "مولانا مودودی کا خاص انٹرویو" کے عنوان سے لکھا ہے کہ :-

" مولانا مودودی نے ایک خصوصی انٹرویو کے دوران ارشاد فرمایا کہ فلم سازی خلاف اسلام نہیں بشرطیکہ یہ اسلام کی قائم کردہ حدود کے اندر ہو"

### فلم اور ایکٹریسیں

مولانا نے ایک اور سوال کے جواب میں بتایا کہ کوئی ضروری نہیں کہ عورتوں کو بھی پردۂ فلم پر پیش کیا جائے لیکن اگر ان کا پیش کیا جانا ناگزیر ہو تو انہیں اس طور پر پیش کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی حدود سے متاثر نہ ہوں ۔
(پندرہ روزہ مصور لاہور یکم مئی ۱۹۶۳ء)

### مقامِ عبرت

مسلمانو! یہ ہے امیر جماعت اسلامی کا نظریہ فلمسازی جن کا بلند بانگ دعویٰ یہی ہے کہ ہم مکمل اسلامی نظام کا قیام چاہتے ہیں۔ سنجیدہ اور اہل فہم لوگ جانتے ہیں کہ فلم اور سینما نے اسلامی تہذیب و اخلاق کو کس طرح برباد کیا ہے۔ اول تو فوٹو اسلام میں ناجائز ہے۔ پھر فلمی ایکٹروں اور ایکٹریسوں کا حال سب جانتے ہیں۔ خدا جانے مودودی صاحب ایسے لوگوں کے ذریعہ فلمی پردوں پر کلمۂ اسلام کس طرح بلند کریں گے ۔ کیا یہ فلمی اداکار اصلی مسلمان بن جائیں گے ۔ علاوہ ازیں مودودی صاحب کا یہ فرمانا کہ اگر ضرورت پڑی تو اسلامی حدود میں فلمی پردہ پر عورتوں کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ کیا کوئی شریف اور باحیا عورت فلمی پردے پر کوئی پارٹ ادا کرنے کے لئے تیار ہو سکتی ہے؟ اگر مودودی صاحب فلم ... بنانا چاہتے ہیں تو اس کی آسان صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی جماعت اسلامی میں سے ہی ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی ایک جماعت تیار کریں تاکہ صالح فلم سازی جاری ہو سکے ۔ مقام غور ہے ۔ کیا ایسی دو رنگی چال چلنے والی اور حالات کے ماتحت اپنے قائم کردہ اصول ترک کرنے والی جماعت بھی یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ ان کا مقصد پاکستان میں اسلامی نظام کا قیام ہے۔

نوٹ :- مودودی صاحب کے خلاف اسلام عقائد و مسائل سے واقف ہونے کے لئے "مودودی مذہب" کا مطالعہ کریں انشاءاللہ اس جماعت کی مذہبی پوزیشن واضح ہو جائے گی

## جمعیۃ علماء اسلام ضلع خیرپور کا اجلاس

مورخہ ۲۲ کو دو بجے دوپہر کو زیر صدارت امیر ضلع مولانا غلام ... صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک قاری عبدالکریم صاحب نے فرمائی۔ بعد ازاں اجلاس شروع ہوا۔ گذشتہ کارروائی پڑھ کر سنائی گئی۔ نیز توثیق کی گئی ۔

مولانا عزیز اللہ صاحب مبلغ جمعیۃ علماء اسلام خیرپور ڈویژن نے حالات حاضرہ پر مؤثر خطاب فرمایا ۔ مندرجہ امور بالاتفاق طے پائے :-

(۱) جمعیۃ علماء اسلام ضلع خیرپور مولانا عطاء اللہ صاحب کی جو جگہ خالی ہے اس کو پُر کیا جائے ۔ تاکہ ضلع میں قبائلی شاخوں سے رابطہ قائم ہو سکے ۔ اور جمعیۃ کی دعوت کو وسیع بنیادوں پر عام کیا جائے ۔ اس سے متعلق مولانا غلام محمد صاحب کو مقرر کیا گیا کہ جو اپنی رائے سے مناسب سمجھیں مبلغ متعین کریں۔ اس سے متعلق تمام اختیارات موصوف کو دیئے گئے

(۲) مولانا حبیب اللہ صاحب شیخ کی جگہ نئے ناظم عمومی سے متعلق فیصلہ کو اگلی مجلس شوریٰ تک مؤخر کر دیا گیا

(۳) فنڈ اور تبلیغی دورے سے متعلق مختلف پروگرام تمام وسعتوں میں تقسیم کر دیئے گئے ۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں بالاتفاق منظور ہوئیں :-

(۱) یہ اجلاس صدر ایوب کے اس اعلان کو کہ وہ آئندہ الیکشن میں حصہ نہیں لیں گے اور یہ قطعی اور ناقابل تنسیخ ہے ۔ خیر مقدم کرتا ہے ۔

(۲) یہ اجلاس کھلنا، ڈھاکہ، کراچی، لاہور اور ملک کے دیگر شہروں میں عوام پر تشدد اور فائرنگ، مساجد کی بے حرمتی کے خلاف سخت غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے ۔ نیز مطالبہ کرتا ہے کہ ان ظالم ذمہ دار افسران کو سخت سزا دیکر کیفر کردار تک پہنچایا جائے ۔ اجلاس دعا پر ختم ہوا ۔
(محمد خان عزیزیہ ناظم دفتر)

## انتخاب جمعیۃ بوریوالہ

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ کو زیر صدارت حافظ عبدالرحیم صاحب نعمانی جمعیۃ علماء اسلام بوریوالہ کا انتخاب عمل میں لایا گیا

| | |
|---|---|
| امیر | حافظ مظفر طارق عثمانی |
| ناظم | حافظ محمد کفایت اللہ عثمانی |
| خازن | عبدالحلیم |

# بقیہ — خطبہ جمعہ

پھر سوچ لو کہ اس سوال کا کیا جواب دوگے۔ بے شک تم نے پنجاب یونیورسٹی کا بی۔اے اور ایم۔اے کا کورس پڑھایا، لیکن پرائمری سے لے کر ایم۔اے کے کورس تک قرآن مجید ناظرہ بھی اس میں پڑھایا جاتا ہے۔ نہ پاکستان بننے سے پہلے پڑھایا جاتا تھا۔ نہ اب پڑھایا جاتا ہے۔ جو پاکستان بننے سے پہلے کورس تھا۔ وہی کورس اب بھی ہے۔ تم کو آخر خدا کے ہاں جانا ہے۔ پھر بتاؤ اس کا کیا جواب دوگے؟ اولاد دل کا پھل ہے

رواہ احمد والترمذی ابی موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی آدمی کا بچہ مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرکے آئے ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں۔ ہاں (لے آئے ہیں) پھر فرماتا ہے۔ میرے بندے نے کیا کہا۔ پھر عرض کرتے ہیں۔ تیری تعریف کی ہے۔ اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ تب (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے۔ میرے بندے کے لئے بہشت میں ایک گھر تیار کرو۔ اور اس کا نام بیت الحمد (شکریے کا گھر) رکھ دو"۔

عورتوں کی عادت ہے کہ جہاں کوئی مریض قریب المرگ ہو۔ وہاں ضرور پہنچتی ہیں۔ ان کو مردوں سے زیادہ پتہ ہوتا ہے کہ اب یہ شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ عورتیں گھروں میں رہتی ہیں۔ مرد باہر ہوتے ہیں۔ انہیں تب پتہ چلتا ہے۔ جب کوئی مرجاتا ہے۔ یہ اس معاملہ میں ایکسپرٹ ہوتی ہیں کہ جی اس کی ناک کی گھوڑی ٹیڑھی ہوگئی ہے۔ فلاں کے پاؤں متورم ہوگئے ہیں۔ بس فلاں دو تین دن کا مہمان ہے۔ فلاں کا دو گھنٹہ میں کام ہوجائے گا۔ اس لئے فوراً وہاں پہنچ کر رونا دھونا اور بین کرنا شروع کر دیتی ہیں کہ ہاں یوں تھا۔ تو ایسا تھا تو ویسا تھا۔ یاد رکھو۔ یہ رونے دھونے میت کے حق میں سخت مضر ہیں۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اللہ جل شانہ نے انسان کی اولاد کو دل کے پھل سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور پھلوں میں اچھا پھل وہ ہوتا ہے جس کا رنگ خوشنما ہو۔ سونگھنے میں خوشبودار ہو۔ کھانے میں خوش ذائقہ ہو۔ اور آسانی سے ہضم ہوکر جزو بدن ہوجائے۔ اسی طرح آپ اپنے دل کے پھل اپنی اولاد کو ہر صفت موصوف بنائیں۔ دنیاوی سعادت کی خاطر چاہے ان کو ڈاکٹر بنائیں۔ انجینئر بنائیں۔ وکیل بنائیں۔ بیرسٹر بنائیں۔ پی، ایچ، ڈی بنائیں۔ ڈی سی ایس ہی بنائیں۔ لیکن ساتھ ساتھ ان کو مسلمان بھی بنائیں۔ اگر آپ سچا اور کھرا مسلمان بنانا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے نصاب تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنیئے:۔

عن مالك بن انس مرسلاً قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله و سنة رسوله (رواه فی الموطا)

مالک بن انس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے۔ تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ (وہ چیزیں کون سی ہیں) اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔

اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جب تک مسلمان قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے رہیں گے۔ اور اس پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش نظر رکھیں گے۔ اس وقت تک گمراہ نہیں ہوں گے۔ میں تیس پینتیس برس سے یہاں پر درس قرآن دے رہا ہوں۔ اور جمعہ پڑھا رہا ہوں۔ میں ہمیشہ سے کہتا رہا ہوں کہ ہم عصری تعلیم کے مخالف نہیں۔ تقسیم سے قبل انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں کہا کرتا تھا۔ کہ ہمارا مقابلہ ہندوؤں سے ہے۔ اگر ہندو ڈاکٹر آئے تو مقابلہ میں مسلمان ڈاکٹر آئے۔ اگر ادھر سے ایل۔ ایل۔ بی آئے۔ تو ادھر سے بھی ایل، ایل، بی آئے۔ ادھر سے ایم۔ ایس، سی آئے تو ادھر سے بھی ایم، ایس، سی آئے۔ لیکن میرے بھائیو۔ اس دنیاوی تعلیم کو کافی وافی نہ سمجھو۔ اگر اللہ کی بارگاہ میں مردود نہیں۔ بلکہ مرحوم ہونا ہے۔ تو کچھ نہ کچھ دین بھی سیکھو۔ تمہاری بڑی سے بڑی دنیاوی تعلیم ایل، ایل، ڈی اور ایل، ایم، ایس کی اللہ کے دربار میں کوئی پوچھ نہیں۔ الدنيا ملعونة وملعون ما فيها۔ اگر ملعون بننا نہیں چاہتے۔ تو دینی تعلیم ضرور حاصل کرو۔ یاد رکھو۔ اگر قال اللہ و قال الرسول کا نور سینے میں نہیں۔ تو یہ سب کچھ بیکار ہے۔ یہ بڑی بڑی کوٹھیوں میں رہنے والے جنہوں نے صرف پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم پائی ہے کیا ان کو کلمہ طیبہ بھی آتا ہے؟ جب کلمہ بھی نہیں آتا تو نماز اور قرآن تو کہیں رہا۔ یہ بڑے لوگ ہیں۔ کیونکہ ساٹھ ہزار کی کوٹھی میں رہتے ہیں۔ یہ بڑے اس لئے ہیں کہ پچاس ہزار کی موٹر میں سوار ہوتے ہیں۔ یہ بڑے ہیں کیونکہ بڑا قیمتی سوٹ پہنتے ہیں۔ یاد رکھو۔ کوئی بھی بڑا ہو۔ خواہ وزیر اعظم ہو یا گورنر۔ اگر وہ ذاکر نہیں بلکہ غافل ہے۔ تو پھر اس کوٹھی اس موٹر اس چھپرکٹ پر خدا کی رحمت برسے گی یا لعنت برسے گی؟

## ایک سوال:۔

برادران اسلام! کیا پاکستان کی چھ سالہ زندگی میں اسلامی نصاب تعلیم رائج کرنے کے لئے آج تک کوئی مؤثر قدم اٹھایا گیا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ نے مذہبی نصاب بنانے کے لئے سنی شیعہ علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا ہے جس کا ایک رکن میں بھی ہوں۔ لیکن اب تک کوئی تسلی بخش نصاب تجویز نہیں ہوسکا حالانکہ جس دن پاکستان بنا تھا۔ اگر کوئی دیندار حاکم ہوتا تو اسی دن اسلامی نصاب تعلیم رائج کر دیتا۔ اگر ہماری حکومت اسلامی نصاب رائج کرے۔ تو پھر ہمارے بچے جو ہمارے دلوں کا پھل ہیں، خدا شناس، خدا پرست، خدا ترس۔ اصلی اور کھرے مسلمان نظر آنے لگیں گے۔ اس لئے کہ جب ان کی گھٹی میں یہ ڈالا جائے گا۔ عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به (رواه فی شرح السنة وقال النووی هذا حديث صحيح)

عبداللہ ابن عمرو سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی شخص تم میں سے (سچا) مومن نہیں ہوسکتا۔ تا آنکہ اس کے دل کی ہر خواہش اس تعلیم کے تابع نہ ہوجائے۔ جو میں لایا ہوں"۔ جب مسلمان بچے کو ابتداء سے ہی یہ تعلیم دی جائے گی تو اس کے دل میں خلاف شریعت کوئی خواہش پیدا ہی ہونے نہ پائے گی۔ لیکن یہاں تو نعرے ہی دوسرا ہے دولت، تنخواہیں اور گریڈ۔ یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہونے کی علامت ہیں۔ لیکن جب اسلامی تعلیمات سے دماغ روشن اور دل منور ہوجائیں گے۔ تو پھر یہ نتائج ظہور پذیر ہوں گے۔

ابی سعید خدری سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے پاکیزہ رزق کھایا (یعنی حلال کھایا) اور سنت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کی ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رہے (یعنی کسی انسان کو کسی طرح کا کوئی دکھ نہیں پہنچایا) وہ شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آج کل تو اس قسم کے آدمی بہت ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ "میرے بعد آنیوالے زمانوں میں بھی ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مجمع میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خالی نہیں ہے۔ اللهم اجعلنا منهم۔ باقی جن کے منہ کو حرام لگ چکا ہے۔ ان سے چھڑانا مشکل ضرور ہے۔ لیکن ناممکن نہیں۔ جن بچوں کو ابتداء عمر ہی سے بہشت میں داخل ہونے کا یہ مختصر سا پروگرام بتا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ سلیم الفطر ہونے کے لحاظ سے ان کے دل پر یہ پروگرام نقش برسنگ ہوجائے گا اور مخلوق خدا کے لئے ان کا وجود باعث صد رحمت ہوگا۔ اس قسم کے دیندار اور خدا ترس نوجوانوں کا وجود مملکت کے حق میں بھی مفید ہوگا۔ وہ نہ اسلام سے غداری کریں گے اور نہ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر حکومت پاکستان سے غداری کریں گے۔ لیکن یاد رکھو۔ اگر تم نے اسلام کا طریقہ تعلیم و تربیت رائج نہ کیا۔ تو اس نا تربیت یافتہ گمراہ اولاد کے نتائج بد سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا۔ جس دن ان کے منہ آگ میں الٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے رب ہمارے انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

---

# انبیاء

—— رئیس امروہوی،

پیغمبری سلسلہ ہے جاری<br>
پبلک ہے گورنروں کی ممنون

صوبے پہ ہے انبیاء کا سایہ<br>
موسیٰ کے ہیں جانشیں ہارون

WEEKLY
তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
LAHORE

مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۲ پیسے

خواتین، بچوں اور ماہرین تعلیم کی توجہ کیلئے

ایک خطبہ

# نصاب تعلیم اور بچوں کی تربیت

( از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ )

رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ——— (سورہ آل عمران رکوع ۴)

برادرانِ اسلام جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے وہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا ہے۔ اولاد کا معاملہ جس قدر توجہ چاہتا ہے عموماً مسلمان اس سے غافل ہیں حضرت زکریا کی دعا کہ اے اللہ مجھے پاک اولاد عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد غیر طیب بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں یہ ضرب المثل ہے۔ پوت۔ سپوت کپوت۔ پوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت قائم رکھے۔ سپوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت بڑھائے۔ کپوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت کو بٹا لگائے۔ اس لئے مطلق اولاد کی دعا نہ کیا کیجئے بلکہ ذریتہ طیبہ پاک اولاد کی دعا کیا کیجئے۔ بعض اولاد موجب رحمت ہوتی ہے۔ اولاد کی نالائقی میں ۹۹ فیصدی غلط تربیت کو دخل ہوتا ہے مسلمان ہونے کی حیثیت سے جتنا اولاد کی تربیت کا فرض مسلمان پر عائد ہوتا ہے اتنا ہی مسلمان اس سے غافل ہے۔ ایک غیر مسلم ہندو یا سکھ اپنی اولاد کی جس طریقہ سے تربیت کرتا ہے۔ مسلمان بھی اپنی اولاد کی اتنی ہی اور ویسے ہی تربیت کرتا ہے۔ میں اپنی بہنوں سے عرض کروں گا۔ تربیت کے معاملہ میں جس طرح باپ مجرم ہیں۔ اسی طرح ماں بھی مجرم ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ اسے صرف وعظ نہ سمجھا کیجئے۔ پنجابی کہتے ہیں کہ جمعہ پڑھنے گئے تھے وعظ بھی سن آئے۔ ساری عمر وعظ سنتے رہتے ہیں۔ ذرہ بھر اصلاح نہیں ہوتی۔ جب ذرا طبیعت کے خلاف کوئی بات ہوئی ساری عمر کا سنا سنایا وعظ ختم ہو جاتا ہے۔ صرف ثواب کی خاطر وعظ سننے نہ آیا کیجئے بلکہ اپنی اصلاح اور عمل کرنے کے خیال سے سنا کیجئے۔ میں اسی واسطے محنت کر کے آتا ہوں۔ جمعہ کی صبح کو میں کسی سے نہیں ملتا۔ کوئی صاحب تعویذ لینے آجاتے ہیں، کوئی مسئلہ پوچھنے آجاتے ہیں۔ لیکن میں کسی سے نہیں ملتا۔ کیونکہ مجھے اپنی ذمہ داری کا احساس ہے۔ آپ لوگ بھی اپنی ذمہ داری محسوس کیجئے۔

ہاں تو آپ لوگوں کی تربیت کا معیار یہ ہے کہ بچوں کو کھلا پلا کر بڑا کر دیا جائے۔ کوئی بیمار ہو جائے تو اس کا علاج کرایا جائے۔ لڑکا ہے تو کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش سکھایا جائے تاکہ روٹی کما سکے۔ اگر لڑکی ہے تو لوگ جس قسم کے اوصاف پسند کرتے ہیں انہیں اوصاف سے لڑکی کو آراستہ کر دیا جائے۔ مثلاً فیشن ایبل رشتہ پسند کیا جاتا ہے۔ تو اسے فیشن ایبل بنانا۔ گانے والی پسند کی جاتی ہے۔ تو اسے گانا سکھانا، اور اگر جدید تعلیم یافتہ پسند کی جاتی ہے تو اسے جدید تعلیم کی حتی الامکان اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری دلانا۔ بے پردہ لڑکی پسند کی جاتی ہے تو اسے بے پردہ رہنے کا عادی بنانا۔ بہن کو پتہ ہے کہ میرا بھائی بے پردہ عورت کو پسند کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میری بیوی دوستوں کی محفل میں بے تکلف شریک ہو۔ تاکہ وہ اس کی بیوی کو اور یہ ان کی بیویوں کو دیکھ سکے۔ اور آپس میں باتیں ہو سکیں، تو بہن بھی ویسی ہی بھاوج تلاش کرے گی۔ بہن کو معلوم ہے کہ بھائی اونچی آستینوں کی قمیص اور غرارہ پسند کرتا ہے۔ اس کے دل کو دو چوٹیاں بھاتی ہیں اور وہ ایسی عورت کو چاہتا ہے، جو آزادانہ اس کے ساتھ سیر و تفریح کر سکے۔ اور سینما جا سکے۔ چنانچہ وہ اس کے لئے ویسی ہی دلہن لائے گی۔ کیوں یہ صحیح ہے یا نہیں (سب نے کہا، بالکل اسی طرح ہے) چنانچہ لوگ اسی طرح پر تربیت کرتے ہیں۔ جیسا اس کو پسند کرتے ہیں۔ اور اگر وہ گانا پسند کریں تو غیر محرموں سے گانا سکھاتے ہیں تقسیم سے پہلے ہندو مرد اچھے گھرانوں کی مسلمان لڑکیوں کو گانا سکھاتے تھے۔

## بارگاہ الٰہی میں جوابدہی

میرے بھائیو! لڑکوں اور لڑکیوں کی اس قسم کی تربیت تو کافر بھی کرتے ہیں۔ آپ نے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں کیا انیا زدکھایا، اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ سے یہ سوال کریں کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے تم نے اپنے بچوں کو کیا تعلیم دی تھی۔ کیا میری الوہیت، میری معبودیت اور میری بندگی کے متعلق انہیں کچھ پڑھایا تھا۔ اور تم مجھے مالک الملک شاہنشاہ حقیقی مانتے تھے، اور تمہیں علم تھا کہ میرا قانون، میرا پیغام اور میرا فرمان قرآن مجید ہے تو کیا بال بچوں کی تعلیم میں قرآن مجید کی تعلیم بھی لازمی قرار دی تھی؟

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

ان الدین عند اللہ الاسلام

پاکستان میں خلافت اسلام کا علمبردار

# ترجمانِ اسلام

لاہور
پاکستان

العلماء ورثۃ الانبیاء الحدیث

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور اس کا اثر

حافظ محمد اسماعیل صاحب، ناظم جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن، کھڈہ کراچی

پاکستان بنے بائیس سال گزر گئے۔ لیکن آج تک فیصلہ نہ ہو سکا کہ یہاں کس قسم کا نظام قائم ہو۔ پاکستان بناتے وقت مسلمانوں سے یہ وعدہ لیا گیا تھا کہ ہم ایک علیحدہ مسلم ریاست چاہتے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کا اپنا اسلامی نظام ہوگا اور اس اسلامی نظام کے تحت وہاں کا قانون بنے گا۔ پاکستان بن جانے کے بعد کافی عرصہ گذر گیا لیکن دستور نہ بن سکا اور پاکستان کا بنیادی نظریہ پس پشت ڈال دیا گیا۔ سیاست دان اقتدار کی رسہ کشی میں مصروف ہو گئے۔ غریب عوام حیران کہ ہم کیا کریں؟ پھر ۵۶ء میں ایک غیر نمائندہ اسمبلی نے مغربی نظام کے مطابق ایک دستور بنا کر دیا جس میں کہا گیا تھا کہ:۔

"حکومت کا مذہب اسلام ہوگا اور اس ملک میں کوئی قانون کتاب و سنت کے خلاف نہ بنے گا"

حالانکہ اسی دستور میں کئی دفعات اس کے بالکل متضاد تھیں لیکن پھر بھی اسے اسلامی دستور کا نام دیا گیا۔ ۵۶ء کے آئین کی حقیقت کے بارے میں "ترجمان اسلام" میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اسے دہرانے کی یہاں ضرورت نہیں۔ لیکن پھر کیا ہوا؟ وہی ڈھاک کے تین پات۔ سیاست دانوں کی اقتدار کی جنگ بدستور رہی اور نتیجتاً ۵۸ء میں ملک میں مارشل لاء لگا اور پھر شخصی استبداد کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔ اس دور میں اسلام کو مسخ کرنے کی جتنی کوششیں حکومت کی طرف سے ہوئیں، عوام کو تباہ کرنے کے لیے جتنے کالے قوانین نافذ ہوئے، منہگائی نے جتنی ترقی کی، رشوت جتنی بڑھی، جرائم میں جس قدر اضافہ ہوا۔ اور بیوروکریسی کو جس قدر فروغ ملا، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور اس کے نتیجہ میں جو کچھ بھی ہوا وہ ہر شخص جانتا ہے۔

لیکن دکھ تو اس بات کا ہے کہ اس تمام عرصے میں ان لوگوں اور جماعتوں نے جن کے پاس نشر و اشاعت کے تمام ذرائع موجود تھے۔ اسلام کو ایک ایسے انداز سے پیش کیا جو کیپٹلزم اور سامراجیت کی حمایت میں تھا۔ چنانچہ موقع پرستوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور وہ عوام جو گذشتہ بائیس سال سے سامراجیت اور سرمایہ داری کے ظلم کی چکی میں پس رہی تھی ان کی باتوں میں آگئی۔ چنانچہ اب وہ اسلام سے برگشتہ ہو کر سوشلزم کے جنگل میں جا رہی ہے۔ اور اس کی تمام تر ذمہ داری ان لوگوں اور جماعتوں پر ہے جو سرمایہ داری کی آلہ کار بنی ہوئی ہیں۔ اور اسلام کو ایسے رنگ میں پیش کر رہی ہیں جن میں غریبوں کے لیے کوئی حق نہیں۔

ہم اس مضمون میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور آپ کی تعلیمات کی ایک ہلکی سی جھلک پیش کرتے ہیں اور پاکستان کے عوام کو دعوت دیتے ہیں کہ سرمایہ داری سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے تمہارے پاس اسلام موجود ہے۔ جس میں ایسا عدلِ اجتماعی اور ایسی مساوات موجود ہے جس کی نظیر کسی بھی نظام میں موجود نہیں اور اس نظام کے داعی اول کا جیسا کردار تھا ویسا کردار قدیم و جدید تاریخ ملنا ممکن نہیں ہے۔

آئیے ہم دیکھیں کہ اسلامی نظام کے موسس اول کی زندگی کیسی تھی؟ آپ کی شخصیت کیا تھی اور اس کا اثر کیا تھا؟

## آپ کے اوصافِ کریمہ

آپ کا چہرۂ مبارک بے حد نورانی تھا۔ ہر وقت

---

## جمعیۃ علماءِ اسلام کے منشور پر
# حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ کی رائے گرامی

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء (بمقام سرگودھا) میں اتفاق رائے سے جمعیۃ کا جو منشور منظور کیا ہے۔ اس کا خلاصہ اخبارات میں اور پورا متن ہفت روزہ "ترجمان اسلام" (۱۰ اکتوبر ۶۹ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ اجلاس میں پاکستان کے دونوں حصوں سے ممتاز شخصیتیں شامل ہوئیں۔ جن میں اکثریت علماءِ کرام کی تھی۔ منشور کی دفعات و عنوانات میں بڑی حد تک جامعیت کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نظامِ حکومت کی توضیح پر ۱۴ دفعات ہیں، ۷ دفعات محکمہ "احتساب شرعی" کے قیام اور اس کے فرائض کی تعیین پر ہیں۔ تعلیم کے ۲۶ نکات میں قریب قریب وہ تمام تجاویز آگئی ہیں جو ملی تعلیمی پالیسی کے سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور راقم الحروف کے زیر انتظام کراچی کے علماء کی "تعلیمی جائزہ کمیٹی" نے متفقہ طور پر پیش کی تھیں۔ معاش و اقتصاد اور تجارت سے متعلقہ نکات میں اعتدال پسندی سے کام لیا گیا ہے۔ صنعتوں اور کارخانوں کے سلسلہ میں موجودہ فتنوں کے پیش نظر جدید مشکلات کی رعایت کی گئی ہے۔ زراعتی پالیسی پر ۱۰ دفعات ہیں۔ مسئلہ "مزارعت" میں صاحبینؒ کے مفتیٰ بہ قول کو لیا گیا ہے اور ناگزیر حالات میں امام ابو حنیفہؒ اور جمہور ائمہ کے قول کی روشنی میں "بٹائی" کے بجائے اجارہ (ٹھیکہ) کے اصول کو تسلیم کیا گیا ہے اور حتی الامکان "تحدید ملکیت" کے نظریہ سے احتراز کیا گیا ہے۔ آخر میں اس بات کی تصریح کر دی گئی ہے کہ "منشور ہٰذا کی دفعات میں قرآن و سنت کے نصوص اور ملک و ملت کے مفاد کے تحت ترمیم و تبدیلی اور کمی بیشی کی تجاویز پر غور کیا جا سکتا ہے"۔ منشور کا سب سے اہم جزء وہ بائیس نکات ہیں۔ جنہیں ۱۹۵۲ء میں حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی کے زیر اہتمام ملک کے جید علماء کی "مجلس منتخبہ" نے بالاتفاق منظور کیا تھا۔ یہ متفقہ بائیس نکاتی مسودہ پاکستان کی ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کا سنگِ بنیاد ہے۔ اس "مجلس منتخبہ" میں ملک کے تمام فرقوں کے نمائندے اور ممتاز ترین علمی، دینی اور سیاسی و مذہبی شخصیتیں شامل تھیں۔ (جناب مولانا مودودی صاحب خود بھی اس میں شامل تھے، —— جو آج جمعیۃ علمائے اسلام سے سیاسی انتقام لینے کے لیے ان نکات سے انحراف کرتے ہوئے خود اپنے بنے ہوئے کو ادھیڑنا چاہتے ہیں کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اتحادِ ملت کی جو بنیاد ایک دفعہ رکھی جا چکی ہے۔ اُسے بھی اکھاڑ پھینکا جائے اور ملت کو ہمیشہ کے لیے انتشار و افتراق کی نذر کر دیا جائے۔)

بہرحال کہنا یہ ہے کہ منشور بحالاتِ موجودہ بڑی حد تک جامع بھی ہے اور قابلِ عمل بھی اور اس کا سب سے خوش آئندہ اور نمایاں پہلو یہ ہے موجودہ مشکلات کو حل کرنے اور معاشرہ کی ہمہ جہتی کجی کو سیدھا کرنے کے لیے قدم قدم پر قرآن و سنت کے نصوص اور اسلامی اصول کو سامنے رکھا گیا ہے اور ہر ایسی تجویز کا خیر مقدم کیا گیا ہے جو قرآن کی روشنی میں ملک و ملت کے لیے مفید تر ہو اور یہ قرارداد منظور کی گئی ہے کہ اگر "لیبر پارٹی" اس اسلامی منشور کو تسلیم کرے تو معاہدہ کی توثیق کی جاتی ہے۔

جمعیۃ کے زعماء کے بارے میں جو غلط فہمیاں تھیں اور انہیں سوشلسٹ ہونے کا جو طعنہ دیا جاتا تھا۔ اس منشور کے بعد اسے ختم ہو جانا چاہیے۔

البتہ لیبر لیڈروں کا یہ فرض ہے کہ وہ "اسلامی منشور" کی منظوری کا صاف اعلان کریں اور اگر ان کی طرف سے اس کی موافقت کا اعلان نہ ہو تو جمعیۃ کو اعلان کرنا چاہیے کہ ان کی شرط کے مطابق معاہدہ باقی نہیں رہا۔ یہ معاملہ صاف ہو جانا چاہیے تاکہ شقاق و افتراق کا دروازہ آئندہ کے لیے کھلا نہ رہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

— بروز جمعہ —

۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ
مطابق
۲۸ نومبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۲
شمارہ ۴۶
قیمت ۴۰ پیسے

فون نمبر ۶۷۷۱۵

بدلِ اشتراک
(یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے)

| | |
|---|---|
| سالانہ | ۲۰/۰ روپے |
| ششماہی | ۱۱/۰ " |
| سہ ماہی | ۶/۰ " |
| فی پرچہ | ۴۰ پیسے |
| صفحات | ۲۴ |

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مرتب و انچارج
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

احمد حسین کمال

## سامراج کی ریشہ دوانیاں

ڈھاکہ میں فساد و خون ریزی کے بعد کراچی ایئرپورٹ پر ہنگامہ کا واقعہ جس میں پولیس کے ساتھ تصادم تک نوبت پہنچ گئی، اس امر کا غماز ہے کہ ملک کے اندر باہر کے وہ عناصر جو گذشتہ ۲۲ سال سے اس ملک کے عوام کا استحصال کر رہے تھے، ملک کو خانہ جنگی کے خطرناک عذاب میں دھکیل دینے کا کھیل کھیل کر اپنے مفادات و اغراض کا تحفظ کرنے کے درپے ہیں۔

یہ عناصر نہیں چاہتے کہ ملک میں عوامی اختیار و اقتدار پر مبنی نظام حکومت اور نظام معیشت قائم ہو، اور نہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ کتاب و سنت و سلف صالحین کی تعبیرات پر مبنی اسلامی شرعی احکام کا اجرا ہو۔

درحقیقت مغربی سامراج سوڈان و لیبیا کے عوامی انقلاب کے بعد اور انڈونیشیا میں سیاسی صورت حال پر مکمل قابو پانے میں ناکام ہو جانے کے بعد اندیشہ محسوس کر رہا ہے کہ مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے مسلمان ملکوں میں سامراج کے خلاف عوامی تحریکیں کسی وقت بھی شدت اختیار کر سکتی ہیں۔

سی آئی اے اور اس کے ایجنٹ ہر مسلمان ملک میں داخلی جھگڑے کھڑے کر کے نہ صرف ان ملکوں کو سیاسی اعتبار سے کمزور بنا دینا چاہتے ہیں، بلکہ عوامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی جد و جہد میں معروف ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام کئی مرحلوں اور منصوبوں میں تقسیم کر کے انجام دیا جا رہا ہے۔

لبنان کے ہنگامے، عراق کے خلاف پروپیگنڈے کی نئی مہم، جس کا آغاز عراق کے متعلق مودودی صاحب کے تازہ بیان (جو ۱۹ر نومبر ۱۹۶۹ء کے اخبارات میں شائع ہوا ہے) سے ہو گیا ہے۔ کراچی میں "الفتح" کے دفتر پر حملہ کراچی ایئرپورٹ پر ہنگامہ و جلیلہ اور اس سے قبل ڈھاکہ کا خونیں حادثہ، سامراجیوں کے ایک ہی منصوبہ کی کڑیاں ہیں

کیا یہ شبہ کرنا اب غلط ہو سکتا ہے کہ یہ عناصر ملک میں انتخابات اور عوام کو اقتدار کی منتقلی پر امن طریقے سے نہیں ہونے دینا چاہتے اور ان کا منشاء ہے کہ ان کی پسند و مفاد کے مطابق یہاں سیاسی تبدیلی لائی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ باوجود رائے عامہ کے زبردست اختلاف کے ۱۹۵۶ء کے ناکام و مردہ دستور کے نفاذ کی بڑ جاری ہے اور منافرت انگیز بیانات کا سلسلہ چل رہا ہے۔

صحیح اسلامی نظام کے خواہاں حلقوں اور عوام دوست جماعتوں کو خبردار رہنا چاہیئے کہ ان کے خلاف مختلف بھیسوں میں الجزائر سے انڈونیشیا تک ایک ہی ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اور وہ ہاتھ پاکستان میں خانہ جنگی برپا کرانے پر تلا ہوا ہے۔

کراچی میں الفتح کے دفتر پر حملہ اور کراچی ایئرپورٹ پر ہنگامہ اسی خطرے کا الارم ہے۔

## عراق کے خلاف تازہ مہم

مودودی صاحب نے عراق کے خلاف ۱۹ر نومبر ۱۹۶۹ء کے اخبارات میں جو بیان شائع کرایا ہے، قطع نظر اس کے کہ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ صحیح ہے یا غلط۔ سوال یہ ہے کہ مودودی صاحب اور ان کے حامی و مؤید حضرات پاکستان کو کس مقام پر پہنچانا چاہتے ہیں۔

عراق اور دوسرے مسلمان عرب ملکوں کو وہ اسلام اور مسلمان دشمن ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور اس مخالفانہ پروپیگنڈے و شبہات کی بنا پر پاکستان مسلمان عرب ملکوں کے ساتھ مل کر بھی نہیں رہ سکتا۔

چین و روس اشتراکی ملک ہیں، ان کے خلاف بھی اسلام اور مسلمان کش ہونے کا مسلسل پروپیگنڈا جاری ہے اس لئے پاکستان کے تعلقات اشتراکی ملکوں کے ساتھ بھی مستحکم نہیں رہ سکتے۔

انڈونیشیا اور جنوب مشرق کے ملکوں کے خلاف بھی شک کی فضا پھیلادی گئی ہے، ان کے ساتھ بھی مضبوط روابط قائم نہیں ہو سکتے۔

بھارت کے پاکستان دشمن رویہ کی بنا پر اس کے ساتھ قابل اعتماد دوستانہ تعلق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

غرضیکہ پاکستان کے لئے نہ مسلمان عرب ممالک قابل اعتماد رہتے ہیں اور نہ وہ چین اور روس پر اعتبار کر سکتا ہے، تو اب سوائے اس کے کہ وہ امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں کے ساتھ جڑا رہے۔ یا پھر دنیا میں یکہ و تنہا رہ جائے۔

مودودی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کے ایسے بیانات اس کے سوا اور کیا نتیجہ پیدا کر سکتے ہیں۔

## سی، آئی اے اور پاکستان

پاکستان کے ایک اور سابق گورنر جنرل اور جلاوطن سابق صدر لندن میں فوت ہوئے اور طہران میں دفن کئے گئے۔ موصوف کی وفات ان کے دوستوں اور لواحقین کے لئے ضرور افسوسناک صدمہ ہوگی، لیکن اس موقعہ پر ہم اس بیان کا نوٹس لئے بغیر نہیں رہ سکتے، جو ان کی وفات پر قومی اسمبلی کے ایک سابق رکن ملک غلام جیلانی صاحب نے دیا ہے۔ جیلانی صاحب نے کہا ہے کہ:۔

"جنرل اسکندر مرزا نے اپنے "اعترافات" قلمبند کئے تھے جو انہوں نے مجھے لندن میں دکھائے تھے، لیکن وہ ان کو اس خوف سے شائع نہ کرا سکے کہ کہیں وہ پنشن سے محروم نہ کر دیئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ جنرل اسکندر مرزا کی دستاویزات سے پاکستان کی دشمن قوتوں کی ایسی ایسی خطرناک سرگرمیوں کا انکشاف

(ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

ہوگا، جن کا گمان تک نہیں کیا جا سکتا "۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ :۔

" سی، آئی، اے نے صدر سکندر مرزا کو مجبور کیا تھا کہ وہ ہندوستان کے ساتھ مشترکہ دفاع کا سمجھوتہ کر لیں، لیکن انہوں نے یہ مطالبہ تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا، اور کہا تھا کہ پاکستان اپنے کھلے دشمنوں کے ساتھ اس قسم کا سمجھوتہ نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا، اور صدر ایوب کو مسند اقتدار سونپ دی گئی "۔

(۱۴ر نومبر ۱۹۶۹ء کے اخبارات)

اگر غلام جیلانی صاحب کا یہ بیان صحیح ہے اور سکندر مرزا کے سابقہ سیاسی کردار کی صفائی کے لئے نہیں دیا گیا، تو یقیناً ان کے یہ "اعترافات" قوم کے سامنے آنا چاہئیں ویسے خود سکندر مرزا کا سیاسی کردار ہی شک وشبہ سے خالی نہیں رہا ہے۔

اس ملک کے پے در پے سیاسی بحرانات کی تاریخ تین شخصوں کا سیاسی کردار مستقبل کے مؤرخ کے لئے گہرے تجزیہ کا موجب بنے گا۔

ملک غلام محمد، سکندر مرزا اور چوہدری محمد علی جب بھی اصل واقعات منکشف ہو کر سامنے آئیں گے یہ تینوں شخصیتیں ہر بحران اور تبدیلی کے موڑ پر کھڑی ہوئی ملیں گی۔

ایوب خاں بھی ان تینوں شخصیتوں کے منتخب کردہ اور معتمد علیہ "طاقت" تھے جس نے ان تینوں کو ہٹا کر اپنے لئے راستہ بنا لیا تھا۔

ان کی موت عبرت ناک ہے۔

## اوقاف کے ناظم اعلیٰ کے خلاف مہم

محکمہ اوقاف کے ناظم اعلیٰ کے خلاف جو مہم آج کل چل رہی ہے یا چلائی جا رہی ہے۔ اس کی اصل حقیقت کیا ہے۔ اس سے بحث کئے بغیر ہم سمجھتے ہیں کہ اصل مسئلہ بجائے خود "محکمہ اوقاف" کے انتظام کا ہے۔ ہمارے نزدیک اس محکمہ کا یا کسی بھی ایسے محکمے کا جس کا براہ راست تعلق "اسلامی امور" سے ہو، حکومت کے کنٹرول میں رکھنا بالکل غلط ہے۔

وقف کی اسلامی حیثیت کا تقاضا ہے کہ اسے واقف کے شرعی منشاء کے مطابق خرچ کیا جائے۔

اس امر کے احتساب کے لئے تو حکومت انتظام کر سکتی ہے کہ اس میں واقف کی منشاء کے خلاف کوئی تصرف نہ کیا جائے۔ اور کوئی شخص وقف کا مالک بن کر نہ بیٹھ جائے۔

لیکن تمام اوقاف کو ایک سرکاری محکمہ کی تحویل میں دے کر اسے محکمہ کی منشاء کے مطابق چلانا ہی فساد و اختلاف کی اصل جڑ ہے۔ اس کا تدارک کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ اگر چہ لوگ فی الواقعہ اوقاف کی اصلاح چاہتے ہیں، انہیں اس انداز میں اپنی جد وجہد کو آگے لانا چاہیئے نہ یہ کہ محض اوقاف کے سربراہ کے خلاف مہم چلا دی اور اس کے سیاسی گروہوں کے اختلافات کا تعلق بھی جوڑ دیا جائے۔

اوقاف کا ناظم کسی بھی شخص کو بنایا جائے۔ ملک کا کوئی نہ کوئی فرقہ، طبقہ، حلقہ وگروہ اس کا ضرور ناراض ہو جائے گا۔ سب کو خوش و مطمئن رکھنا ناممکن ہے۔

اوقاف کی عمومی و خصوصی صورتوں کو سامنے رکھ کر ہر وقف کا اس مناسبت سے متعلقہ حلقہ، علاقہ یا پورے ملک کے جدا جدا منتخب وقف بورڈ بنا دیئے جائیں، جو واقفین کی وصیتوں کے مطابق موجودہ و متعلقہ حالات کی ضروریات کے مطابق، ہر وقف کے جداگانہ انتظام کے ذمہ دار ہوں، اور وقف کے مقصد کی تکمیل میں حکومت کی طرف سے کوئی مداخلت نہ کی جائے۔

اس مسئلہ کا صحیح حل یہ یا اس کی قسم کی کسی تجویز سے ممکن ہے، اس سے صرف نظر کر کے صرف موجودہ ناظم اعلیٰ اوقاف کے خلاف پروپیگنڈا مہم بے معنی اور انتشار انگیز ہے۔

## نادہند ایجنٹ حضرات سے گذارش

ہم نے بار بار ایجنٹ حضرات کو توجہ دلائی ہے کہ رقم ہر ماہ پابندی کے ساتھ بھیجا کریں لیکن کسی بھی ایجنٹ نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ادارہ ترجمان اسلام قرضہ لیکر طباعت کا خرچہ پورا کر رہا ہے اگر صورت یہی رہی تو لامحالہ پرچہ بند کرنا پڑے گا اور اس کی ذمہ داری نادہند ایجنٹ حضرات پر ہوگی۔

ہم ضلعی جماعتوں کے ذمہ دار حضرات سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے قریبی ایجنٹوں سے رابطہ قائم کر کے ان کو تنبیہہ کریں۔

## تنظیمی و تبلیغی دورہ

قاری غلام محمد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر، مولانا محمد صدیق صاحب، قاری نور محمد صاحب کے ہمراہ منڈی شاہ جیونہ تشریف لے گئے اور وہاں مساجد میں عوامی اجتماعات سے خطاب کیا اور جمعیۃ علماء اسلام کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے۔

آپ نے کہا۔ عوام کو چاہیئے کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے سلسلے میں جمعیۃ علماء اسلام کے باقاعدہ ممبر بنکر بھرپور تعاون کریں۔ چنانچہ اہالیان منڈی شاہ جیونہ نے پورے ذوق و شوق سے جمعیۃ کے فارم رکنیت پُر کر کے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل انتخاب اتفاق رائے سے عمل میں لایا گیا۔

امیر — مولانا سید لیاقت حسین شاہ خطیب جامع مسجد مدینہ
نائب امیر — حاجی قاسم بیگ صاحب منڈی شاہ جیونہ
ناظم اعلیٰ — شیخ مقبول احمد " "
نائب ناظم — محمد نسیم صاحب " " "
خازن — محمد عباس " " " "
ناظم نشریات — ماسٹر شفیق الرحمٰن " " "

(محمد فاروق ناظم جمعیۃ جھنگ صدر)

## ایجنٹوں کی ضرورت

بعض مقامات پر ترجمانِ اسلام کی ایجنسی بند کر دی گئی ہے۔

ایسے تمام مقامات پر دیانتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے (ایسے شہروں کے نام آئندہ کسی اشاعت میں شائع کر دیئے جائیں گے)

زرضمانت فی پرچہ ۱۰/- روپیہ پیشگی جمع کرانا ہوگا۔ بہت سے دوسرے شہروں میں جہاں پرچہ تو جا رہا ہے لیکن ایجنٹ غفلت سے کام لے رہا ہے، وہاں پر بھی دیانت دار ایجنٹ کی ضرورت ہے۔

معلومات کے لئے دفتر ترجمان اسلام سے براہ راست خط و کتابت کریں۔ (ادارہ)

## جمعیۃ منڈی بہاؤالدین کا انتخاب

امیر — حضرت مولانا حکیم محمد شریف فاضل دیوبند
نائب امیر — حضرت قاری حافظ محمود الحسن
ناظم اعلیٰ — جناب ارشاد احمد صاحب ہاشمی
خازن — حکیم ظہور الحسن صاحب

(ارشاد احمد ہاشمی ناظم جمعیۃ)

## جوابی امور کے لئے

جوابی کارڈ یا لفافہ آنا ضروری ہے، ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو گی۔ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ بھی ضرور دیا کریں۔

# اشتراکیت کے الزام کی حقیقت

احمد حسین کمال

(آخری قسط)

حقائق کی طرف سے آنکھیں بند کر لینے سے، حقائق ختم نہیں ہو جاتے۔ دنیا تغیر و تبدل کے عوامی دور میں داخل ہو چکی ہے اور جلد یا بدیر ہر جگہ یہ تبدیلی آ کر رہے گی۔ اب صرف چند افراد یا ... گروہوں کے فیصلے، قوموں اور ملکوں کی قسمتوں کو بدلنے کے لئے کافی نہیں رہے ہیں۔

پاکستان بھی باوجود متعدد رکاوٹوں کے بالآخر اس دور کے دروازے پر آ کھڑا ہوا ہے۔

مختلف جماعتوں اور افراد نے مواقع سے فائدہ اٹھا کر پاکستان کے تمام دولت پر قبضہ کیا اور اس کا ڈھانچہ اپنی منشاء و منصوبہ کے مطابق بنانا چاہا۔ لیکن وہ ہر قسم کے حربوں اور دباؤ کے استعمال کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے اور نہ عوام کی قوت عمل کو مفلوج کر کے ہمیشہ کے لئے انہیں بے زبان و بے حس بنا سکے۔

آج ۲۲ سال کے بعد عوام کھلے میدانوں، سڑکوں بازاروں، کھیتوں اور کارخانوں غرضیکہ ہر جگہ ہر چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے نکل آئے ہیں۔

اور جو لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس ہمہ گیر اضطراب کو تشدد یا دین و ملت کے نام پر کسی فریب استحصال کے پروپیگنڈے سے ختم کر سکیں گے وہ یا تو وقت کے رجحانات سے بے خبر ہیں یا محض دوسروں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔

ان حالات میں سب سے بڑی آزمائش "اسلام" کے لئے کام کرنے والوں کے واسطے ہے۔

عوامی مسائل پر بڑھتی ہوئی اس کشمکش میں اسلام کے نام سے کیا رول ادا کیا جاتا ہے۔ اسی پر اس ملک و ملت کے مستقبل اور اس ملک میں اسلام کے مستقبل کا انحصار ہے۔

یہ بات روز روشن کی طرح نمایاں ہوتی جا رہی ہے کہ ایک طرف پاکستان کے غریب عوام — کسان، مزدور، محنت کش، چھوٹے درجے کے ملازمین، چھوٹے کاروباری وغیرہ وغیرہ — ہیں، اور ان کے بے شمار مسائل — رہائش کے مسائل، صحت کے مسائل، تعلیم کے مسائل، بیماری و معذوری کے مسائل، مستقبل کے تحفظ و ضمانت کے مسائل اور باعزت زندگی بسر کرنے کے مسائل — ہیں۔ یہ تمام مسائل فوری اور اطمینان بخش حل چاہتے ہیں تاکہ ان غریب عوام کے دلوں سے محرومی، ناانصافی اور آئندہ کی بدنصیبی کے اندیشوں کا احساس ختم ہو جائے۔

اور دوسری طرف اہل ثروت کا سرمایہ دار طبقہ ہے جو ملک کی ۸۰ فیصد معیشت پر قابض و متصرف ہے جس کی اساس عوام کے استحصال اور عوام پر استبداد سے قائم ہوئی ہے۔

دنیا میں امیری اور غریبی کے قدرتی فرق نے کبھی انسانوں کے درمیان وہ خلیج حائل نہیں کی۔ جو آج کی فنی سرمایہ کاری نے امیر و غریب کے درمیان قائم کر دی ہے۔

امارت و غربت کی اس غیر قدرتی اور جابرانہ و ظالمانہ خلیج نے ناممکن بنا دیا ہے کہ سرمایہ داروں اور غریب عوام کے درمیان حکومت، سیاست اور معیشت کا موجودہ نظام باقی رکھتے ہوئے کوئی مستقل اور دیرپا مفاہمت (؟) پا جائے۔

چنانچہ ایک نہ ختم ہونے والی کشمکش ان دونوں طبقوں اور فریقوں میں شروع ہو چکی ہے۔

غریب عوام اس امر کی جد و جہد میں لگے ہوئے ہیں کہ وہ اس مملکت کا سب سے بڑا عنصر یعنی نوے فیصد ہونے کی حیثیت سے اسی نسبت کے ساتھ اس ملک کے وسائل میں حصہ دار بن جائیں اور اس ملک کے نظم و نسق میں دخیل ہوں، اور مراعات یافتہ مفادات حاصل کرنے والا سرمایہ دار طبقہ نہایت قلیل التعداد یعنی ایک فیصد سے بھی کم ہونے کے باوجود اس امر کے درپے ہے کہ نہ صرف وہ سب کچھ اس کے قبضہ و تصرف میں باقی رہے جو اسے گذشتہ بیس بائیس سال میں حاصل ہو چکا ہے بلکہ آئندہ بھی اس کو ایسی ہی مراعات و مفادات حاصل کرتے رہنے کے حکومتی، سیاسی و اقتصادی مواقع حاصل رہیں۔

اور چونکہ ملک کی بیشتر یعنی ۹۰ فیصد تجارت و صنعت کا تعلق در آمد و بر آمد، زر سرمایہ و زر تبادلہ، امداد و تجارت، لین دین، مشینی و فنی سرپرستی اور نظام کرنسی کے اعتبار سے برطانیہ، امریکہ، مغربی یورپ اور ان کے مشرقی دوست ممالک کے ساتھ ہے۔ اس لئے سرمایہ دار طبقہ بین الاقوامی طور پر اس مضبوط حیثیت میں ملک کا ایسے اقتصادی پھیلاؤ کو جس میں اس کا حصہ کم ہوتا جائے اور غریب عوام کا حصہ بڑھتا جائے روکنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

نیز ان مقاصد کے حصول کے لئے وہ سیاسی، قانونی اخلاقی اور مذہبی ہر ذریعہ سے فائدہ اٹھانے کی بھی کوشش کرتا ہے۔

اور ہر میدان میں وہ عوام کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کرتا رہتا ہے۔

اس سلسلہ میں اہل ثروت کی وہ نہایت ہی قلیل تعداد بھی جس نے جائز ذرائع سے دولت حاصل کی اور دین و اخلاق کے تقاضوں کے مطابق اسے خرچ کرتی رہی ہے۔ سرمایہ داروں کے اس غالب و مسلط نظام کا ساتھ دینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

یہ ہے وہ نازک و پیچیدہ صورت حال، جس کا سامنا اس ملک میں خالصتاً اسلام کا کام کرنے والوں کو ہے اگر وہ اس کشمکش سے بالکل غیر جانبدار رہ کر علیحدہ بیٹھے رہیں اور نتائج کا انتظار کرتے رہیں کہ جو فریق بھی غریب عوام یا سرمایہ دار، کامیاب ہوگا، اسے ساتھ لے کر آئندہ اسلام کے لئے کام کریں گے تو اس کا نتیجہ کبھی بھی اسلام کے غلبہ کے حق میں نہیں نکل سکتا اور اسلام اس ملک میں سب سے آخری چیز بن کر رہ جائیگا۔

اور اگر وہ اس خیال سے کہ سرمایہ دار طبقہ میں بعض نیک اور دیندار شخصیتیں بھی ہیں۔ جو دارس دینیہ، علم دین اور اہل دین کی خدمت کرتی رہتی ہیں اس لئے اس طبقہ کے ساتھ ہی رہ کر یا اس کی تائید حاصل کر کے اسلام کے لئے کام کریں ... تو بالکل ظاہر ہے کہ ملک کی ۹۹ فیصد سے زیادہ تعداد یعنی غریب عوام — کسان، مزدور اور چھوٹے ملازمت و تجارت پیشہ افراد — اپنے مسائل کے حل کی کوشش کے لئے دوسرے سہارے تلاش کریں گے اور اسلام کے لئے کام کرنے والوں سے ان کا رابطہ باقی نہیں رہے گا اس کا نتیجہ آئندہ کیا نکلے گا۔ اس کے لئے کسی پیشگوئی کی ضرورت نہیں ہے۔ عوام اور ان کے مسائل سے بے تعلق رہ کر تنہا سرمایہ دار طبقہ کی حمایت کے بل بوتے پر اسلام کو غالب لانے کا خواب کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔

اب اسلام کے لئے کام کرنے والوں کے واسطے یہاں صرف اور صرف ایک ہی کامیابی کی راہ رہ جاتی ہے۔

اور وہ اس ملک کے ۹۹ فیصد سے زیادہ غریب عوام — کسان، مزدور اور چھوٹے ملازمت و تجارت پیشہ افراد — کو اپنے اعتماد میں لینے اور ان کی حمایت حاصل کرنے کی راہ ہے۔

اور یہ اعتماد و حمایت صرف اسی طرح ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ ان کے مسائل و مطالبات میں جو ان کے حق پر مبنی ہیں، ساتھ دیا جائے اور ان کی اجتماعی طاقت کو اسلام کے غلبہ کے کام میں لایا جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام نے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب ربانی، حضرت مولانا عبد الکریم صاحب (سندھ) حضرت مولانا شیخ بشیر صاحب (ڈھاکہ مشرقی پاکستان) حضرت مولانا عبد الکریم صاحب (مشرقی پاکستان) حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب (مشرقی پاکستان) اور ان جیسے دوسرے مقتدر علماء کرام کی قیادت میں یہ راہ اختیار کی ہے۔ جس پر الحمد للہ کامیابی کے ساتھ قدم بڑھ رہے ہیں۔

چنانچہ وقت کا تقاضا ہے کہ دین کے لئے کام کرنے والے تمام اختلافات بالائے طاق رکھ کر متفقہ طور پر اس راہ پر گامزن ہوں۔

اب جو لوگ اس راہ پر چلنے والوں کو "اشتراکیت" کا الزام دے کر ناکام بنانا چاہتے ہیں وہ درحقیقت دانستہ یا نادانستہ اس ملک میں اسلام کے مستقبل کو مخدوش کر دینا چاہتے ہیں اور نادانی سے اشتراکیت کے آغوش

(باقی صفحہ ۶ پر)

## بقیہ: اشتراکیت کے الزام کی حقیقت

میں دھکیل دینا چاہتے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام نے اسلام اور عوامی مسائل کی روشنی میں مرتب کردہ "منشور" پیش کر دیا ہے۔ جسے ملک کے ۹۹ فیصد عوام نے خوش آمدید کہا ہے اور ملک کے بلند پایہ علماء حق اس کی تصویب کر رہے ہیں۔

اس "منشور" نے کسانوں، مزدوروں اور غریب عوام کے مسائل کے حل کی راہ بھی کھول دی اور جائز و حلال ذرائع سے حاصل کی جانے والی دولت، سرمایہ کاری جائداد اور زمینوں کا تحفظ بھی دے دیا ہے۔

اس طرح دوسرے نظاموں و نظریوں سے بچ کر اس ملک میں اسلام کو غالب لانے کا عوامی موقعہ فراہم کر دیا ہے۔ چنانچہ دینی نقطہ نظر رکھنے والے کسی بھی شخص و جماعت کے لئے عذر کا موقعہ باقی نہیں رہتا۔

خاص طور سے "علماء دین" کے لئے یہ فیصلہ کن گھڑی کا مرحلہ ہے۔

وہ اگر اب بھی تذبذب اور لیت و لعل سے کام لیتے ہیں، اور اب بھی جمعیۃ کی پالیسی اور منشور کو لا طائل بحث کا موضوع بنائے رہتے ہیں تو وقت انتظار نہیں کریگا۔

پھر اگر اسلام کو غالب لانے کا یہ عوامی راستہ بھی ہاتھ سے جاتا رہا تو تاریخ اس کی ذمہ داری یقیناً ایسے حضرات پر ڈالے گی۔ جنہوں نے وقت کے مہیا کردہ اس موقعہ کو شخصی و گروہی اختلاف کی بنا پر ٹھکرا دیا

چنانچہ اسی احساس کی بنا پر "اشتراکیت کے الزام کی حقیقت" کے سلسلہ مضمون میں پروپیگنڈے کے اس گرد و غبار کو صاف کر دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو ترجمان اسلام اور ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کے خلاف پھیلایا گیا اور جسے بعض سر برآوردہ حضرات نے جمعیۃ کے ساتھ اپنے اختلاف کے عذر کے طور پر پیش کیا ہے۔

ان گذارشات میں صاف صاف کہہ دیا گیا ہے کہ

— اگر جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے پروگرام و منشور سے صرف اس شبہ کی بنا پر اختلاف ہے کہ ترجمان اسلام کا ایڈیٹر (احمد حسین کمال) کمیونسٹ ہے اور بعض علماء صرف اس وجہ سے جمعیۃ کا ساتھ نہیں دینا چاہتے، تو یہ حضرات جمعیۃ کے ساتھ اتفاق اور جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کریں ایڈیٹر ترجمان بالکل علیحدہ ہو جائے گا۔

— یا اگر وہ اس غلط پروپیگنڈا سے پھیلے ہوئے شک و شبہ کا ازالہ چاہتے ہیں تو ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) کی ان تحریروں کے اقتباس پیش کئے جاتے ہیں جو اس نے جمعیۃ و ترجمان اسلام سے وابستہ ہونے سے قبل دس بارہ سال ہوئے اشتراکیت کے خلاف "الفرقان" وغیرہ رسائل میں لکھے تھے

اور گذشتہ ۸ سال کے ترجمان اسلام میں شائع شدہ ایسے مضامین کے بھی اقتباسات پیش خدمت ہیں جن میں اشتراکیت سے اختلاف کا اظہار کیا گیا ہے

مقصد یہ ہے کہ صرف اتنی سی بات بعض حضرات کے لئے جمعیۃ سے اختلاف کا بہانہ نہ بنی رہے۔ اگر یہ اختلاف واقعی حق اور خلوص پر مبنی ہے تو ان اقتباسات و حوالوں کے پیش کر دینے اور ایڈیٹر ترجمان اسلام کی پیشکش کے بعد اسے ختم ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ اس وضاحت اور گذارش کے بعد ایڈیٹر ترجمان اسلام (احمد حسین کمال) عنداللہ و عندالناس بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

اور آئندہ جمعیۃ علماء اسلام سے اختلاف کرنے والوں کا یہ عذر حق و صداقت پر محمول نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایڈیٹر ترجمان کے اشتراکی ہونے یا ترجمان اسلام میں اشتراکیت کی حمایت میں مضامین شائع نہ ہونے یا جمعیۃ علماء اسلام کے اشتراکی بن جانے کی وجہ سے اختلاف کر رہے ہیں۔

اس لئے

کہ ان سب الزامات کا جھوٹ کھول دیا گیا ہے اور حجت تمام کر دی گئی ہے

اس کے بعد صرف اللہ کے سامنے جوابدہی باقی رہ جاتی ہے۔ اور وہ دلوں اور نیتوں کا حال جاننے والا ہے

فحسبی اللہ و نعم الوکیل

(کمال)

# آپ کا صفحہ

## خواب میں حضرت مدنیؒ کی زیارت

محترم المقام جناب مدیر ترجمان اسلام لاہور

السلام علیکم!

ملک میں آپ کی جمعیۃ کے خلاف بہت پرچار ہو رہا ہے کہ وہ پاکستان میں سوشلزم لانا چاہتی ہے اور یہ حربہ زیادہ تر نوجوانوں پر استعمال کیا جا رہا ہے اور ان کو آپ لوگوں کی طرف بدظن کیا جا رہا ہے۔ انہی نوجوانوں میں سے ایک نوجوان میں بھی ہوں، جو اس خیانت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ شرپسند عناصر کے کہنے پر میں نے اکابرین جمیعۃ کو سخت اور غلط الفاظ سے نوازا۔ لیکن بعد میں مجھے حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ جس میں حضرت نے مجھ سے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اس خواب سے میری آنکھیں کھلیں اور مجھے اپنا وجود خطرے میں محسوس ہوتا ہوا نظر آیا۔ اس خواب کے بعد میں نے خدا سے توبہ کی اور دل میں اس بات کا عہد کر لیا کہ یہ علماء سوشلزم نہیں لا سکتے ان کا دامن تھام لیا جائے۔ اور اب میں اپنی جگہ مضبوط ہوں اور جمعیۃ علماء اسلام کی مجھ سے جو کچھ بھی خدمت ہے میں ہر طرح سے حاضر ہوں۔ اور میرا دل ان علماء کی طرف سے بالکل پاک ہو گیا ہے اور میں جمعیۃ علماء اسلام کے لئے سر سے کفن باندھ کر اٹھ گیا ہوں۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے یہ خواب دکھا کر فتنے میں مبتلا ہونے سے بچا لیا۔ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے رضا کاروں میں شامل ہو گیا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اکابرین جمعیۃ اس غلطی کو معاف فرمائیں گے۔

(شاہد محمود مکان نمبر ۵ بیر کالونی کراچی)

## "زندگی" کی موت

ہفت روزہ "زندگی" (لاہور) کی پہلی یا دوسری اشاعت تھی کہ مولانا احتشام الحق تھانوی مع اپنے احباب کے جماعتی تنظیم کے سلسلہ میں لاہور وارد ہوئے۔ آپ کی آمد پر انجمن شہریان لاہور کی جانب سے ایک دعوت استقبالیہ دی گئی۔ سپاسنامہ رانا نذر الرحمان نے پیش کیا۔ ازاں بعد مولانا تھانوی نے مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب کی طرف سے لکھی ہوئی تقریر پڑھی اور مختلف سوالات کے جوابات دیئے، اس تمام کارروائی کو مجیب الرحمٰن شامی مدیر "زندگی" نے بنفس نفیس پہنچ کر قلمبند کیا۔

اس کارروائی میں مولانا تھانوی صاحب کی تقریر کا گویا کہ خلاصہ ...... جیب الرحمٰن صاحب نے یوں بیان کیا ہے کہ مولانا نے فرمایا:

"جماعت اسلامی سے ہمارے اختلافات فروعی ہیں"۔

یہی نہیں کہ اکیلے مجیب صاحب کو اس جملے سے مسرت حاصل ہوئی اور انہوں نے تقریر کا حاصل قرار دے کر "زندگی" کی زینت بنا ڈالا، بلکہ دیگر حاشیہ نشینان مودودی صاحب بھی خوش اور مطمئن ہو گئے کہ "جان بچی سو لاکھوں پائے"۔ اس جملے کا حامیان مودودی صاحب میں عرصہ تک بڑا چرچا رہا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے "بہار" آ گئی ہو۔ اس طرح حضرت تھانوی صاحب کے ہاتھوں مودودی صاحب کے سر سے اس الزام کو ہٹانے کی ناکام کوششیں ہوتی رہیں (اور ہو رہی ہیں) جس کے رکھنے میں تمام پاکستان و ہندوستان کے علماء کرام کا دخل ہے۔

چند دن کی بات ہے کہ ایک صاحب ملے، باتوں باتوں میں "خلافت وملوکیت" کا ذکر چل نکلا ضمناً مولانا تھانوی کے لاہور والے مذکورہ جلسے کا ذکر بھی آ گیا۔ اس پر وہ صاحب کہنے لگے:

"مولانا تھانوی نے تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کے سالانہ جلسہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ خلافت راشدہ نبوت کا تتمہ اور ضمیمہ ہے، اس پر ہرگز تنقید برداشت نہیں کی جا سکتی"۔

اور یہ کہ

"میرا مسلک وفتویٰ وہی ہے جو اکابرین دیوبند کا ہے" (او کما قال)

"بہار" کی آمد کا مژدہ جانفزا تو مدیر "زندگی" نے قارئین "زندگی" کو سنا ڈالا۔ لیکن حافظ لقاء اللہ آف راولپنڈی سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ (راولپنڈی کے اندر رہتے ہوئے) "خزاں" کی آمد کی خبر مجیب صاحب کے کانوں تک پہنچا دیتے۔ تاکہ بہار و خزاں کے ذکر سے حساب برابر ہو جاتا۔

جن کا یہ فرض تھا۔ یہ خبر "زندگی" کے مدیر تک پہنچائیں انہوں نے تو یہ فرض ادا نہیں کیا لہٰذا مجبور ہو کر ہم ہی بوساطت "ترجمان اسلام" اس اہم خبر کو مدیر "زندگی" کے گوش گذار کئے دیتے ہیں کہ سنیئے حضرت!

"تھانوی صاحب نے اپنی رائے تبدیل کر لی ہے اور علماء دیوبند کے نظریے کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر اعتماد کا اظہار کر دیا ہے۔ علماء دیوبند کا فتویٰ کیا ہے؟ سنیئے میرے ایک خط کے جواب میں دار العلوم دیوبند کے مسلک کی ترجمانی یوں کی گئی ہے:

"خلافت وملوکیت میں بعض باتیں روافض کی ہیں، بعض خوارج کی، بعض معتزلہ کی، ان سب کو ماننے والا اہلسنت والجماعت سے نہیں، صراط مستقیم سے برگشتہ ہے" (اصل محفوظ و موجود ہے ۱۲)

سنا آپ نے؟ یہ فتویٰ فروعی نہیں بلکہ اصولی اختلاف ظاہر کرتا ہے۔

کیا ہم اس بات کی توقع رکھیں کہ مولانا تھانوی صاحب کی اس وضاحت کو بشمول عقیدہ علماء دیوبند "زندگی" میں شائع کر کے مولانا موصوف کی ذات کے ساتھ انصاف کیا جائے گا؟

شاد باد و شاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند (ظفر علی خان)

(نعیم آسی سیالکوٹ)

## فرقہ مودودیت

مکرمی! تسلیم۔

اس وقت سرمایہ دار، غریب اور مزدور طبقہ کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہا ہے اور غریب ہر موقعہ پر سرمایہ دار اور جاگیردار کے ستم کا نشانہ بنتے ہیں۔

اس وقت ملک میں ایک امریکی ایجنٹ فرقہ جو امریکہ کے اشاروں پر ناچ رہا ہے اور وہ اپنے غلط پروپیگنڈے سے غریب اور مزدور طبقہ کے خلاف زہر اگل رہا ہے، فرقہ مودودیت اب اپنے اوچھے ہتھیاروں پر اتر آیا ہے عوام میں اس فرقہ کا کوئی وقار نہیں۔ کیونکہ یہ فرقہ عوام کا نہیں بلکہ یہ فرقہ امریکہ اور سرمایہ داروں کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے۔ ان حالات میں اس فرقہ کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ فرقہ عوام کا نمائندہ فرقہ ہے۔ یہ سراسر غلط ہے یہ فرقہ اپنے دہشت پسندانہ عزائم رکھتا ہے۔ اس لئے عوام کو اس فرقہ سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ فرقہ مودودیت نے ملک میں طوفان کھڑا کر رکھا ہے کہ اگر سوشلزم ملک میں آ گیا تو اسلام کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اسلام کو سوشلزم سے کوئی خطرہ نہیں۔ اگر اسلام کو خطرہ ہے تو فرقہ مودودیت سے ہے۔ اس لئے کہ اس فرقہ نے ابھی سے صحابہ کرام کے خلاف تحریر شروع کر دی ہے۔ فرقہ مودودیت جو اپنے دہشت پسندانہ روش سے مزدور طبقہ کے حقوق کی بحالی کی بجائے اس کی جدوجہد کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ اس وقت ہمیں اتحاد کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم تمام مسلمان متحد ہو کر امریکی سامراج اور اس کی ایجنٹ جماعتوں کا قلع قمع نہیں کریں گے۔ ہم اس وقت تک اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد نہیں کر سکتے

احقر۔ حافظ رشید احمد غفرلہ موسیٰ زئی
ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان حال کچہری روڈ ملتان

## اعلان

حیدر آباد۔ شہر پتھورو ضلع میرپور خاص کے بارسوخ مشہور رئیس میر محمد صاحب نے جمعیۃ کے رہنماؤں مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی پر کامل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے عوام کو اپیل کی ہے کہ وہ پاکستان کے اس سب سے بڑی دینی تنظیم جمعیۃ علماء اسلام میں داخل ہو کر اس سے ہر قسم کا تعاون کریں۔

(حکیم نواب الدین ناظم جمعیۃ حیدر آباد ڈویژن)

# ایک کہانی

## پیر علی محمد راشدی کی زبانی

"پاکستان بنا اور جو نیا دور شروع ہوا تو مرکزی مسلمان نوکرشاہی کا ایک قافلہ جو سینئر افسروں پر مشتمل تھا ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر یہاں پہنچ گیا۔ یہاں پہلے سے صوبائی حکومت سندھ نے ان کے استقبال رہائش اور دفاتر کے لئے مناسب انتظام کر رکھا تھا۔ یہ کہانی بالکل مبالغہ آمیز ہے کہ ان افسروں نے یہاں پہنچنے کے بعد بغیر میز کرسی یا کاغذ پنسل کام چلایا ممکن ہے کہ کسی ایک آدھ افسر کو پہلے روز علیحدہ آفس کا کمرہ نہ مل سکا ہو یا اس کو وہ سہولتیں نظر نہ آئی ہوں جو سر الفریڈ لیوٹن کی تعمیر کردہ دہلی کی مرکزی سکرٹریٹ میں ان کو میسر تھیں۔ مگر یہ کہنا خلاف واقعہ ہے کہ ان بیچاروں نے زمین پر یا بکسوں پر بیٹھ کر پاکستان کے گرتے ہوئے آسمان کو اپنے ہاتھوں سے تھام لیا۔ آخر سندھ گورنمنٹ اس کے دفاتر اور اس کی دولت تو نئی مرکزی حکومت کے حوالے تھی۔ کراچی شہر میں کیا چیز نہیں مل سکتی تھی ؟ حکومت سندھ پہلے روز اپنے دفاتر، فرنیچر، بنگلے، اسمبلی بلڈنگ اور دیگر دفتری سازوسامان مرکزی حکومت کی خدمت میں پیش کر کے خود جا کر نیپئر بارکس میں بیٹھ گئی تھی۔ نہ صرف یہ بلکہ حکومت سندھ نے صوبائی خزانے سے تین کروڑ روپیہ خرچ کر کے مرکزی حکومت کے کارندوں کے لئے رہائشی کوارٹر بنوائے اور اتنی ہی رقم مرکز کے خزانے میں جمع کرا دی تاکہ اس سے مرکز کا کاروبار شروع ہو۔

اب ایسے حالات میں یہ کہنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے کہ ان افسروں کو نہ ٹیبل مل سکا نہ کرسی، نہ پنسل نہ کاغذ۔ ایک فیصلہ کن بات ان داستان گو حضرت سے پوچھی جا سکتی ہے کہ — کیا اس زمانہ میں وہ اپنی سہ ہزاری اور چار ہزاری تنخواہیں برابر وقت پر وصول کر رہے تھے یا نہیں ؟

اگر اتنی گردن توڑ تنخواہوں کے لئے پاکستان کے پاس پیسہ موجود تھا تو کیا پاکستان اس زمانے میں اس قابل بھی نہیں تھا کہ پنسل کاغذ خرید کر سکے ؟

بہرحال اصل بات یہ ہے کہ یہ کہانی محض زیب داستان کے لئے وضع کی گئی تھی اور چونکہ اس سے رومان ROMANCE کا ایک پہلو نکلتا تھا لہٰذا اس کو غیر ملکی اخبارات نے خوب اچھالا اور رفتہ رفتہ یہ کہانی پاکستان کی تاریخ کا ایک باب بن گئی۔

پاکستان کی درد انگیز بائیس سالہ تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو نوکرشاہی کی سازگاریوں کی ہی داستان ہے۔ جو کچھ اس دوران میں ہوتا رہا۔ اس کے پیچھے ان کا ہی ہاتھ کارفرما رہا۔ پاکستان میں آنے کے بعد یہ صورت حال ڈرولپ ہونے لگی۔

(۱) افسر شاہی نے محسوس کیا کہ قائد اعظم عمر رسیدہ ہیں۔ سارے کام کا بوجھ انہوں نے خود اٹھایا ہوا ہے۔ اس قدر بوجھ اٹھانے کا جو نتیجہ نکلنے والا تھا وہ انہوں نے تاڑ لیا۔

(۲) قائد ملت موجود تھے، مگر قائد اعظم کی رحلت کے بعد وہی بوجھ ان پر آن پڑا، اور وہ بے انتہا مصروف رہنے لگے۔

(۳) قائد ملت کی گوناگوں مصروفیتوں اور بعد میں ان کی شہادت کا فائدہ اٹھا کر افسر شاہی کے لوگوں نے بالواسطہ یا براہِ راست اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لینے کی کوشش شروع کر دی۔

چوہدری محمد علی صاحب کیبنٹ کے سکریٹری جنرل تھے اور اس حیثیت میں انہوں نے ایسے RULES OF BUSINESS بنائے کہ سارا اختیار کیبنٹ سکرٹریٹ کے حوالے ہو گیا۔ نام وزیر اعظم کا اور کام سیکرٹریوں کی سپرد۔ اس دور کی بعض روایتیں آگے چل کر سخت نقصان دہ ثابت ہوئیں۔ مثلاً :۔

CULT OF THE PERSONALITY یعنی فرد واحد کو جملہ اختیار کا مستحق سمجھنا، صوبائی اسمبلیوں اور صوبائی منداروں پر دھونس، مرکز اور صوبوں کے مابین تقسیم اختیارات پر کشمکش، صوبائی وزیروں DEMORALISE کرنے کے لئے پروڈا کا بننا، صوبائی وزیروں کے تقرر کے بارے میں مرکز کی پسند اور ناپسند کا مسئلہ، ایسی سول سروسز پر مرکزی کیبنٹ سکرٹریٹ کا کنٹرول جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو سول سرونٹ صوبوں میں کام کرتے تھے وہ اپنے وزیروں پر جاسوسی کرتے رہتے تھے اور جب پروڈا کا کیس چلتا تھا تو یہ لوگ ان کے خلاف گواہ بن کر آ جاتے تھے۔ صوبائی وزارتوں کو بنانے اور نکالنے کا اختیار جمہوریت کے تحت، صوبائی اسمبلیوں کے پاس رہنا چاہیئے تھا۔ مگر ہوا یہ کہ صوبائی اسمبلی تو وزارت میں اعتماد کا اظہار کرتی تھی لیکن یکایک مرکز کی طرف سے اس وزارت کو معزولی کے لئے حکم آ جاتا تھا۔ سرکاری افسروں کو سیاست میں آنے کے لئے دروازہ کھولا گیا۔ مثلاً مسٹر غلام محمد کو وزیر خزانہ بنایا گیا۔ دستور سازی کے کام میں عمداً تاخیر کرنے کے لئے کوشش شروع ہو گئی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ ملک کا آئین ایسا بنے جس کے تحت سیاست داں تو صرف شطرنج کے مہرے بن کر رہیں اور حقیقی اختیار افسر شاہی کے حوالے ہو جائے۔

غرض افسر شاہی نے جس طرح سے یہاں پر کام کی ابتدا کی اس سے ظاہر ہوتا رہا کہ وہ جمہوریت کو پنپنے نہیں دینا چاہتی۔ وہ ملک کو ایک ایسی شخصی حکومت کی طرف لے جانا چاہتی ہے جس کے تحت کا بھی ہو مگر حقیقی طور پر ملک پر گرفت نوکرشاہی کی رہے بالفاظ دیگر افسر شاہی خود ہوس اقتدار میں مبتلا ہو چکی تھی اور اس نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے یہ ضروری سمجھا تھا کہ سیاسی قائد کمزور رہے۔ صوبے اور مرکز لڑتے رہیں وزیروں کو صوبائی لیول پر ہی ذلیل کر دیا جائے تاکہ وہ مرکزی وزارت تک ابھرنے نہ پائیں۔ زیادہ سے زیادہ پاور مرکز کے پاس رہے اور مرکز میں جتنی اہم وزارتیں خالی ہوں، ان پر افسر شاہی کے لوگ خود قبضہ کرتے جائیں۔ یہ ساری کارگذاری ایک سوچے ہوئے منصوبہ کے تحت ہونے لگی تھی جس کی خصوصیات یہ تھیں۔

# شذرات

(۱) پاکستان پر مکمل قبضہ افسر شاہی کا ہو جائے تاکہ اس "خداداد نعمت" کا خوب فائدہ اٹھایا جائے اور دلوں کی بھڑاس نکالی جائے۔

(۲) اس مقصد کی طرف درجہ بدرجہ منزل بہ منزل قدم بڑھایا جائے۔

(۳) جیسا موقعہ ہو، اس کے مطابق دوسری طاقتوں سے بھی ساز باز کیا جائے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ان کی اعانت حاصل کی جائے۔

(۴) جمہوریت کے سانپ کا سر جا بجا کچلا جائے کیونکہ افسر شاہی کو سب سے زیادہ خطرہ جمہوریت سے ہو سکتا تھا۔

(۵) جمہوریت کو خوار خراب اور کمزور کرنے کے لئے کچھ "سلوگن" وضع کئے جائیں اور پاکستان سے "غداری" کا ہوا کھڑا کیا جائے تاکہ جس سیاست دان کو افسر شاہی کی مزاحمت کرتا دیکھا جائے۔ اس پر غداری کا لیبل لگا کر اس کو جیل میں بند کروا دیا جائے یا پروڈا میں پھنسا دیا جائے یا اخباروں سے پروپیگنڈا کروا کر اس کو پبلک لائف سے نکلوا دیا جائے (سیفٹی ایکٹ اور سیکورٹی ایکٹ وغیرہ کی اصطلاحیں اس دور کی پیداوار تھیں)

(۶) اخبارات اور ریڈیو پر پورا تسلط رہے۔

(۷) اسلام پرست اور اسلام دوست عناصر کو اس قابل نہ چھوڑا جائے کہ وہ اس سکیم کے سلسلہ میں کوئی مزاحمت کر سکیں۔

(۸) عام انتخابات نہ ہونے دیئے جائیں اور اگر ہوں بھی تو ان میں افسر شاہی دخل دے اور دھاندلیاں کروائے

(۹) ان طریقوں سے "منصوبہ" کو عمل میں لا کر آخر میں یہ صورت پیدا کی جائے کہ ایسا نظر آئے گویا پاکستان افسر شاہی کے لئے بنا تھا۔ یعنی انگریز نے ہندوستان سے جاتے جاتے ملک کا ایک ایک ٹکڑا اپنے پرانے نوکروں کے حوالے کر دیا تھا تاکہ وہ اس کو جاگیر کے طور پر استعمال کرتے رہیں۔

میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ افسر شاہی کا کاروبار منزل بہ منزل آگے بڑھتا رہا۔ مثلاً قائد ملت کی شہادت کے بعد دوسری منزل آگئی۔

اس دوسری منزل پر افسر شاہی کے تین بزرگوں نے بنفس نفیس قوم کی سیاسی قیادت کی ذمہ داریاں بھی اپنے کاندھوں پر اٹھا لیں۔ مثلاً

- مسٹر غلام محمد مرحوم گورنر جنرل بن گئے۔

# اور — اقتباسات
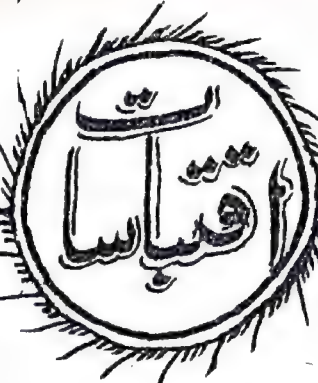
- چوہدری محمد علی وزیر خزانہ بنائے گئے
- یادش بخیر جناب اسکندر مرزا وزیر داخلہ بن گئے

آپ غالباً پوچھیں گے کہ جب یہ ہو رہا تھا تو سیاستدان کیا کر رہے تھے؟ عرض یہ ہے کہ جس طرح اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ سیاست دانوں کو پہلے کے تین چار سال میں ہی اس قدر لتاڑا گیا تھا کہ وہ مزاحمت کرنے کے قابل نہیں رہے تھے ان کی حالت اس شعر کے مصداق تھی۔ ؎

اپنے منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا
طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

آپ کو یاد ہوگا کہ اسی اثنا میں سیاسی قیادت کی جڑیعنی صوبائی قیادتوں کو خراب و خوار اور کمزور کرنے کی ترکیبیں کافی حد تک عمل میں آ چکی تھیں۔ پنجاب نے مارشل لاء کا مزہ چکھ لیا تھا۔ وہاں کی وزارت سے زبردستی استعفا دلوایا گیا تھا۔ صوبہ سرحد کی وزارت کو ڈسمس کیا گیا تھا۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ کو پروڈا میں پھنسایا گیا تھا۔ بلوچستان پر ایک آئی جی پولیس کو بطور ایجنٹ گورنر جنرل بٹھا دیا گیا تھا مشرقی پاکستان میں نورالامین کی وزارت ابھی دم لے رہی تھی۔ مگر اس پر کنٹرول کرنے کے لئے انگریز کے زمانہ کے چند چنے ہوئے جغادری افسر وہاں بھیج دیئے گئے تھے تاکہ وہ وہاں کے وزیروں کی گردن کو دبوچتے رہیں۔

ساتھ ہی ساتھ یہ بھی انتظام ہو چکا تھا کہ اس نئے نظام کو امریکہ کی سرپرستی دراصل ہو اور خرچ وغیرہ کا انتظام وہاں سے ہوتا رہے۔ سیٹو اور سنٹو اسی دور کی یادگاریں ہیں۔

(بہ شکریہ روزنامہ جنگ کراچی)

۸ / نومبر ۱۹۶۹ء

## ڈیموکریٹک یوتھ فورس کے پردے میں

## اصلیت کی نقاب کشائی

### "ڈیموکریٹک یوتھ فورس" کے سابق عہدہ دار نعیم اقبال قریشی کی زبانی

ڈیموکریٹک یوتھ فورس کی تشکیل کے وقت یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ یہ تنظیم کسی سیاسی جماعت کی آلہ کار نہیں بنے گی لیکن جمعیۃ طلباء لاہور کے سابق ناظم مولوی حمید اللہ نے یوتھ فورس میں شامل ہونے کے بعد ایک تجویز پیش کی کہ ہماری تنظیم کو ہر اس جماعت سے جو خلوص کے ساتھ ملک میں اسلام کی خدمت کر رہی ہے تعاون کرنا چاہیئے۔ مولوی صاحب کی یہ تجویز منظور کر لی گئی۔ اس وقت یوتھ فورس کی سرگرمیاں کوئی زیادہ تیز نہیں تھیں۔ لیکن مولوی صاحب کے فورس میں شامل ہوتے ہی اس کی سرگرمیاں تیز ہو گئیں مولوی حمید اللہ صاحب لڑکوں کو لے کر اکثر رات کو دس گیارہ بجے تک لارڈز اور چینیز میں بیٹھے رہتے تھے اور ان ہوٹلوں میں وہ نوجوانوں کی چائے وغیرہ سے تواضع کرتے اور ان سے بڑی گرم جوشی کے ساتھ ملتے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ مولوی صاحب کے پاس اتنے روپے کہاں سے آتے تھے۔ حالانکہ صرف ایک دن کا بل ۲۰/۲۵ روپے تھا۔ مولوی صاحب نے جلد ہی لڑکوں کی اکثریت کو اپنا ہمنوا بنا لیا اور آہستہ آہستہ جماعت اسلامی کے ارکان کے بیٹوں اور بھتیجوں وغیرہ کو فورس میں بھرتی کرنا شروع کر دیا۔ خود مولانا مودودی صاحب کا بیٹا محمد فاروق ہماری تنظیم کا پہلا سیکرٹری نشر و اشاعت تھا۔ ارکان کے بیٹوں کی وجہ سے انہوں نے جلد ہی فورس میں اکثریت پیدا کر لی اور فورس کے چیئرمین صاحب پہلے ہی اسلامی جمعیۃ طلباء کے رفیق تھے اور اس طرح انہوں نے اکثریت کے بل بوتے پر من مانی کارروائیاں شروع کر دیں۔

مولوی حمید اللہ ہمارے اجلاس میں اس طرح کی تقریریں کرتے کہ پاکستان میں چین کے ایجنٹ گھس آئے ہیں۔ وہ ہمارے ملک کو غلام بنانا چاہتے ہیں۔ ان کی وجہ سے اسلام کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور اگر اس کا ڈٹ کر مقابلہ نہ کیا گیا تو یہ مسلمانوں کو چن چن کر ہلاک کر دیں گے یہاں اسلام کا نام مٹ جائے گا اور صرف ایک ہی جماعت یہاں پر اسلام کے لئے کام کر رہی ہے اور وہ جماعت اسلامی ہے۔ مولوی صاحب کی اس تقریر کو سن کر ہم جیسے نوجوان جن کی پرورش مذہبی گھرانوں میں ہوئی ہے اور جن کی رگ رگ میں اسلام ہی ہے مشتعل ہو جانا لازمی بات تھی۔ اس طرح ہم اسلام کو "خطرے" سے نکالنے کے لئے ڈنڈے لے کر چل پڑتے۔ یہ ڈنڈے ہمیں فورس کے دفتر سے ہی فراہم کئے جاتے۔ جن کے متعلق بتایا گیا تھا کہ یہ مخیر حضرات نے اسلام کو خطرے سے بچانے کے لئے بطور عطیہ دیئے ہیں جماعت اسلامی کو جب بھی کسی جلوس یا جلسہ میں گڑبڑ کروانی ہوتی وہ فوراً مولوی حمید اللہ کو آرڈر دیتی اور وہی ہمیں اکٹھا کرتے۔ ٹیکسیوں کا پہلے سے ہی انتظام ہوتا اور ہم اسلام کو بچانے کے لئے چل نکلتے۔ جماعت اسلامی کے ارکان اسکوٹروں پر ہمارے ساتھ ہوتے اور انہی کی رہنمائی میں ہم یہ سب کام انجام دیتے۔

ایک دن مولوی صاحب نے ایک میٹنگ بلائی (میں ایک بات یہاں پر واضح کر دوں کہ پارٹی میں چیئرمین اور دوسرے عہدیداروں کی پوزیشن ایک خاموش تماشائی کی تھی۔ اگرچہ ہمارے جنرل سیکرٹری صاحب اردو تک نہیں پڑھ سکتے تھے۔ لیکن وہ جماعت اسلامی کے ایک رکن کے بیٹے تھے اس لئے انہیں جنرل سیکرٹری بنا دیا گیا تھا۔ تقریباً سارے اختیارات مولوی حمید اللہ ہی کے پاس تھے) جس میں انہوں نے حسب سابق تقریر کی اور سوشلزم کے خطرے سے لوگوں کو آگاہ کیا اور کہا کہ اب سوشلزم کے خلاف ڈٹ جانا چاہیئے۔ اور انہوں نے اس سلسلہ میں اسٹنسلنگ (دیواروں پر لکھنے کا کام) کا منصوبہ پیش کیا۔ اور جب یہ ایک سوال کیا گیا کہ اس کے اخراجات کون برداشت کرے گا۔ تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ چند مخیر حضرات نے اس کے اخراجات اٹھانے کا وعدہ کیا ہے۔ آئندہ شام کو جب ہم فورس کے دفتر میں پہنچے تو دفتر میں کٹے ہوئے سٹنسل رنگ روغن پہلے ہی موجود تھا۔ اور سٹنسل پر رنگ پھینکنے کے لئے . . . . . . . . سپرے پمپ تھے۔ جن میں ایک کی قیمت ۱۲/۱۳ سو روپے تھی۔ ہم اس رات اسلام کو "خطرے" سے نکالنے کے لئے لاہور کی دیواروں کو کالا کرتے رہے۔ اگلے دن پھر میٹنگ ہوئی، تو مولوی صاحب نے فرمایا "ہمارے اس پروگرام کا لاہور کے شہریوں پر بہت اثر ہوا ہے۔ اور اسلام سوشلزم کی بحث بسوں، دفتروں اور ہوٹلوں وغیرہ میں چھڑ چکی ہے (آپ اندازہ لگا لیں کہ یہ لوگ کن مقاصد کے تحت اس نظریاتی جنگ کو شروع کرانا چاہتے تھے) پہلے دن ہم نے دیواروں پر لکھتے ہوئے اپنی تنظیم کا نام نہیں لکھا تھا۔ مولوی صاحب نے مزید فرمایا۔ ہمیں "نعرے" لکھتے وقت نیچے اپنی تنظیم کا نام بھی لکھنا چاہیئے۔ کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ جماعت اسلامی والوں نے لکھا ہے اس کے بعد ہم "نعرے" لکھنے کے بعد نیچے اپنی تنظیم کا نام بھی لکھتے تھے۔

اس کے بعد ایک دن پرانی انارکلی کے ایک ہوٹل (جس کے مالک اسلامی جمعیۃ طلباء کے ایک سابق ناظم ہیں) کی بالائی منزل پر فورس کا اجلاس ہوا۔ جس میں مولوی حمید اللہ صاحب نے دو مخیر حضرات کا تعارف کرایا۔ ان میں سے ایک جماعت اسلامی لاہور کے جناب صفدر حسین صدیقی صاحب تھے اور دوسرے رکن مجلس شوریٰ عبدالحمید کھوکھر۔ ان دونوں بزرگوں نے تقریریں کیں۔ اور بعد میں ہمیں کچھ نئے نعرے دیئے جو وہ پہلے سے ایک کاغذ پر لکھ کر لائے تھے۔ ان نعروں میں قابل ذکر یہ تھے۔ "مسلمانوں کا خانہ کعبہ مکہ ہے اور پیپلز پارٹی کا خانہ کعبہ پیکنگ اور ماسکو ہے"۔ "چین کے چار کروڑ مسلمانوں کا قاتل کون ہے"۔ "بھٹو قاتل ہے"۔ "ماوزے تنگ کی اولاد کے لئے پاکستان میں کوئی جگہ نہیں"۔ "روس کے پانچ کروڑ مسلمان کہاں گئے"؟ "بھٹو چینی ایجنٹ ہے"۔ "چینی چوہے ہائے ہائے" اور "چینی اور روسی ایجنٹ مردہ باد"۔ ہم نے یہ نعرے انہی کی نگرانی میں دیواروں پر لکھے۔ اس کے بعد یہ دونوں حضرات اکثر ہمارے اجلاس میں شرکت کرنے لگے۔ اور ان کے علاوہ لاہور کے امیر جیلانی بی اے اور جناب رانا نذر الرحمٰن بھی ہمارے اجلاس میں شرکت کرتے تھے اور ہمیں ہدایات دیتے تھے۔ رانا صاحب نے اکثر دفعہ ہماری مالی امداد بھی کی —— جنوری کے مہینے میں تحریک

زوروں پر تھی ۵ جنوری کو ایئر مارشل اصغر خاں کے کراچی پہنچنے پر ان کا زبردست استقبال کیا گیا اور جب وہ جلوس کی صورت میں قائد اعظم کے مقبرے تک پہنچے ہی تھے کہ پیپلز پارٹی اور جماعت اسلامی کے ارکان کے درمیان تصادم ہو گیا اور پھر ایک دردناک خبر آئی کہ کراچی میں نعوذ باللہ "اسلام مردہ باد" کا نعرہ لگایا گیا ہے۔ ۸، جنوری کو ڈھاکہ میں آٹھ جماعتوں کے اتحاد کے بعد قومی جمہوری مجلس عمل کا قیام عمل میں آیا جس میں تحریک جمہوریت میں شامل پانچ جماعتوں کے علاوہ تین اور جماعتیں عوامی لیگ (شیخ مجیب الرحمٰن گروپ) نیشنل عوامی پارٹی (ولی خاں گروپ) اور جمعیۃ علماء اسلام شامل تھیں۔ اسی اثناء میں یہ خبر آئی کہ مسٹر بھٹو کو رہا کیا جا رہا ہے۔ یہ سن کر جماعت اسلامی والے بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے مولوی صاحب کو یونٹ فورس کا اجلاس بلانے کی ہدایت کی۔ مولوی صاحب نے فورس کا اجلاس طلب کیا۔ اور تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کو اب حقیقی طور پر "خطرہ" لاحق ہو گیا ہے کیونکہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن بھٹو رہا ہونے والا ہے۔ اس لئے ہمیں کچھ کرنا چاہیئے۔

## "اسلام مردہ باد کا نعرہ لگانے کی سازش"

پھر انہوں نے کچھ عرصہ سوچنے کے بعد مختلف دلائل دیئے اور کہا کہ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں اسلام کو بچانے کے لئے اپنی طاقت کو استعمال کرنا چاہیئے۔ اور پھر انہوں نے فرمایا کہ ہمیں پیپلز پارٹی کے جلوسوں اور جلسوں میں جانا چاہیئے اور وہاں پر "اسلام مردہ باد" کا نعرہ لگا کر ان پر ٹوٹ پڑنا چاہیئے اور ڈنڈوں سے ان کی خوب مرمت کرنی چاہیئے انسان کے بھیس میں شیطان کو دیکھ کر اور اس کی باتیں سن کر تمام لڑکے سکتے میں آگئے اور انہوں نے یکدم مولوی صاحب کی مذمت شروع کر دی اور کئی لڑکوں نے اسی وقت تنظیم سے علیحدگی اختیار کر لی۔ جن میں تنظیم کے بانی بھی تھے۔ مولوی صاحب سے جب اس بارے میں تحقیق کی گئی، تو انہوں نے بتایا کہ مجھے یہ تجویز جماعت اسلامی کے رکن نے بتائی تھی (خود مولوی صاحب جماعت کے متفق ہیں اور رکنیت کے امیدوار ہیں، وہ جماعت اسلامی سے باقاعدہ تنخواہ لیتے ہیں) اس وقت (ایک نام نہاد مزدور تنظیم "پاکستان مزدور تنظیم" کے آرگنائزنگ سیکرٹری ہیں) اسی وقت ہم پر جماعت اسلامی کی اسلام دوستی کا بھرم کھل گیا۔ اور یہیں سے ہماری چپقلش کا آغاز ہوا۔

اسی اثناء میں ڈھاکہ میں ڈیک کا قیام عمل میں آیا۔ اب تحریک جمہوریت پاکستان میں شامل پانچ جماعتوں کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام، عوامی لیگ (شیخ مجیب الرحمٰن گروپ) اور نیشنل عوامی پارٹی (ولی خاں گروپ) بھی شامل ہو گئیں۔

## جمعیۃ علماء اسلام کے کتبے چھین کر پھاڑنے کا منصوبہ

جمہوری مجلس عمل کا پہلا جلوس ۱۰، جنوری جمعہ کو بیرون موچی دروازہ سے نکلنا تھا۔ جلوس سے ایک دن پہلے پرانی انارکلی کے ہوٹل میں فورس کا اجلاس ہوا۔ اجلاس میں یہاں دوسرے پروگرام طے کئے گئے۔ وہاں مولوی صاحب نے بھی ایک تجویز پیش کی کہ کل کے جلوس میں دوسری پارٹیوں کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام کے ارکان بھی شرکت کر رہے ہیں، وہ اگر اس جلوس میں کتبے لے کر آئیں تو پھر اس کتبے کو جس پر جمعیۃ علماء اسلام لکھا ہے۔ ان سے چھین کر پھاڑ دیں اور وہ اگر مداخلت کریں تو ان کو مزہ چکھا دیا جائے ہم یہ بینر پھاڑنے کا الزام پیپلز پارٹی اور نیشنل عوامی پارٹی پر لگا دیں گے۔ میں نے مولوی صاحب سے درخواست کی کہ وہ اس تجویز پر پوری طرح سے روشنی ڈالیں، کہ جمعیۃ علماء اسلام سے بینر کیوں چھینے جائیں کیونکہ وہ بھی اسلامی نظام کے قیام کے لئے کوشاں ہے تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ یہ مولوی کمیونسٹ ہیں۔ اور یہاں پر سمرقند و بخارا کے علماء کا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے سوشلسٹوں کے ساتھ ان کی سرکوبی بھی ضروری ہے۔ چونکہ میں اور میرے بہت سے دوسرے ساتھی حضرت مولانا عبداللہ درخواستی، مفتی محمود اور مولانا عبیداللہ انور سے بہت متاثر تھے اور انہوں نے اسلام کے لئے جو خدمات سرانجام دی تھیں وہ ہمارے سامنے تھیں اس لئے ہم نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی، مولوی صاحب نے اسے اپنے وقار کا مسئلہ بنا کر جوڑ توڑ کی بہت کوشش کی۔ لیکن ہم نے اس ناپاک منصوبے کو ناکام بنا دیا"۔

(بشکریہ شہاب، ۲ نومبر ۱۹۶۹ء)

# جماعتی طریق انتخاب پر

## ہفت روزہ "نصرت" لاہور کی رائے

"ہماری دانست میں اس وقت جو بات ممکن اور مستحسن ہے وہ یہی ہے کہ لوگ افراد کی بجائے پارٹیوں کو ووٹ ڈالیں اس طرح ہر سیاسی جماعت کے لئے لازم ہو جائے گا کہ وہ بااثر دولت مند اور دھاندلی باز انتخابی پہلوانوں کو تلاش کرنے اور انہیں اپنے اپنے زیر اثر حلقہ اثر سے کھڑا کرنے کے بجائے اپنے پروگراموں میں عوامی جاذبیت پیدا کرے۔ گویا اس طرح بااثر افراد کے بجائے سارا زور ٹھوس پروگرام پر ہو گا، اور یہی وہ بات ہے جس کی اس وقت سب سے زیادہ ضرورت ہے ہمیں احساس ہے کہ انتخابات بذات خود ہمارے قومی اور عوامی مسائل کا حل نہیں۔ انتخابات تو ایک سیاسی عمل کو جنم دیتے ہیں جس سے ملک اور قوم کے مسائل اور ان کے مناسب حل سامنے آتے ہیں اور وہ عوامی قوت آزاد ہوتی ہے جو ان مسائل کے حل کے لئے ایک طاقتور انجن بن جاتی ہے۔ اگر انتخابی مہم ہے افراد کی کامیابی کے بجائے مسائل اور ان کے حل پر زور ہو تو یہ سیاسی عمل وجود میں آسکتا ہے ورنہ نہیں۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جماعتیں اپنے پروگرام لے کر عوام میں جائیں۔ نہ کہ ان جماعتوں سے وابستہ جاگیردار اور سرمایہ دار اپنے اپنے حلقہ اثر کے ووٹوں کو دھن، دھونس اور دھاندلی سے جماعتوں کی جھولی میں لا ڈالیں۔

پارٹی کی بنیاد پر رائے شماری کے ذریعے طبقاتی نمائندگی کے مطالبے کو بھی ایک حد تک پورا کیا جا سکتا ہے، خاص طور پر عوامی جماعتیں اس بات کا اہتمام کر سکتی ہیں کہ ان کے حصے میں جتنی نشستیں آئیں وہ ان کے مقابل کسانوں مزدوروں، دکانداروں، دانشوروں، طالب علموں اور استادوں کے ترجمانوں کو اسمبلیوں میں بھیجیں۔ عوام سے محبت کا دعوے کرنے والی جماعتوں کے امتحان کا یہ بڑا ہی اچھا موقع ہو گا۔

طبقاتی نمائندگی کی مخالفت میں رجعت پسند جماعتیں مذہب اور روایات کے نام سے طرح طرح کے بہانے تراش سکتی ہیں۔ لیکن پارٹی کی بنیاد پر رائے شماری سے گریز کر کے یہ جماعتیں عوام کی نظروں میں بے نقاب ہو جائیں گی اس طرز انتخاب سے وہی پارٹی گریز کرے گی جس کے پاس عوام کے سامنے رکھنے کے لئے کوئی موثر، قابل اعتماد اور ٹھوس پروگرام نہ ہو گا۔ ہمیں تسلیم ہے کہ مارشل لاء حکومت صدق دل سے چاہتی ہے کہ اقتدار عوام کو منتقل کر دیا جائے۔ اسی ضمن میں وہ انتخابات کے انعقاد کا انتظام کر رہی ہے۔ ووٹروں کی فہرستیں بن رہی ہیں۔ آئینی بنیاد مہیا کرنے پر غور و خوض ہو رہا ہے ون یونٹ کی بابت اعلان ہوا ہے کہ سب سے پہلے اس وجہ نزاع کا فیصلہ کیا جائے گا۔ مختلف جماعتیں بھی انتخابات کو منعقد کرنے پر زور دے رہی ہیں۔ بھوکے ننگے عوام کے غمخوار ایئر مارشل اصغر خاں تو اس حد تک انتخابی بخار میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ انہوں نے ووٹ سے پہلے ووٹ ملتوی کرنے والوں کو قوم کا دشمن قرار دے دیا ہے۔

بہرحال ہمیں توقع ہے کہ مارشل لاء حکومت عوام کو اقتدار اس لئے نہیں سونپنا چاہتی کہ وہ اقتدار کو سنبھال نہ سکیں گے اور ایک مرتبہ پھر حالات مارشل لاء کا تقاضا کریں گے مارشل لاء حکومت کی یہی خواہش معلوم ہوتی ہے کہ اقتدار عوام کے پاس جائے تو پھر انہی کے پاس رہے۔ ہم حکومت کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ خواہش اسی طرح پوری ہو سکتی ہے کہ عوام اپنے ووٹ پارٹیوں کے معاشرتی اور اقتصادی پروگراموں کو دیں نہ کہ مجبوراً انہی لٹیرے طبقات کے افراد کو جن سے گذشتہ ناکام حکومتوں کی اسمبلیاں بھری ہوئی تھیں اگر حکومت نے پارٹی سسٹم پر رائے شماری کے عوامی مطالبے کو تسلیم کر لیا تو امید کی جا سکتی ہے کہ عوام کو ووٹ کے ساتھ ساتھ روٹی بھی مل جائے گی کیونکہ اولین مقام سیاسی پارٹیوں کے معاشرتی اور اقتصادی پروگراموں کو حاصل کرنا ہو گا نہ کہ ان میں شامل استحصال پیشہ افراد کو۔

اور ایک مرتبہ عوام اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے اور ملک میں عوامی ضروریات کے مطابق معاشرتی اور اقتصادی انقلاب کی داغ بیل پڑ گئی۔ تو عوام کی اجتماعی قوت انتشار و افتراق کی بلاؤں کو نگل جائے گی اور پاکستان میں عوام کے اتحاد پر مبنی سچا سیاسی استحکام فروغ پا جائے گا۔

("نصرت" لاہور)

۱۶، نومبر ۱۹۶۹ء

# قافلۂ اسلام

## "ارشادات گرامی"

(خانپور میں رمضان المبارک کے پہلے جمعہ میں خطبہ دیتے ہوئے امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نے فرمایا)

"حضور اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ ماہ رمضان کے شروع ہوتے ہی شیاطین کو بند کر دیا جاتا ہے۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ دوسری حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز روزہ اور قرآن پاک رب کے ہاں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا مولا اس شخص کو میں نے کھانے اور پینے سے منع کیا اور یہ میرے کہنے پر رک گیا۔ قرآن مجید کہے گا۔ مولا میرے کہنے پر اس شخص نے نیند کو ترک کیا۔ اس لئے اس شخص کو بخش دے۔ اور ان دونوں کی سفارش قبول ہو گی۔ حدیث میں ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ وہ ہے جو روزہ دار کے لئے ہے اور جس کا نام ریان ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ بغیر سحور کے روزہ مت رکھو بلکہ سحور کر لیا کرو کیونکہ سحور میں برکت ہے۔ چاہے ایک کھجور ہی کیوں نہ کھا لو۔

یہود و نصاریٰ سحور نہیں کرتے تھے ہمارے لئے سحور میں برکت ہے اور یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ افطاری میں جلدی کرو۔

حضرت مدظلہٗ نے فرمایا کہ آج کل بعض شر پسند عناصر جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف مذموم پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ جمعیۃ والے کمیونسٹ ہیں۔ یہ محض غلط پروپیگنڈا اور جھوٹ ہے۔ میں بحیثیت امیر جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان کے اعلان کرتا ہوں کہ جمعیۃ علماء اسلام کا کوئی فرد بھی کمیونسٹ نہیں اور نہ جمعیۃ کیپٹل ازم کمیونزم اور امریکہ و برطانیہ کی بدترین جمہوریت کی علمبردار ہے بلکہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں محمدی نظام اور اسلام کی حفاظت کی علمبردار ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام مزدوروں، غریبوں اور کسانوں کا فتنکاروں کے جائز حقوق کے لئے جدوجہد آخری دم تک جاری رکھے گی۔ اس مطالبہ سے جمعیۃ کو کوئی طاقت بھی نہیں روک سکتی اور جمعیۃ علماء اسلام واضح طور پر اعلان کرتی ہے کہ عربوں کی غیر مشروط طور پر ہم حمایت کریں گے اور عربوں کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ کو ناکام بنائیں گے۔

(عبدالصبور ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام خانپور)

(حضرت امیر صاحب مدظلہٗ کا خطبہ، تقریر وغیرہ جو صاحب قلمبند کر کے روانہ کریں، وہ صاف، خوش خط اور سطروں کے درمیان جگہ چھوڑ کر لکھا کریں۔ حضرت کے بیشتر خطبات و تقریریں صرف اس لئے شائع ہونے سے رہ جاتی ہیں کہ انہیں لکھ کر بھیجنے والے صاف لکھ کر نہیں بھیجتے اور وہ پڑھی نہیں جا سکتیں۔ اس تقریر کا مندرجہ بالا حصہ بھی بدقت پڑھا جا سکا ہے۔ ترجمان اسلام)

## جمعیۃ اتحاد العلماء اور ایسی جماعتوں سے میرا کوئی تعلق نہیں

### شیخ الاسلام حضرت علامہ شمس الحق صاحب افغانی کا تردیدی بیان

بہاولپور۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ شمس الحق صاحب افغانی شیخ التفسیر اسلامی یونیورسٹی بہاولپور نے تردیدی بیان جاری کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو ایک خط ملا جس میں لکھا گیا تھا کہ آپ کا نام جمعیۃ اتحاد العلماء کی بہاولپور کانفرنس میں متوقع کی حیثیت سے لکھا ہے۔ حضرت افغانی نے فرمایا کہ میرا اس جماعت سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے اور میں نے ذیل کا خط جمعیۃ اتحاد العلماء (مودودی گروپ) کو بھیجا ہے:

بعد از سلام مسنون!

آپ کا خط دربارہ کانفرنس ۲۷ اکتوبر پہنچا۔ مجھے بے حد افسوس ہوا ہے کہ ترسیل دعوت نامہ سے قبل اور میری منظوری حاصل کئے بغیر میرا نام اشتہار میں دیدیا ہے۔ مجھے ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ ایسے خلاف آئین و اخلاقی معاملہ کی نوبت آئے گی۔ جس کا مجھے بے حد افسوس ہے۔

(شمس الحق افغانی اسلامی یونیورسٹی بہاولپور)

## جمعیۃ علماء اسلام بہاولنگر

(حال ہی میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے بہاولنگر کا دورہ کیا تھا۔ اس موقعہ پر ان کی خدمت میں جو سپاسنامہ و استقبالیہ پیش کیا گیا، اس کا جستہ جستہ اقتباس درج ذیل ہے۔)

### مفتی صاحب کی خدمت میں

سب سے پہلے ہم آنجناب کے تہہ دل سے شکرگذار ہیں کہ آنجناب نے انتہائی مصروفیتوں کے باوجود بہاولنگر میں تشریف لا کر ذرہ نوازی کا ثبوت دیا۔

جناب والا!

اسلام کے سوا کوئی قانون نافذ نہیں رہا ہے۔ مسلمان تصور ہی نہیں کر سکتے تھے کہ مسلمانوں کے ملک میں مسلمانوں کی حکومت میں اسلام کے علاوہ کوئی اور قانون نافذ ہو سکتا ہے۔ جب کسی بادشاہ یا حاکم نے اسلام کے خلاف کوئی ایسی کوشش کی تو عوام نے اور علماء نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ، امام احمد رحمہم اللہ کی زندگیاں اس پر شاہد ہیں۔ امام غزالی، ابن جوزی، شیخ عبدالقادر جیلانی، نظام الملک طوسی کی کوششوں سے حکومتوں کا رخ اسلام کی طرف رکھا۔ ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانی نے اس مقصد کے لئے حکومت وقت سے مقابلہ کیا۔ یہ صرف دشمن اسلام فرنگی کا عہد حکومت تھا کہ مسلمان ملت اسلامی نظام سے محروم ہوئی اور اسلام کے سوا دوسرے نظاموں کی طرف مسلمان متوجہ ہو گئے۔

اس وقت پاکستان چوراہے پر کھڑا ہے۔ ایک طرف جمہوریت کا راستہ ہے جو مغربی لعنت ہے۔ دوسری طرف وطنیت اور قومیت کا راستہ ہے۔ یہ بھی یورپ کی لعنت ہے۔ تیسری طرف اشتراکیت ہے یہ بھی لعنت ہے۔ چوتھی طرف اسلام کا نظام عدل ہے جو سراسر رحمت ہے۔ اور ہم دیانتداری سے اس رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ پاکستان کی سرزمین میں سوائے اسلام کے نظام عدل کے دوسرا کوئی نظام پنپ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے۔

گرامی قدر مفتی صاحب!

ہم سمجھتے ہیں کہ آپ اس "قافلۂ حق" کے پیروکار ہیں جس کے سرخیل ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ تھے۔ جس کی قیادت شاہ محمد اسمٰعیل شہید اور سید احمد بریلوی شہید نے کی۔ آج آپ مولانا نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت حاجی امداد اللہ کے لٹے ہوئے کارواں کے بقیہ مسافروں میں سے ایک مسافر ہیں، جو اس ملک میں اسلام کو لانے کے لئے سرگرداں پھر رہے ہیں۔ اس کارواں کے وہ مسافر جن کو دنیا شیخ الہند محمود الحسن اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی انور شاہ کشمیری اور حضرت تھانوی اور شیخ الاسلام علامہ عثمانی کے ناموں سے جانتی ہے اور جنہوں نے مالٹا کی قید و بند برداشت کیں۔ انگریزی دور اقتدار کے مظلوم رہے، ان کے نقش پا پر آنجناب کا چلنا لائق صد تحسین ہے تو آپکی بڑی بیبا کی ہے جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ تاریخ اس کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔ اسمبلی میں جب آپ کے سامنے آئین سے حلف وفاداری کا مسئلہ پیش آیا، تو آپ نے ایک مومن کی طرح تمام ممبران کو بتلا دیا کہ وفاداری سب سے پہلے خدا کے ساتھ ہے۔ بعد میں کسی اور کے ساتھ۔ اور آپ نے فرمایا کہ جب تک پاکستان کا قانون اسلام کے موافق ہو گا تو میں اس کا وفادار رہوں گا، اور جب یہ قانون خدا کے قانون کے ساتھ ٹکرائے گا تو پھر میں اس کا وفادار نہیں۔

عائلی قوانین و دیگر خلاف اسلام قوانین کے خلاف آپ نے جو مجاہدانہ تقریریں اسمبلی میں کی ہیں۔ اسمبلی کی فضا ہمیشہ اس کی صداقت کا اقرار کرتی رہے گی۔

جس طرح ماضی میں آنجناب نے ہر باطل کو للکارا ہے ہم اب بھی جناب کی ذات ستودہ صفات سے توقعات رکھتے ہیں کہ اس نازک وقت میں جبکہ اس زمین بے آئین کا آئین تیار ہو رہا ہے آنجناب ملت کی رہنمائی فرماتے ہوئے صحیح ۱۴ سو سالہ اسلام کے نفاذ کی سعی بلیغ فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آنجناب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین! یارب العالمین!!

### مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی خدمت میں

"میں مسلمانان بہاولنگر کی طرف سے آنجناب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آنجناب نے باوجود پیرانہ سالی کے ہماری درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور دور دراز سفر

# منزل بہ منزل

طے کر کے بہاولنگر میں تشریف لاکر اصاغر نوازی کا ثبوت دیا۔ جزاکم اللہ عنا وعن سائر المسلمین احسن الجزاء

آخری دور میں انگریز حکومت کو جن مجاہدوں نے للکارا باوجود بڑھاپے کے آپ نے قید کاٹی۔ مگر انگریز کو آقا کہنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ آپ کی نحیف آواز میں اتنی گونج اب بھی ہے جس سے اینگلو امریکی بلاک کانپتا ہے۔ آپ جب بولتے ہیں تو واشنگٹن کا دل مجروح ہو جاتا ہے۔ نیویارک کی عمارتوں اور ایوانوں میں زلزلہ آجاتا ہے۔ امریکہ کا وائٹ ہاؤس لرزتا ہے۔ صدر نکسن کی سی آئی اے حرکت میں آجاتی ہے۔ تل ابیب میں کھلبلی مچ جاتی ہے، اور ہوشنے دایاں گروپ پمفلٹ تقسیم کرنے لگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جس اشتہار میں آپ کا نام ہو تو اسے پھاڑنے لگ جاتا ہے۔ اگر نہ پھٹے تو اس اشتہار کو آگ لگائی جاتی ہے جیسا کہ یہاں او منچن آباد میں ہوا۔ اور حرکت مذبوحی پر یہ گروپ اتر آتا ہے۔ آنجناب کی صداقت کے لئے یہی کافی ہے۔ جیسا کہ شاعر نے اس موقعہ پر کہا ہے ؎

کہ اذا اتاک مذمتی من ناقص
فھی شھادۃ لی بانی کامل

اس ملک میں جس میں ہم سب بستے ہیں ڈیڑھ سو سال سے ایک سرمایہ دارانہ فرسودہ نظام جاری ہے۔ اس نظام سے اہل ملک تنگ آچکے ہیں۔ آدم جی، سیٹھ داؤد وغیرہ ساہوکار تو پیدا کر لئے ہیں، مگر امام غزالی اور امام رازی نہ پیدا کر سکا۔ اس نظام نے یہاں کے باشندوں کو بے حیائی، سودی کاروبار، انشورنس کاروبار، سٹہ بازی، جوا، جھوٹ، دھوکہ بازی، غربت، جہالت، ظلم، بداخلاقی بطور تحفہ تو دے دیئے ہیں مگر دینداری، دیانتداری، راست گوئی، اسلامی اخلاق۔ اسلامی تعلیم۔ فریادرسی وغیرہ صفات حمیدہ کا جنازہ نکال دیا ہے۔

ملک کے باشندے اب بیدار ہو چکے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ اس سرمایہ دارانہ نظام کا جوا اتار پھینکیں اور اس کے بدلے اسلام کا عادلانہ نظام قائم کریں۔ جس میں اسلامی عبادت پر کوئی پابندی نہ ہو۔ حج پر بھی پابندی نہ ہو، اور منکرات و بے حیائی پر پابندی ہو۔ جس میں طلبہ کو اسلامی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ مظلوم کی فریادرسی ہو۔ کسانوں، مزدوروں اور کاشتکاروں کو اپنے حقوق اسلامی قانون کے مطابق میسر ہوں۔ جس میں سود پر پابندی ہو۔ زنا اور شراب قانوناً ممنوع ہوں۔

اس لئے ہم آنجناب سے توقع رکھتے ہیں کہ جس طرح ماضی میں آپ نے اسلام کی خدمت کی ہے اور آج بھی کر رہے ہیں آئندہ اسلام کی اس ملک کے ایوانوں میں، عدالتوں میں، کچہریوں میں نافذ کرنے کی کوشش تیز فرمائینگے اور ہم کو آنجناب ہر مرحلہ میں دوش بدوش پائیں گے انشاء اللہ۔ خدا آپ کا اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو آمین! یا رب العالمین!!

(عبدالباقی عفا اللہ)

## گوجرانوالہ

گوجرانوالہ ۷ ، نومبر (رپورٹ اکرم شاہد) انصار الاسلام جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کی تمام شاخوں کے سالاروں، نائب سالاروں اور دیگر مندوبین کا سہ روزہ کنونشن ۷ ، نومبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ بعد نماز عصر شروع ہوا۔ کنونشن کے افتتاحی اجلاس سے ضلعی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نے خطاب فرمایا۔ شہر گوجرانوالہ کے علاوہ حافظ آباد، علی پور چٹھہ، ساروکی، سوہدرہ، رام گڑھ گکھڑ، چک سان، لدھے والا، مرالی والا۔ بھاکراں والی ماہنڈہ، کھیکی، نور پور۔ چک خلیل۔ کوٹلی ناگرہ، کوٹ بھائی خاں اور گرجاکھ وغیرہ شاخوں سے کم و بیش ایک سو سے زائد مندوبین نے شرکت کی۔ سات خاص اجلاس دفتر جمعیۃ علماء اسلام بازار تھانے والا میں ہوئے اور آٹھواں اجلاس جامع مسجد شیرانوالہ میں جلسہ عام کی شکل میں منعقد ہوا۔ مندوبین کے قیام و طعام کا جمعیۃ کے وسیع دفتر میں معقول انتظام تھا اور باہر سے آنے والے مندوبین اس انتظام سے خصوصی طور پر متاثر ہوئے۔

کنونشن کا پہلا اجلاس بروز جمعہ بعد نماز عصر دفتر جمعیۃ میں زیر صدارت امیر شہر مولانا مفتی عبدالواحد صاحب منعقد ہوا۔ قاری محمد ارشد نے تلاوت کلام پاک سے کارروائی کا آغاز کیا۔ اس کے بعد امیر ضلع شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر نے "ہمارا مقصد اور اس کی اہمیت" کے موضوع پر مفصل تقریر فرمائی۔

دوسرا اجلاس بروز جمعہ بعد نماز عشاء حضرت مولانا مفتی عبدالواحد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جناب قاری مرغوب احمد نے تلاوت کلام پاک سے کارروائی کا آغاز کیا۔ آپ کے بعد حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب جانشین حضرت رائے پوری کے فرزند اور ممتاز عالم دین مولانا احمد سعید نے تحریک آزادی میں علماء حق کے کردار پر روشنی ڈالی۔ آپ کے بعد جمعیۃ کے صوبائی ناظم مولانا محمد اکرم نے جمعیۃ کی سیاسی خدمات اور پالیسیوں پر مفصل روشنی ڈالی

تیسرا اجلاس بروز ہفتہ صبح ۱۰ بجے سالار شہر خواجہ سیف الرحمٰن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں ضلعی نائب امیر اول مولانا حکیم نذیر احمد واہنڈوی نے خطاب فرمایا۔

چوتھا اجلاس بروز ہفتہ بعد نماز ظہر زیر صدارت مولانا عزیز علی شاہ ثابت بخاری ممبر یونین کونسل و امیر جمعیۃ موضع کھیکی منعقد ہوا۔ جس میں شہری جمعیۃ کے ناظم اعلیٰ علامہ محمد احمد لدھیانوی نے خطاب فرمایا۔ آپ نے "۲۲ سال میں اسلام پر کیا بیتی" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

پانچواں اجلاس رات ۸ بجے زیر صدارت مولانا احمد سعید ناظم اعلیٰ جمعیۃ ضلعی منعقد ہوا۔ جس میں مرکزی ناظم مولانا مفتی عبدالواحد حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی اور شیخوپورہ جمعیۃ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد یعقوب ربانی نے جماعتی تنظیم اور اس کا طریق کار کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

چھٹا اجلاس بروز اتوار صبح دس بجے ڈویژنل ناظم جمعیۃ مولانا زاہد الراشدی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں تحریک آزادی کے نامور مجاہد اور انقلابی شاعر مرزا غلام نبی جانباز نے خطاب کیا۔

ساتواں اجلاس بروز اتوار بعد نماز ظہر ضلعی جمعیۃ کے نائب امیر دوم حضرت مولانا محمد اسحاق آف علی پور چٹھہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما اور صوبائی ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر کے اہم اقتباسات علیحدہ شائع کئے جا رہے ہیں۔ یہ کنونشن کا آخری اجلاس تھا۔ رات کو ساڑھے دس بجے مولانا ہزاروی مدظلہ کی دعا پر کنونشن بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا

---

## اوقات سحر و افطار، برائے راولپنڈی

مرتبہ۔ مولانا حافظ ریاض احمد اشرفی خطیب جامع مسجد المظفر سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

| تاریخ شمسی | نام دن | تاریخ قمری | منتہائے سحر | وقت افطار |
|---|---|---|---|---|
| ۲۷ نومبر | جمعرات | ۱۶ رمضان المبارک | ۲۰ — ۵ | ۴ — ۵ |
| ۲۸ ،، | جمعہ | ۱۷ ،، | ۲۱ — ۵ | ۳ — ۵ |
| ۲۹ ،، | ہفتہ | ۱۸ ،، | ۲۲ — ۵ | ۳ — ۵ |
| ۳۰ ،، | اتوار | ۱۹ ،، | ۲۳ — ۵ | ۳ — ۵ |
| یکم دسمبر | پیر | ۲۰ ،، | ۲۴ — ۵ | ۲ — ۵ |
| ۲ ،، | منگل | ۲۱ ،، | ۲۴ — ۵ | ۲ — ۵ |
| ۳ ،، | بدھ | ۲۲ ،، | ۲۵ — ۵ | ۲ — ۵ |
| ۴ ،، | جمعرات | ۲۳ ،، | ۲۶ — ۵ | ۲ — ۵ |
| ۵ ،، | جمعہ | ۲۴ ،، | ۲۶ — ۵ | ۲ — ۵ |
| ۶ ،، | ہفتہ | ۲۵ ،، | ۲۷ — ۵ | ۲ — ۵ |
| ۷ ،، | اتوار | ۲۶ ،، | ۲۸ — ۵ | ۲ — ۵ |
| ۸ ،، | پیر | ۲۷ ،، | ۲۹ — ۵ | ۳ — ۵ |
| ۹ ،، | منگل | ۲۸ ،، | ۲۹ — ۵ | ۳ — ۵ |
| ۱۰ ،، | بدھ | ۲۹ ،، | ۳۰ — ۵ | ۳ — ۵ |
| ۱۱ ،، | جمعرات | ۳۰ ،، | ۳۰ — ۵ | ۳ — ۵ |

احمد حسین کمال

# رمضان المبارک اور معرکہ بدر

ماہ رمضان المبارک کو جہاں بلند ترین روحانی عظمت کا مقام حاصل ہے اور اللہ کے نیک و خاص بندے اس ایک ماہ میں صدیوں کی منازل سلوک و عرفان طے کر لیتے ہیں وہاں اس ماہ محترم کو اسلام کی دعوتی و ملی تاریخ میں بھی ایک اہم اور فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے۔

اس ماہ مقدس میں بدر کا وہ واقعہ پیش آیا جس نے مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ انسانیت کی تاریخ کا رخ تبدیل کر دیا۔

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت نبوت کے بعد دین حق کا جو پیغام گمراہ و بے راہ انسانیت کو دیا، اس کے نتیجہ میں ۱۳، ۱۴ سال کی جانگسل محنت کے بعد تین سو تیرہ آدمیوں کا ایک قافلہ تیار ہوا تھا۔ جو اس شمع ہدایت کو فروزاں رکھنے کے لئے یثرب میں جمع ہو گیا تھا۔

مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے واقعہ نے حق و باطل کے درمیان وہ خط جلی کھینچ دیا تھا۔ جو ایک دوسرے کو چیلنج کرنے والا تھا۔ اور واقعۂ بدر نے اس چیلنج کو ایک فیصلہ کن معرکہ بنا کر کھڑا کر دیا

بلاشبہ ہم اس واقعہ کو دنیا کی عام جنگوں پر قیاس نہیں کر سکتے۔ عام جنگیں جو شخصی، نسلی، قومی یا وطنی مفادات کی خاطر لڑی جاتی ہیں اور جن میں انہیں اعتبارات سے اقدام و دفاع کی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں، ان میں سے کسی ایک بات کا بھی اطلاق واقعۂ بدر پر نہیں ہوتا

بدر کے معرکہ کو اگر جنگ کے نام سے تعبیر کیا جائے تو اس میں کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں پائی جاتی جو ابتدا سے اب تک جنگوں کے مقاصد و مہمات میں داخل رہی ہو

معرکہ بدر نہ دو نسلوں کا باہمی ٹکراؤ تھا نہ دو قوموں کا، نہ یہاں ملک گیری کا کوئی نزاع تھا، نہ حکمرانی کا، حتیٰ کہ کسی قسم کی اقتصادی و معاشی کشمکش کا بھی یہاں کوئی وجود موجود نہ تھا۔ جنگوں کے مقاصد و تاریخ میں عموماً یہ ہی باتیں شامل ہوتی ہیں۔ پھر ہم معرکۂ بدر کو کس طرح ایسی جنگوں کے ذیل میں بیان کر سکتے ہیں جو کسی جارحانہ یا دفاعی مقصد کے لئے لڑی جاتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ معرکہ جس میں ایک طرف باپ تھا تو دوسری طرف بیٹا۔ ایک طرف ایک بھائی تھا، تو دوسری طرف دوسرا بھائی۔ اور جو ایک ہی نسل، ایک ہی خاندان، ایک ہی وطنی قوم اور ایک ہی سرزمین کے افراد کے درمیان برپا ہوا تھا۔ صرف دو نظریوں، دو طبقوں اور دو اخلاقی و عملی زاویوں کے درمیان بقائے وجود کے لئے برپا ہوا تھا۔

یہ "ڈیفنس" اور "اوفینس" کے ادنیٰ محرکات کے تحت لڑی جانے والی جنگ نہ تھی۔ اس میں حصہ لینے والے فریق اپنا سب کچھ داؤں پر لگانے اور قربان کر دینے کے لئے میدان میں آ گئے تھے۔

نادان ہیں وہ لوگ جو اسلام کے اس اولین معرکۂ جہاد کو عام جنگوں کی ذیل میں رکھ کر اس پر تاریخ کا ایسا خول چڑھانا چاہتے ہیں۔ جو مادی مفادات کے تقاضوں و محرکات کا تیار کردہ ہے۔ واقعہ بدر کی تاریخی عظمت و اہمیت تو یہ ہے کہ اس نے اسلام کے اولین فرزندوں کو وہ عظیم کردار انجام دینے کے قابل بنایا جو آگے چل کر عالم انسانیت کے لئے روشنی و ہدایت کا واحد ذریعہ بنا۔

رمضان کے مقدس مہینہ میں جہاں ان کی روحانی و نفسانی تربیت جاری تھی وہاں معرکۂ بدر کے ذریعہ انہیں جان و مال و سرفروشی کی تربیت بھی دے دی گئی۔

یہ ۳۱۳ افراد جن کی زبانوں پر قرآن کی آیات مقدسہ تھیں، جن کے دلوں میں ایمان و عقیدہ کی پختگی تھی، جن کے سینوں میں خدا و رسول کی محبت کی سرشاری تھی، جن کے نفس رضائے الٰہی کی خاطر رمضان کے احکام روزہ داری کی کیف آوریوں میں محو تھے۔ اور جن کے شب و روز رکوع و سجود اور قیام و قعود کی نیاز مندیوں کے لئے وقف ہو چکے تھے۔ انہیں اب شہادت گہ الفت میں اپنی جانیں پیش کرنے اور سرخرو ہو جانے کا بھی ایک عظیم موقعہ عطا فرمایا گیا تھا۔

یہ ۳۱۳ افراد جو اپنے سے کئی گنا زیادہ طاقت کے مقابلے میں نکلے تھے، ان کے پاس وہ کونسی تیاریاں تھیں، ساز و سامان تھے اور ذرائع رسل و رسائل تھے۔ جن کو دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کر دیا جائے کہ وہ اپنا دفاع کر رہے تھے یا حملہ آوری کے لئے آئے تھے۔ ماہرین جنگ کے نزدیک تو یہ خودکشی تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ قربانی و جاں نثاری کی وہ تیاری تھی، جو اس مقصد و مدعا مشن و دعوت کو پورا کرنے کے لئے کرائی گئی تھی۔ جس کے لئے انہوں نے کلمہ پڑھا تھا، اپنے رب سے عہد و پیمان استوار کیا تھا، جس کے لئے وہ اپنے گھروں کو اور تعلقات و مفادات کو ترک کر کے مدینہ آ گئے تھے۔ دست خداوندی عین ماہ رمضان المبارک میں انہیں عالم کی امامت و سیادت کا فریضہ ادا کرنے کے لئے جان و تن کی بازی لگا دینے کی آخری تیاریاں کرا رہا تھا۔

اور الحمد للہ کہ وہ اس میں سرخرو اور کامران ہو کر نکلے انہوں نے وہ حق ادا کر دیا جو ان کے رب جلیل اور ان کے معلم و مزکی جلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ان پر عائد ہوتا تھا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

اس ماہ کی برکتوں اور عظمتوں میں بدر کے واقعہ کا شمول مسلمانوں کے تقویٰ و اخلاص کے درس کے ساتھ جہاد و شہادت کی تیاریوں کا بھی عظیم سبق ہے اور اس بات کی ہدایت ہے، کہ جارحانہ و دفاعانہ اقدام و تیاری کے مفروضات کے چکر میں پڑے بغیر وہ صرف حق و صداقت کیلئے اور اللہ و رسول کی رضا کی خاطر انہیں سے جینے، سر کٹا دینے اور مٹا دینے کے لئے میدان عمل میں نکل پڑیں۔

# بقیہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور اُس کا اثر

صفحہ ۲ سے آگے

ہشاش رہتے تھے۔ چلتے وقت آگے جھک کر چلتے تھے۔ قدم جما کر چلتے تھے۔ نہایت وقار کے ساتھ اور نظریں جھکائے ہوئے اپنے اصحاب کے پیچھے ہوکر چلتے تھے۔ آرام بہت کم کرتے تھے عموماً خاموش رہتے اور بلا ضرورت بات نہ کرتے تھے۔ بات کی ابتداء اور انتہاء اللہ کے نام پر کرتے تھے۔ جب کچھ فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تھے "تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔ کسی کی تحقیر نہیں فرماتے تھے۔ نعمت کو بڑا سمجھتے تھے، چاہے وہ معمولی کیوں نہ ہوتی اور اس میں سے کسی چیز کی برائی نہیں کرتے تھے۔ دنیا کی کوئی بات آپ کو غضبناک نہیں کرتی تھی لیکن جب حق پر زیادتی کا مسئلہ ہوتا تھا تو کوئی بھی آپ کے غضب کا سامنا نہیں کرسکتا تھا۔ اپنے نفس کے لیے کسی پر غصہ نہیں فرماتے تھے۔ جب آپؐ ناراض ہوتے تو رُخِ انور پھیر لیتے اور جب خوش ہوتے تو آنکھیں جھکا لیتے تھے۔ آپؐ کا ہنسنا تبسم تھا۔ آپؐ بے حد حسین اور خوش منظر تھے۔ نہایت سخی اور فراخ دل۔ آپؐ کی بخشش اور عطا اس شخص کی مانند ہوتی جو فقر سے نہ ڈرتا ہو۔ اور اگر آپ کو دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا تھا تو ان دونوں میں سے جو آسان ہوتی تھی، اسے اختیار فرماتے تھے بشرطیکہ وہ گناہ کی چیز نہ ہوتی۔

حضرت عائشہ آپ کے اخلاق کے بارے میں فرماتی ہیں کہ "آپ کا خلق قرآن ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کی شخصیت کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص آپؐ کو اچانک دیکھتا تھا وہ مرعوب ہوجاتا تھا اور جو شخص آپؐ سے متعارف ہوتا تھا وہ محبت کرنے لگتا تھا۔"

## ۲۔ ذاتی معیشت

آپؐ لباس اور کھانے کے بارے میں کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے اور عام طور پر آپؐ کا لباس وہی ہوتا تھا جو عام لوگوں کا لباس تھا۔ اور حسب موقع کسی وفد کے ساتھ ملاقات کرتے وقت یا عید کی مناسبت سے عمدہ لباس بھی پہن لیتے تھے۔ جو بھی میسر آتا وہی کھا لیتے تھے۔ اگر گوشت اور شیرینی ملتی تو وہ کھا لیتے تھے اور اگر فقط روٹی، زیتون کا تیل اور سرکہ میسر آتا تو وہی کھا لیتے تھے۔ اور اگر کچھ بھی نہ ہوتا تھا تو بھوکے سو جاتے اور بعض اوقات بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے۔ آپؐ کا بچھونا چمڑے کا ہوتا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری رہتی تھی۔ چٹائی پر بیٹھتے تھے اور زیادہ تر اسی پر آرام فرماتے تھے۔

## ۳۔ گھر میں آپؐ کا رہنا سہنا

آپ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک فرماتے تھے۔ آپؐ کی ازواج کو آپؐ کی طرف سے معاشی تنگدستی پیش آتی رہتی تھی جسے وہ نہایت صبر کے ساتھ برداشت کرتی تھیں اور ان کی یہ عادت آپؐ کو بہت پسند تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"کبھی دو دن بھی آلِ محمدؐ نے گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ اور ہم پر تو کبھی کبھی ایک ماہ، دو ماہ اس حال میں بھی گذر جاتے تھے کہ ہمارے گھر میں آگ بھی نہیں جلتی تھی۔ اور ہمارا کھانا سوائے کھجور اور پانی کے اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اور جب آپ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی تو سوائے جو کی روٹی کے ٹکڑے کے اور کوئی ایسی چیز میرے گھر کے طاق میں موجود نہ تھی جسے کوئی زندہ آدمی کھا سکے۔"

(بخاری و مسلم)

## ۴۔ گھر میں آپ کا کام کاج

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے دریافت کیا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کام کرتے تھے" تو انہوں نے فرمایا کہ:

"آپؐ دوسرے لوگوں کی طرح تھے۔ اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے۔ اپنے کپڑوں میں پیوند لگا لیتے تھے اور اپنی بکری دوہ لیتے تھے یعنی جس طرح دوسرے لوگ اپنے گھروں میں کام کاج کیا کرتے ہیں، اسی طرح آپ بھی کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوجاتا تو باہر تشریف لے جاتے۔

(البخاری فی الادب المفرد)

## ۵۔ اپنے اصحاب کے ساتھ آپؐ کا طرزِ عمل

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"دس سال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم رہا۔ آپؐ نے کبھی مجھے اُف تک بھی نہ کہا۔ میں چاہے کچھ بھی کرتا، آپؐ نے کبھی نہیں فرمایا کہ "تم نے فلاں کام کیوں کیا۔ یا اگر مجھ سے کبھی کوئی کام رہ جاتا تو آپؐ نے کبھی نہیں فرمایا کہ "تم نے فلاں کام کیوں نہیں کیا" اور آپ کسی شخص کی اجرت میں کبھی ظلم نہیں فرماتے تھے"

(صحیح بخاری)

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"آپؐ نے کبھی کسی کو نہیں پیٹا۔ کسی عورت یا کسی خادم کو آپ نے کبھی نہیں مارا۔" (الزرقانی شرح مواہب)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں شلوار خریدنے تشریف لے گئے۔ میں بھی ساتھ ہولیا۔ دوکاندار فوراً اٹھا اور حضور کی دست بوسی کی کوشش کی۔ آپؐ نے فوراً ہاتھ کھینچ لیا اور یہ فرماتے ہوئے اسے روک دیا کہ:

"یہ طریقہ عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ برتتے ہیں اور میں بادشاہ نہیں ہوں بلکہ تمہیں میں سے ایک شخص ہوں۔"

پھر آپ نے شلوار خریدی۔ جب میں نے اٹھانی چاہیں تو آپ نے منع فرمایا اور کہا:

"مالک کو اپنی چیزیں خود اٹھانی چاہییں"

۴۔ اپنے اصحاب کے ساتھ آپؐ کا معمول تھا کہ آپ برائی کے مرتکب کی معذرت قبول فرماتے تھے اور کوئی ناپسند بات سننا قبول نہیں فرماتے تھے۔ اور جب کسی کے بارے میں کوئی ناپسندیدہ بات آپ تک پہنچتی تو آپ کسی کا نام لیے بغیر اسے اس غلطی پر تنبیہ فرماتے ہوئے کہتے کہ:

"لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایسا کام کرتے ہیں!"

۵۔ اپنے لیے کسی کا اٹھنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ جہاں مجلس ختم ہوتی تھی وہیں بیٹھنا پسند فرماتے تھے۔ بازار میں تشریف لے جاتے تو لوگوں کو امانت داری کی ہدایت فرماتے تھے اور معاملات و کاروبار میں دھوکا اور کھوٹ سے منع فرماتے تھے۔

۶۔ جو شخص بھی آپ کے پاس آکر بیٹھتا تھا۔ آپ کی عادت تھی کہ اس کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے ملتے اس قدر کہ اسے خیال ہوتا کہ میں حضور کے نزدیک سب اصحاب سے زیادہ محبوب ہوں۔

۷۔ آپ کے مقرب وہی اشخاص ہوتے تھے جو اسلام اور جہاد کے معاملہ میں سب پر سبقت لے جاتے۔ چاہے وہ سب سے کم درجہ کے لوگ ہوتے۔

۸۔ اور ان میں سے جو اصحاب رائے ہوتے۔ ان سے سیاسی، حربی اور دوسرے دنیاوی امور کے بارے میں مشورہ کرتے تھے اور ان کی آراء کو قبول فرماتے تھے۔ اگرچہ وہ آپ کی رائے کے خلاف ہوتیں۔ جیسا جنگ بدر وغیرہ میں ہوا۔

## ۶۔ آپ کی عبادت اور خشیتِ الٰہی

آپ بڑے عبادت گذار، بے حد خشوع فرمانے والے تھے۔ تہجد میں اس قدر قیام فرماتے تھے کہ آپ کے قدم ورم آلود ہوجاتے تھے۔ خشیتِ الٰہی کے سبب آپ اس قدر روتے تھے کہ آپ کے سینے سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ہانڈی ابلنے کی آواز ہوتی ہے۔ اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ سے عرض کرتی تھیں کہ آپ اس قدر خشوع فرماتے ہیں، اس قدر روتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے ذنب معاف فرما دیے ہیں تو آپ جواب دیتے:

"کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟"

اسم باری تعالیٰ کا بہت ذکر فرماتے تھے۔ چنانچہ کچھ کھاتے یا پیتے یا اٹھتے یا بیٹھتے یا کوئی کام کرتے یا کسی چیز کی ابتداء فرماتے تو سب کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع فرماتے اور جب کوئی کام ختم فرماتے تو الحمد للہ رب العالمین فرماتے تھے۔

ہمیشہ اپنے رب تعالیٰ سے دعا فرماتے رہتے تھے۔ آپ کی بعض دعائیں ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

(مسلسل)

No. 67715 সাপ্তাহিক WEEKLY REGD.L No. 7132
তরজুমানেইসলাম TARJUMAN E ISLAM
লাহোর LAHORE

اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے

## جمعیۃ علماءِ اسلام کی دل کھول کر امداد کیجئے!

مخیر اور ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ ملک میں موجودہ الحاد آفریں قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی، مرد و زن کے اختلاط کے زہریلے جراثیم سُرعت سے پھیل رہے ہیں، معاشی نظام سُود کی بنیاد پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔

ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصُول کے لیے عظیم جدّوجہد کی ضرورت ہے۔ عُلماءِ کرام اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

**اسی لیے**

ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پُر زور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے بیت المال کو مستحکم کرنے میں جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں اپنے صدقات از قسم زکوٰۃ و عطیات مرکزی دفتر جمعیۃ علماءِ اسلام ملتان کے پتہ پر روانہ فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

— بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقم کی تعیین فرمادیں تاکہ اسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے —

محمّد عبداللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام (خانپور) محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماءِ اسلام — (ملتان)

— رقوم ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ فرمادیں۔

إن الدين عند الله الإسلام

# ترجمان اسلام

لاہور

پاکستان

العلماء ورثة الانبياء (الحديث)

مسئلہ خلافت و حکومت کی تحقیق و توضیح اور مودودی صاحب کے

از مناظرِ اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ صدر تنظیم اہل سنت و جماعت پاکستان

# صحابۂ کرامؓ پر بے بنیاد و رکیک الزامات کا مدلل جواب

مودودی صاحب کا مودودی صاحب کی رسوائے زمانہ کتاب خلافت و ملوکیت کی تردید میں ایک عظیم تحقیقی مضمون قارئین ترجمانِ اسلام کی خدمت میں سلسلہ وار پیش کر رہے ہیں

اہل سنت کا امتیازی نشان و شان یہی ہے کہ وہ کتاب و سنت کی تعلیمات و ہدایات کو ہی اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں اور کتاب و سنت کی تعبیر و تشریح اور تفسیر و توضیح وہی معتبر اور صحیح سمجھتے ہیں جو کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شاگردانِ عظام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھائی پڑھائی تھی اور پھر ان کے ذریعہ تابعین و تبع تابعین ائمہ مجتہدین تک بالتواتر و التسلسل کسی انقطاع و انفصال کے بغیر چلی آرہی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی حضرات کے متعلق ارشاد فرمایا ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم قرآن قرون، مشہور لہم بالخیر سے جو کچھ دین کے متعلق منقول ہے اس کو علماء اہل السنۃ نے ہمیشہ ہر تحریف و تغییر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اہلِ حق کے دامن سے وابستہ رکھے آمین۔

## مودودی صاحب کی "خلافت و ملوکیت"

اس موضوع پر ہمارے ملک میں، جماعتِ اسلامی کے لیڈر ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے جدید طرز پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رکیک حملے کیے ہیں کہ وہ حضرات خلافت اسلامیہ کو مٹانے اور غیر دینی ملوکیت کو لانے کا سبب بنے جس کے باعث آج تک مسلمانوں کو پھر کبھی اسلامی خلافت نصیب نہیں ہوا۔ (خلافت و ملوکیت، ص ۱۵۳-۱۵۹)

عوام الناس کے سامنے جماعت اسلامی کا مقصدِ وجود یہ بیان کیا جا رہا کہ بے دینی ... بے ... ئی، فحاشی، عریانی، ظلم و ستم، جھوٹ، فریب کو مٹانے اور اسلامی دینی حکومت کرنے ... کے لیے منظم سعی کی جائے

## امیر جماعتِ اسلامی کی "غیر اسلامی خدمت"

اس کتاب کی اشاعت کے بعد عام مسلمان اور بالخصوص فہمیدہ و سنجیدہ لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ جماعت اسلامی کے امیر اور لیڈر نے یہ کتاب لکھ کر کون سی اسلام کی خدمت کی ہے۔ اور آئینِ اسلام کو نافذ کرنے اور بے دینی و بدتہذیبی اور جرائم و فواحش کو مٹانے کی کون سی کوشش فرمائی ہے بلکہ اس کے ذریعہ تو الٹا یہ برا اثر پڑا ہے کہ جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تعلیم و تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آئینِ اسلامی کو بدلا، شریعت کی حدیں توڑیں کتاب و سنت کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی، سیاست کو دین پر بالا رکھا، حلال و حرام تک کی تمیز نہ رہی۔ اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے دیئے اور غریبوں محتاجوں کی بجائے ان کو بیت المال سے عطیے دے کر اسلامی نظام میں جاہلیت کو گھس آنے کی غلط پالیسی پر عمل کیا، اور شراب، جھوٹ، فریب، رشوت تک کو استعمال کیا اور یہ سب کچھ کرانے کرانے کے باوجود وہ حضرات سچے پکے حقیقی مومن، بہشتی اور رحمت و مغفرتِ دائمی اور جنت کے اعلیٰ درجات کے مستحق ہیں تو پھر موجودہ دور کے حکمران و افسران، اس قسم کے اعمال و افعال کو کیوں خلافِ اسلام و ایمان سمجھیں گے۔ اور کس لیے ان کو ایسے کاموں پر ملامت کی جائے گی، اور کیا مودودی صاحب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ ایمان دار صالح جماعت تیار کر کے تیرہ سو سال کے مردہ اسلامی آئین کو زندہ کر لائیں گے۔

علاوہ ازیں مودودی صاحب نے جو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف لکھا ہے کوئی دشمنِ صحابہؓ روافض خوارج اور ملحدین و مستشرقینِ یورپ میں سے اس سے زیادہ کیا لکھے گا، بلکہ اس ملک کے شیعہ تو اپنے اسٹیجوں، تقریروں اور تحریروں میں اس کتاب کے حوالے دے دے کر عوام کو بہکا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کی خلافت کو بھی غیر دینی اور غیر اسلامی حکومت دکھا رہے ہیں، کیونکہ جناب مودودی صاحب کے نظریہ کے مطابق اسلامی خلافت کا دار و مدار جمہوریت پر ہے۔ مگر ان دونوں حضرات کے لیے جمہور نے انتخاب نہیں ہوا کیونکہ حضرت صدیقؓ کے لیے اہل مدینہ میں سے سقیفہ بنو ساعدہ میں چند حاضرین نے ہی انتخاب کر ڈالا تھا نہ کہ تمام جمہور نے۔ اور پھر حضرت عمرؓ کو تو صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ بنا ڈالا۔ تو اسلامی خلافت کے لیے جمہوریت کا جو قاعدہ مودودی صاحب نے وضع کیا ہے اس کے پیشِ نظر شیعہ مسلک بالکل برحق ہے کہ نہ صدیق اکبرؓ کی خلافت صحیح تھی اور نہ فاروقِ اعظمؓ کی۔

## اسلام کا نظام شورائی ہے نہ کہ جمہوری

درحقیقت اسلام میں جمہوریت کی بجائے شوریٰ ہے جو اہل الرائے، اہلِ عدل، اہلِ علم یعنی اہلِ حل و عقد باہمی مشورہ سے غیر منصوص احکام یعنی مباحات یا مختلف الوجوہ جائز معاملات میں سے کسی واحد صورت کی تعیین کریں وہ تو مستحسن اور مامور بہا ہے مگر یہ ہر کہ و مہ، مرد و زن، معاملہ فہم و نافہم ہر ہر گھر کا ہر ہر فرد، تابع متبوع، لواحق محتاج اور ملک کا ہر چور ڈاکو، مفسد، شریر، غنڈہ، وغیرہ وغیرہ سے رائے لینے کا جمہوری نظریہ اہل اسلام کے نزدیک ہرگز شوریٰ کا مصداق نہیں۔ یہ مغرب کی اندھی تقلید ضرور ہے۔ اسلام کا اس سے کوئی اور تعلق نہیں۔

اس سے خلافِ اسلام نظریات و خیالات اور آئین و قوانین تو معرضِ وجود میں آسکتے ہیں مگر اسلامی آئین کبھی ایسی جمہوریت کے ذریعہ نہ آیا اور نہ کبھی لایا جا سکتا ہے۔ علامہ اقبال بیچارے نے مسلمانوں کو اسی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ؎

گریز از طرزِ جمہوری غلامِ پختہ کارے شو!
کہ از مغزِ دو صد خر فکرِ انسانی نمے آید!

ترجمہ: یعنی اس جمہوری طرز سے دور رہ صرف پختہ کار اسلامی امیر و امام کا تابع رہ۔ کیونکہ دو سو گدھوں کے دماغ میں ایک انسان کی طرح سوچنے سمجھنے کی قوت و اہلیت نہیں آسکتی۔

(بقیہ برص ۱۵)

لہ جس کے متعلق وہ خود بھی معترف ہیں کہ میں نے دیانت امانت اور صحت تحقیق میں قابل اعتماد بزرگان دین پر انحصار کرنے کی بجائے اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا: خلافت و ملوکیت صفحہ ۳۲۰)

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

سرپرست — حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

مرتب و انچارج — حافظ محمد حنیف سہارنپوری

جلد ۱۲ | جمعہ ۱۵ رجادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۶۹ء قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۳۳

# جمعیۃ علماء اسلام کا موقف اور ملک و ملت کا مستقبل

احمد حسین کمال

ہمارے ملک میں اسلام اور لادینیت کی فیصلہ کن کشمکش کا وقت بہت قریب آرہا ہے۔

اس کشمکش کو ان عناصر نے بہت زیادہ قریب کر دیا ہے، جو مسلمان عوام کے سیاسی و معاشی حقوق کو نظرانداز کرنے کے درپے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کی نوے فیصد سے بھی زیادہ آبادی غریبوں، مزدوروں، کسانوں اور اوسط درجہ کی حیثیت رکھنے والے افراد پر مشتمل ہے۔

اور دس فیصد سے بھی کم تعداد رکھنے والا طبقہ ہے جو ملک کے سیاسی و انتظامی بندوبست سے لے کر تمام اقتصادی و معاشی وسائل پر چھایا ہوا ہے۔

گذشتہ ۲۲ سال میں اس طبقہ نے نہ صرف یہ کہ ملک کے تمام شعبوں کی باگ ڈور اپنے قبضہ و تصرف میں لے لی ہے بلکہ دینی، ثقافتی و ذہنی گوشوں پر بھی اپنی کمندیں ڈال دی ہیں۔

معاشی اعتبار سے ملک میں زراعت، صنعت اور تجارت کے تین شعبے ہیں، جن سے ملک کی پوری آبادی کو معاش میسر آتی ہے۔ اور تینوں شعبوں پر ایک نہایت قلیل طبقہ چھایا ہوا ہے۔

مغربی پاکستان کی آبادی کم و بیش ۵ کروڑ ہے۔ ان میں سے ۴ کروڑ افراد کا براہ راست یا بالواسطہ معاشی تعلق زراعت کے نظام سے ہے۔

لیکن جب اس نظام کے کل پہلوؤں پر نظر ڈال کر دیکھا جاتا ہے تو آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ زیر کاشت زمین کا ½ حصہ تو صرف ۵۰ ہزار زمینداروں کے قبضہ میں ہے اور ½ حصہ تین کروڑ ۹۹ لاکھ پچاس ہزار زرعی محنت کاروں کے حصہ میں آتا ہے۔ نیز اتنے قلیل رقبہ کی پیداوار بھی ان پچاس ہزار زمینداروں کے ہی ہاتھ میں چلی جاتی ہے۔ جو زمین کے بڑے بڑے قطعات پر قابض ہیں۔

یہ حال تو پاکستان کے مغربی حصہ کا ہے۔ مشرقی حصہ میں بھی صورت حال اس سے مختلف نہیں ہے۔

صنعت پر اجارہ داری اس سے بھی زیادہ سنگین صورت کی حامل ہے۔ صرف چند خاندان ہیں، جن کے درمیان ملک کی تمام صنعتیں مرکوز و محصور ہو کر رہ گئی ہیں۔

تجارت کا حال یہ ہے کہ ملک کی درآمد و برآمد، زمین کی پیداوار اور مصنوعات کی ملکی و غیر ملکی فروخت پر بنکوں اور چند بڑی بڑی فرموں کے ذریعہ گنے چنے افراد و خاندان چھائے ہوئے ہیں۔

اس طرح ایک لاکھ سے بھی کم افراد ہیں جو ملک کے تمام وسائل معاش کے مالک بنے بیٹھے ہیں اور نوکر شاہی (بیورو کریسی) ان کی محافظ و معاون ہے۔

یہ وہ صورت حال ہے، جس نے ملک کے کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، چھوٹے تاجروں، معمولی ملازمت پیشہ لوگوں اور متوسط درجہ کے افراد کو ایک بہت ہی قلیل طبقہ کی اقتصادی و معاشی بالادستی کا پابند بنا دیا ہے اور عوام کی اس معاشی زیردستی نے سیاسی اعتبار سے انہیں اپنے بنیادی حقوق سے محروم کر ڈالا ہے۔

پس ملک میں اگر مکمل جمہوریت نہیں قائم ہو پا رہی، کوئی متفقہ آئین نہیں بن پا رہا، اور ملک کا علاقائی اتحاد بروئے کار نہیں آرہا تو اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہی بدترین اقتصادی و معاشی تفاوت و امتیاز بنا ہوا ہے۔

اور اس کا تاریک ترین پہلو یہ ہے کہ اسلامی نظام حیات کے اجراء و نفاذ میں بھی اس کی وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے۔

جہاں بارہ کروڑ مسلمان عوام چند لاکھ افراد کی اقتصادی معاشی و سیاسی گرفت میں پھنسے ہوئے ہوں۔ وہاں اسلام کو اس حیثیت سے غالب آنے کا کب موقع مل سکتا ہے

کہ امیر و غریب، آقا و غلام اور حاکم و محکوم کے امتیازات سے پاک و صاف اسلامی عدل و مساوات کا نظام قائم ہو جائے، اور پوری امت اللہ کی بندگی میں ایک جگہ جمع ہو سکے

حالات و واقعات کا اگر صحیح اور غیر جانب دارانہ تجزیہ کیا جائے تو ملک میں اسلام اور جمہوریت دونوں کے قیام و غلبہ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ صرف یہ بات ہے کہ ایک نہایت مختصر اور قلیل طبقہ اپنے امارتی مفادات کے تحفظ کے لئے اسلام اور جمہوریت کو اصلی شکل میں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، جس سے ملک کے نوے فیصد مسلمان عوام یعنی کسان، مزدور، محنت کش اور متوسط درجہ کے لوگ ملک و ملت کے مسائل میں اپنی تعداد و طاقت کے تناسب سے حصہ دار بن جاتے ہیں۔

حالانکہ اگر ملک کے وسائل معیشت اور نظم سیاست میں ملک کے نوے فیصد مسلمان عوام کا براہ راست عمل دخل ہو جاتا ہے تو پھر لادینیت کی کوئی طاقت پہلی اسلام کے خلاف ایک قدم نہیں اٹھا سکتی۔ کسی کو یہ مجال نہیں ہو سکتی کہ اسلام کے حلال و حرام کے احکام اور معروف و منکر کے اجراء میں تاخیر ڈال سکے۔ اور کوئی قوت عوام کی بالادستی پر مبنی اس جمہوریت کو چیلنج نہیں کر سکتی، نیز کسی غیر ملکی طاقت کو یہ موقعہ نہیں حاصل ہو سکتا کہ وہ اندرون ملک سازشوں کے جال بچھا سکے اور بیرون ملک خطرات کھڑے کر سکے۔

مسلمان عوام بنیان مرصوص بن کر ہر چیلنج کا مقابلہ کریں گے، اور اپنے تمام داخلی و خارجی مسائل پر قابو پالیں گے

حیرت ہے کہ اس سیدھی اور صاف راہ کو اختیار کرنے سے اسلام کا نام لے کر روکا جاتا ہے اور اس راہ کو سوشلزم و کمیونزم کا نام دیا جاتا ہے۔

حالانکہ صرف یہ ہی راہ وہ راہ ہے۔ جو ملک کو سوشلزم اور کمیونزم کی منزل کی طرف جانے سے روک سکتی ہے۔

ملک کی نوے فیصد آبادی کو سیاسی و اقتصادی حقوق سے محروم رکھ کر نہ اسلام کو بچایا جا سکتا ہے اور نہ سوشلزم کو روکا جا سکتا ہے۔

اسلام اگر غالب آئے گا اور محفوظ رہے گا، تو ان مسلمان عوام کے ذریعہ جو اگرچہ کسان ہیں، مزدور ہیں یہ غریب ہیں۔ لیکن ملک کی آبادی کا نوے فیصد حصہ ہیں۔ اور اپنے دین سے قلبی وابستگی رکھتے ہیں۔

اس طرح اگر یہاں سوشلزم کو روکا جا سکتا ہے تو صرف اس صورت میں ہی کہ نوے فیصد مسلمان آبادی کو یہ احساس

(ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

ہو جائے کہ ملک کا نظام اقتدار اور نظام اقتصادیات اس کے ہاتھوں میں ہے۔ اور ملک کے وسائل و ذرائع میں وہ اپنی تعداد کے مطابق مساوی حصہ رکھتی ہے۔

چنانچہ یہ وقت کا اہم ترین تقاضا ہے کہ اسلام کی خدمت گذار جماعتیں و دینی حلقے مذکورہ بالا عوامی طبقات، کسانوں، مزدوروں اور محنت کشوں سے براہ راست رابطہ پیدا کریں اور ان جماعتوں کو اپنے اعتماد میں لیں جو مزدوروں اور کسانوں میں کام کر رہی ہیں۔ تاکہ ملک کا کسان و مزدور یہ جان سکے کہ اس کے مسائل کا احساس دینی حلقوں کو بھی ہے اور ان کے اندر کام کرنے والی جماعتیں بھی یہ سمجھ سکیں کہ اب کسانوں اور مزدوروں کے مسائل کا حل سوشلزم اور کمیونزم کے بجائے اسلام کی روشنی میں بھی ممکن ہے نیز دینی حلقوں کی شمولیت کی وجہ سے کسانوں اور مزدوروں کو کمیونزم و سوشلزم کی طرف دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے
جمعیۃ علماء اسلام نے اس راہ پر پیشقدمی کر کے نہ صرف کسانوں اور مزدوروں کو لادینی اثرات سے بچانے کا سامان پیدا کر دیا ہے بلکہ ایک ایسے حل کی نشاندہی کر دی ہے جس سے ملک کے تمام موجودہ پیچیدہ مسائل سلجھائے جا سکتے ہیں۔

جو عناصر ایک قلیل طبقہ کے مفادات کی خاطر اور بین الاقوامی کشمکش میں پاکستان کو مغربی سامراج کا ہمسفر بنائے رکھنے کے لئے جمعیۃ علماء اسلام کو مطعون کر رہے ہیں۔ اور ملک کے کسانوں اور مزدوروں و غریب عوام کو دائرۂ اقتدار و انتظام سے باہر رکھنا چاہتے ہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اس کا انجام اسلام اور ملک کے لئے کتنا بھیانک نکل سکتا ہے۔

اگر اسلام کے نام سے ملک کی نوے فیصد آبادی یعنی کسانوں اور مزدوروں کو ان کے تناسب سے نظم و نسق اور نظام حکومت میں حصہ نہیں دیا جاتا، اور انہیں ملک کے وسائل معاش و اقتصاد میں برابر کا شریک نہیں بنایا جاتا، تو اس کا واضح نتیجہ یہ نکلے گا کہ اشتراکی عناصر انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے اور اسلام سے بے تعلق بلکہ بیزار بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یا پھر امریکہ کے ساتھ وابستگی ان میں بے دینی اور بد اخلاقی کو سیلاب کی طرح پھیلانے میں لگ پڑے گی۔

ان دونوں ہی صورتوں میں مذہب و ملت خطرے میں پڑ سکتے ہیں اور پڑ جائیں گے۔

جمعیۃ علماء اسلام کو، مفتی محمود صاحب کو، مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کو اور ایڈیٹر ترجمان اسلام کو اشتراکیت سے متہم کر کے کسانوں اور مزدوروں کے مطالبات کو ٹالا نہیں جا سکتا۔ سرمایہ دارانہ نظام کو بچایا نہیں جا سکتا۔ جاگیرداریوں اور زمینداریوں کا تحفظ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ جمعیۃ علماء اسلام کے ذریعہ دین کا جو پیغام کسانوں، مزدوروں اور غریب عوام تک پہنچ رہا ہے، اور انہیں اپنے مسائل کے حل کی جو امید اسلام میں بھی نظر آنے لگی ہے، نیز جو تنظیمیں و جماعتیں سوشلزم پسند ان مسائل کے حل کا انحصار کرتی تھیں اور جمعیۃ علماء اسلام کے قریب آ کر اسلام کو سمجھ رہی تھیں۔ نیز ان سے متاثر ہو کر حلقے اسلام کو اپنا لائحہ عمل بنانے پر تیار ہو رہے ہیں۔ جمعیۃ کے خلاف پروپیگنڈے سے ان پر اثر پڑ سکتا ہے۔ کسانوں و مزدوروں کی تحریکوں و تنظیموں کا جو رجوع جمعیۃ کی بدولت اسلام کی طرف ہونا شروع ہوا ہے اس میں رکاوٹ پڑ سکتی ہے۔

اگر خدانخواستہ ایسا ہوا اور یہاں لادینیت، سامراجیت یا سوشلزم کے غلبہ کے آثار نمایاں ہونے لگے تو عنداللہ و عندالناس اس کی ذمہ داری ان افراد و گروہوں پر ہی عائد ہوگی۔ جو اسلام بلند بانگ دعووں کے ساتھ

جمعیۃ علماء اسلام کو مطعون کر رہے ہیں۔ جمعیۃ پر اشتراکیت کا اتہام تھوپ رہے ہیں۔ کسانوں، مزدوروں اور غریب عوام کے حقوق کے مطالبہ کو کمیونزم کا نام دے رہے ہیں اور ان حقوق کے لئے آواز بلند کرنے والوں کو اشتراکی ٹھہرا رہے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے موجودہ اقدام نے بیک وقت سامراجیت و اشتراکیت دونوں کو روک لگائی ہے۔ اسلامی نظام کے قیام کی ضرورت کا احساس، چند دینی و جماعتی محدود حلقوں سے باہر کسانوں و مزدوروں کے وسیع حلقے تک عام کیا ہے اور غریب مسلمان عوام میں یہ امید پیدا کی ہے کہ اسلام کے ذریعہ ان کے مسائل کا بھی حل ہو سکتا ہے۔

ایسی صورت میں جمعیۃ کی مخالفت کرنا، اس پر اشتراکیت کے الزام عائد کرنا، فی نفسہٖ اسلام کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

جن لوگوں کو جمعیۃ سے گروہی اختلاف ہے، اس کے قائدین سے ذاتی مخاصمت ہے، یا جو چند محدود مفادات کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں سوچنا چاہیئے کہ جمعیۃ کی ایسی بے بنیاد اور افتراء پردازانہ مخالفت اس ملک میں اسلام کے مستقبل کو خطرات میں ڈال سکتی ہے۔

چند دولت مندوں اور وڈیروں کے نظام سرمایہ کی حفاظت یا بین الاقوامی میدان میں مغربی سامراج کی برتری قائم کرنے میں معاونت سے نہ تو اسلام کا تحفظ کیا جا سکتا ہے، اور نہ پاکستان کی سالمیت، استحکام و آزادی کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

ان دونوں مقاصد کے حصول کے لئے پاکستان کے تمام مسلمان عوام جن میں غالب تعداد کسانوں، مزدوروں محنت کشوں، کلرکوں اور معمولی تجارت پیشہ لوگوں کی ہے ان کو اپنے ساتھ شامل کرنا اور حالات کی تشکیل و تعمیر میں انہیں بھرپور حصہ لینے کا موقعہ دینا اولین اور بنیادی ضرورت ہے۔

نیز ملک کو غیر ضروری نزاعات کے الجھاؤ اور اسلام و سوشلزم کی کفر سازی بحثوں کے دہانے سے نکال کر خالص اسلامی نظام کے مقصد و مدعا پر لانا وقت کی سب سے بڑی دینی خدمت ہے۔

صرف اس طرح ہی صحیح اسلام، صحیح جمہوریت اور سچی مساوات کی منزل تک پہنچا جا سکتا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام نے مسلمان عوام (کسانوں و مزدوروں اور غریب کارکنوں و محنت کشوں) کے اشتراک کی اساس پر اس منزل تک پہنچنے کا راستہ ہموار کر دیا ہے۔

اب اس راہ میں حائل ہونے کی کوشش دین و ملت دونوں سے غداری کے مترادف ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کا موقف ہی ملک و ملت کے مستقبل کا ضامن ثابت ہو سکتا ہے۔ ورنہ دوسری تمام راہیں انتشار و ابتری کی طرف لے جانے والی اور اسلام سے دور کر دینے والی ہیں۔

# پروگرام

## حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

### ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام

| تاریخ | مقام |
|---|---|
| ۲۰۔ اگست ۱۹۶۹ء | قیام دفتر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام |
| ۲۱۔ 〃 〃 | 〃 |
| ۲۲۔ 〃 〃 | راولپنڈی |
| ۲۳۔ 〃 〃 | میانوالی |
| ۲۴۔ 〃 〃 | چنیوٹ |
| ۲۵۔ 〃 〃 | جنڈانوالہ ضلع میانوالی |
| ۲۶۔ 〃 〃 | گوجرانوالہ |
| ۲۷۔ 〃 〃 | 〃 |
| ۲۸۔ 〃 〃 | روانگی راولپنڈی |
| ۲۹۔ 〃 〃 | راولپنڈی |
| ۳۰۔ 〃 〃 | 〃 |
| ۳۱ 〃 〃 | سیرت کانفرنس بفہ |
| یکم ستمبر 〃 | قیام بفہ |
| ۲۔ ستمبر تا ۵ ستمبر 〃 | قیام راولپنڈی |
| ۶۔ ستمبر | منڈی واربرٹن |
| ۷۔ 〃 〃 | لاہور |
| ۸۔ 〃 〃 | کوٹ رادھا کشن |
| ۹۔ 〃 〃 | راولپنڈی |
| ۱۰۔ 〃 〃 | ایبٹ آباد |
| ۱۱۔ 〃 〃 | راولپنڈی |
| ۱۲۔ 〃 〃 | 〃 |
| ۱۳۔ 〃 〃 | روانگی سکھر برائے جلسہ مظہر العلوم |

## جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا سالانہ جلسہ

ساہیوال کے معروف علمی و دینی ادارہ کا انیسواں سالانہ اجلاس یکم اکتوبر سے تین اکتوبر بتاریخ ۱۹، ۲۰، ۲۱ رشعبان بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوگا احباب تاریخیں نوٹ فرمالیں اور متعلقہ حضرات مطلع ہوں۔

(ناظم و مدیر الجامعہ)

# لاہور کے پندرہ ممتاز علماء کی نکتہ چینی کی حقیقت

(از حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان)

لاہور کے بعض اخباروں میں ۱۳ راگست ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں لاہور کے پندرہ علماء کی مجھ پر نکتہ چینی کی خبر شائع ہوئی ہے۔ غالباً یہ سب کے سب جامعہ اشرفیہ لاہور کے مدرسین حضرات ہیں۔ ان میں حضرت مولانا رسول خاں صاحب مدظلہٗ کا اسم گرامی بھی ہے۔ جو میرے نہایت شفیق استاد ہیں۔ اور اس وقت ملک میں وہی ایک بزرگ ہیں جو ہمارے اکابر اسلاف کی نشانی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا اسم گرامی فرضی درج کیا گیا ہے یا پھر ان کو غلط باور کرایا گیا ہے۔ لیکن اگر وہ بلا کسی وجہ کے بھی میرے خلاف سخت سے سخت بات فرمائیں۔ ان کو حق حاصل ہے۔ اور میرے لئے سوائے سر تسلیم خم کرنے کے کوئی چارہ نہیں۔

دستخط کنندگان میں سے جن حضرات کو میں جانتا ہوں۔ ان سے جھوٹ بولنے، جھوٹ لکھوانے اور غلط بیانی کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر حیرانی کی بات ہے کہ اس بیان میں دو سفید جھوٹ درج ہیں۔ ایک تو یہ کہ میں ملحدوں اور خدا کے منکروں سے مل کر اسلامی قدروں کو ڈھا رہا ہوں (العیاذ باللہ العظیم) میں اس کی بار بار تردید کر چکا ہوں اور اخباروں میں تردیدیں کئی بار چھپ چکی ہیں۔ لیکن امریکی ایجنٹ اور مودودیے مسلسل میرے خلاف یہ شیطانی جھوٹ لکھتے اور لکھاتے رہتے ہیں۔ جن کی تنقیص صحابہؓ تنقید انبیاء علیہم السلام اور اسلامی عقائد و مسائل کی کھلی مخالفت کا بھانڈا پھوڑا ہے میں علماء دیوبند، علماء سہارنپور، علماء دہلی اور علماء ہند و پاکستان نے پھوڑ کے رکھ دیا ہے۔ اور یہ حقیقت بھی واضح ہو چکی ہے کہ ان کی سرگرمیوں سے یہود و امریکہ کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اس کے برعکس میں ان تمام افراد اور جماعتوں کو دعوت دیتے ہوئے یہ کوشش کر رہا ہوں کہ وہ تمام ازموں کو چھوڑ کر صرف اسلام کے اندر اپنی مشکلات کا حل سوچیں۔ اسلام کامل دین ہے۔ اس میں ہر طبقہ کے مسائل کے لئے ہدایات موجود ہیں۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ میری یہ مساعی کامیاب ہو رہی ہیں اور بہت سے افراد اور طبقات کمیونسٹوں کے پروپیگنڈے سے بچتے جا رہے ہیں۔

اس بیان میں دوسرا بڑا جھوٹ یہ ہے کہ اس میں یہ تصور دیا گیا ہے کہ میں ماضی میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اور حضرت مولانا تھانویؒ کے خلاف بدتر الفاظ استعمال کر چکا ہوں۔ یہ قطعاً غلط ہے۔ حضرت عثمانیؒ میرے استاد حدیث ہیں۔ اور حضرت تھانویؒ مجدد دین حکیم الامت اور ولی اللہ تھے۔ ان کو میں استادوں سے بھی اعلیٰ و ارفع تصور کرتا ہوں۔ ان حضرات کے حق میں بدگوئی نقصان ایمان کے مترادف ہے۔ یہ خبر جس نے بھی دی ہے وہ غلط ہے اور محض شیطانی افتراء۔

بہرحال اس نکتہ چینی میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے میں ایمانی بصیرت کی روشنی میں کہتا ہوں کہ ہم سب کے واجب الاحترام بزرگ حضرت مولانا رسول خاں صاحب کو یا تو خبر بھی نہیں یا ان کو دھوکا دیا گیا ہے اور کسی مقدس جھوٹے نے شیطان کی طرح قسم کھا کر ان کو غلط باور کرایا۔ بہرحال حضرت کے بارہ میں اتنا ہی عرض ہے کہ ان کو ہر طرح کہنے سننے کا حق حاصل ہے اور ہم کو ایک ادنیٰ شاگرد کی طرح حاضر خدمت ہو کر حقیقت حال بیان کرنا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں یہ مضمون لکھ چکا تھا کہ حضرت مخدوم استاد الاساتذہ مولانا رسول خاں صاحب مدظلہٗ کی تحریر پہنچ گئی۔ کہ واقعی ان کو غلط باور کرایا گیا تھا۔ اور انہوں نے اس بیان کو جھوٹ سمجھ کر اس سے نہ صرف رجوع فرمایا بلکہ اپنے پاک کلمات سے میری حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔

اسی طرح مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نائب مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور نے بھی تحریر فرما دیا کہ حقیقت حال معلوم ہو جانے کی وجہ سے میں اپنے بیان سے رجوع کرتا ہوں۔ بلکہ مولانا موصوف نے مجھ سے معافی مانگنے کے الفاظ لکھ کر مجھے شرمندہ فرمایا ہے۔ میرے دل میں بہرحال ان نوجوان علماء دین کا احترام ہے۔ جن کو مستقبل میں اسلام کے بول بالا کرنے کے لئے کام کرنا ہے۔ شیطان کی قسم کھا لینے سے حضرت آدم علیہ السلام نے بھی باور کر لیا تھا۔ گویا یہ بات ہماری فطرت میں داخل ہے کہ حقیقت حال کھلنے کے بعد رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کہہ کر لاکھوں گنا درجات بڑھا لیں۔ ان دونوں حضرات کی تردید کے بعد ضرورت نہیں تھی۔ مگر میں جامعہ اشرفیہ کے بعض بزرگوں سے استفسار کرتا ہوں کہ اس جھوٹے بیان کی حقیقت کیا ہے۔ اس کے بعد میں مولانا ظفر احمد عثمانی مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی اور بعض دوسرے بزرگوں کے بارے میں کچھ حقائق بیان کروں گا اور یہ بتاؤں گا کہ انہوں نے کیا کہا اور میں نے کیا کہا ممکن ہے اس ضمن میں بعض دوسرے سربستہ رازوں سے بھی پردہ ہٹتا جائے۔ فقط

العبد
غلام غوث ہزاروی بقلم خود

## بقیہ: مودودی صاحب کا تازہ الہام

کہ جنت بھر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ جا! جنت میں بڑی گنجائش ہے تیرے لئے جنت میں دنیا کے برابر اور اس سے مزید دس گنا زیادہ وسعت تیرے لئے موجود ہے یہ چند احادیث مشکوٰۃ کے باب الشفاعۃ سے بطور نمونہ نقل کی گئی ہیں۔ تفصیل کے لئے اصل کی طرف رجوع کیا جائے یہ تمام احادیث بخاری و مسلم شریف کی روایات ہیں احادیث مبارکہ کے تفصیلی جائزہ سے معلوم ہوگا کہ بات وہی صحیح ہے جو قاضی بیضاوی اور علامہ ابن کثیر نے فرمائی۔ یعنی مسلمان دوزخی بالآخر دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے اور یہ حقیقت احادیث میں حد تواتر کو پہنچتی ہے۔ جس میں کوئی شبہ کی گنجائش موجود نہیں۔ اور ذرا غور کیا جائے تو یہ بات قرآن سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر کسی پر ظلم نہیں فرمائے گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ جو شخص ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ اسے دیکھے گا اور پائیگا۔

پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسلمان گنہگار جو کسی نہ کسی درجہ میں ایمان کی کوئی مقدار لے کر قیامت میں حاضر ہو، اور وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل تو ہو جائے مگر اپنے ایمان کے (خواہ وہ ذرہ برابر ہی ہو) بدلے سے محروم رکھا جائے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل ہے

حیرت ہے مودودی صاحب کو اس قدر روشن واضح اور مسلمہ عقل و نقل مسئلہ کا علم نہیں۔

مولانا محمد یوسف صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام میانچنوں

# مودودی کی قلابازیاں

فرماتے ہیں:- میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب تک میں نے کوئی بھی چیز ایسی نہیں لکھی۔ جس پر کسی نہ کسی گروہ کو چوٹ نہ لگی ہو۔ اور اگر میں یہ فیصلہ کر لوں کہ کوئی ایسی چیز نہ لکھی جائے جس سے مسلمانوں کے کسی گروہ کو ناگواری ہو، تو شاید کچھ بھی نہ لکھ سکوں۔

(رسائل و مسائل حصہ اول صفحہ ۲۸۳ طبع اول اشاعت ۱۹۵۴ء)

---

## اہلحدیث حضرات متوجہ ہوں:-

میں نہ مسلک اہلحدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت اور شافعیت کا ہی پابند ہوں۔

(رسائل و مسائل حصہ اول صفحہ ۲۳۵ حصہ اول طبع اول)

## بلند بانگ دعویٰ۔

مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ بڑی تیزی کے ساتھ اس بات کو تسلیم کرتا جا رہا ہے کہ جو چیز میں پیش کر رہا ہوں، یہی اصلی اور خالص اسلام ہے۔

(رسائل و مسائل ۲۳۴ حصہ اول طبع اول)

---

## مودودی کے خالص اسلام کی جھلک:-

ان کی زبانی سنیئے۔ فرماتے ہیں کہ:-

بس درحقیقت میں ایک نومسلم ہوں۔ خوب جانچ کر اور پرکھ کر اس مسلک پر ایمان لایا ہوں۔ جس کے متعلق میرے دل و دماغ نے گواہی دی ہے کہ انسان کے لئے صلاح و فلاح کا راستہ اس کے سوا نہیں ہے۔

(سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۶ طبع اول)

یہ قول تقریباً ۱۹۳۵ء کا ہے۔ غالباً چھ سال بعد ۱۹۴۱ء میں جناب کا حال دیکھئے۔ لکھا ہے کہ:-

سب سے پہلے مودودی صاحب اٹھے اور کلمہ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشہد ان محمد رسول اللّٰہ کا اعادہ کیا۔ اور کہا کہ لوگو! گواہ رہو، میں آج از سر نو ایمان لاتا ہوں اور جماعت اسلامی میں شریک ہوتا ہوں۔

(روداد جماعت اسلامی حصہ اول صفحہ ۹)

خدارا! کچھ سوچیئے، پھر سوچیئے اور بتائیے کہ جو آدمی ۱۹۳۵ء میں نومسلم تھا۔ اور ۱۹۴۱ء میں اپنے ایمان کی پھر تجدید کرتا ہے۔ وہ درمیان میں تقریباً چھ برس کا عرصہ کس مذہب پر رہا ہے۔ آخر تجدید ایمان کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ جس لیڈر کا یہ حال ہو کہ پانچ چھ سال کے عرصہ کے بعد اس کو لوگوں کے سامنے تجدید ایمان کی ضرورت پیش آئی ہے تو اس پر کیا اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ وہ اسلام کا نظام نافذ کرے گا۔ بلکہ وہ تو خود اسلام میں متردد و مذبذب ہے

(کیا فرماتے ہیں مودودیان کرام بیچ اس مسئلہ کے کہ کیا مودودی کی جماعت اسلامی میں شریک ہونے کے لئے تجدید ایمان شرط ہے۔ اگر شرط ہے تو جملہ مسلمانان عالم جو ان کی نام نہاد جماعت اسلامی میں شریک نہیں ہوئے اور انہوں نے تجدید ایمان بھی نہیں کیا تو وہ جماعت اسلامی کے نزدیک مسلمان ہیں یا نہیں۔ اگر مسلمان ہیں تو جماعت اسلامی میں شرکت کے لئے تجدید ایمان کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ آخر کیوں؟ بینوا و توجروا

---

## خالص اسلام کی دوسری جھلک:-

داڑھی کا سنت ہونا صریح فرمان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے (خالفوا المشرکین اوفروا اللحیٰ و قصوا الشوارب) مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو بڑھاؤ، مونچھوں کو کٹواؤ! سے اور بتواتر تعامل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین اور جملہ علماء امت سے ثابت ہے۔ کوئی انسان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، مگر یہ بات کہنے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ داڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں، اگرچہ وہ خود بھی منڈواتا ہو۔ مگر سنت کا انکار کوئی نہیں کر سکتا۔ مگر بدقسمتی سے ڈگری برانڈ دانشور کا حال دیکھئے۔ لکھتا ہے کہ:-

"آپ کا یہ خیال کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول یا اسوہ رسول ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہٖ سنت سمجھتے ہیں، جس کے جاری و قائم کرنے کے لئے نبی اکرم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جاتے رہے ہیں۔ مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی تعریف صحیح نہیں۔ بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک خاص قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے"۔

(رسائل و مسائل حصہ اول طبع دوم صفحہ ۲۴۷ طبع اول صفحہ ۳۰۷)

خط کشیدہ الفاظ کا بغور مطالعہ کیجئے اور پھر اپنے دل میں اندازہ لگائیے کہ جس کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عناد ہو، تو اس سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی میری ایک سنت کو زندہ کرے گا۔ جبکہ اس سنت کو مٹایا جا رہا ہو، تو اس کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔ سبحان اللہ! مگر مودودی صاحب ہیں کہ اسلام کے پردہ میں سنت مٹانے اور مغربیت کی تعلیم کو پھیلانے کے درپے ہیں اور وہ اکابرین جن کا ایک قدم بھی سنت کے خلاف نہیں

---

## قارئین ترجمان اسلام کو خوشخبری

محترم جناب سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں، اور فن کتابت کے شہنشاہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ سلجھے ہوئے ادیب بھی ہیں۔ شاعری کا بھی تھوڑا بہت ذوق رکھتے ہیں۔ اکابرین دیوبند سے بہت زیادہ قلبی تعلق ہے۔ ان کی مجلس میں کسی نہ کسی بزرگ کا تذکرہ ہی ہوتا نظر آئے گا۔ احقر حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست پیش کی کہ اپنے اکابر کا تذکرہ مضامین کی صورت میں آنا چاہیئے۔ چنانچہ احقر کی درخواست پر شاہ صاحب نے ترجمان اسلام کے لئے مضامین لکھنے کا وعدہ فرما لیا ہے۔ عنقریب یہ سلسلہ شروع کر دیا جائیگا

(محمد حنیف سہارنپوری)

---

## بنوں کی خبریں

بنوں میں ایک بری رسم چل پڑی تھی کہ شادی کے موقع پر لوگ عورتوں اور لڑکوں کے ڈانس کرواتے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے اخلاق تباہ ہو رہے تھے۔ اس کے خلاف جمعیۃ علماء اسلام کے علماء نے آواز بلند کی اور مساجد میں اس کی بندش کا مطالبہ کیا۔ لیکن اس کا نتیجہ صفر نکلا۔ اس لئے جمعیۃ علماء اسلام کے علماء نے مشورہ کیا کہ ہم کو خود اس کے بند کرنے کے لئے قدم اٹھانا چاہیئے۔ لہٰذا جمعیۃ کے علماء نے مختلف مقامات کا دورہ کیا اور لوگوں میں اس بری رسم سے جو بے حیائی اور تباہی پھیل رہی تھی آگاہ کیا۔ پچھلے اتوار علاقہ میرا خیل میں بمقام ملک رحمزاد خان ایک قومی میٹنگ ہوئی جس میں حسب ذیل فیصلہ ہوا:-

ہمارے علاقہ میں ناچنے والی عورتوں اور لڑکوں پر مکمل پابندی ہو گی۔ کوئی بھی آدمی شادی اور ویسے عورتوں اور لڑکوں کا ڈانس نہیں کرائے گا۔ اگر کسی نے اس فیصلہ کی خلاف ورزی کی تو اس سے ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور مکمل بائیکاٹ بھی کیا جائے گا۔ نہ تو اس کا نکاح پڑھا جائے گا اور نہ جنازہ۔ اور نہ قوم اس کے اس کے ساتھ غم و خوشی میں شریک ہو گی۔

اس علاقہ کے لئے جمعیۃ علماء اسلام نے ایک اصلاحی کمیٹی مقرر کی۔ جس کے امیر مولانا علی [illegible] صاحب ہوں گے۔

اس فیصلہ پر ایک سو علماء اور ملکان قوم نے دستخط کئے۔ اس میٹنگ میں پانچ سو علماء اور اکابرین قوم نے شرکت کی

---

الغرض ان کو اسلام کے باغی یا ملا ازم سے تعبیر کر کے عوام کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ علماء ہمیں مغربیت کے راستوں پر ترقی نہیں کرنے دیتے اور یہ ترقی کے راستے میں ایک سنگ باراں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر جب تک روحانی ترقی نہ ہو تو مادی وسائل ہمیشہ عذاب الٰہی کا سبب بنے ہیں

# جمعیۃ کی مرکزی مجلس شوریٰ کے ارکین

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نے مندرجہ ذیل حضرات کو آئندہ مدت تک کے لئے جمعیۃ کی مرکزی مجلس شوریٰ کا رکن نامزد فرمایا ہے۔

مشرقی پاکستان سے :۔ حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب (ڈھاکہ) حضرت مولانا ابوالحسن صاحب (جیسر) مولانا شمس الدین صاحب (ڈھاکہ) مولانا عبدالجبار صاحب (ڈھاکہ) مولانا شیخ عبدالکریم صاحب (سلہٹ) مولانا صفی اللہ صاحب (ڈھاکہ) مولانا محی الدین صاحب (ڈھاکہ) مولانا عبدالجبار صاحب (ڈھاکہ) مولانا معتصم باللہ (مومن شاہی)

مغربی پاکستان سے :۔

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی (راولپنڈی) مولانا سید گل بادشاہ صاحب (پشاور) قاضی عبدالکریم صاحب (ڈیرہ اسمٰعیل خاں) مولانا محمد اسمٰعیل صاحب (کراچی) مولانا عبدالکریم صاحب (بیر دالی سکھر ڈویژن) مولانا محمد عمر صاحب (قلات، بلوچستان) مولانا محمد اکرم صاحب (لاہور)

جمعیۃ کے مرکزی عہدہ داران بھی شوریٰ کے ارکان متصور ہوں گے۔ جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں :۔

(امیر) حضرت درخواستی (ناظم اعلیٰ) مفتی محمود صاحب (نائب امیر مغربی پاکستان سے) حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مشرقی پاکستان سے حضرت مولانا بشیر صاحب (نائب ناظم مشرقی پاکستان سے) مولانا عارف ربانی۔ مغربی پاکستان سے مولانا عبدالواحد صاحب۔ خازن حافظ نصر اللہ خاں صاحب خاکوانی۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۲۶ ستمبر ۱۹۶۹ء کو سرگودھا میں طلب کیا گیا ہے۔

## جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ اور کونسل کا اجلاس

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے امیر محترم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالی نے ۲۶ ستمبر ۱۹۶۹ء کو سرگودھا میں مرکزی جمعیۃ کی مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کے اجلاس طلب کرنے کی ہدایت جاری فرمائی ہے۔

مندرجہ ذیل امور ایجنڈے میں شامل ہیں :۔

(۱) جماعت کی موجودہ پالیسی کی توثیق و وضاحت
(۲) دوسری جماعتوں کے ساتھ اشتراک کا مسئلہ
(۳) لیبر پارٹی کے ساتھ اشتراک کی توثیق
(۴) بیت المقدس کی آزادی کے لئے ایک رضاکار تنظیم کا قیام۔
(۵) مسلمانان کشمیر کی آزادی کا مسئلہ
(۶) دستور میں چند ضروری وضاحت کا اضافہ اور ترمیم۔
(۷) دیگر جماعتی و تنظیمی امور۔

# غدارِ وطن نکلے ہیں

جانباز مرزا ایڈیٹر تبصرہ لاہور

راہزن لے کے شرافت کا یہ چلن نکلے ہیں
پھر نئے رنگ میں غدارِ وطن نکلے ہیں

دھجیاں دامنِ ملت کی چرانے کے لئے
لے کے اسلام کا اندازِ سخن نکلے ہیں

جن پہ موسم کو بھی پھولوں کا گماں گذرا تھا
جانے کیا بات ہے، وہ خارِ چمن نکلے ہیں

کیا تماشہ ہے کہ بربادیٔ گلشن کے لئے
خار دامن میں لئے سرو سمن نکلے ہیں

جامہ اسلام کا صورت ہے مسلمانوں کی
کیسے امریکہ کے یارانِ کہن نکلے ہیں

جن کے نطفے بھی ہیں مشکوک چلن آوارہ
راہِ اسلام میں وہ صاحبِ فن نکلے ہیں

کیسے جانباز ہیں اترینگے شجاعت کیلئے
باندھ کر سر پہ جو یورپ کا کفن نکلے ہیں

## جلیل رانا ناظم جمعیۃ کلور کوٹ کو صدمہ

جلیل رانا صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام کلور کوٹ کے والد محترم جناب رانا چاند خاں صاحب جلبانوی مورخہ ۱۲ ۶۹ء بروز بدھ ۱۱ بجے دن حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے رانا صاحب مرحوم کو تقریباً ۱۱ بجے دن دل کا دورہ پڑا اور پانچ بجے شام اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

مرحوم متحدہ ہندوستان میں مشہور سماجی کارکن تھے اور یہاں علاقہ میں بھی متعارف تھے۔ مرحوم کے متعلق و احباب پاکستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ قارئین ترجمان اسلام سے گذارش ہے کہ وہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ ادارہ ترجمان اسلام محترم جلیل رانا اور ان کے تمام بھائیوں کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

مولانا محمد بدیع الزمان صاحب
شعبہ عربی مدرسہ تجوید القرآن لاہور

# گنہگاروں کا انجام
## اور
## مودودی صاحب کا تازہ الہام

مودودی جماعت کے رسالہ "ایشیا" مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۶۹ء کا صفحہ ۷ سامنے ہے۔ مودودی صاحب کا درسِ حدیث ختم ہوا۔ سوالات شروع ہوئے کسی صاحب نے موصوف سے پوچھا:۔

"کہا جاتا ہے کہ صرف کفار و مشرکین ہی دوزخ میں رہیں گے۔ دوسرے گنہگار افراد دوزخ میں اپنی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں بھیج دیئے جائیں گے کیا یہ درست ہے"؟

مودودی صاحب نے جواب میں جو کچھ فرمایا۔ وہ درج ذیل ہے:۔

"قرآن و حدیث میں کہیں یہ تصریح نہیں ملتی کہ جو گنہگار آدمی دوزخ میں ڈالا جائے گا اسے ایک مقررہ مدت کے بعد دوزخ سے نکال کر جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ اگر کسی صحیح حدیث میں اس کا تذکرہ ہو، تو مجھے مطلع کیا جائے"۔

مودودی صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ خلود فی النار صرف کافر و مشرک کے لئے ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات میں جابجا تصریح ہے۔ کفار و مشرکین کے لئے خلود فی النار کی وعید کی تخصیص ہی میں یہ اشارہ کافی ہے کہ غیر کفار و مشرکین کے لئے خلود نہیں۔ تاہم گذارش ہے کہ اہلسنت والجماعت کا ہمیشہ یہ عقیدہ رہا ہے کہ گنہگار مومن اگر اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جائے گا تو وہ بالآخر ایک مدت کے بعد دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور عقیدہ کی وجہ متواتر احادیث ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ یخرج من النار من کان فی قلبہ ادنیٰ مثقال ذرۃ من ایمان۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۵۲۷ ج ۱)

(ترجمہ) حقیقت یہ ہے کہ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بتواتر ثابت ہے کہ بالآخر دوزخ سے وہ شخص بھی نکل آئے گا۔ جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا"۔

شیخ الاسلام قاضی بیضاوی فرماتے ہیں:۔

الدلائل متظاهرة علیٰ ان عصاة المسلمین لا یدوم عذابهم۔

(تفسیر بیضاوی سورۃ نساء ص ۱۱۹)

(ترجمہ) اس پر بکثرت دلائل واضح ہیں کہ گنہگار مسلمانوں کو دائمی عذاب نہ ہوگا"

تفسیر حقانی میں ہے کہ یہ عقیدہ کہ مرتکب کبیرہ کے لئے ابدی جہنم ہے خوارج کا عقیدہ ہے۔

(تفسیر حقانی سورۃ نساء ص ۲۱۷ ج ثالث)

یہ تو تھے چند تفسیری حوالے۔ آیئے اب ذرا احادیث میں دیکھیں:۔

بخاری و مسلم میں حضرت انسؓ سے شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک طویل حدیث ہے۔ اس میں ہے۔

فاقول یا رب امتی فیقال انطلق فاخرج من کان فی قلبہ مثقال شعیرۃ من ایمان فانطلق فافعل۔ اس حدیث شریف کے آخر میں ہے:۔

ثم اخر لہ ساجدا فیقال یا محمد ارفع راسک وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع فاقول یا رب ائذن لی فیمن قال لا الٰہ الا اللہ قال لیس ذالک لک ولکن عزتی وجلالی وکبریائی وعظمتی لاخرجن منہا من قال لا الٰہ الا اللہ

(مشکوٰۃ باب الشفاعۃ ص ۴۸۹)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کے روز میں بارگاہ الٰہی میں عرض کروں گا۔ اے رب، میری امت پر رحم فرمایئے۔ میری امت پر رحم فرمایئے۔ فرمایا جائے گا۔ جاؤ اور ہر اس شخص کو جس کے دل میں ایک جو کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے۔ دوزخ سے نکالو۔ چنانچہ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا ..........

پھر میں اللہ کے سامنے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ کہا جائیگا اے محمدؐ! سر اٹھایئے اور فرمایئے۔ آپ کی بات سنی جائیگی مانگئے۔ دیا جائے گا۔ سفارش کیجئے سنی جائے گی۔ میں عرض کروں گا۔ یا رب اجازت ہو کہ تمام لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو دوزخ سے نکالوں۔ فرمایا جائے گا۔ تم تو یہ رہنے دو، لیکن مجھے اپنی عزت و جلال اور کبریائی و عظمت کی قسم ہے کہ میں ہر لا الٰہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کہنے والے کو دوزخ سے نکالوں گا۔

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث مذکور کی مؤید ایک طویل حدیث متفق علیہ ہے۔ جس میں بار بار شفاعت اور ہر بار مسلمان دوزخیوں کو جہنم سے نکالے جانے کا ذکر ہے۔

(۳) وعن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل اهل الجنۃ الجنۃ واهل النار النار یقول اللہ تعالیٰ من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان فاخرجوہ فیخرجون قد امتحشوا وعادوا حمما فیلقون فی نهر الحیاۃ فینبتون کما تنبت الحبۃ فی حمیل السیل۔ (بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص ۴۹۰)

(ترجمہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ، دوزخ میں داخل ہو چکے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دوزخیوں میں سے جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ۔ چنانچہ ایسے لوگ نکال کر لائے جائیں گے کہ ان کے جسم سوختہ ہو کر کوئلہ بن چکے ہوں گے ان کو "نہر حیات" میں ڈالا جائے گا تو ان کے جسم کو اس طرح نشوونما ہوگی۔ جس طرح دانہ سیلاب پانی کے کنارہ پر نشوونما پاتا ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم صفحہ مذکور)

(۴) نیز بخاری و مسلم ہی کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ سے ایک طویل حدیث گذشتہ حدیث کے معنی میں مروی ہے۔

(۵) عن انسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیصیبن اقواما سفع من النار بذنوب اصابوها عقوبۃ ثم یدخلهم اللہ الجنۃ بفضلہ ورحمتہ فیقال لهم الجهنمیون۔

(بخاری، مشکوٰۃ ص ۴۹۲)

(ترجمہ) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کتنی ہی قوموں کو اپنے گناہوں کی سزا میں دوزخ کے شعلوں سے گذرنا پڑے گا۔ پھر ان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ لوگ ان کو (سابق) جہنمی کہہ کر پکاریں گے۔

(۶) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعلم اخر اهل النار خروجا منها واخر اهل الجنۃ دخولا رجل یخرج من النار حبوا فیقول اللہ اذهب فادخل الجنۃ فیاتیها فیخیل الیہ انها ملای فیقول یا رب وجدتها ملای فیقول اللہ اذهب فادخل الجنۃ فان لک مثل الدنیا وعشرۃ امثالها .... الخ

(متفق علیہ مشکوٰۃ)

(ترجمہ) عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ والوں میں سے سب کے بعد دوزخ سے نکلنے والے اور جنت میں سب کے بعد داخل ہونے والے شخص کو میں خوب جانتا ہوں۔ وہ شخص گھٹنوں کے بل چلتا ہوا دوزخ سے باہر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے۔ جا جنت میں داخل ہو۔ وہ جنت کی طرف چلے گا۔ مگر اس کے خیال میں آئے گا کہ جنت تو پہلے ہی جنتیوں سے بھر چکی ہوگی۔ تو وہ عرض کرے گا۔ یا رب میں سمجھتا ہوں

(باقی صفحہ پر)

# نقشِ ثانی کب تلک؟

عزیز القاسمی خانیوال

غیر کی خاطر تری یہ مدح خوانی کب تلک — ان لبوں پہ یہ دعائے حکمرانی کب تلک

عشرتِ امروز ہے ان کے فقط پیشِ نظر — الحفیظ و الاماں یہ زندگانی کب تلک

نفسِ امّارہ کے بندے بھی بہی خواہ بن گئے — اے کفن دُزدانِ ملّت سوز خوانی کب تلک

اِک لطیفے بازِ بازاری کا اندازِ سخن — اک عدوئے دینِ حق کی لن ترانی کب تلک

جھوٹ بھی محفل میں جس کی بن گیا کارِ ثواب — اس جفا جو پیشہ ور کی گلفشانی کب تلک

کاش کہ بیدار ہو تیرا ضمیرِ واغلاً — تو بہ تو محفل میں تیری ولستانی کب تلک

اس کے خد و خال سے سب کچھ عیاں ہو جائیگا — دیکھئے گا اُن کا رنگِ ارغوانی کب تلک

وہ نگاہ اٹھی ہوئے رقصاں اسیرانِ وفا — اے مری خاکِ وطن یہ نقشِ ثانی کب تلک

بندگانِ سیم و زر ہیں پھر نئے بہروپ میں — کب تلک یہ رسمِ باطل کی نشانی کب تلک

ذلت و رسوائی باطل کا مقدر بن گئی — پھر کسی شوریدہ سر کی نوحہ خوانی کب تلک

ہیں رہینِ غیر یہ افکارِ عالی حیف حیف — سیم و زر کے واسطے رطب اللسانی کب تلک

آفتابِ نو طلوع ہو گا بساطِ نو بچھائی جائیگی — بزمِ امکاں میں تری یہ قصہ خوانی کب تلک

تو بہ تو حیلہ گری کیوں پردۂ اسلام میں — ذریّت "ابن سبا" کی پاسبانی کب تلک

تا بکے اے قاسمی یہ کھیل کھیلا جائے گا

پردۂ اخفاء میں اُن کی "ترجمانی" کب تلک

## شہداءِ باب عمرؓ کے وارثوں اور غازیوں کیلئے

جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر کی طرف سے ایک ہزار روپے کا عطیہ

۵ جولائی ۱۹۶۹ء کو جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر کے جلسہ عام میں مجاہد اسلام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے شہداء باب عمرؓ کے وارثوں اور غازیوں کی امداد کے لئے ایک ہزار روپیہ کا اعلان فرمایا تھا۔ چنانچہ آج مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۶۹ء کو حضرت مولانا قاری غلام محمد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر نے شہداء کے وارثوں اور غازیوں کو اپنے دستِ مبارک سے عطیات تقسیم فرمائے تقسیم کے وقت آپ کے ساتھ ناظم جمعیۃ علماء اسلام جھنگ مولانا محمد یٰسین صاحب، صدر و اراکین جمعیۃ علماء اسلام شامل تھے۔ آخر میں شہداء کے لئے رفع درجات اور وارثوں کے لئے ہمت، صبر و استقلال کی دعا مانگی گئی۔

## جمال عبدالناصر

مورخہ ۴ اگست کو مولانا عبدالوہاب صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام گھوٹکی کو خدا نے لڑکا عنایت فرمایا ہے۔ جس کا نام آپ نے بطل حریت جمال عبدالناصر کے اسم گرامی کے مطابق رکھا ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالٰے اس کو طول عمر عطا فرمائے۔

(نور محمد ناظم دفتر جمعیۃ گھوٹکی)

## پاکستان میں اسلامی آئین جلد از جلد نافذ کیا جائے

آج پاکستان کو بنے ہوئے بائیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اس خداداد مملکت میں اللہ کا قانون نافذ نہ ہو سکا۔ حالانکہ جس وقت یہ ملک بن رہا تھا تو اس وقت اس تحریک کے سرکردہ لوگ اس جوش و خروش سے اسلام کا نعرہ لگا رہے تھے کہ جیسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی محبت اور الفت ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی ہے۔ اور یہ لوگ اس بات کے لئے بے چین ہیں کہ کس وقت خدا تعالیٰ ہم کو اس خطہ پر حکمرانی عطا فرمائیں گے کہ ہم سب مل کر اس میں خدا کا قانون نافذ کریں اور یہ ثابت کر کے دکھائیں کہ تمام نظام جو اس وقت دنیا کے مختلف ممالک میں رائج ہیں۔ یہ اسلامی نظام کے مقابلہ میں ہیچ اور ناقص ہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا ضابطہ حیات ہے کہ جس میں زندگی کا کوئی گوشہ نہیں ہے کہ اس کو اسلام نے حل نہ کیا ہو۔ مگر صد افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سرزمین پر مسلمانوں کے اقتدار کو اب بائیس سال پورے ہو رہے ہیں۔ مگر وہ خواب جس کی تعبیر کا ہم کو اس وقت مکمل یقین تھا، اب تک وہ شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اور اب ہمیں یقین ہو چکا ہے کہ وہ لوگ جو اس وقت اسلام اسلام کے نعرے لگا رہے تھے ان کے دل اسلام کی محبت سے خالی تھے۔ اور ان کی مثال ایک ڈھول کی آواز کی طرح ہے جو اندر سے خالی ہوتا ہے۔ مگر اس کی آواز بے اثر ہوتی ہے۔ اگر یہ حقیقت نہیں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تمام اختیارات کے ہوتے ہوئے ابھی تک اس ملک میں غیر اسلامی فرسودہ زمانہ قانون نافذ کر رکھا ہے۔ اور ایک قانون یا دفعہ موجود نہیں ہے۔ جس میں اسلام کی جھلک ہو۔ ہم برسر اقتدار طبقہ سے ہمیشہ کہتے رہے ہیں کہ تمہاری سلامتی اور تمہارے اقتدار کی پائیداری اسلام اور اسلامی آئین نافذ کرنے میں مضمر ہے۔ اس کے علاوہ تم کتنی ترقی کر جاؤ اور ملک میں سونا اور چاندی کی مارکیٹیں قائم کرا لو۔ مگر اللہ کے قانون سے یہ بے رخی ایک دن رنگ لا کر رہے گی۔ جس کا نتیجہ ذلت اور خواری کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا۔ اسی طرح ہم موجودہ برسر اقتدار طبقہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بحیثیت مسلمان ہونے کے اس ملک میں اللہ کا قانون نافذ کر کے بارہ کروڑ مسلمانوں کو مطمئن کرے۔ اگر آپ کے دور اقتدار میں یہ عظیم المرتبت خدمت انجام پذیر ہوگی۔ تو تاریخ لکھنے والے آپ کی اس خدمت کو سنہرے حروف سے اپنے اوراق کے لغات بنائیں گے۔

آخر میں میں تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ پاکستان میں اسلامی مشن کو بلند کرنے والی جماعت جمعیۃ علماء اسلام کے پرچم تلے جمع ہو کر اسلام کا نام بلند کریں۔ پاکستان میں تمام سیاسی جماعتوں میں سے صرف جمعیۃ علماء اسلام ہی ایک ایسی سیاسی اور مذہبی جماعت ہے۔ جس سے اس وقت اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی توقع کی جا سکتی ہے۔

(محمد انور مدرس مدرسہ قاسم العلوم نعمان پورہ آزاد کشمیر)

## ناموَرِ عالمِ دین حضرت مولانا مفتی محمود سے انٹرویو

### جمہوری مجلس عمل میں شامل تمام افراد نے متفقہ طور پر

# ۱۹۵۶ء کا آئین مسترد کر دیا تھا

### اب اسے بحال کرنے پر کیوں اصرار کیا جا رہا ہے؟

وحید قریشی نمائندہ "شہاب" نے قلم بند کیا

---

جمیعۃ علماء اسلام پاکستان کے ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ "شہاب" کے سالنامہ کے لئے ان کا انٹرویو پہلے سے پروگرام میں شامل تھا۔ اس لئے انٹرویو کا وقت طے کرنے کے لئے جمیعۃ کے دفتر میں پہنچا۔

بالائی منزل پر مفتی صاحب مقیم تھے، اور زیریں منزل پر ان سے ملنے والوں کا جم غفیر۔ اگر اپنی باری کا انتظار کرتا تو تین چار بجے سے پہلے ملاقات مشکل تھی۔ ایک واقفکار کے ہاتھ چٹ بھیجی۔ اسے میری خوش قسمتی سمجھئے یا مفتی صاحب کی شفقت کہ انہوں نے جلدی شرف ملاقات بخش دیا۔

کمرے میں داخل ہوا، جمیعۃ کی تمام مقتدر شخصیتیں آپس میں صلاح مشورے کر رہی تھیں۔ مفتی صاحب کے دائیں جانب حضرت مولانا عبید اللہ انور تشریف فرما تھے۔ بائیں جانب مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، ان کے برابر میں مولانا اجمل صاحب مولانا اکرم صاحب اور دیگر علمائے کرام تشریف فرما تھے۔ مفتی صاحب بڑی گرم جوشی سے ملے۔ فرمانے لگے "کیسے آنا ہوا"؟ آمد کا مقصد بیان کیا تو دوسرے روز صبح سات بجے حاضر ہونے کا حکم ملا۔

دوسرے روز صبح سات بجے جمیعۃ کے دفتر پہنچا مفتی صاحب کو اطلاع بھجوائی۔ چند لمحوں بعد مفتی صاحب خود ہی تشریف لے آئے فرمانے لگے "بعد نماز مغرب تشریف لے آئیں۔ آپ کے لئے ضرور وقت نکالوں گا۔ ابھی چند ایک وفود ملنے کے لئے آ رہے ہیں"۔

نماز مغرب کے بعد جمیعۃ کے دفتر پہنچا مفتی صاحب کو اطلاع بھجوائی۔ لیکن مقدر میں تھی رُسوائی انتظار کی گھڑیاں وقت سے قبل کیسے ختم ہو سکتی تھیں۔ ایک دوست نے آ کر بتایا کہ جو میٹنگ صبح نو بجے شروع ہونا تھی وہ اب ہو رہی ہے اور کچھ معلوم نہیں کس وقت ختم ہو۔ بہرحال آپ فرمائیں۔ میں ابھی مفتی صاحب سے مشورہ کر کے آپ کو بتاتا ہوں"۔

نو بج چکے تھے۔ لیکن ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی تھی۔ دوبارہ یاد دہانی کرائی تو یہ مژدہ جانفزا ملا کہ مفتی صاحب ابھی ابھی فارغ ہو رہے ہیں۔ نو بج کر دس منٹ پر مفتی صاحب نے مجھے یاد فرما لیا، اور میں نے تمہیدی گفتگو میں وقت ضائع کئے بغیر ان سے سوالات شروع کر دیئے۔ میرا سب سے پہلا سوال مفتی صاحب کے حالاتِ زندگی کے بارے میں تھا۔ فرمانے لگے:۔

"ہمارے اسلاف نے ہمیں اپنے بارے میں کچھ کہنے سے منع فرمایا ہے۔ ہم جو کچھ کر چکے ہوتے ہیں۔ وہ نظروں سے اوجھل کر دیتے ہیں اور جو کچھ کرنا ہوتا ہے اس پر نظر جمائے رکھتے ہیں"۔

میں یہ سن کر حیران ہو گیا۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے، کہ انسان کسی کام کے لئے اپنی زندگی صرف کر دے اور اس کے بارے میں کچھ بتانے سے گریز بھی کرے۔ وہ دَور لد گیا یہ تو وہ دَور ہے۔ جب انسان کچھ کئے بغیر ہی اپنا نام روشن دیکھنا چاہتا ہے۔ آخر میرے اصرار پر مفتی صاحب نے اپنے بارے میں صرف اتنا بتایا۔

"میں نے ۱۹۱۸ء میں ڈیرہ اسماعیل خان پنیالہ کے مقام پر ایک ایسے خاندان میں آنکھ کھولی۔ جس کا ماحول خالص دینی اور مذہبی تھا۔ میرے والد مرحوم جناب مولانا محمد صدیق نے جو کہ اس وقت پیر طریقت اور بلند پایہ عالم تھے میری تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ ۱۹۳۶ء میں دارالعلوم دیوبند چلا گیا۔ وہاں پر حضرت مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ اور مولانا سید فخر الدین صاحب سے خصوصی تعلق رہا۔ اس وقت ملتان میں مدرسہ قاسم العلوم کا صدر مدرس ہوں"۔

"مفتی صاحب! کیا آپ دارالعلوموں کے موجودہ انتظام و انصرام اور طرز تعلیم و تربیت سے مطمئن ہیں"؟

مفتی صاحب نے میرا سوال سن کر سر جھکا لیا اور آنکھیں بند کر کے کچھ سوچنا شروع کر دیا۔ پھر یوں گویا ہوئے:۔

"ایک وقت تھا۔ جب دارالعلوم ہماری دینی اور دنیوی ضروریات کے پوری طرح کفیل تھے۔ والدین ان مدرسوں میں اپنے بچوں کو بھیج کر فخر محسوس کیا کرتے تھے۔ عامۃ الناس ان مدرسوں کی سرپرستی کرنا ایک دینی فریضہ سمجھتے تھے۔ اس طریق کار کے دو فائدے تھے۔ ایک تو نئی نسل کی اخلاقی تربیت اس نہج پر ہوتی تھی کہ ان کے دلوں میں بزرگوں کا احترام اخلاقی اقدار کی حفاظت کا جذبہ اور اللہ کا خوف پیدا ہوتا تھا اور دوسرے ان کے والدین ان مدرسوں کی مالی اعانت صرف اس لحاظ سے نہ کرتے تھے۔ کہ ان کے بچے ان میں زیر تعلیم ہیں بلکہ وہ اس کام کو آخرت کا توشہ سمجھ کر انجام دیتے تھے۔ عامۃ الناس کی زندگیوں میں آخرت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ تھی کہ اس وقت لوگوں کے معاملات میں سچائی، دیانتداری اور پاکیزگی پائی جاتی تھی۔ لیکن جونہی انگریز نے برصغیر پاک و ہند پر قبضہ جمایا اس نے ان مدرسوں کے تقدس و احترام کو ختم کرنے کے لئے اپنا پورا زور صرف کر دیا اور ان مدرسوں کے مقابلہ میں ایسے مدرسے قائم کئے، جو صرف دنیوی امور کی تربیت دیتے تھے۔ اور اس طرح اس نے مسلمانوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک صرف دینی تعلیم کے لئے وقف ہو گیا اور دوسرا صرف دنیوی تعلیم تک محدود ہو کر رہ گیا"۔

"مفتی صاحب! آپ کی رائے میں ایسی کون کون سی تبدیلیاں کی جائیں کہ دنیوی اور دینی تعلیم کے درمیان جو خلیج حائل ہے وہ ختم کی جا سکے"؟ میں نے دوران گفتگو ایک اور سوال کر دیا۔

مفتی صاحب نے یوں محسوس کیا۔ جیسے میں ان کی سوچ کے پرسکون سمندر میں سوال کا پتھر پھینک کر ان کے خیالات کی موجوں کو منتشر کر دیا ہو۔ انہوں نے بڑے دردمندانہ لہجہ میں کہا:۔

اس وقت ہماری دانش گاہوں کا طرز تعلیم بالکل وہی ہے۔ جو انگریزوں نے اپنے مذموم عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مرتب کیا تھا۔ موجودہ نظام تعلیم سے محکوم ذہنیت کے کلرک تو پیدا ہو سکتے ہیں۔ مگر کوئی امام ابوحنیفہ، شاہ ولی اللہ، علامہ اقبال اور عطاء اللہ شاہ بخاری پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس وقت سب سے اہم مسئلہ نصاب تعلیم کی تبدیلی ہے۔ جب تک ہمارا نصاب اور نظام تعلیم ہمارے نظریۂ حیات، ہماری روایات، ہماری ثقافت کو مدنظر رکھ کر ترتیب نہیں دیا جاتا، اس وقت تک ہم اچھے مسلمان تو کجا اچھے پاکستانی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے"۔

"مفتی صاحب! آپ کی جمیعۃ علماء اسلام اور مولانا مودودی کی جماعت اسلامی بظاہر دونوں اس ملک میں اسلامی نظام کے لئے کوشاں ہیں، لیکن دونوں ہی ایک دوسرے کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ دونوں جماعتیں ایک مشترکہ پلیٹ فارم سے اسلام کا پیغام دینے کی کوشش کریں۔ آخر اس میں کیا رکاوٹ ہے؟

مفتی صاحب میرے اس سوال کے جواب میں یوں گویا ہوئے:۔

"جماعت اسلامی سے اشتراکِ عمل پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ آئندہ بھی ہوتا رہے گا، بشرطیکہ وہ اپنے نظریات اور عقائد کو اسلام کے تابع کر لے نہ کہ اسلام کو اپنی منشاء اور نام نہاد اجتہاد کے تابع بنانے کی کوشش کرے ہمارے ان کے ساتھ صرف سیاسی اختلافات نہیں، بنیادی دینی اختلافات ہیں۔ مودودی صاحب انبیاء اور صحابہ کرام پر بے رحمانہ تنقید کرتے اور دین میں تحریف کرتے ہیں۔ سیاسی مسائل میں بھی ان کی رائے ہر آن بدلتی رہتی ہے۔ بھلا آپ ہی بتلائیں۔ مودودی صاحب کہتے ہیں کہ ۱۹۵۶ء کا آئین جوں کا توں نافذ کر دیا جائے۔ جب یہ آئین بنا تھا۔ اس وقت انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں یہ آئین ستر فیصد قبول ہے اور تیس فیصد ناقابل قبول۔ لیکن آج سو فیصد قبولیت کا کیا معیار ہے؟ ہمارے نزدیک یہ آئین اس وقت بھی غیر اسلامی تھا، اب بھی غیر اسلامی ہے۔ ہم اس آئین کو کسی شکل میں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں"۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

## بقیہ: مفتی محمود سے انٹرویو

"مفتی صاحب! کیا آپ اس آئین کی کسی غیر اسلامی دفعہ کی نشان دہی کر سکتے ہیں جبکہ اس آئین میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ مملکت کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا، اور اس کے تمام قوانین کتاب و سنت کے مطابق ہوں گے"؟

مفتی صاحب نے بلا توقف فرمایا۔ "اس آئین کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس میں ایک مسلمان کو مرتد ہونے کی کھلی اجازت ہے، جبکہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ یہ بنیادی دفعہ ہے، جس کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہم مسلمانان پاکستان کو اپنا دین بدلنے کی کھلی چھٹی دے کر خدا و رسولؐ کا غضب نہیں خرید سکتے۔ ہمارا مذہب کوئی بکاؤ مال نہیں ہے کہ اسے جس نے چاہا خرید لیا، جب چاہا فروخت کر دیا"۔

مفتی صاحب نے بتایا کہ جمہوری مجلس عمل کے ایک اجلاس میں تمام لیڈروں نے یہ متفقہ طور پر فیصلہ کیا تھا کہ ۱۹۵۶ء کا آئین بالکل ترک کر دیا جائے۔ اب اس مسئلہ کو دوبارہ چھیڑنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ درحقیقت جماعت اسلامی امریکی مفاد اور سامراجی عزائم کی تکمیل کے لئے کام کر رہی ہے۔ آپ ہی بتائیں کہ اس جماعت کے کسی راہبر نے آج تک شمالی ویت نام پر امریکی بمباری کی مذمت کی ہے۔ سوئیکارنو نے نہایت آڑے وقت پر ہماری کس قدر حمایت اور اعانت کی تھی۔ کیا اس جماعت نے کبھی اس کے حق میں کلمہ خیر کہا؟ شاہ سعود جو مودودی صاحب کے محسن تھے۔ جب معزول ہوئے تو مودودی صاحب نے یہ تک دریافت کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی کہ آخر انہیں معزول کیا گیا؟ جو کام امریکہ کے اشارے سے ہو، مودودی صاحب اس کی مخالفت کیوں کریں؟

جب امریکی سامراج اور سرمایہ داری کا ذکر چھڑا، تو میں نے اس کے متعلق بھی ایک سوال کر دیا۔

مفتی صاحب! کیا یہ صحیح نہیں کہ گذشتہ بیس سالوں میں سرمایہ داری کے اندھے دیو نے اپنی پیاس بجھانے کے لئے جس بے دردی اور بے رحمی سے اس غریب قوم کا خون چوسا ہے۔ اس نے ملک کی معیشت کو تہ و بالا کیا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ اس کو اب بیڑیاں پہنا دی جائیں۔ اگر اسے دندنانے کی مزید چھٹی دی گئی، تو وہ دن دور نہیں۔ جب یہاں کا ہر انسان اپنے من کی پیاس بجھانے کے لئے دوسرے انسان کا خون چوسنا اپنا بنیادی حق سمجھے گا۔ ایسی صورت حال میں آپ کا دین، مذہب اور اخلاق خزاں رسیدہ پتوں کی طرح گر کر بکھر جائیں گے۔

مفتی صاحب میرے سوال کو بڑے غور سے سنتے رہے اور پھر پہلو بدلتے ہوئے فرمانے لگے۔

"آپ نے جو سوال اٹھایا ہے۔ میں نے پہروں اس پر غور و فکر کیا ہے۔ اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس ملک سے سرمایہ داری کی بساط لپیٹ کر رکھ دی جائے۔ کیونکہ ہمارے ملک کی پچانوے فیصد خرابیاں سرمایہ داری کی پیداوار ہیں۔ اس مقصد کی خاطر ہم ہر فرد اور ہر پارٹی سے تعاون کے لئے تیار ہیں۔ جب تک اس ملک سے سرمایہ داری ختم نہ ہوگی۔ اس ملک کا استحکام، اس کی نظریاتی سرحدیں اور سالمیت خطرے میں رہے گی"۔

"مفتی صاحب! آپ کے انہی خیالات کی بدولت لوگ آپ کو اشتراکی علماء کی صف میں شمار کرنے لگے ہیں"۔

"قریشی صاحب! ہمیں اس سلسلے میں کسی کی کچھ پروا نہیں کہ وہ ہمارے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے۔ کوئی ہمیں اشتراکی سمجھتا ہے تو سمجھے۔ بھلا آپ ہی بتائیں، روزانہ پانچ گھنٹے حدیث کا درس اور پانچ وقت نماز کی امامت کرنے والا اشتراکی ہو سکتا ہے؟ کیا ہمارے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم پر امریکہ سے درآمد شدہ مہر بھی ثبت ہو۔ ہم تو صرف اتنا کہتے ہیں کہ اس ملک سے پہلے سرمایہ داری کو ختم کرنا ہوگا۔ اس کے بعد اسلامی نظام حیات کو نافذ کرنے کی راہ خود بخود کھل جائے گی۔ اگر اس حقیقت پر ہمیں اشتراکی ہونے کی گالی دی جاتی ہے تو عوام اتنے بیوقوف نہیں ہیں کہ وہ مودودی پارٹی اور اس کے تنخواہ داروں کے پروپیگنڈے میں آ جائیں"۔

گھڑی پر نگاہ دوڑائی تو سوا دس بج رہے تھے۔ دوسرے کمرے میں جمعیۃ کی میٹنگ ہو رہی تھی۔ مفتی صاحب نے مجھے گلے لگا کر رخصت کیا۔ اور خود جمعیۃ کے اجلاس میں شرکت کے لئے چلے گئے۔ اور میں نہ جانے کتنی دیر کھڑے کھڑے یہ سوچتا رہا کہ یہ درویش عالم دین بظاہر کتنا سادہ لیکن باطن کتنا مدبر اور مفکر ہے۔ کاش ہماری قوم اس طرح کے چند علماء اور بھی پیدا ہو جاتے۔

## مودودی جماعت کو جمعیۃ کا چیلنج

حیدر آباد ۲۰ اگست۔ جمعیۃ علماء اسلام ملتان ڈویژن کے ناظم عمومی قاری محمد نور الحق قریشی ایڈووکیٹ اور حیدر آباد کی شاخ کے امیر مولانا عبد القدوس نے مودودی جماعت کو چیلنج کیا ہے کہ اگر وہ یہ ثابت کر دے کہ حیدر آباد کے جن ۱۳۱ افراد نے جمعیۃ سے علیحدگی اختیار کی ہے وہ جمعیۃ کے رکن تھے تو جمعیۃ ان کو ایک ہزار روپے انعام دے گی۔ انہوں نے کہا کہ مودودی جماعت جمعیۃ میں انتشار کی من گھڑت خبریں شائع کرا رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ اخبارات میں حیدر آباد کے ۱۰۱ افراد کی علیحدگی کی خبر شائع ہوئی ہے۔ جو گمراہ کن اور بے بنیاد ہے اور واقعہ یہ ہے کہ ان ۱۳۱ افراد میں سے ۱۳۰ بے نام ہیں۔ جن میں اکثریت تاجروں اور دوسرے لوگوں کی ہے۔ جو کہ علماء کے زمرے میں شامل نہیں۔ البتہ ایک مولوی حبیب احمد خطیب جامع مسجد کا نام غلط طور پر ان سے منسوب کیا گیا ہے جس کی تردید موجود ہے۔ ایک اور دکاندار علی محمد قریشی کو دو سال قبل جمعیۃ سے نکال دیا گیا تھا۔ ہم مودودی جماعت کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان حقائق کو جھٹلانے کی جرأت کرے۔ تو ہم ایک ہزار روپے پاکستانی سکے انعام کے طور پر دیں گے کیونکہ ہمارے پاس امریکی ڈالر نہیں ہیں۔ انہوں نے دعوے کیا کہ مودودی جماعت کا وجود اسلام کے نام پر ایک بدنما داغ ہے۔ جسے جمعیۃ علماء اسلام اور کروڑوں مزدوروں نے منظر عام پر لایا ہے۔ ۵۶ء کے آئین پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس آئین کے تحت مسلمان مرتد ہو سکتا ہے جو گناہ عظیم ہے۔ مودودی نے لندن سے واپسی پر باقاعدہ منصوبے کے تحت سوشلزم کا ہوّا کھڑا کیا ہے۔

## جلسہ سیرت النبی میں مودودی غنڈوں کی ہنگامہ آرائی

### جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کی طرف سے مذمت

کراچی ۱۱ اگست۔ جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کے ناظم دفتر حافظ عبد الستار بروہی نے ایک بیان میں ان عناصر کی شدید مذمت کی ہے۔ جنہوں نے ڈرگ کالونی کے جلسہ سیرت النبیؐ میں عین تقریر کے دوران فساد اور ہنگامہ کرانے کی ناپاک کوشش کی۔ حافظ صاحب نے کہا کہ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ اس سے قبل بھی کئی بار نام نہاد مودودی جماعت کے سکہ بند صالحین اپنے آقاؤں کے اشارے پر جمعیۃ علماء اسلام کے جلسوں میں انتشار اور رخنہ ڈالتے رہے ہیں۔ یہ لوگ ایک طرف تو ضابطہ اخلاق کا ہوّا کھڑا کرتے ہیں اور دوسری طرف خود ہی اپنے کارکنوں کو تشدد پر اکساتے ہیں۔

# اسلامی مساوات کے علمبردار

## حضرت عمر ابن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ

(از جناب ابراہیم صدیقی)

خلافت راشدہ کا عہد زریں مدت ہوئے ختم ہو چکا ہے۔ اسلامی حکومت شخصی اور موروثی حکومت میں تبدیل ہو چکی ہے۔ اب اموی حکومت نہایت مستحکم اور مضبوط ستونوں پر قائم ہے رشد و ہدایت کی وہ روش اور اصلاح و تبلیغ کے وہ اثرات جو خلفاء اربعہ کے عہد میں دیکھے جا سکتے تھے۔ اب بادشاہوں اور حاکموں کے ہاتھوں مٹتے نظر آرہے تھے۔ موجودہ نظام سلطنت کا مطمح نظر شخصی اور ذاتی مفاد قرار پا گیا تھا عوام کی زندگیوں ان کی ضرورتوں اور حالتوں سے حکام بے خبر تھے۔ ظلم و ناانصافی عام ہو گئی تھی۔ سرکاری خزانہ جو عوام کی ملکیت اور امانت ہے، بادشاہوں کے قبضہ میں تھا۔

چند نفوس قدسیہ موجودہ طرز حکومت سے بیزار تھے۔ اور کسی ایسی عظیم دینی اخلاقی اور حکومتی انقلاب کا انتظار کر رہے تھے۔ جس کے بعد پھر وہی عہد پلٹ آئے جس میں مسلمان حکمراں عوام کی خبر گیری اور ان کی حاجت روائی کے لئے راتوں کو تنہا گشت کرتے تھے۔ اور ان کے عہد حکومت میں حاکم اور رعیت میں کوئی فرق نہیں ہوتا تھا

یہ عجیب بات ہے اور شاید ایک معجزہ کہ بغیر کسی ظاہری اسباب اور بغیر کسی تحریک و کوشش کے وہ عظیم انقلاب حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی تخت نشینی کی صورت میں رونما ہوا۔ اور آپ کے عہد حکومت میں جس کی مدت صرف دو سال پانچ مہینے ہے چشم عالم نے خلافت راشدہ کا دور زریں ایک مرتبہ پھر دیکھ لیا۔

فرمانروائے وقت سلیمان بن عبد المالک بستر علالت پر ہے اور بڑی حسرت و یاس سے اپنے کم عمر بچوں کو دیکھتا ہے اور ان میں سے کسی کو مملکت کا اہل نہ سمجھ کر متردد ہے قریب ہی ....... رجاء بن حیوہ کھڑے ہیں سلیمان کو متفکر دیکھ کر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی جانشینی کا مشورہ دیتے ہیں۔ جو قبول کر لیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے منصب خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد سب سے پہلے مملکت کے عمال کی طرف توجہ دی۔ جو عوام کی بے اطمینانی اور ان کی تکلیف کا سبب بنے ہوئے تھے۔ ظالم اور غیر انصاف پسند حکام کو برطرف کیا۔ رعایا پر لگائے گئے نامناسب اور بے جا محاصل...... کو ختم کیا۔ نظم مملکت کو یکسر تبدیل کر دیا۔ بیت المال پر سے سرکاری ملکیت کو ختم کر کے اسے عوام کی امانت قرار دیا اپنی زندگی بالکل سادہ کر دی۔ بیوی کے زیورات کو بیت المال میں داخل کیا۔ ایسے زاہد متورع اور منکسر المزاج خلیفہ کا دور حکومت عوام کے لئے رحمت ثابت ہوا۔ آپ کے دور حکومت میں کتنے ہی غیر مسلم باشندے حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔

آپ نے اپنے دور حکومت میں عظیم الشان حکومتی، اصلاحات کیں۔ آپ نے مختلف اوقات میں عمال حکومت کے نام مختلف خطوط لکھے اور فرامین جاری کئے جن میں حکومت کے متعلق اہم مشورہ احکام اور ہدایتیں درج ہوتیں

اس کے علاوہ انہوں نے علوم دین کو مدون کرنے اور احادیث کو جمع کرنے کی طرف توجہ دی۔ ارکان سلطنت کے نام فرمان جاری کیا۔

" انظروا الی حدیث رسول اللہ صلعم

فاجمعوہ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو تلاش کرو اور انہیں جمع کرو (تاریخ اصبہان)۔ خصوصاً وقت کے سب سے بڑے عالم حدیث ابوبکر بن حزم کو تدوین حدیث کا کام سونپا۔ علماء کو مالی اور معاشی فکر سے آزاد کیا۔ تاکہ وہ زیادہ توجہ اور انہماک سے اپنے علمی اشتغال کو جاری رکھ سکیں۔ انہیں اندیشہ تھا کہ وقت کے علماء اگر رخصت ہو گئے تو علم حدیث کی تدوین رہ جائے گی اور علم دین مٹ جائے گا۔

انہوں نے اپنے عہد حکومت میں شرعی احکامات کو بڑی سختی سے نافذ کیا۔ اخلاقی حدود قائم کئے۔ عمال و حکام کے نام جو فرمان جاری کئے۔ ان پر سختی سے عملدرآمد کرایا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں عام طور پر خوشحالی اور دولت کی فراوانی نظر آنے لگی۔ عوام کی زندگی مطمئن اور مسرور ہو گئی۔ افلاس و تنگدستی کا خاتمہ ہو گیا۔ ہر شخص مسرور نظر آنے لگا۔ مال و دولت کی فراوانی اتنی ہو گئی کہ عمال حکومت کو تلاش بسیار کے بعد بھی مستحقین زکوٰۃ نہ ملتے تھے۔

عمر بن عبد العزیزؒ نے یحییٰ بن سعید کو افریقہ میں زکوٰۃ کی وصولی کے لئے مقرر کیا تھا۔ زکوٰۃ وصول کرنے کے بعد جب انہوں نے مستحقین کو تلاش کیا تو پورے ملک میں کوئی بھی انہیں محتاج نہ ملا۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنے حسن تدبر اور حسن انتظام سے ہر شخص کو غنی بنا دیا۔

ایک دوسرے راوی کا بیان ہے کہ عمر بن عبد العزیزؒ کے عہد حکومت میں لوگ زکوٰۃ کا مال لے کر آتے تھے۔ مگر مجبوراً انہیں واپس کر دیا جاتا تھا کہ ان کا لینے والا کوئی نہ تھا۔ (سیرت ابن العزیز)

حضرت عمر ثانی کی سعی و عمل کا سب سے اہم نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کے مزاج اور طبیعت میں عظیم انقلاب پیدا ہو گیا یہ انقلاب دینی اور اسلامی انقلاب تھا۔ لوگوں کی زندگیاں بدل گئیں۔ گفتگو کا طریقہ بدل گیا۔ انداز فکر میں تبدیلی آ گئی اور نشست و برخاست کا طرز بدل گیا۔ ورنہ اس سے قبل لوگوں کا مذاق بالکل عامیانہ تھا۔

خود خلیفہ وقت کی نجی زندگی سنت کا مکمل آئینہ اور نمونہ تھی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے۔ عنان حکومت سنبھالنے سے پہلے آپ کی زندگی کا انداز بالکل امیرانہ اور شاہانہ تھا۔ نہایت تزک و احتشام کی اور نفاست کی زندگی آپ گذارتے تھے۔ مگر زمام حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد وقت کے سب سے بڑی سلطنت کے فرمانروا کی زندگی ایک معمولی حیثیت کے انسان کی زندگی میں اچانک تبدیلی ہو گئی۔ زندگی سادہ ہو گئی۔ بیت المال کو مسلمانوں کے حوالہ کیا۔ انتہائی قلیل تنخواہ کو اپنی زندگی کے لئے روا رکھا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ اپنی بچیوں سے ملنے گھر میں تشریف لے گئے۔ ایک بچی کو دیکھا۔ جو منہ پر ہاتھ رکھ کر گفتگو کر رہی تھیں۔ جب اس کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ آج بچیوں نے صرف دال پیاز سے اپنی بھوک مٹائی ہے۔ یہ سن کر آپ رو پڑے اور فرمایا کہ کیا تم لوگ پسند کرتی ہو کہ تم تو انواع و اقسام کے کھانوں سے پیٹ بھرو اور تمہارا باپ جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے۔ یہ سن کر آپ کے گھر کے لوگ بھی رو پڑے۔

لباس ہمیشہ آپ کے پاس اس طرح رہا کہ غسل کے وقت اسے دھو کر دھوپ میں ڈال دیتے اور جب تک سوکھ نہ جاتا۔ گھر سے باہر تشریف نہ لاتے۔ اکثر جمعہ میں اسی وجہ سے آپ کو دیر ہو جاتی۔ بڑی محتاط زندگی تھی۔ سرکاری شمع کی روشنی میں نجی گفتگو پسند نہ تھی۔ سرکاری حمام میں غسل کرنے سے دامن بچاتے۔

بیت المال کے مشک کی خوشبو سونگھنے سے بھی احتراز کرتے رہتے۔

عمر بن عبد العزیزؒ کی یہ تمام صفات حسنہ آپ کے پختہ ایمان، آخرت کا یقین، خوف خدا اور رسول خدا سے سچی عقیدت و محبت کا نتیجہ تھی۔

اگر زندگی نے وفا کی ہوتی تو یقیناً ان کے اصول جہانبانی اور نظم مملکت کے نتائج بہت دور رس ہوتے۔

---

### مسجد اقصیٰ کی شہادت پر

## یوم احتجاج

۲۲ر اگست۔ بیت المقدس میں اسرائیلیوں نے مسجد اقصیٰ کو آگ لگا کر شہید کیا ہے۔ یہ روح فرسا خبر جیسے ہی لاہور میں پہنچی۔ مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کا ہنگامی اجلاس ہوا اور جمعہ کے دن یوم احتجاج منانے کا اعلان کیا گیا جس پر ملک کے کونے کونے میں جمعہ میں خطباء نے اس موضوع پر تقاریر کیں اور قراردادیں پاس کیں مفصل رپورٹ آئندہ پرچہ میں شائع ہوگی۔ انشاء اللہ

## مولانا احتشام الحق کے بیان پر تبصرہ

لاہور ۲۱ اگست ۱۹۶۹ء۔ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی صوبائی ناظم جمعیۃ علماء اسلام نے ایک بیان جاری فرمایا ہے۔ جس میں آپ نے مولانا احتشام الحق صاحب کراچی کے بیان ۲۰ اگست پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا احتشام الحق صاحب نے حضرت مولانا احمد علی صاحب کی صدارت میں صوبائی جمعیۃ کی رکنیت قبول کر لی تھی۔ اور آپس میں رابطہ قائم رکھنے کی خاطر ہی حضرت لاہوری رح نے اپنے ہاں ٹیلیفون لگوالیا تھا۔ اس کے بعد جب ۱۹۶۵ء میں دوبارہ جمعیۃ علماء اسلام کا دور جدید شروع ہوا۔ اس میں مولانا احتشام الحق صاحب کو حضرت لاہوری نے مجلس عاملہ کا رکن تجویز فرمایا۔ اور کراچی میں ان کو بالمشافہ فرمایا اور انہوں نے یہ رکنیت قبول فرمائی۔ لیکن چند دن کے بعد ٹائپ کر کے مجھے خط لکھا کہ معلوم ہوا ہے کہ تم مفتی شفیع جیسے خائن بددیانت اور خود غرض آدمی کو بھی جمعیۃ میں لانا چاہتے ہو۔ اس لئے یہ تحریر میرا استعفا سمجھیں اس کے بعد کے حالات پر فی الحال میں تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جب ان کو اعتراف ہے کہ کانگرسی اور غیر کانگرسی علماء کی تمیز ختم کرنے کی اپیل میں نے خود کی تھی۔ اور ۱۹۶۷ء تک آپ نے جمعیۃ علماء اسلام پر اعتماد کا اظہار بھی کیا اور مندرجہ بالا تعریفیں آپ کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی تو عبدالمالک ابن ادریس نے دوڑ دھوپ کر کے لاہور سے جھوٹ کا پلندہ اور غلط بیانی کا شاہکار مضمون میرے خلاف کیوں تیار کرایا اور کانگرسی علماء کے خلاف بکواس کیوں شائع کرائی۔ جس کی تردید استاد المحدثین یادگار سلف حضرت استاد مولانا غلام رسول صاحب نے فرما کر علماء حق کو مطمئن فرما دیا۔

پھر آپ کے شیر خوار عاشقوں نے حضرت حکیم الامت رح کو بدتر الفاظ کہنے کی تہمت تراشی، اور ملحدوں سے مل کر اسلامی قدروں کو تباہ کرنے والا بتایا۔ اگر میں اس کے جواب میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ دوں تو بے ادبی سمجھی جائیگی۔

مولانا احتشام الحق صاحب نے فرمایا ہے کہ مجھے جمعیۃ علماء اسلام سے کوئی اختلاف نہیں۔ مگر سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کی مخالفت فرض ہے اور جمعیۃ علماء اسلام پاک کے اخبار کی جانب سے اس کی حمایت کی جا رہی ہے۔

یہ مولانا نے انتہائی غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ ہم نے بار بار تردید کر دی ہے کہ نہ ہم اس کے حامی ہیں نہ سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کی اصطلاح ہم نے ایجاد کی اور نہ ہم اس کو استعمال کرنا صحیح سمجھتے ہیں۔ البتہ مزدور، دکاندار عوام کے حقوق کے لئے اسلامی حدود کے اندر سعی کرنا ضروری سمجھتے ہیں ورنہ لاکھوں مزدوروں اور کروڑوں کسانوں کے کمیونسٹ اور کافر ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ چنانچہ ہم نے پاکستان لیبر پارٹی سے اتحاد کر کے کمیونزم کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ جس پر کمیونزم و سوشلزم کے مخالفین کو خوش ہونا چاہیئے تھا۔ مگر وہ الٹے اس کو الحاد پروری قرار دے کر اپنی بھڑاس نکالنا چاہتے ہیں۔ پھر مولانا احتشام الحق صاحب یہودی اور امریکی مظالم اور اسلام دشمنی کے خلاف بھی محاذ بناتے اور ایسا مجاہدانہ اعلان کرتے تو عوام ان کو مخلص سمجھتے۔ مگر افسوس کہ وہ مودودی کا مشن پورا کر رہے ہیں اور صرف وہ بات کہہ رہے ہیں جو امریکہ کہنا چاہتا ہے اور جس کے لئے وہ کروڑوں ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ ہم کو سوشلزم سے نظریاتی جنگ لڑنی ہے مگر یہود اور یہود نواز امریکہ سے فی الحال جہاد فرض عین ہے۔ دونوں میں سے صرف پہلی بات کے لئے مرنا شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جمعیۃ علماء اسلام آئندہ نہ کسی جھوٹ کو برداشت کرے گی، نہ کسی پر پردہ ڈالے گی اور نہ جاگیرداروں کی حمایت کرنے دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اسلام پر قائم رکھے۔ آمین!

(غلام غوث ہزاروی)

## حیدرآباد میں جمعیۃ کا کوئی رکن مستعفی نہیں ہوا

## ۳۱ کارکنان جمعیۃ کی علیحدگی کی خبر سفید جھوٹ ہے

### ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام حیدرآباد ڈویژن کا بیان

جمعیۃ علماء اسلام حیدرآباد ڈویژن کے ناظم اعلیٰ جناب حکیم نواب الدین صاحب نے بعض روزناموں اور ایک ہفتہ وار اخبار میں شائع ہونے والی خبر کو بالکل بے بنیاد فراڈ اور سفید جھوٹ قرار دیا ہے۔ انہوں نے وضاحت کی ہے کہ جن اکتیس افراد کو جمعیۃ کا کارکن باور کرایا گیا ہے ان کا جمعیۃ سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

عبدالقادر بخاری کو جمعیۃ کا صدر دکھایا گیا ہے۔ حالانکہ وہ جمعیۃ کا دو آنے کا ابتدائی رکن بھی نہیں۔

ولی محمد کو پانچ سال قبل جمعیۃ سے علیحدہ کیا گیا، اور وہ اکابر علماء کا گستاخ ہے۔ مولوی محمد صدیق جمعیۃ علماء اسلام کا کبھی رکن نہیں رہا۔ البتہ اس کے برعکس وہ مودودی جماعت کی ذیلی شاخ نام نہاد اتحاد العلماء کا رکن ہے۔ جس کا ثبوت "ایشیا" کا اتحاد العلماء نمبر ہے۔ اسی طرح دوسرے کارکنوں کی بھی یہی حقیقت ہے۔

دریں اثناء مولوی احمد حسین نے تحریری بیان دیا ہے کہ مجھے دھوکہ دے کر دستخط لئے گئے ہیں۔ میرا اس بیان سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ میں مولانا ہزاروی اور جمعیۃ علماء کو جماعت حق سمجھتا ہوں۔

حکیم صاحب نے بیان میں مزید لکھا ہے کہ یہ ساری شرارت امریکی ایجنٹوں کی ہے۔ جو جمعیۃ کی عظیم الشان کامیابی سے گھبرا کر اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔

## دعائے صحت کی اپیل

شہر قصور کے مشہور استاذ القراء جناب قاری حبیب اللہ صاحب، مہتمم جامعہ قاسمیہ کے والد محترم حضرت قاری رحمت اللہ صاحب کئی روز سے شدید علیل ہیں۔ جمیع حضرات سے خصوصی دعا کی التماس ہے۔ (قاری محمد شریف قصوری)

## جمعیۃ علماء اسلام کی تمام شاخیں متوجہ ہوں

### بارہ ہزار مجاہدین قدس کی بھرتی

جمعیۃ علماء اسلام کی تمام ضلعی و شہری شاخوں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اسلامی فریضۂ جہاد کی ادائیگی کے لئے سر دست بارہ ہزار رضاکار (مجاہدین قدس) بھرتی کرنے کی رفتار تیز تر کر دیں تاکہ حکومت پاکستان سے ٹریننگ اور دیگر ضروری امور کی درخواست کی جا سکے۔

(غلام غوث ہزاروی ناظم عمومی
صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان)

## غازی عبدالرحمن صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام

### چنیوٹ کا بیان

اخبار جنگ، کراچی، ۱۱ اگست میں شائع ہونے والی مولانا محمد حسین صاحب کی جمعیۃ علماء اسلام چنیوٹ کی صدارت سے استعفا کی خبر کو مضحکہ خیز قرار دیا ہے۔

غازی صاحب نے کہا ہے کہ مولانا محمد حسین صاحب کافی عرصہ قبل جناب حبیب احمد صاحب مرحوم سے ذاتی نااتفاقی کی بنا پر جمعیۃ سے علیحدہ ہو کر مجلس احرار میں شمولیت فرما چکے ہیں۔ جس میں جمعیۃ کی حکمت عملی سے اختلاف کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور "جنگ" میں اس وقت استعفا اور حکمت عملی کا ڈرامہ کسی شرانگیز سامراجی ذہن کی پیداوار ہے کیونکہ مولانا اس وقت مجلس احرار کے صدر ہیں۔

## جماعت اسلامی کی ایک اور افترا پردازی

### صدر جمعیۃ تحصیل ہری پور ہزارہ کا تردیدی بیان

ہری پور ہزارہ ۱۹ اگست۔ شیخ الحدیث فاضل دیوبند صدر مدرس مدرسہ احمد المدارس سکندرپور صدر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ہزارہ نے ایک بیان میں فرمایا کہ میں ۱۹۵۶ء کے آئین کو نہ اسلامی سمجھتا ہوں اور نہ ہی اس کا حامی ہوں اور نہ ہی اتحاد العلماء کا ممبر ہوں۔ میں جمعیۃ علماء اسلام کا ذمہ دار رکن ہوں، میں خلوص قلب سے اپنے بزرگ رہنماؤں حافظ الحدیث مولانا درخواستی اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کا پر زور مؤید ہوں۔ میں ان بزرگوں کو آثار السلف سمجھتا ہوں۔ اکابر دیوبند کے مسلک کے مطابق کسی ایسے شخص کی تائید نہیں کر سکتا۔ جو خلافت راشدہ کے اجتماعی مسلک اور احترام صحابہ رض کا منکر ہو۔ نوائے وقت میں شائع شدہ اپنے مبینہ بیان کی پر زور تردید و مذمت کرتا ہوں۔ اعلان کرتا ہوں کہ یہ مشتعدہ بیتا ہوں کا افترا پردازی اور کذب بیانی سے دین کی خدمت نہیں ہو سکتی۔ (خلیل الرحمن)

# ملک کے طول و عرض سے مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا ہزاروی کی

# تائید و حمایت

پاکستان کے طول و عرض سے علماء کرام، وکلاء اور دیگر مختلف حلقوں و جماعتوں کی طرف سے بے شمار خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ جن میں سامراجی ایجنٹوں نے اکابر جمعیۃ خصوصاً قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اور مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ پر جو الزامات عائد کئے ہیں۔ ان سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے اور جمعیۃ کے مقاصد سے مکمل اتفاق اور تعاون کا یقین دلایا ہے۔ ذیل میں ہم ان حضرات کے نام اور پتے درج کر رہے ہیں۔ جن کے تائیدی خطوط دفتر میں موصول ہو چکے ہیں۔ (ادارہ)

## بھکر و نواح بھکر

(۱) مولانا محمد عبداللہ صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا ڈویژن و خطیب مسجد طوبیلہ گیٹ بھکر (۲) مولانا محمد رمضان صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام بھکر و خطیب نہر کالونی بھکر (۳) مولانا محمد بختاور صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام و خطیب کھباور کلاں تحصیل بھکر (۴) حافظ خورشید احمد صاحب ناظم ادارہ اسلامیہ بھکر (۵) حافظ ممتاز علی صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام و خطیب جامعہ رشیدیہ بھکر (۶) حافظ خلیل احمد صاحب انور امام مدنی مسجد بھکر (۷) حافظ محمد اقبال صاحب امام مسجد احاطہ سول کورٹ بھکر (۸) مولوی نذیر احمد خطیب پیر اصحاب بھکر (۹) حافظ محمد قاسم صاحب امام مسجد عیدگاہ مغربی بھکر (۱۰) مولانا اعجاز علی انبالوی صدر مدرس جامعہ رشیدیہ بھکر (۱۱) حافظ عبدالغفور مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن بھکر (۱۲) مولانا محب اللہ صاحب نائب صدر جمعیۃ علماء اسلام بھکر و صدر مدرس مدرسہ ضیاء القرآن منڈی بھکر (۱۳) حافظ نور زمان صاحب جامع مسجد منڈی ٹاؤن بھکر (۱۴) جناب خورشید عالم صاحب ایم اے، ایل ایل بی ایڈووکیٹ ممبر ٹاؤن کمیٹی بھکر (۱۵) جناب لیاقت حسین خان صاحب ایڈووکیٹ بھکر (۱۶) رانا محمد یٰسین ایڈووکیٹ بھکر (۱۷) حاجی محمد عبداللہ نمبردار چک نمبر ۴۳ بھکر (۱۸) چوہدری عبدالغفور صاحب مالک نیو ہوٹل بھکر (۱۹) حافظ نور احمد کلاتھ مرچنٹ بھکر (۲۰) رانا لیاقت علی کمیشن ایجنٹ بھکر (۲۱) رانا عبدالستار کمیشن ایجنٹ بھکر (۲۲) رانا فرزند علی آڑھتی بھکر (۲۳) چوہدری محمد حسین آڑھتی بھکر (۲۴) چوہدری محمد افتخار صاحب نیو لائلپور کریانہ سٹور بھکر (۲۵) ملک غلام رسول کلاتھ مرچنٹ بھکر (۲۶) شیخ احمد اللہ حنیف، بوٹ ہاؤس بھکر (۲۷) جناب مہتاب علی صراف بھکر (۲۸) مولانا امیر عباس خطیب عیدگاہ شمالی (۲۹) مولانا عبدالعزیز جھنجو شریف (۳۰) مولانا عبدالرحمن خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری (دریا خان) (۳۱) مولانا غلام قادر مدرسہ برج گسائیں (۳۲) مولانا محمد عبداللہ امیر جمعیۃ علماء اسلام و خطیب منکیرہ (۳۳) حافظ محمد نواز صاحب جامع مسجد ولیوالہ (۳۴) مولانا شہاب الدین امیر جمعیۃ و خطیب نوتک (۳۵) مولانا اللہ بخش صدیقی امیر جمعیۃ و خطیب بہل (۳۶) رانا محمد رفیق آڑھتی بہل (۳۷) چوہدری شوکت علی ناظم اعلیٰ جمعیۃ بہل، (۳۸) حافظ محمد اسمٰعیل چک نمبر ۵۷ (۳۹) حافظ محمد بشیر احمد طاہر خطیب کوٹلہ جام (۴۰) ڈاکٹر قاضی ظہور الدین صدر جمعیۃ کوٹلہ جام (۴۱) حاجی غلام محمد صاحب آڑھتی شہابی۔

## کراچی

قاری محمد اسمٰعیل خطیب ہاشمی مسجد۔ مولانا عبدالجبار دار العیوض۔ مولانا محمد اشرف خطیب انگارہ مسجد۔ مولانا اختر محمد خطیب شیخ مسجد۔ مولانا محمد بلوچ خطیب جامع مسجد رانگی دارڈہ۔ مولانا عبدالقادر سندھی فرقانیہ مسجد۔ مولانا داد الرحمن صاحب خطیب قادری مسجد۔ مولانا عبدالواحد خطیب بخاری مسجد۔ حاجی دل مراد مدرسہ فرقانیہ۔ مولانا محمد عمر قریشی خطیب جامع مسجد باوانی ملز۔ مولانا شیر افضل خطیب جامع مسجد میمن سوسائٹی۔ مولانا محمد اسلم ہزاروی جامع میانی مسجد۔ مولانا حسین احمد خطیب صدیقیہ مسجد۔ مولانا عبدالحنان بلدیہ۔ مولانا محمد مسکین خطیب گارڈن ویسٹ۔ مولانا حبیب الرحمن خطیب طور شاہ مسجد۔ مولانا نور احمد انور نورانی مسجد۔ مولانا محمد عمر مظہری خطیب فاروقی مسجد۔ مولانا رب نواز ہزاروی، حافظ محسن شاہ سابق رہنما خلافت کمیٹی۔ مولانا کریم بخش۔ مولانا گل شیر پشاهد۔ مولانا عبدالرشید عثمانی۔ مولانا نواب دین بروہی۔ مولانا محمد افضل خطیب عرفات مسجد۔ مولانا محمد حسین بروہی۔ مولانا حافظ محمد عثمان۔ مولانا غلام نبی۔ مولانا حافظ شریف الدین۔

(عبدالقادر بروہی ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن)

## عارف والا، ساہی وال

قاری جمیل الرحمن ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام عارف والا۔ مولوی غلام نبی مدرس مدرسہ عربیہ فاروقیہ عارف والا۔ مولانا اسماعیل ناظم مدرسہ اسلامیہ چک ۷۶ ای بی۔ محمود الحسن قاسمی سیکرٹری انجمن عثمانیہ عارف والا۔ کرامت علی سیکرٹری انجمن اشاعت دین عارف والا۔ ناہید قریشی صدر انجمن فلاح المسلمین پاکستان عارف والا تبلیغی جماعت کے سرگرم کارکن صوفی عبدالحمید۔ بشیر احمد حسینی چک ۲۵ ای بی

## شجاع آباد کے ۳۳ علماء و معززین علاقہ

— بندہ کو جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر کرام مدظلہم سے پورا اعتماد و اتفاق ہے۔ ان پر سوشلزم کا الزام بے بنیاد ہے۔ (شیخ طریقت رہبر کامل حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی)

— ہم لوگوں کو علماء کرام پر اعتماد کرنا ضروری ہے۔ (مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ عزیز العلوم)

— اکابر جمعیۃ پر سوشلسٹ ہونے کا الزام حیران کن ہے۔ (حضرت مولانا رشید احمد صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ فاروقیہ)

— جماعت اسلامی کا پروپیگنڈا محض بے بنیاد ہے صرف جمعیۃ ہی اسلامی اصولوں اور دستور کی علمبردار ہے پھر ایسے علماء کرام سے سوشلزم کی حمایت یا تائید کی توقع کرنا ہی حماقت ہے (حضرت مولانا عبدالحمید صاحب مدرس مدرسہ اشرف العلوم)

کچھ عرصہ سے جمعیۃ علماء اسلام کو بدنام کرنے کی ناپاک سازش جاری ہے اور ان پر سوشلزم کی حمایت کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ الزام جس جماعت کی طرف سے عائد کیا جا رہا ہے۔ اس پر ہر مکتب فکر کے علماء نے بے اعتمادی کا اظہار کیا ہے۔ یہ الزام مزدور کسان کی حمایت کی وجہ سے عائد کیا جاتا ہے۔ جبکہ لیبر پارٹی سے اتحاد اسلامی اصولوں کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ جو کہ جمعیۃ کا عظیم کارنامہ ہے ہم اس کارنامہ پر اکابر جمعیۃ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ہمیں جمعیۃ علماء اسلام میں اختلاف کی خبریں بالکل بے بنیاد ہیں۔ جس کی تردید حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مدظلہ دین پور شریف نے واضح طور پر کر دی ہے۔ عوام غلط پروپیگنڈہ سے متاثر نہ ہوں۔

مولانا دوست محمد صاحب مدرسہ اشرف العلوم، مولانا قاضی عبداللطیف صاحب خطیب شاہی مسجد، مولانا عبدالحی صاحب مدرسہ اشرف العلوم۔ مولانا مشتاق احمد مدرسہ اشرف العلوم۔ مولانا سلطان احمد خطیب مسجد موٹر اڈہ۔ مولانا احمد بخش صاحب مدرسہ انوار القرآن۔ حافظ غلام حیدر صاحب فارغ قاسم العلوم۔ مولانا غلام یٰسین صاحب خطیب مسجد بڑوالی۔ مولانا محمد سلیمان صاحب انصاری۔ مولانا اللہ یار صاحب مدرسہ اشرف العلوم۔ مولوی امید علی صاحب امام شاہی مسجد۔ مولوی محمد سعید صاحب امام مسجد گلشن۔ قاری خدا بخش صاحب اشرف العلوم۔ مولانا محمد پناہ صاحب مدرس مدرسہ فاروقیہ۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب [illegible] صاحب۔ خواجہ فرید احمد صاحب۔ منشی احمد خان صاحب۔ مولوی محمد شفیع صاحب۔ حکیم عبدالرحمن صاحب۔ سید محمد صدیق صاحب محمد صدیق صاحب۔ مرزا ارشد بیگ صاحب۔ عبدالغنی صاحب خواجہ۔ عبدالرحمن صاحب خواجہ آڑھتی۔ صوفی حبیب الرحمان صاحب خواجہ آڑھتی۔ محمد سعید۔ حافظ حمید الدین۔ قاری نظام الدین صاحب

## بقیہ مدلل جواب

علاوہ ازیں شیاطین کے مکالمہ میں بھی علامہ اقبال نے آئینِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں تمام اشتراکی، جمہوری، مغربی پارلیمانی طریقوں کو شیطانی آئین قرار دے کر مسلمانوں کو ان سے بچنے کی ترغیب دی ہے۔

بہر حال اسلامی شوریٰ اور ملک کے ہر شہری ہر مرد و زن اور ہر کہ ومہ کی جمہوری رائے میں زمین و آسمان کا فرق ہے جو اہلِ علم سے مخفی نہیں۔ آج اسلامی شوریٰ سے جمہوریت کو ثابت کیا جا رہا ہے تو کل اسلامی شوریٰ سے اشتراکیت کو ثابت کیا جا کر اسلام کو اشتراکیت کا علمبردار ہمارے جدید مجتہد صاحبان قرار دے دیں گے۔

## جمہوریت مودودی صاحب کی نگاہ میں معبودِ باطل ہے

آپ کو تعجب ہوگا کہ جمہوریت کے علمبردار مودودی صاحب نے اس سے پہلے خود جمہوریت کو لات، منات، شرک و بت پرستی فرمایا تھا اور جمہوریت سے کافرانہ حکومت قائم ہونے کا خیال بڑے زور و شور سے ظاہر فرمایا تھا۔ چنانچہ "سیاسی کشمکش حصہ سوم" میں لکھا۔

"جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں ........ یہاں جمہوری نظام قائم ہو جاتے تو اس طرح حکومتِ الٰہی قائم ہو جائے گی ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہو گا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔"

اس سے ماقبل یہ الفاظ بھی اسی "سیاسی کشمکش حصہ سوم" میں لکھے ہیں:-

"جو لوگ روح اور اخلاق کے اعتبار سے مسلم نہ ہوں، بلکہ محض اصطلاحی نسلی حیثیت سے مسلمان ہوں ........ اگر ان کے جمہور کو خود اپنی پسند کے مطابق نظامِ حکومت قائم کرنے کا پورا اختیار حاصل ہو تب بھی حکومتِ الٰہی وجود میں نہیں آ سکتی۔ وہ اپنے دنیاوی مفاد کے پرستار ہوتے ہیں وہ حق کو چھوڑ کر ہمیشہ اس طرف جاتے ہیں جس طرف ان کی اغراض پوری ہوں۔"

نیز "سیاسی کشمکش حصہ سوم" میں ہے کہ:-

"امپریلزم (انگریزی اقتدار) کے اِلٰہ کو ہٹا کر ڈیموکریسی .... (جمہوریت) کے اِلٰہ کو بت خانہ حکومت میں جلوہ افروز کیا جائے۔ لات گیا، منات آگیا۔ ایک جھوٹے خدا نے دوسرے جھوٹے خدا کی جگہ لے لی۔"

ان حوالہ جات پر غور کیجئے جب کہ مودودی صاحب جمہوریت کو بت اور لات کی بجائے منات اور مسلمانوں کی کافرانہ حکومت تک لکھتے رہے تو وہ اب کیسے کسی مسلمان کی حکومت کو جمہوریت نہ ہونے کی بنا پر غیر اسلامی، غیر دینی، خلافِ اسلام ہونے کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔

نیز سیاسی کشمکش حصہ سوم ص۲۷ پر لکھتے ہیں:-

"ان کی کثرتِ رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستہ پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابلِ داد ہے۔"

نیز اس سے زیادہ تعجب ناک چیز جو جمہوریت کے خلاف جناب مودودی صاحب نے لکھی تھی حسبِ ذیل ہے:-

"امیر کو حق ہوگا کہ وہ پوری مجلسِ شوریٰ کی اکثریت کے ساتھ اتفاق کرے یا اقلیت کے ساتھ۔ اور امیر کو یہ حق بھی ہوگا کہ پوری مجلس سے اختلاف کر کے اپنی رائے پر فیصلہ کرے۔" (دو دستوری خاکے ص۲۹)

جب مودودی صاحب کے نزدیک امیر کو شرعاً اتنا حق ہے کہ پوری قوم اور پوری مجلسِ شوریٰ سے اختلاف کر کے اپنی رائے پر فیصلہ کر سکتا ہے تو پھر جمہوریت کا آپ کے نزدیک کیا مقام رہ گیا کہ اسلامی خلافت کا دارومدار جمہوریت پر ہے۔

## اہلِ حق کا نظریۂ خلافت

جہاں تک خلافتِ راشدہ یا اس کے بعد آج تک اہلِ حق مسلمانانِ عالم کا نظریہ خلافتِ اسلامی کے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر امام و خلیفہ کا نصب و انتخاب لازم ہے۔ اگر مختلف جہات اور مختلف ممالک میں مسلمانوں کی متفرق و متعدد حکومتیں ہوں تو ان سب پر واجب ہے کہ ایک متفقہ عالمی شورائی مجلس و وفاق، بنائیں، تب اسلامی خلافت اور حکومتِ الٰہی کا صحیح قیام اور اقامتِ دین کی اصلی و شرعی صورت ہوگی۔ اس کے بغیر مسلمانوں کی قومی حکومتیں تو ہوں گی اور جتنا حقِ اسلام کے مطابق ان کا قانون و عمل ہوگا اتنے تک تو ان کو اسلام کے مطابق کہا جائے گا، لیکن کامل مکمل اسلامی نظام اور حکومتِ الٰہی کا قیام ہرگز اس مذکورہ بالا قسم کے وفاق کے بغیر ممکن نہیں۔

اس دور کی مروجہ جمہوریت یعنی تمام امصار و دیار کے مسلمانوں کے جملہ افراد کو جمہوری رائے کا اسلام میں غیر ضروری اور غیر لازم ہونا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کے عمل سے اظہر من الشمس ہے کیونکہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خود خلافت جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور یہ نہ کیا کہ تمام مسلمانوں کو اختیار دیتے کہ تم جس کو چاہو خلیفہ منتخب کر لو۔ میں دست بردار ہوں۔

آپ کے اس عمل کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین نے بنظرِ استحسان دیکھا اور کوئی انکار و اعتراض نہ کیا۔ نیز سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو صاف لکھا انما الشوریٰ للمهاجرین والانصار۔ نہ آپ نے اہلِ مکہ کے جمہور کا حق سمجھا، نہ اہلِ عراق کا اور نہ اہلِ شام کا، کیونکہ اس وقت اہلِ حل و عقد مہاجرین و انصار ہی تھے۔

## مودودی صاحب کی لفظی تعلّی

اس مختصر تمہیدی گزارش کے بعد، مودودی صاحب کی کتاب پر جب کوئی مسلمان انصاف سے تحقیقی نگاہ ڈالتا ہے تو اس کی حیرت و استعجاب کی انتہا نہیں رہتی کیونکہ جو بزرگ اپنے آپ کو اتنے تک محتاط اور محقق لکھتا ہے کہ:-

۱۔ "نہ میں مسلکِ اہلِ حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت و شافعیت ہی کا پابندہ ہوں۔" (رسائل و مسائل حصہ اول ص۲۳۵)

۲۔ "میرے نزدیک اہلِ علم آدمی کے لیے تقلید ناجائز اور گناہ، بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے۔" (حوالہ مذکور ص۲۴۴)

۳۔ "میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرآن و سنت سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔" (ترجمان مارچ تا جون ۱۹۴۵ء)

۴۔ "تم سے یہ کس نے کہا کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ اور اپنے لیے انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی سمجھو۔ اس باز پرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالمِ دین کو کنز الدقائق اور ہدایہ اور عالمگیری کے مصنفین کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی۔" (حقوق الزوجین ص۹۶)

غور فرمائیے جو بزرگ قرآن و سنت کا اتنا شیدائی و فدائی ہے کہ کسی کی تقلید کو جائز نہیں سمجھتا، حتیٰ کہ اشخاصِ ماضی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ائمہ مجتہدین اور بعد کے سلف صالحین اور ہر دور کے مجددین تک کو شامل ہے۔ کسی سے بھی دین کو سمجھنا اپنے لیے جائز نہیں سمجھتا، بلکہ براہِ راست قرآن و سنت سے سمجھتا ہے۔

(باقی آئندہ)

No. 67715 সাপ্তাহিক WEEKLY REGD. L. No. 7132
তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE PRICE

مولانا غلام غوث ہزاروی مخلص مجاہد اسلام ہیں وہ خالص اسلام کا احیاء اور اسلامی نظام ملک میں رائج کرنا چاہتے ہیں

حضرت تھانوی کے خلیفۂ مجاز

# استاذ العلماء حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب کا تردیدی بیان

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفۂ مجاز اور جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور کے شیخ المحدثین استاذ العلماء حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب دامت برکاتہم نے آج اس بیان کی تردید کر دی جو مولانا غلام غوث ہزاروی کے خلاف جامعہ اشرفیہ کے بعض اساتذہ کی طرف سے شائع ہوا تھا مولانا نے فرمایا کہ:-

"مجھے مولانا ہزاروی کے متعلق غلط اطلاعات دے کر ان کے خلاف بیان پر دستخط لیے گئے تھے۔ اب تحقیق ہونے پر میں اپنے اس بیان سے رجوع کرتا ہوں اور مولانا غلام غوث سے معافی چاہتا ہوں۔"

مولانا کے بیان کا مکمل متن یہ ہے:-

"مولانا غلام غوث صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف جو کچھ مجھے بتایا گیا تھا، تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ سراسر جھوٹ اور سراپا غلط ہے۔ مولانا غلام غوث نے اکابر دیوبند میں سے کسی کی توہین نہیں کی اور نہ ہی وہ سوشلزم یا کسی غیر اسلامی مسلک کے حامی ہیں۔ یہ خالص اسلام کا احیاء اور اسلامی نظام ملک میں رائج کرنا چاہتے ہیں اور وہ مخلص مجاہد اسلام ہیں۔ اس لیے میں اپنے اس بیان سے رجوع کرتا ہوں جو مجھے غلط اطلاعات دے کر بیان پر دستخط کرائے گئے تھے۔

میں حضرت تھانوی حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہوں، ان کی عادت مبارکہ تھی کہ اگر کسی بیان یا فتوے کے متعلق یہ تحقیق ہو جائے کہ یہ غلط ہے تو فوراً اخبارات اور رسائل کے ذریعہ رجوع فرما لیتے تھے۔ میں بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے اس بیان سے جو مولانا غلام غوث کے خلاف اخبارات میں شائع ہوا ہے رجوع کرتا ہوں اور مولانا غلام غوث سے معافی چاہتا ہوں۔"

دستخط و مہر: محمد رسول خان عفا اللہ عنہ

میں اپنے پہلے بیان سے رجوع کرتا ہوں اور حضرت مولانا ہزاروی سے معافی کی درخواست کرتا ہوں

# مولانا عزیز الرحمان صاحب نائب مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور کا بیان

مولانا عزیز الرحمان صاحب نائب مفتی جامعہ اشرفیہ نے مولانا ہزاروی کے خلاف بعض اخبارات میں شائع ہونے والے بیان کی تردید کرتے ہوئے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ:-

"حضرت مولانا غلام غوث مدظلہ العالی کے متعلق غلط قسم کے بیانات دکھائے گئے تھے جس کی تردید حضرت مولانا کے دوسرے بیانات سے کر دی گئی ہے، اور ہماری نظروں کے سامنے تردید آ گئی ہے۔ اس لیے میں اپنے پہلے بیان سے رجوع کرتا ہوں اور حضرت مولانا سے معافی کی درخواست کرتا ہوں۔"

بندہ عزیز الرحمان

دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

# ترجمان اسلام

## در مدح

## سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

برخ کشید نقابے و در حجاب نہ شد
سحاب پردۂ تنویر آفتاب نہ شد

نہ خواجہ رفت بمکتب نہ خوند حرف کتاب
کتاب خواندہ او را مسگر جواب نہ شد

چگونہ باورم آید کہ خاکِ پاکِ حجاز
ترا گرفت در آغوش و مشکناب نہ شد

مباش غمزدہ اے دل کہ من نمی بینم
زدند باب کریمے و فتح باب نہ شد

(علامہ محوی لکھنوی مرحوم)
بشکریہ مولانا محمد اکرم صاحب ناظم صوبائی جمعیۃ

۳۰ مئی ۱۹۶۹ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ قیمت ۲۵ پیسے جلد ۱۲ شمارہ ۲۰

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

# رحمتِ حق کا ظہور و مقصدِ ظہور

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لئے جشن و مسرت کا پیام اس لئے تھا کہ اسی مہینے میں خدا کا وہ فرمان دنیا میں آیا جس کے ظہور نے دنیا کی شقاوت و حرمانی کا موسم بدل دیا۔ ظلم و طغیان اور فساد و معصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں۔ خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا۔ انسانی اخوت و مساوات کی یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کر دیا اور کلمۂ کفر و ضلالت کی جگہ کلمۂ حق و عدالت کی بادشاہت کا اعلانِ عام ہوا۔

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ۔ یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام

(ترجمہ) اللہ کی طرف سے تمہاری جانب ایک نورِ ہدایت اور کتابِ مبین آئی۔ اللہ اس کے ذریعے اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی اور زندگی کی راہوں پر ہدایت کرتا اور ان کے آگے صراطِ مستقیم کو کھولتا ہے۔

لیکن دنیا شقاوت و حرمانی کے دردسے پھر دکھیا ہو گئی۔ انسانی شر و فساد اور ظلم و طغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کے لئے پھیل گئی۔ سچائی اور راست بازیوں کی کھیتیوں نے پامالی پائی، اور انسانوں کے بے راہ گلہ کا کوئی رکھوالا نہ رہا۔ خدا کی وہ زمین جو خدا ہی کے لئے تھی۔ غیروں کو دے دی گئی۔ اور اس کے کلمۂ حق و عدل کے نگہبانوں اور ساتھیوں سے اس کی سطح خالی ہو گئی۔

ظھر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس

(ترجمہ) زمین کی خشکی اور تری دونوں میں انسان کی پیدا کی ہوئی شرارتوں سے فساد پھیل گیا۔ اور زمین کی صلاح و فلاح غارت ہو گئی۔

وہ دنیا میں اس لئے آیا تھا۔ کہ انسانوں کو انسانی بندگی سے ہٹا کر صرف اللہ کی عبودیت کی صراطِ مستقیم پر چلائے۔ اور غلامی کی ان تمام زنجیروں سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دے۔ جن کے بڑے بڑے بوجھل حلقے انہوں نے اپنے پاؤں میں ڈال لئے تھے۔

یضع عنھم اصرھم و الاغلال التی کانت علیھم

(ترجمہ) پیغمبرِ اسلام کے ظہور کا مقصد یہ ہے کہ گرفتاریوں اور بندشوں سے انسان کو نجات دلائے۔ اور غلامی کے جو طوق انہوں نے اپنے گردنوں میں پہن رکھے ہیں۔ ان کے بوجھ سے رہائی بخشے۔

اس نے کہا کہ اطاعت صرف ایک ہی کی ہے، اور حکم و فرمان صرف ایک ہی کے لئے سزاوار ہے۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰه

(ترجمہ) حکم و طاقت کسی کے لئے نہیں ہے، مگر صرف اللہ کے لئے

اُس نے سب سے پہلے انسان کو اس کی چھنی ہوئی آزادی و حریت واپس دلائی۔ اور کہا کہ مومن نہ تو بادشاہوں کی غلامی کے لئے ہے، نہ کاہنوں کی اطاعت کے لئے، نہ کسی اور انسانی طاقت کے آگے جھکنے کے لئے۔ بلکہ اس کے سر کے لئے ایک ہی چوکھٹ اس کے دل کے لئے ایک ہی عشق۔ اس کے پاؤں کے لئے ایک ہی زنجیر اور اس کی گردن کے لئے ایک ہی طوقِ اطاعت ہے۔ وہ جھکتا ہے تو اسی کے آگے، روتا ہے تو اسی کے لئے۔ اعتماد کرتا ہے تو اسی کی ذات پر، ڈرتا ہے اور لرزتا ہے تو اسی کی ہیبت سے۔ امید کرتا ہے تو اسی کی رحمت پر، وہ مشرک نہیں ہے کہ خدا کی طرح انسانوں کو بھی ہیبت اور قہاریت کی صفت بخشے۔ (باقی صفحہ ۸ پر)

محمد الیاس بنوی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

# عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

کتنی مقدس اور مبارک ہیں وہ ہستیاں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور صحبت کے لئے چنا، اور کتنے مطہر ہیں وہ نفوس جنہوں نے بحالت ایمان اس پاک و برتر ہستی کے جیتے جاگتے زیارت کر کے اس لازوال نعمت کو پا لیا، جس ہستی کو آج ساری دنیا ایک آنکھ دیکھنے کے لئے بے تاب ہے۔ ایسی شخصیتوں کی عظمت و رفعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اور ان کی عدالت کے بارے میں اللہ رب العالمین جل جلالہٗ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو نظر انداز کر کے "خائن" "اقربا پرور" اور "قانون کی بالا دستی کے خاتم" کے القاب کے ساتھ ان کو کون ملقب کر سکتا ہے؟ (وہی شخص کر سکتا ہے جس کا ان کے ساتھ ذاتی اور طبعی بغض ہو)

## عدالت صحابہ کا نص قرآنی سے ثبوت

صحابہ کے بارے میں اللہ جل جلالہٗ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر منزل (من جانبہ) کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

اور جو لوگ قدیم ہیں۔ پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے (الآیہ) (شاہ عبدالقادر)

اس آیت میں اللہ جل شانہٗ صحابہ کرام کا ذکر فرما کر ان سے رضا (خوشنودی) کا اظہار فرما رہے ہیں۔

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں، اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی وہ لوگ وہی ہیں سچے۔ (شاہ عبدالقادر)

اور اس کے علاوہ اور بھی بے شمار آیات ہیں جو شان صحابہ اور عدالت صحابہ میں وارد ہوئی ہیں۔ ہم انہی حد پر اکتفاء کرتے ہیں۔

## عدالت صحابہ کا احادیث سے ثبوت

اور اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی صحابہ کرام کی عدالت کے بارے میں بہت سے ارشادات ہیں۔ جن میں سے چند ایک ہم یہاں ذکر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب میں مت پکڑو میرے بعد کوئی غرض۔ پس جس نے ان کے ساتھ محبت کی۔ اس نے میرے ساتھ محبت کی، اور جس نے ان کے ساتھ بغض کیا۔ اس نے میرے ساتھ بغض کیا۔ اور جس نے ان کو تکلیف دی۔ اس نے مجھے تکلیف دی۔ اور جس نے مجھے تکلیف دی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑ لے یعنی مواخذہ کر لے۔ (الشفاء ص ۲۶۶)

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے محب کو اپنا محب اور ان سے بغض رکھنے والے کو اپنا دشمن قرار دیا۔ اور ان کے موذی کو اپنا موذی اور بالواسطہ خدائے تعالیٰ کا موذی قرار دیا۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

جلد ۱۲ | جمعہ ۳۰ مئی ۱۹۶۹ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ | شمارہ ۲۰

# شذرات

معلوم ہوتا ہے کہ خلیج فارس کا مسئلہ پیچیدہ اور سنگین تر ہوتا جا رہا ہے۔ ایران و عراق کے درمیان "شط العرب" کا تنازعہ، ایک سرحدی دریا کے باہمی تنازع سے کہیں زیادہ دور رس نظر آ رہا ہے۔ خلیج فارس کی عرب ریاستوں کے سیاسی مسئلے کے ساتھ اس کا گہرا تعلق واضح ہے، اور انگریز کے شاطر ہاتھ کا اس کے پس پردہ مصروف ہونا بھی بالکل یقینی ہے۔

مولانا علی میاں ندوی نے شاید اپنی کسی کتاب میں فلسطین و شام کے کسی بوڑھے عرب کا یہ قول نقل کیا تھا کہ

"اگر مشرق وسطیٰ کے سمندر اور دریاؤں میں
تم مچھلیوں کو بھی جنگ کرتے دیکھو تو یقین
کر لو کہ اس کے پیچھے بھی انگریز کا شاطر ہاتھ
کام کر رہا ہے"۔

مبالغۂ بیان سے قطع نظر اس قول کی صداقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۱۹۷۰ء میں برطانیہ خلیج فارس کو خالی کرے گا، اور کم و بیش دو سو سال کے بعد بحر قلزم اور بحیرۂ عرب سے خلیج فارس کے آخری سرے تک کا علاقہ برطانیہ کے فوجی و حاکمانہ تسلط سے آزاد ہو جائے گا۔

ظاہر ہے کہ اس کے بعد برطانیہ، امریکہ اور یورپ کی سامراجی طاقتوں کے اقتصادی و سیاسی مفادات کا تقاضہ یہ ہے کہ:۔

—— عرب و ایشیا کی کوئی طاقت، اس پورے علاقہ میں برطانیہ کی جگہ نہ لینے پائے۔

—— خاص طور پر عرب اس جغرافیائی وحدت کی اساس پر متحد ہو کر ایک طاقتور قوم نہ بننے پائیں۔

—— عربوں کے مابین بھی اور عربوں اور ان کے ہمسایوں کے درمیان بھی اس علاقہ کے کسی نہ کسی مسئلہ پر سنگین نزاع برپا رہے تاکہ اس علاقہ میں کسی وقت بھی سیاسی استحکام اور علاقائی اتحاد قائم نہ ہو سکے۔

—— جون ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد مغربی طاقتوں کا یہ منصوبہ تو ناکام ہو چکا ہے کہ برطانوی انخلاء کے بعد بحر قلزم سے خلیج فارس تک کے بحری علاقہ پر اسرائیل کی بالادستی و بالاتری قائم ہو جاتی۔ اب مسئلہ اسرائیل کے وجود کو موجودہ حیثیت میں باقی رکھنے

..... اور طاقتور بنائے رکھنے کا ہے۔ اور اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ مشرق وسطیٰ اور بحر روم کے عرب و غیر عرب مسلمان ملکوں کے درمیان مستقل نزاع جاری رہے۔

—— اشتراکیت اور اشتراکی ملکوں کے خلاف پروپیگنڈہ کے ذریعہ ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ اس علاقہ کے ملکوں کے لئے اشتراکی بلاک کے ملکوں سے حسب ضرورت اور بھرپور تعاون حاصل کرنا ممکن نہ رہے

اس کے بعد ان ممالک کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہے گا کہ باہم ایک دوسرے کے خلاف لڑتے بھی رہیں، لڑنے کے لئے سامانِ جنگ برطانوی امریکی بلاک سے ہی دونوں فریق حاصل کرتے رہیں۔ اس کے بدلے میں اپنے ملک کے وسائل معیشت و پیداوار سامراجیوں کو دیتے رہیں، اور جب لڑتے لڑتے تھک جائیں تو اسی بلاک کے توسط و ثالثی سے ہی اپنے نزاعات کا بھی فیصلہ کرائیں۔

مشرق وسطیٰ میں مصر، عراق اور سعودی عرب ہی وہ طاقتیں ہیں، جو بہت بڑا سیاسی رول ادا کر سکتی ہیں۔ ان کا اتفاق اور ان کے وسائل کی یکجائی و منصوبہ بندی عرب دنیا کو بلند و بالا کر سکتی ہے اور مستقبل کے افروایشیائی و اسلامی اتحاد کا سنگ بنیاد بن سکتی ہے۔

لیکن سعودی عرب کی اقتصادیات، تمام کی تمام امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ آج اگر امریکہ وہاں سے تیل نکالنے کا سلسلہ بند کر دے اور امداد بند کر دے تو سعودی عرب کے لئے ایک قدم بھی آگے بڑھنا دشوار ہو جائے گا۔

اسی وجہ سے سعودی عرب، عرب دنیا کے مسائل میں ابھی تک کوئی مؤثر پارٹ ادا کرنے سے قاصر رہا ہے

عراق کے لئے پہلے کردوں کا مسئلہ ہی کمزور کرنے کے لئے کافی تھا۔ اب شط العرب کے نزاع نے اس کی پوزیشن اور نازک بنا دی ہے۔

ان حالات میں عرب دنیا کے معاملات، یہودیوں کی جارحیت اور اینگلو امریکی بلاک کے دباؤ کے سامنے تنہا مصر رہ جاتا ہے جسے ناکام بنانے کے لئے سی، آئی، اے کی پوری طاقت ہمہ تن مصروف ہے۔

ہر قسم کے شواہد اور تردیدوں کے باوجود مصر کے خلاف مسلمان ملکوں میں ابھی تک یہ جھوٹا پروپیگنڈا جاری ہے کہ وہاں فرعونی تہذیب کا احیاء ہو رہا ہے۔ لادینیت پھیل رہی ہے۔ سوشلزم غالب آ گیا ہے۔ لوگ بد دین ہو گئے ہیں۔ اسلام ختم ہو چکا ہے۔ یہودیوں کے ساتھ سازباز کر لی گئی ہے وغیرہ وغیرہ خرافات۔

ان مشکلات سے عہدہ برآ ہونا یقیناً عربوں کے لئے آسان نہیں ہے۔ اور خطرات کے تودہ بار ہو جانے کا اندیشہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔

امریکی سامراج نے سوشلزم کا ہوّا کھڑا کر کے نو آزاد مسلمان ملکوں کو خطرناک پوزیشن میں ڈال دیا ہے اور دینی عوامی و جمہوری تحریکوں کی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کر دی ہے۔

سوشلزم کے مبینہ خطرہ کے پیش نظر مسلمان ممالک نہ تو برطانیہ و امریکہ کی اقتصادی گرفت سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کی جدوجہد جاری رکھ سکتے ہیں، نہ جمہوریت کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اور نہ اپنے یہاں دینی نظام برپا کرنے والی تحریکوں کو کامیابی کے ساتھ چلا سکتے ہیں۔

سوشلزم کا خوف دلا کر انہیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ نہ تو عوامی حقوق۔ عدل پر زیادہ زور دیں، نہ گہرے اور مکمل اسلامی انقلاب کے لئے کوشاں ہوں، اور نہ مکمل سیاسی و معاشی تبدیلیوں کے مطالبوں پر اصرار کریں۔

اس نازک موقعہ پر پاکستان ہی ایسی پوزیشن میں تھا جو مسلمان ملکوں کے ان نزاعات میں غیر جانبدار رہ کر دوستانہ و ہمدردانہ صلاح و مشورے سے انہیں رفع و اصلاح کرنے کی کوشش کر سکتا تھا۔

لیکن پاکستان کی بھی مشکلات ہیں۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ گذشتہ حکومتوں کی غلط اندیشیوں اور غلط کاریوں کی وجہ سے ملک کے بہت سے اقتصادی، صنعتی و معاہداتی معاملات کچھ اس طرح ترتیب پا گئے ہیں کہ امریکی برطانوی بین الاقوامی مفادات و رجحانات اثر انداز ہونے لگتے ہیں اور پاکستان اپنی منفرد پوزیشن کو پوری طرح کام میں لانے سے قاصر رہ جاتا ہے۔

ادھر جب اینگلو امریکی سامراجی اثرات اس طرح کی رکاوٹیں کھڑی کرنے لگتے ہیں اور اپنے رسوخ کو زیادہ مؤثر بنانے پر اتر آتے ہیں تو چینی / روسی اشتراکی اثرات بھی اپنی راہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پیچیدگیاں بحران اور کشمکش بڑھ جاتی ہے۔

اس ضمن میں سامراج پسند طاقتیں اسلام کا نام استعمال کر کے مسلم رائے عامہ کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرنے لگتی ہیں۔

ان سب پیچیدگیوں کا علاج صرف یہ ہے کہ سامراجی طاقتوں کے خلاف مسلم رائے عامہ کو زیادہ مضبوط، مستحکم اور دیرپا بنایا جائے۔

اس طرح پاکستان اپنی منفرد و مثالی پوزیشن میں خود اپنے ملک کے اندر اسلامی قوت پیدا کرنے کے قابل بن جائے گا۔ مسلمان ملکوں کے ساتھ بلا امتیاز یکساں تعلق

(ورق الٹیے)

کی صورت میں ان کے مسائل کے حل میں بھی مدد ہو سکیگا اور سامراجیت کے اثر سے پیدا ہونے والے اشتراکی ردعمل سے بھی اپنے آپ کو محفوظ کر سکے گا۔ (کمال)

# کیا کرنا چاہیئے؟

صدر یحییٰ خاں کے حالیہ ملکی دورہ اور بعض سیاسی راہ نماؤں کی ان سے ملاقاتوں کے بعد مختلف سیاسی لیڈروں کی بھاگ دوڑ، باہمی میل ملاقات اور گفت و شنید اخبارات کی دلچسپی اور مختلف قیاس آرائیوں کا موجب بنی ہوئی ہے۔

اس ضمن میں ایک گروہ، جس کے سرخیل جناب نوابزادہ نصر اللہ خاں صاحب ہیں اور جس کے دامن پر گول میز کانفرنس کے وقت سے بعض دھبے پڑ جانے کا شبہ زور پکڑ رہا ہے، اخباری انٹرویو وغیرہ کے ذریعہ اپنی پوزیشن صاف کرنے میں مصروف ہے۔

ادھر کچھ حلقوں کی طرف سے ایسے وضاحتی بیانات بھی شائع ہو رہے ہیں، جن میں ملک کی گذشتہ دس سالہ سیاسی زندگی کا جائزہ لے کر اپنی اپنی کارکردگی کو نمایاں کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

بعض قائدین متحدہ سیاسی محاذ تشکیل دینے کی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں۔

اور بعض کی روش اپنی گروہی انفرادیت کو محفوظ و مستحکم کرنے کی بنی ہوئی ہے۔

اس سلسلہ میں مسلم لیگ کے دونوں دھڑوں اور بعض متروک لیڈروں کی دوڑ دھوپ دیدنی ہے۔

موجودہ صورت حال نے شاید ان لوگوں کی امیدوں کے چراغ زیادہ روشن کر دیئے ہیں۔

ان تمام سرگرمیوں میں، خاموشی دینی محاذ کی جماعتوں پر طاری ہے۔

اور وہ مسائل بھی بہت دور تر منظر میں چلے گئے ہیں۔ جن پر گذشتہ دور میں شدید تشویش کا اظہار کیا جاتا رہا ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ، عائلی قوانین کی بات، خاندانی منصوبہ بندی کا ذکر، اور تحریف دین کی کوششوں کا تذکرہ اب زبانوں پر اور تحریروں میں باقی نہیں رہا ہے

اور ان رخنوں سے دین کے تحفظ کی ذمہ داری پھر براہ راست علماء پر آ پڑی ہے۔

مسائل کا رخ خاص طور پر، اب صرف دو باتوں کی طرف پھیرا جا رہا ہے۔

آیندہ کے لئے انتخابی مقصد کے لئے بعض جماعتوں پر مشتمل مختلف گروپوں کی تشکیل اور اسلام کے نام سے سوشلزم کی مخالفت کے ایک مشترکہ محاذ کا قیام۔

انتخابات کب ہوں گے؟ کس طریق کے مطابق ہوں گے؟ اور کس مقصد کے حصول کو سامنے رکھ کر ہوں گے؟ یہ سب باتیں مستقبل کے پردے میں پنہاں ہیں۔ اس لئے ان کے بارے میں فی الحال کوئی حتمی بات نہیں کہی جا سکتی۔

تاہم مختلف جماعتوں و قائدین کی سرگرمیاں، گروپ بندیاں اور باہمی اشتراک و تعاون کے حصول کی کوششیں، اسی مستقبل کے لئے ہو رہی ہیں۔

ملک سیاسی حرکت و عمل کے ایک طوفان خیز دور سے گذر کر دفعتہً موجودہ موڑ مڑ گیا ہے۔

اس موڑ پر پہنچنے کا تقاضا تو یہ تھا کہ پرانے گلے، شکوے اور اختلاف و رنجشیں بالائے طاق رکھ کر صرف تین چیزوں کے لئے تمام جماعتوں کے سرکردہ افراد اور دوسرے لیڈران جمع ہوتے۔

## اسلام، پاکستان کا استحکام اور مسلمان عوام کی سیاسی بالادستی

یہ بات غنیمت ہے کہ موجودہ مارشل لاء نے اس قسم کے غور و فکر کی آزادی دے رکھی ہے اور وہ ملک کی بدانتظامی دور کرنے کے بعد سیاسی معاملات اہل سیاست کے حوالے کر دینے کے خواہاں ہیں۔

مارشل لاء نے پرامن فضا مہیا کر دی ہے۔ ایسی صورت میں تمام جماعتوں کو کم از کم مذکورہ بالا تین امور پر ایسا اشتراک خیال کر لینا چاہیئے۔ کہ باہمی سیاسی اختلافات کے کسی بھی مرحلہ پر ان کے بارے میں کوئی تنازع کھڑا نہ ہو۔

اسلام، پاکستان کے قیام کی اولین اساس ہے اور پاکستان کے ہر مسلمان کا متفقہ و مشترکہ نصب العین ہے

پاکستان کی سالمیت و استحکام کے بغیر، آزادی و خود مختاری کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو قائم رکھنا ہر پاکستانی کا اولین فریضہ ہے۔

اور پاکستان کے مسلمان ہی وہ پہلی و آخری قوت ہیں، جن کی پسند و رائے کے مطابق حکمرانی کا نظام استحکام کے ساتھ جاری رہ سکتا ہے۔

یہ تین باتیں ایسی ہیں، جو ہر سیاسی جماعت کی اساس قرار پانا چاہیئں۔

ان تین باتوں کی روشنی میں ہر جماعت یا جماعتوں کا گروپ اپنا اپنا جداگانہ منشور و پروگرام مرتب کر کے اس کے ساتھ رائے عامہ کے سامنے جا سکتے ہیں۔ اور اپنی اپنی سیاسی کامیابی کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

جب یہ تین باتیں، ہر جماعت کا لازمی جزو بن جائیں گی۔ تو اختلاف کی وہ روش جس میں ایک فریق دوسرے فریق کو کفر و الحاد سے متہم کر کے مسلمانوں کے مابین جوتم پیزار اور کشت و خون کا دروازہ کھول دیتا ہے، اس سے ملت محفوظ ہو جائے گی۔

ملک میں صحتمند سیاسی زندگی اسی وقت بحال ہو سکتی ہے۔ جب تمام ملک کا بنیادی نظریہ و مقصد ایک ہو اور اس ملک میں یہ حیثیت صرف اسلام کو ہی حاصل ہے۔ اسلام ہی پر پاکستان کی سالمیت و استحکام کا انحصار ہے۔ اور اسلام ہی اس ملک کے مسلمان عوام کی اصل طاقت ہے۔ ❊❊❊

## مولانا عبدالغفور مدنی مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے

مدینہ منورہ سے موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق جماعت نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگ حضرت مولانا عبدالغفور المدنی انوار کو مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا محمد عبدالغفور المدنی العباسی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ میں سے تھے اور تقریباً ۲۳ سال قبل غیر منقسم برصغیر سے مدینہ منورہ چلے گئے تھے اور وہیں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ اس سے پیشتر آپ مدرسہ مفتی کفایت اللہ مرحوم دہلی میں درس حدیث دیا کرتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک ہے اور تمام اسلامی ممالک میں ان کے خلفاء موجود ہیں آپ ۱۹۵۹ء میں پہلی مرتبہ مدینہ منورہ سے پاکستان تشریف لائے تھے۔ اور اس کے بعد ہر سال تشریف لایا کرتے تھے۔ پاکستان میں بھی ان کے ہزاروں مرید ہیں

ادارہ ترجمان اسلام ان کے پسماندگان اور ان کے مریدین و متوسلین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالےٰ حضرت مرحوم کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔

## صوبائی ناظم عمومی کا پروگرام لائلپور

مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ۳-جون کو ملتان سے بذریعہ چناب ایکسپریس ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لائیں گے اور رات کو ٹوبہ میں درس قرآن دیں گے۔ اور صبح مورخہ ۴ جون کو پھلور پہنچیں گے۔ رات کو پھلور کی جامع مسجد میں درس قرآن دیں گے۔

## حضرت مولانا محمد رمضان صاحب کا پروگرام

حضرت مولانا محمد رمضان صاحب (میانوالی) امیر جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا ڈویژن ۵ جون ۶۹ء بروز جمعرات بعد از نماز عشاء مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد نیم والی محلہ درگاہی شاہ میں درس قرآن دیں گے —— اور

بتاریخ ۶ جون ۶۹ء بروز جمعۃ المبارک بخاری مسجد جناح کالونی لائلپور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں گے۔

(محمد اکرام الحق صدیقی
ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام لائل پور)

❊❊ اسلام کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کیجئے، اس کے ذریعہ ہی تمام مسائل کا پرامن حل نکل آئیگا۔ اور تمام نزاعات طے ہو جائیں گے۔ ورنہ اس سے ہٹ کر ہر کوشش کا وہی حشر ہوگا۔ جو مارشل لاء سے پہلے کی کوششوں کا ہوا تھا (کمال)

# جمعیۃ علماءِ اسلام قبلہ اوّل اور فلسطین کی آزادی کیلئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریگی

مولانا عبید اللہ انور

## مسجد اقصیٰ اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کو آزاد کرانا پوری ملتِ اسلامیہ کا فرض ہے

رقائد وفد جناب ابو ہشام

### حریت پسندوں کی تنظیم الفتح کے وفد کے اعزاز میں جمعیۃ علماءِ اسلام کی استقبالیہ دعوت

لاہور ۱۹ رمئی فلسطینی حریت پسندوں کی تنظیم الفتح کا ایک وفد جناب ابو ہشام صاحب کی قیادت میں ان دنوں پاکستان کے دورے پر آیا ہوا ہے۔ جب وہ لاہور پہنچے تو جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی طرف سے دفتر خدام الدین میں ایک استقبالیہ دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں کافی تعداد میں معززین شہر کے علاوہ جمعیۃ کے صوبائی رہنماؤں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان حضرت مولانا محمد اکرم صاحب ناظم صوبائی جمعیۃ، حضرت مولانا محمد اجمل صاحب ناظم صوبائی جمعیۃ، حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب خلیفہ حضرت شیخ مدنی رح مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور نے شرکت فرمائی۔ استقبالیہ میں اخباری نمائندگان بھی کافی تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ استقبالیہ میں سب سے پہلے حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب نے عربی زبان میں معزز مہمان کا خیر مقدم کیا اور الفتح کو ہر طرح کی قربانی کا یقین دلایا۔ بعد ازاں حضرت امیر صوبائی جمعیۃ مولانا عبید اللہ انور صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ

" جمعیۃ علماء اسلام قبلہ اول اور ارض فلسطین کی آزادی کے لئے مجاہدین الفتح کو مکمل حمایت کا یقین دلاتی ہے "

آپ نے کہا کہ پاکستانی عوام اسرائیل کی سرپرستی کرنے والے سامراجی ممالک امریکہ و برطانیہ وغیرہ کا تجارتی مقاطعہ کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ارض مقدس اور فلسطین کو آزاد کرانا یہ صرف عرب مسلمانوں کا ہی کام نہیں بلکہ یہ پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے

آپ نے فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام نے پہلے بھی فلسطینی مسلمانوں کی مالی مدد کی تھی۔ اور اب بھی ہر قسم کے جانی و مالی تعاون کے لئے تیار ہے۔ ہم رضاکار دستے بھی تیار کریں گے۔ اور قبلہ اول کی آزادی کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

آپ نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام کو عظیم حریت پسند قائدین کی روایات کا وارث ہونے کا فخر حاصل ہے۔ ہم گزارش برآواز ہیں اور ہمارا سب کچھ الفتح کے لئے وقف رہے گا۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالے وہ دن جلد دکھلائے کہ دونوں قبلے ہی مسلمانوں کے پاس ہوں۔

اس کے بعد جناب ابو ہشام صاحب نے اکابرین جمعیۃ کا ہر طرح کے تعاون کا یقین دلانے پر شکریہ ادا کیا اور کہا :-

پاکستان اور فلسطین کے عوام امت اسلامیہ کے ارکان ہونے کی حیثیت سے اٹوٹ رشتے میں منسلک ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمام مسلمان ایک ہی جسم کے اعضاء کی مانند ہیں۔ ایک عضو کو تکلیف پہنچنے پر جس طرح باقی اعضاء بے چین ہو جاتے ہیں آج امت اسلامیہ کا فلسطینی عضو زخموں سے نڈھال ہو رہا ہے۔ لہٰذا باقی تمام مسلمانوں پر اس کی تکلیف کا احساس کرنا اور اس کے زخموں کا علاج کرنا فرض ہے۔

جناب ہشام نے کہا کہ اللہ تعالے بھی اس قوم کی مدد فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔ جو اپنی مدد آپ کرنے پر آمادہ ہوگی عالم اسلام کے پاس وسائل کی کوئی کمی نہیں۔ اور انہیں بظاہر کسی کا محتاج رہنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں ہماری تعداد تقریباً ۷۵ کروڑ ہے۔ جبکہ یہودیوں کی کل تعداد ایک کروڑ اسی لاکھ ہے۔ لیکن امت اسلامیہ سے ایک بڑی لغزش یہ ہوئی کہ اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کو پسند کرنے کی بجائے زندگی کی آسائشوں کے ساتھ کچھ زیادہ پیار شروع کر دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ جو قوم جہاد کا راستہ ترک کر دیتی ہے۔ وہ دنیا میں ذلیل ہو کر رہ جاتی ہے۔ الفتح نے مسجد اقصیٰ اور پوری ارض فلسطین کو صیہونی تسلط سے آزاد کرانے کا پکا ارادہ کر رکھا ہے اور تن تنہا اس عظیم فریضے کی ذمہ داری سنبھال لی ہے لیکن مسجد اقصیٰ اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کو آزاد کرانا پوری امت اسلامیہ کا فرض ہے۔ ہمیں امید ہے کہ باقی مسلمان ہماری جماعت کی مدد کرنے میں کوئی دریغ نہیں کریں گے ہم اپنے جہاد کو برابر جاری رکھیں گے اور انشاء اللہ کامران و بامراد ہوں گے۔

---

# جامعہ حمیدیہ سرائے مغل لاہور کی دل کھول کر امداد کیجئے

## اہل خیر حضرات سے اکابرین جمعیۃ کی اپیل

اسلام جس ضابطہ حیات کا علمبردار ہے اس پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیوی اور اخروی تمام کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکتا ہے لیکن ہماری مروجہ تعلیم میں سب سے بڑی کوتاہی یہ ہے کہ آدمی اسلامی قدروں سے ناواقف اور نا آشنا رہتا ہے تجربہ شاہد ہے کہ ہمارے سکولوں اور کالجوں سے فارغ التحصیل اکثر طلباء نہ صرف اسلامی احکامات و مسائل سے ہی ناواقف ہوتے ہیں بلکہ وہ عموماً انسانی اخلاقیات دیانت، امانت، بڑوں کا ادب و احترام اور قومی ہمدردی کے جذبہ تک سے بھی عاری ہوتے ہیں موجودہ تعلیم کے یہی وہ نتائج ہیں جنہیں محسوس کرتے ہوئے کچھ دردمند اور حساس لوگوں نے شہروں کے مخرب اخلاق ماحول اور غیر اسلامی قوتوں کے اثرات سے دور پرسکون مقام پھلاہور سے بیالیس میل اور ہیڈ بلوکی سے چند میل دور سرائے مغل میں جامعہ حمیدیہ کے نام سے ایک درسگاہ کی بنیاد رکھی ہے جس میں ایک ہزار سے زائد طلباء کی تعلیم و تربیت اور قیام و طعام کا انتظام ہوگا۔ نصاب تعلیم میں اس بات کی خاص رعایت رکھی گئی ہے کہ تعلیم حاصل کرنے والے سب سے پہلے پکے مسلمان ہوں اور پھر موجودہ سائنسی علوم سے بھی پوری طرح باخبر ہوں۔ مزید برآں طلباء میں دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا جذبہ پیدا کرنے کی بھی کوشش کی جائے گی تاکہ وہ اسلام پر فخر کرتے ہوئے غیر اسلامی ماحول سے متاثر ہونے کی بجائے اپنے علم و عمل اور حسن اخلاق سے اسے متاثر کر سکیں۔

جامعہ ہذا کے مستقل اخراجات کے لئے ذرائع آمدنی نہایت محدود ہیں۔ جہاں تک تعمیرات کا تعلق ہے وہ چند دردمند اصحاب کی معاونت سے شروع کی جا چکی ہیں۔ لیکن اتنے عظیم منصوبے میں اہل ثروت اور اہل خیر حضرات کے خصوصی تعاون کی ضرورت ہے۔

ہم تمام دین پسند اہل خیر اور اہل ثروت حضرات کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ جامعہ حمیدیہ کے نیک عزائم اور مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بیش از بیش عطیات، زکوٰۃ، صدقات، عشر، خیرات وغیرہ سے دل کھول کر امداد کریں

(حافظ الحدیث حضرت مولانا) محمد عبد اللہ درخواستی (صاحب) امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

(مفکر اسلام قائد جمعیۃ حضرت مولانا) مفتی محمود (صاحب) ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

ترسیل زر کا پتہ :- (مولانا) محمد اکرم ناظم جامعہ حمیدیہ معرفت ہلال انجینئرنگ پوسٹ بکس ۱۸۷ فون ۶۶۰۰۰ لاہور

(نوٹ) جامعہ حمیدیہ کا اجمالی تعارف آئندہ ملاحظہ فرمائیں۔

(ترتیب کی ذمہ داری مرتب پر ہے)

# قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کا خطاب جمعہ

۲۱ صفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۶۹ء بروز جمعہ، مدرسہ قاسم العلوم ملتان کی مسجد میں نماز جمعہ میں شامل حاضرین سے حضرت مفتی صاحب ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام نے درج ذیل خطاب فرمایا:-

## نجات کا ذریعہ اور مسائل کا حل صرف اسلام میں ہے

خطبہ مسنونہ، تلاوت آیات و احادیث اور تمہیدی جملوں کے بعد فرمایا:-

ملتِ اسلامیہ اور نوع انسانی کی نجات کی راہ صرف اسلام ہے۔ ہم پاکستان کے مسلمان جب تک اسلام کو اپنی زندگی کے ہر دائرے میں نافذ نہیں کر لیتے، ہمارے گوناگوں اور پیچیدہ مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

آج ملک میں بحث و نزاع کا موضوع اقتصادیات کا مسئلہ بن گیا ہے۔ ارباب اقتدار اور اصحاب سیاست نے اس مسئلہ سے بائیس سال تک آنکھیں چرائیں، لیکن اب یہ مسئلہ سب کے سر پر سوار ہو گیا ہے۔

## اسلام سے پہلو تہی کرنے کا نتیجہ

اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جن ہاتھوں میں ملک کے اقتدار کی باگ ڈور رہی، وہ اسلامی قانون اور اسلامی نظام کے نفاذ سے گریز کرتے رہے۔

انہوں نے اپنا دامن علانیہ مغربی اور امریکی و مغربی دنیا کی اعانت پر ایک مدت دراز تک تکیہ کئے رہے۔

جب اسلام کو اس ملک کا نظام حیات بننے سے روک دیا گیا اور امریکی و مغربی سامراج کی سرپرستی قبول کر لی گئی تو سیاسی، اخلاقی، معاشی و تمدنی مسائل کا پیدا ہو جانا اور ہجوم کر آنا ایک فطری امر تھا۔

ایک خاص طبقہ اور چند خاندانوں نے ملک کی معیشت پر قبضہ کر لیا۔ بیرونی سرمایہ کاری نے معیشت میں عدم توازن برپا کر دیا۔

## عوام کی خراب و زبوں حالی

ملک انگریز کے دور حکومت سے جاگیردارانہ نظام کے ظالمانہ بوجھ کے تلے دبا چلا آ رہا تھا۔ ملک کا کسان جو ملک کی ستر فیصد آبادی ہے، زندگی کی بنیادی آسائشوں اور حقوق سے محروم تھا۔ کہ سرمایہ داری کے شکنجہ نے محنت کشوں کو جانوروں سے بدتر بنا ڈالا۔

اسلام کی تعلیمات موجود تھیں، لیکن اس پر نہ جاگیرداروں و زمینداروں نے عمل کیا اور نہ سرمایہ داروں و مل مالکوں نے، الا ماشاء اللہ۔

عوام الناس کی حالت روز بروز خراب تر ہوتی چلی گئی۔

اور امریکہ و مغربی دنیا سے وابستگی نے ملک کو سامراجیوں کی پسندیدہ شکارگاہ بنا ڈالا امریکہ سے درآمد شدہ ٹیڈی ازم اور اخلاق باختگی نے نوجوان نسل کو اسلام سے ہی نہیں بلکہ عام اخلاق تک سے محروم کر دیا۔ اور سیاسی غرضمندیوں نے اس زوال پذیر اور ابتر حالت کو خوب ہوا دی۔

## اشتراکیت کا نفوذ

یہ صورت حال اشتراکی خیالات کے لئے سازگار فضا مہیا کر رہی تھی ملک کی سیاست کا نعرہ، خالص اسلامی نظام کے نفاذ کے بجائے مغربی جمہوریت کے نفاذ کا بن گیا تھا۔

اللہ کی حاکمیت کے بجائے عوام کی حاکمیت کا مطالبہ ہر گروہ کی زبان پر تھا اور ملک کے جسد سیاسی میں جب یہ شرک صریح داخل ہو گیا تو اشتراکیت کے لئے بھی راہ کھل گئی۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

# دعوت

# انفاق دولت اور قرآن کریم

(مولانا حفظ الرحمٰن صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام جند اللہ)

---

یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل وما تفعلوا من خیر فان اللہ بہ علیم۔

آپ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں۔ آپ کہہ دیجئے کہ حلال مال تم جو بھی خرچ کرو۔ والدین، اعزاء، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کے لئے ہونا چاہئیے اور تم جو بھلائی بھی کرو گے اس کی حقیقت خدا پر عیاں ہو گی۔

قرآن کریم میں صحابہ کرام کی طرف سے دریافت کردہ یہ دوسرا سوال ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے خود جواب عنایت فرمایا ہے۔ مگر غور کرنے سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوال میں جو بات دریافت کی گئی تھی۔ قرآن نے اس کے جواب کو زیادہ اہمیت نہیں دی ہے۔ سوال یہ کیا گیا تھا کہ کیا کیا خرچ کریں۔ اس کے جواب میں قرآن کہتا ہے کہ:-

"حلال مال تم جو بھی خرچ کرو"

اور یہ کہتے ہی فوراً بتفصیل یہ بیان کرنا شروع کر دیا کہ مال کا مصرف کیا ہو گا۔ دولت کہاں خرچ کی جائیگی، سرمایہ کے ذریعہ تعاون کے حقدار و مستحق لوگ کون ہیں۔ گویا معاشیات کی اصطلاح میں قرآن "افزائش دولت" کے بجائے "تقسیم دولت" کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے۔

اور اصل میں یہی بنیادی فرق ہے۔ جو اسلامی نظام معاش کو دنیا کے دوسرے معاشی نظام سے ممتاز کرتا ہے۔ سرمایہ داروں نے جو حصول دولت اور اس کے ناجائز طریقے اپنا لئے ہیں، انہیں کی وجہ سے معاشرت میں بے اعتدالی رونما ہوتی ہے، غربت و افلاس میں اضافہ ہوتا ہے۔ حصولِ دولت اور اس کے لئے غلط ذرائع اختیار کرنے کی وجہ سے امیر امیر تر اور پھر خود غرض ہوتا چلا جاتا ہے۔ دولت کے حاصل کرنے میں وہ فریب، جھوٹ، دھوکہ اور غریبوں کے قتل تک سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ دوسری طرف غریب اپنا یہ انجام دیکھ کر خود بھی رنگ بدلنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ چوری کرنے، ڈاکہ ڈالنے اور پورے ماحول کو فتنہ و فساد کا اکھاڑہ بنا لیتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم نے معاشرہ کو امن و سکون سے ہمکنار کرنے کے لئے ایک مفید اور مجرب علاج بتا دیا اور حصول دولت کے بجائے انفاق دولت کی طرف توجہ دی۔

پھر انفاق کی بھی دو قسمیں ہیں:-

(۱) انسان دولت و سرمایہ کو غلط راہوں میں صرف کرتا ہے اور اس کی وجہ سے معاشرہ کے حق میں تخریب کے اسباب بہم پہنچاتا ہے۔ انسان دولت و سرمایہ کو صحیح راستوں پر خرچ نہیں کرتا۔ اس کی وجہ سے معاشرہ میں تعمیری مقاصد تکمیل تک پہنچنے کی راہ مسدود ہو جاتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کے نزدیک خرابیوں کی جڑ دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک تو ناجائز طریقے سے حصول دولت اور سرمایہ داری، اور پھر تقسیم دولت کا غلط بنیادوں پر قائم کرنا، اور اس طرح انفاق کے صحیح راہوں کے

(باقی صفحہ ۸ پر)

حق

## دَرسِ حدیث

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکوکاری اور گناہ کے متعلق سوال کیا کہ برّ (نیکوکاری) کسے کہتے ہیں اور اثم (گناہ) کیا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ نیکوکاری تو حسن اخلاق کا نام ہے۔ اور رہا گناہ تو ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو سینے میں کھٹک پیدا کرے اور تم پسند نہ کرو کہ تمہارے اس قول یا فعل کی کسی کو کوئی خبر ہو۔ (مسلم)

**تشریح:** منشاء یہ ہے کہ مخلوق سے مکارم اخلاق کے ساتھ پیش آیا جائے، ان کے حقوق کی رعایت کی جائے۔ اگر کوئی اذیت پہنچ جائے تو صبر و ضبط سے کام لیا جائے، غصہ، سخت مزاجی سے بچا جائے۔ خندہ پیشانی اور خندہ روئی سے لوگوں سے ملا جائے۔ ایک رخ تو یہ ہے، جس کا مطالبہ ایک مسلمان سے اس کی شریعت نے کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے، جس کام میں کھٹک ہو، شکوک و شبہات ہوں یا ایسا محسوس ہو کہ فلاں کام کی کسی کو اطلاع ہو گئی تو یہ ہمارے لئے اچھی بات نہ ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس یقین کرلو، یہ چیزیں شریعت کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں ہیں۔ تم ان سے بچو، گناہ اسی کا نام ہے۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ جس بات اور کام میں پورا اطمینان حاصل ہو اور دل میں کوئی تذبذب پیدا نہ ہو، وہ کرنے کے کام ہیں، اور جو ایسے نہ ہوں، ان سے پرہیز ہی اولیٰ ہے۔ اور یہ ایک دیندار مسلمان کے لئے معیار ہے۔

حسن خلق میں جس طرح طاعت اور قابل اجر تمام کام آجاتے ہیں۔ اسی طرح مکارم اخلاق کی تمام صورتیں بھی اس میں داخل ہیں۔ اس معنیٰ کی حدیث پہلے تفصیل کے ساتھ گذر چکی ہے۔ اتنی بات یاد رکھنی چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اخلاق کی بہت تاکید فرمائی ہے اور ساتھ ہی اس کی ترغیب بھی دی ہے کہ:

"تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو تم میں حسن اخلاق میں بڑھا ہوا ہے۔"

—— حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن بھولا بھالا اور بخشش کرنے والا ہوتا ہے اور بدکار فریب دینے والا کمینہ ہوتا ہے۔

**تشریح:** اس حدیث کو سامنے رکھ کر ہر شخص اپنا اپنا جائزہ لے کہ وہ پکا مومن ہے یا دوسرے گروہ میں داخل ہے۔ شریعت نے یہ دو خانے بنا دیئے ہیں اب ہمارا فرض ہے کہ.... ہم ان میں سے جس میں چاہیں اپنے کو فٹ کرلیں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن داؤ پیچ نہیں رکھتا۔ وہ سیدھا سادہ ہوتا ہے اس اونٹ کی طرح جس کی ناک میں نکیل پڑی ہوئی ہو، جدھر کھینچو، کھنچتا رہے گا۔ اسے انکار کی مجال نہیں ہوتی۔ بیٹھنے کو کہو، بیٹھ جائے گا۔ کھڑا کرنا چاہو، کھڑا ہو جائے گا۔ مسلمانوں نے بھی حب ایمان کے ذریعہ اپنے کو اللہ تعالیٰ کا منقاد بنا رکھا ہے۔ ان میں بغض، عناد، کینہ، کپٹ، داؤ پیچ کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے۔

### اقوالِ زرّیں

## مسلمان حکمران کیسا ہونا چاہیئے

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رح خلیفہ بنے تو آپ کو حسن بصری رح نے بادشاہ عادل کے مندرجہ ذیل چند ذمہ داریاں تحریر فرمائیں۔

(۱) بادشاہ عادل ہر خلاف شریعت کام کو موافق شریعت بنانے کا ذمہ دار ہوتا ہے اور موافق شرع متین بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر ظالم کو سزا دیتا ہے۔ ہر فاسد کی اصلاح کرتا ہے۔ ہر کمزور و بے کس آدمی کی حمایت و طرفداری کرتا ہے۔ ہر مظلوم مغموم شخص کی فریادرسی اور دستگیری کرتا ہے۔

(۲) مسلمان بادشاہ کی مثال مثل چرواہے کی ہے۔ جو اپنے ریوڑ کے لئے بہترین فذا سرسبز و شاداب جگہ کی تلاش کرتا ہے۔ موذی غذا سے بچاتا ہے۔ درندوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ گرمی و سردی سے بچاؤ کا معقول انتظام کرتا ہے۔

(۳) امیر عادل کی مثال مثل باپ کے ہے۔ جو اپنی اولاد پر مشفق و مہربان ہوتا ہے۔ بچپن میں ان کی پرورش و اصلاح کرتا ہے۔ بڑے ہو جاتے ہیں تو اچھی اسلامی تعلیم دلاتا ہے۔ دن رات انہی کے لئے کماتا ہے۔

(۴) مسلمان امیر مثل ماں کے ہے۔ جو اپنی اولاد پر دلسوز ہوتی ہے۔ اولاد کی خوشی پر خوش ہو جاتی ہے۔ ناراض ہونے پر دل شکستہ ہو جاتی ہے۔ روٹھ جاتے ہیں تو مناتی ہے۔ اولاد کی بے آرامی پر ساری رات جاگتی ہے۔

(۵) مسلمان حکمران یتیموں کا سرپرست و نگہبان ہوتا ہے۔ بیت المال کو فقراء مساکین محتاجوں کے لئے محفوظ رکھتا ہے۔

(۶) مسلمان بادشاہ جیسے دو پسلیوں کے درمیان دل ہوتا ہے۔ اگر دل تندرست ہو تو پسلیاں بھی تندرست ہوتی ہیں ورنہ فساد ہی فساد ہوتا ہے۔

(۷) مسلمان بادشاہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان ایک واسطہ ہوتا ہے۔ خود بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتا ہے۔ رعیت کو بھی اتباع شریعت کا حکم دیتا ہے۔ خود بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرتا ہے اور قوم کو بھی یہی حکم دیتا ہے۔ مسلمان حکمران کو ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ ایک مالک اپنے مملوک غلام کے پاس امانت رکھے اور اپنے سارے مال پر مختار بنائے۔ پھر کچھ مدت کے بعد وہ غلام اپنے مالک کا سارا مال و دولت ضائع کرے اور امانت میں خیانت کرے اور اپنے مالک کے گھربار کو تباہ و برباد کرے۔ اور مالک کے اہل و عیال کو بھوک اور افلاس میں مبتلا کرے۔

(۸) مسلمان حکمران حدود اللہ کا محافظ اور رائج کرنے والا ہوتا ہے تاکہ عوام اور رعیت میں برائیوں کا قلع قمع ہو جائے۔ اور قتل و غارت نیست و نابود ہو جائے۔

(۹) مسلمان بادشاہ ہر وقت قبر کے مہیب حالات اور تنہائیوں کو یاد کرنے والا ہوتا ہے۔ اس تنہائی کے گھر میں کثیر المیعاد رہنے کے ایک گہرے گڑھے کے فکر میں ہوتا ہے۔ زادِ راہ و سفر طویل کی تیاری میں ہوتا ہے۔ اور اس دن کی تیاری میں لگا رہتا ہے۔ جس کے اندر ہر کوئی اپنے بھائی، ماں باپ، بیوی، اولاد سے گریزاں ہوگا۔

(۱۰) مسلمان حاکم اپنی عزیز قوم پر ظلم روا نہیں رکھتا۔ اور نہ وہ کسی متکبر جابر ظالم آدمی کو حکومت کے کسی عہدے پر فائز کرتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو موت کی رسیوں میں جکڑا ہوا تصور کرتا ہے۔ اور ایسا خیال کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تمام فرشتوں انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں کھڑا ہوا جوابدہ ہے۔

اللھم اصلح سلطاننا و سلطان زماننا و سلاطین الامۃ

آمین ثم آمین!

(اقوال زریں بھیجنے والے کا نام معلوم نہیں ہو سکا)

---

... صاحب اختر کی ... سے نشری تقریر

... صاحب اختر کافی دنوں سے ختم نبوت کے ... گئے تھے۔ اس سلسلہ میں جزیرہ فیجی کے مسلمانوں ... فیجی پہنچے۔ وہاں مولانا نے ریڈیو فیجی سے مسئلہ ... میں ایک اہم تقریر فرمائی تھی۔ جو آئندہ ... خدمت میں پیش کی جائے گی۔

... ایجنٹ حضرات ... فوراً آگاہ کریں۔

(ادارہ)

مالک نورالٰہی نے تعلیمی پریس میں چھپا کر ... عبیداللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا۔

## خطبہ جمعہ ——— بقیہ صفحہ ۶

عوام خستہ حال، سیاست مغربی جمہوریت کی تابع، اور اسلام پس پشت - اس کا نتیجہ اگر اشتراکیت کی صورت میں سامنے آیا تو یہ قابل تعجب بات نہیں تھی -

چنانچہ اس وقت مغربی سامراج اور اس کے دوستوں نے ایسی صورت حال پیدا کردی ہے کہ

• ایک طرف ملک پران کے اثرات اور سیاست و معیشت پران کا غلبہ و تصرف ہے

اور دوسری طرف اشتراکیت اس کے حریف کی صورت میں نمودار ہورہی ہے -

## چیلنج اور اس سے نجات کی راہ

اسلام اور مسلمانوں کے لئے یہ دونوں صورتیں ہی خطرناک اور چیلنج ہیں اور ان سے نجات کی راہ صرف اسی میں ہے کہ:-

سامراجیت و ظالمانہ سرمایہ داریت کے غلبہ سے فوراً چھٹکارا حاصل کیا جائے اور اس کی جگہ، اسلام کا مکمل نظام رائج و نافذ کردیا جائے -

جس میں مملکت کے ہر شہری کو زندگی کی بنیادی ضروریات و سہولتیں فراہم کرنے کی ذمہ داری مملکت پر ہوتی ہے

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف ارشاد فرمایا ہے کہ بندوں کے رزق کی ذمہ داری خود اس پر ہے

اور جو آدمی و جماعت اللہ کا خلیفہ و نائب ہوں یہ ذمہ داری پورا کرنا ان کا فرض ہوجاتا ہے -

پس اسلام ہی وہ واحد طریق حیات و نظام حیات ہے جس کے ذریعہ ہمارے اور عالم انسانیت کے تمام اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور معیشتی مسائل ٹھیک ٹھیک طریقہ پر حل ہوجاتے ہیں -

ہم اپنے ملک میں اس نظام کو قائم کرکے تمام موجودہ مشکلات سے بھی نجات حاصل کرسکتے ہیں - اور سوشلزم کے خطرہ سے بھی محفوظ رہ سکتے ہیں .....

(ترتیب ..... احمد حسین کمال)

## انفاق دولت — بقیہ صفحہ ۶

مسدود ہونے اور انفاق کے غلط راستوں کے کھل جانے کی وجہ سے معاشرہ خرابیوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے فتنوں کے پھوٹنے اور خرابیوں کے جڑ پکڑنے سے امن و امان غارت ہوکر رہ جاتا ہے اور انسانی سوسائٹی معاشی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ اخلاقی، سیاسی اور معاشرتی لحاظ سے بھی بے اعتدالیوں کا شکار ہوجاتی ہے -

**دوسری قسم انفاق** یہ جو قرآن نے بار بار بیان فرمایا ہے - جگہ بہ جگہ قرآن پاک میں انفاق کا حکم اور انفاق کے صحیح طریقے بیان کئے ہیں - اسلام کا انداز فکر ہی اسلامی معاشیات کی بنیاد ہے - دوسرے غلط معاشی نظاموں نے

اپنے غور و فکر کا مرکز حصول دولت اور اس سے پیدا شدہ مسائل قرار دیا - اور اسلام ان سب کے برخلاف تقسیم دولت کو اپنے فکر کی بنیاد قرار دیتا ہے - اسلام کے معاشی نظام کا ستون یہی مخصوص انفاقی نظام ہے - جس کی طرف قرآن نے جگہ جگہ توجہ دلائی ہے - قرآن کریم دو ٹوک الفاظ میں صاف صاف اعلان کرتا ہے -

ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب الخ

عقائد میں نظام فکر کی بنیاد ایمان بالغیب ہے -

عبادات میں اس کی امتیازی شان اقامت صلوٰۃ ہے اور حیات باہمی میں قرآنی نظام فکر کی اس کی انفاقی تعلیمات ہیں - گویا حیات باہمی یا اجتماعی زندگی میں مسلمانوں کے نظام عمل کی اصلی اور امتیازی شان شانِ انفاق ہے مسلمانوں کا انفاقی طرز عمل دراصل ایک ایسا عنصر ہے جو ان کے رہن سہن، طرز بود و باش، جذبات تعاونی، معاملات باہمی - فکر اور مزاج غرض ہر شے کی تشکیل کرتا ہے

## بقیہ ——— رحمتِ حق کا ظہور

پرستش اور غلامی کے لئے کئی ایک معبود بنالینا اچھا یا ایک ہی خدائے واحد و قہار کا ہو رہنا - یہ جو تم نے دینی بندگی کے لئے بہت سی چوکھٹیں بنا رکھی ہیں - تو تلاؤ ان کی ہستی بجز اس کے کیا ہے کہ چند وہم سا نام ہیں، جو تم نے اور تمہارے بڑوں نے اپنی گمراہی سے گھڑ لئے - اور مدت کی ضلالت و رسم پرستی نے ان کے اندر مصنوعی ہیبت و مرعوبیت پیدا کردی -

حالانکہ خدا نے نہ تو ان کے اندر کوئی طاقت رکھی اور نہ ان کی معبودیت و محبوبیت کے لئے کوئی حکم اتارا یقین کرو کہ تمہاری غلامی کے یہ تمام مصنوعی بت کچھ بھی

نہیں ہیں، حکم و سلطانی دنیا میں نہیں مگر صرف اللہ کیلئے اور دیکھو کہ اس نے انسان کی حریت صادقہ اور آزادیٔ حق کو کس طرح مثالوں کی دانائی میں بیان کیا ہے -

ضرب اللّٰہ مثلاً :- اللہ ایک مثال دیتا ہے

عبداً مملوکا لا یقدر علیٰ شیٔ ومن رزقناہ منا رزقا حسنا فھو ینفق منہ الخ

(ترجمہ) یوں فرض کرو کہ ایک شخص ہے جو کسی دوسرے انسان کا غلام ہے - خود اُسے کوئی اختیار حاصل نہیں - وہ اپنی کسی چیز پر باوجودیکہ اسی کی ہے - کچھ قدرت نہیں رکھتا اور صرف اپنے آقا کے حکموں کا بندہ ہے - مگر اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا آزاد و خود مختار انسان ہے - جس پر کسی انسان کی حکومت نہیں - اسے اپنی ہر چیز پر قدرت و اختیار ہے - مگر اس کے مقابلے میں ایک دوسرا آزاد و خود مختار انسان ہے - جس پر کسی انسان کی حکومت نہیں - اسے اپنی ہر چیز پر قدرت و اختیار حاصل ہے اور جو کچھ خدا نے دیا ہے - وہ اسے ظاہر و پوشیدہ جس طرح چاہتا ہے، بے دھڑک خرچ کرتا ہے - تو کیا یہ دونوں آدمی ایک ہی طرح کے ہوئے ؟

کیا دونوں کی حالت میں کوئی فرق نہیں ؟ اگر فرق ہے تو پھر وہ کہ اس کا مالک صرف خدا ہی ہے اور وہ کہ اس کے گلے میں انسانوں کی اطاعت کے طوق پڑے ہوئے ہیں - دونوں ایک طرح کے کیسے ہوسکتے ہیں ؟

پس اگر ربیع الاوّل کا مہینہ دنیا کے لئے خوشی و مسرت کا مہینہ تھا تو صرف اس لئے کہ اسی مہینے میں وہ انسان آیا جس نے مسلمانوں کو ان کی سب سے بڑی نعمت یعنی خدا کی بندگی اور انسانوں کی آقائی عطا فرمائی، اور اس کو اللہ کی خلافت و نیابت کا لقب دیکر خدا کی ایک پاک و محترم امانت ٹھہرایا پس ربیع الاول انسانی حریت کی پیدائش کا مہینہ ہے "خلافت الٰہی کی بخشش کا اولین یوم ہے" "وراثت ارضی کی تقسیم کا اعلان ہے" - اسی ماہ کلمۂ حق و عدل زندہ ہوا اور اسی میں ہر ظلم و فساد اور کفر و ضلالت کی لعنت سے انسانی برادری کو نجات ملی -

## آسان اسلامی جنتری برائے ۱۳۸۹ھ

مرتبہ
احقر غلام اکبر قاسمی بلوچ متعلم مدرسہ عربیہ مخزن العلوم خانپور (ضلع رحیم یار خان)

| | | | | | جمادی الثانی۔ ذیقعد | صفر المظفر۔ شوال المکرم | ربیع الثانی۔ رمضان | شعبان المعظم | ربیع الاول۔ ذوالحجہ | رجب | محرم الحرام۔ جمادی الاول |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۸ | ۱۵ | ۲۲ | ۲۹ | جمعہ | ہفتہ | اتوار | پیر | منگل | بدھ | جمعرات |
| ۲ | ۹ | ۱۶ | ۲۳ | ۳۰ | ہفتہ | اتوار | پیر | منگل | بدھ | جمعرات | جمعہ |
| ۳ | ۱۰ | ۱۷ | ۲۴ | * | اتوار | پیر | منگل | بدھ | جمعرات | جمعہ | ہفتہ |
| ۴ | ۱۱ | ۱۸ | ۲۵ | * | پیر | منگل | بدھ | جمعرات | جمعہ | ہفتہ | اتوار |
| ۵ | ۱۲ | ۱۹ | ۲۶ | * | منگل | بدھ | جمعرات | جمعہ | ہفتہ | اتوار | پیر |
| ۶ | ۱۳ | ۲۰ | ۲۷ | * | بدھ | جمعرات | جمعہ | ہفتہ | اتوار | پیر | منگل |
| ۷ | ۱۴ | ۲۱ | ۲۸ | * | جمعرات | جمعہ | ہفتہ | اتوار | پیر | منگل | بدھ |

نوٹ :- مثلاً جس تاریخ کا دن معلوم کرنا ہو تاریخ کے بالمقابل اور مقصودہ مہینہ کے نیچے دن تلاش کیجیے جیسے ۲۶ محرم الحرام کو کونسا دن ہوگا ؟ ۲۶ کے ہندسے کے مقابل اور محرم الحرام کے نیچے پانچویں خانہ میں پیر ہے - اس لئے اس روز پیر ہی ہوگا - انشاء اللہ تعالیٰ -

حالات و واقعات

احمد حسین کمال

# آخری قدم اٹھانے سے پہلے

مارشل لاء کے بعد ملک کی صورت حال جس طرح تبدیل ہوئی، اس کا تقاضا یہ تھا کہ سیاسی معاملات سے نزاعی باتیں ختم کرکے از سر نو تمام حالات پر غور کیا جاتا۔

ظاہر ہے کہ مارشل لاء سے پہلے کے بیشتر سیاسی نزاعات محض شخصیتوں اور گروہوں کی باہمی چپقلشوں کے مظہر تھے۔ جنہیں بلند بانگ نظریاتی و مقاصدی دعووں کا رنگ دے دیا گیا تھا۔ اور "پارٹی فیلنگ" کے ذریعہ انہیں ایسی ہوا دی جا رہی تھی، جس سے تصادم و فساد کی افسوسناک صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔

مارشل لاء نے جب یہ تمام بساط لپیٹ دی، تو گزشتہ تلخیوں اور جراحتوں کے زخم ادھیڑتے رہنا درست نہیں۔

اس مرحلہ پر جن لوگوں کو واقعی اسلام مطلوب ہے۔ انہیں چاہیئے تھا کہ پچھلی تمام باتیں بھلا کر از سر نو اسلام کے محاذ کی تعمیر کا کام شروع کرتے۔

اور جو لوگ ملک میں صحت مند سیاست و جمہوریت کے واقعی طالب تھے۔ وہ اب اس راہ کی رکاوٹوں کو دور کرنے کی تدابیر پر حقیقت پسندی کے ساتھ غور کرکے ایک مشترکہ راہ عمل تجویز کرتے۔

چنانچہ مارشل لاء کے نفاذ کے فوراً بعد ہی ترجمان اسلام کے ان صفحات پر ہم نے محب دین اور وطن دوست حضرات کو اس ضرورت کی طرف متوجہ کرنا شروع کر دیا تھا لیکن افسوس ہے کہ نہ معلوم کن خفی و جلی اسباب کی بنا پر مارشل لاء کے بعد بھی مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے نقیب رسائل نے نزاعی امور کو ہوا دینے کی مہم جاری رکھی، اور ابھی تک اسے شدید تر بنانے میں منہمک ہیں۔

سوشلزم کے خلاف مورچہ بندی تو ان حضرات نے لگا ہی رکھی تھی، ساتھ میں جمعیۃ علماء اسلام، بالخصوص اس کے محترم قائدین، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ کے خلاف بھی ایک باقاعدہ مہم جاری کر رکھی ہے۔

ہمیں نہیں معلوم کہ "آئین" اور "ایشیاء" مودودی صاحب کی جماعت کے حقیقی ترجمان رسائل ہیں یا محض معاوضہ کے طور پر جماعت کی اور مودودی صاحب کی حمایت کا کام انجام دیتے ہیں۔ بہرحال یہ بات واضح ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے صفحات پر جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے رہنماؤں کے خلاف جو کچھ زہر چکانی اور دشنام طرازیاں کرتے ہیں۔ آیا وہ مودودی صاحب کے ایماء پر یا وہ ان کی جماعت کے طے کردہ کسی فیصلہ کے تحت ایسا کرتے ہیں یا از خود وہ یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔

سوشلزم کے مبینہ خطرے کے خلاف ان حضرات کی دنگل مہم ہی کم معنی خیز نہیں ہے۔ تاہم ہمارے لئے اس میں دلچسپی کی کوئی بات اس لئے نہیں ہے کہ یہ ان کا اور ان کے ان قدیم رفقاء کا ذاتی معاملہ ہے۔ جن کی رفاقتوں کے بندھن ۱۹۶۵ء میں پاکستان کے تمام مسلمان خوب اچھی طرح دیکھ چکے ہیں۔

بھاشانی، محمود علی قصوری۔ سی آر اسلم، محمود الحسن عثمانی اور پوری نیشنل عوامی پارٹی، اپنے کمل اشتراکی روپ کے ساتھ، مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی رفیق و ہمنشین تھی۔ اور یہ راز ابھی تک راز ہی ہے کہ ان لوگوں کے سوشلسٹ ہونے کے باوجود مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے کیوں ان سب کے ساتھ اس وقت اتحاد و اشتراک کیا تھا؟ اب کیوں ان کا سوشلزم، مودودی صاحب مع الجماعت کے لئے تلخ گولی بن گیا ہے؟ تاہم اس کے محرکات کچھ زیادہ ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔

لیکن جمعیۃ کے خلاف ان حضرات کی پرخاش کا بھید نہیں کھلتا۔

گول میز کانفرنس میں اسلامی مطالبات کی حمایت نہ کرنے کی وجہ سے جو مشکل صورت مودودی صاحب کو پیش آگئی تھی۔ اس کی صفائی کے لئے جب مودودی صاحب نے بیان دیا تو اگرچہ وہ بھی بعد از وقت تھا مگر اس کی وجہ بہرحال قابل فہم تھی۔

ان کے اس طرز عمل سے پاکستان کے مسلمان عوام اور محب دین طبقے میں جو اضطراب و مایوسی پھیلی۔ اس کے ازالہ کی کوشش پر مودودی صاحب مجبور تھے اور وہ مفتی محمود صاحب پر نکتہ چینی کرنے میں ہی عافیت سمجھتے تھے۔

مگر جس باقاعدگی اور وفاداری کے ساتھ ان کے ہفتہ وار پرچے بالخصوص "آئین"۔ "ایشیاء" جمعیۃ اور قائدین جمعیۃ کے خلاف پروپیگنڈہ مہم میں مصروف ہیں اس کی معنی خیز اور پراسراریت بہت ہی بڑھی ہوئی نظر آ رہی ہے

حال ہی میں ڈاکٹر مبشر حسن صاحب کی کوٹھی پر مولانا غلام غوث صاحب کے تشریف لے جانے کو جو معنی آئین نے پہنائے ہیں۔ اور مفتی محمود صاحب کے جوابی بیان پر گیلانی نام کے ایک صاحب جس اسلحہ کے ساتھ نمودار ہوئے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی نظام حیات کے قیام کے یہ علمبردار اما دین کے کن ستونوں کو گرا کر اپنی "مسجد ضرار" تعمیر کرنے کے درپے ہیں

ابھی تک اس معاملہ کو ہم سرسری طور پر نظر انداز کرتے چلے آ رہے تھے۔

ہم نہیں چاہتے کہ ایسے سربستہ رازوں پر سے بھی پردہ ہٹا دیں، جن سے نظام اسلامی کے قیام کے ان مدعی حضرات کے اصل و حقیقی چہرے سامنے آ جائیں اس لئے کہ ان کے اسلامی دعووں سے ملک میں بہت سے مخلص حضرات بھی وابستہ ہیں۔ اور وہ یہ منظر دیکھ کر سخت مایوس ہوں گے۔ نیز اس کے ساتھ ہی اہل دین کے بارے میں ایک غلط تاثر عوام میں پھیل جائے گا، اور مفسدین اسے اپنے حق میں استعمال کریں گے۔

لیکن جب بات یہاں تک پہنچ رہی ہے اور یہ حضرات تلے ہوئے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے رہنماؤں کو بدنام کر ڈالیں تو پھر ہمیں بھی ان گوشوں کو نمایاں کرنا پڑے گا، جنہیں وقت کے اقتدار نے نظر ولت سے دور اور اوجھل کر دیا ہے۔ اور اس کے نتائج کے بھی یہ ہی حضرات ذمہ دار ہوں گے۔

مگر ہم چاہتے ہیں کہ اس سے پہلے کہ ہم یہ داستان ابتداء سے بیان کرنا شروع کریں اور حیدر آباد دکن سے پٹھانکوٹ تک کے، پٹھان کوٹ سے لاہور (پاکستان) تک کے، لاہور سے ماچھی گوٹھ (اجتماع ۱۹۵۶ء) تک کے، ماچھی گوٹھ کے اجتماع سے پہلے مارشل لاء تک کے، مارشل لاء سے لندن تک کے اور لندن سے واپسی سے دوسرے مارشل لاء تک کے رازہائے درون پردہ کو واشگاف کریں۔ یہ واضح ہو جائے کہ "آئین" وغیرہ جو کچھ لکھ رہے ہیں، اسے مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی باقاعدہ سرکاری منظوری و حمایت حاصل ہے یا نہیں، اور وہ جمعیۃ کی مخالفت ان کے حکم و منظوری سے کر رہے ہیں۔ یا ذاتی طور پر۔ تاکہ آئندہ یہ عذر نہ کیا جانے لگے کہ "آئین" جماعت کا سرکاری اخبار نہیں ہے۔ جمعیۃ کے خلاف اس کی تحریریں مودودی صاحب کی منشاء کی آئینہ دار نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اس وضاحت کے بعد انشاء اللہ ہم یہ سامان خاطر بہم پہنچانے کی خدمت انجام دینگے۔

# مولانا غلام غوث ہزاروی نے فہرست گواہان داخل کردی

ایبٹ آباد کے ایک شخص نے اپنے کو مودودی ظاہر کرکے حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کے خلاف سپیشل C-A-0 ایبٹ آباد کی عدالت میں ازالہ حیثیت عرفی کا استغاثہ دائر کیا تھا کہ مولانا موصوف نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تقریر میں یہ الزام لگاکر میری شہرت کو نقصان پہنچایا ہے۔

(۱) جماعت اسلامی C-I-A کی ایجنٹ ہے اس سے روپے لے کر یہاں کام کرتی ہے

(۲) مودودی پارٹی کے پروپیگنڈے سے امریکہ اور یہود کو فائدہ پہنچتا ہے

(۳) مودودی صاحب گمراہ ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے

عدالت نے فرد جرم عائد کرکے شہادت صفائی طلب کی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا نے مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۶۹ء کو عدالت میں شہادت صفائی کے گواہوں کی فہرست داخل کردی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:۔

(۱) ابوالاعلیٰ صاحب مودودی ذیلدار پارک اچھرہ لاہور
(۲) امریکن لڑکی مسمات مریم جمیلہ زوجہ یوسف خان جماعت اسلامی نزد پارک سنت نگر لاہور
(۳) اے، بی اعوان صاحب منسٹری آف ہوم آفیسرز اسلام آباد۔
(۴) ہوم سیکرٹری حکومت مغربی پاکستان لاہور
(۵) مولانا کوثر نیازی ایڈیٹر ہفت روزہ شہاب لاہور
(۶) حضرت مولانا امین احسن اصلاحی صاحب سابق امیر جماعت اسلامی رحمان پورہ لاہور
(۷) سابق وزیر داخلہ پاکستان خان حبیب اللہ خان صاحب لکی مروت بنوں۔
(۸) سابق وزیر داخلہ مغربی پاکستان قاضی فضل اللہ صاحب لاڑکانہ (سندھ)
(۹) جناب عبداللہ ملک چیف سٹاف رپورٹر روزنامہ امروز لاہور
(۱۰) مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفلاح پشاور
(۱۱) مسکین حسین شاہ صاحب صابر بنک آف بہاولپور ۷ شاہ عالم مارکیٹ لاہور
(۱۲) جناب قاضی غیاث الدین صاحب جانباز ولد قاضی نصیر الدین نمائندہ امروز پاکستان ٹائمز ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور
(۱۳) حضرت مولانا محمد عمر صاحب لدھیانوی مکان نمبر ۹۳ بیرون غلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور
(۱۴) خان فدا محمد خان صاحب ایڈووکیٹ سابق ایم این اے پشاور
(۱۵) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری
(۱۶) حضرت مولانا مفتی عطا محمد صاحب چودھوان ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخاں
(۱۷) حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب ہزارہ
(۱۸) حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج کیمبل پور
(۱۹) حضرت مولانا محمد عبداللہ خالد خطیب جامع مسجد مانسہرہ ہزارہ
(۲۰) حضرت مولانا عبدالحی صاحب خطیب جامع مسجد ناڑی شنکیاری روڈ مانسہرہ ہزارہ
(۲۱) حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ احمد المدارس سکندرپور ہری پور ہزارہ)
(۲۲) حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد کہال ایبٹ آباد ہزارہ
(۲۳) حضرت مولانا عبدالستار خاں صاحب نیازی بیرون موچی دروازہ لاہور
(۲۴) حضرت مولانا عبدالقیوم پوپلزئی خطیب جامع مسجد قاسم علی خاں قصہ خوانی پشاور
(۲۵) حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب بہبودی علاقہ چھچھ ضلع کیمبل پور
(۲۶) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال
(۲۷) حضرت مولانا عبداللطیف صاحب خطیب جامع مسجد نیلہ گنبد جہلم
(۲۸) حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی
(۲۹) حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحب نوشہرہ صدر ضلع پشاور
(۳۰) حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب ہری پور
(۳۱) قاری عبدالحمید صاحب بنوں
(۳۲) محبت خاں ولد محمد علی خاں قوم ساکن بانڈہ پھگواڑیاں تحصیل ایبٹ آباد
(۳۳) غلام حیدر خاں ولد عبداللہ خاں قوم اعوان ساکن بانڈہ پھگواڑیاں تحصیل ایبٹ آباد
(۳۴) چوہدری محمد اشرف صاحب محلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

(نوٹ) آئندہ تاریخ پیشی ۵ رجون ہے۔

## مرکزی جامع مسجد ٹیکسلا میں سیرۃ النبی کانفرنس

بتاریخ ۱۴، ۱۵ ربیع الاول مطابق ۳۱ مئی و یکم جون ۱۹۶۹ء منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں حضرت علامہ دوست محمد صاحب قریشی، مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی، مولانا ضیاء القاسمی صاحب اور شاعر اسلام سید امین گیلانی شرکت فرما رہے ہیں (منجانب انجمن شبان اسلام ٹیکسلا)

## مدرسہ فرقانیہ راولپنڈی کے زیر اہتمام عظیم الشان سالانہ جلسہ

مورخہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۸ مئی ۱۹۶۹ء بروز بدھ منعقد ہو رہا ہے جس میں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہٗ امیر مرکزی جمعیۃ اور مفکر اسلام فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ کے علاوہ ملک کے دیگر ممتاز و متعدد علماء شرکت فرما رہے ہیں)

## جامعہ مدنیہ میں صوفی محمد اسلم صاحب کے لئے قرآن خوانی و دعائیں

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے برادر مکرم جناب صوفی محمد اسلم صاحب کی وفات حسرت آیات سے جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے تمام اساتذہ و طلبہ میں غم و اندوہ کی شدید لہر دوڑ گئی۔

وفات کے دوسرے ہی روز حضرت مولانا محمد ظہور الحق صاحب مدظلہٗ نے مرحوم و مغفور کے حالات زندگی بیان فرمائے اور پھر سب طلباء و اساتذہ نے آپ کی مغفرت اور بلندی درجات کی دعائیں مانگیں۔ اس کے بعد اتوار کے روز بعد نماز ظہر تمام طلباء کرام نے ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن کیا۔ اور دعائیں کیں۔ اسی روز نماز مغرب کے بعد محفل قرآن خوانی و مجلس ذکر (جو ہر اتوار کو جامعہ میں باقاعدگی کے ساتھ منعقد ہوتی ہیں) کے اختتام پر استاذ العلماء حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہٗ اور طلباء و دیگر حاضرین نے آپ کے لئے دعا کی۔ (عبدالرحمٰن ہزاروی)



## ضروری گذارش

مضامین صاف، خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھ کر ارسال کریں۔ موصولہ مضامین سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔ (ادارہ)

خواتین کیلئے

# گھر کی دنیا

مسلمان بچے

(طلعت محمود صدیقی راولپنڈی)

## مسلمان خاتون

چار کوس کے فاصلے پر میدان کارزار گرم تھا۔ ہند اپنے گھر میں بیٹھی ہے، مگر کوئی چیز اسے اندر سے بے چین کر رہی ہے۔ شاید اسے اپنے قریب ترین رشتہ دار مجاہدوں کی یاد ستا رہی ہے۔ اسے یہ شبہ ہو رہا ہے کہ کہیں وہ مارے نہ گئے ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان سب کے صحیح سلامت واپس آنے کی دعائیں مانگ رہی ہے۔ کیوں نہ ہو شوہر سے اس کا سہاگ قائم ہے۔ فرزند جگر کا ٹکڑا ہے اور بھائی سب سے بڑی قوت بازو ہے۔ یہ تینوں میدان جنگ میں گئے ہوئے ہیں۔ اگر ان کی یاد ہند کو بے چین کئے ہوئے ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

تھوڑی دیر میں ایک قاصد آ کر خبر دیتا ہے:۔

"مائی تیرا سہاگ لٹ گیا"۔

ہند نے اس خبر کو اس طرح سنا، جیسے کوئی بات ہی نہیں۔ اس نے کہا۔ "اچھا؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ زندگی کا کامیاب ترین ثمرہ شہادت کی موت ہے"۔

ذرا دیر بعد ایک شخص نے آواز دی "نیک بخت! آہ تیری آنکھوں کا نور اب اس دنیا میں نہیں رہا"۔

اس نیک بخت خاتون نے یہ خبر بھی کچھ ایسے کانوں سے سنی، جیسے کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں۔ زبان سے صرف انا للہ نکلی، اور چہرے پر گویا مسرت کی لہر دوڑ گئی کہ میرے بیٹی کی زندگی کام آئی اور کامیاب رہی۔

ابھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ ایک خبر دینے والے نے یہ خبر بھی دی کہ:۔ "افسوس! تیرا قوتِ بازو بھائی جنگ میں کام آ گیا"۔

ہند نے یہ سن کر انا للہ پڑھی اور کہا:۔ "الحمد للہ وہ بھی راہ حق میں کام آ گیا"۔

اب کوئی اور نہ تھا، جس کے متعلق اسے کچھ سننے کا انتظار ہوتا، وہ اپنے کاموں میں اس طرح لگ گئی۔ جیسے کوئی اخبار کی معمولی خبریں پڑھ کر تھک جاتا ہے۔ ان تمام خبروں کو اس نے اس طرح سنا۔ جیسے وہ بڑی کامیابیوں کی خوشخبری سن رہی ہو۔

اتنے میں ایک غلط افواہ اس انصار خاتون کے کانوں میں پہنچی، جسے سن کر وہ برداشت نہ کر سکی۔ شاید کسی ایسے شخص کی شہادت کی افواہ تھی جو اسے بہت پیارا تھا۔ بھائی سے، فرزند سے اور شوہر سے بلکہ ساری کائنات سے زیادہ پیارا۔ یہ خبر سن کر وہ بیتاب ہو گئی۔ حجاب اور خانہ نشینی کی ساری زنجیریں توڑ کر باہر نکل آئی۔ اور بے تابانہ میدان جنگ کی طرف دوڑی۔ پہچاننے والوں نے اسے پہچان لیا۔ سمجھ گئے کہ اپنے مقتولوں کو دیکھنے آئی ہے۔ کسی نے کہا:۔

"نیک بخت! یہ ہے بے گور و کفن لاشہ تیرے شوہر کا جس سے تیرا سہاگ قائم تھا"۔

"میں اسے پوچھنے نہیں آئی"۔

"ارے دیکھ، یہ ہے تیرا لختِ جگر نورِ نظر خاک و خون میں غلطاں"

"بخدا اسے دیکھنے نہیں آئی"۔

"تو کدھر جا رہی ہے؟ تیرا چاہنے والا بھائی خاک و خون کی چادر میں لپٹا ہوا ہے"۔ —— "خدا کی قسم اس کی خبر لینے نہیں آئی ہوں۔ یہ بتاؤ میرا گوہر مقصود کہاں اور کس حال میں ہے"۔

وہ بیتابی کے ساتھ مجمعوں کو پھاڑتی، صفوں کو چیرتی چلی گئی۔ اس نے دیکھا کہ حاصل کونین صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہیں۔ اگرچہ زندہ سلامت بیٹھے ہیں۔ اور انوار اقدس اس کے چہرے مبارک پر نچھاور ہو رہے ہیں۔ دیکھتے ہی اس کی مردہ تمناؤں میں جان آ گئی۔ اچھل پڑی، مسکرانے لگی۔ اور اس کے تبسم سے کائنات کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس کی زبان سے ایک ایسا جملہ نکلا۔ جو عشق و محبت، اخلاص و ایمان اور بلاغت و فصاحت کی دنیا میں اس طرح نمایاں ہو گیا۔ جس طرح سنگریزوں میں نگینہ نمایاں ہو کر چمکتا ہے۔ اس نے کہا:۔

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ يَا رَسُولَ اللهِ

حضور کو دیکھنے کے بعد اب میرے سارے دکھ دور ہو گئے

## گفتگو کے آداب

جب کوئی بات کہو، اس میں سچائی کو بہر حال مد نظر رکھو۔ سچ بولنا اور اس کی عادت ڈالنا بہترین ادب ہے۔ جھوٹ بولنا نہایت بری چیز ہے۔ جس سے اس کا بولنے والا نظروں سے سخت حقیر اور بے اعتبار ہوتا اور دونوں عالم میں ذلت اٹھاتا ہے۔

(۲) وہی بات کہو، جس کا تم کو علم ہو، ورنہ فضول بولنے سے بات کی وقعت نہیں رہے گی۔

(۳) جب کوئی دوسرا آدمی بول رہا ہو، تو اس کی بات کو کاٹ کر بات شروع نہ کرو، اور اپنے بولنے کے لئے ہمیشہ کسی موزوں موقعے کی تلاش میں رہو۔ بے موقعہ بات کہنا اس کی اہمیت کو کھو دیتا ہے۔ اور اس پر کوئی بھی توجہ نہیں کرتا۔

(۴) اگر تمہیں کسی دوسرے کے کلام میں غلطی نظر آئے تو نہایت لطیف اشاروں کے ساتھ اس کو متنبہ کرو، اور کوئی ایسی عبارت ڈھونڈو جس سے اس کو اپنی غلطی بھی محسوس ہو جائے اور وہ رنجیدہ خاطر بھی نہ ہو۔ صریح الفاظ میں یہ کہنا کہ تم غلطی پر ہو، تم نے جھوٹ بولا۔ طبعاً انسان کو ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ اور اس سے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اگر تم صریحاً کہنے پر مجبور ہو اور کوئی مناسب کنایہ افہام مقصد کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ تو ایسی حالت میں بہتر ہوگا کہ اس کو خلوت میں سمجھاؤ۔

اگر خود تم سے کوئی غلطی سرزد ہو اور تمہیں اس پر کوئی متنبہ کرے تو دل سے اس کے ممنون بنو، اور اس کا شکریہ ادا کرو۔ بہر حال کوئی دوسرا تم کو اس پر متنبہ کرے۔ یا خود تمہیں اس کا احساس ہو جائے اپنی غلطی کا اقرار کرنا اگرچہ نفس پر شاق گذرتا ہے، لیکن غلطی پر مصر رہنا ناقابل معافی حماقت ہے۔

## گھر کی دنیا

یہ صفحہ خواتین و بچوں کے لئے ہے۔ اس صفحہ کے لئے خواتین اور بچے مفید اور معلوماتی دینی مضامین برائے اشاعت بھیج سکتے ہیں۔ لیکن مضامین کا صاف خوشخط اور مختصر ہونا ضروری ہے

(ادارہ)

তরজুমানে ইসলাম TARJUMANE ISLAM
লাহোর LAHORE
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲ ۷۱ ٹیلیفون نمبر ۶۷۷۱۵
مشرقی پاکستان ہوائی ڈاک سے ۴۶ پیسے

## پند و نصائح

از
مولوی محمد یوسف صاحب فیروزپوری ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام نواں جنڈانوالہ (میانوالی)

# دنیا کی تین محبوب ترین چیزیں

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! مجھے تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں پسند آئی ہیں۔

ایک خوشبو لگانا، دوسرے عورتیں اور تیسرے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو نماز ہی میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے بھی تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند آئی ہیں:

(۱) جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف دیکھتے رہنا
(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مال خرچ کرنا
(۳) آپ پر درود پڑھنا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔
مجھے تمہاری دنیا میں سے تین باتیں بھلی اور پیاری معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) اچھی باتوں کا حکم کرنا۔
(۲) بری باتوں سے روکنا۔
(۳) تیسرے حدود الٰہی کو قائم کرنا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگو! مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں:۔

(۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا۔
(۲) دوسرے سلام بکثرت کرنا اور
(۳) رات کو اس حال میں تہجد کی نماز پڑھنا کہ لوگ میٹھی میٹھی نیند میں پاؤں پھیلائے سوتے ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ میں بھی تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند کرتا ہوں:۔

(۱) تلوار سے لڑنا (۲) مہمانوں کی دعوت کرنا (۳) گرمی کے موسم میں روزے رکھنا۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ اور کہنے لگے، اے خدا تعالیٰ کے معزز پیغمبر! میں بھی تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند کرتا ہوں:۔

(۱) انبیاء علیہم السلام پر اترنے کو۔
(۲) خدا کے رسولوں پر احکام رسالت پہنچانے کو، اور
(۳) الحمد للہ رب العالمین کو۔ پھر کہا، خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے بھی تمہاری دنیا کی تین ہی چیزیں پسند ہیں:۔

(۱) ذکر کرنے والی زبان
(۲) شکر کرنے والا دل اور
(۳) جسمانی بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم۔

جب یہ حدیث چاروں اماموں کے پاس پہنچی تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں دوست رکھتا ہوں۔

(۱) لمبی اور لمبی راتوں میں علم کا مطالعہ اور تحصیل کرنا
(۲) بے جا ناز، ناروا تکبر و نخوت کو چھوڑنا
(۳) دنیا کی محبت سے دل کا خالی کرنا

امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں بھی تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں پسند کرتا ہوں:۔

(۱) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی مجاورت۔
(۲) آپ کی قبر اطہر کی ملازمت اور
(۳) آپ کے اہل بیت کی تکریم و توقیر۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے بھی تمہاری دنیا کی تین چیزیں پیاری و محبوب ہیں۔

(۱) مخلوق خدا کے ساتھ نرمی اور مہربانی کے ساتھ پیش آنا
(۲) اس چیز کو چھوڑنا جو تکلف کی طرف پہنچاتی ہو۔ اور
(۳) اہل تصوف کے طریقے کی پیروی کرنا۔

امام احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے بھی تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں
(۱) جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی پیروی کرنا۔
(۲) آپ کے انوار سے برکت حاصل کرنا، اور
(۳) آپ کے طریق آثار پر چلنا۔ (ذخیر المجالس)

---

## آئندہ شمارہ

سولہ صفحات پر مشتمل ہوگا، اور ٹائیٹل بھی آفسیٹ پر شائع ہوگا اور قیمت ۳۰ پیسے فی پرچہ ہوگی۔ خریدار و ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔
(ادارہ)

ترجمان اسلام

# نظامِ پرورش

پھر سامانِ پرورش کے اس عالمگیر نظام پر غور کرو، جو اپنے ہر گوشۂ عمل میں زندگی کی گود اور بخشش حیات کا سرچشمہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا یہ تمام کارخانہ صرف اسی لئے بنا ہے کہ زندگی کی ہر استعداد کی رکھوالی کرے۔ سورج اس لئے ہے کہ روشنی کے لئے چراغ اور گرمی کیلئے تنور کا کام دے، اور اپنی کرنوں کے ڈول بھر بھر کر سمندر سے پانی کھینچتا رہے۔ ہوائیں اس لئے ہیں کہ اپنی سردی اور گرمی سے مطلوبہ اثرات پیدا کرتی رہیں۔ اور کبھی پانی کے ذرات جما کر ابر کی چادریں بنادیں۔ زمین اس لئے ہے کہ نشو و نما کے خزانوں سے ہمیشہ معمور رہے اور ہر دانے کے لئے اپنی گود میں زندگی اور ہر پودے کے لئے اپنے سینہ میں پروردگی رکھے۔

مختصر یہ کہ کارخانہ ہستی کا ہر گوشہ صرف اسی کام میں لگا ہوا ہے۔ ہر قوت استعداد ڈھونڈھ رہی ہے اور ہر تاثیر اثر پذیری کے انتظار میں ہے۔ جونہی کسی وجود میں بڑھنے اور نشو و نما پانے کی استعداد پیدا ہوتی ہے معاً تمام کارخانہ ہستی اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ سورج کی تمام کارفرمائیاں، فضا کے تمام تغیرات، زمین کی تمام قوتیں، عناصر کی تمام سرگرمیاں صرف اس انتظار میں رہتی ہیں کہ کب چیونٹی کے انڈے سے ایک بچہ ہوتا ہے اور کب دہقان کی جھولی سے ایک دانہ گرتا ہے۔

اور آسمان و زمین میں جو کچھ بھی ہے سب کو اللہ نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے
بلاشبہ ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرنے والے ہیں اس بات میں
(معرفت حقیقت کی) بڑی ہی نشانیاں ہیں۔

(قرآن)

(مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ)

---

۱۱۔ ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۳۱۔ جنوری ۱۹۶۹ء۔ قیمت ۳۰ پیسے۔ جلد ۱۲۔ شمارہ ۵

# اصولِ معاشیات قرآنِ عزیز کی روشنی میں!

(حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی)

(نمبر ۲)

اور جو حکومت اس منشاء الٰہی کو پورا نہیں کرتی وہ فاسد نظام کی حامل اور نظام عادل سے منحرف ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ کی اس آیت ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا کی تفسیر کرتے ہوئے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) ارشاد فرماتے ہیں:-

"جملہ اشیاء عالم بدلیل فرمان واجب الاذعان "خلق لکم ما فی الارض جمیعا" تمام بنی آدم کی مملوک معلوم ہوتی ہیں یعنی غرض خداوندی تمام اشیاء کی پیدائش سے رفع حوائج جملہ بنی انسان ہے۔ اور کوئی شے فی ذاتہ کسی کی مملوک خاص نہیں۔ بلکہ ہر شے اصل خلقت میں جملہ ناس میں مشترک ہے اور من وجہ سب کی مملوک ہے۔ ہاں بوجہ رفع نزاع وحصول انتفاع قبضہ کو صحت ملک شرط کیا گیا۔ اور جب تک کسی شئے پر ایک شخص کا قبضہ تامہ مستقلہ نہ ہو سے۔ اس وقت تک کوئی اور اس میں دست اندازی نہیں کر سکتا۔ اس لئے مالک کو چاہئے کہ اپنی حاجت سے زائد پر قبضہ نہ رکھے بلکہ اس کو اوروں کے حوالے کر دے کیونکہ باعتبار اصل اوروں کے حقوق اس کے ساتھ متعلق ہو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مال کثیر حاجت سے فاضل زائد جمع رکھنا بہتر نہ ہو۔ گو زکوٰۃ بھی ادا کر دی جائے۔ اور انبیاء وصلحاء اس سے بغایت مجتنب رہے۔ چنانچہ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے بلکہ بعض صحابہؓ و تابعین وغیرہ نے حاجت سے زائد رکھنے کو حرام ہی فرما دیا۔ بہرکیف غیر مناسب و خلاف اولیٰ ہونے میں تو کسی کو کلام ہی نہیں ہے کی وجہ یہ ہے کہ زائد عن الحاجت سے اس کی غرض متعلق نہیں اور اوروں کی ملک من وجہ اس میں موجود۔ تو گویا شخص مذکور دوسروں کے مال غیر پر ناحق متصرف ہے۔ اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے مال غنیمت کو سمجھنا چاہئے۔ جیسے قبل تقسیم یہی تصور ہے کہ کل مال غنیمت تمام مجاہدین کا مملوک سمجھا جاتا ہے۔ مگر بوجہ ضرورت وحصول انتفاع بقدر حاجت ہر کوئی اس مال سے منتفع ہو سکتا ہے۔ ذی حاجت سے زائد جو رکھنا چاہتا ہے اس کا حال آپ کو بھی معلوم ہے کہ کیا ہونا چاہئے (فوائد [illegible])

اور شہیر محدث ابن حزم ظاہری نے اسی سلسلہ میں جو روایات نقل کی ہیں۔ وہ بھی اسی کی تائید کرتی ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس قوت و طاقت کے سامان اپنی حاجت سے زائد ہوں۔ اس کو چاہئے کہ اس فاضل سامان کو کمزور کو دے دے۔ اور جس شخص کے پاس سامانِ خورد و نوش حاجت سے زائد ہو اس کو چاہئے کہ فاضل سامان نادار اور حاجتمند کو دے دے۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح مختلف انواع مال کا ذکر فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کر لیا کہ ہم میں سے کسی شخص کو اپنے فاضل مال پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس بات کا مجھے آج اندازہ ہوا ہے اگر اس کا پہلے سے اندازہ ہو جاتا تو میں کبھی تاخیر نہ کرتا۔ اور بلاشبہ ارباب ثروت کی فاضل دولت لے کر فقراء مہاجرین میں بانٹ دیتا۔

حضرت ابو عبیدہ اور تین سو صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے متعلق یہ روایت صحت کو پہنچ چکی ہے کہ (ایک موقع پر) ان کا سامان خورد و نوش ختم کے قریب آ لگا۔ پس حضرت ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) نے حکم دیا کہ جس جس کے پاس جس قدر موجود ہے وہ حاضر کرو۔ اور پھر سب کو یکجا جمع کر کے ان سب میں برابر تقسیم کر کے سب کی قوت لایموت کا سامان کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل دولت کے اموال پر ان کے غریبوں کی معاشی حاجت کو بقدر کفایت پورا کرنا فرض کر دیا ہے۔ پس اگر وہ بھوکے ننگے یا معاشی مصائب میں مبتلا ہوں گے۔ وہ محض اس لئے کہ اہل ثروت نے حق ادا نہیں کیا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی باز پرس کرے گا اور اس کوتاہی پر ان کو عذاب دے گا۔

یہ اور اسی قسم کی دوسری احادیث اور تصریحات قرآنی کو دلیل میں پیش کرتے ہوئے مشہور محدث ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"اور ہر ایک بستی کے ارباب دولت کا فرض ہے کہ وہ فقراء و غرباء کی معاشی زندگی کے کفیل ہوں اور اگر مال سے (بیت المال کی آمدنی) ان فقراء کی معاشی کفالت کو پورا نہ ہوتی ہو تو سلطان (امیر) ان ارباب دولت کو اس کفالت کے لئے مجبور کر سکتا ہے (یعنی ان کے فاضل مال سے یہ جبر لے کر فقراء کی ضروریات پر صرف کر سکتا ہے) اور ان کی زندگی کے اسباب کے لئے کم از کم یہ انتظام ضروری ہے کہ ان کی ضروری حاجت کے مطابق روٹی مہیا ہو۔ پہننے کے لئے گرمی اور سردی دونوں موسم کے لحاظ سے لباس فراہم ہو۔ اور رہنے کے لئے ایک ایسا مکان ہو۔ جو ان کو بارش، گرمی، دھوپ اور سیلاب جیسے امور سے محفوظ رکھ سکے۔"

اور حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) کی روایت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اس بات پر صحابہؓ کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص بھوکا ننگا یا ضروریات معاش سے محروم ہے تو مالدار کے فاضل مال سے اس کی کفالت کرنا فرض ہے۔"

اب ان تمام نصوص قرآنی اور ان کی موئید احادیث و فقہی روایات کو سامنے رکھ کر بہ نظر انصاف غور فرمائیے کہ اسلام کا معاشی نظام حق معیشت کی مساوات کا کس طرح صاف اور واضح اعلان کرتا ہے اور امیر اسلام کے اختیارات میں وسعت دے کر اس کی حفاظت کے لئے کس قدر عادلانہ دستور قائم کرتا ہے۔

## ایک شبہ کا جواب

جو دماغ اسلامی نظام کے حقائق سے ناآشنا اور موجودہ فاسد نظام ہی کو کہ جس میں امارت و غربت کا قابل نفرت حد تک تفاوت نظر آتا ہے۔ اسلامی نظام سمجھتے ہیں ان کے لئے یہ باتیں بلاشبہ حیرت زا ہیں اور ان میں سے بعض تو اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ جو کچھ کہا جا رہا ہے منشاءِ الٰہی کے خلاف ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے جب خود ہی لاکھوں، کروڑوں انسانوں کو محروم المعیشت پیدا کیا ہے اور غربت و امارت کا یہ فرق بھی کہ ایک کروڑپتی ہے اور دوسرا نانِ جویں سے بھی محروم اسی کا بنایا ہوا ہے، تو پھر یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ حق معیشت میں تمام افرادِ انسانی مساوی ہیں۔ اور یہ کہ کوئی فرد اس کائنات میں محروم المعیشت نہ رہے۔

اور بعض اس گمراہی میں ہیں کہ یہ جو کچھ کہا گیا ہے اسلامی نظام کو ہمہ گیر ثابت کرنے کے لئے ایک مربیانہ کوشش ہے جو دنیا کے رجحانات اور وقت کے تقاضوں کے سامنے سپر ڈالتے ہوئے احکام الٰہی کی ترمیم و تبدیل کی شکل میں کی جا رہی ہے۔ یا اشتراکیت و اشتمالیت سے مرعوب ہو کر قبائے مارکسزم کو اسلام کے جسم پر موزوں کیا جا رہا ہے۔ لیکن افسوس اور صد ہزار افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ دونوں خیالات، وساوس اور اوہام فاسدہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اور درحقیقت یہ نتیجہ ہے اس جاہلانہ روش کا جو اسلامی تعلیم کے متعلق مسلم فضا میں ابر سیاہ کی طرح چھائی ہوئی ہے اور یہ ثمرہ ہے اپنے حقائق سے یکسر ناآشنا ہونے اور اس مرعوبیت کا جو مغربی تعلیم کی بدولت ہم پر طاری و مسلط ہے۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

ایڈیٹر: احمد حسین کمال - مدیر معاون حافظ عزیز الرحمن خورشید بھیروی

جاری کردہ
حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ
سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب
نگران
حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

جلد ۱۲ | جمعہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۶۹ء - قیمت ۳۰ پیسے | شمارہ ۵


# رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو

ڈھاکہ، میمن سنگھ، چاٹگانگ، راولپنڈی اور نوشہرہ میں پولیس فائرنگ سے جتنے آدمی شہید اور زخمی ہوئے۔ قارئین کرام نے اخبارات میں اس کی تفصیلات پڑھ لی ہونگی مشرقی اور مغربی پاکستان میں یہ تشدد آخر کس بات کی بنا پر ہے؟ ایک طرف تو عدم تشدد کا سبق دیا جا رہا ہے اور دوسری طرف انہیں کی انتظامیہ ماؤں کے جگر گوشوں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا رہی ہے۔

ان نوجوانوں کو گولیوں کا نشانہ بنانے والے یہ سمجھتے ہیں کہ اس تشدد سے ہم قوم کو دبا لیں گے۔ لیکن اب معاملہ بالکل برعکس ہے۔ اور اگر اس موقعہ پر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ ؎ اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دینگے

قوم اب بیدار ہو چکی ہے۔ اور اب یہ آگ اس وقت تک نہیں بجھ سکتی جب تک کہ قوم کے وہ مطالبات جو اس وقت قوم کر رہی ہے پورے نہ کئے جائیں۔

ڈھاکہ، راولپنڈی اور دوسرے متعدد مقامات پر پولیس نے جو کردار ادا کیا ہے یہ افسوسناک بھی ہے اور شرمناک بھی۔ اس توڑ پھوڑ اور دوسرے تمام اضطراب کی ذمہ داری پولیس پر ہے۔ نہ پولیس فرزندان قوم پر گولیاں چلا کر عوام کے جذبات کو مجروح کرتی اور نہ یہ ہوتا۔ ماؤں کے ان جگر گوشوں کے خون ہمارے نزدیک بہت زیادہ قیمتی ہیں۔ اس پر اس طرح گولیاں چلانا، لاٹھیاں برسانا اور آنسو گیس پھینکنا قوم کے جذبات سے کھیلنا ہے

ڈھاکہ اور راولپنڈی کے مظالم سے ملک کے دوسرے حصے بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ڈھاکہ اور راولپنڈی کی انتظامیہ نے امن و چین کے ختم کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اب اس قوم پر کتنے ہی مظالم کئے جائیں ہوگا وہی جو قوم چاہتی ہے۔ آخر کار فتح عوام کی ہوگی۔ (خورشید)

## ہم اس جنگ میں آپ کے ساتھ ہیں

راولپنڈی کے سانحہ کے بعد ڈھاکہ اور مشرقی پاکستان کے دوسرے مقامات میں فرزندان قوم پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ ہم ان کالموں میں ڈھاکہ کی انتظامیہ کے اس بھیانک کردار کی مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور اس کی تمام ذمہ داری مشرقی پاکستان کے گورنر عبد المنعم خاں پر ہے۔ ہم ان کالموں کے ذریعہ مشرقی پاکستان کے ان غیور اور جیالے نوجوانوں کو سلام عرض کرتے ہیں جو اسلامی آئین کے نفاذ اور عوام کے حقوق کی بحالی کے لئے اپنی جان ہتھیلیوں پر رکھ کر ننگے پاؤں ڈھاکہ کے بازاروں میں گشت کر رہے ہیں۔ ہم جمہوریت اور بنیادی حقوق کی جنگ میں آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ ہم آپ کی ان قربانیوں سے غافل نہیں۔ مشرقی پاکستان کے نوجوانوں کا خون اتنا ہی زیادہ قیمتی ہے جتنا مغربی پاکستان کے نوجوانوں کا۔ ہمارے دل و دماغ آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے۔ اس سے ہمارے دل سخت زخمی ہیں۔ ہم آپ کے شانہ بشانہ لڑینگے۔ (خورشید)

## مساجد کی بیحرمتی

لاہور باغ بیرون مستی گیٹ میں جمعۃ الوداع والے دن پولیس نے جس طرح مسجد کی بیحرمتی کی کہ عین نماز کی حالت میں لوگوں کو مارا اور چٹائیوں اور دریوں پر جوتوں سمیت پولیس کے افسر اور سپاہی دوڑے۔ وہ منظر اہل لاہور نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اسی طرح ڈھاکہ میں مسجد بیت المکرم کا محاصرہ کر کے مسجد کی توہین کی۔ پھر مورخہ ۲۴ / ۱ / ۶۹ کو کراچی میں آرام باغ کی مسجد میں پولیس نے داخل ہو کر بے گناہ نمازیوں پر تشدد کیا جس سے وہ نمازی زخمی ہو گئے۔

اسلامی مملکت میں جہاں امیر و وزیر قرآن اور اسلام کی رٹ لگاتے ہیں وہاں مساجد کی اس طرح بے حرمتی کہ پولیس کے سپاہی جوتوں سمیت اندر داخل ہو جائیں اور نماز میں مشغول لوگوں کی پٹائی کریں، کون سے اسلام نے ان کو سبق دیا ہے؟ غلامی کے دور میں مسلمانوں پر مساجد کے اندر گھس کر ایسا تشدد نہیں کیا گیا جیسا کہ اس دور میں ہو رہا ہے۔ مساجد کی بے حرمتی مذہب کی بے حرمتی ہے۔ (خورشید)

## تشدد

ڈھاکہ، کراچی اور چاٹگام کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک کے حالات سدھرنے کی بجائے اور ابتر ہوتے جا رہے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ حالات کو بہتر بنانے کے لئے کوئی دانشمندانہ کوشش بھی نہیں کی جا رہی جن لوگوں پر نظم و نسق کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ان کا لب و لہجہ اور طرز عمل دونوں سخت سے سخت تر ہوتے جا رہے ہیں۔

کراچی پولیس نے جو طرز عمل اختیار کیا وہ کسی بھی انتظامی عملہ کے لئے باعث فخر نہیں ہو سکتا اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ انتظامیہ کی جانب سے بعض ایسے حقائق کو جھٹلانے کی کوشش بھی کی گئی۔ جن کے ہزاروں عینی شاہد موجود تھے۔ مثلاً انتظامیہ نے دعویٰ کیا ہے کہ پولیس نے مسجد میں کوئی کارروائی نہیں کی بلکہ پولیس مسجد میں داخل ہی نہیں ہوئی جبکہ شہر کے تمام اخبارات نے اور ان میں ہر جماعت اور مکتب خیال کے اخبارات شامل ہیں متفقہ طور پر مسجد کے اندر پولیس کے داخلہ اور تشدد کی اطلاعات بھی شائع کیں اور تصاویر بھی۔ ان حقائق کی موجودگی میں یہ سمجھنا مشکل نہیں۔ اس واقعہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انتظامیہ کی جانب سے پولیس کو غیر معمولی اختیارات دینا کتنے افسوسناک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

# حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کے نام خط

## اور

## اس کا جواب

جوہرآباد۔ ۶۹-۱-۲۱

محترم و مکرمی حضرت علامہ مفکر اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب دام برکاتہ!

السلام علیکم! امید ہے کہ بفضل خدا آپ خیریت سے ہوں گے۔ چند معروضات خدمت عالیہ میں ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ اپنی گوناگوں مصروفیت میں سے وقت نکال کر جواب سے مستفیض فرمائیں گے۔

یہاں جماعت اسلامی کا کافی زور ہے۔ گذشتہ دنوں میں خلافت و ملوکیت کی تردید میں کئی تقاریر کرنے کا اتفاق ہوا الحمد للہ فضا کچھ ٹھیک ہو گئی تھی۔ کل امروز اخبار میں اسلامی سوشلزم کی بابت آپ کا بیان پڑھا۔ یقین نہیں آتا تھا کہ حقیقت میں آپ کا بیان ہے۔ صرف دل کی تسلی کے لئے عریضہ لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ یہاں جماعت اسلامی کے علاوہ جمعیۃ علماء سے متفق ساتھی بھی اس بیان سے تشویش و برہم میں پڑ گئے ہیں۔ محترم علماء بھی اس بیان سے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ میرا سوشلزم کی بابت کچھ عرض کرنا بالکل اسی طرح ہے جس طرح آفتاب کو چراغ دکھایا جاتا ہے۔

سوشلزم درحاصل مغربی تہذیب کے بطن سے نکلا ہے۔ جس کی اساس لامذہبیت اور مادیت پر ہے۔

(۱) اسلام خدا کے وجود اور توحید کا سبق دیتا ہے اشتراکیت خدا کے وجود کی منکر ہے۔

(۲) اسلام انبیاء کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات یعنی مافوق الفطرت چیزوں پر یقین کا تصور دیتا ہے۔ اشتراکیت کی بنیاد مادیت پر ہے اور روحانیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۳) اسلام میں ایک فرد کی انفرادی حیثیت ہے۔ اشتراکیت فرد کی انفرادیت کی کلی نفی کرتی ہے۔

(۴) اسلام میں خدا اور اس کے رسولؐ کی شریعت پر چلنے کیلئے راستے کا تصور دیتا ہے جو مذہب ہے۔ مگر اشتراکیت مذہب کو ایک افیون تصور کرتی ہے

(۵) اسلام کا ایک نقطہ نظر اخلاقی ہے۔ اشتراکیت اخلاق کو مخصوص طبقاتی حالات کی پیداوار مانتی ہے

(۶) اسلام انفرادی ملکیت کا قائل ہے بشرطیکہ حلال و طیب ہو۔ مگر اشتراکیت ذاتی ملکیت کی نفی کرتی ہے۔ یہ مارکس اور لینن اور سٹالن کا سوشلزم جس کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے حقیقت میں زہر ہے اور اسلام کا نام لے کر وہ لوگ دھوکہ دے رہے ہیں سوشلزم اور اسلام میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسلامی جمہوریت میں کوئی غیر اسلامی چیز باہر سے مستعار لے کر اسلام میں داخل نہیں کی گئی۔ اسلام نے آزادی رائے کا حق دیا ہے۔

یہ اشتراکیت نعرہ جمہوریت کا لگاتی ہے اور کند چھری سے جمہوریت کا خون کرتی ہے۔ میں آپ کا زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ صرف اتنا عرض کروں گا کہ اشتراکیت ایک مغرب زدہ نظام ہے۔ اور ایک ایک رات میں دس دس لاکھ انسانوں کو شک کی بنا پر موت کے گھاٹ اتار کر اس نظام کی بنیادیں قائم کی ہیں۔ ڈکٹیٹرشپ اور آمریت کی بدترین صورتیں اشتراکیت میں پائی جاتی ہیں۔ پیکنگ کے جریدے "کوانگ منگ جیہ پاؤ" میں ۱۹۵۸ء کی اشاعت ملاحظہ فرمائیں اور اشتراکیت اور اسلام کی حقیقت سامنے آ جاتی ہے۔ ایک مضمون میں معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چور کہا گیا۔ سوشلزم کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن صرف ایک کلاسیکی مذہبی کتاب ہے جو جمہوری عوام کے سیاسی مطمح نظر سوشلزم کی جگہ ہرگز نہیں لے سکتی (معاذ اللہ) آپ کتب کا مطالعہ فرمائیں تو سوشلزم اور اسلام بالکل الگ الگ نظر آ جائیں گے۔ امید ہے کہ آپ اس بیان کی بابت جواب سے ضرور نوازیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین کی خدمت کرنے مزید استقامت عطا فرمائے۔ (آمین) فقط والسلام۔ (آپ کا تابعدار۔ سیف الدین)

(جواب) غلام غوث ہزاروی

محترم المقام مولانا سیف الدین صاحب زید کرمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا پورا خط میں نے پڑھا۔ جو اسلامی رنگ اور جذبۂ ہمدردی اسلام میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ نے جو کچھ نمبر کمیونزم کے خیالات کے بتائے جن میں سے اکثر کفریہ باتیں ہیں۔ برادر محترم مجھے ان سے پورا پورا اتفاق ہے۔ آپ نے بعض اخباری بیانات سے متاثر ہو کر مجھے نصیحت فرمائی ہے۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں مگر نہ میں اخبارات کی سرخیوں کا ذمہ دار ہوں نہ قطع و برید والے مضامین کا۔

آپ لاہور کے "امروز" مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۶۹ء میں میرا تفصیلی بیان پڑھ لیں۔ میں کمیونزم کو کفر سمجھتا ہوں۔ جس طرح آپ نے لکھا ہے۔ اور سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کی تحریکات اور ناموں سے بھی متفق نہیں ہوں میرا مطلب صرف یہ ہے کہ جس طرح مفقود کے مسئلہ میں علماء کرام نے فساد زمانہ کی وجہ سے حضرت امام مالکؒ کے مسلک پر فتویٰ دیا ہے۔ اسی طرح علماء کرام غور فرما کر کمیونزم اور سوشلزم کی روک تھام کے لئے مالک و مزارعا اور کارخانہ دار و مزدور کے مسائل میں چاروں مذاہب حقہ کے اندر قرآن و حدیث کی روشنی میں شرعی حل ہو سکے تو عوام کو سمجھایا جائے۔ کہ اسلام جامع اور کامل نظام حیات ہے۔ اور اس نے تمام مسائل کا حل کر دیا ہوا ہے۔

میں ان مسائل کا حل سوشلسٹ حل نہیں چاہتا جیسے کہ کراچی کے بعض اخبار والوں نے لکھا ہے۔ میں صرف شرعی حل کا قائل ہوں۔ چاہے وہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس کے سوا میری کوئی مراد نہیں ہے۔ اگر میرے تفصیلی بیان میں بھی کوئی لفظ قابل اصلاح ہو۔ تو آپ مجھے اس سے آگاہ کریں باقی امریکی چیلوں اور سرکاری ایجنٹوں کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ فقط۔

(غلام غوث بقلم خود)

---

## المناک حادثہ

انتہائی رنج و غم کے ساتھ یہ خبر سنی گئی ہے کہ محترم مولانا صاحبزادہ عبدالباری فاضل دیوبند کی والدہ محترمہ ۹ جنوری ۱۹۶۹ء کو اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئیں۔ مرحومہ کی وفات پر دارالعلوم تعلیم القرآن عمرزئی میں نہایت رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مرحومہ کو ایصال ثواب پہنچانے کے لئے قرآن خوانی کی گئی اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین:

بندہ قاضی فضل دیان عفرلہ ناظم اعلیٰ
(جمیعۃ علماء اسلام تحصیل چارسدہ)

صاحبزادہ صاحب کی والدہ محترمہ کی وفات کے سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام کوہاٹ اور جمعیۃ علماء اسلام ضلع ہزارہ نے بھی اپنے اپنے اجلاسوں میں تعزیتی قراردادیں پاس کیں اور دعائے مغفرت کی۔

ادارہ اس غم میں صاحبزادہ صاحب کے ساتھ برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (ادارہ)

### بقیہ مراسلات

## قابل توجہ حکام محکمہ تعلیم

مکرمی! ہم آپ کے موقر جریدہ کی وساطت سے محکمہ تعلیم کے حکام کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ محکمہ جے وی کے کورس کی مدت میں ایک سال کی بجائے دو سال کی توسیع کر دی ہے ہماری اکثریت غریب طلباء پر مشتمل ہے جس سے ہمارے والدین کو سخت مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ وی کے مظلوم طلباء نے ضبط و تحمل کے ساتھ آئینی حدود کے اندر رہتے ہوئے بالائی افسروں کو درخواستیں ارسال کیں مگر افسوس کہ طوطی کی آواز نقار خانے کے مصداق بے اثر ثابت ہوئی۔ ہم جے۔ وی کلاس مظفر گڑھ کے طلباء محکمہ کے افسران سے التماس کرتے ہیں کہ ہمارے کورس کی مدت دو سال کی بجائے ایک سال کر دی جائے۔ بالصورت دیگر وظائف اور گریڈ میں توسیع کر کے ہمارے اور ہمارے والدین کی پریشانیوں کو دور کیا جائے (جے وی طلباء مظفر گڑھ)

# سوشلزم کی بحث کے سلسلہ میں

# ضروری گذارش

(مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان)

میں نے ۱۵ جنوری ۱۹۶۹ء کو راولپنڈی پریس کانفرنس میں کہا تھا۔ اب ہفتہ وار اسلامی جریدوں کے ذریعہ ان چند معروضات کو دوبارہ پیش کرتا ہوں۔ وہ معروضات یہ ہیں :-

(۱) عرصہ سے ملک میں کمیونزم کا پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے جو اسلام کے خلاف ہے۔ علماء دین اور خاص کر جمعیۃ علماء اسلام نے جہاں امریکی سامراج کی مخالفت کی ہے وہاں کمیونزم کے خلاف مسلسل اپنا تبلیغی فرض ادا کرتی رہی ہے۔

کمیونسٹوں کے پاس پروپیگنڈے کا بڑا ہتھیار یہ ہے کہ اسلام میں اقتصادی نظام یا کم از کم معاشی مسائل کا حل موجود نہیں ہے۔ حالانکہ اسلام نہایت جامع دین اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

اور اس کے آسمانی قانون نے دنیا کے غالب اور بڑے حصہ پر ہزار سال سے زیادہ کامیاب حکومت کر کے ثابت کر دیا ہے کہ دنیا بھر میں امن قائم کرنے اور عادلانہ و مساویانہ نظام قائم ہونے کا ضامن ہے۔ غازی اورنگ زیبؒ کی اسلامی حکومت برما گون سے تاشقند تک پھیلی ہوئی تھی اور سلطنت عثمانیہ جو یورپ، ایشیا اور افریقہ تین براعظموں میں حکمران تھی۔ اس کے دور شاہد عدل ہیں۔ ان زمانوں میں اگرچہ اقتدار کی جنگیں بھی ہوئیں۔ اور حسد و بے دینی نے مسلمانوں میں بڑی مار دھاڑ کی۔ مگر ملک کا قانون اسلام ہی تھا۔ اور مسلمان جنگوں میں اسلام کی برتری کے لئے مرنا شہادت تصور کرتا تھا۔

(۲) خلافت راشدہ اور بعد کے بعض سلاطین کا دور شاہد ہے کہ اسلام میں امیر و غریب اور تمام رعایا کے حقوق کیسے محفوظ تھے۔ ان کے عدل و انسانی مساوات کے نمونے کمیونسٹ ممالک میں تلاش کرنے خام خیالی ہے۔

(۳) اس وقت دینی علوم سے ناواقف حضرات جب عوامی ضروریات کی تڑپ محسوس کرتے ہیں تو وہ سوشلزم نظام کا نعرہ لگا دیتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اسلام تو مذہب اور دین ہے۔ لیکن اقتصادی مسائل کے حل کے لئے ہم دنیا کے عقلاء کی سکیموں کو کیوں قبول نہ کریں۔ اور ان میں سے بعض جب اسلامی روایات سے کچھ واقفیت حاصل کر لیتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں تو اسلام میں بھی ہیں۔ پھر وہ اس کو اسلامی سوشلزم کا نام دے دیتے ہیں۔ اور زمانہ حال میں جوں جوں صنعتی ترقی ہوئی ہے کارخانہ داروں نیز جاگیرداروں اور اونچے سرمایہ داروں نے ملکی قانون اور معاشرہ کے سلسلہ میں ایسا طرز عمل اختیار کیا ہے۔ جس سے مزدور و مزارعین نیز عام غربا و طبقہ میں اس غیر معمولی اونچ نیچ کے خلاف زبردست ردعمل پیدا ہوا ہے۔ بادشاہتیں جمہوریتوں میں بدل گئیں۔ اقتصادی مساوات کے نعرے بلند ہوئے۔ اور بعض مقامات پر سوشلسٹ نظام قائم کر دیئے گئے۔

(۴) آج کل پاکستان میں جماعتی طور پر مسٹر بھٹو کے ایک بڑے گروہ نے سوشلزم کا نعرہ لگایا ہے

دوسری طرف مسٹر بھٹو کی پارٹی نے اس کے صدارتی امیدوار ہونے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا اور ہونا چاہیئے کہ بعض طبقات اور خاص کر مودودی جماعت نے لنگر لنگوٹ کس کر اس کے خلاف پروپیگنڈا کی مہم شروع کر دی

بلکہ جب مودودی صاحب نے لندن سے واپسی پر سرزمین پاکستان پر قدم رکھا تو یہ اعلان کر دیا کہ اسلام میں کسی پیوند لگانے کی ضرورت نہیں ہے اور ہم سوشلزم کا مقابلہ کریں گے۔

## جمعیۃ علماء اسلام

ہر اس آواز کی تائید کرنے کو تیار ہے جو اسلام کے حق میں ہو۔ مگر محض امریکہ کی خوشنودی اور بھٹو کی مخالفت منظور ہو اور علمی تحقیق کے بغیر فتوے لگائے جائیں تو اس کو کون پسندیدہ خیال کرے گا۔

میں نے راولپنڈی کی پریس کانفرنس میں پریس نمائندوں کے استفسار کے جواب میں کہا کہ بھٹو کے سوشلزم کے جواب میں مودودی صاحب کا یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ اسلام کے ساتھ اور کوئی پیوند نہیں لگایا جا سکتا۔ ایک پیوند اسلام کے ساتھ تو خود مودودی صاحب نے بھی لگایا ہے کہ جس جمہوریت کو وہ برسوں ملعون کہتے رہے اب اس کو اپنا لیا ہے بلکہ تحریک احیاء جمہوریت میں اس کو اپنی تحریک کی حیثیت سے اپنا لیا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کسی اور چیز کو مقصدی اہمیت نہیں دے سکتی۔ جب تک اس کو اسلام اور صرف اسلام کے نفاذ کے لئے بطور ذریعہ نہ اختیار کیا جائے۔

## بھٹو کا سوشلزم

میں نے پریس کانفرنس میں استفسار کے جواب میں کہا تھا کہ سوشلزم کو ہوا بنا کر پیش کرنے اور اس کا نام لینے والوں کو کافر بنانے کی کوشش کی بجائے علماء دین کو ان مسائل کا حل شرعی روشنی میں پیش کرنا چاہیئے۔ جن کو پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ اسلام میں اقتصادی نظام نہیں ہے یا علماء معاشی مسائل کا حل پیش نہیں کر سکتے۔

اس سلسلہ میں محترم بھٹو صاحب کے کتابچہ کے ٹائٹل پر تین جملے لکھے ہیں :-

اسلام ہمارا دین ہے۔

جمہوریت ہماری سیاست ہے۔

سوشلزم ہماری معیشت ہے۔

مجھ سے محترم حنیف صاحب رامے نے جو پیپلز پارٹی کے لیڈر اور غالباً اخبار نصرت کے مدیر ہیں لاہور کے ہوائی اڈہ پر ملاقات کر کے فرمایا تھا کہ جب ہم اسلام کو اپنا دین مانتے ہیں تو بعد کی باتوں میں جو بات بھی اسلام کے خلاف ہو گی۔ وہ ہمارے لئے ناقابل قبول ہو گی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ سوشلزم کی کوئی بات اگر اسلام کے خلاف ہے تو ہم اس کو قبول نہیں کریں گے۔ جیسے جمہوریت اور اکثریت کا کوئی فیصلہ اگر قرآن کے خلاف ہو تو وہ قطعاً مردود ہو گا۔ اس بیان کے بعد بڑی حد تک ان کی صفائی ہو جاتی ہے۔ میں نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ راولپنڈی میں مسٹر بھٹو سے میں نے دوران ملاقات جبکہ محترم ڈاکٹر مبشر صاحب بھی موجود تھے یہی کہا تھا کہ اسلام کامل و مکمل مذہب ہے اور عقل و حکمت کی بات حدیث شریف کے مطابق جہاں کہیں بھی ہو وہ مسلمان کی متاع گمشدہ ہے۔ اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن آپ کو یوں کہنا چاہیئے کہ دنیا کے ان نظاموں میں سے ہم صرف وہی بات قبول کر سکتے ہیں جو اسلام کے خلاف نہ ہو۔ ڈاکٹر مبشر نے فرمایا کہ ہمارا بس یہی مقصد ہے۔

بہرحال میں نے پریس نمائندوں کو بتایا کہ مودودی صاحب نے حقوق الزوجین کے اندر کسی فقہی مسلک سے چمٹے رہنے والے علماء و فقہاء پر جبکہ مسلمان کفر کے خطرہ سے دوچار ہوں لعنت والی آیت چسپاں کر دی ہے۔ تو آج جب مسلمان کمیونزم کے کفر کے خطرہ سے دوچار ہیں اسلام کے اندر اور قرآن و حدیث کے تحت مختلف فقہی مسالک میں اگر موجودہ اقتصادی مسائل کا حل موجود ہے اور یقیناً موجود ہے تو پھر علماء کرام کو بعد از مشورہ اور بعد از شرعی تحقیقات وہ حل قوم کے سامنے رکھنا چاہیئے۔ اور جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی اجلاس منعقدہ ڈھاکہ (۵ جنوری ۱۹۶۹ء) نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ کو مقرر کر دیا ہے کہ وہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور و تحقیقات کر کے چھ ماہ کے اندر اپنی رپورٹ جمعیۃ کے سامنے پیش فرمائیں۔

میں نے پریس کانفرنس میں اس سلسلہ میں جو قابل بحث امور پیش کئے وہ یہ تھے :-

(۱) کہ ان مسائل میں زمیندار اور کسان کا مسئلہ اور کارخانہ دار اور مزدور کا مسئلہ سرفہرست ہے تو علماء کرام کو شرعی روشنی میں یہ بتانا ہے کہ کسی اسلامی حکومت کو ان مسائل میں کہاں تک دخل دینے کا حق ہے

(۲) حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ جس نے بنجر زمین آباد کی وہ اسی کی ہو گئی۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ دیکھنا ہے کہ انگریز نے جس ایک آدمی کو ایک ہزار مربع زمین دیکر

(باقی صفحہ ۶ پر)

# اسلام کے دامن میں سیاست، معیشت، نظم و نسق، عدل اور اخلاق موجود ہے، حکومت کو بالآخر رائے عامہ کے سامنے جھکنا پڑے گا

## مولانا غلام غوث ہزاروی کا اعلان

راولپنڈی - جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے راولپنڈی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اس انتشار کا سبب موجودہ حکمران طبقہ کو قرار دیا

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی جو عقلندی کا ہر لفظ جہاں بھی ہو مسلمان کی کھوئی املاک ہے"

مولانا ہزاروی نے کہا کہ کمیونزم کے خدشے کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کو اس کی صحیح روح کے مطابق نافذ کیا جائے اور جن مسائل سے عوام دوچار ہیں انہیں اسلام کی روشنی میں حل کیا جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ پاکستان میں زمین کے مالک کاشت کاروں سے جس طرح بٹائی لیتے ہیں وہ غلط اور غیر اسلامی ہے۔ اسلام کے مطابق ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق زمین خود رکھ کر باقی زمین دوسرے مسلمان بھائیوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ مولانا نے کہا کہ میں نے سوشلزم کا مطالعہ نہیں کیا۔ تاہم مسٹر بھٹو نے مجھے اس کے متعلق کچھ بتایا ہے۔ اور ہر وہ بات جس سے نوع انسان کو فائدہ پہنچے اپنا لینی چاہیئے بشرطیکہ وہ اسلام کے خلاف نہ ہو۔

مولانا ہزاروی نے کہا کہ جس طرح اسلامی جمہوریت ہو سکتی ہے اسلامی سوشلزم بھی ہو سکتا ہے۔ اگر سوشلزم کو اسلام میں نہیں ملایا جا سکتا تو پھر مغربی جمہوریت کو بھی اسلام میں نہیں ملایا جا سکتا۔ مولانا غلام غوث ہزاروی نے علماء سے اپیل کی کہ وہ ملک و قوم کو درپیش اہم مسائل کے اسلامی حل پیش کریں۔ آپ نے بتایا کہ جمعیۃ علماء اسلام کی سنٹرل باڈی نے مرکزی ناظم مولانا مفتی محمود کو مسائل کے موجودہ حل کا جائزہ لینے کا اختیار دے دیا ہے۔ مولانا مفتی محمود جائزہ لینے کے بعد اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔ مولانا ہزاروی نے بتایا کہ جمعیۃ ایک مذہبی جماعت ہے۔ لیکن اسلام کسی فرد واحد کا مسئلہ نہیں۔ اسلام کے دامن میں سیاست، معیشت نظم و نسق، عدل اور اخلاق بھی ہے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی نے بتایا کہ جمعیۃ علماء اسلام بھی آئندہ انتخابات کا بائیکاٹ کرنے کے فیصلے میں شامل ہے اور وہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے ہر قانونی ذریعہ استعمال کرے گی۔ آپ نے کہا کہ جمہوری مجلس عمل نے جو تحریک شروع کی ہے وہ انشاء اللہ کامیاب ہو گی۔ اور حکومت کو چاہے وہ کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو رائے عامہ کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ آپ نے اس یقین کا اظہار کیا کہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو بھی اس تحریک میں شامل ہو جائیں گے۔ آپ نے کہا کہ موجودہ غیر مقبول حکومت کو اقتدار سے الگ کرنے اور عوام کے جمہوری حقوق بحال کر کے ان کی خواہشات کے مطابق حکومت قائم کرنے کے مسئلے پر تمام پارٹیاں متفق ہیں۔

آپ نے کہا کہ موجودہ نظام انتخاب کے تحت صدر مملکت قبائلی علاقہ سے دس ہزار ووٹ پہلے ہی حاصل کر چکے ہیں۔ کیونکہ قبائلی علاقہ میں انتخابات نہیں ہوتے بلکہ ارکان بنیادی جمہوریت نامزد کئے جاتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ تمام سرکاری افسر صدر مملکت کو انتخابات میں کامیاب کرانے کے لئے سیاسی کارکنوں کی طرح کام کر رہے ہیں۔

مولانا ہزاروی نے کہا کہ عوام موجودہ نظام انتخاب کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں کیونکہ یہ نظام فرد واحد کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ یقین کرنا نہایت مضحکہ خیز ہے کہ انتخابی ادارے کے ارکان دولت اور دوسری سہولتیں حاصل کرنے سے انکار کر دیں گے۔ برسر اقتدار طبقہ کی دھمکیوں سے ہراساں نہیں ہوں گے اور ان وعدوں کو پورا کریں گے جو وہ سیاسی جماعتوں سے کر چکے ہیں۔ آپ نے کہا کہ عوام کسی شخص کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ بنیادی جمہوریتوں کا انتخاب لڑے اور پھر روپیہ لے کر قوم کے حقوق فروخت کر دے۔

آپ نے اپنے بیان میں علماء، طلباء اور پرامن شہریوں پر کئے گئے مظالم کی مذمت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ طلباء اور مزدوروں کے مطالبات فوری طور پر پورا کرے

---

بقیہ :- ضروری گذارش

اس کو جاگیردار بنا دیا اور اس وسیع بنجر زمین کو غریبوں اور کسانوں نے بنایا۔ آیا یہ ان آباد کرنے والوں اور ان کے وارثوں کا حق ہے یا جاگیردار کا۔

(۳) جو گھوڑپال مربعے انگریزوں نے دیئے تھے کہ جو شخص انگریز کے فوجی رسالے کے لئے جتنے گھوڑے پالتا رہے اتنے مربعے اس کو دیئے جائیں گے۔ اس قسم کے مربعوں کے بارے میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟

(۴) آج سندھ میں جو مربعے انگریزوں کے زمانہ کے فوجی پنشنروں کو ان کے انگریزی فوجی خدمات کے عوض دیئے گئے ہیں ان کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

(۵) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزارعت اور بٹائی کے خلاف جو کچھ فرمایا ہے اس کی تحقیق کی جائے اور کیا اس کی روشنی میں یا ان کے مسلک پر فتویٰ دے کر ہم اس مسئلہ کو حل کر سکتے ہیں۔

(۶) صحیح حدیث شریف میں جو ارشاد نبوی ہے کہ جو زمین رکھتا ہو، اس کو کاشت کرے ورنہ اپنے بھائی کو عطیہ کے طور پر (برائے کاشت) دے دے۔ آیا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک اسی حدیث پر مبنی ہے۔

(۷) آیا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی تھا کہ دولت جمع نہ کی جائے اور کیا حکومت اس مسلک کو اپنا سکتی ہے۔

(۸) آج کل تمام پارٹیاں جو کہتی ہیں کہ دولت سمٹ کر بیس گھرانوں میں آگئی ہے یا اسلام سرمایہ داری اور جاگیرداری کا مخالف ہے آیا یہ صرف الفاظ ہیں یا ان کے خلاف کوئی عملی سکیم موجود ہے؟

(۹) میں نے کہا کہ جس عورت کا خاوند گم ہو جائے، حضرت امام اعظمؒ کے ہاں وہ عورت نوے سال سے پہلے دوسرا خاوند نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد اس کا مرنا تقریباً یقینی ہو جاتا ہے۔ مگر ضرورت زمانہ کے تحت علماء نے حضرت امام مالکؒ کے مسلک پر فتویٰ دے کر چار سال کا فتویٰ دے دیا ہے۔ کیا اسی طرح کفر و ارتداد کی روک تھام کے لئے امام اعظمؒ کے مسلک پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۱۰) میں نے کہا کہ لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو کافر بنانے کی بجائے ان کو سمجھانا اور اسلام کی بات منانا زیادہ ضروری ہے

میں نے یہ بیان علماء دین کو تحقیقات کی دعوت دینے کے لئے دیا۔ اور جمعیۃ علماء اسلام کا فیصلہ بتایا کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ چھ ماہ کے اندر اندر اس بارہ میں تحقیقات فرمائیں گے

### میری مخالفت

میرے اس بیان کے سلسلے میں اخبارات نے جو سرخیاں قائم کیں، میں ان کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ نہ ان مضامین کا جو کسی نے اختصار کرتے ہوئے کمی وبیشی فرمائی۔

باقی میں ان آدمیوں کو معذور سمجھتا ہوں جو امریکہ کی خاطر بھٹو کی مخالفت یا جمعیۃ علماء اسلام کی مخالفت کے شوق میں بیانات دے رہے ہیں۔ اسی طرح ان بچوں کو بھی معذور سمجھتا ہوں جو الیکشن میں بھٹو کا نام آنے کی وجہ سے صدر ایوب خاں کی خوشنودی کے حصول کو زندگی کا مقصد بنائے ہوئے ہیں۔

ممکن ہے کہ بعض ذمہ دار علماء اخباری بیانات کے بعض الفاظ سے متاثر ہو کر مجھے سوشلزم کا حامی یا اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کا حامی قرار دیں۔ میں ان کو معذور سمجھوں گا۔ لیکن میرے اس بیان کے بعد ان کی غلط فہمی رفع ہو جانی چاہیئے۔

# صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا ہنگامی اجلاس، اہم قراردادیں

## اجلاس کی صدارت حضرت مولانا عبیداللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے فرمائی

لاہور ۔ ۴ جنوری کو صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عبیداللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان منعقد ہوا۔

مولانا مقبول احمد صاحب ساہیوال نے قرآن کریم کی تلاوت سے اجلاس کا آغاز کیا۔ تلاوت کے بعد صوبائی ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے اپنے مختصر خطاب میں جمعیۃ علماء اسلام کی موجودہ مقبولیت اور غیر معمولی ترقی کو اللہ تعالیٰ کا غیبی فضل قرار دیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مولانا عبیداللہ انور اور دیگر علماء کرام اور کارکنوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ جماعت کی موجودہ مقبولیت حضرت مولانا اور دیگر کارکنوں کی مقبولیت کا نتیجہ ہے۔

آپ نے اپنی تقریر میں صوبہ بھر کے علماء و ارکان کو متوجہ کیا کہ قوم میں جو احساس اور علماء کی اہمیت پیدا ہوئی ہے اس کا شکریہ ادا کریں اور آئندہ زیادہ اخلاص اور نیک نیتی سے خدمت کریں۔

آپ نے آٹھ جماعتوں کے اشتراک کے سلسلہ میں فرمایا کہ موجودہ نظام حکومت کو بدلنے کے لئے اس میں شرکت کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ حکومت عوام کے ووٹوں سے نہیں بلکہ ایک محدود طبقہ کے ووٹوں سے بنی ہے اور اسلامی آئین کے نفاذ کی کوشش جتنی عوامی حکومت میں ہو سکتی ہے اتنی اس حکومت میں نہیں ہو سکتی۔

اجلاس میں کراچی سے پشاور تک سے آئے ہوئے صوبائی نمائندوں نے مرکز پر اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کرنے اور مرکز کے ہر حکم کے مطابق جدوجہد کرنے کا یقین دلایا۔

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے اپنی تقریر کے بعد چند قراردادیں پیش فرمائیں جو بالاتفاق منظور کی گئیں۔

—— یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں صرف اسلامی نظام حیات کی قائل اور اسی کے لئے اس کے ارکان زندگیاں وقف کئے ہوئے ہیں۔

کمیونزم کا نعرہ کوئی مسلمان نہیں لگا سکتا۔ نہ جمعیۃ علماء اسلام اس کو کامیاب ہونے دے گی۔ سوشلزم کا نعرہ بھی اہل مغرب کی ایجاد ہے۔ اس لئے کہ ان کے سامنے سوائے دنیوی مفادات اور انسانی عقل کے مخترعات کے اور کوئی آسمانی پروگرام نہیں تھا۔

مگر اہل اسلام کے پاس ایک جامع، کامل و مکمل نظام حیات ہے جو تمام شعبہ جات زندگی پر حاوی ہے۔ اسلامی حکومت کی بنیاد صرف مذہب اور اس کے اصولوں پر ہوتی ہے تاکہ انسانوں کو زندگی کے ایسے راستوں پر چلایا جا سکے۔ جو دنیوی اصلاح و فلاح کے ساتھ اخروی نجات کے بھی ضامن ہوں۔ البتہ ہمارے ملک میں بلکہ مختلف مسلم ممالک میں سرمایہ داروں، خود غرض جاگیرداروں اور دشمنان اسلام کے آلۂ کار ارباب اقتدار کے ظلم و تعدی کا رد عمل سوشلزم کے نعرہ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

اس اجلاس کی رائے میں اس کے لئے صحیح راہ عمل یہی ہے کہ عوام کو اول الذکر کے جور و تعدی سے نجات دلائی جائے۔ اور مسلمانوں کو بتایا جائے کہ ان کی مشکلات کا حل سوشلزم میں نہیں ہے بلکہ خود اسلام میں ہے۔

اس اجلاس کی رائے میں سوشلزم اور کمیونزم کے حامی زیادہ تر ایک ہی رٹ لگاتے ہیں کہ اسلام میں مالک مزارعہ اور کارخانہ دار و مزدور کے مسائل کا حل نہیں ہے یا اقتصادی نظام ہی نہیں ہے۔ اور یہ لوگ مزدوروں اور کسانوں کو ہی لیکر انقلاب کی کوشش کرتے ہیں۔

بنابریں اس اجلاس کی رائے ہے کہ ان مسائل کو شرعی روشنی میں حل کرکے قوم کے سامنے پیش کیا جائے اور ان کو تلقین کی جائے کہ مسلمانوں کے دینی و دنیوی مشکلات کو دور کرنے کا ضامن صرف اسلام ہے۔

اس لئے یہ اجلاس مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کے اجلاس عمومی منعقدہ ڈھاکہ (منعقدہ ۵ جنوری ۱۹۶۹ء) کی اس قرارداد کو ضروری تصور کرتا ہے اور اس کی تائید کرتا ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ان مسائل کے بارہ میں تمام تحقیقات مکمل کرکے جلد از جلد جمعیۃ کے سامنے رپورٹ پیش کریں۔

یہ اجلاس مولانا غلام غوث کے اس بیان کی تائید کرتا ہے کہ اسلام کو اپنا دین ماننے والے مسلمانوں کی جو سوشلزم کا نعرہ بھی لگاتے ہیں تکفیر کی بجائے ان کے سامنے مذکورہ بالا کا حل اسلامی روشنی میں پیش کرکے ان کو مطمئن کیا جائے۔ جبکہ احادیث و اقوال المجتہدین میں ہر زمانہ کے مطابق احکام و روایات موجود ہیں۔

یہ اجلاس ان طبقات کو جو امریکی سامراج کے ایجنٹ یا موجودہ حکومت کے آلہ کار ہیں۔ اس بات میں معذور سمجھتا ہے کہ وہ حضرت مولانا غلام غوث صاحب پر سوشلزم کی حمایت یا اسلامی سوشلزم کی تحریک کا الزام لگا کر بیہودہ مخالف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ان نیک نیت اکابر علماء کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ جو اخبارات کی غلط سرخیوں اور محرف بیان سے پریشان ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام اپنے اکابر کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے اسلام اور صرف اسلام ہی کو مقصد حیات اور صحیح نظام حکومت تصور کرتی ہے۔

اور ساتھ ہی یہ درخواست کرتی ہے کہ جو پارٹیاں اسلام کو اپنا دین قرار دے کر غلط فہمی کی بنا پر محبت کے لئے سوشلزم کا اصول اختیار کر رہی ہیں، ان کو دور کرنے کی بجائے شرعی دلائل کی روشنی میں صرف اسلامی نظام کا حامی بنانے کی جدوجہد اور ان کے تمام شبہات دور کرنے کی سعی اسلام کی اہم خدمت ہے۔

(نوٹ) باقی قراردادیں صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

### ماتحت جماعتیں متوجہ ہوں

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں جو ۲۶ دسمبر ۱۹۶۸ء کو مدرسۃ البنات شیرانوالہ میں منعقد ہوا تھا۔ وہاں امیر مرکزیہ حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ کے فرمان پر تمام ماتحت جماعتوں کے نمائندوں نے اپنے اپنے اضلاع کی طرف سے ہنگامی چندہ لکھوایا تھا۔ چونکہ اب لاہور میں [illegible] کے سلسلہ میں دائر شدہ مقدمات کی کارروائیاں شروع ہو گئی ہیں اور جس کے لئے سرمایہ کی بے پناہ ضرورت ہے۔ لہٰذا میں آپ سے اپیل کرتا ہوں، کہ جن جن احباب نے اس موقع پر یہ چندہ اپنے ذمہ لیا تھا، وہ فوراً دفتر جمعیۃ علماء اسلام چوک رنگ محل لاہور میں پہنچانے کا بندوبست کریں۔

(حضرت مولانا) عبیداللہ انور

امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

### حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کراچی جا رہے ہیں

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی جماعتی دورے کے سلسلہ میں ۱۴ فروری کو بذریعہ تیزگام کراچی پہنچیں گے۔ جہاں آپ ایک ہفتہ تک قیام کریں گے۔ اس قیام کے دوران آپ ڈویژن کے کارکنوں، کراچی بار، پریس کانفرنس اور جلسۂ عام سے خطاب کریں گے۔ آپ کے بعد مغربی پاکستان جمعیۃ کے امیر حضرت مولانا عبیداللہ انور، مرکزی امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور مرکزی ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کا پروگرام طے ہوگا۔

# فیصلہ کُن گھڑی

(احمد حسین صاحب کمالی)

یہ بات کہنا قطعی غلط ہے اور بے خبری پر مبنی ہے کہ "اسلام" اور "سوشلزم" کے درمیان کوئی تضاد و اختلاف نہیں ہے، جس شخص نے سوشلزم اور اسلام دونوں کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے وہ یہ امر ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا ہے۔

لیکن سوشلزم اور اسلام کے درمیان تضاد اختلاف کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام سرمایہ داریت کی طرف جھکاؤ رکھتا ہے اور اس معنیٰ میں سوشلزم کا مخالف ہے۔

بلکہ سوشلزم اور اسلام کے درمیان جو اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ سوشلزم انسانی مساوات کی اساس معاشی یکسانیت اور عدم تفاوت تک محدود کر دیتا ہے۔

جبکہ اسلام انسانی مساوات کو ہر شعبہ حیات تک وسیع کرتا ہے۔ اسلام سیاسی، سماجی، اخلاقی، تمدنی مجلسی، معاشرتی حتیٰ کہ نسلی و وطنی تفریق تک کا روادار نہیں ہے اور ہر اعتبار سے وہ نوع انسانی کو ایک ایسی مکمل وحدت میں رکھنے کی ہدایت کرتا ہے جس میں اس کا ہر جزو ہم مرتبہ اور آزاد ہو۔

الایہ کہ صفتِ "تقویٰ" اسے دوسروں سے ممتاز کر دے۔ اور یہ امتیاز بھی اللہ کی نظروں میں اسے بلند کرنے والا ہے، انسانی سوسائٹی میں اسے خصوصی مراعات دینے کا ذریعہ نہیں ہے۔

اس اہم بنیادی اختلاف کے بعد وہ تمام اختلافات بھی سامنے آجاتے ہیں، جو دین، اخلاق، معاشرت اور تاریخ فہمی کے اعتبار سے اسلام اور سوشلزم کے درمیان پائے جاتے ہیں۔

تاہم اس اختلاف کے باوجود سرمایہ دارانہ نظام حیات کے مقابلہ میں اسلام کی کوئی جنگ سوشلزم کے ساتھ نہیں ہے۔

اس لئے کہ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام اس قارونی دولت مندی سے بنی نظام ہے جس ... اللہ کے پیغمبروں کو مستقل جنگ کرنا پڑی ہے

اسلام کا مقابلہ تو اول دن سے بڑا کر دیجئے عجم کے سرمایہ دار امراء سے رہا ہے اور اس نظام کی اسپین اتنی وسیع، گہری اور ہمہ گیر ہیں کہ انہیں کسی قیمت پر بھی پھلنے پھولنے کا موقعہ نہیں دیا جا سکتا۔

یہ وہ نظام ہے جو انسان کو کفر و شرک سے بدتر زندگی یعنی "منافقت" اختیار کرنے پر آمادہ و مجبور کر دیتا ہے۔

یہ نظام زندگی انسان کو بے شمار تعصبات کا عادی بنا دیتا ہے۔ معاشرتی تفریق، مجلسی تفاوت، حاکمانہ امتیاز، معاشی استبداد، نسلی علیحدگی، وطن پرستانہ تعصب، سیاسی منافقت، سرمایہ دارانہ نظام کے وہ فطری نواص ہیں جن سے کسی حالت میں بھی محفوظ نہیں رہا جا سکتا۔

اور ظاہر ہے کہ اسلام کی نظر میں یہ تمام باتیں کفر و شرک سے قریب تر ہیں بلکہ یہ سب شرک و کفر کے ہی اہم اجزاء ہیں۔

پس جہاں تک سرمایہ دارانہ نظام کے طوق و سلاسل سے نوع انسانی کو نجات دلانے کا کام ہے۔ اسلام سوشلزم کا حریف و مقابل نہیں بلکہ اس راہ کا اولین قائد و رہنما ہے

لیکن جہاں مثبت نظام حیات کے قیام کا معاملہ ہے وہاں وہ کسی طرح بھی سوشلزم کے نفاذ کا حامی نہیں ہے۔ اس لئے کہ انسانی مساوات کی جن اعلیٰ اقدار کا وہ حامل ہے۔ سوشلزم میں دور دور تک ان کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ اور اگر سوشلزم کا مقصد واقعی یہ ہی ہے کہ نوع انسانی سرمایہ دارانہ تغلب سے نجات پا جائے تو اس کی بے داغ تکمیل صرف اسلام کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔

اس صورت میں اسلام کی یہ دعوت سوشلزم کے مخلص حامیوں کے لئے قابل غور ہے۔

اب یہ بات اسلام کے داعی اور ذمہ دار حضرات پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلام کے اس پہلو کو سرمایہ داری کے عذاب میں مبتلا اور اس سے باغی انسانوں کے سامنے واضح اور دو ٹوک طریقہ پر رکھ دیں۔

اسلام کے مستقبل کے لئے یہ ایک فیصلہ کن گھڑی کا وقت ہے کہ آیا اسلام کے داعی اور شارح اس قلیل طبقہ کی خاطر جو زمینوں، کارخانوں، دولت اور وسائل دولت کا بے قید مالک بنا ہوا ہے۔ اسلام کی تعبیر اس کے حق میں کرتے ہیں۔ اور اس طرح ۹۹ فیصد مسلمانوں کو مایوس بنانے کے مرتکب ہوتے ہیں۔

یا اس قلیل طبقہ کے مفادات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ کے فتویٰ کے مطابق غیر خود کاشت زمینداریوں اور غیر محدود سرمایہ داریوں اور دولت پرستیوں کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ تاکہ مسلمان عوام سرمایہ داریت کے چنگل سے نجات پانے کی امید اسلام کے ذریعے کر سکیں اور اس طرح سوشلزم کی گود میں چلے جانے سے بچ جائیں۔

آنے والا وقت ان کے فیصلہ کا منتظر ہے۔

(کمالی)

---

## دعائے مغفرت

جمعیۃ علماء اسلام جھنگ کے سابق امیر مولانا صادق حسین صاحب کے والد بزرگوار کے انتقال پر جمعیۃ علماء اسلام جھنگ نے قرارداد تعزیتی منظور کی۔ اور احباب سے اپیل کی ہے کہ وہ مرحوم کے درجات کی بلندی کے واسطے دعائیں کریں۔ ادارہ اس غم میں مولانا صادق حسین صاحب کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔

---

# دوسرے ترمیمی بل کا پس منظر

## — افسیا —

## جمعیۃ علماء اسلام کا موقف

تحریر

قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہم ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

شائع کردہ

جمعیۃ علماء اسلام حضرو۔ ضلع اٹک

صفحات ۳۲۔ قیمت سفید کاغذی کاپی ۰/۳۰ فی سینکڑہ ۲۰/۰ روپے۔ نیوز کاغذی کاپی ۰/۲۵ - فی سینکڑہ ۱۵/۰

سابقہ قومی اسمبلی میں یکے بعد دیگرے دو ترمیمی بل ایوان میں پیش ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک خالص اسلامی تھا۔ دوسرا اسلامی بھی تھا اور انتظامی بھی۔

حضرت مفتی صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندہ کی حیثیت سے ایک بل کی حمایت کی تھی دوسرے کی مخالفت کیونکہ جمعیۃ کا مقصد مخالفت برائے مخالفت نہیں بلکہ الحب للہ والبغض للہ ہے۔ اپوزیشن کے بعض حلقے جنہیں پروپیگنڈا کے فن میں ید طولیٰ حاصل ہے نے خوف خدا سے بے نیاز ہو کر جمعیۃ اور مفتی صاحب کے خلاف شر انگیز پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اور اس پروپیگنڈا کے ذریعہ اصل میں اپنی اس خفت کو مٹانا مقصود تھا جو وہ انتداد کے مسئلہ میں حکومت کے ہاتھ مضبوط کر کے حاصل کر چکے تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے جماعتی اخبار ترجمان اسلام کی اشاعت مجریہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۷ء میں ایک مقالہ کے ذریعہ حقائق کو منظر عام پر لا کر نام نہاد علمبرداران دین کی قلعی کھول دی۔ یہ کتابچہ اسی مقالہ پر مشتمل ہے۔ اور بعض ضروری مقامات پر حواشی بڑھا دیئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کی افادیت میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ برادر عزیز مولوی حافظ محمد سعید الرحمٰن علوی خطیب جامع مسجد حضرو نے افتتاحیہ کے عنوان سے کئی صفحات پر مشتمل مقالہ ساتھ شامل کر دیا ہے۔ جس کے ذریعہ سابقہ اور موجودہ حکومتوں کی دینی روش، حزب اختلاف کی مختلف جماعتوں کا قومی اور اسلامی کردار، جمعیۃ علماء اسلام کی دینی خدمات، ارتداد کے بڑھتے ہوئے اثرات، اور انگریزی سامراج کی شاطرانہ اور مکارانہ چالوں کا بڑی جابکدستی اور اختصار کے ساتھ جائزہ لیا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ آنے والے خطرات سے آگاہ کیا ہے۔

پڑھے لکھے لوگوں کو جماعتی خدمات اور ارتداد کے راستہ ملک کو پیش آنے والے خطرات سے آگاہ کرنے کے لئے اس مقالہ کی اشاعت بہت ضروری ہے۔ حضرو کی جماعت نے یہ کتابچہ چھپوا کر بڑی اہم خدمت سرانجام دی ہے جس پر ہم اسے ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

(خورشید بھیردی)

# حزبِ اختلاف کی ذمہ داری

(احمد حسین صاحب کمال)

مکمل جمہوری حقوق پر مبنی سیاسی نظام کے قیام کا مطالبہ اب جد وجہد کے ایسے مرحلے میں داخل ہو چکا ہے جسے ارباب اقتدار کی طرف سے زیادہ عرصہ تک ٹالا نہیں جا سکتا ہے۔ اگر خدانخواستہ انہوں نے ہوشمندی اور تدبر کا ثبوت نہیں دیا اور اتنے ہمہ گیر عوامی اضطراب کے ظہور پذیر ہو جانے کے باوجود وہ تغافل کا رویہ اختیار کئے رہے، یا سخت گیر اقدامات کے ذریعہ اسے دبانے کی کوشش جاری رکھی تو اس کے نتائج ملک وملت کے لئے ہرگز خوش آیند نہیں نکلیں گے

برسر اقتدار طبقہ اس حقیقت کو غالباً محسوس کر چکا ہے اور بعض سطحی تبدیلیوں یا پیش کشوں کے ساتھ وہ موجودہ اضطراب کو دھیما کرنے کی تدابیر عمل میں لانے کی طرف متوجہ ہے لیکن جس اہم تبدیلی کے عوام طلبگار ہیں۔ اس کو ایک ہی "ہلّے" میں منوایا نہیں جا سکتا۔ گذشتہ دس سال کا "مخصوص سیاسی مزاج" آناً فاناً "محض جلوسوں" کی کثرت سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا

یہ تبدیلی مخالف محاذ کے ایسے گہرے اشتراک سے ہی ممکن العمل بنائی جا سکتی ہے جس کی اساس نظریات اور پروگرام کی یکسانیت وہم آہنگی پر قائم ہو۔

موجودہ سیاسی طوفان کی لہر جماعتوں کی مرکزیت سے زیادہ چند شخصیتوں کی مرکزیت کے ارد گرد گردش کر رہی ہے۔

مسٹر بھٹو، مسٹر اصغر خاں اور جسٹس مرشد اپنی اپنی جگہ عوام کا مرکز امید بن رہے ہیں۔ اور یہ تینوں حضرات اپنی اپنی جداگانہ انفرادی حیثیتوں کے ساتھ عوام سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔ مسٹر بھٹو کی گرفتاری کے بعد اصغر خاں کی طرف عوام بڑھ رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی جداگانہ انفرادی قیادتیں خواہ کتنی ہی وسعت وعظمت اختیار کرلیں سیاسی میدان میں بتدریج ...کچھ زیادہ صبر آزما ثابت نہیں ہوتی۔ اور جب تک یہ سب ایک "اجتماعیت" میں ضم ہوکر مقابلہ کا محاذ نہیں کھولتے ہیں، خوشگوار اور عوامی مطالبات کے مطابق تبدیلیوں کی پیشن گوئی نہیں کی جا سکتی۔

اور اگر اس سارے "ہنگامۂ رستخیز" کا انجام صرف ...نے والے "الیکشن" ہوئے، جن کے نتائج کی موجودہ نظام کی موجودگی میں ایک طفل مکتب بھی پیشین گوئی کر سکتا ہے، تو ...سے زیادہ ناکامی شاید ہی کسی سیاسی تحریک کی قسمت ...میں لکھی ہو۔

چنانچہ موجودہ جد وجہد کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے ...تمام سیاسی شخصیتوں کو چاہیئے کہ وہ ایک "متفقہ نظریہ" پر ...میں یکجا ہو جائیں۔ اور یہ "متفقہ نظریہ" ظاہر ہے کہ ..."اسلام" کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

اصغر خاں، جسٹس مرشد، مسٹر بھٹو، تحریک جمہوریت ...شامل پارٹیاں، جمعیۃ علماء اسلام، احرار، جمعیۃ علماء پاکستان ...غالباً نیشنل عوامی پارٹی کی ایک معقول تعداد بشمول پیپلز ...یہ سب جماعتیں بطور واحد سیاسی نظریہ کے "اسلام" کو "قدر مشترک" قرار دے سکتی ہیں۔

اس قدر مشترک کے ساتھ بحالی جمہوریت کا ایک متفقہ پروگرام مرتب کر کے موجودہ نظام کے متبادل نظام کے قیام کا مطالبہ بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔

غرضیکہ جب تک اپنی انفرادیتوں کو خیرباد کہہ کر اسلام پر مبنی مکمل اجتماعیت اختیار نہیں کی جاتی اور موجودہ نظام کی جگہ متفقہ متبادل نظام پیش نہیں کر دیا جاتا۔ اس وقت تک عوامی مطالبات کی موجودہ ہمہ گیر جد وجہد نتیجہ خیز نہیں ثابت ہوگی۔

اس کے برعکس موجودہ صورت حال سے برسر اقتدار طبقہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی تخریب پسند طاقتیں بھی "داؤ" چلانے سے باز نہیں رہیں گی

یہ بات آسان ہے کہ ہم موجودہ سیاسی بے چینیوں کا الزام برسر اقتدار گروہ پر عائد کریں۔ لیکن اب اصل ذمہ داری مخالف جماعتوں اور نئی ابھرنے والی شخصی قیادتوں پر آپڑی ہے

عوام کے اس ہمہ گیر اضطراب اور بے چینی کو عوام کے مطالبات کے موافق دینی، سیاسی وعوامی تبدیلیوں کا ذریعہ بنانا اب مذکورہ بالا شخصی قیادتوں اور مخالف جماعتوں کی ذمہ داری ہے۔ ان کے جذبات کی شدتوں کو احتجاجی اور استقبالی جلوسوں پر ہی قربان نہ ہو جانے دیا جائے۔ جیسا کہ گذشتہ الیکشن کے موقعہ پر ہوا تھا۔ ورنہ یہ اتنا عظیم ذہنی وسیاسی نقصان ہوگا جس کی تلافی مدتوں تک نہیں ہو سکے گی۔

اب کامیابی کا راز صرف دو باتوں میں ہی پوشیدہ ہے ایک یہ کہ مخالفِ اقتدار، پوری لیڈرشپ "اسلام" کے نظریہ پر یکجا ہو جائے۔ اور دوسرے یہ کہ سب کا سیاسی پروگرام مشترکہ ہو۔ تاآنکہ ملک مکمل جمہوری نظام سے ہمکنار ہو کر اسلام کی منزل کی طرف گامزن ہو سکے۔ اس بارے میں اب ذرا سی غفلت تمام کئے کرائے پر پانی پھیر دے گی۔

اور حقیقت یہ ہے کہ اگر "اپوزیشن" ایک مضبوط متحدہ اجتماعیت کی صورت میں متبادل جمہوری سیاسی نظام کے ساتھ سامنے آجاتی ہے تو موجودہ اقتدار کو اس کے لئے جگہ خالی کر دینے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہوگا۔

اور "اپوزیشن" ایک مضبوط ومتحدہ اجتماعیت صرف اسلام کے نظریہ پر استوار کر سکتی ہے۔ اس بنیاد پر ہی جمہوریت اور عوامیت کا وہ پروگرام تشکیل دیا جا سکتا ہے جس کی پشت پر پورے ملک کے عوام کے مطالبہ کی طاقت ہوگی، اور جسے رد کرنا ارباب اقتدار کے لئے ممکن نہ ہو سکے گا

جو لوگ اس سرزمین پر اسلام کے سوا کسی دوسرے نظریہ اور نظام کو بروئے کار لانے کے خواہاں اور منتظر ہیں انہیں گذشتہ بیس سال کے تجربہ سے سبق حاصل کر لینا چاہیئے۔

اسلام کے نظریاتی رشتہ کے سوا نہ یہ ملک قائم رہ سکتا ہے۔ اور نہ اس سرزمین پر بسنے والی مسلمان ملت ایک وحدت بن کر رہ سکتی ہے۔

اسلام کے سوا دوسرے نظریہ اور نظام کو کامیاب بنانے کی جد وجہد مکمل انتشار کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں بخش سکتی اور جب یہ ملک وملت ہی باقی نہیں رہیں گے۔ تو اس نظریہ اور نظام کی کامیابی بے معنی بن کر رہ جاتی ہے۔

بہرحال ملک وملت کا بقاء ہر چیز پر مقدم ہے، اور اگر ترقی پذیر سیاسی رجحانات کا رُخ اسلام کی طرف نہیں موڑا گیا تو مفاد پرست طبقہ اسلام کے نام سے ملک وملت کے اندر اپنی راہ بناتا رہے گا۔ اور مسلمان عوام اپنے ملک وملت کی بقاء کے لئے اس طبقہ کے استیلاء کو برداشت کرنے پر مجبور رہیں گے۔

اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ہیر پھیر کے تمام طریقے چھوڑ کر صاف صاف خالص اسلام کے نظریہ کو مشترکہ طور پر اختیار کیا جائے۔ اور غیر پیچیدہ سیاسی اشتراک کے ذریعہ موجودہ صورت حال کو عوامی مطالبات تبدیل کرانے کی ہمہ گیر جد وجہد جاری رکھی جائے۔

یہاں بے محابا ایک گذارش خالص دینی جماعتوں، اداروں سے بھی ہے۔

موجودہ دور میں اسلام کی مظلومیت انتہا کو پہنچ چکی ہے اور گذشتہ پچاس سال کی تاریخ شاہد ہے کہ وقت کی ساری تبدیلیوں نے اسلام کو ذرہ برابر فائدہ نہیں پہنچایا۔ جبکہ ہر تبدیلی کے لئے اسلام کے نام کا بے دریغ استعمال ہر گروہ اور فرد نے کیا۔ اور یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ایسا بیشتر دینی جماعتوں وشخصیتوں کی سہل انگاریوں کی وجہ سے ممکن ہو سکا

تحریک پاکستان جس کا تمام تانا بانا اسلام کے نام سے ہی بنا جاتا رہا۔ جب کامیابی کی منزل پر پہنچی۔ تو مظلوم اسلام کو کوسوں پیچھے چھوڑ گئی اور تحریک میں شامل دینی جماعتیں وشخصیتیں بے بسی کے ساتھ منہ دیکھتی کھڑی رہ گئیں۔ حتیٰ کہ اسلام کی تعبیر وتشریح تک کا معاملہ خود ساختہ شارحین ومتجددین کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ اس اعتبار سے گذشتہ بیس سال کی تاریخ، اسلام کے لئے زخموں اور جراحتوں کی تاریخ رہی ہے۔ اس عرصہ میں جمعیۃ علماء اسلام اپنے مقدور بھر اسلام کو تجدد اور مغربی سیاست کی یورشوں سے بچانے کی سعی جانکاہ میں مصروف رہی۔

وقت پھر اپنا ورق پلٹ رہا ہے۔ اور اس ورق پر پھر چند نئی مہریں لگنے والی ہیں۔ اس کا ایک حصہ جمعیۃ علماء اسلام کی مساعی کی بدولت دین پسندوں کے لئے خالی ہے۔ اگر اب بھی تمام دینی قوتیں جمعیۃ علماء اسلام کا ہاتھ بٹانے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ تو یہ پورا ورق، اسلام کی مہر سے منقش کیا جا سکتا ہے۔

اسلام منتظر ہے کہ اس کے نام کے فیضان سے متمتع ہونے والے افراد، ادارے وجماعتیں اس اہم اور نازک ترین موقعہ پر اسلام کے لئے کیا خدمت انجام دیتے ہیں؟ اور اس کے لئے اس مملکت خداداد میں کونسا مقام حاصل کرتے ہیں؟

(کمال)

# صوبائی جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کی قراردادیں

● صوبائی جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کا یہ ہنگامی اجلاس مرکزی جمعیۃ علماء اسلام اور خاص کر اس کے نمائندگان حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا محمد اکرم صاحب کی ان مساعی کی تحسین کرتا ہے جو انہوں نے آٹھ پارٹیوں کی مشترکہ مجلس مشاورت میں حفاظت اسلام کے سلسلہ میں کرتے ہوئے اسلامی نظام حیات کو مقاصد میں شامل کرایا۔

یہ اجلاس جمہوری مجلس عمل کے اساسی مقاصد سے اتفاق کرتا اور اس امر کی تصدیق و تائید کرتا ہے کہ موجودہ بی، ڈی سسٹم اور ایوبی دور حکومت نہ صرف یہ کہ اسلامی نظام کے احیاء میں ناکام رہا۔ بلکہ اس نے عمداً قرآنی توانین کے خلاف توانین بنائے اور اسلامی تہذیب و اقدار کو تبدیل کرنے اور مخالفین ختم نبوت کی حوصلہ افزائی کی۔

یہ اجلاس قطعی رائے کا اظہار کرتا ہے کہ عوام کے ووٹوں سے بنی ہوئی حکومت میں اسلامی اقدار کے نفاذ کے لئے زیادہ آسانی ہوگی۔

بنابریں یہ اجلاس جمہوری مجلس عمل کے فیصلہ مقاطعۂ انتخابات اور مطالبۂ بالغ رائے دہی کی تائید کرتا اور عاقل و بالغ رائے دہندگی سے آزادانہ انتخابات کرا سکنے کرنے کے لئے ان تمام آزادیوں کے مطالبہ کی تائید کرتا ہے جو جمہوری مجلس عمل نے کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں اس پر اور مرکزی جمعیۃ کے فیصلہ پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

یہ اجلاس اس پروگرام میں تعاون کا یقین دلاتا اور جمہوری مجلس عمل سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنی ہدایات میں جہاں مقاطعہ انتخابات و دیگر مطالبات پر زور دینے کا حکم دیں وہاں اسلامی نظام کے قیام اور اس کی اہمیت کو سرفہرست رکھیں۔ جیسے کہ جمہوری مجلس عمل کی قرارداد میں ذکر کیا گیا ہے۔

● صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس جامع شریعت و طریقت پیر کامل حضرت مولانا شیخ نصیر الدین صاحب شیخ الحدیث غورغشتی کی وفات حسرت آیات پر شدید رنج و افسوس کا اظہار کرتا اور اس حادثہ کو علمی دنیا کے لئے ناقابل تلافی نقصان تصور کرتا ہے۔

حضرت استاذ کل مولانا عبدالرحمٰن صاحب بہبودی کی وفات کے بعد حضرت شیخ الحدیث کی وفات سے جو صدمہ اہل ملک اور خاص کر علاقہ چھچھ کو پہنچا ہے جمعیۃ اس صدمہ اور غم میں برابر کی شریک ہے۔

اس پر ناگہاں حضرت مولانا قاری حفظ الرحمٰن صاحب استاذ القراء دارالعلوم دیوبند کی وفات کی خبر نے علماء و قراء حضرات کے سوا عام مسلمانوں کے قلوب کو کلبۂ احزان بنادیا ہے۔

یہ اجلاس دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس نصیب کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سارے علماء کرام کو ان کے نقش قدم پر چل کر احیاء و ابقاء دین کے لئے مسلسل جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

● صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا یہ اجلاس اس پروپیگنڈے کی تردید کرتا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام تحریک جمہوریت (پی، ڈی، ایم) میں شامل ہوگئی یا اس نے ۱۹۵۶ء کا دستور اپنا لیا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام نے صرف آٹھ پارٹیوں کے جمہوری مجلس عمل سے اشتراک عمل کیا ہے۔ اور وہ بھی موجودہ بی، ڈی سسٹم کو ختم کرکے بالغ رائے دہندگی کے ذریعہ عوامی حکومت بنانے کی تحریک کے لئے۔ تاکہ اسلامی نظام حیات کے نفاذ میں زیادہ سے زیادہ سہولت حاصل ہوسکے۔

یہ اجلاس جمعیۃ کی تمام شاخوں کو مطلع کرتا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے مقاصد اور دستور میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ تمام جماعتیں حسب سابق تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ختم نبوت اور اسلامی تہذیب کو بروئے کار لانے اور موجودہ بے دینی، رشوت۔ ظلم و تشدد کے خلاف نیز طلبہ و عوام کے مطالبات کے لئے اپنی جماعت کے جلسے منعقد کریں۔ اور جماعتی تنظیم کو اور زیادہ وسیع کرنے کی جدوجہد جاری رکھیں۔

● یہ اجلاس ڈھاکہ، حیدرآباد اور راولپنڈی اور دیگر مقامات میں طلبہ پر خطرناک تشدد، لاٹھی چارج اور فائرنگ کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرتا اور اس کو انتہائی وحشیانہ قرار دیتا ہے۔ یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ طلباء ہمارے بچے ہیں۔ حکومت قوم کے بچوں کے ساتھ اس سلوک سے باز آجائے۔ ورنہ اس کے نتائج کی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔

یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ ان واقعات کی تحقیقات ہائیکورٹ کے جج سے کرا کر ذمہ دار افسروں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ اور شہید ہونے والے طلباء کے پسماندگان کو معاوضہ ادا کیا جائے۔

● صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا یہ اجلاس مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کے فیصلہ کے مطابق اعلان کرتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کی آزادی اور عربوں کی حمایت کے لئے حکومت پاکستان سے عملی امداد کا مطالبہ کیا جائے۔

اور اس مقصد کے لئے ہر ہر جگہ جمعیۃ کے رضاکار بھرتی کئے جائیں۔ جن کے لئے حکومت سے ٹریننگ اور سفر کی سہولتوں کا مطالبہ کیا جائے گا۔ تاکہ ہم بھی عربوں کے شانہ بشانہ اسلامی جہاد میں شریک ہوسکیں۔ جبکہ یہودی امریکہ سے آآ کر یہودی فوج کی مدد کرتے ہیں۔

یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ یہودی مال و تجارت کا بائیکاٹ کرکے عربوں کی مدد کرے۔

● اخبار ہفت روزہ تعمیر قوم بڈعیدن جو مسلسل بارہ برس تک پابندی وقت کے ساتھ جاری رہا ہے حکومت نے اس کا ڈیکلریشن بغیر کسی سبب کے منسوخ کردیا ہے۔

اخبار اتفاق ڈھاکہ کے ڈیکلریشن کو بھی منسوخ کردیا ہے۔ اسی طرح چٹان کو دوسرے پریس میں چھاپنے کی اب تک اجازت نہیں دی گئی۔

یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ پریس پر سے تمام ناروا پابندیاں دور کرکے اخبارات و رسائل کے ڈیکلریشن بحال اور متبادل پریس کی اجازت دی جائے۔

● جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکام ڈیرہ اسماعیل خاں کے اس رویہ کی مذمت کرتا ہے کہ اس نے پچھلے دنوں حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ ڈویژن کی مسجد کا لاؤڈ اسپیکر بھی اٹھالیا۔ اور مولانا موصوف سے بھی مچلکہ لے لیا۔ اس الزام میں کہ انہوں نے نماز جمعہ سے قبل مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر اردو میں تقریر کی۔ نماز جمعہ سے قبل اردو میں لاؤڈ اسپیکر پر مسائل کہے جارہے ہیں اور ملک بھر میں لاؤڈ اسپیکر آرڈیننس کے باوجود اس کو مورد الزام نہیں گردانا جاتا۔ اس اجلاس کی نظر میں حکام ضلع کا یہ رویہ خالص معاندانہ ہے۔ حکومت مغربی پاکستان سے اس اجلاس کا پرزور مطالبہ ہے کہ وہ حکام ضلع ڈیرہ اسماعیل کے اس غلط رویہ کا پرزور نوٹس لے کر عامۃ المسلمین کو مطمئن کرے۔

---

## شہداء مشرقی پاکستان کیلئے دعا کی اپیل

۱۷ جنوری کو جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں شہداء مشرقی پاکستان کے لئے ختم پڑھا گیا اور طلبہ نیز عام اہل اسلام کے مطالبات کے لئے دعا کی گئی۔ جس میں جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے مقامی عہدیداروں کے سوا حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی بھی شریک تھے۔ حضرت مولانا محمد عبیداللہ انور صاحب امیر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب ناظم صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے مغربی پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی تمام شاخوں اور تمام مدارس عربیہ اور علماء سے اپیل کی ہے کہ وہ ہر جگہ مشرقی پاکستان ڈھاکہ میں طلبہ پر تشدد کی مذمت کریں اور شہید ہونے والے طالب علموں کے لئے قرآن پاک کے ختم کرکے ان کے لئے اور ملک میں نمائندہ حکومت کے قیام اور اسلامی اقدار کے نفاذ کے لئے دعائیں کریں۔

تمام جدوجہد میں شریک رہتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزانہ درخواستوں سے غافل نہ ہوں کیونکہ فتح و نصرت اسی کے ہاتھ میں ہے۔

---

# يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً

۳۰ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ کی صبح نے اہالیان چھچھ کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو عموماً اس مصیبت سے دوچار کیا کہ اگر وہ مصیبت دن پہ آتی تو وہ رات بن جاتا۔ اس صبح کو علاقہ چھچھ کے عظیم ولی، مرشد کامل، جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا نصیر الدین صاحب شیخ الحدیث غورغشتی نے اس عالم رنگ و بو کو خیرباد کہا اور "رفیق اعلیٰ" کے وصال سے شادکام و بامراد ہوئے۔

یہ خبر دینی اور علمی حلقوں میں جس سرعت کے ساتھ پھیلی اور جس طرح عام مسلمانوں کے دلوں پر بجلی بن کر گری اس کا اندازہ لگانا بڑا ہی مشکل ہے۔ کتنے ہی علماء و صلحاء کف افسوس ملتے رہ گئے۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ دنیا میں اندھیرا پھیل گیا۔ پچھلے چند سالوں سے اللہ کے پیارے بندوں نے جس کثرت کے ساتھ یکے بعد دیگرے دنیا سے کنارہ کشی کی اسے دیکھ کر بلاشبہ یقین ہونے لگا ہے کہ قیامت قریب ہے۔ بالخصوص اس علاقہ کے مسلمانوں کے لئے یہ صدمہ اتنا عظیم ہے کہ اس کا تحمل آسانی سے مشکل ہے۔ علاقہ کی ایک اور باخدا شخصیت اور حکیم الامت مولانا تھانوی علیہ الرحمہ کے الفاظ میں مولانا عبدالرحمٰن "کامل پور" کی وفات حسرت آیات علماء اور عام مسلمانوں کے لئے یہ دوسرا عظیم نقصان ہے جس کی تلافی بڑی ہی مشکل ہے۔ حضرت شیخ نے ساری زندگی قال اللہ و قال الرسول کی خدمت میں گذاری، اور نہایت بے لوث خدمت کی۔ عمر بھر حدیث یار سے لذت کام و دہن حاصل کرتے رہے۔ اور کونے کونے سے آنے والے تشنگان علوم کو سیراب کرتے رہے۔ غورغشتی متصل حضرو میں آپ کی مسجد کے در و دیوار آج بھی اس مرد کامل کے خلوص و صداقت پر شاہد عدل ہیں۔ چند سال اُدھر فالج وغیرہ کی تکلیف سے پڑھانا چھوڑ دیا تھا۔ لیکن باقی معمولات میں کمی نہیں آئی تھی۔ متوسلین کی فرمائش پر ملک بھر کا سفر کے علاوہ خدام کی تربیت میں پوری دلجمعی کے ساتھ منہمک رہے نماز کھڑے ہو کر پڑھتے تھے، نظر بالکل اچھی تھی، وضو وغیرہ میں کسی قسم کا سہارا پسند نہیں فرماتے اور اس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنکھیں ٹھنڈی کرنے تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک چند روز پہلے تکلیف ہوئی، سعادت مند اولاد نے ہسپتال میں داخل کرایا، اور دیکھتے آنکھوں وہ تقویٰ و عبادت کا جیتا جاگتا نمونہ داغ مفارقت دے گیا ؎

موت ہے آخر کوئی کتنا ہی ہو صاحب کمال
حی و قیوم اک فقط ہے ذات رب ذوالجلال

موجودہ حکومت کی بے راہ رویوں سے آپ سخت نالاں تھے اور جمعیۃ علماء اسلام کے پروگرام سے بڑی گہری دلچسپی تھی، بالخصوص جماعت کے بوڑھے جرنیل مولانا غلام غوث ہزاروی کے لئے ان کے دل میں بڑا مقام تھا اور مولانا کو صحیح مومن اور خادم دین سمجھتے تھے۔ ضلع کیمل پور کی جمعیۃ کی پوری پوری سرپرستی فرماتے اور اپنے صاحبزادگان و متوسلین کو جماعت سے پورا پورا تعاون کرنے کی ہر وقت تلقین کرتے۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے ایک تحریری بیان کے ذریعہ اپنے ملنے والوں کو جمعیۃ علماء اسلام کے پروگرام میں شامل ہو کر خدمت دین کا حکم دے چکے تھے۔

الغرض وہ اس دور میں رحمۃ خداوندی کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ خدمت دین متین ان کا اوڑھنا بچھونا تھا آقائے دو جہاں کی ختم المرسلینی سے اتنا تعلق تھا کہ بایدوشاید جس کا ثبوت تحریک ختم نبوت میں ان کی پامردی و استقامت سے ملتا ہے۔

آج وہ موت کے پل کے ذریعہ وصال رفیق اعلیٰ کا حقیقی تحفہ حاصل کر چکے ہیں۔ کما قال صلی اللہ علیہ وسلم تحفۃ المومن من الموت وقال الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔ حق تعالیٰ شانہٗ انہیں فردوس کی وسعتوں میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے ؎

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

غمزدہ

(سعید علوی خطیب جامع مسجد حضرو)

## دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تعزیتی اجلاس

سنت نبوی کے بے لوث خادم مولانا نصیر الدین غورغشتی کے سانحہ وفات کی اطلاع سے دارالعلوم حقانیہ میں صف ماتم بچھ گئی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے حضرت مولانا کے وصال کو پوری اسلامی دنیا کے لئے عظیم سانحہ قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت مرحوم کی ذات اپنے صفات اور بے لوث خدمت دین کے لحاظ سے پوری اسلامی دنیا میں یکتا تھے۔ اس وقت پوری اسلامی دنیا میں ان کا نظیر نہیں تھا۔ پون صدی تک اس آفتاب رشد و ہدایت کی ضیاپاشیوں سے علمی دنیا سیراب ہوتی رہی۔ مگر افسوس کہ آج دنیا اس روشن آفتاب سے محروم ہو گئی ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں، اہل علم اور حضرت مولانا مرحوم کے ہزاروں تلامذہ اور معتقدین کے ساتھ اس غم میں شریک ہو کر دارالعلوم میں اطلاع پہنچتے ہی تعطیل کر دی گئی۔ اور دارالعلوم سے اساتذہ طلبہ دارالعلوم کے سینکڑوں کی تعداد میں ایک جماعت حضرت مرحوم کی نماز جنازہ میں شمولیت کے لئے روانہ ہوئی۔ قبل ازیں کینٹ کے سول ہسپتال میں دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم وفات سے چند گھنٹے اور دیگر اساتذہ مع حضرت مولانا مرحوم کی عیادت کی اور کئی گھنٹے ان کے پاس بیٹھے۔

## مراسلات

### ہیڈ ماسٹروں سے صریح بے انصافی

یکم اگست ۱۹۶۸ء کو صوبائی محکمہ تعلیم کے سیکرٹری کی جانب سے ایک نوٹیفکیشن نمبر ایس، او، III - ۱ - ۴۴ - ۵۴ - ۶۵ جاری ہوا تھا جس میں ۳۰ ہیڈ مسٹریسوں (گورنمنٹ گرلز ہائی اسکولز) کو درجہ دوم کے گریڈ میں محکمانہ ترقی دی گئی، اور تمام کی تمام ہیڈ مسٹریسوں کو ساتھ ہی ساتھ مستقل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے پورے ایک ماہ بعد (۱۰ ستمبر ۱۹۶۸ء) کو ایجوکیشن سیکرٹری صاحب مغربی پاکستان کی جانب سے ایک اور نوٹیفکیشن نمبر ایس، او- III - ۱۰ - ۵۱ - ۶۵ شائع ہوا۔ جس میں تیس ہیڈ ماسٹروں (گورنمنٹ مردانہ ہائی اسکولز) کو درجہ دوم کے گریڈ میں محکمانہ ترقی دی گئی۔ مگر ان تیس کے تیس بدقسمت ہیڈ ماسٹروں کو اس نوٹیفکیشن میں "عارضی" لکھ دیا گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مستورات یعنی زنانہ سکولوں کی ہیڈ مسٹریسوں سے کیوں ترجیحی سلوک کیا گیا اور مرد ہیڈ ماسٹروں نے کیا سلوک کیا تھا کہ ان تمام بدقسمتوں کو عارضی ترقی دی گئی؟ مستورات ہیڈ مسٹریسیں تمام کی تمام مرد ہیڈ ماسٹروں سے نہ صرف سروس بلکہ کوالیفکیشن اور تمام استعداد اور تجربہ میں بھی کافی جونیئر تھیں۔ پھر بھی زنانہ سیکشن سے تو کمال فراخدلی، وسعت پسندی اور دریادلی کا سلوک کیا گیا اور مردانہ سیکشن سے صریح بے انصافی، بے رحمی، جبر اور استبداد برتا گیا۔ مظلوم ہیڈ ماسٹر صاحبان جب متعلقہ سیکشن آفیسر سے ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ غلطی ڈائریکٹر آف ایجوکیشن لاہور ریجن نے کی ہے۔ جب ڈائریکٹر ایجوکیشن کے پاس واویلا کیا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ یہ تمام فروگذاشت متعلقہ سیکشن آفیسر کی ہے اور بیچارے مظلوم ہیڈ ماسٹر صاحبان انہی دو کے اختلافات میں ناحق پسے جا رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اس صریح بے انصافی کا مداوا کیا جائے الٹا یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ مردانہ گورنمنٹ ہائی اسکولوں کی آسامیاں عارضی ہیں اور زنانہ گورنمنٹ ہائی سکولوں کی آسامیاں "مستقل" ہیں۔ ایک غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسرا جھوٹ بولا جا رہا ہے حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ زنانہ گورنمنٹ ہائی اسکولز فار گرلز بھی مستقل اسکول ہیں اور مردانہ گورنمنٹ ہائی اسکول بھی بعینہٖ مستقل تعلیمی ادارے ہیں۔ پھر اتنا تفاوت اور ترجیحی سلوک کیوں برتا جا رہا ہے۔ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے؟

مظلوم ہیڈ ماسٹر صاحبان گورنر مغربی پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ دو نو اقسام کے نوٹیفکیشنوں کی فائلیں متعلقہ سیکشن سے خود طلب فرمائیں اور خود پڑھیں کہ اس سلسلہ میں کتنی صریح بے انصافی برتی گئی ہے۔ متعلقہ سیکشن کو احکام جاری کئے جائیں کہ مردانہ اور زنانہ اداروں کے سربراہوں سے یکساں سلوک کیا جائے۔ یکساں قسم کی تقرریاں کی جائیں اور یکساں قسم کے نوٹیفکیشن نکالے جائیں۔ ورنہ جو جو چہ میگوئیاں اس ترجیحی سلوک پر عوام میں جاری ہیں۔ اس سے اچھا اثر پیدا نہیں ہوتا۔ (سیکرٹری ملتان ڈویژن ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن ملتان)

# قافلۂ اسلام منزل بہ منزل

## انتخاب لاڑکانہ

امیر — مولانا علی محمد صاحب حقانی
نائب امیر — قاری محمد علی صاحب
ناظم اعلیٰ — مولانا غلام نبی صاحب
ناظم — جناب عبدالعزیز صاحب
ناظم — جناب عبدالرحیم صاحب
خازن — غلام نبی صاحب
سالار — جناب محمد پنجل صاحب

اجلاس میں ایک قرارداد میں مرکزی جمعیۃ کے فیصلہ کی تائید کی گئی۔ ایک اور قرارداد میں آغا شورش کاشمیری کو ان کی رہائی پر مبارکباد دی گئی۔ ایک اور قرارداد کے ذریعہ حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ طلباء و علماء اور پرامن شہریوں پر تشدد بند کرے۔

## جمعیۃ علماء اسلام پیلاں کا انتخاب

امیر — چوہدری محمد الیاس خاں صاحب
ناظم اعلیٰ — منظور احمد صاحب مظہر
ناظم — محمد طفیل صاحب رضا
ناظم — وکیل احمد صاحب صابر
خازن — چوہدری عبدالعزیز صاحب

## انتخاب جمعیۃ دادو (سندھ)

امیر — مولانا غلام احمد مرتضےٰ صاحب ملکانی
نائب امیر — مولانا نثار احمد صاحب
ناظم اعلیٰ — مولانا فیض محمد صاحب
ناظم — قاری غلام رسول صاحب
ناظم — جناب محمد شفیع صاحب
خازن — حاجی پیر محمد صاحب

اجلاس میں طلباء کے مطالبات، اسلامی آئین کے نفاذ کے سلسلہ میں قراردادیں پاس کی گئیں۔

## شہدادپور کا انتخاب

امیر — مولانا منظور احمد صاحب
ناظم اعلیٰ — جناب احمد حسن صاحب بھٹی
ناظم — محمد اقبال صاحب
خازن — حاجی محمد طفیل صاحب
سالار — جناب محمد امین صاحب

## میرپور متصل ضلع سکھر میں جمعیۃ کا قیام

امیر — مولانا سلطان احمد صاحب
نائب امیر — مولانا ہدایت اللہ صاحب
خازن — خیر محمد صاحب مجاہد

خازن — مولوی بشیر احمد صاحب
مبلغ — مولوی قطب الدین صاحب

## انتخاب بالاکوٹ

امیر — قاضی خلیل احمد صاحب خطیب جامع مسجد
نائب امیر — مولانا مہدی الزمان صاحب
〃 — مولانا ولی الرحمٰن صاحب
ناظم اعلیٰ — مولانا غلام ربانی صاحب
ناظم — مولانا سید عالم صاحب
خازن — شیر افضل خاں صاحب کلاتھ مرچنٹ
سالار — صوفی صفی اللہ صاحب

### اراکین

سربلند خاں، صوفی علی بہادر خاں۔ صوفی سائیں محمد منور حسین۔ محمد عرفان۔ غلام سرور خاں۔ ماسٹر مسعود الرحمٰن

## گوٹھ رئیس حاجن خاں سیفری (ضلع سانگھڑ) میں جمعیۃ کا انتخاب

سرپرست — رئیس حاجن خاں صاحب
امیر — حاجی رسول صاحب رئیس
نائب امیر — حاجی مراد خاں زمیندار
ناظم عمومی — مولوی غلام رسول صاحب قاسمی
ناظم — منشی محمد یعقوب صاحب
خازن — نواب خاں صاحب
سالار — حاجی محمد سومر خاں صاحب

## انتخاب کوپڑی ازمائی متصل ریاست سوات

نگران — قاری سعید الرحمٰن صاحب
امیر — مولانا عبدالرحمٰن صاحب
نائب امیر — مولانا محمد ایوب صاحب
ناظم اعلیٰ — ظہیر اللہ خاں صاحب
نائب ناظم — عبدالعزیز خاں صاحب نمبردار
خازن — نذیر احمد صاحب

## انتخاب میاں چنوں

سرپرست — حضرت مولانا ابراہیم صاحب
امیر — حاجی اللہ رکھا صاحب
نائب امیر — حاجی رحمت اللہ صاحب
ناظم اعلیٰ — مولوی محمد یوسف صاحب
ناظم — جناب مبارک علی صاحب
خازن — حافظ خلیل احمد صاحب
ناظم نشریات — محمد سردار صاحب

اجلاس میں ڈھاکہ میں اکابرین کے فیصلہ کا خیرمقدم کیا گیا۔ طلباء کے مطالبات پورے کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

## چک نمبر ۲۵۶ علاقہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا انتخاب

امیر — مولانا نور احمد صاحب
ناظم اعلیٰ — چوہدری عبدالرشید صاحب
خازن — چوہدری احسان الحق صاحب

## جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کے خلاف کیس لڑنے کے لئے ڈیفنس کمیٹی کا قیام

جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا کے جن چار معتقدر اصحاب پر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں جو مقدمہ قائم کیا گیا ہے۔ اس کے لئے لودھراں کے معززوکلاء پر مشتمل ایک ڈیفنس کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل وکلاء قابل ذکر ہیں:-

(۱) چوہدری فرید احمد صاحب ایڈوکیٹ
(۲) خان صولت مند خاں صاحب
(۳) چوہدری عزیز احمد صاحب انبالوی ایڈوکیٹ
(۴) سردار عبدالغفور خاں صاحب لودھی
(۵) کرم حسین صاحب جاوا
(۶) کنور محمد لیٰسین صاحب
(۷) محمد نذیر احمد صاحب توحیدی
(۸) راؤ منور خاں صاحب۔
(۹) ملک عبدالغفور صاحب ارائیں
(۱۰) میاں سعید علی صاحب بھٹی

واضح رہے کہ حضرت مولانا محمد سعید صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا۔ مولوی بشیر احمد نقشبندی ناظم جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا۔ حافظ صالح حامد صاحب خورشید۔ قاری نورالحق صاحب ایڈوکیٹ ۔ ناظم جمعیۃ علماء اسلام ملتان ڈویژن پر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں ایس۔ ڈی۔ ایم لودھراں کی عدالت میں مقدمہ قائم کیا گیا ہے۔

## اظہار تشکر

جن دوستوں اور جمعیۃ علماء اسلام کے بزرگوں نے میرے والد بزرگوار حضرت مولانا حاجی اعظم علی صاحب مرحوم و مغفور کے انتقال پر اظہار تعزیت کے لئے خطوط لکھے ہیں یا ایصال ثواب کے لئے قرآن کریم کے ختم کی اطلاعیں دی ہیں۔ میں ان سب کا فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہوں۔ اس لئے بذریعہ ترجمان اسلام میں ان تمام دوستوں، کرم فرماؤں اور محسنوں کا بصمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مزید والد بزرگوار مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہوں — (مخلص خادم بزرگان دین و علماء ربانی خادم القرآن ایوب علی نعمانی بھریا روڈ ڈاکخانہ خاص ضلع نواب شاہ)

حضرت مولانا سید عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

# مسئلہ عصمت انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام علماء حق کی نظر میں

(۴)

مؤلف نے لکھا ہے کہ اس عبارت کا تجزیہ کیا جائے تو چار امور پر روشنی پڑتی ہے۔

(الف) تفہیمات کی عبارت میں جو عصمت ذکر کی گئی ہے اس سے مراد عصمت ہے خطاؤں اور لغزشوں سے، نہ کہ معاصی اور گناہوں سے۔ بلکہ وہ یہاں زیر بحث ہی نہیں ہے۔ مؤلف نے اس جز (الف) کے ثبوت کے لئے جو دلیل پیش کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس عبارت کے سیاق میں خطاؤں اور لغزشوں کے الفاظ ہیں اور سباق میں بھی لغزشوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس سے قبل کی عبارت میں مولانا مودودی نے لکھا ہے: "اس تاویل کو قبول کرنے میں لوگوں نے اس بنا پر تامل کیا ہے کہ انبیاء کی طرف اس قسم کی لغزشوں کا انتساب عصمت انبیاء کے خلاف معلوم ہوتا ہے"۔

مؤلف کہتے ہیں کہ "جب سیاق و سباق دونوں میں لغزشوں کو لفظ بطور قرینہ ذکر کیا گیا ہے اور گناہوں کا ذکر اصلاً موجود نہیں ہے تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں زیر بحث وہ عصمت ہے۔ جو زلات اور لغزشوں سے ہو نہ کہ وہ عصمت جو معاصی اور گناہوں سے ہو"۔ (علمی جائزہ ص۶۴)

## مؤلف کی دلیل کا جائزہ

مؤلف نے شاید اس امر پر غور نہیں کیا کہ تفہیمات کی اس عبارت میں زیر بحث وہ عصمت ہے جو انبیاء علیہ السلام کو منصب نبوت کی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔ اب مؤلف بتلائیں کہ وہ کونسی عصمت ہے جو منصب نبوت کی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا کرنے کے لئے دی جاتی ہے وہ عصمت عن الزلات ہے یا عصمت عن المعاصی۔ جب لغزشوں سے عصمت کا تعلق ہی نہیں "اور انبیاء علیہم السلام لغزشوں سے باتفاق اہلسنت معصوم ہی نہیں ہیں"۔ تو پھر آپ کا یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے کہ اس عبارت میں عصمت عن الزلات کا ذکر ہے۔ اگر منصب نبوت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے یہ عصمت عن الزلات ضروری تھی تو کیا مؤلف یہ بتلا سکتے ہیں کہ پھر تمام اہل السنت نے انبیاء علیہم السلام کے لغزشوں سے معصوم ہونے پر کیوں اتفاق کیا ہے؟ کیا اہل السنت کے نزدیک انبیاء علیہم السلام نے منصب نبوت کی ذمہ داریوں کو (نعوذ باللہ) ادا نہیں کیا۔ یا عصمت عن الزلات منصب نبوت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے ضروری نہیں ہے آپ خوب غور کرنے کے بعد سوچ کر جواب دیں کہ تفہیمات کی متنازعہ فیہ عبارت میں عصمت سے مراد عصمت عن الزلات ہے یا عصمت عن المعاصی؟

## کیا عصمت عن الزلات نبوت و رسالت کے لوازم میں سے ہے؟

اگر مؤلف کی یہ بات مان لی جائے کہ عصمت عن المعاصی (گناہوں سے معصوم ہونے) کا "اس عبارت میں سرے سے ذکر ہی نہیں" اس عبارت میں تو عصمت عن الزلات کا ذکر ہے تو مؤلف نے اس عبارت کے تجزیہ کی شق "ب" میں جو کچھ لکھا ہے کہ "یہ عصمت انبیاء کے ذوات کے ساتھ لازم نہیں ہے بلکہ نبوت اور رسالت کے لوازم میں سے ہے" (علمی جائزہ ص۶۴) اس سے ان کی مراد کونسی عصمت ہے، عصمت عن الزلات یا عصمت عن المعاصی؟

شق "الف" اور شق "ب" دونوں کے ملانے سے جو نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ تو یہ ہے کہ مؤلف کے نزدیک عصمت عن الزلات لوازم نبوت و رسالت میں سے ہو۔ حالانکہ مؤلف مسئلہ عصمت انبیاء میں ثابت کر چکے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام لغزشوں سے معصوم نہیں ہیں۔

مؤلف صاحب اچھی طرح غور کر کے بتلائیں کہ ان کے نزدیک وہ کونسی عصمت ہے جس کے لازم ذات ہونے کے وہ حضرات قائل تھے۔ جن کی تردید مولانا مودودی نے اس عبارت سے کی ہے۔ "ان حضرات نے شاید اس امر پر غور نہیں کیا ہے کہ عصمت دراصل انبیاء علیہم السلام کے لوازم ذات سے نہیں ہے"۔ وہ کون حضرات ہیں جنہوں نے عصمت عن الزلات کو بھی لازم ذات کہا تھا۔ جس کو مولانا مودودی غور نہ کرنے کا نتیجہ فرما رہے ہیں۔

اب فرمایئے کہ اس عبارت میں عصمت عن الزلات کا ذکر ہے یا عصمت عن المعاصی کا؟

## مؤلف سے ایک سوال

مؤلف نے تفہیمات کی عبارت میں تجزیہ کا آخری جزو یہ لکھا ہے کہ "ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اللہ تعالےٰ نے اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہونے دی ہیں"۔ (علمی جائزہ ص۶۲)

مؤلف کے تجزیہ کی شق "ب" سے تو اس عصمت کا نبوت و رسالت کے لوازم سے ہونا ثابت ہوا۔ اور اس آخری شق سے معلوم ہوا کہ یہ عصمت کسی نہ کسی وقت ہر نبی سے اٹھا لی جاتی ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ جب یہ عصمت نبوت و رسالت کے لئے لازم ہے اور نبوت ملزوم تو نبوت کے ہوتے ہوئے عصمت کا اٹھالیا جانا کیسے متصور ہو سکتا ہے؟ اور ملزوم کے پائے جانے کے باوجود اس کا لازم کیونکر اس سے علیحدہ اور جدا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ وجود ملزوم مستلزم ہوتا ہے وجود لازم کو۔ اور اگر کسی وقت یہ عصمت انبیاء علیہم السلام بقول مولانا مودودی کے اٹھالی جاتی ہے تو کیا (العیاذ باللہ) اس وقت وہ نبی بھی نہیں رہتے۔ اس سے کہ انتفاء لازم مستلزم ہوتا ہے انتفاء ملزوم کو۔ تو جس وقت عصمت نہیں رہے گی۔ اس قاعدہ عقلیہ کی بنا پر اس وقت نبوت بھی نہیں رہے گی (نعوذ باللہ)!

## مؤلف کے تجزیہ کے مطابق مولانا مودودی کا مسلک

اب مؤلف کے تجزیہ کے موافق لازم آتا ہے کہ عصمت انبیاء کے بارہ میں مولانا مودودی کا مسلک یہ ہوا کہ ان کے نزدیک بعض وقت انبیاء علیہم السلام سے ان کی نبوت منتفی ہو جاتی ہے۔ اور ہر نبی پر کوئی وقت ایسا بھی آتا ہے۔ جس میں (نعوذ باللہ) وہ نبی ہی نہیں ہوتے۔ کیا مسلک اہلسنت والجماعت کی عین ترجمانی یہی ہے؟ اور کیا اس میں صرف اتنی ہی چیز کا دعویٰ کیا گیا ہے کہ "انبیاء علیہم السلام سے ایک دو لغزشیں سرزد ہو جاتی ہیں"؟ یا اس عبارت سے ہر نبی کی نبوت کا انقطاع لازم آتا ہے۔ کیا کسی وقت نبوت کا ارتفاع لازم آتا ہے۔ کیا کسی وقت نبوت کا ارتفاع بھی اہلسنت کا مسلک ہے؟ یہ ہے وہ عقیدۂ عصمت جس کے متعلق مؤلف لکھتے ہیں کہ "مولانا مودودی کے عقیدۂ عصمت میں دوسرے اہلسنت کی بہ نسبت انتہائی احتیاط پائی جاتی ہے" اور مؤلف کے نزدیک مولانا کے اس عقیدۂ عصمت کی بڑی تعریف اور تحسین کی جانی چاہیئے تھی۔

اب مؤلف کو یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ مولانا مودودی کو صرف اتنی بات کے کہہ دینے پر کہ "انبیاء علیہم السلام سے ایک یا دو لغزشیں سرزد ہوئی ہیں" گروہ اہلسنت یا دائرہ اسلام سے خارج کر دینے کی کوشش نہیں کی گئی۔ بلکہ ان پر الزام یہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے کسی نہ کسی وقت عصمت کے اٹھالئے جانے کے کیوں قائل ہیں! جس سے اس وقت میں ان کی نبوت کا نہ رہنا بھی لازم آتا ہے (العیاذ باللہ)

## رفع اشتباہ

یہ بھی یاد رکھیے کہ اہلسنت والجماعت سے یہ سوال نہیں کیا جا سکتا کہ جب وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام لغزشوں سے معصوم نہیں اور مولانا مودودی بھی لغزشوں کے سرزد ہونے کے قائل ہیں، تو پھر اہلسنت کے مسلک اور مولانا مودودی کے عقیدہ میں کیا فرق رہا۔ بلکہ بقول مؤلف مولانا مودودی نے تو لغزشوں کے سرزد ہونے میں بھی ایک دو کی حد بندی کر دی بخلاف اہل السنت والجماعت کے کہ وہ بغیر تحدید کے ذکر کرنے کے لغزشوں کے صدور کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک زلات اور لغزشوں کے ساتھ عصمت کا تعلق ہی نہیں ہے اب اگر وہ تحدید کے ذکر کئے بغیر لغزشوں کے صدور کے قائل ہوں تو ان پر کچھ الزام نہیں۔ بخلاف مولانا مودودی کے کہ ان کا عقیدہ مؤلف نے یہ نکالا ہے کہ:۔ (باقی آئندہ)

TARJUMAN-E-ISLAM

مولانا ابوالکلام آزادؒ

# ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

آج دنیا پھر تاریک ہے۔ وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ لب ہے۔ وہ پھر سوگئی جس سے بار بار اسے جگایا گیا تھا۔ اور پھر اسے بھول گئی ہے جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی۔ اس کا وہ پرانا دکھ جس کے علاج کے لئے خدا کے رسولوں نے آہ وزاری کی، اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا، آج پھر تازہ ہوگیا ہے۔ جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی تھی۔ جبکہ اسلام کا ظہور ہوا تھا، ویسی ہی تاریکی آج تہذیب و تمدن کے نام سے پھیل رہی ہے جبکہ اسلام ایسی غربت اولیٰ میں مبتلا ہے۔ اگر اس زمانہ میں دنیا کی سب سے بڑی تاریکی بت پرستی تھی تو اس کی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھا گئی ہے۔ پہلے انسان پتھر کے بتوں کو پوجتا تھا، اب خود اپنے تئیں پوجتا ہے۔ خدا کی پرستش اس وقت بھی نہ تھی، اور اس کے پوجنے والے آج بھی نہیں ہیں ـــــ آہ! وہ اس دن کہاں جائیں گے؟ جنہوں نے انسانوں سے صلح کرنے کے لئے خدا سے جنگ کی؟ اور اپنے اس ایک ہی آقا کو ہمیشہ اپنے سے روٹھا ہوا رکھا۔ وہ پکاریں گے پر جواب نہیں دیا جائے گا۔ وہ فریاد کریں گے پر سنی نہیں جائے گی۔ وہ توبہ کریں گے پر قبول نہ ہوگی۔ وہ نادم ہوں گے پر مہلت کام نہ دے گی۔ اے انسان اس دن کے لئے تجھ پر افسوس ہے۔

ماہنامہ
ترجمانِ اسلام
لاہور



# کام کی باتیں

از امام ربانی، مجدد الف ثانی حضرت مولانا شیخ احمد سرہندیؒ

جو اعمال باری تعالیٰ عزوجل کے قرب سے بہرہ ور کرتے ہیں، وہ فرائض ہیں یا نوافل۔ فرائض کے مقابلہ میں نوافل کی کوئی حیثیت نہیں۔ کسی فرض کو وقت میں ادا کر دینا ہزار سالہ نوافل سے بہتر ہے۔ خواہ نیت کتنی ہی خالص ہو۔

نماز، روزہ، ذکر، مراقبہ وغیرہ غرض جتنی نفلیں ہیں اور میں تو کہتا ہوں کہ ادائے فرض کے وقت سنن اور آداب کا لحاظ رکھنا بھی یہی حکم رکھتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز کے بعد حاضرینِ جماعت پر نظر ڈالی تو اپنے ایک دوست کو غیر حاضر پایا۔ دریافت کیا کہ وہ صاحب کیوں نہیں حاضرِ جماعت ہوئے حاضرین نے عرض کیا:

"شب بیدار ہیں۔ خیال ہے کہ اس وقت سو گئے ہوں گے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اگر تمام رات سوتے رہتے اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرتے، یہ بہتر تھا۔"

لہذا کسی فعل مستحب کا لحاظ رکھنا اور مکروہ تحریمی تو درکنار مکروہ تنزیہی سے احتیاط کرنا۔ ذکر فکر اور مراقبہ سے بدرجہا بہتر ہے۔

ہاں! بے شک ذکر و فکر وغیرہ اگر پابندی سنت اور پاسداری مستحبات کے ساتھ ہوں تو ایسا شخص یقیناً کامیاب ہے۔

# حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد عبد اللہ بھکر

حضرت الاستاذ شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل وطن لیٹی ضلع کیمل پور تھا۔ آپ کے دادا حکیم شیخ محمود صاحبؒ ترک وطن کر کے گنگیاں ضلع شاہ پور آگئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ لیٹی کے سرکاری کاغذات میں حکیم صاحب مرحوم کی کچھ جائداد موجود ہے۔ لیکن حضرت الاستاذ مرحوم اور آپ کا خاندان اس جائداد سے بے نیاز رہا۔

ضلع میانوالی میں دریائے سندھ کے کنارے "دوآبہ" کے نام سے ایک گاؤں آباد ہے۔ یہی خوش نصیب گاؤں ہے جہاں ۱۸۹۷ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ سات سال کے ہوئے تو اس زمانہ کے مشہور بزرگ حضرت مولانا احمد خاں صاحبؒ کی نظر آپ پر پڑی۔ حضرت نے آپ کی پیشانی میں سعادت و سربلندی کے آثار محسوس کیے اور آپ کو دین کی خاطر مانگ لیا اور اپنی خانقاہ میں لے گئے۔ قرآن مجید ناظرہ پڑھوا کر فارسی پر لگا دیا اور ساتھ ہی روحانی تربیت فرماتے رہے۔ آپ کو اپنے شیخ اور مربی سے بہت عقیدت و محبت ہو گئی۔ تعلیم کا سلسلہ فارسی تک ہی رہ گیا اور شیخ کی خدمت اور سلوک و تصوف میں منہمک ہو گئے۔ بارہ سال کی عمر میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ انیس سال کی عمر میں شادی ہو گئی اور خانگی ذمہ داریاں بھی سر پہ آپڑیں۔ مگر شیخ کے ساتھ تعلق اور خدمت میں کوئی فرق نہ آیا۔ ایک دن دادی صاحبہ نے بڑی حسرت اور افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا کہ :

"میرا ایک ہی پوتا ہے اور یہ بھی حفظِ قرآن اور علمِ دین سے محروم رہ گیا"

دادی صاحبہ کے اس ارشاد کا آپ کے دل پر بہت اثر ہوا۔ قرآن مجید حفظ کرنے بیٹھ گئے اور ۳۰ دنوں میں پورا قرآن مجید یاد کر لیا اور تراویح میں سنا بھی دیا۔ حضرت مولانا احمد خاں صاحبؒ آپ کو پیار سے دُردانہ کہا کرتے تھے۔ ایک دن فرمایا کہ :

"دُردانہ! اس سے آگے سلوک مجددی علم چاہتا ہے"

دادی مرحومہ کی ایک آرزو پوری کر چکے تھے، اب دوسری تمنا پوری کرنے کی شکل بھی حضرت شیخ کے اس ارشاد سے نکل آئی۔ حضرت کے حکم سے امرتسر تشریف لے گئے اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے۔ ایک ہی سال میں تمام ضروری کتابیں (موقوف علیہ دورۂ حدیث) پڑھ لیں اور دورۂ حدیث پڑھنے کے لیے دیو بند تشریف لے گئے۔ دارالعلوم دیو بند کے شیخ الحدیث علامۃ العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ :

"دہلی چلے جائیں اور اس سال میں مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ سے بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھ لیں۔ اگلے سال یہاں آکر دورۂ حدیث میں شریک ہو جائیں"

آپ نے حضرت شاہ صاحب کے ارشاد کو بخوشی تسلیم کیا اور دہلی جا کر حدیث کی مذکورہ کتابیں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور دوسرے سال دیو بند آکر ایک ممتاز طالب علم کی حیثیت سے دورۂ حدیث میں شریک ہوئے۔ بے پناہ ذہانت اور حافظہ کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب بھی آپ پر زیادہ توجہ اور نظرِ عنایت رکھتے۔ حضرت شاہ صاحب کو جب آپ کے حفظِ قرآن کا واقعہ معلوم ہوا تو آپ کو بلایا اور فرمایا کہ:

"مولوی صاحب! میں نے سنا ہے کہ آپ نے ۳۰ دن میں قرآن مجید حفظ کیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے"؟

آپ نے جواب میں عرض کیا کہ جی ہاں! یہ صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنے ہی دنوں میں یہ نعمت عطا کی ہے

حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ :

"بھائی! آپ نے پہلے حفظ کر کے بھلا دیا ہوگا، پھر دوبارہ اتنے دنوں میں یاد کر لیا ہوگا"

آپ نے عرض کیا کہ نہیں حضرت ایسا نہیں ہے۔ پھر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ :

"بھائی! آپ تلاوت زیادہ کرتے رہے ہوں گے جس سے کچھ یاد ہو گیا ہوگا۔ پھر آپ نے ان دنوں مزید پختہ کر لیا ہوگا"!

آپ نے عرض کیا کہ نہیں حضرت! ایسا بھی نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحب اس خداداد حافظہ پر بہت متعجب اور خوش ہوئے۔

دارالعلوم دیو بند کے زمانہ تعلیم میں چھٹی پر گھر آئے تو مفسر قرآن حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مولانا نے آپ سے حدیث کے ایک مقام کے متعلق پوچھا کہ حضرت شاہ صاحب نے اس پر کیا تقریر فرمائی؟ آپ نے حضرت شاہ صاحب کی پوری تقریر سنا دی۔ حضرت مولانا مرحوم بہت خوش ہوئے اور اپنے سینے سے لگا کر بار بار یہ دعا دیتے رہے کہ :

"اللہ تعالیٰ آپ کو پنجاب کا انور شاہ بنائے"!

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات ہوئے۔ بیضاوی شریف کے پرچے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے دیکھے، جب آپ کا پرچہ دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

"یہ تو بیضاوی کی شرح ہے"

آپ کی شاندار کامیابی اور بلند استعداد سے متاثر ہو کر فرمایا کہ :

"دارالعلوم کو ایسے طلبہ پر ہمیشہ فخر رہے گا"

آپ دارالعلوم کے امتحان میں اوّل آئے۔ فرماتے تھے کہ مجھے اپنی استعداد پر بہت اعتماد تھا۔ ارادہ ہوا کہ لاہور جا کر بغیر کسی مزید تیاری کے مولوی فاضل کا امتحان دوں گا پھر گھر جاؤں گا، جب الوداعی مصافحہ کے لیے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ :

"مولوی صاحب! کیا ارادہ ہے"؟

میں نے اس خیال سے اپنا امتحان کا ارادہ ظاہر کیا کہ حضرت میری اس مستعدی پر خوش ہوں گے مگر حضرت نے میری امید کے برعکس یہ ارشاد فرمایا کہ :

"اچھا مولوی صاحب! کرسی کا شوق ہے؟ نہیں بھائی! ایسا نہ کرو۔ جاؤ وطن جا کر دین کی خدمت کرو۔ انشاء اللہ کرسیوں والے تمہارے قدموں میں بیٹھیں گے"!

آپ نے امتحان کا ارادہ ترک کر دیا اور وطن آگئے تین سال کی مدت میں تمام علوم مروجہ پر عبور حاصل کر لینا حیرت انگیز استعداد کا مظاہرہ ہے لیکن آپ اس کامیابی کو اپنا کمال نہیں سمجھتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ :

"میں اپنے حضرت صاحب کے کپڑے دھویا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے آپ کا پسینہ لگا ہوا بنیان دھویا تو اسی نیت سے اس کا غسالہ پی لیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین کا علم عطا فرمائے۔ اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے لیے علم کا راستہ آسان فرما دیا"

آپ نے وطن آکر دو سال تک اپنے شیخ کے صاحبزادوں کو خانقاہ میں پڑھایا اور سلوک مجددیہ کی تکمیل کر کے اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اس زمانہ میں خانقاہ میں امامت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے، ایک دفعہ اتفاق سے عصر کے قریب منطق کا ایک سبق پڑھایا، جب نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ :

"نماز کے وقت اس قسم کا سبق نہ پڑھایا کرو۔ میں نے نماز میں اس کی ظلمت کو محسوس کیا ہے"

حضرت شیخ نے جب آپ کو خلافت کے بلند منصب پر فائز کیا تو ارشاد فرمایا کہ :

"مولوی صاحب! ظاہری علوم کے مدرسے تو چل رہے ہیں لیکن باطنی علوم کے مدرسے بند ہو رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ طریقہ مجددیہ کی تعلیمات کی اشاعت کی جائے"

آپ نے حضرت سے اجازت لے کر ضلع میانوالی کے مشہور قصبہ واں بھچراں میں قیام کیا مگر وہاں کے مخصوص حالات کی وجہ سے ایک سال سے زیادہ نہ ٹھہر سکے۔ یہاں آپ کے لیے آرام اور راحت کے تمام وسائل تھے ہر طرح کی معاشی سہولتیں تھیں۔ بہت سے لوگوں نے اصرار کیا کہ آپ دولت کو لات مار رہے ہیں۔ ایسی جگہ کو نہ چھوڑیں لیکن آپ نے کسی کی نہ مانی۔ دین اور مسلک کی خاطر واں بھچراں کو ترک کر کے خوشاب تشریف لے گئے۔ ایسی ہی شانِ استغنا کے متعلق مسکین مرحوم نے کہا تھا ؎

نیازِ جنس خودی کے بدلے میں گنجِ قاروں بھی دے رہا تھا
ہماری شانِ قلندری نے اس ابلہی کو روا نہ جانا

خوشاب میں آپ نے اپنے دادا پیر حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحبؒ (موسیٰ زئی شریف) کے نام پر مدرسہ عربیہ سراج العلوم قائم کیا۔ ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کی ترویج اور تزکیہ قلوب کا سلسلہ بھی جاری فرمایا۔ خوشاب

(باقی بر ص۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ترجمانِ اسلام لاہور

۲۰ شعبان ۱۳۸۹ھ
جمعہ ۳۱-اکتوبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۲
شمارہ ۴۲
قیمت ۲۰ پیسے
فون نمبر ۶۷۷۱۵

## مندرجات

* شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
* اداریہ
* پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کی جدوجہد اور مودودی صاحب
* جھوٹ کا پردہ چاک ہوا
* خدام الدین کی پالیسی
* ڈیلہ ار پارک کے تالاب میں
* سامراج کے دشمنوں سے دشمنی کیوں؟
* مولانا محمد ضیاء القاسمی کا مکتوب
* مفتی محمود صاحب اور مولانا ہزاروی مہتمم دارالعلوم دیوبند کی نظر میں
* پاکستان لیبر پارٹی کا گرامی نامہ حضرت مفتی صاحب کے نام

دیگر
اعلانات اور خبریں

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

ایڈیٹر
احمد حسین کمال

سب ایڈیٹر
حافظ محمد حنیف سہارنپوری

# اشتراکیت کے الزام کی حقیقت

احمد حسین کمال

سرگودھا میں منعقدہ مجلس عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے حالیہ اجلاس کے موقعہ پر مشرقی پاکستان سے آئے ہوئے معزز ممبران و علماء نے یہ انکشاف کیا کہ۔

"جب مودودی صاحب چاٹگام تشریف لے گئے اور وہاں کسی مسجد میں حاضرین کے ایک اجتماع سے خطاب فرمایا تو کسی صاحب کے اس استفسار پر کہ آپ کو جمعیۃ علماء اسلام پاکستان سے کیا اختلاف ہے جو آپ کا اور ان کا اتحاد نہیں ہو پاتا"

تو جناب مودودی صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ۔

"ہمارا ان سے کوئی اصولی اختلاف تو ہے نہیں لیکن جمعیۃ علماء اسلام پر سوشلسٹوں کا اثر ہے اور ان کے دفتر و اخبار میں احمد حسین کمال نامی جو شخص کام کرتا ہے وہ انٹرنیشنل کیمونسٹ پارٹی کا رکن ہے"۔

اسی طرح یہ بھی انکشاف ہوا کہ۔

جب حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی ڈھاکہ تشریف لے گئے اور کسی بڑے صنعت کار شاید باوانی صاحب کے بنگلہ میں علماء کا ایک خصوصی اجتماع منعقد کیا گیا تو وہاں بھی بعض حضرات نے یہ سوال اٹھا دیا کہ۔

"آپ کو جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ کیا اختلاف ہے؟" جواب میں مولانا احتشام الحق صاحب نے بھی یہ فرمایا کہ۔

"ہمارا جمعیۃ سے کوئی اختلاف نہیں، لیکن چونکہ ان کے دفتر اور اخبار میں احمد حسین کمال نامی شخص کام کرتا ہے اور وہ پرانا کیمونسٹ ہے"۔

اور اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے دیوان سنگھ مفتون کی کتاب "ناقابل فراموش" کا وہ حوالہ ذکر کیا جس پر ترجمان اسلام کی گزشتہ اشاعت میں تفصیل سے روشنی ڈال دی گئی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں اس مہم کا ایک حصہ ہیں جو جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف گزشتہ چند سالوں سے شروع ہے۔

کانگرسی ہونے کا الزام، قیام پاکستان کے مخالف ہونے کا الزام، ایوب خاں کے حامی ہونے کا الزام کے سلسلہ کی یہ چوتھی کڑی سوشلزم کے موید ہونے کا حالیہ الزام ہے۔

اور چونکہ یہ تمام الزامات حقیقت واقعہ کے خلاف ہیں۔ اس لئے ان کے ثبوت میں ایسی من گھڑت اور خانہ ساز باتیں پیش کی جاتی ہیں جن کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا۔

اور یہ پروپیگنڈے سے ان کو ایسی ہوا دی جاتی ہے کہ بہت سے حلقوں میں شک و شبہ کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔

تاہم ایک حلقہ اہل علم اور اکابر دین کا ایسا بھی ہے، جو کسی صورت میں کبھی یہ باور نہیں کر سکتا بلکہ شبہ تک نہیں کر سکتا کہ حضرت درخواستی مدظلہ حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ، حضرت مولانا ہزاروی مدظلہ اور اسی طرح کے تمام جمعیۃ سے وابستہ جید علماء حق سوشلسٹ ہو سکتے ہیں یا سوشلزم سے متاثر ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ اس حلقہ کو بدظن کرنے کے لئے ہی یہ تکنیک استعمال کی گئی ہے کہ احمد حسین کمال کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کیا جائے کہ در اصل کیمونسٹ شخص ہے اور بلا حوالہ مسلسل یہ کہا جائے کہ ترجمان اسلام میں کیمونسٹ اور اسلامی سوشلزم کے حق میں مضامین شائع ہوتے ہیں۔

درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول علماء اور عام دین دار مسلمانوں کے لئے بڑا مشکل ہے کہ وہ ترجمان اسلام کا بہ امعان نظر مطالعہ کر کے اس جھوٹے پروپیگنڈے کو بالکل رد کر دیں۔

چنانچہ بعض بزرگ اور نہایت ہی قابل احترام ہستیوں کے دلوں میں بھی یہ خلجان رونما ہوا کہ شاید ترجمان اسلام میں سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کی حمایت میں مضامین شائع ہوتے ہوں اور اس کا ذمہ دار احمد حسین کمال ہو۔

چنانچہ اس خلجان کا اظہار زبانی اور تحریری طور طور بھی کیا گیا ہے۔

یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ احمد حسین کمال کی شخصیت اتنی اہم اور وقیع نہیں ہے کہ اس کے خلاف اتنا بڑا اور وسیع مورچہ قائم کیا جاتا۔

مخالفین کا مقصود صرف یہ ہے کہ اس طرح جمعیۃ کے اکابر علماء اور جمعیۃ کی پوزیشن کو شک و شبہ میں ڈال دیں۔ اور جمعیۃ ان علماء کی حمایت و تائید سے محروم ہو جائے، جو اپنے طور پر بلند پایہ بھی ہیں، با اثر بھی ہیں اور جمعیۃ کو اب تک حق و صواب پر قائم مانتے چلے آ رہے ہیں۔

اس سلسلے میں بعض وضاحتیں اور معروضات پیش کرنے سے پہلے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ۔

(ورق الٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

اگر مودودی صاحب کو واقعی جمعیۃ علماء اسلام سے صرف اتنا ہی اختلاف ہے کہ ترجمان اسلام کا مدیر احمد حسین کمال ہے اور وہ اس کے سوا دوسری تمام باتوں میں جمعیۃ علماء اسلام کے موقف و مسلک سے پوری طرح متفق اور اس کے حامی ہیں تو اس کا باقاعدہ اعلان کریں میں کسی قسم کی وضاحت و معذرت پیش کئے بغیر ترجمان اسلام کے عملہ سے علیٰحدگی اختیار کر لوں گا۔

اسی طرح اگر مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی اور ان کے ہمنوا افراد کو جمعیۃ علماء اسلام سے صرف اس لئے اختلاف ہے کہ احمد حسین کمال ترجمان اسلام سے وابستہ ہے اور انہیں جمعیۃ علماء اسلام کے موقف کے ساتھ مکمل اتفاق ہے، تو وہ بھی اپنے رفقاء کے ساتھ اعلان فرما دیں کہ میری علیٰحدگی کی صورت میں وہ جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی کی امارت میں اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب و حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نیز دیگر اکابر جمعیۃ کی رفاقت میں کام کریں گے تو میں بلا عذر ترجمان اسلام سے علیٰحدگی اختیار کر لوں گا۔

اگر مودودی صاحب اور مولانا احتشام الحق صاحب چاٹگام اور ڈھاکہ میں علماء کی مجلس میں بیان کردہ اپنے عذر میں مخلص اور سچے ہیں، تو انہیں میری اس پیشکش کے بعد جمعیۃ علماء اسلام میں اپنی شمولیت اور اس کے موقف و مسلک کی حمایت و تائید کا فوراً اعلان کر دینا چاہیئے ورنہ بصورت دیگر عام مسلمان یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ان دونوں حضرات کی طرف سے مجھے (احمد حسین کمال کو) کمیونسٹ قرار دینے کے پروپیگنڈے کی تہ میں کچھ دوسرے مقاصد، عزائم اور اشارے کارفرما ہیں۔

اس کے علاوہ مودودی صاحب، مولانا احتشام الحق صاحب اور وہ تمام لوگ جو ترجمان اسلام کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ اس میں سوشلزم کی حمایت اور اسلامی سوشلزم کی تائید میں مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

ان سب سے بالخصوص مولانا احتشام الحق صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے گذارش ہے کہ وہ ترجمان کے گذشتہ دس بارہ سال کے ریکارڈ اور میرے مضامین میں سے کوئی ایک مضمون بھی ایسا بتائیں۔ جس میں سوشلزم کی حمایت یا اسلامی سوشلزم کی تائید کی گئی ہو یہ ان حضرات کی نہ صرف اخلاقی ذمہ داری ہے بلکہ شرعی ذمہ داری بھی ہے اور دیانتداری کا تقاضا بھی ہے۔

اس کے برعکس بیسیوں مضامین میرے بھی اور دوسروں کے بھی کیمونزم پر تنقید اور رد میں شائع ہو چکے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں ہاں اگر مودودی صاحب کے افکار اور ان کی جماعت کے موقف کی تنقید و تردید کا نام سوشلزم کی حمایت ہے تو یہ علیٰحدہ بات ہے۔ لیکن پھر اس کا اعلان کیجئے کہ مودودی صاحب اس دور میں معیار حق ہیں اور ان کی جماعت ہی کا نام اسلام ہے۔ (جاری ہے)

(کمال)

---

# حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی کا مکتوب گرامی

## ہفت روزہ "زندگی" کا سفید جھوٹ

...... مودودی پارٹی جو اس ملک میں مسیلمہ کذاب کی صحیح جانشین ہے۔ اس کے اخبارات اور جرائد نے جھوٹ بولنے اور جھوٹ لکھنے کا وہ ریکارڈ قائم کیا ہے۔ جس سے معلم الملکوت بھی سر پیٹ کے رہ گیا ہے۔

۲۰ اکتوبر کے شمارہ میں میرے ذمہ لاہور کے ایک ہفت روزہ "زندگی" میں چند نامناسب الفاظ مولانا احتشام الحق کے متعلق تحریر کئے گئے ہیں۔ مولانا احتشام الحق سے مجھے شدید اختلاف ہے۔ انہوں نے مودودی پارٹی کے تعاون سے ملک بھر میں علماء حق کی جماعت کے خلاف جو جہاد شروع کیا ہے وہ کسی طرح بھی مناسب و درست نہیں قرار دیا جا سکتا۔ لیکن اس کا مقصد یہ بھی نہیں ہے کہ میں انہیں ایسے الفاظ سے یاد کروں، جو اخلاق و شرافت کے منافی ہوں۔

ہفت روزہ "زندگی" نے مولانا احتشام الحق کو سکھ لکھ کر جو انہیں خراج عقیدت پیش کیا ہے، وہ ان کے خبث باطن کا مظاہرہ ہے میں اس جھوٹ کی پر زور تردید کرتا ہوں اور مودودی پارٹی کے اس سفید جھوٹ پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں نے سکھ مولانا احتشام الحق کے متعلق قطعاً استعمال نہیں کیا۔

البتہ مجھے "لطف اللہ خاں" کے اس مضمون کے تضادات دیکھ کر احساس ہوا۔ کہ شاید مضمون نگار سکھ یا ان کے وارث ہوں گے۔ کیونکہ وہ بیچارے سرگودھا میں علماء ربانی کے اجتماع سے اس قدر گھبرائے ہوئے ہیں کہ ان پر بالکل سکھوں کی سی کیفیت مخبوط الحواسی طاری ہے۔ کہیں تو وہ محدث اعظم مولانا بنوری پر آوازہ کستے ہیں کہ حافظ اسماعیل کو ان سے کاروباری رقابت ہے۔ اب بھلا اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے۔ کہ مولانا بنوری نے کونسا مودودی پارٹی کی کتابیں فروخت کرنے کا کاروبار شروع کر رکھا ہے، جس سے حافظ اسماعیل کو رقابت ہو۔ مولانا بنوری کا تو ایک دینی ادارہ ہے جس پر ملت اسلامیہ کو فخر ہے۔ اس کو کاروبار کہنا ان دین فروشوں کا ہی کام ہو سکتا ہے جو شب و روز پاکستان میں دین فروشی اور ضمیر فروشی کا کام کرتے ہیں۔ اسی طرح دیگر علماء کرام پر طرح طرح کی پھبتیاں کسی گئی ہیں۔ جو سراسر جھوٹ اور بہتان کا پلندہ ہیں

مولانا گل بادشاہ سے میری اور مولانا محمد لقمان صاحب کی ملاقات کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ جس طرح ہم انہیں کسی مجلس میں ملے ہوں اور انہوں نے اٹھ کر ہمارا استقبال فرمایا!

حالانکہ مولانا گل بادشاہ سے ہماری ملاقات بالکل سرراہ ہوئی تھی۔

اے جھوٹوں کے مرید لطف اللہ خاں! کیا تو نے یہ مضمون اہالی دل کے رہنماؤں کی طرح ہوش و حواس گم کر کے تو نہیں لکھا؟ بے فکر رہیئے، تمہاری ان گھناؤنی حرکات سے جمعیۃ کی عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑیگا انشاء اللہ ملک بھر میں اب مودودی پارٹی کی امریکہ اور یہود نواز پالیسی کو طشت ازبام کر کے رکھ دیا جائے گا۔ اس کے لئے جو مشکلات بھی پیش کی گئیں، انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کیا جائے گا انشاء اللہ وما توفیقی الا باللہ۔

(محمد ضیاء القاسمی لائلپور)

---

**ترجمان اسلام کے منشور نمبر میں**

مشرقی پاکستان کے دو علماء کرام کے اسماء گرامی درج ہونے سے رہ گئے تھے وہ یہ ہیں:

مولانا شوکت علی صاحب کھلنا

مولانا عبدالجبار صاحب ڈھاکہ

شمس المقریٹی

# سامراج کے دشمنوں سے دشمنی کیوں؟

آج کل مملکت خداداد پاکستان میں مختلف انداز سے مغربی سامراج کی ہمنوا جماعتیں ہر اس گروہ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی ہوئی ہیں جو کسی بھی شکل میں مغربی سامراج کا مخالف ہے۔ اس یک طرفہ رویے کے باعث جب انہیں امریکہ نواز کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے تو پھر یہ جماعتیں سٹ پٹا جاتی ہیں۔ مندرجہ ذیل تقابلی نکات ان کی امریکہ نوازی کا بھرم کھولنے کے لئے کافی ہوں گے۔

(۱) جب برطانیہ نے اپنے بحری بیڑے کو بحیرہ روم سے نکالا، تو امریکہ نے اپنے بحری بیڑے کو بڑھانا شروع کیا تو مودودی جماعت نے اس کی مخالفت آج تک نہیں کی

(۲) امریکہ اور شمالی ویت نام کی جنگ میں مودودی جماعت نے ویت نام کی مذمت اور امریکہ کو حق بجانب قرار دیا۔ آخر کیوں؟

(۳) انڈونیشیا کے ڈاکٹر عبدالرحیم سکارنو نے اپنے دور اقتدار میں امریکہ کے پرستاروں کی جائدادیں ضبط کر لی تھیں۔ سرمایہ داری کا قلع قمع کیا تھا۔ عیسائی مشنریوں پر پابندی عائد کر دی تھی۔ لیکن مودودی جماعت کے "صالحین" نے بے پر کی اڑانے میں کسر نہ اٹھا رکھی۔ اس کے برعکس سوہارتو نے برسر اقتدار آتے ہی ضبط کی ہوئی جائدادیں واپس کر دیں۔ سرمایہ داری کی پرورش کے لئے راہ ہموار کی، اور عیسائی مشنریوں کو تبلیغ کی کھلی اجازت دے دی تو صالحین نے اسے فوراً "فرزند توحید" کے لقب سے نوازا محض اس لئے کہ سوئیکارنو امریکہ کے مخالف تھے اور سوہارتو امریکہ نواز۔

(۴) قطب کی پھانسی سے متعلق مودودی جماعت نے ناصر کے خلاف خوب زہریلا پروپیگنڈا کیا۔ لیکن انڈونیشیا میں سوہارتو نے آٹھ ہزار علماء کو شہید کر دیا تو مودودی جماعت کو کیوں سانپ سونگھ گیا؟ جبکہ قطب نے تو حضرت عثمان کے خلافت کا عہدہ سنبھالنے کے دن کو تاریخ کا منحوس ترین دور کہا تھا۔ لیکن انڈونیشیا کے یہ علماء تو دین کے مبلغ تھے۔

(۵) نائیجیریا میں سامراج نوازوں نے ابوبکر بن بلیوا اور احمدو بیلو کو شہید کیا۔ جبکہ ان کے سات لاکھ مرید تھے اور تمام کو عیسائیت کی گود سے نکال کر اسلام کے دامن میں پناہ دی تھی۔ ان نامور بزرگوں کو مودودی جماعت تادم آخر کوستی رہی۔ لیکن ان کے قاتلوں سے متعلق خاموشی کیا بلکہ خوشی سے دوستی گانٹھ لی۔ آج یہاں عیسائی حکومت قائم ہے۔ ابوبکر اور احمدو بیلو کے خلاف لٹریچر کی بھرمار کس لئے؟ اسی لئے نا کہ وہ اینٹی سامراج تھے؟

(۶) ایران میں جب ڈاکٹر مصدق کی وزارت کا تختہ الٹا تو مودودی جماعت نے کیوں چپ سادھے رکھی؟ اس لئے کہ وہ امریکہ کے دشمن تھے؟

(۷) مصر میں جب سامراجی ایجنٹ جیلوں کی نذر کئے گئے تو مودودی جماعت کے قلم اور زبانیں رو کے نہ رکتی تھیں۔ اس کے برعکس جسٹس منیر کے بھارت کے مسلمانوں سے ہمدردی کے استفسارات کے جواب میں مودودی نے کہا "مجھے کوئی ہمدردی نہیں۔" مصر کو بدنام کرنے کے لئے اور امریکہ نوازی کا ثبوت فراہم کرنے کے لئے سامراجیوں کی تذلیل برداشت نہ ہوئی۔ اور بھارتی مسلمانوں پر ٹوٹنے والے مظالم کی پرواہ نہ کی

(۸) الجزائر کے بن بیلا کی حکومت کا تختہ الٹنے پر مودودی جماعت نے قطعاً کوئی احتجاج نہ کیا بلکہ سازشیوں کی تعریف کی اور بن بیلا کو مطعون کیا۔ یہ بھی یاد رہے کہ بن بیلا صدر ناصر اور سوئیکارنو کی طرح سامراج دشمن تھا۔

(۹) انڈونیشیا میں اوسطاً ۱۲ لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا جا چکا ہے۔ ۲۵ لاکھ مسلمان عیسائیت کی گود میں چلے گئے ہیں۔ مزید ۲۵ لاکھ عیسائیت کی گود میں جانے کے لئے تیار ہیں۔ اب تک اسلام اپنے ۶۲ لاکھ فرزندوں سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے اور آئندہ پچاس برس میں فلپائن کی طرح عیسائی مشنری شب و روز کی سرگرمیوں کے باعث مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دے گی۔ جیسا کہ اس وقت انڈونیشیا میں وزیر مواصلات ڈاکٹر فرانس سیڈا وزیر فلاح و بہبود ڈاکٹر تمبونان وزیر صحت ڈاکٹر سیوابیسے اور سنٹرل بنک کے گورنر ڈاکٹر ریڈلیس پراڈ مرائیں۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اکثر ایسے حالات دیکھ کر علاقائی فوجی کمانڈر اور صوبوں کے گورنر بھی عیسائی ہیں۔ فوج کی قیادت بھی ایک عیسائی جنرل پنکابین نے سنبھال رکھی ہے۔ آخر مودودی جماعت کیوں خاموش ہے؟ جبکہ سوئیکارنو کے وقت میں عیسائی مشنریوں پر سخت پابندی تھی تو اس کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈا بڑے شد و مد سے ہو رہا تھا۔ اس لئے کہ سوئیکارنو اینٹی امریکہ اور سوہارتو امریکہ نواز ہے!

(۱۰) کیا مودودی جماعت کی نظر سے محمد علی کلے کا عالمی اعزاز چھیننا، فوج میں جبری بھرتی کر کے مروانے کا منصوبہ اور تقریر کو ٹیپ کرنے پر پابندی کا سانحہ نہیں گذرا۔ پھر خاموشی اس لئے کہ یہ سب کچھ چونکہ امریکہ کر رہا ہے۔

(۱۱) ۱۹۶۷ء میں اسرائیلی جنگ کے وقت جب صدر جمال عبدالناصر نے کہا کہ حملہ شمال سے ہونا تھا یا مغرب سے، تو مودودی جماعت نے یہ واویلا کیا کہ کوئی بھی حملہ آور یہ نہیں کہتا کہ شمال سے نہیں میں مغرب سے حملہ کروں گا۔ لیکن حقیقت پر پردہ ڈالے رکھا اب پردہ اٹھتا ہے کہ عربوں کی شکست اور ناصر کو زک کس کی منافقت سے ہوئی۔ سنیئے۔ مصر کے شمال میں اسرائیل ہے اور مغرب میں لیبیا۔ اور لیبیا میں امریکی اڈہ سے اسرائیلی ہوائی جہاز اڑ کر مصر پر حملہ آور ہوتے رہے مودودی جماعت نے لیبیا کی مذمت کرنے کی بجائے الٹا ناصر ہی کو مطعون کیا۔ فقط اس لئے کہ لیبیا اس وقت امریکی سیاست پر عمل پیرا تھا۔ اسی لئے کہ لیبیا کے فوجی اڈے اور تمام جنگی وسائل اسرائیل کی حمایت اور عربوں کی مخالفت میں استعمال ہوئے۔

(۱۲) مصر میں صدر ناصر نے جب صدر ناصر نے اسوان بند تعمیر کروایا تھا تو "اہرام مصر" کو دوسری جگہ منتقل کرا دیا گیا۔ لیکن مودودی جماعت نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ ناصر نے بتوں کے نیچے قرآن کریم کے نسخے دفنا دیئے تو اس پر مصری سفارت خانے نے تردیدی بیان اخبارات کو بھیجا لیکن "ڈان" کے سوا اسے بھی کسی اخبار نے شائع نہ کیا اس کے برعکس سعودی عرب میں شاہ فیصل نے مسجد نبوی کے سامنے ٹیلی ویژن نصب کر لیا اور بدری صحابہ کا ڈرامہ دکھایا گیا۔ مشینی ذبیحہ ڈبوں میں بند امریکہ سے درآمد کیا گیا۔ سنیما تعمیر کرائے گئے۔ مودودی جماعت نے کوئی احتجاج نہ کیا

(۱۳) سوڈان میں سامراجی دور کے خاتمہ کے ساتھ ہی مودودی جماعت کی پروپیگنڈا مشینری بھی حرکت میں آ گئی اور ابابکر عوض کو ملحد قرار دیا گیا۔ جبکہ ابابکر عوض الصوم و صلوٰۃ کا پابند، بیٹا الفتح کا رضاکار بننے کے لئے تیار، بیٹی روزے، نماز سے محبت رکھنے والی اور بیوی منی ڈریس کی مخالف، جس نے اری ٹیریا کے مہاجرین کو پناہ دے رکھی ہو۔ لیکن پھر بھی ملحد۔ وجہ صرف یہ ہے کہ ابابکر امریکہ شکن ہیں۔

(۱۴) مصر میں عورتوں کی بے پردگی پر مودودی جماعت نے مارے شور کے زمین و آسمان سر پر اٹھا لئے۔ لیکن نکسن کے سامنے سہارتو کا نوجوان بیٹیوں کو نچانے کا سانحہ کیوں یاد نہ رہا۔ بس اس واسطے کہ مصر کی مخالفت اور سوہارتو کے فعل سے چشم پوشی دونوں امریکہ کی خوشنودی کے لئے۔

(۱۵) عراق میں علماء پر مظالم کے افسانے کا خوب پروپیگنڈا اٹھا۔ عراقی حکومت نے اس کی تردید کی، لیکن مودودی جماعت باز نہ آئی۔ پروپیگنڈے کی وجہ اینٹی امریکہ عراق کی حکومت کی بدنامی تھی اور کچھ بھی نہیں۔

(۱۶) لیبیا میں شاہ ادریس کے دور اقتدار میں سرکاری زبان انگلش تھی۔ امریکہ کا سب سے بڑا اڈہ تھا اور برطانیہ کا بحری و ہوائی اڈہ بھی وہیں پر ہے امریکی فوج بھی تھی۔ بادشاہت کا دور دورہ تھا۔ آمدنی کے کلیدی فیصلے امریکہ کے ہاتھ میں تھے۔ شاہ ادریس اپنی

(باقی صفحہ ۹ پر)

## بقیہ ۔ سامراج دشمنوں سے دشمنی کیوں؟

مقبولیت کے لئے اخبارات میں غلط خبریں شائع کرانے کے لئے کثیر رقم خرچ کرتا تھا۔ مصر پر اسرائیل کا تباہ کن حملہ بھی لیبیا سے ہوتا۔ لیکن مودودی جماعت نے ان تمام باتوں کو زود ہضم غذا کی مانند ہضم کر لیا۔ کبھی کوئی واویلا اور شور وغوغا نہ کیا۔ لیکن انقلاب برپا ہوتے ہی پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ جبکہ وہاں بادشاہت کی جگہ جمہوریت نے لے لی اور انگریزی کی بجائے عربی سرکاری زبان قرار پائی۔ امریکہ اور برطانیہ کے دونوں اڈوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور امریکہ کی فوج کو نکال دیا۔ آمدنی کے ذرائع پر اپنا قبضہ جمالیا اور مصر کی بھرپور حمایت ہو رہی ہے۔ محض اس لئے کہ یہ ناصر کے حق میں اچھا ہوا اور امریکہ اور اسرائیل کے لئے خطرناک ثابت ہوا ہے۔ ناصر دشمنی میں بادشاہت کی برائیاں اور جمہوریت کی اچھائیاں بھی نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔

(۱۷) عراق کو بدنام کرنے کے لئے ارجنٹائن سے ساطع الحصری کو درآمد کیا گیا۔ اور ظاہر یہ کیا کہ یہ عراق کا عالم ہے۔ حالانکہ یہ ارجنٹائن میں برچہ صوت الاسلام نکالتا ہے۔ اس نے ایسا ظالم اور گمراہ کن پروپیگنڈا کیا کہ عراق کے ساتھ ساتھ شام کو بھی مطعون کیا اور یہاں تک کہہ ڈالا کہ "شام اسرائیل سے بھی زیادہ ظالم ہے"۔ بھلا ایک مسلمان یہ جملہ کہہ سکتا اور برداشت کر سکتا ہے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ اس نے شام اور عراق کو کس لئے ہدف تنقید بنایا۔ یہ پراسرار چال اس لئے چلی گئی کہ عراق کی فوجیں چونکہ شام میں اسرائیل کے بالمقابل لڑ رہی ہیں۔ اسرائیل کو امریکہ سپورٹ کر رہا ہے۔ ادھر امریکہ کی سازش پر برطانیہ نے عراق اور ایران میں شط العرب کا مسئلہ چھیڑ کر شام سے عراقی فوج کو واپس بلانے پر مجبور کرنے کا کھیل کھیلا ہے۔ تاکہ شام کی طاقت کمزور ہو جائے اور اسرائیل بآسانی قابض ہو جائے۔ مودودی جماعت نے بھی اسی سازش کے تحت ساطع الحصری کو لبیک کہا۔ ساطع الحصری کا مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث صاحب پر برسنا بھی بجا تھا۔ کیونکہ یہ حضرات بھی سرمایہ داری کے مخالف اور شام وعراق کے حامی ہیں۔

اب فیصلہ خیال کیجئے کہ مودودی جماعت ترازو کے کس پلڑے میں پڑی ہے

(۱۸) اسرائیل کے ہاں الخاقدل ابیب میں عربوں کے خلاف ایک چارٹ شائع ہوا۔ بعد کو امریکہ اور اسرائیل کے جرائد ورسائل نے بھی شائع کیا۔ پھر پاکستان میں سی، آئی، اے مشنری نے اسے وسیع پیمانے پر چھاپا۔ اس کے برعکس اسرائیل میں عرب قیدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی ایک رپورٹ بھی پہنچی جس کو تمام مسلمان اور امریکہ شکن اخبارات اور رسائل نے شائع کیا۔ یہ رپورٹ پاکستان بھی پہنچی۔ جس کو ترجمان اسلام اور خدام الدین کے علاوہ دوسرے عرب ہمدرد رسائل نے بھی شائع کیا۔ مودودی جماعت نے عربوں کے خلاف تل ابیب سے چھپنے والے گندے پمفلٹ کو تو شائع کر دیا اور کیلنڈر کی صورت میں گھر گھر پہنچایا لیکن اسرائیل میں عرب قیدیوں پر مظالم کی رپورٹ کو اپنے رسائل میں چھوا تک بھی نہیں۔

(۱۹) پاکستان اور امریکہ کے باہمی تعلقات عرصہ دراز سے چلے آ رہے ہیں۔ مودودی جماعت امریکہ سے تعلقات تو برداشت کرتی رہی۔ لیکن چین سے تعلقات قائم ہوتے ہی تلملانا شروع کر دیا۔

---

### مفتی محمود صاحب اور مولانا ہزاروی صاحب

# مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی نظر میں

**حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ** آپ کی شخصیت علمی حلقوں میں بہت زیادہ معروف ہے پاکستان کی پارلیمنٹ کے ممبر رہے ہیں۔ حق گوئی میں بیباک ہیں۔ فقہی اور حدیثی استعداد کے ساتھ عصری معلومات پر کافی عبور رکھتے ہیں۔ پارلیمنٹ میں آپ کی تقریریں شرعی اور عصری معلومات کا بیش بہا ذخیرہ ہیں۔ افتاء کا خاص منصب ہے اور آپ کے فتاویٰ ملک میں اعتماد و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ وطن صوبہ سرحد (مغربی پاکستان) ہے۔ آپ اپنی گوناگوں علمی خصوصیات کی وجہ سے مصر کی عالمی مؤتمر میں بھی طلب کئے گئے اور وہاں آپ کا بلیغ خطاب وقعت کے ساتھ سنا گیا آپ دارالعلوم کے ممتاز فضلاء اور پاکستان کے مشاہیر میں سے ہیں۔

**حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ**

آپ دارالعلوم کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں۔ متعدد کتب میں احقر کے ہم سبق رہے ہیں علمی استعداد شروع سے مضبوط تھی۔ اصل وطن ہزارہ (مغربی پاکستان) ہے۔ صاف گو خطیب ہیں آپ کی صلاحیتوں کے پیش نظر آپ کو جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا ناظم (اعلیٰ) منتخب کیا گیا ہے موصوف کی علمی شہرت کی بنا پر مصر نے آپ کو بطور نمائندہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان دعوت دی اور آپ نے وہاں کی عالمی مؤتمر میں علماء عالم کو خطاب فرمایا۔ آپ کا شمار وہاں کے مشاہیر میں ہے

(کتاب تاریخ دارالعلوم دیوبند)

---

### حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

۳۱ اکتوبر قبل از نماز جمعہ منچن آباد رات بعد نماز عشاء بہاولنگر، یکم نومبر بعد نماز ظہر خصوصی خطاب فقیر والی رات بعد نماز عشاء ہارون آباد۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی یکم نومبر بعد نماز عشاء ہارون آباد ۲ نومبر بعد نماز عشاء بہاولنگر ۳ نومبر بعد نماز عشاء چشتیاں خطاب فرمائیں گے۔

---

### ٹنڈو الہ یار میں امیر مرکزیہ کی آمد

۱۹ رجب المرجب بمقام جامع مسجد انڑ محلہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا اور مقامی جمعیۃ علماء اسلام کا انتخاب عمل میں آیا۔

| | |
|---|---|
| امیر | مولوی عبدالحمید صاحب کیمبلپوری |
| نائب امیر | مولوی محمد ابراہیم صاحب مدرس |
| ناظم اعلیٰ | مولوی محمد عیسیٰ خارانی |
| نائب ناظم | مولوی محمد ابراہیم ایرانی |
| خزانچی | بدرالدین صاحب |
| سالار | حاجی غلام حسین صاحب |

مقرر ہوئے۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ بوقت ۴½ بجے شام دفتر کے افتتاح کے لئے تشریف لائے۔ علماء، طلباء اور عوام نے پرجوش استقبال کیا حضرت نے ایک مختصر خطاب فرمایا۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت نے اپنے دست مبارک سے جمعیۃ کا جھنڈا لہرایا۔ بعد ازاں مجاہدین قدس میں تقریباً بیس آدمیوں نے نام درج کرائے۔

(محمد عیسیٰ خارانی ناظم ٹنڈو الہ یار)

مخدوم مولانا بشیر احمد حامد صاحب حصاری
مہتمم جامعہ معارف اسلامیہ رحیم یار خان

# پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کی جدوجہد اور مودودی صاحب

درج ذیل مضمون مولانائے محترم کی ایک تقریر ہے جو آپ نے چشتیاں کے ایک مجمع عام میں گذشتہ سال فرمائی تھی، اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ تقریر نہایت اہم ہے اس لئے نذرِ قارئین کی جا رہی ہے۔

## گوہرِ مقصود اور ہم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

محترم حضرات!

اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، اور اس بارے میں بھی دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ ہماری تمام مشکلات کا حل صرف اور صرف اسلام ہے۔ تیسرے اس بات سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہم سبھی اسلام چاہتے ہیں اور اسی گوہرِ مقصود کی آرزو میں اس نوزائیدہ مملکت کی بائیس بہاریں انتظار کی گھڑیوں میں ڈھل ڈھل کر بیت گئیں۔ لیکن ربع صدی گذر جانے کے بعد اس کی حرماں نصیبیوں کا عالم روزِ اول کی نسبت کہیں زیادہ المناک ہے۔ علماء اسلام ہوں یا جدید علوم کے ماہرین، حکمران گروہ ہو یا سیاسی لیڈر، طلباء ہوں یا اساتذہ، مزدور ہوں یا کسان ہر گروہ اسلام اسلام کی دہائی دے رہا ہے۔ پوری قوم بلا کسی استثناء کے اسلام کے لئے تشنہ لب ہے۔ سب کا مطمحِ نظر اسلام، سب کی منزلِ مقصود اسلام۔ لیکن ہم اپنی اس آرزو کا مقابلہ جب نتائج سے کرتے ہیں تو یہ دیکھ کر دل بیٹھنے لگتا ہے کہ ہم نے حصولِ آزادی کے پہلے ہی دن جب سفر کا آغاز کیا تو منزل کی طرف پیٹھ کر کے چل پڑے تھے۔ اور اسی مخالف سمت میں پشت بمنزل اس قدر تیز رفتار چلے کہ بائیس سال کے مختصر عرصے میں ہم نے ایک صدی کے برابر مسافت طے کر ڈالی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم حصولِ منزل کی آرزو لے کر چلے اور غلط راستے پر کیوں پڑ گئے۔ سیدھی راہ کا شعور رکھتے ہوئے سیدھی راہ سے کیوں بھٹکے؟ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر حاصل ہوا تھا وہ اسلام کی نعمت سے آج تک محروم ہے اور یہ محرومی نہایت سنگین صورت اختیار کر چکی ہے۔ اس سوال کا سیدھا اور واضح جواب یہ ہے کہ پیشوایانِ ملت اور لیڈرانِ قوم کی غلط قیادت، غلط رہنمائی نے پوری قوم کو ایسی غلط راہ پر ڈال دیا جو ہر قدم پر اسلام سے دور ہوتی گئی اور ہم اسلام سے محبت رکھنے کے باوجود اس سے بیگانہ ہے۔ کیا ہمارے راہنما دین کے لئے مخلص نہ تھے یا دین کی حقیقت سے بے بہرہ تھے یا تدبر اور بصیرت سے تہی دامن تھے؟ ہر وہ شخص جسے پاکستان کا مستقبل عزیز ہے وہ ان سوالات کا جواب چاہے گا۔ تاکہ راستے کی کجی کو معلوم کرنے کی کوشش کی جا سکے۔ کیونکہ راستے کی غلطی جب تک معلوم نہیں ہو جاتی، اس وقت تک اصلاح کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ جبکہ اس راستے پر مزید بڑھتے چلے جانا اسلام سے اور دور کر دینے کا سبب بنے گا۔

ہماری قیادت تین گروہوں کے ہاتھ میں تھی مسلم لیگ جو حکمران طبقے پر مشتمل تھی۔ دینی حلقہ جو بیشتر علماء دیوبند پر مشتمل تھا، اور جماعت اسلامی جس کی قیادت سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کر رہے تھے۔

## مسلم لیگ اور پاکستان

(۱) مسلم لیگ جس کے نعرے پر فی الحقیقت آزادی حاصل ہوئی تھی اور ایک نو آزاد قوم کی طرف سے بارِ حکومت کی نہایت نازک تر ذمہ داریاں ان کے کاندھوں پر آن پڑی تھیں۔ ان کے دل میں ان نازک تر ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا غالباً بہت کم احساس پیدا ہو سکا۔ معاملہ اپنی پیچیدگیوں اور نزاکتوں کے لحاظ سے جس اہمیت کا حامل تھا وہ اہمیت اسے دی نہیں گئی۔ خصوصاً یہ احساس تو سرے سے آنے ہی نہیں پایا کہ آزادی کے نتیجے میں جس قوم کی سربراہی کا ہمیں شرف حاصل ہوا ہے وہ مسلم قوم ہے جس کی خواہش یہ ہے کہ اسے وہ سہولتیں مہیا کی جائیں۔ اسباب فراہم کر کے دیئے جائیں اور ایسا ماحول پیدا کرنے کے انتظامات بہم پہنچائے جائیں۔ جس سے ایوانِ پاکستان کی زندگی اسلامی روش کی خوگر ہوتی چلی جائے۔ اسلامی تعلیمات کو فروغ ہو اور اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے سازگار فضا تیار ہو۔ جس سے آنے والی نسلیں صحیح اسلامی تربیت لے کر پروان چڑھیں۔

اس کے برعکس اپنی قوم کو یورپ یا امریکہ کے کسی خطے کی قوم تصور کر لیا گیا۔ لہذا ہر معاملہ میں ہر اقدام میں اور ہر فیصلہ میں اہل مغرب کی نقالی کو اعلیٰ معیار قرار دے لیا گیا۔ اخلاقیات میں ننگی تہذیب کو اپنے ہاں رائج دیا گیا۔ اور اس کی سرپرستی کی گئی جس سے نوجوان نسل کی زندگی کے وہ حیا سوز مناظر دیکھنے میں آئے۔ جن کا تصور کر کے زمین میں گڑ جائیں۔ عمل میں اہل مغرب کی مسرفانہ اور مبذرانہ طرزِ زندگی کی تربیت دی گئی، اور حوصلہ افزائی کی گئی جس سے رشوت بددیانتی، لوٹ کھسوٹ اغواء، اور قتل عام جیسے بھیانک جرائم ایک معمول بن کے رہ گئے۔ نظریات میں خالص مادہ پرستی کی راہ اختیار کی۔ جس سے آخرت کا ایمان متزلزل ہو گیا۔ اور دنیا کی چند روزہ زندگی ہی کعبۂ مقصود بن کے رہ گئی۔ اسلامی تعلیمات وحقائق سے اعتماد اٹھ گیا۔ تہذیب مغرب کی بالادستی ذہنوں پر طاری ہو گئی۔ احساس کمتری میں امریکن یا یورپین بن جانے کو جی چاہنے لگا۔ عقائد میں تشکیک والحاد کی راہ اختیار کی، جس سے پرویزی وفضل الرحمانی فتنوں کو ابھرنے اور پروان چڑھنے کے لئے سازگار فضا میسر آئی۔ ثقافت میں پرانی عذاب یافتہ تہذیبوں کا کھوج لگایا گیا اور انہیں اپنی قومی تہذیبیں قرار دیکر ان کے احیاء کی کامیاب کوششیں کی گئیں۔ تعلیمات میں میکالے کا تحفہ پہلے سے موجود تھا۔ اسے اس محبت و اشتیاق کے ساتھ سینے سے لگایا کہ جیسے اس لختِ دل کے ضائع ہو جانے کا غم کھائے جا رہا ہو۔

سیاست میں ہم دھیرے دھیرے کھسکتے رہے تاآنکہ امریکہ کی گود میں محوِ آرام ہو گئے۔ اور امریکہ کا لاڈلا مرزائیل جیسی رضاعی بھائی کہہ کر کاندھوں پر چڑھ بیٹھا اٹھائے رکھیں تو یہ تاب کہاں؟ اتار پھینکیں تو آقا کے تیور بدل جائیں؟ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔

معیشت میں بھی ہم نے خود کو امریکہ کے حوالے کر دیا قاتل کو مسیحا سمجھ لینے کا نتیجہ کسے معلوم نہیں؟ اس نے پوری قوم کو افلاس کے قالب میں ڈھال کر ملک بھر کی دولت پر چند سرمایہ داروں کو سانپ بنا کر بٹھا دیا۔ قوم کی ساری قوتیں اور صلاحیتیں اور ملک کے تمام وسائل سرمایہ داری کی عیش پرستی کے لئے وقف ہو کے رہ گئیں۔ اس سے امریکہ کے پیش نظر کئی فائدے تھے ایک تو اس کا نام نہاد الیعاد فالتو مال جنگی داموں بک سکے گا۔ دوسرے پاکستان خود کفیل اور استقامت پذیر نہ ہو سکنے کی بنا پر عالم کفر کے لئے خطرہ نہیں بن سکے گا۔ تیسرے اپنے سامان کے ساتھ تہذیب و تمدن کی برائیاں بھی تحفہ میں دی جاتی رہیں گی۔ جس کے بعد یہ قوم اسلام سے دور تو ہو سکتی ہے قریب کبھی نہیں آ سکتی۔

(جاری ہے)

یوسف عزیز مدنی

# ڈیلدار پارک کے تالاب میں

خدا بھلا کرے آغا شورش صاحب کا کہ انہوں نے اپنے جریدہ چٹان کے تازہ شمارہ مورخہ اکتوبر میں

"افسوس ہے اس اسلام پر جو داؤد سیٹھ جنتا ہے"۔

کے عنوان سے مقالہ افتتاحیہ تحریر کر کے ڈیلدار پارک کے تالاب میں ایک بحرانی کیفیت پیدا کر دی ہے اور "ہر جنگی" کے عالم میں خوش گپیاں اور اٹکھیلیاں کرنے والے مجاہدین کرام کو حواس باختہ کر دیا ہے۔

وہ لوگ جماعت اسلامی کے "واحد آمر اور بلا شرکت غیرے تاحین حیات امیر جماعت" مودودی صاحب کی سعودی عرب کو روانگی سے آزردہ خاطر تھے کیونکہ جماعت نے ملک کی مختلف مذہبی جماعتوں اور دینی مدارس کے خلاف جو محاذ قائم کر رکھا ہے اور جو فتنہ خیز مہم جاری کر رکھی ہے اُسے پایہ تکمیل کو پہنچانے کے لئے مودودی صاحب کے علاوہ پیچھے دوسرا کوئی رہنما موجود نہیں ہے۔ جس کے اشارۂ ابرو پر کام کیا جا سکے اور جس کی رشد و ہدایت سے فیضیاب ہو سکیں۔

ادھر آغا صاحب نے کچھ ایسی باتیں کہنا شروع کر دی ہیں جو جماعت اسلامی کی پالیسی کے سراسر خلاف ہیں اور اس سے جماعت کی فتنہ خیز مہم کو بھی زبردست دھکا لگنے کا اندیشہ ہے۔

جناب مودودی صاحب کو رابطہ عالم اسلامی کے اجلاس میں چار و ناچار ضرور شرکت کرنا تھی۔ اور وہ کسی اہم مقصد یا ایک بڑے فائدے کی خاطر مجبوری بات کو کیسے خاطر میں لا سکتے تھے۔ چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق مودودی صاحب نے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ جماعت کے امراء، حلقہ متفقین اور مؤیدین سب حضرات کو روانگی کی اطلاع دے دی گئی۔ آپ کو الوداع کہنے کے لئے مرکزی جماعت کے امراء، قیم اور دیگر عملہ جماعت "دست بستہ" حاضر تھا۔

## یہ اداریئے جملے؟

جناب مودودی صاحب کار میں سوار ہونے لگے، تو آپ کے پرائیویٹ سیکرٹری ملک غلام علی صاحب دوڑے دوڑے آئے اور مودودی صاحب کے سامنے "چٹان" کا وہ شمارہ پیش کرتے ہوئے عرض کیا:

مولانا آپ نے یہ اداریئے نوٹ بھی ملاحظہ فرمایا ہے؟ جس میں آغا صاحب نے عجیب بات کہہ دی ہے کہ

"ہم اس اسلام کی حمایت سے انکار کرتے ہیں جس کا دامن داؤد سیٹھ کے لئے سایۂ عاطفت ہو سکتا ہو اور جس کی کوکھ ذوالفقار علی بھٹو جیسے جاگیردار پیدا کرتی ہے"

یہ جملہ سن کر مودودی صاحب نے عینک اتار کر لے صاف کیا اور پھر ملک غلام علی صاحب کے ہاتھوں سے پرچہ لے کر خود پڑھنا شروع کیا۔ اور جب اس فقرہ پر پہنچے کہ

"ہم سوشلزم کے مخالف اس لئے نہیں ہیں کہ اس سے داؤد سیٹھ جیسے مغرورں کو نقصان پہنچے۔ ہمارے نزدیک ان مغروروں کا اسلام ذوالفقار علی بھٹو کے سوشلزم سے زیادہ شرمناک اور عبدالحمید خان بھاشانی کے وجود سے زیادہ خطرناک ہے"

تو آپ نے فرمایا۔ یہ صاحب بھی عجیب معجون مرکب واقع ہوئے ہیں کوئی شریف انسان ایسے شخص کا کیا اعتبار کر سکتا ہے!

## چٹان کا نعم البدل

مودودی صاحب کی بات کاٹتے ہوئے میاں محمد طفیل صاحب یوں گویا ہوئے:

"مولانا! آپ اس کی فکر نہ کریں۔ اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اب تو ہماری ساری توجہ اپنے پرچے "زندگی" پر صرف ہو رہی ہے اور تمام جماعتی رفقاء کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ وہ چٹان کی جگہ اب "زندگی" خریدا کریں۔ نیز مسعود پرنٹرز کو جماعتی مطبوعات کی طباعت کا کام بھی روک دیا گیا ہے۔ اور اب طباعت کا کام ان صاحب سے لے کر اسعد ڈائجسٹ پریس کو دے دیا گیا ہے، اور "زندگی" اس خلا کو پورا کرنے میں زبردست کردار ادا کرے گا"

میاں طفیل صاحب کی بات کی تائید کرتے ہوئے جناب غفور حسین صاحب ناظم مالیات نے فرمایا کہ "زندگی" کا انداز تحریر ابھی "چٹان" کا توڑ پیدا نہیں کر سکا ہے۔ اس لئے ہماری رائے میں "چٹان" زیادہ مؤثر کام دے سکتا ہے، اسے کسی قیمت نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔

اور نعیم صدیقی صاحب فرمانے لگے۔ مولانا آپ باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔ رابطہ کے اجلاس میں اس مسئلہ پر سب سے زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے اس اخبارات و رسائل کی سخت کمی ہے اور پاکستان کے تمام علماء، دینی جماعتیں اور مدارس عربیہ چونکہ متحد ہو گئے ہیں اور صرف جماعت اسلامی ہی وہ اکیلی رہ گئی ہے جو ابھی تک اسلام پر قائم ہے۔ آخر ایک جماعت اتنے کا ذمہ بھلا کیسے کام کر سکتی ہے۔ اس کے لئے سرمائے کی سخت ضرورت ہے۔ آپ اگر شاہ فیصل سے اس مدد پر ضرب کرنے کے لئے کچھ رقم ساتھ لیتے آئیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ دوسری طرف جیسا کہ نعیم صدیقی صاحب کو لندن اور مغربی جرمنی روانہ کرنا چاہیئے جو رقم کا انتظام کر کے پاکستان کو سوشلزم سے بچانے کی فکر کر سکیں۔

## جمعیۃ اور لیبر پارٹی

نعیم صدیقی صاحب نے تجویز پیش کی کہ رابطہ عالم اسلامی کے اجلاس میں گذشتہ برسوں کی نسبت سے زیادہ رقم حاصل کرنے کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ ہمارے مقابلہ میں اب جمعیۃ علماء اسلام زیادہ منظم ہو گئی ہے اور لیبر پارٹی کے ساتھ معاہدہ کر کے اس نے لاکھوں مزدوروں کی ہمدردیاں حاصل کر لی ہیں۔ اس کا توڑ کرنے کے لئے ہمیں مزدور لیڈروں، مزدور تنظیموں کے کارکنوں کو خریدنا ہوگا۔ ان کا اثر زائل کرنے کے لئے صرف اخبارات کے ایڈیٹروں، رپورٹروں اور وقائع نگاروں ہی کو بھاری رقمیں نہیں دینا ہوں گی۔ بلکہ اپنے کارکنوں پر مشتمل نئی نئی تنظیمیں بھی قائم کرنا ہوں گی۔

مودودی صاحب نے جواب میں فرمایا۔ آپ فکر نہ کریں۔ یہ صورت حال میری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہے بس آپ کا کام ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام اور مدارس عربیہ کے خلاف اپنا محاذ خوب مضبوط رکھو، اور پروپیگنڈے کے جو بھی ممکن ذرائع استعمال میں لائے جا سکتے ہوں ان سے تغافل نہ برتا جائے۔

اس موقع پر گوجرانوالہ، گجرات، شیخوپورہ اور فیصل آباد کی جماعت اسلامی کے کارکنوں کے علاوہ جماعت اسلامی کے بعض ممتاز رہنما اور اخبار نویس حضرات تشریف لے آئے جن میں مولوی محمد چراغ گوجرانوالہ، مولوی سراج الدین، قاضی محمد اکبر شیخوپورہ، چوہدری محمد اسلم سلیمی گوجرانوالہ ممبر صوبائی اسمبلی حضرات کے علاوہ چوہدری غلام جیلانی بی اے، جناب مصطفٰی صادق صدیقی مدیر ہفت روزہ کوہستان کے سب ایڈیٹر عبدالوحید خان ہفت روزہ زندگی کے مجیب الرحمٰن شامی مسٹر عطاء الحق قاسمی روزنامہ "ندائے ملت" کا عملہ ادارت اور روزنامہ "وفاق" کے مسٹر مصطفٰی صادق خصوصاً قابل ذکر ہیں۔

ان کی موجودگی میں بہت سی باتیں ہوئیں اور جمعیۃ کی تازہ مہم اور آئندہ طریق کار کی بابت واضح پروگرام مرتب ہوا

مودودی صاحب نے ان حضرات کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے دعائیہ لہجہ میں فرمایا:

"اللہ آپ کا بھلا کرے۔ آپ نے علماء اسلام دینی مدارس، تعلیمی اداروں کے اساتذہ مزدوروں اور پاکستان کی تمام دیگر مذہبی اور سیاسی تنظیموں، صحافیوں اور ادیبوں کے خلاف جو معرکہ آرا محاذ قائم کیا ہے اور اس سلسلہ میں جو سنہری خدمات انجام دی ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہیں۔

(باقی صفحہ ۹ پر)

# پاکستان لیبر پارٹی کی طرف سے جمعیۃ علماء اسلام کے منشور کے ساتھ اتفاق کا اعلان

## جمعیۃ علماء اسلام کی پیش کردہ شرائطِ معاہدہ کی توثیق!

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

السلام علیکم!

محترم المقام! آپ نے جو منشور ارسال فرمایا ہے اور جمعیۃ علماء اسلام اور پاکستان لیبر پارٹی کے درمیان معاہدہ کے بارہ میں جو قرارداد آپ کے مرکزی اجلاس نے پاس کی ہے اور جس کی نقل آپ نے بھیجی ہے۔ اور اس بارہ میں پاکستان لیبر پارٹی کی شوریٰ کا فیصلہ معلوم کرنا چاہا ہے تو اس سلسلہ میں اطلاعاً عرض ہے کہ:۔

پاکستان لیبر پارٹی نے آپ کے ریزولیوشن کی روشنی میں مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۶۹ء کو اس معاہدہ کی اور ان شرائط کی جو آپ نے پیش کئے تھے توثیق کر دی ہے (جو کہ مورخہ ۲ ۱۰/۶۹ کے "نوائے وقت" کے پرچے میں شائع ہو چکی ہے) اور جمعیۃ علماء اسلام کے منشور کو بھی ہماری شوریٰ نے پسند کیا بلکہ اس سے اتفاق کیا، اور اگر ضرورت پڑی تو اس کی روشنی میں باہم مل کر تبادلہ خیالات کیا جائے گا۔

۱۱ ۱۰/۶۹

خیر اندیش:۔ بشیر بختیار کنوینر پاکستان لیبر پارٹی

---

آپ حضرات اپنے پروپیگنڈا میں اس بات کو زیادہ اہمیت دیں کہ علماء چونکہ سوشلسٹ ہو گئے ہیں۔ اس لئے نہ تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے اور نہ ہی ان کے مدارس عربیہ کو چندہ دینا جائز ہے یہ مدارس تنگ آ کر چندہ لا کر دارالعربیہ کو چلائیں۔ اس طرح زکوٰۃ کا اربوں روپیہ ہمارے کام آئے گا۔

میں نے جماعت کے تمام امراءِ حلقہ اور خصوصاً کراچی کی جماعت کو تاکید کر دی ہے کہ وہ آپ حضرات کے لئے خصوصی فنڈ سے رقم کا انتظام کر دیں۔ نیز اخبارات کے عملہ میں کام کرنے والے کارکن صحافیوں کو ماہوار کے علاوہ سفر خرچ بھی دیا کریں تاکہ وہ مزید مستعدی سے کام کر سکیں۔

اور اخبارات کی امداد اشتہارات کی صورت میں کی جائے۔ نیز جماعت کے مرکزی مکتبہ اسلامک پبلیکیشنز کے اشتہارات زیادہ تعداد میں اخبارات کو دیئے جائیں۔

### علماء کے کئی دھڑے

مودودی صاحب چونکہ سفر کے لئے پابرکاب تھے، وہ اپنی گفتگو کو سمیٹنے کی طرف مائل تھے کہ مولوی گلزار احمد اتحاد العلماء نے اپنی رپورٹ پیش کرنا شروع کر دی کہ ہم نے دیوبندیوں اور بریلویوں کے دو دھڑے کر دیئے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کا ایک ہزاروی گروپ اور دوسرا تھانوی گروپ۔ اسی طرح جمعیۃ علماء پاکستان کا ایک عبدالغفور ہزاروی گروپ اور دوسرا محمود شاہ گروپ۔ دونوں گروپوں کے درمیان خلیج کو وسیع تر کرنے کے لئے ہم ہر ممکن حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ آپ نے "زندگی" کا تازہ شمارہ بھی ملاحظہ فرما لیا ہے؟ اس میں ہم نے پروپیگنڈے کے عجیب و غریب حربے استعمال کئے ہیں اور خاص کر دیوبندی مولویوں میں سے مولانا بنوری صاحب کو جمعیۃ علماء اسلام سے کاٹنے کی زبردست مہم شروع کر رکھی ہے اس کے لئے آپ خصوصی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں یہ مرحلہ بڑا ہی کٹھن ہے۔ علماء کو کئی گروہوں میں تقسیم کرنے سے ہمارا فائدہ ہے تاکہ ان کی ساری توجہ اپنے گروہوں میں مرکوز رہے اور ہم اپنا کام کرتے رہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے تھانوی گروپ میں دو دھڑے ہو گئے ہیں۔ ایک مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کا دھڑا ہے اور دوسرا مولوی احتشام الحق کا۔ مولوی احتشام الحق صاحب نے اگرچہ ملک کا دورہ کیا ہے۔ لیکن وہ ایک آدھ چکر لگانے کے بعد بیٹھ جائیں گے۔ اور ویسے بھی مولانا احتشام الحق صاحب ہمارے لئے سخت مضر ثابت ہونگے کیونکہ انہوں نے ابھی سے آنکھیں پھیر لی ہیں۔ آپ جانتے ہیں۔ ہر جگہ ان کے جلسوں کا انتظام جماعت اسلامی کے کارکنوں نے کیا۔ ہر جگہ زور و شور کے ساتھ استقبالیہ ہوتیں منعقد کی گئیں۔ لیکن انہوں نے اپنے خفیہ اجلاسوں میں یہ کہہ کر جماعت اسلامی اور اتحاد العلماء کے کارکنوں کو باہر نکال دیا کہ یہ لوگ ہمارے خصوصی اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ سرگودھا، لائلپور اور ملتان کی مثالیں واضح ہیں۔ وہاں کے کارکن صرف اس وجہ سے ناراض بھی ہو گئے ہیں۔ بایں ہمہ مولانا تھانوی صاحب کے مقابلہ میں جمعیۃ علماء اسلام کا ہزاروی گروپ بڑا مستحکم ہے۔ ان کو تحفظ ختم نبوت کے تیز طرار مبلغوں، مولانا ضیاء القاسمی مولانا لقمان علی پوری، مولانا اشرف ہمدانی۔ مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری اور مولانا عبداللطیف شجاع آبادی کا تعاون حاصل ہے۔ اس لئے ہمیں ان مبلغوں کو بدنام کرنے اور ان کا اثر زائل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا چاہیئے۔

علمی، ادبی اور سیاسی محاذ پر اگرچہ مفتی محمود، مولانا عبیداللہ انور، مولانا غلام غوث ہزاروی۔ ڈاکٹر احمد حسین کمال مولانا غلام اللہ خان، مولانا جاہد الحسینی، پروفیسر محمد مسرور مولانا امین احسن اصلاحی، ڈاکٹر اسرار احمد۔ مولانا محمد یوسف بنوری۔ مولانا محمد تقی عثمانی۔ مولانا محمد علی جالندھری۔ مولانا عطاء المنعم شاہ بخاری، کوثر نیازی، صفدر میر، احمد ندیم قاسمی اور دوسرے حضرات خوب کام کر رہے ہیں۔ لیکن یہ لوگ ہمارے مقابلے میں زیادہ عرصہ نہیں ٹھہر سکتے۔ ان کے پاس زبانی جمع خرچ بہت کچھ ہے۔ تحریری میدان ان کے ہاتھ میں نہیں۔ صرف ترجمان اسلام۔ ہفت روزہ نصرت اور فلمی اداکار جانباز مرزا کا تبصرہ آخر ہمارا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس گروپ سے ہمیں اگر کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے تو وہ صرف یہ کہ ان کی تحریروں اور بیانات کو جنگ کراچی، امروز، پاکستان ٹائمز، نوائے وقت، کوہستان اور مشرق نہ اچھالے۔ اگر ان اخبارات کے سٹاف رپورٹروں سے خصوصی رابطہ قائم کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا جائے کہ وہ ان کی تحریروں کو نمایاں نہ شائع کیا کریں۔ اور نہ ہی ان کے بیانات کو ایک کالم کی معمولی حیثیت سے زیادہ درجہ دیا جائے۔ یہ کام نہایت ہوشیاری کے ساتھ انجام پا سکتا ہے اور اس کے لئے آپ جاتے وقت دفتر کو خصوصی ہدایات دے کر جائیں کہ اس پالیسی پر عمل کرتے رہیں۔

مولوی گلزار احمد صاحب اپنی بات کو طول دینا چاہتے تھے کہ مولانا نصر اللہ خان عزیز نے جناب مودودی صاحب کو اپنی گھڑی دکھاتے ہوئے کہا:۔

مولانا جہاز کا وقت ہو رہا ہے اور بات کو طول دی گئی تو جہاز نکل جائے گا اس لئے باقی گفتگو واپسی پر ملتوی کر دینی چاہیئے اور بہت سی باتیں ہیں جن کا تذکرہ ہوائی اڈہ تک کے سفر میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔

مولانا نصر اللہ خان عزیز کی بات سن کر مودودی صاحب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور برآمدے کے سامنے سانا موٹر والوں کی کار کھڑی تھی جس میں سانا السدداد اور سانا نذر الرحمٰن دونوں انتظار میں بیٹھے تھے۔

مودودی صاحب کار کی اگلی نشست پر اور مولانا نصر اللہ خان عزیز پچھلی نشست پر ٹھنا گھٹ کر بیٹھ گئے۔ راستے میں کیا باتیں ہوئیں اور ہوائی اڈے تک کیا منصوبے مرتب کئے گئے وہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ ویسے میں سانا نذر الرحمٰن صاحب مل کر

مسائل و افکار

# جھوٹ کا پردہ چاک ہوا!

(جناب نعیم آسی صاحب سیالکوٹ)

آج کل لاہور کے ایک ہفت روزہ میں ایک مضمون بعنوان "سوشلسٹوں کے ہتھکنڈے" قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ اشاعت مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۱ میں فاضل مضمون نگار نے ایک ہتھکنڈہ یہ بھی گنوایا ہے:۔

"نشر و اشاعت کے اداروں میں داخلہ" عنوان باندھ کر رقم فرماتے ہیں:۔

"اقتدار پر قبضہ کرنے کے لئے وہ تمام جائز و ناجائز تدابیر اختیار کر لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے وہ کسی ملک کے نشر و اشاعت کے اداروں میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس طرح کوئی بھوت جسم انسانی میں دھنس جاتا ہے۔ اس طرح یہ حضرات بھی ایک دوسرے کی انگلی تھامے اور باہمی سہارا دیتے ہوئے تعصب اور تنگدلی کا حصار بنا کر ایسے اداروں میں یکے بعد دیگرے نفوذ کرتے چلے جاتے ہیں۔ جب یہ کام ایک اسکیم اور ارادے کے تحت ہو رہا ہو تو غیر نظریاتی غیر متعلق لوگوں کے لئے مزاحمت بھی ممکن نہیں ہوتی"۔

پھر دوسری قسط میں یہی صاحب فرماتے ہیں:۔

(جھوٹ کی کثرت سے اشاعت)

"ان کا ایک سیاسی حربہ خبروں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا بھی ہے، ایک جھوٹ پھیلانا اور پھر خود ہی اس کی تشہیر کرتے چلے جانا، ایک الزام لگانا اور پھر اس کی تردید کو بھی بلیک آؤٹ کر کے اسے دہراتے چلے جانا ان کا خصوصی حربہ ہے"۔

میں نے اس معاملہ میں جہاں تک غور کیا۔ ان کے "بہت بڑے مفکر اسلام" کی جماعت کے دامن کو بھی اس گندگی سے آلودہ پایا۔ اس سلسلے میں مثال کے طور پر کئی واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن ایک واقعہ حال ہی میں پیش آیا ہے اور خاص اہمیت کا حامل ہے۔ لہٰذا پیش خدمت ہے ۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بتا دوں کہ اس تحریر کا محرک یہی واقعہ ہے تو بجا ہوگا۔

---

مجیب الرحمٰن شامی (۔۔۔۔۔۔۔ ہفت روزہ "زندگی" کی ولادت باسعادت سے قبل روزنامہ "جنگ" کے ذیلی ہفت نامہ "اخبار جہاں" سے وابستہ تھے اور انٹرویو لینے کا کام سرانجام دیتے تھے۔ روزنامہ "جنگ" نے "اخبار جہاں" میں انٹرویو کے ذریعہ معلومات کا ایک نہایت مفید سلسلہ شروع کیا ہے جو نہایت مقبول ہے۔ لیکن یہ افادیت صرف اسی صورت میں باقی رہ سکتی ہے کہ جس شخصیت کا انٹرویو لیا جائے۔ اس کے افکار میں اپنے نظریات کی آمیزش نہ کی جائے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ انٹرویو میں کسی بھی شخص پر کیچڑ اچھال کر اور آڑ انٹرویو دینے والے کی لے کر ۔۔۔ اپنے نظریات کی پرورش بھی عمدہ طریق پر کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ شامی صاحب نے کراچی کے مشہور عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب کے انٹرویو سے یہ فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے سوچا کہ مولانا موصوف شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے ساتھ مل کر جمعیۃ علماء اسلام میں کام کرتے رہے ہیں لہٰذا یوں کہو کہ مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی وغیرہم کو خوب برا بھلا کہنے کا موقعہ نکال لو۔ نظریہ اپنا پیش کرو اور لکھ دو کہ جمعیۃ علماء اسلام کے پرانے کارکن خطیب پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی نے یوں فرمایا:۔

شامی صاحب نے یہ بات ذہن میں رکھ کر مولانا تھانوی کا انٹرویو لیا۔ پھر "اخبار جہاں" ۵ جون ۱۹۶۹ء میں شائع کرا دیا کہ مولانا تھانوی صاحب نے کہا ہے:۔

"جمعیۃ علماء اسلام کے نام سے آج کل جو لوگ سرگرم ہیں انہیں تحریک پاکستان سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ سب نظریہ پاکستان (اسلام کے معاذ اللہ!) دشمن تھے۔ انہی لوگوں سے ہم نے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی زیر قیادت جنگ لڑی تھی۔ اب انہوں نے جمعیۃ علماء اسلام کے نام پر ہی قبضہ کر لیا ہے۔ اس وقت تحریک پاکستان سے بھی زیادہ فیصلہ کن مرحلہ درپیش ہے۔ اب ہمیں نظریۂ پاکستان کے بقاء کی جنگ لڑنی ہے۔ کانگرسی علماء نے [illegible] نظریے (اسلام) کی بیخ کنی کے لئے اس وقت بھی کوشش کی تھی۔ جب ہم پاکستان کی جنگ لڑ رہے تھے اور آج بھی وہ اپنا وزن اس نظریے کے مخالفین کے پلڑے میں ڈال رہے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کے بانیوں اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے نام لیواؤں کا فرض ہے کہ وہ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں"۔

---

دیکھا آپ نے؟ پہلے کس طرح یہ جھوٹ تراشا گیا کہ مولانا مدنیؒ سمیت تمام مخالفین تحریک پاکستان "نظریۂ اسلام سے دشمنی اور اس سے بیخ کنی کی تھی"۔ اور آڑ کس کی لی گئی؟ حضرت تھانوی صاحب کی!

اس کے فوراً بعد دوسرا حربہ استعمال کیا گیا، اور اس جھوٹ کی اتنی اشاعت کی گئی کہ توبہ ہی بھلی، چوورقیاں تقسیم کی گئیں۔ اشتہار بانٹے گئے اور جمعیۃ علماء اسلام پر ضرب کاری لگانے کی کوشش کی گئی۔ یوں علماء میں اختلاف کی ایک گہری خلیج بھی پیدا کر دی گئی۔ جیسا کہ حضرت مولانا علامہ محمد یوسف صاحب بنوری نے بینات ماہ اکتوبر صفحہ ۹ میں لکھا ہے:۔

"مولانا مفتی محمود صاحب نے ٹیلی فون پر مجھ سے اس بیان کے بارے میں پوچھا کہ اگر واقعی مولانا احتشام الحق صاحب نے یہ بیان دیا ہو تو ہم اس کا جواب لکھیں ورنہ مولانا موصوف اس کی تردید فرمائیں۔ اس وقت میں نے مولانا احتشام الحق صاحب سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن مولانا سے رابطہ قائم نہ ہو سکا تاہم میں نے جمعیۃ علماء والوں کو اس کے خلاف بیان دینے سے روک دیا۔ اس کے بعد مولانا احتشام الحق صاحب ڈھاکہ چلے گئے۔ واپسی پر ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو اس (اخبار جہاں کے اقتباس) کا ذکر آیا۔ تو مولانا نے فرمایا کہ "وہ الفاظ میرے نہیں ہیں"۔ چنانچہ انہوں نے اس کی تردید میں ایک سائل کے جواب میں تحریر سنائی اور اس کی ایک کاپی بغرض اشاعت مجھے دی۔ میرا خیال ہوا کہ خود جمعیۃ علماء اسلام ہی اس کو شائع کرے تو بہتر ہوگا۔ لیکن مفتی محمود صاحب کوئٹہ گئے ہوئے تھے۔ مولانا ہزاروی سے رابطہ قائم نہ ہو سکا اس لئے اس تردید کی اشاعت بروقت نہ ہو سکی اور فریقین کے بیانات اخبارات میں آنے شروع ہو گئے"۔

مولانا بنوری نے واضح الفاظ میں لکھا ہے:۔

"دراصل اختلاف کی خلیج کو وسیع اسی انٹرویو نے بنایا"۔

مولانا تھانوی صاحب کے اس بیان کو کس طرح شامی صاحب نے اپنے مفہوم میں ڈھالا۔ یہ سارا کہانی مولانا تھانوی کی زبانی ہی سنیے۔ فرماتے ہیں:۔

"اخبار جہاں کے انٹرویو کی صورت یہ ہوئی۔ کہ ۱۲ جون بروز جمعرات صبح ۱۰ بجے اسلامیہ کالج کراچی میں طلبہ کی جانب سے سیرت النبیؐ کا ایک جلسہ تھا، اور یہ تاریخ ایک ہفتہ پہلے سے میری ڈائری میں درج تھی۔ ۱۱ جون بروز بدھ صرف ایک روز پہلے اخبار جہاں کے دفتر سے فون آیا کہ اس کے نمائندے کل صبح انٹرویو

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

کے سلسلے" (؟) چاہتے ہیں۔ میں نے ڈائری کا پروگرام دیکھ کر بتادیا کہ ساڑھے بجے اسلامیہ کالج کے جلسہ میں جانا ہے۔ اگر آپ آنا چاہیں تو صبح ۹ بجے آجائیں۔ لیکن "اخبار جہاں" کے نمائندے سوا ۹ بجے کے بعد میرے پاس پہنچے۔ انٹرویو دیتے ہوئے پندرہ بیس منٹ ہی گذرے تھے کہ اسلامیہ کالج کے طلباء مجھے لینے کے لئے آگئے۔ میں نے اخبار جہاں کے نمائندے سے معذرت کی کہ دوسرے وقت آپ تشریف لائیں۔ انٹرویو کا باقی حصہ میں مکمل کرادوں گا۔ مگر وہ نہیں مانے۔ اور کہنے لگے: آپ میرے چند سوالات کے جوابات ہاں یا نہ میں مختصراً دے دیجئے۔ میں انہیں اپنے الفاظ میں پھیلا کر لکھ لوں گا۔"

(چٹان ۱۵ ستمبر ۱۹۶۹ء ایک وضاحتی خط)

دیکھا آپ نے یہ بھی طریقہ ہے انٹرویو لینے کا، کسی کے پاس گئے، اسے کہا میاں کچھ اشارے کردو اور بس ہم آرام کرسی پر بیٹھ کر ان کو انٹرویو کی شکل دے لیں گے۔ جو بات ہمارے من کے خلاف ہوگی، اس کا تیا پانچہ کردیں گے، اور اپنا من گھڑت شوشہ ڈالیں گے ......

کیا یہی وہ صحافت ہے جس کو غیر جانبدارانہ اور انصاف سے معمور کہا جاتا ہے؟

انٹرویو لینے کا طریقہ تو اوپر کھلا۔ اب یہ سنیئے کہ مولانا تھانوی نے کیا کہا اور نومولود "زندگی" کے مدیر معاون نے کیا لکھا۔ تھانوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"چنانچہ آن (کے) سوالات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے موجودہ عہدیدار کیا پاکستان تحریک میں شامل تھے؟ میں نے جواب دیا کہ "نہیں"۔ بلکہ ان حضرات کو تحریک پاکستان سے اختلاف تھا۔ اس اختلاف پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا موصوف نے ایک مقام پر لکھا ہے: "علماء کا اختلاف جس فارمولے پر مبنی تھا وہ مسلمانوں کے مستقبل کے اعتبار سے مخلصانہ اور ان کے نقطۂ نظر سے نیک نیتی سے مستقل تھا ...... اور اگر پاکستان قرآن و سنت کی حکومت قائم کرنے میں کامیاب نہ ہوا، تو تحریک پاکستان سے اختلاف کے اسباب اور وجوہ غلط قرار نہیں دیئے جاسکتے۔" لیکن شامی صاحب نے اس کو یوں تالیف فرمایا ہے:۔ "جمعیۃ علماء اسلام کے نام سے آج کل جو لوگ سرگرم ہیں انہیں تحریک پاکستان سے دور کا بھی واسطہ نہیں یہ سب نظریۂ پاکستان (اسلام) کے دشمن تھے۔" دیکھا کس قدر جھوٹ بولا اور چالاکی یہ کی کہ تحریک پاکستان سے جائز اختلاف کو اسلام دشمنی قرار دے کر مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی سمیت ان کے اکابر کو اسلام کا دشمن قرار دے ڈالا، اور پھر وہ بھی مولانا تھانوی کی زبان سے "ترجمان" کا حوالہ دے کر ......)

اور اسی اختلاف کی بنا پر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے جمعیۃ علماء اسلام کی تشکیل فرمائی تھا۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ کیا مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے ساتھی اور رفقاء کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ میدان میں آکر نظریہ پاکستان (اسلام) کی حفاظت کریں؟ میں نے جواب دیا، بیشک یہ رفقاء کی ذمہ داری ہے اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے قریبی اور معاصر ساتھی ہیں انہیں اس میں پہل کرنی چاہیئے" (اس بات کو مجیب صاحب یوں رپورٹ فرماتے ہیں: "نظریہ پاکستان کے دشمنوں نے جمعیۃ علماء اسلام کے نام پر ہی قبضہ کرلیا ہے۔ اس وقت تحریک پاکستان سے بھی زیادہ فیصلہ کن مرحلہ درپیش ہے۔ اب ہمیں نظریہ پاکستان (اسلام) کے بقاء کی جنگ لڑنی ہے۔ کانگرسی علماء نے اس نظریے (اسلام) کی بیخ کنی کے لئے اس وقت بھی کوشش کی تھی جب ہم پاکستان کی جنگ لڑ رہے تھے۔ اور آج بھی وہ اپنا وزن اس نظریے کے مخالفین کے پلڑے میں ڈال رہے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کے بانیوں اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے نام لیواؤں کا فرض ہے کہ وہ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوجائیں")

مولانا تھانوی مذکورہ دو سوالوں کے مندرجہ بالا مختصر جوابات لکھ کر فرماتے ہیں:۔

"یہ ہیں وہ مجمل جوابات جن کا پھیلاؤ انٹرویو ترتیب دینے والے صاحب نے اپنے الفاظ اور اپنی عبارت میں کیا۔ "غاصبانہ قبضہ"، "کانگرسی علماء"، "پاکستان دشمن" وغیرہ جیسے الفاظ ۲۲ سال کے عرصے میں بھی کبھی کسی نے میری زبان سے نہ سنے ہوں گے" ...... "اور ان الفاظ سے جو تاثر ملتا ہے۔ اس کے متعلق ایک مقام پر مولانا موصوف فرماتے ہیں: "وہ تاثر نہ صرف یہ کہ بے اصل اور بے سروپا ہے بلکہ میری اپنی افتاد طبع کے بھی خلاف ہے۔"

---

اس دروغ گوئی کا پردہ عین اس وقت چاک ہوا ہے جبکہ "زندگی" نے ابھی آنکھیں ہی کھولی ہیں ــــ اور کھولتے ہی جمعیۃ علماء اسلام والوں کو دکھانی شروع کردی ہیں مثلاً یہی شامی صاحب ۲۲ ستمبر کے شمارے میں اپنی روایتی جمعیۃ علماء دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے مولانا عبیداللہ انورؔ ابن شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ پر یوں آوازہ کستے ہیں:۔

"گڑ کھانے والے مولانا جنہیں گلگلوں سے پرہیز ہے"

اور ۲۹ ستمبر کے شمارے میں تو پورے ساڑھے چار صفحے جمعیۃ کی مخالفت میں سیاہ کئے گئے ہیں

اس مضمون میں ہر وہ بات لکھی گئی ہے جس کو نقل کرتے ہوئے بھی گھن محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً مولانا مفتی محمود صاحب کے متعلق لکھا ہے:۔

"مفتی محمود صاحب نے ۱۹۴۶ء میں فتویٰ دیا تھا مسلم لیگی سے نکاح ناجائز ہے۔ مفتی محترم نے یہ صراحت بھی پیش کی تھی کہ ایک کتاب کی لڑکی سے شادی کی جاسکتی ہے لیکن مسلم لیگی لڑکی کسی مسلمان کے خاندان میں گئی تو ازروئے شریعت ناجائز ہوگا۔ اس سے جو اولاد ہوگی وہ بھی ناجائز ہوگی۔"

اب کون سمجھائے ان عقل کے بزرگوں کو کہ کوئی گھٹیا سے گھٹیا ذہنیت کا شخص بھی چاہے مولانا ہو یا غیر مولانا ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ایسا کوئی فتویٰ مفتی محمود نے دیا تھا۔ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی یہ جھوٹ سب سے پہلے ایک نومولود اخبار میں شائع ہوا۔ جس کی تردید فوراً "ترجمان اسلام" میں کردی گئی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس جھوٹ کی تشہیر اب بھی جاری ہے اور تردید سے صرف نظر کیا جارہا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے

شجر ہے فرقہ آرائی تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو

---

## ھدایت

انصار الاسلام جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے سالار جناب حافظ حبیب الرحمٰن صاحب نے تمام ضلعی شاخوں کے سالاروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ فوری طور پر جمعیۃ کے ضلعی دفتر واقع تھانے والا بازار گوجرانوالہ سے رابطہ قائم کریں۔ (اکرم شاہد ناظم جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ)

# "خدام الدین" کی پالیسی، ایک ضروری وضاحت

ہم ذیل میں ۴ اکتوبر ۶۹ء کے "خدام الدین" کا وہ اداریہ نقل کر رہے ہیں جس میں ان الزامات کی وضاحت کی گئی ہے جنہیں مودودی صاحب کے معتقدین "خدام الدین" کے بعض پرانے و نئے پرچوں کے مبینہ جملوں کو دکھا کر جمعیۃ علماء اسلام پر عائد کیا کرتے ہیں — (ترجمان اسلام)

بعض احباب نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ خدام الدین کے گذشتہ چند شماروں میں ایسے بھی مضامین شائع ہو گئے ہیں۔ جن میں ایک دو جملے ایسے ہیں جو اس مسلک و مؤقف کے مطابق نہیں جو خدام الدین اور علماء حق کا موقف و مسلک ہے۔

اس سلسلے میں خاص طور پر ایک تو بہت ہی پرانے خدام الدین کے شمارہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو غالباً ۱۹۶۲ء کے کسی مہینہ اور تاریخ کا پرچہ ہے۔ اس میں بعض صحابہ کرامؓ کے بارے میں ایسے فقرے درج ہو گئے ہیں، جن کو دکھا کر صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی اور ان کی ذات پر اعتراضات عائد کرنے والی جماعت اور افراد اپنی مدیرؔ دہی کا جواز ثابت کیا کرتے ہیں۔

اور دوسرا اسی طرح کا ایک شمارہ ہے جس میں ایم عبدالرحمان صاحب لودھیانوی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان ہے "قرآن بذاتِ خود ایک مکمل دستور العمل ہے اس میں کسی ازم کی مطلق گنجائش نہیں ہے"۔

اس مضمون میں ایک دو جگہ سوشلزم کے ان پہلوؤں کا جنہیں سوشلزم کے حامی بطور خوبی ذکر کیا کرتے ہیں بیان کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ پہلو نہایت جامع و بلیغ طور پر اسلام میں بھی موجود ہے اور پھر اس مضمون میں کسی مصنف کا ایسا قول بلا حوالہ نقل کر دیا گیا، جس سے سوشلزم کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ بھی ہو جاتی ہے۔

حالانکہ صاحب مضمون نے آخر میں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ "اسلام میں سوشلزم، کمیونزم، امپیریلزم، کیپٹل ازم کی کوئی گنجائش نہیں"۔

چنانچہ وہ جملہ جس میں سوشلزم کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ہوتی ہے۔ اگرچہ کسی دوسرے کا قول ہے۔ لیکن جس انداز سے وہ بلا حوالہ نقل ہوا۔ اس سے بہت سی غلط فہمیاں پھیلائی جا سکتی ہیں اور پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ہم یہاں سب سے پہلے تو یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ نہ صرف خدام الدین کے ان دونوں پرچوں کی یہ عبارتیں بلکہ گذشتہ اشاعتوں میں سے کسی بھی پرچہ کی ایسی عبارت جس سے حضرات صحابہ کرامؓ میں سے کسی بھی صحابی کی تخفیف کا ادنیٰ سا بھی شائبہ یا پہلو نکلتا ہو، ہم اس سے مکمل برأت کا اعلان کرتے ہیں، اور ایسی ہر تحریر سے رجوع کر کے اپنے اللہ کے حضور معافی کے طالب ہیں۔

اسی طرح اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ کسی بھی ازم کی نسبت سے بھی ہم پوری پوری برأت کا اعلان کرتے ہیں اور اس قسم کے جملے کی نقل کو بھی ہم ایک غلطی سے تعبیر کرتے ہیں۔

ثانیاً یہ کہ ہم یہاں پر اس وضاحت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد "خدام الدین" کی ترتیب خطبۂ جمعہ اور مجلس ذکر کے بیانات کی تدوین ایڈیٹر خدام الدین کی ذمہ داری رہی ہے۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کو چونکہ بکثرت مصروفیتوں کی بنا پر خدام الدین میں شائع ہونے والے بیانات پر نظر ڈالنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔

ایسی صورت میں خطبۂ جمعہ اور مجلس ذکر کے بیانات کی ترتیب و تدوین اکثر و بیشتر سامعین میں سے کوئی صاحب کر لیا کرتے ہیں اور وہ خدام الدین کے جدید انتظام سے قبل بغیر مزید ملاحظہ اور تصحیح شائع ہوتے رہے ہیں

یہی صورت حال آمدہ مضامین کے سلسلہ میں بھی جاری تھی، محض اسی وجہ سے یہ دو فروگذاشتیں ہو گئیں۔ لیکن اب جدید انتظام کے بعد اس طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے اور انشاء اللہ آئندہ حتی الامکان پوری احتیاط سے کام لینے کی کوشش کی جا رہی ہے

تاہم انسان سے سہو و خطا کا صدور ہر لحہ ممکن ہے۔ اس لئے ہم قارئین خدام الدین کی خدمت میں بھی عرض کریں گے کہ وہ جب کبھی کوئی ایسی فروگذاشت دیکھیں تو ہمیں فوراً مطلع فرما دیں تاکہ اس کا بروقت تدارک کیا جا سکے۔

ہمارے اسلاف اور بزرگوں کا یہ مؤقف تو سب کے لئے مشعل راہ اور موعظت کا باعث ہونا چاہیئے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں یہ شعر طبع ہو گیا —

زکافِ کعبہ تا کافِ کراچی
سراسر کفر کفر و دون کفر

اس شعر کو جماعت اسلامی کے ایک رہنما نے حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں صاحب کلام کا نام ظاہر کئے بغیر اس وضاحت کے ساتھ ارسال کر دیا کہ اس میں کعبۃ اللہ کی اہانت کا پہلو نکلتا ہے

حضرت لاہوریؒ نے مکتوب نگار کی وضاحت سے اتفاق کرتے ہوئے تحریر کر دیا کہ واقعی یہ شعر قابل اعتراض ہے۔ حضرتؒ کے جواب کو سیاسی رنگ دیتے ہوئے جماعتِ اسلامی کے اس رہنما نے اخبار میں شائع کر دیا کہ وہ شعر حضرت امیر شریعتؒ کا ہے۔ شاہ صاحبؒ کو جب اس کی اطلاع ملی، تو آپ نے فرمایا۔ اگرچہ میرے نہاں خانۂ دماغ کے کسی گوشہ میں بھی کعبہ کی اہانت کا تصور نہ تھا، لیکن حضرت لاہوری کی فراست و بصیرت صحیح ہے اس لئے میں اپنے کلام سے اس شعر کو خارج کرتا ہوں اور اللہ تعالےٰ کے حضور معافی کا خواستگار ہوں۔

اللہ کے فضل سے ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اپنی فروگذاشتوں یا کوتاہیوں کا عنداللہ اور عندالناس اعتراف کرنے کو عار سمجھتے ہیں اور ان سے رجوع کرنے کو نہ صرف اپنی ہتک سمجھتے ہیں بلکہ ان غلطیوں اور کوتاہیوں کو اپنی پرسٹیج کا سوال بنا کر اپنی جماعت کی پالیسی اور مؤقف قرار دے رہے ہیں۔

## مفتی صاحب کا انٹرویو

آفسٹ کی خوبصورت طباعت و کتابت کے ساتھ لائلپور کی ایک انجمن نے شائع کیا ہے۔ جس کی قیمت پندرہ پیسے ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ پر خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں

دفتر جمعیۃ علماء اسلام گول کریانہ مارکیٹ
چنیوٹ بازار — لائلپور
(نوٹ) اکٹھا منگوانے کی صورت میں خاص رعایت

## مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی لائلپور میں

۳۱ اکتوبر کو گول جامع مسجد غلام محمد آباد میں نماز جمعہ پڑھائیں گے

## وفات حسرت آیات

حضرت مولانا الحاج فضل حق صاحب مرحوم خطیب جامع مسجد چنڑیاں انتقال فرما چکے ہیں جو کہ جمعیۃ علماء اسلام کے ایک اچھے رکن تھے اور بہت بڑی شخصیت تھی جن کی وفات حسرت آیات سے علاقہ پھر ایک بڑی شخصیت سے محروم ہو گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے، قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے (ادارہ)

## منشور کی طباعت

### مکمل ہونے والی ہے

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے "منشور" کی کتابت مکمل ہو گئی ہے اور اب طباعت کے مرحلے میں ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد بہترین اور دیدہ زیب طباعت سے مزین ہو کر اعلیٰ کاغذ پر کتابی صورت میں شائع ہو کر آپ کے سامنے آجائیگا قیمت فی نسخہ ایک روپیہ پچیس پیسے ہوگی سو اور اس سے زیادہ نسخوں کے خریداروں کے لئے خصوصی رعایت ہے۔

پیشگی قیمت بھیجنے والوں کو بھی خاص رعایت دی جائے گی۔ محصول ڈاک اور وی۔ پی خرچ خریدار حضرات کے ذمہ ہوگا

ایک نسخہ بذریعہ ڈاک منگانے والے بذریعہ رجسٹری منگائیں تاکہ ڈاک میں گم ہو جانے کا اندیشہ نہ رہے۔ اس مقصد کے لئے وہ کتاب کی قیمت اور رجسٹری کا خرچ دو روپیہ پچیس پیسے پیشگی بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔

پتہ:۱۔ دفتر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
بیرون لوہاری دروازہ ملتان

۲۔ دفتر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان
چوک رنگ محل۔ لاہور

### جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے دفتر کا پتہ

دفتر جمعیۃ طلباء اسلام ۵۶ میکلوڈ روڈ
لاہور
محمد اسلوب قریشی کنوینر

## ترجمان اسلام کے صفحات میں اضافہ

دفتر میں بے شمار خطوط موصول ہو رہے ہیں کہ ترجمان اسلام کے صفحات کی موجودہ تعداد ناکافی ہے اور اس میں اضافہ کیا جائے۔ لیکن کاغذ کی بیحد گرانی اور طباعت و ڈاک کے بڑھے ہوئے مصارف اجازت نہیں دیتے کہ صفحات میں اضافہ کیا جائے۔

علاوہ ازیں ایجنٹ صاحبان کے تغافل سے پرچے کی طباعت کے اخراجات بری طرح متاثر ہو جاتے ہیں۔

ابھی ۵، ۶ ہزار روپیہ قابل وصول ہے جو بار بار کی یاد دہانیوں کے باوجود بعض ایجنٹ حضرات ادا نہیں کر رہے۔

تاہم قارئین کے اصرار کے پیش نظر اور مختلف محاذات سے جمعیۃ علماء اسلام پر ہونے والے تابڑ توڑ قلمی حملوں کے دفاع کے لئے صفحات کا اضافہ ناگزیر ہو گیا ہے۔

چنانچہ طے کیا ہے کہ جنوری ۱۹۷۰ء کے آغاز سے ترجمان اسلام کے صفحات ۲۴ کر دیئے جائیں اور سالانہ قیمت بیس روپیہ ہو اور فی پرچہ چالیس پیسے۔

امید ہے کہ ۸ صفحات کے اضافے کی صورت میں قیمت کا یہ معمولی اضافہ گراں نہیں سمجھا جائے گا

اس لئے آئندہ ایک سال کی خریداری کے واسطے بیس روپیہ بھیجے جائیں۔

(مینیجر ترجمان اسلام چوک رنگ محل لاہور)

## "منشور" چارٹ کی صورت میں

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کا منشور چارٹ اور سال آئندہ ۱۹۷۰ء مطابق ۹۰-۱۳۸۹ھ کے کیلنڈر کی صورت میں بھی شائع ہو رہا ہے۔

چارٹ اعلیٰ ترین چکنے کاغذ پر، مضبوط کپڑے پر چھپاں اور مختلف نقشوں سے آراستہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی آئندہ سال ہجری و عیسوی سنوں کا مکمل کیلنڈر بھی شامل ہوگا۔

یہ نہایت ہی خوبصورت چارٹ دفتروں، گھروں، دکانوں، اسکولوں، کالجوں، مدرسوں، مسجدوں، خانقاہوں اور مختلف ہالوں میں آویزاں کرنے سے نہ صرف ماحول کی رونق میں اضافہ ہوگا، بلکہ معلومات آفریں ہونے کی وجہ سے استفادہ کا موجب بھی ثابت ہوگا۔

چارٹ مع کیلنڈر محدود تعداد میں طبع ہو رہے ہیں۔ قیمت فی چارٹ دس روپے ہوگی محصول ڈاک ادارہ ادا کرے گا۔ پیشگی قیمت موصول ہو جانے پر ہی بصورت رجسٹری چارٹ روانہ کیا جائے گا۔

پتہ:۱۔ دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
بیرون لوہاری گیٹ، ملتان

۲۔ دفتر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان
چوک رنگ محل۔ لاہور

## فضلائے جامعہ مدنیہ کی دستار بندی

۱۵ر شعبان مطابق ۲۷ر اکتوبر بروز پیر بعد نماز عشاء جامعہ مدنیہ لاہور میں تقریب دستار بندی منعقد ہوگی جس میں بڑی تعداد میں مشائخ کبار شرکت فرمائیں گے۔

اس متبرک تقریب میں قریباً پچاس فضلاء جامعہ کی دستار بندی ہوگی۔ توقع ہے کہ اس تقریب سعید میں غیر ملکی علماء کرام بھی رونق افروز ہوں گے۔ (ناظم جامعہ مدنیہ لاہور)



## ایجنٹ حضرات پھر توجہ فرمائیں!

بعض حضرات کے پرچے اس سے قبل اس وجہ سے بند کر دیئے ہیں کہ ان کے ذمہ ترجمان اسلام کی بہت زیادہ رقم ہو گئی تھی، آئندہ ماہ سے دوسرے ایسے ایجنٹ جن کے ذمہ ترجمان اسلام کی رقم بہت زیادہ ہو چکی ہے پرچے بند کئے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد ان کو بذریعہ رجسٹری نوٹس روانہ کیا جائے گا۔ اگر انہوں نے پھر بھی رقم ارسال نہ کی تو ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

(مینیجر ترجمان اسلام)

# خبرنامۂ جمعیۃ علماء اسلام

## بھکر میں جمعیۃ کی سہ روزہ کانفرنس

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ناظم عمومی مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مغربی پاکستان کے مختلف مقامات کا دورہ کرتے ہوئے شہریانِ بھکر کی دعوت پر ڈیرہ اسماعیل خاں سے بھکر تشریف لائے۔ بھکر کے دینی مدارس جامع العلوم عیدگاہ شمالی، جامعہ رشیدیہ اور مدرسہ دارالہدیٰ کی طرف سے مشترکہ طور پر تین روزہ کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں امیر مرکزیہ حافظ الحدیث حضرت درخواستی دامت برکاتہم، قائدِ جمعیۃ حضرت مفتی محمود صاحب اور قائد نوجوانانِ پاکستان جناب قاری نورالحق صاحب قریشی ایڈوکیٹ کو مدعو کیا گیا تھا۔

پہلے دن کا انتظام جامعہ رشیدیہ کی طرف سے ہوا اور حضرت مفتی صاحب کا پروگرام یوں مرتب کیا گیا۔ کہ سب سے پہلے ۱۱ بجے دن بار روم میں خطاب فرمایا اور وکلاء و دانشورانِ بھکر کے سوالات کے جوابات دیئے۔

۴ بجے نیو راجپوت ہوٹل میں شہریارانِ بھکر کی طرف سے دعوتِ استقبالیہ کا اہتمام کیا تھا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر حضرت مفتی صاحب وہاں تشریف لے گئے۔ اہتمام نہایت سادہ میز کرسیوں کے تکلف سے خالی، اسلامی طریقے کے مطابق کیا گیا تھا۔ دریاں بچھی ہوئی تھیں۔ البتہ اس مقام کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ بہرحال حضرت مفتی صاحب تشریف لائے۔ سب سے پہلے جناب راؤ محمد یٰسین صاحب ایڈوکیٹ نے انجمن شہریان بھکر کی طرف سے مندرجہ ذیل سپاسنامہ پیش کیا

## سپاسنامہ بخدمت قائد جمعیۃ مفتی محمود صاحب

نشہ در بادہ گہر در صدف و بو در گل
آنچناں لطف ندارد کہ تو محفل ما

آج کا روز نیاز مندانِ بھکر کے لئے ایمان افروز اور تسکین پرور ہے کہ آپ نے ہمارے پُرعقیدت جذبات کو مقبولیت بخشی اور بھکر ایسے دور افتادہ ریگ زار کو اپنے ورود مسعود سے سرفراز فرمایا۔ ہم آپ کی اس بھکر نوازی کے تہہ دل سے گرویدۂ احسان ہیں۔

مولانائے محترم!

آج کے مغربیت پسند دور کے منفی رجحانات جس سرعت کے ساتھ ہماری پود کو متاثر کر رہے ہیں، ان سے کون واقف نہیں۔ اگر آپ ایسے عالمانِ باعمل میدان عمل میں نہ آتے تو نہ جانے لادینیت کیا کیا گل کھلاتی مگر خدا کا شکر ہے کہ آپ نے ہر قدم پر کلمۂ حق کو بلند کیا اور وقت کی کڑی سے کڑی آزمائش آپ کے پائے استقامت کو متزلزل نہ کر سکی۔ تاریکیوں کے خلاف اس عظیم جہاد پر تمام قوم آپ کے لئے سراپا تشکر و امتنان ہے۔

آج ہر شخص دور ایوبی کو تاریخ پاکستان کا سیاہ ترین دور قرار دے رہا ہے۔ لیکن اس فیلڈ مارشل کے جبر و استبداد اور دینی تحریفات کے خلاف خم ٹھونک کر میدان میں آنا آپ جیسے علماء حق ہی کا حصہ تھا۔ عائلی قوانین آرڈیننس کا نفاذ ایوب کی دینی تخریب کا شاہکار ہے۔ آپ نے جس طرح اس رسوائے زمانہ آرڈیننس کے خلاف اسمبلی اور اسمبلی سے باہر تحریک چلائی وہ ہماری تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔

ایوب کے قصرِ آمریت کو پاش پاش کرنے میں سب سے زیادہ حصہ جمعیۃ علماء اسلام کا ہے۔ لاہور میں منعقد ہونے والی تاریخی کانفرنس اور بعد ازاں علماء کے پُروقار اور عظیم الشان جلوس نے ایوبی حکومت کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔ یہ ظلمت کدۂ ایوبی پر پہلا بھرپور وار تھا۔ جس سے اس کا جانبر ہونا ناممکن تھا۔

آپ نے ہر دور میں پرچم حق بلند رکھا ہے اور اس سلسلہ میں قید و بند کی صعوبتوں کو پرکاہ کے برابر وقعت نہیں دی کیونکہ ؎

ازل سے ہے یہ فطرت اور سیرت مردِ مومن کی
نہیں مرعوب ہوتیں اس کی آنکھیں شان و شوکت سے
پیامِ حق سنا دیتا ہے وہ کسریٰ کی محفل میں
نہیں ڈرتا کسی نظارۂ باطل کی ہیبت سے

گول میز کانفرنس کے موقع پر علماء کرام کے متفقہ بائیس نکات پیش کر کے آپ نے نہ صرف علماء کرام کی نمائندگی اور عوام کے دلوں کی ترجمانی کا حق ادا کیا، بلکہ اسلام کے بعض نام نہاد علمبرداروں کو بھی بے نقاب کر دیا، آپ کا یہ اقدام ملک کی دینی تاریخ میں زندہ و تابندہ رہے گا۔

جناب والا! اس وقت ہمارے ملک کے مزدور اور دیگر محنت کش طبقے جو زبوں حالی زندگی بسر کر رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ملک کے بائیس خوشحال گھرانوں کے چہروں کی سرخی اس جفاکش طبقے کے خون جگر کی رہین منت ہے۔ مگر ؎

ان کی تو یہ مثال کہ جیسے کوئی درخت
اوروں کو چھاؤں بخش کر خود دھوپ میں جلے

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ آپ نے اس زبوں حال طبقے کے دل کی دھڑکنوں کو نہ صرف محسوس کیا بلکہ پاکستان لیبر پارٹی کے ساتھ معاہدہ کر کے مزدوروں کو علماء کی قیادت سے سرفراز فرمایا۔ اب مزدور طبقہ اپنے حقوق کے حصول کی جد و جہد کو زیادہ اعتماد کے ساتھ جاری رکھ سکتا ہے۔ آپ کی جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف جد و جہد مظلوم عوام کے خوش آیند مستقبل کا پیش خیمہ ہے۔

آپ نے بین الاقوامی سطح پر ہمیشہ سامراج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور اس طرح سامراجی درندوں کے خلاف نبرد آزما عوامی قوتوں کا ساتھ دیا ہے۔ آپ کا یہ عظیم الشان کردار رہتی دنیا تک تاریخی حیثیت کا حامل رہے گا۔

مولانا محترم! ہم نیاز مندانِ بھکر آپ کی ان مساعی جمیلہ کی خلوص دل سے قدر کرتے ہیں اور آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ ہمیں ہر قدم پر اپنا ہمنوا پائیں گے۔

ہم آخر میں بارِ دگر آپ کی خدمت عالیہ میں نذرانۂ امتنان پیش کرتے ہیں اور جناب کی صحت کے لئے دعاگو ہیں تاکہ آپ پورے جذبے اور جوش سے دینی فرائض انجام دے سکیں۔

(انجمن شہریان بھکر)

اس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے سپاسنامے کا جواب دیا اور شہریان بھکر کا شکریہ ادا کیا۔

استقبالیہ سے فراغت کے بعد پریس کے نمائندوں سے بات چیت کی اور ان کے سوالات کے جواب دیئے

## جامعہ رشیدیہ میں خطاب عام

رات کو بعد نماز عشاء جامع مسجد رشیدیہ میں عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب فرمایا۔ آپ نے موجودہ ملکی حالات پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ آپ کی تقریر جامع اور دلائل سے بھرپور تھی۔

## جامع العلوم عیدگاہ شمالی

دوسرے روز عیدگاہ شمالی میں مدرسہ جامع العلوم کے زیر اہتمام جلسہ کا انتظام تھا۔ اس اجلاس میں مولانا علاؤالدین صاحب اور قاری نورالحق قریشی ایڈوکیٹ نے خطاب فرمایا۔

## مدرسہ دارالہدیٰ

تیسرے روز مدرسہ دارالہدیٰ میں عظیم اجتماع ہوا۔ جس میں مولانا قاری عبدالسمیع، مولانا محمد رمضان مولانا محمد ابراہیم خازن جمعیۃ صوبائی لاہور کے علاوہ حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام نے خطاب فرمایا

## بقیہ مولانا مفتی محمد شفیعؒ

میں سات سال تک بندگان خدا کو علم و عرفان سے فیض یاب کرتے رہے۔ ۱۹۴۴ء میں سرگودھا کی جامع مسجد کے لیے جیّد عالم اور مفتی کی ضرورت محسوس کی گئی۔ انجمن اسلامیہ کے ذمہ دار لوگ آپ کے پاس خوشاب گئے اور آپ کو مجبور کر کے سرگودھا میں لے آئے۔ آپ نے سراج العلوم کو بھی خوشاب سے جامع مسجد سرگودھا میں منتقل کر لیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی جامع الصفات شخصیت کی بدولت اس مسجد کو ایک دارالعلوم اور خانقاہ کی حیثیت بھی عطا فرما دی۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سراج العلوم اور بانی سراج العلوم کے متعلق اپنے "تاثرات" لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالےٰ نے اپنے اسلام کی حفاظت کے لیے ہر دور میں اپنے مخلص اور مقبول بندے پیدا کرتا رہتا ہے جن کی برکت سے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون والے عہد کا ایفا ہوتا رہتا ہے اس دور میں بھی اس قاعدہ کے مطابق اپنے مقبول بندوں سے، اسلام کی حفاظت کا کام لے رہا ہے۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ مخدوم و محترم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم بھی اسی جماعت مقدسہ کے ایک فرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے مبارک ہاتھوں سے مدرسہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا کی بنیاد رکھوائی" (اجمالی تذکرہ)

آپ نے مسند ارشاد، تدریس اور خطابت کے بلند مناصب سنبھال رکھے تھے۔ اس لیے آپ کے ملک گیر دورے نہیں ہوتے بلکہ سرگودھا اور اس کے مضافات میں انگریزوں کے خلاف نفرت و عداوت کی تخم ریزی کرتے رہے اور جنگ آزادی میں اپنے بزرگوں سے بھرپور تعاون کیا۔ اس راستہ میں ابتلا و آزمائش کے کئی دور آئے۔ لیکن آپ نے ہر مرحلہ پر جرأت و استقامت کا مظاہرہ کیا۔

انگریز فرمانروا جارج پنجم کا جانشین معاشقے میں مبتلا ہو کر تخت سے ہاتھ دھو بیٹھا تو جارج ششم تخت نشین ہوا اور حکومت برطانیہ کی طرف سے یہ احکامات جاری ہوئے کہ پورے ہندوستان کی عبادت گاہوں میں جارج پنجم کی مغفرت، جارج ششم کی کامیابی اور حکومت کے استحکام کے لیے دعائیں کی جائیں۔ دیگیں پکیں اور چراغاں ہو۔ سرگودھا میں انگریزوں کے خوشامدی رؤسا کی ایک جماعت آپ کے پاس مسجد میں گئی اور اپنا پروگرام پیش کیا کہ مسجد کے سامنے دیگیں پکا کر کھانا تقسیم کیا جائے گا۔ آپ سے کہا کہ آپ مسجد میں دعا کرائیں۔ آپ نے فرمایا:

"نہ میں انگریزوں کے لیے دعا کراؤں گا اور نہ ہی مسجد کے سامنے چاول پکانے دوں گا"

ان خوشامدیوں کے پروگرام اور مسجد میں آمد کی اطلاع شہر میں پھیل گئی۔ لوگ جوق در جوق مسجد میں پہنچے۔ بہت بڑا اجتماع ہو گیا۔ آپ نے انگریزوں کے خلاف پرجوش تقریر فرمائی۔ جس میں فرمایا کہ مسلمانو! مسجدیں رو رہی ہیں اور مسلمانان ہند مزید ایک عرصہ کے لیے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جا رہے ہیں۔ اور تم ہو کہ ان کے لیے دعا کرنے اور خوشیاں منانے آئے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی"

آپ نے تقریر ختم کی تو عوام انگریزوں پر لعنتیں بھیجتے ہوئے گھروں کو لوٹے اور انگریزوں کے ٹوڈیوں اور خوشامدیوں کو ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان کے تمام سرکاری پروگرام دھرے کے دھرے رہ گئے۔ ضلعی حکام کو آپ کے خلاف کوئی کاروائی کرنے کی جرأت نہ ہوئی پنجاب کا انگریز چیف سیکرٹری اس معاملہ کی تحقیقات کے لیے سرگودھا آیا تو ڈپٹی کمشنر نے اسے کہا کہ "اگر حضرت مفتی صاحب کے خلاف حکومت کی طرف سے کوئی اقدام ہوا تو عوام میں شدید اشتعال پیدا ہو گا جس پر قابو پانا ہمارے لیے مشکل ہو جائے گا" وہ بھی کوئی کاروائی کیے بغیر واپس چلا گیا۔

پنجاب میں انگریزوں کے خلاف جو جماعتیں کام کر رہی تھیں۔ ان میں مجلس احرار اسلام کو امتیازی مقام حاصل تھا۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانویؒ جیسے شیر دل اور مجاہد علماء اس جماعت کی قیادت کر رہے تھے۔ آپ بھی مجلس احرار میں شامل ہوئے اور اس کی سرگرمیوں میں برابر حصہ لیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے علماء حق کی قربانیوں اور محنتوں کے نتیجے میں ملک کو آزاد فرمایا اور اسلام کے نام پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو آپ "صف اول" کے قائدین میں شامل تھے۔ تحریک زوروں پر تھی۔ آپ سرگودھا میں تحریک کی قیادت کر رہے تھے کہ رات کے سناٹے میں آپ کو مکان سے گرفتار کر لیا گیا۔ نو مہینے جیل میں رہے جب آپ کو کیمل پور جیل میں لے جایا گیا تو حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں تھے۔ دونوں باخدا بندوں کو اکٹھے رہنے کا موقع ملا۔ آپ حضرت غورغشتویؒ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ آپ کی قربانی اور اخلاص کے معترف اور بہت قدردان رہے۔

جون ۱۹۵۴ء میں مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شریک درس ہونے کا موقع نصیب ہوا۔ کچھ عرصہ بعد میری صحت خراب رہنے لگی اور میں نے تعلیم چھوڑنے کا ارادہ کر لیا میں نے ساتھیوں سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ بخاری شریف کا سبق پڑھاتے ہوئے حضرت نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا" اگر آپ بیمار ہیں تو علاج کرائیں۔ یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ تعلیم چھوڑ کر گھر جا بیٹھیں.... دوسرے ساتھیوں کو تو پتہ نہ چلا کہ حضرت کیا فرما گئے لیکن میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ارادہ آپ پر منکشف فرما کر میرے لیے رہنمائی کا سامان فرما دیا ہے میں نے تعلیم چھوڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔

آپ ہمیشہ طالب علموں کو علم پر عمل کرنے اور سلوک و تصوف کو اپنانے کی نصیحت فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ "علم کے ساتھ سلوک کی چاشنی ضرور ہونی چاہیے۔ علم اور استاد کے ادب اور سبق کے لیے طہارت کی بہت تاکید فرماتے تھے۔ اس سلسلہ میں اپنے زمانۂ تعلیم کا ایک واقعہ بھی سنایا تھا کہ میرے حضرت دیوبند تشریف لے گئے تو حضرت شاہ صاحب نے شکایت کی کہ مجھے سبق پڑھاتے ہوئے دارالحدیث میں بعض اوقات تاریکی سی محسوس ہوتی ہے۔ حضرت نے دوسرے دن حضرت شاہ صاحب کو بتایا کہ بعض طلبہ کسی وقت بغیر طہارت کے شریک سبق ہو جاتے ہیں۔ یہ اس کی ظلمت ہوتی ہے حضرت شاہ صاحب نے دارالحدیث میں طلبہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

"بھائی! ایک صاحب کشف نے یہ بات بتلائی ہے کہ بعض لوگ بلا طہارت شریک درس ہو جاتے ہیں۔ اس لیے آئندہ ایسا ہرگز نہ ہو"

۱۹۵۶ء میں جمعیۃ علمائے اسلام کا دور جدید شروع ہوا تو آپ شمالی پنجاب کے امیر منتخب ہوئے اور دم واپسیں تک اس منصب پر فائز رہے۔ جمعیۃ علمائے اسلام کے پروگراموں میں نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۶۵ء میں قومی اسمبلی کے الیکشن میں آپ نے جمعیۃ کے ٹکٹ پر حصہ لیا۔ مقابلہ میں بہت بڑا جاگیردار اور حکومت کا خاص آدمی تھا۔ ضلع کے بڑے بڑے زمیندار اور حکومت کی ساری مشینری حرکت میں آ گئی۔ دھونس، دھاندلی، اور لالچ کا جو شرمناک مظاہرہ ہوا۔ اس کی نظیر شاید ہی کسی پولنگ میں مل سکے۔

۱۵ جولائی ۱۹۷۶ء کو جمعہ کے دن صبح کی نماز کے وقت سرگودھا میں آپ کا وصال ہوا اور آبائی گاؤں گنجیال میں آپ کا مزار بنا۔ اپنے پیچھے کثیر عالموں اور حافظوں کا بھرا ہوا چھوڑا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد سعید صاحب مدظلہ آپ کے جانشین ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فضلاء میں سے ہیں۔ مسند تدریس و خطابت پر فائز ہیں۔

دوسرے صاحبزادے مولانا عبدالسمیع صاحب مدرسہ سراج العلوم کے مہتمم اور ڈویژنل جمعیۃ علمائے اسلام کے ناظم عمومی ہیں۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں۔

مولانا قاری احمد شفیع مدرسہ سراج الاسلام چھبڑالہ ضلع لائل پور کے مہتمم ہیں۔ مولانا قاری محمد رفیع صاحب جامع مسجد کے امام ہیں۔ دو چھوٹے صاحبزادے حافظ ہو کر علم دین پڑھ رہے ہیں۔

صاحبزادوں کے علاوہ آپ کے بے شمار شاگرد علماء ملک اور بیرون ملک خدمت دین اور اشاعت اسلام میں مشغول ہیں۔ جن میں سے آپ کے خلیفہ مجاز مولانا صالح محمد صاحب سرگودھا، حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب خوشاب، حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب ٹانک آپ کی خصوصی علمی یادگاریں ہیں۔

No. 6771? সপ্তাহিক WEEKLY REGD.L No. 713?

তরজুমানেইসলাম TARJUMAN E ISLAM

লাহোর LAHORE